حصہ اول - دفتر اول شرح اردو
مثنوی مولانا روم
باہتمام منشی محمد عبدالغفار مضمون و حافظ محمد احسان الحق کوثر مالکان اخبار فیض عام دہلی

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U55776

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حضرت خالق کائنات و نعت حضور خیر البریات ۔ چھوٹا منہ بڑی بات اُسکا ذکر اسکا خیال ایک ناممکن ایک محال
زبان قلم کو اُسکی طاقت نہ قلم زبان کو اسکی جرأت ۔ اُسے جناب مصطفےٰ کو سونپا اور اپنے خدا کے سپرد کیا ۔

امابعد بندۂ ہیچمدان ۔ راسخ ۔ محمد عبد الرحمن ۔ دہلوی حنفی نقشبندی خلف عالم النحریر مداح رسول بشیر و نذیر حاجی
الحرمین الشریفین ۔ حافظ القرآن شیخ الوقت حسان الہند عالیجناب حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب دہلوی مدظلہ
العالی المتخلص بہ فقیر نقشبندی چشتی ۔ شاذلی قادری مصنف کلیات مدحیہ فقیر و تعلیم الصیاد ۔ و تیغ نظر سابق سفیر قسطنطنیہ
منجانب ریاست بھوپال ابن ناظم و ناثر فقید المثیل ۔ مولوی منشی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم دہلوی چشتی سابق میر منشی
ریاست پاٹودی ۔ ابن منشی پیر بخش صاحب صوفی قادری سابق تحصیلدار مقام [illegible] ضلع میرٹھ ابن منشی انور صاحب
[illegible] سامانوی ابن منشی محمد احمد صاحب سامانوی ابن محمد حیدر صاحب سرہندی ابن محمد معظم صاحب سرہندی ۔ ابن محمد
اکرم صاحب سرہندی ۔ ابن محمد طاہر ابن محمد باقر ابن محمد ناظر ابن محمد قاسم ابن محمد ہاشم ابن محمد محسن المعروف بہ العلائی ابن شاہ
ابن مہدی ابوالحسن ابن ابوالطیب ابن عبد الملک ابن ابوالقاسم ابن عبد الرحمن المعروف بہ ابوسعید ابن احمد ابوالحسن ابن [illegible]
ابن عبد الاعلےٰ ابن موسےٰ ابن میسرہ ابن حفص ابن حبان المصری الیمنی غفر اللہ لہم اجمعین [illegible] ارباب تصوف
و سخن رس و نکتہ دانی کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ خاکسار ابتدائے شعور سے نادم [illegible] طالب علمی میں
جہاں معمولی کتابوں کے سبق ہوتے تھے وہاں بعض مسائل تصوف کے بھی [illegible] مگر چونکہ نافہمی کا زمانہ تھا
مگر تاہم صوفیائے کرام کی باتوں میں بہت دل لگتا تھا ۔ رفتہ رفتہ عمر بڑھتی گئی [illegible] شباب [illegible] آنے لگے [illegible]
شاعری کا جنون آ چڑھا ۔ ہنوز تعلیم سرکاری کا سلسلہ ناتمام تھا کہ شعر گوئی کا شوق مدرسۂ عقل و نقل [illegible] ملا کر ملاطبہ حسن و عشق

مین لیگیا پیر مغان سے بیعت ہوی اسکی ہمت ہوی دست سبو دعا کے لیئے اُٹھا ساقی کی عنبرین زلفون کا سلسلہ سند
بلا عشق ابرو نے تلوار کے گہاٹ اُتارا اور کسی کافر ادا کی ترچھی نگاہ اور بانکی چتون نے ایک سید سے مسلمان کا کام
تمام کردیا۔ خاکسار کو شوق شاعری کیون نہوتا حضرات **مرآۃ الخیال** - **دیوان اول** اور **آئینہ کمال دیوان دوم**
لکھنا تہا۔ نیز مثنوی مولانا روم کا اُردو مین نظم ترجمہ کرنا اس شاعری کا ازلی نتیجہ تہا الحمدللہ کہ یہ منصوبہ پورا ہوگیا تصوف
کی تمام منظوم کتابون مین **مثنوی مولانا روم** نہایت دقیق اور مشکل ہے کیونکہ سر بسر تذکرۂ اسرار اور حالات اہل دل ہے
ایکدن بیٹھے بیٹھے ایک متصوف دوست کو مثنوی مذکور کے دو چار شعر کا ترجمہ مع شرح لکھکر سنایا۔ اُنھون نے نہایت
پسند فرمایا اور تمام مثنوی کی بابت تحریک کی بحمداللہ کہ اُنکی دعا سے کئی دفترون کی شرح اُردو مین ہوگئی۔ چنانچہ پہلے
دفتر کی شرح ہدیۂ ناظرین ہے۔ ہر مشکل شعر کو نہایت وضاحت سے حل کیا گیا ہے گویا یہ شرح شرح در شرح اور
ہندی کی چندی ہے۔ بعض اشعار کے معنے کئی کئی صورت مین بیان ہوے ہین چونکہ لفظی سے زیادہ فائدہ مقصود تہا
اسلیئے ہر شعر کا مرادی ترجمہ کیا گیا ہے ہان مثنوی کے بعض اشعار متعلقہ حکایات ظاہری کی شرح اسلیئے چھوڑ دی گئی
ہے کہ وُہ خود شرح تہے شرح لکھتے وقت خاکسار کو بہت سی تصوف کی کتابین خصوصًا مثنوی کی اکثر شرحین مطالعہ
کرنی پڑین مگر تمام شرحین متن سے زیادہ مشکل تہین اس شرح الموسوم بہ **کتابؔ مرقوم** مین حتی الامکان مثنوی کے تمام
اشعار کے مطالب کو نہایت آسان طریقے سے سمجھایا گیا ہے اول حل ترکیب اور حل لغات سے شعر کے نفس مطلب کو اور
پہر نکات اور نسخون کے اختلاف کو مع اختلاف معنے اچھی طرح واضح کیا گیا ہے اور اسکا ہر جگہ لحاظ رہا ہے کہ شعر کا مطلب
حد شرح سے باہر نہو۔ جابجا قرآن مجید کی آیتین اور صحیح حدیثین سندًا لکھدی گئی ہین کہ تاکسی عالم یا صوفی کو محل گفتگو نہ رہے
لایق اور بالغ نظر دیکھنے والون اور صوفیون نے رائے دی ہے کہ اُردو مین مثنوی شریف کی شرح اس سے بہتر نہین ہوسکتی
اس شرح کی تالیف و تصنیف مین جسقدر عرق ریزی ہوی ہے وہ سب اللہ کے لیئے ہے۔ بایں ہمہ اگر کہین لفظی
یا معنوی غلطی رہگئی ہو تو پوری توقع ہے کہ ناظرین اصلاح فرماکر اطلاع اور شکریہ کا موقع دینگے۔ اور اسکا
خود ناظرین پر فرض ہے کہ عمومًا مثنوی کے عاشقون اور خصوصًا اُردو جاننے والون کی حالت پر رحم فرماکر منشی
صاحب مشفقون اور حافظ احسان الحق صاحب مبلغان دہلی و مالکان اخبار فیض عام دہلی و احسن المطابع
شرح کو بصرف زر کثیر چہپوا دیا انکا ارادہ ہے کہ چہئون دفترون کی اُردو شرح انشاء اللہ تعالے متواتر چہپے
دوسرے دفتر کی شرح کا نام **مسک مختوم** اور تیسرے کی شرح کا **رزق مقسوم** ہے۔ ناظرین اعتناء
کامل کے لیئے دعا فرمایئں۔ اور درخو... ن بھیجکر جلد منگا لیئں۔ نیز مصنف اور مالکان مطبع کے
یہ فرماتے رہین۔ غرض نقشیست کا ... دماند ہ کہ ہستی را نمے بینم بقاشے ۔ والسلام خطے ترہ

ولانا قدس سرہ مصنف مثنوی ... دی کا عربی خطبہ مع ترجمہ و شرح اُردو مت

نامیان جہان بے چند و چون ٭ زامتیاز علمی و عینی مصون ٭ نے بلوح علم شان نقش ثبوت ٭ [illegible] حق کا کمال
نے زحق ممتاز نے از یکدگر ٭ غرق دریائے وحدت سر بسر ٭ ناگہان در جنبش آمد بحر جود ٭ جملہ را در خود ز خود بیرون نمود
نوع آخر آدم ست و آدمی ٭ گشتہ محروم از مقام محرمی ٭ بہر مراتب سر بسر کردہ عبور ٭ باز مانیدہ ز اصل خود افتادہ دور
چون نگرد و زار مسکین زین سفر ٭ نیست از وی ہیچ کس مہجور تر ٭ نے کہ آغاز شکایت میکند ٭ از جدائیہا شکایت میکند
نیستانے کہ درو سے ہر عدم ٭ در رنگ وحدت داشت با نو قدم ٭ تا بتیغ فرقتم ببریدہ اند ٭ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
نیست مرد اسمائے خلاق ودود ٭ کان بود فاعل در اطوار وجود ٭ چیست زن اعیان جملہ ممکنات ٭ منفعل گشتہ ز اسما و صفات
این ہمہ اسما و اعیان بے قصور ٭ دارد اندر رتبۂ انسان ظہور ٭ جملہ را در ضمن انسان نالہاست ٭ کز جدا سر یک از اصل خود جدا ست
شد گریبان گیرشان حب الوطن ٭ این بود سر نفیر مرد و زن

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مطلب تقریبًا وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین اسلیئے مکرر تشریح کی ضرورت
نہین بعض اہل سلوک لفظ نے سے روح انسانی۔ جدائی سے استفاضۂ انوار حق کی جدائی **نیستان سے**
محل افاضۂ انوار اور بریدن سے محل افاضۂ انوار سے جدا ہو کر جسم خاکی مین آنا مراد لیا ہے۔ اس صورت مین
دونو شعرون کے یہ معنے ہونگے کہ روح انسانی استفاضۂ انوار حق کی جدائی کی شکایت کرتے ہوئے یہ کہتی ہے
جب سے مجکو محل افاضۂ انوار حق سے جدا کر کے جسم خاکی مین ڈالا ہے میری فریاد سے اسماء و اعیان بیزار جہان
[illegible]ن ہے

(۳) **سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق ٭ تا بگویم شرح دردِ اشتیاق**

چاہیئے سینہ ہو صد ریش فراق ٭ تا سناؤن شرح دردِ اشتیاق

شرح یہ شعر مقولۂ نے بھی ہو سکتا ہے اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بھی۔ یعنے انسان کامل یا مولانا [illegible]
ہین کہ مین اپنے سینہ کو فراق مرتبۂ غیب سے پارہ پارہ کرنا چاہتا ہون تاکہ [illegible]
[illegible] اشتیاق بیان کرون۔ اور اُنکے دلون مین اثر پیدا ہو کیونکہ اہل [illegible]
[illegible] اس سے ظاہر ہوگیا کہ جب تک [illegible] مرشد زخم تیغ فراق سے [illegible]
[illegible] بے زبانی بیان کا اثر خاک نہوگا [illegible] ہے کہ [illegible] سینہ سے [illegible]
[illegible] کے یہ معنے ہوئے [illegible] سینۂ الم فراق سے [illegible]
[illegible]
[illegible] محرک عشق [illegible]
حق در [illegible] ہے ایک معنی یہ بھی ہے [illegible]
[illegible] یتی ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے [illegible]
[illegible]

هر کسے کو دور ماند از اصل خویش | باز جوید روزگار وصل خویش
جس کسی سے ناصلہ ہے اصل کا | ڈھونڈتا ہے وہ زمانہ وصل کا

شرح یہ شعر بھی پہلے شعر کیطرح نے اور مولانا قدس سرہ دونوں کا مقولہ ہو سکتا ہے۔ یعنے جسطرح
معشوق سے جدا ہو کر وصل کا زمانہ ڈھونڈتا ہے اسیطرح انسان کامل اپنی اصل (مرتبۂ غیب) سے دو
بارہ وصل کا طالب ہے اور اسی لیئے اپنے تمام اجزا یعنے اسماء اور اعیان کے ہمراہ ہر وقت نالان رہتا ہے

(۵) من بہر جمعیتی نالان شدم | جفت خوش حالان و بدحالان شدم
ترجمہ یعنے نالہ ہر جماعت میں کیا | اور نیک و بد کا ساتھ اکثر دیا

شرح بعض محققین کے نزدیک یہ شعر خاص مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے۔ چونکہ انسان کامل تمام
کا جامع ہے اسلیئے اسکا نالہ اسکی جمعیت اسمائی۔ روحی اور کونی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہی مطلب مو
ہے کہ میرا نالہ میری تمام جمعیت کے ساتھ ہے ایسے نالہ کو نالۂ قلبی کہتے ہیں جسکو جسم یا زبان سے کچھ تعلق نہ
یہ خاص اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔ اور جفت خوشحالان و بدحالان کا یہ مطلب ہے کہ میں اپنی حقیقت میں مظا
اسماء جمال و جلالی کا جامع اور شاہد کرنے والا ہوں اسماء جمالی و جلالی کی خوشحالی و بدحالی مظاہر کے
سے ہے ورنہ اسماء حسنے اللہ تعالے کے تو تمام سب کے سب مبارک ہیں اسماء جمالی کا جہان ظہور ہوتا ہے
ہدایت۔ رشد۔ ایمان اور رحمت پھیلتی ہے اور جہان اسماء جلالی کا ظہور ہوتا ہے وہان ضلالت۔ کفر
اور زحمت کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس تمہید سے خوشحالی و بدحالی کا مطلب صاف طور پر واضح ہو
یہ نکلا کہ ہر انسان مظاہر اسماء جمالی و جلالی کا جامع ہے ورنہ دنیا میں خدا کے نافرمانوں کو کبھی راحت نہ ملتی
ہی مصیبت آتی۔ لیکن انسان کامل ریاضت اور تزکیۂ نفس اور مشاہدہ خوشحالی و بدحالی کے سبب انجام کار صرف مظ
جمالی رہجاتے ہیں ... ہر شخص کو یہ نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہ مظاہر کا مشاہدہ ہی نہیں کر سکتے۔ بعض تفسیر
... سر قلم ... زیادہ کلام ہیں اور عام ہیں ... خوشحالان و بدحالان سے دنیا کے لوگ مراد لیے ہیں بعضو
... ہے مگر تھوڑے سے ... معلوم ہو جائیگا کہ شعر کے یہ معنے لیئے جائیں
... کا مقولہ فرض کیجیے تو بیا ... قدس سرہ کا مقولہ سمجھیئے تو درست ہے
... ہو سکتے ہیں حاصل یہ ہے ... اللہ تعالیٰ علیہ ...
تمام جمعیت ...

ہوات ظاہر ہو گئی کہ آفرینش عالم سے پہلے اسماء اپنے مظاہر کے خواستگار تھے۔ اور یہ خواستگاری اسلئے تھی کہ اسماء حق کا کمال ظاہر ہو ورنہ ذات حق ہر چیز سے مستغنی ہے۔ اسلئے بہر تماشائے قدرت عالم کو پیدا کیا گیا لیکن چونکہ عالم مطلق آئینہ جمال قدرت نہین ہو سکتا تھا لہذا انسان کامل کے پیدا کرنے کی ضرورت ہوئی اس تمہید سے ثابت ہو گیا کہ حق سبحانہ تعالے کو انسان کامل سے خاص طرح کی محبت ہے۔ اور اسی محبت کے باعث اسکو عالم وجود مین لاکر مرتبہ محبوبیت مین تمام عالم سے مشرف وممتاز کر دیا ہے۔ اب (آتش عشق ست کاندر نی فتاد) کے معنے بالکل واضح ہو گئے **نکتہ** اس شعر مین غور کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عشق **صفات الٓہیہ** مین سے ہے کیونکہ وہ سب سے پہلے اپنے ظہور کا آپ عاشق ہوا ہے

(1)	نے حریف ہر کہ از یارے برید	پردہایش پردہائے ما درید
ترجمہ	نے حریف اسکی ہے جو ہو دردناک	اسکے پردے سے ہے پردے چاک چاک

شرح یعنے انسان کامل اُس شخص کا دوست اور غمخوار ہے جو عاشق ہو کر مبتلائے ہجر یار ہو یعنی شاہد حقیقی سے جدا ہو گیا ہو تا کہ اسکو مرتبۂ وصل تک پہنچا دے۔ ہان جس شخص مین عشق کا مادہ ہی نہین رکھا گیا مرشد کامل اسکا دوست یا غمخوار نہین بن سکتا کیونکہ ع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست ؛ دوسرے مصرع مین پردہائے۔ نے سے مرشد کامل کے نالہائے دلی مراد ہین۔ اور پردہائے ما سے وہ پردے مقصود ہین جو طالب عرفان اور حق سبحانہ تعالے کے مابین حائل ہین خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے نالہائے دلی نے اُن پردونکو چاک کر دیا ہے جو طالب و مطلوب کے مابین حائل ہوتے ہین اور فی الواقع مرشد کامل طالب صادق کو تمام پردے اُٹھا کر اسکے مطلوب کا جلوہ دکہا سکتا ہے

(2)	ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید	ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
ترجمہ	نے عجائب زہر ہے تریاق ہے	نے عجب دمساز ہے مشتاق ہے

شرح یعنے انسان کامل اپنے حق مین۔ زہر تو اسلیئے ہے کہ جیتے جی **فنافی اللہ** ہو جاتا ہے۔ اور **تریاق** اسلیئے بعد فنا مرتبۂ بقا باللہ حاصل کر لیتا ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل طالب صادق کا دمساز اور مشتاق ہوا کرتا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کہ تمام عمر امت کے بڑہانے اور امتیون کو راہ حق بتانے کے مشتاق اور غمخوار رہتے ہین بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہٗ رباب سماع مین سے تھے اگر یہ صحیح ہے تو لفظ **نے** سے یہی (بانسری یا بانسلی) مراد ہو سکتی ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے کہ نے اہل ہوے اور جھوٹے مدعیوں کے حق مین زہر ہلاہل ہے کیونکہ اُنکے لیئے سامان غفلت ہے اور انکے لیئے ساز عشق و محبت۔ یا یہ سمجھیے ہے اور اسلیئے حق بدن مین زہر ہے اور انتہا مین موجب عشق حقیقی ہے اسلیئے تریاق کہہ سکتے ہین کہ نے ہجر۔ اور وصل کے نغمون کے باعث زہر اور تریاق دونونکا کام دیتی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یہی نے بجانے والے کی دمساز اور غور سے سننے والے کی مشتاق ہے

(13)	نے حدیث راہ پر خون میکند	قصہائے عشق مجنون میکند
ترجمہ	نے حدیث راہِ پر خون کہتی ہے	قصہائے عشق مجنون کہتی ہے

شرح چونکہ طریق سلوک رخدا کے رستے مین بلاؤن پر صبر مصیبتونکا سامنا اور **نفس کشی** ضرور ہوتی ہے اسلئے اس خوفناک رستے کو **راہ پر خون** کہا گیا یعنی مرشد کامل ایسے رستے کی باتین بیان کرتا ہے جسمین نفس کشی گویا پہلا قدم ہے اور ایسے قصے سناتا ہے جو عقل کو زائل کر دیتے ہین لفظ **عشق مجنون** مین یا تو اضافت مقلوب ہے یعنی مرشد کامل **مجنون عشق** حقیقی کے قصے بیان کرتا ہے ۔ یا یہ کہ **مجنون** سے **قیس** مراد ہے جو **لیلی** کا عاشق تہا یعنے مرشد کامل عشق قیس کے قصے کہتا ہے بطور تفہیم طالبان عرفان سے ارشاد فرماتا ہے کہ جس طرح قیس نے عشق لیلی مین انا لیلی کا مرتبہ حاصل کیا تہا اسی طرح عاشق حقیقی کو مرتبہ فنا فی الذات حاصل کرنا چاہیئے حضرت بایزید بسطامی کا **انا اللہ فاعبدنی** کہنا اسی قبیل سے تہا یا یہ کہ **مجنون** سے انبیائے عظام اور اولیائے کرام مراد ہون جو فی الواقع مجنون عشق الٰہی ہین اسی لیئے منکرون نے انکو جادو گر اور **مجنون** کا خطاب دیا ہے اور حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین **لایکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون** یعنے کسی شخص کا ایمان کامل نہین ہوتا جبتک لوگ اُسے دیوانہ نہ کہنے لگین ۔ اس وقت شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کامل انبیا اور اولیا کے قصے کہتا ہے تاکہ طالب عرفان منکرون کے طعنوں سے بد دل نہو اور عشق حقیقی کو اپنا مقصد اصلی سمجھے **حاصل مطلب** یہ ہے کہ مرشد کامل اُس رستے کی خبر دیتا ہے جسمین **نفس امارہ** کا خون بہ رہا ہے کیونکہ بلا نفس کشی اور اختیاری موت کے وصل حقیقی غیر ممکن ہے حدیث **موتوا قبل ان تموتوا** مرجاؤ مرنے سے پہلے اُسی اختیاری موت کی شرح ہے جسکو نفس کشی کہنا چاہیئے ۔ نیز حدیث قدسی **من احبنی قتلتہ** (مین اپنے دوست کو قتل کر دیتا ہون) اسی اختیاری موت کی طرف اشارہ کر رہی ہے **فائدہ** موت کی دو قسمین ہین اول اضطراری ۔ یعنے عام طرح کی موت جسکا وقت مقرر ہے اور جسکے آنے سے ہر متنفس کو مجبوراً مرنا پڑتا ہے دوسرے **اختیاری** جسکو مرنے سے پہلے آدمی اختیار کرے ایسی موت اولیا اللہ کا حصہ ہے ۔ اور اسی موت کا نام نفس کشی ہے ۔

(14)	دو دہان داریم گویا ہمچو نے	یک دہان پنہانست در لبہائے وے
ترجمہ	دو دہن رکھتے ہین ہم مانند نے	ایک اُنہین سے اُسی کی سمت ہے
(15)	یک دہان نالان شدہ سوئے شما	ہائے و ہوئے درفگندہ در سما
ترجمہ	ایک لوگون کی طرف نالہ کشان	ہائے ہو کا شور ہے آسمان

(۱۵)	لیک داند ہر کہ او را منظر است	لیکن فغان این سرے ہم زان سر است
ترجمہ	لیکن اسکو جانتا ہے باخبر	یہ فغان بھی وہ فغان سے سر بسر
(۱۶)	دمدمہ این نائے از دمہاے اوست	ہائے و ہوئے روح از ہیہاے اوست
ترجمہ	نے کی یہ آواز اسی کے دم سے ہے	روح کا ماتم اسی ماتم سے ہے

شرح - یہ چارون شعر جو بطور قطعہ ہند مین مثنوی شریف کے اکثر قلمی اور بعض مطبوعہ نسخون مین نہین پائے جاتے اسلیئے بعض محققین نے انکے الحاقی ہونیکا گمان کیا ہے لیکن لفظی اور معنوی قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید داخل مثنوی ہون - **دادیم** سے جمیع انسان کامل مراد ہین اور دوسرے کی ضمیر نے نواز حقیقی کیطرف راجع ہے جو حسب اقتضاے قرینہ محذوف ہے اور دوسرے مین شماسے طالبان معرفت الٰہی اور انسان غیر کامل مراد ہین جو سمجھے ہیں **دمدمہ** بمعنے آواز اور دم بمعنی نفس یعنی سخن ہائے و ہو شور و نالہ ہیہاے بمعنے فریاد و غوغا ہے یعنی انسان کامل نے کی طرح دو مُنہ رکھتا ہے جنمین سے ایک مُنہ نے نواز حقیقی کی طرف ہے اور دوسرا طالبان عرفان اور انسان غیر کامل کی طرف - اس دوسرے مُنہ سے انسان کامل نالے کر رہا ہے جسکی ہائے و ہو کا غل آسمان تک پہنچگیا ہے لیکن باطنی آنکھون والے خوب جانتے ہین کہ وہ نالے کہ جو انسان کامل اس مُنہ سے کر رہا ہے اُسی مُنہ کی طرف سے آئے ہین جو نے نواز حقیقی کی طرف ہے ع آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم - **حاصل مطلب** یہ ہے کہ انسان کامل اگر حالت وجد وسماع اور ذوق وشوق مین آہ و فغان یا نالے کر رہا ہو تو اُسکو ریا اور تکلف یا بناوٹ خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اُسکے تمام افعال خلاق عالم کی طرف منسوب ہین۔

(۱۷)	گر نبودے نالۂ نے را ثمر	نے جہان را پر نکردی از شکر
ترجمہ	نالۂ نے کا نہ ہوتا گر ثمر	نے جہان کو کر نہ سکتی پر شکر

شرح - یعنی اگر انسان کامل کے نالے مین کچھ اثر نہ ہوتا تو جہان مین لذت معرفت نہ پھیلتی - حالانکہ عاشقان الٰہی اور دلدادگان معرفت ہر زمانے مین موجود ہوتے ہین اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح بطریق تمثیل ہے یعنی جسطرح ظاہری نے نیشکر کے نہ ہونے سے جہان مٹھاس کو ترس جاتا اسیطرح اگر باطنی نے (انسان کامل) کے نالے بے نتیجہ ہوا کرتے تو عالم لذت عرفان سے محروم رہتا

(۱۸)	محرم این ہوش جز بیہوش نیست	مر زبان را مشتری جز گوش نیست
ترجمہ	واقف راہ خدا بے ہوش ہے	قدر دان حرف اہل گوش ہے

شرح پہلے مصرع مین **ہوش** سے **راہ پُر خون** مراد ہے جسکو نفس کشی کہتے ہین اور دوسرا ہوش عقل و ہوش اور دانائی ہے یعنی اس پُر خون راستے (راہ سلوک) سے وہی لوگ واقف ہین جو ماسوی اللہ سے بیہوش ہین اور اسنے کی زبان سے جو کلمات اسرار معرفت نکلتے ہین اُنکے خریدار وہی ہین جو گوش باطن رکھتے ہین جس شخص کی عقل صرف امور معاش تک

محدود ہے وہ ہرگز راہ سلوک اختیار نہین کرسکتا۔ بلکہ اسکے لیے شراب عشق حقیقی کا متوالا ہونا چاہیئے۔ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم (اے لوگو اپنے دنیا کے کامونکو تمہین اچھی طرح جانتے ہو مین اُنسے ناواقف ہون) دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنی جس طرح زبان سے نکلی ہوئی باتونکا فائدہ صرف کانونکو پہنچتا ہے اسی طرح راہ سلوک کا فائدہ محض مستان معرفت الٰہی کا حصہ ہے۔

(۲۵)	در غم ما روزہا بیگاہ شد		روزہا باسوزہا ہمراہ شد
ترجمہ	عمر سب غفلت مین کھو بیٹھے ہین ہم		زندگی کے دن گئے با سوز و غم

شرح۔ روز بمعنے وقت۔ اور وقت سے زمانہ حاضر اور بیگاہ سے زمانہ غیر حاضر مراد ہے۔ یعنی ہماری غفلت کے غم مین بہت سے حاضر زمانے زمانہ غیر حاضر کی طرح گذر گئے (گویا پھر آئے ہی نہین) اسی سبب سے گذرنیوالے زمانے ہمسے باسوز پرالم رخصت ہوئے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غافلونکو وقت کی قدر نہین ہوتی اسلیئے غفلت کا زمانہ جلد گذر جاتا ہے۔ لفظ ما ضمیر متکلم مع الغیر سے طالبان معرفت کی تنبیہ مقصود ہے۔ ورنہ مولانا قدس سرہ جیسے مقامات اور با اوقات انسان کامل کو غفلت سے کیا سروکار۔

(۲۶)	روزہا گر رفت گو رو باک نیست	تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست
ترجمہ	جانے والی چیز کا ہو رنج کیون	تو تو ہے اے ذات بیچون و چگون

شرح۔ یہان مولانا طالبین کو تسلی دیکر یون فرماتے ہین کہ اے مخاطب اگر تیرا بہت سا وقت غفلت مین گیا ہے تو اسکا خوف نہ کر گذر جانے دے۔ بلکہ یون دعا کر کہ اے ذات پاک بیچون و بیچگون تو ہمیشہ ہمپر اپنے احسان اور کرم کی نگاہ رکھ تاکہ ہم تلافی مافات کرسکین۔ دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ اس سے پہلے شعر مین روزہا سے اولیائے کامل مراد ہین جنکا فیضان روز روشن سے زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس شعر مین تو بمان کا خطاب مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ پیرو مرشد مولانا قدس سرہ کی جانب ہو۔ اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ گو اولیائے گذشتہ ہماری یعنی طالبان فیض کی ہدایت کا غم کھاتے کھاتے بیوقت جہان سے رخصت ہوگئے۔ کیونکہ ہمنے اُنکا وقت نہین پایا۔ مگر اے فتیٰ تو اسکا کچھ غم نہ کر بلکہ یہ دعا مانگ کہ اے شیخ زمن اور مرشد عالم مولانا شمس الدین خدا کرے تو بہت دنون تک قائم رہے کیونکہ تیرے فیضان سے راہ پرخون کا طے کرنا اور وصال شاہد حقیقی۔ لطو تلافی مافات۔ بہرحال ممکن ہے

(۲۷)	ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد	٥	ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
ترجمہ	مچھلیان ہین فیض حق سے غرق آب	٥	زندگی ہے بے نصیبونکی خراب

شرح۔ واضح رہے کہ انسان تین قسم کے ہین۔ اول صاحب عرفان جنکو عاشقان حق اور ماہی دریائے حقیقت چاہیئے۔ دوم عام اہل ایمان سوم منکرین چنانچہ آیت فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات

یعنے بعض آدمی اپنی جان کے دشمن ہین۔ اور بعض متوسط درجے کے ہین اور بعض نیکیون مین سبقت لیگئے ہین انہی تینون قسمونکی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مولانا قدس سرہ نے اس شعر مین پچھلی دو قسمون (عام اہل ایمان اور منکرین) کا ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلی قسم کے لوگونکا حال ضمنًا معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیر ماہی دریائے حقیقت یعنی عام اہل ایمان ہے وہ فیضان ذات برحق (یعنی کلام الٰہی اور ارشادات انبیاء علیہ السلام) سے سیر اور اُسی پر قانع ہے۔ یہان سے ضمنًا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ انسان کامل جو ماہی دریائے حقیقت ہے وہ اس فیضان پر قانع نہین ہوتا بلکہ ہر دم مشاہدہ خاص اور جدید تجلی کا طالب رہتا ہے۔ کیونکہ تَجَلِّیَاتُ الْحَقِّ لَا تَقِفُ اِلَی النِّہَایَۃِ تجلیات الٰہی کی کوئی حد نہین۔ دوسرے مصرع مین لفظ روزش بکسر زائے منقوطہ روزی کا مخفف ہے یعنے جو شخص (منکر) کفر کے سبب فیضان الٰہی سے بے نصیب ہے اُسکا حصہ صرف دنیا مین تمام ہوگیا ہے وہ حصۂ آخرت سے محروم ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزش بالفتح بمعنے زندگی ہو یعنی منکر کی زندگی خراب ہوگئی ہے۔ کیونکہ دیر شدن بمعنے تمام شدن و خراب شدن و فوت شدن مستعمل ہے۔

(۲۳)	در نیابد حال پختہ ہیچ خام		پس سخن کوتاہ باید والسلام	
ترجمہ	پختہ کارون سے نہین واقف ہین خام		اب سخن کوتاہ ہے بس والسلام	

شرح یعنی پختہ کاران عشق حقیقی کا حال ظاہر پرست اور خام طبیعت والے ہرگز معلوم نہین کر سکتے اسلیے مناسب ہے کہ سخن کوتاہ کر دینا چاہیئے کیونکہ کلمات حکمت اور اسرار حقیقت ہر کسی کی سمجھ کے قابل نہین ہین فائدہ حضرت مولانا ضیاء الحق حسام الدین مرید و شاگرد رشید حضرت مولانا قدس سرہ نے لوگونکو الٰہی نامہ مصنفہ حکیم سنائی اور منطق الطیر مصنفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ دیکھکر مولانا قدس سرہ سے عرض کیا کہ اگر اسی ترکیب کی کوئی کتاب تصوف مین لکھی جائے تو نہایت دلچسپ اور مفید ہوگی چنانچہ مولانا قدس سرہ نے مثنوی معنوی کا آغاز انھی کی فرمائش سے کیا اور (پس سخن کوتاہ باید والسلام) تک چند اشعار بطور نمونہ لکھکر شاگرد رشید کو دکھائے۔ چنانچہ لفظ والسلام اسی اختتام نمونہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ انھون نے ترکیب مثنوی کو پسند کیا۔ پھر کیا تھا۔ مولانا قدس سرہ کے دریائے مضامین کی موجین چھ دفترون تک پہنچگئین ہم ایسطرح چھہون دفترون کی شرح ناظرین کی خدمت مین پیش کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ۔

(۲۴)	بادہ در جوشش گدائے جوش ماست		چرخ در گردش اسیر ہوش ماست	
ترجمہ	جوشش بادہ ہے گدائے جوش عشق		چرخ گردان ہے اسیر ہوش عشق	.

شرح بادہ سے معشوق جوشش سے مرتبۂ عشق جوش سے ظہور۔ گردش سے ہستی۔ ہوش سے وجود مراد ہے یعنے شاہد حقیقی مرتبۂ عشق مین انسان کامل کے ظہور کا ضرورتمند ہے۔ اگر انسان کا ظہور نہوتا تو شاہد حقیقی کا

عاشق ہی کون بنتا یہ مصرع اور رجوشش عشق ست کاندرمی فتاد) قریب المعنی ہین مصرع دوم کا یہ مطلب ہے کہ آسمان اپنی ہستی ہین حسب مضمون لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ۔ اے محمد اگر تو نہوتا تو مین آسمانون کو پیدا نہ کرتا۔ انسان کامل کے وجود کا پابند ہے اُسکی ہستی اسکے وجود کے سبب ہے یا یہ معنے ہین کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت در جوش مین ہمارے جوش کی گد یعنے اس سے کم درجہ کی ہے۔ اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑہا ہوا ہے کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کرسکتا لیکن اُسکی گردش ہماری گردش عقل کی رجوئنت شراب عشق حقیقی کے باعث ہے رقیدی یا غلام ہے یعنے پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت و نحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت

۲۵	بادہ از ما مست شد نے ما ازو		قالب از ما ہست شد نے ما ازو	
ترجمہ	بادہ ہم سے ہے نہ ہم ہین مست مے		ہم نہین قالب سے قالب ہم سے ہے	

شرح۔ یعنے شراب ظاہری مین جو نشہ ہے۔ یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے۔ جو ہم نے پی رکھی ہے یا یہ مطلب ہے کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے۔ یا یہ معنی ہین کہ اول اول شاہد حقیقی خود انسان کامل کا عاشق ہوا ہے نہ انسان شاہد حقیقی کا کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً اُسی شاہد کا مقولہ ہے۔ نہ کہ انسان کا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے از ما سے روح مراد ہے۔ کیونکہ کامل وہی ہے جو قید جسم سے رہا ہوکر روح کی طرح لطیف ہوجائے یعنے جسطرح قالب روح کے سبب ہست اور موجود ہوا ہے نہ کہ روح قالب کے سبب اسی طرح عشق کی ابتدا شاہد حقیقی سے ہوئی ہے۔

۲۶	بر سماع راست ہر کس چیر نیست		طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست	
ترجمہ	ہر کوئی سنتا نہین اسرار یار		یعنے ہر طائر نہین انجیر خوار	

شرح۔ چونکہ پچھلے دو شعرونمین عشق و عاشق و معشوق کے ایسے معنے اور اسرار بیان کیے گئے ہین جنکو باوجود سادگی ہر کس و ناکس ہرگز نہین سمجھ سکتا اسلیے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ ہماری ہچی باتون کو سنکر سمجھ لینا بڑے حوصلے والون کا کام ہے جس طرح ہر طائر انجیر خوار نہین ہوتا اسی طرح ہر شخص اسرار معرفت معلوم کرنیکی عقل نہین رکھتا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔

۲۷	بند بگسل باش آزاد اے پسر		چند باشی بند سیم و بند زر	
ترجمہ	عمر آزادی سے اپنی کر بسر		تا کجا صد حیف قید سیم و زر	

شرح اس شعر مین شاہد حقیقی کے عاشق ہونے کا طریقہ بتایا ہے یعنے اے شخص شاہد حقیقی سے غافل کر دینے والی چیزون کی قیدمین توکب تک رہیگا کمبخت قید ماسوی اللہ کو توڑ کر خطرات شیطانی اور خواہشات نفسانی سے بالکل آزاد ہوجا ورنہ معرفت سے محروم رہجائیگا تعس عبد فرجہ وعبد بطنہ وعبد درہمہ اپنی شرمگاہ اور پیٹ اور درہم کا بندہ گویا ہلاک ہوگیا صحیح حدیث ہے جو اس شعر کے مطلب سے قریب المعنی ہے

۲۸	گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمت یکروزۂ
ترجمہ	گر کرے دریا کو ئی کوزہ مین بند	چند قطرے آئینگے یا گھونٹ چند

شرح حرص دنیا کی مذمت بطریق تمثیل ہے یعنی اے حریص اگر تو دریا کو ایک کوزہ مین ڈالنا چاہے تو اُسمین کسقدر پانی آئیگا بہت تھوڑا سا کہ مشکل سے ایک دن کو کافی ہو۔ پھر زیادہ کی حرص سے کیا فائدہ۔ یہی طرح کثرت مال دنیا کی حرص بالکل لغو خیال ہے قسمت سے زیادہ کسی کو کچھ نہین ملتا بہتر یہ ہے کہ حرص کو چھوڑ اور دریا کو کوزے مین ڈالنے کی فکر نہ کر بلکہ اپنی قطرہ ہستی کو دریائے وحدت مین ڈالدے

۲۹	کوزۂ چشم حریصان پُر نشد	تا صدف قانع نشد پر دُر نشد
ترجمہ	کوزۂ چشم حریصان پُر نہین	جو صدف قانع نہین پر دُر نہین

شرح یعنی حریصونکی آنکھہ متاع دنیوی سے کبھی نہین بھرتی۔ اور وہ ازلی قسمت پر کبھی قانع نہین ہوتے۔ حالانکہ یہ حرص اُنکے لیے ہر طرح باعث نقصان ہے دیکھہ لو صدف جب تک قانع نہین ہوتا اُسمین موتی ہرگز پیدا نہین ہوتے
فائدہ بعض صدف مینہ کا ایک قطرہ لیکر مُنہ بند کر لیتا ہے اور پھر نہین کھولتا۔ وہ قطرہ دُرشاہوار (قیمتی موتی) بن جاتا ہے اور اکثر صدف ایک قطرہ لینے کے بعد اور قطرہ لینے کے لئے مُنہ کھولدیتے ہین اور وہ سب قطرے سے چھوٹے چھوٹے یا چھوٹے موتی بنجاتے ہین دوسرا مصرع اسلئے ہے کی مثال ہے

۳۰	ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد	او ز حرص و عیب کلی پاک شد
ترجمہ	پیرہن الفت مین جسکا چاک ہے	حرص کیا ہر عیب سے وہ پاک ہے

شرح عشق ایسی فرط محبت کو کہتے ہین جو انسان کو اپنے مطلوب کے سوا دنیا و مافیہا سے غافل اور بے پروا کر دے اور معشوق کی محبت اجزاء بدنی اور قوائے روحانی تک پہنچ جائے منصور حلاج کے خون سے اللہ اللہ کی تحریر جو بعد قتل زمین پر پائی گئی تھی اُسکے یہی معنی ہین جو ہمنے بیان کیے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا جامۂ وجود نفسانی عشق حقیقی کے باعث چاک ہوگیا وہ حرص دنیوی اور عیب بشری سے (جو مانع کمالات ہین) بالکل پاک ہوگیا اور اُسنے وجود حقانی حاصل کر لیا گرچہ عیوب بشری مین حرص بھی داخل تھی مگر چونکہ صوفیون کے لیے بہت قبیح تر عیب ہے اسلئے لفظ حرص کو عیب سے مقدم رکھا گیا

۳۱	شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہائے ما
ترجمہ	شاد باش اے عشق با برگ و نوا	تو ہمارے ہر مرض کی ہے دوا

شرح خوش سودا۔ یعنی مرغوب ہے۔ اور عشق کو طبیب اسلئے کہا گیا ہے کہ روحانی بیماریونکا علاج کرتا ہے اور اسکی

لفظ شاد باش سے اسلیئے مخاطب کیا گیا ہے کہ عارفان کامل کو اسی کے وسیلے سے مشاہدۂ جمال الٰہی اور وصال حقیقی میسر ہوتا ہے شعر کا مطلب بالکل واضح ہے

(32)	اے دوائے نخوت و ناموس ما	اے تو افلاطون و جالینوس ما
ترجمہ	تو دوائے نخوت و ناموس ہے	تو تو افلاطون و جالینوس ہے

شرح نخوت غرور اور تکبر ناموس ننگ و عار جو نیک باتوں کے قبول کرنے سے ہو جیسا کہ ابو لہب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے عار کے مقابلہ میں آتش دوزخ کو قبول کر لیا ہے افلاطون و جالینوس کی تخصیص اسلیئے ہے کہ یہ دو طبیب ظاہری امراض کے معالجہ میں سب سے حاذق اور شہرۂ آفاق تھے افلاطون اشراقیوں میں خاتم الحکما تھا۔ اور جالینوس مشائین میں اشراقین وہ حکیم تھے جنھوں نے اپنے صفائی ذہن اور نور باطن کے سبب حکمت کی اور مشائین وہ جو چل پھر کر اور طالب علم بنکر حکیم ہوئے مطلب شعر نہایت سہل ہے

(33)	جسم خاک از عشق بر افلاک شد	کوہ در رقص آمد و چالاک شد
ترجمہ	جسم خاکی عشق سے پہنچا ہے دور	عشق ہی سے وجد میں ہے کوہ طور

شرح اگر افلاک سے یہی ساتوں آسمان مراد ہیں تو مطلب شعر یہ ہے کہ عشق حقیقی ایسی عالی مرتبہ چیز ہے جسنے جسم خاکی کو آسمانوں تک پہنچا دیا چنانچہ قصہ شب معراج خاتم النبیین اور حکایت حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اسکی کافی شہادت ہے اور آیت سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا پاک ہے وہ ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندہ محمد کو رات کے وقت۔ اور انہ کان صدیقا نبیا و رفعناہ مکانا علیا بالتحقیق ادریس سچا نبی تھا اسکو ہمنے اٹھا بلند مکانوں میں اور بل رفعہ اللہ الیہ یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اٹھا اس شہادت کی تصدیق ہے۔ اور اگر افلاک سے مراتب علیا مراد لیے جائیں تو جسم خاک سے اولیائے کرام بھی ہو سکتے ہیں جنکے جسم خاکی عشق حقیقی نے روح کی طرح لطیف کر دیے ہیں اور جو آسمانی اسرار اور غیبی مشاہدوں سے اسی طرح واقف ہیں جسطرح اہل دنیا اپنے دنیوی معاملات سے کوہ سے طور اور رقص سے وجد اور چالاک شدن سے قبول تجلی کے لیے مستعد ہو جانا یا پارہ پارہ ہونا مراد ہے یعنی طور پر تجلی جمال سے یہانتک حالت وجد طاری ہوئی کہ پارہ پارہ یعنی فنا فی العشق ہو گیا یہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشق حقیقی کا اثر غیر ذی روح چیزوں میں بھی موجود ہے آیت وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ کوئی شی ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اس مدعا کی صریح دلیل ہے کہ ہر چیز جاندار ہو یا بے جان بادۂ عشق حقیقی سے سرمست ہے کیونکہ تسبیح اسی کے نام کی ہوا کرتی ہے جو مطلوب کامل ہو۔ حاصل مطلب یہ کہ عشق بقدر طاقت و استعداد ہر چیز میں موجود ہے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی طاقت طور سے بہت زیادہ تھی اسلیئے مشاہدۂ جمال سے انکو صرف غش آیا اور طور کی طاقت چونکہ بہت کم تھی اسلیئے

بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر طالب عرفان اپنے مطلوب سے لو لگائے رہے تو بالضرور اپنی استعداد کے موافق عشق حقیقی اور مشاہدۂ جمال غیبی سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔

	عشق جانِ طور آمد عاشقا	طور مست و خرّ موسیٰ صاعِقا
ترجمہ	عشق گویا روح بخشِ طور ہے	جس پہ موسے غش تھے یہ وہ نور ہے

شرح یعنی عشق طور کے لیے بمنزلۂ روح ہو گیا تھا اسی لیے اس سے وہ افعال (مثلاً وجد مستی اور چالاکی) ظاہر ہوئے جو ذی روح سے ہوا کرتے ہین۔ نتیجہ یہ نکلا جب عشق حقیقی طور سی بیجان چیز کے لیئے بمنزلۂ روح ہو گیا تو ذی روح خاصکر انسان کے لیے حیات جاودانی کا سبب ہو سکتا ہے پس ایسے انسان کی حالت پر افسوس ہے جسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو اور اسمین عشق ہر دم ایک تازہ روح نہ پھونک سکے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا یعنے جب تجلی کی موسے کے رب نے پہاڑ (کوہ طور) کیطرف تو اسکو ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے صَعِقًا اور صَاعِقًا دونو قراءتین درست ہین۔ وزن شعر درست کرنے کے لیئے دوسری قرأت کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس آیۃ کی تفسیر مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ تجلی طور کے وقت ستر ہزار پردہ مین سے سوئی کے ناکے کی برابر نور جمال شاہد حقیقی ظاہر ہوا تھا اسکی برکت سے تمام زمین سرسبز اور جسقدر روئے زمین پر دیوانے تھے صحت یاب اور جسقدر بیمار تھے تندرست اور جسقدر کھاری پانی تھے میٹھے ہو گئے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ آتش پرستون کی آگ سرد ہو گئی اور کوہ طور باہمہ عظمت و شان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جسمین سے چھ پہاڑ نکلے کوہ اُحد اور قاق اور رضوی مدینہ منورہ مین جا پڑے اور جبل ثور اور ثبیر اور حرا مکہ معظمہ مین عرفہ کے دن جمعرات کی دوپہر ڈھلے سے جمعہ کی دوپہر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش پڑے رہے العظمۃ للہ تعالےٰ

	بالبِ دمساز خود گر جفتمے	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے
ترجمہ	مین اگر ملتا لب دمساز سے۔	مثل نَے آگاہ کرتا راز سے

شرح۔ لب دمساز۔ وہ لب ہے جو دم کے مطابق ہو۔ جس لب سے ایسی باتین نکلین کہ کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فضول یا بیہودہ گو ہین وہ لب دمساز نہین رکھتے انکا ہر نفس (جو بمقتضائے در ہر نفسے دو نعمت موجود ست۔ و بر ہر نعمتے شکرے لازم۔ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے) بیکار جاتا ہے۔ کیونکہ انکا لب انکے دم کی موافقت نہین کرتا۔ یہ اس صورت مین ہے کہ لب موصوف اور دمساز اسکی صفت ہو۔ اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر مین اپنے لب دمساز سے ملا رہتا یعنی میرے لب سے

وہی باتیں نکلتیں جو میرے کسی سانس کو بیکار نجانے دیتیں تو میں نےکسطرح بہت سی کہنے کے لائق باتیں کہتا مگر افسوس ہے کہ میں لب دمساز نہیں رکھتا اسلیے مجھسے اسرار الٰہی بیان نہیں ہوسکتے۔ گویا مولانا اپنی کسر نفسی کا اظہار کر کے طالبان عرفان کو متنبہ کرتے ہیں کہ بہت سے فیلسوفی جو لب دمساز نہیں رکھتے صوفی اور مرشد کامل ہونے کے مدعی بن بیٹھتے ہیں مگر فی الواقع ایسے لوگ گمراہ کرنے والے ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اسرار سے نہ خود واقف ہیں نہ دوسرون کو سیدہا رستہ دکھاسکتے ہیں۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ **دمساز** بمعنے مصاحب موافق و محرم اسرار ہے اسوقت **لب** کی اضافت ایسی ہوگی جیسے غلام زید کی یعنی اگر میں کسی محرم اسرار اور یار موافق کے **لب** سے ملا رہتا (یعنی اسکی زبان سے کلمات حکمت اور اسرار معرفت سنتا رہتا) تو بہت سے راز بیان کرسکتا۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ طالب کو مرشد کامل ڈہونڈنا چاہیئے۔ تاکہ راہ سلوک کا طے کرنا آسان ہوجائے **تیسرے** معنے یہ ہیں کہ **لب دمساز** (سار القفا) بمعنی محرم اسرار ہے اسکو لب دمساز اسلیے کہا گیا کہ محرم اسرار کی کوئی بات بیکار نہیں ہوتی اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر میں اپنے کسی محرم اسرار سے ملجاتا تو اکثر اسرار بیان کرتا مگر کیا کیا جائے دنیا میں محرم اسرار بہت کم ہیں اسلیئے میں بمقتضائے **لا تعطوا الحکمۃ غیر اہلہا** حکمت کی باتیں نالائقون کے سامنے بیان نہ کرونگا کچہ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لئے بعض حکما کا قول ہے۔

تا نکند فہم سخن مستمع ؛ قوت طبع از متکلم مجوے

یعنے سننے والے میں بات سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا تو کہنے والے کی زور طبیعت اور قوت ناطقہ کو صدمہ پہنچتا ہے

چوتھے ۔ معنے یہ ہیں کہ **لب دمساز** سے ذات حق مع جمیع اسماء و صفات مراد ہے۔ کیونکہ مولانا قدس سرہ پہلے فرماچکے ہیں دو دہان داریم گویا ہمچو نے ؛ یکدہان پنہانست در لبہائے وے ؛ اور اسکی تشریح بھی ہوچکی ہے کہ انسان کامل بمنزلۂ نے اور ذات حق بمنزلۂ نے نواز حقیقی ہے جسطرح نے یعنے بانسلی کا لب بجانیوالے کے دم سے موافقت رکہتا ہے اور بانسلی کی آواز فی الواقع بجانے والے کی آواز ہوتی ہے اسیطرح انسان کامل کے اقوال گویا مقولۂ حق ہوتے ہیں۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اگر میں ذات مع اسماء و صفات سے ملا رہتا یعنے فنا فی اللہ ہوجاتا تو بہت سے ناگفتنی اسرار ظاہر کر دیتا کیونکہ حق انسان کامل کی زبان سے ناطق ہوتا ہے یہ مولانا قدس سرہ نے اپنی کسر نفسی کا اظہار فرمایا ہے

(35)	سر پنہانست اندر زیر و بم	فاش اگر گویم جہان بر ہم زنم
ترجمہ	زیر و بم میں ہے عجب راز نہان	آشکارا ہو تو برہم ہو جہان

شرح سرود کی پست آواز کو زیر اور بلند آواز کو بم کہتے ہیں۔ بظاہر یہ شعر مقولۂ حق ہے جو مولانا کی زبان

سے ادا ہوا ہے یعنے شاہ حقیقی پردۂ حکایت مین مولانا کی زبان سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انسان کامل کی پست اور بلند آواز (ذکر سری وجہری) مین اسرار عرفان مخفی ہین اور چونکہ اُسکے جمیع افعال واوصاف میریطرف منسوب ہین اسلیئے وہ میرے اور تمام موجودات کے مابین گویا سفیر ہے اسکے پیغام کو میرا پیغام سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر مین خود کلام کرون اور انسان کامل کے زیر وبم کا پردہ درمیان نہو تو سارا جہان درہم وبرہم ہو جائے۔ یہ اسلیئے کہ جب طور جیسے زبردست پہاڑ مین قبول تجلی کی طاقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر مین ہمکلامی کی قوت نہوئی تو انسان مطلق یا جمیع موجودات مین کیونکر ہوگی۔ یہ شعر انسان کامل کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے یعنی انسان کامل یہ کہتا ہے کہ میرے ذکر سری وجہری مین بہت سے اسرار پنہان ہین۔ یعنے مین حالت ذکر مین فنافی الذات ہو جاتا ہون اگر اس راز فنافی الذات اور وحدۃ الوجود کو آشکار اکردون تو ممکنات جو صرف اعتباری اور لاشئ ہین نیست ونابود ہوکر محض ذات واحد بلاتعین وامکان جلوہ آرا ہو جائے۔ اور دنیا ومافیہا کی کوئی شئ باقی نہ رہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ اس شعر کو مولانا کا مقولہ قرار دیا جائے اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ مین اگر اپنی ذکر سری وجہری کے اسرار بیان کرون تو جہان درہم وبرہم ہو جائے تعینات سب کے سب متحد نظر آنے لگین۔ عابد ومعبود اور ساجد ومسجود مین امتیاز نرہے۔ تحقیقاً ایسے کلمات صوفیہ کرام کی زبان سے اُسیوقت نکلتے ہین جبکہ وہ مقام فنا طے کرکے مرتبۂ بقا باللہ حاصل کر لیتے ہین۔ ورنہ پاس ادب شریعت بہرحال مانع ہے وحدۃ الوجود کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

فاش اگر گویم جہان برہم زنم۔ سے قدس سرہ نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے اظہار سے جہان کی برہمی متصور ہے۔ ظاہری آنکھون والے جو دل کے اندھے ہین بدگمان ہوکر کافر ملحد۔ مرتد کہنے لگتے ہین اور اکثر وحدۃ الوجود کے قائل قتل بھی کیے گئے ہین۔ لہذا خاموشی بہتر ہے۔ فائدہ اکثر اس زمانے کے صوفی جو سماع مع مزامیر کے قائل ہین اس شعر کو سماع ومزامیر کے جائز ہونے کی دلیل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ لفظ زیر وبم مزامیر اور راگ دونون کی پست وبلند آواز کو شامل ہے لیکن یہ غلط خیال ہے زیر وبم سے وہی ذکر سری وجہری مراد ہے جسکا بیان ہو چکا ہے۔ صاحب شریعت نے مزامیر کو حرام فرمایا ہے البتہ غنا (راگ) کی نسبت اختلاف ہے اسکے متعلق حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم مین نہایت اچھا اور مدلل فیصلہ لکھا ہے بامید عمل وقبول ناظرین اُسکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

وہو ھذا

آٹھوین فصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم کے بیان مین

اے عزیز آدمی کے دل مین حقتعالے کا ایک بھید ایسا پوشیدہ ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر مین جسطرح پتھر پر لوہا مارنے سے آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دلکو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دلمین ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے چونکہ عالم علوی عالم حسن و جمال ہے اسلیئے اچھی۔ موزون۔ اور متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اس سبب سے خوش آوازی دلمین ایک حرکت اور شوق پیدا کر دیتی ہے اور دل جس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جسطرح آگ پھونکنے سے اور بھڑک جاتی ہے۔ جسکے دل مین شوق رب غفور ہے اُسکے لیے **سماع** نہایت ضرور ہے اور جسکے دلمین محبت باطل (مثلاً نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت) ہے اُسکے لیے **سماع** حرام اور زہر قاتل ہے **مطلق سماع** یعنے **راگ بلامزامیر** کے حرام و حلال ہونےمین بھی علما کا اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو حرام کہا ہے۔ مگر یہ قول نادرست ہے۔ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے کیونکہ جو چیز دلمین نہو سماع اُسے پیدا نہین کرتا بلکہ جو کچھ دلمین ہوتا ہے اُسکو حرکت دیتا ہے۔ پس تو جس شخص کے دلمین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اُسکا قوی ہو جانا مطلوب ہے تو سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کر دیگا اور سننے والے کو ثواب ہوگا اور جسکا دل دونون (اچھی اور بری چیز) سے خالی ہے۔ مگر کھیل یعنے تفریح کے طور پر سنتا ہے اُسکے لیے سماع مباح ہے۔ دلمین بری صفت ہونے کی مثال یہ ہے کہ کسیکے دلمین کسی نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت ہو اور اُسکے سامنے گانا سنے یا اُسکے وصال کی دُہن مین مشغول سماع ہو۔ یا ایسا گانا سنے جسمین زلف و خال اور حسن و جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق (نامحرم عورت یا لونڈے) کا خیال باندہے تو یہ سماع حرام ہے۔ کیونکہ ایسا گانا جھوٹے اور حرام عشق کی آگ کو تیز کرتا ہے جسکا بجھانا واجب ہے۔ لیکن اگر اُسے اپنی بیوی یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے اور دلمین اچھی صفت ہونیکی یہ مثال ہے کہ مثلاً کعبہ کی صفت مین اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دلمین جنبش دین۔ ایسا راگ سننا باعث ثواب ہے غازیون کا سرود و سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق خدا کو خدا کے دشمنون سے لڑنے اور خدا کی محبت مین ہتھیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین۔ جس کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبے کو پہنچ گئی ہو ایسے شخص کے لئے سماع ضروری ہے کیونکہ آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

درحقیقت صوفیونکے سماع کی یہی وجہ تھی۔ مگر اب اُن صوفیون نے جو ظاہر مین صوفی ہین اور باطن مین اُنکے مذاق سے بے بہرہ ہین سماع کو ایک رسم ٹھیرالیا ہے۔ سچے صوفیون کو سماع کے باعث وہ مکاشفات ہوتے ہین جو بے سماع کے نہین ہوتے اُن لوگونپر جو عجیب کیفیت عالم غیب سے سماع کی بدولت طاری ہوتی ہے اُسکا نام وجد ہے۔ اُنکا دل حالت سماع مین ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جسطرح چاندی اگ پر رکھنے سے۔ سماع دلمین آگ لگادیتا ہے اور تمام دلی کدورتون کو دفع کردیتا ہے۔ وہ حرارت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون سے حاصل نہین ہوسکتی حالت سماع مین صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہین ہوتی بسا اوقات حالت سماع مین صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہوجاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل اصل حال ہے اُسکا بڑا درجہ ہے یہانتک کہ باعتقاد حاضرین محفل بھی اُسکی برکتون سے محروم نہین رہتے۔ البتہ اصل اور بناوٹ حال کی پہچان اُنہین کو ہے جو اعلے درجہ کے واقفکار ہین حضرت **شیخ ابوالقاسم** گرگانی قدس سرہ کے مرید **علی حلاج** نے سماع کی اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچھ نہ کہا پھر عمدہ عمدہ کھانے تیرے سامنے لائے جائین۔ اسحالت مین اگر تو کھانے کو چھوڑکر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے۔ اور تجھے سماع کا اختیار ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر خواہش نفس امّارہ موجود ہے تو پیر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے اسمین شک نہین کہ جو شخص صوفیون کے سماع و وجد اور حال کا انکار کرتا ہے وہ نہایت درجہ تنگ ظرف اور معذور ہے کیونکہ جو چیز خود اُسے حاصل نہین اُسپر ایمان لانا سخت مشکل ہے۔ مثلاً سبزہ اور آب روان آنکھ کو سرور اور روح کو تازگی بخشتا ہے لیکن اگر اندھا اس سے انکار کرے تو تعجب نہین کیونکہ وہ نظارہ بازی کی کیفیت سے محروم ہے۔ اسیطرح ریاست وسلطنت اور فرمان روائی کی کیفیت سے کوئی نابالغ لڑکا منکر ہو تو عجب نہین کیونکہ وہ تمام دنیا کو کھیل کی چیز سمجھتا ہے۔ آدمی عاقل ہو یا جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبے نہین پہچانتے اُس سے انکار کرتے ہین۔ جو بات خود ایک شخص کو حاصل نہو اُسے اورون کے حق مین محال جاننا سخت حماقت ہے اور ایسے ہی لوگون کی شان مین یہ آیت آئی ہے **وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ** (اور جب راہ نپائی اسکی طرف کہنے لگے یہ پرانا جھوٹ ہے)

بااینہمہ سماع جسکو ہمنے مباح کہا ہے پانچ سببون سے حرام ہوجاتا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سُنے۔ اگرچہ سُننے والے کا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو تو بھی سماع حرام ہے

کیونکہ یہ دونو محل شہوت ہیں اور شہوت آدمی کی اصل خلقت میں موجود ہے ایسی حالت میں سماع شہوت کا
ہوکر بری خواہشونکو قوت دیگا ہان اگر گانے والا امرد محل شہوت نہین تو سماع مباح ہے لیکن گانے والی عورت
خوبصورت ہو یا بدصورت اُس سے سماع مباح نہین ہوسکتا کیونکہ عورت کیسی ہی ہو اُسپر نظر ڈالنا حرام ہے
اور اگر کوئی عورت پردے کی آڑمین گائے اور اُسکی آواز کے جادو سے عشق و زنا کا خوف نہو تو سماع
حرام ہے۔ ورنہ مباح **دوسرا سبب** یہ ہے کہ راگ کے ساتہ رباب چنگ بربط رود بانسلی وغیرہ
ہو اسحالت مین سماع حرام ہے کیونکہ یہ شراب خوارون کے آلات لہو و لعب ہین سماع جب انکے ساتہ ہوگا
تو شراب کو یاد دلائے گا البتہ دف شاہین اور طبل کے ساتہ سماع حرام نہین کیونکہ یہ شراب خوارون کے
آلات نہین ہین دف خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بجایا گیا ہے اور آپنے شادی کے
وقت بجانیکا حکم بہی دیا ہے۔ نیز حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے۔ مگر مخنثون رنڈیون
بھانڈون کا طبلہ حرام ہے شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے کیونکہ شاہین بجانا چرواہونکی عادت ہے
نہ کہ شرابیون کی (ستار۔ سارنگی۔ ہارمونیم رباب کے اور ڈہولک پکہاوج۔ وغیرہ۔ طبلے کے حکم میں
داخل ہین۔ انکے ساتہ سماع حرام ہے)
تیسرا سبب یہ ہے کہ راگ مین فحش یا کسیکی ہجو یا دین پر طعن ہو۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم
حق مین بیدینون کے اشعار یا کسی مشہور و معروف عورت کی تعریف ایسے اشعار پڑہنے اور سننے تو
حرام ہین۔ لیکن وہ شعر جسمین زلف و خال یا حُسن و جمال کی تعریف یا فراق و وصال کا ذکر ہو اُسکا پڑہنا
سننا حرام نہین ہے ہان۔ اگر کوئی کسی نامحرم عورت یا لونڈے کو چاہتا ہو اور ایسے اشعار پڑہنے یا سننے
وقت اُسی کا خیال جمائے ہے تو یہ خیال حرام ہے۔
صوفیۂ کرام اور جو لوگ محبّت حق مین مستغرق ہین اُنکو زلف و خال اور حسن و جمال کی تعریف کے اشعار کا
کا نقصان نہین پہنچاتے۔ کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے مذاق معنوی کے موافق ایسے معنے سمجہ سکتے ہین جو ظاہر بینونکے
فہم سے بعید ہوتے ہین۔ مثلاً زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کے نور سے ایمان کی روشنی انکا مدعا ہوتا ہے

ہر کو بخرابات نشد بیدین ست زیرا کہ خرابات اصول دین ست

ظاہر بینونکی لغت مین خرابات میکدے کو کہتے ہین مگر صوفیون کے نزدیک **خرابات** صفات
کی خرابی کے معنون مین ہے کیونکہ اصول دین یہی ہے کہ صفت بشریت جو انسان مین آباد و معمور ہے
خراب ہوجائے۔ اور اُسکو مرتبہ ملکوتی حاصل ہو۔
چوتہا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان اور مغلوب شہوت خدا کی محبت سے ناواقف ہو اسحالت میں

سماع حرام ہے کیونکہ ایسا جوان شخص جب زلف وخال اور حسن وجمال کی تعریف سنے گا تو نفس امّارہ اسکی خواہش نفسانی کو تیز اور اچھی صورت والون کے عشق کو اُسکے دلمین آراستہ کریگا۔ صوفیونکے لباس مین ایسے مرد وعورت بہت ہین جو لا یعنے باتون سے عذر بدتر از گناہ کیا کرتے ہین اُنکا قول ہے کہ فلان شخص کو خدا نے اپنی محبت مین کھینچ لیا ہے وہ مجازی معشوق سے خدا ہی کی محبت کے سبب ملنا چاہتا ہے اُسے اُسکے مطلوب سے ملا دینے مین کوشش کرنی چاہیئے۔

ایسے گمراہون نے **قرمی** کا نام **رہبری** اور **فسق ولواطت** کا نام **عشق** وسودا رکھا ہے بعض صوفی یہ بھی کہا کرتے ہین کہ فلان پیر کو فلان لڑکے سے محبت ہے اسکو لواطت نہین کہتے یہ تو شاہد بازی ہے خوبصورتون کو دیکھنا روح کی غذا ہے۔ مگر یہ عذر اپنی فضیحتی چھپانے کے لیے ہے جو بالکل نامقبول اور سر بسر بہتان ہے۔ کسی پیر نے اگر فی الواقع کسی لڑکے کو دیکھا ہو گا تو نظر شہوت سے بچکر جیسے کوئی سُرخ سیب یا شگوفہ کو دیکھتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس پیر سے خطا ہوئی ہو۔ کیونکہ پیر معصوم نہین ہوتے کسی پیر سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا۔ غرضیکہ صوفیونکا کام نہایت خطرناک اور کٹھیلا ہے اور کسی چیز مین غلطی کو اتنا دخل نہین جتنا صوفیون کے کام مین ہے اس راہ مین دیکھہ بھال کر قدم رکھنا چاہیئے۔

پانچوان سبب یہ ہے کہ **سماع** کو ہمیشہ کا شغل بنا لیا جائے یا گانے اور سننے والا اُسکو اپنا پیشہ ٹھیرا لے ایسی حالت مین سماع حرام ہے کیونکہ جسطرح بعضے صغیرہ گناہ جب پیشہ ہو جاتے ہین تو کبیرہ کے درجے کو پہنچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو جب وہ بہت ہو گی تو حرام ہو جائے گی۔ اسیطرح ہنسی یا دل لگی کرنی اگر گاہ گاہ ہو تو درست ہے اور اگر اسکی عادت کر لیجائے تو درست نہین۔ ہمنے یہانتک **احیاء العلوم** کے **رکن ثانی** اور **اصل ثامن** کا خلاصہ نہایت مختصر طور پر لکھا ہے ان پانچون سببون کی تفصیل اور **آداب سماع** کا بیان مفصل معلوم کرنا ہو تو اصل کتاب ملاحظہ فرمایئے۔

(۳۶)	ہر کہ او را ہمزبانے شد جدا	بینوا شد گرچہ دارد صد نوا	
ترجمہ	ہو گیا ہو ہمزبان جسکا جدا	بینوا ہے گرچہ ہو وہ بانوا	

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل نے کی طرح ہمزبان حق ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو عرفان کے مدعی ہنوز انسان کامل نہین بنے وہ حق کی ہمزبانی سے جدا ہین اسلیے اگرچہ وہ ظاہری ساز وسامان بہت کچھ رکھتے ہون مگر فی الواقع بینوا اور مذاق عرفان سے سخت بے بہرہ اور مفلس ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انسان کامل گو وہ اصل حق ہے مگر عالم کثرت مین آنیکے سبب اسکے اُس ذاتی اتحاد

مین فرق آگیا ہے جو پہلے تہا اسیلئے اپنے ہمزبان کی جدائی اسکے حق مین موجب بے نوائی ہے ۔ مثنوی کے بعض مطبوعہ نسخون مین یہ شعر ۵ بالب دمساز خود گر جفتمے ٭ ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ٭ سربنہا لست اندر زیر و بم فاش اگر گویم جہان بر ہم زنم کے بعد اور اس شعر سے جسکی ہم شرح کر رہے ہین متصل ہے ۔ اس صورت مین انسان کامل کی زبان سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ مین اگر اپنے دمساز سے ملا رہتا تو بہت سے اسرار بیان کرتا مگر افسوس مین اُس سے جدا ہون اور جو شخص اپنے ہمراز و ہمزبان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اپنا بھید کسی سے نہین کہتا ۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون بعض نسخون مین بینوا کی جگہ بے زبان بھی دیکھا گیا ہے یعنے ہمزبان اور محرم اسرار سے جُدا ہو جانے والا گویا گونگا ہے ۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون مگر زبان کو قفل لگجاتا ہے ۔

(39)	چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت	نشنوی زین پس ز بلبل سر گذشت
ترجمہ	جب گلستان ہوگیا وقف خزان	کون بُلبل کی سُنیگا داستان

شرح ۔ گذشتہ مطلب کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنی جب بہار گل کا موسم جاتا رہا اور باغ اُجڑ گیا تو بلبل کی داستان کوئی نہین سُنتا ۔ کیونکہ مفارقت گل کے باعث گلستان مین بلبل کا وجود ہی نہین رہتا اسیطرح گلستان معرفت کے بلبل (عارفان کامل) محرم اسرار کے نہونے سے بالکل خاموش رہتے ہین اور آدمی اسرار کو معلوم نہین کر سکتے ۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ گل سے طالب با فہم اور گلستان سے زمانۂ طلب مجاہدہ اور بلبل سے مرشد کامل مراد ہو یعنے جب طالب با فہم اور زمانۂ طلب جاتا رہا تو مرشد کامل کم فہمون اور مجاہدہ سے بھاگنے والون کے روبرو اسرار بیان نہین کر سکتا ۔ کیونکہ نا فہم لوگ اُسکے ہمزبان نہین ہوسکتے گل سے مرتبۂ وحدت گلستان سے طالب بلبل سے مقولہ طالب مراد لیا جائے تو بھی درست ہے ۔ اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب مرتبۂ وحدت جاتا رہا اور طالب اس مرتبہ کے زوال کسی باعث کیا گذرا ہو گیا ۔ تو اُسکے مقولے سُننے کے قابل نہین رہتے ۔ کیونکہ اب اُسکی وہ حالت نہین رہی جو پہلے تہی جسطرح موسم گل کے گزر جانے کے بعد بلبل کو گل کی داستان یاد نہین رہتی اسیطرح مقامات چھن جانے کے بعد طالب کو اُنکا ادراک نہین رہتا

(40)	چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
ترجمہ	جب گلستان ہوگیا بالکل خراب	گل کی خوشبو ڈھونڈیئے نہین سکتا گلاب

شرح پہلے شعر کی طرح یہ شعر بھی مضمون گذشتہ کی تمثیل ہے ۔ یعنے جب موسم گل نرہا اور گلستان خراب اور اُجڑ گیا ہو تو گل کی خوشبو کسی اور چیز سے حاصل ہونی ناممکن ہے ۔ اسیطرح جب محرم اسرار اور طالب با فہم اور زمانہ

مجاہدہ جاتا رہا تو گل معرفت کی خوشبو حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ عرفان کا مرتبہ بلا وسیلۂ انسان کامل میسر نہین ہوتا اور انسان کامل نامحرمون مین اظہار اسرار کر نہین سکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ جب مقام وحدت سلب ہوگیا اور طالب کی حالت خراب و برباد ہوگئی تو گل معرفت کی خوشبو جاتی رہی جسطرح بوئے گل کا لطف بغیر گل کے کسی دوسری چیز سے حاصل نہین ہوتا اسیطرح گل معرفت کی خوشبو جبتک مقام وحدت حاصل نہو کسی ترکیب سے میسر نہین آتی از کہ جوئیم سوال ہے اور گلاب اسکا جواب۔ بطریق استفہام انکاری۔ یعنے جب باغ مین پھول نہ رہے تو پھولون کی خوشبو کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے۔ کیا گلاب سے؟ ہرگز نہین! کیونکہ گلاب یعنی عرق گل خوشبودار سہی مگر جو لطیف اور تازگی بخش خوشبو گل مین ہے وہ گلاب مین نہین ہے بعض قلمی نسخون مین گِلاب (بکسر کاف فارسی) دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ جب باغ مین گل نہ رہا تو بوئے گل گارے یا کیچڑ سے حاصل نہین ہوتی بلکہ پھول کی خوشبو پھول ہی سے آتی ہے۔

(۴۱)	جملہ معشوقست و عاشق پردۂ		زندہ معشوقست و عاشق مردۂ	
ترجمہ	ہین یہ سب معشوق عاشق ہے حجاب		زندہ ہے معشوق عاشق نقش آب	

شرح۔ جملہ سے مراد جملہ ممکنات و موجودات ہین اور ممکنات چونکہ صرف اعتباری اور محض وہمی ہین اسلیے بالکل ہیچ اور لاشئی ہین آیۂ **کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ** (جو روئے زمین پر ہے وہ فانی ہے) سے صاف ظاہر ہے کہ موجود برحق وہی ہے۔ اور ممکنات چونکہ فنا ہوکر اُس سے ملجاتے ہین اسلیے گویا متحد بالذات ہین اس سے یہ سمجھ لینا کہ خالق و مخلوق ملکر ایک شئی ہوگئی ہے سمجھ کی غلطی ہے بلکہ ہماری مراد اس اتحاد سے وصال حقیقی اور مرتبۂ عرفان ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ جملہ ممکنات معشوق ہین اور عاشق (ذات حق) پردہ ہے جسمین شاہد حقیقی جلوہ گر ہے اگر یہ پردہ حائل نہو تو تجلی ذات سے تمام عالم درہم و برہم ہو جائے۔ بس تو عاشق ذات معشوق بھی ہا (کیونکہ منجملۂ ممکنات ہے) اور عاشق بھی (کیونکہ فنا فی الذات ہے) اسی لیے معشوق زندہ یعنی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم ہے۔ اور عاشق مردہ یعنے فانی ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پردہ سے حجاب ظاہری مراد ہو (جسکو ہم وہمی اعتباری یا اپنے محاورے مین دھوکے کی ٹٹی کہہ سکتے ہین) یعنے باعتبار اتحاد جملہ ممکنات معشوق ہین۔ عاشق ہونے کی صفت کسی پر صادق نہین آتی۔ لوگ جن کاملین کو عاشقان الٰہی کہتے ہین یہ ظاہر بینون کے حق مین پردہ یا دھوکے کی ٹٹی ہے حقیقت مین غور کیا جائے تو عاشق متحد بالذات اور عین معشوق ہے وہی اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے اور رہیگا باقی تمام معدوم ہین **حاصل مطلب** یہ ہے کہ اولیائے کرام کو صفائے باطن کے سبب ہر شئی مین اُسی کا جلوہ نظر آتا ہے اسلیے اُنکے نزدیک تمام موجودات و ممکنات عین ذات ہین مگر چونکہ تجلی ذات کی طاقت ہر شخص

نہین رکھتا اسلیئے اُسنے عاشق (انسان کامل) کو اپنا پردہ بنالیا ہے اور عاشق کے جمیع اوصاف و افعال معشوق
کی طرف منسوب ہین آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا (کسی بشر کی شان
نہین کہ خدا اُس سے کلام کرے۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وحی اُتارے یا پردہ سے بات کرے۔ یا رسول
بھیجے) سے صاف واضح ہے کہ انسان کامل اُسکا آئینہ ہے۔ عاشق بلحاظ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرجاؤ مرنے سے
پہلے) فانی ہے۔ اور معشوق اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ نتیجہ یہ کہ جب عاشق جزئیّہ اور تعین کی قید سے نکلکر فنا ہوگیا۔ تو گویا
اُسنے مرتبۂ عینیت حاصل کرلیا۔ اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ زندہ معشوقست و عاشق مردۂ بعض صوفیہ
کرام ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اُنکے نزدیک تمام موجودات عین ذات ہین۔ مولانا قدس سرہ کا
یہ شعر اسی مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک ہمہ اوست کا مطلب سمجھنا
اور اُسکا سمجھانا نہایت مشکل اور سخت دشوار کام ہے اسلیئے شعر کے وہ معنے لیے جائین جو ہم اس حکایت میں
لکھتے ہین تو بہت آسانی ہوگی بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ کم فہمون کے
سامنے اظہار اسرار ممنوع ہے تو مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت قلق ہوا۔ اُنکی تسلی کے لیے مولانا قدس
سرہ نے بشوق یہ شعر فرمایا جملہ معشوق ست الخ۔ جملہ معشوق مین اضافت مقلوب ہے۔
یعنے اے حسام الدین حق سبحانہٗ تعالےٰ تمام موجودات و ممکنات کا مطلوب اور ہر چیز مین جلوہ نما ہے مگر
نظر نہین آتا۔ کیونکہ ممکنات خود اُسپر پردہ ڈالے ہوئے ہین یعنے وہ اُنہین ممکنات مین چھپا ہوا ہے
باطن کی آنکھ کھلی ہوی اور دل کا آئینہ صاف ہو تو طالب تجلی خاص سے محروم نہین رہ سکتا ہے ناامید
ہونے سے طالب کو مغموم نہونا چاہیئے ہمت و طلب صادق شرط ہے ایک نہ ایک دن مطلوب مل ہی
جائیگا من جدّ وجد (جسنے ڈھونڈھا اُسنے پایا)

(۱۲)	چون نباشد عشق را پروائے او	او چو مرغے ماند بے پروائے او
ترجمہ	عشق کو عاشق کی گر پروا نہو	طاقت پرواز اُسے اصلا نہو

شرح۔ لفظ عشق بمعنے معشوق اور پروا بمعنے تعلق اور ضمیر او عاشق کی طرف راجع ہے یعنی اگر معشوق حقیقی
کو اپنے عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق نہوتا تو عاشق مرغ بے پر کیطرح عاجز ہوکر رہجاتا اور گلستان وصال
تک ہرگز نہ پہنچ سکتا بلکہ عالم وجود ہی مین نہ آتا جسکی بدقسمتی پر افسوس کرنا پڑتا۔ مگر بمقتضائے کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا
آخرہ معشوق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو مخلوق سے جو کچھ تعلق ہے بیتے
اظہار کی ضرورت نہین مطلب یہ کہ معشوق خود انسان کامل کا عاشق ہے۔ اگر لفظ عشق اپنے
مصدری معنون مین رہے تو مطلب یہ ہوگا کہ عشق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور

ہے۔ عاشق اگر نہوتا تو عشق کا وجود غیر ممکن تہا۔ کیونکہ فعل بلا فاعل اور صفت بلا موصوف محال بات ہے، یہ تو ثابت ہو گیا کہ عشق کو عاشق کی پروا ہے۔ اب آگے چلیئے عشق معشوق حقیقی سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ عشق فعل متعدی ہے جو بلا مفعول تمام نہین ہوتا۔ اسی تعلق کے باعث عشق کو عاشق کی پروا ہوی اور نتیجہ الکتاب عشق نے انسان کامل کو عاشق ذات بنا دیا۔ اگر معشوق یا عشق کو عاشق کی پروا نہوتی تو وہ بیچارہ بے پر ہوتا حالانکہ ایسا نہین ہے عاشق یعنے انسان کامل اپنے باطنی پرون سے کنگرہ عرش وصال حقیقی تک اُڑ جاتا ہے۔

(43)	پر و بال ما کمند عشق اوست		موکشانش میکشد تا کوے دوست
ترجمہ	ہے کمند عشق گویا پر و بال		کھینچ لیجاتی ہے سوئے ذو الجلال

شرح۔ لفظ پر و بال سے ادراک اسرار اور خیالات عشق حقیقی اور ما سے انسان کامل مراد ہے یعنی انسان کامل کا ادراک اور اُسکے سچے خیالات بام عشق حقیقی تک پہنچنے کے لیئے بمنزلہ کمند ہین۔ یہی خیالات اُسکو کوئے دوست تک کھینچکر لیجاتے ہین۔ سچ ہے ع من درین ایوان نے پرم ببال خویشتن۔

(44)	من چگویم ہوش دارم پیش و پس		چون نباشد نور یارم پیش و پس
ترجمہ	کسطرح ہوتا مجھے مقدور کار		آگے پیچھے گر نہوتا نور یار

شرح۔ یعنی اگر نور الٰہی میرا معاون اور میرے آگے پیچھے نہوتا تو مین بیہوش اور بے شعور رہتا کیا مین ایسی حالت مین یہ کہہ سکتا تہا کہ مجھے آگے پیچھے کی کچھ خبر ہے؟ ہرگز نہین ا۔ غرض یہ کہ نور الٰہی تمام جہات مین طاری اور تمام موجودات مین ساری ہے اور ذات حق ہر جگہ اور ہر چیز مین مشہود ہوتی ہے۔ اسی نور نے تمام عالم کو اہل شعور بنا دیا ہے۔ اور یہ شعور اسلیئے دیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز مین اُسکے جلوے کا مشاہدہ کر سکے اس مسئلہ کو صوفیہ کرام شہود کہتے ہین۔ اُنکے نزدیک جو شخص کثرت مین مشاہدہ وحدت نہین کر سکتا وہ بے شعور اور بیہوش ہے۔ گویا ابہی عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔

(45)	نور او در یمن و یسر و تحت و فوق		بر سر و در گردنم چون تاج و طوق
ترجمہ	نور اُسکا داہین باہین تحت و فوق		ہے سر و گردن مین اُسکا تاج و طوق

شرح۔ یعنی اُسکا نور میرے تمام اطراف اور جمیع اعضا مین طاری ہے مطلب یہ کہ انسان کامل کے روبرو تمام عالم ایک آئینہ کے مانند ہے جسمین ہر لحظہ شاہد حقیقی کا نور یا اُسکا جلوہ نظر آتا ہے مگر اس آئینہ خانہ مین ایک قد آدم آئینہ لگا ہوا ہے جو ایک بیچون و بیچگون کے جمال کا پورا مظہر ہے اس آئینہ کا نام انسان کامل ہے لہٰذا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کر دیئے۔

(۴۶)	عشق خواہد کین سخن بیرون بود	آئینہ غماز نبود چون بود
ترجمہ	عشق کہتا ہے کہ کھل جائے یہ راز	کیون رہے آئینہ غمازی سے باز

شرح- این سخن کا اشارہ جملہ معشوقست کیجانب ہے یعنے عشق حقیقی کا رجو خالق و مخلوق کے مابین ہے منشا یہ تہا کہ باہمی معشوقیت و محبت کی شہرت ہو جائے کیونکہ عشق مشہور ہوئے بغیر رہ نہین سکتا سو وحدت مین کثرت کی شہرت ہو گئی کیونکہ تمام موجودات جلوۂ ذات کا آئینہ ہین اور آئینے کا کام غمازی یعنے خبر دینا ہے اب کثرت مین سر وحدت چھپ نہین سکتا۔ یہ بہی ممکن ہے کہ این سخن سے توحید مراد ہو۔ اور عشق بمعنی معشوق لیا جائے اسصورت مین شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق حقیقی کی یہ مرضی تہی کہ توحید مشہور ہو جائے سو ہو گئی کیونکہ جمیع ممکنات جو متحد بالذات ہین اُسکے جمال جہان آرا کا آئینہ ہین اور یہ نہین ہوسکتا کہ آئینہ غماز یعنے مخبر نہو۔ آئینہ ممکنات اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ سر وحدت کثرت مین اور جمال حق آئینہ خلق مین جلوہ افگن ہے۔

(۴۷)	آئینت دانی چرا غماز نیست	زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
ترجمہ	تیرے دل کا آئینہ بیہودہ ہے	دیکھلے اند ہا ہے زنگ آلودہ ہے

شرح- پہلے شعر سے یہ شبہ پیدا ہوتا تہا کہ آئینہ دل ہر انسان کے بغل مین موجود ہے۔ پہر سر وحدت ظاہر نہونے کے کیا معنے؟ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھے کچھ معلوم بہی ہے کہ تیرے دلکا آئینہ اسرار کیون نہین ظاہر کرتا اسکا سبب یہ ہے کہ اس آئینہ کے مُنہ سے زنگ نہین چھٹا اور یہ صاف نہین ہے کہ زنگ آلودہ آئینے مین جب آدمی کا چہرہ ہی نظر نہین آتا تو اسرار معرفت جو نہایت باریک ہین کیونکر محسوس ہوسکتے ہین۔ بعض نسخو نمین آئینہ جانت بہی ہے۔

(۴۸)	آئینہ کز زنگ و آلایش جداست	پر شعاع نورِ خورشید خداست
ترجمہ	زنگ جسکے آئینہ سے ہے جدا	جلوہ گر ہے اسمین خورشید خدا

شرح- آلائش سے تعلقات دنیوی مراد ہین۔ یعنی جس شخص کا آئینہ دل تعلقات دنیوی سے پاک ہے وہ نور خورشید خدا کی شعاعون سے پُر اور تجلیات معرفت سے منور ہے۔ ایسا دل انبیائے عظام اور اولیائے کرام کا ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین از زنگ آلایش ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے

(۴۹)	رو تو زنگار از رخ او پاک کن	بعد ازان آن نور را ادراک کن
ترجمہ	زنگ اگر آئینہ سے معدوم ہو	نور باطن خود بخود معلوم ہو

شرح- یعنے اے مخاطب اپنے آئینہ دلمین اسرار ظاہر نہونے کی ہمسے شکایت نکر۔ بلکہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ پہلے

اُس آئینے سے زنگ کو چھٹا ڈال۔ اُسکے بعد دیکھہ لیجو کہ نورِ معرفت خود بخود معلوم ہونے لگے گا۔

(۶۰) این حقیقت را شنو از گوشِ دل ۔ تا برون آئی بکلّی ز آب و گل

ترجمہ: گوش دل سے یہ حکایت سُن ذرا ۔ آب و گل کی خاصیت سے باہر آ

شرح ۔ این حقیقت سے عشق حقیقی اور آب و گل سے قیدِ وجود عارضی مراد ہے۔ یعنی اگر تو عشق حقیقی کی حقیقت گوش دل سے سنے گا تو قیدِ وجود عارضی سے رہائی پاکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرلیگا اور انسان کامل بنجائیگا ورنہ تجھمین انسانیت برائے نام ہے یہ بھی ممکن ہے کہ این حقیقت کا اشارہ بادشاہ اور کنیزک کی حکایت کیجانب ہو جو عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ چونکہ اس حکایت مین سراسر اسرار معرفت درج ہین اسیلیے اُسکے گوش دل کے ساتھ سننے سے سامع حسب استعداد اسرار معلوم کرسکتا ہے۔

(۶۱) فہم اگر دارید جان را رہ دہید ۔ بعد ازان با شوق پا در رہ نہید

ترجمہ: جان کو دو راہ ۔ دلمین دسیدم ۔ عشق کے رستہ مین پھر رکھو قدم

شرح ۔ لفظ جان سے عشق حقیقی اور رہ سے (جو دوسرے مصرع مین ہے) راہ سلوک مراد ہے۔ یعنی پہلے عشق حقیقی کو دلمین رستہ دو پھر راہِ سلوک مین قدم رکھو۔ کیونکہ جب تک عشق نہو گا ہمت کا قدم مطلوب کیجانب سے ہرگز نہ اُٹھہ سکیگا۔

حکایت ۔ عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن او آن کنیزک را و بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری او

ترجمہ ایک بادشاہ کا کنیزک پر عاشق ہونا اور اُسکو خرید لینا کنیزک کا بیمار ہو جانا اور اُسکا معالجہ کرانا

شرح ۔ اکثر شارحین نے اس داستان کو دیباچہ سے ربط دینے مین مختلف قول لکھے ہین۔ لیکن چونکہ یہ پہلی داستان اور ابتدائی قصہ ہے اسیلیے ماقبل سے ربط دینے کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ تاہم یہ قول سب سے اچھا ہے کہ یہ حکایت رو تو زنگار از رخ او پاک کن لے آخرہ سے مربوط ہے یعنی دل کو بواسطۂ مرشد کامل تعلقات دنیوی سے اسطرح پاک کرنا چاہیئے جسطرح بادشاہ نے اُس کنیزک کو بذریعۂ طبیب غیبی رنج و مصیبت سے نجات دلوائی تھی۔

بشنوید اے دوستان این داستان ۔ خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آن

ترجمہ: آؤ سُن لو دوستو یہ داستان ۔ سربسر اپنی حقیقت کا بیان

شرح ۔ یعنی اے دوستو اس داستان کو گوش دل سے سنو یہ ہمارے یعنی سالکان راہِ معرفت کے نقدِ حال کی پوری حقیقت ہے۔ کیونکہ اس حکایت مین باعتبار ظاہر اول بادشاہ دوم کنیزک سوم زرگر چہارم طبیبان عی پنجم طبیب غیبی کا ذکر ہے۔ مگر مولانا قدس سرہ کا قاعدہ ہے کہ ظاہری حکایتین صرف سمجھانیکے لیے فرمایا کرتے ہین اور مقصود خاص وہی باطنی معنے ہوتے ہین جنکو اسرار و معرفت کا خلاصہ کہنا چاہیئے۔ حتانچہ آ ...

اور کنیزک سے عقل جزئی اور زرگر سے نفس امارہ یا دنیائے دنی اور طبیبان مدعی سے قولائے جسمانی اور طبیب غیبی سے مرشد کامل ۔ یا جذبات الٰہی مراد ہین فائدہ صوفیہ کے نزدیک عقل کی دو قسمین ہین ۔ اوّل عقل کُلّی ۔ جو انبیائے عظام اور اولیائے کرام کو عطا کیجاتی ہے ۔ اس عقل کا کام مشاہدۂ حق کے سوا اور کچھ نہین ہوتا دوم عقل جزئی جو دنیا پر بھی مائل ہے ۔ یہ عقل عام لوگون کو دیجاتی ہے ۔ اس تمہید کے بعد حکایت کا باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح کنیزک (یعنی عقل جزئی) پر جو مملوک روح ہے ۔ اسلیئے عاشق ہوا کہ یہ عقل دنیا طلبی کو چھوڑکر کمالات معنوی حاصل کرے ۔ کیونکہ اسمین تحصیل کمالات کا مادہ موجود ہے ۔ مگر یہ کنیزک (عقل جزئی) زرگر (یعنے دنیا یا نفس امارہ) کی عاشق نکلی ۔ کیونکہ عقل جزئی لذائذ نفسانیہ اور امور دنیادی پر مرتی ہے ۔ ناچار سلطان روح نے کنیزک کو دنیا طلبی کا مریض پاکر طبیبان مدعی (قوائے جسمانی) کی طرف رجوع کیا ۔ مگر چونکہ اس مرض کا ازالہ بلا وسیلہ مرشد کامل یا جذبات الٰہی ناممکن تھا اسلیئے ظاہری طبیبون سے کچھ نہوسکا اور کنیزک کی بیماری بڑھتی گئی ۔ کیونکہ یہ طبیبان مدعی (یعنے قوائے جسمانی) خود لذائذ نفسانیہ پر مٹے ہوئے ہین ۔ انجام کار سلطان روح کو مرشد کامل ملگیا ۔ اور اُسنے کنیزک کا مرض (دنیا طلبی) تشخیص کرکے زرگر (یعنی نفس امارہ) کو مار ڈالا ۔ اور کنیزک یعنے عقل جزئی خالص سلطان روح کی مملوک ہوگئی یعنے حرص دنیوی چھوڑکر معنوی کمالات حاصل کرنے لگی ۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک جھوٹے اور مصنوعی مرشدون کی صحبت سے ہمیشہ الگ رہے اور مرشد کامل کو تلاش کرکے سچے عقیدے سے اسکی خدمت کرتا رہے ۔ ضرور کامیاب ہوگا ۔ اس تقریر سے شعر کے معنے اچھی طرح معلوم ہوگئے ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یہ بادشاہ و کنیزک کی داستان شاہنامہ کا قصہ یا امیر حمزہ کی داستان نہین ہے بلکہ سالک کے نقد حال کا تذکرہ ہے ۔ یعنے اسرار بیان کیے گئے ہین ۔

۲	نقد حال خویش راگر پے بریم		ہم ز دنیا ہم ز عقبےٰ برخوریم	
ترجمہ	علم ہو اپنی حقیقت کا اگر		ہم رہین دونون جہان مین بہرہ ور	

شرح ۔ یعنی اگر ہم اپنی حقیقت حال کو معلوم کرلین اور ہمپر یہ ظاہر ہوجائے کہ انسان کسلیئے پیدا ہوا ہے تو دنیا مین بھی فائدہ مین رہینگے اور عقبیٰ مین بھی کیونکہ بمقتضائے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۵ (یعنے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیئے پیدا کیا ہے) جن و انسان کی آفرینش محض عبادت الٰہی کے لیئے ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عابد و زاہد کی توقیر دنیا مین بھی ہوتی ہے اور عقبیٰ مین بھی ہوگی ۔

۳	بود شاہے در زمانے پیش ازین		ملک دنیا بودش و ہم ملک دین	
ترجمہ	تھا گذشتہ عہد مین اک بادشاہ		عادل و دنیا پناہ و دین پناہ	

شرح ۔ یعنے بادشاہ جسطرح دنیوی شان و شوکت رکھتا تھا اُسیطرح دین کا حامی اور اپنی شریعت کا پابند تھا ۔

۴	اتفاقاً شاہ روزے شد سوار	با خواصِ خویش از بہرِ شکار
ترجمہ	اتفاقاً ایک دن ہوکر سوار	لیکے خاصوں کو گیا بہرِ شکار

شرح۔ اس شعر کے ظاہری معنے تو بالکل واضح ہیں البتہ باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ سلطان روح جو سعادات دارین کا مالک ہے جسم خاکی میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ایک دن اپنے مصاحبوں اور خصوصوں (قوت علمی اور عملی) کو ہمراہ لیے فرس عزمیت و ہمت پر سوار ہو کر شکار (تحصیل مراتب عرفان) کے لیئے نکلا۔ اور چاروں طرف شکار ڈہونڈنے لگا۔

۵	بہر صیدے میشد او بر کوہ و دشت	ناگہان در دامِ عشق او صید گشت
ترجمہ	ڈہونڈتا پہرتا تہا وہ جنگل میں صید	ہوگیا خود عشق کے پہندے میں قید
۶-۷	یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ	شد غلام آن کنیزک جان شاہ
ترجمہ	اک کنیزک دیکہکر وہ ذوالکرام	بنگیا عشق کنیزک کا غلام

شرح۔ یعنی سلطان روح عقل جزئی پر عاشق ہوگیا۔ کیونکہ وہ اکتساب معرفت کی صفت رکہتی تہی جو سراپا حسن ہے۔

	مرغِ جانش در قفس چون می طپید	داد مال و آن کنیزک را خرید
ترجمہ	مرغ جان کو بیقراری تہی کمال	مول اُسکو لے لیا کچہہ دیکے مال

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہیں اور باطنی طریقے پر قفس سے جسم خاکی اور مال سے تذکرۂ عہد روز میثاق مراد ہے یعنے چونکہ سلطان روح جسم خاکی میں کنیزک (عقل جزئی) کے عشق سے بیقرار ہوگیا تہا کیونکہ اس عقل سے اکتساب معرفت مقصود تہا۔ اسلیے اُس کنیزک کو تذکرۂ روز میثاق کے بدلے خرید لیا۔ یعنی روح نے عقل کو وہ وعدہ دیا دلایا جو ازل میں توحید حقیقی اور خدا پرستی کے متعلق لیا گیا تہا۔ اور اس یاد دہانی کی اسلیئے ضرورت ہوئی کہ روح بلا امداد عقل کتساب معرفت نہیں کرسکتی نکتہ یہ بات یاد رہے کہ روح بادشاہِ بدن اور عقل کی مالک ہے۔ کیونکہ جبتک کسی جسم میں روح نہوگی عقل سے بہی بے نصیب رہیگا مثلاً پتہروں کو دیکہہ لیجے چونکہ انمیں روح نہیں اسلیئے عقل بہی نہیں۔ لہذا اکتساب معرفت نہیں کرسکتے۔ روح انسانی اسی لیئے عقل پر عاشق ہے کہ عقل اکتساب معرفت کرسکتی ہے۔

	چون خرید او را و برخوردار شد	آن کنیزک از قضا بیمار شد
ترجمہ	عیش اُڑانے بادشہ نے چند روز	ہوگئی بیمار پہر وہ دلفروز

شرح۔ یعنے جب روح نے عقل کو خرید لیا اور اُس سے اکتساب معرفت کے متعلق نفع حاصل کرنا چاہا تو اتفاقاً وہ کنیزک بیمار نکلی کیونکہ وہ تو نفس امارہ کی عاشق تہی۔ شعر کے ظاہری معنے خود ظاہر ہیں۔

	آن یکے خر داشت پالانش نبود	یافت پالان گرگ خر را در ربود
ترجمہ	تہا کسیکے گہر گدہا۔ پالان نہ تہا	جب ملا پالان گدہا جاتا رہا

شرح پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل ۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ بادشاہ کو جب عشق تہا تو کنیزک پاس نہ تہی اور جب کنیزک ملگئی تو اسکی بیماری کی سبب عشق جاتا رہا ۔ گدا ہے تو پالان نہین اور پالان ہے تو گدہا نہین جب کوزہ تہا تو پانی نہ ملا اور جب پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا ۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح بعد حصول خلعت جسم کمالات عرفان کے حاصل کرنے کا شایق تہا مگر اسوقت اسکے پاس عقل نہ تہی جسکے ذریعہ سے کمال حاصل کرتا اور جب بعد زمانہ بلوغ عقل نصیب ہوئی تو اکتساب کمالات کا شوق جاتا رہا کیونکہ عقل عشق نفس اماره کے باعث دنیا طلبی کی مریض نکلی ۔ دانت تہے تو چنے نہ تہے ۔ اور چنے ہوے تو دانت ندارد ہین

	کوزه بودش آب می نامد بدست	آب را چون یافت خود کوزه شکست
ترجمہ	پاس جب پیالہ تہا پانی دور تہا	ملگیا پانی تو پیالہ چور تہا

شرح مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے ۔ یعنے سلطان روح ساغر شوق معرفت تو رکہتا تہا مگر خالی تہا اسمین شراب عقل نہ تہی جس سے نشہ عرفان حاصل ہو ۔ مگر جسوقت یہ شراب ہاتہ لگ گئی تو ساغر ٹوٹ گیا ۔ کیونکہ یہ شراب (عقل جزوی) عشق نفس اماره کے سبب بالکل بے کیف پائی گئی ۔

	شه طبیبان جمع کرد از چپ و راست	گفت جان هر دو در دست شماست
ترجمہ	شہ نے فرمایا طبیبون سے کہ ہان	ہے تمہارے ہاتہ مین دونو کی جان

شرح یعنے بادشاہ نے طبیبون کو جمع کرکے یہ کہا کہ ہم دونون کی جان تمہارے ہاتہ مین ہے ۔ کنیزک کی اسلیے کہ سخت بیمار ہے اور میری اسلئے کہ مریض عشق ہون ۔ طبیبون کے ہاتہ مین جان کا ہونا یاس و عاجزی کا کلمہ ہے جو مایوسی کی حالت مین مریض یا اسکے وارثون کی زبان سے نکلجاتا ہے ۔ ورنہ فی الواقع دیکہا جائے تو ہر متنفس کی جان خدا کے ہاتہ مین ہے ۔ خواہ زندہ رکہے خواہ مار ڈالے ۔ نیز معنوی طور پر شعر کے یہ معنے ہوے کہ روح عقل کو نفس اماره کے مرض عشق مین مبتلا دیکہکر قوائے جسمانی سے یہ کہہ رہی ہے کہ میری اور عقل کی نجات تمہارے وسیلہ سے ہوسکتی ہے ۔ تم عقل کو لذائذ نفسانیہ مین مبتلا ہونے سے پرہیز کا حکم دو ۔ ورنہ عقل کی بیماری سے مین بھی مبتلائے مصیبت ہونگی ۔ کیونکہ خدا کی نافرمانی اور دنیا طلبی سے روح معذب ہوتی ہے

	جان من سهل است جان جانم اوست	دردمند و خسته‌ام درمانم اوست
ترجمہ	میری جان کیا شئے ہے ہان جان جان ہے	دردمند خستہ کا درمان ہے

شرح چونکہ بادشاہ نے کنیزک کے ساتہ اپنی جان کو بہی شامل کردیا تہا اس سے یہ شبہہ پیدا ہوتا تہا کہ اسے عاشق ہوکر جان بہت پیاری تہی ۔ حالانکہ یہ مذہب عشاق کے بالکل برخلاف ہے ۔ اس شعر مین بادشاہ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے ۔ مطلب یہ کہ میری جان نہایت سبک اور بیقدر اور نکمی چیز ہے مجہے اپنے جان کے جاتے

ہے یہ

رہنے کا کچھ غم نہین ہان کنیزک جو میری جان کی جان (یعنے روح الروح) ہے کسیطرح بچ جائے۔ کیونکہ مین اُسکے عشق سے دردمند اور خستہ دل ہون۔ اُسکا علاج میرا علاج اور اُسکی صحت میری صحت ہے۔

	ہر کہ درمان کرد مر جان مرا	برد گنج و دُرّ و مرجان مرا
ترجمہ	دفع کردیگا جو میری جان کا رنج	اُسکو مین انعام دونگا دُرّ و گنج

شرح پہلے مصرع مین یا تو لفظ **جان** بمعنے روح ہے جس سے مراد کنیزک ہے یا **مرجان** (بمعنے موتگا) سارا ایک لفظ ہے اس صورت مین ممکن ہے کہ **مرجان** کنیزک کا نام ہوگا۔ یعنے روح کا قول ہے کہ جو طبیب عقل کا علاج کریگا وہ مستحق انعام۔ بیکران ہوگا۔ بعض نسخون مین بر دگنج دُر اضافت کے ساتھ ہے۔

	جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم	فہم گرد آریم و انبازی کنیم
ترجمہ	بادشہ سے یون لگے کہنے حکیم	جان لڑا دینگے کہ ہم سب ہین فہیم

شرح یعنے ہم کنیزک کے علاج مین اپنی جان لڑا دینگے اور اپنی عقل اور ہوش و حواس کو جمع اور ایکدوسرے کو باہمی مشورے مین شریک کرکے معالجہ کرینگے (**گرد آوردن** بمعنے جمع کردن ہے) بعض نسخون مین **فہم کردایم** بھی دیکھا گیا ہے۔ یعنے ہم سب عقیل اور فہم کردار ہین کنیزک کا معالجہ سمجھ بوجھکر کرینگے۔

	ہر یکے از ما مسیح عالمیست	ہر الم را در کف ما مرہمیست
ترجمہ	ہم مین سے ہر ایک ہے رشک مسیح	ہر مرض کی چارہ سازی ہے صحیح

شرح۔ چونکہ یہ تمام طبیب جھوٹے مدعی تھے اسلیے انکی زبان سے ایسے دعوے کے کلمے نکلے جو سچون کی شان کے لایق نہین۔ اپنی زبان سے لپنے آپ کو مسیح عالم کہنا بہت بڑا دعوی ہے جو شنا کے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را کا مصداق ہے۔ صوفیون کے خیالات ایسے دعوون سے پاک ہوتے ہین۔

	گر خدا خواہد نگفتند از بطر	پس خدا بنمود شان عجز بشر
ترجمہ	انشاء اللہ سے رہے سب بیخبر	حق نے دکھلایا اُنہین عجز بشر

شرح۔ لفظ بطر خوشی و تکبر و سرگشتگی و بدبختی کئی معنون مین مستعمل ہے۔ یہان سب معنے درست ہو سکتے ہین۔ یعنی طبیبان مدعی نے وعدۂ بادشاہ (برد گنج و دُرّ و مرجان مرا) کی خوشی یا ہر یکے از ما مسیح عالمیست کے تکبر یا اپنی بدبختی کے باعث لفظ **انشاء اللہ** نہ کہا اُنکو یون کہنا چاہیئے تہا کہ انشاء اللہ ہم کنیزک کے علاج مین جانبازی کرینگے اور خدا نے چاہا تو وہ تندرست ہو جائیگی اسلیے اللہ تعالے نے اُنپر اُنکا عجز ظاہر کردیا۔ کہ اُنکے علاج سے کنیزک اور زیادہ بیمار ہوتی گئی۔ یہان سے معلوم ہوگیا کہ کسی ایسے فعل پر جسکے کرنیکا ارادہ ہو انشاء اللہ نہ کہنا مذموم ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ قوائے جسمانی جو خود لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہین عقل کا علاج

نہین کر سکتے۔

ترک استثنا مرادم قسوتے ست ۔۔۔ نے ہمین گفتن کہ عارض حالتے ست

ترجمہ ترک استثنا قساوت دل کی ہے ۔۔۔ جسکا کہنا عارضی حالت سی ہے

شرح لفظ استثنا کے معنے انشاء اللہ کہنے کے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ ترک استثناء (یعنی کسی کام پر انشاء اللہ زبان سے نہ کہنا) گو مذموم ہے لیکن مین اس کی مذمت نہین کرتا بلکہ ترک استثناء سے میری مراد قساوت قلب اور سختی دل ہے اور مین اسی کی مذمت کرتا ہون۔ کیونکہ قساوت دل سے غفلت پیدا ہوتی جو خدا کا نام تک نہین لینے دیتی۔ دوسرے مصرع مین اضراب اور پہلے مصرع کے مضمون کی ترقی ہے یعنے ترک استثناء سے میری مراد قساوت قلب ہی نہین جسکی مین مذمت کرتا ہون بلکہ جسطرح ترک استثنائے قلبی مذموم ہے اسطرح فقط زبان سے کہنا بھی اچھا نہین کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ ایک عارضی حالت ہے جسکو دل سے کچھ علاقہ نہین۔ اس سے اس حدیث کے معنے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ (یعنے اللہ تعالے تمھارے صورتون اور عملون کو نہین دیکھتا بلکہ دلون اور نیتون پر نظر رکھتا ہے) اچھی طرح ظاہر ہوگئے۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ مصرع ثانی کو مفید ترقی مضمون مصرع اول نہ سمجھا جائے بلکہ لفظ نے سے مراد کی نفی مدنظر ہو۔ اس صورت مین لفظ ترک گفتن سے پہلے محذوف بالقرینہ ماننا پڑیگا۔ یعنے ترک استثناء کی مذمت سے میری مراد سختی دل ہے نہ کہ ترک گفتن۔ کیونکہ زبان سے انشاء اللہ نہ کہنا مذموم نہین ہے ترکیب لفظی کا فرق نہو تو دونو معنو نکا حاصل ایک ہے نکتہ نہان سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ انشاء اللہ دل اور زبان دونو یا فقط دل سے کہنا چاہیے صرف زبان کا اعتبار نہین۔ کیونکہ اللہ تعالے لنا فقون کے اُن مقولون کی مذمت فرماتا ہے جو صرف زبان سے ادا ہون اور دل اُنسے بے بہرہ رہے قرآن شریف کی آیت ہے یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ مَا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ یعنے منافق زبان سے ایسی باتین کہتے ہین جو اُنکے دلونمین نہین ہوتین۔

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت ۔۔۔ جان او با جان استثنا ست جفت

ترجمہ مُنہ سے استثنا بہت کہتے نہین ۔۔۔ دور مقصد سے مگر رہتے نہین

شرح پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی مدلل توضیح ہے۔ یعنی فقط زبان سے انشاء اللہ کہنا ایک عارضی اور نا قابل اعتبار بات ہے۔ اسلیے قلبی استثنا چاہیئے کیونکہ بہت سے اہل اللہ جنکا دل خدا کے ساتھ مشغول ہے کسی کام پر زبان سے تو انشاء اللہ نہین کہتے لیکن اُنکی روح مقصود استثناء کے ساتھ متعلق رہتی ہے جان استثنا سے مقصود استثنا (یعنے تفویض امور بجناب الٰہی) مراد ہے نیز شعر کے یہ معنے بھی

ہو سکتے ہین کہ لفظ لبا سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہ لفظ تعظیماً آپ کی نسبت کہا گیا ہے اور تعظیم ہی کے باعث صراحتاً آپکا نام مبارک نہین لیا گیا۔ اسصورت مین یہ شعر اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ کفار قریش نے امتحان صداقت کے لیے آپ سے **اصحاب کہف** اور ذوالقرنین کا حال پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **غَدًا اُجِیْبُکُمْ** یعنے کل جواب دونگا مگر چونکہ زبان مبارک سے لفظ انشاء اللہ نہ کہا تہا اسلیے وحی چند روز تک منقطع رہی اور پہر یہ آیت نازل ہوئی **وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ** ط یعنے اے محمد بغیر انشاء اللہ کہے ہرگز نہ کہہ کسی چیز اور کسی کام کو کہ مین کل کرونگا مولانا کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **غَدًا اُجِیْبُکُمْ** کے ساتہ زبانی انشاء اللہ نہین فرمایا تہا مگر آپکا دل مقصود استثنا کے ساتہ ہر وقت متعلق تہا اسلیئے زبانی استثناء کی ضرورت نہوئی۔ لیکن یہان یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زبانی انشاء اللہ کہنا غیر ضروری ٹہرا تو نزول وحی مین تاخیر کیون ہوئی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ترک استثناء قولی جائز تہا مگر شان پیمبری اس بات کی مقتضی تہی کہ اللہ کا نام دل اور زبان دونون سے لیا جاتا **حسنات الابرار سیئات المقربین** (جو نیکون کی نزدیک نیکیان وہ مقربان بارگاہ الٰہی کے نزدیک بدیان ہین) یا یہ جواب ہے کہ ترک استثناء زبانی اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جائز تہا۔ بعد مین ممنوع ہو گیا۔ یا یہ جواب ہے کہ وحی کا چندروز کے لیے موقوف ہونا اُمت کے غافل لوگون کی تنبیہ کے لیے تہا تاکہ اُنہین معلوم ہو جائے کہ جب ترک استثناء زبانی کے باعث خاتم المرسلین سے چند روز کے لیے وحی منقطع ہو گئی تو اگر اُمتی ترک استثنا کرینگے تو اُنسے خدا کی بہت سی برکتین منقطع ہو جائینگی۔ اور بلا انشاء اللہ کہے اُنکے اکثر کام ناتمام رہینگے۔

ہر چہ کردند از علاج واز دوا | **گشت رنج افزون وحاجت ناروا**

ترجمہ: اُن طبیبون نے کیا جو کچھہ علاج | اُس سے بگڑا اور لونڈی کا مزاج

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ قوائے جسمانی نے رجوع خود بتلائے لذات نفسانی سے عقل کو اپنی مرضی کی دوا دی جس سے صحت کی جگہ اُسکا مرض (دنیا طلبی) اور بڑہتا گیا۔

آن کنیزک از مرض چون موی شد | **چشم شہ از اشک خون چون جوی شد**

ترجمہ: یعنے لونڈی سوکہ کر تنکا ہوئی | روتے روتے چشم شہ دریا ہوئی

شرح یعنے کنیزک عقل مرض دنیا طلبی کے سبب قریب الزوال ہو گئی کیونکہ دنیا طلبی سے عقل جاتی رہتی ہے اور روح پر صدمہ پہونچتا ہے

از قضا سرکنگبین صفرا فزود | **روغن بادام خشکی مے نمود**

ترجمہ: آگیا سرکہ سے صفرا سا منے | کی یبوست روغن بادام نے

شرح - سرکنگبین - مرکب از سرکہ و انگبین جسکو سکنجبین کہتے ہین یہ دوا طبیبون کے نزدیک دافع صفرا ہے اور روغن بادام اعضا اور دماغ مین تری پیدا کرتا ہے لیکن ہر دوا چونکہ حکم الٰہی کی پابند ہے اسلیے کبھی تو اپنا وہی اثر دکھاتی ہے جو طبیبون کے تجربہ مین آچکا ہے اور کبھی اُسکے برعکس - چونکہ کنیزک کے مقدر مین ہنوز صحت نہ تھی اسلیے سکنجبین نے صفرا بڑھا دیا اور روغن بادام سے خشکی ہونے لگی - مؤثر حقیقی جو چاہے سو کرے -

	از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت	آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ترجمہ	بڑھ گیا سہل دوا دینے سے قبض	اور پانی سے حرارت ہائے نبض

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور نفت ایک قسم کا آتشگیر روغن ہے جو زمین سے نکلتا ہے جسکو مٹی کا تیل کہنا چاہیئے - نیز تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہلیلہ تلین کرتی ہے - دست لاتی ہے - مگر کنیزک کو اُلٹا قبض ہو گیا اور ہلیلہ سے اطلاق یعنے دست لانیکا اثر جاتا رہا - دوسرے مصرع مین آتش سے حرارت جسم مراد ہے یعنے کنیزک کی حرارت (تپ) اسقدر بڑھ گئی کہ خالص پانی یا دوا کا پانی اُسکی آتش یعنی حرارت کا مددگار ہوگیا - مطلب یہ کہ پانی نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی جیسا کہ مٹی کا تیل آگ پر پڑ کر اُسے اور زیادہ بھڑکا دیتا ہے خلاصہ یہ کہ ساری دواؤنکی تاثیر اُلٹی ہوی - اور کنیزک کا حال ع درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست - کا مصداق ہو گیا -

	سستی دل شد فزون و خواب کم	چشم پر سوز و دل پر درد و غم
ترجمہ	ہوگئی ضعف درون سے نیند کم	آنکھ تھی پر سوز دل پر درد و غم

شرح - بعض نسخون مین چشم پر سوز کی جگہ سوزش چشم دیکھا گیا ہے - مطلب ایک ہے اور شعر کے ظاہری معنے خود عیان ہین - ہان باطنی طور پر یہ سمجھنا چاہیئے - کہ کثرت دنیا طلبی سے عقل معاد سست ہو جاتی ہے - اور فکر دنیوی نیند اُڑا دیتے ہین - دل حرص دنیا سے پر درد و غم رہتا ہے اور انجام کار کثرت محنت سے حرارت لاحق ہو جاتی ہے اور آنکھین جلنے لگتی ہین - کیونکہ دنیا کی محبت تمام مصیبتون اور گناہون کی جڑ ہے -

	شربت و ادویہ و اسباب او	از طبیبان ریخت یکسر آب رو
ترجمہ	جو دوا کی اُسکے حق مین سم ہوئی	رونق روے نگارین کم ہوئی

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ آب رو کو اضافت کے ساتھ کہا جائے تو یہ معنے ہونگے - کہ شربت اور دواؤن اور اُنکے سامانون نے طبیبون کے ہاتھ سے کنیزک کے چہرہ کی رونق کھو دی - کیونکہ وہ تختۂ مشق طبیبان بنگئی تھی - اور اگر بلا اضافت سمجھا جاے تو یہ مطلب ہے کہ دواؤن نے تاثیر نہ کرنے کے باعث بادشاہ کے نزدیک طبیبون کی آبرو بگاڑ دی - کیونکہ اُنہون نے جو مسیحائی عالم کا دعوی کیا تھا وہ ٹوٹ گیا -

عاجز شدن طبیبان از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن بر بادشاہ و روی آوردن او بدرگاہ پادشاہ حقیقی

	شہ چو عجز آن طبیبان را بدید	پا برہنہ جانب مسجد دوید
ترجمہ	چارہ سازی سے ہوا جب حال غیر	سوئے مسجد شاہ دوڑا ننگے پیر
	رفت در مسجد سوی محراب شد	سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد
ترجمہ	عجز سے سجدے کیے با درد و آہ	آنسوؤن سے تر ہوئی سب سجدہ گاہ

شرح دونو شعرون کے معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جبتک سالک قبلۂ ہوائی سے قبلۂ حقیقی کیطرف رجوع نہین کرتا مرشد کامل کا ملنا اور اُسکے ارشادات سے بہرہ یاب ہونا محال ہے چنانچہ بادشاہ نے جب طبیبان مدعی کو چھوڑکر اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا تو اُسے طبیب غیبی ملگیا۔ اور اُسکے معالجہ سے کنیزک صحت یاب ہوگئی (یہ قصہ عنقریب آنیوالا ہے) ہان ان شعرون سے ایکاور بات نکلتی ہے۔ وہ یہہ کہ کسی اڑی مشکل کیوقت آدمی پر فرض ہے کہ تمام ظاہری وسیلون کو چھوڑکر دل وجان سے اللہ تعالے کی طرف متوجہ ہوجاے اور زبان سے بارگاہ بے نیاز مین عجز و انکسار کرے۔ اسی مطلب کیطرف مولانا آیندہ شعرونمین اشارہ فرماتے ہین

	چون بخویش آمد ز غرقاب فنا	خوش زبان بگشاد در مدح و ثنا
ترجمہ	اپنے آپے مین جب آیا مرزبان	یون ہوا تعریف حق مین تر زبان

شرح غرقاب سے آب عمیق اور فنا سے عالم محویت مراد ہے۔ یہ حالت سخت مصیبت مین دل سے دعا کرنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت کی دعا اکثر قبول ہوجاتی ہے۔

	کاے کمینہ بخششت ملک جہان	من چگویم چون تو میدانی نہان
ترجمہ	اے خدا بخشندۂ ملک جہان	اے علیم آشکارا و نہان

شرح اس شعر سے ثنائے الٰہی اور مناجات شروع ہوئی ہے۔ اور کمینہ بمعنے کمتر ہے۔ اور دوسرا مصرع اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بالتحقیق اسے چھپی ہوئی باتون کو جانتا ہے) کی تفسیر ہے۔

	لیک گفتی گرچہ میدانم سرت	زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت
ترجمہ	گرچہ ہے تو واقفِ سر بالضرور	حکم ہے ہمکو دعا کا یا غفور

شرح یعنے اے الٰہ العالمین جبکہ تو خود پوشیدہ باتونکو جانتا ہے تو میرے عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہین لیکن تو نے دعا کرنے کا بھی حکم دیا ہے اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دعا عبادت کا مغز ہے) اور قرآن مجید مین موجود ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (اے بندو رب تمہارا حکم کرتا ہے کہ مجھسے دعا مانگو مین قبول کرونگا۔) مجیب الدعوات کی بارگاہ سے کوئی سائل محروم نہین پھرتا۔

حالِ ما وین طبیبان سر بسر | پیش لطف عام تو باشد هدر

ترجمہ: حالت بیمار مین گو ہیچ ہے | روبرو تیرے کرم کے ہیچ ہے

شرح۔ یہان لفظ حال سے تدبیر مراد ہے اور ھدر لاشئی اور بیکار چیز کو کہتے ہین یعنے ہماری تدبیر جسکو ہم بیمار کے حق مین مہربانی سمجھے ہوے ہین تیری مہربانی کے سامنے بالکل بیکار ہے کیونکہ جبتک تیری مہربانی نہو گی ہماری مہربانی یعنے تدبیر سے بیمار کو ہرگز صحت نہین ہو سکتی۔

ای ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ | بار دیگر ما غلط کردیم راہ

ترجمہ: اے پناہِ حاجت اے مولے العطا | بار دیگر ہو گئی ہمسے خطا

شرح پناہ حاجت سے قاضی الحاجات مراد ہے اور یہ لفظ بار دیگر بمعنے مکرر ہے یعنے اے قاضی الحاجات ہم بار بار خطائین کرتے ہین تو ہمارے گناہون کو معاف کر اور ہماری حالت پر رحم فرما اور کنیزک کو صحت دے نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین ایک تو یہ کہ آدمی چاہے کیسا ہی متقی اور گناہون سے بچا ہوا ہو مگر اُسکو جناب الٰہی مین ہر وقت اپنی خطاؤنکا اقرار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اقرار عجز و انکسار اور بندہ ہونے کی علامت ہے دوسرے یہ کہ جب اپنے یا کسی غیر کے لیئے دعا مانگے۔ تو پہلے سچے دل سے استغفار کرے تاکہ دعا جلد قبول ہو۔ بادشاہ اگرچہ دیندار تھا کیونکہ مولانا اُسکی نسبت ملک دنیا بودش وہم ملک دین فرما چکے ہین۔ مگر ممکن ہے کہ اس سے گناہ صادر ہوے ہون اسلئے کہ دیندار کو معصوم ہونا ضروری نہین ہے چنانچہ منجملہ اور گناہو ایک گناہ یہ بھی ہے کہ اسنے شافی مطلق کو چھوڑ کر طبیبان مدعی سے چارہ جوئی کی۔ بعض محققین نے بار دیگر کو عدد معین یعنے دوسری دفعہ یا دوسری مرتبہ کے معنون مین لیا ہے اور بادشاہ کے ذمہ دو خطائین لگائی ہین۔ اول خطا کنیزک پر عاشق ہونا۔ دوسری خطا طبیبان مدعی کی طرف رجوع کرنا۔ مگر یہ معنے نادرست ہین کیونکہ مولانا قدس سرہ ایک جگہ اپنی مثنوی مین فرماتے ہین کہ مشاہدۂ حق عورتون مین مردونکی نسبت کامل درجہ کا ہے اس لحاظ سے کنیزک کا عشق خطا کیسی عین صواب تھا۔ اور بعض شارحین کا یہ قول ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا تو یہ ہے کہ طبیبون کی طرف رجوع کیا اور دوسری خطا یہ کہ کنیزک کی صحت کے لیے دعا مانگی۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالے علام الغیوب اور دانائے اسرار ہے۔ اس قول پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب قرآن و حدیث مین اجازت موجود ہے تو دعا مانگنا خطا کیون ٹھیرا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ دعا کی اجازت سہی مگر عاشقان الٰہی جنکا مذہب تسلیم و رضا ہے دعا کو اپنی مصیبت کے سپر ہرگز نہین بناتے جو چیز عام مومنین کے لیے جائز ہے وہ مقربین کے لیے ممنوع ہے بعض قلمی نسخون مین یہ شعر لیک گفتی گرچہ میدانم سرت الی آخرہ اس شعر کے اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ کے بعد واقع ہے اس صورت مین خود مولانا قدس سرہ کے کلام سے یہ بات

ظاہر ہوتی ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا طبیبون کی طرف رجوع کرنا ہے اور دوسری خطا کنیزک کے لیے دعا مانگنی - کیونکہ مصرعہ ایک گفتی لائے آخرہ مین کلمہ لیک بمعنے لیکن حرف استدراک ہے۔ بادشاہ اپنی خطا کا عذر اسطرح کرتا ہے کہ اے قاضی الحاجات مینے کنیزک کے لیئے جو دعا مانگی یہ میری دوسری خطا ہے لیکن تونے خود دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اسلیئے مجھے اس خطا پر جرأت ہوگئی۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے سمجھنی چاہیے

	چون برآورد از میان جان خروش	اندر آمد بحر بخشایش بجوش
ترجمہ	بادشہ کے دل سے جب نکلا خروش	آگیا دریائے بخشایش مین جوش

شرح - میان جان سے تہ دل خروش سے گریہ و فریاد بخشایش سے رحمت الٰہی مراد ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دعا قبول ہوگئی قرآن مجید مین آیت موجود ہے اَمَّن یُجیبُ المُضطرَّ اِذا دَعاہ یعنی خدا کےسوا اور کوئی ایسا نہین جو بیقرار کی دعا قبول کرے۔

	درمیان گریہ خوابش در ربود	دید در خواب او کہ پیرے رو نمود
ترجمہ	روتے روتے سوگیا وہ اہل درد	خواب مین دیکھا کہ ہے ایک پیر مرد

شرح - پیر سے مراد بزرگ ہے اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سچے خواب مین بشارت دینے والا کوئی نہ کوئی بزرگ صورت ہوا کرتا ہے جسکو ملہم من اللہ کہتے ہین۔

	گفت ای شہ مژدہ حاجاتت رواست	گر غریبے آیدت فردا ز ماست
ترجمہ	کہہ رہا ہے تو مرادین پائیگا	ایک مسافر کل ہمارا آئیگا

شرح گفت کا لفظی فاعل پیر ہے مگر معنوی طور پر یہ مژدہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنے اے بادشاہ تیری حاجت ضرور روا ہوگی اور ایک مسافر جو تیرے پاس کل آئیگا وہ ہمارا یعنے خدا کا بھیجا ہوا ہوگا۔

	چونکہ آید او حکیم حاذق است	صادقش دان کو امین و صادق است
ترجمہ	وہ مسافر ہے بڑا حاذق حکیم	ہے امانت دار حق صادق حکیم

شرح - خواب مین نظر آنیوالا بزرگ بادشاہ سے کہہ رہا ہے کہ کل جو ایک مسافر تیرے پاس آئیگا وہ کوئی معمولی مسافر یا سائل نہین ہے بلکہ حاذق اور دانا حکیم ہے جو کچھ وہ کہیگا سچ ہوکر رہیگا۔ کیونکہ وہ امین ہے طبیبان مدعی کی طرح خیانت پیشہ نہین ہے۔ چونکہ بادشاہ طبیبان مدعی سے بدظن اور کنیزک کی صحت سے مایوس ہوگیا تھا اسلیے اس بزرگ نے خواب مین اُس طبیب غیبی کی تعریف کی تاکہ بادشاہ معالجۂ کنیزک کے لیے اُس سے رجوع کرے اور اُسے طبیبان مدعی کے زمرہ مین سے نہ سمجھے۔ کیونکہ دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک کر پیتا ہے۔

در علاجش سحر مطلق را ببین	در مزاجش قدرت حق را ببین
ترجمہ: سحر مطلق ہے علاج اُس شخص کا	قدرت حق ہے مزاج اُس شخص کا

شرح سحر یعنی جادو کی دو قسمین ہین اول سحر مقید۔ جو خاص خاص اجسام عنصریہ اور اجرام فلکیہ و غیرہا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے دوم سحر مطلق جو صرف اسمائے الٰہیہ کے اثر سے ہویدا ہوتا ہے اسکو سحر حلال بہی کہتے ہین اور کرامت بہی دوسرے مصرع مین مزاج بمعنے ذات سے الہام ربانی مراد ہے۔ جو بصیغہ اسم فاعل مظہر افعال ہے۔ اور یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل کے تمام افعال حق کیطرف منسوب ہین کیونکہ حدیث قدسی کے یہ الفاظ ہین لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ وَیَدَہٗ وَلِسَانَہٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ (یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا مقرب ہو جاتا ہے تو مین اُسکو اپنا دوست بنا لیتا ہون اور جسوقت مینے دوست بنا لیا تو مین اسکی سماعت۔ بصارت۔ ہاتہہ اور زبان بنجاتا ہون۔ وہ میرے ہی سماعت سے سُنتا ہے اور میری ہی بصارت سے دیکہتا ہے اور میرے ہی ہاتہہ سے پکڑتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے) اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اے بادشاہ تو اُسکے علاج میں تاثیرات اسماے الٰہی دیکھے گا جو ہر مرض کی دوا ہین اور کنیزک کے تندرست ہونے مین تجھے اسکی کرامت دکہائی دیگی۔ جو فی الواقع باعث حیرت ہوگی۔ اور اُسکی ذات مین قدرت حق نظر آئیگی۔ کہ کیونکر در پردۂ طبابت اپنا کام کر رہی ہے

خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد	گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد
ترجمہ: دیکھکر یہ خواب شاہ دوستکام	جاگ اُٹہا بنکر کنیزک کا غلام

شرح لفظ آگاہ سے مراد بیدار ہے۔ اور گشتن کے دو معنے ہین ہونا اور پہرنا چنانچہ مولانا ایک جگہ مثنوی مین فرماتے ہین ۔۔ چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت ، چون از و گشتی ہر چیز از تو گشت ، یعنے جب تو خدا کا ہوگیا تمام چیزیں تیری ہوگئین اور جب اُس سے پہر گیا ساری چیزیں تجھسے پہر گئین لفظ شد جو دوسرے مصرع کے آخر مین ہے لفظ گشتہ کی تفسیر ہے یعنے یہ بتا رہا ہے کہ یہان گشتہ بمعنے شد ہے برگشتہ کے معنون مین نہیں اسیلیے لفظ شد زائد سمجہا جائیگا جسکو معنون سے کچہہ غرض نہین۔ اور خلاصہ مصرع یہ ہوگا کہ شاہ مملوک کنیزک گشت یعنے جب خواب سے آنکہہ کہلی تو مژدۂ صحت کے باعث اسقدر خوش ہوا کہ کنیزک کا غلام بنگیا۔ یعنی بادشاہ کی طبیعت جو بیماری کے سبب ہٹ گئی تہی پہر کنیزک پر مائل ہوگئی یا یہ معنے ہیں کہ بادشاہ خواب دیکہکر اسطرح چونک پڑا گویا کنیزک کا غلام تہا اور یہ قاعدہ ہے کہ غلام آقا کے خوف سے سوتے سوتے چونک پڑتے ہین۔ نیز یہ بہی ممکن ہے کہ گشتہ بمعنے شد ہو اور شد اپنے معنوں میں رہے یعنے بادشاہ جو کنیزک غلام بنا ہوا تھا اس بشارت پہر بادشاہ ہوگیا مطلب یہ کہ اسکی بیماری کے سبب جو امور سلطنت کی طرف سے بادشاہ کی طبیعت مین سُستی اور بے پروائی آگئی تہی وہ جاتی رہی بعض قلمی نسخون مین گشتہ مملوک و کنیزک شاہ شد عطف کے

ساتہ ہے اسصورت مین مطلب یہ ہے کہ خواب کی صداقت پر یقین کرکے بادشاہ ملوک یعنے عاشق ہوگیا اور کنیزک بادشاہ یعنے معشوق بنگئی اور بادشاہ کے دل مین وہی عشق پیدا ہوگیا جو کنیزک کی بیماری سے پہلے تہا۔

	چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد	آفتاب از شرق اختر سوز شد
ترجمہ	جب ہوا وہ وقت اور آئی سحر	ہوگیا مشرق سے سورج جلوہ گر
	بود اندر منظرہ شہ منتظر	تا بہ بیند آنچہ بنمودند سر
ترجمہ	تہا جہروکون مین شہ دین منتظر	تاعیان شب کی بشارت کا ہو سر

شرح۔ منظرہ یعنے جائے نظر دریچۂ بلند سیرگاہ۔ جہروکا جو شاہی محلوںمین ضرور ہوتا ہے۔

	دید شخصے کاملے پر مایۂ	آفتابے در میان سایۂ
ترجمہ	شخص کامل شاہ کو آیا نظر	ابر مین سورج تہا گویا مستتر

شرح یعنے صبح اٹھکر بادشاہ نے اسی کامل اور پرمایہ شخص کو دیکہا جسکی بشارت خواب مین ہوگئی تہی۔ مایہ سے حکمت الٰہی اور کرامت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع کے دو معنے ہوسکتے ہین **اول** یہ کہ **آفتاب** سے آفتاب فلکی (سورج) اور سایہ سے ابر مراد ہو۔ یعنے بادشاہ نے دور سے اس شخصکو اسطرح دیکہا جسطرح کوئی آفتاب کو ابر مین دیکہتا ہے اسی حالت مین گو آفتاب تو نظر نہین آتا مگر ابر مین سے اسکے انوار کی جہلک ضرور دکہائی دیتی ہے علےٰ ہذا القیاس وہ شخص فاصلہ کے سبب گو بادشاہ کو ابہی اچھی طرح نظر نہین آیا تہا مگر اسکے نور کا جلوہ دور سے محسوس ہو رہا تہا۔

دوم یہ کہ **آفتاب** سے احدیت ذات حق مع اسماء و صفات اور **سایہ** سے تعین خاص (یعنی طبیب حاذق) مراد ہو یعنے وہ طبیب حاذق کوئی انسان نہ تہا بلکہ اس تعین خاص مین احدیت ذات مع اسماء و صفات جلوہ گر تہی۔ کیونکہ وہ مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کیے ہوے تہا۔ آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کرتا ہے۔

	می رسید از دور مانند ہلال	نیست بود و ہست بر شکل خیال
ترجمہ	تہا نمایان دور سے شکل ہلال	نیستی ہستی مین مانند خیال

شرح چونکہ بادشاہ اسکا منتظر اور اسکی ملاقات کا مشتاق تہا اسلیے آنے والے کو ہلال سے تشبیہ دیگئی یا یہ کہ وہ کثرت ریاضت کے باعث لاغر اندام تہا اسلیے ہلال کہا۔ یا یہ کہ جسطرح ہلال کی روشنی رفتہ رفتہ بڑہتی ہے اسیطرح جسقدر وہ بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا تہا اسکے انوار کی جہلک زیادہ ہوتی جاتی تہی۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ طبیب غیبی باعتبار فنافی اللہ نیست تہا اور باعتبار بقا باللہ ہست تہا۔ یا یہ کہیے کہ باعتبار ترک وجود عارضی فنافی الذات تہا اسلیے نیست تہا مگر چونکہ طبابت کے لئے ظل بشریت مین آگیا تہا اسلیے ہست تہا اس ہستی و نیستی کی مثال خیال ہے کہ خیال کرنے والے کے نزدیک تو اسکا وجود ہوتا ہے۔ مگر فی الواقع کچہ بہی نہین ہوتا۔

	نیست وش باشد خیال اندر جہان		تو جہانے بر خیالے بین روان	
ترجمہ	نیست ہین بالکل خیالات جہان		ہے جہان نقش خیالی پر روان	

شرح یہ شعر بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اے مخاطب خیال عالم موجودات مین کالعدم ہے مگر افسوس سارا جہان اسی خیال پر جو سونے والے کے خواب کے برابر ہے کاربند ہو رہا ہے اور ہر شخص ذات باقی کو چھوڑ کر اپنے اپنے خیالات کا عاشق و پیرو ہے حالانکہ تمام خیالات فانی ہین اس صورت مین رَوان بمعنے رونده ہے۔ بعض نسخون مین پر خیالی بھی دیکھا گیا ہے یعنے اے مخاطب اچھی طرح دیکھ سارا جہان خیال سے پر ہے ایسا ایک بھی نہ نکلیگا جو فانی خیالات کے عشق سے خالی ہو اسصورت مین رَوان زود اور فی الحال کے معنون مین ہے۔

	بر خیالے صلح شان و جنگ شان		بر خیالے نام شان و ننگ شان	
ترجمہ	انکی صلح و جنگ ہے بالکل خیال		اور نام و ننگ ہے بالکل خیال	

شرح یعنے اہل عالم کے تمام معاملات خیال پر مبنی ہین کبھی کسی چیز کو برا خیال کرکے آپس مین لڑمرے اور کبھی اچھا جانکر صلح کر لی۔ انکے خیال مین دنیا کی ناموری بہت اچھی ہے اسلیے اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور فقیری و مسکینی برے اوصاف ہین اسلیے اسکو باعث ننگ و عار جانتے ہین فائدہ خیال کئی معنون مین مستعمل ہے اول دلمین کسی صورت کا تصور کرنا خواہ وہ صورت جسمی ہو یا معنوی دوم وہ چیز جو خواب مین نظر آتی ہے سوم وہ صورت جو کھیتون مین جانورون کے ڈرانے کے لیے نصب کیجاتی ہے چہارم عالم مثال جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہین اور جو عالم ارواح و عالم اجسام کے مابین ہے۔ گزشتہ شعر و مین خیال کے دوسرے معنے لیے گئے ہین۔

	آن خیالاتے کہ دام اولیاست		عکس مہرویان بستان خداست	
ترجمہ	جن خیالون مین پھنسے ہین اولیا		ہین وہ بالکل عکس علم انبیا	

شرح دامِ اولیا کی اضافت لامی ہے یعنے برائے اولیا عکس بمعنے پرتو مہرویان سے صور علمیہ یا اسرار معرفت اور بستان خدا سے انبیا علیہم السلام یا جذبات الٰہی مراد ہین۔ یہ شعر گویا ایک سوال مخفی کا جواب ہے معترض یہ شبہ کرتا تھا کہ اولیاء اللہ کے حالات بھی تو خیالات ہی پر مبنی ہین کیونکہ تصوف خیالات کے پاک و صاف کرنیکا نام ہے اور جبکہ خیالات کالعدم اور بمنزلہ خواب ٹھیرے تو اولیاء اللہ اور عام لوگون کے خیالات مین کیا فرق ہوا۔ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ وہ خیالات جنھون نے اولیاء اللہ کو دامِ عشق حقیقی مین پھنسا دیا ہے انبیا علیہم السلام کی صور علمیہ یا جذبات الٰہی کے اسرار کا پرتو ہین اسلیے کہ اولیاء جذبات الٰہی اور انبیا علیہم السلام کے تابع ہین انکو عشق حقیقی اسی رستہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اسرار معرفت خیالی باتین نہین ہین۔ ایک بڑے ولی کا قول ہے

گر بچشم عاشقان بینی جمالِ خویشتن ہمچو من آشفتہ گردی در خیالِ خویشتن

آن خیالے راکہ شہ در خواب دید | در رخ مہمان ہمے آمد پدید

ترجمہ: شاہ نے جو خواب مین دیکھے تھے تب | تھے رخِ مہمان مین وہ آثار سب

شرح۔ تصورات خیالی یعنے خواب کی دو قسمین ہین۔ خلاف واقع۔ اور مطابق واقع۔ پہلا خیال ایسا ہے جیسا بچی کے خواب مین چھیچڑے البتہ دوسرے خیال کا نام کشف ہے چنانچہ آیۂ کریمہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ (بالتحقیق خدا نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا) سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پہلے مسجد حرام مین داخل ہونے اور ارکان حج ادا کرنیکے متعلق جو خواب دیکھا تھا وہ مطابق واقع یعنے کشف تھا۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے خواب مین جو کچھ دیکھا تھا وہ طبیب غیبی کی ذات مین موجود تھا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا خواب کشف تھا۔

نور حق ظاہر بود اندر ولی | نیک بین باشی اگر اہل دلی

ترجمہ: اولیا مین نور حق ہے بالیقین | دیکھہ سکتا ہے مگر ہر نیک بین

شرح یعنے ولی کامل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنیکے بعد آئینہ ذات حق بنجاتا ہے۔ مگر ذات ولی مین نور حق اُسی باطنی آنکھہ والے کو نظر آتا ہے جسپر غفلت کا پردہ نہ پڑا ہو۔

آن ولی حق کہ پیدا شد ز دور | از سراپایش ہمین میریخت نور

ترجمہ: نور چشم شاہ تھا جب دور تھا | پاس جب آیا سراپا نور تھا

شہ بجای حاجبان در پیش رفت | پیش آن مہمان غیب خویش رفت

ترجمہ: شہ لئے کی تعظیم دربان کی طرح | دیکھکر مرغوب مہمان کی طرح

شرح بادشاہ کا دربانونکیطرح استقبال کو جانا اُسکے ادب کو ظاہر کر رہا ہے جسکا بیان آیندہ آنیوالا ہے بعض نسخون مین در پیش رفت کی جگہ فا پیش رفت دیکھا گیا ہے فا پیش لغت مین بمعنے فراپیش ہے مراد وہی مہمان کا استقبال ہے جو بادشاہ نے خلوص دل سے کیا تھا۔

ضیف غیبی را چو استقبال کرد | چون شکر گوئی کہ پیوست او بورد

ترجمہ: کرکے استقبال شاہ باخبر | یون ملا مہمان سے جیسے گلشکر

شرح یعنے بادشاہ طبیب غیبی سے بڑی خندہ پیشانی اور شیرین بانی کے ساتھ ملا اس ملاقات کی مثال شکر اور ورد ہے کہ دونو باہم ملکر یکجان ہو جاتے ہین نکتہ اسمین یہ اشارہ ہے کہ طبیب غیبی نے ملتے ہی بادشاہ کو جذبات الٰہی کیطرف کھینچکر اپنا سا کر لیا یعنے بحر وحدت مین غرق کر دیا جسطرح شکر اور ورد کے ملنے سے دوئی جاتی رہتی ہے۔ اور دونون کا ایک نام (گلقند) ہو جاتا ہے اُسیطرح اُن دونون سے دوئی غائب ہوگئی۔ اور ایک جان دو قالب بنگئے چنانچہ

آئندہ شعرانہی معنون کی تائید کررہا ہے۔

	هر دو بحرے آشنا آموختہ	هر دو جان بے دوختن بر دوختہ
ترجمہ	ہر دو دریا ئے مطالب مل گئے	بنگئے یک جان و دو قالب مل گئے

شرح۔ آشنا بمعنے شنا و شناوری دونو طرح مستعمل ہے۔ یہان دوسرے معنے (مصدری) مراد ہین یعنی طبیب اور بادشاہ گویا شناوری سیکھے ہوے دو دریا تھے بادشاہ دریائے علوم ظاہری تھا اور طبیب دریائے علوم باطنی مگر چونکہ شناوری (تیراکی) سیکھے ہوے تھے دونو ملکر ایک ہوگئے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُن دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری چونکہ باہم مربوط ازل اور ایکدوسرے کی دوست تھین اسلیے عالم ظاہری مین ملتے ہی ایک کی ایک ہوگئین۔ حدیث شریف موجود ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (یعنے روحین محفوظ لشکرون کی مانند ہین اور لشکر والون کا قاعدہ ہے کہ جس کسیکو پہچان لیتے ہین اُس سے ملجاتے ہین اور جسکو نہین پہچانتے اُس سے الگ رہتے ہین) ہر دو جان مین اضافت مقلوب ہے یعنے چونکہ دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری ازل مین مربوط تھین اسلیے عالم ظاہری مین بھی ملگئین۔

	آن یکے چون تشنہ وان دیگر چو آب	آن یکے مخمور وان دیگر شراب
ترجمہ	ایک پیاسا دوسرا مانند آب	ایک ہیکش دوسرا شکل شراب

شرح۔ بادشاہ گویا پیاسا یا مخمور تھا اور طبیب غیبی پانی۔ یا شراب یعنے جسطرح پیاسے کو پانی کی چاہت اور مخمور کو شراب کی محبت ہوتی ہے اسیطرح بادشاہ کو طبیب کی محبت ہوگئی۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ لوگون پر اہل اللہ سے دلی محبت رکھنی فرض ہے۔ یا طبیب غیبی کو پیاسا اور مخمور اور بادشاہ کو پانی اور شراب کہا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل اللہ سالکان راہِ خدا کے خواہان ہوا کرتے ہین جسطرح پیاسا پانی کا جویان ہوتا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ دونو ایک دوسرے کے حق مین پیاسے اور ایک دوسرے کے حق مین پانی کا حکم رکھتے تھے۔ اسصورت مین یہ شعر اُن دونون کی باہمی اتحاد کی تمثیل ہے۔ آئندہ شعر پہلے معنون کی تائید کررہا ہے

	گفت معشوقم تو بودستے نہ آن	لیک کار از صبر خیزد در جہان
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ تو محبوب ہے	صبر لیکن کام مین مطلوب ہے

شرح یعنے بادشاہ نے حسن عقیدت اور غایت ارادت کے باعث یہ کہا کہ اے حکیم حاذق کنیزک میری معشوق نہین بلکہ مطلوب دلی تو ہے لیکن دنیا عالم اسباب ہے یہان بات مین سے بات پیدا ہوتی ہے صبر کیے بغیر مطلوب حاصل نہین ہوسکتا۔ یہان کا ہر کام دیر طلب ہے۔ اگر مین کنیزک پر عاشق نہوتا تو تجھ جیسے کامل شخص سے ہرگز ملاقات نصیب نہوتی اس شعر مین اشارہ ہے کہ طالب مرشد کامل پر سچا عقیدہ رکھے اور مرشد کے روبرو اپنے تمام اقوال و

افعال میں ادب و لحاظ کو ہاتھ سے نجانے دے

	اے مرا چون مصطفے من چون عمر	از برائے خدمتت بندم کمر
ترجمہ	تو بر نگ مصطفےٰ مین ہون عمر	باندہ لی ہے تیری خدمت کو کمر

شرح۔ یہ شعر بھی بادشاہ کا مقولہ ہے۔ یعنے اے طبیب غیبی اور مرشد کامل تو حسب مضمون حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ (علماء پیغمبرون کے وارث) مصطفےٰ کا قایم مقام ہے اور مین باعتبار حسن ارادت و فرمانبری گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قائم مقام ہون۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبری مین بزمرۂ دیگر صحابہ بہت مشہور تھے بعض محققین نے تخصیص عمرؓ کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ ہر قطب زمان اور امام عالم کے دو وزیر ہوتے ہین۔ ایک دہنی طرف کا دوسرا بائین طرف کا چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی دو وزیر تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وزیر یمین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزیر یسار آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ قطب زمان اور امام عالم ہوے۔ اور حضرت عمرؓ وزیر یمین بنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ علے ہذا القیاس یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اسصورت مین ممکن ہے کہ طبیب غیبی قطب زمان ہو۔ اور بادشاہ وزیر یسار ہو۔ کیونکہ اُسنے اپنے آپ کو حضرت عمر کا قایم مقام کہا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

درخواستن توفیق رعایت ادب و وخامت بے ادبی

ترجمہ	خدا سے توفیق رعایت ادب کی درخواست اور بے ادبی کی برائی

شرح۔ چونکہ بادشاہ طبیب غیبی کی تعظیم و ادب کے سبب اپنے مطلوب پر کامیاب ہو گیا تھا۔ اسلیے مولانا ادب کی خوبیان اور بے ادبی کی مذمت بیان فرماتے ہین اور تمام سالکان راہِ معرفت کے لیے اللہ تعالےٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہین۔

	از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب
ترجمہ	حق سے ہین ہم سائل شان ادب	بے ادب سے دور رہتی ہے لطف رب

شرح۔ ادب۔ حد ہر چیز کی نگاہداشت۔ اور دانش اور طور پسندیدہ کو کہتے ہین۔ نیز علوم عربیہ (صرف نحو وغیرہ) کا نام بھی ادب ہے لیکن یہان پہلے معنے مراد ہین۔ صوفیہ کے نزدیک ادب کی کئی قسمین ہین (اول) ادب شریعت یعنے حدود شرع شریف پر قایم رہنا (دوم) ادب خدمت یعنے بندہ کا خدا کی محکوم کا حاکم کی۔ غلام کا آقا کی اولاد کا ماں باپ کی خدمت مین مبالغہ کرنا (سوم) ادب طریقت۔ مثلاً طہارت دل۔ اور حفظ اوقات اور وفائے عہد۔ اور مراعات اسرار۔ اسکا نام ادب خواص بھی ہے (چہارم) ادب معرفت یعنے اپنے اور حق سبحانٗ

وتعالے کے حقوق مین امتیاز کرنا۔ اسکو ادبِ حق بہی کہتے ہین۔ یہ ادب خصوصیت کے ساتہ اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔
سالک پر سب سے پہلے یہ فرض ہے کہ **ادب شریعت** کا پابند رہے ورنہ ادب طریقت ومعرفت
سے ضرور محروم رہیگا کیونکہ جسنے ادب کے مرتبۂ اول (ادب شریعت) کو چھوڑدیا وہ دیگر مراتب پر کیونکر
ترقی کرسکتا ہے مصرع ثانی کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص ادبِ شریعت نہ کریگا۔ وہ **لطفِ رب** (یعنے
ادب طریقت ومعرفت) سے محروم رہیگا۔

	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ترجمہ	بے ادب تنہا نہین ہے آپ خوار	بلکہ عالم سوز ہے وہ نابکار

شرح یعنے بے ادب کی برائی اُسی کی ذات تک نہین رہتی بلکہ مخلوق کو بہی ضرر پہنچاتی ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین
اِس مضمون کی چند مثالین مفصل طور پر بیان کی گئین ہین۔

	مائدہ از آسمان در میرسید	بے شرا و بیع بے گفت و شنید
ترجمہ	آسمان سے آرہا تہا مائدہ	بے مشقت تہا سراسر فائدہ

شرح۔ یہان مائدہ سے **من وسلوی** مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم (بنی اسرائیل) پر اُترتا تہا اور جسکی
نسبت یہ آیت ہے **وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ** (یعنے ابر کو اُنکا سائبان بنایا اور
اُنپر منّ وسلوی اُتارا) منّ ترنجبین۔ یا شہد۔ یا شیرخشت کی قسم مین سے کوئی میٹہی چیز ہوتی ہے اور سلوی ایک
پرند کا نام ہے جسکو عربی مین **سمانے** اور ہندی مین بٹیر کہتے ہین حضرت موسیٰ کی قوم پر کہانے کے لیے ترنجبین
اور بہنی ہوئی بٹیرین نازل ہوتی تہین۔ یعنے میٹہا سلونا دونو کہانے آتے تہے اس من وسلوی کے نازل ہونیکا
باعث یہ تہا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا تہا کہ ہم اگر معاش سے بےفکر ہوجائین تو دل لگاکر
خدا کی عبادت کرین چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی اور اُنکی دعا قبول ہوگئی۔ من وسلوی آسمان سے اُترنے
لگا اور وہ بہت عرصہ تک کہاتے رہے مگر بعض بےادبون کے سبب وہ نعمت تمام قوم سے چہن گئی جسکا بیان آیندہ شعرمین ہے

	درمیان قوم موسی چند کس	بے ادب گفتند کو سیر و عدس
ترجمہ	قوم موسیٰ مین سے تہے جو بے شعور	مانگ بیٹہے ہے کہان لہسن مسور

شرح لفظ **بے ادب** لفظ **چند کس** کا بدل ہے اور اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے **وَإِذْ قُلْتُمْ
يَا مُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ** الے آخرہ یعنے بعض بےادبون نے حضرت موسیٰ سے یہ کہا کہ ہم روز کے
روز ایک طرح کے کہانے (من وسلوی) پر صبر نہین کرسکتے تو اپنے خدا سے دعا کر کہ ہمارے لیے زمین مین سے
ساگ پات اور کہیرا ککڑی اور گیہون اور مسور اور لہسن پیاز پیدا کرے (بےادبونکا یہ قول ترک ادب **طریقت**

تہا یعنے عدم مراعات اسرار الٰہی۔ وہ اُس بھید کو ہرگز نہ سمجھ سکے جو منّ وسلوی کے نازل کرنے مین تہا اُنھون نے ایسی نعمت کو جو خدا کیطرف سے گہر بیٹھے ملتی تہی لہسن پیاز کے مقابلہ مین حقیر سمجھا اسلیے من وسلوی منقطع ہوگیا۔

	مانند رنج زرع و بیل و داسمان		منقطع شد خوان و نان از آسمان	
	رہگیا محنت مشقت مین جہان		ہوگیا موقوف خوان آسمان	ترجمہ

شرح۔ خوان و نان سے وہی منّ وسلوی مراد ہے جنکا ذکر ہوچکا۔ بیل بمعنے بیلچہ ہے اور داسمان بمعنے درانتی یعنے من وسلوی کا اُترنا موقوف ہوگیا اور بونے جوتنے کہیت کیاریلچے درانتی اور سب بیٹے پکانے کی محنت لوگونپر باقی رہگئی کیونکہ جب بعض بے ادبون نے منّ وسلوی کو حقیر سمجھکر گیہون مسور اور لہسن پیاز وغیرہ مانگے تو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا اِہبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ (اے بنی اسرائیل تم شہر مین چلے جاؤ۔ وہان تمکو جو تمنے مانگا ہے وہ ملجائیگا) چنانچہ وہ سب شہر مین چلے گئے اور محنت مزدوری کرنے لگے پیٹ بھرنے کے لیے کھیت کیا اور کدال پہاوڑے کی مشقت اُٹھانی پڑی۔ آیت کریمہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے یہی معنے ہین کہ اُنپر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی۔ انمین بے ادب اور بد لوگون کے ساتھ نیکون کی بھی شامت آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ گستاخی چند آدمیون نے کی تہی مگر اُنکے گناہ مین بے قصور بھی پکڑے گئے۔ عذاب الٰہی کا یہی قاعدہ ہے کہ جب نازل ہوتا ہے تو نیک و بد سب کو سنگو لیتا ہے اس سے بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد کے معنے بالکل واضح ہوگئے

	خوان فرستاد و غنیمت بر طبق		باز عیسیٰ چون شفاعت کرد حق	
	نعمت حق غیب سے آنے لگی		پہر سفارش حضرت عیسیٰ نے کی	ترجمہ

شرح یہ اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ مین ہے وَاِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (یعنے جب حواریون نے عیسیٰ سے یہ کہا کہ کیا تیرا خدا اتنی طاقت رکھتا ہے کہ ہمپر آسمان سے کہانے کا خوان نازل کرسکے تو عیسیٰ نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ایمان دار ہو تو خدا سے ڈرو کیونکہ ایسا سوال کرنا بے ادبی مین داخل ہے۔ گویا تم خدا کا امتحان لیتے ہو حالانکہ مخلوق خالق کا امتحان نہین لے سکتی لیکن حواریون نے پہر اصرار کیا اور یہ کہا کہ ہم خدا کا امتحان لینا نہین چاہتے بلکہ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم معاش سے فارغ ہوجائین اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرین اور اے عیسیٰ تیری صداقت ہمپر اچھی طرح ظاہر ہوجائے یہ سنکر حضرت عیسیٰ نے دعا کی اور آسمان سے کہانے کا خوان اُترنے لگا

	چونکہ گفت انزل علینا مائدہ		مائدہ از آسمان شد عائدہ	
	جب کہا انزل علینا مائدہ		آسمان سے پہر کے اُترا مائدہ	ترجمہ

شرح یعنے حضرت عیسیٰ کی دعا سے پہر خوان اُترنے لگا جسمین پانچ روٹیان ایک مچھلی کچھ سرکہ کچھ شہد اور بعض کا بیان

ہوتی تھین ایک روٹی پر روغن زیتون ہوتا تہا دوسری پر شہد تیسری پر روغن زرد۔ چوتھی پر پنیر پانچوین پر گوشت اور چھلیان ہوتی تہین۔ ان سے تمام قوم کا پیٹ بہر جاتا تہا اور سب چیزین اسیطرح باقی رہتی تہین لفظ مائدہ کے یہ معنے نہین کہ حضرت عیسے کی قوم پر دوسری بار خوان اترا تہا۔ بلکہ یہ معنے ہین کہ پہلے قوم موسیٰ پر نازل ہوا تہا پہر قوم عیسے پر یہ خوان برابر ایکمدت تک اُترتا رہا۔ پہر موقوف ہوگیا جسکی وجہ مولانا آیندہ شعرون مین بیان فرماتے ہین۔

	بازگستاخان ادب بگذاشتند	چون گدایان زلّہا برداشتند
ترجمہ	چھوڑ بیٹھے پہر ادب گستاخ کار	زلّہ سنگو لنے لگے غفلت شعار

شرح۔ زلّہ بچا کھچا کہانا۔ جو دستر خوان سے اٹھا لیتے ہین یعنے قوم عیسےٰ کے بعض بے ادبون نے یہ ترک ادب کیا کہ حرص کے مارے فقیرون کی طرح آج کا بچا ہوا کہانا کل کے لیے اُٹہا کر رکہنے لگے خدا پر توکل نہ کیا اُسکی رزاقی سے بدظن ہوگئے۔ حالانکہ حضرت عیسےٰ نے خدا کے حکم سے اسکی ممانعت کردی تہی۔ اس ترک ادب کا نتیجہ یہ ہوا کہ خوان منقطع ہوگیا۔ اور غیبی ضیافت کا سامان بالکل اُٹھہ گیا۔

	کرد عیسے لابہ ایشان را کہ این	دائم ست وگم نگردد از زمین
ترجمہ	چاپلوسی سے مسیحا نے کہا	یہ زمین پر آب ہمیشہ کو رہا

شرح۔ یعنے جب بے ادب تنبیہ اور ممانعت سے باز نہ رہے تو حضرت عیسےٰ نے منت و سماجت سے سمجھایا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ تم خدا سے بدگمان نہو اور آج کا بچا ہوا کل کے لئے جمع نکرو۔ ورنہ اس ترک ادب سے خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ لابہ تملق۔ چاپلوسی۔ خوشامد عجز و اخلاص کے معنون مین مستعمل ہے۔ بعض نسخون مین کم نگردد ہے

	بدگمانی کردن و حرص آوری	کفر باشد نزد خوان مہتری
ترجمہ	ہے یہ حرص و بدگمانی سخت عیب	یعنے ناشکری ہے نزد خوان غیب

شرح یعنے خدا سے بدگمانی کرنی اور حرص کے مارے آج کا کہانا کل کے لئے اُٹھا رکہنا کفران نعمت ہے۔ پس خوان الٰہی کے پاس بیٹھکر ایسا کفران تمہارے لیے باعث وبال ہے کفر سے کفران نعمت۔ اور خوان مہتری سے مائدہ مراد ہے جو آسمان سے نازل ہوتا تہا۔ یہ شعر حضرت عیسے کا مقولہ ہے جو قوم کی نصیحت کے لیے تہا

	زان گدارویان نادیدہ ز آز	آن در رحمت بر ایشان شد فراز
ترجمہ	باعث حرص گدارویان چند	باب رحمت ہوگیا عالم سے بند

شرح گدارو اُس شخص کو کہتے ہین جسکے چہرے سے بہیک مانگنے کے آثار نمایان ہون یعنے صورت سوال اور نادیدہ بمعنے مفلس و حریص جسکو اردو کے محاورے مین نظر آیا اور ندیدہ بولتے ہین۔ چونکہ اُس قوم مین مانگنے کی عادت تہی اسلیے اُن کو گدارو اور ندیدہ کہا گیا اور بچے کہچے ٹکڑے جمع کرنیکا یہی سبب تہا کہ وہ

سجھا کتے تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اُن بعض بے ادبون فقیرون اور مفلسون کے سبب جو فی الواقع فقیر نہ تھے کیونکہ اُنپر گھر بیٹھے مائدہ اُترتا تھا بلکہ حرص و طمع کے سبب فقیر تھے رحمت کا دروازہ ساری قوم پر بند ہو گیا جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے فراز بمعنے کشادہ شدہ و بستہ شدہ دو نو طرح آیا ہے یہان دوسرے معنے مراد ہین

	نان و خوان از آسمان شد منقطع		بعد ازان زان خوان نشد کس منتفع
ترجمہ	آسمان سے پھر نہ اُترا مائدہ		پھر کسی کو بھی نہ پہنچا فائدہ

شرح حضرت عیسے کی قوم کے بعض بے ادبون نے ٹکڑے جمع کرنے شروع کیے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مائدہ منقطع ہو گیا۔ اور بدون کے سبب بیچارے نیک بھی اُس نعمت الہی سے محروم رہے۔ اللہ تعالے نے مائدہ نازل کرنے سے پہلے یہ وعدہ لے لیا تہا فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ الی آخرہ یعنے جو شخص مائدہ نازل ہونے کے بعد کفران نعمت کریگا تو مین اُسپر ایسا عذاب بھیجونگا جو جہان والون مین سے کسی پر نہ بھیجا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفران نعمت کے سبب خوان اُترنا بند ہو گیا۔ اور نبی آدمی سور کی صورت مین مسخ کیے گئے۔ اور طرح طرح کے عذابون مین مبتلا ہوے شریرون اور بے ادبون کے باعث صالحین نے بھی تکلیفین اُٹھائین اور نعمت الہی سے محروم رہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے لوگ بے ادبی اور نافرمانی نہ کرتے تو مائدہ قیامت تک آسمان سے نازل ہوتا رہتا کسیکو محنت مشقت اور پیسنے پکانے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑتی۔ بلکہ آتش درہمہ آفاق زد کے مصداق اور بھی اچھی طرح ظاہر ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ کی قوم نے یہ ترک ادب شریعت کیا تھا کہ خدا و رسول کا کہنا نہ مانا۔ اور ٹکڑے جمع کرنے لگے انجام کار مبتلائے عذاب ہوے۔ الٰہی تو تمام عالم کو ادب کی توفیق دے اور اپنے عذاب سے اپنی پناہ مین رکھ

	ابر ناید از پئے منع زکات		وز زنا افتد وبا اندر جہات
ترجمہ	ابر رُکتا ہے جو رُکتی ہے زکات		اور زنا سے ہے وبائے شش جہات

شرح۔ مال و دولت خدا کی امانت اور بہت بڑی نعمت ہے اسلیے مالدارونپر فرض ہے کہ شکر نعمت ادا کرین اور زکات نکالکر محتاجون کی دعائین لین۔ زکات نہ دینا کفران نعمت ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل پر کفران نعمت کے باعث مائدہ اُترنا موقوف ہو گیا تہا۔ اسیطرح زکات نہ دینے کے سبب ابر منقطع ہو جاتا ہے علی ہذالقیاس زنا بھی کفران نعمت ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالے نے حلال عورتین عنایت فرمائی ہین تو زنا کرنا گویا اس نعمت کو حقیر سمجہنا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ وہ پانی جو انسان کے پیدا ہونیکا مادہ ہے خدا کی نعمت ہے اور اسکا حرام کے رستے ضایع کر دینا کفران نعمت ہے اس سبب سے اللہ تعالے وبا نازل کرتا ہے اور ہزارون آدمی مرجاتے ہین نکتہ زناکار چونکہ نطفہ کو ضایع کرکے انسانی پیدایش کو کم کر دیتے ہین اسلیئے اللہ تعالے کا عذاب اُنکے گناہ کے

مطابق آتا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ وبا بھیجکر آدمیون کو کم کر دیتا ہے اور یہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیل ہے کہ اس اُمت کی صورتین مسخ نہین ہوتین۔ مذکورۂ بالا دونون گناہون مین ترک ادب شریعت ہے کہ چند بے ادب مرتکب ہوتے ہین اور تمام مخلوق پر قحط اور وبا کی مصیبت آجاتی ہے۔

	هر چه آید بر تو از ظلمات غم		آن ز بیباکی و گستاخیست هم
ترجمہ	تجھپہ چھا جاتے ہین جو ظلمات غم		تیری گستاخی ہے ہے باعث یہ ستم

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے (یعنے عذاب الٰہی اُسیوقت نازل ہوتا ہے جبکہ نیکیان چھوڑکر عذاب کے لایق گناہ کیے جاتے ہین۔ اور ترک ادب شریعت ہوتا ہے یہ شعر اس آیت کا ترجمہ بھی ہوسکتا ہے مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (یعنے جو مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتونکے کمائی ہوئی ہے

	هر که گستاخی کند در راهِ دوست		رهزنِ مردان شد و نامرد اوست
ترجمہ	راہِ حق مین جو کہ ہے گستاخ کار		رہزن مردان ہے نامردی شعار

شرح۔ راہِ دوست سے مرضی الٰہی مراد ہے اور گستاخی کرنے سے اُسکے احکام پر عمل نہ کرنا مقصود ہے گستاخ کو رہزن مردان اسلیے کہا کہ اُسکے سبب نیک لوگ بھی (جو مردان خدا ہین) بلاؤن مین مبتلا ہو جاتے ہین اور گستاخ آدمی کو نامرد کہنے کا باعث ظاہر ہے کیونکہ جو شخص احکام الٰہی کا مطیع نہین ہے وہ گویا سست ہے خدا کے کام سے جی چرُاتا ہے۔ اور کام سے جی چرانا نامردونکا شیوہ ہے۔

	از ادب پرنور گشته این فلک		وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
ترجمہ	ہان ادب ہی سے ہین نورانی فلک		پاک ادب ہی کی بدولت ہین ملک

شرح یعنے آسمان ادب خدمت کے سبب (کہ خدا کے حکم سے بلاستون قایم ہے اور اُسیکے حکم سے گردش کرتا ہے) چاند سورج اور ستارون سے منور کیا گیا ہے۔ یا پر نور یعنے فرشتون کی رہنے کی جگہ ہے۔ بخلاف زمین کے اگرچہ یہ بھی خدا کے حکم سے قایم ہے مگر بے ادب ہے کیونکہ انسان جو خلیفۂ الٰہی ہوکر تمام مخلوقات سے زیادہ نافرمان ہے اسی زمین یعنے خاک سے پیدا ہوا ہے۔ اسلیے زمین کو پستی او ظلمت و تنگی اور آسمان کو رفعت اور نور عطا ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نور سے عرفان اور فلک سے عارف کا دل مراد ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ادب خدمت کے باعث معصوم اور پاک ہین یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (یعنے فرشتے خدا کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے بلکہ وہی کرتے ہین جو اُنکو حکم ہوتا ہے) یا فرشتونکا معصوم ہونا اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (جب ہمنے فرشتون کو آدم

کے لیے سجدہ کرنیکا حکم دیا تو سوائے شیطان کے سب سجدے مین گر پڑے اسی لیے فرشتے معصوم رہے اور شیطان راندۂ درگاہ ہوگیا۔

	بُد ز گستاخی کسوف آفتاب	شد عزازیلے ز جرأت رو باب	
ترجمہ	ہے گناہون سے کسوف آفتاب	اور گستاخی سے شیطان رو بآب	

شرح علم ہیئت مین کسوف وخوف (سورج گہن اور چاند گہن) کی یہ وجہ لکھی ہے کہ چاند کا نور آفتاب کے انعکاس سے ہے اور انعکاس مقابلے پر منحصر ہے جسقدر باہم مقابلہ ہوگا اُسیقدر انعکاس اور چاند مین نور ہوگا۔ اسی لیے جب چاند اور سورج کے مابین معمولی گردش کے سبب زمین حائل ہوجاتی ہے تو انعکاس جاتا رہتا ہے اور چاند گہن ہوجاتا ہے۔ پھر ان دونون مین جسقدر فاصلہ ہوتا جاتا ہے اُسیقدر مقابلے اور انعکاس کے باعث چاند کا نور بڑھتا جاتا ہے۔ اور سورج گہن کا یہ سبب ہے کہ معمولی گردش کے سبب چاند سورج کے سامنے آجاتا ہے چونکہ چاند مین ذاتی نور نہین ہے اسلیے باہم اجتماع اور چاند کے آڑے آنے سے سورج کی روشنی نظرون تک نہین پہنچتی۔ اسی کا نام سورج گہن ہے۔ علم الافلاک کے جاننے والون کا قول ہے کہ سورج اور چاند کا اجتماع اٹھائیسوین تاریخ قمری پر منحصر ہے اسلیئے سورج گہن جب کبھی ہوگا اٹھائیسوین کو ہوگا لیکن حدیث شریف سے اسکے خلاف ثابت ہوتا ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ (ابراہیم) کی وفات کے دن سورج گہن ہوا تھا۔ حالانکہ اُس دن آٹھوین یا دسوین تاریخ تھی۔ بہرحال بعض شارحین نے شعر کا مطلب یہ لکھا ہے کہ آفتاب اپنی ہی گستاخی کے سبب گہن مین آتا ہے اور آفتاب کی گستاخی یہ ہے کہ جب وہ دائرہ تقاطع پر پہنچتا ہے تو چاند گہن ہوجاتا ہے تو گویا آفتاب کا دائرہ تقاطع پر پہنچنا اور چاند کا نور چھین لینا گستاخی ہے اسکی سزا یہ ملتی ہے کہ خود آفتاب بھی گہن کی بلا مین مبتلا ہوکر اپنا نور کھو بیٹھتا ہے۔ مگر یہ معنے بالکل غلط ہین کیونکہ آفتاب ایک تو حکم الٰہی کا پابند دوسرے غیر مکلف پھر گستاخی کے کیا معنے ہوے۔ نیز بعض شارحین نے آفتاب کی گستاخی کے یہ معنے لکھے ہین کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے بدن بیٹھے اپنی چادر سی رہے تھے۔ دھوپ کی شدت سے آپ کو تکلیف ہوی اور آپنے آفتاب کیجانب نگاہ کی اُسیوقت سورج گہن ہوگیا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ معنے بھی ٹھیک نہین معلوم ہوتے کیونکہ اول تو یہ روایت درجہ ثبوت کو نہین پہنچی دوسرے آفتاب حکم الٰہی کا پابند اور غیر مکلف ہے اسکی طرف کسی قسم کی گستاخی منسوب نہین ہوسکتی اسلیئے گستاخی کو آدمیون ہی کی طرف نسبت کیا جائے تو معنے درست ہونگے۔ اسصورتمین شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ آدمیون کی گستاخی کے سبب آفتاب کا نور چھن جاتا ہے حالانکہ آفتاب بالکل بے گناہ ہے مگر بے ادبون کے باعث اسپر بھی مصیبت آجاتی ہے اسوقت بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد کے معنے اس شعر سے چسپان ہوگئے۔ اب اتنی بات رہگئی کہ آدمیون کی کونسی گستاخی کے سبب آفتاب کو گہن ہوجاتا ہے

اسکا جواب یہ ہے کہ گستاخی سے آدمیون کے گناہ مراد ہین۔ کیونکہ گناہ ظلمانی اور تاریک چیز ہین۔ اور اطاعت روشن اور نورانی ہوتی ہے چنانچہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ قرآن مجید کی آیت ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ ایمان والونکا دوست ہے۔ انکو اندہیرون سے نور کیطرف لے آتا ہے اور کافرون کے دوست اُنکے بت ہین جو اُنکو نور سے اندہیرونکی طرف لیجاتے ہین۔ مفسرین نے ظلمات سے کفر اور گناہ اور نور سے ایمان اور اطاعت مراد لی ہے اور یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات گناہونکا اندہیرا گناہ کرنیوالے کی ذات تک رہتا ہے۔ آگے نہین بڑہتا۔ مثلاً مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ گناہگار کا چہرہ بے نور اور بدرونق ہوتا ہے اور اُسکے دل کی سیاہی کے باعث اُسے خدا و رسول اور شریعت کا بتایا ہوا سیدہا رستہ نہین سوجہتا اُسکا دل رحم سے خالی اور ستم اور حق تلفیون سے بہرا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات گناہون کی شامت گناہگار کی ذات تک نہین رہتی بلکہ اُس سے آگے بڑہکر خاص و عام سب کو گھیر لیتی ہے۔ مثلاً قحط۔ وبا کسوف خسوف اُنہین گناہون کے سبب واقع ہوتے ہین جنکا اثر گنہگار کی ذات سے آگے بڑہکر تمام خاص و عام تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بات بہی ظاہر ہے کہ آئینہ جسقدر صاف ہوگا اُسی قدر عیب زیادہ دکہائیگا۔ پس تو جسطرح داغ سفید کپڑے پر الگ پہچانا جاتا ہے۔ اسیطرح گناہون کی تاریکی کا اثر بہ نسبت دیگر اجرام فلکیہ کے چاند سورج پر زیادہ پڑتا ہے۔ اسی کا نام کسوف و خسوف ہے۔ اور اس سے بندون کی تنبیہ مقصود ہے کہ اپنے گناہون کی تاریکی کا متعدی اثر دیکہکر توبہ اور اطاعت خدا و رسول کی طرف رجوع کرین چنانچہ کسوف و خسوف کے وقت اسی لیے نماز کا حکم ہے۔ یہ معنے جو ہمنے بیان کیے مولانا قدس سرہ کا الہام ہے جسپر کسیطرح کا اعتراض نہین ہوسکتا وَلِلّٰہِ الْحَمْد ہان یہ بہی ہوسکتا ہے کہ کسوف سے گناہ اور آفتاب سے دل مراد ہو۔ اسوقت یہ معنے ہونگے کہ گناہون سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین رو تاب شدن بمعنے خجل شدن ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ ترک ادب شریعت یعنے آدمیون کے گناہون کے سبب چاند سورج کو گہن ہوجاتا ہے بقول حافظ شیراز ؎ گناہ میکنی و برزمین نمیدانی ٭ کہ ماہ بر فلک از شومی گنہ گیرد ٭ اور اسے ترک ادب شریعت یعنے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنیکے باعث شیطان ہمیشہ کے لیے خجالت زدہ اور راندۂ درگاہ اور ملعون ہوگیا۔

	ہر کہ گستاخی کند اندر طریق		گردد اندر وادی حیرت غریق
ترجمہ	راہ حق مین ہے جو گستاخ اے رفیق		وادی حیرت مین ہوتا ہے غریق

شرح۔ طریق سے یا تو وہی راہ دوست مراد ہے جو پہلے کسی شعر مین گزر چکا ہے یا طریق سے ادب خدمت ادب شریعت ادب طریقت۔ ادب معرفت مراد ہین جنکی تفصیل مع مثالون کے ہم ابہی بیان کر آئے ہین۔ اور دوسرے مصرع مین غریق وادی حیرت سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ

یعنے کافر بھی (جو پرلے درجہ کے بے ادب ہین) ایسی مثال ہے جیسا کہ شیطان نے کسی شخص کو ایسی بن یا جنگل مین پھینکدیا ہو جہان وہ حیران ہے۔

	حال شاہ و میہمان گو برتمام	زانکہ پایانی ندارد این کلام
ترجمہ	حال شاہ و میہمان کہدے تمام	انتہا رکھتا نہین ہے یہ کلام

شرح۔ این کلام سے ادب اور بے ادبی کا بیان مقصود ہے جسکی انتہا نہین۔ کیونکہ غور کرنے سے ہزارون مثالین ایسی ملینگی کہ باادب اپنے مطالب پر کامیاب ہوے ہین۔ اور بے ادب ہمیشہ خدا کی مہربانیون سے محروم رہے ہین۔

ملاقات بادشاہ باطبیب الٰہی کہ در خوابش نمودہ بود و بشارت بقدوم او دادہ شدہ بود

ترجمہ بادشاہ کی اُس طبیب غیبی سے ملاقات جسکو خواب مین دیکھا تہا اور جسکی آنے کی بشارت دیگئی تھی۔

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے پہر اصل قصے۔ یعنے بادشاہ اور طبیب غیبی کی ملاقات کی طرف رجوع کیا ہے۔

	شہ چو پیش میہمان خویش رفت	شاہ بود و لیک بس درویش رفت
ترجمہ	بادشہ پیش طبیب دستگیر	یون گیا جسطرح جاتے ہین فقیر
	دست بکشاد و کنارانش گرفت	ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ترجمہ	ہہتکاری سے بڑہا یا شان کو	جان و دل مین رکہہ لیا مہمان کو

شرح۔ پہلے شعر مین بس درویش رفت کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ طبیب غیبی کیخدمت مین از بس درویشانہ صفت بنا کر گیا۔ یعنے نہایت انکسار۔ تواضع اور عاجزی سے پیش آیا اور کنارانش گرفت سے پہلے لفظ و حسب قرینہ محذوف ہے یعنے بادشاہ نے ہاتہہ پہیلائے۔ اور اُسکو بغل مین لیا۔ اس سے مصافحہ اور معانقہ مراد ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے اُسکو عشق کی طرح دل و جان مین رکھہ لیا یعنے نہایت محبت و اخلاص سے پیش آیا مولانا قدس سرہ ادب کی خوبی اور بے ادبی کی برائی ابہی ابہی بیان فرماچکے ہین بلہاد بونکو مضرتے پہنچنے کی چند مثالین دیکر اس شعر مین یہ جتایا گیا ہے کہ دیکہلو مرشد کامل کا ادب کرنیوالا بادشاہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہوا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح خواب مین بشارت ہونیکے سبب طبیب کا عشق بادشاہ کے دل و جان مین خون کیطرح دوڑ گیا تھا اسی طرح اُسکی ذات بہی دل و جان مین سرایت کرگئی کیونکہ انتہا درجہ کا عشق یہی ہے کہ معشوق کا وجود عاشق کے دل و جان مین عشق کی طرح سما جائے۔ اور ہر طرف اُسی کا جلوہ نظر آئے۔

	دست و پیشانیش بوسیدن گرفت	وز مقام و راہ پرسیدن گرفت
ترجمہ	دست و پیشانی کو بوسے دیکے شاہ	پوچھکر کیف مقام و حال راہ

شرح مہمان کے ہاتہہ اور پیشانی کو بوسہ دینا اُس زمانے کی تعظیمی رسم اور رستے کا حال پوچھنا حسن اخلاق پر مبنی تہا۔

پرس پرسان می کشیدش تا بصدر　　گفت گنجے یافتم اما بصبر

ترجمہ: لیگیا تا صدر اور پھر یہ کہا　　صبر سے ملتا ہے گنج بے بہا

شرح۔ صدر سے یا تو صدر مقام مراد ہے جو بادشاہون اور امیرون کے لیے مخصوص ہوتا ہے یا صدر بمعنے سینہ ہے۔ یعنے بادشاہ نے اُسے اپنے سینہ سے لگالیا یا رستے کا حال پوچھتے پوچھتے اُسکو صدر مقام تک لیگیا اور یہ کہا کہ مینے صبر کے سبب خزانہ پایا ہے گنج سے ذات با طبیب کی ملاقات اور صبر سے کنیزک کی بیماری پر صبر کرنا مقصود ہے یا صبر بمعنے تاخیر و مدت ہے یعنے مینے بڑی مدت مین ایک خزانہ پایا ہے۔

صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت　　میوہ شیرین دہد پر منفعت

ترجمہ: صبر کڑوا ہے مگر انجام کار　　اسکا پھل میٹھا ہے اے غفلت شعار

شرح۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور میوۂ شیرین سے امداد آلہی مراد ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ مین صبر کرنے والون کے ساتہ ہون۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔

گفت اے نور حق و دفع حرج　　معنی الصَّبرُ مِفتاحُ الفَرَج

ترجمہ: پھر کہا اے نور حق دفع حرج　　مطلب الصبر مفتاح الفرج

شرح۔ یہ بادشاہ کا قول ہے اَلصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَج حدیث ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ صبر کرنے سے مشکل کام آسان اور تمام عقدے حل ہوجاتے ہین۔ چونکہ صبر اور مرشد کامل دونون کے وسیلہ سے کشود کار ہوتا ہے اور سالک کو بڑے بڑے درجے حاصل ہو سکتے ہین اسلیئے بادشاہ نے طبیب غیبی کو صبر سے تشبیہ دی ہے

اے لقائے تو جواب ہر سوال　　مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

ترجمہ: ہے ترا ملنا جواب ہر سوال　　مشکلیں ہوتی ہین حل بے قیل و قال

شرح۔ چونکہ بادشاہ کو اس طبیب کے حاذق اور کامل ہونیکی بشارت خواب مین دیکھی تھی اسلیئے اپنی مطلب براری کا پورا الیقین طبیب کی ملاقات سے پہلے ہو چکا تہا اور ملاقات کرتے ہی علم الیقین عین الیقین ہوگیا۔ اس لحاظ سے بادشاہ طبیب سے کہتا ہے کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے۔ مجھے سوال اور قیل و قال کی کچھ ضرورت نہین۔

ترجمان ہرچہ ما را در دلست　　دستگیر ہر کہ پایش در گلست

ترجمہ: ترجمان اُسکا ہے جو کچھ دل مین ہے　　دستگیر اُسکا ہے جو مشکل مین ہے

شرح۔ یعنے جو کچھ میرے دلمین ہے (کنیزک کی صحت) تو اُس سے خوب واقف ہے اور جسکا پانو کیچڑ مین ہے یعنی کنیزک جو بیماری کی دلدل مین پھنسی ہوی ہے تو اُسکے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے مجھے حاجت بیان نہین۔ کیونکہ تو طبیب غیبی اور خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ جسنے تجھے مریض کے گھر کا رستہ بتایا ہے اُسنے مریض کا حال بھی بتادیا ہوگا یعض

نسخون مین ترجمانے و دستگیرے بیائے مجہول اور بعض مین ترجمانی و دستگیری بیائے معروف بہی دیکہا گیا ہے پہلی صورت مین یائے تعظیم ہے اور دوسری صورت مین یائے علامت مخاطب۔

	مرحبا یا مرتضیٰ یا مجتبیٰ		اِن تغب جاء القضا ضاق الفضا
ترجمہ	مرحبا اے مرتضیٰ اے مجتبیٰ		تو نہ آجاتا تو آجاتی قضا

شرح - لفظ مرتضیٰ بمعنے پسندیدہ اور مجتبیٰ بمعنے برگزیدہ ہے یعنے بادشاہ نے کہا کہ اے پسندیدۂ حق و برگزیدۂ خالق مطلق خوش آمدی اگر تو ہمسے غائب رہتا تو میری یا کنیزک کی موت آجاتی اور ہمپر ہمارے مقصود کا میدان تنگ ہوجاتا

	اَنتَ مولی القومِ مَن لا یشتہی		قد رَدیٰ - کلّا لئن لم ینتہ
ترجمہ	تو ہے مولائے گروہ سینہ چاک		جو نچاہیگا تجہے ہو گا ہلاک

شرح ردٰی ردا ءت بفتح اول و فتح ہمزہ فاسد و ہلاک شدن و تباہ گشتن کے معنون مین ہے اور ردی صیغہ ماضی ہے من لا یشتہی شرط ہے اور قد ردی اُسکی جزا ہے - علی ہذا القیاس کلّا لئن لم ینتہ جملہ شرطیہ ہے - مگر اس مصرع مین اسکی جزا محذوف ہے - اور قرآن مجید مین مذکور ہے - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو ابو جہل کی شان مین اتری ہے کلّا لئن لم ینتہ لنسفعًا بالناصیۃ یعنے قسم ہے ابو جہل اگر ہمارے رسول کو ایذا دینے سے باز نرہا تو ہم اُسکو پیشانی کے بل گہسیٹ کر جہنم مین ڈالدینگے - اس تمہید کے بعد شعر کا مطلب سُنیئے - بادشاہ طبیب غیبی سے کہتا ہے کہ تو قوم کا سردار ہے - جو شخص تجہے نہ چاہیگا - وہ تباہ ہوگا - اور قسم ہے حق کی جو تیری بے ادبی سے باز نہ رہیگا اُسکو ہم پیشانی کے بل گھسیٹین گے - اور سزا دینگے نکتہ ان شعرون مین اشارہ ہے کہ سالک مرشد کامل سے اس ارادت و ادب اور تعظیم کے ساتہ پیش آئے جیسطرح یہ بادشاہ آیا - نیز صحیح حدیث مین ہے کہ اللہ اور فرشتے رحمت بہیجتے ہین اور تمام آسمان اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹیان اور مچھلیان اُن لوگون کے حق مین دعائے خیر کرتے ہین جو دوسرون کو نیکیان سکھاتے ہین اور سیدہا رستہ بتاتے ہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب نیکون اور کاملون سے خدا اور فرشتون اور جانورون کو محبت ہے تو آدمیون کو بدرجہ اولے ہونی چاہیئے - یہی باعث تہا کہ بادشاہ نے طبیب غیبی سے اسقدر تواضع اور دلی محبت کا اظہار کیا اور اسی عقیدت و محبت کے باعث اپنے مطلب پر کامیاب ہوا - اس کامیابی کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے۔

	چون گذشت آن مجلس و خوان کرم		دست او بگرفت و برد اندر حرم
ترجمہ	اُٹہہ گیا مجلس سے جب خوان کرم		لیگیا سلطان اُسے سوئے حرم

شرح - بادشاہ کی زبانی تواضع کو خوان کرم اسلیئے کہاہے کہ ظاہری مدارات اور کریمانہ اخلاق کہانا کہلانے سے بہی زیادہ مہمان کو محظوظ کرسکتے ہین بشرطیکہ زبانی تواضع سچے دل سے ہو ورنہ زبانی جمع خرچ محض بیفائدہ ہے

اور زبان سے دل کا موافق نہو نا منافقونکا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانون کو خوئے نفاق سے محفوظ رکھے۔

بردن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار

ترجمہ: بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے پاس لیجانا

شرح۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ طالب مرشد کامل سے اپنے کسی باطنی مرض کو نہ چھپائے تاکہ مرشد اُس مرض کے علاج مین جلد کامیاب ہو۔ اور مریض کو شفا حاصل ہو جائے۔ مریض طبیب سے حال چھپا کر تندرست نہین ہو سکتا۔

قصۂ رنجور و رنجوری بخواند — بعد ازان در پیش رنجورش نشاند

ترجمہ: قصے سب کہکر مریض زار کے — جا بٹھایا سامنے بیمار کے

شرح۔ یعنے پہلے بیمار اور بیماری کا حال اور طبیبان مدعی کے معالجے سے مرض بڑہ جانے کا ذکر کیا اور پھر تشخیص کے لیے طبیب غیبی کو کنیزک کے پاس جا بٹھایا۔

رنگ روی و نبض و قارورہ بدید — ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

ترجمہ: دیکھکر چہرے سے حالات مرض — سُنلئے اسباب و علامات مرض

شرح۔ علامات مرض کی اُن علامتونکو کہتے ہین۔ جنسے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مریض کو نسے مرض مین مبتلا ہے۔ مثلاً پیشاب کا زیادہ زرد ہونا صفراوی بخار کی علامت ہے اور پیشاب کا بار بار آنا ضعف مثانہ کی۔ اور اسباب اُن سببون کا نام ہے جن سے مرض پیدا ہوتا ہے مثلاً میدہ کہانے سے پیٹ مین گرانی اور کثرت شراب خواری سے پھیپھڑے اور جگر مین ناسور پیدا ہو جاتے ہین۔ حدیث شریف مین ہے اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَعْرِفُوْنَ اَحْوَالَ النَّاسِ بِالتَّوَسُّمِ یعنے خدا کے بہت سے بندے ایسے ہین جو لوگونکا حال اسباب و علامات سے معلوم کر لیتے ہین

گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند — آن عمارت نیست ویران کردہ اند

ترجمہ: یون کہا پہلون نے کی ہے جو دوا — فی المثل تہی وہ عمارت زر ہوا

شرح۔ ایشان کی ضمیر طبیبان مدعی کی طرف راجع ہے۔ یعنے طبیب غیبی نے کہا کہ اُنہون نے جو کچھہ دوا دارو کی تہی۔ اُسنے بنایا نہین بلکہ بگاڑ دیا۔ کیونکہ اُنکو مرض کی تشخیص کا ملکہ نہ تہا۔ بغیر سمجھے بوجھے علاج کرتے رہے اس سے بجائے صحت کنیزک کے مرض مین ترقی ہوتی گئی اس شعر مین اشارہ ہے کہ جھوٹا اور غیر کامل مرشد جو کچھہ ارشاد کرتا ہے وہ فی الواقع گمراہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ علاج جسمانی امراض روحانی کو دفع نہین کر سکتا۔

بےخبر بودند از حال درون — اَسْتَعِیْذُ اللّٰہَ مِمَّا یَفْتَرُوْنَ

ترجمہ: کب خبر تہی اُنکو سیدہی راہ کی — اُنکی باتون سے پناہ اللہ کی

شرح طبیبان مدعی کی نسبت طبیب غیبی کا مقولہ ہے یعنے وہ کنیزک کے دلی حال اور باطنی مرض سے بیخبر تہے اور

اور اُنہون نے روحانی مرض کو جسمانی قرار دیکر جو معالجہ شروع کر دیا تہا یہ اُنکا افترا تہا۔ اکثر طبیبون کا یہ بہی قاعدہ ہوتا ہے کہ جب مریض اچہا نہین ہوتا تو اپنی تشخیص یا علاج کی خطا نہین بتاتے بلکہ مریض پر دوا نہ پینے یا بد پرہیزی کا بُہتان لگا دیتے ہین۔ یہان آفترا کے یہ معنے درست ہو سکتے ہین۔ یعنے کنیزک پر بد احتیاطی کا الزام اُنکا افترا تہا

	دید رنج و کشف شد بروی نهفت	لیک پنہان کرد با سلطان نگفت
ترجمہ	ہوگیا حال مریضہ سب عیان	لیکن اُسنے شاہ سے رکھا نہان

شرح۔ یعنے کنیزک کا پوشیدہ مرض (عشق زرگر) طبیب غیبی نے معلوم کر لیا مگر اُسے بادشاہ سے چھپائے رکہا کیونکہ بادشاہ کو اس سے رنج ہوتا نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین اوّل یہ کہ مرشد کامل و عارف باللہ کسی کو اپنے ہاتہ یا زبان سے ایذا نہین پہنچاتے۔ جبتک خدا کا حکم نہو دوم یہ کہ اگر مرشد کو اپنے طالب کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسکو طالب پر بہی ظاہر نہ کرے بلکہ مخفی طور پر اُسکے دفعیہ کی کوشش کرتا رہے۔

	رنجش از صفرا و از سودا نبود	بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود
ترجمہ	تہا غلط صفرا و سودا کا خیال	ہر دہوین سے ہے عیان لکڑی کا حال

شرح۔ صفرا۔ سودا۔ بلغم۔ خون۔ یہ چار خلط ہین جنمین سے کسی خلط کی زیادتی یا کمی کے باعث کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ کنیزک کسی خلط کے سبب بیمار نہ تہی بلکہ وہ روحانی مرض یعنے عشق مین مبتلا تہی اسی لیے طبیبان مدعی تشخیص مرض نہ کر سکے۔ اگر خلط کے سبب کوئی بیماری ہوتی تو چہرے کے رنگ یا نبض یا قارورہ سے معلوم ہو سکتی تہی جسطرح دہوین سے لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر دہوین مین خوشبو ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ کہین صندل یا عود کی لکڑی جل رہی ہے اور اگر بدبو ہے تو ظاہر ہو گا کہ کہین چیڑ کی لکڑیان سلگ رہی ہین۔

	دید از زاریش کو زار دل ست	تن خوش ست و او گرفتار دل ست
ترجمہ	دیکھکر سمجھا کہ ہے چاہت سے سُست	دلگرفتہ ہے مگر ہے تندرست

شرح۔ زار دل یعنے مریض قلب یعنے عاشق۔ علی ہذا القیاس گرفتار دل جو دل لگی کے سبب اپنے دل کے پہندے مین گرفتار ہو۔ کسیکو چاہتا ہو۔ جسکا دل کسی پر مبتلا ہو

	عاشقی پیداست از زاری دل	نیست بیماری چو بیماری دل
ترجمہ	عشق کی غماز ہے زاریٔ دل	لا دوا ہوتی ہے بیماریٔ دل

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے جب جسمانی مرض کی کوئی علامت نہ پائی تو معلوم کر لیا کہ کنیزک دلی بیماری یعنے عشق مین گرفتار ہے۔ اور دلکی بیماری (مرض روحانی) کا علاج نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ جسمی بیماریان محسوس ہو سکتی ہین۔ اور روحانی مرض نظر نہین آتے جبتک کوئی ولی یا مرشد کامل تشخیص نہ کرے۔

	علتِ عاشق ز علتہا جدا ست	عشق اصطرلاب اسرار خداست	
ترجمہ	عشق ساری علتون سے ہے جدا	ہے یہ اصطرلاب اسرار خدا	

شرح۔ اصطرلاب منجمون کے ایک ایسے آلہ کو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے آفتاب اور ستارونکی بلندی اور گردش وغیرہ کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ یعنے عاشق کی بیماری رچونکہ مرض روحانی ہے) تمام جسمانی بیماریون سے علحدہ ہے یہ اور ہین اور وہ اور۔ انکا علاج طبیبان مدعی سے ہوسکتا ہے۔ اسکا نہین ہوسکتا جسمانی بیماریون بین قوت زائل ہوجاتی ہے اور مرض عشق الٰہی مین بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح آفتاب کا حال اور ستارونکی گردش اصطرلاب سے معلوم ہوجاتی ہے۔ اسیطرح انوار ذاتی اور اسرار الٰہی عشق کی میزان سے ظاہر ہوجاتے ہین عشق سے مراد عشق حقیقی ہے۔ جو معشوق حقیقی تک پہنچانے کا سچا وسیلہ ہے۔

	عاشقی گرزین سر و گرزان سرست	عاقبت مارا بدان شہ رہبرست	
ترجمہ	کوئی ہو عشق حقیقت۔ یا مجاز	رہنما ہے سوے شاہ بے نیاز	

شرح۔ لفظ سر بفتح سین فکر و خیال و میل و خواہش کئی معنون مین مستعمل ہے۔ یہان یہ سب معنے درست ہوسکتے ہین زین کا اشارہ عشق مجازی کی طرف ہے اور زان کا عشق حقیقی کی طرف۔ یعنے عشقبازی خواہ اس (مجاز) کے خیال سے ہو خواہ اُس (حقیقت) کے خیال سے۔ انجام کار اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف رہبر ہے عشق حقیقی کا رہبر ہونا تو ظاہر ہے اور مجازی اسلیئے رہبر ہے کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ یعنے عشق مجازی عشق حقیقی کا پل ہے بعض نسخون مین بدان سر رہبر اور بعض مین بدان سو رہبر ہی دیکھا گیا ہے۔ ان صورتون مین سر سے مراد سر وحدت اور بدان سو سے جانب تجلیات الٰہی مراد ہے۔

	ہرچہ گویم عشق را شرح و بیان	چون بعشق آیم خجل باشم ازان	
ترجمہ	کرچکا ہون مین مجازی کا بیان	ہون حقیقی سے مگر خجلت نشان	

شرح پہلے مصرع مین عشق اپنے مصدری معنون مین رہے۔ اور دوسرے مین بمعنے معشوق یعنے مین عشق کی شرح تو بہت کچھ کرتا ہون لیکن جب معشوق حقیقی کی شرح کرنی چاہتا ہون تو مجھے اُس سے یعنے معشوق حقیقی سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ میری زبان اس قابل نہین کہ اُسکے جلال و جمال کا ذکر کرسکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونو جگہ عشق اپنی مصدری معنون مین لیا جائے اور پہلے سے عشق مجازی۔ دوسرے سے عشق حقیقی مراد ہو یعنے مین عشق مجازی کی شرح تو بہت کچھ کرسکتا ہون مگر عشق حقیقی کا بیان کرتے ہوئے منفعل ہونا پڑتا ہے کیونکہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے یا یہ معنے ہین کہ بیشتر عاشقی سے پہلے عشق کی جو کچھ شرح کی اُس سے عاشقی کے بعد شرمندگی اُٹھالی۔ کیونکہ عاشق ہونیکے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عشق الٰہی ایک مخزن اسرار اور از قسم کیفیات ہے

شرح کرنے کی قابل نہین - فائدہ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اکثر ماضی کو بمعنے مضارع اور مضارع کو بمعنے ماضی لاتے ہیں کیونکہ اہل باطن معانی کے مقابل الفاظ کی پابندی کو ضروری نہین سمجھتے - اسی قاعدہ سے اس شعر مین لفظ گویم اور آیم بمعنے گفتم و آمدم ہے - اور اس قاعدے کی بہت سی مثالین مثنوی میں موجود ہین۔

	اگرچہ تفسیر زبان روشن گرست	لیک عشق بے زبان روشن ترست
ترجمہ	صاف گو کہتی ہے تفسیر زبان	لیک عشق بے زبان ہے خود عیان

شرح یعنے اگرچہ زبان سے کسی چیز کا بیان کرنا کہنے والے کے مطلب کو ظاہر کر دیتا ہے مگر عشق حقیقی یا وصف بیزبانی خود بخود روشن ہے کیونکہ عشق حال عاشق کو دوسرو نپر بیان کئے بغیر نہین رہ سکتا اور زبان حال زبان مقال سے سچی ہے - یا یہ معنے ہین کہ معشوق بے زبان یعنے شاہد حقیقی کا جلوہ جمیع ممکنات مین ظاہر ہے حاجت بیان نہین کہتا بقول شخصے - جدہر دیکھتا ہون - اُدہر تو ہی تو ہے۔

	چون قلم اندر نوشتن میشتافت	چون بعشق آمد قلم برخود شگافت
ترجمہ	لکھدیئے گو کلک نے لاکھون ورق	عشق کی تحریر سے ہے سینہ شق

شرح - اس شعر کے کئی معنے ہوسکتے ہین - اوّل یہ کہ ہر چند قلم تحریر کے میدان مین دوڑتا ہے لیکن جب عشق حقیقی کی شرح یا معشوق حقیقی کی حالت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شگافتہ ہوجاتا ہے پھٹ جاتا ہے لکھنے کے کام کا نہین رہتا - یا یون کہیئے کہ لکھہ ہی نہین سکتا - کیونکہ اسرار عشق اور انوار ذات کو احاطۂ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے دوم یہ کہ قلم سے عقل اور نوشتن سے ادراک مراد ہے عقل کو قلم اسلیئے کہا گیا کہ جسطرح عقل تمام اشیا کے ادراک پر قادر ہے اسیطرح قلم تمام الفاظ کی تصویر یعنے تحریر پر قدرت رکھتا ہے جس سے ادراک کو بہت بڑی مدد ملتی ہے اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہوے کہ عقل دیگر اشیا کا ادراک کرتے کرتے جب عشق تک پہنچی تو بیکار ہوگئی - اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عشق کی نوبت آتی ہے تو عقل بالکل بیکار ہوجاتی ہے۔

سوم یہ کہ قلم سے قلم اعلےٰ مراد لیا جائے جسکی شان مین اوّل ما خلق اللہ القلم آیا ہے اور جسکو عرف مین لوح و قلم کہتے ہین - اور عشق یعنے معشوق سے حقیقت محمدیہ مراد ہو - کیونکہ بعض صحیح روایتون مین یہ لفظ موجود ہین اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَہٗ اُکْتُبْ فَکَتَبَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُکْتُبْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَکَتَبَہَا ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُکْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَلَمْ یَقْدِرْ یَکْتُبُہَا لِاَنَّہٗ مَظْہَرُ اَسْرَارِ الْعِشْقِ - یعنے سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا کہ لکھہ - پس قلم نے گزشتہ اور آیندہ تمام حالات لکھدیئے پھر حکم ہوا کہ لکھہ لا الٰہ الا اللہ قلم نے لکھدیا - پھر حکم ہوا کہ لکھہ محمد رسول اللہ قلم اس لکھنے پر قادر نہوا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کامل طور پر مظہر اسرار عشق الٰہی ہین - زبان قلم مین اتنی طاقت نہتی کہ ایسے محبوب خاص اور معشوق حقیقی کا نام لے سکتی -

چون سخن در وصف این حالت رسید — ہم قلم بشکست وہم کاغذ برید

ترجمہ: فکر وصفِ عشق سے چھوٹا قلم — پھٹ گیا کاغذ وہین ٹوٹا قلم

شرح۔ اینحالت کا اشارہ شرح عشق اور ذکر معشوق دونو نکیطرف ہو سکتا ہے یعنے جب عارف کامل حالات عشق لکھتے لکھتے اسرار عشق حقیقی اور جلوۂ ذات معشوق کی شرح تک پہنچا تو اُسنے قلم بھی توڑ ڈالا اور کاغذ بھی پھاڑ پھینکا کیونکہ قلم اسرار لکھنے کی طاقت نہین رکھتا۔ اور کاغذ مین ایسے مضامین سما نہین سکتے۔ یا یہ معنے ہین کہ جب عشق حقیقی اور جلوۂ شاہد معنوی کی شرح لکھنے کا وقت آیا تو قلم خود بخود ٹوٹ گیا اور کاغذ آپ ہی آپ پھٹ گیا۔ لفظ شکست۔ و درید متعدی اور لازم دونو معنون مین صحیح ہے۔

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت — شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

ترجمہ: عقل ہے یان جیسے دلدل مین گدھا — عشق خود شارح بنا ہے عشق کا

شرح۔ یعنے عشق اپنی شرح آپ کرتا ہے عقل معاش جو تھوڑی بہت ہر شخص مین ہے وہانتک نہین پہنچ سکتی۔ یہان عقل کی مثال ایسی ہے گویا ع رہگیا یہ تو گدہا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے۔ غرضیکہ عشق کی صفت جس شخص مین ہوگی خود بخود ظاہر ہو جائیگی۔ مثل مشہور ہے ع کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔ یہ مطلب اُس صورت مین ہے کہ دوسرے مصرع مین لفظ عشق سے دولون جگہ مصدری معنے مراد لیے جائین۔ اور اگر صرف پہلا عشق بمعنے معشوق ہے تو یہ مطلب ہوا کہ ذات معشوق حقیقی اور اُسکے ممکنات پر عاشق ہونے یا ممکنات کے اُسپر عاشق ہونے کی شرح عشق ہی بیان کرسکتا ہے۔ یہان عقل انسانی عاجز ہے کیونکہ عقل کہہ رہی ہے کہ وحدت کا کثرت مین موجود ہونا محال عقلی ہے۔ اور اگر دونون جگہ عشق بمعنے معشوق ہے تو شعر کے یہ معنے ہونگے کہ ذات حق اور اُسکے ممکنات پر عاشق ہونے کی شرح خود ذات حق نے بیان کی ہے چنانچہ یہ مضمون حدیث کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا سے ظاہر ہے جسکے معنے شروع مثنوی مین ہم بیان کر چکے ہین۔ نیز ایک حدیث مین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ یعنے اے خدا مین تعریف ہرگز نہین بیان کرسکتا۔ اس سے خود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب حبیب رب العالمین اُسکی ثنا سے معترف بعجز ہین تو عقل بیچاری کیا کرسکتی ہے سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وی رو متاب

ترجمہ: ہے دلیل آفتاب آپ آفتاب — منہ نہ پھیر اس سے کہ تا ہو نکتہ یاب

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنے جسطرح ثبوت آفتاب فلک کے لئے دلیل کی حاجت نہین بلکہ اسکا وجود خود بدیہی طور پر اُسکے ثبوت کی دلیل ہے اسیطرح آفتاب عشق کی دلیل خود آفتاب عشق ہے یا یہ معنے ہین کہ پہلے آفتاب سے

مرشد کامل۔ دوسرے سے عشق حقیقی مراد لیا جائے۔ یعنے مرشد آفتاب عشق حقیقی کیطرف رہبر ہے۔ اگر تجکو بہی جاہیئے تو مرشد کامل سے مُنہ نہ پہیر۔ اور اُسکی جستجو اور خدمت سے ہرگز غافل نرہ۔

	از وی ار سایہ نشانے میدہد		شمس ہر دم نور جانے میدہد
ترجمہ	آفتاب چرخ سے سایہ نشان		آفتاب عشق نور افزائے جان

شرح۔ سایہ کی تعریف یہ ہے اَلظِّلُّ ضَوْءٌ ثَانٍ مُضِیٌّ بِالذَّاتِ اَوْ بِالْوَاسِطَۃِ یعنے سایہ ہر روشن چیز کی بالواسطہ یا بلاواسطہ دوسری روشنی کو کہتے ہین۔ مثلاً دہوپ آفتاب کی بلاواسطہ اور چہانو آفتاب کی بالواسطہ روشنی ہے۔ ان معنون سے ہم دہوپ اور چہانو دونون کو سایہ کہہ سکتے ہین **صوفیہ** کے نزدیک مخلوقات وممکنات کو بہی سایہ کہتے ہین کیونکہ یہ بہی نور ذات احدیت کا بلاواسطہ سایہ ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ شمس فلکی کا سایہ شمس کے وجود کی علامت ہے اور سایہ یعنے دہوپ یا چہانو سے آفتاب کے وجود کا پتا ملتا ہے۔ لیکن یہ شمس اور سایہ دونو غائب اور فنا ہونیوالی چیزین ہین البتہ آفتاب عشق حقیقی بلاخوف فنا و زوال ہر وقت روح کو روشن اور قلب کو منور کرتا رہتا ہے۔ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ رچاہیئے کہ رغبت کرنیوالے اسی عشق حقیقی کی طرف راغب ہون) نکتہ مولانا شمس الدین تبریزی رض مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی کے مرشد ہین برین لحاظ اگر شمس سے شمس الدین تبریزی مراد لیئے جایئن تو بہی شعر کے معنے درست ہین کیونکہ شمس تبریز کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے

	سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر		چون بر آید شمس انشق القمر
ترجمہ	سایہ خواب آور ہے مثل داستان		چھپ گیا سورج سے ماہ آسمان

شرح۔ ہم ابہی لکہہ چکے ہین کہ صوفیون کی اصطلاح مین مخلوقات کو سایہ کہتے ہین یہان سایہ کے یہی معنے ہین اور قمر سے ہستی موہوم مراد ہے ہستی کو قمر اسلیئے کہا کہ جسطرح قمر ذاتی نور نہین رکہتا بلکہ آفتاب سے حاصل کرتا ہے اسیطرح ہستی بہی ذاتی نہین ہے بلکہ ذات حق کا فیضان ہے مطلب یہ کہ اے شخص مخلوقات اور ممکنات کا تعلق تجکو اسطرح خواب غفلت مین ڈالتا ہے جسطرح سونیوالے کو قصّے کہانیان لیکن جب آفتاب عشق حقیقی نکل آتا ہے یا مرشد کامل میسر ہوجاتا ہے تو وہ نیند اُڑ جاتی ہے ہستی موہوم غائب ہوکر فنافی الذات کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو اپنی زندگی کو مخلوقات کے تعلق مین وقف نہ کر۔ بلکہ خالق کا بندہ ہوکر رہ۔ ورنہ تجھپر آفتاب عشق حقیقی کا نور جلوہ گر نہوگا۔ اور خواب غفلت سے کبہی بیداری نصیب نہو گی۔

	خود غریبے در جہان چون شمس نیست		شمس جان باقیست کورا امس نیست
ترجمہ	آفتاب چرخ کوکب سے بقا		شمس جان باقی ہے بے نقص و فنا

شرح۔ لفظ امس دیروز گزشتہ کے معنو مین ہے جس سے مراد فنا ہے یعنے جہان مین کوئی چیز آفتاب کے مانند

سفر مین نہین رہتی یہ مسافر دن بھر گردش مین رہکر شب کو غائب ہوجاتا ہے۔ آفتاب حقیقت سے اسکو کچھ مناسبت نہین کیونکہ ذات حق جسکا عشق دل وجان کو پر نور کر دیتا ہے ایسا شمس ہے جسکو نہ تو فنا ہے اور نہ گردش زمانہ سے کسیطرح کا نقصان پہنچتا ہے۔ ہر وقت حاضر وناظر ہے۔ امش۔ دیروز۔ گزری ہوی کل۔

	شمس در خارج اگرچہ ہست فرد	مثل او ہم میتوان تصویر کرد
ترجمہ	شمس گو خارج مین یکتا ہے مگر	ذہن مین ہین سو مثالین مستتر
شرح	لیکن آن شمسے کہ شد ستش اثیر	نیستش در ذہن و در خارج نظیر
ترجمہ	شمس جان جو ہے دلون مین مستنیر	ذہن و خارج مین نہین رکھتا نظیر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین لفظ اثیر بمعنے بلند ہے جس سے آسمان مراد ہے شمس کو منطقیون نے کلی مانا ہے اور اسکی یہ تعریف کی ہے اَلشَّمْسُ مَفْهُوْمٌ كُلِّيٌّ مُنْحَصِرٌ فِي الْخَارِجِ فِيْ فَرْدٍ وَاحِدٍ۔ یعنے آفتاب مفہوم کلی ہے اگرچہ خارج مین منحصر بفرد واحد نظر آتا ہے۔ مطلب اشعار یہ ہے کہ آفتاب اگرچہ سارے جہان مین ایک ہے مگر اسکے مانند اور آفتاب بھی تصور مین آسکتے ہین لیکن وہ آفتاب ذات کہ آسمان جسکا تابع فرمان ہے نہ ذہن مین ہمتا و ثانی رکھتا ہے نہ خارج مین۔ قرآن مجید کی آیت ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنے خدا کے مانند کوئی چیز نہین۔ بعض نسخون مین شمس جان کو خارج آمد از اثیر دیکھا گیا ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔

	در تصور ذات او را گنج کو	تا در آید در تصور مثل او
ترجمہ	ہے تصور ذات یکتا کا محال	آسکے کیونکر تصور مین مثال

شرح یعنے اسکی ذات تصور مین نہین سما سکتی اسلئے اسکے مثل اور مانند کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔ فائدہ جس چیز کا وجود خارج مین نہین ہوتا اسکا تصور کسیطرح ذہن مین نہین آسکتا چونکہ آفتاب کا وجود خارج مین پایا جاتا ہے اسلئے اسکا یا اسکے مثل ومانند کا تصور بھی ممکن ہے۔ بخلاف عنقا جو مشہور پرند ہے چونکہ اسکا وجود خارج مین نہین پایا جاتا اسلئے ذہن اسکے یا اسکی نظیر ومانند کے تصور سے عاجز ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی فرضی شکل کو عنقا تصور کر لیا جائے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا نے اس شعر مین مثلیت کے اعتراض کو دفع کیا ہے معترض یون کہتا تھا کہ آفتاب ذات کو آفتاب فلکی سے کیا مناسبت ہے۔ مولانا نے بقا و فنا کے معنون سے ہر دو آفتاب کا فرق بیان کر دیا ہے تشبیہ آفتاب فقط سمجھانے کے لیے ہے۔

	شمس تبریزی کہ نور مطلق است	آفتابست و ز انوار حق است
ترجمہ	شمس تبریزی ہے گو یا نور حق	آفتاب حق سراپا نور حق

شرح۔ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اشتراک لفظ کے باعث ایک مطلب کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی طرف

اکثر رجوع کر جاتے ہیں چونکہ لفظ شمس ۔ ذات حق آفتاب عشق حقیقی شمس فلکی اور مولانا شمس الدین تبریزی کے مراوی معنون میں مشترک تھا اسلیئے شمس کے تین معنے بیان کرنے کے بعد چوتھے معنے شمس الدین تبریزی کی طرف رجوع کیا گیا ۔ یعنے شمس الدین تبریزی (مرشد مولانا روم) کہ ہستی موہوم کے ترک اور فنا فی الذات ہونیکے سبب تمام کثافتون سے ممتاز ہوکر روح کی طرف لطیف ہو گئے ہین اور محض نور ہی نور رہگئے ہین آفتاب عرفان ہین اور سالکان راہ خدا کی رہبری کے لیئے خدا کا نور ہین ۔

	چون حدیث روی شمس الدین رسید	شمس چارم آسمان سر در کشید
ترجمہ	شمس دین کی آگئی ہے داستان	منفعل ہے شمس چارم آسمان

شرح ۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا ذکر آگیا تو آفتاب فلکی نے خجالت سے منہ ڈہانک لیا کیونکہ یہ آفتاب صرف دنیا کی موجودہ چیزون کو روشن کرسکتا ہے اور شمس تبریزی اسرار الٰہی کے روشن کرنیوالے ہین دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے ۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا قُلُوْبُھُمْ اَنْوَرُ مِنَ الشَّمْسِ یعنے بہت سے خدا کے بندے ایسے ہین جنکے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہین ۔ چارم آسمان بطور اضافت مقلوب یعنے آسمان چہارم

	واجب آمد چونکہ بردم نام او	شرح کردن رمزے از انعام او
ترجمہ	فرض ہے جب آگیا ہے نام شمس	کچھہ نہ کچھہ تحریر ہو انعام شمس

شرح ۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا تو مجھکو واجب ہے کہ اُنکے انعامات کا تھوڑا سا ذکر کرون ۔ انعام سے مراد توحید اور عرفان کی تعلیم ہے نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کسی جگہ مرشد کامل کا نام زبان پر آجائے تو اُسکے اوصاف ضرور بیان کرنے چاہئین تاکہ دیگر سامعین بھی فیض حاصل کرین

	این نفس جان دامنم برتافتہ	بوئے پیراہان یوسف یافتہ
ترجمہ	دامن جان ہوگیا طوق گلو	پائی ہے پیراہن یوسف کی بو

شرح ۔ اس شعر کے معنے کئی طرح ہو سکتے ہین ۔ اوّل یہ کہ برتافتہ حسب محاورہ بمعنے برداشتہ ہے اِس صورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اسوقت ۔ یعنے جبکہ مرشد کامل شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا روح نے میرے جسم سے تعلق کا دامن اُٹھا لیا ہے یعنے مرشد برحق کے نام لینے سے اسقدر مسرت حاصل ہوئی ہے کہ روح بدن سے نکلی جاتی ہے شادیمرگ ہوا چاہتا ہون جان مرشد کے نام پر قربان ہونیوالی ہے گویا مرشد کا نام میری روح کے حق مین حضرت یوسف کے پیراہن کی خوشبو ہوگیا جسطرح بوے پیراہن سے حضرت یعقوب علیہ السلام وصال یوسف کے لیے بیقرار ہوگئے تھے اسیطرح میری روح مرشد کی ملاقات کے لیئے بیقرار ہے دوم یہ کہ تافتن بمعنے پیچیدن یا روشن ہونیکے مضمون مین لیا جائے اور جان دامن مین اضافت مقلوب قرار دیجائے اِسصورت مین یہ معنے

ہوئے کہ اسوقت تذکرہ مرشد کے سبب میری روح کا دامن چمک اٹھا ہے اور جان مین اسطرح روشنی پیدا ہو گئی ہے۔ جسطرح بوئے پیراہن یوسفؑ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دماغ مین روشنی پیدا ہو کر باعث نور بصارت ہو گئی تھی۔ یہ دونو معنے اُس صورت مین ہین کہ جان سے روح مراد لیجائے۔ سوم یہ کہ جان سے مراد مولانا حضرت حسام الدین ہین۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ انکی نسبت مثنوی کے دیباچہ مین فرما چکے ہین آنْتَ مَکَانُ الرُّوحِ مِنْ جَسَدِیْ اے حسام الدین تو میرے بدن مین روح کے مانند ہے۔ اسوقت تافتن۔ بلدینے اور پکڑنے کے معنون مین ہوگا۔ مطلب یہ کہ مرشد کا نام سُنکر حسام الدین نے میرا دامن پکڑ لیا اور اُنکا ذکر مبارک سُننے کے لیئے ایسے بیقرار ہوئے جسطرح یعقوبؑ بوئے پیراہن یوسفؑ سے ہوئے تھے۔ اور باصرار تمام یہ کہا۔ کز برائے حق صحبت سالہا۔ الٰی آخرہ یہ معنے پہلے دونون معنون سے اچھے ہین۔ اور ہمنے انہین کو پسند کیا ہے آئندہ شعر سے آخر داستان تک مولانا قدس سرہ اور حسام الدینؒ کے سوال وجواب ہین۔

	کز برائے حق صحبت سالہا	باز گو رمزے ازان خوش حالہا
ترجمہ	یعنے کر کے پچھلی صحبت کا خیال	مجھسے کچھ فرمایئے مُرشد کا حال

شرح۔ یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ کا دامن پکڑ کے یہ کہہ رہے ہین کہ آپ کو مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے برسون کے حق صحبت کی قسم۔ حضرت شمس تبریز کے حالات مین سے کچھ کچھ ضرور ارشاد فرمایئے لفظ خوش حالہا مین اضافت مقلوب ہے۔ اور اگر پہلے شعر مین جان سے مراد روح ہے تو گویا یہ تمام گفتگو مولانا قدس سرہ اور اُنکی روح کے مابین ہو رہی ہے اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ مولانا کی روح نے قسم دیکر اُنسے کہا کہ مجھے اپنے مرشد کامل کے کچھ حالات سُنایئے کیونکہ توحید وعرفان کے ذکر سے عارف کی روح تازہ ہوتی ہے۔

	تا زمین وآسمان خندان شود	عقل وروح ودیدہ صد چندان شود
ترجمہ۔	تا زمین وآسمان کو ہو فتوح	تا بڑھے صد چند جسم وعقل وروح

شرح۔ یہ شعر باز گو رمزے ازان خوشحالہا کی علت ہے۔ یعنے مولانا حسام الدین یا روح مولانا قدس سرہ مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر اسلیئے مصر ہے کہ زمین جسم خاکی اور آسمان قلب کو تر و تازگی اور شادمانی اور صفائی حاصل ہو شعور عقل معاد اور روح اور دیدہ حق بین اپنی عمدہ حالت مین اب سے سو مرتبہ زیادہ ترقی کر جائے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ذِکْرُ الْاَوْلِیَاءِ حِکْمَۃٌ لِلْقُلُوْبِ وَکَفَّارَۃٌ لِلذُّنُوْبِ۔ اولیاء اللہ کا ذکر دلون کے لیئے حکمت ہے اور گناہون کے لیئے کفارہ۔ سبحان اللہ جن لوگونکا ذکر ایسا مرتبہ بلند رکھتا ہے کہ گناہونکا کفارہ بنجاتا ہے اُنکی زیارت اور صحبت کیسے بلند مرتبے کی ہوگی۔

گفتم اے دور اوفتادہ از حبیب | ہمچو بیمارے کہ دور ست از طبیب

ترجمہ: یون کہا مینے کہ اے دور از حبیب | جسطرح بیمار ہے دور از طبیب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ اور مولانا حسام الدین یا روح کے سوال کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ مینے حسام الدین یا اپنی روح سے اس سوال کے جواب مین کہا کہ اے حبیب سے دور اُفتادہ اور اے طبیب روحانی کے علاج سے بے نصیب تو مجھے مولانا شمس الدین کے حالات بیان کرنے کی تکلیف ندے۔ کیونکہ وہ فنا فی الذات اور صاحب مقامات ہین۔ اُنکے اسرار بیان کرنے کے لایق نہین حبیب اور طبیب سے شمس تبریزی مراد ہین

لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا | کَلَّتْ اِفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا

ترجمہ: کچھہ نہ کہہ مجھسے کہ ہون مین تو فنا | اور فانی کر نہین سکتا ثنا

شرح۔ لفظ کَلَّ بالفتح و تشدید لام بمعنے کند شدن زبان ہے اور افہام مصدر ہے بمعنے سمجھانا مطلب یہ کہ اے حسام الدین مین مقام فنا مین ہون یعنے شمس الدین تبریزی (جنکو مرتبۂ لقا باللہ حاصل ہے) کی مدح کے سامنے بالکل ہیچ اور لاشئے ہون۔ اور میری زبان تفہیم بالکل کُند ہے (کیونکہ فانی کلام نہین کرسکتا) اسلیئے مولانا شمس الدین تبریزی کی ثنا جو سراپا مدح ہین میری زبان سے غیر ممکن ہے۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہہ ہو سکتے ہین کہ جب مولانا حسام الدین یا مولانا قدس سرہ کی روح مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر مصر ہوی تو مولانا قدس سرہ نے یہ جواب دیا کہ اے حبیب و طبیب (ذات الٰہی) سے دور اُفتادہ تو شمس تبریزی کے حالات کے پردہ مین ذات الٰہی کے اسرار معلوم کرنے چاہتا ہے کیونکہ شمس تبریزی فنا فی الذات ہین اور اُنکے افعال و اوصاف بعینہٖ افعال و اوصاف الٰہی ہین۔ اور ثنائے الٰہی غیر ممکن ہے کیونکہ پیغمبر آخر الزمان نے خود فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ اے اللہ مین تیری ثنا بیان نہین کرسکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا آپ کی ہے۔ اسصورت مین گویا یہ شعر بطور گریز ہے جسمین مرشد کی تعریف سے ثنائے الٰہی کیطرف رجوع کیا گیا ہے۔ یا تضمین ہے کہ خدا کی ثنا سے مرشد کی مدح اور مرشد کی مدح سے خدا کی ثنا نکلتی ہے۔

کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ | اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقُ

ترجمہ: جو کہے بیہوش اکثر نادرست | گو تکلف ہی کرے پر نادرست

شرح۔ لفظ غیر المفیق بمعنے بیہوش۔ اور تَصَلَّفَ بمعنے لاف زدن ہے۔ یعنے جسطرح بیہوش آدمی کا مقولہ خواہ وہ تکلف سے کہے یا لاف زنی کرے کسی لایق نہین ہوتا اسیطرح میری مدح شمس الدین تبریزی کے مدارج کے لایق نہین۔ یا یہ کہ مجھے وہ الفاظ نہین ملتے جو ذات الٰہی کی ثناء کے قابل ہون۔

	ہر چہ میگوید موافق چون نبود	چون تکلف نیک نالایق نمود
ترجمہ	جب موافق ہی نہین ہے اُسکا قول	سخت نالایق ہین سارے اول قول

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے یعنے بیہوش آدمی جو کچھ کہتا ہے چونکہ وہ واقع کے مطابق نہین ہوتا۔ اسلئے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص تکلف اور بناوٹ سے کوئی بات کہے اور وہ کہنے یا سُننے کے لایق نہو نبود اور نمود صیغہ ہائے ماضی بمعنے مستقبل ہین خدا کی ثنا اور مُرشد کی مدح کا بھی یہی حال ہے۔

	من چگویم یک رگم ہشیار نیست	شرح آن یارے کہ اورا یار نیست
ترجمہ	کیا کہون بیہوشی ایک اک رگ مین ہے	حال اُسکا جو یگانہ جگ مین ہے

شرح۔ لفظ ایک رگ سے چھوٹے سے چھوٹا عضو مقصود ہے یعنے چونکہ مین مقام فنا مین ہون اسلئے میرے کسی عضو مین حس وحرکت باقی نہین رہی اسلئے خدا کی ثنا اور اپنے مرشد شمس الدین تبریزی کی مدح نہین کر سکتا پہلا یار بمعنی دوست اور دوسرا یار بمعنی نظیر و مانند ہے اور ان دونون سے ذات الٰہی اور شمس تبریزی دونو مراد ہوسکتے ہین باری تعالیٰ کا بے نظیر و بے مانند ہونا تو ظاہر ہے مگر شمس تبریزی کو بے مانند اسلئے کہا کہ وہ مصنف مثنوی کے مرشد اور قطب الاقطاب اور فرد الافراد اور اپنے زمانہ مین بے نظیر عارف کامل تھے۔

	خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل ہستی و ہستی خطاست
ترجمہ	ہین ثنا مین معنی ترک ثنا	کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے خطا

شرح۔ یعنے خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح کرنی نہ کرنے کے برابر ہے کیونکہ کسی شئی یا کسی فعل کا کرنا اُسکو عدم سے ہستی مین لانا ہے اور ہستی بالکل موہوم اور صوفیہ کے نزدیک بہرحال لایق ترک ہے خلاصہ یہ کہ ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۞

	شرح این ہجران و این خون جگر	این زمان بگذار تا وقت دگر
ترجمہ	شرح حالِ فرقت و خونِ جگر	چھوڑ دے اسوقت تا وقتِ دگر

شرح۔ یعنی اے حسام الدین اس جدائی اور خونِ جگر کی شرح جو فراق مرتبۂ غیب یا شمس تبریزی کی مفارقت مین حاصل ہے۔ اسوقت نہ پوچھ بلکہ کسی اور وقت پر موقوف رکھ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل مقامات اور اسرار کا اظہار بلا اصرار طالب صادق ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ ہر شخص کا ظرف اس قابل نہین ہوتا۔ کہ اُسمین اسرار الٰہی سما سکین۔ مگر طالب صادق کا فرض ہے کہ مُرشد سے وقتاً فوقتاً حالات پوچھکر فایدہ حاصل کرتا رہے چنانچہ مولانا روم اور مولانا حسام الدین کا یہی حال تہا۔ یا الٰہی تو ہمین مرشد کامل کی تلاش کی توفیق اور رہبر برحق کے احکام کی تعمیل کا شوق عنایت فرما اور ہمین ہمارے مطالب مین کامیاب کر۔

	قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ	فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ
ترجمہ۔	یہ کہا سُنکر کہ کہانا دیجیئے	وقت ہے تلوار جلدی کیجیئے

شرح۔ لفظ قال کا فاعل روح مولانا اور حسام الدین دونو ہو سکتے ہین یعنے مولانا قدس سرہ کا جواب را این زمان بگذار تا وقت دگر سُنکر مولانا کی روح یاحسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ مجھے کہانا کہلا یئے مین بہوکہ کیجالت مین ہون۔ کیونکہ علم اور ذکر الٰہی روح کی غذا ہے اور عارفان الٰہی ہمیشہ نئی تجلیون اور معرفت حق کے بھوکے رہتے ہین دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح سنانے مین جلدی کیجیے اسلیئے کہ وقت شمشیر بران کے مانند بہت جلد گذر نیوالی چیز ہے۔ موت وحیات کا کچہ اعتبار نہین۔ لہذا نیک کام مین جلدی کرنی چاہیئے ع اے زفرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش

	صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق	نیست فردا گفتن از شرط طریق
ترجمہ	صوفی ابن الوقت ہین سُن لے رفیق	آج کل کرنا نہین شرط طریق

شرح ابن الوقت اُس شخص کو کہتے ہین جو پابندی کے ساتہ اوقات کا ایسا لحاظ رکہے جیسے لایق بیٹا باپ کا لحاظ رکہتا ہے اُسکی طاعت عبادت ادائے حقوق کسب معاش بوجہ حلال توجہ مراقبہ غرضیکہ تمام دینی اور دنیوی کام اپنے مقرر وقت پر ہون اسکو ابن الحال بہی کہتے ہین اور ابو الوقت وہ ہے جو بلا لحاظ اوقات ہردم وہر لحظہ مشغول عبادت وذکر الٰہی رہے۔ اور وقت پر ایسا حاکم ہو جیسا باپ بیٹے پر۔ ابن الوقت ماضی ومستقبل کو چہوڑکر صرف زمانہ حال پر نظر رکہتا ہے اور ابو الوقت زمانہ کی قید سے آزاد ہے وہ اپنے مجاہدہ کی طاقت سے ماضی ومستقبل کو حال مین لاسکتا ہے۔ چونکہ ابو الوقت ہونا نہایت مشکل ہے اسلیے کم از کم صوفی کو ابن الوقت بننا ضرور چاہیئے۔ صوفی کے لغوی معنے صوف پوش کے ہین۔ صوف پشمینہ کو کہتے ہین چونکہ صوفی تارک الدنیا ہوتے ہین اسلیئے اکثر انکا لباس کمل کا ہوتا ہے۔ اور اصطلاح مین تصوّف دل کو ماسوے اللہ سے پاک وصاف رکہنے کا نام ہے۔ اور آدمی کا دل غیر اللہ سے اُسیوقت پاک وصاف ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مین ابن الوقت ہونے کی صفت پیدا کرے یعنے وقت کا لحاظ رکہے اُسکا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ جائے۔ یہ شعر روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے ہمکلام ہو رہی ہے یعنے روح مولانا سے یہ کہتی ہے کہ اے مولانائے رومی تم تو اپنے آپ کو ابن الوقت کہتے ہو۔ تمہارا وقت تو خالص ذکر الٰہی کے لیے ہے پہر یہ کہکر کہ این زمان بگذار تا وقت دگر ذکر الٰہی کو جو ہر وقت زبان پر جاری رکہنے کی چیز ہے آج سے کل پر چہوڑنا شرط طریقت کے خلاف ہے کیونکہ آج کا کام کل پر موقوف رکہنا ابن الوقت کی شان نہین ہوتی۔ مجھے ثناء الٰہی یا مدح مرشد کامل رجوشتمل بر ثناء الٰہی ہے اسیوقت سُنا یئے۔ علے ہذا القیاس یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بہی ہو سکتا ہے۔

	تو جگر خود مرد صوفی نیستی	نقد را از نسیہ خیزد نیستی
ترجمہ	تو مگر صوفی نہین اے ہوشیار	نیستی ہے نقد کو دینا اُدہا ر

شرح۔ یہ شعر بہی روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے مخاطب ہوکر یہ کہتی ہے کہ شاید آپ صوفی آدمی نہین ہین کہ این زمان بگزار تا وقت دگر فرماکر ذکر الٰہی کو کسی اور وقت پر ٹال دیتے ہین۔ آپ کو یہ بہی معلوم ہے کہ نقد کو قرض دینے سے نیستی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہستی موہوم کا اعتبار نہین یہ بات ممکن ہے کہ وصول ہونے سے پہلے قرض لینے یا دینے والا مرجائے یا دونون دنیائے ناپائدار سے چل بسین۔ اسیطرح انسانی ہستی جو خاص ذکر الٰہی کے لیئے ہے بمنزلہ نقد ہے اسکو بہرحال عبادت الٰہی مین مشغول رکہنا چاہیئے کل کی اُمید پر آج کچہ نہ کرنا گویا نقد ہستی کو قرض مین دینا اور اُسکو نیستی سے بدل ڈالنا ہے جو اہل تصوف کی شان سے بعید ہے۔ اسیطرح یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بہی ہوسکتا ہے۔ مگر اسصورت مین یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مولانا حسام الدین کا مُرید اور طالب صادق ہوکر اپنے مرشد کامل مولانا رومی سے یہ کہنا تو مگر خود مرد صوفی نیستی ایک قسم کا ترک ادب ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت وطریقت کے متعلق مرشد کیخدمت مین کچہ عرض کرنا ترک ادب نہین ہے بلکہ ایسے موقعہ پر خاموش رہنا ترک ادب شریعت یا طریقت ہے۔ مرشد اور پیر معصوم نہین ہوا کرتے۔ عین طریقت یہ ہے کہ جسطرح مُرشد طالب کا خیر خواہ اور اُسکا ہرحال مین رہبر ہے اسیطرح طالب صادق پر بہی فرض ہے کہ انسانی خطا اور بشری لغزش پر مُرشد کو متنبہ کرتا ہے یا یہ جواب ہے کہ جس راز کو حسام الدین مفصل پوچہنا چاہتے تہے وہ ظاہر طور پر قابل شرح نہ تہا اسلیئے مولانا قدس سرہ نے بتانے سے اغماض کیا اور مولانا حسام الدین نے اس چشم پوشی کو اپنے گمان مین تصوف کی شان کے خلاف سمجہکر تو مگر خود مرد صوفی نیستی کہدیا۔ اور سب سے اچہا جواب یہ ہے کہ یہ اور اس سے اگلا دو شعر بطور جملہ معترضہ ہین۔ نہ ہم انکو روح کا مقولہ کہتے ہین نہ مولانا حسام الدین کا بلکہ انکو مولانا قدس سرہ کا مقولہ کہنا چاہیئے جو عام صوفیون کی نصیحت کے لیے ہے اور جسکا مضمون فاعجل فالوقت سیف قاطع سے نکلا ہے

	گفتمش پوشیدہ خوشتر سرّ یار	خود تو در ضمن حکایت گوش دار
ترجمہ	یون کہا مینے کہ تجہپر سترّ یار	بات کے پردے مین ہوگا آشکار

شرح یہ شعر قال اطعمنی فانی جائع کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ مینے روح یا حسام الدین سے یہ کہا کہ بیشک صوفی کو ابن الوقت ہونا چاہیئے۔ مگر لحاظ اور تقاضائے وقت یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسرار اور مُرشد کامل شمس الدین تبریزی کے حالات در پردہ حکایت پوشیدہ طور پر سکہے جائین تاکہ نااہل اور کم استعداد

جو معنے وحدت الوجود کے مخالف ہین اہل تصوف پر معترض نہون۔ کیونکہ صوفیون کا مذہب یہہ ہے ۵
کہ بچشمان دل مبین جز دوست ۔ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ۔

	خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران	گفتہ آید در حدیثِ دیگران
ترجمہ	ہے یہی بہتر کہ سرِ مستتر	ہو عیان تو دوسرون پر ڈہالکر

شرح۔ اسکا اور اس سے پہلے شعر کا مطلب ایک ہے۔ مگر یہان اتنا جتا دینا ضرور ہے کہ مولانا قدس سرہ نے مولانا شمس الدین تبریزی کا ذکر اپنی مثنوی مین کئی جگہ ضمناً اور اشارتاہی کیا ہے جسکی تشریح عنقریب معلوم ہوجائیگی

	گفت مکشوف و برہنہ بے غلول	باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول
ترجمہ	پہر کہا اُسنے کہ کہد وصاف صاف	رنج کیون دیتے ہو گستاخی معاف

شرح۔ روح۔ یا مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے۔ یعنے خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران الخ مولانا قدس سرہ کا جواب سُنکر روح یا حسام الدین نے پہر اصرار کے ساتہ یہ کہا کہ سرِ وحدت یا مولانا شمس الدین تبریزی کا کہلا کہلا اور مفصل حال بے کم وکاست بیان فرمایئے اور مجہے شوق یا انتظاری تکلیف نہ دیجئے بے حلول بے خیانت یعنے بالا کم وکاست نکتہ اگر اس شعر کو روح کا مقولہ کہا جائے تو بوالفضول بحسب اصطلاح بمعنے زیادہ گو ہے اور اگر مولانا حسام الدین کا مقولہ قرار دیا جاے تو لغوی معنون کے اعتبار سے بحالت جمع بمعنے ابو الفضل ہے۔ اسصورت مین ترک ادب کا اعتراض مولانا حسام الدین پر نہین ہوسکتا۔

	پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	می نگنجم با صنم در پیرہن ۲
ترجمہ	چہید کیجئے پردۂ اسرار مین	کب سماؤنگا لباسِ یار مین

شرح یہ شعر گذشتہ شعر کے ہم معنے ہے۔ یعنے روح مولانا حسام الدین کا قول ہے کہ اے مرشد کامل مولانا رومی اسرار وحدت کا پردہ اُٹہا دیجئے اور شمس تبریزی کا حال جوکچہ کہنا ہے آشکارا طور پر بیان فرمایئے کیونکہ مین اپنے معشوق حقیقی (ذات الٰہی) یا معشوق مجازی (مرشد کامل یعنے شمس تبریزی) کے ساتہ ایک پیرہن مین نہین سما سکتا۔ یعنے اسرار معلوم نہین کرسکتا یا در پردہ کہبید کی باتین سننے کی طاقت اور سمجہ نہین رکہتا۔ سرِ وحدت اور ذکر عرفان امر حق ہے حق کو کہولکر بیان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پیغمبر دنیا مین صرف اظہار حق کے لیے آئے تہے قرآن مجید کی آیت ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے رسول غیب کی باتون مین بخل یا خیانت نہین کرتا مطلب یہ کہ وہ حق کو چہپا نہین رکہتا۔ طریقت شریعت کی فرع ہے اور صوفی رسولون کے پیرو۔ اسلیئے لازم ہے کہ سرِ وحدت آشکارا طور سے ظاہر کیا جائے۔ مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اسکا جواب دیتے ہین۔ اور یہ فرماتے ہین کہ

AZAD LIBRARY
۵۵۲۶

	گفتم ار عریان شود او در عیان	نے تو مانی نے کنارت نے میان
ترجمہ	پہر کہا مینے اگر ہو وہ عیان	تیری کیا ہستی ہے مٹجائے جہان

شرح۔ یعنے اے حسام الدین اگر وحدت در کثرت کا راز یا شمس تبریزی کا بھید بے پردہ ہو کر ظاہر ہو جائے تو فی الفور تیری ہلاکت کا باعث ہونا تو رہے۔ نہ تیری بغل نہ کمر مطلب یہ کہ اجسام خاکی بالکل فنا ہو جائیں۔ کیونکہ وحدت کا راز جبتک قل ہو اللہ احد کا قائل خود ظاہر نہ ہو معلوم نہیں ہو سکتا علیٰ ہذا القیاس شمس تبریزی کا بھید ستر وحدت مطلقہ ہے اور ذات احد یا ستر وحدت کا ظہور اس آیت کا مقتضی ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے سوائے ذات خدا کے ہر چیز فانی اور ہلاک ہونیوالی ہے۔

	آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ	بر نتابد کوہ را ایک برگ کاہ
ترجمہ	آرزو حسب لیاقت چاہیئے	گھاس اُٹھائے کوہ کی طاقت چاہیئے

شرح یعنے اے حسام الدین آدمی کو چاہیئے کہ اپنے حوصلے کے موافق کسی چیز کی آرزو کرے جسطرح گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسیطرح انسان کی بھی یہ مجال نہیں کہ ستر وحدت کو بے پردہ معلوم کر سکے۔ واللہ اعلم باسرارہ۔

	آفتابی کزوی این عالم فروخت	اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
ترجمہ	فی المثل گر آفتاب آسمان	آگے آجائے تو جل جائے جہان

شرح مضمون جواب کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ اور فروخت افروخت کا مخفف یعنے اگر آفتاب فلکی جس سے سارا جہان منور ہے تھوڑا سا آگے آجائے تو تمام عالم کو جلا ڈالے اور اسکی تیزی اور گرمی کی تاب کسی متنفس کو نہو علےٰ ہذا القیاس اظہار ستر وحدت کی تاب جسکو جلوۂ آفتاب حقیقت کہنا چاہیئے کسطرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قمر فلکی آفتاب حقیقی کے روبرو بالکل بے حقیقت ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	تا نگردد خون دل و جانِ جہان	لب بدوز و دیدہ بر بند این زمان
ترجمہ	تا نہو عالم کا قصہ مختصر	بند کر بس دیدۂ و لب بند کر

شرح۔ یعنے اے حسام الدین کشف اسرار وحدت کے سوال سے لبونکو سی لے اور آنکھیں بند کر کے سوچ۔ کہ تونے کیسا مشکل سوال کیا تھا جس نے جہان کے دل و جان کا خون ہو جانا اور ہلاک ہونا متصور ہے اسلیے کہ اسرار کا اظہار بلا تجلی ذات ناممکن ہے اور تجلی باعث ہلاک عالم۔ فائدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُنکی قوم نے جلوۂ الٰہی کے بے پردہ دیکھنے کا سوال کیا تھا۔ مگر چونکہ یہ سوال ادب اور اُنکے حوصلے یا طاقت بشری سے خارج تھا اسلیے آخر بجلی گرائی گئی اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ انسان جو آفتاب کی زیادہ تیزی اور بجلی کی تھوڑے سے صدمہ سے ہلاک ہو جاتا ہے وہ آفتاب حقیقت کے مشاہدے اور ستر وحدت کی اظہار کی تاب کیونکر لاسکتا ہے۔ قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بجلی گرنیکا قصہ قرآنمجید (سورہ بقر) میں موجود ہے وَاِذْ قُلْتُمْ

یموسیٰ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جھرۃً فاخذتکم الصٰعقۃ۔ یعنے جب موسےٰ کی قوم نے یہ کہا کہ ہم جب تک خدا کو بے پردہ نہ دیکھ لینگے تجھپر ہرگز ایمان نہ لا ئینگے تو اُنپر بجلی گر پڑی۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ اے حسام الدین جب تک کثرت ریاضت اور مجاہدہ کے باعث تمام عالم کے دل و جان کا خون ہو جائے تو اظہار سِرِّ وحدت کے سوال سے خاموش رہ اور کشف اسرار سے چشم پوشی کر جسوقت دل وجان عالم کا خون ہو جائیگا اور اہل عالم مرتبہ فنا کے بعد مرتبہ بقا حاصل کر لینگے۔ اُنپر ایسے مخفی اسرار خود ظاہر ہو جائینگے۔ سچ ہے ع تا نہ بینم رخ تو روح رمیدن ندہم۔

	بیش ازین آشوب و خونریزی مجو	بیش ازین از شمس تبریزی مگو	
ترجمہ	اس سے بڑھکر اور خونریزی مذ ڈھونڈھ	اور راز شمس تبریزی مذ ڈھونڈھ	

شرح لفظ بیش ازین اور بیش ازین کا اشارہ خوشتر آن باشد کہ سِرِّ دلبران کی طرف ہے۔ یعنے اے حسام الدین مینے اسرار وحدت اور حالات شمس تبریز جابجا در پردۂ حکایت بیان کیے ہین اس سے بھی اہل دل کا آشوب و فریاد۔ اور اہل عرفان کی خونریزی (ترک ہستی و نفس کشی) یقینی امر ہے۔ اس سے زیادہ سِرِّ وحدت کا اظہار بہت زیادہ آشوب اور خونریزی کا باعث ہوگا۔ تو ایسا سوال نکر جو باعث ہلاک عالم ہو۔ اور شمس الدین تبریزی کا نام باربار نہ لے ورنہ مجھے پھر جوش آجائیگا۔ اور خدا جانے وحدۃ الوجود کے متعلق کیا کچھ کہہ اُٹھونگا نکتہ جو لوگ منصورؒ کے سولی دیے جانے سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ الحق سِرِّ وحدت کا اظہار خونریزی کا باعث ہے اگر منصورؒ خاموش رہتا تو سولی نہ دیا جاتا۔ یہ سزا اُس کمظرف غماز کو ملتی ہے جسکے دل مین معشوق کے راز نہین سما سکتے۔

	این ندارد آخر از آغاز گو	رو تمام آن حکایت باز گو	
ترجمہ	انتہا اسکی نہین خاموش رہ	اس حکایت کا تتمہ جلد کھ	

شرح یعنے اے حسام الدین اسرار معرفت اور اوصاف مرشد (مولانا شمس الدین تبریزی) نامتناہی ہین انکو چھوڑ کر طبیب غیبی اور بادشاہ کی باقی رہی ہوی حکایت سُنا دے تاکہ اہل بصیرت کو معلوم ہو جائے کہ اس قصہ مین در پردہ شمس تبریزی کا ذکر ہے نکتہ اگر طبیب غیبی سے مولانا شمس الدین تبریزی اور سلطان سے مولانا رومی قدس سرہ اور طبیبان مدعی سے مصنوعی اور مکار صوفی مراد لیے جائین تو یہ ساری حکایت بمقتضائے (خود تو درضمن حکایت گوش دار) گویا مولانا شمس الدین کے اظہار کرامت کے ذکر مین لکھی گئی ہے۔

	خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ جہت دریافت مرض کنیزک	
ترجمہ	کنیزک کا مرض معلوم کرنے کے لیے طبیب غیبی کا بادشاہ سے طالب خلوت ہونا	

شرح۔ این سخن کا اشارہ کیفیت مرض کنیزک کی طرف ہے اور ہمداستان سے بادشاہ کا محرم راز ہونا مراد ہے اور لفظ درون سے صاف ظاہر ہے کہ مرشد کامل نے صفائی باطن سے بادشاہ کا منشا معلوم کرلیا تھا۔

گفت ای شہ خلوتے کن خانہ را	دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
ترجمہ یون کہا خلوت سرا ہو گھر ضرور	اپنے بیگانے رہین سب دور دور

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے بادشاہ کا منشا معلوم کر کے یہ کہدیا کہ اس گھر کو خلوتکدہ بنانا چاہیئے جسمین اپنا بیگانہ کوئی نہ رہے نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل سالک کی استعداد اور شوق کا امتحان کر کے پہلے اُسے خلوت مین بیٹھنے کی تعلیم دے تاکہ اُسکا دل تمام دنیوی تعلقات سے یکسو ہو کر صرف اُسی ایک کا گھر ہوجائے جو ایمان والون کے ٹوٹے ہوئے دلونمین رہتا ہے۔ پہلے مصرع مین خانہ سے دل مراد ہے اور دوسرے مین خویش و بیگانہ سے ماسوی اللہ ہان یہ بھی ممکن ہے کہ **خویش** سے ذات بادشاہ مراد لیجائے یعنے اے بادشاہ اس گھر کو بیگانون سے خالی کردے۔ اور تو بھی الگ ہوجا اسصورت مین بیگانہ سے تعلقات دنیوی اور دور کردن خویش سے ترک ہستی یعنے اختیاری موت مراد ہوگی کیونکہ طالب جبتک اپنے ظاہر و باطن کو ماسوی اللہ خالی نہ کریگا۔ اُسکی باطنی بیماریان دفع نہین ہوسکتین۔

کس ندارد گوش در دہلیزہا	تا بپرسم از کنیزک چیزہا
ترجمہ سب کے سب باہر رہین دہلیز سے	تاکہ مین واقف ہون بعضی چیز سے

شرح۔ اس شعر مین قاعدۂ ارشاد کیطرف اشارہ ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرشد سالک کے باطنی مرض ایسے مخفی طور پر معلوم کرے کہ کسیکو کانون کان خبر نہو۔ ورنہ سالک کی پردہ دری ہوگی کیونکہ باطنی مرض گناہون اور بُری عادتون کا نام ہے ہان سالک مرشد سے اپنی کوئی بُری عادت پوشیدہ نہ رکھے۔ کیونکہ مریض طبیب سے بیماری کو چھپا کر صحت یاب نہین ہوسکتا۔ دوسرے مصرع مین چیزہا سے اُسی باطنی بیماری کے اسباب و علامات اور اتے پتے مراد ہین جو کنیزک مین تھی۔

خانہ خالی کرد شاہ و شد برون	تا بپرسد از کنیزک او فسون
ترجمہ گھر سے باہر ہوگیا شاہِ فہیم	پوچھ لے تا راز لونڈی سے حکیم

شرح۔ فسون بضمتین بمعنے افسون۔ یعنے منتر سحر اور افسون مین اتنا فرق ہے کہ افسون مین کلمات کفر نہین ہوتے اور سحر مین ہوتے ہین۔ یہان فسون سے مطلق کلمات مراد ہین۔ جو طبیب غیبی نے کنیزک سے پوچھے ہین اور جنکا مفصل تذکرہ آیندہ شعرون مین ہے۔ بعض نسخون مین از فسون دیکھا گیا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ بادشاہ گھر خالی کر کے اسلیئے باہر چلا گیا کہ طبیب غیبی اپنے منتر یعنے مؤثر تقریر کے ذریعہ سے کنیزک کی زبانی اُسکا حال پوچھے

کیونکہ شاید وہ کسی ستم کے باعث زر گر پر عاشق ہونے کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان نہ کر سکتی۔

	خانہ خالی ماند و یک دیّار نے	جز طبیب و جز ہمان بیمار نے
ترجمہ	الغرض کوئی نہ ہٹکا پھر قریب	یا وہ مو کہیا رہ گئی یا وہ طبیب

شرح یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ کسی سخت باطنی بیماری کے معلوم کرنے کے لیے مرشد کو چاہیئے کہ سالک کا حال نہایت ترحم کے ساتھ خلوت مین سُننے البتہ خفیف مرضون کی واسطے خلوت ضروری نہین بلکہ سالک کو عقیدت کے ساتھ مرشد کامل کے حلقہ مین بیٹھنا ایسی بیماری کے دفعیہ کے لیے کافی ہے۔

	نرم نرمک گفت شہر تو کجاست	کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
ترجمہ	پھر کہا سکن بتا اے خوش مزاج	ہے جدا ہر شہر والے کا علاج

شرح۔ لفظ نرمک مین کاف ترحم کے لیے ہے یعنے طبیب نے بہت آہستہ آہستہ دہیمی دہیمی آواز سے پوچھا کہ اے کنیزک تیرا وطن کہان ہے تو کون سے شہر کی رہنے والی ہے۔

	وندران شہر از قرابت کیست	خویشی و پیوستگی با چیست
ترجمہ	کس سے ہے اُس شہر مین دلبستگی	اور کس سے خویشی و پیوستگی ؟؟

شرح یعنے تیرے شہر مین تیری قرابت اور کنبے قبیلے والے کون لوگ ہین وہان تجھے ذاتی تعلق اور دلبستگی کس چیز سے ہے نکتہ ان شعرون مین آداب مرشد کیطرف اشارہ ہے یعنے جسطرح جسمانی طبیبون کے نزدیک ہر شہر کے باشندون کا علاج بمقتضائے اختلاف آب و ہوا جدا جدا ہے اسیطرح روحانی بیماریون کا معالجہ بھی الگ الگ ہے روحانی طبیبون کا فرض ہے کہ ہر شہر اور ہر شخص کا معنوی علاج نئے طریقے سے کرین۔ حدیث شریف مین وارد ہے۔ **النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ** یعنے آدمیون کی بھی ایسی ہی مختلف کانین ہین جیسی سونے اور چاندی کی بعض آدمیونکو تہوڑے سے بتانے مین پوری استعداد حاصل ہوجاتی ہے۔ اور بعض کو بہت سے بتانے مین کچھ بھی نہین آتا اسلیئے مرشد کو لازم ہے کہ طالب کے مرتبہ حال کو معلوم کرے جس سے اسکی استعداد اور قابلیت و عدم قابلیت ظاہر ہوجائے۔ اور پھر اُسکو اُسی کے مرتبہ کے لایق ارشاد و تلقین کرتا رہے۔

	دست بر نبضش نہاد و یک بیک	باز مے پرسید از جور فلک
ترجمہ	ہاتھ رکھکر نبض پر وہ مہربان	پوچھتا جاتا تہا جور آسمان

شرح۔ لفظ یک بیک دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے کنیزک کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اُسپر آسمانی صدمے جسقدر گزرے تھے ایک ایک کرکے پوچھے چونکہ لونڈی غلام اپنے اصلی وطن اور عزیز و اقارب سے جدا ہو کر ہمیشہ نئے آقا کے ہاتون بکتے اور دن رات مولے کی خدمت کے لیے بے زبان جانورون کی طرح حاضر رہتے ہین اسلیئے اُنپر

جسمانی صدمے نسبتًا زیادہ پڑتے ہین۔ گویا طبیب غیبی نے کنیزک سے یہ پوچھا کہ تو لونڈی ہوکر کہان کہان بکی کون کون سی آقاؤن کی خدمت مین رہی تو نے اپنے عزیز و اقارب کو کس کس شہر مین چھوڑا بادشاہ نے تجھے کب خریدا تیرے ابتدائے مرض کی تاریخ کونسی ہے طبیبان مدعی نے معالجے مین تجھے کیا کیا تکلیفین دین۔

	چون کسے را خار در پایش خلد	پائے خود را بر سر زانو نہد
ترجمہ	خار سے جسوقت دُکھ دیتا ہے پانوٗ	آدمی زانو پہ رکھہ لیتا ہے پانوٗ
	وز سر سوزن ہمیجوید سرش	ور نیابد میکند بالب ترش
ترجمہ	ڈھونڈتا ہے سوئی لیکے سوزن ہر کہین	لب سے تر کرتا ہے جب ملتا نہین
	خار در پا شد چنین دشوار یاب	خار در دل چون بود وادہ جواب
ترجمہ	خار پا ہے اسقدر دشوار یاب	خار دل کیونکر ملے دیجے جواب

شرح - یہ تینون شعر قطعہ بند مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہین۔ انمین حضور نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے معترض یہ کہتا تہا کہ طبیب غیبی یعنے مُرشد کامل کو سالک کے امراض باطنی صفائی قلب اور تائید الٰہی کے باعث خود بخود معلوم ہوکر فورًا زائل ہوجانے چاہئین۔ پوچھنے اور تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے مولانا اسکا جواب ایک تمثیل مین دیتے ہین یعنے جب کسی کے پانو مین کانٹا چبھہ جاتا ہے تو وہ اپنے پانو کو زانو پر رکھہ لیتا ہے اور سوئی لیکر کانٹے کو ڈہونڈتا ہے مگر جب نہین ملتا تو اُس جگہہ کو جہان کانٹا چبھا ہے لب سے تر کرلیتا ہے تاکہ اچھی طرح نظر آئے اور آسانی سے نکل جائے پس جبکہ پانو کا کانٹا ایسا دشوار یاب ہے اور ان دقتون سے نکلتا ہے تو دل کا کانٹا یعنی اخلاق ذمیمہ اور عشق ما سوی اللہ بلا تجسس تمام اور تفحص مالا کلام کیونکر نکل سکتا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اکثر ہولناک جسمانی امراض کا دفع ہوجانا آسان ہے مگر بعض اخلاق ذمیمہ کا دل سے زائل ہونا نہایت مشکل ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجاتا ہے مگر عادت نہین بدلتی۔ سخت حیرت اس بات پر ہے کہ بعض عادتین بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت مذموم ہین۔ مثلًا تواضع اور انکسار جو صرف دوسرون پر سبقت لیجانے اور خلق کو اپنے اخلاق کے مطیع کرنے کی غرض سے ہو اس طرح کی تواضع حقیقی تواضع نہین ہے بلکہ حُبِّ جاہ ہے اسیطرح توکُّل جو صوفیون کے لیے سب سے اعلےٰ درجہ کی صفت ہے اگر عُجب اور تکبر کے ارادہ سے ہو تو سب سے زیادہ مذموم ہے۔ ایسے اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا چوری اور قماربازی وغیرہ سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ یہ صفتین ظاہر و باطن دونو طرح بُری ہین انکو آدمی آسانی سے چھوڑ سکتا ہے۔ اسیلئے بعض بزرگون نے اپنے مُریدون کو حکم دے رکھا تہا کہ گانوٗن مین سے بھیک مانگ کر لایا کرین اور محتاجون کو دیدیا کرین تاکہ لوگون مین طامع مشہور رہین اور انکے دلون مین توکل کے ساتہ عُجب نہ سما جائے اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا خار دل سے اخلاق ذمیمہ اور حُبِّ دنیا مراد ہے جو بڑی

مشکل سے دلکو چھوڑتی ہے مطلب یہ کہ گو مرشد کامل سے امراض باطنی مخفی نہین رہتے کیونکہ بتائید غیبی مرض اور معالجہ امراض سے بخوبی واقف ہے لیکن بعض مرضون کی تشخیص باعتبار صفات بعض اوقات مشکل ہو جاتی ہے۔ دیکھہ لو جس شخص کے پانوین کانٹا چبھا ہوا ہے وہ اپنی حالت اور کانٹے کی ماہیت کو خوب جانتا ہے مگر اسکو بلا دقت تمام نکال نہین سکتا۔

خار دل را گر بدیدی ہر خسے	کے غمان را دست بودے بر کسے
ترجمہ: دیکھہ پاتا ہر بشر گر خار دل	کوئی دنیا مین نہ رہتا زار دل

شرح۔ اس شعر مین مولانا ایک اور اعتراض کا جواب دیتے ہین معترض کا یہ قول تہا کہ مریض کا حال اور ماہیت مرض دریافت کرنے کے بعد غیر کامل طبیب بہی کسی بیماری کا علاج کرسکتا ہے اسصورت مین طبیب غیبی کی شرط غیر ضروری ہے۔ کیونکہ پوچھنے سے دوسرے کی دلی حالات ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جاتے ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ معترض نے باطنی امراض کو ظاہری امراض پر قیاس کر لیا ہے۔ اگر باطنی امراض کو ہر شخص معلوم کر لیا کرے تو سارے جہا نمین کوئی شخص روحانی بیماریون مین مبتلا نہ رہے۔ حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ طبیبان مدعی کنیزک کے واقعی مرض کو معلوم نہ کر سکے۔ اور انکا علاج بالکل نا سودمند رہا۔

کس بزیر دُمِ خر خاری نہد	خر نداند دفع آن بر می جہد
ترجمہ: گر دمِ خر مین چبھودے کوئی خار	بے زبان کود یگا کہہ سے بار بار
خر زبہر دفع خار از سوز و درد	جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
ترجمہ: لوٹتا ہے باعث رنج و محن	اس سے ہوگا اور زخمی سب بدن

شرح۔ جفتہ انداختن بمعنے لگد کردن۔ یعنے ہاتہ پانو مارنا۔ لوٹنا۔ لفظ جُفتہ بالضم۔ چاہ و کوہ و سوراخ و سرین و کفل آدمی کئی معنون مین مستعمل ہے مگر یہان سب سے پہلے معنے مراد ہین۔ یعنے ہاتہ پانو مارنا لوٹنا۔

آن لگد کے دفع خارِ او کند	حاذقے باید کہ مرکز شد
ترجمہ: لوٹنے سے کب نکل سکتا ہے خار	چاہیئے اسکے لیئے دانائے کار

شرح۔ یہان مرکز سے جائے قرارِ خار مراد ہے اور تنیدن بمعنے توجہ و التفات۔ اور حاذق بمعنے دانا و عقلمند

بر جہد وان خار محکم تر کند	عاقلے باید کہ خارے بر کند
ترجمہ: گاڑتا ہے اور کانٹا لوٹ کر	چاہیئے اسکے لیے بالغ نظر

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کی توضیح ہے اور چارون شعر بطور قطعہ بند ہین۔ انہین مولانا قدس سرہ نے (خار دل را گر بدیدے ہر خسے) کے مضمون کی توضیح کی ہے بطریق تمثیل۔ یعنے مثلاً کسی شخص نے گدہے کی دُم کے نیچے

کانٹا چبھو دیا چونکہ گدہا کانٹا نکالنا نہین جانتا اسلیئے تکلیف کیحالت مین لوٹنے اور کودنے اچھلنے کے سوا اُس بیچارہ سے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کانٹا نکالنا تو درکنار اس لوٹنے سے اُسکا بدن اور چند جگہ سے زخمی ہوجاتا ہے بس تو معلوم ہوا کہ کانٹا نکالنے کے لیے کوئی عقلمند شخص ہونا چاہیئے۔ ورنہ گدہے کے لوٹنے سے کانٹا اور زیادہ اُسکے بدن مین گڑتا جائے گا اِس تمثیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ جسطرح گدہا کانٹا نکالنے پر قادر نہین اسیطرح طبیبان مدعی کنیز کے دل سے عشق زرگر کا کانٹا اور مکّار صوفی جنکو فیلسوفی کہنا چاہیئے سالک کے دِل سے اخلاق ذمیمہ اور محبت ماسوی اللہ کا کانٹا نکالنے پر قدرت نہین رکھتے۔ بلکہ ایسے نا اہلون کی اُلٹی تدبیرون سے سالکون کے دلمین حُبِ دنیا اور زیادہ محکم اور راسخ ہوجاتی ہے طبیبان مدعی مریض کا خون اور مکار صوفی مکر کا گناہ اپنے ذمہ لیتے ہین سبا الٰہی تو تمام مسلمانون کو شیطان کے مکر سے محفوظ رکھہ

	آن حکیم خارچین اُستاد بود		دست مینزد جا بجا مے آزمود
ترجمہ	وہ حکیم خارچین اُستاد تہا		کانٹے چننے کا ہنر سب یاد تہا

شرح یعنے وہ طبیب غیبی اپنے فن کا اُستاد کامل تہا کہ نکالنے کی نیت سے کنیزک کے بدن مین کانٹے کو ٹٹول رہا تہا۔ اور باطنی مرض کی تشخیص کے بعد یہ معلوم کرنا چاہتا تہا کہ اسکے دل مین عشق حقیقی کا کانٹا ہے یا عشق مجازی کا۔ یہ حکیم طبیبان مدعی کیطرح ناتجربہ کار نہ تہا جنھون نے کنیزک کے دل کے کانٹے کو نہ ٹٹولا اور جسمانی مرض کا علاج کرتے رہے۔ یہانتک کہ وہ سوکہہ کر کانٹا ہوگئی۔

	زان کنیزک بر طریق راستان		بازمی پرسید حال و داستان
ترجمہ	یعنے لونڈی سے بطرز راستان		پوچہتا جاتا تہا ساری داستان

شرح بعض نسخون مین حال دوستان دیکہا گیا ہے۔ یعنے طبیب غیبی کنیزک سے اُسکے چاہیتون اور دوستونکا حال پوچھتا تہا۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ یعنے آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے اسیلئے ہر شخص ہمیشہ اس بات پر غور کرتا رہے کہ مین کس شخص سے دوستی کرتا ہون نیکونکا دوست نیک ہے۔ اور بدکارونکا بد۔ ہر شخص مین اُسکے دوستون کے اخلاق و عادات کا نمونہ ضرور ہوتا ہے دوستون کے حال پوچھنے سے طبیب غیبی کا یہ منشا تہا کہ اُن کیحالت سے فی الجملہ کنیزک کی حالت معلوم ہوجائیگی۔ لیکن اس نسخہ کے اعتبار سے لفظ دوستان قافیہ داستان نہین ہوسکتا اسیلئے یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ لفظ دوست الگ ہے اور آن حرف ضمیر جدا ہے جو کنیزک کیجانب راجع ہے۔

	با حکیم او قصّہا میگفت فاش		از مقام و خواجگان و خیلتاش
ترجمہ	کہدیا لونڈی نے اُس سے فاش فاش		حال شہر و خواجگان و خیلتاش

شرح - اصطلاح مین ایک آقا کے چند غلام اور ایک امیر کے چند نوکر باہم خیلتاش کہلاتے ہین بعض نسخون مین شہرتاش ہے بمعنے ہمشہر و ہموطن

	سوی قصہ گفتنش میداد گوش	سوے نبض و جستنش میداشت ہوش
ترجمہ	جانب افسانہ سے تہے سامع کے گوش	اور سوے حرکت رگ گوش ہوش

شرح یعنے طبیب غیبی بظاہر اُسکے قصے سُن رہا تہا مگر درپردہ نبض کی حرکت سے اُسکا دلی اور واقعی مرض معلوم کرنا چاہتا تہا - جو انجام کار اُسسے معلوم ہوگیا

	تاکہ نبض از نام کہ گردد جہان	او بود مقصود جانش در جہان
ترجمہ	تا ہو جنبان نبض جسکے نام سے	کام ہے لونڈی کو اُس خوش کام سے

شرح یعنے نبض دیکہنے اور کنیزک کے ہموطنون اور ہمشہرون کے حالات سُننے سے طبیب غیبی یہ نتیجہ نکالنا چاہتا تہا کہ دیکہین اس بیمار محبت کی نبض کسکے ذکر یا نام سے حرکت کرتی ہے - کیونکہ اِنَّ العَاشِقَ یَتَغَیَّرُ بِذِکرِ المَعشُوقِ یعنے معشوق کے ذکر سے عاشق کیحالت دگرگون ہو جاتی ہے لفظ جہان بکسر جیم اول مصرع مین بمعنے جہندہ ہے - اور دوسرے مین بمعنے عالم -

	داستان شہر اورا بر شمرد	بعد از ان شہر دگر را نام برد
ترجمہ	پہلے اُسکے شہر کا کرکے بیان	چھیڑدی شہر دگر کی داستان

شرح یعنے اول کنیزک سے خاص اُسی کے شہر کا حال پوچہا کیونکہ ہر شخص کے تعلقات اپنے شہر والون سے زیادہ ہوتے ہین - پہر اور شہرون کا قصہ چھیڑا -

	گفت چون بیرون شدی از شہر خویش	در کدامی شہر بودستی تو بیش
ترجمہ	یہ کہا تو شہر اپنا چھوڑ کر	کونسی جا رہ پڑی تہی بیشتر

شرح - یعنے تو اپنے شہر سے نکلکر زیادہ کون سے شہر مین رہی ہے - یہ اسلیئے پوچہا کہ وطن اقامت اکثر بود و باش رکہنے سے وطن اصلی کا قایم مقام ہوجاتا ہے - اور تعلقات بڑہجاتے ہین - اسصورت مین بیش بمعنے اکثر ہے بعض نسخون مین پیش بمعنے پیشتر ہے یعنے تو اپنی گہر سے نکلکر سب سے پہلے کون سے شہر مین رہی -

	نام شہرے بر دو زان ہم در گذشت	رنگ روی و نبض او دیگر نگشت
ترجمہ	نام شہرون کے لیے پایا نہ کچہہ	فرق رنگ و نبض آیا نہ کچہہ

شرح کلمۂ دیگر نگشت مرکب ہے بمعنے متغیر نشد - یعنے حکیم نے اکثر شہرون کے نام لیے مگر کنیزک کی نبض اور چہرہ کا رنگ متغیر نہوا - کیونکہ اب تک اُسکے معشوق کے شہر کا نام نہین لیا گیا -

خواجگان و شہرہا را یک بیک — باز گفت از جائے و از نان و نمک

ترجمہ: شہر یون شہرون کی حالت یک بیک — اُسنے سب پوچھی مع نان و نمک

شرح یعنے کنیزک نے اکثر شہرون اور شہر کے رئیسون کا الگ الگ حال مع مقام بود و باش اور طرز معاشرت وغیرہ اچھی طرح بتا دیا۔ یا یہ معنے ہین کہ طبیب نے اکثر شہرون اور شہر والون اور انکی طرز معاشرت کے حالات پوچھے۔ اسصورت مین گفت بمعنے پُرسید ہوگا۔

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد — نے رگش جنبید و نے رُخ گشت زرد

ترجمہ: کرلیا معلوم حالِ غرب و شرق — کچھ نہ آیا نبض و رنگ رُخ مین فرق

شرح رگ سے مراد نبض ہے۔ اور چہرہ کا زرد ہو جانا عاشقی کی علامت ہے جسکو طبیب غیبی بہت دیر سے ٹٹول رہا ہے

نبض او بر حال خود بُد بے گزند — تا بپرسید از سمرقندِ چو قند

ترجمہ: نام وہ ہر شہر کا لیتا گیا — اتنے مین ذکر سمرقند آگیا

شرح سمرقند ایک شہر کا نام ہے اور ترکیب مین سمرقند موصوف ہے اور لفظ چو قند صفت مرکب

آہ سردے بر کشید آن ماہ رو — آب از چشمش روان شد ہمچو جوی

ترجمہ: سُنتے ہی لونڈی نے کھینچی آہ سرد — پھوٹ کر رونے لگی بارنج و درد

شرح کنیزک کے ٹھنڈی آہ بھرنے اور آبدیدہ ہونیکا یہ سبب تہا کہ اُسکا معشوق زرگر سمرقند ہی کا رہنے والا تہا

گفت بازرگانم آنجا آورید — خواجۂ زرگر دران شہرم خرید

ترجمہ: یہ کہا وہان لاکے اک تاجر نے سا[illegible] — بیچ ڈالا مجھکو اک زرگر کے ہاتھ

در بر خود داشت شش ماہ و فروخت — چون بگفت این آتش غم بر فروخت

ترجمہ: چھہ مہینے اُسنے رکھا اپنے پاس — یہ کہا اور ہوگئی کہکر اُداس

نبض جست و روی سرخش زرد شد — کز سمرقندیِّ زرگر فرد شد

ترجمہ: نبض جنبان ہوگئی اور رنگ زرد — کیونکہ تہی زرگر سے وہ بادرد فرد

شرح۔ سمرقندی زرگر مین اضافت صفت بجانب موصوف ہے بمعنے زرگر سمرقندی اور فرد بمعنے جدا۔ سمرقند کی وجہ تسمیہ بعض کتابون مین ہمنے یہ دیکھی ہے کہ شمر بفتح شین معجمہ سکندر کی کسی لونڈی کا نام تہا۔ وہ اتفاقاً بیمار ہوکر تبدیل آب و ہوا کے لیے وہان آئے جہان اب سمرقند آباد ہے اُسکی صحت کے بعد یادگار قایم رکھنے کے لیے سکندر نے اُسی جگہ ایک شہر بسایا اور اُسکا نام شمر کند رکہا۔ کند اصلاح ماوراء النہر مین قریہ کو کہتے ہین اور سمرقند شمرکند کا معرّب ہے۔ یہ تو ظاہری لفظ کی تحقیق تہی معنوی طور پر سمرقند سے [illegible] طبیعت انسانیہ مراد ہے

اور زرگر سے طلب دنیا۔ یعنے جب طبیب غیبی نے طبیعت انسانیہ کا حسین دنیا طلبی آباد ہے ذکر کیا تو عقل جزئی کی رگ محبت کو فوراً حرکت ہوئی۔ کیونکہ یہ اسپر ہزار جان سے عاشق اور اسکے فراق مین بیتاب اور اسکی محبت مین دیوانہ ہے

چون زرنجور آن حکیم این راز یافت — اصل آن رنج و بلا را باز یافت

ترجمہ: سنکے یہ باتین جب اُس بیمار سے — ہو گیا واقف طبیب آزار سے

شرح۔ رنج و بلا سے کنیزک کی بیماری اور صدمہ جدائی اور اُسکے اصل سے زرگر کا عشق مراد ہے۔ یعنے طبیب نے بیماری کی جڑ کو پالیا۔

گفت کوئی او کدامست و گذر — او سر پل گفت و کوئے غاتفر

ترجمہ: یہ کہا اُسکا محلہ ہے کدہر — بولی وہ پُل پر ہے کوئی غاتفر

شرح۔ غاتفر ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے جہان کے حسین مشہور ہین۔ اور سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے جہان کنیزک کا معشوق زرگر رہتا تہا۔ نکتہ۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ زرگر سے محبت دنیا مراد ہے اور کنیزک نے اُسکا پتا سر پل پر بتایا ہے اسلیے حسب مضمون حدیث شریف اَلدُّنْيَا قَنْطَرَةٌ فَاعْبُرُوْهَا وَلَا تَعْمُرُوْهَا (دنیا ایک پل کے مانند ہے اور پل گزرنے کے لیئے ہوتا ہے گھر بنانے کے لئے نہین ہوتا) دوسرے مصرع مین لفظ پل نہایت بلیغ اور بہت دور کی بات ہے۔

گفت آنگہ آن حکیم با صواب — آن کنیزک را کہ رستی از عذاب

ترجمہ: اُسنے فرمایا کہ اے نیکو صفات — تو نے پائی اب بلاؤن سے نجات

گفت دانستم کہ رنجت چیست زود — در علاجت سحرہا خواہم نمود

ترجمہ: دُکہہ ترا جاتا رہیگا جلد تر — ہے مرے نسخے مین جادو کا اثر

شرح گفت کا فاعل وہی طبیب غیبی ہے جو پہلے شعر مین ہے۔ اور لفظ زود دوسرے مصرع سے متعلق ہے اور سحر سے مراد سریع التاثیر معالجہ ہے

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من — آن کنم با تو کہ باران با چمن

ترجمہ: شاد و فارغ رہ تو بے رنج و محن — مین ہون تیرے واسطے ابر چمن

شرح۔ اس شعر مین حسب قاعدہ اطبا بیمار کو تسلی دیگئی ہے۔ اور اسبات کے اشارہ ہے کہ مُرشد کامل کو طالب سے شفقت اور ترحم کے ساتہ پیش آنا چاہیئے۔ مریض اچہا ہو یا نہو۔ لیکن طبیب پر فرض ہے کہ اسکی تسلی کرتا رہے کیونکہ حسن اخلاق سے مریض کو نصف شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

	من غمِ تو میخورم تو غم مخور	بر تو من مشفق ترم از صد پدر
ترجمہ	مین ترا غمخوار ہون تو غم نہ کر	میری غمخواری پہ قربان صد پدر

شرح۔ باپ جسمانی زندگی اور ظاہری تعلیم کا باعث ہے اور مرشد روحانی زندگی ور باطنی تعلیم کا۔ اسلیئے مرشد کو سو باپون سے زیادہ مشفق کہا گیا ہے۔

	ہان وہان این راز را باکس مگوئی	گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
ترجمہ	ہان مگر یہ راز پوشیدہ رہے	تو نہ کہیو شاہ گو تجھسے کہے

شرح۔ طبیب غیبی نہایت تاکید کے ساتھ کنیزک سے کہتا ہے کہ خبردار اور پھر خبردار یہ راز عشق زرگر ہرگز کسی پر ظاہر نہو بادشاہ اگرچہ تیرا محرم راز ہے مگر اس بھید کو اُس سے بھی چھپانا چاہیئے۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک اخلاق ذمیمہ یا اپنی کسی بُری عادت کو مرشد کامل کے سوا اور کسی پر ظاہر نہ کرے نہ کسی دوست سے کہے نہ دشمن سے کیونکہ غیر شخص اُسکے مرض کی دوا نہین ہو سکتا پھر خواہ مخواہ کسیکو اپنے گناہ کا گواہ بنانا سراسر خطا کاری ہے

	چونکہ اسرارت نہان در دل شود	آن مرادت زودتر حاصل شود
ترجمہ	راز جو رہتا ہے دل مین ستتر	اُس سے ملتی ہین مرادین زود تر

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے جسکا پہلا مصرع بعض نسخون مین اسطرح دیکھا گیا ہے گورخانۂ راز تو چون دِل شود۔ گورخانہ بمعنے قبر ہے اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح مُردے کو قبر سے نکالنا ناجائز ہے اسیطرح اپنے راز کو دل سے باہر کردینا غیر مناسب ہے۔ یہ نسخہ اس قول کے مطابق ہے قُلُوبُ الْاَحْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ یعنے نیکون اور دنیا سے آزاد لوگون کے دل بھید چھپانے کے لیے بمنزلۂ قبر ہوتے ہین۔

	گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت	زود گردد با مراد خویش جفت
ترجمہ	ہے یہ قول شافعِ یومُ التّناد	راز کا اخفا ہے تحصیل مراد

شرح۔ بعض محققین نے اس مضمون کے مطابق اول یہ حدیث نقل کی ہے مَنْ کَتَمَ سِرَّہٗ حَصَلَ اَمْرُہٗ جسنے اپنا بھید چھپایا اُسکا مطلب حاصل ہوگیا دوم یہ مَنْ سَتَرَ سِرَّہٗ تَقَارَنَ مَعَ مُرَادِہٖ بھید چھپانیوالے کو اُسکی مراد ملجاتی ہے۔ سوم یہ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ اپنے حاجتون کے پورا ہونیکے لیئے اخفائے راز سے مدد مانگو۔

	دانہا اندر زمین پنہان شود	بعد ازان سر سبزی بستان شود
ترجمہ	بیج رہ رہکر زمینون مین نہان	ہوتے ہین اکدن بہار بوستان

شرح۔ اسی طرح اخفائے راز سے ایک دن اُمید دن کے باغ مین بہار آجاتی ہے۔ اور نخل آرزو پھل لاتا ہے۔

	زرّ و نقرہ گر نبودندے نہان		پرورش کے یافتندے زیر کان
ترجمہ	نقرہ و زر گر نہ چھپتے زیر کان		رائگان تھی صورت رنگ روان

شرح۔ ان دونون شعرون مین اخفائے راز کی خوبی کو بطور تمثیل بیان کیا ہے یعنے دلنے (تخم) اول زمین مین پنہان ہوتے ہین پہر سرسبز درخت بنجاتے ہین اور سونا چاندی کان مین چھپکر پرورش پاتے ہین اسلیئے عزیز سمجھے جاتے ہین۔ اگر یہ چیزین پوشیدہ نہ رہین توپہر کوئی اُٹھا لیجائے نہ تخم کی قیمت ہو نہ سونے چاندی کی عزت علیٰ ہٰذالقیاس قدر و قیمت اور عزت اسی بھید کی ہے۔ جو پوشیدہ ہے۔

	وعدہا و لطفہائے آن حکیم		کرد آن رنجور را ایمن زبیم ۲
ترجمہ	کیا تسلی بخش تہا لطفِ حکیم		وہ مرض سے ہوگئی بے خوف و بیم

شرح۔ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طبیب مریض کو اور مرشد طالب کو اس ترحم کے ساتہ تسلی دے کہ اسکو اپنی جسمانی یا روحانی مرض کے دفع ہو جانے کا یقین ہو جائے۔

	وعدہا باشد حقیقی دلپذیر		وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر ۲
ترجمہ	سچے وعدے ہین ہمیشہ دلپسند		جھوٹے وعدے باعث رنج و گزند

شرح تاسہ بمعنی اندوہ و ملال و اضطراب و بیقراری تاسہ گیر بمعنے آورندہ ملال و بیقراری و اندوہ - یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے۔

	وعدۂ اہل کرم گنج روان ۷		وعدہ نا اہل شد رنج روان ۷
ترجمہ	وعدہ فیاضون کے ہین گنج روان		وعدۂ نا اہل ہے رنج روان

شرح گنج روان گنج قارون کا نام ہے لیکن یہان بمعنے گنج عمیق ہے۔ یعنے اہل کرم (اللہ تعالےٰ انبیاء اولیاء اور صدیقین) کا وعدہ گنج روان کے مانند ہے کیونکہ اہل کرم ہمیشہ اپنے وعدے کو پورا کرتے ہین۔ انکا وعدہ گویا خزانہ سونے دینے کی برابر ہے۔ اور نا اہل و نالایق (شیطان نفس امارہ اور کاذبین) کا وعدہ جان کے لیئے باعث رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ نالایقون کا شیوہ ہے کہ وعدہ کر کے کبھی پورا نہین کرتے اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ یعنے قیامت کے دن جبکہ جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہو جائینگے توشیطان دوزخیون سے یہ کہیگا کہ اللہ تعالےٰ نے اگر تم ایمان لے آتے تمہین جنت مین داخل کرنے کا سچا وعدہ کر لیا تہا۔ مگر افسوس تم ایمان نہ لائے اور میئنے جو کچھ دوام دنیا اور قیام لذات فانیہ اور خفت معاصی وغیرہ کے متعلق تمسے وعدہ کیا تہا اُسکے خلاف کیا مگر تمنے میرے وعدے کو سچا جانا اور سخت عذاب مین مُبتلا ہوئے۔ اب وعدۂ نا اہل شد

رنج روان کا کے مطلب بالکل واضح ہو گیا۔

	وعدہ را باید وفا کردن تمام		ورنخواہی کردہ باشی سرد و خام
ترجمہ	فرض ہے انساں پہ وعدے کی وفا		ورنہ ہوگا شیوۂ اہل جفا

شرح۔ لفظ تمام یا تو وعدہ سے متعلق ہے یعنے تمام وعدونکو پورا کرنا چاہیئے یا وفا کردن کی تاکید ہے یعنی وعدے کو پورے طور پر وفا کرنا لازم ہے اس شعر مین وعدہ سے وہ عہد مراد ہے جو بروز میثاق تمام روحون سے لیا گیا تہا۔ کیونکہ شریعت طریقت حقیقت معرفت سب اسی وعدہ مین داخل ہین جسقدر اوامر و نواہی شرع شریف مین وارد ہین ہم اُنکے کرنے نہ کرنے کا وعدہ میثاق کے دن کر آئے ہین۔ اب اگر وفا نہ کرینگے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہمنے سچا وعدہ نہین کیا تہا وعدہ کی وفا تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کے تحت مین داخل ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنے حقمین آپ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد بالتحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا اور قرآن مجید مین ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْد اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کیا کرو اوفوا صیغۂ امر ہے اس سے وفائے وعدہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے نیز حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدح مین یہ آیت وارد ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا یعنے ہمارا رسول اسمٰعیل وعدہ کا سچا تہا۔ ایفائے وعدہ کے متعلق ایک اور آیت ہے جسکے معنے پر غور کرنے سے دل دہلجاتا ہے وہ یہ ہے اَوْفُوْا بِالْعَہْدِ اِنَّ الْعَہْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا یعنے اپنے وعدے اور اقرار پورے کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن جہان دیگر اعمال کا حساب لیا جائیگا وہان عہد کے پورا کرنے نہ کرنے کی بابت بہی سوال کیا جائیگا۔ اسلیئے انسان پر لازم ہے کہ وعدہ کرنے مین احتیاط کرے اور وعدہ کر لینے کے بعد اُسکے پورا کرنے کو فرض عین سمجہے ہان یہ بہی لازم ہے کہ اسکا کوئی وعدہ خلاف شرع نہو۔

	دریافتن آن طبیب الٰہی رنج کنیزک را و بشاہ وا نمودن	
ترجمہ	اُس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر لینا اور بادشاہ سے ظاہر کرنا	

شرح۔ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ طبیب غیبی یا مرشد کامل نے کنیزک یا سالک کے بعض اخلاق ذمیمہ کو معلوم کرکے اُنکا اظہار بادشاہ یعنے دوسرے شخص پر کیون کر دیا۔ حالانکہ طبیب نے خود کنیزک سے بتاکید کہدیا تہا کہ ہان وہان این راز را باکس مگوی ۔ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
اسکا جواب یہ ہے کہ طبیب غیبی بلا مشورۂ بادشاہ کنیزک کے علاج پر قادر نہین ہو سکتا تہا کیونکہ زرگر کو خلعت و انعام کا لالچ دیکر سمرقند سے بُلانا اور کنیزک سے اُسکا نکاح کرنا جسکا مفصل ذکر عنقریب آنیوالا ہے بادشاہ کی مرضی پر موقوف تہا۔ علاوہ ازین طبیب نے بادشاہ سے کنیزک کا بہت تہوڑا سا حال کنایتاً کہا تہا جس سے اُسکی

پردہ دری مقصود نہتی۔ کیونکہ مولانا خود فرماتے ہین۔ ع شاہ رازان ہمشہ آگاہ کرد۔ نکتہ یہان سے بہلت نکلتی ہے کہ اگر مرشد طالب کے کسی باطنی مرض کے علاج پر خود اچھی طرح قادر نہو تو دوسرے سے مدد لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر شخص محرم راز اور واقف اسرار ہو۔ اور جو کسیکی پردہ دری کو گناہِ عظیم سمجھے۔

آن حکیم مہربان چون راز یافت ‖ صورت رنج کنیزک باز بافت

ترجمہ: الغرض جب وہ طبیب چارہ ساز ‖ کر گیا معلوم بیماری کا راز

بعد ازان برخاست عزم شاہ کرد ‖ شاہ را زان ہمشہ آگاہ کرد

ترجمہ: اوٹھ گیا اور بادشہ سے یہ کہا ‖ کہل گیا حال مرض مجھ پہ سہا

شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست ‖ در چنین غم موجب تاخیر چیست

ترجمہ: شہ نے فرمایا کہ ہے تدبیر کیا ‖ اب تدارک چاہیے تاخیر کیا

گفت تدبیر آن بود کان مرد را ‖ حاضر آریم از پئے این درد را

ترجمہ: یوں کہا اس نے کہ اُس زرگر کو اب ‖ کیجیے دربار میں جلدی طلب

شرح۔ دوسرے مصرع مین حذف مضاف ہے۔ یعنے از پے دفع این درد۔ اور لفظ را علامت اضافت قایم مقام مضاف ہے۔ یعنے دفع مرض کنیزک کے لئے زرگر کو بلانا چاہیئے۔

قاصدے بفرست کاخبارش کند ‖ طالب این فضل و ایثارش کند

ترجمہ: بھیجیے قاصد کہ پہونچائے خبر ‖ یعنے تیرے واسطے ہے مال و زر

شرح یعنے اے بادشاہ اسکی تدبیر ہے کہ تو سمرقندی زرگر کے پاس اِس مضمون کا قاصد بہیج کہ ہمارے بادشاہ نے تیری اُستادی اور کاریگری کی تعریف سُنی ہے وہ تجہسے تاج و طوق اور خانگی ظروف و زیور بنولنے چاہتا ہے اور تیرے کمال کی قدر دانی کے صلہ مین یہ نقد و خلعت بطور نذرانہ پیشگی مرحمت فرماکر تجہے اپنے دار الریاست مین طلب کیا ہے۔ جلدی چل۔ کیونکہ تاخیر مین آفت آجاتی ہے

مرد زرگر را بخوان زان شہر دور ‖ با زر و خلعت بدہ اورا غرور

ترجمہ: مرد زرگر کو شہ با فر و زیب ‖ مال سے خلعت سے زر سے دی فریب

شرح شہر دور سے مراد سمرقند ہے۔ اور غرور بمعنے فریب کیونکہ طالبان دنیا مال و زر کے دہوکے مین بہت جلد آجاتے ہین۔ اور دنیا سراسر اسباب غرور ہے۔

چون بہ بیند سیم و زر آن بینوا ‖ بہر زر گردد ز خان و مان جدا

ترجمہ: سیم و زر کی سُن کے مرد بینوا ‖ خانمان و شہر سے ہوگا جُدا

شرح خان مخفف خانہ ہے۔ اور مان بمعنے رخت و اسباب۔ عموماً خان و مان سے گھر بار مراد ہوتا ہے۔

	زر خرد را والہ و شیدا کند		خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
ترجمہ	عقل کھو دیتی ہے حرص مال و زر		بے نوا ہوتا ہے رسوا خاصکر

شرح خرد سے پہلے حذف مضاف ہے یعنے یوں تو زر کی محبت عموماً اہل خرد کو بھی دیوانہ اور بے عقل کر دیتی ہے مگر مفلس آدمی کو خصوصیت کے ساتھ اچھی طرح رسوا کرتی ہے۔ کیونکہ مفلس شدت حاجت کے سبب حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا۔ دیکھلو چوری قمار بازی گداگری وغیرہ افلاس کا نتیجہ ہے یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے

	زر اگرچہ عقل می آرد و لیک		مرد عاقل باید او را نیک نیک
ترجمہ	زر سے گو ہوتی ہے عقل و معرفت		ہے مگر یہ مرد عاقل کی صفت

شرح۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا تہا کہ زر سے تو گئی ہوئی عقل آجاتی ہے اور اکثر دولتمند لوگ عقلمند دیکھا گیا ہے۔ پھر ع زر خرد را والہ و شیدا کند۔ کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ مولانا جواب میں ارشاد فرماتے ہین کہ زر اگرچہ آدمی کو عقلمند بنا دیتا ہے مگر اسکے حاصل کرنیکے لیے نہایت عقلمند شخص ہونا چاہیئے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احتیاط رکہے اور حلال و حرام کو جدا جدا سمجہے۔ اور اپنی کمائی کو تمام مکروہات اور مشتبہ چیزون سے آلودہ ہونے دے لفظ نیک نیک بمعنے نیک نیک ترکیب مین لفظ عاقل سے متعلق ہے

	فرستادن بادشاہ رسولان را بسمرقند در طلب آن زرگر
ترجمہ۔	طلب زرگر مین بادشاہ کا قاصدون کو سمرقند بہیجنا

	چونکہ سلطان از حکیم آن را شنید		پند او را از دل و از جان گزید
ترجمہ	شاہ نے سنکر یہ پند اسکو وستد		اُسکی باتون سے کیا دل سے پسند

شرح پہلے مصرع مین ضمیر آنرا تدبیر کیطرف راجع ہے اور دوسرے مصرع مین پند سے طبیب کا حکم یا ہدایت مراد ہے جو زرگر کے بلانے کی بابت کی تہی۔

	گفت فرمان ترا فرمان کنم		ہر چہ گوئی آنچنان کن آن کنم
ترجمہ	اور کہا بندہ ہون مین اے پر شعور		جو کہیگا تو کرونگا بالضرور

شرح پہلے مصرع مین لفظ فرمان جو دوسری جگہ واقع ہے یا تو فرمانبری کے معنون مین ہے یعنے بادشاہ نے طبیب سے یہ کہا کہ مین تیرے حکم کی فرمانبری کرونگا یا یہ معنے ہین کہ مین تیرے حکم کو اپنا حکم خیال کرونگا اور اسکی تعمیل مین قاصدون سے ایسی ہی کوشش کراونگا جیسی عموماً اپنے حکم کی تعمیل مین سعی کراتا ہون۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کا فرض ہے مرشد کے احکام کی تعمیل اپنے لیے فرض عین سمجہے۔ اور حتی الامکان اُنکو

بجالائے۔ ورنہ راہ حق سے محروم رہیگا اور ریاضت رائگان جائے گی

بس فرستاد آنطرف یکدو رسول | حاذقان و کافیان و بس عدول

ترجمہ: بہیجے اسکے بعد دو اک نامہ بر | عاقل و دانائے کار و معتبر

شرح یعنے بادشاہ کے دونو قاصد نہایت عقلمند پیغام رسانی مین پورے۔ راستگو امین اور سچے تہے مطلب یہ کہ پیغامبرون کی تمام صفتین انمین موجود تہین۔

تا سمرقند آمدند آن دو امیر | پیش آن زرگر ز شاہنشہ بشیر

ترجمہ: شہر زرگر مین گئے باعز و جاہ | اور کہا دیکر بشارت ہائے شاہ

شرح لفظ بشیر بمعنے بشارت دہندہ ترکیب مین لفظ آمدند سے حال واقع ہے۔ اور لفظ امیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونو قاصد معمولی پیامبر نہ تہے بلکہ بادشاہ کے منتخب شدہ مصاحب تہے مطلب یہ کہ وہ دونو قاصد بادشاہ کی طرف خوشخبری لیکر زرگر کے پاس سمرقند مین پہنچے اور یہ پیام دیا

کاے لطیف استاد کامل معرفت | فاش اندر شہرہا از تو صفت

ترجمہ: اے ہنرمند استاد زرگری | شہرۂ عالم ہے تیری برتری

شرح۔ لطیف استاد مین اضافت مقلوب ہے یعنے اے باریک کام بنانے والے استاد اور اے اپنے کام سے پورے ماہر تیری استادی شہرۂ آفاق ہے۔ یہ تعریف اور خوشامدانہ الفاظ زرگر کی تسخیر کے لیے تہے کیونکہ اکثر بیوقوف اور دنیاپرست اپنی تعریف سے خوش اور خوشامد سے موم ہو جاتے ہین۔

نک فلان شہ از برائے زرگری | اختیارت کرد زیرا مہتری

ترجمہ: زرگری تیری پسند شاہ ہے | کیونکہ تو اس فن مین عالیجاہ ہے

شرح۔ لفظ نک اینک کا مخفف ہے اور زیرا مہتری۔ اختیارت کرد کی علت ہے۔ یعنے اسوقت فلان بادشاہ نے تجہے زرگری کے لیے اس سبب سے منتخب کیا ہے کہ تو اپنے کام کا استاد اور اپنے ہم پیشہ یا اپنی قوم کا سردار ہے زرگر کو سردار کہنا خوشامدانہ بات ہے۔

اینک این خلعت بگیر و زر و سیم | چون بیائی خاصہ باشی و ندیم

ترجمہ: دیکھہ یہ خلعت ہے یہ زر ہے یہ سیم | چل کے تو دربار مین ہوگا ندیم

شرح۔ یعنے اے زرگر اسوقت تو یہ مال و خلعت قبول کرلے جب تو بادشاہ کے پاس جائیگا تو اس سے زیادہ عزت ہوگی بادشاہ کا خاص مصاحب اور ندیم بنجائیگا دنیادارون اور زرپرستون کا مقصود چونکہ تحصیل زر اور انکی امید ہے اسلیے زرگر خوش ہو گیا اور ساتھ ہو لیا۔

مرد مال و خلعت بسیار دید — غرہ شد۔ از شہر و فرزندان برید

ترجمہ: مرد زرگر نے جو دیکھا مال و زر — چل پڑا اسار سے تعلق چھوڑ کر

شرح۔ یعنے زرگر مال و خلعت دیکھکر دہوکا کہا گیا۔ اور اپنے شہر اور عیال و اطفال سے جدا ہونے پر مجبور ہوا وہ یہ نہ سمجھا کہ زر کی محبت موت کا سامان ہے۔

اندر آمد شادمان در راہِ مرد — بیخبر کان شاہ قصد جانش کرد

ترجمہ: شاد و خرم کر رہا تھا قطع راہ — کیا خبر تھی جان کا لیوا ہے شاہ

اسپ تازی برنشست و شاد تاخت — خونبہائے خویش را خلعت شناخت

ترجمہ: اسپ تازی زیر ران با عز و شان — اور خلعت خونبہا تھا بے گمان

شرح۔ پہلے مصرع مین لفظ بر اسپ سے پہلے باعتبار قرینہ محذوف ہے اور دوسرا مصرع مقولۂ مولانا ہے مطلب یہ کہ بادشاہ نے خلعت وغیرہ کا فریب دیکر زر کو ہلاک کرنیکے لیے بُلایا تہا اور یہ سب سامان بطور پیشگی کو یا اُسکے خون کی دیت تہی مگر زرگر جو حقیقت حال سے بے خبر تہا اور جسکو زر پرستی نے خارج از عقل کر رکھا تہا اُس دیت کو خلعت سمجھا۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ دنیا اور اُسکے آرایشی سامانون کی محبت کا انجام ہلاکت ہے پیچ ہے ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ۔

اے شدہ اندر سفر با صد رضا — خود بپائے خویش تا سوء القضا

ترجمہ: اے مسافر تو سفر مین با رضا — اپنے پیرون سے گیا سوئے قضا

شرح مولانا کا مقولہ ہے جس سے اہل دنیا کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اے شخص تو جو راحت اور تحصیل زر کی اُمید پر خوشی خوشی سفر کرتا پہرتا ہے اسکو ایسا سمجہ گو یا اپنے پانو سے موت کے مُنہ مین جاتا ہے پہر موت بہی کیسی بُری موت جسکو سوء خاتمہ کہتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا نکتہ تحصیل زر کی اُمید پر سفر کرنیوالا اگر بحالت سفر مر گیا تو ظاہر ہے کہ صوفیون کے نزدیک اُسنے بہت بُری موت پائی اور اگر کچہ کہا کما کے گہر چلا آیا تو گویا اُسنے غفلت کا سامان جمع کیا جو اہل اللہ کے نزدیک موت سے کم نہین۔ حدیث مین یہ لفظ موجود ہین اَلدُّنیَا وَمَا فِیہَا مَلعُونٌ اِلَّا ذِکرَ اللہِ وَمَا وَالَاہُ یعنے اپنا اور اُسکی تمام چیزین ملعون ہین مگر ذکر الٰہی اور جو شے اُسکی مدد گار ہے اِس سے مستثنے ہے۔

در خیالش عز و مال و سروری — گفت عزرائیل رو آری بری

ترجمہ: وہ خیال عزت و دولت سے شاد — موت کہتی ہتی کہ چل۔ آئی مراد

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ خیال بمعنے دل ہے اور گفت خیال سے متعلق ہے

یعنے ملک الموت نے زرگر کے دلمین یہ بات ڈالدی تہی کہ ہان ہان توچلا چل بادشاہ کے دربار سے عزت ومال وسروری ضرور حاصل کریگا۔ مطلب یہ کہ ملک الموت نے زرگر کی موت کے سامان عزت ومال وسروری کی صورت مین اسکے روبرو پیش کیے جن پر وہ فریفتہ ہوگیا۔ دوم یہ کہ زرگر کے خیال مین تو یہ سفر عزت ومال وسروری حاصل ہونے کا وسیلہ تہا اور ملک الموت لطور استہزا یہ کہہ رہا تہا کہ ہان تو ذرا چل تو سہی۔ دیکھہ کیسی عزت وسروری حاصل ہوتی ہے یعنے تجہے کچہ بہی حاصل نہوگا بلکہ لینے کے دینے پڑجائینگے جان مفت مین جاتی رہیگی۔ دونو صورتون مین لفظ بری بمعنے حاصل کنی ہے

چون رسید از راہ آن مرد غریب   اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب

ترجمہ: کر چکا جب قطع رہ مرد غریب   اسکو پیش شاہ لے آیا طبیب

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز   تا بسوزد بر سر شمع طراز

ترجمہ: لے گیا دربار میں باعزو ناز   تاکہ ہو پروانہ شمع طراز

شرح طراز حدود ترکستان مین ایک شہر کا نام ہے جہان کے مرد وعورت نہایت خوبصورت ہوتے ہین یہان شمع طراز سے وہی کنیزک مراد ہے یعنے طبیب غیبی نہایت خوشی اور عزت کے ساتہ زرگر کو بادشاہ کے پاس لیگیا۔ اور اس سے فی الواقع اُسکی عزت مقصود نہ تہی۔ بلکہ یہ مطلب تہا کہ وہ پروانہ کیطرح اُس شمع طراز کے سر کا صدقہ ہو جاوے۔ لفظ بسوزد جو شمع کی مناسبت کے لیئے ہے یہان بمیرد کے معنون مین ہے۔

شاہ دید او را بسے تعظیم کرد   مخزن زر را بدو تسلیم کرد

ترجمہ: شہ نے زرگر کی بہت تعظیم کی   اور کلید زر اوسے تسلیم کی

پس بفرمودش کہ برسازد ز زر   از سوار و طوق و خلخال و کمر

ترجمہ: پھر یہ فرمایا گھڑے وہ پُرہنر   سونے کی پازیب کنگن طوق زر

شرح یعنے شاہ نے سونیکا خزانہ سونپ کر زرگر سے یہ کہا کہ سرکار کے لیے سونیکے کنگن۔ گلوبند۔ پازیب اور پٹکے بنائے۔ یہ گویا زرگر کے لیے دِل لگی کا سامان تہا تاکہ وہ گہبرانہ جاوے

ہم ز انواع اوانی بے عدد   کاٰنچنان در بزم شاہنشہ سزد

ترجمہ: نیز ہون سونے کے برتن بیشمار   لایق بزم شہنشاہ دیار

شرح۔ اوانی عربی لفظ اور اِناء کی جمع ہے۔ اناء ظرف اور برتن کو کہتے ہین یعنے بادشاہ نے زیور کے علاوہ زرگر کو سونیکے برتن بنانیکا بہی حکم دیا۔ چونکہ زرگر کو مال وزر کا فریب دیکر بلایا تہا اسلیے اُس سے وہی کام لیا گیا جو زر پرستون کو دامِ فریب مین پہنسا کر انجام کار ہلاک کر ڈالتا ہے۔

	زرگرفت آمنود وشد مشغول کار		بیخبر از حالت این کار زار
ترجمہ	لیکے زر وہ ہوگیا مشغول کار		کیا خبر تھی اسکو ہے کیا کار زار

شرح کارزار یا تو لفظ مرکب ہے بمعنے جنگ - یعنے زرگر اس بات سے بیخبر تہا کہ یہ ظاہری صلح درپردہ جنگ ہے اور یہ سونا میرے لیے ہمیشہ قبر مین سونیکا سامان ہے یا یہ سمجہیے کہ کار الگ لفظ ہے اور زار الگ یعنے زرگر اپنے کار زبون کے نتیجہ سے بیخبر تہا - اسوقت کارزار مین اضافت توصیفی ہوگی -

	پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ		آن کنیزک را باین خواجہ بدہ
ترجمہ	پہر طبیب غیب نے شہ سے کہا		وہ کنیزک بخش دے اسکو بہا

شرح لفظ سلطان موصوف ہے اور مہ بکسر میم بمعنے مہتر و عالیشان اسکی صفت یعنے اے شاہ اس کنیزک کو بطور نکاح یا ہبہ اس زرگر کے حوالے کر

	تا کنیزک در وصالش خوش شود		آب وصلش دفع آن آتش شود
ترجمہ	تا کنیزک کامیاب وصل ہو		دفع نار حرص آب وصل ہو

شرح آتش سے کنیزک کی عشق کی آگ مراد ہے اور لفظ دفع مصدر ہے بمعنے اسم فاعل یعنے دفع کنندہ -

	شہ بدو بخشید آن مہروی را		جفت کرد آن ہر دو صحبت جوی را
ترجمہ	بادشہ نے عقد اسکا کردیا		دو نو مشتاقون کو اک جا کردیا

شرح - یعنے بادشاہ نے بطور ہبہ یا نکاح کنیزک ان دونونکو ہمصحبت کردیا - کنیزک کا صحبت جوے زرگر ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ وہ اسیر عاشق تہی مگر زرگر کے صحبت جو ہونے کی یہ وجہ ہے کہ معشوق گو بظاہر عاشق سے پہلو تہی کیا کرے مگر تہ دل سے اسکی مصاحبت کو ضرور پسند کرتا ہے ظاہری تنفر و اغماض کو صرف معشوقانہ انداز سمجہنا چاہیئے - جو عموماً معشوقون کی شان ہے

	مدت شش ماہ میراندند کام		تا بصحت آمد آن دختر تمام
ترجمہ	چہ مہینے تک رہے بس شاد کام		ہوگئی لونڈی کو پہر صحت تمام

شرح - لفظ تمام صحت سے متعلق ہے - یعنے چہ ماہ تک دونو ہمصحبت رہے اور اس سے کنیزک کو صحت تمام حاصل ہوگئی کیونکہ وصال اسکے مرض کی دوا تہا - لفظ شش ماہ سے اسطرف اشارہ ہے کہ اگر مرشد کامل سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور تعلقات ماسوی اللہ کے زائل کرنے کی تدریجی کوشش کریگا تو ضرور کامیابی ہوگی - صوفیون کا کام مشکل اور خدا کی راہ مین قدم رکہنا نہایت کٹہن ہے اسلیئے اسمین سچے رہبر اور مرشد کامل کی ضرورت ہے اسکے ساتہ استقلال اور تامل اور تحمل بہی شرط ہے مرشد شفیق ہونا چاہیئے اور طالب مستعد

بعد ازان از بہرِ او شربت بساخت ۔ تا بخورد و پیش دختر میگداخت

ترجمہ: پھر اُسے دی ایسی اک شربت کی قسم ۔ دمبدم گھلنے لگا زرگر کا جسم

شرح ۔ یعنے جب ماہ کا بُھلاوا دیکر طبیب نے زرگر کے لیئے ایسا شربت بنا دیا جسکے پینے سے اُسکا بدن روز بروز گُھلتا گیا اور قوت اعضا سلب ہونے لگی۔

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد ۔ اندک اندک در دلِ او سرد شد

ترجمہ: ہو گیا بدشکل جب وُہ بے تمیز ۔ بجھگئی سب آتش عشق کنیز

شرح یعنے شربت کے اثر سے زرگر لاغر لقیہ بدصورت اور زرد رو ہوتا گیا۔ اسلیئے کنیزک کے دل سے اُسکا عشق کم ہو گیا۔ اور محبت کی آگ ٹھنڈی ہی پڑگئی۔ کیونکہ کنیزک کو مجازی عشق تہا وُہ اُسکی صورت پر مٹی ہوی تہی۔ اُدہر صورت بگڑی اِدہر عشق چمپت ہوا۔

چون ز رنجوری جمالِ او نماند ۔ جانِ دختر در وبالِ او نماند

ترجمہ: جب مرض نے کھو دیا حسن و جمال ۔ ٹل گیا جانِ کنیزک سے وبال

شرح ۔ وبال سے وہی عشق مجازی مراد ہے۔ جو کنیزک کو زرگر کے حسن و جمال اور ظاہری صورت سے تہا۔ کیونکہ صورت کا عشق وبالِ جان ہوتا ہے۔

عشقہائے کز پئے رنگی بود ۔ عشق نبود عاقبت ننگے بود

ترجمہ: جس کسیکو عشق شکل و رنگ ہے ۔ سچ تو یہ ہے عشق کیا ہے ننگ ہے

شرح یعنے جو عشق رنگ و بپا در ظاہری صورت سے تعلق رکہتا ہے وہ درحقیقت عشق نہین ہوتا۔ بلکہ اُسکا نام صورت پرستی ہے جسمین انجام کار حسن ظاہری کے زوال کے بعد آدمی کو حسرت اور خجالت اُٹھانی پڑتی ہے اور جو اہل معنے کے نزدیک سراسر ننگ و عیب ہے۔ نکتہ عشق صورت صرف بلحاظ صورت پرستی مذموم ہے اور اس لحاظ سے کہ صورت مظہر شان الٰہی ہے اور عشق مظہر سے نہین ہے بلکہ اُس حقیقت سے ہے جو اس مظہر مین ظاہر ہے مستحسن ہے اِس عشق کو ننگ و حسرت نہین کہتے۔ ایسے عشق کی دو صورتین ہین **اوّل** یہ کہ عاشق کو بلا قید و تعین کسی خاص صورت کے ہر صورت مین مشاہدۂ حق حاصل ہو۔ لیکن اسحالت مین یہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ کیفیت مشاہدہ بعض خاص صورتون مین نسبت بعض دیگر صورتون کی اعلےٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے۔ چنانچہ عورتون مین بہ نسبت مردون کی مشاہدہ کامل درجہ کا ہے ایسا عشق ہر ایک کامل شخص کو بھی نصیب نہین ہوتا بلکہ یہ کاملِ ترین کا حصہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کو دوست رکہنا اور یہ فرمانا **حُبِّبَ اِلَیَّ مِن امورِ دنیاکم النساء** (یعنے مجھے دنیا کی تمام چیزون مین عورتین بہت پسند ہین) اسی قبیل سے تہا۔ **دوم** یہ کہ عاشق قید و تعین رکھتا کسی خاص صورت مین مشاہدۂ حق کرے۔ یہ عشق اگرچہ عشق

حق ہے مگر اہل اللہ کے نزدیک ادنےٰ درجہ کا ہے

	کاشکے آن ننگ بودے یکسری		تا نرفتی بر وی این بد داوری
ترجمہ	کاشکے وہ ننگ ہوتا یکسری		تا نہوتی اسپہ یہ بد داوری

شرح - اِس شعر کے معنے محققین نے مختلف طور پر بیان کیے ہین۔ مگر کوئی مطلب خدشہ سے خالی نہین معلوم ہوتا چنانچہ معنے **اوّل** یہ ہین۔ کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی جو کنیزک کو زرگر سے تہا **یکسری** یعنے پائدار اور زوال ہوتا تاکہ کنیزک کی جان پر وہ بد داوری یعنے محبت زرگر کے سرد ہوجانے کا ستم نہ ڈھیتا ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق زرگر خود ننگ تہا اگر جاتا رہا تو کنیزک پر ستم ہونیکے کیا معنے ہین بلکہ یہ تو عین عدل اور سراسر خوبی ہے کیونکہ عشق مجازی مذموم صفت ہے جسکا زائل ہوجانا سراسر حسن ہے۔ **دوسرے** معنے یہ ہین کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی پائدار ہوتا تاکہ زرگر کی جان پر ستم نہوتا یعنے اُسکے قتل کی تدبیر کیجاتی کیونکہ طبیب کو معلوم ہوگیا تہا کہ زرگر کے رنگ روپ کم ہونے سے کنیزک کا عشق کم ہوتا جاتا ہے اسلیئے زرگر کو ہلاک کرکے ہمیشہ کے لیے کنیزک کو اُسکے عشق کی بیماری سے نجات دلائی گئی۔ اگر یہ عشق پائدار ہوتا تو ہرگز زرگر کے ہلاک کرنے کی تدبیر کیجاتی۔

پہلے معنون مین ضمیر وی کنیزک کی طرف راجع ہے اور دوسرے معنون مین زرگر کی طرف۔ مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تہا جسکو مولانا قدس سرہ نے حضرت خضر کی کشتی توڑنیسے مشابہت دی ہے پس تو طبیب غیبی کے فعل کو جو خدا کے حکم سے تہا بد داوری کہنا سراسر خلاف ہے **تیسرے** معنے یہ ہین کہ **یکسری** بمعنے تمام وکمال ہے۔ یعنے کاشکے عشق مجازی بالکل ننگ اور قابل زوال ہوتا۔ نہ بادشاہ کے عشق کو پائداری ہوتی نہ کنیزک کے۔ یعنے جسطرح کنیزک کا عشق مرض زرگر سے زائل ہوگیا ہے۔ اسیطرح بادشاہ کا عشق مرض کنیزک سے زائل ہوجاتا۔ تاکہ زرگر پر ظلم نہوتا۔ مگر ان معنون مین بہی وہی خرابی ہے جو دوسرے معنون مین بیان ہوی۔ یعنے زرگر کا قتل بحکم الٰہی تہا۔ اسکو بد داوری نہین کہہ سکتے۔ **چوتھے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق صورت یکسری ہوتا **دوسری** نہوتا یعنے یہ بات نہوتی کہ بادشاہ کنیزک پر عاشق ہوتا اور کنیزک زرگر پر۔ بلکہ یا تو بادشاہ کنیزک کو چاہتا اور کنیزک زرگر سے کچھ تعلق نہ رکہتی۔ یا کنیزک زرگر سے عشق رکہتی اور بادشاہ سے بالکل الگ رہتی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ زرگر پر ستم نہ کیا جاتا لیکن ان معنون مین بہی وہی خرابی ہے۔ جو تیسرے معنون مین ہے۔ **پانچوین** معنے یہ ہین کہ اگر عشق صورت ننگ یکسری یعنے ہر کس و ناکس کے نزدیک باعث ننگ ہوتا تو کوئی کسی پر عاشق نہوتا۔ یہانتک کہ کنیزک بہی زرگر سے کچھ علاقہ نہ رکہتی اور اُس بیچارے پر ظلم نہ کیا جاتا۔ لیکن یہ معنے بہی تیسرے معنو کی خرابی سے خالی نہین۔ **چھٹے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق مجازی یکسری یعنے ایک طریقہ کا ہوتا مطلب یہ کہ جسطرح کنیزک صورت زرگر کی عاشق تہی اسیطرح بادشاہ صورت کنیزک کا عاشق ہوتا حالانکہ بادشاہ صورت کا عاشق نہتا بلکہ اُس حقیقت کا عاشق تہا

جو صورت کنیزک مین ظاہر تہی۔ کیونکہ عورتون مین مشاہدۂ حقیقت کامل درجہ کا ہوتا ہے) تو زرگر پر ستم ہوتا اسلیئے کہ زرگر کا قتل کرنا الہام کی روسے تھا اور حجالت مین کہ بادشاہ زرگر کی طرح خود گرفتار صورت ہوتا تو اُسے الہام کا مرتبہ نصیب نہوتا اور نہ طبیب غیبی اُسکا معالج بنتا کیونکہ یہ طبیب قطب زمانہ تہا ایسے قطب کو عاشقان مجازی کے علاج سے سروکار نہین ہوتا مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ بادشاہ کو جو عارف اور عاشق حقیقی تہا عاشق مجازی ہونے کی بددعا دیگئی ہے۔ اور یہ بددعا صرف اس غرض سے ہے کہ ایک واجب القتل زرگر قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ اُسکا قتل بحکم الٰہی تہا۔ **ساتوین** معنے یہ ہین کہ کاشکے اگر عشق مجازی ننگ بجیری لرا ایک طرف کا ننگ) یعنے فقط دنیا مین باعث ذلت ورسوائی ہوتا عقبے مین اسکا حساب وکتاب نہ لیا جاتا۔ تو قیامت کے دن عاشق مجازی کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا اسصورت مین ضمیر آن جو پہلے مصرع مین ہے عشق مجازی کی طرف اور ضمیر دوسرے مصرع مین ہے عاشق مجازی کی طرف راجع ہے لیکن ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق مجازی اگر اُس سے تجاوز نہ کیا جائے باعث ثواب ہے۔ اور قیامت کے دن اگر گنہگارون کو اُنکے گناہونکے سبب عذاب کیا گیا تو اُسکو بیداد یعنے ظلم وستم سے تعبیر کرنا بے ادبی بلکہ کفر ہے **آٹھوین** معنے یہ ہین کہ ننگ بمعنے عیب ہے اور بکیسری بمعنے سراپا۔ اور ضمیر آن زرگر کیطرف راجع ہے یعنے کاشکے وہ زرگر سراپا عیب اور سخت بدصورت ہوتا تاکہ کنیزک اُسکی صورت پر عاشق نہوتی اور وہ محبت ہلاکت سے بچ جاتا۔ ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کے قتل کو جو بحکم الٰہی تہا اُسکی بدصورتی بہی روک نہین سکتی تہی کیونکہ حکم الٰہی کو خوبصورتی اور بدصورتی سے کچہ سروکار نہین **نوین** معنے جو تمام مذکورۂ بالا خرابیون سے الگ اور ہر قسم کے اعتراض سے بچے ہوے ہین۔ یہ ہین کہ اول مصرع مین **آن ننگ** بمعنے عشق صورت ہے اور **بکیسری** بمعنے پائدار۔ اور دوسرے مصرع مین ضمیر وی عشق ہی کیجانب راجع ہے اور بیداد بمعنے ظلم وستم۔ اس صورت مین شعر کا یہ مطلب ہوا کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق صورت پائدار ہوتا یعنے عشق مجازی سے متجاوز ہوکر عشق حقیقی پہنچاتا تاکہ عاشق مجازی کی طرف سے عشق کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا۔ کیونکہ عاشق مجازی نے عشق کو ان معنون مین استعمال کیا ہے۔ جنکے لیئے وہ موضوع نہ تہا۔ عشق ایک بڑی نیک صفت تہی جسکو عاشق مجازی نے مذموم بنادیا اور یہ ظلم ہے کہ اچھی چیز کو برا کر دینا اُسکی جان پر ستم توڑنا ہے۔ اسی صورت مین اگر ضمیر وے عاشق کی طرف راجع ہو اور بیداد سے ستم فراق مراد لیا جائے تو بہی معنے صحیح ہین اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اگر عشق مجازی پائدار ہوتا یعنے مجازی سے حقیقی پہنچاتا تو عاشق ہمیشہ کے لیے ستم فراق سے بچ جاتا۔ یہ شعر مثنوی شریف کے معجزنما اشعار مین سے ہے جسکے حل کرنے مین بڑے بڑے علما اور صوفیون کے قدم پہسلگئے ہین۔ ہمنے جسقدر معنے یہان لکہے ہین سبکو نہایت تامل اور فکر کی نظر سے دیکہنا چاہیئے۔ آخری معنے تمام معنون سے بہتر اور نہایت دلچسپ ہین۔

یا اللہ العالمین صورت کی محبت کے پہندے سے نکالکر عشق حقیقی کے رستہ پر لگا دے تاکہ ہمین اپنی حقیقت کا حال معلوم ہوجائے

خون دوید از چشم ہمچون جوئے او | دشمن جان وی آمد روئے او

ترجمہ: بجریہ خون چشم گریان ہو گئی | اسکی صورت دشمن جان ہو گئی

شرح مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے اور ہمچون جوئی بحالت ترکیب چشم کی صفت ہے یعنے اپنی بیماری سے جسمین اُسے مرجانیکا گمان تہا یا حالت مرض مین یاد وطن اور فراق اہل وعیال یا اپنی عاشق کنیزک کی سرد مہری کے باعث زرگر کی چشم دربار سے خون ٹپکنے لگا۔ اور اُسکا چہرہ یعنے ظاہری حسن وجمال اُسکی جان کا دشمن ہو گیا اگر وہ خوبصورت نہوتا تو کنیزک عاشق نہوتی۔ اور اُسکے ہلاک کرنیکی تدبیر نہ کیجاتی۔

دشمن طاؤس آمد پرّ او | اے بسا شہ را بکشتہ فرّ او

ترجمہ: دشمن طاؤس ہے خود اُسکا پر | بادشاہونکا ہے قاتل رعب و فر

شرح یعنے طاؤس اپنے پر کی خوشنمائی کے باعث مارا جاتا ہے اور بہت سے مغرور بادشاہ اپنے دبدبہ اور شوکت کے سبب قتل کئے جاتے ہین۔ مطلب یہ کہ بسا اوقات خوبصورتی اور خوشنمائی دشمن جان بنجاتی ہے چنانچہ زرگر کا حال اسکی گواہی دے رہا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کے توضیح ہے بطریق تمثیل۔

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد | در گداز اش شخص او چون نال شد

ترجمہ: جب تغیر ہو گیا زرگر کا حال | یہ کہ زاری سے ہو کر شکلِ نال

شرح شخص بمعنے وجود یعنے جسم۔ اور نال بمعنے ریشہ۔ مطلب یہ کہ زرگر کا بدن سوکہہ سوکہہ کر ریشہ کے مانند ہو گیا۔

گفت آن آہو منم کز نافِ من | ریخت آن صیاد خون صاف من

ترجمہ: مین ہون وہ آہو کہ نافے کے لیے | مجکو اُس صیاد نے صدمے دیئے

شرح۔ یہان سے یہ چند شعر مقولہ زرگر اور وہ متکبرانہ کلمات ہین جو مرض الموت مین اُسکی زبان سے نکلے تہے یعنے مین وہ مظلوم ہرن ہون کہ صرف نافی کے لالچ یعنے حسن کے سببسے ہلاک کیا گیا ہون۔ حالانکہ یہ مجہپر سراسر ظلم ہے

اے من آن روباہِ صحرا کز کمین | سر بریدہ ندم برائے پوستین

ترجمہ: مین ہون وہ روباہ صیاد کمین | مارتا ہے مجکو بہر پوستین

شرح۔ ملک روس مین ایک قسم کی لومڑی ہوتی ہے جسکو صرف اسلیئے ہلاک کیا جاتا ہے کہ اُسکی پوستین نہایت نرم و نازک خوبصورت اور قیمتی ہوتی ہے چنانچہ مولانا نظامی سکندر نامہ مین فرماتے ہین شنیدم کہ روباہے در ملک روس خود آرائے باشد بشکل عروس ۞ یہ شعر پہلے شعر کے قریب المعنے ہے۔

اے من آن پیلے کہ زخم پیلبان | ریخت خونم از برائے استخوان

ترجمہ: مین وہ ہون ہاتہی کہ زخم پیلبان | خون مرا کرتا ہے بہر استخوان

شرح - ہاتہی دانت قیمتی چیز ہوتی ہے - بلکہ بعض موقع پر اُسکی ہڈیاں بہی دانتوں کے بہاؤ بکجاتی ہیں مطلب وہی ہے جو پہلے شعر کا تہا - یعنے صد حیف میں اپنے قیمتی حسن وجمال کے سبب ہلاک کیا گیا ہوں -

	آنکہ کشتستم پئے مادون من	مے نداند کہ نخسپد خون من
ترجمہ	مارڈالا ہے مجھے بہر جمال	خون مرا لیکن نہوگا پائمال

شرح مادون بمعنے کمتر و کم رتبہ جس سے زرگر نے اپنا حسن وجمال مراد لیا ہے - کیونکہ حُسن وجمال جان سے نہایت کم رُتبہ کی چیز ہے - مطلب یہ کہ جس شخص نے مجکو اُس چیز کے لالچ سے مارا ہے جو مجھہ سے نہایت کم رتبہ کی ہے - کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ میرا خون ہرگز نہ چھپ سکیگا - بالفرض قاتل دنیا میں قصاص سے بچگیا مگر عقبےٰ میں حاکم حقیقی سے چھپکر کہاں جائیگا - خون تو سر چڑہکر بولتا ہے -

	بر منست امروز و فردا بروے ست	خون چون من کس چنین ضائع کے ست
ترجمہ	آج مجھپر ہے تو کل اُسپر ضرور	کب بجل ہوتا ہے خون بے قصور

شرح - یعنے آج قتل کی تکلیف مجکو ہوی ہے - کل انتقام کی تکلیف قاتل ہوگی اور مجھ جیسے مظلوم صاحب حسن و جمال کا خون ضایع نجائے گا - بخشہ اگر اس آخر وقت میں بہی زرگر یہ لاف و گزاف اور تکبر چھوڑکر توبہ اور طریق عجز اختیار کرتا تو مقبول بندوں میں سے ہو جاتا - چونکہ اُسکا قتل الہام کی رو سے تہا اسلیے قیامت کے دن قاتل سے قصاص کی اُمید رکھنی سراسر لاف زنی ہے -

	گرچہ دیوار افگند سایہ دراز	بازگردد سوئے او آن سایہ باز
ترجمہ	سایۂ دیوار ہو دور از زمیں	لیکن آجاتا ہے ہر پھر کر وہیں

شرح - یعنے اگرچہ دن نکلتے وقت دیوار کا سایہ دراز اور دیوار سے دور پڑتا ہے مگر دوپہر کو وہی سایہ اُسی دیوار کی طرف آجاتا ہے - مطلب یہ کہ اچھے بُرے کام کا نتیجہ گو بالفعل نہی مگر کبہی کسی وقت ضرور کرنیوالے کو ملجائیگا - علے ہذا القیاس قاتل کو میرے خون ناحق کی سزا ضرور ملیگی -

	این جہان کوہست و فعل ما ندا	سوئے ما آید ندا ہا را صدا
ترجمہ	ہے جہان کوہ و ندا افعال خلق	سوئے خلق آتے ہیں سب اعمال خلق

شرح - یہ شعر زرگر اور مولانا قدس سرہ دونوں کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے عالم دنیا ایک پہاڑ کی اور ہمارے افعال و اعمال اُس پہاڑ میں آواز کے مانند ہیں پہاڑ میں ہم جسطرح کی ندا کرینگے بعینہ وہی ندا اُلٹ کر ہمارے کانوں تک آئیگی - بقول شخصے ع ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے - مطلب یہ کہ جیسے ہمارے افعال ہونگے اُنکی ویسی ہی جزا و سزا ہمکو ملیگی قرآن مجید میں موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آج کے

ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہو گا۔

	این بگفت و رفت در دم زیر خاک	آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک
ترجمہ	کہکے یہ زرگر اُسی دم مر گیا	پاک لونڈی کو الم سے کر گیا

شرح بعض نسخوں میں رنج عشق پاک اور بعض میں زعشق و رنج پاک دیکھا گیا ہے مطلب سب کا ایک ہے۔ یعنے چونکہ زرگر کا عشق کنیزک کے دل سے اسکی بیماری کے سبب رفتہ رفتہ کم ہوگیا تہا اسلیئے اُسکے مرجانے سے بالکل جاتا رہا اس عشق کے جاتے رہنے کی علت یہ اگلا شعر ہے۔

	زانکہ عشق مردگان پاینده نیست	زانکہ مرده سوی ما آینده نیست
ترجمہ	مُردے کی اُلفت کا ہے کیا اعتبار	مُردہ کب آتا ہے پہر کر بار بار

شرح۔ یعنے فنا ہونیوالی چیزوں کا عشق پایدار نہیں ہوتا۔ کیونکہ فانی اور معدوم ہونیوالی چیز واپس ہوکر ہمارے پاس نہیں آتی۔ اسی لیے فانی کی محبت بہی فنا ہوجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کا ایسا چاہیتا بیٹا مرگیا جو اُسکے نزدیک تمام عالم سے زیادہ محبوب تہا۔ باپ کو چند روز تو اُسکی جُدائی کا قلق رہیگا۔ مگر رفتہ رفتہ مرنیوالے کا عشق بالکل فراموش اور نیست نابود ہوجائے گا۔

	عشق زنده در روان و در بصر	ہر دمی باشد زغنچہ تازه تر
ترجمہ	عشق زندہ سے ہے خوش جان و بصر	ہے جو غنچے سے زیادہ تازہ تر

شرح۔ زندہ سے حی القیوم یعنے ذات حق روان سے باطن۔ اور بصر سے ظاہر مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے کا عشق ظاہر و باطن دونوں کو تر و تازہ کردیتا ہے۔ یہ عشق روح کے لیے باعث سرور اور آنکھوں کے لیئے موجب نور ہے۔ کیونکہ یہ عشق اللہ نور السموات والارض کا ہے۔

	عشق آن زنده گزین کو باقیست	وز شراب جانفزایت ساقیست
ترجمہ	عشق اُسکا کر نہیں جسکو فنا	تجکو دیتا ہے شراب جان فزا

شرح شراب جانفزا سے وہ ظاہری و باطنی نعمتیں مراد ہیں۔ جنکے ذریعہ سے جسمانی و روحانی زندگی قایم رہتی ہے

	عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا	یافتند از عشق او کار و کیا
ترجمہ	عشق سے اللہ کے بے اشتباہ	انبیا کرتے ہیں کار بادشاہ

شرح۔ صاحب برہان قاطع نے کار کیا بکسر رائے مہلہ و کاف فارسی کو بمعنے بادشاہ و وزیر و کار فرما لکہا ہے نیز جائز عنصر و نہیں سے کسی عنصر کو بہی کار کیا کہا ہے۔ صاحب فرہنگ جہانگیری کا بہی یہی قول ہے جسنے کار کیا کو بمعنے بادشاہ و کار فرما ہونے کی سند میں مولوی معنوی کا یہی شعر جسکی ہم شرح لکہہ رہے ہیں پیش کیا ہے لیکن صاحب برہان اور

مؤلف جہانگیری دونون نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ گیا بجز مخفف گیاہ کے فارسی مین اور کوئی معنے نہین رکہتا۔ دوسرے یہ کہ مولوی معنوی کے شعر مین کار گیا بمعنے بادشاہ و کار فرما لیا جائے تو شعر کے معنے نہین بنتے۔ اسکی صحیح تحقیق یہ ہے کہ کیا لفظ کے کا مزید علیہ ہے اور کے بمعنے خداوند و مالک ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ لفظ کیا بکاف عربی ہے اور کار کیا مین ترکیب اضافی ہے۔ اس لفظ کو مفرد خیال کرنے والے سخت غلطی پر ہین۔ کار کیا بمعنے کار بادشاہی یعنے سلطنت علیٰ ہذا القیاس جب کار کیا کو بمعنے عنصر لیا جائیگا تو کار سے کہ متعلق بہ عنصر باشد کے معنون مین ہوگا نہ فقط بمعنے عنصر البتہ کار کیا بکون رائے مہملہ کاف عربی بمعنے بادشاہ و عنصر ہوسکتا ہے کیونکہ اس حالت مین اضافت مقلوب مانی جائیگی۔ یعنے کیائے کار یعنے خداوند کار۔ چنانچہ دہ کیا بمعنے مالک دہ اہل زبان کا محاورہ ہے اور اسمین اضافت مقلوب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اُس معشوق حقیقی کا عشق اختیار کر جسکی محبت کے باعث انبیاء نے باوجود ترک دنیا وہ مرتبہ پایا ہے جو بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے اور وہ کام کیا ہے جو بادشاہ کرتے ہین کیونکہ انبیا اسیطرح اپنی اُمت کے نگہبان رہے ہین جسطرح ایک عادل اور خداترس بادشاہ اپنی رعیت کا بادشاہ صرف ملک دنیا کا مالک ہوتا ہے اور انبیا ملک دنیا و عقبے دونون کے حاکم ہین۔ مثنوی کے تمام نسخون مین کار دکیا و حافظہ کے ساتہ دیکہا گیا ہے۔ مگر یہ معنوی اعتبار سے غلط اور کاتبون کا تصرف ہے۔

	تو مگو ما را بدان شہ بار نیست	با کریمان کارہا دشوار نیست	
ترجمہ	یہ نہ کہہ اُس شاہ تک کیونکر ہو بار	کب کریمون پر ہے مشکل کوئی کار	

شرح یعنے تو یہ کہکر کہ اُس بادشاہ حقیقی تک ہماری رسائی نہین ہوسکتی اپنی ہمت نہ توڑ۔ اور راہ طلب نہ چھوڑ کیونکہ کریمون کے ساتہ کسیکو کوئی کام پڑتا ہے تو انہین کسیطرح کی دقت اور دشواری نہین ہوتی۔ قرآن مجید مین موجود ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم میرا ذکر کروگے تو مین تمکو یاد رکہونگا اور حدیث قدسی مین یہ لفظ موجود ہین مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جو شخص بالشت بہر میریطرف بڑہتا ہے مین اُسکیطرف ایک گز بڑہ جاتا ہون اور جو ایک گز بڑہتا ہے مین دو گز تک سبقت کرتا ہون۔ اور جو میرے پاس آہستہ آہستہ چلکر آتا ہے مین اُسکیطرف دوڑکر آتا ہون

	دربیان آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل	
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ زرگر کا مار ڈالنا خدا کے حکم سے تہا نہ کہ خیال باطل سے	

شرح۔ شروع حکایت مین یہ معلوم ہوچکا ہے کہ زرگر سے نفس امارہ یا حب دنیا مراد ہے اور حکیم سے مرشد کامل چونکہ سالک کے دل سے محبت دنیا کا زائل کرنا مرشد پر فرض ہے اسلیئے زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تہا جیسا کہ

حضرت خضر نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بالہام ربّانی ایک نابالغ لڑکے کو قتل کردیا تھا۔ اِس قصّہ کو ہم آگے چلکر بیان کرینگے

	کشتن آن مرد بردست حکیم		نے پئے اُمید بود و نے زبیم
ترجمہ	مرد زرگر کی ہلاکت ہاتھ سے حکیم		نے پئے اُمید تھی نے بھر بیم

شرح۔ یہان کشتن بمعنے ہلاک شدن بطور مجاز مصدر لازم ہے یعنے حکیم کے ہاتھ سے زرگر کا ہلاک ہونا نہ تو اسلیئے تھا کہ اُسکو بادشاہ سے کسیقدر انعام کی اُمید تھی اور نہ اسلیئے تھا کہ وہ بادشاہ سے کسیطرح کا خوف رکھتا تھا بلکہ محض حکم خدا کی تعمیل تھی کامل صوفی دنیا کی طمع یا اہل دنیا کے خوف سے کوئی کام نہین کرتے بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ صرف خدا کی رضا کے طالب رہتے ہین۔

	آن کشتن از برائے طمع شاہ		تا نیامد امر و الہام از الٰہ
ترجمہ	قتل تھا اُسکا نہ بہر طمع شاہ		بلکہ تھا یہ امر و الہام الٰہ

شرح۔ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ قتل زرگر بیشک از روئے الہام تھا۔ اِس الہام کو وحی اسلیئے کہا گیا ہے کہ الہام الولی کوحی النبی یعنے دلی کا الہام نبی کی وحی کے برابر ہوتا ہے۔ گو دلی کا کوئی فعل ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہو مگر باطن مین بالکل شریعت کے مطابق ہوگا اِسکی مثال آئندہ شعر مین ہے۔

	آن پسر را کش خضر ببرید حلق		سرّ آنرا در نیابد عام خلق
ترجمہ	خضر نے کاٹا تھا جس بچے کا حلق		راز اُسکا کب سمجھ سکتی ہے خلق

شرح یعنے زرگر کا مار ڈالنا اگرچہ ظاہر مین بُرا معلوم ہوتا تھا کیونکہ اِسکے لیئے کوئی شرعی وجہ قایم نہین ہوئی تھی مگر چونکہ یہ قتل حسب الہام الٰہی تھا اسلیئے فی الواقع بُرا نہ تھا۔ اِسکی مثال حضرت خضر کا قصہ ہے اُنکا ایک نابالغ لڑکے کو مارڈالنا اُس زمانے کے پیغمبر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو بُرا معلوم ہوا۔ مگر انجام کار ظاہر ہوگیا کہ خضرؑ کا فعل حکم الٰہی کی تعمیل پر مبنی تھا حضرت خضرؑ کا قصہ مختصر طور پر یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ڈوبنے کے بعد بنی اسرائیلیون کے ایک مجمع مین بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے اُنہین سے ایک سردار نے کہا کہ اے موسےٰ کلیم اللہ کیا دنیا مین اب کوئی ایسا ہے جو آپ سے زیادہ علم و عقل رکھتا ہو حضرت موسےٰ نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا کوئی ہے یا نہین اتنے مین حضرت جبرئیل تشریف لائے اور یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ جسجگہ دو دریا بہتے ہین۔ یعنے مجمع البحرین مین ہمارے ایک خاص بندے (خضر علیہ السلام) کی صحبت مین رہکر اُس سے کچھ سیکھو۔ کیونکہ خضر حسب مضمون وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا علم لدنی رکھتے تھے حضرت موسیٰ محنت سفر اور سخت تکلیفین اُٹھا کر خضر سے ملے اور اُنسے کچھ سیکھنا چاہا۔ آیت هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (یعنے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خضر کیا مین اس شرط پر تیرے ساتھ رہ سکتا ہون

کہ تو اپنے اُس علم مین سے جو تجکو دیا گیا ہے مجھے کچھ سکہلائے اور میری رہبری کرے اسی کیطرف اشارہ کرتی ہے خضر
نے فرمایا کہ تم میرے اُن فعلون کو دیکہکر جو بظاہر تمہاری شریعت کے خلاف ہونگے مجھسے بازپرس کروگے اور میرے
کامون پر تمسے ہرگز صبر نہو سکیگا بلکہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہوگے موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ مین کسی کام مین تمہاری
نافرمانی نہ کرونگا اور تمہارے ہر فعل پر انشاء اللہ تعالےٰ صبر کرتا رہونگا خضر نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم میرے ساتہ رہنا
چاہتے ہو تو مجھسے کسی چیز کی بابت سوال نہ کرنا جبتک مین خود اظہار اسرار نکرون جب دونون طرف سے اقرار و مدار
ہوچکے تو دونو ایک کشتی مین سوار ہو کر چلے حضرت خضر نے تھوڑی دور چلکر بلا وجہ اُس کشتی کو توڑ دیا حضرت موسےٰ سے
صبر نہو سکا اور یہ فرمایا کہ اے خضر تمنے اس کشتی کو شاید اسلیئے توڑا ہے کہ اسکے بیٹھنے والے دریا مین ڈوب جائین
خضر نے جواب دیا کہ مین تو پہلے ہی کہتا تہا کہ تمسے میرے فعلون پر صبر نہو سکیگا اور تم اعتراض کرتے رہوگے موسےٰؑ
نے بھول چوک کا عذر کیا اور دونون آگے بڑہے ۔ راستہ مین ایک نابالغ لڑکا ملا خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا
چونکہ اس قتل کا کوئی سبب شرعی ظاہر نہ تہا ۔ اسلیئے حضرت موسےٰ نے پہر معترض ہو کر حضرت خضرؑ سے فرمایا کہ مین
تمہارے اس معصوم اور بے گناہ لڑکے کے قتل کر دینے کو برا جانتا ہون خضر نے کہا کہ مین تمکو تاکید کے ساتہ
صبر کرنے کی ہدایت کرچکا ہون مگر تمسے صبر نہین ہوسکتا ۔ موسےٰؑ نے جواب دیا کہ اگر مین تمسے اب کسی بات کا سوال
کرون تو مجھے اپنی مصاحبت سے جدا کر دینا ۔ اس اقرار کے بعد دونون ایک بستی مین پہنچے ۔ اور وہان والون سے
کہانا مانگا بستی والون نے کہانا دینے سے انکار کر دیا خضر نے اُس بستی مین ایک جھکی ہوئی دیوار دیکھی جو گرنیکو
تہی اُسے نئے سرے سے بنا دیا حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ تم چاہتے تو اس دیوار کو مزدوری لیکر بناتے ۔
خضر نے کہا ہٰذَا فِرَاقُ بَیْنِی وَبَیْنِکَ یعنے اے موسےٰ اب مین تمکو اپنے ساتہ نہین رکہ سکتا ۔ البتہ عنقریب کشتی توڑنے
لڑکے کو قتل کر دینے اور بستی والون کی دیوار بنا دینے کا باطنی سبب تمسے بیان کر دونگا ۔ کشتی توڑنیکا یہ سبب تہا کہ
اُس ملک کا ظالم بادشاہ سالم کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا ۔ مینے اُسکو توڑکر معیوب کر دیا کیونکہ وہ کشتی مسکینونکی تہی
اگر سالم ہوتی تو بادشاہ پکڑ لیتا ۔ اور بیچارے مسکین مزدوری کرکے پیٹ نہ پال سکتے ۔ اور لڑکے کو مار ڈالنے
کی یہ وجہ تہی کہ اُسکے ماں باپ مومن تہے وہ خود اگر زندہ رہتا تو بہت بڑا شقی ہوتا اور والدین کو کافر بنا لیتا ۔ اسلیئے
اُسکا قتل اُسکے والدین کے حق مین نہایت مفید ہوا اور باوجود انکار ضیافت بستی والون کی دیوار بنا دینے کی علت
تہی کہ اُسکے نیچے دو یتیم بچون کا خزانہ تہا ۔ اگر وہ دیوار گر پڑتی تو لوگ اُس خزانہ کو لوٹ لیتے اور اللہ کو منظور تہا
کہ وہ دونو جوان ہو کر اپنے خزانہ کے آپ مالک بنین ۔ آخر مین خضر نے اتنا اور فرمایا کہ وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِی اے
موسےٰؑ یہ کام مین نے کوئی فعل اپنی طرف سے نہین کیا ۔ بلکہ خدا کے حکم سے ایسا ہوا ہے **فائدہ** حضرت موسےٰؑ
اور خضرؑ کا قصہ سورۂ کہف مین ہے ۔ کہتے ہین خضرؑ نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تہا اللہ تعالےٰ نے بطور نعم البدل اُسکے

والدین کو ایک نیکبخت لڑکی دی جسکی اولاد سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بستی کا نام انطاکیہ
ہے جسکے رہنے والون نے ان دونو پیغمبرون کو کھانا دینے سے انکار کیا تھا۔ انکا دستور تھا کہ اپنے گانو کا
دروازہ شام سے بند کرکے صبح تک کسیکے لیے نہین کھولتے تھے۔ چونکہ حضرت خضرؑ و موسیٰؑ رات کے وقت
پہنچے تھے اسلیئے حسب دستور انکے لیے بھی دروازہ نہ کھلا۔ انہون نے کہا کہ اگر دروازہ نہین کھولتے تو ہمین کچھ کھانا
دو۔ کیونکہ ہم مسافر ہین۔ مگر گانو والون نے کھانا دینے سے بھی انکار کیا۔ یہ دونو رات بھر گانو کے باہر بھوکے پڑے
رہے۔ صبح کو خضرؑ نے ایک جھکی ہوی دیوار کی مرمت کردی سورہ کہف مین یہ آیت ہے حَتّٰٓی اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ
قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا یعنے حضرت موسیٰ و خضرؑ نے ایک گانو مین پہنچکر گانو والون سے
کھانا مانگا مگر انہون نے ضیافت دینے سے انکار کیا لطیفہ۔ اس آیت مین لفظ ابو صیغہ جمع غائب، اباء بمعنے انکار
کردن سے مشتق ہے جسوقت یہ آیت نازل ہوی انطاکیہ کے لوگ یہ سمجھکر کہ آیت قرآنی کی معرفت پیغمبرون کے
کھانا نہ دینے کی بابت انطاکیہ والون کی بدنامی قیامت تک باقی رہیگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین آئے
اور عرض کیا کہ لفظ اَبَوْا کو اَتَوْا سے بدل دیجیئے۔ ایک نقطہ کے فرق مین ہماری بدنامی نیکنامی سے مبدّل ہوجائیگی
اور اس صورت مین اَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا کے یہ معنے ہوجائینگے کہ انطاکیہ والے ان دونو پیغمبرون کے پاس ضیافت
کا سامان لیکر آئے۔ کیونکہ اَتَوْا صیغہ جمع اتیان سے مشتق ہے بمعنے آنا۔ لیکن چونکہ رسالت کا کام امانت کا ہے
اور رسول خدا کے کلام مین سے ایک حرف کیا ایک زیر و زبر اور ایک نقطہ کو بھی نہین بدل سکتا اسلیئے انطاکیہ والے
ناکامیابی کے ساتھ واپس ہوئے یہ لطیفہ خاکسار شارح نے ایک زبردست عالم سے سُنا ہے گو اسوقت تک
کسی تفسیر مین نظر سے نہین گزرا نکتہ خضرؑ و موسیٰؑ کے قصّے سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کو مرشد کے کام پر
صبر کرنا لازم ہے نیز سالک کسی بات پر معترض ہو تو مرشد اسکو سمجھاتا رہے اور کم از کم تین بار معذور سمجھکر فیضان
صحبت سے جدا نہ کرے۔ حضرت موسیٰ اور خضر۔ مین فرق مرتبہ۔ یہان یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے
کہ حضرت موسیٰؑ نبی مرسل اولو العزم پیغمبر صاحب کتاب و معجزات ہین اور خضرؑ کی نبوت اختلافی ہے۔ پھر حضرت
موسیٰؑ کو خضرؑ سے بعض علوم حاصل کرنے کی ہدایت کیون کیگئی اور وہ بطور طالب العلم خضرؑ کو تلاش کرکے انکے ہمراہ
کیون رہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمین ہین۔ ایک کُلّی دوسری جزئی۔ رسولون اور اولو العزم پیغمبرون کو
علم کُلّی دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے درجہ کے نبیون کو علم جزئی وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے یہی معنے ہین کہ ہمنے
خضر کو بعض جزئیات کا علم عنایت فرمایا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فضیلت جزئی فضیلت کُلّی سے بڑھ نہین سکتی
یعنے حضرت موسیٰ کو بعض جزئیات کا علم نہ ہوتا انکے مرتبہ کو خضر کے مرتبہ سے گھٹا نہین سکتا۔ مثلاً
فرض کیجئے کہ زید تمام زبانون اور جمیع علوم کا جامع عالم ہے مگر فارسی نہین جانتا۔ اور خالد صرف فارسی

جاننے کے سوا اور کسی علم مین دخل نہین رکہتا اس صورت مین خالد کی فضیلت زید کی فضیلت سے بڑہ گئی تو کیا اس سے کسی قسم کی نسبت ہی نہین رکہتی۔ یا یہ جواب ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے پہلے ایک زمانے اور ایک وقت مین مختلف شریعتون کا رواج مذہبی طور پر جائز تہا۔ اولوالعزم رسول کی شریعت اور ہوتی تہی اور اُسی وقت کے نبی کی اور نبی اُسوقت کے رسول کی رسالت کے توقائل ہوتے تہے مگر اُنکی شریعت کی پابندی اُنپر لازم نہ تہی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت خضر کے لیئے نہ تہی اسلیئے ممکن ہے کہ خضر کو بعض ایسی باتون کا علم دیا گیا جن سے حضرت موسےٰ بیخبر تہے مگر فضیلت کلی تو موسیٰ علیہ السلام ہی کے لیئے تہی۔

	انکہ از حق یابد او وحی و خطاب	ہرچہ فرماید بود عین صواب
ترجمہ	جانب حق سے جسے آئے خطاب	وہ کہے جو کچہ وُہ ہے عین صواب

شرح۔ یعنے نبی از روئے وحی اور ولی از روئے الہام جو کچہ کرتے یا کہتے ہین وہ ٹھیک اور واجب العمل ہوتا ہے کیونکہ وحی اور الہام حکم خداوندی ہے۔ اس لحاظ سے خضر کا نابالغ لڑکے کو اور طبیب غیبی کا زرگر کو قتل کردینا بالکل بجا اور عین صواب تہا۔

	انکہ جان بخشد اگر بکشد رواست	نائب است و دست او دست خداست
ترجمہ	مارے گر جان بخش تو ہے یہ روا	ہات ہر نائب کا ہے دستِ خدا

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین۔ اوّل یہ کہ بخشد اور بکشد کا فاعل خدا ہے جو جلانے اور مار ڈالنے کا مالک ہے۔ چونکہ خدا ہاتہ مین تلوار لیکر کسی کو نہین مارتا اسلیئے اُسنے اپنے نائب یعنے صاحب شریعت کو حسب مصلحت قصاص وغیرہ کے موقعون پر مجرم کے مار ڈالنے کی اجازت دی ہے اور بعض صورتون مین قتل کو واجب یا مباح کردیا ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ اس لحاظ سے بکشد کا حقیقی فاعل تو خدا ہی ہے۔ مگر مجازی فاعل اُسکا نائب یعنے صاحب شریعت ہے۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ لفظ نائب است مین فعل ناقص یعنے است کا اسم لفظ بکشد کی ضمیر ہے جو فاعل مجازی کی طرف راجع ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ وہ خدا جو مُردہ مین جان ڈالتا ہے اگر کسی زندہ کو مار ڈالے یعنے اپنے حکم سے اپنے کسی نائب کے ہاتون قتل کرادے تو یہ قتل بالکل بجا ہے کیونکہ مارنیوالا یعنے فاعل مجازی خدا کا نائب ہے اور چونکہ اُسنے خدا کے حکم سے مارا ہے اسلیئے اُسکا ہاتہ گویا خدا کا ہاتہ ہے اور یہ پہلے کئی جگہ معلوم ہوچکا ہے کہ نائب خدا کے تمام افعال و اقوال خدا ہی کی طرف منسوب ہوتے ہین اسکی دلیل کے لیے قرآن مجید مین موجود ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى جنگ بدر مین رسول مقبول صلعم کے خاک کی ایک مٹھی پھینکنے سے تمام کافر اندھے ہوگئے تھے اللہ تعالےٰ نے رسول کے اس فعل کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ یعنے اے رسول وہ خاک کی مُٹھی تو نے نہین پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تہی۔ دوسری آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ہے یعنے اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین **دوسرے** معنے یہ ہین کہ جان سے معرفت مراد ہے اور بخشد و بکشد کا فاعل انسان کامل ہے مطلب یہ کہ جو شخص مردہ مین جان ڈالتا ہے یعنے لوگون کے دِل مُردہ کو ذکر آلہی کی تعلیم سے زندہ کردیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے یعنے سالک کے وجود عارضی کو مٹادے تو یہ بالکل درست ہے کیونکہ انسان کامل خدا کا نائب ہے اُسکے تمام افعال واقوال وحی یا الہام کے ذریعہ سے ہوتے ہین۔

	ہمچو اسمعیل پیشش سر بنہ		شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ
ترجمہ	شکل اسمعیل کہنا اُسکا مان		شاد و خندان کر حوالے اپنی جان

شرح۔ یعنے اے شخص تو نائب خدا کی (خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا مُرشد کامل) اسطرح اطاعت کر جسطرح حضرت اسمعیل نے نائب خدا یعنے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت کی۔ کیونکہ جس شخص کے لیے جان آفرین نے قتل ہوجانا مشروع کردیا ہے۔ اُسپر فرض ہے کہ اپنی جان نائب خدا کے روبرو پیش کردے تاکہ اُسے ہمیشہ کی شادمانی نصیب ہوا سلیے کہ حکم آلہی کی تعمیل مین اپنی جان دیدینی حیات جاودانی کا سبب ہے۔ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے **وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یَّا اُولِی الْاَلْبَابِ** یعنے تمہارے لیئے قصاص مین بہت بڑی زندگی ہے اسکے معنے اکثر مفسرین یہ لکھتے ہین کہ جب کسی خونی کو قصاص مین قتل کیا گیا تو اُسکی شرارت اور جرأت قتل سے خلق خدا محفوظ ہوگئی۔ اور خونی آدمی کا خوف جو عموماً دلون مین ہوا کرتا ہے بالکل جاتا رہا۔ گویا مخلوق کو بہت بڑی زندگی حاصل ہوئی لیکن بعض نکتہ فہم مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اے عقلمندو تمہارے لیے قصاص مین یعنے حکم الٰہی سے قتل ہوجانے مین ہمیشہ کی زندگی اور نجات ابدی پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اطاعت آلہی سے روحانی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے مثنوی شریف کے مناسب مقام یہی دوسرے معنے ہین۔ اِس شعر کا پہلا مصرع اِس آیت کی طرف اشارہ کرتا ہے **قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ** الیٰ آخرہ یعنے ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مین خواب مین یہ دیکھتا ہون کہ تجھے ذبح کررہا ہون۔ اب تیری مرضی کیا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ کرڈال۔ یہ سُنکر باپ نے ذبح کرنے کے لیے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا اور گلے پر چھری رکھی۔ اسوقت غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم یہ فقط تیرا اور تیرے بیٹے کا امتحان تھا۔ اس لڑکے کے بدلے ہم تجھے ذبح کرنیکے لیے یہ دُنبہ دیتے ہین۔ **حاصل مطلب** یہ ہے کہ شادمانی اور خوشی سے نائب خدا کے روبرو اپنی جان حاضر کردینے کے سبب حضرت اسمعیل کو حیات جاودانی حاصل ہوگئی اسیطرح اگر زرگر خوشی سے اپنی جان دیدیتا تو ہمیشہ کی زندگی کا مالک ہوجاتا۔ اور چونکہ نائب خدا مقتول کو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اسلیئے اُسکا فعل بالکل بجا ہوتا ہے۔ **فائدہ** علمائے ظاہر کا قول ہے کہ **ذبیح** حضرت اسمعیل

علیہ السلام نہیے مگر اہل کشف نے حضرت اسحاق کو ذبیح کہا ہے اور یہی قول ابن سعودؓ اور حضرت علیؓ کا ہے۔ اور توریت مین بھی حضرت اسحٰق ہی کے ذبیح ہونیکی تصریح کیگئی ہے۔

	تا بماند جانت خندان تا ابد		ہمچو جان پاکِ احمد با احد
ترجمہ	خوش رہے تا جان تیری تا ابد		جیسے جانِ پاک احمد با احد

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کا نتیجہ ہے یعنے تو اپنی جان کو خوشی سے تیغ حکم مرشد کامل کے حوالے کر دے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری روح ہمیشہ شاد و خرم رہیگی۔ اور تجھے ہمیشہ کی زندگی ملجائیگی۔ اور جسطرح حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک وصال شاہد حقیقی سے ہمیشہ خرم و شادمان ہے اسیطرح تعمیل حکم الٰہی کے باعث تیری روح کو بھی ہمیشہ فرحت حاصل ہوا کریگی۔

	عاشقان جامِ فرح آنگہ کشند		کہ بدست خویش خوبان شان کشند
ترجمہ	عاشقون کو فرحی ہوتی ہے جب		قتل کر دیتے ہین محبوبان رب

شرح۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح کاف ہے مشتق از کشیدن اور دوسرے مین بضم کاف مشتق از کشتن یعنے عاشقان الٰہی روحانی مسرت کی شراب کا جام اسوقت پیتے ہین جبکہ معشوقان الٰہی یعنے خدا کے سچے نائب انکو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے ہین اور وہ تعمیل حکم الٰہی کے لیے گردن جھکا کر خوشی خوشی اپنی جان دیدیتے ہین۔ کیونکہ اسوقت سے انکو حیات ابدی حاصل ہوجاتی ہے کُشَند کے یا تو یہ معنے ہین کہ خدا کے نائب قصاص وغیرہ مین انکو جان سے مار ڈالتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انکو ترک وجود عارضی اور نفس کشی کی تعلیم دیتے ہین۔

	شاہ آن خون از پے شہوت نکرد		تو رہا کن بدگمانی و نبرد
ترجمہ	قتل زرگر کا پے شہوت نہ تھا		بدگمانی شاہ سے چھوڑ اے فتا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے زرگر کا خون شہوت نفسانی یا لذت جسمانی کے لیئے نہین کیا تھا۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوا الہام الٰہی سے ہوا۔ شاہ کی نسبت بدگمانی نہ چاہیئے۔

	تو گمان کردی کہ کرد آلودگی		در صفا غش کے ہلد پالودگی
ترجمہ	تو سمجھتا ہے کہ کی آلودگی		چھوڑتی ہے میل کب پالودگی

شرح۔ آلودگی یعنے گناہ۔ غش بالکسر و بالفتح بمعنے کدورت یعنے میل کچیل۔ پالودگی۔ صفائی۔ یعنے تو یہ گمان کرتا ہوگا کہ قتل زرگر کے باعث بادشاہ نے گناہ کیا۔ مگر یہ سراسر بدگمانی ہے۔ بادشاہ اس تہمت سے پاک وصاف تھا۔ کیونکہ اہل اللہ کے دل گناہون کی کدورت سے صاف ہوا کرتے ہین۔ دوسرے مصرع کے لفظی معنے یہ ہین کہ صاف چیز مین صفائی کدورت اور میل کو ہرگز نہین چھوڑتی اور باطنی مطلب یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ

کا دل گناہون کی کدورت سے صاف تہا اسلیئے صاف دل مین اُنکی فطرتی صفائی نے گناہ کی کدورت کو باقی نہین رکہا تہا۔ اسی لیئے قتل زرگر نے اُسکے صاف و پاک دامن کو گناہ کے دہبے سے آلودہ نہین کیا۔

	بگزر از ظن خطا اے بدگمان	اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ را بخوان
ترجمہ	ہے یہ تیرا ظن بد بالکل خطا	اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ پڑہ ذرا

شرح۔ دوسرا مصرع قرآن مجید کی آیت کا ٹکڑا ہے اور پوری آیت یہ ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اے ایمان والو بہت گمانون سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان (جو خلاف واقع ہو) گناہ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب تو بادشاہ کی نسبت یہ گمان نکر کہ قتل زرگر مین خطا کا مرتکب ہوا ہے۔ بدگمانی سراسر گناہ ہے۔ کیونکہ تو اسرار آلہی کو نہین جانتا۔ اور یہ تجھے ابتک یہ معلوم نہین ہوا کہ خاصان خدا کے بعض افعال جو ظاہر مین خلاف معلوم ہوتے ہین وہ درباطن بالکل درست اور سراسر حکم آلہی کی تعمیل کے دائرے مین ہین۔

	بہر آنست این ریاضت وین جفا	تا بر آرد کورہ از نقرہ جُفا
ترجمہ	اسلیئے ہے یہ ریاض یوم دلیل	تاکہ بہٹی سے چہٹے چاندی کا میل

شرح۔ کورہ بمعنی بھٹی اور جُفا بالضم جسم سونے چاندی کا میل یعنے جسطرح بہٹی میل کو دور کردیتی ہے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ نفس کی بہٹی اسلیئے موضوع ہے کہ یاد آلہی سے زر خالص کو دلمین رکہکر حب دنیا کی کدورت اور محبت ماسوی اللہ کے میل کچیل کو الگ کردے۔ بادشاہ چونکہ ریاضت و نفس کشی کی منزلین طے کیے ہوے تہا اسلیئے اُسکی نسبت یہ خیال کرنا کہ زرگر کا قتل کسی نفسانی خواہش پر مبنی تہا سراسر بدگمانی ہے۔

	بہر آنست امتحانِ نیک وبد	تا بجوشد بر سر آرد زر زبد
ترجمہ	اسلیے ہے امتحان نیک و بد	تا جدا ہو زرِ خالص سے زبد

شرح۔ زَبَد بفتحتین کف آب وکف شیر۔ وکف سیم و زر گداختہ۔ یعنے جہاگ زرد سیم (پگلی ہوی سونے چاندی کا میل) یہ شعر گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے جسطرح لوگ اچھے بُرے سونے کا امتحان کرتے ہین اور اُسکو کُٹھالی مین ڈالکر تاؤ دیدیتے ہین اور اس ترکیب سے خالص سونا تہ مین بیٹھ جاتا ہے اور جہاگ یعنے میل کچیل اوپر آجاتا ہے۔ اسیطرح انسان کی نیک و بد خصلتون کا امتحان پابندی شریعت اور مجاہدہ و ریاضت سے لیا جاتا ہے۔ اور یہ امتحان اسلیئے ہے کہ ریاضت کا تاؤ اوصاف نورانیہ کو صفات ظلمانیہ سے جدا کردے اور انسان مین صرف اوصاف نورانیہ باقی رہجائین۔ بادشاہ چونکہ پابند شریعت و طریقت تہا اسلیئے اُسکی نسبت ظلمانی صفت یعنے قتل ناحق کا گمان موجب گناہ ہے۔ دوسرے مصرع مین بجوشد فعل لازم ہے اور زر اسکا فاعل یعنے امتحان نیک و بد اسلیئے ہے کہ سونا

تا کہ کہا کر سیل کچیل کو ادہر سے آئے۔

	گر نبودے کارش الہام الٰہ	او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
ترجمہ	گر نہ وہ حکم آلہی ماننا	مین سگ درّندہ اسکو جانتا

شرح۔ شاہ یہان بمعنے خلیفہ برحق ہے۔ اِسی لیے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اذا بویع بالخلیفتین فاقتلو الثانی منہما یعنے جب دو خلیفون کے ہاتھ پر بیعت کیجائے تو دوسرے کو قتل کر دو کیونکہ خلیفہ برحق نہین ہوسکتا اگرچہ برحق تو پہلے ہی کی اطاعت کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اِن عَدَلَ فھو خلیفۃ رسول اللہ وان جار فھو خلیفۃ الشیطٰن۔ یعنے اگر شاہ وقت عادل ہے تو رسول اللہ صلعم کا خلیفہ ہے اور اگر ظالم ہے تو خلیفہ شیطان ہے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ وہ بادشاہ خلیفہ برحق یعنے خلیفہ رسول اللہ اور نائب الٰہی تہا اُسنے جو کچھ کیا الہام سے کیا۔ اگر اُسکے افعال الہامی نہوتے تو وہ خلیفہ رسول اللہ نہ ہوتا بلکہ مین اُسے لذائذ نفسانیہ کا پابند مردم آزار خونریز اور سگ درندہ کہتا اور ایسے ظالم کی ہرگز مدح نہ کرتا۔

	پاک بود از شہوت و حرص و ہوا	نیک کرد او لیک نیک بد نما
ترجمہ	بادشہ حرص و ہوس سے پاک تہا	ظاہرا نیکی تہی اُسکی بد نما

شرح۔ نیک بد نما۔ وہ نیک فعل جو بظاہر بُرا معلوم ہوتا ہو لیکن فی الواقع نیک ہو چنانچہ قتل زرگر جو باعتبار ظاہر بُرا تہا اور باعتبار باطن رضائے الٰہی کے مطابق اور الہام پر مبنی تہا

	گر خضر در بحر کشتی را شکست	صد درستی در شکست خضر ہست
ترجمہ	خضر نے توڑی تہی گو کشتی مگر	تہی درستی توڑنے مین مستتر

شرح گو حضرت خضر نے ظاہر مین بلاوجہ کشتی توڑ دی تہی مگر باطناً اُسمین بہت سی مصلحتین پوشیدہ تہین مثلاً اول اُس بادشاہ کو جو کشتیان بیگار مین پکڑ لیتا تہا غصب کے گناہ سے بچانا۔ دوم۔ اُن مسکینون کو جو مالکان کشتی تہے بیگار سے محفوظ رکہنا سوم مسکینون کے مال یعنے کشتی کا مالکون کے قبضہ مین بدستور رہنا چہارم حضرت موسٰے کا یہ تماشا دیکہکر حیران ہوجانا وغیرہ۔

	وہم موسٰے با ہمہ نور و ہنر	شد ازان محجوب تو بے پر مپر
ترجمہ	وہم موسٰے رہگیا باوصف نور	تو نہ بے پر کی اُڑا لے پر قصور

شرح یعنے جبکہ حضرت موسٰے کا خیال باوجود نور رسالت و علم شریعت کشتی توڑنے کے متعلق خضر کی مصلحت تک نہ پہنچا پس تو اے مخاطب تو بے پر کیون اُڑتا ہے اور بادشاہ کی نسبت یہ بدگمانی کیون کرتا ہے کہ اُسنے خواہش نفسانی کے سبب زرگر کو ہلاک کر ڈالا بلکہ ہم بار بار کہہ چکے ہین خضر کی طرح بادشاہ کا یہ فعل بہی الہام الٰہی پر مبنی تہا بے پر

پریدن کار محال و بیفائدہ کردن کے معنوں مین ہے۔ یعنے بیکار اور غیر ممکن کام مین سعی کرنا

	آن گل سرخ ست تو خونش مخوان		مست عقل ست او تو مجنونش مدان	
ترجمہ	تہا گل سرخ اُسکو غافل خون نہ کہہ		مست عقل و ہوش کو مجنون نہ کہہ	

شرح۔ یعنے زرگر کا خون مباح ہونے مین گویا سرخ رنگ کا پہول تہا مطلب یہ کہ جسطرح پہول توڑنا مباح ہے بادشاہ کے لیے یہ خونریزی بہی مباح تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ زرگر کا خون رونق باغ معرفت کے لیے بمنزلہ گل سرخ تہا۔ بعض محققین نے گل سرخ بکسر کاف فارسی لکہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بعض قسم کی مٹی سرخ رنگ کی ہوتی ہے اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ جسطرح مٹی کے پامال کرنے سے کسی طرح کا گناہ نہیں ہوتا اسیطرح زرگر کے خون کرنے سے بادشاہ مجرم نہین ٹہیر سکتا۔ کیونکہ وہ حکم الٰہی اور اشارۂ غیبی پر عمل کرنیکے لیے مجبور تہا۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ مست شراب عقل یا عاشق عقل یعنے کامل عقل تہا۔ اگر عقیل نہوتا تو قتل زرگر کے متعلق الہام الٰہی کے معنے ہرگز اُسکی سمجہ مین نہ آتے

	گر بدے خون مسلمان کام او		کافرم گر بردمے من نام او	
ترجمہ	قتل اہل دین جو ہوتا اُسکا کام		کوئی کافر لب پہ لاتا اُسکا نام	

شرح۔ یعنے اگر یہ بادشاہ ظالم مردم آزار اور خونریز ہوتا تو تعریف کرنے کی کیا معنے مین تو ایسے شخص کا کبہی نام بہی نہ لیتا حالانکہ مین اسکی مدح مین ع لکے نیا بو وش وہم ملک دین۔ وغیرہ بہت سے تعریفی کلمے لکہہ چکا ہون۔ یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور نام سے مراد مدح ہے

	مے بلرزد عرش از مدح شقی		بدگمان گردد ز مدحش متقی	
ترجمہ	عرش کو تہراتی ہے مدح شقی		بدگمان ہوتے ہین جس سے متقی	

شرح۔ یعنے اگر بادشاہ ظالم و خونریز یا فاسق و فاجر ہوتا تو مین ہرگز اُسکی مدح نکرتا۔ کیونکہ حدیث شریف مین موجود ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واہتز لہ العرش۔ یعنے جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے تو اللہ تعالٰی غضبناک ہوجاتا ہے اور عرش الٰہی کانپ اُٹہتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فاسق کی مدح کرنے والے مدح کرنیوالے کو طماع۔ دین فروش۔ یا ممدوح کا ہمرنگ سمجہکر اُس سے بدگمان ہوجاتے ہین خواہ وہ کیسا ہی پرہیزگار کیون نہو۔ نیک لوگونکی نگاہ مین ایسے بہاٹ کی عزت نہین رہتی۔

	شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود		خاصہ بود و خاصۂ اللہ بود	
ترجمہ	شاہ تہا وہ شاہ دل آگاہ تہا		خاص مین سے خاصۂ اللہ تہا	

شرح۔ یعنے یہ بادشاہ جسکی حکایت لکہی گئی ہے خلیفہ برحق اور واقف اسرار اور خاصان الٰہی مین سے تہا اسکی

نسبت قتل ناحق کا الزام سراسر گناہ ہے۔ خاصہ فارسی محاورہ میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو امیروں اور خاص آدمیوں کی لائق ہو۔ خاصہ بود سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید بادشاہ دنیا کے معمولی خاص لوگوں میں سے ہو۔ مگر خاصہ اللہ بود نے اِس شبہ کو دفع کر دیا ہے۔

	سوئے تخت و بہترین جاہے کشد	آن کسی را کش چنین شاہے کشد	۴۷
	مرحمت کرتا ہے اُسکو تخت و جاہ	مارتا ہے جسکو ایسا بادشاہ	ترجمہ

شرح۔ پہلے مصرع میں کشد کشتن سے اور دوسرے میں کشد کشیدن سے مشتق ہے۔ یعنے جس کسیکو ایسا عارف و عادل بادشاہ قتل کر دے اُسکے زہے نصیب کیونکہ عارف اور ولی کا کوئی فعل بلا الہام نہیں ہوتا بس تو ایسی صورت میں قاتل و مقتول دونو ثواب کے مستحق ہیں قاتل نے حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ اور مقتول نے جسکی تعمیل میں جان تک دیدی۔ اسلیئے بمقتضائے ولکم فی القصاص حیوۃ مقتول کو ابدی زندگانی ملی۔ اور قاتل نے اُسکو روحانی بادشاہت کے تخت اور نہایت بلند مرتبہ تک پہنچا دیا۔

	انچہ در وہمت نیاید آن دہد	نیم جان بستاند و صد جان دہد	۴۸
	جو نہ آئے وہم میں دیتا ہے وہ	دیکے جانیں نیم جان لیتا ہے وہ	ترجمہ

شرح۔ یعنے ایسا عارف بادشاہ جسکو اہل اللہ اور مرشد کامل کہنا چاہیئے۔ آدھی جان لیکر سو جانیں دیتا ہے بلکہ ایسا کچھ عنایت فرماتا ہے جو کسیکے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جان کے لینے سے یا تو قتل ظاہری مراد ہے اِس صورت میں مقتول کا قتل سے پہلے نیم جان ہونا خود ظاہر ہے اور سو جان دینے سے وہی حیات جاودانی مقصود ہے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مرشد کامل طالب کے نفس امارہ کو جو بمنزلہ نصف جان ہے قتل کرکے اُسکو بہت سی اضافی روحیں مرحمت فرما دیتا ہے مثلاً روح معرفت روح کرامت روح تجلی روح مشاہدہ وغیرہم۔ بلکہ مرشد وہ چیز عطا کرتا ہے جسکی شان میں یہ حدیث موجود ہے مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ یعنے ایمان والوں اور خدا کے رستہ پر چلنے والوں کو ایسی چیز دیجائیگی جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سُنی اور کسی بشر کے دلمیں اُسکا تصور تک نہیں آتا وہ چیز جنت روحانی یعنے دیدار الٰہی ہے۔ خدا تمام مومنین کو نصیب کرے۔

	شرع میدارد روا بگزار گام	قہر خاصے از برائے لطف عام	۴۹
	شرع میں جائز ہے آگے چل میاں	ایک کا خون بہر آرام جہان	ترجمہ

شرح۔ یعنے کسی خاص شخص پر آسائش عام کے لیئے قہر کرنا شرعاً جائز ہے حدیث شریف اور فقہ میں بالتصریح مذکور ہے کہ اگر کوئی خلیفہ وقت کسی مصلحت یا سیاست کے لیئے بعض سرکشوں یا چوروں کو جان سے مار ڈالے تو جائز ہے

چنانچہ رسول مقبول نے عرنیین کو جو اونٹ چرا لیگئے تھے ہات پانو کاٹنے آنکھین پھوڑنے اور گڑھے مین ڈالنے کا حکم فرمایا تہا
اور وہ ناشدنی سخت عذاب دیے جانیکے بعد ہلاک کیے گئے تھے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سابق دلیل کے
مطابق بادشاہ نے زرگر کو الہام آلہی سے قتل کیا تہا اگر کوئی معترض اسکو تسلیم نہ کرے تو یون سہی کہ خلیفۂ وقت کو دفع ضرر عام
کے لیے کسی خاص شخص کا مار ڈالنا جائز ہے شاید بادشاہ نے اسلیے ملاہو کہ صحت عام صحت بادشاہ پر اور صحت بادشاہ صحت کنیزک
پر اور صحت کنیزک قتل زرگر پر موقوف تہی اسلیئے بادشاہ قتل زرگر سے گنہگار نہین ہوا بعض شارحین نے لکہا ہے کہ مولانا
قدس سرہ۔ بود شاہے در زمانے پیش ازین۔ فرماکر اشارہ کر گئے ہین کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے
سے پہلے تہا شاید اُس زمانے کی شریعت مین صحت بادشاہ کے لیے کسی بیگناہ کو قتل کرنا جائز ہو۔ ورنہ زرگر بالکل بے گناہ تہا
کیونکہ عشق مجازی اول تو جرم ہی نہین اور اگر اسکو جرم فرض کر لیا جائے تو کنیزک زرگر پر عاشق تہی نہ زرگر کنیز پر مجرم کو چھوڑ کر
بیگناہ کو مار ڈالنا ہرگز قرین انصاف نہین ہے مولانا بحر العلوم کی رائے بہی یہی ہے کہ بادشاہ مذکور پیغمبر آخر الزمان سے پہلے
تہا اسلیئے کہ اُنہون نے بہی بود شاہے در زمانے پیش ازین کو اپنے مدعا کی لیے دلیل قرار دیا ہے۔ لیکن خاکسار شارح
کے نزدیک یہ رائے درست نہین کیونکہ اس بادشاہ نے طبیب غیبی سے ملاقات کرتے وقت ایک شعر پڑہا ہے جسکو مولانا
بحر العلوم نے بہی مقولۂ بادشاہ مان لیا ہے وہ شعر یہ ہے۔ اے مرا چون مصطفےٰ من چون عمر۔ از برائے خدمت بندم کمر
اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا ہے اور زرگر کے قتل کرنے کی وہی
وجہ ہے جو ہم اوپر لکھہ گئے ہین۔

۱۱۵	گر ندیدے سود او در قہر او	کے شدے آن لطف مطلق قہر جو
ترجمہ	گر ہو تا قہر مین کچھہ سود و بہتر	بادشاہ ہرگز نہ کرتا اسپہ قہر

شرح یعنے اگر بادشاہ زرگر پر قہر کرنے اور اُسکے مار ڈالنے مین اُسکا فائدہ نہ دیکہتا تو لطف مطلق اور نائب خدا ہو کر قہر خدا کو نہ
ڈہونڈہتا کیونکہ بیگناہ کا قتل قہر الٰہی ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لطف مطلق کیسکے لیئے قہر کو پسند نہین کرتا۔ بلکہ وہ سب کچھہ حکم خدا
کے مطابق کرتا ہے۔ نائب خدا کے ہاتہ سے قتل ہو جانے مین مقتول کے فائدہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بکستہ خدا کے
قہر مین رحمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ قہر بندونکو گناہ سے پاک کرنیکے لیے آتا ہے اسیطرح۔ نائب خدا کے قہر مین بہی رحمت
مخفی ہوتی ہے۔ اور مقتول و معذب کے گناہ معاف ہو جاتے ہین۔

۱۱۶	طفل مے لرزد ز نیش احتجام	مادر مشفق دران غم شادکام
ترجمہ	کانپتا ہے بچہ نشتر سے مگر	مادر مشفق ہے اُس سے شاد تر

شرح۔ احتجام اُسترہ زدن بر عضوے برائے خون کشیدن (یعنے پچہنے لگانا) یعنے بچہ تو نوک نشتر یا اُسترے کی دہار کے
ڈر سے لرز جاتا ہے۔ مگر اُسکی ماں خوش ہوتی ہے کیونکہ وہ خوب جانتی ہے۔ کہ بچہ کی صحت اسی مین ہے۔ اسیطرح سالک تو نشتر

سے یا ضت سے ڈرتا ہے لیکن مرشد کامل جوان سے زیادہ شفیق ہے اسکے نتیجہ کے لحاظ سے خوش ہوتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ قتل نفس امارہ بظاہر برا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکا انجام اچھا ہے۔ علے ہذا القیاس بادشاہ کا زرگر کو قتل کرنا ظاہر میں کوئی دلیل نہیں رکھتا اسلیے برا تھا مگر باطن میں بہت سی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطریق تشریح۔

(۱۳) تو قیاس از خویش میگیری ولیک — دور دور افتادہ بنگر تو نیک

ترجمہ: سچ تو ہے تیرا قیاس اے پر قصور — راستی سے ہے جدا اور حق سے دور

شرح۔ یعنے تجکو طبیب غیبی یا بادشاہ عارف کے فعل سے اسلیئے حیرت ہے کہ تو انکے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کرتا ہے حالانکہ یہ قیاس غلط ہے غور کر کے دیکھ کہ تو نزدیکان خدا کے حالات اور اسرار معلوم کرنے سے بہت دور پڑا ہوا ہے اے ظاہر پرست تجھے اعتراض کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔

(۱۴) بیشتر آ تا بگویم قصہ — بو کہ یابی از بیانم حصہ

ترجمہ: آسنا دُن بیشتر قصہ تجھے — معرفت کا تا ملے حصہ تجھے

شرح۔ یعنے میں محقق و مبطل عارف و غیر عارف کے حالات کے متعلق پہلے ایک حکایت لکھتا ہوں اسکے بعد شاید تیری سمجھ میں آجائے کہ زرگر کا قتل ناحق پر مبنی نہ تھا۔ یا یہ معنے ہیں کہ اس حکایت کے آگے میں ایک اور حکایت لکھتا ہوں اس سے شاید تجکو میرے بیان سے معرفت کا کوئی حصہ ملجائے اور تو بادشاہ پر معترض نہو۔ بُو بود کا مخفف ہے بمعنے شاید۔

حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی در دکان

ترجمہ: حکایت مرد بقال کی اور اسکی دکان میں طوطی کے روغن گرانے کی

شرح اس حکایت میں بطور مثال اہل باطن اور اہل ظاہر کا فرق بیان کیا گیا ہے اور گزشتہ حکایت سے اسکو ربط ہے کہ زرگر کا قتل اہل ظاہر کے نزدیک برا اور اہل باطن کے نزدیک اچھا تھا جبتک دونوں میں اچھی طرح فرق نہ معلوم ہو مخاطب ایسی باریک بات کو ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا بطور حکایت و مثال سمجھایا جاتا ہے۔

(۱) بود بقالے مر او را طوطیے — خوش نوائے سبز و گویا طوطیے

ترجمہ: ایک طوطی تھا کسی بقال کا — سبز رنگ و خوش نوا و خوش نما

(۲) بر دکان بودے نگہبان دکان — نکتہ گفتے با ہمہ سوداگران

ترجمہ: اسکا پیشہ حفظ اسباب دکان — اسکا شیوہ نکتہ با سوداگران

شرح یعنے طوطی مالک کی غیبت میں دکان کا محافظ تھا مثلاً غیر شخص کی دکان میں داخل ہوتے ہی چیخ اٹھتا تھا۔ اور سودا لینے والوں سے میٹھی میٹھی باتیں کیا کرتا تھا سوداگر بمعنے خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں طرح ہے یہاں پہلے معنے مراد ہیں اور گذشتہ شعر میں لفظ سبز بمعنے خوش رنگ ہے۔

۳/ در خطاب آدمی ناطق شدی   در نوائے طوطیان حاذق شدی

ترجمہ: بولنے والون کو دیتا تہا جواب   تہا نوائے طوطیان مین تختہ یاب

شرح - یعنے وہ طوطی آدمی کے جواب مین بولنے والا۔ اور انواع طوطی کے ترنم مین نہایت داناتہا۔

۴/ خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود   بر دُکان طوطی نگہبانی نمود

ترجمہ: ایک دن خواجہ گیا سوے مکان   کرکے طوطی کو دُکان کا پاسبان

۵/ گربۂ برجست ناگہ بر دُکان   بہر موشے طوطیک از بیم جان

ترجمہ: بلّی اِک چوہے پہ کودی ناگہان   ہوگیا طوطی کو اُس سے خوف جان

۶/ جست از صدر دکان سوئی گریخت   شیشہائے روغن با دام ریخت

ترجمہ: بہاگ کر اُس مرغ بے ہنگام نے   شیشے پہینکے روغن با دام کے

شرح - یہ شعر قطعہ بند ہین - یعنے ایسے وقت مین جبکہ بقال اپنے گہر گیا ہوا تہا۔ ایک بلّی دُکان پر کودی طوطی اپنی خوف سے کہ کہین بلّی مجکو نہ کہا جائے۔ صدر دوکان سے بہاگ کر ایک کونہین جا چہپا۔ اور روغن بادام کے چند شیشے جو اُس کو نے مین رکہے ہوئے تہے گرا دیے یعنے اپنی جان کی حفاظت کے لیے دوسرے کا نقصان کیا اور انجام کار مالک کے ہاتہ سے مار کہائی نکتہ مولانا قدس سرہ نے تمثیلاً یہ اشارہ اُن لوگون کی طرف کیا ہے جو اپنے خیال فاسد کے مطابق مرشد کامل بنے بیٹہے ہین اور اپنے فائدے کے لیے ناواقفون کو مُرید بنا کر روغن شریعت و طریقت کے نازک شیشے توڑتے پہرتے ہین ایسے دین فروش صوفی مالک حقیقی کے ہاتہہ ضرور اک دن سزا پائینگے - جملہ طوطیک از بیم جان جست بر صدر دکان کے متعلق ہے۔

۷/ از سوئی خانہ بیامد خواجہ اش   بر دُکان بنشست فارغ شاد و خوش

ترجمہ: اتنے مین وہ خواجۂ آزاد دل   آگیا اپنی دکان پر شاد دل

شرح - بعض نسخون مین بر دوکان بنشست فارغ خواجہ وش ہے - اسصورت مین پہلے مصرع مین لفظ خواجہ بمعنے مالک طوطی اور دوسرے مین بمعنے مالک دُکان ہے -

۸/ دید پر روغن دُکان و جاش چرب   بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب

ترجمہ: دیکہکر پر روغن اُسنے اپنی جا   مار کر طوطی کو گنجا کر دیا

شرح - یعنے بقال نے جا بجا دُکان مین روغن گرا ہوا پایا۔ اور اپنے بیٹہنے کی جگہ تر دیکہی۔ اسلیے طوطی کو غصہ مین سر کے بل سے مار یا کوئی چیز اُٹہا کر اُسکے سر پر مار دی اِس صدمہ سے طوطی گنگ یا سر سے گنجا ہوگیا - کل بالفتح و سکون لام وہ شخص جسکے سر کے بال نہ ہون۔ نیز بالفتح و تشدید لام بمعنے گنگ و کند شدن زبان۔ پہلی صورت مین یہ لفظ ترکی ہے اور دوسری مین عربی

بعض نسخوں میں جاش کی جگہ جامہ آیا ہے جو حسب اقتضائے حال نہایت مناسب ہے۔

۹/	روز کے چندین سخن کوتاہ کرد	مرد بقال از ندامت آہ کرد
ترجمہ	گنگ طوطی ہو گیا تا چند روز	آہ کے بقال نے با درد و سوز

شرح۔ یعنے صدمۂ ضرب سے طوطی گویا چند روز تک گنگ رہا اس سبب سے بقال کو رنج ہی ہوا اور اپنے کیے پر ندامت ہی

۱۰/	ریش میکند و میگفت اے دریغ	کافتاب نعمتم آمد بہ میغ
ترجمہ	اور کہا افسوس ہو کسطرح صبر	ہے مری دولت کا سورج زیر ابر

شرح۔ طوطی کو آفتاب نعمت اسلیئے کہا کہ اُسکے بولتے وقت لوگون کا ہجوم ہو جاتا تہا اور اس ہجوم مین سودے کی بکری بہی ہو جاتی تہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گاہکونکا ہجوم دُکاندار کے لیے نعمت خداداد ہے۔

۱۱/	دست من بشکستہ بودے آن زمان	چون زدم من بر سر آن خوش زبان
ترجمہ	ہاتہہ میرے ٹوٹ جاتے اُس گہڑی	مارینے اُسکو کیون ماری کڑی
۱۲/	ہدیہا میداد ہر درویش را	تا بیابد نطق مرغ خویش را
ترجمہ	صدقے کرتا تہا بہت سا مال و زر	تاکہ گرم نطق ہو وُہ جانور

شرح ہدیہ۔ بمعنے صدقہ۔ اور یابد بمعنے شنود ہے اور پہلے شعر مین چون بمعنے چرا ہے۔ اس شعر مین اشارہ ہے کہ جس شخص کا طوطی روح یاد خدا سے غافل ہو وہ غضب الٰہی مین ہے اسلیئے اُسکو صدقہ دینا چاہیئے۔ حدیث شریف مین ہے اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ۔ صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجہا دیتا ہے، یاد خدا سے غافل رہنے کا صدقہ کثرت سے نفلونکا ادا کرنا ہے۔ کیونکہ عبادت غضب الٰہی کو کم کر دیتی ہے۔

۱۳/	بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار	بر دکان بنشستہ بد نومید وار
ترجمہ	تین دن تک ہو کے وہ حیران و زار	کہولکر بیٹہا دُکان نومید وار

شرح لفظ بعد سے یا تو انتہائے غایت مراد ہے یعنے بقال تین دن اور تین رات تک طوطی کے غم مین بعالم حیرانی و ناامیدی دُکان پر بیٹہا رہا یا یہ کہ تین روز بعد دکان کہولی مگر اُسکی حیرانی و ناامیدی اُسوقت تک وُہی ہی جو پہلے تہی۔

۱۴/	باہزاران غصہ و غم گشت جفت	کاے عجب این مرغ کے آید بگفت
ترجمہ	کہہ رہا تہا کہا کے غصہ سے بسر	دیکہیئے بولے گا کب یہ جانور
۱۵/	می نمود آن مرغ را ہر گون شگفت	و ز تعجب لب بدندان می گرفت
ترجمہ	تہا تعجب اُسکو حال مُرغ سے	کاٹتا تہا لب مقال مُرغ سے

شرح۔ لفظ را بمعنے برائے اور گون مخفف گونہ بمعنے نوع یعنے بقال طوطی کے نبولنے پر تعجب کرتا تہا۔

(16)	دمبدم میگفت از ہر در سخن	تا کہ باشد کاندر آید در سخن
ترجمہ	ہر طرح کی باتین کرتا تہا وُہ مرد	تا کہ ہو گرم سخن وُہ مرغ سرد

شرح پہلے مصرع مین لفظ در بمعنے باب ہے اور دوسرے مین لفظ اندر برائے تحسین کلام زائد ہے۔

(17)	بر امید آنکہ مرغ آید بگفت	چشم او را با صور میکرد جفت
ترجمہ	کین بہت اُوس مرد دشمن کام نے	اسکی آنکہین صورتون کی سامنے

شرح یعنے بقال طوطی کی آنکہین آدمیون کے چہرون کی طرف کیے دیتا تہا تا کہ وُہ عادت کے مطابق صورتین دیکھکر کچہ بُول اُٹہے۔ طوطی صورت دیکھکر بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر یہ طوطی پہر بہی خاموش رہا

(18)	ناگہانے جوالقیے میگذشت	با سر بے مو چو پشت طاس و طشت
ترجمہ	اک قلندر کا ہوا ناگہ گزر	شکل کاسہ تہا صفاچٹ جسکا سر

زدالقی

شرح جوالقی بمعنے ژندہ پوش پہٹی پُرانی گدڑی پہنے والا قلندر۔ جو بال نہ رکہتا ہو۔ چار ابرو کا صفایا کرانے والا جوالق اور جوال بواو معدولہ معرب گوال ہے جوال بمعنے گون جسمین غلہ وغیرہ بہر کر گدہے یا خچر پر لادتے ہین نیز جوال بمعنے گدڑی اور ایک سخت اور موٹی قسم کا کپڑا (مثلاً کمل) جو فقیرون کا پہناوا ہے لفظ طاس یہان بمعنے کاسہ گہڑی ہے اور طشت بمعنے لگن ایک برتن کا نام ہے۔ قلندر کے سر کو گول ہونے مین طاس یعنے کاسہ گہڑی سے اور بے مو ہونے مین طشت سے تشبیہ دیگئی ہے۔ بعض نسخون مین جوالقی بر میگذشت ہے۔ دونو نکے معنے ایک ہین۔

(19)	طوطی اندر گفت آمد در زمان	بانگ بر وے زد بگفتش در عیان
ترجمہ	دیکھکر اسکو کہا طوطی نے یون	دے جواب راست اے مرد زبون
(20)	از چہ اے کل با کلان آمیختی	تو مگر از شیشہ روغن ریختی
ترجمہ	بال اُڑ گئے تیرے کس سبب سے کہین	شیشے روغن کے گرائے ہین کہین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ در زمان بمعنے فی الفور اور درعیان سے مراد حضور مردم ہے بعض نسخون مین درعیان کی جگہ کاے فلان دیکھا ہے مطلب یہ کہ طوطی نے اس کل پوش کو دیکھکر یہ کہا کہ ارے گنجے تجہپر کیا مصیبت پڑی کہ گنجو نمین جا ملا شاید تو نے بہی میری طرح روغن کے شیشے گرائے ہین اور اس تقصیر پر تجکو تیرے آقا نے مار مار کے گنجا کر دیا ہے۔

(21)	از قیاسش خندہ آمد خلق را	کو چو خود پنداشت صاحب دلق را
ترجمہ	اک تعجب اس سے آیا خلق کو	سمجھا اپنا سا وہ صاحب دلق کو

شرح یعنے طوطی کی باتون سے لوگون کو ایسلئے ہنسی آئی کہ اُسنے کمل پوش کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہی حال ظاہر بینو نکا ہے اہل اللہ و حقیقت اسرار اولیاء اللہ اور خاصان خدا کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتے ہین حالانکہ انکا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ حکایت یہانتک تمام ہوگئی۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اہل ظاہر اہل باطن کو اپنے رنگ کا سمجہ بیٹہین تو یہ فہم کا قصور ہے۔ غور سے دیکہا جائے تو ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین اُس فرق کو بطور تمثیل

بیان کیا گیا ہے جو اہل ظاہر اور اہل باطن مین موجود ہے۔

(۲۴)	کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
ترجمہ	اولیا کچھ اور ہین اے خرد ہ گیر	گرچہ ہے لکھنے مین یکسان شیر و شیر

شرح۔ شیر بیائے مجہول درندۂ مشہور۔ و بیائے معروف بمعنے حلیب یعنے دودہ اگرچہ باعتبار صورت و تحریر دونو حرف یکسان ہین مگر باعتبار معنے و سیرت تفاوت عظیم رکھتے ہین۔ یعنے ؎ شیر آن باشد کہ مردم میدرد ٭ شیر آن باشد کہ مردم میخورد شیر اُسکو کہتے ہین جو آدمیونکو بہاڑ کہاتا ہے اور شیر اُسکا نام ہے جسے آدمی کہاتے پیتے ہین بعض نسخون مین سیر و شیر بہی دیکہا گیا ہے سیر لہسن کو کہتے ہین جو صورت و تحریر مین شیر کا ہمشکل ہے چونکہ نقطے کسی حرف کا جز نہین ہوتے اسلئے
ع عاقلان در پئے نقطہ نروند ٭

(۲۵)	جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ترجمہ	اس سبب سے اک جہان گمراہ ہے	کم کوئی ابدال سے آگاہ ہے

شرح۔ ابدال اولیاء اللہ کا ایک ایسا گروہ ہے جنکے وجود سے زمین و آسمان قایم ہین۔ یہ تمام عالم مین ستر آدمی ہین جنمین سے چالیس ملک شام مین رہتے ہین۔ اور تیس دیگر ملکون مین۔ ایک مرتا ہے تو اُسکے بدلے دوسرا قایم ہوجاتا ہے۔ اسی لیے انکا نام ابدال ہے۔ اور ستر کی گنتی ہمیشہ پوری رہتی ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ تمام جہان اولیاء اللہ کو اپنے نفس پر قیاس کرنے اور ابدال حق کو نہ پہچاننے کے باعث گمراہ ہوا ہے۔ اگر اہل عالم اولیاء اللہ کو اپنے نفس سے بہتر سمجھکر اور ابدال حق کو اچھی طرح پہچانکر اُنسے دین و دنیا کے فائدے اور معرفت کا سبق حاصل کرتے تو ہرگز گمراہ نہوتے۔

(۲۶)	ہمسری با انبیا برداشتند	اولیا را ہمچو خود پنداشتند
ترجمہ	انبیا سے ہمسری کرنے لگے	اولیا پر برتری کرنے لگے
	گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
ترجمہ	یون کہا یہ بہی بشر ہم بہی بشر	ہم بہی ہین یہ بہی بقید خواب و خور
(۲۸)	این ندانستند ایشان از عمے	ہست فرقے درمیان بے منتہے
ترجمہ	اندہے ہین سے یہ سمجہا نا واہ وا	ہم مین اُنمین فرق ہے بے انتہا

شرح یعنے اہل عالم انبیا کی ہمسری اور اولیا کو اپنے نفس پر قیاس کرنیکے سبب گمراہ ہوگئے ہین چنانچہ کفار انبیا علیہم السلام کو خطاب کرکے کہا کرتے تہے مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یعنے نبوت کے مدعیو تم بہی ہمارے ہی طرح کے ایک بشر ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کفار کا مقولہ ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اس رسول کو کیا ہو گیا کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین چلتا پہرتا ہے افسوس کفار نے انبیا کی ظاہری حالت اور انسانی

صورت کو تو اپنے نفس پر قیاس کرلیا مگر اپنے اندہے پن سے اس باطنی فرق کو معلوم نہ کرسکے جو انمین اور انبیاء مین بے انتہا درجہ کا تہا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے فرق کی مثال یہ ہے کہ کفار شیطانی وسوسونکی تابع ہوتے ہین اور انبیاء رحمانی وحیونکی پیروی کرتے ہین۔ وعلے ہذا القیاس (عمے بمعنے کوری و نابینائی)

(29)	هر دو گون زنبور خوردند از محل	لیک شد زین نیش وزان دیگر عسل
ترجمہ	اک رس لیتے ہین دونون مکھیان	ڈنک اس سے شہد ہے اس سے عیان
(30)	هر دو گون آهو گیا خوردند و آب	زین یکے سرگین شد وزان مشک ناب
ترجمہ	ایک ہے دو آہوون کی خورد و آب	اسمین ہے سرگین اسمین مشک ناب
(31)	هر دو نے خوردند از یک آبخور	آن یکے خالی وآن پر از شکر
ترجمہ	دونونکو ملتا ہے اک پانی مگر	ایک نے خالی ہے اک ہے پُر شکر
32	صد هزاران اینچنین اشباه بین	فرق شان هفتاد ساله راه بین
ترجمہ	اور لاکھون چیزین ہین اسکی مثال	فرق ہے دونون مین تا ہفتاد سال

شرح۔ ان شعرون مین اہل ظاہر اور اہل باطن کے فرق کو بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار اور عوام کا انبیا اور اولیاء کو اپنے نفس پر قیاس کرنا صریح غلطی ہے (گون مخفف گونہ اور محل بمعنے محل واحد ہے) یعنے دو نو طرح کی مکھیون نے ایک ہی جگہ سے کہایا پیا ہے۔ پانی پر بیٹھنے اور ہر قسم کے پھول کا رس لینے مین دونو برابر ہین۔ لیکن انجام کار ایک سے صرف نیش پیدا ہوا اور دوسری سے شہد۔ اور دو نو طرح کی نے ایک ہی پانی سے پیدا ہوی ہے لیکن ایک خالی ہے اور ایک مٹھاس کہتی ہے۔ اسیطرح اور بہت سی چیزین ہین۔ جو باعتبار صورت ایک دوسرے کی مشابہ ہین مگر باعتبار معنے انمین بہت بڑا فرق ہے جسکو مولانا قدس سرہ نے بطور مبالغہ ستر برس کی راہ کا فرق بتایا ہے علے ہذا القیاس انبیاء اور کفار یا اولیاء اور عوام کی ظاہری صورت اور کہانا پینا یکسان سہی مگر باطنی حالت مین بہت تفاوت ہے۔ جسطرح ایک ہرن صرف مینگنیان دیتا ہے اور دوسرا مشک نافہ حالانکہ خوراک ایکسان ہے۔

(33)	این خورد گردد پلیدی زو جدا	وان خورد گردد همه نور خدا
ترجمہ	اسنے جو کہایا نجاست ہو گیا	اسکا کہایا بنگیا نور خدا
(34)	این خورد زاید همه بخل و حسد	وان خورد گردد همه نور احد
ترجمہ	اسنے جو کہایا ہوا بخل و حسد	اسنے جو کہایا ہوا نور احد
(35)	این زمین پاک وآن شورست و بد	این فرشته پاک وآن دیوست و دد
ترجمہ	یہ زمین پاک ہے وہ شور و بد	یہ فرشتہ ہے تو وہ ہے دیو و دد

شرح - یعنے جو کہانا کفار اور اشقیا کہاتے ہین وہی انبیاء اور اولیاء کو ملتا ہے لیکن کفار وغیرہ کا کہانا صرف نجاست اور انبیاء وغیرہ کا محض نور احدیت پیدا کرتا ہے۔ کفار کے حق مین اُنکا کہانا گناہون کی طاقت اور بخل وحسد کو اور انبیاء کے حق مین نور احد کو زیادہ کرتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا وجود مبارک پاک اور اُگانے والی زمین یا فرشتون کی مانند سراسر فائدہ رسان ہے اور کفار اشقیاء کا وجود زمین شور یا شیطان اور درندون کی طرح محض نقصان پہنچانے والا ہے۔

(36)	ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آب تلخ و آب شیرین را صفاست
ترجمہ	تلخ و شیرین آب کی صورت ہے ایک	کیونکہ دونو صاف ہین اسمین نیک
(37)	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد بیاب	او شناسد آب خوش از شورہ آب
ترجمہ	چکہنے والا جانتا ہے برملا	آب شور و آب شیرین کا مزا
(38)	جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم	شہد را ناخوردہ کے داند ز موم
ترجمہ	چکہنے والا جانتا ہے سب طعوم	غیر کو کب ہے تمیز شہد و موم

شرح - یعنے انبیاء اولیاء اگر ظاہری صورت مین اشقیا سے مشابہ ہون تو کچہ مضائقہ نہین۔ باطنی اوصاف کا لحاظ رکہنا چاہیئے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ میٹہا اور کہاری پانی کہ ظاہر مین تو دونو صاف معلوم ہوتے ہین مگر صاحب ذوق اور چکہنے والا خوب جانتا ہے کہ میٹہے اور کہاری مین کسقدر فرق ہے۔ تیسرے شعر مین کے داند بمعنے تمیز کند ہے اور لفظ شہد را ترکیب مین از موم کے متعلق ہے اور ناخوردہ بمعنے ناچشیدہ ہے یعنے جس شخص نے شہد نہ چکہا ہو وہ شہد اور موم مین تمیز نہین کرسکتا۔ یا اُسے جُدا نہین کرسکتا۔ بلکہ اسکی تمیز اُسی کو ہے جو ہر طرح کے مزے چکہہ چکا ہو۔ علے ہذا القیاس انبیاء اور اولیاء کی ذات مین تمیز کرنا عوام کا کام نہین ہے۔

(39)	سحر را با معجزہ کردہ قیاس	ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس
ترجمہ	کہکے سحر و معجزہ کو ایک سے	مکر سمجہا کافرون نے حیف ہے

شرح - یعنے کفار نے جادو کو معجزے پر قیاس کرکے دونو کو مکر و فریب پر مبنی سمجہا نبیون کو جادوگر بتایا حق و باطل مین تمیز نہ کی حالانکہ دونون مین فرق عظیم تہا کیونکہ جادو اُس چیز کو کہتے ہین جسکا ظہور جادوگر کی ہمت اور ارادہ سے ہو اور جو صرف خیال مین کوئی عجیب صورت پیدا کردے اور واقع مین کچہ نہو۔ اور معجزہ اُسکا نام ہے جو کسی پیغمبر کی ہمت اور ارادہ سے ظاہر نہو بلکہ اُسکا ظہور بحکم اور بارادۂ الٰہی پر موقوف ہو۔ اور حس سے واقع اور خارج مین ایسے عجائبات ظاہر ہون جو طاقت بشری سے خارج ہین۔ حضرت موسےٰ کے مقابلہ مین جادوگرون کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ یعنے اُن جادوگرون کی رسیان و لکڑیان موسےٰ کے خیال مین سانپ کیطرح دوڑتی معلوم ہوتی تہین۔ مگر فی الواقع سانپ نہ تہین جادوگرون نے اپنے ارادہ اور ہمت سے بامداد سحر لوگونکی نظرون

انکو سانپ کیصورت بناکر دکہا دیا۔ اور عصائے موسوی کی نسبت یہ آیت موجود ہے۔ فَالْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ یعنے جب موسےٰ نے اپنے عصا کو گرادیا اور وہ حکم الٰہی سے سانپ بنکر دوڑنے لگا تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسےٰ اس سانپ کو پکڑ اور خوف نہ کر ہم اسکو پہر عصا بنا دینگے۔ لفظ لَا تَخَفْ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ عصا کو سانپ کیصورت مین دیکہکر ڈر گئے تہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ معجزہ حکم الٰہی سے تہا اور عصا فی الواقع سانپ بنگیا تہا اگر وہ فی الواقع سانپ نہوتا اور حضرت موسےٰ اپنی ہمت اور ارادہ سے ایسا کرتے تو انکو خوف ہرگز نہ معلوم ہوتا جیسا کہ فرعونی جادوگرون کو اپنی رسیون اور عصاؤن کے سانپونکی صورت بدل لینے سے کچہ خوف معلوم نہین ہوا تہا آیندہ شعر ونکا یہی مطلب ہے

(40)	ساحران با موسی از استیزہ را	برگرفتہ چون عصائے او عصا
ترجمہ	ساحرون نے از رہ جادوگری	کی عصائے موسوی سے ہمسری
(41)	زین عصا تا آن عصا فرقیست ژرف	زین عمل تا آن عمل راہیست شگرف
ترجمہ	وہ عصے تہے اور یہ کچہ اور ہتا	اُنمین اِسمین فرق ہتا بے انتہا
(42)	لعنة اللہ این عمل را در قفا	رحمة اللہ آن عمل را در وفا
ترجمہ	اس عمل پر لعنت اللہ ہے	اُس عمل پر رحمت اللہ ہے

شرح۔ پہلے شعر مین لفظ استیزہ بمعنے جنگ و عناد ہے اور لفظ را قایم مقام لفظ برائے۔ اور دوسرے مین ژرف بمعنے عمیق اور شگرف بمعنے عجیب و بزرگ اور راہیست سے مراد فاصلہ ہے یعنے جادوگرون نے حضرت موسےٰ کے ساتہ مقابلہ کرنیکے لیے عصائے موسوی کی مانند عصا ایکر سانپ بنا تو دیے مگر اُس عصا اور ان عصاؤن مین بہت گہرا فرق اور اُس کام اور اِس کام مین بہت بڑا فاصلہ تہا۔ جادوگرون کا سحر باطل تہا اور موسےٰ کا عصا معجزہ حق را اس فرق کی شرح اوپر ہوچکی ہے) تیسرے شعر مین لفظ را قائم مقام اضافت اور قفا بمعنے انتہا مضاف اور لفظ عمل مضاف الیہ ہے رعلیٰ ہذا القیاس ترکیب مصرع دیگرم مطلب یہ ہے کہ انتہائے عمل سحر باعث لعنت خدا اور وفائے عمل معجزہ موجب رحمت الٰہی ہے اور اسمین شک نہین کہ انتہائے سحر اگر جادوگر بلا توبہ مرجائے موجب کفر اور کفر باعث لعنت ہے۔ اور انبیا کے معجزے جو باعث ہدایت عالم اور جنکے ضمن مین تبلیغ احکام الٰہی کی وفا یعنے اُنکا پورا کرنا متصور ہے موجب رحمت ہین

(43)	کافران اندر مری بوزینہ طبع	آفتی آمد درون سینہ طبع
ترجمہ	ہمسری مین ہین شقی بندر کی شکل	آفت سینہ ہے حب جاہ و اکل

شرح۔ مری کوشش لڑائی۔ اور کسی کے ساتہ مرتبہ مین برابری کرنی۔ یعنے کفار اور اشقیا انبیاء اور اولیا کے ساتہ لڑائی اور برابری کا دعوی کرنے مین بندر کی خاصیت رکہتے ہین۔ بندر کی بعض حرکتین گو انسانی حرکات سے مشابہت رکہتی ہین مگر فے الواقع دونون مین بہت بڑا فرق ہے۔ کافرون مین بوزینہ طبعی اسلیئے ہوتی ہے کہ اُنکے

منیون مین دنیوی جاہ ومال کی طمع موجب آفت ہوگئی ہے جسکا وبال اُنپر ضرور آئیگا فِی قُلُوبِھِم مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا یعنے کفار کے دلون مین باطنی بیماری ہے جسکو اللہ اور ترقی دیگا۔ لفظ طمع بفتح اول وسکون میم و بفتحتین ددنو طرح صحیح ہے۔

۴۴	ہرچہ مردم میکند بوزینہ ہم	آن کند کز مرد بیند دمبدم
ترجمہ	کرتا ہے بندر بہی گو انسان کی نقل	نقل کو کیا چاہیئے ہے شرط عقل
۴۵	او گمان بردہ کہ من کردم چو او	فرق را کے بیند آن استیزہ جو
ترجمہ	اور سمجہتا ہے کہ مین انسان ہون	لیکن اسکا فرق کیا جانے وہ دون
۴۶	این کند از امر وآن بہر ستیز	بر سر استیزہ رویان خاک بیز
ترجمہ	کام اسکا طاعت اور اُسکا جدال	جنگ پرداز ون کے سرپر خاک ڈال

شرح یعنے بندر جوکچہ آدمی کو کرتے دیکہتا ہے ویسی کرنے لگتا ہے اور اپنے گمان مین اپنی اور انسانی حرکتون کو مساوی جانتا ہے مگر اُسکا گمان غلط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مطلق حیوانیت کے سبب اُس فرق کو نہین سمجہ سکتا جو خالق کائنات نے انسان اور حیوان مین رکہا ہے۔ اسیطرح بوزینہ طبع کفار ذات انبیاء کو اپنی یا اپنی ذات کو انبیا کی برابر خیال کرتے ہین انہین کفار کی شان مین یہ آیت آئی ہے اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ یہ لوگ جانورون کے مانند بلکہ اس سے بہی زیادہ گمراہ ہین۔ دوسرے شعر مین۔ استیزہ جُو اور استیزہ خُو دونو طرح درست ہے۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل ہر فعل حکم الٰہی کی تعمیل کے لیئے کرتا ہے اور بندر جنگ وعناد کے لیئے۔ ایمخاطب تو عناد کرنے والون کے سرپر خاک ڈالدے اور اُنسے کچہ علاقہ نرکہہ بلکہ اُس باطنی فرق کو دیکہہ جو انسان وحیوان۔ انبیاؑ واشقیاء اور خواص وعوام مین پایا جاتا ہے۔

۴۷	آن منافق با موافق در نماز	از پئے استیزہ آید نے نیاز
ترجمہ	مومنون کے ساتہ کافر کی نماز	ہے بری نیت سے نے بہر نیاز
۴۸	در نماز وروزہ وحج وزکات	با منافق مومنان در بُرد ومات
ترجمہ	ہے نماز وروزہ و حج وزکات	اُنکے حق مین برد اسکے حق مین مات
۴۹	مومنان را بُرد باشد عاقبت	با منافق مات اندر آخرت
ترجمہ	مومنون کو برد ہے انجام کار	اور منافق کے لیئے آخر ہے ہار

شرح۔ یعنے منافق مومن کے ساتہ فقط جنگ وعناد کی نیت سے نماز مین شریک ہوجاتا ہے۔ تاکہ بہکا سکا کہ مسلمانون مین فساد اور اُنکی عبادت مین خلل ڈالے یا نماز کے حرکات وسکنات کے متعلق کوئی عیب نکالکر مسلمانو نکی

ہنسی اُڑاۓ۔ یا لگائی بجھائی کرکے اہل اسلام مین لڑائے کرادے اور انکی جماعت جمعیت کو پریشان کردے منافق خدا کے سامنے عاجزی کرنیکے لیئے نماز نہین پڑھا کرتا۔ قرآن مجید مین ہے **وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی** یعنے منافق بے رغبتی اور بدد لی کے ساتھ نماز مین کھڑے ہوتے ہین اگرچہ ظاہری حرکات وسکنات مین مومن و منافق کی نماز و روزہ اور حج و زکات یکسان معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین فرق عظیم ہے مومن کو انجام کار ان عبادتون کے صلے مین بُرد (جنت) اور منافق کو مات (دوزخ) حاصل ہوتی ہے مومن چونکہ خالص نیت سے عبادتون مین جانبازی کرتا ہے اسلیئے میدان محشر مین بازی جیت جاتا ہے۔ اور منافق کا باطن چونکہ خلاف ظاہر ہوتا ہے اسلیئے اس ٹیڑھی چال کے سبب انجام کار ہار جاتا ہے۔ بُرد اصطلاح شطرنج مین جیت کو اور مات ہار کو کہتے ہین۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے شعر مین لفظ منافق سے ابو جہل اور موافق سے رسول مقبول مراد ہون۔ جنکی شان مین یہ آیت ہے **اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی** یعنے اے مخاطب کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا ہے جو ہمارے خاص بندے (محمد) کو نماز سے منع کرتا ہے مفصل قصہ تفسیرون مین درج ہے۔

(۵۷۹)	**اگرچہ ہر دو بر سر یک بازیند**	**لیک باہم مروزی و رازیند**
شعر	اگرچہ یہ دونو ہین ایک بازی کے سر	مروزی ہے ایک اک رازی مگر

شرح۔ یعنے اگرچہ مومن منافق بساط دنیا پر بظاہر ایک ہی بازی (ادائے عبادات ظاہری) مین شریک معلوم ہوتے ہین۔ مگر در باطن ان دونون مین اتنا فرق ہے جتنا مروزی اور رازی مین۔ مرو خراسان کے اور رے بلاد دیلم یعنے عراق کے ایک شہر کا نام ہے۔ رازی منسوب بسوئے رے۔ ان دونو شہرون مین بڑی دور کا فاصلہ ہے بعض نسخون مین مروزی کی جگہ مرغزی ہے۔ مرغز فارس مین ایک مشہور قصبہ کا نام ہے۔

(۵۸۱)	**ہر یکے سوئے مقام خود رود**	**ہر یکے بر وفق نام خود رود**
ترجمہ	اُسکا جنت اسکا دوزخ ہے مقام	ہر ٹھکانے کا نشان دیتا ہے نام

شرح یعنے مومن اپنے مقام (جنت) اور منافق اپنے مقام (دوزخ) مین اپنے نام کے موافق جانیکے لیے تیار ہے کیونکہ مومن کا دوسرا نام سعید ہے۔ اور منافق کا شقی **اَلْمُؤْمِنُ سَعِیْدٌ وَّالْمُنَافِقُ شَقِیٌّ**۔ اور قرآن مجید کی آیت ہے **فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ** یعنے شقی دوزخ مین ہونگے۔ اور سعید جنت مین

(۵۸۲)	**مومنش خوانند جانش خوش شود**	**ور منافق تند و پر آتش شود**
ترجمہ	خوش ہو مومن گر کوئی مومن کہے	اور منافق تند پُر آتش رہے

شرح۔ مومنش کی ضمیر مومن کی طرف اور باعتبار عطف منافقش کی ضمیر محذوف منافق کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر مومن کو کوئی شخص مومن کہکے پکارے تو وہ بُرا نہین مانتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اُسکا واقعی نام ہے۔ اور جو

منافق کو کوئی منافق کہدے تو وہ اپنے اِس حقیقی نام سے جلجاتا ہے۔ کیونکہ منافق بظاہر مدعی ایمان ہوتا ہے گو باطن مین اپنی صفتِ نفاق سے خوب واقف ہے۔

(۵۳) نام آن محبوب از ذات وے است — نام این مبغوض ز آفات وے است

ترجمہ: اسکی فطرت سے ہے پیارا اُسکا نام — کرتے ہین بدنام اِسکو اِسکے کام

شرح۔ یعنے مومن کا نام اُسکی ذات (فطرتی اور ازلی ایمان) کے سبب محبوب۔ اور منافق کا نام اُسکی آفات (خصائل نفاق) کے باعث مکروہ ہے الفاظ اور حروف کو اِسمین دخل نہین۔ اور یہ محبوبیت وکراہت اسدرجہ تک ہے کہ خود مومن اپنے نام سے خوش اور خود منافق اپنے نام سے ناراض ہے۔

(۵۴) میم و واو و میم و نون تشریف نیست — لفظ مومن جز پئے تعریف نیست

ترجمہ: میم و واو و میم نون کب ہین عزیز — لفظ مومن ہے فقط بہرِ تمیز

شرح۔ یعنے مومن کے چار حرف کسیکی بزرگی (علیٰ ہذا القیاس منافق کے پانچ حرف کسیکی بدبختی) کی دلیل یا سبب نہین ہوسکتے۔ بلکہ بزرگی وبدبختی اعمالِ صالحہ اور افعالِ قبیحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مؤمن تو صرف قوم یا فرقہ کی پہچان کے لیئے ہے۔ جیسا کہ شیخ سید مغل پٹھان۔ اگر زید سید ہو کر سید المرسلین صلعم کی شریعت کا تابع نہین ہے تو ہرگز سید نہین ہوسکتا۔ اسیطرح صرف مومن کا خطاب اختیار کرلینا کامل ایمان کی علامت نہین ہے جبتک افعال ایمان والون کے سے نہون۔ یہی سبب ہے کہ (اگر مومن کامل کو کوئی شخص منافق کا خطاب دے تو اُسے رنج نہین ہوتا کیونکہ لفظ منافق (جبتک نفاق کے معنے نبائے جائین) کسی مؤمن کو منافق نہین بناسکتا۔ اسیطرح کوئی شخص منافق کو مومن کہکے پکارے تو لفظ مؤمن مین اتنی طاقت نہین کہ منافق کو مؤمن بنادے)

(۵۵) گر منافق خوانیش این نام دون — ہمچو کژدم مے خلد در اندرون

ترجمہ: گر منافق کو منافق تو کہے — نیش عقرب کی طرح دل مین رہے

(۵۶) گرنہ این نام اشتقاق دوزخ استے — پس چرا در وے مذاق دوزخ استے

ترجمہ: نار سے مشتق ہے نام ناسزا — اِسلیئے ہے اِسمین دوزخ کا مزا

شرح۔ پہلے شعر مین ضمیر شین۔ منافق کی طرف ہے یعنے اگر منافق کو منافق کہدیا جائے تو یہ کمینہ نام اُسکے دل مین بچھو کیطرح ڈنگ مارتا ہے اور اُسے نہایت برا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ نام اُسکا حقیقی اور واقعی نام ہے۔ اُسکا سبب یہ ہے کہ منافق کا نام دوزخ سے مشتق ہے۔ اسی لیے وہ اِس نام سے جلتا ہے۔ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہین ہے تو اسمین دوزخ کا مزہ کیون ہے یعنے منافق اِس سے جلتا کسلیئے ہے اُسکے جلنے اور غضبناک ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ ضرور یہ نام دوزخ سے مشتق ہے۔)

اشتقاق ز ایک چیز کا دوسری چیز سے نکالنا۔ مصدر ہے بمعنے مفعول۔ یعنے مشتق۔ اور اشتقاق دوزخ مین اضافت معنی

(۵۷) زشتی آن نام بد از حرف نیست — تلخی آن بحر از ظرف نیست

ترجمہ: یہ بدی اُسمین نہین ہے حرف سے — پانی کب ہوتا ہے کڑوا ظرف سے

شرح۔ یعنے منافق کے نام مین ان پانچ حرفون کے سبب کوئی بُرائی نہین آئی بلکہ بُرائی اُسکی ذات مین پڑی ہوی ہے اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا دریائے شور کہ اُسکا پانی کسی برتن مین رکھنے سے تلخ نہین ہوتا بلکہ تلخی اُسکی ذات مین موجود ہے

(۵۸) حرف ظرف آمد درو معنے چو آب — بحر معنی عنده اُمّ الکتاب

ترجمہ: حرف شکل ظرف ہین معنی ہے آب — بحر معنی صاحبِ اُمّ الکتاب

شرح۔ پہلا مصرع گزشتہ شعر کے مصرع دیگر کی توضیح ہے۔ اور دوسرا مصرع ایک جدید فائدہ کے لئے ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اچھے بُرے افعال اور صفت ایمان ونفاق کا خالق اللہ تعالےٰ ہے حرف مومن ومنافق مین نہ بھلائی ہے نہ بُرائی نیکی بدی کا تعلق معنون سے ہے۔ کیونکہ حرف برتن کی اور معنے پانی کی مانند ہین جسطرح برتن میٹھی پانی کو کھاری اور کھاری کو میٹھا نہین کرسکتا۔ اسیطرح حرف مومن ومنافق رجتبتک ایمان ونفاق کے معنے نہ پائے جائین کسی کو مومن ومنافق نہین بنا سکتا۔ اور ایمان ونفاق کی صفت کا پیدا کرنیوالا خدا ہے جسکے پاس اُمُّ الکتاب یعنے لوح محفوظ ہے۔ دوسرے مصرع کے معنے کئی طرح ہین۔ **اوّل** یہ کہ بحر معنے مبتدا اور اُمُّ الکتاب خبر۔ اور عنده متعلق خبر ہے۔ یعنے دریائے معانی لوح محفوظ ہے جو خدا کے پاس ہے۔ مومن مین صفت ایمان اور منافق مین صفت نفاق اُسی دریا کا قطرہ ہے یعنے لوح محفوظ مین جس شخص کی نسبت مومن یا منافق ہونا لکھا گیا ہے وُہ دنیا مین بھی مومن یا منافق ہے علےٰ ہذا القیاس دیگر صفتین بھی ہین **دوم** یہ کہ دریائے معانی وُہ ذات (پاک اللہ تعالےٰ) ہے جسکے پاس لوح محفوظ ہے۔ **سوم** یہ کہ اہل دنیا ظاہر پرست اور صورت والفاظ کے پیرو ہین اور دریائے معانی وُہ انسان کامل ہے جو از روے کشف گویا لوح محفوظ کو دیکھ رہا ہے ایسے شخص کی خدمت مین رہکر اخلاق ذمیمہ کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے **یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتَابِ** اس آیت کے معنے بعض صوفیہ نے یہ بتائے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کے لیے اہل شقاوت کے افعال محو اور اہل سعادت کے ثبت اور منافقون کے لیے اہل سعادت کے اعمال محو اور اہل شقاوت کے ثبت کر دیئے ہین۔ اور لوح خداوندی تغیر وتبدل سے محفوظ ہے یعنے مومن منافق اور منافق مومن ہرگز نہو گا۔

حاصل مطلب یہ کہ ایمان ونفاق کے معنے لوح محفوظ یا ذات باری کی طرف سے دلون مین ڈالے جاتے ہین اور خیر وشر کا خالق خدا ہے۔ مگر چونکہ بندونکو بھی تہوڑا بہت اختیار دیا گیا ہے اسیلئے حتی الامکان نیکیون کو حاصل کرنا چاہیئے۔

(۵۹) بحر تلخ وبحر شیرین در جہان — درمیان شان برزخ لا یبغیان

ترجمہ: بحر تلخ وبحر شیرین ہین عیان — اور ہے دونون کے برزخ درمیان

شرح ۔ گزشتہ مضمون کی تمثیل اور اس آیت کا اقتباس ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یعنے اللہ نے دو دریا ایک تلخ دوسرا شیرین باہم ملا دیے ہین ۔ دونو ساتھ ساتھ بہتے ہین مگر دونون کے مابین ایک قدرتی پردہ ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا ۔ یعنے دریائے تلخ کی دہار شیرین مین اور شیرین کی تلخ مین نہین پڑتی صورت مین دونو ملے ہوے مگر سیرت اور مزہ مین جُدا جدا ہین ۔ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ اس سے دریائے فارس اور دریائے روم مراد ہین ۔ جو بحر محیط مین جاکر ملگئے ہین ۔ یہ آیت کے ظاہری معنے ہین اور باطنی طور پر دریائے تلخ سے اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق و معاصی) اور دریائے شیرین سے اوصاف حمیدہ (ایمان و اخلاص و طاعات) مراد ہین یعنے یہ دونو صفتین جہان مین موجود اور انہین انسانون مین پائی جاتی ہین جو باعتبار صورت یکسان ہین ۔ مگر باعتبار معنے مومن و منافق اپنے اپنے آثار اور خواص سے الگ الگ پہچانے جاتے ہین ۔ الغرض کفر و ایمان یکسان نہین ہوسکتا ۔

(66)	دان کہ این ہر دو ز یک اصلی روان	درگزر زین ہر دو تا معنے آن	
ترجمہ	اصل دونون کی مریجان ایک ہے	درگزر دونون سے گر تو نیک ہے	

شرح یعنے یہ دونو دریا (اوصاف ذمیمہ و حمیدہ) ایک جگہ اور ایک اصل (ذات باری) سے جاری ہوے ہین اگرچہ اوصاف ذمیمہ اسم مُضل کا مظہر اور اوصاف حمیدہ اسم ہادی کا مظہر ہین اور یہ دونو اسم باعتبار معنے ایک دوسرے کے مخالف ہین ۔ مگر فی الواقع دونون کی اصل وہی ایک ذات ہے ۔ جو وحدہ لاشریک لہٗ ہے بس تو انکا طالب اُس اصل کا طالب ہونا چاہیئے جسکا نام شاہد وحدت ہے ۔ یا یہ معنے ہین کہ اِن دونون کی ایک ایک اصل الگ الگ ہے ۔ چنانچہ اخلاق ذمیمہ کی اصل اسم مُضل ہے اور اخلاق حمیدہ کی اسم ہادی لیکن یہ جُدائی باعتبار معنے عین وحدت ہے کیونکہ مُضل اور ہادی فی الواقع ایک ہی ذات ہے اسلیئے معنے پر نگاہ رکھنی چاہیئے مصرع دوم کے نعوذ باللہ یہ معنے نہین کہ کفر و ایمان دونو سے الگ رہے حالانکہ یہ مطلب ہے کہ طالب کو چاہیئے کہ مُضل اور ہادی یا خالق کفر و ایمان کو باعتبار اختلاف ہر دو مظہر جدا جدا نسمجھے ۔ ورنہ شرک خفی لازم آجائے گا بلکہ اِن دونو مظہرون کے اختلاف سے گزر کر اصل اور معنے کو معلوم کرے اور یہ سمجھے کہ مضل اور ہادی کے معنے کسکی ذات پر صادق آتے ہین ۔ یہ معنے اُسی ایک ذات پر صادق آئینگے جسکا اسم جلالی اللہ ہے ۔ جبتک یہ معنے سمجھ مین نہ آئینگے شاہد وحدت اور حقیقی ایمان کا جلوہ نصیب نہو گا ۔

(61)	زر قلب و زر نیکو در عیار	بے محک ہرگز ندارد اعتبار	
ترجمہ	سونا کھوٹا ہے کہ خالص مرد کار	بے محک رکھتا نہین کچھ اعتبار	
(62)	ہر کرا در جان خدا بنہد محک	ہر یقین را باز داند او ز شک	
ترجمہ	مرحمت ہے غیب سے جنکو محک	جانتے ہین وہ یقین سے یہ کہ شک	

شرح ۔ کفر و اوصاف ذمیمہ کھوٹے اور ایمان و اوصاف حمیدہ کھرے سونے کی مانند ہین لیکن کھوٹے کھرے کی پہچان

کے لئے کسوٹی چاہیئے۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے مومن کو کسوٹی (نورِ قلب وفراست) دے رکھی ہے وہ اپنے دل سے فتوے لیکر گناہ اور شک کی چیزون پر عمل نہین کرتا بلکہ ہمیشہ نیکی و بدی مین امتیاز کرتا ہے اور کفار و فساق کو یہ باطنی کسوٹی نہین ملی اسلیئے وہ اعمالِ بد کو بھی نیک سمجھ لیتے ہین۔ محک درجان سے وجدان وعرفان اور یقین وشک سے نیکی و بدی مراد ہے۔

(63)	آنچہ گفت استفتِ قلبک مصطفا	آن کسے داند کہ پُر بود از وفا
ترجمہ	یعنے استفت قلبک لیے فتا	وہ سمجھ سکتا ہے جو ہو با وفا

شرح حدیث شریف ہے اِستفتِ قلبکَ وَاِن اَفتاکَ المفتُون یعنے اے شخص اپنے دل سے فتوی لیا کر اگرچہ مفتی فتوی دیا کرین چونکہ دل ہر شخص کا منصف ہوتا ہے اسلیئے قاضیِ دل وہی فتوی دیتا ہے جو عنداللہ درست ہو اس بنا پر خاکسار شارح قسم کہاکر کہتا ہے کہ تمام زمانے کی غیر قومین دل سے مذہب اسلام کو پسند کرتی ہین مگر حُبِ مال وجاہ یا آبائی تقلید یا رسم ورواج کی پابندی یا دنیا کی شرم اُنہین ایمان نہین لانے دیتی دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے معنے وہی سمجھتا ہے جو وفا یعنے ایمان رکھتا ہو۔ بعض نے وفا بمعنے تصوف لیا ہے۔ چونکہ اہل تصوف کا قلب صاف ہوتا ہے اسلیئے اُنکے دل کا فتوے زیادہ معتبر ہے۔

(64)	در دہانِ زندہ خاشاک ار جہد	آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد
ترجمہ	مُنہ مین گر اک شخص کے پڑ جائے خاک	چین جب آئے کہ مُنہ ہو اس سے پاک
(65)	در ہزاران لقمہ یک خاشاک خُرد	چون درآید حِسِّ زندہ پے بہ برد
ترجمہ	ہو جو لقمون مین ذرا سی کنکری	کار حس سے آدمی ہے پئے بری

شرح یعنے زندہ آدمی کے مُنہ مین اگر خاک وغیرہ یا نوالے مین کچھ کرکراہٹ یا کنکر آجاتا ہے تو بذریعہ حواسِ ظاہر فوراً اُسے معلوم ہوجاتا ہے اور نوالہ تھوک کر مُنہ صاف کرنا پڑتا ہے۔ اسیطرح اُسپر فرض ہے کہ بذریعہ حواسِ باطن نفاقی خطرون اور شیطانی وسوسونکو معلوم کرکے اُنکا دفعیہ کرتا ہے۔

(66)	حسِّ دنیا نردبانِ این جہان	حسِّ عقبےٰ نردبان آسمان
ترجمہ	دنیوی حس نردبان دنیا کی ہے	اُخروی حس نردبان عقبا کی ہے
(67)	صحتِ این حس بجوئید از طبیب	صحتِ آن حس بجوئید از حبیب
ترجمہ	اِسکی صحت کے لیے ہے ہر طبیب	اُسکی صحت کے لیے ہے ہر حبیب
(68)	صحتِ این حس ز معموریِ تن	صحتِ آن حس ز تخریبِ بدن
ترجمہ	صحت اِس حس کی ہے معموریِ تن	صحت اُس حس کی ہے تخریب بدن

شرح یعنے حواس ظاہری دنیا کی چیزین معلوم کرنیکا ذریعہ ہین اور حواس باطن (عقل و معرفت) آسمان معنی اور بام عرفان تک پہنچنے کا زینہ ہ۔ انکا علاج طبیب کرتا ہے اور انکا مرشد کامل۔ وہ حواس کہانے پینے اور حفظ صحت بدن سے ٹھیک رہتے ہین اور یہ نفس کشی اور ترک ہستی سے

(69)	شاہِ جان مر جسم را ویران کند	بعد ویرانیش آبادان کند
ترجمہ	جسم کو کرتا ہے ویران شاہِ جان	جان تازہ بخشتا ہے بعد ازان

شرح یعنے شاہِ جان (اللہ تعالے جو مالک جان ہے یا مرشد کامل یا خود جان جو بادشاہ بدن ہے) سچے عاشقونکو ریاضتون مین مصروف کرکے انکے جسمون کو فانی کر دیتا ہے اور اسکے بعد مرتبۂ بقا باللہ تک پہنچا دیتا ہے۔ بعض نسخون مین راہِ جان ہے جس سے طریق عرفان مراد ہے۔

(70)	اے خنک جانے کہ در عشق مآل	بذل کرد او خانمان و ملک و مال
ترجمہ	ہے وہ اچہا جو پئے عشق مآل	صرف کر دے خانمان و ملک و مال

شرح۔ بعض نسخون مین (بہر عشقِ حال) دیکہا گیا ہے مگر دونو صورتون مین مراد عشق حقیقی ہے۔ عشق مآل عاقبت کا عشق۔ وہ عشق جس سے عاقبت پاک ہو۔ عشق حال سچا عشق جو قال سے تعلق نرکہے بلکہ جیون کے حسب حال ہو

(71)	کرد ویران خانہ بہر گنج و زر	وز ہمان گنجش کند معمور تر
ترجمہ	کرکے ویران گہر کو بہر گنج و زر	گنج و زر سے پہر کرے معمور تر
شرح (72)	آب را ببرید و جو را پاک کرد	بعد ازان در جو روان کرد آبخور
ترجمہ	بند باندہے صاف کرنے کے لیے	نہر مین پہر صاف پانی چہوڑ دے
(73)	پوست را بشگافت پیکان را کشید	پوست تازہ بعد ازانش بر دمید
ترجمہ	پوست چیرے اور پیکان کہینچ لے	زخم تا بہر جائے تازہ پوست سے
(74)	قلعہ ویران کرد واز کافر ستد	بعد ازان بر ساختش صد برج و سد
ترجمہ	ڈہا دے لیکر قلعہ کو کفار سے	اور بنائے پہر سے نئے آثار سے

شرح۔ یعنے اللہ تعالے عارفونکو فنا کے بعد مرتبۂ بقا عنایت فرماتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گہر کو اسلیے ڈہائے کہ اسکی بنیاد مین خزانہ گڑا ہوا ہے اور بعد خزانہ نکالنے کے پہلے سے اچہا تعمیر کرے یا پانی کو روک کر نہر کو کوڑے کرکٹ اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کرے اور پہر اسمین آبخورد پینے کے لایق پانی جاری کر دے۔ یا کہال کو چیر کر پیکان نکال لے اور پہر تازہ جلد پیدا ہونیکے لیے مرہم پٹی کر دے۔ یا کافرون سے قلعہ چہین کر ویران کر دے اور پہر اسمین نئے سرے سے برج اور فصیل بنائے۔ ان تمام صورتونکا انجام

بہتری ہے۔ اسیطرح فنا فی اللہ ہی انجام کار بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

(75)	کار بیچون راکہ کیفیت نہد	اینکہ گفتم ہم ضرورت میدہد
ترجمہ	ہو بیان کیسا حالت افعال رب	کہدیا ہے کچھ ضرورت کے سبب

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے اس کام عطاے مرتبہ بقا کی کیفیت کسی سے بیان نہین ہو سکتی۔ وہ خود ہی جانتا ہے کہ فنا کر کے مرتبۂ بقا تک کیون واصل کر دیتا ہے۔ یہ راز قابل شرح نہین عقل صرف اسقدر بتا سکتی ہے کہ انسان شاید ریاضت و مجاہدہ کے باعث فانی ہو کر واصل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہین ہے۔ گاہے ریاضت بیکار جاتی ہے اور گاہے بلا ریاضت مرتبۂ وصول حاصل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ اکثر اوقات ریاضت خدا تک پہنچا دیتی ہے اسلیئے عارف کو اُسکے ارشاد و تلقین کی ضرورت ہے چنانچہ دوسرے مصرع کا یہی مطلب ہے کہ مینے جو مثنوی مین جابجا مجاہدہ و ریاضت کی ترغیب دی ہے یہ بطور ہدایت ضروری امر ہے ورنہ کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ ریاضت بالضرور اور قطعًا واصل الی اللہ ہے۔

(76)	گہ چنین بنماید وگہ ضد این	جز کہ حیرانی نباشد کار دین
ترجمہ	شان حق کا ہے چنان گاہے چنین	غیر حیرانی نہین ہے کار دین

شرح۔ بنماید کا فاعل کار بیچون ہے یعنے اللہ کا کام کبھی تو اسطرح نظر آتا ہے کہ ریاضت اُس تک پہنچا دیتی ہے اور کبھی اسکے خلاف۔ یا کار بیچون سے مراد تجلی ہے جو کبھی رحمت کے پردہ مین ہے اور کبھی اُسکی ضد یعنے قہر کے پردہ مین اسلیئے اہل دین کو حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ نہ اُس تک پہنچنے کا کوئی طریقہ مقرر ہے اور نہ اُسکی تجلی ایکحالت پر رہتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ وہ ہر وقت ایک نئی شان مین ہے۔

(78)	نے چنین حیران کہ پشتش سوی اوست	بل چنین حیران کہ غرق و مست دوست
ترجمہ	جس سے غفلت ہو وہ حیرت نہین	بلکہ ہے یہ عشق رب العالمین

شرح۔ حیرت کی دو قسمیں ہین اول محمودہ یا مقبولہ جو کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت سے عارف کو حاصل ہوتی ہے دوم مذمومہ یا مردودہ جو جہل شک یا وسوسونکے ازدحام کے سبب عوام کے حصہ مین آتی ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ عارف کی حیرت اسطرح کی نہین ہوتی کہ اُسکی پشت ذات حق کیطرف ہو جائے۔ یعنے اُسے خدا سے غافل کر دے (کیونکہ غافل کر دینے والی حیرت مردودہ ہے) بلکہ وہ مشاہدۂ تجلیات کے سبب حیرت مقبولہ کے عالم مین غرق دوست یعنے فنا فی الذات ہو جاتا ہے۔

(79)	آن یکے را روی او شد سوی دوست	وان یکے را روی او خود روی اوست
ترجمہ	ایک کا رخ ہے ہمیشہ سوئے دوست	ایک کا رخ ہو گیا ہے روئے دوست

شرح ۔ پہلے شعر مین معلوم ہوچکا ہے کہ حیرت مقبولہ دو سببون (کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت) سے پیدا ہوتی ہے ۔ اِس سے واضح ہوگیا کہ عارف حیران کی دو قسمین ہین ۔ ایک وُہ جسکا مُنہ ہر وقت دوست (شاہد حقیقی) کیطرف ہے یعنے طرح طرح کی تجلیونکا مشاہدہ کرتا ہے ۔ اِسکو متوجہ لِلے اللہ ۔ اور روگردان از ماسواہ کہنا چاہیئے اور دوسرا وُہ کہ اُسکو فنافی الذات اور مشاہدۂ وحدت در کثرت کے باعث اپنا چہرہ چہرۂ محبوب بنکر نظر آتا ہے ۔ کیونکہ فِي الواقع فانی وہی ہے جسکے نزدیک بجز ذات واحد کے تمام عالم یہانتک کہ اُسکا جسم لاشئے اور بالکل ہیچ ہو بعض نسخون مین اُو سُند کی جگہ اُفتد ہے مطلب دونونکا ایک ہے

(۸۵)	روئے ہر یک می نگر میدار پاس		بوکہ گردی تو زخدمت بُو شناس
ترجمہ	دیکھہ مُنہ ایک ایک کا اور رکھہ نگاہ		تاکہ ملجائے تجھے خدمت سے راہ

شرح ۔ یعنے اے طالب حیران مقبول کی دونو قسمون مین سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو ۔ اور دونوں کا پاس ادب کر ۔ کیونکہ یہ دونون مقبول بارگاہ خداوندی ہین ۔ شاید تو انکی خدمت سے بوئے معرفت کو پہچاننے لگے بعض نسخون مین روشناس ہے ۔ یعنے مشہور در زمرۂ مقربان الٰہی ۔

	فرق درمیان محقق ومدعی مبطل وحدیث النظر الی وجہ العالم عبادۃٌ
ترجمہ	سچے اور جھوٹے مدعی مین فرق اور اس حدیث کا ذکر کہ عالم کو دیکھنا عبادت ہے

(۸۱)	دیدن عالم عبادت این بود		فتح ابواب سعادت این بود
ترجمہ	دید اہل اللہ عبادت ہے بڑی		ہو میسر تو سعادت ہے بڑی
	چون بسے ابلیس آدم روی ہست		پس بہر دستے نباید داد دست
ترجمہ	ہین بہت ابلیس شکل آدمی		ایسون کی بیعت ہے مِنجملہ گمراہی

شرح ۔ آدم سے حقیقت آدم مراد ہے اور حقیقت آدم صوفیون کے نزدیک انسان کامل کے معنون مین ہے یعنے علمائے ظاہر و باطن کو صرف دیکھہ لینا ہی عبادت ہے مگر بہت سے مکار عالم و درویش جنکا باطن فِي الواقع باطن ابلیس ہے انسان یا مرشد کامل کی صورت بنائے پھرتے ہین اسلیئے بلا تجربہ حال و تحقیق مقام بیعت کے لیئے ہر شخص کے ہاتھہ مین ہاتھہ نہ دینا چاہیئے ۔ ایسے مکارون کا نام اہل تصوف نے شیاطین الانس (شیطان بصورت انسان) رکھا ہے فی زمانہ آج کل کے اکثر بدعمل عالم اور درویش اسی قسم کے ہین ۔ اللہ ایسے مکارون سے پناہ مین رکھے ۔

	زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر		تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
ترجمہ	مکر ہے صیاد کا بانگ صفیر		پہانستا ہے جانور وُہ مُرغ گیر

شرح ۔ دنیا پرست حسب مقتضائے الدُّنیا زُوْرٌ اکثر کام مکر و فریب سے لیا کرتا ہے ۔

بشنود آن مرغ بانگ جنس خویش ‏ ‏ از ہوا آید بیاید دام و نیش

ترجمہ: جانکر اُسکو وُہ بانگ جانور ‏ ‏ دیکھتا ہے رنج دام و نیشتر

شرح: یعنے مکارون سے اسلیے بیعت نہ کرنی چاہیئے کہ اُنکی مثال اُس صیاد کی سی ہے جو جانورون کی سی آواز بناکر اُنکو فریب دے اور گرفتار کرلے۔ زان سبیہ اور نیش سے تکلیف و مصیبت مراد ہے۔ **صفیر**۔ طائرونکی آواز اور وُہ آواز جو طائرون کے بلانے کے لیے ہوتی ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین۔ اسیطرح شیاطین الانس اولیا ءاللہ کی صورت بناکر مخلوق کو اپنے دام فریب مین پھنسا لیتے ہین۔ اُنکے دام فریب سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

حرف درویشان بدزدد مردِ دون ‏ ‏ تا بخواند بر سلیمے زان فسون

ترجمہ: لفظ درویشون کے سُنکر مرد دون ‏ ‏ سانپ کے کاٹے پہ پڑہتا ہے فسون

کار مردان روشنی و گرمی ست ‏ ‏ کار دونان حیلہ و بے شرمی ست

ترجمہ: روشنی گرمی یہ ہے مردونکا کام ‏ ‏ بیحیائی حیلہ ہے فعل عوام

شرح: سلیم صحیح و سالم۔ و احمق۔ و مارگزیدہ یہان تینون معنون مین درست ہے۔ یعنے مکار درویش اُس شخص کو جو عشق حقیقی کے مرض سے تندرست ہے یا بالکل بیوقوف ہے۔ یا اُس طالب کو جسے عشق کے سانپ نے کاٹ کھایا ہے اور وُہ تریاقِ اعظم (مُرشد کامل) کی تلاش مین ہے۔ فریب دیتا ہے۔ اور اولیائے کرام کے ملفوظات یا عارفانہ کلمات اِدہر اُدہر سے جمع کرکے طالب کو سناکر مال دنیوی حاصل کرلیتا ہے اولیا ءحق کا کام عطائے روشنی قلب اور حرارت عشق حقیقی ہے۔ اور کمینونکا ناجائز حیلہ اور بے شرمی سے دنیا کما کھانا۔

شیر پشمین از برائے گد کنند ‏ ‏ بو مسیلم را لقب احمد کنند

ترجمہ: شیر پشمین مانگنے کو ہے فقط ‏ ‏ بُو مسیلم کا لقب احمد۔ غلط

بو مسیلم را لقب کذاب ماند ‏ ‏ مر محمد را اولو الالباب ماند

ترجمہ: بو مسیلم کا لقب کذاب ہے ‏ ‏ اور محمد کا اُولو الالباب ہے

آن شراب حق ختامش مشک ناب ‏ ‏ بادہ را ختمش بود گند و عذاب

ترجمہ: اُس شراب حق پہ مُہرِ مشک ناب ‏ ‏ اور اِس مُہرے کی عقبے ہے خراب

شرح: یعنے مکار لوگونکی ایسی مثال ہے جیسے بعض لوگ اُون یا صوف وغیرہ کا شیر بھیک مانگنے کے لیئے بنالین یا مسیلم کو احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہکے پکارین حالانکہ وُہ فی الواقع شیر نہین ہوتا اور مسیلم احمد نہین بن سکتا۔ بو مسیلم زمانہ رسالت مین موجود تہا۔ ایکبار اُسنے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ مین اِس شرط پر ایمان لاتا ہون کہ آپ اپنے بعد خلافت میرے نام لکہدین۔ حضور نے اپنے ہاتہ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مین یہ لکڑی بہی تجہے نہین دیسکتا بو مسیلم اِسکے بعد

مدینہ منورہ سے اپنے وطن (یمامہ) مین چلا گیا۔ اور نبوت کا جھوٹا مدعی بن بیٹھا۔ اور یمامہ کا ایک قبیلہ (بنی حنیفہ) اُسکی جھوٹی نبوت کی تصدیق کرکے اُسکا مُرید اور مُرتد ہوگیا۔ آخر کار بعد وفات حضرت صلعم جناب ابو بکر صدیق نے اُسپر جہاد کیا۔ اس جنگ مین بہت سے حفاظ شہید ہوئے اور ابومسیلم حضرت ابو بکر کے غلام (وحشی نام) کے ہاتھ سے مارا گیا اور واصل جہنم ہوا۔ ابومسیلم کا نام مسیلمہ کذاب بہی ہے اور لقب کذاب اُسکے نام کے ساتھ قیامت تک لازم ہوگیا ہے جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لقب اولوالالباب (صاحب عقل ومعرفت وعلم لدنی) ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شراب حق ہین۔ اس شراب کے فیضان سے بیشمار طالبان حق سرمست وصال شاہ حقیقی ہوگئے ہین اور تا حشر ہوتے رہینگے۔ اور اس شراب مین خالص مشک کی مُہر ہے۔ مُہر سے دہان مبارک رسول مقبول اور مشک سے کلمات فیض آیات مراد ہین جنکی خوشبو دہان مبارک سے نکلکر مشتاقان حق کے دماغون کو معطر کر رہی ہے۔ اور ابومسیلم دنیوی شراب کے مانند ہے جسکو ام الخبائث (ناپاکیون کی جڑ) کہتے ہین اور اُسکی مہر یا انجام بدبو اور عذاب ہے وہ اور اُسکے ہمصحبت عذاب ابدی مین گرفتار ہونیکے لیئے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ شراب حق سے اولیائے عظام ومُرشدان کامل اور بادہ سے شیاطین الانس اور مکار صوفی مراد ہون۔

داستان بادشاہ جہودان (حاشیہ)

داستان بادشاہ جہودان کہ نصرانیان را میکشت بہر تعصب خود وحکایت آن اُستاد وشاگرد

ترجمہ۔ داستان یہودیون کے بادشاہ کی جو تعصب مذہب کے سبب نصرانیون کو قتل کرتا تہا اور حکایت ایک اُستاد اور اُسکے بھینگے شاگرد کی

شرح۔ وجہ مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ اس حکایت مین جھوٹون سے الگ رہنے کی تاکید کیگئی ہے۔

	بود شاہے در جہودان ظلم ساز	دشمن عیسے ونصرانی گداز
ترجمہ	ایک یہودی بادشاہ تہا کینہ جو	عیسیٰ وعیسےٰ کی اُمت کا عدو
	عہد عیسے بود ونوبت آن او	جان موسے او وموسے جان او
ترجمہ	عہد عیسےٰ مین تہا وہ شہ حکمران	موسے وعیسےٰ ہین دوتن ایک جان

شرح۔ نوبت وقت ومصیبت ومرتبہ ونقارہ وخیمہ۔ آن عربی مین وقت وہنگام فارسی مین مال وملکیت۔ اگر ضمیر او بادشاہ کیطرف ہے تو نوبت آن او۔ مبتدا ہے اور عہد عیسے خبر مقدم یعنے اُس بادشاہ یہود کے مال وملکیت کا نقارہ عہد عیسےٰ مین بجتا تہا اور اگر عیسےٰ کیطرف ہے تو عہد عیسےٰ پہلی خبر ہے اور نوبت آن او دوسری اور مبتدا (لفظ عہد آن شاہ) محذوف ہے۔ یعنے اس بادشاہ کا عہد عیسےٰ کا عہد تہا اور عیسےٰ کے نقارہ ملکیت بجنے کا زمانہ تہا یعنے اُس زمانے مین بعثت عیسےٰ کا نقارہ بج رہا تہا۔ گو بمقتضائے حکمت آلہی تغیر زمانہ کے سبب شریعت موسےٰ کے بعض احکام بدلگیئے تہے مگر یہ ظاہری اختلاف حقیقی اختلاف نہ تہا بلکہ فی الواقع موسےٰ اور عیسےٰ باہم ایکدوسرے کی جان تہے کیونکہ دونون مین روحانی اتحاد موجود تہا۔ رسالت مین شریک ہونیکے سبب اُنکا دوست اُنکا

دوست اور اُسکا منکر بعینہ انکا منکر ہے۔

شاہِ احول کرد در راہِ خدا — آن دو دمساز خدائی را جدا

ترجمہ: شاہِ احول دونون کو سمجہا جُدا — اور دُہ دونون ایک تہے مردِ خدا

شرح۔ احول۔ کژ چشم۔ بہینگا۔ جسے ایک کے دو دکہائی دین چونکہ اِن دونوں رسولونکو جو خدا کے کام مین متحد اور ایک جان دو قالب تہے بادشاہ یہود اپنی کجفہمی سے باہم مخالف سمجہتا تہا اسلیئے اُسے احول کہا گیا۔ آیندہ شعرون مین ایک اُستاد اور اُسکے بہینگے شاگرد کی حکایت بطور مثال ہے جس سے اُستاد نے ایک شیشہ منگایا اور اُسے ایک کے دو نظر آئے۔

گفت استا احولے را کاندر آ — رو برو آر از وثاق آن شیشہ را

ترجمہ: بہینگا تہا شاگرد ایک اُستاد کا — یون کہا اُستاد نے وُہ شیشہ لا

چون درون خانہ احول رفت زود — شیشہ پیش چشم او دو مے نمود

ترجمہ: کوٹنے کو نے چہان مارا اُسنے گہر — ایک کے دو شیشے آتے تہے نظر

گفت احول زان دو شیشہ من کدام — پیش تو آرم بکن شرحے تمام

ترجمہ: ڈہونڈکر شاگرد احول نے کہا — لاؤن مین دو شیشون مین سے کونسا

گفت استاد آن دو شیشہ نیست رَو — احولی بگزار وافزون بین مشو

ترجمہ: یہ کہا اُستاد نے وُہ دو نہیں — احولی کو چہوڑ دے مرد دو بین

گفت اے استا مرا طعنہ مزن — گفت استا زان دو یک را بر شکن

ترجمہ: بولا وُہ طعنہ کی عادت چہوڑ دے — بولا یہ اِک رہنے دے۔ اِک توڑ دے

چون یکے بشکست ہر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان و خشم

ترجمہ: ایک جب ٹوٹا تو دونون گم ہوئے — آدمی ہوتا ہے احول خشم سے

شرح۔ یعنے جب شاگرد نے یہ کہا کہ اُستاد مجہے احول ہونیکا طعنہ نہ دے شیشے فی الواقع دو ہی ہین تو اُستاد نے جواب دیا کہ دو مین سے ایک کو توڑ ڈال چنانچہ شاگرد نے جب ایک توڑا تو دونو آنکہون کے آگے سے جاتے رہے کیونکہ فی الواقع شیشہ تو ایک ہی تہا وہی ٹوٹ گیا آخر مصرع مولانا کا مقولہ ہے یعنے آدمی چاہے احول نہو مگر تعصب اور حق سے پہر جانا اُسکو ضرور احول بنا دیتا ہے ایسی حالت مین حق نظر نہین آتا وثاق بمعنے بند و قید و خانہ

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود — چون شکست آن شیشہ را دیگر نبود

ترجمہ: دو نہتہے شیشے وہان تو ایک تہا — جب وہ ٹوٹا دوسرا جاتا رہا

شرح۔ یہی حال شاہ یہود کا تہا جو (۱۳۰) جیسا احول نہ تہا مگر حق سے پہر جانیکے سبب اُسسے حقیقت موسے و عیسے

جدا جدا دکہائی دیمی حالانکہ ایک ہی تہی اسلیے تکذیب عیسٰےؑ سے آپکی تکذیب تو کیا ہوی اور لینے کے دینے پڑ گئے یعنے موسٰےؑ پر بھی ایمان نرہا۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ (ہم رسولون مین سے کیکی تفریق نہین کرتے) اسے ظاہر ہے کہ ایک رسول کی تکذیب گویا تمام رسولون کی تکذیب ہے۔

خشم و شہوت مرد را احول کند ⁂ ز استقامت روح را مبدل کند

ترجمہ: آدمی ہوتا ہے خواہش سے دوبین ⁂ راستی پھر روح مین رہتی نہین

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ⁂ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

ترجمہ: با غرض سے نور عرفان دور ہے ⁂ آنکہہ دل کے پردے سے مستور ہے

چون دہد قاضی بدل رشوت قرار ⁂ کے شناسد ظالم از مظلوم زار

ترجمہ: قاضی صاحب کو ہو جب رشوت عزیز ⁂ ظالم و مظلوم کی ہو کب تمیز

شرح۔ استقامت۔ راستی و امر واقعی۔ غرض۔ حسد یا حب دنیا۔ ہنر۔ معرفت۔ اور رشوت قاضی تمثیل مضمون سابق ہے

شاہ از حقد جہودانہ چنان ⁂ گشت احول کالامان یا رب امان

ترجمہ: کینہ سے شاہِ یہودانِ زمان ⁂ ہو گیا احول الٰہی الامان

صد ہزاران مومن مظلوم کشت ⁂ کہ پناہم دین موسٰی را و پشت

ترجمہ: لاکہون مومن مار ڈالے آہ آہ ⁂ سمجھکے۔ مین ہون دین موسٰےؑ کی پناہ

شرح۔ یعنے شاہ نے اِس خیال سے کہ مین دین موسٰےؑ کا پشت پناہ ہون لاکہون ایماندار عیسائی مار ڈالے حالانکہ یہ دین موسٰےؑ کی حمایت نہین بلکہ تکذیب اور تخریب ہی اسکی وجہ اوپر لکہی گئی ہے۔

حکایت وزیر بادشاہ و مکر او در تفریق ترسایان ۲

ترجمہ: حکایت اُس بادشاہ کے وزیر کی اور نصارے کے تین تفرقہ کرنے مین اُسکے مکر کی

او وزیرے داشت ہژن عشوہ دہ ⁂ کو بر آب از مکر بر بستی گرہ ۲۵

ترجمہ: اِک وزیر اُس شاہ کا تہا عشوہ دہ ⁂ جو لگا دیتا تہا پانی مین گرہ

گفت ترسایان پناہِ جان کنند ⁂ دین خود را از ملک پنہان کنند

ترجمہ: یہ کہا لیتے ہین۔ نصرانی پناہ ⁂ اپنے مذہب کو چھپا کر سمجھے۔ شاہ

با ملک گفت اے شہ اسرار جو ⁂ کم کُش ایشان را و دست از خون بشو

ترجمہ: اسلیے بس اے شہ نیکو صفات ⁂ دشمنون کے قتل سے دہو ڈال ہات

شرح۔ شہ اسرار جو سے مکار یا مکارون کا قدردان مراد لیا گیا ہے ورنہ شاہ کو اسرار معرفت سے کیا مطلب

کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست ‎ ‎ دین ندارد بو کہ مشک و عود نیست

ترجمہ: قتل کرنا اُنکا اب بے سود ہے ‎ ‎ دین کوئی مشک ہے یا عود ہے

شرح۔ یعنے شاہ یہود کے ایک رہزن دبدکار وزیر نے (جسکا نام پولوس تہا اور جسکی انجیل مشہور ہے) شاہ سے کہا کہ نصرانیون کو قتل کرنا چھوڑ دے کیونکہ اُنہون سنے جان کے خوف سے اپنے دین کو چھپانا شروع کر دیا ہے۔ اور دین مُشک یا عُود نہین ہوتا کہ خود بخود ظاہر ہو جائے۔ بہت سے نصارے برائے نام یہود بنگئے ہین مگر فی الواقع نصارے ہی ہین۔ اب اگر باوجود اقرار یہودیت اُنکو مارا جائے تو بدنامی بہی ہے اور ظلم بہی اسلیئے قتل کی صلاح موقوف مین ایک ایسی تدبیر بتاؤنگا کہ تمام نصرانی خود اُنہین لڑلڑ کے کٹ مرینگے۔ عشوہ دہ فریب دینے والا

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست ‎ ‎ چارۂ این مکر و این تزویر چیست

ترجمہ: شاہ بولا اِسکی ہے تدبیر کیا ‎ ‎ چارۂ مکر و فن و تزویر کیا

تا نماند در جہان نصرانئے ‎ ‎ نے ہویدا دین و نے پنہانئے

ترجمہ: ایسی کچہ تدبیر کر مجہسے بیان ‎ ‎ پاک کر دے جو نصارے سے جہان

شرح۔ مکر و تزویر سے نصرانیون کا مکر (بظاہر یہود و در باطن نصرانی ہونا) مراد ہے جسکا ایسا علاج بادشاہ کو مطلوب ہے کہ سارے جہان مین کوئی نصرانی نہ آشکارا طور پر رہے نہ مخفی طور پر۔ ہویدا دین۔ وُہ شخص جسکا دین آشکار ہو

گفت اے شہ گوش و دستم را ببُر ‎ ‎ بینیم بشگاف و لب در حکم مُر

ترجمہ: یہ کہا اُسنے کہ میرے کان ہاتہہ ‎ ‎ کاٹ دے بینی و لب کے ساتہہ ساتہہ

شرح۔ وزیر نے یہ تدبیر بتائی کہ اے بادشاہ تو میرے کان اور ہاتہہ کاٹ ڈال۔ اور ناک اور ہونٹ چھید دے اگر لفظ دَرۡ (دریدن کا امر) اور لفظ مُر (اَمَر یا مُرۡ کا امر) ہے تو یہ معنے ہین کہ میری ناک مین چھید کر اور ہونٹ کاٹ دے اور مذکورۂ بالا باتون کے لیئے حکم فرما دے۔ اور اگر دَرۡ حرف ظرف اور مُر بمعنے تلخ ہے تو یہ مطلب ہے کہ تو اپنے حکم تلخ و سخت کے پورا کرنے مین میری ناک اور ہونٹ کاٹ دے۔

بعد ازان در زیر دار آور مرا ‎ ‎ تا بخواہد یک شفاعت گر مرا

ترجمہ: بعد ازان سُولی کا مجہکو حکم دے ‎ ‎ پہر چہڑالے ایک سفارش گر مجہے

بر منادی گاہ کن این کار تو ‎ ‎ بر سر راہے کہ باشد چارسو

ترجمہ: عام شارع مین سزا دے مجہکو تو ‎ ‎ واقعہ مشہور ہو تا چار سو

آنگہم از خود بران تا شہر دور ‎ ‎ تا در اندازم در ایشان صد فتور

ترجمہ: پہر جلا وطنی کی دے مجہکو سزا ‎ ‎ تا چہپا دون مین نصارے کو خرا

شرح - منادے جسکو آواز دیجائے - صیغہ اسم مفعول - نیز مصدر میمی بمعنے ندا یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے اعضا کاٹکر مجھے سولی کے نیچے پہنچادے اور ایک مصنوعی سفارش کرنیوالا کہڑا کردے تاکہ مجھے چھپائے مگر اس کام کو شارع عام مین کرنا چاہیئے تاکہ عموماً یہ واقعہ مشہور ہوجائے اور پہر مجھے شہر بدر کردے مین نصاریٰ کے ملک مین جاکر سینکڑون فتنے برپا کردونگا یعنے نصرانیون سے یہ کہونگا کہ مین ظاہر مین یہودی اور باطن مین نصرانی تہا - بادشاہ یہود نے میرا حال معلوم کرکے ناک کان کاٹکر شہر بدر کردیا ہے - مین عالم انجیل ہون تمہین دینی تعلیم دینے آیا ہون - اس فریب سے بہت سے نصرانی میرے شاگردی کرینگے جسطرح بہکاؤنگا بہک جاینگے

	چون شود آن قوم از من بی‌خبر	کار ایشان سر بسر شوریدہ‌گیر
ترجمہ	مجھسے جب سیکھین گے وہ دین بیخبری	کام مین اُنکے پڑیگی ابتری
	در میان شان فتنہ و شور افگنم	کاہنان خیرہ شوند اندر فنم
ترجمہ	ایسا فتنہ ایسا شر برپا کرون	کاہنون کی عقل ہو جس سے زبون

شرح - بعض نسخون مین کاہرمن حیران بماند در فنم ہے - اہرمن شیطان کو کہتے ہین - مطلب دونونکا ایک ہے

	آنچہ خواہم کرد با نصرانیان	آن نمی آید کنون اندر بیان
ترجمہ	فتنے جو برپا کرونگا مین وہان	تجھسے اُنکا ہو نہین سکتا بیان
	چون شمارندم امین و رازدان	دام دیگرگون نہم در پیش شان
ترجمہ	جان لینگے جب وہ مجکو رازدان	چال پہیلاؤنگا پہر مین بے گمان
	وز حیل بفریبم ایشان را ہمہ	و اندر ایشان افگنم صد دمدمہ
ترجمہ	ایسا کچہ دونگا نصاریٰ کو فریب	جس سے ہوجائیگی زائل دین کی زیب

شرح - دمدمہ - چاپلوسی - فریب - مکر - حیلہ - یعنے مین رازدار بنکر نصاریٰ کو فریب دونگا - اور اُنمین لڑائی کرادونگا

	تا بدست خویش خون خویشتن	بر زمین ریزند کوتہ شد سخن
ترجمہ	اپنے ہاتھون سے کرینگے اپنا خون	ہے سخن کوتاہ آگے کیا کہون

شرح - یہ مکار وزیر ناک کان کٹوانے کے بعد نصاریٰ کے شہر مین جاکر انجیل کا عالم بنگیا - اور بہتونکو مرید کرلیا رفتہ رفتہ احکام انجیل کو خلط ملط کرکے اپنی تصنیف کردہ انجیل مریدون مین تقسیم کی - جسکو اکثر نے تو قبول کیا مگر بعض نے اُسے جو خدا داد عقل کی رہبری کے باعث اُسکی فریب سے واقف ہوگئے سمجہ لیا تہا - ماننے اور نہ ماننے والون مین جدال و قتال تک نوبت پہنچگئی - چونکہ اُسنے بعض فرقے کے شاگردون کو اور - اور بعض کو اُسکے خلاف اور انجیل لکہکر دی تہی اسلیئے باہم خوب لڑائیان اور کشت و خون ہوئے کیونکہ ہر فرقہ اپنی انجیل کو صادق اور غیر کو

کاذب جانتا تہا انجام کار اُس مکار نے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہین میرے شاگرد جنکے پاس میری تصنیف کردہ انجیلین ہین آخری فیصلے کے لیئے جمع ہوکر آئین اور اُسوقت مجبور ہوکر مجھے فقط ایک ہی کی انجیل کی تصدیق کرنی پڑے خودکشی کر لی۔ اور نصارے مین قیامت تک اختلاف کی بنا ڈال گیا۔ چنانچہ مولانا آیندہ یہی قصہ بیان کرتے ہین۔

	تلبیس اندیشیدن وزیر با نصارے و مکر او
ترجمہ	فریب سوچنا وزیر کا نصارے کے ساتھ اور مکر اُسکا

شرح۔ وزیر اُس تدبیر کو بادشاہ سے بیان کر رہا ہے جو اُسنے نصارے مین فتنہ اندازی کے لیے سوچی تہی یعنے اے بادشاہ جب تو مجھے شہر بدر کردیگا تو مین نصرانیون مین بلکہ اپنے نصارے ہونے کا اقرار اور اُسنے تیری شکایت کرونگا کہ فلان بادشاہ یہود نے میرے نصرانی عقائد سے واقف ہوکر مجھے طرح طرح کے عذاب دیئے اور شہر بدر کردیا۔ اس سے نصارے میری ہمدردی کرینگے اور چونکہ مین انجیل کا عالم ہون اسلیئے میرے مُرید ہو جائینگے آیندہ شعرونکا یہی مطلب ہے۔ اسی لیئے ہم آسان اور سادہ شعرونکی شرح غیر ضروری سمجھتے ہین۔

	پس بگویم من بسر نصرانیم	اے خدائے راز دان مے دانیم
ترجمہ	پھر کہونگا مین ہون نصرانی بسر	اے خدا ہے تجکو بھیدون کی خبر

شرح۔ بسر نصرانیم مین عطف بیان ہے اور بعض نسخون مین بسر نصرانیم ہے یعنے مین در باطن نصرانی ہون۔

	شاہ واقف گشت از ایمان من	وز تعصب کرد قصد جان من
ترجمہ	حال سنکر شہ مرے ایمان کا	ہوگیا بے دین دشمن جان کا
	خواستم تا دین ز شہ پنہان کنم	آنچہ دین اوست ظاہر آن کنم
ترجمہ	مینے چاہا تہا کہ دین پنہان کرون	اُسکی ایک اِک بات پر ہان ہان کرون
	شاہ بوئے برد از اسرار من	متہم شد پیش شہ گفتار من
ترجمہ	کھل گیا شہ پر مرا پوشیدہ حال	چل سکی ہرگز نہ میری قیل و قال
	گفت گفت تو چو در نان سوزن ست	از دل تو تا دلِ من روزن ست
ترجمہ	یہ کہا شہ نے کہ سن اے حیلہ جو	ہے سوئی روٹی مین تیری گفتگو

شرح مکار وزیر کہہ رہا ہے کہ مین نصارے سے یہ کہونگا کہ جب بادشاہ یہود کو میرا در پردہ نصرانی ہونا معلوم ہوگیا۔ اور مینے اُسکی تردید کی تو اُسنے میری بات کو مُتہم (بے اعتبار) جانکر یہ جواب دیا کہ تیرا قول ایسا ہے جیسے روٹی مین سوئی۔ ظاہر تو کچھ ہے اور باطن کچھ تیرے دلی عقیدے (نصرانیت) کو میرا دل خوب جانتا ہے دل را بدل رہیست۔ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِهِمْ یعنے بیشک شیاطین اپنے دوستون کے دلون مین

وسوسے ڈالتے ہین) کے یہی معنے ہین ۔ گرجوازدل تو تادل من روزن ست سے نکلتے ہین ۔

گر نبودے جان عیسے چارہ ام ۔ او جہودانہ بکردے پارہ ام

ترجمہ ۔ گر نہوتی جان عیسے چارہ گر ۔ قتل کرتا مجکو شاہ بدسیر

بہر عیسے جان سپارم سر دہم ۔ صد ہزاران منتش بر جان نہم

ترجمہ ۔ بہر عیسے جان و سر قربان ہین ۔ میری جان پر اُسکے لاکہہ احسان ہین

جان دریغم نیست از عیسے و لیک ۔ واقفم از علم و بینش نیک نیک

ترجمہ ۔ بہر عیسے جان تک دیتی صحیح ۔ ہون مگر مین عالم دین مسیح

شرح ۔ یعنے مین حضرت عیسے سے اپنی جان تک دریغ نکرتا ۔ باینہمہ زندگی کو اسلیئے غنیمت سمجہتا ہون کہ میرے ہلاک ہو جانے سے عیسے کا وُہ علم شریعت جسکا مین زبردست عالم ہون ضایع ہوجاتا ۔ پہلے شعر مین جان عیسے سے اُنکی روحانی امداد اور جہودانہ کے معنے متعصبانہ ہے ۔

شکر یزدان را و عیسے را کہ ما ۔ گشتہ ایم این دین حق را رہنما

ترجمہ ۔ چاہیئے ہے شکر عیسے و خدا ۔ ہم ہوئے اس دین حق کے رہنما

دور دور عیسی ست اے مردمان ۔ بشنوید اسرار کیش او بجان

از جہودان و ز جہودی رستہ ایم ۔ تا بزنار این میان را بستہ ایم

ترجمہ ۔ دور دور عیسوی ہے دوستو ۔ باتین اس مذہب کی تم دل سے سنو
ہے یہود سے پارب ۔ الحذر ۔ جبسے یہ زنار ہے زیب کمر

شرح ۔ جہودان ۔ یہود ۔ اور جہودی بیائے مصدری ۔ یہودیت ۔ دوسرے مصرع سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ کے نصارے زنار بند تہے ۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ بلا تصفیہ قلب علما کے خیالات بہی تاریک ہوتے ہین ایسے اقوال سے دہوکا کہانا نچاہیئے ۔

چون شمارندم امین و مقتدا ۔ سر نہندم جملہ جویند اہتدا

ترجمہ ۔ جان لین گے جب مجہے وہ پیشوا ۔ سب کرینگے سر کرینگے اقتدا

شرح ۔ یہانتک وزیر نے یہود سے اُس مکر کا بیان کیا ہے جو آیندہ وہ نصارے کے ساتھ کرنیوالا ہے ۔ ایسے آگے مولانا فرماتے ہین ۔

چون وزیر آن مکر را بر شہ شمرد ۔ از دلش اندیشہ را کلی ببرد

ترجمہ ۔ جب وزیر پڑہ چکا سب یہ کہا ۔ فکر دل سے شاہ کے جاتا رہا

کرد با وے شاہ آن کارے کہ گفت ۔ خلق حیران ماند زان راز نہفت

ترجمہ ۔ شہ نے کاٹے اُسکے دست و گوش و لب ۔ خلق حیران تہی کہ کیا اسکا سبب

کرد رسوا ایش میان انجمن　　تا که واقف شد زحالش مرد و زن

ترجمہ　کر کے رسوا روبروئے انجمن　　دیکھے تعذیرین سبھی مرد و زن

راند او را جانبِ نصرانیان　　کرد در دعوت شروع او بعد ازان

ترجمہ　اسکو ہانکا جانبِ نصرانیان　　دعوت دین اسنے کی من بعد ازان

چون چنان دیدند ترسایان زار　　مے شدند اندر غمِ او اشکبار

ترجمہ　دیکھکر یہ حال ترسایان زار　　اسکی حالت پر ہوئے سب اشکبار

شرح- بعض نسخون مین نسخ بگفت بانصرانیان ہے یعنے وزیر نے اتنا کہ تدبیرین جو بات شاہ یہود سے کہی تہی وہی نصارے سے جاکہی- یعنے عمل تدبیر کے موافق کیا- اور جو کہا تہا وہ کر دکہایا۔

حال عالم اینچنین ست اے پسر　　از حسد مے خیزد اینہا سر بسر

ترجمہ　حال عالم کا یہی ہے اے پسر　　ایسی تدبیرین حسد ہین سر بسر

شرح- یعنے تمام عالم مین حسد پہیلا ہوا ہے اور ایسی شیطانی تدبیرین حسد ہی کے سبب بن پڑتی ہین

جمع آمدن نصاری و قبول کردن مکر وزیر و راز گفتن او باایشان

ترجمہ　نصارے کا جمع ہو کر وزیر کے مکر کو قبول کرنا اور وزیر کا اُنسے راز کہنا

صد ہزاران مرد ترسا سوئے او　　اندک اندک جمع شد در کوئے او

ترجمہ　جمع عیسائی ہزارون ہو گئے　　تہوڑے تہوڑے ہو کے لاکہون ہوگئے

شرح- یعنے دین عیسوی سیکہنے کے لیے تہوڑے تہوڑے نصارے جمع ہو کر لاکہون وزیر مکار کے معتقد ہو گئے ترسا بمعنے نصارے رومی لفظ ہے۔

سرِ انگلیون و زنار و نماز　　او بیان میکرد باایشان بہ راز

ترجمہ　نکتہ انجیل و زنار و نماز　　اُنکو سمجہاتا تہا وہ مانند راز

شرح- انگلیون بالفتح و کاف فارسی مفتوح و یائے تحتانی معروف بمعنے انجیل عیسے علیہ السلام و نام کتاب مانی نقاش و نام جامۂ ہفت رنگ و ہر عجیب و غریب سا چیز مگر یہان بمعنے انجیل ہے جسکی تعلیم وزیر مکار نصارے کو دیتا تہا

او بیان میکرد باایشان فصیح　　دائما از اقوال و افعال مسیح

ترجمہ　اور بیان کرتا تہا با حرف فصیح　　دائما اقوال و افعال مسیح

او بظاہر واعظ احکام بود　　لیک در باطن صفیر و دام بود

ترجمہ　حسب ظاہر واعظ احکام تہا　　اور باطن مین صفیر و دام تہا

شرح۔ صفیر۔ جانوروں کے بلانے کی آواز یعنے وزیر مکار کا وعظ در باطن صفیر (لفظا کے بلانے کی آواز) اور دام فریب تھا

	بہر این معنے صحابہ از رسول	ملتمس بودند مکر نفس غول
ترجمہ	ہے یہی باعث کہ اصحاب رسول	پوچھتے رہتے تھے مکر نفس غول
	کو چہ آمیزد ز اغراض نہان	در عبادتہا و در اخلاص جان
ترجمہ	یعنے کیا کیا ہیں وہ اغراض نہان	ملکے کھو دیتی ہیں جو اخلاص جان
	فضل ظاہر را نجستندے ازو	عیب باطن را بجستندے کہ گو
ترجمہ	فضل ظاہر کو نہ کچھ کہتے تھے وہ	عیب باطن پوچھتے رہتے تھے وہ

شرح۔ اینمعنے کا اشارہ خبث باطن اور مکر نفس امارہ کی طرف ہے غُول بمعنے جن و دیو۔ جو جنگل یا پہاڑ وغیرہ میں رہتا ہے اور مسافر کو رستے سے الگ کرکے ہلاک کر دیتا ہے۔ یعنے چونکہ خبث باطن اور نفس کا مکر یکایک معلوم نہین ہوتا اسلیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم رسُول مقبول سے نفس سرکش کے مکر کی بابت سوال کیا کرتے تھے۔ اُسکی ماہیت پوچھا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے حبیب الٰہی اُن پوشیدہ خود غرضیون اور مکر کا حال بیان فرمایئے جو عبادتون اور باطنی اخلاص سے ملکر اُنکو فاسد کر دیتے ہین۔ صحابہ رضؓ ظاہری طور پر بزرگ بننے کے طریقے نہین پوچھتے تھے بلکہ اِس بات کا سوال کیا کرتے تھے کہ باطنی عیب اور مکر نفس کیا چیز ہے۔ دوسرے شعر مین گو بکاف فارسی صیغہ امر ہے (خطاب صحابہ بطرف رسولؐ) بعض نسخون مین کو بکاف عربی برائے استفہام ہے جیسا کہ اِس مصرع مین۔ کو دوستے کہ جان مرا پرسشے کند۔ اور لفظ چہ برائے کثرت جیسا کہ اِس مصرع مین۔ چہ شبہا نشستم درین دیر گم + مطلب دونون کا ایک ہے تیسرے شعر کے پہلے مصرع مین نجستندے بنون نفی اور دوسرے مین بجستندے بیائے موحدہ حسب اقتضائے مقام نہایت درست ہے چنانچہ حذیفہؓ فرماتے ہین كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صلعم عَنِ الْخَيْرِ وَاَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ یعنے اور آدمی تو رسُول اللہ سے بھلائیونکا سوال کیا کرتے تھے اور مین بُرائیون (مکر نفس) کی حقیقت پوچھتا رہتا ہون اسلیے کہ کہین ایسا نہو۔ نفس کی بُرائی مجھ تک پہنچ جائے بعض محققین نے دونو مصرعون مین بجستندے بیائے موحدہ تحقیق کیا ہے۔ یعنے صحابہؓ فضل ظاہر اور عیب باطن دونو کی تعلیم رسُول اللہ سے پاتے تھے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک پہلا نسخہ اچھا ہے۔ اگر حذیفہؓ کے واحد اور نجستندے کے صیغہ جمع ہونیکا اعتراض کیا جائے تو اسکا جواب ہم پہلے دے چکے ہین کہ صحابہ سے مراد بعض صحابہ ہین۔

	مو بمو ذرہ بذرہ مکر نفس	مے شناسیدند چون گل از کرفس
ترجمہ	تھوڑا تھوڑا ذرہ ذرہ مکر نفس	جانتے تھے جسطرح گل۔ اور کرفس

شرح۔ کَرَفس۔ ایک قسم کی گھاس یا اجوئن کے مانند ایک سوار (اجمود) خوشبودار تیز ہوتی ہے یا بمعنے گھس یعنے صحابہؓ کو اخلاص

طاعت اور مکر نفس مین اسطرح امتیاز حاصل تہا جسطرح گل اور کرفس مین - اور یہ امتیاز رسول مقبول صلعم کی تعلیم سے حاصل ہوا تہا -

گفت زان فصلے حذیفہ با حسن ۔ تا بدان شد وعظ و تذکیرش حسن

ترجمہ: کچھ حذیفہ نے کہا تہا اسکا راز ۔ وعظ تہا جس سے حسن کا سرفراز

شرح - یعنے حضرت حذیفہ رض جلیل القدر صاحب اسرار صحابی اور سردار طائفہ اہل تصوف گزرے ہین - انہون نے جو اسرار مکر نفس رسول علیہ الصلوۃ سے معلوم کئے تہے انمین سے (ایک فصل) تہوڑے سے اسرار حضرت حسن بصری رح (سرخیل گروہ اہل اللہ) کو بتادئیے تہے اسلئے حسن بصری رح کا وعظ نہایت با تاثیر ہوگیا تہا - مگر یہ معنے ٹہیک نہین معلوم ہوتے کیونکہ اہل حدیث نے تحقیق کرلیا ہے کہ حسن بصری رح کی ملاقات حذیفہ رض سے نہین ہوی - اسلئے حسن سے امام حسن رضی اللہ عنہ مراد ہین آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کر رہا ہے -

موشگافان صحابہ جملہ شان ۔ خیرہ گشتندے دران وعظ و بیان

ترجمہ: نکتہ دان سارے صحابہ آپ کے ۔ رہتے تہے حیران انکے وعظ سے

شرح - چونکہ امام حسن رض نبیرہ رسول اور صحابی ہین اسلئے ممکن ہے کہ انکے وعظ مین بہت سے صحابہ جمع ہوکر اسرار مکر نفس کے متعلق آپکا وعظ سنکر حیران رہجاتے ہون - لہذا اگر لفظ حسن سے حسن بصری مراد لیے جائین تو صحابہ کا انکے وعظ مین جمع ہونا قرین قیاس نہین ہے - واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

متابعت نصارے آن وزیر جہود را

ترجمہ: نصارے کا اس یہودی وزیر کی اطاعت کرنا

دل بدو دادند ترسایان تمام ۔ خود چہ باشد قوت تقلید عام

ترجمہ: اسپر ایمان لائے عیسائی تمام ۔ شک نہین کمزور ہے تقلید عام

شرح - مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے یعنے عام آدمی کو امام بنالینا اور اسکی تقلید کرنی کمزور اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ عوام حق و باطل مین تمیز نہین کرسکتے - بس تو بمقتضائے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند - اس لحاظ سے نصارے نے ایسے شخص کی تقلید کی جو خود گمراہ تہا - یا یہ معنے ہین کہ عام آدمی (بلا شمول خاص) جو کسیکے مقلد بنجاتے ہین یہ تقلید قابل ترک ہے - کیونکہ یہ ممکن ہے کہ عام (بلا تمیز حق و باطل) کسی گمراہ کو امام بنالین نکتہ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عام کو خاص اشخاص (مثلاً ائمہ اربعہ) کی تقلید کرنی جائز ہے - کیونکہ اول تو وہ خود خاصان خدا مین سے ہین دوسرے یہ کہ عام آدمیوں سے قطع نظر لاکہون خواص بہی انکے مقلد ہین -

اندرون سینہ مہرش کاشتند ۔ نائب عیسیٰش مے پنداشتند

ترجمہ: ساتہ الفت کے سبب رہنے لگے ۔ نائب عیسیٰ اسے کہنے لگے

او بسر دجّال یک چشم لعین — اے خدا فریاد رس نعم المعین

ترجمہ: تہا وُہ کافر ایک دجّال لعین — تجھ سے ہے فریاد اے نعم المعین

شرح۔ یعنے وزیر مکار ظاہر مین عالم اور باطن مین کانا دجال تہا۔ اے خدا اے سب سے اچھے مددگار تو ہماری فریاد کو پہنچ۔ اور ایسے شیاطین الانس کے مکر سے ہمیشہ کے لیئے محفوظ رکھہ دوسرے مصرع سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے۔ ان اشعار مین شیطان کے مکرون سے پناہ مانگی ہے۔

صد ہزاران دام و دانہ ست اے خدا — ما چو مرغان حریص بے نوا

ترجمہ: دام ہین ستے مین لاکھون اے خدا — اور ہم مرغ حریص بے نوا

شرح۔ یعنے اے خدا ہم حریص اور ہوس کے طائر کی اور مکر نفس و شیطان یا تعلقات دنیا دام و دانہ کے مانند ہین ہماری دنیوی گرفتاریان ہمین آسمان معرفت تک اُڑتے نہین دیتین۔ بلکہ دانہ کی حرص بلند پرواز طائر کو بہی نیچے اُتار لاتی ہے

دمبدم پابستۂ دام توایم — ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم

ترجمہ: قید تیرے دام مین ہین سب نیاز — ہم کوئی سیمرغ ہو جائین کہ باز

شرح۔ یعنے ہم ہر وقت اُس دام حرص دنیوی کے پابند رہتے ہین جو تیرے حکم سے ہمارے امتحان کے لیے بچہا ہوا ہے۔ گو بالفرض ہم بلند پروازی مین باز۔ اور رفعت مین عنقا بنجائین۔ لیکن اس دام سے آزاد نہین ہو سکتے

می رہانی ہر دمے مارا و باز — سوئے دامے میرویم اے بے نیاز

ترجمہ: تو رہائی ہمکو دیتا ہے مگر — ہم گرے پڑتے ہین بار رب دام پر

شرح۔ یعنے تو اگرچہ بار ہا بچاتا ہے مگر حسب اقتضائے بشریت ہم پہر بہی کسی نہ کسی نفس یا شیطان کے دام مین جا پہنستے ہین

ما درین انبار گندم می کنیم — گندم جمع آمدہ گم می کنیم

ترجمہ: ڈہیر ہم کرتے ہین گندم دمبدم — جمع جو کرتے ہین کہو دیتے ہین ہم

شرح۔ یعنے ہم اِس دنیوی زندگی مین۔ یا اعمالنامہ مین یا میزان الٰہی مین اپنے خیال کے مطابق گیہون (اعمال صالحہ) کا ذخیرہ جمع کرکے یہ اُمید رکہتے ہین کہ اُسکا ثواب ضرور ملیگا۔ مگر یہ ذخیرہ ضایع ہو جاتا ہے یعنے عجب و ریا و مکر کے سبب سارا ثواب جاتا رہتا ہے۔ اور شیطان جو بمنزلہ موش ہے ہمارے گیہون چرا لیجاتا ہے۔

می نیندیشیم آخر ما بہوش — کاین خلل در گندم ست از مکر موش

ترجمہ: ہے ہماری عقل کا یہ احصل — موش نے ڈالا ہے گندم مین خلل

موش تا انبار ما حفرہ زدست — از فنش انبار ما ویران شدست

ترجمہ: موش کے رخنے سے نقصان ہوگیا — گیہونکا ڈہیر ویران ہو گیا

	اول ایجان دفع شرّ موش کن	وانگہ اندر جمع گندم جوش کن
ترجمہ	اول ایجان موش کو تو دفع کر	اور پہر انبار گندم جمع کر

شرح۔ ہوش سے عقل۔ اور موش سے شیطان یا نفس بد مراد ہے۔ حُفرہ یعنے رخنہ فن بمعنے مکر اور جوش بمعنے محنت ہے۔ یعنے جب ہم عقل سے سوچتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چوہا (شیطان) ہمارے غلہ کو نقصان پہنچاتا ہے جبسے اُسنے انبار مین چہید کیا ہے (اعمال صالحہ مین ریا و مکر کو شامل کر دیا ہے) ہمارا خرمن ثواب برباد ہو گیا ہے لہٰذا اول مکر اور وسوسۂ شیطان کو دل سے دفع کر۔ پہر غلہ جمع کرنیکا مضائقہ نہین بعض نسخون مین جوش کیجگہ کوش ہے

	بشنو از اخبار آن صدر صدور	لا صلوٰۃ تمّ الّا بالحضور
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت صدر صدور	لا صلوٰۃ تمّ الّا بالحضور

شرح۔ صدر صدور بمعنے امیر الامراء و بالانشین بالانشینان۔ یعنے رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ۔ حدیث شریف مین ہے لَا صَلوٰۃَ اِلّا بِحُضُورِ الْقَلْب (بلا حضور قلب نماز نہین ہوتی) اِس سے علماء ظاہر نے کمال کی اور علمائے باطن نے وجود کی نفی مراد لی ہے۔ بہر حال نماز کے لیے حضور ضروریات سے ہے جو ریا و مکر کیحالت مین ہرگز حاصل نہین ہوتا۔ اِس شعر مین اگر تمّ تائے فوقانیہ پڑہا جائے تو یہ معنے ہین کہ نماز بلا حضور قلب تمام نہین ہوتی۔ لفظ صلوٰۃ مونث سہی مگر بتاویل عبادت تمّ کی ضمیر اِسکی طرف راجع ہوسکتی ہے۔ اور اگر ثَمّ ثائے مثلثہ (بمعنے آنجا) کہا جائے تو مطلب یہ ہے کہ اُسجگہہ یعنے بارگاہ الٰہی مین نماز بلا حضور قلب۔ قبول نہین ہوتی۔

	گرنہ موشے دزد در انبار ماست	گندم اعمال چل سالہ کجاست
ترجمہ	گر الگ ہے موش اِس انبار سے	گندم اعمال گم ہے کس لئے
	ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا	جمع مے ناید درین انبار ما
ترجمہ	ریزہ ریزہ طاعت و صدق و صفا	جمع کیون ہوتا نہین یہ کیا ہوا

شرح۔ یعنے اگر ہمارے اعمال کو شیطان چرا نہین لیجاتا تو برسون کی نیکیون کا اثر اور عبادتون کا نور کہان چلا جاتا ہے تہوڑا تہوڑا سا صدق و اخلاص جمع ہو ہو کر خرمن قلب مین ڈہیر کیون نہین ہوجاتا۔ کیونکہ یہ ممکن نہین کہ ہم خالص دل سے عبادت کرین اور اُسکے انوار و برکات موصل الی اللہ نہون۔ حدیث شریف مین ہے اِنّ الشیطان یجری من الانسان مجری الدم (شیطان انسان کی ایک ایک رگ مین خون کی طرح دوڑتا ہے۔

	بس ستارۂ آتش از آہن جہید	وین دلِ سوزندہ پذرفت و کشید
ترجمہ	نکلے آہن سے ستارے بیشمار	اور دل نے رکھ لیے سارے شرار
	لیک در ظلمت یکے دزدے نہان	مے نہد انگشت بر استارگان
ترجمہ	[illegible]	[illegible]

میکشد استارگان را یک بیک — تا که نفروزد چراغے از فلک

ترجمہ — وہ بجھا دیتا ہے شعلے یک بیک — تا نہ روشن دل مین ہو شمع فلک

شرح۔ انمین مضمون سابق (شیطان اور اعمال صالحہ مین اسکی خلل اندازی) کی توضیح ہے ستارہ بمعنے شرارہ اور شرارۂ آتش سے انوار آتش عشق الٰہی آہن سے۔ طاعات (جنکا بجالانا لوہے کے چنے چبانے سے کم نہین) دل سوزندہ سے جلا ہوا دل ظلمت سے نفس امارہ (جو سراسر تاریک ہے) اور دزد سے شیطان مراد ہے یعنے اکثر انوار آتش عشق الٰہی طاعات آہی سے چمکتے ہین اور دل انکو قبول کرکے اپنی طرف کھینچا جاتا ہے لیکن وسوسۂ شیطانی یا خود شیطان نفس امارہ مین چور کیطرح گھس بیٹھتا ہے اور ان چمکتے ہوئے شرارونکو بجھا دیتا ہے مطلب یہ کہ اگر وسوسۂ شیطانی سے کسی شخص پر انوار طاعات ظاہر نہین ہو سکتے۔ ورنہ انسان طاعات کے سبب عالم ملکوت تک پہنچ سکتا ہے حدیث مین ہے لولا ان الشیاطین یحومون علی ابن آدم لنظر الی الملکوت اگر شیاطین ابن آدم پر غلبہ نکیے رہتے تو اسکی نظر عالم ملکوت تک پہنچ جاتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شرارۂ آتش سے انوار جذبات الٰہی اور آہن سے حکم مرشد (جسکا ماننا ابتدا مین سخت مشکل ہے) ظلمت سے احکام بشریت وزد سے افکار ماسوا اللہ مراد رکھے جائین۔ یعنے اکثر انوار جذبات الٰہی ارشاد مرشد کامل سے حاصل ہوتے ہین جنکو طالب صادق کا دل قبول کرلیتا ہے لیکن طالب غیر صادق کی ظلمت بشریت مین افکار ماسوا کا ایک چور داخل ہوگیا ہے جو انوار جذبات کو اسکی نظرون کے سامنے آنے نہین دیتا۔ اور یہ سب اسلیے ہے کہ شیطان یا فکر ماسوے اللہ یہ نہین چاہتا کہ طالب کے دل مین فلک (عالم علوی) سے انوار جذبات کا چراغ روشن ہو۔ بلکہ اسکا مطلب تو ظلمت اور گمراہی ہے بعض نسخون مین سوزندہ کی جگہ شوریدہ ہے۔ مطلب دونونکا ایک ہے

گر عنایاتت شود با ما مقیم — کے بود بیمے ازان دزد لئیم

ترجمہ — ہمپہ ہو گر تیری رحمت سربسر — ایسے خائن چور کا ہو کیا خطر

گر ہزاران دام باشد در قدم — چون توئی با ما نباشد ہیچ غم

ترجمہ — گو ہزارون دام ہین زیر قدم — تو ہمارا ہے تو پھر کیا ہمکو غم

در تمثیل عارف و حال او

ترجمہ — عارف باللہ کی تمثیل اور اسکا حال

ہر شبے از دام تن ارواح را — مے رہانی میکنی الواح را

ترجمہ — دام تن سے شب کو چھٹکر مرغ روح — اے تری قدرت کہ پاتا ہے فتوح

شرح۔ لفظ میرہانی ارواح سے متعلق ہے اور میکنی بفتح الکاف مشتق از کندن یعنے اے خدا تو ہر شب ارواح کو سوئے

ہین تن سے جدا کر دیتا ہے اور ارواح بدن کو چہوڑ کر انہین سے روحون کو نکال لیتا ہے ۔ یا یہ معنے ہین کہ ارواح ذہن و عقل کا علاقہ سوتے وقت روح سے قطع کر دیتا ہے کیونکہ حالت خواب مین ذہنی معلومات مختلط ہو جاتے ہین اور بیداری کی وقت وہی معلومات پہر رجوع کر آتے ہین ۔ نیکو نکو نیکیان اور بدون کو بدیان اسیطرح سب جہنے لگتی ہین جو خواب سے پہلے ذہن مین تہین یہ آیت اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ الٰے آخرہ کا اقتباس ہے جسکا مطلب آگے چلکر لکہا جائیگا ۔ عارف کا حال ہر حال مین بالکل خواب کی حالت سے مشابہ ہے جو عنقریب بالتفصیل معلوم ہوگا ۔

	می رہند ارواح ہر شب زین قفس	فارغان نے حاکم و محکوم کس
ترجمہ	چھٹکے روحین رات کو اس دام سے	ہوکے فارغ رہتے ہین آرام سے
	شب ز زندان بیخبر زندانیان	شب ز دولت بیخبر سلطانیان
ترجمہ	شب کو قیدی قید سے ہین بیخبر	اور سلطانی پراز خواب شکر
	نے غم و اندیشۂ سود و زیان	نے خیال این فلان و آن فلان
ترجمہ	فکر ہے سود و زیان کا بر طرف	فکر ہے سارے جہان کا ہر طرف

شرح ۔ یعنے شب کو سوتے وقت روحین رقفس بدن سے جدا ہوکر تمام نفع و ضرر کے اندیشون اور زید و عمرو کے خیال سے فارغ ہو جاتی ہین ۔ یہانتک کہ قیدی زندان کی حالت سے ربا وجود تکلیف و مصیبت بیخبر اور سلاطین بادشاہی اپنی خدمات سے غافل ہو جاتے ہین کیونکہ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ نیند موت کی بہن ہے یہی حال عارف کا ہے جسکی تفصیل مع فرق خاص آیندہ اشعار مین ہے ۔

	حال عارف این بود بیخواب ہم	گفت یزدان ہم رقود زین مرم
ترجمہ	ہے یہی بے خوابی عارف کا حال	ہم رقود دیکھو قول ذو الجلال

شرح ۔ مرم مخفف مرام ۔ بمعنے مطلب و مراد ۔ یعنے ہم جو کچہ اوپر کہہ چکے ہین ۔ یہ عام لوگونکا حال تہا کہ بیداری مین انکے تمام تعلقات بدستور قایم رہتے ہین اور حالت خواب مین منقطع ہو جاتے ہین ۔ لیکن عارف کامل کا عالم بیداری مین بہی وہی حال ہے جو عالم خواب مین ہوتا ہے ۔ انکی روحین ہر وقت اونکے عالم مین عالم ارواح کی سیر کرتی رہتی ہین اور انکا عمل ہو تو اقبل اَنْ تَمُوْتُوْا پر ہے ۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا ہے وَتَحْسَبُھُمْ اَیْقَاظًا وَّھُمْ رُقُوْدٌ یعنے ایمخاطب تو اصحٰب کہف کو بیدار خیال کریگا کیونکہ انکی آنکھین کہلی ہوی ہین ۔ مگر فی الواقع وہ سو رہے ہین ۔ یعنے ما سوے اللہ سے غافل ہین ۔ یا یہ کہ انکی روحین بدن کو چہوڑ کر مشاہدۂ حق مین مستغرق ہین ۔ یہی حال عارفان کامل کا ہے ۔ کہ وہ ظاہر مین بیدار رہتے ہین مگر حقیقت مین سوتے ہین یعنے تعلقات دنیوی سے بالکل جدا ہین ۔ انکا خواب بیداری ہے اور بیداری خواب ہے ۔

خفتہ از احوال دنیا روز و شب | چون قلم در پنجۂ تقلیب رب

ترجمہ: بیخبر دنیا سے ہین وُہ اس طرح | پنجۂ رب مین قلم ہے جسطرح

شرح۔ یعنے عارفان کامل احوال دنیا سے ہر وقت غافل ہین اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا قلم قدرت پنجہ تقلیب رب مین۔ کہ وہ جسطرح اور جسطرف چاہتا ہے قلم کو پہیر دیتا ہے تقلیب باز گردانیدن۔ و باز گونہ کردن و بدل کردن حرفے بحرفے (چنانچہ اصحاب کہف کی شان مین وارد ہے **ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال** (داہنی یا بائین جس جانب چاہتے ہین ہم اُنکو پہیر دیتے ہین) مطلب یہ کہ عارفان کامل اور تارکان ہستی فانی اللہ تعالےٰ کے ہاتہ مین اسطرح ہین جسطرح مردہ بدست زندہ۔ اُنکے تمام افعال و حرکات و سکنات اُسیکی طرف منسوب ہین۔ اور تسلیم و رضا اُنکا خاص شیوہ ہے۔ بخلاف عوام۔ جو پنجۂ تقلیب رب سے توکسیطرح باہر نہین ہوسکتے مگر اِس قابل کاہیکو ہین کہ اُنکے افعال اُدہر منسوب کیے جائین یا وہ تسلیم و رضا کے پابند ہوکر رہین۔

آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم | فعل پندارد بہ جنبش از قلم

ترجمہ: ہاتہ ہے جس سے نہان وقت رقم | جانتا ہے خط کو وُہ فعل قلم

شرح۔ اس شعر مین عارفان کامل اور عوام کے فرق کی تمثیل ہے۔ یعنے مثلاً ایک شخص دوسرے کی تحریر کو تو دیکہہ رہا ہے۔ مگر لکہنے والے کا ہاتہہ اُسکو نظر نہین آتا تو یہ کم فہم دیکہنے والا حرکت کے سبب تحریر کو قلم ہی کا فعل سمجہیگا۔ حالانکہ تحریر فے الواقع ہاتہ کا فعل ہے اور قلم صرف ایک واسطہ ہے یہی حال عارفون کا ہے کہ اُنکے افعال درحقیقت خدا کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ اور عوام کے نہین ہوتے۔ لیکن لوگون کو یہ فرق نظر نہین آتا

تمثیل مرد عارف و تفسیر آیۂ اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا

ترجمہ: تمثیل مرد عارف کی اور تفسیر آیت اللّٰہ یتوفے الانفس حین موتہا کی

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضے علیہا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمیٰ۔ یعنے اللہ تعالےٰ قبض کرلیتا ہے جانونکو اُنکی موت کے وقت اور قبض کرلیتا ہے اُن جانونکو جنکی ابہی موت نہین آئی سوتے وقت پس جن جانون کو اُسنے موت کے وقت قبض کرلیا ہے وہ پہر کر نہین آتین۔ اور جو نیند کے وقت قبض کیجاتی ہین وہ پہر آجاتی ہین۔ آدمی غور کرے تو اُسکی نیند بہی ایک تماشائے قدرت ہے کہ روح بدن سے نکلجاتی ہے۔ اور ظاہری علاقے سب منقطع ہوجاتے ہین۔ مگر پہر بیدار ہوتے ہی نئی زندگی ملجاتی ہے سبحانہ ما اعظم شانہ۔

شمۂ از حال عارف وانمود | خلق را ہم خواب حسی در ربود

ترجمہ: اسمین ہے کچہ حال عارف کا بیان | خلق کو ہے خواب حسی کا گمان

اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ خلق را۔ پہلے مصرعہ سے متعلق ہے اور لفظ را بمعنے برائے بحذف مضاف ہے (یعنے لفظ ارشاد محذوف ہے) اور در ربود کی ضمیر اُسکے فاعل خلق کیطرف راجع ہے اور ربود بمعنے معلوم کر اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کے قصہ مین ارشاد خلق کے لیے تہوڑا سا عارف کا حال بیان کردیا ہے۔ یعنے عارف ایسے ہوتے ہین جیسے کہ اصحاب کہف تہے کہ بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہین۔ مگر فی الواقع سورہے ہین یعنے ماسوے اللہ سے بالکل غافل ہین لیکن افسوس خلق نے اسکو بہی خواب حسّی سمجہا۔ اور واقعی حال کو نہ جانا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ چاہا کہ عوام پر عارف کا کچہ حال ظاہر کرے تو نیند کو مسلط کرکے تہوڑی دیر کے لیے اُنکو خودی سے بیخود کردیا تاکہ وُہ معلوم کرلین کہ عارف ہر وقت اور ہر حال (خواب و بیداری) مین اسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہین۔ خواب حسّی۔ خواب ظاہری۔ یعنے ذکر الٰہی اور طاعات خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہین۔

	رفتہ در صحراے بیچون جان شان	روح شان آسودہ و ابدان شان
ترجمہ	اُنکی جانین عالم برتر مین ہین	روح و تن آسودگی کے گہر مین ہین
	فارغان از حرص و اکباب و خصص	مرغ وار از دام جستہ در قفص
ترجمہ	گرنے پڑنے دوڑنے سے برکنار	دام سے آئے قفس مین مرغ وار

صحراے بیچون۔ عالم بے کیف۔ اکباب منہ کے بل گرنا۔ اور خصص دوڑکر چلنا۔ یعنے سونیوالے (خواہ اصحاب کہف ہون یا عام مخلوق) حرص دنیوی اور بہاگ دوڑ سے بالکل فارغ ہین۔ اور دام تعلقات دنیوی سے چہوٹ کر قفس عالم بے کیف مین جا پڑے ہین۔ لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

	ترک روز آخر چو با زرین سپر	ہندوے شب را بہ تیغ افگند سر
ترجمہ	ترک روز آتا ہے جب لیکر سپر	ہندوے شب کا گرا دیتا ہے سر
	میل ہر جانے بسوے تن بود	ہر تنے از روح آبستن بود
ترجمہ	جان پہر آتی ہے سوے جسم زار	روح سے ہوتا ہے ہر تن زیر بار

یعنے جب سونیوالون کی رات گذر گئی اور دن نکل آیا۔ یا یہ کہیئے کہ جب دن نے (جسکو ترک سے اُسکے سفید رنگ ہونے مین تشبیہ دی ہے) آفتاب کی سپر اور اُسکے شعاعون کی تلوار لیکر ہندوئے شب کا سر کاٹ دیا۔ تو اُن سب سونے والون کی جانین اُنکے بدنون کی طرف چلی گئین۔ اور ہر بدن روح کا حامل ہوگیا۔ مگر انجام یہ ہوا کہ

	از صفیرے باز دام اندر کشی	جملہ را در دام و در داور کشی
ترجمہ	سیٹی کے تو آواز پہیلاتا ہے دام	زیر دام آجاتے ہین روحین تمام

صفیر سے لفظ کُن یعنے حکم خداوندی مراد ہے۔ چونکہ دام بچھاتے وقت صیاد جانوروں کی سی آواز بنا کر اونکو فریب دیا کرتا ہے اسلئے دام کے مناسب سے یہان بہی وہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے اجذا صبح ہوتے وقت پہر تو اپنے حکم سے جال بچھا دیتا ہے۔ اور سونے والون کو دام تعلقات اور تکالیف دینی و دنیوی کی طرف کھینچتا ہے۔ دادر بمعنے حکم اور فیصلہ کنندہ مقدرات ہے لیکن بیان بمعنے حکم ہے۔

	چونکہ نور صبحدم سر بر زند	کرگس زرین گردون پر زند
ترجمہ	جبکہ ظاہر ہو گیا نور سحر	کرگس گردون نے کہولے اپنے سر
	فالق الاصباح اسرافیل وار	جملہ را در صورت آرد زان دیار
ترجمہ	حکم رب فالق الاصباح سے	ملگئے سارے بدن ارواح سے

پہلے مضمون کی توضیح ہے۔ بطریق تمثیل۔ کرکس زرین آفتاب فالق الاصباح بمعنے شگافندہ صبح یعنے اللہ تعالے صورت سے عالم صورت اور ز ان دیار سے عالم بے کیف مراد ہے

	روحہائے منبسط را تن کند	ہر تنے را باز آبستن کند
ترجمہ	تہی الگ جو روح تن سے ملگئی	صبح ہوتے ہی بدن سے ملگئی

شرح۔ منبسط بمعنے مجرد و جُدا۔ از تن۔ آبستن حاملہ۔ یعنے تو اُن روحون کو جو سوتے وقت بدن سے جدا ہو گئی تہین متعلق با بدن کر دیتا ہے۔ اور ہر تن کو حامل روح بنا دیتا ہے۔ یا انپر اصلاح امور دنیویہ اور تکالیف شرعیہ کا بوجہ ڈالدیتا ہے یہ تیری وحدانیت اور قدرت کا ثبوت ہے مولانا نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین یہانتک معنوی طور پر عارفان کامل کا حال بیان کیا ہے۔ یعنے جسطرح سونے والے رات کو بیخبر سو جاتے ہین اور صبح کو ہوشیار ہو کر اپنے کاروبار مین مشغول ہو جاتے ہین اسیطرح عارفان کامل ہر وقت مشاہدۂ تجلیات مین مستغرق ہو کر ماسوے اللہ سے غافل ہین۔ اور قید بشریت مین صرف ارشاد خلائق یعنے دینی کام کے لیے آجاتے ہین۔

	اسپ جانہا را کند عاری ز زین	سر النوم اخ الموت ست این
ترجمہ	زین سے ہوتا ہے خالی اسپ جان	سر النوم اخ الموت اسکو مان

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اسپ جان (روح) اور زین بدن کے تعلق کو بوقت خواب جُدا کر دیتا ہے۔ اور حدیث النوم اخ الموت کے یہی معنے ہین یعنے جسطرح موت سے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہین اسیطرح نیند سے حدیث شریف مین ہے سأل سائل عن رسول اللہ صلعم هل ينام اهل الجنة فقال النوم اخ الموت لا ينام اهل الجنة ایک شخص نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ اہل جنت کو نیند آئیگی یا نہین آپنے فرمایا نیند کو موت کا بہائی سمجہنا چاہیئے اسلئے اہل جنت پر خواب طاری نہو گا۔

لیک پھر آنکہ روز آیند باز | بر نہد بر پائے شان بند دراز
ترجمہ: لیکن اُنکے پھر بُلانے کے لیے | رسیان وہ باندھتا ہے پانو سے

تاکہ روزش واکشد زان مرغزار | وز چراگاہ آردش در زیر بار
ترجمہ: تاکہ اُس جنگل سے اُنکو کھینچ کر | زیر با غم کرے بار دیگر

شرح۔ یعنے اللہ تعالٰے سوتے وقت اسپ روح کو بدن کے زین سے جُدا کر دیتا ہے۔ لیکن بسلیئے کہ اس اسپ کی اُنکو ضرورت ہوتے ہے اُسکو پابند کر رکھا ہے دام دراز سے مراد تعلقات ہین۔ اور یہ پابندی اسلیئے ہے کہ دن مین اُسکو مرغزار سے کھینچکر اور چراگاہ سے واپس لاکر اُس سے کچھ کام لے۔ یعنے جسطرح گھوڑا پالنے والے اُسکے پانو مین ایک لمبی رسّی باندھ کر گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑ دیتے ہین اور جب چاہتے ہین رسّی کھینچکر اُسپر سواری کر لیتے ہین۔ اسیطرح اللہ تعالٰے حالت خواب مین اسپ روح کو زین بدن سے جُدا کر دیتا ہے لیکن دونو مین علاقہ قایم رکھتا ہے یہ علاقہ حقیقی موت سے پہلے منقطع نہین ہوتا کیونکہ ابہی اُسکو روح اور بدن کے مجموعے سے دنیا کا کچھ کام لینے ہین۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ اُن کا عالم محویت مین مستغرق ہونا بمنزلہ خواب ہے لیکن ارشاد خلق کے لیئے اُنکو عالم بشریت مین آنے کی تکلیف دیجاتی ہے (جو بمنزلہ بیداری ہے)

کاش چون اصحاب کہف آن روح را | حفظ کردی یا چو کشتی نوح را
ترجمہ: کاش رہتی حفظ خالق مین روح | مثل اہل غار و چون کشتی نوح

تا ازین طوفان بیداری و ہوش | وا رہیدی این ضمیر و چشم و گوش
ترجمہ: عقل کے طوفان سے تا پاتے نجات | قلب و چشم و گوش جملہ کائنات

شرح۔ یعنے کاشکے اللہ تعالٰے یا تو روح کی حفاظت روح اصحاب کہف کیطرح کرتا۔ یا کشتی نوح کی طرح (دوسرے مصرع مین را قایم مقام اضافت ہے) تاکہ بعد استغراق طوفان بیداری اور طوفان عقل جزئی سے دل اور آنکھہ اور کانونکو نجات ملتی۔ یعنے اے رب جس شخص نے تیری محبت مین اپنی بشریت کو فنا کر دیا ہے (جیسا کہ اصحاب کہف نے) اُسکو پھر عالم بشریت مین نہ لا۔ بلکہ مشاہدۂ تجلیات مین ہمیشہ کی زندگی دے۔ اور سفینۂ وجود عارضی کو طوفان ماسوے اللہ سے بچا۔ اور اپنے عشق کی بیداری دے کر تمام دنیا سے غافل کر دے۔

اے بسا اصحاب کہف اندر جہان | پہلوی تو پیش تو ہست این زمان
ترجمہ: ہین بہت اصحاب کہف اب بہی مگر | تیری نظرون سے نہان ہین سربسر

شرح۔ یعنے اے مخاطب اگر اصحاب کہف کا قصہ سُنکر تو اُنکی ملاقات کا طالب ہے تو اب بہی بہت سے اصحاب کہف تیرے پہلو مین اور تیرے سامنے موجود ہین۔ مگر بصیرت چاہیئے۔ وہ ان ظاہری آنکھون سے نظر نہین آتے۔

غار با تو یار- با تو در سرود | مہر بر چشمست و بر گوشت چہ سود

ترجمہ- گلے ہے ہین نغمہ تیرے یار غار | اندہے بہرے ہین سے ہے تو ہر زہ کا

شرح- غار با تو- یار با تو کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے- اور غار سے بطور استعارہ عارف مراد ہے اسلیے کہ وہ بہی غار کیطرح مقام وحدت اور اسن مین ہے- یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو کیون ڈہونڈتا ہے بہت سے اصحاب کہف کے مرتبہ کے آدمی (یعنے عارف) تیرے یار ہین اور تجکو سرود وحدت سُنا رہے ہین مگر تو اُنکے سرود کو سُنتا نہین- نیز یہ بہی ممکن ہے کہ غار سے پہلے حذف مضاف ہو یعنے اصحاب غار اسوقت یہ معنے ہوے کہ بہت سے اصحاب کہف (عارفان کامل) تیرے یار غار ہین اور تجکو اپنا راگ سُنا رہے ہین مگر تیرے کانونپر مہر لگی ہوی ہے تجہے نغمہ حق سنائی نہین دیتا-

باز دان کز چیست این روپوشہا | ختم حق بر چشمہا و گوشہا

ترجمہ- سوچ تو کیون ہین یہ تجہسے ستر | ہو گئی ہے مُہر چشم و گوش پر

شرح- خلاصہ یہ ہے کہ اے شخص اگر تو بینا ہو تو خلق مین مشاہدہ حق کر سکتا ہے- اسی مناسبت کے لیے مولانا قصہ لیلی نقل فرماتے ہین جسنے بادشاہ وقت کو ایک سوال کا عارفانہ جواب دیکر شرمندہ کر دیا تہا-

سوال کردن خلیفہ از لیلی وجواب او

ترجمہ- بادشاہ وقت کا لیلی سے سوال اور لیلی کا جواب

گفت لیلے را خلیفہ کان توئی | کز تو مجنون شد پریشان و غوی

ترجمہ- ایک خلیفہ نے یہ لیلے سے کہا | قیس ہے شاید تجہی پر مبتلا

از دگر خوبان تو افزون نیستی | گفت خامش چون تو مجنون نیستی

ترجمہ- اور معشوقون سے تو افزون نہین | بولی وہ چپ رہ کہ تو مجنون نہین

شرح- یعنے خلیفہ وقت نے لیلی سے یہ کہا کہ تیرے عشق مین مجنون کے دیوانہ ہونیکا کیا باعث حالانکہ تو اور حسینون سے کچہ زیادہ خوبصورت نہین ہے- لیلے نے جواب دیا کہ اے بادشاہ خاموش رہ کیونکہ تو خود مجنون نہین ہے- ورنہ مجکو تمام حسینون سے بہتر جانتا- گویا مولانا قدس سرہ اُس شخص کو جواب دے رہے ہین جو اولیا کے وجود اور اُنکے ہمرتبہ اصحاب کہف ہونیسے انکار کرے مطلب یہ ہے کہ اولیائے کامل ہر وقت موجود ہین مگر کور باطنون کو نہین دکہلائی دیتے جسطرح خلیفہ کی آنکہون مین لیلے نہین جچی تہی- غوی- گم کردہ عقل-

دیدۂ مجنون اگر بودے ترا | ہر دو عالم بیخطر بودے ترا

ترجمہ- دیدۂ مجنون اگر ملتا تجہے | بہتر از ہر دو جہان کہتا مجہے

	باخودی تو لیک مجنون نیخودست	در طریق عشق بیداری بدست
ترجمہ	تو ہے باخود اور مجنون بے خبر	عشق مین کہتی ہے بیداری ضرر

شرح۔ لیک قائم مقام حرف عطف ہے۔ اور دوسرے مصرع مین بیداری سے دنیوی معاملات کی ہوشیاری اور اُنکی طرف متوجہ ہونا مُراد ہے۔ جو طریق عشق مین نہایت مذموم ہے۔

	ہر کہ بیدارست او در خواب تر	ہست بیداریش از خوابش بتر
ترجمہ	ست ہے بیدار یکسر خواب سے	اُسکی بیداری ہے بد تر خواب سے

شرح یعنے جو شخص دنیوی معاملات مین بیدار ہے۔ گویا اُسکا خواب غفلت بہت بڑہگیا ہے وہ حقیقت سے زیادہ غافل ہے۔ دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے یعنے ایسے شخص کے بیداری خواب سے بہی بدتر ہے۔ کیونکہ وُہ حالت خواب مین صرف حسنات سے محروم ہے۔ اور یہ حالت بیداری مین غفلت کے سبب حسنات سے تو محروم تہا ہی سیئات بہی جمع کر رہا ہے۔

شرح	ہر کہ در خوابست بیداریش بہ	مست غفلت عین ہشیاریش بہ
ترجمہ	خواب والے کی ہے بیداری عزیز	مست غفلت کی ہے ہشیاری عزیز

شرح۔ یعنے جو شخص دنیوی معاملات سے غافل ہے وُہ فی الواقع بیدار ہے اور اُسکی بیداری بہت اچہی ہے کیونکہ بظاہر مست غفلت ہے مگر در باطن ہُشیار ہے اور اُسکی یہ غفلت جو عین ہشیاری ہے نہایت اچہی ہے۔

	چون بحق بیدار نبود جان ما	ہست بیداری چو دربندان ما
ترجمہ	جو نہو بیدار حق کیا جان ہے	بلکہ چوکیدار وُہ انسان ہے

شرح۔ دربند بمعنے قلعہ و بمعنے دروازہ لیکن یہان مجازاً بمعنے چوکیدار لیا گیا ہے۔ یعنے جب ہماری جان بیداری سے لیے نہو بلکہ دنیا کے لیئے ہو۔ تو یہ بیداری ایسے ہی جیسے ہماری چوکیدارون کی بیداری جو صرف دنیا کے لیئے ہے۔ اکثر مالدار تہجد کے بہانہ سے رات کو جاگتے ہین ایسے لوگ مال کے چوکیدار ہین۔

	جان ہمہ روز از لگد کوب خیال	وز زیان و سود و از خوف زوال
ترجمہ	جان کو ہر دم ہو جب فکر و خیال	دنیوی سود و زیان، خوف زوال
شرح	نے صفا میماندش نے لطف و فر	نے بسوے آسمان راہِ سفر
ترجمہ	پہر صفائی نام کو رہتی نہین	جا نہین سکتی سوے عرشِ برین

شرح۔ یعنے روح مین لگد کوب اور صدمات خیال اور امید سود و غم زیان اور خوف زوال دنیا کے سبب صفائی و لطافت اور قوت باقی نہین رہتی اور نہ اسکو آسمان اور عالم ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے بلکہ وُہ اسی عالم سفلی

ہین نفس اور شیطان کے قبضہ مین پہنکر دنیا مین عشق حقیقی اور عقبے مین درجات علیا سے محروم رہجاتی ہے انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے خیالات فاسدہ کو جو فی الواقع خواب وخیال ہین ترک کرکے روح کی صفائی حاصل کرے

خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال	دارد اُمید وکند با او مقال
ترجمہ خفتہ وُہ ہے جو ہو پابند خیال	رکہے اُمید اور اُس سے قیل وقال

شرح۔ یعنے خفتہ اور غافل عن اللہ جسکی ہم مذمت کرتے ہین وُہ ہے جو اپنے خیال سے کسی قسم کی اُمید رکہے اور خیال ہی سے باتین کرے جائے۔ یعنے اپنے خیالات کا ایک وجود مقرر کرے اور تمام عمر تصورات باطلہ مین ضایع کردے۔ اور عقبے کے عالی مرتبے حاصل کرنیسے محروم رہے

نے چنان کز خیال آید بحال	آن خیالش گرد و او را صد وبال
ترجمہ فکر باطل سے نہو یکدم بحال	اک خیال اُسکے لیے ہون سو وبال

شرح۔ یعنے وُہ خفتہ ایسا خفتہ نہو کہ اپنے خیال باطل سی باز آجاے کیونکہ خیال سے باز آنیوالا اہل دل کے نزدیک لایق تعریف ہے بلکہ ایسا خفتہ ہو کہ اُسکا خیال اُسکے لیے بہت سے وبال کا باعث ہو جائے

دیو را چون حور بیند او بخواب	پس ز شہوت ریزد او با دیو آب
ترجمہ خواب مین شیطانکو سمجہے رشک حور	احتلام اس سے ہو اُسکو بالضرور
چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت	او بخویش آمد خیال از وے گریخت
ترجمہ ہو گیا جب تخم بالکل رائگان	کہل گئی آنکہہ اب وُہ جلوہ ہے کہان
ضعف سر بیند ازان و تن پلید	آہ ازان نقش پدید ناپدید
ترجمہ اب تو سر مین ضعف ہے تن ہے پلید	حور کی سی شکل ہے اب ناپدید

شرح۔ ان شعرون مین اُس شخص کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے خیالات باطلہ کے ساتہ غفلت سے نیند سو رہا ہے یعنے اس شخص کو خواب مین شیطان حور کی صورت دکہائی دیتا ہے اور احتلام ہو جاتا ہے اور جب تخم نسل زمین شور مین جاتا دکہائی دیتا ہے۔ حالت خواب سے ہوش مین آجاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضعف سر اور ناپاکی بدن سے محفوظ نہین رہ سکتا علے ہذا القیاس ایسکے دیگر خیالات باطلہ کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے اور چونکہ انکا کچہ وجود نہین اسلیے ترک کے قابل ہین مطلب یہ کہ دنیا ایک خواب وخیال ہے کیونکہ اسکی دولت لذت ثروت موت کے سبب زایل ہو جاتی ہے اور اُسکا عاشق جب حشر کے دن اُٹہایا جائیگا تو دنیا ایک قبیح صورت مین اُس سے ملاقات کریگی اور اُسکے بدن کو اپنی ناپاکی سے ملوث کردیگی۔ پہر اگر یہ شخص مومن ہے تو جب تک محبت دنیا کی ناپاکی دور نہو جائیگی عذاب نار مین گرفتار رہیگا۔ اور اگر کافر ہے تو عذاب مخلد کیا جائیگا۔ کیونکہ کافر کی ناپاکی کفر کے باعث بیحد انتہا ہو گئی ہے اور اُن لوگونکا

حال بہی جو جہوٹے اور مکار صوفیون کے کہنے مین آجاتے ہین۔ اُس احتلام والے کا سا ہے یعنے جب انکو ہوش آتا ہے تو اُسکے جھوٹ سے آگاہ ہوجاتے ہین۔ لیکن اُسکے فساد کے ناپاکی کو اپنی ذات سے دور نہین کرسکتے۔

مرغ بربالا پران و سایہ اش — میدود بر خاک پران مرغ وش

ترجمہ: اُڑرہا ہے جانور افلاک پر — دوڑتا ہے اُسکا سایہ خاک پر

ابلہے صیاد آن سایہ شود — میدود چندانکہ بے مایہ شود

ترجمہ: احمق اُس سایہ کا کرتا ہے شکار — ہے مگر اس کام مین وہ ہرزہ کار

بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست — بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست

ترجمہ: کیونکہ ہے وہ سایۂ مرغ ہوا — طائر پران کجا سایہ کجا

تیر اندازد بسوئے سایہ او — ترکشش خالی شود در جستجو

ترجمہ: تیر سایہ پر لگائے بے مرام — اور ترکش ہوگیا خالی تمام

شرح۔ یہ شعر بطور تمثیل و توضیح صاحب خیالات باطلہ کی نسبت لکھے گئے ہین۔ اور انکا مطلب خود مشرح ہے

ترکش عمرش تہی شد عمر رفت — از دویدن در شکار سایہ تفت

ترجمہ: عمر سب کہوئی گمان باطل ہوا — سعی بے حاصل سے کیا حاصل ہوا

شرح۔ یعنے جسطرح سایہ کا شکار کرنے والے کی عمر کا ترکش خالی ہوگیا۔ اور عمر برباد ہوگئی یا سایہ کے پیچھے دوڑنے سے گھلگئی۔ اسیطرح صاحب خیالات باطلہ کی تمام عمر ضایع ہوجاتی ہے اور اُسکو کچھ حاصل نہین ہوتا۔

سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش — وارہاند از خیال و سایہ اش

ترجمہ: سایۂ حق جسکے حق مین دایہ ہے — اُسکو کب فکر خیال و سایہ ہے

شرح۔ سایۂ یزدان۔ یعنے ولی مرشد کامل اور دایہ سے مراد مُربی ہے یعنے اولیاء اللہ اگر اُسکا مُربی اور دایہ بنکر اُسکو تیر معرفت حق بلادین۔ تو دنیا اور اپنے خیال باطل اور سایہ لاحاصل سے باز رہ سکتا ہے۔ ولی کو سایہ اسلیئے کہاکہ جسطرح دایہ کا دودہ ممد حیات جسمانی ہے۔ اسیطرح ولی کا ارشاد اور افاضہ ممد حیات روحانی ہے۔ خیال و سایہ۔ ممکنات بہی مراد ہوسکتے ہین

در تحریص متابعت ولی مرشد

ترجمہ: ولی مرشد کے اتباع کی ترغیب کا ذکر

سایۂ یزدان بود بندہ خدا — مردۂ این عالم و زندہ خدا

ترجمہ: بندۂ حق سایۂ حق ہے ضرور — ایک کا ہوکر دو عالم سے نفور

شرح۔ ولی کو اسلیئے سایہ یزدان کہتے ہین کہ اُسنے اپنی بشریت اور وجود عارضی کو تجلیات آلہی کے سامنے۔ فنا کردیا ہے

اسلئے ولی عالم دنیا کے اعتبار سے مُردہ ہے۔ اور عالم عقبےٰ یا خدا کی نزدیک زندہ۔

دامنِ او گیر زوتر بے گمان	تا رہے از آفتِ آخر زمان
ترجمہ: اُسکا دامن تھام لے تو بیگمان	تا نہ آئے آفت آخر زمان

شرح۔ زوتر مخفف زود تر اور آخر زمان سے زمانۂ موت یا عالم عقبےٰ مراد ہے۔

کیف مدّ الظّل نقش اولیاست	کو دلیل نور خورشیدِ خداست
ترجمہ: کیف مدّ الظل کے معنے ہین جُدا	ہر ولی ہے نور خورشید خدا

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَہْرًا وَّ بَطْنًا یعنے قرآنمجید کے ظاہر معنے بھی ہین اور باطن بھی اللہ تعالےٰ سورۂ فرقان مین فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ایمخاطب کیا تو نے اپنے رب کے فعل کیطرف نہین دیکھا کہ اُسنے کیونکر سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اُسکو ساکن کر دیتا پھر اُس پر آفتاب کو دلیل ٹھرایا پھر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کھینچ لیا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم آلہی سایہ تمام عالم مین پھیلا رہتا ہے۔ اور آفتاب اُسکے پہچاننے کی دلیل اور اُسکے سمجھنے کی ایک تمثیل ہے اگر آفتاب نہوتا تو ہرگز اُسکی شناخت نہو سکتی طلوع شمس کے بعد وہ سایہ اپنے مرکز اصلی (اللہ تعالےٰ) کی طرف مقبوض ہو جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہجاتا ہے۔ پہلا سایہ جسکی بابت قرآن مجید مین ذکر ہے وہ سایہ ہے جو صبح صادق کے وقت سے شروع ہوجاتا ہے۔ یہ اس آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطن معنے مولانا قدس سرہ نے بیان فرمائے ہین۔ یعنے کیف مدّ الظّل سے نقش اولیا مُراد ہے اور نقش کے معنے وجود اولیا یا ارشاد کے ہین۔ اسصورت مین آیۃ کے یہ معنے ہین کہ ایمخاطب تو اپنے رب کے قدرت کی طرف دیکھ کہ اُسنے وجود اولیا یا ارشاد اولیا کو کیونکر جہان مین پھیلایا جو نور ذات آلہی کا اسطرح رہبر ہے جسطرح آفتاب سایۂ صبح صادق کا۔ ظہور صبح سے طلوع آفتاب تک کا سایہ اور زمانہ تمام زمانون سے بہتر ہے کیونکہ اسوقت نہ زیادہ روشنی ہوتی ہے نہ زیادہ تاریکی جنت مین ایسا سایہ ہمیشہ رہیگا اور آیت فِیْ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے یہی معنے ہین بعض محققین نے ظل سے زمین کا سایہ یعنے رات کا اندھیرا مراد لیا ہے یعنے خدا نے رات کو زمین کا سایہ پھیلا کر عالم کو تاریک کر دیا مگر اس تاریکی کو ہمیشگی نہین دی۔ بلکہ آفتاب کو روشن کر کے اُسکے پہچاننے کی دلیل قایم کر دی اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہین اچھے سے بُرے اور گورے سے کالے کی شناخت جلد ہو جاتی ہے۔ یا سایہ سے زمانۂ فترت وجاہلیت اور آفتاب سے نور اسلام مُراد ہے۔ یعنے نبی آخرالزمان سے پہلے تمام زمانہ مین اندھیرا تھا لوگ ظلمت کفر وشرک سے گمراہ تھے اگر وہ غفلت ہمیشہ رہتی تو شاہ حقیقی کا نور ہرگز نہ چمکتا۔ اسلیئے آفتاب اسلام نے طلوع ہوکر مخلوق کی رہبری کی بعض کے نزدیک مدّ ظل سے حضرت رسالت پر سایۂ عصمت کا پھیلنا مُراد ہے اور آفتاب معرفت جو حضور کے قلب سے طلوع ہوا ہے اُسکی دلیل ہے واللہ اعلم بالصواب

اندرین وادی مرو بے این دلیل — لا احب الآفلین گو چون خلیل

ترجمہ چل نہ اس رستہ مین اے دل بے دلیل — لا احب الآفلین کہہ چون خلیل

شرح حضرت ابراہیم کا قصہ سورۂ انعام مین اسطرح ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ الآیہ۔ یعنے جب رات ہو گئی تو حضرت ابراہیم نے ایک ستارہ دیکھا اور یہ کہا کہ میرا رب یہ ہے لیکن جب وُہ غروب ہو گیا تو آپنے فرمایا کہ مین فنا ہونیوالے یا غایب ہونیوالی چیزون کو دوست نہین رکھتا۔ یہ آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے رب کا مشاہدہ مظہر کوکب یعنے ستارہ کے پردے مین کیا تہا۔ اور ہذا ربی کا اشارہ ظاہر کی طرف تہا نہ کہ مظہر کیطرف اسلیئے آپنے بعد غروب ستارہ ظاہر طور پر فرما دیا کہ مین مشاہدۂ رب کو کسی خاص مظہر کا مقید ہونا پسند نہین کرتا خلاصۂ شعر ہے کہ وادی سلوک مین بدون مرشد کامل کے قدم نہ رکھہ اور اس وادی کے مظاہر مین اگر تو جلوۂ حق دیکھہ لے تو حضرت ابراہیم کی طرح لا احب الآفلین کہہ۔ اور کسی خاص مظہر کا مقید نہ رہ بلکہ جمیع مظاہر سے عبور کر کے ذات حق مین فانی ہو جا۔ یہان سے ترک عشق مجازی کی تاکید بہی نکلتی ہے۔

روز سایہ آفتابے را بیاب — دامن شہ شمس تبریزی بتاب

ترجمہ سایہ سے ڈہونڈ آفتاب اے دوست کام — چلکے دامن شمس تبریزی کا تہام

شرح سایہ سے مرشد کامل اور آفتاب سے آفتاب حقیقت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ آفتاب سے مرح شمس الدین تبریزی کی طرف انتقال کیا گیا ہے بتاب بمعنے بگیر

رہ ندانی جانب این سور و عرس — از ضیاء الحق حسام الدین بپرس

ترجمہ راہ عرفان مرد م حق مین سے پوچہہ — چل ضیاء الحق حسام الدین سے پوچہہ

شرح سور بمعنے فرح یعنے نشاط عشق حقیقی اور عرس یعنے دُولہن سے مولانا شمس الدین مراد ہین۔ کیونکہ الاولیاء عرائس اللہ مشہور مقولہ ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تو عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کا رستہ نہین جانتا تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچہہ لے کیونکہ وُہ محرم اولیا ہین و لا یری العرائس الا المحارم اور دُلہن کو وہی لوگ دیکہہ سکتے ہین جو محرم ہین مولانا قدس سرہ نے یہان شمس الدین تبریزی اور مولانا حسام الدین رح کا ذکر کیا ہے اور کسر نفس کے باعث اپنے ذات بابرکات کو چہوڑ کر اس طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ بعد مولانا شمس الدین تبریزی رح کے مولانا حسام الدین رح خلیفہ ہین اگر طالب مولانا شمس الدین کو نپائے تو مولانا حسام الدین سے تصوف حاصل کرے اور اُنکو بہی نپائے تو اس مثنوی سے اصلاح باطن کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خاکسار شارح مثنوی اس مقام پر بسلسلۂ بیعت روحانی یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر مثنوی شریف بسبب دقائق اسرار سمجہ مین نہ آتی ہو تو اس مختصر شرح سے طالب حق راہ سلوک معلوم کرے اور اس خاک قدم درویشان کے حق مین بقا بعد الفنا کے دعا کرے۔

ور حسد گیرد ترا در رہ گلو — در حسد ابلیس را باشد غلو

ترجمہ: چل دو در پر کو گو حسد پکڑے گلو — دیکھہ شیطانکو حسد مین ہے غلو

شرح۔ حسد بمعنے بدخواہی۔ وتمنائے زوال نعمت وفضیلت غیر غلو زیادتی وطغیانی یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے اینجا طلب اگرچہ حسد خدا کے رستہ مین تیرا گلوگیر ہو مگر تو اس راہ کو ضیاء الحق حسام الدین ہی سے پوچھہ کیونکہ حسد کرنا ابلیس کا طریقہ ہے جسکا نتیجہ سوائے محرومی کے اور کچھہ نہین نکلتا۔

کو ز آدم ننگ دارد از حسد — با سعادت جنگ دارد از حسد

ترجمہ: اُسکو ہے پھر حسد آدم سے ننگ — اور سعادت سے ہے اُس حاسد کو جنگ

عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست — اے خنک آن کش حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: راہ حق مین ہے یہ گھاٹی سب سے بار — ہے وہی اچھا نہو جسمین حسد

این جسد خانۂ حسد آمد بدان — از حسد آلودہ باشد خاندان

ترجمہ: ہے حسد کا گھر جسد اے نکتہ دان — ہے ملوث اس سے سارا خاندان

شرح۔ یعنے جسد انسانی گویا حسد کا گھر ہے اسی سبب سے اس جسد کا تمام خاندان (مثلاً عقل وحواس وفکر) حسد مین (مبتلا ہے)

خانمانہا از حسد گردد خراب — باز شاہی از حسد گردد غراب

ترجمہ: خانمان لاکھون حسد سے ہین خراب — باز شاہی اس سے ہوتا ہے غراب

شرح۔ غراب کوّے کو کہتے ہین مطلب یہ کہ حسد سے آدمی نہایت ذلیل اور ادنے مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔

گر جسد خانۂ حسد باشد ولیک — آن جسد را پاک کرد اللہ نیک

ترجمہ: گو حسد کا گھر ہے انسان کا جسد — پاک کر دیتا ہے اللہ الصمد

شرح۔ لفظ نیک پاک کرد سے متعلق ہے۔ یعنے اگرچہ مطلقاً بدن انسانی حسد کا گھر ہے مگر بعض جسد کو اللہ تعالی نے اس سے اچھی طرح پاک کر دیا ہے۔ اور وہ انبیا اور اولیا کے جسد ہین۔

طہرا بیتی بیان پاکیست — گنج نورست ار طلسم خاکیست

ترجمہ: طہرا بیتی ہے پاکی کا بیان — ہے خزانہ نور کا اسمین نہان

شرح۔ سورۂ بقر مین یہ آیت ہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ۔ یعنے ہمنے ابراہیم اور اسمعیل ع کے ذمہ یہ کام کر دیا تہا کہ میرے گھر (کعبہ) کو پاک کرو۔ مولانا قدس سرہ باطنی طور پر اس آیہ کے یہ معنے کہتے ہین کہ ان دونون پیغمبرنکو یہ حکم ہوا تہا۔ کہ تم اپنے قلب کو (جو ایکقسم کا جسد اور بیت اللہ ہے) برے اخلاق مثلاً حسد تکبر اور بخل سے پاک کرو۔ کیونکہ یہ جسد یعنے قلب نور الہی کا خزانہ ہے۔ اگرچہ خاک کا بنا ہوا ہے۔ لفظ ار بمعنے اگرچہ اور طلسم

چون کنی با بے حسد مکر و حسد ۔ زان حسد دل را سیاہیہا رسد

ترجمہ: بے حسد سے تو جو رکھے گا حسد ۔ دل سیہ ہو جائے گا بے ریب و حد

خاک شو مردان حق را زیر پا ۔ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

ترجمہ: پائے مردان خدا مین خاک ہو ۔ چھوڑ دے مکر و حسد کو پاک ہو

شرح۔ کیونکہ حسد کا انجام بُرا ہے جیسا کہ اُس وزیر پر تر وزیر کا ہوا اور پہلے شعر مین بے حسد سے مراد اولیا ہین

در بیان حسد کردن وزیر جہود

یہودی وزیر کے حسد کرنے کا ذکر

آن وزیرک کز حسد بودش نژاد ۔ تا بباطل گوش و بینی باد داد

ترجمہ: ایک پتلا تھا حسد کا وہ وزیر ۔ ناک کان اپنے دیے سب ناگزیر

شرح۔ باد بمعنے برباد۔ یعنے اُس وزیر نے یہانتک حسد کیا کہ خیال باطل یا مذہبی تعصب کے پیچھے اپنے کان ناک برباد کر دیئے یعنی شگون کو اپنی ناک کٹائے اور انجام کار خودکشی کی اور لاکھونکو گمراہ کر دیا۔

ہر کسے کو از حسد بینی کند ۔ خویش را بے گوش و بے بینی کند

ترجمہ: حکم حق سے جو کوئی منکر ہوا ۔ گوش و بینی دے کے وہ کافر ہوا

شرح۔ پہلے مصرع مین کند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔ بینی کندن و بینی زدن بمعنے انکار کردن آیا ہے۔ یعنے جس شخص نے احکام انبیائے عظام اور ارشاد اولیائے کرام سے انکار کیا گویا اُسنے اپنے کان ناک سب کاٹ دیئے۔ کیونکہ وہ کانون سے اُنکے احکام و ارشاد کو سُننا نہین چاہتا اور ناک سے اُنکے کلمات طیبات کی خوشبو نہین لیتا

بینی آن باشد کہ او بوئے برد ۔ بوئے او را جانب کوئے برد

ترجمہ: ناک وہ ہے جس مین آئے بوئے حق ۔ اور وہ بو لیجائے سوئے کوئے حق

شرح۔ یعنے ہماری مراد بینی سے یہ ظاہری ناک نہین ہے بلکہ وہ بینی ہے جو اہل حق کے کلمات طیبات کی خوشبو سے مستفیض ہوتی ہے اور یہ خوشبو اُس صاحب بینی کو کوچہ محبوب تک لیجاتی ہے اس بینی کا نام اہل تصوف کے نزدیک معنوی بینی یا قوت شامہ قلبیہ ہے۔ یعنے دِل کی ایسی قوت جو بوے اسرار کو معلوم کر سکتی ہے۔

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود ۔ بوے آن بویست کو دینی بود

ترجمہ: جسمین یہ خوشبو نہو۔ بینی نہین ۔ بو نہین بد بو ہے۔ جو دینی نہین

شرح۔ یعنے جس شخص کی معنوی بینی مین محبوب کے خوشبو نہین پہنچتی وہ گویا بے بینی ہے۔ کیونکہ بینی سے جو مقصود تھا وہ حاصل نہوا پس تو ایسی بینی کا ہونا نہونا برابر ہے اور یہ جو ہمنے کئی جگہ لفظ بو کہا ہے اِس سے ظاہری

عطر وغیرہ کی خوشبو مراد نہین بلکہ دینی بو مراد ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی معنوی بینی مین بوے دینی جا
پہنچی وہ محبوب تک واصل ہوگیا۔ مگر اِس وصول کے لیے ایک شرط اور بھی ہے جسکا بیان اگلے شعر مین ہے

	چونکہ بوئے برد وشکر آن نکرد	کفر نعمت آمد و بینیش خورد
ترجمہ	کافر نعمت ہو جو لیکر یہ بو	ہے وہ لینے گوش و بینی کا عدو

شرح۔ یعنے معنوی بینی تک بوے محبوب پہنچنے کے بعد اِس نعمت کا شکریہ ادا نہ کرنا کفران نعمت ہے اور ایسا
کافر نعمت گویا نکٹا ہے۔ بینی خوردن یعنے بینی بریدہ شدن۔ یعنے کفران نعمت کے باعث اللہ تعالے اُسکے معنوی
بینی کو چھین لیتا ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔ اگر تم شکر کروگے تو مین نعمت کی زیادتی کرونگا
اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کامل کا فرض
ہے کہ مرتبۂ عرفان حاصل ہونیکے بعد دوسرون کو صدق و اخلاص کے ساتھ خدا کا رستہ بتائے (یہ بوئے معرفت
کا شکریہ ہے) اگر مکر و فریب سے کام لیگا تو ناک کٹ جائیگی۔ (مرتبۂ عرفان سلب ہوجائیگا) اور وہ حال ہوگا جو وزیر مکار کا ہوا

	شکر کن مر شاکران را بندہ باش	پیش ایشان مردہ شو پایندہ باش
ترجمہ	شکر کر اور شاکرون کا بندہ ہو	اُنکے آگے مر کے تو پایندہ ہو

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کا غلام رہ اور کمال تواضع سے اُنکے ساتھ پیش آ اور اُنکے روبرو مُردہ بنا رہ اپنے نفس کی
کچھ ہستی نہ سمجھ یعنے فنافی الشیخ ہوجا اِس فنا کے بعد تجکو مرتبۂ بقا حاصل ہوجائیگا۔

	چون وزیر از رہزنی مایہ مساز	خلق را تو بر میاور از نماز
ترجمہ	رہزنی پیشہ نہ بن مثل وزیر	منع نیکی سے نہ کر لے دلپذیر

شرح۔ یعنے وزیر مکار کے طرح ڈاکا ڈالکر مال جمع نکر۔ یا یہ کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بنا اور خلقت کے دکھانیکے لیے
نماز نہ پڑھ۔ کیونکہ یہ مکر اور فریب ہے دوسرے مصرع کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ بر میاور یعنے ادا کن ہے
اور از حرف زائد یعنے خلقت کے دکھانیکے لیے نماز نہ پڑھ۔ دوم یہ کہ بر میاور یعنے منع مکن ہے یعنے مخلوق کو نماز
سے منع نہ کر۔ کیونکہ از راہ مکر دوسرون کو ادائے عبادت کی نصیحت کرنی اور خود عمل نہ کرنا گویا اُنکو منع کرنا ہے ایسی
نصیحت کا اثر ہرگز نہین ہوتا۔ ناصح پر فرض ہے کہ خود عمل کرکے دوسرونکو نصیحت کرے۔

	فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر را
ترجمہ	نصاریٰ کے دانا لوگون کا وزیر کے مکر کو پہچان لینا

	ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر	کردہ او از مکر در لوزینہ سیر
ترجمہ	ناصح دین تھا وزیر پر دغل	اور تھا حلوے مین لہسن یہ عمل

لوزینہ حلوائے لوز۔ سیر لہسن و سیر و لوزینہ کردن بمعنے بسیار مکر کردن۔ بڑا بھاری مکر کرنا۔

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او ۔۔۔ لذّتے مید ید و تلخی جُفت او

ترجمہ: جانتے تھے اہل ذوق و راستاران ۔۔۔ اُسکی میٹھی باتون مین ہین تلخیان

شرح۔ یعنے جو شخص نصاری مین سے صاحب ذوق اور حاذق تھا اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو اچھا ہے مگر باطن مین بُرا ہے اسیطرح جہوٹے صوفی ظاہر مین تو خلقت کو طریق فنا و بقا تعلیم کرتے ہین مگر باطن مین اُنکا مقصود دنیا طلبی اور گمراہی ہے۔ طالبان حاذق اسکو پہچان لیتے ہین۔

نکتہا میگفت او آمیختہ ۔۔۔ در جلاب و قند زہرے ریختہ

ترجمہ: اُسکا ہر نکتہ خدا کا قہر تھا ۔۔۔ قند مین پوشیدہ گویا زہر تھا

شرح۔ یعنے وزیر کلمات حکمت مخلوط باغراض دنیا کہتا تھا گویا جلاب و قند مین زہر ملا رکھا تھا۔ یعنے ظاہر خلاف باطن تھا۔ جلاب بمعنے شربت جو قند اور گلاب سے بنتا ہے۔

ہان مشو مغرور زان گفت نکو ۔۔۔ زانکہ دارد صد بدی در زیر او

ترجمہ: گفتگوئے نیک سے دہوکا نہ کہا ۔۔۔ ہوتی ہے بعضی بدی نیکی نما

شرح۔ یعنے مکارون کی نرم نرم اور بظاہر نیک باتون سے دہوکا نہ کہانا۔ کیونکہ یہ ظاہر کی نیک گفتگو بہت سے بدیان اپنے باطن مین لیے ہوے ہے۔ مکارونکا ظاہری قول باطن کے خلاف ہوتا ہے

او چو باشد زشت گفتش زشت دان ۔۔۔ ہر چہ گوید مُردہ آنرا نیست جان

ترجمہ: بد کہے جو کچھ وہ بد ہے مہربان ۔۔۔ قول مین مُردہ کے کب ہوتی ہے جان

شرح یعنے مقولہ کا اعتبار قائل کے اعتبار سے ہے یہ بُرا ہے تو وہ بھی بُرا ہے اور یہ اچھا ہے تو وہ بھی اچھا ہے دوسرے مصرع مین مُردہ سے وہ شخص مراد ہے جسکا دل اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق کبر و مکر) سے تاریک اور مُردہ ہو گیا ہو۔ ایسے شخص کا قول بیشک مُردہ اور ناکارہ ہوگا

گفت انسان پارۂ انسان بود ۔۔۔ پارۂ از نان یقین دان نان بود

ترجمہ: قول انسان پارۂ انسان ہے ۔۔۔ پارۂ نان مرد نادان نان ہے

شرح۔ یعنے انسان کا مقولہ گویا اُسکا ایک جزو ہے کیونکہ اُسی کے زبان سے نکلا ہے۔ اسلیئے جو حال انسان کا ہے وہی اُسکے مقولہ کا اچھے کا قول اچھا ہوتا ہے بُرے کا بُرا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے روٹی کا حال ایک ٹکڑے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسا روٹی کا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی تمام روٹی ہوگی اسیطرح ہر انسان کے اقوال اُسکی نیکی بدی کی شناخت اور بُرائی بھلائی پہچاننے کی دلیل ہین

زان علی فرمود نقل جاہلان　　بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلان

ترجمہ　اسلئے ہے قول شاہ لافتا　　قول جاہل سبزہ ہے سرگین کا

شرح حضرت علیؓ نے فرمایا ہے نعم الجاہل کروضۃ فی مزبلۃ جاہل کی نعمتین ایسی ہین جیسا ناپاک جگہ مین سبزہ مزابل جمع مزبلہ جائے نجاست و سرگین وغیرہ چونکہ قول بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے نعمت سے قول مراد لیا ہے۔ شعر مین نقل بمعنے قول ہے۔

بر چنان سبزہ ہر آنکو بر نشست　　بر نجاست بیشکے بنشستہ است

ترجمہ　جو نہین ہے ایسے سبزہ سے نفور　　بیٹھ جاتا ہے نجاست پہ ضرور

شرح۔ یعنے جو شخص ایسے سبزہ پر جا بیٹھا جسکے نیچے نجاست چھپی ہوی ہے تو گویا وہ نجاست ہی پر بیٹھا ہے مطلب یہ ہے کہ جاہل شخص کا قول ایسا ہے جیسا سبزہ سرگین مین یعنے اسکا ظاہر و باطن یکسان نہین ہے۔ پس جو شخص دہوکا کہا کر اس سبزہ پر بیٹھ گیا یعنے جاہل کے قول کا اعتبار کر لیا وہ گویا نجاست پر بیٹھ گیا۔ یعنے بجائے ہدایت کے گمراہی کے نجاست مین ملوث ہو گیا۔

بایدش خود را بشستن از حدث　　تا نماز فرض او نبود عبث

ترجمہ　چاہیئے پہلے وضو اے مقتدا　　تا نماز فرض ہو تیری ادا

شرح۔ یعنے اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گمراہی کے نجاست سے پاک کرے تاکہ اسکی نماز فرض (معرفت الہی) باطل نہو جاوے مطلب یہ کہ جاہل کے اقوال اور اسکے صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

ظاہرش میگفت در رہ چیست شو　　وز اثر میگفت جان را سست شو

ترجمہ　ظاہرا کہتا تھا تم ہو جاؤ چست　　اور منشا تھا کہ ہون سب دین سے سست

شرح۔ یعنے وزیر کا ظاہر کلام تو سامع سے یہ کہہ رہا تھا کہ طریق حق مین چست و چالاک رہو مگر کلام کا باطنی اثر یہ کہتا تھا کہ اے روح راہ سلوک بڑا مشکل رستہ ہے تو اس پر نہ چل اور سستی اختیار کر بیکار محنت نہ اٹھا۔

ظاہر نقرہ گر اسپید است و نو　　دست و جامہ مے سیہ گردد ازو

ترجمہ　گرچہ چاندی ہے سفید اے رشک ماہ　　ہاتھ اور کپڑے کو کرتی ہے سیاہ

شرح نو بمعنے جدید یعنے کہرا یعنے بظاہر چاندی کیسی سفید اور کہری معلوم ہوتی ہے لیکن اسکے باطنی اثر سے ہاتھ اور کپڑا سیاہ ہوتا جاتا ہے یہی حال مکارون کے مقولہ کا ہے کہ ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے

آتش ار چہ سرخ رویست از شرر　　تو ز فعل او سیہ کاری نگر

ترجمہ　آگ گرچہ سرخ رو ہے از شرر　　فعل ہے اسکا سیہ کاری نظر

شرح۔ یعنے آگ بظاہر انگارے کے سبب سرخ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اے مخاطب تو اسکے افعال کی طرف دیکھ لے۔

کہ کیسی سیہ کار ہے۔ اول سیہ کاری تو یہ ہے کہ خود دہوین کے ساتھ مخلوط ہے۔ دوم یہ کہ جس چیز پر گرتی ہے اسکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی ہے۔ یہ مضمون سابق کے دوسرے تمثیل ہے یعنے جہوٹے مدعیون کے افعال و اقوال بہی اسیطرح کے ہین جسطرح اگ کے فعل ہوتے ہین۔

برق اگرچہ نور آید در نظر | لیک ہست از خاصیت دزد بصر

ترجمہ: برق گو ظاہر مین ہے نور نظر | ہے مگر یہ نور خود دزد بصر

شرح۔ بجلی اگرچہ نور معلوم ہوتے ہی لیکن اُسکے خاصیت ہے کہ اُسکے طرف دیکہنے والیکو کچہ نظر نہین آتا بلکہ انکہین اسکے چکاچوند ہو جاتے ہین۔ اسیطرح جہوٹا شیخ جو نورانی ڈاڑہی ہے اور سفید کپڑون سے بظاہر منور نظر آتا ہے طالبان غیر حاذق کے انکہون مین خاک ڈالکر اپنی غرض دنیوی حاصل کرلیتا ہے اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے۔

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود | گفت او در گردن او طوق بود

ترجمہ: اُن مین جو نا آشنائے ذوق تہا | قول اُسکا اُسکے حق مین طوق تہا

شرح۔ یعنے نصاریٰ مین جو شخص غیر آگاہ اور غیر صاحب ذوق تہا وزیر کا کہنا اُسکے گلے کا طوق ہو گیا تہا یعنے عوام نصاریٰ اُسکا اتباع کرنے لگے تہے۔

مدت شش سال در ہجران شاہ | شد وزیر اتباع عیسی را پناہ

ترجمہ: چہہ برس تک چہوڑکر شہ کو وزیر | یون رہا عیسائیون کا دستگیر

شرح: دین و دل را کل بدو بسپرد خلق | پیش امر و نہی او میمرد خلق

ترجمہ: دین و دل سب اُسکو سونپا خلق نے | جو کہا اُسنے وہ مانا خلق نے

شرح۔ یعنے عوام نصاریٰ اُسکی غایت درجہ کی اطاعت کرتے تہے بادشاہ یہود سے الگ ہوکر چہہ برس مین اُسنے تمام عوام نصرانیوں کو اپنا مرید کرلیا تہا۔ اسکے بعد بادشاہ یہود نے وزیر کو ذیل کا پیغام بہیجا۔

پیغام شاہ پنہانی بسوی وزیر پر تزویر

ترجمہ: بادشاہ یہود کا پیغام خفیہ طور پر وزیر مکار کے نام

درمیان شاہ و او پیغامہا | شاہ را پنہان بدو آرامہا

ترجمہ: شاہ مین اور اُسمین تہے خفیہ پیام | موجب تسکین شہ تہا اُسکا کام

شرح۔ یعنے شاہ یہود اور وزیر مکار کے مابین خفیہ خط و کتابت رہتے تہے اور چونکہ وزیر نے نصاریٰ مین فتنہ و فساد ڈالنے کا اقرار کرلیا تہا اور اُسکے کوشش کر رہا تہا اسلیئے بادشاہ کو تسلی تہی۔ بادشاہ کا یہ پیغام وزیر کیطرف ایسا ہے جیسا شیطان کا پیغام نفس امارہ کیطرف ہوتا ہے۔

آخرالامر از برائے آن مراد ۔ تا دہد چون خاک ایشان را بباد

ترجمہ: آخر اس کارن کہ بر آئے مراد ۔ اور مٹی دشمنون کی ہووے برباد

پیش او بنوشت شہ کائے مقبلم ۔ وقت آمد زود فارغ کن دلم

ترجمہ: یہ لکھا شہ نے کہ اے مقبل وزیر ۔ آگیا ہے وقت اب ہو دستگیر

زانتظامت دیدہ و دل بر رہ ست ۔ زین غمم آزاد کن گر وقت ہست

ترجمہ: منتظر ہون مدتون سے شاد کر ۔ اور اس غم سے سب مجھے آزاد کر

شرح۔ یہ شعر قطعہ بند ہین یعنے آخر کا شاہ یہود نے اس خیال سے کہ نصارے برباد ہوجائین وزیر مکار کو جس سے در پردہ خط وکتابت ہوتی تہی۔ یہ لکھا کہ مین تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہون۔ نصارے تیرے مطیع ہوگئے ہین۔ پہر فتنہ اندازی مین دیر کیون لگا رکہی ہے۔

گفت اینک اندرین کارم شہا ۔ کافگنم در دین عیسے فتنہا

ترجمہ: بادشہ کو اُسنے یہ لکھا جواب ۔ کر رہا ہون دین عیسے کو خراب

شرح۔ یعنے وزیر نے جواب مین یہ لکہا کہ اے بادشاہ مین رات دن اسی کام مین لگا ہوا ہون کہ دین عیسوی مین فتنے ڈالون چنانچہ مین اپنے ارادہ مین جلد کامیاب ہونیوالا ہون۔

بیان در وازدہ سبط نصارے

ترجمہ: نصارے کے بارہ فرقونکا بیان

شرح۔ سبط فرزند زادہ و طائفۂ فرزندان یعقوبؑ۔ یہان مطلق طائفہ مراد ہے بعض نسخون مین یہ سرخی نہین ہے

قوم عیسے را بُد اندر دار و گیر ۔ حاکمان شان دہ امیر و دو امیر

ترجمہ: قوم عیسے مین برائے دار و گیر ۔ حاکمان وقت تہے بارہ امیر

شرح۔ نصارے مین ریاست وحکومت کرنیکے لیے بارہ امیر الگ الگ بارہ فرقون کے حاکم تہے۔ دار و گیر حکومت

ہر فریقے مر امیرے را تبع ۔ بندہ گشتہ میر خود را از طمع

ترجمہ: بندہ تہا ایک ایک کا ایک اک فریق ۔ اور طریق حرص تہا سب کا طریق

شرح۔ تبع بفتحتین پیروی۔ و پیرو و پیروان یہان بمعنے پیرو ہے۔ میر مخفف امیر او طمع سے اُمید اسباب دنیا مراد ہے

این دہ و آن دو امیر و قوم شان ۔ گشتہ بندۂ آن وزیر بے نشان

ترجمہ: ساری قومین اور دہ سارے امیر ۔ ہوگئے یکلخت محکوم وزیر

شرح۔ بے نشان نابودنی۔ غارت ہونے کی قابل بددعا کا کلمہ ہے۔

اعتماد جملہ بر گفتار او — اقتدائے جملہ بر رفتار او

ترجمہ: اسکی باتون پر تہا سب کو اعتماد — اور تہا اسکے چلن پر اعتقاد

پیش او در وقت و ساعت ہر امیر — جان بدادے گر بدو گفتے کہ میر

ترجمہ: فوراً اسکے آگے مرتا ہر امیر — جان دینے کو اگر کہتا وزیر

شرح- یہی حال اس سالک کا ہوجاتا ہے جو مرشد کامل کے اقتدا نہین کرتا- یعنے اسکے وجود کے بارہ امیر (حسد غضب غیبت حرص شہوت عجب عجلت کبر حقد تعصب طول امل تجمل) اسکے بارہ فرقون (حواس خمسہ باطنہ و حواس خمسہ ظاہرہ اور قوت علمی اور قوت نظری) پر حاکم ہوجاتے ہین- اور ان امیرون پر مع ان فرقون کے نفس امارہ غالب آجاتا ہے- اور سالک کو راہ سلوک سے گمراہ کر دیتا ہے جسطرح اس وزیر نے نصارے کو گمراہ کر دیا تہا-

چون پریشان کرد آن جہود کہ جملہ را — فتنۂ انگیخت از مکر و دہا

ترجمہ: معتقد جب اسنے سب کو کر لیا — دین عیسے مین سے کیسے فتنے بپا

شرح- دہا- زیرکی و جودت فکر یعنے فن و فریب در جہودک مین کاف تحقیر ہے بمعنے ذلیل یہودی-

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آن

ترجمہ: وزیر کا احکام انجیل کو خلط ملط کر دینا اور اسکا مکر

ساخت طومارے بنام ہر یکے — نقش ہر طومار دیگر مسلکے

ترجمہ: لکہے بارہ نامے ایک ایک سے جدا — تہی الگ ہر ایک مین راہ جدا

شرح- طومار نامہ و صحیفہ- یعنے وزیر نے ہر فرقہ کے نام ایک صحیفہ الگ تصنیف کیا- درانحالیکہ ہر صحیفہ کا مضمون دوسرے صحیفہ سے جدا تہا- ایک صحیفہ مین جس چیز کو جائز لکہا تہا دوسرے مین اسی کو ناجائز بتایا تہا-

حکمہائے ہر یکے نوع دگر — این خلاف آن ز پایان تا بسر

ترجمہ: سب مین تہا باہم تناقض صاف صاف — وہ خلاف اسکے تہا یہ اسکے خلاف

شرح- توضیح مضمون سابق ہے- فی الواقع ارباب تفرقہ کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مقتضائے نفس کی پیروی کرتے ہین اور طالبان حق کا یہ مقولہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنے تمام رسولون اور ساری آسمانی کتابون کو سچا جانتے ہین- اور یہ ظاہری اختلاف مرتبون اور اختلاف زمانہ کے سبب سے ہے مثلاً ایک حدیث ہے کہ تناکحوا تناسلوا یعنے نکاح کر دیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑہے اور دوسری حدیث مین ہے- خیر امتی بعد المائتین خفیف الحاذ قالوا ومن خفیف الحاذ یا رسول اللہ قال من لا اہل لہ ولا ولد لہ یعنے میرے زمانے کے دو سو برس بعد میری امت مین سب سے بہتر وہ ہوگا جو ہلکی پیٹھ والا ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہلکی پیٹھ والا کون ہے حضور نے فرمایا جسکے اہل و

وعیال کچہ نہوں اس سے ظاہر ہے کہ اختلاف زمانہ سے احکام مین بہی اختلاف ہوجاتا ہے

در یکے راہِ ریاضت را وجوع — رُکن توبہ کردہ و شرطِ رجوع

ترجمہ: ایک مین لکہا ریاضت اور جوع — شرط ہے توبہ کی اور رُکن رجوع

شرح۔ یہان سے اُن مختلف صحیفون کے بعض مضامین کا بیان شروع ہوتا ہے۔ جو وزیر پا تزویر نے اُن بارہ فرقون کے نام لکہے تہے۔ یکختہ مولانا قدس سرہ نے صحائف وزیر کے مضامین لکہنے مین بہت بڑا اعجاز کلام (الہام ربانی) دکہایا ہے یعنے اشعار مین ایسے الفاظ لائے ہین۔ جنکے دو معنے ہوسکتے ہین۔ ایک معنے سے نصیحت نکلتی ہے جو مولانا کا مقصود ہے اور اُسی شعر کے دوسرے معنون سے کجروی اور گمراہی پیدا ہوتی ہے جو وزیر پر تزویر کا مقصود تہا۔ چنانچہ اس شعر کے دو معنے ہین۔ اول یہ کہ ریاضت (مشقت بر نفس بسبب اعمال حسنہ) اور بہوک توبہ قبول ہونے کا رکن اور رجوع الے اللہ کی شرط ہے کیونکہ ریاضت اور بہوک سے قلب منور ہوتا ہے اور خطوط نفسانی معدوم ہوجاتے ہین اسوقت توبہ سچے دل سے ہوگی اور غالبًا مقبول بہی ہوجائیگی۔ مطلب یہ کہ کسی حال مین سالک ریاضت کو نہ چہوڑے ورنہ حصول مقصود سے محروم رہیگا۔ یہ مولانا کا مقصود اور اس شعر کا صحیح مطلب ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت اور بہوک توبہ قبول ہونے کا رکن ہے لیکن چونکہ مکلف بہوک اور ریاضت کی طاقت نہین رکہتا۔ اسلیئے اُسکو چاہیئے کہ ایسے توبہ کرنیسے باز رہے۔ یہ مقصود غلط اور سراسر وزیر کا دہوکا ہے

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست — اندرین رہ مخلصی جز جود نیست

ترجمہ: ایک مین لکہا ریاضت ہے غلط — مخلصی ہے جود سے تیری فقط

شرح یہ شعر بہی پہلے شعر کی طرح دو معنے رکہتا ہے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت سخاوت بغیر کسی کام کی نہین کیونکہ جب تک حُبِّ مال وجاہ باقی ہے ریاضت نیکی حاصل کرنیکا ذریعہ نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ریاضت بیجا ہے جو بلا جود وسخاوت ہو اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتے تنفقوا مما تحبون** اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ جود اختیار کرے۔ تاکہ رفتہ رفتہ حبِّ دنیا دل سے جاتی رہی اور وزیر کا مقصود یہ ہے کہ ریاضت بالکل بیفائدہ چیز اور خواہ مخواہ کی مشقت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اسکو ترک کرکے جود وبخشش اختیار کرے جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنیوالونکی عادت ہے

در یکے گفتہ کہ جوع و جود تو — شرک باشد از تو با معبود تو

ترجمہ: ایک مین لکہا کہ جوع و جود سے — شرک لازم آئیگا معبود سے

جز توکل جز کہ تسلیم تمام — در غم و راحت ہمہ مکرست و دام

ترجمہ: غیر تسلیم و توکل اے ہمام — رنج مین راحت مین ہے سب مکر و دام

شرح حسب شعر سابق اسمین بہی دو احتمال ہین۔ اول (جو مولانا کا مطلب ہے) یہ ہے کہ وہ ریاضت جود کا فاعل

اور متصدر تو اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اسکو شرک سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین خودی کی بو پائی جاتی ہے۔ ریاضت وجود کا عجب یا تکبر شرک خفی ہے۔ اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت وجود مین مشغول بحق اور متوکل برحق رہے اور انکو بھی اپنے اور اعمال کے ساتھ اللہ کو سونپ دے اور یہ سمجھے کہ یہ ریاضت وجود گویا لاشئے ہے۔ قبول کر لینا اُسکے اختیار مین ہے آدمی پر توکل وتسلیم کی پابندی رخوشی ہو یا غم ہر حالت مین واجب ہے رنج وراحت مین توکل وتسلیم کو چھوڑکر جزع فزع یا اسراف سے کام لیگا تو نفس کے مکر اور شیطان کے دام فریب کا شکار ہو جائے گا اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ جب ریاضت وجود شرک خفی ٹھیرے تو سالک کے لیے بجز تسلیم و توکل اور کوئی چارہ نہین رہا اسلیئے ریاضت وجود کو چھوڑ کر صرف اللہ پر توکل کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ غم مین رکھے یا راحت مین دوزخ مین جگہ دے یا بہشت مین مرشد توکل وتسلیم کے سوا ریاضت وغیرہ کا رستہ بتائے تو یہ اُسکا مکر وفریب ہے۔

	در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است		ورنہ اندیشۂ توکل تہمت است
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ خدمت فرض جان		ورنہ تہمت ہے توکل کا گمان

شرح۔ اسکے بھی دو معنے ہین۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ بندہ پر عبادت الٰہی واجب ہے۔ ورنہ بغیر عبادت کے توکل کرنا ناجائز ٹھہریگا کیونکہ محض توکل بلا عبادت سے اُسپر زندیق اور ملحد ہونیکی تہمت لگ سکتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ عبادت الٰہی واجب ہے اور چونکہ مخدوم پر خادم کی مزدوری لازم ہو جاتی ہے۔ اسلیئے بالکل ہمین مطمئن رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہماری خدمت وعبادت کا صلہ ضرور دیگا۔ ورنہ خدمت کیحالت مین توکل کرنا تہمت یعنے غلط بیانی ہے خادم کو قطعًا مزدوری ملنے کا اُمیدوار رہنا چاہیئے توکل کے کیا معنے۔

	در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست		بہر کردن نیست شرح عجز ماست
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ امر و نہی حق		عاجزی کا ہمکو دیتے ہین سبق
	قدرت حق را بدانیم آن زمان		تا کہ عجز خود بہ بینیم اندران
ترجمہ	قدرت و شان خدا مفہوم ہو		عجز اپنا گر ہمین معلوم ہو

شرح۔ دو احتمالون مین سے پہلا احتمال یعنے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت مین جو اوامر ونواہی واقع ہین۔ یہ صرف عمل ہی کرنیکے لیئے نہین ہین۔ بلکہ ایک اور فائدے کے لیے بھی ہین وہ یہ ہے کہ جسوقت سالک اوامر ونواہی بجا لائیگا تو اسکا قلب ضرور منور ہوگا اور صفائی قلب سے وہ اسبات کو ضرور جان لیگا کہ مین اوامر ونواہی کو کما حقہ ادا نہین کر سکتا اور اچھی طرح اُنکے بجا لانے سے عاجز ہون بس تو گویا احکامات شرعی ہمارے عجز کے شارح اور بیان کرنیوالے ہین ایسا حدیث مین آیا ہے ما عبدناک حق عبادتک اے اللہ ہم کما حقہ تیری عبادت کرنیسے عاجز ہین اور دوسرا احتمال یعنے وزیر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اوامر ونواہی عمل کرنے کے لیے نہین ہین۔ بلکہ یہ احکام خود پکاریگا

کہہ رہے ہین کہ اے بندو تم ہمارے بجالانے اور تکلیف شرعی اُٹھانے سے عاجز ہو اب حسب قاعدہ تعرف الاشیاء باضدادہا ۔ چیزین ضد سے پہچانی جاتی ہین انسان اپنے آپ کو عاجز جانے گا تو خدا کو قادر سمجھے گا ۔

در یکے گفتہ کہ عجز خود مبین ۔ کفر نعمت کردنست آن عجز ہین

ترجمہ: ایک مین لکھا کہ تو عاجز نہین ۔ کفر نعمت جان لیسے اے مرد دین

قدرت خود بین کہ این قدرت ازوست ۔ قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست

ترجمہ: تیری قدرت اُسکی قدرت ہے ضرور ۔ تیری قدرت اُسکی نعمت ہے ضرور

شرح ۔ اسکے بھی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنے آپ کو عاجز مطلق نہ جان ۔ کیونکہ یہ جبریہ کا مذہب ہے ۔ بلکہ یہ سمجھ کہ حق سبحانہ و تعالے نے تجکو قدرت کی نعمت دی ہے اسکا شکر ادا کر ۔ اپنے آپ کو محض عاجز سمجھنا کفران نعمت ہے ۔ سالک پر فرض ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت بجالائے اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ بندہ عاجز نہین ہے ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو قدرت دی ہے ۔ تو اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اپنے افعال پر اسطرح قادر سمجھے جسطرح اللہ تعالے اپنے افعال پر قادر ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک مولانا کے مقصود کے مطابق چوتھے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اپنے قدرت کو اُسکی نعمت سمجھ کیونکہ وُہ یعنے اللہ تعالے ہُو ہے ۔ یعنے اُسکی صفت ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ہے ۔ اور جسکی ایسی صفتین ہون وُہ منعم حقیقی ہے اسکی نعمتون کا شکر ضرور بجالانا چاہیئے ۔

اور وزیر مطلب کے موافق ضمیر ہُو (بمعنے ہمانست) قدرت حق کیطرف ہے ۔ یعنے تیری قدرت بعینہ اسکی قدرت ہے ۔

در یکے گفتہ کزین دو در گزر ۔ بت بود ہر چہ بگنجد در نظر

ترجمہ: ایک مین لکھا کہ ان دونون کو چھوڑ ۔ جو نظر مین ہے تری اُس بت کو توڑ

شرح ۔ اسکے بھی دو معنے ہین ۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اس عجز و قدرت کے جھگڑے سے در گزر نہ اپنے آپ کو پورا عاجز جان نہ پورا قادر کیونکہ اپنی ذات کو عاجز اور بقدرت اللہ قادر جاننا بھی تفننت سے خالی نہین اگر تو ہمیشہ عجز و قدرت کے معنون پر نظر رکھیگا ۔ تو وُہ تیرے حق مین گویا بت ہو جائینگے ۔ اور خدا سے غافل کر دینگے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کُلُّ ما الہاک عن اللہ فہو صنمک ۔ (جو چیز تجکو خدا سے غافل کر دے وُہ تیرے حق مین بت ہے اور وزیر کا مقصود باطل یہ ہے کہ اے شخص تو اپنے آپکو عاجز جان اور نہ قادر بلکہ سوفسطائی بنجا جنکا یہ مذہب ہے کہ حقیقۃ الاشیاء غیر ثابتہ (یعنے خارج اور واقع مین کوئی شے موجود نہین ہے) سب وہمی باتین ہین ۔

در یکے گفتہ ز عجز و قدرت ۔ بگذری و ہر چہ اندر فکرت

ترجمہ: ایک مین لکھا کہ اُنکے ذکر کو ۔ چھوڑ دے دل مین نہ لا اس فکر کو

از ہوائے خویش در ہر ملتے ۔ گشتہ ہر قومے اسیر زلتے

ترجمہ: [illegible] ۔ لاکھوں قومین ہین [illegible]

یہ دو تو شعر اکثر نسخون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوا کہ الحاقی ہین ۔ اور اگر فی الواقع مثنوی کے ہین تو انکا وہی مطلب ہے جو پہلے شعر کا تہا یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب عجز و قدرت کے جہگڑون اور ماسوا اللہ سے جو تیرے خیال مین آئے ۔ درگزر ورنہ شرک خفی لازم آجائیگا جو خلاف طریقت ہے کیونکہ ہر قوم نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کہائی ہے کسی نے پتہرون کو بتہ بنا کو خدا بنا لیا ہے اور کسی نے اپنی خیالی خواہشونکو اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص عجز و قدرت اور ان دونون کے متعلق جسقدر شبہات تیرے ذہن مین پیدا ہون سب سے الگ رہ ۔ کیونکہ اپنے آپ کو عاجز سمجہنا جبریہ کا مذہب ہے اور قادر جاننا قدریہ کا ان دو نے اپنی خواہش پر عمل کرنیسے لغزش کہائی ہے اسلیئے دو نو مردود ہین ۔ بلکہ تو سو فسطائی بنجا نہ اپنے آپ کو عاجز سمجہ نہ قادر لا الی ہؤلاء و لا الی ہؤلاء نہ ادہر نہ ادہر ۔ بیچ ہلا کد ہے

	در یکے گفتہ بکش این شمع را	کین نظر چون شمع آمد جمع را
ترجمہ	ایک مین لکہا ہے پہونک اس شمع کو	دیکہ لے شمع نظر سے جمع کو
	از نظر چون بگذری واز خیال	کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
ترجمہ	بند کیون کرتا ہے تو چشم دماغ	نیم شب مین کیون بجہاتا ہے چراغ

شرح ان شعرون کے بہی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شمع نظر کو ان چیزون سے جو ظاہر مین دکہائی دیتے ہین دور مت کر ۔ کیونکہ یہ سب چیزین مظاہر حق ہین ۔ اگر تو انکو اپنی نظرون سے دور کر دیگا تو مشاہدۂ حق سے محروم رہیگا ۔ کیونکہ یہ نظر جماعت اولیاء اللہ کے لیئے شمع کے مانند ہے اس سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ چونکہ سب چیزین مظاہر حق ہین اسلیئے نظر کو ان سے دور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انکی رویت گویا رویت حق ہے بلکہ انکی پرستش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ خدا تک پہنچا دیتی ہین

	در یکے گفتہ بکش باکے مدار	تا عوض بینی یکے را صد ہزار
ترجمہ	ایک مین لکہا بجہا دے ہر زہ کار	تا کہ بدلا ایک کا ہو سو ہزار
	کہ ز کشتن شمع جان افزون شود	لیلیت از صبر چون مجنون شود
ترجمہ	تاکہ نور جان افزون اس سے ہو	تیری لیلی تجہپہ مجنون اس سے ہو
	ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش	پیش آمد پیش او دنیا و بیش
ترجمہ	جو کریگا ترک دنیا کا بہت	اسکے آگے آئیگی دنیا بہت

شرح ۔ یہ تین شعر بہی دو معنے رکہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اپنے شمع نظر کو ان ظاہری چیزون کے دیکہنے سے باز رکہہ ۔ تاکہ اس ایک شمع نظر کے گل کرنے یعنے نظر کے روکنے کا عوض تجکو ہزار ہا بار ملے ۔ یعنے تجلیات متواترہ حق نصیب ہون مولانا ایک جگہہ مثنوی مین فرماتے ہین ۔

چشم بند و گوش بند و لب به بند گر نه بینی سرّ حق بر ما بخند

کس لئے کہ اس شمع نظر کے گل کرنے سے شمع روح روشن ہو جاتی ہے جسکی روشنی بہت زیادہ ہے مطلب یہ کہ جب آدمی ماسوے اللہ سے آنکھین بند کر لیتا ہے تو فی الواقع وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے چوتھے مصرع کے یہ معنے ہین کہ ماسوے اللہ سے آنکھین بند کرنیکے باعث تو مرتبۂ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر پہنچ جائیگا۔ اسے ظاہری چیزون کے نہ دیکھنے کے سبب شمع روح کے روشن ہونے اور کثرت تجلیات کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی دنیا اور زاہد دنیا کو چھوڑتا جاتا ہے اور وہ زیادہ زیادہ اُسکے پاس آتی جاتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھنے کے باعث مشاہدۂ حق کی امید ہے۔ جو بیتر ہے یہ لئے غیر ضروری بات ہے نیز دنیوی چیزون پر نظر نہ ڈالنے میں یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ تارک الدنیا سمجھکر زیارت رجوع کرینگے اور نذر نیاز لائینگے۔ ایک نہ دیکھنے کی تکلیف اٹھاکر ہزار طرح کے فائدے ہونگے۔ کہ دنیا کو از راہ مکر بہ نیت حصول دنیا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسصورت مین وہ ضرور حاصل ہوگی۔ اور بہت زیادہ ملیگی۔ یہ مطلب سراسر حقانیت کے دعوے اور مکر و فریب ہے۔

	دیگرے گفتہ کہ انچت داد حق	بر تو شیرین کرد در ایجاد حق
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ ہے جو داد حق	خاص ہے تیرے لیے ایجاد حق
	بر تو آسان کرد و خوش آنرا بگیر	خویشتن را در میفگن در زحیر
ترجمہ	تجھپر جو آسان ہو کر اسپہ عمل	رنج مین پڑتا ہے کیون لے یہ خلل

شرح دو نو مصرعون مین سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ تجکو دیا ہے اور عالم ایجاد مین تجھپر پیارا کر دیا ہے اُسپر راضی اور صابر رہ کیونکہ رضا بالقضائے حق واجب ہے۔ زیادہ طلبی نکر اور اپنے آپ کو رنج اور مشقت زیادہ طلبی مین نڈال کیونکہ کسی کو تقدیر الٰہی سے زیادہ نہین ملسکتا۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے۔ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ایجاد کیا ہے۔ اور تجھپر اُسکا حاصل کرنا آسان کر دیا ہے اُسکو حاصل کر۔ اور اپنے آپ کو رنج ترک منہیات مین نہ ڈال اور جو چیز شریعت مین آسان ہو اُسکو اختیار کر۔ اور مشکل یعنے تکلیف کی چیز کو چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ مذہب اباحیہ کا ہے جو سراسر الحاد ہے زحیر یعنے مرض پیچش مگر عرف و استعمال مین بمعنے ناخوش اور آزردہ و ناخوشی و آزردگی یہان مقصود ہین

	دیگرے گفتہ کہ بگذار آن خود	کان قبول طبع تو ردست و بد
ترجمہ	ایک مین لکھا ہے کہ خود رائی کو چھوڑ	رد قبول طبع ہے منہ اُس سے موڑ
	راہہائے مختلف آسان شدہ	ہر یکے را ملتے چون جان شدہ
ترجمہ	ہو گئی ہین اس سے راہین مختلف	کیونکہ ہین لوگونکی جاہین مختلف
	گر میسر کردن حق رہ بدے	ہر جہود و گبر زان آگہ بدے
ترجمہ	راہ حق ہوتی میسر آسانی اگر	ہر یہود و گبر ہوتا باخبر

شرح - آن فارسی مین مال و ملکیت کو کہتے ہین لیکن یہان بمعنے مقتضائے طبیعت ہے کیونکہ ہر شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار رکھتا ہے اس لحاظ سے اُسکی طبیعت گویا اُسکی ملکیت ہے قبول بمعنے مقبول ہے اور رد بمعنے مردود - مختلف راہون سے مختلف قومون کے جدا جدا طریقے مراد ہین ان شعرون کے بھی حسب سابق دو معنے ہین - پہلے معنے جو مولانا کا مطلب ہے طریقت اور شریعت کے مطابق ہین اور دوسرے کا مقصود سراسر الحاد ہے - چنانچہ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے شخص اپنے مقتضائے طبیعت اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کیونکہ جو شے مقتضائے طبیعت اور مقبول طبع ہے وہ مردود اور بری ہے بلکہ پابند شریعت رہ اسلئے کہ طبیعت اباحت اشیا اور خصومت کیطرف مائل ہے اور مقتضائے طبائع کے سبب مختلف اور ٹیڑہی راہین نفسون پر آسان ہوگئین ہین اور ہر شخص اپنی طبع کے موافق اپنی ہوائی ملت کا پابند ہوگیا ہے - تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی قوم یا شخص کے لیے تیسیر حق اللہ تعالے کا کسی مذہب پر چلنے کو آسان کر دینا اور اُسکا سامان مرحمت فرمانا مذہب حق ہو جاتا تو ہر کافر اُس مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ کافر مذہب حق سے بیشتر آگاہ نہین مگر اُنہین اپنے مذہب پر چلنے کے بڑے بڑے سامان عنایت ہوے ہین - بس تو معلوم ہوا کہ بلا پابندی شرع جس چیز پر عمل کرنا آسان ہے وہ آسانی مذہب حق کی دلیل نہین ہوسکتی - اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اپنے مقتضائے طبیعت پر عمل نہ کر کیونکہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرنے سے مختلف راہین پیدا ہوگئی ہین قومون مین باہم جنگ و جدال جاری ہے تو بھی مقتضائے طبیعت پر عمل کریگا تو جنگ و جدال مین مبتلا ہو جائیگا - بس تو اچھا طلب تو جم غفیر اور جماعت کثیر کا تابع جا جو وہ کرین وہ تو کر - اگرچہ فعل معصیت ہو - اور جس چیز کو وہ نہ کرین اُسے تو بھی نہ کر - اگرچہ طاعت ہو کیونکہ مقتضائے طبع اور تیسیر حق اگر مذہب حق ہوتا تو ہر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ مذہب حق سے [illegible] آگاہ نہین ہے - اس سے معلوم ہوا کہ مقتضائے طبیعت مذہب حق نہین ہوتا بلکہ مذہب حق وہی ہے جسپر جماعت کثیر عمل کر رہی ہے خواہ اُسکا اجماع معصیت پر ہو یا طاعت پر -

	دریکے گفتہ تیسیر آن بود	کہ حیات دل غذائے جان بود
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ وہ آسان ہے	جو حیات دل غذائے جان ہے
	ہرچہ ذوق طبع باشد چون گذشت	بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
ترجمہ	اور ذوق طبع جب جاتا رہا	لطف اس کھیتی کا سب جاتا رہا
	جز پشیمانی نباشد ریع او	جز خسارت پیش نارد بیع او
ترجمہ	اب پشیمانی ہے اس کھیتی کا پہل	اس تجارت مین ہے نقصان و خلل

شرح - کشت بفتح کاف عربی ایک قسم کی گھاس کا نام ہے اگر کشت بکسر کاف پڑہا جائے تو قافیہ نادرست ہے

	آن میسر بود اندر عاقبت	نام او باشد معسر عاقبت	
ترجمہ	اسکو کب کہتے ہین آسان با ہنر	بلکہ اسکا نام ہے دشوار تر	
	تو میسر از معسر باز دان	عاقبت بنگر جمال این و آن	
ترجمہ	معنے آسان و مشکل کو سمجہہ	جانچ لے دونون کے حاصل کو سمجہہ	

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ وہ آسان چیز جسکا حاصل کرنا ضروری ہے عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے جو حیات دل اور غذائے روح ہے آسان چیز سے ذوق طبع یعنے لذات نفسانیہ مراد نہین ہین۔ کیونکہ لذت نفسانی ایک فانی چیز ہے۔ اسکا لطف اُسیوقت تک ہے جبتک موجود ہے اور جسوقت یہ جاتی رہی۔ تو دو قسم کا نقصان ہوا۔ ایک اُسکا فنا ہونا دوسرے یہ کہ طبیعت بالکل کچی اور شور زمین کے مانند ہوگئی جسمین محبت الٰہی کا تخم ہرگز باور نہین ہوگا۔ (ضمیر بود بنا بر طبیعت کیطرف راجع ہے) اور جب کہ یہ تخم باور نہوا تو زمین طبع مین سوائے پشیمانی کے اور کوئی کھیتی پیدا نہوگی اور اس قسم کا معاملہ سوائے خسارہ عقبٰی کے اور کسی چیز کو مفید نہوگا جز خسارت بیش نارد بیع او پہلے مصرع کی تفصیل ہے اور بیش و بیش دونو طرح معنے درست ہین۔ ریع افزونی مزروعات نتیجہ یہ نکلا کہ طبیعت لذات نفسانی کے سبب کسی قابل نہین رہتی۔ اور انجام کار لذات نفسانیہ فانیہ کا ملنا بھی (جسکو آسان سمجہ رکہا تہا) بالکل ناممکن ہوجاتا ہے۔ پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو معسر اور میسر یعنے مشکل اور آسان چیز مین تمیز حاصل کر اور یہ سمجہ کہ ہماری مراد مشکل سے کیا ہے اور آسان سے کیا۔ عارفون کے نزدیک عبادت آسان ہے اور لذات کا پابند ہونا مشکل یا یہ کہ دنیا کی ظاہری عسرت اور یسرت پر نجا۔ ممکن ہے کہ اکثر مال و دولت والے یاد الٰہی سے غافل ہون اور اُنکا مآل عسرت کے ساتہ ہو اور بہت سے فقرا یاد الٰہی مین مشغول ہون اور انکا انجام یسرت سے ہو نیکی بدی کا اعتبار خاتمہ پر ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ آسان چیز اُسکا نام ہے جسمین دل کی خوشی جانکی تازگی ہو اور قوام بدن ہو۔ اور یہ بات لذت نفسانی سے حاصل ہوتی ہے پس تو یہ چاہیئے کہ آدمی لذت نفسانی کو نچہوڑے کیونکہ اگر اسکو چہوڑیگا تو طبیعت اور مزاج مین ضعف پیدا ہوجائیگا اور جب ضعف ہوگیا تو زمین طبع سے تر و تازگی کا سبزہ ہرگز نہ اُگے گا۔ بلکہ پشیمانی حاصل ہوگی۔ اور آدمی یون کہیگا کہ مینے ناحق لذت نفسانی کو چہوڑا اس ترک لذت اور انجام کار حسرت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز کا ملنا پہلے یُسر یعنے آسان تہا اب مُعسر یعنے مشکل ہوجائے گا کیونکہ گیا وقت پھر ہاتہ آتا نہین۔ یعنے جتنی مدت اُسنے لذات کو ترک کیا ہے وہ مدت واپس نہین آسکتی۔ پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو مُعسر اور میسر مین تمیز کر یعنے جس چیز سے (مثلاً لذات نفسانی) بدنکو تازگی اور جان و دل کو فرحت حاصل ہو اُسکو آسان سمجہ اور جو اسکے خلاف ہو اُسکو مشکل جان۔ وزیر پر وزیر کا یہ مطلب طریقت کے خلاف شریعت سے جدا اور سراسر الحاد اور اُسکی بے ایمانی کی نشانی ہے۔

در یکے گفتہ کہ اُستادے طلب — عاقبت بینی نیابی در حسب

ترجمہ: ایک مین لکھا کہ ہو مُرشد طلب — عاقبت بینی نہیں مال و حسب

عاقبت دیدند ہر گون اُمتے — لاجرم گشتند اسیر زلتے

ترجمہ: عاقبت بے مُرشدون کے ہے خراب — سالک اُنکے ہوئے راہ ناصواب

عاقبت دیدن نباشد دست باف — ورنہ کے بودے بدینہا اختلاف

ترجمہ: عاقبت بینی نہین ہاتون کا کام — ورنہ سب دین ایک ہوتے اے ہمام

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے سالک مُرشد کامل کو ڈھونڈھ (خواہ رسول ہو یا اُسکا خلیفہ یا ولی) اور اپنے حسب و نسب (مال و خاندان) پر مغرور نہو۔ کیونکہ عاقبت بینی اور مشاہدۂ حق حسب و نسب سے حاصل نہین ہوتا۔ جنہوں نے بلا ارشاد مُرشد عاقبت بینی چاہی وُہ لغزش مین مُبتلا ہوگئے۔ اور مقام مشاہدہ تک نہ پہنچے عاقبت بینی دست باف (اپنے ہاتھہ کا کام) یعنے آسان چیز نہین ہے۔ ورنہ دنیا کے مذہبون مین اختلاف نہوتا ہر شخص گھر بیٹھے عاقبت بین بنجاتا پیغمبرونکا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی لیے ہے کہ ہر شخص اپنے زمانہ کے موافق رسولون اور مرشدون کے ذریعہ سے عاقبت بین بنجائے۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ کسی اُستاد ہنرمند کو طلب کر اور اُس سے دنیا کمانا سیکھہ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے کہ آدمی دنیا کمائے۔ دین کی بزرگی کچہ عاقبت بینی نہین ہے اسصورت مین حسب بمعنے بزرگی دین ہے۔ بغیر دنیا کمائے دین درست نہین ہوسکتا جنہون نے بزرگی دین پر نگاہ رکھی وُہ دولت دنیا سے محروم ہے۔ تو ہنرمند اُستادون کے کہنے پر عمل کر (خواہ طاعت ہو یا معصیت) عاقبت بینی (دنیا کمانا) کوئی آسان کام نہین ہے جو بلا امداد اُستاد خود حاصل ہو جائے اگر یہ کام آسان ہوتا تو اختلاف مذاہب نہ رہتا۔ کیونکہ یہ اختلاف اسی لیے ہے کہ جب لوگون کو دنیا کمانے مین دشواری ہوئی تو انہون نے نئے نئے مذہب ایجاد کرکے دین کے پردے مین دنیا کمائی شروع کردی اور مختلف فرقے بنگئے۔ یہ اُس مکار وزیر کا فریب آمیز اور الحاد کی ترغیب دینے والا سبق ہے جو اُسنے نافہم عیسائیون کو دیا تہا۔

در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی — زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی

ترجمہ: ایک مین لکھا کہ خود مُرشد ہے تو — عارف مُرشد ہے تو عابد ہے تو

مرد باش و سخرۂ مردان مشو — رو سر خود گیر و سرگردان مشو

ترجمہ: مرد بن اور بازی مردان نہو — چل پرے کمبخت سرگردان نہو

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ الہی طلب اگر تو کامل العقل اور کامل الادراک ہے تو تجکو اُستاد کی کچہ حاجت نہین۔ بلکہ تو ان صورتون مین اپنے وقت کا خود اُستاد ہے۔ کیونکہ تو اپنے فہم سے اُستاد حقیقی کو معلوم کرلیگا۔ مثلاً اگر سارا جہان

کامل اساتذہ سے پڑ ہو مگر تجکو اتنی تمیز نہین کہ حق و باطل مین فرق کر سکے تو اس سے کچھ فائدہ نہوگا۔ اور اگر تمام جہان مین کوئی اُستاد نہو لیکن تو اپنے ادراک سے یہ معلوم کر لے کہ اُستاد اور منعم حقیقی اللہ تعالےٰ ہے تو تیری عقل گویا تیرے لیے مُرشد ہے۔ اور الرحمن علّم القران کے یہی معنے ہین مطلب یہ کہ عقلمند اپنے نفس کا آپ ہادی ہے پس اگر تجھین عقل ہے تو مردانگی اختیار کر اور جھوٹے مشائخ کا مقلد نہ بن اور اُنکے اتباع سے قابل تضحیک خلایق اور رسوا نہو۔ مشہور ہے کہ شیخ فریدالدین صاحب عطار اور شیخ بہاءالدین صاحب نقشبند کسی کے مُرید نہ تھے۔ بلکہ انکو روحانی بیعت حضرت بایزید بسطامی سے تھی اور انکو شیخ عبدالخالق غجدوانی سے وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو خود ہنرمند ہے۔ اگر ہنرمند نہوتا تو دوسرے ہنرمند کو کیونکر پہچان لیتا۔ پس جب تجھین اتنی عقل ہے تو مرد بن۔ اور جو کچھ تیری عقل مین آئے کر گزر۔ اُستاد کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (خواہ نبی ہو یا ولی) اگر تو انکی تقلید کریگا تو پریشان ہو جائیگا۔ اور باوجود عقلمندی لوگ تیری بیوقوفی پر ہنسینگے۔ سخرہ بمعنے متسخر و خوش طبعی و مسخرہ۔

	مے نگنجد درمیان ما دوئی		در یکے گفتہ کہ این جملہ توئی	
	ہو نہین سکتی دوئی کی گفتگو		ایک مین لکہا کہ یہ سب کچھ ہے تو	ترجمہ

شرح یہ شعر اکثر نسخون مین نہین پایا جاتا۔ لیکن اسکا مطلب بہی دو طرح ہو سکتا ہے۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات تیرے مظاہر ہین۔ اور انہین تو ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تیرے مظاہر نمانے جائین تو ضرور ہے کہ کسی اور کے مظاہر ہونگے اور یہ شرک خفی اور دوئی ہے جسکا وجود اہل تصوف کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات عین حقیقت ذات ہین اگر عین حقیقت نمانے جائین تو دوئی لازم آتی ہے۔ یعنے تیرے وجود کی طرح انکا وجود بہی تسلیم کرنا پڑتا ہے یہ مقصود غلط ہے کیونکہ موجودات عین حقیقت ذات نہین ہو سکتے۔ ایسا عقیدہ سراسر الحاد ہے۔

	ہر کہ او دو بیند احول مردکیست		در یکے گفتہ کہ این جملہ یکیست	
	تو نہ بن احول کہ مطلب ایک ہے		ایک مین لکہا کہ یہ سب ایک ہے	ترجمہ

شرح اسکے بہی دو معنے ہین مولانا کا یہ مقصد ہے کہ یہ تمام موجودات ازل مین یعنے آفرینش سے پہلے ایک چیز یعنے لاشئے تہے البتہ عالم کثرت مین الراہین تعین اور تعدد واقع ہو گیا ہے۔ اس مسئلہ کا نام اہل سلوک کے نزدیک وحدت وجود ہے اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ تمام موجودات اتحالت مین ہین حلال و حرام اور جائز و ناجائز مین کچھ فرق نہین فعل واجب اور ترک واجب الکیان ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

	این کہ اندیشد مگر مجنون بود		در یکے گفتہ کہ صد یک چون بود	
	یہ تو ہے دیوانگی اے مرد نیک		ایک مین لکہا کہ سو کیونکر ہون ایک	ترجمہ

شرح - مولانا کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور موجودات مین فرق اعتباری ضرور ہے اسلیے سو چیزین ایک یعنے عین ذات ہرگز نہیں ہوسکتین اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ذات اور موجودات مین فرق حقیقی ہے یعنے موجودات اسکا مظہر نہین ہوسکتین - اور جب فرق حقیقی ٹھیرا تو سو چیزین ملکر ایک نہین ہوسکتین - کاف کدا میہ ہے اور مگر سکے بعد آنکہ محذوف ہے الحمد للہ کہ ان مشکل شعرون کا حل جو دو طرح کے احتمالات کہتے ہین ہمارے رائے ناقص کے موافق اچھی طرح ہوگیا فی الواقع یہ مولانا کا الہام ہے کہ وہ ایسے الفاظ لائے ہین جسنے دو طرح کے مطالب نکل سکین ایک صحیح بطور نصیحت تصوف اور دوسرے وزیر کے مقولے جنکے بالکل غلط اور خلاف واقع ہین - ان اشعار کے مطالب پر غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ مولانا کے مطالب ہرگز ایک دوسرے کے خلاف نہین ہین اور وزیر کے مطالب بالکل ایکدوسرے کی ضد ہین - چنانچہ مولانا قدس سرہ خود فرماتے ہین -

	ہر یکے قولیست ضد یکدگر	چون یکے باشد بگو زہر و شکر
ترجمہ	ہین یہ سارے قول ضد یکدگر	ایک ہوسکتے ہین کب زہر و شکر
	در معانی اختلاف و در صور	روز و شب مین خار و گل سنگ و گہر
ترجمہ	ظاہر و باطن مخالف سب کے سب	خار و گل سنگ و گہر یا روز و شب

شرح - یعنے وزیر کا ہر مقولہ ایکدوسرے کی ضد ہے - کیونکہ پہلے اسنے ریاضت و جوع کی تعریف کی - پھر اسکی ہجو - بعدہ جود کی تعریف کی - پھر اسکی ہجو علیٰ ہذا القیاس - دوسرے مصرع سے مولانا نے بغرض نصیحت ایک اور مطلب کے طرف تمثیلا اشارہ کیا ہے - زہر و شکر سے افعال حسنہ اور اعمال قبیحہ مراد ہین - یہ دونو صورت مین بھی مختلف ہین (مثلاً نماز ادا کرنیکی اور صورت ہے - اور چوری کی اور) اور معنے یعنے تاثیر مین بھی مختلف ہین - اعمال حسنہ کی تاثیر نجات ہے - اور افعال قبیحہ کی ہلاک - چوتھا مصرع افعال حسنہ اور قبیحہ کی تمثیل ہے بطور توضیح یعنے برے اور بھلے افعال مین ایسا فرق ہے جیسا رات اور دن یا خار و گل یا پتھر اور گوہر مین

	تا ز زہر و از شکر در نگذری	کے تو از گلزار وحدت بر خوری
ترجمہ	زہر و شکر سے نہوگا گر نفور	تو رہے گا گلشن وحدت سے دور

شرح - یعنے ایمخاطب جبتک تو افعال اور اعیان کی مخالفت اور اس مخالفت کے متعلق مباحثون سے الگ نہوگا - اور اختلافی جھگڑون کو چھوڑکر اصل ذات واحد کو نہ معلوم کریگا - تیرا وحدت تک ہرگز نہ پہنچیگا - اور تجکو ہرگز یہ معلوم نہوگا کہ مذل و معز اور محیی اور ممیت اور قابض اور باسط اور نافع اور ضار ایک ہے

	وحدت اندر وحدت است این مثنوی	از سمک رو تا سماک اے معنوی
ترجمہ	عین وحدت سے ہے یہ ساری مثنوی	از ثرےٰ زمین سے عرش پر سلے معنوی

شرح وحدت اندر وحدت بطور مبالغہ ہے یعنے سر بسر ذکر وحدت سمک بمعنے مچھلی اس سے مراد عالم پستی ہے سماک بمعنے ستارہ اس سے مراد عالم علوی ہے مثنوی بمعنے طالب معنے یعنے اے طالب اس مثنوی پر عمل کرنے سے تو از عالم پستی تا عالم علوی وسمٰوٰت وحدت ترقی کرسکتا ہے۔ فی الواقع مثنوی شریف ایسی ہی چیز ہے۔

دربیان آنکہ اختلاف درصورت روشن ست نہ درحقیقت

ترجمہ — اسبات کا ذکر کہ اختلاف ظاہر میں معلوم ہوتا ہے حقیقت مین نہین

این نمط زین نوع دہ طومار و دو ۔۔۔ بر نوشت آن دین عیسے را عدو

ترجمہ — اسطرح بارہ صحیفے لکہدیئے ۔۔۔ دین عیسے کی عداوت کے لیے

شرح۔ اس شعر کے معنے دو طرح ہین اول یہ کہ وزیر نے اسیطرح کے باہم مخالف مضامین لکہے تہے جنکا نمونہ ہمنے اوپر دکہایا ہے۔ اور اُنہین سے بعض کو نقل کیاہے۔ دوسرے یہ کہ زین نمط سے یہ مطلب ہے کہ وزیر نے اسطرح کے کچہ باہم مخالف مضامین لکہے تہے جنکو مثنوی مین تو نقل نہین کیا گیا۔ لیکن بطور تشبیہ وتمثیل گزشتہ سولہ مقالوں مین بعض اصطلاحات صوفیہ افادۂ سالکین کے لیئے اپنی طرف سے درج کردی ہین۔ مگر اسصورت مین اتنی بات اور زیادہ کرنی پڑیگی کہ مولانا کے مقولے ایک دوسرے کے مخالف نہین اور وزیر کے مقولے ایک دوسرے کی ضد تہے۔

او زیکرنگی عیسے بو نداشت ۔۔۔ وز مزاج خم عیسے خو نداشت

ترجمہ — واقف یکرنگی عیسیٰ نہتا ۔۔۔ خم عیسے کو کبہی دیکہا نہ تہا

شرح۔ یعنے وزیر یہ جانتا تہا کہ حضرت عیسٰے اور موسٰے باہم یکرنگی رکہتے ہین۔ اگر مذاہب کے اتحاد حقیقی سے واقف ہوتا۔ تو ہرگز لوگونکے گمراہ کرنے کا فکر نہ کرتا۔ اور اگر خم عیسے کی عادت سے واقف ہوتا تو معلوم کرلیتا کہ اُسمین وہی رنگ ہے جو حضرت موسٰے کے خم مین تہا۔ اور جسمین خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہین۔ اسی رنگ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ قرآن مجید مین ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔

جامۂ صد رنگ ازان خم صفا ۔۔۔ سادہ ویکرنگ بودے چون ضیا

ترجمہ — جامۂ صد رنگ اُس سے۔ باصفا ۔۔۔ ہوتے تہے یکرنگ مانند ضیا

شرح۔ جامۂ صد رنگ سے مختلف عقیدے والے لوگ اور خم عیسے سے مذہب عیسے علیہ السلام مراد ہے یا جامۂ صد رنگ سے وہ شخص مراد ہے جو مختلف صفات ذمیمہ اور اغراض دنیا مین ملوث ہو حاصل یہ کہ لوگ مذہب عیسے کے اتباع سے یکرنگی رنگ وحدت اور دنیا کی اغراض مختلفہ سے سادگی حاصل کرتے تہے اور اُنکے قلب روشن قابل تجلی ذات ہوجاتے تہے بعض نسخون مین ضیا کے جگہہ صبا دیکہا ہے۔ یعنے ایسے پاک ہوجاتے تہے جسطرح صبا کہ ہرطرح کے رنگ سے پاک ہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ یہ شعر حضرت عیسٰے کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے

یعنے ایکبار آپ کپڑے رنگنے والوں کی طرف گزرے جن کے پاس مختلف رنگائی کے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ عیسٰے نے سارے کپڑے ایک مٹکے مین ڈالدئیے۔ رنگریزونکو نہایت رنج ہوا کیونکہ اُنکا مقصود یہ تھا کہ سارے کپڑے ایک ہی رنگ مین رنگے جائین۔ عیسٰے نے اُنکی گھبراہٹ کو دیکھکر فرمایا کہ ایک ایک رنگ کا نام لیتے جاؤ۔ جس رنگ کا نام لیکر کپڑا نکالنا چاہوگی اُسی رنگ کا نکلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وُہ لوگ یہ معجزہ دیکھکر ایمان لے آئے بعض نے انہین کو حوارین کہا ہے لیکن مولانا کے اس شعر سے یہ معجزہ نہین نکلتا۔ کیونکہ معجزہ تو یہ تھا کہ ایک رنگ یعنے سفید کپڑے سو رنگ کے ہوکر نکلے۔ اور شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سو رنگ کے کپڑے ایک رنگ ہوکر برآمد ہوئے۔ اسلیئے وہی معنے ٹھیک ہین جو ہمنے اوپر بیان کیئے۔ البتہ اثبات معجزہ کے لیے شعر مین تعقید مانی جائے تو معنے درست ہوجائینگے۔ مثلاً یون کہاجائے کہ گشتے فعل ناقص سادہ و یکرنگ اُسکا اسم اور جامۂ صدرنگ اُسکی خبر ہے۔ یعنے جامۂ سادہ و یکرنگ خم عیسٰے کی تاثیر سے جامۂ صدرنگ ہوجاتے تھے

	نیست یکرنگی کزو خیزد ملال	بل مثال ماہی و آب زلال
ترجمہ	یہ نہین یکرنگی رنج و ملال	بلکہ ہے چون ماہی و آب زلال

شرح۔ یعنے رنگ وحدت ایسا رنگ نہین ہے کہ مثل رنگ دنیا کیطرح اُسمین رنج یا مشقت اُٹھانی پڑے بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ مچھلی اور پانی جسطرح مچھلی پانی مین خوش رہتی ہے اُسیطرح طالب جب مقام تفرقہ اور خیالات اور اختلافات دنیوی سے نکلکر غریق بحر وحدت ہوجاتا ہے تو نہایت خوش رہتا ہے

	گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست	ماہیان را با یبوست جنگہاست
ترجمہ	گرچہ ہین خشکی مین ظاہر لاکھ رنگ	ہے یبوست سے مگر ماہی کو جنگ

شرح۔ یعنے اگرچہ دنیا مین طرح طرح کے نقش اور قسم قسم کی صورتین موجود ہین۔ لیکن ماہی بحر وحدت خشکی کو ناپسند کرتی ہے

	کیست ماہی چیست دریا در مثل	تا بدان ماند خدا عز و جل
ترجمہ	کون مچھلی کیا ہے دریا فی المثل	تا ہون مانند بہ عز و جل

شرح۔ یعنے اے مخاطب مچھلی بیچاری کون ہوتی ہے اور دریا کیا چیز ہے کہ تشبیہ مین انبیا و اولیا مچھلی کی طرح اور خدائے عز وجل دریا کے مانند ہوسکے۔ تو کہین مچھلی کو عین اولیا و انبیا اور دریا کو عین ذات نہ سمجھیو بلکہ ہمنے ماہی و زلال کی مثال سمجھانیکے لیے بیان کی ہے۔

	صد ہزاران بحر و ماہی در وجود	سجدہ آرد پیش آن دریائے جود
ترجمہ	صد ہزاران بحر و ماہی کی مثال	سجدہ مین ہین پیش رب ذو الجلال

شرح۔ یعنے دریا اس قابل نہین کہ ذات احدیت کو اُس سے تشبیہ دیجائے کیونکہ لاکھون دریا اور مچھلیان عالم وجود مین

اُس دریائے جود کے سامنے سجدے مین ہین اور اسکی تسبیح کر رہی ہین۔ وَاِن مِّن شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کے یہی معنے ہین۔

چند باران عطا باران شده	تا بدان آن بحر دُر افشان شده
ترجمہ مدتون ابر عطا باران رہا	اسلیئے دریا گہُر افشان رہا

شرح۔ یعنے دریا کی عطا اللہ تعالےٰ کی عطا پر موقوف ہے اگر قطرۂ نیسان نہ برسے تو بحر دُر افشان نہین ہو سکتا بس تو ہم کیونکر ذات حق کو دریا سے تشبیہ دیسکتے ہین۔ پہلا باران بمعنے بارش اور دوسرا اسم فاعل ہے۔

چند خورشید کرم افروختہ	تا کہ ابر و بحر جُود آموختہ
ترجمہ مدتون چمکا ہے خورشید کرم	جس سے سیکہا ہے سخاوت دشت ویم

شرح۔ پہاڑ وغیرہ مین پتھر اور لعل دریا مین موتی کہیت مین غلہ پیدا ہونیکے لیئے آفتاب کی حرارت بہی ضروری ہے بحر و بر کی عطا و بخشش گو آفتاب پر موقوف ہے۔ مگر آفتاب کا نکلنا اور چہپنا اللہ تعالےٰ کے اختیار اور حکم مین ہے۔ پہر جب بات ہے تو ہم اللہ کو دریا وغیرہ سے کسطرح تشبیہ دیسکتے ہین۔ اُسی پہلے مضمون کی تائید ہے اور اِن دونو شعرون سے یہ بہی نکلتا ہے کہ گو ظاہر مین ہمکو عطائے آفتاب اور جود دریا کی صورت الگ الگ نظر آتی ہے مگر فی الواقع دونو کی حقیقت ایک ہے۔ کیونکہ دونو ایک ہی ذات پاک سے فیض حاصل کرتے ہین۔ بعض نسخون مین تا کہ ابر و بحر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا جو ابر نیسان پر منحصر ہے اور یہ سب حکم الٰہی کے تابع ہین اسلیئے گو صورت مین اختلاف ہے مگر حقیقت سب کی ایک ہے

چند خورشید کرم تابان شده	تا بدان آن ذرّه سرگردان شده
ترجمہ مدتون تابان رہا ہے مہر جود	ذرّہ کو حاصل ہوئی جس سے نمود

شرح۔ ذرہ کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا طلوع حکم الٰہی پر موقوف ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ گو اِن دونو مین ظاہری اختلاف ہے۔ مگر حقیقت مین ایک ہین۔ ذرہ کا سرگردان ہونا بمعنے اڑنا ہے۔

پرتو دانش زده بر ما و طین	تا شده دانہ پذیرنده زمین
ترجمہ آب و گل مین ہے وہ ظاہر بالیقین	جس سے ہے دانہ پذیرندہ زمین

شرح۔ یعنے ذاتِ حق مظہر آب و گل مین ظاہر ہوئی ہے (کیونکہ جمیع موجودات اُسکے مظاہر ہین) اِس سبب سے زمین نے دانہ اور روئیدگی کو قبول کیا مطلب یہ کہ روئیدگی اللہ تعالےٰ کا فعل ہے جو مظہر زمین مین ظاہر ہوا مظہر یعنے زمین کا فعل نہین ہے۔ زدہ بمعنے اُفتادہ ہے اور یہ شعر اتحاد حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بعض نسخون مین دانش کی جگہ دانش ہے۔ یعنے ذات حق کی دانش کا پرتو آب و گل پر پڑا ہے یعنے اللہ تعالےٰ اپنے اسم علیم (نامے از نامہائے الٰہی) کے ساتہ اِس مظہر مین ظاہر ہوا اور زمین مین بقدر وسعت دانائی پیدا ہو گئی

کہ اسنے دانہ کو قبول کر لیا۔

خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی ٭ بے خیانت جنس آن بر داشتی

ترجمہ: ہے زمین گویا امین اے مردِ دین ٭ ہے وہ حاصل بوئے گا جو بالیقین

این امانت زان عنایت یافتست ٭ کافتاب عدل بر وے تافتست

ترجمہ: یہ عنایت ہے جناب عدل کی ٭ روشنی ہے آفتاب عدل کی

شرح۔ یعنے خاک امانت دار ہے کیونکہ جو کچھ تو اسمین بوتا ہے بے نقصان وخیانت (بلکہ مع زیادت) حاصل کر لیتا ہے۔ یہ امانت اسلیئے زمین کو حاصل ہوئی کہ آفتاب عدل (اللہ تعالےٰ) نے اسم عدل کے ساتھ اسمین ظہور کیا ہے مطلب یہ کہ فی الواقع زمین اور پرتو ذات حق متحد ہے گو ظاہر مین مختلف معلوم ہو۔ (عدل کو امانت لازم ہے)

تا نشان حق نیارد نوبہار ٭ خاک سرہا را نسازد آشکار

ترجمہ: گر نشان حق نہ پائے نوبہار ٭ خاک بھیدون کو کرے کب آشکار

شرح۔ یعنے جب تک حسن حق یا اثر اسم عدل ولطیف نوبہار (فصل ربیع) مین ظاہر نہو زمین اپنے اسرار مکنونہ یا روئیدگی نباتات کو ہرگز آشکارا نہ کرے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ تمام آثار اور اسرار موجودات ومصنوعات مین اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہین اور اُسکے اسماء حسنے کا مظہر ہین۔ قرآن مجید مین ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ ہم اُنکو اپنی قدرت کی نشانیان دکہائینگے۔ جہان مین اور اُنکے نفسون مین یعنے تمام اشیا ہمارے اسماء کا مظہر ہین دوسری آیت ہے فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِسکے معنے شعر کے مطابق ہین۔ دوسرے مصرع مین سِر بکسر سین اور سَر بفتح سین دونون طرح درست ہے

آن جوادے کہ جمادے را بداد ٭ این خبرہا وین امانت وین سداد

ترجمہ: وہی ہے اِس بیجان کو اُسنے یہ خبر ٭ یہ امانت [illegible]

شرح۔ جماد بالفتح وبالکسر سخت زمین اور بیجان چیز کو کہتے ہین۔ خبر بمعنے دانائی [illegible] استقامت واحکام یعنے اللہ تعالےٰ ایسا جواد ہے کہ اُسنے زمین کو دانائی اور امانت اور استقامت عطا فرمائی ہے۔ سداد اور استقامت سے اطاعت حکم خدا اور اُس اطاعت مین استحکام مراد ہے۔

آن جماد از لطف چون جان میشود ٭ زمہریر از قہر پنہان میشود

ترجمہ: جان اِس بیجان کو دیتا ہے خبیر ٭ قہر سے چھپتا ہے اُسکے زمہریر

شرح جان بمعنے صاحب جان بحذف مضاف یعنے ذیروح۔ اور زمہریر بمعنے سرما سخت۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے لطف وانعام سے زمین فصل ربیع مین ذیروح کے مانند ہو جاتی ہے یعنے ذات حق کا ظہور اسم لطیف یا اسم منعم کے

ساتھ اِس مظہر مین ہوتا ہے۔ اور سرما جو ربیع کا دشمن ہے پنہان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُسوقت سرما کے حق مین ظہور ذات حق اسم قہار کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

	آن جمادے گشت از فضلش لطیف		کُل شیءٍ مِن ظریفٍ ہُوَ ظریف
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہے ہر بیجان لطیف		یعنے ہے بیمثل کی ہر شے ظریف

شرح۔ ظریف بطاء مہملہ و بظاء معجمہ دونو طرح درست ہے طریف۔ بمعنے غریب و نادر و ظریف بمعنے زیرک و دانا یعنے بیمثل ذات کی بنائی ہوی ہر چیز بیمثل اور نادر ہے یا یہ کہ دانا اور عالم الغیب کے بنائی ہوی ہر شئے دانا ہے۔ چنانچہ پرتو دانش زدہ بر ما و طین سے ظاہر ہے۔ جمادے۔ افسردہ و یخ بستہ و غیر ذی روح غرضکہ ہر شئے مظہر آلہی ہونیکے باعث حقیقت مین متحد ہے۔ ظاہری اختلاف کا اعتبار نہین۔

	ہر جمادے را کند فضلش خبیر		عاقلان را کردہ قہر او ضریر
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہین بیجان باخبر		اور عاقل قہر سے ہین کور و کر

شرح۔ کیونکہ اگر جمادے بین باخبر ہوتے۔ اور دانائی کا مادہ نہو تو یسبح لہ ما فی السموات وما فی الارض کے معنے درست نہین ہوتے تسبیح بلا دانائی و عقل غیر ممکن ہے۔ دوسرے مصرع مین بیان قدرت ہے۔ یعنے جمادی کا تو یہ حال کہ باوجود غیر ذی روح ہونیکے خبیر اور امانت دار ہین اور بعض عقلاء کا یہ نقشہ کہ گویا متحجر ہین۔ پتھر بنگئے ہین اور قہر خدا نے اُنکو ولی نابینا کر کے چاہِ ضلالت مین ڈالدیا ہے چنانچہ کفار اور مشائین فلاسفہ اسی قبیل کے ہین ایسے انسان کو اہل تصوف محجوب کہتے ہین جو جمادات سے بدتر ہے

	جان و دل را طاقت اینجوش نیست		با کہ گویم در جہان یک گوش نیست
ترجمہ	جان کو طاقت نہین اِس جوش کی		کہنے والے کو ہے حاجت گوش کی

شرح۔ اینجوش کا اشارہ ادراک ذات اور اسرار حقیقت کی طرف ہے یعنے مین اسرار معرفت کس سے کہون کوئی کان سننے والا نہین ہے۔ کیونکہ جن کانون سے اُمور دنیا سُنے جاتے ہین وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہین اور جن کانون سے اُمور معنوی سُنے جائین رگوشہائے دِل) وہ بہت کم اور نادر ہین والنادر کالمعدوم۔

	ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت		ہر کجا سنگے بد از وے یشم گشت
ترجمہ	کان اُسکے لطف سے ہین رشک چشم		پتھر اُسکے فضل سے ہین شکل یشم

شرح۔ یعنے جہان معنوی کان تھے وہ لطف و عنایت آلہی سے آنکھ بنگئے۔ اور جس جگہ پتھر تھے وہ یشم اور لعل و جواہر ہوگئے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ مرتبۂ گوش مین تھے (یعنے اسرار معرفت سُنتے تھے) وہ توفیق آلہی سے مرتبۂ چشم یعنے رویت و مشاہدہ مین پہنچگئے ہین۔ اور جس شخص کا دل پتھر کا تھا وہ اُسکی اعانت سے یشم بنگیا۔ یعنے منور

اور صاف ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ تمام حیوانات اور نباتات وجمادات مین آثار لطف الٰہی ظاہر ہین۔ اور یہ سب اسکے مظہر ہین ریشم سنگ قیمتی مائل لسبزی۔

کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا ۔ معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا

ترجمہ: اسکی صنعت سے ہے لا شئے کیمیا ۔ معجزون کے آگے کیا ہے سیمیا

شرح۔ یعنے ایمخاطب اگر بطور تشبیہ وتمثیل تو یون کہے کہ اللہ تعالے کی صنعت ایسی ہے۔ جیسے صنعت کیمیا تو ہم یہ کہتے ہین کہ کیمیا کیا چیز ہے۔ اسکی قدر کچہ تیرے ہی نزدیک ہوگی اللہ کے نزدیک کچہ نہین اسلیئے تشبیہ عبث ہے۔ کیونکہ کیمیاگر تانبے کو سونا کر دیتا ہے اور اللہ تعالے پتہر یعنے کفار کو ہدایت کے باعث اکسیر بناتا ہے اور انبیا کو معجزے اور اولیا کو کرامت عطا فرماتا ہے جسکے سامنے سیمیا کی کچہ حقیقت نہین۔ سیمیا علم طلسم جسکے ذریعے سے روح کو دوسرے کے بدن مین ڈال سکتے ہین مجازاً بمعنے سحر وجادو۔

این ثنا گفتن ز من ترک ثنا ست ۔ کین دلیل ہستی وہستی خطا ست

ترجمہ: ہے مری تعریف خود ترک ثنا ۔ کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے فنا

شرح۔ اس شعر کی شرح مولانا شمس الدین تبریزی کی مدح مین مفصل طور پر گذر چکی ہے وہان دیکہہ لیجے۔

پیش ہست او بباید نیست بود ۔ چیست ہستی پیش او کور وکبود

ترجمہ: اُسکے آگے چاہیئے ترک وجود ۔ کیونکہ ہستی ہے تری کور وکبود

شرح۔ یعنے اللہ تعالے کی ہستی کے سامنے اپنی یا ماسوے کی ہستی کو لاشئے اور نابود سمجہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہستی گویا کور چشم اور سراسر ظلمت ہے یعنے اپنے وجود عارضی کو ہست سمجہنا مرتبہ مشاہدہ تک نہین پہنچنے دیتا۔ طالب اور شاہد حقیقی مین ظلمت کیطرح حائل ہو جاتا ہے اسلیئے خیال ہستی کو چہوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرنیکے کوشش کرنی چاہیئے

گر نبودے کور ازو بگداختے ۔ گرمی خورشید را بشناختے

ترجمہ: انکہین مجاتین گر اُس بے دید کو ۔ دیکہہ سکتی گرمی خورشید کو

شرح۔ یعنے اگر ہماری ہستی شپر کیطرح کور چشم نہوتی تو آفتاب وحدت کے تجلی کو ضرور پہچانتی۔ اور اُسکی محبت مین گہلجاتی۔ چونکہ ہستی سے صاحب ہستی مراد ہے اسلیئے بطور مفہوم مخالف ان اشعار سے یہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص اُسکی محبت مین نہین گہلتا۔ وہ کور باطن اور سراسر ظلمت ہے۔

ور نبودے او کبود از تعزیت ۔ کے فسردے ہمچو یخ این ناحیت

ترجمہ: تعزیت سے گر نہوتی یہہ کبود ۔ کسلیئے افسردہ رہتی اسے وجود

شرح۔ اس شعر مین ہستی کے سراسر ظلمت اور کبود ہونیکا سبب تعزیت بیان کیا گیا ہے۔ اور بات ہی ٹہیک ہے کیونکہ

تعزیت اور ماتم مین آدمی اکثر سیاہ لباس پہنتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہستی موہوم تعزیت فوت مشاہدۂ حق کے سبب کبود اور سراسر ظلمت نہوتی تو یہ ناحیۂ ممکنات نج کیطرح افسردہ نہوتا۔ بلکہ مرتبۂ فنا فی اللہ کیطرف ترقی کرجاتا اور اسکو خسارہ نہوتا جیسا کہ اس وزیر کو ہوا۔

دربیان خسارت وزیر درین خدعہ ومکر

ترجمہ: اس مکر اور فریب دینے مین وزیر کے نقصان اٹھانے کا بیان۔

ہمچو شہ نادان وغافل بُد وزیر ‖ پنجہ مے زد با قدیم ناگزیر

ترجمہ: مثل شہ نادان وغافل تہا وزیر ‖ عازم جنگ خدائے ناگزیر

شرح۔ پنجہ زدن بمعنے جنگ ومخالفت کرنا ناگزیر بمعنے لازم الاتباع۔ یعنے وزیر یہ چاہتا تہا کہ عیسیٰ کے دین کو مٹا دے مگر اللہ تعالےٰ نے جو قدیم اور ازلی اور لازم الاتباع ہے اُس دین کو پسند کرلیا تہا۔ توگویا وزیر کا یہ سوچنا اُسکے ساتہ جنگ کرنا تہا:

ناگزیر جملہ کان حیّ وقدیر ‖ لایزال ولم یزل فرد وبصیر

ترجمہ: بادشاہ انس وجان۔ حیّ وقدیر ‖ لایزال ولم یزل فرد وبصیر

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ جملہ موجودات کے لیے لازم الاتباع ہے۔ کیونکہ وُہ حیّ وقدیر ہے لایزال ہے لم یزل ہے فرد وبصیر ہے اور جسمین ایسی صفتین ہون وُہ بیشک لازم الاتباع ہے کان حیّ وقدیر مین کاف تعلیلیہ ہے

باچنان قادر خدائے کز عدم ‖ صد چو عالم ہست گرداند بدم

ترجمہ: جنگ۔ اور پہر ایسے قادر سے۔ کہ جو ‖ ہست کردے ایکدم مین نیست کو

شرح یعنے وزیر نے ایسی خدائے قادر کی مخالفت کی جو اس عالم کے مانند سو عالم ایکدم پیدا کرسکتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند ‖ چونکہ چشمت را بخود بینا کند

ترجمہ: ایسے عالم سیکڑون پیدا کرے ‖ تیری آنکھون کو اگر بینا کرے

شرح۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ آنکھین کہولدیتا ہے تو عارف کو عالم ملکوت جبروت لاہوت سب نظر آجاتے ہین

گر جہان پیشت بزرگ وبے بنیست ‖ پیش قدرت ذرّہ میدان کہ نیست

ترجمہ: ہے جہان گو تیری نظرون مین عظیم ‖ کم ہے ذرہ سے مگر پیش کریم

شرح۔ بے بن بے انتہا وبے نہایت طویل وعریض بعض نسخون مین بے سے بنا ئے مثلثہ ہے اسصورت مین نے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے یعنے اگرچہ سارا جہان تیرے نزدیک عظیم الشان اور لاثانی ہے۔ اور بعض نسخون مین بجٖز نے ست بہی ہے اسوقت نے امالہ رتنا ہے۔ یعنے گو سارا جہان قابل تعریف ہے مگر فی الواقع لاشے ہے

	اینجہان خود حبس جانہائے شماست	ہین روید آنسو کہ صحرائے شماست
ترجمہ	یہ جہان ہے قید خانہ جان کا	دوڑ جاؤ سوے دشت پر فضا

شرح یعنے عالم دنیا تمہاری ارواح کا محبس ہے۔ یعنے روح قید وجود ظلمانی مین مقید ہے۔ اس قید خانہ کو چھوڑ کر اُس پر فضا جنگل مین چلو جو اولیاء انبیاء کا تفرج گاہ ہے۔ اس جنگل کا نام صحرائے عشق حقیقی ہے۔

	اینجہان محدود وآن خود بیحدست	نقش وصورت پیش آن معنے سدست
ترجمہ	یہ جہان محدود۔ وہ بے روک ہے	نقش وصورت اُسکے آگے روک ہے

شرح۔ یعنے عالم دنیا محدود ہے کیونکہ فانی ہے۔ اور عالم حقیقت غیر محدود ہے کیونکہ باقی ہے بس تو عالم فانی سے چلکر عالم باقی کی سیر کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس نقش وصورت یعنے سامان ظاہری اس عالم کے اُن حقیقی معنون کے معلوم کرنے مین سد راہ اور مانع ہین۔ مطلب یہ کہ جس شخص نے اس عالم فساد کے نقش وصورت اور ظاہری سامان سے تعلق رکہا۔ وہ عالم بقا سے محروم رہا۔ اور جسنے اپنے وجود موہوم کو ترک کرکے ماسوے اللہ سے علاقہ منقطع کردیا وہ اُس عالم تک پہنچ گیا۔

	صد ہزاران نیزۂ فرعون را	در شکست آن موسی با یک عصا
ترجمہ	توڑ ڈالے نیزے سب فرعون کے	موسیٰ بایک عصا نے دیکھ لے

شرح۔ موسیٰ بایک عصا کی اضافت توصیفی ہے اور وصف ترکیبی نے گویا اس سارے کلمہ کو ایک کردیا ہے یہان سے پہر بیان قدرت حق شروع ہے۔

	صد ہزاران طب جالینوس بود	پیش عیسےٰ ؑ و دمش افسوس بود
ترجمہ	گرچہ زور طب جالینوس تہا	روبرو عیسےٰ کے سب افسوس تہا
	صد ہزاران دفتر اشعار بود	پیش حرف اُمّیے اش عار بود
ترجمہ	گرچہ لاکہون دفتر اشعار تہے	روبرو اُمّی کے ننگ و عار تہے

شرح یہ معجزۂ خاتم الانبیا کی طرف اشارہ ہے اور اُمّیے کی دوسری یے تنکیر وحدت ہے اور اش ضمیر بشین اللہ تعالے کی طرف راجع ہے۔ یعنے اللہ تعالے کے پیدا کیے ہوے ایک اُمّی رسول کی بات کے آگے فصحائے عرب اور بلغائے حجاز کے دفتر اشعار باعث عار و ننگ تہے فائدہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ مین سحر کا بہت زور تہا اسلیئے اُنکو ویسا ہی سحر نما اور مبطل سحر معجزہ عصا دیا گیا اور عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ مین علم طب کی کثرت تہی اُنہین اندہے کو بینا اور کوڑہی کو اچہا مُردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تہا۔ خاتم الانبیاء کے عہد مین فصاحت وبلاغت اور اشعار کی بہت دہوم تہی چنانچہ سبعہ معلقہ یعنے سات قصیدے خانہ کعبہ مین لٹکائے گئے تہے اسلیئے آپ کو

قرآن شریف بطور معجزہ عنایت ہوا۔ اُمّی اور ان پڑھ ہونا آپ کے حق مین بہت بڑا معجزہ ہے۔ پہلے شعر مین افسوس جیسے بازی و مسخرہ ہے۔ یعنے معجزات عیسیٰ کے روبرو طبّ جالینوس ایک کھیل سا تہا۔

	چون نمیرد گر نباشد او خسے		با چنان غالب خداوندے کسے	
	جو نہو فانی وہ ہے مرد ذلیل		روبروئے آن خداوندے جلیل	ترجمہ

شرح۔ کسی دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے ایسے غالب خداوند کی محبت اور اطاعت مین کوئی اپنے آپ کو کیونکر فنا نہ کردیگا۔ نہین بلکہ ضرور کریگا۔ بشرطیکہ فنا کرنیوالا ذلیل اور دنی الطبع نہوگا۔

	مرغ زیرک با دو پا آویخت او		بس دل چون کوہ را انگیخت او	
	مُرغ زیرک کو کیا آویختہ		دل بہت سے کردیے انگیختہ	ترجمہ

شرح۔ یعنے بہت سے دل جو کمال عقل اور قوت علم کے سبب پہاڑ کیطرح قوی تھے اللہ تعالےٰ نے اُنکو اُکھاڑ دیا اور وہ پر کاہ کیطرح علم و عقل سے خالی ہوکر حضیض کفر مین جا پڑے جسطرح نصاریٰ باوجود دعوے علم و عقل وزیر پرتزویر کے کہنے مین آگئے۔ اور وزیر باوجود علم و عقل باعث گمراہی مخلوق ہوا۔ جو اُسکے لیے سراسر خسارہ ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنے مُرغ زیرک باوجود اس زیرکی کے کہ دام مین مشکل سے پہنستا ہے مگر دیکھیے اُسکے حکم سے دونو پانوٴ کیل سیخ مین لٹکایا جاتا ہے۔ بعض نے مُرغ زیرک سے شیطان مُراد لیا ہے۔ جو بقید لعنت ہے اور بعض نے طوطی کہ باوجود اس دانائی اور عقل اور گفتگو کے شکار اور مقید ہوجاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے دانشمند لوگ مراد لیے ہین اور دو پا سے فکر و عقل یعنے دانشمند لوگ ہی عقل و فکر کے مقید ہین لئنے باہر نہین نکل سکتے اور چونکہ عقل و فکر مین فتور اور خطا کا احتمال ہے اسلیے انسے راہ راست معلوم نہین ہوسکتی۔ جیسا کہ وزیر اور مریدونکو نہ معلوم ہوی اور عاقبت الامر خسارہ اُٹھایا۔ بعض نے کہا ہے کہ مُرغ زیرک خاص ایک جانور کا نام ہے جو دونو پانوٴ سے شاخون مین لٹکتا رہتا ہے

	خیر شکستہ مے نگیرد فضل شاہ		فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ	
	دلِ شکستونکا ہے خالق دستگیر		کام کچھ دیتا نہین علم خطیر	ترجمہ

شرح۔ فہم و خاطر سے علم و کمال مراد ہین۔ یعنے علم و کمال طریقۂ وصول الی اللہ نہین ہے۔ بلکہ سلطان کون و مکان کا فضل انکسار اور ترک وجود سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے انا عند منکسرۃ القلوب لاجلی مین اُن لوگون کے پاس ہون جنکا دل میری محبت مین ٹوٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص محض عقل پر اعتماد کرے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ وہ وزیر گمراہ اور دوسرون کو گمراہ کرنے والا تہا۔

	کان خیال اندیش را شد ریش گاو		اے بسا گنج آگنان کنج کاو	
	اُس خیال اندیش کے تابع ہوے		علم والے سیکڑون طامع ہوے	ترجمہ

گنج آگنان اسم فاعل ترکیبی و آگنان مشتق از آگندن بمعنے بہرنا۔ گنج کاوین کاو مشتق از کاویدن بمعنے کہودنا ہے اور ریش گاو شدن ضرب المثل ہے اُس شخص کے لیے جو کسی ذلیل اور دنی شخص کا تابع ہو ریش گاو ابلہ احمق خام طمع مسخرہ یعنے ایمخاطب بہت سے ایسے شخص جو خزانے بہرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لیے زمین کے کونے کہودنے والے تہے اُس خیال اندیش یعنے وزیر پرتزور کے تابع ہوگئے خزانہ بہرنے اور زمین کہودنے والون سے نصارے مراد ہین جنھون نے اپنے دل کے خزانون مین حضرت عیسےٰ کی تصدیق بہر رکہی تہی اور اسیکی تلاش کرتے تہے لیکن پہربہی وزیر پرتزویر کے تابع ہوگئے نیز یہ معنے بہی ہین کہ بہت سے علم و کمال کی دولت جمع کرنیوالے اہل دنیا کے تابع ہو جاتے ہین مقصود یہ ہے کہ علم و کمال سے راہ معرفت نہین ملتی بلکہ اس سے اکثر دین کا خسارہ متصور ہے۔ بعض نسخون مین گنج آگنان گنج کاو ہی ہے یعنے بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاو سے بہرنیوالے ہین۔ گنج گاو جمشید کے ایک خزانہ کا نام ہے۔

	گاو کہ بود تا تو ریش او شوی	خاک چہ بود تا حشیش او شوی
ترجمہ	مسخرہ بنتا ہے کیون تو اے عقیل	کیون زمین کی گہاس ہوتا ہے ذلیل

شرح۔ یعنے اے شخص تو ذلیل اور دنی چیز کا تابع کیون ہوتا ہے تو تو انسان ہے اور تجہین قوت روحانی موجود ہے۔ بس تو عالم سفلی کو چہوڑکر عالم علوی کی طرف ترقی کر۔ اور ذلیل چیز کو نہ دیکہہ حشیش گہاس کو کہتے ہین۔

	زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی	چیست صورت تا چنین مجنون شوی
ترجمہ	نقرہ و زر یہ ہے مفتون کیلئے	اچہی صورت کا ہے مجنون کیلئے

شرح۔ یعنے زر و نقرہ اور اچہی صورت عالم سفلی مین داخل ہین انکا اتباع نکر اور انپر عاشق نہو۔

	این سرا و باغ تو زندان تست	ملک و مال تو بلائے جان تست
ترجمہ	یہ سرا یہ باغ اک زندان ہے	مال و دولت سب بلائے جان ہے

شرح۔ اسلئے کہ یہ سب اللہ سے غافل کرنیوالی چیزین ہین اور غفلت وبال جان کا سبب ہے اور ملک و مال کے محبت سے آدمی گویا مسخ ہوجاتا ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام برائیون کی جڑ ہے۔

	آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد	آیت تصویرشان را نسخ کرد
ترجمہ	ہوچکی ہیں مسخ پہلے جو امم	آیتین اُنکی ہین مصحف مین رقم
	چون زنے از کار بد شد روی زرد	مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
ترجمہ	مسخ تو یہ ہے اک زن بدکار کا	حکم حق سے زہرہ بنتا مسخ تہا

شرح۔ مسخ اور نسخ کے معنے۔ زہرہ اور ہاروت کا سچا قصہ آیندہ شعر کی شرح مین درج کیا گیا ہے۔

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود — خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

ترجمہ: زُہرہ بنجانا جب اُسکا مسخ تہا — خاک و گل ہونا ہے کیا جلد ی بتا

شرح - یہ تین شعر بطور قطعہ ہین مسخ ایک صورت کا دوسری صورت مین بدل دینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو جیسا کہ یہود اپنے گناہون کے سبب خنزیر اور بندر کی صورت مین مسخ کیے گئے تہے چنانچہ آیت وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اسکی طرف اشارہ ہے اور نسخ ایک چیز کو کسی ایسی چیز کے بدلے مین زائل کر دینا جو پہلی چیز سے بہتر ہو۔ چنانچہ نسخ بعض آیات و احکام الٰہی۔ و بمعنے کتاب نوشتن اس شعر مین نسخ کے دونو معنے مراد ہو سکتے ہین۔ اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ جن قومون کو اللہ تعالےٰ نے مسخ کیا ہے اُنکی اصلی صورت کا نشان تک دور کر دیا ہے اور اُنکی ماہیت بالکل بدلدی ہے۔ یا یہ کہ مسخ شدہ قومون کی حالت اور کیفیت کی آیت اپنے کلام مین لکہدی ہے تاکہ اُس سے اور قومونکو عبرت ہو اور اُن گناہون سے بچین جنکے باعث وہ مسخ کیے گئے تہے آیت بمعنے نشان و تصویر بمعنے حالت مسخ کی دوسری مثال وہ عورت ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے مسخ کرکے زُہرہ کر دیا۔ یہ اُس عورت کے طرف اشارہ ہے جسپر ہاروت ماروت عاشق ہوے اور یہ اُنسے اسم اعظم سیکہہ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن بسبب شومی اعمال ستارۂ زہرہ کی صورت مین مسخ کیگئی محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل غلط ہے کیونکہ زہرہ ستارہ ہاروت ماروت کے قصہ سے پہلے ہی موجود تہا۔ اسقدر صحیح ہے کہ ہاروت ماروت تعلیم سحر کیلیے بہیجے گئے تہے اور اس سے بندگان خدا کا امتحان منظور تہا۔ مگر چونکہ عوام شعرا مین زہرہ اور ہاروت ماروت کا قصہ حسب تفصیل سابق مشہور ہے اسلیے مولانا قدس سرہ نے اُسی طرح نقلکر دیا۔ آپ کا قاعدہ ہے کہ اکثر قصے نقلکر کے اُس سے صحیح نتیجے نکالتے ہین۔ بہترے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب عورت کا زہرہ کر دینا (باوجودیکہ وہ ظاہر مین اسقدر بلند مرتبہ ہو گئی ہے) ایک قسم کا مسخ ہے تو کیا اے انسان سرکش تیرا مٹی اور خاک ہو جانا (عالم روحانی سے عالم جسمانی کیطرف رجوع کرنا) مسخ نہین ہے بلکہ ضرور ہے یا اے شخص تو اس سے پہلے عالم ملکوت و جبروت کے رہنے والون کے لیے باعث رشک تہا۔ وہان سے مرتبہ آب و گل مین آکر گویا مسخ ہو گیا ہے اس مسخ کو مسخ معنوی کہتے ہین نکتہ یہان سے یہ بہی نکلتا ہے کہ آدمی کی حالت پر افسوس ہے کہ عورت تو (خواہ مسخ ہی ہوکر سہی) اس بلند مرتبہ پہچگئی اور مرد باوجود مردانگی مسخ ہوکر بہی اسی عالم سفلی مین رہا

روح مے پرد سوئے چرخ برین — سوئے آب و گل شدی در اسفلین

ترجمہ: روح اُڑتی ہے سوے چرخ برین — اور تجہے ہر وقت میل اسفلین ٭

شرح - یعنے تیری روح تو عالم علوی کیطرف مائل ہے۔ کیونکہ بمقتضاے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ روح کا ہر وقت یہی قصد ہے کہ عالم الٰہی کیطرف ترقی کرجائے مگر وہ جسم کی ظلمانی قید مین ہے۔ باایہمہ اے مخاطب

افسوس تو نے مقتضائے روح کو چھوڑ کر خواہش نفس کو اختیار اور عالم سفلی کو پسند کر لیا انجام کار جسطرح وزیر عالم سفلی کو اختیار کر کے خسارہ مین پڑا اسطرح تو بھی خسارہ اٹھائیگا

	خویشتن را مسخ کردی زین سفول	زان وجودے کہ بُد آن رشک عقول
ترجمہ	ہوگیا ہے مسخ تو اسے بو الفضول	اُس حقیقت سے کہ تھی رشک عقول

شرح۔ سُفُول بضمتین بمعنے پستی اور عقول بمعنے فرشتگان اور وجود سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ **فائدہ** اگر کوئی شخص آئینہ مین اپنا منہ دیکھکر یہ کہے کہ مین مسخ نہین ہوا تو ہم یہ کہینگے ہماری مراد مسخ سے مسخ صورت نہین بلکہ مسخ سیرت ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (ہمنے آدمی کو اچھی صورت مین پیدا کیا ہے) کی تفسیر مین لکھا ہے۔ کہ ہمنے انسان مین حقایق لاہوتیہ۔ اور جبروتیہ اور ملکوتیہ اور ناسوتیہ سب جمع کر دیئے تھے جسکے سبب رہ محسود ملائک تھا۔ لیکن اسنے سب کو چھوڑکر حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا اور عالم سفلی مین جا پڑا۔ جسکو مسخ معنوی اور مسخ سیرت کہتے ہین

	پس بتر زین مسخ کردن چون بود	پیش آن مسخ این نہایت دون بود
ترجمہ	کوئی مسخ اِس مسخ سے بدتر نہین	مسخ سیرت ہے بشر کا بدترین

شرح۔ یعنے جہان مین اس مسخ سیرت سے بدتر اور مسخ کونسا ہوگا۔ کیونکہ اُس مسخ صورت کے مقابل یہ مسخ۔ یعنے مسخ سیرت نہایت درجہ کا بُرا اور ذلیل ہے دوسرے مصرعہ کے معنے یہ ہین کہ اُس عورت کے مسخ کے مقابل یہ مسخ نہایت ہی ذلیل درجہ کا ہے۔ کیونکہ اُسمین عالم سفلی سے عالم علوی کیطرف ترقی ہے اور اِس مسخ مین اُسکا عکس

	اسپ ہمت سوے اختر تاختی	آدم مسجود را نشناختی
ترجمہ	تو حقیقت اپنی گر کچھ جانتا	آدم مسجود کو پہچانتا

شرح۔ ایمخاطب تو نے اسپ ہمت دوسری طرف دوڑایا اور عالم سفلی یا دنیا کو پسند کیا۔ اور حضرت آدم مسجود ملائک کی حقیقت کو نہ پہچانا کہ فرشتون نے اُنکو تارک دنیا اور مظہر ذات سمجھکر سجدہ کیا تھا نہ کہ آب و گل سمجھکر اسلئے تجھے بھی اُنہی عالم علوی کی طرف چلنا۔ اور اپنے آپ کو در حقیقت مظہر ذات بنانا اور باپ کے قدم بقدم رہنا لازم ہے یہ پستی باعث شرف اور عالم علوی کے ہمپلہ نہین ہوسکتی۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

	آخر آدم زادۂ اے ناخلف	چند پنداری تو پستی را شرف
ترجمہ	تو تو آدم زادہ ہے اے ناخلف	کسلئے کہتا ہے پستی کو شرف

شرح۔ یعنے اے غافل تو الولد سرٌ لابیہ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) کے معنون سے غافل ہے ورنہ عالم سفلی کو عالم علوی خیال نہ کرتا۔ نیک بیٹا وہی ہے جو نیکیون مین باپ کے قدم بقدم ہو۔ باپ کے مخالف اور اُسکے بدنام کرنیوالے بیٹے کو ناخلف اور نالایق کہتے ہین۔

چند گوئی من بگیرم عالمے　　این جہان را پُر کنم از خود ہمے

ترجمہ: کیون یہ کہتا ہے کہ لیلونگا جہان　　پُر کرنگی اُسکو میری عز و شان

شرح۔ از خود۔ یعنے از حکومت و سلطنت خود یہان سے عالم سفلی کے مذمت شروع ہوی ہے۔

گر جہان پر برف گردد سربسر　　تاب خور بگدازدش در یک نظر

ترجمہ: برف سے پُر ہو جو عالم سر بسر　　اُسکو پگلا دیگی سورج کی نظر

شرح۔ یعنے جسطرح برف کو آفتاب تہوڑی دیر مین پگلا دیتا ہے اُسی طرح آفتاب قہر آلہی ایک لمحہ مین دولت متکبرین کو زائل کر دیتا ہے جسکے بہروسے یہ وہ خدا کو بہولگئے ہین۔

وِزر او وِزر چون او صد ہزار　　نیست گرداند خدا از یک شرار

ترجمہ: دفتر عصیان مٹا دیتا ہے وہ　　ایک شعلے سے جلا دیتا ہے وہ

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ وزیر کا اور وزیر جیسے لاکہہ گناہگارون کا یعنے اُسکے تابعین نصاریٰ کا گناہ ایک ذرہ عفو سے نابود کرسکتا ہے شرار یعنے ذرہ۔

عین آن تخییل را حکمت کند　　عین آن زہراب را شربت کند

ترجمہ: چاہے تو تخییل کو حکمت کرے　　اور آپ زہر کو شربت کرے

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ اگر چاہتا تو وزیر کے اُن خیالات فاسدہ کو عین حکمت کر دیتا اور اُس سم قاتل کو عین شربت بنا دیتا۔ مگر اُسکو یہ منظور نہ تہا۔

در خرابی گنجہا پنہان کند　　خار را گل جسمہا را جان کند

ترجمہ: گنج کرتا ہے خرابی مین پنہان　　خار کو گل جسم کو کرتا ہے جان

آن گمان انگیز را سازد یقین　　مہرہا روید از اسباب کین

ترجمہ: بدگمانون کو دلاتا ہے یقین　　مہر پیدا کرتے ہین اسباب کین

شرح۔ یعنے اگر وُہ چاہتا تو اُس گمان انگیز۔ یعنے وزیر افترا پرداز کو عین یقین بنا دیتا۔ یعنے اُسکو یقین کرا دیتا کہ دین موسےٰ کی طرح دین عیسےٰ بہی حق ہے اور فی الواقع یہ دونو متحد ہین۔ اور اُسنے جو کینے کے اسباب یعنے صحیفے تیار کئے تہے اُنکے برخلاف نصاریٰ مین باہم محبت پہیلتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کام مناسبت اسباب پر موقوف نہین ہین وُہ اچہے سے بُرا اور بُرے سے اچہا کرسکتا ہے چنانچہ پہلے اور آیندہ شعر مین اسکی مثال موجود ہے

پرورد در آتش ابراہیم را　　ایمنیِ روح سازد بیم را

ترجمہ: آگ مین پالا ہے ابراہیم کو　　ایمنیِ جان کیا ہے بیم کو

شرح۔ دیکھو حضرت ابراہیم کو آگ مین رکھکر تمام ضرورون سے محفوظ رکھا۔ حالانکہ آگ ایسی چیز نہین کہ اسمین رہکر آدمی ضرر سے محفوظ رہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے خوف کو باعث بیخوفی بنا دیتا ہے جسطرح گناہگار کا خوف عذاب سے بیخوفی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

از سبب سازیش من سودائیم	وز سبب سوزیش سوفسطائیم
ترجمہ اِس سبب سازی کا مین سودائی ہون	اور سبب سوزی سے سوفسطائی ہون

شرح۔ سوفسطائی کے لغوی معنے صاحب علم باطل کے ہین کیونکہ لغت یونانی مین سوف بمعنے علم اور اسطا بمعنے باطل ہے۔ سوفسطائی یونان مین ایک فرقہ تہا۔ جو حقایق اشیا کا منکر ہے وہ یہ کہتے ہین کہ حقیقت مین کوئی شیئے کچھ ہی نہین ہے۔ اور جو کچھ موجود ہے اور کسی حس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب وہم و خیال ہے اور پھر یہ وہم و خیال بہی وہم و خیال ہے۔ اِس فرقہ کے تین گروہ ہین اول عنادیہ۔ انکا مذہب وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا دوسرے عندیہ وہ یہ کہتے ہین کہ حقایق اشیا اعتبارات عقلیہ کے تابع ہین یعنے اگر عقل جوہر کو عرض خیال کرے تو وہ عرض ہی ہے اور عرض کو جوہر مانے تو وہ جوہر ہے۔ اور قدیم کو حادث جانے تو حادث ہے اور حادث کو قدیم کہے تو قدیم ہے تیسرے لاادریہ یہہ اشیا کے ثبوت مین شک کہتے ہین اور پھر اِس شک مین بہی شک ہے اور اُس شک مین بہی شک ہے علےٰ ہذا القیاس غرضیکہ یہ تینون فرقے ثبوت اشیا مین حیران ہین مولانا قدس سرہ نے اپنے نفس کو سوفسطائی سے فقط اسبات کی حیرت مین تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالے کے بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے موافق ہین مثلاً سبزہ کا پیدا ہونا مینہہ کے سبب اور بچے کا پیدا ہونا ماں باپ کے سبب کیونکہ سبزہ اور بچہ پیدا ہونے اور اُسکے نشو و نما اور تصویر بننے اور ایسے تنگ جگہہ مین رہنے کی کیفیت گو ہماری سمجھ مین نہین آتی لیکن ظاہر طور پر تو باران اور ماں باپ ہی اسکے سبب معلوم ہوتے ہین، اور بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے مخالف ہین مثلاً حضرت ابراہیم کا آگ مین محفوظ رہنا۔ اور عصائے موسوی کا سانپ بنجانا معاذ اللہ مولانا کا یہ مطلب نہین ہے کہ مین فی الواقع سوفسطائی ہون۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ مین بدین باعث کہ اللہ تعالے بعض موقعون پر جہان مسببات کا کوئی ظاہری سبب نہین ہوتا۔ کوئی نہ کوئی سبب قایم کر دیتا ہے۔ دیوانہ ہو گیا ہون یعنے عقل مین یہ بات نہین آتی کہ یہ سبب کدہر سے قایم ہو گیا۔ اور بدین باعث کہ بعض موقعون پر مسببات خلاف اسباب ظاہر ہوتے ہین حیران ہو گیا ہون کہ یہ کیونکر ہو گیا سبب سازی سے ظہور مسبب حسب اقتضائے سبب اور سبب سوزی سے ظہور مسبب خلاف سبب مراد ہے۔ کیونکہ جب مسبب خلاف سبب ظاہر ہوا تو گویا سبب کو جلا دیا گیا ہے اور معدوم کر دیا گیا ہے ورنہ مسبب ضرور سبب کے موافق ہوتا یعنے آگ حضرت ابراہیم کو زندہ نچھوڑتی۔

	از سبب سازیش سرگردان شدم	وز سبب سوزیش ہم حیران شدم
ترجمہ	اس سبب سازی سے سرگرداں ہوں میں	اور سبب سوزی بہی حیران ہوں میں

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ اور بالکل وہی معنے ہیں جو ہمنے اوپر بیان کیے ہیں۔ لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں

	دیگر مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصاری
ترجمہ	وزیر کا دوسرا مکر گانٹھنا اور خلوت میں بیٹھنا اور قوم نصاری میں شور و غل ڈالدینا

	چون وزیر ماکر بد اعتقاد	دین عیسے را بدل کرد از فساد
ترجمہ	جب وزیر پُر شر و بد اعتقاد	ڈال بیٹہا دین عیسے میں فساد
	مکر دیگر آن وزیر از خود بہ بست	وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
ترجمہ	مکر اک گانٹہا نیا از بہر کین	وعظ کو چہوڑا ہوا خلوت نشین
	در مریدان در فگند از شوق سوز	بود در خلوت چہل پنجاہ روز
ترجمہ	یہاں مریدوں میں پڑا اک شور و سوز	وہاں رہا خلوت میں وہ چالیس روز
	خلق دیوانہ شدند از شوق او	از فراق حال و قال و ذوق او
ترجمہ	ہوگئی دیوانہ خلقت شوق سے	ہجر حال و قال و ذکر و ذوق سے
	لابہ و زاری ہمی کردند و او	از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
ترجمہ	اسطرف مخلوق سب فرقت سے زار	اسطرف وہ بدعمل خلوت سے زار

شرح - دوتو۔ دوہرا۔ یعنی ضعیف و منحنی اس سے یہ نکلتا ہے کہ سالک کسی شخص کے خلوت نشینی اور ضعف سے دہوکا نکہائے بلکہ تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اسطرح دہوکا کہائیگا جسطرح وزیر کے مریدوں نے کہایا۔

	گفتہ ایشان بے نور ما نیست تو	بے عصاکش چون بود احوال کو
ترجمہ	کہتے تہے۔ بے نور جینا ہے وبال	بے عصاکش ہے برا اندہے کا حال
	از سر اکرام و از بہر خدا	بیش ازین مارا مدار از خود جدا
ترجمہ	ہمپہ کر اکرام از بہر خدا	اور اپنے سے نہ رکہہ ہمکو جدا
	ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو	بر سر ما گستران آن سایہ تو
ترجمہ	طفل ہیں ہم ہمکو مشکل دایہ رکہہ	رحم کر سر پر ہمارے سایہ رکہہ
	گفت جانم از محبان دور نیست	لیک بیرون آمدن دستور نیست
ترجمہ	وہ یہ بولا سچ میں کب دور ہوں	لیک خلوت سے نکلنا ہے زبون

شرح یعنے اذن خداوندی نہین ہے بعض نسخون مین۔ گفت بے توجلہ پُر شرّیم وشور ہے اِس قصہ سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ سالک مُرشد سے دور نر ہے اور اُسکی صحبت کو غنیمت جانے۔

	آن امیران در شفاعت آمدند		وان مُریدان در ضراعت آمدند
ترجمہ	اُن امیرون نے شفاعت کی بہت		اُن مریدون کی ضراعت کی بہت

شرح۔ ضراعت بمعنے زاری۔ اور بعض نسخون مین ضراعت کی جگہ شناعت ہی ہے یعنے مُرید اپنے نفس کی بُرائی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوے آئے۔

	کین چہ بدبختی ست مارا اے کریم		از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم
ترجمہ	یعنے یہ بدقسمتی ہے اے کریم		رہ گئے ہم دین سے تجھ بن یتیم
	تو بہانہ میکنی و ما ز درد		میزنیم از سوز دل دمہائے سرد
ترجمہ	دہان بہانے اور یہان ہے دلمین درد		سوز پنہان سے ہے لب پر آہ سرد
	ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم		ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ترجمہ	خوگر گفتار ہین ہم سر بسر		شیر حکمت سے ہین تیرے بہرہ ور
	اللہ اللہ این جفا با ما مکن		لطف کن امروز را فردا مکن
ترجمہ	ڈر خدا سے یہ جفا اصلا نہ کر		مہر کر امروز کو فردا نکر
	مے دہد دل مر ترا کین بیدلان		بے تو گردند آخر از بے حاصلان
ترجمہ	چاہتا ہے تو؟ کہ یہ سب بیدل تمام		تیری فرقت مین رہین ناشاد کام

شرح مے دہد دل مر ترا۔ جملۂ استفہامیہ ہے۔ یعنے کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ سب بیدل مسلوب العقل تیرے مُرید تیرے فراق مین ایک بیحاصل اور بیفائدہ چیز ہوکر رہجائین نہ دنیا کے رہین نہ دین کے اے اُستاد ہماری دستگیری کر

	جملہ در خشکی چو ماہی مے طپند		آب را بکشا ز جو بر دار بند
ترجمہ	ماہی بے آب ہین ہم سر بسر		بند جو کھول اور ہمین سیراب کر

شرح۔ یعنے اپنی نہر معرفت سے بند کھولکر آب حکمت تشنگان شوق کو پلا اور پیاسون کو سیر کر۔

	اے کہ چون تو در زمانہ نیست کس		اللہ اللہ خلق را فریاد رس
ترجمہ	کوئی تجھسا اب زمانہ مین نہین		خلق کی فریاد سُن اے مرد دین

شرح۔ دونو جگہ اللہ اللہ کے یہ معنے ہین کہ اے اُستاد خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر اور ہمین اپنی صحبت سے دور نہ کر خلق اللہ کی فریاد کو پہنچ۔ اور ہمین اپنے جمال اور ملاقات سے مسرور فرما۔

دفع کردن وزیر مریدان واتباع خودرا

ترجمہ: وزیر کا اپنے مریدون اور شاگردونکو دفع کرنا ٹال دینا

شرح۔ اس داستان مین مولانا قدس سرہٗ نے تصوف کے بڑے باریک مسائل تحریر کیے ہین گو وزیر کی زبان سے نکلے ہین

گفت ہان اے سخرگان گفتگو	وعظ وگفتار زبان وگوش جو
ترجمہ: اُسنے یہ بولا وزیر زشت خو	سُنتے ہو؟ اے عاشقان گفتگو

شرح۔ یعنے اے مغلوبین قیل وقال۔ اور ایسے وعظ کے سننے والو جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے مطلب یہ کہ اے ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو سنو۔

پنبہ اندر گوش حسّ دُون کنید	بندحس از چشم خود بیرون کنید
ترجمہ: پنبہ ان کانون کے اندر چاہیئے	قیدحس آنکھون کے سے باہر چاہیئے۔

شرح۔ یعنے کان مین جو ایک حسّ ذلیل ہے روئی ٹھونس لو اور باطن کے کان کہولکر کلمات اہل اللہ سُننے کیلئے مستعد رہو حس ظاہری کی قید یعنے کانون پر نگاہ نہ رکہو۔ یعنے یہ نسمجہو کہ ظاہری ہی کانون سے کچہ سُنا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ حواس ظاہرہ معطل کرکے حواس باطنہ سے کام لو۔

پنبۂ آن گوش سر گوش سرست	تانگردد این کرآن باطن کرست
ترجمہ: پنبہ گوش سر کا ہے خود گوش سر	کر نہو ظاہر تو ہیر باطن ہے کر

شرح۔ یعنے ان ظاہری کانونمین روئی ٹھونسنا ہی گویا باطنی کان ہین جبتک یہ ظاہری کان بہرے نہونگے۔ باطن کے کان بہرے رہینگے۔ مطلب یہ کہ حواس سر کو معطل کرنا عین حسّ قلب ہے۔ بعض نسخون مین تانگردد این کران باطن کرست ہے۔

بےحس وبےگوش وبےفکرت شوید	تاخطاب ارجعی را بشنوید
ترجمہ: بےحس وبےفکرہ لے مدعی	سُن سکے تو تا خطاب ارجعی

شرح۔ یعنے بےحس اور بےفکر وبےگوش ہو کر نفس مطمئنہ بنجاؤ۔ اسوقت تم خطاب ارجعی کو سنوگے یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنے نفس مطمئنہ واصل بحق ہوجاتا ہے۔

تابگفت وگفتگوی بیداری دری	تو زگفت خواب کے بوئی بری
ترجمہ: ہے جو بیداری مین مصروف کلام	گفتگوئے خواب سے ہے بے مرام

شرح۔ لفظ دری بائے بگفت کے اظہار معنے کے لیئے زائد ہے۔ یعنے جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو مین مشغول ہے گفتگوئے خواب سے محروم ہے۔ اسیطرح جب تک تو حواس ظاہرہ کو معطل نہ کریگا ذوق باطنی سے محروم رہیگا۔ حواس باطن بمعنے حواس قلب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواس ظاہر نزول وحی کے وقت اسلیئے معطل ہوجاتے تھے کہ حواس باطن مصروف الی اللہ ہوتے تھے

سیر بیرونست قول و فعل ما — سیر باطن ہست بالائے سما

ترجمہ: ہے یہ عالم سیر ظاہر کا مکان — سیر باطن کی جگہ ہے آسمان

شرح۔ یعنے ہمارے وہ قول و فعل جو ہمارے حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہین۔ اسی عالم دنیا تک کی سیر کر سکتے ہین۔ یعنے اُنکے مقبول ہونے اور آسمان پر جانیکی اُمید نہین البتہ وُہ اقوال و افعال جو حواس باطنہ اور صدق دل سے صادر ہونگے ضرور آسمان تک پہنچ جائینگے۔ اور اُنہین مرتبۂ قبولیت حاصل ہوگا

حس خشکے دید کز خشکی بزاد — موسیِ جان پائے در دریا نہاد

ترجمہ: حس ظاہر رہگیا خشکی مین — یار موسیِ جان ہوگیا دریا کے پار

شرح۔ لفظ خشکے اول بیائے مجہول و معروف۔ اور ثانی فقط بیائے معروف مصدری بمعنے یبوست ہے اور حس خشک سے مراد حس ظاہر ہے۔ اِسکو خشک اسلیئے کہا کہ خشک چیز یعنے مٹی سے بنا ہے۔ پہلے خشک مین اگر یائے معروف ہے تو نسبتی اور مجہول ہے تو زائد ہے۔ دید بمعنے دانست ہے یعنے حس ظاہر نے فقط اتنا معلوم کرلیا کہ مین خشکی سے پیدا ہوا ہون اور چونکہ اُسکو عالم علوی کی خبر نہتی اسلیئے عالم سفلی ہی مین رہگیا۔ اور ترقی نہ کرسکا۔ بخلاف حس باطن یعنے روح کے کہ اُسنے بحر معنے مین قدم رکہا کیونکہ جنس اپنی ہمجنس کی طرف مائل رہتی ہے چونکہ حس ظاہر مٹی سے پیدا ہوا تہا اسلیئے مٹی ہی مین رہا اور حس باطن عالم علو سے مرحمت ہوا تہا اسلیئے اُسی کیطرف ترقی کرگیا۔ کیونکہ جسم کثیف ہے اور روح لطیف جانکو موسلے اسلیئے کہا کہ جب فرعون حضرت موسلے کے عقب مین آیا تو آپنے دریا پر عصا مارا۔ دریا خشک ہوگیا اور حضرت موسلے مع مومنین عبور کرگئے۔ اِس سے حضرت موسلے کے معجزے کی طرف بہی اشارہ ہوگیا بعض نسخون مین۔ عیسی جان بہی آیا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کو بغیر کشتی عبور کرنا حضرت عیسلے کا بہی معجزہ تہا۔

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد — سیر جان پا در دل دریا نہاد

ترجمہ: سیر جسم خشک خشکی تک رہی — سیر جانکو بحر سے ہے آگہی

شرح اِسکا مطلب پہلے شعر کی تقریر سے بالکل واضح ہوگیا ہے لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہین ہے۔

چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گذشت — گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت

ترجمہ: عمر خشکی مین گزاری سر بسر — گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ بر

آبِ حیوان را کجا خواہی تو یافت — موج دریا را کجا خواہی شگافت

ترجمہ: چشمۂ حیوان ملیگا تجکو خاک — موج دریا صاف کردیگی ہلاک

شرح رہِ خشکی سے عالم صورت۔ کوہ سے فکر محال صحرا سے طول آمال دشت سے باطل خیال مراد ہے۔ یعنے جب عمر اسطرح اور ان حالتون مین گزری تو تو آب حیوان عشق حقیقی اور موج دریائے معانی سے ہرگز نہین واقف ہوسکتا اسلیئے خلوت اور ریاضت ضرور ہے

موج خاکی وہم وفہم وفکر ماست ۔۔۔ موج آبی محو وسکرست وفناست

ترجمہ: موج خاکی وہم وفہم و فکر ہے ۔۔۔ موج آبی محو وسکر و ذکر ہے

شرح۔ یعنے دریائے عالم سفلی کی موج وہم وفہم اور ہمارا فکر ہے یعنے مشاغل دنیا مین استغراق اور دنیا کمانے کا فکر اور دنیوی معاملہ فہمی اور نفع ونقصان کا وہم یہ سب امواج عالم ظاہری مین اور دریائے عالم معنے کی موج عشق حقیقی مین محو ہونا بادۂ عشق حقیقی کا نشہ اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے بعض نسخون مین بجائے محو کے صحو ہے صحو لغت مین بمعنے ہوشیاری ہے اور اصطلاح صوفیہ مین صفات بشریہ کے نابود کرنے کو صحو اور غلبہ حال کو سکر کہتے ہین۔ دونوں کا مطلب ایک ہے۔

تا درین فکری ازان سکری تو دور ۔۔۔ تا ازین مستی ازان جامی نفور

ترجمہ: فکر والا سکر معنے سے ہے دور ۔۔۔ مست غفلت جام حق سے ہے نفور

شرح۔ یعنے جبتک تو فکر دنیا مین محو ہے نشۂ وحدت سے دور ہے اور جبتک بادۂ غفلت سے مست ہے جام عشق حقیقی سے نفور ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چون غبار ۔۔۔ مدتے خاموش کن ہین ہوشدار

ترجمہ: گفتگو ظاہر کی ہے شکل غبار ۔۔۔ تھوڑے دن خاموش رہ اے ہوشیار

شرح۔ یعنے گفتگوئے ظاہر غبار کی طرح مشاہدۂ حق سے محروم رکھتی ہے کہنے سننے سے مشاہدۂ حق نصیب نہین ہوتا اسلیئے چند مدت خلوت مین بیٹھکر خاموش رہنا چاہیئے۔ کیونکہ نطق امر عارض ہے اور سکوت اصل ہے

مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن

ترجمہ: وزیر سے مریدونکا مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو ۔۔۔ این فریب واین جفا باما مگو

بولے وہ سب اے حکیم رخنہ جو ۔۔۔ ہمسے کیون ہے مکر کی یہ گفتگو

شرح۔ رخنہ بمعنے خلل۔ یعنے جوئیندہ خلل در جماعت مریدون نے وزیر کو رخنہ جو اسلیئے کہا کہ اسکی خلوت نشینی سے اُنکی جمعیت مین خلل پڑگیا تھا۔ اور یہ فریب وجفا اسلیئے کہ اُسکی خلوت موجب ضرر تھی کیونکہ ہنوز تمام مرید مبتدی تھے جنہین اُستاد کی خلوت نشینی سے اپنی پریشانی کا اندیشہ اور اختلاف عقل کے سبب یہ خیال تھا کہ ہر شخص نیا مذہب اختیار کرلیگا۔ یا یون کہیئے کہ غلبۂ عشق اور صدمۂ فراق کے سبب اُستاد کی نسبت ایسے کلمے زبان سے نکلگئے کیونکہ عاشق معذور ہوتا ہے۔ اور فراق مین معشوق کو بیجفا و پرستم کہدیا کرتا ہے۔ اس سے اُنکا مقصد اپنے پیر کے توہین نہ تھی۔

چون پذیرفتی تو مارا ز ابتدا ۔۔۔ مرحمت کن ہمچنین تا انتہا

ترجمہ: ہم ترے مقبول تھے از ابتدا ۔۔۔ مہربانی ہمیہ کرتا انتہا

ضعف وعجز وفقر ما دانستۂ ۔۔۔ درد مارا ہم دوا دانستۂ

ترجمہ: ہے ہمارے ضعف سے تو باخبر ۔۔۔ تو دوائے درد ہے اے پر ہنر

چار پا را قدرِ طاقت بار نہ ۔ بر ضعیفان قدرِ ہمت کار نہ

ترجمہ: جانور پر قدر طاقت بار رکھ ۔ عاجزوں پر قدر ہمت کار رکھ

شرح ۔ یعنے اے اُستاد تو خوب جانتا ہے کہ ہم احکام انجیل کے [illegible] عاجز ہیں اور تیرے محتاج ہیں تیرے فراق کی زیادہ طاقت نہیں رکھتے۔ تو ہمپر اپنی جدائی کی مصیبت کا اُتنا ہی بوجھ رکھ جتنا ہمسے اُٹھ سکے

دانۂ ہر مرغ اندازۂ وے ست ۔ طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست

ترجمہ: دانۂ ہر مرغ ہے قدر طلب ۔ طعمۂ ہر مرغ ہے انجیر کب

شرح ۔ یعنے ہر مرغ کا دانہ اُسکی حیثیت اور اندازہ کی موافق ہے یہی باعث ہے کہ ہر جانور انجیر ہضم نہیں کر سکتا اور شخص صدمۂ فراق نہیں اُٹھا سکتا

طفل را گر نان دہی بر جائے شیر ۔ طفل مسکین را ازان نان مردہ گیر

ترجمہ: دودھ کے بدلے جو روٹی کھائیگا ۔ طفل مسکین دیکھنا مر جائے گا

چونکہ دندان ہا بر آرد بعد ازان ۔ ہم بخود گردد دلش جویائے نان

ترجمہ: ہاں نکالیگا جو دندان بعد ازان ۔ خود بخود ہو جائیگا جویائے نان

شرح ۔ یعنے بچہ سے جوان کا اور مبتدی سے منتہی کا کام نہیں ہو سکتا مطلب یہ کہ ہم بالفعل مبتدی ہیں اسلیئے تیری مفارقت کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ البتہ جب منتہی ہو جائینگے۔ تو تیری ضرورت نہ ہیگی۔ تو ہمیں اپنے فیض محبت سے محروم نکر۔

مرغ پر نارستہ چون پران شود ۔ لقمۂ ہر گربۂ دران شود

ترجمہ: پر ابھی نکلے نہوں جس مرغ کے ۔ اُسکا اُڑ چلنا ہے بلّی کے لیئے

شرح اسیطرح مرید جب قبل حصول کمال مُرشد سے درد ہو جاتا ہے۔ تو اکثر گمراہ کرنیوالے اُسے شکار کر لیتے ہیں۔

چون بر آرد پر بود پران بخود ۔ بے تکلف بے صفیر نیک و بد

ترجمہ: پر نکالیگا تو خود اُڑ جائے گا ۔ بے صفیر نیک و بد اُڑ جائے گا

شرح ۔ یعنے جب مُرید کامل ہو جاتا ہے تو مُرشد سے خود بخود الگ ہو جاتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا پر دار مرغ کہ اُسکو اڑنے میں سیٹی یا اچھی بُری آواز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور وُہ بلی وغیرہ کا لقمہ بھی نہیں بنتا۔

دیو را نطق تو خامش میکند ۔ گوش ما را گفت تو ہش میکند

ترجمہ: بند ہے شیطان تیرے قول سے ۔ باخبر ہیں کان تیرے قول سے

شرح ۔ خامش مخفف خاموش مجازاً بمعنے دور۔ اور ہش مخفف ہوش بمعنے صاحب ہوش یعنے باخبر۔ اور دیو سے شیطان یا نفس امارہ مراد ہے یہ مطلب کہ تیرے متبرک اقوال شیطان کو دور کرتے ہیں۔ اور تیری گفتگو طالبان حقیقت کو اسرار سے آگاہ اور باخبر کر دیتی ہے۔

گوش ما ہوش ست چون گویا توئی — خشک ما بحر ست چون دریا توئی

ترجمہ: کان تیرے قول سے ہین با خبر — تیرے بحر فیض سے ہے خشک تر

شرح۔ یعنے ہماری طبیعت خشک تیرے دریائے فیض سے بحر معانی بنجاتی ہے۔ اور تیری باتو نسے ہمارے کانونکو اسرار معلوم ہوتے ہین

با تو مارا خاک بہتر از فلک — اے سماک از تو منور تا سمک

ترجمہ: تیرے ہوتے ہی زمین گویا فلک — آسمان ہے تجھسے روشن تا سمک

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست — با تو اے مہ این زمین تاری کی ست

ترجمہ: بے ترے یہ چرخ ہین تاریک سب — تیرے ہوتے یہ زمین تاری ہے کب

شرح۔ پہلے مصرع مین تاریکی ایک لفظ ہے اور دوسرے مین تاری بمعنے تاریک الگ لفظ ہے اور کے ست الگ یعنے بالفرض اگر ہم تیرے بغیر فلک پر چلے جائین۔ تب بھی ہماری نزدیک وہان تاریکی ہے۔ اور زمین تیرے وجود سے روشن ہے

با مہ روئے تو شب تاری کی ست — روز را بے روے تو تاریکی ست

ترجمہ: تیرے ہوتے ہے شب تاری کہان — تو نہو تو دن مین ہین تاریکیان

شرح۔ اس شعر کے پہلے مصرع مین تاری جدا لفظ ہے اور دوسرے مین تاریکی ایک لفظ ہے۔

با تو بر خاک از فلک بردیم دست — با سماہا بے تو چون خاکیم پست

ترجمہ: تجھسے ہم افلاک پر ہین چیرہ دست — تو نہو تو آسمان پر بھی ہین پست

شرح۔ دست از کسے بردن بمعنے غالب شدن۔ یعنے باعتبار مرتبہ ہم آسمان پر غالب ہوگئے ہین

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

ترجمہ: ظاہری رفعت ہے ان افلاک کو — معنوی رفعت ہے جان پاک کو

شرح۔ یعنے ہم اسلئے باعتبار علو مرتبہ آسمان پر غالب ہین کہ آسمان کی رفعت صوری اور ظاہری ہے۔ اور ہماری معنوی رفعت حقیقی و واقعی۔ اور معنوی رفعت صوری سے بدرجہا بلند ہے۔ جسکے دلیل اس شعر مین ہے

صورت رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنے اسمہاست

ترجمہ: ظاہری رفعت برائے جسم ہے — جسم خود معنے کے آگے اسم ہے

شرح۔ یعنے ظاہری رفعت اجسام کے لیے ہوتی ہے اور اجسام معنی اور حقیقت کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسے اسماء مسمیات کے مقابلہ مین یعنے جسطرح مقصود اصلی اسم سے مسمٰے ہوتا ہے۔ اور مسمٰے کے روبرو اسم کی کچھ اصل نہین ہوتی اسیطرح معنے کے روبرو جسم کی کچھ اصل نہین ہے۔ ظاہری رفعت اور بلندی مرتبہ فنا ہونے والی چیز ہے جسکو صرف اہل دنیا پسند کرتے ہین اور باطنی رفعت (معرفت اسرار الٰہی) اولیاء اللہ کا حصہ ہے اور بلند مرتبہ ہے جسکو نہ زوال ہے نہ فنا۔

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن — لا تقنطنا فقد طال الحزن

ترجمہ: اللہ اللہ ڈال ہمپر اک نظر — بڑھگیا غم مت ہمین مایوس کر

شرح: یعنے خدا سے ڈر اور نظر کرم کر اس سے زیادہ ہمین نا اُمید نہ کر کیونکہ ہمارا غم بہت بڑھگیا ہے۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمے شکنم

ترجمہ: وزیر کا جواب دینا کہ مین خلوت سے نہین نکل سکتا

گفت حجتہائے خود کوتہ کنید — پند را در جان و در دل رہ کنید

ترجمہ: یہ کہا اُسنے کہ حجت چھوڑ دو — جو نصیحت مین کرون دل سے سنو

شرح: یعنے مجھسے معارضہ نکرو کیونکہ مریدونکا شیخ سے معاوضہ کرنا ناجائز ہے اور میری نصیحت کو جان و دل مین جگہ دو

گر امینم متہم نبود امین — گر بگویم آسمان را من زمین

ترجمہ: مجھپہ تہمت کیون ہے گر ہون مین امین — آسمان کو بھی اگر کہدون زمین

شرح: یعنے اگر مین تمہارے نزدیک امین اور سچا ہون تو مجھکو فی الواقع سچا جانو۔ کیونکہ امین پر تہمت نہین لگاتے اگر مین آسمان کو زمین کہون۔ تمپر اسکی تصدیق لازم ہے۔ یہ پند اگرچہ وزیر کی زبان سے ہے لیکن فی الواقع مرید کو شیخ کے ساتہ ایسا ہی ہونا چاہیے

گر کمالم با کمال انکار چیست — ور نیم این زحمت و آزار چیست

ترجمہ: ہون اگر کامل تو پھر انکار کیا — اور ناقص ہون تو یہ آزار کیا

شرح: یعنے اگر مین کامل ہون تو میرا کہا مانو اور اگر ناقص ہون تو مجھکو چھوڑ دو۔ اور تکلیف نہ دو۔ مین خلوت کو نہین توڑ سکتا۔

من نخواہم شد ازین خلوت برون — زانکہ مشغولم بحال اندرون

ترجمہ: کنج خلوت سے نکلنا ہے زبون — مین صفائے قلب مین مشغول ہون

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

ترجمہ: مریدونکا وزیر کی خلوت پر دوسری بار اعتراض کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست — گفت ما چون گفتۂ اغیار نیست

ترجمہ: بولے وہ سب یہ نہین حجت کا طور — ہے ہمارا قول اَور۔ اور دونکا اور

شرح: یعنے ہم تیرے کلام اور کمال کے منکر نہین ہین اور نہ ہمارا یہ مقولہ جو تیرے حق مین کہا گیا ہے غیرون کے مقولہ کے مانند ہے کہ انکار پر مبنی ہو بلکہ یہ سب ہماری بیقراری کا اظہار ہے۔ پہلے شعر مین حال اندرون سے صفائی قلب مراد ہے۔

اشک دیدہ ہست از فراق تو دوان — آہ آہ ہست از میان جان روان

ترجمہ: اشک ہین تیری جدائی مین روان — آہ سوزان سے نکلی جاتی ہے جان

طفل با دایه نه استیزد و لیک	گرید او گرچه نه بد داند نه نیک
ترجمہ: دایہ سے لڑتا ہے بچہ اے عزیز	نیک و بد کی گو نہین اُسکو تمیز

شرح۔ یعنے اے وزیر تو ہماری دایہ اور ہمارا مربی ہے اور ہم تیرے بچے تو ہی خیال کر کہ لڑکا دایہ سے لڑتا نہین مگر اُسکی گود مین رُوتا ہے اگرچہ اُسکو نیک و بد کی تمیز نہین۔ اسیطرح ہم بھی تیرے بچے ہین اور بچے کیطرح اسلیئے ہٹ کرتے ہین کہ شاید ہماری ضد مین کچھ ہمارا فائدہ ہو۔

ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی	زاری از ما نی تو زاری میکنی
ترجمہ: چنگ ہین ہم اور تو ہے زخمہ زن	ہم نہین ہین زار تو ہے نعرہ زن

شرح۔ اس شعر سے مولانا قدس سرہ نے بیان وحدت مطلق کی طرف انتقال کیا ہے چونکہ تمام موجودات مظاہر صفات حق ہین۔ اسیلئے ظاہر و مظہر اور شاہد و مشہود گویا واحد ہے۔ اور یہ وزیر کے مریدون کا مقولہ نہین بلکہ مولانا کی مناجات ہے شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم آئینۂ ملاحظۂ صفات ہین۔ ہم مین تیری صفتین ظہور کیے ہوئے ہین اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا چنگ۔ یعنے جسطرح چنگ مین تمام اقسام کے نغمون کی استعداد ہے۔ مگر بلا مضراب وہ نغمے ظاہر نہین ہو سکتے اسیطرح ہم مین ارادہ و قدرت و افعال کے استعداد موجود ہے مگر جبتک تیری تحریک نہو وہ ارادے ہم سے ظاہر نہین ہو سکتے دوسرے مصرع مین زاری سے مراد آواز ہے۔ یعنے جسطرح چنگ سے بلا مضراب خود بخود آواز نہین نکلتی۔ اسیطرح فی الواقع ہماری آواز۔ ہماری زاری ہماری ذاتی آواز نہین ہے بلکہ حقیقت مین آواز کا پیدا کرنیوالا تو ہے۔

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست	ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست
ترجمہ: ہم ہین نے اور تو ہے مانند نوا	کوہ ہین ہم ہم مین ہے تیری صدا

شرح۔ نائے بمعنے نے۔ یعنے ہمارا تکلم تیرے اُس کلام کے اثر سے ہے جو تیری صفات ذاتیہ سے ہے اور جو حالات ہم مین موجود ہین تیری ہی طرف سے منعکس ہین جسطرح پہاڑ کی آواز جو آواز کرنے والے کیطرف پھر آتی ہے فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی۔ بلکہ اوس شخص کی ہوتی ہے ہی تیرا وجود حقیقی ہے اور ہمارا وجود فانی اور وجود فانی مین جتنی حالتین اور صفتین پائی جاتی ہین تیرے ہی صفات کا عکس ہین۔ مثلاً ہم مین صفت غضب تیرے اسم جبار کا عکس ہے اور صفت رحم تیرے اسم رحیم کا وعلے ہذا القیاس۔

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات	برد و مات ما ز تست ای خوش صفات
ترجمہ: ہم مین ہے شطرنج کی سی برد و مات	تیری جانب سے ہے یہ اے خوش صفات

شرح۔ یعنے ہم صفت غالبیت اور مغلوبیت مین بازی شطرنج کی طرح ہین کبھی غالب ہین اور کبھی مغلوب اور یہ غالبیت و مغلوبیت تیری طرف سے ہے کیونکہ تو ہمارے افعال و اقوال و احوال کا خالق ہے قرآن مجید مین قُل کُلٌّ مِّن عِندِ اللہ

اور تعز من تشاء و تذل من تشاء موجود ہے ہر شے خدا کیطرف سے ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلت

ما کہ باشیم اے تو ما را جان جان | تا کہ ما باشیم با تو در میان

ترجمہ کون ہیں ہم کچھ نہیں ہیں اے جان جان | تو ہی تو ہے کون ہیں ہم درمیان

جان جان شرح الروح یعنے محبوبات یعنے ہماری کیا ہستی ہے کہ ایجاد و افعال میں تیرے شریک ہو سکیں

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما | تو وجود مطلق فانی نما

ترجمہ ہم عدم ہیں اور ہستی ہے عدم | تو ہی تو موجود ہے اے ذی الکرم

شرح فانی نما یعنے مظہر اشیائے فانیہ یعنے ہماری ہستی بالکل فانی ہے کیونکہ ہمارا وجود خارجی گو باعتبار ظاہر موجود ہے لیکن فی الحقیقت معدوم ہے اور تیرا وجود مطلق یعنے بلا قید فنا ہے اور تو اشیاء فانیہ کا مظہر ظاہر کرنیوالا ہے۔

ما ہمہ شیران ولے شیر علم | حملہ شان از باد باشد دمبدم

ترجمہ شیر ہیں ہم سب ولے شیر علم | ہے ہوا سے جسکو حرکت دمبدم

شرح۔ شیر علم تصویر شیر کہ ہیبت دشمن اور سرنگون غلبہ کے لیے جانۂ علم پر سی دیتے ہیں حملہ بمعنے حرکت و جنبش یعنے ہم شیر علم کے مانند ہیں جسکو ہوا کے سبب جنبش ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہمارے حرکات و سکنات تیرے ہوائے ارادت پر موقوف ہیں۔ جب تک تیری تحریک نہو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

حملہ شان پیدا و ناپیدا است باد | آنکہ ناپیدا است از ما کم مباد

ترجمہ حرکتیں ظاہر ہوا ناپید ہے | یا الٰہی کم نہو ناپید شے

شرح۔ یعنے شیر علم کی حرکت تو محسوس ہوتی ہے۔ مگر ہوا جو فی الواقع اسکی محرک ہے بالکل ناپیدا ہے۔ اسیطرح ہمارے حرکات و سکنات تو ظاہر ہیں مگر محرک اصلی ناپیدا ہے خدا کرے اس محرک کا عشق اور اسکی معرفت کا شوق ہمسے کم نہو

باد ما و بود ما از داد تست | ہستی ما جملہ از ایجاد تست

ترجمہ یہ ہوا یہ بود تیری داد ہے | ہستی جملہ تری ایجاد ہے

شرح باد سے حرکت اور بود سے وجود اور ہستی سے حاصل وجود مراد ہے یعنے ہم موجود نہیں ہیں بلکہ موجود حق تعالیٰ ہے

لذت ہستی نمودی نیست را | عاشق خود کردہ بودی نیست را

ترجمہ تو نے دی ہستی کی لذت نیست کو | اور بخشی اپنی الفت نیست کو

لذت انعام خود را وامگیر | نقل و بادہ و جام خود را وامگیر

ترجمہ لذت انعام کو واپس نہ لے | نقل کو اور جام کو واپس نہ لے

شرح۔ یعنے تو نے عدم اضافی (انسان) کو ہستی کا ذائقہ چکھایا اور ازل میں اسکو اپنا عاشق بنالیا چنانچہ الست بربکم قالوا بلیٰ اسی عشق کیطرف اشارہ ہے) اب اپنے انعام کی لذت اس سے واپس نہ لے اور نقل معرفت اور بادۂ محبت

ادر کاسۂ حقیقت سے محروم نرکہہ شراب کے بعد ترش یا نمکین یا کباب وغیرہ کہانے کو نقل کہتے ہین۔

در بگیری کیست جست وجو کند — نقش با نقاش چون نیرو کند

ترجمہ: تو اگر لے لے تو واپس کون دے — نقش کیا نقاش سے طاقت کرے

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے انعام کو چہین لے یا اُسنسے محروم رکہے تو ایسا کون ہے جو تجہہ سے لے سکے۔ کیونکہ نقش یعنے انسان ہین۔ نقاش سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہین ہے۔ یہ بیچارہ توفیقہے جسطرح تونے قبل از استحقاق یعنے ازل مین اسکی پرورش کی ہے اسیطرح بعد استحقاق بہی اپنی نعمتون سے محروم نرکہہ۔

منگر اندر ما مکن در ما نظر — اندر اکرام و سخاۓ خود نگر

ترجمہ: کسلیے ستہے گنا ہون پر نظر — اپنے اکرام و سخا پر کر نظر

شرح۔ یعنے ہمارے خطاؤنکو نہ دیکہہ اپنی بخشش پر نظر رکہہ۔ سع بر ما منگر بہ کرم خویش نگر۔

ما نبودیم و تقاضا ما نبود — لطف تو ناگفتۂ ما را شنود

ترجمہ: ہم نہ تہے کچہ اور تقاضا بہی نہ تہا — راز ناگفتہ کو تو نے سُن لیا

شرح۔ تقاضا سے طلب لسانی اور ناگفتۂ ما سے استعداد وجود مراد ہے۔ یعنے جب ہم صرف تیرے علم مین تہے اور اپنا ذاتی وجود نہ رکہتے تہے تو ہم مین طلب لسانی کی طاقت نہتی کیونکہ معدوم سے طلب ناممکن ہے۔ لیکن تیرا لطف ہماری استعداد وجود کو جانتا تہا یعنے اسکو معلوم تہا کہ انسان اسکی استعداد رکہتا ہے کہ اُسکو وجود مین لایا جاے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہونیوالا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مطلب یہ کہ جب تو وجود سے پہلے ہمپر مہربان تہا تو بعد ایجاد بہی مہربان رہ۔ کیونکہ ہم نہایت عاجز اور تیرے الطاف کے خوگر ہین۔

نقش باشد پیش نقاش و قلم — عاجز و بستہ چو کودک در شکم

ترجمہ: نقش صورت پیش نقاش و قلم — ہے مقید صورت طفل شکم

شرح۔ یعنے ہماری مثال ایسی ہے جیسے نقش کہ نقاش اور قلم کے سامنے عاجز اور مقید ہے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ مین۔ کہ اپنے بننے اور بگڑنے کا کچہ اختیار نہین رکہتا۔ مطلب یہ کہ انسان اگرچہ جزوی اختیارات رکہتا ہے مگر انسان کامل نے اپنے تمام اختیارات شاہ حقیقی کے سپرد کردیے ہین یا یہ کہ ہر نفس کے افعال و حرکات اُسکے ارادہ پر موقوف ہین۔

پیش قدرت خلق جملہ بارگہ — عاجزان چون پیش سوزن کارگہ

ترجمہ: روبرو قدرت کے خلق بارگاہ — یون ہے جیسے پیش سوزن کارگاہ

شرح۔ کارگہ مخفف کارگاہ کام کرنیکا محل خصوصًا کپڑا بننے کی جگہہ یہان کارگاہ سے وہ کپڑا جسپر پہول بوٹے بنائے جاتے ہین اور بارگاہ سے عالم مراد ہے یعنے تیری قدرت کے آگے مخلوق اور تمام عالم اسطرح عاجز ہے جسطرح

سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی جسطرح چاہے اُسکو بنائے یا بگاڑے۔

گاہ نقش دیو گہ آدم کند ۔ گاہ نقش شادی وگہ غم کند

ترجمہ: گاہ نقش دیو۔ گہ آدم کرے ۔ گاہ نقش شادی وگہ غم کرے

شرح۔ یعنے اُس نقش کو کبھی نقش شیطان بنا دیتا ہے اور کبھی نقش آدم یعنے کبھی گمراہ کرتا ہے اور کبھی ہدایت دیتا ہے اور کبھی صفات انسانیہ عطا فرماکر روح کو خوش کر دیتا ہے اور کبھی صفات شیطانیہ دیکر مغموم بنا دیتا ہے۔

دست نے تا دست جنباند بدفع ۔ نطق نے تا دم زند از ضر و نفع

ترجمہ: کس مین طاقت ہے کرے جو اسکو دفع ۔ کون دم مارے ضرر ہو یا ہو نفع

شرح۔ یعنے افراد مخلوق مین سے کسیکو یہ طاقت و اختیار نہین ہے کہ نقاش حقیقی کے نقوش مٹا دے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع و ضرر کی بابت کچھ دم مار سکے۔ بلکہ سب طرح کی طاقت اور ہر قسم کا اختیار خدا کو ہے۔

تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت ۔ گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت

ترجمہ: دیکھ لے قران مین تفسیر بیت ۔ قول حق ہے ما رمیت اذ رمیت

شرح یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم و ما رمیت اذ رمیت** یہ آیت جنگ بدر مین نازل ہوی تہی جب کفار نے غلبہ کیا تو رسول مقبول نے اُنکی طرف کنکریون کی ایک مٹھی پہینکی جس سے وہ اندہے ہو کر جنگ سے باز رہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجکو ہمارے اشعار کی (جو عدم قدرت اور عجز کے باب مین ہین) شرح اور تفسیر دیکھنی منظور ہے تو اس آیت کو دیکھ اللہ تعالے نے رسول کی کنکریان پہینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کچھ نہین کر سکتا۔ بلکہ قادر مطلق اللہ تعالے ہے نکتہ اس آیت مین اول رسول سے فعل رمی کی نفی کیگئی پہر اذ رمیت سے اُسکا اثبات کیا گیا۔ پہر ولکن اللہ رمے سے نفی کی گئی اور صحابہ کی شان مین **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم** آیا ہے یعنے اُنسے صرف اختیار قتل کی نفی کر کے اپنی طرف منسوب کیا۔ ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مراتب باعتبار خصوصیت ہین رسول اللہ کا مرتبہ اُنکے افعال کو اُنکی طرف منسوب نہ کرنے مین صحابہ سے زیادہ تہا۔ یہ نہایت باریک اور لطیف نکتہ ہے غور سے سمجھنا چاہیئے۔

گر بپرانیم تیر آن کے ز ماست ۔ ما کمان و تیر اندازش خداست

ترجمہ: تیر مین کب طاقت پرواز ہے ۔ ہم کمان ہین اور وہ تیر انداز ہے

شرح یعنے ہمارے افعال و اقوال کے تیر جو ہمارے وجود کی کمان سے نکلے ہین یہ فی الحقیقت ہماری جانب سے نہین ہین کیونکہ ہم دست قدرت مین کمان کیطرح ہین اور تیر پھینکنے والا فی الواقع وہی ہے۔ ہم اک خفیف سا ظاہری وسیلہ ہین۔ اس شعر کے معنے پہلے۔ شعر کے مطلب سے ملتے جلتے ہین۔

	این نہ جبر این معنی جبّاری ست	ذکر جباری برائے زاری ست	
ترجمہ	جبر کب ہے یہ ہے جبّاری کی شان	ہر زاری ذکر جبّاری کو جان	

شرح - اس شعر مین فرقۂ جبریہ اور قدریہ کا رد ہے - جبریہ کہتے ہین کہ بندہ کو اپنے افعال مین مطلق قدرت اور اختیار نہین ہے بلکہ خیر و شر اور بندہ کے جمیع حرکات و سکنات خاص افعال الٰہی ہین - بندہ ایک بوجہل پتھر کی مانند ہے - جو اپنے اختیار اور ارادہ سے متحرک نہین ہوتا - اور قدریہ کا مذہب اسکے برعکس ہے وہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل ہے اُسکو اللہ تعالےٰ کے مدد کی کچھ حاجت نہین - یہ دونو فرقے باطل پر ہین اور مذہب حق جو مولانا قدس سرہٗ اور تمام اہل سنت والجماعۃ کا ہے وُہ مذہب متوسط ہے جوان دونو کے مابین ہے - یعنے بندہ نہ تو بالکل مجبور ہے کہ اُسے پتھر سے تشبیہ دیجائے - اور نہ بالکل مختار ہے کہ آپ اپنے افعال کا خالق ہو - بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ خالق افعال اللہ تعالےٰ ہے اور کاسب یعنے خیر و شر کا حاصل کرنیوالا بندہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ کے سابق اشعار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ اُنہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہم گویا نیست ہین اور جو افعال ہمسے صادر ہوتے ہین وُہ خالق کے افعال ہین اس سے وہم ہوتا تھا کہ مولانا قدس سرہ نے فرقہ جبریہ کی تائید کی ہے - یہ شعر اس اعتراض کا جواب ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے افعال حق سبحانہ و تعالےٰ کے افعال ہین اور ہم گویا نیست اور لاشئے ہین - اس سے یہ مراد نہین کہ بندہ بالکل مجبور اور مسلوب الاختیار ہے - بلکہ ہمنے اللہ تعالےٰ کی جبّاری کے معنے بیان کیے ہین یعنے اللہ تعالےٰ افعال انسانی مین صفت جباریت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے - جبّاری بمعنے جبر نقصان ہے - یعنے اصلاح امور و پُر کردن ہر شئے بچیزے کہ لایق آن باشد چونکہ عالم ارواح مین روحین بذات خود ارتکاب افعال کے لیے مستعد تہین اور اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی سے اُنکا استعداد کو جان لیا تھا اسلیئے انکو ایسے افعال سے پُر کر دیا جنکی وہ لیاقت رکھتی تہین - یعنے روح مومن کو افعال حسنہ سے اور روح کافر کو افعال سیئہ سے - کیونکہ جبار اُسی کو کہتے ہین جسکی عطا مقتضائے اشیاء کے مطابق ہو - پس تو جباری کے یہ معنے اختیار عبد کے مُنافی نہین ہین - نیز جبّار کے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ اُسنے اپنے بندونکو اوامر و نواہی کے بجالانے پر قادر و قاہر کر دیا ہے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جباری کا ذکر اسلیئے ہے کہ بندہ ہر فعل کے بجالانے کے وقت جناب باری مین اس خوف سے زاری کرے کہ واللہ اعلم مقتضائے جبّاری اس فعل کے متعلق طاعت ہے یا معصیت جباری کے یہ معنے نہین کہ خود معاصی مین گرفتار ہوکر اپنی معصیت کو اُسکی جبّاری کیطرف منسوب کر دے - یہ مذہب خلاف سنت اور یہ عقیدہ قریب کفر ہے -

	زاری ما شد دلیل اضطرار	خجلت ما شد دلیل اختیار	
ترجمہ	ہے تری زاری دلیل اضطرار	اور پشیمانی دلیل اختیار	

شرح۔ یعنے ہماری زاری اور تضرع جو بعض افعال بد ہمسے صادر ہوتے ہیں یہ اثبات کی دلیل ہے کہ ہم مجبور اور مضطر ہین کیونکہ اگر ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہوتا تو ہمسے ایسے گناہ نہوتے جنسے ہمکو زاری کرنی پڑتی لیکن انہی افعال قبیحہ سے ہماری خجلت اثبات کی دلیل ہے کہ ہمکو اپنے افعال پر اختیار بھی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اختیار نہوتا تو ہمکو خلق اور حق سے بُرے افعال پر خجالت کیون ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو من وجہ اختیار بھی دیا گیا ہے۔

گر نبودے اختیار این شرم چیست	وین دریغ و خجلت و آزرم چیست
ترجمہ گر نہین مختار تو کیون شرم ہے	کیون بتجھے یہ خجلت و آزرم ہے

شرح توضیح سابق آزرم یعنے غم و شرم کیونکہ اگر ہمکو اختیار نہوتا تو بیل اور گدھے اور دیگر جانوروں کی طرح کبھی گناہ سے شرم نہ آتی

زجر استادان بشاگردان چراست	خاطر از تدبیرہا گردان چراست
ترجمہ زجر اُستادان بشاگردان ہے کیون	اور دل تدبیر کا خواہان ہے کیون

شرح یعنے اگر انسان کو اختیار نہوتا۔ تو اُستاد شاگرد پر مولے غلام پر خاوند بیوی پر کسی فعل معیوب کے باعث زجر نکر سکتا۔ اور آدمی کا دل تدبیرون مین سرگردان نہ رہتا۔ حالانکہ بہت سے کام آدمی مشورۂ دل کے بعد کرتا ہے جو قابل کرنے کے دیکھا کیا اور جو نہ دیکھا نکیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔

ور تو گوئی غافلست از جبر او	ماہ حق پنہان شد اندر ابر او
ترجمہ یہ کہے گر تو کہ بیشک وصف جبر	یون نہان ہے ماہ جیسے زیر ابر
ہست این را خوش جواب ار بشنوی	بگذری از کفر و در دین بگروی
ترجمہ اِسکا سُن لے یہ جواب اے بدشعار	چھوڑکر تو کفر ہو گا دیندار

شرح یعنے ہم تو یہ کہتے ہین کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آدمی مختار نہین بلکہ بالکل مجبور ہے لیکن وہ جبر سے غافل ہے اور اِس بات کو جانتا نہین کہ ماہ حق یعنے کیفیت جبر آلہی اُسکے افعال و اقوال مین پوشیدہ ہے تو ہم اُسکا جواب آیندہ شعرون مین دیتے ہین جسکا سمجھنا منکر کو مومن بنا دیگا۔

حسرت و زاری کہ در بیماریست	وقت بیماری ہمہ بیداریست
ترجمہ حسرت و زاری کہ بیماری مین ہے	یہ ہی داخل تیری بیداری مین ہے

شرح۔ یعنے جسقدر حسرت و زاری بیماری کے وقت ہوتے ہی تندرستی کے وقت نہین ہوتی۔ اور بیماری کے وقت کی زاری گویا خواب غفلت سے بیداری ہے کیونکہ مصیبت کے وقت خدا زیادہ یاد آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان مجبور ہوتا تو مسرت کے وقت ہی خدا سے غافل نہوتا۔ کیونکہ مجبور کو ہر حالت مین مجبور ہونا چاہیئے یہ کیا کہ خوشی کے زمانہ مین تو خدا سے غافل ہا اور بیماری یا مصیبت کیوقت زاری کرنے لگا۔

آن زمان کہ میشوی بیمار تو — میکنی از جرم استغفار تو

ترجمہ: یعنے جب ہوتا ہے تو بیمار و زار — جرم سے کرتا ہے توبہ بار بار

مینماید بر تو زشتی گنہ — میکنی نیّت کہ باز آییم بره

ترجمہ: تجھپہ کھلجاتی ہے زشتی گناہ — عہد کرتا ہے کہ لونگا نیک راہ

عہد و پیمان میکنی کہ بعد ازین — جز کہ طاعت نبودم کار گزین

ترجمہ: بعد ازین یہ عہد یہ پیمان ہے — کار دین ہے اور میری جان ہے

پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا — مے بہ بخشد ہوش و بیداری ترا

ترجمہ: پس ہوا ظاہر کہ بیماری تجھے — بخشتی ہے ہوش و بیداری تجھے

شرح - خلاصہ اشعار اور حاصل جواب یہ ہے کہ آدمی بیماری مین توبہ و استغفار اور یاد خدا زیادہ کرتا ہے اور غفلت سے بیدار رہتا ہے اور سرور مین غافل رہتا ہے پس اگر وہ مجبور ہوتا تو دونون حالتون مین یکسان رہتا اور ہر دم یاد خدا مین مصروف ہوتا کیونکہ مجبور کو سرور سے رجو موجب غفلت ہے کیا کام اور مجبور سے گناہی نہین ہو پہر توبہ سے کیا سروکا

پس بدان این اصل را اے اصل جو — ہر کرا درد است او بردست بو

ترجمہ: جان رکھہ اس اصل کو اے اصل جو — دردِ دل سے آتی ہے کچھ اُسکی بو

ہر کہ او بیدار تر پر درد تر — ہر کہ او آگاہ تر رُخ زرد تر

ترجمہ: جو کہ ہے بیدار وُہ پر درد ہے — جو ہے آگاہ اُسکا چہرہ زرد ہے

شرح - پہلے شعر مین اصل اول بمعنے قاعدہ اور ثانی سے مراد ذات حق ہے - یہ دونو شعر تتمۂ جواب کے علاوہ ایک جدید فائدہ کے لئے ہین - یعنے اے انسان جب یہ معلوم ہوگیا کہ تو کلی طور پہ مجبور نہین بلکہ خدا کے اختیار دینے سے تھوڑی بہت قدرت بہی رکھتا ہے تو تجھپر اُس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے اسلیئے اے حق کی تلاش کرنے والے اس قاعدہ کو یاد رکھہ کہ جسکے دلمین عشق حقیقی کا درد ہے وہی بوئے معرفت حاصل کر سکتا ہے اور بیدار وہی ہے جو پر درد ہو اور آگاہ حق وہی ہے جسکا چہرہ زرد ہو -

گر ز جبرش آگہی زاریت کو — جنبش زنجیر جباریت کو

ترجمہ: تو ہے گر مجبور تو زاری دِکھا — جنبش زنجیر جباری دکھا

شرح - یعنے اگر تو جبر خداوندی سے آگاہ ہے اور اپنے آپ کو مجبور جانتا ہے تو تیری زاری کہان گئی - کیونکہ زنجیر جباری کی حرکت یعنے علامت زاری ہے اسلیئے کہ جو شخص مجبور ہوتا ہے اُسکو سوائے زاری کے شادی و سرور سے مطلب نہین رہتا - یہان سے پہر مذہب جبریہ کا رد شروع ہوا ہے -

بستہ در زنجیر زادی چون کند — چوب اشکستہ عمادی چون کند

ترجمہ: قید والے کی ہے آزادی زبون — ٹوٹی لکڑی کا نہین بنتا ستون

شرح۔ زادی مخفف آزادی۔ اور عمادی بمعنے کار عماد یعنے ٹوٹی ہوی لکڑی ستونکا کام نہین دے سکتی

کے اسیر حبس آزادی کند — کے گرفتار بلا شادی کند

ترجمہ: قید مین ہے جو وہ کب آزاد ہے — ہر گرفتار بلا ناشاد ہے

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند — بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند

ترجمہ: تو ہے گر پابستہ اے گم کردہ راہ — ہین معین تجھپہ سرہنگان شاہ

پس تو سرہنگی مکن با عاجزان — زانکہ نبود طبع و خوئے عاجز آن

ترجمہ: عاجزون پر کیون ہے سرہنگی ترا — عجز کا تجھمین نہین ہرگز پتا

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے آپ کو مجبور عاجز اور پابستہ و بے اختیار سمجھتا ہے تو اپنے چھوٹون پر ظلم اور جبر کیون کرتا ہے کیونکہ عاجز عاجزون پر ظلم اور جبر نہین کیا کرتا یہ عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے اِس سے معلوم ہوا کہ تو عاجز اور مجبور نہین ہے۔ پہلے مصرع مین عاجزان جمع ہے اور دوسرے مین مفرد مع ضمیر۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔

چون تو جبر او نمی بینی مگو — ور ہمے بینی نشان دید گو

ترجمہ: تو نہین مجبور۔ تو خاموش رہ — اور اگر ناچار ہے تو ہے کہہ

شرح۔ یعنے اگر ایمخاطب تو اپنے آپ کو مجبور نہین جانتا۔ تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کر اور اگر جانتا ہے تو اُسکی علامت دکہا۔ اور جبکہ کوئی علامت مجبور ہونیکی تجھمین نہین پائی جاتی تو تو کسیطرح مجبور نہین ہوسکتا۔

در ہر آن کارے کہ میلستت بدان — قدرت خود را ہمے بینی عیان

ترجمہ: جسکی رغبت ہے تجھے اے بے شعور — اُسکے کرنے مین ہے تو قادر ضرور

در ہر آنکارے کہ میلت نیست و خواست — اندران جبری شوی کین از خداست

ترجمہ: اور ہے تجھے جس فعل کی رغبت نہین — کہتا ہے مجبور ہون طاقت نہین

شرح۔ یعنے قائلان جبر اپنے جبر کو وسیلۂ ارتکاب معاصی جانتے ہین جس فعل کو جی چاہا کر گزرے اگرچہ معصیت ہو اور جسکو جی نچاہا ترک کر دیا اگرچہ طاعت ہو۔

انبیا در کار دنیا جبری اند — کافران در کار عقبا جبری اند

ترجمہ: کار دنیا سے نبی مجبور ہین — کار عقبا سے شقی مجبور ہین

شرح۔ بطور موعظت فرماتے ہین کہ انبیا دنیا کے کامون مین اپنے نفس کو مجبور جانتے اور متوکل علے اللہ رہتے ہین

اپنی طرف سے معاملات دنیا مین سعی نہین کرتے اور کفار اسکے برعکس کار دنیا مین بہت سعی کرتے ہین اور کار عقبے مین اپنے نفس کو مجبور ظاہر کرتے ہین۔ بس تو آدمی کو انبیا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

	انبیا را کار عقبے اختیار	کافران را کار دنیا اختیار
ترجمہ	انبیا کو کار عقبے ہے پسند	اشقیا کو کار دنیا ہے پسند
	زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش	میرود او در پس و جان پیش پیش
ترجمہ	کیونکہ ہر طائر کو میل جنس ہے	مومن و کافر کو میل جنس ہے

شرح مرغ سے ارادۂ نیک یا بد مراد ہے اور جان بمعنے روح یعنے ہر شخص کا نیک یا بد ارادہ پیچھے پیچھے رہتا ہے اور روح آگے آگے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ پیچھے اسلیئے اگر روح کا مرکز سجین ہے تو ارادہ شقاوت اسکے پیچھے ہے اور اگر علیین ہے تو ارادہ سعادت کیونکہ حدیث مین آیا ہے السعید سعید فی الازل والشقی شقی فی الازل وکل میسر لما خلق لہ یعنے نیک اور بد ازل مین ہو چکے ہین دنیا مین نیکو کو نیک اور بدونکو بد کام آسان ہین

	کافران چون جنس سجین آمدند	سجن دنیا را خوش آئین آمدند
ترجمہ	کافرون کی جنس مین سجین ہے	سجن دنیا باعث تزئین ہے

شرح را بمعنے برائے اور خوش آئین بمعنے مناسب یعنے جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

	انبیا چون جنس علیین بدند	سوئے علیین بجان و دل شدند
ترجمہ	جنس علیین نبی ہین سربسر	سوئے علیین ہے انکا سفر
	اے خدا بنما تو جان را آن مقام	کاندرو بیحرف میروید کلام
ترجمہ	اے خدا جان کو دکھا دے وہ مقام	جسجگہ بے حرف ہوتا ہے کلام

شرح یعنے روح کو مقام علیین مین پہنچا دے جہان خدا کا کلام بلاکیفیت حروف و آواز سنائی دیتا ہے

	این سخن پایان ندارد لیک ما	باز گوئیم آن تمامی قصہ را
ترجمہ	ایسی باتون کا نہین کچھ انتہا	کہنے دے قصہ کا باقی مدعا

نومید کردن وزیر مریدانرا از نقض خلوت

ترجمہ وزیر کا اپنے مریدون کو خلوت توڑنے سے ناامید کرنا

	آن وزیر از اندرون آواز داد	کاے مریدان از من این معلوم باد
ترجمہ	گوشۂ خلوت سے بولا بد صفات	اے مرید و یاد رکھنا میری بات

شرح باوجود اصرار مریدان وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور مریدونکو یہ جواب دیا کہ عیسے کا حکم خلوت توڑنیکا نہین ہے

کہ مرا عیسےٰ چنین پیغام کرد | کز ہمہ یاران و خویشان باش فرد

ترجمہ: مجھکو پہنچاہے یہ پیغام خدا | اپنے بیگانے سے رہ بالکل جدا

روی بر دیوار کن تنہا نشین | وز وجودِ خویش ہم خلوت گزین

ترجمہ: رہ الگ سب سے تو اے تنہا نشین | اپنی ہستی سے بھی ہو خلوت گزین

شرح یعنے خلوت نشین ہوکر صفات بشریہ ترک کرکے صفات ملکوتیہ حاصل کر خلوت زوجود بمعنے ترک وجود ہے۔

بعد ازین دستوری گفتار نیست | بعد ازین با گفتگو ہم کار نیست

ترجمہ: بعد اسکے بولنا تک ہے حرام | گفتگو سے میں نہیں رکھونگا کام

الوداع ای دوستان من مردہ ام | رخت بر چارم فلک بر بردہ ام

ترجمہ: رخصت اے لوگو کہ میں تو مرگیا | اب گیا اور چرخ چارم پر گیا

شرح یعنے مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا حاصل کیاہے۔ اور عالم فانی سے رحلت کرکے مرتبۂ عالی پر پہنچگیا ہون چرخ چارم کی تخصیص بمناسبت عیسے کے سبب سے ہے ورنہ اس سے مطلق مرتبۂ عالی مراد ہے **فائدہ** حضرت عیسے کا فلک چہارم پر ہونا مشہور بات ہے۔ مگر فی الواقع وہ آسمان دوم پر ہین چنانچہ شب معراج رسول علیہ الصلوۃ نے اُنسے آسمان دوم پر ہی ملاقات کی ہے اور حضرت یحیےٰ بھی یہین ہین۔ البتہ حضرت ادریس چارم فلک پر ہین پھر مولانا کا یہ مصرع فرمانا کہ بر فراز آسمان چارمین یا تو وزیر کی زبان سے ہے یا یہ کہ مولانا نے شعر مین شاعرونکا مشہور مقولہ نقل کردیا ہے

تا بزیر چرخ ناری چون حطب | من نسوزم در عنا و در عطب

ترجمہ: کیون جلون اس چرخ ناری کے تلے | آتش رنج و ہلاک و درد سے

شرح حطب لکڑی اور عطب ہلاکت۔ یعنے مین خلوت نشین ہوکر دنیوی مشقت اور محنت اور ہلاکت سے بچون گا کیونکہ اہل دنیا کی دنیوی گرفتاری اُنکے لیئے گویا آگ ہے۔ یعنے مین اسلیئے آسمان پر جاتا ہون تاکہ چرخ ناری کے نیچے لکڑی کیطرح نہ جلون

پہلوی عیسیٰ نشینم بعد ازین | بر فرازِ آسمانِ چارمین

ترجمہ: نزد عیسے جاؤنگا مین بعد ازین | اب ہے عزم آسمانِ چارمین

وانگہانی آن امیران را بخواند | یک بیک تنہا بہر یک حرف راند

ترجمہ: پھر امیرون کو بلاکر اپنے پاس | کہہ گیا ایک ایک سے وہ بد اساس

شرح یک بیک لفظ خواند سے متعلق ہے یعنے ایک ایک امیر کو الگ الگ بلاکر سمجھایا اور سب کو دہوکا دیا۔ اس دہوکا دینے کا مفصل حال آئندہ داستان مین مذکور ہے

فریفتن وزیر امیران را ہر یک بنوعے و طریقے

ترجمہ — اُس مکار وزیر کا ہر امیر کو الگ الگ مِلا کر جدا جدا طریق سے فریب دینا۔

گفت ہر یک را بدین عیسوی … نائب حق و خلیفہ من توئی

ترجمہ — یعنے ہر شان دین عیسوی … نائب حق اور خلیفہ ہے توئی

وان امیران دگر اتباع تو … کرد عیسے جملہ را اشیاع تو

ترجمہ — اور ہین تیرے سوا جتنے امیر … سب ہین تیرے سب دُہ فرمان پذیر

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر … یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر

ترجمہ — حکم سے تیرے ہو باہر جو امیر … جان سے مار اُسکو یا کرلے اسیر

لیک تا من زندہ ام این رامگو … تا نمیرم این ریاست را مجو

ترجمہ — لیک میری زندگی تک رہ خموش … اس ریاست کا نہ لانا دل مین جوش

تا نمیرم من تو این پیدا مکن … دعوی شاہی و استیلا مکن

ترجمہ — میرے جیتے جی یہ کام اصلا نہو … دعوی شاہی و استیلا نہو

اینک این طومار و احکام مسیح … یک بیک برخوان تو بر امت فصیح

ترجمہ — لے یہ ہین طومار و احکام مسیح … اِنکو پڑہیو سب پہ با نطق فصیح

شرح۔ لفظ فصیح ضمیر برخوان سے حال واقع ہوا ہے۔ اور اشیاع بمعنے انصار و مددگار ہے۔

ہر امیرے را چنین گفت او جدا … نیست نائب جز تو در دین خدا

ترجمہ — اسطرح ایک اک کو سمجھایا جدا … ہے توئی تو نائب دین خدا

ہر یکے را کرد او یک یک عزیز … ہر چہ آنرا گفت این را گفت نیز

ترجمہ — اُسنے ایک اک کو خلیفہ کرلیا … جو کہا اُس سے وُہی اس سے کہا

ہر یکے را او یکے طومار داد … ہر یکے ضد دگر بود المراد

ترجمہ — اور دی ایک ایک کو ایک اک کتاب … مختلف ہر ایک کی ہر فصل و باب

شرح۔ المراد بمعنے حاصل کلام۔ یا یہ کہ ہر طومار کا مضمون و مراد طومار دیگر کی ضد تھا اسوقت المراد بمعنے فی المراد ہوگا پہلے شعر مین عزیز بمعنے خلیفہ ہے۔ اور بعض نسخون مین ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ہے۔

جملگی طومارہا بد مختلف … ہمچو شکل حرفہا۔ یا تا الف

ترجمہ — سب کے سب طومار تھے وُہ مختلف … مختلف ہین جسطرح بے سے تے الف

شرح۔ با تا الف حرفہا سے بدل واقع ہولہے جسکو عطف بیان کہنا چاہیئے یعنے الف۔ بے۔ تے کے حرفون کی طرح سارے نامے مختلف تہے۔ یعنے اُن صحیفون مین اختلاف لفظی بہی تہا۔ اور معنوی بہی۔

حکم این طومار ضد حکم آن ۔ پیش ازین کردیم این ضد را بیان

ترجمہ: حکم ہر طومار تہا باہم خلاف ۔ ذکر جسکا ہو چکا ہے صاف صاف

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان

ترجمہ: وزیر کا مریدون سے الگ ہوکر خلوت مین اپنے آپ کو جان سے مار ڈالنا

بعد ازان چل روز دیگر در ببست ۔ خویش کشت و از وجود خود برست

ترجمہ: بیٹھکر خلوت مین پہر چالیس روز ۔ خودکشی سے مر گیا وہ کینہ توز

شرح اس وزیر نے اپنے بادشاہ کی رضاجوئی کے لیے خودکشی کی جو شرعاً ممنوع ہے چونکہ اس مکار نے مجازی بادشاہ کی اطاعت کے لیئے حقیقی بادشاہ کی مخالفت کی اسلیئے گنہگار اور جہنمی ہوا۔ مگر یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر سالک اپنے بادشاہ حقیقی کی رضاجوئی کے لیے نفس امارہ کو مار ڈالیگا تو اُسے ضرور وجود باقی مرحمت ہوگا

چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد ۔ بر سر گورش قیامتگاہ شد

ترجمہ: باخبر اس سے ہوے جب دم مرید ۔ ہو گیا مدفن پہ اک محشر پدید

خلق چندان جمع شد بر گور او ۔ موکنان جامہ دران در شور او

ترجمہ: مجتمع مخلوق مدفن پہ ہوی ۔ سوگ مین مرشد کی جامہ در ہوی

شرح۔ قیامتگاہ سے ہنگامۂ محشر۔ شور سے ماتم اور چندان بمعنے بسیار ہے موکنان بال کہسوٹنا۔ جامہ دریدن کپڑے پہاڑنا

کان عدد را ہم خدا داند شمرد ۔ از عرب وز ترک وز رومی و کرد

ترجمہ: نعرہ زن شیون کنان تہے سب کے سب ۔ ترکی و رومی و کردی و عرب

خاک او کردند بر سرہای خویش ۔ درد او دیدند درمانہای خویش

ترجمہ: ڈالتے تہے غم سے اپنے سر مین خاک ۔ اور ہوے جاتے تہے ماتم مین ہلاک

شرح۔ ضمیر او گور کیطرف ہے اور لفظ خویش علاوہ اپنے مشہور معانی کے بمعنے خوش و خوب بہی آیا ہے اس شعر مین پہلا خویش بمعنے خود ہے اور دوسرا بمعنے خوش ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا۔ کُرد ایران کے ایک ملک یا صحرانشین ایک فرقہ کا نام ہے یعنے اُنکی گور پر عرب ترک رومی کرد اسقدر جمع ہوے جنکی گنتی خدا کو معلوم ہے۔

آن خلایق بر سر گورش مہے ۔ کردہ خون را از دو چشم خود رہے

ترجمہ: قبر پہ اسکی رہے اک ماہ تک ۔ خون آنکھون سے بہایا راہ تک

مخفف ماہ - بمعنے مہینا - ورہ مخفف راہ مراد ابمعنے جاری - اول مصرع مین یائے مجہول برائے وحدت ہے اور دوم مین زائد

جملہ از درد فراقش در فغان ۔۔۔ ہم شہان و ہم کہان و ہم مہان

ترجمہ: درد ہجران سے تہے مرشد کے تباہ ۔۔۔ سب بڑے چہوٹے فقیر و بادشاہ

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان ۔۔۔ از امیران کیست بر جایش نشان

ترجمہ: پہر امیرون سے یہ لوگون نے کہا ۔۔۔ جانشین اب کون مرشد کا رہا

شرح - خلق سے اُمت حضرت عیسےٰ اور نشان سے خلیفہ اور جانشین مراد ہے - جو مرشد کی علامت ہوتا ہے -

تا بجائے او شناسیمش امام ۔۔۔ تا کہ کار ما ازو گردد تمام

ترجمہ: تا کہ ہم اُس شخص کو سمجہین امام ۔۔۔ اور کار دین ہو با انتظام

سر ہمہ بر اختیار او نہیم ۔۔۔ دست در دامان و دست او زنیم

ترجمہ: اُسکے آگے سر جہکائین سب مرید ۔۔۔ اُسکے ہاتون عقد بیعت ہو جدید

شرح - بعض نسخون مین دست در دامان و دست او دہیم ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ ۔۔۔ چارہ نبود بر مقامش جز چراغ

ترجمہ: مہر نے چہپکر دیا جب ہمکو داغ ۔۔۔ روشنی ہو کس سے حاصل جز چراغ

شرح - داغ کردن بمعنے داغ دادن - یعنے جب مرشد چہپ گیا (وزیر مر گیا) اور ہمکو آتش فراق کا داغ دے گیا - تو سوائے اسکے کوئی چارہ نہین کہ ظلمت نفس دور کرنیکے لیے ہم کسی چراغ کو ڈہونڈہین یعنے کوئی خلیفہ مقرر کرین -

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار ۔۔۔ نائبے باید ازو مانا یادگار

ترجمہ: چہپ گیا پردے مین جبکہ روئے یار ۔۔۔ ہو کوئی تصویر اُسکی یادگار

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب ۔۔۔ بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

ترجمہ: جب نہو گل اور گلشن ہو خراب ۔۔۔ گل کی خوشبو دے ہے ہی دیتا ہے گلاب

شرح - مطلب یہ کہ خلیفہ مین سے ہی مرشد کی موت کے بعد اُسکی بو آیا کرتی ہے - اسلئے ضرور کسیکو مریدون کا خلیفہ مقرر کرنا چاہیے - اس شعر کی مفصل شرح گزر چکی ہے - مگر حسب اقتضائے مقام وہان اور مطلب تہے یہان اور ہین

چون خدا اندر نیاید در عیان ۔۔۔ نائب حقند این پیغمبران

ترجمہ: چونکہ بے پردہ نہین ہوتا خدا ۔۔۔ کردیا نبیون کو اُسنے مقتدا

شرح - یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ مخلوق پر ظاہر نہین ہوتا - اسلئے پیغمبرون کو اپنا نائب بنا کر حکومت اور اظہار اسرار قدرت کے لئے بہیجتا ہے - اس قاعدہ سے نائب کا تقرر اور اُسکی اطاعت لازم ہے

	نے غلط گفتم کہ نائب با منوب	گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
ترجمہ	یہ غلط ہے بلکہ نائب اور منوب	ایکو دو کہنا نہیں ہے قول خوب

شرح ۔ یہان سے مولانا نے اسرار کا بیان شروع کیا ہے ۔ یعنے مینے جو یہ کہا ہے کہ پیغمبر نائب حق ہین اور اس سے نائب اور منوب مین امتیاز اور فرق کا احتمال پیدا ہوتا ہے یہ بات غلط ہے ۔ کیونکہ نائب اور منوب کو دو یعنے الگ الگ خیال کرنا قباحت بلکہ سخت قباحت ہے ۔ نائب و منوب ایک ہین اور حق پیغمبرون کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے قرآن مجید مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔ اور ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ۔ یعنے جو رسول کی اطاعت کرتے ہین وہ بالتحقیق خدا کی اطاعت کرتے ہین اور اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ خدا سے بیعت کرتے ہین ۔

	نے دو باشد تا توی صورت پرست	پیش او یک گشت کز صورت برست
ترجمہ	یہ دوئی ہے اہل صورت کے لیے	وحدت ارباب حقیقت کے لیے

شرح ۔ اس شعر مین لفظ نے سے پہلے شعر کے غلط ہونیکا انکار کیا گیا ہے ۔ یعنے نائب و منوب کی دوئی کا بطور غلط ہونا درست نہین ہے بلکہ وہ صورت پرستون کے نزدیک دو ہین کیونکہ یہ لوگ تعین و تشخص کیطرف نگاہ رکھتے ہین ۔ اور جو صورت پرستی سے نجات پاکر نظر حقیقت سے دیکھتے ہین اُنکے نزدیک دونو ایک ہین نائب نیابت کرنیوالا اور منوب جسکی طرف سے نیابت کیجائے مثلاً پیغمبر اور اللہ تعالے ۔

	چون بصورت بنگری چشم تو دوست	تو بنورش در نگر کز چشم رُست
ترجمہ	تیری آنکھین دو ہین ظاہر مین اگر	نور ان دونو نکا ہے ایک اے بشر

شرح ۔ مضمون سابق کی توضیح ہے بطریق تمثیل ۔ یعنے جب تو باعتبار صورت دیکھیگا تو تجکو تیری آنکھین دو نظر آئینگی لیکن اے شخص آنکھونکی روشنی کیطرف دیکھ جو آنکھون سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے رُست باظہار واو صیغہ ماضی از رستن ۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ۔ چون بصورت بنگری چشمت دوست ÷ تو بنورش درنگر کان یک تو ست تو ۔ بواو مجہول بمعنے پردہ و تہ ۔ پہلی صورت مین رُستن بمعنے اُگنا اور پیدا ہونا ہے ۔

	لاجرم چون بر یکے افتد بصر	آن یکے باشد ۔ دو ناید در نظر
ترجمہ	ایک شے پر جب نظر پڑتی ہے یار	وہ نہین آتین نظر وہ زینہار

شرح ۔ چونکہ آنکھ کا نور ایک ہے اسلیئے جب کسی واحد چیز پر نگاہ جائیگی تو ایک ہی نظر آئیگی ۔ مطلب یہ کہ نور متعدد نہین ہو سکتا ۔ اگر دونو آنکھون کے دو نور الگ الگ ہوتے تو ہر چیز دو ہوکر دکھائی دیتی ۔

	نور ہر دو چشم نتوان فرق کرد	چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد
ترجمہ	نور ہر دو چشم ہے بے امتیاز	رکھ نظر وحدت پہ تا کھلجائے راز

شرح - یعنے جب آدمی اپنے آنکھوں کے نور پر نظر ڈالے تو دونو نکا نور ممتاز اور جدا نہین ہوتا - اسیطرح اللہ ہی کے نور سے اور انبیا و اولیا بھی نور ہین - ایک نور دوسرے نور سے جدا نہین ہے

در بیان آنکہ جملہ پیغمبران برحق اند کہ لانفرق بین احد من رسلہ

ترجمہ اسبات کا ذکر کہ تمام پیغمبران برحق ہین اور ہم کسی مین تفریق نہین کرتے

ده چراغ ار حاضر آری در مکان | ہر یکے باشد بصورت غیر آن

ترجمہ گر جلائین دس بوقت شب چراغ | مختلف صورت مین ہونگے سب چراغ

فرق نتوان کرد نور ہر یکے | چون بنورش روی آری بیشکے

ترجمہ لیکن اونکا نور بالکل ایک ہے | شک نہین کرتا جو مرد نیک ہے

شرح - اتحاد نور نائب و منوب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور پیشکے پہلے مصرع سے متعلق ہے -

اطلب المعنے من الفرقان و قل | لانفرق بین آحاد الرسل

ترجمہ سُن لے یہ فرمان حق ہے اے رجل | لانفرق بین احدٍ من رسل

شرح - یعنے اگر تجکو اتحاد نور کی دلیل چاہیئے تو قرآن مجید مین موجود ہے - لانفرق بین احدٍ من رسلہ - اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ہم رسولون مین فرق نہ کرینگے کہ ایک پر ایمان لائین اور ایک پر نہ لائین - اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ انبیا بحسب صورت و تعین مختلف ہین لیکن بحسب حقیقت ایک ہی نور ہین کے نور ہین - بعض نسخون مین لانفرق بین احدٍ من رسل ہے اور یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے -

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری | صد نماید یک شود چون بفشری

ترجمہ صد انار و بِہ کو توڑے گر کوئی | ایک ہو جائین نچوڑے گر کوئی

شرح - آبی - بمعنے بِہی مشہور پھل جسکو فارسی مین بِہ اور اردو مین بِہی کہتے ہین - یعنے ظاہر مین بہت سے سیب اور بِہی نظر آتے ہین مگر جب کہ آدمی انکو نچوڑ لیتا ہے تو سب ایک ہو جاتے ہین - یعنے باعتبار معنے و اصل

در معانی قسمت و اعداد نیست | در معانی تجزیہ و افراد نیست

ترجمہ قسمت و اعداد معنی مین نہین | تجزیہ افراد معنی مین نہین

شرح - کیونکہ تجزیہ اور اعداد صورت کا خاصہ ہے - تجزیہ ٹکڑے کرنے کو اور اعداد گنتی کو کہتے ہین -

اتحاد یار با یاران خوش است | پائے معنے گیر صورت سرکش است

ترجمہ اتحاد دوستان سے منہ نہ موڑ | طالب معنی ہو اور صورت کو چھوڑ

شرح - یعنے صورت اتحاد سے نفرت کرتی ہے اسلیئے تو معنے کی طلب کر کہ وصل حقیقی تک پہنچ جائے اور تجزیہ

وحدت کہلجائے۔ صورت پرست ہمیشہ معنی سے محروم اور پریشان حال رہتاہے۔

صورت سرکش گدازان کن بجز ۔ تا بہ بینی زیر او وحدت چو گنج

ترجمہ۔ صورت سرکش کو غافل کر گداز ۔ تاکہ ملجائے بجھے وحدت کا راز

شرح۔ یعنے صورت کو جو معنی سے سرکش اور نافر ہے آتش عشق اور ریاضت باطنی سے گداز کر۔ تاکہ خزانہ وحدت ہاتھ آجائے

ور تو نگدازی عنایتہائے او ۔ خود گدازد اے دلم مولائے او

ترجمہ۔ ورنہ رکہہ چشم عنایتہائے رب ۔ خود بنا دیگا وہ تیرے کام سب

شرح۔ یعنے اگر تمہین اتنی طاقت نہین کہ اپنے وجود کو آتش عشق اور ریاضت سے گداز کرسکے تو اسکی عنایتون سے توفیق کی خواستگاری کر اسکی عنایتین سب کچہ کرسکتے ہین۔ اس سے یہ ہی نکلتاہے کہ معرفت فی الواقع ریاضت پر موقوف نہین جب تک عنایت حق شامل حال نہو۔ مولا۔ بمعنے غلام ہے۔

او نماید ہم بدلہا خویش را ۔ او بدوزد خرقۂ درویش را

ترجمہ۔ ہے وہی جلوہ نما ہر خویش کا ۔ بخیہ گر ہے خرقۂ درویش کا

شرح۔ یہ اللہ کی عنایتون کا مختصر بیان ہے مگر انتہا درجہ کا ہے۔ یعنے وہ عارفون کے دلون مین اپنا جلوہ دکہاتاہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے رأے قلبی ربی میرے دل نے اپنے خدا کو دیکہہ لیا ہے۔ اور حضرت علی کا قول ہے لا اعبد ربا لم اراہ مین اس خدا کی عبادت نہین کرتا جسکو مینے نہ دیکہا ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ وہ عارف کے دل شکستہ کو۔ جو عالم کثرت کے کانٹون اور دنیا کی محبت سے پارہ پارہ ہوگیاہے۔ اپنے رشتۂ عنایت وکرم سے سی دیتاہے۔ خرقۂ درویش سے دل عارف مراد ہے

منبسط بودیم ویک جوہر ہمہ ۔ بے سر وبے پا بدیم آن سر ہمہ

ترجمہ۔ حنیف ہم تہے ایک جوہر سب کے سب ۔ سوئے حق بے پا و بے سر سب کے سب

شرح۔ ان اشعار مین مرتبۂ روح کی طرف اشارہ ہے جس سے وحدت کا ثبوت ملتاہے۔ یعنے ہم عالم ارواح مین خوش تہے کیونکہ سب کے سب جوہر فرد یعنے ایک شے تہے مطلب یہ کہ ہمارا ثبوت اور تعین فقط علم الٰہی مین تہا اور ہم علم الٰہی مین موجود ہونے کے وقت ظاہری اور جسمی ترکیب سے خالی اور بے سر و پا تہے آن سر بمعنے آنجانب یعنے علم الٰہی جو موجودات وغیر موجودات سب کا مخزن ہے۔

یک گہر بودیم ہمچون آفتاب ۔ بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب

ترجمہ۔ ایک گوہر تہے برنگ آفتاب ۔ بے تعین بے گرہ مانند آب

شرح۔ یک گہر بمعنے جوہر فرد۔ یعنے ایک شئے اور بے گرہ بمعنے بے تعین اور بلا ترکیب جسمی۔

چون بصورت آمد آن نور سره ٭ شد عدد چون سایہاے کنگرہ

ترجمہ: آگیا جب جسم مین نور سرہ ٭ بٹ گیا چون سایہاے کنگرہ

شرح - سرہ بمعنے خالص و برگزیدہ نور سے مراد نور ذات حق ہے یا روح - یعنے روح جب صورت یعنے بدن مین آئی تو متعدد ہو گئی - ظاہر بینونکو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ الگ نظر آنے لگی - یعنے روح کے اعداد جسمون کے اعداد کے برابر ہو گئے اور اس تعدد ارواح کے ایسی مثال ہے - جیسے قلعہ کے کنگورونکا سایہ - کہ کنگورون کے سبب متعدد معلوم ہوتا ہے ورنہ سایہ اپنی ذات مین متعدد نہین ہے اس تشبیہ مین قلعہ کے کنگرہ سے جسم اور کنگرہ قلعہ سے روح مراد ہے - جسطرح سایہ اجزا اور اعداد سے کچہ سروکار نہین رکہتا اسیطرح روح اجزا و اعداد سے بالکل پاک ہے

کنکرہ ویران کنید از منجنیق ٭ تا رود فرق از میان این فریق

ترجمہ: کنگرے ڈہا دو جو لیکر منجنیق ٭ دفع ہو جائے خلاف ہر فریق

شرح - منجنیق فلاخن جسمین بڑے بڑے پتہر رکہکے مارا و رقلعہ کی دیوارونکو توڑ دیتے ہین - یعنے گوپہیا یعنے کنگرہ جسم کو ریاضت اور توحید کے منجنیق سے ویران کردو - تاکہ ذرہ کائنات سے فرق اور اختلاف جاتا رہے

دربیان آنکہ انبیا را گفتند تکلموا الناس علی قدر عقولہم زیرا کہ آنچہ ندانند انکار کنند و آن شان ایشان را زیان دارد - قال علیہ السلام امرنا ان ننزل الناس منازلہم

ترجمہ - انبیا کو حکم الہی تہا کہ لوگون سے انکی عقلون کے موافق کلام کیا کرین کیونکہ لوگ جس چیز کو نہ جانینگے اسکا انکار کرینگے اور یہ انکار باعث نقصان ہوگا - پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے - کہ ہم لوگون کو علیٰ قدر مراتب رکہنے پر مامور کیے گئے ہین

شرح این را گفتمے من از مرے ٭ لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے

ترجمہ: شرح اس وحدت کی کرتے خوب ہم ٭ خوف ہے لیکن کہ پہسلین گے قدم

شرح - مری جانور کا تیز ہانکنا مجازاً بمعنے کوشش شعر مین مری بلحاظ قافیہ خاطرے بطور امالہ یائے مجہول کے ساتہ ہے یعنے میرا ارادہ تہا کہ سر وحدت کو کوشش کے ساتہ نہایت مشرح طور پر بیان کرتا مگر اسبات کا خوف ہے کہ کسیکے دل کا قدم راہ شریعت سے نہ پہسلجائے کیونکہ مسائل سر وحدت کا سمجہنا محل لغزش اقدام ہے - کند ذہن لوگ اسکو نہین سمجہ سکتے بلکہ اپنی نافہمی کے باعث الحاد مین مبتلا ہو جاتے ہین -

نکتہا چون تیغ الماس ست تیز ٭ گر نداری تو سپر واپس گریز

ترجمہ: نکتے ہین تلوار سے بہی تیز تر ٭ بہاگ جا واپس نہین ہے گر سپر

شرح - یعنے وہ نکتے جو وحدت سے متعلق ہین تلوار کے مانند تیز ہین - اے مخاطب اگر تیرے پاس عقل و فہم کے ڈہال نہین ہے تو اس تلوار کے سامنے سے بہاگ جا اور ان نکتون کے سیکہنے کی جرأت نہ کر - تیغ الماس - تیغ آبدار -

پیش این الماس بے اسپر میا ‖ کز بریدن تیغ را نبود حیا

ترجمہ: اسکے آگے بے سپر ہرگز نہ آ ‖ کاٹنے سے تیغ کو کب ہے حیا

شرح: یعنے اس تلوار کے سامنے بلا استعداد فہم نہ آ کیونکہ تلوار کا کام کاٹ دینا ہے اسکو کاٹنے سے شرم نہین آتی۔ تو اگر بلا استعداد سر وحدت کو معلوم کیا جائیگا تو ملحد ہو جائیگا۔

زین سبب من تیغ را کردم غلاف ‖ تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف

ترجمہ: کر لیا ہے تیغ کو سینے غلاف ‖ تا کوئی کج خوان نہ سمجھے برخلاف

شرح: تیغ سے نکات وحدت کا ذکر اور کژ خوان سے نافہم مراد ہے۔ جو نکتونکو سمجھ نہین سکتا۔

آمدیم اندر تمامی داستان ‖ در وفاداری جمع راستان

ترجمہ: کہتے ہین اب ہم بقیہ داستان ‖ وہ وفاداری جمع راستان

شرح۔ یعنے اب ہم وزیر کے بقیہ داستانکو بیان کرتے ہین اور اس مجمع راستان (مریدان وزیر) کی پوری حکایت لکھتے ہین۔ اس گروہ کو مجمع راستان باعتبار اعتقاد وزیر کہا گیا ہے۔

کز پس این پیشوا بر خاستند ‖ بر مقامش نائبے میخواستند

ترجمہ: اسکے پیچھے پیشوا اٹھے تمام ‖ چاہتے تھے اسکا ایک قائم مقام

منازعت کردن امرا با یکدیگر در باب ولیعہدی

ترجمہ: ولیعہدی کے باب مین امیرونکا باہمی تنازع

یک امیرے زان امیران پیش رفت ‖ پیش آن قوم وفا اندیش رفت

ترجمہ: اُن امیرون مین سے آیا اک امیر ‖ پیش آن قوم وفادار وزیر

گفت اینک نائب آن مرد من ‖ نائب عیسے منم اندر زمن

ترجمہ: اور کہا قائم مقام اسکا ہون مین ‖ نائب حق نائب عیسے ہون مین

شرح۔ اینک بمعنے ببین این را فعل با فاعل محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ بارہ مین سے ایک امیر نے نصرانیون سے یہ کہا کہ پولوس عیسے کا نائب تہا اور مین پولوس کا نائب ہون تو نتیجہ یہ نکلا کہ مین عیسے کا نائب ہون

اینک این طومار برہان منست ‖ کین نیابت بعد ازو آن منست

ترجمہ: لے لو یہ طومار ہے حجت مری ‖ شک نہین کچہ اب نیابت ہے مری

آن امیر دیگر آمد از کمین ‖ دعوی او در خلافت بد ہمین

ترجمہ: اتنے مین اک آگیا دیگر امیر ‖ مدعی اسکی خلافت کا سریر

از بغل او نیز طومارے نمود | تا برآمد ہر دو را خشم و جحود
ترجمہ: ایک صحیفہ اُسنے بھی دکھلا دیا | دوسرے نے ایک کو جھوٹا کیا

شرح۔ آن بمعنے ملک نمود بمعنے ظاہر کرد و جحود بمعنے انکار ہے مطلب یہ کہ خلافت کے تمام جھوٹے مدعی ایکدوسرے کے منکر تھے۔

وان امیران دگر یک یک قطار | بر کشیدہ تیغہائے آبدار
ترجمہ: پھر امیران دگر ہو کر قطار | کھینچ بیٹھے تیغہائے آبدار

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست | درہم افتادند چون پیلان مست
ترجمہ: اک صحیفہ اور اک خنجر بدست | لڑپڑے یون جسطرح پیلان مست

ہر امیرے داشت خیلے بیکران | تیغہا بر کشیدہ آنزمان
ترجمہ: پاس تہا ہر ایک کے لشکر بہت | کھینچ گئے اک آن مین خنجر بہت

صد ہزاران مرد ترسا کشتہ شد | تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد
ترجمہ: سیکڑون عیسائی کشتہ ہو گئے | سر کٹے اتنے کہ پشتہ ہو گئے

شرح۔ خیل بمعنے سواران و اسپان۔ و پشتہ بمعنے ڈہیر یعنے ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکھا کر خلافت کا مدعی بنا اور جب ایک دوسرے نے نمانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتون کے پشتے لگ گئے

خون روان شد ہمچو سیل از چپ و راست | کوہ کوہ اندر ہوا زین گرد خاست
ترجمہ: دائین بائین بہگیا دریائے خون | گرد پہنچی اُسکے تا گردون دون

شرح۔ کوہ کوہ۔ بمعنے بسیار بسیار یا مانند کوہ ہوا اُس خالی جگہ کا نام ہے جو زمین اور آسمان کے مابین ہے۔

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود | آفت سرہائے ایشان گشتہ بود
ترجمہ: بیج جو فتنے کا ظالم بو گیا | اُنکے حق مین آفت جان ہو گیا

جوزہا بشکست و انکو مغز داشت | بعد کشتن روح پاک و نغز داشت
ترجمہ: جوز ٹوٹے لیک جسمین مغز تہا | بعد مرنیکے وہ پاک و نغز تہا

شرح۔ اس شعر مین آدمیون کے بدن کو جوز (اخروٹ) سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے اُس لڑائی مین بہت سے اخروٹ ٹوٹے (آدمی مرے) لیکن جسمیں اخروٹ مین مغز (جیسے علیہ السلام پر ایمان یا عمل صالح) تہا قتل کے بعد اُسکی روح قید ظلمت جسمانی سے آزاد اور خواہش نفسانی سے پاک ہو گئی کیونکہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر اور جو شخص و دیر کے دام فریب مین آگیا تہا وہ پوسیدہ اور بے مغز جوز کی مانند لطافت روح سے محروم اور مشاہدۂ حق سے دور رہا۔

کشتن و مردن کہ بر نقش تن است | چون انار و سیب را بشکستن است
قتل سے یہ مرنا جسمانی کو چھوڑنا | ہے انار و سیب کا سا توڑنا

شرح - یعنے قتل اور موت جو نقش وجود پر طاری ہوتی ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسا انار وسیب کا توڑنا یہان سے انار عروض موت کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہین جسطرح انار وغیرہ کو توڑنے سے اُسکے حسن وقبح کا حال کھلجاتا ہے اسیطرح موت کے آنے سے (جو جسم کو توڑتی ہے) روح کا حال معلوم ہوجاتا ہے کیونکہ موت سے جسم بالکل شکستہ ہوجاتا ہے اور روح اپنے صفات حمیدہ یا ذمیمہ کے ساتھ باقی رہتی ہے اگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے تو قیمتی اور عمدہ ہے۔ اور اگر اوصاف ذمیمہ رکھتی ہے تو ناکارہ اور عالم ارواح مین رُسوا ہوتی ہے۔

	آنچہ شیرین ست آن شد ناردانگ	وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر بانگ
ترجمہ	ہے جو شیرین اُسکا پانی ہے لطیف	اور نکما ہے ہوتا ہے کثیف

شرح ناردانگ - آب انار و خلاصہ انار یعنے شیرین انار کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور گلا ہوا انار کسیکام کا نہین بجز اسکے کہ اُسکے توڑنے مین کچھ آواز پیدا ہو۔ یہی حالت روح کی ہے اگر لطیف اور متصف باوصاف حمیدہ ہے تو مقبول ہے۔ اور اگر کثیف اور متصف باوصاف ذمیمہ ہے تو مردود ہے

	آنچہ پر مغز ست چون مشک است پاک	وانچہ پوسیدست نبود غیر خاک
ترجمہ	مشک کی مانند ہے پُر مغز و پاک	اور جو پوسیدہ ہے ہوجاتا ہے خاک
	آنچہ با معنے ست خود پیدا شود	وانچہ بیمعنے ست خود رسوا شود
ترجمہ	جو ہے با معنے وُہ از خود ہے عیان	اور بے معنے کی ہین رسوائیان

شرح یعنے جسطرح پر مغز اخروٹ خود ظاہر ہوجاتا ہے اور بیمغز خود رسوا ہوتا ہے اسیطرح روح کا عالم ہے اگر متصف باوصاف حمیدہ ہے تو اُسکے آثار نکلنے سے پہلے ظاہر ہوجاتے ہین اور اگر برعکس ہے تو پہلے ہی رُسوائی ہوجاتی ہے فکل میسر لما خلق لہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنتیون کے لیئے جنت کے اور دوزخیون کے لیے دوزخ کی کام آسان کیے گئے ہین یعنے اعمال جنتی اور دوزخی کی علامت ہین

	رو بمعنے کوش اے صورت پرست	زانکہ معنے بر تن صورت پرست
ترجمہ	جہد معنی کے لیے کر اے بشر	کیونکہ صورت کے لیے معنے ہین پر

شرح - یعنے ریاضت اور طاعت صورت اور وجود انسان کے لیئے ایسی ہے جیسا جانور کے لیے پر آدمی ریاضت کے سبب درجات عالیۂ عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بام عرش معرفت تک اُڑ سکتا ہے۔

	ہمنشین اہل معنے باش تا	ہم عطا یابی وہم باشی فتا
ترجمہ	اہل معنی کا رہا کر ہمنشین	تا عطائے رب ہو سمجھیر بالیقین

شرح فتا یعنے جوانمرد و فتوت کے لغوی معنے سخا اور کرم کے ہین لیکن اہل تصوف کے نزدیک بڑے بت کو توڑنے

یعنے نفس کشی کو کہتے ہین۔ کیونکہ نفس امّارہ تمام بتوں سے بڑا اور سب سے بُرا ہے جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

جان ہمینے درین تن بیخلاف ۔۔۔ ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف

ترجمہ: جان ہمیشہ بدن مین ہے بے خلاف ۔۔۔ کاٹھ کی تلوار ہے زیر غلاف

تا غلاف اندر بود با قیمت است ۔۔۔ چون برون شد سوختن را آلت است

ترجمہ: قیمتی ہے لبس دکہانے کے لیے ۔۔۔ ورنہ ایندہن ہے جلانے کے لیے

تیغ چوبین را مبر در کارزار ۔۔۔ بنگر اول تا نگردد کار زار

ترجمہ: تیغ چوبین سے نکر تو کارزار ۔۔۔ دیکھہ اوّل تا نہ بگڑے کار بار

شرح- پہلے مصرع مین کارزار یعنے جنگ سے میدان آخرت مراد ہے نیز حرب شیطان یا نفس امّارہ بھی مراد ہوسکتا ہے یعنے لکڑی کی تلوار غلاف سے نکلکر جلانے کے قابل رہجاتی ہے جان ہمیشہ لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت مین گر گئی

گر بود چوبین برو دیگر طلب ۔۔۔ ور بود الماس پیش آ با طرب

ترجمہ: ہے چوبین چھوڑ تیغ تیز لے ۔۔۔ اور اگر ہے تیز تو آ شوق سے

شرح- یعنے اگر تیری جان ہمیشہ ہے تو دوسری جان پیدا کر یعنے با معنے ہونے کی کوشش کر یا مرشد کامل کو ڈھونڈ جسکو با معنے بنانیکی ترکیب یاد ہے۔ اور تو خود آگاہ معنی ہے تو معرکۂ عشق حقیقی مین ضرور کامیاب ہوگا۔ قدم شوق آگے بڑہا۔

تیغ در زرّاد خانۂ اولیاست ۔۔۔ دیدن ایشان شمارا کیمیاست

ترجمہ: اولیا کے میگزین مین ہے وہ تیغ ۔۔۔ دید جنکی کیمیا ہے بے دریغ

شرح- زرّادخانہ سلح خانہ۔ یعنے وہ تیغ معنے جس سے شیطان اور نفس کا مقابلہ ہوسکے اولیا کے سلاح خانہ سے ملتی ہے سالک کو چاہیے کہ یہ تیغ وہین سے حاصل کرے جنکی زیارت اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے

جملہ دانایان ہمین گفتہ ہمین ۔۔۔ ہست دانا رحمةً للعالمین

ترجمہ: عالمونکا قول ہے یہ بالیقین ۔۔۔ ہر ولی ہے رحمۃ للعالمین

شرح یعنے تمام علما کا یہی قول ہے کہ دانا شخص رحمۃً للعالمین ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے العلماء مصابیح الارض و خلفاء الانبیاء علماء زمین کے چراغ اور انبیا کے خلیفہ ہین نتیجہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بہتر اور کوئی دانا نہین لہذا اسکی طرف رجوع کرنا چاہیئے وہ ضرور تیرے لیے باعث رحمت ہوگا۔

گر انارے میخری خندان بخر ۔۔۔ تا دہد خندہ ز دانۂ او خبر

ترجمہ: لے شگفتہ ہے اگر لینا انار ۔۔۔ حال ہو دانے کا جس سے آشکار

شرح انار سے مرشد اور خندان سے متصف باوصاف حمیدہ مراد ہے مرشد کو ایسے انار سے تشبیہ دیگئی ہے کہ جسطرح

یہ انار قوت دل کمی سے ہے اسیطرح مرشد قوت دل حقیقی ہے یعنے اگر تو مرشد کو ڈھونڈھتا ہے تو ایسی کو طلب کر جسمین اوصاف حمیدہ ظاہر ہوتے ہین کیونکہ اوصاف ظاہر اوصاف باطن کی خبر دیتے ہین جیسا کہ کھلا ہوا انار اپنے دانہ کی خبر دیتا ہے مطلب یہ کہ جھوٹے مدعیون کو اپنا مرشد نہ بنانا چاہیے۔

	اے مبارک خندہ اش کو از دہان	مے نماید دل چو در از درج جان
ترجمہ	ہے مبارک اسکا خندہ کسقدر	راز دل جس سے عیان ہے جون گہر

شرح ضمیر شین انار کیطرف راجع ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے اور ضمیر کو خندہ کی طرف بھی اور دل سے مراد سر قلبی ہے اور از درج جان مینماید کے متعلق ہے۔ یعنے اے مخاطب مرشد کامل کا خندہ (اتصاف باوصاف حمیدہ) نہایت مبارک ہے۔ کیونکہ یہ خندہ سر قلبی کو جو موتی کے مانند ہے۔ ظاہر کر دیتا ہے۔ یعنے مرشد کامل کے ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کو ہویدا کر دیتے ہین۔

	نامبارک خندۂ آن لالہ بود	کز دہان او سواد دل نمود
ترجمہ	خندہ لالہ کا بلا شک ہے زبون	منہ سے ظاہر ہے سیاہی درون

شرح یعنے اس لالہ کا خندہ نہایت نامبارک ہے جسکے منہ سے اسکے دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے مطلب یہ کہ جھوٹے مرشد اور مدعی کی طرف رجوع نہ کر جسکے منہ کی سیاہی (اتصاف باوصاف ذمیمہ) اسکے دل کی سیاہی یعنے اوصاف ذمیمہ باطنی کی خبر دے رہی ہے۔

	نار خندان باغ را خندان کند	صحبت مردانت از مردان کند
ترجمہ	باغ ہے خندان خو خندان ہے انار	اہل کہین مردون سے تا ہو مرد کار

شرح۔ یعنے جسطرح شگفتہ انار تمام باغ کو شگفتہ کر دیتا ہے اسیطرح اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ بنا دیتی ہے۔

	یکزمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ترجمہ	اولیا سے ہو جو صحبت اک گھڑی	سو برس کی ہے عبادت سے بڑی

شرح۔ کیونکہ صد سالہ عبادت مین تصفیہ قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہونا یقینی اور ضروری بات نہین۔ البتہ صحبت اولیائ بطور اظہار کرامت دم بھر مین پیدا کر سکتی ہے۔

	گر تو سنگ خارہ و مرمر بدی	چون بصاحبدل رسی گوہر شدی
ترجمہ	سنگدل ہو کر جو مرمر بن گیا	ملکے صاحبدل سے گوہر بن گیا
	مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر دل خوشان
ترجمہ	عشق رکھ پاکونکا اہل دل سے مل	دلخوشون کو دے اگر دیتا ہے دل

شرح دلخوش وہ ولی جو عشق حقیقی کی دہن مین ہمیشہ مسرور رہتا ہے۔ اور جسکو ماسوی اللہ کا کبھی غم نہین ہوتا۔

کوئے نومیدی مرو۔ اُمیدہاست ۔ سوے تاریکی مرو خورشیدہاست

ترجمہ کوئی نومیدی نہ دیکھہ اُمید ہے ۔ سوے تاریکی نہ چل۔ خورشید ہے

شرح۔ یعنے مشاہدہ حق سے نااُمید نہو۔ کیونکہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ موجود ہے اور ظلمۃ یعنے مُرشد ناکامل کیطرف نہ جا کیونکہ جہان مین مُرشد کامل بھی موجود ہین گو شپر کو خرشید نہین نظر آتا۔

دِل ترا در کوئے اہل دِل کشد ۔ تن ترا در حبس آب وگل کشد

ترجمہ کھینچتا ہے دِل بسوے اہل دِل ۔ جذب تن ہے سوے قیدِ آب وگل

شرح۔ دِل سے صاحبدل یعنے ولی کامل مُراد ہے۔ یعنے مُرشد صاحبدل تجکو اہل اللہ اور اولیاء اللہ کیطرف کھینچ لیگا اور صاحب جسم یعنے مُرشد مدعی وغیر کامل قید آب وگل یعنے ظلمت کی طرف لیجائیگا۔ کیونکہ قلب طالب پر قلب مُرشد کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ جیسا مُرشد کا دِل ہوتا ہے ویسا ہی طالب کا ہوجاتا ہے۔

ہین غذائے دِل بدہ از ہمدلے ۔ رو بجو اقبال را از مقبلے

ترجمہ جا غذائے دِل کو اہل دِل سے ڈہونڈ ۔ چاہیئے اقبال تو مقبل سے ڈھونڈ

شرح۔ ہین امالۂ ہان۔ کلمۂ تنبیہ بمعنے خبردار یا ہمدل بمعنے صاحبدل ومقبل بمعنے صاحب اقبال دونو سے مُرشد کامل مراد ہے

دست زن در ذیل صاحبدولتے ۔ تا ز افضالش بیابی رفعتے

ترجمہ دامن مردانِ دولت تہام لے ۔ رفعت و افضال حق سے کام لے

صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ نیک صحبت نیک کردے گی تجھے ۔ بد بد و بنین ایک کردیگی تجھے

شرح۔ طالح مرد بدکردار۔ ضد صالح۔ اور پہلے شعر مین صاحب دولت سے وہی مُرشد کامل مُراد ہے۔

نعت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود

ترجمہ اسکا ذکر کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت انجیل مین تھی

بود در انجیل نعت مصطفےٰ ۔ آن سر پیغمبران بحر صفا

ترجمہ مصطفے کی نعت تھی انجیل مین ۔ تہے سر پیغمبران تفضیل مین

بود ذکر حلیہا و شکل او ۔ بود ذکر غزو و صوم و اکل او

ترجمہ ذکر تھا سر و رکے وضع و شکل کا ۔ ذکر تھا صوم و غزا و اکل کا

شرح۔ غزو۔ غزوہ اور غزا۔ بمعنے جہاد ہے اور حلیہ ہا سے مراد صفات محمدی ہین جو انجیل مین درج تہین۔

طائفہ نصرانیان بہر ثواب — چون رسیدندے بدان نام و خطاب

ترجمہ: بعض عیسائی فقط بہر ثواب — دیکھتے احمد کا جب نام و خطاب

بوسہ دادندے بدان نام لطیف — رو نہادندے بدان وصف لطیف

ترجمہ: بوسہ نام پاک پر دیتے تھے وہ — وصف آنکھوں سے لگا لیتے تھے وہ

اندرین فتنہ کہ گفتم آن گروہ — ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ

ترجمہ: اس لڑائی مین کہ جسکا ذکر تھا — ہر بشہ اس فرقہ کا بے فکر تھا

ایمن از شر امیران و وزیر — در پناہ نام احمد مستجیر

ترجمہ: دور تھا ستہ وزیر پر گناہ — نام احمد ہوگیا انکی پناہ

نسل ایشان نیز ہم بسیار شد — نور احمد ناصر آمد یار شد

ترجمہ: انکی نسلین بھی ہوی ہین بے شمار — نور احمد ہوگیا سار ونکا یار

شرح۔ شکوہ ترس و بیم و مستجیر پناہ جو ینده یعنے جو نام کے حاذق اور مومن نصرانی احمد کے نام کی پناہ مین آ گئے تھے نور احمدی انکا مددگار اور معین ہوگیا تھا اسلیئے وہ تمام فتنون سے محفوظ رہے۔

وان گروہ دیگر از نصرانیان — نام احمد داشتندے مستہان

ترجمہ: اور انکا تھا جو فرقہ دوسرا — جانتا تھا نام احمد کو برا

مستہان و خوار گشتند از فتن — از وزیر شوم رائے شوم فن

ترجمہ: ہوگئے وہ سب ذلیل آفات سے — اس وزیر فتنہ گر کی گھات سے

شرح۔ شوم رائے و شوم فن یعنے بیوقوف و بدکردار اور مستہان یعنے ذلیل ہے۔ اور فتن فتنہ کی جمع ہے۔

مستہان و خوار گشتند آن فریق — گشتہ محروم از خود و شرط طریق

ترجمہ: خوار و رسوا ہوگئے سب بے دلیل — زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ذلیل

شرح۔ یعنے نام احمد کو ذلیل جاننے والے نصرانی ایکتو اپنی ذات سے محروم ہوے یعنے قتل کیئے گئے دوسرے شرط طریق سے محروم ہوے یعنے انکا دین مشتبہ اور مخبط ہوگیا۔ مخبط مشتبہ غلط ملط جسمین خبط ہو۔

ہم مخبط دین شان و حکم شان — از پے طومارہائے کژ بیان

ترجمہ: ہوگئے احکام دین ایسون کے خبط — کیونکہ نامون مین نہتا معنی کو ربط

نام احمد چون چنین یاری کند — تاکہ نورش چون نگہداری کند

ترجمہ: نام احمد کی تو ایسی یاری کو دیکھ — نور احمد کی نگہداری کو دیکھ

لفظ تا علاوہ اپنے بہت سے معنون کی تنبیہ کے لیے بہی آتا ہے اور یہان بہی مقصود ہے یعنے جب نام احمد اور اُسکے تعظیم اتنی مددگار ہے تو اے مخاطب خبردار اُنکا نور کسقدر محافظت کرتا ہوگا یعنے وہ لوگ جنہون نے ایمان لاکر آپکا نور دیکہا ہوگا کسقدر امن اور حفاظت مین ہونگے اُنکو دنیا مین بہی امن ملیگا اور محشر مین بہی۔

نامِ احمد چون حصارے شد حصین ۔۔۔ تا چہ باشد ذات آن روح الامین

ترجمہ: نام احمد جبکہ ہے ایسا حصار ۔۔۔ ذات کیا ہوگی سمجھ اے باوقار

شرح: یعنے جب آپکا نام ایسا مضبوط ہے تو آپ کی ذات کیسا حصار ہوگی یعنے آتش دوزخ سے مومنونکو بچالیگی۔

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسے جہد کرد

ترجمہ: اک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو عیسوی دین کے مٹانے کی کوشش کرتا تہا

بعد ازین خونریز درمان ناپذیر ۔۔۔ کاندر افتاد از بلائے آن وزیر

ترجمہ: ہوچکا جب دور خونریزی تمام ۔۔۔ جسکا باعث تہا وزیر فتنہ کام

یک شہ دیگر ز نسل آن جہود ۔۔۔ در ہلاک دین عیسے رو نمود

ترجمہ: نسل سے اُسکی ہوا اک بادشاہ ۔۔۔ کرنے بیٹہا دین عیسے کو تباہ

شرح: خونریز بمعنے خونریزی۔ درمان ناپذیر بمعنے غیر قابل اصلاح پہلا شعر مبتدا ہے اور دوسرا خبر یعنے اُس مکار وزیر کی فتنہ انگیزی کے بعد اُسی شاہ یہود کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا اور دین عیسے کی تباہی کی کوشش کرنے لگا

گر خبر خواہی ازین دیگر خروج ۔۔۔ سورہ برخوان والسما ذات البروج

ترجمہ: پوچھ لے ہمسے ہوا کب یہ خروج ۔۔۔ دیکھ لے تو والسما ذات البروج

شرح: خروج بمعنے بغاوت ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے قتل اصحاب الاخدود النار الآیۃ الی آخرہ یعنے لعنت کیے جائیں اگ کی خندقون والے جبکہ وہ خندق پر بیٹہکر مومنون سے مرتد ہونیکی طالب تہے اور جو اُنکا کہا نہ مانتا تہا اُسکو اگ مین ڈالدیتے تہے۔ اور یہ سب شاہ یہود کے کہنے سے ہوتا تہا۔

سنت بد کز شہ اول بزاد ۔۔۔ این شہ دیگر قدم بر وے نہاد

ترجمہ: بد طریقہ اُسنے جو جاری کیا ۔۔۔ بادشاہ نے بہی اُسی پر پا رکہدیا

ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے ۔۔۔ سوئے او نفرین رود ہر ساعتے

ترجمہ: ہے یہ سچ جو بانی بدعت ہوا ۔۔۔ دمبدم وہ قابل نفرت ہوا

شرح: یہ اُس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا الی آخرہ۔ یعنے سنت حسنہ جاری کرنیوالے کو اُسکے جاری کرنے کا ثواب بہی ملیگا اور اُسپر عمل کرنے والونکا ثواب بہی حاصل ہوگا۔ مگر یہ بات نہوگی کہ اُس عمل کرنیوالون کے ثواب کے حصہ مین کچہ کمی آجائے علی ہذا القیاس طریقہ بد

جاری کرنیوالے پر قیامت تک اسکے جاری کرنیکا گناہ بہی ضرور ہوگا اور اسپر عمل کرنیوالونکا گناہ بہی حالانکہ عمل کرنیوالون کے گناہون مین سے کچہ کم نہ کیا جائیگا۔ خدا کی پناہ

	زانکہ ہرچہ این کند زان ظلم		زاولین جوید خدا ایں بیش وکم
ترجمہ	کیونکہ یہ ثانی کریگا جو ستم		پوچھے گا اوّل سے ربّ ذی الکرم

شرح۔ یہ شعر اکثر مثنوی کے مطبوعہ نسخون مین نہین ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ مقلد جب اُس برے سنت کے ایجاد کرنیکی تقلید کریگا تو اس پر تو گناہ ہوہی گا مگر خدا اُس اوّل سے بہی اس گناہ کا سوال کریگا۔ کیونکہ مقلد کو یہ رستہ اسی موجد نے بتادیا ہے۔ مثلاً جہان مین جب سے قتل کا واقعہ یا خونریزی ہوتی ہے تو اسکا ایک گناہ قابیل پر بہی ہوتا ہے جسنے اوّل خونریزی کی بنا ڈالی ہے۔

	نیکوان رفتند سنت ہا بماند		وز لئیمان ظلم ولعنت ہا بماند
ترجمہ	چل بسے سب نیک سنت چھوڑ کر		مر گئے بدکار لعنت چھوڑ کر
	تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان		در وجود آید شود در ویش بدان
ترجمہ	حشر تک ہوگا جو پیدا بدعمل		جائیگا بدیون کی جانب بے خلل

شرح۔ اوّل۔ بدان۔ جمع بد۔ ثانی بمعنے بآن۔ یعنے قیامت تک بدون کی جنس مین سے جو شخص ظاہر ہوگا۔ اُسکی توجہ اُسی اوّل شخص کیطرف ہوگی جسنے پہلے بدی کو ایجاد کیا تہا اور بدآدمی اُسیکی ایجاد پر عمل کریگا۔ اسلیئے موجد عمل کرنیوالونکا گناہ بہی سمیٹتا رہیگا ظلم ولعنت کبیرہ گناہ کے معنون مین ہے۔

	رگ رگ ست این آب شیرین آب شور		در خلایق میرود تا نفخ صور
ترجمہ	کہاری میٹھا پانی اک چشمہ سے ہے		دونونکی طغیانی اک چشمہ سے ہے

شرح۔ آب شیرین سے ہدایت واہتدا اور صفات حمیدہ اور آب شور سے ضلالت وضلال اور صفات ذمیمہ مراد ہین۔ یعنے ہدایت وضلالت دونو ایک چشمہ رذات حق سبحانہ وتعالےٰ کیطرف سے ہین اور یہ دونو چشمے تمام خلایق مین قیامت تک جاری وساری رہینگے۔ کیونکہ مخلوق ان دونونکا منظر ہے۔ بعض آدمی خود ہی ہدایت پر ہین اور دوسرونکے بہی ہادی ہین۔ اور بعض خود ہی گمراہ ہین اور دوسرونکو بہی گمراہ کرتے ہین۔

	نیکوانرا ہست میراث از خوش آب		آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب
ترجمہ	نیکونکو میراث ہے بیشک خوش آب		کیا ہے وہ میراث اورثنا الکتاب

شرح۔ یعنے نیکون کی میراث آب شیرین رہدایت واہتداء ہے دوسرے مصرع مین آنچہ میراث ست سوال ہے اور ثنا الکتاب اُسکا جواب۔ یعنے ایمخاطب نیکون کی میراث کیا چیز ہے؟ اس آیت کا مضمون ہے ثم اورثنا الکتاب الذین

اصطفینا من عبادنا الخ آخرہ یعنے ہمنے قرآنمجید کا وارث اُن لوگونکو کیا ہے جنکو برگزیدہ کرلیا ہے وہ کتاب قرآنمجید ہے۔ حاصل یہ کہ نیکون کی میراث قرآنمجید ہے جو سر بسر ہدایت اور نور ہے۔

شد نیاز طالبان ار بنگری ۔ شعلہا از گوہر پیغمبری

ترجمہ: ہین نثار طالبانِ برتری ۔ شعلہائے گوہر پیغمبری

شرح۔ یعنے طالبان شاہ حقیقی اور اولیاء اللہ کا عجز و نیاز اور اُنکی زاری و تضرع گویا جوہر نبوت کی چمک ہے جو اُنکو انبیاء سے بطور میراث ملی ہے بعض نسخون مین نیاز کیجگہ نثار ہے بمعنے افشاندن نقد و جنس بر فرق کسی بسبیل تصدق اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ اولیاء اللہ کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے مین ملے ہین۔ یعنے ہر اُمت نے اپنے زمانے کے پیغمبر سے کمالات حاصل کیئے ہین کیونکہ کسی ولی کو میراث ایمان بلا وساطت پیغمبر ہرگز نہین ملتی

شعلہ ہا با گوہران گردان بود ۔ شعلہ آنجانب رود ہم کان بود

ترجمہ: شعلہ گوہر کا ہے گوہر کی طرف ۔ اولیا ہین سب پیمبر کی طرف

شرح۔ یہ قاعدہ ہے کہ چمک گوہر کے ساتھ گردش کرتی ہے جسطرف گوہر کا رُخ ہوگا۔ اُسیطرف چمک ہوگی اسیطرح ولی کے کمالات جوہر نبوت کے ساتھ گردش کرتے ہین۔ جدہر جوہر نبوت کی توجہ ہوگی ادہر ہی کمالات ولی پہنچینگے (اور وُہ جانب۔ جانب عشق حقیقی ہے) کیونکہ اولیاء اللہ کے کمالات انبیاء کے کمالات کے فرع ہین اور فرع ضرور اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دوسرے مصرع مین لفظ ہم شعلہ سے متعلق ہے۔ کان اصل مین کہ آن ہے اور ضمیر گوہر کیطرف راجع ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ کان بمعنے معدن ایک لفظ ہے اور شعر کے معنے یہ ہین کہ کمالات اُسی جانب جاتے ہین جس جانب اُنکی کان ہے۔ یعنے کمالات بلا واسطہ حاصل نہین ہوسے بلکہ سب ایک کان ایک جگہ اور ایک معدن سے نکالے گئے ہین۔ کان سے مراد کمال محمدی ہے جو معدن جمیع کمالات ہے تمام انبیاء اولیاء کے کمالات کان محمدی سے ماخوذ ہین اور اسی کان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے اُسکے اجزا ہین۔ اسصورت مین ہم کان بمعنے شریک کان ہے۔

نور روزن گرد خانہ میدود ۔ زانکہ خور برجے بہ برجے میرود

ترجمہ: نور روزن کا نہین یون ایک حال ۔ کرتا ہے برجون مین سورج انتقال

شرح۔ یعنے جسطرح آفتاب کا نور جو روزن سے گہر مین جاتا ہے اور بسبب حرکت آفتاب ایک جگہ نہین ٹہرتا بلکہ آفتاب کا تابع ہے جسطرف آفتاب پہرتا ہے اُسیطرف نور پہر جاتا ہے اسیطرح نور قلب اولیا آفتاب نبوت کا تابع ہے۔ کیونکہ آفتاب اصل ہے اور نور فرع۔ یا یہ کہ جسطرح نور آفتاب کا تابع ہے اسیطرح ہر نبی اور ہر ولی کا کمال کمال محمدی کا تابع ہے کیونکہ نور احمدی اور فیض محمدی کا انحصار ایکجگہ نہین ہے بلکہ تمام عالم مین پہیلا ہوا ہے

	مصرع اول	مصرع دوم
	هر کرا با اخترے پیوستگی ست	هم ورا با اختر خود همتگی ست
ترجمہ	ہے علاقہ جسکو جس اختر کے ساتھہ	ساتھہ ساتھہ اُسکے ہے وُہ چکر کے ساتھہ
	طالعش گر زهره باشد در طرب	میل کلی دارد و عشق و طلب
ترجمہ	جسکا طالع زہرہ ہو کے پُر شعور	مائل عیش و طرب ہوگا ضرور
	ور بود مریخی و خونریز خو	جنگ و بهتان و خصومت جوید او
ترجمہ	اور اگر مریخ ہو ُسے نیک نام	اُسکو بہتان و خصومت سے ہے کام

شرح ہمتگی بمعنے ساتھ ساتھ دوڑنا۔ یعنے اتباع یہ شعر یک رگست این آب شیرین و آب شور کے متعلق ہے اور مطلب یہ جس شخص کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے اُسکو اُس ستارے کی تاثیرات کا اتباع ضروری ہے۔ مثلاً جس شخص کا ستارہ زہرہ ہے اُسکا میلان طرب و عشق اور طلب معشوق کی جانب ہوگا۔ اور جس کسیکا ستارہ مریخ ہے وہ جنگ و بہتان اور خصومت کو ڈھونڈ ہیگا۔ اُسکو سعادت حاصل ہوگی اور اسکو شقاوت پس توجسطرح ہر شخص کو کسی نہ کسی ستارہ سے علاقہ ہے اسیطرح ہر شخص کو آب شیرین یا آب شور سے تعلق ہے اور ہر شخص یا مظہر سعادت ہے یا شقاوت نکتہ مولانا قدس سرہ ستارون کی تاثیر کے قایل نہین ہین۔ کیونکہ یہ مذہب نجومیونکا ہے لیکن چونکہ شاعرون مین تاثیرات سبع سیارہ بہت شہرت رکھتی ہے آپنے بھی اُنہی کے طریقہ کے موافق لکھدیا ہے جس سے مقصود فقط تمثیل و تفہیم ہے۔ چنانچہ آیندہ شعر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا کو معنوی ستارون کی تحقیق مقصود ہے۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	اخترانند از ورائے اختران	کاحتراق و نحس نبود اندران
ترجمہ	اور بھی اختر ہین پرے مرد دین	احتراق و نحس کچھ جنمین نہین
	سائران در آسمانهائے دگر	غیر این هفت آسمان مشتهر
ترجمہ	آسمان اُنکے لیے کچھ اور ہین	ہے نئی گردش نرلے دور ہین
	راسخان در تاب انوار خدا	نے بهم پیوسته نے از هم جدا
ترجمہ	مستفید تاب انوار خدا	نے بہم پیوستہ ہین وُہ نے جدا

شرح۔ پہلے شعر مین احتراق بمعنے کم شدن نور ہے اور اختران سے مراد انبیا ہین یعنے ان ظاہری اور آسمانی ستارون کے ماسوا اور معنوی ستارے بھی ہین کہ نہ اُنکا نور کم ہوتا ہے اور نہ وُہ نحس ہین یہ بھی ممکن ہے کہ اختران سے صحابہ اور اولیا مراد ہون۔ کیونکہ حدیث شریف ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ میرے سارے صحابی ستارون کے مانند ہین انمین سے جسکی اقتدا کروگے تمہین سیدھا رستہ ملجائیگا دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ معنوی ستارے اس ظاہری آسمان مین سیر نہین کرتے بلکہ انکے سیر کرنیکی آسمان اور ہین یعنے آسمانہائے اسماء صفات حق تعالےٰ۔ اور چونکہ یہ مشاہدہ حق کے سیر کرتے ہین اسلیے اُنکی سیر غیر متناہی ہے تیسرے شعر کا خلاصہ

یہ ہے کہ یہ ستارے انوار خدا کی روشنی مین بیٹھ گئے ہین۔ لیکن ذات حق سے نہ بہمہ وجوہ پیوستہ ہین کہ مثلاً اُسکا جز بنجائین۔ کیونکہ بشر ہین اور نہ بہمہ وجوہ اُس سے جدا ہین کیونکہ اُنکو مرتبہ فنافی اللہ کا حاصل ہے

	نفس او کفار سوز در رجوم		ہر کہ باشد طالع اوزان نجوم	
	اور اُسکا نفس ہے کفار سوز		جسکے یہ طالع ہون ہے وہ نیک روز	ترجمہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ متعلق محذوف ہے۔ یعنے جس شخص کا نصیبا اُن معنوی ستارون سے کسی ستارہ کے ساتھ متعلق ہو۔ یعنے جو شخص انبیا و اولیا کا تابع ہو اُسکا نفس مطفیٔ کفار شیاطین و نفس امارہ کو جلادیتا ہے رجوم وہ ستارے جنسے شیاطین کو ہانکا جاتا ہے اور جو شبکو ٹوٹتے نظر آتے ہین۔ مگر یہان مجازاً رجوم بمعنے رجم ہے یعنے ہانکنا دفع کرنا۔

	منقلب رو غالب و مغلوب جو		خشم مریخی نباشد خشم او	
	انقلاب اُسمین نہین لے مرد دین		اُسکا غصہ جیسے مریخی نہین	ترجمہ

شرح یعنے جو شخص انبیا کا تابع ہے اُسکا غصہ اور غضب ایسا نہین ہوتا جیسا مریخ کا۔ کیونکہ مریخ منقلب السیر ہے کبھی سعد زہرہ پر غالب ہوکر محض ضرر پہنچاتا ہے اور کبھی اُس سے مغلوب ہوکر سعد بنجاتا ہے۔ مطلب یہ کہ مریخ اپنے ایک حالت غضب پر قایم نہین رہتا۔ بخلاف تابعان انبیا علیہم السلام کے کہ اُنکا غضب اُس شخص پر جو قابل غضب الٰہی ہے ہمیشہ مبذول رہتا ہے کیونکہ وہ بدون سے بغض فی سبیل اللہ رکھتے ہین۔ اُنکا غضب غضب الٰہی ہے اور اُنکی رحمت رحمت الٰہی۔ پھر جب تابع انبیا کا غضب ایسا ہے تو انبیاء اور اولیاء کا غضب کیسا ہوگا۔ طالب کو چاہیئے کہ ان سب کے غضب سے پناہ مانگے اور انکی اطاعت کرتا رہے نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ

	درمیان اصبعین نور حق		نور غالب ایمن از کسف و غسق	
	نور حق کی انگلیون کے درمیان		کسف سے ہے نور غالب کو امان	ترجمہ

شرح یعنے انبیاء اور اولیاء نور غالب ہین جو کم ہوجانے اور گہن اور ظلمت سے بالکل بیخوف ہین اور یہ نور حق کی دو انگلیون (صفات جلالی و جمالی) کے بیچ مین ہین یعنے مشاہدۂ صفات جلالی و جمالی مین مستغرق ہین انبیاء اور اولیاء کو قمر سے تشبیہ ہدایت اور راہنمائی کے مناسبت سے دیگئی ہے بعض نسخون مین کسف کیجگہ نقص ہے۔

	مقبلان برداشتہ دامان ہا		حق فشاند آن نور را بر جان ہا	
	مقبلون نے اپنا دامن بھر لیا		حق نے جب اُس نور کو افشان کیا	ترجمہ

شرح یعنے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا نور ارواح پر تقسیم کیا اور مقبلون یا خوش نصیبون نے اپنے دامن اُٹھاکر اُس نور کو دامن مین بھر لیا۔ یعنے اُنکے فرمان پر نیکی و دین ایمان لے آئین۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آن نور کا اشارہ نور ذات حق کی طرف ہو۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ ان اللہ تعالےٰ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ

فمن اصابہ ذالک النور اہتدا ومن اخطا ضل عن سواء السبیل۔ یعنے اللہ تعالے نے مخلوق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر انپر اپنے نور کا جلوہ ڈالا پس جس شخص کو اس نور کا کچہ حصہ ملگیا۔ وہ ہدایت پر رہا اور جسکو نہ ملا وہ گمراہ ہوگیا۔

	وان نثار نور ہرکو یافتہ	روے از غیر خدا بر تافتہ
ترجمہ	جسپہ وہ نور خدا باران ہوا	ماسوا اللہ سے وہ روگردان ہوا

شرح۔ نثار نور کی اضافت۔ اضافت صفت بطرف موصوف ہے اور نثار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے نور منثور مطلب یہ کہ خدا کے اس پہیلے ہوے نورین سے جو انبیاء کو بلا ہے جس شخص کو کچہ حصہ ملگیا۔ وہ سب سے علیحدہ ہوکر خدا کا ہو رہا

	ہرکرا دامان عشقے نا بدہ	زان نثار نور بے بہرہ شدہ
ترجمہ	پاس جسکے عشق کا دامن نہ تہا	نور نثیدان سے وہ بے بہرہ رہا

شرح یعنے جسکے پاس اس نور کے سمیٹنے کو عشق حقیقی کا دامن نہین ہے وہ محروم اور بالکل بے بہرہ ہے چونکہ کفار اس نور سے بے بہرہ تہے اسیلئے انبیاء علیہم السلام کے معجزون اور خدا کی آیتون پر ایمان نہ لاسکے۔

	جزوہا را رویہا سوے کل ست	بلبلان را عشق بازی با گل ست
ترجمہ	جزو کا منہ ہے ہمیشہ سوے کل	بلبلین رکہتی ہین دائم عشق گل

شرح۔ مضمون سابق کی دلیل ہے یعنے ارواح مومنین کے ایمان لانے اور کافرین کے منکر رہنے کا یہ سبب ہے کہ جزو کل کیطرف اور بلبل گل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مومنین اور عشاق نور الٰہی کے ایک جزو ہین اور انبیاء علیہم السلام گویا سراپا نور ہین یا یہ سمجہیے کہ مومنین بلبل ہین اور انبیاء گل ہین (یعنے مومنین انبیاء کے عاشق ہین) اسیلیے اس جزو نے اس کل کیطرف اور اس بلبل نے اس گل کیطرف رجوع کیا۔ وعلے ہذا القیاس کفار ظلمت کے اجزا ہین اور اسکے عاشق ہین۔ اسیلئے اسکیطرف راجع ہین

	گاو را رنگ از برون و مرد را	از درون جو رنگ سرخ و زرد را
ترجمہ	جانور کے رنگ کو باہر سے دیکہہ	آدمی کے رنگ کو اندر سے دیکہہ

شرح۔ یعنے جسطرح تو جانور کے سرخ و زرد رنگ کو باہر سے معلوم کرلیتا ہے اسطرح آدمی کا رنگ باہر سے نہین بلکہ اندر سے معلوم ہوتا ہے ایمخاطب تو آدمی کے سرخ و زرد رنگ کو اندر سے ڈہونڈ سرخ و زرد سے نیکی و بدی مراد ہے مطلب یہ کہ مذہب کی شکلین اور فتنون کے طریقے یا الوان طاعت و اقسام عبادت (خلاصہ یہ کہ ضلالت و ہدایت وغیرہ) باہر سے نہیں معلوم ہوتے بلکہ انکا اختلاف اندر سے معلوم ہوتا ہے اور اسکے معلوم کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ جسکا ظاہر باطن کے موافق ہو وہ نیک ہے اور سرخ رنگ کہتا ہے اور جسکا ظاہر و باطن یکسان نہو وہ بد ہے اور زرد رنگ رکہتا ہے۔ نیکون کو اپنا ظاہر و باطن یکسان رکہنا چاہیے۔

رنگہائے نیک از خُم صفات — رنگ زشتان از سیہ آبہ جفات

ترجمہ: آتا ہے خم صفا سے نیک رنگ — ظلم کی کیچڑ ہین سب بدیون کے ڈھنگ

شرح۔ یعنے افعال نیک قلب صاف کے خُم سے نکلتے ہین اور افعال بد باطنی جفا کی کیچڑ سے صادر ہوتے ہین وہ افعال مومن کے ہین اور یہ کفار کے باطنی جفا سے کفر دنیا پرستی اور سیہ آبہ سے تاریکی دل مراد ہے سیہ آبہ کیچڑ کو کہتے ہین

صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف — لعنۃ اللہ بوے این رنگ کثیف

ترجمہ: صبغۃ اللہ ہے وہ رنگ لطیف — لعنۃ اللہ ہے یہ رنگ کثیف

شرح۔ یعنے افعال حسنہ کا نام صبغۃ اللہ ہے یعنے یہ اللہ کا رنگ ہے جو مومنین پر چڑھا ہوا ہے اور افعال قبیحہ کی بو یعنے اُنکا ماحصل اور نتیجہ لعنۃ اللہ ہے۔ خدا اپنے رنگ مین رنگے اور لعنت کے ڈھنگ سے بچائے۔

آنچہ از دریا بدریا مے رود — از ہمان جا کامد آنجا میرود

ترجمہ: آب دریا سوے دریا جائیگا — جسجگہ سے آرہا ہے جائیگا

شرح۔ یعنے اِس مقولہ کا کہ جو پانی دریا سے آتا ہے وہ دریا ہی مین جاتا ہے یہ مطلب ہے کہ وہ جہان سے آتا ہے وہین جاتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دریاؤن مین بڑے بڑے دریاؤن سے پانی آتا ہے اور پھر پھر کر وہ پانی اُنہی بڑے بڑے دریاؤن مین چلا جاتا ہے اسیطرح افعال نیک جو صبغۃ اللہ کا ایک جزو ہین اُسیکی طرف رجوع کرتے ہین۔ اور افعال بد جو لعنۃ اللہ کے ایک شاخ ہین لعنت کیطرف راجع ہین۔ یعنے نیک افعال کو اللہ قبول کرتا ہے کیونکہ یہ اُسی کی توفیق سے صادر ہوتے ہین۔ اور افعال کو بد مردود کرتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی جانب سے صادر ہوتے ہین۔ اہل سنت والجماعۃ کا یہی مذہب ہے کہ مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَ مَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَفْسِکَ نیکی خدا کیطرف سے پہنچتی ہے اور بدی اپنے نفس کیطرف سے

از سر کہ سیلہائے تیزرو — وز تن ما جان عشق آمیز رو

ترجمہ: مِل کہین دریا سے سیل تیز چل — اور بدن سے جانِ عشق آمیز چل

شرح۔ یعنے اے سیل سر کوہ سے بہت جلد نکل اور دریا سے مِل۔ اور تن عشاق سے اے روح عشق آمیز نکل اور خدا سے مِل۔ یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ لفظ رُو دونو جگہ صیغۂ امر فرض کیا جائے بشکل دیگر نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین تیزرو اسم فاعل ترکیبی ہو۔ اور دوسرے مصرع مین رو صیغۂ امر۔ اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اے جان عشق آمیز شوق ملاقات خدا مین تن عشاق سے اسطرح نکل جسطرح سر کوہ سے سیلہائے تیزرو نکلکر دریا مین ملجاتی ہین۔ پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے اور مقصود ترغیب عشق الٰہی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اِس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے قطرۂ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی مین پہنچادے۔ یعنے ہر وقت خالق سے لو لگائے رہے

آتش افروختن بادشاہ و بت در پہلوے او نہادن کہ ہر کہ سجود بت کند از آتش برہا یابد

ترجمہ بادشاہ کا آگ جلانا اور اُسکے پاس بُت رکھکر یہ حکم دینا کہ جو اِس بت کو سجدہ کریگا وہ آگ سے نجات پائیگا

	آن جہود سگ ببین چہ راے کرد	پہلوے آتش بتے برپاے کرد	
ترجمہ	شاہ سگ طینت نے پھر ایسا کیا	آگ کے پاس ایک بُت کو رکھدیا	
	کانکہ این بُت را سجود آرد برست	ورنہ آرد در دل آتش نشست	
ترجمہ	اور کہا ہے اسکا ساجد کامیاب	ورنہ وہ ہے اور آتش کا عذاب	
	چون سزاے آن بُتِ نفس او نداد	از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد	
ترجمہ	نفس کے بت کا وہ شیدا ہوگیا	دوسرا بُت اُس سے پیدا ہوگیا	

شرح یہان سے مولانا اسرار بیان کرتے ہین یعنے جبکہ اُس شاہ یہود نے اپنے بُت نفس کو سزا ندے اور نفس کُشی نکی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسکے باطنی بت یعنے نفس نے ایک ظاہری بُت تراش لیا بعض نسخون مین نداد کی جگہ بداد ہے اس صورت مین سزا بمعنے سزاوار ہوگا یعنے چونکہ اُسنے اپنے بُت نفس کو اُسکے لایق چیزین دین اور اُسکی اطاعت کی تو نفس نے ایک اور بُت پیدا کرلیا معنوی طور پر شاہ یہود سے شیطان اور آگ سے آتش شہوت اور بُت سے مطالب نفس امارہ مراد ہین - یعنے شیطان نے آتش شہوت روشن کرکے اُسکے پاس مطالب نفس امارہ رکھدیے اور نفس سے یہ کہا کہ اگر تو مقتضاے طبیعت کے موافق عمل نہ کریگا تو آتش فراق سے جلجائیگا - طالب حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ شیطان کی مخالفت کرتا رہے جیسا کہ مومنین نے اِس شاہ یہود کی مخالفت کی تھی کیونکہ مخالفت کے سبب وہ آتش نور اور رحمت بنجائیگی

	مادرِ بتہا بتِ نفس شماست	زانکہ آن بُت مار و این بُت اژدہاست	
ترجمہ	ہے بتون کی مان بُتِ نفس اے فتا	کیونکہ وہ بُت سانپ ہین یہ اژدہا	

شرح نفس امارہ ہمیشہ لذات نفسانیہ اور بدی مین گرفتار رہتا ہے اور اِسکا سب سے بڑا نتیجہ جو سب سے بُرا ہے ابناے جنس پر تکبر ہے اور چونکہ انبیا علیہم السلام بھی ابناے جنس کی صورت تشریف لائے ہین یعنے نفس اُنپر بھی تکبر کرنیکی ہدایت کرتا ہے - اور انبیا کی مخالفت اور بُت پرستی کی رغبت دلاتا ہے اِسلیئے نفس کو مادر بُت کہنا بجا ہے - کیونکہ نفس تمام بدخویون اور جملہ گناہونکا مخزن ہے اور بُت سانپ کے مانند ہین اور بُت نفس اژدہا یعنے تمام بتون سے بڑا ہے - خدا نفس کی شرارت اور بداعمالیون سے بچائے ..

	آہن و سنگست نفس و بُت شرار	آن شرار از آب میگردد قرار	
ترجمہ	سنگ و آہن نفس ہے بُت ہین شرار	اُن شرارون کو ہے پانی سے قرار	

شرح قرار اور فرار دوسرے مصرع مین دونو لفظ صحیح ہین مگر قرار مین بہ نسبت فرار کے معنے زیادہ واضح ہوجاتے ہین

سنگ و آہن زآب کے ساکن شود	آدمی با این دو کے ایمن شود
ترجمہ: سنگ یا آہن ہو ساکن کسطرح	آدمی ہو ان سے ایمن کسطرح

شرح - ایمن بکسر المیم بمعنے بیخوف - یعنے نفس لوہا یا پتھر ہے اور بُت اُن شعلون کے مانند ہین جو اُس لوہے اور پتھر سے پیدا ہوتے ہین شعلون کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنیسے بجھہ جاتے ہین لیکن لوہا اور پتھر نہین بجھتا خواہ برسون پانی مین رہے - کیونکہ پانی مین پڑکر بہی آہن اور پتھر کے شرارے اُنکے خوف مین اسطرح رہتے ہین جسطرح شہوت نفس مین اسلیئے بُت کا توڑڈالنا آسان ہے - مگر بُت نفس کا مارنا نہایت مشکل ہے - آدمی ان دونو یعنے سنگ ہوا اور آہن ہوس کے ہوتے ہرگز کبھی ہون سے بیخوف نہین رہ سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح آہن و سنگ شعلون کے اصل ہین - اسیطرح نفس امارہ کفر و معاصی و دنیا طلبی اور بُت پرستی کی اصل ہے آب سے قدرت ہدایت مراد ہے اور بعض نسخون مین قرار کیجگہ قرار بہی دیکہا گیا ہے جسکی بابت ہم اوپر رائے ظاہر کر چکے ہین -

سنگ و آہن در درون ارند ناز	آب را بر نارشان نبود گذار
ترجمہ: سنگ و آہن دلمین رکہتے ہین شرر	انمین پانی کا نہین ہوتا گزر
زآب چون نار برون کشتہ شود	در درون سنگ و آہن کے رود
ترجمہ: آب سے آگ اُنکی بجھتی ہے کہین	سنگ و آہن مین پہنچتا ہی نہین

شرح - یعنے جسطرح پانی پتھر اور لوہے کے اُن شعلون کو نہین بجہا سکتا - جو اُنمین پنہان ہین اسیطرح آب قدرتی ہدایت نفس امارہ کے مخفی شعلون لذات گناہ کے شرارون کو نہین بجہا سکتا بلکہ انکا بجہانا دریائے رحمت الٰہی کا کام ہے مطلب یہ کہ نفس پرستی بُت پرستی سے بدتر ہے

آہن و سنگست اصل نار و دود	فعل ہر دو کفر ترسا و یہود
ترجمہ: سنگ اور آہن ہے اصل نار و دود	ہے اسی سے کفر ترسا و یہود

شرح - یعنے جسطرح آہن و سنگ آگ اور دہوین کی اصل ہے اسیطرح نفس امارہ کفر و فسق کی اصل ہے اور یہود و نصاریٰ کا کفر اسی آہن و سنگ کا فعل ہے - یعنے انکا کفر انکے مقتضائے نفس کے باعث ہے بعض نسخون مین اس شعر کی جگہ سنگ و آہن چشمہ نار و دود پاشان کفر ترسا و جہود ہے مطلب دونو کا ایک ہے

بُت سیاہابہ است در کوزہ نہان	نفس مر آب سیہ را چشمہ دان
ترجمہ: ہر صنم کوزہ مین کیچڑ ہے نہان	نفس ہے کیچڑ کا چشمہ بیگمان
آن بُت منحوت چون سیل سیاہ	نفس بتگر چشمہ بر شاہراہ
ترجمہ: ہین تراشیدہ یہ بُت سیل سیاہ	نفس اسکا چشمہ ہے بر شاہراہ

شرح یعنے بت کیچڑ میلے اور گدلے پانی کی سبیل ہے جسکی صفائی بہی ممکن ہے اور انقطاع بہی اور نفس شاہراہ مین گدلے پانی کا ایک چشمہ ہے کہ جسکے نہ تو صفائی ممکن ہے اور نہ انقطاع متصور ہے۔ منحوت بمعنے تراشیدہ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی بت پرستی سے بڑہی ہوی ہے ان شعرونمین نفس اماره اور بت کے فرق کی دوسری تمثیل ہے۔

بت درون کوزه چون آب کدر	نفس شومت چشمۂ آن اے مصر
ترجمہ: بت ہے گویا کوزے مین آب کدر	نفس اماره ہے چشمہ اے مصر

شرح۔ کدر بمعنے گدلا اور اے مصر بمعنے اے اصرار کننده بر مقتضائے نفس ہے یعنے اے خواہشات نفس پر عمل کرنیوالے تیرا نفس بت سے زیاده بدتر ہے کیونکہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے اور بت ایسا ہے جیسا ایک کوزه مین گدلا پانی۔ کوزه کا پانی تمام ہوجاتا ہے اور چشمہ کا پانی کم نہین ہوتا۔

صد سبو را بشکند یکپاره سنگ	واب چشمہ میرہاند بے درنگ
ترجمہ: سنگپاره توڑدے گو سو سبو	پر اچہل جاتا ہے اس سے آب جو

شرح۔ میرہاند بمعنے آزاد میکند پہلے استعارہ مین نفس کو چشمۂ سیاه سے اور کفر و معاصی کو آب سیاه سے رجو کوزه مین ہو تشبیہ دیگئی ہے اور اب اسکے مناسب یہ ارشاد فرماتے ہین کہ سو ٹہلیون اور کوزون کو ایک چہوٹا سا پتہر توڑ سکتا ہے۔ لیکن چشمہ کے پانی کو روک نہین سکتا بلکہ آزاد کردیتا ہے یعنے پتہر اسپر اثر نہین کرتا نیز ممکن ہے کہ میرہاند بمعنے می جہاند ہو یعنے بجائے اسکے کہ پتہر آب چشمہ کو معدوم کرسے اور اسکو اچہالتا ہے۔ ان دونو شعرون کی تشبیہون کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع معصیت کے لیے تہوڑی سی تدبیر کافی ہے۔ اور دفع شر نفس کے لیے تدبیر عظیم کی حاجت رہتی ہے۔

آب خم و کوزه گر فانی بود	آب چشمہ تازه و باقی بود
ترجمہ: آب کوزه آب خم کو ہے فنا	اور رہے چشمہ کے پانی کو بقا

شرح۔ اسیطرح نفس اماره کی شرارت ہروقت تازه بتازه نو بنو ہوتی ہے۔

بت شکستن سہل باشد نیک سہل	سہل دیدن نفس را جہل است جہل
ترجمہ: توڑنا بت کا بہت ہی سہل ہے	نفس کو آسان سمجہنا جہل ہے
صورت نفس ار بجوئی اے پسر	قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در
ترجمہ: نفس کی صورت یہی ہے اے پسر	دیکہہ حال دوزخ با ہفت در

شرح۔ یعنے حال دوزخ جاننے سے حال نفس معلوم ہوجاتا ہے کیونکہ دوزخ مین عذاب دینے والی چیزین گویا گناہونکی تصویرین ہین جو آگ اور سانپ اور بچہو کی صورت مین آگئی ہین اور اعمال شرارت نفس سے صادر ہوتے ہین

پس تو دوزخ کے حالات معلوم کرنیسے آدمی اپنے نفس کی حالت کا اندازہ اور اپنے اعمال کے جانچ کر سکتا ہے۔ دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ نفس امّارہ سات دروازون والے دوزخ کے ساتھ تشبیہ کامل رکھتا ہے۔ کیونکہ جسطرح سات دروازہ کی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرنا ہے اسیطرح نفس سات اعضا سے افعال قبیحہ صادر کر کے آدمی کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔ وہ سات اعضا یہ ہین اوّل دہن۔ جس سے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ بیٹھتا ہے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کہا لیتا ہے۔ دوم فرج جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہین تیسرے ہاتھ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ کا مددگار ہے چوتھے پانو جسکی رفتار اور چلنے پہرنے سے گناہ صادر ہوتے ہین پانچوین آنکھہ۔ جس سے غیر محرم عورتون کو بُری نگاہ دیکھا جاتا ہے چھٹے کان۔ جس سے غیبتین اور فساد کی باتین سُنی جاتی ہین ساتوین قلب جو تمام شرارتون اور گناہونکا مخزن ہے۔ یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کران جہنم لموعدہم اجمعین لہا سبعۃ ابواب۔ یعنے جہنم کے سات دروازے ہین انہی دروازون سے لوگ اُسمین داخل ہونگے اہل باطن نے اُن دروازون کی یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حرص۔ شر۔ حسد۔ حقد۔ غضب۔ شہوت۔ کبر۔ معنے پسندونکے نزدیک دوزخ کے سات دروازے یہی ہین۔

	ہر نفس مکرے و در ہر مکر از ان	غرقہ صد فرعون با فرعونیان	
ترجمہ	نفس کا ہے فعل مکر ہر زمان	غرق ہین جس سے بہت فرعونیان	

شرح۔ یعنے نفس امّارہ کا فعل ہر وقت مکر کرنا ہے اور ہر مکر مین بہت سے فرعون مع لشکرون کے غرق ہین یعنے نفس کے مکر نے ہزارون کو گمراہ کر کے تباہ کر دیا ہے۔

	در خدائے موسی و موسے گریز	آب ایمان را ز فرعونی مریز	
ترجمہ	رکھہ ہمیشہ رب موسے پر نظر	تیری فرعونی سے ہے ایمان کا ضرر	

شرح خدائے موسے رب العالمین ہے اور موسے سے موسی وقت یعنے خلیفہ اور نائب رسول مراد ہے اور فرعونی بمعنے طغیان و سرکشی ہے یعنے موسے کے خدا پر ایمان لا۔ ورنہ فرعونی سے آبروے ایمان جاتی رہے گی۔

	دست را اندر احد و احمد بزن	اے برادر وارہ از بوجہل تن	
ترجمہ	حکم حق فرمان احمد کر قبول	رہ الگ بوجہل تن سے اے جہول	

شرح یعنے خدا کے احکام اور حضرت احمد کے فرمان پر عمل کر۔ اس ترکیب سے تو ابی جہل تن یعنے نفس سرکش و کافر کے مکر سے نجات پا جائیگا۔ وارہ۔ صیغہ امر از رہیدن بمعنے نجات یافتن۔

آوردن پادشاہ جہود زنے را با طفل و انداختن او طفل را در آتش و بسخن در آمدن طفل در میان آتش

ترجمہ	بادشاہ یہود کا ایک بچہ والی عورت کو آگ کے سامنے لانا اور بچہ کا آگ مین ڈالنا اور آگ مین پڑکر بچہ کا کلام کرنا

یک زنے با طفل آورد آن جہود ‌‌ ‌ پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود

ترجمہ: ایک بچہ والی کو وہ بے شعور ‌ ‌ لایا اُس آتش کے اُس بت کے حضور

گفت اے زن پیش این بت سجدہ کن ‌ ‌ ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

ترجمہ: اور کہا اِس بت کو. اے زن سجدہ کر ‌ ‌ ورنہ آتش مین جلیگی سر بسر

بود آن زن پاک دین و موقنہ ‌ ‌ سجدۂ آن بت نکرد آن موقنہ

ترجمہ: تہی وہ عورت پاک دین اور موقنہ ‌ ‌ سجدہ کیون کرنے لگی تہی موقنہ

طفل ازو بستد و در آتش فگند ‌ ‌ زن بترسید و دل از ایمان بکند

ترجمہ: آگ مین بچہ کو ڈالا چہین کر ‌ ‌ ہوگئی مان اِس ستم سے پر حذر

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت ‌ ‌ بانگ زد آن طفل کانّی لم امت

ترجمہ: سجدہ کرنا چاہتی تہی خوش صفات ‌ ‌ دی صدا بچے نے مین تو ہون حیات

شرح- یعنے جب اُسکی مان بُت کے سامنے سجدہ کرنے ہی کو تہی کہ لڑکے نے آگ مین سے آواز دی کہ اے مان مین مرا نہین ہون بلکہ زندہ ہون۔ موقنہ خدا کی وحدانیت کا یقین رکہنی والی۔

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم ‌ ‌ گرچہ در صورت میان آتشم

ترجمہ: اندر آ اے مان کہ مین ہون خوش یہان ‌ ‌ گو بظاہر آگ کے ہون درمیان

چشم بندست آتش از بہر حجیب ‌ ‌ رحمتست این سر بر آورده ز جیب

ترجمہ: آگ کیسی ہے فسون بہرِ حجاب ‌ ‌ ہے کشادہ غیب سے رحمت کا باب

شرح حجیب الاله حجاب چشم بند یعنے افسون یعنے عوام کی آنکہون کے حجاب کے لیئے یہ آگ ایک افسون ہے یعنے عوام کو آگ نظر آتی ہے اور جسطرح افسون آنکہون پر پردہ ڈالدیتا ہے اسیطرح آگ نے عوام کی آنکہون پر پردہ ڈالدیا ہے اور رحمت کو اپنے اندر چہپالیا ہے مطلب یہ کہ آگ فی الواقع رحمت ہے جسنے گریبان غیب سے سر نکالا ہے معتقدین وحدانیت کے حق مین یہ آگ باغ ہے۔

اندر آ مادر ببین برہان حق ‌ ‌ تا ببینی عشرت خاصان حق

ترجمہ: اندر آمان دیکہ لے برہان حق ‌ ‌ قدرت حق عشرت خاصان حق

شرح یعنے لڑکے نے مان کو آواز دیکر یہ کہا کہ تو بہی آگ مین چلی آ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دیکہہ کہ اُسنے تمام شعلون کو پہول اور آگ کو گلزار کردیا ہے معنوی طور پر طفل سے مراد عقل ہے جب یاد طبیعت اور اُسکی مقتضا سے دور ہوگئی۔ تو ترک تنعم ضرور ہوا اور آتش فقر و فاقہ بہڑک اٹہی اور وہانبین اُسکو لذت روحانی اور نعمت معنوی

حاصل ہو گئے۔ اور اسنے اپنی مادر (طبیعت) کو بہی بزبان حال آتش فقر اور نار مجاہدہ کی طرف بلایا۔

اندر آ و آب بین آتش مثال ‖ از جہانے کاتش ست آبش مثال

ترجمہ: اندر آ ہے آگ پانی کی مثال ‖ اس جہان سے جسکا پانی ہے وبال

شرح۔ یعنے اے مادر یہان آ۔ اور اسکو آگ نہ سمجہ بلکہ یہ حقیقت مین پانی ہے اور صورت مین آگ اور اس جہان سے کو چل جسکا پانی صورت مین پانی اور حقیقت مین آگ ہے۔ دوسرے مصرع مین مثال آتش کے متعلق ہے یعنے کہ آتش مثال ست آب اور حقیقت یعنے جہود کے عیش و عشرت کیطرف نہ دیکہہ کیونکہ وہ فی الواقع آگ ہے

اندر آ اسرار ابراہیم بین ‖ کو در آتش یافت سرو و یاسمین

ترجمہ: اندر آکر دیکہہ آثار خلیل ‖ ہے شگفتہ آگ مین باغ جلیل

شرح۔ بعض نسخون مین سرو کیجگہ ورد ہے بمعنے درخت گلاب یعنے آگ مین قدرت حق کا باغ کہلا ہوا ہے۔

مرگ میدیدم گہ زادن ز تو ‖ سخت خوفم بود افتادن ز تو

ترجمہ: جلتے دم اک موت آتی تہی نظر ‖ سخت تر اسقاط کا تہا مجکو ڈر

شرح یعنے مین اپنی پیدایش کے وقت گو یا اپنی موت کو دیکہہ رہا تہا۔ کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہہ تہی اسلیئے مجکو اپنا گلا گہٹ جانے اور لیتے ساقط ہونیکا بہت بڑا خوف تہا۔ بعض نسخون مین خوفم کی جگہ خویم ہی ہے یعنے ولادت کے وقت مین اسبات کو نہایت اچھا سمجہ رہا تہا کہ اس پیدا ہونیسے بیجان کا ساقط ہو جاؤن۔

چون بزادم رستم از زندان تنگ ‖ در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ

ترجمہ: چہٹ گیا جسوقت وہ زندان تنگ ‖ ملگیا مجکو جہان خوب رنگ

شرح۔ یعنے بعد ولادت مین رحم کے قید خانہ سے رہائی پاکر وسیع و پر فضا عالم مین آگیا۔ لیکن اب میرے سیلئے آگ اتنا بہار اور وسیع مقام ہوگیا ہے کہ دنیا کو اسکے مقابلہ مین رحم کے مانند تنگ سمجہ رہا ہون۔

اینجہان را چون رحم دیدم کنون ‖ چون درین آتش بدیدم این سکون

ترجمہ: لیکن اس عالم مین فرحت ہے مجھے ‖ اک سکون دل ملکوت ہے مجھے

اندرین آتش بدیدم عالمے ‖ ذرہ ذرہ اندرو عیسے دمے

ترجمہ: آگ مین اے مان عجب عالم ہوا ‖ ذرہ ذرہ اسکا عیسے دم ہوا

نک جہانے نیست شکل و ہست ذات ‖ وین جہانے ہست شکل بے ثبات

ترجمہ: وہ جہان موجود ہے فی حد ذات ‖ یہ جہان ہے ہست لیکن بے ثبات

شرح۔ نک مخفف اینک۔ یعنے وہ جہان (عالم معنے) ظاہری صورت و شکل کے اعتبار سے تو نیست ہے مگر فی ذا

موجود ہے اور یہ جہانِ دنیا باعتبار صورت تو ہست ہے مگر باعتبار معنے بالکل بے ثبات ہے عالم سے عالم جدید و کیفیت نو مراد ہے اور عیسےٰ دم بمعنے زندگی بخش ہے۔

اندر آ مادر بحق مادری — بین کہ این آذر ندارد آذری

ترجمہ: اندر آ اے ماں بحق مادری — گم ہے اس آتش سے وصفِ آذری

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست — اندر آ مادر مدہ دولت ز دست

ترجمہ: اندر آ اے ماں کہ ہے تو بانصیب — اندر آ اے ماں یہ دولت ہے عجیب

قدرت آن سگ بدیدی اندر آ — تا ببینی قدرتِ فضل خدا

ترجمہ: دیکھ لی اس سگ کی قدرت اندر آ — دیکھتی ہے گر تجھے شان خدا

من ز رحمت مے کشانم پائے تو — کز طرب خود نیستم پروائے تو

ترجمہ: محض شفقت سے بُلاتا ہون تجھے — ورنہ تیری کچھ نہین پروا مجھے

شرح۔ آذری بمعنے ناریّت و حرارت سگ سے بادشاہ یہود اور رحمت بمعنے شفقت ہے یعنے مین صرف محبت کے باعث تجھے بُلاتا ہون ورنہ طرب معنوی کے سبب مجھے تیری کچھ پروا نہین ہے۔ بعض نسخون مین وز طرب ہے۔

اندر آؤ دیگران راہم بخوان — کاندر آتش شاہ بنہاست خوان

ترجمہ: اندر آ اور دوستون کو بھی بُلا — دعوتِ حق آگ مین ہے برملا

شرح۔ شاہ سے اللہ تعالےٰ اور خوان سے نعمت اُخروی اور حیات ابدی مراد ہے یعنے اے ماں تُو لے آ اس آگ میں خوان نعمت رکھدیا ہے

اندر آئید اے مسلمانان ہمہ — غیر عذب دین عذابست آن ہمہ

ترجمہ: اندر آؤ سب اے مسلمانو چلو — آؤ خوانِ دین کے مہمانو چلو

اندر آئید اہمہ پروانہ وار — اندرین آتش کہ دارد صد بہار

ترجمہ: آؤ اس آتش مین سب پروانہ وار — آگ مین ہے لطفِ صد فصلِ بہار

شرح۔ یعنے اے مسلمانو اس آگ مین آجاؤ کیونکہ یہ آگ عذب (دین کا آب شیرین) ہے۔ اور دنیا کی وہ تمام چیزین جنمین تم مصروف ہو عذاب کا باعث ہین بعض نسخون مین آتش کیجگہ بہمن ہے اور بہمن فصل خزان کے ایک مہینہ کا نام ہے

اندر آئید و نہ بیند اینچنین — سر گشتہ آتش گرمِ ہمین

ترجمہ: اندر آؤ حق سے ہے گر تمکو لاگ — حکم یزدانی سے ٹھنڈی ہے یہ آگ

شرح۔ یعنے اسے آگ کو فی الواقع آگ نہ سمجھو۔ اور بعض نسخون مین یہ بیند بھی ہے یعنے جو کچھ بنے آگ بظہور حق دیکھا ہے وہ تم بھی دیکھلو آتش نہین۔ ذلیل کرنے والی آگ۔ یعنے تکلیف رسان اور ایذا دینے والی۔

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب — اندر آئید اے ہمہ عین عتاب

ترجمہ: اندر آؤ ہوکے سب مست و خراب — اندر آؤ چھوڑ کر عین عتاب

شرح۔ خراب بمعنے بیخود اور مست۔ یہ لفظ آئید کے ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اور عین عتاب سے شاہ جہود کی سخت خفگی اور ناراضی مراد ہے۔ جو مسلمانوں کے حق مین تھی۔

اندر آئید اندرین بحرِ عمیق — تا کہ گردد روح صافی و رقیق

ترجمہ: اندر آجاؤ یہ ہے بحر عمیق — روح تا ہو جائے صافی و رقیق

مادرش انداخت خود را اندرو — دست او بگرفت طفل مہر جو

ترجمہ: گر پڑی ماں آگ مین سنتے کے ساتھ — مہر سے بچہ نے پکڑا اُسکا ہاتھ

اندر آمد مادر آن طفل خرد — اندر آتش کوئے دولت را ببرد

ترجمہ: گر کے اُسمین چھوٹے سے بچہ کی مان — لیگئی بازیِ دولت بیگمان

مادرش ہم زان نسق گفتن گرفت — دُرِّ وصفِ لطفِ حق سفتن گرفت

ترجمہ: ہوگئی بچہ سے ماں بھی ہم زبان — وصف حق مین تر رہی بیہم زبان

بانگ میزد در میان آن گروہ — جان خلقان پر ہمے شد از شکوہ

ترجمہ: دیتی تھی آواز سوز و ساز سے — ہیبت حق تھی عیان آواز سے

نعرہ میزد خلق را کاے مردمان — اندر آتش بنگرید این بوستان

ترجمہ: کہتی تھی لوگون سے یون اے مردمان — آؤ دیکھو آگ مین ہے بوستان

شرح۔ پہلے شعر مین بحر عمیق بمعنے رحمت الٰہی۔ رقیق بمعنے لطیف دوسرے مین دستگیری سے رہبری بطرف رحمت تیسرے مین دولت سے دولتِ دین۔ چوتھے مین زان نسق یعنے بطور طفل پانچوین مین بانگ میزد کا فاعل مادر طفل ہے اور شکوہ سے ہیبت حق و عظمت الٰہی مراد ہے۔ ایسے سہل شعرون کی شرح ہم دانستہ چھوڑ جاتے ہین

انداختن مردمان خود را در آتش از سر ذوق

ترجمہ: آدمیون کا ذوق باطن کے سبب اپنے آپ کو آگ مین ڈالنا

خلق خود را بعد ازان بیخویشتن — میفگندند اندر آتش مرد و زن

ترجمہ: خلق ہوکر بعد ازان بے خویشتن — آگ مین گرتے تھے ملکر مرد و زن

بے موکّل بے کشش از عشق دوست — زانکہ شیرین کردن ہر تلخ ازوست

ترجمہ: بے کشش عشق خداوندی کی تھی — سہل ہر مشکل کو کرتا ہے وہی

مؤکل بکسر الکاف۔ سپارندہ کار بدیگرے۔ مجازاً بمعنے سبب کیونکہ مؤکل وکیل کے لیے کار دبار کا سبب ہوتا ہے یعنے بلاکشِ عاشق ظاہر لوگ آگ مین گرتے تھے۔ کیونکہ حبیب اپنے خالص بندون کے لیے کڑوے کو میٹھا جفا کو وفا محنت کو نعمت بنا دیتا ہے۔ پہلے شعر مین مرد وزن خلق کا بدل واقع ہوا ہے۔

	منع میکردند کآتش در میا	تا چنان شد کان عوانان خلق را	
	خلق کو مانع ہوئے اُس آگ سے	پہنچی یہ نوبت کہ نوکر شاہ کے	ترجمہ

شرح۔ یعنے۔ یہانتک مخلوق آگ مین گری کہ بادشاہ کے مددگارون اور سپاہیون نے لوگونکو اُس آگ کے پاس آنے سے منع کر دیا۔ آتش اصل مین درآتش ہے۔ اور عوان تشدید الواو بمعنے سخت گیر وظالم وسرہنگ لیکن یہان ضرورتِ شعر کے لیے بالتخفیف لائے ہین یعنوی مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالے کسیکو اپنی طاعت کیطرف کھینچ لیتا ہے تو نارِ ریاضت کی برداشت اُسپر آسان ہوجاتی ہے۔ اسوقت شیطان اور اسکی اتباع اُس شخصکو اس آگ مین گرنے منع کرتے کرتے عاجز ہوجاتے ہین۔

	شد پشیمان زین سبب بیمار دل	آن یہودی شد سیہ روی و خجل	
	ہوگیا رس واقعے سے منفعل	وہ یہودی سیہ روے و خجل	ترجمہ
	در فنائے جسم صادق تر شدند	کاندر آتش خلق عاشق تر شدند	
	اور فنائے جسم پر آمادہ تہی	کیونکہ مخلوق آگ پر دلدادہ تہی	ترجمہ

شرح۔ یہ شعر زین سبب سے متعلق ہے۔ بیماردل ضعیف القلب جسکا دل نا طلبی اور بُری خواہشون کے لاعلاج مرض مین گرفتار ہو۔ اور محبت دنیا مین پہنسکر عشق حقیقی کی جانب سے سست ہوگیا ہو

	دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر	مکر شیطان ہم در و پیچید شکر	
	خود سیہ رو ہوگیا بے شبہ و شک	مکر شیطان خود را شیطان تک	ترجمہ

شرح۔ یعنے بادشاہ جو شیاطین الانس مین سے تہا شکر ہے اُسکا مکر اُسی کے طرف راجع ہوا اور اُسنے اپنے تئین آپ سیہ رو پایا۔ اور خدا کا مکر تمام کافرون کے مکر پر غالب آیا

	جمع شد در چہرۂ آن ناکسان	آنچہ مے مالید بر روئے کسان	
	چہرۂ کافرین گویا جمع تہی	جو سیاہی روئے مومن پر ملی	ترجمہ

شرح یعنے جو مکر وہ غیرون اور مؤمنون کے لیے کر رہے تھے اُسکا ضرر اُنہی کی طرف عائد ہوا کہ دنیا مین خراب اور عقبیٰ مین عذاب الٰہی کے سزاوار ہوے۔ کسان۔ مومنین۔ اور ناکسان۔ عوان شاہِ جہود۔ بعض نسخون مین جمع شد در چہرۂ آن ناکس آن ہے۔ اسصورت مین آن کا اشارہ اُس بادشاہ جہود کی جانب ہے۔ یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

آنکہ میدرید جامۂ خلق چست ‌ ‌ ‌ خود دریدہ آن او ویشان درست

ترجمہ: پہاڑتا تہا جامۂ مخلوق جو ‌ ‌ ‌ اُسکے کپڑے پہٹ گئے خود دو ستو

شرح۔ لفظ چست دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جس شخص نے مخلوق کا جامۂ آبرو چاک کردیا لوگون کو ستایا خلق کو ایذا پہنچائی فی الفور اُسکا جامۂ آبرو پہٹ گیا۔ اور اُنکا درست ہوگیا۔ یعنے بُرائی کا وبال کرنیوالے کی طرف عائد ہوکر پشیمانی کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ اُس شاہ یہود نے اپنے کیئے سے پشیمانی اور وبال آخرت مول لیا۔ آن بمعنے پاک سے مجازاً لباس مراد ہے۔ اور یہ قول بالکل سچ ہے کہ چاہ کن را چاہ درپیش۔

کژ ماندن دہان آن شخص کہ نام پیغمبر را از تسخر بخواند

ترجمہ: ایک ایسے آدمی کا مُنہ ٹیڑہے کا ٹیڑہا رہجانا جسنے پیغمبر علیہ السلام کا نام تمسخر سے لیا تہا

آن دہن کژ کرد و از تسخر بخواند ‌ ‌ ‌ نام احمد را دہانش کژ بماند

ترجمہ: اُسکا مُنہ ٹیڑہے کا ٹیڑہا ہی رہا ‌ ‌ ‌ نام احمد کو بُرا جسنے کہا

شرح۔ تسخر بمعنے تمسخر و استہزا اور آن سے مراد ایک شخص ہے یعنے ایک شخص نے ٹیڑہا مُنہ کرکے حضرت احمد کا نام نعوذ باللہ تمسخر سے لیا تہا۔ اسلیئے اُسکا مُنہ ٹیڑہے کا ٹیڑہا رہگیا۔

باز آمد کای محمد عفو کن ‌ ‌ ‌ ای ترا الطاف علم من لدن

ترجمہ: توبہ کی اور یہ کہا کیجے معاف ‌ ‌ ‌ تمکو علم من لدن ہے صاف صاف

من ترا افسوس میکردم ز جہل ‌ ‌ ‌ من بُدم افسوس را منسوب و اہل

ترجمہ: یہ تمسخر۔ محض میرا جہل تہا ‌ ‌ ‌ سچ تو یہ ہے مین ہی اسکا اہل تہا

شرح۔ علم من لدن (علم لدنّی وہ علم جو خدا کی طرف سے عطا کیا جائے) مبتدا ہے۔ اور الطاف خبر مقدم افسوس بمعنے طنز و تمسخر

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ‌ ‌ ‌ میلش اندر طعنۂ نیکان برد

ترجمہ: چاہتا ہے جسکی حق پردہ دری ‌ ‌ ‌ کرتا رہتا ہے وہ نیکونکی بدی

ور خدا خواہد بپوشد عیب کس ‌ ‌ ‌ کم زند در عیب معیوبان نفس

ترجمہ: اور ہوتا ہے وہ جنکا عیب پوش ‌ ‌ ‌ رہتے ہین وہ عیب گوئی سے خموش

شرح۔ پردہ بمعنے ناموس ہے اور نیکان سے انبیاء خلفا اولیا علماء صلحا مراد ہین۔ یعنے جب خدا کسیکی پردہ دری چاہتا ہے تو اُسکے دلمین نیک لوگون پر طعنہ زنی کی رغبت ڈالدیتا ہے اور جسکی پردہ پوشی منظور ہوتی ہے وہ نیکون سے قطع نظر بدون اور عیبیون مین بہی عیب نہین نکالتا۔ **فائدہ** کسی پر پس پشت یا روبرو جہوٹا عیب لگانا تہمت اور بہتان ہے اور پس پشت سچا عیب لگانا غیبت ہے اور بر و عیب دار بنانا دلشکنی مین داخل ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

چون خدا خواہد کہ ما یاری کند — میل مارا جانب زاری کند

ترجمہ: جب خدا کی ہمسے یاری ہوتی ہے — تو ہمین توفیق زاری ہوتی ہے

شرح۔ زاری۔ بمعنے۔ بکا و تضرع و توفیق عفو تقصیر جیسا کہ اُس مسخرے شخص نے جناب رسول سے معافی چاہی تھی یاری مین اضافت مقلوب ہے یعنے یاری ما۔ ہماری یاری اور ہماری مدد۔

اے خنک چشمے کہ او گریان اوست — وے ہمایون دل کہ او بریان اوست

ترجمہ: آنکھ ہے وہ جو کہ ہے گریان دوست — دل وہی ہے جو رہے بریان دوست

شرح۔ یعنے کیا مبارک وُہ آنکھ ہے جو خوف خدا کے سبب روتی ہے۔ اور کیا مبارک وُہ دل ہے جو اُسکی محبت کی آگ مین جلتا ہے۔ الہٰا اپنے عاشقون کو چشم گریان اور دل بریان عطا فرما۔

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست — مرد آخربین مبارک بندہ ایست

ترجمہ: گریہ کا انجام آخر خندہ ہے — مرد آخربین مبارک بندہ ہے

شرح۔ کیونکہ خدا کے خوف سے گریہ کا انجام نجات اور خوشی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے لان ادمع دمعة من خشیة اللہ احب الیّ من ان التصدق بالف دینار۔ خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا میرے نزدیک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث خدا کے خوف سے رونے والونکے لیے نہایت درجہ کی بشارت ہے۔

ہر کجا آب روان سبزہ بود — ہر کجا اشکے دوان رحمت شود

ترجمہ: سبز ہو جاتی ہے پانی سے زمین — جسجگہ آنسو ہین رحمت ہے وہین

شرح۔ حضرت شعیبؑ پر وحی نازل ہوئی تھی یا شعیب ہب لی من قلبک الخضوع ومن قلبک الخشوع ومن عینک الدموع۔ یعنے اے شعیب اپنے وقت مین سے خضوع اور اپنے دل سے خوف اور اپنی آنکھ سے آنسو میرے لیئے وقف کر۔

باش چون دولاب نالان چشم تر — تا ز صحن جانت بر روید خضر

ترجمہ: صورت دولاب رہ با چشم تر — صحن جان کا سبزہ تا آئے نظر

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار — رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر

ترجمہ: رحم حق گر تجکو ہے مد نظر — مہربان ہو رحم مسکینونپہ کر

شرح۔ خضر سے سبزۂ ایمان و عرفان۔ اور اشکبار سے شکستہ دل فقیر مراد ہین۔ خضر بفتحتین بمعنے سبزی

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمیسوزی و جواب او

ترجمہ: بادشاہ یہود کا آگ پر غصہ کرنا کہ تو کیون نہین جلاتی اور اُسکا جواب دینا بادشاہ کو

شرح۔ بادشاہ یہود چونکہ ظاہری اسباب پر نظر رکھتا تھا اسلیئے آگ پر خفا ہوا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اُسکا اثر زائل کردیا ہے

رو بآتش کرد شہ کاے تند خو — آن جہان سوز طبیعی خوت کو

ترجمہ: جلے شہ نے آگ سے پھر یہ کہا — تو تو عالم سوز تہی۔ یہ کیا ہوا

شرح: یعنے اے آگ تیری عادت مین رحم کب تہا۔ تو تو عالم سوز ہے اب وہ تیری طبیعت اور پہلی سی عادت کیا ہوی

چون نمیسوزی چہ شد خاصیتت — یا ز بخت ما دگر شد نیتت

ترجمہ: تو جلاتی کیون نہین کیا ہوگیا — بدلی ہے نیت کہین کیا ہوگیا

مے نبخشائی تو بر آتش پرست — آنکہ نپرستد ترا چون او برست

ترجمہ: تجہے کب چہوٹے مجوسی بچ سکتا — جو نپوجے تجکو وہ کیون بچ رہا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی — چون نسوزی چیست قادر نیستی

ترجمہ: تو جلانے سے کبہی صابر نہ تہی — اب یہ ہے گویا کبہی قادر نہ تہی

چشم بندست اے عجب یا ہوش بند — چون نسوزاند چنین شعلہ بلند

ترجمہ: ہوش کچہہ پران ہین یا آنکہین ہین بند — ہوگئی ہے سرد یا نار بلند

شرح۔ نمیسوزی ہر شعر مین متعدی ہے۔ اور بخت سے شومی بخت مراد ہے۔ آخر شعر کا یہ مطلب ہے کہ شاہ یہود نے آگ سے یہ کہا کہ ان دونوںمین سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ کہ ہماری آنکہون پر بند سحر ہے کہ تو تو مومنون کو جلا رہی ہے مگر ہم نہین دیکہہ سکتے یا یہ ہے کہ مومنون کی عقل و ہوش بند ہین کہ جلتے تو ضرور ہین مگر انکو اپنا جلنا معلوم نہین ہوتا یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے ممکن ہے کہ دونو باتین ہون۔

جادوئے کروت کسے یا سیمیا — یا خلاف طبع تو از بخت ماست

ترجمہ: تجہپہ جادو کردیا ہے یا طلسم — یا ہماری تیرہ بختی کی ہے قسم

گفت آتش من ہمانم آتشم — اندر آ تا تو بہ بینی تابشم

ترجمہ: آگ بولی مین تو ہون آتش وہی — اندر آ اور دیکہہ لے تابش وہی

طبع من دیگر نگشت و عنصرم — تیغ حقم ہم بدستوری برم

ترجمہ: ہے وہی خو طبع و عنصر مین مرے — تیغ حق ہون کاٹتی ہون حکم سے

شرح۔ پہلے شعر مین سیمیا بمعنے طلسم ہے اور آخر مین عنصر بمعنے اصل و جوہر یعنے آگ نے یہ کہا کہ مین بغیر حکم خدا ہرگز نہین جلا سکتی

بر در خرگہ سگان ترکمان — چاپلوسی کردہ پیش میہمان

ترجمہ: اپنے خیمے پر سگان ترکمان — میہمانون پر ہین بالکل مہربان

شرح خرگاہ جا بجا خوشی اور خیمہ کلان کو کہتے ہین۔ خر بکسر خا بمعنے خوشی ہے اور خر بالفتح بمعنے کلان۔

	ور بنجر گہ بگزرد بیگانہ رو	حملہ بیند از سگان شیرانہ او
ترجمہ	اور جو آئے اُسطرف بیگانہ رو	حملہ کرتے ہین سگ شیرانہ خو

شرح ترکمان ترک کی ایک قوم ہے اِس قوم کے کتے اجنبی اور غیر اجنبی مین اور کتون سے زیادہ تمیز کرتے ہین یعنے ترکمانون کے خیمہ کے دروازہ پہ اُنکے کتے اُنکے بہائین اور دوستون کے آگے نہایت چاپلوسی کرتے ہین اور غیرون پر شیر کیطرح حملہ کر بیٹھتے ہین یہی حال آگ کا ہے۔

	من ز سگ کم نیستم در بندگی	کم ز ترکی نیست حق در زندگی
ترجمہ	کم نہین ہے سگ سے میری بندگی	کم نہین ترکی سے ہے حق کی زندگی

شرح۔ یعنے مین اپنے مولائے حقیقی کی خدمت بجالانے مین کتے سے کم نہین ہون اُسکے دوست اور اجنبی کو خوب پہچانتی ہون۔ دوسرے مصرع مین زندگی بمعنے قوت ہے۔ یعنے اللہ تعالے اِسبات پر قادر ہے اور قوت رکھتا ہے کہ آگ مین ڈالکر دوستون کو بچالے اور دشمنون کو جلادے

	آتش طبعت اگر غمگین کند	سوز از امر ملیک دین کند
ترجمہ	آتش غم سے ہے تو غمگین اگر	یہ بھی امر شاہ دین ہے سر بسر
	آتش طبعت اگر شادی دہد	اندرو شادی ملیک دین نہد
ترجمہ	اور حاصل ہے اگر تجھکو خوشی	اس خوشی کو دلمین رکھتا ہے وہی
	چون کہ غم بینی تو استغفار کن	غم بامر خالق آمد کارکن
ترجمہ	باندہ استغفار ہی سے غم مین دھن	کیونکہ امر حق سے ہے غم کارکن
	چون بخواہد عین غم شادی شود	عین بند پائے آزادی شود
ترجمہ	غم کو وہ چاہے تو اب شادی کرے	عین زنجیرون کو آزادی کرے

شرح۔ آتش دردی کے متعلق یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اینجا طب اگر تیری آتش طبع فکر دنیا یا فکر عاقبت کے سبب تجھکو غمگین کردے تو یہ اندرونی سوزش اور غم کی جلن بادشاہ دین (خدا) کے حکم سے ہے۔ اور اگر ذوق طاعت اور شوق عبادت سے تجھکو خوشی حاصل ہو تو یہ بھی خدا کا عطیہ ہے تو غم کی حالمین استغفار کیا کرے کیونکہ غم خدا کے حکم سے تیرے کام بنانے کیلئے آیا ہے غم کیحالت مین جب تو استغفار کریگا تو رحمت نازل ہوگی اور سب بگڑے ہوے کام بنجائینگے۔ کیلئے کہ خدا جب چاہتا ہے عین غم کو شادی اور عین بند پا (قید و زنجیر) آزادی بنا دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آتش باطنی (آتش طبعیت) مین غمگین و شاد کرنیکے دو نو مادے موجود ہین۔ اِسیطرح اِس آتش ظاہری مین بھی دونو باتین موجود ہین کہ مومنون کے لیے گلزار تھی اور کافرون کے حق مین نار۔

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند - با من و تو مردہ با حق زندہ اند

ترجمہ: باد و خاک و آب و آتش بندہ ہین - مردہ ہین ظاہر مین لیکن زندہ ہین

شرح۔ یعنے یہ چارون چیزین خدا کے لونڈی غلام ہین اُسکے حکم کی مخالفت نہین کرتین گو ہماری تمہاری نظرون مین بیجان یا مردہ نظر آتی ہین مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک زندہ ہین وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ سے ظاہر ہے کہ تسبیح کرنا مردہ چیز کا کام نہین مگر ان چیزون کی معنوی زندگی کا بھید عوام معلوم نہین ہو سکتا۔

پیش حق آتش ہمیشہ در قیام - ہمچو عاشق روز و شب بیجان مدام

ترجمہ: پیش حق ہے آگ کو ہر دم قیام - خدمت خالق کو حاضر ہے مدام

شرح۔ یعنے جسطرح عاشقان الٰہی خدمت و عبادت کے لیے ہر وقت مستعد اور تیار ہین اسیطرح آگ باوصفیکہ ظاہر مین بیجان ہے مگر فی الواقع زندہ ہے اور حکم بجا لانے کے لیے ہر دم تیار رہے۔

سنگ بر آہن زنی آتش جہد - ہم بامر حق قدم بیرون نہد

ترجمہ: سنگ و آہن پر اگر مارے بشر - حکم حق سے آگ ہو گی جلوہ گر

شرح۔ یعنے پتھر مارنے سے جو آگ نکلتی ہے تو اسکا سبب لوہے پر پتھر مارنا نہین ہے بلکہ یہ آگ امر الٰہی سے نکلتی ہے

آہن و سنگ ہوا بر ہم مزن - کین دو میزایند شکل مرد و زن

ترجمہ: لوہے پر سنگ ہوا ہرگز نہ مار - کیونکہ یہ جنتے ہین بچے بے شمار

شرح۔ چونکہ پچھلے شعر مین آہن و سنگ کا ذکر تھا اسیلئے مولانا قدس سرہ آہن و سنگ کی نفس اور خواہشات نفسانی کی تشبیہ دیکر فرماتے ہین کہ سنگ ہوا و ہوس کو آہن نفس پر نمار یعنے خواہشات کا اتباع مت کر کیونکہ ان دونو کے ملنے سے ایک برا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنے جسطرح عورت و مرد کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسیطرح نفس اور ہوس کے ملنے سے فتنہ فسق اور معاصی پیدا ہوتے ہین۔

سنگ و آہن خود سبب آمد و لیک - تو ببالا تر نگر اے مرد نیک

ترجمہ: سنگ و آہن خود سبب اسکا ہے لیک - دیکھ اوپر کی طرف اے مرد نیک

شرح۔ یہ شعر سنگ بر آہن زنی آتش جہد کے متعلق ہے۔ یعنے سنگ و آہن گو ظاہر مین آگ کے پیدا ہونے کے لیے سبب بنگئے ہین۔ مگر ای مخاطب تو مرتبۂ الوہیت کی طرف دیکھ اور یہ سمجھ کہ انہین یہ سببیت انکی ذات سے پیدا نہین ہوئی۔ بلکہ اور مخلوقات کی طرح یہ سببیت بھی مخلوق حق ہے اور سبب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے۔

کین سبب را آن سبب آورد پیش - بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش

ترجمہ: اس سبب کا ہے سبب ارشاد رب - بے سبب کے ہو نہین سکتا سبب

	این سبب را آن سبب عامل کند	باز گاہے بے بر و عاطل کند
ترجمہ	اس سبب مین ہے مؤثر دہ سبب	سب سبب بیکار ہین بحکم رب

شرح - یعنے اللہ اس ظاہری سبب کو اپنی قدرت سے عامل اور موثر کر دیتا ہے - اور پھر جسوقت چاہتا ہے اُسکی تاثیر چھین کر سبب کو بالکل معطل کر دیتا ہے مثلاً دوا بہت دفع اثر کرتی ہے۔ اور بعض مرتبہ غیر مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر پرست یہ جانتے ہین کہ دوا نے اچھا کیا حالانکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور آگ جو اکثر مرتبہ جلاتی ہے بعض مرتبہ اپنا اثر نہین کرتی جیسا ابراہیمؑ اور شاہ یہود کے قصہ مین ہے یہ بتلانا اسلیئے تہا کہ موثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے وہ جب چاہے اثر دے اور جب چاہے چھین لے۔ لیکن سبب سے سبب ظاہری اور آن سبب سے اللہ تعالےٰ مراد ہے پہلے شعر مین کے بمعنے استفہام انکاری اور زخویش بمعنے از جانب خود ہے۔

	وان سببہا کانبیا را رہبرست	آن سببہا زین سببہا برترست
ترجمہ	جو سبب ہین انبیا کے راہبر	ظاہری اسباب سے ہین دور تر

شرح یعنے وہ اسباب جو انبیاء اور خلفاء اور اولیا کو شاہد حقیقی کی طرف رہبر ہین اِن ظاہری اسباب سے عالی درجہ کے ہین۔ مثلاً عام آدمی آگ کی جلی ہوی چیز کو دیکھکر فقط اتنا جان سکتا ہے کہ اسکو آگ نے جلایا ہے اور انبیا اور اولیا یہ جانتے ہین کہ آگ اسکے جلانے کا ایک ظاہری سبب بنگئی ہے ورنہ فی الحقیقت ذات حق آگ مین اپنے صفت ذی الجلال کے ساتھ ظاہر ہوی ہے۔ وان سببہا سے اسما وصفات حق مراد ہین۔ جنکی تشریح پہلے ہوچکی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیا تمام موجودات مین صفات حق کا مشاہدہ کرتے ہین اور عوام کی نظر ظاہری اسباب پر ہوتی ہے۔ اس نظر اور اُس نظر مین بہت بڑا فرق ہے۔

	این سبب را محرم آمد عقل ما	وان سببہا راست محرم انبیا
ترجمہ	اس سبب کو جانتا ہے ہر کوئی	اُس سبب سے محض واقف ہین نبی

شرح یعنے ہماری عقل ان ظاہری اسباب سے واقف ہے اور انبیا اُن معنوی اسباب سے ماہر ہین۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ ہر شے مین موثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے پانی مین غرق کرنے اور آگ مین جلا دینے اور روٹی مین پیٹ بہر دینے کی طاقت اسی نے عنایت کر رکھی ہے ورنہ دیکھہ لیجے کہ مستسقے کا پیٹ پانی سے اور صاحب جوع الکلب وجوع البقر کا پیٹ کہانے سے کبھی نہین بہرتا۔

	این سبب چہ بود بتازی گو رسن	اندرین چہ این رسن آمد بفن
ترجمہ	ہے سبب کیا چیز تازی مین رسن	آئی ہے جو اس کنوین مین بہر فن

شرح - لفظ فن لغت مین بمعنے حال و نوع ہے - لیکن ہنر اور داؤ کے معنون مین مستعمل ہے - یہان یہی معنے مراد ہین۔

	گردش چرخ این رسن را علت است	چرخ گردانرا ندیدن زلت است
ترجمہ	گردش چرخ اسکی علت ہے مگر	چرخ گردان پر نظر رکھہ اے بشر

شرح - یعنے اگر کوئی یہ کہے کہ سبب عربی لفظ ہے فارسی مین اسکے کیا معنے ہین تو اُس سے کہدو کہ فارسی مین سبب بمعنے رسن یعنے ریسمان ہے یہ رسن این دنیا کے کنوین مین صنعت الٰہی اور حکمت ربانی سے آئی ہے - یعنے اسباب ظاہری دنیا مین اسیلئے پیدا کیے گئے ہین کہ آدمی اُنکے بدولت اِس کنوین سے زندگی کا پانی حاصل کرے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے سبب موجود نہون تو آدمی کی زندگی مشکل ہوجاتی ہے - اور اِن اسباب کے پیدا ہونے کی علت آسمان کی گردش ہے اسیلئے کہ گردش آسمان سے فصول اربعہ پیدا ہوتی ہین اور نموئے اشجار و اثمار اور روئیدگی غلہ وغیرہ جو انسانی زندگانی کے اسباب ہین اُنہی فصلون مین سے کسی فصل کے ساتھ متعلق ہین لیکن چرخ گردان یعنے مدور فلک اور گردش دہندہ آسمان (اللہ تعالےٰ) کو نہ دیکھنا اور اُسکو سبب حقیقی نجاننا بہت بڑی لغزش اور خطا ہے مطلب یہ کہ آسمان کی گردش جس سے فصول اربعہ پیدا ہوئین اور اُنسے اسباب ظاہر ہوئے ارادۂ الٰہی کی تابع ہے پس توسبب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اِن اشعار مین ستارہ پرستون اور دہریونکا رد ہے جو گردش فلک اور دورۂ کواکب کو مسببات دنیا کا سبب حقیقی قرار دیتے ہین - بعض نسخون مین گردش چرخہ رسن را علت است - یعنے جسطرح گھرنی رسن کی گردش کے لیئے علت ہے - اسیطرح ارادۂ الٰہی اسباب مین تاثیر عنایت کرنیکی علت ہے - اسصورت مین چرخ گردان باضافت توصیفی بمعنے چرخ گھرنی ہے اور پہلی صورت مین بلا اضافت بمعنے گردانندۂ فلک ہے -

	این رسنہائے سبب را در جہان	ہان وہان از چرخ سرگردان مدان
ترجمہ	ظاہری اسباب کو سُن رکھہ کے کان	فعل دورِ آسمان ہرگز نہ جان
	تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ	تا نسوزی تو زبیمغزی چو مرخ
ترجمہ	ورنہ سرگردان رہیگا مثل چرخ	اور دوزخ مین جلے گا مثل مرخ

شرح رسنہائے سبب مین اضافت بیانی ہے یعنے اِن رشتون کو جو اسباب ظاہری ہین آسمان کی طرف سے خیال نہ کر بلکہ یہ سب کچھہ اللہ کیطرف سے ہے آسمان کو سبب حقیقی خیال کریگا تو صفر یعنے معرفت سے خالی رہجائیگا اور اپنی بیوقوفی سے مرخ کیطرح دوزخ مین جلیگا - دوسرا شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے مرخ ایک درخت کا نام ہے اور ایک قسم کی لکڑی ہے جو آگ کو جلد قبول کرلیتی ہے مثلاً چقماق

	باد آتش مے شود از امر حق	ہر دو سرمست آمدند از خمر حق
ترجمہ	ہو ہوا آتش اگر ہو امر حق	کیونکہ یہ دونو ہین مست خمر حق

شرح - یعنے حکم خدا سے ہوا آگ بنجاتی ہے اور آگ ہوا ہوجاتی ہے اور دونو اپنی اپنی طبیعت و خاصیت کو چھوڑدیتی ہین

آب حلم و آتش خشم لے پسر — ہم ز حق بینی چو بگشائی نظر

ترجمہ: آب حلم اور آتشِ خشم اے پسر — حق کی جانب سے ہین گر آئے نظر

شرح - کیونکہ وُہ حلم مین اپنی صفت حلیم کے ساتھ ظاہر ہوا ہے - اور غضب مین صفت قہّار کے ساتھ -

گر نبودے واقف از حق جانِ باد — فرق چون کردے میانِ قومِ عاد

ترجمہ: گر نہوتی واقفِ حق جانِ باد — فرق کب کرتی میان قوم عاد

شرح - یعنے اگر اللہ تعالے ہوا کو ادراک اور فہم باطنی عنایت نہ کرتا تو قوم عاد مین سے مومن اور کافر کے مابین فرق اور تمیز نہ کرسکتی بلکہ سب کو ہلاک کر دیتی اس سے معلوم ہوا کہ ہر شئے اُسکے حکم مین ہے

قصۂ ہلاک کردن عاد قوم ہود علیہ السلام را

ترجمہ: عاد قوم ہود علیہ السلام کو ہوا کے ہلاک کر دینے کا قصہ

ہود گرد مومنان خطے کشید — نرم میشد باد کانجا میرسید

ترجمہ: گرد مردم ہود نے کھینچی لکیر — وہان ہوا جاتی تھی ہو کر دلپذیر

شرح - ہود علیہ السلام قوم عاد کیطرف رسول بناکر بھیجے گئے تھے جب قوم نے احکام الٰہی کو نہ مانا تو اللہ تعالے نے انکو ہوا کے عذاب مین مبتلا کر کے ہلاک کر دیا - ایسی تند ہوا چلی کہ اُنکے مکانون کو اُکھاڑ کر پھینکدیا مفصل قصہ قرآن مجید اور تفاسیر مین مذکور ہے - شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب ہوا آنے کو ہوئی تو ہود نے مومنونکو ایک جگہ بٹھا کر اُنکے گرد حلقہ کھینچدیا - ہوا اُنکے پاس نہایت آہستگی سے آتی تھی اور ہلکی ہلکی چلتی تھی -

ہر کہ بیرون بود زان خط جملہ را — پارہ پارہ مے شکست اندر ہوا

ترجمہ: اور جو بدبخت باہر خط سے تھا — اُس ہوا سے پارہ پارہ ہوگیا

شرح - مے شکست فعل لازم ہے اور پہلے مصرع مین لفظ جملہ را کے بعد ہلاک میکرد حسب قرینہ محذوف ہے -

ہمچنین شیبان راعی میکشید — گرد بر گرد رمہ خطے پدید

ترجمہ: حضرتِ شیبان راعی اس نمط — کھینچتے تھے گرد گلہ ایک خط

شرح - شیبان مشایخ صوفیہ مین سے ایک عارف باللہ کا نام ہے جو بکریان چرایا کرتے تھے - رمہ بھیڑ بکریونکا گلہ ریوڑ شیبان راعی کی بہت سی کرامتین کتابون مین درج ہین یہ بڑے صاحب عرفان صوفی تھے -

چون بجمعہ میشد او وقت نماز — تا نیارد گرگ آنجا ترک تاز

ترجمہ: جاتے تھے جمعہ کو جب بہر نماز — بھیڑیے لاتے نہ تھے کچھ ترک تاز

شرح - پہلا مصرع میکشید سے متعلق ہے اور دوسرا اتمام مضمون کی علت - ترک تاز یعنے تاختن بر سبیل غارت -

ہیچ گرگے در نرفتے اندران ‏ ‏ گوسپندے ہم نگشتے زان نشان

ترجمہ: بھیڑیا اندر نہ جاتا تھا کوئی ‏ ‏ اور بکری باہر آتی ہی نہ تھی

شرح نگشتے بمعنے بیرون نگشتے یعنے کوئی بھیڑیا اُس لکیر کے اندر نہ جاتا تھا اور کوئی بکری لکیر سے باہر نہ نکلتی تھی۔

بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند ‏ ‏ دائرہ مردِ خدا را بود بند

ترجمہ: تھی ہوا و حرص گرگ و گوسپند ‏ ‏ اُس خطِ شبان کے باعث سے بند

شرح را بمعنے از سببیہ ہے۔ یعنے حرص گرگ اور حرص گوسپند کی ہوا بسبب دائرہ مرد خدا (شبان راعی) کے بند تھی۔ نہ بھیڑیوں کو اندر جانیکی حرص تھی۔ نہ بکریوں کو باہر نکلنے کی یہی حال اولیاء اللہ کا ہے جو دائرۂ شریعت و طریقت مین بیٹھے ہوے ہین کہ نہ تو نفس امّارہ کا بھیڑیا انکے پاس پہنچتا ہے اور نہ اُنکی قوت بہیمیہ دائرۂ شریعت سے خارج ہوتی ہے۔ وہ حصار خداوندی مین امن سے بیٹھے ہوے ہین۔

ہمچنین بادِ اجل با عارفان ‏ ‏ نرم و خوش ہمچون نسیمِ بوستان

ترجمہ: ایسے ہی بادِ قضا سے عارفان ‏ ‏ ہوتی ہے شکل نسیم بوستان

شرح یعنے جسطرح مومنانِ حضرت ہود پر وہ ہوا خوش اور نرم ہوگئی تھی اسیطرح موت کی ہوا عارفون کے حق مین خوشگوار ہو جاتی ہے کیونکہ اولیاء اللہ مشاہدۂ حق مین مستغرق رہتے ہین اسلیئے موت کی تکلیف راحت سے بدلجاتی ہے بعض نسخون مین بوستان کیجگہ یوسفان ہے یعنے عارفون کے حق مین موت کی ہوا ایسی نسیم کی مانند ہے جو خوش بوئے پیراہن یوسف یعقوب علیہ السلام تک لیگئی تھی۔ یا اُس نسیم کے مانند ہے جو معشوقون کے پیراہن کی خوشبو عاشقون کے دماغ تک پہنچاتی ہے مطلب یہ کہ موت کی ہوا عارفون کے لیے رحمت رسان ہے۔

آتش ابراہیم را دندان نزد ‏ ‏ چون گزیدۂ حق بود چونش گزد

ترجمہ: آگ نے چھیڑا نہ ابراہیم کو ‏ ‏ وہ جلے کیونکر جو خالص حق کا ہو

شرح۔ یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا علیٰ ابراہیم یعنے ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ اگر لفظ سلامًا نہوتا تو آگ برف سے زیادہ ٹھنڈی ہوکر حضرت ابراہیم کو ہلاک کر دیتی۔

آتش شہوت نسوزد اہل دین ‏ ‏ باغیان را بُردہ تا قعرِ زمین

ترجمہ: نار شہوت سے جلے کب اہل دین ‏ ‏ لیگئی غیروںکو تا قعر زمین

شرح۔ یعنے جسطرح واقعی آگ اُس طفل و ابراہیم کو جلا سکی اسیطرح آتش شہوت دینداروں کو نہین جلا سکتی۔ اور نافرمانون کو دوزخ تک پہنچا سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم کے آگ مین ڈالے جانے کا قصہ تفسیرون مین مفصل طور پر درج ہے

موج دریا چون بامر حق بتاخت ‏ ‏ اہل موسیٰ را ز قبطی وا شناخت

ترجمہ: موج دریا جب ہوئی سرگرم تاخت ‏ ‏ کر لیا سبطی و قبطی کو شناخت

شرح جب حضرت موسےٰ اپنے اتباع کو لیکر رود نیل مین سے گزرے تو قوم فرعون اُنکے تعاقب مین چلی مگر اتباع موسیٰ پار ہو گئے اور سب اُسی دریا مین اُسی جگہ اُسی ساعت قبطی ہلاک اور غرق ہو گئے۔ قبطی قوم فرعونکا نام ہے اور آیت واذ فرقنا بکم البحر اُسیطرف اشارہ ہے۔ زیادہ تفصیل تفسیرون مین دیکھنی چاہیئے۔

خاک قارون را چو فرمان در رسید ۔۔ با زر و تختش بقعر خود کشید

ترجمہ: حکم خالق سے زمین مین دہنس گیا ۔۔ چہوڑ کر قارون گنج بے بہا

شرح جب قارون نے حضرت موسےٰ کی نافرمانی کی اور زکوۃ ندی تو اللہ تعالےٰ نے اُسکو مع مال و اسباب کے زمین مین دہنسا دیا۔ آیت فخسفنا بہ الارض اُسیطرف اشارہ ہے۔ خاک کشید کا فاعل ہے۔

آب و گل چون از دم عیسیٰ چرید ۔۔ بال و پر بکشاد و مرغے شد پدید

ترجمہ: آب و گل پر دم کیا عیسےٰ نے جب ۔۔ بنگئے طائر وہ پاکر حکم رب

شرح: از دہانت چون بر آید حمد حق ۔۔ مرغ جنت سازدش رب الفلق

ترجمہ: مُنہ سے جب نکلیگی حمد کبریا ۔۔ مُرغ جنت اُسکو کر دیگا خدا

شرح یعنے مٹی گارے نے جب دم عیسےٰ کو چرا۔ یعنے اُس سے مقارن ہوا یا اُسکو حاصل کیا تو بال و پر کہولکر مُرغ کی طرح اُڑگیا۔ یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی۔ اسیطرح جب تیری زبان سے خدا کی حمد نکلتی ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکو طائر جنت بنا دیتا ہے۔

ہست تسبیحت بجائے آب و گل ۔۔ مُرغ جنت شد ز نفخ صدق دل

ترجمہ: ہے تری تسبیح شکل آب و گل ۔۔ مرغ کر دیتا ہے جسکو صدق دل

شرح یعنے اے سالک اب انبیاء علیہم السلام کے معجزے تو باقی نہیں رہے اور تو بھی صاحب کرامت نہیں معلوم ہوتا لیکن اگر وارث انبیا ہونا چاہتا ہے تو تسبیح کیا کر۔ تیری تسبیح بجائے آب و گل کے ہے۔ اور اُسکا طائر بنجانا تیرے صدق دل سے تسبیح خوان ہونے پر منحصر ہے۔ بلکہ یہ سمجھ کہ حضرت عیسےٰ کا طائر دنیا کا جانور تہا اور یہ طائر تسبیح طائر جنت ہے

کوہ طور از نور موسےٰ شد برقص ۔۔ صوفی کامل شد و رست از نقص

ترجمہ: طور نور حق سے ہوکر محو رقص ۔۔ صوفی کامل بنا بے عیب و نقص

شرح یعنے کوہ طور اُس نور کے سبب جو حضرت موسےٰ پر جلوہ افگن ہوا تہا۔ رقص کرنے لگا۔ اور کامل صوفی بنگیا کیونکہ وجد صوفیون کا فعل ہے۔ جو شدت اشتیاق مین اُنکو حال سے بے حال کر دیتا ہے۔

چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز ۔۔ جسم موسےٰ از کلوخے بود نیز

ترجمہ: کیا عجب گر کوہ صوفی بنگیا ۔۔ جسم موسےٰ کا بھی مٹی ہی سے تہا

شرح یعنے طور اگر صوفی باعزت ہوگیا تو کیا عجب ہے حضرت موسےٰ کا جسم بہی تو مٹی اور پانیکا بنا ہوا تہا جسطرح انکو نبوت اور رسالت سے عزت ملی اسیطرح طور کو تجلی ربّ العالمین کے سبب مرتبہ صوفیت حاصل ہوگیا۔ اس سارے قصہ کا یہ مطلب اور نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جمادات کو بہی معنوی روح عطا فرما رکہی ہے اور یہ سب اسکے تابع فرمان ہین۔ افسوس ہے انسان کے حال پر کہ باوجود عقل و روح اور مشاہدۂ آیات اُسکی اطاعت سے غافل اور اسکی قدرت کا منکر ہے جیساکہ یہ بادشاہ یہود منکر رہا۔ لفظ عزیز یا تو صوفی کی صفت ہے یا بمعنے اے عزیز

طنز و انکار کردن بادشاہ جہود و قبول ناکردن نصیحت ناصحان را

ترجمہ: بادشاہ یہود کا خیر خواہون کی نصیحت کو نماننا اور طعن مارنا۔ اور انکار کرنا

این عجائب دید آن شاہ جہود — جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود

ترجمہ: دیکھکر یہ معجزہ شاہ یہود — ہوگیا پہلے سے کچھ بڑہکر عنود

شرح۔ یعنے باوجودیکہ شاہ یہود نے اتنا بڑا آگ کا معجزہ دیکہا مگر پہر بہی قدرت حق کا انکار ہی کرتا رہا۔ کیونکہ کافر اور منکر معجزہ کو سحر خیال کرتا ہے اور کسیطرح ایمان نہین لاتا۔ دوسرے مصرع مین کاف دونو جگہ زائد ہے جو مولانا کے کلام مین لفظ جز کے ساتہ اکثر زائد آتا ہے

ناصحان گفتند از حد مگذران — مرکب استیزہ را چندین مران

ترجمہ: کہتے تہے ناصح بہت آگے نہ بڑہ — پہیرے گہوڑا لڑائی پر نہ چڑہ

بگذر از آتش مکن این فعل بد — بعد ازین آتش مزن در جان خود

ترجمہ: چہوڑ دے یہ فعل بد کہنے کو مان — آگ مین کیون ڈالتا ہے اپنی جان

ناصحان را دست بست و بند کرد — ظلم را پیوند در پیوند کرد

ترجمہ: ناصحونکو قید فورًا کردیا — ظلم پر یہ ظلم۔ ظالم نے کیا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے ناصحونکو قید کرکے ظلم پر ظلم کیا۔ پہلے شعر مین مگذران فعل کا مفعول محذوف ہے یعنے ناصحون نے یہ کہا کہ اے بادشاہ فساد و ظلم کو حد سے زیادہ نہ بڑہا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور ناصحون کو قید کردیا

بانگ آمد کار چون اینجا رسید — پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید

ترجمہ: غیب سے آئی پہر آواز غضب — ٹہیر او کتّے کہ آیا قہر رب

شرح۔ یعنے غیب سے بادشاہ کو یہ آواز آئی کہ اے سگ دنیا ٹہیر تو رہ ہمارا قہر آیا۔ اور آب آیا

بعد ازان آتش چہل گز بر فروخت — حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت

ترجمہ: تا چہل گز آگ روشن ہوگئی — ظالمون کی ٹولی۔ اسمین ہوگئی

شرح۔ قرآن مجید مین اِس قصہ کے اختتام مین یہ آیت ہے فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق۔ یعنے آگ مین جلانیوالون کے لیئے جو مومنون کو جلاتے تہے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا۔ بیضاوی نے اِسکے تفسیر مین لکہا ہے کہ وہ آگ اُنہی پر پلٹ پڑی اور آخرکار ان سب کو جلا دیا۔ آیندہ شعرون مین مولانا اِسی طرف اشارہ فرماتے ہین

برجستن آتش چہل گز

ترجمہ: آگ کا چالیس گز تک بلند ہونا

اصل ایشان بود آتش ز ابتدا ۔۔۔ سوے اصل خویش رفتند انتہا

ترجمہ: چونکہ اُنکی آگ سے تہی ابتدا ۔۔۔ آگ ہی اسیون کی ٹہیری انتہا

شرح۔ یعنے اُنکی روح ازل مین استعداد ناری رکہتی تہی اسلیئے اُسیکی طرف راجع ہو گئی کل شیٔ یرجع الی اصلہ۔

ہم ز آتش زادہ بودند آن فریق ۔۔۔ جزوہا را سوے کل آمد طریق

ترجمہ: آگ سے پیدا ہوا تہا وہ فریق ۔۔۔ سوے کل ہوتا ہے ہر جز کا طریق

شرح۔ چونکہ وہ آگ سے پیدا ہوے تہے یعنے شیاطین الانس تہے اِسلیئے اُنکی طبیعت کو آگ مین جلانا زیادہ پسند تہا۔ اور اِسی سبب سے انجام کار دنیا مین بہجز نا آگ اور عقبے مین آتش دوزخ کی طرف رجوع کر گئے۔

ہم ز آتش زادہ بودند آن خسان ۔۔۔ حرف میراندند از نار و دخان

ترجمہ: آگ سے تہی خلقت اُنکی بیگمان ۔۔۔ تہا زبان پر ہر گہڑی نار و دخان

آتشے بودند مومن سوز و بس ۔۔۔ سوخت خود را آتش ایشان چو خس

ترجمہ: آگ تہے اور وہ بہی مومن سوز بس ۔۔۔ آگ مین پہنکے گئے مانند خس

آنکہ او بودست اُمّہ ہاویہ ۔۔۔ ہاویہ آمد مر او را زاویہ

ترجمہ: سچ تو یہ ہے جسکی مان ہو ہاویہ ۔۔۔ ہاویہ مین پائیگا وہ زاویہ

شرح۔ ہاویہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ کا نام ہے یعنے جس شخص کی مان ہاویہ ہے (جیسا کہ منافقون کا فرعون اور اِس بادشاہ یہود کی) اُسکو ہاویہ ہی کا گوشہ ملیگا۔ کافر کو اسلیئے ہاویہ کا بیٹا کہا گیا کہ اُسکی کشش نے اِسکو معاصی کے لیئے اسطرح پال رکہا ہے جسطرح مان بیٹے کو پالتی ہے۔ بعض نسخون مین آنکہ او بودست ام الہاویہ ہے۔ اسصورت مین کافر کو ہاویہ کی مان اسلیئے کہا گیا کہ ہاویہ اُسکے اعمال سیئہ کی تصویر ہے اور اعمال سیئہ چونکہ اُس سے صادر ہوتے ہین اِسلیئے یہ گویا ہاویہ کی مان ٹہیرا۔ پہلے شعر مین خود را بمعنے نفس ایشان را ہے۔ یعنے اُنکی آگ نے اُنہی کو جلا دیا۔ خسان کمینے اور ذلیل۔ دخان بمعنے دہوان۔ مومن سوز ایمان والون کو تکلیف دینے اور جیتے جی آگ مین جلانے والے۔ یہ تمام صفتین بادشاہ یہود اور اُسکے مددگارون کی ہین۔

مادرِ فرزند جویان وے ست — اصلہا مر فرعہا را در پے ست

ترجمہ: مادرِ فرزند جویان اسکی ہے — ساتہ اپنی فرع کے ہے اصل شئے

شرح۔ یعنے مان فرزند کی جویان رہتی ہے کیونکہ اصل شئے اپنی فرع کے ساتہ ساتہ ہے اسلیئے وہ یہود آگ کے پاس گئے اُن یہودیون کی جویان تہی۔ اصلہا و فرعہا کی ضمیر شئے کی طرف ہے۔

آب اندر حوض گر زندانی ست — بادِ نشفش میکند کار کانی ست

ترجمہ: حوض مین پانی اگر ہو لے قید — اپنی جانب کہینچ لیتی ہے ہوا

شرح۔ ارکانی بمعنے عنصر و اصل یعنے پانی اگرچہ ایک حوض مین قید ہے مگر اسکو ہوا اپنی طرف کہینچتی ہے۔ کیونکہ ہوا پانی کی اصل ہے وہ اسی سے پیدا ہوا تہا۔ اور اسکی طرف کہنچ گیا قرآن مجید مین ہے فارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء یعنے ہمنے اس بہری ہوائین بہیجین اور پانی نازل کیا۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے۔

میرہاند میبرد تا معدنش — اندک اندک تا نہ بینی بردنش

ترجمہ: سوئے معدن کہینچ لیتی ہے مگر — تہوڑا تہوڑا تا نہ کچہ آئے نظر

شرح۔ میرہاند بمعنے خلاص میدہد از زندان حوض یعنے ہوا اس پانی کو جو حوض مین مقید ہے نظرون سے بچا کر تہوڑا تہوڑا کرکے اپنی معدن کی طرف لیجاتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

وین نفس جانہائے ما را ہمچنان — اندک اندک دزد د از حبس جہان

ترجمہ: سانس لیجاتی ہے روحونکو ہمین — اس جہان سے سوئے ربّ العالمین

تا الیہ یصعد اطیاب الکلم — صاعدا منا الیٰ حیث علم

ترجمہ: پاک کلمے تاکہ ہون مقبول حق — اور جائین سوئے علم ما سبق

شرح۔ یعنے جسطرح ہوا پانیکو اپنی طرف کہینچتی ہے اسیطرح ہماری سانسین ہماری روحونکو قید جہان سے چہڑا کر اُسطرف کہینچتی ہین جو اُنکا مخزن ہے۔ اگر روحین علیین سے تعلق رکہتی ہین تو سانسین اُنکو اُسیطرف لیجاتی ہین اور اگر سجین سے علاقہ ہے تو اُسیطرف کہینچ لیتی ہین پس تم لایق ہے کہ کوئی سانس لہو و لعب اور معاصی مین ضایع ہو نہیں تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مضمون صادق ہوگا۔ مطلب یہ کہ ہر سانس آدمی کو انہین اعمال پر مجبور کرتی ہے جنکی استعداد اُسکی روح رکہتی ہے۔ نیکو نکی روحون کو سانس نیکی کی طرف کہینچتی ہے اور اُنسے قولاً و عملاً نیکیان ہی صادر ہوتی ہین تاکہ اُنکے نیک کلمے اور نیک اعمال اللہ تعالے کی طرف صعود کر جائین (یعنے مقبول ہون) درجۂ اجابت پر جا چڑہین اور اُسجگہ پہنچ جائین جو اللہ تعالے نے اُنکے لیئے مقرر کی ہے (مثلاً علیین اور قرب الٰہی) اس سے معلوم ہوا کہ کلمۂ خبیثہ اور اعمال سیئہ صاعد نہین ہوتے بلکہ اسفل السافلین مین گر جاتے ہین اُنکو بندہ کو بہی وہین پہنچا دیتے ہین اور اُنکی جگہ سجین ہے یہ مضمون اس سے اقتباس کیا ہے۔ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنے کلمات طیبات

اور اعمال نیک اللہ تعالےٰ کی طرف چڑھ جاتے ہین شعر مین اطیاب الکلم کی اضافت توصیفی ہے یعنے صفت موصوف کی طرف مضاف ہے۔ اور صاعدًا الیصعد کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے۔ فائدہ آدمی کی زبان سے جو کلمہ صادر ہوتا ہے وُہ معدوم نہین ہوتا۔ بلکہ اسکے نامۂ اعمال مین درج کیا جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اگر نیک کلمہ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود قرآن مجید مین ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید آدمی جو لفظ زبان سے نکالتا ہے اسکے اوپر ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور اطیاب الکلم سے تسبیح وتہلیل و توحید اور تلاوت قرآن مجید مراد ہے

	ترتقی انفاسنا بالاتقا		متحفا منا الی دار البقا
ترجمہ	جاتے ہین کلمے بوجہ اتقا		تحفہ بن بنکر سوے دار البقا

شرح ہماری سانسین اتقا کے سبب اللہ تعالےٰ کی طرف صعود کرتی ہین اور ہماری طرف سے تحفہ بنکر دار البقا کو جاتی ہین۔ یا تحفہ لیجاتی ہین مطلب وہی ہے جو پچھلے شعر کا تہا کہ کلمات طیبات مقبول ہین اور غیر طیبات مردود متحفا ترتقی سے حال واقع ہوا ہے اور متحف اتحاف بمعنے تحفہ فرستادن سے مشتق ہے اگر اسکو بفتح حائے حطی پڑہین تو اسم مفعول ہے اور اگر بالکسر کہین تو اسم فاعل۔ یہان دونو صحیح ہین۔

	ثم یاتینا مکافات المقال		ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال
ترجمہ	اور آتی ہے مکافاتِ مقال		دُگنی تگنی از جناب ذی الجلال

شرح۔ یعنے جب ہمارے انفاس اور اقوال نیک صعود کر جاتے ہین تو ہمارے پاس ہمارے مقال کی جزا اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سبب دو چند آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے تم میرا ذکر کروگے تو مین تمہاری یاد کرونگا اور حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان ذکرتمونی فی انفسکم اذکرکم فی نفسی وان ذکرتمونی فی ملاء اذکرکم فی ملاء خیر منکم۔ یعنے اگر تم مجکو اپنے دلونمین یاد کروگے تو مین بہی تمکو اپنی ذات پاک مین یاد کرونگا اور اگر تم جماعت مین میرا ذکر کروگے تو مین تمہارا ذکر اپنی جماعت مین کرونگا جو تمسے بہتر ہے یعنے فرشتون مین

	ثم یلجینا الی امثالہا		کے ینال العبد مما نالہا
ترجمہ	اُنکی پہر توفیق دیتا ہے وہی		پہنچے تا بندہ کو اجرِ بندگی

شرح۔ یعنے وہ رحمت جو انفاس اور کلمات طیبات کے سبب ہمپر نازل ہوتی ہے ہمکو ویسی ہی انفاس طیبات کے صادر کرنے پر مجبور اور مضطر کردیتی ہے یعنے وہ رحمت اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ہم پہر ویسے ہی کلمات اپنے زبان سے نکالین اور یہ شوق اسلیئے ہے کہ بندہ اُس رحمت کو پہر حاصل کرے جسکو اُس سے پہلے حاصل کر چکا ہے۔ فائدہ خدا کی مہربانی دیکہا چاہتا ہے کہ وہ صرف اپنی رحمتین نازل کرنے کے لیئے اپنے بندون کے دلونکو بار بار نیکیون کی طرف پہیر دیتا ہے۔ ع الحذر قربان احسانت شوم

هکذا العرج وتنزل دائما | ذا فلا زالت علیه قائما

ترجمہ: ہے یہ چڑھنا اور اترنا دائمی | چاہیئے بندہ کو اسپر قائمی

شرح یعنے اسیطرح نیک بندون کے کلمات طیبات اللہ تعالے کی طرف۔ اور اللہ تعالے کے رحمت نیک بندونکی طرف ہمیشہ صعود اور نزول کرتی رہتی ہے اور یہ صعود و نزول ایسی حالت ہے کہ انفاس اولیاء ہمیشہ اسحالت پر قایم رہتے ہین۔ ذا اسمائے اشارات مین سے ہے اور مشار الیہ مضمون مصرع اول ہے یعنے عروج و نزول بعض نسخون مین ذا فلا زلت علیہ قائما ہے۔ یعنے اے مخاطب ان عربی اشعار کے نکتہ کو یاد رکھہ اور اسپر ہمیشہ قایم رہ۔

پارسی گوئیم یعنے این کشش | زان طرف آمد کہ آمد آن چشش

ترجمہ: فارسی کہتا ہون یعنے یہ کشش | وہان سے آئی ہے جہان سے یہ چشش

شرح۔ یعنے اب ہم مثنوی کے اشعار پھر فارسی مین کہتے ہین کیونکہ یہ کشش ہمارے فکر کو فارسی کی طرف کھینچ لیجانا الہٰی۔ اللہ تعالے کی طرف سے آئی ہے جسکی طرف سے یہ چاشنی (مذاق عربی) آئی تھی۔

چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است | کان طرف یک روز ذوقے راندہ است

ترجمہ: رہتی ہے اُس سمت چشم اشتیاق | جسطرف ہوتا ہے انسان کا مذاق

شرح یعنے ہر قوم و ہر شخص کی آنکھہ اور توجہ اُسطرف ضرور ہوجاتی ہے جسطرف اُسنے کم سے کم ایکدن دلچسپی حاصل کی ہے۔ مثلاً عاشق کی آنکھہ ایسے معشوق طرف ضرور ہوگی جس سے اُسنے ایک دن ملاقات کی ہو اور سوداگر کی آنکھہ ایسی تجارت کیجانب ضرور پڑیگی جس سے اُسنے ایکدن تھوڑا سا نفع اُٹھایا ہو علے ہذا القیاس اسکی بہت سی مثالین موجود ہین۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نیکون کی آنکھہ نیکیون کی طرف اور بدونکی معاصی طرف ہوتی ہے کیونکہ ان دونو گروہون نے اپنے اپنے اعمال کا لطف حاصل کرلیا ہے اور دونو اپنے اپنے مذاق کی جانب متوجہ رہتے ہین۔

ذوق جنس از جنس خود باشد یقین | ذوق جزو از کل خود باشد ببین

ترجمہ: جنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے ربط | جزو کو کل سے ہے ہمیشہ ربط ضبط

شرح۔ دیکھہ لیجے مفسد کو فساد مین مزا آتا ہے کیونکہ اُسکی جنس ہے۔ اور نیکبخت کو عبادات مین کیفیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ بدبخت اور مفسد فساد کا جزو ہے اور نیک طاعات و عبادات کا۔ فائدہ آدمی تین قسم کے ہین ایک صالح اور نیک دوسرے بد اور مفسد یہ دونو قسمین اپنی اپنی جنس کیجانب مائل ہین۔ تیسری قسم اور ہے جو بظاہر نہ نیکیون کی جنس ہے نہ بدونکی۔ اسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے یعنے وہ ایسے لوگ ہین جو ظاہر مین تو ایک جنس مین داخل ہین۔ مگر باطن مین دوسری جنس مین داخل ہونیکی صلاحیت رکھتے ہین۔ مثلاً ایک شخص مین صلاح و تقوے کی استعداد ہے تو یہ شخص تقوے ہی کی جنس مین سے ہوگا اگرچہ اسکی صورت فاسقون کی سی ہو اور ایک شخص مین اغوا اور شیطنت کا

مادہ موجود ہے تو یہ فسادی کے جنس مین داخل ہے اگرچہ اسکی صورت زہاد کی سی ہو۔ پہلا شخص جو ظاہر مین نیکون کے جنس کے خلاف ہے جب اپنی جنس یعنے نیکون سے ملیگا۔ تو انہی کی جنس ہو جائیگا۔ اور دوسرا شخص جو بظاہر بدون کے جنس کے خلاف ہے جب بدون سے ملیگا تو انہین مین کا ایک ہو جائیگا۔ کیونکہ الجنس الی الجنس یمیل۔ اسیطرف مولانا اشارہ فرماتے ہین اور اسی مطلب کی اور زیادہ توضیح آئندہ شعر مین کرتے ہین۔

	یا مگر آن قابل جنسے بود	چون بدو پیوست جنس او شود
ترجمہ	یا مگر اک جنس کے قابل ہو وہ	اور ہمجنسون مین پہر شامل ہو وہ

شرح یا حرف تردید ہے اسلیئے کہ پہلے مصرع ذوق خود از جنس خود باشد سے یہ بات ضمناً معلوم ہو چکی ہے کہ آدمی یا نیک ہوگا۔ وہ نیکون کی جنس ہے یا بد ہوگا وہ بدون کی جنس ہے۔ یا شاید وہ کسی اور جنس کے قابل ہوگا یعنے اسکی حقیقت اسکی ظاہری حالت سے معلوم نہوگی لیکن جب وہ۔ اپنی واقعی اور باطنی جنس سے ملجائیگا تو اسی جنس سے ملجائیگا الخ اسی جنس کا ایک ہو جائیگا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ انہین ہدایت کے استعداد موجود تہی رسول مقبول سے ملتے ہی ہدایت پاگئے اور کفار چونکہ انہین مادۂ کفر موجود تہا۔ معجزے دیکھکر بہی ایمان نہ لائے باوجودیکہ بعض رسول کے بہت قریب کے رشتہ دار تہے۔

	ہمچو آب و نان کہ جنس ما نبود	گشت جنس ما و اندر ما فزود
ترجمہ	آب و نان گو جنس انسانی نہین	ہو گئے ہمجنس لیکن بالیقین

شرح یہ تیسرے قسم کے آدمی کی خارجی مثال ہے یعنے باوجودیکہ روٹی اور پانی انسانی جنس بطور ظاہر نہین ہے لیکن چونکہ وہ اس سے جالی اسلیئے اُسکی جنس ہوگئی۔ یہانتک کہ اُسنے خون اور گوشت اور قوت انسان کو بڑہا دیا فائدہ یہان سے معلوم ہوا کہ گوشت آدمی کے جنس ہے جو نہایت قوت اور خون پیدا کرتا ہے اور اسکا کہانا جزو انسان بننے کے لیے شرعی فتوے کے علاوہ عقلی طور پر بہی جائز ہے۔

	نقش جنسیت ندارد آب و نان	ز اعتبار آخر آنرا جنس دان
ترجمہ	دور جنسیت سے ہے گو آب و نان	لیکن اک صورت سے اُنکو جنس جان

شرح نقش سے صورت اور اعتبار آخر سے معنوی اعتبار مراد ہے جسکو قوت سمجہنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب و نان انسان سے معنوی جنسیت رکہتے ہین اور ظاہر مین بالکل غیر جنس اور الگ ہین۔

	ور ز غیر جنس باشد ذوق ما	آن مگر مانند باشد جنس را
ترجمہ	ذوق غیر جنس کا اے پر شعور	جنس کر دیتا ہے اُسکو بالضرور

شرح پہلے مصرع کی خبر محذوف ہے۔ یعنے اگر بالکل غیر جنس سے ہمین دلچسپی ہو تو وہ دلچسپی قائم نہین رہتی۔ مگر اُسکی صورت

ہین کہ وُہ غیر جنس - مانند جنس بنگیا ہو- خلاصہ یہ ہے کہ اصل مین جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے نہ کہ غیر کیطرف جیسا کہ صالح جنس صالح ہے اور طالح جنس طالح اگر ایک شے ظاہر معنے دونو باتون مین دوسری شے کے موافق ہے تو وُہ دو نو حقیقی ہمجنس ہین اور اگر ایک دوسرے سے ظاہر مین ناموافق اور باطن مین موافق ہے تو بھی اُسکی جنس ہوجائیگی مثلاً انسان اور آب و نان اور اگر بظاہر موافق ہے اور باطن مین ناموافق تو اُسکا حکم وہ ہے جو مولانا اگلے شعر مین فرماتے ہین۔

آنکہ مانند ست باشد عاریت ... عاریت باقی نماند عاقبت

ترجمہ: جنس کے مانند ہے اک عاریت ... عاریت ہوتی ہے فانی عاقبت

شرح: یعنے جو جنس ایک جنس سے باطن مین ناموافق ہے مگر ظاہر مین مانند جنس ہے تو یہ مشابہت بطور عاریت ہے اور عاریت انجام کار باقی نہین رہتی اسکی مثال یہ ہے۔ جو آیندہ شعر مین مذکور ہوی ہے۔

مرغ را گر ذوق آید از صفیر ... چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر

ترجمہ: شوق سے سُنتا ہے گو طائر صفیر ... لیک ناجنسون سے ہوتا ہے نفیر

شرح: یعنے طائر صیاد سے جانور کی سی آواز سنکر اپنے ہمجنس طائر کی آواز کی کیفیت تو حاصل کرلیتا ہے اور گرفتار دام بلا ہوجاتا ہے مگر چونکہ یہ ظاہری آواز بطور عاریت تھی (کیونکہ واقعی جانور کی آواز نتھی) اس سبب سے انجام کار وُہ مرغ گرفتار صیاد سے نفرت کرنے لگتا ہے یہی حال اُن لوگون کا ہے جو باوجود استعداد ہدایت بدون کی صحبت مین بیٹھتے ہین- کیونکہ وُہ بدونکو بظاہر اپنے جنس کا جان لیتے ہین مگر چونکہ فی الواقع ایسا نہین ہوتا انجام کار پھر ہدایت پر آجاتے ہین- کیونکہ کُل شئی یرجع الیٰ اصلہ-

تشنہ را گر ذوق آید از سراب ... چون رسد در وے گریزد جوید آب

ترجمہ: پیاس مین ہوتا ہے گو ذوق سراب ... بھاگنا پڑتا ہے لیکن سوئے آب

شرح- اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور یہی حال طالبان صادق کا ہے کہ جھوٹے اور مدعی شیخ سے بھاگتے ہین- سراب بمعنے ریت- جسکو پیاسا مسافر دور سے پانی سمجھتا ہے اور آخر کار نفرت کرکے چلاجاتا ہے۔

مفلسان گر خوش شوند از زر قلب ... لیک آن رسوا شود در دار ضرب

ترجمہ: خوش ہین مفلس قلب سکّے سے مگر ... ہے اُسے ٹکسال مین ذلت کا ڈر

شرح- کیونکہ کھوٹا روپیہ دار الضرب کی جنس مین نہین ہے اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

تا نراندود ریت از رہ فگند ... تا خیال کژ ترا چہ فگند

ترجمہ: یہ ملمع سازی ہے۔ راہ ضلال ... ڈالدیگا چاہ مین ٹیڑھا خیال

شرح- تا بمعنے زنہار یعنے ہرگز غیر جنسونکو حسب ظاہر اپنی جنس سمجھکر اُنکی صحبت مین نہ بیٹھ- ورنہ گمراہ ہوجائیگا-

اور چاہِ ضلالت مین گر پڑیگا۔ یا یہ کہ مکار اور ظاہری مشایخ کی مریدی سے بچ۔ اور اگر تو نیک بننا چاہتا ہے تو اللہ پر توکل کر کے اپنی جنس کے لوگ ڈہونڈ

قصہ نخچیران در بیان توکل و ترک جہد

ترجمہ: نخچیرونکا قصہ توکل کے بیان اور کسب کے چہوڑ دینے مین

از کلیلہ باز خوان این قصہ را — وندران قصہ طلب کن حصہ را

ترجمہ: پڑہ کلیلہ دمنہ مین اِس قصے کو — اور قصہ سے طلب کر حصے کو

شرح کلیلہ دمنہ ایک کتاب ہے جسمین جانورون کے زبان سے بطور نصیحت بہت سی عمدہ عمدہ حکایتین درج ہین اور حصہ سے حصہ معرفت مراد ہے۔ مولانا نے اِس حکایت مین جہد و توکل کے بڑے بڑے اسرار لکہے ہین۔

طائفہ نخچیر در وادی خوش — بودشان با شیر دایم کشمکش

ترجمہ: پرفضا ایک دشت مین نخچیر تہے — کشمکش رکہتے تہے دائم شیر سے

بسکہ آن شیر از کمین در مے ربود — آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود

ترجمہ: شیر لیجاتا تہا اُنکو گہات سے — تنگ اُنپر دشت تہا اس بات سے

شرح۔ چرا بمعنے چراگاہ۔ نخچیر وہ جانور جنکا شکار کیا جاتا ہے کشمکش بمعنے زحمت و تکلیف۔

حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر — کز وظیفہ ما ترا داریم سیر

ترجمہ: حیلہ کر کے آئے اک دن پیش شیر — اور کہا کہین گے ہم سب تجہکو سیر

شرح۔ یعنے اے شیر ہم تیرے کہانیکے کے لیے بطور وظیفہ کچہ مقرر کر دین گے تو ہمین ستانا چہوڑ دے۔

جز وظیفہ در پئے صیدے میا — تا نگردد تلخ بر ما این گیا

ترجمہ: تیری روزی تجہکو پہنچا دین گے روز — چہوڑ دے مقصد شکار اے کینہ توز

شرح۔ گیاہ کی ہائے ہوز بضرورت قافیہ محذوف ہے اور گیا بمعنے چراگاہ ہے

جواب گفتن شیر نخچیران را و بیان خاصیت جہد

ترجمہ: شیر کا نخچیرون کو جواب دینا اور کسب کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر — مکرہا بس دیدہ ام از زید و بکر

ترجمہ: شیر بولا تم کرو گے مجہسے مکر — ہے مری نظرون مین مکر زید و بکر

شرح۔ یعنے شیر نے کہا کہ اگر مین زمانہ مین مکر و حیلہ نہ دیکہون اور مخلوق کو با وفا پاؤن تو تمہارے کلام کو قبول کرتا ہون لیکن افسوس یعنے بہت سے لوگون کو مکار دیکہا ہے اِسلیئے کسیکے قول کا اعتبار نہین رہا۔

من ہلاک قول و فعل مردمم — من گزیدہ زخم مار و کژدمم

ترجمہ: ہون ہلاک قول و فعل مردمان — اور شہید زخم مار و کژدمان

شرح۔ یعنے آدمی کہتے کچھ اور ہین اور کرتے کچھ اور ہین ایسے مکارون کے جھوٹے اقوال اور ایذا رسانیون نے میرے بدن مین بچھوؤن اور سانپون کے سے زخم پہنچائے ہین مجھے جھوٹ بولنے والون کے فریب نے ہلاک کر دیا ہے

نفس ہر دم از درونم در کمین — از ہمہ مردم بتر در مکر و کین

ترجمہ: مکر سیکھے بیٹھا ہون اس ڈھب سے مین — مکر و کینہ مین ہون بدتر سب سے مین

شرح۔ یعنے جب مینے دیکھا کہ آدمی نہایت کینہ ور اور مکار ہین تو میرا نفس بھی مکر اور کینے کی کہا تو مین اُنسے بدتر ہو گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اخلاق بد کا اثر نیکون پر بھی ہو جاتا ہے اسلیئے بری صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

گوش من لا یلدغ المؤمن شنید — قول پیغمبر بجان و دل گزید

ترجمہ: مجکو ہے لا یلدغ المومن پسند — قول پیغمبر پہ ہون مین کاربند

شرح حدیث مین آیا ہے لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔ یعنے مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈنگ نہین کہاتا یعنے ایک دفعہ چوٹ کہا کر وہ دوسری بار سوراخ مین انگلی ہی نہین ڈالتا کہ سانپ یا بچھو ڈنک مار سکے۔ مطلب یہ کہ جسطرح مومن اور عقلمند شخص ایکبار دہوکا کہا کر دوسرے بار کسیکے فریب مین نہین آتا۔ اسیطرح مین بھی مخلوق کیجانب سے بہت دہوکے کہا چکا ہون اے نخچیر و اب فریب مین نہ آؤنگا۔

باز ترجیح نہادن نخچیران توکل را بر جہد

ترجمہ: نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے حکیم با خبر — الحذر دع لیس یغنی عن قدر

ترجمہ: بولے وہ سب اے حکیم باخبر — کچھ حذر سے مٹ نہین سکتی قدر

شرح۔ نخچیرون نے شیر کو حکیم باخبر اُسکی عمدہ تقریر اور حدیث لا یلدغ کے سبب کہا الحذر دع مدعا ہے اور لیس یغنی عن قدر اُسکی دلیل۔ یعنے نخچیرون نے شیر سے کہا کہ اے حکیم باخبر پرہیز چھوڑ دے۔ کیونکہ پرہیز حکم اور تقدیر خدا وندی کو دفع نہین کرسکتا۔ یعنے تو جو توکل سے بجکر جہد اور مشقت کرتا پھرتا ہے۔ اس بچاؤ کو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ اگر تیرے تقدیر مین مثلاً کسی روز شکار نہو تو توکل سے بچکر جہد کرنا ہرگز شکار کو سامنے نہین لاسکتا۔ اذا دخل القدر بطل الحذر۔ یعنے تقدیر سامنے آتی ہے تو پرہیز اور حذر کچھ کام نہین دیتا۔

در حذر شوریدن از شور و شر است — رو توکل کن توکل بہتر است

ترجمہ: کوشش پرہیز ہے اک شور و شر — جا توکل کر کہ ہے لاشے حذر

یعنے بچاؤ میں بیقراری اور اضطراب کے ساتھ کوشش کرنا منجملہ شور و شر ہے۔ جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

✓	با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز	تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
ترجمہ	تو اگر ہو گا قضا پر تند و تیز	تو قضا ہی کب تجھے ڈھونڈیگی ستیز

شرح یعنے قضا اور حکم الٰہی سے نہ لڑ۔ ورنہ قضا کو تیرے ساتھ خصومت ہو جائیگی اور تو زمرۂ شیاطین سے ہو جائیگا کیونکہ تقدیر سے لڑنا کفار کا کام ہے۔ تند و تیز مضطرب الحال اور مطلب برآری کے لیئے سخت بیقرار

✓	مردہ باید بود پیش حکم حق	تا نیاید زخم از رب الفلق
ترجمہ	مردہ ہو اے شخص پیش حکم حق	تا نہ دے قہر خدا تجھکو سبق

شرح۔ یعنے احکام الٰہی کے سامنے مُردہ ہو جانا اور اُنکو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ ورنہ درصورت نافرمانی عذاب الٰہی کا خوف ہے۔ یہی حال شیطان اور نفس امّارہ کا انسان کے ساتھ ہے اگر وہ سعی کرتا ہے تو یون کہتا ہے کہ یہ محنت مشقت بیفائدہ ہے۔ جو مقدر مین ہوگا حاصل ہو ملیگا۔ اور اگر توکل کرتا ہے تو اُسکے دلمین یہ خیال ڈالتا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعی یعنے انسان کو اُسکی کوشش کا پھل ملتا ہے۔ ان تمام اشعار کا ماحصل یہ ہے کہ جو کچھ مقدر مین ہے وہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے اور تقدیر کا لکھا کسیطرح نہین مٹتا۔ اسلیئے سعی اور مشقت و محنت بیفائدہ ہے اور توکل بہتر ہے **فائدہ** صوفیہ کے نزدیک توکل کے معنے اللہ پر بھروسا رکھنا اور ظاہری اسباب اور اُنکے اعتماد سے منقطع ہو جانا ہے۔ لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ انسان کا دل گواہی دیتا ہو۔ کہ بندہ کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اشیاء کے پہنچنے کا کوئی ظاہری سبب در بیان ہو یا نہو۔ اور یہ بھی توکل کی شرط ہے کہ بندہ اپنے اپکو اللہ تعالےٰ کے سامنے مُردہ تصور کرے۔ اپنی محنت و مشقت کو اشیاء کے حاصل ہونیکا سبب نہ جانے۔ اس قسم کا توکل صفت قلبیہ ہے۔ اِس صورت مین ہاتھ پانو کی حرکت جو تلاش اسباب روزی کے لیئے ہو منافی توکل نہین ہو سکتی کیونکہ جو شخص یہ جان لے کہ ہر شئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے آسان ہو یا مشکل سبب کے ہونے نہونے پر منحصر نہین بلکہ جو کچھ مقدر ہے وُہ ضرور پہنچیگا اور پھر حسب ایمائے خداوندے اعضا کو کسی حلال کام مین لگائے رکھے تو صوفیہ کے نزدیک پورا متوکل ہے۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ اسیجگہہ خود فرماتے ہین۔

گر توکل میکنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی توکل کے یہ معنے ہین کہ آدمی کوئی پیشہ حلال ہی کرتا رہے اور اپنے کام کے بنانے مین اللہ تعالےٰ پر توکل ہی رکھے **فائدہ** اِس حکایت مین نخچیرون سے نفس امّارہ اور خواہشات نفسانی مراد ہین۔ اور شیر سے روح۔ کیونکہ روح ریاضت اور مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ اور نفس امّارہ روکتا ہے۔

باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل

ترجمہ: پھر ترجیح دینا شیر کا کسب و جہد کو ۔ توکل پر

ترجمہ		
	گفت آرے گر توکل رہبر است	این سبب ہم سنت پیغمبر است
ترجمہ	شیر بولا ہے توکل راہبر	جہد بہی ہے سنت پیغامبر

شرح۔ شیر نے کہا اگرچہ توکل موصل الی اللہ ہے مگر کسب اور سعی و جہد بہی سنت پیغمبر ہے از حضرت آدم تا پیغمبر آخر الزمان تک تمام نبیوں کا شیوہ رہا ہے بلکہ بعض اوقات سعی و جہد فرض ہو جاتا ہے مثلاً جہاد دین تلوار ہاتھ مین لیکر جہاد و جہد کرنا۔ ایک بزرگ کا مقولہ ہے التوکل حال النبی والکسب سنتہ فمن بقی علےٰ حالہ فلا یترک سنتہ یعنے توکل پیغمبر کی صفت قلبیہ اور انکا حال ہے اور کسب انکی سنت۔ پس جو شخص حال نبی پر قایم رہنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ ترک سنت نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ کسب و طلب اسباب معاش منافی توکل نہین۔

	گفت پیغمبر باآواز بلند	با توکل زانوئے اشتر بہ بند
ترجمہ	اک صحابی سے پیمبر نے کہا	کر توکل باندہ زانو اونٹ کا

شرح۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالصوت العالی لمعاذ بن جبل لما دخل علیہ۔ وقال یارسول اللہ اعقل جملی واخلط ام اطلقہ واتوکل فقال لہ مجیبا اعقل بعیرک ثم توکل علی اللہ یا معاذ۔ معاذ بن جبل صحابی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئے اور یہ کہا کہ مین اونٹ پر سوار ہوکر آیا ہون۔ کیا اب اسکو باندہ دون اور اسکی احتیاط کرون یا یونہین چہوڑ دون نبی علیہ السلام نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے معاذ اپنے اونٹ کو باندہ دے اور پہر اللہ تعالے پر توکل کر کیونکہ اگر تو اسے یونہی چہوڑ دیگا تو ممکن ہے کہ کسیطرف کو بہاگ جائے۔ اور اگر زانو باندہکر توکل علے اللہ کریگا۔ تو باعتبار ظاہر تو بہاگ نہین سکتا۔ آیندہ خدا کی مرضی اس سے معلوم ہوا کہ توکل مع الجہد سنت ہے اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت اور مجاہدہ کیے جائے لیکن اسکو جنت مین داخل ہونیکا سبب نجانے بلکہ ستوکل علے اللہ رہے۔

	رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو
ترجمہ	رمز الکاسب حبیب اللہ سن	کسب کر اے کاہل گمراہ سن

شرح۔ حدیث شریف مین ہے الکاسب حبیب اللہ یعنے حلال کمائی کرنیوالا خدا کا دوست ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ صرف توکل ہی توکل ہو اور کسب نہو یہ بہتر نہین بلکہ یہ دونو صفتین جمع ہونی چاہئین

	رو توکل کن تو با کسب اے عمو	جہد میکن کسب میکن موبمو
ترجمہ	کسب بہی کر اور توکل بہی چچا	موبمو دونون برابر ہون بجا

شرح عمہ یا تو بمعنے گمراہی و خواری و فروتنی ہے جس سے بطور مبالغہ گمراہ یا فروتن مراد ہے - یا برادر بدر (اچھا) کے معنون مین ہے اور سالک کو بزرگی کے خطاب سے یاد کیا ہے مو بمو کا یہ مطلب ہے کہ جتنا موکل ہو اتنا ہی جہد بہی ہو دونو باتین ساتھ ہونی چاہئین اور دونون مین برابری کا ہی لحاظ رہے ۔

جہد کن جدے نما وارہی در تو از جہدے بمانی ابلہی

ترجمہ: جہد و کوشش کر کر تا پائے نجات ترک کوشش حمق ہے اے بد صفات

شرح جہد سے مجاہدۂ حق مراد ہے بمقتضائے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ - یعنے اللہ کے رستہ مین اچھی طرح کوشش کرو وجہ ترجیح جہد کی توکل محض پر یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالے خالق حقیقی اور اسباب پر قادر ہے کہ مسببات کو بلا اسباب پیدا کر دے ۔ مگر پہر بہی اُسنے ہر مسبب کے لیے کوئی نہ کوئی سبب ضرور رکہا ہے اور عادت الٰہی اسیطرح جاری ہے پس توحید اور کسب کرنیوالا گویا تخلق با خلاق اللہ ہے اسیلئے سالک کو کسب ضرور چاہیئے جد بالکسر بمعنے کوشش ہے اور وارہی بمعنے نجات یابی ۔

باز ترجیح نخچیران توکل را از جہد و کسب

ترجمہ: پہر نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق لقمۂ تزویر دان مقدار حلق

ترجمہ: بولے سب نخچیر کہ کسب خلق لقمۂ تزویر ہے مانند حلق

شرح نخچیرون نے کہا کہ کسب بسبب ضعف اعتقاد خلق کے ہے کہ خلقت اللہ تعالے پر پورا پورا بہروسا نہین رکہتی اور کسب بمقدار حرص گویا دغا اور کذب و فریب کا لقمہ ہے حلق مجازاً بمعنے حرص ہے ۔

پس بدانکہ کسبہا از ضعف ہاست در توکل تکیہ بر غیرے خطاست

ترجمہ: کسب کرتے ہین ضعیف الاعتقاد ہے خطا غیر خدا پر اعتماد

شرح - یعنے کسب اور محنت مشقت کرنیکا یہ سبب ہے کہ لوگونکے اعتقاد ضعیف ہین خدا پر پورا بہروسا نہین رکہتے توکل کے یہ معنے نہین کہ کسب کا ہی بہروسا رکہے ۔ اور توکل کا نام ہی لیتا جائے ۔

نیست کسبے از توکل خوب تر چیست از تسلیم خود محبوب تر

ترجمہ: کچہ توکل سے نہین ہے خوب تر کچہ نہین تسلیم سے محبوب تر

شرح یعنے توکل سے زیادہ خوب اور تسلیم و رضا سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہین ۔

پس گریزند از بلا سوئے بلا پس جہند از مار سوے اژدہا

ترجمہ: ایک سے چہوٹی تو آئی اک بلا سانپ سے بہاگے تو آیا اژدہا

یعنے لوگ تحمل مشقت توکل سے بہاگ کر مصیبت کسب جہد مین گرفتار ہوجاتے ہین جو توکل سے زیادہ رنج دینے والی چیز ہے جیسا کوئی سانپ سے بہاگا اور اژدہا کے مُنہ مین جا پڑا

	حیلہ کرد انسان و حیلہ اش دام بود	آنکہ جان پنداشت خون آشام بود
ترجمہ	حیلۂ انسان گویا دام تہا	رزق سمجہا جسکو خون آشام تہا

شرح یعنے بسا اوقات انسان کسب کرتا ہے مگر وہی کسب جسکو وہ بقائے جان کا سبب سمجہتا ہے اُسکا خون ہی لیتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہجورین توڑنے درخت پر چڑہا اور بیچارہ وہان گر پڑا۔

	در ببست و دشمن اندر خانہ بود	حیلۂ فرعون زین افسانہ بود
ترجمہ	بند در تہا دشمن اندر خانہ تہا	کید فرعونی یہی افسانہ تہا

شرح۔ یعنے کسب کرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی شخص نے ایک دشمن کے خوف سے گہر کو قفل لگا لیا حالانکہ دشمن گہر مین موجود تہا۔ یعنے بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسب کو آدمی اچہا سمجہتا ہے اور اپنی آسایش کا باعث تصور کرتا ہے (جیسا کہ اس قفل لگانیوالے نے سمجہا تہا) لیکن آخر مین وہی اُسکی جان کا دشمن بنجاتا ہے چنانچہ حیلۂ فرعون اسی قبیل سے تہا کہ اُسنے حضرت موسے کے مار ڈالنے کے لیے بہت حیلے کیے اور بہت سے لڑکے بچے مار ڈالے مگر آخر کار اُسکے حیلے اُسکے لیے ہلاکت کا باعث ہوئے اور حضرت موسے نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔

	صد ہزاران طفل کشت آن کینہ کش	وانکہ او مے جست اندر خانہ اش
ترجمہ	لاکہون بچے مار ڈالے بے گناہ	اور عدو کو اپنے گہر مین دی پناہ

شرح۔ یعنے فرعون نے لاکہون بچے مار ڈالے مگر جسکو ڈہونڈہ رہا تہا اُنہون نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی کیونکہ موسے علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے متبنی کر لیا تہا۔ مطلب یہ کہ فرعون نے قتل موسے کے لیے بہت کوشش کی سود مند نہ ہوئی۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے اور دفع خواہشات نفسانی کے لیے کسب و مشقت کا بوجہہ سر پر اُٹہاتا ہے اُسکو معلوم کر لینا چاہیئے کہ اُسکا دشمن یعنے نفس امّارہ اُسکے خانۂ وجود مین داخل ہے جو کسی دن ضرور ہلاک کر دیگا۔

	دیدۂ ما چون بسے علت دروست	رو فنا کن دید خود در دید دوست
ترجمہ	ہے ہماری دید سر تا سر خطا	دید خود کو دید حق مین کر فنا

شرح یعنے ہماری آنکہون مین غلطیون اور خطاؤن کی بہت سے بیماریان ہین۔ اے سالک اپنے دید کو دید ہی مین فنا کر یعنے اپنے کام اُسکے سپرد کر دے اور یہ سمجہہ کہ خدا جس کام مین مصلحت دیکہتا ہے اُسیکو ہمارے لیے

پسند فرماتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ توکل سب سے زیادہ خدا کو پسند ہے۔ اس شعر سے توکل کی ترجیح کسب پر اسطرح ثابت ہوئی کہ رویت اور نظر سے بھی آدمی کو بہت سے اسباب معلوم ہو جاتے ہین اور وہ کسب کے ڈہنگ سیکھ جاتا ہے مگر چونکہ ہماری نظر مین خطا بھی واقع ہوتی ہے اسلیئے وہ سبب جسکو ہماری نظر نے معلوم کیا تہا کسی کام نہین ہوتا پس تو آدمی کو چاہیئے کہ توکل اختیار کرے اور تسلیم ورضا پر قایم رہے۔ دید مجازاً بمعنے ارادہ ہے۔

✓	دید ما را دید او نعم العوض	ہست اندر دید او کلی غرض	
ترجمہ	دید حق ہر شے کا ہے نعم العوض	جس سے حاصل ہوتی ہے پوری غرض	

شرح۔ یعنے اسکی دید ہماری دید کا نعم البدل ہے۔ اور اسکی دید مین ہماری غرض کامل طور سے حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہم اپنے کام اگر اسکے سپرد کر دین گے تو نتیجہ اچھا ہوگا خلاصہ یہ کہ اپنے عزم اور ارادہ بشریت کو ارادۂ قدرت حق مین فنا کر دینا چاہیئے تاکہ تمام غرضین پوری طرح حاصل ہون اور سارے کام بنجائین۔ کیونکہ ہماری دید مین خطا کا احتمال ہے اور اسکی دید اس سے پاک ہے جو شخص اللہ پر توکل کریگا وہ ضرور اسکو اپنا وکیل پائیگا۔

✓	طفل تا گیرا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود	
ترجمہ	طفل چل سکتا نہ تہا جو آپ سے	کار مرکب لے رہا تہا باپ سے	
✓	چون فضولی کرد و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود	
ترجمہ	لیک جسدم پا گیا نشو و نما	ہوگیا پابند صد رنج و عنا	

شرح ترجیح توکل بر جہد و کسب کی تمثیل ہے۔ یعنے بچہ جب تک اپنے کام آپ نہین کرتا تہا۔ اسکا باپ اسکے کامونکا کفیل تہا۔ اور بچہ محنت ومشقت سے بالکل مبرا تہا۔ لیکن جب بڑا ہوگیا اور ہاتہہ پانون نکالے تو مشقت اور تردد مین پڑگیا۔ یہی حال متوکلین کا ہے جب تک متوکل ہین خدا انکا کارساز ہے اور جب کسب کرنے لگے محنت مین پڑگئے۔ فضولی بمعنے نشو ونما اور کور وکبود بمعنے تاریکی وظلمت مجازاً رنج ودرد کہ باعث تاریکی عقل ہے۔

✓	جانہائے خلق پیش از دست و پا	مے پریدند از وفا سوے صفا	
ترجمہ	روح تہی جسوقت تک بے دست وپا	کر رہی تہی سیر اقلیم صفا	
✓	چون بامر اہبطوا بندی شدند	حبس حرص وخشم وخرسندی شدند	
ترجمہ	لیکن امر اہبطوا جسدم ہوا	ہوگئی ہمجنس صد خشم و ہوا	

شرح کسب پر ترجیح توکل کی دوسری تمثیل ہے۔ یعنے خلقت کی روحین ہاتہہ پانو پیدا ہونے سے پہلے یعنے جسوقت کہ روحین بدن سے متعلق نہوئین تہین ہر قسم کی قید سے آزاد تہین۔ اور اپنے معنوی پرون سے عالم وفا سے لیکر عالم صفا تک اڑتی تہین (عالم وفا سے عالم میثاق مراد ہے۔ جہان سب روحون نے بلی کہا تہا اور عالم صفا سے

عالم الٰہی۔ یعنے عالم اسما وصفات) لیکن جب ارواح کو اجسام کی طرف نزول کا حکم ہوا جو اسفل اور کثیف چیز ہے تو روحین بھی اسفل چیزون اور اخلاق ذمیمہ کی جنس ہوگئین اور وہ حرص وغضب اور اسباب دنیوی کی خرسندی ہے اور انہی اخلاق ذمیمہ کے باعث طرح طرح کی ضرورتون نے اُنکا دامن پکڑ لیا۔ اہبطوا اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے قلنا اہبطوا منہا جمیعا۔ یعنے ہمنے آدم ؑ کے ساتہ تمام انسانی روحون کو حکم دیا کہ جنت سے نکلجاؤ۔ وجہ ترجیح توکل کی کسب پر یہ ہے کہ ارواح نے جب جہد اور کسب مین ہاتہہ پانوکی مدد اور جسم کی معاونت کی تو گویا خود ہی توکل چھوڑکر کاسب بنگئین۔ اور اس ترک توکل کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر وقت ضرورت اور احتیاج مین مبتلا ہوگئین۔

	ما عیال حضرتیم و شیر خواه	گفت الخلق عیالٌ للاله
ترجمہ	ہم عیال حق ہین سب اور شیر خوا	سچ ہے الخلق عیالٌ للاله
	آنکہ او از آسمان باران دہد	ہم تواند کو برحمت نان دہد
ترجمہ	دے رہا ہے حکم جو باران کا	اپنے رحمت سے ہے ضامن نان کا

شرح یعنے ہم حضرت خداوندی کی عیال اور اُسکے پرورش کے چاہنے والے ہین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے۔ الخلق کلہم عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ گفت کا فاعل رسول علیہ السلام ہین اور اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے اللہ تعالیٰ اُسی کو دوست رکھتا ہے جو اُسکے کنبے کو فائدہ پہنچائے۔ پس جسطرح ایک خاندان کا افسر اپنے عیال کو محتاج نہین ہونے دیتا۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو جو اُسکی عیال ہے غیر کا محتاج نہین رکہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ توکل کسب سے بہتر ہے۔ کیونکہ جسطرح خاندانکا افسر کما ؤپوت کی اعانت کو لازم نہین سمجہتا اسیطرح اللہ تعالیٰ توکل کے خلاف کسب کرنیوالون کی پروا نہین کرتا

	دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل
ترجمہ	دوسری بار شیر کا توکل پہ جہد وکسب کی ترجیح کو بیان کرنا

	گفت شیر آرے ولے رب العباد	نردبانے پیش پائے ما نہاد
ترجمہ	شیر بولا جو کہو تم سچ ہے۔ ہان	ہے عطائے حق مگر اک نردبان

شرح شیر نے کہا کہ ہان بیشک اللہ تعالیٰ سب کا وارث ہے وہ بلا جہد بھی رزق پہنچا سکتا ہے لیکن اُس رب العباد نے سعی اور طلب وجہد کی سیڑہی ہمارے پانو کے سامنے رکھی ہے تاکہ ہم اس سیڑہی کی مدد سے بام کمالات صوری اور معنوی تک پہنچ جائین اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ الی آخر الآیۃ یعنے ذرہ برابر کوئی نیک عمل کرے یا بد اُسکی جزا و سزا ضرور پائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب اور آلات (عقل وفہم دست و پا) اسیلئے عطا فرمائے ہین کہ ہم اُنسے مستباب روزی وضروریات معاش حاصل

کریں اور بیکار نہ بیٹھے رہیں۔ چونکہ اسباب اور وسائط کے ساتھ مسببات کو مربوط کیا گیا ہے اسلیئے مسببات کو اسباب کے ساتھ طلب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسباب کا قائم کرنا گویا اشارۂ الٰہی ہے کہ اُسنے مسببات کو طلب کرو اور اشارۂ الٰہی پہ عمل کرنا فرض ہے اور عمل ہی سے نیک و بد اور مقبول و مردود کے مابین تمیز ہو سکتی ہے۔ ورنہ معاذ اللہ رسول کا اتباع اور شرع کے احکام سب عبث ٹھیرینگے۔

	پایہ پایہ رفت باید سوئے بام	هست جبری بودن اینجا طمع خام
ترجمہ	پایہ پایہ چل۔ مریجان سوے بام	ہے ترا مجبور بننا طمع خام

شرح۔ یعنے اسباب کی سیڑہی کے وسیلہ سے آدمی کو چاہیئے کہ بام مقصود تک پہنچ جائے یعنے کوشش کرنا ہے ورنہ دنیا میں اگر جبریہ ہونا طمع خام اور بیفائدہ بات ہے۔ مولانا قدس سرہ نے یہان اُس شخص کو جو بلا وسیلہ اسباب بدون جہد مسببات کو طلب کرے جبری قرار دیا ہے جبریہ کے نزدیک آدمی محض غیر قادر اور پتھر کے مانند ہے اور چونکہ قدرت خدا داد ہی منجملۂ اسباب ہے۔ پس تو جس شخص نے قدرت کسب کو بیکار سمجھ رکھا ہے گویا وہ جبریہ میں سے ہے

	پائے داری چون کنی خود را تو لنگ	دست داری چون کنی پنہان تو چنگ
ترجمہ	پانو والا ہو کے کیون کرتا ہے لنگ	ہات ہوتے کیون ہین یہ پنجے تنگ

شرح۔ یعنے ہاتہ پانو کے ہوتے تو لنگڑا لولا بنا کیون بیٹھا ہے اللہ تعالےٰ نے یہ آلات عمل اور کسب کے لیے پیدا کیئے ہین

	خواجہ چون بیلے بدست بندہ داد	بی زبان معلوم شد اورا مراد
ترجمہ	بیلچہ بندہ کو جب دم دیدیا	کہلگیا آقا کا تہا جو مدعا

شرح۔ یعنے جب آقا نے اپنے غلام کے ہاتہ میں بیلچہ دیدیا تو غلام کو بغیر خواجہ کے کہے اُسکی مراد معلوم ہو جائیگی اور وہ سمجھ لیگا کہ خواجہ مزدوری کرنیکا حکم دے رہا ہے یہی حال انسان کا ہے جب اُسکو ہاتھ پانو دیے گئے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اُنسے کام لینا چاہتا ہے چنانچہ فرماتے ہین

	دست ہمچون بیل اشارتہائے اوست	آخر اندیشی عبارتہائے اوست
ترجمہ	ہات تیرا بیلچہ ہے اسے بشر	رکھہ اشارات الٰہی پر نظر

شرح۔ یعنے ہاتھ بیلچہ کی طرح جو آدمی کو دیے گئے ہیں اُنکے عطا کرنے سے گویا اللہ تعالےٰ اشارہ کر رہا ہے کہ ان ہاتون سے آدمی کچھ جہد اور کسب کرے۔ عبارت تعبیر کردن سخن مجازاً بمعنے حکم یعنے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ آدمی کو عاقبت اندیشی چاہیئے۔ والامر ہم شور سے بینہم اور عاقبت اندیشی اسی مین ہے کہ آدمی اپنی جہد و کسب اور ریاضت و مجاہدہ سے دین و دنیا کے کمالات حاصل کرے۔

	چون اشارتہاش را بر جان نہی	در وفائے آن اشارت جان دہی
ترجمہ	جو اشارات خدا پہ جان دے	اور اشارون کی وفا پر جان دے
	پس اشارتہاش اسرارت دہد	بار بردارد ز تو کارت دہد
ترجمہ	اسپہ کہلجائینگے سب اسرار حق	بار سب ٹلکر ملیگا کار حق

شرح یعنے جب تو اللہ تعالےٰ کے اشارات اور اُسکے احکام کو جدّ و جہد کے ساتہ اپنی جان پر رکہے یعنے قبول کرلے اور اُنکے پورا کرنیمین اپنی جان جہونکدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تجہپر اسرار الٰہی مکشوف ہو جائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ تجہسے گناہون کا بوجہہ اُٹہالیگا اور تجکو صاحب تصرف بنادیگا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے رستہ مین مجاہدہ کریگا۔ اللہ اُسکو اسرار حقیقت سے آگاہ کردیگا۔ اور وُہ مراتب ولایت تک پہنچکر ولی کامل اور صاحب تصرف بنجائیگا۔ کیونکہ یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ تصرف الاولیاء فی البرایا کتصرف الملوک فی الرعایا یعنے اولیا خلق پر ایسا تصرف اور قبضہ رکہتے ہین جیسا بادشاہ رعایا پر مگر یہ سب باتین جہد و کسب کے سبب حاصل ہوتی ہین۔

	حاملی محمول گرداند ترا	قابلی مقبول گرداند ترا
ترجمہ	سپہلے حامل تہا پر اب محمول ہے	سپہلے قابل تہا پر اب مقبول ہے

شرح۔ یعنے اسوقت تو امور دنیوی اور قیود نفسانی اور وسوسہ شیطان کا بوجہہ اُٹہا رہا ہے۔ لیکن جب اشارات الٰہی پر عمل کرکے واقف اسرار ہو جائیگا تو حامل سے محمول یعنے براق عشق کا سوار بنجائیگا۔ یہ معنے بہی ہوسکتے ہین۔ کہ تیرے اعمال حسنہ قیامت کے دن براق کی صورت مین مصور ہو کر تجکو راکب بنالینگے۔ یا یون کہیے کہ یہ شعر معراج ولی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے ولی کے اعمال حسنہ براق کی صورت بنکر اُسکو منزل مقصود تک پہنچادیتے ہین

	قابل امر وئی۔ قابل شوی	وصل جوئی بعد ازان واصل شوی
ترجمہ	قابل امر خدا قابل ہوا	وصل کا طالب تہا جو واصل ہوا

شرح۔ یعنے تو اگر اُسکے اشارات اور احکام کو قبول کریگا تو کسی لایق ہو جائیگا یا قابل معرفت اور شہود حق بنجائیگا پہلا قابل بمعنے قبول کنندہ اور دوسرا بمعنے لایق و صاحب جاہ و منزلت ہے بعض نسخون مین قائل شوی ہے یعنے اُسکے احکام و اشارات قبول کرنیکے بعد تو قائل یعنے صاحب امر اور مرشد خلق بن سکتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ پہلے وصل کو ڈہونڈ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کر بعد مین واصل ہو جانا سہل ہے۔

	سعی شکر نعمت قدرت بود	جبر تو انکار آن نعمت بود
ترجمہ	کسب شکر نعمت حق ہے ضرور	جبر ہے انکار نعمت اے کفور

شرح جبر مجبور ہونا جبری بننا فرقۂ جبریہ کا مذہب اختیار کرنا جسکی تردید مولانا کئی بار فرما چکے ہین۔

	شکر نعمت نعمتت افزون کند	کفر نعمت از کفت بیرون کند
ترجمہ	شکر سے بڑھتی ہیں ہر دم نعمتیں	کفر سے بڑھتی ہیں ہر دم زحمتیں

شرح - یعنے جد و جہد اور کسب و طلب گویا نعمت قدرت کا شکر یہ ہے بندہ اپنے ہاتھ سے جب کوئی کام کرتا ہے تو گویا وہ اسباب کا شکر کر رہا ہے کہ اللہ تعالٰے نے اسکو قدرت کی نعمت دی ہے اور جبر یعنے دانستہ اپنے آپکو مجبور سمجھنا (جیسا کہ جبریوں کا مذہب ہے) یہ اس نعمت قدرت کا کفران ہے - کیونکہ اُسنے اِس نعمت سے کوئی کام نہیں لیا - دوسرا شعر آیت لئن شکرتم لازیدنکم کا اقتباس ہے - یعنے شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور کفران نعمت باعث عذاب ہے

	جبر تو خفتن بود - در رہ مخسپ	تا نہ بینی اندر و درگہ مخسپ
ترجمہ	جبر ہے سونا نہ سو اِس راہ میں	تجھکو جانا ہے بڑی درگاہ میں

شرح - یعنے تیرا جبر - اور ترک طاعت باوجود قدرت تیری غفلت ہے جو طریق سلوک میں تجھپر طاری ہے تجھکو چاہیئے کہ جب تک درگاہ حق کا مشاہدہ نہ کرے رستہ میں ہرگز نہ سوئے - رستہ سے منزل فنا کا رستہ مراد ہے اور منزل فنا سالک کے لیے منتہائے سیر اور موصل الے الحق ہے - بس تو اُسکو چاہیئے کہ تمام عمر قدم ریاضت و سعی آگے بڑھائے جائے تاکہ درگاہ حقیقی اور منزل مقصود تک جا پہنچے اگر اِس سے غفلت کریگا تو نتیجہ سوائے پشیمانی کے اور کچھ نہو گا - اور راہ سلوک میں مشاہدہ بارگاہ حق ہرگز نصیب ہو گا۔

	ہان مخسپ اے جبری بے اعتبار	جز بزیر آن درخت میوہ دار
ترجمہ	تجھکو سونا ہے گر اے بے اعتبار	ڈھونڈ لے ظلِ درخت میوہ دار

شرح - درخت میوہ دار سے مرتبۂ بقا باللہ مراد ہے - یعنے اے جبری بے اعتبار سوائے درخت میوہ دار کے اور کسی درخت کے نیچے نسو - مطلب یہ کہ اپنے کسب اور مجاہدہ سے فانی اللہ ہو جا تاکہ مرتبۂ بقا باللہ حاصل ہو اگر تو اور کسی درخت (یعنے غفلت اور جبر) کے نیچے سوئیگا تو اُس مرتبہ سے محروم رہیگا - نیز ممکن ہے کہ درخت میوہ دار سے عالم ربانی اور مرشد کامل مراد ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے - اذا لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ فاقعدوا فی ظلها وکلوا من اثمارها - قالوا کیف یکن ہذا فی دار الدنیا یا رسول اللہ قال اذا لقیتم عالما فکانما لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ - یعنے رسول علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ جب تمہیں جنت کا کوئی درخت ملجائے تو اُسکے سایہ میں بیٹھا کرو - اور اُسکے پھل کھایا کرو - صحابہ نے فرمایا کہ دنیا میں جنت کا درخت کیونکر مل سکتا ہے آپنے فرمایا کہ جب کوئی عالم ربانی ملجایا کرے تو اُسے جنت کا درخت سمجھا کرو - اِس صورت میں یہ معنے ہونگے کہ اے جبری بے اعتبار عالم ربانی سے ملاقات کر جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سُنا کر تجھسے جبر کو ترک کرائے - عالم ربانی کو جنت کا درخت اسلیئے کہا گیا ہے کہ جسطرح درخت جنت کا سایہ اور پھل ہمیشہ رہنے والی چیزیں ہیں اسیطرح عالم ربانی کا فیض اُسکی حیات تک محدود نہیں بلکہ بعد وفات بھی رہتا ہے

تا کہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد — بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد

ترجمہ: تا کہ اُسکی شاخ سے ہر دم ہوا — توڑ کر بخشے تجھے برگ و نوا

شرح یعنے اے جبری درخت میوہ دار کے نیچے سو تا کہ باد عنایات الٰہی ہر لحظہ شاخ درخت میوہ دار کو جھاڑے یعنے مرتبۂ بقاباللہ سے تجکو علوم اسماء وصفات حاصل ہون۔ یا یہ کہ نسیم لطف مرشد کامل جہد اور کسب کی شاخ سے تجکو زہد اور تقوے کے پھل عنایت کرے۔

جبر خفتن درمیان رہزنان — مرغ بے ہنگام کے یابد امان

ترجمہ: جبر ہے سونا میانِ رہزنان — مرغ بے ہنگام کو کب ہے امان

شرح۔ یعنے جبر یہ ہونا ایسا ہے جیسا کوئی شخص رہزنون مین سو گیا ہو اسوقت رہزن اُسکو ضرور ہلاک کرینگے اسیطرح جبری گویا جماعت شیاطین مین غافل پڑا سو رہا ہے جو ریاضت اور مجاہدۂ فی سبیل اللہ سے روک کر اُسکے ہلاک اور جہنمی ہونے کی کوشش کرتے ہین اور جبر ایسا ہے جیسا کہ مرغ بے ہنگام کہ صبح سے پہلے بول اُٹھتا ہے اور نادانف مسافر اُسکی آواز سنکر چل پڑتے ہین اور رات باقی رہنے کے سبب چورون اور رہزنون کے ہات سے ہلاک ہو جاتے ہین مگر چونکہ ایسا مرغ باعث آزار مخلوق ہے اسلیئے اُسکو ذبح کر دیتے ہین — علےٰ ہذا القیاس جبر ہے۔ کہ جبری اپنے معتقدین کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ اور خود بھی ہلاک یعنے قابل دوزخ ہو جاتا ہے

ور اشارتہاش را بینی زنی — مرد پنداری و چون بینی زنی

ترجمہ: گر نہ مانے گا اشارتہائے رب — مرد کیا عورت کہین گے تجکو سب

شرح۔ پہلے مصرع مین بینی زدن یعنے انکار ہے اور دوسرے مین زن مقابل مرد یہ شعر پس اشارتہاش کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو احکام اور اشارات الٰہی سے انکار کریگا تو اسحالت مین بظاہر تو اپنے آپ کو مرد گمان کرتا ہو گا۔ مگر فی الواقع اور نظر غور سے دیکھے گا تو اپنے نفس کو عورت سمجھے گا۔ کیونکہ جہاد نفس اور راہِ خدا مین مجاہدہ۔ اور ریاضت سے باز رہنا مردانہ صفت نہین ہے۔

آنقدر عقلیکہ داری گم شود — سر کہ عقل از وے بپرد دُم شود

ترجمہ: جسقدر ہے عقل ہو جائیگی گم — عقل ہی جسمین نہو وہ سر ہے دم

زانکہ بی شکری بود شوم و شنار — می برد بے شکر را در قعر نار

ترجمہ: کیونکہ ناشکری ہے اک عیب عظیم — لے پہنچتی ہے سوے نارِ جحیم

شرح۔ یعنے اگر تو اشارات الٰہی پر عمل نہ کریگا تو عورت کے مانند ہو جائیگا اور تیری عقل گم ہو جائیگی۔ کیونکہ حدیث مین آیا ہے ہُن ناقصات العقل والدین اسلیئے کہ اشارات پر عمل نہ کرنا کفران نعمت اور ناشکری ہے۔ اور

اور ناشکری سے نعمت جاتی رہتی ہے اور عقل بے رونق ہوجاتی ہے اور جس سر سے عقل جاتی رہے وہ دُم حیوان کے مانند ہوجاتا ہے۔ کیونکہ انسان عقل ہی کے سبب حیوان مطلق سے ممیز ہے۔ شوم۔ نحوست۔ رسشنار۔ عیب و ننگ۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کو جو ہاتھ پانو اور عقل دیگئی ہے اسکا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نعمت آلہی ہے اور اسکا شکر یہی ہے کہ اُن سے مجاہدہ اور کسب اور ریاضت کرکے دولت دارین حاصل کرے اگر ناشکری کریگا تو یہ اُسکے لئے نحوست اور عیب کا باعث ہے جو اسکو قعر دوزخ مین ڈالدیگا۔

گر توکل میکنی در کار کن — کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

ترجمہ: کام کر اور رکھہ توکل پر نظر — کسب کر اور تکیہ کر اللہ پر

شرح۔ یعنے کسب کے ساتھ توکل ضرور چاہیئے تاکہ یہ توکل انسان کے کسب کا جبر نقصان کردے۔ اگر توکل نکریگا تو ضرور اُسکے کام مین نقصان رہیگا۔ قرآن مجید مین وعلے اللہ فلیتوکل المتوکلون بہی آیا ہے اور اقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین بہی۔ اسکی تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنے کسب اور اعمال مین پورا اور مقبول ہو تو بہروسا اللہ پر رکھے۔ ظاہری اسباب پر اعتماد نکرے ورنہ توکل جاتا رہیگا۔ صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جہد و کسب بہی ہو اور توکل بہی ہاتھہ سے نجائے۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

باز ترجیح نہادن نخچیران مر توکل را بر جہد

ترجمہ: پہر نخچیر دنکا توکل کو کسب پہ ترجیح دینا

جملہ بادے بانگہا برداشتند — کان حریصان کہ سببہا کاشتند

ترجمہ: شیر سے سب نے یہ چلا کر کہا — کسب ہے دنیا مین جنکا مدعا

صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن — پس چرا محروم ماندند از زمن

ترجمہ: ہین زمانہ مین وہ لاکہون مرد و زن — باوجود کسب محروم زمن

شرح یعنے تمام نخچیرون نے چلا کر شیر سے کہا کہ وہ حریص لوگ جنہون نے اسباب اور جہد و کسب کا بیج بویا ہے لاکہون کروڑون مرد عورت ہین (کیونکہ صد ہزار اندر ہزاران سے قاعدۂ ضرب و حساب مراد لیا گیا ہے) لیکن افسوس باوجود اسقدر تعداد اور کوشش کے وہ زمانہ کی طرف سے محروم ہین۔ زمانہ اُنکے مطالب اور مسببات حاصل کرنیمین اُنکی مدد نہین کرتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ توکل جہد و کسب پر ترجیح رکھتا ہے۔ ورنہ باوجود کسب یہ حریص لوگ محروم نہ رہتے اور سچ تو یہ ہے کہ ومن یتوکل علے اللہ فہو حسبہ جو خدا پر توکل کرے خدا اسکو کافی ہے۔

صد ہزاران قرن ز آغاز جہان — ہمچو اژدرہا گشادہ صد زبان

ترجمہ: لوگون نے اب تک ز آغاز جہان — صورت اژدر نکالی ہے زبان

مکرہا کردند آن دانا گروہ — کہ ز بن برکندہ شد زان مکر کوہ

ترجمہ — مکر ایسے کرتے ہین دانا گروہ — سب اکھڑ جاتے ہین بیخ و بن سے کوہ

کرد مکر و حیلہ آن قوم خبیث — در ز ما باور نداری این حدیث

ترجمہ — مکر کرتی ہے بڑے قوم خبیث — گر نہ تجھے باور نہین ہے یہ حدیث

کرد وصف مکرشان ذوالجلال — لتزول منہ اقلال الجبال

ترجمہ — اُنکے حق مین ہے یہ قول ذی الجلال — مکر سے اُنکے اُکھڑتے ہین جبال

جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل — روئے ننمود از شکال و از عمل

ترجمہ — سامنے آئی ہے تقدیر ازل — رہگیا بیکار اُنکا سب عمل

شرح - یہ اشعار بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ لاکہون قرنون مین ابتدائے عالم سے آجتک بہت سے لوگون نے حصول مطلب کے لیے اسطرح زبانین کہولین جسطرح کسی جانور کے لقمہ کرنیکے لیئے اژدہا زبان نکالتا ہے یعنے کسب اور جہد مین بہت مبالغہ کیا مگر ناکامیاب رہے (قرن بمعنے شاخ وگیسو وگروہ خرد بمعنے تنہا و جدا و اسپ و روزگار و زمانہ و مدت سی یا ہشتاد یا صد و بست یا صد سال - آخر قول کو ترجیح ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک بچہ کو دعا دیکر یہ فرمایا تہا کہ عش قرناً - یعنے خدا کرے تو ایک قرن تک زندہ رہے - وہ پورے سو برس جیا) اور بہت سے دانا فرقون نے مکر اور حیلے حصول مطالب کے لیے پیدا کر لیئے اور ایسے مکر کیئے کہ اُنکے کسب اور فریب سے پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے - ایمخاطب اگر تجکو پہاڑ کے اکھڑ جانیکا یقین نہین ہے تو اس آیہ کو دیکھہ جو قرآن مجید مین ہے وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال - یعنے کفار انبیا کے ستانے اور حصول مطالب دنیوی کے لیے ایسے مکر کرتے ہین کہ اُنسے پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ جائین تو عجب نہین مگر اللہ تعالے اُنکے مکر کی پروا نہین کرتا - اسکا وبال اُنہین کی جانو نپر پڑیگا - مولانا نے اسی آیہ کا اقتباس لتزول منہ اقلال الجبال کیا ہے یعنے اُنہون نے ایسے مکر کیئے کہ قریب تہا پہاڑون کی چوٹیان اُس سے اُکھڑ جائین - مگر باوجود ان تمام کوششون اور سخت محنتون کے اُنہین وہی کچہ حاصل ہوا جو انکی قسمت مین تہا یعنے پابندی کسب اور عمل سے کچہ نہین ملا - شکال پائے بند اسپ اور وہ رسّی جو اونٹ کی پالان پر باندہتے ہین یہان شکال سے تدبیر اور پابندی کسب مراد ہے اور بعض نسخون مین شکال کیجگہ سکار دیکہا گیا ہے -

جملہ اُفتادند از تدبیر کار — ماندہ کار و حکمہائے کردگار

ترجمہ — پڑ ہوئے محروم سب انجام کار — رہگئے ہین حکمہائے کردگار

شرح - یعنے تمام مکار اور جہد و سعی کرنیوالے تدبیر کار سے ساقط ہو گئے اور صرف اللہ کا حکم باقی رہا انگی

تدبیر اور مکر سے کچھ کام نہ چلا۔ کیونکہ اللہ تعالے کی صفت فعال لما یرید ہے یعنے وہ اپنے ارادونکو پورا کردیتاہے۔

	کسب جز نامے مدان اے نامدار	جہد جز وہمے مپندار اے عیار
ترجمہ	ہے برائے نام کسب اے نامدار	جہد ہے اک وہم مرد ہوشیار

شرح۔ یعنے کسب اور سبب صرف برائے نام ایک چیز ہے فی الحقیقت اسمین حصول مسبب کی تاثیر نہین ہوتی اور جہد وتدبیر ایک وہم ہے جس سے بلا خوبی تقدیر کچھ حاصل نہین ہوتا عیار بمعنے مرد سنجیدہ یا مخفف عیاک بمعنے چالاک وہوشیار۔ خلاصہ یہ کہ توکل جہد پر بہر حال ترجیح رکھتاہے۔

نگریستن عزرائیل بر مردے وگریختن آنمرد در سرائے سلیمان وتقریر ترجیح توکل بر جہد وکوشش

ترجمہ۔ ملک الموت کا ایک شخص کیطرف دیکھنا اور اُسکا سلیمان ع کی بارگاہ مین بہاگ جانا اور جہد وکسب پر توکل کی ترجیح کا بیان

شرح۔ مولانا شجیرون کی زبان سے یہ حکایت ترجیح توکل کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین اور اِس حکایت کو بیضاوی نے مختصراً اسطرح لکہاہے کہ ملک الموت ایکبار حضرت سلیمان کے خدمتمین آئے اور اُنکے جلیسون مین سے ایک جلیس کی طرف غور سے دیکہا۔ اُس آدمی نے حضرت سلیمان سے پوچہا کہ یہ کون شخص ہے آپنے جواب دیا کہ یہ قابض الارواح یعنے ملک الموت ہے اِس شخص نے کہا کہ شاید یہ میری جان نکالنے آیاہے کیونکہ مجکو خشم آلود نگاہون سے دیکہتاہے۔ اِسلئے آپ ہوا کو حکم دین کہ وہ مجکو یہان سے اُٹھاکر ہندوستان کی طرف لیجائے تاکہ اُسکے خشم آلود نگاہ سے جو کچھ مجکو صدمہ پہنچاہے وہ کم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت سلیمان نے اُسکی خواہش پوری کردی اور ملک الموت سے پوچہا کہ تمنے ایک آدمی کو ڈراکر اُسکے وطن سے آوارہ کیون کردیا۔ اُنہون نے کہا کہ مین اِس شخص کو دیکہکر متعجب تہا کیونکہ مجکو حکم خداوندی ہو چکا تہا کہ اُسکی روح کو ہندوستان مین جاکر قبض کرون حالانکہ یہ یہان بیٹہا ہواہے اِسلیے میری خشم آلود نگاہ اُسکے ہندوستان جانیکا حیلہ ہو گئی۔ اور اُسنے جو اپنی جان بچانے کا حیلہ کیا تہا وہ کارگر نہوا۔ کیونکہ مین ابہی ہندوستان پہنچکر اُسکی روح کو قبض کرونگا۔ مقصود یہ ہے کہ توکل جہد وتدبیر سے بہتر ہے اور مولانا اِسی قصہ کو آئندہ شعرون مین بیان کرتے ہین ہمنے آئندہ تمام اشعار کا خلاصہ یہانپر درج کردیاہے۔

کہتا	سادہ مردے چاشتگاہے در رسید	در سرا عدل سلیمانی دوید
ترجمہ	ایک بہولا شخص در عہد سلف	بہاگ کر آیا سلیمان کی طرف

شرح۔ سرا عدل بمعنے دار العدالت سادہ۔ صاف دل اور بہولا۔ مولانا کے نزدیک وہ شخص جلیس سلیمان نہ تہا بلکہ غیر تہا۔ اور ملک الموت نے اُسپر کسی اور رہگذر مین نگاہ ڈالی تہی۔ مگر چونکہ حضرت سلیمان پیغمبر زمان اور بادشاہ عادل اور نہایت رحم دل تہے اِسلئے اُسنے خوف زدہ ہوکر حضور کی بارگاہ مین پناہ لی۔

رویش از غم زرد و ہر دو لب کبود | پس سلیمان گفت اے خواجہ چہ بود

ترجمہ: ہونٹ نیلے اور منہ پر مردنی | یوں کہا حضرت نے تجھپر کیا بنی

گفت عزرائیل در من اینچنین | یک نظر انداخت پر از خشم و کین

ترجمہ: وہ لگا کہنے کہ با خشم و خطر | مجھپہ عزرائیل نے ڈالی نظر

شرح۔ اینچنین سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس شخص نے ڈراؤنی صورت بنا کر ملک الموت کی نقل کی ہوگی۔

گفت اکنون ہین چہ میخواہی بخواہ | گفت فرما باد را اے جان پناہ

ترجمہ: بولے وہ کیا چاہتا ہے ہمسے چاہ | بولا یہ کہدے ہوا سے جان پناہ

تا مرا زینجا بہندستان برد | بو کہ بندہ کان طرف شد جان برد

ترجمہ: تا کہ لیجائے مجھے ہندوستان | بندہ کو ملجائیگا واں امن جان

شرح یعنے شاید بندہ اسطرف جاکر جان بر ہوجائے شد بمعنے شدہ در رفتہ ہے اور بو مخفف بود۔

نک ز درویشی گریزانند خلق | لقمۂ حرص و عمل رانند خلق

ترجمہ: فقر سے خلقت کو نفرت ہے غضب | لقمۂ حرص و عمل کی ہے طلب

ترس درویشی مثال آن ہراس | حرص و کوشش را تو ہندستان شناس

ترجمہ: خوف درویشی ہے گویا وہ ہراس | حرص کو ہندوستان کر لے قیاس

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ نک مخفف اینک یعنے اسبات کو دیکھ کہ خلقت فقر اور مسکنت سے بھاگ کر جدا ہے حرص و کوشش پیدا کرتی ہے۔ یعنے لوگ خوف فقر سے مال جمع کرتے ہیں یا اسکے جمع کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن تو اس خوف درویشی کو اس خوف پر قیاس کر جو جلیس سلیمان پر طاری ہوا تھا اور حرص و کوشش کو ہندوستان جان۔ یعنے جسطرح اس شخص کا موت سے خوف کرنا اور ہندوستان جانا اسکو جانبر نکر سکا اسیطرح فقر و مسکنت سے بھاگنا اور حرص و کوشش میں پڑنا فقر سے نجات نہیں دیسکتا۔ بعض نسخوں میں بجائے عمل امل ہے جس سے طول امل مراد ہے۔ رانند صیغہ مضارع جمع غائب مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا جس سے مراد لقمہ کھانا ہے۔

باد را فرمود تا او را شتاب | برد سوے قعر ہندستان بر آب

ترجمہ: حکم پانی ہی ہوا پھر بے گمان | لیگئی اسکو سوے ہندوستان

شرح یہاں سے مولانا قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں قعر بمعنے درمیان ہے اور بر آب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اسکو ہندوستان کے کسی جزیرے پر لیگئی جو پانی میں تھا۔ فائدہ حضرت سلیمانؑ چونکہ انسانوں اور دیووں پریوں اور حیوانوں کے علاوہ ابر اور ہوا پر بھی حاکم تھے اسلیئے حضور کے حکم سے ہوا نے اس شخص کو فوراً ہندوستان میں پہنچا دیا تھا۔

روز دیگر وقت دیوان لقا ۔ شہ سلیمان گفت عزرائیل را

ترجمہ ۔ دوسرے دن وقت دیوان لقا ۔ یون سلیمان نے فرشتے سے کہا

شرح ۔ دیوان لقا ۔ ملاقات کی کچہری جس کچہری مین بادشاہ لوگون سے ملاقات کیا کرتے ہین ۔ دیوان عام

کان مسلمان را بخشم از چہ سبب ۔ بنگریدی باز گو اے پیک رب

ترجمہ ۔ اُس مسلمان پہ یہ خفگی کا سبب ۔ کیا ہوا کہہ تو سہی اے پیک رب

اے عجب این کردہ باشی بہر آن ۔ تا شود آوارہ او از خانمان

ترجمہ ۔ اُسلیے یہ قہر تہا اے مہربان ۔ تا وہ ہو آوارہ وہ بے خانمان

شرح ۔ یعنے اے ملک الموت تعجب ہے تم نے اُسکے خانمان سے آوارہ کرنیکے لیے ۔ اُس پر قہر کی نگاہ کیون کی تہی ۔ کہ وہ غریب خوفزدہ ہوکر تمہارے ڈر سے ہندوستان مین جلاوطن ہو گیا ۔

گفت اے شاہ جہان بیزوال ۔ فہم کژ کرد و نمود او را خیال

ترجمہ ۔ بولا وہ اے شاہ ملک بے زوال ۔ ہے غلط اُسنے کیا جو کچھ خیال

من ورا از خشم کے کردم نظر ۔ از تعجب دیدمش در رہ گذر

ترجمہ ۔ یعنے کب کی اُسپہ غصہ کی نظر ۔ وہ تعجب کی نگہ تہی سر بسر

شرح ۔ یعنے ملک الموت نے یہ کہا کہ اے سلیمان دین و دنیا کے بادشاہ اُس شخص کی سمجھ ٹیڑہی تہی کہ میری تعجب کی نگاہ کو نگاہ خشم آلود خیال کیا ۔ یعنے غصہ سے نگاہ نکی تہی بلکہ تعجب سے دیکھا تہا کہ اِسکی جان نکالنے کا وقت ہندوستان مین قریب آگیا ہے ۔ اور یہ یہان موجود ہے ۔ گو مطبوعہ نسخون مین دوسرا شعر نہین پایا جاتا مگر خاکسار شارح کے نزدیک ہونا ضرور چاہیئے ۔ کیونکہ اسکے بغیر قصہ کا مضمون تمام نہین ہوتا ۔

کہ مرا فرمود حق کامروز ہان ۔ جان او را تو بہ ہندستان ستان

ترجمہ ۔ امر حق تہا مجکو اُسکی شان مین ۔ جان لے اُسکی تو ہندستان مین

دیدمش او را و بس حیران شدم ۔ در تفکر رفتہ سرگردان شدم

ترجمہ ۔ اُسکو مین یہان دیکھکر حیران رہا ۔ فکر مین غلطان و سرگردان رہا

از عجب گفتم گر او را صد پرست ۔ زو بہ ہندستان شدن دور اندر است

ترجمہ ۔ سوچتا تہا مین کہ گر ہون لاکھ پر ۔ ہند مین پہنچیگا کیونکہ یہ بشر

چون بامر حق بہ ہندستان شدم ۔ دیدمش آنجا و جانش بستدم

ترجمہ ۔ حکم حق سے مین گیا ہندوستان ۔ اُسکو دیکھا اور نکالی اُسکی جان

شرح یہانتک ملک الموت کا مقولہ تمام ہوا۔ پچھلے شعر مین لفظ اندر زائد ہے۔ آیندہ مولانا فرماتے ہین۔

	تو ہمہ کار جہان را ہمچنین	کن قیاس و چشم بکشا و ببین
ترجمہ	کھول آنکھین عقل ہے گر تیرے پاس	کار دنیا کو اسی پر کر قیاس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے ایمخاطب تو تمام دنیا کے افعال کو اسی حکایت پر قیاس کر اور یہ جان لے کہ الحذر لا یغنی عن القدر۔ بچاؤ۔ اور حیلہ اور جد و جہد تقدیر کو ٹال نہین کرسکتا۔ کام جبھی بنتا ہے کہ تقدیر موافق تدبیر ہو۔ اور اللہ تعالے کو بنانا منظور ہو اپنے جد و جہد سے ہرگز مطلب براری نہین ہوسکتی۔

	از کہ بگریزیم از خود این محال	از کہ برتابیم از حق این وبال
ترجمہ	کس سے بھاگین نفس سے ہے بالکل محال	حق سے منہ پھیرین سراسر ہے وبال

شرح۔ یعنے ایمخاطب ہم کس سے بھاگ کر جائین کیا اپنے نفس سے یہ بات محال ہے آدمی اپنے نفس سے نہین بھاگ سکتا۔ اور ہم کس سے اعراض کرین کیا ذات حق سے یہ سراسر ناگوار اور دشوار ہے پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے۔ یعنے جسطرح اپنے نفس سے بھاگنا اور جدا ہوجانا مشکل ہے اسیطرح قبضۂ قدرت الٰہی سے بھاگنا محال ہے قرآن مجید مین ہے اللہ معکم اینما کنتم یعنے تم جہان ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے حق سے مراد امر حق ہے۔ دوسری آیت ہے اینما تکونوا یدرککم الموت تم کہین جاؤ مگر موت پہنچ رہیگی۔

	باز ترجیح شیر جہد را بر توکل و فوائد جہد بیان کردن
ترجمہ	پھر شیر کا جہد کو توکل پر ترجیح دینا اور محنت و مشقت کے فوائد کا ذکر

	شیر گفت آرے ولیکن ہم ببین	جہد ہائے انبیا و مرسلین
ترجمہ	شیر بولا سچ ہے لیکن بالیقین	دیکھ جہد انبیا و مرسلین

شرح یعنے شیر نے کہا کہ ہان توکل بیشک صفت حمیدہ ہے لیکن جہد بھی بیکار چیز نہین۔ ایمخاطب تونے جہان توکل کی خوبیان دیکھی ہین وہان یہ دیکھ کہ جہد انبیا و مرسلین اور مومنین کا فعل ہے اگر یہ بیکار اور عبث ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس سے الگ رہتے۔ اعلاء دین کے لیئے انبیا نے بہت اذیتین اٹھائی ہین۔ یہانتک کہ بعض نبی شہید ہوگئے ہین علے ہذا القیاس ایمان والون نے راہ خدا مین بڑی بڑی تکلیفین اٹھائی ہین۔

	سعی ابرار و جہاد مومنان	تا بدین ساعت ز آغاز جہان
ترجمہ	امر حق ہین جد و جہد مومنان	انتہا تک ہے ز آغاز جہان
	حق تعالے جہدشان را راست کرد	آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
ترجمہ	سربسر مقبول حق ہے سعی و درد	آنچہ جو گزری جفائے گرم و سرد

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے اُنکے جہاد اور تحمل جفائے گرم و سرد زمانہ کو ضایع نہین کیا۔ بلکہ نتیجہ جہد کو صحیح اور ثابت کر کے دکہا دیا۔ یہ انہین کے جہد و کوشش کا طفیل ہے کہ دین متین اور شرع رب العالمین آجتک باقی ہے لفظ جہان کے بعد لفظ باقی یا موجود ست محذوف ہے۔

✓	حیلہا شان جملہ حال آمد لطیف	کل شئی من ظریف ہو ظریف
ترجمہ	کسطرح احسن نہون فعل دلی	ہے پہلون کی ہر ادا ہر شئے بہلی

شرح لطیف صفت حال ہے۔ یعنے اُنکے تمام افعال اور مجاہدے لفحوائے مصرع ثانی حالت لطیف کی صورت مین آگئے کیونکہ اُنہون نے سب سے پہلے نفس کشی اختیار کی تہی سو دیکھہ لیجے نفس لوامہ وملہمہ نفس مطمئنہ بنگیا۔ کیونکہ نادر شخص کی ہر شئے نادر ہوتی ہے دوسرے مصرع کی تحقیق پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

✓	دامہا شان مرغ گردونی گرفت	نقصہا شان جملہ افزونی گرفت
ترجمہ	مرغ گردونی ہے اُنکے دام مین	روز افزونی ہے اُنکے کام مین

شرح دام سے جہد انبیا مراد ہے اور مرغ گردونی سے مراتب عالیہ اور وصال الٰہی۔ دوسرے مصرع کا یہہ مطلب ہے کہ دنیوی نقصانات کہ عمداً ترک دنیا سے اُنکو حاصل ہوئے تہے آخرت مین زیادتی اجر کے باعث ہو گئے۔

✓	جہد میکن تا توانی اے کیا	در طریق انبیاؤ اولیا
ترجمہ	جسقدر طاقت ہو تجہین جہد کر	یہ طریق انبیا ہے سربسر

شرح کیا یعنے پہلوان وخداوند و پاکیزہ اس لفظ کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اور در طریق انبیاء جہد میکن کے متعلق ہے فائدہ۔ نفس بمعنے جان و روح و حقیقت وہستی وعین ہر چیز ہے۔ گو نفس فی الواقع ایک شئے ہے مگر صوفیہ کے نزدیک باعتبار وصف اسکے تین قسمین ہین اول نفس امّارہ یعنے لذت دنیا اور حظ نفسانی کی طرف امر کرنیوالا۔ اِنّ النفس لامّارة بالسوء کا مصداق۔ چنانچہ عوام کا نفس اس نفس کو نفس بہیمیہ بہی کہتے ہین۔ دوم نفس لوامہ یعنے اپنے آپ کو گناہون پر ملامت کرنیوالا یہ نفس صلحا اور اولیا کا ہے جسکی قسم اللہ تعالےٰ نے کہائی ہے لا اُقسم بالنفس اللوامہ۔ سوم نفس مطمئنہ جو اوصاف ذمیمہ سے الگ ہو کر اخلاق حمیدہ کے ساتہ متصف ہو گیا ہو۔ اور باطمینان تمام قرب الٰہی مین اسما وصفات حق کے سیر کرتا ہو جسکی بابت یا ایتہا النفس المطمئنہ نازل ہے۔ بعض نے چوتہا نفس نفس ملہمہ اور بڑہایا ہے جس سے نیکیون کے ارادے دلمین راہ پاتے ہین۔

✓	با قضا پنجہ زدن نبود جہاد	زانکہ این را ہم قضا بر ما نہاد
ترجمہ	پنجہ کرنا ہے قضا سے جہد کب	کیونکہ جہد وکسب بہی ہے حکم رب

شرح۔ شیر کہتا ہے کہ اے نخچیر دستنے جو یہ گمان کیا ہے کہ جہد اور کسب قضائے الٰہی کے ساتہ معارضہ اور جنگ ہے

یہ گمان غلط ہے کسب اور جہد قضائے الٰہی کو رد نہین کرسکتا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ کسب و جہد خود قضائے الٰہی ہے جو ہمپر مقرر ہوی ہے اور جبکہ کسب قضائے الٰہی ہے تو اسکا ترک بیشک معارضۂ قضائے الٰہی ہوگا اور نفس امّارہ کی اطاعت اسکا نام رکھا جائیگا۔ جہاد بمعنے جہد ہے۔ یعنے حلال کام مین محنت و سعی کرنا۔

کافرم من گر زیان کردست کس	در رہ ایمان و طاعت یکنفس
ترجمہ: مین ہون کافر گر رہِ ایمان مین	ایکدم کوئی رہے نقصان مین

شرح۔ یعنے اگر میرا یہ عقیدہ ہو کہ انبیا و مرسلین اور مومنین نے راہِ ایمان اور طاعت مین جہد کرنیسے نقصان حاصل کیا ہے تو مین کافر ہون۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْن۔ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اور مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا۔ یعنے اللہ نیک کارونکا اجر ضایع نہین کرتا اور ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا اجر ملتا ہے۔

سر شکستہ نیست این سر را مبند	یکدو روزے جہد کن باقی بخند
ترجمہ: سر نہ پھوٹا ہو تو پٹی کیا ضرور	ایک دو دن جہد کر پھر ہے سرور

شرح۔ یعنے اے حیلہ جو اور مکار جبری نہو۔ تیرا سر نہین پھوٹا۔ پھر اسکو باندہتا کیون ہے یعنے ترک طاعات کے لیے حیلہ نڈہونڈ ایک دو دن جہد کرے اور ہمیشہ شادکام رہ ایک دو روز سے مراد دنیا ہے کیونکہ بعض صوفیہ کا مقولہ ہے اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلُوْہَا طَاعَۃً یعنے دنیا ایک ساعت ہے۔ اِس ساعت کو طاعت مین گذار دے۔

بد محالے جست کو دنیا بجست	نیک حالے جست کو عقبا بجست
ترجمہ: طالب دنیا ہے بیشک بدسگال	طالب عقبے ہے مرد نیک حال

شرح۔ محال جمع محل ہے یعنے جسنے دنیا ڈہونڈی اُسنے بہت برے ٹہکانے ڈہونڈے۔ کیونکہ دنیا مطلوب ہے

مکرہا در کسب دنیا بارد ست	مکرہا در کسب عقبا وارد ست
ترجمہ: مکرہائے کسب دنیا ہین ذلیل	مکرہائے کسب عقبا ہین جلیل

شرح۔ یعنے حیلۂ کسب دنیا جائز سہی مگر کسب دنیا مین اسقدر انہماک کہ خدا سے غافل کردے حیلۂ بارد اور مکروہ اور مردود ہے اور ترک دنیا کا مکر و حیلہ اور جہد ہر حال مین مستحسن اور جائز ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ دنیا کی محبت سارے گناہون کی سردار ہے بسیکڑون آدمی اسی دنیا کی محبت مین خدا سے غافل ہوکر کافر ہوگئے ہین۔

مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد	آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد
ترجمہ: مکر عقبا کیا ہے زندان توڑنا	مکر دنیا ہے اُسے کم چھوڑنا

شرح۔ اِس شعر مین مولانا مکر و حیلۂ ترک دنیا اور کسب دنیا کا فرق بتاتے ہین۔ حیلۂ ترک دنیا یہ ہے کہ آدمی اِس قیدخانہ کو کہود ڈالے اور اِس سے نجات پا جائے۔ کیونکہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِن دار دہولسے۔ یعنے حبّ دنیا کو دل مین

جگہ نہ دے اور کسب دنیا یہ ہے کہ اس قید خانہ کے گڑھے کو بھر دے یعنے دنیا سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسکا طالب بنا رہے یہ ناجائز اور نامعقول کرب ہے۔

این جہان زندان و ما زندانیان — حفرہ کن زندان و خود را وارہان

ترجمہ: یہ جہان زندان ہے اور قیدی ہیں ہم — اِس سے چھوٹ اور توڑ زندان الم

شرح- یعنے دنیا قید خانہ ہے اور ہم قیدی ہیں ایخاطب اِس قید خانہ کو توڑ یعنے محبت دنیا کو چھوڑ اور طلب عقبےٰ مین سعی کر

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ترجمہ: کیا ہے دنیا؟ حق سے غفلت بالیقین — جورو بچے مال و زر دنیا نہین

شرح یعنے ہم جو ترک دنیا کی ترغیب دے رہے ہین اِس سے یہ مراد نہین کہ اپنے مال اور بیوی بچون کو چھوڑ دے بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا سے غافل کرنیوالی چیز کو ترک کر دے۔ کیونکہ دنیا اُسی کا نام ہے جو باعث غفلت ہو۔ حدیث شریف مین آیا ہے ما الہاک عن اللہ فہو دنیاک یعنے جو تجھے خدا سے غافل کر دے وُہ تیری دنیا ہے۔ قماش یعنے رخت۔ دجامہ ریشمی و متاع خانہ و یعنے جوہر و صنعت۔ یہان دنیوی مال و اسباب مراد ہے۔

مال را گر بہر دین باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول

ترجمہ: ہے برائے مال دینی اے جہول — نعم مالٌ صالحٌ قولِ رسول

شرح- حدیث شریف مین آیا ہے۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ یعنے نیک آدمی کے پاس اچھا مال ہو تو بہت اچھا ہے مال صالح سے مراد مال حلال ہے جو حقوق اللہ مثلاً حج و زکوۃ۔ اور حقوق العباد مثلاً نفقہ اہل وعیال پر خرچ ہو۔ اور مرد صالح سے مراد وُہ شخص ہے جسکے دلمین محبت دنیا باقی نہ رہی ہو۔ خلاصہ یہ کہ دینی کامون کے لیئے اگر مال جمع کیا جائے تو کسیطرح قابل ملامت نہین ہے۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است — آب اندر زیر کشتی پشتی است

ترجمہ: آب کشتی مین ہے تو بیکار ہے — اور نیچے ہے تو بیڑا پار ہے

شرح- اِس شعر مین مال کے ضرر اور نفع کو ایک مثال مین بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جسطرح پانی اگر کشتی کے اندر آجائے تو اُسکو ہلاک کر دیتا ہے اور ڈبو دیتا ہے اور کشتی کے نیچے رہے تو اُسکی حمایت کرتا ہے یعنے اُسکو پار کر دیتا ہے۔ اسیطرح مال اور حب دنیا ہے اگر داخل قلب ہے تو ہلاک کر دیگا۔ اور اگر خارج قلب رہا اور صرف دینی۔ اور ضروری کامون کے لیے جمع کیا گیا۔ تو نجات دلوائیگا

چونکہ مال و ملک را از دل براند — زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند

ترجمہ: تہے سلیمان بادشاہ ملک گو — کہتے تہے مسکین اپنے آپ کو

شرح ۔ حضرت سلیمان باوجود سلطنت دین و دنیا و حکومت دیو و پری و مملکت باد وایر چونکہ حب بناتر کہتے تھے اسلیئے اپنے آپ کو مسکین کہا کرتے تھے اور کہانا مسکینوں کے ساتہ کہاتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے المسکین یاکل مع المسکین مسکین اسکو کہتے ہیں جسکے پاس ایک وقت کا کہانا بھی نہو۔

	ازدل پرباد فوق آب رفت		کوزہ سربستہ اندر آب زفت	
	چونکہ خالی ہو رہے گا آب پر		ڈالیئے کوزہ اگر منہ باندکر	ترجمہ

شرح ۔ آب زفت ۔ آب عریض و عظیم و عمیق ۔ اس شعر میں اس شخص کی حالت جسکا دل حب دنیا سے خالی ہو ایک مثال میں بیان ہوی ہے یعنے جسطرح ایک خالی آبخورہ کا منہ باندکر گہرے پانیمین ڈالدیتے ہیں وہ آبخورہ پانی کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا اور ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے اور اس سبب سے کہ خالی ہے اور اندر ہوا ہی ہوا بھری ہوی ہے پانی پر تیرتا رہتا رہتا ہے اور ہرگز نہیں ڈوبتا اسیطرح اس شخص کا حال ہے جسکا دل حب دنیا سے خالی اور ہوائے محبت الٰہی سے بہرا ہوا ہو ۔ وہ بہی بحر دنیا مین ہرگز غرق نہوگا ۔ کیونکہ اسکا منہ لذائذ دنیا سے بندہا ہوا ہے ۔ اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہے ۔

	برسر آب جہان ساکن بود		باد درویشی چو در باطن بود	
	بالیقین پانی پہ وہ ٹھیرا رہا		جسکے دلمین ہے فقیری کی ہوا	ترجمہ

شرح ۔ یعنے اگر درویشی اور فقر کی ہوا باطن مین ہوگی اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہوگا جیسا کہ وہ آبخورہ خالی تہا تو ایسا شخص بحر دنیا پر ساکن رہیگا ۔ اور اسمین غرق نہوگا جسطرح تیرک پانی پر ٹہرجاتا ہے

	کش دل از نفخۂ الٰہی گشت شاد		آب نتواند مرا و را غوطہ داد	
	جسکے دلمین ہو ہوائے عشق رب		اسکو پانی غوطے دیسکتا ہے کب	ترجمہ

شرح ۔ یعنے جسکا دل ہوائے محبت الٰہی سے خوش ہے وہ اس پانیمین غوطے نہین کہاتا ۔ بلکہ تیرتا رہتا ہے

	ملک در چشم و دل او لاشے ست		گرچہ اینجملہ جہان ملک وے ست	
	وہ سمجھتا ہے پر اسکو ہیچ سے		گرچہ یہ سارا جہان ملک اسکی ہے	ترجمہ

شرح ۔ مصرع اول مین ضمیر وے کیسو کے ذات حق اور ضمیر او کیسوے تارک دنیا راجع ہے یہ بہی ممکن ہے کہ دونو ضمیرین تارک دنیا کی طرف ہون یعنے اگرچہ درویش سارے جہان پر متصرف ہوتا ہے مگر پہربہی یہ سب اسکے نزدیک لاشے ہے ۔

	پر کنش از باد مہر من لدن		پس دہان و دل مبند و مہر کن	
	اور ہا وہ یاد حق درتو نہین بھر		پس دہان و دل پہ اپنے مہر کر	ترجمہ

شرح ۔ یعنے ایمخاطب دہن کو لذائذ دنیا سے اور دلکو محبت ماسوے سے روک کر ہوائے محبت اسرار الٰہی

سے پُر کرے۔ تاکہ تو بحر دنیا مین غرق نہو۔ مِن لدن سے مراد وہ ذات پاک ہے جسکی جانب سے اسرار دلمین آتے ہین بعض نسخون مین پرکنش از بادِ کبر من لدن ہے۔ یعنے چشم و دلکو ہوائے کبریائی حق سے پُر کر۔ کیونکہ اس حالت مین اُسکی کبریائی کے آگے تیرے دلمین دنیا کی عظمت بالکل نہ رہیگی جو مقصود اولیاء اللہ ہے۔ اور بعض نسخون مین پرکنش از باد گیر من لدن ہے۔ باد گیر اُس روزن کو کہتے ہین جو ہوا کے لیئے مکانون مین رکھے جاتے ہین یعنے دل اور آنکھ مین ایسے روزن پیدا کرے جن سے اسرار معرفت ہوا کی طرح پہنچتے رہین۔

✓	جہد حق ست و دوا حق ست و درد		منکر اندر نفی جہدش جہد کرد	
ترجمہ	راست ہے کوشش دوا و درد حق		منکر کوشش کو ناحق ہے قلق	

شرح۔ اس شعر مین سوفسطائیہ کا رد ہے جو حقائق اشیاء کو غیر ثابت کہتے ہین۔ یعنے جہد اور کسب حق ہے اور علے ہذا القیاس و درد اور دوا بھی جہان مین موجود ہے۔ اور منکر نے جو جہد اور سعی شیر کی نفی مین کوشش کی ہے یہ بیفائدہ ہے ضمیر شین شیر کی طرف راجع ہے یا جاہد یعنے جہد کرنیوالے کی طرف جو جہد سے سمجھ مین آتا ہے سوفسطائی اشیاء کا انکار کرتے ہین۔ مگر یہ نہین جانتے کہ یہ انکار ہی فی الحقیقت اثبات ہے اسلیئے متکلمین نے کہا ہے کہ الاشیاء ثابتۃ اذ فی نفیہا اثباتٌ یعنے اشیاء کا ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ اگر اُنکی نفی کیجائے تو یہ نفی بھی تو کوئی چیز ہی ہوگی۔ پس تو جب نفی کا ثبوت ہوگیا تو شئے کے ثبوت مین کیا عذر رہا۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے ملاحظہ ہو

✓	کسب کن جہدے نمائے و سعی کن		تا بدانی سِرّ علم من لدن	
ترجمہ	کسب کر محنت اُٹھالے مردِ دین		تا کھلین اسرار رب العالمین	
✓	گرچہ انجملہ جہان پُر جہد شد		جہد کے در کام جاہل شہد شد	
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان پُر جہد ہے		جہد جاہل کے لیئے کب شہد ہے	

شرح یعنے منکر سوفسطائی۔ اور جاہل و کاہل کو جہد اور ریاضت خوشگوار نہین معلوم ہوتی۔ جہد سے دینی کوشش مراد ہے۔ جو خدا کے رستے مین کیجائے البتہ اپنی یا اپنے اہل عیال کی پرورش کے لیے طلب رزق حلال مین سعی کرنی دینی کوشش ہے

✓	زین نمط بسیار برہان گفت شیر		کز جواب آن جبریان گشتند سیر	
ترجمہ	شیر سے سنکر جواب با صواب		رہ گئے وہ جانور سب لاجواب	

شرح یعنے شیر نے نخچیرون کے روبرو فضیلت جہد کے لیئے دلائل بیان کیے کہ وہ سب جواب سے عاجز رہگئے اور شیر کے مقولہ کو مان لیا۔ جانورون کو جبری اسلیئے کہا گیا کہ وہ سعی اور کوشش کو بُرا جانتے تھے۔

		✓	مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل	
ترجمہ	کسب و جہد کی ترجیح کا توکل پر اچھی طرح ثابت ہو جانا			

✓	روبہ و خرگوش و آہو و شغال	جبر را بگذاشتند و قیل و قال
ترجمہ	لومڑی خرگوش۔ گیدڑ اور ہرن	شیر کے آگے ہوئے سب بے سخن
✓	عہدہا کردند با شیر ژیان	کاندرین بیعت نیفتد در زیان
ترجمہ	اور یہ بولے کہ اے شیر ژیان	ہے ہمارا عہد بالکل بے زیان
✓	قسم ہر روزش بیاید بے ضرر	حاجتش نبود تقاضائے دگر
ترجمہ	روز روز سینہ ملے گا بالیقین	اسمین کچھ حاجت تقاضے کی نہین

شرح۔ یعنے تمام جانورون نے قیل و قال اور بحث و سوال کو ترک کرکے جہد کی ترجیح کو توکل پر تسلیم کرلیا شیر کے ساتھ ہر روز اُسکے پیٹ کے لایق کہانا پہنچانیکا عہد کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کی غذا بی ضرر اور بلا تقاضا آپکے پاس ہر روز پہنچ جایا کریگی آپ ہمارا خون کرنا چھوڑ دین گویا جانور شیر سے دبگئے اور ہار کر صلح کرلی بیعت سے مراد اقرار ہے ژیان بمعنے خشمناک اور قسم بمعنے حصہ ہے بعض نسخون مین بے ضرر کیجگہہ بے جگر ہے بمعنے بلا مشقت

✓	عہد چون بستند و رفتند آن ہمہ	سوئے مرعے امین از شیر ژیان
ترجمہ	عہد یہ کرکے گئے سب جانور	شیر سے بیخوف ہو کر اپنے گہر
✓	جمع بنشستند یکجا آن وحوش	اوفتادہ در میان جملہ جوش
ترجمہ	اور بیٹھے جمع ہو کر ایک جا	لیکن اُنمین اسلیئے اک جوش تہا

شرح۔ جانورون مین جوش و خروش واقع ہونیکی یہ وجہ تہی۔ کہ اُنہون نے شیر سے اسبات پر صلح کی تہی کہ ہم مین سے ایک جانور روز شیر سے غذا بننے کے لیے حاضر ہوا کریگا۔ مگر حاضر ہوتے وقت ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوئی اور اپنے آپ کو بچاکر ہر جانور دوسرے کو شیر کی خدمت مین جانیکے لیئے مجبور کرنے لگا۔ وہ کہتا تہا تو جا یہ کہتا تہا تو جا۔

✓	ہر کسے تدبیر و رائے میزدے	ہر کسے در خون ہر یک میشدے
ترجمہ	ہر کسیکی اک نئی تقریر تہی	دوسرے کے خون کی تدبیر تہی

شرح یعنے ہر جانور اپنی تدبیر الگ اور اپنی رائے جُدا ظاہر کرتا تہا۔ مثلاً ہرن کہتا تہا کہ آج خرگوش کو جانا چاہیئے اور خرگوش کہتا تہا گیدڑ کو اور گیدڑ ہرن کو۔ در خون کسے شدن در قصہ ہلاک او بودن

✓	عاقبت شد اتفاق جملہ شان	تا بیاید قرعۂ اندر میان
ترجمہ	متفق آسپر ہوئے انجام کار	قرعہ سے لازم ہے اب اتمام کار

شرح قرعہ وہ چیز جس سے فال لیتے ہین۔ یعنے انجام کار فیصلہ اسپر ہوا کہ قرعہ مین جسکا نام نکلے آج وہی جانور شیر کی غذا بننے کے لیئے جائے۔ جھگڑے اور نزاع کے وقت قرعہ ڈالنا اور اُسکے مطابق عمل کرنا جائز ہے۔

	قرعہ بر ہر کو زدی او طعمہ است	بے سخن شیر ژیان را لقمہ است
ترجمہ	قرعہ اندازی مین نکلے جسکا نام	شیر کا لقمہ بنے وہ لا کلام
	ہمبرین کردند آنجملہ قرار	قرعہ آمد سر بسر را اختیار
ترجمہ	سب نے اسپر کر لیا عہد و قرار	اور ٹھیرا قرعہ پر انجام کار
	قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز	سوے آن شیر او دویدے ہمچو یوز
ترجمہ	قرعہ پڑ جاتا تھا جسکے نام پر	تھا وہی بہر غذائے شیر نر

شرح روز روز۔ یعنے یوماً فیوماً۔ اور یوز بمعنے چیتا ہے جانور کو صرف دوڑنے مین چیتے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ چیتے کی دوڑ مشہور ہے۔ یہ مطلب نہین کہ جانور ایسے دوڑتے تھے جیسا چیتا شیر کی طرف دوڑتا ہے۔ پہلے شعر مین لفظ زدی بمعنے فتدے ہے یعنے جسکے نام کا قرعہ پڑتا تھا وہی شیر کی غذا اور اُسکا روزینہ بنجاتا تھا۔

جواب گفتن خرگوش مر آن نخچیران را

ترجمہ: خرگوش کا اُن تمام نخچیرون کو جواب دینا

	چون بخرگوش آمد این ساغر بدور	بانگ زد خرگوش کاخر چند جور
ترجمہ	جب بڑھا خرگوش کی جانب یہ دور	یون کہا کبتک رہے گا ہمپہ جور

شرح۔ یعنے جب خرگوش کی نوبت آئی تو اُسنے اور جانورون سے چلا کر کہا کہ یہ ظلم اور زبردستی جو شیر کی ہمپر ہے کبتک رہے گی۔ اسکے دفعیہ کی کوئی ایسی تدبیر ضرور چاہیئے جس سے شیر ہلاک ہوجائے۔

	قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما	جان فدا کردیم در عہد و وفا
ترجمہ	بولے سب نخچیر با صد جد و جہد	ہم وفا کرتے رہے ہین اپنا عہد

شرح۔ عہد و وفا باضافت مقلوب بمعنے وفائے عہد جو شیر سے کیا تہا۔ اور چندین گاہ بمعنے عرصہ دراز ہے۔

	تو مجو بدنامی ما اے عنود	تا نرنجد شیر رو رو زود زود
ترجمہ	ہمکو بدنامی نہ دے اے بہیا	شیر رنجیدہ نہو جلدی سے جا

شرح۔ عنود بمعنے سرکش۔ یعنے اے سرکش خرگوش جلد جا تاکہ شیر ناراض نہو جائے وعدہ خلافی اچھی نہین ہوتی ہم عرصے سے حسب وعدہ شیر کے لیئے جان فدا کر رہے ہین تو بہانے کیون ڈہونڈتا ہے معنوی طور پر خرگوش سے مراد عقل معاد ہے جب اسنے دیکھا کہ مجکو شیر نفس امارہ شکار کیا چاہتا ہے تو اپنے ہمجنس اور اتباع یعنے قوائے روحانی اور حواس ظاہر و باطن کے مجمع مین چلائی اور نفس امارہ کے مکر اور وسوسون سے نجات پانے کی تدبیر کی۔ مگر پہلے شعر سے معلوم ہوچکا ہے کہ خرگوش کے اتباع یعنے قوائے روحانی کو نفس امارہ نے مغلوب کر دیا ہے اور یہ بات اُس سے دبے ہوئے ہین

عقل معاد جبتک انکی مخالفت نکریگی اُسکو ہلاک نہ کریگی۔ چنانچہ انجام کار خرگوش (عقل معاد) نے شیر نفس کو ہلاک کر ہی دیا

انکار کردن نخچیران وجواب خرگوش ایشان را

ترجمہ: نخچیرونکا انکار کرنا اور خرگوش کا اُنکو جواب دینا

گفت اے یاران مرا مہلت دہید | تا بمکرم از بلا بیرون جہید

ترجمہ: بولا پہر خرگوش مہلت دو مجھے | شیر سے تا جان تم سبکی بچے

شرح۔ بعض نسخون مین از بلا ایمن شوید ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے مگر نسخۂ متن مین قافیہ کی ترجیح نہایت خوب ہے

تا امان یابد بمکرم جان تان | ماند این میراث فرزندان تان

ترجمہ: کیا عجب تمکو ملجائے امان | اور بچے آگے کو سب بچون کی جان

شرح۔ تان بمعنے شما یعنے مین ایک حیلہ کرتا ہون جس سے تمہاری جانین ہلاکت سے بچینگی۔ اور یہ مکر تمہاری اولاد مین بطور میراث باقی رہیگا۔ یعنے آیندہ کے لیئے اسکا نتیجہ اچھا ہوگا۔ تمہاری اولاد اپنے زمانہ کے شیرونکو مار ڈالا کریگی اسصورت مین ماند بصیغہ مضارع ہے۔ نیز ممکن ہے کہ ماند بصیغہ ماضی ہو۔ اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ مجکو حیلہ کرنے دو تاکہ تمہاری جانین امان پائین۔ ورنہ یہ سمجہ لو کہ شیر کا یہ فعل ہمیشہ کے لیے بطور میراث تمہاری اولاد مین رہا جسطرح تمہین گہر بیٹھے اپنی غذا بناتا ہے۔ اُنکو بہی اسیطرح کہاجائیگا۔ پچہلے معنے پہلے سے اچہے ہین۔

ہر پیمبر امتان را در جہان | ہمچنین تا مخلصے میخواندشان

ترجمہ: پس اسی صورت سے اُمت کو نبی | کہینچتے رہتے تہے سوے مخلصی

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ بطور وعظ ہے۔ یعنے جسطرح اس خرگوش نے اپنے ہمجنسونکو نجات کی طرف بُلایا اسیطرح ہر پیغمبر اپنے اُمت کو نجات کی طرف بُلاتا تہا۔ مخلصی یا تو صیغۂ ظرف ہے یعنے جائے خلاص یا مصدر میمی بمعنے نجات۔

کز فلک راہ برون شو دیدہ بود | در نظر چون مردمک پیچیدہ بود

ترجمہ: تہین اُنہین معلوم راہین سربسر | اور مشکل مردمک تہے مستتر

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے مثلاً کوئی شخص یون کہتا تہا کہ انبیاء جس راستہ کیطرف بُلاتے تہے انہین کسطرح معلوم ہوگیا تہا کہ نجات کا طریقہ یہی ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ ہر نبی نے تائید آسمانی سے مہلکات سے باہر نکلنے کا راستہ دیکہہ لیا تہا۔ اور اسیطرف اُمت کو بُلاتے تہے۔ یعنے اللہ تعالے نے بذریعہ وحی اُنکو معلوم کرادیا تہا کہ دوزخ سے بچنے کا راستہ نفس کُشی اور ریاضت اور مجاہدہ فی سبیل اللہ اور اعمال حسنہ ہین برون شو بمعنے برون شدن ہے یا راہ برون شو اسم فاعل ترکیبی ہے۔ یعنے باہر جانے والا رستہ۔ یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ فلک کا مضاف یعنے لفظ تائید محذوف مانا جائے۔ اور اگر مضاف محذوف نمانا جائے تو گویا یہ مصرع یون ہے کہ ہر نبیے راہ برون

شدن از فلک دیدہ بود۔ یعنے ہر نبی نے آسمان سے باہر نکلنے کا رستہ دیکھہ لیا تہا۔ انبیاء گویا فلک کو چیر کر اس سے باہر نکلگئے تہے۔ یعنے اُنہون نے عذاب و ثواب اور جنت و دوزخ کی کیفیت جو چھپی ہوی ہے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کی تہی۔ دوسرے مصرع کا حاصل اور صاف مطلب یہ ہے کہ انبیاء گو آدمیون کی نظر مین آنکھہ پتلی کی طرح لپٹے ہوے یعنے ضعیف اور حقیر دکہائی دیتے تہے لیکن اُنکا باطنی نور فلک کو چیر کر باہر نکل گیا تہا۔

مردمش چون مردمک دیدند خُرد — وز بزرگی مردمک کس رہ نبرد

ترجمہ: آدمی سمجھے تہے اُنکو مردمک — ہے بڑی سے مردمک بے شبہ و شک

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمیون نے انبیا کو پتلی کی طرح چہوٹی شے اور حقیر چیز جانا۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ پتلی کا نور کہانتک پہنچتا ہے۔ خاصکر انبیا کی مردمک کا نور جو مشاہدۂ ذات حق کا متحمل ہے۔

اعتراض کردن نخچیران بر خرگوش وجواب خرگوش ایشان را

ترجمہ: نخچیرونکا خرگوش پر اعتراض کرنا اور خرگوش کا اُنہین جواب دینا

قوم گفتندش کہ اے خرگوش دار — خویش را اندازۂ خرگوش دار

ترجمہ: جانور بولے کہ اے خر ہمسے سُن — ہے تری طاقت سے باہر یہ سخن

شرح۔ یعنے جانورون نے کہا کہ اے بیوقوف گدہے سُن۔ اپنے نفس کو اپنے اندازہ پر رکھہ اور اپنی حد سے تجاوز نہو پہلے مصرع مین خر الگ ہے۔ اور گوش الگ اور دوسرے مین خرگوش ایک لفظ ہے

ہین چہ لافست این کہ از تو مہتران — در نیاوردند اندر خاطر آن

ترجمہ: تو تو کیا تجہسے بڑے اے بدسگال — دلمین لاسکتے نہین ایسا خیال

شرح۔ مہتران فاعل در نیاوردند ہے اور ضمیر آن نسوئے مکر خرگوش راجع ہے یعنے خبردار یہ کیا بیہودہ دعوے ہے جو تونے کیا۔ کیونکہ وہ جانور جو تجہسے قوی اور جسم مین بڑے اور رائے مین کامل ہین تیرے اس دعوے کو خاطر مین نہین لاتے۔ اپنے مرتبے سے بڑہکر کچہ کہنا اسراف اور جہوٹی شیخی ہے۔

مُعجبی یا خود قضا مادر پے است — ورنہ این دم لایق چون تو کے است

ترجمہ: اِس تکبر سے نہ آجائے اجل — یہ ترے لایق نہین اے بدخلل

شرح مُعجب صاحب عجب و تکبر۔ دم بمعنے کلام و دعوے یعنے اے خرگوش تجہہ جیسے ضعیف سے شیر کا مقابلہ کیونکر ہوسکیگا۔ یا تو از راہ تکبر تونے ایسا کہا ہے۔ یا شیر کے ہاتون سے تو ہمارا خون کرانا چاہتا ہے۔

گفت اے یاران حقم الہام داد — مر ضعیفے را قوی رائے فتاد

ترجمہ: وہ لگا کہنے کہ یہ الہام ہے — ناتوان پہ حق کا ایک انعام ہے

یعنے بچہ شیر کے مقابلہ میں الہام ہوا ہے جسطرح پشہ کو نمرود کے مقابلہ میں ہوا تھا اور اسکو ہلاک کر دیا تھا۔

آنچہ حق آموخت مر زنبور را ۔ آن نباشد شیر را و گور را

ترجمہ: حق سے جو زنبور کو معلوم ہے ۔ اُس سے شیر و گور خر محروم ہے

شرح۔ زنبور بمعنے مگس شہد۔ و گور بمعنے گور خر اس شعر میں خرگوش ضعیف چیز کو قوی رائے کے ملہم ہونے کی تمثیل بیان کرتا ہے

خانہا سازد پر از حلوائے تر ۔ حق برو آن علم را بکشاد در

ترجمہ: گھر بناتی ہے پر از حلوائے تر ۔ کھلگیا ہے اُسپہ علم حق کا در

آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را ۔ ہیچ پیلے داند آنگون حیلہ را

ترجمہ: کرم پیلہ کو سکہایا حق نے جو ۔ جانتا ہے پیل کب اُس کام کو

شرح۔ حلوائے تر بمعنے شہد اور دروازہ علم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے و اوحی ربک الی النحل یعنے وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکہی کی طرف کرم پیلہ دود القز۔ یعنے ریشم کا کیڑا حیلہ بمعنے کار و ہنر یعنے بعض چہوٹے جانور کیسا بڑا کام کرتے ہیں

آدم خاکی ز حق آموخت علم ۔ تا بہفتم آسمان افروخت علم

ترجمہ: آدم خاکی نے سیکہا علم حق ۔ جس سے روشن ہوگئے چودہ طبق

شرح۔ آدم خاکی سے حضرت آدم مراد ہیں۔ جنکی شان میں وعلم آدم الاسماء کلہا وارد ہے اور اسماء سے یا تو اسمائے حسنےٰ مراد ہیں۔ جو تمام موجودات کا مظہر ہیں یا اسماء جمیع مخلوقات از زمین تا آسمان ہفتم مراد ہیں۔ نیز آدم خاکی سے پیغمبر آخر الزمان بہی مراد ہو سکتے ہیں جنکا علم الیقین شب معراج میں زمین سے لیکر آسمان ہفتم اور لوح و قلم اور عرش و کرسی تک عین الیقین ہو گیا ہے اور جنکے علم لدنی کی روشنی سے قیامت تک تمام عالم منور رہے گا۔

نام و ناموس ملک را در شکست ۔ کوری آنکس کہ با حق در شکست

ترجمہ: رہگئے سارے فرشتے جس سے دنگ ۔ کور تہا کرتا رہا جو حق سے جنگ

شرح۔ یعنے علم حضرت آدم کے سبب عزت اور آبرو سے ملائکہ میں کسر واقع ہوئی اور حضرت آدم کا علم دیکہ فوق کا ملائکہ نے سبحانک لا علم لنا کہا لیکن کوری اُس شخص کے لیے ہے جسنے اللہ تعالیٰ کے ساتہ جنگ کی کوری آنکس میں اضافت لامی ہے۔ اور آنکس سے مراد شیطان ہے جسنے نافرمانی حق کر کے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا۔ پہلے مصرع میں درشکست بمعنے کسر واقع ہے اور دوسرے میں بمعنے جنگ کردہ ہے۔ اس تاویل سے قافیہ درست ہو گیا۔ یا کہیے درشکستن بمعنے جنگ کردن ہے شکستہ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے سے شیطان ملعون ہو گیا تو خدا کو سجدہ نکرنیوالیکا کیا انجام ہوگا

زاہدے شش صد ہزاران سالہ را ۔ پوز بندے ساخت آن گوسالہ را

ترجمہ: اک کہن زاہد کہ تہا جو خود پسند ۔ کردیا منہ پہ ایسے گوسالے کا بند

	تا نتاند شیر علم دین کشید	تا نگردد گرد آن قصر مشید
ترجمہ	تا رہے محروم شیر علم دین	تا نہ دیکھے قصر رب العالمین

شرح - پوز بند - یعنے دہان بند کہ گائے بہینس بکری وغیرہ کے بچے کے منہ پر اسلیئے باندہ دیتے ہین کہ ماں کا دودہ نہ پی سکے شعر کے دوسرے مصرع مین وضع مظہر بجائے مضمر ہے گویا اصل مین یہ مصرع یون تہا کہ پوزبندی ساخت آنرا لفظ گوسالہ قائم بمقام ضمیر آن ہے - اور اس وضع مظہر موضع مضمر سے یہ فائدہ ہوا کہ زاہد ششصد ہزاران سالہ کی (جس سے مراد ابلیس ہے) ایک یہ صفت بہی معلوم ہوگئی کہ وہ گوسالہ کی طرح بیوقوف و بیعقل تہا - ورنہ حکم خداوندی کو نہ ٹالتا - پوزبندی کی یائے تحتانی یائے وحدت بہی ہوسکتی ہے اور یائے مصدری بہی - خلاصہ اشعار یہ ہوا کہ زاہد ششصد لاکہہ سالہ کے لیئے جو مانند گوسالہ ہے اللہ تعالے نے پوزبند بنا یا اُسکے لیئے - پوزبندی کی اور یہ اسلیئے ہوا کہ ابلیس شیر علم دین نہ پیئے - اور اُس سے بہرہ ور نہو - کیونکہ یہ گوسالہ اس شیر کے چوسنے کے استعداد ازلی کہتا نہ تہا - اور قصر مشید - یعنے قصر مضبوط مشید بفتح میم و کسر شین گچ کردہ شدہ اِس سے مراد حضرت آدم ہین کیونکہ وُہ قصر اللہ ہین جنمین ذات حق مع جمیع اسما و صفات ظاہر ہوی ہے مگر ابلیس نے اپنی بیعقلی اور عدم استعداد ازلی کے سبب اُس مظہر اسما و صفات کو مٹی گمان گیا - اور اپنے نفس کو افضل سمجہا - اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پہ اعتماد نکرنا چاہیئے بلکہ فضل الٰہی پر تکیہ رکہے اور قصۂ ابلیس سے عبرت حاصل کرے کیونکہ استعداد ازلی کا حال کسیکو معلوم نہین - بعض شارحون نے زاہد ششصد ہزاران سالہ را کے بعد لفظ بند ساخت محذوف مانا ہے اور دونو شعرون مین لف و نشر غیر مرتب قرار دیا ہے - دوسرے شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے اور پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے -

	علمہائے اہل حس شد پوزبند	تا نگیرد شیر ازان علم بلند
ترجمہ	سب علوم ظاہری ہین پوزبند	اور نشکل شیر ہے علم بلند

شرح - اہل حس - اہل ظاہر - یعنے علمہائے گرفتاران حواس و علوم فکریہ غیر ماخوذ از وحی الٰہی پوزبند کے مانند ہین اس علم سے علم معنوی اور علم انبیا و اولیا اور علم دینی کی لذت حاصل نہین ہوتی -

	قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد	کان بگردونہا و دریا ہا نداد
ترجمہ	دلمین اک گوہر ہے ایسا بے بہا	جو نہ گردون کو نہ دریا کو ملا

شرح - یعنے اللہ تعالے کے حکم سے قطرۂ دل کو ایک ایسا جوہر ملا ہے جو اُسنے آسمانون کو دیا ہے نہ دریاؤنکو اِس گوہر سے گوہر جامعیت اسما و صفات مراد ہے جو سوائے قلب انسان کامل کے اور کہین نہین پایا جاتا - اور اِس گوہر یا بان کا مقابلہ نہ آسمان کے تارے کر سکتے ہین - نہ دریا کے موتی قطرۂ دل سے یا خود دل مراد ہے جو بصورت

قطرہ ہے یا سویدائے قلب مراد ہے جو ہر شے کے دل کے ساتھ رہتا ہے۔

چند صورت آخر اے صورت پرست	جان بے معنیست از صورت برست
ترجمہ: عشق صورت چھوڑ دے صورت پرست	جان بمعنے ہے سا اے شہوت پرست

شرح۔ چند صورت بحذف مضاف یعنے عشق صورت اور معنے سے معرفت حقیقت الٰہیہ مراد ہے جو انسان مین ظاہر ہے یعنے اگر تو معنے کا طلبگار ہے تو صورت کیطرف نہ دیکھ۔ کیونکہ صورت جان بمعنے کیطرح بیکار چیز ہے۔

گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجہل خود یکسان بدے
ترجمہ: ہر بشر ہر آدمی انسان نہین	احمد و بوجہل خود یکسان نہین
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت	زین شدن تا آن شدن فرقیست زفت
ترجمہ: جائین گر بالفرض یہ بتخانے مین	فرق ہے دونو کے آنے جانے مین
این در آید سر نہد آنرا بتان	وان در آید سر نہد چون امتان
ترجمہ: انکے آگے ہوگئے بت سرنگون	یہ بتون کے سامنے تھا خود زبون

شرح۔ فرق زفت فرق عمیق و عظیم اور بتخانہ سے مراد عالم دنیا ہے۔ رسول اللہ کے تشریف لانے سے بطور معجزہ تمام بت سرنگون ہوگئے تھے۔ اور بوجہل خود بتون کے سامنے سر جھکاتا تھا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ احمد اور بوجہل مین بہت بڑا فرق تھا۔ گو صورت انسانی مین دونو یکسان تھے

نقش بر دیوار مثل آدم است	بنگر از صورت چہ چیز او را کمست
ترجمہ: آدمی کا نقش بھی ہے آدمی	شکل صورت مین نہین ہے کچھ کمی
جان کمست آن صورت بتاب را	رو بجو آن گوہر نایاب را
ترجمہ: جان کم ہے دیکھ لے بتاب کو	ڈھونڈ لے اس گوہر نایاب کو

شرح۔ بتاب بمعنے بیقرار اور زائل ہونے والی۔ کیونکہ معنے کے مقابلہ مین صورت کو قرار نہین ہوتا بعض نسخون مین صورت باتاب بھی ہے اِس سے مراد صورت ظاہرہ اور مزین بزنگ والوان ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی فقط صورت سے انسان نہین بنتا۔ بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے دیوار پر تصویر کا نقش اسلیئے صورت مین ایسے گوہر یعنے ایسی جانکو ڈھونڈنا چاہیئے جو جامع حقیقت الٰہیہ ہو۔

شد سر شیران عالم جملہ پست	چون سگ اصحاب را دادند دست
ترجمہ: ہوگیا شیر و نکار ست اس سے زیر	بنگیا جب ہم سگ اصحاب شیر

شرح۔ یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے سگ اصحاب کہف کو قدرت معرفت اور مقبولیت عنایت فرمائی تو شیر و نکا سر اسکے سامنے پست ہوگیا

	چه زیانستش ازان نقش نفور	چونکه جانش غرق شد در بحر نور
ترجمه	کیا ہوا ر کہتا ہے گر شکل نفور	کیونکہ اسکی جان ہے غرق بحر نور

شرح یعنے سگ اصحاب کہف کو اسکی بری صورت سے کیا نقصان ہے جبکہ اسکی روح بحر نور مین غرق ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ صورت کا اعتبار نہین ہے بہت سے کالے کلوٹے بیٹے پرانے کپڑون والے امراسے پانسو برس پہلے داخل بہشت برین ہونگے۔

	وصف صورت نیست اندر خامہا	عالم و عادل بود در نامہا
ترجمه	وصف صورت کب ہے خامے مین فقط	عالم و عادل ہے نامے مین فقط

شرح۔ یعنے اہل کمال کی تحریرات قلم مین وصف صورت ظاہری نہین ہوتا۔ اہل کمال اور معنے پسند کسیکی تعریف لکھے گا تو یون لکھیگا کہ فلان شخص عالم یا عادل وغیرہ ہے یہ نہین کہ وہ کالا یا گورا یا ٹھنگنا یا لمبا ہے۔ عارفون کے نزدیک کمالات معنوی وصف مین لکھے جاتے ہین۔ صورت جمیلہ یا قبیحہ کا ذکر نہین ہوتا اور نہ اہل کمال اسکا اعتبار کرتے ہین البتہ اہل صورت کا مذہب صورت کو دیکھنا ہے۔ جو ہرگز قابل اعتبار نہین صورت اور صورت پرستی دونو چیزین فانی اور زائل ہونے والی ہین۔

	عالم و عادل ہمہ معنیست بس	کش نیابی در مکان و پیش و پس
ترجمه	وصف معنے عالم و عادل ہے بس	جو نہین رکھتا مکان و پیش و پس

شرح۔ یعنے اوصاف کمالیہ تمام کے تمام معنوی ہین کسی مکان اور جہات مین نہین پائے جاتے کیونکہ یہ جسمی اوصاف نہین ہین جو جہات ستہ مین سے کسی جہت کے مقید ہون۔ بلکہ اوصاف معنویہ نہ خارج بدن ہین نہ داخل بدن نہ اس سے متصل منفصل۔

	میزند بر تن ز سوے لامکان	می نگنجد در فلک خورشید جان
ترجمه	ہے یہ فیض لامکانی بے گمان	کیا سمائے چرخ مین خورشید جان

شرح۔ یعنے اوصاف معنویہ باتباع روح عالم غیب سے بدن پر منعکس ہوتی ہین۔ میزند بمعنے حاصل و منعکس می شود اور بدن مین تصرف کرتے ہین اگر روح علیین مین ہے تو اوصاف معنوی نیک ہونگے اور بدن سے بھی افعال نیک صادر ہونگے اور اگر سجین مین ہے تو اوصاف معنوی بد ہونگے اور بدن سے افعال بد صادر ہونگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خورشید روح جو باعتبار استعداد معرفت الٰہی خورشید آسمان سے زیادہ منور ہے اس فلک دنیا مین نہین سما سکتا۔ کیونکہ یہ فلک دنیا خود اس خورشید مین سمایا ہوا ہے اسلیئے کہ خورشید روح جب معرفت الٰہی کے استعداد رکھتا ہے تو معرفت آسمان دنیا اسکی استعداد کے ایک گوشہ مین پڑی ہوی ہے۔ پس تو خورشید روح آسمان دنیا کا مظروف نہین ہے بلکہ ظرف ہے۔

	این سخن پایان ندارد ہوشدار	گوش سوے قصہ خرگوش دار
ترجمه	انتہا رکھتا نہین ہے یہ سخن	کان لا اور قصہ خرگوش سن

شرح۔ انتقال بسوے قصہ خرگوش بعض نسخون مین بجائے گوش دار ہوشدار ہے اور مطلب دونو کا ایک ہے۔

	گوش خر بفروش و دیگر گوش خر	کین سخن را در نیابد گوش خر
ترجمہ	بیچدے یہ گوش سے گوش دگر	بات سن سکتا نہیں ہے گوش خر

شرح۔ گوش خر سے ظاہری کان (جو اسرار معرفت کو سمع قبول کے ساتہ نہ سُنے) اور دیگر گوش سے باطنی گوش مراد ہین مطلب یہ ہے کہ ہمارا سخن موقوف کی سمجہ مین نہ آئیگا اسکو صرف قصّہ کہانی سمجہیگا حالانکہ ہماری مراد ظاہری قصہ سے یہ ہے کہ طالب معنی کو حصۂ معنوی نصیب ہو۔ قصونکی ظاہری صورت مثال کے طور پر فقط سمجہانے کے لئے ہے

ذکر دانش خرگوش و بیان فضیلت و منافع دانش

ترجمہ خرگوش کی دانائی کا ذکر اور دانشمندی کی فضیلت اور فائدون کا بیان

	رو تو روبہ بازی خرگوش بین	مکر و شیر اندازی خرگوش بین
ترجمہ	دیکہہ روبہ بازی خرگوش دیکہہ	مکر و شیر اندازی خرگوش دیکہہ

شرح۔ روبہ بازی بمعنے مکر و حیلہ چنانچہ روبہ مکاری مین ضرب المثل ہے۔ اور شیر اندازی سے شیر کا کنوین کا ڈالدینا مراد ہے

	خاتم ملک سلیمان است علم	جملہ عالم صورت و جان است علم
ترجمہ	خاتم ملک سلیمان علم ہے	جسم ہے سارا جہان جان علم ہے

شرح یعنے تمام انسان و شیطان اور جملہ طیور وحیوان حضرت سلیمان کے اسلیئے تابع تہے کہ اُنکے خاتم دل مین علم معرفت الٰہی منقوش تہا۔ یا یہ کہ اُنکے ظاہری خاتم مین اسم اعظم کندہ تہا جو تمام علوم سے بہتر ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح جسم مین بلا روح کسی قسم کی قوت نہین آتی اسیطرح نظام عالم بلا علم کے تقویت نہین پاتا۔

	آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت	خلق دریاہا و خلق کوہ و دشت
ترجمہ	ہین ہنر سے آدمی کے سب ستوہ	خلق دریا خلق دشت و خلق کوہ

شرح یعنے علم کے سبب خلق دریا اور خلق کوہ و دشت آدمی سے مغلوب ہو گئی اور انسان ان سب چیزون پر متصرف بنگیا خلق دریا وغیرہ سے یا خود دریا وکوہ و دشت مراد ہین کیونکہ یہ بہی مخلوق الٰہی ہین یا دریا وکوہ و دشت کے رہنے والے مخلوق مراد ہے۔ کیونکہ انسان انپر بہی قابض اور متصرف ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی ضعیف البنیان ہے مگر اپنے ہنر سے غالب ہے

	زو پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش	زو شدہ پنہان بدشت و کہ وحوش
ترجمہ	شیر چیتے اس سے ترسان شکل موش	اس سے پنہان جنگلون مین ہین وحوش

شرح۔ بعض نسخون مین زو نہنگ بحر در صفرا و جوش دیکہا گیا ہے صفرا بمعنے خوف کیونکہ زردی رنگ خوف زدہ کی علامت ہے اور جوش بمعنے اضطراب کہ مخفف کوہ ہے انسان کو چونکہ اشرف المخلوقات اور مسجود ملائک پیدا کیا گیا ہے اسلیئے تمام دیگر مخلوقات پر اسکو حکومت دیگئی ہے تاکہ شرافت کا اظہار کوئی طور پر ہو اور خدا کی حجت اچہی طرح تمام ہو جائے۔

زو پری و دیو ساحلہا گرفت
ہر یکے در جائے پنہان جا گرفت

ترجمہ
آدمی سے ڈر کے سارے جا چھپے
دیو جن وحشت کے مارے جا چھپے

شرح۔ یعنے وحوش اور درندون اور دیو اور پریون نے انسان سے خوف کہا کر الگ رہنا اور پوشیدہ مقامون مین بسنا قبول کیا اور چونکہ خوف زدہ جس سے خائف رہتا ہے اُسکا دشمن ہوجاتا ہے اسلیئے یہ سب چیزین انسان کی دشمن نکلین چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

آدمی را دشمن پنہان بسے ست
آدمیؔ با حذر عاقل کسے ست

ترجمہ
ہین ہزارون دشمن جان بشر
ہے وہی عاقل جو رکہتا ہے حذر

شرح۔ باحذر با احتیاط وزیرک و بیدار جو تمام کامون مین احتیاط رکہے اور پیچ نیچ کر کار بند ہو۔

خلق خوب و زشت ہست از ما نہان
میزند بر دل بہر دم کوب شان

ترجمہ
ہمسے ہین اچھے برُے سب مستتر
دغدغے کا جنکے دل پر ہے اثر

شرح۔ یعنے اچھی بُری خلقت ہماری نظرون سے پنہان ہے۔ کیونکہ شیاطین اور ملائکہ ہمکو نظر نہین آتی۔ ملائکہ خلق خوب ہے اور شیاطین خلق زشت۔ یہ دونو نظرون سے پنہان ہین۔ اور انہی دونوکی طرف سے ہر دم دلکو ایک قسم کا دغدغہ اور تحریک پہنچتی ہے میزند بمعنے اثر میکند۔ کوب بمعنے ضرب و تحریک۔ یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن مسعود سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم انّ للشیطان لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فامّا لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اس حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان دو حالتون سے خالی نہین رہتا یا ملائکہ اسکے دلمین نیکیون کا الہام ڈالتے ہین یا شیاطین بدیون کا جسکے دلمین نیکی کا الہام ہو وہ خدا کا شکر کرے اور جسکو بدیکا الہام کیا جائے وہ شیطان سے پناہ مانگے لیکن یہ دونو باتین مخفی ہین جنسے دل ہی واقف ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ **خلق پنہان زشت شان و خوب شان**۔ یعنے ایک ایسی خلقت ہے جنکی برُائی بہلائی پوشیدہ طور پر ہمارے دلون مین اثر کرتی ہے اس خلقت سے وہی ملائکہ اور شیاطین مراد ہین جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔

بہر غسلے گر روی در جویبار
بر تو آسیبے زند در آب خار

ترجمہ
گر نہانے جائے تو دریا کنار
اور پہنچے جسم کو تکلیف خار

گرچہ پنہان خار در آب پست
چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست

ترجمہ
ہے اگرچہ خار پانی مین نہان
اُسکے چبہنے سے ہے ہونیکا گمان

شرح۔ ان شعرون مین فرشتون کے الہام اور شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی ایک خارجی مثال تفہیم کے لیئے بیان کیگئی

یعنے اگر تو نہر دان مین غسل کرنے کے لیے جائے اور تیرے بدن مین کہین کانٹا چبھ جائے تو اگرچہ کانٹا پانی مین چھپا ہوا ہے اور بظاہر نظر نہین آتا مگر اُسکی خلش سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ پانی مین کانٹا ضرور پنہان ہے اسیطرح فرشتون اور شیاطین کا حال ہے اگرچہ یہ ظاہر مین نظر نہین آتے مگر چونکہ آدمی کے دل مین نیکیون کا خیال اور بُرائیون کا وسوسہ ضرور ہوتا ہے اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ فرشتے ملہم ہین اور شیطان وسوسہ انداز ہے۔

	خار خار وحیہا و وسوسہ		از ہزاران کس بود نے یک کسہ
ترجمہ	دلمین خار وحی و خار وسوسہ		سو طرف سے ہے نہین ہے یک کسہ

شرح۔ یعنے الہام اور وسوسہ کی تحریک ہزاردن فرشتون اور شیاطین کیجانب سے ہوتی ہے ایک کی طرف سے نہین ہوتی مثلاً یون سمجھنا چاہیے کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو نیکیون کی رغبت دلائی تو وُہ بھی گویا اُسکے حق مین ملہم اور فرشتہ ہے اور اگر بدی کی تحریک دے تو شیاطین الانس مین سے ہے اور جسطرح نیک انسان ہزارون ہین اسیطرح بد اور بدی کے حرص دلانے والے بیشمار ہین بعض نسخون مین وحیہا کی جگہ حیلہا۔ اور بعض مین حسّہا دیکھا گیا ہے لیکن متن کا نسخہ اچھا ہے گو مطلب اور ماحصل تینون نسخون کا ایک ہے

	باش تا حسہاے تو مبدل شود		تا بہ بینی شان و مشکل حل شود
ترجمہ	ٹہر جاتا کام کے اوسان ہون		ٹہر جا تا مشکلین آسان ہون

شرح۔ چونکہ اہل ظاہر الہام اور وسوسہ مین تمیز نہین کرسکتے مولانا اُنکی تنبیہ کے لیے فرماتے ہین اے ظاہر پرست چند روز صبر کر تا کہ بسبب ریاضت تیرے حواس ظاہری و ظلمانی حواس باطنی و نورانی کے ساتھ مبدل ہوجائین۔ یعنے تو واقف اسرار ہوجائے۔ اُسوقت الہام اور وسوسہ کو گویا تو مجسم اور جدا جُدا دیکھہ لیگا۔ اور تجہپر خلط ملط ہونیکے باعث الہام و وسوسہ کی شناخت کی باب مین جو مشکل پڑگئی ہے وہ حل ہوجائیگی۔

	تا سخنہاے کیان رد کردۂ		تا کیان را سرور خود کردۂ
ترجمہ	تجھہ کہلجائے گا سب اے مستند		کسکو مانا ہے کیا ہے کسکو رد

شرح کیان جمع کاف کدامیہ ہے یعنے اے ظاہر پرست واقف اسرار ہوکر تجہپر ظاہر ہوجائے گا کہ تونے کن لوگونکی بات کو نکارہ کیا ہے اور کن کو اپنا سردار بنایا ہے مطلب یہ ہے کہ تونے اسوقت تو الہام اور وسوسہ کو ایکسان جان رکھا ہے مگر واقف اسرار ہوکر یہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ انبیاء و اولیاکے کلام کو رد کیا تہا اور فرشتون کے الہام کو وسوسۂ شیطان جانا تہا اور وسوسۂ شیطانی اور مکر نفس کو الہام سمجہا جاتا۔

	باز جستن نخجیران سِر و اندیشۂ خرگوش را
ترجمہ	نخچیرونکا خرگوش سے اُسکا دلی راز پوچھنا

	بعد ازان گفتند کای خرگوش چست	در میان آر آنچه در ادراک تست
ترجمہ	اسکے بعد سب نے کہا خرگوش سے	تو نے کیا سوچا ہے فکر و ہوش سے
	ایکه با شیری تو در پیچیدهٔ	باز گو رازی که اندیشیدهٔ
ترجمہ	شیر کو جو اسطرح لپیٹا ہے تو	بھید کی کہدے کہ کیا سوچا ہے تو
	مشورت ادراک و هشیاری دهد	عقلها مر عقل را یاری دهد
ترجمہ	مشورہ دیتا ہے ہشیاری بہت	عقلکی رائین کرتی ہین یاری بہت
	گفت پیغمبر بکن ای رای زن	مشورت کالمستشار مؤتمن
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن اے رائے زن	ہے حدیث المستشار مؤتمن
	قول پیغمبر بجان باید شنود	باز گو تا چیست مقصود تو زود
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن با صد نیاز	اور کہدے جلد ہم سے اپنا راز

شرح۔ کالمستشار مین کاف بیانیہ ہے اور حدیث یون ہے المستشار مؤتمن یعنے جس سے مشورہ لیا جائے اسکو امین ہونا چاہیئے مطلب یہ کہ آدمی مشورہ کے طالب کو نیک بات بتانے مین خیانت نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ نخچیرون نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے نادان جانور حسب فرمان خدا و رسول چونکہ ہر بات مین مشورہ کر لینا بہتر ہے اسلیئے شیر کے ہلاک کی تدبیر مین تو ہمسے مشورہ کرلے کیونکہ بہت سی عقلین ملکر ایک عقل کو قوت دیتی ہین اور مطلب بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے وشاورہم فی الامر۔ حدیث مذکور مین گو امر مشورہ صریح طور پر نہین ہے مگر معنوی لحاظ سے مشورہ کا حکم نکلتا ہے

پوشیده داشتن خرگوش راز را از نخچیران

ترجمہ: خرگوش کا اپنے رازکو نخچیرون سے پوشیدہ رکھنا

	گفت هر رازی نشاید باز گفت	جفت طاق آید گهی گه طاق جفت
ترجمہ	بولا وہ ہر بات کہنے کی نہین	قضیہ ہے گاہے چنان گاہے چنین

شرح یعنے خرگوش نے جانورون کو جواب دیا کہ بسا اوقات تدبیر پلٹ جاتی ہے اور جس کام مین بہتری سوچی جاتی ہے وہ بدتر ہو جاتا ہے اسلیئے گو مشورہ کرنا ابتدا مین اچھا ہی مگر ممکن ہے کہ اسکا انجام اچھا نہو جفت طاق برآمدن یا طاق جفت برآمدن بمعنے منعکس و واژگون شدن امر ہے یا یہ معنے ہین کہ کبھی آدمی کا دوست دشمن جان بنجاتا ہے اسحالت مین وہ بلا مصاحب اور تنہا رہجاتا ہے اور کبھی دشمن جان دوست بنجاتا ہے اسصورت مین وہ باصاحب اور جفت ہو جاتا ہے لیکن دونو حالتون مین اسکی دشمنی کا احتمال ضرور رہتا ہے۔ اسلیئے بہر حال اپنے رازکو چھپانا بہتر ہے۔ دوسرا مصرع اہل زبان کا محاورہ ہے جو تدبیر اور کام کے الٹا ہو جانے کے لیئے بولا جاتا ہے۔

از صفا گر دم زنی با آئینہ — تیرہ گردد زود با ما آئینہ

ترجمہ: مارکر پھونک اب جو دیکھا آئینہ — ہوگیا سب تیرہ بابا آئینہ

آئینہ سے ہے اور از صفا تیرہ گردد کے متعلق ہے یعنے جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک مارنے سے مکدر ہوجاتا ہے اسیطرح راز کہنے سے خراب ہوجاتا ہے۔ اس شعر مین راز کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جسطرح آئینہ آدمی کو اُسکے نیک و بد سے آگاہ کردیتا ہے اسیطرح راز بھی صاحب راز کو اظہار کے بعد اُسکے حسن و قبح سے واقف کردیتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ آئینہ سے مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح مراد ہے جو آئینہ سے تشبیہ تام رکھتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک کی برداشت نہین کرسکتا اسیطرح مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح بھی سادہ لوحی کے سبب اخفائے راز کا متحمل نہین ہوتا۔ بلکہ وہ راز کو سُنکر جبتک دوسرے سے کہہ نہ دے بیتاب اور مکدر رہتا ہے۔ اور اُسکا پیٹ پھولجاتا ہے۔ گو پہلے معنے اچھے ہین۔ کیونکہ راز کو مستشار سادہ لوح اور عاقل سب سے چھپانا چاہیے

در بیان این سہ کم جنبان لبت — از ذہاب و از ذہب وز مذہبت

ترجمہ: تین باتون مین ہلا مت اپنا لب — ایک مذہب ایک ذہاب اور ایک ذہب

شرح۔ یعنے تین چیزونکو ہر کسی سے چھپانا چاہیئے اول چلنے یعنے سفر کرنیکو کہ کوئی مفسد ساتھ نہو جائے۔ دوم سونے یعنے مال کو تاکہ چور نہ دیکھ لین تیسرے اپنے راہ اور مقام سفر کو تاکہ کوئی مفسد رستہ مین پوشیدہ ہو جائے۔ یہ ایک مشہور قول کا ترجمہ ہے اُستر ذہابک و ذہبک و مذہبک۔ مذہب سے دین ملت بھی مراد ہوسکتا ہے جسکو دشمنون سے چھپانا چاہیے

کین سہ را خصم است بسیار و عدو — در کمینت ایستد چون داند او

ترجمہ: کیونکہ ان تینون کے دشمن ہین بہت — گھات مین ان سب کے رہزن ہین بہت

ور بگوئی با یکے گو الوداع — کل سر جاوز الاثنین شاع

ترجمہ: الوداع لے شخص گر تونے کہا — بھید جو دو سے گیا جاتا رہا

شرح یعنے اگر تونے راز کو کسی شخص سے بھی کہدیا تو بس اُس راز کو الوداع کہہ اور اپنے سے رخصت کردے اب وہ تیرے قابو کا نہین رہا۔ کیونکہ جو بھید دو لبون سے تجاوز کرگیا وہ تمام من شایع ہوجائیگا اسصورت مین اثنین سے دو لب مراد ہین بعض نسخون مین ور بدانی با یکے گو الوداع ہے یعنی اگر تو راز کہنا ہی مصلحت جانتا ہے تو صرف ایک شخص سے کہہ ہمنے تجکو رخصت دی کیونکہ اُسوقت ایک راز صرف دو شخصون مین رہے گا اور شایع نہوگا۔ گزشتہ قول مشہور مین ممانعت اسبات کی ہے کہ راز دو شخصون سے تجاوز نہ کرے ایک سے تجاوز کرکے دوسرے کو معلوم ہوجائے تو کچھ مضائقہ نہین اسصورت مین اثنین سے مراد شخصین (دو شخص) ہوگا بعض نسخون مین جاوز الاسنان ہے اسنان جمع سن بمعنے دانت یعنے جو راز دانتون سے باہر نکلا وہ مشہور ہوگیا۔

	گر دو سہ پرندہ را بندی بہم		برزمین مانند محبوس از الم	
ترجمہ	باندہ کر دو اک پرندون کو بہم		دیکھ لے ہوجائینگے سب بے الم	

شرح یعنے جسطرح کوئی شخص دو تین پرندونکو باہم باندہکر زمین مین ڈالدے تو وہ سب کے سب ایکدوسرے کی رحمت سے محفوظ رہینگے نہ یہ اسکو کچھ کہیگا نہ وہ اسکو۔ اسیطرح اسرار ہین جب تک دل مین محفوظ ہین کوئی سا راز دوسرے راز کی مخالفت نہین کرسکتا۔ اور جسوقت حفاظت قلب سے باہر نکل آئے تو بالضرور اُنمین مخالفت ہوجائیگی۔ کیونکہ جس شخص پر اسرار ظاہر کیے جائینگے وہ ضرور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگا۔ یا اپنی رائے کو اُسکے رائے سے بالاتر بتانے کی کوشش کریگا۔ مگر چونکہ اس ترجیح یا اظہار رائے مین خطا کا بھی احتمال ہے اسلیئے صاحب راز کا کام خراب ہوجائے گا۔ اس شعر مین راز مستور کو طائر محبوس سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے جب تک جانور پر بستہ ہے الم سے محفوظ ہے اسیطرح جب تک راز نہان ہے کوئی اُسکا مخالف نہین یا یہ معنے ہین کہ جسطرح پر بستہ جانور اُڑ نہین سکتا اسیطرح پوشیدہ راز شایع نہین ہوسکتا۔ یا یہ کہ راز کو پربستہ جانور کیطرح قید مین رکھنا چاہیئے۔

	مشورت دارید و سر پوشیدہ خوب		در کنایت با غلط افگن مشوب	
ترجمہ	مشورت کرنی ہے تو ہو ایسی نمط		مختلط کچھ لفظ ہون کچھ ہون غلط	

شرح مشوب بمعنے مختلط و مشتبہ ہے در کنایت الی آخرہ متعلق دارید ہے و با غلط افگن متعلق مشورت ہے اور مشوب دارید کے مفعول (مشورت) سے حال واقع ہوا ہے۔ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے مشورت چھپکر کیا کرو۔ اور اپنے صلاح و مشورہ کو کنایہ اور مشتبہ لفظون مین کہا کرو تاکہ غلط افگن اچھی طرح مفہوم سمجھے واقف نہو لیکن باوجود انہمہ اپنا بھید پوشیدہ ہی رکھنا خوب ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جس دوست سے آج تمنے اپنا بھید کہا ہے کل وہ دشمن ہوجائے گویا تقدیر شعر یہ ہے کہ مشورت با غلط افگن در کنایت دارید در انحالیکہ آن مشورت مختلط و مشتبہ باشد لاکن با انہمہ راز پوشیدہ داشتن خوبست غلط افگن یعنی غلطی ڈالنے والا۔ یعنی مشورہ دینے والا۔ اظہار اسرار کرنے والا۔ غلط کار ضعیف الرائے یا دانستہ از راہ دشمنی غلط رائے بیان کرنیوالا دوسرے معنے یہ ہین کہ مشورت سے (با غلط افگن مشوب جملہ حالیہ واقع ہوا ہے یعنے مشورت کنایۃ مین کیا کرو در انحالیکہ وہی مشورت الفاظ غلط افگن کے ساتھ مشابہ ہو تاکہ غیر سمجھ نہ سکے۔ غلط افگن دہوکا دینے والی بات

	مشورت کردے پیمبر بستہ سر		گفتہ ایشانش جواب بےخبر	
ترجمہ	راز کہتے تھے پیمبر بستہ سر		دوست دیتے تھے جواب بےخبر	

شرح بستہ سر یا تو کردی کے ضمیر فاعل سے حال واقع ہوا ہے اسوقت یہ معنے ہونگے کہ پیغمبر صحابہ سے مشورہ کرتے تھے یعنے پوشیدہ طور پر مشورت کیا کرتے تھے یا بستہ صفت مشورت ہے یعنے پیغمبر مشورت سربستہ کیا کرتے تھے

تاکہ غیر واقف نہو۔ اور صحابہ پیغمبر کو جواب بیجہۂ ایسا جواب جسکی اطلاع غیر کو نہو پیغمبر کی خدمت مین عرض کر دیا کرتے تہے

در مثالِ بستہ گفتے رائے را — تا نداند خصم سر از پائے را

ترجمہ کرتے تہے معنون مین حضرت گفتگو — پانوسے سر کو نہ سمجہے تا عدو

شرح۔ مثال بستہ تشبیہ بعید دوسرے مصرع مین لفظ راسر کے متعلق ہے اور گفتی کا فاعل پیغمبر ہین

او جوابِ خویش بگرفتی ازو — وز سوالش مے نبردے غیر بو

ترجمہ اور لیتے تہے صحابہ سے جواب — ڈالدیتے تہے سوالون پر حجاب

شرح پہلے مصرع مین ضمیر او اور دوسرے مین ضمیر شین پیغمبر کی طرف ہے اور لفظ ازو سے جماعت صحابہ مراد ہے

این سخن پایان ندارد باز گرد — سوئے خرگوش و بلاو رتا چہ کرد

ترجمہ یہ سخن بے انتہا ہے باز رہ — کیا کیا خرگوش نے وہ راز کہہ

شرح۔ اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے احباب سے مہات مین پوشیدہ طور پر مشورہ کیا کرے لیکن اپنے بہید سے کسیکو مطلع نہ کرنا چاہیئے خواہ دوست ہو یا دشمن رسول مقبول مشورہ کی حالت مین اپنے بہید صحابہ پر اسلیئے ظاہر کر دیتے تہے کہ آپ کو بذریعۂ وحی اُنکی امانت کا حال معلوم ہو جاتا تہا۔ چونکہ خرگوش کو نخچیرون سے امانتدار ہونے پر یقین نہ تہا اسلیئے اپنا بہید اُسنے نہ کہا انسان کو بہی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

قصۂ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بردن

ترجمہ شیر کے ساتہ خرگوش کے مکر کرنے اور اُس مکر کو انجام تک پہنچا دینے کا قصہ

حاصل آن خرگوش رائے خود نگفت — مکر اندیشید با خود طاق و جفت

ترجمہ الغرض خرگوش ساکت ہی رہا — راز اپنا جب کہا دل سے کہا

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہے کہ خرگوش اپنے ذات سے مشورہ کرتا تہا اسلیئے بوقتِ مشورہ جفت یعنے مصاحب نفس خود ہو جاتا تہا۔ اور بوقت عدم مشورہ طاق رہتا تہا۔ یا لفظ طاق و جفت اندیشید کی ضمیر سے حال ہے یعنے خرگوش اپنے دل سے مکر گانٹھا تہا درانحالیکہ بعض مکر سادہ اور مفرد تہے اور بعض پیچدار اور مرکب۔

با وحوش از بیک بد نگشاد راز — سرّ خود با جان خود میراند باز

ترجمہ غیرون سے پردہ مین رکہا اپنا راز — اور رہا اظہار راز دل سے باز

ساعتے تاخیر کرد اندر شدن — بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن

ترجمہ ہو گئی اِس فکر مین تہوڑی سی دیر — پہر گیا خرگوش پُرفن پیش شیر

زان سبب کاندر شدن او ماند دیر — خاک را مے کند و میغرید شیر

[illegible]

گفت من گفتم کہ عہد آن خسان — خام باشد خام و سست و نارسان

ترجمہ — یعنے مین تو کہہ چکا تہا صاف صاف — وعدہ ہوتا ہے کمینون کا خلاف

شرح یعنے خرگوش کے آنے مین دیر ہوگئی تو شیر نہایت جہلا جہلا کر یہ کہنے لگا کہ مینے تو پہلے ہی کہدیا تہا کہ ان ذلیل نامعقول نخچیرون کا عہد خام و ضعیف ہے کبہی وفا کے مرتبہ تک نہین پہنچیگا۔

دمدمۂ ایشان مرا از خر فگند — چند بفریبد مرا این دہر چند

ترجمہ — مکر نے اُنکے کیا ہے مجکو پست — تا کجا یہ مکر۔ چرخ چیرہ دست

شرح دمدمہ بمعنے مکر۔ و از خر فگندن بمعنے از مطلب دور انداختن یعنے افسوس اُن نخچیرون کے فریب نے مجکو مطلب سے دور پہینکدیا۔ یا یہ معنے ہین کہ انکے فریبون نے مجہے شکار کرنے سے روک دیا۔

سخت درماند امیر سست ریش — چون نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش

ترجمہ — عاجز و ناچار ہوجاتا ہے پس — احمقی سے جو نسوچے پیش و پس

شرح سست ریش احمق سخت درماندن نہایت عاجز شدن احمقیش کا شین بمعنے خود ہے یعنے جو شخص اپنی حماقت کے سبب پیش و پس نہین سوچتا وُہ اکدن نہایت مجبور ہوجاتا ہے۔ اس شعر سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے چونکہ شیر نے عہد کرتے وقت یہ نسوچا تہا کہ نخچیرون سے دانستہ اپنی جان رو زکی روز نہ بچائیگی اسلیئے آخر کار اس عدم تدبیر کا نتیجہ اُسکے حق مین بُرا ہوا۔ امیر کی تخصیص شیر کی رعایت سے ہے ورنہ عدم تدبیر کے انجام کی بُرائی مین امیر و غریب یکسان ہین۔ یا یہ تخصیص اسلیئے ہے کہ امیر اور متمول آدمی اکثر کام بلا تدبیر کیا کرتے ہین۔ **فائدہ** چونکہ خرگوش کے مکر سے شیر ہلاک ہوگیا تہا اس مناسبت سے مولانا قدس سرہ اُن مکار مشایخ کا ذکر کرتے ہین جنکی روبہ بازی اور حیلہ سازی کے دام مین بڑے بڑے دانا لوگ گرفتار ہوجاتے ہین

راہ ہموارست و زیرش دامہاست — قحط معنے در میان نامہاست

ترجمہ — راہ ہے ہموار۔ نیچے دام ہے — قحط معنے در میان نام ہے

شرح یعنے مکار مشایخ کی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک سیدہا رستہ جو ظاہر مین ہموار ہے مگر در باطن اُسمین جال بچہا ہوا ہے۔ راہ رو ضرور دام مین پہنسکر ہلاک ہوجائیگا۔ یہی حال جہوٹے اور مکار مشایخ کا ہے کہ بظاہر اقوال و افعال اُنکے شائستہ معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب دام تزویر ہے اور یہ لوگ اگرچہ نامی اور بلند آوازہ اور مشہور عالم ہین مگر انکے گہر مین معنے (معرفت) کا قحط ہے اور خداشناسی کا کال پڑا ہوا ہے۔

لفظہا و نامہا چون دامہاست — لفظ شیرین ریگ آب عمر ماست

ترجمہ — دام کے مانند ہین الفاظ و نام — ریگ آب عمر ہین یہ سارے تمام

یعنے اِن جہوٹے مشایخ کے الفاظ اور تحریر دام تزویر ہین اور اُنکی شیرین زبانی ہمارے آب عمر کے لیے ریت ہے جسطرح ریت پانی کو چوس لیتا ہے۔ اسیطرح اُنکے شیرین اقوال ہماری عمر کو ضایع کرتے ہین۔

	عمر چون آب ست ووقت اوراچو جو	خلق باطن ریگ جوئے عمر تو
ترجمہ	عمر پانی وقت نہر پُر صفا	خلق بد ہے ریت تیری عمر کا

شرح۔ عمر پانی ہے اور وقت نہر ہے تو گویا تہوڑا اسا وقت ضایع کرنا ہی عمر کا ضایع کرنا ہے۔ اور جہوٹے مشایخ کے اخلاق باطنی ریگ ہین جو تیری عمر کے پانیکے چوسنے اور ضایع کرنیوالے ہین۔ یہ شعر اکثر نسخون مین نہین ہے۔ اور بعض نے اسکو الحاقیہ کہا ہے لیکن شارح کے نزدیک حسب محل اور با معنے ہے۔

	آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو	سخت کمیابست رو آنرا بجو
ترجمہ	ایک وُہ ریتا ہے جسمین آب ہے	جا اُسی کو ڈہونڈہ وہ نایاب ہے

شرح۔ یعنے ریگ کے دو قسمین ہین ایک پانی کو چوسنے اور ضایع کرنے والا۔ جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا وُہ ریگ جسمین سے پانی نکلتا ہے۔ اسکا بیان اِس شعر مین ہے۔ اور اِس ریگ سے مراد شیخ کامل ہے اور پانی سے حکمت و معرفت مراد ہے چنانچہ خود تشریح کرتے ہین۔

	منبع حکمت شود حکمت طلب	فارغ آید او ز تحصیل سبب
ترجمہ	منبع حکمت بنا حکمت طلب	ہو چکی ہے اُسکو تحصیل سبب

شرح۔ یعنے بمقتضائے ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا حکمت الٰہی کا طالب خود منبع حکمت بنجاتا ہے اور جسوقت اُسکو حکمت حاصل ہو جاتی ہے تو تحصیل سبب معرفت (یعنے ریاضت) سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہان حکمت سے مراد مرتبۂ فنا فی اللہ کا حاصل کرنا ہے جسکو یہ حاصل ہو گیا۔ اُسکو ریاضت کی کچہ حاجت نہین۔ لیکن ریاضت باوجود اِس مرتبہ کے بہی اسیلئے فرض ہے کہ آدمی ایسے اعزاز اور مرتبہ کا شکریہ ادا کرے۔ جو ایسی بڑی نعمت کے بدلے مین آدمی پر فرض ہے چنانچہ حالات عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہے کہ باوجود حصول مرتبۂ فنا و بقا بعد الفنا اور اور قطعی جنتی ہونے کی ریاضت اور عبادت مین بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ تمام عالم سے بڑہے ہوئے تہے۔ خاصکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل تہے کیونکہ بعد وفات حضرت علیہ الصلوٰۃ اُنکی طبیعت مین مطلق تغیر کو دخل نہین ہوا تہا۔ اگر تحصیل سبب معرفت سے فارغ نہوتے تو ضرور تغیر پیدا ہو جاتا کیونکہ سالک کیحالت مین مرشد کی مفارقت سے ضرور تغیر ہو جاتا ہے۔ اسیلئے کہ وُہ ابہی تحصیل سبب سے فارغ نہین ہوا رسول علیہ السلام کی وفات سے اور تمام صحابہ کی حالت کے متغیر ہو گئی تہی حضرت عمر پر ایک قسم کی وحشت طاری تہی۔ اور حضرت عثمان پہر بیٹہے پتہر کی طرح بحس و حرکت ہو گئی تہی۔ حضرت علی مجسم پریشانی تہے۔ علے ہذا القیاس

اور صحابہ کا حال دگرگون تہا صحیح احادیث کے علاوہ حضرت ابوبکر کی فضیلت تصوف کے نکتوں ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔

ہست آن ریگ اے پسر مرد خدا ۔۔۔ کہ بحق پیوست و از خود شد جدا

ترجمہ: ہے وُہ ریتا اے پسر مرد خدا ۔۔۔ حق سے پیوستہ ہے اپنے سے جُدا

شرح۔ یعنے اُس ریت کا نام جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے مرد خدا ہے جو اوصاف بشری سے جُدا ہوکر متصف بمضمون تخلقوا باخلاق اللہ ہوگیا ہے۔ اور جس سے ہر دم میٹھا پانی اُبلتا ہے۔

آب عذب دین ہمیجوشد ازو ۔۔۔ طالبان را زو حیاتست و نمو

ترجمہ: موج زن اُس سے ہے پانی دین کا ۔۔۔ طالبونکو جس سے ہے نشو و نما

غیر مرد حق چو ریگ خشک دان ۔۔۔ کاب عمرت را خورد او ہر زمان

ترجمہ: خشک ریتا ہے جو مرد حق نہو ۔۔۔ جذب کرلیتا ہے آب عمر کو

شرح۔ آب عذب میٹھا پانی یعنے جو مرد حق نہین ہے وُہ ریگ خشک ہے جسکو زاہد خشک ہی کہتے ہین۔

طالب حکمت شو از مرد حکیم ۔۔۔ تا ازو گردی تو بینا و علیم

ترجمہ: سیکھہ داناؤن سے حکمت اے حکیم ۔۔۔ تاکہ تو ہوجائے بینا و علیم

لوح حافظ لوح محفوظے شود ۔۔۔ روح او از روح محظوظے شود

ترجمہ: لوح دل تا لوح محفوظ اُس سے ہو ۔۔۔ روح تیری تاکہ محظوظ اُس سے ہو

شرح۔ یعنے طالب کی لوح قوت مدرکہ یا لوح قلب شیخ کامل اور حکیم ربانی سے حکمت حاصل کرکے لوح محفوظ بنجاتی ہے کیونکہ اُسمین تمام اسرار منقوش ہوجاتے ہین۔ اور طالب کی روح حکیم کی روح کی مدد سے نہایت محظوظ اور صاحب حظ عظیم ہوجاتی ہے کیونکہ اُس سے مستفید ہوتی رہتی ہے محفوظے اور محظوظے مین یائے تعظیم ہے۔

چون معلم بود عقلش ز ابتدا ۔۔۔ بعد ازان شد عقل شاگردے ورا

ترجمہ: تہی معلم ابتدا مین اُسکی عقل ۔۔۔ اب ہے شاگرد انتہا مین اُسکی عقل

شرح۔ یعنے طالب حکمت کی عقل پہلے تو اُسکی معلم تہی کہ اُسکو مرشد کامل کی خدمت مین لیگئی تہی۔ لیکن جب وہ حکمت حاصل کرچکا تو وہی عقل اُسکے شاگرد ہوگئی۔ کیونکہ اسوقت اُسکی روح مرتبہ مین عقل سے بالاتر ہوگئی ہے کہ روح سے مستفید ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے۔

عقل چون جبریل گوید احمدا ۔۔۔ گر یکے گامے نہم سوزد مرا

ترجمہ: عقل جبریل نے احمد سے کہا ۔۔۔ پر مرے جلجائینگے مین تو رہا

شرح۔ یعنے جبریل جیسے مقرب اور جلیل القدر فرشتے کی عقل نے احمد صلعم سے یون کہا کہ لو دنوت انملۃ لاحترقت

سحاب الجلال - یہ شب معراج کے قصہ کیطرف اشارہ ہے اور سعدی نے - اِس حدیث کا ترجمہ یون کیا ہے ؎
اگر یکسر موئے برتر پرم ❊ فروغ تجلی بسوزد پرم ❊ یعنے جبرئل نے یہ کہا کہ میری حد سدرۃ المنتہےٰ ہے اے احمد صلے اللہ علیک وسلم مین اِس سے آگے آپ کے ہمراہ نہین چل سکتا - ورنہ برق تجلی سے میرے پر جل جائینگے

	تو مرا بگذار زین پس پیش ران	حد من این بود اے سلطان جان
ترجمہ	چھوڑدے مجکو شہ پیغمبران	یہ مری حد ہے بس اے سلطان جان

شرح - ران کا مفعول بُراق ہے اور حد بمعنے سدرۃ المنتہی ہے یہ شعر تتمہ مقولہ جبرئل علیہ السلام ہے - اِس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ عقل کل (حضرت جبرئل علیہ السلام) جو ابتدا مین رسول علیہ الصلوٰۃ کے معلم تھے انتہا مین اُنکے شاگرد ہوگئے

	ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر	او ہمے داند کہ گیرد پاش جبر
ترجمہ	کاہلی سے جو رہا بے شکر و صبر	وُہ زبردستی ہوا پابند جبر

شرح - یعنے جو شخص کاہلی کے سبب طاعت پر صبر نکرسکا اور نعمت پر شکر نہ بجالایا یعنے اپنے اعضا سے عبادت اور قلب سے محبت ذات اور زبان سے حمد نہ کی - وہ یہ جانتا ہے کہ میرے پانو کو جبر نے پکڑ رکھا ہے یعنے مجھ مین طاعات کی قدرت نہین ہین مجبور ہون - خدا توفیق دیگا تو عبادت کرونگا حالانکہ یہ گمان غلط ہے کیونکہ جب وُہ گناہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے تو طاعت مین اپنی ہمت مصروف کیون نہین کرتا -

	ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد	تا ہمان رنجوریش در گور کرد
ترجمہ	جبر ہے جسمین وہ خود رنجور ہے	اس مرض کا آدمی در گور ہے

شرح - یعنے جسنے جبر کا مذہب اختیار کیا گویا اُسنے دانستہ اپنے آپ کو بیمار ڈالا اور درگور ہوگیا - کیونکہ جسطرح مرض آدمی کو موت تک پہنچا دیتا ہے اسیطرح جبر بھی قلب کو میت کردیتا ہے - کیونکہ جبری سے ریاضت نہین ہوسکتی جو حصول معرفت کے لیے لازم ہے -

	گفت پیغمبر کہ رنجوری بلاغ	رنج آرد تا بمیرد چون چراغ
ترجمہ	قول پیغمبر کو سُن اے پُر غرض	یعنے ہوتا ہے تمارض سے مرض

شرح لاغ فریب و مکر - بمعنے تمارض - حدیث شریف مین ہے - لَا تَمَارَضُوا فَتَمْرَضُوا یعنے جب تم تکلف سے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کروگے تو ضرور بیمار ہوجاؤگے یہ حدیث کے ظاہر معنے ہین اور مولانا نے باطنی مطلب یہ لیا ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنے آپ کو مسلوب القدرت اور مجبور خیال کروگے تو ضرور باطنی بیماریون مین مبتلا ہوجاؤگے - اور تمہین ہرگز معرفت حاصل نہوگی - اور معرفت کا حاصل نہونا دِل کے حق مین موت ہے - اور جسکا دل معرفت حق اور یاد آلہی کی برکت سے زندہ نہین ہے وہ گویا جیتے جی درگور ہے

جبر چہ بود بستن اشکستہ را ‌‌ ‌یا بہ پیوستن رگ بگسستہ را

ترجمہ: جبر ہے ٹوٹے ہوئے کا باندہنا ‌‌ ‌یا شکستہ رگ پہ ڈورا باندہنا

چون درین رہ پائے خود بشکستۂ ‌‌ ‌بر کہ میخندی چو پا را بستۂ

ترجمہ: پاؤن ترا گر یہان بشکستہ ہے ‌‌ ‌کس پہ ہنستا ہے کہ خود پا بستہ ہے

شرح یعنے جبر کے یہ معنے نہین ہین جو جبریون نے سمجھ رکھے ہین (یعنے سلب قدرت) بلکہ جبر شکستہ چیز کا جوڑنا باندہنا یا ٹوٹی ہوئی رگونکا ملانا ہے۔ اور جبکہ راہ سلوک و معرفت مین تو نے اپنے پاؤنکو توڑ رکھا ہے۔ یعنے ریاضت کرکے معرفت کی منزلین طے نہین کرسکتا۔ بلکہ دانستہ لنگڑا بنا ہوا ہے۔ تو یہ جبر کہان ہوا کیونکہ جبر کے معنے تو ٹوٹی ہوئی چیز کو ملانے کی ہین حالانکہ تو خود خدا سے ٹوٹا ہوا اور الگ ہے پھر اپنے وصال کی کوشش کیون نہین کرتا اور تو خود قابل تمسخر ہے کہ جبری ہوکر جبر کے معنے نہین سمجھا۔ اور سمجھا ہی ہے تو برعکس۔ کیونکہ جب تو نے اپنے پاؤنکو باندہ لیا اور ریاضت نہ کی تو اور کسی پر کیا تمسخر کریگا تیری حالت خود قابل تمسخر ہے کیونکہ اُس شخص سے زیادہ تمسخر اور ہنسی کی لائق اور کون ہوگا جو ہاتھ پاؤن والا۔ ہٹا کٹا تندرست۔ توانا اور صحیح و سالم ہوکر اپنے کو زبردستی لنگڑا لولا یا اپاہج اور محتاج ظاہر کرے۔ انسانی قدرت خدا کا عطیہ ہے۔ اور بعض نسخون بین شکستہ بنون نفی دیکھا گیا ہے۔ یعنے منزل ریاضت و معرفت طے نکردہ مطلب دونونکا ایک ہے جبر بالفتح و سکون بائے موحدہ شکستہ را بستن و نیکو کردن حال کسے را و بزور بر کارے داشتن کسے را۔ کذا فی المنتخب

وانکہ پا اش در رہ کوشش شکست ‌‌ ‌در رسید او را براق و بر نشست

ترجمہ: جہد مین ٹوٹا جو پائے اشتیاق ‌‌ ‌آگیا اُسکی سواری کو براق

شرح بُراق پر بیٹھنے سے مراد عروج بسوئے حق ہے یا واقعی بُراق ہے جو اہل جنت کو ملیگا اور اہل جہد کو نصیب ہوگا

حامل دین بود او محمول شد ‌‌ ‌قابل فرمان بُد او مقبول شد

ترجمہ: حامل دین ہوگیا محمول اب ‌‌ ‌قابل فرمان ہوا مقبول اب

شرح یعنے چونکہ وہ شخص حامل احکام شریعت تہا اسلیئے محمول و سوار براق ہوگیا۔ اور چونکہ قابل اوامر الٰہی تہا اسلیئے مقبول بارگاہ خداوندی بنگیا۔ سچ ہے ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

تا کنون فرمان پذیرفتے ز شاہ ‌‌ ‌بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ

ترجمہ: جسنے مانا آجتک فرمان شاہ ‌‌ ‌ہوگیا اک روز سردار سپاہ

شرح یعنے حامل دین چونکہ اتک بادشاہ زمین و زمان کا فرمان قبول کر رہا تہا اسلیئے انجام یہ ہوا کہ خود بہت سے سپاہ کا فرمان روا بنگیا یعنے ریاضت کا یہ نتیجہ ہے کہ دل تمام جن و انس پر متصرف ہو جاتا ہے۔

تاکنون اختر اثر کردے درو | بعد ازان باشد امیر اختر او

ترجمہ: اختر اتبک اوسمین رکہتے تہے اثر | اب ہے اختر پر وہ حاکم سربسر

شرح - یعنے اتبک ستارے (حسب قاعدہ نجوم) اُس حامل دین پر اثر کر رہے تہے اور اُسکے حاکم تہے لیکن اب وہ خود حاکم ستارگان ہوگیا ہے یعنے دل کی حکومت انس وجن سے تجاوز کرکے آسمان اور ستارون تک پہنچ جاتی ہے

گر ترا اشکال آید در نظر | پس تو شک داری در انشق القمر

ترجمہ: گر تجہے یہ مشکل آتا ہے نظر | پس تو پہر شکوک ہے شق القمر

شرح یعنے اگر ستارو نپر دلی کی حکومت کا ہونا تیرے نزدیک مشکل ہے تو شاید تجکو شق القمر مین بہی شک ہے جیسا کہ بعض اہل ہوا شق القمر کا انکار کرکے اوس کو رسول اللہ کا معجزہ نہین پاتا۔ وہ کہتے ہین کہ قمر آسمان مین ہونے کی وجہ سے سارے جہان کے آدمیون کو نظر آتا ہے۔ اگر اسکا انشقاق ہوتا تو تمام عالم مشاہدہ کرلیتا فقط اہل مکہ کی شہادت اسبات مین مقبول نہین ہے۔ اور وہ آیۃ اقربت الساعۃ و انشق القمر کی یہ تاویل کرتے ہین کہ قمر قیامت کے قریب شق ہوگا۔ ہم یہ جواب دیتے ہین کہ انشقاق کے وقت قمر بیشک آسمان پر تہا۔ مگر اول تو ہر آدمی ہر وقت اپنی نگاہ آسمان یا چاند پر نہین رکہتا دوسرے شق ہونیکا زمانہ بہت تہوڑا سا تہا تیسرے شق القمر شب کو ہوا تہا اسلیے صرف اُنہی لوگون کو دکہائے دیا جنکی اتفاقی نگاہ قمر کیجانب تہی یہ ممکن ہے کہ مکہ کے علاوہ اطراف جہان مین اور لوگون نے بہی شق القمر دیکہا ہو مگر اتفاقی نگاہ نہ پڑنیکے باعث اور ایک عجیب واقعہ ہونیکے سبب اکثر نے کمتر کی شہادت نمانی اور اُسکی تکذیب کی علاوہ ازین آیۃ کریمہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر شق القمر کے منکرون کو جہٹلا رہی ہے۔ اس آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ منکر جب کوئی معجزہ دیکہتے ہین تو اُس سے مُنہ پہیر لیتے ہین اور اُسے چلتا ہوا جادو بتاتے ہین

تازہ کن ایمان نہ از گفت زبان | اے ہوا را تازہ کردہ در نہان

ترجمہ: تازہ کر ایمان سچ صدق نہان | خواہشین تازہ ہین تیری بہر زبان

شرح یعنے ایمان کو صرف زبانی قول سے تازہ نکر بلکہ قلبی تصدیق بہی اسمین شامل ہونی چاہیے۔ اسی کا نام ایمان کامل ہے

تا ہوا تازہ ست ایمان تازہ نیست | کین ہوا جز قفل آن دروازہ نیست

ترجمہ: گر ہے یہ تازہ تو وہ تازہ نہین | یہ ہوا جز قفل دروازہ نہین

شرح۔ آن دروازہ - یعنے دروازہ دل در ہوا۔ یعنے خواہش نفسانی و اعتقاد باطل۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات الٰہی مین حسب ہوا تاویل نہ کرنی چاہیے۔ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ جب تک ہوا اور اعتقاد باطل آدمی کے دل مین قائم ہے فقط اقرار زبانی سے ایمان قایم نہین رہتا ۔ ہوا و اعتقاد باطل دروازہ دل کا قفل ہے۔ ایمان تازہ کو دل مین داخل نہین ہونے دیتا

کردۂ تاویل حرف بکر را | خویش را تاویل کن نے ذکر را

ترجمہ: کیون ہے یہ تاویل قرآن جلیل | اپنی ہی اصلاح کر عبد ذلیل

شرح یعنے اے ہوا پرست تو خدا کے کلام مرغوب و حرف قرآن کی غلط تاویل کرتا ہے لاحول ولا قوۃ خدا سے ڈر اور اپنی اصلاح کر۔ قرآنمجید کی تاویل اپنی خواہش نفسانی کے موافق نہ کرنی چاہیئے ورنہ کافر ہو جانیکا اندیشہ ہے اسلیئے اہل کلام اور اہل تسنن کا یہ مذہب ہے کہ آیات متشابہات مین تاویل کرنے کی غرض سے آدمی خوض نہ کرے اور عقل سے کام نہ لے حرف بکر۔ کلام مرغوب و قابل پسند۔ جس سے کلام آلہی مراد ہے اور جسکی عقلی تاویل حرام ہے۔

زیافت تاویل رکیک مگس

ترجمہ: مکہی کی ضعیف تاویل کا کہوٹ اور اُسکی بُرائی کا ذکر

بر ہوا تاویل قرآن میکنی | پست و کژ شد از تو معنی سنی

ترجمہ: منگہڑت قرآن کے معنے نہ کر | یہ تری کج فہمیان ہین حق سے ڈر

شرح سنی بزرگ و خوب و روشن یعنے اے مخاطب تو اپنے خواہش نفس کی مطابق آیات قرآنمجید کی تاویل کرکے واضح اور روشن معنون کو خراب کرتا ہے کلام الہی کو بگاڑتا ہے لغو باتین بناتا ہے اسلیئے تو اُس مکہی کے مانند ہے جو گہاس کے تنکے پر بیٹہکر گدہے کے پیشاب مین تیر رہی تہی اور اپنے آپ کو کشتیبان خیال کرتی تہی۔

ماند احوالت بدان طرفہ مگس | کو ہمے پنداشت خود را ہست کس

ترجمہ: ہے اُسی مکہی کی صورت تیرا حال | جانتی تہی خود کو جو اہل کمال

شرح۔ یعنے تیرا حال اُس مکہی کی مانند ہے جو اپنے نفس کو ایک با قدر اور باعزت چیز گمان کرتی تہی حالانکہ اُسکا گمان غلط تہا

از خودی سرمست گشتہ بے شراب | ذرۂ خود را شمردہ آفتاب

ترجمہ: تہی خودی سے مست بے جام شراب | ذرہ کو سمجہے ہوئے تہی آفتاب

شرح یعنے وہ مکہی اپنی خودی کے نشہ مین بغیر شراب پیئے مست ہو کر گہاس کو کشتی پیشاب کو دریا اور ذرہ کو آفتاب جانتی تہی اور اپنے آپ کو کشتیبان اور فن ملاحی کا اُستاد خیال کرتی تہی۔

وصف بازان را شنیدہ در زمان | گفتہ من عنقائے وقتم بیگمان

ترجمہ: وصف سن رکہا تہا بازونکا کہین | جانتی تہی خود کو عنقا بالیقین

شرح۔ یعنے اُس مکہی نے کسی زمانہ مین بازون (شکاری جانورون) کا وصف سنکر اپنے نفس کو عنقائے وقت یعنے یگانۂ روزگار خیال کرلیا تہا۔ حالانکہ پچہلے اشعار سے معلوم ہو چکا ہے کہ اُسکا یہ خیال سراسر غلط تہا یہی حال اس نالائق کا ہے جو اپنے آپ کو لائق سمجہکر قرآن مجید مین اپنی عقل کے مطابق تاویل کرتا ہے۔

آن مگس بر برگ کاہ و بول خر ٭ ہمچو کشتیبان ہمی افراشت سر

ترجمہ: برگ کاہ و بول خر پر بیٹھکر ٭ شکل کشتیبان بنی بیہودہ سر

گفت من دریا و کشتی خواندہ ام ٭ مدتے در فکر آن مے ماندہ ام

ترجمہ: اور کہا نخوت سے مجکو سب کے ذکر ٭ کشتی و دریا کا تہا مدت سے فکر

اینک این دریا و این کشتی و من ٭ مرد کشتیبان و اہل راے و فن

ترجمہ: بول خر دریا ہے کشتی گہاس ہے ٭ مین ہون کشتیبان کہ کشتی پاس ہے

شرح اہل راے یعنے پانی کی کمی زیادتی اور کشتی کے حالات کے بابت راے دینی والی اور اہل فن دانندۂ فن ملاحی

بر سر دریا ہمین راند او عمد ٭ مینمودش این قدر بیرون زحد

ترجمہ: مارتی تہی داہین باہین بلیان ٭ بول خر تہا اسکو بحر بیکران

شرح عمد جمع عمود بمعنے ستون تہا۔ یہان عمود سے کشتی کی بلی مراد ہے اور مطلب اشعار یہ ہے کہ مکہی نے گدہا اور پیشاب پہ بیٹہکر یہ کہا کہ مینے کشتی اور دریا کا بیان کتابون مین پڑہا تہا۔ لیکن مدت سے اس فکر مین تہی کہ دریا کیا چیز ہے اور کشتی کسکو کہتے ہین۔ آج معلوم ہو گیا کہ یہ پیشاب دریا ہے اور یہ گہاس کا پتا کشتی ہے اور مین کشتیبان ہون۔ یہ مکہی پیشاب کو دریا سمجہکر خیال کی بلی سے اپنی کشتی چلا رہی تہی اور اپنے دریا کو بیکران سمجہتی تہی۔

بود بیحد آن چنین نسبت بدو ٭ آن نظر کو بیند او را راست کو

ترجمہ: بول کو سمجہی تہی دریا بالیقین ٭ دور تہی حق سے نگاہ راست بین

شرح اول کو محفف کہ او و ثانی بمعنے کجا استفہام انکاری۔ راست بمعنے صحیح و واقعی چنین بمعنے بول و براز۔ یعنے اس مکس کے اتنی نظر کہان تہی کہ پیشاب خر کو صحیح اور واقعی طور پر پیشاب ہی سمجہتی۔ بلکہ وہ تو دریا جان رہی تہی۔

عالمش چندان بود کش بینش است ٭ چشم چندین بحر ہم چندینش است

ترجمہ: سوجہتا اتنا ہے جتنی ہے نظر ٭ بحر مقدار نظر ہے اے بشر

شرح یعنے عالم مکس اسیقدر ہے جسقدر اسکی نظر ہے۔ اور جسقدر اسکی نظر ہے اسیقدر اسکا دریا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر چیز کا ادراک اسکے علم اور نظر کے مطابق ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ مگس کے تخصیص حکایت کے باعث ہے ورنہ یہ حکم عام ہے۔ کیونکہ عالم دنیا اس شخص کی آنکھون مین جسکے بینش کم ہے فراخ معلوم ہوتا ہے اور جنکی بینش فراخ ہے انکی آنکھون مین یہ عالم نہایت تنگ ہے کیونکہ وہ عالم حقیقی کو دیکہتے رہتے ہین اسلیئے آیا ہے الدنیا سجن المؤمن۔ عارف اس جہان تنگ سے ہمیشہ بیزار رہتے ہین۔ اور اس وسیع اور پر فضا عالم کی بہارین دیکہتے رہتے ہین جسکا نام عالم اقدس اور عالم الٰہی ہے۔

صاحب تاویل چون باطل مگس ۔ وہم او بول خر و تصویر خس

ترجمہ ۔ صاحب تاویل ہے گویا مگس ۔ وہم اسکا بول خر تصویر خس

شرح یعنے قرآنمجید مین تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر ہے اور اسکی تصویر یعنے تاویل برگ کاہ ہے جو بول خر پر تہا نیز ممکن ہے کہ تصویر خس کو مع اضافت پڑہا جائے اسوقت تصویر بمعنے مانند ہوگا لفظ وہم مبتدا ہے اور بول خر و تصویر خس خبر یعنے تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر اور خس کے مانند ہے ۔

گر مگس تاویل بگزارد برائے ۔ آن مگس را بخت گرداند ہمائے

ترجمہ ۔ چہوڑ دیگی وہم کر تاویل کا ۔ اس مگس کو بخت کر دیگا ہما

شرح ۔ یعنے مگس (دنی الطبع اور ضعیف الرائے آدمی) اگر قرآنمجید مین تاویل کرنی چہوڑ دی تو ہما بنجائے یعنے مرتبہ اعلا اور قرب الٰہی تک پہنچ جائے ۔ قرآن مجید مین اپنی رائے سے تاویل کرنی حرام اور قریب کفر ہے ۔

آن مگس نبود کش این غیرت بود ۔ روح او نے درخور صورت بود

ترجمہ ۔ جسمین یہ غیرت ہو وہ مکہی نہین ۔ روح ہے صورت سے اچہی بالیقین

شرح بعض نسخون مین بجائے غیرت عبرت ہے یعنے جس شخص کو تاویل باطل سے غیرت و شرم یا عبرت و خوف ہو وہ خواہ بظاہر کیسا ہی حقیر نظر آتا ہو مگر فی الواقع مگس نہین ہے بلکہ ہما ہے ۔ اور اسکی روح اسکی صورت حقیر کے لایق نہین ہے کیونکہ صورت ایک فانی اور ظلمانی چیز ہے اور روح نورانی مطلب یہ ہے کہ یہ مگس (یعنے انسان) اگر تاویل کو چہوڑ کر کسی کامل کا اتباع کرے تو مگس خسیس نہین رہتا بلکہ مرشد کامل بنجاتا ہے اور اسکی روح اسکے جسم اور صورت حقیر بین بہت بڑا کام کرتی ہے جو حسب ظاہر لایق صورت نہین ہوتا ۔

ہمچو آن خرگوش کو بر شیر زد ۔ روح او کے بود اندرخورد قد

ترجمہ ۔ شیر کو خرگوش سے پہنچی جو زد ۔ روح اسکی تہی بڑی چہوٹا تہا قد

شرح ساندر خورد ۔ بمعنے لایق ۔ اور بر شیر زد ۔ بمعنے با شیر جنگ کرد یعنے جسطرح خرگوش نے باوجود حقیر جانور اور کوتاہ قد ہونے کے شیر کو مار دیا (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی روح اسکے قد کے لایق نہتی بلکہ جسم و صورت اور قد پر غالب تہی ورنہ یہ بات عقل سے خارج ہے کہ خرگوش شیر کو مار ڈالے) اسطرح تارک تاویل خواہ کیسا ہی حقیر معلوم ہوتا ہو مگر اتباع مرشد کامل سے اسکی روح قوی ہو جاتی ہے اور خود مرشد بنجاتا ہے ۔

رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش

ترجمہ ۔ خرگوش کے دیر مین آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شرح ۔ اس حکایت کا نتیجہ بطلہ معنوی یہ ہے کہ نفس اَمّارہ اپنی مخالفت عقل کی سرزنش کیا کرتا ہے اور اسکو اپنے دام مین لانا چاہتا ہے

شیر میگفت از سر تیزی و خشم ‎ ‎ ‎ ‎ از رهِ گوش عدو بر بست چشم

ترجمہ: کہہ رہا تہا شیر خشم و جوش سے ‎ ‎ ‎ ‎ ہوگیا اندہا مین راہ گوش سے

شرح۔ میم مضاف الیہ چشم ہے۔ اور رہِ گوش سے مراد نخچیرون کے وعدے ہین یعنے شیر نے خرگوش کے دیر مین آنے سے جہلا کر یہ کہا کہ نخچیرون کے جہوٹے وعدون نے مجہے مصیبت مین ڈالدیا ہے۔

مکرہائے جبریانم بستہ کرد ‎ ‎ ‎ ‎ تیغ چوبین شان تنم را خستہ کرد

ترجمہ: جبریون کے مکر سے بستہ ہون مین ‎ ‎ ‎ ‎ کاٹہہ کی تلوار سے خستہ ہون مین

شرح۔ جبری سے نخچیر۔ اور تیغ چوبین سے قول باطل اور انکا مکر مراد ہے جو روزینہ کے متعلق تہا۔

زان سپس من نشنوم آن دمدمہ ‎ ‎ ‎ ‎ بانگ دیوان ست و غولان آنہمہ

ترجمہ: مین نہین سننے کا انکا مکر اب ‎ ‎ ‎ ‎ دیودن اور غولون کی ہے آواز سب

شرح۔ دمدمہ مکر و فریب و قول باطل جو شیاطین و غول کی آواز کے مانند ہے غول جن یا دیو کو کہتے ہین لیکن غول کے واقعی معنے یہ ہین کہ کل ما اغتال الانسان واہلکہ فہو غول یعنے جو انسان کو ہلاک کرنیکے لیئے فریب دے وہ غول ہے اور آواز شیاطین سے الشیطان یعدکم الفقر (شیطان تمکو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے) معنوی طور پر صحیح مراد ہے۔

بردران ایدل تو ایشان را مایست ‎ ‎ ‎ ‎ پوست شان برکن کہ شان جز پوست نیست

ترجمہ: پہاڑ ڈال اے دل یہ کب کے دوست ہین ‎ ‎ ‎ ‎ پوست کہینچ ڈالے کہ بالکل پوست ہین

شرح شیر نے یہ اپنے دل سے خطاب کیا ہے۔ یعنے اے دل صبر نکر۔ ادران نخچیرون کو پہاڑ ڈال اور انکے کہال کہینچ لے کیونکہ انہین بجز پوست وفا کے معنے نہین پائے جاتے یہ بیمغز اور وعدہ خلاف ہین

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ ‎ ‎ ‎ ‎ چون زرہ بر آب کش نبود درنگ

ترجمہ: پوست کے مانند ہے بات رنگا رنگ ‎ ‎ ‎ ‎ نقش ہے پانی کا فانی بے درنگ

شرح یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہے یعنے ہماری مراد پوست سے گفتگوئے رنگا رنگ ہے جسکو نقش بر آب کیطرح ثبات نہین ہے زرہ یعنے نقش و حلقہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چرب زبانی اور شیرین بیانی کے۔ اور رنگا رنگ الفاظ کا زیادہ استعمال کرتے ہین۔ وہ فی الواقع مہمل اور بیمغز بولتے ہین۔

این سخن چون پوست معنی مغز دان ‎ ‎ ‎ ‎ این سخن چون نقش و معنی ہمچو جان

ترجمہ: ہے سخن اک پوست معنی مغز ہے ‎ ‎ ‎ ‎ ہے سخن اک نقش معنی مغز ہے

شرح یعنے کلام بمعنے اور وعدۂ خالی از وفا نقش دیوار کی مانند ہے لیکن عوام اور خواص کے مقالات اور کلام مین فرق ہے جو آئندہ شعر مین بیان کیا گیا ہے۔

پوست باشد مغز بد را عیب پوش ‌ ‌ ‌ ‌ مغز نیکو را ز غیرت غیب پوش

ترجمہ: پوست ہے گویا بدی کا عیب پوش ‌ ‌ ‌ ‌ اور نیکون کے لیے ہے غیب پوش

شرح یعنے معنے بد کے لیئے الفاظ عیب پوش ہین مطلب یہ کہ عوام کے الفاظ لطیف معانی بد کو چھپائے رہتے ہین۔ یعنے اُنکی باتین اور اُنکے وعدے ایسے خوبصورت الفاظ مین ہوتے ہین کہ سامع کو صدق و وفا کا یقین آجاتا ہے مگر فی الواقع ایسا نہین ہوتا۔ اور معنے نیک کے لیئے الفاظ پردہ پوش نہین ہین۔ بلکہ اُنکے لیئے شرم و غیرت لباس غیبی ہے یعنے خواص کے لیے ما۔ شرم و غیرت خلعت اور انعام الٰہی ہے اُنکی غیرت اُنکے وعدہ کو پورا کرا کر رہتی ہے وہ اپنی بات کی شرم رکھتے ہین اور وعدہ کو وفا کرتے ہین۔ صرف لفاظی سے کام نہین لیتے غیب پوش پوشش غیب یعنے لباس غیبی۔ نیز ممکن ہے کہ مغز بد سے خود بد شخص اور مغز نیک سے شخص نیک مراد ہو۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوگا کہ بمغز و بمعنے اور بمعرفت آدمی کے لیئے اُسکا بدن اُسکا عیب پوش ہے کہ اُسکو آدمیون مین شمار کرا دیتا ہے۔ اور با معرفت آدمی کے لیے غیرت الٰہی لباس غیبی ہے کہ اُسنے عارف کو عوام کی آنکھون سے چھپا رکھا ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ معشوق ذات حق ہین اسلیئے غیرت الٰہی اِس بات کی مقتضی ہوئی کہ انکو اغیار کی آنکھون سے چھپایا جائے جسطرح آدمی اپنے معشوق کو غیر و نسے چھپاتا ہے

چون قلم از باد بُد دفتر ز آب ‌ ‌ ‌ ‌ ہرچہ بنویسی فنا گردد شتاب

ترجمہ: جب قلم ہو باد اور دفتر ہو آب ‌ ‌ ‌ ‌ جو لکھے گا تو مٹے گا وہ شتاب

نقش آبست ار وفا جوئی ازان ‌ ‌ ‌ ‌ باز گردی دستہا خود گزان

ترجمہ: نقش آبی مین وفا کیا پائیگا ‌ ‌ ‌ ‌ دیکھیو پچھتائیگا پچھتائیگا

شرح مقولہ عوام کی تمثیل ہے اور بُد بمعنے بود ہے یعنے تو ہوا کو قلم اور پانی کو کاغذ سمجھکر جو کچھ لکھے گا وہ فوراً مٹ جائیگا اسیطرح عوام کے جھوٹے وعدونکو سمجھنا چاہیئے اگر تو اُنکی وفاداری پر بھروسا کریگا تو انجام کار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا۔ اور پشیمان ہوگا۔ کچھ ہات نہ آئیگا۔ اور انجام کار پچھتائے گا

باد در مردم ہوا و آرزوست ‌ ‌ ‌ ‌ چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست

ترجمہ: باد انسان ہے ہواؤ آرزو ‌ ‌ ‌ ‌ اِس سے در گزرے تو ہے پیغام ہو

شرح یعنے لفظ باد سے رجو پہلے مصرع مین ہے، آدمیونکی خواہش نفسانی اور بُری آرزو مراد ہے۔ جو فنا ہونیوالی ہے جب آدمی نے اِسکو چھوڑ دیا اور اوامر الٰہی بجالایا تو یہ خبر مشاہدۂ الٰہی دیگا۔ ہُو مقام مشاہدہ۔

خوش بود پیغامہائے کردگار ‌ ‌ ‌ ‌ کو ز سر تا پائے باشد پایدار

ترجمہ: اچھے ہین پیغامہائے کردگار ‌ ‌ ‌ ‌ لایزال و باوفاؤ پائے دار

شرح۔ پیغامہا سے تجلیات الٰہی مراد ہین جو ہر وقت عارف کو اپنی طرف بُلاتی ہین دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ

ہواے نفسانی خلا انکے پہنچنے اور کلام آلہی سننے سے مانع ہے جسنے اسکو چہوڑ دیا گویا اُسنے بلا واسطۂ صوت وحرف کلام الٰہی کو سن لیا

مگر چونکہ مشاہدۂ تجلیات آلہی و استماع کلام بلا استماع کلمات انبیا و اولیا بلا عمل صالح غیر ممکن ہے اسیلئے مولانا کلمات انبیا و اولیا کی

تعریف کرتے ہین ۔ اور اگلے شعر مین یہ فرماتے ہین کہ

	خطبۂ شاہان بگردد وان کیا	جز کیا و خطبہاے انبیا
ترجمہ	خطبۂ شاہان کا کچہ سے کچہ ہے حال	خطبہاے انبیا ہین لازوال

شرح ۔ کیا ۔ بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ ۔ پہلے مصرع مین کیا بمعنے پہلوان و خداوند ہے ۔ اور دوسرے مین بمعنے پاکیزہ او

گردد بمعنے متغیر شود ہے اور وان کیا شاہان پر معطوف ہے ۔ یعنے بادشاہون اور تمام خداوندان دنیا کے خطبے اور کلمات

اُنکے زوال اور مرجانیسے متغیر ہوجاتے ہین مگر انبیا اور اولیا کے خطبے اور کلمات قیام تک قایم رہینگی ۔

	زانکہ بوش بادشاہان از ہواست	بار نامۂ انبیا از کبریاست
ترجمہ	بادشاہی کرّ و فر ہے سب ہوا	انبیا کی شان ہے شان خدا

شرح بوش کرّ و فر ۔ بار نامہ ۔ تجمل و حشمت و مباہات و اجازت نامہ یعنے بادشاہون کا کرّ و فر اور اظہار عظمت و ہیبت

خواہش نفسانی کی طرف سے ہے اور انبیا ، کا تجمل اللہ تعالے کی جانب سے ہے اسیلئے اُسکو زوال ہے ۔ اور یہ بے زوال

بس تو لم یزل و لایزال کے مشاہدۂ تجلی کے لیئے انبیا و اولیا کے کلمات پر عمل کرنا ضروری ہے ۔

	از درمہا نام شاہان برکنند	نام احمد تا قیامت میزنند
ترجمہ	نام شاہان سکّہ سے ہوتا ہے حک	سکۂ احمد رہیگا حشر تک

شرح ۔ یعنے بادشاہون کے نام انقلاب سلطنت کے وقت سکہ سے مٹا دئے جاتے ہین لیکن حضرت احمد کا نام

قیامت تک نقش ہوتا رہیگا ۔ اور الواح اور کتب مین برابر لکہا جائیگا کیونکہ اُنکی شریعت قیامت تک قایم رہیگی ۔

	نام احمد نام جملہ انبیاست	چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
ترجمہ	نام احمد کا ہے نام انبیا	سَو مین نوّے بہی داخل اسے تہا

شرح یعنے جسطرح سو کا عدد نوّے کو محیط ہے اور نوّے سو مین داخل ہین ۔ اِسیطرح ذات احمدی تمام انبیا کے

ذاتون کو محیط ہے یعنے اُنمین جتنے کمالات الگ الگ تہے آپ مین بطور مجموعہ ہین اور انبیا اُن مین احمد صلے اللہ علیہ

وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے تارون مین چاند کہ تمام تارون کی حقیقت کو محیط ہے ۔ جب چاند نکلتا ہے تارونکی

نور کو ڈہانک لیتا ہے ۔ اِسیطرح آپ کی ذات نے تمام انبیا کی ذات اور آپ کی شریعت نے تمام شریعتون کو ڈہانک

لیا ہے حقیقت محمدیہ جامع جمیع حقایق و رفیض رسان تمام خلایق اور ولایت محمدی جامع جمیع ولایت اور مقام جامع

جمیع مقامات اور نبوت و رسالت جامع جمیع نبوت و رسالت ہے غرضیکہ آپ تمام موجودات کے لیے علت غائی ہین

این سخن پایان ندارد اے پسر | قصۂ خرگوش گو و شیر نر

ترجمہ: اے پسر بے انتہا ہے یہ سخن | قصۂ خرگوش و شیر اب ہمسے سُن

ہم دربیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

ترجمہ: خرگوش کے مکر اور شیر کے پاس جانے مین اُسکی تاخیر کا بیان

در شدن خرگوش بس تاخیر کرد | مکر را با خویشتن تقریر کرد

ترجمہ: جانے مین خرگوش نے تاخیر کی | دل ہی دل مین مکر کی تقریر کی

شرح - یعنے چونکہ مکر کو اپنی نفس مین اچھی طرح گانٹھہ رہا تہا اسلیئے شیر کے پاس جانے مین خرگوش کو دیر ہو گئی -

در رہ آمد بعد تاخیر دراز | تا بگوش شیر گوید یکدو راز

ترجمہ: اور چلا پھر بعد تاخیر دراز | تا کہ کہدے شیر سے دو ایک راز

شرح - راز سے وہی مکر مراد ہے جو خرگوش نے سوچا تہا - اِس سے یہ بات نکلتی ہے کہ صاحب عقل معاد مشکل کام مین جلدی نہین کرتا - کیونکہ التأنی من الرحمن والتعجیل من الشیطان - آہستہ کام رحمان کا اور جلدی کام شیطان کا

تا چہ عالم ہاست در سودائے عقل | تا چہ با پہناست این دریائے عقل

ترجمہ: ہے عجب کچھ عالم سودائے عقل | ہے عجب کچھ وسعت دریائے عقل

شرح - چونکہ خرگوش نے اپنے عقل سے ایک مکر تراش کر شیر کو ہلاک کر دیا اسلیئے مولانا قدس سرہ عقل کی تعریف کرتے ہین یعنے عقل بشری کی فکر مین کسقدر عجیب عجیب عالم ہین مثلاً عالم ادراک - عالم تدبیر - عالم تصور عالم تصدیق - عالم یقین - عالم معرفت وغیرہم اور کسقدر عجیب و غریب احکام اِس سے صادر ہوتے ہین - اور دریائے عقل کسقدر با فراخی ہے بعض نسخون مین تا چہ پہنا ہاست ہے سودا بمعنے فکر و پہنا فراخی و فراخ - نیز ممکن ہے - کہ عقل سے مراد عقل کل یعنے ذات حق ہو اسوقت سودا بمعنے متاع لغت ترکی ہوگا یعنے متاع قدرت حق مین کسقدر عالم مین کیونکہ تمام عالم تعینات حق ہین اور قدرت حق سبحانہ وتعالےٰ مین کسقدر وسعت ہے کہ تمام تعینات کو قبول کیے ہوئے ہے -

بحر بے پایان بود عقل بشر | بحر را غواص باید اے پسر

ترجمہ: بحر بے پایان ہے اِک عقل بشر | چاہیئے غوطہ لگانا اے پسر

شرح - کیونکہ بلا غواصی دریا مین سے موتی نہین نکل سکتے - اِسیطرح جبتک آدمی عقل کے دریا مین غوطہ نہ لگائیگا یعنے عقل سے کام نہ لیگا - اُسکو کچھ حاصل نہوگا - نیز ممکن ہے کہ عقل بشر کے مابین مضاف محذوف ہو اور عقل سے مراد ذات حق ہو یعنے ذات خالق بشر کسقدر دریائے بے پایان ہے اسمین دریا مین غوطہ لگانا یعنے واقف اسرار ہونا چاہیئے جبتک اِس دریا مین غوطہ نہ لگایا جائیگا گوہر مقصود ہرگز نہ ملیگا -

	صورت ما اندرین بحر عذاب	میدود چون کاسها بر روی آب
ترجمہ	بحر شیرین مین ہے صورت اسطرح	آب پر ہوتا ہے پیالہ جسطرح
	تا نشد پر بر سر دریا چو طشت	چونکہ پر شد طشت در وے غرق گشت
ترجمہ	جس گھڑی تک پر نتھا پانی پہ تھا	ہو گیا جھٹ غرق جب پر ہو گیا

شرح۔ صورت سے مراد وجود ہے اور عذاب یا تو مفرد لفظ ہے بمعنے شیرین۔ یا مرکب ہوکر عذب آب کا مخفف ہے عذب میٹھا پانی یعنے ہمارا وجود عقل کے دریائے شیرین مین ایسا ہے جیسا پانی پر پیالہ کہ جب تک نہ بھریگا دریا کے سر پر طشت کی طرح تیرتا رہیگا اور جب بھر جائیگا تو طشت کی طرح غرق ہو جائیگا۔ مطلب یہ کہ ہمارا وجود دریائے عقل مین اوپر ہی اوپر تیرتا پھرتا ہے عقل کا پانی اسمین داخل نہین ہوا۔ ورنہ فکر معاش مین منہمک نہوتا۔ لیکن جسوقت اسمین عقل کا پانی داخل ہوگا۔ تو یہ دریائے عقل مین غرق ہو جائیگا۔ اور اسوقت عقل وجود کو معاصی کی جانب ہرگز نہ دیگی۔ کیونکہ عقل ہرگز بری باتونکی طرف نہین لگاتی بحر عقل مین غرق ہونا گویا مرتبۂ عقل کل حاصل کرنا اور اُس تک پہنچ جانا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ بحر عذاب سے ذات حق مراد ہو۔ یعنے ہمارے تعینات دریائے ذات مین پانی کیطرح تیرتے ہین جبتک عشق حقیقی سے خالی ہین بحر ذات سے باطنی تعلق قایم نہین ہوتا۔ اور جسوقت عشق ذات سے پر ہو گئے تو بحر ذات مین غرق ہوکر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کر لیتے ہین۔

	عقل پنہان ست و ظاہر عالمے	صورت ما موج یا از وے نمے
ترجمہ	عقل پوشیدہ ہے اور ظاہر ہین ہم	نقش صورت موج ہے یا اُسکی نم

شرح۔ یعنے بحر عقل مخفی ہے اور عالم کی صورت ظاہر ہے اور ہمارا وجود دریائے عقل کی ایک موج یا کچھ نمی ہے بس تو اس ظاہر کو اُس طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یا یہ کہ ذات حق مخفی ہے۔ اور ہمارا تعین اُس دریا کا قطرہ ہے اسلیئے قطرہ کو دریائے عشق کا جز بنانا چاہیئے۔

	ہر چہ صورت می وسیلت سازدش	زان وسیلت بحر دور اندازدش
ترجمہ	ڈھونڈ لاتی ہے جو صورت بالضرور	وُہ وسیلہ بحر سے کرتا ہے دور

شرح۔ لفظ مے بیا زدش کے متعلق ہے۔ یعنے وجود اگرکسی جسمانی چیز کو بحر عقل اور مرتبۂ عقل کل تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیگا تو اُس وسیلہ کی برائی کے سبب بحر عقل اُسکو اپنے سے دور پھینکدیگا۔ بس تو یہ چاہیئے کہ اسمعاملہ مین نورانی چیز مثلاً ریاضت وکشف کو وسیلہ بنائے۔ یا یہ کہ وسیلہ بنانے سے کسی غیر چیز کی عبادت مراد ہے کہ اُسے عبادت ذریعۂ تقرب ذات حق سمجھے۔ چنانچہ کافرونکا مقولہ ہے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ۔ یعنے کافرونکا مقولہ ہے کہ ہم بتون کو صرف اسی لیئے پوجتے ہین کہ اُنکی عبادت کے وسیلے سے خدا کا قرب حاصل ہو جائے۔

تا نہ بیند دل دہندہ راز را ‌ ‌ تا نہ بیند تیر دور انداز را

ترجمہ: تا نہ پائے بیہودہ مخفی راز کو ‌ ‌ تا نہ دیکھے تیر دور انداز کو

شرح یعنے بحر عقل اسکو اتنی دور پھینکیگا کہ اسکا دل عطا کنندہ اسرار یعنے اللہ کو ہرگز نہ دیکھ سکیگا اور اسکو دور پڑا ہوا تیر یعنے تیر معرفت نظر نہ آئیگا دور انداز بمعنے دور انداختہ کیونکہ اسنے جب بحر عقل ہی مین غوطہ نہین لگایا۔ تو اسرار معرفت کیونکر حاصل ہونگے۔ یا یہ کہ ذات حق اسکو اپنے سے دور پھینکدیگی فائدہ عقل کل اور کلی کنایہ از جبریل و نور محمدی و عرش اعظم اور اسی کو عقل اول کہتے ہین اور عقل فعال کنایہ فقط جبریل سے ہوتا ہے اور مطلق عقل نفس انسان مین ایک ایسی قوت کا نام ہے کہ انسان اسکے ذریعہ سے دقائق اشیاء کی تمیز کرسکتا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہین۔ مگر مولانا کے نزدیک عقل و جان بمعنے ذات حق بھی ہے۔

اسپ خود را یاوہ داند آن ستیز ‌ ‌ میدواند اسپ خود در راہ تیز

ترجمہ: گم شدہ کہتا ہے اپنے اسپ کو ‌ ‌ اور سوار اسپ ہے خود اسپ جو

شرح مضمون سابق کو بطور تمثیل بیان کرتے ہین۔ یعنے جو شخص مرتبۂ عقل کل کی رسائی یا تقرب ذات حق کے لیئے کسی جسمانی قوت یا عبادت غیر کو وسیلہ بناتا ہے۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ اپنے گھوڑے کو کوئی شخص حماقت یا غفلت کے باعث ناپدید اور گم شدہ جانے حالانکہ خود اس گھوڑے پر سوار ہو یہی حال اس شخص کا ہے جو مرتبۂ عقل کل کے رسائی کے لیے جسمانی قوت کو وسیلہ بناتا ہے حالانکہ وہ خود مرکب عقل نورانی پر سوار ہے یعنے عقل جزئی جسکی طرف پہلے شعر مین صوت یا شوریا ارزوے نمے۔ کا اشارہ کیا گیا ہے اسکے پاس موجود ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی یا ضت و کشف اور عقل جزئی کے وسیلہ سے مرتبۂ عقل کل تک پہنچ سکتا ہے جسمانی وسائل کی کچھ ضرورت نہین اور نہ انسے رسائی ممکن ہے نیز تقرب ذات حق کے لیئے وسیلہ جسمانی غیر ضروری ہین۔ کیونکہ ذات حق ہر دم جویا کے پاس ہے جیسا کہ گھوڑا سوار کے پاس مگر یہ جوینده کی غفلت اور عقل سے لڑائی ہے کہ اسکو اپنے سے دور سمجھ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خود فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم اپنے بندے کی طرف اسکی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہین۔ یاوہ گم و ناپدید کھوئی ہوی چیز غائب غول

اسپ خود را یاوہ داند وانچہ او ‌ ‌ اسپ خود او را کشان کردہ چو باد

ترجمہ: اسپ کو گم گشتہ کہتا ہے مگر ‌ ‌ اسپ لیجاتا ہے اسکو کھینچکر

شرح یعنے وہ اپنے گھوڑے کو گم شدہ جانتا ہے۔ حالانکہ وہ تیز رفتار ہے اور اسکو ہوا کیطرح کھینچے لیجاتا ہے۔ یہی حال اسکا ہے جو اپنی عقل جزوی کو (جو نورانی ہے) گُند جانتا ہے اور مرتبۂ عقل کل تک کی رسائی یا وصول ذات حق کے لیے وسائل ڈھونڈھ رہا ہے حالانکہ عقل جزوی خود اسکی رہبر ہے جو اسپ تیز رفتار۔ اس شعر مین لفظ چو باد مبدل سنہ ہے اور دوسرے مصرع مین لفظ اسپ اسکا بدل واقع ہوا ہے۔

در فغان و جستجو آن خیرہ سر — ہر طرف پرسان و جویان سر بسر

ترجمہ: ہے اُسے ہر دم فغان و جستجو — سو بسو پرسان و جویان کو بکو

کانکہ دزد اسپ ما را کو و کیست — اینکہ زیر ران تست ای خواجہ چیست

ترجمہ: یعنے ایسا کون ہے گہوڑے کا چور — زیر ران کیا ہے بتا اے مرد کور

شرح یعنے وہ سوار خیرہ سر (بیہودہ و پریشان و سرکش) دربدر اپنے گہوڑے کو ڈہونڈتا پہرتا ہے اور یون کہتا ہے کہ جسنے ہمارا گہوڑا اُچرالیا ہے وہ کہان ہے اور کون ہے۔ لیکن اسکے جواب مین اُس سے یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت سلامت جسپر آپ سوار ہین یہ کیا چیز ہے؟ یہی تو وہ گہوڑا ہے جسکو ڈہونڈ رہے ہو۔ مطلب یہ کہ عقل جزوی ہر وقت آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے غافل ہے۔ اگر ریاضت کرے اور اسکو کام مین لائے تو عقل کل اور ذات حق تک واصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جزو تابع کل ہے۔

آرے این اسپ است لیک آن اسپ کو — با خود آ اے شہسوار اسپ جو

ترجمہ: ہے ترا گہوڑا یہی لے یاد ہ گو — ہوش مین آ شہسوار اسپ جو

شرح یعنے جس گہوڑے پر تو سوار ہی یہ گہوڑا تیرا ہی تو ہے۔ لیکن پہر بہی از راہ غفلت تو یہی کہے جاتا ہے کہ وہ گہوڑا کہان گیا۔ اے شہسوار اسپ جو اپنے آپے مین آ اور عقل سے کام لے اس شعر مین غائب سے حاضر کیطرف التفات کیا گیا ہے جو عین فصاحت ہے اور لفظ لیک کے بعد حسب قرینۂ مقام لفظ مسیگوئی محذوف ہے۔

وصفہا را مستمع گوید براز — تا شناسد مرد اسپ خویش باز

ترجمہ: وصف کہہ دیتا ہے سامع سر بسر — تاکہ ہو مالک کو گہوڑے کی خبر

شرح یعنے جو سوار اپنے گہوڑے کے اوصاف (مثلاً رنگ۔ قد۔ رفتار۔ عمر وغیرہ) بیان کرکے اُسکو ڈہونڈیگا تو سننے والا بتا دیگا کہ جس گہوڑے کے یہ اوصاف ہین وہ یہی ہے جسپر تو سوار ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرکب عقل جزوی پر سوار ہوکر مرتبۂ عقل کلی یا ذات حق کو ڈہونڈ رہا ہے کشف اُسکو بتا دیگا کہ تیرا مطلوب تیرے پاس ہے یعنے بشرط عقل جزوی کو عمل لانے سے عقل کُلی اور ذات حق اور مطلوب دِلی تک ضرور واصل ہو جائیگا۔ مستمع سے کشف اسلیئے مراد لیا گیا ہے کہ جسطرح مستمع (سننے والا) مدرک ہوتا ہے اسیطرح کشف بہی مدرک اشیا ہے بلکہ کشف کا ادراک مستمع کے ادراک سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے کیونکہ مستمع صرف اصوات موجودات کا ادراک کر سکتا ہے اور کشف غیر محسوسات اور پوشیدہ چیزون تک کو حاوی ہے اور راز کی قید اسلیئے ہے کہ لوگون پر سوار کی حماقت کا اظہار نہو۔ یہ بہی ممکن ہے کہ اسپ سے روح اور سوار سے بدن مراد ہو اسوقت ان تمام اشعار کا یہ مطلب ہوگا کہ انسان اپنی روح یا جان (ذات حق) کو جابجا ڈہونڈتا پہرتا ہے حالانکہ اسکی روح اسکے پاس موجود ہے

در درون خود بیفزا درد را ۔ تا ببینی سبز و سرخ و زرد را

ترجمہ: دے جگہ پہلو مین اپنے درد کو ۔ تا کہ دیکھے سبز و سرخ و زرد کو

شرح یعنے دل مین عشق الٰہی پیدا کر تا کہ تجہبر صفات متضادہ حق مکشوف ہوجائین۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے بیان ذات الٰہی اور اوصاف کی طرف انتقال کیا ہے سبز و سرخ و زرد سے اللہ تعالےٰ کی مختلف صفتین مراد ہین۔

جان ز پیدائی و نزدیکیست گم ۔ چون شکم پر آب و لب خشکی چو خم

ترجمہ: جان ظہور و قرب کے باعث ہے گم ۔ جسطرح پر آب اور لب خشک خم

شرح چون تعلیل کے لیے ہے اور چو حرف تشبیہ ہے اور چو خم لفظ گم کے متعلق ہے یعنے ذات حق غایت ظہور اور غایت قرب کے سبب مخفی ہے جسطرح آفتاب پر غایت روشنی کے سبب آنکھہ نہین ٹھہرتی۔ اسیطرح اُسکو بھی چشم بشر نہین دیکھہ سکتی اور جسطرح غایت قرب کے باعث آدمی کو اُسکی پتلی نظر نہین آتی۔ اسیطرح ذات حق نہین دکھائی دیتے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ خم کہ اُسکے پیٹ مین پانی ہے اور لب خشک ہے یعنے باوجودیکہ اُسکے پیٹ مین پانی موجود ہوتا ہے مگر نظر نہین آتا۔ اسیطرح ذات حق جمیع موجودات مین موجود ہے لیکن نظر سے پنہان ہے۔

کے ببینی سرخ و سبز و بور را ۔ تا نہ بینی پیش ازان سہ نور را

ترجمہ: رنگ سرخ و سبز کیا آئے نظر ۔ تین نورون کو نہ دیکھے گر بشر

شرح بور رنگ سرخ مائل بہ تیرگی۔ یعنے اے مخاطب تو طرح طرح کے رنگ اور مختلف شکلین ہرگز نہین دیکھہ سکتا جب تک پہلے تین طرح کے نور نہ دیکھہ لے۔ اول نور بصر۔ دوم نور شمس یا نور قمر سوم نور شمع و چراغ وغیرہ آدمی کو جب تک یہ تین نور اکھٹے نہون کچھ نہین دکھائی دیتا۔ ان اشعار مین مولانا تفہیم کے لیے نور ذات کو نور خارج سے تشبیہ دیتے ہین۔ اور مقصود یہ ہے کہ بلا واسطۂ نور ذات حق تعالےٰ آدمی بالکل اندھا اور کور ہے۔ اسرار معرفت کو ہرگز نہین دیکھہ سکتا۔ بخدا لے آسمانون اور زمین کے نور تو ہماری آنکھون کو اپنے نور سے روشن کر دے۔

لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو ۔ شد ز نور آن رنگہا روپوش تو

ترجمہ: رنگ مین گم ہوگئے جسوقت ہوش ۔ اگیا آنکھون کے آگے پردہ پوش

شرح۔ یعنے جب اشکال اور الوان مین تیری عقل محو ہوگئی۔ تو یہ الوان و اشکال اُس نور کیجانب سے تیرے مُنہ کا پردہ بنجائینگے۔ مطلب یہ کہ جب تو ظاہری صورت پر مفتون ہوگیا۔ تو مشاہدۂ نور حق سے محروم رہیگا حالانکہ اشکال کا دیکھنا اسیلئے تہا کہ اُنسے مشاہدۂ نور ذات یعنے صانع اشکال حاصل ہو۔

چونکہ شب آن رنگہا مستور بود ۔ پس بدیدی دید رنگ از نور بود

ترجمہ: شب کو جتنے رنگ تھے مستور تھے ۔ کیونکہ دید سے رات کو بے نور تھے

	نیست دید رنگ بے نور برون	ہمچنین رنگِ خیال اندرون
ترجمہ	سو جتا کیا ہے بجز نور برون	ہے یہی حال خیال اندرون

شرح یعنے چونکہ رات کو الوان واشکال پوشیدہ رہتے ہین اسلیئے بلا وسیلہ شمع وچراغ نظر نہین آتے - اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رنگ یا شکل بلا نور خارج نظر نہین آسکتی اور یہی حال شکل اور رنگ خیال باطن کا ہے کہ یہ بھی بلا نور ذات نہین دکہائی دیتے یعنے جب تک نور ذات دل مین نہو ہم دل کے خیال کی صورت نہین دیکھہ سکتے کہ اچھی ہے یا بری البتہ نور ذات جب دلمین ہوگا تو اچھے خیال کو اچھا دیکھا جائیگا - اور برے کو برا مطلب یہ کہ خیال حق اور خیال باطل کے تمیز بلا حصول نور قلبی میسر نہین ہوتی - بلکہ آدمی غلطی مین پڑکر اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھ لیتا ہے چنانچہ کفار وفساق کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے - جسطرح خیال باطن کیصورت بلا نور ذات مرئی نہین ہوتی اسیطرح نور ذات بلا عشق اور محبت الٰہی حاصل نہین ہوتا اور جسطرح نور ظاہر چراغ وغیرہ کا عکس ہے نور ذات اسما وصفات کا پر تو ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عشق حقیقی تمام نورون کا مخزن ہے - جو اس نور سے بے نصیب ہا وہ فی الواقع اندھا اور دل کا اندھا ہے -

	این برون از آفتاب و از سہاست	وان درون از عکس انوار خداست
ترجمہ	یہ فقط مہر و سہا کا عکس ہے	اور وہ نورِ خدا کا عکس ہے

شرح یعنے یہ نور خارجی آفتاب وکواکب وچراغ وغیرہ کا عکس ہے اور وہ عکس انوار خدا یعنے عکس اسماء وصفات ہے - پس تو یہ نور شمس وقمر وغیرہما کے نور سے افضل ہوا اور اصل نور ٹھیرا - طالب کو چاہیئے کہ اسی نور سے انوار حاصل کرنیکی کوشش کرے - این برون سے نور خارج اور وان درون سے نور باطن یعنے نور الٰہی مراد ہے -

	نورِ نورِ چشم خود نور دل ست	نور چشم از نور دلہا حاصل است
ترجمہ	نور ان آنکھون کا ہے خود نور دل	آنکھہ کو ملتا ہے دل سے متصل
	باز نورِ نورِ دل نور خداست	کو ز نور عقل وحس پاک وجداست
ترجمہ	اور نور دل ہے خود نور خدا	نور حس وعقل سے بالکل جدا

شرح - اس نور ذات کی تمام نورون پر تفضیل ثابت کرنی مقصود ہے اور مطلب یہ ہے کہ نورِ چشم کا نور بالتحقیق نور دل ہے کیونکہ نور چشم نور دل سے حاصل ہوتا ہے - غرض یہ کہ جس شخص کی آنکھہ مین ظاہری نور ہے وہ اہل معانی کے نزدیک اندھا ہے کیونکہ انکے نزدیک اس ظاہری نور کے لیے ایک اور نور ہونا چاہیئے - جسکو نور دل کہتے ہین جس کسی کی آنکھون کے نور کے ساتھ نور قلب شامل نہو گا وہ مشاہدہ حقیقت سے محروم رہیگا - پھر اس نور قلب کے لیے بھی ایک نور ہے اور وہ نور الٰہی ہے جب تک یہ نور نور قلب کے ساتھ نہ ملے گا تو اشراقیین کی طرح قلب کتنا ہی منور ہو مگر معرفت حاصل نہوگی - اور چونکہ اس نور ذات سے معرفت حاصل ہوتی ہے اسلیئے نور عقل وحس سے بدرجہا ممتاز اور اعلےٰ درجہ کا ہے

شب نہ بد نور و ندیدی رنگہا	پس بضد نور پیدا شد ترا
ترجمہ: رنگ اندہیرے مین نظر آتے نہین	نور سے ہوتے ہین ظاہر بالیقین

شرح یعنے رات کو چونکہ نور نتہا اسیلئے تجکو الوان و اشکال نظر نہ آئے اس سے معلوم ہوا کہ الوان و اشکال اپنی ضد یا ضد شب یعنے نور سے نظر آتے ہین۔ اسیطرح اسرار معرفت از ذات الہی سے نظر آتے ہین۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے۔

شب ندیدی رنگ کان بے نور بود	رنگ چہ بود مہرۂ کور و کبود
ترجمہ: رنگ کا شب کو نہین ہوتا وجود	رنگ کیا ہے مہرۂ کور و کبود

شرح یعنے رات کو تو رنگ ندیکھہ سکا کیونکہ رات ہی بے نور ہے اور رنگ بھی سبے نور ہے۔ کیونکہ رنگ کی ایسی مثال ہے جیسے شطرنج کے نیلے اور سیاہ مہرے مطلب یہ کہ جسطرح اندہیری رات مین سیاہ مُہرہ نہین دکھائی دیتا اسیطرح ظلمت جسمانی مین جبتک نور قلب اور نور ذات نہو۔ کوئی شئے نظر نہین آتی بلکہ آدمی حقیقی اندہا ہوتا ہے گو اُسکی ظاہری آنکھین کُھلی ہوئی ہون۔ لا تعمے الابصار ولکن تعمے القلوب آنکھین اندہی نہین ہوتین لیکن دل اندہے ہوجاتے ہین۔

گہ نظر بر نور بود آنگہ برنگ	ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ
ترجمہ: نور کے باعث نظر آتا ہے رنگ	ضد سے ضد ظاہر ہے جیسے روم و زنگ

شرح یعنے اول نظر نور پر ہوگی اُسکی بعد رنگ پر ہوگی مطلب یہ کہ رنگ کے لیے نور کا ہونا مقدم ہے اگر نور نہوگا تو رنگ ہرگز نظر نہ آئے گا اور نہ اُسکی تمیز ہوسکیگی جیسا کہ اندہے کو کسی رنگ کی تمیز نہین۔ مثلاً یون سمجھیے کہ نور ایک سفید کپڑا ہے اور رنگ سیاہ تو جبتک آدمی سفید کپڑے کی حقیقت نجانے گا سیاہ کپڑون کو کیونکر پہچانے گا یا نور کو روم اور رنگ کو زنگ تصور کیجیے بغیر روم کے دیکھے زنگ کی تمیز کیونکر ہوگی۔ ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے رومی سُرخ و سفید ہوتے ہین اور زنگی حبشی کو کہتے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے سمجھ مین آتی ہے۔

دیدن نور ست آنگہ دید رنگ	این بضد نور دانی بید رنگ
ترجمہ: نور لازم ہے برائے دید رنگ	نور سے کھلتی ہے رنگت بید رنگ

شرح یعنے تو رنگ کو اسکی ضد نور کے سبب پہچانے گا۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے۔ اور مطلب وہی جو پہلے شعر کا تھا

پس بضد نور دانستی تو نور	ضد بضد را مینماید در صدور
ترجمہ: نور کی ضد سے کھلے گا تجھپہ نور	کیونکہ ضد سے ضد کا ہوتا ہے ظہور

شرح یعنے تو نے جسطرح رنگ کو اُسکی ضد (نور) سے جانا ہے اسیطرح نور کو اُسکی ضد (ظلمت و رنگ) سے پہچانا ہے اسیطرح رومی زنگی سے اور زنگی رومی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے بضد مین بائے موحدہ زائد ہے جو بعض نسخون مین نہین ہے اور صدور بمعنے عالم ظہور و عالم دنیا ہے۔

رنج و غم را حق پے آن آفرید	تا بدین ضد خوشدلی آید پدید
ترجمہ: اسلیئے دیتا ہے غم رنج آفرین	تا کہ خوشدل اس سے ہو مرد غمین

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے رنج و غم کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ اس سے اسکی ضد یعنے خوش دلی ظاہر ہو جائے (ضد بمعنی مضد ہے۔ اور خوشدل بدل) کیونکہ رنج نہوتا تو آدمی خوشی کو کبھی معلوم نہ کرسکتا۔ اسیطرح اگر رات نہوتی تو دن کو اور گرمی نہوتی تو جاڑے کو اور فقر نہوتا تو غنا کو اور بیماری نہوتی تو تندرستی کو اور موت نہوتی تو زندگی کو اور ظلمت نہوتی تو نور کو کوئی معلوم نہیں کرسکتا تہا۔ خلاصہ یہ کہ عالم میں اضداد نہوتیں تو تمیز اشیا مرتفع ہو جاتے۔ کوئی کسیکو پہچان نہ سکتا۔

پس نہانیہا بضد پیدا شود	چونکہ حق را نیست ضد پنہان بود
ترجمہ: جملہ اشیا اپنی ضد سے ہیں عیان	چونکہ حق بے ضد ہے رہتا ہے نہان

شرح۔ پچھلے اشعار فقط اس مطلب کی تمہید کے لیئے تہے جو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے یعنے کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب تمام موجودات مظہر ذات ہیں تو وہ ذات پنہان کیوں ہے مولانا نے جواب دیا کہ ہر شے اپنی ضد اور اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہے۔ جسکی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں مگر چونکہ اللہ تعالےٰ کا مقابل اور اسکی ضد کوئی چیز نہیں ہے اسلیئے وہ معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور یہی باعث پنہان ہے۔ نہانیہا سے مراد تمام چیزیں ہیں۔

نور حق را نیست ضدے در وجود	تا بضد او را توان پیدا نمود
ترجمہ: نور حق کی ضد نہیں ہے جان لے	تا کہ ضد سے تو اسے پہچان لے
لاجرم ابصارنا لا تدرکہ	وہو یدرک بین تو از موسیٰ و کہ
ترجمہ: آنکھیں اسکے دیکھنے سے ہیں ستوہ	دیکھہ لے تو قصۂ موسیٰ و کوہ

شرح یہ اس آیہ کی طرف اشارہ ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار یعنے اللہ کو آنکھیں نہیں دیکھہ سکتیں اور وہ آنکھوں والوں کو دیکھتا ہے۔ اینحاطب تو اس عدم رویت ذات کی حالت کو حضرت موسےٰ اور کوہ طور کے قصہ سے معلوم کر جب حضرت موسےٰ نے تجلی چاہی تو حکم آیا کہ تجکو دیکھنے کی طاقت نہوگی کیونکہ رویت کے لیئے اول دیکھنے والا چاہیئے اور جب دیکھنے والا رویت کا متحمل نہوا تو رویت کیسی؟ لا تدرکہ الابصار سے ظاہری آنکھیں مراد ہیں اور ادراک سے حاطہ ذات اور اولیاء اللہ کی رویت چشم باطن کے ساتھ ہے۔

صورت از معنے چو شیر از بیشہ دان	یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دان
ترجمہ: شیر ہے معنے تو صورت بیشہ ہے	یہ سخن ہے اور وہ اندیشہ ہے

شرح اس سے پہلے صورت کو کاسہ سے اور معنے (ذات حق) کو بحر شیرین سے تشبیہ دیگئی ہے اور اسجگہ اسی معنے اور صورت کو نئی تشبیہ میں بیان کرتے ہیں یعنے صورت موجودات کو ذات حق سے وہ نسبت ہے

جو شیر کو اپنے بن سے - کہ اُسی سے پیدا ہوتا ہے اور اسیطرف راجع ہوجاتا ہے - اسیطرح عالم صورت عالم معنے سے پیدا ہوکر انجام کار اُسیطرف راجع ہوتا ہے - کیونکہ معنے صورت کے لیئے بمنزلہ اصل ہے جسطرح بن شیر کے لیئے کیونکہ کُل شیئ یرجع الے اصلہ یا یہ سمجھیے کہ صورت آواز اور سخن کی مانند ہے - اور معنے اندیشہ و فکر کی مانند فکر آواز و سخن کے لیئے بمنزلہ اصل ہے - اگر اندیشہ نہو تو آواز و سخن کسی طرح مُنہ سے نہ نکل سکے - شیر اور آواز و سخن کو بقا نہین لیکن بیشہ اور اندیشہ باقی رہتا ہے - اسیطرح صورت کو بقا نہین اور ذات حق ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اندیشہ سے مراد وہ قوت باطنی ہے جو الہام ربانی سے آلات آواز و سخن کو بولنے پر مجبور کرتی ہے -

	این سخن و آواز از اندیشہ خاست	تو ندانی بحر اندیشہ کجاست
ترجمہ	ہر سخن ہے فیض اندیشہ مگر	بحر اندیشہ کی تجکو کیا خبر
	لیک چون موج سخن دیدی لطیف	بحر را دانی کہ ہم باشد شریف
ترجمہ	جانکر موج سخن کو تو لطیف	جانتا ہے یہ کہ دریا ہے شریف

شرح یعنے آواز و سخن اندیشہ سے حاصل ہوتی ہے - اندیشہ اصل ہے اور آواز اُسکی تابع تو نہین جان سکتا کہ بحر اندیشہ کہان ہے کیونکہ اندیشہ نہ خارج بدن ہے - نہ داخل بدن - نہ اُس سے متصل ہے نہ منفصل کہ لئے کہ اگر بحر اندیشہ کو خارج بدن تسلیم کرین تو سخن اور آواز جو اُسکی فرع ہے اور لب و زبان سے متعلق ہے کہان سے حاصل ہوتی ہے - اور اگر داخل مانین - تو اُسکو محدود اور الہام ربانی سے بالکل منقطع ہونا چاہیئے حالانکہ بحر اندیشہ غیر محدود ہے لیکن تو نے موج سخن کو لطیف سمجھکر اتنا جان لیا ہے کہ بحر اندیشہ نہایت بزرگ اور الہام ربانی سے ہے مطلب یہ کہ جمیع ممکنات و موجودات کی اصل ذات حق ہے جسکا احاطہ آدمی نہین کرسکتا - مگر ہان موجودات سے اتنا معلوم ہوسکتا ہے کہ ان تصاویر کا مصور فعال لما یرید ہے - کیونکہ صورت معنی پر اثر موثر پر اور جزو اپنے کل پر ضرور دلالت کرتا ہے -

	چون زد انش موج اندیشہ بتاخت	از سخن و آواز او صورت ساخت
ترجمہ	دل مین اُٹھی موج علم من لدن	اور اُسکو مل گئی شکل سخن
	از سخن صورت بزاد و باز مرد	موج خود را باز اندر بحر برد
ترجمہ	شکل جو پیدا ہوئی تھی مٹ گئی	موج پھر دریا مین اپنی جا ملی

شرح یعنے بحر علم الٰہی سے موج فکر اول دل کیطرف دوڑی - اور پھر آواز و سخن کی صورت مین ظاہر ہوئی - یعنے تصورات ذہنی جو الہام ربانی سے دل مین آتے ہین آواز اور سخن کی صورت بنکر باہر نکلتے ہین - مطلب یہ کہ کلام نفسی بعینہ کلام لفظی ہے مگر اتنی بات ہے کہ کلام نفسی کلام لفظی کی صورت مین متشکل ہوگیا ہے - اور دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ سخن کو اندیشہ نے اپنی صورت بنا لیا ہے مگر یہ صورت بہت جلد فنا ہوجاتی ہے کیونکہ حروف

اور کلمات اعراض سیالہ ہین جو آناً فآناً فنا ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ موج کلام پہر اپنے آپ کو بحر علم الٓہی کی طرف لیجاتی ہے۔ کیونکہ کُل شئی یرجع الیٰ اصلہٖ۔ اسیطرح تمام موجودات فیضان الٓہی ہین اور اسیکیطرف راجع ہوجاتے ہین۔

	بازشد کانّا الیہ راجعون		صورت از بے صورتے آمد برون	
	اور پہر انا الیہ راجعون		شکل بے صورت سے آئی ہے برون	ترجمہ

شرح یعنے جسطرح صورت سخن و آواز ایک بے صورت چیز یعنے اندیشہ سے پیدا ہوئی ہے اور پہر اُسی کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسیطرح موجودات ایک بے صورت (یعنے ذات حق) سے پیدا ہوئے ہین اور اُسیکیطرف راجع ہوجاتے ہین۔ لفظ بے صورتے کی یائے مجہول کو اگر معروف پڑہین تو بمعنے عالم معنے ہوگا۔ کانّا مین کاف تعلیل ہے اور انّا الیہ راجعون بمضمون علّت ہے۔ یعنے ہم سب انجام کار خداہی کی طرف رجوع کرنے والے ہین

	مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتیست		پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست	
	اور دنیا ایک ساعت ہے بتجہے		ہر گہڑی اِک مرگ و رجعت ہے تجہے	ترجمہ

شرح۔ یعنے جسطرح صورت عالم معنے سے باہر آتی ہے اور پہر وہین چلی جاتی ہے اور اُسکی جگہ دوسرے صورت آجاتی ہے اسیطرح اےمخاطب تجکو بہی ہر وقت موت اور رجعت اور فنا اور ایجاد ہے کیونکہ تو متجدد الامثال اور متحد التشکل ہے تجدد امثال اور اتحاد تشکل کے یہ معنے ہین کہ کائنات کی صورتین ہر وقت متبادل ہوتے رہتے ہین ہر وقت صورت موجودہ معدوم ہوجاتی ہے اور اس صورت زائلہ کے مانند نئی صورت موجود ہوجاتی ہے مگر عین و تشخص مین کچہ فرق نہین آتا۔ چونکہ صورت موجودہ صورت معدومہ کے بالکل مشابہ ہوتی ہے اسلیئے یہ تبدل و تغیر محسوس نہین ہوتا۔ بلکہ یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی صورت ہے جو ہمیشہ سے ہے حدیث شریف مین یہ ہے الدّنیا ساعۃ لیس فیہا راحۃ فاجعلوہا طاعۃ کے لاتحصل یوم القیٰمۃ ندامۃ دنیا ایک ساعت ہے جسمین راحت نہین اسلیئے طاعت کیا کرو تاکہ قیامت مین ندامت نہو۔ یہین دنیا کو ایک ساعت بنظر تجدد و امثال کہا گیا ہے یعنے دنیا کے ہر ساعت نئی ہے جب ایک گزر جاتی ہے دوسرے اُسکیجگہ آجاتی ہے لیکن چونکہ یہ دوسرے ساعت پہلے ساعت سے مشابہ ہے اسلیئے تجدد ساعات معلوم نہین معلوم ہوتا۔ جو سانس گزر جاتی ہے گویا تنفس کے لیئے موت ہے اور جو پہر آجاتی ہے یہ اُسکی رجعت ہے مگر تشابہ کے باعث تجدد غیر محسوس ہے اور زندگی مستمر معلوم ہوتی ہے۔ بس تو جب ہر سانس گزرنیوالی آدمی کے لیے موت ہے تو اُسکو لازم ہے کہ کوئی دم غفلت مین نرہے۔ غافل نہ احتیاط نفس یک نفس مباش ؂ شاید ہمین نفس نفس واپسین بود ؂

	در ہوا کے پاید آید تا خدا		فکر ما تیریست از ہو در ہوا	
	جا پہنچتا ہے ہوا سے تا خدا		ہے ہمارا فکر ایک تیر ہوا	ترجمہ

شرح یعنے اندیشہ اور خیال جو ہمارے دل مین آتا ہے یہ ایک تیر ہے جو عالم ہوّیت الٰہی سے ہوائے وجود انسانی مین آتا ہے۔ لیکن یہ تیر اس ہوا مین قرار نہین پکڑتا بلکہ خدا کی طرف چلا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وحدت ذاتی کثرت کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے کیونکہ وحدت تمام موجودات کی اصل ہے۔ جب کوئی شے افاضۂ اسمار رحمانیہ سے عالم وجود مین آتی ہے تو بعد امتحان خیر و شر وحدت حقیقیہ اُسکو سلب کر دیتی ہے۔

	ہر نفس نو میشود دنیا و ما	بیخبر از نو شدن اندر بقا
ترجمہ	ہر گہڑی دنیا کو جدّت ہے مگر	لوگ ہین جدّت سے بالکل بےخبر

شرح۔ دنیا ہر دم نئی ہوجاتی ہے مگر ہم لوگ بسبب فریب استمرار بیخبر ہین۔ اندر بقا بمعنے اندر فریب استمرار۔ اُسی تجدد امثال کے مسئلہ کیطرف اشارہ ہے جسکی شرح ابھی ہو چکی ہے۔ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے غور سے سمجھنا چاہیئے۔

	عمر ہم چون جوے نو نو میرسد	مستمرے مے نماید در جسد
ترجمہ	جان۔ ہر دم شکل تازہ نہر ہے	جسم مین پانی کی یکسان لہر ہے
	آن ز تیزی مستمر شکل آمدست	چون شرر کش تیز جنبانی بدست
ترجمہ	مستمر ہے تیز چلنے سے مگر	ہوتی ہے جنبش سے جو شکل شرر
	شاخ آتش را بجنبانی بساز	در نظر آتش نماید بس دراز
ترجمہ	سوختہ لکڑی کی جنبش دیکھ لے	اور درازی ہائے آتش دیکھ لے

شرح یعنے عمر مین بھی ایسا ہی تجدد ہے جیسا کہ صورت مین مذکور ہوا۔ اور اِسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کا جاری پانی۔ جو ہر وقت جدید ہوتا ہے مگر چونکہ اسکا جریان کمال سرعت کے ساتہ ہے اسلیئے مستمر اور ایک حالت مین معلوم ہوتا ہے یا جسطرح شرر کو لیکر کوئی جلدی جلدی حرکت دے باوجودیکہ شرر ایک نقطہ سا ہوتا ہے مگر اُسوقت ایک بڑا سارا حلقہ معلوم ہوگا۔ اِسیطرح عمر کی ہر گہڑی کو وحدت الٰہی فنا کر دیتی ہے اور فیض رحمانی موجود کرتا ہے مگر یہ حاسہ کی غلط کاری ہے کہ عمر کو مستمر سمجھتا ہے جیسا کہ نقطۂ شرر کو حلقہ جان لیا تہا۔ مستمر شکل مین اضافت مقلوب ہے۔ شاخ آتش بمعنے ہیزم سوختہ۔ بساز۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ بمعنے فعل یعنے اگر تو ہیزم سوختہ کو ہلائے تو اِس فعل سے آگ لمبی نظر آئیگی حالانکہ لمبی نہین ہے یہی حال عمر کا ہے کہ عدم ادراک تجدد کے سبب لمبی نظر آتی ہے مگر فی الواقع دراز نہین ہے۔ یہ اشعار مثنوی کے مشکل شعرون مین ہین۔

	این درازی مدت از تیزی صنع	مینماید سرعت انگیزی صنع
ترجمہ	یہ درازی ہے فقط تیزی صنع	ہے نمایان سرعت انگیزی صنع

شرح یعنے یہ عمر کی درازی کہ صانع حقیقی کی تیزی صنعت سے حاصل ہوی ہے اُسکے سریع الفعل ہونیکو

ظاہر کرتی ہے اور اس بات کو معلوم کراتی ہے کہ صانع حقیقی عجیب سریع الفعل ہے جسکی ہتیال صنعت سے دنیا اور عمر باوجود ایک ساعت ہونے کے اسقدر دراز معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالے کا صانع سریع الفعل ہونا آیۂ کن فیکون سے ظاہر اور تجدد امثال سے عیان ہے۔ اسکی صنعت نہایت تیزی کے ساتہ ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک ساعت سے دوسری ساعت کو ہمشکل بناکر بدلتی رہتی ہے۔

	طالب این سر اگر علامہ ایست	نک حسام الدین کہ سامی نامہ ایست
ترجمہ	طالب سر گر کوئی علامہ ہے	ہے حسام الدین کہ سامی نامہ ہے

شرح چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل اور باریک ہے اسلئے مولانا فرماتے ہین کہ اس بہید کا طالب اگر کوئی علامت ہے تو حسام الدین ہے جو سامی نامہ (نامہ بزرگ۔ اور نسخۂ اسرار آلہی اور دفتر معرفت ربانی) ہے نک۔ اینک کا مخفف ہے اُک کی تحقیق اور حضرت ضیاء الحق حسام الدین مرید جناب مولانا کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہین۔

	وصف او از شرح مستغنی بود	رو حکایت کن کہ بیگہ مے شود
ترجمہ	وصف مستغنی ہے اُسکا شرح سے	جارہا ہے وقت قصہ کہنے دے

شرح یعنے حسام الدین کی اوصاف شرح سے مستغنی ہین انکا طلب انکو چہوڑ اور شیر و خرگوش کی حکایت سُن کیونکہ وقت غیر ہوا جاتا ہے۔ ہمین کہانی پوری کرنے دے۔ رات جارہی ہے **فائدہ** مولانا قدس سرہ نے خرگوش کی دانائی کے باعث اول مطلق عقل کی تعریف کی اور عقل چونکہ ایک نور ہے اس لحاظ سے نور ذات کا تذکرہ فرمایا اور نور ذات چونکہ تمام کائنات مین موجود ہے اسلئے صورت کے متعلق مختصر بحث کی اور صورت مین چونکہ ہر وقت تجدد موجود ہے اسلئے تجدد امثال کا ذکر کیا۔ اور چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل تہی اسلئے اُسکو مولانا حسام الدین کے نام پر تمام کردیا۔

	رسیدن خرگوش بہ شیر و خشم شیر برو
ترجمہ	خرگوش کا شیر کے پاس جانا اور شیر کا غضبناک ہونا

	شیر اندر آتش و در خشم و شور	دید کان خرگوش مے آید ز دور
ترجمہ	دور سے دیکہا یہ پُر غصہ غام نے	یعنے خرگوش آرہا ہے سامنے
	میدود بے وحشت و گستاخ او	خشمگین و تند و تیز و ترش رو
ترجمہ	دوڑتا آتا ہے بے خوف و خطر	ترش رو و تند و تیز و غصہ ور

شرح۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خرگوش شیر کے سامنے ایسا نڈر ہنکر آیا گویا اُسنے کوئی قصور ہی نہیں کیا تہا شور بمعنے

گر شکستہ آمدن تہمت بود | وز دلیری دفع ہر ریبت بود

ترجمہ: کانپتے آنا ہے تہمت کا نشان | دفع کرتی ہے دلیری سب گمان

شرح: یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے پریشانی اور خوف و شکستگی کے آثار جسکے چہرہ پر نمایاں ہونگے تو وُہ ضرور جرم و قصور کے ساتھ متہم ہو جائے گا۔ اور اُسپر گناہگاری کی تہمت لگ جائے گی اور اگر کوئی شخص دلیر ہیگا تو اُسپر ہرگز خطا کا شُبہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ خطاکار اور قصورمند دلیر نہین ہوتا۔

چون رسید او پیشتر نزدیک صف | بانگ برزد شیر ہان اے ناخلف

ترجمہ: آگیا جسوقت وُہ نزدیک صف | شیر نے آواز دی۔ او ناخلف

شرح: ناخلف بمعنے نالایق و ولد الزنا۔ یعنے شیر نے خرگوش کو اپنی طرف آتا دیکھکر یہ کہا کہ اے نالایق ٹھیر تو سہی ابھی تجھے کیسی سزا دیتا ہون۔ اور نزدیک صف سے وُہ جگہ مراد ہے جہان شیر غصہ مین نخچیرون کے ساتھ صف آرائی کے لیئے تیار کھڑا تھا

من کہ گاوان را زہم بدریدہ ام | من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام

ترجمہ: یعنے پھاڑ ا گائے بیلون کو بہت | گوشمالی دی ہے شیرون کو بہت

نیم خرگوشے چہ باشد کو چنین | امر ما را افگند اندر زمین

ترجمہ: نیم خرگوش اور اُسکا یہ جگر | ہو ہمارے حکم سے بالکل نڈر

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ شیر یہ کہتا ہے کہ مینے سیکڑون گائے بیل چیر پھاڑ ڈالے ہین اور بہت سے شیرون کو گوشمالی دیچکا ہون۔ اے خرگوش تو تو پورا خرگوش بھی نہین بلکہ نیم خرگوش ہے (نیم خرگوش بمعنے خرگوش ضعیف) تیری یہ مجال کہ ہمارے حکم کی اہانت کرے اور اُسے نہ مانے۔ **فائدہ** اِس قصہ مین شیر سے نفس امّارہ اور خرگوش سے عقل مراد ہے نفس عقل پر غلبہ پاکر اُسکی تحقیر کیا کرتا ہے اور اپنے حکم کی مخالفت پر تہدید کرتا رہتا ہے آیندہ شعر مین مولانا انہی معنون کی طرف اشارہ کرتے ہین۔

ترک خواب و غفلت خرگوش کن | غرّش این شیر اے خرگوش کن

ترجمہ: ترک خواب و غفلت خرگوش کر | اسکو سُن غرّا رہا ہے شیر نر

شرح: خواب خرگوش غفلت کے لیئے ضرب المثل ہے۔ مولانا بطور پند فرماتے ہین کہ اے طالب خواب غفلت کو چھوڑ اور نفس امّارہ کا زور شور دیکھ۔ اور اُسکے غرّانے کی آواز گوش دل سے سُن کہ کسطرح تجھپر حکومت کرتا ہے۔

عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر و لابہ کردن

ترجمہ: دیر مین آنیکے سبب خرگوش کا شیر سے خوشامد آمیز عذر بیان کرنا

شرح: چونکہ شیر (نفس امّارہ) نہایت سرکش ہے اسلیئے خرگوش (عقل) اُسکو خوشامد و فریب اور منت و سماجت سے اپنے قبضہ مین لانا چاہتا ہے

	گفت خرگوش الامان عذریم ہست	گر دہد عفو خداوندیت دست
ترجمه	یہ کہا خرگوش نے گر ہو معاف	عذر جو کچھ ہے وہ مین کہدونگا صاف
	باز گویم چون تو دستوری دہی	تو خداوندی و شاہ و من رہی
ترجمه	گر اجازت ہو تو کرلون کچھ کلام	آپ شاہنشاہ ہین مین ہون غلام

شرح خرگوش نے شیر کو خشمناک دیکھکر یہ کہا کہ مین آپ سے جان کی امان چاہتا ہون اور اپنے دیر مین حاضر ہونیکا عذر بیان کرتا ہون بشرطیکہ مجھے عفو خداوندی (آپ سے معافی) ملجائے دست دہد بمعنے حاصل شود دستوری بمعنے اجازت - رہی بمعنے چاکر و غلام ہے

	گفت چہ عذر اے قصور ابلہان	این زمان آیند در پیش شہان
ترجمه	شیر بولا - کیسا عذر اے بے تمیز	یعنے عذر بے محل کب ہے عزیز

شرح - یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے تمام بیوقوفون کے قصور مجسم اب کیسا عذر کہین بادشاہون کے پاس عذر گناہ کے لیئے ایسے وقت مین (یعنے وقت ٹالکر) بہی آیا کرتے ہین ہ لاحول ولاقوۃ ہرگز نہین - عذر بے ہنگام کسیطرح نہین سُنا جاتا کیا تو نہین جانتا کہ بادشاہ اطاعت بے محل سے سخت ناراض ہوتے ہین - اسوقت تیری منت سماجت اور اپنے آپ کو معذور بیان کرنا عذر بدتر از گناہ ہے -

	مرغ بے وقتی سرت باید برید	عذر احمق را نمے باید شنید
ترجمه	بانگ مرغ بے محل کی ہے بری	چاہیئے ہے تیری گردن پر چھری
	عذر احمق بدتر از جرمش بود	عذر نادان زہر ہر دانش بود
ترجمه	عذر احمق کا ہے بدتر جرم سے	زہر ہے ہر اہل دانش کے لیئے

شرح مرغ بے وقت مرغ بے ہنگام - جو پچھلے رات کو صبح صادق سے پہلے بولنے لگے اور اُسکی آواز سے مسافر چل کہڑے ہون - اور چورون یا قزاقون کے پہندے مین گرفتار ہوجایئن - ایسے مرغ کے گلے پر چھری پہیر دینی چاہیئے - شیر نے خرگوش کو جو وقت ٹالکر حاضر ہوا تہا مُرغ بے وقت سے تشبیہ دی ہے دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ احمق اور جاہل شخص کا عذر عقل یا اہل عقل کے حق مین زہر کے مانند ہے - کیونکہ نادان آدمی کا عذر بہی اُسکی دیگر صفات کی طرح جہل ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے دانش کو صدمہ اور اہل دانش کو رنج پہنچتا ہے - یہ سچ ہے کہ گنوار کا پیار بہی گالی سے خالی نہین ہوتا -

	عذرت اے خرگوش از دانش تہی	من نہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
ترجمه	عذر تیرا عقل مین آتا نہین	مجھسے یہ ہرگز سُنا جاتا نہین

شرح یعنے اے خرگوش تو محض نادان ہے۔ مین بھی تیری طرح نادان بنجاؤن تو تیرا عذر سن سکتا ہون۔ گویا نفس امارہ اطاعت نہ کرنے کے باعث عقل پر خفگی کا اظہار کر رہا ہے۔

	گفت اے شہ ناکسے راکس شمار	عذر استم دیدگان راگوش دار
ترجمہ	وہ یہ بولا سچ ہے گو ناکس ہون مین	ظلم سے معذور ہون بے بس ہون مین

شرح استم مزید علیہ وہم معنی ستم۔ چنانچہ اتکلم مزید علیہ وہم معنے تکلم یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ مین اگرچہ نالایق ہون مگر چونکہ مظلوم اور ستمدیدہ ہون اسلیئے مجکو اس لایق تو سمجھ کہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرسکون۔

	خاص از بہر زکوۃ جاہ خود	گمرہے راتو مران از راہ خود
ترجمہ	آبرو کے صدقے مین اے بادشاہ	سن لے جو کہتا ہے اک گم کردہ راہ

شرح یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ اے شیر اپنے مرتبے کے صدقے مین۔ ایک مظلوم اور گم کردہ راہ کو اپنے پاس سے نہ روک اور اسے اپنی بارگاہ سے دھکے نہ دے۔ شاید وہ بیچارہ تیرے پاس فریاد لیکر آیا ہو۔ یہان زکوۃ بمعنے صدقہ ہے نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین۔ ایک یہ کہ عقل معاد جو خاص نیک لوگون کے حصہ مین آئی ہے نفس امارہ کو آسانی کے ساتھ ہلاک کردیتی ہے اور اسپر غالب آجاتی ہے۔ دوسری یہ کہ جو لوگ نفس امارہ کے غلام بنے ہوئے ہین انکی عقل دہری کی دہری رہی ہین نفس کی لونڈی بنجاتی ہے

	بحر کو آبے بہر جوے دہد	ہر خسے را بر سر روے نہد
ترجمہ	بحر جو نہرون کو کرتا ہے پر آب	تنکے رکھہ لیتا ہے سر پر بے حساب
	کم نخواہد گشت دریا زین کرم	از کرم دریا نگردد بیش و کم
ترجمہ	تازہ ہے ہر وقت دریا کا کرم	یہ کرم ہوتا نہین ہے بیش و کم

شرح یعنے خرگوش نے اپنی جان بچانیکے لیئے بطور خوشامد شیر سے یہ کہا کہ آپ دریا کے مانند کریم ہین۔ دریا باوجودیکہ بہت سی نہرون اور ندیون مین پانی دیتا ہے تنکے کو سر پر اٹھائے رکھتا ہے (یعنے تنکا دریا مین ڈوبتا نہین) تاہم اس کرم سے دریا کا مرتبہ کم وبیش نہین ہوتا۔ علے ہذا القیاس اگر آپ میرا عذر سن لینگے تو آپکے مرتبہ کرمی مین کچھہ فرق آئیگا

	گفت دارم من کرم برجاے او	جامۂ ہر کس برم بالاے او
ترجمہ	وہ یہ بولا ہر کرم کا ہے محل	قابل قد جامہ ہے اے پر دغل

شرح شیر نے یہ کہا کہ مین کرم کو اسکے محل اور اسکے اہل پر مبذول کرتا ہون اور ہر شخص کا جامہ اسکے قد کے لایق قطع کرتا ہون تو اس قابل نہین کہ تجہپر کرم کیا جائے۔ برم بمعنے قطع کنم ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی شعر کا ترجمہ یون کیا ہے

نکوئی با بدان کردن چنان ست ۔ کہ بد کردن بجاے نیک مردان

گفت بشنو گر نباشد جائے لطف — سر نہادم پیش اژدرہائے عنف

ترجمہ: یون کہا خرگوش نے سنیے جائے لطف — ور نہ مین ہون اور اژدرہائے عنف

شرح خرگوش نے شیر سے کہا کہ آپ میرا عذر سُن تو لیجئے اگر مین محل عفو وکرم نہ نکلا تو اپنی جان کو آپ کے اژدہائے ستم کے لیے بجل کردونگا عنف بمعنے سختی وظلم جسکو اژدہا سے تشبیہ دیگئی ہے۔

من بوقت چاشت در راہ آمدم — با رفیق خود سوئے شاہ آمدم

ترجمہ: آج ہمراہی کو لیکر راہ مین — آرہا تھا بارگاہِ شاہ مین

با من از بہر تو خرگوشے دگر — جفت وہمرہ کردہ بودند آن نفر

ترجمہ: اور بھی خرگوش تھا اک میرے ساتھ — ہاتہ مین ڈالے ہوئے تھے دونو ہاتھ

شرح آن نفر طائفہ نخچیران۔ یعنے مین دوپہر کے وقت آیا اور خرگوش کو اپنے ہمراہ لیے جسکو نخچیرون نے آپکے ملنے کے واسطے میرے ہمراہ کردیا تھا۔ آپکی خدمت مین آرہا تھا کہ رستے مین ایک اور شیر ملگیا اور ہم دونو نپر اسکا

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد — قصد ہر دو ہمرہ آیندہ کرد

ترجمہ: کرلیا اک شیر نے رستے مین زیر — دونون آنے والون پر جہپٹا وہ شیر

شرح لفظ شیرے مین یائے وحدت ہے اور دوسرا مصرع پہلے کا بدل یا عطف بیان ہے۔ یعنے ایک شیر مجہپر اور میرے ساتہ والے خرگوش پر جہپٹا۔ فائدہ باطنی طور پر دوسرے خرگوش سے تائید الٰہی مراد ہے جو عقل معاد کے ساتہ ملکر نفس امارہ کو چاہ ریاضت کی طرف کہنچتی ہے۔ اور انجام کار اُسکو ہلاک کرڈالتی ہے۔

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم — خواجہ تاشان وگدائے درگہیم

ترجمہ: مین یہ بولا ہم ہین بندے شاہ کے — دونو ہین مملوک اک درگاہ کے

شرح خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ کسی شخص کے دو یا اس سے زیادہ غلام انہین خواجہ تاش کہلاتے ہین۔ تاش بمعنے شریک چنانچہ کوکلتاش رضاعی بہائی۔ دودہ شریک۔ وخیلتاش شریک گروہ۔

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار — پیش من تو یاد ہر ناکس میار

ترجمہ: شیر بولا کون ہے وہ بادشاہ — میرے آگے جسکو ہے یہ عزّ وجاہ

شرح: ہم ترا وہم شہت را بر دَرم — گر تو با یارت بگردی از برم

ترجمہ: ہمرہِ شہ پہاڑ ڈالون گا تجہے — بہاگ کر دہوکا اگر دیگا مجہے

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ مین اور یہ دوسرا خرگوش ایک شاہنشاہ یعنے حضور کے بندے ہین تو اُسنے یہ جواب دیا کہ شاہنشاہ تو مین ہون۔ میرے روبرو کسی دوسرے شیر کو شاہنشاہ کے لقب سے یاد کرنا

تجھے شرم کی بات ہے - اے خرگوش اگر اب تو اپنے یار کو لیکر میرے پاس سے بہاگ گئے کا قصد کریگا تو مین تجھے اور
تیرے شاہنشاہ دونو کو پہاڑ ڈالونگا - یارت بمعنے یار خود - وانزبرم بمعنے از نزد من ہے

گفتمش بگزار تا بار دگر ۔۔۔ روئے شہ بینیم برم از تو خبر
ترجمہ: مین یہ بولا چھوڑ تا بار دگر ۔۔۔ دون مین اپنے شاہ کو تیری خبر

گفت ہمرہ را گرو نہ پیش من ۔۔۔ ورنہ قربانی تو اندر کیش من
ترجمہ: وہ یہ بولا دوسرے کو رہن رکھہ ۔۔۔ یہہ نہین ہے تو مزا مرنے کا چکھہ

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ تو مجھے اتنی مہلت تو دے کہ اپنے بادشاہ کی زیارت کرآؤن اور اُسے تیرے حال کی خبر دون تو اُسنے یہ جواب دیا کہ اپنے ہمراہی (دوسرے خرگوش) کو میرے پاس اپنی ضمانت مین رہن رکھہ جا - ورنہ مین تیرا خون بہاؤنگا - قربانی مین یائے خطاب ہے بمعنے قربان شوی - وکیش بمعنے دین ومذہب ورائے ہے - یعنے اگر تو ضمانت نہ دیگا تو میرے مذہب یا میری رائے مین تیرا خون کردینا جائز ہوگا

لابہ کردیمش بسے سودے نکرد ۔۔۔ یار من بستد مرا بگذاشت فرد
ترجمہ: فائدہ کچھہ بہی نہ منت نے دیا ۔۔۔ مجکو چھوڑا دوسرے کو رکھہ لیا

ماندہ آن ہمرہ گرو در پیش او ۔۔۔ خون روان شد از دل بخویش او
ترجمہ: ہے گرو بیچارہ ہمراہی دہان ۔۔۔ اور دل بیتاب سے ہے خون رواں

یار ہم اررفتی سہ چندان کہ من ۔۔۔ ہم بلطف وہم بخوبی ہم بہ تن
ترجمہ: یار میرا مجھسے تگنا ہے ضرور ۔۔۔ لطف وخوبی وبدن مین اے حضور

شرح یعنے ہمنے اُس اجنبی شیر کی بہت خوشامد کی مگر اُسنے ایک نمانی اور میرے ہمراہی خرگوش کو پکڑ لیا اے شیر نر میرا ہمراہی خرگوش اُس ہزن شیر کی قید مین نہایت بیتاب وگریان ہے اگر تو چلکر اُسے چہڑا لے تو اچھا ہو - وہ خرگوش خوشنمائی - خوبصورتی اور جسامت مین مجھسے تین حصے زیادہ ہے - اور تیرے لیئے نہایت لذیذ اور چرب لقمہ ہے - بعض نسخون مین اررفتی کی جگہ ازرفتی بمعنے جسامت ہے - زفت ورشت وسخت وفربہ ومحکم وسطبر وستبر

بعد ازین زان شیر آن رہ بستہ شد ۔۔۔ حال ما این بود کت وانستہ شد
ترجمہ: بعد ازین اُس سمت کا رستہ ہے بند ۔۔۔ حال ہے یہ واقعی اے ہوشمند

از وظیفہ بعد ازین اُمید بُر ۔۔۔ حق ہمی گویم ترا الحق مُر
ترجمہ: اُس روزینے کی اب اے شیر چھوڑ ۔۔۔ حق کہا ہے یعنے حق سے مُنہ نہ موڑ

شرح یعنے اے شیر نر آج سے پیچھے کوئی جانور بطور وظیفہ مقررہ تیرے پاس نہ آسکیگا - کیونکہ اُس اجنبی شیر نے

رستہ بند کر رکھا ہے اور بیچ مین سے تیری خوراک اُچک لیجاتا ہے یعنے جو کچہ حال تہا حق حق کہدیا ہے گو آپ کو ناگوار گزرے کیونکہ حق کڑوا ہوتا ہے کشت دانستہ شد بمعنے کہ ترا معلوم شد۔

	گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن		ہین بیا و دفع آن بیباک کن
ترجمہ	گر وظیفہ چاہیئے تو جلد تر		صاف کر اُس شیر سے یہ رہگزر

شرح یعنے اب وظیفہ اُسحالت مین ملیگا کہ اُس اجنبی اور بیباک شیر کو آپ دفع کر دینگے۔ **فائدہ** اُس خرگوش کی تعریف کرکے گویا عقل معاد نے نفس امّارہ کو چاہ ریاضت کی طرف چلنے کی ترغیب دی ہے۔ سالک پر لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو عقل معاد سے کام لے اور نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ اُسے لذائذ دنیوی سے محروم رکھے تاکہ ریاضت کا شوق پیدا ہو جائے۔ اور قوائے روحانی جو بمنزلہ نخچیران دشت پُر فضا ہین اُسکے شر سے محفوظ رہین۔

	جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راہ		
ترجمہ	شیر کا خرگوش کو جواب دینا		اور اُسکے ہمراہ روانہ ہو جانا
	گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست		پیش رو شو گر ہمیگوئی تو راست
ترجمہ	شیر یہ بولا کہ اُس بسم اللہ چل		راستی سے ہے اگر آگاہ چل
	تا سزائے او و صد چون او دہم		ور دروغ ست این سزائے تو دہم
ترجمہ	تاکہ مین اُس جیسے سو کو دون سزا		ورنہ ہو تیرے لیے موزون سزا

شرح یعنے یہ ماجرا سنکر شیر نے خرگوش سے کہا کہ بسم اللہ میرے ہمراہ چل۔ اور اُس اجنبی شیر کا پتا بتا۔ تاکہ اُسکو اُسکے گناہ کے لایق اور اُس جیسے سو مجرمون کی قابل سزا دون۔ اور اگر یہ واقعہ جھوٹ ہے تو تیری گردن ماروں پیش رو بمعنے رہبر

	اندر آمد چون قلاوز پیش پیش		تا برد او را بسوئے دام خویش
ترجمہ	شیر کو خرگوش بنکر راہبر		مکر کرکے لے ہی آیا راہ پر
	سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود		چاہ مغ را دام جانش کردہ بود
ترجمہ	اُس کنوین کی جانب آخر لیگیا		جسمین اُسکے ڈالنے کا قصد تہا

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر (ہلاک کرنے کے لیے) شیر کو اُس کنوین کی طرف لیگیا جسپر اُسنے کوئی ذہنی یا خارجی نشان بنا دیا تہا قلاوز بمعنے رہبر و مقدمۃ لشکر ترکی لفظ ہے اور مغ بمعنے عمیق ہے۔

	مے شدند آن ہر دو تا نزدیک چاہ		اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
ترجمہ	جا ہی پہنچے الغرض نزدیک چاہ		مکر اُسکا تہا کہ آب زیر کاہ

شرح اینت یا تحسین کا کلمہ ہے بمعنے زہے۔ اور آب زیر کاہ (گہاس مین چھپا ہوا پانی) اہل زبان کا محاورہ ہے

یعنے مکار۔ مطلب یہ کہ خرگوش عجب مکار تہا کہ ازراہ فریب شیر کو کنوین تک لیگیا۔ یا لفظ این اسم اشارہ ہے اور تائے خطاب کا مخاطب شیر ہے۔ یعنے خرگوش نے کنوین کے پاس پہنچکر دہوکا دینے کے لیئے شیر سے کہا کہ تیرے حصہ کا وہ خرگوش جو مجسے جسم مین تین حصے زیادہ ہے یہ ہے اس اجنبی شیر نے اسکو آب زیرکاہ کی طرح چہپا رکہا ہے

آب۔ کاہے را بہاموں مے برد ‖ آب کوہے را عجب چون مے برد

ترجمہ: پانی آیا خار وخس سب لیگیا ‖ کوہ کو کسطرح یارب لیگیا

دام مکر او کمند شیر بود ‖ طرفہ خرگوشے کہ شیرے در ربود

ترجمہ: دام اُمکر اُسکا کمند شیر تہا ‖ شیر تہا خرگوش سے پر زیر تہا

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ پانی گہاس اور تنکون کو جنگل مین سے بہا لیجاتا ہے لیکن تعجب اسپر ہے کہ یہان پانی پہاڑ کو بہا لیگیا۔ پانی سے باعتبار ضعف خرگوش اور پہاڑ سے باعتبار قوت شیر مراد ہے۔

موسئے فرعون را با رود نیل ‖ میکشد با لشکر و جمعے ثقیل

ترجمہ: ایک موسے سے کئے دریائے عمیق ‖ کر گئے فرعون ولشکر کو غریق

پشۂ نمرود را با نیم پر ‖ مے شگافد بے محابا مغز سر

ترجمہ: ایک پشہ نے جو مارا نیم پر ‖ کہا گیا نمرود کا سب مغز سر

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے قصہ چہوڑ کر وعظ شروع کیا ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ بسا اوقات چہوٹی چیز بڑی چیز کو اور تہوڑی سی جماعت بڑی جماعت کو شکست دیدیتی ہے قرآن مجید مین ہے کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً چنانچہ حضرت موسے نے فرعون کو مع لشکر اور اُسکی بڑی بہاری جماعت کے دریائے نیل مین کہینچ لیا اور انجام کار وہ سب ڈوب کر ہلاک ہوگئے۔ اور اسیطرح ایک مچہر نے نمرود کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور اپنے زعم مین خدا بنا ہوا تہا۔ ہلاک کر دیا اِس لنگڑے مچہر نے ناک مین گہسکر نمرود کا بہیجا کہا لیا تہا۔ نیم پر ضعیف یا لنگڑا۔ بے محابا یعنے بلا خوف و بلا لحاظ بس تو اسی حالت پر خرگوش اور شیر کے اس قصہ کو خیال کر لینا چاہیئے۔

حال آنکو قول دشمن را شنود ‖ بین سزائے آنکہ شد یارِ حسود

ترجمہ: جسنے مانا اپنے دشمن کا کہا ‖ دیکہہ لے انجام مین کیسا رہا

شرح۔ لفظ سزا سے پہلے حرف عطف محذوف ہے۔ یعنے اےمخاطب اُس شخص کا حال جسنے دشمن کی بات سنکر اُسپر عمل کیا اور اُس شخص کی حالت جسنے حاسد سے یارانہ کر لیا۔ دیکہہ لے اور اچہی طرح سمجہ لے کہ کیا ہوا اور انجام کار کیسی سزا ملی۔

حال فرعونے کہ ہامان را شنید ‖ حال نمرودے کہ شیطان را شنید

ترجمہ: مان لی فرعون نے ہامان کی ‖ مان لی نمرود نے شیطان کی

شرح یہ شعر پہلے کی توضیح ہے یعنے فرعون کا حال دیکھہ کہ اپنے دشمن **ہامان** کے قول پر عمل کرنے سے کیسا بُرا ہوا اور نمرود کے حال پر غور کر کہ اپنے حاسد شیطان کا کہنا مانکر کس سزا اور کیسے نتیجہ کو پہنچا۔ مطلب یہ کہ دونو کفر کی حالت مین نہایت ذلت کے ساتہ ہلاک ہوے۔ ہامان فرعون کا وزیر اگرچہ بظاہر اُسکا دوست معلوم ہوتا تہا مگر فی الواقع دشمن جان وایمان تہا۔ کیونکہ فرعون نے بہت سے ظلم ہامان ہی کی صلاح سے کیئے تہے۔

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت ۔ دام دان گرچہ ز دانہ گویدت

ترجمہ گو عدو کچہ دوستانے کی کہے ۔ دام ہے وہ گرچہ دانے کی کہے

گر ترا قندے دہد آن زہر دان ۔ گر بتو لطفے کند آن قہر دان

ترجمہ قند دے تجکو تو بالکل زہر جان ۔ لطف گر تجپر کرے تو قہر جان

چون قضا آید نہ بینی غیر پوست ۔ دشمنان را باز نشناسی ز دوست

ترجمہ کب قضا سے سوجہتا ہے غیر پوست ۔ کچہ نہین ہوتی تمیز غیر و دوست

شرح یعنے جب کسی امر کے متعلق حکم خداوندی ہوتا ہے تو آدمی کو دوست دشمن کی تمیز نہین رہتی بلکہ انسان ظاہری تعلقات کو دیکہکر دشمن کو دوست بنا لیتا ہے۔ اذا جاء القضاء عمی البصر جب قضا آتی ہے آدمی کو کچہ نہین سوجہتا

چون چنین شد ابتہال آغاز کن ۔ نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن

ترجمہ ہو جب ایسا حال نالہ چاہیئے ۔ زاری و تسبیح و روزہ چاہیئے

شرح یعنے جب قضا کسی تدبیر سے ٹلتی ہوی نہ معلوم ہو تو زاری و نالہ اور تسبیح و روزہ شروع کردے۔ کیونکہ اگر آئی ہوی قضا غیر مبرم ہے تو انکی برکت سے ضرور ٹلجاے گی اور اگر مبرم ہے تو تجپر مصیبت کے وقت مین اللہ تعالے کی طرف رجوع نہ کرنے کا گناہ نرہے گا۔ ابتہال یعنے التجا کرنا۔

نالہ میکن کاے تو علام الغیوب ۔ زیر سنگ مکر بد ما را مکوب

ترجمہ نالہ کرکے بادشاہ غیب دان ۔ ہمکو سنگ مکر سے دے تو امان

یا کریم العفو ستار العیوب ۔ انتقام از ما مکش اندر ذنوب

ترجمہ اے کریم اے پردہ پوش اے بادشاہ ۔ بخشدے ساری خطائین سب گناہ

شرح یہان سے مناجات شروع ہوی ہے۔ یعنے ایخاطب اللہ تعالے کے سامنے اسطرح زاری کیا کر کہ اے غیب دان تو ہمین ہر جن وانسان کے مکر بد کے صدمہ سے محفوظ رکہہ اے گناہون کے بخشنے والے تو ہمسے ہمارے گناہونکا بدلہ نہ لے۔ اے پردہ پوش اور عیبون کے ڈہانکنے والے ہمین دارین کی رسوائی سے بچا فائدہ مناجات نہایت عاجزی سے کرنی چاہیئے۔ تاکہ قبول ہوجاے۔ کیونکہ خدا کو عاجزی بہت پسند ہے۔

آنچہ در کون ست اشیا رافناست — دائما جان را ز ہر حالت کہ ہست

ترجمہ: جسقدر اشیا ہین فانی ہین تمام — روح کو اُسنے چھٹا اے ذو الکرام

شرح یعنے اے خدا دنیا مین جتنی چیزین ہین سب رائج (فنا ہونے اور گزرنے والی) ہین تو ہماری روح کو ہر فنا ہونے والی حالت (تعلقات دنیوی) سے نجات دے وا نودن بمعنے جدا کرنا ہے۔

گر سگی کردیم اے شیر آفرین — شیر را مگمار بر ما زین کمین

ترجمہ: گر بدی کی ہمنے اے شیر آفرین — پر نہ غالب ہم پہ ہو شیر کمین

شرح سگی کردن بمعنے کمینگی ظاہر نا ہے اور شیر سے نفس امّارہ مراد ہے۔ یعنے اے نفس امّارہ کے پیدا کرنیوالے اگر ہمنے ترک ادب شریعت و معرفت کے باعث کمینگی کا اظہار کیا ہے تو ہماری اِس خطا کو معاف فرما اور نفس امّارہ کو ہمپر مسلط نہ کر ورنہ ہم ضرور ہلاک ہو جاوینگے۔

آب خوش را صورت آتش مدہ — اندر آتش صورت آبی منہ

ترجمہ: آب کو آتش نہ کر اے ذالجلال — آگ مین یہ صورت آبی نہ ڈال

شرح آب خوش سے اعمال نیک مراد ہین جو فی الواقع آبحیات کے مانند ہین۔ اور صورت آتش سے ریاکاری مقصود ہے جو آتش عتاب الٰہی کی صورت مین ہے یعنے اے خدا ہمارے نیک عملون کو ریاکاری سے بچا۔ اور ایسی صورت آبی (اعمال صالحہ) کو صورت آتش (ریاکاری) مین مسخ نکر۔ نیز ممکن ہے کہ دوسرے مصرع مین صورت آبی سے انسان۔ اور آتش سے جہنم کی آگ یا لذائذ دنیوی اور غرور و شہوت پرستی مراد ہو۔ یعنے یا الہ العالمین انسان کو جو قطرۂ آب سے ہے دوزخ اور شہوت و تکبر کی آگ سے محفوظ رکھہ۔

از شراب قہر چون مستی دہی — نیستہا را صورت ہستی دہی

ترجمہ: جو شراب قہر سے ہوتے ہین مست — نیستی ہے اُنکے آگے شکل ہست

شرح یعنے خداوندا جب تو کسیکو مظہر قہر بناتا ہے تو باوجودیکہ وہ تیرے آگے ہیچ ہی ہستی کے روبرو نیست ہے لیکن تو اُسکو ہستی یعنے تکبر اور خودپسندی دیتا ہے جس سے وہ شہوت پرست اور ظالم بنجاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب تو شراب قہر سے کسیکو غفلت دیتا ہے تو جو چیزین نیست ہین اُسکے نزدیک ہست ہو جاتی ہین۔ مثلاً دنیا کہ فی الواقع معدوم ہے۔ لیکن غافل کی نگاہ مین ہر وقت زینت کے ساتھ موجود رہتی ہے۔

چیست مستی بند چشم از دید چشم — تا نماید سنگ گوہر پشم پشم

ترجمہ: کیا ہے مستی اک حجاب دید چشم — جس سے پتھر ہو گہر اور پشم ریشم

شرح یعنے غفلت و مستی جو قہر الٰہی کی ایک شاخ ہے۔ اس سے ہماری کیا مراد ہے؟ یہہ ہے کہ آدمی واقعی

دیدے سے آنکھہ بند کرلے یعنے ظاہر مین تو آنکھین کھلی رہین مگر فی الواقع چشم ظاہر کو واقعی چیزین نہ دکھائی دین مثلاً دنیا کہ درحقیقت معدوم ہے مگر آنکھونکو موجود نظر آتی ہے یا اسکی مثال یہ ہے کہ آنکھہ کو پتھر موتی کی صورت نظر آئے اور صوف ۔ سنگ یشم دکھائی دے ۔ یعنے نظر سیت کو بہت اور بے قیمت چیز کو باقیمت اور قابل قدر آنکھے اور برے کو اچھا خیال کرے یشم سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر جسکا بالخاصہ یہ اثر ہے کہ مکان مین رکھنے سے بجلی نہین گرتی ۔ اسکو یشب بھی کہتے ہین ۔

چیست مستی چشمہا سیدل شدن ۔ چوب گز اندر نظر صندل شدن

ترجمہ ۔ کیا ہے مستی ۔ کچہ تو کچہہ پہچانتا ۔ جھاؤ کی لکڑی کو صندل جاننا

شرح ۔ یہ شعر پہلے شعر سے قریب المعنی ہے یعنے مستی سے ہماری مراد آنکھون کی قوت باصرہ کا بدلجانا اور جھاؤ کی لکڑی کو صندل سمجھ لینا ہے ۔ حالانکہ جھاؤ اور صندل مین فی الواقع بہت بڑا فرق ہے ۔ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین پایا جاتا ۔ اور بعض قلمی نسخون مین چشمہا کی جگہ حسّہا ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے ۔

قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد و بیان آنکہ چون قضا آید چشمہا بستہ شود

ترجمہ ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بات کا ذکر کہ جب قضا آتی ہے آنکھین بند ہوجاتی ہین

چون سلیمان را سراپردہ زدند ۔ جملہ مرغانش بخدمت آمدند

ترجمہ ۔ جب سلیمان ہوگئے شاہ زمن ۔ جانور حاضر ہوئے سب بے سخن

ہمزبان و محرم خود یافتند ۔ پیش او یک یک بجان بشتافتند

ترجمہ ۔ چونکہ تھے وہ ہمزبان بے شک و شبہ ۔ حاضر خدمت ہوئے سب یک بیک

جملہ مرغان ترک کردہ چیک چیک ۔ با سلیمان گشتہ افصح من اخیک

ترجمہ ۔ چھوڑ کر سب جانور اپنی زبان ۔ ہوگئے اُنکے لیے شیرین بیان

شرح ۔ چیک چیک جانورون کی بےمعنے آواز کو کہتے ہین مطلب یہ کہ تمام جانور اپنی آواز چھوڑ کر سلیمان علیہ السلام کے ساتہ لغتِ انسانی مین نہایت فصاحت سے کلام کیا کرتے تھے اور آپ کو اپنا ہمزبان سمجھکر خدمت مبارک مین حاضر ہوا کرتے تھے اور ایسی فصاحت سے باتین کیا کرتے تھے جیسا کہ ایک مخاطب تو اپنے بھائی سے بولتا ہے ۔

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست ۔ مرد با نامحرمان چون بندی ست

ترجمہ ۔ ہمزبانی ایک بڑا پیوند ہے ۔ جو رہا غیرون مین گویا بند ہے

شرح ۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنے ہمزبانی رلغت اور زبان مین شریک یا متحد ہونا باعث دوستی ہے ورنہ آدمی نامحرمون (اپنی زبان نجاننے والون) مین ایسا ہو جاتا ہے جیسا حوالات مین قیدی فائدہ یہان سے

یہ نکلتا ہے کہ جب لغت اور زبان کا اتحاد باعث دوستی سے تو میثاق کے دن ارواح کا اتحاد کسقدر باہمی محبت کا سبب ہو گیا ہوگا۔ مگر افسوس کہ انسان اُس عالم کو بہولا ہوا ہے۔

	اے بسا ہندی و ترکی ہمزبان	اے بسا دو ترک چون بیگانگان
ترجمہ	ہین بہت ترکی و ہندی ہمزبان	اور ہین دو ترک جون بیگانگان

شرح اس شعر مین ہمزبانی سے ہمدلی کی نصیحت کی طرف انتقال ہے۔ یعنے بہت سے ہندی اور ترکی باوجود اختلاف زبان و اختلاف وطن و اختلاف جنسیت ایک دوسرے کے موافق ہین اور دو ترکی باوجود اتحاد ثلثہ ایکدوسریکے مخالف ہین۔ کیونکہ اُنمین اتحاد معنوی ہے اور انمین نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی اتحاد سے دلی اتحاد بہت بہتر ہے۔ گو زبانی اتحاد سے بہی ایک قسم کی محرمیت حاصل ہوجاتی ہے لیکن دلی اتحاد کامل اتفاق کا باعث ہے۔ ہمزبان بمعنے متفق ہے جب تک دلی اتفاق نہو ہمزبانی اتحاد کا باعث نہین ہو سکتی

	پس زبان محرمی خود دیگر است	ہمدلی از ہمزبانی بہتر است
ترجمہ	ہے زبان محرمی کچہہ اور ہی	ہمزبانی سے ہے بہتر ہمدلی

شرح یعنے گو زبانی اتحاد سے بہی آدمی دوسرے شخص کا محرم ہوجاتا ہے مگر حقیقی محرم بننے کی زبان محرمی اور ہے جسکو دلی اتحاد کہتے ہین۔ اور جسکا دوسرا نام شرکت معنوی ہے جو شیخ اور سالک کے مابین ہوتی ہے۔ زبان محرمی مین اضافت بیانی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا اسی معنوی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہین۔

	غیر نطق و غیر ایما و سجل	صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل
ترجمہ	یعنے بے ایما و بے نطق زبان	دل سے اُٹھتے ہین ہزارون ترجمان

شرح ترجمان معرب ترزبان بمعنے خوش تقریر و دانندۂ دو زبان و سجل بمعنے مکتوب۔ یعنے بہت سے باطنی جذبات جو شیخ کے حالات سے سالک کو مطلع کر دیتے ہین بلا تقریر و ایما و کتابت محض دلکی روشنی سے معلوم ہوجاتے ہین۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے پیغمبر علیہ السلام کے قصۂ معراج کی تصدیق صرف اپنی روشنضمیری کے باعث کی تہی۔ اسیلئے عرب کا مقولہ ہے کہ لسان الحال انطق من لسان المقال (حالیہ زبان مقالیہ زبان سے زیادہ بولنے والی ہے) اور یہ مثل بالکل سچ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

	جملہ مرغان ہر یکے ز اسرار خود	از ہنر و ز دانش و از کار خود
ترجمہ	جانور سب عرض کرتے تہے تمام	اپنی دانش اپنی صنعت اپنے کام
	با سلیمان یک بیک وا می نمود	از برائے عرضہ خود را می ستود
ترجمہ	کہتے تہے حضرت سے سب اپنا ہنر	تاکہ ہون اسطرح منظور نظر

ہر آن تارہ دہد اورا بہ پیش	از تکبر نے واز ہستی خویش	
بلکہ تا ہو جائین مقبول نبی	خودستائی کچھہ تکبر سے نہ تہی	ترجمہ

شرح یہان سے سلیمان ؑ اور جانورون کا قصہ پہر شروع ہو گیا ہے۔ اور بعض نسخون مین اذکار کی جگہ اذکار بذال معجمہ رجمع ذکر ہے۔ یعنے ہر جانور اپنے اسرار اپنے ہنر۔ اپنی دانش اپنے کام یا اپنے تذکرے حضرت سلیمان کے روبرو بیان کرکے اپنی تعریف آپ کیا کرتا تہا۔ اور یہ تعریف ازراہ تکبر یا اپنی ہستی کو کوئی شئے سمجھنے کے سبب سے نہ تہی بلکہ اسلیئے تہی کہ شاید حضرت سلیمان اُسکو اپنے دربار مین آنے کی اجازت دین یا اپنا مصاحب بنالین کیونکہ حضور ہر جانور کے کسی اچھے ہنر یا دلچسپ قصئے سے نہایت خوش ہوتے تہے۔ اگر عرضہ بفتح العین ہے تو بمعنے ظاہر کردن کمال ہے یعنے ہر ایک جانور کسی لطیف حکایت کے پردہ مین اظہار کمال کے سبب اپنی تعریف آپ کیا کرتا تہا اور اگر بضم العین ہے تو بمعنے حیلہ ہے یعنے ہر جانور اپنی تعریف کرکے سلیمان کی مصاحبت کا حیلہ ڈہونڈتا تہا نکتہ چونکہ جانور بے عقل ہین اسلیئے تکبر یا اپنے منہ میان مٹھو بننا اُنکے لیے باعث گناہ نہین ہو سکتا باہمہ پیغمبرون کی تعظیم یہانتک ہے کہ جانور بہی عاجزی کے ساتہ اُنکا ادب کرتے ہین اُن انسانون کی حالت پر افسوس ہے جنہون نے ازراہ تکبر پیغمبرون کی توہین کی ور سرکشی کے ساتہ اُنکو تکلیفین پہنچائین اور اس بے ادبی کے باعث دوزخ مین اپنا گہر بنا لیا۔

عرضہ دارد از ہنر دیباچہ	چون بیابد بردۂ را خواجہ	
بندہ کہدیتا ہے سارے اپنے کام	جب کہ آقا مول لیتا ہے غلام	ترجمہ
خود کند بیمار وشل وکور ولنگ	چونکہ دارد از خریداریش ننگ	
خود کو وہ کرتا ہے ظاہر کور لنگ	اور جو ہوتا ہے خریداری سے ننگ	ترجمہ

شرح دیباجہ بجیم عربی و فارسی تصغیر دیبا۔ بمعنے جامۂ ریشمین و چہرہ ورخسارہ و خطبۂ کتاب چونکہ دیباچہ کتاب مجملا تمام کتاب کا نمونہ ہوتا ہے لہذا یہان دیباچہ بمعنے نمونہ ہے اور یہ دو نو شعر تکبر و خودستائی کے متعلق مضمون اشعار سابق کی توضیح ہین اور مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان ؑ کے روبرو جانورون کی خودستائی تکبر سے نہتی۔ بلکہ اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی خواجہ کسی غلام کو خریدنا چاہے اور غلام بہی اُسکے پاس رہنا پسند کرے ایسی صورت مین غلام اپنے ہنر اور خدمتگزاری کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار اِس نیت سے کریگا کہ خواجہ کو اُسکے خریدنے کی رغبت ہو۔ اُسوقت غلام کی خودستائی تکبر پر مبنی نہوگی۔ غلامونکا قاعدہ ہے کہ جس آقا کو بہلا مانس اور نیک خیال کرتے ہین اُسکے ہاتہ بکجانے کو غنیمت سمجہتے ہین اور جسکو ظالم۔ اور بخیل جانتے ہین اُسکے روبرو اپنے آپ کو بیمار۔ یا فالج مارا اندہا یا لنگڑا ظاہر کردیتے ہین۔ تاکہ وہ عیب دار جانکر خریداری سے

دست بردار ہوجائے۔ **فائدہ** خودستائی اگر از راہ تکبر وریاکاری ہو تو کبیرہ گناہ ہے اور اگر سالک خالص ارادت اور سچے عقیدہ سے اسلیئے اپنی تعریف کرے کہ مرشد اسکو سلسلۂ بیعت مین داخل کرلے تو ریاکاری نہین ہے بلکہ اسکا نام ترغیب مرشد ہے سلیمان علیہ السلام کے روبرو جانورون کی خودستائی غلام یا سالک کی خودستائی کے مانند تہی جسمین تکبر یا خودپسندی کو ذرا بہی دخل نہ تہا۔

	نوبت ہدہد رسید و پیشہ اش	وان بیان صنعت و اندیشہ اش
ترجمہ	آگئی ہدہد کی نوبت تا کہان	کرکے ہدہد اپنی صنعت کا بیان
	گفت اے شہ یک ہنر کان کہتر است	باز گویم گفتِ کوتہ بہتر است
ترجمہ	یون لگا کہنے کہ اک چھوٹی سی بات	عرض کرتا ہون شہ والا صفات

شرح یعنے سلیمان ع کے روبرو تمام جانور نوبت بنوبت اپنے ہنر اور عقل وفہم کا حال کہا کرتے تہے اسمین ایک ہدہد کی نوبت آگئی اور اسنے کہا کہ یا حضرت مین اپنا ایک چہوٹا سا ہنر بیان کرتا ہون کیونکہ گفتِ کوتہ (قول مختصر) بہتر ہوا کرتا ہے گفت حاصل مصدر اور لفظ کوتہ کی طرف مضاف ہے۔

	گفت بر گو تا کدام است آن ہنر	گفت من آنگہ کہ باشم اوج بر
ترجمہ	بولے آنحضرت بتا اپنا ہنر	بولا وہ ہوتا ہون جب مین اوج پر
	بنگرم از اوج با چشم یقین	من بہ بینم آب در قعر زمین
ترجمہ	دیکھ لیتا ہون وہان سے بالیقین	اے شہ دین آب کو زیر زمین
	تا کجا یست و چہ عمق است و چہ رنگ	از چہ مے جوشد ز خاکے یا ز سنگ
ترجمہ	کسقدر گہرا ہے اور کیسا ہے رنگ	اور مخزن اسکا مٹی ہے کہ سنگ

شرح اوج بر یا تو بمعنے بر اوج ہے یا یہ لفظ اوج پر ہے بمعنے پرندۂ اوج۔ بلندی پر اڑنے والا یعنے ہدہد نے اپنا یہ ہنر بیان کیا کہ مین آسمان پر اڑکر زمین کی تہ کا پانی دیکہہ لیتا ہون مجہے یہ بہی معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان زمین مین کتنا کسقدر گہرا اور کس رنگ کا پانی ہے اور زمین مین سے ابلتا ہے یا پتہر مین سے نکلتا ہے۔

	اے سلیمان بہر لشکرگاہ را	در سفر میدار این آگاہ را
ترجمہ	اے سلیمان اپنے لشکر کے لئے	مجکو اپنے ساتہ رکہنا چاہیئے

شرح ہدہد کا مقولہ ہے کہ اے سلیمان ع اپنے لشکر مین پانی کے آرام کے لیے اس واقف جانور کو (یعنے مجہے) اپنے ساتہ رکہا کیجیے لشکرگاہ۔ لشکر کے اترنیکی جگہ اس مصرع مین لفظ را لفظ بہر کے اظہار معنے کے لیے زائد ہے یا یون سمجہیے کہ لفظ بہر اور لفظ را چونکہ متحد المعنے ہین اسلیے دونون مین سے ایک زائد ہے۔

	پس سلیمان گفت شو مار رفیق	در بیابانہائے بے آب اے شفیق
ترجمہ	بولے حضرت تو ہمارا ہو رفیق	جس جگہ پانی نہ پائیے اے شفیق
	ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا	تا کنی تو آب پیدا بہر ما
ترجمہ	ساتھ رہ لشکر کے بنکر پیشوا	اور پانی کے لیئے ہو رہنما
	تا بیابی بہر لشکر آب را	در سفر سقا شوی اصحاب را
ترجمہ	تاکہ پانی سارے لشکر کو ملے	تو ہمارے واسطے سقا بنے
	باش ہمراہ من اندر روز و شب	تا نہ بیند از عطش لشکر تعب
ترجمہ	ہمرکابی مین رہاکر روز و شب	پیاس سے تا ہو نہ لشکر کو تعب
	بعد ازان ہدہد و ہمراہ بود	زانکہ از آب نہان آگاہ بود
ترجمہ	ہدہد اسکے بعد سے ہمراہ تھا	کیونکہ جائے آب سے آگاہ تھا

شرح۔ خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان نے ہدہد کو پانی کی رہبری کے لیے اپنے لشکر کے ہمراہ رہنے کا حکم دیدیا پیشوا بمعنے پیش رو اور ہدہد کو (سقا ر پانی پلانے والا) اسلیئے کہا گیا کہ اُسکے سبب سے لشکر کو پانی ملتا تھا نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کیسا ہی کامل ہو مگر دوسرے عارف کی صحبت سے اعراض نہ کرے۔

	طعنہ زدن زاغ در دعوے ہدہد
ترجمہ	کوے کا طعن مارنا ہدہد کے دعوے پر

	زاغ چون بشنید آمد در حسد	با سلیمان گفت کو کج گفت و بد
ترجمہ	زاغ نے یہ سنکے ازراہ حسد	یون کہا ہے قول اسکا بے سند
	از ادب نبود بہ پیش شہ مقال	خاصہ خود لاف دروغین محال
ترجمہ	روبرو شاہون کے یہ کسکی مجال	کہہ سکے کچھ اور پھر وہ بھی محال

شرح یعنے کوے نے ازراہ حسد سلیمان عم سے کہا کہ ہدہد اس تیزبینی کے دعوے مین بے ادب اور جھوٹا ہے بادشاہون کے دربار مین اول تو بولنا ہی ترک ادب ہے۔ اُسپر جھوٹ بولنا اور لاف زنی پرلے درجہ کی بیہودگی ہے لفظ دروغین بمعنے دروغ ہین یا تو یائے تعظیم اور نون زائد ہے مطلب یہ کہ بہت بڑا جھوٹ۔ یا یہ کہ یا و نون نسبت کے لیے ہین جیسا کہ غم اور غمین۔ آہن اور آہنین۔ پوست اور پوستین۔

	گر مر او را این نظر بودے مدام	چون ندیدی زیر مشت خاک دام
ترجمہ	یہ نظر اسکی اگر ہوتی مدام	دیکھہ لیتا خاک مین پوشیدہ دام

چون گرفتار آمدے در دام او | چون قفس اندر شدے ناکام او

ترجمہ: کس لئے ہوتا گرفتار قفس | جھیلتا کیون رنج و آزار قفس

شرح کوا کہہ رہا ہے کہ اگر ہدہد ایسا تیز نظر ہوتا کہ زمین کی تہ مین پانی کو دیکھہ سکتا تو ضرور تہا کہ خاک کے نیچے دام کو بھی معلوم کرلیتا۔ اور ہرگز کسی شکاری کے جال مین نہ پہنستا لہذا اسکا دعوی لغو ہے

پس سلیمان گفت اے ہدہد رواست | کز تو در اول قدح این درد خاست

ترجمہ: بولے حضرت کیون رسے اے ہدہد کیا | تونے پہلے ہی ہمین دہوکا دیا

شرح۔ در اول قدح دُرد خاستن (پہلے ہی پیالے مین تلچھٹ کا اور آجانا) بے سابقہ معرفت تکلیف دینے کے معنون مین ہے اور رواست استفہام انکاری ہے یعنے سلیمان عم نے فرمایا کہ اے ہدہد کیا تجھے یہ لایق تہا کہ پہلے ہی بار جہوٹ بولکر مجھے تکلیف پہنچاتا ایسا نچاہیئے تہا یہ محض تیری نالایقی ہے۔

چون نمائی مستی اے تو خوردہ دوغ | پیش من لافی زنی آنگہ دروغ

ترجمہ: ہورہا ہے مست تو پی پی کے دوغ | تیرا دعوے لاف ہے یا ہے دروغ

شرح مقولہ سلیمان عم ہے۔ یعنے اے ہدہد تو چہاچہہ پیکر مست ہونا چاہتا ہے اور پہلے اپنے ہنر پر فخر کرکے پہر صریح جہوٹ بولتا ہے جسطرح چہاچہہ نشہ نہین کرتی اسیطرح دروغ فروغ نہین پاسکتا۔ اگر لفظ آنگہ دروغ کی آنکہ دروغ کہا جائے تو یہ معنے ہونگے کہ تو اس چیز کو جو فی الواقع دروغ ہے لاف زنی سے سچ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہو نہین سکتا۔ جہوٹ پہر جہوٹ ہے اور سچ پہر سچ ہے۔

جواب گفتن ہدہد سلیمان را در این طعنہ

ترجمہ: ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس طعن کا جواب دینا

گفت اے شہ بر من عور گدا | قول دشمن مشنو از بہر خدا

ترجمہ: یہ کہا ہدہد نے اے شاہ زمن | آپ کیون سنتے ہین دشمن کا سخن

گر بہ بطلان ست دعوے کردنم | من نہادم سر ببر از گردنم

ترجمہ: جہوٹ ہو دعوے مرا تو یا نبی | پہیر دیجے میری گردن پر چہری

شرح ہدہد نے کوے کے طعن کا یہ جواب دیا کہ اے سلیمان عم میرے خلاف میرے دشمن (کوے) کی بات نہ سنیئے۔ اور اگر مین اپنے دعوے مین جہوٹا ہون تو یہ سر حاضر ہے۔ گردن سے جدا کر ڈالیے۔ عُور بمعنے برہنہ یعنے بیسامان۔ ونک مخفف اینک۔ و آنک بمعنے این و آن اسم اشارہ قریب و بعید ہے اس لفظ کی تحقیق کئی مرتبہ گذر چکی ہے ہدہد کا اپنے آپ کو بیسامان اور گدا کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُسکی گذشتہ خودستائی ازراہ تکبر نہ تھی

گر ہزاران عقل دارد کافرست		زاغ کو حکم خدارا منکرست	
با وجود عقل دین سے ہے جدا		زاغ ہے جو منکر حکم خدا	ترجمہ

شرح یعنے زاغ چونکہ حکم الٰہی کا منکر ہے اسلیئے خواہ کتنا ہی عقلمند ہو مگر کافر ہے۔ اس شعر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکر قضا کافر ہو جاتا ہے ایسا شخص فرقہ قدریہ مین شامل ہے جنکی نسبت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ (قدریہ اس اُمّت کے مجوسی ہین) جو قضا و قدر کے منکر اور اس بات کے معتقد ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے حکم الٰہی کو اسمین ہرگز دخل نہین اور یہی عقیدہ مجوس کا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منکر قضا کافر نہین ہوتا۔ اُسکو مجوس یا کافر کہنا لطریق مبالغہ و تشدد ہے۔ اور اس شعر مین کافر سے کفران کنندۂ نعمت مراد ہے کیونکہ بندہ کے تمام افعال کا پیدا کرنا گویا انعام الٰہی ہے اسکا منکر کافر نعمت اور اللہ تعالےٰ کی صفات کالیہ مین سے ایک صفت زائل کرنے والا ہے۔ اس لحاظ سے قدریہ کے عقیدے مین کفر کی ایک شاخ لگی ہوی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا نے انھی معنون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جائے گند و شہوتی چون کافران		در تو ار کافے بود از کافران	
ہے محل خبث مشکل کاف ران		تجھمین ہے گر حرفِ کاف کافران	ترجمہ

شرح۔ پہلے مصرعہ مین کافران جمع کافر ہے۔ اور دوسرے مین کافِ ران بمعنے سوراخ ران یا کاف ران مخفف شگاف ران بمعنے فرج ہے۔ کافِ ران یا شگاف ران وہ سوراخ جو ران کی جڑ کے قریب ہے مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھمین کافرون مین کا ایک حرف کاف یعنے اُنکی معنوی نجاستون مین کی تھوڑی سی بھی نجاست ہے تو تو محل ناپاکی و گندگی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو قضا کے منکر (قدریہ) صریح طور پر کافر نہین ہین مگر انمین کفر کی ایک شاخ (انکار قضا کے بابت مجوسیونکا ہم عقیدہ ہونا ضرور ہے اور اسمین شک نہین کہ قضا کا انکار کفر کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالےٰ بدعقیدون سے ہمیشہ محفوظ رکھے

گر نپوشد چشم عقلم را قضا		من بہ بینم دام را اندر ہوا	
آنکھ پر پردہ نہ ڈالے گر قضا		دیکھہ لون مین دام بالائے ہوا	ترجمہ
مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب		چون قضا آید شود دانش بخواب	
جس سے گہہ جاتے ہین ماہ و آفتاب		ہے قضا چشم خرد پر اک حجاب	ترجمہ

شرح ہدہد یہ کہتا ہے کہ اگر قضا میری آنکھون پر پردہ نہ ڈالے تو مین دام کو ہوا مین دیکھہ سکتا ہون مگر جب قضا آتی ہے عقل اندھی ہو جاتی ہے چاند سورج گہن مین آجاتا ہے بعض نسخون مین عقلم را ہوا ہے۔ اس صورت مین پہلا ہوا بمعنے بلندی ہے اور دوسرا ہوا بمعنے حرص۔

از قضا این تعبیہ کے نادرست ۔ از قضادان کو قضارا منکرست

ترجمہ ہے قضا کا یہ بہی نادر ماجرا ۔ یعنے انکار قضا ہے خود قضا

شرح تعبیہ بمعنے پنہان کردن وآراستن وساختن چیزے جس سے قدریونکا پوشیدہ اور مصنوعی عقیدہ مراد ہے یعنے قدریونکا یہ پوشیدہ عقیدہ (انکار قضاء آلہی) جو انہین کی عقلون نے ساختہ وآراستہ کر رکہا ہے۔ کوئی نادر اور عجیب بات نہین کیونکہ جو شخص قضاء آلہی کا منکر ہے اُسکا یہ انکار خود قضائے آلہی پر مبنی ہے پس تو آدمی کسیطرح قضائے الٰہی کا منکر اور اُس سے علیحدہ نہین ہوسکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ منکران قضاء کے انکار مین خود قضا کا اقرار پوشیدہ اور آراستہ و پیراستہ ہے۔ کیونکہ انکار قضا کا عقیدہ خود قضائے آلہی سے منکرون کے دل مین سمایا ہے۔ اگر قضاء آلہی شامل نہوتی تو منکران قضا ہرگز انکار نہ کرسکتے۔

قصۂ آدم و بستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی و ترک نہی و تاویل

ترجمہ قصہ حضرت آدم کا اور قضا کی مجبوری سے صریح نہی کی رعایت نرکہنے کا اور اُس نہی کی تاویل کرنیکا

شرح یہ قصہ ہدہد کی زبان سے مولانا بطور مثال بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل اور نظر حکم آلہی کے سامنے مجبور اور محض بیکار ہوجاتی ہے۔ اور قضا و قدر مین بروز ازل جو کچھ لکہا جاچکا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔

بو البشر کو علم الاسما بگ ست ۔ صد ہزاران علمش اندر ہر رگ ست

ترجمہ بو البشر تہے علم الاسماء بگیں ۔ سر بسر تہا علم اُنکا آخشیگ

شرح بگ مخفف بیگ تُرکی لفظ ہے بمعنے بزرگ و امیر یعنے ابو البشر (آدمیون کے باپ) حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ صاحب بمضمون آیت وعلّم الاسماء تہے اور اُنکی رگ رگ مین علم آلہی کا خزانہ موجود تہا۔ مگر قضا کے سامنے کچہ نسوجہا اور باوجود ممانعت گیہون کہاگئے۔ یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے وعلّم آدم الاسماء کلّہا ثم عرضہم علی الملائکۃ الآیۃ۔ اِس آیت کے باطنی معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو اپنے اسمائے حسنے سکہائے جو تمام موجودات مین ظاہر ہین اور تمام مخلوق جنکا مظہر ہے۔ اور ہر شئے اللہ تعالےٰ کی تسبیح اُسی نام سے کرتی ہے جسکا وہ مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً زندہ یا حیُّ یا قیوم کہتا ہے اور مردہ یا ممیتُ۔ گو مردہ کی تسبیح زندون کو نہین سنائی دیتی۔ پہر مخلوقات کو فرشتون کے سامنے لاکر یہ کہا گیا کہ ان اشیاء کے اسماء بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ یہ شئے کونسے اسم کا مظہر ہے اور وہ شئے کونسے اِسم کا۔ مگر فرشتون سے جواب نہ دیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ نے اسماء اور اُنکے مظاہر سب بیان کردیئے۔ اِس سے تمام فرشتے حیران رہگئے اور حضرت آدم کے پیدا کرنے کی بابت اپنے اعتراض کو واپس لے لیا۔ آیت مین صرف تعلیم اسماء کا ذکر ہے۔ مگر اِس سے صاف ظاہر ہے کہ جب آدم کو علم اسماء تہا تو علم مظاہر اسماء بالاولے ہوگا۔ اور ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت آدمؑ کو تمام اسماء جو علم آلہی مین

اشیاء کے لیئے مقرر تھے سکھا دیے گئے تھے۔ دنیا کی کوئی بڑی یا چھوٹی چیز ایسی نہ تھی جسکا نام حضرت آدمؑ کو معلوم نہ کرا یا گیا ہو

اسم ہر چیزے چنان کان چیز ہست ۔ تا بپایان جان او را داد دست

ترجمہ نام سے ہر شئے کے جیسی کچہ کہ تہی ۔ بو البشر کو دیگئی تہی آگہی

شرح یعنے ہر شے کا نام جیسے کہ وہ ازل مین تہی اور جیسی قیامت تک رہیگی روح آدم کو معلوم کرا دیا گیا تہا۔ آپ ہر شئے کا نام مع خاصیت شے ہر لغت اور ہر زبان مین جانتے تہے۔ یہی باعث ہے کہ آدم کی اولاد مین مختلف زبانین بولی جاتی ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ حضرت آدم نے ہر منظہر کے ظاہر کو جان لیا تہا۔ یعنے جو چیز جسطرح فی الواقع کسی اسم کا منظہر ہے آدمؑ اُس منظہر کے اسم ظاہر کو جانتے تہے۔

ہر لقب کو داد او مبدل نشد ۔ آنکہ چستش خواند او کاہل نشد

ترجمہ جو لقب جسکو دیا وُہ تہا درست ۔ چست جسکو کہدیا وہ کب ہے سُست

شرح یعنے حضرت آدم نے جس کسیکو جو لقب دیا وہ نقش درست ہو کر بیٹہہ گیا۔ جسکا تغیر و تبدل قیامت تک ناممکن ہے اس تغیر و تبدل کے ناممکن ہونے کی یا تو یہ وجہ ہے کہ آدمؑ نے اشیاء کے القاب لوح محفوظ مین ثبت ہوے دیکہکر رکہے تہے۔ یا یہ باعث ہے کہ ہر شئے یعنے ہر منظہر کا لقب اُسکے ظاہر کی حقیقت دیکہکر رکہا گیا تہا۔ اور چونکہ ظاہر یعنے اسمائے حُسنے مین تغیر ناممکن ہے اسلیئے منظہر مین بہی تغیر نہین ہو سکتا۔ مثلاً حضرت آدم نے جسکو مومن کا لقب دیا وُہ قیامت تک مومن اور جسکو کافر کا لقب دیا وُہ قیامت تک کافر رہیگا کیونکہ مومن کا ایمان اور کافر کا کفر لوح محفوظ مین ثبت تہا۔ یا یہ کہ اللہ تعالے مومن مین اپنے اسم **غفار** اور کافر مین اپنے اسم **قہار** کے ساتہ ظاہر ہوا ہے لقب کسی شے کے ایسے نام کو کہتے ہین جو اُسکی تعریف یا مذمت کی خبر دے

ہر کرا او مقبل و آزاد خواند ۔ او عزیز و خرم و دلشاد ماند

ترجمہ مقبل و آزاد جسکو کہدیا ۔ وُہ عزیز و خرم و خندان رہا

شرح مقبل فرمان حق کو قبول کرنے والا اور صاحب اقبال و دولت اور آزاد یعنے دوزخ سے نجات پانیوالا مطلب یہ کہ حضرت آدم نے جسکو مقبل اور آزاد کہدیا وُہ دولت ایمان سے مالامال ہو کر دوزخ سے نجات پاگیا

ہر کہ آخر مومن ست اول بدید ۔ ہر کہ آخر کافر او را شد پدید

ترجمہ تہا جو آخر مومن۔ اول تہا عیان ۔ کافر آخر نہ تہا اُنسے نہان

شرح یعنے حضرت آدم نے اُس شخص کو جو انجام کار مومن تہا اور جسکا خاتمہ بالخیر ہونیوالا تہا لوح محفوظ مین مومن دیکہکر اول ہی مومن کا لقب دیدیا تہا اور علےٰ ہذا القیاس جسکا انجام کفر تہا اُسکو اول ہی کافر کہدیا تہا اگرچہ وُہ ابتدا مین چند روز کافر رہے تہوڑے دنون مومن رہا ہو۔ خلاصہ یہ کہ آدم نے بنظر انجام لوگون کو لقب دیئے تہے

اسلیئے اُنکی اولاد کو بھی انجام پر نظر رکھنی فرض ہے اور اسکی طرف آئیندہ شعر مین اشارہ کیا گیا ہے۔

	ہر کہ آخر بین بود او مومن ست	ہر کہ آخور بین بود او بے دین ست
ترجمہ	ہے وُہی مومن جو آخر بین ہے	جو کہ آخور بین ہے وہ بے دین ہے

شرح۔ آخور گھوڑون کے گھاس چرنے کی جگہ۔ اور مجازاً گھاس کو بھی کہتے ہین۔ یہان آخور سے دنیا اور لذات دنیوی مراد ہین۔ اور دِن مخفف دین ہے یعنے مومن وہ ہے جو انجام پر نظر رکھے کیونکہ لذاتِ دنیوی پر نگاہ رکھنے والے بیدین ہوتے ہین۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔

	اسم ہر چیزے تو از دانا شنو	رمز وسرّ علّم الاسما شنو
ترجمہ	اسم ہر شئے کا کسی دانا سے سُن	اہل سرِ علّم الاسما سے سُن

شرح۔ یعنے اے مخاطب ہر چیز کا نام اور لقب اُس شخص (مرشد کامل) سے معلوم کر جو حقیقت اسمائے حسنے سے واقف ہو۔ کیونکہ مضمون علّم الاسما کا بھید مرشد کامل ہی خوب جانتا ہے۔ اس بھید کی شرح گزشتہ اشعار مین ہے۔

	اسم ہر چیزے بر ما ظاہرش	اسم ہر چیزے بر خالق سرش
ترجمہ	نام ظاہر سے ہین ہم واقف مگر	بھید سے واقف ہے خالق سر بسر

شرح۔ یعنے ہم محجوب ہونے کے سبب ہر شئے کی ظاہری حالت دیکھکر اُسکا ایک نام یا لقب کہدیتے ہین کسی کو زنار پہنے ہوے دیکھا تو ہندو کہدیا اور جب تسبیح پر نظر پڑ گئی تو مسلمان بتادیا لیکن خدا کے نزدیک ہر شئے کا نام اُسکی باطنی حقیقت اور انجام کے اعتبار سے ہے اسکی مثال آئیندہ اشعار مین ہے اور باطنی حقیقت سے وہی اسمار حسنے کا ظہور مراد ہے جو تمام مظاہر مین پایا جاتا ہے اور جسکی شرح کئی بار ہو چکی ہے۔

	نزد موسے نام چوبش بُد عصا	نزد خالق نام بودش اژدہا
ترجمہ	کہتے تھے جسکو کلیم اللہ عصا	نام اُسکا پیش حق تھا اژدہا

شرح۔ یعنے چونکہ ہمین اشیار کے محض ظاہری اسمار کا علم ہے اور ہر شئے کے ظاہری اسم سے اُسکا وہی معنے ہماری سمجھ مین آتا ہے جو متعارف اور مشہور ہے اور اللہ تعالےٰ ہر شئے کی حقیقت اور اُسکے اسم حقیقی سے واقف ہے اسلیئے حضرت موسے اپنے لکڑی کو عصا خیال کرتے تھے کیونکہ اس اسم کا ظاہری اور مشہور معنے یہی تھا لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُس لکڑی مین اژدہے کی حقیقت مخفی تھی اسلیئے اُسکے علم مین اس عصا کا نام اژدہا تھا۔ عصا کا اژدہا ہو جانا حضرت موسے کا مشہور معجزہ ہے۔

	بُد عمر را نام اینجا بت پرست	لیک مومن بود نامش در الست
ترجمہ	تھا عمر کا نام یہان گو بت پرست	تھے مگر مومن وہ در روزِ الست

شرح روز الست یعنے روز ازل - یعنے اگرچہ حضرت عمرؓ ایام جاہلیت مین اُمی مذہب کے پیرو تھے جو قریش کا تہا لیکن ازل مین اُنکا نام مومن تہا کیونکہ وُہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی مین منظر ہدایت اور امیر المومنین کے لقب سے مشرف تہے

آنکہ نامش بود نزد ما منی	پیش حق این نقش بوده بامنی
ترجمہ: حسب ظاہر نام ہے جسکا منی	حسب باطن ہے وہ نقش بامنی

شرح - پہلے مصرع مین یائے لفظ منی نفس کلمہ کی ہے اور منی یعنے نطفہ ہے - اور دوسرے مین لفظ من الگ ہے اور اُسکی یائے تحتانی مصدری ہے - اور جار ومجرور (یعنے بامنی) شبہ فعل یعنے لفظ شاہد (محذوف بالقرینہ) کے متعلق ہے اور لفظ منی (یعنے من شدن) بمعنے انانیت ہے مطلب یہ کہ جس چیز کا نام ہمارے نزدیک منی یا نطفہ ہے - یہ نقش ظاہری باعتبار حقیقت اللہ تعالےٰ کے نزدیک شاہد بالانانیت ہے - یعنے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ انا الانسان (مین انسان یا حقیقت انسانیہ کا جوہر ہون) دوسرے معنے یہ ہین کہ بامنی کی یائے تحتانی یائے خطاب ہے اور جار مجرور حسب قرینہ لفظ مخاطب محذوف سے متعلق ہے - اِس صورت مین یہ معنے ہین کہ یہ نقش ظاہر (یعنے منی) جو ہمارے نزدیک ایک ناپاک سا قطرہ ہے اللہ کے نزدیک خطاب بامن ہستی کے ساتھ مخاطب ہے یعنے اللہ تعالےٰ اِسکو خطاب کرتا ہے کہ اے نقش آبی تو میرے حکم سے وجود کو ہستی دینے والا اور میرے فیضان سے ہمیشہ تعلق رکہنے والا ہے - اِس سے ظاہر ہے کہ ہم حقیقت اشیا سے واقف نہین ہین -

صورتے بد این منی اندر عدم	پیش حق موجود نے بیش و نہ کم
ترجمہ: تہی شکل یہ منی جب تہی عدم	صورت انسان تہی بے بیش و کم

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے علم ازلی مین یہ منی بلا کم و بیش ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے - گو ہمین قطرہ کی صورت مین دکہائی دیتی ہے اور ہمنے اِسکا نام منی رکہدیا ہے - ہمارے نزدیک جب تک نطفہ پشت پدر سے نکلکر شکم مادر مین نہ جائے - پہر نطفہ سے خون اور خون سے لوتہڑے کی شکل مین منتقل نہو اور پہر اُسکو ہڈیان اور گوشت نہ پہنایا جائے اُوس بچہ کی تصویر قایم نہو چکے منی کو انسان نہین کہتے لیکن علم الٰہی مین یہی نطفہ بلا کم و بیش پورے ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے - کیونکہ نطفہ پر کامل انسان ہونے تک جسقدر حالتین وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہین وُہ علم الٰہی مین بروز ازل آنِ واحد مین عارض ہو چکی ہین - نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالتِ احتلام مین جو نطفہ ضائع ہو جاتا ہے وہ علم الٰہی مین گویا مرے ہوئے بچہ کی مانند ہے - اور جو لوگ حرام کاری مین اپنے نطفہ کو ضایع کرتے ہین وُہ گویا قتل کے مرتکب ہین -

حاصل آمد - آن حقیقت نام ما	پیش حضرت کان بود انجام ما
سچ تو یہ ہے وُہ حقیقی نام ہے	جسپہ مخلوقات کا انجام ہے

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالے کے نزدیک جو کچھ ہمارا انجام ہے وہی ہمارا حقیقی نام ہے اور سعادت وشقاوت کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ نطفہ چونکہ انجام مین ذی روح ہونے والا ہے اسلیئے اللہ کے نزدیک پہلے ہی سے اسکا نام ذی روح ہے پیش حضرت پہلے مصرع کے لفظ نام سے متعلق ہے۔

	مرد را بر عاقبت نامے نہند	نے بران کان عاریت نامے نہند
ترجمہ	نام ہوتا ہے بحسب عاقبت	نام دینا ہے بحسب عاریت

شرح - یعنے اللہ تعالے کے نزدیک ہر شخص کا نام انجام کے اعتبار سے رکہا جاتا ہے ایسا نہین ہوتا جیسا کہ مخلوق عاریتاً کوئی نام رکہہ لیتی ہے اور وہ نام فی الواقع برائے نام ہوتا ہے ازلی سعید کا نام مخلوق نے شقی رکہدیا تو وہ اللہ تعالے کے نزدیک سعید ہی رہے گا۔ اور اسیطرح ازلی شقی سعید نام رکہوا لینے سے فی الواقع سعید نہین ہوسکتا۔ بران لفظ عاریت سے متعلق ہے اور ضمیر کان نام رکہنے والون کی طرف راجع ہے

	چشم آدم کو بنور پاک دید	جان و سرّ نامہا گشتش پدید
ترجمہ	چشم آدم کو ہوا جب دم فتوح	کہلگئے اسرار اسما۔ راز روح

شرح یعنے جب آدم کی آنکہین نور الٰہی کی مدد سے روشن ہوگئین تو انپر نفخت فیہ من روحی (یعنے آدم مین اپنی روح ڈالدی) کا راز اور اسمائے حسنے کے اسرار آشکارا ہوگئے اور انہین یہ معلوم ہوگیا کہ موجودات مین فلان شے فلان اسم کا مظہر ہے۔ اور خدا نے مجہہ مین اپنی پاک روح ڈالی ہے۔ چنانچہ فرشتو نکو آدم کے لیے سجدہ کرنیکا حکم اسی سبب سے تہا

	چون ملک انوار حق بروے بتافت	در سجود افتاد و در خدمت شتافت
ترجمہ	انپہ جب انوار حق تابان ہوے	گر پڑے سجدہ مین خدمت کے لیئے

شرح - یعنے جسطرح تمام فرشتے نورانی ہین اور انکا کام صرف عبادت الٰہی ہے اسیطرح آدم پر انوار الٰہی نے روشنی ڈالکر انہین فرشتہ صفت بنادیا اور وہ روح اور اسمائے حسنے کے اسرار معلوم کرتے ہی خدا کے سامنے سجدہ مین گر پڑے

	چون ملائک نور حق دیدند ازو	جملہ افتادند در سجدہ برو
ترجمہ	نور حق آدم مین جب آیا نظر	ہوگئے ساجد فرشتے سربسر

شرح یعنے فرشتون نے آدم مین نور حق دیکہکر اس نور کو سجدہ کیا تہا۔ اہل ظاہر کا یہ گمان خطا پر مبنی ہے کہ فرشتون کو جسم آدم (آب و گل) کے روبرو سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا تہا۔ کیونکہ سجدہ سوائے ذات واحد کے اور کسیکے لیے جائز نہین اور نہ غیرت الٰہی اسبات کی مقتضی ہے کہ خدا کے ہوتے اور کسیکو سجدہ کیا جائے۔ اور سجدۂ غیر کا حکم بہی ملے تو کن کو۔ فرشتون کو۔ بعض محققین نے لکہا ہے کہ فرشتون کو سجدہ کا حکم دینا شرافت اور خلافت آدم کی تعظیم کے لیے تہا۔ اس سجدہ کو سجدۂ عبادت نہ سمجہنا چاہیے۔ کیونکہ سجدۂ عبادت غیر اللہ کو ناجائز ہے۔

مدح این آدم که نامش می برم | قاصرم گر تا قیامت بشمرم
ترجمہ مدح اِس آدم کی اے مرد نکو | تا قیامت گر کرون تو بھی نہو

شرح کیونکہ آدم جامع حقایق لاہوتیہ ملکوتیہ وناسوتیہ اور آیتی من آیات اللہ ہے۔ مسجود ملایک کی تعریف تقریر سے نہین ہوسکتی

اینہمہ دانست و چون آمد قضا | دانش یک نہی شد بروے خطا
ترجمہ باہمہ دانش جب آپہنچے قضا | فہم نہی حق مین کر بیٹھے خطا

شرح یعنے باوجود اس تمام علم و دانش اور معلومات اسرار کے نہی کے معنے سمجھنے مین حضرت آدم سے خطا واقع ہوگئی۔ اور جس گیہون کے درخت کے نزدیک جانے سے منع کیے گئے تھے اُسکا پہل کہا لیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ جب قضا یعنے حکم الٰہی ہوتا ہے تو آدمی کو نہ اُسکا علم کچھ کام دیسکتا ہے۔ اور نہ عقل و تدبیر مدد کرسکتی ہے چونکہ قضائے الٰہی گیہون کہانے سے متعلق ہوچکی تہی۔ اسیلئے حضرت آدم کو نہی کی تاویل کرنی پڑی اور بطور خطا آیندہ شعر کا مضمون اُنکے خیال مین آگیا۔

کاے عجب نہی از پے تحریم بود | یا بتاویلے بُد و توہیم بود
ترجمہ یعنے نہی حق لیے تحریم ہے | یا پے تاویل یا توہیم ہے

شرح حضرت آدم کو پیدا کرنیکے بعد جنت مین رکہا گیا اور یہ حکم ہوا کہ **لا تقربا ہذہ الشجرۃ** (اے آدم و حوا تم دونو اِس گیہون کے درخت کے نزدیک نہ جانا) لیکن چونکہ قضائے الٰہی گیہون کہانے سے متعلق ہوچکی تہی اسیلئے آدم کے دل مین یہ خیال آیا کہ یا الٰہی یہ نہی (گیہون کہانے کی ممانعت) تحریمی ہے یعنے اسکا کہانا میرے لیئے قطعًا حرام ہے؟ یا متلبس بتاویل ہے یعنے یہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ تنزیہی ہے؟ اور اِس سے غرض صرف توہیم ہے؟ یعنے میرے وہم مین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اِس درخت کا پہل کہانا حرام ہے مگر فی الواقع حرام نہین ہے؟ (توہیم در وہم انداختن) غرضکہ ادہر تو حضرت آدم کو اِس نہی کے تحریمی یا تنزیہی ہونے مین تردد رہا اُدہر شیطان نے دہوکا دیکر یہ کہا کہ تم گیہون کہاتے ہی فرشتہ بنجاؤگے اور قسم ہے خدا کی مین تمہارا خیر خواہ ہون۔ اسیلئے آدم نے تاویل کو ترجیح دی اور نہی کو تنزیہی سمجھکر گیہون کہا لیا اور جنت سے نکالے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب حکم الٰہی کسی شے کے متعلق ہوتا ہے تو آدمی سے باہمہ دانش و تدبیر ضرور خطا واقع ہوجاتی ہے۔ اور حکم الٰہی کا ظہور ہوکر رہتا ہے۔ نکتہ حضرت آدم کا تحریمی نہی کو تنزیہی سمجھنا خطائے اجتہادی تہی اور یہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہے کہ مجتہد کو خطائے اجتہادی مین بہی ثواب ملتا ہے۔ باینہمہ حضرت آدم پر عتاب اسیلئے ہوا کہ اُنہون نے اِس باب مین فرشتون سے مشورہ کیون نہ لیا ورنہ خطائے اجتہادی ہرگز قابل عتاب نہین ہوتی۔

در دلش تاویل چون ترجیح یافت	طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
ترجمہ: قوت تاویل جب حاصل ہوئی	طبع گندم کی طرف مائل ہوئی

شرح یعنے جب عالم حیرت مین حضرت آدم کی خطائے اجتہادی نے اُنکے ذہن مین تاویل کو ترجیح دی۔ اور انہون نے اس نہی کو تنزیہی سمجہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ طبیعت گیہون کہانے پر مائل ہوگئی۔ طبع در حیرت ضمیر یافت سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے۔ لفظ حیرت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم نہی کی تحریمی یا تنزیہی ہونے مین اول اول متحیر رہے اور آخر کار اُس نہی کو تنزیہی خیال کیا۔ کیونکہ فطرت کا قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی بات کے کرنے نہ کرنے مین حیران اور متردد ہوتا ہے تو اُنمین سے آسان چیز کو اختیار کرلیتا ہے۔ اور حضرت آدم کے لیے آسانی اسیمین تہی کہ نہی کو تنزیہی خیال کرتے۔ کیونکہ شیطان نے قسم کہا کر کہا تہا کہ تم گیہون کہانے سے یا تو فرشتہ بنجاؤ گے یا ہمیشہ ہمیشہ جنت مین رہا کروگے۔

باغبان را خار چون در پا رفت	دزد فرصت یافت کالا برد تفت
ترجمہ: باغبان کے پانون مین کانٹا چبہا	ٹوکرے پہولون کے رہزن لیگیا
چونکہ حیرت رفت و باز آمد براہ	دید بردہ دزد رخت از کارگاہ
ترجمہ: پہر یہ دیکہا ہوش مین آیا وہ جب	لیگیا ہے ایک چور اسباب سب

شرح تفت۔ گرم و سوختہ و غضبناک۔ اور وہ ٹوکرہ جو پہول یا میوہ رکہنے کے لیے باغبانون کے پاس ہوتا ہے یہان یہی پچہلی معنے مراد ہین۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور باغبان سے آدم خار سے اُس نہی کی تاویل چور سے شیطان اور باز آمد براہ سے حضرت آدم کو اپنی خطا کا معلوم ہوجانا اور استغفار مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدم کے اس قصہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی باغبان کے پانو مین کانٹا چبہ گیا۔ اور وہ بیچارہ اُسکے نکالنے کے فکر مین ادہر ادہر حیران رہا یہ ابہی ادہر حیران ہی تہا کہ اُدہر چور کو وقت ملگیا اور وہ باغبان کا تمام اسباب اور پہولون اور میوون کے ٹوکرے چرالے گیا۔ اور جب باغبان کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باغ مین چوری ہوگئی ہے تو اُسنے فریاد و زاری شروع کی اور اللہ تعالےٰ نے ازراہ کرم اُسکو نعم البدل عطا کردیا۔ یعنے حضرت آدم کی خطا معاف ہوگئی۔ بعض نسخون مین چون بحیرت رفتہ باز آمد براہ ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے

ربنا انا ظلمنا گفت و آہ	یعنے آمد ظلمت و گم گشت راہ
ترجمہ: کی بہت فریاد و زاری اور آہ	یعنے ہون مین اندہیرا گم گشتہ راہ

شرح اس شعر مین اُس باغبان حضرت آدم کی فریاد و زاری کا بیان ہے۔ یعنے جب آدم کو اپنی خطائے اجتہادی کا حال معلوم ہوگیا تو اُنہون نے ان الفاظ مین فریاد و زاری شروع کی کہ ربنا انا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا

لنکونن من الخاسرین (اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہانے سے بیشک اپنی جانونپر ظلم کیا۔ اگر تو ہمارا گناہ نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم خسارہ مین پڑجائینگے) چنانچہ اس مناجات کی برکت سے آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی۔

	این قضا ابرے بود خورشید پوش	شیر واژدر ہا شود زو ہمچو موش
ترجمہ	یہ قضا اک ابر ہے خورشید پوش	شیر واژدر اس سے ہوجاتے ہین موش

شرح یعنے حکم الٰہی اُس ابر کے مانند ہے جو باہمہ عظمت دنور سورج کو ڈہانک لیتا ہے۔ اور قضا کے سامنے شیر اور اژدرہا چوہے کی مانند ہوجاتے ہین۔

	من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم	من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم
ترجمہ	دام کو مجھسے چھپا دے گر قضا	صرف میری ہی نہین اسمین خطا

شرح۔ یہان سے ہدہد کا مقولہ شروع ہوگیا ہے۔ یعنے یا حضرت سلیمان علیک السلام اگر ظہور حکم الٰہی کے وقت مجھے دام نظر نہ آئے تو کچہ تعجب کی بات نہین کیونکہ قضا خصوصیت کے ساتہ کچہ مجھے ہی جاہل نہین بناتی۔ بلکہ ایسے وقت مین انبیاء بہی متحیر رہجاتے ہین۔

	اے خنک آنکو نکوکاری کند	زور را بگزارد وزاری کند
ترجمہ	ہے وُہ اچہا جو نکو کاری کرے	ترک کردے زور اور زاری کرے
	گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت	ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
ترجمہ	گر قضا ڈہانکے گی تجکو شکل شب	دستگیر ہی خود کریگا حکم رب
	گر قضا صد بار قصد جان کند	ہم قضا جانت دہد درمان کند
ترجمہ	کرتی ہے سو بار قصد جان قضا	آخرش بنجاتی ہے درمان قضا
	این قضا صد بار گر راہت زند	بر فراز چرخ خرگاہت زند
ترجمہ	گر قضا سو بار ہو نقصان رسان	ایک دن لیجائیگی تا آسمان

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ حکم الٰہی کے سامنے علم و ہنر سب بیکار ہوجاتے ہین کسیکی آئی ہوئی قضا عقل و تدبیر کے زور سے ہرگز نہین ٹل سکتی۔ ان شعرون مین بطور تسلی یہ ارشاد ہوا ہے کہ تمام مصیبتونکا دفعیہ خدا کے سامنے عاجزی اور اسکی بارگاہ مین گریہ وزاری سے ہوسکتا ہے۔ اور وہ شخص بہت اچہا ہے جو باوقات نیکیان کرتا رہتا ہے اور اگر اس سے کوئی خطا ہوجاتی ہے تو عقل و تدبیر کے روزا اور علم و ہنر کی قوت کو چہوڑ کر خدا کے روبرو گریہ وزاری شروع کردیتا ہے ایسی حالت مین اگر حکم الٰہی نے اسکو اندہیری رات کی طرح چارون طرف سے ڈہانک لیا ہے (یعنے گناہون کی تاریکیون یا مصیبتون کی گہٹاؤن نے گہیر رکہا ہے) تو وہی حکم الٰہی توبہ و استغفار کے باعث اُسکی

دستگیری کریگا۔ اور اگر قضا نے آفتون یا گناہ کی بیماریون مین مبتلا کردیا ہے تو وہی علاج کر دیگی۔ اور اگر قضا نے طاعات کی منزلون مین رہزنی کرکے اسکی نیکیون کا سامان لوٹ لیا ہے تو وہی قضا توبۃ النصوح کی برکت سے اسکو بلند مرتبون پر پہنچا دیگی۔ ان الحسنات یذہبن السیئات (نیکیان برائیونکو دفع کر دیتی ہین) خلاصہ یہ کہ جو قضا آدمی کو خطا کے باعث معتوب کر دیتی ہے وہی قضا توبہ و استغفار کے باعث محبوب بنا دیتی ہے محققین کا قول ہے کہ کاملون کی لغزش انکے مرتبونکو بلند کر دیتی ہے۔ کیونکہ لغزش انکے لیے گریہ وزاری کی کثرت کا سبب ہوجاتی ہے اور اکثر مراتب کا حصول کثرت گریہ وزاری پر موقوف ہے۔ بس تو ہر حالت مین رضا بالقضا الٰہی اور نیکیون کی پابندی لازم ہے

از کرم دان اینکہ مے ترساندت ۔ تا بملک ایمنی بنشاندت

ترجمہ: ہے کرم گروہ ڈراتا ہے تجھے ۔ ملک ایمن مین بٹھاتا ہے تجھے

چون تبرساند ترا آگہ شوی ۔ ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی

ترجمہ: یہ ڈراتا ہے برلئے آگہی ۔ ورنہ ہوجاتی ہے بالکل گمرہی

شرح یعنے لغزش بھی اللہ تعالے کا ایک کرم ہے۔ کیونکہ خطاؤن پر نگاہ کرنے سے دلمین خوف الٰہی پیدا ہوجاتا ہے اور خوف الٰہی کا نتیجہ توبہ ہے اور توبہ کا نتیجہ بیخوفی کے ملک کی بادشاہی (یعنے جنت اور اللہ تعالے کی قربت) ہے۔ ملک ایمن سے یا تو اس آیت کی طرف اشارہ ہے ان المتقین فی جنٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ یعنے خدا سے ڈرنے والے باغون اور نہرون مین اس بادشاہ کے پاس ہونگے جو زور آور اور مقدور والا ہے یا اس آیت کی طرف اشارہ ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون۔ یعنے کسی عالم مین خدا کے دوستون پر خوف نہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ چنانچہ حضرت آدم کا قصہ انہی اشعار کے مطابق ہوا ہے جو لوگ دلمین خوف الٰہی رکھتے ہین وہ گناہون سے متنبہ ہوکر تائب ہوجاتے ہین اور جو نہین رکھتے وہ گمراہ رہتے ہین۔

این سخن پایان ندارد گشت دیر ۔ گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر

ترجمہ: انتہا اسکی نہین ہوتی ہے دیر ۔ سن مری جان قصۂ خرگوش و شیر

پای واپس کشیدن خرگوش از شیر چون نزدیک چاہ آمد

ترجمہ: کنوین کے پاس پہنچکر خرگوش کا شیر سے الگ ہونا اور اسکے پانو پھر جانا

شیر با خرگوش چون ہمراہ شد ۔ پر غضب پر کینۂ بدخواہ شد

ترجمہ: ہولیا خرگوش کے ہمراہ جب ۔ شیر دشمن پر تہا اپنے پر غضب

شرح یعنے یہ شیر اس اجنبی شیر سے لڑنے کے لیئے خرگوش کے ساتہ ہولیا اور چونکہ یہ اپنی قوت پہ مغرور تہا اور اسکو کمزور سمجہتا تہا اسلیئے اسپر نہایت غضبناک تہا۔ اور اپنے بدخواہ کا کینہ اسکے دلمین بہرا ہوا تہا۔ کیونکہ کمزور کے

زیادہ غصہ آیا کرتا ہے بعض نسخون مین پرکینۂ بدخواہ کی جگہ برکینۂ بدخواہ ہے اور بعض مین پرکینہ و بدخواہ واو عطف کے ساتھ ہے اور مطلب سب کا ایک ہے۔

	بود پیشاپیش خرگوش دلیر	ناگہان پا را کشید از پیش شیر	
ترجمہ	یا تو ہتا خرگوش آگے دیر سے	یا ہٹ آیا رہ کے پیچھے شیر سے	
	چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید	کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید	
ترجمہ	شیر نے دیکھا جو پہنچا نزد چاہ	رہ گیا ہے چھوڑ کر خرگوش راہ	
	گفت پا واپس کشیدی تو چرا	پائے را واپس مکش تو اندر آ	
ترجمہ	اُس سے پوچھا واپسی کا کیا سبب	آ مرے ہمراہ چل اے بوالعجب	

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر شیر کے آگے آگے چلا۔ اور اُس کنوئین کے پاس پہنچکر جسمین شیر کو دہکا دینا منظور تہا۔ اُلٹے پانو پہرنے لگا پائے واپس کشیدن۔ بمعنے باز رفتن و واپس ہونا۔ اُلٹے پانو پہر جانا۔ خرگوش نے واپس پہر جانے کا سبب آیندہ شعرون مین بیان کیا ہے۔

	گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت	جان من لرزید و دل از جائے رفت	
ترجمہ	وُہ یہ بولا کس طرح آگے چلون	دست و پاؤ جان و دل سے ہے زبون	

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے اپنے واپس ہونے کا یہ سبب بیان کیا کہ اُس اجنبی شیر کے خوف سے میرے ہاتھ پانو بے قابو ہوگئے ہین دل کانپ رہا ہے جان بکہری جاتی ہے۔ اب مین نہین ٹہیر سکتا۔ یہ خرگوش کا مکر تہا اُس غرض سے تہا کہ کہین شیر کی جہپٹ مین مین نہ کنوئین مین گر پڑون۔ کو پایم بمعنے کجا پائے دارم یعنے مین کیونکر ٹہر سکتا ہون۔ مجہمین ٹہرنے اور تیرے ہمراہ چلنے کا دم نہین رہا۔

	رنگ رویم را نمی بینی چو زر	ز اندرون خود میدہد رنگم خبر	
ترجمہ	ہو گیا ہے رنگ رخ مانند زر	جو مری حالت کی دیتا ہے خبر	

شرح۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ کیا تو نے میرے چہرہ کا رنگ نہین دیکہا کہ سونے کی طرح زرد ہو گیا ہے اور یہ رنگ ظاہر حال باطن کی خبر دے رہا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے الحمرۃ للخجل والصفرۃ للوجل یعنے سرخ رنگ علامت خجالت کی اور زرد رنگ خوف کی علامت ہے۔

	حق چو سیما را معرف خواندہ است	چشم عارف سوئے سیما ماندہ است	
ترجمہ	حق نے سیما کو معرف جب کہا	دیدہ ہر عارف کا سیما پر رہا	

شرح یہ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ نے علامت کو آلۂ تعریف آدمیونکی

پہچان کا ذریعہ مقرر کردیا ہے۔ اسلئے عارف اور مردم شناس کی نظر علامت پر رہتی ہے۔ قرآنمجید مین منافقون کی شان مین یہ آیت ہے فلعرفتہم بسیاہم رائے پیغمبر تو انکو انکی علامت سے پہچان لیگا۔ اور مومنون کی شان مین یہ ارشاد ہوا ہے۔ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود۔ یعنے قیامت کے دن مومنون کی علامت سجدہ کے نشان کے باعث اُنکے چہرون پر ہوگی) خلاصہ یہ کہ عارف ہر نیک و بد کو اُسکی علامت سے پہچان لیتا ہے کیونکہ نیکیون مین نیکی اور بدون مین بدی کی آثار کسیطرح نہین چھپ سکتے۔

	رنگ و بو غماز آمد چون جرس		از فرس آگہ کند بانگ فرس
ترجمہ	رنگ و بو غماز ہے مشکل جرس		اسپ کی مخبر ہے بانگ ہر فرس

شرح یعنے رنگ و بو گھنٹے یا گھڑیال کی طرح چغلخور ہے جسطرح گھڑیال کی آواز سے قافلہ کے کوچ کرجانے کا حال معلوم ہوجاتا ہے اسیطرح اچھے برُے رنگ اور خوشبو و بدبو سے صاحب رنگ و بو کا حال کھلجاتا ہے خوشبو سے اُسکی نفاست اور بدبو سے کثافت معلوم ہوجاتی ہے۔

	بانگ ہر چیزے رساند زو خبر		تا بدانی بانگ خر از بانگ زر
ترجمہ	دیتی ہے آواز ہر شئے کی خبر		ہے جدا بانگ خر و آواز زر

شرح یعنے ہر چیز کی آواز اُسکی حقیقت معلوم کرادیتی ہے گدہے کی آواز سے حیوان ناطق کا اور روپے کی آواز سے چاندی کا ثبوت ملتا ہے اگر آواز اشیا کی شناخت کا ذریعہ نہوتی تو آواز خر اور آواز زر مین تمیز نرہتی سننے والا دونون کو یکسان سمجھ لیتے۔

	گفت پیغمبر بہ تمییز کسان		مرء مخفی لدی طی اللسان
ترجمہ	ہے یہ قول سرور پیغمبران		آدمی مخفی ہے در زیر زبان

شرح لدے بمعنے وقت۔ وطی لسان بمعنے لپٹ دیدن زبان ہے یعنے خاموشی مطلب یہ کہ آدمیون کی شناخت کے لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی کا حال اُسکی خاموشی کے وقت تک مخفی رہتا ہے۔ ہان جب اُسکے منھ سے کوئی بات یا زبان سے کوئی آواز نکلیگی تو سننے والے کو اُسکا عالم و جاہل فصیح و غیر فصیح عاقل و غیر عاقل ہونا معلوم ہوجائیگا خلاصہ یہ کہ رنگ اور آواز ذریعہ تمیز اور آلہ شناخت مین اور دوسرا مصرع اس حدیث کا اقتباس ہے۔ المرء مخبوء فی لسانہ لا فی طیلسانہ۔ آدمی چادر مین نہین بلکہ زبان کے پردہ مین پوشیدہ ہے اور اسی کا ترجمہ یہ شعر ہے۔ ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد ٭ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔

	رنگ بر وا ز حال دل دارد نشان		رحمتم کن مہر من در دل نشان
	رنگ بر و دیتا ہے باطن کی خبر		ناتوان ہون دیکھ مجھپر رحم کر

	رنگ و روے سرخ دارد بانگ شکر	رنگ روے زرد دارد صبر و نکر
ترجمہ	رنگ و روے سرخ بانگ شکر ہے	رنگ رو ے زرد بانگ نکر ہے

شرح پہلے شعر سے خرگوش کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے شیر میرے چہرہ کے رنگ کو دیکھکر میری حالت پر رحم کر کیونکہ سرخ رنگ شکر کی آواز دیتا ہے اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص صاحب نعمت و دولت ہے۔ اور زرد رنگ صبر و نکر (ناخوشی) کی آواز دیتا ہے اور اس سے کھل جاتا ہے کہ اس شخص نے بلا و مشقت اور دلکی ناخوشی پر صبر کر رکھا ہے شکر و صبر مسبب ہین جنکے ذکر سے یہان سبب (نعمت و محنت) مراد لیا گیا ہے

	در من آمد آنچہ از وے گشت مات	آدمی و جانور جامد نبات
ترجمہ	میری وہ حالت ہے اب ہین جس سے مات	آدمی و جانور پتھر نبات

شرح مات بمعنے میت و فانی۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ اسوقت میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو نزع کے وقت ہوتا ہے۔ اور جس سے کوئی آدمی یا جانور یا پتھر یا درخت خالی نہین کیونکہ العالم متغیر (سارا جہان تغیر پذیر اور فنا ہونے والا ہے)

	در من آمد آنچہ دست و پا برد	رنگ روی و قوت و سیما برد
ترجمہ	اب ہے وہ حالت کہ دست و پا نہین	رنگ روے و قوت و سیما نہین

شرح یعنے اب میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو ہاتھ پانو کی قوت اور رنگ رو۔ اور علامت نسبت کو زائل کرنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ اے شیر میری موت کا زمانہ بہت قریب ہے اسلیئے مین تیرے ہمراہ چلنے سے مجبور ہون۔ مجھے معاف رکھ

	آنکہ در ہر چہ در آید بشکند	ہر درخت از بیخ و بن او بر کند
ترجمہ	ہے وہ حالت جسکو سب کہتے ہین نحوست	جسکے ہوتے ٹوٹ پڑتے ہین درخت

شرح یعنے اب مجھپر وہ حالت طاری ہے جو درختون کی جڑ سے اکھاڑ ڈالتی ہے یعنے حالت فنا و مرگ اسلیئے مین آگے نہین بڑہ سکتا۔

	این خود اجزا اند کلیات ازو	زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو
ترجمہ	یہ ہین اجزا۔ دیکھہ کلیات کو	زرد ہے رنگ اور فاسد انکی بو

شرح حکما کے نزدیک چار عنصر اور تمام آسمان کلیات ہین جنکو امہات الاشیا کہلاتے ہین۔ اور افلاک آبا الاشیا۔ یعنے وہ اشیا کی مائین ہین۔ اور یہ باپ ہین۔ مادہ ہوالید ثلاثہ یعنے حیوانات نباتات و جمادات جزئیات ہین۔ اس تمہید کے بعد خرگوش کا یہ مطلب ہے کہ یعنے جو آدمی اور جانور اور نباتات اور جمادات کا ذکر کیا ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہین یہ سب کے

سب اجزا ہین جنمین خوف موت کے باعث تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ سارے شیر کلیات بہی فنا ہونے کے خوف سے زرد رو اور فاسد ہوین۔ چنانچہ تغیرات کی مثالین یہ ہین۔

	تا جہان گہ صابرست وگہ شکور	بوستان گہ حلہ پوش وگاہ عور
ترجمہ	گاہ صابر گاہ شاکر ہے جہان	باغ گا ہے سبز وگہ وقت خزان

شرح یعنے جب تک دنیا قایم ہے کبہی مصائب پہ صابر ہے اور کبہی نعمتون پر شاکر۔ اور بوستان مین کبہی بہار ہے اور کبہی خزان عور بمعنے ننگا یعنے بت جہڑ پہلے مصرع تغیر انسان کی مثال ہے اور دوسرا تغیر نباتات کی

	آفتابے کو بر آمد نار گون	ساعتے دیگر شود او سر نگون
ترجمہ	سُرخ و نورانی سحر کو ہے جو مہر	شام کو ہوتا ہے بیشک زرد چہر

شرح یعنے طلوع کے وقت آفتاب سُرخ رنگ نکلتا ہے اور در ساعت دیگر یعنے وقت غروب سر نگون ہو جاتا ہے اسیواسطے غروب سے تہوڑی دیر پہلے بخوف فنا اسکا رنگ زرد ہو جاتا ہے یہ تغیر کلیات کی مثال ہے اور غرض یہ ہے کہ کل شی ہالک الا وجہہ یعنے سوائے ذات واجب الوجود کے ہر شئے فنا ہونیوالی ہے۔

	اختر ان تافتہ بر چار طاق	لحظہ لحظہ مبتلائے احتراق
ترجمہ	یہ ستارے ہین جو زیب چار طاق	دمبدم ہین مبتلائے احتراق

شرح چار طاق خیمۂ چہار گوشہ جسکو ہندی مین راوٹی کہتے ہین مجازاً بمعنے آسمان احتراق بمعنے جلنا جلانا اور نجوم کی اصطلاح مین ستارے کا آفتاب کے نور مین اسطرح گم ہونا کہ پہر ستارے کا نور نظر نہ آئے۔ یہان بہی دوسرے معنے مراد ہین۔ اور یہ تغیر کلیات کی دوسری مثال ہے۔

	ماہ کو افزود ز اختر در جمال	شد ز رنج دق او ہمچون ہلال
ترجمہ	ماہ جو تارون سے ہے فوق الجمال	دق کی بیماری سے ہے مثل ہلال

شرح۔ یعنے چاند باوجودیکہ حسن و جمال مین ستارون سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے۔ مگر مرض دق یعنے خوف فنا کے سبب بنظر انجام خود اول ہی سے ہلال ہو جاتا ہے۔ دق اُس بیماری کا نام ہے جو آدمی کو نہایت لاغر اور دبلا کر دیتی ہے مصرع موزون کرنے کے لیئے لفظ دق کو باقاف مشدد بلا اضافت پڑہنا چاہیئے۔

	این زمین باسکون و باادب	اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب
ترجمہ	باادب اور باسکون ہے گو زمین	زلزلون سے بچکے رہ سکتے نہین

شرح یعنے باوجودیکہ ساری زمین باادب خدا کے حکم کی تابع اور اُسکے فرمان پر قایم ہے مگر پہر بہی زلزلہ سے محفوظ نہین رہسکتی یہ تغیر کلیات امہات الاشیاء کی مثال ہے۔

	اے بسا کہ زین بلا ئے مردہ ریگ	گشتہ است اندر جہان چون ریگ ریگ
ترجمہ	اس بلا کے خوف سے ہو کر ستوہ	ذرہ ذرہ ہو گئے ہین کتنے کوہ

شرح مردہ ریگ باضافت مقلوب اص مال یا میراث کو کہتے ہین جو بعد مرگ مورث باقی رہے اور مطلقاً بمعنے زبون بہی آیا ہے یہان بہی معنے مراد ہین اور بعض نے مردہ ریگ سے وہ ریتا مراد لیا ہے جسمین سے پانی نہین نکلتا اور بلائے مردہ ریگ مین اضافت بیانی ہے جس سے خوف فنا مراد ہے۔ اور خردہ ریگ بمعنے ذرہ ذرہ ریگ ہے مطلب کیہ بہت سے پہاڑ اس بلائے زبون (خوف فنا) کے سبب ذرہائے ریگ بنگئے ہین۔ یہ تغیر جمادات کی مثال ہے۔

	این ہوا با روح آمد مقترن	چون قضا آید وبا گشت و عفن
ترجمہ	فرحت افزا روح پرور ہے ہوا	جب قضا آتی ہے بنتی ہے وبا

شرح روح بفتح رائے مہملہ آسایش و تازگی و فرحت و خنکی نسیم و بوئے خوش و باد خوش آیندہ۔ نیز بالضم بمعنے جان بہی ہو سکتا ہے۔ عفن بفتح عین مہملہ و کسر فا بمعنے گندہ و بدبودار یعنے ہوا باوجودیکہ آسایش و تازگی کی دوست یا روح کی مصاحب یعنے خوش کرنے والی ہے مگر حکم الٰہی سے متعفن اور بدبودار ہوکر وبا پہیلانے کا باعث اور آسایش و روح کی جانی دشمن بنجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر ہوا کی مثال ہے۔

	آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد	در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد
ترجمہ	آب خوش تہا گو مصاحب روح کا	حوض مین رہ رہ کے تیرہ ہو گیا

شرح یعنے پانی جو روح کے لیئے باعتبار مناسبت دلکش بمنزلہ اخت (یعنے بہن) کے برابر تہا اور جس سے روح عشق کہتی تہی جب ایک تالاب یا حوض مین اگر چند روز ٹہیر گیا تو زرد و تلخ و تیرہ ہوگیا۔ یہ تغیر عنصر آب کی مثال ہے۔

	آتشے کو باد دارد در بروت	ہم یکے بادے برو خواند یموت
ترجمہ	آگ ہے گو تند و تیز و پر غرور	بجہتی ہے اک پہونک مین اے باشعور

شرح خواندن پڑہنا بلانا۔ دم کرنا۔ بروت بمعنے موچہہ۔ و باد در بروت داشتن بمعنے تکبر کرنا ہے یعنے آگ باوجودیکہ بڑی تیز سرکش اور متکبر چیز ہے لانہ جوہر نورانی علوی (کیونکہ آگ ایک تعلی پسند اور نورانی جوہر ہے) لیکن ہوا کا ایک ہلکا سا جہونکا جب اُسپر پہونک مارتا ہے تو فنا ہو جاتی ہے دیکہہ جاتی ہے۔ مثلاً شمع و چراغ وغیرہ کا حال دیکہہ لیجے کہ ایک پہونک سے گل ہو جاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر آتش کی مثال ہے۔

	خاک کو شد مایۂ گل در بہار	ناگہان بادے بر آرد زود مار
ترجمہ	خاک ہے گو مایۂ فصل بہار	ہوتی ہے باد خزانی سے غبار

شرح یعنے خاک جو موسم بہار مین باعث نشو و نمائے گل ہے فصل خزان مین ہوا اُسکو آندہی اور بگولی کی صورت مین

اوسکو اگر پریشان کردیتی ہے۔ یہ تغیر عنصر خاک کی مثال ہے۔

	حال دریا ز اضطراب و جوش او	فہم کن تبدیلہائے ہوش او
ترجمہ	بحر مین جو اضطراب و جوش ہے	مخبر تبدیلہائے ہوش ہے

شرح یعنے دریا کا حال اوسکی حرکتون اور لہرون کے سبب جو کچھ ہورہا ہے اوسکو سمجہ اور خیال کر کہ یہ حرکتین اور لہرین فی الواقع اوسکے ہوش کی تبدیلیان ہین یعنے جب تک ہوا موافق ہے دریا مین تغیر نہین ہوتا اور جب ناموافق ہوتی تو اپنے تہپیڑون سے اوسکے ہوش کہو دیتی ہے اور دمبدم اوسکی حالت مین تغیر ہوتا جاتا ہے نکتہ ہوش دریا سے اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عقل فعال جسطرح تمام موجودات مین کارسازی کر رہی ہے دریا مین بہی موجود ہے

	چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست	حال او چون حال فرزندان اوست
ترجمہ	چرخ سرگردان کی حالت ہے وہی	یعنے جو حالت ہے اس اولاد کی

شرح یعنے آسمان جو مرضی الٰہی کے ڈہونڈنے مین سرگردان ہے خوف الٰہی سے اسکا بہی وہی حال ہے جو اسکی اولاد یعنے موالید ثلاثہ (حیوانات و نباتات و جمادات) کا ہے۔ یہ تغیرات کلیات آبائی کی مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان تمام چیزون کے تغیرات کا سبب خوف الٰہی ہے

	گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج	اندرون از سعد و نحسے فوج فوج
ترجمہ	اوج و پستی گاہ۔ گا ہے اعتدال	اسمین سعد و نحس تارونکا ہے جال
	گہ شرف گاہے صعود و گہ فرو	گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
ترجمہ	گہ شرف گا ہے صعود و گہ سرو	گہ وبال و گہ ہبوط و گہ شرور

شرح یعنے آسمان کی حالت کبہی پستی کی ہے کبہی اعتدال کی اور کبہی رفعت کی نیز اسمین سعادت و نحوست بکثرت موجود ہے کبہی شرف ہے کبہی بلندی اور کبہی خوشی۔ کبہی وبال ہے کبہی تنزل اور کبہی رنج و غم۔ مطلب یہ کہ آسمان کسی وقت تغیرات سے محفوظ نہین ہے **فائدہ** علم ہیئت جاننے والونکا قول ہے کہ اگر دائرۂ فلک کے وسط مین خط کہینچا جائے تو اوپر کے آدہے کا نام اوج و صاعد ہے۔ اور نیچے کے آدہے کا نام حضیض و ہابط اور یہ بہی یاد رہے کہ آسمان کے برجون کے گرداگرد سبع سیارہ (سات ستارے) گردش کر رہے ہین اونمین سے اگر کوئی ستارہ آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اوسکو بعد البعد کہتے ہین۔ اور اگر یہ ستارے منقسم ہوکر دہنی بائین چلے جاتے ہین تو اوسکا نام تعدیل اور وسط ہے اور اگر پستی سے بلندی کی طرف گردش کرتے ہین تو اوسکو صعود کہتے ہین اور اگر بلندی سے پستی کی طرف آتے ہین تو اوسکا نام ہبوط ہے۔ وبال باعتبار معنے مقابل شرف ہے یعنے برائی۔ فرح خوشی کو کہتے ہین اور ترح اسکا مقابل ہے یعنے رنج و غم مفصل حال کتب علم نجوم مین مرقوم ہے

	از خود اے جزوے زکلہا مختلط	فہم میکن حالت ہر منبسط
ترجمہ	تو ہے اک جز اور کل سے مختلط	خود سمجھہ اپنے سے حال منبسط

شرح۔ لفظ جزوے موصوف ہے اور از کلہا مختلط اسکی صفت۔ نیز کلہا سے کلیات عناصر اربعہ اور جزو سے انسان مراد ہے یعنے اے انسان تو ہے تو جزو۔ مگر کلیات (عناصر اربعہ) سے مرکب ہے۔ اپنے نفس سے ہر منبسط کا (جس سے تو مرکب ہے) حال معلوم کر لیا کر اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ جسطرح تجھمین تغیر ہے اسیطرح ہر منبسط تغیر پذیر ہے۔ **فائدہ** منبسط بمعنے بسیط و مفرد۔ حکما کے نزدیک ہر غیر مرکب شئے کا نام بسیط ہے اور بعض نے بسیط کی یہ تعریف کی ہے کہ اُسکا جزو کل کے مشابہ ہو (مثلاً آتش و آب و خاک و باد در حالت انفراد) یہان بسیط سے مراد یہی اربعہ عناصر ہین۔ اور اُنکے تغیر کی مثالین اوپر گذر چکی ہین۔ خلاصہ یہ کہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ہر شئے فنا ہونیوالی اور خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہنی والی ہے۔

	چون نصیب مہتران درد ست و رنج	کہتران را کے تواند بود گنج
ترجمہ	جب بڑون کو ہو میسر درد و رنج	مل نہین سکتا کبھی چھوٹونکو گنج
	چونکہ کلیات را رنج ست و درد	جزو ایشان چون نباشد روے زرد
ترجمہ	جب کہ کلیات کو ہو رنج و درد	کیون نہ جزئیات کا ہو رنگ زرد

شرح۔ یعنے جب کسی خاندان کے بزرگون کو کسطرح کا درد و رنج پہنچیگا تو چھوٹے بہی اُسکے اثر سے محفوظ نہین رکھہ سکتے۔ یہان مہتران یعنے بزرگون سے وہی اُمہات و آباء الاشیاء اور کہتران یعنے چھوٹون سے وہی موالید ثلاثہ مراد ہین جنکی شرح گزر چکی ہے یہ دونو شعر ہم معنے ہین اور ایک دوسرے کی تمثیل ہے بطور تفہیم اور نتیجہ یہ ہے کہ جب کلیات کو تغیر ہے تو جزئیات بالا ولے متغیر ہو جائینگے۔

	این عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کین میش دل در گرگ بست
ترجمہ	بہیڑیے سے بہیڑ بہاگے کیا عجب	دل لگی رہتی ہے سرتا پا عجب

شرح۔ اول معنے یہ ہین گرگ و میش سے مراد اضداد ہین۔ یعنے یہ کچہ تعجب کی بات نہین کہ اربعہ عناصر جو باوجودیکہ ایک دوسرے کی ضد ہین اور قدرت الٰہی سے ایک جگہ جمع ہو گئے ہین باہم تنافر ہو کر بہاگ جائین۔ آگ پانی سے الگ ہو اور خاک ہوا سے گریز کر جائے یعنے ہر متنفس فنا ہو جائے مر جائے کیونکہ ضد اپنی ضد کی ساتہ نہین رہا کرتی۔ بکری بہیڑیے سے بہاگتی رہتی ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہر متنفس مین ایک ضد کا دوسری ضد کے ساتہ اجتماع اور ربط کیونکر ہو گیا۔ اسکا علم سوائے خدا کے اور کسیکو نہین ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ گرگ سے دنیا اور میش سے اہل دنیا مراد ہین۔ اسوقت یہ مطلب ہوا کہ ترک دنیا محل تعجب نہین کیونکہ دنیا ایک بہیڑیا ہے جس سے

جتنے دنیا سے ربط اور تعلق پیدا کرکے اُسکے باوفا ہونے پر اعتماد کر رکھا ہے کیونکہ بھیڑیے سے دل لگانا اور اُسکے دوستی پر بھروسہ کرنا خلاف عقل ہے۔

	زندگانی آشتی ضدہاست	مرگ آن کاندرمیان شان جنگ خاست
ترجمہ	زندگی ہے عنصروں کی آشتی	موت ہے ان عنصروں کی دشمنی

شرح یعنے عناصر اربعہ کے امتزاج اور اعتدال کا نام زندگی اور اُنکے باہم جنگ و اختلاف کا نام موت ہے

	صلح اضداد است عمر این جہان	جنگ اضداد است عمر جاودان
ترجمہ	عنصروں کی صلح ہے عمر جہان	اور انکی جنگ عمر جاودان

شرح یعنے عوام تو یہ سمجھتے ہین کہ عناصر کا امتزاج اور باہمی صلح باعث زندگی اور اُنکا اختلاف باعث موت ہے لیکن عارف کے نزدیک گو امتزاج عناصر دنیوی زندگی کا باعث سہی مگر اُنکا اختلاف (یعنے موت) عمر جاودانی کا سبب ہے کیونکہ موت موصل الی اللہ (خدا تک پہنچانے والی ہے) اور صوفیون کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ الموت وصل الحبیب الی الحبیب (یعنے مرجانا گویا دوست کا دوست سے ملجانا اور اُسکا وصل ہے۔

	زندگانی آشتی دشمنان	مرگ وارفتن بااصل خویش دان
ترجمہ	زندگی ہے دشمنون کی آشتی	اور مرنا ہے ملاقات اصل کی

شرح یعنے زندگانی چند دشمنون (عناصر اربعہ) کے صلح کرلینے کا نام ہے۔ اور موت اپنی اصل کی طرف رجوع کرجانا ہے روح کو مرنیکے بعد حیات جاودانی ملتی ہے اگر پاک ہے تو اپنی پاک اصل (علیین) کی طرف اور ناپاک ہے تو اپنی ناپاک اصل (سجین) کی طرف رجوع کرجاتی ہے

	صلح دشمن وار باشد عاریت	دل بسوئے جنگ دارد عاقبت
ترجمہ	صلح بدخواہون کی ہے اک عاریت	جنگ کی رکھتے ہین نیت عاقبت
	روز کے چند از برائے مصلحت	باہم اندر و فاؤ مرحمت
ترجمہ	چند مدت از برائے مصلحت	رکھتے ہین باہم وفاؤ مرحمت
	عاقبت ہر یک بجوہر بازگشت	ہر یکے باجنس خود انباز گشت
ترجمہ	ملتے ہین جو ہر سے سب انجام کا	جنس کی بنجاتے ہین جنس ایکبار

شرح دشمن وار۔ مانند دشمن۔ جسکے دلمین دشمنی ہو یعنے دشمن صفت دوست۔ مطلب یہ کہ جسکے دلمین دشمنی ہو اُسکی صلح بطور عاریت ہوتی ہے اور اُسکا دل ہمیشہ جنگ کی طرف مائل رہتا ہے۔ وہ کسی مصلحت کے سبب چند روز کیلیے صلح کرکے وفا اور مہربانی کا اظہار کیا کرتا ہے اور انجام کار اپنی اصل پر آجاتا ہے۔ یہی حال اربعہ

عناصر کا ہے کہ چند روز کے لیے باہم صلح کر لیتے ہین۔ اور مرنے کے بعد اپنے اپنے جوہر یعنے اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع کر جاتے ہین۔ جوہر بمعنے اصل و انباز بمعنے شریک ہے۔

	لطف باری این پلنگ و رنگ را	الف داد و بر دو زنشان جنگ را
ترجمہ	لطف حق سے یہ پلنگ و گوسپند	ہو گئے ہین رشتۂ الفت مین بند
	لطف حق این شیر را و گور را	الف داد است این دو ضد دور را
	لطف باری نے شیر و گور کو	ہو گئے دو دشمن

شرح۔ لفظ رنگ اپنے اصلی معنون مین سے یہان بز کوہی یعنی پہاڑی بکرے کے معنون مین مستعمل ہوا ہے اور الف بکسر اول و سکون لام بمعنے دوستی ہے یعنے اللہ تعالے کی مہربانیون نے اس چیتے اور پہاڑی بکرے اور اس شیر اور گورخر اربعہ عناصر کو باہم محبت دیکر چند روز کے لیے انکی باہمی جنگ کو موقوف کر دیا ہے مگر یہ صلح عارضی ہے

	چون جہان رنجور و زندانی بود	چہ عجب رنجور اگر فانی بود
ترجمہ	چونکہ ہے رنجور و زندانی جہان	کیا تعجب ہے کہ ہو فانی جہان

شرح یعنے جبکہ سارا جہان خود مریض اور تغیرات کا پابند ہے تو اسکا فنا ہو جانا کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ مریض بیمار رہتے رہتے ایکدن مر ہی جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا وہی ایک ہے جسکا نام الحی القیوم ہے

پرسیدن شیر سبب پاپس کشیدن خرگوش را و جواب او
ترجمہ شیر کا خرگوش سے اُسکے قدمون پیر جانے کا سبب پوچھنا اور خرگوش کا جواب دینا

	خواند بر شیر او ازین رو پندہا	گفت من پس ماندہ ام زین بندہا
ترجمہ	شیر کو اُسنے سُنا کر چند پند	یہ کہا اس بند سے ہون مستمند

شرح یعنے خرگوش نے اسطرح کی نصیحتین (جنکا ذکر او پر ہو چکا ہے) شیر کو سنا کر یہ کہا کہ مین انہین رکاوٹون کے سبب ساتھ چلنے سے مجبور رہون یعنے چونکہ قریب الموت ہون اسلیے میرا قدم آگے نہین بڑھ سکتا۔ بندہا و بندہا سے وہی تغیرات مراد ہین جنکی تفصیل گزر چکی ہے نکتہ خرگوش یعنے عقل معاد اول نفس کو نصیحت کرتی ہے اور جب اسکا اثر نہین ہوتا تو اُسکو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین ڈالدیتی ہے تاکہ نفس مین قبول ارشاد کا مادہ پیدا ہو جائے

	شیر گفتش تو ز اسباب مرض	این سبب گو خاص کاینستم غرض
ترجمہ	شیر بولا تو سُنا کے اسباب مرض	سچ بتا ہے اس سے تیری کیا غرض

شرح یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ تو اسباب مرض مین سے اپنے پیچھے رہجانے کا کوئی خاص سبب بیان کر اور یہ بتا کہ تیری واپسی کے مرض کا خاص سبب کیا ہے۔ اسباب تغیرات دنیا تو خود ظاہر ہین جنکو مین بھی جانتا ہون۔ میرا مقصود خاص طور پر تیرے مرض (واپسی) کا سبب معلوم کرنا ہے فائدہ اگرچہ خرگوش اپنی

واپسی کا سبب بیان کر چکا ہے۔ مگر چونکہ شیر کو اُسکے باتونپر اعتبار نہین آیا اسیلئے مکرر پوچھنے کی ضرورت ہوئی۔

	پائے راواپس کشیدی تو چرا	میدہی بازیچہ اے واہی مرا
ترجمہ	ہوگیا رستہ مین تو کیون ناشکیب	یا مجھی کو اُس سے دیتا ہے فریب

شرح۔ بازی دادن و بازیچہ دادن بمعنے فریب دادن اور واہی اگر واو سے ہے تو سست رائے اور گمراہ کے معنون مین ہے اور اگر دال سے ہے تو داہی بمعنے دانا و بزرگ و عاقل و جوانمرد ہے۔ اور شیر نے بطور تمسخر خرگوش کو عاقل کہا ہے۔ یعنے اے خرگوش تو میرے ساتھ سے الگ کیون ہوا جاتا ہے سا اے ضعیف الرائے کیا مجھے کسی قسم کا فریب دینا چاہتا ہے یا اسکا کوئی اور سبب ہے

	گفت آن شیر اندرین چہ ساکن ست	اندرین قلعہ ز آفات ایمن ست
ترجمہ	بولا پھر خرگوش وہ شیر ژیان	اس کنوین مین ہے بصد امن و امان
	یار من بستد ز من در چاہ برد	بر گرفتش از رہ و بے راہ برد
ترجمہ	میرے ہمراہی کو لے بھاگا ہے وہ	اس کنوین مین چین سے رہتا ہے وُہ

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ اس کنوین مین وہی اجنبی شیر رہتا ہے اور یہ کنوان اُسکے حق مین آفتون سے بچنے کے لیئے قلعہ بنگیا ہے یہ شعر بطور ظلم میرے ہمراہی خرگوش کو اس کنوین مین لیگیا ہے اور بے راہ بردن (بطور جبر گرفتن) اس سے بدلا لینا چاہیئے۔ باطنی طور پر کنوین سے خلوت اور شیر سے مرشد کامل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عقل معاد نفس امارہ کو مرشد کامل کی جانب رہبری کر رہی ہے۔

	قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست	زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
ترجمہ	ہان کنوین کی تہ جگہ عاقل کی ہے	کیونکہ خلوت مین صفائی دل کی ہے
	ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہائے خلق	سر نبرد آنکس کہ گیرد پائے خلق
ترجمہ	خلق کی صحبت سے بہتر ہے کنوان	تابع مخلوق کو ہے بیم جان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے عقلمند اور عارف کنوین کی تہ (خلوتکدون) مین رہا کرتے ہین۔ اور اُسکے اندہیرے سے ہرگز نہین گھبراتے اسیلئے کہ کنوین کا اندہیرا عارضی ہے۔ اور مخلوق کا اندہیرا جو باہمی اختلاط اور ملنے جلنے سے روح اور دل کو تاریک کر دیتا ہے رفتہ رفتہ لازمی ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص مخلوق کے پانو پکڑتا ہے یعنے اُسکا اتباع کرتا ہے وہ اپنے سر کو سلامت نہین لیجا سکتا۔ بلکہ بُری صحبتون کے اثر سے ہلاک ہوجاتا ہے

	گفت پیش آ زخمم او را قاہر ست	تو ببین کان شیر در چہ حاضر ست
ترجمہ	شیر بولا آگے آ ڈرتا ہے کیون	دیکھہ تو ہے ہی کنوین مین وُہ زبون

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے خرگوش میرا حملہ اُسکے لیے قہر برپا کرنے والا ہے۔ تو آگے آکر یہ بتا دے کہ وہ اس کنوین مین ہے یا نہین

گفت من سوزیدہ ام زان آتشی — تو مگر اندر بر خویشم کشی

ترجمہ: وہ یہ بولا خوف ہے اُس آگ سے — تو مگر اپنی بغل مین لے مجھے

تا بہ پشتی تو اے کان کرم — چشم بکشایم بچہ در بنگرم

ترجمہ: تا حمایت سے تری اے کان جود — مین کنوین مین دیکھہ لون اُسکی نمود

من بہ پشتی تو تانم آمدن — کہ نگہدارم دران چہ بے رسن

ترجمہ: مین حمایت سے تری اے پنجہ زن — چل سکونگا تا بچاہ بے رسن

شرح سوزیدہ بمعنے سوختہ۔ و آتشی بیائے معروف آگ کا تپلا اور تند وتیز و سرکش پشتی بمعنے حمایت۔ اور نگہدارم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا اور تانم مخفف توانم ہے۔ یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ مین اُس اجنبی شیر کے غصہ سے جو آگ کی طرح تند وتیز ہے جلگیا ہون یعنے نہایت خوف زدہ ہون البتہ اس شرط پر تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہون کہ تو مجھے اپنی بغل مین جگہ دے تاکہ تیری دلی قوت مجھمین باطنی طاقت بڑہا دینے کا باعث ہو جائے اے شیر مین تیری حمایت سے آنکھین کہول کر دیکھہ سکونگا کہ وہ شیر کنوین مین موجود ہے یا نہین۔ تو مجکو اپنی بغلمین لیکر اُس چاہ بے رسن اور شیر پر فتن سے نگاہ رکھہ سکتا ہے یعنے اگر مین اُس شیر کے خوف سے کنوین مین گرنے لگونگا تو یقین ہے کہ تو مجھے بچا لیگا۔ ورنہ اُس کنوین مین کوئی رسی بھی نہین کہ جسکے ذریعہ سے مجھے نکلنے کی اُمید ہو نکتہ عقل معاد اسلیئے نفس امارہ کی مصاحبت چاہتی ہے کہ اول اُسکو اُسکی برائیون کا آئینہ دکہائے اور پھر خلوت مین بٹھا کر اُن برائیون کے زائل کرنے کی کوشش کرے عقل نے یا تو از راہ مکر نفس کو کان کرم کہا ہے یا یہ وجہ ہے کہ نفس خود مدعی کمالات ہے اسلیئے اپنی تعریف سُننے سے نہایت خوش ہوتا ہے۔

نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش

ترجمہ شیر کا کنوین مین جہانکنا۔ اور پانی مین اپنا اور اپنی بغل والے خرگوش کا عکس دیکھنا

چونکہ شیر اندر بر خویشش کشید — در پناہ شیر تا چہ می دوید

ترجمہ: شیر نے جب اُسکو بغل مین لے لیا — سوئے چہ خرگوش جھٹ پٹ چلدیا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب — اندر آب از شیر و او در تافت تاب

ترجمہ: چاہ مین دونون نے دیکھا جھانک کر — عکس صورت آب مین آیا نظر

شرح یعنے شیر نے خرگوش کو اپنے بغلمین چھپا لیا۔ اور وہ شیر کی پناہ مین آکر کنوین تک دوڑ چلا گیا۔ اور پھر جب دونون نے ملکر کنوین مین جہانکا تو دونون کا عکس پانی مین دکھائی دیا۔ تاب بمعنے عکس ہے۔

	شیر عکس خویش دید از آب تفت		شکل شیر و در برش خرگوش زفت
ترجمہ	شیر نے دیکھا کہ ہے پانی مین شیر		اور اُسکے ساتھ ہے خرگوش زبر
	چونکہ خصم خویش را در آب دید		مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
ترجمہ	چاہ مین دشمن کو جب دیکھا کھڑا		چھوڑ کر اسکو کنوین مین گر پڑا

شرح تفت مخفف تافت اور زفت بمعنے جسیم و فربہ ہے یعنے شیر نے اپنا اور اُس مکار و فربہ خرگوش کا عکس کنوین کے پانی مین دیکھا جو اُسکی بغل مین تہا۔ اور اپنے عکس کو اپنا مد مقابل اور اپنا دشمن روہی اجنبی شیر خیال کیا۔ اور بغل والے خرگوش کے عکس سے اُسکے ذہن مین وہ خرگوش آیا جسکو یہ مکار خرگوش اپنا رفیق بیان کر چکا تہا۔ خلاصہ یہ کہ شیر نے پانی مین دونون عکس دیکھکر یقین کر لیا کہ اس کنوین مین وہی شیر و خرگوش موجود ہین اور میری بغل والا خرگوش اپنے بیان مین سچا ہے۔ یہ سمجھکر شیر دشمن کو مار ڈالنے کے ارادہ سے جہٹ کنوین مین کود پڑا۔ اور چونکہ وہ اپنی بغل والے خرگوش کو قابل رحم سمجھ چکا تہا۔ اسلیے اُسے کنوین کے باہر چھوڑ گیا۔

	در فتاد اندر چہے کو کندہ بود		زانکہ ظلمش بر سرش آئیندہ بود
ترجمہ	شیر آخر گر پڑے اُس چاہ مین		کہود رکہا تہا جو اُسنے راہ مین

شرح یعنے انجام کار شیر اُسی کنوین مین گر پڑا جو اُسنے اپنے لیئے کہود رکہا تہا مطلب یہ کہ شیر کو نخچیر دینے ظلم یا نفس کو قوائے انسانیہ پر ستم کرنیکا نتیجہ ملگیا۔ کیونکہ ظلم کی بلا اُلٹ کر ظالم ہی کے سر پر آتی ہے۔ اور دوسرے کے لیئے کنوان کہود نے والا خود ہی اُسمین گرتا ہے۔ قرآن مجید مین ہے۔ بئس للظالمین بدلا۔ یعنے ظالمونکو برا بدلہ ملیگا

	چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان		اینچنین گفتند جملہ عالمان
ترجمہ	ظالمونکا ظلم ہے اندھا کنوان		ہے یہ قول اہل علم اے نکتہ دان

شرح مظلم بضم میم و کسر لام بمعنے تاریک۔ یعنے تمام عالمونکا یہ قول ہے کہ ظالمونکا ظلم قیامت کے دن اُنکے لیے اندہیرا کنوان بنجائیگا۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ الظلم ظلمات یوم القیامۃ یعنے ظلم قیامت کے دن ظالمون کے لیئے تاریکیون کی صورت مین مصور ہوگا۔ اور صحیح حدیثون مین یہ بہی موجود ہے کہ جہنم مین بہت سے اندہیرے کنوین ہین بعض دوزخی اُنہین کنوینون مین ڈالے جائینگے۔ مولانا کا یہ مقصود ہے کہ جہنم کے یہ اندہیرے کنوین فی الواقع ظالمون کے ظلم ہین جو اُنکے عذاب دینے کو کنوین کی صورت مین مصور ہوگئے ہین۔

	ہر کہ ظالم تر چہش پر ہول تر		عدل فرمودست بدتر را بتر
ترجمہ	سخت ظالم کا کنوان ہے تیرہ تر		ہے سزا بدتر کی بدتر سر بسر

شرح یعنے دنیا مین جو زیادہ ظالم ہے جہنم مین اُسکے حصہ کا کنوان زیادہ تاریک اور ہولناک ہے کیونکہ

خدا کا عادل یہی بات کا مقتضی ہے کہ بد کو بد اور بدتر کو بدتر سزا دیجائے جیسا کام ویسی مزدوری۔ قرآن مجید مین موجود ہے وجزاء سیئة سیئة مثلها۔ یعنے برائی کا بدلہ اُسی برائی کی برابر ملیگا۔

	اے کہ تو از ظلم چاہے میکنی	از برائے خویش دامے میتنی
ترجمہ	کھودتا ہے ظلم کا تو جو کنواں	دام یہ تیرے لیے ہے میریجان
	بر ضعیفان گر تو ظلمے میکنی	دان کہ اندر قعر چاہِ بے بنی
	تو ضعیفون پر جو کرتا ہے ستم	جان کہ ہے غرقہ چاہِ الم

شرح یعنے تو جو دوسرون کے لیے کنواں کھودتا ہے اُسکو ایسا سمجھ کہ گویا اپنے پھنسنے کے لیئے جال بچھا رہا ہے اور ضعیفو نپر ظلم کرنا ایسا ہے گویا تو نہایت گہرے کنوین کی تہ مین جا پڑا ہے۔ چاہ بے بن نہایت گہرا کنواں جسکا گہراؤ بے انتہا ہو۔

	گرد خود چون کرم پیلہ بر متن	بہر خود چہ مے کنی اندازہ کن
ترجمہ	کرمِ ابریشم نہ بن اے ظلم خو	قابل اندازہ کر ہر کام کو

شرح تنیدن تننا۔ جولاہہ کا کام کرنا۔ اور کسی چیز کے گرد پہرنا۔ متن صیغہ نہی تنیدن سے مشتق ہے۔ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا یعنے اے شخص اپنے گرد ریشم کے کیڑے کی طرح تانے بانے کا ڈہیر نہ لگا یعنے اتنے گناہ کر کہ چار طرف سے تجکو گہیر لین اور تو بیچ مین مقید ہو جائے ورنہ ضرور ہلاک ہو جائیگا۔ اور اگر تو اپنے ڈوبنے کے لیے کنواں کھودتا ہے (دوسرو پر ظلم کرتا ہے) تو اندازہ کے موافق کھود مطلب یہ کہ کسی چیز ذرا سا ہی ظلم کر ورنہ تیرے لیے کنواں کھد جائیگا۔ نکتہ مولانا نے جو اندازہ کے موافق کنواں کھودنے کی اجازت دی ہے۔ اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ انہون نے کسی پر تہوڑی سے ظلم کرنے کو جائز رکہا ہے بلکہ اِس امر سے نہی مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اعملوا ما شئتم یعنے اے کافرو جو تمہارا جی چاہے سو کیے جاؤ

	مر ضعیفان را تو بے خصمے مدان	از نبی اذا جاء نصر اللہ بخوان
ترجمہ	ناتوانون کا خدا ہے خود معین	سورۂ والنصر پڑہ اے مردِ دین

شرح لفظ خصم یہان بمعنے مالک وصاحب و حمایتی و معاون و کارساز ہے اور شوہر چونکہ عورت اور گھربار کا مالک اور کارساز ہوتا ہے اِسلیئے اُسے خصم کہتے ہین اور لفظ نبی بضم نون وکسر بائے موحدہ یا بکسر بائے فارسی۔ یا بکسر تین لغت فارسی مین بمعنے قرآن مجید اور کلام الٰہی ہے یا یہ سمجھیئے کہ نبی بمعنے خبر دہندہ سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ مراد ہین بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ نبی امالہ نباء بمعنے خبر ہے اور خبر سے مراد قرآن مجید ہے مگر یہ توجیہ ٹہیک نہین کیونکہ نباء مہموز اللام ہے جسکا امالہ حسب قاعدہ علم صرف بلا ضرورت ناجائز ہے۔ اور اذا جاء نصر اللہ این

کی طرف اشارہ ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک یعنے اے پیغمبر جب خدا کی مدد آئی اور فتح مکہ حاصل ہوئی اور تونے لوگون کو دیکھا کہ خدا کے دین مین غول کے غول داخل ہورہے ہین تو اسکے شکریہ مین خدا کی حمد کے ساتہ اسکی تسبیح کرنی لازم ہے مولانا کا یہ مطلب ہے کہ ظالم مظلوم کو تنہا اور بیچارہ خیال کرے کیونکہ خدا کی مدد خاص طور پر ضعیفون کی کارساز ہوتی ہے۔

	گر تو پیلی خصم تو از تو رمید		تک جزا طیراً ابابیلت رسید
ترجمہ	اگرچہ تو ہے پیل دشمن ناتوان		ہے سزا طیراً ابابیل اسکے ہان

شرح یعنے اگرچہ تو پیل زور اور ہاتہی جیسی قوت والا ہے اور تجہسے تیرا دشمن خوف کہا کر بہاگ جاتا ہے مگر اس قوت پر اعتماد کر کے ضعیفون کو ہرگز نہ ستا۔ کیونکہ ضعیفون کے ستانے کی سزا طیراً ابابیل ہے جو تیرے کانون تک پہنچگئی ہے یعنے جسطرح اصحاب الفیل (ہاتہیون والے) ابابیل کے سنگریزون سے ہلاک ہوئے تہے اسیطرح مردم آزاری کے باعث توبہی ہلاک ہوجائیگا۔ اصحاب الفیل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک شخص ابرہہ نامی نے جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا حاکم تہا خانہ کعبہ کی تعظیم سے حسد کر کے ایک سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت مکان بنوایا اور لوگون کو حکم دیا کہ مکہ کو چہوڑ کر اسی کا طواف کیا کرین قریش کو یہ فعل ناگوار معلوم ہوتا تہا مگر حکومت کے سبب مجبور تہے۔ قریش مین کا ایک شخص اس مکان کا پجاری بنا۔ اور ایک دن موقع پاکر سارے مکان کو نجاست سے لیپ گیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تو لوگون نے اُس مکان کی زیارت موقوف کر دی۔ ابرہہ غضبناک ہوکر اور اسکو قریش کی شرارت سمجہکر ڈہا دینے کے ارادہ سے بہت سا لشکر اور ہاتہی لیکر مکہ معظمہ پر جاچڑہا۔ قریش کے اونٹ بکریان لُوٹنے سب لوٹ لئے۔ اور شرفائے مکہ اُسکے خوف سے پہاڑون پر جاچڑہے محمود ہاتہی جو سب سے بڑا اور سب ہاتہیون کے آگے تہا جب مکہ کے قریب پہنچا تو شہر مکہ کی طرف سے مُنہ پہیر کر اپنی ہی فوج کیجانب چلا۔ اور تمام ہاتہی اُسکے پیچہے پیچہے ہو لیے اور مہاوتون کی ایک نہ چلی آخر کار دریا کی طرف سے چہوٹے چہوٹے پرندون کی ایک ٹکڑی آئی جنکے رنگ سیاہ اور گردنین سبز اور چونچین زرد اور سر باز کا سا اور پنجے کتے کے سے تہے اور ہر جانور کے پاس تین تین پتہر تہے ایک ایک چونچ مین اور دو دو پنجون مین اُنہون نے ہاتہی والون پر سنگریزے برسانے شروع کیے۔ ہر سنگریزے پر ابرہہ کے لشکر والونکا نام کندہ تہا اور جسکے لگتا تہا گولی کی طرح پار ہوجاتا تہا۔ یہانتک کہ سارا لشکر مع ہاتہیون کے غارت ہوگیا۔ اس قصہ کو زیادہ تفصیل سے دیکہنا ہے جو سورۃ الفیل کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ابابیل لغت مین پرندون کو ٹکڑی کو کہتے ہین اس سے وہ چہوٹا سا جانور مراد لینا جو پختہ عمارتون کی چہتون مین جانورون کے پرون سے گہر بنا کر رہتا ہے سخت غلطی ہے۔

گر ضعیفے در زمین خواہد امان ‎ ‏ غلغل افتد در سپاہِ آسمان

ترجمہ: مانگتا ہے ناتوان جب دم امان ‎ ‏ شور ہوتا ہے میان آسمان

شرح یعنے اگر کوئی مظلوم و ناتوان زمین مین کسی ظالم کے ظلم سے امان مانگتا ہے تو اُسکی فریاد کے اثر سے آسمانی فوج یعنے فرشتون مین شور و غل مچ جاتا ہے۔ اور وہ متفق ہو کر یہ کہتے ہین کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنے زمین والون پر رحم کرو تاکہ آسمان والا اللہ تعالے تمپر رحمت کرے

گر بدندانش گزی پرخون کنی ‎ ‏ درد دندانت بگیرد چون کنی

ترجمہ: دانت سے کاٹے گا گر اے بدسگال ‎ ‏ درد دندان سے رہیگا بیقرار

شرح یعنے اگر تو کسی مظلوم کو اپنے دانتون سے کاٹے گا اور اُسکو زخمی کر دیگا تو یہ یاد رہے کہ ایکدن تجکو دانتونکا درد بہت ستائیگا۔ اُسوقت بتا کہ اپنا کیا علاج کریگا۔ یعنے علاج دندان برکندن دندان کے سوا اور کچھ چارہ نہوگا۔ مطلب یہ کہ تیرے دانت اُکھاڑ دیئے جائینگے۔

شیر خود را دید در چہ در غلو ‎ ‏ خویش را نشناخت آندم از عدو

ترجمہ: عکس اپنا شیر نے دیکھا مگر ‎ ‏ خویش و دشمن کی نہ کچھ تھی خبر

عکس خود را او عدوئے خویش دید ‎ ‏ لاجرم بر خویش شمشیرے کشید

ترجمہ: عکس کو دشمن سمجھکر شیر نے ‎ ‏ آپ مارا اپنے خنجر شیر نے

شرح یعنے گو شیر نے فی الواقع کنوین مین اپنے عکس کو دیکھا تھا۔ مگر وہ بسبب غصہ کے جوش اور غرور کی حالت مین اپنی ذات کو اپنے دشمن (اُس اجنبی شیر) سے ممتاز نہ کر سکا اور کنوین مین گر پڑا اور اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھکر اپنے پانو پر آپ کلھاڑی ماری (در غلو دوسرے مصرع سے متعلق ہے) اور یہ خود ظاہر ہے کہ غصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ اسیطرح سالک جب اپنی حقیقت حال کو دیکھتا ہے تو معلوم کر لیتا ہے کہ اُسے جسقدر صدمے پہنچتے ہین یہ اُسیکے نفس امارہ کی صفات ذمیمہ کے آثار ہین۔

اے بسا ظلمے کہ بینی در کسان ‎ ‏ خوے تو باشد در ایشان اے فلان

ترجمہ: ظلم جو غیرون مین آتے ہین نظر ‎ ‏ ہین یہ تیری عادتین سب جلوہ گر

شرح یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے شخص پر اسلیئے ظلم کیا کرتا ہے کہ اُسکو اپنے خیال مین ظالم اور اپنا دشمن جانتا ہے (جیسا کہ اُس شیر نے اپنے عکس کو ظالم اور اپنا دشمن خیال کیا تھا) حالانکہ وہ فی الواقع دشمن نہین ہوتا۔ بلکہ اسکو جو ظالمانہ صفتین اُس ناکردہ گناہ مین نظر آتی ہین۔ وہ اسی بیننده کے عیوب اور اسی کی ظلمونکا عکس ہین۔

یعنے یہ شخص بمقتضائے المرء یقیس علے نفسہ (آدمی دوسری کو اپنے اوپر قیاس کرلیتا ہے) اُسکو بھی اپنا ہی سا ظالم جانتا ہے جیسا کہ اُس شیر نے اپنے عکس کو اپنی ہی طرح کا ظالم خیال کرلیا تھا بس ہر آدمی کا فرض ہے کہ ارادہ ظلم کے وقت اپنے نفس کو آپ ملامت کرے اور دوسرے کو کچھ نہ کہے (رائے فلان بمعنے اے شخص ہے)

	اندر ایشان تافتہ ہستی تو		از نفاق و ظلم و بدمستی تو
ترجمہ	عکس انگن اُنمین ہے ہستی تری		یہ نفاق و ظلم و بدمستی تری

شرح یعنے تجھ جن لوگون کو ظالم سمجھکر قابل عتاب خیال کرتا ہے اُنمین تیرے ہی وجود فانی کی صفتین نفاق و ظلم و بدمستی وغیرہ بطور عکس جھلک رہی ہین۔ مطلب یہ کہ تو جیسا خود ہے ویسا ہی دوسرونکو سمجھتا ہے یہ شعر پہلے شعر کی شرح ہے۔

	آن توئی وان زخم برخود میزنی		برخود آندم تار لعنت میتنی
ترجمہ	ہوکے بدخو۔ غیر کو جرکے دیئے		دام ہے لعنت کا یہ تیرے لیئے

شرح یعنے اُس صفت ظلم و نفاق کے ساتہ جو تجھے دوسرے مین نظر آتی ہے تو خود ہی موصوف ہے کیونکہ تجھے دوسرون مین اپنی ہی صفتونکا عکس دکھائی دیتا ہے پھر اگر تو اُسکو ظالم سمجھکر زخم پہنچائیگا یا ستائیگا تو اُسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ کیونکہ کسیکو اپنے خیال مین ظالم سمجھکر ستانا خود لعنت مین گرفتار ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ جب تک کوئی صفت پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے کسی سے بدگمان ہونا سخت گناہگاری ہے۔

	درخود این بد را نمی بینی عیان		ورنہ دشمن بودۂ خود را بجان
ترجمہ	گر نظر اپنے یہ ہوائے ظلم خو		آپ اپنی جان کا تو ہو عدو

شرح یعنے جسقدر برائیان بدگمانی کے سبب تجھے دوسرونمین نظر آتی ہین۔ وہ فی الواقع تیری ہی ذات مین موجود ہین مگر تیرے آنکھون پر غفلت نے پردہ ڈال رکھا ہے کہ اپنا عیب نہین دکھائی دیتا۔ ورنہ بدگمانی کے باعث جسطرح تو دوسرونکا دشمن بنا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ اپنی جان کا دشمن بنجاتا۔

	حملہ برخود میکنی اے سادہ مرد		ہمچو آن شیرے کہ برخود حملہ کرد
ترجمہ	حملہ آور تو ہے اپنی جان پر		شیر کی حالت یہ ظالم دہیان کر
	چون بقعر خوے خود اندر رسی		پس بدانی کز تو بود آن ناکسی
ترجمہ	اپنی خو معلوم ہوگی جب کبھی		جان لے گا۔ تہی مری نالایقی

شرح یعنے اے خاطب دوسرونپر ظلم کرنے کے باعث تو اس شیر کی طرح اپنے نفس پر آپ حملہ کرتا ہے لیکن اسکا نتیجہ ضرور تجکو بھگتنا پڑیگا اور جب تو اپنی بُری عادتون کی تہ تک پہنچ جائیگا یعنے تجھے

اپنی خصلتوں کا حال معلوم ہو جائیگا اور تو نفس امارہ کے اتباع کو جو دیگران ناشیت مین آجائیگا تو تجہیر واضح ہو جائیگا کہ جو مصیبت اور ہلاکت افعال قبیحہ کے باعث تجہیر آئی ہے وہ تیرے ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی کاموں کا بدلا ہے۔

	شیر را در قعر پیدا شد کہ بود	نقش او و آن کش دگر کس مے نمود
ترجمہ	شیر نے جا ناکنوین مین ہو کے زیر	تہا اسی کا عکس پانی مین وہ شیر

شرح ۔ لفظ بود ۔ لفظ نقش او کے متعلق ہے اور آن کش دگر کس مے نمود ۔ ترکیب مین جملہ بنکر مبتدا واقع ہوا ہے اور نقش او بود جملہ خبر یہ ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ شیر کو کنوین کی تہ مین پہنچکر یہ بات معلوم ہوئی کہ اسسے پانی مین جہانکتے وقت جو دوسرا شیر نظر آیا تہا وہ خود اسی کا نقش یعنے عکس تہا شیر دگر نہ تہا

	ہر کہ دندان ضعیفے می کند	کار آن شیر غلط بین می کند
ترجمہ	دانت اکہاڑے جو ضعیف و زیر کا	ہے غلط بین مقتدی اُس شیر کا

شرح پہلے مصرع میں کند بفتح الکاف کندیدن سے اور دوسرے مین بضم الکاف کردن سے مشتق ہے یعنے جو شخص کسی ضعیف کے دانت اکہاڑتا ہے (ناتوانون کو ستاتا ہے) وہ گویا اُس غلط کار شیر کا اتباع کرتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے

	اے بدیدہ خال بد بر روے عم	عکس خال تست آن از عم مرم
ترجمہ	روے عم پر تو نے جو دیکہا ہے خال	عکس تیرے خال کا ہے بدسگال

شرح عم ۔ برادر پدر یعنے چچا ۔ لیکن یہان بطور مجاز عم سے عموماً ہر شخص مومن مراد ہے اور خال ۔ بمعنے تل صفات ذمیمہ کا استعارہ ہے ۔ اور مرم رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے ۔ یعنے اے شخص تو جو کسی مومن کے چہرہ پر صفات ذمیمہ کے آثار دیکہتا ہے یہ تیری ہی برائیون کا عکس ہے تو اپنی بدگمانی کے باعث کسی مومن سے نہ بہاگ یعنے اُس سے نفرت نکر۔

	مومنان آئینہ یکدیگر اند	این خبر را از پیمبر آورند
ترجمہ	صورت آئینہ ہین مومن بہم	ہے یہ فرمان رسول محترم

شرح حدیث شریف مین وارد ہے المؤمن مرآۃ المؤمن یعنے باعتبار عیب و ہنر و کمال و نقصان ہر مومن دوسرے کا آئینہ ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا دوسرے کو گمان کرتا ہے اس حدیث کا مطلب مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے اول یہ کہ آئینہ کی طرح ہر مومن دوسرے کے عیوب کا غماز ہے یعنے اُسے اُسکے عیوب کی اطلاع دیکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہے مگر علماے باطن اس بات کو پسند نہین کرتے کہ ایک مومن

دوسرے کا غماز اور عیب جو ہو اور اس حدیث کو اپنے مدعا کی دلیل بنائے۔ نیز یہان ان معنون مین یہ خدشہ ہے
کہ مولانا قدس سرہ اس باب مین گفتگو فرما رہے ہین کہ آدمی اپنے عیبونکا عکس دوسرون مین دیکھتا ہے اور
اُنہین کی طرف منسوب کر دیتا ہے نہ کہ اس باب مین کہ مومن دوسرے کا عیب دیکھکر اُسکی غمازی کرتا ہے
دوم یہ کہ دونو جگہ لفظ مومن سے عارف مراد لیا گیا ہے یعنی بمقتضائے ولی را ولی میشناسد۔ ہر عارف
اپنی صورت اور اوصاف کو دوسرے عارف مین دیکھتا ہے لیکن یہ معنے بہی غیر چسپان اور نامناسب
مقام ہین کیونکہ گفتگو اسمین تہی کہ آدمی اپنے عیوب دوسرے مین دیکھتا ہے اور جب لفظ مومن سے دونو
جگہ عارف مراد ہے تو عارفون کی جانب کسی عیب کو منسوب کرنا نامناسب ہے کیونکہ عارف کسی
دوسرے عارف کو تو درکنار اونے مومن کو بہی عیب نہین لگایا کرتا **سوم** یہ کہ پہلے مومن سے عارف
اور دوسرے سے عام مومن مراد لیا جائے اسوقت یہ معنے ہوے کہ عارف ہر عام مومن کا آئینہ
ہے عام مومن اپنے اخلاق بد اور افعال قبیحہ کی تصویر آئینہ عارف مین دیکھہ لیتا ہے مگر چونکہ وہ زمرۂ
عوام مین داخل ہے اسلیئے اپنے عیب کو عیب نہین جانتا بلکہ عارف ہی کی طرف منسوب کر دیتا ہے لیکن
یہان یہ معنے بہی تکلف اور خدشہ سے خالی نہین کیونکہ افعال بد کی صورت جو آئینہ عارف مین نظر آتی
ہے اسمین عام مومن کی تخصیص غلط ہے بلکہ کافر بہی عارف کامل سے ملکر اپنے اعمال کی صورت دیکھہ
لیتا ہے اور اپنے عیب اُسی کی طرف لگا دیتا ہے چنانچہ ابوجہل اپنی برائیون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی جانب منسوب کر دیتا تہا **چہارم** سب سے صاف اور اچہے معنے یہ ہین کہ اس حدیث کا مورد
خاص مانا جائے اور مدلول عام ہو یعنے المومن بمعنے الرجل ہے اسوقت یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص دوسرے
شخص کا آئینہ ہے نیک شخص اپنی نیکیون کا اور بد اپنی برائیونکا عکس دوسرے مین دیکھتا ہے اور اُسکو اپنے
نفس پر قیاس کر لیتا ہے۔ اسمین عارف اور غیر عارف اور مومن و کافر کی تخصیص نہین **نکتہ** بعض صوفیہ کے
نزدیک اس حدیث مین ایک مومن سے بندۂ مومن اور دوسرے مومن سے اللہ تعالے مراد ہے کیونکہ
مومن اسماء حسنے مین سے اللہ تعالے کا ایک نام ہے اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ خدا اور بندہ آپس
مین ایکدوسرے کا آئینہ ہین بندہ تو اسلیئے آئینہ حق ہے کہ اُسکا مظہر ہے اور اللہ تعالے اسلیئے آئینہ ہے
کہ بمقتضائے کنت کنزاً مخفیاً اسمین روز ازل سے اُسکے عشق کا ظہور پایا جاتا ہے اسکی تفصیل گذر چکی ہے

	پیش چشمت داشتی شیشہ کبود	زان سبب عالم کبودت می نمود
ترجمہ	نیلی عینک ہو جو تیری آنکھہ پر	نیلگون آئیگا سب عالم نظر

شرح۔ پہلے مضمون کی تمثیل ہے اور شیشہ کبود سے نیلے رنگ کی عینک مراد ہے یعنے اگر تو آنکھون کے

آگے نیلے شیشہ کی عنیک لگائیگا تو تجکو سارا جہان نیلا ہی نیلا نظر آئیگا (کیونکہ شیشہ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کو دکہاتا ہے) حالانکہ فی الواقع جہان نیلا نہین ہے۔ اسیطرح باطنی شیشۂ کبود (صفات ذمیمہ) تیری آنکہ بمنزلۂ عنیک ہین اسیلئے تجہے تمام عالم متصف بصفات ذمیمہ یعنے برائیون سے بہرا ہوا نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت جیسا کہ عنیک لگانا خود لگانے والے کا فعل ہے اسیطرح صفاتِ ذمیمہ جو دوسرون مین نظر آتی ہین اپنی ہی بدفعلیون کا عکس ہین خلاصہ یہ کہ اپنے آپ کو صفات ذمیمہ سے بچانا اور پاک کرنا چاہیے تاکہ تمام عالم پاک اور مصفا نظر آنے لگے۔

	مومن ار ینظر بنور اللہ نبود	عیب مومن را برہنہ چون نمود
ترجمہ	دیکہتا ہے جو با نوارِ خدا	عیب ہر مومن کا کرتا ہے جدا
	چونکہ تو ینظر بنار اللہ بدی	نیکوئی را وا ندیدی از بدی
ترجمہ	روشنی ہے آگ تیری آنکہہ کی	اسیلئے ہے ایکسان نیکی بدی

شرح یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنی مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت دِل سے لوگون کے حالات معلوم کرلیتا ہے اِن دونو شعرونکا یہ مطلب ہے کہ اگر مومن نور الٰہی کی مدد سے نہین دیکہتا تو مومن عاصی کے عیب کہلم کہلا کیونکر بیان کردیتا ہے اور ہنر کو عیب سے ممتاز کسیطرح کرلیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کامل کو گنہگارون کے حالات بلاکسی ظاہری قرینے کے صرف انوار خدا کی مدد سے معلوم ہوجاتے ہین خلاصہ یہ کہ عارف اگر کسی کے عیب بیان کرے تو صحیح اور اسکی بات قابل اعتبار ہے البتہ اے مخاطب تو عام مومن ہے اور نور اللہ سے نہین دیکہتا بلکہ نار اللہ سے دیکہتا ہے یعنے گرفتار قہر الٰہی ہے اور تیری عیب بین نظر تیرے لیئے باعثِ نار ہے تو نیکی کو بدی سے ممتاز نہین کرسکتا بلکہ سب کو معیوب اور برا جانتا ہے حالانکہ بہت سی نیکیان بظاہر بدی کی صورت مین ہوتی ہین مگر انہین بجز عارف کے عام مومن تمیز نہین کرسکتا مثلاً کسب مال بوجہ حلال برائے عیال و اطفال جائز ہے لیکن عام آدمی اسکو حرص دنیوی پر محمول کرسکتا ہے اسیطرح زنا کی حد (سنگساری) اور شرابخواری کی حد (تازیانہ) کو عیب بین اور عام آدمی ظلم خیال کرسکتا ہے حالانکہ سراسر عدل ہے۔

	اندک اندک آب بر آتش بزن	تا شود نار تو نورے بوالحزن
ترجمہ	تہوڑے تہوڑے چہینٹے دے اس آگ پر	تاکہ ہو یہ نار نور سر بسر

شرح یعنے تہوڑا تہوڑا طاعات مین مشغول ہونا نار جہنم کے لیے پانی کا کام دیتا ہے۔ اس سے تیرے اخلاق ذمیمہ اخلاق حسنہ سے بدل جائینگے یا یہ معنے ہین کہ رفتہ رفتہ عیب بینی کو چہوڑ اور بدگمانی کی آگ پر حسن ظن

کا پانی چھڑک تاکہ تو بھی ناظر بنور اللہ ہو جائے نکتہ صاحب اخلاق ذمیمہ کو بو الحزن (غمونکا باپ یعنے صاحب غم) اسلیئے کہا ہے کہ ایسا شخص خواہ دنیا مین کیسا ہی خوش ہو مگر انجام کار نہایت درجہ کا مغموم ہوگا بعض نسخون مین بوالحزن کی جگہ بوالحسن دیکھا گیا ہے۔ اس صورت مین اُس شخص کو بوالحسن (نیکی کا باپ یعنے نہایت نیک) باعتبار انجام یا تر غیب کے کہا گیا ہے **فائدہ** چونکہ نار کا نور ہونا اور توفیق طاعت بلا حکم خداوندی میسر نہین ہوتی اسلیئے آدمی کو مناجات کرنی چاہیئے جسکا مضمون آیندہ شعر مین ہے

	تو بزن یا ربنا آب طہور		تا شود این نار عالم جملہ نور	
ترجمہ	دے ہمارے رب ہمین آب طہور		تا کرم سے ہو ترے یہ نار نور	

شرح۔ آب طہور سے ہدایت و توفیق طاعت اور نار عالم سے غفلت و جہالت مراد ہے جو موجب نار ہے اور جملہ نور یعنے معرفت یعنے تو اگر توفیق طاعت دے تو ہم غفلت سے باز رہکر معرفت حاصل کر سکتے ہین

	آب دریا جملہ در فرمان تست		آب و آتش اے خداوندان تست	
ترجمہ	آب و دریا ہین ترے لئے ذو الکرام		آب و آتش سب ترے لونڈی غلام	

شرح یعنے پانی اور آگ (نیکیان اور بدیان) سب تری مخلوق ہین تو ہماری بدیون کی آگ پر نیکیون کا مینہہ برسا

	گر تو خواہی آتش آب خوش شود		ورنہ خواہی آب ہم آتش شود	
ترجمہ	تو جو چاہے آگ ہو آب طہور		ورنہ پانی آب ہو رب غفور	

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آب سے نیکیان اور آتش سے بدیان مراد ہین اس اعتبار سے شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا اگر تو چاہے تو بدیان نیکیون سے بدلدے اور اگر نہ چاہے تو نیکیون کو نابود کرکے انسان کو دوزخ کے قابل بنادے۔ آگ کا پانی ہو جانا بدیون کا نیکیون سے بدلنا اور پانی کا آگ ہو جانا نیکیون کا نابود ہو جانا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ حبط اعمال یعنی نیکیون کے نابود ہو جانے سے ڈرتا رہے۔

	بیطلب تو این طلب مادادۂ		بیشمار و حد عطا بنہادۂ	
ترجمہ	بےطلب تو نے دیا اے کردگار		ہمیہ ہین تیری عطائین بیشمار	
	باطلب چون ندہی اے حی ودود		کز تو آمد جملگی جود و وجود	
ترجمہ	باطلب کیونکر نہ دے تو اے ودود		کیونکہ ہے تیری عطا جود و وجود	

شرح پہلے شعر مین طلب اول یعنے طلب زبانی و تضرع اور طلب ثانی بمعنے جد و جہد و اکتساب حسنات ہے یعنی اے خدا مقتضائے اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِی الْاَزَلْ (نیک وہی ہے جو ازل مین نیک تھا) جب تو نے ہمارے بغیر مانگے ہمین نیکیون اور نیکی مین کوشش کرنے کی توفیق دی ہے تو باوجود طلب زبانی توفیق خیر کیونکر نہ عطا کریگا

سے اے خدائے بندگان اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے نیکیون اور نیکون کے دوست رکھنے والے ہمارا وجود تیرا ازلی جود وکرم ہے جسطرح تو نے ہماری بلا طلب ازل مین ہمپر کرم کیا ہے اسیطرح دنیا مین بہی ہماری عاجزی اور مناجات وطلب پر رحم فرماکر ہمین نیکیون سے محروم نہ رکہہ آیندہ اشعار کا مطلب یہی ہے جو ہمنے یہان بیان کردیا۔

	در عدم کے بود مارا خود طلب	بے سبب کردی عطاہائے عجب
ترجمہ	تہی عدم مین کب ہمین تجہسے طلب	دیدیا ہے تو نے سب کچہ بے سبب
	جان ونان دادی وعمر جاودان	سائر نعمت کہ ناید در بیان
ترجمہ	جان و نان دی اور عمر جاودان	نعمتون کا ہو تری کیونکر بیان
	این طلب در ماہم از ایجاد تست	رستن از بیداد یارب داد تست
ترجمہ	یہ طلب ہم مین تری ایجاد ہے	مخلصی عصیان سے تیری داد ہے

شرح پہلے شعر مین طلب سے طلب زبانی مراد ہے اور عدم سے عالم ازل جبکہ اعیان ثابتہ کو خلعت وجود نہین ملا تہا اور یہ ظاہر ہے کہ جب عدم مین خود ہمارا وجود اور ہماری ذات ہی موجود نہ تہی تو ہمارا وصف یعنے طلب زبانی کیونکر موجود ہوتا مطلب یہ کہ اے خدا ازل مین تو نے بلا تقاضا وبلا طلب ہمین وجود عنایت فرمایا اور پہر دنیا مین لاکر ہمارے جسموں مین جان ڈالی۔ اور رزق دیا اور عارفون کو عمر جاودان یعنے مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمایا۔ اور یہ سب کچہ بلا طلب ہوا پہر تو نے ہم مین طلب باطنی (تضرع ومناجات وجد وجہد برائے اکتساب حسنات) کا مادہ پیدا کیا۔ اسیلئے ہم طالب بنکے اسپر یقین رکہتے ہین کہ جب تو نے بلا طلب ہمین ہر طرح کی نعمتین دین تو باوجود طلب ضرور ہمپر کرم فرمائیگا اور ہمین اُس بیداد وظلم معاصی سے نجات دیگا جو ہم اپنی جانون پر کر رہے ہین۔ کیونکہ بیداد سے رہائی تیرے احسانات کے باعث میسر ہوسکتی ہے۔ تیرا احسان نہو تو آدمی گناہون سے ہرگز نجات نہین پاسکتا۔

	بیطلب ہم میدہی گنج نہان	رائگان بخشیدۂ جان جہان
ترجمہ	بے طلب دیتا ہے تو گنج نہان	مفت ہے بخشندۂ جان جہان
	ہکذا انعم الی دار السلام	بالنبی المصطفی خیر الانام
ترجمہ	نعمتین دے ہکو تا دار السلام	بہر جاہ مصطفی خیر الانام

شرح۔ انعم۔ انعام سے صیغہ امر ہے اور دار السلام جنت کو کہتے ہین یعنی اے خدا جسطرح تو نے ہمپر روز ازل سے آجتک احسانات کیے ہین اور بلا طلب گنج نہان (دفینہ مال یا خزینہ معرفت) عطا کیا ہے اسیطرح

آخرت اور جنت مین داخل ہونے تک بطفیل حضرت مصطفے ہمپر اپنے انعام و اکرام قایم و دایم رکھہ ۔

مژدہ بردن خرگوش سوے نخجیران کہ شیر در چاہ افتاد

ترجمہ خرگوش کا نخچیرون کی طرف اسباب کی خوشخبری لیجانا کہ شیر کنوین مین گر پڑا

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت — سوے نخچیران دوان شد تا بدشت

ترجمہ ہوگیا خرگوش جب غم سے رہا — مژدہ لیکر سوے نخچیران گیا

شرح یعنی جب عقل معاد نے نفس امارہ کے ہاتہ سے نجات پائی اور اسکو اسلیئے مجاہدہ کے کنوین مین ڈالدیا کہ ہلاک ہوکر مظہر اسرار ہو تو اقبل ان تموتوا ہو جائے تو اس کامیابی سے بہت خوش ہوئی اور قواے انسانیہ کو دشمن کے ہلاک ہونے کے بابت بشارت دینے گئی

شیر را چون دید محو ظلم خویش — سوے قومے خود دویداو شاد پیش

ترجمہ دیکھکر اسکو گرفتار ستم — قوم کی جانب چلا بے رنج و غم

شرح یعنے خرگوش نے جب یہ دیکھا کہ شیر اپنے ظلم کی پاداش مین محو ہوگیا ہے مٹ گیا ہے تو اپنی قوم یعنے نخچیرون کی طرف اسکے ہلاک ہونے کی خوشخبری لیکر خوش خوش چلا۔

شیر را چون دید کشتہ ظلم خود — سید دید او شادمان و بارشد

ترجمہ شیر کو جب ظلم سے دیکھا بباد — سیدہے رستے دوڑ آیا ہوکے شاد

شرح۔ خود بواو معدولہ ہے اور رشد بفتحتین بمعنے راہ راست یافتن ہے یعنے سیدہے رستہ چلنا۔

شیر را چون دید در چہ کشتہ زار — چرخ میزد شادمان تا مرغزار

ترجمہ شیر کو دیکھا کنوین مین جبکہ زار — آگیا خرگوش سوے مرغزار

شرح۔ مرغزار جاے کثرت گیاہ و طیور یعنی عقل معاد نفس کو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین دیکھکر فرط سرور سے رقص کرنے لگی اور صحرا ئے پر فضاے قربت حق مین مشغول طاعت ہوگئی چرخ زدن بمعنے رقص کردن

دست میزد چون رہید از دست مرگ — سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ

ترجمہ ناچتا جاتا تہا وہ بے خوف مرگ — جسطرح رقصان ہوا مین شاخ و برگ

شرح۔ دست زدن ہتیلیان بجانا ناچنا اور دوسرے مصرع مین لفظ سبز و رقصان بطور لف و نشر مرتب شاخ و برگ کی صفت مقدم ہے یعنی خرگوش شیر کی گرفتاری سے اسطرح خوشی مین ہتیلیان بجاتا تہا جسطرح ہوا مین درخت کے پتے ہتیلیان بجاتے نظر آیا کرتے ہین۔

شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد — سر برآورد و حریف باد شد

[illegible]

شرح شاخ و برگ کا قید خانۂ خاک سے آزاد ہونا اُنکا مٹی مین سے نکلنا ہے کیونکہ جب تک شاخ مٹی مین سے نہین نکلتی سر سبز نہین ہوتی اور نہ اُسکو ہوا لگتی ہے۔ حریف باد ہونے سے ہوا لگنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کمال فیضان الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ اِس شعر سے پانچوین شعر تک خرگوش کی رہائی اور اُسکی خوشی کو شاخ نودمیدہ کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان کیا گیا ہے جسکی شرح آیندہ کی جائیگی۔

	برگہا چون شاخ را بشگافتند	تا بالائے درخت اشتافتند
ترجمہ	شاخ سے نکلے جو برگ اے نیک بخت	رفتہ رفتہ پہنچے بالائے درخت

شرح یعنی جسطرح پہلے چھوٹی چھوٹی شاخون سے بہت ہی ننھے ننھے پتے نکلتے ہین اور پھر اُنہین شاخون اور پتونکا مجموعہ ایک بڑا درخت بنجاتا ہے اُسیطرح خرگوش (عقل معاد) نفس سے نجات پاکر بلند مرتبہ حاصل کرلیتی ہے

	با زبان شطأہ شکر خدا	میسراید ہر بر و برگے جدا
ترجمہ	با زبان شاخ صد شکر خدا	ہر بر و ہر برگ کرتا ہے جدا

شرح یعنے جسطرح ہر برگ و بار زبانِ حال سے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پاکر شکر الٰہی مین مشغول ہوتی ہے اور اپنی کامیابی سے خوش ہوکر ذکر و تسبیح کو اپنا ورد کرلیتی ہے۔

	بیزبان ہر بار و برگ شاخہا	میسراید ذکر و تسبیح خدا
ترجمہ	بیزبان ہر بار و برگ اے ہمنشین	کرتے ہین تسبیح ربّ العالمین
	کہ بپرورد اصل ما را ذوالعطا	تا درخت استغلظ آمد فاستوی
ترجمہ	یعنے ہمکو پالتا ہے ذوالکرم	اور درختِ سخت بنجاتے ہین ہم

شرح یعنے ہر بار و برگ شاخ اسلیئے خدا کی تسبیح اور اُسکا شکر کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی اصل کو بڑھایا اور قید خانۂ خاک سے نجات دی یہانتک کہ وہی اصل جو پہلے کمزور تھی اب ایک مضبوط اور قوی درخت کی صورت مین ہوگئی۔ اِسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پانے اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کے سبب خدا کی تسبیح اور اُسکا شکریہ ادا کرتی ہے **فائدہ** یہ اشعار اِس آیت کا اقتباس ہین کزرعٍ اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستویٰ علےٰ سوقہٖ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کھیتی کہ اُسنے اوّل اپنی شاخ نکالی پھر اُسکو قوی کیا اِسکے بعد وُہ موٹی ہوئی اور پھر اپنی ساق پر قایم ہوگئی جس سے کھیتی کرنے والا بہت خوش ہوا اور اُسکے حاسد غضبناک ہوکر رہگئے۔ یہی حال اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابتدائے اسلام مین ضعیف تھے پھر غذائے روحانی ملنے کے باعث قوی اور مضبوط ہوگئے اُنکی حالت سے نیکیون کی کھیتی کرنے والے جو اُسوقت موجود تھے یا جو قیامت تک آئینگے تعجب کرینگے اور خوش ہوکر یہ کہینگے کہ ابد

الله کسی زمانہ مین ایسے بندگان باخدا بہی گذرے ہین۔ کہ خدانے توریت انجیل اور قرآن مجید مین تعریف کی ہے۔
نکتہ زبان شاخ سے تسبیح کرنیکا اشارہ اسطرف ہے کہ صحابہ شاخ ہونے کے زمانہ سے درخت ہونے کے زمانہ تک ہر وقت ذکر و تسبیح مین مشغول رہے اُنکا کوئی دم غفلت مین نہین گذرا اس آیت سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کا دشمن کافر ہے اور یہی حال عقل معاد کا ہے کہ اول ضعیف تہی پہر خدا نے اُسکو ایک قوی کر سہایا اور انجام کار اُسنے اپنے نہایت قوی دشمن یعنی نفس اماره کو کنوین مین ڈالدیا۔

	جانہائے بستہ اندر آب و گل	چون رہند از آب و گلہا شاد دل
ترجمہ	جو مقید ہین لعب آب و گل	ہوتے ہین چہٹ چہٹ کے اُس سے شاد دل
	در ہوائے عشق حق رقصان شوند	ہمچو قرص بدر بے نقصان شوند
ترجمہ	ہین ہوائے عشق مین رقصان وہ سب	اور شکل بدر بے نقصان وہ سب

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے جسطرح عقل معاد نے نفس امارہ سے نجات پاکر شادمانی کی تہی اسیطرح سالکان راہ معرفت قید آب و گل یعنے جسمانی آلودگی سے نجات پاکر خوشدل ہو جاتے ہین اور ہوائے عشق حقیقی سے لذت یاب ہوکر وجد کرنے لگتے ہین اور چودہوین رات کے چاند کے مانند جسمانی اور نفسانی نقصانات سے پاک ہوکر محض نور ہی نور بنجاتے ہین شاد دل دوسرے مصرع سے متعلق ہے

	جسمشان در رقص و جانہا خود مپرس	وانکہ گرد جان ازانہا خود مپرس
ترجمہ	رقص مین ہین جسم جانون کی نہ پوچہہ	ہے سے حالت جانستانون کی نہ پوچہہ

شرح یعنے عاشقان الٰہی جو آب و گل کی قید سے آزاد ہوگئے ہین اُنکے ظاہری جسم گو وجد کی حالت مین نظر آتے ہین مگر فی الواقع وہ قید جسم سے کچہ تعلق نہین رکہتے۔ الحاصل تو اُنکے اجسام کا رقص تو بطور ظاہر دیکہہ رہا ہے مگر کثرت ذوق و سرور سے اُنکی ارواح کا جو کچہ حال ہے وہ ہمسے نہ پوچہہ کیونکہ حد بیان سے باہر ہے دوسرے مصرع مین اسی مضمون کو ترقی دیکر فرماتے ہین کہ جو لوگ محض روح ہی روح رہگئے ہین اور جنہون نے اپنے وجود کو فنا کرکے مرتبۂ فناء الفنا حاصل کرلیا ہے وہ جسم سے قطع نظر روح سے بہی کچہ تعلق نہین رکہتے یعنے مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین۔ تو ہمسے یہ نہ پوچہہ کہ اُنکی جان کا لینے والا کون ہے نکتہ انتہا مین اپنے عاشقون کا جانستان وہی شاہد حقیقی ہے جسنے ابتدا مین جان دی تہی مگر چونکہ یہ راز عام فہم اور بیان کرنے کے لایق نہین اسلئے مولانا قدس سرہ نے اُسکو چہوڑ کر دوسرا وعظ شروع کردیا

	شیر را خرگوش در زندان نشاند	ننگ شیرے کو ز خرگوشے بماند
ترجمہ	شیر یون خرگوش سے مغلوب ہے	کسقدر ہے ننگ کیا معیوب ہے

شرح اس شعر مین شیر سے روح اور خرگوش سے نفس امارہ اور زندان سے دنیا مراد ہے یا قید خانہ بدن۔ چونکہ روح دنیا و مافیہا سے اعلےٰ درجے کی چیز ہے اسلیئے اُسکو شیر اور بنظر تقابل نفس کو جو دنیا اور مافیہا سے اسفل درجہ کی چیز ہے خرگوش کہا گیا ہے یعنی اے شخص تیرے نفس نے جو خرگوش کے مانند ہے تیری روح کو جو بمنزلۂ شیر ہے دنیا طلبی مین پہنسا کر مغلوب کر دیا ہے شیر ہو کر خرگوش سے عاجز ہو جانا نہایت شرم کی بات ہے

	در چنین ننگی و آنگہ اے عجب		فخر دین خواہی کہ گویندت لقب
ترجمہ	ننگ ہو کر سر بسر اے بو العجب		چاہتا ہے فخر دین اپنا لقب

شرح۔ لفظ ننگی اور خواہی مین یائے خطاب ہے یعنی اے شخص تو ایسی شرم کی حالت مین رہکر یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجکو دین کا فخر سمجھنے لگین حالانکہ تو مغلوب نفس ہے دینداری تیرے پاس سے ہی نہین نکلی فخر دین مین یا تو ترکیب اضافی ہے یا بطور علم اس سے مراد امام فخر الدین رازی ہین جو مصنف تفسیر کبیر اور رئیس المتکلمین اور بڑے عالم و فاضل گزرے ہین نکتہ اِس شعر سے بطور تنبیہ علمائے ظاہر اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علوم باطنی علوم ظاہری سے معلوم نہین ہو سکتے۔ کیونکہ صاحب علوم ظاہری کے نفس امارہ نے اُسکی روح کو مغلوب کر رکھا ہے اور وہ فقط دنیا کمانے یا جاہلون پر فخر اور اپنے زمانے کے عالمون سے مباحثہ کرنے کے لیئے علم پڑھتا ہے۔ چنانچہ اِس زمانے کے اکثر عالم خصوصیت کے ساتھ اِس مضمون کے مصداق نظر آتے ہین

	اے تو شیری در تگ این چاہ فرد		نفس چون خرگوش خونت ریخت خورد
ترجمہ	شیر تہا تو اُس کنوین مین اے بشر		پیلیا خرگوش نے خون سر بسر

شرح۔ لفظ فرد یا شیر کی صفت ہے یا چاہ کی یعنی تیری روح تنہا کنوین (وجود انسانی) مین شیر یگانہ کے مانند تہی مگر تیرے نفس امارہ نے اُسکو ہلاک کر دیا جیسا کہ اُس خرگوش نے اپنے دشمن شیر کو ہلاک کر دیا تہا

	نفس خرگوشت بصحرا در چرا		تو بقعر این چہ چون و چرا
ترجمہ	ہے ترا خرگوش فکر کاہ مین		اور تو چون و چرا کے چاہ مین

شرح یعنے تیرا نفس ذلیل علوم ظاہری کے جنگلون مین چر رہا ہے جو حقیقت سے بالکل بیخبر ہے اور تیری روح باوجودیکہ شیر ہے مگر چون و چرا اور بحث و مجادلہ کے کنوین مین گرپڑی ہے پہلے مصرع مین چرا چریدن سے مشتق ہے

	سوے نخچیران دوید آن شیر گیر		کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر
ترجمہ	سوے نخچیران گیا وہ شیر گیر		اور کہا مژدہ کہ آیا ہے بشیر

شرح۔ یہان سے پہر قصۂ خرگوش شروع ہوتا ہے اور بشیر بمعنے بشارت دہندہ سے خرگوش نے اپنی ذات مراد رکہی ہے اور آخر داستان تک تمام شعر مقولۂ خرگوش ہین۔ اور مژدہ مژدہ تاکید مسرت کے سبب مکرر لایا گیا ہے

مژدہ مژدہ اے گروہِ عیش ساز ‏ ‏ کان سگِ دوزخ بدوزخ رفت باز

ترجمہ: تمکو مژدہ اے گروہِ عیش ساز ‏ ‏ گر گیا وہ سگ سقر تک تر کتاز

مژدہ مژدہ کان عدوے جانہا ‏ ‏ کند قہرِ خالقش دندانہا

ترجمہ: تمکو مژدہ تھا جو دشمن بے سبب ‏ ‏ قہرِ حق نے دانت اُکھاڑے اسکے سب

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ ‏ ‏ اوفتاد از عدل و لطفِ بادشاہ

ترجمہ: مژدہ ہو ظالم کنوین مین گر پڑا ‏ ‏ عدل و لطفِ شاہ عادل سے بڑا

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت ‏ ‏ ہمچو خس جاروبِ مرگش ہم بروفت

ترجمہ: تھا جو ظالم پنجہ سے سر کوب ہے ‏ ‏ اُٹھ گیا وہ موت کی جاروب سے

شرح یعنے وہ شیر جسنے بہتونکو اپنے پنجے سے ہلاک کر دیا تہا آج اُسپر موت کی جہاڑو پہر گئی خس کم جہان پاک

آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود ‏ ‏ آہِ مظلومش گرفت و کوفت زود

ترجمہ: مشغلہ جز ظلم جسکا کچھ نہ تہا ‏ ‏ آہ سے مظلوم کی مارا گیا

گردنش بشکست مغزش بر درید ‏ ‏ جانہا از قیدِ محنت وارہید

ترجمہ: پہٹ گیا ہے مغز گردن چور ہے ‏ ‏ قیدِ محنت سے ہمیں کوسون دور ہے

گم شد و نابود شد از فضلِ حق ‏ ‏ بر مہم دشمن شما را شد سبق

ترجمہ: دشمنِ جان ہو گیا نابود آج ‏ ‏ فضلِ حق سے فتح ہے موجود آج

شرح۔ لفظ برمہم مبدل منہ ہے۔ اور لفظ دشمن اسکا بدل ہے اسلیئے اضافت کی ضرورت نہین یعنی خرگوش نے یہ کہا کہ تمہارا دشمن مارا گیا اور اے نخچیرو تمہین آج اس مہم مین لپنے دشمن پر فتح حاصل ہوئی

جمع شدن نخچیران بنزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا

ترجمہ: تمام نخچیر دنکا خرگوش کے پاس جمع ہو کر آنا اور اسکی مدح و ثنا کرنی

جمع گشتند آنزمان جملہ وحوش ‏ ‏ شاد و خندان از طرب ذوق و جوش

ترجمہ: جمع اُسدم ہو گئے نخچیر سب ‏ ‏ شاد و خندان اس مسرت کے سبب

شرح یعنی جب خرگوش نے شیر کے ہلاک کر دینے کی خوشخبری سُنائی تو تمام نخچیر خوشی مناتے اور خرگوش کی تعریف کرنے کے لیئے جمع ہو گئے غور سے دیکھیئے تو یہی حال سالک کا ہے جب نفس آمارہ سے رہائی پاتا ہے تو اُسکے تمام قوا مسرور اور تمام حواس شادمان اور ٹہکانے سے ہو جاتے ہین۔ لیکن نفس آمارہ سے رہائی پانا نہایت مشکل کام ہے جب تک فضل الٰہی شاملِ حال نہ ہو آدمی نفس کے پہندے سے نجات نہین پا سکتا

حلقه کردند او چو شمعے درمیان — سجده کردندش همه صحرائیان

ترجمه: شمع کی صورت بٹھا کر درمیان — گر پڑے سجده مین سب صحرائیان

شرح کیونکہ خرگوش شیر کے ہلاک کرنیسے واجب التعظیم ہوگیا تہا اسلیئے سجدہ سے تعظیم مراد ہے

تو فرشتهٔ آسمانی یا پری — یا تو عزرائیل شیران نری

ترجمه: اور بولے تو فرشتہ ہے مگر — یا ہے عزرائیل بھبر شیر نر

هرچه هستی جان ما قربان تست — دست بردی دست و بازویت درست

ترجمه: کچھ سہی قربان ہین تجھپر سب کی جان — تیرے بازو مین رہے تاب و توان

شرح جانورون نے خرگوش کے فعل کو طاقت سے باہر دیکھکر حیرت کے سبب اُسے فرشتہ یا پری یا شیرون کے حق مین ملک الموت کہا گر جب اُسکی طاقت کا اندازہ نہ کرسکے تو سب یکزبان ہوکر کہنے لگے کہ اے خرگوش تو کچھ ہی سہی مگر ایسا کام کرگذرا ہے کہ ہم سب کی جان تجھپر قربان ہے ۔ دست بردی بمعنے غلبہ یافتی اور دست و بازویت درست نخچیرون کی زبان سے جملہ دعائیہ ہے یعنے اے خرگوش چونکہ تو نے شیر پر غلبہ پایا ہے اسلیئے ہم دعا کرتے ہین کہ خدا کرے ترے دست و بازو توانا اور سالم رہین ۔

راند حق این آب را در جوی تو — آفرین بر دست و بر بازوے تو

ترجمه: مشکل آسان تو نے کی اے ہمنشین — دست و بازو پر ترے صد آفرین

شرح آب در جوے راندن بعد زوال دولت کامیاب ہونے اور مشکل کام کو آسان کرنیکے معنون مین مستعمل ہے یعنی اے خرگوش تیرے دست و بازو پر آفرین کہ تو نے شیر کو ہلاک کرکے ہماری مشکل آسان کردی

باز گو تا قصه درمانها شود — باز گو تا مرهم جانها شود

ترجمه: ہمسے کہدے قصہ تا درمان بنے — فرحت دل مرہم ہر جان بنے

شرح ۔ نخچیر کہتے ہین کہ اے خرگوش ہلاکت شیر کا قصہ ہمین سنا دے تاکہ یہ علاج روحانی بنکر ہمارے لیے باعث قوت ہو کیونکہ دشمن کا ہلاک ہو جانا حسب قاعدہ فطرت بہت سی قوتون کو بڑہا دیتا ہے ۔

باز گو تا چون سگالیدی بمکر — آن عوان را چون بمالیدی بمکر

ترجمه: ہمسے کہدے مکر تو نے کیا کیا — کسطرح ظالم کو بیجان کردیا

شرح عوان بتشدید میداد بمعنے سخت گیر و ظالم یہان بضرورت شعر مخفف ہے اور سگالیدن بمعنے سوچنا ہے

باز گو کز ظلم آن استم نما — صد هزاران زخم دارد جان ما

ترجمه: قصہ کہدے کیونکہ اُسکے ظلم سے — جان اور دل مین ہزارون زخم تھے

بازگو آن قصہ کان شادی فزاست ۔ روح مارا قوت و دل را جان فزاست

ترجمہ: کہدے سب قصہ کہ ہے شادی نما ۔ سربسر ہے قوت روح و جان فزا

شرح۔ پہلے مصرع مین لفظ فرا بروزن سرا بمعنے پیش و نزدیک و بالا ہے اور یہ کلمہ تحسین کلام کے لیے اکثر شائد بھی آتا ہے چنانچہ فرارسید و فراگذشت پس اس مصرع مین اگر کلمۂ فرا فارسی لفظ ہے تو زائد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خرگوش شیر کی ہلاکت کا قصہ ہمارے لیئے سراسر شادی ہے اور اگر لفظ فرا عربی ہے تو بمعنے گورخر ہے یعنے قصۂ ہلاکت شیر باعث شادی گورخر ہے۔ گورخر سے مراد نخچیر ہے۔

گفت تائید خدا بود اے مہان ۔ ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہان

ترجمہ: بولا وہ تھی سب یہ تائید خدا ۔ ورنہ ایک خرگوش کی ہستی ہے کیا

قوتم بخشید و دل را نور داد ۔ نور دل مر دست و پا را زور داد

ترجمہ: دل کو نور و زور دیتا ہے خدا ۔ اور نور دل ہے زور دست و پا

شرح۔ یعنے خرگوش نے جانورون سے اپنی تعریف سنکر یہ کہا کہ مین ایک بندۂ ضعیف ہون یہ کام محض خدا کی مدد سے ہوا ہے اُسنے مجھے قوت بخشی اور میرے دلکو تدبیر کا نور عنایت فرمایا۔ نکتہ یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ سالک پر نفس سے رہائی پانے کے بعد واجب ہے کہ مرشد سے اس رہائی کی تدبیر کا سوال کرے تاکہ کسی وقت اپنے مریدونکو نجات دلا سکے لیکن اپنی تدبیر پر نازان نہو اور حل مشکلات کو تائید خداوندی سمجھے۔

پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مردن خصم شاد مشوید

ترجمہ: خرگوش کا نخچیرون کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ دشمن کے مرنے سے خوش نہونا چاہیئے

از بر حق میرسد تفضیلہا ۔ باز ہم از حق رسد تبدیلہا

ترجمہ: حق سے یہ تفضیل ہوتی ہے عیان ۔ اُسمین ہو جاتی ہین پھر تبدیلیان

شرح یعنے خرگوش کہتا ہے کہ اے نخچیرو دشمن کے مرنے سے خوش نہو۔ کیونکہ قوت اور قدرت اور فتح و غنیمت اور دشمن پر فضیلت اللہ تعالے کی جانب سے ہے لیکن وُہ جب چاہتا ہے اِس تفضیل کو تبدیل کردیتا ہے یعنے قوی کو ضعیف اور قادر کو عاجز فتحمند کو مایوس بادشاہ کو گدائے راہ بنا دیتا ہے۔

حق بدور و نوبہ این تائید را ۔ مینماید اہل ظن و دید را

ترجمہ: حق دکہادیتا ہے اِس تائید کو ۔ دورۂ و نوبت مین اہل دید کو

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اِس تائید اور فتحمندی کو نوبت بنوبت لوگو نپر ظاہر کرتا ہے خواہ وُہ اہل ظن یعنی عام لوگ ہون یا اہل دید یعنی عارف یہ کچھ ضرور نہین کہ ہر بار عارف ہی تائید ربانی کا مستحق ٹھہرے یا ہر دفعہ

تمام شخص فتحمند ہوں بلکہ تائید فتحمندی نوبت بنوبت ہے کبھی کسی کو نصیب ہوتی ہے کبھی کسی کو چنانچہ جنگ بدر مین
مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اُحد کی لڑائی مین حضرت حمزہ سمیت ستر صحابی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی
جسکی بابت یہ آیت اُتری وتلک الایام نداولہا بین الناس یعنے ہم فتح و شکست کے زمانے کو نوبت بنوبت
لوگوں مین بدلتے رہتے ہین کبھی شادی ہے کبھی غم کبھی فتح ہے کبھی شکست اسلیئے فتحمند کو مغرور نہونا چاہیے

	این ملک نوبتی شادی کن	ای تو بستہ نوبت آزادی کن
ترجمہ	نوبتی یہ ملک ہے شادی کجا	بستۂ نوبت کو آزادی کجا

شرح یعنے جب ایسے ملک و سلطنت پر جو نوبت بنوبت لوگوں کو ملتا رہتا ہے شادمانی نکر کیونکہ یہ فانی ہے

	آنکہ ملکش برتراز نوبت تنند	برتراز ہفت انجمش نوبت زنند
ترجمہ	ملک جنکا نوبتوں سے پاک ہے	اُنکی نوبت برتراز افلاک ہے

شرح نوبت بالفتح بمعنے وقت و مصیبت و کثرت و مرتبہ و نقارہ وغیرہ و پاس و محافظت کو نوبت زدن اظہار
جاہ و سلطنت کے معنوں مین ہے یعنے جن لوگوں کے لیئے کارکنان قضا و قدر نے ایسا ملک مقرر کیا ہے
جو نوبت اور گردش ایام سے برتر اور بالکل پاک ہے (یعنی ملک معانی و جہان عقبے جسکو گردش فلک تغیر نہین کر سکتی)
ایسے لوگوں کی نوبت سبعہ سیارہ سے اوپر بجائی جاتی ہے انکے ڈنکے عرش تک بج گئے ہین انکا مرتبہ
سبعہ سیارہ سے بالاتر ہے یہی سبب ہے کہ اُنکے مراتب کو تغیر اور نوبت کی مصیبت نہین پہنچتی پہلے
مصرع مین نوبت بمعنے گردش ہے اور دوسرے مین بمعنے مرتبہ و اظہار جاہ

	برتراز نوبت ملوک باقیند	دور دایم روحہا را ساقیند
ترجمہ	ایسے شاہنشاہ ہین باقی مدام	اور ہین ارواح کے ساقی مدام

شرح یعنے وہ لوگ جنکی سلطنت نوبت اور گردش فلک سے محفوظ ہے بادشاہ ملک بقا ہین بالسبب فنائے
وجود ظاہری ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اور تمام طالبین و مومنین کی ارواح کو شراب عشق حقیقی پلاتے
رہتے ہین اُنہوں نے فیضان انوار شریعت و معرفت کی سبیل لگا رکھی ہے بعض نسخوں مین روحہا باساقیند ہے
یعنی انکی روحین ساقی ازل کے ساتھ ساتھ ہین اور ملک معانی کے بادشاہ انبیا یا اولیا ہوتے ہین

	چون بنوبت می دہند این دو گشت	از چہ شد پر باد آخر سبلت
ترجمہ	ہے فنا دولت کو اے کدو لتی	کسلیئے چڑھنے لگین مونچھین تری
	ترک این شرب ار بگوئی یک دو روز	درکنی اندر شراب خلد پوز
ترجمہ	ترک دنیا جو کرے تو اک دو روز	ہو شراب خلد سے چہرہ فروز

شرح یعنے جب ملک باری باری لوگون کو ملتا ہے تو اے دولتمند تو کس بات پر مغرور ہے دنیا چندروزہ ہے اسکو چھوڑ اور شراب خلد (طاعت الٰہی) سے اپنا چہرہ روشن کر یعنی چہار یاران وچہرۂ بہا ئم یہان مطلق مُراد ہے

یکدو روزے چه که دنیا ساعتے است ۔ هر که ترکش کرد اندر راحتے است

ترجمہ: کیسے دو اک دن کہ اک ساعت ہے یہ ۔ چھوڑنے سے موجب راحت ہے یہ

معنی الترک راحة گوش کن ۔ بعد ازان جام بقارا نوش کن

ترجمہ: معنی الترک راحة سُن ذرا ۔ اور پی لے بعد ازان جام بقا

با سگان بگذار این مردار را ۔ خرد بشکن دیدۂ بیدار را

ترجمہ: چھوڑ دے بہر سگان مردار کو ۔ چھوڑ دے اس دیدۂ بیدار کو

شرح۔ یعنی پہلے تمنے دنیا کو چند روزہ کہدیا تہا اب یہ کہتے ہین کہ یہ تو ایک ساعت ہے جسکا چھوڑنا سراسر راحت ہے تو بزرگون کے اس مقولہ پر کہ ترک الدنیا راحةٌ اچھی طرح غور کر اور اس مردار کو کتون (طالبان دنیا) کے حوالے کردے اور اپنی آنکھون کو پھوڑ ڈال جسنے تجھے ہستی دنیا نظر آرہی ہے

تفسیر رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

ترجمہ: اس قول کی تفسیر کہ ہمنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف رجوع کیا ہے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ ایک جہاد سے فتحمند ہوکر تشریف لائے اور بعض صحابہ کو طاعت وریاضت مین مشغول دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہو اُنہون نے عرض کیا کہ ہم چہوٹے جہاد سے فارغ ہوکر بڑے جہاد مین مشغول ہین کفار سے جنگ کرنی اسلیئے چھوٹا جہاد ہے کہ اسمین مقابل آنکھون سے نظر آتا ہے اور اسکو مار ڈالنا آسان ہے اور ریاضت ونفس کشی اسلیئے جہاد اکبر ہے کہ اسمین نفس اور اُسکا مصاحب یعنی شیطان دونو غیر محسوس ہین اور چھپے ہوے دشمن پر حملہ کرنا اور اُسے مار ڈالنا نہایت مشکل ہے اور یہ ساری داستان مولانا کی زبان سے خرگوش کا مقولہ ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ نفس کشی دشمن کشی سے مشکل ہے

اے شہان کشتیم ما خصم برون ۔ ماند خصمے زان بتر در اندرون

ترجمہ: ہوگیا مغلوب گو خصم برون ۔ ہے مگر سینہ مین خصم اندرون

شرح۔ اے شہان کا خطاب نخچیرون کی طرف ہے خرگوش کہتا ہے کہ اے جانورون اگرچہ ہمنے ظاہری دشمن یعنے شیر کو مار ڈالا ہے مگر سینہ مین ایک باطنی دشمن (نفس امارہ) موجود ہے اسکے مارنے کی کیا تدبیر ہے

فائدہ بخاری مین یہ حدیث موجود ہے افضل الجهاد ان یجاهد الرجل نفسه یعنے سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس پر جہاد کرے دوسری حدیث ہے اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑا دشمن تیرا

نفس ہے جو تر ے پہلو میں ہے مطلب کہ حقیقی جہاد یہی ہے کہ آدمی نفس کشی کرے

کشتن این کار عقل و ہوش نیست ‖ شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست

ترجمہ — یہ نہین مرتا ہے عقل و ہوش سے ‖ شیر ہے دیتا نہین خرگوش سے

شرح - یعنے نفس کا مارنا عقل و ہوش اور اپنی تدبیر کا کام نہین ہے - ورنہ ہر مدبر و عاقل عارف بنجاتا ہے بلکہ نفس کشی کے لیئے خدا کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ اور شمشیر باطن کی ضرورت ہے شیر نفس خرگوش تدبیر سے مغلوب نہین ہوتا

دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست ‖ کو بدریاہا نگردد کم و کاست

ترجمہ — نفس اک دوزخ ہے دوزخ اژدہا ‖ کم نہین ہوتی جو دریا سے ذرا

شرح یعنے نفس منبع دوزخ ہے - کیونکہ دوزخ آلات عذاب (سانپ بچھو آگ وغیرہ) سے پر ہے اور یہ سب چیزین گناہون کی تصویرین ہین - اور گناہ نفس امارہ کی شامت سے صادر ہوتے ہین نتیجہ یہ نکلا کہ نفس بشکل اژدہا کے دوزخ ہے جسکے منہ سے ایسے شعلے نکل رہے ہین جو چند در چند دریاؤن کے پانی سے بھی نہین بجھ سکتے یا یہ معنے ہین کہ نفس امارہ دوزخ کی صورت مین پیدا ہوا ہے چنانچہ دوزخ کے سات درجون کی طرح نفس امارہ مین بھی سات بری صفتین موجود ہین کبر حرص شہوت حسد غضب بخل حقد اہل باطن کے نزدیک دوزخ کے ساتون درجے یہی ہین - اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ نفس امارہ خود ہی دوزخ ہے

ہفت دریارا در آشامد ہنوز ‖ کم نگردد سوزش آن خلق سوز

ترجمہ — سات دریا نوش کرلے اور ہنوز ‖ ہے نہ اُسی صورت سے گرم و خلق سوز

شرح - یہان سے دوزخ کا بیان شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ دوزخ کی آگ سات دریا کے پانی سے بھی ٹھنڈی نہوگی

سنگہا و کافران سنگدل ‖ اندر آیند اندرو زار و خجل

ترجمہ — پتھر اور کفار ہین جو سنگدل ‖ گر پڑینگے نار مین ہو کر خجل

شرح - یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارہ یعنی اُس آگ سے ڈرتے رہو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین اور جو کافرون کے لیئے تیار کی گئی ہے -

ہم نگردد ساکن از چندین غذا ‖ تا ز حق آید مر او را این ندا

ترجمہ — پھر بھی ناکافی رہیگی یہ غذا ‖ آئیگی پھر حق کی جانب سے ندا

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز ‖ اینت آتش اینت تابش اینت سوز

ترجمہ — بھر گئی ہے تو ؟ کہے گی وہ نہین ‖ گرچہ یہ تابش ہے رب العالمین

شرح - مصرعہ آخر مولانا کا مقولہ ہے اور اینت کلمۂ التعجب ہے بمعنے زہے یعنی اسقدر پتھرون اور کافرون کو

کہا کرہی جب دوزخ کا پیٹ بھریگا تو اللہ تعالے کی طرف سے ندا آئیگی کہ کیا تو سیر ہوگئی ہے دوزخ جواب دیگی کہ ابھی سیر نہیں ہوئی ایخاطب تعجب کا مقام ہے کہ اسقدر آگ اور ایندھن موجود ہو اور پھر دوزخ کا پیٹ نہ بھرے۔

	عالمے را لقمہ کرد و درکشید	معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید
ترجمہ	کر لیا ہے ایک عالم کو کشید	اور پھر ہے نعرۂ ہل من مزید

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنے ہم جہنم سے پوچھینگے کہ کیا تیرا پیٹ بھر گیا اور وہ یہ کہیگی کہ کیا میرے لیے کچھ اور زیادہ ہے مطلب یہ کہ دوزخ ہمیشہ زیادہ طلبی کرتی رہیگی

	حق قدم بروے نہد از لامکان	آنگہ او ساکن شود از کن فکان
ترجمہ	آخرش رکھیگا حق اپنا قدم	کن فکان سے نار پر ہوگا کرم

شرح۔ حدیث کی کتابوں میں انسؓ سے مروی ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں لا تزال جہنم تقول ہل من مزید حتے یضع فیہا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط وعزتک یعنی دوزخ ہمیشہ اپنی خوراک زیادہ زیادہ طلب کرتی رہیگی یہانتک کہ رب العزۃ اسمیں اپنا قدم رکھدیگا۔ اسوقت دوزخ یہ کہیگی کہ اے رب تیری عزت کی قسم بس بس میرا پیٹ بھر گیا نکتہ قدم کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ قدم علم الٰہی میں ایک مخلوق کا نام ہے اور قدمہ کی اضافت تعظیمی ہے جیسا کہ اضافت روح اللہ اور مولانا جامی نے قدم سے انسان کامل مراد لیا ہے کیونکہ جسطرح قدم آخر الاعضا ہے اسیطرح انسان کامل ذکر اخروی میں تمام ہو جاتا ہے اسکے نور کو دیکھکر دوزخ یہ کہیگی یا مومن انج نورک اطفا ناری اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا مجھے اب بھوک نہیں رہی یا قدم سے مراد وہ اسمار قہر ہیں کہ سوائے نار کے اور کوئی شے انکا مظہر نہیں بن سکتی مثلاً اللہ تعالے اپنے اسم جبار کے ساتھ ظہور کرکے دوزخ کی بھوک مٹا دیگا کیونکہ اسمائے جلالی اشیا کے مٹا ڈالنے کا خاصہ رکھتے ہیں یا قدم بمعنے قدرت ہے

	چونکہ جزو دوزخ ست این نفس ما	طبع کل دارد ہمیشہ جزوہا
ترجمہ	نفس ہے دوزخ کا جز اے پر شرف	اور جز کو میل ہے کل کی طرف

شرح یعنی چونکہ لذات نفسانیہ (جو مطلوبہ نفس ہیں) جزو دوزخ ہیں اسلیئے نفس بھی دوزخ کا ایک جز ہے اور جز ہمیشہ کل کی طرف میل رکھتا ہے مطلب یہ کہ نفس انسان کو دوزخ کی طرف کھینچتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

	این قدم حق را بود کورا کشد	غیر حق خود کہ کمان او کشد
ترجمہ	قتل اسکا فعل حق ہے بیگمان	کون کھینچے غیر حق اسکی کمان

شرح پہلے مصرع میں کشد بضم الکاف ہے اور دوسرے میں بالفتح اور کمان کشیدن بمعنے مقابل شدن و ہلاک ساختن ہے اور قدم بمعنے قدرت یعنی یہ قدرت صرف اللہ تعالے ہی میں ہے کہ جسطرح اپنے قدم سے دوزخ کی آگ بجھادیگا

اسی طرح تیرے نفس اماره کو ہلاک کرکے مطمئنہ بنا دیگا۔ اور جب تک اسکا فضل شامل حال نہوگا تدبیر بیکار ہے

در کمان ننہند الا تیر راست | این کمانرا باژگون کژ تیرہاست

ترجمہ۔ کام دیسکتا نہین نا راست تیر | تیر ہین ٹیڑہے ترے لے دلپذیر

شرح۔ باژگون صفت کمان ہے اور کژ صفت تیر اور ٹیڑہی کمان سے نفس امارہ مراد ہے اور نا راست تیر سے عقل و تدبیر یعنے عقل دنیوی اور تدبیر معاش سے نفس کشی نہین ہوسکتی۔ کیونکہ یہ ٹیڑہے اور نکمے تیر ہین

راست شو چون تیر وا ره از کمان | کز کمان ہر راست بجہد بیگمان

ترجمہ۔ اس کمان سے راست ہوہوکر نکل | راستی ہے راہبر اسے یہ خلل

شرح۔ یعنے نفس کی ٹیڑہی کمان سے تیر کی طرح سیدہا ہوکر نکلجا۔ اسوقت تو کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست کا مصداق ہوجائیگا

چونکہ وا گشتم ز پیکار برون | روی آوردم بہ پیکار درون

ترجمہ۔ ہوچکی ہے ختم پیکار برون | اور اب ہے فکر پیکار درون

قد رجعنا من جہاد الاصغریم | با نبی اندر جہاد اکبریم

ترجمہ۔ کرچکے ہین ہم جہاد اصغری | اب ہین مشغول جہاد اکبری

شرح۔ یہ شعر مقولہ خرگوش ہین یعنی اے نخچیرو ہم جہاد اصغر سے فارغ ہوکر جہاد اکبر مین مشغول ہین اور صحابہ کے اس قول کے مصداق ہین کہ قد رجعنا من جہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر اسکی شرح اوپر گذرچکی ہے:

قوت از حق خواہم و توفیق لاف | تا بسوزن برکنم این کوہ قاف

ترجمہ۔ چاہتا ہون حق سے مین توفیق لاف | تاکہ سوزن سے اکہاڑون کوہ قاف

شرح۔ تتمہ مقولہ خرگوش اور توفیق لاف سے نفس امارہ پر قادر ہونا مراد ہے اور سوزن سے ہستی ضعیف اور کوہ قاف سے مکر نفس یعنے مین خدا سے اس بات کی توفیق چاہتا ہون کہ باوجود ضعف مجھے نفس امارہ پر غالب کردے

سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند | شیر آنست آنکہ خود را بشکند

ترجمہ۔ وہ نہین ہے شیر جو ہو صف شکن | خود شکن ہے شیر اے مردان فن

شرح۔ یعنے کوئی شیر اگر صفون کو لٹادے تو یہ کام اسکے نزدیک نہایت آسان ہے اسکو فی الواقع شیر نہین کہتے بلکہ شیر وہ ہے جو اپنے نفس امارہ کو مار ڈالے حضرت ذوق دہلوی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا | نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

تا شود شیر خدا از عون او | وا رہد از نفس و از فرعون او

ترجمہ۔ شیر ہوجاتا ہے حق کی عون سے | چہوٹتا ہے نفس اور فرعون سے

شرح یعنے آدمی نفس کشی کرکے مدد قلبی سے شیر خدا بنجاتا ہے اور نفس و شیطان سے رہائی پاتا ہے۔ عون اور فرعون بلا اضافت ہیں۔ اور دونو مصرعون مین ضمیر آو نفس امارہ کے قاتل کی طرف راجع ہے اور اگر مع الاضافت ہین تو دونو ضمیرین خدا کی طرف راجع ہین اور فرعون خدا یعنے منکر احکام خدا سے شیطان مراد ہے

آمدن رسول قیصر روم نزد عمر و دیدن او کرامات عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ بادشاہ روم کے پیغامبر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اور اُنکی کرامتین دیکھنا

در بیان این گشتو یک قصہ ‌ ‌ ‌ تا بری از سر گفتم حصہ

ترجمہ آشنائین ہم سمجھے اک داستان ‌ ‌ ‌ تا کہ ہو معلوم سر داستان

شرح ۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ بھی مولانا کی زبان سے خرگوش ہی کا مقولہ ہو یعنی اگر تجھے یہ معلوم کرنا ہو کہ شیر فی الواقع وہی ہے جسنے نفس اَمّارہ کو مار ڈالا ہے تو اس قصہ کو سن اور حصہ معرفت و اسرار حاصل کر۔

بر عمر آمد ز قیصر یک رسول ‌ ‌ ‌ در مدینہ از بیابان نغول

ترجمہ سنتے ہین قیصر کا اک پیغامبر ‌ ‌ ‌ دور سے آیا مدینے دید عمر

شرح ۔ نغول ۔ عمیق و دور و دراز و قیصر لقب شاہان روم اور مدینہ سے مراد شہر مدینہ یعنے دار ہجرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ساری حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عمر نفس کشی کے سبب شیر خدا بنگئے تہے

گفت کو قصر خلیفہ اے حشم ‌ ‌ ‌ تا من اسپ و رخت را آنجا کشم

ترجمہ اور کہا قصر خلیفہ ہے کہان ‌ ‌ ‌ تا کہ مین اسباب لیجاؤن وہان

شرح چونکہ یہ پیغامبر روم کے بادشاہ کا مصاحب اور اُسکے محل اور شان و شوکت دیکھے ہوئے تہا اور حضرت عمر کی خلافت بہی مشہور تہی اسلیئے اُسنے خیال کیا کہ حضرت عمر بہی اونچے اونچے محل اور بڑے بڑے سامان رکہتے ہونگے حالانکہ یہان دنیوی امارت اور عالیشان عمارت کا نام و نشان بہی نہ تہا۔

قوم گفتندش کہ او را قصر نیست ‌ ‌ ‌ مر عمر را قصر جان روشنیست

ترجمہ لوگ بولے قصر وہ رکہتے نہین ‌ ‌ ‌ قصر جان ہے اُنکا گہر اے مرد دین

گرچہ از میری ورا آوازہ ایست ‌ ‌ ‌ ہمچو درویشان مر او را کازہ ایست

ترجمہ گو امارت کا بلند آوازہ ہے ‌ ‌ ‌ پر عمارت کی جگہ اک کازہ ہے

شرح ۔ کازہ فقیرون کی جہونپڑی جو لکڑی سنٹے یا گہاس پہونس سے بنا لیتے ہین یعنی اُس پیامبر سے جواب دینے والون نے یہ کہا کہ حضرت عمر کوئی عالیشان محل نہین رکہتے بلکہ اُنکا محل قصر جان روشن ہے جسکی تعمیر نور خداوندی سے ہوئی ہے قصر جان سے حضرت عمر کا وہ مکان اور مرتبہ مراد ہے جو اللہ کے نزدیک تہا۔

آمدن رسول قیصر روم نزد عمر …

اے برادر چون بہ بینی قصر او ۔۔۔ چونکہ در چشم دلت رست است مو

ترجمہ: قصر اُسکا تجھکو کیا آئے نظر ۔۔۔ چشم دل مین بال اُگے ہین سر بسر

چشم دل از موے علت پاک آر ۔۔۔ وانگہان دیدار قصرش چشم دار

ترجمہ: چشم دل کو اِس مرض سے پاک کر ۔۔۔ تا نظر آئے تجھے قصرِ عمر

شرح۔ یہ شعر یا تو بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یا جواب دینے والون کا یعنی اے برادر تجھے قصر عمر کیونکر دکھائی دے گا۔ کیونکہ قصر جان ظاہری آنکھون سے نہین دکھائی دیتا بلکہ دل کی آنکھون سے دکھائی دیتا ہے اور تیری دل کی آنکھون مین ہوا و ہوس اور اخلاق ذمیمہ کے بال نکل آئے ہین جس سے قصر عمر دکھائی نہین دیتا **فائدہ** بال سے مراد بر بال ہے جو آنکھون مین ایک قسم کا مرض ہوتا ہے اور آدمی کو ضعیف البصر بنا دیتا ہے اے شخص جب تک تو پر بال کی بیماری سے اچھا نہو گا مکان اور مرتبۂ عمر کو ہرگز نہ دیکھہ سکیگا جنکی نسبت صحیح حدیث مین وارد ہے۔ اِنّ الحق ینطق علٰی لسانِ عمر اِس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک ۔۔۔ زود بیند حضرت و ایوان پاک

ترجمہ: جوکہ رکھتا ہے ہوس سے جان پاک ۔۔۔ دیکھہ سکتا ہے وہی ایوان پاک

شرح۔ حضرت سے تجلی ذاتِ حق اور ایوان سے اُسکا علو مکان مراد ہے یعنی جس شخص کی جان دنیوی ہوسون سے پاک ہے وہ تجلی ذات اور بلندی مرتبۂ الٰہی کو بہت جلد دیکھہ سکتا ہے۔

چون محمد پاک شد از نار و دود ۔۔۔ ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

ترجمہ: تھے محمد پاک نار و دود سے ۔۔۔ اور خوش تھے جلوہ معبود سے

شرح۔ نار سے نارِ شہوت و غضب اور آتش حرص و حسد اور دود سے کدورت بشریت اور حب ماسوے اللہ مراد ہے جب یہ مذموم صفتین زائل ہو جاتی ہین تو متعینات و موجوداتِ عالم مین علے الاطلاق جلوۂ شاہد حق نظر آنے لگتا ہے۔ اور پہر کوئی شئے مانع دیدار نہین ہوتی اور یہ حال ہو جاتا ہے کہ جدہر دیکھتا ہون اُدہر تو ہی تو ہے

چون رفیقی وسوسہ بد خواہ را ۔۔۔ کے بہ بینی تم وجہ اللہ را

ترجمہ: وسوسہ بد ہے نہ رکھہ بد خواہ کو ۔۔۔ تاکہ دیکھے تم وجہ اللہ کو

شرح۔ یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے ولِلّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے مشرق اور مغرب خدا کی ملک ہے پس تم جسطرف متوجہ ہوگے خدا کا منہ یعنے ذاتِ خدا جو مکان سے منزہ ہے اُسیطرف ہو گا یعنی اُسکا جلوہ تمام متعینات مین نظر آسکتا ہے بشرطیکہ آدمی دنیوی وسوسون سے جو مانع دیدار ہین بالکل پاک ہے افسوس دنیاوی وسوسون کے کانٹے جو چشم دل مین چپے ہوئے ہین انسان کو اُسکے دیدار سے محروم رکھتے ہین۔

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب ‖ او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

ترجمہ: غیب سے ہے جس کسیکو فتح باب ‖ ذرہ مین وہ دیکھتا ہے آفتاب

شرح: یعنی جسکو کشف الٰہی اور نور حقانی یا شرح صدر معنوی حاصل ہے وہ ہر متعین مین جلوۂ ذات کا مشاہدہ کر سکتا ہے

حق پدیدست از میان دیگران ‖ ہمچو ماہ اندر میان اختران

ترجمہ: حق ہے ظاہر درمیان دیگران ‖ صورت مہ درمیان اختران

شرح: یعنی حق متعینات مین اسطرح جلوہ گر ہے جسطرح چاند تارون مین یا آفتاب ذرون مین لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیے

دو سر انگشت بر دو چشم نہ ‖ ہیچ بینی از جہان انصاف دہ

ترجمہ: دونو آنکھون پر ہون جب دو انگلیان ‖ ہیچ تھا کیا دیکھہ سکتا ہے بیان

شرح۔ اس شعر مین معقول کو محسوس سے یا چشم باطن کو چشم ظاہری کی حالت سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے اے مخاطب اپنی دونو آنکھون پر دو انگلیان رکھہ لے اور پھر تو ہی انصاف سے بتا کہ ایسی حالت مین کیا خاک نظر آئیگا اسیطرح نفس امارہ نے دل کی آنکھہ پر انگلی رکھہ لی ہے اور دیدار الٰہی سے بالکل محروم کر دیا ہے۔

ور نہ بینی این جہان معدوم نیست ‖ عیب جز انگشت نفس شوم نیست

ترجمہ: اس سے ہوتا ہے جہان معدوم کب ‖ نفس کی انگشت کا ہے عیب سب

شرح: یعنی اگر آنکھون پر انگلی رکھہ لینے سے تجھے کچھہ نہ دکھائی دے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سارا جہان نیست و نابود ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ انگلی رکھنے والے کا قصور ہے علیٰ ہذا القیاس اگر متعینات مین جلوۂ خاص نظر نہ آئے تو اس جلوہ کا معدوم ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ نفس امارہ کا عیب ہے کہ اوسنے دل کی آنکھہ پر انگلی رکھہ لی ہے نفس منحوس کو انگشت اسلئے کہا گیا کہ یہ چشم دل کو مشاہدۂ ذات سے روک لیتا ہے۔

تو ز چشم انگشت را بردار ہین ‖ وانگہانے ہرچہ میخواہی بہ بین

ترجمہ: آنکھہ سے انگلی اوٹھا اے نور چشم ‖ اور سب کچھہ دیکھہ لے بے عیب و خشم

شرح: یعنے اپنی چشم دل سے غفلت کا پردہ اور ہوا و ہوس کی انگلی اوٹھا دے ہر شئے مین جلوۂ خاص نظر آنے لگیگا

نوح را گفتند امت کو ثواب ‖ گفت او ز آنسو و استغشوا ثیاب

ترجمہ: نوح سے پوچھی گئی راہ ثواب ‖ جبہ ڈالے اہل امت نے حجاب

رو و سر در جامہا پیچیدہاند ‖ لاجرم با دیدہ و نا دیدہ اند

ترجمہ: روئے و سر ڈہانکا انہون نے سر بسر ‖ ہو کے بینا بنگئے سب کور و کر

شرح۔ یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تائید مضمون یعنی حضرت نوح سے جب انکی قوم نے پوچھا کہ ثواب

کہان سے آتا ہے اور کس شئے سے حاصل ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی جانب سے آتا ہے اور توحید ورسالت پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے یہ سنتے ہی انہون نے اپنے کپڑون کو اپنا پردہ بنا لیا یعنے دل کی آنکھون پر جہل اور غفلت کا پردہ ڈال لیا اور آنکھون والے ہوکر اندھے بنگئے۔ اے مخاطب یہی حال تیرا ہے کہ پردہ غفلت نے تجھے اندھا بنا رکھا ہے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے جعلوا اصابعهم فی آذانهم واستغشوا ثیابهم یعنے حضرت نوح فرماتے ہین کہ جب مینے اپنی امت کو توحید کی طرف بلایا تو انہون نے اپنے کانون مین انگلیان کرلین اور اپنے کپڑون کو پردہ بنا لیا پردہ سے مراد وہی غفلت ہے جو دل کا پردہ بنی ہوئی ہے

آدمی دیدست باقی پوست است	دیدآنست آنکه دید دوست است
ترجمہ آدمی ہے دید باقی پوست ہے	دید وہ ہے جو کہ دید دوست ہے

شرح۔ یعنے انسان کامل وہی ہے جو چشم حقیقت بین رکھتا ہو اور صاحب دید حق ہو اسکے سوا سب بیمغز ہین

چونکہ دید دوست نبود کور بہ	دوست کو باقی نباشد دور بہ
ترجمہ یہ نہو تو آنکھ خود بے نور ہو	دوست جو فانی ہو یارب دور ہو

شرح یعنے جس آنکھ کو دید حق مدنظر نہو خدا کرے پہوٹ جائے اور عاشقون سے فانی چیزونکی دوستی چھوٹ جائے

چون رسول روم این الفاظ تر	در سماع آورد شد مشتاق تر
ترجمہ سنکے ان الفاظ کو پیغامبر	ہوگیا مشتاق دیدار عمر

شرح۔ الفاظ تر۔ خوشگوار باتین جو رسول قیصر نے حضرت عمر کی تعریف مین سنی تہین دوسرے مصرع مین ترجمے انکا

دیدرا برجستن عمر گماشت	رخت را و اسپ را ضائع گذاشت
ترجمہ سوسو جویان و حیران سربسر	اسپ اور اسباب اپنا چھوڑکر
ہر طرف اندر پئے آن مرد کار	میشدے پرسان او دیوانہ وار
ترجمہ ہر طرف بہر تلاش مرد کار	پھر رہا تھا نامہ بر دیوانہ وار

شرح۔ مثنوی مین اکثر جگہ ضرورت شعر کے لیے عمر کو عمرؔ لکھا گیا ہے اور مرد کار سے مراد یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین

کاینچنین مردے بود اندر جہان	وز جہان مانند جان باشد نہان
ترجمہ یعنے ایسا مرد ہو زیب جہان	اور جہان سے صورت جان ہو نہان

شرح۔ یعنی پیغامبر حضرت عمر کا حال سنکر دل ہی دل مین یہ کہہ رہا تہا کہ ایسا شخص زمانہ کی نظر سے یون چہپا رہے

یافتن رسول قیصر روم عمر را رضی اللہ تعالے عنہ خفتہ در زیر خرمابن

ترجمہ پہنچا مبر قیصر روم کا عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو کہجور کے درخت کے نیچے سوتے ہوئے پانا

جستا ورا تاش چون بندہ شود ۔۔۔ لاجرم جوینده یابنده شود

ترجمہ: نامہ بر کو بندگی کا قصد تہا ۔۔۔ آخرش جو بندہ یابندہ ہوا

شرح۔ لفظ تاش مین ضمیر شین بندہ کا مضاف الیہ ہے اور دوسرا مصرع (من جدّ وجد) جسنے ڈہونڈا اُسنے پایا کا خلاصہ

دید اعرابی زنے را او دخیل ۔۔۔ گفت عمر نک بزیر آن نخیل

ترجمہ: ایک عورت نے کہا سن اے دخیل ۔۔۔ ہین عمر آرام مین زیر نخیل

شرح۔ دخیل کسی قوم مین داخل ہونے والا یا بمعنے نو وارد یا وُہ شخص جسکے دلمین خوف نے دخل کرلیا ہو۔

زیر خرمابن ز خلقان او جدا ۔۔۔ زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا

ترجمہ: ہین کہجورون کے تلے سب سے جدا ۔۔۔ سایہ مین سوتا ہے اک ظلّ خدا

شرح یعنے قیصر روم کے پیغامبر سے ایک اعرابی کی عورت نے یہ کہا کہ جس عمر کو تو ڈہونڈہتا پہرتا ہے وہ ان کہجورون کے درختون مین پڑے سو رہے ہین۔ چونکہ حضرت عمر رحمت الٰہی اور خلیفہ برحق تہے اسلیئے انکو ظل اللہ کہا گیا

آمد آنجا و از دور ایستاد ۔۔۔ مر عمر را دید و در لرزہ فتاد

ترجمہ: جب وُہ پہنچا دور سے یہ نقشہ تہا ۔۔۔ خوف سے سب تن بدن مین لرزہ تہا

ہیبتے ز آن خفتہ آمد بر رسول ۔۔۔ حالت خوش کرد بر جانش نزول

ترجمہ: سونیوالے کی تہی ہیبت درمیان ہین ۔۔۔ اور پہر اُسکی محبت جان مین

شرح حالت خوش سے حضرت عمر کی محبت مراد ہے یعنی قاصد کے دل مین آپکی ہیبت بہی تہی اور محبت بہی

مہر و ہیبت ہست ضدّ یکدگر ۔۔۔ این دو ضد را دید جمع اندر جگر

ترجمہ: ہیبت و اُلفت ہے ضدّ یکدگر ۔۔۔ دونو ضدّین جمع تہین اُسمین مگر

شرح۔ اندر جگر بمعنے اندر باطن و اندر دیدہ دل یعنی مہر و خوف باوجودیکہ ضدّین ہین مگر قاصد مین ایک جگہ جمع تہین

گفت با خود من شہان را دیدہ ام ۔۔۔ پیش سلطانان خوش و بگزیدہ ام

ترجمہ: دل سے بولا میَنے تو دیکہین ہین شاہ ۔۔۔ اور انکا رہچکا ہون ہمسر براہ

از شہانم ہیبت و ترسے نبود ۔۔۔ ہیبت این مرد ہوشم در ربود

ترجمہ: ہیبت شاہان نہ کرتی تہی اثر ۔۔۔ ہوش پرّان کر رہا ہے اسکا ڈر

شرح خوش و بگزیدہ بمعنے نیکوکار و مختار یعنے قاصد اپنے دل مین یہ کہہ رہا تہا کہ مین سفیر بنکر بڑے بڑے بادشاہون کے دربار مین جاچکا ہون لیکن کسی کی ہیبت نے میرے دل پر اتنا اثر نہین کیا۔ جتنا اس شخص کی ہیبت نے کہ دور ہی سے دیکہہ دیکہہ کر میرے ہوش اُڑے جاتے ہین خدا جانے یہ کس قسم کی ہیبت ہے۔

	رفتم اندر بیشۂ شیر و پلنگ	روئے من ز ایشان نگردانید رنگ
ترجمہ	مین گیا ہون جانبِ شیر و پلنگ	اور رہا قایم مرے چہرہ کا رنگ
	بس شدستم در مصاف و کارزار	ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
ترجمہ	ہو چکا ہون مین لشتہ یکبہ کارزار	زار ہوجاتے ہین جب مردان کار

شرح لفظ ہمچو شیر پہلے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنی مین شیر بنکر ایسے موقعو نپر لڑا ہون کہ جہان دوسرونکا حال صعقہ تہا

	بسکہ خوردم بس زدم زخم گران	دل قوی تر بودہ ام از دیگران
ترجمہ	کہائے ہین مارے ہین صد زخم گران	بے ہراس و بیغم و بیخوف جان
	بے سلاح این مرد خفتہ بر زمین	من بہفت اندام لرزان چیست این
ترجمہ	یہ جو سوتا ہے پڑا زیر درخت	اس سے ہفت اندام مین لرزہ ہے سخت

شرح۔ ہفت اندام بدن کے سات حصے سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونو ہاتہ۔ دونو پانو۔ یا آنکہہ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ فرج۔ ہاتہ۔ پانو۔ یا دماغ۔ دل۔ جگر۔ پتہ۔ معدہ۔ کلیجہ۔ پہیپڑا۔ وہ ہفت اندام ظاہر ہین اور یہ باطن خلاصہ یہ کہ قاصد حضرت عمرؓ کو دور ہی سے دیکہہ کر لرز گیا۔ اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ مینے بڑے بڑے معرکے دیکہے اور کہین نہین ڈرا لیکن اس بے ہتہیار اور زمین پر سونے والے (حضرت عمرؓ) کا رعب مجہپر غالب کیون ہوگیا ہے

	ہیبت حق ست این از خلق نیست	ہیبتِ این مرد صاحب دلق نیست
ترجمہ	ہیبت حق ہے نہین یہ رعبِ خلق	یہ نہین ہے رعبِ مردِ اہل دلق

شرح۔ یہ شعر قاصد کا مقولہ ہے اور اُسنے اپنی حیرت کا جو ہیبت عمرؓ کے سبب طاری تہی آپ جواب دیا یعنی یہ ہیبت۔ اِس گدڑی پہننے والے (حضرت عمرؓ) کی نہین ہے بلکہ ہیبت حق ہے کہ مظہر عمرؓ مین ظاہر ہوی ہے اور یہ اِسلیئے کہ یہ شخص متخلق باخلاق اللہ معلوم ہوتا ہے۔

	ہرکہ ترسید از حق و تقوے گزید	ترسد از وے جن و انس و ہرکہ دید
ترجمہ	حق سے ڈرکر جو کرے تقوے کی جنس	اُس سے ڈرتے رہتے ہین سب جن انس

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے اور اِس حدیث کی طرف اشارہ ہے مَن خاف اللّٰہ خافہ کُلُّ شیئٍ وَمَن خاف غیر اللہ خوفہ اللہ عن کل شے۔ یعنی خوف خدا رکہنے والے سے ہر شئے ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے خدا اُسے ہر چیز سے ڈرادیتا ہے۔ نکتہ تقوے یعنے پرہیزگاری کے کئی مرتبے ہین اوّل شرک خفی و جلی سے بچنا دوم حرام اور شبہ کی چیزون سے الگ رہنا سوم جمیع ماسوا اللہ سے پرہیز کرنا۔ لیکن شرک جلی و خفی باعتبار مراتب الگ الگ ہے کفر کرنا عوام کے حق مین شرکِ جلی ہے اور زبان سے اقرار توحید کرکے دل کو غیر اللہ مین مشغول رکہنا شرک خفی

مگر عوام کا شرکِ خفی خواص کے حق مین شرک جلی ہے نیز دنیا اور اُسکے اسباب کی طرف متوجہ ہونا خواص کے حق مین شرک خفی ہے۔ اور یہی مرتبہ خواص الخواص کے حق مین شرکِ جلی ہے۔ اور حصولِ ثواب یا دفعیہ عذاب کے لیے طاعتونکا وسیلہ ڈھونڈھنا خواص الخواص کے نزدیک شرکِ خفی ہے۔ غرضکہ تینون مرتبون مین ایک کا شرکِ خفی دوسرے کے حق مین شرک جلی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ نزدیکانرا بیش بود حیرانی۔

	اندرین فکرت بحرمت دست بست	بعد یکساعت عمرؓ از خواب جست
ترجمہ	دست بستہ رہگیا بیٹھا مست	بعد چندے خواب سے اُٹھے عمرؓ

	بیدار شدن امیرؓ از خواب وسلام کردن رسول روم مراورا
ترجمہ	امیر المومنین حضرت عمرؓ کا خواب سے بیدار ہونا اور قاصد روم کا اُنکو سلام کرنا

	کرد خدمت مر عمر را او سلام	گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام
ترجمہ	باادب اُسنے کیا جھک کر سلام	کیونکہ ہے اول سلام اور پھر کلام

شرح۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے السلام ثم الکلام۔ یعنی جس سے ملو سلام کے بعد کلام کیا کرو۔

	پس علیکش گفت و اوراپیش خواند	ایمنش کرد و بنزدِ خود نشاند
ترجمہ	دیکے پاسخ اور سر بکے ہے ہراس	اُسکو حضرت نے بٹھایا اپنے پاس

شرح۔ یعنی حضرت عمرؓ نے سلام کے جواب مین وعلیکم السلام کہا اور اُسکو تسلی دیکر اپنے پاس بٹھایا

	ہرکہ ترسد مر ورا ایمن کنند	مرد دل ترسندہ را ساکن کنند
ترجمہ	ڈرنیوالے ہی کو ایمن کرتے ہین	مردِ دل ترسان کو ساکن کرتے ہین

شرح۔ یعنی حضرت عمرؓ نے اُس قاصد کو اسلیئے تسلی دی کہ خوفناک لوگ ہی تسلی دینے کے قابل ہوتے ہین۔

	لاتخافوا ہست نُزلِ خائفان	ہست درخور از برائے خائفان
ترجمہ	لاتخافو ہے برائے خائفان	لائق خائف ہے یہ اے مہربان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُس خوف زدہ قاصد کو اسلیئے تسلی دی کہ ڈرنے والون کو خدا ہی تسلی دیکر یہ فرماتا ہے انّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الی آخر الآیہ یعنے جو لوگ خدائے واحد کو اپنا رب جانکر اُسپر قایم رہتے ہین یعنے خدا کے خوف سے شرک نہین کرتے اُنپر موت کے وقت یا قبر مین فرشتے اُترتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم عذاب آخرت سے نہ ڈرو اور دنیوی مال و اولاد کا غم نہ کہاؤ اور بشارتِ بہشت سے خوش ہو جاؤ

	آنکہ خوفش نیست چون گوئی مترس	درس چہ دہی نیست او محتاج درس
ترجمہ	جو کہ ہے بیخوف کیون ہو اُسکو ترس	تو نہ سمجھا وہ نہین محتاج درس

شرح۔ یعنے جو شخص خوف خدا کے سبب بشارت لاتخافوا ولاتحزنوا سے بیخوف ہو گیا ہے۔ اُسکو یہ کہنا کہ تو کچھ خوف نکر غیر ضروری بات ہے ایسا شخص محتاج تعلیم نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالے خود اُسے بیخوفی کی بشارت دیچکا ہے

	خاطر ویرانش را آباد کرد	آن دل از جا رفته را دل شاد کرد
ترجمہ	اُسکا دل حضرت نے ہاتھ مین لیا	دی تسلی اور شادان کردیا

شرح۔ یہان سے پہر قصہ شروع ہو گیا ہے جسکا بقیہ آیندہ شعرون مین ہے اور تسلی دینا حضرت عمرؓ کی مہمان نوازی کا نتیجہ ہے

سخن گفتن عمر با رسول قیصر روم و سوال رسول قیصر روم با عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ حضرت عمرؓ کی رسول قیصر روم سے باتین کرنی اور رسول قیصر کا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

	بعد از ان گفتش سخنہائے دقیق	وز صفات پاک حق نعم الرفیق
ترجمہ	کین عمر نے اُس سے پہر باتین دقیق	جنمین تہا وصف حق نعم الرفیق

شرح۔ حق نعم الرفیق اللہ تعالے ہے جو تمام مخلوق کا سب سے اچھا دوست ہے اور وہ خود فرماتا ہے وھو معکم اینما کنتم یعنے تم کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ دوسری آیت یہ ہے ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔

	در نوازشہائے حق ابدال را	تا بداند او مقام و حال را
ترجمہ	اور حالت کچھ کہی ابدال کی	تا کہے صورت مقام و حال کی

شرح۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد روم کے روبرو اوّل صفات الٰہی کا ذکر کیا کہ وہ قادر و قیوم سمیع و بصیر رحمٰن و رحیم لاشریک لہ اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے اور پہر اُن نوازشوں کا ذکر فرمایا جو حق کی جانب سے ابدال کے حال پر مبذول ہین نکتہ ابدال کی شرح پہلے گذر چکی ہے یہ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے اور انہین سے ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جب کسی دوسرے مقام پر سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے بدن کو اپنی خاص صورت مین پہلی ہی جگہ چھوڑ جاتے ہین اور اپنی روح کو دوسرے قالب مین بلکہ دوسری جگہ ارشاد و ہدایت مین مصروف رہتے ہین۔ تا کسی کو حالت سفر معلوم نہو چنانچہ لفظ بدل اسی طرف اشارہ کرتا ہے فائدہ ایں شعر مین حال و مقام کا ذکر ہے جسکی مختصر شرح یہ ہے کہ اصطلاحات صوفیہ مین حال ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو ریاضت و عمل اور ذوق و شوق کے سبب دل پر وارد ہوتی ہے اور اس سے صاحب حال مین کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے مگر چونکہ یہ کیفیت ابتدائے سلوک مین عارضی ہوتی ہے اسلیے تہوڑی دیر مین زائل ہو جاتی ہے اور اگر دائمی ہو جائے تو اسی کا نام مقام ہے نیز مقام مرتبۂ تمکین کو بھی کہتے ہین اور تمکین زوال بشریت اور مرتبۂ فنا سے عبارت ہے بعض صوفیہ کا قول ہے کہ مقام استیفائے امور شرعیہ بر وجہ کمال کو کہتے ہین مثلاً کوئی شخص نماز اُسی طرح ادا کرے جسطرح ادا کرنی چاہیئے تو وہ صاحب مقام ہے کیونکہ

صاحب مقام پوری طرح امور شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہے بخلاف صاحبِ حال کہ وہ مغلوب الحال ہو کر کبھی حد شرعی سے باہر بھی نکل جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حال عارضی کیفیت ہے اور مقام دائمی اور صاحبِ مقام کا مرتبہ صاحبِ حال سے بلند ہے اسی مطلب کو مولانا قدس سرہ آیندہ تشبیہ مین بیان فرماتے ہین

حال چون جلوه است ز ان زیبا عروس ۔ وین مقام آن خلوت آمد با عروس

ترجمہ: حال ہے اک جلوۂ زیبا عروس ۔ اور مقام خاص خلوت با عروس

شرح یعنی حال کی ایسی مثال ہے جیسا کسی خوبصورت دولہن کا جلوہ کہ تہوڑی دیر مین زائل ہوجاتا ہے اور مقام کی ایسی مثال ہے جیسے اُس دولہن کے ساتہ اُسکے شوہر کی خلوت کہ ہمیشہ اور ہر وقت میسر ہے اِسیطرح جلوۂ شاہد وحدت ہے کہ سالکین پر اُسکی صفات تہوڑی دیر کے لیے جلوہ نما ہوکر محو ہوجاتی ہین اور کاملین کو ہر وقت اُسکا وصال میسر ہے سالکین صاحبِ حال ہین اور کاملین صاحبِ مقام۔

جلوه بیند شاه و غیر شاه نیز ۔ وقت خلوت نیست جز شاهِ عزیز

ترجمہ: جلوہ بہرِ شاہ و بہرِ غیر ہے ۔ ہے میسر شاہ کو خلوت سی شے

شرح۔ یعنے جسطرح دلہن کا جلوہ اور اُسکی صورت تو غیر بہی دیکہہ سکتے ہین مگر خلوت خاص دولہ کا حصہ ہے اسی طرح شاہدِ حقیقی کا جلوہ سالک کو بہی گاہے گاہے نظر آجاتا ہے لیکن وصال حقیقی اور خلوت بجز کاملین کے دوسرون کو نصیب نہین ہوتی۔

جلوه کرده عام و خاصان را عروس ۔ خلوت اندر شاه باشد با عروس

ترجمہ: جلوہ فرما عام مین ہے گو دلہن ۔ خاص خلوت ہے پئے شاہِ زمن

شرح۔ اسی مضمون کی توضیح ہے اور شاہ سے عارف کامل اور صاحبِ مقام اور واصل الی اللہ مراد ہے

هست بسیار اهل حال از صوفیان ۔ نادر است اهل مقام اندر میان

ترجمہ: ہین بہت صوفی جہان مین اہلِ حال ۔ کم ہین پر اہلِ مقام اے خوشخصال

شرح چونکہ اہلِ مقام کا مرتبہ اہلِ حال سے بلند ہے اور اُس مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہے اِسلیئے اکثر صوفی مرتبۂ حال تک پہنچکر رہجاتے ہین جس پر سخت افسوس ہے صوفیون کو صاحب مقام بننے کی کوشش کرنی چاہیئے

از منازلہائے جانش یاد داد ۔ وز سفرہائے روانش یاد داد

ترجمہ: پہر کہا حال منازلہائے جان ۔ اور احوال سفرہائے روان

شرح۔ روان بمعنے روح ہے اور مولانا نے پہر قصہ کی طرف رجوع کیا ہے نیز اِس شعر کے دو معنے ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ قاصدِ روم کو حضرت عمرؓ نے جانون کے مرتبے اور روحون کے سفر کرنے کے حالات بتائے

یعنے یہ بیان کیا کہ روحون کے مرتبے مختلف ہین بعض روحین (جو نیک بندون کی ہین) علیین کا سفر کرتے ہین اور بعضی روحین عالم سفلی اور سجین کی طرف جاتی ہین **دوم** یہ کہ قاصد کو آپ نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ روحین عالم الٰہی سے عالم دنیا کی طرف کسلیے آتی ہین اور پہر کیون واپس چلی جاتی ہین انکے آنے جانے مین کیا بہید ہے **نکتہ** روحون کے آنے جانے مین یہ بہید ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی یاد بہت پسند ہے روح اُسکے ذکر کے لیئے بدن مین آتی ہے اور انسان جب اُس سے غافل ہوجاتا ہے تو نکل جاتی ہے اور ذکر الٰہی کرنے والون کی موت کا نام موت نہین ہے بلکہ وصال ہے غافلونکی موت غفلت کا اور کاملونکی محبت کا نتیجہ ہے جان کے عالم بالا سے زمین کے آنیکا سبب جو حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا ہے عنقریب لکھا جائیگا۔

	وز زمانے کز زمان خالی بدست	وز مقامِ قدس کا جلالی شدست
ترجمہ	اور ذکر وقت بے قیدِ زمان	اور مقامِ قدس اجلالی نشان

شرح یعنے حضرتِ عمرؓ نے قاصدِ روم سے اُسوقت کا بہی ذکر کیا جبکہ زمانہ خود وقت سے خالی تہا۔ اس زمانہ کو زمانۂ ازل سمجہنا چاہیئے۔ زمانہ گردش فلک کے دورون سے مرکب ہوتا ہے اور چونکہ عالم ازل وقت اور زمانے سے پاک ہے اسیلئے اُسے کز زمان خالی بدست کہا گیا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حضرت نے اُسے مقامِ قدس الٰہی کے معنے سمجہائے جو مقامِ جلالی ہے خلاصہ یہ کہ قاصد کو اسرار عالم ازل اور مقامِ قدس اور مرتبۂ احدیت کی تعلیم دی **نکتہ** مرتبۂ احدیت اور عالم ازل کے لیئے لفظ زمان کا استعمال سمجہانے کے لیئے بطورِ مجاز ہے ورنہ یہ مراتب مکان و زمان دونو سے پاک ہین۔

	وز ہوائے کاندر و سیمرغ روح	پیش ازین دیدست پرواز فتوح
ترجمہ	اُس ہوا کا ذکر جسمین مُرغ روح	کر رہا تہا پہلے پروازِ فتوح

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے اُس عالم ارواح کا ذکر کیا جسمین سیمرغ روح اس عالم عنصری اور عالم اجسام مین آنے سے پہلے پرواز کر رہا تہا۔ ہوا سے مراد عالم ارواح ہے جسکو عالم قربِ الٰہی سمجہنا چاہیئے پرواز فتوح اگر بالاضافت ہے تو فتوح بفتح الف بمعنے شادی ہے اور اگر مع واوِ عطف ہے تو فتوح بضمتین فتح کی جمع ہے بمعنے کشایشہا اور مطلب دونو حالتون مین ایک ہے۔

	ہر یکے پرواز از آفاق بیش	وز اُمید و نہمتِ مشتاق بیش
ترجمہ	بڑہکے ہر پرواز تہی آفاق سے	اور اُمید و ہمتِ مشتاق سے

شرح نہمت ہمت بستن و قصد کردن یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے یہ فرمایا کہ عالم ارواح مین مُرغِ روح کی پرواز اس عالم کے محسوسہ اور محدودہ کنارون سے بہت آگے بڑہی ہوئی تہی۔ اور اُن مشتاقون کی

ہمت و اُمید سے بہت آگے تہی جو دنیا مین رہکر اپنی روح کو عالم بالا پر اُڑانا چاہتے ہین کیونکہ عالم ارواح معقول اور غیر محدود ہے اور عالم اجسام محسوس بہی ہے محدود بہی۔ اسلئے مرغ روح عالم غیر محدود مین جسقدر پرواز کر رہا تہا عالم محدود مین اُسقدر ہرگز نہین اڑ سکتا۔ یہ نہایت باریک نکتے ہین غور سے سمجھنے چاہئین۔

چون عمر اغیار رُو را یار یافت ۔۔ جان او را طالبِ اسرار یافت

ترجمہ: جب عمرؓ نے اُسکو پایا راز دار ۔۔ اور جان سے طالب اسرار یار

شرح۔ اغیار رو بمعنے اجنبی ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے اِس اجنبی قاصد کو معنوی دوست پاکر واقفِ اسرار کردیا

شیخ کامل بود و طالب مشتہی ۔۔ مرد چابک بود و مرکب درگہی

ترجمہ: شیخ تہا کامل تو طالب مشتہی ۔۔ مرد تہا چالاک مرکب درگہی

شرح۔ مشتہی بمعنے خواہش کنندہ و آرزومند اور مرکب درگہی وُہ گہوڑا جو درگاہ بادشاہی کے قابل ہو۔ شیخ اور مرد چابک سے حضرت عمرؓ اور طالب اور مرکب درگہی سے سول قیصر روم مراد ہے۔

دید آن مرشد کہ آن ارشاد داشت ۔۔ تخم پاک اندر زمین پاک کاشت

ترجمہ: جانکر طالب کو قابل شیخ نے ۔۔ تخم پاک اُسکی زمین مین بو دیئے

شرح۔ پہلے دو نو شعر جملہ شرطیہ ہین۔ اور اس شعر کا آخر مصرع اُس شرط کی جزا ہے اور لفظ ارشاد بحذف مضاف یعنی استعداد ارشاد۔ یعنی جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ قاصد روم قبولِ ارشاد کا مادہ رکہتا ہے تو اُسکی زمین پاک مین تخم پاک بو دیا یعنی علوم و اسرار الٰہی اُسکے سینہ مین اُتار دیئے

سوال رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ترجمہ: پیغامبر قیصر روم کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

مرد گفتش کای امیر المومنین ۔۔ جان ز بالا چون در آمد در زمین

ترجمہ: پہر وُہ بولا اے امیر المومنین ۔۔ کسلیئے آتی ہے جان سوے زمین

مرغ بے اندازہ چون شد در قفص ۔۔ گفت حق بر جان فسون خواند و قصص

ترجمہ: کیون ہے یہ طائر گرفتارِ قفس ۔۔ وہ یہ بولے ہے یہ حکم خاص بس

شرح۔ مرغ بے اندازہ بمعنے مرغ بے قید۔ یعنے پیغامبر روم حضرت عمرؓ سے پوچہتا ہے کہ روح علوی اور نورانی چیز ہوکر قفس جسم مین جو سراسر تیرہ اور ظلمانی ہے کیونکر سما گئی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سب کچہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور کلمۂ کن کے اثر سے ہوا یہ کلمہ ہر معدوم شے کو قید وجود مین لے آتا ہے پہر جس حالت مین کہ روح پہلے ہی سے موجود تہی کلمۂ کن کے اثر سے قید جسم مین کیونکر موجود نہ ہو جاتی۔ اور بعض کا

قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روح کو اپنے احسانات یاد دلائے اور ایک فرشتہ کو قالب انسانی کی طرف بھیجا جسنے جسم مین قصص معنوی کے ساتھ ترنم کیا اور روح اشتیاق ترنم معنوی کے سبب جسم مین داخل ہوگئی۔ اس شعر مین فسون سے کلمۂ کن اور قصص سے بھی قصص معنوی مراد ہین جنکے ساتھ فرشتہ نے جسم مین ترنم کیا تھا

	بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش	چون فسون خواند ہمین آید بجوش
ترجمہ	حکم جب دیتا ہے وہ معدوم کو	ہست ہوجاتا ہے اے فرخندہ خو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب معدوم چیزون کو کلمۂ کن سے موجود کر دیتا ہے تو روح کا جو پہلے ہی سے موجود تھی قید جسم مین موجود کرنا اُسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہین اُسنے کلمۂ کن کہا اور سب کچھ ہوگیا

	از فسون او عدمہا زود زود	خوش معلق میزند سوے وجود
ترجمہ	اہر کر دیتا ہے جب رب ودود	آ پہنچتا ہے عدم سوے وجود

شرح معلق زدن۔ واژگون گشتہ باز بسرعت راست شدن و غلطیدن یا غلطک زدن ہندی مین کلا بازی کرنا لوٹن کبوتر کی طرح زیر و زبر ہونا یہان مطلق سرعت مراد ہے یعنی جب اللہ تعالےٰ معدوم کو موجود کرنا چاہتا ہے تو کلمۂ کن کے اثر سے موجود ہونے والی چیز کلابازیان کہاتی ہوی بہت جلد عالم وجود کی طرف آجاتی ہے۔

	باز بر موجود افسونے چو خواند	زود او را در عدم دہ اسپہ راند
ترجمہ	کان مین موجود کے جب کچھ کہا	بے تامل وہ عدم مین جا رہا

شرح دہ اسپہ راندن کسی گاڑی کو دس گھوڑے لگا کر ہانکنا بہت جلدی چلانا یعنے خدا جب چاہتا ہے اُسی موجود کو کلمۂ کن کے اثر سے بہت جلد مُلک عدم مین پہنچا دیتا ہے

	گفت با جسم آیتے تا جان شد او	گفت با خورشید تا رخشان شد او
ترجمہ	جسم سے کچھ کہا یا جان ہوگیا	مہر حکم رب سے رخشان ہوگیا

شرح۔ جسم کا جان ہونا۔ یا تو اُسکا زندہ ہونا ہے یا جسم سے مراد اجسام انبیا علیہم السلام ہین جو اللہ تعالےٰ کی سکہائی ہوی ایک آیت (اسم اعظم یا نکتۂ معرفت) کی برکت سے سر بسر روح بنکر آسمان حقیقی یا معنوی کی طرف عروج کر گئے ہین مثلاً حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسےٰؑ کا عروج آسمان حقیقی تک ہے اور حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عروج عرش معنوی تک اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خورشید پر اپنے اسم یعنے نور کے ساتھ تجلی کی ہے اسلیئے وہ منور ہوگیا۔

	باز در گوشش دمد نکتہ مخوف	در رخ خورشید افتد صد کسوف
ترجمہ	اور پہر اک بات سے کر کے مخوف	چہرۂ خورشید مین ڈالے کسوف

شرح مخوف ۔ بمعنے خوفناک اور نکتہ مخوف کہنے سے آفتاب کو اظہار قدرت کے لیے مظہر اسمار جلالی بنانا مراد جنکے انوار کے مقابل آفتاب کا نور بالکل ضایع ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ خدا جب چاہتا ہے آفتاب یا قاوب انسانی یا دیگر اشیاء کو مظہر انوار بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انکا نور چھین لیتا ہے

	گفت در گوش گل و خندانش کرد	گفت با لعل خوش و تابانش کرد
ترجمہ	گل سے کچہ فرماکے خندان کردیا	لعل سے کچہ کہکے تابان کردیا

شرح ۔ یعنے گل کا خندہ اور لعل کی چمک اُسی کے حکم سے ہے اور بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے گفت با سنگ و عقیق کانش کرد ۔ یعنے پتھر اُسکے حکم سے کان مین رہکر عقیق بنگیا ۔

	تا بگوش خاک حق چہ خواندہ است	کو مراقب گشت و خامش ماندہ است
ترجمہ	کہدیا ہے خاک سے کیا اُسنے سر	سر بسر خاموش ہے اور منتظر

شرح ۔ یعنے اللہ تعالے کو زمین کا استقرار اور ساکن کرنا منظور تہا اسلیئے اُسپر اپنے اسم صبور کے ساتہ تجلی کی یہی سبب ہے کہ زمین ساکن اور امر الٰہی کی منتظر ہے اور اُسکے ارادہ کو سمجہ رہی ہے ۔

	تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند	کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند
ترجمہ	اُسنے گوش ابر مین یہ کیا کہا	مشک کے مانند جو گریان رہا

شرح ۔ گویا سے مراد اللہ تعالے ہے جو بلا آلات جسمانی اور بلا حرف و آواز کلام کرتا ہے بعض نسخون مین گویا کی جگہ گوئی دیکہا گیا ہے اسصورت مین ضمیر آن اللہ تعالے کی طرف راجع ہے اور گوئی بطریق تعجب مخاطب سے سوال کیا گیا ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے ابر پر اپنے اسم رحیم کے ساتہ تجلی فرمائی اور وہ زمین پر برسنے لگا ۔

	در تردد ہر کہ او آشفتہ است	حق بگوش او معمے گفتہ است
ترجمہ	جو تردد سے رہے آشفتہ حال	اُس سے کہتا ہے معمے ذو الجلال
	تا کند محبوس اندر دو گمان	آن کنم کو گفت یا خود ضد آن
ترجمہ	دو گمانون مین اُسے کرتا ہے بند	دیکہین اُسکو یا کرے اِسکو پسند

شرح ۔ یعنی جس شخص کو ایک کام مین تردد ہو جاتا ہے کہ کردن یا نہ کردن تو گویا اللہ تعالے اُسکے گوش دلمین اُس فعل کے نفع و نقصان کو راز کے طور پر کہدیتا ہے جس سے وُہ مقصود اصلی کو نہین سمجہ سکتا ۔ اور حیران رہجاتا ہے کیونکہ راز سمجہنا ہر ایک کا کام نہین اور اِس راز کے کان مین کہنے سے یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ متردد شخص دو طرح کے گمانون مین مقید ہوجائے اور دلمین یہ سوچے کہ آیا مین وہی کام کرون جنکا حکم اللہ تعالے نے دیا ہے مثلاً سعی اور تقوی اور مجاہدہ اور ریاضت یا اُسکے خلاف کرون کیونکہ آدمی کو جہان اُسکے قہار و جبار ہونیکا

خیال آتا ہے وہان ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (خدا سارے گناہ بخشدیگا) کے معنے بھی وہ خوب سمجھتا ہے۔ اور نفس و شیطان کے بہکانے سے مخالفت امور شرعیہ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہدایت اور ضلالت کا الہام اُسی کی طرف سے ہے جو شخص مظہر قہر ہے وُہ گمراہ ہے اور جو مظہر رحم ہے وُہ ہدایت یافتہ ہے یضل اللہ من یشاء و یہدی من یشاء (خدا جسکو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے)

ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف ۔ زان دو یک را برگزیند زان کنف

ترجمہ: پاتی ہے ترجیح حق سے اک طرف ۔ ایک کو لیتا ہے یزدانی شرف

شرح۔ کنف بمعنے جانب یعنی تردد کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت و ضلالت کی دونو طرفون مین سے ایک طرف ترجیح حاصل کرلیتی ہے اور متردد آدمی دونون مین سے ایک کو قبول کرلیتا ہے پس اگر اعمال شرعیہ نے ترجیح پائی تو متردد سعید اور مومن ہوگیا ورنہ شقی و کافر رہا مثلاً ایک شخص کو کفر و اسلام کی پابندی مین تردد ہوا۔ اسوقت خدا کی طرف سے بعد تردد ایک جانب کو ضرور ترجیح حاصل ہو جائیگی۔ اگر وُہ شخص سعید ازلی ہے تو ضرور اسلام کو قبول کرلیگا اور اگر شقی ہے تو جانب کفر کو ترجیح دیگا

گر نخواہی در تردد ہوش جان ۔ کم فشار این پنبہ اندر گوش جان

ترجمہ: بے تردد چاہیئے گر ہوش جان ۔ گر نہ اسکو پنبہ بھر گوش جان

شرح۔ یعنے اگر تجکو یہ منظور ہے کہ تیری روح متردد نہ رہے یا ترددات سے نجات پاجائے تو گمانون اور وسوسون کی روئی کو روح کے کانون مین نہ ڈال۔ یعنی وسوسون مین گرفتار ہو کر خدا سے غافل نہ رہ۔

پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش ۔ تا بگوشت آید از گردون خروش

ترجمہ: پنبۂ وسواس کانون سے نکال ۔ تا سُنائی دے سجھے غیبی مقال

شرح۔ یہ یاد رہے کہ وسوسہ نتیجہ حب دنیا ہے جو لوگ محبت دنیا مین گرفتار ہین وُہ گویا شیطانی وسوسون کے شکار ہین الغرض جب تک وسوسون کی روئی نہ نکلے گی تیرے باطنی کانون کو کچھ نہ سُنائی دیگا۔ اس روئی کو گوش جان سے نکال تاکہ علی الاعلان غیب کی آوازین کانون مین آئین اور اسرار الٰہی آشکارا طور پر معلوم ہون۔

تا کنی فہم آن معماہاش را ۔ تا کنی ادراک رمز فاش را

ترجمہ: تا سمجھ لے تو معماہائے حق ۔ اور روشن تجھپہ ہون چودہ طبق

شرح۔ رمز بمعنے بھید اور معمے وہ کلام جسکے معنے ظاہر نہون۔ یعنی جب تو وسوسون کو چھوڑ دیگا تو اسرار الٰہی کے معنے سمجھنے لگے گا اور اُن بھیدون کا مطلب واقعی طور پر معلوم کرلیگا۔ جو خدا کی طرف سے تیرے قلب پر ظاہر کیے جاتے ہین۔ وسوسہ اندیشۂ بد اور اُن کارہائے ناصواب کو کہتے ہین جو دل مین ڈالے جاتے ہین

پس محلّ وحی گردد گوش جان	وحی چه بود گفتۂ حسّ نہان
تا محل وحی ہو پہر گوش جان	وحی کیا ہے؟ گفتۂ حسِ نہان

شرح یعنے جب تو وسوسون اور ترددات سے نجات پا جائیگا اور تجکو فہم وادراک نصیب ہوگا۔ تو تیری روح کے کان محل وحی اسرار الٰہیہ بنجائینگے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ وحی کس چیز کو کہتے ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ وحی حس باطن کے معقولونکا نام ہے دوسرے مصرع مین وحی چه بود سوال ہے اور گفتۂ حسّ نہان اسکا جواب بعض نسخون مین گفتن از حسِ نہان ہے۔ یعنی حس نہان کی مدد سے کچھ کہنا یا اللہ تعالے کا حس نہان سے ہمکلام ہونا یعنی دل مین اسرار کا ڈالنا وحی ہے۔ ایسی وحی کا نام الہام بھی ہے اور یہ جمیع مخلوقات مین ایک قدر مشترک ہے انبیا اور اولیا سب اسمین شریک ہین اور وہ وحی جو انبیا کے ساتھ مخصوص ہے یہ ہے کہ حقیقت جبرئیلیہ حس باطن کی تصویر بنکر بطور ظاہر کلام کرتی ہے۔ متکلمین کے نزدیک الہام کو وحی کہنا نا جائز ہے اس شعر مین بطور مجاز کہا گیا ہے

گوش جان و چشم جان جز این حسست	گوش عقل و چشم ظن زان مفلسست
ترجمہ گوش جان و چشم جان ہے اور شے	گوش عقل و چشم ظن سب بے بہرہ ہے

شرح یعنے روح کے گوش و چشم اور ادراکات ظاہری حواس اور ادراک سے جدا ہین اور عقل معاش کے کان الہام ربانی کے سننے اور وسوسے کی آنکھہ اسرار الٰہی کے دیکھنے سے مفلس یعنے بے بہرہ اور بے نصیب ہے۔

لفظ جبرم عشق را بےصبر کرد	وانکه عاشق نیست حبس جبر کرد
ترجمہ عشق میرا جبر سے بے صبر ہے	حبس غیرون کے لیے خود جبر ہے

شرح مولانا پہلے فرما چکے ہین در تردد ہر که او آشفته است۔ اس سے اور اسکے ما بعد اشعار سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ آدمی مجبور اور بے اختیار ہے۔ اللہ تعالے جیسا الہام کرتا ہے ویسے ہی افعال اُس سے صادر ہوتے ہین اور یہ جبریہ کا مذہب ہے اس شعر مین اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے اور جبر کے حقیقی معنے بیان ہوئے ہین یعنی لفظ جبر نے میرے عشق کو بیتاب کر دیا ہے مطلب یہ کہ بندہ کے بے اختیار اور خدا تعالے کے فاعل مختار ہونیکی صفت نے میرے عشق کو تحریک دی ہے کیونکہ جبر کے معنے یہی ہین کہ درحقیقت جمیع اشیاء کا خالق اور ہر حالت مین قادر مطلق اللہ تعالے ہے اور بندہ اُسکے اختیار کے سامنے بالکل مجبور ہے۔ بندہ کا اختیار اُسکے اختیار مین فنا اور اسکی قدرت اُسکی قدرت مین محو ہے اور یہ بات ضرور عشق کو تحریک دیتی ہے کیونکہ عشق اُسی کا چاہیے جو قادر مطلق اور فاعلِ مختار اور اپنی تمام صفتون مین یگانہ ہے یا اس شعر کے یہ معنے ہین کہ میری اُس مجبوری نے جو ازل مین تہی (جبکہ ظاہری ہاتھہ پانو اور عقل موجود نہ تہی اور جبکہ مین مظہر عشق الٰہی بنا ہوا تہا) دنیا مین اگر مجکو پہلے سے زیادہ اُسکا عاشق بنا دیا۔ کیونکہ جب مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ازل مین میرا عاشق تہا تو مجکو بھی اُسکے

اُسکے عشق نے بیصبر کردیا اور یہ اسلیے کہ طرفین کا عشق موجب وصالِ حقیقی ہوجاے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عاشق آلہی نہ ہو اور جبر کا قائل ہو یعنے اپنے آپ کو مسلوب القدرت سمجھے اُسکا جبر اُسکے حق مین محبس (قیدخانہ) ہے جو اُسے نور ایمان کی ترقی سے روک رہا ہے اسصورت مین حبس بمعنے محبوس ہے یعنے اُسنے اپنی ذات کو محبوس جبر کر لیا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسنے جبر کے معنون کو صرف اپنے مسلوب القدرت ہونے مین قید کر لیا ہے حالانکہ جبر کے صحیح معنے وہ نہین جو پہلے بیان ہو چکے ہین۔ عشق کو بیتاب کرنا بمعنے تحریک دینا ہے۔

	این معیت با حق است این جبر نیست		این تجلی مہ است این ابر نیست
ترجمہ	یہ معیت ہے خدا کی کیسا جبر		یہ تجلی چاند کی ہے کیسا ابر

شرح یعنے جبر کے یہ معنے جو ہمنے بیان کیے ہین اُن معنون سے الگ ہین جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین یہ جبر فی الواقع جبر نہین ہے بلکہ یہ معیت حق ہے۔ کیونکہ معیّت (ہمرہی و یکجہتی) کے باطنی معنے عینیت ذات با موجودات کے ہین اور یہ عینیت قدرت اور اختیار عبد کو نابود کر کے قدرت و اختیار حق مین محو اور فنا کر دیتی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ کا اختیار اور قدرت محض اختیار و قدرت حق کے سبب سے ہے ذاتی نہین چونکہ معیت وجود کے فنا کرنے سے حاصل ہوتی ہے اسلیئے عاشق کو لازم ہے کہ اپنے تمام اختیارات اُسی کو سونپ دے جبر کے یہ معنے فی الحقیقت قمر وحدت کی تجلی کا باعث ہین۔ ان معنون کو حجاب غفلت اور گمراہی کا ابر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ گمراہی جبر کے اُن معنون مین ہے جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین کہ بندہ کو نہ تو فاعل مختار جانتے ہین اور نہ یہ سمجھتے ہین کہ اسکا اختیار اللہ تعالےٰ کے اختیار کا پرتو ہے

	ور بود این جبر جبر عامہ نیست		جبر آن امّارۂ خودکامہ نیست
ترجمہ	ہے الگ یہ جبر جبر عام سے		دور ہے امّارۂ خود کام سے

شرح۔ یعنے اگر تو اس جبر کو جسکے معنے پہلے بیان ہو چکے ہین باعتبار لفظ جبر ہی کہیگا تو یہ سمجھ رکھہ کہ یہ جبر باعتبار معنی جبر عوام نہین ہے کہ اپنے آپ کو مسلوب الاختیار جانتے ہین اور اتباع شریعت سے باز رہتے ہین اور نہ یہ نفس امّارۂ خودغرض کا جبر ہے جیسا کہ جبر یونکا ہوتا ہے بلکہ یہ جبر خواص ہے جسکو جبر متوسط بہی کہتے ہین اور اسکا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنی قدرت سے نہین بلکہ بقدرت و اختیار حق اپنے افعال پر قادر ہے

	جبر را ایشان شناسند اے پسر		کہ خدا بکشاد شان در دل بصر
ترجمہ	جانتے ہین جبر کو اہل نظر		حق نے بخشی ہے اُنہین قلبی بصر

شرح یعنے جبر کے معنے عارف ہی جانتے ہین کیونکہ اُنہون نے اپنے اختیار و قدرت کو ذات حق کے اختیار و قدرت مین محو کر دیا ہے وہ اپنی قدرت و اختیار سے قادر و مختار نہین ہین۔ بلکہ بقدرت و اختیار

حق انفعال پر قادر ہین اور اپنی باطنی آنکھون سے اپنے اور خدا کے قدرت و اختیار کے معنے دیکھ رہے ہین

	غیب و آئندہ بر ایشان گشت فاش	ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش
ترجمہ	غیب و آئندہ کا ہے اُنپر ظہور	ذکر ماضی ہیچ ہے اُنکے حضور

شرح - فاش۔ بمعنے ظاہر و آشکارا۔ اور اصطلاح مین اُس چیز کو کہتے ہین جو خدا کی طرف سے دل کو معلوم ہوجائے یعنی عارف مکاشفہ کے سبب آیندہ کے حالات سے آگاہ ہوجاتے ہین اُنکے آگے ماضی کا ذکر لاشے ہے مطلب یہ کہ زمانۂ ماضی و استقبال زمانۂ حال کی طرح اُنکے سامنے حاضر ہے وہ بحکم خدا ازلی اور ابدی اسرار سے آگاہ ہین

	اختیار و جبر ایشان دیگرست	قطرہا اندر صدف ہا گوہرست
ترجمہ	اور شے ہے اُنکا جبر و اختیار	سیپ مین قطرے ہین دُرِّ آبدار

شرح یعنی عارفون کا جبر و اختیار کچھ اور معنے رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو باختیار حق مختار اور پیش قدرت حق مجبور سمجھتے ہین۔ انکے ذہن مین جبر و اختیار کے معنے اسطرح ہین جسطرح صدف مین قطرے موتی بنجاتے ہین **نکتہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ معنی جبر عارفون کے ذہن مین تو قطرۂ صدف کی مانند ہین کہ انجام کار موتی بنجاتے ہین اور جبریون کے ذہن مین اُس قطرہ کے مانند ہین جو سانپ کے مُنہ مین چلا جاتا ہے اور زہر بنجاتا ہے **لطیفہ** حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا نحن کصریر الباب لیس حرکاتنا ولاسکناتنا منا۔ یعنی ہم کواڑ بند ہونے اور کھلنے کی آواز کے مانند ہین ہمارے حرکات و سکنات ہمسے صادر نہین ہوتے فقال ہذا اما عارف وحید او جبری ملحد یعنے سری سقطی نے فرمایا کہ یہ شخص یا تو کیا عارف ہے یا پکا جبری اور ملحد ہے یعنے اگر اپنے آپ کو جبریون کی طرح مسلوب الاختیار جانتا ہے تو ملحد ہے اور اگر مختار باختیار حق اور مجبور پیش قدرت حق سمجھتا ہے تو عارف کامل ہے جبر خواص اور جبر متوسط کے یہی معنے ہین۔

	ہست بیرون قطرہ خرد و بزرگ	در صدف آن دُرِّ خردست و سترگ
ترجمہ	قطرے باہر جتنے تھے چھوٹے بڑے	سیپ مین چھوٹے بڑے موتی بنے

شرح یعنے بارش کے قطرے اگر ظاہر مین چھوٹی بڑی بوندیان نظر آتی ہین صدف مین جاکر چھوٹے بڑے موتی بنجاتے ہین اسیطرح عارفون کے دلون مین جو بمنزلہ صدف ہین جو چیز داخل ہوتی ہے وہ فی الواقع بہتر ہوتی ہے اگرچہ ظاہر بینون کے نزدیک اچھی نہین ہوتی۔ چنانچہ جبر کے معنے جو عارفون نے لیے ہین بہت اچھے ہین

	طبع ناف آہوست آن قوم را	از برون خون و ز درون شان مشکہا
ترجمہ	ناف آہو اُنکی ہے طبع درون	مشک ہے اندر سے اور باہر سے خون

شرح یعنے عارفون کی ظاہری فقیری کی حالت اہل دنیا کی آنکھون مین مذموم سہی لیکن حُسنِ عمل اور نفحات

رحمانی اور معارف الٰہیہ کے سبب وُہ ایسے ہین جیسا مشک۔ بس تو انکی طبیعت گویا ناف آہو کا خواص رکھتی ہے جسنے خون کو مشک بنادیا ہے۔ اسیطرح اُنکے دل مین جو خیالات گزرتے ہین وُہ گو باعتبار ظاہر بُرے ہون مگر باعتبار باطن اچھے ہین اے مخاطب تو اُنکو ہرگز بُرا نہ سمجھہ۔ یہ جبر اور معنی جبر کی پہلی مثال ہے بطور تفہیم۔

	تو مگو کاین نافہ بیرون خون بود	چون رود در ناف مشکے چون شود
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ نافہ ہے باہر سے خون	کیونکہ ہو جاتا ہے مشک اندرون

شرح یعنے تو یہ نہ کہہ کہ یہ نافہ باعتبار ظاہر خون ناپاک ہے کیونکہ اگرچہ ناپاک ہے تو نافِ آہو مین جاکر مشک پاک کیونکر بنجاتا ہے فقہ کی کتابون مین مذکور ہے کہ نافہ مشک بھی مشک کی طرح پاک ہے کیونکہ تبدل اور استحالہ علتِ طہارت ہے یہی سبب ہے کہ شراب نمک ڈالنے سے مستحیل اور متبدل ہوکر سرکہ بنجاتی ہے یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے یعنے کلمات جبر جو باعتبار ظاہر ناپاک معلوم ہوتے ہین۔ عارفون کے دل مین جاکر پاک ہوجاتے ہین کیونکہ اُنہون نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	تو مگو کاین مس برون بد محتقر	در دلِ اکسیر چون گشتست زر
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ مس ہے بدتر سربسر	کیونکہ اکسیر اسکو کردیتا ہے زر

شرح یعنے تو اِس تانبے کو خارج مین حقیر نہ جان کیونکہ یہ اکسیر سے ملکر سونا ہوجاتا ہے یعنے اولیاء اللہ کے دل معدن انوار ہین انمین بالفرض کوئی تاریکی جاتی بھی ہے تو بصورتِ نور مستحیل ہوجاتی ہے یہ اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور این کا اشارہ دونو شعرون مین جبر اور معنی جبر کی طرف ہے۔

	اختیار و جبر در تو بدخیال	چون در ایشان رفت شد نور جلال
ترجمہ	اختیار و جبر ہے گو بدخیال	انمین ہوجاتا ہے نورِ ذو الجلال

شرح یعنے اے شخص تو اپنے آپ کو مختار اور اپنی قدرت کو ایجاد اور صدور افعال مین مستقل جانتا ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ یا یہ بات ہے کہ تو اپنے آپ کو مجبور مطلق خیال کرتا ہے گویا نہ تجکو حقیقی اختیار ہے اور نہ ظاہری جیسا کہ جبریہ کہتے ہین باوجودیکہ بندہ کو اختیار حقیقی نہین بلکہ صوری ہے اور بندہ مجبور بصورت مختار ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعۃ اور فرقہ ناجیہ اشعریہ کا مذہب ہے اور جبر و اختیار [illegible] محال ہے قانون شرع اسکا انکار کرتا ہے لیکن یہ جبر و اختیار کا مسئلہ جب عارفین کے دل مین [illegible] تو نور ذو الجلال بنجاتا ہے کیونکہ وُہ اِس مسئلہ سے یہ بات معلوم کرلیتے ہین کہ بندہ کا اختیار و قدرت [illegible] و قدرت حق مین فنا ہوگیا ہے اِسلیئے وُہ باعتبار قدرت و اختیار خود مجبور ہے اور باعتبار قدرت و اختیار [illegible] مختار ہے۔ تو گویا یہ جبر و اختیار جو جبریہ و معتزلہ کے ہان مشہور ہے عارفین کے نزدیک ان معنون مین مستعمل ہوجاتا ہے

نان چو در سفره است او باشد جماد — در تنِ مردم شود او روحِ شاد

ترجمہ: نان ہے دسترخوان مین شکل جماد — جا کے بنجاتی ہے تن مین روحِ شاد

در دلِ سفره نگردد مستحیل — مستحیلش جان کند از سلسبیل

ترجمہ: اس سے ہو سکتی نہین وہ مستحیل — ہے یہ فعلِ روح دکارِ سلسبیل

شرح یعنے روٹی جب تک دسترخوان مین ہے بیجان چیز ہے اور جب بدن مین جاتی ہے تو روح کا جز بنجاتی ہے روٹی دسترخوان مین رکھی رکھی مستحیل باجزائے جسمی نہین ہوتی بلکہ روح اُسکو پانی کے سبب مستحیل کردیتی ہے۔ یعنے جب پانی پینے سے کہانا ہضم ہوجاتا ہے تب اعضا کی طرف منقسم ہوکر وہی کہانا جزِ بدن بنجاتا ہے سلسبیل نام چشمۂ بہشت و بمعنے آبِ خوشگوار و ہاضم اور مستحیل بمعنے محال و ناممکن اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے والی شے اِن اشعار مین مستحیل سے یہی پچھلے معنے مراد ہین اور نان سے بطریقِ استعارہ معنی جبر اور سفرہ سے جبریہ و معتزلہ اور تنِ مردم سے عارفانِ کامل مراد ہین یعنی جبر کے معنے جب تک معتزلہ اور جبریہ کی زبان پر تہے۔ ناکارہ اور بیجان چیز کے مانند تہے اور جب عارفون کے دلمین آگئے تو روح کے مانند ہوگئے اسلیئے کہ اُنہون نے جبر سے جبرِ متوسط مراد لیا ہے۔

قوتِ جانست این اے راستخوان — تا چہ باشد قوتِ آن جانِ جان

ترجمہ: جب یہ قوت جانمین ہے اے راستخوان — پس سمجھ لے ہے جو زور جانِ جان

شرح یعنے جبکہ روح مین اتنی قوت ہے کہ روٹی کو مستحیل باجزا کر دیتی ہے یعنے جزوِ بدن کی صورت مین لے آتی ہے تو اُس جانِ جان (نبی یا ولی کامل) مین کیا اتنی بہی قوت نہ ہوگی کہ جبر و اختیار کے معنون یا عموماً ہر برُے خیال کو جو دلمین آئے اچہے معنون اور پاک خیال سے بدل لے نہین بلکہ ولی مین یہ قوت ضرور ہے کیونکہ وہ بمنزلۂ روح الروح ہے اور جس حالت مین جانِ جان سے مراد ذاتِ حق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ جب روح مین استحالۂ نان کی قوت ہے تو کیا اللہ تعالےٰ مین اتنی قدرت نہین کہ انبیا اور اولیا کے دلون مین جبر و اختیار کے معنے بدلکر القا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ عارفون نے جبر سے جبرِ متوسط مراد لیا ہے۔

قوتِ تن نان ست لیکن در نگر — تا چہ قوتِ جانت باشد اے پسر

ترجمہ: قوتِ تن ہے نان لیکن مہربان — جانتا ہے تو کہ کیا ہے قوتِ جان

شرح یعنے یہ تو تجہے معلوم ہوگیا ہے کہ تن کی روزی یا باعثِ قوتِ بدن آب و نان ہے لیکن تجہے یہ بہی خبر ہے کہ روح کی روزی یا باعثِ قوتِ روح کیا چیز ہے روح کو علمِ اسرارِ آلٰہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اس شعر کے دونو مصرعون مین لفظ قوت بواوِ ساکن بمعنے روزی۔ و بواوِ مشدد بمعنے زور دونو طرح صحیح ہے

	گوشت پارہ آدمی با عقل و جان	می شگافد کوہ را با بحر و کان
ترجمہ	مضغۂ گوشت آدمی با عقل و جان	چیر دیتا ہے پہاڑ اور بحر و کان

شرح یعنے آدمی اگر عارف ہے تو روحی طاقت سے اور عام ہے تو علمی یا عقلی قوت سے پہاڑ کو اکھاڑ کر ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلدیتا ہے پھر کیا اللہ تعالےٰ عارفوں کے دلوں میں جبر و اختیار کے معنے نہیں بدل سکتا

	زور جان کوہ کن شق الحجر	زورِ جان جان در انشق القمر
ترجمہ	کوہ کن کے زور نے توڑے حجر	زورِ جانِ جان ہے شق القمر

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ علم قوت جان ہے پس اگر علم دنیوی ہے تو اسکے زور سے آدمی پہاڑوں کو کہود سکتا ہے دریاؤں کو چیر سکتا ہے معدنوں میں سے جواہر نکال لیتا ہے اور اگر علم اسرار الٰہی ہے تو اسکا تصرف آسمانوں تک پہنچ جاتا ہے یہی سبب ہے کہ کوہ کن (فرہاد) نے صرف پتھر پھوڑے اور پہاڑوں میں سے نہر نکال لایا اور رسول مقبول صلعم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے کیونکہ فرہاد کی طاقت علم دنیوی سے متعلق تھی اور حضور کی طاقت علم اسرار الٰہی سے نکتہ اگر جان جان سے رسول مقبول مراد ہیں تو معنے ظاہر ہیں کہ آپکے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اگر اللہ تعالےٰ مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ شق القمر مستقل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہ تھا بلکہ فعل الٰہی ایک خاص بندے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا تھا چنانچہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ وہ بندے کو افعال میں مختار بالاستقلال نہیں جانتے۔ اور یہی معنے جبر متوسط کے ہیں۔

	گر کشاید دل سر انبان راز	جان بسوئے عرش سازد ترکتاز
ترجمہ	دل اگر کھولے سرِ انبانِ راز	عرش تک کر جائیں روحیں ترکتاز
	گر زبان گوید ز اسرارِ نہان	آتش افروزد بسوزد این جہان
ترجمہ	ہو زبان سے گر عیان سرِ نہان	اگ ابہی لگجائے جلجائے جہان

شرح۔ انبان زنبیل فقیر کی جہولی یعنے بعض اسرار ایسے ہیں کہ اگر ظاہر کیے جائیں یا انکی تہیلی کا منہ کہولدیا جائے تو سمجھنے والوں کی روحیں عالم بالا تک سیر و ذکر جائیں لیکن انکے اظہار سے یہ بہی خوف ہے کہ اکثر نافہم تباہ اور ملحد ہو جائینگے۔ اسلیئے انکا انکشاف ممنوع ہے سالک اگر ریاضت اور مجاہدہ کرتا رہیگا تو ایسے اسرار خود ظاہر ہو جائینگے

اضافت کردن آدم علیہ السلام زلت خود را بخویش کہ ربنا ظلمنا و اضافت کردن ابلیس علیہ اللعنۃ گناہ خود را بحق تعالیٰ کہ رب بما اغویتنی

حضرت آدم کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے رب ہمنے اپنی جان ظلم کیا اور شیطان کا خدا کیطرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے خدا تو نے مجھے بہکایا

شرح قصہ حضرت آدم و ابلیس سے جبر و اختیار کا مسئلہ نکلتا ہے گو حضرت آدم اور شیطان کے فعل کا خالق اللہ تعالےٰ ہے مگر کاسب وہ خود تھے حضرت آدم نے اپنی خطا کو باعتبار کسب اپنی طرف منسوب کیا اور شیطان نے اپنے کیے کو

اللہ تعالےٰ کے ذمہ تھوپ دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوئی اور شیطان جہنمی کیا گیا نکتہ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ فرقۂ جبریہ شیطان کا مقلد ہے کیونکہ سب سے پہلے اُسی نے جبر اختیار کیا ہے

	فعل حق و فعل ما ہر دو بہ بین	فعل ما را ہست دان پیداست این
ترجمہ	فعل عبد و فعل حق پہ کر نظر	ہست فعل بندگان ہے سر بسر

شرح یعنے اے عاقل ہمارے افعال اور اللہ تعالےٰ کے افعال کو دیکھ اور ہمارے افعال کو ہست جان یعنے اللہ تعالےٰ کو افعال کا خالق۔ اور ہمکو اُنکا مُصدر سمجھ یہ گمان نہ کر کہ افعال کا تعلق فقط اللہ تعالےٰ سے ہے اور بندہ بالکل مجبور اور بیبہرہ ہے۔ جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ نہ تو جبر خالص کا معتقد ہونا چاہیئے اور نہ اختیار خالص کا۔ بلکہ حقیقت الامران دونوں کے مابین ہے جسکو جبر متوسط کہتے ہین اور جسکی مختصر تفصیل پہلے بھی گزر چکی ہے اور ہم پھر بتائے دیتے ہین کہ افعالِ اختیاریہ جو بندون کے ہاتہ سے صادر ہوتے ہین افعالِ حق بھی ہین اور افعالِ عباد بھی۔ اسکا باعث یہ ہے کہ قدرتِ عبد گویا قدرتِ حق ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اُس قدرت کے ساتہ مظہر عبد مین ظاہر ہوا ہے اور افعال اختیاریہ عبد قدرت حق سے مخلوق ہوتے ہین اس لحاظ سے افعال حق کی طرف منسوب ہین اور چونکہ مظہر کو بھی اپنے ظاہر سے تعلق ہے اور یہ اُسیکی قدرت سے افعال پر قادر ہے اسلیئے افعال عبد کی طرف منسوب ہین۔

	گر نباشد فعل حق اندر میان	پس مگو کس را چرا کردی چنان
ترجمہ	فعل بندہ گر نہین ہے بر ملا	کیون کہا کرتا ہے تو یہ کیا کیا

شرح یعنے اگر افعال مین بندہ کو کچھ دخل نہین جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے تو ایک آدمی دوسرے کو بعض خلاف طبع اور بدافعال پر زجر و توبیخ کیون کیا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کاسب افعال ہے۔

	خلق حق افعال ما را موجدست	فعل ما آثار خلق ایزدست
ترجمہ	ہے ہمارے فعل کا موجد وہی	فعل ہین آثار خلقِ ایزدی

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی صفت خلّاقی ہمارے افعال کی موجد ہے۔ اور افعال جو ہمسے صادر ہوتے ہین یہ اُس ایجاد کے لیئے آثار اور بمنزلہ علامات ہین یعنے ہمارے کرنے سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ ورنہ بندہ کی یہ قدرت نہین کہ جس فعل کو اللہ تعالےٰ مخلوق نہ کرے یہ اُسکو کرسکے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ خالق افعال ہے۔ اور بندے سے مُصدِر (یعنے کرنیوالے) انکا صدار خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ خالق افعال وہی ہے۔ ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی جو سراسر محال ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ صرف قدرت اور ارادہ کو بندہ مین پیدا کردیتا ہے افعال کا خالق بندہ ہے۔ مگر یہ مذہب

اِس آیت سے باطل ہے واللہ خلقکم و ما تعملون یعنے اللہ تمہاری ذات اور تمہارے تمام افعال کا خالق ہے۔

لیک ہست آن فعل ما مختار ما — زین رسد با ما جزائے کار ما

ترجمہ: چونکہ ہمکو فعل کا ہے اختیار — اسلیئے دیتا ہے بدلے کردگار

شرح۔ مولانا پچھلے شعر مین فرماچکے ہین کہ خلقِ حق افعال ما را موجد است۔ اِس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ خالقِ افعال ہے تو بندہ کو جزاؤسزا ملنے کے کیا معنے اِس شعر مین لیکن (حرفِ استدراک) سے اِس شبہ کو دفع کیا گیا ہے یعنے یہ مانا کہ افعالِ عباد مخلوقِ آلہی ہین لیکن بندون کو بھی اُنکے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ہمارے نیک و بد افعال خود ہمارے ہی پسند کیے ہوے ہین اِسی لئے مطابق اعمال جزاؤسزا مرتب ہوتی ہے

زانکہ ناطق حرف بیند یا غرض — کے شود یکدم محیط دو عرض

ترجمہ: پڑھنے والا حرف دیکھے یا غرض — ہو نہین سکتا محیط دو عرض

شرح۔ عرض بفتحتین وہ چیز جو دوسری چیز کے سبب قایم ہو جیسا کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حرف اِسحالت مین کپڑے اور کاغذ کو جوہر کہینگے اور رنگ و حرف کو عرض اور عَرض بمعنے متاع و رخت خانہ ہے پہلے مصرع مین غرض بمعنے مقصود ہے اور دوسرے مین عرض بمعنے شے۔ یہ شعر گزشتہ شعر یعنے اللہ تعالیٰ کے خالق اور بندے کے کاسب ہونے کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے جسطرح بولنے اور پڑھنے والا آدمی یا حرف کو دیکھیگا یا معانی کو۔ آنِ واحد مین دونو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ کیونکہ جب تک کسی فعل پر خاص توجہ نہو گی وہ فعل تمام نہین ہو سکتا۔ اور جب ایک پر توجہ ہوئی تو دوسرے سے غفلت ہوگی کیونکہ قاعدۂ بشریت یہی ہے کہ انسان آن واحد مین دو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ اِسیطرح وہ آن واحد مین اپنے افعال کا خالق اور کاسب بھی نہین ہوتا۔ بلکہ خالق اللہ تعالےٰ ہے جسکا علم بہت سی چیزون کو محیط ہے اور کاسب بندے ہین

گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف — پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف

ترجمہ: فکرِ معنی مین ہے غافل حرف سے — پیش و پس کب سوجھتا ہے طرف سے

شرح۔ طرف بکون رائے مہملہ بمعنے چشم و جنبانیدن چشم یعنی پڑھنے والا جب معنی پر غور کریگا تو حرفون سے غافل ہوجائیگا علیٰ ہذا القیاس حرفون پر غور کریگا تو معنون کی خبر نہ رہیگی۔ اِسیطرح پس و پیش کے دیکھنے والے کا حال ہے کوئی آنکھہ ایسی نہین کہ آنِ واحد مین پس و پیش دونو جانبون کو دیکھہ سکے تشبیہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ آن واحد مین کسی فعل کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی یہ بالکل ناممکن ہے آن واحد مین ایک شخص سے ایک ہی فعل ہوتا ہے

آنزمان کہ پیش بینی آن زمان — تو پس خود کے ببینی این بدان

ترجمہ: آگے جب دیکھیگا تو اے مہربان — پیچھے ہے آئیگا نظر کیا میری جان

	چون محیطِ حرف و معنی نیست جان	چون بود جان خالقِ این ہر دوان
ترجمہ	حرف و معنی پر ترا قابو نہین	اے بشر تو خالق ہر دو نہین

شرح - یہ شعر تمثیل سابق کا تتمہ ہے یعنی اے مخاطب جب تجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ایک شخص آن واحد مین حرف و معنی کا احاطہ نہین کر سکتا تو اسپر یقین کر کہ ایک شخص آن واحد مین ان دونو نکا خالق بہی نہین ہو سکتا مطلب یہ کہ ایک وقت مین دو چیزون کی طرف توجہ نہین ہو سکتی اسلئے ضرور ہوا کہ ہم کسی ایسی ذات کو خالق مانین جسکا علم آن واحد مین بہت سی مختلف اغراض کو احاطہ کر لیتا ہے اور جب کہ وہ جمیع اشیاء کا خالق ہے تو ہمارے افعال کا خالق بالاولے ہے اور ہم کاسب یعنے نیک و بد افعال کی کمائی کرنے والے ہین۔

	حق محیطِ جملہ آمد اے پسر	وا ندارد کارش از کارِ دگر
ترجمہ	حق محیطِ دو جہان ہے اے پسر	کام مین کرتا ہے وہ کارِ دگر

شرح یعنے تمام اشیاء کو احاطہ کرنا اللہ تعالے کی صفت ہے اسکو کوئی کام آن واحد مین دوسرے کام سے نہین روک سکتا۔ بندہ کی یہ طاقت نہین کہ آنِ واحد مین اپنے افعال کا خالق بہی ہو اور کاسب بہی بنے۔

	گفتِ ایزد جانِ ما را ہست کرد	چون نداند آنکہ را خود ہست کرد
ترجمہ	کیف کن نے کر دیا ہے ہمکو ہست	کیون نہ جانے وہ کیا ہے جسنے ہست

شرح گفت سے مراد کلمۂ کن ہے اور جانِ ما سے موجودات۔ اور لفظ جان سے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمیع موجودات ذی روح ہین۔ گو انکا ذی روح ہونا ہمارے سمجھ سے باہر ہو اور ہست کرنے سے مراد منقاد اور مطیع کرنا ہے چنانچہ اکثر دیوانون کے پانوؤن مین زنجیر ڈالکر انکو مسخر کر لیتے ہین مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے خطاب کُن سے معدومات کو اپنا مطیع و منقاد کر لیا اور انکو موجود کر دیا۔ پہر کیا انکا حال اللہ تعالے نجانیگا جنکو خود اسنے ہست کیا ہے۔ بلکہ اسکا علم جمیع اشیاء کو محیط ہے یہانتک کہ لاشئے کو بہی۔ یہ شعر گویا حق محیط جملہ آمد اے پسر کی تشریح ہے نکتہ اس شعر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے علم سے تمام شئے کا احاطہ کر رکہا ہے اور یہی شعر حکمائے مشائین کا رد کرتا ہے جنکا یہ مقولہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالے کو جزئیات مادیہ کا علم نہین ہے اور اِس سے معتزلہ کی تردید بہی ثابت ہوتی ہے جو بندہ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہین بعض نسخون مین چون نداند کی جگہ چون ندا داد بہی ہے۔ ندا سے مراد وہی کلمۂ کن ہے۔ اور اسصورت مین مصرع ثانی شرط ہے اور مصرعۂ اولے جزاء مقدم یعنی جب اللہ تعالے نے ان چیزون کو جنہین ہست کرنا تہا ندا دی تو کلمۂ کن کے اثر سے سب ہست اور موجود ہو گئین اسمین جزئیات و کلیات و افعال سب شامل ہین۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالے خالقِ کلیات و جزئیات اور محیط جمیع موجودات و ممکنات ہے۔ اُسکے علام الغیوب اور خلاق ہونے کا انکار صریح کفر ہے

گفت شیطان کہ بما اغویتنی — کرد فعل خود نہان دیو دنی

ترجمہ: کہہ اُٹہا شیطان بما اغویتنی — کر گیا پوشیدہ فعل خود دنی

شرح- یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی جب شیطان حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنیکے سبب مردود ہوا اور بہشت سے نکالا گیا تو اُسنے یہ کہا کہ اے خدا مجھے تیرے اِلس گمراہ کرنے کی قسم مین تیرے سیدہے رستے مین رہزن کی طرح بیٹھ کر آدمیون کو بہکاؤنگا- اگرچہ فعل اغوا کا خالق اللہ تعالےٰ ہے لیکن ادب اسباب کا مقتضیٰ تہا کہ کاسب ہونے کے سبب شیطان اِس فعل کو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا حضرت آدم نے کیا تہا- ابلیس نے ترکِ ادب سے اغوا کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیا اور جہنمی بنگیا- نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ شیطان خود مظہر اغوے تہا اسلیئے اُسنے اللہ تعالےٰ کو بہی اِسی صفت سے یاد کیا- کیونکہ جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجہتا ہے یہ بحث مشرح طور پر پیچہے گذر چکی ہے-

گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا — او ز فعل حق نبُد غافل چو ما

ترجمہ: قولِ آدم تہا ظلمنا نفسنا — گرچہ فعلِ حق اُنہین معلوم تہا

شرح- یعنی گیہون کہانے کے سبب جب حضرت آدم بہشت سے نکالے گئے تو اُنہون نے اپنے گناہ کا عذر ان لفظون مین کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ یعنی اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہاکر اپنی جانون پر ظلم کیا- اگر تو ہماری خطا نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نہ کریگا تو ہم ضرور خسارہ مین پڑ جائینگے- مطلب یہ کہ آدم نے خطا کو اپنی ہی طرف منسوب کیا- حالانکہ وہ جانتے تہے کہ اللہ تعالےٰ تمام افعال کا خالق ہے اور میری خطا (گیہون کہا لینا) اُسی کا فعل ہے وہ ایسے غافل نہ تہے کہ معتزلہ کی طرح اپنی ذات کو اپنے افعال کا خالق یا جبریہ کی طرح اپنے آپ کو مجبور محض خیال کرتے بلکہ یہ اُنکا ادب تہا کہ باوجود علم فعل خالق خطا کو اپنی طرف منسوب کر لیا- نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ افعال اگرچہ مخلوق الٰہی ہین لیکن بندہ کرنے نہ کرنے پر مختار ہے اِسی اختیار کے سبب بُرے افعال اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہین کیے جاتے اور عذاب و ثواب اِسی اختیار کا ثمرہ ہے اور یہی باعث ہے کہ حضرت آدم نے اپنی خطا کو اپنی ہی نسبت مضاف کیا قرآن شریف مین موجود ہے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ یعنے اے بندے اگر تجکو کسی طرح کی بہلائی پہنچے تو اُسکو فضل الٰہی سمجہ اور اگر بُرائی پہنچے تو اپنے نفس کی جانب سے خیال کر اور یہ بات بہی نکلتی ہے کہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب-

در گناہ او از ادب پنہانش کرد — زان گنہ بر خود زدن او بر بخورد

ترجمہ: تہا ادب دِل سے جو منظورِ نظر — اِس خطا مین ہو گئے وہ بہرہ ور

شرح بر خود زدن- بسوے خود منسوب کردن- یعنے چونکہ حضرت آدم عارفِ کامل اور آگاہ حقایق اور واقف

آداب الٰہی سے تھے اسلیئے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کرنے کے سبب معافی سے بہرہ یاب ہوئے اور ابلیس بے ادبی کے سبب مردود کیا گیا بعض نسخون مین زان گنہ برخورد دو زد او برنخورد ہے یعنی حضرت آدمؑ کو ادب کے سبب اُس گناہ کا پھل یہ ملا کہ خطا معاف ہوگئی اور شیطان کو بے ادبی کے سبب سوائے مردود و ملعون ہونے کے کچھ بھی حاصل نہ ہوا اس صورت مین برخورد کے فاعل حضرت آدمؑ ہین اور برنخورد کا فاعل شیطان ۔

بعد توبہ گفتش اے آدم نہ من	آفریدم در تو آن جرم و محن
ترجمہ: بعد توبہ حق نے آدم سے کہا	یعنے پیدا تجھہ مین کی تھی وُہ خطا
نے کہ تقدیر و قضائے من بدان	چون بوقت عذر کردی آن نہان
ترجمہ: میری جانب سے مقدر تھی وہ ہان	وقت توبہ تونے کیون رکھی نہان

شرح ۔ یعنی جب حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے یہ پوچھا کہ اے آدمؑ تونے جو خطا کی ہے کیا اسکا خالق مین نہین ہون ۔ کیا یہ خطا کاری یعنے اپنے حکم سے تیری تقدیر مین نہین لکھی تھی نہین بلکہ یہ سب کچھ میرے ہی حکم سے ہوا ہے ۔ پھر تو نے توبہ کرتے وقت یہ کیون نہ کہا کہ یہ جرم اور آزمائشین تو نے ہی مقدر کی تھین اور یہ سب کچھ تیرا ہی فعل ہے کیونکہ خالق افعال تو ہی ہے ۔ اس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے ۔ محن آزمائشین

گفت ترسیدم ادب نگزاشتم	گفت من ہم پاس آنت داشتم
ترجمہ: بولے آدمؑ مجکو تھا پاس ادب	حق نے فرمایا کہ بخشی ہے نے سب

شرح ۔ یعنی حضرت آدمؑ نے یہ جواب دیا کہ اے رب العالمین مین تجھسے ڈر گیا اور میرا ادب اس بات کا مقتضی ہوا کہ کاسب ہونے کی حیثیت سے خطا کو اپنی طرف منسوب کرون اور اس حیثیت کو نہ دیکھون کہ خالق افعال تو ہی ہے اس موٗدبانہ جواب کو سُنکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تو نے چونکہ میرے ادب کو ملحوظ رکھا ہے اسلیئے مین تیرے ادب و توقیر کو برقرار رکھتا ہون ۔ چنانچہ یعنے تیری خطائین معاف کین اور تجھے مقبول بنالیا ۔

ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد	ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
ترجمہ: باادب کی ہوتی ہے حُرمت ضرور	قند لا لوزینہ کھا اے پُر شعور

شرح ۔ یعنے عزت و حرمت کے مستحق وہی لوگ ہین جو دوسرونکا ادب کرتے ہین اور لوزینہ (حلوائے لوز جس حلوے مین مغز بادام پڑتے ہین) وہی شخص کھا سکتا ہے جو پہلے مٹھاس کا سامان کرے ۔

طیبات از بہر کہ للطیبین	یار را خوش کن مرنجان و ببین
ترجمہ: طیبات آئے ہین بہر طیبین	یار کو خوش کرکے دیکھہ اے مرد دین

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ اَلخَبِیثٰتُ لِلخَبِیثِینَ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِینَ ۔ اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ناپاک

عورتین ناپاک مردون کے لیے ہین اور پاک عورتین پاک مردون کے لیئے اور باطنی معنے یہ ہین کہ عموماً ناپاک چیزین اور ناپاک خیال ناپاکون کے لیے اور پاک چیزین پاکون کے لیئے ہین پاکبازون اور بادبون کو جزائے خیر ملتی ہے

تمثیل

ترجمہ: جبر و اختیار کے معنوی فرق کو ایک مثال کے طور بیان کرنا

	یک مثال اے دل پئے فرقے بیار	تا بدانی جبر را از اختیار
ترجمہ	ہے سن لے اک مثال اے ہرزہ کار	تا عیان ہو فرق جبر و اختیار
	دست کو لرزان بود از ارتعاش	وانکہ دستے را تو لرزانی ز جاش
ترجمہ	ہاتھ اک لرزان ہے رعشہ سے مگر	تو ہلاوے دوسرے کو سر بسر
	ہر دو جنبش آفریدۂ حق شناس	لیک نتوان کرد با این آن قیاس
ترجمہ	دونون کی جنبش ہے فعل کردگار	اسمین اسمین فرق ہے اے ذی وقار

شرح ارتعاش بمعنے لرزیدن و مرض رعشہ۔ یعنے یہ فرض کر لیجے کہ ایک شخص کا ہاتھ رعشے کے سبب کانپتا ہے اور دوسرے کو رعشہ تو نہین مگر وہ اپنی خوشی سے اپنے ہاتھ کو ہلا رہا ہے اگرچہ یہ دونو حرکتین اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہین لیکن اس حرکت مجعولہ اور اختیاریہ کو اس حرکتِ اضطراریہ پر قیاس نہین کر سکتے کیونکہ حرکتِ مجعولہ بندے کا تصرف ہے اور حرکتِ رعشہ مین بندہ کو کچھ اختیار نہین د حرکتِ مجعولہ و اختیاریہ وہ حرکت جو آدمی اپنے فعل و اختیار سے کرے اور حرکتِ اضطراریہ رعشہ وہ حرکت جو اپنے اختیار سے صادر نہو۔

	زین پشیمانی کہ لرزانیدیش	چون پشیمان نیست مرد مرتعش
ترجمہ	تو پشیمان اس سے ہوگا بالیقین	رعشہ والے کو پشیمانی نہین
	مرتعش را کے پشیمان دیدۂ	بر چنین جبرے چہ بر چفسیدۂ
ترجمہ	صاحب رعشہ پشیمان ہو تو کیون	چھوڑ دے اس جبر کو مرد زبون

شرح یعنے اپنے ہاتھ کی اختیاری حرکت سے تجکو عقلمندون کے نزدیک پشیمانی ہوگی۔ کیونکہ بیفائدہ ہاتھ ہلانا ایک لغو حرکت ہے اور رعشہ والے کو کسی طرح پشیمانی نہین ہو سکتی کیونکہ رعشہ قدرتی اور اضطراری حرکت ہے خلاصۂ مثال یہ ہے کہ عارفان کامل کا جبر و اختیار باعث پشیمانی نہین ہوتا کیونکہ انھون نے اپنے اختیار کو ذاتِ حق کے اختیار مین فنا کر دیا ہے اور اپنی قدرت کو اسکی قدرت کا مظہر سمجھے ہوئے ہین اور عوام کا جبر و اختیار باعث پشیمانی ہے کیونکہ وہ مال جمع کرنے اور مراتبِ عالیہ کے تجسس مین سب قسم کی حرکتین کرتے ہین لیکن طاعات کے لیئے اپنے آپ کو مجبور جانتے ہین اگرچہ ان دونون کے دل مین جبر کے معنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے

ڈالے گئے ہین مگر دونون مین بہت بڑا فرق ہے عارفون کا جبر جبر محمود ہے اور عوام کا جبر مذموم **نکتہ** یہ تمثیل فقط جبر متوسطا ور جبر عوام کے فرق اور اُنکے محمود و مذموم ہونے مین ہے نہ کہ ان معنون مین کہ عارفان کامل رعشہ والے آدمی کی طرح اپنے حرکات وسکنات کو اپنے اختیار مین نہین سمجھتے کیونکہ یہ سنت والجماعت کا مذہب نہین ہے اور نہ یہ مثال ان معنون مین ہے کہ جبر عوام کے قائل اپنے ہاتھہ پانو آپ ہلاتے ہین کیونکہ جبر عوام مسلوب القدرت کے معنون مین ہے بر چنین جبر چہ بر چسپیدہ کا یہ مطلب ہے کہ ایسا طب تو جبر عوام سے کیا دلچسپی رکھتا ہے اسکو چہوڑ دے

بحثِ عقل ست این چہ عقل آن حیلہ گر
تا ضعیفے رہ برد آنجا مگر

ترجمہ: ہے یہ بالکل بحث عقل حیلہ گر — تا ضعیفون کے لیے ہو راہبر

شرح یعنی جبر و اختیار کی بابت جو کچھہ ہم کہہ چکے ہین یہ عقلی بحث ہے جس سے علم یقینی حاصل نہین ہوتا کیونکہ عقلِ حیلہ گر ایسی کیا چیز ہے کہ علم یقینی کا احاطہ کر سکے البتہ انبیا و اولیا کی عقل کلی علم یقینی حاصل کر لیتی ہے اسکے آگے عقل جزئی لاشے ہے عقلی بحث صرف اسلئے ہوتی ہے کہ کسی غبی اور کند ذہن آدمی کو سیدھا رستہ ملجائے اور وہ باطل عقیدے سے رہائی پائے ورنہ عقلی دلائل سے علم یقینی حاصل ہو جائے یہ بالکل محال ہے۔

بحثِ عقلی گر دُر و مرجان بود
آن دگر باشد کہ بحثِ جان بود

ترجمہ: بحثِ عقلی گو دُر و مرجان ہے — اور ہی کچھہ ہے جو بحثِ جان ہے

شرح یعنے اگرچہ بحثِ عقلی جواہر کی طرح قیمتی چیز ہے مگر روحی بحث کچھہ اور ہی قدر و قیمت رکھتی ہے کیونکہ بحث عقلی ظاہری اور قیاسی باتونکا نام ہے اور بحث روحی باطنی اور یقینی باتون کا بحثِ روحی سے مراد وہ باطنی فیضان و الہام ہے جو اللہ تعالے کی طرف سے دل مین ہوتا ہے اسی کو وحی اور الہام بھی کہتے ہین۔

بحثِ جان اندر مقامے دیگر است
بادۂ جان را قوامے دیگر است

ترجمہ: اور کچھہ ہے بحثِ روحی کا مقام — اور کچھہ ہے بادۂ جان کا قوام

شرح یعنے روحانی بحث کا مقام مقامِ عقل سے اعلے ہے اور بادۂ روح کا قوام اور کیفیت عقل جزئی کی کیفیت سے بالاتر ہے قوام مدار شئے و اصل چیز جسکے سبب دوسری شئے قایم ہو یعنے وہ شرابِ علمِ یقین جو روح کو ملتی ہے کچھہ اور ہی کیفیت رکھتی ہے کیونکہ اسکا قوام اسرار الٰہی ہین۔

آن زمان کہ بحثِ عقلی ساز بود
این عمر با بو الحکم ہمراز بود

ترجمہ: بحثِ عقلی جب کہ تہی با کرّ و فر — بو الحکم کے ساتھہ تہی عقلِ عمرؓ

شرح لفظ ساز یہان بمعنے ترکیب و اسباب و سامان ہے اور بحثِ عقلی ساز بین اضافتِ مقلوب ہے اور زمان سے مراد زمانۂ جاہلیت ہے جبکہ رسول علیہ الصلوٰۃ پر نور وحی کا ظہور نہین ہوا تہا۔ بو الحکم قبل انکارِ اسلام ابو جہل کی کنیت تہی

حکم بفتحتین میانجی وحکم کنندہ و ممیز چونکہ ابوجہل اپنی عقلمندی کے سبب اکثر معاملاتِ اہل عرب کو فیصل کیا کرتا تہا اسلئے بوالحکم مشہور ہوگیا۔ اور حضرت عمرؓ بہی عرب کے بڑے سرداروں مین سے تہے بہت سے جہگڑے ان دونون کے مشورے سے فیصل ہوا کرتے تہے مطلب شعر یہ ہے کہ جب زمانۂ جاہلیت مین صرف بحثِ عقلی کا سامان موجود تہا تو حضرت عمرؓ اور ابوجہل دونو ہمراز تہے لیکن زمانۂ نورِ نبوت مین عمرؓ کا مرتبہ بالاتر ہوگیا۔

چون عمر از عقل آمد سوے جان	بوالحکم بوجہل شد در بحثِ آن
ترجمہ عقل سے جب سوے جان آئے عمر	بوالحکم بوجہل ٹہیرا سر بسر

شرح جان سے مراد یا تو نورِ وحی سے قوتِ روحانی حاصل کرنی ہے یا رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یا ذاتِ حق یعنے جب حضرت عمرؓ عقلی بحث کو چہوڑکر نورِ وحی کی برکت حاصل کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یا ذاتِ حق کی طرف متوجہ ہوئے تو مراتبِ اعلیٰ کی طرف عروج کر گئے اور بوالحکم کا لقب باوجودِ دانش وعقل ابوجہل قرار دیا گیا کیونکہ وہ اپنے فطرتی جہل کے سبب نورِ وحی کو نہ پہچان سکا اور ایمان نہ لایا

سوے عقل وسوے حس او کاملست	گرچہ خود نسبت بجان او جاہل است
ترجمہ بحثِ عقل وحس مین گو کامل تہا وہ	بحثِ روحی مین مگر جاہل تہا وہ

شرح - یعنی اگرچہ عقلی دلائل مین ابوجہل نہایت کامل اور حضرتِ عمرؓ پر غالب تہا مگر روحانی بحث کی نسبت جاہل تہا کیونکہ اُسنے جان (روح یا رسول یا ذاتِ حق) کے مرتبہ کو نہ پہچانا اور حضرت عمرؓ نے حق وباطل مین فرق کرکے فاروقِ اعظم لقب پایا۔ اِس سے ثابت ہوگیا کہ عقلِ دنیوی سے معرفتِ حق حاصل نہین ہوسکتی

بحثِ عقل وحس اثر دان یا سبب	بحثِ جانی یا عجب یا بوالعجب
ترجمہ بحثِ عقل وحس اثر ہے یا سبب	بحثِ روحی ہے عجب یا بوالعجب

شرح یعنے بحثِ عقلی یا تو استدلال مؤثر (بصیغۂ اسمِ مفعول) سے ہے اثر پر۔ اِسکو برہانِ اِنّی کہتے ہین یا انتقال سبب سے ہے مسبب کی طرف۔ اِسکو برہانِ لِمّی کہتے ہین و مثلاً زید متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فزید محموم۔ یعنے زید کے اخلاط مین تعفن ہے اور جسکے اخلاط مین تعفن ہو اُسے بخار ہوتا ہے اسلیئے زید کو بخار ہے یہ برہانِ لِمّی ہے کیونکہ اسمین تعفنِ اخلاط سے جو سبب شئے ہے زید کے محموم ہونے کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ اور الجسم مؤلف وکل مؤلف لہ مؤلف فالجسم لہ مؤلف یعنے جسم مرکب ہے اور ہر مرکب کے لیئے ترکیب دینے والا ضرور ہے پس جسم کے لیئے بہی کوئی نہ کوئی ترکیب دینے والا ضرور ہے یہ برہانِ اِنّی ہے۔ اسمین موثر اور معلول یعنے مؤلف سے علت اور اثر یعنے مؤلف پر استدلال ہے بحثِ عقلی اس سے آگے تجاوز نہین کرسکتے۔ اور بحثِ روحی اس سے عجیب کیا بلکہ عجیب تر ہے جسکا ادراک بغیر نورِ الٰہی ناممکن ہے

کشف کے وقت آدمی کو عجیب عجیب اسرار معلوم ہوجاتے ہین۔ کیونکہ روح قربِ الٰہی سے مستفیض ہوتی ہے اور عقل تہوڑی دور جاکر رہجاتی ہے۔

لازم و ملزوم و نافی مقتضی		ضوءِ جان آمد نماند اے مستضی	
لازم و ملزوم و نافی مقتضی		نور جان نے کہو دیا اے مستضی	ترجمہ

شرح یعنے اے مسترشد اور طالب نور ارشاد اب روشنیِ روح کا زمانہ آگیا ہے جسمین دلائل عقلیہ سے نہ تو لازم و ملزوم باقی رہا جیسا کہ جبریہ کہتے تھے کہ عبد ملزوم جبر ہے اور جبر اُسکا لازم اور نہ کوئی دلیل خلقِ افعالِ الٰہی کی نفی کرنیوالی باقی ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کہ بندہ خود ہی بطور استقلال اپنے افعال کا خالق اور مصدر ہے۔ اور نہ کوئی مقتضی باقی ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اصدار افعال عباد کو اسباب کا سبب بیان کرتے ہین کہ انکا خالق اللہ ہے ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی۔ مقتضی بمعنے سبب۔ خلاصہ یہ کہ جبریہ اور قدریہ کی قیل و قال اور متکلمین کے مباحثے اہلِ جدال کے لایق ہین۔ اربابِ کمال اور اصحابِ عرفان عقلی بحثون کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔ کیونکہ وہ نور وحی رسول علیہ الصلوٰۃ سے فیض یاب ہین۔

از عصا و از عصاکش فارغ است		زانکہ بینا را کہ نورش بازغ است	
پہر عصاکش اور عصا ہے کیا ضرور		حق نے بینا کو دیا ہے جبکہ نور	ترجمہ

شرح یعنے دلائل عقلی اندہے کی لکڑی ہین جسکی ضرورت بینا کو ہرگز نہین ہوتی۔ لفظ بازغ اگر برائے مہملہ ہے تو بمعنے متنعم ہے یعنی جس بینا شخص کا نور نازونعمت الٰہی کا پروردہ ہے اُسکو عصا کی حاجت نہین اسصورت مین بازغ و فارغ کا قافیہ مرصع ہے اور اگر بازغ بمعنے طالع و لامع بزائے معجمہ ہے تو قافیہ کی بنا غین منقوطہ پر ہے

	تفسیر آیۂ وہو معکم اینما کنتم و بیان آن	
	اس آیت کی تفسیر کہ تم جہان کہین ہو خدا اُنکے ساتہ ہے اور بیان	ترجمہ

شرح اس آیت کی تفسیر مین بیضاوی لکہتا ہے کہ خدا کا علم اور قدرت ہر جگہ بندون کے ساتہ ساتہ ہے یعنے وہ اپنے مظہر سے جدا نہین ہوتا اس معیت کو عینیت سمجہنا یا عارفان کامل کا حصہ ہے یا ملحدان کامل کا ہے

ما ازین قصہ برون خود کے شدیم		بار دیگر ما بقصہ آمدیم	
ہم نہین اِس سے الگ اے رہنما		پہر وہی سن لیجے اگلی داستان	ترجمہ

شرح قصہ سے مراد وہی معیت حق ہے جسکی نسبت مولانا پہلے ارشاد فرما چکے ہین کہ۔ این معیت با حق است وجہ نسبت + یعنے ہمنے اِس بحث کو چہوڑا نہین اب پہر معیت اور معنی معیت کی طرف رجوع کرتے ہین یہ بحث نہایت مشکل ہے مگر ہم آیندہ اشعار کے ایسے معنے بیان کرینگے کہ معیت بہی ثابت ہوجائے اور خلاف شرع عینیت

کا بہی قائل ہونا نہ پڑے۔ کیونکہ ہماری شرح مسائل شریعت و طریقت دونون کو جامع ہے۔

گر بہ جہل آئیم آن زندان اوست ۔ ور بہ علم آئیم آن ایوان اوست

ترجمہ: جہل ہے ہم مین تو ہے زندانِ حق ۔ علم ہے ہم مین تو ہے ایوانِ حق

شرح یعنے ہماری تمام صفتین صفاتِ الٰہی کا عکس ہین اگر ہم مین جہل ہے تو اُسکی صفت مذل کا عکس ہے کیونکہ جہل باعثِ ذلت ہے خاصکر صوفیون کے حق مین قید خانہ ہے جس سے وہ انجام کار نہایت تکلیف اوٹہاتے ہین اور اگر ہم مین علم ہے تو اُسکی صفت علیم کا پرتو ہے اور علم یعنی عرفان ایک ایوان (قصر عالی) ہے جس سے عارفون کو راحت پہنچتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عکس اور صاحبِ عکس یا مظہر اور ظاہر من وجہٍ عین ہین اور من وجہٍ غیر۔ بعد الحمد اس تقریر سے معیت بلا عینیت اچھی طرح ثابت ہو گئی۔ بعض نسخون مین بجائے او۔ ما ہے

گر بخواب آئیم مستان وئیم ۔ ور به بیداری بدستان وئیم

ترجمہ: خواب مین ہم ہین تو ہین مستانِ رب ۔ اور بیداری مین ہمدستانِ رب

شرح - دستان جمع دست بمعنے ہاتہہ۔ و بمعنے مکر و حیلہ و سرود و نغمہ۔ و حکایت و فسانہ۔ یہان سب معنے درست ہین اور خواب و بیداری سے اگر یہی ظاہری خواب و بیداری مراد ہے تو شعر کے یہ معنے ہین کہ ہم حالتِ خواب مین فیضانِ حق سے مست ہین یہ اُسی کا فیض ہے کہ بیداری کی تکلیفین اور محنت و مشقت کی تکان دفع کرنے کے لیئے ہمین سُلا دیتا ہے۔ اور یہ اُسی کا فضل ہے کہ ہم حالتِ بیداری مین اُسکی یاد کے نغمہ و سرود مین مشغول رہتے ہین۔ غرض یہ کہ دونو حالتین اُسکا عطیہ ہین اور وہ دونو صورتون مین اپنے اسم معطی کے ساتہہ ہم مین جلوہ گر ہے۔ نیز خواب سے ترک دنیا اور بیداری سے دنیوی ہوشیاری مراد ہو سکتی ہے۔ اِس صورت مین یہ معنے ہوے کہ اگر ہم عارف ہین تو ہمارا خواب یعنے ترک دنیا گویا شرابِ محبتِ حق کی مستی اور بیہوشی ہے اور اگر ہم عارف نہین ہین بلکہ خدا سے غافل اور دنیاوی کامون مین بیدار ہین تو گویا خدا کے مکر کا شکار ہین۔ وہ ہمین دفعۃً پکڑنے کے لیئے ڈہیل دے رہا ہے خوابِ شرابِ محبت کی حالت مین ہم اسم رحیم کے مظہر ہین اور دنیوی بیداری کی حالت مین اسم قہار کے۔ پہلی صورت مین دستان بمعنے نغمہ و فسانہ و ذکر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے مکر

در بگریہ ابرِ پر زرقِ وئیم ۔ در بخندیم آن زمان برقِ وئیم

ترجمہ: وقتِ گریہ ابرِ پر زرقِ خدا ۔ وقتِ خندہ صورتِ برقِ خدا

شرح پر زرق بوقلمون و رنگارنگ یعنے جسطرح رنگارنگ ابر بسکر زمین سے رنگارنگ گل بوٹے اُگاتا ہے اسیطرح ہمارے گریہ کے آنسو ہمارے دل کی زمین مین حسنات کی کہیتیان پیدا کر دیتے ہین اور اسوقت ہم اُسکے اسم محیی کا مظہر بنجاتے ہین۔ کیونکہ مہجوران وصال الٰہی کے آنسو کشتِ دل کو زندہ کرنیوالے ہین اور

جب ہم سنتے ہین یعنے مشاہدہ تجلیات سے خوش ہوتے ہین تو برق نورالہی کا عکس ہم ہین جلوہ افگن ہوتا ہے یعنے ہم اُسکے اسم **نور** کا مظہر بنجاتے ہین جو باعث ظہور سرور و فرحت ہے۔

	در تخشم و جنگ عکس قہر اوست	در تصلح و عذر عکس مہر اوست
ترجمہ	جنگ ہے اک عکس اُسکے قہر کا	صلح ہے اک عکس اُسکی مہر کا

شرح یعنی ہمارا خشم و جنگ اُسکے قہر کا اور ہماری صلح و معافی اُسکے مہر کا عکس ہے پہلی حالت مین ہم مظہر اسم **قہار و جبار** ہوتے ہین اور دوسری حالت مین مظہر اسم **رحیم و رحمن** خلاصہ یہ کہ وہ کسی حالت مین ہم سے جدا نہین ہے معیت اور عینیت کے معنے سمجھنے والون کی عقل پر موقوف ہین

	مان کہ کیستیم اندر جہان پیچ پیچ	چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ
ترجمہ	کون ہین ہم در جہان پیچ پیچ	اک الف ہین اور الف ہوتا ہے ہیچ

شرح کیستیم بمعنے کیستیم ہے۔ اور پہلا مصرع سوال ہے دوسرا اُسکا جواب یعنے اینحاطب ہم اس جہان پیچ در پیچ محل مشقت و عذاب مین کون ہین اور کیا چیز ہین۔ سچ پوچھیے تو کچھ بھی نہین ہماری ہستی کچھ ہے بھی تو ایسی ہے جیسے حرف الف جسکی صورت یہ ہے (ا) اور جو ہمیشہ ساکن اور حرکات سے خالی ہے یہانتک کہ نقطہ بھی اپنے پاس نہین رکھتا۔ او خود چہ دارد ہیچ ہیچ۔ کے یہی معنے ہین کہ حرف الف اپنے پاس کچھ نہین رکھتا اسیطرح ہم گو باعتبار ظاہر متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن فی الواقع غیر متصرف اور متحرک مع الغیر ہین ہم حرف الف کی طرح اپنے پاس کچھ نہین رکھتے ہماری تمام حرکات اسمائے صفات حق کا عکس ہین جسکی شرح گذر چکی ہے

	چون الف گر تو مجرد میشوی	اندرین رہ مرد مفرد میشوی
ترجمہ	تو الف کی شکل گر تنہار ہے	منزل عرفان مین یکتا رہے

شرح چونکہ پہلے شعر مین حرف الف کی بحث گذر چکی ہے اسیلئے مولانا نے اس الف سے ایک دوسرے مضمون کا الف نکالا ہے یعنی اینحاطب اگر تو طلب ماسوی اللہ سے خالی ہوکر بقول شخصے الف اللہ بنجائے تو وحدت کے رستہ مین یکتا اور سوار ادریکہ تاز ہو جائیگا اور معیت و عینیت کے معنے خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔

	جہد کن تا ترک غیر حق کنی	دل ازین دنیائے فانی برکنی
ترجمہ	ترک غیر حق کی خاطر جہد کر	رکھ نہ اس دنیائے فانی پر نظر

شرح پہلے مصرع مین کُنی بضم الکاف اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے خدا کو ڈھونڈھ اور دنیا سے منہ موڑ

	این سخن را نیست پایان اے پسر	از رسول روم بر گو و ز عمر
ترجمہ	بحث یہ سب بے انتہا ہے اے پسر	ہم سناتے ہین تجھے حال عمرؓ

سوال کردن رسول قیصر روم از عمر از سبب ابتلائے ارواح با این آب و گل جسم

رسول قیصر روم کا حضرت عمر سے یہ سوال کرنا کہ روحین لطیف ہوکر اس جسم کثیف مین جو آب و گل سے بنا ہے کسلیئے مقید ہوئی ہین

از عمر چون آن رسول این را شنید ۔۔۔ روشنی در دلش آمد پدید

ترجمہ: نامہ بر نے جب عمر سے یہ سُنا ۔۔۔ نور حق سے قلب روشن ہو گیا

محو شد پیشش سوال و ہم جواب ۔۔۔ گشت فارغ از خطا و از صواب

ترجمہ: مٹ گئے سارے سوال اور سب جواب ۔۔۔ ہو چکا فکر خطا و صواب

شرح یعنی جب رسول قیصر روم نے حضرت عمرؓ سے روح کے حالات اور کیفیت حال و مقامات سُنے تو اسکے دلمین معنوی روشنی پیدا ہوگئی اور چونکہ اُسے جذبۂ عشق نے محو و فنا کر دیا تھا اسلیئے سوال و جواب اور خطا و صواب سے فارغ ہوکر مرتبۂ استغراق تک پہنچ گیا اور صاحب کمال و اہل کشف بنگیا

اصل را در یافت بگذشت از فروع ۔۔۔ بہر حکمت کرد در پرسش شروع

ترجمہ: ملگئی جب اصل پھر کیا ہین فروع ۔۔۔ بہر حکمت اُسنے کی پرسش شروع

شرح یعنے رسول روم اصل شے (حقیقت احدیت یا روح) کو معلوم کرنیکے سبب فروعات سے تجاوز کر گیا لیکن پھر بھی روح کے جسم سے متعلق ہونے کی حکمت اور اُسکی منفعت کا سوال اسلیئے کیا کہ خاص حضرت عمرؓ کی زبان سے استفادہ کرے ورنہ اسکو سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ مکشوف الحال تھا نکتہ لفظ اصل کو بصیغۂ واحد اور فروع کو بصیغۂ جمع ذکر کرنا مرتبہ احدیت اور مرتبۂ کثرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعد حصول کمال رسول قیصر کا حضرت عمر سے سوال کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ کامل کو اکمل سے ضرور کچھ نہ کچھ علم روحانی کی بابت تحقیق کرنی اور اُس تحقیق سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے چنانچہ رسول قیصر نے عمرؓ سے سوال کیا

با عمر گفت اینچہ حکمت بود و سر ۔۔۔ حبس آن صافی درین جائے کدر

ترجمہ: اور یہ پوچھا کہ اسمین کیا ہے سر ۔۔۔ روح صافی اور یہ جائے کدر

شرح۔ اس سے پہلے رسول قیصر نے روح کے بدن مین آنیکا سبب پوچھا تھا اور اب اسکی حکمت اور فائدہ پوچھتا ہے آن صافی سے روح اور جائے کدر سے جسم مراد ہے۔

آب صافی در گلے پنہان شدہ ۔۔۔ جان صافی بستۂ ابدان شدہ

ترجمہ: صاف پانی اور یہ ظرف گلی ۔۔۔ روح صافی کیون بدن سے جا ملی

فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود ۔۔۔ مرغ را اندر قفس کردن چہ سود

ترجمہ: فائدہ کیا ہے غرض ہے اس سے کیا ۔۔۔ کسلیئے طائر قفس مین پھنس گیا

شرح۔ آب صافی سے روح اور گل سے جسم مراد ہے اور دوسرا مصرع پہلے کی شرح ہے۔

	گفت تو بحثِ شگرفے میکنی	معنئے را بند حرفے میکنی
ترجمہ	بولے وُہ کرتا ہے تو بحثِ شگرف	ملتی ہے معنی کو جس سے قیدِ حرف

شرح شگرف عجیب و غریب اور عمیق و دقیق یعنے بحثِ روح جسکا بھید کھولنا شرعًا ممنوع ہے۔

	حبس کردی معنئے آزاد را	بند حرفے کردہ تو باد را
ترجمہ	حبس کرنا معنئے آزاد کا	روک دینا حرف مین ہے باد کا

شرح۔ باد سے وہی معنئے آزاد مراد ہین جو پہلے مصرع مین تھے چونکہ ہوا اور معنے دونو نظر سے غائب رہتے ہین اسلیئے معنئے آزاد کو باد کہا گیا یعنی روح کی بحث معنوی قید حرف و بیان مین نہین آسکتی۔

	از برائے فائدہ این کردۂ	تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
ترجمہ	فائدے کے واسطے ہے یہ مگر	تو ہے ایسے فائدہ سے بے خبر

شرح۔ اِن تینون شعرون کی تقریر دو طرح ہو سکتی ہے اوّل یہ کہ رسول قیصر روم کو حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ اے شخص تو روح کے متعلق نہایت باریک سوال کرتا ہے روح کی کیفیت اور حقیقت کا اظہار شرعًا ممنوع ہے چنانچہ رسول مقبول نے بھی مجملًا یہی جواب دیا تھا جو قرآن مجید مین موجود ہے کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی روح میرے رب کا ایک حکم ہے اے رسول قیصر تو نہایت باریک معنی (کیفیت روح) کو قید الفاظ و بیان مین لانا چاہتا ہے اور تجھے یہ منظور ہے کہ ہوا یا معنی آزاد جو ایک قید حروف مین نہین آسکے مقید ہو جائین حالانکہ یہ ناممکن ہے یعنے کیفیت روح کسی طرح بیان نہین ہو سکتی اے رسول قیصر تو نے روح کے متعلق سوال کسی فائدہ کے لیے کیا ہے اسی سے تیرا جواب نکلتا ہے کیونکہ جب تیرا سوال فعل بشر ہو کر فائدہ سے خالی نہین تو روح کا جسم مین آنا جو فعل الٰہی ہے کیونکر فائدہ سے خالی ہوگا دوم یہ کہ سائل نے فائدہ روح کے متعلق سوال کیا تھا حضرت عمرؓ نے کیفیت اور منفعت روح کا ذکر تو بما نعت شرعیہ کے سبب نہین کیا۔ مگر ایک مثال کی صورت مین سائل کو شافی جواب دیدیا یعنے اے رسول قیصر روح کے فائدے کی یہ مثال سمجھ کہ مثلًا تو کسی سے بحث کرتا ہے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیئے نہایت باریک نکتون اور دقیق معنون کو قید الفاظ مین لاتا ہے تو تیرا اسی لیے ہے نا۔ کہ اپنے کلام سے سننے والون کو فائدہ پہنچائے پس تو جب تیرا معانی کو قید الفاظ مین لانا فائدہ سے خالی نہین تو اللہ تعالےٰ کا روح کو قید بدن مین لانا کیونکر فائدہ سے خالی ٹھہر سکتا ہے۔ مگر افسوس تو اس فائدہ سے در پردہ یعنی بیخبر اور غافل ہے جب تک کشف نہو روح کی کیفیت اور اسکے فائدے معلوم نہین ہو سکتے۔

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد   چون نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد

ترجمہ: فائدہ پر کیون نہو حق کی نظر   خود نظر آتا ہے ہمکو سر بسر

شرح - یہ شعر تتمہ کا جواب ہے - یعنے جو ہر قسم کے فائدون کا پیدا کرنے والا ہے (اللہ تعالے) اُس فائدہ کو کیونکر نہ دیکھے گا جو ہمین دکھائی دے رہا ہے مطلب یہ کہ جب ہم تعلق الفاظ ومعنی مین سراسر فائدہ دیکھ رہے ہین تو کیا اللہ تعالے نے روح وبدن کے تعلق مین کوئی فائدہ مد نظر نہین رکھا یہ ناممکن ہے -

صد ہزاران فائدہ ست وہر یکے   صد ہزاران پیش آن یک اندکے

ترجمہ: اسمین ہین لاریب لاکھون فائدے   فائدے ہون کیا بیان اُس ایک کے

شرح - یعنی ایک تعلق الفاظ ومعانی مین لاکھون فائدے ہین لیکن وہ سب فائدے تعلق روح وبدن کے ایک فائدے کے آگے بالکل لاشئے اور بےحقیقت ہین -

آن دم نطقش کہ جانِ جانہاست   چون بود خالی ز معنی گوی راست

ترجمہ: نطق تیرا جو کہ جانِ جان ہے   ہو عبث - بےفائدہ - کیا دھیان ہے

شرح دم نطق سے روح اور پہلے لفظ جان سے امر دوسرے سے رب مراد ہے اور دم نطق مین اضافت سببی ہے - کیونکہ سانس ہی کے سبب آدمی بول سکتا ہے اور بولتے ہی کو روح کہتے ہین اور چونکہ یہی دم نطق نفخت فیہ من روحی کا مصداق ہے اسلئے نطقش مین شینِ ضمیر اضافت خدا کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب الفاظ ومعنی کا تعلق فائدے سے خالی نہین تو جسم سے تعلق روح جو جانِ جان یعنے امر ربی ہے کیونکر بےفائدہ اور بےمعنی ہو سکتا ہے -

آن دمِ نطقت کہ جزوِ جزوہاست   فائدہ شد کل وکل خالی چراست

ترجمہ: سانس جز ہوکر بھی ہے باسود نفع   اور کل بےسود ہو یہ حیف ہے

شرح اس شعر مین چونکہ دمِ نطق مخاطب کی طرف مضاف ہے اسلئے اس سے سانس مراد ہے کیونکہ آدمی سانس ہی کی مدد سے بول سکتا ہے اور سانس سینہ پھیپڑہ - اور گلے - کا ایک جز ہے اور یہ تمام چیزین جزوِ انسان ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب جب کہ تیرا سانس کہ تیرے اعضا کا ایک جز ہے سراسر فائدہ رسان ہے تو کل یعنے روح کسطرح فائدے سے خالی ہو سکتی ہے -

تو کہ جزوی کار تو با فائدہ ست   پس چرا در طعن کل آری تو دست

ترجمہ: تو ہے جز اور کام ہین سب سودمند   طعن کل سے کر زبان کو اپنی بند

شرح یعنی اے انسان تو تمام مخلوقات مین ایک جزوِ ضعیف ہے تاہم تیرے کام فائدے سے خالی نہین

بہر روح کے تعلق کو جو بدن کے ساتھ ہے بیفائدہ کیون جانتا ہے **نکتہ** روح کو کل اسلیئے کہا گیا کہ وہ اُسکا خاص امر ہے جو محیطِ کل اور خالقِ کل ہے اور جسنے روحِ آدم کو اپنی روح کہا ہے۔

گفت راگر فائدہ نبود مگو — **ور بود ہل اعتراض و شکر گو**

ترجمہ جو عبث ہو بات وہ منہ سے نہ کہہ — ورنہ اُسکا شکر کر خاموش رہ

شرح یعنی اگر روح کے متعلق گفتگو مین کچھ فائدہ نہین تو ایسی گفتگو ہی نہ کر اور اگر فائدہ ہے یعنے تو روحانی فائدون کو سمجھ سکتا ہے تو اعتراض کو چھوڑ اور خدا کا شکر کر کہ اُسنے بجھے اسرار سمجھنے کی طاقت دی۔

شکرِ حق چون طوقِ سر گردن بود — **نے جدال و رو ترش کردن بود**

ترجمہ شکرِ حق ہے صورتِ طوقِ گلو — نے جدال و جنگ و خشم اے زشتخو

شرح۔ یعنی شکر الٰہی گویا مخلوقات کی گردن کا طوق ہے جس سے کوئی متنفس عہدہ برآ نہین ہو سکتا۔ اُسکی نعمتین بیشمار ہین۔ چنانچہ روحانی اسرار کا سمجھنا۔ اور نافہمی کی حالت مین اعتراض نہ کرنا۔ ہی ایک بڑی نعمت ہے

گر ترش رو بودن آمد شکر و بس — **ہمچو سرکہ شکر گوئے نیست کس**

ترجمہ گر ترشروئی ہے شکرِ ربّ ہے — شکر گو سرکے سے بڑھکر کون ہے

شرح۔ یعنی اگر کیفیت روحانی اور اسرار ربانی پر نافہمی کے سبب اعتراض کرنے کا نام شکر ہے تو سرکہ یعنی کافرون اور ملحدون سے زیادہ کوئی شکر گذار نہین ہو سکتا۔ جو خدا کی ہر بات پر معترض ہین۔

سرکہ را گر راہ باید در جگر — **گو بشو سرکنگبین او از شکر**

ترجمہ ڈھونڈتا ہے سرکہ گر راہِ جگر — چاہیئے بنِنا اُسے جزوِ شکر

شرح یعنے اگر سرکہ یہ چاہتا ہے کہ مین جگر مین جا پا جاؤن اور مجھے کوئی پسند کرلے تو اُس سے کہدو کہ شکر کی صحبت سے سکنجبین بنجا مطلب یہ کہ ترش رو اور معترض اگر احوالِ باطن اور کیفیت روح معلوم کرنی چاہتا ہے تو اُس سے کہدو کہ حلاوتِ طاعت الٰہی اور کسی مرشد کامل سے ہمصحبت رہ۔

معنی اندر شعر جز با خبط نیست — **چون فلاسنگ است اندر ضبط نیست**

ترجمہ نظم اسرارِ نہان بیشک ہے خبط — کسطرح سنگ فلاخن کو ہو ضبط

شرح فلا۔ بمعنے بیابان ہے۔ یا فلاسنگ مخفف فلاخن سنگ ہے اور دونو حالتون مین فلاسنگ کی اضافت مقلوبی ہے۔ یعنے نظم مین۔ بیان اسرار ایسا ہے جیسا بیابان مین پتھر یا سنگ فلاخن کہ ہر وقت نشانہ پر نہین جاتا۔ اسیطرح اشعار مین اظہار اسرار لبا اوقات مدعا کے موافق نہین ہوتا۔ گویا مولانا عذر فرماتے ہین کہ مین اسرار کے منظوم کرنے پر ایسا قادر نہین ہون جیسا جی چاہتا ہے۔ اسلیئے سالک کو مثنوی ہی پر اکتفا نہ کرنی چاہیئے

بلکہ اسکا فرض ہے کہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھکر علم اسرار حاصل کرے چنانچہ اسی مناسبت سے آیندہ حدیث لکھی ہے

دربیان حدیث من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف

اِس حدیث کا بیان کہ جو شخص خدا کی قربت چاہتا ہے اُسپر فرض ہے کہ اہل تصوف کے پاس بیٹھے

شرح اسکا سبب یہ ہے کہ صوفی متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین۔ انکی صحبت مین بیٹھکر خدا یاد آتا ہے اور اسرار معلوم ہوتے ہین

	آن رسول اینجا رسید و شاہ شد	والہ اندر قدرت اللہ شد
ترجمہ	یہان پہنچکر بنگیا شہ نامہ بر	اور عاشق قدرت اللہ پر

شرح۔ اینجا سے صحبت عمرؓ اور شاہ سے سلطان اولیا مراد ہین۔ اور والہ بمعنے شیفتہ و سرگشتہ درعشق یعنی رسول قیصر حضرت عمرؓ کی صحبت مین تہوڑی دیر رہکر سلطان الاولیا اور عشق الٰہی کا شیفتہ اور شراب معنوی سے بیخود ہوگیا

	آن رسول از خود بشد زین یکدو جام	نے رسالت یاد ماندش نے پیام
ترجمہ	ہوگیا سرمست پیکر ایک جام	نامہ کیسا کیا رسالت کیا پیام

شرح یعنے رسول قیصر حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اسرار و معرفت کے دو ایک جام پیکر بیخود ہوگیا اور جس کام یعنے رسالت کے لیئے آیا تہا اُسے بالکل بہول گیا نامہ و پیام کچھ یاد نہ رہا۔ اور دنیا سے بیخبر ہوکر واصل بحق ہوگیا

	سیل چون آمد بدریا بحر گشت	ابر پیش تیغ شمسی ضحو گشت
ترجمہ	سیل ہوجاتی ہے دریا مین فنا	مہر جب نکلا تو بادل پہٹ گیا

شرح۔ ضحو۔ چاشت گاہ و طعام چاشت گاہ خوردن و روشن و آشکارا شدن۔ یہان پہلے معنے مراد ہین یعنی سیل کا قاعدہ ہے کہ دریا مین ملکر دریا ہی ہوجاتی ہے۔ اور ابر آفتاب کی تلوار سے پہٹ جاتا ہے اسیطرح رسول قیصر جو سیل کی مانند دریائے حقیقت حضرت عمرؓ کے پاس آیا تہا دریا سے ملکر فنا فی اللہ ہوگیا اور آفتاب حقیقت نے اسکے ابر ظلمت جسمانی کو دفع کرکے قلب کو منور بنا دیا۔ یہ فقط اہل اللہ کی صحبت کا اثر تہا

	سیل چون آمد بدریا بحر گشت	دانہ چون آمد بمزرع گشت گشت
ترجمہ	سیل دریا مین گئی دریا ہوئی	تخم نے پائی ہے صورت کہیت کی

شرح۔ دوسرے مصرع مین کشت بکاف عربی بمعنے کہیت ہے۔ ورنہ دونو مصرعون مین گشت پڑھا جائے تو قافیہ نادرست ہوگا۔ مطلب یہ کہ دانہ کہیت مین جاکر خود کہیت بنجاتا ہے یعنی ایک دانہ کے بہت سے ہوجاتے ہین۔ اسیطرح آدمی اہل تصوف سے ملکر سبز اور بہرہ ور ہوجاتا ہے۔

	چون تعلق یافت نان با بوالبشر	نان مردہ زندہ گشت و باخبر
ترجمہ	نان جب آدم نبگئی جسم بشر	بنگئی قدرت سے حی و باخبر

شرح - یعنے روٹی باوجودیکہ ایک مردہ چیز تھی مگر جب اسکو حضرت آدم یا آپکی اولاد نے کھا لیا تو مستحیل بروح ہوگئی جز و بدن بنگئی یہ آدم کی صحبت کا اثر ہے اسیطرح اہل اللہ کی صحبت مین بیٹھکر آدمی روحانی زندگی حاصل کرلیتے ہین

موم و ہیزم چون ورائے نار شد ‌‌ ‌ ذاتِ ظلمانی او انوار شد

ترجمہ - موم اور لکڑی گئی جب سوے نار ‌ ‌ ہوگئے ظلمت سے انوار آشکار

شرح - لفظ ورا بمعنے جانب اور انوار سے صاحب انوار یا منور مراد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ موم کو آگ پر رکھکر میل کچیل سے صاف کیا کرتے ہین مطلب یہ کہ موم اور لکڑی جو کثیف اور ظلمانی چیزین ہین آگ کی صحبت سے صاف اور روشن ہوجاتی ہین اسیطرح اہل اللہ کی صحبت انسان کی جسمانی کثافتون کو دور کردیتی ہے

سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان ‌ ‌ گشت بینائی شد آنجا دیدبان

ترجمہ - آنکھ مین آیا جو سرما میری جان ‌ ‌ ہوکے پتھر بنگیا خود دیدبان

شرح - دیدبان بمعنے صاحب دید۔ چنانچہ فیلبان و شتربان۔ نیز دیدبان اس شخص کو بھی کہتے ہین جو کسی بلندی پر بیٹھکر دور دور کی چیزون کو دیکھتا رہے و بمعنے جاسوس یعنے سنگ سرمہ باوجودیکہ پتھر تھا مگر جب پسکر آنکھون مین گیا تو خود بینا اور صاحب دید بنگیا یعنے باعث بینائی چشم اور جزو بصارت بنگیا۔ حدیث شریف مین ہے عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیُجَلِّی الْبَصَرَ یعنے اے لوگو تم اس سرمہ لگانے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ پلکون کو اُگاتا ہے اور بصارت کو تیز کرتا ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح دیکھا گیا ہے - سنگ بینائی شد آنجا دیدبان۔ اسصورت مین اگر سنگ بینائی بلا اضافت ہے تو یہ معنے ہین کہ اے صاحب دید آنکھون مین آکر پتھر جزو بینائی بنگیا ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو سنگ بینائی بمعنے اثمد یعنے سنگ سرمہ ہے یعنی آنکھون مین آکر سنگ سرمہ صاحب دید اور جزو بصارت بنگیا **نکتہ** یہ پانچون شعر اس بات کی تمثیل ہین کہ اہل اللہ کی صحبت سے ظلمات جسمانی انوار روحانی سے بدلجاتے ہین پانچون شعرون کی تمثیل کو مضمون صحبت اہل اللہ پر مطابق کرلیجے۔

اے خنک آن مردہ کز خود رستہ شد ‌ ‌ در وجود زندۂ پیوستہ شد

ترجمہ - سچ تو یہ ہے مردہ ہے وہ خوش نصیب ‌ ‌ جو کسی زندہ کا ہوجائے حبیب

شرح - مردہ سے اہل غفلت اور زندہ سے اہل اللہ مراد ہین بعض نسخون مین مردہ کی جگہ مرد ہے۔ پہلا نسخہ اچھا ہے

وائے آن زندہ کہ با مردہ نشست ‌ ‌ مردہ گشت و زندگی از وے بجست

ترجمہ - زندہ جو مردون مین دیکھا مرگیا ‌ ‌ حیف ہے کمبخت یہ کیا کر گیا

شرح - یعنے جو انسان غافلون اور مردہ دلون کی صحبت مین بیٹھا گویا وہ جیتے جی مرگیا۔ اہل غفلت و اہل دنیا کی صحبت مین بیٹھنا اس حدیث سے منع ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَمُجَالَسَةَ الْمَوْتٰی قَالُوْا وَمَنِ الْمَوْتٰی

قال الاغنیاء ذوی مجرائیہ اہل الدنیا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردون کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے فرمایا مُردے کون ہین۔ آپ نے فرمایا غافل دولتمند یا اہل دنیا **فائدہ** مولانا قدس سرہ کا مقصود ان اشعار سے یہ ہے کہ آدمی کو اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھا کرے اور اگر کوئی اہل دل صوفی نہ ملے تو قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے آئندہ اشعار اسی مضمون کی جانب اشارہ کرتے ہین۔

	چونکہ تو در قرآن حق بگریختی	**با روان انبیا آمیختی**
ترجمہ	غور کے تو اگر قرآن پڑھے	روح پاک انبیا سے جا ملے

شرح۔ یعنی اگر تجکو ہمنشینی کے لیئے اہل تصوف نہ ملین تو کنج تنہائی مین بیٹھکر قرآن شریف سمجھکر پڑھا کر کیونکہ ایسا پڑھنا ارواح انبیا سے ملاقات کرنے کے مانند ہے اور سارے انبیا **صوفی ابوالوقت** گذرے ہین

	ہست قرآن حالہائے انبیا	**ماہیان بحر پاک کبریا**
ترجمہ	حال نبیون کا ہے قرآن میری جان	ہین وہ سب بحر خدا کی مچھلیان

شرح۔ دوسرا مصرع لفظ انبیا کا بدل یا عطف بیان ہے یعنے قرآن کیا چیز ہے نبیون کے حالات اور نبی کون ہین۔ دریائے عرفان و اسرار کی مچھلیان۔ بس تو انکے حالات دیکھنے گویا انسے ملاقات کرنی ہے۔

	ور بخوانی و نہ قرآن پذیر	**انبیا و اولیا را دیدہ گیر**
ترجمہ	ہو تلاوت اسکی گر بے فہم سنے	انبیا و اولیاء کی دید ہے

شرح یعنے اگر تو قرآن مجید کے فقط الفاظ پڑھتا ہے اور اس سے نصیحت حاصل نہین کرتا یا اسکے اسرار و معانی سے ناواقف ہے تو یہ سمجھ کہ گویا تونے دور سے انبیا و اولیا کی زیارت کرلی گو انسے ملاقات نہین ہوئی مطلب یہ کہ گو قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھنے سے کوئی زبردست روحانی فائدہ حاصل نہین ہوسکتا تاہم اسکی تلاوت ثواب سے خالی نہین **نکتہ** کسی کتاب کا بغیر سمجھے پڑھنا بالکل غیر مفید اور تضیع اوقات ہے مگر قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ اسے کوئی سمجھ کر پڑھے یا صرف لفظون کی تلاوت کرے کسی حال مین ثواب سے محروم رہیگا۔

	ور پذیرائی چو برخوانی قصص	**مرغ جانت تنگ آید در قفس**
ترجمہ	یعنی قرآن پہ ہو گر دسترس	مرغ جان پر تنگ ہوجائے قفس

شرح۔ قصص سے انبیا کے وہ قصے مراد ہین جو قرآن مجید مین مذکور ہین۔ انکا مطلب انکے پڑھنے سے تیرا مرغ روح قفس جسم مین تنگ اگر عالم ملکوت کی طرف اڑ جائیگا **فائدہ** ملکوت بمعنے بادشاہی اور صوفیون کے نزدیک بمعنے عالم ارواح و عالم فرشتگان و عالم غیب۔ **ناسوت** بمعنے عالم اجسام و عالم دنیا و بمعنے شریعت و عبادت ظاہری و **لاہوت** بمعنے عالم الٰہی اس مقام مین سالک کو مرتبہ فنا فی اللہ حاصل ہوجاتا ہے لاہوت دراصل

لا الہ الا ہو تہا آخر مین تار منقوطہ بڑھائی گئی اور بیچ مین سے چند حرف گھٹائے گئے تاکہ نا محرم اسرار اس لفظ کے معنے نہ سمجھ سکین بعض کے نزدیک اسکی اصل لاہو الا ہو ہے یعنے تجلّی صفات کوئی چیز نہین مگر ہان تجلّی ذات ۔ و جبروت بمعنے عظمت و بزرگی و تکبر اور اصطلاح صوفیہ مین عالم عظمتِ الٰہی و عالم جلال اسما و صفات و مرتبۂ وحدت ۔

	مرغ کو اندر قفس زندانیست	مے نجوید رستن از نادانیست
ترجمہ	جو قفس مین قیدی زندان ہے	وہ نہ ڈھونڈے رستہ نادان ہے

شرح یعنے جو جانور پنجرے مین رہکر رہائی کا مشتاق نہو وہ نادان ہے اسیطرح وہ لوگ محض جاہل ہین جو ظلمت جسمانی سے نجات پانیکا شوق نہین رکھتے اسلیئے اہل اللہ کی صحبت مین بیٹھنا ضرور ہے اگر وہ نہ ملین تو قرآن شریف کو سمجھکر پڑھنا لازم ہے۔ بعض علمائے صوفیہ کا قول ہے کہ گذشتہ یا موجودہ کاملین مین سے جس کسیکے ملنے کا تجھے شوق ہو اُسکے کلام کو دیکھا کر کیونکہ استفادۂ کلام بھی بمنزلۂ صحبت ہے

	روحہائے کز قفسہا رستہ اند	انبیاؤ رہبر شائستہ اند
ترجمہ	اِس قفس سے جنکو حاصل ہے فتوح	انبیاء و اولیا کی ہے وہ روح

شرح یعنے وہ روحین جو قفس جسم سے نجات پاگئی ہین انبیاء و اولیا کی روحین ہین۔ انکا طلب الٰہی کی پیروی کر

	از برون آواز شان آید بدین	کہ رہِ رستن ترا اینست این
ترجمہ	اُنکی آواز آتی ہے اے خوش صفات	آادہر آ ہے یہی راہِ نجات

شرح ۔ یعنی اُس عالم ارواح سے کہ جو عالم دنیا سے بیرون ہے انبیاؤ اولیا کی آوازین اِس عالم دنیا پر آتی ہین اور اُن آوازونکا مضمون یہ ہے کہ نجات پانیکا رستہ یہی ہے جو ہمنے اختیار کیا ہے۔ (یعنے قیدِ جسم سے رہا ہونا) اے شخص اگر تجھے بھی نجات مطلوب ہے تو ہمارا اتباع کر قید جسم سے رہا ہوکر واصل ہو جائے گا۔

	ما بدین رستیم زین تنگین قفس	غیر این رہ نیست چارہ زین قفس
ترجمہ	ہم ہوے ہین اِسکی برکت سے خلاص	ہے رہائی کی یہی اک راہ خاص

شرح یہ شعر بھی انبیاؤ اولیا کی آواز کا تتمہ ہے اور تنگ قفس سے ظلمت جسمانی مراد ہے اور این رہ کا یہ مطلب ہے کہ بجز ترک صحبت اہل دنیا قفس جسم سے نجات پانیکا کچھ علاج نہین ہے ۔

	خویش را رنجور ساز و زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار
ترجمہ	نفس کو تو اپنے رکھہ رنجور و زار	تا نہو دنیا مین تیرا اشتہار

شرح ۔ یعنی نجات پانیکا سب سے اچھا طریقہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھنا ہے اگر یہ میسر نہو تو سمجھکر قرآن مجید پڑھنا یہ بھی حاصل نہو تو نبیون کے اقوال و احادیث اور اولیاء اللہ کے ملفوظات کو دیکھنا یا سُننا اگر یہ بھی ممکن نہو

تو اے شخص اپنے نفس کو ضعیف اور مریض بنا۔ اُسے معیوب اور ذلیل سمجھ اپنی حالت پر گریہ وزاری کر اس کیفیت سے تیری شہرت جاتی رہیگی لوگ معیوب اور غمگین سمجھکر تیری طرف بہت کم متوجہ ہونگے۔ اور شہرت سے بچنا اسلیئے لازم ہے کہ آدمی مشہور ہوکر مرجعِ خلائق بنجاتا ہے اور اُسے مُردون یعنے اہل دنیا اور مالدارون سے زیادہ صحبت رکھنی پڑتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مُردونکی صحبت زندہ کو مُردہ بنا دیتی ہے

	اشتہارِ خلق بندِ محکم ست	در رہِ این از بندِ آہن کے کم ست
ترجمہ	اشتہارِ خلق ہے بندِ گران	ہے یہ اک زنجیرِ آہن میرے جان

شرح یعنے خلقت مین مشہور ہونا وہ ہے کہ ایک مضبوط زنجیر ہے جو سالک کو قیدِ جسم سے ہرگز رہائی نہین دیتی

	یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق	تا بدانی شرطِ این بحرِ عمیق
ترجمہ	داستان اک اور سن لے اے رفیق	تا ہو علمِ حالتِ بحرِ عمیق

شرح۔ شرط۔ بادِ موافق جس سے جہاز موافق مقصود دریاؤن مین چلتا ہے یعنے ہم تمثیلاً ایک حکایت بیان کرتے ہین جس سے تجکو اِس بحرِ عمیق (راہِ سلوک وعرفان) کی بادِ موافق کا حال معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ بات کھل جائیگی کہ ترک شہرت کے سبب ظلمتِ جسمانی سے نجات مل سکتی ہے۔ بادِ موافق سے وہ ترکیب مراد ہے جسپر عمل کرنے سے رہائی اور ہمیشہ کی زندگانی نصیب ہو اور جسکا ذکر طوطی کی حکایت مین آتا ہے

قصۂ بازرگان کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک سوداگر کا تجارت کیلئے ہندوستان جانا اور اُسکے طوطی کا ہندوستان کی طوطیونکو پیغام دینا

شرح۔ یہ حکایت مضمون گذشتہ کی توضیح اور اِس شعر کی تمثیل ہے۔ خویش را رنجور ساز و زار زار تا ترا بیرون کنند از اشتہار چنانچہ اُس سوداگر کی طوطی نے ہند کی طوطیون کی آواز سنکر از راہ مکر اپنے آپ کو مردہ بنالیا اور قفس سے رہائی پائی اسیطرح خدا کے باغ کی طوطیون (انبیا و اولیا) کی آواز یعنے اُنکے اقوال و احادیث سنکر سالک کو موت سے پہلے مرجانا چاہیئے۔ تاکہ قفسِ جسم سے رہائی پاکر عالمِ ملکوت تک رسائی ہو۔

	بود بازرگانے و او را طوطیے	در قفس محبوس زیبا طوطیے
ترجمہ	ایک طوطی تھا کسی تاجر کے پاس	پنجرے مین قید اور پابند یاس
	چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد	سوئے ہندستان شدن آغاز کرد
ترجمہ	ناگہان پیش آگیا اُسکو سفر	عزمِ ہندستان پہ باندھی کمر
	ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود	گفت بہر تو چہ آرم گوی زود
ترجمہ	ہر غلام و ہر کنیزک سے کہا	لاؤن کیا تیرے لیئے سچ سچ بتا

شرح چونکہ یہ سوداگر سخی آدمی تہا اسلیئے اُسنے تمام لونڈی غلامون سے اُنکی خواہش کا سوال کیا

ہر یکے از وے مرادے خواست کرد ۔ جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد

ترجمہ کی طلب اُس سے مراد ایک ایک نے ۔ سب سے وعدہ کرلیا اُس نیک نے

شرح یعنے تمام لونڈی غلامون نے جو سوغات چاہی سوداگر نے ہندستان سے اُسکے لانیکا پختہ وعدہ کرلیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان ۔ کارمت از خطۂ ہندوستان

ترجمہ پہر کہا طوطی سے کہہ کیا چاہیئے ۔ لاؤن ہندستان سے تیرے لیے

شرح یعنے چونکہ طوطی بہی سوداگر کا نہایت محبوب اور مدت کا پلا ہوا جانور تہا اسلیئے اُسکے خواہش کا بہی لحاظ کیا

گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان ۔ چون ببینی کن ز حال من بیان

ترجمہ یہ کہا طوطی نے ہین وان طوطیان ۔ اُنسے میرا حال کردینا بیان

شرح چونکہ سفر مین وطن والون کی یاد زیادہ ستاتی ہے اور خاص کر مصیبت کے وقت آدمی اپنے ہمجنسون اور وطن والون کو زیادہ یاد کیا کرتا ہے اسلیئے طوطی نے سوداگر سے صرف یہ ارمغان چاہا کہ میرا حال بیان کرکے ہندوستان کی طوطیان جو کچہ اُسکا جواب دین مجہے لاکر دیدینا اُسکے سوا مین کچہ نہین چاہتا۔ ارمغان تحفہ و سوغات

کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست ۔ از قضائے آسمان در حبس ماست

ترجمہ اور یہ کہنا کہ وہ مایوس ہے ۔ گردش افلاک سے محبوس ہے

بر شما کرد او سلام و داد خواست ۔ وز شما چارہ و ارشاد خواست

ترجمہ ہے بس تسلیم طالب داد کا ۔ اور خواہان چارہ و ارشاد کا

شرح یہ کن ز حال من بیان کی تشریح ہے یعنے میرے پیارے آقا سوداگر تو ہندوستان کی طوطیونکو میری طرف سے سلام کے بعد یہ کہنا کہ فلان طوطی جو ہندوستان ہی کا رہنے والا اور تمہارا ہمجنس ہے اتفاق سے ہمارے پنجرے مین قید ہے اور تم سے داد چاہتا ہے اُسکی مخلصی کی کوئی تدبیر بتاؤ اور اُسکے نجات کے بابت کچہ ارشاد کرو وہ بیچارہ تمہارے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔

گفت می شاید کہ من در اشتیاق ۔ جان دہم اینجا بمیرم در فراق

ترجمہ کیا یہ لایق ہے کہ فرط اشتیاق ۔ جان دے میری بہجے مارے فراق

شرح گفت کا قائل طوطی ہے اور میشاید کہ من در اشتیاق اُسکا مقولہ ہے یعنی اے سوداگر اُن طوطیونکو میری جانب سے یہ بہی کہنا کہ یہ بات لایق نہین کہ مین تو اشتیاق مین اپنی جان دون فراق مین مرجاؤن اور تمہین خبر بہی نہو یہ بات ہموطنی ہمجنسی ہمدردی اور دوستی سے بالکل بعید اور خلاف انصاف ہے۔

	این روا باشد کہ من در بند سخت	گہ شما بر سبزہ گاہی بر درخت
ترجمہ	کیا یہ لایق ہے کہ مجکو قید سخت	اور تمکو سبزہ و سیرِ درخت
	این چنین باشد وفائے دوستان	من درین حبس و شما در بوستان
ترجمہ	ہے یہی شرطِ وفائے دوستان	قید مجکو اور تمکو بوستان

شرح یعنے میری طرف سے یہ کہنا کہ اے ہندوستان کی طوطیون کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ مین قید مین رہون اور تم سبزہ زار اور جنگلون کی سیر کرتے پہرو کیا وفاداری کے یہی معنے ہین کہ مین زندان مین رہون اور تم بوستان مین تمہین انصاف کرو کہ وفاداری اسی کو کہتے ہین۔

	یاد آرید اے مہان زین مرغ زار	یک صبوحی در میان مرغزار
ترجمہ	میری جانب سے بطورِ یادگار	اک صبوحی درمیان مرغزار

شرح یعنے میری جانب سے یہ کہنا کہ اے طوطیو کسی دن اس مرغ ضعیف کی یاد مین بہی ایک صبوحی نوش کرلینا مرغ زار سے سوداگر کی طوطی نے اپنی ذات کو مراد رکہا اور مرغزار سبزہ زار کو کہتے ہین۔ مرغ بمعنے دوب صبوح وہ شراب جو صبح کے وقت نوش کیجاتی ہے اور صبوحی بیائے مصدری صبح کے وقت شراب پینا۔ اس شعر مین صبوحی بیائے معروف و مجہول دونو طرح جائز ہے یا یہ معنے ہین کہ کسی دن صبح کے وقت سبزہ زار مین اس دور افتادہ کو بہی یاد کرلینا کیونکہ صَبوح بفتحتین بمعنے وقت صبح بہی آیا ہے۔ اور شراب پینے کے معنون مین صَبوحی بفتح اول ہے۔ لفظ مہان تعظیمی خطاب ہے جو اُس محبوس طوطی نے طوطیان ہند کو دیا ہے لیکن یہان مہان سے وہ عاشقان الٰہی مراد ہین جو مشاہدہ کے باغ مین شرابِ محبت ربانی نوش کررہے ہین اور مرغزار سے سالک اور صبوحی سے ذوقِ روحانی اور شوق معنوی یعنے اے عاشقان الٰہی شرابِ وحدت پیتے وقت سالک اور طالب عرفان کو بہی یاد کرلیا کرو کیونکہ وہ بہی تمہارے دامن سے بندہا ہوا ہے مگر چونکہ گم کردہ راہ اور تشنۂ شرابِ محبت ہے اسلئے تمسے مدد چاہتا ہے۔

	یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلی و این مجنون بود
ترجمہ	یاد ہے یارون کی یارون کو ضرور	خاصکر جب عشق ہو اے پرشعور

شرح۔ یعنے ہر حالت مین دوست کو یاد رکہنا بہتر اور مبارک ہے۔ خاصکر اُس حالت مین کہ وہ دوسرا یا لیلی ہو اور یہ دور افتادہ مجنون یعنے معشوق کا عاشق کا یاد کرنا بہ نسبت اورون کی یاد کے بہت اچہا ہے۔ اس شعر مین طوطی تاجر نے اپنے آپ کو مجنون اور طوطیان ہند کو لیلی قرار دیا ہے یا لیلی سے وہی عاشقان الٰہی مراد ہین جو مرتبۂ معشوقیت تک پہنچ گئے ہین اور مجنون سے طالب صادق اور تقریر شعر وہی ہے جو پہلے شعر کی تہی

	اے حریفان بابتِ موزون خود	من قدحہا میخورم از خون خود
ترجمہ	وصل اب تمکو بتِ موزون سے ہے	اور میرا جام دل کے خون سے ہے

شرح یعنے اے طوطیون تم اپنے معشوق کی آزادی کے مصاحب بنے ہوئے شرابِ وصال کے مزے اڑا رہے ہو اور مین خون جگر کی شراب پی رہا ہون یہ اُس صورت مین ہے کہ یہ شعر طوطی کا مقولہ ہو اور اگر طالب کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے عاشقان الٰہی تم اپنے معشوق کے ساتھ وصال کے مزے چکھو اور مین فراقِ محبوب مین خون جگر پیون افسوس تم میری حالت پر توجہ نہین کرتے بعض نسخون مین اے حریفان بے بتِ موزون خود ہے۔ اسصورت مین معنے ظاہر ہین۔

	یک قدح مے نوش کن بر یادِ من	گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
ترجمہ	نوش کر اک جام میری یاد پر	گر تجھے انصاف ہے مد نظر

شرح اس شعر مین خلافِ اشعار گذشتہ طوطی تاجر نے ہند کی طوطیون کو بصیغۂ واحد یاد کیا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ سب بباعث اتحادِ دلی ایک ہین یا یہ کہ مولانا نے طالب کی زبان سے عاشقان الٰہی اور مرشدان کامل کو بدین سبب کہ وہ سب وحدتِ حقیقی کے عاشق اور ایک شمع کے پروانے ہین بصیغۂ واحد تعبیر کیا ہے داد سے مراد حق ہے یعنے طالب مرشد کامل سے یہ کہتا ہے کہ اے مرشد جام وحدت سے شرابِ محبت پیتے وقت مجھے نہ بھولنا یا علٰی ہذالقیاس طوطی تاجر طوطیانِ ہند کو خطاب کر رہا ہے

	یا بیاد این فتادہ خاک بیز	چونکہ خوردی جرعۂ بر خاک ریز
ترجمہ	یہ نہین تو داد دے اے دادگر	چند قطرے ہی گرا دے خاک پر

شرح یعنے اے طوطیانِ ہند یا اے مرشد کامل اگر تو میری یاد مین شرابِ محبت نہین پیتا تو میرے نام کا ایک گھونٹ زمین ہی پر گرا دے یعنے دل سے نہین تو اوپری ہی دل سے مجھے یاد کر لیا کر عرب کا مقولہ ہے وللارض من کاس الکرام نصیب یعنے سخیون کے پیالے مین سے کچھ گرا پڑا زمین کو بھی ملجاتا ہے کریمون کے فیض سے کوئی شے محروم نہین رہتی فارسیون کا محاورہ ہے بیاد کسے شراب خوردن یا جرعہ بر خاک ریختن بمعنے یاد کردن در محل یاد یعنے کسی کی یاد مین شراب پینی یا شراب کے گھونٹ زمین پر گرانے یہ معنے رکھتا ہے کہ اسکو یاد کے موقع پر یاد رکھے یہ بات غایت دوستی کے زمانہ مین ہوتی ہے

	اے عجب آن عہد و آن سوگند کو	وعدہ ہائے آن لبِ چون قند کو
ترجمہ	حیف ہے کیا ہو گئے عہد و قرار	اور وہ سب وعدہ ہائے خوشگوار

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے آپ قصہ کو چھوڑ کر مناجات الٰہی مین مشغول ہوگئے

گویا آپ طالب کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ اے خدا تو اپنے اقرار کے موافق ہمین قیدِ جسم سے رہائی دیکر عالم ملکوت تک طاقتِ پرواز کیون نہین دیتا۔ اللہ تعالےٰ کا اقرار اِس آیت سے نکلتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنے جو لوگ ہمارے رستہ مین کوشش کرینگے ہم ضرور اُنکو رستہ دکھا دینگے اور بیشک خدا نیکو کارون کے ساتھ ہے۔ نکتہ گو ذاتِ الٰہی لب و چشم وغیرہ سے پاک ہے مگر یہ کلمات شوقیہ ہین جو حالتِ وجد مین عاشق کی زبان سے نکلجاتے ہین اور ایسی حالت مین عاشق معذور ہوتا ہے اور اگر یہ شعر صرف طالب کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے انبیاء و مرسلین اور اے عاشقان الٰہی وہ اقرار جو تمہاری ارواح نے ہماری ہدایت و ارشاد کے لیئے ازل مین کیئے تھے کیا ہوئے تم اپنی باطنی کوشش سے ہمین اپنی طرف کیون نہین کھینچتے عاشقان الٰہی کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یعنے ہمنے تمام پیغمبرون سے اور اے پیغمبر عرب تجھسے اور نوح اور ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور عیسےٰ سے اسبات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو اور اپنی اپنی اُمتونکو توحید کی طرف بُلاؤ اور اگر یہ شعر طوطی کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے طوطیانِ ہند وہ جو ہم مین تم مین اس سے پہلے وفا اور یکدلی اور محبت کے اقرار و قول و قسم تھے وہ کیا ہوئے اور تم مجھے کیون بھول گئے۔

	گر فراق بندہ از بد بندگیست		چون تو با بد بد کنی پس فرق چیست	
ترجمہ	ہجر اگر بد بندگی کی ہے سزا		فرق کیا ہے بد بدی کی ہے جزا	

شرح یہ شعر بھی طوطی اور مولانا کی زبان سے طالبِ صادق دونو کا مقولہ ہوسکتا ہے۔ اور لفظ تو خطاب طوطیانِ ہند یا مرشدان کامل کی طرف ہے اور بد بندگی سے جرم و گناہ اور بندہ سے اپنی ذات مراد ہے نیز ممکن ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہو اور خطاب تو بجانب اللہ تعالےٰ یعنے اگر تونے بندہ کو اُسکی تقصیرات کے باعث اپنے وصال سے محروم کر رکھا ہے۔ تو اسکا کیا جواب ہے کہ تو بھی بد کو مکافات بد دیتا ہے جو تیری شان کریمی اور مقتضائے رحمتی وسعت کل شئے سے بعید معلوم ہوتا ہے کسینے خوب کہا ہے رباعی
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو + آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو + من بد کنم و تو بد مکافات دہی + پس فرق میان من و تو چیست بگو
اگرچہ مولانا کا یہ مقولہ بظاہر جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ کے خلاف ہے مگر فی الواقع یہ راز و نیاز اور غلبہ عشق کی باتین ہین اسلیئے بعض الفاظ حد ادب سے تجاوز کر گئے ہین اس سے یہ مقصود نہین کہ بد کی جزا بد نہوا کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ عفو ہر حالت مین بہتر ہے۔ بدی کی سزا کو بدی کہنا باعتبار مثلیت ہے فی الواقع بدی نہین

	این بدی کہ تو کنی در خشم و جنگ		با طرب تر از سماع و بانگ چنگ	
ترجمہ	وہ بُرائی جو کرے تو جنگ سے		با طرب تر ہے سماع چنگ سے	

شرح یعنے قہوہ بدی جو خشم و جنگ کی حالت مین کرتا ہے سماع بانگ چنگ سے بہتر ہے ۔ آخر تک ان اشعار کو مقولہ طوطی اور مقولہ طالب بطور خطاب یا طوطیان ہند و مرشدان کامل کہا جائے تو بجا ہے چنانچہ ذوقِ سلیم خود معلوم کرلیگا ۔ لیکن ہم وہ معنے بیان کرتے ہین جو سب سے دقیق ہین ۔ یعنے یہ سب مولانا کے مقولے ہین اور خطاب اللہ تعالےٰ کی جانب ہے ۔ اس اعتبار سے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خشم حق سبحانہ و تعالےٰ عارفون کے نزدیک عین رحمت ہے کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ رحمت غصہ مین مضمر ہے ۔ البتہ عام آدمی کے آنکھونپر پردہ ہے وہ رحمت کو خشم مین مشاہدہ نہین کرسکتا ۔ یا خشم سے مراد ظاہری خشم ہے جو ہمارے نزدیک قہر ہے مثلاً وجود عارضی کو فنا کرکے حیات ابدی عطا فرمانا یا زناکار کو گناہ سے پاک کرنے کے بیئے سنگسار کرنا بظاہر قہر معلوم ہوتا ہے مگر فی الواقع مہر ہے ۔

	اے جفائے تو ز رحمت خوبتر	وانتقام تو زجان محبوبتر
ترجمہ	ہے جفا تیری دفا سے خوبتر	اور بدلا جان سے محبوبتر

شرح یہ پہلے مضمون کی تکمیل ہے یعنے بجائے حیات کے فانیہ کی عوض مین حیات باقیہ دیتا ہے ۔ اسلیئے تیری ظاہری جفا یعنے گناہونکا انتقام جان سے زیادہ عزیز ہے ۔ کیونکہ تیرے غضب مین تیری رحمت پنہان ہوتی ہے گو عوام کو نظر نہین آتی بعض نسخون مین رحمت کی جگہ دولت ہے جس سے مراد دولت دنیا ہے ۔

	نار تو اینست نورت چون بود	ماتم این تا خود کہ سورت چون بود
ترجمہ	ہے یہ تیری نار کیا ہے شان نور	ماتم ایسا ہے تو کیسا ہے سرور

شرح ۔ یعنے جب نار عشق حقیقی جو باعث صفائے روح ہے یہ مرتبہ رکھتی ہے تو وہ نور جو بعد عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے کس مرتبہ کا ہوگا اور ماتم و مصیبت عشق حقیقی مین ایسی کیفیت ہے تو سرور وصال مین کسقدر لذت ہوگی یا یہ معنے ہین کہ جب تیرے غضب مین رحمت پنہان ہے تو رحمت مین کسقدر عنایتین پوشیدہ ہونگی

	فی المثل جورت اگر عریان شود	عالم ار گریان بود خندان شود
ترجمہ	جور تیرا گر عیان ہو فے المثل	خندۂ شادی ہو گریہ کا بدل

شرح ۔ یعنے اگر تیرے قہر کی حقیقت اس عالم مین ظاہر ہوجائے تو اسقدر لذت حاصل ہو ۔ کہ غمگین لوگ مسرور ہوجائین اور رونے والے ہنس پڑین مگر یہ مسرت عارفان کامل کے ساتھ مخصوص ہے جو راضی برضائے حق ہین اور غضب کو باعث رحمت خیال کرتے ہین انکے نزدیک قہر آلٰہی اسکی رحمت کا ایسا پیش خیمہ ہے جیسا ابر بارش کا یہی سبب ہے کہ مومن آیندہ نجات کی امید پر دوزخ کو بھی جنت سمجھتے ہین البتہ کافر اس سے محروم ہین انکو عذاب مین طرب و راحت نہین ملتی اور نہ دوزخ سے رہائی کی امید ہے ۔

از حلاوتہا کہ دارد جور تو — وز لطافت کس نیابد غور تو

ترجمہ: وہ مزا ہے یار تیرے جور میں — آ نہیں سکتا جو فکر و غور میں

شرح۔ لفظ وز لطافت معطوف بر حلاوت ہے یعنے تیرے جور کی حلاوتیں اور لطافتیں اسقدر ہیں کہ کسی کے فہم و غور میں نہیں آسکتیں۔ پھر نہ معلوم کہ ترا کرم و احسان کسقدر با حلاوت ہوگا اُسکی تہ کو پہنچنا مشکل ہے

یاد آور از محبت ہائے ما — حق مجلسہا و صحبتہائے ما

ترجمہ: یاد کر اگلی محبت یاد کر — حق مجلس ہاؤ صحبت یاد کر

شرح یعنی اے خدا تو ہمیں اپنی رحمت سے نہ بھول کیونکہ ہم مستحق رحمت ہیں۔ حقِ مجلس و صحبت سے وہ عالمِ ازل مراد ہے جبکہ روحیں صرف اللہ تعالےٰ کے علم میں تھیں اور اُس خلوت میں کوئی بیگانہ موجود نہ تھا اور عالم دنیا بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ عارف دنیا میں بھی اُسی کی مجلس کے بیٹھنے والے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیت وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ موجود ہے اس آیت کی تفسیر اور معیت کے معنے ابھی ابھی بیان ہوچکے ہیں۔

نالم و ترسم کہ او باور کند — وز ترحم جور را کمتر کند

ترجمہ: خوف ہے شکوہ نہ وہ باور کرے — رحم آئے جور کو کمتر کرے

شرح۔ اس سے پہلے اشعار میں معشوق حقیقی کو بصیغۂ خطاب یاد کیا گیا تھا۔ اور ان اشعار میں بصیغۂ غائب اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا حالتِ وجد میں مناجات کر رہے ہیں۔ کہیں اُسے حاضر سمجھا ہے کہیں غائب مطلب شعر یہ ہے کہ میں فراقِ حبیب میں روتا بھی ہوں اور اس سے ڈرتا بھی ہوں کہ وہ میرے نالے کو قبول کر کے کہیں اسمیں تاثیر نہ عنایت کردے کیونکہ عاشق کا نالہ شکر بصورتِ شکایت ہوتا ہے اور شکر اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہے۔ اور قبول کرنیکے یہ معنے ہیں کہ وہ مجھپر رحم کرے اور رحم کا یہ نتیجہ ہے کہ جور کم کردے حالانکہ میں اُسکے جور کا کم ہونا نہیں چاہتا۔ خواہ قہر ہو یا مہر ہرچہ از دوست میرسد نیکوست

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد — اے عجب من عاشق این ہر دو ضد

ترجمہ: اُسکے قہر و لطف پر عاشق ہوں میں — ہر دو ضد کا عاشق صادق ہوں میں

شرح جد بمعنے کوشش و شوق یعنی میں اُسکے لطف قہر دونوں پر بڑے شوق سے عاشق ہوں کیونکہ قہر میں اُسکا لطف پنہاں مجھے آنکھوں سے نظر آرہا ہے یہ مرتبہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

عشق من بر مصدر این ہر دو شد — چون نباشد عشق کردن نیست بد

ترجمہ: عشق ہے مصدر سے مجکو بالیقین — کیونکہ اُسکے عشق سے چارہ نہیں

شرح مصدر بفتح المیم و صیغۂ ظرف بمعنے جائے صدور۔ و بضم المیم و کسر دال بصیغۂ اسم فاعل دونوں طرح صحیح

یعنے میرا عشق موجد خیر و شر و مصدر وفا و جفا کے ساتہ ہے اور ایسی ذات پاک کا عشق کیونکر نہو جس سے کسیطرح چارہ نہو یہ ہم بار بار بتا چکے ہین کہ ہر حالت مین راضی رہنا اولیا اللہ کا کام ہے اس سے عوام لوگ نہین

	واللہ ارزین خار در بستان شوم	ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم
ترجمہ	خار سے گر جاؤن سوے بوستان	صورت بلبل رہون نالہ کنان

شرح یعنے عاشق لطف و قہر جفا و وفا دونون کو بلا تفریق قبول کرتا ہے جسطرح بلبل کہ موسم خزان مین بہی کانٹو پر بیٹہکر فراق گل مین نالان رہتا ہے اور موسم بہار مین بہی شاخ گل تک پہنچکر اسیطرح گریان ہے مطلب یہ کہ اگر مین صفات قہر سے صفات لطف یا بلا عشق حقیقی سے راحت دنیا کی طرف انتقال کر جاؤن تو صفات قہر کے مشاہدہ کے لیے بلبل کی طرح نالان رہونگا۔ کیونکہ عشاق عین قہر مین لطف اور عین لطف مین قہر کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین اور صفات الٰہی مین سے انکا علم ان دونو صفتون کا جامع ہوتا ہے

	این عجب بلبل کہ بکشاید دہان	تا خورد او خار را با گلستان
ترجمہ	کہولکر یہ بلبل بیدل دہان	کہا گیا خار اور گل کی پتیان

شرح یعنے عاشق الٰہی عجب طرح کا بلبل ہے کہ پہول کی پتیان کہانے کیلیے جسطرح چونچ کہولتا ہے اسیطرح کانٹون کے لیئے منہ پہاڑتا ہے مطلب یہ کہ لطف و قہر دونون سے رضامند ہے بلکہ عارف کامل قہر سے زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اسکا انجام رحمت ہے۔

	این نہ بلبل این نہنگ آتشی است	جملہ ناخوشہائے عشق او را خوشی است
ترجمہ	ہے یہ بلبل یا نہنگ آتشی	ناخوشی کو جو سمجہتا ہے خوشی

شرح نہنگ کو آتشی یا تو اسلیئے کہا کہ بعض نہنگون کے منہ سے آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین یا اسلیئے کہ نہنگ بہی آگ کی طرح اجسام کو فنا کر لے اور کہا جانے والا جانور ہے مطلب یہ کہ عاشق الٰہی جسکو ہم بلبل کہہ چکے ہین ایک نہنگ آتشی ہے جسطرح نہنگ بلا تمیز کافر و مومن و مطیع و عاصی ہر کسیکو کہا جاتا ہے اسیطرح عاشق صادق اسکے لطف و قہر دونون کو بڑی خوشی سے قبول کر لیتا ہے بلکہ قہر مین باسیا مشاہدہ لطف اسکو زیادہ سرور حاصل ہوتا ہے البتہ عوام اس بات کو نہین سمجہ سکتے کہ اسکے غضب مین کسطرح کی مہربانیان مضمر مین

	عاشق کل ست و خود کل ست او	عاشق خویش ست و عشق خویش جو
ترجمہ	عاشق کل ہے وہ کل ہے گفتگو	عاشق اپنا اور اپنا عشق جو

شرح کل سے مراد حقیقت جامعہ حق ہے مطلب یہ کہ عاشق حق اسکی حقیقت جامعہ کا عاشق ہے بلکہ اپنے وجود انسانی کو مشاہدہ باقی مین فنا کر کے خود واصل کل یعنے واصل حقیقت جامعہ ہو گیا ہے اور اسکا عشق

اسماءِ قہریہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسماءِ لطفیہ کے ساتھ وہ جیسا اسم **یا معز** کو محبوب جانتا ہے ایسا ہی اسم **یا مذل** کو اور چونکہ عاشق صادق وجود انسانی سے نکلکر واصلِ کُل اور فانی اللہ ہوگیا ہے اسلیئے اب خدا کا عاشق نہین رہا بلکہ اپنا عاشق اور اپنے ہی عشق کا جویا ہے چونکہ اس نکتہ کی زیادہ شرح خیال کو عینیت کی طرف کھینچتی ہے اسلیئے سوائے خاموشی کے اور کچھ چارہ نظر نہین آتا۔ خلاصہ یہ کہ عاشق صادق ہو تو مرتبۂ معشوقیت پر پہنچ جاتا ہے

	صفت اولی اجنحۂ طیور عقول الٰہی	
ترجمہ	پردار جانورون یعنی طیور عقول الٰہی کا بیان	

شرح اولی اجنحۂ طیور مین اضافت صفت لبوئے موصوف ہے اور یہ صفت موصوف مبدل منہ ہین۔ اور عقول الٰہی اُسکا بدل یعنے یہ بستان الٰہی کے اُن طیور کا بیان ہے جو صاحب پر ہین اور یہ طیور عقول الٰہی ہین۔ صوفیہ کے نزدیک ارواح نورانیہ کو عقول کہتے ہین۔ ارواح کے پانچ مراتب ہین۔ اوّل روح حساس جو انسان وحیوان بوڑھے بچے سب مین برابر ہے۔ دوم روح خیالی۔ جو حواس ظاہرہ سے معلوم شدہ چیزون کو یاد رکھتی ہے۔ اور حاجت کے وقت ان چیزونکو عقل کی طرف منتقل کردیتی ہے۔ یہ روح بہائم مین ہوتی ہے بچو نمین نہین ہوتی۔ مثلاً بہائم آگ دیکھکر اتنا جان لیتے ہین کہ یہ موذی شے ہے اور اسکو یاد بھی رکھتے ہین کبھی آگ کے پاس جانیکا موقع آجائے تو عقل سے کام لیتے ہین اور اُسمین گرنا نہین چاہتے بچے ایسا نہین کرسکتے **سوم** روح عقل جو ایسے ضروری مطالب کا ادراک کرتی ہے جو حس ظاہر سے خارج ہین یہ روح نہ بہایم مین ہے نہ بچو نمین۔ **چہارم** روح فکری۔ جو علوم عقلیہ اور مخفیہ کا ادراک کرکے اُنکو اپنی معلومات مین داخل کرلیتی ہے۔ تاکہ کشایش ابوابِ معرفت پر قادر ہوجائے یہ روح علمار کی ہے۔ پنجم روح قدسی یہ انبیا اور بعض اولیا کے لیئے مخصوص ہے اِس سے اسرار تجلی ظاہر ہوتی ہین۔ اور طیور الٰہی ایسی ہی ارواح کا نام ہے جو قسم پنجم مین داخل ہین اور اُنکے پر (عشق وشوق اور گریہ) اُنہین بشریت کے جنگل سے فضائے احدیت تک اُڑا لیجاتے ہین۔ حدیث انما نسمۃ المومن طائر یعلق فی شجر الجنۃ کے یہی معنے ہین۔ کہ روح مومن ریاض جنت اور قرب الٰہی مین سیر کرتی پھرتی ہے۔ کیونکہ مومن کو مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا حاصل ہے اگرچہ بحسب ظاہر اسکی روح نفس وجود مین قید ہو مگر باعتبار باطن وہ ریاض قرب مین ہے یا وہان تک پہنچنے کی کوشش کررہی ہے

	قصہ طوطی جان زمینان بود	کو کسے کو محرم مرغان بود	
ترجمہ	ہے اسی صورت سے حالِ مرغ جان		واقفِ اسرارِ مُرغ جان کہان

شرح یعنے جسطرح یہ طوطی سوداگر اپنی مخلصی کی کوشش اور تدبیر کررہا ہے یہی حال طوطی روح کا نفس وجود مین ہے کہ رہائی مگر ایسا شخص کہان ہے کہ مرغان روح کی آواز اور اُنکے کلام کو سمجھے اور محرم اسرار ہوکر اُنکو

قید وجود سے مخلصی دلوائی اور انکی آشیانوں تک پہنچا دے۔

	کو یکے مرغ ضعیفے بیگناہ	و اندرون او سلیمان باسپاہ	
ترجمہ	ہے کہاں مرغِ ضعیف بیگناہ	جو کہ باطن میں ہو شاہ باسپاہ	

شرح یہاں سے اولیٰ اجنحۂ طیور کا بیان شروع ہوتا ہے مرغ ضعیف اور بیگناہ سے انسان کامل مراد ہے جو باعتبار عبدیت و بشریت ناتوان ہے چنانچہ قرآنمجید میں ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا اور باعتبار باطن نہایت قوی ہے انسان کامل سے اگر انبیا مراد ہیں تو انکی بیگناہی ظاہر ہے۔ اور اگر اولیاء مراد ہیں تو بیگناہ بمعنے محفوظ ہے کیونکہ ولی کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور سلیمان باسپاہ سے ذاتِ حق مع جمیع اسماء و صفات مراد ہے یعنی ایسا انسان کامل کہاں ہے جو بظاہر ضعیف و بیگناہ اور بباطن سلیمانِ باسپاہ ہو یعنی اسکے باطن میں ذاتِ حق مع اسماء و صفات جلوہ گر ہو اور جو اس حدیث کے معنے کا پورا مصداق ہو کہ لَایَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ التَّقِیِّ یعنی زمین و آسمان میں میرے رہنے کی گنجایش نہیں لیکن میں اپنے بندۂ پرہیزگار کے دل میں رہ سکتا ہوں۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں

	چون بنالد زار بے شکر و گلہ	اُفتد اندر ہفت گردون غلغلہ	
ترجمہ	نالہ جب کرتا ہے بے شکر و گلہ	آسمان ہوتے ہیں وقفِ غلغلہ	

شرح یہ بھی انسان کامل کی صفت ہے یعنی جب وہ بلا طریق شکر و شکایت بلکہ بطریق ذوق و شوق روتا ہے تو آسمانوں کے فرشتوں میں اضطراب واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

	ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا	یا ربے زو شصت لبیک از خدا	
ترجمہ	اسکے پاس آتے ہیں صد پیک خدا	ایک یارب شصت لبیک خدا	

شرح یعنی اسی انسان کامل کی صفت یہ بھی ہے۔ کہ ہر سانس کے مقابلہ میں جو اسکے سینے سے نکلتی ہے سونامے اور سو قاصد اللہ تعالےٰ کی طرف اسکے پاس پہنچتے ہیں صد اور شصت سے کثرت اور نامہ و پیغام سے انوار ربانی اور فیوض روحانی مراد ہیں۔ اور اسکے ایک مرتبہ یارب کہنے کے جواب میں ساٹھ مرتبہ لبیک نازل ہوتی ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اجیب لک اجابۃ بعد اجابۃ۔ لبیک کے یہ معنے ہیں کہ اے بندے میں تیرے سوال کا بار بار جواب دیتا ہوں اور بار بار تیری دعا قبول کرتا ہوں۔ نامہ و پیک سے کلام اور وحی والہام بھی مراد ہو سکتا ہے مگر اس قسم کے کلام کو انبیا یا اولیا سن سکتے ہیں

	زلت او بہ ز طاعت پیش حق	نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق	
ترجمہ	اسکی لغزش ہے قبولِ ذو المنن	کفر سے اسکے ہیں سب ایمان کہن	

شرح یعنے انسان کامل سے کبیرہ گناہ نہین ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی لغزش ہو جاتی ہے۔ سو یہ لغزش بھی عوام کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ طاعتِ عوام تقلید پر مبنی ہے اور انسان کامل کا ہر کام تحقیق پر پس تو اسکی خطا جو بظاہر خطا معلوم ہوتی ہے فی الواقع خطا نہین ہوتی۔ دوسرے مصرع مین کفر بفتح الکاف ہے بمعنے پوشیدن یعنے انسان کامل کی پوشیدہ عبادت اور چھپے ہوے ایمان کے آگے عوام کے ایمان کہنہ اور غیر قابل اعتبار ہین کیونکہ کاملین کا ایمان نہایت قوی ہوتا ہے اور عوام کا نہایت ضعیف چنانچہ شبلیؒ کا قول ہے طوبےٰ لمن مات فی کفرہ یعنے جو شخص پوشیدہ عبادتین کرتا کرتا مرگیا وہ نہایت خوش نصیب ہے۔ خَلَق بفتحتین بمعنے کہنہ بعض شارحین نے اس لفظ کو کُفر ہی پڑھا ہے۔ (چنانچہ مصرع مین تقابل لفظ ایمان بھی اسکی شہادت دیتا ہے) اور یہ معنے بیان کیے ہین کہ انسان کامل کبھی غلبہ شوق اور فرط عشق سے جو اسکو حصول مرتبۂ فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے حاصل ہوا ہے ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے کہ وہ باعتبار ظاہر شرع کفر معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ منصور کا انا الحق کہنا مشہور ہے۔ لیکن فی الواقع یہ کفر نہین ہے بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ بسبب فنا انسان کامل کو اسیطرح مرتبۂ عینیت حاصل ہو جاتا ہے۔ جسطرح حباب کو ٹوٹکر دریا مین ملنے سے مگر یہ معنے خاکسار شارح کے مذاق کے موافق نہین ہین۔ اور اگر کفر سے مراد یہی کفر ہے جو مقابلِ ایمان ہے اور ناظرین شرح مثنوی کو انہین معنون پر اصرار ہے تو یون سمجھیے کہ انسان کامل کا کفر عوام کے پرانے بوسیدہ اور تقلیدی ایمان سے بہتر ہے کیونکہ اُسکا کفر شاید مرتبۂ فنا مین پہنچنے کے بعد لاف ربوبیت ہو جیسا کہ بعض بزرگون نے فرمایا ہے سبحانی ما اعظم شانی یہ قول اگرچہ ظاہر مین کفر معلوم ہوتا ہے لیکن بلا شک عوام کے ایمان سے بہت بہتر ہے کیونکہ بعد حصول مرتبۂ بقا باللہ کہا گیا ہے **التماس** خاکسار شارح چاہتا تہا کہ اس مقام پر اولیاء کے اس ظاہری کفر اور عوام کے ایمان اور مرتبۂ فنا و بقا کی بحث مشرح طور پر لکھی جاتی لیکن تہمت الحاد کے خوف اور نافہمی کے خیال اور کشفِ اسرار کی ممانعت نے مجبور کر دیا ہے۔

	ہر دمے او را یکے معراج خاص	بر سرِ تاجش نہد حق تاج خاص
ترجمہ	ہر دم اُسکے واسطے معراج ہے	اور اُسکے سر پہ حق کا تاج ہے

شرح معراج سے مشاہدات اور مراتبِ قربِ الٰہی مراد ہین جنکی کوئی انتہا نہین اور تاج خاص بمعنے بلندی مرتبہ خاص ہے جو عوام کو میسر نہین آسکتا اور تاج پر تاج رکھنے کے یہ معنے ہین کہ انسانِ کامل کے مراتب ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہین یہانتک کہ وہ فانی ہو کر باقی ببقاء اللہ ہو جاتا ہے۔

	صورتش بر خاک و جان در لامکان	لامکانے فوق وہم سالکان
ترجمہ	وہ یہان اور لامکان مین اُسکی جان	لامکان تک جا نہین سکتا گمان

شرح یعنے انسان کامل کا جسم خاکی گو دنیا مین ہے مگر اسکی روح لامکان یعنے عالم ملکوت مین رہتی ہے۔

لامکانے نے کہ در وہم آیدت — ہر دمے در وے خیالے زایدت

ترجمہ لامکان آتا نہین ہے وہم مین — گو خیال آتے ہین تیرے فہم مین

شرح یعنے وہ لامکان جسمین انسان کامل کی روح رہتی ہے ایسی چیز نہین کہ تیرے وہم مین آ جائے یا تو اسکی نسبت ذہن مین کچہ خیال پیدا کر سکے گو لامکان کا خیالی نقشہ تیرے ذہن مین ہر دم نئی شان سے آتا رہے

بل مکان و لامکان در حکم او — ہمچو در حکم بہشتی چار جو

ترجمہ ہے اُسیکا سب مکان و لامکان — جنتی کی جیسے جو ہائے روان

شرح یعنے کچہ یہی بات نہین کہ انسان کامل کی فقط روح لامکان مین ہے بلکہ یہ سمجہ لو کہ زمین و آسمان اور لامکان سب اُسکے حکم مین ایسے ہین جیسا کہ بہشتیون کے حکم مین بہشت کی چار نہرین (نہر شراب نہر عسل نہر شیر نہر آب مصفا) اور فی الواقع انسان کامل زمین و زمان بلکہ لامکان تک ہر شے مین متصرف ہو سکتا ہے چنانچہ قصہ معراج اور معجزۂ شق القمر سے ظاہر ہے۔

شرح این کوتہ کن و رخ زین بتاب — دم مزن واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ شرح اسکی چہوڑ دے اے نکتہ یاب — دم نہ مار اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے انسان کامل کے معنون کی شرح اور اُسکے مرتبۂ فنا و بقا اور عینیت کا ذکر چہوڑ دے یہ مشکل مقام ہے

دیدن خواجہ در دشت طوطیان و پیغام رسانیدن

ترجمہ سوداگر کا ایک جنگل مین طوطیون کو دیکہنا اور اپنی طوطی کا پیغام پہنچانا

بازمیگردیم ازین اے دوستان — سوئے مرغ و تاجر ہندوستان

ترجمہ جاتے ہین ہم یاس اِسکے پہر اے دوستان — سوئے مرغ تاجر و ہندوستان

مرد بازرگان پذیرفت آن پیام — کو رساند سوئے جنس از وے سلام

ترجمہ مرد سوداگر نے سُنکر وہ پیام — کر لیا وعدہ کہ کہدون کا سلام

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کی پیغام رسانی کا کام قبول کر لیا اور ہندوستان پہنچکر اُسے پہنچا بہی دیا

چونکہ تا اقصائے ہندستان رسید — در بیابان طوطیئے چندے بدید

ترجمہ اور جب پہنچا وہ ہندستان مین — طوطیان دیکہین کئی میدان مین

مرکب استانید و پس آواز داد — آن سلام و آن امانت باز داد

ترجمہ اسپ ٹہرا کر اُنہین آواز دی — کہہ دیا اُسکا سلام و بندگی

طوطیٔ از طوطیان لرزید بس ‏‏ اوفتاد و مرد و بگسستش نفس

ترجمہ: طوطیون مین ایک طوطی کانپ کر ‏‏ ہوکے مُردہ گر پڑا مُسنکر خبر

شرح - لرزید بس بمعنے بسیار لرزید و بگسستش نفس فعل لازم یعنے تاجر نے ہندوستان پہنچکر جب اپنے طوطی کا پیام ایک بیابان مین طوطیون کو سُنایا تو اُس جہاڑ مین سے ایک طوطی سُنتے ہی کانپ اُٹھا اور اُسکا دم ٹوٹ گیا اور مُردہ ہوکر زمین پر گر پڑا یہ سراسر اُس مرنے والے طوطی کا مکر تہا۔

شد پشیمان خواجہ از گفت خبر ‏‏ گفت رفتم در ہلاک جانور

ترجمہ: اس سے خواجہ کو پشیمانی ہوئی ‏‏ یعنے ناحق مینے اُسکی جان لی

شرح - در ہلاک کسے رفتن بمرگ کسے سعی کردن یعنے کسی کے مارنے کی کوشش کرنی مطلب یہ کہ سوداگر اسلیئے پشیمان ہوا کہ اگر مین اپنے طوطی کی حالات کی خبر نہ دیتا تو یہ طوطی ہلاک نہوتا گویا سوداگر اُسکی موت کا باعث ہوا

این مگر خویش است با آن طوطیک ‏‏ این مگر دو جسم بود و روح یک

ترجمہ: میرے طوطی کا کہین یہ خویش تہا ‏‏ ایک جان دو جسم تہا دلریش تہا

شرح خویش بمعنے قریب و بیگانہ یعنے یہ طوطی شاید اُسکا یگانہ تہا کہ اُسکا حال سُنتے ہی مر گیا یہ محبت یگانونہی مین ہوتی ہے

این چرا کردم چرا دادم پیام ‏‏ سوختم بیچارہ را زین گفت خام

ترجمہ: کیا کیا مینے دیا کیون یہ پیام ‏‏ ہوگئی جانسوز یہ گفتارِ خام

شرح - گفت خام جو بات کہنے کے لایق نہو کچی بات جہوٹا وعدہ دِل شکن کلمہ آزار رسان فقرہ یعنے تاجر بپیغام دیکر اپنے دلمین پشیمان ہوا کہ مینے ناحق ایسی بات کہی جس سے اس غریب طوطی کی جان جاتی رہی۔

این زبان چون سنگ و ہم آہن وش است ‏‏ وانچہ بجہد از زبان چون آتش است

ترجمہ: ہے زبان اک سنگ و آہن کی سی لاگ ‏‏ بات جو نکلے گی اس سے ہے وہ آگ

شرح - یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے یعنی زبان پتہر اور آہن کے مانند ہے جسطرح پتہر پہ لوہا یا لوہے پر پتہر مارنے سے آگ نکلتی ہے اسیطرح زبان سے بہی آگ (سخن) نکلتی ہے مطلب یہ کہ گفتار زبان اپنے اپنے محل پر آگ کی طرح سوذی و مہلک بہی ہے اور نافع و سودمند بہی ہے بُری باتین مُضر پڑتی ہین اور اچہی مُفید

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف ‏‏ گہ ز روی نقل گہ از روی لاف

ترجمہ: سنگ پہ آہن نہ مار اے بیہُدہ گزاف ‏‏ دوسرے کی نقل ہو یا اپنا لاف

شرح یعنی اے بیہودہ سنگ و آہن کو آپس مین بیہودہ طور پر نہ مار۔ کیونکہ اس سے آگ نکلے گی مطلب یہ کہ بیہودہ اور لغو باتین نہ کر جس سے فسادِ عظیم پہیلنے کا اندیشہ ہو اس سے لوگون کو ایذا پہنچے گی۔ یا یہ معنے ہین

کہ وحدت کے اسرار بیان نہ کر کیونکہ نافہمی کے سبب اکثر سننے والے گمراہ ہو جائینگے اور سرفتۂ الحادگی آگ کے شعلے تمام عالم مین پہیل جائینگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اسرار وحدت نہ تو اس صورت سے بیان کر کہ یعنے یہ نقل فلان شیخ کامل یا فلان پیر مرشد سے سُنی ہے اور نہ اِس بات کا دعوی کر کہ اس راز کا الہام خود مجھے ہوا ہے تا یہ معنے ہین کہ دوسرے کی حکایت نقل کرنے مین بیہودگی اور اپنی حکایت بیان کرنے مین لاف نہ بک۔

زانکہ تاریکست و ہر سو پنبہ زار　　در میان پنبہ چون باشد شرار

ترجمہ: ہے جہان تاریک ہر سو پنبہ زار　　پنبہ مین کیون ڈالتا ہے تو شرار

شرح یعنی عالم دنیا تاریک اور ہر سو پنبہ زار ہے یہان کج فہم بہت مین جنکو بشکل پنبہ سمجھنا چاہیئے اور اسرار وحدت شعلون کے مانند ہین یہ باتین نافہمون کو جلا دینگی یعنے کم فہمی کے سبب گمراہ کر دینگی۔ یا یہ معنے ہین کہ عالم پنبہ زار یعنے نازک دماغی اور نفسانیت سے پُر ہے ناگوار بات کا تحمل کسی مین نہین ہا تو اگر کوئی بیہودہ بات مُنہ سے نکالیگا تو لوگ آتش غضب سے جلجائینگے اور فساد عظیم برپا ہوگا۔

ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند　　وز سخنہا عالمے را سوختند

ترجمہ: سخت ظالم ہے وہ قوم بیخبر　　بہر عالم جنکی باتین ہین شرر

شرح یعنے وہ لوگ بڑے ظالم ہین جنہون نے آنکھین بند کرلین اور مُنہ کہولدیا نافہمون مین اسرار وحدت بیان کرکے اُنہین گمراہ اور ملحد بنا دیا یا ایسی باتین کین جس سے آتش غضب بہڑک اُٹھی۔ اور باہمی جنگ سے لوگ ہلاک ہوگئے مولانا سے یہ مقولہ مروی ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الذَّنْبِ الْکَبِیْرِ قَالُوْا وَمَا ھُوَ قَالَ الْمُتَشَیِّخُ الْمُدَّعِیْ یُحْرِقُ النَّاسَ بِکَلِمَاتِہٖ یعنی مولانا رومی نے ایک دن یہ فرمایا کہ اے خدا تو ہمین کبیرہ گناہ سے بچا لوگون نے عرض کیا کہ کونسا کبیرہ گناہ آپنے جواب دیا کہ جھوٹا اور مدعی شیخ جو اپنے جھوٹے کلمات سے لوگون مین آگ بہڑکاتا یعنے اُنہین گمراہ کرتا ہے۔

عالمے را یک سخن ویران کند　　روبہان مردہ را شیران کند

ترجمہ: کرتی ہے ویران جہان کو ایک بات　　لومڑی ہوتی ہے شیر اسے خود صفات

شرح یعنے توحید کا ایک کلمہ نافہمون کے عالم کو ویران یعنے گمراہ کر دیتا ہے اور یہی کلمہ روباہان طریقت کو شیران حقیقت بنا دیتا ہے اور مرتبۂ عرفان تک پہنچا دیتا ہے یا یہ کہ سخن موذی و باطل جہان مین بعض کے لیئے قتل اور لوٹے جانے اور غارت ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بعض کے لیئے ضعف سے قوت کا سبب ہو جاتا ہے یعنے بعض کے حق مین مضر ہے اور بعض کے لیئے نافع یا یہ کہ سخن باطل دشمن ضعیف کو قوی کر دیتا ہے۔ اُسے متکلم کے جھوٹا بنانیکا موقع ملجاتا ہے دونو مصرعون مین مضرت سخن کا بیان ہے۔ اور پہلے مصرعون مین ایک مین نفع کا اور دوسرے مین نقصان کا۔

جانہا در اصل خود عیسی دم اند — یک زمان زخم اند و دیگر مرہم اند

ترجمہ: پہلے جانین رکھتی تہین عیسے دمی — اب کبھی ہین زخم مرہم ہین کبھی

گر حجاب از جانہا برخاستے — گفت ہر جانے مسیح آساستے

ترجمہ: روح سے اُٹھتا اگر تن کا حجاب — ہر سخن پاتا مسیحا کا خطاب

شرح یعنی روحین عالم طبیعت اور اجسام بشریت مین آنے سے پہلے موتے کو زندہ کرنے مین دم عیسے کا خاصہ رکھتی تہین یعنے اُنکی ہر بات زندگی بخش تہی کیونکہ روح کا خاصہ اعطائے حیات ہے۔ لیکن جب عالم بشریت مین حجاب اجسام اُنکے آگے آگیا۔ تو وہ ہر قت کی عیسے وحی جاتی رہی بلکہ ہر وقت غلبۂ بشریت زخم ہین یعنے دوسرے کو ایذا دیتی ہین اور وقت غلبۂ خاصہ روح مرہم ہین یعنے لوگونکو نفع پہنچاتے ہین۔ دوسرے شعر مین آساستے بمعنے مانند بودے ہے یعنی اگر حجاب تن اُٹھہ جاتا تو ہر روح کا قول مانند مسیح ہوجاتا۔

گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر — صبر کن زین حرص واین حلوا مخور

ترجمہ: چاہتا ہے گر کہ ہون باتین شکر — حرص کا حلوا نہ کہا بس صبر کر

شرح یعنے تو اگر یہ چاہتا ہے کہ میری باتین شکر کی طرح میٹھی ہوجاءین اور میرے انفاس طاہرہ کی برکت سے مردے زندہ ہونے لگین تو حرص او طمع دنیوی سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کہا یعنے خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی سے مُنہ پہیرلے ایسی حالت مین کیا تعجب تو بہی مسیحا دم ہوجائے اور مردے زندہ کرنے لگے۔

صبر باشد مشتہائے زیرکان — ہست حلوا آرزوے کودکان

ترجمہ: صبر ہے مرغوب جان زیرکان — اور حلوا آرزوے کودکان

شرح یعنی حلوا لڑکون کو زیادہ مرغوب ہوتا ہے دانا آدمی اسکی پروا نہین کرتے لڑکون سے مراد اہل غفلت ہین مطلب یہ کہ لذائذ جسمانی غافلون کا حصہ ہے عقلمند اور عارف ہمیشہ اس سے پرہیز رکہتے ہین۔

ہر کہ صبر آورد گردون بر رود — ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود

ترجمہ: صابرون کے رتبے ہوتے ہین بلند — حرص کردیتی ہے پست اے ہوشمند

شرح یعنی جو لوگ نفسانی لذتون اور جسمانی خواہشون پر صبر کرتے ہین وہ صاحب مقامات بلند ہوجاتے ہین اُنکو روح ملکوتی نصیب ہوتی ہے اور جو لذات نفسانیہ کے پابند ہین وہ ہمیشہ پست ہوتے رہتے ہین۔

تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ کے مندرجۂ ذیل شعر کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور — کہ صاحبدل اگر زہرے خورد آن انگبین باشد

ترجمہ اے غافل تو صاحبدل ہے دنیا مین رہکر خون پیا کر کیونکہ صاحبدل اگر زہر بہی کہائیگا تو انجام کار شہد ہوجائیگا

شرح یعنے اے غافل تجہہ مین صاحب نفس ملہمہ اور مطمئنہ ہونے کی استعداد ہے تجکو چاہیئے کہ لذات نفسانی کو چہوڑکر ریاضت اور مجاہدہ کرے۔ اور کسی مرشد کامل کے سایۂ عاطفت مین مراتب علیا حاصل کرنے مین کوشان رہے اسوقت تو صاحب نفس مطمئنہ اور صاحبدل ہو جائیگا۔ اور اسحالت مین اگر تجسے کوئی بُرائی بہی صادر ہوگی تو بہلائی ہو جائیگی۔ اور تو زہر بہی کہا لیگا تو شہد بن جائیگا اور لذاتِ نفسانیہ تیرے حق مین مُضر نہونگی۔

صاحب دل را ندارد آن زیان	گر خورد او زہر قاتل را عیان
ترجمہ صاحبِ دل کو نہین ہے کچہ زیان	زہر قاتل بہی جو کہا جائے عیان

شرح۔ اس سے پہلے مولانا فرما چکے ہین کہ لذات دنیوی کو پسند کرنا غافلون کا کام ہے ابتدائے سلوک مین لذات سے صبر کرنا فرض ہے ہان انتہا مین صاحب مقامات بنکر دنیوی لذتین اُٹہانی کسی قسم کا نقصان نہین رکہتین چنانچہ اکثر اہل اللہ خوش پوشاک خوش خوراک گذرے ہین اور شیخ فریدالدین عطار کا شعر بہی یہی کہتا ہے کہ اے غافل چند روز لذاتِ دنیوی سے صبر کر اور دنیا مین رہکر اپنا خون پیا رہ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کو اپنے ذمہ لازم کرلے اس ترکیب سے تو صاحبدل ہو جائیگا اور زہر شہد کا کام دیگا یعنے لذات دنیوی مُضر نہونگی

انکہ صحت یافت از پرہیز رست	طالب مسکین میان تب درست
ترجمہ کیون کرے پرہیز جو ہو تندرست	طالب مسکین ہے بیمار و سُست

شرح یعنے صاحبدل نے ریاضت کے سبب امراض نفسانی سے صحت حاصل کرلی ہے اسلیئے اب اُسے لذاتِ دنیوی سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ پرہیز بیمار کیا کرتے ہین بیمار سے سالک مراد ہے۔

گفت پیغمبر کہ اے طالب جری	ہان مکن با ہیچ مطلوبے مری
ترجمہ قولِ پیغمبر کو سُن لے اے جری	چہوڑ دے مطلوب سے تو ہمسری

شرح۔ جری دلیر و گستاخ۔ مری جنگ و ہمسری و برابری یعنی اے گستاخ طالب تو اپنے مطلوب (مرشد) سے برابری کا دعوے چہوڑ دے۔ اُسکو دنیوی لذتین حلال ہین اور تجہے حرام اُسکے حق مین زہر بہی شہد ہوتا ہے نکتہ زہر سے مراد وہ مباح چیزین ہین جنکا استعمال جائز ہے ایسی چیزین سالک کے لیئے ناجائز ہین اور کامل کے لیئے جائز مگر یہ حرمت و اباحت صوفیون کا مذہب ہے اہل شریعت کا نہین حدیث شریف مین ہے لو کنتم تعلمون ما اعلم لترکتم المضاجع یعنے اے لوگو اگر تمہین اُن اسرار کا علم ہو جائے جو مجہے معلوم ہین تو تم تمام عیش و آرام اور خوابگاہون کو چہوڑ دو۔ مطلب یہ کہ تم میری برابری نہین کرسکتے۔

در تو نمرودی ست آتش در مرو	رفت خواہی اول ابراہیم شو
ترجمہ [illegible]	پہلے ابراہیم بن اے بے خبر

شرح مردودی سے سرکشی وغرور اور اخلاق ذمیمہ آتش سے دنیوی لذتین اور نفسانی مزے مراد ہین جو آگ کے مانند ہین اور ابراہیم بمعنے ابراہیم وقت و صاحب اخلاق پسندیدہ ہے یعنے اے طالب ومبتدی تجہ مین ابھی سرکشی۔ اور بُری عادتین موجود ہین اسلیئے لذات نفسانیہ کی آگ مین نہ گر پہلے ابراہیم وقت اور عارف کامل بنجا اُسوقت تیرے لیے لذات دنیوی بہی بشرطیکہ شرعًا حلال ہون جائز ہو جاینگی

	چون نئی سبّاح نے دریائی	در میفگن خویش از خودرائی
ترجمہ	تو نہین تیراک دریا مین نہ ڈوب	چہوڑ خودرائی سمجہ لے اسکو خوب

شرح دو نون قافیون مین پہلی یائے تحتانی نسبت کی ہے اور دوسری خطاب کی اور سبّاح بمعنے تیراک یعنے اے سالک نہ تو تو دریائی ہے اور نہ بحر عرفان کا تیراک پہر اپنے آپ کو دنیوی لذّتون کے دریا مین کیون ڈبوتا ہے اپنی حد سے آگے نہ بڑہ اور مرشد کامل کی برابری نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	او ز قعر بحر گوہر آورد	وز زیانہا سود بر سر آورد
ترجمہ	قعر دریا سے وُہ لاتا ہے گہر	نفع ہے نقصان مین اُسکو سر بسر

شرح یعنے مرشد کامل دریائے لذات مین سے بہی کوئی اچہا نتیجہ نکالتا ہے ظاہری نقصان کی چیزین اُسکے حق مین سودمند ہین آگ اور دریا (لذائذ دنیا) کامل شخص کو کسیطرح کا نقصان نہین پہنچا سکتین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ او ز آتش ورد احمر آورد یعنے کامل شخص آگ مین سے گلاب کے پہول نکال لاتا ہے۔ اسصورت مین یہ مصرع حضرت ابراہیمؑ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ ورد بمعنے گلاب۔

	کاملے گر خاک گیرد زر شود	ناقص ار زر برد خاکستر شود
ترجمہ	خاک کو کامل اگر لے زر بنے	زر کو لے ناقص تو خاکستر بنے

شرح یعنے کامل بُری چیزون سے بہی اچہا نتیجہ نکال لیتا ہے اور ناقص کم فہمی کے سبب اچہی چیز کو بُرا بنا دیتا ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل بطور کرامت مٹی کو سونا بنا دیتا ہے اور ناقص کیمیاگری کے دہوکے مین رہکر اپنے سونے کو مٹی کر لیتا ہے کیونکہ کامل کا ہاتہ بسبب قرب دستِ الٰہی بنجاتا ہے اور ناقص کا ہاتہ دستِ شیطان

	چون قبول حق بود آن مرد راست	دست او در کارہا دستِ خداست
ترجمہ	ہے قبولِ بارگاہ مستِ خدا	اور اُسکا ہاتہ ہے دستِ خدا

شرح یعنے صاحبدل چونکہ فانی فی اللہ اور باقی بقاء اللہ ہے اسلیئے اُسکا ہاتہ گویا خدا کا ہاتہ ہے اور اسکے افعال حق کے افعال ہین۔ کیونکہ وُہ آلۂ الٰہی اور خلیفۂ خدا ہے۔ اور مارمیت اذ رمیت کے یہی معنے ہین۔ اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اور حدیث مین ہے من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔ یعنے جو شخص

سبر ہے ولی کو ستائے یا اُس سے دشمنی کرے مین اُسکو اشتہار جنگ دیتا ہون۔ اور بخاری مین ابوہریرہ سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مقرب ہو جاتا ہے تو مین اُسکی سماعت و بصارت اور ہاتہ پانو بنجاتا ہون۔ یہ حدیث مع شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	دست ناقص دستِ شیطانست و دیو	زانکہ اندر دام تکلیف ست و ریو
ترجمہ	ہاتہ ناقص کا ہے گویا دستِ دیو	کیونکہ ہے محبوس دام مکر و ریو

شرح یعنے ناقص اور اہل غفلت کا ہاتہہ گویا شیطان کا ہاتہ ہے شیطان اُسکو بُرے کام کرنے کی تکلیف دیتا ہے اور اُسے اپنے دام مکر مین پہا نس لیتا ہے گویا وُہ خود شیطان بنجاتا ہے۔

	جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود
ترجمہ	اُسکے آگے علم ہے جو جہل ہے	علم ہے خود جہل اگر نا اہل ہے

شرح یعنے کامل ضرر کی چیز مین سے بہی ایسا نتیجہ نکال لیتا ہے جو علم نافع سے بہتر ہے۔ اور ناقص کا علم باعتبار نتیجہ جہل سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ اُسکا عمل علم کے مطابق نہین ہوتا یا یہ معنے ہین کہ کامل چونکہ اپنی ذات اور ماسوے اللہ سب سے جاہل اور بے پروا ہے اُسکا یہ جہل عین علم فنا فی اللہ ہے اور علم فنا تمام علوم کی اصل ہے اور ناقص کا علم دنیوی چونکہ خدا سے غافل کرنے والا ہے اسلیئے سر بسر جہل ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل آدمی عوام جاہلون سے جہل کی باتین سُنکر اُسنے ایک علمی اور صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے۔ اور ناقصونکا علم جہل ہو جاتا ہے چنانچہ جبریہ و قدریہ و روافض و خوارج عالم ہوکر جاہل بنے ہوے ہین۔

	ہرچہ گیرد علتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود
ترجمہ	کام ناقص کا ہے علت یاد رکہہ	کفر ہے کامل کا ملت یاد رکہہ۔

شرح یعنی چونکہ ناقص آدمی خود مریض یا علتی یا فاسد المزاج ہے اسلیئے اُسکا کہا یا پیا سب فاسد ہو جائیگا۔ وُہ لذائذ نفسانی سے اور زیادہ بگڑ جائیگا اسلیئے اُسپر لذائذ دنیوی بالکل حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ چونکہ ناقص آدمی کا دل مریض ہوتا ہے اسلیئے اُسمین اسرار معلوم کرنے کی طاقت نہین ہوتی۔ لہذا ایسے ضعیف الایمان اور علتی لوگ قرآن مجید مین جہوٹی تاویلین کیا کرتے ہین اور ایسی تاویلین اُنکے حق مین علت اور خدا سے دور ہونیکا سبب ہو جاتی ہین اور کامل اگر کفر بہی اختیار کریگا تو وُہ شریعت اور ملت ہو جائیگا۔ کیونکہ کامل ہمیشہ حفظ الٰہی مین ہے اسکا کفر عوام کی نگاہون مین کفر ہے مگر فی الواقع اسلام ہے جیسا کہ عمار بن یاسرؓ ایک مشہور صحابی کے قصہ مین ظاہر ہے کہ اُنکو کفار نے پکڑ لیا اور جبرًا کلمۂ کفر کہلوایا۔ جب رسول علیہ الصلوٰۃ کو خبر ہوئی تو اپنے فرمایا۔ کیف وجدت قلبک یا عمار۔ اے عمار تو نے اُسوقت اپنے دل کی کیا کیفیت پائی

اُنہون نے جواب دیا کہ وجدت مطمئنة علی الایمان یعنے مینے اپنے دلکو ایمان پر مطمئن پایا آپنے فرمایا ان عادوا فعد یعنے اے عمار اگر پہر ایسا اتفاق پڑے تو ایسا ہی کیجیو۔ بس تو دیکہیے کہ عمار کا اقرار کفر شریعت و ملت بنگیا اور دنیا تک اسباب پر فتوی ہوگیا کہ جبراً کوئی کافر کلمۂ کفر کہلوائے تو اپنے ایمان پر مطمئن ہوکر کہدے۔ کچہ حرج نہین ہے۔ یا اس مصرع کے یہ معنے ہین کہ عینیت خلق اور حق کو جو عوام کفر جانتے ہین اسکو اگر کامل اختیار کرے تو عین اسلام ہے یا یہ معنے ہین کہ بعض احکام جو بعض انبیا کی شریعت مین حرام و کفر تہے دوسرے نبی کے اختیار کرنے سے حلال اور عین ایمان بنگیے۔ اگرچہ اسکی بحث نہایت طویل ہے مگر لوگ اختصار پسند ہین۔

اے مری کردہ پیادہ با سوار ۔۔۔ سر نخواہی برد اکنون پایدار

ترجمہ: تو پیادہ ہے مقابل ہے سوار ۔۔۔ ٹہر جا آگے نہ چل اے ہرزہ کار

شرح پیادہ سے سالک اور سوار سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے طالب تو پیادہ ہے اور مرشد سوار اوس سے برابری کا دعوے نہ کر ورنہ سر سلامت نہ لیجائیگا ہمسری کا غرور تجہے ہلاک کر دیگا دیکہہ ہوشیار اس برابری کے دعوے مین سنبہلکر قدم رکہہ مطلب یہ کہ دعوی مساوات کو چہوڑہی دے اور اس قصہ کو یاد رکہہ کہ جادوگر حضرت موسے کا مقابلہ کرنے سے ہلاک ہوے مگر اُنکے عذاب آخرت سے نجات پانے کا یہ سبب ہوا کہ اُنہون نے حضرتِ موسےٰ کی تعظیم کو نگاہ رکہا تہا۔ اسکا بیان آگے آتا ہے۔

تعظیم کردن ساحران موسےٰ راکہ اول تو عصا بینداز

ترجمہ: جادوگرونکا حضرت موسےٰ کو معظم سمجہکر یہ کہنا کہ اول آپ ہی عصا ڈالین

ساحران در عہد فرعون لعین ۔۔۔ چون مری کردند با موسےٰ بکین

ترجمہ: ساحرانِ عہدِ فرعون لعین ۔۔۔ آئے گو موسےٰ کے آگے بہر کین

لیک موسےٰ را مقدم داشتند ۔۔۔ ساحران او را مکرم داشتند

ترجمہ: پر رکہا تقدیم موسےٰ کا خیال ۔۔۔ یعنے حضرت کو کیا اچہا خیال

شرح یعنے فرعون کے زمانہ مین گو بہت سے جادوگر حضرت موسے کے مقابلہ مین آئے تہے مگر اُنکے دلون مین حضرت کی تعظیم ہی تہی اسلیے انجام کار مومن ہوگئے اس تعظیم کا بیان آئندہ آتا ہے۔

زانکہ گفتندش کہ فرمان آنِ تست ۔۔۔ گر تو میخواہی عصا بفگن نخست

ترجمہ: اور یہ بولے کہ ہے حکم آپ کا ۔۔۔ ہمسے پہلے آپ ہی ڈالین عصا

گفت نہ اول شما اے ساحران ۔۔۔ افگنید آن مکرہا را در میان

ترجمہ: بولے وہ اول تمہین اے ساحرو ۔۔۔ ڈالنا ہے تمکو جو کچہ ڈالدو

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ یعنی جسوقت جادوگر حضرت موسےٰ کے مقابلہ مین جمع ہوگئے تو سب نے یہ کہا کہ اے موسےٰ کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالتے ہین یا ہمین اپنے عصے ڈالنے کا حکم دیتے ہین آپ نے جواب دیا کہ پہلے تمہین ڈالو نکتہ جادوگرون کا حضرت موسےٰ کو اپنے سے مقدم رکھنا گویا ایک قسم کی تعظیم تھی یہی تعظیم انکو ایمان کی طرف کھینچ لائی۔

	اینقدر تعظیم دین شان را خرید	وز مری آن دست و پاہاشان جہید
ترجمہ	اسقدر تعظیم سے ناجی ہوئے	ہمسری سے دست و پا سب کٹ گئے
	ساحران چون قدر او نشناختند	دست و پا در جرم آن در باختند
ترجمہ	قدر موسےٰ کی نہ جانی اس لیئے	دست و پا جادوگرون نے کہو دیئے

شرح یعنے جادوگرونکا حضرت موسےٰ کو عصا ڈالنے مین مقدم رکھنا۔ تھوڑی سی تعظیم تھی اسی کی برکت سے اُن سب کو ایمان نصیب ہوگیا۔ لیکن باایہمہ چونکہ وہ حضرت موسےٰ کے مقابل ہوگئے تھے اسلیئے انسان کامل کے مقابلے کی سزا یہ ملی کہ فرعون نے سب کے ہاتہ پانو کٹواکر سولی دلوادی نتیجہ حکایت جادوگران یہ ہے کہ انبیاؑ اولیا اور عارفان کامل سے مقابلہ کرنا یا اُنکی ہمسری نہایت نازیبا اور ہلاکت کا باعث ہے

	لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال	تو نہ کامل مخور مے باش لال
ترجمہ	لقمہ و نکتہ ہے کامل کو حلال	تو نہین کامل نہ کر ایسا خیال

شرح یعنے اے سالک تو کامل کی ہمسری نہ کر کامل کو لذیذ لقمہ اور حظ نفسانی حلال ہے اور اسیطرح اظہار اسرار جائز ہے چنانچہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کہنا اُنھین کاملین ہی کا حصہ ہے تیرے لیئے لذائذ دنیوی شراب کی طرح حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ تو بادۂ اسرار الٰہی پیکر اُسکے ہضم کرنے کی طاقت نہین رکھتا اسلیئے اُسے مُنہ نہ لگا ورنہ بہک کر کلمات کفر بکنے لگیگا چندروز کے لیئے گونگا بنجا اور مرشد کے کلمات سنتا رہ

	تو چو گوشی او زبان نے جنس تو	گوشہا را حق بفرمود انصتوا
ترجمہ	تو ہے کان اور مرد کامل ہے زبان	انصتوا ہے بہر گوش اے نکتہ دان

شرح یعنے اے سالک تو اسرار کا سننے والا ہے اور مرشد کامل کہنے والا اسلیئے وہ تیری جنس نہین ہوسکتا کان اور چیز ہے زبان اور شئے ہے اسلیئے زبان کو بند کر کے کاملین کی باتین سننی چاہئین اسرار سننے ہی کے سبب دلمین اُترتے ہین دوسرا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنے جب قرآن پڑھا جائے تو اُسکو سُنو اور ساکت رہو تاکہ تمپر رحمت کیجائے یعنی اُسکے اسرار تمہارے دلون تک پہنچ جائین اس سے معلوم ہوا کہ فہم اسرار کے لیئے سکوت نہایت ضروری ہے۔

	کودک اول چون بزاید شیر نوش	مدتے خامش بود او جملہ گوش
ترجمہ	جس زمانے تک ہے بچہ شیر نوش	گنگ رہتا ہے سراپا بنکے گوش
	مدتے میبایدش لب دوختن	از سخن گویان سخن آموختن
ترجمہ	خامشی لازم ہے اُسکو جان من	بولنے والون سے تا سیکھے سخن

شرح۔ شیر نوش ضمیر بزاید سے حال ہے یا کودک کی صفت ہے یعنی ننہا سا دودہ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے یا جب تک شیر نوشی کی حالت مین رہتا ہے تو دیکھہ لیجے بالکل خاموش اور سراپا گوش بنا رہتا ہے اور بولنے والون کی باتین سُنکر اُنھین سیکھتا رہتا ہے تا کہ آیندہ باعث گفتگو کرنے کی طاقت حاصل ہو۔

	تا نیاموزد نگوید صد یکے	ور بگوید حشو گوید بے شکے
ترجمہ	کہہ نہین سکتا ہے یون سو مین سے ایک	ورنہ سب بیکار ہے اے مرد نیک

شرح یعنے بچہ جب تک دوسرون کی باتین سُنکر خود بولنا نہ سیکھے گا سو مین سے ایک بات بھی پوری طرح نہین کرسکتا اور جو کرتا ہے وہ حشو بیکار اور مہمل ہوتی ہے اُسکی بات کوئی سمجھ نہین سکتا۔

	ورنہ باشد گوش تی تی میکند	خویشتن را گنگ گیتی میکند
ترجمہ	اور اُسکی گفتگو تی تی ہے بس	گنگ مادر زاد کہ گیتی ہے بس

شرح تے۔ تے بفتح تاے فوقانی ایک ایسا لفظ ہے جسکو گانے والے آواز درست کرنے یا تال سُر کا امتحان لینے کے لیئے گاتے وقت استعمال کیا کرتے ہین جسکو ہندی مین تاتا تھی کہتے ہین ان الفاظ کے کچہ معنے نہین ہوتے اور تی تی وہ آواز جس سے پرند جانورون کے بچو نکو بلاتے ہین اور یہ لفظ بھی کچہ معنے نہین رکھتا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگر لڑکا بہرا ہوگا تو گونگا بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ بچپن مین بولنے کی طاقت سننے سے آتی ہے بہرے پن مین بچہ سوائے تی تی کر کلام بیمعنی و مہمل و ناقابل فہم کے اور کچہ نہین کہہ سکتا۔ کیونکہ اُسنے کانون سے سنا ہی نہین جو زبان سے ادا کرسکے۔

	کر اصلی کش نبُد ز آغاز گوش	لال باشد کے کند در نطق جوش
ترجمہ	اور وہ بہرا نہین رکھتا جو کان	چل نہین سکتی کبھی اُسکی زبان
	زانکہ اول سمع باید نطق را	سوے منطق از رہ سمع اندر آ
ترجمہ	نطق کو اول سماعت ہے ضرور	بولنا سُننے سے ہے اے ذی شعور

شرح۔ گنگ گیتی زمانہ کا گونگا مادر زاد گنگ اور کر اصلی مادر زاد بہرہ یعنی جو بچہ مادر زاد بہرہ ہوگا وہ گونگا ضرور ہوگا۔ کیونکہ بولنے کے لیئے سُننا ضروری بات ہے حاصل مطلب پہلے مولانا قدس سرہ طالب

خاموش رہکر مرشد کامل کے اسرار سُننے اور سمجھنے کی ہدایت فرما چکے ہین اسی مضمون کو یہان بطور تفہیم ایک مثال مین بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد سے ایک عرصہ تک اسلیئے خاموش رہتا ہے کہ مان باپ کی باتین سُنکر آیندہ بولنے کے لیے سیکھتا رہے یہی سبب ہے کہ مادرزاد بہرا لڑکا ہمیشہ گونگا رہتا ہے یہی حال طالب کا ہے کہ جب تک کلام مُرشد کو خاموشی کے ساتھ ایک عرصہ تک نہ سُنیگا اور اُس سے ہمسری کا دعوے نہ چھوڑیگا خود کلام کرنے اور اسرار کہنے کی لیاقت ہرگز پیدا نہ ہوگی اور جو طالب مادرزاد بہرا ہے یعنی اُسمین اسرار سُنکر اُسکے قبول کرنے کا فطرتی مادہ نہین ایسے سے بہید نہ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اُسکی فطرتی بے نصیبی اسرار سُننے کی لیاقت نہین رکھتی اور نہ وُہ آیندہ اسرار کہنے پر قادر ہوسکیگا۔

	ادخلوا الابیات من ابوابها	واطلبوا الارزاق من اسبابها
ترجمہ	تم گہر دمین جاؤ اُنکے باب سے	طالب روزی بنو اسباب سے

شرح یعنے ہر شے کو درجہ بدرجہ حاصل کرنا چاہیئے پہلے دروازہ مین داخل ہو پہر گہر مین پہلے سبب روزی حاصل کر پہر روزی پہلے کلام مُرشد کو سُننا چاہیئے پہر بولنا پہلے باب مجاہدہ و ریاضت ہے پہر رزق مشاہدہ و معرفت پہلے خدمت ہے پہر عظمت یہ شعر اسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	نطق کان موقوف راہ سمع نیست	جز کہ نطق خالق بے طمع نیست
ترجمہ	نطق جو بے منت ہر سمع ہے	بس وُہ نطقِ خالقِ بے طمع ہے

شرح بے طمع یعنے بے احتیاجِ سمع۔ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آدمی کا بولنا سُننے پر موقوف ہے یہان یہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک بولنا ایسا بھی ہے جو سُننے پر موقوف نہین وُہ اللہ تعالےٰ کا نطق ہے۔ جو خالق بے احتیاج ہے یعنے اُسکے بولنے کو اسکی حاجت نہین کہ کسی سے سُن کر سیکھے۔

	مبدع است و تابع استاد نے	مسندِ جملہ ورا اسناد نے
ترجمہ	وُہ نہین تابع کسی اُستاد کا	کب وُہ حاجتمند ہے اسناد کا

شرح۔ مبدع۔ بلا نمونہ سابق اشیا کا ایجاد کرنے والا مسند تکیہ گاہ اسناد سہارا ڈہونڈہنا یعنی اللہ تعالےٰ یا اُسکا نطق (کلمۂ کن) موجد اشیا ہے جسکو نہ کسی اُستاد کی ضرورت ہے نہ کسی معلم کی کیونکہ وہ تمام موجودات کا تکیہ گاہ ہے اور خود کسی چیز کا سہارا نہین ڈہونڈتا اُسمین تمام صفات کمالیہ بذاتہ موجود ہین۔

	باقیان ہم در حرف ہم در مقال	تابع استاد و محتاج مثال
ترجمہ	ماسوا اُسکے ہین سب بے قیل و قال	تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال

شرح حرف جمع حرفہ و مقال بمعنے گفتگو یعنے خدا کے سوا تمام مخلوق کسی ہنر کے سیکھنے یا بات کرنے مین

اُستاد کی تابع اور مثال کی محتاج ہے کوئی کام بلا تعلیم اور کوئی بات بلا مثال سمجھ مین نہین آسکتی۔

زین سخن گر نیستی بیگانۂ ‖ دلق و اشک گیر در ویرانۂ

ترجمہ: گر نہین تو اجنبیِ مدعا ‖ لیکے دلق و اشک ویرانہ مین جا

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو مرشد سے ہمسری کرنے کی بابت تنبیہ کی گئی تھی اب مولانا علیہ الرحمۃ وہ بات بیان فرماتے ہین جو ابتدائے سلوک مین سالک کو کرنی چاہیئے اور جسکا عملدرآمد اُسپر فرض ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے طالب اگر گفتگوئے اسرار سے تجکو لگاؤ ہے تو ادہر آ ہم ایک بہید کی بات بتاتے ہین کہ تو لباس فقر اور اشک کو ساتھ لیکر ویرانہ مین چلا جا یعنے دنیا کو چھوڑ اور خلوت مین بیٹھکر گریہ وزاری کر۔ اور اپنے افعال سے باز آ۔ اور اشکون سے غسل کر کے پاک صاف ہو اسوقت دربار حضور کے قابل ہوجائے گا۔

زانکه آدم زان عتاب از اشک رست ‖ اشک تر باشد دم توبه پرست

ترجمہ: اشک سے آدم پہ ہے حق مہربان ‖ اشک تر ہوتے ہین تائب کی زبان

شرح یعنے حضرت آدم کی خطا رونے ہی کے سبب معاف ہوئی تھی کیونکہ گنہگار کے آنسو باعث رحمت الٰہی ہین اور یہی آنسو توبہ کرنے والے کی زبان بنجاتے ہین۔ وہ اسی تاثیر زبان (اشک) سے توبہ کیا کرتا ہے

بهر گریه آدم آمد بر زمین ‖ تا بود گریان و نالان و حزین

ترجمہ: اسلیے آئے تھے وہ سوے زمین ‖ تا رہین گریان و نالان و حزین

آدم از فردوس و از بالای هفت ‖ پای ماچان از برای عذر رفت

ترجمہ: دیکھ آدم آئے تھے فردوس سے ‖ اس زمین پر عذر کرنے کے لیے

شرح۔ پائے ماچان۔ درویشون کی ایک رسم ہے کہ خطاکار درویش کو جوتیون کی صف مین اُسکے ہاتھ سے اُسکا ایک کان پکڑوا کر ایک ٹانگ سے کھڑا کر دیتے ہین۔ یہان پائے ماچان بمعنے عذر تقصیر ہے اور ہفت سے مراد سات آسمان ہین یعنے حضرت آدم بہشت سے صرف عذر کرنے کے لیئے زمین پر آئے تھے اے اولاد آدم تیری حالت پر افسوس کہ توبہ سے اسقدر غافل ہے۔

گر ز پشت آدمی وز صلب او ‖ در طلب میباش هم در طُلب او

ترجمہ: نطفۂ آدم ہے گر اے پر شکوہ ‖ اُسکا طالب بنکے رہ اور ہم گروہ

شرح طُلب بالضم بمعنے طائفہ و گروہ یعنے تو اگر نطفۂ آدم ہے تو خدا کی طلب اور اُسکے گروہ مین آ کر

ز آتش دل و آب دیده نقل ساز ‖ بوستان از ابر و خورشید است باز

ترجمہ: چاہیے سوزِ دل و اشکِ دماغ ‖ آفتاب و ابر سے تازہ ہے باغ

شرح نقل ترش یا نمکین چیز یا کباب وغیرہ جو شراب کے بعد کہائے جاتے ہین - یعنی اے طالب سوز باطن اور ترک دیدہ کو اپنا نقل بنا لے - اس سے تیرے دل کا باغ سرسبز ہو جائیگا - کیونکہ باغ ابر و خورشید ہی سے تر و تازہ ہوتا ہے (تاز) تازہ کا مخفف ہے اور بعض نسخون مین تاز کی جگہ باز ہے بمعنے کشادہ یعنی باغ کا دروازہ ابر و خورشید ہی کے سبب کہلتا ہے - ورنہ بند رہتا ہے خزان مین کوئی سیر کے لیئے نہین آتا - یہی حال بوستانِ دل کا ہے کہ سوز باطن اور اشک نہون تو مُرجہا جاتا ہے -

توچہ دانی ذوقِ آبِ دیدگان — عاشقِ نانی توچون نادیدگان

ترجمہ: ذوقِ آبِ دیدگان کچہ اور ہے — اے ندیدے عشق نان کچہ اور ہے

گر تو این انبان زنان خالی کنی — پر ز گوہرہائے اجلالی کنی

ترجمہ: گر یہ جہولی نان سے خالی رہے — دُرج گوہر ہائے اجلالی رہے

شرح - نان سے لذائذ نفسانیہ جہولی سے باطن گوہر اجلالی سے انوار معنوی اور تجلیات الٰہی مراد ہین یعنے اے طالب حریص تو تو لذتون پر شیدا ہو رہا ہے اگر انکو چہوڑ دے تو دل اسرار کے موتیون سے بہر جائے

طفل جان از شیر شیطان باز کن — بعد از انش با ملک انباز کن

ترجمہ: طفل جان کو دودہ شیطان کا نہ دے — پہر فرشتون سے ملا کر دیکہ لے

شرح - شیر شیطان سے وہ افعال مراد ہین جنکے کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے - مثلاً محرمات یا وہ مباح چیزین جو لذت نفس کے لیئے ہون یعنی اے شخص حظ نفسانی کو چہوڑ اس سے تو فرشتون مین ملجائیگا -

تا تو تاریک و ملول و تیرۂ — دانکہ با دیوِ لعین ہمشیرۂ

ترجمہ: دل ترا جب تک ملول و تیرہ ہے — یہ سمجہ شیطان کی ہمشیرہ ہے

شرح یعنی جب تک تیرا دل لذت نفسانی سے سیاہ اور دنیوی افکار سے ملول ہے تو یہ سمجہ کہ وہ دل نہین بلکہ شیطان کا دودہ بہائی یعنی مصاحب ہے یا تو خود شیطان کی بہن یعنی عورت ہے کیونکہ عورتین حظ نفسانی اور لذتِ جسمانی پر مردون کی نسبت زیادہ مٹی ہوی ہوتی ہین -

لقمۂ کان نور افزود و کمال — آن بود آوردہ از کسبِ حلال

ترجمہ: روز افزون جس سے ہو نور و کمال — ہے وہ بیشک لقمۂ کسب حلال

شرح پہلے طالب کو گوشہ نشینی اور گریہ و زاری کی ہدایت کی گئی تہی پہر ترک لذات کا اشارہ کیا گیا اب کسب حلال اور ریاضت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ سالک جب تک اپنی ریاضت سے حلال کا لقمہ کہائیگا ... ہوگا - کیونکہ کمال باطنی اور نورِ معرفت حلال ہی کے لقمہ سے حاصل ہوتا ہے -

	روغنے کاید چراغ ما کشد	آب خوانش چون چراغے را کشد
ترجمہ	سچ ہے جس روغن سے بجھہ جائے چراغ	آب ہے روغن نہین اے بد دماغ

شرح یعنے جو روغن چراغ کو بجھا دے وہ روغن نہین ہے بلکہ پانی ہے۔ اسیطرح وہ لقمہ جس سے قلب منور نہو اگرچہ ظاہر مین حلال ہو مگر فی الواقع حلال نہین بلکہ اسمین کوئی باطنی صفت حرمت کے ضرور ہے گو ہمین معلوم نہو

	علم وحکمت زاید از لقمۂ حلال	عشق ورقت زاید از لقمۂ حلال
ترجمہ	علم وحکمت ہے فقط اکل حلال	عشق ورقت ہے فقط اکل حلال
	چون ز لقمہ تو حسد بینی ودام	جہل وغفلت زاید آنرا دان حرام
ترجمہ	ہو جو لقمہ باعث مکر وحسد	ہے حرام اے جاہل نامستند

شرح۔ دام بمعنے مکر دنیوی ہے یعنی جس لقمہ کا نتیجہ مکر وحسد ہو اُس سے جہل وغفلت پیدا ہو گی تو اُسے حرام سمجھ اور لقمۂ حلال علم وحکمت اور عشق الٰہی پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر برتن مین سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُسمین ہو

	ہیچ گندم کاری وجو بر دہد	دیدۂ اسپے کہ کرۂ خر دہد
ترجمہ	تخم گندم جو نکالے یہ محال	بچۂ خر اسپ سے ہو کیا مجال

شرح۔ یعنی یہ نہین ہو سکتا کہ کوئی شخص گیہون بوئے اور زمین سے جو نکلین یا گھوڑی سے گدہی کا بچہ پیدا ہو مطلب یہ کہ لقمۂ حلال کے آثار برے اور لقمۂ حرام کے آثار اچھے نہین ہو سکتے لقمۂ حلال بمنزلۂ گندم یا اسپ ہے اُس سے جو یا گدہی کا بچہ پیدا ہو یہ سمجھ مین نہین آتا علٰے ہذا القیاس لقمۂ حرام جو یا گدہے کے مانند ہے اس سے گیہون یا گھوڑے کا بچہ پیدا نہین ہوتا۔ حرام کے لقمہ کہانے والے نیک کامون سے الگ رہتے ہین۔ اور حلال کے لقمہ کہانے والے برائیون کے پاس نہین جاتے۔ نیک کاری اور بد کاری حلال اور حرام کے لقمہ کہانے والون کی علامت ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی مثال ہے۔

	لقمہ تخم ست وبرش اندیشہا	لقمہ بحر وگوہرش اندیشہا
ترجمہ	لقمہ ہے تخم اور اسکا بر ہے فکر	لقمہ اک دریا ہے اور گوہر ہے فکر

شرح۔ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور اندیشہ بمعنے فکر اور بر بمعنے ثمرہ ونتیجہ یعنی لقمہ کی مثال ایسی ہے جیسا کسی چیز کا تخم اور اس تخم کا پہل افکار ہین اگر آدمی لقمہ کہانے کے بعد نیکیون کے فکر مین رہیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ اُسنے حلال کا لقمہ کہایا تہا۔ اور اگر بدیون کے فکر مین رہیگا تو اُس لقمہ کے حرام ہونے مین شک نہین۔ یا لقمہ دریا کے مانند ہے اگر کہانے کے بعد نیکیون کا فکر ہے تو سچے موتی ہاتھ لگین گے اور اگر بدیون کی تدبیر مین ہین تو جہوٹے موتی ملین گے غرضکہ اعمال نیک وبد لقمۂ حرام وحلال کی سچی علامت ہے۔

زاید از لقمۂ حلال اندر دهان ۔ میل خدمت عزم رفتن آن جهان

ترجمہ: پاک ہی لقمہ سے ہوتا ہے قوی ۔ میل خدمت اور عزم معنوی

زاید از لقمۂ حلال اے مہ حضور ۔ در دل پاک تو و در دیدہ نور

ترجمہ: پاک ہی لقمہ سے ملتا ہے حضور ۔ پاک دل کو نور اور آنکھون کو نور

شرح: یعنے حلال کے لقمہ سے میلِ خدمت (رغبت عبادت) اور عزم سفر آخرت یا معراجِ معنوی نصیب ہوتی ہے اور اسی سے حضور قلب اور دل و دیدہ کو نور حاصل ہوتا ہے ۔ اے مہ سے مخاطب مراد ہے جسکو چاند کہا گیا ہے

این سخن پایان ندارد اے کیا ۔ قصۂ بازرگان طوطی کن بیا

ترجمہ: چھوڑ دے ہے یہ سخن بے انتہا ۔ قصۂ طوطی و سوداگر سُنا

شرح: کیا بمعنے پاکیزہ و شخص بزرگ ہے یعنے ایمخاطب بزرگ ہم اب پھر طوطی و سوداگر کی داستان کی طرف آتے ہین

بازگفتن بازرگان باطوطی آنچہ در ہندوستان دیدہ بود

ترجمہ: سوداگر کا اپنی طوطی سے ہندوستان کا وصقہ بیان کرنا

کرد بازرگان تجارت را تمام ۔ باز آمد سوے منزل شادکام

ترجمہ: کرکے سوداگر تجارت کو تمام ۔ گھر کی جانب آگیا پھر شادکام

ہر غلامے را بیاورد ارمغان ۔ ہر کنیزک را ببخشید او نشان

ترجمہ: ہر یکے لایا ارمغانِ سب گان ۔ ہر کنیزک کو دیا اُسنے نشان

شرح: نشان علم فوج و فرمان گریبان بمعنے عطا و یادگار ہے جسکو نشانی کہتے ہین ۔ یعنے سوغات و تحفہ

گفت طوطی ارمغان بندہ کو ۔ آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو

ترجمہ: پھر کہا طوطی نے مجھکو سب بتا ۔ تونے کیا دیکھا وہان اور کیا کہا

گفت نے من خود پشیمانم ازان ۔ دست خود خایان و انگشتان گزان

ترجمہ: بولا وہ مین ہون پشیمان ہیر یجان ۔ کاٹتا ہون آپ اپنی اُنگلیان

کہ چرا پیغام خامے از گزاف ۔ بردم از بیدانشی و از نشاف

ترجمہ: لیگیا مین کسلیئے پیغام خام ۔ تھی مری دیوانگی میرا پیام

شرح: نشاف بمعنے جنون و دیوانگی و خبط یعنے سوداگر نے کہا کہ اے طوطی تو نے اپنے پیام وسلام کی بابت کچھ نہ پوچھ مین ترا پیام دیکر سخت پشیمان ہون مین اسکو اپنی دیوانگی خیال کرتا ہون کہ اس پیام سے ایک بیگناہ کی جان گئی کاش مین تیرا پیام نہ پہنچاتا تو ایک بیزبان کا خون اپنے ذمہ نہ لیتا ۔

	گفت ای خواجہ پشیمانی ز چیست	چیست این کین خشم و غم را مقتضیست
ترجمہ	بول اُٹھا طوطی پشیمانی ہے کیون	غصہ و غم سے پریشانی ہے کیون
	گفت گفتم آن شکایتہائے تو	با گروہِ طوطیان ہمتائے تو
ترجمہ	یہ کہا تاجر نے جب تیرا بیان	کر چکا مین طوطیون سے میری جان
	آن یکے طوطی ز دردت بوئے برد	زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد
ترجمہ	سُنکے اِک طوطی ستم یہ کر گیا	پہٹ گیا پتہ لرز کر مر گیا

شرح - یعنی جب وُہ سوداگر ہندوستان سے واپس آیا تو حسب وعدہ تمام لونڈی غلامون کو اُنکی فرمائشین دین طوطی نے اپنی سوغات مانگی تاجر نے کہا کہ مجھسے اپنی سوغات کی بابت کچھ نپوچھ مین تیرا پیغام پہنچاکر پچھتا رہا ہون کیونکہ جب مینے طوطیون کے ایک جہلڑ سے ہندوستان پہنچکر تیرا حال کہا تو اُنمین سے ایک طوطی جو تیرا نہایت ہمدرد اور تیرے قید ہونے سے بیحد غمگین تہا پتہ پہاڑکر مر رہا مجھے اُس بیگناہ کے مرجانے سے پشیمانی ہے۔

	من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود	لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود
ترجمہ	مین پشیمان ہون کہ اب کیون کہا	لیکن اب ہوتا ہے کیا جب کہہ چکا
	نکتۂ کان جست ناگہ از زبان	ہمچو تیرے دان کہ جست آن از کمان
ترجمہ	بات جو نکلی زبان سے تیر ہے	تیر کے پہرنے کی کیا تدبیر ہے

شرح - یہ شعر تاجر اور مولانا دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے سوداگر کہہ رہا ہے کہ مین اپنے کہے سے پشیمان ہون لیکن جب کہہ چکا تو پشیمانی عبث کیونکہ منہ کی نکلی ہوی بات ایک ایسا تیر ہے جو کمان مین واپس نہین آسکتا۔

	وانگردد از رہ آن تیر اے پسر	بند باید کرد سیلے را ز سر
ترجمہ	تیر رستے سے پلٹتا ہے کہین	بند کر اول سے سیل اے ہمنشین
	چون گذشت از سر جہانے را گرفت	گر جہان ویران کند نبود شگفت
ترجمہ	سر سے گذریگی تو ڈوبیگا جہان	کیا عجب ویران ہو عالم میری جان

شرح - ز سر بمعنے از ابتدا - اور سیل پانی کی رَو کو کہتے ہین یعنے زبان سے نکلی ہوی بات سیل کی مانند ہے جب ابتدائی حالت سے گذر گئی تو سارے جہان کو ہلاک کر دیگی علٰے ہذا القیاس زبان کو اول ہی روکنا چاہیئے ورنہ بعضی بات انجام کار ہلاکت اور فساد عظیم کا باعث ہو جاتی ہے۔

	فعلہا از غیب اثر ہا زادنیست	وان موالیدش بحکم خلق نیست
ترجمہ	غیب مین فعلون کا ہوتا ہے اثر	حکم خلقت سے نہین ہے یہ مگر

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے اک بڑے نکتہ کی تمہید شروع کی ہے یعنی تاجر نے طوطی کے مرجانے کو اپنا فعل کہا ہے حالانکہ یہ خدا کا فعل تہا علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام افعال کا حال ہے یہان یہ شبہ پڑتا ہے کہ کفر اور قتل اور زنا و دیگر محرمات کے سبب بندہ قابلِ عذاب کیون ہوتا ہے۔ ان اشعار مین اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ جو فعل آدمی سے صادر ہوتا ہے عالمِ غیب مین اُسکا اثر یعنے نتیجہ ضرور مُرتب ہوتا ہے۔ اگر فعل نیک ہے تو نتیجہ بہی نیک ہی ہوگا اور اگر بد ہے تو نتیجہ بہی بد ہے بلکہ یہ سمجہئے کہ وہی فعل اچہی یا بُری صورت مین مصور ہو جاتا ہے مثلاً طاعات و عبادات جنت اور حور و قصور کی صورت مین اور معاصی و فسق و کفر دوزخ او زنار و مار کی صورت مین ہر مکلف اپنے افعال سے یا ثواب حاصل کریگا یا معذب ہوگا۔ کیونکہ الدُّنیا مزرعۃ الاٰخرہ۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے اور حدیث مین ہے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ و حفت النار بالشہوات یعنے جنت مشقت کی چیزون سے اور دوزخ خواہشون کی سے ڈہانکی گئی ہے۔ بس تو ہر فعل کا نتیجہ کرنے والے کو ضرور ملیگا۔ ورنہ عدالت خداوندی کے معنے صادق نہین آتے۔ دوسرے مصرع مین موالید جمع مولود بمعنے فرزندان ہے۔ جس سے بندون کے افعال اور اُنکے نتیجے مراد ہین۔ مطلب یہ کہ گو ہمارے افعال کے نتیجے عالمِ غیب مین ضرور پیدا ہوتے ہین۔ لیکن افعال بہی اور اُنکے نتیجے بہی مخلوق نہین ہین بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوتے ہین۔ کیونکہ بندہ خالق افعال نہین ہے لفظ موالیدش مین ضمیر شین فعل کی طرف راجع ہے

	بے شریکے جملہ مخلوق خداست	آن موالید ار چہ نسبت شان بماست
ترجمہ	سب یہ بے شرکت ہین مخلوق خدا	اِنکی نسبت گو نہین ہمسے جدا

شرح یعنی یہ موالید (افعال اور اُنکے نتیجے) گو ہماری طرف منسوب ہین۔ لیکن فی الواقع اُنکا خالق اللہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر چونکہ ہر شخص اپنے افعال کا نتیجہ خوب جانتا ہے اسلئے افعال کی طرح نتیجے بہی اُسی کی طرف منسوب ہین

	زید پرّانید تیرے سوے عمر	عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
ترجمہ	زید نے اک تیر پہینکا سوے عمر	اُسنے زخمی کر دیا مانند نمر
	مدت سالے ہمے زائید درد	دردہا را آفریدہ حق نہ مرد
ترجمہ	ایک مدت تک رہا گو رنج درد	درد کا خالق نہین لیکن وہ مرد

شرح یہ قطعہ مضمون سابق کی مثال ہے بطور تفہیم اور نمر عربی مین چیتے کو کہتے ہین اور زید و عمر فرضی نام ہین یعنے فرض کیجیے کہ زید نے عمر کے تیر مارا اور اُس تیر نے عمر کو چیتے کی طرح زخمی کر دیا۔ اُس بیچارہ کو ایک مدت تک تکلیف رہی درد رہا تو اِس درد کا پیدا کرنے والا خدا ہے زید نہین لیکن چونکہ تیر مارنے والا زید تہا اسلئے اُسکا نتیجہ یعنے قتل اور عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔ اور زید کو قاتل کہینگے۔

	عمر دایم ماند در درد و وحل	دردہا میزاید آنجا تا اجل
ترجمہ	پا بگل وہ درد سے دایم رہا	درد وقتِ مرگ تک قایم رہا

شرح یعنے انتہا یہ ہوئی کہ گو عمر درد و مصیبت کی دلدل مین پہنسکر مرگیا تاہم درد کا خالق خدا ہے زید نہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ زید رامی آندم ار مرد از وجل یعنے رامی تیرانداز اور وجل بمعنے خوف ہے۔ اِس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ اگر زید جسنے تیر مارا تہا ہلاکتِ عمر کے خوف سے خودہی مرگیا۔ تو عمر کو تادمِ مرگ دو طرح کا رنج رہیگا۔ ایک اپنے زخم کا۔ دوسرے زید کے مرنیکا اور گو اس حالت مین زید کا مرجانا عمر کا فعل مخلوق نہین ہے۔ لیکن چونکہ اُسکی موت اُسکے خوف سے واقع ہوا ہے اِسلیئے عمر ہی کی طرف منسوب ہوگا

	زان موالید وجع چون مرد او	زید را ز اول سبب قتّال گو
ترجمہ	عمر گو اس دردِ دکہہ کا صید ہے	لیکن اے نادان قاتل زید ہے

شرح یعنی گو عمر نتیجۂ درد سے مرا ہے لیکن چونکہ زید تیر مارنے سے اس درد کا ظاہری سبب بنگیا ہے اِسلیئے اِسی کو قاتل کہینگے اور اِسی سے قصاص لیا جائیگا۔ کیونکہ گو فعل قتل کا خالق خدا ہے مگر کاسب زید ہے۔

	آن وجع ہا را بدو منسوب دار	گرچہ ہست آنجملہ صنع کردگار
ترجمہ	درد ہے اُسکا دیا اے ہوشیار	گرچہ یہ سب کچہ ہے فعل کردگار

شرح۔ وجع بفتحتین بمعنے درد یعنی چونکہ تیر پہینکنا زید کی طرف منسوب تہا اور اول اول درد پہنچانے کا باعث وہی ہوا ہے۔ اِسلیئے درد کا نتیجہ یعنے عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ تمام افعال اور اُنکے نتایج کا خالق اللہ تعالے ہے مگر بندون کو جزا سزا اِسلیئے دیجاتی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے مرتکب نیک و بد ہوتے ہین نتیجہ یہ کہ آدمی کو چاہیئے ایسی بات ہرگز نہ کرے جو تیر کی طرح دوسرون کے جا لگے۔ اِس سے اُسکو ضرر پہنچیگا۔ اور یہ ضرر اگرچہ مخلوق الٰہی ہے لیکن کہنے والے ہی کے جانب منسوب ہوگا۔ یہی سبب تہا کہ سوداگر نے مرگ طوطی کو اپنا فعل کہا ہے اور اُس سے پشیمان ہوا ہے کیونکہ گنہگار ضرور پشیمان ہوا کرتا ہے۔

	ہمچنین کسب و دم و دام و جماع	آن موالید ست حق را مستطاع
ترجمہ	یہ جماع و کسب و دام و دم جمیع	سب کے سب مخلوق حق ہین اور مطیع

شرح یعنے جسطرح زید کے تیر مارنے کی ایک مثال ہم بیان کر آئے ہین۔ اِسی پر اور افعال کو خیال کرلینا چاہیئے مثلاً کسب کہانا کمانا یا دم سانس لینا یا دام کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے جال بچہانا یا جماع غرضیکہ تمام افعال خدا کے مخلوق اور اُسکے فرمانبردار ہین مگر چونکہ بندے کاسب ہین اِسلیئے جزاؤ سزا دیجاتی ہے۔ افعال کو جاہے بہی تعلق ہے اور بندون سے بہی اُسکی مخلوق ہین اِسکے کمائے ہوئے ہین مستطاع یعنے فرمانبردار و مطیع

بعض نسخون مین کسب و دم کی جگہ کشت و دم ہے۔ کشت بمعنے کھیتی کرنا اور دم غلّہ وغیرہ کا اُٹھانا ہے۔

بستہ درہائے موالید از سبب	چون پشیمان شد ولی از دست رب
ترجمہ: بند کر دیتا ہے درہائے سبب	ہے ولی مین طاقتِ توفیقِ رب

شرح یعنے جبوقت ولی اِس بات سے پشیمان ہوتا ہے کہ سبب سے مسبب یعنے نتیجہ پیدا نہو۔ یعنے اعمال سیئہ کی جزا سیئہ نہو یا اعمال حسنۂ غیر مقبولہ کا نتیجہ بُرائی نہو۔ تو اسباب کو نتایج پیدا کرنے سے روکدیتا ہے اور یہہ قدرت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات کے یہی معنے ہین یعنے اللہ تعالےٰ اُنکی سیئات کو (جو سبب ہے جزا ور نتیجہ سیئات سے (جو مسبّب ہے) روکدیتا ہے اور حسنات سے بدلدیتا ہے۔ بعض نے پشیمان شدن کے معنے بلاحضور کے لیئے ہین۔ یعنے جب ولی بلاحضور ہو جاتا ہے جو صوفیہ کے نزدیک گناہ ہے تو اِس عدم حضور کی نتیجہ یعنے جزاے سیئہ کو اپنے نفس پر مرتب نہین ہونے دیتا از دست رب لفظ بستہ کے متعلق ہے۔

اولیارا ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز آرندش براہ
ترجمہ: ہے ولی مین یہ صفت دادِ الٰہ	تیر پھر آتا ہے جس سے سوے راہ

شرح۔ آرندش مین ضمیر شین تیر کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ بات کا منہ سے نکلکر واپس آنا ایسا مشکل ہے جیسا کمان سے نکلکر تیر کا واپس آنا مگر اولیاء اللہ مین یہ قدرت ہے کہ بات کے اثر کو روک لیتے ہین یعنے سبب کو مسبب تک نہین پہنچنے دیتے افعال واقوال سے تاثیر کو چھین لیتے ہین۔ یہ ممکن ہے کہ وُہ کسی کے تیر مارین مگر جسکے لگا ہے وُہ ہرگز زخمی نہو۔ اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ ولی کی دعا سے مطلقًا اشیاء کا اثر زائل ہو جائے یہ اولیا کی کرامت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ قضاء مبرم کسی نبی یا ولی کی دعا سے نہین ٹل سکتی۔

گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب	تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب
ترجمہ: گفتہ ناگفتہ ہے اُسکے روبرو	ہے کباب و سیخ بر جا سو بسو

شرح۔ یعنی ولی قدرت حق سے اپنے کہے کو اَن کہا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیتا ہے کیونکہ اُسپر غیب کا دروازہ کہلا ہوا ہے یعنے واقف اسرار ہے اُس سے کسی سیخ یا کباب (بُرے یا بہلے) کو تکلیف نہین پہنچتی۔ اِس شعر کے معنے دو طرح ہین اول یہ کہ اگر ولی کی زبان سے کسی بُرے یا بہلے شخص کے نسبت کوئی بُرا کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ ازراہ کسر نفسی فی الفور معافی مانگ لیتا ہے۔ اسلیئے گفتہ ناگفتہ کے مانند ہو جاتا ہے۔ دوم یہ کہ ولی اپنے خداداد تصرف سے کلمۂ بد کے اثر کو دل تک نہین پہنچنے دیتا یا سرے سے اُس کلمے ہی کو سامع کے دل سے بہلا دیتا ہے قرآن مجید مین آیت ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنے کوئی قول ایسا نہین کہ انسان کی زبان سے نکلے مگر اللہ تعالےٰ کیطرف سے اُس پر ایک نگہبان مقرر ہے کہ اُسکو نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن ولی اِس قول کو

محو کردیتا ہے۔ یعنے ذات قول تو محو نہین ہوتی بلکہ اُسکی صفت یعنے قباحت محو ہوجاتی ہے اور اُسکا نتیجہ یعنے جزائے بد اُسپر مرتب نہین ہوتا۔ اسلیئے گفتہ ناگفتہ ہوجاتا ہے اور اسصورت مین نسخ بہی برجا رہتی ہے یعنے آیت مذکورہ کے معنے بہی قایم رہتے ہین۔ اور کباب بہی نہین جلتا۔ یعنے عذاب بہی قائل پر مرتب نہین ہوتا۔

از ہمہ دلہا کہ آن نکتہ شنید	آن سخن را کرد محو و ناپدید
ترجمہ ہر ولی جب واقفِ اسرار ہے	محو کر دینے کا بہی مختار ہے

شرح یعنے ولی مخلوق کے چہپے افعال اور اسرار سے واقف ہوتا ہے اور جو ایسا شخص ہو وہ مخلوق کے اقوال و افعال مٹانے پر بہی قادر ہوتا ہے۔ جس سے چاہے نیک باتون کی توفیق زائل کردے اور جسکی ہمت کو چاہے گناہون کی طرف لگادے۔ اُسمین یہ قدرت ہے کہ ایمان والون کے گناہون کو نیکیون سے بدلدے اور منکرین کی نیکیون کو بالکل معدوم کردے یا شعر کے یہ معنے ہین کہ ولی اپنی زبان سے نکلے ہوے کلمے کے اثر کو زائل کرسکتا ہے اور یہ سب کچہ عطاء خداوندی اور اُسکی دی ہوی کرامت ہے۔

گرت برہان باید و حجت مہا	ازنبی خوان آیۃ او ننسہا
ترجمہ چاہیئے حجت جو بہر مدعا	صاف ہے قرآن مین او ننسہا

شرح یعنی اگر تجہے اسمین شک ہے کہ ولی کلمات نیک و بد کے اثر کو مخلوق کے دلون سے مٹا نہین سکتا۔ تو ہم قرآن شریف کی آیت سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین۔ اللہ تعالے فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔ یعنی بعضی آیتون کو ہم منسوخ کردیتے ہین۔ اِسطرح کہ لفظ باقی رہتے ہین اور حکم منسوخ ہوتا ہے۔ یا یہ کہ بالکل بہلادیتے ہین یعنی تلاوت اور لفظ کو بہی منسوخ کردیتے ہین تو اُسکی جگہ اُس سے بہتر یا اُسی کے مانند اور آیت نازل کردیتے ہین۔ نسخ بمعنے نسخ حکم ہے اور انساء بمعنے نسخ تلاوت۔ یہ آیت مولانا کے مدعا پر اسطرح دلیل ہوسکتی ہے کہ جب اللہ تعالے آیتون اور احکام کے منسوخ اور تبدیل کرنے پر قادر ہے تو اِس بات پر بہی قادر ہے کہ انبیا اور اولیا کے ہاتہون سے جسطرح چاہے مخلوق مین تصرف فرمائے کیونکہ یہ لوگ متخلق باخلاق اللہ ہین خدا انسے اپنے کام لیتا ہے خدا نے اپنے اولیا مین اپنی صفتین پیدا کردی ہین۔

آیۂ انسوکم ذکری بخوان	قوت نسیان نہادن شان بدان
ترجمہ لفظ انسوکم سے ہے صاف آیۃ کو دیکہہ	اولیاء اللہ کی قوت کو دیکہہ

شرح پچہلی آیت مین اللہ تعالے نے آیات و کلمات بہلانے کی صفت کو اپنی طرف منسوب کیا تہا۔ گو بطور خلیفۂ برحق ہونے کے انبیا و اولیا کی طرف بہی یہ صفت منسوب ہے مگر شاید سامع کو کچہ شبہ رہگیا ہو۔ اسلیئے اُسی مضمون کی دوسری آیت لانی پڑی جسمین بہلانے یا کسی چیز کے مٹا دینے کی صفت کو بالتصریح اولیاء اللہ

کی طرف منسوب کیا گیا ہے وُہ آیت یہ ہے اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ یعنے میرے خاص بندونکا ایک گروہ یون کہا کرتا تہا کہ اے رب ہم ایمان لائے توہمین بخش اور ہمپر رحم کر بس اے جہنمیو تمنے اُنہین ہنسی مین اُڑا یا یہانتک کہ اُنہون نے تمہارے دل سے میری یاد کو بہلا دیا۔ اِس آیت مین وجہ استدلال یہ ہے کہ کافر اور منکر جو خدا کے خاص اور کامل بندون سے تمسخر کرتے تہے اور اپنے طریقے کا ذکر حق بہی کیا کرتے تہے اس ذکر کو اولیاء اللہ نے اُنکے دل سے بہلا دیا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیا یعنے ذکر الٰہی کا اثر سلب کر دیا اور وہ جہنمی کے جہنمی رہے دیکہ لیجے اِس آیت مین بہلا دینے کے فعل کو اولیا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اِس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ مین مخلوقات پر تصرف کرنے کی بہت بڑی طاقت ہے اور اسکا منکر منکر اسرار قرآن ہے۔

	چون بتذکیر و بہ نسیان قادر اند	بر ہمہ دلہائے خلقان قاہر اند
ترجمہ	یاد اور نسیان پر قادر ہین وُہ	خاطرِ مخلوق پر قاہر ہین وُہ

شرح۔ یعنی کچہ یہی بات نہین کہ اولیاء اللہ صرف کلمات کا اثر زائل کرنے اُنکو دل سے بہلا دینے توفیق طاعت یا کرامت وغیرہ چہین لینے پر قادر ہین بلکہ وُہ ایمان اور خدا کے یاد دلانے اور قوت کرامت عطا کرنے اور نیک رستو پر لگانے کی بہی قدرت رکہتے ہین کیونکہ اُنکا تصرف تمام صفتون مین عام ہے تذکیر (بہولی ہوئی باتونکا یاد دلا دینا اور نسیان یاد کی ہوئی باتون کا بہلا دینا) دونو باتین اولیاء اللہ کے قبضہ مین ہین۔

	چون بنسیان بست او راہ نظر	کار نتوان کرد ور باشد ہنر
ترجمہ	باندہ دی ہے اُسنے نسیان سے نظر	کام ہو سکتا نہین گو ہو ہنر

شرح یعنے جب ولی نے کسیکی نظر یا فکر کو اپنے نسیان (یعنے اُس قوت سے جو اعمال کے مٹانیوالی ہے) متعلق کر دیا تو وُہ شخص کوئی نیک کام نہین کر سکتا۔ یا یہ کہ جب ولی نے اپنی قوت مذکورہ کے باعث کسیکی نظر کا رستہ بند کر دیا تو اُسکو اعمال نیک ہرگز نسوجہینگے۔ اور وُہ کار نیک ہرگز نہ کر سکیگا۔ چنانچہ پچہلی آیت سے معلوم ہو گیا ہے کہ عباد اللہ یعنی اولیاء اللہ نے استہزا کے سبب کفار کے اعمال نیک کو مٹا دیا ہے بعض نسخون مین نسیان کی جگہ عصیان بہی ہے۔ یعنے ولی نے جب کسیکی نظر کو از راہِ عتاب معاصی سے متعلق کر دیا۔ تو نیک کام نہو سکینگے۔ کیونکہ اللہ نے اُنکو قدرت دی ہے کہ مخلوق مین جسطرح چاہین تصرف کرین جسکو چاہین ہدایت دین اور جسکو چاہین گمراہ کرین۔ لیکن ہم پہر کہے دیتے ہین کہ یہ صرف اولیا کی کرامت ہے خدائی نہین ہے۔

	خذتموھم سخریۃ اہل السمو	از نبی خوانید تا انسوکمو
ترجمہ	تمنے کی اُنسے ہنسی اہلِ سمو	آؤ دیکہو آیت انسو کمو

شرح - اہل السمو - اہل علو - تعلی پسند دنیوی مال وجاہ پر متکبر یہ قیامت کے دن کفار کو خطاب ہوگا - یعنی اے متکبر کافرو تمنے دنیا مین غریب مومنون کو ہنسی مین اڑایا تہا - اسلئے انہون نے خدا کی دی ہوئی قوت سے تمہارے نیک عملون (صدقات وخیرات) کا ثواب تمسے بہلا دیا - یعنے سلب کر لیا - اسیواسطے کسی درویش صفت مومن کو ستانا جائز نہین - کیونکہ حدیث قدسی مین آچکا ہے کہ ولی کا ستانیوالا گویا خدا سے جنگ کر رہا ہے -

	صاحب ده پادشاه جسمهاست	صاحب دل شاه دلهائے تمامست
ترجمہ	ملک والا ہے فقط شاہِ بدن	اہل دل ہے شاہِ دلہائے زمن

شرح - یعنے بادشاہ دنیوی فقط جسمون پر حکومت رکہتے ہین کسی کو پہانسی دیدی کسی کو رہا کردیا کسی کو گرفتار کرلیا دلون پر حکومت نہین رکہتے یعنے انکا قبضہ اندرونی اوصاف پر نہین ہوسکتا - یہ بات صاحبدل عارف کو میسر ہے کہ وہ مخلوق کے دلون پر تصرف رکہتا ہے اور نیک وبد اوصاف کا ازالہ کرسکتا ہے -

	فرع دید آمد عمل بے هیچ شک	پس نباشد مردم الا مردمک
ترجمہ	فرع بینش ہے عمل بے شبہ وشک	ہیچ ہے مردم نہ ہو گر مردمک

شرح - دید سے عرفان اور عمل سے تصرف در مخلوقات یا اعمال شرعیہ مراد ہین - یعنی ایسے اعمال شرعیہ جنسے قرب الٰہی حاصل ہو یا تصرف در مخلوق یہ دونو چیزین عرفان کی شاخ ہین اگر عرفان نہین تو اعمال شرعیہ کا نتیجہ اچہا نہین ہوتا اور نہ کوئی شخص مخلوق پر تصرف کرسکتا ہے حدیث انما الاعمال بالنیات مین لفظ نیات سے بعض محققین نے عرفان مراد لیا ہے پس تو انسان وہی ہے جو صاحب عرفان ہو - ایسا شخص آنکہہ کی تپلی کے مانند ہے کیونکہ اسکو دید حق حاصل ہے -

	مردمش چون مردمک بینند خرد	در بزرگی مردمک کس ره نبرد
ترجمہ	جانتے ہین آدمی اسکو ذلیل	اور تپلی ہے بڑی شے اے خلیل

شرح - یعنے آنکہہ کی تپلی ظاہر مین چہوٹی سی چیز نظر آتی ہے مگر باعتبار صفت بہت بڑی چیز ہے علےٰ ہذا القیاس اولیاء اللہ کو لوگ باعتبار ظاہر لوگ حقیر جانتے ہین مگر انکے باطنی مرتبہ کو نہین پہچانتے -

	من تمام این را نیارم گفت از آن	منع می آید ز صاحب مرکزان
ترجمہ	شرح اسکی کر نہین سکتا تمام	منع کرتے ہین مجہے اہل مقام

شرح - صاحب مرکز بمعنے صاحب مقام یعنی اولیاء اللہ بطور الہام باطنی مجکو شرح احوال ولی سے منع کرتے ہین - کیونکہ لو ظہرت الحقایق لبطلت الشرایع یعنی اگر اسرار ظاہر کردیے جائین تو لوگ شریعت پر عمل کرنا چہوڑ دین اسلئے ہم اولیاء اللہ کی پوری حقیقت بیان کرنی مناسب نہین سمجہتے -

	چون فراموشی خلق و یادشان	با وے ست و میرسد فریادشان
ترجمہ	اُس سے ہے نسیان خلق و یادِ خلق	سُن لیا کرتا ہے وُہ فریادِ خلق
	صد ہزاران نیک و بدرا آن بہی	میکند ہر دم ز دلہاشان تہی
ترجمہ	نیکیون بدیون کو وہ روشن صفات	خالی کرلیتا ہے اے فرخندہ ذات

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور پہلے شعر مین ضمیرِ وے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے تو یہان سے قدرتِ خداوندی کا بیان شروع ہوا ہے اور اگر ولی کی طرف راجع ہے تو مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے جبکہ خلقت کی فراموشی یعنے اُنکے اعمال کا سلب اور یاد یعنے تبدیل سیئات بالحسنات اللہ تعالےٰ یا اُسکے خلیفہ برحق ولی کامل کے ساتہ متعلق ہے اور وُہ اُنکی فریاد کو پہنچتا ہے (کیونکہ تبدیل سیئات مومنین و سلب اعمال منکرین گویا مخلوق کی فریادرسی ہے) تو اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ولیِ با فروغ یا اللہ تعالےٰ بہت سے نیکو نکو کافرون اور بدیون کو مومنون کے دِلون سے خالی کردیتا ہے۔ اور مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلون کو بدیون سے بہردیتا ہے ہان اتنا فرق ہے کہ اُنکو سچے موتیون سے بہرتا ہے اور اُنکو جہوٹے سے لفظ بہی بفتح باء موحدہ عربی لفظ ہے بمعنے تابان و خوب و زیبا اور اگر یہ بکسر با فارسی لفظ ہے تو بمعنے نیکوکاری و بہتری و صحت و ترقی و دولت ہے اس لفظ سے اللہ تعالےٰ اور ولی دونو مراد ہین۔

	روز دلہا را از آن پُر میکند	آن صدف ہا را پُراز دُر میکند
ترجمہ	وُہ دلون کو روز کردیتا ہے پُر	سیپیون مین روز بہردیتا ہے دُر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یا ولی روز مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلونکو بدیون سے بہردیتا ہے ایک سیپی سچے موتیون سے بہری جاتی ہے ایک جہوٹے سے یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے بطور تمثیل

	آن ہمہ اندیشۂ پیشانہا	میشناسند از ہدایت جانہا
ترجمہ	روح نے جیسے کیے ہین یہان عمل	حشر مین پہچان لیگی بے خلل

شرح پچہلے اشعار مین یہ بیان ہو چکا ہے کہ افعال کے اچہے برے نتیجے یا خود اعمال عذاب و ثواب کی صورت مین ہر شخص کے سامنے آجائینگے ان اشعار مین اسی مضمون کی توضیح ہوتی ہے۔ پیشانہا بمعنے پیشینہا یعنے اذکار اور خیالات سابقہ اور اعمال متقدمہ جو آدمی نے دنیا مین کیے ہین اور زادِ راہِ عقبےٰ بنا کر آگے بہیجے ہین روح ان تمام اعمال کو اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے سبب قیامت کے دن پہچان لیگی۔ اسکی مثال یہ ہے

	پیشۂ فرہنگ تو آید بتو	تا در اسباب بکشاید بتو
ترجمہ	خاص پیشہ پیش آتا ہے ضرور	کیونکہ ہے وُہ باعثِ رزق و سرور

شرح فرہنگ بمعنے عقل و ادب سے یہان ہنر مراد ہے یعنے آدمی جو پیشہ یا ہنر کرتا ہے وہی اُسکے پیش نظر رہتا ہے گویا پیشہ اسبابِ معاش کا دروازہ ہے جسکو آدمی نظرون سے ہٹا نہین سکتا۔ اسیطرح نیکی اور بدی بھی ایک ہنر یا پیشہ ہے جو قیامت کے دن ضرور پیش نظر ہوگا۔

پیشۂ زرگر باہن گر نشد	خوے این خوشخو بدان منکر شد
ترجمہ پیشہ زرگر کا نہین کرتا لہار	نیک خصلت کسطرح ہو بد شعار

شرح یعنے لہار سُنار کا پیشہ نہین کرتا اور سنار لہار کے پیشے سے واقف نہین ہوتا بلکہ ہر کارے و ہر مردے یہ ہرگز ممکن نہین کہ سنار کی دستکاری منتقل ہوکر لہار کے ہاتھون مین چلی جائے اسیطرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک شخص کی خوشخوئی یا نکوکاری کسی دوسرے بدخو یا بدکار آدمی مین سما سکے علے ہذا القیاس یہ بھی محال ہے کہ نیکون کے اعمال بدون کو اور بدون کے نیکون کو ملنے لگین بلکہ ہر کسی کو اپنے ہی کامونکا بدلہ ملیگا

پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز	سوے خصم آیند روز رستخیز
ترجمہ تیرے سب افعال مانند جہیز	تیرے پاس آئینگے روز رستخیز

شرح پیشہا جمع پیشہ بمعنے اعمال و ہنر و خلق بمعنے عادت نیک و بد و جہیز بمعنے اسباب و سامان و خصم بمعنے مالک و رستخیز بمعنے قیامت یعنی تیرے اعمال اور عادتین تیرے سامان کے مانند قیامت کے دن تیرے ہی طرف آئینگے اور تجکو اپنی نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملیگا۔ اگر اس لفظ کو پیش یا خلف یا پڑہین تو یہ معنے ہین کہ تونے جو اعمال آگے یا پیچھے بھیجے ہین۔ قیامت مین سب تیرے سامنے آجائینگے۔

صورتے کان بہ نہادت غالبست	ہم بران تصویر حشرت واجب است
ترجمہ ہوگی جس صورت سے تیری زندگی	حشر کی تصویر بالکل ہے وہی

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنے تم جس حالت مین زندہ رہوگے اُسی حالت مین مروگے اور جس حالت مین مروگے اُسی حالت مین تمہارا حشر ہوگا یہ حدیث نہایت درجہ ڈرانیوالی ہے ہر شخص اپنی زندگی کے حالات پر غور کرتا رہے اور اسپر یقین رکھے کہ میری موت اور حشر اسی حالت مین ہونے والا ہے نیکون کا انجام نیک ہے اور بدونکا بد یہ شعر اسی حدیث کا اقتباس ہے

پیشہا و خلقہا از بعد خواب	واپس آید ہم بخصم خود شتاب
ترجمہ پیشہ و عادات سب بن بعد خواب	تیری جانب واپس آتے ہین شتاب
پیشہ و اندیشہا در وقت صبح	ہم بدان جا شد کہ بود آن حسن و قبح
ترجمہ پیشہ و اندیشہ بیشک وقت صبح	حسن تھا تو حسن ہے اور قبح قبح

شرح - یہ پہلے گذر چکا ہے کہ انسان کے اپنے کیے ہوے اعمال قیامت کے دن سامنے آجائینگے اِن شعرون مین اُسی مضمون کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے جسطرح دنیا مین صبح کو اُٹھتے ہی اچھے بُرے پیشہ یا نیک بد خیالات اپنے مالکون یا مُتکبون کی طرف رجوع کر جاتے ہین اور یہ ہرگز نہین ہوتا کہ سُنار کا پیشہ لُہار مین یا نیک خیالات بدون مین چلے جایئن اسی طرح صبح محشر مین تمام نیک و بد اعمال اُنکے کرتے والون کی طرف رجوع کر جائینگے - ایک کے عمل دوسرے کو نہ ملینگے قرآن شریف مین موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آجکے دن ہر نفس کو اُسکے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا معنوی طور پر بعد خواب سے یعنے موت اور صبح سے صبح محشر مراد ہے

	سوے شہرے خویش آرد بہرہا		چون کبوتر ہاے پیک آن شہرہا	
	پہر پہر اکر آگیا گہر کی طرف		دیکہہ لے قاصد کبوتر کی طرف	ترجمہ

شرح - اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے یعنے نیک و بد اعمال قاصد کبوتر کے مانند ہین جسطرح کبوتر سب طرف سے پہر پہرا کر اپنے گہر آجاتا ہے اسیطرح تیرے اعمال دوزخ یا جنت کی صورت بنکر تیرے سامنے آجائینگے

	جزو سوے کل خود راجع شود		ہر چہ بینی سوے اصل خود رود	
	دیکہنا پڑتا ہے جز کو روے اصل		جاتی ہے ہر چیز بیشک سوے اصل	ترجمہ

شرح یعنے نیک و بد اعمال اپنی اصل (کرنے والے) کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ ہر فعل اپنے فاعل کا ایک جزو ہے اور جزو ہمیشہ کُل کی طرف رجوع کیا کرتا ہے - چنانچہ سوداگر کی طوطی نے اپنی اصل اور تعلیم دہندہ مکر (طوطی ہندوستان) کے فعل کی طرف رجوع کیا - یعنے جسطرح از راہ مکر وہ مرگیا تہا اُسیطرح یہ بہی مرگیا - اور سوداگر کے قفس سے رہائی پائی - چنانچہ آیندہ یہی بیان شروع ہوتا ہے -

	شنیدن آن طوطی حرکت آن طوطی را و مردن و نوحہ خواجہ بروے
ترجمہ	سوداگر کی طوطی کا ہندوستان کی طوطی کی حرکت کو سننا اور مرجانا اور سوداگر کا اسپر نوحہ کرنا

	ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد		چون شنید آن مرغ کان طوطی چہ کرد	
	کپکپایا گر کے ٹہنڈا ہو گیا		طوطی تاجر نے جب قصہ سُنا	ترجمہ

شرح یعنی سوداگر کے طوطی نے جب سوداگر ہی کی زبان سے ہندوستان کی طوطی کے مرجانے کا قصہ سُنا تو لرز کر زمین پر گر پڑا اور بیدم ہو گیا تاجر نے اُسکے مرنیکا یقین کرلیا نکتہ فی الواقع نہ تو ہندوستان کا طوطی مرا تہا اور نہ یہ تاجر کا طوطی مرا ہے بلکہ یہ اِس طوطی کے لیئے طوطی ہندوستان کی تعلیم تہی اور اسطرف اشارہ تہا کہ مرنے سے پہلے مرجانا نجات کا باعث ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اِس طوطی کو مردہ سمجہکر سوداگر

نے پنجرے سے نکالدیا۔ اور وہ اپنے مالک کو چند نصیحتین کرکے اڑگیا۔ یہ سب حال عنقریب آنیوالا ہے۔

خواجہ چون دیدش فتادہ ہمچنین ۔۔۔ بر جہید و زد کلہ را بر زمین

ترجمہ: اس سے تاجر کی ہوی حالت بُری ۔۔۔ جوش مین ٹوپی زمین پر پھینکدی

چون بدین رنگ و بدین حالش بدید ۔۔۔ خواجہ بر جست و گریبان را درید

ترجمہ: دیکھکر یہ حال ہوکر دردناک ۔۔۔ کرلیا سارا گریبان اُسنے چاک

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کو مُردہ یقین کرکے جوش غم مین ٹوپی زمین پر دے ماری اور اپنا گریبان چاک کرلیا

گفت اے طوطی خوب و خوش حنین ۔۔۔ ہے چہ بودت این چرا گشتی چنین

ترجمہ: اور کہا اے طوطی بلبل نوا ۔۔۔ ہائے تجھپر کیا بنی یہ کیا ہوا

شرح حنین بمعنے آواز و ہے کلمۂ تنبیہ و بمعنے افسوس ہے یہان یہی پچھلے معنے مراد ہین۔

اے دریغا مرغ خوش آواز من ۔۔۔ اے دریغا ہمدم و ہمراز من

ترجمہ: مُرغ خوش آواز میرا ہائے ہائے ۔۔۔ ہمدم و ہمراز میرا ہائے ہائے

اے دریغا مرغ خوش الحان من ۔۔۔ راح روح و روضۂ رضوان من

ترجمہ: اے دریغا مرغ خوش الحان دریغ ۔۔۔ فرحتِ جان روضۂ رضوان دریغ

شرح روح۔ آسایش و فرحت و تازگی۔ بعض نسخون مین راح روح ہے راح بمعنے شادمانی و شراب اور روضۂ رضوان بمعنے باغ بہشت طوطی کو اسلیئے کہا گیا کہ وہ سوداگر کے لیئے باعث مسرت دل و جان تھا

گر سلیمان را چنین مرغے بُدے ۔۔۔ کے دگر مشغول آن مرغان شدے

ترجمہ: ایسا پڑتی گر سلیمان کی نظر ۔۔۔ ہان نہوتی اُلفت مرغ دگر

شرح حضرت سلیمان کے جانورون سے طوطی کو بڑہا دینے کا یہ سبب ہے کہ سوداگر اسیر عاشق تھا اور عاشق خاصکر صدمہ پہنچنے کے وقت معذور ہوتا ہے ایسے وقت مین اُسکو لحاظ ادب نہین رہتا۔

اے دریغا مرغ کارزان یافتم ۔۔۔ زود روے از روے او بر تافتم

ترجمہ: حیف ہے صد حیف ایسا جانور ۔۔۔ ہائے مجھسے چلدیا مُنہ پھیرکر

شرح یعنے افسوس ایسا جانور جو ابتدا مین بہت سستا میرے ہاتہ لگ گیا تھا اور انتہا مین اپنی خوش آوازی کے سبب نہایت قیمتی ہو گیا تھا یون مُنہ پھیر کر چل بسا اور مجھے روتا چھوڑ گیا۔

اے زبان تو بس زیانی مر مرا ۔۔۔ چون توی گویا چہ گویم مر ترا

ترجمہ: اے زبان تو ہے زیان میرے لیئے ۔۔۔ تو ہے خود گویا کہون پھر کیا تجھے

شرح یعنے چونکہ طوطی ہندوستان کی طوطی کا قصہ سُنانیکے سبب مرگیا تہا اسلیئے تاجر اپنی زبان کی مذمت کرتاہے
یا یون سمجہیئے کہ یہان سے بزبان سوداگر زبان کے ضررون کے متعلق مولانا کا وعظ شروع ہوا ہے مطلب شعر یہ ہے
کہ اے زبان تو میرے لیئے بڑے بڑے نقصانون کا باعث ہے مگر چونکہ تو خود متکلم اور میرے بدن کا جز ہے
اسلیئے تجہے کیا کہون تیری ملامت کیونکر کرون تجہے نصیحت کرنا اپنے آپ کو فضیحت کرنا ہے۔

	ای زبان ہم آتش و ہم خرمنی	چند این آتش درین خرمن زنی
ترجمہ	گاہ تو خرمن ہے اور گاہے شرر	تا کجا خرمن مین آگ اے فتنہ گر

شرح یعنے اے زبان تو آگ بہی ہے کیونکہ کلمات الکفر والفسق تاکل الحسنات یعنے کفر کے کلمے اور گناہون کے
متعلق باتین کرنی نیکیون کو زائل کردیتی ہین جسطرح آگ خرمن کو جلا ڈالتی ہے اور اے زبان تو ذکر توحید اور
کلمات نیک اور تلاوتِ قرآن کے سبب نیکیون کا خرمن بہی ہے لیکن تیرا نقصان فائدے سے زیادہ ہے
کیونکہ ایک شخص مثلاً سارے دن قرآن شریف پڑہکر نیکیون کا خرمن لگائے اور شام کے وقت کبہی گناہ
کو گالیان دے یا فحش اور بیہودہ کلمات مُنہ سے نکالے تو سارے دن کا ثواب تہوڑی دیر مین جاتا رہیگا
اسی لیئے مولانا دوسرے مصرع مین فرماتے ہین کہ اے زبان تو نیکیون کے خرمن مین بیہودہ کلمات کہکر کب
آگ لگائی جائیگی اِس سے باز رہ ورنہ مین تیری باتون کے سبب ہلاک ہوجاؤنگا۔

	در نہان جان از تو افغان میکند	گرچہ ہرچہ گوئیش آن میکند
ترجمہ	جان ہے تیرے سبب نالہ کنان	گرچہ تیرا قول ہے خود قول جان

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین ہرچہ کی طرف راجع ہے اس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے زبان
اگرچہ جو کچہ تو کہتی ہے وہ فی الواقع تو نہین کہتی بلکہ روح کہتی ہے اور تیرا فعل (گویائی) روح کی طرف منسوب
ہوتا ہے کیونکہ زبان مین قوت تکلم روح کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ لیکن باینہمہ روح درپردہ تجہسے نالان ہے
کیونکہ تو بعض ایسے اسرار کی غماز ہوجاتی ہے جنسے سوائے روح کے اور کوئی واقف نہین یہ بہی ممکن ہے
کہ ضمیر شین جان کی طرف راجع ہو ہو تو یہ معنے ہین کہ اے زبان اگرچہ جان تیرا کہنا کردیتی ہے یعنے حتی الامکان
تجہے اقوال اور وعدون مین جہوٹا نہین ہونے دیتی مثل مشہور ہے قولِ مردان جہان دارد۔ لیکن پہر بہی جان
تیری باتون سے نالان رہتی ہے کیونکہ تجہسے بیہودہ کلمات بہی نکلجاتے ہین۔

	ای زبان ہم گنج بی پایان توئی	ای زبان ہم رنج بی درمان توئی
	اے زبان تو گنج بے پایان بہی ہے	اے زبان تو رنج بے پایان بہی ہے

شرح یعنے تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کے سبب زبان گنج بے پایان ہے اور کلمات کفر وفحش اور فساد انگیز

باتون کے سبب مرض لا علاج ہے حدیث شریف مین ہے کہ بہت سے آدمی زبان کے سبب دوزخی ہونگے

ہم صفیر و خدعۂ مرغان توئی	ہم بلیس و ظلمت کفران توئی
ترجمہ تو صفیر و خدعۂ مرغان بھی ہے	تو فریب و ظلمت کفران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تو کبھی صفیر یعنے جانورون کی سی آواز بنا لیتی ہے مطلب یہ کہ انکے فریب دینے کے لیئے ہمصفیر ہوکر انہین گرفتار کرا دیتی ہے یا یہ معنے ہین کہ بیہودہ کلمات کے سبب لوگونکو دام ہلاکت مین پہنسا دیتی ہے بلیس امالۂ بلاس بمعنے مکر و فریب ہے یعنے اے زبان جہوٹی باتین اور مکر و فریب تیرا شیوہ ہے اور تجہے ظلمت کفران یعنے ناشکری نعمت الٰہی نے گہیر رکہا ہے

ہم خفیر و رہبر مرغان توئی	ہم انیس وحشت ہجران توئی
ترجمہ پاسبان و رہبر مرغان بھی ہے	تو انیس وحشت ہجران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تجہسے ضرر بھی پہنچتا ہے اور نفع بھی جسطرح تو صفیر بنکر جانورون کو گرفتار کرا دیتی ہے اسیطرح انکی نگہبان اور رہبر بھی بنجاتی ہے دیکہہ لیجے اکثر کبوتر کبوتر بازون کی سیٹی پر لگے ہوئے ہوتے ہین اور انکی آواز دینے سے اپنی چہتری پر اتر آتے ہین گویا سیٹی انکے لیئے رہبر اور صحیح ہی کی چہتری پر اترنے سے نگہبان ہے علے ہذا القیاس شکرہ باز وغیرہ بھی آواز پر لگے ہوئے ہوتے ہین نتیجہ یہ نکلا کہ زبان گرفتار بھی کرا دیتی ہے اور بچا بھی لیتی ہے۔ خفیر بمعنے نگہبان اور فریاد رس ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے زبان تو جدائی کی وحشت مین انیس یعنے دل لگی کا یار بھی بنجاتی ہے جو لوگ معشوق حقیقی سے جدا ہین ذکر و تسبیح مین مصروف رہتے ہین اور جو مجازی معشوقون سے جدا ہین وہ شوقیہ اشعار پڑہنے مین مشغول ہوتے ہین۔ غرضکہ زبان ہر فرقت زدہ کی انیس ہے

چند امانم میدہی اے بے اماں	اے تو زہ کردہ بکین من کمان
ترجمہ کب امان دیتی ہے تو اے بے امان	کہیچ لی ہے تو نے کینہ پر کمان

شرح لفظ چند استفہام انکاری ہے یعنے اے زبان تو مجہے بد کلمات سے کب امان دیگی ہر گز نہ دیگی تو نے تو میرے ہلاک کرنے کے لیئے کمان کو زہ کر لیا ہے یعنے تیرے کلمات کے سبب مین قابل نار ہو گیا ہون لفظ بے امان زبان کے لیئے کلمۂ بد دعا ہے بعض محققین نے امان دینے کو بمعنے مہلت لکہا ہے یعنے اے زبان تو مجہے کب تک ہلاک کریگی مین تیرے سبب قہر الٰہی کا مستوجب ہو گیا ہون

نک بپرانیدۂ مرغ مرا	در چراگاہ ستم کم کن چرا
ترجمہ اے زبان تو نے اڑایا طیر کو	چہوڑ دے دشت ستم کی سیر کو

شرح یعنے اے زبان تیری خبر دینے کے سبب میرا طوطی مرگیا ہے تو ایسے ستم کرنے چھوڑ دے یعنے کسی کو ایسے صدمہ پہنچانے والے کلمات نہ سُنا جس سے سُننے والا آزردہ ہو جائے یہ تاجر کا مقولہ ہے

	یا جواب من بگو یا داد دہ		یا مرا اسباب شادی یاد دہ
ترجمہ	دے جواب حق مجھے یا داد دے		یا سرور خاطر ناشاد دے

شرح یعنے اے زبان جو تجھپر ضرر رسانی کے الزام لگائے ہین یا تو انکا کوئی شافی جواب دے کہ مین خاموش ہو جاؤن اور اپنے الزام واپس لون یا از راہِ انصاف میرے الزامون کو مان لے اور اپنی خطا کا اقرار کر یا ان دونو باتون کو جانے دے بلکہ خوشی کے کچھ ایسے اسباب مہیا کر دے جنمین مشغول ہو کر مین تیری شکایت بھول جاؤن (اسباب شادی سے یا دالٰہی مراد ہے) دوسرے معنے یہ ہین کہ اے زبان تو ملزم تو ہو چکی اب یہ جواب دے کہ تیرا کیا علاج کرون یا از راہِ انصاف بتا دے کہ مین تیرے باعث ہلاکت مین پڑا یا نہ پڑا اور اگر تو جواب مین کچھ نہین کہتی یا منصف نہین بنتی تو اتنا تو کر کہ آیندہ سے مجکو اسباب شادی یعنے اپنے کلمات طیبات سے نفع پہنچا۔ اور بیہودہ نہ بک

	اے دریغا نور ظلمت سوز من		اے دریغا صبح روز افروز من
ترجمہ	حیف ہے اے نور ظلمت سوز حیف		حیف ہے اے صبح روز افروز حیف

شرح یہ ایسے کلمات ہین جو غلبۂ شوق اور جوش ماتم مین ماتمیون کی زبان سے نکلا کرتے ہین - موت کے گھر والے اکثر مرنیوالے کی صفتین یاد کر کے اُسے رویا کرتے ہین چونکہ طوطی اپنی خوشنوائی کے باعث تاجر کے دل سے غم کی گھٹاؤن اور کدورت کے اندھیرون کو زائل کرتا رہتا تھا اسلیئے اُسے نور ظلمت سوز اور صبح روز افروز کہا گیا یا اسکا باعث نہایت درجہ کی محبت ہے جیسا کہ مان اپنے مرنیوالے بچہ کی نسبت کہا کرتی ہے کہ حیف میری آنکھون کی روشنی غایب ہو گئی میرا چاند زمین کے پردہ مین جا چھپا

	اے دریغا مرغ خوش پرواز من		ز انتہا پریدہ تا آغاز من
ترجمہ	حیف میرا جانور بے شبہ و شک		انتہا سے اُڑ گیا آغاز تک

شرح اسکے دو معنے ہین اوّل یہ کہ شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہین کہ افسوس میرا طوطی خوش پرواز انتہا سے لیکر ابتدا تک میرے فرحت و مسرت کے تمام سامانون کو اپنے ساتھ لے اُڑا میری ساری عمر کی کمائی جاتی رہی ہے مین لُٹ گیا فقیر ہو گیا دوم یہ کہ شعر کو مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ قرار دیا جاوے اس صورت مین مرغ خوش پرواز سے روح مراد ہے اور مولانا کا یہ مقولہ تمام خاص و عام کی تنبیہ پر مبنی ہے اور باطنی طور پر شعر مذکور نہایت باریک معنے رکھتا ہے جسپر صوفیونکو زیادہ توجہ

کرنی چاہیے اور وہ معنے یہ ہین کہ مجھکو اپنے مرغ خوش پرواز پر افسوس ہے جو انتہا یعنے مرتبۂ احدیت سے چلکر ابتدا یعنے مرتبۂ بشریت تک اُڑ آیا یہ افسوس اسلیئے ہے کہ باوجود عروج مرتبۂ احدیت کلمات لایعنے کے سبب اسکو اتنا تنزل نصیب ہوا کہ پہر مرتبۂ بشریت مین آگیا اس سے تنبیہ عوام مقصود ہے کہ جب کلمات لایعنی خواص کے لیئے مُضر ہوتے ہین اور انکو مراتب سے گرادیتے ہین تو عوام کے لیئے کسقدر مضر ہونگے

	عاشق رنجیست نادان تا ابد	خیز لا اقسم بخوان تا فی کبد
ترجمہ	رنج کا عاشق ہے نادان تا ابد	پڑہ کہین لا اقسم تا فی کبد

شرح یہ اور اِس سے اگلا شعر خاص مولانا کا مقولہ ہے یعنے جو شخص نادان ہے وہ رنج دینوی کا عاشق ہے جیساکہ یہ تاجر کہ اسکو طوطی کے مرنے کا رنج دینوی دل لگی کے جاتے رہنے سے تہا چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے لقد خلقنا الانسان فی کبد بالتحقیق ہمنے انسان کو رنج و مشقت مین پیدا کیا ہے علمائے ظاہر اسکو رنج اور مشقت ظاہری پر محمول کیا کرتے ہین اور صوفیہ غفلت پر۔ یعنے جو شخص خدا سے غافل اور طالب دنیا ہے وہ ہمیشہ رنج محرومی مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے خدا کی طرف سے کبہی اسکو اطمینان نہین ہوتا۔

	از کبد فارغ شدم با روی تو	وز زبد صافی بدم در جوی تو
ترجمہ	رنج سے کرتا ہے فارغ روے دوست	جہاگ سے کرتی ہے صافی جوے دوست

شرح مولانا کا مقولہ ہے اور روسے مشاہدۂ زبدہ یعنے جہاگ سے ماسوے اللہ جو سے نہر محبت الٰہی مراد ہے گویا مولانا اپنی زبان سے عارفان کامل کا حال بیان کرتے ہین کہ ایسے لوگ بسبب مشاہدۂ حق رنج دنیا سے فارغ ہین اور نہر محبت الٰہی مین غوطہ کہانے سے اُنکے دل محبت ماسوے اللہ سے پاک صاف ہوگئے ہین

	این دریغم با خیال دیدن است	وز وجود نقد خود ببریدن است
ترجمہ	یہ تاسف ہے خیال دید سے	انقطاع ہستی جاوید سے

شرح۔ یہ بہی مولانا کا مقولہ ہے اور ذریع تاجر سے اپنی دریغ کی طرف انتقال ہے یعنے مولانا یون کہتے ہین کہ میرا دریغ ایسا نہین جیسا کہ تاجر کا فراق طوطی سے تہا۔ بلکہ یہ خیال مشاہدہ کے سبب ہے یعنے مجکو یہ خیال ہے کہ کہین حصائد زبان۔ (حاصلات زبان یعنے کلمات ناشایستہ) کے باعث مشاہدۂ حقیقی منقطع نہو جائے۔ اور کہین یہ وجود نقد یعنے مرتبہ بقا باللہ جو مجکو فنا فی اللہ کے بعد حاصل ہوا ہے میرے ہاتہ سے نجاتا رہے۔ نیز یہ شعر مقولۂ تاجر بہی ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرا افسوس خیال دید کے سبب ہے یعنے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اب طوطی کا نظارہ میسر نہوگا۔ اور یہ دریغ اسلیئے ہے کہ میرا تعلق ہستی نقد یا قیمتی زندگی یعنے طوطی سے منقطع ہوگیا ہے۔ بعض نسخون مین با خیال دید نیست

ہے اِس صورت مین خیالی دید کی اضافت مقلوب ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین اپنے دوست کی خیالی اور تصوری دید پر افسوس کرتا ہون بلکہ مشاہدۂ خاص کا طالب ہون جو بمنزلہ وجود نقد ہے اور جسکا انقطاع فی الواقع افسوس کے قابل ہے یا تاجر اسبات پر افسوس کرتا ہے کہ اب طوطی کا خیالی نظّارہ رہگیا ہے اور مین وجودِ نقد یعنی طوطی کی واقعی دید سے محروم ہون۔

	غیرت حق بود و با حق چارہ نیست		کو دلے کز حکم حق صد پارہ نیست
ترجمہ	غیرتِ یزدان سے کسکو چارہ ہے		ہر دل اُسکے حکم سے صد پارہ ہے

شرح اگر مولانا کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ کاملین کا اپنے وجود کو وجود حق مین فنا کرنا عین غیرتِ حق ہے کیونکہ غیرتِ حق اسبات کی مقتضی ہے کہ بجز ذاتِ حق غیر باقی ہی نہ رہے اسی سبب سے کاملین اپنے وجود کے فنا کرنے کی کوشش کیا کرتے ہین کہ جہان تک شرک خفی معدوم ہوا چاہتا ہے کیونکہ کاملین کو مقتضائے غیرتِ حق سے چارہ نہین اُنکا دل حکم حق سے پارہ پارہ ہوتا ہے اسلیئے وجودِ عارضی کو وجودِ باقی مین فنا کر دیتے ہین اور اگر تاجر کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ طوطی کا مر جانا مقتضائے غیرتِ الٰہی تھا جو یہ چاہتی ہے کہ اُسکی ہستی کے سامنے ہر شے نیست ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے حکم حق ٹل نہین سکتا اور کوئی دل ایسا نہین کہ موت کے صدمہ سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گیا ہو گویا تاجر نوحہ کے بعد اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے جیسا کہ پُرسے والے موئے کے گھر والون سے کہا کرتے ہین کہ صبر کیجے خدا کے حکم سے چارہ نہین۔

	غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است		آنکہ افزون از بیان و دمدمہ است
ترجمہ	ہے وُہ غیرت کے سبب غیر ہمہ		خارج از حدِ بیان و دمدمہ

شرح یعنے غیرت خداوندی جو اشیا کو فنا کر دینے والی ہے یہ معنے رکھتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور چیز ہے اور موجودات اور چیز وُہ واجب ہے اور یہ ممکن اُسکا وجود باقی ہے انکا فانی اُسکے وجود کو اسبات سے غیرت آتی ہے کہ میرے ہوتے کوئی اور بھی ہو وُہ حد بیان سے باہر ہے اور دمدمہ یعنے آوازۂ حمد و ثنا سے افزون اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یہی باعث ہے کہ جمیع موجودات کا انجام فنا ہے انکا وجود فانی حباب کی طرح ناقابلِ اعتبار ہے۔ یہ شعر بھی مولانا اور تاجر دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے۔

	اے دریغا اشک من دریا بدے		تا نثارِ دلبر زیبا شدے
ترجمہ	کاش اپنے اشک کو دریا کرون		اور نثارِ دلبرِ زیبا کرون

شرح یہان سے پھر تاجر کا نوحہ شروع ہو گیا اور دلبر زیبا سے وہی طوطی مراد ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کاشکے میرے اشک دریا کی طرح اُٹھین اور مین اُن موتیون کو اپنے طوطی پر نثار کر دون۔

طوطئی من مرغ زیرک سار من — ترجمانِ فکرت و اسرار من

ترجمہ: حیف ہے اے مرغ زیرک سار حیف — حیف ہے اے واقفِ اسرار حیف

شرح مُرغ زیرک ایک طائر کا نام ہے جو پنجون کے بل درخت کی شاخون مین لٹک جاتا ہے اور ساتا ایک اور خوش آواز جانور ہے جسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اُسپر سفید خال ہوتے ہین۔ اِسکو سارک بھی کہتے ہین اِس صورت مین یہ معنے ہوسے کہ طوطی من و مرغ زیرک من و سار من یا لفظ سار بمعنے مانند ہے یعنے طوطی من کہ مانند مُرغ زیرک بود اسصورت مین مُرغ سے روح مراد ہے یعنے میرا طوطی میرے مُرغ روح کے مانند تہا جو روح کی طرح میرے فکر اور اسرار مجہسے بیان کردیتا تہا ان الفاظ سے بسبب محبت سوداگر نے اُسکی تعریف مین مبالغہ کیا ہے۔

ہرچہ روزے داد و ناداد آمدم — روز اول گفت تا یاد آمدم

ترجمہ: غیب سے آتا تہا جو ناداد و داد — مجکو دلواتا تہا وہ اوّل سے یاد

شرح۔ بعض نسخون مین روزے داد بیائے تنکیر ہے اور بعض مین بیائے معروف یعنے روزی بمعنے رزق۔ اور بعض مین فقط روز داد باضافت و بلا یائے معروف و مجہول ہے۔ پہلی دو نو حالتون مین شعر کے یہ معنے ہین کہ سوداگر یون کہتا ہے کہ جب روز داد و ناداد یعنے یوم فقر و غنا نے مجھے منہ دکہایا یا جب کسی دن فقر و غنا میرے پاس آیا تو طوطی زیرک کا ایسا حافظہ تہا کہ مین تو اپنے ایام کی حالت کو بہول جاتا تہا مگر وہ اوّل سے ساری حقیقت یاد دلوا دیتا تہا اور کہدیا کرتا تہا کہ فلان روز تمہین تجارت مین اسقدر نقصان ہوا تہا اور فلان روز اسقدر نفع اور یائے معروف کی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ جو کچہ روزی اللہ تعالے نے مجکو دی اور اُسکو مینے ناداد گمان کیا یعنے شکر نہ کیا۔ تو طوطی نے مجھے روز اوّل یعنے روز میثاق۔ یاد دلوادیا۔ اور مجکو اپنا اقرار یاد آگیا کہ مینے بلے کہا ہے جسکے تحت مین اقرار شکر و صبر بہی ہے۔ اور بعض نسخون مین گرچہ روزی داد و ناداد آمدم ہے یعنے اگرچہ مین اُسے کہانا دیتا تہا یا نہ دیتا تہا۔ مگر وہ ضرور میرے پاس اگر اول یعنے خدا کی یاد دلاتا تہا یعنے اُسکی باتون سے قدرت حق ظاہر ہوتی تہی

طوطئے کاید ز وحی آواز او — پیش از آغاز وجود آغاز او

ترجمہ: اور وہ طوطی وحی ہے جسکا کلام — سابق از آغاز ہے جسکا کلام

اندرون تست آن طوطی نہان — عکس او را دیدہ تو بر این و آن

ترجمہ: ڈہونڈہتا کیا ہے تجھی مین ہے نہان — عکس ہے اُسکا کلام این و آن

شرح یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اور اسکے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ طوطی سے مراد بطور تفہیم وجود مطلق یعنے اللہ تعالے ہے یعنے وہ طوطی جسکا کلام وحی ہے اور جسکی ابتدا آغاز وجود عالم سے پہلے یعنے

ازلی ہے ای مخاطب وُہ تجہ مین پنہان ہے یعنے تیرے دلمین اُسی کے الہام سے قوت کلام پیدا ہوتی ہے تو گویا تیرا بولنا اُسکا بولنا ہے۔ اور این وآن یعنے تمام موجودات مین اُسیکا پرتو ہے گویا وُہ طوطی کائنات کے حجاب مین کلام کرتا ہے قرآن مجید مین ہے ماکان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنے کسی بشر کی یہ طاقت نہین کہ خدا اُس سے بلا طریقۂ وحی یا بلا پردہ کلام کرے انکا بولنا اُسکے بولنے کا عکس ہے یعنے اُسکے الہام کی تصویر ہے۔ اگر وُہ الہام نکرے تو آدمی ہرگز نہین بول سکتا۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے کی آواز بطریق وحی والہام ہوتی ہے جو بندون تک بالمشافہہ نہین پہنچتی۔ البتہ اُسکا کلام اُس آواز کا عکس ہے دوم یہ کہ طوطی سے مراد۔ روح ہے جسکو حکما نفس ناطقہ بہی کہتے ہین یعنے طوطی روح کی آواز وحی اور الہام آلہی سے ہے اور یہ اجسام سے پہلے پیدا ہوی ہے۔ حدیث مین ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنے اللہ تعالے نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے دو ہزار سے مراد کثرت مدت ہے۔ اور یہ طوطی تیرے قفس جسم مین پنہان ہے اور موجودات کی گفتگو اُسی کا عکس ہے

	میپرد شادیت را تو شاد ازو		می پذیری ظلم را چون داد ازو
ترجمہ	تو ستانے سے بہی اُسکے شاد ہو		ظلم اُسکا تیرے حق مین داد ہو

شرح اگر طوطی سے مراد وجود مطلق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ تعالے تیری مسرت اور خوشی مٹادے تو تجکو چاہیئے کہ راضی برضا رہے اور اُسکے بہیجے ہوے امتحان کو جسے تو ظلم سمجہ رہا ہے احسان کی طرح قبول کرے اور اگر روح مراد ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اے مخاطب تو اپنی روح کا فرمانبر ہے یعنے جب وُہ تیرے مسرت کو مٹادیتی ہے یا تجہپر ظلم کرتی ہے تب بہی تو خوش رہتا ہے اور ظلم کو عدل سمجہتا ہے کیونکہ تجکو یہ خیال ہوتا ہے کہ مین دینوی تدابیر سے اپنے رنج کا ازالہ کر دونگا حالانکہ یہ تیری غفلت ہے بلکہ طالب کا فرض ہے کہ تدابیر اور اسباب پر بہروسہ نہ کرے اور اپنے کام خدا کے سپرد کر دے کیونکہ روح جو کچہ کرتی ہے خدا کے الہام سے کرتی ہے

	اے کہ جان از بہر تن می سوختی		سوختی جان را و تن افروختی
ترجمہ	تن کی خاطر کیون جلائی تو نے جان		جان کا جلنا ہے برا اے مہربان

شرح۔ یہان سے مولانا کی پند شروع ہوئی ہے۔ یعنی ای مخاطب تو نے دینوی لذتون پر جان دیکر تن پروری کے لیے روح کا جلانا قابل دوزخ بننا اختیار کر لیا ہے افسوس جسم فانی کو آرام دیا اور روح کو جلایا۔

	سوختم من سوختہ خواہد کسے		تا زمن آتش زند اندر خسے
ترجمہ	سوختہ ہون آتش الفت سے لیں		پہونکدیگی میری آتش خار و خس

شرح دنیوی سوخت مذموم اور قابلِ ملامت ہے اور عشقِ الٰہی کی سوخت لایقِ تعریف ہے۔ اسلیئے مولانا نے دنیوی سوخت کے بیان کو چھوڑ کر عشق الٰہی کی سوخت کا بیان شروع کیا ہے۔ سوختہ جلی ہوی لکڑی یا چیتھڑے جو آگ کا بہت جلد دوبارہ قبول کر لیتے ہین اور اُسے اَور لکڑیون مین جلد آگ بھڑک جاتی ہے۔ یعنے مین آتشِ عشقِ الٰہی سے جلگیا ہون اگر کسی طالب کو ایسا سوختہ چاہیئے جو اُسمین عشق کی آگ لگا دے تو میرے قرب سے لیجائے کیونکہ میری آگ ہر خس یعنے طالب کے وجودِ عارضی کو جلا دیگی

	سوختہ چون قابلِ آتش بود	سوختہ بستان کہ آتش کش بود
ترجمہ	سوختہ آتش کو کرتا ہے قبول	اُس سے تو سوز نہانی کر حصول

شرح یعنے چونکہ سوختہ آگ کو پہلے ہی قبول کیے ہوے ہوتا ہے اسلیئے اے طالب تو سوختہ کو لے یعنے اُسکا مرید ہو جسکا قلب آتش محبت الٰہی سے جلگیا ہو اور جسمین حرارتِ قلبی موجود ہو کیونکہ سوختہ یعنے مرشد کامل آتش کش یعنے آگ کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے یعنے آتش عشق سے جلا ہوا ہے اسکی حرارت تیرے دلمین بہی جلد اثر کریگی شیخ مدعی اور بارد القلب تجکو اور بہی ٹہنڈا اور پست حوصلہ کر دیگا۔ یہ گویا آتش مذموم سے رہائی پانے کا علاج مولانا نے بتایا ہے۔ اور لفظ من سے جو پہلے شعر مین ہے عارف کامل مراد ہے گویا مولانا عارف کا مقولہ اپنی زبان سے بیان فرماتے ہین یا حالتِ غلبۂ عشق مین ایسا فرمایا ہے اسلیئے خودستائی کا اعتراض آپ پر وارد نہین ہو سکتا۔ آیندہ اشعار مین بہی یہی خیال کہنا چاہیئے

	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	کان چنان ماہے نہان شد زیر میغ
ترجمہ	اے دریغا اے دریغا اے دریغ	چاند ایسا چہپ گیا ہے زیر میغ

شرح۔ اگر اس شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے تو ماہ سے مراد طوطی اور میغ یعنے ابر سے اُسکا مرجانا مراد ہے مگر آیندہ ابیات کا قرینہ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اسصورت مین ماہ سے ذات حق۔ اور میغ یعنے ابر سے تعینات و موجودات مراد ہین۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ اُسکے تعینات مین پوشیدہ ہونے سے مخلوق اُس سے نابینا اور غافل ہوگئی ہے۔

	چون زنم دم کاتشِ دل تیز شد	شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد
ترجمہ	کیا کہون مین آتش دل تیز ہے	شیر دل آشفتہ و خونریز ہے

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے مگر یہ عارفِ کامل کے حالات ہین جنکو بطور حکایت مولانا اپنی زبان سے فرما رہے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عاشق حق با وجودیکہ واصل ہے مگر پہر بہی ہمیشہ مصیبت ہجر مین پہنسا رہتا ہے کیونکہ تجلی حق کی کوئی انتہا ہی نہین ہے جب عاشق ایک تجلی کو دیکہہ

لگیا ہے تو دوسری تجلی کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس شعر کا یہی مطلب ہے چونکہ مولانا نے قدس سرہٗ
نے پہلے یہ کہا تھا۔ نار من آتش فند در ہر شئے ؛ اسکو سنکر گو یا طالب مستعد ہو گیا تھا اور آتش عشق آلہی کا
طالب بنگیا تھا۔ اسکے جواب مین مولانا فرماتے ہین کہ مین کیونکر کلام کرون میری آتش دل اور غلبہ شوق زیادہ
ہو گیا ہے۔ اور شیر ہجر نہایت غضبناک اور خونریز ہے۔ یعنے ایک تجلی کے بعد دوسرے تجلی کا مشتاق
ہون۔ اس دوسرے تجلی کے فراق کا غم شیر کی طرح میری خونریزی پر مستعد ہے۔ اس حالت مین کلام کی
طاقت مجھہ مین باقی نہین رہی گفتہ چونکہ آتش دل کلام کے ذریعہ سے دوسرے مین اثر کرتی ہے اسلیئے
مولانا نے کلام نہ کرنے کی بابت عذر کیا ہے۔

	آنکہ او ہشیار خود تند است و مست	چون بود چون او قدح گیرد بدست
ترجمہ	جو کہ ہشیاری مین ہے خود تند و مست	کیا کریگا لیکے وہ ساغر بدست

شرح یعنے وہ شخص جو عالم ہوشیاری مین تند و تیز اور مست ہے جب وہ قدح ہاتھ مین لیگا یعنے
شراب پی لیگا تو کسقدر بدمست ہوگا۔ یہی حال عاشق صادق کا ہے کہ وہ ہشیاری ہی مین مخلوقات سے
نافر اور شاہد حقیقی کا مونس اور اپنی دُھن مین آپ مست ہے پھر جب شراب وصل پی لیگا تو کیونکر بد
مست نہو گا اور اس سے تکلم کیونکر متصور ہوگا۔ مولانا نے ان دونو شعرون مین اپنے نفس کو بصیغہ
غائب تعبیر کیا ہے جو عین فصاحت و بلاغت ہے۔

	شیر مستی کز صفت بیرون بود	از بسیط مرغزار افزون بود
ترجمہ	مستی شیر ز بیان اسکے نامدار	دونی ہوتی ہے میان مرغزار

شرح مستی اگر بیائے معروف ہے تو شیر مستی مین اضافت مقلوب ہے اور صفت بمعنے بیان ہے اور اگر بیائے
مجہول ہے تو شیر کی صفت ہے اور شعر مین لفظ صفت بمعنے صف تو ہے یعنے اے مخاطب وہ شیر جو
تیری صف (عالم حیوانیت و بشریت) سے خارج ہو یا وہ شیر مست جسکی مستی حد بیان سے زائد ہو فراخی
میدان کے سبب اور بھی زیادہ مست ہو جائیگا۔ اسیطرح شیر بیشۂ توحید کا ذوق و شوق وقت تقریر توحید
اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اسکو کلام کی طاقت نہین رہتی۔

	قافیہ اندیشم و دلدار من	گویدم مندیش جز دیدار من
ترجمہ	جبکہ فکر قافیہ ہے سربسر	یار کہتا ہے کہ فکر دید کر

شرح یعنے مین مثنوی نظم کرنے کے لیئے قافیہ کا فکر کیا کرتا ہون اور شاہد حقیقی یہ کہا کرتا ہے کہ میرے
دیدار کے فکر کے سوا اور کسی چیز کا فکر نہ کر تو میرے دیدار کا فکر کریگا تو مین تمام افکار مین تیرا کارساز بنجاؤنگا

پھر تجھے کوئی فکر یا کسی قافیہ کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہیگی تو خود دولت یعنے قافیونکا خزانہ بنجائیگا ہزاروں طرح کے نئے مضامین اور الفاظ غیب سے تیرے ذہن میں ڈالدیئے جائینگے۔

خوش نشین اے قافیہ اندیش من — قافیہ و دولت توئی در پیش من

ترجمہ: کیسلئے تو قافیہ اندیش ہے — قافیہ دولت کا خود در پیش ہے

شرح۔ قافیہ دولت میں اگر اضافتِ مقلوب ہے تو یہ معنے ہین کہ تو خود دولت یعنے قافیون کا خزانہ ہے اور اگر فکِ اضافت ہے (جیسا کہ ہائے مختفی کے مضاف ہونے کی حالت مین جائز ہے) تو قافیہ باعتبار لغت بمعنے پیرو ہے یعنے اے شخص تو خود پیرو دولتِ دیدار ہے قافیہ کا فکر نہ کر۔

کیف یاتی النظم لی والقافیہ — بعد ما ضاعت اصول العافیہ

ترجمہ: فکر مین کیا آئے نظم و قافیہ — خود پریشان ہین اصولِ عافیہ

شرح۔ اصول عافیہ سے مراد دل و دماغ ہے جنکا درست رہنا اصول تندرستی مین داخل ہے۔ یعنے جبکہ میرا دل و دماغ مشاہدۂ تجلیات مین مصروف اور جدید تجلیات کے شوق مین پریشان ہے تو نظم اور قافیہ کی کچھ خبر نہین رہی یہ اُسی دیدار کا فیضان ہے کہ ایسی حالت مین مثنوی کو نظم کر رہا ہون۔

حرف چہ بود تا تو اندیشی ازان — صوت چہ بود خارِ دیوارِ رزان

ترجمہ: حرف ہین کیا جسکا اندیشہ نہ کر — خار ہین انگور کی دیوار پر

شرح یعنے الفاظ معنی کے مقابلے مین ہیچ ہین اور حروف و آواز کی ایسی مثال ہے جیسے انگورون کی باغ کی دیوار پر کانٹے جو صرف انگورون کی حفاظت کے لیئے ہوتے ہین فی الواقع اُسنے کوئی مطلب نہین بلکہ مقصود بالذات انگور ہوتے ہین اسیطرح الفاظ بھی مقصود بالذات نہین بلکہ معنی کے محافظ ہین

حرف و صوت و گفت را برہم زنم — تا کہ بے این ہرسہ با تو دم زنم

ترجمہ: حرف و صوت و قول کو لاتے سمجھ — گفتگو بے اسکے ہوتی ہے۔ سمجھ

شرح یعنے مولانا کی زبان سے ہر عارف کامل یہ کہہ رہا ہے کہ اے طالب اسرار اب مین بلا حرف و صوت تجھسے کلام کرونگا۔ یعنے کلام لفظی کو چھوڑکر کلام نفسی کے ساتھ متکلم ہونگا۔ کیونکہ اسرار کلام لفظی سے سمجھ مین نہ آئینگے جب تک باطنی توجہ نہو اسمین اشارہ ہے کہ مُرشد طالب کو مراقبہ اور توجہ سے اسرار باطنی سمجھائے۔ کلام اور لفظ سے وہ ہرگز نسمجھیگا۔

آن دمے کز آدمش کردم نہان — با تو گویم اے تو اسرار جہان

ترجمہ: یعنے آدم سے کیا تھا جو نہان — کہدیا سب تجھسے اے جانِ جہان

آن دمے راکہ نگفتم با خلیل	وان دمے راکہ نداند جبرئیل
ترجمہ یہ خبر جس سے رہے بیتک خلیل	جس سے ناواقف ہے جان جبرئیل

شرح یہ انتقال ہے خطاب سابق سے۔ روح محمدی کے خطاب کی طرف۔ ایسے انتقالات مثنوی مین جابجا پائے جاتے ہین اور مولانا نے جو ان شعرون مین کردم اور گفتم اور نگویم کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسکے یہ معنے ہین کہ آپ متکلم بلسان قدرت ہین۔ کیونکہ پہلے بھی ہم بیان کر چکے ہین۔ کہ ولی جب مرتبۂ فناء الفنا کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے شان بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق کی ہو جاتی ہے اور یہ اشعار آیت فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اللہ تعالے روح محمدی کو خطاب کر رہا ہے کہ وہ اسرار جو مینے حضرت آدم اور خلیل اور جبرئیل سے نہین کہے تجسے کہتا ہون کیونکہ تو مخزن اسرار عالم ہے۔ اور یہ بات فی الواقع درست ہے کیونکہ روح محمدی صاحب قاب قوسین ہے۔ اور جسقدر اسرار آپ کو بتائے گئے ہین وہ کسی پیغمبر کو نہین بتائے گئے بعض نسخون مین کردہ اور نگفتہ ہے اسصورت مین خطاب با تو بجانب عام ہے یعنے اے مخاطب مین تجسے طریقۂ محمدیہ کے وہ اسرار کہونگا جنکو اللہ تعالے نے آدم اور خلیل و جبرئیل اور عیسےٰ سے چھپایا ہے۔ مثلا حروف مقطعات کے معانی اور جہاد کے فوائد وغیرہ۔ لیکن اسصورت مین یہ توہم ہو سکتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے یعنے معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جو اسرار انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ وہ مولانا کو (جو ولی یا غوث یا قطب وقت تھے) کیونکر معلوم ہو گئے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث مین ہے۔ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علما پیغمبران بنی اسرائیل کے مانند ہین۔ دوسرے یہ کہ اس امت کے بعض اولیا کو بوساطت پیغمبر ایسے معارف اور حقایق معلوم ہوتے ہین جو انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ اس صورت مین فضل ولی نبی پر لازم نہین آتا۔ کیونکہ ولی کو وہ اسرار بالاستقلال نہین بلکہ بسبب اتباع رسول معلوم ہوئے ہین۔ حاصل معنے یہ ہے کہ وہ اسرار جو انبیائے سابقین سے مخفی ہین چونکہ پیغمبر کو اصالتاً بتائے گئے تھے مین تجسے بسبب اتباع پیغمبر بتاؤنگا۔ مگر پہلے معنے اچھے ہین کیونکہ فضل ولی بر نبی کا وہم بالکل نہین رہتا۔ بعض نے اُس دم یعنے راز سے تجلی ذاتی مراد لی ہے جو مقام قاب قوسین مین رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج مین حاصل ہوئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا قرب اور ایسی تجلی نہ حضرت آدمؑ کو حاصل ہوئی ہے نہ حضرت ابراہیمؑ کو نہ حضرت عیسےٰؑ کو اور حضرت جبرئیل نے تو ایسے مقام پر خود ہی فرما دیا تہا ؎

کہ گر یکسر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭

بیشک تجلی ذاتی ایسا سربستہ راز تہا جسکی گرہ سوائے خاتم الانبیا کے کسی کے لیے نہین کہلی البتہ آپ کے امتی جو عارف کامل ہین آپ ہی کے طفیل اس راز سے واقف ہین اور دوسرون کو بہی واقف کرا سکتے ہین۔ تجلی ذاتی کا راز بغیر فنا کے نہین کہل سکتا۔

	آنکہ مے کردے مسیحا دم نزد		حق زغیرت نیز بے ما ہم نزد
ترجمہ	جس سے عیسےٰ دم بخود خاموش تھے		حق نے بھی بے ما نہین کھولا جسے

شرح یعنے مین تجھسے وُہ اسرار کہونگا جو عیسےٰ نے نہین بتائے۔ اسکے دو معنے ہین اول یہ کہ وہ اسرار سرے سے عیسےٰ ہی کو نہین بتائے گئے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اُنسے واقف کیا ہے انکا طب مین اُنکے طفیل سے تجھکو بتاتا ہون کیونکہ تو بھی اُمت محمدی مین سے ہے دوم یہ کہ حضرت عیسےٰ کو تو وہ اسرار بتائے گئے تھے مگر اُنھون نے لوگونکو نہین بتائے کیونکہ انبیا ابلاغ و رسالت کے لیئے بھیجے گئے ہین افشائے راز خداوندی کے لیئے نہین بھیجے گئے جو عوام کی سمجھ سے باہر ہین اور جنسے بجائے ہدایت کے گمرہی کا گمان ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ **ما** عربی کلمہ ہے جو معنے نفی بھی آتا ہے اسکو **ما نافیہ** کہتے ہین اور بمعنے ثبوت شے بھی آتا ہے اسکو **ما موصولہ** کہتے ہین مثنوی شریف کے نسخے مختلف ہین بعض مین بے ما ہم نزد ہے اسصورت مین ما نافیہ ہے اور معنی شعر یہ ہین کہ مین تجھسے وُہ اسرار کہتا ہون جو حضرت آدم و خلیل و عیسےٰ سے قطع نظر خود اللہ تعالےٰ نے بھی غیرت کے سبب بلا نفی ذات و بلا نفی وجود عارضی کسی سے نہین کہے یعنے جب تک کوئی شخص لقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل نہ کرے اُن اسرار سے مطلع نہین ہوسکتا۔ بعض نسخون مین با **ما** ہم نزد ہے اسصورت مین **ما** موصولہ بمعنے ثبوت سے ہوگا۔ یعنے وُہ اسرار باوجود ثبوت ذات و وجود کسیکو معلوم نہین ہوسکتے جبتک فانی ہوکر مرتبۂ لقا حاصل نہوجائے حاصل دونو نسخون کا ایک ہے

	ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی		من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
ترجمہ	ہے لغت مین لفظ ما اثبات و نفی		مین نہین اثبات۔ ہون بے ذات و نفی

شرح یعنے لغت مین لفظ ما کے کیا معنے ہین۔ اسکا مولانا نے جواب دیا ہے کہ یہ لفظ اثبات اور نفی کے دونون مین مشترک ہے یعنے نافیہ بھی ہوتا ہے موصولہ بھی اور مین اثبات نہین ہون۔ بلکہ بے ذات اور سراسر نفی یعنے بالکل معدوم ہون یہ اُس صورت مین ہے کہ لفظ نفی لفظ بی ذات پر معطوف ہو اور اگر لفظ نفی ذات پر معطوف ہے تو یہ معنے ہین کہ مین بے ذات بھی ہون اور بے نفی بھی۔ یعنے مجکو اثبات اور نفی دونون سے کچھ علاقہ نہین ہے بلکہ محو عشق آلٰہی ہون۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہان جن اشعار مین صیغۂ متکلم ہے وُہ مولانا کی زبان سے عارف کامل کے مقولے ہین

	من کسی در ناکسی دریافتم		پس کسی در ناکسی در باختم
ترجمہ	ناکسی مین ملگئی عزت مجھے		ناکسی ہے با عث دولت مجھے

شرح یعنے مینے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل کرنے سے عزت پائی ہے - اسیلئے دنیوی عزت کو اُسکے سامنے ذلیل رہنے مین خرچ کردیا ہے کیسی عزت و جاہ اور ناکسی ذلت و بے آبروئی او باختم یعنے صرف کردم ہے خلاصہ یہ کہ مینے بقا کو فنا مین پایا اور پہر غلبۂ شوق سے اُس بقا کو فنا مین خرچ کردیا اس مرتبہ کا نام فناء الفنا ہے ایکبار حضرت بایزید بسطامی کو الہام ہوا کہ تقرب الیّ بما لیس عندی قال - یا الٰہی قال تقرب الیّ بالذلۃ والافتقار - یعنے اے بایزید تو میرا تقرب اُس چیز کے وسیلے سے ڈہونڈہو جو میرے پاس نہین - یعنے ذلت اور خاکساری سے میرا تقرب حاصل کرسکے ہے

	جملہ شاہان پست پست خویش را	جملہ مستان مست مستِ خویش را
ترجمہ	شاہ اپنے پست سے ہین پست تر	مست اپنے مست سے ہین مست تر
	جملہ شاہان بردہ بردہ خودند	جملہ خلقان مردہ مردہ خودند
ترجمہ	سارے مولے ہین غلامون کے غلام	مرتی ہے مرتے پہ خلقت لا کلام

شرح اس سے پہلے ارشاد ہوچکا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل رہنے سے انسان کو عزت حاصل ہوتی ہے ان اشعار مین اس مضمون کی مثالین ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح عاشق معشوق پر عاشق ہوتا ہے اسیطرح معشوق بہی عاشق پر عاشق ہوتا ہے کیونکہ وہ اگر عاشق پر عاشق نہو تو اُسکے حسن و کمال کا اظہار نہین ہوسکتا - یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کا عاشق ہوگا - اللہ تعالےٰ ضرور اسکو محبوب کہیگا اور وہ مرتبۂ عاشقی کے مرتبۂ معشوقی پر ترقی کرجائیگا اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ اُسکی تمثیلین یہ ہین کہ تمام بادشاہ اپنے سے پست آدمی کے ساتھ پستی سے پیش آتے ہین - یعنے جو اُنکے آگے جُھکے اور اُنسے محبت رکھے یہ اُسکے آگے جہک جاتے ہین اور اُس سے محبت رکھتے ہین - بعض نسخون مین پست بیائے موحدہ عربی ہے یعنے جو شخص بادشاہون سے وابستہ ہو بادشاہ اُس سے وابستہ اور مربوط ہوجاتے ہین اور علےٰ ہذا القیاس تمام لوگ اپنے مست کے مست یعنے عاشق کے عاشق ہین اور تمام بادشاہ اپنے غلامون کے غلام یعنے اپنے وفادار اور خیرخواہ بندون کے خیرخواہ ہین اور ہر کسی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو اپنے پر مرے اُسپر مرجاتا ہے

	می شود صیاد مرغان را شکار	تا کند ناگاہ ایشان را شکار
ترجمہ	ہوتے ہین صیاد خود صید شکار	تا کہ اپنے صید ہون کامگار

شرح یہ بہی اُسی مضمون کی تمثیل ہے یعنے پہلے شکاری شکار مرغان ہوجاتا ہے تب شکار ملتا ہے صیاد کا شکار مرغان ہونا اپنے آپ کو اُسکی تلاش مین گویا معدوم کرنا ہے اسیطرح آدمی پہلے شکار عشق ہوجائیگا تو مطلوب حقیقی حاصل ہوگا - حدیث قدسی ہے کہ جو ایک بالشت مجھسے قریب ہوگا مین گز بہر اُس سے قریب

ہوجاؤنگا۔ اور جو گز پھر میری طرف آئیگا مین دو گز اُسکی طرف آؤنگا۔

دلبران بر بیدلان فتنہ بجان ‖ جملہ معشوقان شکارِ عاشقان

ترجمہ: دلبرون کو خود ہے عشقِ بیدلان ‖ سارے شاہد ہین شکارِ عاشقان

شرح یعنے عاشقون کو معشوق تہ جان و دل سے چاہتے ہین۔ کیونکہ اُنکے حسن کی عزت عشاق بغیر ہرگز نہین ہوسکتی۔ اسلیئے تمام معشوق اپنے عشاق کے شکار رہین علےٰ ہذا القیاس جو شخص عاشقِ ذات ہے وہ اُدہر سے بہی آثارِ محبت دیکہتا ہے ع دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دان ‖ گو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آن

ترجمہ: سچ ہے جو عاشق ہے وہ معشوق ہے ‖ گرچہ ہے موصوف وصفا ہر دو سے

شرح یعنے عاشق فی الحقیقت عاشق تو ہے ہی مگر بسبب تعشقِ معشوق خود بہی معشوق بنجاتا ہے اور عاشق بہی ہین اگرچہ عاشق و معشوق ہونے کی دونو صفتین انجام کار پیدا ہوجاتی ہین مگر صفتِ معشوقیت غالب رہتی ہے

تشنگان گر آب جویند از جہان ‖ آب ہم جوید بعالم تشنگان

ترجمہ: اگرچہ پیاسے ڈہونڈہتے ہین آب کو ‖ آب بہی جویان ہین اُنکا دیکہہ لو

شرح یعنے جسطرح آدمی پانی کی تلاش مین رہتے ہین اُسی طرح پانی بہی آدمی کا جویان ہے کیونکہ پانی کی قدر پیاسون سے ہوتی ہے اگر پیاسے نہون تو پانی بیقدر ہوجائے۔ یہ بہی اُسی مضمون بالا کی تمثیل ہے

چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش ‖ او چو گوشت مے کشد تو گوش باش

ترجمہ: جبکہ وہ عاشق ہے تو خاموش رہ ‖ حکم اُسکا سُن سراپا گوش رہ

شرح۔ یعنے جبکہ وہ شاہدِ ازل تیرا عاشق ہے تو تجکو چاہیئے خود خاموش رہے اور اپنے تمام کام اُسی کے سپرد کردے کیونکہ وہ جسطرح عاشق ہے معشوق بہی تو ہے اور معشوق کی فرمانبری بہرحال لازم ہے اور جس حالت مین کہ وہ تیری سُنتا ہے تو تجہے زبان سے کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ دلون کی بات کو معلوم کرلیتا ہے تو سراپا گوش بنکر رہ اور اسکے اوامر و نواہی کو سُنکر قبول کر ایسی حالت مین وہ خود تجہے اپنی طرف کہینچ لیگا۔ یہ بہی ممکن ہے کہ کلمۂ عاشق اوست مین فک اضافت ہو یعنے جبکہ تو اُسکا عاشق ہے تو ہر حال مین رضا و تسلیم اختیار کر لغت مین گوش دادن بمعنے شنیدن ہے۔

بندکن چون سیل سیلانی کند ‖ ورنہ رسوائی و ویرانی کند

ترجمہ: بند کر جب سیل طغیانی کرے ‖ خوف کر اس سے کہ ویرانی کرے

شرح یعنے جب عشق کی رَو طغیانی پر آجائے تو اُسکو بند کرے مطلب یہ کہ جب تو دو قطرہ اسرار

تو سر وحدت ہرگز بیان نہ کر ورنہ یہ سبیل رسوائی اور ویرانی کا باعث ہو جائیگی۔ یعنے لوگ تجکو ملحد کہینگے اور عوام جنہیں تو اس راز کو کہولدیگا اپنی ناسمجھی کے سبب گمراہ ہو جاینگے۔ اور اظہار اسرار وحدت کے باعث آداب شرعیہ کا لحاظ جاتا رہیگا۔ اسیلئے اہل صفا اکثر خاموش رہتے ہین۔

	زیر ویران گنج سلطانی بود		من چہ غم دارم کہ ویرانی بود	
	ہے خرابے مین خزانہ بالیقین		مجکو ویرانی کسے ہرگز غم نہین	ترجمہ

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو اظہار اسرار سے منع کیا گیا تہا۔ اب مولانا عارف کامل کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ اگر عشق کے سبب ویرانی حاصل ہو تو مجہے اسکا کچہ غم نہین کیونکہ گنج سلطانی (ذات حق مع اسماء وصفات) یا حصول مرتبۂ فنا فی العدم اُجاڑ اور ویرانے (ترک وجود عارضی اور موت قبل از مرگ) ہی مین ملتا ہے یا یہ معنے ہین کہ مین واقف اسرار ہو کر آداب شرعیہ کا لحاظ رکہتا ہون (اس سے معلوم ہوا کہ عارف کامل اگر اظہار اسرار کرے تو کچہ حرج نہین اُسکے کلمات سے لوگ گمراہ نہ ہونگے۔ بلکہ بعض ایسے کلمات سے جو ظاہر مین خلاف ادب معلوم ہونگے غور سے سمجہنے والون کو اسرار کا خزانہ ہاتہ لگے گا۔

	ہمچو موج بحر جان زیر و زبر		غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر	
	مثل موج بحر جان زیر و زبر		آرزو ہے غرق کی ہو غرق تر	ترجمہ

شرح یعنے جو شخص محبت الٰہی مین غرق ہے وُہ یہی چاہتا ہے کہ اور زیادہ غرق ہو جائے یعنی اُسکے عشق اور استغراق ذکر سے ایک لمحہ غافل نہ رہے مگر وُہ اسطرح غرق ہونا چاہتا ہے جسطرح بحر جان کی موج یعنے سانس کی آمد و رفت جو نیچے اوپر ہوتی ہے اس تشبیہ مین یہ اشارہ ہے کہ عاشق الٰہی ایسی فنا چاہتا ہے جسکے بعد بقا بہی ہو وہ صرف فنا ہی فنا ہونا نہین چاہتا۔ کیونکہ فنا بغیر بقا نقصان مرتبہ کا باعث ہے لفظ زیر سے فنا اور زبر سے بقا مراد ہے اور سانس کی تشبیہ نہایت نازک ہے

	تیر او دلکش تر آید یا سپر		زیر دریا خوشتر آید یا زبر	
	تیر دلکش ہے زیادہ یا سپر		خوبتر ہے زیر دریا یا زبر	ترجمہ

شرح یعنے عشق الٰہی مین صرف فنا ہونا اچہا ہے یا بقا بعد الفنا اور اُسکے عشق کا تیر زیادہ دلکش ہے یا اُس سے اپنی جان کو بچانا زیر و زبر سے وہی فنا کو بقا اور تیر و سپر سے عشق و محافظت جان مراد ہے دوسرے معنے یہ بہی ہو سکتے ہین کہ زیر دریا سے مصیبت اور زبر سے مسرت تیر سے رنج اور سپر سے شادمانی مراد ہے یعنے اے شخص تیرے نزدیک تو مسرت و شادمانی ہی اچہی ہے حالانکہ عاشقان الٰہی رنج و مصیبت کو زیادہ پسند کرتے ہین اور دونوں کو خدا کی طرف سے سمجہتے ہین۔

پس زبونِ وسوسہ باشی دلا ۔۔۔ گر طرب را باز دانی از بلا

ترجمہ: پس زبون ہے وسوسہ سے تو ضرور ۔۔۔ ہے جدا اگر خالقِ رنج و سرور

شرح ۔ بعض نسخون مین پس زبون کی جگہ پارہ کردہ ہے یعنے اے دل اگر تو طرب کو رنج و بلا سے الگ اور ان دونون کے خالق کو جُدا جُدا جانے گا تو یہ سمجھ کہ وسوسہ نے تجھے مغلوب یا پارہ پارہ کر دیا ہے ۔ ورنہ یہ تفریق تیرے خیال مین نہ آتی ارے کمبخت مصیبت ہو یا مسرت رنج ہو یا شادمانی سب خدا کی طرف سے ہے

گر مرادت را مذاقِ شکر است ۔۔۔ بے مرادی نے مرادِ دلبر است

ترجمہ: نامرادی مین ہے گر ذوقِ شکر ۔۔۔ نامرادی سے بھی تو نفرت نہ کر

شرح یعنے اگرچہ مراد کا حاصل ہونا تیرے نزدیک نہایت اچھا ہے ۔ لیکن مراد کا نہ دینا اور نامرادی بھی تو اُسی دلبر کی مراد ہے جو تمام عالم کی مرادون کو برلانے والا ہے پھر اس سے نارضامند ہونا کیا معنے دوسرے مصرع مین لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا مراد کا نہ دینا مراد خداوندی نہین ہے بلکہ ہے

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال ۔۔۔ خونِ عالم ریختن او را حلال

ترجمہ: ہر ستارہ اُسکا ہے رشکِ ہلال ۔۔۔ خونِ عالم ہے اُسے بالکل حلال

شرح ستارہ سے ادنے تجلی مراد ہے اور لفظ ہر ستارہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ تجلیاتِ الٰہی بے انتہا ہین اسی لیئے کہا گیا ہے کہ تجلیات الحق لا تقف الی النہایۃ اور ہلال سے مراد ہلال عید ہے جو لوگون کے لیئے نہایت خوشی کا باعث ہوتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عاشقان الٰہی کے نزدیک اُسکی ادنے تجلی کی خوشی سو ہلال عید سے زیادہ ہے اور چونکہ وہ سارے جہان کا محبوب ہے اسلیئے اُسے عالم کا خون بہانا حلال ہے اور خون بہانے سے مصیبتون مین مبتلا کرنا مراد ہے جو شانِ محبوبی ہے ۔

ما بہا و خونبہا را یافتیم ۔۔۔ جانبِ جان باختن بشتافتیم

ترجمہ: مل گیا ہمکو بہا و خونبہا ۔۔۔ کیا ہوا گر نقدِ جان جاتا رہا

شرح یعنے جب عشاق منزلِ جانبازی اور فنا کی طرف دوڑے تو اُنہون نے محنتِ سفر کی قیمت وصول کر لی اور جب محبت مین جان دیدی تو اپنا خونبہا پا لیا یعنے واصل ہو گئے اور اللہ تعالے نے انکو فنا کرکے مرتبۂ بقا عنایت کر دیا ۔ عاشقانِ حقیقی کا خونبہا یعنے قیمتِ خون یہی ہے جو ہمنے ذکر کیا

اے حیاتِ عاشقان در مردگی ۔۔۔ دل نیابی جز کہ در دل بردگی

ترجمہ: موت ہے بس عاشقون کی زندگی ۔۔۔ ہے جو بے دل صاحبِ دل ہے وہی

شرح یعنے طالب مدعی عشق عاشقون کی زندگی مر جانا ہے تو جب تک دنیوی زندگی سے دل نہ اُٹھائیگا ہرگز صاحبدل نہو سکیگا

من دلش جستم بصد ناز و دلال	او بہانہ کرد با من از ملال
ترجمہ: مین ہوا دلجو بصد ناز و دلال	اور اُسکو ہو گیا مجھسے ملال

شرح مولانا کا یہ مقولہ گویا راز و نیاز اور ذوق شوق کی باتین ہین۔ اور بطور تفہیم معشوق حقیقی کو معشوق مجازی سے تشبیہ دی ہے۔ چونکہ اللہ تعالے قلب اور بہانہ اور ملال سے پاک ہے اسلیئے قلب بمعنے رضا اور بہانہ بمعنے استغنا اور ملال بمعنے تبری و تنزہ ہے۔ یعنے مینے اُسکی رضا ڈھونڈھی مگر اُسنے استغنا کیا اور یہ استغنا بسبب کمال تبری و تنزہ کے تہا یا اشعار وحدت الوجود کی طرف اشارہ کر رہی ہین جو صوفیہ کے نزدیک بہی نہایت مشکل مقام ہے ہم اسکے متعلق وہ بات لکہتے ہین جو فہم کے قریب بہی ہو اور شریعت کا پاس ادب بہی ہاتہ سے نجائے وہو ہذا۔

در اصل بات یہ ہے کہ وہ انسان جو طالب حق اور انسان کامل ہے اگرچہ بنظر اسمعنے کہ بندۂ خدا ہے کیسا ہی ذلیل ہو مگر درحقیقت وہ صورت حق کا عکس ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے خلقت الادم علے صورتہ یعنے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور چونکہ حق اُسکا مولے ہے اسیلیے جب وہ اپنی ذات کو مولے کی صورت مین دیکہتا ہے تو مولائی کے باعث (جو عطیۂ الٰہی ہے) اپنے مولا پہ ناز اور فخر کرتا ہے۔ اور جب اپنی ذات کو عبد ذلیل کی صورت مین دیکہتا ہے تو عجز و نیاز بجالاتا ہے کیونکہ عاشق کو ہر حال مین معشوق کے رضا مطلوب ہے تاکہ اُسکے وصال سے جدا نہو اور جسطرح پہلے صورت مین انسان کا ناز شاہد حقیقی کی خوش کرنے کے لیئے ہے (کیونکہ عاشق کا ناز اُسکی عطا کی ہوئی نعمت کے باعث ہے) دوسری صورت مین نیاز بہی اُسکے خوش کرنے اور وصال کی تدبیر ہے اور اس شعر مین ناز و دلال عاشق و معشوق دونون کی طرف منسوب ہوسکتا ہے یعنے یا تو یہ کہ مینے اپنی ناز و دلال کے ذریعہ سے یا اُسکے ناز و دلال اُٹہا کر اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنے سے اُسکا دل ڈھونڈا۔ کیونکہ معشوق کی دلجوئی دو ہی طرح ممکن ہے یا تو عاشق اُسکے مزاج پر غالب آگیا ہو یا اُسکے سامنے بعجز و نیاز پیش آوے جب یہ تمہید ختم ہو گئی تو مولانا کا یہ مطلب ہے کہ مینے ناز و دلال اور عجز و نیاز دونو طرح سے معشوق حقیقی کا تقرب چاہا مگر حاصل نہو سکا۔ کیونکہ وہ معشوق ناز و نیاز دونون سے مستغنی ہے اُسکو نہ عاشق کی ناز کی حاجت ہے نہ نیاز کی اور بندہ اگرچہ اُسکی صورت پر مخلوق ہوا ہے لیکن پہر بہی صفت عبدیت اور اُسکی عزت کے مقابلہ مین ذلت سے نہین نکل سکتا۔ اسلیئے یہ ذلیل اُس عزیز کا تقرب حاصل نہ کرسکا۔

گفتم آخر غرق تست این عقل و جان	گفت رو رو بر من این افسون مخوان
ترجمہ: مین یہ بولا مین تو ہون بیجان و ہوش	وہ لگا کہنے کہ چل چل بس خموش

	من ندانم آنچہ اندیشیدۂ	اے دو دیدہ دوست را چون دیدۂ
ترجمہ	یہ تہین معلوم تو سوچا ہے کیا	اے دو مین تونے مجھے دیکھا ہے کیا

شرح یعنے ناز و نیاز سے تقرب نہوا تو مینے یعنے عاشق نے معشوق حقیقی سے یہ کہا کہ میری روح اور عقل تجھمین غرق ہے یعنے مجکو استغراق کلی اور فنا حاصل ہے پہر تیرا تقرب کیون نہ حاصل ہوگا لیکن معشوق نے اِس دعوے کے بہی تکذیب کی اور یہ کہا کہ تو میرے ساتہ یہ حیلہ بازی نکر کہ استغراق اور فنا سے تقرب حاصل ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا۔ کیونکہ دعوے فنا مین بہی دوئی باقی ہے ایک تو خود یہ شخص فانی دوسرا فانی فیہ۔ چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین اور دو دیدہ سے دو آنکہین مراد نہین بلکہ وہ بینندہ مراد ہے یعنے اے دوئی کے دیکھنے والے تونے معشوق یکتا کیونکر دیکہہ لیا تو دو نو چیزون کو دیکھے ہوئے ہے تیرا یہ کہنا کہ مین فانی ہون دعوئے انانیت ہے اور جب انانیت ہے تو شاہد وحدت کا تقرب کہان مطلب یہ نکلا کہ سالک نفس فنا سے مرتبہ وصال تک نہین پہنچ سکتا بلکہ اُسپر فرض ہے کہ اِس فنا کو بہی فنا کردے تاکہ مرتبہ فناء الفناء حاصل کرنے کے بعد تقرب حاصل ہو۔ ترک دنیا ترک عقبےٰ ترک کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کیئے۔ یہ مضامین نہایت باریک ہین غور سے سمجھنے چاہئیں۔

	اے گرانجان خوار دیدستی مرا	زانکہ بس ارزان خریدستی مرا
ترجمہ	اے گرانجان مجکو تو سمجھا حقیر	یعنے ارزان جانکر جانا حقیر
	ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد	گوہرے طفلے بقرص نان دہد
ترجمہ	مُفت کی ہوتی ہے ارزان سر بسر	طفل روٹی لیکے دیتا ہے گہر

شرح یہ خطاب عاشق کا ہے معشوق کی طرف اور گرانجان۔ بمعنے گرامی قدر ہے۔ یعنے عاشق نے عدم تقرب کا سبب شکر معشوق سے یہ کہا کہ اے گرامی قدر و عدیم النظیر جیسا کہ مین اپنی فطرت مین اپنے آپکو عبد ذلیل جانتا ہون۔ ایسا ہی تونے مجکو جانا۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ مجکو تونے ارزان پالیا ہے۔ کیونکہ تیری قدرت کاملہ مجھ جیسے بیشمار پیدا کرسکتی ہے (یہ قاعدہ ہے کہ جو صناع ایک طریقہ کے لاکہون چیزین بنا سکتا ہے اُسکے نزدیک ایک چیز کا بنانا نہایت ارزان ہے) اور میرے ارزان پالینے کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی بچہ موتی پاکر روٹی کے بدلے مین دیدیتا ہے۔ سو مین بہی اگرچہ جوہر ہون کیونکہ تیری صورت پر مخلوق ہوا ہون مگر چونکہ تیرا بندہ ہون اسلیئے تو مجکو ذلیل جانتا ہے اور تقرب سے محروم رکہتا ہے لیکن تو وصال سے محروم رکھے یا نہ رکھے مین تیرے عشق مین مستغرق ہی رہونگا چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔ مگر ہم اُسکی شرح مع نکات آیندہ ہی لکھینگے یہان صرف بطور تمہید اشارہ کیا گیا ہے۔

	غرق عشق تو شدم من کاندرین	غرق عقل اولین و آخرین
ترجمہ	غرق بحر عشق ہون مین جان من	غرق جسمین ہو گئی عقل زمن

شرح یعنے متقدمین از من و متاخرین از من مطلب یہ کہ مین تیرے عشق مین مستغرق ہون اور تیرا عشق ایسا دریا ہے جسمین تمام اولین و آخرین کی عقلین غرق ہو گئی ہین سب دیوانے بن گئے ہین۔ بعض نسخون مین عشق اولین بہی ہے یعنے میرا عشق ایک دریا ہے اور اسمین اولین و آخرین کا عشق حباب کی طرح غرق ہے اسمین اپنے عشق کا مبالغہ ہے متقدمین اور متاخرین سے جسمین فضل ولی بر نبی کا گمان ہوتا ہے۔ مگر اسکا جواب وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا کہ یہ مرتبۂ عشق بطفیل اتباع پیغمبر آخر الزمان ہے۔ بعض شارحین نے ان دونو شعرون کو بھی گفت ترو زرو بر من این افسون مخوان کے متعلق کیا ہے اور جسطرح وہ تین مصرعے معشوق کا مقولہ تھے اسیطرح یہ دو شعر بہی معشوق ہی کا مقولہ ہین اور خطاب بجانب عاشق ہے یعنے معشوق از راہ عتاب یون کہتا ہے کہ اے ثقیل روح اور موٹے سمجھ والے تو نے فقط دعوے فنا کرکے اپنے نزدیک میرا وصال حاصل کر لیا۔ ؟ کیا تو نے مجکو حقیر چیز سمجھا ہے کہ فقط دعوے فنا سے تیرے ہاتہ آجاؤن۔ اِسصورت مین تیرا حال ایسا ہے جیسا بچہ کا کہ مُفت کا گوہر پاکر مُفت مین دیدیتا ہے۔ یعنے جیسا بچہ کے نزدیک گوہر حقیر چیز ہے ایسا ہی تو نے مجکو جانا مین بلا مرتبۂ فناء الفناء ہاتہہ نا آؤنگا اسصورت مین شارح نے غرق عشق تو شدم کو مقولۂ معشوق سے جُدا کرکے مقولہ عاشق قرار دیا ہے یعنے جسوقت عاشق نے معشوق کا یہ عتاب سُنا تو مرتبۂ فناء الفناء مین پہنچگیا اور جب اِس حالت سے افاقہ ہوا تو یہ شعر فرمایا جسکا مطلب ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔

	مجملش گفتم نکردم من بیان	ورنہ ہم افہام سوزد ہم زبان
ترجمہ	مینے مجمل کر دیا ہے سب بیان	ورنہ جلکر خاک ہو فہم و زبان

شرح یعنی مینے اسرار عشق و وحدت کا بیان مجمل طور پر کر دیا ہے اگر تفصیل کے ساتہ لکہون تو یہ ایسا پُر سوز بیان ہے کہ سُننے والے کا خرمن عقل و فہم اور کہنے والے کی زبان جلکر خاکستر ہو جائے۔

	من چو گویم لب لب دریا بود	من چو لا گویم مراد الا بود
ترجمہ	لب سے رکہتا ہون لب دریا مراد	اور لفظ لا سے ہے الّا مراد

شرح یعنی مین جہان لب کا ذکر کرتا ہون وہان لب سے معشوق مجازی کا لب مراد نہین بلکہ لب دریائے حقیقت مراد ہے یا یہ کہ مین اپنے لب سے لب حق مراد لیتا ہون کیونکہ مین لب قدرت کے ساتہ متکلم ہون اور مین جب لا کہتا ہون یعنے نفی ممکنات کرتا ہون تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ سوائے ذات حق کے اور کوئی چیز موجود نہین ہے۔ مطلب یہ کہ میری نظر ہر مظہر سے منتقل ہو کر ظاہر کی طرف جایا کرتی ہے۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام اولیاء اللہ کے کلام کے معنے بہت کم سمجھتے ہین اور قصور فہم سے انپر اعتراض کر بیٹھتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ جس کلام کے معنے نہ سمجھے اعتراض کرنے سے پہلے کسی واقف سے پوچھ لے

	من ز شیرینی نشینم رُو ترش	من ز بسیاری گفتارم خمش
ترجمہ	رُو ترش ہین اپنی شیرینی سے ہون	ہے بہت کچھ گفتگو کیا کہہ سکون

شرح رُو ترش یعنے رُو ترش کردہ یعنے مٹھائی کھاکر ایسا مُنہ بنالیتا ہون گو یا کسی نے کھٹائی کھائی ہے یعنے باوجودیکہ حلاوت باطنی اور ذوق قلبی رکھتا ہون مگر اُسکو لوگون سے چھپانے کے لئے مُنہ بنائے بیٹھا ہون۔ تاکہ عوام کو میری حلاوت پر اطلاع نہو۔ اور باوجودیکہ اسرار میرے دلمین بہت سے ہین مگر خاموش ہون اور سو اسرار دن مین سے ایک کہتا ہون۔ کیونکہ اسرار کی باتین ہر ایک کے سُننے کے قابل نہین ہوتین۔

	تاکہ شیرینی ما از دو جہان	در حجاب رو ترش باشد نہان
ترجمہ	تاکہ شیرینی ہماری جانِ جان	ہو ترش روئی کے پردہ مین نہان

شرح یعنے مین اپنے ذوق باطنی کو چھپا کر اسلیئے ترش روئی کا اظہار کرتا ہون کہ لوگ سِر وحدت سے واقف نہو سکین یہ ایسا بھید ہے کہ آدمی تو کیا فرشتے بھی ناواقف ہین چنانچہ لفظ دو جہان اسی طرف اشارہ کر رہا ہے

	تاکہ در ہر گوش ناید این سخن	یک ہمیگویم ز صد سِر لدُن
ترجمہ	تا نہ سُن لے ہر کس و ناکس سخن	کم بہت کہتا ہون مین سِرِ لدُن

شرح یعنے چونکہ ہر شخص فہم اسرار کی طاقت نہین رکھتا۔ اسلیئے مین اسرار خداوندی اور راز لدُنی کو مخفی رکھتا ہون

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ روحہ

حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ کی قول کی تفسیر

ہرچہ از دوست دور افتی چہ زشت آن نقش وچہ زیبا	ہرچہ از راہ وا مانی چہ کفر آن حرف وچہ ایمان

وفی معنی قول النبی علیہ السلام ان سعداً الغیور وانا اغیر منہ واللہ تعالیٰ اغیر منی ومن غیرتہ حرام الفواحش ما ظہر منہا وما بطن

شرح یعنے جس حرف کے سبب تو راہ عرفان اور اللہ تعالےٰ سے دور ہو جائے وہ حرف کفر ہو یا حرف ایمان دونو تاثیر مین برابر ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کا مترادف ہے۔ مثلاً کوئی شخص زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے اور تصدیق قلبی شامل نہو اسلام اور کفر مین کچھ فرق نہین یا مثلاً عبادت دکھانے سُنانے کے لیئے کیجائے تو ایسی عبادت اور کبیرہ گناہ ایکسان ہین۔ اور حدیث مذکور کی شان نزول یہ ہے کہ ہلال بن اُمیہ صحابی نے ایک غیر شخص کو اپنی اہلیہ کے پیٹ پر دیکھا اُس شخص کا نام شریک تھا ہلال یہ دیکھکر رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور عرض

حال کہا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو اے ہلال تو زنا کے گواہ لا ورنہ حد تہمت تجھپر جاری ہوگی ہلال نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجکو حد سے بچائیگا (کیونکہ وہ اپنے زعم مین حق پر تھے) اس مجلس مین سعد بن عبادہ ایک جلیل القدر صحابی تشریف رکھتے تھے اُنہون نے فرمایا کہ یارسول اللہ جو شخص اپنی اہلیہ کے پاس غیر شخص کو بدین حالت ناشایستہ دیکھے تو کیا اُسوقت گواہ تلاش کرتا پھرے ؟ نہین بلکہ یہ چاہیئے کہ اُسکو قتل کرد ے۔ اسوقت آپنے فرمایا ان سعدًا الغیورٌ یعنے سعد بڑے غیر تمند شخص ہین۔ اور اسکی تھوڑی دیر بعد آیت لعان نازل ہوئی۔

	جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق	بردد رغیرت برین عالم سبق
ترجمہ	اسلیئے سارا زمانہ ہے غیور	کیونکہ غیرت مند ہے رب غفور

شرح۔ اس سے پہلے غیرت خداوندی کے متعلق مولانا فرما چکے ہین۔ غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است۔ یہان اُسی غیرت کی تمثیل ہے۔ یعنے تمام جہان اسلیئے غیرتمند ہے کہ اللہ تعالے سب سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور وہ غیرت ہی کے سبب خلق سے مستور ہے۔ کیونکہ جسکے جتنی غیرت ہے اُتنا ہی حجاب ہے اسلیئے اولیاء اللہ بہ نسبت عوام کے زیادہ مستور ہین اور ابدال سب سے زیادہ پوشیدہ رہتے ہین ۔

	او چو جان ست وجہان چون کالبد	کالبد از جان پذیرد نیک وبد
ترجمہ	وہ ہے جان اور شکل قالب ہے جہان	نیک و بد ہے جسم کا فیضان جان

شرح یعنے چونکہ اللہ تعالے ظاہر ہے اور مخلوق اُسکا مظہر یا وہ جان ہے اور یہ قالب اسلیئے انمین اُسکی غیرت کا عکس ہے نکتہ غیرت کسی ایسے فعل یا صفت یا چیز کے چھپانے کو کہتے ہین جسکا ظاہر کرنا۔ چھپانے والے کے نزدیک عیب مین داخل ہو اور باعتبار صفت غیرت کی دو قسمین ہین اول غیرت مذمومہ جو عادت اور حمیت جاہلیت کے لحاظ سے ہوتی ہے مثلاً اکثر نئی دولہنین مہمانون کی غیرت کے سبب پہلے دن غسل جنابت نہین کرتین اور نماز چھوڑ بیٹھتی ہین۔ یہ حمیت جاہلانہ ہے اور اسکا نام غیرت مذموم ہے۔ جو خدا کو ہرگز پسند نہین **دوم** غیرت محمودہ جو بُرائیون اور گناہون کے صادر ہونے سے ہوتی ہے خواہ اپنی ذات سے صادر ہون ۔ یا کسی دوسرے سے ۔ گناہون اور اُنکے سامانون کا ہاتھ سے مٹانا ۔ یا زبان کے اثر سے دفع کرنا یا دل سے بُرا جاننا غیرت محمودہ ہے ۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ غیرت مذمومہ ہو یا محمودہ سب کی اصل غیرت الٰہی ہے جسکا عکس غیرت کرنے والون مین حسب استعداد ظاہر ہوا ہے یعنے جن لوگون کی استعداد فاسد ہے اُنمین غیرت مذمومہ ظاہر ہوئی ہے اور جنکی استعداد کامل ہے اُنمین غیرت محمودہ نے ظہور کیا ہے ۔ غیرت کا مذموم ومحمود ہونا فقط مظہر کی بُرائی بھلائی پر موقوف ہے نیک وبد سے یہی غیرت محمودہ ومذمومہ مراد ہے ۔ غیرت الٰہی غیرت محمودہ ہے

کالبد بضم با و موحدہ و بالفتح دونو طرح درست ہے یہان باعتبار قافیہ بد لفظ کالبد بفتح البا ہے

ہر کہ محراب نمازش گشت عین
سوے ایمان رفتنش میدان تو شین

ترجمہ: جسکا قبلہ بنگیا ہو ذاتِ عین — جانبِ ایمان ہے اُسکا عزم - عیب

شرح شین - عربی لفظ ہے بمعنے زشتی و عیب - ضد زین و محراب بمعنے قبلہ یعنے جس شخص کا قبلہ عین مشاہدۂ ذات ہو اور جو شخص ظاہر مین تو کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور فی الواقع اُسکا مُنہ اور دلی توجہ ذات احدیت کی جانب ایسے شخص کا یہ کہنا کہ مین ایمان بالغیب کا قایل ہون اُسکے لیئے عیب ہے کیونکہ جسکا ایمان بالعین ہو اُسکو ایمان بالغیب کا قایل ہونا اپنے مرتبہ کا گھٹانا ہے اور اُس نعمت کا کفران ہے جو اُسکو دی گئی ہے گویا اُسنے مشاہدہ کی کچھ قدر نہ جانی - غیرت خداوندی اس بات کی مقتضی نہین کہ اُسکی نعمت کا کفران کیا جائے -

ہر کہ شد مر شاہ را او جامہ دار
ہست خسران بہر شاہش اتجار

ترجمہ: جامہ دارِ شاہ کی ہے بدتری — اُس سے گر کرنے لگے سوداگری

شرح جامہ دار - توشک خانہ کا افسر اور اتجار بمعنے تجارت کرنا یعنے جو شخص بادشاہ کا مقرب ہو اُسکو بادشاہ کے ساتہ تجارت کرنی سراسر اُسی کے نقصان اور ضرر کا باعث ہے اسلیئے کہ یہ تنزل ہے قرب سے بعد کیطرف تاجر کا وہ مرتبہ نہین ہوتا جو مقرب کا ہوتا ہے - اسی طرح ایمان بالعین والا آدمی گویا بادشاہ حقیقی کا مقرب ہے پہر اُسکو ایمان بالغیب کا قائل ہونا قریب سے بعید ہو جانا ہے یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم -

ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین
بر درش شستن بود حیف و غبین

ترجمہ: جو کسی سلطان کا ہو ہمنشین — بیٹھہ جائے در پہ یہ اچھا نہین

شرح شستن مخفف نشستن - و غبین بمعنے ضعیف رائے صفت مشبہ ہے قایم بمقام مصادر و غبن بفتحتین رائے و تدبیر مین خطا واقع ہونی اور بفتح اول و سکون ثانی نقصان اُٹہانے کے معنون مین ہے یعنے جو شخص بادشاہ کی ہمنشینی کا رتبہ رکہتا ہو اور پہر اُسکے دروازہ پر بیٹھہ جائے یہ اُسکے لیئے نہایت حیف اور خسارہ یا ضعف رائے کا سبب ہے ہمنشین کو بادشاہ کے دروازہ پر بیٹھنے سے غیرت کرنی چاہیئے - اسیطرح مقربان بارگاہ الٰہی کو ایمان بالغیب کا قایل ہونا باعث نقصان مرتبہ ہے یہ بہی اُسی مضمون کی تشریح ہے -

دست بوسش چون رسید از پادشاہ
گر گزیند بوس پا باشد گناہ

ترجمہ: بوسہ جسکے ہاتہ کو دے بادشاہ — اُسکی پابوسی سراسر ہے گناہ

شرح یعنے جو شخص ایسا مقرب ہو کہ بادشاہ اُسکا ہاتہ چومتا ہے اُسکو بادشاہ کے پانو چومنے سراسر نازیبا ہین علے ہذا القیاس ایمان بالعین کے بعد ایمان بالغیب نامناسب ہے -

گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست ۔ پیش آن خدمت خطا و زلت ست

ترجمہ ۔ پانوٗ پڑنا گرچہ خدمت ہے ضرور ۔ لیکن اس موقع یہ زلت ہے ضرور

شرح ۔ زلت بمعنے خطا و لغزش اور آن خدمت سے بادشاہ کا ہاتھ چومنا مراد ہے مطلب یہ کہ اگرچہ بادشاہ کے پانوٗ پڑنا غلامون کی صفت اور سراسر خدمت ہے لیکن اس خدمت کے مقابلہ مین کہ بادشاہ خود غلام کے ہاتھ چومتا ہے یہ خدمت (یعنے غلام کا پانوٗ پڑنا) سراسر خطا ہے خلاصہ یہ کہ جب مشاہدۂ عینی حاصل ہوگیا تو دوری یعنے ایمان بالغیب کا مقلد رہنا اچھا نہین بلکہ نقصان مراتب کا سبب ہے۔

شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او ۔ بو گزیند بعد از آن کہ دید رو

ترجمہ ۔ شاہ کو غیرت ہے اس سے سربسر ۔ اسکی بوٗ ڈھونڈے جو چہرہ دیکھکر

شرح یعنی بادشاہ کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ کوئی شخص اسکا منہ دیکھکر یعنے تقرب حاصل کرکے پھر فقط دور سے اسکی بو سونگھا کرے ۔ بوٗ سے مراد ایمان بالغیب ہے اور منہ دیکھنے سے مشاہدہ اور بادشاہ سے ذات حق اور یہ شعر بھی اسی مضمون سابق کی تمثیل کے لیئے لائے گئے ہین۔

غیرت حق بر مثل گندم بود ۔ کاہ خرمن غیرت مردم بود

ترجمہ ۔ غیرت حق صورت گندم سمجھ ۔ کاہِ خرمن غیرت مردم سمجھ

شرح یعنے اللہ تعالے کی غیرت اصل غیرت اور گندم کے مانند ہے اور آدمیون کی غیرت خرمن کے بھس کی مانند ہے بھس گندم سے حاصل ہوتا ہے ۔ اسیطرح آدمیون کی غیرت خداوندی غیرت کا عکس ہے غیرت الٰہی اصل ہے اور غیرت مردم اسکی فرع بس توجسطرح دنیوی بادشاہ کو اپنے مقرب کے دور دور رہنے سے غیرت آتی ہے اسی طرح اللہ تعالے کو بندون کے دور رہنے سے غیرت آتی ہے بندون کا خدا سے دور رہنا ارتکاب معاصی ہے گناہ کرنے سے غیرتِ خداوندی کو حرکت ہوتی ہے اور یہی باعث ہے کہ اسنے گناہون اور بیحیائی کے سامانون کو حرام فرمادیا ہے انسان مطلقًا خدا کا مقرب خلیفہ ہے البتہ اسکے گناہ اسے مرتبہ قرب سے دور پھینکدیتے ہین اور اس سے اللہ تعالے کو نہایت غیرت آتی ہے کہ بندہ ہمارا مقرب ہوکر ہم سے دور کیون رہگیا ۔ اس سے حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (یعنے اللہ تعالے نے تمام بیحیائیون اور گناہون کو حرام کردیا ہے خواہ ظاہر طور پر کیئے جایئن یا چھپا کر) اچھی طرح ظاہر ہوگئے۔

اصل غیرتہا بدانید از الٰہ ۔ آن خلقان فرع حق بے اشتباہ

ترجمہ ۔ اصل غیرت ہے فقط وصف الٰہ ۔ فرع شرم خلق ہے بے اشتباہ

شرح آن خلقان یعنے لوگون کی یعنے اللہ تعالے کی غیرت اصل ہے اور آدمی کی غیرت اسکی فرع جو اصل سے حاصل ہوئی

ہے اور مخلوق کی ملک مین جو کچھ غیرت آئی ہے اُسی مالک کی غیرت کا ظہور ہے نکتہ غیرت کے ذکر سے حکیم سنائی کے قول کی تفسیر بہی نکلتی ہے۔ مثلاً غیرت جو بظاہر صفت نیک معلوم ہوتی ہے اگر نفسانی اور مذموم ہو تو بے غیرتی کے برابر ہے مثلا ابوطالب کا یہ قول کہ قلبت النا علے العار (یعنے عار پر نار دوزخ کو قبول کرلیا ہے یعنی مین اپنی عار کو توڑکر اے محمد تجہپر ایان نہین لاسکتا ہے علے ہذا القیاس ایمان بالغیب جو عوام کے لیے نیک ترین اوصاف ہے اگر خواص بہی اسکی تقلید کرینگے تو دوست سے دور جا پڑینگے۔

شرح این بگذارم وگیرم گلہ | **از جفائے آن نگار دہ دلہ**

ترجمہ: چہوڑکر یہ اب مین کرتا ہون گلہ | ہے جفاجو وُہ نگار دہ دلہ

شرح یعنے غیرت کا ذکر چہوڑکر اب مین ہجر کی شکایت کرتا ہون۔ اسصورت مین آئندہ اشعار جانب جان باختن لبشتیا فیتم وغیرہ کے متعلق ہونگے۔ یا یہ معنے ہین کہ غیرت معشوق کا ذکر تو ہوچکا اب مستقل طور پر غیرت عاشق کا ذکر کرتا ہون۔ جفا سے مراد تجلیات جلالی ہین جو عاشق کو فنا کرکے مرتبۂ لقا تک پہنچا دیتی ہین۔ اور دہ دلہ سے مراد صاحب الطاف یا صاحب تجلیات کثیرہ ہے۔ کیونکہ تجلیات ایزدی کا انتہا نہین۔ ورنہ معاذ اللہ ظلم وجفا خدا کی طرف منسوب نہین ہوسکتی مطلب یہ کہ اب مین اُس محبوب صاحب تجلیات کثیرہ یعنے تجلی جلالی کا گلہ کرتا ہون کہ اُسنے غیرون کو تو فنا سے مرتبۂ لقا تک پہنچا دیا۔ اور مجکو محروم رکہا حالانکہ مین عاشق صادق ہون اس سے مجہے نہایت درجہ غیرت آتی ہے کہ مین عاشق ہوکر قرب سے محروم رہون۔

نالم ایرا نالہا خوش آیدش | **از دو عالم نالہ وغم بایدش**

ترجمہ: اسلیئے روتا ہون مین اے ہوشمند | نالہ اُسکو دو جہان سے ہے پسند

شرح یعنی میرا نالہ ہجر بیصبری یا ناشکری کے سبب نہین ہے بلکہ اسلیئے ہے کہ میرے محبوب کو نالہ بہت پسند ہے اُسکو ہر دو عالم (عالم شہادت و عالم غیب یا عالم جن وانس) کی اشیا مین سے صرف نالہ اور درد عشق پسند ہے وُہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنے مینے جن وانسان کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔ عبادت سے نالۂ وعشق اور معرفت مراد ہے [illegible]

چون نہ نالم تلخ از دستان او | **چون نیم در حلقۂ مستان او**

ترجمہ: کیون نہ اُسکے مکر سے نالان ہون | کیون مین غیر حلقۂ مستان رہون

شرح دستان بمعنے مکر ہے اور مکر الٰہی باعتبار مراتب جُدا جُدا ہے عام لوگون کے حق مین خدا کا مکر یہ ہے کہ اُنکو نعمت و دولت دیجائے اور وُہ اُسکے وسیلہ سے گناہون مین مشغول رہین اور سالک کے حق مین مکر الٰہی یہ ہے کہ وُہ صوفی مسلک شرعی یا آداب الٰہی کو نگاہ نہ رکہے اور عارف غیر کامل کے حق مین مکر یہ ہے

کہ وہ بلاحکم الٰہی اظہار کرامت اور خرقِ عادت مین مصروف رہے - اور کاملین کے حق مین مکر یہ ہے کہ شاہدِ حقیقی اُسکے مرتبہ کو تجلیات متواترۂ غیر متناہیہ تک محدود رکھے اور اُسکی ہمت صرف جلوے ہی جلوہ پر قانع رہے - اور مشارٌ الیہ ذات یا حضوری خاص مین ہو دوسرے مصرع مین حلقۂ مستان سے جماعتِ عشاق مراد ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ مین اس مکرِ الٰہی سے کیونکر نالان نہون کہ اُسنے مجکو اظہار کرامت مین مشغول کرکے تجلیات سے محروم کردیا ہے یا تجلیات سے آگے بڑھا کر مشاہدۂ ذات تک نہین پہنچایا یا لفظ دستان مخفف داستان ہے یعنے مین اُسکے قصۂ استغنا سے جو اس سے پہلے "گفت رو رو برمن این فسون مخوان" سے ظاہر ہوچکا ہے کیونکر نالہ نہ کرون کہ تجلیات و مشاہدات دونون سے محروم ہون **فائدہ** یہ اشعار آخر داستان تک مولانا کی زبان سے عاشق کے مقولے ہین جو حالتِ ذوق و شوق مین اُسکی زبان سے نکل رہے ہین اسی لیئے بعض الفاظ جو حد ادب سے تجاوز کرگئے ہین قابل اعتراض نہین ہوسکتے۔

	چون نہ باشم ہمچو شب بے روز او	بے وصال روے روز افروز او	
	مین شب تاریک ہون بے روئے یار	بے وصال روے روز افروز یار	

شرح- شب سے ظلمت جسمانی اور روز سے تجلی اور روز افروز سے آفتاب ذات مراد ہے یعنے مین بلا تجلی ذات ظلمت جسمانی مین گرفتار ہون اور بے وصال روے آفتاب حقیقی ہر وقت مکدر رہتا ہون

	ناخوش او خوش بود در جان من	جان فدائے یار دل رنجان من	
ترجمہ	ناخوشی میری خوشی ہے سربسر	جان فدا ہے یار پر دل آزار پر	

شرح یعنے جو چیز بظاہر عوام کو ناخوش معلوم ہوتی ہے وہ مجھے گوارا ہے کیونکہ عاشق نے جب معشوق پر اپنی جان ہی فدا کردی تو معشوق کی طرف سے اُسے تکلیف پہنچے یا مصیبت سربسر راحت ہی ہوگی عرب کی مثل ہے ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ یعنے دوست کی طرف سے جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے وہ خوشگوار ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کے غضب مین ہی رحمت پنہان ہے خواہ اُس رحمت کا ظہور دنیا مین ہو یا عقبے مین لیکن چونکہ عوام کی نگہ ظاہری اسباب پر ہوتی ہے اسلیئے وہ غضب مین پوشیدہ رحمت کو نہین دیکھہ سکتے مثلاً بیماری پر قیاس کریجے - کہ عاشق کے نزدیک اسمین رحمت الٰہی پنہان ہوتی ہے کیونکہ یا تو چند روز مین صحت ہوجائیگی یا کفارۂ گناہ اور باعث ترقی مراتب اخروی ہوگا - دل رنجان دل دکھانیوالا معشوق یہان اس لفظ سے اللہ تعالےٰ مراد ہے یعنے باعتبار خیال عوام تکلیف و بیماری پہنچانے والا -

	عاشقم بر رنج خویش و درد خویش	بہر خوشنودی شاہ فرد خویش	
	مین ہون عاشق اپنے رنج و درد کا	اور رضا جو اپنے شاہِ فرد کا	

شرح شاہِ فرد شہنشاہِ یکتا یعنی اللہ تعالیٰ مطلب یہ کہ مین اپنے رنج و درد اور دکھ بیماری سے عشق رکھتا ہون۔ کیونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم اور اسکی مرضی سے ہوتا ہے جب وہ اس سے خوش ہے تو مین کیونکر رضامند نہون

خاک غم را سرمہ سازم بہر چشم ۔ تا ز گوہر پُر شود دو بحر چشم

ترجمہ: خاک غم سرمہ ہے گویا بہر چشم ۔ تا کہ ہون گوہر سے پُر دو بحر چشم

شرح یعنے مین خاک غم کو باعث نور عین جانکر آنکھون مین بھرتا ہون۔ اور یہ اسلیئے ہے کہ میری آنکھین گوہر اشک سے پُر ہوجائین کیونکہ یہ گوہر مرغوب الٰہی ہین ۔ یہ اُس قاعدہ کے مطابق ہے کہ اکثر سرمہ ڈالنے سے آنکھون مین آنسو آجاتے ہین اور حدیث شریف مین موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ بالتحقیق اللہ تعالیٰ گناہگارون کے نالہ و زاری کو پسند کرتا ہے اور اُنکے گناہ انہین آنسوون کے پانی سے دُھلجاتے ہین ۔

اشک کان از بہر او بارند خلق ۔ گوہرست و اشک پندارند خلق

ترجمہ: جو خدا کے واسطے ہون اشک تر ۔ اشک ہین ظاہر مین لیکن ہین گہر

شرح یعنے جو آنسو خدا کے خوف سے نکلتے ہین وہ خدا کے نزدیک موتیون کی طرح قیمتی ہین مخلوق اُنکا نہین جانتی

من ز جانِ جان شکایت میکنم ۔ من نیم شاکی روایت میکنم

ترجمہ: جان جان سے یہ شکایت ہے مرا ۔ مین نہین ہون شاکی شکایت ہے مری

شرح یعنے یہ جو مین بظاہر شکایت حق کررہا ہون فی الواقع شکایت نہین کرتا۔ بلکہ دل سے عشق کی حکایت بیان کرتا ہون کہ عشق ایسا ہونا چاہیئے جسمین طلب تجلی اور مشاہدہ سے کسی وقت سیری نہو۔ اور ہر وقت ہَلْ مِنْ مَزِیْد کا نعرہ زبان جان سے نکلتا رہے۔ کسی وقت تا حصول مشاہدۂ ذات چین نہ پڑے۔

دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام ۔ وز نفاقِ سست می خندیدہ ام

ترجمہ: دل کہا کرتا ہے باتین رنج کی ۔ مجھکو اِن باتون پہ آتی ہے ہنسی

شرح یعنے دل بظاہر تو یہ کہتا ہے۔ کہ مین معشوقِ حقیقی سے رنجیدہ ہون۔ لیکن یہ اُسکا نفاقِ سست اور ضعیف یعنی شکر رنجی ہے کیونکہ دریردہ عاشق کا دل اُن تمام حادثات سے جو اُسپر خدا کی طرف سے وارد ہون خوش ہوتا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے آپ فرماتے ہین کہ مجھے عشاق کے دل کی اس ظاہری رنجش اور باطنی خوشی پر ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ اِس قسم کا نفاق جسکو باعتبار لفظ نفاق اور باعتبار معنے شکر رنجی کہتے ہین حقیقی اور واقعی نفاق نہین ہے کیونکہ حقیقی نفاق کے یہ معنے ہین کہ آدمی کسی سے ظاہر مین خوش ہو اور باطن مین رنجش رکھے بلکہ عاشق کے دلون کا بذریعۂ نالہ و فریاد اظہار رنجش کرنا خود معشوق کی مراد ہے اسلیئے یہ رنج عین طاعت ہے پچھلے اشعار سے معلوم ہوچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نالہ و فریاد کو بہت پسند

کرتا ہے۔ نفاق شکست یعنے تسکر رنجی ظاہری دور و یہ ہیں جو حقیقی اور واقعی نہو۔

	راستی کن اے تو فخر راستان	اے تو صدر و من درت را آستان
ترجمہ	راستی دے مجکو فخر راستان	صدر ہے تو مین گدائے آستان

شرح۔ فخر راستان سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے حق مین آپ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا یعنے اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہین اور صدر بمعنے بیٹھکگاہ خانہ و بالانشین ہے یعنے اے اللہ تو فخر راستان ہے مجھے سیدھا رستہ دکھا یعنے خوارق اور اظہار کرامات مین مشغول رکھکر تجلیات و مشاہدات سے محروم نرکھہ تو صاحب صدر ہے اور مین چوکھٹ پر بیٹھنے والا فقیر ہون صاحب صدر کو فقیر پر رحم کرنا چاہیئے۔

	آستان و صدر در معنی کجاست	ما و من کو آن طرف کان یار ماست
ترجمہ	آستان و صدر معنی مین نہین	پاک ہے ان سب سے یار دلنشین

شرح۔ اس سے پہلے شعر مین عاشق نے اللہ تعالیٰ کو صاحب صدر اور اپنے آپ کو آستانہ نشین کہا تھا اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت مین متمکن ہے حالانکہ وہ جہات سے بالکل پاک ہے نہ خصوصیت کے ساتھ بجانب اعلیٰ ہے نہ بجانب اسفل نہ آگے نہ پیچھے نہ دہنے نہ بائین نہ صدر نشین ہے نہ آستانہ نشین۔ اس شعر مین اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ جہتین اور دنیا کے ظاہری مرتبے فی الحقیقت لاشے ہین ذات پاک سے کچھ علاقہ نہین رکھتے۔ کیونکہ شاہد حقیقی کا مقام۔ مقام احدیت ہے جہان جہتین اور مرتبہ اور ما و من یعنے کثرت خود فنا اور ہلاک ہوگئی ہے۔

	اے رہیدہ جان تو از ما و من	اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
ترجمہ	ذات ہے بیشک تری بے ما و من	مستفیض روح ہین سب مرد و زن

شرح۔ جان سے ذات اور ما و من سے کثرت مراد ہے اور لطیفہ روح کی اضافت مقلوب ہے جس سے مراد جلوۂ خاص باظہور ہے اور مرد و زن سے مراد اسمار اعیان اور ممکنات ہین جنکی تشریح دیباچہ مین گزر چکی ہے۔ چونکہ اسمار صفات الٰہی ممکنات مین مؤثر ہین اسلیئے انکو مرد کہا اور چونکہ اعیان ممکنات یعنے مخلوقات انکا اثر قبول کرلیتی ہین اسلیئے انکو زن قرار دیا۔ جسطرح بیوی میان کے اثر یعنے نطفہ کو قبول کرلیتی ہے اسیطرح ممکنات اسمائے صفات کے اثر کو قبول کرلیتے ہین۔ مثلاً ممیت اسم صفت ہے اسکا ظہور جب ممکن مین ہوگا وہ ضرور موت کو قبول کرلیگا۔ یعنے اے اللہ تو وہ ذات پاک ہے کہ تیرا ظہور اسمائے صفات اور ممکنات سب مین ہے۔ ممکنات مین اسکا ظہور تو ظاہر ہی ہے۔ اور اسمار مین اسلیئے ظہور ہے کہ اسمار صفات سب کے سب اسکی صفتین ہین۔ اور صفات بغیر ظہور موصوف قائم نہین ہوتین۔

	مردوزن چون یک شوند آن یک توئی	چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
ترجمہ	مردوزن جب ایک ہون وُہ ہے توئی	مٹ گئی کثرت تو وحدت رہ گئی

شرح مردوزن سے وہی اسمار صفات اور ممکنات مراد ہین اور یکہا لفظ یک کی جمع ہے یعنے کثرت اور یہ شعر پہلے شعر سے بطور قطعہ بند مربوط ہے مطلب یہ ہے کہ جب اسمار صفات و ممکنات ایک ہو گئے (کیونکہ مؤثر اور مؤثر مین یگانگت ضرور ہوتی ہے) تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک تو ہی ہے اور جب یکہا یعنے کثرت محو اور فنا ہوگئی تو تو ہی تو باقی رہگیا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تعینات معدوم ہوگئے تو کثرت جاتی رہی اور جب کثرت فنا ہوگئی تو سوائے وحدت کے اور کچھ نہ رہا اسکا ماحصل یہ ہوا کہ جب مشاہدہ کے سبب پردۂ کثرت اُٹھ گیا تو نفس وحدت یعنے ذاتِ حق باقی رہگئی یعنے اہل بصیرت پر یہ راز کھلگیا کہ ذات واجبی وحدت ذاتی کے ساتھ باقی ہے اُسکے علاوہ عالم کثرت محض کثرت تعینات کا نام ہے۔ ہمنے سرّ وحدت کی تشریح اور ڈرتے ڈرتے بندی کی چندی کردی ہے مگر فہم اسرار کی توفیق خدا سے مانگنی چاہیئے۔ یہ راز اس سے زیادہ آشکارا نہین ہوسکتا اور نہ اسکے متعلق زبان قلم پر اور کوئی لفظ آسکتا ہے

	این من و ما بہر آن بر ساختی	تا تو با خود نرد خدمت باختی
ترجمہ	اسلیئے ہے یہ من و ما کا ظہور	تاکہ تو اپنا ہو عاشق یا غفور

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے سائل یہ کہتا تھا کہ جب صرف وحدت ہی وحدت منظور تھی تو ممکنات کا پیدا کرنا کس غرض سے ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ یہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین چھپ کر اپنا عابد آپ بنے اور اپنے حسن پر آپ عاشق ہو اس شعر کے یہ معنے دیگر شارحین نے لیئے ہین اور انہین معنون کے مطابق یہ مطلع ہے۔
گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن ❊ ہمچو من آشفتہ باشی در خیال خویشتن ❊ اور انہین معنون کے قریب کسی عارف کامل کا یہ مقولہ ہے اَلْعَبْدُ مَنْ وَجَدَ ذَالْكُلَّ مَاوَجَدَ سَجَدَ یعنے خدا کا کامل بندہ وہی ہے جسنے راز وحدت کو معلوم کیا اور جو چیز مل گئی اُسے سجدہ کرلیا۔ لیکن مذکورۂ بالا معنے اور یہ مقولہ ہمارے مذاق کے موافق نہین ہے۔ کیونکہ ہماری موٹی اور بھدی عقل اسرار وحدت کو نہین سمجھ سکتی اسلیئے مولانا قدس سرہ کے شعر مذکور کا مطلب اسطرح ذہن نشین ہوتا ہے کہ ممکنات کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین اپنے جلوے اور اپنی صفات کو چھپا کر مظہر مین ظاہر اور آئینہ مین عکس کا تماشائی ہو اور اپنی صنعت و حکمت پر اسلیئے آپ عاشق ہو کہ باوجود حجاب ظاہری آئینہ ممکنات مین تیرا جلوہ دیکھنے والون کو صاف طور پر نظر آرہا ہے۔ نرد باختن یعنے کھیلنا ہے اور با خود نرد باختن اپنے ساتھ آپ

کہیلنا مطلب یہ کہ تو مظہرات مین اپنے جلوے کا عکس ڈالکر خود اپنے حسن کا تماشائی ہے اور مجھے اپنے معبود یکتا ہونے کی صفت سے عشق ہے۔ جن و انسان کی پیدایش صرف اسی لیے ہے کہ جہان مین تیری یکتائی اور معبود حقیقی ہونے کا ڈنکا بج جائے یہ تیری قدرت کے کہیل ہین کہ خود ہی معشوق ہے اور خود ہی اپنے جلوے کا عاشق ہمارے یہ معنے اس مطلع کے مطابق ہین۔ یار من با کمال رعنائی * خود تماشا و خود تماشائی اور اس شعر کے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنے اوپر آپ عاشق ہو یعنی مخلوقات تیرے ذکر اور عبادت کے وسیلہ سے تجہپر اسطرح عاشق ہو کہ اُسسے بقالعد الفنا کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگون کا تجہپر عاشق ہونا جو مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین گویا تیرا اپنی ذات پر عاشق ہونا ہے اور من تو شدم تو من شدی * من تن شدم تو جان شدی کے یہی معنے ہین

	تا تو با ما ؤ تو یک جوہر شوی	عاقبت محض جنان دلبر شوی
ترجمہ	مل ملاکر تا کہ ایک جوہر ہو تو	آخرش اس شان کا دلبر ہو تو

شرح یہ اور آئندہ شعر فائدہ عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے کی حکمت کا بیان کر رہے ہین مطلب یہ کہ ظاہری مغایرت جو ممکنات و خالق مین ہے۔ یہ حقیقی مغائرت نہین لیکن اس احدیت کے معنے وہی سمجہتا ہے جسکو بصیرت ہو۔ عبادت الٰہی اور ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ تمام متعینات عالم شہود مین جاکر ایک ذات ہو جائین اور انجام کار وہی ایک باقی رہے جو دلبر محض ہے دوسرے مصرع مین لفظ محض جنان صفت ہے مقدم اور دلبر موصوف ہے مؤخر اور لفظ محض مضاف ہے باضافت توصیفی۔

	تا من و تو ہا ہمہ یکجان شوند	عاقبت مستغرق جانان شوند
ترجمہ	تا من و تو عشق سے یکجان ہون سب	غرق بحر ذات بے پایان ہو سب

شرح۔ یہ اُسی مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنی عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ من و تو انجام کار فنا ہو جائے اور یہ کثرت ایک جان ہوکر مشاہدۂ جانان مین غرق یعنے فنا فی الذات ہو۔

	اینہمہ ہست و بیا اے امر کن	اے منزہ از بیان و از سخن
ترجمہ	ہے یہ سب ہیچ آ کہین اے امر کن	وصف تیرا کر نہین سکتا سخن

شرح۔ اس شعر کی تاویلین باعتبار ترکیب الفاظ کئی طرح ہوسکتی ہین **اول** یہ کہ کن سے مراد خود کلمۂ کن ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ جو کچہ ہم وحدت کے متعلق گذشتہ اشعار مین کہہ چکے ہین یہ سب صحیح ہے یعنی کثرت کا فنا ہو جانا فی الواقع ثابت ہے۔ لیکن اے امر کن اور اے حکم خدا تو اگر ہمارے کام بنا دے اور کام بنانے سے یہ مطلب ہے کہ اے کلمۂ کن تو ممکنات سے متعلق ہو جا تاکہ انہین وجود حاصل ہو اور موجودات

مین حق مشہود ہونے لگے اور یہ بہید کہل جائے کہ ممکنات فنا ہونے والی چیزین ہین **دوم** کہ امر کن کا مضاف محذوف ہے یعنے اے صاحب امر کن اس صورت مین یہ معنے ہین کہ اسرار وحدت جو کچھہ ذکر کیے گئے سب ٹہیک ہین اور اسنے طالب کو ذات یکتا کے باقی اور ممکنات کے فانی ہونیکا یقینی امر ہو گیا ہے لیکن اے صاحب امر کن اور اے شاہد حقیقی تو خود اگر ممکنات کو اپنا جلوہ دکہا دے تاکہ سب فنا ہو جائین اور علم الیقین عین الیقین سے بدلجائے کیونکہ جلوۂ الٰہی کا خاصہ فنا کر دینا ہے جو کوہ طور کی حالت سے معلوم ہو چکا ہے **سوم** یہ کہ کن لفظ فارسی اور صیغۂ امر ہے بمعنے بکن۔ اسصورت مین حرف ندا کے بعد منادے محذوف ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ مذکورۂ بالا اسرار وحدت کے یقینی ہونے مین کچہ شک نہین لیکن اے شاہد حقیقی تو اپنے جلوۂ خاص کا حکم کر تاکہ اشیا کے فنا ہونے کے سبب سر وحدت آشکارا ہو جائے پہلی دونو صورتون مین لفظ امر بالاضافت ہے اور اس صورت مین امر کردن بمعنے حکم کرنا بلا اضافت ہے۔ اور اس شعر کا دوسرا مصرع یا تو صاحب امر کن کی صفت ہے یا خود کلمۂ کن کی یعنی اے خدا تو بیان وسخن سے منزہ ہے یعنے تیرا کلام ایسا نہین جیسا بندون کا کلام ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اے کلمہ کن تو الفاظ انسانی کی جنس ہونے سے پاک ہے۔ کیونکہ تو خدا کا کلام ہے اور خدا کا کلام لفظی نہین ہوتا بلکہ نفسی ہوتا ہے۔

	چشم چشما نہ تواند دیدنت		در خیال آرد غم وخندیدنت
ترجمہ	آنکہہ تجکو دیکہہ لے بالکل محال		شادی وغم کر سکے کیونکر خیال

شرح۔ اس شعر کے معنے بہی کئی طرح ہو سکتے ہین۔ لفظ چشمانہ مین ہائے ہوز نسبت کے لیے ہے اور چشم بمعنے نور ہے اور بعض نسخون مین چشمانہ کی جگہ جسمانی ہے اور شعر کے پہلے معنے یہ ہین کہ چشم جسمانی تجکو دیکہہ سکتی ہے۔ کیونکہ تو تمام مظہرون مین ظاہر ہے جب کسی پر نظر پڑیگی تیرا جلوہ مشہود ہوگا۔ لیکن افسوس دیکہنے والون کی آنکہہ مظہر سے ظاہر کی طرف نہین جاتے اور چشم ظاہر بین کو حقیقت خاص نظر نہین آتے علیٰ ہذا القیاس غم وخندہ تجکو آدمی کے خیال مین لے آتا ہے غم کی حالت مین تیری یاد ازالۂ غم کی لیے ہوتی ہے اور خوشی کی حالت مین مسرت کے باقی رکہنے کے لیے لیکن ایسی یاد کسی کام کی نہین ہوتی۔ کیونکہ غمی یا شادی مین خدا کو یاد کرنا خودغرضی کی علامت ہے۔ عاشقان کامل ان دونون سے غرض نہین رکہتے۔ اس صورت مین خندیدنت کی تائے فوقانی لفظ آرد کا مفعول ہے بمعنے ترا دوسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین استفہام انکاری مانا جائے اور چشم جسمانی سے مراد یہی ظاہری آنکہہ ہو اور بعض نسخون مین جو چشمانہ کی جگہ لفظ جسمانہ واقع ہوا ہے اسکو دیدنت کی تائے مفعول سے حال کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ تو چشم یا چشم جسمانی بمقتضائے لا تدرکہ الابصار تجہے ہرگز نہین دیکہہ سکتی یا کوئی آنکہہ مجسم حالت مین تیرا نظارہ نہین کر سکتی کیونکہ

تو جسم سے پاک ہے پھر اِس حالت مین کیا کوئی آنکھہ تجھے دیکھہ سکتی ہے ؟ ہرگز نہین دیکھہ سکتی اور کوئی شخص تیرے غم وخندہ کو اپنے خیال مین لاسکتا ہے ہرگز نہین لاسکتا۔ **نکتہ** غم وخندہ کی توجیہہ دو طرح ہو سکتی ہے اوّل یہ کہ تو نے جو اپنے کلام مین کفّار کے لیئے غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِم (کافرونپر خدا کا غصہ ہے) اور مومنون کے لیئے رضی اللہ عنہم (مومنون سے خدا راضی ہے) فرمایا ہے تیرے اِس غم اور خوشی کے حقیقی معنے خیال مین نہین آسکتے۔ یہان غم سے مراد غضب ہے کیونکہ غم اور غضب باہم لازم وملزوم ہین توجیہہ دویم یہ کہ تیرا بھیجا ہوا غم وخندہ کوئی شخص اپنے خیال مین نہین لاسکتا۔ یعنی کسیکو یہ خیال نہین آتا کہ شادی وغم دونو خدا کی طرف سے ہین بلکہ عوام کا خیال یہ ہے کہ غم اپنی بے تدبیری اور شادی اپنی چالاکی سے حاصل ہوتی ہے تیسرے معنے یہ ہین کہ صرف پہلے مصرع مین استفہام انکاری مانا جائے اور دوسرا مصرع اپنی حالت پر رہے یعنی چشم جسمانی گو تجھے نہین دیکھہ سکتی لیکن اے خدا غم وخندہ بتجھے کبھی کبھی آدمی کے خیال مین لے آتا ہے اور یہ صفت عشق کامل کی منافی ہے یہ تیسرے معنے چونکہ آیندہ ابیات سے مربوط ہین اسلیئے سب سے اچھے ہین۔

	دِل کہ او بستہ غم وخندیدن ست	تو مگو کی لایق این دیدن ست
ترجمہ	جو کہ پابندِ غم وشادی رہا	دید کے لایق ہے وُہ یہ سچ بتا

شرح۔ اِس شعر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ گذشتہ شعر کے سب سے پچھلے معنے سب سے بہتر ہین کیونکہ اِس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو دل شادی وغمی کے حالت مین خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے وُہ مشاہدۂ ذات اور دید کے قابل نہین ہوتا ایسے خود مطلبی کو دربارِ حضوری سے دھکّے ملتے ہین۔

	آنکہ او بستہ غم وخندہ بود	او بدین دو عاریت زندہ بود
ترجمہ	جو یہان پابند رنج وخندہ ہے	مانگنے کی چیزون سے گویا زندہ ہے

شرح یعنے جو شخص دنیوی شادی وغم مین گرفتار ہے وُہ گویا مانگنے تانگنے کی دو چیزین لیکر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ کیونکہ دنیوی شادی وغم مانگی ہوی دو چیزین ہین جو ایک حالت پر قایم نہین رہتین آدمی کو کبھی دنیوی غم ہوتا ہے اور کبھی شادی اسلیئے انسان کا فرض ہے کہ اِن دونو سے گذر کر اُس شے کا طالب بنے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے یعنے شاہدِ حقیقی کا عشق اختیار کرے۔

	باغ سبز عشق کو بے منتہاست	جز غم وشادی درو بس میوہاست
ترجمہ	عشق کا ہے باغ بے پایان بہت	جز غم وشادی ثمر ہین یان بہت

شرح یعنے اے شخص تو عاریت کی چیزون کو چھوڑ کر باغِ عشق حقیقی کی سیر کر جو ہمیشہ باقی رہنے والا اور اپنی فراخی اور تر وتازگی مین بے مانند اور اپنی وسعت اور پُر فضا ہونے مین بے انتہا اور اپنی خوبیون مین بے نظیر ہے

اور اس باغ مین سوائے غم و شادی کے ہزار ہا قسم کے میوے موجود ہین میوہ ہا سے مراد تجلیات حق ہین

	عاشقی زین ہر دو حالت برترست	بے بہار و بے خزان سبز و ترست
ترجمہ	باغ الفت کی ہے کیفیت دگر	بے بہار و بے خزان ہے سبز و تر

شرح یعنے چونکہ عشق الٰہی کا باغ ایک معنوی صفت ہے اسلیئے اُسسے دنیوی بہار و خزان سے کچھ علاقہ نہین یہ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ رہتا ہے۔ اِس باغ کا نام سدا بہار ہے اور یہ ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے

	دِہ زکاۃِ روے خوب اے خوبرو	شرح جان شرحہ شرحہ باز گو
ترجمہ	دے زکاۃِ حسن خود اے خوبرو	جانِ پارہ پارہ کی کر گفتگو

شرح۔ یہ معشوقِ حقیقی کو خطاب ہے اور عاشق یہ کہتا ہے کہ مجھسے کچھ تو کلام کر مین تیرے در کا فقیر ہون مجھے زکوۃ حسن دے یعنے جلوۂ وحدت دکھا اور میری جان مجروح اور پارہ پارہ شدہ کا حال بتا کہ تب اُسسے اُسکا مطلوب ملجائیگا لعض سنخون مین لعض گو کی جگہ باز جو ہے یعنے میری جان مجروح کا حال پوچھ کہ غم فراق اور اشتیاقِ وصال مین اُسپر کیا گذرتی ہے۔ باز جستن بمعنے پرسیدن ہے۔

	کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ	بر دلم بنہاد داغ تازۂ
ترجمہ	اے مراد روح غمزہ نے ترے	داغ تازہ رکھدیا دِل پر مرے

شرح کرشمہ بمعنے اشارۂ چشم و ابروے معشوق مترادف غمزہ یہان کرشمہ سے مطلق ناز اور غمزہ سے اشارہ مراد ہے اور کرشمہ باطنی طور پر بمعنے تجلی جدید اور غمزہ بمعنی ظہور تجلی ہے غمزہ کی صفت غماز (چغلخور) اسلیئے ہے کہ یہ حرکت محبوب کی شان محبوبیت کا اظہار کر دیتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ معشوق کی ہر تجلی نے طلب تجلی دیگر کے لیئے میرے دِل پر ایک تازہ داغ عشق و محبت رکھدیا ہے اور اُسکی ہر تجلی جدید تجلی کی طلب مین مجھے بیقرار رکھتی ہے نکتہ اسمین اسطرف اشارہ ہے کہ شاہد ازل کی ایک ادنے تجلی دلپر داغ رکھکر عاشق کے اُس میل کچیل کو دور کر دیتی ہے جو بشریت کے سبب لایق حال ہو جاتا ہے اور وہ اسلیئے تجلی دیگر کا طالب رہتا ہے تاکہ مرتبۂ فنا تک پہنچ جائے۔

	من حلالش کردم او خونم نریخت	من ہمیگفتم حلال او میگریخت
ترجمہ	کر چکا ہون مین تو اپنا خون حلال	بھاگتا ہے مجھسے پر وُہ بے مثال

شرح۔ یعنے مین تو تجلیات متواترہ کا طالب بنکر اپنا خون معاف کر چکا تھا اور معشوق سے یہ کہہ چکا تھا کہ تو پے در پے اپنی تجلیان دکھا کر مجھے ذبح کر ڈال یعنے فنا کر دے مگر معشوق نے میرا کہا نہ مانا مین باواز بلند یہ کہتا رہا کہ تجھے میرا خون کر دینا حلال ہے حلال ہے مگر اُسنے ایک نہ سُنی اور ایکبار جمال جانفزا دکھا کر

پھر پردہ جلال مین جا چھپا اور سب مجھے تجلی دیگر کے لیے نیم بسمل اور پھڑکتا ہوا چھوڑ گیا۔ لفظ میگریخت کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کیے نکتہ اسی لفظ میگریخت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ شاہد حقیقی طالب صادق کو صرف ایکبار اپنا جلوہ دکھا کر دوسرے جلوے کا مشتاق بنا لیتا ہے تاکہ سالک اپنی محنت اور ریاضت اور گریہ زاری سے خود ہی دولتِ دیدار حاصل کرے وُہ خود بار بار نقاب اُلٹ دینے کو پسند نہین کرتا۔

	چون گریزانی زنالہ خاکیان	غم چہ ریزی بر دل غمناکیان
ترجمہ	بھاگ کر ترسا نہ مشتِ خاک کو	غم نہ دے تو خاطرِ غمناک کو

شرح۔ یعنے جب معشوق مجھسے اپنا دامن چھڑا کر بھاگا تو مینے یہ کہا کہ تو خاکساروں کے نالوں سے کیوں بھاگتا ہے اُنکی فریاد و زاری کیوں نہین سُنتا۔ یہ ترے جلووں کے لیئے بیتاب اور نالہ کنان رہتے ہین غمزدوں کو زیادہ غمناک نہ کر تیرا جلوہ تیری مدد اور توفیق بغیر میسر نہین ہو سکتا تو ایسا زبردست معبود ہے کہ حصول تجلی تو درکنار جب تک ترا ظہور نہو ممکنات تیری عبادت اور تسبیح نہین کر سکتے۔

	اے کہ ہر صبحے کہ از مشرق تباف‌ت	ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت
ترجمہ	جانبِ مشرق سے جب نکلی سحر	تجکو پایا نور یکتا سر بسر

شرح یعنے تو وُہ ذات سراپا نور ہے کہ ہر صبح جو مشرق سے نکلتی ہے وُہ تجکو مانند چشمہ مشرق یعنے مطلع آفتاب کی طرح سراپا جوش یعنے نورٌ علےٰ نورٌ اور صاحب جمال و جلال پاتی ہے اور تیرے ہی نور سے فیضان حاصل کرتی ہے آفتاب تیرے نور کا ایک ذرہ اور صبح اُس ذرّہ کا ایک پرتو ہے مطلب یہ کہ تیرا جو دو جہان اور ظہور فی المثل ایسا ہے جیسا آفتاب کا یہ تشبیہ فقط سمجھانے کے لیئے ہے ورنہ نور ذات کہاں و آفتاب کجا

	چہ بہانہ میدہی شیدات را	اے بہا نہ شکر لبہات را
ترجمہ	کیون یہ عاشق سے بہانہ ہے بہا	شکر لب ہے ترا خوں بہا

شرح پہلے مصرع مین بہانہ بمعنے حیلہ ہے اور دوسرے مین بہا بمعنے قیمت ہے اور نہ بمعنے نیست ہے اور شکر لبہا دلبوں کی مٹھاس ہم سے آثار تجلیات اور انفاس رحمانی اور کلام نفسی مراد ہے۔ یعنی اے شاہد حقیقی تیرے آثار تجلیات بے بہا ہین اُنمین سے فقیر کو بھی کچھ زکوٰۃ دے اپنے شیدا کو محروم نہ رکھ مطلب یہ کہ تو حجابِ تعینات مین جلوہ گر ہے اس پردہ کو اُٹھا کر اپنا خاص جلوہ دکھا دے۔

	این جہان کہنہ را تو جان نو	از تنِ بیجان و دل افغان شنو
ترجمہ	جان ہے تو اس جہان کہنہ کی	سُن تنِ بیجان سے زاری مری

شرح جان نو سے وہی جدید تجلی مراد ہے جسکا ذکر بار بار آچکا ہے اور تنِ بیجان سے مراد عاشق ہے

یعنے ایجذا تو اس کہنہ جہان کے لیئے جدید تجلیون کے سبب ہر وقت نئی جان کی مانند ہے ترے جلوے نئے نئے رنگ سے ظاہر نہوستے رہین تو تمام عالم فنا ہوجائے۔ تیرے ہی جلوے سے جہان مین جان پڑی ہوئی ہے طالبان دیدار بلا مشاہدہ کا تجلی تن بیجان ہین تو انکی فریاد سن اور اپنا جلوہ دکھا۔

	شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا	شرح گل بگزار از بہر خدا
ترجمہ	حال بلبل کہہ کہ ہے گل سے جدا	شرح گل کی چھوڑ دے بہر خدا

شرح یعنی اے شخص گل کی شرح یعنے معشوق کا حال چھوڑکر اب عاشق کی حالت بیان کر کہ بارگاہ معشوق سے اسے کیا حاصل ہوا معشوق نے اسپر کیس قسم کی مہربانیان اور کیسے کیسے الطاف کیے۔

	با خیال و وہم نبود ہوش ما	از غم و شادی نباشد جوش ما
ترجمہ	ہے خیال و وہم سے ممتاز ہوش	شادی و غم سے نہین عاشق کا جوش

شرح یہان سے اُن الطاف کا ذکر شروع ہوا ہے جو معشوق کی جانب سے عاشق کی حالت پر مبذول ہین یعنی ہماری حرکات شوقیہ اور ہمارا جوش۔ دنیوی غم و شادی کے سبب نہین ہے بلکہ عشق الٰہی کے باعث ہے اور ہماری عقل دنیوی خیالات اور توہمات سے تعلق نہین رکھتی۔ بلکہ محبت الٰہی سے مربوط ہے کیونکہ ہماری یعنے عشاق کی حالت دنیا کے لوگون سے جدا ہے۔ تو عشاق کے اُس جوش کا جو بلا تعلق غم و سرور اُنمین موجود ہے منکر نہو۔ کیونکہ اللہ تعالے اس سے بھی زیادہ اوصاف پیدا کرنے پر قادر ہے۔

	تو مشو منکر کہ حق بس قادر است	حالتِ دیگر بود کان نادر است
ترجمہ	تو نہ ہو منکر کہ حق قادر ہے بس	عاشقون کا حال کچھ نادر ہے بس

شرح یعنے عاشقان الٰہی کا حال نادر اور نہایت عجیب و غریب ہے تو انکو اہل دنیا کی طرح نہ سمجھ انکی حالت اور ہے انکی کیفیت اور اللہ تعالےٰ نے انکو عجیب و غریب صفتین عطا فرمائین ہین جو عموماً انسانونکو نہین دیگئین چنانچہ گذشتہ شعر اسی مضمون کی مثال ہے عاشقان الٰہی کی خاصیتین اہل دنیا سے جدا ہین۔ اور یہ سب خدا کی قدرت کا اظہار ہے اے شخص تو اُسکی قدرت کا منکر نہو اُسنے عاشقون کا جوش اپنی محبت سے متعلق کر رکھا ہے اور اہل دنیا کا جوش دنیا کی محبت سے ہے ایک صفت کا دو رنگ مین ظاہر ہونا خدا کی قدرت ہے جسکا انکار بیوقوفی نادانی حماقت غفلت اور بعض حالتون مین کفر ہے۔

	منزل اندر جور و در احسان مکن	تو قیاس از حالتِ انسان مکن
ترجمہ	جور اور احسان سے بس درگذر	تو قیاس انکو نہ کر اغیار پر

شرح یعنے تو عاشقان الٰہی کی حالت کو عام انسانون کی حالت پر قیاس نہ کر ورنہ قیاس مع الفارق ہوگا

کیونکہ عام آدمیون کا تو یہ قاعدہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنجاتے ہین جو انپر مہربان ہو یہ اُسکے مہربان ہین اور جو انکا دشمن ہو یہ اُسکے دشمن جان ہین۔ دنیوی معشوق اپنے عاشق سے بیزار ہوجائے تو ادہرسے بہی بے پروائی ہونے لگتی ہے اور اگر معشوق استغنا اختیار کرتا ہے تو عاشق کا بہی وُہ دل نہین رہتا مگر عاشقان الٰہی کا حال ایسا نہین ہوتا اُنکے خیالات نہایت بلند ہین اُنکو تکلیف ہو یا راحت کسی حالت مین معشوق حقیقی سے بیزار یا غافل نہین ہوتے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اے عاشق الٰہی تو منزل تکلیف وراحت اور مقام جور و احسان مین اپنا گہر نہ بنا اور ان دونو صفتون کو اپنا وطن نہ سمجہ بلکہ دونو سے درگذر کیونکہ مقام عشق ان دونو منزلون سے آگے ہے عاشقون کو رنج وراحت سے کچہ کام نہین ہوتا وُہ ہر حالت مین خوش اور اپنے معشوق سے رضامند ہین اور یہ خدا کا بہت بڑا عطیہ ہے جو خاص عاشقونکو مرحمت ہوتا ہے اِن معنون کی تشریح پہلے بہی کئی جگہ ہوچکی ہے۔

ترجمہ	جور واحسان رنج وشادی حادث است	حادثان میرند وحق شان وارث است
	ہو مسرت یا الم حادث ہے بس	ہین یہ سب فانی خدا وارث ہے بس

شرح۔ یعنی جور اور احسان رنج اور شادی سب کے سب حادث ہین۔ کیونکہ یہ چیزین تغیرات عالم کے سبب پیدا ہوتی ہین اور عالم اپنے تغیر کے سبب خود حادث ہے اسلیئے جو چیزین اُسکے اثر سے پیدا ہوتی ہین بدرجہ اولےٰ حادث ہونگے روحانیات گو اس عالم کے تغیر سے محفوظ ہین مگر ایک عالم مین یہ بہی تغیر سے خالی نہ رہینگے جو لوگ روح کو قدیم مانتے ہین وُہ سخت غلطی پر ہین اسکے متعلق کتابین کی کتابین تصنیف ہوچکی ہین ہم یہان بخوف طوالت اس بحث کو چہوڑے دیتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ سوائے ذات احدیت کے اور ہر شے حادث اور تمام چیزین جدید یعنے نئی پیدا ہوئی ہین اور نئی پیدا ہونے والی چیز فانی ہوا کرتی ہے تا ابد ہرگز قایم نہین رہتی۔ حادث کے لیئے مرنا یا فنا ہوجانا لازم ہے سوائے خدا کے کوئی شے قدیم یعنے ازلی وابدی نہین ہوسکتی۔ اور چونکہ تمام اشیا حقیقت مین خدا کی ملک ہین اسلیئے فنا ہوجانے کے بعد ہر شے کا وارث اور مالک وہی ہے آدمیون کی وراثت جو زندگی تک رہتی ہے مجازی اور غیر واقعی ہے اسکا اعتبار نہین اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے **اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْن** یعنے ہمین شک نہین کہ ہمین زندہ رکہتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین سب کے وارث ہین کیونکہ ہماری بقا دائمی ہے مطلب شعر یہ ہے۔ کہ اے شخص رنج مین اپنے دلکو رنج سے اور شادی مین مسرت سے متعلق نہ رکہا کر ان دو نو باتون کو چہوڑ دے کیونکہ ماسوے اللہ سب چیزین حادث اور فانی ہین اور دل لگانے کے قابل وہی ایک ذات ہے جو اپنی تمام خوبیون کے ساتہ ہمیشہ قایم رہیگا فنا ہونے والی چیزون سے دل بستگی انجام کار پریشانی اور تضیع اوقات پر پشیمانی کا باعث ہوتی ہے۔

	صبح شد ای صبح را پشت و پناه		عذر مخدومی حسام الدین بخواه
ترجمہ	اے پناہ صبح اب آ گئی سحر		عذر مخدومی حسام الدین سے کر

شرح۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ راتون کو مثنوی تصنیف کیا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین علیہ الرحمۃ مسودہ لکھتے جاتے تھے اور تصنیف مثنوی کے بارے مین تقاضا کرتے رہتے تھے اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو تصنیف کرتے کرتے اور انکو مسودہ لکھتے لکھتے صبح ہو گئی اور نماز کا وقت قریب آگیا مولانا اسی مطلب کے جانب اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ اے اللہ اے صبح کے پشت و پناہ یعنے سحر کے روشن کرنے والے یا اندہیرے سے اُسکی حفاظت کرنے والے آج مثنوی تصنیف کرتے کرتے صبح ہو گئی ہے تو میری طرف سے میرے مخدوم مولانا حسام الدین کے دِل مین عذر کا الہام کر تاکہ وہ اسوقت مجھے مثنوی کے تصنیف کرنے سے معاف کہین یا یہ معنے ہین کہ اے اللہ تیرے ذکر اور عالم استغراق مین صبح ہوگئی اور باوجود تقاضائے شدید آج کی شب مثنوی نظم کرنے کا موقع نہین ملا اسلیئے تو مولانا حسام الدین کے دِل مین میری طرف سے عذر کا القا کر کہ وہ بباعث استغراق مثنوی تصنیف نہ کرنے کے قصور کو معاف کرین نکتہ مولانا حسام الدین کو مخدوم اور عقل کل کہنا یا تو از راہ کسر نفسی ہے یا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ پیر کو اپنے لایق مرید کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

	عذر خواه عقل کل و جان توئی		جان جان و تابش مرجان توئی
ترجمہ	عذر خواه عقل کل و جان ہے تو		روح روح و تابش مرجان ہے تو

شرح عقل بمعنے خرد و دانش انسان مین ایک ایسی قوت ہے جسکے وسیلے سے انسان اشیاء کی باریکیون کو معلوم کر لیتا ہے۔ بعض نے اسی عقل کا نام نفس ناطقہ رکھا ہے لغت مین عقل پانو باندہنے کو کہتے ہین چونکہ خرد افعال ذمیمہ کی طرف جانے سے آدمی کا پانو باندہ دیتی ہے اسلیئے اسکا نام عقل رکھا گیا ہے یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ گناہون اور بد افعالیون مین مبتلا ہین وہ یا تو عقل ہی نہین رکھتے یا نفس امارہ اونکی عقل پر غالب آگیا ہے حکما کے نزدیک عقل دس فرشتون مین سے ایک فرشتہ کا نام ہے کیونکہ وہ عقول عشرہ کے قائل ہین اور یہ کہتے ہین کہ خدا نے اول ایک فرشتہ پیدا کیا تھا اُسنے ایک دیگر فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کر دیا اور اس دیگر فرشتے نے ایک اور فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا علے ہذا القیاس یہانتک کہ دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہو گئے دسوین فرشتہ کا نام عقل فعال ہے اور انہین کو حضرت جبریل بھی کہتے ہین اور پہلے فرشتہ کا نام عقل اول ہے اور بعض نے حضرت جبریل کو عقل اول کہا ہے۔ صوفیون کے نزدیک عقل اول کنایۂ نور محمدی ہے اور عقل کل عرش اعظم اور جبریل اور نور محمدی کو کہتے ہین ۔ اس شعر مین مولانا حسام الدین

علیہ الرحمۃ کو اُنکے ملکی صفات ہونے کے سبب عقل کل کہا گیا اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ میرے عقل کل اور میری جان (مولانا حسام الدین) کے دل مین میری طرف سے عذر کا الہام کرنے والا تو ہی ہے مولانا حسام الدین کو مثنوی مین کئی جگہ لفظ جان سے یاد کیا گیا ہے اور دیباچہ مین بھی ارشاد ہوا ہے کہ انت منی بمنزلۃ روحی۔ اے حسام الدین تو میری روح کے مانند ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ تو میری روح کی روح یعنی حسام الدین کی جان اور اُسکا محبوب اور اُسکے قلب کا نور ہے مرجان سے مراد دل ہے جو رنگت اور صنوبری شکل کے لحاظ سے مرجان کے ساتھ تشبیہ تام رکھتا ہے

	تافت نور صبح ما از نور تو		در صبوحی با مے منصور تو
ترجمہ	ہم بوقت صبح تیرے نور سے		ہین صبوحی کش مئے منصور سے

شرح۔ صبوحی۔ صبح کے وقت شراب پینا اور مئے منصور سے یا تو شراب وحدت مراد ہے یا لفظ منصور مے کی صفت ہے اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کے مضمون سے حال واقع ہوا ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صبح اور آفتاب وغیرہ کی روشنی نور خداوندی کا ادنے پرتو ہے قرآن مجید مین موجود ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی خدا آسمانون اور زمین کا نور ہے ہر دو عالم مین اسی کے جلوے کی روشنی ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نور کے طفیل سے ہماری صبح نے نور حاصل کیا ہے اور چونکہ جلوۂ صبح تیرے جلوے کا عکس اور اُسکی حالت کی خبر دیتا ہے لیسلئے ہم صبح کے وقت شراب وحدت سے سرمست ہو جاتے ہین۔ یا ایسی شراب پیتے ہین جس سے منزل عرفان طے کرنے کی بابت ہمین غیبی مدد ملتی ہے نکتہ چونکہ صبح کا وقت نہایت جلال اور نور کا وقت ہے اسلیئے عاشقان الٰہی کو بہ نسبت دیگر اوقات کے اسوقت زیادہ جوش ہوتا ہے مولانا قدس سرہ نے صبوحی کی قید اسی لحاظ سے لگائی ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ مصرع ثانی لفظ نور صبح سے حال واقع ہوا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ الٰہی ہماری صبح کا نور ایسی حالت مین چمکا ہے کہ تیرے فیضان انوار کی صبوحی پیئے ہوئے تھا۔ اور تیرے خدا ئے برحق اور معبود یکتا ہونے کا اقرار کر رہا تھا۔ کیونکہ روشنی کا اندھیرے اور اندھیرے کا روشنی مین داخل کر دینا تیری وحدانیت کی دلیل ہے اللہ تعالے خود فرماتا ہے۔ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ۔ یعنی الٰہی تو رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کر دیتا ہے گویا نور صبح نے مئے منصور یعنی شراب اظہار سر وحدت پی رکھی ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہر شے اُسکی توحید کا اقرار اور سر وحدت کا اظہار کر رہی ہے لیکن بے زبان چیزون کی زبان حال کا مضمون ہر شخص نہین سمجھتا

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

دادۂ حق چون چنین دارد مرا | بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا

ترجمہ | یہ عطائے حق ہے یہ ہے فضل رب | مے سے مجکو ہو نہین سکتا طرب

شرح۔ دادۂ حق سے شراب فضل و احسان اور بادۂ تجلی و عرفان اور مصرع ثانی مین بادہ سے یہی ظاہری شراب مراد ہے یعنے جبکہ مجھپر اللہ تعالےٰ کی عنایتین اور اُسکے احسان اسقدر ہین کہ مین ہر صبح کو شراب وحدت کی صبوحی پیتا رہتا ہون اور اُس سے میرے دل کو فرحت روح کو سرور اور آنکھون کو نور حاصل ہوتا رہتا ہے تو اسکے مقابلہ مین دنیوی شراب کیا چیز ہے کچھ بھی نہین مجھے حقیقی طرب اور دائمی شادمانی حاصل ہے دنیوی شراب جو مادۂ غفلت و فحش اور ناپاکیون کی جڑ ہے ہرگز مجھے خوش نہین کر سکتی۔ کیونکہ یہ شراب بادۂ عشق حقیقی کے مقابلہ مین لاشئے ہے اِسکے نشئے کا انجام خمار ہے اور اُسکی کیفیت کا اختتام وصال حقیقی ہے جو اہل اللہ کا مقصد اصلی ہے آیندہ دو شعرون مین مولانا قدس سرہ شراب حقیقی اور شراب دنیوی کی کیفیت کا اختلاف اور دونو کے سرور کا فرق بیان فرماتے ہین۔

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست | چرخ در گردش گدائے ہوش ماست

ترجمہ | جوش بادہ ہے گدائے جوش عشق | چرخ گردان ہے گدائے ہوش عشق

شرح۔ یہ شعر شروع کتاب مین بھی آچکا ہے لیکن وہان دوسرے مصرع مین اسیر ہوش تہا اور یہان گدائے ہوش ہے۔ البتہ ماحصل دونو لفظون کا ایک ہے اور وہان حسب اقتضائے مقام ہمنے اس شعر کے معنے دو طرح بیان کیے تہے یہان صرف ایک توجیہ کافی ہے کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش مین ہمارے جوش کی گدا یعنے اُس سے کم درجہ کی ہے۔ اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑہا ہوا ہے۔ کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کرسکتا۔ لیکن با اینہمہ عظمت و شان وہ اپنی گردش مین ہماری گردش عقل کا (جو نشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے) گدا یا فقیر ہے یعنی اُسکی بہ نسبت نہایت پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت و نحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت پران دونو مین جو کچھ فرق ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو | عالم از ما ہست شد نے ما ازو

ترجمہ | بادہ ہمسے ہے نہ ہم ہین مست مے | ہم نہین عالم سے عالم ہم سے ہے

شرح یعنے شراب ظاہری مین جو نشہ ہے اور وہ اپنی کیفیت مین آپ مست ہے یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے جو ہمنے پی رکھی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے۔ دوسرے مصرع مین

لفظ ملک سے روح مراد ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ جیتے جی جسم خاکی کو فنا کر کے محض روح ہی روح رہجاتے ہین اور یہ بھی خیال ہے کہ مصرع ثانی پہلے کی تمثیل ہے یعنے جسطرح عالم روح کے سبب ہست ہوا ہے روح عالم کے سبب ہست نہین ہوئی اسیطرح ظاہری شراب کا نشہ بادۂ عشق حقیقی کی بدولت ہے اور معنوی شراب کا نشہ ظاہری شراب کی بدولت نہین ہے یہان ہم ایک مصرع کی تضمین کرتے ہین۔

شراب عشق کجا و مئے خراب کجا — بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

	خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم		ماچو زنبوریم و قالبہا چو موم	
	خانہ خانہ کالبد ہین چو رہین		کالبد ہین موم ہم زنبور ہین	ترجمہ

شرح۔ زنبور شہد کی مکھی اور موم سے مراد انہین مکھیون کا چھتہ ہے اور ما سے مراد وہی روح ہے جسکا ذکر ابھی ہوچکا ہے مطلب یہ کہ عاشقان الٰہی کی روحین مگس شہد کے مانند اور اُنکے جسم چھتے کے مانند ہین روح نے قالب کو سوراخ سوراخ کردیا ہے۔ اور اُن تمام سوراخون مین معرفت الٰہی کا شہد بھر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عاشقان الٰہی وصال کی امید مین ریاضت و محنت کے ہزارون زخم کھا کھا کر اپنے اجسام کو فنا کردیتے ہین اور اُنکے ہر رگ و ریشہ مین عشق حقیقی کی حلاوت پُر ہوجاتی ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاشقان الٰہی اپنے اجسام کے حق مین زنبور ہین۔ اور اُنکے اجسام اُنکے لیئے موم بنے ہوے ہین یعنے جسطرح موم اچھے بُرے نقش کو آسانی سے قبول کرلیتا ہے۔ اسی طرح عاشقان الٰہی ہر قسم کی تکلیف کو رضامندی سے قبول کرلیتے ہین اُنکا بدن اُنکی خوشی سے طرح طرح کی تکلیفون کے خونریز تیرونکا چھتہ بنا ہوا ہے۔

	تا چہ شد احوال آن مرد نکو		بس درازست این حدیث خواجہ گو	
	پھر سُنا دے طوطی و تاجر کا حال		یہ کہانی ہے بڑی اے نیک فال	ترجمہ

شرح یعنے عاشقان الٰہی اور معشوق حقیقی کا حال کوئی کہانتک بیان کرے۔ زبان قلم اور قلم زبان دونو اس سے عاجز ہو۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ یعنے اگر میرے رب کے باتین لکھنے کے لیئے سمندر سیاہی بنجائے تو بالضرور سارا سمندر صرف ہوجائے اور میرے رب کی باتین تمام نہون۔ اگرچہ اُس سمندر کی مدد کے لیئے ویسا ہی ایک سمندر لایا جائے مطلب یہ ہے کہ اُسکی قدرت کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے کسیکے خیال مین نہین آسکتا اسی طرح ہر شے سے اسرار وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اُسکا بیان کرنا یا لکھدینا حد امکان بشری سے خارج ہے اسیلئے ہم اس بیان کو چھوڑ کر پھر سوداگر اور طوطی کے قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ ابھی وہ قصہ ناتمام ہے اور اُسکا نہایت ضروری حصہ یعنے نتیجۂ قصہ ابھی بیان نہین ہوا۔

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

سوداگر اور طوطی کی حکایت کی طرف رجوع کرنا +

خواجہ اندر آتش و درد و حنین　　صد پراگندہ ہمیگفت اینچنین

ترجمہ: درد و غم مین خواجہ مرد نکو　　کر رہا تہا یہ پریشان گفتگو

گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز　　گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز

ترجمہ: گاہ کرتا تہا نیاز اور گاہ ناز　　گاہ سودائے حقیقت گہہ مجاز

شرح - حنین گریہ و نالہ - اینچنین اشارہ بہ نوحہ گزشتہ اور لفظ گہ تناقض اینچنین کے متعلق ہے - اور گاہ ناز و گہ نیاز اسلئے آخرہ تناقض کی تفسیر ہے یعنے تاجر کے نوحہ کا مضمون باہم متبائن و مخالف تہا کبھی تو طوطی کے مرجانے کے غم میں ایسی پراگندہ باتین کرتا تہا جیسی اوپر گزرچکی ہیں اور کبھی اون کے خلاف یعنے اوسکے مرنے سے خوش ہوتا تہا کبھی اسباب پر ناز کرتا تہا کہ یعنے طوطی کے عشق مجازی سے نجات پائی اور کبھی بارگاہ الٰہی مین بعجز و نیاز مناجات کرتا تہا کہ طوطی پہر زندہ ہوجائے تو کیا اچھا ہو کبھی اوس پر عشق مجازی کا جنون سوار ہوتا تہا - کبھی عشق حقیقی کا کیونکہ تاجر طوطی کا عاشق تہا اور عاشق اپنے افعال و اقوال مین مجبور اور دیوانہ کی مانند ہوا کرتا ہے +

مرد غرقہ گشتہ جانے میکند　　دست را در ہر گیاہے میزند

ترجمہ: ڈوبتے کی ہے یہ حالت سربسر　　ڈالتا ہے ہاتھ ہر برگ گاہ پر

تا کدامین دست گیرد در خطر　　دست و پائے میزند از بیم سر

ترجمہ: تا کہ ہو اِس وقت کوئی دستگیر　　جان ستان ہے خوف دریائے خطیر

شرح - تاجر کی پریشانی اور پراگندہ مقالی کی تمثیل ہے - غرقہ ڈوبنے والا - جان کندن مشقت سے کوشش کرنا - بیم سر یعنے خوف جان - یعنے تاجر کی ایسی مثال تہی جیسا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا +

دوست دارد دوست این آشفتگی　　کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ہے پسند یار یہہ آشفتگی　　شغل بد سے بھی بری ہے خفتگی

شرح - یعنے اللہ تعالیٰ جو محبوب حقیقی ہے اضطراب عاشق کو پسند کرتا ہے کیونکہ غفلت اور بیکاری سے کسی کام مین مشغول رہنا بہتر ہے خواہ وہ بیہودہ ہی کیون نہو - حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلعم ایک شخص کے پاس سے گزرے اور آپنے اوسکو کچھ اوجہ نہ کی جب واپس تشریف لائے تو قدرے متوجہ ہوئے صحابہ نے سبب پوچھا - آپنے فرمایا کہ پہلی حالت میں چونکہ وہ بیکار تہا اسلئے شیطان اوسکا مصاحب بنگیا تہا اور دوسری حالت مین وہ زمین پر لکیرین کھینچ رہا تہا اسلئے شیطان اوسکی مصاحبت سے جدا ہوگیا تہا اسلیئے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے کہ بیکار سے بیگار بھلی -

آنکہ او شاہست او بیکار نیست ۔۔۔ نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست

ترجمہ: شاہ کو اک لحظہ بیکاری نہیں ۔۔۔ ہے وہ نالان او بیماری نہیں

شرح ۔ اگر شاہ سے مراد اللہ تعالےٰ ہے تو یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ایک نئی شان میں ہے عزت دیتا ہے ذلت دیتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے رزق دیتا ہے بند کر لیتا ہے بیمار ڈالتا ہے شفا دیتا ہے ۔ اسلیئے جب شاہ کا یہ حال ہے تو بندون کو بھی متخلق باخلاق اللہ ہو کر ہمیشہ ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے ۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ باوجود عدم حاجت اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے محبت ہے اور اون کے کام بناتا رہتا ہے ۔ اور یہ بات فی الواقع عجیب ہے کہ باوجود عدم احتیاج کوئی کسیکا کام کرے ۔ نالہ مجازاً بمعنے محبت اور بیمار بمعنے محتاج ہے ۔ اور اگر سلطان سے ولی کامل مراد ہے تو یہ معنی ہیں کہ ولی بیکار نہیں رہتا بلکہ محبت الٰہی میں نالان رہتا ہے اور اوسکا نالہ عجیب بات ہے کیونکہ وہ مریض نہیں ہے بلکہ طبیعت بشری پر قادر ہے اوس کو نالہ کی احتیاج نہیں پس تو یہی سمجھئے کہ اوس کا نالہ اور دعا صرف مخلوق کے فائدے کے لئے ہے اس صورت میں نالہ اور بیمار کی تاویل کی کچھ حاجت نہیں آئندہ لفظ ہو کو بضرورت شعر بتشدید واو لکھنا شعر کی ضرورت سے ہے

بہر این فرمود رحمان اے پسر ۔۔۔ کل یوم ہوّ فی شان اے پسر

ترجمہ: دیکھ لے تو قول رحمان اے پسر ۔۔۔ اوسکی ہر دم ہے نئی شان اے پسر

شرح ۔ یعنے اس بات کی اطلاع کے لئے کہ بیکار رہنا بُرا اور کچھہ نہ کچھہ شغل کرنا اچھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ ۔ شان بمعنی حکم ہے ۔ مثلاً عزت و دولت دینی زندگی اور موت بخشنی وغیرہم ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہماری تعلیم کے لئے ہے پس توجسطرح وہ ہمارے کاموں میں ہمارا معاون ہے اوسی طرح ہمیں بھی اوسکی عبادت اور خدمت میں مشغول رہنا چاہیئے ۔ بیکاری و یاد الٰہی سے غفلت ایکدم کے لئے بھی ناجائز ہے ۔

اندرین رہ مے تراش و مے خراش ۔۔۔ تا دم آخر دمے فارغ مباش

ترجمہ: چل اسی رستے پہ اور جاہل نہ ہو ۔۔۔ آخری دم تک کبھی غافل نہ ہو

تا دم آخر دمے آخر بود ۔۔۔ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

ترجمہ: تا دم آخر دم آخر بنے ۔۔۔ فضل سے تو اوسکے صاحب سر بنے

شرح یعنے راہ حق میں کوشش کر اور رعایت قدم رہ اور اوسکی یاد سے آخر دم تک ایکدم غافل نہو ۔ تاکہ تیرا دم آخر ایسا دم معلوم ہو جیسا کہ صالحین کا ہوتا ہے کیونکہ ذکر کرتے کرتے عنایت الٰہی مخفی طور پر تیرے رفیق اور رازدار ہو جائینگی اور مرتے ہی مقام حضوری حاصل ہو جائیگا ۔ اسلئے کہ آدمی جس حال میں رہیگا اوسی میں اوٹھیگا ۔

ہر کہ میکوشد اگر او مرد و زن ست ۔۔۔ گوش و چشم شاہ جان بروزن ست

ترجمہ: کوشش مردان ہو یا ہوسے زنان ۔۔۔ دیکھتا ہے سب کو شاہ انس و جان

شرح یعنے راہ خدا میں کوشش کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالیٰ اوسکے اعمال کو دیکھتا اور سنتا ہے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور کسیکی کوشش بیکار نہ جائیگی۔ گوش اور چشم بر دوختن شدن بمعنے سننا اور دیکھنا ہے۔ اور ہوالسمیع البصیر کا یہی مطلب ہے

بیرون انداختن مرد طوطی را از قفس و پریدن آن

ترجمہ سوداگر کا طوطی کو مردہ سمجھ کر پنجرے سے باہر پھینک دینا اور طوطی کا اوڑ جانا

بعد ازانش از قفس بیرون فگند ۔۔ طوطیک پرید تا شاخ بلند

ترجمہ خواجہ نے پھینکا جو مردہ جان کر ۔۔ اُڑ گیا طوطی بلند اک شاخ پر

طوطی مردہ چنین پرواز کرد ۔۔ کافتاب از چرخ ترکی تاز کرد

ترجمہ طوطی مردہ اڑا ایسا شتاب ۔۔ چرخ پر جس طرح گوے آفتاب

شرح۔ ترکتاز دوڑنا۔ ترکونکی دوڑ۔ ترکی تاز باضافت مقلوب ہے۔ بعض نسخوں میں چرخ کی جگہ شرق ہے یہی حال روح کا ہے کہ قفس جسمانی سے رہا ہوکر قرب الٰہی کی طرف چلی جاتی ہے اور تجلی مشہود کی شاخ پر اپنا گھر بنالیتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آفتاب مشرق سے نکلتے ہی ہر دم ترقی کرتا جاتا ہے اس سے روح کے نکلنے کو تشبیہ دیگئی ہے جو اس بات پر اشارہ کررہی ہے کہ روح کو بعد موت عالم برزخ میں دنیوی زندگی کی بہ نسبت حیات کامل حاصل ہوتی ہے۔

خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ ۔۔ بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ

ترجمہ خواجہ کو حیرت تھی کار مرغ سے ۔۔ بے خبر تھا کاروبار مرغ سے

شرح دوسرا مصرع پہلے مصرع کی علت ہے یعنے تاجر مرغ کے نادیدہ اسرار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب ۔۔ از بیان حال خودمان دہ نصیب

ترجمہ منہ اٹھا کر یہ کہا اے عندلیب ۔۔ کچھ سنا اپنا ہمیں حال عجیب

او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی ۔۔ ساختی مکرے و ما را سوختی

ترجمہ تو نے کیا سیکھا اور اونے کیا کیا ۔۔ سچ بتادے مکر کیوں ایسا کیا

ساختی مکرے و ما را سوختی ۔۔ سوختی ما را و خود افروختی

ترجمہ مکر نے تیرے کیا دل سوختہ ۔۔ ہم جلیں اور تو ہو یوں افروختہ

شرح عندلیب سے مجازاً طوطی مراد ہے یعنے جب وہ طوطی اوڑ گیا تو تاجر نے حیرت زدہ ہو کر یہ کہا کہ اے طوطی اس مکر سے کیا فائدہ ہوا سچ بتا۔ اس طوطی نے ہند میں ایسا کیا کام کیا تھا کہ تو نے بھی سیکھ کر اوسکی تقلید کی اور ہمیں جلا کر خوش ہوئی

گفت طوطی کو بفعلم پند داد ۔۔ کہ رہا کن نطق و آواز و کشاد

ترجمہ یہ کہا طوطی نے تھی وہ مجھکو پند ۔۔ یعنے کر اپنی خوشنوائی اپنی بند

شرح کشاد بمعنی خوشی و بہر بہرا ہے۔ اسمیں اس بات پر اشارہ ہے۔ کہ کامل گو اپنی زبان سے کچھ نہیں لیکر اونکے افعال دوسرونکے لئے پند ہوتے ہیں جیسا کہ اوس ہندوستانی طوطی کا فعل اس طوطی کے لیئے باعث نجات ہو گیا۔ اس لئے کاملین اتباع سنت اور اقوال محمدی کو اپنا پیشوا بنائے رکھتے ہیں۔

	زانکه او از تُرا در بند کرد	خویش او مرده پئے این پند کرد
ترجمہ	خوش نوائی کے سبب تو بند ہے	اوس کا مُردہ ہونا مجکو پند ہے
	یعنی ای مطرب شده با عام و خاص	مرده شو چون من که تا یابی خلاص
ترجمہ	یعنی اے زہرہ نوائے عام و خاص	جیتے جی مر رہ کہ تا پائے خلاص

شرح۔ یعنے اوس ہندوستان کی طوطی نے مردہ کی صورت بنا کر مجبکو نصیحت کی کہ اسے طوطی تا ہر اور اسے مطرب خاص و عام تو بھی اپنے تئین مردہ بنا لے ضرور نجات پائے گا۔ تیرا مالک تجھے مردہ سمجھ کر قفس سے نکال دیگا۔

	دانه باشی مرغکانت بر چنند	غنچه باشی کودکانت بر کنند
ترجمہ	دانے کو چنتے ہیں اکثر جانور	طفل غنچے توڑتے ہیں سربسر
	دانه پنہان کن بکلی دام شو	غنچه پنہان کن گیاهِ بام شو
ترجمہ	دانہ کر پنہان سراسر دام بن	غنچہ کر پنہان گیاہِ بام بن

شرح۔ چونکہ دانہ مٹی میں ملا ہوا ہوتا ہے اسلئے بنسبت غنچہ کے ذلیل حال میں ہے۔ لہذا دانہ سے فقیر اور غنچے سے غنی مراد ہے اور مرغان سے فرشتگان موت اور کودکان سے اطفال لیل و نہار۔ یعنے تو فقیر ہو یا غنی۔ موت سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ مگر اس صورت میں حیات ابدی حاصل ہو سکتی ہے کہ تو اگر فقیر ہے تو اپنی ذات کو فنا فی اللہ کر کے عشق حقیقی کو حاصل کرنے کے لئے سربسر دام بن جا۔ اور اگر غنی ہے تو فنا ہو کر مراتب عالیہ معرفت کی گھانس ہو یعنے قرب اور تر و تازگی حاصل کر گھاس کی تخصیص اسلئے ہے کہ اسمیں بنسبت جمیع سبزہ زار کے قدرتی نشو و نما کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ اسیطرح عاشق الہی کو ہر وقت نشو و نما ہوتا ہے یا اس لئے کہ گھاس نہایت پست حالت میں ہے امیرون کے لئے اسکی تخصیص ان معنون کی طرف اشارہ ہے کہ امرا کو اپنی ظاہری امارت چھوڑ کر عشق الہی میں فروتنی ضرور چاہیئے۔ یا دانہ باشی اور غنچہ باشی سے اظہار خودی مراد ہے جسمیں مضرت کا اندیشہ ہے دیکھو جانور اونہیں دانون کو کہاتے ہیں جو ظاہر ہیں اور لڑکے انہیں غنچون کو توڑتے ہیں جنکا ظہور ہو چکا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تو اپنی طاعت و عبادت کا اظہار کریگا تو تجکو معنوی نقصان حاصل ہوگا۔ اسلئے اینما طب تجھپر فرض ہے کہ خودی اور خود نمائی کو چھوڑ کر مرتبہ فنا حاصل کرے اور اپنی شہرت سے بچے اور دانہ نہ بنے کیونکہ دانہ بنے گا تو جانور ضرور تیری طرف رجوع کرینگے بلکہ دام بن کہ جانور تجھسے ڈرتے رہیں۔ اور تیرے پاس آنے کو گویا مصیبت میں پھنسنا سمجھیں۔ اور غنچہ نہ ہو بلکہ گھاس ہو اور گھاس بھی بام کی گھاس جسکی قدر ہی نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو اس قدر کہ اوسکو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہرت سے پرہیز کرتا

طلب دنیا سے بچے کیونکہ شہرت سے دنیا حاصل ہوتی ہے اور رجوع خلایق کا اندیشہ ہے **فائدہ** شہرت وہان بری ہے جسمین سالک کی نظر مخلوق کی طرف ہو۔ اور اگر خالق کی طرف ہے تو ایسی شہرت سے کچھہ حرج نہیں۔ شہرت سے بچنے کی سب سے اچھی ترکیب وہ ہے جو بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے کی تھی۔ کہ ایکبار دنکو رمضان مین ایک نان بائی کی دکان سے بے اجازت روٹی لیکر کہالی۔ لوگون نے اِس حرکت کو برا جانا۔ مگر فی الواقع یہ بات تھی کہ آپ بیمار تھے اور افطار جائز تھا۔ روٹی پہلے خرید کر رکہہ گئے تھے۔ شہرت سے بچنے اور عوام کو بدعقیدہ کرنے کے لئیے یہ چاہیئے کہ ایسا فعل کرے جو بظاہر عوام مین مذموم ہو اور فی الواقع حرام یا مکروہ اور خلاف شرع نہ ہو۔ پچہلے معنی نہایت چسپان ہیں۔ کیونکہ مولانا شہرت کی مذمت بیان کر رہے ہیں اور آیندہ بہی مضرت تعظیم خلایق کا بیان کرنے والے ہیں۔

	ہرکہ داد او حسن خود را بر مراد	صد قضاے بد سوی او رو نہاد
ترجمہ	حسن ہو جس کا مرادی زینہار	صد قضائے بد کا ہوتا ہے شکار

شرح یعنے جو شخص اپنی خوبیون اور عبادتون کو اپنی مراد کے موافق پائے۔ یعنے جیسا باطن مین ہو ویسی ہی اوسکی شہرت ظاہر مین ہو تو وہ مصیبتون میں گرفتار ہوجائے گا بعض نسخون میں ہرکہ داد او حسن خود را بر مراد ہے۔ یعنے جسنے اپنی خوبیون کو بڑہا کر ظاہر کیا۔ اوسنے بنظر انجام اپنے حق مین برا کیا +

	چشمہا و خشمہا و رشکہا	بر سرش بارد چو آب از مشکہا
ترجمہ	چشم مردم خشم مردم اور رشک	اوس کے سر پہ ہے بشکل آب مشک

شرح ۔ قضائے بد کی تفسیر ہے چشم سے چشم زخم یعنے نظر بد مراد ہے کیونکہ مشہور مقولہ ہے العین لتدخل الرجل القبر والجمل القدر۔ نظر بد آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو ہنڈیا مین داخل کر دیتی ہے۔ نیکو سے لوگ حسد و رشک کرنے لگتے ہیں۔

	دشمنان او را ز غیرت میدرند	دوستان ہم روزگارش می برند
ترجمہ	غیر سب غیرت دلاتے ہیں اوسے	اور یگانے سب ستاتے ہیں اوسے

شرح ۔ یعنے شہرت پسند آدمی کے دشمن رشک و حسد سے اوسکو تکلیف پہنچاتے ہین اور دوست اوسکی صحبت کے باعث اوسکا وقت ضایع کرتے ہیں اور نقصان شہرت کے باعث ہوتا ہے۔

	آنکہ غافل بود از کشت و بہار	او چہ داند قیمت این روزگار
ترجمہ	جو کہ ہو نا واقف کشت و بہار	کیا خبر اوس کو کہ کیا ہے روزگار

شرح یعنے جو شخص کشت و بہار یعنے فوائد عمر سے غافل ہے وہ روزگار دنیا کی قدر و قیمت نہین جانتا۔

	در پناہ لطف حق باید گریخت	کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت
ترجمہ	جا۔ پناہ لطف حق مین اے بشر	لطف اوسکے ہین بہت ارواح پر

تا پناہے یابی آنگہ - چہ پناہ ۔ آب و آتش مر ترا گردد سپاہ

ترجمہ: تاکہ پائے سایۂ حق مین پناہ ۔ آگ پانی ہو ترے حق مین سپاہ

شرح - یعنے دشمنونکی عداوت اور دوستونکی مصاحبت سے ہر دم نقصان پہونچتا ہے اسلئے طالب پر فرض ہے کہ سب کو چہوڑ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مین آجائے - کیونکہ پناہ حق کچہہ ایسی ویسی پناہ نہین - بلکہ ایسی پناہ ہے کہ پانی اور آگ انسان کی محافظ بنجاتی ہین اوسکی مثال آیندہ شعرون میں ہے -

نوح و موسی را نہ دریا یار شد ۔ نے بر اعدا شان بکین قہار شد

ترجمہ: نوح اور موسی کا دریا یار تھا ۔ دشمنانِ خاص پہ قہار تھا

آتش ابراہیم را نے قلعہ بود ۔ تا بر آورد از دلِ نمرود دود

ترجمہ: آگ اک قلعہ بنی بہر خلیل ۔ جل مرا غصہ میں نمرود ذلیل

کوہ یحیے را نہ سوئے خویش خواند ۔ قاصدانش را بزخم سنگ راند

ترجمہ: کوہ نے یحیے کو اندر لے لیا ۔ دشمنون کو اون کے زخمی کردیا

گفت اے یحیے بیا در من گریز ۔ تا پناہت باشم از شمشیر تیز

ترجمہ: یہ کہا سب دشمنون سے کر گریز ۔ میں ہون اے یحیے امان تیغ تیز

شرح - ان شعرون میں لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا دریا نے حضرت نوح اور موسیٰ کی رفاقت مین اون کے دشمنون کو غرق نہیں کیا تہا بلکہ ضرور کیا تہا علیٰ ہذا القیاس آگ نے حضرت ابراہیم اور پہاڑ نے حضرت یحیے کو پناہ دی تہی کفار نے جب حضرت یحیے کے قتل کرنے ارادہ کیا تو آپ بہاگے اور کفار پیچہے پیچہے چلے - ایک پہاڑ نے پکارا کہ آپ مجہہ میں آجایئے - مین آپ کو پناہ دونگا اور یہود پر پتہر پہینکونگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - حضرت یحیے بحکم الٰہی اس واقعہ کے بعد شہید ہوئے تہے -

وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن

ترجمہ: طوطی کا سوداگر کو رخصت کرنا اور اُڑ جانا

یکدو پندش داد طوطی بے نفاق ۔ بعد ازان گفتش سلام الفراق

ترجمہ: دے کے اوس کو پند مرغ بے نفاق ۔ پہر لگا کہنے سلام الفراق

الوداع اے خواجہ کردی مرحمت ۔ کردی آزادم ز قید مظلمت

ترجمہ: الوداع اے باعث صد مرحمت ۔ تو نے دی مجہکو نجات مظلمت

الوداع اے خواجہ رفتم تا وطن ۔ ہم شوی آزاد روزے ہمچو من

ترجمہ: الوداع اب اُڑ گیا میں تا وطن ۔ تو بہین آزاد ہو اے مرد فن

شرح۔ یکدو پند سے مراد طوطی کا یہ قول ہے مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص۔ طوطی کو بے نفاق اسلئے کہا کہ اوس نے تاجر کو جو کچھ نصیحت کی تھی وہ سچی ہمدردی پر مبنی تھی۔ سلام الفراق۔ جدائی کے موقع کا آخری سلام مطلب قفس کا گوشہ تا ریک۔ وطن سے مراد ہندوستان ہے۔ اور ہم شوی آزاد اے آخرہ کا یہ مطلب ہے کہ اے خواجہ اگر مرنے سے پہلے مر جائے گا تو میری طرح تو بھی ایک دن وجود عارضی کی قید سے آزاد ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے گا۔

	خواجہ گفتش فی امان اللہ برو	مر مرا اکنون نمودی راہ نو
ترجمہ	خواجہ بولا فی امان اللہ جا	کیا دکھائی تونے سیدھی راہ جا
	سوئے ہندستان اصلی رو نہاد	بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد
ترجمہ	اڑ گیا طوطی سوئے ہندوستان	بعد اوس شدت کے ہو کر شادمان

شرح یعنے جب خواجہ نے فی امان اللہ کہکر طوطی کو رخصت کر دیا تو وہ ہندوستان یعنے اصلی وطن کی طرف اڑ گیا۔ اور شدت قید کے بعد طوطی کا دل اس رہائی سے نہایت خوش ہوا۔ راہ نو سے طریقہ وصول الی اللہ مراد ہے جس سے تاجر ابتک نا واقف تھا۔ اور جو اوسکو طوطی کی نصیحت اور اوسکی رہبری سے معلوم ہوا تہا۔

	خواجہ با خود گفت این پند منست	راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست
ترجمہ	خواجہ بولا پند ہے یہ سر بسر	راہ رو اب مین ہون وہ تہا راہبر
	جان من کمتر ز طوطی کے بود	جان چنین باید کہ نیکو پے بود
ترجمہ	جان میری کیونکہ ہو طوطی سے کم	اب اسی رستہ مین رکھون گا قدم

شرح یعنے طوطی کا یہ واقعہ دیکھکر تاجر نے عہد کر لیا کہ مین اُسی رستہ پر چلونگا جسکی رہبر طوطی نے کی ہے کیونکہ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے کسی حال مین حیوان سے گھٹکر نہ رہنا چاہیے۔ لفظ پے بمعنی عقب ہے یعنے جان وہی ہے جس کے نکلجانے کے بعد کوئی نیکی باقی رہے یا آدمی وہی ہے جو کسی نیک کے قدم بقدم چلے۔ اس صورت مین نیکو پے بمعنی پیرو نیک ہے ✦

مضرت تعظیم خلق و انگشت نما شدن

ترجمہ: خلقت کے بڑا جاننے اور عام مین انگشت نما ہونے کے ضرر کا بیان

	تن قفس شکل ست زان شد خار جان	از فریب داخلان و خارجان
ترجمہ	تن قفس ہے اسلئے ہے خار جان	آنے جانے والے ہیں ایذا رسان

شرح پہلے مصرع مین خار الگ لفظ ہے اور جان الگ یعنی خار برائے روح۔ اور دوسرے مین حسب قاعدہ فارسی لفظ خارج کی جمع ہے یعنے بدن روح کے حق مین قفس کی مانند ہے اوسکو پرواز عالم علوی سے روکتا ہے اور اسی روک کے سبب ہم جسم انسانی کو خار برائے روح بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ آنے جانے والے مریدون اور معتقدین کی حد سے بڑھی ہوئی اولفو تعریفون اور خوشامد کے

باعث نفس پھولتا ہے اور آدمی میں عجب اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے جو روح کو عالم بالا کی سیر سے روکے رکھتا ہے۔ تن سے مراد شخص معین ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی خوشامد گویوں کے فریب اپنی روح کے حق میں کانٹا بنکر عالم بالا کی پرواز سے محروم رہ جاتا ہے نیز ممکن ہے کہ داخلان سے صفات ذمیمۂ قلبی اور خارجان سے الفاظ خوشامد و مدح مراد ہوں جنکے باعث آدمی میں صفت تکبر پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ مولانا ایک جگہہ فرماتے ہیں۔ آدمی فربہ شود از راہِ گوش ۔ انسان کان کے رستے۔ (خوشامد اور تعریف۔ سے فربہ ہو جاتا ہے۔ خارجان جانے والے اور داخلان آنے والے۔

	اینش گوید من شوم ہمراز تو	وانش گوید نے منم انباز تو
ترجمہ	اس کا دعوےٰ ہے کہ میں ہمراز ہوں	قول ہے اوس کا کہ میں دمساز ہوں
	اینش گوید نیست چون تو در وجود	در کمال و فضل و در احسان و جود
ترجمہ	اِس کا یہ کہنا کہ ہو تم بے مثال	سر بسر جود و کرم فضل و کمال
	آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست	جملہ جانہا مان طفیل جان تست
ترجمہ	کوئی کہتا ہے دو عالم ہیں ترے	جانیں وابستہ ہیں تیری جان سے

شرح۔ ہر شعر میں اینش کا اشارہ داخل یعنے وسوسۂ شیطانی کی طرف ہے اور آنش کا خارج یعنے خوشامد گو کی طرف۔ یا این و آن سے مطلق آنے جانے والے مراد ہیں جن میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا ہمراز ہوں۔ اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ میں حضور کا درد شریک ہوں۔ اے حضرت آپ صاحب فضل و کمال اور عالم میں بیمثال شخص ہیں ایسی خوشامد سے آدمی کے دل میں تکبر سما جاتا ہے جو باعث مضرت ہے۔ افسوس اس زمانہ میں خوشامد کا رواج بہت ہے خصوصاً امرا کے درباروں میں سیکڑوں خوشامدی الا لچ کے سبب امر بالمعروف نہیں کر سکتے اور قرآن و حدیث کے مطابق احکام نہیں بتاتے۔ بلکہ خدا کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔ اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں۔

	آنش خواند گاہ عیش و خرمی	اینش گوید گاہ نوش و ہمدمی
ترجمہ	ایک بولا ہے یہ عہد خرمی	ایک بولا ہے یہ وقتِ ہمدمی

شرح یعنے ایک یہ صلاح دیتا ہے کہ یہ وقت عیش و خرمی کا ہے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یہ موقع نہایت خوش زندگانی اور ہمدمی یعنے دوستوں کی مصاحبت کا ہے۔ نوش بمعنی شیرین و آبحیات و زندگی و شہد۔ مطلب یہ کہ بدگون کی مصاحبت فریب اور مضرت سے خالی نہیں۔ اکثر مرید اپنے پیرون کو بڑھا بڑھا کر اور ان کو معصوم خیال کرکے تباہ کر دیتے ہیں

	او چو بیند خلق را سرمست خویش	از تکبر میرود از دست خویش
ترجمہ	خلق سے جب اوسنے یہ کچھ سن لیا	کبر نے دونو جہان سے کہو دیا
	او نداند کہ ہزاران را چو او	دیو افگندست اندر آب جو
ترجمہ	کیا خبر ہے اوسکو شیطان لعین	مارنے کی گھات میں ہے بالیقین

شرح ـ یعنے وہ شخص جسکے معتقد خوشامد کرکے اوسکو متکبر اور خود پسند بنا دیتے ہیں یہ نہیں جانتا کہ شیطان نے اس جیسے بہتون کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ وہ تکبر کے سبب عجب و نشۂ خودی سے بیہوش ہوجاتا ہے +

لطف و سالوس جہان خوش لقمہ ایست	کمترش خور کان پر آتش لقمہ ایست
ترجمہ گرچہ سالوس جہان خوش لقمہ ہے	تو نہ کہا ہرگز بد آتش لقمہ ہے

شرح ـ لطف و سالوس سے بیجا خوشامد جھوٹی سچی تعریف اور حد سے بڑہی ہوئی تعظیم مراد ہے ـ خوشامد و مدح لطف بظاہر با مزہ معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع ممدوح کے حق میں آگ کا لقمہ ہے کیونکہ اوس سے عجب و تکبر پیدا ہوتا ہے جو دوزخ کا سامان ہے ـ

آتشش پنہان و ذوقش آشکار	دود او ظاہر شود پایان کار
ترجمہ آگ ہے اسکی نہان ذوق آشکار	اور نکلتا ہے دہوان انجام کار

شرح ـ یعنے کو مدح کا مزہ ممدوح کو ظاہر طور پر بہ وقت آجاتا ہے کیونکہ چہرہ پر مسرت کے آثار نمایان ہوجاتے ہیں مگر اوس کی آتش پنہان کا دہوان آخر میں ظاہر ہوتا ہے ـ آتش سے مراد حصول تکبر ہے اور دہوئیں سے اوس کا آخری اثر ـ یعنے ممدوح اپنی ذات کو سب سے برتر اور دوسرے کو سب سے بدتر سمجھنے لگتا ہے

تو مگو آن مدح را من کے خورم	از طمع میگوید او من پے برم
ترجمہ تو نہ کہہ واقف ہو نہیں اس مدح سے	کہہ رہا ہے کہنے والا طمع سے

شرح ـ یعنے تو یہ نہ کہہ کہ میں ممدوح ہو کر مدح سے فریب نہیں کہاتا اور یہ بھی دعوے نہ کر کہ میں مدح کرنے والے کی نیت سے سمجھ گیا ہون کہ طمع دنیوی کے باعث میری مدح کرتا ہے اس لئے مجھپر اوسکی مدح کا اثر نہیں ہوتا ـ اے ممدوح یہہ کہنا غلط ہے کیونکہ مدح کا اثر ضرور ہوتا ہے ـ مدح کرنے والا غرض دنیوی سے مدح کرے یا بے غرضی سے اس کی دلیل آیندہ شعر ہے

مادحت گر ہجو گوید بر ملا	روزہا سوزد دلت زان سوزہا
ترجمہ مدح گو گر ہجو لکہے بر ملا	مدتون دُکہے گا اس سے دل ترا
گرچہ دانی کو ز حرمان گفت آن	کان طمع کہ داشت از تو شد زیان
ترجمہ گرچہ باعث ہجو کا معلوم ہے	کیونکہ وہ انعام سے محروم ہے
آن اثر میماندت در اندرون	در مدیح این حالتے ہست آزمون
ترجمہ دل کی حالت ہوتی ہے جو قدح میں	ہے وہ حالت آزمودہ مدح میں

شرح ـ مدح کرنیوالون کا قاعدہ ہے کہ ممدوح صلہ نہیں دیتا تو اوسکی ہجو کیا کرتے ہیں ـ مولانا فرماتے ہیں کہ اے ممدوح جب کوئی شخص تیری ہجو کرتا ہے تو اوس کے اثر سے مدتون تیرے دل کو ملال رہتا ہے اگرچہ تجھے معلوم ہے کہ ہجو کرنے والے نے محرومی صلہ کے سبب ہجو کی ہے کیونکہ اوسکی اُمید صلہ کو تیرے ٹکا نہ دینے سے نقصان پہنچا ہے اور یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ ہجو غیر واقعی

ہے تاہم کچھ ملال ضرور ہوتا ہے یہی حال مدح کے اثر کا ہے کہ اوس سے تکبر اور عجب پیدا ہوتا ہے ضد کو ضد پر قیاس کرنا چاہئے لغات میں لکھا ہے الملیح با بمعنی لغت یعنی مدیح وہ چیز ہے جس سے مدح کیجائے یعنی وہ اوصاف جو مدح کرنے والا ممدوح میں ثابت کرے۔ اس صورت میں پچھلے مصرع کے یہ معنی ہیں کہ مدیح (تذکرۂ اوصاف) میں یہ حالت آزمودہ ہے کہ ممدوح کے دل میں بھلا یا برا اثر پیدا کر دے نیز ممکن ہے کہ مدیح صفت مشبہ بمعنی مادح لیا جائے یعنی مدح کرنے والے میں یہ بات آزمودہ ہے کہ جب اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا تو ہجو کرتا ہے اور اگر مدیح کو بمعنی ممدوح کہا جائے تو یہ معنی ہیں کہ بقائے اثر مدح ممدوح میں آزمودہ بات ہے آزمون بمعنی آزمودہ شدہ خلاصہ یہ کہ مدح بھی ذم کی طرح اثر سے خالی نہیں رہتے۔ بلکہ مدح کا اثر تکبر اور عجب اور نخوت پیدا کر کے ممدوح کو گمراہ کر دیتا ہے۔

	آن اثر ہم روزہا باقی بود	مایۂ کبر و خداع جان شود
ترجمہ	مدتوں رہتا ہے مدحت کا اثر	کبر کا ہوتا ہے باعث سر بسر

شرح - آن اثر کی ضمیر مدح کی طرف راجع ہے جو ممدوح کے حق میں باعث تکبر و فریب ہو جاتی ہے اور جسکا اثر مدتوں رہتا ہے

	نیاب بنماید چو شیرین ست مدح	بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
ترجمہ	کیون نہو مرغوب جان شیرین ہے مدح	کیون نہ نفرت دلکو ہو کڑوی ہے قدح

شرح - قدح عیب کردن و طعنہ زدن و تشنیع ضد مدح یعنے مدح کا اثر شیرین ہے اور قدح کا تلخ لیکن اثر سے نہ وہ خالی ہے نہ یہ۔

	ہمچو مطبوخست و حب کانرا خوری	تا بدیرے شورش و رنج اندری
ترجمہ	حب مسہل کہائے جو بے شبہ و شک	رنج اور شورش رہے گی دیر تک

شرح - اس شعر میں ہجو کے اثر کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے مطبوخ جوش کی ہوئی دوا۔ اور حب سے مراد حب مسہل ہے - ایخاطب جسطرح تو جوشاندہ پینے یا جلاب کی گولیان کھانے سے پریشان ہو جاتا ہے اور ناک بہون چڑہاتا رہتا ہے اسی طرح تیری ہجو تیرے دل پر اثر کرتی ہے علی ہذا القیاس مدح بھی اثر سے خالی نہین جسکی تمثیل آیندہ شعر دنین ہے -

	ور خوری حلوا بود ذوقش دمے	این اثر چون آن نمے پاید ہمے
ترجمہ	اور مزا حلوے کا ہے تھوڑی سی دیر	گرچہ کھا جاے اوسے تو ہوکے سیر
	چون نمے ماند ہمے ماند نہان	ہر ضدے را تو بضد آن بدان
ترجمہ	دل مین رہتا ہے مگر اوسکا اثر	مخبر حالت ہے ضد یک دگر

شرح یعنے ایخاطب اگر تو حلوا کہائے تو گو اوسکا ذائقہ (زبان کا مزہ) تھوڑی سی دیر تک رہیگا اور حلوے کا اثر اون گولیون کے اثر کی طرح ظاہر میں پایدار نہ ہوگا لیکن حلوا باطن مین بہت دیر تک طاقت پر اثر ڈالتا رہیگا اسیطرح مدح کا اثر ظاہر میں تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے مگر دل میں عرصہ تک برقرار رہتا ہے اور ممدوح کو متکبر بنا دیتا ہے - آخر مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حسب مضمون تعرف الاشیاء باضدادہا شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے - اس شخص نے اس دعوی کو مدح دلیل ثابت کر دیا ہے کہ

پہنچہیر ہجو کا اثر ضرور ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدح بھی اثر سے خالی نہیں رہتی ۔ تعریف کو ہجو اور مدح کو قدح پر قیاس کرلے ۔

	چون شکر ماند نہان تاثیر او	بعد چندے دُمّل آرد نیش جو
ترجمہ	ہے اثر اوسکا نہان شکل شکر	جسم مین ہوتے ہیں پہوڑے بنشتر

شرح ۔ یعنے بکثرت شکر اور زیادہ مٹھاس کہانے سے دُمّل اور پہوڑے پہنسی ہو جاتے ہین اور نشتر سے فصد لینے کی ضرورت پڑتی ہے بس تو جیسا اس ظاہری شکر کا ضرر ظاہری اور جسمانی ہے اسی طرح اس باطنی شکر ا مدح و خوشامد کا ضرر روحانی ہے مدح مین چار طرح کے ضرر مادح کو پہنچتے ہیں ۔ اول کذب دوم نفاق کیونکہ وہ ممدوح مین ایسی صفات ظاہر کرتا ہے جسکا خود بھی معتقد نہیں ۔ سوم جہل کیونکہ اکثر اوصاف بلا تحقیق لکہنے پڑتے ہیں ۔ چہارم غضب رب ۔ اور دو طرح کے ضرر ممدوح کو پہونچتے ہیں ۔ اول حصول تکبر و عجب ۔ دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلعم نے ایک مدح کرنیوالے سے فرمایا تہا قطعت عنق اخیک اے شخص تو نے گویا ممدوح کی گردن کاٹ ڈالی

	در حب مطبوخ خوردی ای ظریف	اندرون شد پاک ز اخلاط کثیف
ترجمہ	حب مسہل کہائے گا گر اے ظریف	صاف ہو جائینگے اخلاط کثیف

شرح ۔ یعنے ایمخاطب اگر تو جوشاندہ اور مسہل گولیون کا استعمال کریگا تو اخلاط کثیف سے پاک ہو جائے گا مطلب کہ اگر مدح کی بہ نسبت لوگون سے اپنی ہجو سننا پسند کریگا تو اخلاق ذمیمہ کی اصلاح ہوتی رہیگی ۔ ظریف بمعنی دانا ہے ۔

	نفس از بس مدحہا فرعون شد	کن ذلیل النفس ہونًا لا تسد
ترجمہ	مدح سے فرعون مت کر نفس کو	ہو ذلیل النفس اور سیّد نہو

شرح ۔ یعنے نفس اپنی مدح سُنتے سُنتے فرعون (متکبر و سرکش) ہو جاتا ہے اور آدمی اپنے آپکو عالی مرتبہ اور عالیشان سمجھنے لگتا ہے اے شخص تو اس سے پرہیز کر ۔ دوسرے مصرع مین کن فعل ناقص اور ضمیر مخاطب اوسکا اسم اور ذلیل النفس اوس کی خبر ہے اور ہونًا ضمیر کن سے حال واقع ہوا ہے اور لا تسد بمعنی سید مشو ہے ۔ یعنے ایمخاطب ہر حالت مین ذلیل النفس یعنے خاکسار رہا کر ۔ اور سید یعنے سردار اور متکبر بننے کی کوشش نہ کر +

	تا توانی بندہ شو سلطان مباش	زخم کش چون گوی شو چوگان مباش
ترجمہ	ہو سکے تو بندہ ہو سلطان نہ بن	گیند بن اے زخم کش چوگان نہ بن

شرح ۔ یعنے ایمخاطب حتی الامکان بندہ (یعنے ذلیل النفس خاکسار مدح سننے سے متنفر) بنا رہ اور بادشاہ نہ بن یعنے مدح کرنے والے جو تجکو شاہ جہان اور سلطان زمان بنا دیتے ہین اونکی ایک نہ سُن ۔ اے شخص تجکو گیند کی طرح رہنا چاہیئے یعنے اس طرح زندگی بسر کر کہ لوگ گیند سمجھکر تیرے ساتھہ لہو و لعب کرین ۔ بُرا بھلا کہیں ۔ آزار پہنچائین ٹھوکرین ماریں مگر تو سب کچھہ برداشت کرتا رہے چوگان یعنی ڈنڈا نہ بن اور دوسرونکو آزار دینے کی کوشش نہ کر ۔ خلاصہ یہ

کرتو ریاضت کیئے جا اور کسی کی ملامت کا خیال نہ کر نکتہ ملامت کی برداشت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ آدمی اپنی مدح سن سنکر متکبر نہو گیا ہو اسلیئے مداحین کی صحبت سے اجتناب لازم ہے۔

ورنہ چون لطفت نماند وان جمال	از تو آید آن حریفان را ملال
ترجمہ: ورنہ چھن جائیگا جب لطف و جمال	دوستونکو تجھسے پہنچیگا ملال

شرح۔ لفظ ورنہ جملہ سلطان سے استثنا ہے یعنی لوگون کی مدح سن سن کر اپنے آپکو سلطان وقت خیال نکر۔ ورنہ انجام کار انہیں مدح گویون اور خوشامدخورون کی نظرون مین ذلیل ہوجائیگا کیونکہ زوال دولت کے وقت جب مدح کرنے والونکو صلہ نہ دے سکیگا تو وہ ملول ہو کر نثر و نظم مین جابجا تیری ہجو کرتے پھرینگے۔

آن جماعت کت ہمیدادند ریو	چون ببینندت بگویندت کہ دیو
ترجمہ: وہ جماعت جو کہ تہی با مکر و ریو	دیکھہ کر کہنے لگے گی تجھکو دیو

شرح۔ یعنی زوال دولت و نعمت کے وقت جب تو صلہ نہ دے سکیگا تو وہیں خوشامدگویونکی جماعت جو فریب دے دیکر اور تعریف کے قصیدے پڑہ پڑہ کر تجھسے فائدہ حاصل کیا کرتے تہے تجھے شیطان کہنے لگینگے۔

جملہ گویندت چو بینندت بدر	مردہ از گور خود بر کردہ سر
ترجمہ: سب کہینگے دیکھہ کر چل ہٹ بدر	مردہ آیا ہے کفن کو پھاڑ کر

شرح۔ لفظ بدر یا بمعنی بر دروازہ ہے یا بمعنی بیرون شو مطلب یہ کہ جب زوال دولت کے باعث خوشامدگویون کو تو انعام نہ دے سکے گا تو وہ تیری ہجو کرنے لگینگے۔ اور جہان دیکھینگے یہ کہین گے ہٹ پرے دور ہو چل دفع ہو باہر جا باہر اور تجھپر یہ پھبتیان اڑائینگی کہ قبر مین سے مردہ کفن پہاڑ کر چلا آیا ہے اس لیئے اول ہی سے خوشامدگویون کی بلا اپنے پیچھے نہ لگا

ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند	تا بدین سالوس در دامش کنند
ترجمہ: جس طرح امرد کو کہتے ہیں خدا	دیتے ہین اس مکرسے اوسکو دغا

شرح۔ یعنے اون مدح خوانکا حال جو مدح کرنے والون کے فریب مین آجاتے ہیں اوس خوبصورت لونڈے کی مانند ہے جسکو لوطی اور بطال اپنا خدا یعنے مالک کہہ کے پکارتے ہین اور یہ کہا کرتے ہین کہ اے شاہد رعنا تو ہمارے جان و مال عقل و خرد اور دین و ایمان کا مالک ہے۔ اس قسم کے فریب دیکر اوسے شکار کر لیتے ہیں اسی طرح ممدوح اپنی نسبت خوشامدگویون کی مدح کے بڑے بڑے الفاظ سن کر اونکے فریب مین آجاتا ہے اور انجام کار پشیمان ہوتا ہے

چون بہ بدنامی بر آید ریش او	دیو ننگ آید از تفتیش او
ترجمہ: ہو گیا باریش جب وہ بدشعار	اوس سے خود آنے لگی شیطان کو عار

شرح۔ یعنے جب وہی لڑکا لوطیونکے فریب مین آکر بدنام ہو گیا اور اسی بدنامی کی حالت مین داڑھی نکال لایا تو

سارے چاہنے والے نفرت کرنے لگے اور شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اوسکی جستجو سے شرم آنے لگی۔ کیونکہ اب وہ خود مجسم شیطان ہوگیا ہے اور تمام آدمی اوس سے ازراہ نفرت پناہ مانگنے لگے ہین یہی حال ممدوح کا ہوتا ہے کہ جب دولت نہین رہتی تو خوشامدگو اور مدح کرنے والے سب الگ ہوجاتے ہین اور نفرت سے دیکھتے ہین

	دیو سوے آدمی شد بہر شر	سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
ترجمہ	ہر انسان ہے فقط شیطان کا شر	تجکو کیا تو خود ہے شیطان سربسر

شرح۔ یہان سے عموماً نصیحت شروع ہوئی ہے گو مضمون سابق کی طرف بہی اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ ای انسان اسبات کو سمجھہ کہ شیطان آدمیون کے بہکانے کے لئے آیا کرتا ہے اور جس حالت مین کہ تو خود شیطان سے بدتر ہے تجہے کیا بہکائیگا۔ بلکہ تیری طرف تو رخ بہی نہ کریگا۔ شیطان تو آدمیوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے۔

	تا تو بودی آدمی دیو از پیت	میدوید و میچشانید از میت
ترجمہ	تہا تو انساں جبتک اے خانہ خراب	تجکو شیطان خود پلاتا تہا شراب
	چون شدی در خوے دیوی استوار	میگریزد از تو دیو اے نابکار
ترجمہ	خوے شیطانی مین ہے تو استوار	بہاگتا ہے تجہہ سے دیو اے نابکار

شرح پہلے شعر مین لفظ میت کی ت معنی خود ہے اور شیطان کی شراب گناہونکی لذتیں ہیں یعنے ای شخص جبتک تو آدمی تہا شیطان بہکانیکے لئے تیرے پیچہے دوڑا دوڑا پہرتا تہا اور اپنی شراب یعنی طرح طرح کے گناہون کے مزے چکہاتا تہا اور جب تو خود شیطانی خصلتون مین مضبوط ہوگیا یعنے شیطان مجسم بن گیا تو اصلی شیطان تیرے پاس سے بہاگ گیا کیونکہ اوسے اب تیرے گمراہ کرنے کی ضرورت نہین رہی شاگرد اوستاد سے اور فرع اصل سے بڑہ گئی ہے۔ ای انسان نابکار اپنی حالت پر غور کر اور گناہونکی لذتون مین پڑکر شیطان مجسم نہ بن +

	آنکہ اندر دامنت آویختہ او	چون چنین گشتی ز تو بگریختہ او
ترجمہ	پہلے جو شیطان دامنگیر تہا	تجکو خود شیطان بناکر چلدیا

شرح یعنے وہ شیطان جو تجہسے تعلق رکہتا تہا اور دامن تہام تہام کر تجہے گناہونکی طرف کہینچے لئے جاتا تہا۔ جب اوسنے یہ دیکہا کہ تو خود مجسم شیطان بنگیا ہے تو تیرا دامن چہوڑ کر بہاگ گیا اب اوسے تیرے بہکانے کی ضرورت نہین رہی یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّی بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنے منافقون کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا۔ اور جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ مین تجہسے بری ہون۔ کیونکہ مین اُس خدا سے ڈرتا ہون جو تمام جہانون کا پرورش کرنیوالا ہے۔ اس شعر کے دوسرے معنی یہ ہیں

ہو سکتے ہیں کہ خوشامد کرنے والے جو پہلے بلا کی طرح لپٹے ہوئے تھے زوال دولت کے وقت سب بھاگ گئے۔

تفسیر ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن

ترجمہ اسکی تفسیر کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے موجود ہو جاتی ہے اور جس کو نہیں چاہتا نہیں ہوتی

شرح۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ خدا کا عزم ہمیشہ بالجزم ہوتا ہے اوسکی مراد مشیت اور ارادہ سے جدا نہیں ہوتی۔ البتہ معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کبھی کبھی خدا کا ارادہ غیر جازم بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ قول آیت فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیدُ سے مردود ہے۔ کیونکہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالی اپنے ارادہ کو ضرور فعل میں لاتا ہے۔ اس پر فعّال صیغہ مبالغہ ہے جس سے معتزلہ کے قول کا رد بطور مبالغہ ہو گیا ہے +

	ایہمہ گفتیم لیک اندر بسیچ	بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ
ترجمہ	کہہ دیا سب ہم نے لیکن مدعا	مل نہیں سکتا بجز لطف خدا

شرح بسیچ ارادہ و قصد و آمادگی و تیاری۔ یعنے ہمنے اسرار وحدت و معرفت اور طریقہ وصول الی اللہ وغیرہ کا ذکر مفصل طور پر کر دیا ہے لیکن ہم اس ارادہ میں بلا الطاف خداوندی صرف اپنی ہمت سے کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ اُس کا ارادہ تمام ارادون پر غالب ہے۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ اور یہ بھی ہے کہ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ۔ یعنے اے رسول تو جسکو چاہے ہدایت نہیں دے سکتا۔ البتہ خدا جسکو چاہے سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے مطلب یہ کہ نیکیون کی طرف دل کو پھیرنے اور گناہوں سے بچانے والا صرف اللہ تعالی ہے۔ انسان اپنی ہمت سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اسلئے طالب پر فرض ہے کہ ہمیشہ خدا سے نیک توفیق مانگتا رہے۔ اور وظائف میں اہدنا الصراط المستقیم کو ہمیشہ شامل رکھے۔

	بے عنایات حق و خاصان حق	گر ملک باشد سیاہستش ورق
ترجمہ	بے عنایات حق و خاصان حق	ہے سیہ بیشک فرشتے کا ورق

شرح۔ خاصان حق سے ابنیاء و اولیاء مراد ہین جنکے کتابون اور ملفوظات یا فیض صحبت سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور ملک بمعنی انسان ملکی صفات اور ورق بمعنی نامۂ اعمال ہے۔ یعنی بلا الطاف خداوندی و بلا ارشاد انبیاء و اولیاء ہرگز سیدھا راستہ معلوم نہیں ہو سکتا جبتک حق اور خاصان حق کی عنایتین شامل حال نہ ہونگی تمام عبادت و ریاضت بیکار جائیگی۔ اور باوجود ملکی صفات اور فرشتہ خصلت ہونے کے انسان کا نامۂ اعمال سیاہ ہو جائیگا یہی سبب ہے کہ کافرانہ ریاضت و عبادت سے کوئی اخروی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ گو دنیا میں اوصاف ذمیمہ کو چھوڑ کر فرشتہ بنگیا ہو + سچ ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید +

	اے خدا اے قادر بے چند و چون	واقفے بر حال بیرون و درون
ترجمہ	ای خدا اے قادر بے چند و چون	تجھپہ سب ظاہر ہے بیرون و درون

شرح - یہان سے نیکیون کی توفیق اور اونپر قایم رہنے کے لئے مناجات شروع ہوئی ہے یعنے اے خدا تو ہر شئے پر قادر ہے اور ہمارے ظاہر و باطن کا حال تجھے ذرہ ذرہ معلوم ہے - تو ہمارے دل مین نیکیون کا عشق پیدا کردے - اور ظاہری اعضا کو اپنے احکام بجالانے کی طرف جھکادے - طبیعت مین سے گناہون کی محبت کو نکال اور اعضا کو اونپر عمل کرنے سے بچا - بعض نسخون مین یہ شعر اس طرح ہے + ایخدا اے قادر بیچون و چند از تو پیدا شد چنین قصر بلند + قصر بلند سے یا تو آسمان مراد ہے جو ظاہری طور پر عالیشان و بلند ہے یا انسان کہ بلندی مراتب کے باعث جمیع اسماء و صفات کا مظہر خاص اور اسرار الٰہی کا عالیشان محل ہے +

	ایخدا اے فضل تو حاجت روا	با تو یاد ہیچکس نبود روا
ترجمہ	فضل تیرا سب کا ہے حاجت روا	تیرے ہوتے غیر کا ہے ذکر کیا

شرح - پہلے مصرع مین حاجت روا بمعنی برآرندہ حاجت اور دوسرے مین روا بمعنی جائز ہے اسلئے قافیہ بلا عیب ہوگیا یعنے ایخدا چونکہ تیرا فضل حاجت روا ہے اسلئے تیرے ہوتے کسی کی یاد جائز نہین - بلکہ صوفیہ کے نزدیک شرک خفی ہے - سوائے خدا کے اور چیز دلبستگی اور یاد کرنے کے لایق نہیں ہے -

	اینقدر ارشاد تو بخشیدہ	تا بدین بس عیب ما پوشیدہ
ترجمہ	اس قدر ارشاد بخشش ہے تری	جسکے باعث عیب پوشی تونے کی

شرح - اینقدر ارشاد سے تہوڑا سا علم مراد ہے جسکی توضیح آیندہ شعر موجود ہے - یعنی یہ تیری بخشش ہے کہ گو تونے ہمین تہوڑا سا علم عنایت فرمایا ہے مگر اس سے بہی ہمارے ہزارون عیب چھپ گئے ہیں - کیونکہ العلم حجاب الاکبر - علم سے مراد عقل و دانش ہے جسکی بدولت انسان حیوان مطلق سے ممتاز ہے اور وہ تمام عیب چھپے ہوئے ہین جو حیوان مین پائے جاتے ہین صرف علم و عقل ہی ایسی چیزین ہین جنکی بدولت انسان اور حیوان مین تمیز ہوسکتی ہے -

	قطرۂ دانش کہ بخشیدی ز پیش	متصل گردان بدریا ہای خویش
ترجمہ	قطرۂ دانش جو بخشا ہے مجھے	تو ملا لے اس کو بحر ذات سے

شرح - قطرۂ دانش سے مراد علم ہے قرآن مجید مین موجود ہے - وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا - یعنے ای لوگو تمہیں بہت تہوڑا سا علم دیا گیا ہے پیش سے روز ازل اور دریا ہائے خویش سے دریائے معارف مراد ہین مطلب یہ کہ ایخدا تونے جو روز ازل مین مجھکو علم عنایت فرمایا ہے - اگرچہ وہ تیرے علم کے مقابلہ مین ایک قطرہ ہے مگر اس قطرہ کو دریائے معرفت مین ملا یعنی میرا علم دنیوی امور کو چھوڑکر صرف تیری معرفت سے متعلق ہوجائے +

قطرۂ علم است اندر جانِ من — وا رہانش از ہوا وز خاک تن

ترجمہ: علم کا قطرہ دیا ہے جو مجھے — دور رکھہ اوسکو ہوا و خاک سے

شرح۔ ہوا سے خواہش نفسانی اور خاک تن سے لذائذ جسمانی مراد ہین یعنی اے خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک لذائذ جسمانی سے الگ رکھہ کہین ایسا نہ ہو کہ اس قطرہ کو یہ ہوا (خواہش نفسانی) اڑا دے۔ یا وہ خاک اپنے اندر جذب کر لے یعنی اسے خدا میری قوت علمی خواہشات نفسانی اور لذائذ جسمانی کے حاصل کرنے مین صرف نہ ہو۔ لذائذ جسمانی کو خاک تن اسلئے کہا کہ تمام لذتین انجام کار خاک ہونیوالی ہین یا خاک تن سے مراد خود جسم ہے یعنے اے خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک جسم سے بچا لے یعنے میرا علم نفس امارہ کی خواہشین پوری کرنے یا پرورش جسم سے متعلق نہو مطلب دونوںکا ایک ہے۔

پیش از آن کاین خاکہا خسفش کنند — پیش از آن کین بادہا نشفش کنند

ترجمہ: خشک اس کو خاک سے ہونے نہ دے — اور بچا لے اس کو جذب باد سے

شرح۔ یہ شعر گذشتہ شعر کے دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے اے خدا اس سے پہلے کہ قطرۂ علم کو خاکہائے جسم چوس لیں اور نفسانی ہوائین جذب کر لین تو اپنے دریائے معرفت مین ملا لے۔ یعنے میرا قطرۂ علم تیرے دریائے علم سے فیض یاب ہوتا رہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی کا علم خدا کے علم سے اوسیوقت فیضیاب ہوسکتا ہے کہ دنیوی امور سے متعلق نہو۔ ورنہ جو علم صرف دنیا کمانے کے لئے ہے وہ خدا سے دور رکھتا ہے۔

گرچہ چون نشفش کند تو قادری — کش ازیشان وا ستانی واخری

ترجمہ: واپسی پر تو ہے قادر یا قدیر — قطرہ ہو موجود جس سے ناگزیر

شرح۔ یعنی اے خدا اگرچہ تو اس بات پر قادر ہے کہ قطرہ کو جذب یا فنا کر دینے کے بعد خاک یا ہوا سے واپس لے لے اور اُنسے چھین کر پھر قطرہ کو قطرہ کی صورت مین لے آئے مگر مین تو یہی دعا کرتا ہون کہ میرا قطرۂ علم اس خاک یا ہوا سے الگ ہی رہے۔ یہ شعر اپنے ماقبل کے شعر سے متعلق ہے۔

قطرۂ کو در ہوا شد یا کہ ریخت — از خزینہ قدرت تو کی گریخت

ترجمہ: ہے ہوا میں قطرہ یا ہے خاک بیز — تیری قدرت سے نہیں کرتا گریز

شرح۔ یہان سے حسب مناسبت بیان سابق اللہ تعالی کی قدرت کا ذکر شروع ہوا ہے کہ وہ معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر کے پھر موجود و معدوم کرنے کی قدرت رکھتا ہے مثلاً پانی کا ایک قطرہ جسکو ہوا نے فنا یا خاک نے جذب کر لیا ہے گو وہ حسب ظاہر معدوم ہو گیا ہے مگر اللہ تعالے کے خزانہ قدرت سے غائب نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے حکم سے اس قطرے کو ہوا اور خاک سے فوراً نکال سکتا ہے۔

	گر در آید در عدم یا صد عدم	چون بخوانیش او کند از سر قدم
ترجمہ	اک عدم کیا ہے اگر ہوں سو عدم	نیست سے ہستی میں رکھتا ہے قدم

شرح یعنے وہ قطرہ اگرچہ ایک عدم کیا صد پردۂ عدم میں ہے مگر تیرے حکم اور کلمۂ کن کے سامنے کیا مجال ہے کہ سر کو قدم کو بنا کر فی الفور موجود نہو جائے۔ کیونکہ تمام موجودات اور معدومات حکم الٓہی کے پابند ہین۔

	صد ہزاران ضد ضد را میکشد	بازشان فضل تو بیرون میکشد
ترجمہ	ضد اگرچہ ضد کو دیتی ہے شکست	فضل تیرا سب کو کر دیتا ہے ہست

شرح یعنے اگرچہ دنیا مین اسکی لاکھون مثالین موجود ہین کہ ایک ضد دوسرے ضد کو مار ڈالتی ہے فنا کر دیتی ہے مثلاً پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پانی کو فنا کر دیتی ہے لیکن ایخدا تیرا فضل اور تیری قدرت پھران فانی اور مُردہ چیزون کو پردۂ عدم سے میدان وجود مین باہر نکال لاتی ہے

	از عدمہا سوے ہستی ہر زمان	ہست یارب کاروان در کاروان
ترجمہ	جانب ہستی عدم سے ہر زماں	آرہے ہیں کارواں در کارواں

شرح۔ یعنی ایخدا عدم سے ہستی کی طرف تیرے حکم سے ہر وقت ہزارون قافلے چلے آرہے ہین۔ تو ایک کلمۂ کن مین بے انتہا معدومات کو ایک آن مین موجود کر دیتا ہے چنانچہ اسکی دوسری مثال آیندہ شعر مین ہے۔

	خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول	نیست گردد غرق در بحر نغول
ترجمہ	خاصکر ہر شب کو جملہ فکر و عقل	نیست ہو جاتے ہیں کر جاتے ہیں نقل

شرح اِس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ بحر نغول بمعنے دریائے عمیق سے شب تاریک یا عالم خواب مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کے معدومات کو موجود کرنے کی مثال یہ ہے کہ وہ ہر شب کو اپنی قدرت سے تمام جاندارون کی فکرون اور عقلون کو نیست اور دریائے عالم خواب مین غرق کر دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سوتے وقت فکر وعقل اور تمام حواس معطل ہو جاتے ہین اور یہ مثل بالکل سچ ہے کہ سویا اور موا برابر ہوتا ہے باایہمہ صبح کے وقت تو نیست کو پھر ہست کر دیتا ہے اور عقل وہوش و حواس کو از سر نو عنایت کر دیتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دریائے عمیق سے اسرار الٓہی مراد ہین اور افکار وعقول سے عاشقان الٓہی کی عقلین اور فکر مراد ہین۔ جنکو بالتخصیص رات کے وقت یاد الٓہی مین زیادہ استغراق ہوتا ہے اس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے خدا بونتو تو ہر چیز کو عدم سے وجود کی طرف لے آتا ہے۔ لیکن خاص کر اپنے عاشقون کو جنکی عقلین اور فکر ہر شب کے وقت نیست ہو کر دریائے استغراق مین فنا ہو جاتے ہین پھر وجود مین لے آتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر عاشقان الٓہی شب کیطرح صبح کو بھی استغراق مین ہی رہین تو مخلوق کو ہدایت کرنے والا کون ہو۔ کچھ تو

اس حکمت کے لیئے اور کچھ اسواسطے کہ اسرار الٰہی کا عام طور پر اظہار نہو جائے اللہ تعالےٰ اپنے عاشقون کو ہر صبح کے وقت منیت سے ہست کر دیتا ہے بکمتہ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ بے انتہا معدومات کو ہر وقت موجود کرتا رہتا ہے لیکن عاشقان الٰہی یا اُنکی عقل کو منیت کر کے ہست کرنا عدم و وجود کے نہایت باریک معنے رکھتا ہے اور عاشقون کی تخصیص مولانا قدس سرہ نے اُنکی فضیلت کے سبب کی ہے کیونکہ تصنیف مثنوی سے اسرار اور اہل اسرار کا تذکرہ مقصود ہے ظاہری قصہ سمجہانے کے لیئے صرف بطور مثال لائے جاتے ہین۔

باز وقتِ صبح چون اللّٰہیان ۔ بر زنند از بحر سر چون ماہیان

ترجمہ: تجکو پھر صورتِ اللّٰہیان ۔ اوٹھے ہیں دریا سے شکل ماہیاں

شرح: یہ شعر گذشتہ شعر سے مربوط ہے اور اللّٰہیان منسوب بسوے اللہ یعنے اللہ والون کے معنون مین ہے یعنے وہ تمام افکار و عقول جو شب کو سوتے وقت منیت و نابود ہو گئے تھے صبح کے وقت اللہ والون کی طرح پھر ہست ہو گئے اور جسطرح اللہ والے صبح کے وقت عالم استغراق سے عالم شہود مین آجاتے ہین یا مچھلیان دریا سے سر نکالتی ہین۔ اسیطرح رات کے سونے والے صبح کو بیدار ہو جاتے ہین اور نئی زندگی حاصل کر لیتے ہین

در خزان بین صد ہزاران شاخ و برگ ۔ از ہزیمت رفتہ در دریای مرگ

ترجمہ: دیکھ لے فصل خزاں میں شاخ و برگ ۔ سید ہے جاتے ہیں تجکو دریائے مرگ

شرح: یہان سے معدومات کو موجود کرنے کی دوسری مثال شروع ہوئی ہے یعنے اے شخص خزان کے موسم کو دیکھ کہ اسمین لاکھون شاخین اور پتے خزان کے لشکر سے شکست کہا کر دریائے مرگ مین ڈوب جاتے ہین یعنے فنا ہو جاتے ہین لیکن فصل بہار مین ان فنا ہونیوالون کو پھر خلعت ہستی ملجاتا ہے۔

زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر ۔ در گلستان نوحہ کردہ بر خضر

ترجمہ: کالے کپڑول والا کوا نوحہ گر ۔ ماتمی رہتا ہے باغ و سبزہ پر

شرح: پوشیدہ سیاہ بمعنے سیاہ پوش خضر بمعنے سبزہ یعنے موسم خزان مین دیکھ لو کہ زاغ نوحہ گرون کی طرح سیاہ لباس پہنکر باغ مین سبزہ کا ماتم کر رہا ہے۔ کیونکہ موسم خزان مین گل نہین رہتا بلبل نہین رہتے درختون مین پتے نہین رہتے زمین پر سبزہ نہین رہتا باغ کے درختون اور بے برگ شاخون پر چیلون کوون کا بسیرا رہتا ہے لیکن اسیخدا تو اپنے حکم سے پھر مردہ چیزون مین جان ڈالدیتا ہے موسم بہار سبزہ و نباتات و گل سنبل کو پھر اُگا دیتا ہے اور گلستان مین پھر وہی اگلی سی چہل پہل ہو جاتی ہے وہی گل کے قہقہے ہین اور وہی بلبل کے چہچہے۔

باز فرمان آید از سالار دہ ۔ مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ

ترجمہ: حکم دیتا ہے عدم کو پھر خدا ۔ تو نے جو کہایا ہے کر دے سب جدا

شرح۔ گذشتہ دو شعرون سے ان دو شعرون سے بطور قطعہ بند مربوط ہین اور سالار بہ بمعنے فرمانروائے ملک سے مراد اللہ تعالےٰ ہے یعنے موسم خزان مین شاخ و برگ اور گل و بلبل سب معدوم ہوگئے تھے لیکن جب اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان آیا کہ اے عدم جو کچھ تو نے لے لیا ہے وہ واپس کر اور اپنا کھا یا پیا اگل دے۔ تو وہ فوراً کہا مان گیا اور وہ تمام چیزین جو فنا ہوچکی تہین اُسی وقت موجود ہوگئین اور عدم نے جن چیزون کو کھا لیا تہا جھٹ موجود کر دیا۔

آنچہ خوردی واده اے مرگ سیاه	از نبات و درد و از برگ و گیاه
ترجمہ: کھا گئی ہے تو جو اے مرگ سیاہ	لا کہاں ہے وہ بر و برگ و گیاہ

شرح۔ یہ شعر اُسی قطعہ بند کا تتمہ ہے یعنے خزان کے بعد اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ اے عدم اور اے موت اس روئیدگی اور پہولون اور برگ اور گہاس کو پھر موجود کر دے جنکو تو کہا چکی ہے چنانچہ عدم یہ حکم پاتے ہی اشیائے فانیہ کو بلا تامل موجود کر دیتا ہے بعض نسخون مین ورد کی جگہ دارو ہے بمعنے دوا مثلاً گاؤزبان گل بنفشہ وغیرہ ان اشعار سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فَانْظُرْ اِلٰی اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان غور سے دیکہہ کہ وہ کیونکر مردہ ہونے کے بعد زمین کو از سرِ نو زندہ کر دیتا ہے بیشک یہی اللہ مردون کو زندہ کرنے والا ہے۔ یعنی وہ اسیطرح قیامت کے دن حساب کتاب لینے کے لیئے تمام مردون کو زندہ کرکے اپنے سامنے لائیگا۔

اے برادر عقل یکدم با خود آر	دم بدم در تو خزانست و بہار
ترجمہ: عقل سے کچھ کام لے اے ہوشیار	دمبدم تجھمیں خزاں ہے اور بہار

شرح۔ گذشتہ اشعار مین ظاہری بہار و خزان کا ذکر تہا۔ یہان سے معنوی بہار و خزان کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور اس شعر مین خزان سے اوصاف نفسانی اور اخلاق ذمیمہ اور بہار سے اوصاف روحانی و اسرار الٰہی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے برادر تہوڑی دیر کے لیئے اپنی عقل کو ٹہکانے اور حواس کو قایم کرکے دیکہہ تجھے خود اپنی ذات مین خزان و بہار کا حالم نظر آجائیگا۔ اگر تجھہ مین روحانی اوصاف موجود ہون تو یہ سمجہ کہ تیرے باغ ہستی مین بہار آئی ہوئی ہے ورنہ خزان نے بالکل اُجاڑ کہا ہے برباد کر دیا ہے۔

باغ را سبز و تر و تازه ببین	پُر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمین
ترجمہ: باغ دل ہے تازہ و تر ہمنشیں	اسمیں ہیں گل غنچے۔ سرو و یاسمیں

شرح۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے باغ دل را تازہ و سرسبز بین۔ لیکن دونو نسخون کا مطلب ایک ہے یعنے عاشقان الٰہی کے دل کا باغ اُنکی مراد کے موافق بہار عرفان کے باعث ہمیشہ سبز اور تازہ رہتا ہے اور اُسمین شریعت کے غنچے طریقت کے پہول حقیقت کے سرو اور معرفت کی یاسمین ہمیشہ شگفتہ اور موجود رہتے ہین

اِس باغ کو خزان سے کچہ سروکار نہین اِس گلشن کو نسیم الطاف الٰہی ہمیشہ شگفتہ کرتی رہتی ہے۔

	وانبہی برگ پنہان کردہ شاخ	زانبہی گل نہان صحرا و کاخ
ترجمہ	برگ کی کثرت سے ہے پوشیدہ شاخ	کثرت گل سے نہاں صحرا و کاخ

شرح۔ انبہی مخفف انبوہی بمعنے انبوہ شدن یعنے کثرت مطلب یہ کہ عاشقون کے باغ دِل مین ایسی بہار آئی کہ پتون کی کثرت سے شاخون کو ڈہانک لیا اور پہولون کی کثرت سے جنگلون اور مکانون کو پوشیدہ کرلیا یعنی عاشقون کے باغ دل کا فیضان عام ہوگیا کوئی شاخ یعنے طالب اُس سے محروم نہ رہا ہر صحرا و مکان (شخص ناقابل استعداد و قابل استعداد) اِس باغ کے پہولون سے پر بہار ہوگیا دوسرے معنے یہ ہین کہ عارف کے گلشن دل پر محبت خداوندی کی ہوا چلی اور اُسکی شاخ یعنے علم پر حکم خداوندی کے پتے غالب آگئے کیونکہ حکم خداوندی کے روبرو ہر شخص کا علم نیست اور نابود ہے پہر اُسمین معرفت کے پہول کہلے اور اِن پہولون نے جنگل اور مکان سب کو ڈہانک لیا کیونکہ عارف کا تصرف تمام موجودات پر ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ حکم الٰہی سے موسم بہار مین پتون کی کثرت کے سبب شاخین اور پہولون کی کثرت کے سبب جنگل اور مکان پوشیدہ ہوجاتے ہین اور در و دیوار کوہ و دشت صحرا و مکان سے اُسکی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

	این سخنہائے کہ از عقل کل است	بوے آن گلزار و صحن سنبل است
ترجمہ	مرشد ان کا عقل کل ہے ہمنشین	ہیں یہ باتیں بوئے گلزار یقین

شرح۔ عقل کل۔ کنایہ از جبرئیل و عرش اعظم یا عقل معاد یعنے یہ باتین جو عرش اعظم یا غیب کے عالم سے ہمارے ذہن مین آتی ہین یا حضرت جبرئیل جنکا القا کرتے ہین سرسبز گلزار معرفت کے پہولون کی خوشبوئین ہین یا صحن سنبلستان اسرار کی نکہتین ہین جنسے عاشقان الٰہی کا دماغ تر و تازہ ہوتا ہے اور جہان کہین مثنوی مین ہمنے باغ یا گلزار وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس سے مراد وہی گلزار معرفت ہے طالب کو چاہیئے کہ فرع سے اصل کی طرف رجوع کرے

	اے برادر یکدم از خود دور شو	با خود آ و غرق بحر نور شو
ترجمہ	ایک دم بہر کو خودی سے دور ہو	ہوکے باخود غرق بحر نور ہو

شرح۔ خودی سے دور ہونا غفلت اور خودنمائی کو چہوڑ دینا ہے صوفیون کے نزدیک خودی کے چہوڑ دینے کا نام باخودی یعنے عقلمندی ہے جو لوگ خودنما خویشتین بین اور خودپسند ہین وہ بیخود یعنے محض بیوقوف ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے شخص خودی کو چہوڑ کر ایک دم کے لیئے باخود ہوجا اسی خودی اور غفلت کے چہوڑنے سے تو باخدا بنجائیگا اور دریائے نور یعنے بحر اسرار الٰہی مین غرق ہوجائیگا اور تیرے سینے مین وہ تمام علوم آجائینگے جنکی خوشبو سِر معرفت ہے ایسے اسرار کی اُنہین لوگونکو اطلاع دیجاتی ہے جو دنیا کی طرف سے بیخود ہین

بوے گل دیدی کہ انجا گل نبود	جوش مل دیدی کہ آنجا مل نبود
ترجمہ بوئے گل ہے اسجگہ اور گل نہیں	جوش مُل ہے اسجگہ اور مُل نہیں

شرح - اِسکے معنے کئی طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ اے شخص تونے اسرار الٰہی کے متعلق عقل کل کی بتائی ہوی باتین سُن لین اور اُن پھولون کی خوشبولے لی حالانکہ پہول تیرے پاس نہ تھے اور اظہار اسرار کی شراب کا جوش تونے اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا حالانکہ شراب تیرے پاس نہ تہی بس تو جبکہ باغ معرفت کے پہولون کی خوشبو اور معرفت کی شراب ایسی تیز ہے کہ تیرے دماغ تک اثر پہنچا رہی ہے تو اُس گل اور اُس مل کا طالب کیون نہین بنتا کہ یہ خوشبو اور یہ جوش اُسکی ادنےٰ فرع ہے وہ گل و مُل ترکِ خودی سے ہاتھہ لگتا ہے - دوسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین لفظ دیدی بمعنے بینی ہے اِس صورت مین یہ مطلب ہوا کہ اے مخاطب جب تو خودی کو چھوڑ دیگا تو یہ مرتبہ ہو جائیگا کہ جہان گل نہوگا وہان سے بوئے گل اور جہان شراب نہوگی وہان سے جوش شراب کو معلوم کرسکیگا یعنے اسرار حقیقت کو بلا قید دیکھہ لیگا - تیسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین استفہام انکاری مانا جاے یعنے ای مخاطب کہین تونے ایسا دیکھا ہے کہ پہول تو نہون اور پہولون کی خوشبو آرہی ہو ہرگز نہین دیکھا یا شراب تو نہو اور اُسکا جوش یا کیفیت نظر آرہی ہو - یہ ہرگز نہین ہوسکتا - بس تو جسطرح تو بوے گل کو بغیر گل اور جوش مُل کو بغیر مُل معلوم نہین کرسکتا (کیونکہ بو اور جوش اعراض مین سے ہین اور اعراض بلا محل قایم نہین رہ سکتے) اسیطرح بوے اسرار کو بلا غرقِ بحرِ نور حاصل نہین کرسکتا اور بحرِ نور مین غرق ہونا مُرشد کامل کی خدمت پر موقوف ہے اِس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کامل کا دل اسرار اور معرفت کا خزانہ ہے اس خوشبو کو وہین سے حاصل کرنا چاہیئے

بو قلاوز است و رہبر مر ترا	مے برد تا خلد و کوثر مر ترا
ترجمہ بو نہیں یہ ملگیا رہبر تجھے	لیگئی تا خلد و تا کوثر تجھے

شرح - قلاوز بمعنے رہبر بوسے بوے عرفان اور خلد و کوثر سے مقصدِ اصلی یعنی مشاہدۂ ذات مراد ہے یعنی خوشبوئے معرفت بشرطیکہ اسرار کے پہول (مُرشد کامل) کی صحبت سے حاصل ہوی ہو ای مخاطب تجھے مشاہدۂ ذات تک پہنچا دیگی - کیونکہ آدمی خوشبو سونگتے سونگتے گلشن تک پہنچ جاتا ہے

بو دوائے چشم باشد نور ساز	شد ز بوئے دیدۂ یعقوب باز
ترجمہ بو برائے چشم ہے اک روشنی	جس سے آنکھیں کہل گئیں یعقوب کی

شرح - لفظ نور ساز دوائے چشم کا بدل یا عطف بیان ہے یعنی خوشبو آنکھون کی دوا اور اُنکی روشنی کہولنے والی ہے جیسے حضرت یوسف کے کُرتے کی خوشبو سے حضرت یعقوب کی آنکھین کُھل گئین تہین اسیطرح

معرفت کے پہولون کی خوشبو سے طالب دنیا کی آنکھین کہل جاتی ہین اور اُسے اسرار نظر آنے لگتے ہین

بوئے بد مر دیدہ را تاری کند	بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
ترجمہ: بوئے بد کرتی ہے تاری آنکھ کو	بوئے خوش دیتی ہے یاری آنکھ کو

شرح۔ بوئے بد سے اہل ضلال اور گناہون کے متعلق باتین اور بوئے یوسف سے قرآن وحدیث اور اہل کمال کا کلام مراد ہے۔ مطلب یہ کہ گمراہون کی باتین اور اُنکے ساتھ ہمکلامی آنکھون کی روشنی کو کہو دیتی ہے آدمی اندہا ہوکر لا انتہا گناہون پر گر پڑتا ہے اور اہل کمال کے ملفوظات روشنی چشم کا باعث ہوتی ہین آدمی کو تمام پوشیدہ اسرار نظر آنے لگتے ہین اور اُس چیز کو دیکھہ لیتا ہے کہ جسکو کسی آنکھہ نے نہین دیکہا اور کسی کان نے نہین سُنا

تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش	ہمچو او با گریہ و آشوب باش
ترجمہ: تو نہیں یوسف تو بس یعقوب بن	گریہ بن فریاد بن آشوب بن

شرح۔ یعنے اگر تو یوسف نہین ہے تو یعقوب بنکے رہ اور اُنکی طرح فراق مطلوب مین ہمیشہ گریہ وزاری کیا کر

تو کہ شیرین نیستی فرہاد باش	چون نہٖ لیلی چو مجنون گرد فاش
ترجمہ: گر نہیں شیریں تو ہو فرہاد بس	قیس ہو لیلی نہیں گر بوالہوس

شرح یعنے تو اگر شیرین نہین ہے تو فرہاد بننے کی کوشش کر اور لیلی نہین ہے تو مجنون کی طرح بے صبر بیقرار اور رُسوا رہا کر یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے لایکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون ؎ یعنے کسی شخص کا ایمان اُسوقت تک کامل نہین ہوتا جب تک کہ لوگ اُسے عشق الٰہی مین دیوانہ نہ کہنے لگین یوسف اور شیرین اور لیلی سے مطلوب اور یعقوب فرہاد ومجنون سے طالب مراد ہے یعنی اے شخص اگر تجھہین محبوب یا مطلوب یا مرشد بننے کی طاقت نہین تو عاشق یا طالب یا سالک کیون نہین بنجاتا یہ تیری بدقسمتی ہے

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہ کی قول کی تفسیر

بشنو این پند از حکیم غزنوی	تا بیابی در تن کہنہ نوی
ترجمہ: سن کہیں پند حکیم غزنوی	تا تن کہنہ کو حاصل ہو نوی

شرح۔ غزنوی ساکن شہر غزنین حکیم سنائی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کی اُس نصیحت کو جو ہم آیندہ لکھتے ہین گوش دل سے سُن لیگا تو تیرے جسم کہنہ کو تازگی حاصل ہوگی یعنے اسرار کے متعلق ایک نئی بات معلوم ہو جائیگی یا قلب کو خزانۂ انوار اور قالب کو شباب دوام حاصل ہوگا۔ بدن مین نئی جان پڑ جائیگی روح کو تازگی حاصل ہوگی۔ نوی بمعنے تازگی ہے۔

این رباعی را شنو از جان و دل	تا به کل بیرون شوی از آب و گل
ترجمہ یہ رباعی ہو جو ورد جان و دل	ہو الگ سب تجہسے قید آب و گل

شرح- حکیم سنائی کے چار مصرع جو آیندہ آنیوالے ہین چونکہ اصطلاحی رباعی کے وزن پر نہین ہین اسلیئے یہان لفظ رباعی لغوی معنون مین ہے جس سے مراد چار مصرعے ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کے ان چار مصرعون کو سُنکر انپر عمل کریگا تو آب و گل یعنے جسم عارضی کی قید سے نکلکر روح مجرد بنجائیگا- کیونکہ ان مصرعون مین فنا اور بقا کی معنون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے-

پند او را از دل و جان گوش کن	ہوش را جان ساز و جان را ہوش کن
ترجمہ پند اوسکی جان و دل سے گوش کر	ہوش کو جان اور جانکو ہوش کر

شرح- مولانا قدس سرہ شوق دلانے کے لیے حکیم سنائی کے اُنہین چار مصرعون کی تعریف مین یہ فرماتے ہین کہ اے مخاطب حکیم سنائی کی پند کو جان و دل سے سُن اور اُس نصیحت کو ہوش کے لیئے بمنزلہ جان اور جان کے لیئے بمنزلہ ہوش سمجہ- مطلب یہ کہ حکیم موصوف کی نصیحت نہایت قدر کے قابل ہے اور وہ یہ ہے

ناز را روئے بباید ہمچو ورد	چون نداری گرد بدخوئی مگرد
ترجمہ ناز کو لازم ہے بیشک گلرخی	بے محل ہے ورنہ بدخوئی تری
عیب باشد چشم نابینا و ناز	زشت باشد روئے نازیبا و ناز
ترجمہ عیب ہے بس چشم نابینا و ناز	ہے بُرائی روئے نازیبا و ناز

شرح حکیم سنائی کے وہ چارون مصرع یہی ہین جنکی تعریف گذر چکی ہے انکے ظاہری معنے یہ ہین کہ اے مخاطب ناز کرنے اور محبوب بنے ملنے کے لیئے گلاب کے پہول کے مانند چہرہ ہونا چاہیئے- کیونکہ ناز اُنہین لوگونکو زیبا ہے جو اچہی صورت رکہتے ہین بدصورتون کا ناز بالکل بیجا اور غمزہ بیمحل ہوتا ہے بدصورت کو بدخو ہونا ہرگز زیبا نہین- اے شخص اگر تو اچہی صورت نہین رکہتا تو بدخوئی کے گرد ہرگز نہ پہر تیرے ناز کسی سے نہ اُٹہہ سکینگے بدصورتی کے ساتہ بدخوئی بہی ہو تو اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اندہا کسی محفل مین بیٹہکر غمزہ و ناز کرنے لگے خلاصہ یہ کہ بدصورت کا تکلف سے معشوق بننا عیب اور سخت نازیبا ہے اور مناسب یہ ہے کہ جسمین شان معشوقی نہو اُسکو عاشق بننا چاہیئے اور معنوی مطلب یہ ہے کہ آدمی پر اپنے نفس کا مرتبہ پہچاننا فرض ہے حدیث شریف مین ہے مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچان لیا اور نفس کا پہچاننا سوا اسکے اور کوئی معنے نہین رکہتا کہ آدمی جب غور سے دیکہیگا تو اپنی ذات کو فانی خیال کریگا- اور جب اسنے اپنے آپ کو فانی خیال کیا تو ذات باقی کی معرفت حاصل ہوگئی انسان فانی ہوکر خود کو باقی رکہنے والا

خیال کریگا تو ایسی مثال ہو جائیگی جیسا کوئی اندہا یا بدصورت اپنے آپ کو حسین سمجھکر ناز بیجا کیا کرتا ہے۔

	پیش یوسف نازش و خوبی مکن	جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
ترجمہ	پیش یوسف نازش خوبی نکر	ماسوائے آہ یعقوبی نکر

شرح یوسف سے مراد شاہد حقیقی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ناز و غرور اور تکبر کو پسند نہیں کرتا اسکو چھوڑ اور اسکی بارگاہ مین حضرت یعقوب کی طرح ہمیشہ عجز و نیاز اور آہ و زاری کیا کر تاکہ تجھے مطلب دلی اور مقصد اصلی حاصل ہو جائے

	معنی مردن ز طوطی بُد نیاز	در نیاز و فقر خود را مردہ ساز
ترجمہ	مردن طوطی نیاز و عجز تہا	فقر مین اپنے کو تو مردہ بنا

شرح یعنے اس طوطی کا مرجانا جسکی یہ داستان تمام ہونے کو ہے معنوی طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار اور موتوا قبل ان تموتوا کی تفسیر تہی فی الواقع طوطی مرانہ تہا لیکن اس ترکیب سے وہ قید قفس سے رہا ہو گیا علےٰ ہذا القیاس جو اسپر عمل کریگا وہ قید جسم عارضی سے ضرور نجات پا جائیگا۔

	تا دم عیسےٰ ترا زندہ کند	ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
ترجمہ	تا دم عیسے تجھے زندہ کرے	صورت خود خوب و فرخندہ کرے

شرح یعنے ایمخاطب نیاز و فقر کی حالت مین جیتے جی اپنے آپ کو مردہ بنالے تاکہ دم عیسے (لطف رحمانی و نفحہ ربانی) تجھے از سر نو زندہ کردے یعنی مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمائے اور اپنی ذات کی طرح بابرکت بنادے

	در بہاران کے شود سرسبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
ترجمہ	پتھر سے ہو سکتا نہیں سرسبز سنگ	خاک سے اُگتے ہیں گل ہفتاد رنگ

شرح۔ اس شعر مین متکبر اور خاکسار آدمی کی حالت کو ایک مثال مین جدا جدا بیان کیا گیا ہے یعنی ایکبار نہین ہزار بار دنیا مین بہار آئے اور ایک نہین لاکہہ مینہہ برسین پتھر مین سے سبزہ کبہی نہین اُگتا پہولون کے درخت ہرگز نہین جمتے چند روز کے لیئے خاک ہو جا تاکہ تجہہ مین معرفت و اسرار کے گل بوٹے پیدا ہو جائین

	سالہا تو سنگ بودی دلخراش	آزمون را یک زمانے خاک باش
ترجمہ	مدتوں پتہر رہا ہے زشت خو	امتحاناً ایک دم کو خاک ہو

شرح۔ یعنے ایمخاطب تو مدتوں سنگ دلخراش (مغرور و متکبر و سخت دل) رہا ہے اب چند روز خاک ہو کر دیکہہ

	در بیان این شنو یک داستان	تا بدانی اعتقاد راستان
ترجمہ	ہم سناتے ہیں سمجھے اک داستان	تا عیان ہو اعتقاد راستان

شرح۔ یعنے خاکسار اور با نیاز ہونے کے متعلق ایک قصہ سُن لے تاکہ تجھے سچے لوگون کے اعتقاد کا حال معلوم ہوئے

(دونوں حصے رجسٹری شدہ ہیں)

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

واضح رہے کہ آیندہ پیر چنگی کی داستان شروع ہونے والی ہے اِس داستان مین حدیث نفحات رحمانی اور مرتبۂ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور قصۂ شب تعریس اور اثر برد بہیع و برد خریف آور باران رحمت غیب اور نالۂ ستون حنانہ اور کنکریون کے کلام اور حضرت عمرؓ کے الہام اور پیر چنگی کی ہدایت کے متعلق عجیب و غریب اسرار بیان ہوے ہین ان سب کی تشریح بتفصیل عنقریب ملاحظہ سے گزرے گی خاکسار شارح کو بعض اشعار کے حل کرنے مین نہایت دقت اُٹھانی پڑی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اِس شرح مین التزام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان مثنوی کے تمام اشعار کے مطالب اِس ترکیب سے بیان کیے جائین کہ ظاہر شرع کے خلاف نہون - داستان پیر چنگی کو قصۂ طوطی و سوداگر سے یہ ربط ہے کہ اس قصہ مین موتوا قبل ان تموتوا یعنے مرگ اختیاری کی ہدایت کیگئی ہے اسکے طفیل طوطی نے قفس تاجر اور تاجر نے قفس جسم عارضی سے نجات پاکر ابدی زندگی حاصل کی ہے اور پیر چنگی کو بھی اِسی فانی ہونے کے باعث گناہون سے نجات اور اُسکی نیک نیتی کے سبب حیات جاودانی حاصل ہوی - چنانچہ یہ باتین اس داستان مین اچھی طرح ذہن نشین ہوجائینگی - نیز پیر چنگی کے حالات اور اُسکی امداد کے متعلق حضرت عمرؓ کے الہام سے معلوم ہوجائیگا کہ خدا اُس شخص کی دو نو جہان مین مدد کرتا ہے جو اُسپر پورا بھروسہ رکھے اور جسکی نیت درست اور اعتقاد مضبوط ہو - ایک حدیث کے یہ الفاظ ہین اَللّٰھُمَّ لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ یعنے اے خدا تو مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر مطلب کہ میرے تمام کامون مین میرا سچا مددگار بن اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی مدد اُنہین کامون مین ہوتی ہے جو نیک نیتی سے محض خدا کے واسطے ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان پیر چنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالیٰ در گورستان در روز بینوائی چنگ میزد

ترجمہ ایک بوڑہے چنگ بجانیوالے کی داستان جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بحالت مفلسی گورستان مین بیٹھکر اللہ کے واسطے چنگ بجاتا تہا

این شنیدستی کہ در عہد عمر — بود چنگی مطربے با کر و فر

ترجمہ سنتے ہین یہ قصۂ عہد عمر — مطرب چنگی تہا اک با کر و فر

شرح یہ پیر چنگی پہلے بڑا باساز و سامان تہا جب اُسپر تنگی آئی تو گورستان مین جا بیٹھا اور یہ نیت کرلی کہ مین لوگون کو بلا بے مزدوری بیسے چنگ سنایا کرونگا یہ شخص گو اپنے فعل کی بُرائی سے جاہل تہا مگر چونکہ نیت اچھی رکھتا تہا اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اسپر رحم کیا مفصل قصہ آگے آتا ہے۔

بلبل از آواز او بیخود شدے — یک طرب ز آواز خوبش صد شدے

ترجمہ مست بلبل اُسکی اک آواز سے — ایک طرب صد چند اُسکے ساز سے

شرح یعنے اسکی آواز سے بلبل (باوصف خوشنوائی) بیخود ہوجاتا تہا اور ایک حصہ ذوق وشوق اُسکی خوش الحانی سے سو حصہ تک بڑہ جاتا تہا مطلب یہ کہ وُہ نہایت خوش آواز اور نغمہ سنج تہا۔

مجلس و مجمع دمش آراستے — وز نوائے او قیامت خاستے

ترجمہ باعثِ زیبائش ہر بزم م تہا — تہی قیامت خیز اُسکی ہر نوا

شرح دَم بمعنے آواز یعنے اُسکی آواز باعث آرایش انجمن تہی. جو محفلون مین قیامت برپا کردیتی تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ جسطرح قیامت کے دن روحین نئے سرے سے جسمون مین آجائینگی اسیطرح اُسکی آواز دلون مین نئی طرح کے ذوق وشوق پیدا کرتی تہی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قیامت کے دن ہر روح اپنے خاص جسم کو ڈہونڈیگی۔ اسیطرح اُسکی آواز کے اثر سے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو ڈہونڈتا تہا۔ کیونکہ سماع اور خوش آوازی مین مطلوب کے یاد دلانے کا اثر بالخاصہ ہے جسکی تفصیل ابتدائے کتاب مین دربیان سماع گزرچکی ہے

ہمچو اسرافیل کآوازش بفن — مردگان را جان در آرد در بدن

ترجمہ صور اسرافیل آواز اُسکی تہی — جان دیتی تہی جو مردون کو نئی

شرح فن بمعنے صنع قدرت الٰہی۔ یعنے جسطرح حضرت اسرافیل کی آواز فعل قدرت الٰہی کے باعث صور پہونکنے کے وقت تمام مردون کی روحون کو جسمون مین داخل کردیگی اسیطرح اُسکی آواز مردہ دلون کو زندگی اور افسردہ خاطرون کو تازگی دیتی تہی۔ سینون مین مسرت تازہ اور دلون مین جدید شوق پیدا کرتی تہی۔

	یار سائل بود اسرافیل را	کز سماعش پر برستے فیل را
ترجمہ	یا وہ تہے پیغام اسرافیل کے	پر نکل آتے تہے جس سے فیل کے

شرح لفظ رسائل یا تو جمع رسالت ہے بمعنے مکتوبات و نامہ ہا وپیغا مہا یعنے اسکی آواز مُردون کے زندہ کرنے مین گویا اسرافیل کے پیغام تہے جسکے سننے سے ہاتہی کے پر نکل آتے تہے یعنے ذوق وشوق صد چند ہوجاتا تہا۔ یا یہ سمجھیے کہ لفظ یار موصوف ہے اور سائل اسکی صفت یعنے اسکی آواز اسرافیل کا یار سوال کنندہ تہی مطلب یہ کہ اسکی آواز نے مُردون کے زندہ کرنے کی صفت کو اسرافیل سے بطور مستعار مانگ رکہا تہا۔ یا لفظ سائل سیلان سے مشتق ہے یعنے اسکی آواز اسرافیل کا ہمدم اور اسکے پاس آنے جانے والا یار تہا۔ اور زندہ کردینے کی صفت اسمین اثر صحبت اسرافیل سے پیدا ہوگئی تہی۔ بعض نسخون مین یار سیلے بود اسرافیل را ہے اسصورت مین معنے ظاہر ہین کیونکہ سیل بمعنے ہمزبان ہے

	ساز د اسرافیل روزی نالہ را	جان دہد پوسیدہ صد سالہ را
ترجمہ	ہو سنگے اسرافیل حسب م نالہ کن	جی اُٹہین گے استخوانہائے کہن

شرح۔ پوسیدہ بمعنے کہنہ وفرسودہ۔ دراصل بباے فارسی ہے مگر بائے عربی کے ساتہ مشہور ہوگیا ہے۔ یعنے جسطرح اسرافیل کی آواز ایکدن پرانی اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالدیگی اسیطرح اسکی آواز کا حال تہا۔ ان اشعار مین بربنگی کی آواز کی صفت مین شاعرانہ مبالغہ کیا گیا ہے۔

	اولیا را در درون ہم نغمہاست	طالبان را زان حیاتے بیبہاست
ترجمہ	نغمہائے اولیا ہین باطنی	ملتی ہے لوگون کو جن سے زندگی

شرح یعنے اولیاء وانبیاء کے ظاہری نغمے (اقوال واحادیث وملفوظات) تو موجود ہی ہین جنپر مخلوق کی ہدایت منحصر ہے مگر اس سے قطع نظر انکو اللہ تعالے کی طرف سے باطنی نغمے (اسرار معارف) بہی عنایت ہوئے ہین جنسے طالبان حقیقت کو جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ظاہری نغمے سے کلام لفظی اور باطنی سے کلام نفسی مراد ہے جسکی شرح پہلے گذرچکی ہے۔ بعض نسخون مین اولیاء کی جگہ انبیا ہے۔

	نشنود آن نغمہا را گوش حس	کز ستمہا گوش حس باشد نجس
ترجمہ	سُن نہین سکتا ہے اُنکو گوش حس	ہے بری باتون سے گوش حس نجس

شرح یعنے اولیاء وانبیاء کے باطنی نغمون کو ظاہری کان نہین سُن سکتے۔ کیونکہ یہ کان دنیوی باتین اور ناجائز نغمے سُنتے سُنتے نجس ہوگئے ہین کلام نفسی جو سراسر پاک ہے ناپاک کانون مین نہین سماتا۔ بعض نسخون مین ستمہا کی جگہ ستمہا ہے اوسے مراد سخن بد ہے

	نشنود نغمہ پری را آدمی	کو بود ز اسرار پریان اعجمی
ترجمہ	کیا سُنے نغمہ پری کا آدمی	کیونکہ یہہ اسرار سے ہے اعجمی

شرح - اعجمی - نادان وناقہم وغیر فصیح - یعنے چونکہ آدمی پریون کے اسرار سے ناقہم ہے اِسلیئے اُنکے نغمون کو نہین سُن سکتا علےٰ ہذا القیاس ناقہم شخص سے یہ توقع رکہنی بالکل بعید ہے کہ اولیاء کے اسرار اور اُنکے باطنی نغمون سے واقف ہوسکیگا - یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے بطور تمثیل -

	گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالم ست	نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
ترجمہ	گرچہ اس عالم مین ہے بانگ پری	نغمۂ دلکو ہے سب سے برتری

شرح - اس شعر کا پہلا مصرع گزشتہ شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے - یعنے اگرچہ نغمۂ پری بہی اسی جہان دنیا مین موجود ہے لیکن عدم جنسیت کے باعث آدمی اُسے ہرگز نہین سُن سکتا - پہر نغمۂ باطنی تو ان دونو نغمون یعنے آدمی اور پری کی باتون سے برتر ہے - ایسے انسان کب سُن سکیگا نکتہ انسان کامل کا نغمہ چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکہتا ہے اِسلیئے نغمۂ پری سے برتر ہے یہ بہی یاد رہے کہ نغمہ باطنی کی کیفیت گوش دل سے اور گوئندہ کی حقیقت نور باطن سے معلوم ہوسکتی ہے - گوش حسی اور عقل انسانی ان اسرار کے سمجہنے سے قاصر ہے -

	کہ پری و آدمی زندانیند	ہر دو در زندان این نادانیند
ترجمہ	ہین پری و آدمی ہر دو اسیر	جہل کے محبس مین دونو جاکے گیر

شرح یعنے نغمۂ اولیا نغمۂ انسان و پری سے اِسلیئے برتر ہے کہ یہ دونو قیدخانۂ وجود عارضی مین محبوس اور اسیر غفلت اور اس نادانی و فریب دنیا ء کے زندانین مقید اور آخرت سے غافل ہین اور اولیا ء ان تمام قیدون سے آزاد ہوکر صرف اُسی ایک کے ہو لئے ہین ؎ بریدۂ زہمہ با خدا گرفتارست - اِسلیئے اُنکے نغمے اعلے درجہ کے ہین جنکے مطالب ہر شخص نہین سمجہ سکتا -

	معشر الجن سورۂ رحمن بخوان	تستطیعوا تنفذوا را باز دان
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے نیک خو	معشر الجن - تستطیعوا - تنفذو
	سورۂ رحمن بخوان اے مبتدی	تا شوی بر سر پریان مہتدی
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے مبتدی	بہید سے پریون کے تا ہو آگہی

شرح - یہ مضمون سابق یعنے نغمہائے اولیاء کی برتری پر قرآنی حجت ہے - سورۂ رحمن مین یہ آیت ہے - یمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات و الارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطان یعنے اے جن و انسان کی جماعت اگر تم آسمانون اور زمین کے کنارون سے باہر نکلجانے کی طاقت رکہتے ہو تو نکل جاؤ یا تمام علوم علویات وسفلیات حاصل کرنے پر قادر ہو تو حاصل کرلو - لیکن بلا قوت وغلبہ تم ہرگز ایسا نہ کرسکوگے حالانکہ تم مین نہ قوت ہے نہ غلبہ البتہ خدا کی مشیت سب کچہ کرسکتی ہے - یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ جب ماسوائے بعض تمام جسمانیات کا

علم بلا انعام الٰہی نہ کسی انسان کو ہو سکتا ہے نہ جن و پری کو۔ تو نغمۂ اولیا و انبیا اُنکے کانون تک کب پہنچ سکتا ہے۔ جو محض روحانی اور کیفیت غیبی ہے۔ اور جب انسان نغمۂ پری کو جو اسی دنیا مین موجود ہے نہین سن سکتا تو نغمۂ باطنی کو کیونکر معلوم کر سکتا ہے نتیجہ یہ کہ انسان گوش ظاہری کو معطل کر کے گوش باطنی پیدا کرے اور خدا سے روحانی قوت کا طالب رہے ورنہ نغمۂ اندرونی سے محروم رہے گا۔

	نغمہائے اندرون اولیا	اولا گوید کہ اے اجزائے لا	
ترجمہ	نغمہائے جان پاک اولیا	پہلے کہتے ہین کہ اے اجزائے لا	
	ہین ز لائے نفی سرہا بر زنید	دین خیال و وہم بیرون افگنید	
ترجمہ	سر نکالو۔ لا سے سنلو غافلو	اس خیال و وہم کو بس چھوڑ دو	

شرح یعنے اولیاء اللہ کے باطنی نغمے زبان معنوی سے سب سے پہلا سبق یہ دیتے ہین کہ اے اجزائے لا یعنے اے مردمان خالی از معرفت با متقاران عادم و مقربان فنا لائے نفی یعنے خلو معرفت کی قباحت سے نکلو اور اپنی ہستی کے مستقل اور دائمی ہونے کے خیال کو چھوڑ دو تاکہ دو دی جاتی ہے اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ مگر اُنکے نغمے وہی سنتا ہے جسکے باطنی کان بہرے نہون۔

	اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد	جان باقی تان نروئید و نزاد	
ترجمہ	تم ہو محو عالم کون و فساد	جان باقی سے ہو بالکل نامراد	

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کے نغمون کا مضمون یہ ہے کہ اے آدمیو تم سب کے سب دنیا مین پھنسکر عالم کون و فساد کے صدمے سہتے سہتے بوسیدہ اور نکمے ہو گئے ہو گو باطنی نغمے تمہاری پرانی ہڈیون مین جان ڈال سکتے ہین لیکن تم انہین سن ہی نہین سکتے بس تو وہ روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی تھی گویا تم مین ڈالی ہی نہین گئی۔ اور اہل اللہ کے نزدیک تم ہنوز پیدا ہی نہین ہوئی۔

	کار ایشانست زان سوے بری	گر دوت روشن جو جوئی رہ پری	
ترجمہ	جانب حق سے ہین سارے اُنکے کام	جستجو کرتا کہ ہون روشن تمام	

شرح یعنے اولیاء اللہ کے جمیع افعال اللہ تعالے کی طرف سے ہین۔ اور جانب الٰہی تمام عیوب سے بری ہے (لفظ بری صفت آنسو ہے) جب تو اس رستہ کو ڈھونڈیگا اور اس منزل مین پرواز کریگا تو تجھپر بھی اولیا کے اسرار ظاہر ہو جائینگے (پری جوئی پر معطوف ہے بحذف حرف عطف) نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین پری بیائے فارسی ہو اور دوسرے مین بیائے عربی یعنے اولیاء کا کام اللہ تعالے کی طرف سے پرواز کرنا ہے یعنے وہ عالم ملکوت سے اسرار معرفت لیکر بروقت دنیا کے طرف آتے ہین مطلب یہ کہ اللہ اُنکے دلمین الہام کرتا ہے تو بھی اگر اُنکے اسرار کو جستجوے قلبی سے ڈھونڈیگا تو

تو راستہ کو منزل مقصود تک لیجائیگا۔ اسصورت مین پری بمعنے پر واز حاصل بالمصدر ہے۔

گر بگویم شمۂ زان نغمہا — جانہا سر بر زنند از دخمہا

ترجمہ: ہو جو اُن نغمون کا اک شمہ بیان — مُردے ہون قبرون سے باہر بے گمان

شرح۔ دخمہ بالفتح بمعنے گنبد مدفن۔ وگور خانہ آتش پرستان۔ یہان مطلق قبر مراد ہے یعنے اگر نغمۂ اولیا کا تھوڑا سا حال کہدیا جائے تو مردے زندہ ہو کر قبرون سے نکل آئین مطلب یہ کہ ہر مُردہ دل اولیاء اللہ کے نغمون سے نئی زندگی اور جہالت کی موت کے بدلے مین حیات علمی حاصل کر سکتا ہے۔

گوش را نزدیک کن کان دور نیست — لیک نقل آن بتو دستور نیست

ترجمہ: کان لا پاس ہین گوشش عقل کی — پر نہین ہرگز اجازت نقل کی

شرح گوش سے گوش دل اور نزدیک کرنے سے صاف کرنا مراد ہے۔ اسصورت مین معانی غیب سے گوش دل قریب ہوجاتے ہین مطلب یہ کہ نغمہ اسرار گوش دل کو صاف کرکے سن فی الواقع یہ نغمے کچھ بعید نہین صرف کدورت کا پردہ بیچ مین ہے ہان ظاہری اور حسی کان اسکے سننے کی طاقت نہین رکھتے۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کو تیرے کانون تک یا بہ تجھے بعد واقفیت غیرون کے کانون تک اس نغمہ کے نقل کرنے کی اجازت نہین ہے اسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے کہ اسرار غیبی گوش حسی مین نہین سما سکتے لفظ دستور بمعنے قاعدہ و آئین و رخصت و اجازت یہان سب طرح صحیح ہے

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا — مردہ را زیشان حیاتست و نما

ترجمہ: سچ ہے اسرافیل ہین سب اولیا — جلنے ہے مُردون کو صد نشو و نما

شرح یعنے اولیا اسرافیل وقت ہین جو مردگان غفلت وجہل کو علم معرفت کی زندگی عنایت فرماتے ہین اور درحقیقت حقیقی زندگی یہی ہے۔ جو بطفیل اولیاء اللہ طالبان حقیقت کو ملتی ہے۔

جانہائے مردہ اندر گور تن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن

ترجمہ: دفن ہے جو روح زیر گور تن — جی اُٹھے اُنکے سخن سے بے سخن

شرح جانہائے مردہ سے مُردگان جہل اور کفن سے غفلت مراد ہے یعنے اولیا کی آواز سُنکر وہ روحین جو جہالت کی موت مرکر جسم کی قبر مین دفن ہین کفن سے باہر نکل آتی ہین۔ اور غفلت کو چھوڑ کر نئی زندگی حاصل کر لیتی ہین۔

گوید این آواز ز آواہا جداست — زندہ کردن کار آواز خداست

ترجمہ: اور کہے یہ نغمہ ہے سب سے جدا — کر گیا جو کار آواز خدا

شرح۔ گوید کا فاعل وہی مردۂ جہل ہے جو زندہ ہو گیا ہے۔ آواہا مخفف آوازہا یعنے جو شخص کلمات اولیا سے زندہ ہوئے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آواز جسنے ہمکو زندہ کر دیا ہے انسانی آواز سے جدا ہے۔ کیونکہ زندہ کرنا آواز خدا (یعنی کلمہ کن)

کا کام ہے۔ پس تو گویا انبیا اور اولیار کا کلام فی الواقع اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور وہ کلام نفسی ہے جس سے حس گوشِ ظاہری بے بہرہ ہے۔

	ما بمردیم و بکلی کاستیم	بانگِ حق آمد ہمہ برخاستیم
ترجمہ	مہاگئی تہی ہمہ بالکل مردنی	بخشتی ہے آواز حق سننے زندگی

شرح یہ بھی انہین زندہ ہونیوالون کا کلام ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم اضطراری موت سے پہلے۔ اختیاری موت کے باعث بفحوائے موتوا قبل ان تموتوا فنا ہوگئے تھے اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمکو حیات ابدی عطا فرمائی اور بفضل کلمات کاملین از سرِ نو زندہ کردیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمین کلمات کاملین نے جہالت کی موت سے بچالیا ورنہ ہمارے مرجانے مین کچھ شک نہ تھا۔

	بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب	آن دہد کو داد مریم را زجیب
ترجمہ	ظاہر و باطن ندائے کبریا	دیتی ہے جو کچھ کہ مریم کو دیا

شرح حجیب امالۂ حجاب ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی آواز اور کلام منزہ عن الحرف و الصوت باحجاب اور بے حجاب دو نوطرح قلوب انبیا و اولیا مین وارد ہوتا ہے اور یہ کلام وہ برکت عطا فرماتا ہے جو حضرت مریم کو عطا فرمائی گئی تھی یعنے جسطرح حضرت مریم کے قلب کو نور نبوت عیسوی اور شکم مبارک کو مولود مسعود سے پرنور کیا گیا تھا۔ اسیطرح انبیا اور اولیا کے قلوب کو کلام نفسی سے منور اور مخزن اسرار و معارف بنایا جاتا ہے بانگ حق باحجاب وہ کلام حق جو بواسطۂ غیر کسی نبی یا ولی تک پہنچے مثلاً توریت و انجیل و زبور و قرآن جو بواسطہ حضرت جبریل انبیا تک پہنچے ہین اور بانگ حق بے حجاب وہ کلام الٰہی جو بلا واسطہ ہو۔ مثلاً احادیث قدسی۔ اور الہامات۔

	اے فناتان نیست کردہ زیرِ پوست	باز گردید از عدم ز آوازِ دوست
ترجمہ	اے فنا گردیدگانِ زیرِ پوست	زندہ ہوجاؤ سنو۔ آوازِ دوست

شرح یعنے انبیاء و اولیا کی آواز اُنکے صحیفے اور الہامات جو فی الواقع کلام الٰہی ہین یہ کہتے ہین کہ اے غافلو تمکو فنائے جہل کے پردے مین معدوم کردیا ہے فنا سے مراد وہی خلوِ معرفت ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اب تم اس جہل کی موت سے حیات علم کی طرف پھر آؤ۔ اور اپنے دوست یعنے خدا کی آواز کو جو اولیا کی زبان سے نکل رہی ہے۔ پہچانو۔ تان بمعنے تمہا ہے۔

	مطلق آن آواز خود از شہ بود	گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
ترجمہ	وہ ندائے مطلقہ ہے شاہ سے	گرچہ ہے حلقوم عبد اللہ سے

شرح شہ سے اللہ تعالےٰ اور عبد اللہ سے انبیا و اولیا مراد ہین۔ اور مطلق آواز بمعنے کلام نفسی ہے جو حرف وصوت کی

قید سے آزاد ہے مطلب یہ کہ انبیاء و اولیا جو کچھ کہتے ہین وہ اپنی طرف سے نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہر مقولہ کلام الٰہی ہے۔

گفت او را من زبان و چشم تو ۔۔۔ من حواس و من رضا و خشم تو

ترجمہ: کہدیا ہے۔ مین زبان و چشم ہون ۔۔۔ مین حواس اور مین رضا و خشم ہون

شرح یعنے شاہ حقیقی سنے اپنے بندۂ خاص سے کہدیا ہے کہ مین تیری زبان اور آنکھہ ہون۔ اور مین ہی تیرے حواس اور تیری رضا و خشم بنجاتا ہون۔ تیرے تمام افعال میری طرف منسوب ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ انبیا و اولیا کی مہربانی خدا کی مہربانی اور اُنکا غضب بیشک خدا کا غضب ہے۔

رو کہ بی یسمع و بی یبصر توئی ۔۔۔ سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی

ترجمہ: جا کہ بی یسمع و بی یبصر ہے تو ۔۔۔ عین سر ہے اور صاحب سر ہے تو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان جا اور طلب معرفت مین کوشش کر کیونکہ تو جامع صفات اور مصداق بی یسمع و بی یبصر ہے۔ یہ حدیث قدسی پہلے بھی نقل ہو چکی ہے کہ لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ و رجلہ و لسانہ بی یسمع و بی یبصر و بی یمشی و بی یبطش و بی ینطق۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان تو سرِ الٰہی ہے کیونکہ جائے صاحب اسرار ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مین مومنون کے ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون بلکہ تو عین سر ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے کہ الانسان سرّی من اسراری۔ انسان میرے اسرار مین سے ایک بھید ہے۔ انسان مین قوت محرکہ و آخذہ اور متکلمہ اور سامعہ وغیرہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین لیکن انسان کامل اسکو عین قوائے حقیقت جانتا ہے اور اپنے آپ کو فانی سمجھتا ہے اور ناقص چونکہ مشاہدۂ عین سے محروم ہے اسلئے اس قوت کو طبعی اور اعضائی خیال کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ اسکا باطن عین حق ہے۔

تفسیر مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ و بیان آن

ترجمہ: اس حدیث کی تفسیر کہ جو خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے اور اُسکا مفصل بیان

چون شدی من کان للہ از ولہ ۔۔۔ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ

ترجمہ: عشق سے جب تو خدا کا ہو گیا ۔۔۔ یہ سمجھ اللہ تیرا ہو گیا

شرح ولہ یعنے حیرت و استغراق و جنون و سرگشتگی و عشق یعنے اے انسان جب تو عشق حقیقی حیرت و استغراق کے باعث مصداق مضمون من کان للہ ہو گیا۔ یعنے تو نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیئے تو یاد رکھہ کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہو گیا۔ بعض نسخون مین حق ترا باشد کی جگہ من ترا باشم ہے۔ اسصورت مین یہ شعر گویا کلام قدرت ہے بزبان مولانا یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ جب تو مصداق من کان للہ بنگیا تو مین تیرا ہو گیا کیونکہ مینے اپنے رسول کی زبانی خبر دیدی ہے کہ مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ چونکہ انبیا علیہم السلام عموماً اور رسول مقبول خصوصاً اور اُنکے خلفا،

مصداق من کان للہ ہین اسلیے اِس حدیث سے انبیا اوراولیا کا اتحاد ذاتی من وجہ ثابت ہے مگر عبد ہین چونکہ من جہ شان عبدیت بہی ہے اسلیئے اللہ تعالے کبہی اُنکو باعتبار اتحاد خطاب کرتا ہے اور کبہی باعتبار عبود دیتا۔

	گہ توئی گویم ترا گاہے منم	ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ترجمہ	گہ توئی گاہے منم کہتا ہون مین	جو کہون اُسکے لیے زیبا ہون من

شرح یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے خاص بندے۔ مین کبہی تو تیرا نام توئی رکہتا ہون اور تجکو اپنا غیر سمجہتا ہون اور کبہی منم کہتا ہون۔ یعنے اتحاد کا قائل ہون اور توئی کا اعتبار نہین کرتا۔ چنانچہ انک لاتہدی من احببت اور واللہ یعلم انک لرسولہ مغایرت پر دلالت کرتا ہے اور ما رمیت اذ رمیت اتحاد پر۔ بلکہ اسمین اثبات مغایرت اور وحدت دونو پائے جاتے ہین۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ مین کہون میرے لایق ہے کیونکہ مین آفتاب روشن ہون پرتو کہ شہود کثرت مانع شہود وحدت نہین ہوسکتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کا اللہ کی طرف بلانا گویا اللہ تعالےٰ ہی کا بُلانا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے واللہ یدعوا الٰی دَارِ السَّلَام اور اتحاد حقیقی پر یہ آیت بہی دلالت کرتی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یبایعُوْنَکَ اِنَّمَا یبایعُوْنَ اللّٰہ یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین اِس سے اتحاد کے معنے صاف ظاہر ہین اور پہلی آیتون کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی تم جسکو چاہو ہدایت نہین کرسکتے البتہ خدا جسکو چاہے ہدایت دیسکتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم اُسکے رسول ہو۔ اِن آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور چیز ہے اور نبی اور شے۔

	ہر کجا تابم ز مشکاتے دمے	حل شد آنجا مشکلات عالمے
ترجمہ	جلوہ گر ہون جسجگہ مین ایک دم	مشکلین ہوتی ہین حل سب یک قلم

شرح مشکات بمعنے طاق و دریچہ سے مراد مظہر ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین جس مظہر مین اپنے اسمائے صفات کے ساتہ تہوڑی دیر کے لیئے تجلی کرتا ہون تو اُسکی تمام مشکلین حل ہو جاتی ہین۔ حل مشکلات عالم کے یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ صفت محیی کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو زمین سے نباتات پیدا ہوتے اور بچہ کو ماں کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلنے کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب صفت ممیت کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو جانکنی کی اور جب صفت ودود کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو عشق کی اور جب صفت رزاق کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو فقر و احتیاج کی مشکلین حل ہوتی ہین وعلیٰ ہذا القیاس۔

	ہر کجا تاریکی آمد ناسزا	از فروغ ما شود شمس الضحےٰ
ترجمہ	ناسزا ظلمت کی ہو جسجا گہٹا	ہو ہمارے جلوہ سے شمس الضحےٰ

شرح لفظ ناسزا ترکیب مین لفظ تاریکی کی صفت واقع ہے اور لفظ شمس الضحےٰ بمعنے آفتاب نیمروز ہے۔

ظلمتے را کافتابش برنداشت	از دم ما گردد آن ظلمت چو چاشت
ترجمہ: وہ اندہیرے جنہیں ہو خرشید غرق	ہون ہمارے دم سے سب مانند شرق

شرح تاریکی اور ظلمت سے کفر و عصیان اور جہالت کے اندہیرے مراد ہین جنکو آفتاب فلک کی روشنی زائل نہین کرسکتے اور فروغ ما اور دم ما بمعنے ارشادات انبیا و خلفا و ملفوظات اولیاء و کلمات انسان کامل ہے کیونکہ یہ لوگ کامل طور پر مظہر اسمائے صفات اور آفتاب توحید ہین۔ انکا قول مقولۂ حق ہے اس صورت مین یہ معنے ہین کہ انبیا کے ارشادات اور اولیاء کے ملفوظات اندہیرون کو آفتابِ روشن اور ظلمت کو سراسر نور بنا دیتے ہین۔ اور اگر ان دونو شعرون کو مقولۂ حق کہا جائے تو مطلب خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کی ادنے تجلی تمام ظلمتون کو دفع اور اسکا دم یعنے کلام تمام اندہیرون کو زائل کرنے والا ہے۔

آدمی را او ز خویش اسما نمود	دیگران را ز آدم اسما میکشود
ترجمہ: اُسنے آدم کو سکہائے اپنے نام	اور سیکہا سب نے آدم سے کلام

شرح یعنے اللہ تعالے نے حضرت آدم (انسان کامل) کو اپنے اسمائے حسنے بذاتہ معلوم کرائے (ز خویش بمعنے بنفسہ ہے) اور انسان غیر کامل کو اُسی انسان کامل کے ذریعہ سے بتائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام رسول اور اُنکے سچے جانشین یعنے خلفاء و اولیاء خلیفۃ اللہ اور حق و خلق کے مابین بمنزلۂ برزخ ہین کیونکہ انسان کامل کا مقولہ گویا فرمان الٰہی ہوتا ہے اگرچہ انسان کامل یعنے اولیا و انبیا صورت مین مختلف اور متعدد ہین مگر حقیقت مین سب متحد ہین سب کا کلام کلام الٰہی ہے اسلئے ایک نبی کا منکر گویا سب کا منکر ہے کیونکہ خاتم النبیین تک تمام انبیا نے وہی کلام الٰہی سُنایا ہے جو اوّل اول حضرت آدمؑ نے سُنایا تہا۔ کلام الٰہی مین اگر اُمتیون نے تصرف نہ کیا ہو تو خواہ اُسکا نام توریت ہو یا انجیل۔ زبور ہو یا قرآن سب کو یکسان ہدایت کرسکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت انبیا باعتبار اشاعت توحید و ہدایت بالکل متحد ہے اور اسی اتحاد معنوی کو آیندہ دو شعرون مین بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو	کاین سبو را ہم مدد باشد ز جو
ترجمہ: نہر اور ٹہلیا کا پانی سب ہے ایک	اِسمین ہے اُسکی مدد اے مرد نیک
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور	نور مہ ہم ز آفتابست اے پسر
ترجمہ: چاند کا ہو نور یا خرشید کا	ایک ہین دونو سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے کوئی شخص نہر مین سے پانی پیئے یا ٹہلیا مین سے ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ ٹہلیا نہر ہی کے پانی سے بہری جاتی ہے۔ علے ہذا القیاس چاند سے روشنی حاصل کیجائے یا آفتاب سے نتیجہ متحد ہے کیونکہ چاند آفتاب سے روشنی لیتا ہے۔ اسیطرح کلام الٰہی بذریعہ وحی کسی نبی کی زبان سُنا جائے یا بذریعۂ الہام کسی ولی کی زبان سے سب کا

ماحصل ایک ہے کیونکہ اولیا۔ انبیا علیہم السلام تابع فرمان ہوتے ہین اور انبیا خدا سے ہمکلامی کا شرف رکھتے ہین اسیلئے رسول علیہ الصلوۃ نے یہ حدیث فرمائی ہے جو آئندہ شعر مین مذکور ہے۔

	مقتبس شو زود چون یابی نجوم	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم
ترجمہ	گر ستا دن طلب نور علوم	قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم

شرح حدیث شریف مین ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ یعنے میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین۔ اے لوگو تم انہین سے جس کسیکے پیروی کروگے سیدھا رستہ لجائیگا۔ یہان سے خود یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنسرور کائنات آفتاب ہدایت اور دیگر انبیا اولیا اُس آفتاب سے روشنی حاصل کرنیوالے ہین۔ انکا اتباع گویا اتباع پیغمبر ہے مگر چونکہ اس زمانہ مین صحابہ موجود نہین ہین اسیلئے لفظ نجوم سے اولیا مراد لیکر مولانا قدس سرہ عمومًا تاکید فرماتے ہین کہ اے شخص جہان کہین جب تجھے اولیا ملجایا کرین اُنسے فی الفور نور باطنی حاصل کیا کر۔ کیونکہ اولیا صحابہ کے تبع ہوتے ہین۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اہل باطن کے نزدیک چونکہ اولیا روحانی طور پر حاضران محفل نبوت مین سے ہین اسیلئے صحابہ کا حکم رکھتے ہین۔ ان معنون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَکَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْیَقْظَۃِ رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین کہ جسنے مجھے خواب مین دیکھہ لیا گویا اُسنے بیداری مین دیکھا۔ اہل تصوف کے نزدیک خواب سے مراقبہ اور استغراق مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا، حالت مراقبہ مین زیارت حبیب رب العالمین سے مشرف ہوے ہین۔ نتیجہ یہ کہ آپ کا دیکھنے والا مرتبۂ صحابیت حاصل کرلیتا ہے خواہ بیداری مین دیکھے یا خواب مین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہ فضیلت صحبت جسمانی و روحانی دونون سے مستفیض ہوتے ہین اور اولیا، کو صرف فضیلت صحبت روحانی نصیب ہوتی ہے۔

	خواہ از آدم گیر نورش خواہ از و	خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
ترجمہ	نور لے آدم سے یا اُس سے عزیز	بادۂ خم و کدو ہے ایک چیز

شرح یعنے اے مخاطب تو خواہ انسان کامل سے بالواسطہ نور خداوندی حاصل کرے۔ یا بلا واسطۂ غیر بذریعہ رجوع الی اللہ خود اللہ تعالے سے مستفیض ہو۔ دونو باتین برابر ہین اُنمین کچھہ فرق نہین کیونکہ دونونکا مقصود اور نتیجہ ایک ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تشبیہ ہے یعنے کوئی شخص مٹکے مین سے شراب نکالکر پیئے یا تونبے مین سے دونو مساوی ہین کیونکہ کدو خم ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنے اولیا انبیا جو کچھہ کہتے ہین وُہ خدا ہی کا مقولہ ہوتا ہے خم سے مراد ذات الٰہی ہے جو منبع جود و احسان ہے اور کدو سے مراد انبیاء و اولیاء ہین جو اُس خم سے فیض یاب ہین۔

	کین کدو با خم بہ پیوستست سخت	نے چو تو شادان کدوئے نیکبخت
ترجمہ	ہے کدو سے خم مین اک پیوند سخت	ہان نہین سمجھا کدو سے نیکبخت

شرح یعنے جسطرح یہ ظاہری کدوئے شراب خم کے ساتھ اتصال محکم رکھتا ہے اور اُسی سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے اسیطرح

ولی کامل بھی اُس خم حقیقی منبع الجود والاحسان سے فیضیاب ہے تو ہمکو اُس سے جُدا نسمجھ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے
کہ کدو تیری طرح لذائذ جسمانی سے خوش نہین ہے بلکہ فنا ہو گیا ہے اور خم وحدت مین غرق ہے بس تو اس کدو سے
شراب محبت حاصل کرنی گویا خم حقیقی سے حاصل کرنے کے مانند ہے

گفت طوبےٰ من رآنی مصطفےٰ	والذی یبصر لمن وجهی رأے
ترجمہ مصطفےٰ کہتے ہین طوبےٰ ہے اُسے	مجکو جو دیکھے کہ یارون کو مرے

شرح۔ حدیث مین ہے طوبےٰ لمن رآنی۔ وآمن بی وطوبےٰ لمن رأی من رآنی یعنے اُسکے لیے خوشحالی ہے جسنے مجکو
یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا علمائے ظاہر نے اس حدیث سے رویت چشم اور صحبت مراد لی ہے لیکن باطنی معنے یہ
ہین کہ خوشحالی ہے اُسکو جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو چشم قلب سے دیکھا اور روحانی صحبت حاصل کی یعنے یہ خوشخبری
وخوشحالی صحابہ کی طرح اولیاء اللہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اولیاء اللہ اتباع صحابہ کے باعث بمنزلۂ صحابہ ہین۔ گو رسول
علیہ الصلوۃ سے ظاہر صحبت نہین رکھتے۔

چون چراغے نور شمعے را کشید	ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید
ترجمہ شمع سے جو نور لیتا ہے چراغ	شمع اُسکو کہتے ہین روشن دماغ

شرح چراغ سے فتیلہ اور شمع سے موم یا روغن مراد ہے۔ یعنے جبکہ فتیلہ نے مادۂ نور موم یا روغن سے لیکر اپنی طرف
کھینچا تو فتیلہ کو جو دیکھے گا وہ یہی سمجھے گا کہ یہ نور موم یا روغن کی طرف سے آیا ہے علےٰ ہذا القیاس انبیا کا نور ہدایت
اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور صحابہ کا پیغمبر کی جانب سے اور اولیا کا صحابہ کی طرف سے۔ حاصل یہ کہ تمام انوار الٰہی
ایک شمع حقیقی سے حاصل ہوتے ہین اور سب کی اصل ایک ہے۔

ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد	دیدن آخر لقائے اصل شد
ترجمہ سو چراغ اُس سے ہوے روشن اگر	اصل ہی کی دید ہے پیش نظر

شرح یعنے اسیطرح اگر چراغ مین سو فتیلے لگا دیے جائین تو آخر کا دیکھنا گویا اول کا دیکھنا ہے یعنے معلوم ہو جاتا ہے
کہ تمام فتیلون مین مادۂ نور ایک ہی شمع یا ایک ہی جگہہ سے آیا ہے نیز یہ معنے بھی ہین کہ مثلاً ایک چراغ کو ایک شمع سے
جلایا یا سو چراغون کو ایک سے روشن کیا مادۂ نور سب نے ایک ہی سے حاصل کیا ہے اور دیکھنے والا بھی کہہ سکتا کہ ان
چراغون مین اُسے ایک شمع سے روشنی حاصل ہوی ہے۔ اس صورت مین چراغ اور شمع کی تاویل بمعنے فتیلہ وموم
غیر ضروری ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور ہدایت خواہ بذاتہ توفیق شمع حقیقی سے حاصل ہو یا انبیا کے ارشادات سے یا
تابعین وتبع تابعین کے کلمات سے یا اولیاء اللہ کے ملفوظات سے سب کی اصل ایک ہے۔ اولیا کا تابع گویا انبیا
کی شمع ہدایت سے نور حاصل کرنیوالا ہے اور انبیا کا نور گویا نور الٰہی کا جزو ہے

خواہ از نور پسین بستان تو آن | ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع جان
ترجمہ: پہلا پچھلا نور ہے سب ایکسان | ایک ہے نور پسین و شمع جان

شرح نور پسین (پچھلے نور) سے اولیاء اُمت محمدی اور شمع جان سے شمع ذات آلہی یا خود شمع نور محمدی مراد ہے یعنے ایمخاطب تو ذات آلہی سے نور ہدایت حاصل کرے یا شمع محمدی سے یا پہلی شمع یعنے اولیا راللہ سے سب ایکسان ہے اس نور اور اُس نور مین کچھ فرق نہین۔ نور محمدی

خواہ بین نور از چراغ آخرین | خواہ بین نورش ز شمع غابرین
ترجمہ: خواہ پچھلی شمع سے حاصل ہو نور | خواہ پہلی شمع سے اے پر شعور

شرح نور آخرین سے وہی اولیاء اور شمع غابرین سے وہی شمع نور محمدی مراد ہے اور غابر یعنے سابق و ماضی ہے چونکہ نور محمدی نور اولیائے محمدی سے سابق تھا اسلیئے اُسے غابر کہا گیا مطلب وہی ہے جو گزشتہ شعر کا تھا یعنے قندیلان یا چراغون کی کثرت اتحاد نور کو منع نہین کرسکتی۔ چراغ ہزار ہوا کرین مگر نور ہر حالت مین ایک ہی ہوگا اسی مناسبت کے لیئے آیندہ حدیث منقول ہوئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفحات آلہی (خدا کی رحمتین یعنے اولیائے کامل) ہر زمانہ مین موجود ہین اُنکا اتباع گویا پیغمبر کا اتباع ہے۔

تفسیر حدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا

ترجمہ یعنے تحقیق تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانہ کے دنون مین نفحات ہین تم تعظیم سے پیش آؤ اور اُن نفحات کو قبول کرو

شرح نفحات بمعنے بو ہائے خوش ہے و نفحات بمعنے دمید نہائے باد یعنے کلام یہان دونو لفظ درست ہین اور نفحات یا نفحات سے مراد یا تو دعوت انبیا اور ارشاد اولیا ہے یعنے ہر زمانہ مین ہر وقت دعوت انبیا و ارشاد اولیا موجود ہے اُسکو قبول کرو۔ یا نفحات سے مراد نعمتین ہین۔ نعمتون کا قبول کرنا اُنکا شکر ہے اور انتقال از مشاہدۂ قدرت حق بسوے حق ہے یا نفحات سے مراد وہ کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے (جسکو الہام سمجھنا چاہیئے اور جو موصل بمعرفت ہے) اور اُس کا قبول کرنا اُس سے متاثر ہونا اور واردات رحمانی و شیطانی مین تمیز کرنا ہے نفحات کے یہ پچھلے معنے آیندہ ابیات سے نہایت مناسبت رکھتے ہین۔

گفت پیغمبر کہ نفحتہائے حق | اندرین ایام مے آرد سبق
ترجمہ: نفحت حق کو یہ کہتے ہین رسول | آتا رہتا ہے ہمیشہ اے جہول

شرح۔ یہان اندرین ایام سے زمانۂ خاص مراد نہین بلکہ یہ لفظ بمعنے جمیع اوقات ہے اور سبق آوردن بمعنے ظاہر و غالب شدن ہے یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ نفحات آلہی یعنے خدا کی رحمتین (اولیائے کامل) یا اُسکی نعمتین یا دعوات انبیاء اولیاء یا واردات قلبیہ ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہین اور ہر وقت تمام زمانے پر برسنے والی گھٹا کی طرح چھائے

ہوئے ہین۔ لیکن یہ باطنی کیفیتین ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتین۔

گوش ہش داریداین اوقات را	در ربائید این چنین نفحات را
ترجمہ: تم غنیمت جانو ان اوقات کو	تمام لو جانے نہ دو نفحات کو

شرح یعنے اے طالبین نفحات الٰہی اپنی ان اوقات عزیز کی طرف گوش عقل کو متوجہ کرو اور نفحات کو قبول کرلو کیونکہ نفحات الٰہی جو ہر وقت پائے جاتے ہین گوش عقل ہی سے معلوم ہوتے ہین۔ اگر اوقات کو رائگان کھو دوگے تو نفحات سے محروم رہجاؤگے **فائدہ** اگر حسب تشریح سابق نفحات سے ارشاد اور دعوت مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ انبیا کے دعوت اور اولیا کے ارشادات کو قبول کرو اور کسی وقت کو اُنکے اتباع سے خالی نہ جانے دو۔ اور اگر نعمتین مراد ہین تو معنے یہ ہونگے کہ بعض نعمتین گوش عقل یعنے سُننے سے تعلق رکھتی ہین مثلاً وعظ اور قرآن انسے کسی وقت کو خالی نجانے دو اور اگر مراد واردات قلب ہین تو گوش ہوش بمعنے گوش دل ہے۔ یعنے دلکو کسی وقت نیز نفحات سے غافل نہ رکھو۔ اور یہ جانچ لیا کرو کہ یہ نفحۂ رحمانی ہے یا وسوسۂ شیطانی۔

نفحہ آمد مرشمارا دید و رفت	ہر کرا میخواست جان بخشید و رفت
ترجمہ: نفحہ آیا چلدیا کرکے نظر	جسکو چاہا دی اُسے جان دگر

شرح یعنے نفحۂ الٰہی آتا ہے مگر تمہین غافل دیکھکر چلا جاتا ہے۔ اور اپنے طالب کو معنوی روح (علم معرفت) عنایت فرمایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفحات الٰہی پے درپے آتے جاتے رہتے ہین مگر غافل کو اُس سے حصہ نہین ملتا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ نفحات سے مراد واردات قلبیہ ہی ہین جنپر آنے جانے کا اطلاق بے تکلف ہوسکتا ہے نیز دعوات وارشادات اولیا بھی ہر وقت اللہ کی طرف سے آتے ہین لیکن آدمی کو غافل پاکر دل سے نکلجاتے ہین اور جو مقبول بارگاہ ہین اُنکو روح تازہ عنایت فرماتے ہین لیکن یہ معنے واردات قلب کے مطلب سے قریب قریب ہین ہان اگر نفحات سے مراد نعمتین ہین تو آنا جانا درست ہے کیونکہ نعمائے الٰہی ہر وقت آتے ہین اگر بندے کو شکر سے غافل پاتے ہین چلے جاتے ہین۔ اور اگر شاکر پاتے ہین تو اور زیادہ ہوکر زندگی تازہ عنایت کرتے ہین۔ قرآن مجید مین ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور اگر نفحہ بمعنے رحمت الٰہی سے مرشد کامل مراد ہے تو بھی آنے جانے کے معنے درست ہین کیونکہ مرشد کامل اگر طالبین کو مستعد اور قابل تلقین پاتا ہے تو راز معرفت سے آگاہ کرکے انہین نئی زندگی عطا فرما دیتا ہے ورنہ جہان خدا لیجائے چلا جاتا ہے۔

نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش	تا ازین ہم وانمانی خواجہ تاش
ترجمہ: نفحہ آیا دوسرا رہ ہوشیار	تا نہو محروم اُس سے ہر زہ کار

شرح یعنے اے طالب نفحات افسوس تونے پہلے ارشادات و دعوات یا نعمتون کو قبول نہ کیا اور نہ کیفیت قلبی

مین تمیز کرسکا لیکن چونکہ نفحات متواتر آتے ہین اسیلئے دوسرے نفحہ کو قبول کر ورنہ اس سے بہی محروم رہیگا۔ خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ۔ حرف ندا خواجہ تاش سے پہلے محذوف ہے یہ مولانا قدس سرہ نے طالب کو ترغیب دی ہے یعنے اے بندۂ خدا یا اے شریک اُمّت محمدی۔ یا اے مُرید مُرشد کامل تو تو خواجہ تاش ہے یعنے جسطرح اور طالب خدا کے بندے اور رسول کی اُمّت اور مُرشد کے مُرید ہین اسیطرح تو بہی ہے۔ پہر یہ کیا سبب کہ دیگر طالبین کی طرح تو نفحات کو قبول نہین کرتا اب بہی ہوشیار ہو اور مُرشد کامل کا اتباع کرنا کہ تجھے نفحات الٰہی کا حصہ ملجائے۔

جان آتش یافت زان آتش کُشی — جان مرده یافت از وی جنبشی

ترجمہ: جان آتش کے لیئے ہے شعلہ کش — جان مردہ اُس سے ہو جاتی ہے خوش

شرح۔ بعض نسخون مین جان آتش کی جگہ جان ناری ہے جس سے وہ جان مراد ہے جو آتش شہوت و غضب کی طرف منسوب ہے۔ یا وہ جان جو مجسم آتش نفسانی ہے مطلب یہ کہ ارشادات انبیاء اور دعوات اولیا سے جان آتش نفسانیہ کو ایک ایسا لقمہ ملگیا جو آتش کُش تہا یعنے اُسنے نار غضب و شہوت کو بالکل بجھا دیا۔ اور وُہ نار گو یا نور بنگئی اور روح جو معاصی کے باعث مُردہ ہوگئی تہی وُہ متحرک فی امور الدین ہوگئی اور اسکے تمام ظلمانی صفات نورانی اور روحانی صفات سے بدل گئے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ جو شخص گرفتار آتش نفسانی تہا اسکو اس نفحہ نے ہلاک کر دیا۔ کیونکہ گرفتار آتش نفس ارشادات کو قبول نہین کرسکتا اور یہ عدم قبول اسکے حق مین ہلاکت ہے اور اُس شخص کو جو اوصاف نفسانی کی طرف سے مُردہ تہا حیات ابدی اور حرکت لبوے معرفت عنایت فرمائی اشارہ از زان اور از وے بجانب نفحات الٰہی ہے

جان ناری یافت از وی انطفا — مرده پوشید از بقای او قبا

ترجمہ: جان ناری اُس سے بالکل بجھ گئی — پہنی مُردے نے قبائے زندگی

شرح۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی طرح وہی دو معنے رکھتا ہے اور اُسی مطلب کی توضیح ہے قبا بمعنے لباس حیات ابدی اور انطفا بمعنے بجھنا ہے۔ یعنے نفحۂ الٰہی جان ناری کو بجھانیوالا ہے اور اُسکی بقا یا لقا مُردون کو قبائے زندگی پہناتی ہے۔

تازگی و جنبش طوبیست این — همچو جنبش‌های خلقان نیست این

ترجمہ: تازگی و جنبش طوبا ہے یہہ — کب مثال گلشن دنیا ہے یہہ

شرح بعض نسخون مین تازگی کی جگہ نازکی ہے بمعنے لطافت۔ اِس شعر مین اُس حرکت فی الدین کی تشریح ہے جو اگلے شعر سے معلوم ہوی تہی یعنے نفحات الٰہیہ سے جو حرکت فی الدین حاصل ہوتی ہے۔ وُہ گو یا حرکت طوبے ہے اور لطافت با تازگی طوبے ہے جو ہر حالت مین باعث مسرت ابدی ہے یہ حرکت درختان مخلوق کی حرکت نہین کہ بہار مین ہے خزان مین نہین

گر در افتد در زمین و آسمان — زهره‌شان آب گردد در زمان

ترجمہ: گر زمین و آسمان پہ گر پڑے — پانی سب ہو جائے پتہ خوف سے

شرح اُفتہ کی ضمیر نفحات کی طرف ہے لیکن اگر نفحات سے واردات قلبیہ مراد لیے جائین تو یہ شعر اُس سے انطباق تمام رکھتا ہے۔ کیونکہ معرفت اور ورود نور ذات حق واردات قلبیہ مین سے ہے جسکی گنجایش نہ زمین مین ہے نہ آسمان مین البتہ مومن کے دلمین ہے۔ اور اگر دعوات مراد لیے جائین تب بھی معنے درست ہو سکتے ہین۔ کیونکہ دعوات انبیا کی سمائی بھی زمین و آسمان مین کہین نہین ہو سکتی سیہ انبیاء علیہم السلام ہی کے دل ہین کہ کلام الٰہی جیسی عالیمرتبہ چیز کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ یعنے اگر ہم اِس قرآن کو بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے دیکھنے والے تو اُس پہاڑ کو خدا کے خوف سے ترسناک اور رنجیدہ دیکھتا۔ لیکن غور کیا جائے تو دعوت کے یہ معنے واردات قلبیہ ہی سے ملتے جلتے ہین۔ البتہ آیندہ ابیات مین نفحات کو بمعنے دعوات لینا تکلف اور ذوق سلیم سے بعید ہے اسلیئے ہم آیندہ نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی لینگے چونکہ تقریر بالا ذرا باریک بات ہے اسلیئے غور سے سمجھنی چاہیے

	خود ہمیں این دم بے منتہا		باز خوان فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا	
ترجمہ	ہے یہی خود دم بے منتہا		دیکھ سب فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا	

شرح۔ دم بے منتہا سے وہی نفحات الٰہی مراد ہین جنکی انتہا ہی نہین ہوتی اور جو متواتر آتے جاتے ہین نکتہ لفظ دم سے صاف ظاہر ہے کہ نفحات اور نفحات کے ایک ہی معنے ہین۔ کیونکہ خوشبو دم یعنے سانس سے تعلق رکھتی ہے ور نفحہ خود دم ہے اور لفظ بے منتہا اشارہ کر رہا ہے کہ نفحات واقعی طور پر بمعنے واردات قلبیہ ہے۔ کیونکہ دعوت انبیا و اولیا غیر منتہی نہین ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ آج مینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اِس آیت سے دعوت کی انتہا صریح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ واردات قلبیہ بیشک غیر متناہی ہین۔ اسلیئے نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور انہین واردات قلبیہ یعنے وحی و الہامات کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا یعنے بیشک ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے سامنے اپنی امانت پیش کی مگر ان سب نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گئے اور انسان نے اسکو برداشت کر لیا بیشک انسان ظالم اور جاہل ہے کہ جس بوجھ کو زمین آسمان اور پہاڑ نہ اُٹھا سکے اُسنے اٹھا لیا لفظ امانت کی تفسیر مین اختلاف ہے علمائے ظاہر نے امانت کو بمعنے امانت معروف و بمعنے عبادت لیا ہے اور زمین و آسمان و جبال کے انکار کرنے اور ڈر جانے سے عبادات اور امانت کی تعظیم اور علوشان مراد ہے اور علمائے باطن مین سے بعض نے امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ کہ یہ اول مین ہر نوع مخلوق کے سامنے پیش ہوا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اختیار کر لیا اگرچہ تمام موجودات مین عشق الٰہی موجود ہے اور دونمین اضطراری ہے اور انسان مین اختیاری۔ کیونکہ لفظ حمل اختیار کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعض نے

امانت سے جامعیت مراد رکھی ہے۔ کیونکہ انسان باعتبار مظہر جامع اسما و صفات الٰہی ہے اور اسکو تمام مخلوقات سے وہ نسبت ہے جو قلب کو تمام جسم سے اور بعض نے امانت سے تمام عالم مراد لیا ہے کیونکہ انسان جہان مین خلیفۃ اللہ ہے عالم یا اسکا کوئی حصہ اسکے سپرد کیا گیا ہے تاکہ یہ ہر ایک کے حقوق ادا کرے اور نیز حقوق الٰہی کا لحاظ رکھے مولانا قدس سرہٗ نے امانت سے نفحات یعنے واردات قلبیہ مراد رکھے ہین جنمین عشق الٰہی اہم النفحات اور سب سے بڑا الہام ہے اور جسکی برداشت آسمان وزمین اور پہاڑ نہین کرسکتے۔ ظلوم وجہول انسان کی مدح بھی ہے اور مذمت بھی۔ کیونکہ جسوقت ظلوم بمعنے ظالم بر نفس خود بسبب قبول عشق وفنا خود در عشق الٰہی۔ اور جہول بمعنے جاہل از غیر حق یا جاہل از نفس خود کہ باوجود حاجت اکل وشرب یعنے قوت بہیمیہ عشق کو اختیار کر بیٹھا تو مدح ہوگی اور اگر ظلوم سے یہ مراد ہے کہ انسان نے وجود اشیا کو اپنی طرف نسبت کر لیا ہے اور جہول سے یہ مراد کہ وہ خدا کو بھول گیا ہے جو موجد اور اشیا کا مالک حقیقی ہے تو مذمت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنے مخلوقات پر حسب استعداد خود افاضۂ خیر کیا اور حق اللہ وحقوق مخلوق پورے طور پر ادا کیے وہ ممدوح ہے اور جنے اسمین کمی کی وہ ظالم اور جاہل ہے ظلوم بمعنے مَنْ یَّظْلِمُ نَفْسَہٗ وجہول بمعنے مَنْ یَّجْہَلُ نَفْسَہٗ بھی آیا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ یہ دم بے منتہا یعنے نفحات یا الہامات اور عشق الٰہی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ آسمان وزمین اور پہاڑ اسکی برداشت سے انکار کر گئے اور اس سے ڈر گئے اے انسان تو نے اگر قبول کر لیا ہے تو اسکے حقوق پوری طرح ادا کر۔ ورنہ تیرا خطاب ظلوم وجہول ہوگا۔

	ورنہ خود اشفقن منہا چون بُدے	گر نہ از بیمش دلِ کُہ خون شدے
ترجمہ	ورنہ ہے اشفقن منہا کسلئے	کوہ کا دِل خون ہے اس خوف سے

شرح یعنے اگر زمین وآسمان اور پہاڑ اس امانت کو اٹھا سکتے تو قرآن مجید اشفقن منہا نازل نہوتا اور پہاڑونکا دل خوف سے خون ہوکر نہ بہ جاتا۔ یہ شعر گذشتہ مطلب اور پہلی آیت کی اقتباس کا تتمہ ہے۔

	دوش دیگر گونہ این مید اد دست	لقمۂ چندے در آمد ره ببست
ترجمہ	سامنے تہا کل یہ با طرز دِگر	کرد یا لقمہ نے لیکن بند در

شرح این کا مشار الیہ نفحہ ہے۔ اور یہ شعر بجز اسکے کہ نفحہ بمعنے واردۂ قلبیہ لیا جائے دوسرے معنو پر منطبق ہی نہین ہوسکتا۔ مصرع دوم مین لقمہ سے مراد واردۂ نفسانی ہے جو لذات جسمانی کی طرف کہینچتا ہے اگرچہ مولانا کی طرف ایسے واردہ کو نسبت کرنا اُنکے کمالات سے بعید ہے مگر اُنہون نے صرف تنبیہ طالبین کے لیے اپنی طرف منسوب کرکے اُنکو حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی اور کثرت اکل سے منع کیا ہے کیونکہ عارفین کا مقولہ ہے لَا تُمِیْتُوا الْقُلُوْبَ بِکَثْرَتِ الْاَکْلِ یعنے کثرت غذا سے اپنے دلون کو مردہ نہ بناؤ مگر چونکہ مولانا کا قال بعینہ اُنکا حال ہے اسلیئے ممکن ہے کہ کبھی انپر بھی ایسا واردہ آیا ہو مطلب شعر یہ ہے کہ کل رات نفحۂ رحمانی نئی طرح سے آیا کہ اسکے ہمراہ واردۂ نفسانی بھی تہا جسنے

مجھے لذائذ جسمانی کی طرف کھینچلیا اور اس واردۂ نفسانی کی شامت سے باب افادت واردۂ رحمانی بند ہوگیا۔

	بہر لقمہ گشتہ لقمانی گرو	وقت لقمانی ست اے لقمہ برو
ترجمہ	تجھسے لقمانی مین آیا ہے خلل	وقت لقمانی ہے اے لقمے نکل

شرح یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے واردۂ نفسانی کے آتے ہی میری تمام لقمانی (دانائی) مفقود لذات جسمانی ہوگئی۔ لیکن پھر واردۂ دیگر یعنے الہام رحمانی نے یہ کہا کہ یہ (عمر دوروزہ) دانائی کا وقت ہے اے واردۂ نفسانی نکل اور حریم دل سے باہر چلا جا کیون نیکیان بدیون کو دفع کر دیتی ہین۔

	از ہوائے لقمہ این خارخار	از کف لقمان برون آرید خار
ترجمہ	ہے ہوائے لقمہ سے رنج و ملال	پانو سے لقمان کے کانٹا نکال

شرح۔ پہلے مصرع مین خارخار بمعنے رنج والم وکشمکش ہے اور دوسرے مین بمعنے کانٹا۔ اسلیئے قافیہ درست ہوگیا لقمہ کے بعد حرف ربط (ہست) محذوف ہے اور لقمان بمعنے روح ہے جو حضرت لقمان کی طرح فی ذاتہ دانا ہے۔ یعنے یہ رنج والم اور یہ دنیوی کشمکش فقط خواہش حظ نفسانی کے لیئے ہے جو ہرگز نہونی چاہیئے۔ اے لوگو روح کی کف پا سے اس کانٹے کو نکال ڈالو۔ تاکہ وہ عالم ملکوت تک پرواز کر جائے۔

	در کف او خار و سایش نیز نیست	لیک تان از حرص آن تمییز نیست
ترجمہ	سخت ہے کانٹے سے سایہ اے عزیز	حرص سے لیکن نہین تمکو تمیز

شرح یعنے چونکہ روح کے کف پا مین کانٹا ہے اسلیئے اسکا سایہ تیز نہین ہے یعنے جسم جو سایۂ روح ہے محبت الٰہی کی طرف نہین دوڑتا۔ کیونکہ منظل یعنے روح جب پابند خار ہوگئی تو ظل یعنے جسم مین سرعت کہان رہی مثلاً جب آفتاب ابر مین ہو تو دہوپ زمین پر نہین دوڑ سکتی لیکن اے لوگو تمکو بسبب حرص لذائذ نفسانی اسبات کی تمیز نہین کہ روح کے پانو مین کانٹا ہے یا نہین بعض نسخون مین بجائے تیز لفظ نیز موجود ہے یعنے تمہاری روح کے پانو مین کانٹا ہے حالانکہ کانٹا تو درکنار کانٹے کا سایہ بھی بار روح کے لیئے مناسب نہین گویا خطوظ نفسانی کے متعلق تمام مشغلون کے چہوڑ دینے کو بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے

	خار دان آن را کہ خرما دیدۂ	زانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ
ترجمہ	جسکو خرما جانتا ہے خار ہے	حرص کا لیکن بجھے آزار ہے

شرح۔ یعنے اے مخاطب تو جس لذت نفسانی کو خرما جانتا ہے اسکو روح کے حق مین خار سمجھ اور اس بات کو جان کہ تو نہایت درجہ نان کور (کافر نعمت و ناشکر گذار) ہے کہ روح جیسی چیز کی قدر نہین جانتا اور اُسے کانٹے کہلا رہا ہے اور اور نہایت ندیدہ اور حریص ہے کہ خار کو خرما سمجھ رہا ہے بانان کور کے یہ معنے ہین کہ بجھے روٹی یعنے کہانے کی چیزان

نہین دکہائی دیتے بلکہ تو خار کو نان سمجہکر لذات نفسانی پر جان دیتا ہے۔ اور غذا ے روح یعنے معرفت کو چہوڑ بیٹہا ہے

	جان لقمان کہ گلستان خداست	پاے جانش خستۂ خارے چراست
ترجمہ	جان لقمان ہے گلستان خدا	پائے جان مین کیون ہے کہٹکا خار کا

شرح۔ جان لقمان مین یا تو اضافت توصیفی ہے یا اس سارے لفظ سے مراد انسان ہے یعنے روح یا انسان جو دانائی مین بمنزلہ لقمان ہے بیشک اسرار و معارف خداوندی کا باغ ہے اسمین کانٹے کا کیا کام کہ لذات نفسانی کے کانٹون سے زخمی کیون ہے اسکو تو سراسر مورد تجلیات الٰہی اور مصدر واردات رحمانی ہونا چاہیئے۔

	اشتر آمد این وجود خار خوار	مصطفیٰ زادے برین اشتر سوار
ترجمہ	شکل اشتر ہے وجود خار خوار	مصطفیٰ زادہ ایک اُسپر ہے سوار

شرح۔ اشتر خار خوار (کانٹے کہانے والے اونٹ) سے جسم کثیف مراد ہے جو لذات نفسانی کے کانٹے کہاتا رہتا ہے اور اُنہین پر مائل ہے اور مصطفیٰ زاد (اولاد مصطفیٰ) سے مراد روح مومن ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا ہون اور مومن میرے نور سے

	اشتر اتنگ گلے بر پشت تست	کز نسیمش در تو صد گلزار رست
ترجمہ	پیٹہہ پر خروار گل ہے اے شتر	جسکی خوشبو سے ہین پیدا سو گلزار پُر

شرح۔ تنگ بالفتح بمعنے خروار۔ یہان تنگ گل سے وہی روح اور شتر سے وہی جسم مراد ہے اور گلزار بمعنے گلشن اسرار و معارف ہے

	میل تو سوے مغیلانست و ریگ	تا چہ گل چینی ز خار مردہ ریگ
ترجمہ	تجہکو رغبت ہے مغیل و ریگ کی	اور انمین گُل نہین کہلتے کبہی

شرح۔ مغیلان و ریگ سے حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی مراد ہین اور مردہ ریگ اُس ریگ شور کو کہتے ہین جسمین سے نباتات تو کیا پانی بہی نہین نکلتا۔ یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے جسم تجہپر ایک مصطفیٰ زاد یعنے روح سوار ہے یا پہولون کی ایک خروار (وہی روح) تیری پیٹہہ پر لدی ہوی ہے۔ اور ان پہولون کی خوشبو سے گویا تیرے پاس سو گلزار موجود ہین۔ با اینہمہ افسوس ہے کہ تو گلزار کو چہوڑ کر کانٹون (لذات نفسانی) کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اور تیرے پا نوریت (حظوظ جسمانی) مین دہسے جاتے ہین۔ اس سے تجہے اور تیرے سوار کو تکلیف پہنچتی ہے یہ تو بتا کہ جس ریگ شور یا خارزار (لذات جسمانی) کی طرف ترا میلان طبع ہے اس سے تو کس قسم کے پہول چننے کی امید رکہتا ہے ہرگز نہین۔ بلکہ اس سے بجز زحمت خار و ریگ خاک حاصل نہوگا۔

	اے بگشتہ در طلب از کو بکو	چند گوئی آن گلستان کو و کو
ترجمہ	پہر رہا ہے کیون طلب مین کُو بکو	تا کجا اُس بوستان کی جستجو

شرح کو بجو بمعنے از جائے بجائے دیگر۔ اور دوسرے مصرع مین کو بمعنے کجا ہے یعنے ایخاطب اسقدر صفت تو جو گلستان معرفت کو جگہ جگہ ڈہونڈتا پہرتا ہے یہ تیری غفلت ہے تو لوگون سے کب تک پوچہتا پہریگا کہ گلستان الٰہی کہان ہے۔ ارے کمبخت کف پائے روح سے لذات نفسانی کا کانٹا نکال کے دیکہہ لے گلستان الٰہی صاف نظر آتا ہے

بس از ان کین خار پا بیرون کنی	چشم تا کسیت جولان چون کنی
ترجمہ پائے جان سے جلد کانٹے کو نکال	ورنہ ہوگا دوڑنا بالکل محال

شرح یعنے جب تک تو روح کے پانو سے لذت نفسانی کا کانٹا نہ نکال لیگا گلستان الٰہی کی طرف ہرگز نہین دوڑ سکتا کیونکہ جب تجہے اپنے پانو کا کانٹا ہی نہین سوجہتا تو گلستان الٰہی کیا خاک نظر آئیگا۔ البتہ کانٹا نکلنے کے بعد تیری آنکہین کہلجائینگی اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ گلستان معرفت خود تیری ذات مین پنہان تہا۔

آدمی کو می نگنجد در جہان	در سر خارے ہمی گردد نہان
ترجمہ اس جہان مین جو سما سکتا نہین	حیف زیر خار ہو وہ مردین

شرح۔ چونکہ انسان جامع حقیقت انسانی اور مظہر اسمائے الٰہی ہے اسلیئے بجائے خود عالم اکبر ہے اور دنیا اسکے مقابلہ مین عالم اصغر اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اکبر عالم اصغر مین نہین سما سکتا مطلب شعر یہ ہے کہ باوجودیکہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے عالم اصغر مین نہین سما سکتا مگر باایہمہ نہایت تعجب ہے کہ لذت نفسانی کے ایک کانٹے نے اسکو اپنے اندر چہپا کر یا الجہا کر عالم ملکوت کی پرواز سے روک رکہا ہے اور خار لذت اسکے لیئے باعث حجاب معرفت ہوگیا ہے۔ **فائدہ** یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب عالم اکبر (انسان کامل) عالم اصغر یعنے دنیا مین نہین سما سکتا تو پیغمبر آخر الزمان کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ گو حقیقت محمدیہ فی الواقع کون و مکان مین ہرگز نہین سما سکتی تہی۔ مگر صرف ارشاد و ہدایت کی لیئے صفت بشریت دی گئی ہے۔ اور الدنیا سجن المؤمن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو دنیوی تعلقات ہرگز پسند نہ تہے۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف مولانا آئندہ شعر مین اشارہ فرماتے ہین۔

مصطفےٰ آمد کہ سازد ہمدمی	کلمینی یا حمیرا کلمی ۲
ترجمہ مصطفےٰ آئے جو ہر ہمدمی	بول اٹہے یا حمیرا کلمی
اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل	تا ز نعل تو شود این کوہ لعل
ترجمہ اے حمیرا آگ مین رکہدے یہ نعل	نعل سے ہو جائے تا یہ کوہ لعل

شرح۔ حمیرا تصغیر حمراء بمعنے زن سُرخ رنگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا لقب ہے نیز حسب محاورہ اہل عرب شفقت کے وقت عموماً عورتین اس لفظ سے مخاطب ہوا کرتے ہین شعر قطعہ بند ہین اور

دونو شعرون کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین **اول** یہ کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عالم دنیا مین اسلیئے آئے کہ کسیکو اپنا مصاحب و ہمدم بنائین۔ اور کسی بشر سے تعلق و ہمدمی پیدا کرین کیونکہ آپ کا عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف آنا اسیلئے تہا کہ متعلق بالبشریت ہون۔ ورنہ ارشاد اور ہدایت عالم امر غیر ممکن ہوجاتا۔ کیونکہ بشر بشر ہی کے ساتہ مانوس ہوتا ہے اور اُسکا کلام سمجہ سکتا ہے۔ اسیلئے آپنے تعلق بشریت پیدا کرنے کے لیئے حضرت عائشہ صدیقہ سے کلمی کلمی کہا یعنے اے عائشہ مجہسے کلام کر کیونکہ تیرا کلام میرے لیے باعث جذب و تسخیر ہوگا اور میرے جبل وجود کو جو عالم لاہوت مین مستغرق تجلی ذات ہے عالم ناسوت کی طرف لے آئیگا۔ اور اس سے لعل بدخشان معرفت اور اسرار حقیقت الفاظ اور عبارات کے رنگ مین ظاہر ہونگی۔ کیونکہ اگر مین عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف تنزل کرکے تعلقات بشری پیدا نہ کرونگا تو عالم کی ہدایت محال ہوجائیگی۔ اس صورت مین تفضیل عائشہ بر رسول لازم نہین آتی البتہ دوسرے معنون مین یہ شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اُسکا جواب وہین مذکور ہوگا۔ **دوم** یہ کہ رسول اللہ صلعم نے جب ذات حق سے ہمدمی اور اُسکا مشاہدہ چاہا تو حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ تو مجہسے کلام کر کیونکہ ام المؤمنین کے مظہر مین ذاتِ حق بوجہ کمال ظاہر تہی۔ اور آپ کا کلام گویا آواز نفحات آلہیہ تہا۔ دوسرے شعر مین نعل اندر آتش نہادن بمعنے گرمے ہنگامہ و بیقرار ساختن ہے کیونکہ اہل ولایت کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی غلام بہاگجاتا تہا تو کسی چارپایہ کا نعل لیکر اور اُسپر کچہ لکہکر آگ مین دبادیتے تہے۔ اُسکی تاثیر سے غلام کے دلکو مولا کی طرف کشش ہوتی تہی اور وہ واپس آجاتا تہا۔ بعدہ اس لفظ کی اصطلاح جذب اور تسخیر اور بیقراری کے معنون مین ٹہر گئی۔ حاصل یہ کہ اے عائشہ ہمارے شوق کو گرم کر اور ہمین اپنے کلام سے جو فی الواقع نفخۂ الٰہی ہے بیقرار کردے تاکہ تیرے جذب اور تسخیر سے کوہ بدن لعل ہوجائے اور جلوۂ حق بوجہ اتم متجلی ہو۔ بلحاظ اسیمعنے ان اشعار کو پہلے اشعار سے یہ ہی ربط ہوگا کہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ خار حظوظ نفسانی کے دور کرنے سے گلستان حق جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اب یہ معلوم ہوا کہ رسولؐ مین گنجایش خار محالات سے تہے اور بہ برکت رسولؐ حضرت عائشہ سے بہی یہ خار دور ہوگئے تہے اور نور حق بجمیع اسما و صفات ام المؤمنین مین جلوہ گر تہا۔ اور رسول اُسکا مشاہدہ کیا کرتے تہے تا ز نعل تو شود این کوہ لعل سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ رسولؐ پر حضرت عائشہ کے کلام اور گرمی ہنگامۂ شوق سے پہلے جلوۂ حق بوجہ تمام متجلی نہین ہوتا تہا۔ حالانکہ یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رسولؐ ہر وقت مستغرق بحر تجلی تہے جسکو عائشہ کے کلام اور بغیر کلام سے کچہ تعلق نہین مگر آپکا کلمی کلمی فرمانا حضرت عائشہ کے مرتبہ کا اظہار ہے اور اس بات کو معلوم کراتا ہے کہ اُنمین حق بجمیع اسما و صفات جلوہ گر ہے اور اُنکا کلام نفخۂ الٰہی ہے۔ بعض شارحین نے مصطفے سے نفخۂ حق اور حمیرا سے باعتبار تانیث روح مراد رکہی ہے اور ابیات سابقہ سے ان شعرون کو یون ربط دیا ہے کہ اے روح تو لقمۂ خار کب تک کہائیگی۔ دیکہہ نفخۂ حق دوسرے بار یہ کہتا ہوا آیا ہے کہ اے روح مجہسے کلام کر یعنے مجہسے

مونس ہو اور مجھے قبول فرما اس صورت میں دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے روح اس نفخہ الٰہی کے قبول کرنے کو تیار رہ اور اُسکے لیئے بیقرار ہو جا تاکہ تیری اس بیقراری اور قبول نفخہ کے باعث کو وہ جسم سے معرفت کے لعل پیدا ہونے لگین نفخہ الٰہی کا دوسری بار آنا گذشتہ شعر نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش سے ظاہر ہے۔ اس آخری مطلب سے آئندہ اشعار زیادہ مربوط ہوتے ہین۔ گو یہ مطلب خود لعبید الفہم ہے۔

	نامِ تانیثش نہند این تازیان	این حمیرا لفظ تانیث است و جان	
	کہتے ہین عورت اسے اہل زبان	یہ حمیرا ہے مؤنث اور جان	ترجمہ

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین لفظ جان کی طرف راجع ہے اور تازی بمعنے اہل عرب ہے۔ مطلب یہ کہ لفظ حمیرا مؤنث ہے نیز اہل عرب جان یعنے روح کو مؤنث کہتے ہین۔ اور اُسے نام تانیث ہی کے ساتھ موسوم کرتے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ حمیرا مؤنث حقیقی ولفظی ہے اور روح مؤنث سماعی۔ لیکن روح کی تانیث صرف باعتبار لفظ ہے ورنہ باعتبار معنے روح کو لا کھہ مرد دن کا ایک مرد سمجھنا چاہیئے اور علےٰ ہذا القیاس حضرت عائشہ روح مصوّرہ ہین اُنکی تانیث اُنکو عرفان سے باز نہین رکھ سکتے۔ اور نہ ادراک اسرار حقیقت مین کچھ ضرر پہنچا سکتی ہے یہ شعر معترض کے وہمی اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتا تہا کہ حمیرا اور روح دو نو مؤنث ہین انسے میدان عرفان مین کیا مردانگی ہوسکتی ہے؟ مولانا صاحب نے جواب دیدیا کہ لفظی تانیث معنے مین کچھ اثر نہین رکھتی۔ نیز اس شعر کے معنے دوسری طرح بہی ہوسکتے ہین وُہ یہ کہ مولانا لفظ جان اور روح اور جان جان سے ذات حق مراد لیتے ہین اس قاعدہ کے اعتبار سے یہان بہی جان سے ذات حق مراد ہے چونکہ پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حمیرا مین ذات حق کا ظہور بوجہ اتم ہے۔ اسلیئے یہ مصرع نئی توجیہ کے ساتھ اُس مضمون کی شرح ہے اور لفظ جان حمیرا پر معطوف ہے یعنے حمیرا اور ذات دو نو مؤنث ہین اور چونکہ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہے اسلیئے حمیرا عائشہ صدیقہ بوجہ اکمل مظہر ذات ہین۔ اور اطلاق لفظ مذکر و مؤنث ذات کے حق مین برابر ہے کیونکہ وُہ دونو سے بری ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد نہین ہوسکتا کہ ہر مؤنث قاعدۂ الجنس الی الجنس یمیل کے مطابق مظہر ذات ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ہر مؤنث مین اثر مجالست و مکالمت و مخالطت رسولؐ کہان ہے اور دیگر ازدواج مین فضیلت مناکحت سہی۔ مگر وُہ شرف نظر خاص نہین ہے جو حمیرا کو ملا تہا۔

	روح را با مرد و زن اشراک نیست	لیک از تانیث جان را باک نیست	
	روح وصف مرد و زن سے پاک ہے	جان عورت ہونے سے بے باک ہے	ترجمہ

شرح اس شعر مین لفظ جان یا تو بمعنے روح ہے یعنے ہمنے مانا کہ روح لفظاً مؤنث ہے مگر اس سے اُسے کچھ ضرر نہین پہنچتا۔ کیونکہ روح کو مرد و زن کے ساتھ شرکت نہین ہے یعنے ایسا نہین ہو تاکہ روح مرد مین ہو تو مرد کہلائے

اور عورت مین بھی تو عورت بلکہ روح تو ایک امر ربی اور دونو صفتون سے عاری ہے نہ مرد ہے نہ عورت اسپر جو لفظ چاہو اطلاق کرو کیونکہ اطلاق سے فقط تعبیر مقصود ہے نہ کہ اثبات تذکیر و تانیث یا جان سے مراد ذات حق ہے جو تذکیر و تانیث سے پاک ہے یا لفظ جان سے روح مصورہ ہونے کے سبب حمیرا یعنے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنکا مؤنث ہونا اُنکے مرتبۂ عرفان کو ہرگز نقصان نہین پہنچا سکتا۔

	از مؤنث وز مذکر برتر است	این نہ آن جانست کز خشک و تر است
ترجمہ	ہے مؤنث اور مذکر سے الگ	کیونکہ ہے یہ خشک اور تر سے الگ

شرح یعنے جس روح کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس سے روح ملکوتی یا ذات حق مراد ہے جو تذکیر و تانیث سے عاری ہے۔ نہ کہ روح حیوانی جو رطوبت و یبوست اور حرارت و برودت۔ اور لطافت اخلاط کے اجتماع اور اعتدال سے حاصل ہوتی ہے یہ روح ادنے درجہ کی ہے اور اِسکے وسیلہ سے مرتبۂ عرفان حاصل نہین ہو سکتا۔

	این نہ آنجان ست کافزاید زنان	یا گہے باشد چنین گاہے چنان
ترجمہ	یہ نہین وہ جو بڑہے کہا کہا کے نان	یا کہ ہو گا ہے چنین گاہے چنان

شرح یعنے یہان جان سے وہ روح حیوانی مراد نہین جو غذا کی کمی بیشی سے گھٹتی بڑہتی یا حوادث زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے بلکہ جان سے یا روح ملکوتی مراد ہے یا ذات حق جسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو ہرگز دخل نہین۔

	خوش کنندہ ست و خوش و عین خوشی	بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی
ترجمہ	ہے خوش و خوش ساز و خود عین خوشی	بے خوشی کب ہے خوشی اے مرتشی

شرح ضمیر ست جان کی طرف ہے اور جان سے مراد اگر ذات حق ہے تو یہ معنے ہین کہ ذات حق اپنا جلوہ دکہا کر عشاق کو اور اسباب زندگانی عطا فرما کر عموماً تمام عالم کو خوش کرنے والی ہے اور وہ خود بہی خوش یعنے حسن اور جمیل بلکہ عین حسن و جمال ہے کیونکہ صفات حق عین ذات ہین اور اگر جان سے روح مراد ہے تو یہ مطلب ہوا کہ روح ملکوتی اکتساب معرفت کے باعث عاشقان الٰہی کو مسرت بخشنے والی ہے اور اِس اکتساب سے خود بہی اِسقدر خوش ہے کہ عین مسرت بنگئی ہے۔ دوسرے مصرع مین اول لفظ خوشی بمعنے مسرت یعنے حاصل مصدر۔ اور دوسرا بمعنے خوش بودن ہے اور مرتشی بمعنے رشوت ستان سے عام مخاطب مراد ہے جو شب و روز حظوظ نفسانی اور لذات جسمانی حاصل کرنے مین منہمک ہے۔
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے پابستۂ لذات جسمانی۔ ذات حق یا روح ملکوتی خوش کنندہ عالم اور عین خوشی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک کیسکے دلمین مسرت نہو اُسکا خوش ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ اولیا اللہ تعالے کی باطنی مسرت کا باعث وہی عین خوشی یعنے ذات الٰہی یا روح ملکوتی ہے۔ اور تو گو بظاہر خوش معلوم ہوتا ہے مگر تیرے دلمین عین خوشی (روح ملکوتی یا ذات حق) نہین ہے اِس سے معلوم ہوا کہ تونے حظوظ نفسانی کو عین خوشی سمجہ رکہا ہے چنانچہ آیندہ اشعار مین اِسکی تصریح موجود ہے

	چون تو شیرین از شکر باشی بود		کان شکر گاہے ز تو غائب شود	
ترجمہ	کہا کے شکر تو اگر ہو باطرب		تجھسے غائب ہو شکر خود کیا عجب	

شرح شیرین بمعنے خوش و شکر بمعنے خطوط نفسانی ہے اور لفظ بود مصرع ثانی سے متعلق ہے۔ یعنے ایمخاطب جب تو خطوط نفسانی کے حاصل ہونے سے خوش ہوگا تو اسکا نتیجہ ناخوشی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شکر (خط نفسانی) گاہے گاہے تجھسے غائب ہوجائے اِسلیئے کہ جسمانی لذتین سراسر فانی ہین بس تو فنا ہونے والی چیز سے خوش نہو۔ بلکہ اس آئندہ شعر پر عمل کر۔

	چون شکر گردی ز تاثیر وفا		پس شکر کے از شکر گردد جدا	
ترجمہ	جب شکر تو خود ہوا ے مرد خدا		پس شکر سے کب شکر ہو گی جدا	

شرح وفا سے وفائے عہد الست اور طاعات و عبادات الٰہی اور دوسرے مصرع مین اول لفظ شکر سے حلاوت روحانی اور دوم سے عبادت یزدانی مراد ہے یعنے ایمخاطب خط نفسانی کی شکر کو چھوڑ کر وفائے عہد الست اور طاعات کے باعث سراسر شکر بنجا۔ پس جبکہ تو مجسم شکر بنگیا تو شکر تجھسے جدا نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شئے کا اپنے نفس سے جدا ہوجانا محال ہے یا یہ معنے ہین کہ جب تو شکر بنجائیگا تو لذت روحانی تیری عبادت سے جدا نہوگی

	زہر محض است آنکہ باشد بیوفا		ہب لنا یا ربنا نعم الورا	
ترجمہ	سر بسر ہے زہر جو ہے بیوفا		یا الٰہی دے ہمین نعم الورا	

شرح بیوفا سے بندۂ لذات جسمانی اور نعم الورا (بہترین مخلوق) سے مرشد کامل مراد ہے۔ یعنے بیوفا آدمی خالص زہر ہے۔ یا الٰہی اسکی صحبت سے بچا اور ہمین مرشد کامل عنایت فرما۔ بعض نسخون مین نعم الولا ہے ولا۔ بمعنے دوستی ہے یعنے ایخدا ہمین بہترین دوستی (اپنی محبت) عطا کر۔

	عقل جزوی عشق را منکر بود		گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود	
ترجمہ	عقل منکر عشق کی ہے سربسر		صاحب سر گرچہ آتی ہے نظر	

شرح یعنے عقل جزئی (عقل معاش) عشق حقیقی کی منکر ہے اور اسکو محالات سے سمجھتی ہے یا جنون جتلاتی ہے یہی باعث ہے کہ اطبا نے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط خیال ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ عقل جزئی ظاہر مین صاحب سر اور واقف راز معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع بالکل ناواقف ہے ورنہ اس سے انکار عشق سرزد نہوتا۔

	زیرک و داناست اما نیست نیست		تا فرشتہ لا نشد اہرمنیست	
ترجمہ	زیرک و دانا ہے لیکن ہست ہے		لا نہین ہے جو وہ دیو پست ہے	

شرح۔ اوّل لفظ نیست بمعنے فانی اور دوسرا کلمۂ نفی ہے یا یہ سمجھئے کہ نفی النفی مفید اثبات ہے یعنے عقل جزئی زیرک و دانا تو ضرور ہے مگر فانی یا نیست نہین ہے بلکہ ہست یعنے مدعی انانیت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین عشق کو نیست جانتی ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو فانی سمجھتی تو عاشق باقی ہو کر واصل ذات ہو جاتی۔ کیونکہ لقائے الٰہی کے سامنے فنا ہوئے بغیر قرب کی جگہ بُعد حاصل ہوتا ہے۔ اور فرشتہ شیطان بنجاتا ہے۔ دیکھہ لیجے ابلیس فقط انانیت اور اپنے دعوے (انا خیر منہ یعنے مین حضرت آدم سے بہتر ہون) کے سبب معلم الملکوت ہو کر ملعون کیا گیا۔ دوسرے مصرع مین اسطرف اشارہ ہے کہ عقل فرشتہ کے مانند یا خود فرشتہ سہی مگر چونکہ فانی نہین ہے اسلیئے شیطان ہے۔

	او بقول و فعل یار ما بود	چون بحکم حال آئی لا بود
ترجمہ	سارے قول و فعل مین گو یار ہے	اعتبار عشق سے ہے ہیچ سے

شرح یعنے عقل جزئی گو اقوال و افعال مین ہماری مددگار ہے اور اُس سے اکثر اقوال و افعال مطابق شرع صادر ہوتے ہین۔ لیکن بحکم حال (یعنے باعتبار عشق حقیقی) بالکل ہیچ اور سر بسر معدوم ہے۔ ورنہ ہر شخص عاشق ذات ہوتا۔ لا یعنے لاشئے و معدوم ہے عشق کے متعلق عقل کی باتونکا کچھ اعتبار نہین

	لا بود چون او نشد از ہست نیست	زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بیست
ترجمہ	جو نہین ہے نیست یارب کیا ہے وہ	گر نہین طوعاً تو کرہاً لا ہے وہ

شرح یعنے جو عقل جزئی ہست سے نیست یعنے فنا فی اللہ نہوئی وہ بالکل لاشئے اور ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ جو چیز اپنی خوشی سے لا اور فنا نہوگی وہ ایکدن جبرًا لا یا معدوم ہو جائیگی یعنے جو عقل عاشق ذات نہین ہے وہ مقرر ہلاک ہوگی عقل سے مراد صاحب عقل ہے یعنے صاف عقل جزئی مرنیکے بعد بالکل معدوم ہو جائیگا۔ اور عاشق الٰہی مر کر حیات ابدی حاصل کریگا۔ لفظ لیے ضرورت قافیہ کے لیے امالہ لفظ لا ہے بمعنے نیست۔ بعض نسخون مین لیست کی جگہ بیست ہے یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز اپنی خوشی سے فنا نہین ہوتی وہ جبرًا فنا ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ عشق الٰہی مین اختیاری موت کو پسند نہین کرتے وہ اضطراری موت کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے ہین اور اسکے بعد انہین ابدی زندگانی نصیب نہین ہوتی۔

	جان کمال ست و ندائے او کمال	مصطفےٰ گویان کہ ارحنا یا بلال
ترجمہ	روح ہی کامل ندا اُسکا کمال	کہتے ہین حضرت ارحنا یا بلال

شرح یعنے انسان کامل کی روح فی الحقیقت کامل بلکہ عین کمال ہے کہ اپنی ذات مین مشاہدۂ حق کرتی رہتی ہے۔ اسلیئے اُسکی ندا بھی جو در اصل ندائے حق ہے کمال سے خالی نہین ہو سکتی اسکا سبب یہ کہ روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فی ذاتہٖ مطلقًا کمال ہے اور غلبۂ قوائے جسمانی جو کبھی کبھی اُسکے کمال کو نقصان پہنچاتا ہے وُہ مجاہدۂ ریاضت کے باعث

مغلوب ہوکر خود کمال بنجاتا ہے بس تو جب روح عین کمال ہے تو اسکی ندا بہی کمال یعنے ندائے حق۔ اور نفخہ آلہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جان عشق آلہی کے باعث کامل ہے اور اسکی ندا چونکہ ندائے عاشق ہے اسلئے باثر اور عین کمال یعنے ندائے خداوندی اور نفخہ رحمانی ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضرت بلال کے روح عین کمال اور اُنکی آواز نفحات آلہیہ مین سے تہے اسلئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انقباض طبع کیوقت اُنکو حکم دیا کرتے تہے کہ ارحنا یا بلال۔ یعنے اے بلال ہمکو اپنے آواز اور اذان سے راحت پہنچا اور اسکا یہ سبب تہا کہ حضرت بلال عاشق کامل تہے اور اُنکی آواز گویا آواز حق تہی جسکے سُننے سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کو اندرونی راحت پہنچتی تہی۔ اس آواز اور اذان کی شرح قصۂ شب تعریس مین آنیوالی ہے۔

	اے بلال افراز بانگ سلسلت		زان دمے کاندر دمیدم در دلت
ترجمہ	دل سے اپنے بانگ مدہوشی نکال		یعنے جو پہونکی ہے تجہہ مین اے بلال

شرح سلسل مخفف سلسال بمعنے آب شیرین وخنک یہان بمعنے خوشگوار ہے یعنے اے بلال اپنی خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ آلہی کے ساتہ بلند کر جو مینے تجہمین دم کیا ہے اِس دم سے نفخۂ رحمانی یا سرّ معرفت حق یا نکتۂ وحدت مراد ہے جو بذریعۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے قلب مبارک مین جاگزین تہا اور جسکی برکت سے بلال کو مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل تہا۔ ایسی حالت مین بمقتضائے بی یسمع وبی ینطق بلال کی آواز گویا آواز حق تہی اور یہی باعث تہا کہ رسول مقبول اُنکی آواز کے مشتاق ہہے۔

	اے بلال این گلبنت را جان بکا		خیز بلبل وار جان میکن نثار
ترجمہ	دیکہہ اس گلبن کی اس گل کی طرح		نار کر اُلفت مین بلبل کی طرح

شرح۔ گلبن درخت گل ہے سے گلبن عشق آلہی مراد ہے۔ یعنے اے بلال اس گلبن عشق پر بلبل کی طرح اپنی جان نثار کردے اسمین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح بلبل عشق گل مین نالان رہتا ہے اسیطرح تو بہی زمزمہ اللہ اکبر اور نغمۂ اشہدان لا الٰہ کے ساتہ نالہ کر تیرے آواز خود تیرے اور دیگر سننے والون کے لیئے باعث مدہوشی ہوگی۔

	زان دمے کادم ازو مدہوش شد		ہوش اہل آسمان بیہوش شد
ترجمہ	دم نہین مدہوشی آدم ہے یہ		باعث بیہوشی عالم ہے یہ

شرح مدہوش بمعنے حیران عربی اور بیہوش بمعنے بیعقل فارسی لفظ ہے اسلیئے قافیہ جائز ہوگیا۔ دم سے وہی نفخہ آلہی۔ اور آدم سے انسان کامل اور خلیفۃ اللہ یعنے ابو البشر حضرت آدم مراد ہین۔ اور احادیث وتفاسیر سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ نفخۂ حق یعنے استفاضۂ معنے نفخت فیہ من روحی کے بعد اپنی ذات مین صفات متضادہ (ملکوتی و ناسوتی) کو مجتمع دیکہکر اور اپنے آپ کو جامع اسمائے صفات پاکر ایک مدت تک متحیر اور نفخہ حق یعنے روح کی

حقیقت اور عجائبات کے معلوم کرنے مین ایک عرصہ تک حیران رہے اور کچھ حضرت آدم ہی پر منحصر نہین بلکہ حقیقت روح کے معاملہ مین اہل آسمان یعنے ملائکہ اور جمیع پیغمبران غرق دریائے حیرت ہین۔ مطلب شعر یہ کہ اے بلال اپنے خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتھ بلند کر جسکے اثر سے حضرت آدم حیران ہے اور فرشتے بے عقل اور اُسکی حقیقت سے ناواقف ہین۔ چونکہ حضرت بلال نے اپنی ہستی کو نور محمدی مین فنا کر دیا تھا اسلیئے آواز بلال صوت محمدی۔ اور صوت محمدی نفخہ ذات الٰہی تھے اور اسکو ہم ابھی ثابت کر چکے ہین کہ نفخہ ذات الٰہی حضرت آدم کی مدہوشی اور اہل آسمان و زمین کی بیہوشی کا باعث ہے۔

	مصطفے بیخویش شد زان خوب صوت		شد نمازش در شب تعریس فوت
ترجمہ	مصطفے نے جب سُنی آواز زار		ہو گئی اُس شب قضا بالکل نماز

شرح تعریس لغت مین آرام کرنے کے لیئے آخر شب مین مسافر کے سواری وغیرہ سے اُتر پڑنے کو کہتے ہین اور شب تعریس کا قصہ احادیث مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ خیبر سے آتے وقت تمام شب رستے چلے اور آخر شب مین استراحت کے لیے اُتر پڑے۔ اور بلال سے یہ فرمایا کہ تم وقت کی نگہبانی کرتے رہنا تاکہ نماز صبح فوت نہو جائے۔ حضرت بلال نماز تہجد مین مشغول ہو گئے اور جب صبح قریب ہوئی تو بلال نے اونٹ کے کاٹھی سے تکیہ لگایا اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ لیکن پھر بلال پر نیند غالب آگئی اور فجر ہو گئی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا دہوپ کے اثر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوے اور نماز قضا ہو جانے کے سبب گہبرائے اور بلال سے اسکا سبب پوچھا اُنہون نے یہ جواب دیا کہ مجھپر بھی وہی خواب غالب آگیا تھا جو آپ پر مسلط تھا یعنے مین بھی اُسی مشاہدہ حق مین مستغرق تھا جسمین آپ تھے۔ انتہے

نکتہ مولانا قدس سرہ نے بیہوشی اور استغراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث بلال کے خوشگوار آواز کو گردانا ہے۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بلال نے تہجد یا فجر کی اذان کہے تھی۔ جس سے رسول اللہ اور صحابہؓ بیہوش ہو گئے تھے پس تو ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ رسولؐ اور صحابہ بلال کے روحی آواز سے بیہوش ہوئے۔ چونکہ آپ بلال کے آواز پہلے بارہا سُن چکے تھے اور اُسوقت بسبب قرب نماز فجر اُنہی کے آواز کا خیال تھا اور آواز بلال فی الواقع آواز ذات حق تھے اسلیئے آپ اُس آواز کے خیال سے بیہوش ہوئے۔ اور بلال کی آواز چونکہ نفخۂ حق تھے اسلیئے اُنکو خود بھی بیہوش ہونا پڑا بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ اُسوقت رسول اللہ نے فرمایا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا۔ گو یہ روایت بحسب ظاہر نفخۂ حق اور استغراق کی منافی ہے مگر اسکا جواب یہ ہے کہ بلال ابتدا سے خواب مین تنزل بمرتبۂ بشریت کر کے انتہا مین مرتبۂ استغراق تک پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ استغراق بعد تنزل بمرتبۂ بشریت ہوتا ہے ورنہ استغراق کی کیفیت

ظاہر نہو تعرف الاشیاء باضدادہا۔ اور بعض رواتیون مین آپنے اُس وادی کو جہان نماز فوت ہوگئی تہی۔ وادی شیطان بہی کہاہے لیکن اُسکا وادی شیطان ہوتا منافی استغراق نہین ہے رسولون پر شیطان کا تسلط کبہی نہین ہوتا ہان شاید آپ کو اُسکا وادی شیطان ہونا بطور وحی کسی اور باعث سے معلوم ہوا ہو۔ البتہ یہان ایک اور شبہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے تنام عینی و لاینام قلبی یعنے میری انکہین سویا کرتی ہین مگر دل نہین سوتا۔ اِس سے یہہ نکلتا ہے کہ جب آپکا دل بیدار تہا تو نماز کے فوت ہو جانے کا کیا باعث ہے اِسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ کے دونو حالتین تہین البتہ حالت خواب چشم اور بیداری قلب اکثر تہی۔ شاید شب تعریس مین یہ نہو۔ بلکہ دوسری حالت ہو بالجملہ رسول اللہ نے مع صحابہ اُس وادی سے کوچ کیا اور تہوڑی دور جاکر بلال کو اذان اور اقامت کا حکم دیا اِس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ فائتہ کے اذان واقامت ثابت اور قضاے فائتہ واجب ہے۔

	در شب تعریس پیش آن عروس	یافت جان پاک ایشان دستبوس
ترجمہ	تہی شب تعریس مین پیش عروس	جان اصحاب و پیمبر دست بوس

شرح۔ عروس استعارۂ ذات حق ہے۔ کیونکہ اُسکا وصال عروس (نئی دلہن) سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور دستبوس (ہاتہہ چومنا) یہان بمعنے عجز و نیاز ہے۔ یعنے شب تعریس مین رسول اللہ صلعم اور بلال اور دیگر تمام صحابہ کی روحین بحر مشاہدہ مین غرق۔ اور ذات حق کے سامنے محو عجز و نیاز تہین۔ اسلیئے نماز صبح قضا ہوگئی۔

	عشق و جان ہر دو نہانند و ستیر	گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
ترجمہ	عشق و جان و دونو ہین پنہان جانمن	کیا ہوا اگر کہدیا مینے دولہن

شرح۔ ستیر بمعنے پوشیدہ و مستور۔ اور لفظ عشق سے مراد معشوق حقیقی ہے۔ یعنے روح اور معشوق حقیقی دونو مخفی اور مستور ہین اور ہماری مراد اُنکے مخفی ہونے سے یہ نہین کہ یہ عورت یا مرد ہین۔ بلکہ معشوق حقیقی کو بطریق استعارۂ تمثیلیہ اگر مینے عروس کہدیا ہے تو مجکو معیوب نسمجہ کیونکہ میری مراد عروس سے اُسکے معنے لازم ہین یعنے ستر اور خفا اور یہ اسلیئے کہ اللہ تعالے ردائے کبریائی مین مخفی ہے اور اپنے لطافت کے باعث نظر سے پنہان ہے۔ قرآن مجید مین موجود ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر۔

	از ملال یار خامش کردمے	گر ہم او مہلت بدادے یکدمے
ترجمہ	رنج ہوتا مین وقف خامشی	گر ہوتی اسمین خود اسکی خوشی

شرح۔ یعنے اگر یار (ذات حق) مجکو اپنے استغراق اور جذب سے ایک دم کی مہلت دیتا۔ تو مین خوف ملال یار کے سبب اس کلمہ (یعنے اُسکو عروس کہنے سے) خاموش ہو جاتا۔ لیکن مین کیا کرون کہ یہ تمثیل اُسکی رضا کے موافق ہے اور وہ اِس سے ملول نہین ہوتا۔ البتہ اگر مجہسے جذبات الٓہیہ تہوڑی دیر ہی جدا ہو جاتے اور

ہین مرتبۂ عقل مین ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا سکتہ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا غوث اور قطب زمانہ تھے اور ہر دم غرق بحر وحدت رہتے تھے اور اُنکا کلام حالت استغراق کا خلاصہ ہے۔

	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست	جز تقاضائے قضائے غیب نیست
ترجمہ	وہ مگر کہتا ہے یہ کیا عیب ہے	یہ تقاضائے قضائے غیب ہے

شرح یعنے مین تو اُسے عروس نہ کہتا مگر معشوق حقیقی خود یہ کہتا ہے کہ تیرا ہمکو عروس کہنا عین تقاضائے حکم غیبی ہے۔ اگرچہ مُنکر قضا کے نزدیک عیب ہو۔ کیونکہ جو لوگ بحر وحدت مین غرق ہین وہ عیب جوئی سے کام نہین لیتے بلکہ اُنکے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا قدس سرہ کا شاہ غیبی کو عروس کہنا اپنی طرف نہین بلکہ تقاضائے حکم غیبی تہا اسلیئے اُنپر اعتراض نہین ہوسکتا۔

	عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب	عیب کے بیند روان پاک غیب
ترجمہ	عیب بینون کی نظر مین ہے یہ عیب	عیب بین کب ہے روان پاک غیب

شرح یعنے ایسے کلمات اُس شخص کے نزدیک عیب ہین جو بجز عیب اور کسی چیز کو نہین دیکھتا اور جسکی روح پاک اور عالم غیب تک واصل ہے اُسکے نزدیک عیب نہین۔ روان پاک و غیب سے جان عارف مراد ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ مولانا جان اور روان سے ذات حق مراد لیا کرتے ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ ایسے کلمات ظاہر پرستون رنا واقفون۔ اور عیب بینون کے نزدیک عیب ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیب نہین ہین۔ بلکہ اُسکی مرضی کے مطابق ہین کیونکہ اولیا اور عارفان کامل کے زبان سے جسقدر الفاظ نکلتے ہین وہ سب نفحات الٰہیہ مین سمجھے جاتے ہین

	عیب شد نسبت بمخلوق جہول	نے بہ نسبت با خداوند قبول
ترجمہ	عیب ہے نزدیک مخلوق جہول	عیب بین کب ہے خداوند قبول

شرح یعنے مخلوق البتہ عیب کو عیب جانتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نہین جانتا۔ کیونکہ جب وہ عیوب دیکھکر اُنکو ڈہانک لیتا ہے اور عفو کر دیتا ہے تو گویا عیب اُسکے نزدیک عیب ہی نہین۔ ہان جاہل مخلوق اسقدر اندہی ہے کہ عیب تو عیب ہی ہے ہنر کو بھی عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ عارفان کامل کسیکے عیب کو عیب نہین خیال کرتے بلکہ یہ سمجھیئے کہ اُنکی نگاہ عیب پر پڑتی ہی نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور عارفان کامل خداوند قبول ہین یعنے لوگون کے عیبون کو ہنر کی طرح قبول کر لیتے ہین۔ لفظ خداوند قبول سے ذات الٰہی اور عارفان کامل دونو مراد ہوسکتے ہین

	کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است	چون بما نسبت کنی کفر آفت است
ترجمہ	کفر مین بھی ہین نہان کچھ حکمتین	ہمسے ہو منسوب تو ہین آفتین

شرح یعنے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف خلق کفر کو منسوب کرو۔ اور یون کہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کفر ہے تو کچھ عیب نہین کیونکہ علم عقائد مین تصریح موجود ہے کہ افعال کا خالق اللہ ہے۔ اور کاسب بندے ہین۔ منجملہ افعال کے کفر بھی

ایک فعل ہے اللہ تعالٰے خود فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا۔ چونکہ کفر بہی مابین آسمان وزمین موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا پیدا کرنا بہی خالی از حکمت نہین۔ بہت بڑی حکمت تخلیق کفر مین یہ ہے کہ اگر کفر نہوتا تو ایمان اور عرفان مین تمیز نہوتی۔ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ دوسرے یہ کہ کفر نہوتا تو دوزخ کا پیٹ جو مخلوق الٰہی ہے کسچیز سے بہرا جاتا؟ البتہ اگر کفر ہماری طرف منسوب ہو تو موجب آفت اور دوزخ ہے

	ور یکے عیبے بود با صد صفات	بر مثال چوب باشد در نبات
ترجمہ	ایک ہو گر عیب اور ہون صد صفات	ہے یہ ایسا جسطرح چوب نبات

شرح۔ بعض شارحین کے نزدیک نبات بمعنے نبات شکر یعنے نیشکر۔ (گنّا) اور چوب بمعنے گرہ نیشکر ہے لیکن فی الواقع نبات بمعنے قند مصفا ہے جسکو اُردو مین مصری کہتے ہین۔ اور چوب سے مراد تنکے ہین جو بعض اوقات نباتے وقت مصری مین ملجاتے ہین۔ یعنے اگر کسی شخص مین بہت سی صفتون کے ساتہ ایک آدہ عیب بہی ہے تو اسکے ایسی مثال ہے جیسے مصری مین تنکا۔ کہ فی الواقع عیب نہین گنا جاتا۔ اور اس تنکے کے باعث کوزۂ نبات کی قیمت کم نہین ہوتی۔ علےٰ ہذا القیاس اگر غلبۂ شوق اور مرتبۂ وجد و استغراق مین کسینے ذات حق کو عروس کہدیا تو ہرگز عیب کی بات نہین اور اگر ہے تو قائل مین بہت سی صفتین بہی تو موجود ہین۔ کیونکہ ایسے الفاظ اولیاء اللہ ہی کی زبان سے نکلا کرتے ہین جو ہمہ صفت موصوف ہین۔

	در ترازو ہر دو را یکسان کشند	زانکہ آن ہر دو چو جسم و جان خوشند
ترجمہ	تلتے ہین کانٹے مین دونو ایکسان	سخت ہین دونو بشکل جسم و جان

شرح۔ یعنے ترازو یا کانٹے مین مصری اور اُسکے تنکے کو ایکسان اور ایک چیز سمجھکر تولتے ہین۔ یہ نہین ہوتا کہ تنکے کے وزن کی برابر مصری کی قیمت کم ہوجائے۔ یا تنکے نکالکر مصری تولی جائے کیونکہ مصری اور تنکا بشدت آمیزش کے باعث ایک جان ہوگئے ہین جنکا انفصال نہین ہوسکتا۔ لفظ ترازو سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے شعر مین نبات بمعنے قند یعنے مصری ہے کیونکہ گنّا ترازو مین نہین تلتا نسخۂ کتب فقہ مین ایک مسئلہ موجود ہے کہ غالب الفضۃ فضۃ وغالب الذہب ذہب یعنے جس زیور یا برتن یا کسی اور شے مین کہوٹ کم ہو اور سونا یا چاندی زیادہ ہو تو وہ چیز ساری کی ساری خالص سونے یا چاندی ہی کی ہے اور اسکی زکوٰۃ خالص سونے یا چاندی ہی کے حساب سے دیجائے گی۔ کیونکہ للاکثر حکم الکل اسیطرح مصری مین ایک آدہ تنکا یا ڈورہ رہگیا ہے تو وہ خالص مصری کے حکم مین ہے۔ اور اولیاء اللہ مین کوئی عیب ہے تو بمنزلہ ہنر

	پس بزرگان این نگفتند از گزاف	جسم پاکان ہیچو جان افتاد صاف
ترجمہ	قول یہ سچ ہے نہین ہے یہ گزاف	جسم ہے پاکونکا بشکل روح صاف

شرح یعنے جب بچے یہ معلوم ہوگیا کہ ایک آدھ عیب بہت سے ہنرون مین شامل ہوکر ہنر ہی ہو جاتا ہے تو بزرگونکا یہ قول غلط یا لغو یا ہیچ نہین ہے کہ پاک لوگونکا جسم اُنکی روح کی طرح پاک ہوتا ہے۔ بلکہ یہ خیال فی الواقع درست اور بالکل بجا ہے۔ پاکون کے جسم روح کے مانند پاک وصاف ہوتے ہین۔

	گفت شان و فعل شان و ذکر شان		جملہ جانِ مطلق آمد بے نشان
ترجمہ	اُنکا قول و فعل و ذکر اے میری جان		جان مطلق ہے سراسر بے نشان

شرح یعنے پاکونکا ہر قول و فعل اور اُنکا ذکر اللہ جان مطلق (یسبر روح) اور بے نشان (فنا فی الذات یا فنا فی رضاء اللہ) ہے کیونکہ اُنکا جسم مع صفات مرتبہ فنا مین ہے۔ بعض نسخون مین۔ گفت شان و نفس شان و نقش شان ہے یعنے پاکون کے جمیع حرکات و سکنات اور اُنکا نفس اور نقش جسمی بسبب صفائے قلب روح مطلق بنگیا ہے۔ اور روح مطلق عین حق ہے بمقتضائے الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ بس تو پاکون کے حرکات و سکنات اُسیکی حرکات و سکنات ہین۔ اُنپر عیب گیری بیجا ہے۔ ایک صاحب نسبت صوفی کا قول ہے اور فی الواقع نہایت درست ہے۔ وہ یہ کہ ارواحنا اجسادنا و اجسادنا ارواحنا۔ یعنے ہمارے جسم بمنزلہ ارواح ہین اور ہماری روحین بمنزلہ اجسام مطلب یہ کہ اولیاء اللہ فنا فی الذات ہوتے ہین۔

	جانِ دشمن وارشان جسمی ست صرف		چون زیاد از نرد او اسمے ست صرف
ترجمہ	جان ہے اُنکے عدو کی جسم صرف		شکل زائد نرد ہے ایک اسم صرف

شرح۔ دوسرا مصرع پہلے کی توضیح ہے یعنے دشمن اولیا کے ایسی مثال ہے جیسا کوئی قصیر اور کوتاہ قامت آدمی اپنا نام اپنی طرف سے زیاد رکھلے۔ تو وہ فقط نام ہی نام ہے۔ لفظ زیاد مترادف افزدن و افزون شدن کے معنے وہان نہین پائے جاتے۔ نیز ممکن ہے کہ نرد کیجگہ نرد ہو۔ نرد شطرنج کے مقابلہ مین ایک قسم کی کھیل کا نام ہے۔ جو سات طرح کھیلا جاتا ہے اور زیاد اُسکی سات بازیون مین سے ایک بازی کو کہتے ہین۔ وہ اسطرح ہے کہ کھیلتے وقت کعبتین کا جو نقش پڑے اُس سے ایک زیادہ شمار کرتے ہین۔ مثلاً گیارہ کو بارہ اور سترہ کو اٹھارہ جانتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء کا دشمن ایسا ہے جیسا نرد کے کھیل مین زیاد کی بازی کہ اُسکا نام ہی نام ہے فی الواقع خال ہائے کعبتین مین وعدہ نہین ہوتا۔ نرد کے سات بازیون کے نام یہ ہین۔ اول۔ فار۔ دوم۔ زیاد سوم ستارہ۔ چہارم۔ خانہ گیر۔ پنجم طویل۔ ششم ہزارہ۔ ہفتم منصوبہ۔

	آن بخاک اندر شد و کل خاک شد		این نمک اندر شد و کل پاک شد
ترجمہ	خاک مین جاکر وہ بالکل خاک ہے		یہ نمک مین جاکے بالکل پاک ہے

شرح یعنے اولیاء اللہ کا دشمن خاک مین گیا اور کل کا کل خاک ہوگیا اور اسکو مرنے کے بعد حیات ابدی نملی اور یہ یعنے

یعنے ولی کامل جو سراسر روح ہے انتقال کے بعد گویا نمک مین گیا اور کل کا کل نمک مین گیا۔ کیونکہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ جو شئے نمک مین جاتی ہے وہ خود نمک بنجاتی ہے۔ نمک سے مراد نمک اسرار ہے جو باعث اصلاح غذا ہائے روحانی ہے۔ مطلب یہ کہ اولیا بعد مرگ سراسر اسرار بنگئے اور قید جسم ظاہری سے گو پہلے ہی پاک اور طاہر تھے مگر اب بالکل اطہر ہوگئے۔ کیونکہ نمک کی خاصیت پاک کرنے اور قلب ماہیت کی ہے۔ چنانچہ شراب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نمک سے پاک ہوجاتی ہے پھر جس حالت مین ناپاک چیز نمک سے پاک ہوجاتی ہے تو اولیا جو پاک تھے اور بھی پاک اور اطہر ہوجائینگے۔ انہین معنون کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے کہ انا املح من اخی یوسف و یوسف اجمل منی یعنے مین اپنے بھائی یوسف سے زیادہ ملیح اور یوسف مجھسے زیادہ جمیل ہین۔

	آن نمک کز وے محمد املح است	زان حدیث بانمک او افصح است
ترجمہ	وہ نمک جس سے محمد ہین ملیح	ہے حدیث بانمک انکی فصیح
	آن نمک باقی است از میراث او	با تو اند آن وارثان او۔ بجو
ترجمہ	انکی میراث آجتک ہے وہ نمک	ڈھونڈلے وارث ہین انکے آجتک

شرح یعنے اولیا جس نمک مین جاتے ہین وہ یہ نمک ظاہری نہین ہے بلکہ وہ نمک ہے جس سے رسول اللہ املح ہین اور جس نمک سے آپ کی حدیث بانمک افصح ہوگئی ہے اور یہ نمک اسرار و معرفت آپ کی میراث ہمیشہ باقی رہیگا ایخاطب اس نمک کے وارث تجھین یعنے تیری جنس مین موجود ہین مگر جستجو شرط ہے۔ کیونکہ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ ورثا سے مراد علماء ظاہر و باطن ہین۔ جو قیامت تک موجود رہین گے۔

	پیش تو شستہ ترا خود پیش کو	پیش ہستت جان پیش اندیش کو
ترجمہ	دیکھلے بیٹھے ہین تیرے روبرو	تو مگر کرتا نہین کچھ جستجو

شرح لفظ اشستہ مخفف نشستہ ہے یعنے وارثان حقیقت محمدی تیرے آگے بیٹھے ہین۔ لیکن تجھین پیش بینی نہین ہے کہ انکو اپنے روبرو بیٹھا دیکھ سکے۔ یعنے تو انکی جستجو مین سعی نہین کرتا۔ اور وہ وارث تیرے حضور مین موجود ہین مگر تیرے جان پیش اندیش رہنفکر و ساعی اور اپنا آگا سوچنے والی نہین ہے۔ یہی باعث ہے کہ وارثان نمک محمدی اور واقفان اسرار سرمدی تجھے نظر نہین آتے۔

	گر تو خود را پیش و پس کردی گمان	بستہ جسمی و محرومی ز جان
ترجمہ	پیش و پس کا گر کیا تو نے گمان	رہگیا بس قید تن مین میری جان

شرح اس شعر کو اور اسکے مابعد ان تمام اشعار کو جنمین لفظ پس و پیش ہے گزشتہ اشعار سے کچھ تعلق نہین بلکہ بتقریب لفظ پس و پیش مطلب دیگر کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ یعنے اگر تو نے اپنی نسبت پیش و پس کا گمان

کیا اور یہ کہا کہ جو شخص باعتبار صورت مقدم تہا وہ باعتبار معنے بہی مقدم ہے اور جو باعتبار صورت مؤخر ہے وہ باعتبار معنے بہی مؤخر رہیگا اور اسکا نتیجہ تو نے یہ نکال لیا کہ مجاہدہ اور عرفان سے کچھ حاصل نہین کیونکہ جب مین باعتبار صورت مؤخر ہون۔ تو لا کہہ مجاہدہ کرون باعتبار معنے بہی مؤخر رہونگا۔ تو اس قسم کے خیال کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تو ہمیشہ مقید جسم رہیگا۔ کیونکہ پیش وپس اور جہات جسم کی صفتین ہین روح کو اس سے کچھ تعلق نہین ایمخاطب تو اپنے اس خیال فاسد کے باعث حقیقت روح کے ادراک سے محروم رہیگا۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ رسول اللہ باعتبار صورت جمیع انبیاء سے مؤخر تہے مگر باعتبار معنے سب سے مقدم ہین۔ کیونکہ معنے اور جان کو پیش وپس اور جہات سے کیا علاقہ اے شخص قید جسم سے نکلجا اور سراسر روح بن۔

	زیر و بالا پیش و پس وصف تن است		بے جہت ہا ذات جان روشن است
ترجمہ	زیر و بالا پیش وپس ہے وصف تن		بے جہت ہے ذات جان انجمن

شرح یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے زیر و بالا یا پیش ہونا صفات جسمیہ مین سے ہے۔ نیچے اوپر یا آگے پیچھے وہی شئے ہوسکتی ہے۔ جو صاحب جسم ہو۔ روح جو ایک جوہر روشن ہے ان اوصاف سے بالکل پاک ہے۔ تو اگر پیش وپس اور زیر و بالا کو مدنظر رکھے گا تو ہمیشہ قید جسم مین گرفتار رہیگا۔ حالانکہ تجھے قید جسم سے آزاد ہو کر روح روشن بننا چاہیئے۔ بعض نسخون مین بے جہت ہا آن جہان روشن ست ہے۔ اس صورت مین جہان روشن سے وہی عالم جان مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہا مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	برگشا از نور پاک شہ نظر		تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر
ترجمہ	نور پاک شاہ سے دیکھ اے بشر		ہے غلط یہ وہم اے کوتہ نظر
	کہ ہمینی در غم و شادی وبس		اے عدم کو مر عدم را پیش وپس
ترجمہ	کہ فقط ہے شادی و غم مجکو بس		اے عدم کب ہے عدم کو پیش و پس

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین کاف سر مصرع پنداری کا بیان ہے شہ سے بادشاہ حقیقی اللہ تعالےٰ اور نور پاک شہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے غافل مرشد کامل کے ذریعہ سے جو فی الواقع بادشاہ حقیقی کا نور ہے اپنی حقیقت کو دیکھ اور مرشد کامل یا نور پاک شہ اسلیئے ضروری ہے کہ تو کوتہ نظر شخص کی طرح گمان نہ کرلے کہ مین فقط مقید غم وشادی ہون یعنے محبوس ادبار غم یا اقبال مسرت ہون۔ بلکہ جب مرشد کامل کے نور پاک سے دیکھیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ تو سراسر عدم اور فانی ہے اور عدم کے لیئے اقبال وادبار اور پیش وپس کچھ نہین ہوتا۔ آخر مصرع مین لفظ کو بمعنے کجا یا تو مفید استفہام انکاری ہے یا گوشتن از گفتن صیغۂ امر ہے۔ یعنے اے شخص فانی ہمین عدم کا پیش وپس بتا کسطرف اور کہان ہوتا ہے مطلب یہ کہ نہین ہوتا۔

از وجود و از عدم گر بگذری — از حیات جاودانی برخوری

ترجمہ — اِس وجود اور اِس عدم سے در گزر — زندگانی سے ہو تو تا بہرہ ور

شرح - یعنے اگر تو وجود (ہستی فانی) اور عدم (مرتبۂ فنا) سے گذر کر مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل کر لیگا تو ابدی زندگانی ملیگی

روز باران است میرو تا بشب — نے ازین باران از ان باران رب

ترجمہ — دن ہے یہ مینہہ کا چلا چل تا بشب — اور سمجھ اِس مینہہ کو تو باران رب

شرح - باران سے باران واردات رحمانی و فیوض الٰہی - اور شب سے تاریکی موت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باران فیوض الٰہی دنیوی باران نہیں ہے - جس سے بسا اوقات پہل اور غلے پیدا ہوتے ہین جو اکثر حالتون مین باعث غفلت ہین - بلکہ وہ باران معنوی ہے جس سے قلوب زندہ اور روح بالکل صاف و پاک ہو جاتی ہے - اور معرفت کے پہول کہلتے ہین - مطلب یہ کہ اے مخاطب - یہ موسم (زمانۂ زندگی) گویا برسات کا موسم ہے ہر طرف فیوض الٰہی کا مینہہ برس رہا ہے تو مرتے دم تک اسی مینہہ کا طالب رہ

ہست باراں جز این باران ابان — کہ نمے بیند ورا جز چشم جان

ترجمہ — ہے وہ باران غیر باران جہان — سوجہتا ہے کِسکو غیر چشم جان

شرح یعنے واردات رحمانی اور فیوض الٰہی کا مینہہ اس دنیوی مینہہ سے الگ ہے - جو ان ظاہری آنکھون سے نظر نہین آتا بلکہ اسکے ملاحظہ کو ایسی باطنی چشم درکار ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ملی تہی اور جسکا قصہ عنقریب آنے والا ہے -

چشم جان را پاک کن نیکو نگر — تا از ان باران عیان بینی خضر

ترجمہ — دیکہہ اچہے اور چشم جانکو پاک کر — تاکہ سبزہ سبز آوے نظر

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ خِضر بالکسر ہے تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ معرفتِ الٰہی کو باعتبار بلندی مرتبہ حضرت خضر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر خَضَر بفتحتین ہے تو بمعنے سبزہ زار عرفان ہے - اور مطلب دونوں کا ایک ہے - یعنے اے طالب چشم باطن کو معائنہ اسباب دنیوی سے پاک کر کے اچہی طرح دیکہہ تجکو باران فیوض الٰہی اور سبزہ زار عرفان ظاہر طور پر نظر آجائیگا - اور اُسکے ظہور مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہیگا -

سوال کردن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امروز باران بارید و جامۂ مبارک تو چون تر نشد

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ اسکا کیا سبب کہ آج مینہہ تو برسا - مگر آپ کے کپڑے نہ بہیگے

شرح۔ چونکہ پہلے واردات الٰہی اور فیوض ربانی کے ذکر مین مولانا قدس سرہ فرما چکے ہین کہ فیوض رحمانی ہر ایک آنکھہ کو نہین بلکہ خاصان حق کو نظر آتے ہین اس قصہ مین اُس ولیۂ حق (حضرت عائشہ صدیقہ) کا ذکر ہے جسکو وُہ باران فیوض ظاہر طور پر نظر آتے تھے۔

مصطفیٰ روزے بگورستان برفت	با جنازۂ مردے از یاران برفت
ترجمہ: پہنچے گورستان مین اک دن مصطفا	بہر دفن نعش یار با صفا
خاک را در گور او آگندہ کرد	زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد
ترجمہ: اُنکی تُربت کو گِل آگندہ کیا	خاک مین ڈالنے کو زندہ کر دیا

شرح۔ اس شعر کے یا تو یہ معنے ہین کہ پیغمبر نے اُسکو دفنا کر از سر نو زندہ کر دیا اور اپنے ہاتھہ سے مٹی دیکر اپنے صحابی کو حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ اَلْمُوْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی الْبَقَاءِ یعنے مومن مرتے نہین بلکہ دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کر جاتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسکو دانہ کی طرح زمین مین مدفون کر دیا اور اس سے دیگر صحابہ پر اس بات کا اظہار منظور تہا کہ یہ شخص حشر کے دن اسطرح زندہ ہوگا جسطرح دانہ زمین سے اُگتا ہے۔ مگر پہلے معنے نہایت عمدہ اور بلیغ ہین۔ دانہ سے مراد دونو صورتون مین جسم ہے اس سے آگے مولانا قدس سرہ نے اثبات حشر و نشر کے لیئے اشجار دنیا کو اجسام سے تشبیہ دی ہے۔ تاکہ کوتاہ نظر اور عوام اچھی طرح سمجھہ لین کہ اشجار کی طرح اجسام بھی محشر کے دن زمین سے نکلینگے۔

این درختانند ہمچو خاکیان	دستہا بر کردہ اند از خاکدان
ترجمہ: خاکیون کی شکل ہین یہ سارے درخت	ہاتھہ اُٹھا کر خاک سے اے نیکبخت

شرح خاکیان سے اجسام خاکی اور دستہا جمع دست بمعنے ہاتھہ سے درختون کی شاخین مراد ہین اور خاکدان بمعنے زمین ہے یعنے یہ دنیوی درخت زمین مین سے اپنے ہاتھہ (شاخین) نکالکر اشارہ کر رہے ہین کہ جسطرح ہم زمین سے نکل آئے ہین اسیطرح حشر کے دن تمام اجسام خاکی زمینون قبرون۔ خاکستر اور راکھہ کے ڈھیرون سے ضرور نکلین گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب و کتاب کے لیے پیش ہونگے۔

سوئے خلقان صد اشارت میکنند	وانکہ گوش ستش عبارت میکنند
ترجمہ: جانب مخلوق اشارت کرتے ہین	کان مین نقل عبارت کرتے ہین

شرح گوش ست کے بعد شین ضمیر لفظ آنکہ کیجانب راجع ہے اور اشارت سے اشارہ بزبان حال و زبان ہر مراد ہے یعنے تمام درخت زمین سے نکلکر زبان حال سے یہ اشارہ کر رہے ہین کہ اے غافلو ہماری طرح مرنے یا دفن ہونے کے بعد تم بھی ایک دن ضرور زمین سے نکلوگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ درختون کے

اِس اشارہ کو تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن ولی کامل اور اُس شخص سے جو باطنی گوش رکھتا ہے۔ تمام درخت زبان مقال سے یہی مضمون کہتے ہین۔ کیونکہ انبیا اور اولیا کے ساتھ درختون کا ہمکلام ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ کے ساتھ ایک درخت کا ہمکلام ہونا صحیح حدیث مین موجود ہے۔

	باز بان سبز و با دست دراز		از ضمیر خاک مے گویند راز	
ترجمہ	سب زبان رکھتے ہین اور دستِ دراز		اور ضمیر خاک کا کہتے ہین راز	

شرح۔ زبان سبز سے سبز پتے۔ اور دست دراز سے لمبی لمبی ٹہنیان اور اندرون زمین کے راز سے حشر کے دن مردون کا اُٹھنا مراد ہے یعنے درخت پتون کی زبان حال۔ اور شاخون کے ہاتھون سے حالات حشر و نشر کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔

	تیز گوشان راز ایشان بشنوند		غافلان آواز ایشان نشنوند	
ترجمہ	تیز گوش آگاہ ہین اُس راز سے		اور غافل بے خبر آواز سے	

شرح تیز گوش۔ وہ شخص جسکی شنوائی نہایت تیز ہو۔ یہان اِس لفظ سے عارف مرفوع الحجاب مراد ہے جو اسی ظاہری کان سے درختون کے راز سُنتا ہے۔ اور غافلون کے روبرو اگر درخت فی الواقع بولنے لگے تب بھی اُنکو آواز سُنائی نہین دیتی۔ مطلب یہ کہ عارف درختون کے راز سے واقف ہین اور غافلون کو آواز تک نہین سُنائی دیتی

	ہا ہمچو بطان سر فرو بردہ بآب		گشتہ طاؤسان و بودہ چون غراب	
ترجمہ	شکل بط رہ رہ کے گویا زیر آب		بنگئے طاؤس وہ جو تھے غراب	

شرح درخت بے برگ ہو جانے کے زمانہ مین بط کی طرح پانی کے نیچے ہوتے ہین۔ اور زمین سے نکلنے کے بعد موسم ربیع مین طاؤس کی طرح مزین اور سرسبز ہو جاتے ہین اور ربیع سے پہلے جاڑون مین خشک اور کوّے کی طرح سیاہ اور بے رونق رہتے ہین۔ اسیطرح مردے دفن ہوتے وقت گویا دانہ کی طرح زیر زمین ہوتے ہین بعدہ اُنکی ہڈیان اور گوشت پوست سب خاک مین ملکر گویا خزان آجاتی ہے اور بدن بے رونق ہو جاتا ہے مگر تمام اجسام محشر مین طاؤس کی طرح مزین یعنے کامل و صحیح و سالم ہوکر نکلنے والے ہین یعنے بدن کے اجزا جو خاک کے ذرون مین ملکر منتشر اور بظاہر لاشے یا معدوم ہو گئے ہین۔ سب جمع ہوکر اسی صورت مین اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہین جس صورت مین مرنے سے پہلے دنیا مین موجود تھے۔ حدیث شریف مین یہ الفاظ موجود ہین۔ یحشر الناس حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلاً۔ یعنے تمام آدمی حشر کے دن ننگے پاؤن ننگے بدن اور غیر مختون اُٹھائے جائینگے اور قبرون سے اسیطرح نکلینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ یہانتک کہ ختنہ کی کھال اپنی جگہ چسپان ہو جائیگی۔

	در زمستان شان اگر محبوس کرد	آن غرابان را خدا طاؤس کرد
ترجمہ	گورستان مین کیا محبوس اُنہین	کردیا پہر بعد ازان طاؤس اُنہین
	در زمستان شان اگرچہ داد مرگ	زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ترجمہ	کردیا جاڑون مین اُنکو صید مرگ	اور بہاران مین عطا فرمائے برگ

شرح ان دونو شعرون مین اُسی گزشتہ مطلب کی توضیح ہے نیز طاؤس بمعنے مور ہے اور غراب بمعنے کوا۔ یعنے اگرچہ جاڑون اور خزان کے موسم مین اللہ تعالےٰ درختون کو اسیر رنج خزان اور کوونکی طرح بے رونق کردیتا ہے لیکن پہر موسم بہار مین طاؤس کی طرح بارونق اور سرسبز کرکے نکالتا ہے اور اُنکی خزانی موت موسم بہار مین نئی زندگی سے بدلجاتی ہے۔ اسیطرح موت اجسام کے حق مین خزان اور حشر اُنکے لیئے بمنزلۂ بہار ہے قیامت کے دن تمام اجسام اسطرح زندہ ہوجائینگے جسطرح بہار مین سوکے ہوے درخت یا تخم سرسبز ہوجاتے ہین۔

	منکران گویند ہست این خود قدیم	این نہ بندیم بر رب کریم
ترجمہ	کہتے ہین منکر کہ یہ خود ہے قدیم	یہ نہین ہے صفت رب کریم

شرح یہان سے منکران حشر و نشر اور حکمائے ملحدین کا رد شروع ہوا ہے یعنے اہل فلاسفہ اور دہریئے یون کہتے ہین۔ کہ یہ درختون کا بو باجانا اور سرسبز ہونا اور پہر خشک ہوجانا۔ اور پہر سرسبز ہوجانا او علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل ازلی و ابدی ہے ہر شے کے افراد انواع ازل سے ابد تک ضمن اشخاص مین باقی رہینگی یعنے زید مرگیا تو کیا ہوا اُسکے نوع یعنے انسان کے افراد مثلاً خالد و محمود و حامد وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اسیطرح جانورون اور دیگر اشیا کو خیال کرنا چاہیئے یہ رہٹ ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور ہمیشہ یونہی چلتا رہیگا نیز اُنکا مقولہ ہے کہ اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل تغیر فصول کے باعث ہے اور چونکہ دہریئے عالم کو فانی نہین مانتے اسلیئے حشر و نشر کے بہی منکر ہین۔ مگر قرآن مجید کے بہت سی آیتین اُنکے اس قول کی تکذیب کرکے اُنپر کفر کا فتوے دیتی ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ یعنے کافر از راہ تعجب یہ کہتے ہین کہ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی مین مٹی ہوکر پہر زندہ کیئے جائینگے۔ یعنے حشر ہرگز نہوگا اسلام کے علمائے ظاہر کے نزدیک ذات الٰہی کے سوا سب چیزین حادث اور مسبوق ہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ اُسکے اسماء صفات مسبوق بہ سبقت زمانیہ نہین ہین بلکہ متصل واقع ہین۔ نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات۔ اور چونکہ تمام اجسام فانی ہین۔ اسلیئے اُنکا حشر و نشر اور حساب و کتاب ضرور ہے۔ اور علمائے صوفیۂ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالےٰ مع اپنے اسماء حسنے کے قدیم ہے۔ اور دیگر متعلقات متصل واقع ہین۔ اور عالم اُنکے نزدیک قدیم نہین بلکہ متجدد ہے یعنے ایک شے فانی ہوکر اُسی قسم کے دوسرے نئی شے اُسکی جگہ جہان مین آجاتی ہے۔

اور فانی پر حشر و نشر اور حساب و کتاب ضروری ہے اہل فلاسفہ کی یوں تو بہت سے فرقے ہیں مگر تین جماعتیں بڑی بڑی ہیں۔ **اول** دہریے یعنی جنھیں اصطلاح میں دہریہ کہتے ہیں یہ لوگ صانع حقیقی اور خالق کل کے منکر ہیں۔ اور عالم کو غیر فانی ولایزال اور موجود بنفسہ جانتے ہیں۔ نیز نطفہ کو حیوان سے اور حیوان کو نطفہ سے ہمیشہ باقی رہنے والی چیز سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ کیفیت عالم ہمیشہ اسیطرح رہیگی جسطرح اب موجود ہے **دوم** طبیعون۔ جو اکثر طبیعت حیوانی سے بحث کرتے ہیں یہ لوگ عجائبات قدرت رب العالمین دیکھکر صانع کے تو قائل ہیں۔ مگر چونکہ انکا مبحث اکثر طبیعت ہے اسلیئے انکا یہ گمان ہے کہ قوت انسانی مزاج کے تابع ہے جب مزاج اور عنصر باطل ہوگیا تو قوت بھی باطل ہوجائیگی۔ اور چونکہ اعادۂ معدوم محال ہے اسلیئے نفس کا اعادہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور حشر و نشر و حساب و کتاب کچھ نہیں ہے۔ علیٰ ہذالقیاس طاعت کا ثواب اور معصیت کا عذاب بھی موہوم ہے **سوم** الٰہیون۔ جو متاخرین فلاسفہ سے ہیں مثلاً سقراط استاد افلاطون۔ اور افلاطون استاد ارسطاطالیس۔ جنہوں نے پہلے دونو فرقوں کا رد کیا ہے۔ مگر انمیں بھی کفر کی بعض خصلتیں موجود تھیں سب سے زیادہ افسوس اسپر ہے کہ اسقدر دانا ہوکر مذکورۂ بالا تینوں فرقے مرنیکے بعد حشر و نشر کے یکسان منکر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اشیاء کا تغیر و تبدل اور ہر ذی روح کی موت و حیات گردش فلک اور تغیر فصول کے باعث ہے۔ قدرت سے اسیطرح ہوتی آئی ہے ہم ان تغیرات کو خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے یعنے یہ نہیں کہتے کہ خدا ایسا کرتا ہے بلکہ خود زمانہ اور اسکی تاثیر سے یہ تغیرات ظاہر ہوتے ہیں۔

	ور قدم این جملہ عالم قائم است	جملہ پندار ند این خود دائم است	
	اور قدم سے اپنے خود قائم ہے یہ	ہے گمان سب کا کہ خود دائم ہے یہ	ترجمہ

شرح یعنے تمام حکما و فلاسفہ کا گمان یہ ہے کہ عالم بالتحقیق یا بدا" قدیم اور حالت قدم میں ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ افلاک اپنی خاص شکلوں کے ساتھ اور زمینی اشیا اپنے اجناس و انواع کے ساتھ ازلی و ابدی ہیں اور اسکو نہیں سمجھتے کہ عالم حادث و فانی اور متجدد الامثال ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے بجز ذات الٰہی دیگر تمام چیزیں ہلاک اور فنا ہونے والی ہیں۔

	حق بروپابند باغ و بوستان	کوری ایشان درون دوستان	
	لطف خالق سے ہے رشک بوستان	ہیں وہ اندھے اور قلب دوستان	ترجمہ

شرح کوری ایشان مبتدا ہے اور اسکی خبر حسب قرینہ محذوف ہے یعنے کوری ایشان ثابت ست مطلب یہ کہ ان منکران حشر کا اندھاپن ظاہر ہے کیا یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ جو شے قدیم ہوتی ہے وہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے اور عالم چونکہ متغیر ہے اسلیئے حادث ہے اور حادث فانی ہوتا ہے اس لحاظ سے انسان بھی

فانی ہے۔ اس فانی کو جزا و سزا کے لیئے ضرور محشر کے دن زندہ کیا جائیگا اور حقوق العباد و حقوق الٰہی کے متعلق اس سے بیشک سوال ہوگا۔ ورنہ عدالت خداوندی قایم نہین رہتی۔ اسلیئے منکرین کا اندہا ہین ظاہر ہے اور انکے برخلاف اولیاء اللہ کے دلمین باغ معرفت کہل رہا ہے اور وہ عالم کو فانی سمجھکر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کیے ہوے ہین۔ یا اُسکے لیے کوشش کر رہے ہین یا یہ سمجھیں کہ اُنکے اندھے پن کے سبب اولیاء کے دلمین اللہ نے بوستان معرفت شگفتہ کردیا ہے یعنے اُنکے باطنی عقل زائل ہوکے اولیا کے حصہ مین آگئی ہے۔ اس صورت مین سر مصرع اول مین از سببیہ محذوف ہے۔

	آن گل از اسرار کل گویا بود		ہر گلے کاندر درون بویا بود	
	ہے وہ گل گویندۂ اسرار کل		سچ یہ ہے باطن مین بویا ہے جو گل	ترجمہ

شرح یہان اسرار کل سے اسرار ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ یعنے اسرار ذات الٰہی مراد ہین مطلب یہ کہ معرفت کا پہول جو عارفون کے دِل مین شگفتہ ہوکر گلشن حقیقت کی خوشبو پہیلا رہا ہے وہ فی الواقع چپکے چپکے گویا اسرار الٰہی کہہ رہا ہے یعنے معرفت کا پہول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ بجز ذات الٰہی ہر شے حادث اور فانی ہے کیونکہ جبتک جمیع ماسوے اللہ کو فانی نمانا جائے عرفان حاصل ہی نہین ہوتا۔ یا کل بمعنے ہر چیز ہے یعنے معرفت کا پہول اپنی خوشبو سے ہر چیز کے اسرار بیان کردیتا ہے۔ اور اسی نے عارفون کو یہ بتا دیا ہے کہ ماسوے اللہ ہر شے حادث اور فانی ہے۔

	گرد عالم مے پرد پردہ دران		بوے ایشان رغم انف منکران	
	گشت کرتی پہرتی ہے گرد جہان		اُنکی بو برعکس قول منکران	ترجمہ

شرح۔ رغم انف لغت مین بمعنے مالیدن بینی بخاک ناک کا خاک آلودہ ہونا ہے اور مجازاً کسی کام برعکس کرنے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین بمعنے ذلت آتا ہے۔ یعنے اولیاء اللہ کے بوئے معرفت جو برعکس اعتقاد ملحدان اور باعث ذلت منکران حشر و قائلان قدم عالم ہے شکوک اور غفلت کے پردے پہاڑکر گرد عالم تک پہنچ گئی ہے اور تمام جہان کو معلوم ہوگیا ہے کہ ذات الٰہی کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے اور عدالت خداوندی قایم رکہنے کے لیے مرنیکے بعد زندہ ہونے یعنے حشر و نشر کا سچے دِل سے جاننا فرض ہے

	یا چو نازک مغز از بانگ دہل		منکران ہمچون جعل زان بوئے گل	
	یا دہل سے جسطرح اِک نازنین		بنگئے کرم نجاست منکرین	ترجمہ

شرح لفظ جعل عربی ہے۔ ایک سیاہ رنگ اور پردار جانور کو کہتے ہین جو زنبور کا ہمشکل ہوتا ہے اور سرگین وغیرہ بدبو کی چیزون مین رہتا ہے اور خوشبو سے بہت ایذا پاتا ہے۔ یہانتک کہ مرجاتا ہے مطلب یہ کہ علوم انبیا

واولیاکے باعث جو مانند بوئے گل ہے منکرین اسطرح ہلاک ہو جاتے ہین جسطرح جُعَل خوشبو پاتے ہی مرجاتا ہے یا اُنکا حال ایسا ہو جاتا ہے جیساکنی نازک دماغ آدمی کا کہ ڈہول کی آواز کا متحمل نہین ہوتا۔ حالانکہ حدوثِ عالم اور قدم ذات الہی کی آواز بانگ دُہل کی طرح تمام عالم مین پہنچ گئی ہے۔

	خویشتن مشغول مے سازند وغرق	چشم مے دوزند از لعان برق
ترجمہ	اپنے بیہودہ مشاغل میں ہیں غرق	دیکھ سکتے ہی نہیں لمعانِ برق

شرح یعنے منکرین اپنے آپ کو اسیلئے دنیوی احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام شرعیہ نہ سُن لین اور لمعان برق معنوی اور علم لدنی سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے۔ بلکہ اُنکا مشغلہ صرف خطوط نفسانی کے لیئے ہے وُہ لمعان برق (بجلی کی چمک ہے یعنے علم الٰہی اور فرمان انبیا سے آنکھین چراتے ہین۔ اُنپر نظر ہی نہین ڈالتے یہی سبب ہے کہ وُہ کفر والحاد کی تاریکیون سے ایمان کی روشنی مین نہین آسکتے۔

	چشم می دوزند آنجا چشم نے	چشم آن باشد کہ بیند ما منے
ترجمہ	بند آنکھیں ہوں تو کب ہاتھ آئے امن	آنکھ وہ ہے دیکھ لے جو جائے امن

شرح ۔ یعنے یعنے یہ کیون کہا کہ منکرین۔ احکام شرعیہ اور علوم معنویہ سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے تہا کہ وُہ آنکھین ہی نہین رکھتے۔ کیونکہ آنکھ تو وہی کام کی ہے جو امن یعنے نجات اور فلاح دارین کا راستہ دکھائے جو منکرین کو نصیب نہین قرآن مجید مین ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ یعنے آنکھین اندہی نہین ہوتین۔ بلکہ دل اندہے ہو جاتے ہین۔

	چون ز گورستان پیمبر باز گشت	سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت
ترجمہ	ہوکے واپس آپ گورستان سے	حضرتِ صدیقہ کی جانب گئے

شرح نصیحت کے بعد قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کو دفنا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس تشریف لائے۔

	چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد	پیش آمد دست بر وے مے نہاد
ترجمہ	عائشہ کی جب پڑی اُنپر نظر	آگے آکے ہاتھ رکھا چہرہ پر
	بر عمامہ و روئے او و موئے او	بر گریبان و بر و بازوئے او
ترجمہ	اور ٹٹولا بالوں کو دستار کو	جیب و بازوئے شہ ابرار کو

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے حبیب سرور کائنات اپنی صحابی کو دفنا کر گورستان سے دولتخانہ مین واپس

تشریف لائے تو حضرت عائشہ آپ کے عمامے اور چہرۂ مبارک اور بالون۔ اور گریبان اور بغل۔ اور بازو پر ہاتہہ پہیر کر یہ معلوم کرنا چاہتی تہین کہ آج مینہہ برسا ہے شاید آپ کے کپڑے بہیگ گئے ہونگے۔

گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب — گفت باران آمد امروز از سحاب

ترجمہ: بولے پیغمبر کہ ہے کیا جستجو — وہ یہ بولین مینہ تہا آج اے نیک خو

شرح۔ لفظ شتاب پہلے گفت سے بہی متعلق ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے سے بہی۔ یعنے یہ حالت دیکہکر یا تو پیغمبر نے جلدی سے پوچہا کہ اے عائشہ تم کس چیز کی جستجو مین ہو یا پیغمبر نے جب یہ کہا کہ اے عائشہ کیا ڈہونڈ رہی ہو تو حضرت عائشہ نے جلدی سے جواب دیا کہ آج مینہہ برسا تہا مین یہ دیکہہ رہی ہون کہ کہین آپ کے کپڑے نہ بہیگ گئے ہون۔

جامہایت مے بجویم در طلب — تر نمے بینم ز باران یا عجب

ترجمہ: آپکے کپڑون کو کرتی ہون طلب — کیون نہین بہیگے یہ ہے جائے عجب

شرح یہ شعر تمۂ جواب حضرت عائشہ ہے۔ یعنے صدیقہ نے یہ فرمایا کہ یارسول اللہ مین آپ کے کپڑون کو ٹٹول رہی ہون مگر یہ تعجب ہے کہ با اینہمہ جستجو جامۂ مبارک کو تر نہین دیکہتی۔ حالانکہ آج مینہہ برس چکا ہے اسکا کیا سبب ہے کہ مینہہ برسا اور آپ کے کپڑے نہ بہیگے۔

گفت چہ بر سر فگندی از ازار — گفت کردم آن ردائے تو خمار

ترجمہ: بولے وہ کیا سر پہ ڈالا تہا بتا — بولین یہ وہ آپ ہی کی تہی ردا

شرح۔ ازار بمعنے تہبند سے یہان مطلق جامہ مراد ہے اور خمار چادر یا اوڑہنی کو کہتے ہین یعنے حضرت عائشہ کے اس سوال کے جواب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ تو نے جب مینہہ دیکہا تہا تو سر پر کیا کپڑا ڈالا تہا۔ کیونکہ مینہہ کے وقت بہیگنے کے خوف سے آدمی کپڑا سر پر ڈال لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عرب مین اُسوقت تک چہتری کا رواج نہ تہا حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ مینے آپ کی ردا چادر مبارک کو اپنی اوڑہنی بنا کر سر پر ڈال لیا تہا۔

گفت بہر آن نمود اے پاک جیب — چشم پاکت را خدا باران غیب

ترجمہ: پہر کہا حضرت نے سُن اے پاک جیب — ہے یہ چادر مظہر باران غیب

شرح۔ یہ شعر تمۂ جواب رسول اللہ ہے یعنے آپ نے حضرت عائشہ سے یہ سُنکر کہ اُنہون نے مینہہ دیکہکر آپ کی چادر اپنے سر پر ڈال لی تہی یہ فرمایا کہ اے پاکدامن بی بی اس چادر ہی کی برکت سے تجکو باران غیب معلوم ہوا ورنہ آج مینہہ نہین برسا نکتہ رسول اللہ کے فرمانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو

باران غیب چادر مبارک آنحضرت سر پر ڈالنے کے بعد معلوم ہوا اور حضرت عائشہ کا قول اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ چادر مبارک مینہہ برسنے کے بعد سر پر ڈالی۔ کیونکہ مینہہ سے پہلے اُسکا بچاؤ کوئی نہین کرتا۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ شاید اُسدن ابر ہو۔ اور حضرت عائشہ نے مینہہ کی آمد دیکھکر سر پر چادر ڈال لے ہو ہان یہ ضرور ہے کہ اُسدن باران آب نہ تہا۔ بلکہ باران رحمت تہا صرف منبع فیوض الٰہی اور سحاب واردات رحمانی یعنے آنسرور کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو باران غیب برستا معلوم ہوا۔ **فائدہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسطرح سرور کائنات کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو اسرار غیب ظاہر طور پر نظر آگئے۔ اِسیطرح ہر مرشد کامل کے فیض صحبت اور برکت ارشاد و ہدایت سے اسرار معارف معلوم ہو سکتے ہین مگر دیکھنے والا چشم باطن اور نور معرفت رکھتا ہو۔ ورنہ بجز محرومی و ناکامی کچہ ہی حاصل نہوگا

	نیست آن باران ازین ابر شما	ہست ابر دیگر و دیگر سما
ترجمہ	وُہ مگر اِس ابر کا باران نہین	ہے وہ ابر چرخ دیگر بالیقین
	اینچنین باران زابر دیگرست	رحمت حق در نزولش مضمرست
ترجمہ	ہے یہ دیگر ابر سے اے مہربان	رحمت حق جسمین رہتی ہے نہان

شرح۔ یہ اشعار قول آنسرور کائنات بہی ہو سکتے ہین اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بہی۔ یعنے یہ باران غیبی اِس تمہارے آسمانی ابر سے نہین برسا۔ بلکہ اِسکا ابر اور آسمان کچہ اور ہی ہے جسکے نزول مین سراسر رحمت پوشیدہ ہے بخلاف باران آبی کہ اسمین کبھی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے اور کبھی زحمت۔ اِس باران غیب اور آسمان غیبی وغیرہ کی شرح۔ آیندہ تفسیر قول سنائی مین آنیوالی ہے۔ اور اسیلئے مولانا قدس سرہ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ کے سوال وجواب کو چہوڑکر حکیم سنائی کی قول کی تفسیر لکہی ہے۔

	تفسیر قول حکیم سنائی	
ترجمہ	حکیم سنائی کے قول کی تفسیر	

آسمانہاست در ولایت جان ۞ کارفرمائے آسمان جہان ۞ در رہ روح پست و بالاہاست ۞ کوہہائے بلند و دریاہاست

ترجمہ روح کی ولایت مین ایسے آسمان مین جو آسمان دنیا کے حاکم ہین اور روح کے رستے مین پستی و بلندی۔ اور کوہ و دریا سب موجود ہین

شرح۔ یہ دونو شعر حکیم سنائی کے ہین یعنے روح کی ولایت یا عالم روح مین ایسے آسمان موجود ہین جنکا تصرف آسمان دنیا پر ثابت ہے۔ بلکہ آسمان دنیا کو آسمانہائے روح کا عکس اور فرمان پذیر سمجہنا چاہیئے کیونکہ آسمانہائے روح سے عالم الٰہی مراد ہین اور اِس آسمان دنیا مین اُسیکے آثار اور شیون ظاہر ہوتے رہتے ہین نیز روح کے رستہ مین پستی اور بلندیان اور کوہ ہائے بلند اور دریا ہین۔ یعنے مراتب تعینات موجود ہین جنکے پستے مرتبۂ عالم ناسوت اور بلندی مرتبۂ

عالم لاہوت اور کوہ بلند مراتب معرفت اور دریائے بحر تجلی کا استغراق ہے۔ انسان جسقدر تعلق عالم جسمانی کو کم کرتا جائے گا اُسکے بدلے مین کیفیت عالم روحانی حاصل ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ مرتبہ استغراق نصیب ہو جائیگا۔ چنانچہ آیندہ اشعار مین مولانا قدس سرہ یہی اشارہ کرتے ہین۔

	بشنو از قول سنائی در رموز		معنیے۔ تا واقف آئی بر کنوز	
ترجمہ	نکتۂ قول سنائی سُن ضرور		واقفِ معنی ہونا اے پُر شعور	

شرح یعنے الخاطب ہمارے اس قول کی تائید مین کہ غیبی ابر اور معنوی آسمان کچھ اور چیز ہے حکیم سنائی کے اُس قول کے معنے سُن رکھہ جو اُسنے بیان رموز الٰہی کے متعلق کہا ہے۔ تاکہ تو باطنی خزانون کے حالات سے واقف ہو جائے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ معنیے نا واقف مین اضافت مقلوب اور آئی بشنو پر معطوف ہو یعنے اے نا واقف معنے حکیم سنائی کا قول سن اور علم کے خزانون کی طرف آ۔

	گر تو بکشائے ز باطن دیدۂ		زود یابی سر مہ بگزیدۂ	
ترجمہ	دیدۂ باطن اگر تو پائے گا		سُرمۂ نایاب ہاتھ آجائیگا	

شرح یعنے اگر تو چشم باطن کہولکر دیکھے تو تجھے ایسا سرمہ مل جائے (بصارت معنوی) ملجائے جسکو اولیاء اللہ کی آنکہین پسند کرتے ہین اور جسکے آنکھون مین لگانے سے اہل عرفان کو اسرار غیبی نظر آجاتے ہین۔

	پیر دانا اندرین رمزے کہ گفت		در حقیقت زین صدف دُرّے بسفت	
ترجمہ	پیر دانا کا جو کچھ فرمان ہے		درحقیقت گوہر عرفان ہے	

شرح یعنے اس عقلمند بوڑھے (حکیم سنائی) نے اس قول مین جو اُسکی زبان سے نکلا ہے فی الحقیقت اس صدف (صدف معرفت) سے نکالکر ایک بیش قیمت موتی پرو دیا ہے یعنے حکیم سنائی کا یہ قول جواہر سے تولنے کے قابل ہے

	غیب را ابرے و آبے دیگرست		آسمان و آفتابے دیگرست	
ترجمہ	معنوی ہے ابر دیگر۔ دیگر آب		آسمان دیگر ہے۔ دیگر آفتاب	

شرح یعنے عالم غیب کا ابر و آب اور آسمان و آفتاب اس ظاہر ابر و آب اور آسمان و آفتاب سے جدا ہے جو خارج مین نظر آتا۔ ان چیزون کو صرف چشم حقیقت بین دیکھہ سکتی ہے۔ مثلاً معنوی ابر سائبان رحمت الٰہی ہے جو عاشقان حقیقی کے لیئے باعث راحت ہے یا آلات معاصی کی کالی گہٹا ہے جو غافلون کے دلون پر چھائی ہوی ہے اور معنوی مینہہ نیکون کے لیئے متواتر توفیق حسنات اور بدون کے لیئے پے در پے ارادہ سیئات ہے علیٰ ہذا القیاس باطنی آسمان نیکون کے لیئے بلندی مرتبۂ عرفان ہے اور بدون کے لیئے تکبر و نخوت و خود ستائی اور تعلّی اور باطنی آفتاب نیکون کے حق مین روشن ضمیری اور نور عقل ہے اور بدون کے حق مین ظاہری چمک دمک اور دنیوی معاملات مین دلسوزی ہے

نایدآن الا کہ برخاصان پدید	باقیان فی لبس من خلق جدید
ترجمہ خاصگان حق پہ ہوتا ہے پدید	باقیوں کو شبہ خلق جدید

شرح یعنے ابر وآب باطنی اور آسمان وآفتاب معنوی دیگر شئے ہے اور ظاہری دیگر شئے ۔ معنوی ابر وآب وغیرہ سوائے خاصان حق کے اور کسی پر ظاہر نہین ہوتا ۔ عوام اور غیر خاصان حق اس نئی مخلوق سے شبہ مین ہین یعنے چونکہ انکو غیب کا ابر اور آفتاب وغیرہ نظر نہین آتا ۔ اسلیئے اُنکے وجود مین شبہ کرتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے افعیینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے کیا ہم مخلوق کو اول بار پیدا کرنے کے باعث تھک گئے ہین ہرگز نہین تھکے (یہ استفہام انکاری ہے) بس تو علے ہذا القیاس ہم دوبارہ پیدا کرنے سے بھی نہ تھکین گے علمائے ظاہر نے اس آیت سے حشر ونشر کا اثبات کیا ہے اور علمائے باطن نے تجدد امثال کا ۔ جو کہ ہر آن مین ایک جدید مخلوق کی طرح ظاہر ہوتا ہے (تجدد امثال کی شرح مفصل طور پر پہلے گذر چکی ہے) اور مولانا نے اس آیت سے دونو مطلب ثابت کئے ہین آپ کا مدعا یہ ہے کہ عالم غیب مین جو کچھ مخلوق ہو چکا ہے یا ہوگا غافل اور منکر اُسکی نسبت شک مین ہین خواہ وہ حشر ہو یا تجدد امثال یا عالم معنوی جسمین باران وآسمان معنوی موجود ہے اور اس انکار وشک کا یہ سبب ہے کہ انہین چشم حقیقت بین نہین ملی اسلیئے جو شئے ظاہر مین نظر نہین آتی اُسکے معنوی وجود سے بھی انکار کرتے ہین یا اُسکی نسبت شک مین پڑے ہوئے ہین ۔

ہست باران از پئے پروردگی	ہست باران از پئے پژمردگی
ترجمہ ایک مینہ ہے از پئے پروردگی	ایک مینہ ہے از پئے پژمردگی

شرح یعنے جسطرح اس باران ظاہری مین نفع اور پروردگی (پرورش نباتات) کا مادہ مخفی ہے اسیطرح ضرر اور پژمردگی (نباتات کو پژمردہ کرنے اور اُنکی جڑون کو گلا دینے) کا مادہ بھی موجود ہے علے ہذا القیاس باران غیبی مین بھی دونو باتین موجود ہین معاصی جو باران غضب آلہی کے قطرے ہین باعث ضرر اور روح کو پژمردہ کرنے والے ہین ۔ اور طاعات جو باران رحمت کی بوندیان ہین موجب نفع اور دلون کو پرورش کرنے والی ہین ۔

نفع باران بہاری بوالعجب	باغ را باران پائیزی چوتب
ترجمہ سود باران بہاری ہے عجب	اور باران خزان ہے شکل تپ

شرح پائیز بیائے معروف بروزن تا تیز موسم خزان کو کہتے ہین ۔ یعنے فصل بہار کا مینہ نہایت تعجب انگیز اور خوشگوار ہوتا ہے کہ برستے ہی تمام باغ اور جنگل سرسبز ہو جاتے ہین ۔ اور ہزار ہا طرح کے پھول بوٹے شگفتہ ہو کر نمونۂ قدرت الٰہی دکھا دیتے ہین ۔ لیکن اسکے مقابلہ مین فصل خزان کا مینہ باغ کے لیئے ایسا ہے جیسا کہ ذی روح کے حق مین تپ یا بخار ۔ کہ دوہی دن مین پژمردہ کر دیتا ہے علے ہذا القیاس باران غیبی کو خیال کرنا چاہیئے ۔

	آن بہاری ناز پروردش کند		وین خزانی ناخوش و زردش کند	
ترجمہ	اُسکو خوش کرتا ہے باران بہار		اور خزانی زرد کر دیتا ہے یار	

شرح لفظ بہاری اور خزانی مین یائے نسبت ہے یعنے موسم بہار کا مینہہ باغ کو ناز پروردہ (خوش و خرم) اور فصل خزان کا ناخوش اور زرد کر دیتا ہے - مینہہ بصورت ظاہر ایکسان معلوم ہوتا ہے - مگر اسکی تاثیر الگ ہے اور اُسکی الگ

	ہمچنین سرما و باد و آفتاب		بر تفاوت دان و سررشتہ بیاب	
ترجمہ	ہے اُسی صورت سے سرما، پھر باد		فرق ہے ان سب مین رکھہ نکتے کو یاد	

شرح یعنے جسطرح مینہہ کی دو حالتین ہین (کبھی نافع - کبھی ضرر رسان) اسیطرح جاڑے اور ہوا - اور سورج کی بھی دو حالتین ہین - ایمخاطب تو ان تینون کو بھی پُر تفاوت جان اور سررشتہ مدعا کو سمجھ یعنے یہ بات بدیہی ہے کہ ان چیزون کے اثر متفاوت ہین - ہوا کبھی نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی نفع علے ہذا القیاس جاڑے اور آفتاب کو سمجھنا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ان ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کی طرح باطنی ابر و آب و آفتاب کی بھی دو حالتین ہین اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے -

	ہمچنین در غیب انواع ست این		در زیان و سود و در ربح و غبین	
ترجمہ	اور اسی صورت سے ہے سُن میری جان		غیب مین ربح و غبین سود و زیان	

شرح یعنے جسطرح ابر و آب و آفتاب ظاہری کی دو حالتین ہین - اسیطرح باران و آفتاب غیبی وغیرہ کی حالت بھی نفع اور نقصان رسانی مین متفاوت ہے - مثلاً نماز و ذکر و روزہ اور تمام نیکیان باران بہاری اور باعث نفع ہے اور غلبیت و شرک و کفر و کبر و نخوت اور محبت دنیائے فانی باران خریف اور باعث ضرر ہے نیکیون کا ابر رحمت الٰہی کا مینہہ برساتا ہے اور گناہون کی کالی گھٹاؤن سے سانپ بچھو برستے ہین - آفتاب تجلی رحمت دیگر شے ہے اور آفتاب تجلی غضب دیگر چیز - شعر مین سود بمعنے فائدہ اور غبین بمعنے غبن و خسارہ ہے -

	این دم ابدال باشد زان بہار		در دل و جان روید از وے سبزہ زار	
ترجمہ	ہے دم ابدال اک جزو بہار		جس سے اُگتا ہے دلون مین سبزہ زار	

شرح یعنے یہ ابدال اور اولیا کا دم یا کلام گویا اس بہار (باران بہاری) سے مخلوق ہوا ہے جو سراسر فائدہ مند ہے اور اُنکے فیض سے طالبین کے دلمین سبزہ زار معرفت اور علم و حکمت اُگتا ہے -

	فعل باران بہاری با درخت		آید از انفاس شان با نیکبخت	
ترجمہ	کرتی ہے گلشن سے جو باد بہار		ہان وہ کرتا ہے دم مردان کار	

شرح یعنے جو تاثیر باران بہاری کی درخت کے ساتھ ہوتی ہے وہی تاثیر اولیا کے انفاس متبرکہ سے طالب مین آجاتی

ہے بشرطیکہ طالب نیک بخت اور ازل مین صاحب نصیب ہو۔

	گر درختِ خشک باشد در مکان		عیب آن از بادِ جان افزا مدان
ترجمہ	ہو کسی گہر مین اگر سوکہا درخت		اسمین عیب باد کیا اے نیکبخت

شرح طالب کے مستعد و غیر مستعد ہونے کو تشبیہ مین بیان کیا گیا ہے یعنے اگر کسی مکان مین کوئی ایسا خشک درخت ہو کہ اسمین نشو و نما کی استعداد ہی نہ رہی ہو تو یہ درخت ہی کا عیب ہے اسمین باد جان افزا کا کچہ قصور نہین بلکہ درخت ہی مین قابلیت اور استعداد قبول باد جان افزا نہو تو ہوا کیا کر سکتی ہے۔ یہی حال طالب کا ہے۔ اگر اسمین استعداد نہین ہے تو انفاس اولیا کچہہ اثر نہین کر سکتے۔

	باد کار خویش کرد و بر وزید		آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ترجمہ	کر گئی ہے کام سب اپنا ہوا		مُردۂ بے جان کی ہے کیا دوا
	وانکہ جامد بود خود واقف نشد		وائے آن جانے کہ او عارف نشد
ترجمہ	اُس سے جو پتہر ہے وہ واقف نہین		حیف ہے اُسپر کہ جو عارف نہین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور اُسی گزشتہ مضمون کی تشریح ہین وزیدن بمعنے ہوا چلنا۔ اور گزیدن بفتح کاف فارسی بمعنے ڈنک مارنا اور اثر پہنچانا مطلب یہ کہ ہوا نے اپنا کام کیا اور درختون پر چلی اور جو درخت کہ جان لا استعداد نشو و نما رکہتا تہا اُسکی جان پر اثر پہنچایا۔ یعنے سرسبز کر دیا اور جو درخت کہ پتہر کے مانند جامد افسردہ یا ناقابل نشو و نما تہا اُسے خبر بہی نہوی۔ کہ باد جان افزا کیلئے چلی تہی۔ یہی حال طالبان معرفت کا ہے۔ صاحبان استعداد کو مرشد کامل کے انفاس متبرکہ نئی زندگی عطا فرماتے ہین۔ اور ناقابلان استعداد کسی قسم کا فائدہ نہین اُٹہا سکتا۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ نے آخر مصرع مین افسوس کرکے یہ فرمایا ہے کہ اُس شخص کی حالت پر صد حیف جو مرشدان کامل کے انفاس متبرکہ سے فیضیاب ہو کر بہی عارف نہ بنا۔ نیز گزید بضم کاف فارسی بمعنے اختیا کرنا بہی درست ہے۔

در معنی حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم اغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم واجتنبوا برد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

ترجمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ موسم بہار کی ٹہنڈک کو غنیمت جانو کیونکہ یہ تمہاری بدنونکے ساتہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتہ اور فصل خزان کی ٹہنڈک سے بچتے رہو کیونکہ تمہارے بدنون کے ساتہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتہ یعنے برد ربیع درختون اور بدنون کو سرسبز اور تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اور برد خریف افسردہ

شرح۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ٹہنڈک سے اپنے جسمون کو پوشیدہ نہ رکہا کرو۔ کیونکہ یہ جسطرح درختون مین نشو و نما کا مادہ پیدا کرتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون مین خون و طاقت اور تازگی و مسرت کو بڑہا دیتی ہے۔ اور فصل

خریف کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو پژمردہ اور زرد کر دیتی ہے اسیطرح تمہارے جسموں کو افسردہ کرنے والی ہے یہ حدیث شریف کے ظاہر معنے ہیں باطنی تفسیر عنقریب مولانا قدس سرہ خود بیان فرمائینگے۔ چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ظاہری اور معنوی جاڑے کی دو حالتیں ہیں اسلئے حدیث مذکور گویا مولانا قدس سرہ کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

قول پیغمبر شنو اے جان من ۔۔۔ دور کن از خویشتن انکار و ظن

ترجمہ: قول پیغمبر کا سُن لے جانِ من ۔۔۔ دور کر دے دل سے سب انکار و ظن

شرح یعنے ہم جو یہ کہہ چکے ہیں کہ ہمچنین در غیب انواع ہست این۔ یعنے ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کیطرح عالم غیب میں بھی یہ چیزیں موجود ہیں اسکی دلیل پیغمبر خدا کی حدیث ہے۔ اسکو سُن۔ اور موجودات عالم غیب کا انکار یا شک اپنے دل سے دور کر۔

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار ۔۔۔ تن مپوشانید یاران زینہار

ترجمہ: زندگی افزا ہے سرمائے بہار ۔۔۔ تن نہ ڈھانکو اس سے یارو زینہار

زانکہ با جان شما آن میکند ۔۔۔ کان بہاران با درختان میکند

ترجمہ: کیونکہ یہ جانوں سے کرتی ہے وہ کام ۔۔۔ جو شجر سے کرتی رہتی ہے مُدام

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے بدن نہ ڈھانکا کرو کیونکہ یہ جسموں کے ساتھ وُہ کام کرتی ہے جو درختوں کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

پس غنیمت باشد آن سرمائے او ۔۔۔ در جہان بر عارفان وقت جو

ترجمہ: پس غنیمت ہے یہ سرمائے بہار ۔۔۔ عارفوں کے واسطے اسے ہوشیار

شرح ضمیر او بہار کی جانب راجع ہے اور عارفان وقت جو سے عارفان الٰہی نہیں بلکہ وُہ لوگ مراد ہیں جو ہر کام موسم کی شناخت اور وقت کے لحاظ سے کیا کرتے ہیں یعنے موسم بہار کی ٹھنڈک وقت کا لحاظ رکھنے والوں کے حق میں نہایت غنیمت ہے۔

در بہاران جامہ از تن بر کشید ۔۔۔ تن برہنہ جانب گلشن روید

ترجمہ: ان بہاروں میں برہنہ تن چلو ۔۔۔ تن برہنہ جانب گلشن چلو

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوۃ کے اس قول سے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس موسم میں ننگے بدن باغوں میں جایا کرو تاکہ صحت اور مسرت حاصل ہو کیونکہ اس موسم کی ٹھنڈک جسطرح درختوں کو نشو ونما دیتی ہے۔ اسیطرح بدنوں کو تر و تازہ کر دیتی ہے

	لیک بگریز یداز باد خزان		کان کند کان کرد با باغ و رزان
ترجمہ	برخلاف اسکے مگر بادِ خزاں		باغ کو اور جان کو ہے نقصاں رساں

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوۃ نے اسکی ساتہ یہ بہی فرمایاہے کہ موسم خزان کی ٹہنڈک سے بچتے رہاکرو کیونکہ یہ درختون کی طرح جسمون کو بہی افسردہ کردیتی ہے۔ باغ سے مطلق درخت مراد ہین۔ اور رزان جمع رز ہے بمعنے درخت انگور

	راویان این را بظاہر بردہ اند		ہم بران صورت قناعت کردہ اند
ترجمہ	راویوں نے حمل ظاہر پہ کیا		یعنے جو ظاہر تھا وہ مطلب لیا
	بیخبر بودند از سرّ آن گروہ		کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ
ترجمہ	بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ		کوہ میں جسکو نہ سوجھی کانِ کوہ

شرح یعنے راویان حدیث مذکور اور علمائے ظاہر نے اس حدیث کو ظاہری معنون پر محمول کیاہے اور لفظ ربیع وخریف کے انہی ظاہری معنون (یعنے بہار وخزان) پر قناعت کی ہے یہ گروہ (علماے ظاہری) اس حدیث کے سرّ (باطنی معنے) سے بیخبر ہے اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کو پہاڑ تو دکہائی دیتاہے مگر لعل وجواہر کی وہ کانین جو پہاڑ مین ہوتی ہین نظر نہین آتین یعنے یہ لوگ ظاہر الفاظ سے ظاہر معنے سمجھ لیتے ہین اور باطنی معنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے چنانچہ انہون نے اس حدیث سے روح کے باطنی موسم (ربیع و خریف) کو نہین سمجہا۔ مولانا باطنی معنے آیندہ اشعار مین بیان فرماتے ہین۔

	آن خزان نزد خدا نفس وہواست		عقل وجان عین بہارست و بقاست
ترجمہ	وہ خزان نفس وہوا ہے۔ مردِکار		اور بقا وعقل وجان مین بہار

شرح یعنے وہ معنوی بردِ خریف جسکا نام ہمارے نزدیک خزان ہے خدا کے نزدیک اسکا نام نفس امّارہ اور ہوا (خواہش بد) ہے اور جسکو بردِ ربیع یا موسم بہار کہا گیاہے معنوی دفتر مین اسکا نام عقل اور روح ہے بُری خواہشون سے پرہیز کرنا اور عقل وروح سے فائدہ اٹہانا لازم ہے۔ جو شخص بُری باتوں سے بچنے کے لئے عقل سے کام نہیں لیتے وہ جانوروں کی مانند بلکہ اُن سے بہی بدتر ہیں کیونکہ وہ عقل جیسی نعمت کا شکر یہ ادا نہیں کرتے دوسرے مصرع مین یہ جو ارشاد ہواہے کہ روح وعقل عین بہار اور عین بقا ہین اسکا سبب یہ ہے کہ روح امر ربّی ہے اور امر ربّی بیشک ہمیشہ رہنے والا ہے اور عقل اسلیئے عین بقا ہے کہ اس سے جو کچھ افعال صادر ہونگے انکی جزا وسزا ہمیشہ باقی رہیگی نیز عقل وروح کا عین بہار ہونا خود ظاہر ہے کیونکہ بے عقل اور بے روح شے معرفت الٰہی حاصل نہین کرسکتے جو عین بہار ہے۔ نفس وہوا خریف اسلیئے ہے کہ انکے غلبہ کے وقت عقل وروح کے ادراکات اسطرح جلتے رہتے ہین جسطرح خریف مین پتّے۔ بعض نسخون مین عین بہا د کیجگہ بہی جون بہار

	گر ترا عقلیست جزوی در نہان	کامل العقلے بجو اندر جہان
ترجمہ	عقل جزوی ہے اگر تجھین نہان	ڈھونڈ کامل عقل والے کو میان

شرح یعنے اگر تجھے عقل جزوی دیگئی ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور دیگئی ہے) تو جہان مین کسی کامل العقل اور مُرشد کامل کو ڈھونڈ صرف عقل جزوی کے ذریعہ سے اسرار الٰہی حاصل نہین ہوسکتے جب تک مُرشد کامل کے وسیلہ سے عقل جزوی عقل کلی نہو جائے۔

	جزو تو از کل او کلّے شود	عقل کل بر نفس چون غلّے شود
ترجمہ	جزو تیرا اُس سے ہوجائے گا کُل	عقل کل ہے نفس کی گردن کا غُل

شرح کلّے اور غلّے مین یائے وحدت برائے تعظیم ہے اور غُل بمعنے طوق یعنے ایخاطب تیری عقل جزوی مُرشد کامل کے عقل کامل کے باعث عقل کل ہو جائے گی اور عقل کل ایسی چیز ہے جو نفس امارہ کی گردن مین طوق کے مانند ہے یعنے اُسے لذائذ جسمانی اور شہوات سے روکتی ہے۔

	جزو کل از کل او گردد پدید	آنچنان کہ مستی عقل از نبید
ترجمہ	جزو ہوجائیگا کُل ہو کر عیان	مے سے جیسے مستی عقل نہان

شرح لفظ جزو بلا اضافت ہے اور کل بمعنے کل شدہ نیز دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے اور نبید بمعنے شراب کے باعث کل ہو کر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ شراب مین اصل شے نشہ ہے اور وہ نشہ ہی کے سبب پینے والون کو محبوب ہے۔ اگر نشہ نہو تو شراب اور پانی برابر ہے۔ بس تو معلوم ہوا کہ مرشد بادۂ عرفان ہے اُسکی مصاحبت ضرور طالب مین نشۂ توحید و معرفت پیدا کردیگی۔ بعض نسخون مین یہ شعر نہین پایا جاتا۔ مستی عقل بمعنے نشہ ہے۔

	پس تاویل این بود کانفاس پاک	چون بہارست و حیات برگ تاک
ترجمہ	بس یہ معنے ہین کہ کل انفاس پاک	ہین بہار و زندگی برگ تاک

شرح یعنے جب یہ معلوم ہوگیا کہ عقل و روح مین بہار یا مانند بہار ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ عقل جزئی اولیا اللہ کے انفاس متبرکہ کے باعث عقل کل ہو جاتی ہے تو حدیث مذکور کی تاویل (باطنی معنے) یہ ہے کہ اولیا کے انفاس پاک بمدر ربیع اور ابر بہاری اور باعث زندگانی برگ تاک (قلوب طالبان حقیقت) ہین نیز اِس تقریر سے بطور مفہوم مخالف یہ خود معلوم ہوگیا کہ انفاس شیطان اور نفس امارہ فصل خریف ہین جنسے سراسر مضرت پہنچتی ہے کیونکہ تعرف الاشیا باضدادہا۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

	از حدیث اولیا نرم و درشت	تن مپوشان زانکہ دینت راست پشت
ترجمہ	اولیا کا ہر سخن نرم و درشت	ہے برائے دین، بناء خاص و پشت

شرح یہ تو پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ معنوی طور پر دبیع (موسم بہار) سے عقل و جان اور بردِ خریف (فصل خزان) سے نفس و ہوا مراد ہے۔ اب ثابت کرنا مقصود ہے کہ بردِ ربیع کے لیئے بدن کو وقف کر دینے اور بردِ خریف سے جسم کو بچانے کے کیا معنے ہین۔ اسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی نرم و سخت باتین بمنزلہ بردِ ربیع ہین اُنکے سُننے سے بدن نہ ڈھانک یعنے پہلو تہی نکر بلکہ اُنکی بتائی ہوئی ریاضت و محنت کو غنیمت سمجھ اور مرشد کامل خواہ صفت جمالی کے ساتھ پیش آئے خواہ جلالی کے ساتھ سب کو بسر و چشم قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے تیری روح کو صفائی حاصل ہوگی۔ اور اُنکا حکم تیرے دین کا پشت و پناہ اور محافظ بنجائیگا۔ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نفس و ہوا بمنزلہ بردِ خریف ہے الخ مطلب اس سے اپنے بدن کو ڈھانک یعنے اعضا کو نفس امارہ اور بُری خواہشون کے احکام بجالانے سے بچا

	گرم گوید سرد گوید خوش بگیر	**تا ز گرم و سرد بجہی و ز سعیر**
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے بالکل دلپذیر	ہے پناہ دوزخ و نار سعیر

شرح یعنے اولیاء کی گرم و سرد (سخت و نرم) باتونکو رضامندی کے ساتھ قبول کر تا کہ تو قید گرم و سرد (قید عناصر و زندان وجود عارضی) سے رہائی پاکر انجام کار سعیر (آتش دوزخ) سے نجات پاجائے۔

	گرم و سردش نو بہار زندگیست	**مایۂ صدق و یقین و بندگیست**
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے جانِ زندگی	مایۂ صدق و یقین و بندگی

شرح یعنے مرشد کامل کی نرم و سخت باتین ابر رحمت اور نو بہار زندگی اور سرمایۂ صدق و یقین و بندگی ہین جنسے اسرار غیب کی تصدیق اور حشر و نشر پر یقین اور خدا کی عبادت و بندگی کا سید ہا رستہ ملتا ہے۔

	زانکہ زان بستان جانہا زندہ است	**زان جواہر بحر دل آگندہ است**
ترجمہ	باغ جان اُنکی ہوا سے زندہ ہے	موتیون سے بحر دل آگندہ ہے

شرح یعنے اگر مرشد کامل تجہپر خفا یا گرم ہو تو اُس سے رضامند رہ۔ کیونکہ خریف کے بعد ربیع ہوتی ہے جس سے بہار باغ متصور ہے۔ اسیطرح مرشد کامل گرمی و درشتی کے بعد نرمی کے ساتھ قلب کو فیوضات آلہی سے سرسبز کریگا اور اُنکی باتون سے جو بمنزلہ جواہر ہین دریائے دل پر ہو جائے گا۔ پہلے مصرع مین زان سببیہ اور کاف بیانیہ ہے اور کلمۂ زان ثانی مین اشارۂ آن مرشد کامل کے گرم و سرد کی طرف ہے۔ بعض نسخون مین زان کز و ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بر دل عاقل ہزاران غم بود	**گر ز باغ دل خلالے کم شود**
ترجمہ	عاقلون کے دلکو گہیرین لاکہہ غم	ایک تنکا ہو جو باغ دل سے کم

شرح یعنے نیکون کے باطن مین علوم و معرفت آلہی کے سیکڑون درخت لگے ہوئے ہین پا اینہمہ اس باغ مین سے

ایک تنکا یعنے مراتب علوم معرفت مین سے ایک ادنے مرتبہ بہی کم ہو جاتا ہے تو صاحبدل کو بہت بڑا غم ہوتا ہے
بس تو اپنا طب افسوس کہ تیرا باغ دل بالکل اوجڑ ہے۔ اور اسپر صد حیف کہ تو اولیا کے انفاس متبرکہ سے جو بمنزلہ
نفحۂ الٰہی اور باد جان افزا اور ابر رحمت ہے اس باغ کے سرسبز کرنے کی کوشش نہین کرتا اور تجہکو کبہی اسکا غم نہین
ہوتا کہ میرا باغ دل ہمیشہ پامال خزان کیون رہتا ہے۔

	پرسیدن عائشہ صدیقہ کہ یا رسول اللہ سر باران امروزینہ چہ بود
ترجمہ	حضرت عائشہ صدیقہ کا آنحضرت سے یہ پوچہنا کہ آج مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی

شرح باران سے وہی باران غیب مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چادر کی برکت سے برستا معلوم ہوتا تہا
اور جسکی شرح گذر چکی ہے۔

	پس سوالش کرد صدیقہ زصدق	باخشوع و باادب از جوش عشق
ترجمہ	اُن سے صدیقہ نے پہر پوچہا سبب	باوداد و باخشوع و باادب

شرح یہان سے حضرت عائشہ کے قصۂ باران غیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال و جواب کی طرف
رجوع ہوا ہے یعنے باران غیب دیکہکر حضرت عائشہ کا جوش عشق الٰہی اور بڑہ گیا اور نہایت عاجزی وادب کے ساتھ
آپ رسالت مآب سے یہ سوال کیا کہ آج کے دن مینہہ برسنے یعنے نزول باران غیب کا خاص سبب کیا ہے

	کای خلاصۂ ہستی و زبدۂ وجود	حکمت باران امروزی چہ بود
ترجمہ	اور کہا اے انتخاب روزگار	آج کیون برسا ہے یہ ابر بہار

شرح یعنے حضرت عائشہ نے پیغمبر علیہ الصلوۃ سے یہ غرض کیا کہ اے خلاصہ ہستی (منتخب روزگار) و سلیے زبدۂ
وجود (پسندیدہ عالم) حضور کی چادر کی برکت سے مجہے باران غیب تو معلوم ہو گیا مگر یہ فرمایئے کہ آج کے
دن اس مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی۔ امروزی مین یائے معروف نسبتی اور یائے مجہول وحدت اور یائے
تحتانی کی جگہ ہائے ہوز تینون نسخے صحیح ہین

	این زباران ہائے رحمت بود یا	بہر تہدیدات و عدل کبریا
ترجمہ	بارش رحمت ہے یہ اے مصطفا	یا کوئی تہدید و عدل کبریا

شرح یہ اور آیندہ شعر تتمۂ سوال حضرت عائشہ ہین۔ یعنے یا رسول اللہ یہ فرمایئے کہ یہ مینہہ اللہ تعالے کے دریائے
رحمت مین سے تہا یا دریائے غضب و تہدید مین سے اور اُسکے فضل و مہر سے متعلق تہا یا غضب و قہر سے۔ کیونکہ
مینہہ ظاہری ہو یا غیبی رحمت و زحمت دونون سے تعلق ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسکی مفصل تشریح ابہی گزر چکی
ہے۔ نکتہ اس شعر کے دوسرے مصرع مین۔ لفظ عدل کو تہدید پر اسلیئے معطوف کیا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے

ہین اور اللہ تعالےٰ اگر اپنے اور اپنے بندون کے حقوق کا انصاف کرے یہ انصاف بمنزلۂ تہدید ہے۔ کیونکہ بندون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ امتحان انصاف مین پورے اُتر سکین کیسا یہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ عدل کرے تو لٹیان فصل کرے تو چہٹیان یعنے اگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیجگہ صرف انصاف اور عدل سے کام لیا یعنے بندون کو اُنکے اعمال کے مطابق سزا دینی چاہی تو یہ سمجھیے کہ بندے لُٹ گئے غارت ہوگئے جہنمی بنگئے کیونکہ اعمال بندگان سراسر ناقابل ہین۔ اور اگر اُسنے عدل کیجگہ اپنا فضل و کرم کیا تو چہٹی اور دوزخ سے بالکل نجات ہو گئی

	این از ان لطف و بہارایت بود	یا ز پائیزی پر آفات بود
ترجمہ	کیا یہ تھا لطف و بہار باب سے	یا خزان سربسر آفات سے

شرح یہ گزشتہ شعر سے قریب المعنے اور اُسکی توضیح ہے یعنے یا حضرت علیک الصلوٰۃ یہ مینہہ دریائے لطف الٰہی اور ابر بہاری (احسانات خداوندی) مین سے تہا یا ابر خزانی (قہر یزدانی) مین سے یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ پائیز بمعنے فصل خزان ہے۔

	گفت این از بہر تسکین غم ست	کز مصیبت بر نژاد آدم ست
ترجمہ	بولے حضرت - تھا پے تسکین غم	کیونکہ آدم زاد ہے وقف الم

شرح یعنے آپنے حضرت عائشہ کو یہ جواب دیا کہ یہ مینہہ نہ تو تہدید اور غضب کو ساتھ لیے ہوئے ہے۔ اور نہ اس سے قلوب عارفین پر افاضۂ رحمت معنوی و کمالات باطنی مقصود ہے بلکہ صرف تسکین غم کے لیئے ہے۔ کیونکہ مصیبت کے وقت غم کرنا ابن آدم کی خلقت مین رکھا ہوا ہے مطلب یہ کہ جو لوگ اُس مرحوم صحابی کے وفات سے مغموم تھے اُنپر اللہ تعالےٰ نے باران غیب برسایا یعنے اُنکے دل مین صبر و تسلی کو جگہ دی اور فنائے عالم کے معنے اچھی طرح ذہن نشین کر دئے جس سے اُنکے غم کی کیچڑ دُہلگئی شگفتہ دل کو مسرت اور روح کو فرحت پہنچانے والے سامان (مثلاً ابر و باران یا زن و فرزند یا مال و جاہ) بندون کو عالم غیب سے اسیلئے عنایت ہوتے ہین کہ اُنکے لیئے باعث تسکین اور اُنکے غم کا نعم البدل ہو جائین اور دنیا قایم رہے کیونکہ ان چیزون سے غفلت پیدا ہوتی ہے او غفلت باعث قیام دنیا ہے پس اس اعتبار سے اگر سالکین اور متوسط درجہ لوگون کے حق مین۔ ان چیزون کو ابر رحمت کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔ ہان عوام اور اہل غفلت کے لیے یہ سامان حرص لذات دنیوی بڑہانے اور خدا سے بالکل غافل کرنے والے ہین۔ چنانچہ اہل غفلت شادیون مین ناچ رنگ کو عبادت اور اسراف کو سخاوت جانتے ہین برسات آتے ہی باغون مین خلاف شرع جلسون کی تیار ہو جاتی ہین شراب کی بوتلون کے کاک کوّون کی طرح اُڑتے ہین۔ یاران جلسہ کے چہچہے اور بازاری عورتون کے قہقہے نغمہائے عندلیب کی یاد دل سے بہلا دیتے ہین امرؤن مین جہولے پڑے ہین باغ مین کڑاہی چڑہ رہی ہے نگاہ سبزۂ خود رو سے اُٹھ کر حبب کسیکے دہانی [illegible]

جاتی ہے تو ساون کے گدھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ابر بہاری کو السیون کے حق مین ابرِ خزانی کہا جائے تو بالکل ٹھیک ہے۔ یہان سے یہ بات بہی نکلتی ہے کہ حسب مضمون شعر ہست باران از پے پرورد گی ٭ ہست باران از پے پژمردگی۔ یہی ظاہری مینہہ عارفون کے لیئے باران رحمت ہے اور غافلون کے لیے سراسر زحمت

	گر بران آتش بماندے آدمی	بس خرابی اوفتادے و کمی
ترجمہ	آتش غم مین جو رہتا آدمی	ہوتی دنیا مین خرابی و کمی

شرح۔ یعنے اگر آتش غم اور نار فکر و مصیبت ہی مین آدمی گرفتار رہتا تو دنیا اُجڑ جاتی۔ اور دنیوی حرص دلونسے نکلجاتی حالانکہ منظور خدا یہ ہے۔ کہ دنیا جب تک اُسکی عمر ہے اسیطرح قایم رہے۔ دنیا باُمید قایم بہت ٹھیک مقولہ ہے۔ ایسلیئے اللہ تعالےٰ مصیبت کے بعد راحت اور غم کے بعد فرحت دیدیتا ہے تاکہ اہل دنیا غافل ہوکر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون۔ بعدہ تنبیہہ کے لیے پہر مصیبت آجاتی ہے اور اُسکے بعد پہر راحت ہوتی ہے۔ و علےٰ ہذا القیاس۔

	این جہان ویران شدے اندر زمان	حرصہا بیرون شدے از مردمان
ترجمہ	ایک لحظہ مین اُجڑ جاتا جہان	دل سے ہوجاتی برون حرص نہان

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمی اگر ہمیشہ گرفتار غم اور تابعہ رنج و الم ہی رہتا تو سارا جہان فی الفور ویران ہوجاتا کیونکہ دنیوی حرص و اُمید ہرگز باقی نہ رہتی جو باعث قیام عالم ہے۔ اِس شعر کا دوسرا مصرع پہلے کی دلیل ہے

	اُستن این عالم ایجان غفلت است	ہوشیاری این جہان را آفت است
ترجمہ	عین غفلت اِس جہانکا ہے ستون	ہوشیاری اسکو کرتی ہے زبون

شرح لفظ اُستن بمعنے عمود و ستون و آلۂ قیام ہے یعنے غفلت قیام دنیا کے حق مین ایسی چیز ہے جیسا چہت کے حق مین ستون اگر غفلت نہو تو نظام عالم درہم برہم ہوجائے کیونکہ تمام مخلوق شب و روز طاعات و عبادات الٰہی مین مصروف رہکر دنیا و مافیہا کو بالکل بہول جائے۔ اور خوف قیامت و ہیبت جلال الٰہی سے روحین قید جسم سے فوراً نکلجائین۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہوشیاری (خواب غفلت سے بیداری اور ذکر الٰہی) اس جہان دنیا کے لیئے موجبِ آفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک بجز ذات الٰہی دنیا و مافیہا سب لاشے ہے اور وہ ہر چیز کو معدوم و فانی جانتے ہین۔

	ہوشیاری زانجہانست و چو آن	غالب آید پست گردد ایجہان
ترجمہ	ہوشیاری اِس جہان کی ایسی ہے	یہ فنا ہے جب وہ غالب آتی ہے

شرح زانجہان سے عالم ملکوت اور ایجہان سے عالم دنیا مراد ہے یعنے بیداری قلب و معنوی ہوشیاری عالم

ملکوت سے نازل ہوتے ہی اور جب یہ ہوشیاری غفلت پر غالب آجاتی ہے یعنے عالم شہادت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو یہ جہان اِس ہوشیار آدمی کے نزدیک خراب اور لاشے ہوجاتا ہے۔

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ‖ ہوشیاری آب و این عالم وسخ

ترجمہ: ہوشیاری مہر ہے اور حرص برف ‖ وہ ہے آب اور یہ ہے میل اے نیک ظرف

شرح یعنے معنوی ہوشیاری حرص دنیا کو اسطرح فنا کر دیتی ہے جسطرح آفتاب برف کو اور پانی میل کچیل کو زائل کردیتا ہے یخ برف وسخ میل۔ دونون مصرعون مین ہوشیاری وغفلت کو بطور تشبیہ بیان کیاہے۔

زانجہان اندک ترشح مے رسد ‖ تا نخیزد در جہان حرص و حسد

ترجمہ: اُس جہان سے کچھ ترشح ہوتی ہے ‖ سربسر حرص و حسد کو کھوتی ہے

شرح اندک ترشح سے تھوڑی سی مصیبت مراد ہے یعنے عالم الٰہی سے تھوڑی سی مصیبت اِسلیئے پہنچتی ہے کہ آدمی بالکل دنیا مین حرص و حسد کا ہی پابند ہو رہے۔ اور بنظر انجام یہ مصیبت ہی رحمت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کو تھوڑا سا صدمہ پہنچ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع ہو کر نیکیون مین مصروف ہوجاتا ہے۔

گر ترشح بیشتر گردد زغیب ‖ نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب

ترجمہ: گر ترشح بیشتر ہو غیب سے ‖ پاک ہو عالم ہنر سے عیب سے

شرح یعنے اگر مصیبت اور غضب الٰہی زیادہ نازل ہو تو دنیا مین اچھا برا کچھ نہ رہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اگر مایہ ترشح مصائب کثرت سے ہو اور وہ اُسکو قبول بھی کرلے۔ تو آثار بشریت سے فنا ہونے کی باعث نجات پاجائے اور عالم تمیز ہین و تو سے الگ ہوجائے۔ اور ہنر یعنے طلب معرفت اور عیب یعنے حجاب ظلمانی سے رہائی پائے

این ندارد حد سوئے آغاز رو ‖ سوئے قصۂ مرد چنگی باز رو

ترجمہ: ہے یہ بیحد سوئے اول کر رجوع ‖ مرد چنگی کا ہوا پہر قصہ شروع

شرح یعنے اسرار غیبی کی کچھ انتہا نہین۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ اِسلیئے اےمخاطب اسکو چھوڑ کر پیر چنگی کا قصہ سن لے

بقیۂ قصہ پیر چنگی در زمان عمرؓ و مخلص آن

ترجمہ: پیر چنگی کے قصہ کا بقیہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تہا۔ اور اُسکے نجات پانے کا حال

شرح پیر چنگی کی مخلصی سے بطفیل ہدایت حضرت عمرؓ اُسکا عشق ماسوائے اللہ سے نجات پانا مراد ہے جسکا مفصل بیان عنقریب آنیوالا ہے۔

مطربے کز وے جہان شد پر طرب ‖ رستہ زاوازش خیالات عجب

ترجمہ: پیر چنگی سے جہان تہا پر طرب ‖ ہر نوا مین تہے خیالات عجب

شرح خیالات عجب سے تاثیر باطنی مراد ہے جو پیر چنگی کے آواز سے لوگون کے دلون مین پیدا ہو کر انہین شیدا کر دیتی

از نوائش مرغ دل پران شدی ‏— وز صدایش ہوش جان حیران شدی

ترجمہ باعث پرواز دل اسکی نوا ‏— ہر صدا تھی بہر جان حیرت فزا

شرح یعنے اسکی آواز سے مرغ دل بازوے شوق کی مدد سے آشیانۂ عشق کی طرف اُڑ جاتا تہا۔ اور ہوش جان حیران و مدہوش ہو کر رہجاتا تہا۔ مطلب یہ کہ اُسکی آواز اپنے فطرتی قاعدہ کے مطابق اہل عشق کے دلون مین ذوق و شوق پیدا کر دیتی تہی۔

چون بر آمد روزگار و پیر شد ‏— باز جانش از عجز پشہ گیر شد

ترجمہ ہوگیا بعد جوانی جب وہ پیر ‏— اور باز جان مطرب پشہ گیر

شرح۔ باز مشہور شکاری جانور اور پشہ گیر کنایہ از عاجز ہے یعنے وُہ باز جو پہلے مثلاً کبوتر کا شکار کیا کرتا تہا اب مچھر پکڑنے لگا مطلب یہ کہ ضعیفی مین مطرب چنگی کی آواز اُس زور و شور کی نرہی جیسی کہ پہلے تہی اب یہ حال ہوگیا گویا باز مچھر کا شکار کر رہا ہے۔ پشہ گیر اسم فاعل ترکیبی ہے لیکن اگر اسکو اسم مفعول (بمعنے گرفتار پشہ) کہا جاے تو معنے زیادہ بلیغ ہونگے یعنے ضعیفی مین پیر چنگی کی جان اسقدر نا توان ہوگئی کہ ایک مچھر اُسپر غالب آسکتا تہا۔ غرض کہ وُہ بڑہاپے مین اپنے جان سے عاجز ہو گیا۔

باز گرچہ پیل باشد بے گمان ‏— پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان

ترجمہ باز رشک پیل ہے گو بے گمان ‏— پشہ کر دیتا ہے اُسکو ناتوان

شرح یہ مقولۂ مولانا ہے بطور پند و عبرت۔ یعنے اگرچہ عالم جوانی مین باز مست ہاتھی کی مانند شہ زور ہوتا ہے مگر بڑہاپے مین اسکو ایک مچھر مغلوب کر سکتا ہے۔ ایمخاطب اپنی جوانی اور طاقت پر نازان نہو زمانہ ہمیشہ ایکسان نہین رہتا

پشت او گردید ہمچون پشت خُم ‏— ابروان بر چشم ہمچون پاردُم

ترجمہ ہوگئی پشت اُسکی شکل پشت خُم ‏— اور بہوین ہوہ بڑہ کے شکل پاردُم

شرح۔ پشت خم۔ مٹکے کی پیٹھ۔ پاردُم گہوڑے کی دمچی۔ یعنے وُہ رسّی یا تسمہ جو دُم کے نیچے ہوتا ہے یعنے بڑہاپے مین اُس مطرب کی پیٹھ پشت خم کی طرح جُھک گئی اور اُسکی بہوین گہوڑے کی دُمچی بنگئین یعنے بڑہتے بڑہتے ٹیڑہی ہوگئین۔

گشت آواز لطیف جان فزاش ‏— ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش

ترجمہ پہلے تھی اُسکی۔ جو آواز لطیف ‏— ہوگئی اب سربسر زشت و ضعیف

شرح یعنے اسکی آواز جو نہایت باریک۔ پرلطف اور جانفزا تھی بڑھاپے سے نہایت مکروہ بھدّی اور دل کو پراگندہ کرنے والی ہو گئی۔ بعض نسخون مین دوسرا مصرع اس طرح سے زشت در نزد کس نیرزید بے بلاش۔ یعنے اسکی آواز ایسی بُری ہو گئی کہ اسکو کوئی لاشے کے بدلے مین بھی نہین خریدتا تہا۔ لاش بمعنے لاشے۔ یہ صحیح ہے

	آن نواکہ رشک زہرہ آمدہ	ہمچو آواز خر پیرے شدہ
ترجمہ	وہ نوا جو رشک زہرہ تھی کبھی	اب صدا بڈھے گدھے کی بن گئی

شرح یعنے اس مطرب کی وہ آواز جو رشک زہرہ تھی بڈھے گدھے کی آواز کے مشابہ ہو گئی۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ یعنے آوازون مین سب سے زیادہ مکروہ گدھون کی آواز ہے اُسپر بڈھے گدھے کی آواز اور بھی بُری ہوتی ہے۔

	خود کدامین خوش کہ آن ناخوش نشد	یا کدامین سقف کان مفرش نشد
ترجمہ	کون وُہ خوش تہا جو اب ناخوش نہین	کونسی چھت تہی جو اب مفرش نہین

شرح یہ بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یعنے وُہ کونسی چیز ہے جو ہمیشہ خوش رہی ہو۔ اور اُسپر کبھی ناخوشی نہ آئی ہو اور وُہ کونسی چھت ہے جو گر کر فرش زمین نہو گئی ہو۔ اِسی سے عالم کا حادث اور فانی ہونا ثابت ہے مفرش یا تو بمعنے منفرش ہے یا مصدر میمی ہے بمعنے فرش و اُفتادہ بر زمین۔

	غیر آواز عزیزان در صدور	کہ بود عکس دم شان نفخ صور
ترجمہ	غیر آواز عزیزان در صدور	عکس ہے جنکی صدا کا نفخ صور

شرح صدور یا تو جمع صدر ہے بمعنے سینہ۔ یا مصدر ہے بمعنے ظہور۔ اور عزیز بمعنے ارجمند و مرغوب و کمیاب سے مراد دلی ہے مطلب یہ کہ سب آوازین متغیر ہو جاتے ہین مگر اولیاء کے آواز جو سینون مین ہے (یعنے وہ نفخۂ الٰہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور جسکو حرف و صوت ظاہری سے کچھ علاقہ نہین یا یہہ کہ اولیاء کے آواز جو اُنکے مُنہ سے صادر اور ظاہر ہوتی ہے ہرگز متغیر نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ ایسے پاک اور زندگی بخش آواز ہے کہ نفخ صور جس سے مردے زندہ ہونگے اسی آواز کا عکس ہے اس آواز سے قلوب مُردہ زندہ ہوتے ہین۔ اور چونکہ قلوب کا زندہ کرنا اجسام کے زندہ کرنے سے اشرف اور اعلٰے درجہ کا ہے اسلئے نفخ صور انکی آواز کا عکس اور اس سے کم مرتبہ کا ہے۔

	اندرونے کاندرونہا مست ازوست	نیستی کاین ہستہامان ہست ازوست
ترجمہ	یہ وُہ دل ہین جنسے سب دل مست ہین	نیست ہین ایسے کہ ہم سب ہست ہین

شرح یعنے اولیا کے قلوب ایسے قلوب ہین کہ تمام قلوب اُن سے مست بادۂ عرفان ہین اور اولیا اس قسم کے

فانی ہین کہ تمام زمانہ کی ہستیان اُنہی کی بدولت ہین۔ کیونکہ اولیا مظہر اسما و صفات ہین اور اسما و صفات کا تصرف جمیع موجودات مین ہے اسلیئے اولیا کا تصرف بھی اسیطرح کا ہے۔

	کہربائے فکر ہر آواز او	لذت الہام و وحی و ساز او
ترجمہ	سخت دلکش اُسکی ہر آواز ہے	لذت الہام و وحی و ساز ہے

شرح کہربا سے مراد جذب ہے یعنے ولی اور انسان کامل کی ہر آواز فکر و عقل اور قلب انسانی کو اپنی طرف کہربا کی طرح کہینچتی ہے مصرع دوم یعنے لذت الہام و وحی و ساز او آواز پر معطوف ہے بحذف حرف عطف مطلب یہ کہ اُسکی آواز اور لذت الہام اور وحی یعنی اسرار اور ساز یعنے نغمہ الٰہی سب کے سب جذب قلوب کے حق مین مانند کہربا ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اولیا کی آواز اور الہام و وحی اور ساز غم رُبائی (دفع غم دنیوی) کے حق مین کہربا کا اثر رکہتی ہے اور غم ماسوے اللہ کو دلون سے کہینچ لیتی ہے بعض نسخون مین سازِ او کی جگہ رازِ او ہے۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہے کہ اولیا کی ہر آواز کہربائے فکر اور لذت الہام اور وحی اور راز الٰہی ہے۔ کیونکہ الہام و راز الٰہی کی حلاوت بلاتکلم اولیا ہرگز نہین حاصل ہوسکتی۔

	چونکہ مطرب پیرتر گشت و ضعیف	شد ز بے کسبی رہین یک رغیف
ترجمہ	ہوگیا جب پیر ہمگی ناتوان	اور ہیر افلاس سے محتاج نان

شرح رغیف بمعنے روٹی اور بے کسبی بمعنے بے روزگاری اور رہین بمعنے گرو یعنے وہ مطرب بڑھاپے مین بیروزگاری اور کس مپرسی کے سبب ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہوگیا۔ کوئی ایک روٹی پر اُسے رہن رکہہ لیتا تو وہ خوشی سے رہجاتا ہے۔ یہ اُسکی انتہا درجہ کی مفلسی کا بیان ہے۔

	گفت عمر و مہلتم دادی بسے	لطفہا کردی خدایا با خسے
ترجمہ	یہ لگا کہنے کہ یارب العلا	عمر و مہلت تو نے کی مجکو عطا

شرح آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب ہر طرف سے جواب ملجاتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ مطرب نے مجبور ہو کر بارگاہ مجیب الدعوات مین مناجات شروع کی ہے۔ گفت کا فاعل مطرب ہے اور لفظ یارب حسب قرینہ محذوف اور لفظ خس بمعنے خاشاک و زبون و ناکس ہے یعنے اے خدا تو نے مجھے بہت بڑی عمر اور فرصت عنایت کی اور مجھ جیسے ایک شخصِ ناچیز و ناکس اور عاجز پر بڑی بڑی مہربانیان کین۔

	معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال	باز نگرفتی ز من روزے نوال
ترجمہ	کی ہے مینے معصیت ہفتاد سال	پہر بہی روزی تو نے دی یا ذا الجلال

شرح اگر روزے بیائے مجہول ہے تو یہ معنے ہین کہ ایخدا مینے ستر برس تک گناہ کیے مگر تو نے اپنی عطاو

بخشش کو واپس نہین لیا۔ اور گیبائے معروف ہے تو روزی نوال مین اضافت مقلوب ہے یعنے باوجود معاصی تونے عطائے روزی کو واپس نہین لیا۔

نیست کسب امروز مہمانِ توام ۔ چنگ بہر تو زنم کان توام

ترجمہ: آج ہون مفلس ترا مہمان ہون ۔ چنگ زن تیرا ہون تیرا ہی آن ہون

شرح کسب بمعنے مزدوری ہے اور لفظ کان کہ آن سے مرکب ہے کاف تعلیلہ ہے اور آن بمعنے ملک یعنے ایخدا اب مجھے کہین سے مزدوری نہین ملتی۔ آج سے مین تیرا مہمان یعنے تجہپر متوکل ہو کر بیٹھتا ہون۔ اور فقط تیرے نام پر چنگ بجاتا ہون۔ کیونکہ مین تیرا مملوک ہون۔ مملوک جب مالک کا کام کریگا تو ضرور ہے کہ مالک اُسکے روزی کا خبرگیران رہیگا۔ اس سے پہلے جنکے لیئے مین چنگ بجاتا تہا اُنہین سی روزی ملتی تہی۔ اب محض تیرے لیئے گورستان مین بیٹھکر چنگ نوازی کرتا ہون۔ اور اِسکا اُمیدوار ہون کہ تو مہمان نوازی کریگا۔

چنگ را برداشت شد اللہ جو ۔ سوے گورستانِ یثرب آہ گو

ترجمہ: چنگ اُٹھا کر اُسکا طالب ہوگیا ۔ اور گورستان یثرب کو گیا

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور اللہ جو بمعنے طالبِ خدا و متوکل علے اللہ ہے۔ یعنے خدا سے مناجات کرکے پیر چنگی نے اپنا چنگ اُٹھایا اور طالب خدا بنکر آہین کرتا ہوا گورستان یثرب (مدینہ منورہ) کیطرف چلا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا ۔ کو بہ نیکوئی پذیرد قلبہا

ترجمہ: اور کہا ہون طالبِ ریشم بہا ۔ یعنے حق دیتا ہے بد لیکر بہلا

شرح ابریشم بہا بمعنے قیمت ابریشم۔ اس سے معلوم ہوا کہ چنگ مین ریشم کے تار بہی ہوتے ہین۔ یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اپنے دل سے یہ کہا کہ مین چنگ بجاکر۔ اللہ تعالے سے صرف ریشم کے قیمت طلب کرونگا اور اگرچہ میرے یہ طلب خلاف شریعت ہے مگر اللہ تعالے کبھی کبھی قلب یعنے کہوٹی چیز کو بہی اپنے لطف سے قبول کرلیتا ہے۔ اور بدلے مین کہرا مال عنایت فرمایا ہے۔

چنگ زد بسیار و گریان سر نہاد ۔ چنگ بالین کرد و بر گورے فتاد

ترجمہ: چنگ شدت سے بجایا ہو کے زار ۔ گر پڑا اک قبر پر انجام کار

شرح یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اول تو بہت دیر تک چنگ بجایا۔ اور پہر بحالت گریہ و زاری چنگ کو تکیہ کو بناکر اسپر سر رکھلیا اور ایک قبر پر گر پڑا اور اسی عالم مین اُسے نیند آگئی روتے روتے سو گیا۔

خواب بردش مرغ جانش از حبس رست ۔ چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست

ترجمہ: آگئی نیند اور اُسکا مرغ جان ۔ اُڑ گیا سوے فراز لامکان

شرح یعنے جبکہ پیر چنگی کو نیند آگئی تو اُسکا مرغ روح قید جسم عارضی سے رہا ہوگیا اور چنگ و چنگی آلۂ طرب و مطرب (دونونکو عالم دنیا مین چھوڑ گیا۔

	گشت آزاد از تن و رنج جہان	در جہان سادہ و صحرائے جان
ترجمہ	چلا یا سب چھوڑ کر رنج جہان	اس جہان سے جانب صحرائے جان

شرح یہ اُسی گذشتہ شعر کی توضیح ہے۔ یعنے پیر چنگی نیند کے سبب ہر قسم کے رنج و تعب سے چھٹکر صحرائے جان یعنے عالم ارواح مین چلا گیا جو سر بسر عالم راحت ہے کیونکہ النوم اُخت الموت والموت راحۃ المومن نیند موت کی بہن ہے اور موت مومن کے لیے راحت رسان مطلب یہ کہ مطرب کو نیند نے عالم دنیا سے فارغ کر دیا اور اُسے خواب مین عجائبات عالم ارواح نظر آئے چنانچہ آئندہ شعر انہین معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	جان او آنجا سرایان ماجرا	کاندرینجا گر بماندندے مرا
ترجمہ	روح کہتی تہی کہ رب العالمین	کاش مجکو کچہ جگہ ملتی یہین
	خوش بُدے جانم ازین باغ و بہار	مست این صحرائے غیب و لالہ زار
ترجمہ	دیکہتی رہتی ہمیشہ یہ بہار	مست رہتی دیکہکر یہ لالہ زار

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ماندندے بمعنے گزاشتندے و جا دادندے ہے یعنے پیر چنگی کی روح سیر جنت یا عجائبات عالم ارواح کو خواب مین دیکہکر یہ راگ لائی یعنے یہ کہنے لگی کہ اگر کارکنان قضا و قدر مجھے یہین چھوڑ دیتے اور اس ما ذان کو تہوڑی سی جگہ یہین دیدیتے تو مین ہمیشہ اس باغ و بہار کی سیر سے نہایت خوش اور اس صحرائے غیب کی فضا اور لالہ زار معنوی کے نظارہ سے مدام سرمست شادمانی رہتی بعض نسخون مین مست این صحرا و غیبی لالہ زار ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بے پر و بے پا سفر مے کردمے	بے لب و دندان شکر میخوردمے
ترجمہ	کرتی رہتی بے سر و بے پا سفر	کہاتی رہتی بے لب و دندان شکر

شرح یعنے مطرب عالم خواب مین یہ کہتا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ ملجاتی تو بے پر و بے پا سفر کرتا۔ اور بے لب و دندان شکر کہاتا پہرتا یعنے قید جسم سے آزاد ہوکر روحانی لذتین حاصل کرتا رہتا کیونکہ معنوی سیر کے لیے نہ پر کی ضرورت ہے نہ پانوکی۔ اور باطنی شکر خوری نہ لب پر موقوف ہے نہ دندان پر۔ چنانچہ فرشتونکی سیر روحانی ہونے کے باعث بلا پر و پائے جسمی ہے

	ذکر و فکرے فارغ از رنج و دماغ	کردمے با ساکنان چرخ لاغ
ترجمہ	ذکر کرتی رہتی بے رنج و دماغ	اور کرتی آسمان والون سے لاغ

شرح لاغ بمعنے ہزل وانبساط ہے اور با ساکنان چرخ لاغ سارا جملہ ذکر و فکر پر معطوف ہے۔ بحذف حرف عطف۔ اور فارغ از رنج و دماغ ذکر و فکر سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور فکر یعنی یائے وحدت ہے یعنے مطرب خواب مین اس بات کی تمنا کر رہا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ دیجاتی تو مین ذکر و فکر اور ساکنان چرخ کے ساتہ ہزل و انبساط کرتا۔ درانحالیکہ میرا ذکر و فکر رنج و محنت اٹہانے اور میرا ہزل و انبساط دماغی مشقت سے خالی ہوتا۔ کیونکہ عالم ارواح کے کاو بار رنج و محنت اور دماغی مشقت سے کچہ تعلق نہین رکہتے۔ بعض نسخون مین ذکر فکری بلا عطف و بیائے نسبت و رنج دماغ بالاضافت ہے اسصورت مین ذکرِ فکری سے ذکر روحی مراد ہے جو بلا رنج دماغ محض روح کا فعل ہے اور باقی ترکیب اور مطلب شعر حسب سابق ہے۔

	چشم بستہ عالمے مے دیدمے		ورد و ریحان بے کفے مے چیدمے
ترجمہ	چشم بستہ دیکہتی مین اک جہان		پہول چنتی بے کف دست عیان

شرح یعنے کاش مین انکہین بند کر کے بلا احتیاج چشم سارے عالم کو دیکہتا۔ اور بلا احتیاج کف دست عالم ارواح کے گل و ریحان چنتا۔ کیونکہ عالم ارواح دنیوی اجسام و پا و دست و لب و دندان اور آنکہ کان سے بالکل منزہ ہے اور گل و ریحان چننے سے حصول کیفیت عالم معنوی مراد ہے اور یہ شعر بہی عالم خواب مین مطرب کا قول اور اسکی تمنا کا بیان ہے۔

	مرغ آبی غرق دریائے عسل		عین ایوبی شراب و مغتسل
ترجمہ	مرغ تہا اک غرق دریائے عسل		چشمۂ ایوب تہا وہ مغتسل

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے یعنے مطرب کا مرغ روح جو آبی ہے یعنے ازلی استعداد کے سبب غرق بحر فیوضات الٰہی تہا۔ اسوقت غرق دریائے شہد معرفت ہوگیا۔ یعنے مطرب کی لذت روحانی پہلے سے زیادہ بڑہ گئی اور یہ دریائے عسل گویا چشمۂ ایوبی تہا جو شراب یعنے شربت بہی تہا اور غسل کا پانی بہی یعنے شرباً و غسلاً مزیل امراض خارجی و باطنی تہا۔ حضرت ایوب اثر مس شیطان سے جسمی امراض مین مبتلا کیے گئے تہے یہانتک کہ اندر باہر تمام جسم سے پیپ نکلتی تہی۔ مگر دل پر شیطان کا قبضہ نہ تہا کیونکہ شیطان انبیا کے دلکو مس نہین کر سکتا۔ جب مدت امتحان الٰہی پوری ہوگئی اور آپنے صبر و استقلال کے ساتہ مصیبت کو جہیلا اور یہ دعا کی کہ ربّ انّی مسّنی الشّیطان بنصبٍ وّعذاب یعنے اے رب مجکو مس شیطان کے سبب یہ رنج اور یہ تکلیف پہنچی ہے تو میری حالت پر رحم فرما۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ارکض برجلک ہذا مغتسلٌ بارد وّشراب۔ یعنے اے ایوب ہمنے تیری دعا قبول کرلی۔ تو زمین پر پاؤن مار۔ یہان سے ٹہنڈے پانی کا ایک ایسا چشمہ نکلیگا جو غسل کے لایق اور پینے کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت کے پاؤن مارتے ہی چشمہ نکل آیا۔ اور آپ کو اسمین غسل کرنے اور اسکا

پانی پینے سے کامل شفا حاصل ہوگئی - یہ شعر اسی آیت کا اقتباس ہے اور مطلب یہ ہے کہ مطرب کی روح غرق دریائے شہد معرفت ہوکر اور چشمۂ عرفان الٰہی کا پانی پیکر تمام جسمانی و نفسانی بیماریوں اور ظاہری و باطنی مرضوں سے شفایاب اور پاک ہوگئی - مغتسل صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے ظرف -

	کہ بدو ایوب از پا تا بفرق	پاک شد از رنجہا چون نور شرق
ترجمہ	حضرت ایوب پا سے تا بفرق	بنگئے جسمین نہا کر نور شرق

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوب کے پانو مارنے سے اُنکے زیر قدم ایسا چشمہ پیدا کر دیا تھا کہ وہ اُسمین نہا کر سر سے پانو تک تمام بیماریوں سے پاک ہوکر نور شرق (آفتاب یا نور سحر) کی طرح نکھر گئے - اسیطرح مطرب چشمۂ معرفت مین غوطہ لگاکر اندرونی بیماریون سے پاک ہوگیا - نکتہ مطرب کی نسبت چشمہ سے مراد توبہ اور رجوع الی اللہ ہے جو مزیل امراض معاصی ہے - کیونکہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ وصار کیوم ولدتہ اُمہ یعنے کسی گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا - اور وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اپنے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے -

	گر بود این چرخ دہ چندین کہ ہست	نیست نزد آنجہان جز تنگ و پست
ترجمہ	ہو اگر دہ چند یہ چرخ بلند	روبرو اسکے ہے پست و مستمند

شرح یہ اور آئیندہ شعر مقولۂ مولانا قدس سرہ ہے یعنے اگر یہ آسمان دنیا اپنی موجود حالت سے دس حصے زیادہ بڑھ جائے تب بھی آنجہان (عالم ارواح) کی فراخی کے مقابلہ مین سراسر تنگ اور سراسر پست ہے کیونکہ عالم ارواح کی فراخی غیر متناہی ہے -

	مثنوی در حجم گر بودے چو چرخ	درنگنجیدے درین زان نیم برخ
ترجمہ	مثنوی کا حجم اگر ہو جائے چرخ	ستر وحدت کب سمائے نیم برخ

شرح حجم - بر وزن بزم بمعنے سطبری و جسامت و برخ بر وزن چرخ بمعنے پارۂ چیزے - مولانا فرماتے ہین کہ اگر یہ مثنوی معنوی بالفرض جسامت مین چرخ کے برابر ہوتی تب بھی اسمین اسرار معنوی نہ سما سکتے اور پورے اسرار کیا معنے انکا ایک چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی درج نہو سکتا - اسکا سبب یہ ہے کہ اسرار الٰہی بے انتہا ہین قلم اُنکے لکھنے کی طاقت اور دفتر اپنے اندر اُنکی گنجایش نہین رکھتا -

	کان زمین و آسمان بس فراخ	کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
ترجمہ	یہ زمین و آسمان ہین گو فراخ	انکی تنگی سے جگر ہے شاخ شاخ

شرح یہان سے پہر مطرب کا مقولہ شروع ہوا ہے اور یہ شعر ورد در یہان بے تکلفی سے جیدے سے متعلق

اور مضمون سابق کی دلیل اور تتمۂ خواب ہے - یعنے مطرب عالم ارواح کے فراخی دیکھکر اور اُسکے نظارہ سے فیض یاب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اُس ظاہری زمین وآسمان نے جو عالم دنیامین تہا باوجود اس فراخی کے میرے دل کو پارہ پارہ کردیا ہے - کیونکہ اسرار عالم الٰہی عالم ظاہری مین نہین سما سکتے - اس ضیق کے باعث میرا سینہ اور دل چاک ہوگیا ہے -

وین جہانے کاندرین خوابم نمود ... از کشایش پرّ و بالم را کشود

ترجمہ: یہ جہان جو خواب مین آیا نظر ... روح کے کہولے ہین اسنے بال و پر

شرح: یہ شعر بہی اُسی مطرب کا مقولہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ عالم جو خواب مین ظاہر ہوا ہے اسنے اپنی کشایش کے سبب میرے عقل و روح کے پرّ و بازو کو کہولدیا ہے جو قیود دنیوی سے والبتہ اور زندان محبت دنیا مین پہنسی ہوی تہی - فالحمد اب مینے اس جہان زندان نما کی قید سے نجات پائی -

اینجہان وراہش ار پیدا بدے ... کم کسے یک لحظہ در آنجا بدے

ترجمہ: اس جہان کی راہ گر ہوتی عیان ... دم نہ لیتا ایک دم کوئی وہان

شرح - اُسی مطرب کا قول ہے اینجہان سے عالم معنے اور آنجا سے عالم دنیا مراد ہے یعنے مطرب عالم خواب مین کہہ رہا ہے کہ اگر یہ جہان (عالم ارواح و عالم باطن) اور اس جہان تک پہنچ جانے کا رستہ معلوم ہوجاتا تو کوئی شخص ایک لحظہ بہی عالم دنیا مین نہ ٹہیرتا - کیونکہ عالم معنوی نہایت وسیع اور اُسکی زندگی نہایت مسرتناک ہے - کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک -

مُول مُولے میزد آنجا جان او ... در فضائے رحمت و احسان او

ترجمہ: جان اُسکی کہہ رہی تہی باش باش ... در فضائے رحمت و احسان تلاش

شرح مُول بالضم بمعنے معشوق زن و حرام زادہ و نار است و درنگ و تاخیر و بمعنے لو بہ و ناز و غمزہ و صیغہ امر بمعنے باش و توقف کن یہان سب سے پچہلے معنے مراد ہین - مُول مُول تاکید کے لیے مکرر لایا گیا ہے ثانی لفظ مولے مین یائے وحدت زائد ہے - اور یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہوا ہے مطلب یہ کہ فضائے رحمت الٰہی (وسعت عالم ارواح) اور اُسکے احسانات دیکہکر مطرب کی روح عالم غیب مین اُسکو یہ خطاب کررہی تہی کہ اینجا باش اینجا باش - یعنے اے شخص اسی عالم ارواح مین ٹہیرجا اور یہین ڈیرے ڈالدے تیرا اصل مسکن یا وطن اصلی یہی ہے -

امر مے آمد کہ ہین طامع مشو ... چون زپایت خار بیرون شد برو

ترجمہ: حکم آتا تہا اُدہر سے مرد دین ... پانو سے کانٹا ہے باہر چل کہین

شرح یعنے مطرب کی روح تو اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص یہین رہ پڑ۔ اِسی جگہ گہر بنالے اور عالم غیب سے یہ حکم آتا تہا کہ خبردار۔ بلا حصول مرتبۂ مرگ اختیاری (فنافی الذات) عالم بقا مین قیام کرنے کی ہرگز طمع نہ کر۔ البتہ تیری روح کے پانون سے چونکہ گناہون کی لذّت اور محبت ماسوے اللہ کا کانٹا نکل گیا ہے اِسلیئے آیندہ عالم بقا تک پرواز کر جانا تجہپر آسان ہوجائے گا بالفعل یہان سے باہر نکلجا۔ اور دنیا مین رہکر مرگ اختیاری کا شکار ہو اُسوقت ہم خود تجہے عالم بقا کی طرف کہیچ لین گے **نکتہ** اسمین یہ اشارہ ہے کہ اے طالبان حقیقت بلا حصول مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا عالم معنے تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم معنی اُنہین لوگونکا مسکن ہے جو مرنیسے پہلے مر چکے ہین

در خواب گفتن ہاتف مر عمر را کہ چندین زر از بیت المال بآن مرد دہ کہ در گورستان خفتہ است

ترجمہ خواب مین حضرت عمرؓ سے ہاتف کا یہ کہنا کہ بیت المال مین سے اسقدر سونا اُس آدمی کو دیدو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے

شرح ہاتف بمعنے آواز دینے والا مشتق از ہتف بمعنے آواز دینا۔ اصطلاح مین ہاتف اُس فرشتے کو کہتے ہین جو عالم غیب سے دلمین آواز دے مطلب یہ کہ چونکہ مطرب خواب مین عالم معنوی کی سیر کرکے اپنے ازلی اِستعداد کے باعث مکرّم اور تارک الدّنیا ہوگیا تہا۔ اِسلیئے خدا نے غیب سے اُسکی مدد کا سامان مہیا کر دیا کہ حضرت عمرؓ نے جو اُس زمانہ مین خلیفہ تہے اُسکے متعلق خواب دیکہا اور گورستان مین پہنچکر دینار اُسکے حوالے کیئے اور اپنے ارشادات کی برکت سے اُسے صاحب نسبت اور بالکل اللہ والا بنا دیا۔ چنانچہ آیندہ سے یہی قصہ شروع ہوتا ہے۔

	آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت	تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
ترجمہ	ہو گئے اُس دم عمر مغلوب خواب	کر دیا جسنے اُنہیں بے صبر و تاب

شرح یعنے جسوقت کہ پیر چنگی خواب مین عالم ارواح کی سیر کر رہا تہا اُسیوقت اللہ تعالے نے حضرت عمرؓ پر بہی ایک ایسا خواب مسلّط کیا کہ اپنے آپ کو سنبہال نہ سکے۔ اور سوتے ہی بن آئی۔ اور یہ فطرتی قاعدہ ہے کہ غلبہ خواب کے وقت آدمی بے قابو ہوجاتا ہے۔

	در عجب افتاد کاین معہود نیست	این ز غیب افتاد بی مقصود نیست
ترجمہ	دل مین کہتے تہے یہ کب معہود ہے	اسمین ہے کچہ راز کچہ مقصود ہے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو اس طرح کے غلبۂ خواب سے تعجب ہوا کیونکہ ایسا خواب آپ کی مقررہ عادت کے خلاف تہا۔ اللہ والون کو نیند بہت کم آیا کرتی ہے اِس خلاف عادت خواب سے آپنے سمجہ لیا کہ یہ عالم غیب کیطرف سے [illegible] ہے

	سر نہاد و خواب بردش خواب دید	کامدش از حق ندا جانش شنید
ترجمہ	نیند مین دیکہا تماشا خواب کا	یعنے آئی حق کی جانب سے ندا

شرح پہلا خواب بمعنے نیند ہے اور دوسرا بمعنے رؤیا۔ یعنے وہ کیفیت جو روح کو نیند مین نظر آتی ہے یعنے حضرت عمرؓ سر رکہکر سو رہے اور ایک خواب دیکہا یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خواب مین ایک ندا آئی جسکو انکی روح نے سُنا مطلب یہ کہ آپ کو خواب مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عمرؓ تم ہمارے ایک خاص بندے کو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے بیت المال مین سے سات سو دینار خود جاکر دے آؤ۔ چنانچہ آئندہ یہ قصہ مفصل طور پر آنیوالا ہے اور اگلے شعر سے مولانا قدس سرہ ندائے غیبی کی تعریف بیان فرماتے ہین

	آن ندائے کاصل ہر بانگ و نواست	خود ندا آنست واین باقی صداست
ترجمہ	وہ ندا ہے اصل ہر بانگ و نوا	ہے ندا وہ اور باقی ہے صدا

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے گوش روح مین وہ ندا آئی جو ہر بانگ و نوا کی اصل اور حقیقی ندا ہے اور دیگر آوازین اسکا عکس ہین (یعنے الہام روحی) اُسکے سوا اور تمام آوازین صدا ہین۔ جوہری نے اپنی صحاح مین لکہا ہے الصدا ہو الذی یجیبک بمثل صوتک فی الجبال۔ یعنے صدا وہ آواز ہے جو مثلاً پہاڑون مین سے کسیکے آواز کے جواب مین پلٹ کر آتی ہے اور جسکو گنبد کی صدا کہتے ہین۔ اس سے مولانا قدس سرہ کا یہ مطلب ہے کہ متکلم حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور باقی آوازین یا لوگون کے کلام اُسکا عکس ہین جب اللہ تعالےٰ اپنی صفت تکلم کے ساتھ تجلی کرتا ہے تو موجودات مین قوت کلام پیدا ہو جاتی ہے حسب مضمون السنۃ الخلق اقلام الحق۔ یعنے مخلوق کی زبانین گویا خدا کے قلم ہین جسطرح قلم بلا امداد کاتب کوئی حرف نہین لکہہ سکتا۔ اسیطرح مخلوق کی زبانین بلا تائید ربانی ایک حرف نہین بول سکتین۔

	ترک و کرد و پارسی گو و عرب	فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب
ترجمہ	ترک ہو یا پارسی گو یا عرب	سب نے سمجھی وہ ندا بے گوش و لب

شرح یعنے قوم ترک اور کرد اور فارس والون اور اہل حجاز مطلب یہ کہ تمام عرب وعجم نے بلا گوش خود و بلا لب متکلم ندائے الٰہی (خطاب الست بربکم) کو سُن لیا ہے اور اُسکے معنے سمجھ لیئے ہین حالانکہ اس سُننے کو حواس ظاہری یعنے کان سے کچہ علاقہ اور متکلم یعنے اللہ تعالےٰ کو آلہ نطق ظاہری یعنے لب سے کچہ سروکار نہ تہا۔ اگر مخلوق اس خطاب کو نہ سنتی۔ تو اپنے رب کو کسطرح نہ پہچان سکتے۔ آیت اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی کی معنے پہلے بہی بیان ہو چکے ہین۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے بروز میثاق تمام روحون کو اپنے سامنے بلا کر یہ فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا مین تمہارا رب نہین ہون توسب نے متفق ہوکر لفظ بلٰی کہا یعنے یہ جواب دیا کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ ندا سے مراد کلمۂ کُن ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جسکو تمام ذی روح یکسان سُنتے ہین اور فوراً رشاد الٰہی کو بجا لاتے ہین چنانچہ آئندہ اشعار انہین معنون کی طرف اشارہ

کرتے ہین۔ آئندہ شعر مین اسی مضمون کو ترقی دی گئی ہے۔

	خود چہ جائے ترک و تاجیک است و زنگ		فہم کردستان ندا را چوب و سنگ
ترجمہ	ماسوائے ترک تاجیک زنگ		اُس ندا کو جانتے ہین چوب و سنگ

شرح زنگ بمعنے زنگی و حبشی اور تاجیک عرب زادہ جو عجم مین بڑا ہوا ہو۔ اور وُہ قوم جو عربی نہو۔ ترکی لغات مین اہل فارس کو تاجیک لکھا ہے۔ نیز تاجیک ایک ولایت کا نام ہے یعنے فہم ندائے الست بربکم یا آوازِ کلمۂ کن کچھ ذی روح ترک و زنگ و عرب و فارس وغیرہ) پر ہی منحصر نہین بلکہ غیر ذی روح (نباتات و جمادات) نے بھی اِس ندا کو سُنا ہے، اور ہر وقت سُنتے رہتے ہین۔ کیونکہ جمادات وغیرہ کا مطیع حکم الٰہی ہونا۔ اور وجود مین آجانا خود اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے ضرور خطاب الست بربکم اور ندائے کلمہ کن کو سُنا ہے اگر جمادات وغیرہ خدائے واحد کو اپنا رب نمانتے یا خطاب کلمۂ کن نہ سُنتے تو ہرگز وجود حاصل نہ کرسکتے۔

	ہر دمے از وے ہمی آید الست		جوہر و اعراض میگردند ہست
ترجمہ	آتی ہے ہر لحظہ آوازِ الست		جوہر و اعراض سب کہتے ہین ہست

شرح۔ یعنے انجاطب خطاب الست بربکم عشاق عارفین کے گوش دل سے ابتک منقطع نہین ہوا۔ کیونکہ وُہ جمیع مصنوعات الٰہی سے جو متحد الاشال ہین اس خطاب کے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دم تمام جوہر و اعراض کی طرف خطاب الست آتا ہے اور یہ تمام اُسکے جواب مین ہست کہتے ہین یعنے اُنکا موجود ہوجانا۔ بجائے ہست کہنے کے برابر ہے بعض نسخون مین میگردد مست ہے یعنے تمام جوہر و اعراض ندائے الٰہی کو سُنکر سرمست بادۂ توحید ہوجاتے ہین اور خلعت وجود پہنکر زبانِ حال سے اُسکی وحدت کا اظہار کرتے ہین۔ نیز بعض نسخون مین میگردند ہست دیکھا گیا ہے یعنے خدا کی طرف سے ہر دم ندائے الست آتی ہے اور تمام جوہر و اعراض اسی ندا کو سُنکر ہست ہوجاتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ندائے غیبی کو ذی روح و غیر ذی روح سب سُنتے ہین اور اُسکے معنے سمجھکر ارشاد خداوندی بجالاتے ہین۔

فائدہ جوہر و عرض کے معنے پہلے حصہ مین بیان ہوچکے ہین۔ جوہر وُہ شے ہے جو بذات خود قائم ہو اور عرض وُہ جسکا قیام بواسطۂ غیر ہو مثلاً کپڑا اور اُسکا رنگ کہ جمیع اشیائے کائنات یا جوہر ہین یا عرض اسلئے اس شعر مین جوہر و عرض سے جمیع کائنات مراد ہے۔

	گر نمے آید بلے زایشان ولے		آمدن شان از عدم باشد بلے
ترجمہ	گو زبان سے خود نہین کہتے بلےٰ		اُنکا ہونا ہی بلےٰ ہے اے فتا

شرح لفظ بلے اماد بلےٰ ہے اور اگر بمعنے اگرچہ یعنے جوہر و اعراض اور جمادات و نباتات وغیرہ کی زبان سے

گو لفظی بولنے نہین نکلتا۔ لیکن انکا عدم سے وجود مین آنا بمنزلہ بلی ہے گو یا یہ سب ندائے الٰہی کے معنے سمجھکر زبان حال سے بلی کہہ رہے ہین نتیجہ یہ کہ جمیع اشیا ازل سے ابد تک لفظ بلی سے تر زبان ہین جسطرح خطاب الست بربکم منقطع نہین ہوا اسیطرح جواب بلی بھی منقطع نہین ہوا۔ اس خطاب کے ازل سے ابد تک غیر منقطع ہونے کا سبب یہ ہے کہ الست بربکم اور لمن الملک الیوم کا مطلب ایک ہے۔ مگر اس خطاب کو وہی لوگ سُنتے ہین جو باطنی کان رکھتے ہین۔ کیونکہ وہ صاحب مقام جمع ہین اور اُنکے ماضی و مستقبل سب حال ہے۔

	در بیانش قصه بشنو بے درنگ		آنچه گفتم زآگهی چوب وسنگ	
	چاہیئے تو سُن یہ قصہ بے درنگ		گر دلیل آگہی چوب و سنگ	ترجمہ

شرح یعنے ہمنے جو یہ دعوے کیا ہے کہ ذی روح کی طرح غیر ذی روح بھی ندائے الٰہی کو سُنتے اور اُسکے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور اللہ تعالے نے چوب و سنگ کو بھی فہم و آگاہی عنایت فرما رکھی ہے اسکے متعلق ستون حنانہ کا ایک سچا قصہ سُن لے۔ تاکہ تجھے ہماری بات کا یقین کامل طور پر ہوجائے۔ بعض نسخون مین آگہی کیجگہ آشنائی ہے جس سے واقفیت ندائے الٰہی مراد ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے

در بیان نالیدن ستون حنانه از فراق پیغمبر علیه السلام چون جماعت انبوه شدند و گفتند که ما روئے مبارک ترا بهنگام وعظ نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا و اصحاب ناله ستون را بصریح و مکالمات آنحضرت بآن

ترجمہ۔ فراق پیغمبر علیہ السلام کے باعث ستون حنانہ کے نالہ کرنے کا بیان جبکہ جماعت زیادہ ہو گئی۔ اور لوگون نے شکایت کی کہ ہم خطبہ و وعظ کے وقت آپ کا روئے مبارک نہین دیکھ سکتے اور آپ کے لیے منبر بنایا۔ اور پیغمبر و اصحاب کے مبارک کانون تک بصراحت نالہ ستون حنانہ کے پہنچنے اور اُسکے ساتھ رسولخدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر

شرح۔ حنانہ مشتق از حنین بمعنے گریۂ بسیار۔ اس ستون کا قصہ صحاح مین اسطرح منقول ہے کہ رسول مقبول مدینہ مطہرہ مین اس سے تکیہ لگا کر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے تھے جب مجمع صحابہ زیادہ ہو گیا اور حضور آپ ممبر پر تشریف لیگئے تو وہ ستون جو اس سے پہلے تکیہ گاہ حضور تھا۔ اسطرح ٹھنک ٹھنک کر رویا جسطرح بچہ روتا ہے اُسکی آواز سُنکر رسول اللہ ممبر سے اُترے اور اس پر تسلی دینے کے لیئے اسطرح ہاتھ رکھا جسطرح مان بچہ کو تھپکتی ہے اور اپنے گلے لگالیا ستون مذکور اس تسلی پانے کے سبب خاموش ہو گیا۔ بعدہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ خطبہ و وعظ کے جدائی اور میرے الگ ہوجانے سے رویا ہے یہ فرماکر آپنے ستون سے خطاب کیا کہ اگر تو کہے تو مین تیرے لیئے تیرے سرسبز ہوجانے کی دعا کرون۔ تاکہ تجھسے لوگ فائدہ اُٹھائین اور تیرے میوے کہائین اور اگر یہ منظور نہین تو مین تیرے درخت جنت بنجانے کی دعا کرون۔ ستون نے پچھلی بات کو قبول کیا۔ یہ حدیث بخاری اور ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے

ستون حنانہ کہجور کی لکڑ یکا ستون تہا جو مسجد نبوی مین لگا ہوا تہا۔ اسکا نام حنانہ اُسی دن سے ہی جسکہ فراق پیغمبر علیہ السلام مین رویا ہے اسمین منکرین کا یہ مذہب ہے کہ ستون حنانہ کا رونا واقعی رونا نہ تہا بلکہ زبان حال سے تسبیح کی آواز تہی اور اکثر اہل کلام یہ کہتے ہین کہ چونکہ جمادات مین روح نہین ہے اسلیئے ستون حنانہ کا رونا معجزہ تہا۔ کیونکہ نطق کیلئے عقل اور حیات ضروری ہے۔ لیکن اہل تصوف کا یہ مذہب ہے کہ جمادات بزبان فصیح متکلم ہوتے ہین۔ مگر انکا کلام بجز خاصان حق اور کوئی نہین سن سکتا۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ بعدہ بھی مذہب رکھتے ہین اور آئندہ اشعار مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	اُستن حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
ترجمہ	ہجر پیغمبر میں حنانہ ستون	نالہ زن تہا مثل انسان زبون
	در میان مجلس وعظ آنچنان	کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ترجمہ	وعظ میں وہ یوں ہوا نالہ کناں	جس سے واقف ہوگئے پیر و جواں

شرح۔ اُستن بضم الہمزہ بمعنے ستون ہے اور دوسرے شعر مین آنچنان۔ نالہ میزد کے متعلق ہے۔ یعنے جب رسولخدا منبر پر بیٹھکر وعظ فرمانے لگے تو حضور کی جُدائی مین ستون حنانہ باوجود غیر ذیروح ہونے کے ذیروح کیطرح اسطرح ٹہنک ٹہنک کر رویا کہ مجلس وعظ مین بیٹھنے والے تمام پیر و جوان صحابہ نے اُسکے رونے کی آواز اچھی طرح سن لی۔

	در تحیر ماندہ اصحاب رسول	کز چہ مے نالد ستون باعرض و طول
ترجمہ	تہے تعجب میں سب اصحاب رسول	یعنے روتا ہے ستون باعرض وطول

شرح لفظ باعرض و طول مے نالد سے متعلق ہے یعنے ستون حنانہ کا نالہ سنکر تمام صحابہ کو حیرت ہوی کہ اسکے عرض و طول مین سے رونے کی آواز کیون آرہی ہے اور اسکے نالہ کا کیا سبب ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوا کہ ستون حنانہ کے طول و عرض یعنے ہر رگ و ریشہ اور ہر جگہ سے نالہ کی آواز آرہی تہی۔

	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون	گفت جانم در فراقت گشت خون
ترجمہ	بولے پیغمبر یہ کیا ہے اے ستون	وہ یہ بولا جان ہے فرقت میں خون
	از فراق تو مرا چون سوخت جان	چون نہ نالم بے تو اے جان جہان
ترجمہ	آپکی فرقت میں ہے بیتاب جان	ہجر سے روتا ہوں اے جانِ جہاں

شرح یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی تو یہ فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے اور تیرے نالہ کرنیکا کیا سبب ہے ستون نے جواب دیا کہ میری جان آپ کے فراق مین خون ہوگئی ہے جلگئی

ہے ایسی حالت میں کسطرح نالہ نہ کروں۔

	مسندت من بودم از من تاختی	بر سر منبر تو مسند ساختی
ترجمہ	تھا میں پہلے تکیہ گاہ آنحضور	بیٹھے اب ممبر پہ کرکے مجھ کو دور

شرح مسند بضم المیم وہ شے جسپر بیٹھتے وقت پیٹھ لگائی جائے۔ اور مسند بفتح المیم بمعنے بالین وتکیہ گاہ اول مصرع میں بالضم دوسرے میں بالفتح یا برعکس نیز دونوں میں مفتوح یا مضموم غرضیکہ ہرطرح معنے درست ہین یعنے منبر نے یہ کہا کہ اس سے پہلے عرصہ تک مین آپ کا تکیہ گاہ رہا ہون۔ اب آپنے مجھے چھوڑکر ممبر کو تکیہ گاہ بنالیا ہے۔ اور مجھے جدائی اختیار کرلی ہے۔ اسلئے غم فرقت میں رورہا ہون۔

	پس رسولش گفت کای نیکو درخت	اے شدہ با سِر تو ہمراز بخت
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ اے نیکو درخت	آج تجھسے ہے ترا ہمراز بخت

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے ستون کے جواب مین یہ فرمایا کہ اے نیک درخت تو اس مرتبہ کا ہے کہ تیرے بھید نہان کے ساتھ تیرا بخت بلند ہمراز ہے یعنے تیری بلند بختی نے تیرے دلمین اس سر نہان (نالہ) کا القا کیا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ تو حشر کے دن جنت کا درخت بنجائیگا۔

	گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند	شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
ترجمہ	ہونا چاہے تو اگر نخل بریں	شرقی و غربی ہو تجھسے میوہ چیں
	یا در آن عالم حقت سروے کند	تا تر و تازہ بمانی تا ابد
ترجمہ	سرو جنت یا تجھے کردے صمد	تا تر و تازہ ہے تو تا ابد

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند خلاصۂ جواب پیغمبر علیہ السلام ہین اور پہلے شعر مین چنند مخفف چینند ہے مشتق از چیدن یعنے رسول علیہ السلام نے ستون مذکور کو تسلی دینے کے لیئے یہ بشارت دی کہ اے ستون دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے۔ اگر تو ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے تو مین تیری دعا کرون جسکی برکت سے خدا از سر نو سرسبز کرکے تجھے کھجور کا ایک عالیشان درخت بنادے کہ تیرے میوہ سے تمام شرقی و غربی ہمیشہ فائدہ اُٹھاتے رہین اور تو قیامت تک بیخوف خزان ہرا بھرا رہے۔ اور اگر یہ منظور نہین تو اسکو قبول کر کہ اللہ تعالے تجکو قیامت کے دن سرو جنت بنادے اور تو جنت مین تا ابد تر و تازہ رہے۔

	گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش	بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
ترجمہ	بولا وہ منظور ہے دائم بہار	کم نہ ہو لکڑی سے اے غفلت شعار

شرح یعنے ستون نے دوسری بات (سرو جنت ہونے) کو پسند کیا۔ اور دنیوی سرسبزی کو چھوڑکر بقائے دائمی

اختیار کی اور یہ کہا کہ مین سرو جنت ہونا چاہتا ہون جسکی بقا دائمی ہے۔ دوسرا مصرع بطور تنبیہ اہل غفلت مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے مخاطب غافل اس جماد نے دنیائے فانی اور اسکی بہار چند روزہ کو چھوڑکر عالم بقا کو اختیار کیا افسوس تو عاقل اور ذیروح ہوکر دار فنا کو اختیار کیے ہوے ہے۔ تو معلوم ہوا تو جمادات سے بھی بدتر ہے

آن ستون را دفن کرد اندر زمین
تا چو مردم حشر گردد یوم دین

ترجمہ: اسکو گڑوا آپنے زیر زمین
شکل مردم تا وہ اُٹھے یوم دین

شرح یعنے پیغمبر نے ستون کا جواب سُنکر اُسے زمین مین دفن کرا دیا تاکہ قیامت کے دن آدمیون کی طرح اسکا بھی حشر ہو اور داخل جنت ہو جائے سبحان اللہ اس ستون کی کیا اچھی تقدیر تھی۔

تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند
از ہمہ کار جہان بیکار ماند

ترجمہ: تاکہ ظاہر ہو کہ مطلوب خدا
کام سے دنیا کے رہتا ہے جُدا

شرح یہ شعر اس ستون کے زمین مین دفن کرنے کی علت ہے یعنے رسول اللہ نے اسلیے اُسکو دفن کرکے عالم برزخ مین پہنچا دیا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف کھینچ لیا وہ عالم دنیا کے مشغلون سے فارغ ہو جاتا ہے اور عشق مین فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کرا باشد زیزدان کار و بار
یافت بار آنجا و بیرون شد زکار

ترجمہ: ہو خدا کے ساتھ جسکا کار و بار
کام کا رہتا نہین انجام کار

شرح۔ کاروبار بمعنے شغل ہے اور بار بمعنے رخصت و دخل ہے یعنے جو شخص خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ عالم غیب مین دخل پا جاتا ہے اور دنیوی کام سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ اولیاء کے حال کو دیکھ لیجے۔

وانکہ او را نبود از اسرار داد
کے کند تصدیق او نالۂ جماد

ترجمہ: اور جو ہے ناواقف اسرار دین
نالۂ بیجان یقین کرتا نہین

شرح داد۔ بمعنے حصہ و نصیب و عطاے الٰہی ہے۔ یعنے جس شخص کو فہم اسرار کا حصہ ازل سے نہین ملا وہ جمادات کی گویائی و فہم۔ اور اُنکے کلام و نالہ کی تصدیق نہین کر سکتا۔ بلکہ تکذیب یا جھوٹی سچی تاویل سے کام لیتا ہے

گوید آرے نے ز دل بہر وفاق
تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق

ترجمہ: وہ کہا کرتا ہے۔ ہان۔ بہر وفاق
تا نہ کہہ بیٹھے کوئی۔ اہل نفاق

شرح یعنے جو شخص تکلم جماد کی قلبی تصدیق نہین کرتا وہ دبی زبان سے یون کہا کرتا ہے کہ ہان تسبیح جمادات حق ہے اور اُسکا یہ کہنا بھی لوگون کے ساتھ اتفاق کرنے کے لیے ہے تاکہ لوگ طعن نہ کرین اور منافق نہ کہین ورنہ وہ فی الواقع تسبیح قہری کا بھی قائل نہین۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

گر نبندے واقفان امر کن ‏| در جہان رد گشتہ بودے این سخن

ترجمہ: گر نہوتے واقفان امر کن ‏| جہوٹ ہوجاتا جہان مین یہ سخن

شرح نبندے بمعنے نبودندے ہے اور ضمیر فاعل یا جمادات کی طرف راجع ہے یا واقفان خود اسکا فاعل ہے یعنے اگر جمادات ونباتات امر کن کو نہ سمجہتی اور اسکے سننے سے مطیع ہوکر موجود نہو جاتے۔ یا یہ کہ اولیاء اللہ اور عارف جو امر کن کے بہید سے واقف ہین دنیا مین موجود نہوتے اور جمادات وغیرہ کا کلام بطور کشف یا اخبار الٰہی کہ سنتے تو کلام جمادات وغیرہ کے متعلق عقیدہ رکہنا بالکل مردود اور باطل ہوجاتا مگر چونکہ جمادات خود امر کن سے واقف ہین اور مسخر حکم ہوکر موجود ہوجاتے ہین یا عارف جہان مین موجود ہین اسلیئے اجماد کلام کرنا مردود نہین ہوسکتا گو منکرین اور محجوب اس سے انکار کیا کرین نکتہ جمادات کا کلام کرنا بخاری اور ابو داؤد کی مذکورۂ بالا احادیث سے (جو قصہ ستون حنانہ کے متعلق ہے) اچہی طرح ثابت ہوچکا ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے کوئی شئے ایسے نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر اے لوگو تم جمیع اشیا کی تسبیح کو سمجہ نہین سکتے۔ چونکہ شئے کا اطلاق عموم معنے کے سبب لاشے پر بہی ہوسکتا ہے اس لیئے شئے تو شئے۔ لاشے بہی خدا کی تسبیح کرتے ہو تو کچہ تعجب نہین دوسری آیت یہ ہے فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے شیخ نجم الدین کبرے نے اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے کہ لفظ ملکوت بمعنے آخرت ہے اور آخرت کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ۔ یعنے دنیا کی زندگی ایک کہیل اور مشغلہ ہے اور دار آخرت البتہ واقعی زندگانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ذرہ مین زندگی اور لسان ملکوتی موجود ہے۔ تیسری آیت یہ ہے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان وزمین کو یہ حکم دیا کہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مگر دونون کے دونو عدم سے وجود مین آجاؤ۔ تو آسمان وزمین نے جواب دیا کہ ہم دونون نے خوشی سے تیرا حکم مان لیا اور عدم سے وجود مین آگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین وآسمان مین قوت ناطقہ موجود ہے

صد ہزاران ز اہل تقلید و نشان ‏| افگندشان نیم وہمے در گمان

ترجمہ: ہین ہزارون اہل تقلید و نشان ‏| وہم نے جنکو کیا ہے بدگمان

شرح یعنے جمادات کا کلام اور فہم ندائے الٰہی حق اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ لیکن تاہم لاکہون اہل تقلید (اپنی نظر اور اپنے فکر کے پیرو) اور اہل نشان (علامات واسباب کے قائل) ایسے موجود ہین جنکو تہوڑا سا وہم عقلی بدگمانی مین ڈالدیتا ہے اور وہ کلام جمادات کے منکر ہوجاتے ہین گمان سے گمان بد اہل نشان سے صاحب اسباب وعلامات جو کسی مسبب کو بلا سبب اور معلول کو بلا علت اور مؤثر کو بلا اثر اور مدعا کو بلا دلیل نہین مانتے اور

اہل تقلید سے اپنی عقل و فکر کے مقلد مراد ہیں البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نائبان پیغمبر کے مقلد اس بد گمانی سے بچے ہوئے ہیں ہاں جنکی تقلید مضبوط نہیں وہ پہسل جاتے ہیں۔

	کہ ظن تقلید و استدلال شان		قائمست وجملہ پر و بال شان	
ترجمہ	طرف ظنی اُن کا استدلال ہے		محض وہی جملہ پر و بال ہے	

شرح یہ شعر گزشتہ مدعا کی دلیل ہے۔ یعنے یہ لوگ اسلیے گمان بد میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ انکی تقلید اور انکا استدلال ظنی ہے یعنے انہی کے گمان کا نتیجہ ہے اور تمام پر و بال یعنے انکا علم و قدرت بہی ظنی ہے۔ اسلیئے مرتبۂ یقین تک نہیں پہنچتی اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے یہ نہیں ہوسکتا کہ گمان یقین کا قائم مقام ہوکر اُس سے بے پروا کر دے بلکہ گمان اور یقین میں بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بعض گمان کبیرہ گناہ کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے ؛

	شبہ مے انگیزد آن شیطان دون		در فتند این جملہ کوران سرنگون	
ترجمہ	ڈالتا ہے دلمیں شک شیطان دوں		جس سے گر پڑتے ہیں اندہے سرنگوں	

شرح یعنے مقلدان فکر و عقل کے دلمیں شیطان شبہ ڈالکر ان دل کے اندہوں کو اوندہے مُنہ گمراہی کے کنوئیں میں دہکا دیدیتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میں بینا ہوں۔ اور دوسرا شخص جواب دے کہ تمہارے آگے کوآں ہے ذرا بچکے رہنا۔ پہر وہ کہے کہ تم غلط کہتے ہو کنواں ہوتا تو ہمیں نظر آتا۔ حالانکہ کنواں جہاڑیوں میں چہپا ہوا تہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص استدلال ہی کے بہروسے کنوئیں میں جا رہا۔

	پائے استدلالیان چوبین بود		پائے چوبین سخت بے تمکین بود	
ترجمہ	پائے استدلالیاں لکڑی کا ہے		پانو یا چالا کوئی لکڑی کا ہے	

شرح یعنے پیروان عقل اور ہر مدعا کی دلیل ڈہونڈنے والے اور جہگی لوگ گویا لکڑی کا پانو لگا کر زمین پر چلتے ہیں (جیسا کہ بازیگر تماشا دکہانے کے لیئے لکڑی کے پانو سے چلا کرتے ہیں) اور یہ ظاہر ہے کہ لکڑی کا بنا ہوا پانو نہایت ناپائدار ہوتا ہے جس سے آدمی صرف دو چار قدم چل سکتا ہے۔ اسیطرح استدلالیوں کی حجتیں دو چار قدم چلکر رہجاتی ہیں کیونکہ بمقتضائے فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔ ایک عالم دوسرے عالم کی عقلی دلیلوں کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ حکمائے الٰہیوں نے۔ دہریوں اور طبیعیوں کی اور علمائے متکلمین نے آلٰہیوں کی اکثر دلیلوں کو توڑ دیا ہے مطلب یہ کہ عقلی استدلال مفید یقین نہیں ہوسکتا۔ البتہ نقلی استدلال (وحی و الہام) کا پانو اسقدر مضبوط ہے کہ پہاڑ کی طرح ڈگمگانا ہی نہیں جانتا۔ کیونکہ نقلی دلیل خدا اور اُسکے رسولوں کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا اپنے کلام کی نسبت خود فرماتا ہے کہ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ۔ یعنے خدا کے کلمات کو کوئی نہیں بدل سکتا ؛

	غیر آن قطب زمان دیده ور		کز ثباتش کوه گردد خیره سر
ترجمہ	ما سوائے قطب دہر دیدہ ور		کوہ جسکے روبرو ہیں خیرہ سر

شرح یعنے عقلی دلائل پیش کرنیوالون کا پانو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے مگر قطب زمان یعنے ولی کامل اور صاحب نظر باطنی کا پانو ایسا نہین ہوتا۔ بلکہ اسکی ثابت قدمی سے پہاڑ حیران ہین (خیرہ سر بمعنے حیرت زدہ) کیونکہ ولی کامل اور قطب زمانہ کا استدلال مشاہدۂ حق سے ہوتا ہے۔ اسلیئے پائے چوبین کے مانند نہین ہوسکتا۔

	پائے نابینا عصا باشد عصا		تا نیفتد سرنگون او بر حصا
ترجمہ	پائے نابینا عصا ہے بالیقیں		سنگریزوں پر نہ گرجائے کہیں

شرح یعنے محجوب (ناواقف اسرار) اور غیر صاحب کشف کے لیے جو مانند نابینا ہے دلائل کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا اندہے کے ہاتہہ مین لکڑی کہ بمنزلۂ پائے نابینا ہو جاتی ہے اگر لکڑی نہو تو اندہا سنگریزون پر منہ کے بل گر پڑے اسیطرح وہ دلائل جو اثبات مسائل شرعیہ کے لیے پیش کیے جاتے ہین عوام اور غیر صاحب کشف کے لیئے ہین۔ اگر دلائل نہون تو عام آدمی چاہ ضلالت مین گرجائے۔ البتہ عارفین کے لیئے دلائل کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہ مشاہدہ اور کشف سے ہر شئے کو معلوم کر رہے ہین۔ حَصَا بالفتح جمع حصات ہے بمعنے سنگریزہ ہا

	آن سوارے کو سپہ را شد ظفر		اہل دین را کیست سلطان بصر
ترجمہ	وہ سوار کہ سالار ظفر		اہل دیں میں کون ہے شاہ بصر

شرح۔ اہل دین را بدل ہے لفظ سپہ را کا۔ یعنے وہ سوار جو سپاہ اہل دین کے لیئے ظفر اور پشت پناہ ہے کون ہے؟ یہانتک سوال ہے۔ اور لفظ سلطان بصر (بادشاہ بصیرت ظاہری و باطنی) اسکا جواب مطلب یہ کہ وہ سوار سلطان بصر یعنے حضرت خیر البشر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکے خلفائے راشدین۔ اور اولیاء اللہ ہین جو مخلوقات کے لیے بمنزلۂ چشم اور بادشاہ ملک معنوی ہین۔ جنہون نے اپنی رعایا (مخلوقات) کو مکر شیطان اور بدگمانیون سے بچنے کے طریقے بتائے ہین۔ اور جنکے دلائل پائے چوبی نہین بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہین

	با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند		در پناہ خلق روشن دیدہ اند
ترجمہ	دیکھتے ہیں کور گو لکڑی سے راہ		چاہیئے پر آنکھ والوں کی پناہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ دیدہ ماضی قریب ہے مشتق از دیدن۔ اور دوسرے مین روشن دیدہ وصف ترکیبی ہے بمعنے روشن چشم۔ اسلیئے قافیہ معیوب نہین رہا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگرچہ عام اور ناواقف اسرار لوگ کسی دلیل کے ذریعہ سے راہ حق تک پہنچ جاتے ہین۔ مگر یون سمجھ لو کہ یہہ سب اُس مخلوق کی پناہ مین ہین جو روشن

بصر ہے یعنے اُنکو انبیاء علیہم السلام کے راہ بتانے سے سیدہا رستہ ملگیا ہے۔ کیونکہ مقدمات دلیل اگر قرآن و حدیث سے لے گئے تو اُنکا نتیجہ عین صواب اور حق ہے۔ چنانچہ فقہا اور ائمہ دین کے دلائل اسی قبیل سے ہین اور اگر قرآن و حدیث سے نہین لیے گئے تو دلائل اہل فلاسفہ کی طرح اُنکا نتیجہ فاسد اور اکثر جگہ مبنی برخطا ہوتا ہے خلق روشن دیدہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرح اُنکے پیرو یعنے اولیاء اللہ بہی مراد ہو سکتے ہین۔ نیز اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ اندہے لکڑی کے سہارے سے رستہ ڈہونڈ لیتے ہین مگر تاہم اُنہین آنکہون والون ہی کی پناہ مین رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر رستہ چلتے وقت کسی اندہے کو کوئی آنکہون والا ان الفاظ کے ساتہ متنبہ نہ کرے کہ **میان نابینا لکڑی کے ہاتہ کو** تو وہ جگہ جگہ ٹہوکر کہائے کبہی گڑہے مین گرے۔ اور کبہی گارے کیچڑ مین۔ اور اسکی لکڑی بالکل بیکار ثابت ہو۔ ان معنون کے لحاظ سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جحتی لوگ جو انبیاء اولیاء اور علمائے حقانی کی تنبیہ اور رہنمائی سے متنبہ نہین ہوتے اور اپنی لکڑی استدلال ضعیف کے بہروسہ پر چلتے ہین وہ ضرور ٹہوکرین کہاتے ہین۔

	گر نہ بینایان بدندی و جہان	جملہ کوران خود بمردندے عیان
ترجمہ	گر نہوتے دیدہ ور اے پُرشعور	جسقدر اندہے ہین مر جاتے ضرور

شرح اسی گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے اگر جہان مین آنکہون والے اور بادشاہان بصارت نہوتے تو یہ ظاہر ہے کہ تمام اندہے ٹکرا ٹکرا کے مرجاتے۔ اسیطرح اگر بینندگان عالم یعنے (اولیاء) اور بادشاہان بصارت ظاہری و باطنی (انبیاء علیہم السلام) دنیا مین تشریف نہ لاتے تو سب اہل ظاہر اور جحتی جہالت اور گمراہی کے کنوون مین گر کر مر رہتے۔

	نے ز کوران کشت آید نے درو	نے عمارت نے تجارتہا و سود
ترجمہ	اندہے کر سکتے نہین کچہ کہیت کیار	فائدے کا کام ہو یا بیوپار

شرح درود۔ حاصل مصدر بمعنے بریدن غلہ یعنے جسطرح اندہے بلا امداد غیری نہ کہیت کیار کر سکتے ہین نہ عمارت کے کام ہین نہ تجارت کے اور نہ کوئی زبردست فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔ اسیطرح عوام اور محجوبین بلا اتباع انبیا و اولیا و علمائے دین نہ طاعت سے فائدہ اُٹہا سکتے ہین نہ عبادت سے۔ نہ فرض ادا کر سکتے ہین۔ نہ نفل۔ نہ اُنکی خیرات قبول سے نہ صدقات۔

	گر نکردے رحمت و افضال شان	در شکستی چوب استدلال شان
ترجمہ	گر نہ خوگر ہوتے وہ افضال کے	ٹکڑے ہوتے چوب استدلال کے

شرح پہلے مصرع مین ضمیر شان بجانب انبیا۔ اور دوسرے مین استدلالیون کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر انبیا اور

اُنکے خلفا کی نظر رحمت اور نظر فضیلت نہوتی تو استدلالیون کی عصا ٹوٹ جاتے اور وہ سب ہلاک ہو جاتے جسطرح نابینا بلا عصا ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر انبیا نہوتے تو پھر احکام الٰہی بھی نازل نہوتے جو عین استدلال ہین۔ بلکہ قیاسات اور نظر فکری پر استدلال کا انحصار ہوجاتا (جیسا کہ اہل فلاسفہ کا مذہب ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ صرف عقلی استدلال جنسے راہ حق نہین ملسکتی باعث کفر و ہلاکت ہین دیکھیے لیجے حضرت عیسے اور آنسرور کائنات علیہما السلام کے مابین زمانۂ فترت مین صرف عقلی استدلال کے باعث کسقدر کفر و شرک تثلیث پرستی اور بت پرستی پھیل گئی تھی۔ بعض نسخون مین شان کیجگہ تان (جمع تو) بمعنے شما ہے اور پہلے مصرع مین انضالتان بمعنے افضال بر شما ہے۔

	این عصا چه بود قیاسات و دلیل		آن عصا که داد شان بینا جلیل
ترجمہ	یہ عصا کیا ہے قیاسات اور دلیل		دینے والا انکا ہے بینا جلیل

شرح یعنے جس عصا کا ہم ذکر کر رہے ہین اور جو استدلالیون کو دیا گیا ہے یہ کونسا عصا ہے؟ یہ قیاسات اور دلائل ہین جو بمنزلہ عصا یا اندھے کی لکڑی ہین اور جن سے الزام خصم مقصود ہوتا ہے اور یہ وہ عصا ہے۔ جو اُنکو بصیر اور جلیل (اللہ تعالےٰ) نے اسلیئے عنایت فرمایا ہے کہ اُسکی امداد یعنے عقلی دلائل کے سبب اثر سے موثر کو مخلوق سے خالق کو اور مصنوع سے صانع کو پہچانین۔ اور خالق و مخلوق کے مابین احکام الٰہی سُنانے کو ایک سفیر خاص یعنے پیغمبر کی ضرورت کو معلوم کر کے کلام الٰہی کی حقیقت پر ایمان لائین یہ استدلالی یا عقلی عصا اسلیئے نہین دیا گیا کہ انبیا کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار کیا جائے۔

	چون عصا شد آلت جنگ و نفیر		آن عصا را خرد بشکن اے ضریر
ترجمہ	جب عصا ہو آلۂ جنگ و نفیر		توڑ دے تو اُس عصا کو اے ضریر

شرح یعنے جونکہ استدلال اور قیاسات آلۂ الزام خصم ہین اسلیئے انکا انجام اکثر نفسانیت کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اسلیئے یہ عصا توڑنے یعنے استدلال اور قیاسات چھوڑنے کے قابل ہین کیونکہ جب نفسانیت غالب آگئی تو آدمی کسیکام کا نہ رہا۔ اسیلئے امام اعظمؒ نے متکلمین کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ متکلم دشمن پر غلبہ چاہتا ہے اور اکثر صفات حق مین استدلال کرتے وقت لغزش ہوجاتی ہے جسکا انجام کفر یا قریب کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اے اندھے جب تیرا عصائے عقل آلۂ جنگ (لڑنے جھگڑنے کا آلہ) اور آلۂ نفیر (قیل و قال و حجت بمعنے کا باعث) ہو گیا اور تو احکام انبیا و اولیا کے مقابلہ مین اپنے عقل سے دلیلین لانے لگا تو اس عصا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال نفیر یہان بمعنے آواز یعنے حجت و قیل و قال ہے۔ جو اکثر لڑنے جھگڑنے والون اور حجتین پیش کرنے والون باطل گویون کا شیوہ ہے

	او عصاتان داد تا پیش آمدید	آن عصا از خشم ہم بر وے زدید	
ترجمہ	اُس نے لکڑی دی کہ تم آگے چلو	تم نے مارا خود اُسی کو جاہلو	

شرح ۔ تان بمعنے شما سے اہل فلاسفہ اور تاویل باطل کرنے والون کی طرف خطاب ہے ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے استدلال اور قیاسات کی قوت اور عقل کا عصا اسلئے دیا ہے کہ اسکے احکام اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو تم اسکے برخلاف اُسی عصا سے دینے والے کو مارنے لگے ۔ یعنے احکام خدا اور رسول کا انکار کرکے اللہ تعالےٰ کو ایذا پہنچانے لگے ۔ حالانکہ یہ عصا اسلیئے نہین دیا گیا تہا **فائدہ** متقدمین فلاسفر نے خدا اور اُسکے رسول کے اقوال احکام سے بالتصریح انکار کیا ہے ۔ اور اہل اسلام کے فلسفیون اور بعض متکلمین نے لغو اور باطل تاویلین کرکے عصائے استدلال کو بری طرح استعمال کیا ہے پسِ ایمان والون کا فرض ہے کہ احکام خدا اور رسول کو بلا تاویل قبول کرین ۔ اور عصائے استدلال کو کلام الٰہی اور حدیث کے مطابق استعمال مین لائین اور اِس نعمت یعنے عصائے عقل و استدلال کے دیئے جانے کا شکریہ ادا کرین جیسا کہ فقہائے اسلام اور ائمہ مجتہدین و محدثین نے کیا ہے

	حلقۂ کوران بچہ کار اندرید	دیدبان را در میانہ آورید	
ترجمہ	ہائے اندہو - کرتے ہو کیا واہیات	ایک بینا درمیان ہو تو ہے بات	

شرح یعنے اے فلسفیو اے اندہو ن کی جماعت کسے دیدبان (صاحب بصیرت قلبی) یعنے پیغمبر یا رخلیفۂ بنی برحق کو درمیان لاؤ ورنہ محض استدلال سے تمہیں کچھ حاصل نہوگا ۔ اور راہ حق ہرگز نہ ملیگی ۔

	دامن او گیر کو دادت عصا	در نگر کادم چہا دید از عصے	
ترجمہ	لکڑی دینے والیکے دامن کو تھام	حال آدم دیکھ لے اے فتنہ کام	

شرح یعنے اے اندہے فلسفی اپنے عصائے عقلی کو توڑ دے اور متمسک بحبل اللہ ہو ۔ یعنے جسنے تجھے عصائے عقل عنایت فرمایا ہے اُسی معبود برحق کا دامن پکڑ اور مطیع امر و نہی الٰہی رہ کیا تونے حضرت آدم کا حال نہین دیکہا کہ استدلالی عصا سے اُنپر کیا کیا مصیبتین گذرین ۔ حضرت آدم کا استدلال عقلی یہ تہا کہ اُنہون نے لاتقربا ہٰذہ الشجرۃ کی نہی تحریمی کو تنزیہی سمجہا ۔ اور مورد عتاب ہوے دوسرے مصرع مین عصے فعل ماضی ہے اور اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وعصے آدم ربہٗ فغوا ے یعنے حضرت آدم گیہون کہانے کے متعلق اپنے خدا کے فرمان کو بہول گئے اور شیطان کے کہنے اور قسمین کہانے کے سبب بہک گئے قصۂ حضرت آدم کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے

	چون عصا شد مار و اُستن با خبر	معجزہ موسےٰ و احمد در نگر	
ترجمہ	نالہ گر اُستن عصا تہا اژدہا	معجزہ یہ موسیٰ و احمد کا تہا	

شرح یہ شعر توضیح کے طور پر مضمون سابق کی تمثیل ہے جس سے غیر ذی روح اور جمادات کے زندہ ہونے اور کلام کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ اے فلسفی اپنے دلائل عقلیہ کو چھوڑ اور پیغمبروں کے معجزوں کو دیکھ کہ ما فوق طاقت بشری اور خلاف عقل اہل فلسفہ ظاہر ہو چکے ہیں لے ہیئے کے اندھے یہ بتا کہ حضرت موسے کا عصا کیونکر سانپ بن گیا اور ستون حنانہ نے پیغمبر آخر الزمان سے کلام کیا ہے۔ کیا تو اپنی عقل کے مطابق ایسے صریح معجزوں کا انکار یا انکی تاویل کریگا؟ نتیجہ یہ کہ عقلی دلائل کو چھوڑ دے اور معجزات کی طرف نگاہ کرتا کہ رسولوں کی تصدیق تیرے دلمیں جاگزین ہو کر تجھے سچا مومن بنا دے۔

	از عصا مارے واز استن حنین	پنج نوبت میزنند از بہر دین
ترجمہ	وہ عصائے موسوی اور یہ حنین	دونوں ہیں نوبت زن دین متین

شرح حنین بمعنے گریہ و نالہ۔ اور پنج نوبت زدن بمعنے اظہار جاہ و سلطنت کرنا اور پنج نوبت وہ نوبت و نقارہ جو شب و روز میں بادشاہوں کے دروازے پر بجتا ہے۔ تیز پنج نوبت۔ دہل نقارہ۔ بانسلی، و مامہ، طاس یعنے بجانے کی پانچ چیزوں کو کہتے ہیں اور پنجگانہ نماز کی اذان کا نام بھی پنج نوبت ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عصائے موسے کا سانپ بنجانا اور ستون حنانہ کا نالہ کرنا گویا نوبت و نقارہ بجا کر دین حق کا اظہار کر رہا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی عنایت کیے ہوئے معجزے تصدیق رسالت کی روشن دلیلیں ہیں اور فلاسفہ یا منکرین کا نماننا یا ان معجزوں کی باطل تاویلیں کرنی علامت کفر ہے کیونکہ معجزہ وہی ہے جو خلاف عادت و خلاف عقل حد طاقت بشری سے خارج ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے جھوٹے کے ہاتھوں سے ہرگز معجزہ نہیں دکھاتا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبر اور انکے معجزے برحق ہیں اور جو لوگ خلاف عقل ہونے کے سبب معجزات یا خرق عادات کو نہیں مانتے وہ گمراہ اور کھلے کافر ہیں نیز اگر پنج نوبت سے پانچ وقت کی اذان مراد ہے تو شعر ہذا کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اے کم عقل معترض اگر تو نے ستون حنانہ کا رونا اور عصا کا سانپ ہو جانا نہیں دیکھا تو مسجدوں کے ستون یعنے مینار دیکھ لے جنمیں سے حنین یعنے اذان کی آواز پانچوں وقت آتی ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے۔ جو دیگر پیغمبروں کے معجزوں کے خلاف قیامت تک باقی رہیگا۔ غور سے دیکھا جائے تو فی الواقع اذان بہت بڑا معجزہ ہے جس سے ہفت اقلیم میں پیغمبر آخر الزمان کی صداقت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جن مندروں میں سنکھ اور کلیساؤں میں ناقوس بجائے جاتے تھے اب وہاں سے اشہد ان لا آلہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا رسول جسکے دین کی طرف مختلف ممالک مختلف مذاہب مختلف طبائع کے مخلوق۔ بلا طمع نفسانی اس زور و شور کے ساتھ کھنچ آئے اور مسخر ہو جائے کہ دیکھنے والوں اور پڑھنے

بڑے عقلمندون کو حیرت ہو ہرگز جھوٹا نہین ہوتا۔

گر نہ نامعقول بودے این مزہ	کے بدے حاجت بچندین معجزہ
ترجمہ: سچ ہے گر آتا سمجھ مین یہ مزہ	تو نہوتی حاجت صد معجزہ

شرح لفظ نامعقول سے اصطلاحی نہین بلکہ لغوی معنے مراد ہین یعنے خلاف عقل اور مزہ سے لذت شریعت الٰہی وظرایف رسالت پناہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت عقل پر مبنی نہین ہوتی بلکہ اسکے بہت سے احکام خلاف عقل ہوتے ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر احکام شرع عقل پر مبنی ہوتے تو موزونکا مسح پشت پا کی طرف سے نہین بلکہ کف پا کی طرف سے مشروع ہوتا کیونکہ چلتے پھرتے اور رستہ مین آتے جاتے تلوے ہی زمین پر لگا کرتے ہین۔ غرضیکہ شریعت کے اکثر احکام خلافِ عقل ہوتے ہین۔ اگر خلاف عقل نہوتے تو ہر شخص مان لیتا اور سارے جہان مین کوئی نام کو بھی کافر نہ رہتا (کیونکہ تھوڑی بہت عقل ہر شخص کو دیگئی ہے) اور نہ پیغمبرون کو اسقدر معجزے دکھانے کی ضرورت پڑتی کیونکہ معجزے تصدیق کے لیئے ہوتے ہین احکام شریعت اگر ٹھیک عقل کے مطابق ہوتے تو لوگون کی عقل بلا تامل خود بخود انکو تسلیم کرلیتی۔ اس باب مین اصل نکتہ یہ ہے کہ رسولون پر دونو طرح کے احکام نازل کیے گئے ہین بعض مطابق عقل ہین اور بعض خلاف عقل۔ جو مطابق عقل ہین اُنکے ماننے مین تو کچھ تامل ہی نچاہیئے۔ اور جو خلاف عقل ہین اُنمین اتباع رسول لازم ہے ورنہ انجام کفر ہے

ہر چہ معقولست عقلت مے خرد	بے بیان معجزہ بے جزر و مد
ترجمہ: عقل مین آجاتی ہے معقول بات	معجزہ ہے کیا ضرور اے خوش صفات

شرح جزر و مد جوار بہاٹا یعنے دریا کے پانی کی کمی بیشی یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے یعنے جو چیز مطابق عقل ہے اسکو تیری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا کمی بیشی خود بخود قبول کرلیتی ہے۔ گفتگو تو اُن احکام مین ہے جو خلاف عقل ہون اے مخاطب ایسے احکام مین اتباع رسول اور تقلید علمائے حقانی لازم ہے۔

این طریق نگر نامعقول بین	در دل ہر مقبلے مقبول بین
ترجمہ: یہ خلاف عقل رستہ ہیر یجان	ہے قبول خاطر کل مقبلان

شرح نگر بمعنے مکروہ و ناپسندۂ عقل بعض نسخون مین نکر کی جگہ بکر ہے بمعنے طریقۂ نو۔ و خلاف عقل اور این طریق کا اشارہ دونون صورتون مین احکام شریعت کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقۂ مکروہ و ناپسندۂ عقل یا یہ طریقۂ جدید و مخالف عقل (یعنے راہ شریعت) نامعقول یعنے خلاف عقل ہے اور معقولی نہین بلکہ منقولی ہے اسلیئے اتباع رسول اور تقلید نائبان پیغمبر واجب ہے۔ نتیجۂ شعر یہ ہے کہ تعلق جمادات عقل سے تعلق نہین رکھتا بلکہ کشف و کرامت سے معلوم ہوتا ہے اور اس طریقہ کو منکران نامعقول بُرا جانا کرین۔ مگر مقبولان بارگاہ خداوندی اتہ دل

سے قبول کر چکے ہین - اور گردنین خلاف عقل احکام کے مان لینے کو جھکی ہوئے ہین

انچنان کز بیم آدم دیو و دد	در جزائر در رمیدند از حسد
ترجمہ۔ جسطرح آدم کے ڈرسے دیو و دد	ہین جزیرون مین پنہان بہر حسد
سم زبیم معجزات انبیا	سر کشیدہ منکران زیر گیا
ترجمہ۔ انبیا کے معجزون کا ہے یہ ڈر	گھاس مین چھپتے ہین منکر سر بسر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین - دیو و دد - جنات اور درندے - اور حسد بمعنے دشمنی و خوف ضرر - دوسرے شعر مین گیا - مخفف گیاہ ہے بمعنے گھاس - اور گیاہ سے مراد حجاب عقل ہے جو نہایت ضعیف اور گھاس کی مانند ہے مطلب یہ جسطرح حضرت آدم اور اولاد آدم کے خوف اور ضرر رسانی کے خیال سے جنات اور درندے جزیرون مین جا چھپے ہین - اسیطرح انبیا کے معجزون کے ڈرسے منکر حجاب عقل مین پنہان ہین - اور اُنکی مثال ایسی جانور کی سی ہے جو چرنے وقت گھاس مین مُنہ چھپا لیتا ہے یعنے منکرین اس خوف سے کہ کوئی اُنکو کافر نہ کہدے صریح طور پر تو معجزون کا انکار نہین کرتے لیکن در باطن منکر ہین یا تاویل باطل سے کام لیتے ہین - اور اسکا سبب حجاب عقل ہے یعنے اُنکی عقلی دلائل اور واہی تباہی قیاسات نے اُنکے آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے جس سے معجزون کی حقیقت نظر نہین آتی - اس شعر سے فلاسفۂ اہل اسلام (مثلاً فرقہ نیچریہ) کا رد شروع ہوا ہے جو فی الواقع منکر معجزات ہین مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیئے اُنکی لغو تاویلین کرتے ہین -

تا بناموس مسلمانی زیند	در تسلّس تا ندانی کہ کیند
ترجمہ۔ شکل مین اسلام کے فرعون ہین	تا نہ ظاہر ہو کسی پر کون ہین

شرح یعنے فلاسفۂ اہل اسلام جو بباطن منکر اور بظاہر دبی زبان سے بطور تاویل معجزات کے قائل ہو جاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ وُہ اس پردۂ فریب مین عزت اسلامی کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہین تاکہ سچے مسلمانون کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون ہین - کیا مذہب رکھتے ہین - اگر بالتصریح معجزات کے منکر ہون - تو اُنکو یہ خوف ہے کہ کہین اسلامی سلطنت زبان تیغ سے یا اسلامی علماء تیغ زبان سے ہلاک نکردین تسلّس بمعنے سالوسی و دغابازی و فریب دہی

ہمچو قلابان بران نقد تباہ	نقرہ مے مالند و نام پادشاہ
ترجمہ۔ شکل قلاب اُنکی نقدی سے تباہ	آب نقرہ پر لکھا ہے نام شاہ

شرح فلاسفۂ اہل اسلام (جنکا باطن خلاف ظاہر ہے) قلّابون (جعلی سکہ یا کھوٹا روپیہ بنانے والون) کے مانند ہین جو نقد تباہ (ناکارہ نقدی، مثلاً تانبا پیتل جست - یا رانگ وغیرہ پر چاندی کا پترہ یا پانی چڑھا کر اور بادشاہ وقت کا نام لکھکر اصلی سکہ کی قیمت مین چلا دیتے ہین - لیکن جعلسازون کا ڈھونگ ہمیشہ نہین چلتا بسا اوقات گرفتار ہو کر رسوا

ہوجاتے ہین اور سخت سزائین بھگتتے ہین۔ علے ہذاالقیاس فلاسفہ اہل اسلام انکار معجزات کو کتنا ہی چھپائین مگر ایک نہ ایک دن اُنکا عقیدہ ظاہر ہوکر رسوا کرا ہی دیتا ہے۔

	ظاہر الفاظ شان توحید و شرع		باطن آن ہمچو در نان تخم ضرع
ترجمہ	ظاہر الفاظ اُنکے ہیں توحید و شرع		اور باطن نان میں ہے تخم ضرع

شرح ضرع بفتح ضاد منقوطہ ایک نہایت بدمزہ گھاس ہوتی ہے جسکو تلخی کے باعث کوئی جانور نہین کہا سکتا اور صرع بصاد مہملہ ایک بیماری ہے جسکو مرگی کہتے ہین۔ یہ شعر گویا گزشتہ شعر کی شرح ہے یعنے جسطرح کھوٹا سکہ حقیقت مین کچہ اور ہوتا ہے اور صورت مین کچہ اور اسیطرح فلاسفہ اہل اسلام (منکرین معجزات) کے ظاہر الفاظ تو مسائل توحید و شرع اور دبی زبان سے اقرار معجزات پر مبنی ہوتے ہین۔ لیکن اُنکے باطنی عقیدے کی یہ مثال ہے جیسا روٹی مین تخم ضرع (بدمزہ گھاس کے بیج) یا ایسے تخم جنکا کھانا مرگی پیدا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے۔ ایسون کے اسلام کا کچہ اعتبار نہین۔

	فلسفی را زہرہ نے تا دم زند		دم زند۔ دین حقش برہم زند
ترجمہ	فلسفی دم مار سکتا ہے نہیں		ورنہ اُسکو مار ڈالے تیغ دیں

شرح زہرہ بمعنے قدرت ہے یعنے فلسفی مین اتنی طاقت نہین کہ مسائل شرعیہ مین کچہ کلام کر سکے یا دلائل عقلیہ سے اُنکا انکار کرے۔ اور اگر دم مارے گا تو دین حق اُسکو لاشئے کر دیگا کیونکہ الحق یعلو ولا یعلیٰ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب نہین ہوتا۔ یا یہ معنے ہین کہ شریعت کی تلوار یعنے حاکم شرع اُسکو جان سے مار ڈالیگا اور اُسکو کفار مین شمار کریگا۔ چنانچہ اکثر مرتدون کو بادشاہان اسلام نے تہ تیغ کر دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گو فلسفی دلمین معجزات وغیرہ کے انکار کو مخفی رکہتے ہین مگر زبان سے ایک حرف نہین نکال سکتے۔ دم نہین مار سکتے۔ ورنہ تیغ بادشاہ اسلام ایسون کے ٹکڑے کر ڈالے یا تیغ زبان علمائے حقانی جو سیف شریعت رسول اللہ ہے پرزے پرزے کر دے فلسفی بمعنے دانائی و دانشمندی۔

	دست و پائے او جماد و جان او		ہرچہ گوید آن دود در فرمان او
ترجمہ	دست و پا سارے کے سارے ہیں جماد		زیر حکم جان ہیں سب شاد شاد

شرح۔ اِس شعر مین مولانا قدس سرہ نے نطق و حرکت جمادات کی دلیل فلسفی ہی کے بدن سے نکالی ہے یعنے فلسفی کسی طرح انکار تکلم جماد (معجزہ) نہین کر سکتا۔ کیونکہ اُسکے ہاتھ پاؤں تو جماد ہین مگر چونکہ تابع جان ہین اسلیئے اُنکو جسطرف چاہتا ہے حرکت دیدیتا ہے۔ اسیطرح اگر اللہ تعالےٰ کی خواہش سے جمادات کو حرکت یا نطق کے ساتہ موصوف کر دیا تو محال نہین ہوسکتا۔ کیونکہ وُہ روح الروح ہے اور ہر شئے اُسکے زیر فرمان ہے علےٰ ہذاالقیاس زبان بھی

جماد اور پارہ گوشت ہے مگر دیکھئے خواہش روح کے سبب نطق کرتی ہے اسیطرح اگر جماد بھی مرضی حق سے ناطق ہوجائے تو کیا حرج ہے پس تو فلسفی کی زبان سے جو منکر جمادات کا انکار نکلتا ہے وہ خود بمنزلہ اقرار ہے کیونکہ زبان خود جماد ہے۔ اور پھر بحکم حق ناطق ہے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ چونکہ فلسفی قتل ہوجانے کے ڈرسے انکار معجزات کے متعلق دم نہیں مار سکتے اسلیئے اپنے عقیدے کو دلمیں پنہان رکھتے ہیں اور ہاتھوں پانوکو جو بمنزلہ جماد اور روح کے دیئے فرمائیں بظاہر اتباع شرع میں ہلاتے رہتے ہیں مگر اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے

	دست و پاہا شان گواہی می دہند		با زبان گرچہ کہ تہمت می نہند	
	دست و پا شاہد ہیں بیشک سربسر		گو زبان سے رکھتے ہیں تہمت مگر	ترجمہ

شرح یعنے اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح و نطق کی تہمت رکھتے ہیں مگر انہیں نطق جمادات کی حقیقت اُسوقت معلوم ہوگی جب کہ قیامت کے دن اُنکے ہاتھ پانو اُنپر گواہی دینگے۔ قرآن مجید میں ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ یعنے آجکے دن (روز قیامت) ہم اُن کافرین و منکرین کے مُنہ پر مُہر کردینگے اور اُنکے ہاتھ ہمارے ساتھ ہمکلام ہونگے اور اُنکے پانو اُنکی کمائی یعنے اعمال کی گواہی دینگے کہ دنیا میں رہکر کیا کیا تھا۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح اور نطق کی تہمت لگاتے ہیں اور معجزات کے منکر ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ اُنکے ہاتھ پانو خود نطق جمادات کا اثبات کررہے ہیں اور اسپر سچی گواہی دیتے ہیں۔ کیونکہ ہاتھ پانو کی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تابع روح ہیں۔ اور اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہوتے ہیں پھر اگر روح الارواح (اللہ تعالے) کے اشارہ سے جمادات متحرک یا ناطق ہوں تو ہرگز محال نہیں ہوسکتا۔ تنبیہ یعنے یہ ہیں کہ دست و پا سے اعضائے جسمی مراد ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ زبان بھی اعضا میں داخل ہے۔ اسصورت میں یہ مطلب ہوا کہ فلسفی جس زبان سے نطق جمادات کا انکار کرتے ہیں وہی زبان اُنکے نطق پر گواہی دے رہی ہے۔ کیونکہ زبان خود جماد ہے اور پھر ناطق ہے غرض یہ کہ جس خدائے قادر و قہار نے انسان کے بعض اعضاء (مثلاً دست و پا) کو زبان حال سے اور بعض اعضاء (مثلاً زبان) کو لسان مقال سے گویائی کی طاقت عطا فرمائی ہے وہ جمادات کو نطق عطا فرمانے پر بھی قادر ہے الخاطب تو حضرت ابوبکر صدیق رض کی طرح صادق مومن بن۔ اور اہل فلسفہ کے خلاف ظاہر و باطن کو یکسان کر۔

اظہار معجزہ پیغمبر علیہ السلام بسبحت درآمدن سنگریزہ در دست ابوجہل و گواہی دادن برسالت آنحضرت صلعم

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام کی معجزہ کا ظاہر ہونا اور ابوجہل کے ہاتھ میں کنکریوں کا کلام کرنا اور آنحضرت کی رسالت پر گواہی دینی

شرح یعنے ایک دن ابوجہل بطور امتحان صداقت دعوے رسالت پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور چند سنگریزے اپنی

مٹھی مین چھپا کر کہنے لگا کہ اے احمد جلد بتائیے میری اس مٹھی مین کیا چیز ہے - لفظ زود بگو سے متعلق ہے

گر رسولی چیست در دستم نہان — **چون خبر داری ز راز آسمان**

ترجمہ: کہئیے کیا ہے میری مٹھی میں نہان — ہے تمہیں گر علم راز آسمان

شرح یعنے اگر آپ رسول ہین اور آسمانی راز سے واقفیت رکھتے ہین تو فرمائیے کہ میرے ہاتہ مین کیا چیز ہے

گفت چون خواہی بگویم کان چہاست — **یا بگویند آن کہ ما حقیم و راست**

ترجمہ: بولے پیغمبر بتا دوں - یا وہی — خود گواہی دے مرے حق ہونے کی

شرح چون حرف شرط ہے بمعنے اگر یعنے رسول اللہ نے ابوجہل کے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جو چیز تیرے ہاتہ مین ہے وہ خود میرے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دے تو اللہ تعالےٰ اسپر بھی قادر ہے نسخہ چہار۔ لفظ چہ کی جمع ہے بمعنے چہ بسیار۔ اور گویند خود صیغہ جمع ہے ان دونو لفظون سے صاف ظاہر ہے کہ ابوجہل کے سوال کرتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتائید الٰہی اُسکے ہاتہ مین سنگریزون کا ہونا تو درکنار اُنکی مجموعی حالت یعنے گنتی بھی معلوم ہوگئی تھی۔

گفت بوجہل این دوم نادرترست — **گفت حق آرے ازان قادرترست**

ترجمہ: وہ لگا کہنے یہ نادر ہے سوا — آپ بولے سب پہ قادر ہے خدا

شرح یعنے ابوجہل نے رسولخداؐ کو یہ جواب دیا کہ دوسری بات (یعنے میرے ہاتہ کی چھپی ہوی چیز کا آپکے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دینا) نہایت نادر اور عجیب تر ہے مین اسی بات کو پسند کرتا ہون - کیونکہ اس این میرے سوال کا جواب بھی ہو جائیگا - اور آپنے جو ایک نہایت مشکل اور عجیب بات (میری ہاتہ کی بیجان چیز کے نطق) کا دعوے کیا ہے اُسکا ثبوت بھی آپ کو دینا پڑیگا - رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی عجیب تر بات نہین ہے - بلکہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ اظہار عجائبات پر قادر ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست — **بشنو از ہر یک تو تسبیح درست**

ترجمہ: اور کہا چھ سنگریزے ہیں نہاں — حکم حق سے سب کے سب تسبیح خواں

شرح یعنے اس سوال و جواب کے بعد رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل تیرے ہاتہ مین چھہ عدد سنگریزی ہین اور چھیون درست اور فصیح الفاظ کے ساتہ خدا کی تسبیح کر رہے ہین ؎

از میان مشت او ہر پارہ سنگ — **در شہادت گفتن آمد بے درنگ**

ترجمہ: ہاتھ میں بوجہل کے ہر کنکری — دل سے کلمہ آپ کا پڑہنے لگی

شرح یعنے ابوجہل کی مٹھی مین ہر سنگریزہ کلمۂ شہادت پڑہنے لگا - اس کلمۂ شہادت کی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے

لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت — گوہر احمد رسول اللہ سفت

ترجمہ: لا آلٰہ کہہ کے اِلّا اللہ کہا — اور پہر احمد رسول اللہ کہا

شرح یعنے ہر سنگریزے نے لا الہ الا اللہ کہا اور کلمۂ احمد رسول اللہ کا موتی پرویا خدا کی وحدانیت اور پیمبر کی رسالت پر گواہی دی۔

چون شنید از سنگہا بوجہل این — زد ز خشم آن سنگہارا بر زمین

ترجمہ: یہ شہادت جب سُنی بوجہل نے — پہینکی اک اک کنکری نا اہل نے

گفت نبود مثل تو ساحر دگر — ساحران را سر توئی و تاج سر

ترجمہ: اور کہا بے مثل جادوگر ہے تو — بلکہ ہر ساحر کا تاج سر ہے تو

شرح یعنے جب ابوجہل نے سنگریزون کی زبان سے تسبیح اور کلمۂ شہادت بگوش خود سُن لیا تو غصہ اور حسد کے باعث اُن سنگریزون کو زمین پر پہینکدیا۔ اور حسب قاعدۂ کفار و منکرین سابقین یہ کہا کہ اے احمد تم لا جواب جادوگر اور تمام جادوگرون کے سر بلکہ تاج سر ہو۔

چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت — گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت

ترجمہ: دیکھ کر بوجہل ایسا معجزہ — چلدیا غصہ مین ہوکر بے مزہ

شرح۔ تفت۔ صیغۂ ماضی مشتق از تفتن بمعنے گرم و غضبناک شد یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا۔ اور بحالت غضب اپنے گہر چلا گیا۔

رہ گرفت و رفت از پیش رسول — او فتاد اندر چہ آن زشت و جہول

ترجمہ: چلدیا بوجہل۔ اپنی راہ لی — ناخوش و جاہل نے راہِ چاہ لی

شرح یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر رسولخدا کے پاس سے چلا گیا اور چونکہ وُہ ازلی بدبخت اور جاہل تہا اسلیئے گمراہی کے کنوین مین جا گرا۔

معجزہ او دید و شد بدبخت و رفت — سوئے کفر و زندقہ بس تیز و زفت

ترجمہ: دیکھ کر بدبخت اعجاز رسول — سخت کافر ہوگیا۔ ظالم جُہول

شرح زفت بمعنے درشت و سخت دِل ہے اور زندقہ بمعنے زندیق شدن یعنے کفر و الحاد زندیق اُسکو کہتے ہین جو دو صانعون (یزدان و اہرمن) کا قائل ہو۔ اور خدا و آخرت پر ایمان نہ رکہتا ہو۔ یا وہ جو ظاہر مین مومن ہو اور باطن مین کافر ہو۔ بعض نے لفظ زندیق کو لفظ زن دین کا معرب کہا ہے یعنے وُہ شخص جو عورتون کا سا بے اصل دین رکہتا ہو۔ مگر صحیح یہ ہے کہ زندیق زندی کا معرب ہے منسوب بسوئے زند جو زرتشت آتش

پرست کی کتاب کا نام ہے۔ قاف آخر حسب قاعدہ معرب زائد کیا گیا ہے اور بعض نے زندیق کو زندیک کا معرب کہا ہے اور زندیک مین کاف تصغیر تحقیر کے لیے ہے یعنے ابوجہل نے الیاز بردست معجزہ دیکھا مگر چونکہ ازلی بدبخت تہا اسلیئے ایمان نہ لایا اور سرتیز رسرکش وجنگجو، اور سخت دل ہوکر کفر والحاد کی طرف چلا گیا بعض نسخون مین زفت کیجگہ تفت ہے بمعنے تفتہ وغضبناک۔

	خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعین	چشم او ابلیس آمد خاک بین
ترجمہ	خاک اُسکے سر میں تھا کور و لعین	صورتِ ابلیس بالکل خاک بین

شرح یعنے ابوجہل کے سر پہ خاک ڈالدینی چاہیئے کہ وہ کمبخت اپنے کفر کے غرور اور دنیوی تکبر کے باعث شیطان کی طرح ازلی ملعون اور راندہا تہا کیونکہ جسطرح شیطان نے از راہِ تکبر حضرت آدمؑ کو مٹی کا پتلا دیکھکر اور بمصداق خَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ سمجھکر اُنکو سجدہ نہ کیا اسیطرح ابوجہل معجزہ دیکھکر پیغمبر ایمان نہ لایا مطلب یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کی فقط طینت اور خاک ہونے کو دیکھا اُنکے صرف ایک پہلو یعنے بشریت پر نظر کی اور روحانیت وصفات ملکوتیت کا خیال نہ کیا۔ اسیطرح ابوجہل نے رسول اللہؐ کے بشریت کو خیال کیا رتبۂ حقانیت کو نہ دیکھا۔ اور ایمان سے محروم رہا۔

	این سخن را نیست پایان اے عمو	قصۂ آن پیر چنگی باز گو
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اسے چچا	سُنیئے اب وہ جو فسانہ ہے بجا

	تمامی قصۂ مطرب و پیغام رسانیدن امیر المومنین عمرؓ باو آنچہ ہاتف آواز داد
ترجمہ	مطرب کے قصّے کا بقیہ اور اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پیغام غیبی پہنچانے کا ذکر

	باز گرد و حال مطرب گوش دار	زانکہ عاجز گشت مطرب ز انتظار
ترجمہ	حال اُس مُطرب کا سُن لے نامدار	ہوگیا عاجز جو کرکے انتظار

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مطرب نے گورستان مین یہ کہا تہا۔ گفت خواہم از حق ابریشم بہا۔ یعنے مین خدا سے چنگ پر چڑہانے کے لیے صرف ریشم کے تارون کی قیمت چاہتا ہون۔ مجھے خدا اتنا دیدیا کرے کہ تار چنگ کے لیے ریشم خرید لیا کرون۔ یہ پیر چنگی کی دلی دُعا تھی۔ اور اسی دعا کی قبولیت کے انتظار مین وہ بیچارہ عاجز آگیا تہا آخر اللہ تعالے نے بیقرار کی دعا سُن لی اور حضرت عمر کو ہاتف نے یہ آواز دی

	بانگ آمد مر عمر را کاے عمر	بندۂ ما را ز حاجت باز خر
ترجمہ	غیب سے آواز آئی اے عمر	مشکل ایک بندے کی جلد آسان کر

شرح یعنے پیر چنگی قبولیت دعا کے انتظار ہی مین تہا کہ حضرت عمر کے کان مین غیب سے آواز آئی کہ اے

عمر ہمارے فلان بندہ کی حاجت برآری کر۔

بندۂ داریم خاص و محترم	سوے گورستان تو رنجہ کن قدم
ترجمہ: ایک بندہ ہے ہمارا محترم	تا بگورستان بڑہا اپنا قدم

شرح یعنے اے عمر گورستان مدینہ کی طرف جاؤ وہان ضرور ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ آپ کو ملیگا۔ اسکی مدد کرنا

اے عمر بر جہ ز بیت المال عام	ہفتصد دینار در کف نہ تمام
ترجمہ: اپنے بیت المال میں سے تو اسے	گن کے پورے سات سو دینار دے

شرح۔ لفظ جہ جہیدن سے مشتق ہے بمعنے جلدی کرنا یعنے اے عمر جلدی کر اور بیت المال مین سے پورے سات سو دینار (اشرفیان) اُسکو دے آ۔

پیش او بر کاے تو مار اختیار	اینقدر بستان کنون معذور دار
ترجمہ: اور کہہ تجھ پر ہے خالق مہربان	اس قدر لے اور اب معذور جان
اینقدر از بہر ابریشم بہا	خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
ترجمہ: یہ رقم ہے بہر ابریشم بہا	صرف جبدم ہوچکے سب تو پہر آ

شرح یعنے حضرت عمر کو خواب مین یہ بشارت دیگئی کہ ہمارے ایک بندۂ خاص کے پاس جو گورستان مین ہے سات سو دینار لیجا۔ اور اُس سے یہ کہہ کہ تو ہمارا (یعنے اللہ تعالےٰ کا) مختار اور برگزیدہ بندہ ہے (اختیار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مختار) اور اے عمر اُس سے یہ بہی کہدینا کہ اسقدر (یعنے سات سو دینار) بالفعل قبول کر لیجے اور اس رقم قلیل کے پیش کرنے سے گو ہمین شرم آتی ہے مگر آپ معاف فرمایئے یا یہ معنے ہین کہ زیادہ دسے بالفعل معذور سمجھیے۔ پہلے معنون مین لفظ کنون بستان سے متعلق ہے اور دوسری حالت مین معذور دار سے یہ آپ کا ابریشم بہا (ریشم کی قیمت) ہے اسکو خرچ کیجیے اور جب سب صرف ہو جایئے تو پہر تشریف لے آیئے۔ اللہ تعالےٰ مالک حقیقی اور مسبب الاسباب ہے لفظ اختیار مصدر بمعنے اسم فاعل بہی ہو سکتا ہے یعنے تو ہمین پسند کرنیوالا ہے۔

پس عمر ز ہیبت آواز جست	تا میان را بہر این خدمت ببست
ترجمہ: ہیبت آواز سے چونکے عمر رضہ	اُسکی خدمت کے لئے باندہی کمر

شرح یعنے یہ آواز غیبی سُنکر حضرت عمر رضہ خواب سے چونک پڑے۔ اور اُس بندۂ خدا کی خدمت کرنے (دینار دینے) کے لیے کمر باندہ لی۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ آدمی اہل اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے اور انکا حال معلوم ہونے کے بعد فی الفور خدمت گذاری کے لئے کمربستہ ہو جائے ۰

سوئے گورستان عمر بنہاد رو	در بغل ہمیان دوان در جستجو
ترجمہ: سوئے گورستان جھٹ پہنچے عمر	لے گئے زیر بغل ہمیان زر

شرح یعنے حضرت عمر خواب سے اُٹھکر اور بغل مین دینارون کی تہیلی لیکر گورستان کی طرف گئے اور اُس شخص کی جستجو مین گورستان کے چار طرف روان دوان رہے۔

گرد گورستان دوان شد او بسے	غیر آن پیر او ندید آنجا کسے
ترجمہ: گرد گورستان ڈہونڈا جابجا	وہان بجز اُس پیر کے کوئی نہ تھا

شرح یعنے حضرت عمرؓ گورستان کی چار طرف بہت ڈہونڈتے پھرے۔ مگر بجز اُس پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آیا

گفت این نبود دگر بارہ دوید	ماندہ گشت و غیر آن پیرے ندید
ترجمہ: دلمین کہہ کر یہ نہ ہوگا وہ بشر	دگر بارہ عمر چار سو دوڑے

شرح یعنے جب کہ سوائے پیر چنگی کے گورستان مین اور کوئی نظر ہی نہ آیا تو حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ اُسکی جستجو مین دوبارہ مین گشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ فرمایا ہے کوئی اور ہی ہوگا یہ شخص یعنے پیر چنگی جو بظاہر خلاف شرع فعل کا مرتکب ہوتا ہے خدا کا خاص اور محترم بندہ نہین ہوسکتا۔ چنانچہ یہ سوچکر آپنے پھر گشت کیا یہانتک کہ تہک گئے اور دوسرے چکر مین بھی بجز پیر چنگی گورستان مین کوئی نظر نہ آیا

گفت حق فرمود ما را بندہ ایست	صافی و شایستہ و فرخندہ ایست
ترجمہ: اور کہا وہ تو خدا کا بندہ ہے	صافی و شایستہ و فرخندہ ہے
پیر چنگی کے بود خاص خدا	حبذا اے سر پنہان حبذا
ترجمہ: کب ہے چنگی بندۂ خاص خدا	واہ وا اے سر پنہان واہ وا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جب دوسرے گشت مین بھی بجز پیر چنگی کے کوئی نہ دکہائی دیا تو حضرت عمرؓ نے دل ہی دل مین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے یہ بشارت دی ہے کہ گورستان مین ہمارا ایک خاص بندہ ہے جو گناہون سے پاک وصاف اور مقبول بارگاہ اور نہایت مبارک ہے۔ حالانکہ یہان بجز پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اور پیر چنگی خدا کا خاص بندہ ہو نہین سکتا۔ اب کیا علاج ہو مصرع آخر اگر حضرت عمر کا قول ہے تو یہ معنے ہین کہ بظاہر تو یہ پیر چنگی مرد خدا معلوم نہین ہوتا۔ مگر اے سر مخفی الٰہی تو بیشک قابل مدح ہے کہ معاصی کو طاعت اور عاصی کو عابد اور گنہگار کو قابل قبول حضرت ذو الاکرم بنا دیتا ہے۔ شاید یہ پیر چنگی بھی اسی قبیل سے ہو حبذا کلمۂ مدح ہے یعنے خوبست و بہتر است اور اگر مولانا کا مقولہ ہے تو اہل غفلت کی تنبیہ اور ان معنون سے کہا گیا ہے کہ اسرار الٰہی پوشیدہ ہین اللہ تعالیٰ دم بھر مین عاصی کو عابد اور عابد کو عاصی بنا دیتا ہے۔

بار دیگر گرد گورستان بگشت | ہمچو آن شیر شکاری گرد دشت

ترجمہ: پہر کیا اُس مقبرے مین ایک گشت | جسطرح شیر شکاری گرد دشت

شرح: یعنے حضرت عمرؓ تیسری بار پہر گورستان کے گرد اسطرح پہرے جسطرح کوئی شکاری شیر تلاش صید مین جنگل کے گرد پہرا کرتا ہے۔

چونکہ یقین گشتش کہ غیر پیر نیست | گفت در ظلمت دلِ روشن بسیست

ترجمہ: پیر چنگی پر یقین پہر ہو گیا | ہین بہت ظلمت مین انوار خدا

شرح: یعنے جب تیسرے گشت مین بہی بجز پیر چنگی کوئی نظر نہ پڑا تو حضرت عمرؓ کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ کہا ہے یہی پیر چنگی ہے اور اپنے دل سے یہ کہا کہ جسم ظلمانی کے پردے مین بہت سے روشن دل اور ظاہر خراب و باطن آباد رکہنے والے بہت سے خدا کے بندے دنیا مین موجود ہین شاید یہ پیر چنگی اسی قبیل سے ہو گو اسکی ظاہری حالت خلاف شرع اور خراب ہے مگر کیا عجب باطنی حالت درست ہو اور دوسری وجہ یقین یہ ہے کہ ولی را ولی می شناسد۔

آمد و با صد ادب آنجا نشست | بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست

ترجمہ: باادب بیٹھے وہان آکر امیر | اور اُنکی چھینک سے چونکا وہ پیر

شرح: یعنے حضرت عمرؓ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ بندۂ خدا یہی پیر چنگی ہے تو اسحالت مین کہ وہ ابہی سو ہی رہا تہا اُسکے پاس آکر مودبانہ بیٹھ گئے اور فرط ادب سے پیر چنگی کو جگا نہ سکے ناگہان آپ کو چھینک آئی اور اسکی آواز سے وہ بندۂ خدا چونک پڑا اور آنکہہ کہل گئی۔ یہان سے بندگان خدا کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے مطرب کے ادب کو کسقدر ملحوظ رکہا ہے عطسہ عربی مین چھینک کو کہتے ہین۔

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت | عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

ترجمہ: چونک کر جب کی نظر سوئے عمر | بہاگنا چاہا لرز کر سر بسر

شرح: یعنے پیر چنگی آنکہہ کہولتے ہی حضرت عمرؓ کو دیکہکر حیران اور متعجب ہو گیا۔ اور اُنکے خوف سے بدن کپکپانے لگا۔ آگے سے بہاگنا چاہا۔

گفت در باطن خدایا از تو داد | محتسب بر پیرکی چنگی فتاد

ترجمہ: اور کہا دلمین الہی داد دے | پیر پر ایک محتسب ہین آ پڑے

شرح: یعنے حضرت عمرؓ کے خوف سے پیر چنگی نے اپنے دلمین یہ کہا کہ یا الہی مین تجہسے داد چاہتا ہون۔ تو میری فریاد کو پہنچ۔ آج (ایک نہایت فقیر و ذلیل پیر چنگی کو دیکہنے کیلیے) ایک زبردست محتسب (حضرت عمرؓ) نے آیا ہے

دیکھیے کیونکر رہائی ہو۔ بیرک مین کاف تحقیر ہے محتسب بادشاہ اسلام کی طرف سے وہ شخص ہوتا ہے جو خلق کو ممنوعات شرعیہ کے استعمال سے روکتا اور علے الاعلان فسق وفجور کرنے والون کو سزائین دیتا ہے۔

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد — دید او را شرمسار و روی زرد

ترجمہ: آنکھ ڈالی جبکہ روئے پیر پر — شرم سے زور رو پایا سربسر

شرح۔ یعنے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسے شرمندہ اور خوف کے سبب زرد رو پایا۔

پس عمرؓ گفتش مترس از من مرم — کت بشارتہا ز حق آوردہ ام

ترجمہ: پس عمرؓ بولے نہ ڈر تو مجھ سے اب — میں تو لایا ہون بشارتہائے اب

شرح یعنے اُسے لرزان اور خوفناک دیکھکر حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص کچھ خوف نکر اور میرے آگے سے ہرگز نہ بھاگ۔ کیونکہ مین تیرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک خوشخبری لیکر آیا ہون۔ مَرَم صیغہ نہی مشتق از رمیدن بمعنے بھاگنا۔ کت بمعنے کہ ترا ہے مرکب از کاف تعلیل وضمیر مفعول۔

چند یزدان مدحت خوئے تو کرد — تا عمر را عاشق روئے تو کرد

ترجمہ: محترم کہتا ہے خود خالق تجھے — تیرا عاشق کردیا اُس نے مجھے

شرح یہ حضرت عمرؓ کا قول ہے یعنے اے شخص تیری نیکخوئی کی مدح مین اللہ تعالےٰ نے چند کلمے میرے دل مین القا کیے ہین۔ یعنے تجھے اپنا بندہ۔ اور پھر بندہ خاص اور محترم کہا ہے اور اُسی نے مجھے تیرے روئے مبارک کا عاشق اور تیری ملاقات کا شایق بنا دیا ہے۔

پیش من بنشین و مہجوری مساز — تا بگوشت گویم از اقبال راز

ترجمہ: میرے آگے بیٹھ کیوں جاتا ہے دور — تا کہوں اک راز میں ملنے پر شعور

شرح۔ مہجوری بمعنے دوری ہے اور اقبال۔ وبخت و دولت کا سامنے آنا۔ یعنے اے شخص تو مجھسے خوف زدہ ہوکر نہ بھاگ اور دور نہو بلکہ میرے پاس آکر بیٹھ مین تیرے کان مین بخت و دولت اور تیرے نصیبے کے سامنے آنے کا راز کہونگا اور تجھے خوشخبری دونگا کہ تیرا نصیبا یعنے بخت دینی و دنیوی تیرے سامنے آگیا ہے۔

حق سلامت میکند مے پرسدت — چونی از رنج و غمان بیحدت

ترجمہ: پوچھتا ہے حق تجھے بعد سلام — غم میں کیا حالت ہے اے والا مقام

شرح یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ تجھے سلام کہتا ہے اور تیری مزاج پرسی کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ہمارے دیے ہوئے رنج وغم بے حد (مفلسی وتنگی) کے باعث تیری کیا حالت ہے کیا تو اسے اپنے لیئے رحمت جانتا ہے یا رحمت خیال کرتا ہے

نک قراضۂ چند۔ ابریشم بہا | **خرج کن این را و باز اینجا بیا**

ترجمہ: ہین یہ ٹکڑے بہر ابریشم بہا | خرج کر اور پہر ہمارے پاس آ

شرح نک مخفف اینک ترکیب مین مفعول واقع ہولہے اور اسکا فعل (لفظ بگیر) محذوف ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص یہ چند سونے کے ٹکڑے (سات سو دینار) ریشم کی قیمت حاضر ہیے قبول فرمایئے اور جب یہ ہو چکین تو پہر آجایئے خدا اپنے خزانۂ غیب سے اور کچھ عطا فرمائے گا۔

پیر لرزان گشت چو این را شنید | **دست میخائید و بر خود مے طپید**

ترجمہ: پیر کا چپ اٹھا سُنی جسدم یہ بات | بے تحاشا کاٹ کہائے اپنے ہات

شرح یعنے جب پیر چنگی نے یہ بشارت سُنی تو شدت حیا اور گزشتہ گناہون کی خجالت اور ناگاہ مرتبۂ کمال پر پہونچنے کے باعث کانپنے لگا اور عمر گزشتہ کے بیکار جانے پر جو لہو ولعب مین گزری تہی ہاتہہ کاٹنے اور سخت افسوس کرنے لگا۔ اور مضمون بشارت سنکر نہایت بیقرار ہو گیا۔

بانگ مے زد کاے خدای بے نظیر | **بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر**

ترجمہ: اور کہا بس اے خدائے بے نظیر ✣ | پانی پانی ہو گیا خجلت سے پیر

شرح یعنے کمال شرم کے باعث پیر چنگی نعرے مار مار کر یہ کہتا تہا کہ اے خدائے بے نظیر و بے ہمتا۔ بس بس مجہ جیسے عاجز و گنہگار کو اپنے کرم سے اور زیادہ شرمندہ نہ کر تیرا یہ کرم کیا تہوڑا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو میری امداد کے لیئے بہیجا اور باینہمہ عصیان شعاری تو نے مجہے بندۂ خاص و محترم کے لقب سے یاد و شاد فرمایا ہین تیرے اسی کرم فرمانے کی خجالت سے پانی پانی ہوا جاتا ہون یا یہ معنے ہین کہ اے بے مانند خدا۔ بس میرے گناہ حد سے بڑہ گئے ہین اب مجہے گرفتار معاصی نہ رکہہ۔ اور اپنی رحمت کی طرف کہینچ لے مین گذشتہ گناہون کی شرم اور عمر کے ضایع ہونے سے اسقدر شرمندہ ہون کہ عرق خجالت مین ڈوبا جاتا ہون۔

چون بسے بگریست و از حد رفت درد | **چنگ را زد بر زمین و خرد کرد**

ترجمہ: درد و نالہ جب بڑہا حد سے پرے | چنگ کے مطرب نے ٹکڑے کر دیئے

شرح یعنے پیر چنگی پہلے تو بہت رویا۔ اور جب رو چکا تو رحمت الٰہی نے جو اُسکے گریہ کی صورت مین تہی اُسے اپنی طرف کہینچ لیا اور اُسنے چنگ کو جو آلہ لہو ولعب اور باعث غفلت تہا۔ زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ | **اے مرا تو راہزن از شاہراہ**

ترجمہ: اور کہا تو تہا حجاب بارگاہ | تو نے رہزن ہو کے لوٹا شاہراہ

شرح یعنے پیر چنگی نے توڑنے کے بعد چنگ کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ اے کمبخت تو میرے لیے خدا کے اور میرے

نابین حجاب تھا اور شاہراہ (طریق صواب و صراط مستقیم) یعنے راہ شریعت و طریقۂ محبت الٰہی مین بمنزلۂ رہزن بنا ہوا تھا۔ تو نے لہو ولعب مین مشغول رکھکے میرے نقد عمر کی گرہ کاٹ لی اور عشق حقیقی و یاد الٰہی کی طرف کبھی متوجہ نہونے دیا۔ تو بیشک ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قابل تھا۔

	اے بخوردہ خون من ہفتاد سال	اے زتو رویم سیہ پیش کمال
ترجمہ	تو نے میرا خون پیا ہفتاد سال	تجھ سے ہوں میں روسیہ پیش کمال

شرح کمال سے یا تو کمال قرب الٰہی مراد ہے۔ یا لفظ کمال بمعنے اہل کمال ہے۔ یعنے اے چنگ تو نے ستر برس (تا عرصۂ دراز) میرا خون پیا (یعنی مجھے محنت و مشقت میں پھنسائے رکھا) مگر ایسی کوئی بات حاصل نہیں ہوئی۔ جو عاقبت میں کام آتی۔ بلکہ اہل کمال (اولیاء اللہ) یا کمال قرب الٰہی کے روبرو میرا منھ کالا ہوگیا۔ کیونکہ کمال قرب الٰہی غافلوں اور گنہ گاروں کو اپنے سے دور پھینکے رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں کسیکو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ نہ کمال قرب الٰہی میں مجھے جگہ مل سکتی ہے اور نہ اولیاء اللہ میری صورت دیکھنی پسند کرتے ہیں۔

	اے خدائے باعطائے باوفا	رحم کن بر عمر رفتہ در جفا
ترجمہ	اے خدا اے باعطا اے باوفا	رحم کر مجھ پر کہ ہوں میں پر جفا

شرح گنہ گار کا فرض ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کرنے کا ارادہ کرے۔ تو پہلے اپنے نفس کے عیبوں اور گناہوں کا شمار کرے۔ اور پھر ہر گناہ کو ایک بار عظیم اور باعث عذاب الٰہی سمجھ کر خدا سے نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اُن کی معافی چاہے۔ چنانچہ پیر چنگی نے ایسا ہی کیا ہے یعنے پہلے اپنے گناہ (چنگ نوازی) کو جرم عظیم سمجھا اور آلۂ طرب (چنگ) کو توڑ ڈالا۔ پھر خدا سے معافی چاہی۔ اس شعر سے خدا کے روبرو عاجزی اور معافی چاہنے کا مضمون شروع ہے۔ اور پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ اے خدا تو صاحب کرم و عطا اور باوفا (اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا) ہے اور تیرا وعدہ ہے کہ میں گنہ گاروں کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں۔ اسے وعدے کو سچا کرنے والے تو میری اُس عمر پر جو جفا یعنے گناہ میں گذری ہے رحم کر۔ یعنے میری توبہ قبول فرما۔ اور عمر گذشتہ کا مجھ سے حساب نہ لے۔ ورنہ میں ہلاک ہوجاؤں گا۔

	داد حق عمری کہ ہر روزے ازاں	کس نداند قیمت آں در جہاں
ترجمہ	حیف ہے وہ عمر کھوئی رائگاں	جسکی قیمت دے نہیں سکتا جہاں

شرح مطرب نے پہلے شعر میں بطور خطاب اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی۔ اور اس شعر میں بصیغہ غائب اسکی دی ہوئی نعمت (عمر) اور اپنی غفلت کا اظہار کیا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے عمر عزیز ایک ایسی بے بہا چیز عنایت فرمائی تھی۔ کہ جہاں میں کسیکو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ اُسکا ایک ایک دن کسقدر قیمتی ہے۔ اور ایک ایک دن کیا۔ عُمر کی ایک ایک گھڑی ایک ایک منٹ لعل بے بہا ہے۔ لیکن افسوس میں نے اس بے بہا چیز کو بیجا صرف کر دیا۔

	چرخ کردم عمر خود را دمبدم	در دمیدم جملہ را در زیر و بم
ترجمہ	چرخ کر دی عمر یعنے دمبدم	حیف ہے اسے اشتیاق زیر و بم

شرح - زیر گانے کی پست آواز - اور بم بلند آواز کو کہتے ہیں یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ افسوس میں نے اپنی ساری عمر گانے بجانے اور زیر و بم (گانے کی پست و بلند آواز) کے درست کرنے اور نغمہ و سرود کی مشق میں صرف کر دی - اور صرف کیا کر دی - گویا پھونک مار کر ہوا میں اڑا دی - جسکا اب نشان تک نہیں ملتا - اور نہ آیندہ ملنے کی اُمید ہے - یہاں لفظ دمیدم صیغہ متکلم مشتق از دمیدن پھونک مار کر ہوا میں اڑا دینا کے معنے رکھتا ہے ؛

	آہ کز یاد رہ و پردۂ عراق	رفت از یادم دم تلخ فراق
ترجمہ	حیف لے یاد رہاوی و عراق	یاد سے جاتا رہا وقتِ فراق

شرح حکما نے بروج فلک کے مطابق علم موسیقی کے بارہ مقام مقرر کئے ہیں - اور دن رات کے گھنٹوں کے مطابق ان بارہ مقامات کی چوبیس شاخیں نکالی ہیں - مقامات مذکورہ کے بارہ نام یہ ہیں اول رہاوی - دوم حسینی - سوم راست چہارم حجاز - پنجم بزرگ - ششم کوچک - ہفتم عراق - ہشتم صفاہان - نہم نوا - دہم عشاق - یازدہم زنگلہ - دوازدہم بوسلیک شاخوں کے نام - باغ سیاوشان - باد نوروز - بانگ عنقا - بند شہریار - پردۂ رہوز - پردۂ قمری - پنجۂ یاقوت - خارکش - خانۂ عنقا - خمار خسرو - جامہ دراں - راہ خسروانی - راہ قلندر - روشن چراغ - زنگانہ - زیر افگند خرد - زیر افگند بزرگ - گنج فریدوں - نار شیریں - نار نوروز - ناقوسی - نولے چکاوک - شاد باد - قول کاسہ گرد وغیرہ ہیں - اب مطلب شعر سنئے - عراق موسیقی کے بارہ مقاموں سے ایک پردہ کا نام ہے - اور راہ اُس پردہ کو کہتے ہیں - جو سب سے پہلے بجایا جاتا ہے - اور سرود اُسکے بعد شروع ہوتا ہے - اور پردہ چاندی یا تانبے پیتل یا لوہے کے اس ٹکڑے کا نام ہے - جو ستار یا طنبورہ وغیرہ کے دستہ یا ڈانڈ پر لگایا جاتا ہے - نیز پردہ مطلق آواز کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اور یعنی مقامات بھی مستعمل ہے - مثلاً پردۂ عراق و پردۂ حجاز اور دمِ تلخ فراق سے فراق روح و جسم - (موت) کا بدترہ اور ناگوار وقت مراد ہے - پیر چنگی عمر گذشتہ پر افسوس کر کے یہ کہتا ہے کہ راہ (سرود کے پہلے پردہ) اور موسیقی کے پردۂ عراق وغیرہ کی یاد یعنی مشق یا محبت کے باعث ایسی غفلت طاری ہوئی - کہ مجھے موت کا تلخ وقت یاد نہ رہا - نکتہ - مشہور گانے بجانے والے شائقین کی قدردانی کے سبب اکثر سفر میں رہا کرتے ہیں - اور چونکہ یہ پیر چنگی نہایت خوش آواز تھا - اسلئے کیا عجب اُسے بھی بلد سے باہر جانے اور خصوصاً مقام عراق کے سفر کرنے کا اتفاق زیادہ ہوتا ہو - اس لحاظ سے شعر مذکور کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ حیف راہ (یعنے مطلق سفر) اور خصوصاً مقام عراق کی یاد نے مجھے تمام عمر غافل رکھا - اور تلخی موت کا وقت بالکل یاد نہ رہا - بعض نسخوں میں - آہ کز یاد رہاوی و عراق ہے - اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے - کہ رہاوی و عراق موسیقی کے دو مقام ہیں

	وائے کز تری زیر افگند خرد	خشک شد کشت دل من دل بمرد
	تازگی سے حیف زیر افگند کی	کھیت دل پہ چھا گئی افسردگی

شرح۔ کشتِ دِل (دل کی کھیتی) سے یا تو خود دل مراد ہے۔ یا مادۂ حسنات کیونکہ نیکیاں بلا تحریکِ دل کسی طرح صادر نہیں ہوسکتیں۔ ترّی۔ جسکو ضرورت شعر کے لئے مشدّد باندھا گیا ہے۔ بمعنے تری و تازگی و لطف و خوبی ہے۔ اور ہم یہ پہلے بیان کرچکے ہیں۔ کہ زیر افگند خرد۔ اور زیر افگند بزرگ موسیقی کے شاخوں یا نغموں کے دو نام ہیں۔ یعنے مُطرب کہتا ہے۔ کہ افسوس زیر افگند خرد کے خوبی و تر و تازگی۔ اور اسکی خدا سے غافل کرنے والی کیفیت نے میرے دِل کی کھیتی کو خشک کردیا۔ یعنے دل کو مُردہ بنادیا۔ کیونکہ جو دِل خدا سے غافل ہیں۔ وہ مُردوں سے بدتر ہیں نکتہ۔ دیگر خوبیوں سے قطع نظر اس شعر میں ایک خوبی یہ ہے کہ ظاھری کھیتی کے برخلاف یہاں تری سے کشتِ دل کے خشک ہوجانے کو ثابت کیا گیا ہے۔

	وائے کز آواز این بست و چہار	کاروان بگذشت و بیگہ شد نہار
ترجمہ۔	حیف اے کیفیّت بست و چہار	تو نے ضایع کردئے لیل و نہار

شرح۔ یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ موسیقی والوں نے بارہ راگ اور چوبیس راگنیاں ایجاد کی ہیں۔ جنکے فارسی نام ہم بیان کرچکے ہیں۔ اس شعر میں بست و چہار سے وہی چوبیس راگنیاں مراد ہیں۔ یعنے مُطرب یہ کہتا ہے کہ افسوس چوبیس راگنیوں کی آواز اور اُن کی لذّت نے مجھے خدا سے غافل کرکے اسقدر اپنی طرف محو کیا۔ کہ کاروانِ کعبۂ وصال حقیقی یا قافلۂ ایامِ عمر دور نکلگیا۔ اور نہار یعنے طاعات و عبادات کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ وقت بیوقت ہوگیا ٭

	اے خدا فریاد ازین فریاد خواہ	داد خواہم نے زکس زین داد خواہ
ترجمہ	اے خدا میں تجھسے ہوں داد خواہ	داد میری دے تجھے اے داد خواہ

شرح یہ شعر بھی مطرب کا قول ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں اس نفس فریاد خواہ کی طرف سے تیری عدالت میں استغاثہ کرتا ہوں۔ اور داد چاھتا ہوں۔ اور یہ میری داد و فریاد کسی غیر کیطرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اسی نفس دادخواہ کی جانب سے ہے۔ یا یہ معنے کہ میں تجھی سے داد چاھتا ہوں۔ تیرے سوا اور کسی سے نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نفس دادخواہ کی داد تو ہی دیگا۔ یعنے میری توبہ تو ہی قبول فرمائیگا۔

	دادِ کس چوں من ندادم در جہاں	عمر شد ہفتاد سال از من جہاں
ترجمہ	میں کسیکا کب ہوا فریاد رس	عمر کے گذرے مرے ہفتر برس
	دادِ خود از کس نیابم جز مگر	زانکہ ہست از من بمن نزدیک تر
ترجمہ	داد دیگا بس وہی اک داد گر	جو رگِ گردن سے ہے نزدیک تر

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ پہلے مصرع میں جہاں بمعنی عالم۔ اور دوسرے میں جہاں بمعنے جہندہ و گذراں ہے یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ میری عمر کے ستر برس یوں ہی گذر گئے۔ چونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کسی کی داد نہیں دی۔ یعنے کسی سے نیک سلوک نہیں کیا۔ اِسلئے آج میں اپنی داد بھی کسی سے نہ پاؤنگا۔ اور کوئی شخص مجھ سے نیکی کے ساتھ پیش نہ آئیگا

مگر مجھ سے نیکی وہی (اللہ تعالیٰ) کریگا۔ جو میری جان اور رگ گردن سے بھی زیادہ مجھ سے نزدیک اور ہر دم میرے ساتھ ہے۔ یعنے بجز خدا کے اور کوئی توبہ قبول کرنے اور نیکیوں کی توفیق دینے والا نہیں ہے۔ اسلئے میں اُسی سے داد چاہتا ہوں ٭ وہی میری دادخواہی کریگا اور فریاد سنکر توبہ قبول فرمائے گا۔

	کاین منی از وے رسد دم دم مرا	پس ورا بینم چو شد این کم مرا
ترجمہ	یہ خودی جو آرہی ہے دمبدم	اُسکو دیکھوں یہ اگر ہو جائے کم

شرح یہ شعر مضمون دادخواہی مطرب کا بیان ہے۔ یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے۔ کہ میں اس بات کی داد چاہتا ہوں کہ یہ منی (غرور خودی۔ وانانیت و تعین خاص) جو دمبدم اُسی کیطرف سے مجھ تک پہنچتا ہے۔ آیندہ فنا۔ اور بالکل زائل ہو جائے کیونکہ جب تعین خاص اور انانیت محو ہو جائے گی۔ تو میں جلوہ حقیقی کو دیکھ سکونگا ٭

	ہمچو آں کو با تو باشد زر شمر	سوئے خود داری نہ سوئے او نظر
ترجمہ	گن کے دے جو فقت کوئی تجھکو زر	ہوگی اُسدم اپنی جانب کو نظر
	ہمچنیں در گریہ و در نالہ او	مے شمر دے جرم چندیں سالہ او
ترجمہ	بس اسی صورت سے وہ بادرد و آہ	گن رہا تھا چند برسوں کے گناہ

شرح۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند او مقولہ مولانا قدس سرہ ہیں۔ اور پہلا شعر دوسرے شعر کی تمثیل مقدم ہے یعنے مطرب نے جب اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے روبرو شمار کیا۔ اور اُنپر نادم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اُسپر ہوگئی۔ اور اُسکی ویسی مثال ہے جیسا کہ اے مخاطب کوئی شخص سونا یا روپے گن گن کر تجھکو دے۔ تو اُسوقت تیری نظر شمار کرنے یعنے دینے والے کیطرف ہوگی۔ اپنی طرف نہوگی۔ اسیطرح جب مطرب نے اپنے گناہ شمار کئے۔ تو اللہ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور کبریائی کیطرف نہ دیکھا۔ بلکہ اُسکی فریاد و زاری پر نظر کر کے توبہ کو قبول فرمالیا۔

گردانیدن امیر المومنین عمرؓ او را از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیر چنگی کو مقام گریہ سے کہ مقام ہستی ہے مقام استغراق کیطرف متوجہ کرنا کیونکہ استغراق مقام نیستی ہے

شرح۔ بعض نسخوں میں لفظ نیستی کیطرح عنوان میں لفظ ہستی ہے بمعنے نشہ وحدت و مقام فنا اور مطلب دونوں کا ایک ہے ٭ یعنے حضرت عمرؓ کا مطرب کو مقام ہستی سے مقام مستی و استغراق کیطرف متوجہ کرنا

	پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو	ہست ہم آثار ہشیاری تو
ترجمہ	پس عمر بولے کہ یہہ زاری تری	کرتی ہے اظہار ہشیاری تری

شرح یعنے پیر چنگی کی گریہ و زاری۔ اور توبہ و استغفار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ فرمایا۔ کہ یہ تیرا گریہ و زاری

تیری ہوشیاری (باخودی وانانیت) کی دلیل ہے اور ہوشیاری (مرتبہ استغراق و فنافی اللہ سے دور رہنا) گناہِ طریقت ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو گریہ وزاری وغیرہ سب کو چھوڑ کر نشۂ وحدت اور دریائے عشق حقیقی میں غرق ہوجا ورنہ گریہ وزاری ایک قسم کی ہوشیاری ہے جو مقام استغراق سے دور رکھتی ہے۔

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست	زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست
ترجمہ: راہ غرقابِ فنا ہے اور راہ	اور ہشیاری ہے خود دیگر گناہ

شرح فانی گشتہ بمعنے فانی شدہ یعنے جو شخص عشق حقیقی میں مرتبۂ فنا حاصل کئے ہوئے ہے اُسکا رستہ اور ہے۔ وہ گریہ وزاری سے سروکار نہیں رکھتا۔ بلکہ وہم نجود اور مستغرق بحر فنا رہتا ہے۔ کیونکہ اُسکے نزدیک ہوشیاری (یعنے گریہ وزاری) جو تعین خاص اور وجود کو ثابت کرتی ہے۔ گناہِ دیگر (دوسری طرح کا گناہ) یعنے گناہ طریقت ہے۔ گو شریعت کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ کا یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ وُجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ یعنے تیری ہوشیاری اور ہستی ایسا گناہ ہے جسپر دوسرا گناہ قیاس ہی نہیں ہوسکتا۔ یعنے گناہِ عظیم ہے۔ دوسرے ہشیاری اِسلئے گناہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ یعنے وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ہشیاری جسکا ایک جزو توبہ اور گریہ وزاری بھی ہے اُسکو تفویض اور تسلیم کے مرتبہ سے گرادیتی ہے۔ اور توبہ میں گویا امتنان علی اللہ نعوذ باللہ خدا پر احسان رکھنے کی بو آتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمپر اُس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کا سیدھا رستہ دکھادیا۔

ہست ہشیاری زیادِ ماضی	ماضی و مستقبلت پردۂ خدا
ترجمہ: یعنے ہشیاری ہے یادِ ماضی	ماضی و آیندہ پر وہ ہے ترا

شرح یعنے ماضی اور مستقبل کا ذکر تیرے لئے حجاب الٰہی ہے۔ کیونکہ تذکرۂ گذشتہ کے سبب ہوشیاری موجود ہوجاتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ذکرِ مستقبل (جو بطور مفہوم مخالف ذکر ماضی سے سمجھہ میں آتا ہی) آدمی کے لئے بطور پیش بندی ہوشیاری کا باعث ہے اور یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ ہوشیاری گناہِ عظیم ہے۔

آتشی بر زن بہر دو تا بکے	پر گرہ باشی ازیں ہر دو چونے
ترجمہ: آگ دونوں میں لگادے تابکے	پر گرہ اُن سے رہیگا مثل نے

شرح۔ یعنے اے پیر چنگی ان دونوں (ماضی و مستقبل) کی یاد کے باعث تجکو مرتبۂ عشق میں صفائی حاصل نہ ہوگی اور تو بالضرور نے کیطرح پر گرہ ہوجائے گا۔ یعنے تیرا دل ماضی و مستقبل کے جھگڑوں میں وابستہ رہیگا اِسلئے دونوں (ذکر ماضی و مستقبل) کو چھوٹے میں جھونکدے۔ ہر دو سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھہ ؎

	تا گرہ باقی بود ہمراز نیست	ہمنشیں آں لب و آواز نیست
ترجمہ	پُر گرہ ہوتا نہیں ہمرازِ حق	سُن نہیں سکتا کبھی آوازِ حق

شرح یعنے وجودِ انسانی میں جو بمنزلہ نے ہے - جبتک یادِ ماضی و مستقبل یعنے ہوشیاری کی گرہ باقی ہے وہ ہمراز خدا نہیں ہو سکتا - اور نہ اُس لب و آواز کا مقارن ہو سکتا ہے جبکو حرف و آواز انسانی سے کچھہ علاقہ نہیں ہے اسلیئے سالک پر فرض ہے کہ انکار ماضی و مستقبل میں نارِ توحید لگا کر اس گرہ سے آزاد ہو - اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے -

	بعد ازاں او را ازاں حالت براند	ز اعتذارش سوئے استغراق خواند
ترجمہ	بعد ازاں اُس حال سے پھیرا اُسے	بحرِ استغراق میں ڈالا اُسے

شرح - یعنے اوّل تو حضرت عمرؓ نے ہوشیاری کی مذمت کی - اور پھر چنگی کو اُس حالت یعنے زاری و ہوشیاری یا اعتذار - (عذر و معذرت اور توبہ و استغفار) سے باز رکھہ کر مرتبہ فنا اور استغراق کی طرف متوجہ کیا - ز اعتذار - لفظ ز انحالت کا بدل ہے - اور آئندہ اشعار کلمات حضرت عمرؓ ہیں -

	چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی	چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
ترجمہ	طائف اپنا ہے اگر مرتد ہے تو	خانۂ کعبہ میں بھی با خود ہے تو

شرح - لفظ بطوفی میں یائے خطاب ہے - بمعنے طواف کنی - یعنے اگر تو اپنا طواف کریگا - (گرفتار خودی و انانیت رہیگا) تو مُرتد ہو جائیگا - کیونکہ خودی طریقت میں کفر ہے - مُرتد اُسکو کہتے ہیں - جو اسلام سے پھر جائے اس مصرع میں گویا اس بات کیطرف اشارہ ہے - کہ ہر شخص کی فطرت تو اسلام ہی پر ہے - مگر خودی بعد میں لاحق ہوکر باعثِ کفر ہو جاتی ہے - دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس خودی کیحالت میں تو اگر کعبہ میں بھی چلا جائیگا - تو یہ سمجھہ لے کہ خدا کے گھر میں نہیں بلکہ خودی کے گھر میں گیا ہے - خانہ سے مُراد کعبہ یا توجہ بسوئے حق ہے - جسکا یہ مطلب ہے - کہ اگر تو حالتِ خودی میں توجہ بسوئے حق کریگا - تو گویا اپنے حال کو دیکھیگا - اُسکے جمال کو نہ دیکھہ سکیگا -

	اے خبرہات از خبر دِہ بے خبر	توبۂ تو از گناہِ تو بتر
ترجمہ	تو خدا سے سربسر ہے بے خبر	تیری توبہ ہے گناہوں سے بتر

شرح یعنے اے مُطرب مُطوِّف بطوافِ خودی - یہ تیری اپنے گناہوں کی خبر دینی - اور توبہ کرنی خودی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تو خبر دِہ اور خالق خیر و شر سے بے خبر ہے (خبرہات بمعنے خبر دادنِ تو ہے) او تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے - کیونکہ توبہ نسیانِ ذنب (گناہ کے بھول جانے) کو کہتے ہیں - اور فنافی اللہ نفی خیالات و وسوسۂ قلب کو - پس تو نے جسوقت گناہ کو یاد کیا - اور توبہ کی تو معلوم ہوا کہ تجھہ میں ہوشیاری اور وجود باقی ہے حالانکہ ہشیاری اور وجود طریقت میں گناہ عظیم ہے - اور جبتک انسان خودی میں ہے - اُسکو خدا کی خبر نہیں ہوتی -

کیونکہ خودی اور خدائی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے۔ خودبیں رموزِ خدائی سے بالکل ناواقف رہتا ہے۔

	اے تو از حالِ گذشتہ توبہ جو	کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو
ترجمہ	حالِ ماضی سے ہے توبہ کیلئے	ایسی توبہ سے بھی توبہ چاہیئے

شرح یعنے اے شخص تو جو گذشتہ گناہوں سے توبہ کر رہا ہے۔ یہ تو بتا کہ اِس توبہ سے کب توبہ کرے گا۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول ہے التوبۃ غفلۃ عن الحق۔ (توبہ خدا سے غافل کر دیتی ہے) کیونکہ توبہ سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور ترکِ گناہ کا احسان گویا اللہ تعالےٰ پر رکھتا ہے۔ اسی لئے اُس کو غفلت ہو جاتی ہے۔ اور تائب اُس خاص گناہ کو چھوڑ کر توبہ کے بھروسے پر آئندہ عملِ نیک بھی کم کرتا ہے۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے توبۃ العوام عن الذنوب وتوبۃ الخواص عن الغفلۃ یعنے عوام گناہوں سے توبہ کیا کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت سے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سری سقطی کے پاس گیا۔ اور اُنکا چہرہ متغیر پاکر اسکا سبب پوچھا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی۔ میں نے کہا کہ توبہ اسکو کہتے ہیں کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ اُس شخص نے مجھ سے معارضہ کیا اور یہ کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں۔ جنید کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے کہا کہ بیشک اُسکا کہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ جب آدمی نے جفا سے وفا اور معصیت سے طاعت کی طرف رُجوع کیا۔ تو وفا کی حالت میں جفا اور طاعت میں معصیت کا یاد کرنا خود جفا اور معصیت میں داخل ہے۔

	گاہ بانگِ زیر را قبلہ کنی	گاہ گریۂ زار را قُبلہ زنی
ترجمہ	گاہ بانگِ زیر تیرا قبلہ گاہ	اور کبھی ہے گریہ پُرخوں بوسہ گاہ

شرح۔ پہلے مصرعہ میں۔ قبلہ کنی۔ یعنے کعبۂ اطاعت سازی۔ اور دوسرے میں قُبلہ زنی یعنے بوسہ میدہی و محبوب میداری ہے۔ گریۂ زار یعنے گریۂ بسیار یعنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بطورِ نصیحت عارفانہ فرماتے ہیں۔ کہ اے پیرِ چنگی اِس سے پہلے تو نے بانگِ زیر (آوازِ چنگ و سرود) کو قبلۂ مقصود سمجھا تھا۔ اور اب نالہ و فریاد کو محبوب رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں خلافِ طریقت ہیں۔ مطلب یہ کہ اے شخص گذشتہ گناہوں کے اظہار کو محبوب نہ رکھ۔ کیونکہ حالتِ وفا میں جفا کا ذکر خود جفا ہے۔ جسطرح تو نے گناہوں کو چھوڑا ہے۔ اُسی طرح اُنکو یاد کرکے نالہ و زاری کو بھی چھوڑ دے۔ کیونکہ گریہ مقامِ ہشیاری ہے اور ہوشیاری شرکِ خفی اور مجبر خودی ہے۔ نکتہ ان اشعار سے حسبِ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیرِ چنگی کو خدا کے سامنے زاری اور پچھلے گناہوں کو یاد کرکے توبہ و استغفار کرنے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع اشعار کا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسے توبۂ خاص کی ہدایت فرماتے ہیں۔ یعنے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے کس دن سے توبہ کرے گا۔ اِس توبہ کا نام توبۂ خواص ہے

چونکہ فاروق آئینۂ اسرار شد	جانِ پیر از اندروں بیدار شد
سینہ ہے فاروق تھے روشن ضمیر	ہوگیا بیدار باطن مردِ پیر

شرح - یعنے حضرت عمرؓ (جو آئینۂ اسرار الٰہی اور مظہر اسمائے صفات خداوندی تھے) کی توجہ کے باعث پیرچنگی کو مطلوب حقیقی حاصل ہوگیا - اور وہ ذات حضرت عمرؓ میں مشاہدہ اسرار کرکے واصل بحق اور صاحب جانِ بیدار بنگیا - اُسکی پہلی غفلت جاتی رہی - بعض نسخوں میں بیدار کی جگہ بیزار ہے - یعنے اُسکی روح اندرون (قیدخانۂ جسم) سے بیزار ہوگئی - اُس نے مرتبہ فنا کو چھوڑ مرتبہ بقا حاصل کرلیا ✦ اور یہ ظاہر ہے کہ مرتبۂ بقا بلا ترک جسم عارضی حاصل نہیں ہوسکتا -

	ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد	جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
ترجمہ	مثل جاں بے گریۂ و خندہ ہوا	جانِ دیگر ملکئی زندہ ہوا ✦

شرح - یعنے جسطرح روحکو گریۂ و شادی سے کچھہ کام نہیں ہوتا - اسی طرح مطرب دُنیوی ملال و شادی سے بے تعلق ہوگیا - اور روح حیوانی کیجگہ اُسکو جانِ دیگر (روح ملکوتی) ملکئی ✦ جسمیں معرفت کے حاصل کرنے کا پورا مادہ موجود ہے -

	حیرتے آمد درونش آں زماں	کہ بروں شد از زمین و آسماں
ترجمہ	دل میں کچھہ حیرت سمائی اسقدر	اِس جہان سے ہوگیا بالکل بدر

شرح - یعنے پیرچنگی کے دل میں بسبب مشاہدۂ اسرار حق (جو حضرت عمرؓ کے آئینۂ ذات سے جلوہ نما تھے) اسقدر حیرت محمودہ نے جگہ پائی کہ اُسے زمین و آسمان کی کچھہ خبر نہ رہی - حیرت محمودہ کے معنے پہلے بیان ہوچکے ہیں -

	جُستجوئے ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی - بگو
ترجمہ	اور ہی شئے کی ہوئی پھر جستجو	جس میں کرسکتا نہیں میں گفتگو

شرح - اسکا پہلا مصرعہ گذشتہ شعر کے لفظ حیرتے پر معطوف ہے - یعنے پیرچنگی کے دلمیں ایسی حیرت و جستجو (طلب تجلیات الٰہی) نے گھر کرلیا - جو اس دُنیا کی معمولی حیرت و جستجو سے الگ تھی - اور یہ ظاھر ہے کہ دُنیوی کاروبار کے متعلق حیرت و جستجو دیگر قسم اور ادنےٰ درجہ کی ہوتی ہے - اور تجلیات آلٰہی کی حیرت و جستجو دیگر نوع اور اعلےٰ درجہ کی - اس میں اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے - دوسرا مصرعہ یا تو مولانا کا مقولہ ہے - یعنے ای مخاطب میں اُس جستجو کو نہیں جانتا البتہ تجکو اگر معلوم ہے - تو بتادے - مطلب یہ کہ وہ جستجو (طلب تجلیات) ایک معنوی یا ذوقی امر ہے جو بیانسے اور لفظ و عبارت سے تعلق نہیں رکھتا - یا یہ کہ مطرب نے حضرت عمرؓ کو خطاب کیا ہے - یعنے جب مطرب مشاہدۂ اسرار حق سے حیران ہوگیا - تو یہ کہا کہ اس سے آگے مجکو ایک ایسی شئے کی جستجو ہے جو معمولی جستجو سے الگ ہے - اسے عمرؓ میں نہیں جانتا البتہ آپ جانتے ہیں - اسلیئے عرض ہے کہ میری رہنمائی کیجئے اور باطنی زبان سے گوش دل میں ڈالدیجئے - تاکہ میں واقف اسرار الٰہی ہوجاؤں -

	حال و قالے از ورائے حال و قال	غرق گشتہ در جمال ذوالجلال
ترجمہ	اور سے کچھہ اور بدلا حال و قال	ہوگیا غرق جمال ذوالجلال

شرح یعنے مطرب کا حال و قال اہل دنیا کے معمولی حال و قال سے بالکل جدا - اور وہ خود سراپا فنا اور غرق دریائے

جمال الٰہی ہوگیا۔ فنا فی اللہ اور استغراق کے یہی معنے ہیں جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔

	غرقہ نے کہ خلاصی باشدش	یا بجز دریا کسے بشناسدش
ترجمہ	غرق ہے ایسا۔ ابھرتا ہی نہیں	جانتا ہے اسکو رب العالمین

شرح۔ یعنے مطرب بحر جمال الٰہی میں ایسا غرق نہیں ہوا تھا۔ کہ اس سے نجات ہو سکتی۔ کیونکہ عشق حقیقی کی یہ شان نہیں ہوتی۔ کہ مجازی کیطرح آج ہے۔ اور کل نہیں۔ دوسرے مصرعہ میں اگر دریا سے ذات حق مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ مطرب کا دریائے عشق میں ڈوب جانا۔ ایسا نہ تھا۔ کہ اسکی کیفیت بجز ذات اور کسی کو معلوم ہو سکتی۔ کیونکہ غرقہ دریا کی حالت بجز دریا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اور اگر دریا بمعنے ولی ہے تو ولی را ولی مے شناسد کا مقولہ ہے۔ عوام کو اتنی عقل نہیں کہ عاشق صادق اور عاشق فاسق میں تمیز کر سکیں۔

	عقل جزو از کل پذیرا نیستے	گر تقاضا بر تقاضا نیستے
ترجمہ	عقل جز۔ کل سے پذیرا ہے ضرور	اور تقاضے پر تقاضا ہے ضرور

شرح۔ یہاں سے مولانا قدس سرہ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور کل سے مراد یا ذات حق ہے۔ جو تمام موجودات میں ساری ہے۔ یا عقل کل یعنے عقل جزوی اللہ تعالےٰ کیطرف سے یا عرش الٰہی اور قوت جبرئیلی کی جانب سے ہرگز پذیرائے استغراق وقبول کنندہ فنا نہوتی۔ اگر جذب حق کا تقاضے پر تقاضا نہوتا۔ کیونکہ وصول بحق بلا جذب حق غیر ممکن ہے۔ بعض نسخوں میں از کل گویا نیستی ہے۔ اس صورت میں لفظ کل باظہار تشدید لام پڑھا جائیگا۔ اور معنی یہ ہیں کہ عقل جزوی عقل کل سے یا ذات حق کے حال سے بیشک گویا اور متکلم نہوتے۔ اگر اسیکا تقاضا نہوتا۔ کیونکہ نطق اور تکلم بالاسرار اسی کل کے فیضان سے حال ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے کی شرط مؤخر ہے۔ اور پہلا جزائے مقدم۔

	چوں تقاضا بر تقاضا میرسد	موج آں دریا بدینجا میرسد
ترجمہ	چونکہ آتا ہے تقاضا دم بہ دم	یہاں تک آجاتی ہے غافل۔ موج یم

شرح۔ آں دریا سے بحر وحدت اور اینجا سے مرتبہ سلوک مراد ہے۔ یعنی چونکہ جذب حق (کشش الٰہی) تقاضے پر تقاضا کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسلئے سالک کا استغراق اور فنا ہوجانا اسی بحر وحدت کی موج ہے۔ جو قطرے کو دریا میں ملادینا چاہتی ہے۔ مطلب یہ کہ بلا تائید غیبی انسان اپنی کوشش سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا۔ نکتہ۔ ایک عارف کا مقولہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص مجذوب ہے۔ بعض کو سابقہ رحمت الٰہی نے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور بعض کو سابقہ غضب نے سابقہ رحمت کے مجذوب اولیاء اللہ اور نیک بندے ہیں۔ اور سابقہ غضب کے مجذوب کفار اور دیگر اشقیا ہیں۔ اس قاعدہ سے ہر شخص اپنی ذات کو معلوم کرسکتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا مجذوب ہے۔

	چونکہ قصہ حال پیر اینجا رسید	پیر و حالش روئی در دریا کشید
ترجمہ	قصہ جب پہنچا یہاں تک پیر کا	ہوگیا وہ غرق دریائے فنا

شرح - اینجا سے مقام استغراق مُراد ہے - جو بطفیل حضرت عمرؓ مطرب کو حاصل ہوگیا تھا - اور جسکی نسبت پہلے غرق گشتہ درجمال ذوالجلال فرمایا گیا ہے - مطلب یہ کہ جب پیر چنگی مقام استغراق تک پہنچگیا - تو وہ خود اور اُسکا حال دریائی وحدت میں جا چھپا - یعنے مُطرب عارف مستورالحال بنگیا - بعض نسخوں میں رو سے دربردہ کشید ہے - یعنے درپردہ فنافی الذات مطلب یہ کہ وہ بہت جلد مرتبۂ سلوک سے مرتبۂ استغراق تک پہنچگیا - اور فنافی اللہ ہوگیا -

	چیر دامن راز گفت وگو فشاند	نیم گفتہ در دہان او بماند
ترجمہ	گفتگو سب چھوڑ بیٹھا خوش صفات	رہ گئی آدہی کی آدہی مُنہ میں بات

شرح - یعنے مُطرب بحر استغراق میں غرق ہو کر ذکر ماضی و مستقبل سب کو بھول گیا - اور استغراق کے باعث اُسکی زبان سے طاقت گویائی بالکل زائل ہوگئی - اور جو بات کہنے کی تھی - وہ آدھی کہی اور آدہی اُسکے مُنہ میں رہگئی - مصرعۂ ثانی - کنایہ از فناء استغراق ہے - بعض نسخوں میں در دہانِ ما بماند ہے یعنے مولانا کہتے ہیں کہ اُسکا نصف کلام - اور نیم مقولہ ہماری زبان پر رہ گیا تھا - جو ہمنے بیان کردیا - ورنہ وہ صاحب مقامات علیہ تھا - جسکے مفصل بیان کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے کیونکہ اہل فنا کا حال لکھنا نہایت مشکل ہے -

	از پئے این عیش و عشرت ساختن	صد ہزاران جان بشاید باختن
ترجمہ	سچ ہے ایسے عیش و عشرت کے لئے	جان اپنی ہار دینی چاہئے -

شرح - عیش و عشرت سے مقام وحدت تک پہنچنا - اور تعینات و عالم کثرت سے نجات پا جانا مراد ہے - اور دوسرے مصرع میں جانبازی بمعنے فنافی الذات - یعنے مقام وحدت میں عیش و عشرت کرنے کے لئے ایک جان کیا لاکہ جانیں ہار دینی چاہئیں - کیونکہ مُقام وحدت آلہی بیش قیمت چیز ہے - کہ اُسکے مقابلہ میں لاکھوں جانیں ہیچ اور محض لاشئے ہیں - کسی نے سچ کہا ہے - ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ - نرخ بالاکُن کہ ارزانی ہنوز *

	در شکار بیشۂ جاں - باز باش	ہمچو خورشید جہاں - جاں باز باش
ترجمہ	صید دشت جانکی خاطر باز بن	شکل خورشید جہاں جانباز بن

شرح - پہلے مصرعہ میں لفظ باز بمعنے طائر شکاری - اور دوسرے میں جانباز وصفِ ترکیبی ہے بمعنے ساعی و کوشش کنندہ - اور بیشۂ جاں - سے بیابان معنوی مُراد ہے جسمیں جذبات رحمانی اور تجلیات روحانی کا شکار بکثرت ملتا ہے - یعنے اسے طالب باز کیطرح معنوی جنگل (عشق حقیقی) میں جذبات رحمانی - اور تجلیات روحانی کا شکار کیا کر - اور منزلِ عشق میں خورشید جہاں تاب کیطرح جانباز بنکر رہ - تاکہ تجھے نور معنوی حاصل ہو - خورشید کی جانبازی یا جانفشانی حکم آلہی کو ماننا - اور تمام عالم میں نور پھیلانا ہے - اور اُنہیں معنوں کی طرف آئندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے *

	جانفشاں افتاد خورشید بلند	ہر دمے تی مے شود - پُر مے کنند
ترجمہ	جانفشاں ہے چونکہ خورشید بلند	نور سے رہتا ہے پُر اسے عقلمند

شرح - لفظ تہی مخفف تہی ہے بمعنے خالی - مطلب یہ کہ جانفشانی سے تو یہ نہ سمجھ کہ میرا کچھ گھٹ جائیگا - نہیں بلکہ سب گھاٹا بھرتا رہیگا - چنانچہ آفتاب کو دیکھ لے کہ اپنی جان یعنے روشنی کو تمام دن عالم پر افشاں کرتا رہتا ہے - اور شام کو اسکا نور کم ہوجاتا ہے - مگر فیضان الٰہی صبح کے وقت اُس گھاٹے کو پھر بھر دیتا ہے علےٰ ہذا القیاس عشق الٰہی میں جانفشانی کرنے والے گو فنافی الذات ہوجاتے ہیں - مگر یہ فنا اُنکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتی - بلکہ زیادتی مراتب کا باعث ہے اور اس سے اُنہیں جدید زندگانی اور نئی روح حاصل ہوجاتی ہے -

	جاں فشاں اے آفتاب معنوی	مر جہان کہنہ را بنما نوی
ترجمہ	جان چھڑک اے آفتابِ معنوی	اور جہانِ کہنہ کو دکھلا نوی *

شرح - یعنے اے آفتاب عالم معنے (باعتبار انجام) والے سالکِ طریقِ عشقِ حقیقی (باعتبار ابتدا) تو راہِ حق میں جانفشانی کر - اور جہان کہنہ یعنے قلب خستہ کو (جو محبت ماسوی اللہ کے باعث ناکارہ ہوگیا ہے) گلشنِ عشقِ حقیقی کی تازگی دکھا نیز یہ ممکن ہے کہ آفتاب معنوی سے ذاتِ حق اور جان سے علم معرفت مُراد ہو جو باعثِ حیات روحانی ہے - اس صورت میں گویا مولانا یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ تو ہمیں علم و معرفت عطا فرما - اور جہان کہنہ یعنے قلب مُردہ کو اس سے نئی زندگی عنایت کر - کیونکہ روحانی زندگی علم الٰہی اور معرفت ربانی ہی کا نام ہے -

	در وجودِ آدمی جان و رواں	میرسد از غیب چون آبِ رواں
ترجمہ	آدمی کے جسم میں ہر لحظہ - جاں	آتی ہے یوں جس طرح آب رواں

شرح - یہ شعر تجدد امثال کیطرف اشارہ کر رہا ہے - جسکی بحث بالتفصیل گذر چکی ہے - اور یہاں اس شعر کے لانے سے یہ غرض ہے - کہ جب منبع فیض سے ہر وقت ہر چیز نئی ہوا کرتی ہے - تو جانفشانی سے تو کیوں گھبراتا ہے - اسکے عوض تجھ کو حیات ابدی نصیب ہوگی - پہلے مصرعہ میں رواں بمعنے روح ہے - اور دوسرے میں بمعنے جاری - اور مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں آب رواں کیطرح ہر دم بطور تجدد امثال غیب سے نئی روح آتی رہتی ہے - پھر کیا فنافی الذات ہونے کے بعد تجھے نئی زندگی اور حیاتِ ابدی حاصل نہ ہوگی ؟ یہ تیرا خیال غلط ہے - بلکہ ضرور ہوگی *

	ہر زماں از غیب نو نو میرسد	وز جہانِ تن بروں شو میرسد
ترجمہ	آتی ہے ہر دم ندا یہ غیب سے	چل نکل - اِس عالمِ پُر عیب سے

شرح - یعنے غیب سے عالم دنیا میں ہر دم - ہر چیز نو بہ نو ہو کر پہنچتی ہے - نیز یہ خطاب آتا رہتا ہے کہ از جہان تن بروں شو - یعنے اسے شخص جسم ظاہری سے نکلکر مرتبہ فنا فی اللہ حاصل کر تاکہ حیات جاودانی کا باعث ہو -

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا و بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق ست نہ مسرف راہ ہوا -

ترجمہ اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر۔ جو ہر روز بر سر بازار مُنادی کرتے ہیں۔ کہ لے خدا ہر سخی آدمی کو نعم البدل عطا فرما اور ہر بخیل کے مال کو ضائع کر۔ اور اس بات کا ذکر کہ سخی سے مراد وہ شخص ہے۔ جو راہِ حق میں کوشش کرے۔ اور اُسکا مال نیکیوں کے رستہ میں صرف ہوتا ہو۔ نہ کہ وہ جو نفسانی خواہشوں کے متعلق بیجا صرف کرے۔ اور اپنے آپ کو سخی سمجھے

شرح - یہ مولانا قدس سرہ پہلے یہ فرما چکے ہیں۔ کہ ہر زماں از غیب تو نو میرسد۔ اور اب اس حدیث کو جو بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ اُسی مطلب پر بطور استدلال نقل فرماتے ہیں۔ خلف بمعنے بدل۔ اور تلف بمعنے نقصان سے خلف و تلف اُخروی مراد ہے۔ یعنے ہر روز دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ لے خدا ہر سخی کو آخرت میں اجر نیک دے۔ اور ہر بخیل کو عقبےٰ میں نقصان پہنچا۔ اور اگر خلف و تلف مال دُنیوی مراد لیا جائے۔ تو بھی معنے درست ہیں۔ یعنے لے خدا سخی کو دنیا میں نعم البدل اور بخیل کو نقصان عنایت فرما۔ ہاں بعض مرتبہ جو سخی کو دنیا میں نعم البدل نہیں ملتا۔ اُسکا سبب یہ ہے کہ اُس نے شاید مملوک غیر میں سے خرچ کیا ہے۔ یا بے محل اُٹھایا ہے۔ اور بعض صورتوں میں جو بخیل کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اسکا باعث اُسکی اور بدنی عبادتیں ہیں۔ جو تلف سے روکتی ہیں۔ یا یہ سبب ہے کہ گو ممسک کا مال بالفعل تلف نہو۔ مگر اُمید ہے کہ عنقریب ہو جائیگا نیز اگر خلف و تلف سے اخلاق نیک و بد کا پیدا ہونا مراد ہو تو بھی صحیح ہے۔ کیونکہ اکثر سخی نیک اخلاق اور اکثر ممسک بدخلق ہوتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک فرشتہ سے قوت ملکیہ مراد ہے۔ جو حسب مضمون حدیث مذکورہ ہر وقت ندا کر رہی ہے۔ مگر اُسکو ہر کوئی نہیں سُن سکتا۔ اور اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ دو فرشتے آدمی کی صورت بنکر آواز دیتے ہیں۔ چنانچہ لفظ بازار سے یہی معنے معلوم ہوتے ہیں۔ جو اہل ظاہر نے سمجھے ہیں۔

	گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی مے کنند
ترجمہ	کہتے ہیں پیغمبروں کے مقتدا	دو فرشتے روز کرتے ہیں ندا

شرح - یعنے پیغمبر نے یہ فرمایا ہے کہ ہر روز عبرت کے لئے دو فرشتے سر بازار ندا کرتے ہیں۔ اور اُنکی ندا کا مضمون یہ ہے کہ

	کاے خدایا منفقاں را سیر دار	ہر درمشاں را عوض دہ صد ہزار
ترجمہ	رکھہ کریموں کو آلہی مالدار	اک درم کے بدلے میں دے سو ہزار

شرح - یعنے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ لے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھہ۔ اور اُن کو ایک درم کے بدلے لاکھ درم مرحمت فرما۔ کیونکہ تو وعدہ کر چکا ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کر دیتے ہیں۔

	اے خدایا ممسکاں را در جہاں	تو مدہ الا زیاں اندر زیاں
ترجمہ	اور جو ممسک مال و زر پر جان دے	اُسکو تو نقصان پر نقصان دے

شرح - اُنہیں فرشتوں کا مقولہ ہے۔ جو یہ ندا کرتے ہیں۔ کہ لے خدا بخیلوں کو بجز نقصان در نقصان کے اور کوئی چیز نہ دے۔ کیونکہ جب وہ تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُنکا مال بیشک ضایع ہو جانے کے قابل ہے۔

اے خدایا منفقاں رادہ خلف | اے خدایا ممسکاں رادہ تلف

ترجمہ - اے خدا اہل کرم کو دے خلف | ایخدا تو ممسکوں کو دے تلف

شرح - یہ شعر تتمہ کلام فرشتگان ہے - یعنے اے خدا سخیوں کو نعم البدل عطا فرما - اور بخیلوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ۔

منفق و ممسک محل بیں بہ بود | چوں محل باشد مؤثر مے شود

ترجمہ - ہے سخا و بخل جائے خاص پر | با محل ہیں دونو باتیں پُر اثر

شرح - یعنے سخی او بخیل وہی بہتر ہے - جو محل سخاوت و بخل پر نگاہ رکھے - اور خرچ وہیں کرے جو خرچ کرنے کی جگہ (مقام نیکی ہو) و بخل بھی وہیں کرے جو بخل کیجگہ (مقام بدی و نفس پرستی) ہو - ورنہ صرف کی جگہ بخل اور بخل کی جگہ صرف کفران نعمت خداوندی اور بالکل غیر مؤثر ہے - یعنے نہ دنیا میں کوئی نیک نتیجہ پیدا کرسکتا ہے - نہ عقبیٰ میں - مثلاً فقیروں مسکینوں - یتیموں - قرضداروں محتاج قرابت والوں کو دینا سخاوت ہے - اور رنڈیوں بھانڈوں - میلے - تماشوں - شہوت پرستیوں - حظوظ نفسانی سے متعلق جلسوں میں دینا کفران نعمت ۔

اے بسا امساک کز انفاق بہ | مال حق را جز بامر حق مدہ

ترجمہ - بخل بہتر ہے کہیں اسراف سے | مال حق کو دیکھ حکم حق سے دے

شرح - یعنے بہت سے محل ایسے ہیں - جن میں بخل کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے (ایسے موقعوں کی شرح ابھی بیان ہو چکی ہے) اسلئے اے مخاطب تجھ پر فرض ہے کہ اپنے مال کو جو فی الواقع تیرا نہیں ہے - بلکہ خدا کی امانت ہے بے موقع خرچ نہ کر - بلکہ وہیں اٹھا جہاں خدا کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اپنا مال نیکیوں میں صرف کرنا چاہتے ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دو ۔

تا عوض یابی تو مال بیکراں | تا نباشی از عداد کافراں

ترجمہ - تا عوض ملجائے مال بیکراں | تا نہو کفار میں سے میری جاں

شرح - یعنے اپنے مال کو حکم خداوندی اور مرضی الٰہی کے مطابق حسب محل صرف کر تاکہ اسکے بدلے میں بے انتہا دولت حاصل ہو - ورنہ بے محل خرچ کرنے سے تیرا شمار انہیں کافروں میں ہو جائیگا - جو پیغمبروں کے ستانے کو اپنا مال صرف کیا کرتے تھے - اور اسکو وسیلۂ ثواب سمجھتے تھے ۔

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا | چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفیٰ

ترجمہ - ذبح کرتے تھے شتر جو بیدریغ | مصطفیٰ پر تا ہو غالب انکی تیغ

شرح - یعنے بیجا صرف کرنیوالوں کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ کفار عرب نذریں مان مان کر اسلئے اونٹ ذبح کیا کرتے

کہ انہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتح حاصل ہو جائے - چونکہ یہ صرف بالکل بیجا تھا - اِسلئے ثواب کے بدلے اُنھیں الٹا عذابِ جہنم نصیب ہوا - اِسکے متعلق قرآن مجید کی آیت آئندہ نقل ہوگی نکتہ مولانا قدس سرّہ نے بیجا صرف کرنے والوں کو اُن کفارِ عرب سے تشبیہ دی ہے - جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے مغلوب کرنے کو اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے - یہ نہایت خوفناک تشبیہ ہے اور چونکہ قطب زمانہ کی زبان سے نکلی ہے اسلئے سالکین کو اُسکے سچ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہئے - اس تشبیہ کا نتیجہ یہ ہے - کہ بیجا صرف کرنے والے خدا اور اُسکے رسول کے صریح دشمن ہیں - نعوذ باللہ من ذلک ؏

	امرِ حق را باز داں از واصلے	امرِ حق را در نیابد ہر دلے
ترجمہ	حکمِ حق کو جان واصل سے کہیں	عالمِ حکمِ خدا ہر دل نہیں

شرح - واصلے اور دلے بیائے مجہول ہے - اور واصل سے دلے کامل مراد ہے - یعنے اے مخاطب امر خداوندی (مصرف مال) کو کسی ولی کامل سے پوچھ وہ تجھے سیدھا راستہ بتاویگا - کیونکہ ہر شخص امرِ حق کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا ؏

	چوں غلامِ یاغئے کو عدل کرد	مالِ شہ بر باغیاں او بذل کرد
ترجمہ	ہے وہ بدخو شاہ کا باغی غلام	مالِ شہ جو باغیوں کو دے تمام

شرح - یہاں لفظ عدل بمعنے خروج و بمعنے عدالت و انصاف دونوں طرح صحیح ہے - اور شاہ بمعنے خواجہ و مالک یعنے بیجا خرچ کرنے والے کی دوسری مثال اُس باغی غلام کی سی ہے جس نے مالک کی خفاظت و حکومت سے عدل یعنے خروج کیا یا اپنے ذہن میں اُسکو انصاف سمجھا کہ مالک کا مال باغیوں کو بخشدیا - نکتہ - اس شعر میں بیجا خرچ کرنے والے کی طرح اُس شخص کو بھی باغی (خدا و رسول کا دشمن) کہا گیا ہے - جو ناجایز اور خلاف شرع افعال کے وسیلہ سے مال حاصل کرے - اس سے صاف نکلتا ہے کہ رنڈی بھڑوے - ڈوم - ڈھاڑی اور تمام فساق و فجار خدا اور رسول کے دشمن ہیں - اور اُن کی پرورش کرنے والے اُس باغی غلام کی مانند ہیں - جو مالک کا مال چرا کر دیگر باغیوں کی نذر کرتا رہتا ہے - حاصل مطلب یہ کہ بیجا خرچ کرنے والا بندۂ خدا ہو کر خدا کا مال دشمنانِ خدا (فساق و فجار) کے حوالہ کرکے اپنے لئے قیمتی جہنم خریدتا ہے - اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ؏

	طرفہ تر کاں را ہمے پنداشت عدل	کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل
ترجمہ	اور اُسکو عدل سمجھے پُر غرور	یا کہے میں نے سخاوت کی ضرور

شرح - یعنے خدا کے مال کو بیجا صرف کرنا ایسا ہے - جیسے کوئی باغی غلام اپنے مالک کا مال دیگر باغیوں کی نذر کردے اور اُس پر عجیب بات یہ ہے کہ اس صرف بیجا کو سراسر انصاف اور عین جود و سخا خیال کرے - حالانکہ یہ محض بے انصافی اور جود و سخا سے کوسوں دور ہے ؏

	عدل ایں باغی و دادش پیشِ شاہ	چہ فزاید - دوری و روئے سیاہ
ترجمہ	عدل اُس باغی کا بیشک پیش شاہ	اور کردیگا اُسے بس روسیاہ

شرح - یعنے اُس باغی غلام کے عدل و سخا سے مالک کے روبرو اُسے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں - بلکہ اور نفرت اور روسیاہی بڑھ جائیگی - علیٰ ہذا القیاس بیجا خرچ کرنے والے کو بارگاہ مالک حقیقی سے ثواب کی جگہ عذاب جہنم اور روسیاہی کی اُمید رکھنی چاہئیے * بیجا صرف کرنا خدا کی امانت میں خیانت کرنی ہے جسکو کبیرہ گناہ سمجھنا چاہئیے -

در نُبی انذارِ اہل غفلت ست ۔ کان ہمہ انفاق ہاشان حسرت ست

ترجمہ: غافلوں کا ذکر ہے قرآن میں ۔ خرچ کرکے ہیں وہ سب نقصان میں

شرح - لفظ نُبی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے - جسکو فارسی زبان میں بمعنے قرآن مجید سمجھئے - بعض نسخوں میں نُبی کی جگہ نُبا ہے - بمعنے قرآن اور انذار بمعنے ڈرانا یا عبرت دلانا - یعنے اہل غفلت کے ڈرانے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ مضمون موجود ہے - کہ کافروں کے بیجا صرف کرنے کا انجام سراسر حسرت ہوگا - وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ٥ یعنے کافر اسلئے اپنے مال خرچتے (اور اونٹ ذبح کرتے) ہیں کہ لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے (ایمان اور تصدیق رسالت پیغمبر آخر الزماں) سے روکے رہیں یہ لوگ اس منصوبے میں عنقریب اپنا تمام مال خرچکر ڈالیں گے - اور انجام کو اُنکا بیجا خرچ کرنا اُنہیں کے لئے باعث حسرت ہوگا - اور یہ فتح مکہ کے دن عاجز و مغلوب کئے جائیں گے - دوسری آیت یہ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ ٥ یعنے اسمیں شک نہیں کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی یعنے ابلیس کے تابع فرمان اور اُسکے دوست ہیں - نیز عرب کا مقولہ ہے کہ لَا خَیْرَ فِی السَّرَفِ وَلَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ یعنے اسراف بیجا میں خیر نہیں اور خیر میں اسراف بیجا نہیں *

قربانی کردن سرداران عرب بامید قبول افتادن

پیغمبر کے خلاف قبولیت کی اُمید پر سرداران عرب کے اُونٹ ذبح کرنے کا ذکر

سروران مکہ در حرب رسول ۔ بودشان قربان بامید قبول

ترجمہ: مکہ والے بہر ایذائے رسول ۔ کرتے تھے اونٹوں کو قربان بوالفضول

شرح - یعنے سرداران مکہ اور کفار قریش اِس نیت سے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں فتح حاصل کریں - قربانیاں کیا کرتے تھے - اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرما کر ہمیں محمد علیہ الصلوٰۃ پر فتح دیگا - حالانکہ یہ سربسر اسراف بیجا تھا * اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکی قربانیاں ضایع ہوئیں - اور مکہ فتح ہوگیا -

بہر آں مومن ہمی گوید ز بیم ۔ در نماز اھدنا الصراط المستقیم

ترجمہ: اسلئے رہتا ہے ہر مومن کو بیم ۔ کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم

شرح - یعنے چونکہ جمیع طاعات و عبادات کا ثواب نیک نیتی پر مبنی ہے - اِسلئے مومنوں پر ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم (ہمارے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کہنا واجب ہے - گو نماز خود فعل خیر - اور صراط المستقیم ہے - لیکن تاہم فساد نیت

کے خوف سے ہر نماز میں آیت مذکورہ کی تکرار واجب کیگئی ہے علی ہذا القیاس سخاوت گو بظاہر فعل نیک اور طاعت ہے - مگر فساد نیت کے باعث شر اور موجب حسرت ہوجاتی ہے ٭

آں درم دادن سخی را لایق ست — جان سپردن خود سخائے عاشق ست

ترجمہ: گو درم دینا سخی کا کام ہے — جان دینی عشق کا انجام ہے

شرح - جان سونپنے سے مجاہدہ فی سبیل اللہ (خدا کے رستے میں جان دیکر کوشش کرنا) مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رستے میں فقط مال صرف کرتے ہیں انکا نام سخی اور جو جان تک جھونک دیتے ہیں انکا عرف عاشقان الٰہی ہے - چونکہ عشاق مال کو ہیچ سمجھتے ہیں - اسلئے انکا قول ہے کہ جس نے عشق کے رستے میں اپنی جان ندی وہ بخیل ہے ٭

نان دہی از بہر حق نانت دہند — جان دہی از بہر حق جانت دہند

ترجمہ: نان دینے والے کو ملتی ہے نان — جان دینے والے کو ملتی ہے جان

شرح - یعنے اگر تو خدا کے لئے کسی ضرورتمند کو روٹی دیگا - تو تجھے غیب سے فراخ روزی عطا ہوگی - اور اگر اسکے رستہ میں جان دے ڈالیگا - تو نئی زندگی عطا کیجائیگی - جو اس دُنیوی زندگانی سے بدرجہا افضل ہوگی - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ ٭ یعنے جو لوگ خدا کے رستے میں جان دے ڈالتے ہیں - انکو مُردہ نہ جانو - بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں - انکو روزی ملتی ہے - وہ خوش و خورم ہیں ٭

گر بریزد برگہائے ایں چنار — برگ بے برگیش بخشد کردگار

ترجمہ: جھاڑ دیگا برگ کو گر یہ چنار — بخشدیگا اور اسکو کردگار

شرح - چنار ایک قسم کا نہایت کلاں اور اونچا درخت ہوتا ہے - یہاں چنار سے بلند مرتبہ سخی مراد ہے - اور برگ بے برگے بمعنے عوض بے سامانی ہے - مطلب یہ کہ اگر اس چنار (بلند مرتبہ اور عالی حوصلہ سخی) کے پتے گرجائیں گے یعنے سخاوت کے سبب اسکا کچھ مال بحسب ظاہر کم ہوجائیگا - تو اللہ تعالیٰ اس بے برگی کا اچھا بدلا عنایت فرمادیگا - چنانچہ آئندہ شعر انہی معنوں کی تائید کر رہا ہے ٭

گر نماند از جود در دست تو مال — کے کند فضل الٰہت پائمال

ترجمہ: گر کرم نے لیا ہے تیرا مال — کب کریگا فضل خالق پائمال

شرح - یعنے اگر سخاوت کے سبب تیرے پاس کوڑی تک نہ رہے - تو اسکا خیال نہ کر - کیونکہ تجھ کو فضل الٰہی پامال نہ کرے گا بلکہ نعم البدل دیگا - جو مال خدا کے رستہ میں صرف کیا جاتا ہے وہ دُنیا میں بھی بڑھتا ہے - آخرت میں بھی -

ہر کہ کارد - گردد انبارش تہی — لیکش اندر مزرعہ باشد بہی

ترجمہ: بونے اسکا ذخیرہ [illegible] تہی — لیکن کھیتی [illegible]

شرح - کارُد صیغہ مضارع غائب ہے مشتق از کاشتن بمعنے بونا - کھیت میں بیج ڈالنا - اور انبار بمعنے ذخیرۂ تخم یعنے جو شخص کھیتی بونی شروع کرتا ہے - اُسکا انبارِ تخم گو بحسب ظاہر خالی ہو جاتا ہے - لیکن باعتبار باطن کھیت میں اُسکے لئے بہت کچھ بہتری کے سامان موجود ہوتے ہیں - دیکھ لیجئے ایک ایک تخم سے غلہ کے ہزاروں دانے نکل آتے ہیں - اور زمیندار مالا مال ہو جاتے ہیں - اسیطرح سخاوت کرنے سے گو تھوڑا سا مال ہاتھ سے نکلجاتا ہے - مگر ایک درم کے ستر تو دُنیا میں ملجاتے ہیں - اور ذخیرۂ آخرت کا حال خدا کو معلوم ہے ۔

	وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد	اسپش و موش حوادثہاش خورد
ترجمہ	ڈھیر رکھا جسنے اور صرفہ کیا	اُسکو بس موش حوادث کھاگیا

شرح - ماند بمعنے گذاشت اور صرفہ بمعنے تنگی ہے - اور اسپش فرید علیہ سپش ہے - سپش جُوں کو کہتے ہیں - اور یہاں اس لفظ سے وہ چھوٹا سا جانور مُراد ہے - جو اناج میں پیدا ہوجاتا ہے - اور جسکو اُردو والے سُرسُری کہتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ جسنے تخم کو ذخیرہ ہی میں چھوڑ دیا - اور غلہ بونے میں تنگی کی - اُسکے تخم کو سُرسُریاں اور حادثات زمینی و آسمانی کے چوہے کھا گئے - نہ تخم رہا - اور نہ کھیت بویا گیا - علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے سے بخیلی کرتے ہیں وہ نفع تو کیا اُٹھائیں گے - اصل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ سخی اللہ سے قریب - جنت سے قریب آدمیوں سے قریب دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے دور - جنت سے دور - آدمیوں سے دور - دوزخ سے قریب ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ بَشِّرُوا مَالَ الْبَخِیْلِ بِحَادِثٍ اَوْ وَارِثٍ یعنے بخیل کو خبر دیدو کہ تیرے مال پر یا کوئی آفت آئیگی - یا کوئی وارث کھائیگا -

	ایں جہان نفی است در اثبات جو	صورتت صفر ست در معنات جو
ترجمہ	یہ جہاں منفی ہے تو باقی کو ڈھونڈ	تیری صورت صفر ہے معنی کو ڈھونڈ

شرح - یعنے عالمِ دُنیا سراسر معدوم و فانی اور ذات حق بیشک اثبات و باقی ہے - تو فانی کا لحاظ چھوڑ کر اثبات کو ڈھونڈ - اور اپنی ظاہری صورت کو جو صفر یعنے اسرار سے خالی ہے ترک کر کے اپنے معنے و مطلوب یعنے ذاتِ حق کو طلب کر - جو صیغہ امر مشتق از جستن - یہاں معنی کوشش کرنا ہے - اور معنات میں تائے فوقانی بمعنے خود ہے ۔

	جان شور و تلخ پیش تیغ بر	جان چوں دریائے شیریں را بخر
ترجمہ	جان شور و تلخ کو کر دے حلال	جان شیریں کو خرید لے باکمال

شرح - یعنے اس جان کو جو غلبۂ نفس امّارہ اور اوصاف جسمی کے باعث شور و تلخ ہوگئی ہے تیغ فنا کے سامنے لیجا یعنے روح حیوانی کو قتل کر دے تاکہ مرتبہ بقا حاصل ہو - اور اسکے بدلہ میں وہ جان باقی (وصال آلہی) خرید لے جو دریائے شیریں کی مانند ہمیشہ فیض رساں ہے ۔

ورنمے دانی شدن زیں آستان　　گوش کن بارے زمن ایں داستان

ترجمہ　تجھ سے گر چھٹتا نہیں یہ آستان　　آسنائیں اک عجائب داستان

شرح - یعنے اگر تو آستان پستی سے بارگاہِ عالی کیطرف جانا نہیں چاہتا - تو یہ داستان سُنلے - شاید تجکو اس سے آستانہ دُنیا کے ترک اور بارگاہِ عالی کے اختیار کا شوق پیدا ہو جائے - بعض نسخوں میں نے دانی کی جگہ نے تانی ہے - مخفف توانی

قصۂ خلیفہ کہ در کرم در زمانِ خود از حاتم گذشتہ بود

ترجمہ　ایک بادشاہ وقت کا قصہ جو اپنے جود و کرم میں حاتم سے بڑھ گیا تھا

یک خلیفہ بود در ایامِ پیش　　کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش

ترجمہ　اگلے وقتوں میں اک ایسا شاہ تھا　　حاتم اُسکا بندۂ درگاہ تھا

شرح - یعنے پہلے زمانے میں ایک ایسا سخی بادشاہ تھا - کہ اُسکی بخشش نے حاتم کو اپنا غلام (رہین کرم) بنالیا تھا یعنے اُسکا کرم جود حاتم پر غالب تھا - حاتم ایک مشہور سخی کا نام ہے - جسکے زمانہ پر پیغمبر آخر الزماں نے فخر کیا ہے ؞

رایت جود و کرم افراشتہ　　فقر و حاجت از جہاں برداشتہ

ترجمہ　تھا بلند اُسکی سخاوت کا علم　　ضامنِ حاجات تھا اُسکا کرم

شرح - یعنے اُس بادشاہ نے علم جود اسقدر بلند کیا - کہ فقر و حاجت کے معنے جہان سے اُٹھ گئے - لوگوں کی حاجتیں بالکل رفع ہوگئیں - اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُسکے جود کے باعث زمانہ میں کوئی محتاج ہی نہیں رہا - بلکہ یہ غرض ہے کہ اُسنے اکثر کی حاجت برآری کی

بحر و کان از جودِ او صاف آمدہ　　دادِ او از قاف تا قاف آمدہ

ترجمہ　بحر و کاں اُسکی سخاوت سے تھے صاف　　داد اُسکی قاف سے تھی تا بقاف

شرح - یعنے دریا اور کانیں اُسکے جود سے خالی ہوگئیں - اور اُسکی داد قاف سے قاف (ابتدا سے انتہائے عالم) تک پہنچگئی - اس شعر میں اُس خلیفۂ کریم کے جود و سخا کو شاعرانہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ؞

در جہانِ خاک ابر و آب بود　　مظہرِ بخشائش وہاب بود

ترجمہ　اِس جہاں میں رشک ابر و آب تھا　　مظہرِ بخشائش وہاب تھا

شرح - جہانِ خاک سے عالمِ خاکی یعنے دنیا مراد ہے - اور ابر و آب بمعنے کریم و فیاض - یعنے وہ بادشاہ دنیا میں بمنزلہ ابر و آب اور صاحب فیض و احسان اور مظہر اسم وہاب تھا یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی کی جہلک اُسمیں پائی جاتی تھی ؞

از عطایش بحر و کان در زلزلہ　　سوئے جودش قافلہ در قافلہ

ترجمہ　بحر و معدن کو سخا سے زلزلہ　　جود فرما - مرجع ہر قافلہ

شرح - زلزلہ سے عجز وخجالت اور لغزش و اضطراب مراد ہے اور قافلہ در قافلہ یعنے گروہ در گروہ - یعنے اسکی بخشش سے دریا اور کانیں عجز وخجالت کی حالت میں زبانِ حال سے کہہ رہی تہیں - کہ اب ہم میں کچہ نہیں رہا - ہمارا سارا سرمایہ اُسکے جود وکرم کے کام آگیا ہے - اور دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجتمند گروہ در گروہ اُسکے کرم کی طرف متوجہ ہوتے تھے - اور مالا مال ہوکر اپنے اپنے گہر کی طرف چلے جاتے تھے ؎

	قبلۂ حاجت در ودروازہ اش	رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
ترجمہ	قبلہ کل اُسکا دروازہ ہوا	دہر میں بخشش کا آوازہ ہوا

شرح - در سے باب قلعہ اور دروازہ سے داخل آستانہ بارگاہ مراد ہے - یعنے اُس بادشاہ کا آستانہ قبلہ حاجت تہا یعنے ضرورت مند ہمیشہ اُسکی طرف متوجہ رہتے تھے - اور اُسکے جود کا آوازہ تمام عالم میں پہیلگیا تھا - اُسکا کرم سب جگہ مشہور تھا ؎

	ہم عجم ہم روم و ہم ترک وعرب	ماندہ از جود وسخایش در عجب
ترجمہ	کیا عجم کیا روم کیا ترک وعرب	جود سے اُسکے تھے حیراں یکسب
	آب حیواں بود و دریائے کرم	زندہ گشتہ ہم عرب و ہم عجم
ترجمہ	آب حیواں تھا وہ دریائے کرم	اُس سے زندہ سب عرب سارا عجم

شرح - یعنے ترک وروم اور عرب وعجم سب اُسکی سخاوت سے متعجب تھے - اور وہ بادشاہ آبِ حیواں اور دریائے کرم تہا - جسکی فیض رسانی اور جود وعطا کے باعث عرب وعجم یعنے ہفت اقلیم کے محتاج اور ضرورت مند لوگ پرورش پاتے تھے - ان شعروں میں خلیفہ کی سخاوت کو بطور شاعرانہ مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے ؎

	اندر ایام چنیں سلطان داد	بشنو اکنوں داستانے باکشاد
ترجمہ	ایسے باذل بادشہ کے وقت کی	داستانِ طول سُن لے معنوی

شرح - یعنے ایک سخی بادشاہ کے زمانہ کا ایک طویل قصہ سُنلے جو ایک اعرابی درویش اور اُسکے گہر والی سے متعلق ہے اور جسمیں بڑے بڑے اسرار معرفت بیان کئے گئے ہیں - داستانے باکشاد یا تو یعنے داستان طویل ہے یا یہ معنے ہیں - کہ اُس کریم بادشاہ کے وقت کی ایک ایسی داستان سُنلے جو بے حد کشایش دل اور کشف اسرار کا باعث ہے

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردن زن با او از فقر و درویشی

ترجمہ	ایک اعرابی درویش اور اُسکے ساتھ فقیری و محتاجی کے باعث اُسکی گہر والی کے لڑنے جہگڑنے کا قصہ

	یکشب اعرابی زنے مر شوئے را	گفت واز حد برد گفت وگوئے را
	ایک شب اعرابی سے کی عورت نے بات	گفتگو شوہر سے کی اور لڑپڑی
ترجمہ	کیں ہمہ فقر و جفا ما مے کشیم	جملہ عالم در خوشی ما نا خوشیم
	یعنے یہ سب فقر و فاقہ کا ہے ستم	اک زمانہ خوش ہے اور ناخوش ہیں ہم

شرح - یعنے ایک اعرابی کی بیوی نے خاوند سے یہ کہا کہ افسوس ہم کسقدر محتاجی کی مصیبت اور تنگ دستی کے ظلم اٹھا رہے ہیں - اور اس پر رشک کا صدمہ الگ ہے کہ تمام عالم خوش و خورم ہے - اور ہم فقر و فاقہ کیحالت میں بدمزہ زندگانی گذار رہے ہیں - اس فقیری اور محتاجی کیحالت میں کب تک زندگی بسر ہوگی ؟

	نانِ ما نے - نانخورش ما درد و رشک	کوزۂ ما نے - آبِ ما از دیدہ اشک
ترجمہ -	ہائے بے روٹی ہے سالن درد و رشک	وائے بے کوزہ ہے پانی آب اشک

شرح - نانخورش - لگاون یا سالن جو روٹی کے ساتھ کہایا جاتا ہے - اور دیدہ اشک میں اضافت مقلوب ہے یعنے عورت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے کہانے کو روٹی تو ہے ہی نہیں - البتہ سالن کیجگہ درد اور رشکِ اغیار موجود ہے - اور ہمارے گہر میں پانی پینے کو پیالہ تک ندارد ہے - البتہ پانی پینے کیجگہ اشک دیدہ (آنکھوں کے آنسو) بہت ہیں -

	جامۂ ما روز تابِ آفتاب	شب نہالین و لحافِ ماہتاب
ترجمہ	روز کا کپڑا ہے تاب آفتاب	اور لحاف شب ہے گویا ماہتاب

شرح - نہالین بمعنے توشک (نیچے بچھانے کا بستر) اور لحاف اوپر اوڑھنے کی چیز - مطلب یہ کہ تنگی کے سبب یہ حال ہے کہ دن میں تاب آفتاب (دہوپ) ہمارے بدن کے لئے کپڑا بنجاتی ہے - اور رات کو ماہتاب (چاند کی چاندنی) توشک اور لحاف کا کام دیتی ہے - غرضکہ نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو - اس شعر میں کھانے پینے کی بے سامانی کو مبالغہ سے بیان کیا ہے ؛

	قرصِ مہ را قرصِ نان پنداشتہ	دست سوئے آسماں برداشتہ
ترجمہ	قرص مہ کو جانتے ہیں قرص نان	ہیں ہمارے ہاتھ سوئے آسمان

شرح - یعنے ہم اسقدر فاقہ زدہ ہیں کہ بھوک میں قرص مہ (چاند کی ٹکیا) کو ہمنے قرص نان (روٹی کی ٹکیا) فرض کرلیا ہے - ورنہ فی الواقع روٹی دیکھنے کو بھی نصیب نہیں ہوتی - اور ہمارے ہاتھ ہر وقت اس دعا کے لئے کہ اللہ - دال روٹی بہیج - آسمان کیطرف اٹھے ہوئے ہیں - اس شعر میں روٹی نہ ملنے کو بطور مبالغہ قرص مہ سے تشبیہ دیگئی ہے -

	ننگ درویشاں ز درویشی ما	روز و شب از روزی اندیشی ما
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ننگ درویشاں ہیں ہم	رات دن رہتا ہے بس روزی کا غم

شرح - روزی اندیشی بیائے معروف بمعنے فکر قوت لایموت ہے - یعنے ہماری محتاجی اس درجہ تک پہنچگئی ہے کہ خود محتاجوں کو ہم سے شرم آتی ہے - اور فکر روزی کے باعث ہمارا روز روشن شب تاریک بنگیا ہے - عموماً ہر مصیبت اور خصوصاً بھوک کی شدت کے وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے - دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں - یہ معنی اُس صورت میں ہیں کہ لفظ روز - شب بلا واو عطف ہو - اور اگر مع عطف ہے تو یہ مطلب ہے - کہ روز و شب کی فکر روزی اور اس میں منہمک رہنے کے سبب ہماری درویشی ننگ درویشاں ہوگئی ہے - یعنے دیگر درویش

ہمیں نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور ہمیں بندہ شکم اور عبد الدرہم ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔

	خویش و بیگانہ شُوو از ما رماں	بر مثالِ سامری از مرداں
ترجمہ	اپنے بیگانے ہیں سب ہم سے بری	جس طرح مخلوق سے تھا سامری

شرح۔ سامری حضرت موسیٰ کے ہمراہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا۔ فرعون کے غرق ہوجانے کے دن اُس نے حضرت جبرئیل کو دیکھا۔ کہ اُنکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خشک گھانس ہری ہوجاتی ہے۔ اِس سے اُس نے جان لیا کہ اسکا خاصّہ اِحیا یعنے زندہ کرنیکا ہے۔ تھوڑی سی خاک اُٹھا کر اپنے پاس کر لی۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے۔ اور حضرت ہارُون کو اپنا خلیفہ کر گئے۔ سامری نے فرعونیوں کا مال جو بنی اسرائیل کے ہاتھ لگا تھا اکھٹا کرایا۔ اور سونے چاندی کے زیور گلا کر ایک بچھڑا بنالیا۔ اور اُس خاک کو گوسالہ کی تصویر میں ڈالدیا۔ وہ بچھڑے کی سی آواز دینے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے۔ بنی اسرائیل اُسکو پوجنے لگے۔ اور حضرت ہارُون کے منع کرنے سے نہ مانے۔ جب حضرت موسیٰ طور سے واپس تشریف لائے۔ اور سامری کا حال سُنا۔ تو اُسکے حق میں یہ بد دعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ شخص تنہا جنگل میں رہا کرے اور آدمیوں کے چھونے سے اِسکو تکلیف پہنچا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جو پاس آتا تھا۔ اُسکو سامری لامساس لامساس (نہ مجھے نہ چھو۔ مجھے نہ چھو) کہتا تھا۔ اور جو شخص بھولکر اُسے چھو لیتا تھا۔ تو سامری اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمارے افلاس کے باعث سب اپنے اور بیگانے ہمسے اِس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آدمیوں کو پاس سے سامری بھاگتا تھا۔ اور لامساس کہتا تھا۔ یہ شعر بھی مقولۂ زنِ اعرابی ہے۔

	گر بخواہم از کسے یک مشت نسک	مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک
ترجمہ	گر کسی سے چاہوں ایک مٹھی مسور	دور سے کہہ دے کہ چل لے مرگ و در

شرح۔ نسک بمعنے عدس ہے یعنے مسور۔ اور جسک بمعنے رنج و بلا و درد یعنے اَعرابی کی عورت اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ محتاجی کے باعث ہمارا یہ حال ہے کہ اگر میں کسی سے مٹھی بھر مسور (تھوڑی سی چیز) مانگتی ہوں تو وہ یہ کہتا ہے۔ کہ ملے مجسم مرگ و درد۔ کیوں مرنے کو پھر رہی ہے۔ خاموش رہ۔ یہاں ہتیا نہ دے۔ چلتی پھرتی نظر آ۔ آگے بڑھ عموماً فقیروں کو لوگ ذلیل سمجھ کر اُنکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں۔

	مر عرب را فخر و عزّت و عطا	در عرب ما ہمچو اندر خط خطا
ترجمہ	ہے عرب کے واسطے فخر عطا	ہم یہاں ہیں جسطرح خط میں خطا

شرح۔ عورت اعرابی سے یہ کہہ رہی ہے۔ کہ عموماً عرب صاحب فخر و عزت اور اہل جود و عطا ہوتے ہیں اِن میں سے اکثر دولت مند ہیں۔ اور غریب بھی ہماری طرح محتاج نہیں۔ بلکہ بقدر ضرورت معاش سے فارغ ہیں۔ البتہ ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دور ہوجانے کے سوا اور کسی قابل نہیں ہیں۔ ہماری زندگی بالکل ہیچ ہے۔

بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے۔ مر عرب را فخر غزو ست و عطا۔ اس صورت میں غزو بمعنے جہاد ہے یعنے اہل عرب جہاد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ جہاد یا مرتبۂ شہادت ہے یا حصول غنیمت۔ اور اجر آخرت۔ نیز عرب والے جود و عطا کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ غرضیکہ بجز ہمارے دیگر تمام اہل عرب شجاعت و سخاوت میں ممتاز ہیں۔ اور ہم صرف غلط کیطرح لاشے۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ در عرب ما ہمچو خط اندر خطا۔ اس صورت میں خطا سے ملک خطا مراد ہے۔ یعنے ہم عرب میں اسطرح ہیں۔ جسطرح کوئی عرب کا خط ملک خطا میں چلا جائے۔ اور ناروائی کے سبب وہاں کوئی اسکا قدر دان نہ ہو۔ اسیطرح ہمارا کوئی پرسان حال نظر نہیں آتا۔

	چہ غزا ما بے غزا خود کشتہ ایم		ہم بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم
ترجمہ	جنگ کیا بے جنگ ہی کشتہ ہیں ہم		تیغ نیستی سے اپنے سر گشتہ ہیں ہم

شرح۔ یعنے جہاد کیسا۔ ہم تو بلا جہاد ہی مرے پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمیں فقر و فاقہ کی تلوار اور بھوک پیاس کے خنجر نے خود ہی بے سر و بیجان کر رکھا ہے۔ بعض نسخوں میں بے غزا (بمعنے بلا جہاد) کی جگہ بی غذا بدال معجمہ ہے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ ما بشمشیر عدم سرگشتہ ایم۔ بے غذا بمعنے بے نان و نفقہ اور عدم بمعنی نیستی و بے سامانی ہے۔ عورت کہہ رہی کہ دیگر اہل عرب کی طرح ہم سے کیا خاک جہاد ہو سکتا ہے۔ ہم تو بلا نان و نفقہ۔ گویا گھر بیٹھے مرے ہوئے ہیں۔ ہمیں بے سامانی کی شمشیر نے سرگشتہ (حیران یا عاجز) کر دیا ہے۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شعر میں غزو کی جگہ غزو مناسب ہے

	چہ خطا ما بے خطا در آتشیم		چہ نوا ما در دو غم را مفرشیم
ترجمہ	کیا خطا۔ ہم آگ میں ہیں بے خطا		سر بسر ہیں درد و غم میں مبتلا

شرح۔ اس سے پہلے عورت کہہ چکی ہے کہ۔ در عرب ما ہمچو اندر خط خطا۔ یہاں اس مقولہ سے خراب کرکے یہ کہتی ہے کہ ہم حرف غلط کیطرح نہیں ہیں۔ اگر ایسے ہوتے تو ضرور صفحۂ دنیا سے اٹھ جاتے۔ بلکہ بلا خطا رشک اغیار اور اپنی بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اور نوا (سامان معاش) کیسا۔ ہم تو درد و غم معاش کا بچھونا بنے ہوئے ہیں۔ یعنے سراپا درد و غم ہیں۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں خطا تقصیر اور غلطی ہی کے معنوں میں ہے۔

	چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم		مر مگس را در ہوا رگ مے زنیم
ترجمہ	اس گدائی پر تکبر کا ہے قصد		کھولدی اڑتی ہوئی مکھی کے فصد

شرح۔ یعنے اہل عرب کی طرح دوسروں کے ساتھ احسان و عطا کیا خاک ہو سکیگا۔ ہم آپ ہی گدا ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی گدائی پر تنتے ہیں۔ فخر کرتے ہیں۔ اکڑتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے۔ کہ بھوک کی شدت میں خون پی لینے کے ارادہ سے اڑتی مکھی کی فصد لینے کا قصد رکھتے ہیں۔ نکتہ چونکہ عورت کا نان و نفقہ خاوند کے ذمے فرض ہے۔ اسلئے اعرابی کی عورت اپنی طرف منسوب کرکے یہ طعنے اپنے خاوند کو دے رہی ہے۔ تاکہ اسے غیرت آئے اور کھانے کمانے

فکر کرے سب پہلے مصرع سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا خاوند گدائی شکبر تھا۔ جسکا حال عورت ہی کی زبان سے آیندہ معلوم ہونے والا ہے۔ نیز گدائے شکبر کی مذمت کے متعلق صحیح حدیث آیندہ منقول ہوگی ؛

	گر کسے مہمان رسد گر من منم	شب بہ خسپد و نقش از تن برکنم
ترجمہ	گر کوئی مہمان آئے یا عجب	اُسکے ہم کپڑیں آتاریں وقت شب

شرح - عورت اپنے خاوند سے بطور مبالغہ اپنی مفلسی کا اظہار کرکے یہ کہتی ہے کہ اگر بالفرض میرے گھر کوئی مہمان آجائے اور میں۔ میں ہی رہوں۔ یعنے اسی افلاس کی حالت میں رہوں۔ جس حالت میں کہ اب ہوں۔ تو سوتے وقت ضرور اُسکی گدڑی (بدن کے کپڑے) اُتارلوں گی۔ غرضکہ ہمارا افلاس اس درجہ تک پہنچگیا ہے۔ کہ مہمان کی تواضع کے بدلے ہم اُسکے مال میں خیانت کرنے کو آمادہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ؛

	زیں نمط ایں ماجرا و گفتگو	برد از حدّ عبارت پیش شو
ترجمہ	اسطرح یہ ماجرا اور گفتگو	لے گئی دُکھیا خصم کے روبرو

شرح - عبارت بمعنے بیان ہے۔ یعنے عورت نے اس طریقہ گفتگو اور شکایت افلاس کو خاوند کے رُوبرو حد بیان سے باہر پہنچا دیا

	کز عنا و فقر ماگشتیم خوار	سوختیم از اضطرار۔ ایں اضطرار
ترجمہ	یعنے تنگی نے کیا ہے ہمکو خوار	آتش سوزندہ ہے یہ اضطرار

شرح - عنا بمعنے رنج و تکلیف اور فقر بمعنے محتاجی ہے۔ اور لفظ ایں اضطرار۔ ترکیب میں از اضطرار کا بدل یعنے عطف بیان واقع ہوا ہے۔ جس سے مطلق اضطرار سابق کی خاص اضطرار فقر کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے۔ یعنے عورت یہ کہتی ہے کہ ہم رنج و تکلیف اور فقر و فاقہ کے باعث ذلیل و خوار ہوگئے ہیں۔ اور اُس بیقراری کی آگ میں جلگئے ہیں۔ جو اس فقر و فاقہ کے ساتھ تخصیص رکھتی ہے۔ بعض نسخوں میں سوختیم از اضطراب و اضطرار ہے۔ اس صورت میں یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ؛

	تا بکے۔ ما ہمچنیں خواری کشیم	غرقہ اندر بحر ژرف آتشیم
ترجمہ	خوار کب تک بیٹھے جی دنیا میں ہوں	غرق کب تک آگ کے دریا میں ہوں

شرح - عورت کہتی ہے کہ اے شخص ہم اس فقر و فاقہ کی آگ کے گہرے دریا میں کب تک ڈوبے رہیں۔ اور کب تک ذلت و خواری اُٹھائیں

	ناگہ ار روزے درآید میہماں	شرمساری ما بریم از وے بجاں
ترجمہ	آئے گر ناگاہ کوئی میہماں	روبرو اُسکے ہوں ہم شرمندہ جاں

شرح - یعنے اے نکٹو مرد سے۔ تو اس بات پر تو خیال کر کہ اگر اچانک ہمارے ہاں کوئی مہمان کہیں سے آجائے۔ تو ہمیں کیسی ذلت اُٹھانی پڑے۔ کیونکہ گھر میں آٹا دال تو درکنار۔ تو اچھوڑا ٹاٹ تک نداردہے۔ اس حالت میں آنے والا ہمیں کسقدر ذلیل سمجھے گا۔ ایسی ذلت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ؛

لیک مہمان گر در آید بے ثبوت	دانکہ کفش میہمان سازیم قوت
ترجمہ: آگیا گر کوئی مہمان بے ثبوت	جان رکھہ ہے اُسکی جوتی اپنی قوت

شرح بے ثبوت یعنے بلاثبوت خبر و بلا واقفیت حال ہے مطلب یہ کہ اگر ہمارے گہر ناگاہ کوئی ایسا مہمان آجائے جو ہمارے فقر و فاقہ کی حالت سے واقف ہو تو ہمین فقط شرمندگی ہی حاصل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا مہمان وارد ہو جو ہمارے حال سے بے خبر ہو تو اے مرد وے اس بات کو یقینی طور پر جان لے کہ شرمندگی سے قطع نظر اُسکے مال مین ہمین خیانت بہی کرنی پڑیگی۔ یعنے اُسکی جوتیان چرا کر ضیافت کا انتظام کرینگے۔ اور مہمان کی مدارات اُسی کی جوتیون کا طفیل ہوگا۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم مہمان کی جوتیان گانٹہہ کر روزی حاصل کرینگے۔ حالانکہ جوتی گانٹہنا خود بے آبروئی ہے۔ اسپر اپنے مہمان کی جوتی گانٹہنا گویا سر بازار جوتیان کہانے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم اپنے مہمان کی جوتیان کہائین گے یعنے فقر و فاقہ کے باعث مہمان کی آنکہون مین اسقدر ذلیل ہونگے گویا اُسنے ہماری جوتے مارے ہین۔

مغرور شدن مریدان محتاج بمدعیان مزور و ایشان را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از نقل نادانستن و نیافتن

ترجمہ مریدانِ محتاج ارشاد و ہدایت کا مکار مدعیون سے دہوکا کہانا اور اُنکو شیخ واصل گمان کرنا اور کہرے کو کہوٹے یا اصل کو نقل سے جُدا نہ کرنا

بہر این گفتند دانایان فن	میہمان محسنان باید شدن
ترجمہ: اسیلئے ہے قول دانایانِ فن	جب بنے تو نیک کا مہمان بن

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اس سے پہلے عورت اپنے خاوند سے کہہ چکی ہے کہ ہم افلاس کے باعث اپنے مہمانون کے مال مین خیانت کرنے کے قابل رہگئے ہین۔ مولانا قدس سرہ نے اسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مکار صوفی غذائے معنوی سے بے بہرہ اور نقد عشق الٰہی سے مفلس ہوتے ہین اور اُنکے مرید دہوکا کہا کر اُنہین شیخ کامل خیال کر لیتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ بجائے فائدہ علم و معرفت حاصل کرنے کے الٹا نقد عمر لٹا بیٹہتے ہین اسیلئے واقفان اسرار کا قول ہے کہ محسنون نیکو کارون اور کامل مُرشدون کا مہمان یعنے مرید ہونا چاہیئے۔

تو مرید و میہمانِ آن کسی	کو ستاند حاصلت را از خسی
ترجمہ: تو ہے اُسکا میہمان اُسکا مرید	تیرے سے لیتا ہے محاصل جو پلید

شرح یعنے اے بہولے بہالے مُرید تو اُس شخص کا مہمان یعنے مرید ہو گیا ہے جو بجائے اسکے کہ تجہے کسیطرح

کا فائدہ پہنچا سکے اپنے کمینے پن سے خود تیرے حاصلات (نقد و مال یا نذر و نیاز یا بدنی خدمتین) سے لے رہا ہے اور دن رات تجھے لوٹ رہا ہے۔

	نیست چیرہ چون ترا چیرہ کند	نور ندہد مر ترا تیرہ کند
ترجمہ	خود ہے عاجز تجھکو دے کیا چیر گی	نور کے بدلے ملیگی خیرگی

شرح یعنے مکار شیخ معرکۂ علم و معرفت مین خود ہی چیرہ دست نہین بلکہ مغلوب حرص و نفس ہے پھر ایسا شخص اپنی تربیت سے تجھے کیونکر چیرہ دست بنا سکتا ہے۔

	چون ورا نورے نبُد اندر قران	نور کے یابند از وے دیگران
ترجمہ	آپ ہی بے نور ہے وہ پر غرور	دوسرے حاصل کرین کیا اُس سے نور

شرح سبع سیارہ مین سے (سوائے آفتاب) دو ستارون کے ایک بُرج مین جمع ہونے کو قران کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ستارون کے ایکجا جمع ہونے سے روشنی زیادہ ہو جاتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ شیخ مزوّر و مرشد مکار کے دل مین باوجود ادعائے قرانِ مشتری عشق و زہرۂ معرفت خود ہی نورِ الٰہی نہین ہوتا اسلیے دیگر مرید اُس سے کیونکر نور باطن حاصل کر سکتے ہین۔

	ہمچو اعمش کو کند دارو ے چشم	چہ کشند در چشم ہا اِلّا کہ پشم
ترجمہ	ڈہلکے والا کیا کرے دارو ے چشم	پہوڑ دیگا آنکھہ کو بھر بھر کے پشم

شرح اعمش لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین جسکے آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو مطلب یہ کہ جو شخص خود مریض چشم ہو وہ غیرون کے آنکھون کا علاج کیا خاک کریگا بجز اسکے کہ آنکھون مین صوف بھرے جس سے بیمار چشم اور زیادہ بیمار ہو جائین۔ کیونکہ آنکھون مین جب صوف یعنے بال بھر دیئے جائینگے تو اُس شخص کو ایک کے دو نظر آئینگے یہی حال شیخ مزور کا ہے کہ مریدون کی چشم باطن مین عالم کثرت کے بال بھر دیتا ہے جس سے عالم وحدت کی جگہ کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے۔

	حال ما این ست در فقر و عنا	ہیچ مہمانے مبا مغرور ما
ترجمہ	فقر مین یہ کچھ ہمارا حال ہے	بد ہے وہ مغرور جو کنگال ہے

شرح لفظ ما سے مکار شیخ مراد ہین اور اپنی طرف منسوب کرنا مولانا قدس سرہ کی کسر نفسی ہے۔ یعنے مکار صوفیونکا حال بعینہٖ اُس اعرابی درویش اور اُسکی مفلس عورت کا سا ہے۔ جیسا کہ اُسکا گھر سامان معاش سے خالی تھا اسیطرح انکا دل اسباب عشق الٰہی سے خالی ہے۔ خدا کرے ایسے مکارون کا کوئی مہمان یعنے مرید نہو ورنہ اسکا نقد حاصلات چھن جائے گا اور عمر ناحق ضایع ہوگی لفظ مبا مخفف مباد ہے۔ نیز ممکن ہے کہ یہان سے لیکر آخر داستان تک تمام

اشعار مقولہ زن اعرابی ہون - جو اپنے افلاس ظاہری کو مکار صوفیون کے افلاس باطنی سے تشبیہ دیکر خاوند سے لڑ جھگڑ رہی ہے۔

	قحط دہ سال ار ندیدی در صور	چشم ہا بکشا و اندر ما نگر
ترجمہ	دس برس کے قحط کے آثار دیکھ	کھولکر آنکھین یہ شکل زار دیکھ

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو نے دس برس کے قحط کا اثر لوگون کی صورتون مین مجسم طور پر نہین دیکھا تو آنکھین کھول اور مکار صوفیون کی حالت دیکھ جو ہمیشہ سے غذائے روحانی کی نامیسری اور قحط عرفان کی بلا مین مبتلا ہین - یا عورت یہ کہتی ہے کہ اے مرد وے اگر تو نے دس برس کے قحط زدون کو نہین دیکھا تو ہمین دیکھ لے - دہ سال سے مانند دراز مراد ہے

	ظاہر ما چون درون مدعی	در دلش ظلمت زبانش شعشعی
ترجمہ	ہے دل دشمن ہماری جانکنی	دل مین تاریکی زبان پر روشنی

شرح شعشعہ بمعنے روشنی ہے اور شعشعی مین یائے نسبت ہے یعنے منسوب بسوے روشنی مطلب یہ کہ مکار صوفیون کا ظاہری حال دشمن کے دل کی طرح سیاہ و تیرہ و تاریک یعنے مخفی ہوتا ہے وہ حتی الامکان اپنے مکر کو چھپا کر دہوکے کی ٹٹی مین لوگونکو شکار اور مریدون کو تباہ کرتے ہین اُنکا دل سراسر ظلمتکدہ ہے گو زبانی جمع خرچ اچھا ہو ایسے لوگ زبان سے وہ روشن الفاظ بیان کرتے ہین کہ مریدون کو اُنپر شیخ کامل ہونے کا یقین آجاتا ہے - یا عورت یہ کہتی ہے کہ فقر و فاقہ کے سبب ہماری ظاہری حالت دشمن کے دل کی طرح تاریک ہے اسیطرح یہ کہ ہماری زبان سے ایسے روشن الفاظ نکلتے ہین جنسے لوگونپر تونگری ظاہر ہوتی ہے ہماری وہ مثل ہے کہ دلی کے دلوالی منہ چکنا پیٹ خالی - اے مردوے گدائی کی حالت مین اظہار تونگری ایک قسم کا نفاق ہے کہ باطن کچھ اور ہے ظاہر کچھ اور

	از خدا نے بوئے او را نے اثر	دعوتش افزون ز شیث و بو البشر
ترجمہ	سخت ناواقف خدا سے ہے زبون	اور دعوے شیث و آدم سے فزون

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارا حال اُس مکار شیخ کا سا ہے جسکے دماغ جان مین وصال الٰہی کی بو تک نہین پہنچی اور جسکو منزل عرفان تک نہین ملا - لیکن اُسکے دعوے حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام سے بڑھے ہوئے ہین - اور وہ اپنے آپ کو غوث یا ابدال جانتا ہے لفظ بو یہان وہ معنے رکھتا ہے جسکی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحْمٰن یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین مظاہر مین خدا کی خوشبو پاتا ہون۔

	دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش	او ہمیگوید ز ابدالیم بیش
ترجمہ	بہاگتا ہے عار سے شیطان دون	اور وہ کہتا ہے کہ مین ابدال ہون

شرح یعنے گو مکار شیخ کو تجلی الٰہی تو درکنار، کبھی عار و ننگ کے باعث شیطان نے بھی اپنی صورت نہین دکھائی

مگر وہ یہ جانتا ہے کہ مین عالم لاہوت وجبروت و ملکوت و ناسوت سب طے کرچکا ہون اور تمام جسمانی وروحانی عجائبات کا مشاہدہ کئے ہوئے ہون یعنے ولی کامل اور ابدال بلکہ اُنسے بھی بڑھ چڑھکر ہون۔

	تا گمان آید کہ ہست او خود کسے		حرف درویشان بدزدید بسے	
	معتقد اپنا بنا لیتا ہے وہ		لفظ درویشان چُرا لیتا ہے وہ	ترجمہ

شرح یعنے مکار صوفی درویشون کے ملفوظات چرا چرا کر اور اُن مبارک کلمات کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو اسلیے سناتا ہے کہ اُنہین اسکے ولی کامل ہونے کا یقین ہوجائے۔ حالانکہ وہ فی الواقع مرتبہ ولایت سے کوسون دور پڑا ہوا ہے۔ اُسکے دعوے بالکل بے دلیل اور جھوٹے ہین۔

	تا بخواند بر سلیمے او فسون		حرف درویشان بدزدد مرد دون	
	سانپ کے کاٹے پہ پڑھتا ہے فسون		حرف درویشان چُرا کر مرد دون	ترجمہ

شرح یہ شعر مع شرح پہلے ہی گذر چکا ہے سلیم بمعنے مارگزیدہ یا سلیم از عقل یعنے احمق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد دون (مکار صوفی) اپنی کمینگی کے باعث درویشون کے ملفوظات چرا کر مارگزیدہ (ضرورتمند یا احمق مرید) پر دم کرتا ہے اور اُسے مکر کی باتین سُنا سُنا کر اپنا معتقد کرلیتا ہے۔

	ننگ دارد از درون او یزید		خردہ گیرد در سخن بر بایزید	
	اور اُس سے عار رکھتا ہے یزید		ہے وہ بدخو خردہ گیر بایزید	ترجمہ

شرح یعنے مکار صوفی جو کمینہ اور محض نالایق مدعی ہے حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سرخیل طائفہ درویشان پر اعتراض کر بیٹھتا ہے حالانکہ یزید (قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ) باوجود کثرت معاصی اور تیرہ دلی اُس مکار سے ننگ و عار رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ایسا مکار شخص مجھسے بھی زیادہ تیرہ دل ہے کہ ظاہر مین نیک بنا ہوا ہے اور باطن مین ہزار بد و نکا ایک بد ہے۔

	روز محشر حشر گردد با یزید		ہرکہ داند مرورا چون بایزید	
	حشر اُسکا ہوگا ہمراہ یزید		جانتا ہے ایسون کو جو بایزید	ترجمہ

شرح یعنے جو شخص مکار شیخ اور جھوٹے پیرو مرشد کو ابویزید بسطامی جانیگا اُس کا محشر یزید بن معاویہ قاتل امام حسینؓ کے ساتھ ہوگا پہلے مصرع مین بایزید مخفف ابایزید ہے اور دوسرے مین یزید سے مراد قاتل امام حسینؓ ہے نکتہ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین ہے اور بعض شارحین اسے الحاقی کہتے ہین کیونکہ حسب ظاہر اسکے معنے درست نہین ہوسکتے اسلیے کہ اگر کسی شخص نے کسیکو بایزید جان لیا (حالانکہ وہ شیخ مزور یا مدعی باطل تھا) تو یہ گمان کرنیوالے کی خطائے اجتہادی ہے پھر اُسکا حشر یزید کے ساتھ کیون ہونے لگا۔ لیکن معنون کی اصلاح یون ہوسکتی ہے کہ اگر وہ شخص مدعی کو مزور اور مکار

جاتا کہ اسکا اتباع کریگا اور تزویر کے باعث اُسکے اعتقادات مین فساد پیدا ہو جاویگا تو البتہ اُسکا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

	بے نوا از نان و خوان آسمان	پیش او نند اخت حق یک استخوان
ترجمہ	ہے وُہ بس محروم خوان آسمان	اُسکو حق نے دی نہین اک استخوان

شرح نان و خوان آسمان سے فیوض الٰہی اور اسرار معارف اور استخوان سے معرفت کا ادنےٰ مرتبہ مراد ہے یعنے جھوٹا شیخ فیوض آسمانی سے بالکل محروم ہے اور مراتب عرفان تو بہت بلند ہین اللہ تعالےٰ نے اُسے ادنے سے ادنے مرتبہ بھی عنایت نہین فرمایا۔ اُسکی زبانی باتین سراسر دروغ بے فروغ ہین۔

	او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام	نائب حقم خلیفہ زادہ ام
ترجمہ	اسپہ کرتا ہے ندا وہ مرد دون	نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون

شرح یعنے باوجودیکہ جھوٹے اور مکار شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خوان کرم مین سے ایک ہڈی بھی نہین دی مگر وہ بطور ادعائے باطل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو مینے تمہارے لیئے باطنی غذاؤن کا خوان تیار کیا ہے۔ مین نائب حق (مرشد کامل اور واقف اسرار شریعت و طریقت) اور خلیفہ زادہ یعنے پشتہا پشت سے اولیا زادہ ہون

	الصلا سادہ دلان پیچ پیچ	تا خورید از خوان جودم سیر ہیچ
ترجمہ	آؤ کہاؤ الصلا اے مرد مان	چن دیئے ہین مینے یان بخشش کے خوان

شرح صلا بمعنے آواز دادن برائے طعام ہے یعنے کہانے کے لیئے بُلانا۔ اور سادہ دل بمعنے نادان و احمق اور پیچ پیچ بمعنے گرفتار نفس امارہ۔ اور سیر ہیچ یا تو بمعنے اندک اندک ہے یا بمعنے تمام و کمال یعنے جھوٹے شیخ کے پاس باوجودیکہ ہڈی تک نہین لیکن وہ یہ منادی کرتا ہے کہ اے بہولے لوگو اور اے نفس امارہ کے قیدیو۔ ادہر آؤ مینے تمہارے لیے خوان جود تیار کیا ہے۔ اسمین سے تہوڑا تہوڑا کہاؤ یا بالکل صاف کر جاؤ تمہین عام اجازت ہے حالانکہ وہ اس منادی مین بالکل جھوٹا ہے۔

	سالہا بر وعدۂ فردا کسان	گرد او گشتہ و فردا نارسان
ترجمہ	سالہا وعدہ کیا کل کا مگر	کل نہ آئی آج تک اے بے خبر

شرح یعنے جھوٹا شیخ ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ چند روز مین کیا آج ہی کل مین قطب ابدال اور درویش کامل بنجائینگے۔ مین عرفان کے تمام مقامات دو چار دن مین طے کرادونگا اسی جھوٹے وعدہ سے فریب کہا کر بہت سے ناواقف لوگ اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہین مگر جس فردا (کل کے دن) کا وہ وعدہ کرتا ہے وہ فردا کبھی آئی ہے نہ آئیگی۔ غرضیکہ اُسکے زبانی وعدون سے کسی مرید کو کچھ حاصل نہوگا کیونکہ دروغ کو فروغ کبھی نہین ہوتا جو مرید اُسکے دہوکے مین آجائیگا اُسکی عمر مفت مین ضایع ہوگی۔

	دیر باید تا کہ سرّ آدمی	آشکارا گردد از بیش و کمی
ترجمہ	دیر مین کہلتا ہے راز آدمی	مدتون مین کہلتی ہے بیشی کمی

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے آدمی کا بہید بڑی مدت مین معلوم ہوتا ہے اور یہ بات دیر مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسمین کونسی وصف کی کمی اور کون سے وصف کی زیادتی ہے۔ وہ جہوٹ زیادہ بولتا ہے یا سچ بس تو بلا تحقیق حالات ہر کسیکے ہاتھ پر بعیت ہو جانا گمراہی کا سامان ہے۔

	زیر دیوار بدن گنجست یا	خانۂ مورست و مار و اژدہا
ترجمہ	زیر دیوار بدن ہے گنج یا	چیونٹی کا گہر ہے یا بل سانپ کا

شرح یعنے یہ بات دیر مین کہلتی ہے کہ آدمی کے جسم خاکی کی دیوار کے نیچے (یعنے باطن مین) معرفت الٰہی کا خزانہ ہے یا جہوٹے خیالات کی چیونٹیون کا بل۔ یا بری عادتوں اور گناہون کے سانپون کی جگہ یا فاسد اعتقادات کا اژدہا۔ اسلیئے مرید کا فرض ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے مُرشد کا امتحان کرلے۔

	چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود	عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود
ترجمہ	ہوگیا جب یہ عیان وہ کچہہ نہ تہا	عمر طالب کی گئی سے مدعا

شرح یعنے اگر بعبادت طالب پر یہ ظاہر ہوا کہ جہوٹا شیخ کچہہ بہی نہ تہا تو اسوقت کی آگاہی اور باخبری بالکل بیفائدہ اور عبث ہے۔ کیونکہ طالب کی عمر اسکی خدمت کرتے کرتے بالکل ضایع ہوچکی ہے۔ وہ مثل ہے کہ اب پچہتائے کیا ہو جب چڑیان چگ گئین کہیت۔

دربیان آنکہ نادر افتد کہ مرید در مدعی مزوّر اعتقاد کند بصدق و بمقامی رسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش او را گزند نرساند و شیخش را گزند رساند و لے نادرست

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ کبہی ایسا اتفاق بہی ہو جاتا ہے کہ کوئی مرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر اپنی نیک اعتقادی کے سبب اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسکے جہوٹے مُرشد نے خواب مین بہی نہین دیکہا ہوگا اور دریا یا آگ سے اُس نیک اعتقاد مرید کو ضرر نہین پہنچتا۔ البتہ اُسکے کاذب شیخ کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر یہ اتفاق نہایت نادر اور بہت کم ہوتا ہے

	لیک نادر طالب آید کز فروغ	در حق او نافع آید آن دروغ
ترجمہ	لیکن ایسا ہی ہے جو ہو با فروغ	سودمند اُسکو ہے مُرشد کا دروغ

شرح پہلے شعر سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جہوٹے شیخ کے مرید کی عمر بیکار جاتی ہے اور اُسکو کچہہ حاصل نہین ہوتا مگر چونکہ کبہی اسکے خلاف بہی ہو جاتا ہے (گو بہت ہی کم ہو) اسلیئے مولانا استثنا کرتے ہین فروغ بمعنے حسن اعتقاد۔ و شعلۂ ایقان ہے یعنے جہوٹے شیخ کی مریدی سے بیشک طالب کی عمر ضایع ہو جاتی ہے لیکن کبہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ حسن اعتقاد

اور فروغ باطن کے سبب شیخ مکار کا دروغ طالب کے حق مین فائدہ مند ہوجاتا ہے اور وہ اپنی خوش اعتقادی اور حسن ظن کے باعث بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

	او بقصد نیک خود جائے رسد		گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد	
ترجمہ	نیک ہوجاتا ہے طالب بے گمان		گرچہ تہا وہ جسم جانا جسکو جان	

شرح یعنے اگرچہ مرید نے اپنے شیخ کو روح مجسم جانا تہا اور وہ سراسر جسم نکلا لیکن بعض اوقات مرید اپنے ارادہ نیک کے سبب مرتبۂ عرفان تک پہنچ ہی جاتا ہے

	چون تحری در دل شب قبلہ را		قبلہ نے وان نماز او را روا	
ترجمہ	جیسے ڈہونڈے کوئی قبلہ وقت شب		ہے نماز اُس شخص کی مقبول رب	

شرح تحری یعنے درنگ کرنا ڈہونڈنا سوچنا۔ قبلہ کی طرف قصد کرنا فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مسافر کو اندہیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم نہو تو اُسکو چاہیے کہ اپنے دلمین قبلہ کو ڈہونڈے اور جدہر دل قبلہ کی گواہی دے اُدہر ہی نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہوجائے گی اگرچہ اُدہر کی جانب فی الواقع قبلہ نہو۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ایسے مرید کی رجح جہوٹے شیخ کا معتقد ہو اور اپنے حسن اعتقاد کے باعث مرتبۂ عرفان حاصل کرلے ایسی مثال ہے جیسا کہ اندہیری رات مین کسی مسافر کو سمتِ قبلہ معلوم نہو۔ اور وہ تحری یعنے دل مین قبلہ کی سمت ڈہونڈنے کے بعد کسی جانب نماز پڑہ لے تو اُسکی نماز جائز ہوجائے گی۔ علے ہذا القیاس جو مُرید جہوٹے شیخ کو سچا جانکر عالم بیخبری مین اُسکی خدمت کریگا اُسکی کامیابی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

	مرد را و مے نماید حال ہا		کہ ندید آن شیخ خیش سال ہا	
ترجمہ	ہوتے ہین طالب پہ ظاہر ایسے حال		شیخ پہ ظاہر نہون ہفتاد سال	

شرح مرد سے مراد وہی مرید ہے جو اپنے حسن ظن کے باعث جہوٹے شیخ کو سچا سمجھکر اُس سے بیعت ہوگیا ہے یعنے ایسے نیک اعتقاد مرید کو بعض اوقات ایسے اسرار معرفت معلوم ہوجاتے ہین جو اُسکے کسی جہوٹے شیخ کو برسون بہی معلوم نہین ہوسکتے۔

	مدعی را قحط جان اندر سرست		لیک ما را قحط نان بر ظاہر است	
ترجمہ	مدعی رکہتا ہے مخفی قحط جان		اور ہمپر خود عیان ہے قحط نان	

شرح یہان سے پہر عورت کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مرد وے اگر کوئی جہوٹا اور مکار صوفی قحط جان دغذائے روحانی اور عالم معرفت کے قحط) کی مصیبت مین مبتلا ہے تو یہ اسکا باطنی اور پوشیدہ عیب ہے لیکن با اینہمہ وہ ہمسے اچہا ہے کہ یہان ظاہری طور پر روٹیون کا قحط ہے۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	ماچرا چون مدعی پنهان کنیم	بهر ناموس مزور جان کنیم
ترجمہ	ماجرا ہم اپنا کیون پنہان کرین	جہوٹی عزت کے لیئے کیون جان دین

شرح- ناموس مزوّر آبرو اور وہ عزت جو مکر سے حاصل کیجائے مصنوعی گھمنڈ اور شیخی نیز پہلے مصرع مین کنیم بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہم کسلیئے مدعی اور مکار آدمی کیطرح اپنی فقر و فاقہ کی حالت کو پوشیدہ کرین۔ اور یہ کیا ضرور ہے کہ ناموس مزور یعنے عزت سراپا مکر و تزویر کے لیئے جان کنی کرین۔ یعنے اپنی عزت اور آبرو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی جان پر مصیبت ڈالین اور فقیر ہو کر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرین۔ گویا وہ اپنے خاوند سے یون کہتی ہے کہ تم اپنی فقیری کو کیون چہپاتے ہو اُس کریم اور سخی آدمی کے پاس جاؤ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے بعض نسخون مین ماچرا کی جگہ ماجرا ہے یعنے ماجرائے فقر اور کیفیت فاقہ کو پوشیدہ کیون رکھین اِسصورت مین مصرع اول بطور استفہام انکاری ہے اور مال دو نسخون کا ایک ہی ہے۔

	صبر فرمودن اعرابی زن خودرا	
ترجمہ	اعرابی درویش کا اپنی گھروالی صبر دلانا	

شرح معنوی طور پر زن سے مراد نفس امارہ ہے۔ اور شوہر سے عقل گویا اس قصہ مین نفس وعقل کا مباحثہ ہوا ہے تاکہ طالب کو ان دونون کے ارادون اور مطالب سے آگاہی حاصل ہو اور وہ نفس وعقل کے مرتبہ کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ عقل ہمیشہ نفس امارہ کی مخالفت کیا کرتی ہے

	مصرع اول	مصرع دوم
	شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت	خود چہ ماند از عمر افزون ترگزشت
ترجمہ	پہر کہا شوہر نے ہے یہ فکر کیون	عمر کیا باقی رہی ہے اے زبون

شرح- دخل بمعنے محاصل و آمدنی۔ اور کشت بمعنے کھیتی ہے یعنے گھروالی کے طعنے اور اسقدر باتین سنکر اعرابی درویش نے یہ جواب دیا کہ اے عورت اب تو اسباب دنیا کی جستجو کیون کر رہی ہے اے ناشدنی بہت سی عمر گزر چکی ہے۔ باقی رہی سہی بھی یونہی گزر جائیگی۔

	مصرع اول	مصرع دوم
	عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد	زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگزرد
ترجمہ	نفع و نقصان پر نہین عاقل کو میل	ہین گزرنے کے لیئے مانند سیل
	خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو	چون نمے پاید دمے ازوے مگو
ترجمہ	تیرہ رو ہو سیل کوئی یا ہو صاف	دو نو ہین ناپائدار آگے معاف

شرح یعنے اے عورت عقلمند آدمی دنیوی اسباب کی کمی بیشی کو نہین دیکہا کرتا۔ کیونکہ یہ کمی بیشی اور دنیوی نفع نقصان رَو کے پانی کی طرح گزر جاتا ہے۔ رو کا پانی خواہ صاف ہو خواہ گدلا ایک جگہ ہرگز نہین ٹہرتا علے ہذا القیاس دنیوی اسباب

کی کمی ہستی ناپائدار ہے۔ پہر ایسی ناپائدار چیزون کا غم ہماری تمہاری بلا کرتی ہے

اندرین عالم ہزاران جانور — مے زیند خوش عیش بے زیر و زبر

ترجمہ: دیکھہ اس عالم مین لاکہون جانور — زندگانی کرتے ہین خوش خوش بسر

شرح یعنے اے عورت اس عالم دنیا مین ہزارون جانور بے زیر و زبر (بلا محنت و مشقت) بڑے عیش سے زندگانی بسر کرتے ہین۔ خدا خود اونکی روزی کا کفیل ہے پہر کیا وہ ہمین رزق بقدر عنایت نہ فرمائے گا۔ قرآن مجید مین ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ یعنے بہت سے جانور ایسے ہین جو اپنا رزق اپنے ساتہ نہین رکہتے اللہ اونہین اور تمہین سب کو روزی دیتا ہے۔

شکر میگوید خدا را فاختہ — بر درخت و برگ شب ناساختہ

ترجمہ: شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ — ہر شجر پر برگ شب ناساختہ

شرح برگ شب بمعنے خوراک شب ضمیر میگوید سے حال واقع ہوا ہے یعنے اس حالت مین کہ فاختہ رات کی خوراک تک اپنی پاس نہین رکہتی مگر درخت پر بیٹہی خدا کا شکر ادا کیا کرتی ہے یعنے ہر حالت مین شاکر ہے پہر کیا اے عورت تو فاختہ کی برابر بہی شکر و صبر سے کام نہین لے سکتی۔

نخوت و دعوی و کبر و ترہات — دور کن از دل کہ تا یابی نجات

ترجمہ: چہوڑ دے کبر و غرور اور جہوٹ بات — تا کہ تو دارین مین پائے نجات

شرح نخوت بمعنے فخر و بزرگی اور ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ (جہوٹی باتین) اور دعوے بمعنے خودی اور کبر بمعنے تکبر و غرور ہے۔ یعنے اے عورت اگر تو اپنی نجات چاہتی ہے تو فخر و تکبر اور باطل باتون کو اپنے دل سے دور کر دے۔

حمد میگوید خدا را عندلیب — کاعتماد رزق بر تست اے مجیب

ترجمہ: حمد خالق کر رہی ہے عندلیب — یعنے تجہی پر ہے بہروسہ یا مجیب

شرح یعنے بلبل خدا کی حمد کرتے ہوے یہ کہتا ہے کہ اے مجیب الدعوات رزق کا بہروسا تیری ہی ذات پر کہنا چاہیے

باز دست شاہ را کردہ نوید — از ہمہ مردار ببریدہ امید

ترجمہ: باز فارغ ہو کے دست شاہ پہ — دل سے ہر مردار سے ہے سیر بسر

شرح نوید بمعنے شادمانی سے یہان باعتبار قرینہ محل نوید مراد ہے۔ یعنے باز (شکاری جانور) نے بادشاہ کے ہاتہ کو اپنے لئے محل شادمانی بنا کر ہر قسم کے مردار جانور کہانے سے امید منقطع کر لی ہے یعنے متوکل ہو گیا ہے۔ اسیطرح انسان پر فرض ہے کہ لذائذ دنیا سے جو طریقت کے اعتبار سے مردار ہین امید منقطع کر کے صرف بادشاہ حقیقی پر توکل کر کے گوشۂ عافیت مین بیٹہ رہے۔

	ہمچنین از پشہ گیری تا بہ فیل		شد عیال اللہ و حق نعم المعیل
ترجمہ	یہ سبھ پشہ سے لیکر تا بہ فیل		سب عیال حق ہین وہ سب کا کفیل

شرح یعنے اے عورت اسیطرح مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چھوٹا بڑا متنفس خدا کے کنبے مین داخل ہے اور خدا ان سب کا روزی رسان اور سب سے بہتر اپنی کنبی کی پرورش کرنے والا ہے معیل اُس شخص کو کہتے ہین جو بہت سا کنبا رکہتا ہو صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین الخلق کلھم عیال اللہ یعنے ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے۔ قرآن مجید مین ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنے تمام جاندارون کا رزق اللہ تعالے نے اپنے ذمے لیا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً یعنے نیک کام کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت ہم اُسکو پاکیزہ زندگانی مرحمت فرمائینگے۔ اکثر مفسرین نے حیات کو بمعنے قناعت لیا ہے اسیلیے بعض کا مقولہ ہے القناعة كنز لا یفنی یعنے خزانہ قناعت فنا نہین ہوتا اور بعض کا قول ہے قناعت قسمت خداوندی پر اظہار رضامندی کو کہتے ہین جب تک انسان مین یہ صفت نہو مومن کامل نہین ہوتا بشر حافی رح کا قول ہے کہ قناعت ایک فرشتہ ہے جو قلب مومن کے سوا اور کہین نہین بستا حضرت ذوالنون رح فرماتے ہین کہ قناعت کرنے والا تمام اہل زمانہ سے نجات پاجاتا ہے اور عز من قنع وذل من طمع مشہور مقولہ ہے۔

	اینہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست		از غبار و گرد باد و بود ماست
ترجمہ	اور یہ سینے کے اندر ہین جو غم		ہین تکبر کے سبب اے محترم

شرح گرد باد بکسر کاف فارسی بمعنے بگولا ہے۔ اور یہان اس لفظ سے ہوائے نفسانی مراد ہے جو آدمی کو چکر اور دنیا کے پہیر مین ڈالکر اُسکے باطنی ہوش وحواس کو اُڑا دیتی ہے اور بود بمعنے انانیت و فریب ہستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام غم والم جو عالم دنیا مین لاحق حال ہوجاتے ہین سب کے سب ہماری حرص کی کدورت اور خواہش نفسانی کے بگولے اور فریب انانیت وخودی اور تکبر کے باعث ہین اسیلیئے وہ لوگ جو دنیائے فانی اور لذات جسمانی پر دل نہین لگاتے ہر طرح کے غم والم سے آزاد ہین۔

	این غمان بیخ کن چون داس ماست		اینچنین شد و انچنان وسواس ماست
ترجمہ	جسقدر غم ہین مثال داس ہین		ایسا ہو اور ویسا ہو وسواس ہین

شرح یعنے غم جو قناعت کی جڑ اکھاڑنیوالے ہین ہمارے لیے داس (درانتی) کے مانند ہین یعنے توکل کے درخت اور قناعت کی کھیتی کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتے ہین۔ کیونکہ جو شخص غم قلت دنیا مین پہنستا ہے وہ صرف اپنے ہاتھہ پاؤن کے بھروسے طلب دنیا مین منہمک ہوجاتا ہے اور اعتماد الٰہی بالکل نہین رکہتا۔ اور یون کہتا ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوتا یعنے مین فلان فلان کام کرتا تو مجھکو رزق ملتا حالانکہ یہ سب وسوسے ہین حلال کے لیے سعی کرنی چاہیئے مگر اسپر زراقی

کا بھروسا ہو ورنہ مشرک ہو جائیگا جو نہایت مذموم اور صوفیہ کے نزدیک بہت بڑا ہے

دانکہ ہر رنجے ز مردن پارہ ایست ۔ جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست

ترجمہ: رنج ایک اک موت کا اک پارہ ہے ۔ دفع کر اس پارہ کو گر چارہ ہے

شرح یعنے اسے عورت ہر رنج موت کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ موت اور رنج دونو تکلیف دینے والی چیزین ہین البتہ موت کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور رنج کی کچھ کم اسلیئے رنج بیشک موت کا جزو ہے اور جسطرح آدمی موت کو نہین ٹال سکتا اسیطرح موت کے جزو یعنے رنج کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے اسلیئے انسان کو ہر حالت مین رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیئے بران صیغہ امر مشتق از راندن ہے بمعنے ہانکنا دفع کرنا۔

چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت ۔ دانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت

ترجمہ: جزو ہی سے جب نہ بہاگا جائیگا ۔ کل سے تو بہاگے گا کیونکر یہ بتا

شرح یعنے جبکہ تو جزو مرگ (رنج وغم) سے بہاگ کر کہین نہین جا سکتا تو یہ سمجھ لے کہ کل یعنے موت ضرور تجھے دبا لیگی کیونکہ جب تو جزو کے دفعیہ پر قادر نہین ہے تو کل کو کسطرح دفع کر سکتا ہے اس شعر کا نتیجہ آیندہ شعر مین ہے۔

جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا ۔ دانکہ شیرین میکند کل را خدا

ترجمہ: جزو شیرین ہو گیا جب پر شعور ۔ کل کو بہی آسان کر دیگا غفور

شرح یعنے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ اے انسان تو موت کے جزو (رنج وغم) اور کل یعنے خود موت کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے موت آئی اور اب آئی اسلیئے مرنے سے پہلے اگر تو رنج وغم سہنے کا عادی ہو گیا تو یہ سمجھ کہ موت کی سختی کو آسانی سے جہیل لیگا۔ کیونکہ رنج وغم جزو موت ہے جسنے جزو کی تکلیف آسانی سے جہیل لی وہ کل کی تکلیف کو بہی آسانی سے برداشت کر لیگا۔ غرضکہ اعرابی درویش اپنی عورت کو سمجہا رہا ہے کہ فقر وفاقہ کی تکلیف اٹہانی گویا ہمین بشارت دے رہی ہے کہ آیندہ خداوند تعالےٰ موت کی تکلیف کو بہی ہمپر آسان کر دیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکہتا ہے اور ہمیشہ مرنیکے لیئے تیار ہے ایسا آدمی شرف دنیا اور کرم آخرت دونونکا مستحق ہوتا ہے۔

دردہا از مرگ مے آید رسول ۔ از رسولش رو مگردان اے فضول

ترجمہ: درد ہین سب موت کے پیغامبر ۔ منہ نہ پہیر اس سے اگر ہے باخبر

شرح یعنے درد و رنج موت کی طرف سے پیغام رسان ہوتا ہے تو اس پیغامبر سے منہ پہیرا کر نہ بیٹھ یعنے درد و غم کو خوشی سے لیکر

ہر کہ شیرین مے زید او تلخ مرد ۔ ہر کہ او تن را پرستد جان نبرد

ترجمہ: موت کڑوی ہوتی ہے عیاش کی ۔ سخت بیجان کرتی ہے تن پروری

شرح یعنے جسنے لذائذ دنیا مین اپنی زندگی بسر کی وہ انجام کار تلخی سے مرا۔ اور جسنے تن پرستی اختیار کی وُہ اپنی جان سلامت نہ لیگیا یعنے اُسسے روحانی زندگی نصیب نہوی۔ اور وصال الٰہی سے محروم رہا یا یہ معنے ہین کہ تن پروردن کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔

	گوسفندان را ز صحرا مے کشند	آنکہ فربہ تر۔ مر او را مے کشند
ترجمہ	آتی ہین جنگل سے بھیڑین بکریان	ذبح ہوتی ہے مگر فربہ ہیان

شرح یعنے بھیڑ بکریون کی ریوڑ کو جنگل سے شہرون اور کمیلون کی طرف لاتے ہین۔ مگر اُسمین سے ذبح اُسی کو کرتے ہین جو فربہ اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ یہ شعر گذشتہ مضمون کی تمثیل ہے مطلب یہ کہ حقیقی موت اُسی شخص کے لیئے مخصوص ہے جو لذائذ دنیا کے تنعم سے موٹا تازہ اور زندگی بہر خدا سے بالکل غافل رہا ہو۔ ایسے شخص کو مرنے کے بعد بقا اور حیات ابدی حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ وہ صرف کیڑون کی غذا ہو جاتا ہے۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔

	شب گذشت و صبح آمد اے ثمر	چند این افسانہ را گیری ز سر
ترجمہ	رات گذری صبح آئی اے ثمر	چھوڑ دے تو یہ کہانی سربسر

شرح بعض نسخون مین لفظ اے ثمر ہے بمعنے پھل اور بعض مین تمر بمعنے کھجور اور بعض مین قمر بمعنے چاند اور بعض مین سمر (بسین مہملہ) بمعنے گندم گون سیا سمر سامرت سے مشتق ہے بمعنے فسانہ گوئی شب یہان سے اعرابی درویش اپنی عورت کو (جسکا نام ثمر۔ یا تمر۔ یا قمر یا سمر تہا) خاص طور پر مخاطب کرکے یہ کہتا ہے کہ اے نیکبخت لڑاکا تونے ساری رات لڑائی جھگڑے اور فقر و فاقہ کی شکایت مین گزار دی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب اس کہانی کو چھوڑ خدا کے نیئے سرے سے شکایت افلاس کی چکی جہونی شروع نہ کردینا اور باطنی طور پر شب سے دنیوی زندگانی اور صبح سے مراد موت ہے کیونکہ جسطرح رات لوگون کو میٹھی نیند سلا دیتی ہے اسیطرح دنیوی زندگی خدا سے غافل کردیتی ہے۔ اور جسطرح رات کے سونے والون کو صبح کی روشنی چونکا دیتی ہے اسیطرح موت غافلون کو ہشیار کرکے اُنکے تمام گزشتہ اعمال اُنکے سامنے پیش کردیتی ہے۔ اس صورت مین مطلب شعر یہ ہے کہ اے غافل زندگی کے دن پورے ہوچکے ہین اور موت عنقریب آنیوالی ہے۔ اس دنیوی افسانے کو چھوڑ اور تعلقات دنیا سے بالکل الگ ہوجا۔ بعض نسخون مین چند گیری این فسانہ زر ز سر ہے اور مطلب وہی ہے جو بیان ہوچکا ہے

	تو جوان بودی و قانع تر بدی	زر طلب گشتی خود اول زر بدی
ترجمہ	نوجوانی مین تھی تو قانع مگر	زر طلب اب بنگئی خود ہوکے زر

شرح یعنے اے عورت جب تو جوان تھی تو بہت قانع تھی حالانکہ جوانی مین قناعت کرنی بڑی مشکل بات ہے خاصکر عورتون

سے نوجوانی مین قناعت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ شباب انکو اچھے کہانے اچھے پہننے اور زر وزیور کی محبت پر مجبور کر دیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے عورت تو اوائل عمر مین خود زر کی طرح نیک اوصاف تھی اب تجھے کیا ہو گیا کہ بڑھاپے مین زر طلب یعنے طالب دنیا اور حریص ہوگئی۔

	رز بُدی پُر میوہ چون کاسد شدی		وقت میوہ پختنت فاسد شدی
ترجمہ	ہوکے تو انگور کاسد ہو گئی		میوہ پکتے وقت فاسد ہو گئی

شرح رز یعنے درخت انگور و کاسد بمعنے ردی و بیکار۔ اور میوہ کے پختہ ہو جانے سے انتہائے عمر مراد ہے۔ اور چون کاسد شدی استفہام ہے یعنے اے عورت تو پہلے انگور کے درخت کے مانند پر میوہ تھی۔ اب بیکار کیون ہو گئی۔ تو اسپر افسوس ہے کہ میوہ پختہ ہو جانے یعنے بڑھاپے کے زمانہ مین بگڑ گئی۔

	میوہ ات باید کہ شیرین تر شود		چون رسن تابان نہ واپس تر رود
ترجمہ	چاہیئے شیرین ہو اب میوہ ترا		مین بٹنے کی طرح تو واپس نہ جا

شرح یعنے چاہیئے تو یہ تہا کہ تیرا پہل (ثمر قناعت) روز بروز زیادہ پختہ اور شیرین ہوتا جاتا یعنے تو بڑہاپے مین جوانی سے زیادہ قناعت مین ترقی کر جاتی کہ تنزل کے ساتہ پیچھے ہٹتی جسطرح رسی بٹنے والے آگے کی طرف سے رسی بٹکر پھر پیچھے ہٹ جاتے ہین یہ مشہور مقولہ ہے کہ جسکی آج گذشتہ کل کی برابر ہے وہ مغبون یعنے خسارہ مین ہے اور جسکی آج کل سے بدتر ہے وہ ملعون ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر روز نیکیون مین ترقی کرنی چاہیئے کسی شاعر نے اسی مطلب کو ایک مصرع مین بہت اچھی طرح ادا کیا ہے ع وائے من باشد اگر امروز من فردائے من۔

	جفت مائی جفت باید ہم صفت		تا بر آید کارہا با مصلحت
ترجمہ	فرض ہے بیوی کو ہونا ہمصفت		تاکہ سارے کام ہون بامصلحت

شرح اعرابی درویش کہتا ہے کہ اے عورت تو میری بیوی ہے بیوی کو ہمصفت شوہر ہونا چاہیئے یعنے تجھے بھی میری طرح قناعت اختیار کرنی لازم ہے۔

	جفت باید بر مثال یکدگر		در دو جفت کفش و موزہ درنگر
ترجمہ	جفت ہوتے ہین مثال یکدگر		جفت کفش و موزہ پر کرلے نظر

شرح یعنے جفت (ہر چیز کا جوڑہ) باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتا ہے مثال کے لیے جوتیون کے جوڑون اور موزون کی جوڑیون دیکھ لے کہ کسقدر ایک دوسرے کے مطابق اور ہمصفت ہین اے عورت اسیطرح تو میری جفت ہے مگر افسوس میری ہمصفت اور میرے خیالات سے موافقت نہین رکھتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک بخت خاوند کی مرضی کے مطابق ہو وہ گویا جیتے جی جنت مین ہے۔

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا	ہر دو جفتش کار ناید مر ترا
ترجمہ ایک جوتی پانوئین گر تنگ ہے	دوسری ہو جاتی ہے بیکار تے

شرح یعنے دونین سے ایک جوتی اگر تیرے پاؤنین تنگ آئے تو یہ سمجھ کہ ہر دو جفت (دونو جوتیان) بیکار ہوگئین تنگ جوتی نے دوسری کو بھی نکما کر دیا۔

جفت در یک خرد وان دیگر بزرگ	جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
ترجمہ جفت دروازہ نہین خرد و بزرگ	شیر کا جوڑا نہین ہوتا ہے گرگ

شرح جفت در دروازہ کے کواڑ کی جوڑی کو کہتے ہین اور دونو مصرعے بطور استفہام انکاری ہین۔ یعنے ایسا نہین ہو سکتا کہ کواڑون کی جوڑی مین ایک کواڑ بڑا ہو اور ایک چھوٹا علے ہذا القیاس یہ بھی ناممکن ہے کہ شیر بھیڑیے کا جفت ہو یا بھیڑیا شیر کا مطلب یہ کہ جفت کو ہمجنس و ہمصفت ہونا چاہیئے۔

راست ناید بر شتر جفت جوال	آن یکے خالی وان یک پُر زمال
ترجمہ اونٹ پر دیکھی نہین یہ بد تری	ایک خالی گون ہو اور ایک بھری

شرح یعنے اونٹ پر ایسی دو گونین لادنی نادرست ہین کہ انمین سے ایک خالی ہو اور ایک مین مال بھرا ہوا ہو بلکہ خالی ہونگی تو دونو اور پُر ہونگی تو دونو اسیطرح میان بیوی کو ایک حالت اور ایک صفت مین رہنا چاہیئے۔

من روم سوئے قناعت دل قوی	تو چرا سوئے شناعت میروی
ترجمہ جارہا ہون مین قناعت کی طرف	اور تو اپنی شناعت کی طرف

شرح لفظ دل قوی روم کی ضمیر سے حال ہے یعنے مین دل کو مضبوط کیے ہوئے قناعت کی منزلین طے کر رہا ہون اور تو شناعت یعنے برائی اور حرص دنیوی کی طرف جارہی ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صد حیف تو بیوی ہو کر مجھسے موافقت نہین رکھتی۔

مرد قانع از سر اخلاص و سوز	زین نسق میگفت با زن تا بروز
ترجمہ مرد نے اخلاص سے بے شبہ و شک	اُس سے ایسی گفتگو کی صبح تک

شرح یعنے اعرابی درویش اسیطرح اوّل شب سے صبح تک خالص محبت و دلسوزی سے اپنی گھروالی کو قناعت کے معنے سمجھاتا رہا

نصیحت کردن زن مر شوی را کہ سخن افزون از قدم و مقام خود مگو کہ لِمَ تقولون ما لا تفعلون این سخنہا اگرچہ راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو از راہ نصیحت یہ کہنا کہ اے مرد اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مردو اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے

ایمان والو وہ بات مُنہ سے کیون نکالتے ہو جو کر نہین سکتے۔ الغرض جو کچہ تونے کہا بیشک سچ ہے لیکن یہ ساری باتین تیرے مرتبہ سے بڑہکر ہین۔ اور اپنے مرتبہ سے بڑہکر بات کرنی انجام مین نقصان پیدا کرتی ہے۔

شرح اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ اے مرد تونے توکل وقناعت کے بارہ مین جو کچہ تونے بیان کیا ہے وہ بیشک درست اور بالکل ٹہیک ہے لیکن تو خود اہل توکل اور صاحب قناعت نہین ہے اسلیئے تیرا قول سراسر فعل کے مخالف ہے جسکو مین ہرگز پسند نہین کرتی ہون

	زن برو زد بانگ کاے ناموس کیش	من فسون تو نخواہم خورد بیش
ترجمہ	پہر کہا جہنجلا کے عورت نے کہ بس	مین نہ کہاؤنگی فریب اسے بوالہوس

شرح یعنے خاوند کی باتین سُنکر عورت جہلّا اٹہی۔ اور چیخ کر یہ کہا کہ اے ناموس کیش یعنے اپنے آپ کو مصنوعی آبرو لگانے اور جہوٹی باتون کا اپنا مذہب سمجہنے والے مرد اب مین آیندہ تیرے دم مین نہ آونگی اور اس سے زیادہ تیری جہوٹی باتونکا فریب نہ کہاؤنگی۔ اور تیری بات کو نہ مانونگی تو خود قانع اور متوکل شخص نہین ہے بلکہ حریص اور دنیا طلب ہے مگر اپنی عزت اور آبرو کے خیال سے اُس امیر کے ہان جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے مانگنے نہین جاتا اور مجکو قناعت اور توکل کا ذکر کرکے دہوکا دیتا ہے۔

	ترّہات از دعوی و دعوت مگو	رو سخن از کبر و از نخوت مگو
ترجمہ	جہوٹی باتون اور اس دعوت کو چہوڑ	چل پرے ہٹ کبر کو۔ نخوت کو چہوڑ

شرح ترّہات جمع ترّہ ہے بمعنے اقوال باطلہ ہے اور دعوے و دعوت مترادف ہین یعنے اے شخص دعوے قناعت اور ادعائے توکل کے متعلق جہوٹی باتین نہ بنا۔ اور کبر و نخوت سے کام نہ لے تو فی الواقع متوکل نہین ہے بلکہ از روئے نخوت وغرور توکل کا دعوے کرتا ہے۔

	چند حرف طمطراق و کار و بار	کار و حال خود ببین و شرم دار
ترجمہ	کب تک ایسے لفظ ایسی بول چال	شرم کر اب تو دیکہ اپنا حال

شرح طُم بمعنے علو وبلندی ہے اور طراق بمعنے آوازۂ خوشی۔ لیکن لفظ طمطراق مرکب ہوکر بمعنے کرّ و فر وشان وتجمل مستعمل ہے نیز پہلے مصرع مین استفہام ہے یعنے اے مرد ظاہر مین قناعت کے متعلق یہ فصیح وبلیغ الفاظ اور توکل کی بابت یہ پرشان وشوکت کلمات اور باطن مین یہ کار وبار یعنے اسقدر حرص دنیوی لاحول ولا قوۃ کیا تیری ظاہری حالت خلاف باطن نہین ہے تو اپنی باطنی حال اور طمع نفسانی کو دیکہہ اور دعوے قناعت سے شرم رکہہ

	نخوت و دعوی و کبر و ترّہات	دور کن از خود کہ تا یابی نجات
	یہ تکبر یہ غرور و ترّہات	چہوڑ دے سب کو کہ تا پائے نجات

شرح یعنے اے شخص اگر دین و دنیا کی بلاؤن سے نجات پانی منظور ہے تو غرور و تکبر اور جھوٹی باتین بنانی بالکل چھوڑ دے ورنہ انجام بُرا ہوگا۔

	کبر زشت و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف و آنگہ جامہ تر	
ترجمہ	ہے فقیرون کا تکبر زشت تر	جیسے ہون جاڑے کے دن اور جامہ تر	

شرح یعنے تکبر کی صفت کسی مین ہو بُری ہے لیکن فقیرون مین ہو تو بہت ہی بُری ہے صحیح حدیثون مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ثلاثۃ لا یکلمہم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیہم ولا یزکیہم ولہم عذابٌ الیم شیخٌ زانٍ و ملک کذاب و فقیر متکبر یعنے قیامت کے دن اللہ تعالے تین شخصون سے کلام نہ کریگا اور نہ اُنکی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ اُنکو گناہون سے پاک کریگا۔ بلکہ اُنکو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُنہین سے ایک وُہ ہے جو بڑھاپے مین زنا کرے دوسرا وہ جو بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے تیسرا وہ جو فقیر ہوکر متکبر ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ گدائے متکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم ہو اور برف پڑتی ہو اسپر کوئی شخص پانی مین بھیگے ہوے کپڑے پہنے ایسا آدمی اگر موت سے بچگیا تو بیمار ضرور ہو جائے گا علے ہذا القیاس فقیر کو اُسکا تکبر گور کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

	چند آخر دعوی و بادِ بروت	اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت	
ترجمہ	تا کجا یہ شیخیان یہ کرّ و فر	خانۂ دل ہے ترا مکڑی کا گھر	

شرح بادِ بروت (مونچھونکی ہوا) غرور و تکبر و لاف کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے شخص آخر یہ قناعت کے دعوے اور توکل کی بابت جھوٹی شیخی کب تک اِس زبانی جمع خرچ کو چھوڑ دے تیرا باطن خلاف ظاہر ہے کیونکہ تیرا خانۂ دل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف ہے ایسے بودے گھر مین توکل و قناعت کا گزر کسیطرح نہین ہوسکتا۔ اسکے ٹھہرنے کے لیئے بڑا مضبوط مکان (اولیاء اللہ کا دل) چاہیئے۔

	از قناعت کے تو جان افروختی	از قناعتہا تو نام آموختی	
ترجمہ	کچھ قناعت سے نہین ہے تجکو کام	سیکھ رکھا ہے فقط تو نے تو نام	
ترجمہ	گفت پیغمبر قناعت چیست گنج کہتے ہین حضرت قناعت گنج ہے	گنج را تو وا نمیدانی ز رنج گنج کو کیا جانے جو بار رنج ہے	

شرح یعنے اے شخص حدیث شریف مین قول پیغمبر ہے کہ القناعۃ کنز لا یفنی یعنے قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہین ہوتا اور تو بحرص طلب دنیا مین منہمک رہتا ہے اور زبان سے دعوے قناعت کرتا ہے بیشک تو گنج اور رنج مین تمیز نہین کرسکتا

	این قناعت نیست جز گنج روان	تو مزن لاف اے غم و رنج روان	
ترجمہ	ہے قناعت صورت گنج روان	لاف کیون بکتا ہے اے رنج روان	

شرح یعنے قناعت یہ جسکی تعریف حدیث مین آئی ہے ایک گنج روان اور خزانۂ جاری ہے اور اے شخص تو

طلب دنیا مین سراسر غم اور رنج روح کا باعث ہے پہر قناعت کا جہوٹا دعوے کیلئے کرتا ہے قناعت کے یہ معنی ہین کہ قلب کو حالتِ افلاس مین ویسی ہی تسکین ہو جیسی کہ حالت تونگری مین تہی۔

	تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل		جفت انصافم نیم جفت دغل
ترجمہ	کہکے جورو کیون بجاتا ہے بغل		چل پرے ہٹ مین نہین جفت دغل

شرح بغل زدن مسخرا پن کرنے اور مذاق اڑانے کو کہتے ہین۔ یعنے اے مردوے تو جو مجہے اپنی بیوی کہتا ہے یہ تیرا مسخراپن اور ٹہٹہی بازی ہے مین تو انصاف کو اپنا خاوند جانتی ہون دغل (مکر و فریب یا مکار دغا باز) کی بیوی بننا نہین چاہتی نکتہ اکثر عورتین شکر رنجی کی حالت مین بطور اظہار ناز اپنے خاوندون سے ایسے الفاظ کہدیا کرتے ہین۔

	چون قدم باشاه و با بگ مے زنی		چون مگس را در ہوا رگ مے زنی
ترجمہ	ہمقدم شاہون کا ہوتا ہے میان		اور گہر مین مارتا ہے مکہیان

شرح بگ بفتح بائے موحدہ و بالکسر مخفف بیگ۔ ترکی لفظ ہے بمعنے امیر اور لفظ چون پہلے مصرع مین استفہام کے لئے ہے اور دوسرے مین برائے تعلیل۔ یعنے جبکہ بمقتضائے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب (دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہین) تو اڑتی مکہی کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ تو بزرگون اور امیرون کی برابری کیونکر کرسکتا ہے مطلب یہ کہ جب تو طالب دنیا ہے تو دعوے قناعت کیلئے ہے۔ اور تو فقیر ہوکر امیرون کی طرح مغرور کیون ہے

	باسگان بہر استخوان در چالشی		چون نے اشکم تہی در نالشی
ترجمہ	ہڈیون کے واسطے کتا ہے تو		اور خالی پیٹ سے روتا ہے تو

شرح چالش بمعنے سعی و کوشش و جنگ و جدال ہے یعنے تو کتے کی طرح طالب دنیا اور اس مردار کی ہڈیان چچوڑنے والا ہے اور نے (بانسلی) کی مانند خالی پیٹ یعنے بہوکا ہوکر غم دنیا مین فریاد و نالہ کرتا رہتا ہے۔

	سوے من منگر بخواری سست سست		تا بگویم آنچہ در رگہاے تست
ترجمہ	مجکو کر سمجہا ذلیل اسے بد لگام		عیب تیرے منہ پہ رکہدونگی تمام

شرح یعنے اے نکہٹو مردوے تو حقارت کے ساتہ مجکو سست او ضعیف خیال نکر ورنہ مین تیرے سارے پوشیدہ عیب جو تیری رگ رگ مین پوشیدہ ہین منہ پر رکہدونگی۔ کیونکہ مین تیری رگ رگ سے واقف ہون نکتہ عموماً تمام عورتونکا یہی خاصہ ہوتا ہے جو اس عورت کا تہا یعنے اگر تمام عمر عورت کی نازبرداری کیجائے اور اتفاقاً خاوند اسکی طبیعت کے خلاف کبہی کوئی بات کربیٹہے تو خاوند کے عیوب ظاہر کرنے پر آمادہ اور ناشکری پر مستعد ہوجاتی ہے حضرت عیسٰے نے ایکبار شیطان کو دیکہا کہ چار گدہون پر کچہ بوجہہ لادے چلا جاتا ہے آپنے فرمایا کہ کہان جاتا ہے اور یہ کیا لادر کہا ہے۔ اسنے جواب دیا تجارت کرنے جاتا ہون اور ان گدہون پر جور و حسد اور خیانت و مکر کو لادر کہا ہے

جور کو سلاطین کے ہاتھ بیچونگا۔ اور حسد کو علما کے ہاتھ خیانت کو تجار کے ہاتھ اور مکر کو عورتون کے ہاتھ۔

عقل خود را از من افزون دیدۂ | تو من کم عقل را چون دیدۂ

ترجمہ: تو نے اپنی عقل کو جانا ہے کیا | مجھ سی نادان کو تیا سمجھا ہے کیا

شرح یعنے اے بیوقوف مردود گو تو نے اپنی عقل کو میری عقل کو سے زیادہ گمان کیا ہے مگر یہ غلط خیال ہے۔ تو بتا کہ تو نے مجھ جیسی کم عقل کو کیا سمجھا ہے۔ گو حسب مضمون حدیث ہن ناقصات العقل والدین (یعنے عورتین عقل اور دین دو باتون مین ناقص ہین) مین کم عقل سہی مگر تیری فریب اور بیعقلی کو خوب جانتے ہون اور تو مجھسے بہی کم عقل ہے

ہمچو گرگ زشت اندر ما مجہ | اے ننگ عقل تو بے عقل بہ

ترجمہ: پہاڑ ڈالنے کیون ہمین اے بہیڑیے | بیوقوف اچھے ہین تیری عقل سے

شرح یعنے اے شخص غضبناک بہیڑیے کی طرح ہمارے پہاڑ ڈالنے کی کوشش نکر تو اس حدیث کا مصداق ہے قلوبہم کقلوب الذیاب والسنتہم احلے من السکر یعنے آخر زمانہ مین ایسے علما ہونگے جنکے دل بہیڑیون کے سے ہونگے اور زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنے اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اے شخص گو تو اپنی فصیح اللسانی سے مجھے بے عقل اور اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے لیکن اس ننگ عقل سے تو بیعقل ہی ہوتا تو بہتر تہا یا یہ سمجھیے کہ لفظ تو مضاف الیہ عقل کا ہے یعنے تیرے اس ننگ عقل سے وہ شخص بہتر ہے جو بیعقل ہو۔

چونکہ عقل تو عقیلۂ مردم ست | آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم ست

ترجمہ: عقل تیری دام مردم ہے ضرور | عقل کیا ہے مار و کژدم ہے ضرور

خصم ظلم و مکر تو اللہ باد | دست عقل تو زما کوتاہ باد

ترجمہ: دشمن ایسے مکر کا اللہ ہو | ہاتھ تیری عقل کا کوتاہ ہو

شرح عقیلہ اُس پاسے بندیا رسی کو کہتے ہین جس سے اونٹ کا پاؤ باندہا جاتا ہے مطلب یہ کہ تیری عقل آدمیون کیلیے پابند یعنے دام فریب ہے بلکہ سانپ بچہو کیطرح انسان کو تکلیف پہنچانیوالی ہے چنانچہ تو نے اپنی عقل سے مجھے سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اے مردود خدا تیرے غرور کو ڈہائے اور تیرے ظلم کا دشمن ہو اور تیری عقل کا ہاتھ ہمسے دور رہے۔

ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب | مار گیر و ماری اے ننگ عرب

ترجمہ: سانپ بہی ہے تو فسونگر بہی ہے تو | مار گیر و مار ہے اے زشت خو

شرح یعنے تو سانپ (صاحب نفس امارہ اور ایذا رسان) بہی ہے اور فسونگر (حیلہ ساز و مکار) بہی یعنے تو نے لوگون کے دکہانے کے لیئے از روے ریاکاری قناعت کے افسون سے اپنے نفس امارہ کے سانپ کو قابو مین کر رکہا ہے حالانکہ فی الواقع تو قناعت کے معنے ہی نہین جانتا اے ننگ عرب تو سانپ بہی ہے اور سانپ پکڑنے والا بہی۔ نکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو قبل از وصول مرتبۂ فنا اظہار صوفیت و شیخیت کرکے مکاری کے افسون سے لوگون کو مسخر یا مرید کرتا پہرتا ہے۔ ایسی کی بیعت سے الگ رہنا فرض ہے۔

زاغ اگر زشتی خود بشناختے | ہمچو برف از رنج و غم بگداختے

ترجمہ: جانتا اپنی برائی کو جو زاغ | غم سے ہو جاتا ہلاک اے بددماغ

شرح عورت بطور نصیحت مرد کو سمجھاتی ہے کہ اگر کالا کوا اپنی برائی اور بدصورتی کو معلوم کر لیتا تو رنج و غم کے باعث برف کی طرح پگھل جاتا۔ ہلاک ہو جاتا۔ اسیطرح اے مرد و اگر تجھے اپنی برائی معلوم ہو جاتی تو غیرت کے مارے مر جاتا علے ہذا القیاس جھوٹا صوفی اپنے عیب کو عیب خیال کرتا تو ہرگز زندہ نہ رہتا لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ اپنا عیب کسیکو نظر نہین آتا۔ اور ہر شخص اپنی عقل کو سب سے بالاتر جانتا ہے۔

مرد افسونگر بخواند چون عدو | او فسون بر مار و مار افسون برو

ترجمہ: مرد جو پڑھتا ہے منتر سانپ پر | سانپ بھی ہے فکر مین اُسکے بیخبر

شرح لفظ چون عدو۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جسطرح افسونگر (منتر پڑھنے والا) سانپ کا دشمن بنکر منتر پڑھ پڑھ کے سانپ پر دم کرتا ہے اسیطرح سانپ اُسپر اپنا منتر دم کرتا ہے پھنکارے مارتا ہے یعنے افسونگر کی ایذا رسانی کے درپے اور اُسکی جان کا دشمن ہے۔ غرضیکہ وہ اسکے مار ڈالنے کے درپے اور یہ اُسکے یہی حال طالب دنیا کا ہے کہ جسطرح وہ مال دنیوی جمع کرنے کے حیلے کرتا رہتا ہے اسیطرح دنیا اُسکی گرفتاری کے فکر مین رہتی ہے یعنے اُسے اپنے دام محبت مین پھنسا لیتی ہے علے ہذا القیاس اے مرد ہے تو جو دنیا کمانے کے لیے زہد و اتقا و قناعت کے حیلے کر رہا ہے اِس حیلہ سازی کا انجام یہ ہے کہ دنیا خود تجھے اپنی محبت مین گرفتار کر رہی ہے۔

گر نبودے دام او افسون مار | کے فسون مار را گشتے شکار

ترجمہ: گر نہوتا دام جان افسون مار | کیون فسونگر اُسکا ہو جاتا شکار

شرح لفظ دام او مین اضافت لامی ہے یعنے دام برائے او اور ضمیر او افسونگر کی طرف راجع ہے۔ نبودے فعل ناقص ہے اور افسون مار اسکا اسم اور دام او خبر مقدم۔ یعنے اگر افسون مار (سانپ کا پھنکارہ) افسونگر کے حق مین دام نہوتا تو افسونگر سانپ کے افسون کا شکار نہ بنتا۔ مطلب یہ کہ جب دنیا کے سانپ کا پھنکارہ خود افسونگر کے لیئے دام بنجاتا ہے۔ اور مال دنیوی کا شکار کرنے والا خود صید دنیا ہو جاتا ہے۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی توضیح اور اُسکا ہم معنے ہے

مرد افسونگر ز حرص کسب و کار | در نیابد آن زمان افسون مار

ترجمہ: ہے فسونگر کو جو حرص کسب و کار | اُس گھڑی پاتا نہین افسون مار

شرح کسب و کار سے تدبیر حصول دنیا۔ اور آن زمان سے حرص دنیوی مین پھنسانے کا وقت مراد ہے یعنے جب حریص آدمی کو حُب دنیا کا سانپ اپنے افسون سے قریب ہلاکت کر دیتا ہے تو اسوقت اُسکو ایسا کوئی

منتر نہین تھا جسکے اثر سے جانبری ہو سکے فی الواقع حب دنیا ایسا افعی سانپ ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین

مار گوید اے فسونگر مین وہین ۔ آن خود دیدی فسون ما ببین

ترجمہ سانپ کہتا ہے فسونگر ہوشیار ۔ کر چکا تو وار اب ہے میرا وار

شرح یعنے جسوقت حُبّ دنیا کا سانپ لپٹ جاتا ہے تو اپنے افسونگر (مکار طالب دنیا) سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہان ہان خبردار تو نے اپنی ٹلک (طلب دنیا کے متعلق فسون سازی وحیلہ بازی) کا فائدہ تو دیکھہ لیا کہ تجھے مال دنیوی حاصل ہو گیا۔ اب میرا افسون دیکھہ ۔ مین افعیِ حُبِّ دنیا ہون دیکھہ تو سہی تجھے کسطرح اپنے افسون سے بہت جلد ہلاک کیے دیتا ہون

تو بنامِ حق فریبی مر مرا ۔ تا کنی رسوائے شور و شر مرا

ترجمہ نام حق سے مجکو دہوکا دیکے تو ۔ ہے مری ذلت کا خواہان سو بسو

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مکار مرد وے تو مجکو توکل علے اللہ کا نام لیکر فریب دیتا ہے اور اس سے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ مین تیرے جہوٹ کی تردید کرون اور تو مجہپر خفا ہوکر لوگون سے میری مذمت کرے اور لوگ جمع ہوکر مجہپر تیری نافرمانی کا الزام لگائین ۔ اور مین رسوائے خلق ہو جاؤن

نامِ حقم بست نے آن رائے تو ۔ نام حق را دام کردی وائے تو

ترجمہ نام حق سے بستہ ہون اے سست رائے ۔ کر لیا ہے دام تو نے ہائے ہائے

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے یعنے مین خدا کے نام سے وابستہ ہون تیری رائے سے وابستگی نہین کہتی ۔ کیونکہ تیری رائے ضعیف ہے جسکے جہوٹی اور بیکار رہبری سے تو نے نام خدا کو دام صید دنیا بنا لیا ہے ۔ تیری حالت پر افسوس ہے کہ کلمات ربانی کو تہوڑی سی قیمت پر بیچتا ہے ۔

نامِ حق بستاند از تو داد من ۔ من بنامِ حق سپردم جان و تن

ترجمہ تجھسے لیگا نام حق خود میری داد ۔ یعنے جان سونپی ہے اُسکو شاد شاد

تا بزخمم من رگِ جانت بُرد ۔ یا ترا چون من بزندانے برد

ترجمہ صبر ٹوٹ جائیگا تیری جان پر ۔ اور بنے گا قید خانہ تیرا گہر

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے اور مین نے نام حق کو اپنا دادرس اور فریاد خواہ بنا لیا ہے ۔ اور اپنے جان و تن کو خدا کے سپرد کر دیا ہے وہی تجھسے میری داد لوائے گا میرا تیرا انصاف خدا کے ہاتہ ہے ۔ کیا تعجب کہ جسطرح تو نے اپنے بیہودہ کلمات اور لغو باتون سے میرے دل کو زخمی کیا ہے اللہ تعالی اسکے قصاص مین تیری رگ جان کو کاٹ دے ۔ یعنے تجکو ہلاک کر دے اور لِمَ تقولون ما لا تفعلون کے سبب تجھے

حیات ابدی سے محروم رکھے یا میری طرح زندان مصیبت مین ڈالے یعنے جسطرح تو مکر کے سبب دولت دین سے محروم ہوگیا ہے دنیا کے فائدے سے بہی محروم رہے۔

	زن ازین گونہ خشن گفتارہا		خواند بر شوے خود او طومارہا
ترجمہ	کہین بہت سی اُسنے باتین سخت سخت		کہول بیٹھی ایک دفتر نیکبخت

شرح خشن بمعنے سخت ہے یعنے عورت نے اسطرح کی سخت باتون کا طومار اور شکایتون کا دفتر مرد کے سامنے کہولدیا اور خوب طعنے دیئے۔ اور خوب دل کہولکر یا کمر باندہ کر خاوند سے لڑی۔

نصیحت مرد زن راکہ در فقیران بخواری منگر و در کار حق بگمان کمال نگر و طعنہ مزن در فقر فقیران وشکر کن در فقر

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو لبطور نصیحت یہ کہنا کہ فقیرون کو نظر حقارت سے نہ دیکہا کر اور خدا کے کامون مین کمال کا یقین رکہا کر کیونکہ خدا کا کوئی کام ناقص نہین ہوتا اور اے عورت فقیرون کی فقیری پر طعنے نہ مار بلکہ فقر کی حالت مین شکر الہی کیا کر

شرح خدا کے کامون مین یقین کمال رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جن لوگون کو واقعی صفت درویشی عنایت فرماکر خاص اپنے کامون مین لگا لیا ہے انکی نسبت مکاری وحیلہ سازی کا گمان گویا خدا کے کامون کو ناقص خیال کرنا ہے اور ایسا گمان کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اسلئے انسان پر لازم ہے کہ درویشون کیطرف سے بدگمان نہ رہے

	مرد چون این طعنہا از زن شگفت		مستمع شد بعد ازان بین تا چہ گفت
ترجمہ	مرد نے طومار جب سب سن لیا		ہے سخن سے کیا جواب اچہا دیا

شرح یعنے مرد پہلے تو اپنی گہروالی کے طعنے سنتا رہا پہر سننے کیا اچہا جواب دیا ہے جو فی الواقع سننے کے قابل ہے اور آئیندہ اشعار مین تفصیل کے ساتہ بیان کیا گیا ہے

	گفت اے زن تو زنے یابو الحزن		فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
ترجمہ	یہ کہا سن کے اُسکے طعن و لعن		فقر فخری ہے نہ دے تو مجکو طعن

شرح بو الحزن بمعنے صاحب حزن وغم ہے۔ مرد نے اپنی گہروالی کو بو الحزن اسلیے کہا کہ وہ افلاس کے باعث خود بہی غمگین رہتی تہی اور اپنے طعنون سے خاوند کو بہی مغموم کردیتی تہی اور الفقر فخری صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ درویشی میرے لیے باعث فخر ہے مطلب یہ کہ اے عورت تو عورت ہے یا غم کی پتلی درویشی کے متعلق مجہے طعنے کیون دیتی ہے ارے بہاگوان مین حسب مضمون حدیث فقر کو اپنا فخر جانتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ مرا فخر اور طعنہ دونون سے متعلق ہوسکتا ہے اسلئے باقی یہ معنے ہین کہ فقر میرا فخر ہے تو طعن

نہ کرنا یہ کہ حدیث مین الفقر فخری آیا ہے - تو جمہیر طعنہ زنی نکرے

مال و زر سر را بود ہمچون کلاہ — کل بود آن کز کلہ سازد پناہ

ترجمہ: مال و زر سر کے لیئے ہے اک کلاہ — ہے وہ گنجا جسکی ہے ٹوپی پناہ

شرح یعنے مال و زر کی ایسی مثال ہے جسطرح سر کی ٹوپی - وہ شخص گنجا ہوتا ہے جو کلاہ کو اپنی سر کی حفاظت بناتا ہے یعنے کلاہ سے اپنے عیوب چھپاتا ہے مطلب یہ ہے کہ مال اہل دنیا کو اسیلئے محبوب ہے کہ وہ اُنکے عیوب چھپالیتا ہے جیسا حدیث مین آیا ہے کہ العلم والمال ستران کل عیب مال اور علم تمام عیبون کا پردہ ہین اور عارف جنکے قلوب دولت عشق حقیقی سے مالامال ہین اُنکو ظاہری مال و زر کی کچھ حاجت نہین وہ کچھ عیب ہی نہین رکھتے جسکو مال کے پردہ مین چھپائین

آنکہ زلف و جعد رعنا باشدش — چون کلاہش رفت خوشتر آیدش

ترجمہ: زلف اور چوٹی ہو جسکی خوش حسین — گر نہو ٹوپی اُسے پروا نہین

شرح جعد بمعنے چوٹی اور رعنا بمعنے دراز و خوبصورت ہے یعنے جسکے زلفین اور بال خوبصورت ہون اگر اُسکی ٹوپی اُڑ گئی ہو تو خوبصورتی اور زیادہ ہو جائیگی یعنے عارفان کامل جو عیوب سے پاک ہین اُنکے پاس مال نہونا اور بھی اُنکی زینت قلبی کا باعث ہے

مرد حق باشد بمانند بصر — پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر

ترجمہ: مرد حق ہوتا ہے مانند بصر — دیکھہ کیا سکتا ہے پوشیدہ نظر

شرح یعنے مرد حق و عارف کامل بینائی کی مانند ہے بس توجسطرح نظر کا برہنہ اور بے حجاب رہنا بہتر ہے کیونکہ نظر پردہ مین رہکر قدرت حق کو نہین دیکھہ سکتی - اسیطرح عارفین کو بھی حجاب مال و زر سے جدا رہنا اچھا ہے کیونکہ حجاب مال و زر مشاہدۂ شاہد حقیقی سے محروم رکھتا ہے

وقت عرضہ کردن آن بردہ فروش — بر کند از بندہ جامۂ عیب پوش

ترجمہ: پیش کرنے کے لیے بردہ فروش — دور کر دیتا ہے ستر عیب پوش

ور بود عیبے برہنہ کے کند — بل بجامہ خدعۂ با وے کند

ترجمہ: اور اُسمین عیب ہوتا ہے اگر — کپڑے پہناتا ہے اُسکو حیلہ گر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور عرضہ بمعنے پیش کردن مبیع بر مشتری ہے یعنے بکنے والی چیز کو خریدار کے سامنے لانا تاکہ وہ تمام عیب و صواب دیکھہ لے مطلب یہ کہ جو شخص اپنے کسی بے عیب غلام کو بیچتا ہے تو اُسکے تمام کپڑے اُتار لیتا ہے تاکہ خریدار اُسکو تمام جسمانی عیوب سے پاک سمجھکر بلا تامل خریدے بیچنے والے کو یہ جرأت اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ غلام فی الواقع بے عیب ہوتا ہے اور اگر اُسمین کوئی عیب ہے تو اُسکو بیچنے والا برہنہ نہین کرتا بلکہ اچھے اچھے کپڑے پہنا کر

خریدار کو دہوکا دیتا ہے یہ پہلے مضمون کی دوسری تمثیل ہے یعنے عارفون کو ظاہری زینت اور حجاب مال کی حاجت نہین ہے۔ وہ بالکل بے عیب ہین البتہ اہل دنیا مال سے اپنا عیب چھپایا کرتے ہین۔ خدعہ بمعنے فریب و دغا ہے

گوید این شرمندہ است از ننگ و بد ‖ از برہنہ کردن او از تو رمد

ترجمہ: اور کہتا ہے کہ ہے یہ باحیا ‖ ہو نہین سکتا ہے ننگا بر ملا

شرح یہ شعر پہلے قطعہ بند کے دوسرے شعر سے متعلق ہے اور گوید کا فاعل اُس عیب دار غلام کا بیچنے والا ہے جو یہ کہکر مشتری کو دہوکا دیتا ہے کہ یا حضرت یہ غلام اپنے کپڑے نہین اُتارتا کہ اپنے اچھے برے مثلاً پیٹ پیٹھ اور ناف و زانو اور ستر عورت کے اظہار سے حیا کرتا ہے۔ اگر مین اُسکو جبراً برہنہ ہونے کا حکم دونگا تو یہ آیندہ مجھسے نفرت کرنے لگیگا کیونکہ برہنہ کرنے کا باعث تم ہوگے مطلب یہ کہ جو باعیب ہوتے ہین وہ مال و اسباب اور خارجی زینت سے اپنے عیوب چھپانے اور حیلہ حوالہ بتاکر اُنہین پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہین اور ولی کامل چونکہ تمام عیبون سے بری ہوتا ہے اسلئے مال و دولت کو اپنا پردہ بنانا پسند نہین کرتا

خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش ‖ خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش

ترجمہ: عیب مین ہے غرق گو وہ تا بگوش ‖ مال دولتمند کا ہے عیب پوش

شرح یعنے گو دولتمند آدمی پانوسے لیکر کان یعنے سر تک عیبون مین ڈوبا ہوا ہو مگر اُسکا مال اُسکے تمام عیب ڈہانک لیتا ہے

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے ‖ گشت دلہا را طمعہا جامعے

ترجمہ: عیب کیا دیکھے گی طامع کی نظر ‖ ہے طمع دل مین اکھٹی سر بسر

شرح یعنے جس شخص کے پاس مال ہو اُسکا عیب کوئی نہین ظاہر کرتا کیونکہ لوگون کے دلون مین طمع بہت سی جمع ہو گئی ہے اور چار طرف سے احاطہ کر لیا ہے طامع اگر مالدار کی عیب جوئی کریگا تو طمع کے باعث جو اُمید نفع ہے وہ منقطع ہو جائیگی

ور گدا گوید سخن چون زر کان ‖ در نیاید کالۂ او در دکان

ترجمہ: اور گدا کی بات ہو گر زر کان ‖ کون اُسکی بات پر دہرتا ہے دہیان

شرح زر کان۔ معدنی سونا جو کان سے نکلتا ہے اور نہایت خالص ہوتا ہے۔ اور کالہ بمعنے متاع و اسباب یعنے دولتمند کے تمام عیوب ہنر مین داخل ہوتے ہین اور فقیر کوئی ایسی قیمتی بات کہدے جو خالص سونے کے مانند ہو تب بہی اُسکا اسباب (نصیحت) کسی دکان (گوش قبول) مین نہین سما سکتا اور اُسکے ہنر کا کوئی خریدار نہین بنتا۔ بلکہ لوگ اُسے کم مایہ اور بے وقوف بتاتے ہین۔

کار درویشی ورائے فہم تست ‖ سوے درویشان تو منگر سست

ترجمہ: کار درویشی ہے باہر فہم سے ‖ تو برا کیون کہہ رہی ہے وہم سے

شرح یعنے اے عورت درویشون کے فعل تیری سمجھ سے باہر ہین۔ تجھے کیا خبر کہ فقیر جھولی مین کیا ڈالتا ہے اور کیا نکالتا ہے تو فقیرون کو حسب ظاہر شکستہ حال دیکھکر اُنکو حقیر سمجھتی ہے حالانکہ یہ تیری کم فہمی اور سراسر بدگمانی ہے

	زانکہ درویشی ورائے کارہاست	دمبدم از حق مرایشان را عطاست
ترجمہ	کار درویشی ہے کامون سے جُدا	اُنکو ملتی ہین عطایاے خدا

شرح یعنے اے عورت درویشون کے افعال اہل دنیا کے افعال سے بالکل جدا ہین اہل دنیا کو ظاہری خزانے دیے گئے ہین اور درویشون کو گنج معنوی (عرفان وقناعت) مرحمت ہوا ہے خدا کی عطائے خاص درویشون ہی کے ساتھ مخصوص ہے مگر اِس رمز کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔

	بلکہ درویشان ورائے ملک ومال	روزیے دارند ژرف از ذوالجلال
ترجمہ	وہ نہین رکھتے خیال ملک ومال	روزی دیتا ہے اُنہین خود ذوالجلال

شرح یعنے اے عورت درویش لوگ ملک معانی وعرفان اور دولت قناعت وایمان کے علاوہ خدا کی طرف سے بڑی فراخ روزی (تجلی الٰہی) رکھتے ہین اور اِس روزی نام اُنکی اصطلاح مین غذائے روحانی ہے۔

	حق تعالیٰ عادلست وعادلان	کے کنند استمگری با بیدلان
ترجمہ	حق ہے منصف اور منصف بالیقین	بیدلونپر ظلم کرتا ہی نہین

شرح یعنے اللہ تعالےٰ عادل ہے اور عادل اُسی کو کہتے ہین جو دادگر اور سب کے حقوق مین برابری کرنے والا ہو جو حاکم دولتمندون پر کرم اور ضعیفون پر ستم کرے وہ عادل نہین بلکہ فاسق ہے مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا حاکم وعادل ہے اسیلئے وہ بیدلون (ضعیفون) پر ہرگز ستم نہین کرتا۔ یعنے بیدلون کو فقر وفاقہ یا بیماری وناداری مین مبتلا کردینا معاذ اللہ داخل ستم نہین بلکہ عین عدل وانصاف الٰہی ہے اسکی وجہ آیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

	آن یکے را نعمت وکالا دہند	وین دگر را بر سرش آتش نہند
ترجمہ	یہ نہین ہوتا کہ نعمت اُسکو دے	اور جلائے دوسرے کو آگ سے

شرح دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے یعنے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالےٰ ایک کو تو نعمت ودولت اور سامان دنیوی عنایت فرمائے۔ اور دوسرے کے سر پر آگ رکھدے یعنے آتش فقر وفاقہ یا سخت مصیبت مین مبتلا کردے۔ کیونکہ ایسا کرنا ستمگری ہے اور عدل الٰہی بالکل اسکا مخالف ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تفاوت مراتب ایک کی دولتمندی دوسرے کی فقیری ایک صحت دوسرے کی بیماری، عین عدالت الٰہی ہے اللہ تعالےٰ نے ایک کو اسیلئے فقر ومصیبت دی ہے کہ شاید اُسکو دولت ملتی تو سرکش اور نافرمان ہوجاتا قرآن مجید مین ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر اللہ اپنے بندون کی روزی فراخ کردیتا تو نہایت سرکش ہوجاتے اور دوسرے کو نعمت اسیلئے عنایت

ہوئی ہے کہ فقیرون کو صدقہ دے بعض بندگان نفس کو اسلیئے مال ملا ہے کہ وہ ہواپرست ہوکر قابل نار ہوجایئن اور یہ دوزخ کے حق مین عدل ہے کیونکہ وہ بہی مخلوق الٰہی ہے۔ اور بعض کو اس غرض سے زاہد و متقی بنایا گیا ہے کہ وہ درجات عالیہ کے مالک بنجایئن غرضیکہ اللہ تعالےٰ کا کوئی فعل حکمت اور عدل سے خالی نہین ہے اُسنے ہر ایک کو وہی شئے عنایت فرمائی ہے جو اُسکے لائق تہی اور یہ سراسر عدل ہے۔

	آتشش سوزد کہ دارد این گمان	بر خدائے خالق ہر دو جہان
ترجمہ	دوزخی ہو وہ جو رکہے یہ گمان	سوئے خلاق زمین و آسمان

شرح آتشش سوزد بد دعا ہے اور کہ بمعنے ہر کہ اور اشارۂ این بجانب ستمگری ہے یعنے جو شخص خالق ہر دو جہان پر ستمگری کا گمان کرے خدا کرے اُس بدگمان کو یہی دنیوی اگ یا آتش دوزخ جلاکر خاکستر کرے بعض نسخون مین سوزد کی جگہ سوزا مخفف سوزاد ہے اور معنے دونون کے ایک ہین

	فقر فخری از گزافست و مجاز	صد ہزاران عز پنہان ست و ناز
ترجمہ	فقر فخری لغو ہے ؟ یا ہے مجاز ؟	یہ نہین ہین اسمین پنہان عز و ناز

شرح گزاف بمعنے بیہودہ و ہرزہ ۔ و مجاز ضد حقیقت یعنے وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنون مین مستعمل نہو پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے اے مخاطب کیا کلمۂ اَلْفَقْرُ فَخْرِی (حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خدانخواستہ کوئی بیہودہ یا لغویات یا تیرے نزدیک غیر حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہین ہرگز بلکہ تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِی کا مضمون بالکل درست ہے اور یہ مبارک کلمہ اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے فقر مین فی الواقع ہزارون عزتین پنہان ہین۔ اور حقیقی درویش اس حدیث کے لحاظ سے اپنے فقر پر ہزارون طرح کے ناز کرتے ہین نکتہ حدیث مذکورہ مین لفظ فقر سے احتیاج مال اور اسکی طلب مین سرگردانی مراد نہین ہے جو آجکل کے گداگرونکی خصلت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آدمی تمام حالتون اور جمیع اُمور مین اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بارگاہ حق سبحانہ و تعالےٰ جانے اور مال نہونے سے پریشان نہو یہ درویشی عام لوگون کی سمجھ سے باہر ہے اور اسکی شان مین الفقر فخری وارد ہوا ہے۔

	از غضب بر من لقب ہا راندی	یار خوے و مار گیرم خواندی
ترجمہ	تو نے بیہودہ دیے مجکو لقب	مار خوے و مار گیرا ہے پُر غضب

شرح یعنے اے عورت تو نے درویشی کے معنون کو نہین سمجھا اور کم فہمی کے باعث مجہپر بہت سی پہبتیان کہین کبہی مکار کبہی حیلہ ساز کبہی سانپ اور کبہی سانپ پکڑنے والا حالانکہ قرآن مجید مین موجود ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ اے ایمان والو باہم ایکدوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ راندی اور خواندی کو ضرورت شعر کے لیئے بفتح نون

پڑھنا چاہیئے۔ بعض نسخون مین یار گیرم مار گیرم یا خوا مدی سہے یعنے مین تجکو اپنا دلی دوست جانتا ہون اور تو مجکو مار گیر سمجھتی ہے۔

	گر بگیرم مار دندانش کنم	تا کش از سر کوفتن ایمن کنم
ترجمہ	توڑتا ہون دانت مین تو سانپ کے	تا کہ سر کوبی سے بہتر سے بچے

شرح یعنے مین اگر کسی سانپ (صاحب نفس امارہ اور اہل دنیا) کو گرفتار کرتا ہون تو اسے عورت تو یہ سمجھتی ہے کہ طلب دنیا کا حیلہ ہے حالانکہ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دانت اُکھاڑ دون یعنے اُس سے اخلاق ذمیمہ کو دور کرون تاکہ وہ ہلاکت اور سر کچلے جانے کے عذاب سے بچ رہے اور شریعت کے پتھر کھا کر اختیاری موت سے مرجائے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اضطراری موت سے اور لوگ اُسکے شر سے محفوظ رہین گے

	زانکہ دندانش عدوے جان او	من عدو را مے کنم زین علم دوست
ترجمہ	دانت خود دشمن ہین اُسکی جان کے	دوست مین کرتا ہون اس ترکیب سے

شرح یہ گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مین اُس سانپ (صاحب نفس اَمّارہ) کے دانت اسلیئے اُکھاڑ دیتا ہون کہ سانپ کے دانتون ہی مین زہر ہوتا ہے۔ اور اُسکی دانت ہی اُسکے جان کے دشمن ہین لوگ سانپ کو دانتون ہی کے خوف سے مار ڈالتے ہین یعنے صاحب نفس اَمّارہ اخلاق ذمیمہ ہی کے باعث ہلاک ہوجاتا ہے اسیلیے مین اُن دانتون کو جو سانپ کی جان کے دشمن ہین اُکھاڑ دیتا ہون۔ دوسرے مصرع کے یا تو یہ معنے ہین کہ سانپ آدمیون کی جان کا دشمن ہے مین دانت اُکھاڑ کر اُسے دوست بنا دیتا ہون۔ کیونکہ دانت اُکھڑے ہوئے سانپ کو لوگ اپنا دشمن نہین سمجھتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مین دانت اُکھاڑ کر سانپ کو اُسکی جان کا دوست بنا دیتا ہون کیونکہ اس حالت مین کوئی اُسکے مار ڈالنے کا قصد نہین کرتا۔ مطلب یہ کہ مین اپنے علم و نصیحت کے باعث بندگان نفس اَمّارہ کے اخلاق ذمیمہ دور کر کے اُنکو نیک لوگونکا دوست بنا دیتا ہون جب بُرے اخلاق دور ہوجاتے ہین تو نیک لوگ اپنے پاس بٹھانے سے نفرت اور اُسکی صحبت سے پرہیز نہین کرتے۔

	از طمع ہرگز نخوانم من فسون	این طمع را مے کنم من سرنگون
ترجمہ	حرص کے باعث نہین پڑہتا فسون	بلکہ کرتا ہون مین اسکو سرنگون

شرح یعنے اے عورت مین دنیوی طمع کے سبب کسی شخص پر منتر نہین پڑہتا بلکہ اس طمع کو اوندہے مُنہ گرا کر لوگون کے ساتہ سچی خیر خواہی کرتا ہون۔

	حاش للہ کاین طمع از خلق نیست	از قناعت در دل من عالمیست
ترجمہ	حاش للہ طمع خلقت کی نہین	ہے مرے دل مین قناعت جا گزین

شرح حاشَ وَحَاشَا یعنے پناہ و پاکیزگی و دوری یعنے اے عورت مین طمع سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور لوگونکو اُنہین کی خیرخواہی کے لیئے اپنا معتقد کرتا ہون مخلوق سے کسیطرح کی طمع نہین رکھتا میرے دل مین قناعت کا ایک ایسا جہان آباد ہے کہ جسمین طمع کا گذر ہی نہین ہوسکتا نکتہ اس اعرابی درویش نے مخلوق سے طمع رکھنے کا انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق سے طمع رکھنی منافی قناعت و صبر نہین ہے کیونکہ حضرت ایوب کی شان مین اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا (بیشک ہمنے اپنے بندے ایوب کو صابر پایا) نازل ہے حالانکہ حضرت نے مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے خدا مجھے بیماری لگ گئی ہے) فرماکر اپنے مرض کی شکایت اور صحت کی طمع خدا سے کی تھی۔

	از سر امرود بن بینی چنان		زان فرود آ تا نماند این گمان
ترجمہ	تو چڑہی بیٹھی ہے کیون امرود پر		بدگمان آ دیکھہ لے جلدی اُتر

شرح امرودبن باضافت مقلوب ہے یعنے درخت امرود بر سر امرودبن آمدن (امرود کے درخت پر چڑہنا یعنے گمان و تخمین ہے اور امرود کے درخت سے اُترنا گمان و تخمین کے چہوڑدینے کو کہتے ہین یعنے اے عورت تو مرتبہ بین ناقصات العقل مین ہے۔ اور گویا امرود کے درخت پر چڑہی ہوی ہے اسلیئے بدگمان ہوکر مجھے مکار جانتی ہے اس امرود کے درخت (مرتبہ نقصان عقل اور بدگمانی) سے اُتر آتا کہ حقیقت حال معلوم ہوجاے اور میری طرف سے بدگمانی جاتی رہے **لطیفہ** امرود کے درخت کے متعلق بعض شارحین نے اس مقام پر ایک لطیفہ لکہا ہے وہ یہ کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے آشنا سے شرط کی کہ مین کسی دن اپنے خاوند کے سامنے تجھے گلے سے لگالونگی۔ چنانچہ ایک روز اُسنے آشنا کو کہلا بہیجا کہ تم فلان وقت فلان باغ مین پہنچکر کسی جگہ چہپکر بیٹہہ رہنا مین اپنے خاوند کو لیکر اُسی باغ مین آؤنگی حسب الارشاد اُسکا آشنا پہلے سے جا چہپا۔ اور وہ اپنے خاوند کو لیکر آئی۔ سیر کرتے کرتے دونو خاوند بیوی ایک امرود کے درخت کے نیچے پہنچے اور عورت امرود توڑنے کے بہانے جہٹ درخت پر چڑہگئی اور اوپر چڑہکر خاوند کو لعنت ملامت کرنی اور گالیان کوسنے دینے شروع کردئے اُسکا خاوند نیچے کہڑا کہڑا سخت متعجب ہوا اور بمنت و سماجت پوچہنے لگا کہ تم کسی قصور پر لعنت ملامت کررہی ہو عورت نے جواب دیا کہ او کمبخت جانہار مین سب کچہ دیکہہ رہی ہون تو کب سے موقع کا منتظر اور فرصت کا متلاشی تہا کہ میرے جدا ہوتے اور درخت پر چڑہتے ہی اس عورت کو پیار کرنے لگا؟ یہ تیری آشنا کون ہے جو کونے مین چہپی بیٹہی تہی؟ اس خالہ کی بہتیجی کو کہان سے ساتھ لگایا تہا۔؟ ٹہیر (تو سہی) مین درخت سے اُترکر کیسی خبر لیتی ہون۔ اور وہ تو بچی کیسی فضیحتی کرتی ہون مرد یہ تقریر سنکر نہایت حیران ہوا اور قسم کہاکر کہنے لگا کہ میرے پاس تو کسی غیر عورت کا نام و نشان ہی نہین۔ پیار کرنا کیسا؟ عورت بولی کہ ہے ہے چالباز مرد دیکہے سمجہے آنکہون مین خاک ڈالے جاتا ہے کیا مین ایسی اندہی ہوگئی ہون۔ مجھے تو صاف نظر آرہا ہے کہ تو کسی

عورت کو گود مین لیئے بیٹھا ہے مرد نے پہر سخت متعجب ہوکر قسم کہائی - اور عورت غضبناک ہوکر درخت سے اتر آئی اور چارطرف غور سے دیکھا کہ یہان کیا ر کہا تہا انجام کار ندامت زدہ ہوکر خاوند کے پانوین گر پڑے اور یہ کہا کہ شاید اس امرود کے درخت ہی مین کچہ ایسا اثر یا اسپر کوئی اسرار ہے کہ اوپر چڑہنے والے کو ایک کے دو نظر آتے ہین مرد نے کہا کہ تم اجازت دو تو مین بہی امتحان کرلون عورت نے اجازت دی مرد درخت پر چڑہا عورت نے اپنے آشنا کو جو پہلے ہی سے باغ کے کسی گوشہ مین چہپا ہوا تہا اشارہ سے اپنے پاس بلا کر گلے لگا لیا خاوند چیخنے لگا کہ اے نابکار عورت تو غیر مرد سے کو پیار کیون کر رہی ہے عورت نے جواب دیا کہ یہان کوئی غیر مرد وا نہین بلکہ اب مجہے اور تمہین دونون کو یقین ہوگیا ہے کہ یہ اس درخت پر چڑہنے کا اثر ہے یہ سنکر مرد خاموش ہوگیا اور اسکے اترتے ہی عورت نے اپنے آشنا کو چلتا کر دیا - غرضکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مکار عورت کے درخت پر چڑہنے اور آشنا کو گلے لگانے کا لطیفہ عرب مین مشہور تہا اسیلئے اعرابی دُرد کش اپنے گہروالی کو اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ تو اس مکار عورت کی طرح گویا امرود کے درخت پر چڑہکر مجہے حریص وطامع خیال کرتی ہے حالانکہ مین اس سے بالکل پاک ہون -

	خانہ را گردندہ بینی آن توئی		چونکہ برگردی وسرگشتہ شوی	
	کون کہتا ہے کہ چکر مین ہے گہر		پہرتے پہرتے پہر گیا ہے تیرا سر	ترجمہ

شرح یعنے اے عورت جب تو زیادہ چکر کہائے اور تیرا سر پہر جائے تو تجکو اپنا گہر چکر کہاتا معلوم ہوگا حالانکہ چکر کہانیوالی خود تو ہی ہے گہر اپنی جگہ قایم ہے - اسیطرح چونکہ تو خود طالب دنیا اور حریص ہے مجکو بہی ایسا ہی جانتی ہے مولانا قدس سرہ نے آیندہ عنوان کے تمام اشعار اسی شعر کی مناسبت سے لکہے ہین -

در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از انجاست کہ وے ست ہر کسے از چنبرۂ وجود خود بیند تابہ کبود آفتاب را کبود نماید - و تابہ سرخ سرخ وچون تابہ ہا از رنگ بیرون آید سپید شود و از ہمہ تابہ ہائے دیگر او راست گوئے تر باشد

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ ہر شخص کی حرکت نظری اسی مقام سے تعلق رکھتی ہے کہ جس مقام مین وہ شخص خود موجود ہے - اور ہر شخص اپنے دائرہ وجود کے لحاظ سے دوسرے کو دیکہتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے کہ نیلے رنگ کا شیشہ آفتاب کو نیلا - اور سرخ رنگ کا شیشہ آفتاب کو سرخ دکہاتا ہے جب شیشے پر کوئی رنگ نہین ہوتا وہ سفید ہوتا ہے اور دیگر تمام شیشون سے زیادہ سچ بولتا ہے یعنے آفتاب کو ویسا ہی دکہاتا ہے جیسا کہ خود ذات آفتاب ہے

شرح اس عنوان کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی حرکت ارادی اور نظری اسی حالت کی مناسبت سے ہوتی ہے

کہ جس حالت مین وہ خود موجود ہے مثلاً اگر وہ کفر کی حالت مین ہے تو اُسکی نظر مین دوسرے بھی ایسے ہی ہونگے اور اگر ایمان کی حالت مین ہے تو اورون کو بھی مومن ہی خیال کریگا۔ علےٰ ہذا القیاس جو شخص نیکیون کی حالت مین ہے اُسکی نظر صرف دوسرون کی نیکیون پر ہوگی۔ اور گناہون کی حالت مین ہے تو دوسرون کو بھی گنہگار خیال کریگا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے دائرہ وجود سے دوسرے کو دیکھتا ہے اُسکے دائرہ وجود مین ایمان ہے تو غیرونکو مومن اور کفر ہے تو غیرون کو کافر جانے گا۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شیشہ یا عینک کہ سبز ہے تو سبز دکہائیگی اور سرخ ہے تو سرخ۔ البتہ جب سپید ہوگی تو اشیا کو انکی اصلی حالت پر دکہائیگی۔ اسیطرح آئینہ قلب منور ہوگا تو ہر شے اصلی حالت پر معلوم ہوگی چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنون کی تائید مین ہین۔

	دید احمد را ابوجہل و بگفت	زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت
ترجمہ	دیکھکر احمد کو بوجہل لعین	بول اُٹہا نقش یہ اچہا نہین

شرح ابوجہل نے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر یہ کہا کہ یہ محمد بہت ہی بُرا نقش ہے جو اولاد ہاشم مین سے ظاہر ہوا ہے چونکہ ابوجہل کا دائرہ وجود انواع شرک وحسد سے پُر تہا اسلیئے اُسنے رسول اللہ کو بھی نقش زشت خیال کیا اور اس بات کو نہ جانا کہ وہ اپنی حالت کے عکس سے ایسا کہہ رہا ہے چونکہ اُسنے اپنی حالت کو آئینہ جمال رسول مین دیکھہ لیا تہا اسلیئے بُرے کو بُرا ہی نظر آیا۔

	گفت احمد مر ورا کے راستی	راست گفتی گرچہ کار افزاستی
ترجمہ	آپنے سُنکر کہا سچا ہے تو	راست گو ہے گرچہ کار افزا ہے تو

شرح یعنے ابوجہل مردک کے جواب مین رسول اللہ نے یہ فرمایا کہ بیشک تو سچ کہتا ہے کیونکہ تو نے اپنی بُرائیون کو میرے آئینہ جمال مین دیکھہ لیا ہے لیکن تو نے اپنے کلام مین زیادتی اور بوالفضولی کی ہے کہ جو کچھ اپنی ذات مین دیکھا تہا وہ میری طرف منسوب کردیا۔

	دید صدیقش بگفت اے آفتاب	نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
ترجمہ	اور کہا صدیق نے اے رشک مہر	ہے ترا مشرق دگر دیگر سپہر

شرح یعنے رسول خدا کو ابوجہل نے اپنی بُرائی کے سبب نقش زشت کہا اور اپنی ذاتی نیکی کے باعث حضرت ابوبکر صدیق نے یہ فرمایا کہ اے آفتاب ہدایت تو ہمیشہ چمکتا رہ اور عالم کو فیض پہنچاتا رہ۔ کیونکہ تو نہ شرقی ہے نہ غربی یعنے تو آفتاب آسمان دنیا نہین ہے کہ تجکو شرق وغرب اور عروج وہبوط وزوال سے تعلق ہو بلکہ آفتاب آسمان صفات و اسماء اور نور محض ہے۔ جو مشرق بنی ہاشم اور مطلع عبداللہ بن عبدالمطلب سے چمکا ہے اور جسنے مشارق ومغارب کو منور کر رکہا ہے۔ تیرا نور مشرق سے لیکر مغرب تک تا بہ قیامت پہیلتا اور تمام عالم کو روشن کرتا رہیگا۔

گفت احمد راست گفتی اے عزیز ۔ اے رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز

ترجمہ: بولے حضرت راست ہے یہ اے عزیز ۔ روبرو تیرے ہے دنیا ہیچ چیز

شرح یعنے آنحضرتؐ جسطرح ابوجہل کو راست گو فرما چکے تھے اسیطرح حضرت صدیق سے ارشاد کیا کہ تو اپنے کلام میں سچا اور دنیائے ناچیز و ہیچ سے رہائی یافتہ ہے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ابوجہل دنیوی محبت کی گرفتاری کے سبب آپکی رسالت کا منکر تھا۔

حاضران گفتند اے صدر الورا ۔ راست گو گفتی دو ضد گو را چرا

ترجمہ: قول یہ سنکر صحابہ نے کہا ۔ آپنے کیون دونون کو حق گو کہدیا

شرح یعنے جبکہ رسولخدا نے ابوجہل اور ابوبکر صدیقؓ دونون کو راست گو اور سچا بتایا تو دیگر حاضر الوقت صحابہ نے ازراہ تعجب آپ سے یہ سوال کیا کہ اے صدر الورا (جمیع مخلوق کے سردار) ابوجہل نے تو آپ کو نعوذ باللہ نقش زشت کہا اور آپکی تکذیب کی اور حضرت صدیق نے آپکو آفتاب ہدایت فرمایا اور صدق دل سے آپ پر ایمان لائے ان دونون کا کلام ایکدوسرے کی ضد ہے انمین ایک (ابوجہل) جہوٹا ہے اور ایک (حضرت صدیق) سچے ہین پہر آپنے دونون کو راست گو کیون فرمایا اسکا کیا سبب ہے اس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

گفت من آئینہ ام مصقول دست ۔ ترک و ہندی در من آن بیند کہ ہست

ترجمہ: آپ بولے ہو مین حق کا آئینہ ۔ جیسا جو ہوگا سجہے گا آئینہ

شرح یعنے رسولخدا نے گزشتہ سوال کا یہ جواب دیا کہ مین دست قدرت الٰہی کا صیقل کیا ہوا اور صاف و مجلا آئینہ ہون کوئی شخص ترک کا رہنے والا ہو یا ہند کا عرب کا یا فارس کا میرے آئینہ جمال مین اسکو وہی حالتین نظر آئینگی جو خود اسمین موجود ہونگی کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے آئینہ مین ویسا ہی نظر آتا ہے مین برے کو برا نظر آتا ہون اور اچہے کو اچھا مصقول بمعنے مجلا و صیقلکردہ ہے۔

ہر کرا آئینہ باشد پیش رو ۔ زشت و خوب خویش را بیند درو

ترجمہ: آئینہ رکہے گا جو پیش نظر ۔ دیکھ لیگا اپنے سب عیب و ہنر

شرح یعنے جس شخص کے روبرو آئینہ رکہا ہوگا وہ اپنی برائی بہلائی کو اسیطرح معلوم کرلیگا جسطرح کہ وہ فی الواقع موجود ہے علیٰ ہذا القیاس اعرابی درویش اپنی گہر والی سے کہتا ہے کہ اے نیکبخت تو مجہے برا تو کہتی ہے مگر فی الواقع مین برا نہین ہون بلکہ تجہے اپنی برائیون اور عیبون کا عکس مجہ مین نظر آتا ہے۔

اے زن از طماع مے بینی مرا ۔ زین تحری زنانہ برتر آ

ترجمہ: گر طمع تجکو نظر آئے مری ۔ یہ تحری زنانہ ہے تری

شرح تحری زنانہ۔ عورتون کی سی عقل اور ناقص فکر کے معنون مین ہے اور یہان سے پہر مرد کا جواب شروع ہوا ہے یعنے اے عورت تو جو مجھے طماع کہتی ہے یہ تیری غلطی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خود طماع ہے اور مجھے بھی اپنا جیسا خیال کرتی ہے۔ اس زنانہ تحری (مرتبۂ نقصان عقل وضعف فکر) سے جدا ہوکر میری حالت کو دیکھ اسوقت تجھے اپنے خیال کی غلطی آپ معلوم ہوجائیگی۔

	آن طمع را ماند و رحمت بود	کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود
ترجمہ	حرص کی صورت مین اک رحمت ہے فقر	کسکو کہتے ہین طمع نعمت ہے فقر

شرح ضمیر آن فقر و درویشی کی طرف راجع ہے۔ یعنے فقر گو ظاہر مین طمع کے مشابہ ہوتا ہے مگر فی الواقع رحمت ہے اور جب فقر رحمت یا نعمت الٰہی ہے تو طمع ہرگز نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالے جب کسیکو درویشی کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اُسسے طمع ہرگز سروکار نہین رہتا۔ ماند صیغہ مضارع ہے بمعنے مانند ومشابہ شود۔

	امتحان کن فقر را روزے دو تو	تا بفقر اندر غنا یابی دو تو
ترجمہ	امتحان کر فقر کا دو ایک روز	اسمین ہے دونا غنا اے دلفروز

شرح پہلے مصرع مین روزے دو بمعنے دو دن ہے اور تو ضمیر خطاب۔ اور دوسرے مین لفظ دو تو بمعنے مضاعف ہے یعنے دونا مطلب یہ کہ اے عورت دو دن درویش صفت بنکر دیکھ لے۔ حالت فقر مین تجھے دو فی تونگری (غنائے ظاہر و باطن) حاصل ہوگی۔

	صبر کن با فقر و بگذار این ملال	زانکہ در فقر است عز ذو الجلال
ترجمہ	صبر کر اور چھوڑ دے رنج وملال	فقر مین پنہان ہے عز ذو الجلال

شرح یعنے اے عورت اس مفلسی کے ملال کو چھوڑ دے اور فقیری کی حالت مین صبر کر کیونکہ اللہ تعالے نے درویشی مین عزت کو مخفی رکھا ہے صبر اولیا کا شعار۔ اور صفیا کا لباس ہے حضرت جنید سے کسینے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپنے فرمایا الفقیر الراضی یعنے سب سے زیادہ عزت والا وہ درویش ہے جو اللہ تعالے سے ہر حالت مین رضامند رہے۔

	سرکہ مفروش و ہزاران جان ببین	از قناعت غرق بحر انگبین
ترجمہ	ترش رو کیون ہوتی ہے اے بوالعجب	شاد ہین جانین قناعت کے سبب

شرح سرکہ فروختن ترش رو ہونے کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے عورت درویشی کے باعث ترش رو نہو اگر تو غور سے دیکھیگی تو ہزارون درویش ایسے نظر آجائینگے جنکی روحین قناعت کے باعث شہد (معرفت الٰہی) کے دریا مین غرق ہین اور وہ درویشی مین شیرین کام ہین۔

صد ہزاران جان تلخی کش نگر ہمچو گل آغشتہ شد اندر شکر

ترجمہ: ہین بہت یان تلخ جان اے بے خبر ہو گئے انجام مین جو گل شکر

شرح یعنے اے عورت بہت سے درویش تجہے ایسے نظر آئینگے جنکی جانین ترک لذات دنیوی کے باعث تلخیان اُٹہارہی ہین مگر انجام کار وہ عشق الٰہی کے سبب گلاب کا پہول بنجاتی ہین اور وصال الٰہی اُسکے لیئے شکر ہو جاتا ہے اسلیئے اُنکی دنیوی تلخی شیرینی سے بدلجاتی ہے۔

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے تا ز جانم شرح دل پیدا شدے

ترجمہ: کاش تجہہ مین ظرف ہوتا اسقدر تاکہ باطن سے مرے ہوتی خبر

شرح گنجا مخفف گنجایش ہے بمعنے جگہ یعنے اے عورت کاش تیرے دلمین اتنی سمائی ہوتی کہ میری جان جو میرے دل کا حال کہہ رہی تو اُسے سمجہ لیتی۔ اور مجہہ پر درویشی کی بابت اعتراض نہ کرتی۔

این سخن شیرست در پستان جان بے کشندہ خوش نمیگردد روان

ترجمہ: ہے سخن پستان جان مین شکل شیر بے کشندہ ہیچ ہے اے دلپذیر

شرح یعنے فقر و درویشی اور عشق حقیقی کے متعلق کلام کرنا ایسا ہے جیسا چہاتی مین دودہ جسطرح دودہ بغیر کہینچنے والے کے نہین نکلتا۔ اسیطرح یہ کلام ہے جبتک کوئی طالب صادق نہو فائدہ مند نہین ہوتا اور اسکے دقائق سمجہ مین نہین آتی

مستمع چون تشنہ و جویندہ شد واعظ ار مردہ بود گویندہ شد

ترجمہ: سننے والا گر کوئی جویندہ ہو مردہ ہو واعظ تو بہت گویندہ ہو

شرح یعنے جب سننے والا کلمات حکمت کا پیاسا اور جویندہ ہوتا ہے تو واعظ یعنے کہنے والا کیسا ہی کم گو اور مردہ ہو مگر سامعین کے صدق ارادت کے باعث گویندہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ طرح طرح کے مضامین اُسکے دلمین ڈالتا اور اُسکے زبان سے نکلوا دیتا کہ حدیث شریف مین آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ہِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ یعنے اللہ تعالیٰ سننے والون کے ارادہ کے مطابق واعظون کی زبان سے کلمات نکلوا دیتا ہے۔

مستمع گر تازہ آید بے ملال صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

ترجمہ: مستمع گر تازہ ہو اور بے ملال صد زبان ہو جائے گو واعظ ہو لال

شرح یعنے اگر وعظ و نصیحت سننے کے وقت سننے والا تازہ رو اور بے ملال رہے اور اُسکا باطنی شوق کم نہو تو گو واعظ یا مرشد کا دل وعظ و ارشاد کو نہ چاہے مگر پہر بہی کشش شوق سامع سے باوجود گنگ اور لال ہونے کے گویندہ صد زبان اور بلبل ہزار داستان ہو جائیگا گردد کا فاعل گویندہ ہے اور گنگ و لال اُسکی صفت ہے اور گنگ و لال گونگے آدمی کو کہتے ہین۔

چونکه نامحرم درآید از درم | [پرد]ه در پنہان شوند اہل حرم

ترجمہ: آئے نامحرم اگر اے محترم | [پر]دہ مین چھپ جاتے ہین اہل حرم

شرح لفظ پردہ دریا تو ضمیر آید سے حال واقع ہوا ہے بمعنے پردہ در مذا یا بمعنے در پردہ ہے۔ یعنے العورت جب میرے دروازہ سے کوئی نامحرم آجاتا ہے تو گھروالے پردہ کر لیتے ہین مطلب یہ کہ مین اجنبی اور عوام کے روبرو اسرار معرفت ظاہر نہین کرتا۔ کیونکہ انکو فہم اسرار کی طاقت نہین ہے بلکہ الحاد مین پڑنے کا اندیشہ ہے اسیلئے نامحرمون کے سامنے اظہار اسرار ناجائز ہے

ور درآید محرمے دور از گزند | برکشایند آن ستیران روبند

ترجمہ: اور جو محرم ہو کوئی دور از گزند | کھولتی ہین اہل پردہ رو سے بند

شرح ستیران جمع ستیر بمعنے مستور یعنے اے عورت نامحرم کا حال تو تو نے سن لیا اب یہ سمجھ کہ اگر کوئی محرم راز اور طالب وہ وفق رخدا اسکو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے) میرے پاس آجاتا ہے تو تمام چھپی ہوئی چیزین اسرار الہی اپنے منہ سے برقع اتار دیتے ہین یعنے مین بھید کی باتین اسپر ظاہر کر دیتا ہون

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند | از برائے دیدۂ بینا کنند

ترجمہ: خوب و زیبا لوگ کرتے ہین جسے | ہے وہ بیشک چشم بینا کے لیے

شرح یعنے العورت ہر چیز کی خوبصورتی و خوبی یا رنیالش، صرف دیدۂ بینا کے لیئے ہے اندہے کے آگے خوبصورتی و بدصورتی سب یکسان ہے اسیطرح اظہار اسرار اُنکے روبرو ہونا چاہیئے جو سمجھنے کی لیاقت اور فائدہ اُٹھانے کا مادّہ رکھتے ہین۔ دل کے اندہون اور عوام الناس کے روبرو راز کی باتین کہنی اندہے کے آگے روئیے اپنے نین کھوئے کی مصداق ہین۔

کے بود آواز چنگ از زیر و بم | از برائے گوش بے حس و صم

ترجمہ: چنگ کے آواز اُسکا زیر و بم | بہر گوش لیے۔ نہین بہر اصم

شرح یعنے چنگ کی آواز اور اُسکے زیر و بم کا لطف اُس شخص کے لیے نہین جو کانون سے بہرہ اور حس سماعت سے بے بہرہ ہو یہ مضمون سابق کی دوسری مثال ہے۔

مشک را حق بیہدہ خوشدم نکرد | بہر شم کرد و پے اخشم نکرد

ترجمہ: مشک مین بیہودہ کچھ خوشبو نہین | سونگھنے والا مریجان تو نہین

شرح شم سونگھنے کو اور اخشم اُس شخص کو کہتے ہین جسکی قوت شامہ (وہ طاقت جسکے ذریعہ سے خوشبو یا بدبو دماغ تک پہنچتا ہے) باطل ہوگئی ہو۔ یعنے اللہ تعالی نے مشک کو بیکار طور پر خوشبودار پیدا نہین کیا بلکہ یہ اُسکے

فائدہ رسانی کے غرض سے پیدا ہوا ہے جنکی قوت ناک یعنی ہے مشک اخشم کے لیے نہین اسی مضمون کی تعبیر فرمایا

نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد — بہر انس آمد پے اہرم نکرد

ترجمہ: کون کہتا ہے کہ نے خوش دم نہین — بہر انسان ہے پے اہرم نہین

شرح اہرم بمعنے دیو و شیطان ہے اور حلیم کوٹنے کی موسل بہت بڑے کفچے کو بہی کہتے ہین۔ یہان دونو معنے درست ہین مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے نائے (بانسلی) کو بیکار طور پیدا نہین کیا بلکہ انسان اسکا لطف اوٹہا سکتا ہے دیو یا حلیم کا موسل بانسلی کے مزے سے واقف نہین ہوسکتا علے ہذا القیاس کلمات فقر گویا آواز چنگ یا مشک کی مانند ہین جو سننے یا سونگہنے والے یعنے طالب صادق کے لیئے ہین بادماغ اور اہرمن کے لیے نہین ہین

حق زمین و آسمان برساختہ است — در میان بس نار و نور افراختہ است

ترجمہ: حق نے ارض و آسمان پیدا کیے — اور نار و نور انمین رکہدیے

شرح یعنے الیعورت اللہ تعالے نے زمین و آسمان کو بنا کر انکے مابین نار (وجود کفار و فساق) اور نور (وجود انبیا و اولیاء) کو بلند کیا ہے یعنے انبیا کا نور اعلاء دین برحق کے باعث اور کافرون کی نار اعطاء مال دنیویہ کے سبب بلند ہوی ہے انبیا نے اپنے نور درویشی کے سبب دارین مین نیکنامی حاصل کی ہے اور کفار نے اپنی نار (شقاوت) کفر و ظلم کے باعث جہنمیون کے دفتر مین بڑے بڑے نام پائے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم و حضرت موسے و حضرت احمد مجتبے علیہم السلام ہدایت و ارشاد مین اور نمرود و فرعون اور ابوجہل کفر و الحاد مین مشہور ہین انبیا کی نیکنامی کا باعث ترک دنیا و درویشی ہے اور کفار کی بدنامی کا سبب تونگری و دنیاپرستی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے عورت مال دنیوی جسپر تو مٹی ہوی ہے اکثر اوقات گمراہی کا باعث ہوجاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت اللہ تعالے کی مخلوق دونون طرح کی ہے نار بہی نور بہی بری بہی اچہی بہی مفلس بہی تونگر بہی پہر تجہے افلاس کی شکایت کیون ہے

این زمین را از برائے خاکیان — آسمان را مسکن افلاکیان

ترجمہ: ہے زمین جائے قرار خاکیان — اور گردون مسکن افلاکیان

شرح یعنے اللہ تعالے زمین کو خاکیون (مٹی مین ملنے والی چیزون) کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان کو افلاکیون (فرشتون یا روحانیون) کے لیئے زمین کے رہنے والے آسمانی اسرار سے واقف نہین ہو سکتے الیعورت یہی باعث ہے کہ تو میری باتین سمجہنے سے قاصر ہے نکتہ خاکیون کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جنکی ظاہری صورت جسمیہ خاک سے ہے اور سیرت عالیہ فلک الافلاک سے مثلا انبیاء اور انکے تابعین یہ گروہ خاکیون مین نہین بلکہ فی الواقع افلاکیون مین داخل ہے دوسرے وہ جو باعتبار صورت و طینت سفلیہ خاک ہی خاک کے پتلے اور مدارج عالیہ سے محروم ہین مثلاً کفار و دنیاپرست چنانچہ آیندہ شعر مین لفظ سفلی بمعنے خاکی سے یہی دوسرے معنے مراد ہین

	مرد سفلی دشمن بالا بود	مشتری ہر مکان پیدا بود
ترجمہ	مرد سفلی ہے عدو ہے آسمان	ہے و لیکن مشتری ہر مکان

شرح یعنے مرد سفلی جو سراسر خاک ہی خاک ہے علوی کا دشمن ہے مثلاً جو شخص سیرت اور اعمال دونون مین سفلی ہے وہ خلقت وطبیعت دونو اعتبارون سے علوی کا دشمن ہے اور جو باعتبار خلقت سفلی ہے اور محض ظاہر اعمال مین علوی وہ علوی سے ضرور باعتبار سیرت مخالفت کرتا ہے۔ بہر حال سفلی علوی کا دشمن اور اسکا مخالف ہے کیونکہ للرء عدو ما جہلہ ہے یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سفلی یعنے عوام لوگ اسرار حالیہ معرفت کو سمجھ نہین سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر جگہ کا مشتری اور ہر مرتبہ کا طالب ضرور پیدا ہوجاتا ہے مثلاً عاشقان الہی اپنے عمر کے رأس المال کو اعمال صالحہ کے سبب جنت خریدنے مین صرف کرتے ہین۔ اور کفار وفساق معصیت کے باعث دوزخ مول لیتے ہین۔ نتیجہ یہ کہ اے عورت اگرچہ تو سفلی ہونے کے سبب میری اعلے درجہ کی نصیحت کو نہین سمجھتی مگر اسکا خریدار بھی کوئی نہ کوئی پیدا ہو ہی جائے گا۔

	اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی	خویشتن را بہر کور آراستی
ترجمہ	تو کبھی اُٹھی ہے اے پردہ نشین	واسطے اندہے کے بنکر مہ جبین

شرح یعنے اے پردہ نشین اور باحیا بیوی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تو نے بڑی تیاری کے ساتھ کسی اندہے کے دکھانے کے لیئے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہو نہین ہرگز ایسا نہین ہوا کیونکہ اندہا کسیکی آرایش کو دیکھ ہی نہین سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح کوئی خوبصورت عورت اندہے کے لیے بناؤ سنگار نہین کرتی اسیطرح پوشیدہ اسرار کی باتین اُس شخص کے روبرو بیان نہین ہوسکتین جو اُنکے سمجھنے کی لیاقت نرکھتا ہو یہی باعث ہے کہ تو میری باطنی اسرار اور پوشیدہ حالات سے واقف نہین کیونکہ مین تیری کم لیاقتی کے باعث انکو تیرے روبرو بیان نہین کرسکتا۔

	گر جہان را پُر دُرِ مکنون کنم	روزیِ تو چون نباشد چون کنم
ترجمہ	گر جہان پُر لولوئے لالا کرون	تیری قسمت مین نہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے عورت اگر مین اسقدر دنیوی مال ودولت جمع کرون کہ گھر بھرتے باہر بہر جائے یا اسقدر نصیحت دکلمات حکمت کے قیمتی موتی لٹاؤن کہ سارا جہان مالامال ہوجائے مگر تیری قسمت مین کچھ بھی نہو تو مین اسکا کیا علاج کرسکتا ہون مطلب یہ کہ افسوس تو میری نصیحت سے فائدہ نہین اُٹھا سکتی۔

	ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو	ور نمیگوئی بترک من بگو
ترجمہ	رہزنی و جنگ۔ بدخو چھوڑ دے	یہ نہین ممکن تو مجھکو چھوڑ دے

شرح یعنے اے عورت اس روز کے لڑائی اور رہزنی (دنیا طلبی) کو چھوڑ دے اور اگر یہ ممکن نہو تو مجھے الگ کر

تیرا اور رستہ ہے اور میرا اور۔ میری تیری نبھتی نظر نہین آتی۔

مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد ۔ کاین دلم از صلحہا ہم مے رمد

ترجمہ ۔ تاب جنگ نیک و بد مجہہ مین نہین ۔ صلح سے بہی ہون نفور اے مہ جبین

شرح یعنے اے عورت اچہی بری یا واجبی اور غیر واجبی لڑائی سے مجہے کیا سروکار میرا دل تو لوگون کے ساتہ صلح کرنے موافقت و مجالست سے بہی بہت نفرت کرتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اور اولیا گوشہ نشین ہوا کرتی ہین انکو نہ کسیکی لڑائی سے مطلب ہوتا ہے نہ صلح سے۔

بر سر این ریشہا نیشم مزن ۔ زخمہا از جانب خویشم مزن

ترجمہ ۔ میری زخمون پہ نہ نشتر مار تو ۔ اپنی جانب سے نہ دے آزار تو

شرح یعنے اے عورت مین فراق مرتبۂ احدیت کی تیغ سے پہلے ہی زخمی ہون اور میرا دل پکا پہوڑا ہو رہا ہے تو ان اندرونی زخمونپر طعنون کے نشتر نہ لگا۔ اور اپنی تیغ زبان سے مجہے اور زیادہ زخم نہ پہنچا۔ کیونکہ زخمی کو اور زخمی کرنا سراسر ظلم ہے

گر خمش گردی۔ وگرنہ آن کنم ۔ کہ ہمین دم ترک خان و مان کنم

ترجمہ ۔ چپ رہے گی گر نہ تو اے جان جان ۔ ترک مین کر دونگا بالکل خانمان

شرح گر خمش گردی جملہ شرطیہ ہے اور اسکی جزا (فبہا) محذوف ہے یعنے اے عورت اگر تو طعنہ زنی سے باز آگئی تو فبہا ورنہ مین تیرے ساتہ وہی سلوک کرونگا جو مرد بدزبان اور نافرمان عورتون کے ساتہ کیا کرتے ہین یعنے گہر بار کو چہوڑ دونگا اور تجہے طلاق دیدونگا۔ اور گہر سے جلاوطن ہو کر کہین نکلجاونگا۔

پا برہنہ گشتن بہ ستا ز کفش تنگ ۔ رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

ترجمہ ۔ تنگ جوتی سے بہلا ہون ننگے پیر ۔ اس لڑائی سے تو ہے غربت مین خیر

شرح یعنے تنگ جوتی پہنے (نافرمان عورت کے رکہنے) سے ننگے پاؤن پہرنا (اسے طلاق دیدینی) اور روز کی خانہ جنگی سے کہین باہر نکلجانا بہتر ہے۔ مین تیرے پاس سے چلا۔ اور اب چلا

مراعات کردن زن مر شوئے را و استغفار نمودن از گفتۂ خود

ترجمہ ۔ عورت کا اپنے خاوند کے ساتہ نرمی اور سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے کہے سے توبہ و استغفار کرنا

زن چو دید اورا کہ تند و توسن است ۔ گشت گریان گریہ خود دام زن است

ترجمہ ۔ دیکہکر عورت کہ ہے وہ ناشکیب ۔ رو پڑی رونا ہے عورت کا فریب

شرح توسن سرکش و تند بچہیرے کو کہتے ہین لیکن یہان مطلق سرکش کے معنون مین ہے یعنے عورت نے جب یہ دیکہا کہ اسکا خاوند تیز ہو گیا ہے چہرہ سے غصہ کے آثار پائے جاتے ہین میری کسی بات کو نہین مانتا اور مجہسے سرکشی

کیے جاتا ہے تو اُسکے دل کو نرم کرنے اور اپنی حالت پر رحم دلانے کے لیئے رونے لگی۔ گریہ خود دام زن است مولانا کا مقولہ ہے یعنے اُس عورت کے رو دینے کا سبب یہ تہا کہ بیشک عورتون کا رو پڑنا ایک دام فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردون کو شکار کیا کرتی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرد جسقدر عورت کے گریہ سے گہبراتا ہے اسقدر کسی چیز سے نہین متاثر ہوتا۔

	گفت از تو کے چنین بنداشتم		از تو من اُمید دیگر داشتم	
ترجمہ	اور بولی یہ نہتا میرا گمان		تجہی رکہتی تہی اُمید جاودان	

شرح یعنے عورت نے روکر خاوند سے یہ کہا کہ مین تیری جانب سے ایسا ترک خانمان وطلاق کا گمان ہرگز نہ کہتی تہی بلکہ مجہے تو کچہہ اُمید یعنے مرتے دم تک باہم اتفاق و محبت کی آس تہی نکتہ یہ پہلے ہی معلوم ہوچکا ہے کہ اعرابی درویش سے عقل اور عورت سے نفس امّارہ مراد ہے اِس لحاظ سے ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب نفس یہ دیکہتا ہے کہ عقل میرا کہنا نہین مانتی اور مجہے چہوڑے دیتی ہے تو از راہ مکر اُسکی خوشامد کیا کرتا ہے اور عقل کا دامن چہوڑنا نہین چاہتا

	زن درآمد از طریق نیستی		گفت من خاک شمایم نے ستی	
ترجمہ	تیرے آگے خاک ہے ہستی مری		کیسی بیگم مین تو ہون لونڈی تری	

شرح طریق نیستی سے طریقۂ فنائے اوصاف خود داڑنے جہگڑنے کا عادتون کا ترک، یعنے عجز و نیاز اور خاکساری وانکسار مراد ہے اور ستی مخفف لفظ ستّیدتی ہے یعنے جب عورت نے مرد کو طلاق دینے پر آمادہ دیکہا تو طریقۂ عجز و نیاز سے پیش آئی اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے پانو کی خاک اور ایک ذلیل لونڈی ہون اور اِس لائق ہرگز نہین کہ تم مجکو یا ستی (اے میرے سرکار) کہکر پکارو فائدہ عرب کا دستور ہے کہ جلیل القدر عورتون کو ستی کہکر پکارتے ہین اور ستی مخفف لفظ ستّیدتی ہے یعنے اے سردار من۔

	جسم و جان و ہرچہ ہستم آن تست		حکم و فرمان جملگی فرمان تست	
ترجمہ	ملک سب تیری ہے جسم و جان و دل		تو ہے حاکم حکم تیرا ہے بحال	

شرح یعنے میرا جسم و جان اور اِسکے سوا جو کچہہ میرے پاس ہے سب تیری ملک ہے۔ مین محکوم ہون تو حاکم۔ تجہے مجہپر ہر طرح کے حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

	گر ز درویشی دلم از صبر جست		بہر خویشم نیست این بہر تو ہست	
ترجمہ	مین جو درویشی مین یون بے صبر ہون		ہے فقط تیرے لیے حالت زبون	

شرح یعنے اگر فقر و فاقہ کی تکلیف کے باعث میرا دل صبر سے الگ ہو گیا ہے تو یہ بیصبری مین اپنی ذات کے لیے نہین بلکہ تیری دل سوزی کے لیے ظاہر کرتی ہون۔ مجہے تو ہر حالت مین تمہارا خیال ہے اپنا خیال نہین مین تو تمہاری تکلیف دیکہہ دیکہہ کر بیتاب ہوتی ہون کیونکہ مین اور عورتونکیطرح تن پرست اور خود مطلبی نہین بلکہ جان نثار لونڈی ہون۔

تو مرا در دردہا بودی دوا — من نمیخواہم کہ باشی بے نوا

ترجمہ: تو ہے میرے درد کی دم کہہ کی دوا — دیکھہ سکتی ہون بجھے کب بے نوا

شرح یعنے چونکہ تو میرے درد کی دوا اور مجھے تکلیف مین راحت پہنچاتا ہے اسیلئے مین یہی بجھے بے نوائی کی تکلیف مین دیکھنا نہین چاہتی ہاور تیری تکلیف سے میرا دل ہر وقت کڑہتا رہتا ہے۔

جان تو کز بہر خویشم نیست این — از برائے تست این بانگ و حنین

ترجمہ: یہ نہین اپنے لیے تیری قسم — بلکہ تیرے واسطے ہے رنج و غم

شرح جان تو جملہ قسمیہ ہے بمعنے بجان تو یعنے عورت خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے تمہاری جان کی قسم افلاس کی حالت مین میرا رونا پیٹنا اور نالہ و فریاد اپنی ذات کے لیئے نہین مین اپنے کہانے جاٹنے کو نہین روتی بلکہ یہ صرف تمہارے خیال سے ہے کہ تم مفلسی مین ضروریات سے حیران رہتے ہو۔

خویش من واللہ کہ بہر خویش تو — ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو

ترجمہ: جان ہے میری تری جان کے لیے — تیرے آگے مجکو مرنا چاہیئے

شرح لفظ خویش دونو جگہ بمعنے ذات ہے اور بعض نسخون مین جان من واللہ کہ بہر خویش تو ہے یعنے خدا کی قسم میری جان جو تیری ذاتی ملک ہے ہر دم یہ چاہتی ہے کہ تجہپر نثار ہو جائے یعنے خدا کرے میری زندگی مین تمہین کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ مین تمہارے سامنے مر جاؤن اکثر عورتین خاوندون سے ایسے الفاظ کہا کرتی ہین۔

کاش جانت کش روان من فدی — از ضمیر جان من واقف شدی

ترجمہ: کاش تو اے مین تری جان پر فدا — جو مرے دل مین ہے وہ سب جانتا

شرح فدے امالۂ فدا بمعنے قربان و تصدق و نثار اور کش روان من فدے جملۂ معترضہ دعائیہ ہے اور ضمیر بمعنے راز یعنے اے کاش تمہاری جان (کہ اسپر میری جان قربان ہو جائے) میری جان کی پوشیدہ راز (یعنے اس باطنی عشق و محبت سے جو مجکو تمہاری ساتھ ہے) واقف ہوتی تاکہ تم مجھے سچا جان نثار جانتے۔

چون تو با من اینچنین بودی بظن — ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن

ترجمہ: جب تجھے مجھسے ہے ایسا سوء ظن — مجھسے ہین بیزار میرے جان و تن

شرح یعنے جبکہ تو اسقدر مجھسے بد گمان ہے کہ طالب دنیا سمجہکر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو مین اپنے جان و تن سب سے بیزار ہون اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتی ہون۔

خاک را بر سیم و زر کردیم چون — تو چنینی با من اے جان را سکون

ترجمہ: خاک ایسے سیم و زر پر ڈالدون — تو جب ایسا مجھسے ہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے باعث آرام جان وسکون دل جبکہ تو میرے ساتھ ایسا برا سلوک کرنا (چھوڑ دینا) چاہتا ہے تو مین زرطلبی کے سر پر خاک ڈالے دیتی ہون

	توکہ در جان و دلم جا میکنی	زین قدر از من تبرا میکنی
ترجمہ	تو ہے میرے جان و دل مین جا گزین	اتنی بیزاری تری اچھی نہین

شرح تبرا یعنے بیزاری دراصل تبری تہا بصورت تقاضا دتمنا یعنے تیری جگہ میرے دل وجان مین ہے اور تو مجھے نہایت محبوب ہے تیری صحبت اور درویشی نے مجھپر بہت اچھا اثر کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تو اپنے ایسے عاشق سے ذرا سی بات پر نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ این قدر سے مراد عورت کا وہ طعن آمیز مکالمہ ہے جو گزر گیا۔

	تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ	اے تبرا ئے ترا جان عذر خواہ
ترجمہ	تو تبرا کر تجھے ہے دستگاہ	اور میری جان ہے تجھسے عذر خواہ

شرح عورت کہتی ہے کہ تم مجھسے نفرت کیے جاؤ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہین مجھپر حاکم کیا ہے مجھسے بیزار رہنے اور بالکل چھوڑ بیٹھنے (طلاق دینے) کی طاقت دی ہے جو چاہو کرسکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ میری جان تمہاری بیزاری سے اپنی خطا کی معافی چاہتی رہتی ہے۔ یعنے جب تم بیزار ہوتے ہو تو مین خیال کرلیتی ہون کہ مجھسے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا اسلئے میری روح مجھے تحریک کرتی ہے کہ تمسے اپنی خطاؤن کے معافی چاہون عذر خواہ یعنے معافی خواہ ہے۔

	یاد میکن آن زمانے را کہ من	چون صنم بودم تو بودی چون شمن
ترجمہ	یاد آیا مسکہ مین تہی اک صنم	اور تہا تو برہمن اے ذو الکرم

شرح عورت کہتی ہے کہ سرکار تمہین وہ اگلا زمانہ بہی یاد ہے کہ مین اپنے حسن مین بُت کی شکل اور آپ میرے عشق مین بُت پرست کے مانند تہے یعنے میری جوانی کے زمانہ مین آپ میرے اشارون پر چلا کرتے تہے الا العدا اب یہ انقلاب ہو گیا کہ آپ صنم (معشوق) بنگئے اور مین صنم پرست (عاشق) ہوگئی یعنے اب میرا یہ حال ہے کہ تعمیل ارشاد کے لیئے آپکے ہونٹون کی طرف دیکہا کرتی ہون نکتہ یہی حال بعینہ سالک کا ہے کہ قبل از سلوک وہ خود صنم پرست اور اسکا نفس اُسکے لیئے بمنزلہ صنم تہا لان النفس ہے الصنم الاکبر یعنے سب سے بڑا بت نفس امارہ ہے۔ اور بعد سلوک وہ خود صنم اور اسکا نفس صنم پرست بنگیا اور چاپلوسی کرنے لگا کیونکہ وہ اب سالک کو اپنے قابو سے باہر دیکہتا ہے۔

	بندہ بر وفق تو دل افروختست	ہر چہ گوئی پخت گویدسوختست
ترجمہ	بندی اب تیری ہوئی مین بے خطا	تو کہے پکا کہون مین جلگیا

شرح بندہ سے عورت نے اپنی ذات مراد رکہی ہے اور وفق بمعنے موافقت ہے یعنے اُس بندہ نے تو اب سے یہانتک تمہاری موافقت اور اطاعت کے مضمون کی روشنی اپنے دل پر ڈالی ہے کہ جس چیز کو تم کہو گے کہ یہ پختہ ہوگئی ہے

اگرچہ وہ خام ہی کیوں نہوں پندی یہ جواب دی گی کہ ہان بیشک پختہ ہونے کی کیا معنے بلکہ پک کر جلگئی ہے یہ اطاعت مین کمال مبالغہ کرنے کا کنایہ ہے یعنے مین وہی کہونگی جو تم کہو گے۔ اگرچہ خلاف واقع ہواب سے مین تمہاری ہان مین ہان ملانے والی لونڈی بنکر رہونگی۔

	من سپاناخ تو با ہر چہ پزی	یا ترش با یا کہ شیرین مے سزی
ترجمہ	مین ہون پالک اور ہر حالت مین خوش	تو مجھے شیرین پکائے یا ترش

شرح اسفاناخ و اسپاناخ و سفاناخ و سپاناخ پالک کے ساگ کو کہتے ہین اور با مخفف آبا ہے آبا اُس کھانے کو کہتے ہین جو رقیق اور پینے کے قابل ہو۔ مگر یہ لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مرکب ہوکر مستعمل ہوتا ہے مثلاً شوربا۔ وہ سالن جو نمکین ہو اور ترش با۔ وہ سالن جو کھٹا ہو عورت یہ کہتی ہے کہ مین تمہارے سامنے ایسی ہون جیسا پالک کا ساگ تم جس چیز کے ساتھ چاہو مجھے پکالو۔ خواہ ترشی کے ساتھ۔ خواہ شیرینی کے ساتھ مطلب یہ کہ تم مجھے تکلیف مین رکھو یا راحت مین ترش روئی سے پیش آؤ یا شیرین کلامی سے مین ہر حالت مین تمہارے دم کے ساتھ اور ہر صورت مین تابع فرمان ہون نکتہ شاید ترک یا عرب پالک کو میٹھا س مین بھی پکاتے ہین اسیلئے مولانا قدس سرہ نے ان ملکون کے رسم کے موافق پالک کے دونو طرح پکانے کی طرف اشارہ کیا ہے

	کفر گفتم نک بایمان آمدم	پیش حکمت از سر جان آمدم
ترجمہ	چھوڑکر مین کفر ایمان لائی ہون	تیری جانب از سر جان آئی ہون

شرح یعنے مین اُس طعنہ زنی کو جو تمہاری نسبت پہلے کر چکی ہون اب کفر خیال کرتی ہون یعنے بہت بُرا جانتی ہون یعنے اس سے توبہ کر لی ہے اور آپ کے حسن اخلاق پر ایمان لے آئی ہون۔ یہی باعث ہے کہ آپ کو اپنا حاکم جانکر حکم حضور کے روبرو سر جان کو قدم بناکر حاضر ہون اور ہمیشہ اسیطرح حاضر رہونگی۔

	خوئے شاہانہ ترا نشناختم	پیش تو گستاخ خرور تاختم
ترجمہ	مین نہ پہچانی تھی تجکو صاف صاف	میری گستاخی کو تو کردے معاف

شرح عورت کہتی ہے کہ مینے تمہاری شاہانہ خو (بے طمعی و ترک عشق دنیوی) کو پہلے نہین پہچانا تہا۔ اسیلئے گستاخی و بے ادبی سے پیش آئی تھی آپ مجھے میری بے علمی کے باعث معذور رکھین۔ گستاخ خر تاختن (بیہودہ گدہا دوڑانا یعنے بیہودہ گوئی کرنا)

	چون ز عفو تو چراغے ساختم	توبہ کردم اعتراض انداختم
ترجمہ	عفو تیرا ہے چراغ رہبری	اعتراضوں سے ہے اب توبہ مری

شرح یعنے مینے تمہاری خوئے عفو کو چراغ ہدایت بناکر ملامت سے توبہ کر لی ہے اور آیندہ سے تمہیر اعتراض کرنیکا ارادہ بالکل چھوڑ دیا ہے پہلا قصور معاف ہو۔

می نہم پیش تو شمشیر و کفن — می کشم پیش تو گردن را بزن

ترجمہ: تیرے آگے رکھتی ہون تیغ و کفن — مجکو گردن مار دے لے تیغ زن

شرح یعنے مین تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھکے اپنی گردن حاضر کیے دیتی ہون آپ خطا معاف نہین کرتے تو شوق سے میری گردن اُڑا دین - مجھے ایسی زندگی کے مقابلہ مین تیرے ہاتون مرنا زیادہ پسند ہے۔

از فراق تلخ میگوئی سخن — ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن

ترجمہ: کیلیئے ذکر طلاق اے پر ہنر — اور جو چاہے سو کر پر یہ نہ کر

شرح یعنے تم جو مجھے طلاق دینے کا ارادہ رکہتے ہو اس خیال کو چھوڑ دو اور جا ہو سو کرو مگر طلاق نہ دو مین اسے ہرگز پسند نہین کرتی - کیونکہ مین تہ دل سے تمہاری عاشق ہون - یہ عموماً عورتون کا قاعدہ دیکہا گیا ہے کہ خواہ کسیقدر قصور مند اور قابل طلاق ہون مگر طلاق کے نام سے بہت گھبراتی ہین۔

در تو از من عذر خواہی ہست سر — با تو بے من او شفیعی مستمر

ترجمہ: عذر گو میرا ہے تیری ذات مین — ہے سفارش گر مری ہر بات مین

شرح یعنے تیری ذات مین میری طرف سے ایک پوشیدہ عذر خواہ (یعنے حسن خلق جسکی تفسیر اگلے شعر مین ہے) موجود ہے جو میرے کہے بغیر تیری خدمت مین میری سفارش کرتا اور ہمیشہ میرا شفیع رہتا ہے مطلب یہ کہ مجھسے وہ گستاخی جو آپ کی نسبت ہوی ہے فقط آپ کے حسن اخلاق کے بہروسہ پر تہی - کیونکہ مین قطعاً جانتی تہی کہ آپ اپنے نیک اخلاق کے باعث میرے قصور کو معاف کرینگے۔

عذر خواہم در درونت خلق تست — ز اعتماد او دل من جرم جست

ترجمہ: یعنے تیرا خلق ہے وہ عذر خواہ — جسکے بہروسے پر کیا مینے گناہ

شرح یہ گزشتہ شعر کی توضیح ہے یعنے تمہاری طبیعت مین میری جانب سے ایک عذر خواہ (تمہارا خلق نیک) ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تقصیر کے وقت میری سفارش کرتا رہتا ہے اور ابہی آپ کے حسن خلق کے بہروسہ پر مجکو گناہ اور آپکے ساتھ معارضہ کی جرأت ہوئی تہی اگر یہ اعتماد نہوتا تو میرا دل مجکو ترک ادب کے تحریک ہرگز نکرتا۔

رحم کن پنہان ز خود اے خشمگین — اے کہ خلقت بہ ز صد من انگبین

ترجمہ: رحم میرے حال پر اے خشمگین — ہین ترے اخلاق رشک انگبین

شرح لفظ من عربی مین دو رطل وزن کو اور ہندی مین چالیس سیر کو کہتے ہین بنزمن بمعنے تو وہ ہے چنانچہ خرمن (تودہ کلان) یعنے اے شخص تیرے اخلاق بہت سارے شہد سے زیادہ میٹھے اور خوشگوار ہین اسلیئے التجا کرتی ہون کہ مجھسے ناراض نہ ہو پہلے مصرع مین پنہان ز خود یعنے پنہان ز جنس خود ہے یعنے پنہان ز مردمان مطلب یہ کہ

مجہیر آدمیون سے چہپا کر رحم کرتا کہ آنکو میرے گناہ کی اطلاع نہو - یا یہ کہ مجہپر ایسا رحم کر جو آدمیون سے کیا خود تیرے سے بہی پوشیدہ ہو یہ اخفا ورحم پر مبالغہ کیا گیا ہے۔

زین نسق میگفت با لطف و کشاد — در میانش گریہ بر و سے اوفتاد

ترجمہ: کہہ رہی تہی اسطرح وہ باجیا — ناگہان کہنے مین گریہ چہوٹ گیا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے عورت خاوند سے عذر و معذرت کرتے کرتے آخر کار رو پڑی - جو اکثر عورتون کا قاعدہ ہے - رونا عورتون کے چراغ مکر کا روغن تہ ہے -

گریہ چون از حد گذشت و ہای ہای — زان خنیش مرد را دل شد ز جای

ترجمہ: حد سے بڑہکر جب وہ روی زار زار — ہو گیا دل مرد کا بے اختیار

شرح یعنے جب عورت کا ہائے ہائے کرکے رونا حد سے گذر گیا تو خاوند کا دل پگہل گیا کڈہنے لگا بیصبر و بیتاب ہو گیا

چون قرارش ماند و صبرش بجای — زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربای

ترجمہ: صبر اُسکا کسطرح رہتا بجا — کیونکہ وہ بے گریہ تہی خود دلربا

شرح یعنے جس حالت مین کہ وہ عورت بغیر گریہ کے خاوند کے معشوق اور دلربا تہی تو حالت گریہ مین خاوند کا صبر و قرار کیونکر باقی رہتا - بلکہ اُسکے گریہ نے خاوند کی محبت کو دوبالا کر دیا - پہلے سے بڑہا دیا -

شد از ان باران یکے برقے پدید — زد شرارے بر دل مرد وحید

ترجمہ: ہو گئی اُس مینہ سے اک برق آشکار — مرد کے دل تک گئے جسکے شرار

شرح یعنے عورت کے باران گریہ (آنسوؤن کے مینہہ) سے ایک بجلی چمکی (یعنے تاثیر پیدا ہوئی) اور اُسکا ایک شعلہ (شعلۂ محبت) خاوند کے پیرا ہن دل مین جا لگا یعنے رونے کی تاثیر سے اُس مرد وحید (یکتائے زمانہ و بے نظیر اخلاق درویشانہ) کے دل مین بیوی کی محبت کی آگ بہڑک اُٹہی آتش عشق تیز ہو گئی -

آنکہ بندۂ روے خوبش بود مرد — چون بود چون بندگی آغاز کرد

ترجمہ: جسکا بندہ مرد تہا خود لا کلام — کیا بنے ہو جائے جب دل سے غلام

شرح یعنے اعرابی درویش کا بیوی کے لیئے دل پگہل جانا کوئی اچنبہے کی بات نہین کیونکہ اے شخص تو ہی انصاف کر کہ وہ معشوق جسکی خوبصورتی نے عاشق کو اپنا بندہ بنا رکہا تہا جب خود عاشق کا بندہ بنجائے تو عاشق کا کیا حال ہوگا

آنکہ از کبرش دلت لرزان بود — چون شوی چون پیش تو گریان شود

ترجمہ: کبر سے جسکے کہ تو کانپا کرے — حال کیا ہو جب وہ خود رویا کرے

شرح یعنے اے شخص وہ شاہد رعنا اور متکبر معشوق جسکے حسن کی ہیبت سے تیرا دل کانپتا تہا جب تیرے سامنے

اگر عاجزی کے ساتھ رونے لگے تو سوچ تہا کہ اسوقت دل کا کیا حال ہوگا۔ ضرور تو پگھل جائیگا اور جیتے جی گویا مر رہے گا۔ واقعی ایسے معاملات کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین جو عاشق مزاج ہین۔

آنکہ از نازش دل و جان خون بود ۔۔ چونکہ آید در نیاز او چون بود

ترجمہ: جان و دل ہو ناز سے جس بت کے خون ۔۔ کیا ہو جب وہ عجز سے خود ہو زبون

شرح یعنے جس معشوق کے ناز و کرشمہ نے عاشق کے دل و جان کا خون کر رکہا تہا جب وہ عجز و نیاز سے پیش آنے لگے تو دل کی کیا حالت ہوگی۔ اے شخص تو ہزار جان سے اُسکے سامنے عاجزی کرنے لگے گا۔

آنکہ در جور و جفایش دام ماست ۔۔ عذر او چہ بود چو او در عذر خاست

ترجمہ: ہر گہڑی جور و جفا ہو جسکا کام ۔۔ عذر اُسکا کام کر دیگا۔ تمام

شرح یعنے اشخص جس پیارے معشوق کے جور و جفا مین ہمارے لیے دام تعلق پنہان ہے اور ہم جسکے جور و جفا سے مربوط اور ظلم و ستم سے وابستہ رہتے ہین اور ہر قسم کے جور و جفا مین اُسے معذور سمجھتے ہین جب وہ خود ہم سے معافی چاہے تو اُسکا عذر کسقدر جہ دلپر اثر کرنے والا ہوگا۔ غالبًا ایسے عالم مین تو تنا دیرگ ہو جائے تو تعجب نہین

آنکہ جز خونریزیش کارے نبود ۔۔ چون نہد گردن زہے سود و شود

ترجمہ: مشغلہ جسکا رہین خونریزیان ۔۔ ہے اطاعت اُسکی سود بے زیان

شرح یعنے وہ بیباک اور سرکش معشوق جسکا کام بجز خون ریزی عشاق اور کچہ نہو جب عاشق کے روبرو گردن جہکائے اور اطاعت کرنے لگے تو یہ کسقدر اچہا سودا اور کتنے فائدہ کی بات ہے اور عاشق کے دل کی حالت اسوقت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ اس بات کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جنپر ایسے موقع گزر چکے ہین

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو ۔۔ خوش در آید با تو چون باشد نکو

ترجمہ: کام ہو جس شوخ کا گردن کشی ۔۔ اُسکی خوش ہونی کی ہے کیسی خوشی

شرح یعنے جس معشوق سے سوائے گردن کشی اور نافرمانی کے کسی اور چیز کی توقع ہی نہو جب وہ خوش خوش اور خندہ پیشانی ہوکر تیرے پاس آجائے تو بتا کہ تیرے دل کا مارے خوشی کے کیا حال ہوگا اور تو اُسے کسقدر محبوب سمجہنے لگے گا۔ کیا ایسے معشوق پر تجہے پیار نہ آئیگا بلکہ ضرور آئیگا

چون پے یسکن الیہا آفرید ۔۔ کے تواند آدم از حوا برید

ترجمہ: زن کو کہتا ہے سکون جان خدا ۔۔ کسطرح حوا سے آدم ہون جدا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا۔ یعنے اے لوگو خدا وہ ہے جسنے تمکو ذات واحد حضرت آدم سے پیدا کیا اور اُسی ذات واحد سے اُسکی بیوی کو اسلیئے مخلوق کیا کہ وہ اُس سے راحت حاصل کرے اسلیے مرد کو

ہر حالت مین عورت کی محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات اسپر رغبت آہی جاتی ہے۔ اور اسکی جدائی نہایت ناگوار گذرتی ہے۔ چونکہ حضرت آدم اپنی بیوی (حضرت حوا) سے کسی عالم مین قطع تعلق نہ کرسکے اسیلئے اُنکے بیٹے عموماً انسان بھی اپنی بیویون سے قطع تعلق نہین کرسکتے سخت مجبوری کی حالت مین گو طلاق مباح ہے۔ مگر چھوڑنے والے کے دل کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے

	زُیِّنَ لِلنَّاس حق آراستست		زانچہ حق آراست چون یابند رست	
ترجمہ	زُیِّنَ ہے قول حق اے خوش صفات		ہو نہین سکتی ہے عورت سے نجات	

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الے آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے لوگون کے لیئے اُنکی خواہشون (عورتون اور بیٹون اور مال خزانون وغیرہ) کی محبت کو آراستہ کردیا ہے اور جب عورتونکی محبت اللہ تعالے نے خود مردون کے دلون مین ڈالدی ہے تو اُنسے قطع تعلق ناممکن ہے۔

	آنکہ عالم مست گفتش آمدی		کلّمینی یا حمیرا مے زدی	
ترجمہ	مست جسکے قول کے سب رہتے تھے		کلّمینی یا حمیرا کہتے تھے	

شرح یعنے وہ برگزیدۂ الہی اور پیغمبر آخر الزمان جنکی زبان مبارک کی باتین (حدیثین) تمام عالم مین مؤثر ہین اور جنکی حسن گفتار نے ایک زمانے کو مسخر کر رکھا ہے۔ حمیرا (ام المومنین حضرت عائشہؓ) کے کلام کے مشتاق رہا کرتے تھے اور اُنسے تکلم کی درخواست فرمایا کرتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ حضور کو عورتون (اپنی حلال بیویون) سے محبت بہت تھی لیکن یہ محبت ایسی نہ تھی جیسے کہ عام لوگون کو اپنی بیویون سے ہوتی ہے بلکہ محبت الہی کا عکس تھا چنانچہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ عورتون مین مرتبۂ شہود کامل اور حلال بیویون مین بدرجۂ اکمل ہوتا ہے۔ رسولخدا کلام عائشہ صدیقہؓ سُننے کے واسطے مشتاق رہتے تھے کہ اُنکے لب مبارک کی بات آواز حق ہوتی تھی یہ تمام اشعار اعرابی درویش کے محبت زن ہونے کی دلیل ہین۔ ایک دلیل قرآن مجید سے دیکھئے ہے ایک حدیث شریف سے

	آب غالب شد بر آتش از نہیب		ز آتش او جوشد کہ باشد در حجیب	
ترجمہ	دیکھ لیجے آگ پر غالب ہے آب		جوش کھاتا ہے جو ہوتا ہے حجاب	

شرح نہیب یعنے ہیبت و ترس و عظمت اور حجیب بالا حجاب ہے یعنے حائل یعنے پانی اپنی عظمت کے باعث آگ پر غالب ہے اور اُسے بجھا دیتا ہے لیکن باایں ہمہ عظمت جب آگ اور پانی کے مابین کوئی تیسری چیز حائل ہوجاتی ہے تو پانی آگ کا اثر قبول کرلیتا اور کھولنے لگتا ہے یعنے مغلوب ہوجاتا ہے۔

	چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را		نیست کرد آن آب را کردش ہوا	
ترجمہ	برتن ان دونون مین جب حائل ہوا		کر دیا آتش نے پانی کو ہوا	

شرح یعنے آگ اور پانی کے مابین کوئی دیگ۔ یا پتیلی وغیرہ حائل ہوجاتی ہے تو آگ پانی کو نیست یعنے خشک کرکے ہوا بنا دیتی ہے اور اسپر غالب آجاتی ہے یہی حال مرد و عورت کا ہے کہ جب تک حجاب عشق حائل نہین ہوتا مرد باعتبار ظاہر غالب معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حجاب حائل ہوجاتا ہے تو باعتبار باطن مغلوب ہوجاتا ہے عورت آگ مانند ہے اور مرد پانی کی اور یہ دونو شعر بطور تمثیل ہین۔ اور یہ تمثیل ایسی نادر ہے کہ اس سے بہتر خیال مین نہین آسکتی۔

	ظاہرا بر زن چو آب غالبی	باطنا مغلوب و زن را طالبی
ترجمہ	یعنے تو ناظاہرا غالب ہے تو	باطنا عورت کا پر طالب ہے تو

شرح یعنے ایشخص تو باعتبار ظاہر عورت پر غالب معلوم ہوتا ہے مگر باعتبار باطن مغلوب اور اسکا طالب ہے

	ہمچنین خاصیتے در آدمی ست	مہر حیوان را کم ست آن از کمی ست
ترجمہ	خاصیت رکھتے ہین ایسی آدمی	جانورین ہے محبت کی کمی

شرح یعنے ہر انسان مین بشرطیکہ وہ آدمی ہے یہ خاصیت (عورتون کی محبت) ازلی ہے۔ البتہ مطلق حیوانون مین محبت کا مادہ کم ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حیوانات مین بہ نسبت انسان کمی یعنے کمینگی موجود ہے یا انمین عقل کی کمی ہے نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو مرد حلال بیویون سے محبت نہین رکھتے وہ گدہے سے بدتر ہین۔

	در بیان این خبر اِنَّہُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُہُنَّ الْجَاہِلُ
ترجمہ	اس حدیث کا بیان کہ عورتین عقلمند مردون پر غالب اور جاہلون سے مغلوب ہوجاتی ہین

	گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان	غالب آید سخت بر صاحبدلان
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت پیغامبر	عورتین غالب ہین اہل عقل پر

شرح صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے مَا رَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْہَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْہُنَّ۔ یعنے باوجود نقصان عقل و دین اچھے دانا مرد کی عقل کھو دینے والی عورت سے زیادہ مینے کوئی چیز نہین دیکھی۔ مطلب شعر یہ ہے کہ حسب فرمان پیغمبر عورت عاقل مردون پر غالب اور صاحبدلون (اولیا رالله) پر اور بھی زیادہ غالب آجاتی ہے لیکن مرد عاقل سے مراد وہ شخص ہے جسپر حقایق منکشوف ہون اور جو عورت کی حقیقت کو خوب جانتا ہو۔ اور عورت مین وہ سر مخفی دیکھتا ہو جسنے اسکو عورت کا منقاد کر رکھا ہے۔ وہ سر مخفی مشاہدۂ حق ہے جو بہ نسبت مرد کے عورتمین بوجہ کمال ہوتا ہے رسولخدا ازواج مطہرات کو انہی معنون سے دوست رکھتے تھے بخلاف عامہ کہ انکی محبت عورت سے ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے۔

	باز بر زن جاہلان غالب شوند	زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند
ترجمہ	اور ہین مغلوب جمع جاہلان	عورتون پر تیز ہین یہ بے گمان

شرح یعنے اُسی حدیث مین آنحضور کائنات یہ بھی فرماتے ہین کہ جاہل مرد اپنی عورتون پر غالب آجاتے ہین اسلیے کہ وہ تُند مزاج اکھڑ اور خیرہ رُو یعنے بدخلق ہوتے ہین اور نادانی کی تاریکیون مین پڑے رہتے ہین۔ وہ عورت کے آئینہ جمال مین مشاہدۂ جلوۂ حق نہین کرسکتے - صرف نفس امّارہ کے بندے ہوتے ہین۔

	کم بود شان رقت و لطف و وداد	زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
ترجمہ	کم ہے اُنمین رقت و لطف و وداد	کیونکہ ہر جاہل ہے حیوانی نہاد

شرح یعنے جاہل مردون کی طبیعت مین نرمی مہربانی اور محبت کا مادہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اُنپر حیوانیت سوار رہتی ہے

	مہر و رقت وصفِ انسانی بود	خشم و شہوت وصف حیوانی بود
ترجمہ	مہر و رقت وصف انسانی سمجہ	خشم و شہوت وصف حیوانی سمجہ

شرح یعنے مہربانی اور نرمی انسانی صفات مین اور غضبناکی و شہوت رانی حیوانی خصائل مین داخل ہے عقلمند مردون مین مہربانی اور جاہلون مین شہوت رانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسیلئے عقلمند حلال بیویون کو دوست رکھتے ہین اور جاہل اُنسے نفرت کرتے ہین۔

	پرتو حق ست آن معشوق نیست	خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست
ترجمہ	پرتوِ حق ہے حسین معشوق وہ	عکس خالق ہی نہین مخلوق وہ

شرح یہ شعر مثنوی کے مشکل اشعار مین سے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عورت عکس حسن و جمال حق ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ عورت کے مظہر مین اپنے اسم جمیل کے ساتہ بوجہ اتم ظاہر ہوا ہے۔ عورت صرف معشوق ہی نہین بلکہ مظہر جمال الٰہی ہے اِسمین اوہر اشارہ ہے کہ عورت سے اُسکو صرف معشوق سمجہکر عشق نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ بہی دیکہہ لیا جائے کہ یہ کسکا مظہر ہے فی الواقع اگر عورت کامل طور پر یا بوجہ اتم مظہر جمال نہوتی تو اُسکی طرف مردون کے دِل کو کشش نہوتی یہ کشش خود کمال مظہریت کی گواہ ہے۔ عورت کے کمال مظہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عورت مرد کی صورت پر مخلوق ہوی ہے اور مرد صورت ذاتِ حق پر چنانچہ خلق اللہ الآدم علےٰ صورتہٖ (اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے) سے صاف ظاہر ہے اسیلئے عورت آئینۂ الٰہی کا آئینہ ہے یعنے صورت الٰہی مرد سے منعکس ہوکر عورت مین ظاہر ہوی ہے اس تقریر سے عورت منفعل (اثر پذیر بندہ ٹہری) اور مرد فاعل بس توجسوقت مرد عورت کے آئینہ جمال کو بلا اعتبار نفس خود دیکہتا ہے تو یہ شہود باعتبار وجود منفعل ہے اور جسوقت اُسکو باعتبار نفس خود دیکہتا ہے یعنے یہ سمجہکر مشاہدہ کرتا ہے کہ عورت اُس سے مخلوق ہوی ہے تو یہ شہود باعتبار وجود فاعل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے سبب مرد فاعل و منفعل دونو مین مشاہدہ حق کرسکتا ہے اور جماع کے وقت وہ لذت مشاہدہ جو مرد کو عورت مین فنا کردیتی ہے عورت کے پرتو حق اور مظہر اتم ہونے کی قوی دلیل ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب تو عورت کو باعتبار مظہر اللہ

کے مشاہدہ کریگا اور یہ جانے گا کہ اسمین شہود حق بطور اکمل ہے تو اسکو مخلوق خیال نہ کریگا۔ بلکہ بیخود ہوکر خالق کہہ بیٹھے گا کیونکہ اسمین ظہور خالق درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے مگر اسکے عمدہ اور سہل معنے یہ ہین کہ خالق کا مضاف محذوف مانا جائے اور یون کہا جائے کہ محبت زن گویا محبت خالق ہے محبت مخلوق یعنے محبت ذات زن نہین ہے کیونکہ عورت اگر مظہر اتم نہوتی تو اسکی محبت ہرگز نہوتی یہ محبت درپردہ خالق ہی کی محبت ہے کہ اسطرح مرد کے دل مین سمائی ہوئی ہے ان معنون کے اعتبار سے دوسرے مصرع مین ضمیر آن زن کی طرف نہین بلکہ محبت زن کی طرف راجع ہے۔ للہ الحمد کہ اس مشکل شعر کی شرح اس خوبی کے ساتھ ہوگئی ہے کہ کوئی لفظ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج نہین ہوا خاکسار شارح کو دوسرے معنے نہایت مرغوب اور دلپسند ہین۔

تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او را اشارۂ حق دانستن

ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنے آپ کو عورت کی مرضی کے سپرد کرنا اور اسکے اعتراض کو اشارۂ الہی جاننا

بز وعقل ہر دانندہ ہست	کہ با گردندہ گردانندہ ہست
ازان چرخہ کہ گرداند و را پیر	قیاس چرخ گردان را ہمی گیر

شرح یہ دو نو شعر ہی جو مثنوی کی بحر مین نہین ہین مندرجۂ بالا عنوان مین شامل ہین اور مطلب یہ ہے کہ ہر جاننے والی عقلمند کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لیئے محرک ضرور ہے ایک بڑہیا کے چرخہ چلانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرخ گردان کا چلانے والا بھی کوئی ہے مطلب یہ کہ ہر فعل کا محرک عقلمندون کے نزدیک مسلم ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اولیا او صالحین کو اللہ تعالے کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور کفار و فجار کو نفس و شیطان کی طرف سے چونکہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اسلیئے اُسے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عورت کا اعتراض اشارۂ الہی ہے مجھے اُسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اسکے انجام مین کوئی حکمت پنہان ضرور ظاہر ہوگی۔

مرد زان گفتن پشیمان شد چنان	کز عوانی ساعت مردن عوان
ترجمہ: یون پشیمان وہ ہوا پیش حرم	ظلم سے جسطرح ظالم مرتے دم

شرح عوان بمعنی میانہ سال دکدبانو و صاحب شوہر کو کہتے ہین۔ اور عوّان بتشدید واو بمعنے ظالم و سخت گیر ہے یہان یہی پچہلے معنے مراد ہین لیکن وزن شعر درست و مستقیم رکھنے کے لیے عوان کو بلاتشدید واو لایا گیا ہے عوانی بیائے معروف منسوب بسوے عوان ہے بمعنے ظلم مطلب یہ کہ مرد اپنے کہے پر عورت کی مخالفت کرنی سے ایسا پشیمان ہوا کہ جیسا کہ ظالم مرتے دم اپنے ظلم سے پشیمان ہوا کرتا ہے۔

گفت خصم جان جان چون آمدم	بر سر جان من لکدہا چون زدم
ترجمہ: اور کہا مین دشمن جان کیون ہوا	اسکو ایذا دی یہ مینے کیا کیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے اپنے دلمین پشیمان ہوکر یہ کہا کہ مینے اپنی جان جان (بیوی) سے ناحق مخالفت کی اور بیفائدہ اُس بیچاری کے لاتین مارین یعنے اُسے ایذا پہنچائی اور غصہ مین طلاق دینے کا ارادہ کر بیٹہا جس سے اُسکو نہایت رنج ہوا۔ یہ سراسر میرا ہی قصور تہا۔ اس سے مجکو سخت ندامت ہے۔

	چون قضا آید نماند فہم و رای	کس نمی داند قضا را جز خدای
ترجمہ	عقل رہتی ہی نہین وقت قضا	اور قضا کو جانتا ہے بس خدا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے نیز ممکن ہے کہ اعرابی درویش کا ہی قول ہو۔ مطلب یہ کہ جب قضا آتی ہے تو آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور قضا کا وقت بجز خدا کے اور کسیکو معلوم نہین چونکہ عورت کی تقدیر مین برا بہلا سننا لکہا تہا اسلیئے میری عقل سلب ہوگئی اور زبان سے اُسکی نسبت سخت الفاظ نکلگئے۔

	چون قضا آید فرو پوشد بصر	تا نداند عقل ما پا را ز سر
ترجمہ	سوجہتا ہی کچہ نہین جب آتی ہے	اُسکے آگے عقل ماری جاتی ہے

شرح یعنے جب تقدیر الٰہی کسی کام کے متعلق ہوتی ہے تو آدمی کو اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی اور عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور وہی ظاہر ہوکر رہتا ہے جو تقدیر مین بروز ازل لکہا گیا تہا۔

	زان امام المتقین داد این خبر	گفت اذا جاء القضا عمی البصر
ترجمہ	اسلیئے ہے قول ختم الانبیا	اندہا کردیتی ہے انسان کو قضا

شرح یعنے چونکہ قضا کے وقت کوئی تدبیر کارگر نہوتی اسلیئے امام المتقین افضل المرسلین رسول رب العالمین حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب وقت قضا آتی ہے چشم ظاہر و باطن کو اندہا کردیتی ہے یعنے چشم و عقل کو اُسکے دفعیہ کے اسباب باوجود جستجو کہین نہین ملتے۔

	چون قضا بگذشت خود را می خورد	پردہ ہا بدریدہ گریبان می درد
ترجمہ	جب گزر جاتی ہے ہوتا ہے خجل	اور گریبان پہاڑتا ہے متصل

شرح یعنے جب قضائے الٰہی اپنا کام کرگئی (مثلا تقدیر کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہوئی) تو آدمی اپنے آپ کو کہانے لگتا ہے یعنے اپنے نفس کو آپ ملامت کیا کرتا ہے اور آشکارا طور پر اپنا گریبان چاک کرکے یہ کہا کرتا ہے کہ مینے ناحق خلاف تقدیر اپنا زور و زر صرف کیا جسکا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچہ نہوا۔

	مرد گفت ای زن پشیمان می شوم	گر بدم کافر مسلمان می شوم
ترجمہ	مرد بولا مین پشیمان ہوگیا	پہلے کافر اب مسلمان ہوگیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے پہر عورت کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ مین تیری نسبت اپنے کہے سے سخت پشیمان ہوا ہون

اور گو مین پہلے کافر (تیری بات کا منکر) تہا مگر اب مسلمان (تیری حکم کا تابع) ہوتا ہون نکتہ اس مرد زن نے جہان کہین اپنی نسبت کفر و اسلام کا لفظ زبان سے نکالا ہے اس سے کفر و اسلام کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین - کیونکہ یہ دونو اصطلاحی معنون کی لحاظ سے مسلمان تہے بلکہ لغوی معنے مراد ہین لغت مین کفر بمعنے نا ماننا اور اسلام بمعنے تابع فرمان ہونا ہے -

من گنہگار توام رحمے بکن ‖ بر مکن یکبارگیم از بیخ و بن

ترجمہ: رحم فرما دیکہہ لے بیچارگی ‖ بیخ و بن سے مت اکہاڑ یکبارگی

شرح یہان سے اعرابی درویش نے خدا سے مناجات کرنی شروع کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا مین تیرے بندہ (اپنی بیوی) کی دل آزاری کے سبب بندہ کا بہی گنہگار ہون اور تیرا بہی بندہ سے تو مینے اپنی خطا معاف کرالی ہے اب تو بہی میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ کو بخشدے اور مجکو دفعتاً جڑ پیر سے نہ اکہاڑ یعنے اپنی رحمت اور عفو سے دور نہ رکہہ نکتہ اس اعرابی درویش سے گو کوئی کبیرہ صادر نہین ہوا تہا - کیونکہ میان بیوی کی شکر رنجی داخل جرم نہین ہے لیکن اہل اللہ کے نزدیک ذراسی لغزش بہی بڑا گناہ ہے اسیلئے خدا سے معافی چاہنی کی ضرورت ہوئی -

کافر پیر ار پشیمان مے شود ‖ چونکہ عذر آرد مسلمان مے شود

ترجمہ: پیر کافر جب پشیمان ہوگیا ‖ توبہ کرتے ہی مسلمان ہوگیا

شرح یعنے اے خدا اگر کوئی بڈہا کافر جسکی تمام عمر کفر مین گزری ہے پشیمان ہوکر معافی چاہے دکفر کو چہوڑ دے تو تو معاف کردیتا ہے اور وہ پکا مسلمان ہوجاتا ہے بس تو تیری ایسی وسیع رحمت کے آگے میری خطا کیا چیز ہے از بمعنے اگر حرف شرط ہے اور مصرع دوم جزا - اور یہ شعر بہی درویش کی مناجات ہے -

من گنہگار توام رحمے بکن ‖ عذر من بپذیر و بشنو این سخن

ترجمہ: مین ترا مجرم ہون مجہپر رحم کر ‖ عذر میرا مجہسے سن لے سر بسر

شرح یعنے اے خدا مجہپر رحم کر اور میری توبہ قبول فرما - اور میری مناجات کا آخر فقرہ (آئندہ شعر) جسمین تیری رحم و کرم کا ذکر ہے سن لے -

حضرتت پر رحمت ست و پر کرم ‖ عاشق او ہم وجود و ہم عدم

ترجمہ: ہے تری درگاہ پر رحم و کرم ‖ ہے وجود اسکا مسخر اور عدم

شرح یعنے اے خدا تیری ذات پاک پر رحمت و پر کرم ہے او سا (تیری ذات) پر وجود و عدم دونو عاشق ہین یعنے جس چیز پر تو اپنے اسم محیی کے ساتہ جلوہ گر ہوتا ہے وہ فی الفور موجود اور جسپر ممیت کا جلوہ ڈالتا ہے و

اُسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یا یہ معنے ہین کہ وجود و عدم (مومن و کافر) دونو تیرے تابع فرمان ہین تیرے حکم سے کسی کو گردن کشی کی مجال نہین البتہ اتنا فرق ہے کہ مومن کو اسم ہادی نے مسخر کر رکھا ہے اور کافر کو اسم مضل نے۔

	مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا	کفر و ایمان عاشق آن کبریا	
	نقرہ و مس ہین غلام کیمیا	کفر ایمان ہین محب کبریا	ترجمہ

شرح مس (تانبہ) سے کفر اور نقرہ (چاندی) سے ایمان اور کیمیا سے ذات الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہر کافر و مومن اور نیک و بد اسکے قبضہ قدرت مین ہے اور جمیع موجودات اُسکے محکوم ہین البتہ اسمائے حسنے کے مختلف اثر مظاہر مین مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

دربیان آنکہ موسے و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکہ زہر و پازہر و نور و ظلمت و خلوت فرعون با حق

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ حضرت موسےٰ اور فرعون دونون کے دونو ایک ہی مشیت کے تابع ہین جیسا کہ زہر اور تریاک اور نور اور اندہیرا اور اللہ تعالےٰ سے فرعون کی مناجات کا بیان

شرح پہلے مولانا یہ فرما چکے ہین کہ عاشق اوہم وجود وہم عدم۔ یہان اسی عشق وجود و عدم (یعنی مسخر ہونے مومن و کافر) کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے بعض نسخون مین مشیت کی جگہ مشیت ہے بمعنے جاری کرنا جس سے ارادۂ و قدرت الٰہی مراد ہے مگر لفظ مشیت بے تکلف اور مشیت سے اچھا ہے پازہر پاڈ زہر کا مخفف ہے بمعنے پاک کنندۂ زہر کیونکہ لفظ پاڈ ہونے کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور بعض نے اسکو پاد زہر کا مخفف کہا ہے بمعنے پاس دارندۂ زہر کیونکہ لفظ پاد فارسی مین بمعنے پاسبانی ہے اور فاد زہر اسکا معرب ہے بمعنے تریاک و زہر مہرہ یعنے وہ دوا جو زہر کے اثر کو دفع کردے مطلب یہ کہ مومن و کافر۔ تریاک و زہر نور و ظلمت غرضیکہ ہر چیز مشیت الٰہی کی پابند ہے اُسنے اپنے اسماء کا پیرتو ڈالکر ہر شئے کو جُدا جُدا اثر عنایت فرما رکھا ہے۔

	ظاہر آن رہ دارد و آن بے رہی	موسے و فرعون معنی را رہی	
	راہ پہ ہے ایک اک گم کردہ راہ	موسے و فرعون ہین عبد الٰہ	ترجمہ

شرح لفظ رہی پہلے مصرع مین بمعنے غلام و بندہ ہے اور دوسرے مین بے رہی بمعنے گمراہی ہے یعنے موسے علیہ السلام اور فرعون ایک ہی مشیت کے تابع ہین۔ اگرچہ باعتبار ظاہر موسےٰ راہ راست پر ہین اور فرعون گمراہ لیکن باعتبار حقیقت دونو اُسی رستہ پر چل رہے ہین جو مشیت ایزدی نے انکو بتا یا تہا۔ اس شعر مین معنے سے مراد وہ اسم ذات ہے جو الگ الگ موسے اور فرعون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ دونو اس اسم کے مظہر اور اُسکی تاثیر کے منقاد ہیں

مسخر ہین موسےٰ مظہر اسم ہادی ہین۔ اور فرعون مظہر اسم مضل اسلیئے وہ ہدایت پر رہے اور یہ گمراہ ہوگیا مطلب یہ کہ تمام ممکنات اعیان ثابتہ یعنے اسماء حسنے کے محکوم ہین۔ اِس لحاظ سے تمام مخلوق ایک ہی مشیت کی مسخر ہے مگر چونکہ اسماء کے تاثیر مختلف ہے اسلیئے ممکنات مین بہی لیوہ ظہور اختلاف ہوجاتا ہے اور رشد نبوت اس اختلاف ہی کے مٹانے کو آئی ہے

	روز موسےٰ پیش حق نالان شدہ	نیم شب فرعون ہم گریان شدہ
ترجمہ	دیکہکر موسے کو نالان پیش رب	یون ہوا فرعون گریان نیم شب

شرح لفظ روز بمعنے جمیع اوقات ہے یعنے حضرت موسےٰ ہر وقت خدا کے سامنے نالان اور فرعون کی ہدایت و ایمان کے خواہان رہتے تہے اور فرعون دن کو تو خدائی دعوے کیا کرتا تہا اور آدہی رات کو زمانہ کی آنکہہ سے چہپ کر خداوند حقیقی سے مناجات مین مصروف ہوجاتا تہا۔ اسکی مناجات کا مضمون یہ تہا کہ اے خالق کون و مکان تو شریک اور نظیر سے پاک ہے اور موسےٰ بیشک پیغمبر بر حق ہین لیکن چونکہ مین خدائی دعوے کرچکا ہون اسلیئے موسےٰ علیہ السلام ایمان نہین لاتا کہ میری قوم یعنے قبطیون مین میری آبرو نہ جائے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فرعون حضرت موسےٰ کے معجزے دیکہکر در پردہ ایمان لے آیا تہا مگر حُبّ جاہ کے باعث زبان سے کلمۂ شہادت نہ پڑہ سکا چونکہ اسلام کے لیئے تصدیق جنان اور اقرار زبان شرط ہے اسلیئے وہ اِس نعمت عظمےٰ سے محروم رہا۔

	کاین چہ غل ست اے خدا در گردنم	ورنہ غل باشد کہ گوید من منم
ترجمہ	کیا ہے یہ گردن مین گمراہی کا طوق	ورنہ کیون ہے یہ انانیت کا شوق

شرح مولانا قدس سرہ نے یہان سے فرعون کی مناجات کا مضمون شروع کیا ہے۔ یعنے فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے رب یہ گمراہی کا طوق میری گردن مین کیسا ہے اگر یہ نہوتا تو مین ضرور موسےٰ کی پیغمبری کا اقرار اپنی زبان سے کرلیتا۔ اور اگر یہ نہو تو کوئی شخص دعوے انانیت نہین کرسکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ہی ہی ہون دوسرے مصرع مین گویا فرعون کی واقعی حالت کا ذکر ہے کیونکہ اُسنے انا ربکم الاعلےٰ (اے لوگو مین تمہارا خدائے بلند تر ہون) کہا تہا گویا فرعون یون کہتا ہے کہ اگر گمراہی کا طوق میری گردن مین نہوتا تو مین ہرگز دعوے خدائی نہ کرتا۔

	زانکہ موسےٰ را منور کردہ	مر مرا ہم زان مکدر کردہ
ترجمہ	جس سے موسےٰ ہین منور رہے خدا	اُس سے ہون مین کیون مکدر ایخدا
	زانکہ موسےٰ را تو مہ رو کردہ	ماہ جانم را سیہ رو کردہ
	انکو تو نے ... مہ رو کردیا	میرے باطن کو سیہ رو کردیا

شرح فرعون کہہ رہا ہے کہ الٰہی اس چیز (مشیت خاص) کے سبب تو نے حضرت موسیٰ کو منور (روشن ضمیر یا صاحب معجزۂ ید بیضا) کیا ہے اسی مشیت کے باعث مجھے مکدر (تیرہ دل) کر دیا ہے اور جس مشیت سے تو نے انکو آسمان رسالت کا بدر الدجےٰ بنا دیا ہے اسی مشیت سے دو جہان میں میرا منہ کالا کر دیا ہے نکتہ فرعون کی یہ مناجات وزاری یا تو عجز و نیاز پر مبنی تھی اور وہ یہ چاہتا تھا کہ اے خدا حضرت موسیٰ کی طرح مجھے بھی سپید بار استہ دکھا یا یہ معنے ہین کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سامنے مجبور خیال کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ الٰہی جبکہ تو نے میری تقدیر ہی مین فرعونیت اور کافر رہنا لکھدیا ہے تو مین موسیٰ اور اسکے خدا پر کیونکر ایمان لا سکتا ہون - یہ جبریہ کا مذہب ہے -

	بہتر از ماہے نبود استارہ ام		چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
ترجمہ	میرا طالع چاند سے بہتر نہین		اور گہن کا کوئی چارہ گر نہین

شرح فرعون کہتا ہے کہ الٰہی میرے نصیبے کا ستارہ آسمان کے چاند سے کسیطرح بہتر نہین ہوسکتا اور یہ ظاہر ہے کہ چاند خسوف (گہن) کی مصیبت سے ہرگز نہین بچ سکتا۔ پھر میرے نصیبے کے ستارہ کو زوال یا غروب نہو یہ ممکن نہین جب میرا ستارہ زوال مین آجائیگا (یعنے فرعونیت اور سلطنت زوال پذیر ہوجائیگی) تو کیا علاج کرونگا۔ یہ بادشاہت اور خدائی دعوے کہان سے لاؤنگا۔ مطلب یہہے کہ چونکہ میرے نصیبے کے ستارہ نے قمر سعادت (حضرت موسیٰ) سے اقتباس نور ہدایت نہین کیا۔ اسلیئے مین اسے عنقریب زوال پذیر سمجھتا ہون۔

	لو تہم گر رب و سلطان مے زنند		مہ گرفت و خلق پنگان می زنند
ترجمہ	لوگ گو کہتے ہین مجکو رب ناس		ہے گہن کے وقت گویا زخم طاس

شرح پنگان بکسر بائے موحدہ وکاف فارسی (اس طاس یعنی تانبے کے کٹورے) کو کہتے ہین جسکو پانی مین ڈالکر گھڑی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہان پنگان بمعنے مطلق طاس ہے جو ولایت مین خسوف (چاند گہن) کے وقت بجایا جاتا ہے اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اگرچہ لوگ مجکو لفظ رب یا خطاب سلطان دو عالم سے مشہور کرتے ہین مگر انکو اس بات کی خبر نہین کہ یہ سراسر میرے لیئے فضیحت اور رسوائی کا باعث ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ چاند گہن کے وقت لوگ کٹورہ بجاتے ہین اور اپنے نزدیک اسکو گہن چھٹ جانے کا ٹوٹکا جانتے ہین مگر فی الواقع اس سے چاند کی اور تفضیح ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گہن کو نہین جانتا وہ بھی معلوم کر لیتا ہے کہ خسوف اسکو کہتے ہین علےٰ ہذا القیاس میرا لوگون سے جبراً اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (مین تمہارا خدائے بلند مرتبہ ہون) کہلوانا میرے تابعین وغیر تابعین سب کے نزدیک میرے رسوائی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص کا دل صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ انسان خدا نہین ہوسکتا۔

می زنند آن طاس و غوغا میکنند | ماہ را از زخم رسوا میکنند

ترجمہ: طاس سے ہوتا ہے غوغا ہر طرف | چاند ہو جاتا ہے رسوا ہر طرف

شرح یہ گزشتہ شعر کی تشریح ہے یعنے جو لوگ چاند گہن کے وقت کٹورہ بجاتے یا غل مچاتے ہین وہ اس زخم (کٹورہ بجانے) سے چاند کو رسوا کرتے ہین۔

منکہ فرعونم ز خلق ای وای من | زخم طاس ربی الاعلای من

ترجمہ: گو ہون مین فرعون مست کبر خویش | ہے ہوئی زخم ربی الاعلے سے ریش

شرح یہ شعر مختلف نسخون مین مختلف طور پر ہے حسب نسخۂ بالا لفظ ز خلق دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ گو مین فرعون ہون اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہون مگر خلق کی طرف سے زخم طاس یعنے آواز نوبت ربی الاعلے جو میرے حکم سے ہے میرے لیئے نہایت خرابی اور فضیحت کا باعث ہے لفظ وائے یعنے خرابی ہے مطلب یہ کہ لوگون کا مجکو میرے حکم سے ربی الاعلے کہنا میرے واسطے سبب رسوائی ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ خلقت اس دعوے مین مجکو جھوٹا جانتی ہے۔ مگر مین حب جاہ کے سبب جبرا اُنسے ایسا کہلواتا ہون۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ ز خلق فرعونم کے متعلق ہے یعنے تمام مخلوق مین سے فرعون اور اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا مین ہون۔ مگر ائے میری خرابی مین اپنے زخم طاس ربی الاعلے کا کیا علاج کرون کہ میری خدائی دعوے مین خود میری رسوائی ہوتی ہے اسصورت مین من بمعنے خود ہے بعض نسخون مین ز خلق کی جگہہ ز شہرت ہے اور بعض مین ز شہوت یعنے گو مین اپنی شہرت پسندی و تکبر یا خواہش نفس امارہ کے باعث فرعون یعنے خدا بنا ہوا ہون مگر افسوس زخم طاس (خدائی دعوے کی آواز) میرے لیئے رسوائی کا سبب ہے۔

خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات | می شکافد شاخ را در بیشہ ات

ترجمہ: ایک کے بندے ہین ہم پر اے خدا | چیرتا ہے شاخ کو تیشہ ترا

شرح یہ پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک آقا کے دو غلام باہم خواجہ تاش کہلاتے ہین فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے خدا مین اور موسےٰ دونو ایک خواجہ کے غلام اور ایک معبود کے بندے ہین۔ مگر مشیت اور قدرت الٰہی دونو مین مختلف طور پر ظاہر ہوئی ہے کہ وہ ہدایت پر ہین اور مین گمراہ ہون۔ تیشہ سے مراد مشیت الٰہی اور قدرت فعال ہے اور بیشہ سے صحن دنیا اور شاخ سے وجود ممکنات یعنے اے اللہ اگرچہ جمیع ممکنات عالم کثرت سے پہلے ایک تھے لیکن تیری قدرت اور مشیت کا تیشہ صحن دنیا مین وجود ممکنات کی شاخون کے ساتھ جُدا جُدا عمل کرتا ہے جسطرح باغبان بعض شاخون کو چیر کے پیوند کر دیتا ہے تا کہ وہ زیادہ بار ور ہون۔ اور بعض کو کاٹ کر پھینکدیتا ہے۔ اسیطرح تیری قدرت و مشیت بعض شخص کو پیوند ہدایت کرتی ہے اور بعض کو ہدایت سے الگ کرکے پھینکتا اور

اور گمراہ کر دیتی ہے بعض شارحین نے خواجہ تاش کے یہ معنے لیئے ہین کہ فرعون اور موسے دونون کو حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوی تہی مگر اس سے حضرت موسے کو رہبری عنایت ہوئی اور فرعون کو گمراہی ملی۔

	باز شاخے را موصل میکنی	شاخ دیگر را معطل میکنی	
ترجمہ	ایک کو تونے موصل کر دیا	شاخ دیگر کو معطل کر دیا	

شرح یعنے ایخدا تیری مشیت کا تیشہ ممکنات کی شاخون کو چیر کر انہین جدا جدا عمل کرتا ہے ایک شاخ کو زیادہ بار آور ہونے کے لیے پیوند کر دیتا ہے اور ایک کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے یعنے توجسکو چاہے سعید بارشد کہا تا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔

	شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے	ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے	
ترجمہ	شاخ کو تیشہ پہ قدرت ہے؟ نہین	ہاتھ سے تیشہ کے فرصت ہے نہین	

شرح دونو مصرعون مین لفظ ہست ورست سوال ہے اور لفظ نے جواب۔ یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ ایخدا کیا کسی شاخ (ممکن الوجود) کو تیرے تیشے (مشیت) پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا کوئی شاخ تیرے دست قدرت کے تصرف سے بچ سکتی ہے؟ کبھی نہین مطلب یہ کہ ہدایت وگمراہی تیرے اختیار مین ہے

	حق آن قدرت کہ آن تیشہ تراست	از کرم کن این کژیہا را تو راست	
ترجمہ	تجکو اپنی خاص قدرت کی قسم	اس کجی کے بدلے کر مجپہ کرم	

شرح یہان لفظ حق بمعنے بحق القدرت ہے مطلب فرعون یہ ہے کہ ایخدا اس قدرت کے صدقے مین جو تیرا تیشہ ہے اور اپنے اس کرم کے طفیل مین جو بالتخصیص سب کا نگہبان ہے میری ان کج فہمیون اور کج افعالیون (دعوے خدائی اور انکار رسالت حضرت موسے) کو سیدہا کر دے اور مجہے راہ راست دکہا کر شاخ ہدایت دایمان سے پیوند کر دے۔

	باز با خود گفتہ فرعون اے عجب	من نہ در یارب یارب ام جملہ شب	
ترجمہ	پھر کہا یہ اپنے دل مین یا عجب	کاٹتا ہون عجز سے مین نیم شب	
	در نہان خاکی و موزون میشوم	چون بموسے میرسم چون میشوم	
ترجمہ	حیف خلوت مین ہے جتنے التجا	سامنے مین موسے سے ہوجاتا ہون کیا	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے فرعون دل ہی دل مین یہ بہی کہا کرتا تہا کہ ایخدا کیا مین راتون کو تیری بارگاہ مین عجز ونیاز اور مناجات نہین کیا کرتا؟ کیا مین تجھے تمام شب یا ربنا یا ربنا دل سے میرے خدا لے میرے خلاف

کہکر نہیں پکارتا ۔ ؟ بلکہ ضرور ایسا کرتا ہون ۔ تجھے سچا اور اپنے آپ کو جھوٹا خدا جانتا ہون دل مین تیری وحدت کا قائل ہون مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ مین خلوت مین تو خاکی (بندۂ ذلیل) اور موزون (ہدایت یافتہ) بنجاتا ہون لیکن جب موسے کے سامنے جاتا ہون تو منکر توحید اور اپنی خدائی کا مدعی کیونکر ہوجاتا ہون ؟ اسکا سبب کیا ہے کہ مین خلوت مین مومن ہون اور جلوت مین کافر میری زبان سے علے الاعلان تیری توحید اور موسے کی رسالت کا اقرار کیون نہین نکلتا ؟ پہلا لفظ چون دقتیہ ہے اور دوسرا استفہامیہ بمعنے چگونہ ۔

	رنگ زر قلب دہ تو مے شود	پیش آتش چون سیہ رو میشود
ترجمہ	کھوٹے سونے پر اگر ہو دس تہین	اگ کے آگے تہین کیونکر رہین

شرح اس شعر مین فرعون نے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنی حالت کا فیصلہ آپ کیا ہے ۔ زر قلب ۔ کھوٹا سونا اور دہ تو بمعنے دس تہ ۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کھوٹے سونے پر کھرے سونیکا رنگ یا ملمع دس تہ تک چڑھادے اور پھر اگ کے پاس رکھکر دیکھ لے کہ کیونکر سیہ ہوجائیگا ۔ یہی حال میرا ہے کہ شب کو خلوت کے وقت تو نور وحدت سے منور ہوجاتا ہون ۔ لیکن جب دن کو حضرت موسے کے سامنے جاتا ہون تو انکا شعلۂ نبوت میرے کھوٹ کو ظاہر کردیتا ہے اور نور وحدت کی روشنی قلب سے جاتی رہتی ہے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور مین گمراہ کا گمراہ رہجاتا ہون نیز ممکن ہے کہ فرعون کی حالت بیان کرنے کے متعلق یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہو بہر حال مطلب دونون باتونکا ایک ہے

	نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست	لحظۂ مغزم کند یک لحظہ پوست
ترجمہ	قلب و قالب ہے مرا محکوم دوست	مغز وہ کرتا ہے گاہے گاہ پوست

شرح ان چار شعرون مین عقاید جبریہ کے مطابق فرعون نے اپنی گمراہی کو نعوذ باللہ فعل الٰہی خیال کرکے اپنی تسلی کرلی ہے جبریہ کا قول ہے کہ خیر و شر خدا کی جانب سے ہے بندہ کچھ اختیار نہین رکھتا حالانکہ یہ عقیدہ بالکل باطل بلکہ کفر ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے ۔ فرعون یہ کہتا ہے کہ میرا دل اور جسم (یعنے زبان) دونو حکم الٰہی کے تابع ہین وہ مجکو کبھی (یعنے خلوت مین) مغز (محض نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی (یعنے جلوت مین) پوست (نور توحید سے خالی) کر دیتا ہے یعنے مین خلوت مین مناجات کے وقت دل سے تیری توحید کو مان لیتا ہون مگر جلوت مین حضرت موسے کے سامنے زبان سے اقرار نہین کرسکتا ۔ یہ دونو باتین تیرے ہی اختیار مین ہین مین خود اپنے ہدایت و ضلالت پر کسیطرح کا اختیار نہین رکھتا ۔

	لحظۂ ماہم کند یکدم سیاہ	خود چہ باشد غیر این کار الٰہ
ترجمہ	ماہ کرتا ہے کبھی گاہے سیاہ	کچھ نہین اسکے سوا کار الٰہ

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے کبھی تو مجکو چاند کی طرح نورانی (صاحب نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی سیاہ دل (منکر توحید) کر دیتا ہے اِس انقلاب حالت سے مجھے تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کام ہی یہی ہے کہ وہ کبھی مومن کو کافر کر دیتا ہے اور کبھی کافر کو مومن۔ اُسکی قدرت انقلاب ہی مین نظر آتی ہے۔

	سبز گردم چونکہ گوید کشت باش	**زرد گردم چونکہ گوید زشت باش**
ترجمہ	سبز ہوتا ہون کرے گر مجکو کشت	زرد ہوتا ہون کرے گر مجکو زشت

شرح یعنے میری حالت ایسی ہے جیسے کہتی۔ اللہ تعالےٰ نے اُسکی بہلائی کا حکم دیا سر سبز ہو گئی بُرائی کا حکم دیا زرد ہو گئی۔ اُسکی بہلائی بُرائی سب خدا کے ہاتہ مین ہے

	پیش چوگانہائے حکم کن فکان	**مے دویم اندر مکان و لامکان**
ترجمہ	رہکے ہمنے زیر حکم کن فکان	جہان مارے سب مکان و لامکان

شرح فرعون کہتا ہے کہ ہم چوگان حکم الٰہی کے سامنے مکان و لامکان (عالم تعین و لاتعین یا عالم اجسام و عالم ارواح) مین گیند کی طرح دوڑتے ہین جسطرف چاہتا ہے گیند کو پہینکدیتا ہے اسیطرح حکم الٰہی مشیت ایزدی کے مطابق ہمین جس کام مین چاہتا ہے لگا دیتا ہے ہماری گمراہی کا گناہ ہمپر نہین ہے **فائدہ** یہانتک فرعون کی مناجات تمام ہوی اِس مناجات سے یہ نہین نکلتا کہ وہ باطن مین مومن تہا کیونکہ فرعون کا کفر قرآن مجید کی بہت سی آیتون سے ظاہر ہے اگر وہ باطنًا مومن ہوتا تو قرآن مجید مین جہان اُسکی بابت مفصل آیتین نازل ہوی ہین مجملًا اُسکے باطنی ایمان کی طرف بہی ضرور اشارہ کیا جاتا نیز باطنی مومن مان لینے سے فرعون واقعی مومن نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایمان دلی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ہے اور یہ گذشتہ اشعار مناجات سے معلوم ہو چکا ہے کہ فرعون خلوت مین ایمان لانے اور حضرت موسیٰؑ کے روبرو منکر رہنے سے خود تعجب کیا کرتا تہا اور چونکہ اپنے دل مین رب العالمین کے سچے اور اپنے جہوٹے خدا ہونے کا قائل تہا اسلیئے لوگون کی حاجتین چہپ چہپ کر خدا سے مانگتا تہا۔ یہ مناجات اظہار ایمان کے لیئے نہ تہی بلکہ اسلیئے تہی کہ لوگون مین اُسکی آبرو قایم رہے۔ فرعون کی اکثر دعائین بطور استدراج قبول ہوی ہین۔

	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد	**موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد**
ترجمہ	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ ہے	موسیٰ و موسیٰ ہین باہم جنگ ہے

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور مقصود حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی مخالفت یا نیک و بد کی تفریق کا اصلی سبب بیان کرتا ہے اور طالب کو ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی مخفی راز سے آگاہ کر دینا منظور ہے اب حل شعر سنیئے بیرنگی مرتبۂ لاتعین کہ تقید اور تعین سے منزہ ہے۔ رنگ مرتبۂ تعین اور اسیر

شدن بمعنے متعین شدن ہے تعین دو قسم کا ہے ایک تعین مرتبۂ اسماء الٰہی مین ہے کہ ہر ممکن ایک اسم خاص سے متعلق ہوکر متعین اور ایک دوسرے سے ازل مین ممیز ہو چکا ہے دوسرا تعین مرتبۂ خارج مین ہے جسکے اقتضا سے ممکنات خارج مین ممیز و متعین ہوے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جب ذات حق تعینات مین آئی تو متعینات مین جنگ اور منافرت پیدا ہوگئی۔ اول مبائنت مرتبۂ اسما مین واقع ہوئی کیونکہ ہر اسم کا مقتضیٰ دوسرے اسم کے مقتضے کے مخالف ہے مثلاً مضل کا مقتضا اور ہے اور ہادی کا اور ثانیاً متعینات خارجیہ مین منافرت واقع ہوی کیونکہ متعینات مظاہر اسما ہین اور جبکہ اسماء مین مباینت ہے تو متعینات مین بطریق اولے منافرت ہوگی یہ مطلب یہ کہ لاحب تعین مقید بہ قید تعین ہوگیا اور روحین بدن سے متعلق ہوئین تو باعتبار ظہور تعینات کثیرہ انمین اختلاف واقع ہوگیا ایک موسے (شخص متعین) دوسرے موسے کا مخالف بنگیا۔ اور جب تک یہ تمام ممکنات مرتبۂ لاتعین مین تھے تو سوائے ذات کے اور کچھ نتھا تمام اشیا اُسکے علم ازلی مین متحد تہین۔ موسٰے سے مراد شخص متعین ہے لیکن چونکہ اس داستان مین فرعون اور موسٰے کا ذکر ہے اسلئے دونو جگہ لفظ موسے سے شخص متعین مراد لیا گیا ہے یعنے عالم کثرت مین اگر ایک متعین دوسرے متعین سے مخالف ہوگیا۔ اگرچہ مرتبہ لاتعین مین سب متحد تھے یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ موسٰے مین دونو جگہہ یائے وحدت مانی جائے اور اگر یائے نسبت ہے تو یہ معنے ہین کہ ایک موسائی دوسرے موسائی کے ساتھ جنگ مین۔ پہلے موسائی سے فرعون مراد ہے جو حضرت موسٰے کی اُمت یا اُنکے زمانہ مین تہا اور دوسرے موسائی سے خود حضرت موسے مراد ہین کیونکہ جسطرح اُمتون پر رسولون کی تصدیق فرض ہے اسیطرح ہر رسول پر بھی اپنی تصدیق لازم ہے۔ اسلئے حضرت موسے۔ موسٰے بھی ہین اور موسائی بھی ہے اور ہمارے رسول مقبول محمدؐ بھی ہین اور محمدی بھی ہے۔ یا یہ کہ پہلے موسے مین یائے نسبت ہو اور دوسرے مین یائے وحدت یعنے موسائی (فرعون) موسٰے کے ساتھ جنگ مین ہے۔

	چون بہ بیرنگی رسی کو داشتی	موسی و فرعون کردند آشتی	
ترجمہ	گر تجھے حاصل ہو نور معرفت	موسی و فرعون مین ہے مصلحت	

شرح یعنے اے سالک جب تو اُس مرتبۂ لاتعین کا خیال کریگا جو عالم کثرت مین آنے سے پہلے تجکو حاصل تہا تو تجکو معلوم ہو جائے گا کہ فرعون اور موسے اُس مرتبہ مین متحد تہے۔ کیونکہ اُسوقت سوائے ذات کے اور کچھ نتہا تمام اشیا علم ازلی مین بالکل متحد تہین

	گر ترا آید برین نکتہ سوال	رنگ کے خالی بود از قیل و قال	
ترجمہ	ہو ترے دل مین اگر پیدا سوال	رنگ کب رہتے ہین بے بحث و جدال	

شرح بعض نسخون مین نکتہ کی جگہ گفتہ ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے یا نکتۂ وحدت بیان کیا ہے کہ متعینات عالم لاتعین
مین سب کے سب متحد تھے گویا سپر تجکو یہ اعتراض سوجہی کہ یہ متعینات تو جنگ و جدال اور باہمی اختلاف سے
خالی نہین حالانکہ دعوے یہ تہا کہ متعینات سب کے سب متحد تھے نتیجۂ اعتراض یہ نکلا کہ دعوے حالت واقعی
کے اور فرع اپنی اصل کے خلاف ہے کیونکہ عجیب بات ہے کہ یہ رنگ یعنے متعینات ذات واحد سے پیدا
ہوے ہین اور اسی سے قایم ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے ۔ کیونکہ مرتبۂ لاتعین اصل
ہے اور مرتبۂ تعین اسکی فرع ہے اسکو چاہیئے کہ اصل کا مخالف نہوتا ضدیت اور مخالفت تو ضدین مین ہونی
چاہیئے ۔ اور جبکہ دونو مرتبے ایک حقیقت سے وابستہ ہین تو مخالفت کیون ہے ؟ اسصورت مین قیل و قال
یعنے جنگ و جدال ہے ۔ اور پہلے شعر کا دوسرا مصرع ۔ اور دوسرے شعر کے دونو مصرعے تقریر اعتراض ہین
نیز ممکن ہے کہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع داخل تقریر اعتراض نہو بلکہ اعتراض کی علت ہو یعنے اگر تجکو نکتۂ وحدت
پر اسلیئے اعتراض ہو کہ تو متعینات مین سے ہے اور متعینات کا قاعدہ ہمیشہ بحث او قیل و قال کا ہے اور تو یہ کہی
اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست الی آخرہ اس صورت مین صرف آیندہ شعر تقریر اعتراض ہے ۔

	اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست	رنگ با بے رنگ چون در جنگ خاست
ترجمہ	اے عجب یہ رنگ جز و رنگ ہے	رنگ کو بے رنگ سے کیون جنگ ہے

شرح یعنے اگر تو از راہ تعجب یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام رنگ (متعینات) بے رنگ (ذات واحد) سے
پیدا ہوے ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے حالانکہ فرع اصل کی مخالف نہین ہوتی تو
اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے ۔

	اصل روغن ز آب افزون میشود	عاقبت با آب ضد چون میشود
ترجمہ	اصل روغن آب ہے اے معتقد	آب و روغن کسلیئے باہم ہین ضد

شرح یعنے اے سالک ہم نیز سے مذکورۂ بالا اعتراض کا جواب ایک تشبیہ مین دیتے ہین تاکہ اچھی طرح سمجھ
مین آجائے ۔ ذرا توجہ سے سن ۔ روغن کی اصل (یعنے روغنی تخمون مثلاً سرسون یا تلون وغیرہ کی جڑ) پانی ہی
سے بڑہتی ہے اور سرسون یا تل وغیرہ پیدا ہوتے ہین ۔ اور پہر انہین مین سے تیل نکلتا ہے ۔ لیکن انجام پر
نظر کر کہ روغن ۔ پانی کا مخالف ہے مطلب یہ کہ روغن جب تک روغن نہ تہا یعنے روغن کی صورت مین نہ آیا تہا
ہرگز اپنی اصل یعنے پانی کا مخالف نہ تہا یہ مخالفت اس تعین خاص (روغن ہونے) کے سبب سے پیدا ہوی
ہے ۔ علے ہذا القیاس متعینات کا اختلاف مرتبۂ تعین کے باعث سے ہے ۔ مرتبۂ لاتعین مین سب متحد تھے
کوئی کسیکا مخالف نہ تہا یہ مخالفت بعد حصول مرتبۂ تعین واقع ہوی ہے ۔

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند | آب با روغن چرا ضد گشتہ اند

ترجمہ: آب ہے بے شبہ روغن کا خمیر | کیون یہ پھر ضدین ہین اے دل پذیر

شرح یعنے چونکہ بونے کے وقت روغنی تخمون کی جڑ کو پانی کے ساتھ گوندہا ہے مطلب یہ کہ اُنکی جڑون مین پانی دیا گیا ہے اسلیئے مناسب یہ تہا کہ آب اور روغن باہم مخالف نہوتے حالانکہ دونو ایک دوسرے کی ضد ہین۔ پانی کی اور خاصیت ہے روغن کی اور اِسکا سبب وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روغن مرتبۂ تعین یعنے روغن ہونے سے پہلے پانی کا مخالف نہ تہا یہ اختلاف تعین کے بعد ہوا ہے علے ہذا القیاس رنگ و بیرنگ مرتبۂ تعین سے پہلے متحد تہے مخالفت بعد مین ہوی ہے

چون گل از خارست و خار از گل چرا | ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا

ترجمہ: خار سے جب گل ہے گل سے خار ہے | کیلیئے دونو مین پھر تکرار ہے

شرح اُسی گزشتہ اعتراض کا جواب دوسری تشبیہ مین دیا گیا ہے۔ یعنے اے سالک باوجودیکہ گل خار کی جنس مین سے ہے اور خار گل کی کیونکہ دونو ایک ہی پانی سے پیدا ہوے ہین باہمہ ان دونو مین جنگ و مخالفت کیون ہے؟ دیکھہ لیجے گل محبوب ہے اور خار مبغوض۔ پہول باعث تازگی و مسرت ہے اور کانٹا موجب تکلیف و اذیت۔ اسکا جواب وہی ہے کہ خار کانٹا ہونے سے پہلے گل کا مخالف نہ تہا یہ جنگ باہمی مرتبۂ تعین کے سبب سے واقع ہوی ہے حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ متعینات کا اختلاف اور جنگ و منافرت عالم کثرت مین آنے کے باعث سے ہے اور یہنے اتحاد اضداد کا دعوے عالم لاتعین مین کیا تہا۔ یعنے متعینات اگرچہ عین واحد سے پیدا ہوی ہین اور اس اعتبار سے سب کے سب متحد بہی ہین لیکن بنظر تعینات انمین اختلاف اور منافرت واقع ہوئی ہے اگر اختلاف تعینات نہوتا تو صنعت ربانی اور قدرت حضرت سبحانی ظاہر نہوتی پہہ اختلاف فرع مع اصل حکمت الٰہی پر مبنی ہے چنانچہ آیندہ شعر مین اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یا نہ جنگ ست این ای حکمت است | ہمچو جنگ خر فروشان صنعت است

ترجمہ: یا یہ حکمت کے لیے ہے رہبری | خر فروشون کی سی جنگ زرگری

شرح یعنے یا اس اختلاف کو یا تو باعتبار تغایر تعینات سمجھیے یا یون کہیئے کہ یہ اختلاف فی الواقع اختلاف نہین ہے بلکہ جنگ مصنوعی ہے یعنے کفار کی مخالفت انبیا و اولیا کے ساتھ اور نفس کے روح کے ساتھ اظہار حکمت ربانی کے لیے ہے کیونکہ کفر نہوتا تو ایمان کی عزت اور کافر نہوتے تو مومن کی تمیز اور جہنم نہوتی تو جنت کا مزا ہرگز سمجھہ مین نہ آتا اور یہ جنگ مصنوعی ایسی ہے جیسے کہ خر فروشون مین باہم ہوتی ہے جس سے

مشتری کو رغبت دلانے مقصود ہوا کرتی ہے مثلاً ایک خرفروش دوسرے سے کہا کرتا ہے کہ تو نے میرے گدہے کی قیمت سو روپیہ کیون کہدی فلان خریدار دو سو دیتا ہے تجکو غیر کے ال کی قیمت لگانے سے کیا مطلب۔ اس جنگ باہمی گدہے والون کا مطلب واقعی جنگ نہین ہوتا بلکہ یہ خریدار کو رغبت دلانے کی حکمت ہے۔ اسیطرح متعینات کا اختلاف خالی از حکمت نہین۔

	گنج باید گنج در ویرانی ست		یا نہ این ونہ آن حیرانی ست	
	گنج حاصل کر جو ویرانی مین ہے		یا سمجھ لے عقل حیرانی مین ہے	ترجمہ

شرح یعنے اختلاف تعینات یا تو واقعی جنگ ہے یا مصنوعی یا یہ سمجھیئے کہ یہ نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی ہے۔ کیونکہ جب مرتبۂ لاتعین کو دیکھا جاتا ہے تو سب متحد پائے جاتے ہین اور جب مرتبۂ تعین پر نگاہ ہوتی ہے تو سب مختلف ہین اور اس سے طالب کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا بس تو طالب صادق کے قابل یہ بات ہے کہ گنج معرفت کو تلاش کرے جو ویرانہ مین ملتا ہے یعنے خزانۂ معرفت اور کنز اسرار غیب کو مخزن قلوب کاملین سے ڈہونڈہے۔ کیونکہ خزانہ ویرانی مین ہوتا ہے یعنے اسرار ایسے کاملین کے دل مین پنہان رہتے ہین جنہون نے اپنے وجود موہوم کو ویران اور معدوم و فنا کر رکھا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اختلاف تعینات نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی یعنے حیرت محمودہ ہے اسی حیرت کے عالم مین خزانۂ شہود حق حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ تمام تعینات آئینۂ جمال حق ہین ایمخاطب تو اسی خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر بعض نسخون مین گنج باید جست این ویرانی ست۔ ہے یعنے یہ مراتب تعین اور لاتعین کی بحث سر بسر طالب کے لیے ویرانی یعنے باعث خرابی ہے کیونکہ ایسے خیالات سے وہ مجاہدہ اور ریاضت سے رکجاتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ کاملین سے خزانہ معرفت ڈہونڈہے اور مباحثہ کو ترک کردے

	زان توہم گنج را گم مے کنی		آنچہ تو گنجش توہم مے کنی	
	وہ نہین ہے گنج ہے وہ عین رنج		وہم نے سمجھا ہے تیرے جسکو گنج	ترجمہ

شرح توہم سے وجود موہوم یا ہستی فانی مراد ہے۔ یعنے ایمخاطب تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم ورائے مین گنج اور سامان مسرت خیال کر رہا ہے وہ فی الواقع گنج نہین ہے بلکہ صرف مٹی کا ڈہیر ہے تو اس لغو خیال کے باعث خزانۂ معرفت کو ہاتھ سے کہو رہا ہے۔

	گنج نبود در عمارت جایہا		چون عمارت دان تو وہم ورایہا	
	گنج ہوتا ہے عمارت مین کہان		وہم تیرا ہے عمارت سیر یجا ان	ترجمہ

شرح یعنے تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم در لسے مین گنج خیال کر رہا ہے یہ وہم ورائے بمنزلۂ عمارت یعنے

فریب ہستی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خزانہ عمارت یعنے آبادی مین نہین ہوتا اسیطرح جبتک تیرے دل مین وہم و رلئے کی عمارت یا فریب ہستی کی بنیاد قایم رہیگی خزانۂ معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہوگا۔

	در عمارت ہستی وجنگی بود	نیست راز ہستہا ننگی بود
ترجمہ	ہے عمارت مین سر ہستی وجنگ	نیست کو ہست سے ہر لحظہ ننگ

شرح نیست سے مراد عارف فانی فی اللہ ہے اور ہست سے گرفتار ہستی خود۔ مطلب یہ کہ عمارت وجود موہوم مین ہر دم خیال ہستی اور خصومت فنا رکھی ہوی ہے۔ جو شخص گرفتار ہستی ہے وہ اپنے وجود کو مستقل جانتا ہے اور اسی لیئے فانی سے خصومت اور نفرت رکھتا ہے۔ لیکن دراصل نیست کو ہست سے ننگ و عار ہے یہی وجہ ہے کہ گرفتار ہستی عارف کے ارشادات کو قبول نہین کرتا۔ اگر عارف کو اس سے نفرت نہو تو گرفتار ہستی کیسی ہی نفرت رکھے لیکن عارف اپنے جذب باطن سے اسکو کہینچ سکتا ہے مطلب یہ کہ اہل دنیا جو عارفین سے نفرت رکھتے ہین یہ نفرت عارفین ہی کے نفرت سے پیدا ہوی ہے۔

	نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد	بلکہ نیست آن ہست را وادا کرد
ترجمہ	ہست سے کچہ نیست فریادی نہین	خود ہی اس سے جدا ہے بالیقین

شرح پہلے مصرع مین لفظ نے بانسلی کے معنون مین نہین بلکہ نیست کا مخفف ہے اور فریاد بمعنے شکایت و نفرت اور وا داد بمعنے جدا از عطا ہے کیونکہ لفظ وا بمعنے نارسیدہ و جدا آیا ہے۔ یعنے یہ بات نہین ہے کہ ہست (گرفتار دنیا) نیست (عارف) سے نفرت کرتا ہے بلکہ عارف ہی نے اس گرفتار ہستی موہوم کو عطاے معرفت سے جدا کر رکہا ہے۔ اور عارف ہی فی الواقع اس سے نفرت رکہتا ہے۔

	تو مگو کہ من گریزانم ز نیست	بلکہ او از تو گریزان ست ایست
ترجمہ	تو نہ کہہ مین بہاگتا ہون نیست سے	بہاگتا ہے خود وہ تجہسے دیکہہ لے

شرح دوسرے مصرع مین لفظ ایست بمعنے قیام کن و گریزان مشو ہے یعنے تو یہ نکہہ کہ مین نیست یعنے عارف باللہ سے بہاگتا ہون اے شخص ٹہر جا اور غور سے دیکہہ کہ خود تجہسے گریزان ہے۔ بعض نسخون مین ایست کی جگہ بیست ہے اسصورت مین بیست یا تو بمعنے ایست ہی ہے اور بائے موحدہ امر حاضر مین زیادہ ہے یا بیست سے مراد بست بار ہے بطریق مبالغہ یعنے تو ایک بار بہاگتا ہے تو عارف باللہ تجہسے بیس بار گریز کرتا ہے

	ظاہرا مے خواندت او سوے خود	وز درون مے راندت با چوب رد
ترجمہ	تجکو ظاہر مین بلاتا ہے مگر	تجہسے ہے اسکو تنفر سر بسر

شرح یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ متعرض یون کہتا تہا کہ عارف اہل دنیا سے بہاگتے کب ہین بلکہ انکی طرف

راغب ہوتے ہین اور دعوت اسلام کرتے ہین ۔ مولانا کا جواب یہ ہے کہ یہ مخالطت اور رغبت کسی ظاہری مصلحت کے لیے ہے باطن مین عارف اُس سے نافر رہتے ہین ۔ مثلاً فرض کیجیے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ سے کوئی عارف باسد مخالطت کریگا تو یہ رغبت صرف اُسکے برائیون سے بچنے یا اسکو برائیون سے بچانے کے لیے ہوگی لیکن وہ دل مین ضرور بادشاہ مذکور سے متنفر رہیگا ۔ اور جوب ر و دفع کرنے کی اکڑی ہے سے ہانکتا رہیگا ۔

	قومے اندر آتش سوزان چو ورد		قومے اندر گلستان با رنج و درد
ترجمہ	آتش سوزان مین ہین اک شکل ورد		باغ مین رہکر ہین اک با رنج و درد

شرح اِس شعر مین عارف اور اہل دنیا کی حالت کا فرق اور عارفین کی نفرت کا باعث بیان کیا گیا ہے یعنے عارف ایسا گروہ ہے کہ آتش سوزان مین گل ورد کی طرح خوش وخرم رہتے ہین یعنے مصائب دنیوی مین اُنکو مرضی خدا سے نفرت نہین ہوتی ۔ اور اہل دنیا ایسے لوگ ہین کہ عیش مین رہکر بھی رنج و درد کی شکایت کیا کرتے ہین یعنے ناشکر ہین ۔ جبکہ اُنکے اور انکے مسلک مین اِسقدر تفاوت ہے تو باہم نفرت کیون نہوگی ورد گلاب کے پہول کو کہتے ہین ۔

	نعلہائے بازگونہ ست اے سلیم		نفرت فرعون را دان از کلیم
ترجمہ	اُلٹی جوتی کی طرح سمجھ اے سلیم		نفرت فرعون ہے غیظ کلیم

شرح نعل بازگونہ (اُلٹی جوتی کا) برعکس اور نشان مٹا دینے کے معنون مین مستعمل ہے اور ضمیر ست رغبت کی طرف راجع ہے ۔ یعنے اے سلیم العقل اہل عرفان کی اُس رغبت کو جو اہل دنیا سے ہے برعکس سمجھنا چاہیئے عارف تمام اہل دنیا سے ظاہر مین رغبت رکھتے ہین اور باطن مین متنفر رہتے ہین اولیاء اللہ کی رغبت و نفرت اتفاقی نہین بلکہ الہامی ہوتی ہے ۔ اُنکو ازراہ الہام معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہرگز ایمان نہ لائیگا اسلیئے وہ باطنی توجہ نہین کرتے مگر ظاہر طور پر دعوت اسلام اور تبلیغ احکام جو شرعی فرض ہے برابر ادا کیے جاتے ہین اور جبکہ اہل اللہ دنیا پرستون سے دلی نفرت رکھتے ہین تو اسی نفرت کا عکس دنیا دارون کے دلون مین بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اہل اللہ سے متنفر ہوجاتے ہین چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین کہ فرعون کو حضرت موسیٰؑ سے نفرت تھی یہ موسیٰؑ ہی کی نفرت سے پیدا ہوئی تھی موسیٰؑ باعتبار ظاہر دعوت اسلام کر رہے تھے ۔ اگر باطنی کشش بھی ہوتی تو فرعون ضرور ایمان لے آتا کیونکہ عارفین کی حالت کو فعل معکوس سمجھنا چاہیئے جسطرح اُلٹی جوتی کا نشان زمین پر نہین پڑتا ہے اسطرح عارفین کی حالت لوگونکو معلوم نہین ہوتی کہ اُسکا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا ۔ اولیا کے ظاہر و باطن کا اختلاف خدانخواستہ نفاق پر محمول نہین بلکہ ایک مصلحت پر مبنی ہے وہ خدا کے لئے بغض و محبت رکھا کرتے ہین ۔

سبب حرمان اشقیا از دو جہان کہ خسر الدنیا والآخرۃ

ترجمہ: بدون کے دو جہان سے محروم رہنے کا سبب کیونکہ انکی شان مین آیت خسر الدنیا والآخرۃ نازل ہے

شرح یہان سے اُس مضمون کی تمثیل شروع ہوئی ہے جو مصرع سابق۔ وز درون مے راندت یا چوب رد مین ہے یعنے اولیاء اللہ اہل دنیا سے متنفر رہتے ہین اور اُنکو چوب رد سے ہانک دیتے ہین یہی باعث ہے کہ وہ دو جہان سے محروم رہکر دنیا اور آخرت مین خسارہ اُٹھاتے ہین۔ اس تمثیل مین اہل فلسفہ کی رائے کے مطابق زمین و آسمان کی ہیئت وغیرہ کا ذکر ہے جسکی مفصل تشریح مع نتیجۂ تمثیل آئندہ اشعار مین آنیوالی ہے۔

چون حکیمک اعتقادے کردہ است | کآسمان بیضہ زمین چون زردہ است

ترجمہ: فلسفی کو اس گمان پہ ہے یقین | آسمان انڈا ہے زردی ہے زمین

شرح لفظ حکیمک مین کاف تصغیر کے لیے ہے جیسا کہ مردک مین اور حکیم سے مراد فلسفی ہے یعنے ذلیل فلسفی کا یہ مقولہ ہے اور اُسنے یہ اعتقاد کر رکھا ہے کہ آسمان بیضہ کے مانند ہے اور زمین اُسمین ایسی ہے جیسا کہ بیضہ مین زردی یعنے آسمان مدور اور کرہ کے شکل ہے اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی طرح معلق ہے۔

گفت سائل چون بماند این خاکدان | در میان این محیط آسمان

ترجمہ: ایک سائل نے کہا یہ خاکدان | ہو گیا کیونکر محیط آسمان

شرح یعنے چونکہ آسمان علوی و نورانی چیز ہے اور زمین سفلی و جسمانی اسلئے باہم دونو متضاد ہین اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ضد دوسری ضد مین نہین سماسکتی۔ بدین لحاظ سائل فلسفی پر اعتراض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ خاکدان زمین کرۂ آسمان مین کیونکر سماسکتی ہے۔ یہ دونو تو باہم متضاد ہین پھر ہم یہ کیونکر مان لین کہ آسمان بیضہ کی اور زمین اُسمین زردی بیضہ کی مانند ہے۔ کیونکہ ضدین ہرگز ایک جگہ جمع نہین ہوسکتین۔

ہمچو قندیلے معلق در ہوا | نے باسفل مے رود نے بر علا

ترجمہ: صورت قندیل کیون لٹکی ہے یہ | زیر و بالا کیون نہین ہوتی ہے یہ

شرح یہ شعر بھی معترض کا مقولہ اور گزشتہ اعتراض کا تتمہ ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اسکو نہین مانتا کہ زمین کرۂ آسمان مین زردی بیضہ یا قندیل کی طرح ہوا یعنے ادھر مین لٹکی ہوئی ہے نہ نیچے آتی ہے نہ اوپر جاتی ہے کیونکہ آسمان اپنی ضد یعنے زمین کو اپنے کرہ مین جگہ ہی نہین دیسکتا۔ پھر اُسمین زمین کے معلق ہونے کے کیا معنے۔

آن حکیمش گفت کز جذب سما | از جہات شش بماند اندر ہوا

ترجمہ: فلسفی بولا کہ جذب آسمان | اسکو رکہتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ اُس اعتراض کا جواب ہے یعنے فلسفی نے تقریر اعتراض سُنکر سائل کو یہ جواب دیا کہ آسمان مین جذب ہے یعنے

کھینچ لینے کی قوت موجود ہے اسلیے جب اُسنے چھوں طرفوں سے زمین کو کھینچا تو وہ اُدھر ہی معلق رہگئی۔ نہ نیچے آسکتی ہے نہ اوپر جاسکتی ہے بلکہ لٹک کر کرۂ فلک کے وسط میں رہگئی ہے۔

چون ز مقناطیس قبہ ریختہ	در میان ماند آہنے آویختہ
ترجمہ قبہ ہو جس طرح مقناطیس کا	اُسمین آہن رہگیا لٹکا ہوا

شرح اس شعر میں فلسفی نے اپنے جواب کو ایک تشبیہ میں سمجھایا ہے تاکہ سائل اچھی طرح سمجھ لے یعنے آسمان کے ایسے مثال ہے جیسا کہ سنگ مقناطیس سے کوئی قبہ بنایا جائے اور اسمین لوہا رکھا جائے تو لوہا اُسمین معلق رہیگا اسیطرح آسمان میں جذب کی قوت ہے اور زمین اُسمین معلق ہے فلک نے وسط کرہ میں زمین کو جگہ نہیں دی بلکہ زمین اُسکی مقناطیسی طاقت کے باعث شش جہات سے کھنچکر خود بخود معلق رہگئی ہے۔

آن دگر گفت آسمان با صفا	کے کشد در خود زمین تیرہ را
ترجمہ دوسرا بولا کہ چرخ اے نیک خو	کھینچتا ہے کب زمین تیرہ کو
بلکہ دفعش میکند از شش جہات	تا بماند در میان عاصفات
ترجمہ بلکہ اُسکو دفع کر کے آسمان	چھوڑ دیتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ زمین کے متعلق بعض فلسفیوں کی رائے پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض کی رائے کا خلاصہ اس قطعہ میں ہے۔ یعنے فلسفیوں کے دوسرے گروہ کا یہ قول ہے کہ آسمان صاف و منور اور زمین کثیف و مکدر چیز ہے اسلیئے ضد اپنی ضد کو جذب نہیں کر سکتی۔ بلکہ یہ بات ہے کہ آسمان زمین کو سب طرف سے دفع کر کے اپنے کرہ سے نکا لتا رہتا ہے یعنے آسمان کی ہر جانب زمین کو دوسری جانب دھکیلتی ہے مگر چونکہ دوسری جانب بھی وہی آسمان صافی ہوتا ہے جو کثیف کو جذب نہیں کرسکتا۔ اسلیئے یہ دوسری جانب تیسری طرف دھکیلدیتی ہے علی ہذا القیاس۔ اسوجہ سے زمین عاصفات (سخت آندہیوں اور تیز چلنے والی ہواؤں) میں معلق رہگئی ہے جیسے گیند ادہر اُدہر ہی رہتی ہیں اسیطرح زمین ادہر ہی ہے اور اُسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ چند اشخاص ملکر کسی چیز کو ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ زمین نہ صعود کی قدرت رکھتی ہے نہ ہبوط کی۔ نہ اوپر جاسکتی ہے نہ نیچے بلکہ معلق ہے **فائدہ** یہ دوسرے حکما کا مذہب ہے۔ مگر زمین کے معلق ہونے کے دونو قائل ہیں صرف اُسکی توجیہ میں اختلاف ہے لیکن یہ دونوں قول ضعیف ہیں اسلیئے مولانا نے حکیم کو بصیغہ تصغیر یاد کیا ہے جسمین اشارہ ہے کہ اُنکے اقوال ضعیف ہیں کیونکہ پہلے قول کے موافق اگر یہ مانا جائے کہ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسلیئے زمین معلق ہے تو ہم یہ کہینگے کہ اجرام علوی اجسام سفلی کو جذب نہیں کرسکتے کیونکہ دونو ایکدوسرے کی ضد ہیں اور اگر یہ کہیئے کہ مدافعت آسمان کی باعث زمین معلق ہے تو یہ کہا جائیگا کہ زمین اجسام سفلیہ میں سے ہے اسلیئے اسکا معلق رہنا محال ہے کیونکہ ہر جسم

اپنے مرکز کی جانب رجوع کرتا ہے بس تو فی الواقع یہ ہے کہ زمین و آسمان دونو قبضۂ تصرف الٰہی مین ہین اور اُسکے حکم سے قایم ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ۔ یعنے خدا کی بڑی نشانیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اُسکے حکم سے قائم ہین۔

	پس ز دفع خاطر اہل کمال	جان فرعونان بماند اندر ضلال
ترجمہ	چونکہ رد کرتے ہین ارباب کمال	اسلیئے سرکش ہین پابند ضلال

شرح یہان سے تمثیل مذکور کا نتیجہ شروع ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جسطرح حسب مقولۂ حکماء آسمان زمین کو ہر جانب سے دفع کرتا رہتا ہے اسیطرح اہل کمال کا دل متکبرین کو اپنی جانب سے دفع کر دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اہل کمال اور عارفین بھی آسمان تجلی اسما و صفات ہین گرفتاران وجود کثیف کو اپنی باطنی جذب مین جگہ نہین دیتے۔ اور اُن سے متنفر رہتے ہین۔

	پس ز دفع این جہان و آن جہان	ماندہ اند این بے رہان این و آن
ترجمہ	دفع کرتے ہین اُنہین ہر دو جہان	رہگئے ہین اسلیئے بے این و آن

شرح یعنے گمراہون کو دین و دنیا دونون نے دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب اُنہون نے انبیا اور اولیا کے ارشادات نہ مانے تو دین سے تو دفع ہوے ہی تھے اہل دنیا نے بھی اُنکو مردود سمجھا۔ اور مصداق خسر الدنیا والآخرہ ہوگئے۔ رع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوے۔

	سرکشی از بندگان ذو الجلال	زانکہ دارند از وجود تو ملال
ترجمہ	کیونکہ نہ تجکو اُنسے ہو نفرت کمال	اولیا رکھتے ہین خود تجسے ملال

شرح سرکشی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے گمراہ تو بندگان خدا (انبیا و اولیا) سے اسلیئے سرکش ہے کہ وہ خود تجسے ملال رکھتے ہین اور اُنہین کی باطنی نفرت کے اثر کے باعث تو اُنسے سرکش رہتا ہے۔

	کہربا دارند چون پیدا کنند	کاہ ہستی ترا شیدا کنند
ترجمہ	کہربا کو اپنے گر پیدا کرین	کاہِ ہستی کو ترے شیدا کرین

شرح یعنے انبیا اور اولیا اور خاص بندگان خدا خاصیت کہربا (یعنے جذب باطن) رکھتے ہین اُنمین ضرور مقناطیسی قوت موجود ہے جب وہ اِس کہربا کو ظاہر کر دیتے ہین تو انسان کے کاہِ ہستی کو اپنی طرف کہینچکر شیدائے حق اور عاشق الٰہی بنا دیتے ہین۔ کاہ گہاس کے تنکے کو کہتے ہین جسکو کہربا کا منکا اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔

	کہربائے خویش چون پنہان کنند	زود تسلیم ترا طغیان کنند
ترجمہ	اور اگر پنہان کرین کچھہ جانکر	ہو ترا ایمان۔ طغیان سربسر

شرح یعنے خاصان خدا جب اپنے کہربا کو چہپالین یعنے تجھسے رضامند نہون اور اپنی طرف جذب نہ کرین تو تیری سلامتی و نجات مبدل بضلال وطغیان ہو جائیگی تسلیم بمعنے گردن نہادن وبسلامت داشتن اور طغیان بمعنے سرکشی ہے مطلب یہ کہ ولی کامل کی توجہ کیے بغیر تو جس چیز کو باعث سلامتی و نجات خیال کریگا وہ فی الواقع سرکشی اور گمراہی کا باعث ہوگی۔

	مصرع اول	مصرع ثانی
	آنچنان کو مرتبہ حیوانی ست	کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
ترجمہ	جسطرح رتبہ کسی حیوان کا	ہے مسخر رتبۂ انسان کا

شرح یعنے اولیا کے کہربا اور عوام کے کاہ ہونے کی ایسی مثال ہے۔ جیساکہ مرتبۂ حیوانی کہ اسیر اور مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔ یہ مرتبہ غالب ہے اور وہ مغلوب۔ اولیاء اللہ چونکہ مرتبۂ انسانی رکھتے ہین اسلئے تمام مخلوق پر متصرف ہین اور دیگر مخلوق چونکہ مرتبۂ حیوانی مین ہے اسلئے اولیاء کی مطیع و مسخر ہے جیساکہ چوپایے انسان کے مطیع ہوتے ہین لفظ سغبہ بمعنے گرسنگی ہے لیکن مطیع و مسخر کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور یہان بھی یہی معنے مراد ہین۔ یعنے مرتبۂ حیوانی مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔

	مصرع اول	مصرع ثانی
	مرتبۂ انسان بدست اولیا	سغبہ چون حیوان شناسش ای کیا
ترجمہ	رتبۂ انسان ہے قبضہ اولیا	اور وہ حیوانی ہے سن لے کیا

شرح یہ پہلے شعر کی شرح ہے اور لفظ شناسش کی ضمیر مرتبۂ حیوانی کی طرف راجع ہے۔ یعنے مرتبۂ انسانی اولیاء اللہ کے ہاتھ مین ہے اور اے عقلمند مخاطب مرتبۂ حیوانی کو حیوان کے مانند مرتبۂ انسانی کا مطیع و مسخر سمجھ اور اولیاء کے تصرف کو واقعی خیال کر۔ اولیاء اللہ حیوان کو انسان بنا دیتے ہین۔

	مصرع اول	مصرع ثانی
	بندۂ خود خواند احمد در رشاد	جملہ عالم را بخوان قل یا عباد
ترجمہ	اپنا بندہ سب کو کہتے ہین رسول	پڑہ کہین قل یا عبادی بوالفضول

شرح یعنے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رسالت ہدایت مخلوق یا قرآن مجید مین تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے اگر تجھے اسمین شک ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کو پڑہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے اے محمد اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے لوگون سے کہدے کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے ناامید نہو۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مرتبۂ انسانی مرتبۂ حیوانی پر غالب ہے چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجسم کمال انسانی تھے اس نظر سے تمام عالم آپ کا مطیع ٹہرا اور آپنے اللہ تعالےٰ کے حکم سے لوگون کو یا عبادی ارے میرے بندو کہکر پکارا فائدہ گو مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب پر یہ دلیل اپنے الہام سے پیدا کی ہے لیکن ارباب تفسیر کے نزدیک آیت مذکورہ کے یہ معنے نہین

ہین - بلکہ رسول نے فرمان الٰہی کی حکایت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مفسرین نے آیت کی ظاہری معنے لیئے ہین اور مولانا قدس سرہ نے باطنی -

عقل تو ہمچون شتربان تو شتر	میکشاند ہر طرف در حکم مُر
ترجمہ: عقل تیری ہے شتربان تو شتر	ہے ہر اک اشتر مطیع حکم مُر

شرح حکم مُر تلخ حکم یعنے وہ حکم جو محکوم کی مرضی کے خلاف ہو مطلب یہ کہ انسان کی عقل شتربان کی اور انسان خود شتر کے مانند ہے جسطرح شتربان اپنے اونٹ کو اُسکی مرضی کیخلاف جس طرف چاہتا ہے لیجا سکتا ہے اسیطرح عقل آدمی کو جہان چاہتے ہی کھینچ لیجاتی ہے بس توجب کہ عقل کا اتنا بڑا تصرف ہے تو اولیاء اللہ رجو عقل عقل یعنے سر بسر عقل ہی عقل ہین) کا تصرف کسقدر زبردست ہوگا - چنانچہ آیندہ شعر انہی معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے -

عقل عقلند اولیاء و عقلہا	بر مثال اشتران تا انتہا
ترجمہ: اولیا ہین عقل عقل اسے عقلمند	آدمی ہین شکل اشتر پاسے بند

شرح یعنے اولیاء اللہ عقل عقل یعنے عقل محض ہین - اور دیگر انسانون کی عقلین اول سے لیکر آخر تک اُنکے روبرو ایسی ہین جیسے کہ شتربان کے آگے اونٹ اولیاء اللہ لوگون کی عقلون کو جسطرف چاہتے ہین لگا دیتے ہین - نیز ممکن ہے کہ لفظ تا انتہا عقل عقلند کے متعلق ہو یعنے اولیاء اللہ طالبین کو مرتبہ انتہا حقیقت تک پہنچا دینے مین عقل عقل ہین مطلب یہ کہ تمام عالم اولیاء کا تابع ہے وہ اُسمین جسطرح چاہین تصرف کر سکتے ہین اگر وہ اپنے طرف جذب کرین تو گو کسیکا دل ایمان لانے کو نچاہے مگر وہ ضرور مومن ہوکر رہیگا اور اگر جذب نہ کرین تو گو مومن ہونے کو کسی کا جی چاہتا ہو مگر وہ کافر ہی ہوکر مریگا چنانچہ حضرت عمرؓ کا ایمان لانا رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے جذب کا اور فرعون کا کافر رہنا حضرت موسیٰؑ کے عدم جذب کا نتیجہ ہے - اگر جذب کو کامل طور پر عمل مین لایا جاتا تو ابوجہل اور ابوطالب بھی مومن ہوجاتے -

اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار	یک قلاوزست جان صد ہزار
ترجمہ: ڈال تو اُنپر نگاہ اعتبار	ہاتھ مین ہین ایک کے جانین ہزار

شرح اعتبار بمعنے یقین صدق و اعتقاد راست ہے اور قلاوز رہبر کو کہتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو سچے اعتقاد کی نظر سے دیکھا کر - کیونکہ ہر ولی گو عالم صغیر (انسان واحد) کی صورت مین نظر آتا ہے مگر وہ فی الحقیقت عالم اکبر (سارے جہان) کی مانند ہے دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح ایک رہبر لاکھ آدمیون کی جان ہوتا ہے - اسیطرح ایک ولی گویا سارے جہان کی جان ہے اور جسطرح رہبر کے رستہ بھول جانے یا بہلا دینے سے قافلہ ہلاک ہوجاتا ہے

لیسلئے اولیاء کو چشم حقارت سے ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ؏ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔

چہ قلاوز و چہ اشتر بان بیاب | دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب

ترجمہ: کون رہبر۔ کیا شتر اے نکتہ یاب | لا وہ دیدہ دیکھ لے جو آفتاب

شرح لفظ بیاب (بمعنے حاصل کر) دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ہمنے جو اولیاء اللہ کو رہبر یا شتربان فرض کر لیا ہے یہ تمثیل صرف سمجھانے کے لیئے ہے۔ اس سے ممثل کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہو سکتی۔ لیسلئے ایمخاطب ان تمثیلات کو چھوڑ کر ایسا دیدہ حاصل کر جو آفتاب حقیقت انسانی اور مرشد کامل کو دیکھ سکے۔

تک جہان در شب بماندہ میخ دوز | منتظر موقوف خرشید ست روز

ترجمہ: وقت شب سارا جہان ہے میخ دوز | اور ہے خرشید پر موقوف روز

شرح تک مخفف اینک اسم اشارہ ہے یعنے یہ عالم دنیا۔ اور بعض نسخون مین تک کی جگہ یک بیائے تحتانی ہے اسصورت مین یک جہان سے تمام عالم دنیا مراد ہے اور ماحصل دونو نسخون کا ایک ہے شب بمعنے کدورت و ظلمت بشریت ہے یا بمعنے غفلت اور میخ دوز بمعنے غیر متحرک یعنے وہ چیز جو ہل نہ سکے جیسے کیل ٹھکی ہوی ہو۔ پہلا مصرع ترکیب مین جملہ ہو کر مبتدا واقع ہوا ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ منتظر اس مبتدا کی خبر ہے یعنے تمام عالم در شب میخ دوز ماندہ منتظر روز ست و روز موقوف بر خرشید ست۔ مطلب یہ کہ تمام عالم غفلت کی تاریکیون مین میخ دوز ہو کر دن نکلنے (ہدایت) کا منتظر ہے اور دن کا نکلنا خرشید کے نکلنے (وجود انبیا و اولیا) پر موقوف ہے بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دنیا غفلت اور ظلمات بشریت کے میخون مین قید ہین اور اس ظلمت کے دور کرنے کے لیے مظہر آفتاب حقیقت یعنے ولی کامل کے منتظر رہتے ہین غرض یہ کہ ظلمت بشریت کا دور ہونا اور قید غفلت سے نجات پانا وجود اولیا پر موقوف ہے یہ نہون تو سارے جہان مین اندھیر ہو جائے اور ہدایت وایمان کی روشنی ہرگز نظر نہ آئے۔

اینت خرشید نہان در ذرۂ | شیر نر در پوستین برۂ

ترجمہ: ذرہ مین پنہا ہے سورج سربسر | کہال مین بکرے کی ہے اک شیر نر

شرح یعنے یہ ولی کامل جسکی ہم تعریف کر رہے ہین ذرہ مین خورشید نہان۔ اور پوستین برہ (بکری کے بچہ کی کہال) مین شیر نہان کی مانند ہے۔ ذرہ اور برہ سے ولی کی صورت ظاہری مراد ہے جو دیگر آدمیون سے ممتاز نہین ہے۔ اور خرشید و شیر نر سے اُسکے باطنی اوصاف لیے گئے ہین جنکا علم عوام کو نہین ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ اولیاء کے وجود ظاہری مین جولاشے اور ذرہ کی مانند ہے آفتاب حقیقت اور اُنکی پوستین ظاہری جسم مین شیر معرفت پنہان ہے اسیلئے اُنکی تعظیم ہر حالت مین واجب ہے۔

اینست دریائے نہان در زیر کاہ ‏ ‏ ‏ ‏ پا بہرین کہ منہ تا اشتباہ

ترجمہ: دیکھہ اک دریا نہان ہے زیر کا ‏ ‏ ‏ ‏ پانو تو اسپر نہ رکہہ تا اشتباہ

شرح یعنے ولی کامل جو دریائے معانی و اسرار الٰہی ہے گہاس (یعنے صورت ظاہری و شکل انسانی) مین پوشیدہ ہے اے شخص خبردار جب تک تجھے کسی شخص کے ولی کامل یا غیر کامل ہونے مین شبہ ہے ہرگز اس گہاس پر پانو نہ رکہہ یعنے صورت ولی کو حقیر نسمجہ کیونکہ تو جسے باعتبار صورت غیر کامل سمجہ رہا ہے شاید وہ باعتبار معنے کامل ولی ہو اور انجام کار تجھے سخت گنہگار ہونا پڑے اور اگر تا اشتباہ کی جگہ با اشتباہ ہو تو یہ معنے ہین کہ ولی کامل کے حالات سے واقف ہو کر اُسکی ولایت مین شبہ نکر اور حقارت کا قدم اُس پر نہ رکہہ ورنہ غضب الٰہی نازل ہو جائیگا۔

اشتباہے و گمانے در درون ‏ ‏ ‏ ‏ رحمت حق ست بہر رہنمون

ترجمہ: اشتباہ و بد گمانی در درون ‏ ‏ ‏ ‏ رحمت حق ہے برلئے رہنمون

شرح لفظ بہر رہنمون۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنے اشتباہ و گمان بہر طلب رہنمون طالب کے لیے باعث رحمت حق تعالے ہے کیونکہ اگر طالب بلا تحقیق و بلا شبہ کسیکا مرید ہو جائے اور اُسکا شیخ فی الواقع پیر بننے کی لیاقت نہ رکہتا ہو تو مرید ضرور گمراہ ہو جائے گا جسکی بابت مولانا لے لیا ابلیس آدم روے ہست با فرما چکے ہین بس تو خلاصہ یہ ہوا کہ ولی کو مرید ہونے سے پہلے آزما لینا چاہیئے امتحان کے بعد اُسکی حقارت کرنی سخت گناہ ہے رہنمون یعنے رہبر سے مرشد کامل او ر ولی برحق مراد ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کسی ولی کی نسبت اسکے کامل و غیر کامل ہونے کا شبہ رکہنا طالب کے حق مین رحمت الٰہی ہے۔ کیونکہ اگر کامل ولی کی پہچان مین کسیکو شبہ نرہتا اور ہر شخص کامل و غیر کامل کو الگ الگ پہچان لیتا اور پہچاننے کے بعد ولی کامل کو حقیر جانتا تو اس بے ادبی سے وہ بے ادب اپنے ساتہ سارے جہان کو ہلاک کر دیتا اسلیئے اللہ تعالے نے اولیاء کو عام انسان کی صورت مین پوشیدہ رکہا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جہل کے باعث اپنے ہمجنس نبی یا ولی کے اتباع سے گریز کرتا ہے پس اگر انسان کامل ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور لوگ اسکے اتباع سے گریز کرکے اُسکی توہین کرتے تو غضب الٰہی نازل ہو جاتا بنابرین اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے اولیاء کو عوام کی نظرون سے پوشیدہ رکہا ہے تاکہ اتفاقاً اگر لوگون سے کوئی گستاخی یا بے ادبی صادر ہو جائے تو وہ عذر کر سکین کہ یا الٰہی ہمنے اس شخص کو ولی کامل نہین سمجہا تہا۔ یہ سراسر خدا کی رحمت ہے۔

ہر پیمبر فرد آمد در جہان ‏ ‏ ‏ ‏ فرد بود و صد جہانش در نہان

ترجمہ: ہر پیمبر گو اکیلا تہا یہان ‏ ‏ ‏ ‏ تہے نہان باطن مین اُسکے سو جہان

شرح یعنے ہر پیغمبر باعتبار ظاہر دنیا مین تنہا تشریف لائے تہے ابتدائے زمانہ رسالت مین کوئی انکا ساتہی

نہ تہا اور بعض پیغمبرون نے ساری عمر تنہائی مین گزاری ہے یعنے اُنپر ایک شخص بہی ایمان نہین لایا۔ لیکن باعتبار باطن سو جہان اُنکے ساتہ تہے۔ صد جہان سے عالم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور عالم ملکوت و لاہوت و جبروت و ناسوت وغیرہ مراد ہین نکتہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض زمانہ مین دو پیغمبر بہی مبعوث ہوے ہین مثلاً حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونو بہائی ایک ہی زمانہ مین بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بہیجے گئے تہے پہر ہر پیمبر فرد آمد در جہان کیونکر درست ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ مین دو پیمبر ایک ہی وقت مین مبعوث ہوے ہین اُنمین سے ایک دوسرے کا تابع ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کی شریعت کے مطیع تہے اس لحاظ سے ہر پیمبر بیشک فرد ہے۔

	عالم کبرے بقدرت سخرہ کرد		کرد خود را در کہین نقشے نورد	
ترجمہ	عالم کبرے مسخر اُسکا ہے		ظاہری صورت مین ہیچ ادنے سی شے	

شرح عالم کبرے ماسوے اللہ کو اور عالم صغرے انسان کو کہتے ہین کیونکہ انسان مین الگ الگ تمام عالم کے صفتین بطریق اجمال یا بالقوہ موجود ہین مطلب یہ کہ ہر پیغمبر نے عالم کبرے یعنے تمام جہان کو قدرت الٰہی سے اپنا مسخر کرلیا کیونکہ وہ شتربان کی طرح تمام جہان مین متصرف ہوتا ہے اور اپنے کرد یعنے اطراف اور وجود کو ایک نقش ذلیل یعنے ہستی موہوم کے پردہ مین چہپا لیا مطلب یہ کہ وہ ظاہر مین ایک وجود انسانی کی صورت مین نظر آتی تہی مگر باطن مین عالم کبرے اُنکا مسخر اور مطیع تہا۔ سُخرہ بمعنے مسخر و مطیع ہے۔

	ابلہانش فرد دیدند و ضعیف		کے ضعیف ست آنکہ با شہ شد حریف	
ترجمہ	ابلہون کے روبرو گو ہے ضعیف		ہے مگر باطن مین وہ شہ کا حریف	

شرح یعنے کو بیوقوفون (جاہلون اور کافرون) نے ہر پیمبر کو تنہا و بیکس اور ضعیف خیال کیا مگر یہ اُنکی غلطی تہی کیونکہ اُنہون نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص بادشاہ حقیقی کا مصاحب اور خدا کا دوست ہو وہ بیکس و ضعیف ہرگز نہین ہو سکتا۔ تائید الٰہی ہمیشہ اُسکی مددگار رہتی ہے۔ اور ملائکہ ہر وقت اُسکی امداد کرتے رہتے ہین۔

	عاقبت دیدن بود از کاہلی		دور بودن ہر نفس از جاہلی	
ترجمہ	عاقبت بینی ہے گویا کاملی		عاقبت بینی ہے ترک جاہلی	

شرح کاہلی بمعنے کمال ہے اور شعر کے ایک معنے تو یہ ہین کہ عاقبت بینی دو طرح ہوتی ہے ایک تو کامل ہونے سے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ دوسرے جہل سے دور رہنے سے یہ کمالی ریاضت اور کسب سے ہی حاصل ہو سکتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاقبت بینی کاملی پر موقوف ہے اور کاملی جہل سے دور رہنے کو کہتے ہین پہلی صورت مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے اور دوسری صورت مین دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے

حقیر دیدن خصمان صالح ناقه را۔ چون خدا خواهد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید ویقللکم فی اعینہم

ترجمہ حضرت صالح کے دشمنون (قوم ثمود) کا ناقہ کو حقیر جاننا اور اُسے ہلاک کرکے خود ہلاک ہوجانا جب خدا کسی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُنکی نظرون مین اُسکے دشمنون کو حقیر کرکے دکہاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ۰ والی اللہ ترجع الامور۔

شرح ۔ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین کہ اولیاء کو حقیر نہ سمجہنا چاہیئے۔ ورنہ خوف ہلاکت ہے یہان اس کی دلیل لاتے ہین وہ یہ کہ چونکہ قوم صالح نے ناقۂ صالح کو حقیر جانکر اُسے ہلاک کردیا تہا اسلیئے وہ سب کے سب بُری طرح ہلاک کیے گئے اور اُنکو ناقۃ اللہ اور نبی اللہ کے ستانے کی سخت سزا دی گئی۔ چنانچہ اسکا مفصل قصہ آئندہ آتا ہے ویقللکم فی اعینہم اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ یعنے اے مسلمانو۔ خدا کے اس انعام کو یاد کرو جبکہ اُسنے کافرون کو جنگ بدر کے دن باوصف کثرت کے تمہاری نظرون مین تہوڑا کرکے دکہایا تاکہ تم شجاعت وثبات کے ساتہ اُنپر حملہ کرو۔ اور اسیطرح تمہین کافرون کی نظرون مین تہوڑا کرکے ظاہر کیا تاکہ وہ جان کے خوف سے بہاگ نہ جائین اور یہ اسلیئے کیا تاکہ اللہ تعالے اس بات کو دنیا مین بہی پورا کردے جسکو روز ازل مین کرچکا تہا یعنے تمہین فتح اور کافرون کی شکست دی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر مین کفار قریش کے ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید کیے گئے۔ اسکا باطنی سبب مولانا قدس سرہ کے نزدیک یہ تہا کہ کفار کے مقابلہ مین مسلمان فی الواقع بہت تہوڑے تہے باینہمہ کفار کی نظرون مین اُنکی قلیل جماعت اور بہی تہوڑی نہایت حقیر جچی۔ اسلیئے کفار نے دلیری سے مسلمانو پر حملہ کیا اس حقیر وذلیل سمجہنے کے باعث غیرت الٰہی کو تحریک ہوی اور کفار نے خود ذلت اُٹہاکر شکست فاش کہائی اور جسطرح ناقہ صالح کے ذلیل سمجہنے سے قوم ثمود ہلاک ہوئے تہے اسیطرح کفار مکہ جنگ بدر مین مومنون کے حقیر جاننے کے باعث ہلاک کیے گئے۔

	بگذر از صورت طلب معنی آن	بشنو اکنون قصۂ صالح روان
ترجمہ	چہوڑدے صورت کو اے معنی طلب	داستان روح صالح سن لے اب

شرح صالح روان باضافت مقلوب یعنے روان صالح ہے یعنے روح نیک۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بظاہر ہم یہان حضرت صالح اور اُنکی قوم ثمود کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن باطنی طور پر صالح سے روح نیک اور ثمود سے نفس امّارہ اور ناقہ سے جسم خاکی مراد ہے اے طالب تو ظاہری قصہ سے گزر کر اسکے باطنی معنون کی تلاش کر چنانچہ آئندہ اشعار سے ظاہری قصہ اور باطنی حقیقت دونو باتین معلوم ہوجائینگے۔

زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت ‌ ‌ ‌ ‌ عاقبت بینی بیابی عافیت

ترجمہ: چشم ظاہر بین ہے دور از عاقبت ‌ ‌ ‌ ‌ عاقبت بینی ہے بیشک عافیت

شرح یعنے پہلے شعر مین جو طلب معنے کی تاکید کیگئی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ صورت پرست اور ظاہر بین انجام کار کو نہین دیکھہ سکتا۔ اے شخص تو عافیت بین ہو تاکہ دارین کا آرام ملے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ ظاہر بینون کو عافیت عاقبت میسر نہین ہوتی۔

ناقۂ صالح بصورت بد شتر ‌ ‌ ‌ ‌ بے پر ندیدش زجہل آن قوم مُر

ترجمہ: ناقۂ صالح تہا صورت مین شتر ‌ ‌ ‌ ‌ ذبح کر بیٹھے اُسے وہ قوم مُر

شرح مُر بمعنے تلخ و بدخو ہے یعنے ناقۂ حضرت صالح علیہ السلام جسکی اُس بدخو قوم (قوم ثمود) نے کونچین کاٹ ڈالی تہین ظاہر مین بصورت شتر نظر آتا تہا مگر فی الواقع اور باعتبار باطن شتر نہ تہا۔ بلکہ کرشمہ قدرت الٰہی اور معجزۂ نبی تہا۔ اسی لیے اُسکی تحقیر قوم ثمود کی ہلاکت کا باعث ہوئی **فائدہ** حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود اور ناقۃ اللہ کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صالحؑ قوم ثمود کی طرف پیغمبر بنا کر بہیجے گئے تو قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ کے ٹکڑے مین سے ایک موٹی تازی سنہری رنگ اور اونچے قد کی۔ بالون دار اور حاملہ اونٹنی نکلے اور نکلتے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ اُسکے قد کی برابر ہو جائے چنانچہ حضرت صالحؑ نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑہکر خدا سے دعا مانگی اُسیوقت پتہر ہلنے لگا۔ اور اُسمین سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسا کہ جننے وقت اونٹنی چلاتی ہے اسکے بعد پتہر پہٹ گیا۔ اور اُنکی فرمائش کے مطابق اونٹنی نکل آئی اور اُسیوقت بچہ جنا جو بعد ولادت فوراً ماں کے قد کی برابر ہو گیا۔ اِس معجزہ کو دیکہکر اشراف ثمود مین سے صرف جندع بن عمر ایمان لایا۔ اور باقی سب گمراہ کے گمراہ رہے۔

از برائے آب خصمش شدند ‌ ‌ ‌ ‌ آب گور و نان گور ایشان بدند

ترجمہ: اُسکو مارا صرف پانی کے لیئے ‌ ‌ ‌ ‌ کیونکہ وہ آب و غذا سے گور تہے

شرح اگر لفظ گور دونو جگہ بکاف فارسی ہے تو یہ معنے ہوسے کہ وہ قوم آب و نانِ قبر یعنے غذائے گور اور عنقریب ہلاک ہونیوالی تہی اسیلئے پانی کے پیچھے ناقہ کے دشمن بنگئی اور اُسکو ہلاک کرکے خود ہلاک ہو گئے اور اگر کور بکاف عربی ہے تو معنے ندیدۂ آب و نان ہے یعنے وہ لوگ حریص آب تہے اور پانی کو ایسا سمجہتے تہے گویا کبھی دیکھا ہی نہین تہا۔ صورت مین نان کا ذکر یا تو اتفاقی اور بطریق تغلیب ہے یا اسلیئے ہے کہ وہ اپنے جانورون کو پانی دیکر اپنے معاش کا باعث سمجہتے تہے دودھ وغیرہ کہاتے پیتے تہے اسیلئے ندیدۂ آب و نان تہے اور اگر آب کور اور نان کور کو بمعنے ناشکر لیا جائے تو بہی معنے درست ہین کیونکہ خدا کے دیئے ہوئے آب و

وناں کا شکر یہ تہا کہ ناقہ اللہ کو بہی چارہ اور پانی دیا جاتا مگر قوم ثمود نے اپنے بخل کے سبب ناشکری کی اور اُس اونٹنی کو پانی نہ دیا۔ اور انجام کار ہلاک کر دیا۔ اور اُسکے بدلے مین خود ہلاک ہو گئے۔

	ناقۃ اللہ آب خورد از جوے میغ	آب حق را داشتند از حق دریغ
ترجمہ	ناقہ کو ملتا تہا آب جوئے میغ	آب حق کو حق سے رکہتے تہے دریغ

شرح یعنے ناقۃ اللہ جوئے میغ (ابر کی نہر) سے پانی پیتا تہا۔ کیونکہ قوم ثمود کے نہرون یا تالابون مین مینہہ کا پانی بہرا رہتا تہا۔ اُنکی خاص ملکیت نہ تہا۔ پہر بہی کمبختون نے خدا کا دیا ہوا پانی خدا کو نہ دیا یعنے ناقۂ خدا کو نہ پلایا **فائدہ** چونکہ یہ ناقہ بلا سبب تولد پیدا ہوا تہا اسیلئے اُسکو اللہ تعالے نے ناقۃ اللہ فرمایا ہے۔ اور اس ناقہ کی بابت قرآنجید کی کئی پارون مین آیتین موجود ہین اور خلاصۂ قصہ یہ ہے کہ یہ ناقہ چارہ بہت کہاتا اور پانی بہت پیتا تہا اس سے قوم ثمود کو اپنے مویشیون کے بہوکے پیاسے رہنے کا خوف ہوا اور حضرت صالح سے شکایت کی اُنہنے یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن صرف ناقہ جنگل مین جاکر کہایا پیاکرے اور شہر کے تمام مویشی اپنے اپنے گہرون مین رہاکرین۔ اور ایک دن دیگر تمام مویشی چرتے رہین اور ناقہ جنگل مین نہ جایا کرے۔ چند روز ایسا ہوا لیکن قوم ثمود پر یہ بہی گران گزرا اور تمام قوم کے مشورہ سے ایک نہایت شقی آدمی (قدار بن سالف) نے ناقہ کی کوچین کاٹ لین۔ اور وہ ہلاک ہو گئی۔ حضرت صالح نے خبر پاکر قوم سے فرمایا کہ اے بدبختو اگر عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اُسکے بچے کو ڈہونڈو اور اُسکی خدمت کرو ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے لیکن مان کے ہلاک ہوتے ہی بچہ اُسی پہاڑ کی طرف بہاگا اور پتہر نے پہٹکر اُسے اپنے اندر لے لیا۔ لوگون نے بہت ڈہونڈہا مگر اسکا پتا اب کہان تہا اسکے بعد حضرت صالح نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تم ہلاک ہو جاؤگے چنانچہ صالح وہان سے باہر چلے گئے اور تین دن کے بعد حضرت جبریل نے ایک چنگہاڑ ماری جسکے صدمہ سے اُن سب کے کلیجے پہٹ گئے۔ مفصل قصہ مثنوی ہی کے اشعار مین آیندہ آنیوالا ہے۔

	ناقۂ صالح چو جسم صالحان	شد کمینے در ہلاک طالحان
ترجمہ	ناقہ صالح بشکل صالحان	تہا کمین گاہ ہلاک طالحان

شرح یعنے ناقۂ صالح علیہ السلام جو صالحون اور نیکون کے جسم کے مانند تہا قوم ثمود کی ہلاکت کیلئے حیلہ یا گہاتی بنگیا یعنے جسطرح صالحین (انبیاء اولیاء) کے ظاہری جسمون کو ایذا پہنچاکر اور تکلیفین دیکر کفار و اشقیا خود دنیوی و اُخروی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اسیطرح ناقہ کے جسم کو ستاکر قوم ثمود ہلاک ہو گئی۔

	تا بران امّت ز حکم مرگ و درد	ناقۃ اللہ وسقیاہا چہ کرد
ترجمہ	منکرون کے ساتہ مرگ و درد سے	ناقہ اللہ نے کیا کیا دیکہہ لے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰہِ نَاقَةَ اللّٰہِ وَسُقْيَاهَا یعنے خدا کے پیغمبر (حضرت صالح) نے قوم ثمود سے یہ کہا کہ ناقۃ اللہ اور اسکے پانی پینے کی رعایت رکھو یعنے اُسے رنج نہ پہنچاؤ اور پانی سے نہ روکو۔ اسکو اُسی فیصلہ پر چھوڑدو جو پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن قوم نے اِس حکم کو نہ مانا آخرکار اس حکم کی مخالفت نے اُنکے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا کہ سب کو مرگ و درد کا حکم دیدیا۔ چہ کرد سوال ہے اور حکم مرگ و درد اُسکا جواب

	شحنۂ قہر خدا زیشان بجست	خونبہائے اشترے شہرے درست
ترجمہ	قہر یزدانی نے پھر اُنسے لیا	شہر پورا اک شتر کا خونبہا

شرح یعنے خدا کے قہر نے شحنہ (حاکم و منتظم شہر) کی صورت بنکر قوم ثمود سے ایک اُشتر (ناقۂ صالح ع) کے خونبہا (قصاص) میں پورے ایک شہر کو لے لیا۔ یعنے مسلمانوں کے سوا تمام قوم ثمود کو ہلاک کردیا۔

	روح ہمچون صالح و تن ناقہ است	روح اندر وصل تن در فاقہ است
ترجمہ	روح اک صالح ہے اور تن ناقہ ہے	روح کو ہے وصل تن کو فاقہ ہے

شرح یعنے انسان کامل یا ولی کی روح عاشق الٰہی ہونے میں حضرت صالح ع کی اور اولیا کے بدن منکرین کی ایذا اُٹھانے میں ناقۂ صالح کے مانند ہیں اولیا کی روحیں عالم وصال الٰہی میں متمکن رہتے ہیں اور بدن ناقۂ صالح ع کی طرح فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔

	روح صالح چون سوار اشتر است	نفس گمرہ مر ورا چون پی برست
ترجمہ	روح ہے اُشتر سوار اے مستند	اُسکی کونچین کاٹتا ہے نفس بد

شرح یعنے روح راکب ہے اور بدن اُسکا مرکب اسلیئے روح شتر سوار کی اور بدن شتر یعنے ناقہ کے مانند ہے اور نفس امارہ اس ناقۂ بدن کی کونچین کاٹنے والا ہے یعنے اعضا سے بدافعالیان صادر کرا کے اُسے دوزخ میں پہنچانے والا ہے اسلیئے نفس بد سے ہمیشہ خوف اور اسکے اطاعت سے گریز کرنا لازم ہے نکتہ جسطرح سوار کو اپنے سواری سے تعلق ہوتا ہے اسیطرح روح کو بدن کے ساتہ تعلق ہے کیونکہ روح کے کمالات (اوامر و نواہی شرعیہ کا بجالانا وغیرہ) تعلق بدن پر موقوف ہیں اسلیئے مولانا قدس سرہ نے روح نیک کو سوار اور بدن کو ناقہ کہا ہے بعض نسخون مین روح صالح بر مثال اشتر است ہے اس صورت مین اشتر کے بعد لفظ سوار اسلیئے محذوف مانا جائے گا کہ پچھلے شعر مین مولانا نے تن کو ناقہ فرمایا ہے اور چونکہ بدن مرکب روح ہے اسلیئے اسکو اشتر سوار کہنا چاہیئے آیندہ اشعار سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ روح کو سوار ہی مانا گیا ہے اور نفس گمراہ منکرین بدن انسان کامل کے آزار کے فکر مین ہے کیونکہ اُنکو یہ گمان ہے کہ بدن کے ہلاک ہونے سے اُنکی روح بہی فنا ہو جائیگی حالانکہ یہ ناممکن ہے او نیا صرف جسم کو صدمہ پہنچتا ہے روح سالم رہتی ہے

	زخم بر خاقہ بود بر ذات نیست	روح صالح قابل آفات نیست
	زخم تن سے جان کی شامت نہین	روح صالح قابل آفت نہین	ترجمہ

شرح ذات سے مراد روح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روح نیک قابل آفات نہین ہوتی کیونکہ روح امر ربی ہے اور امر ربی کسی آفت کو اپنی ذات پر قبول نہین کر سکتا خصوصًا اولیاء اللہ کی روح محض نور الٰہی ہے اور نور الٰہی کو منکرین کیسطرح مغلوب نہین کر سکتے۔ چنانچہ آیندہ شعر کے بہی معنے ہین

	نور یزدان سغبۂ کفار نیست	روح صالح قابل آزار نیست
	نور یزدان ہے بری کفار سے	روح بہ نیک پاک ہے آزار سے	ترجمہ

شرح یعنے چونکہ روح نور یزدانی ہے اسلیئے مطیع و مغلوب کفار ہرگز نہین ہوسکتی یہ شعر گزشتہ شعر کے ہم معنے ہے

	تاش آزارند و بینند امتحان	حق ازان پیوست با جسمے نہان
	تاکہ موذی دیکھہ لین کچہ امتحان	روح یون جسم ولی مین ہے نہان	ترجمہ

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ سائل کہتا تہا کہ جب اولیاء کی روح نور الٰہی ہے تو اس نور کو جسم خاکی سے کیون متعلق کیا گیا؟ لفظ نہان یا تو لفظ پیوست سے متعلق ہے یا لفظ ازان سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اسلیئے روح نیک کو مخفی طور پر پیوستۂ جسم اولیاء کیا ہے یا اس سبب مخفی کے باعث روح کو جسم سے پیوست کیا ہے کہ لوگ اولیاء کے وجود باجود سے جسمانی و روحانی فیض اُٹہاتے ہین مگر چونکہ اکثر جاہل ازراہ تجبر کہا ماننے کے بدلے اُنکو ایذا دیتے ہین اسلیئے اولیاء کے اجسام سے ارواح کے متعلق کرنے کا مقصود انجام کار یہ ہوجاتا ہے کہ لوگ اُنکو ستاتے ہین اور پہر اللہ تعالے کے اُس امتحان (بلا و مصیبت) کو دیکہہ لین جو اس آزار کے بدلے مین اُنپر نازل ہوتی ہے نکتہ اولیاء اللہ کا پیدا کرنا فی الواقع اسلیئے تہا کہ مخلوق اُنسے ہدایت حاصل کرے مگر وہ لوگون کے آزار دینے کے باعث مجسم امتحان الٰہی ہوجاتے ہین۔ اسلیئے اُنکو ستانا گویا غضب الٰہی مول لیناہے۔ بعض نسخون مین جسم خاکی را بدو پیوست جان ہے۔ اِس صورت مین جان سے مراد ذات الٰہی ہے۔

	آب این خم متصل با آب جوست	بیخبر کازار این آزار اوست
	تہہ سے پانی نہین خم کا جدا	بے ستانا اُسکا آزار خدا	ترجمہ

شرح یعنے اولیاء اللہ کے ستانیوالے جاہل اس بات سے بیخبر ہین کہ اولیاء کا ستانا گویا خدا کو آزار دینا ہے کیونکہ اولیاء متخلق باخلاق اللہ اور صاحبان مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ اور اُسکے خلیفہ برحق ہین۔ اسلیئے خدا اُنکا حامی ہوکر اُنکے دشمنون سے انتقام لیتا ہے۔ حدیث قدسی مین ہے من اٰذیٰ لی ولیا فقد بارزنی یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جسنے میرے ولی کو ستایا گویا اُسنے میرا مقابلہ کیا۔ اور قرآن مجید مین اللہ تعالے نے رسول کی

محبت کو اپنی محبت اور انکی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا ہے اسلیئے اولیاء اللہ کے مرتبہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

	زان تعلق کرد با جسمش اِلٰہ	تاکہ گردد جملہ عالم را پناہ
ترجمہ	جسم سے جان کو ملاتا ہے اِلٰہ	تاکہ ہو وہ سارے عالم کی پناہ

شرح انسان کامل کی روح کو اسکے بدن سے متعلق کرنے مین اللہ تعالےٰ کی بیشمار حکمتین مخفی ہین انہین سے یہان مولانا قدس سرّہ نے ایک حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کے بدن سے روح کو اسلیئے متعلق کیا ہے تاکہ وہ تمام عالم کے لیئے پناہ بنجائے کیونکہ نظام عالم اُسیوقت تک قائم ہے جب تک انسان کامل موجود ہے دنیا اور ما فیہا اور تمام نظام عالم اور کل موجودات اسیوقت تک قائم ہین جب تک خلیفۂ الٰہی باقی ہے قرآن مجید مین ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اے محمد جبتک تم موجود ہو خدا کا فران ملک کو عذاب نہ کریگا۔ وجود انبیاء و اولیا کے باعث تمام عالم کو پناہ ملتی ہے کیونکہ وہ نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کے رستے دکھاکر لوگون کو دوزخ سے محفوظ رکھتے ہین۔

	کس نیابد بر دلِ ایشان ظفر	بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ترجمہ	اُنکے دل پر کون پاتا ہے ظفر	ہے صدف صد پارہ گوہر بے ضرر

شرح یعنے اولیاء اللہ کے دل پر نفس و شیطان مین سے کوئی غلبہ نہین پا سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کے خاص بندے ہین اور خدا اپنے خاص بندون کے حق مین فرما چکا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنے اے ابلیس تجھے میرے خاص بندون پر غلبہ حاصل نہوگا۔ اور اگر شیاطین انس و جن انکو ضرر پہنچائین گے تو یہ ایذا صرف بدن کو پہنچیگی۔ روح کو کسی قسم کا صدمہ نہو گا جیسا کہ آفتین سیپ پر آتی ہین موتی اس سے محفوظ رہتا ہے۔ یہان اولیاء کے بدن کو سیپ سے اور روح کو موتی سے تشبیہ دیگئی ہے۔

	ناقۂ جسم ولی را بندہ باش	تا شوی با روح صالح خواجہ تاش
ترجمہ	ناقۂ جسم ولی کا بندہ بن	صالحون کا خواجہ تاش اے خواجہ بن

شرح یعنے ناقۂ جسم اولیاء کا بندہ بن۔ انہین کسیطرح کا جسمانی آزار نہ پہنچا باطنی عظمت دل مین رکھنے کے علاوہ انکی ظاہری تعظیم بجا لاتا رہ تاکہ تو انکی روح کا جو حضرت صالح کی مانند ہے شریک حال ہوجائے اور مرتبۂ کمال تک جا پہنچے۔ یہ شعر بطور نصیحت عامہ ہے۔ اور خاص مولانا کا مقولہ ہے

	گفت صالح چونکہ کردید این حسد	بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
ترجمہ	بولے صالح گر ہنو تم کا سباب	تین دن کے بعد آئیگا عذاب

شرح یہان سے حضرت صالح اور انکے ناقہ کے قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ اور لفظ کردید اگر بکاف فارسی

ماضی واحد غائب ہے اور ضمیر این ناقہ کیجانب ہے۔ اور اگر بکاف عربی ہے تو صیغہ جمع حاضر ہے اور کردید بمعنے ہلاک کردیدہے اور این جسد سے ناقہ مراد ہے یعنے حضرت صالح نے کونچین کاٹ دینے کے بعد قوم ثمود سے یہ کہا کہ چونکہ یہ ناقہ تمہارے فعل سے جسم بے روح ہوگیا ہے یا تمنے اسکو ہلاک کردیا ہے اسکا بدلہ یہ ہوگا کہ آج سے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے تمپر عذاب الٰہی نازل ہوگا نقمت بالکسر بمعنے عذاب ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ یعنے جب قوم ثمود نے ناقہ کو ہلاک کردیا تو صالح علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ تم صرف تین دن تک اپنے گھرون مین آرام کرسکتے ہو لیکن باوجود دیکہ قوم ثمود کے سرکش کافر ناقۃ اللہ کو ہلاک کرچکے تھے تاہم عذاب کے لیئے تین دن کی مہلت اسلیئے دیگئی کہ وہ زیادہ شرارت اور حضرت صالح کی عداوت کے باعث کامل طور سے سزاوار عذاب ہو جائین اور حجت الٰہی بالکل تمام ہوجائے۔

	بعد سہ روز از خدائے جان ستان	آفتے آید کہ دارد سہ نشان
ترجمہ	یعنے آئیگا عذاب جان ستان	تین دن مین تین ہین جسکے نشان

شرح حضرت صالح کا قول ہے۔ یعنے تین روز کے بعد جان کے لینے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ایک آفت آئیگی جسکی تین علامتین ہونگی۔ جو آئندہ شعر مین مذکور ہین۔

	رنگ روئے جملہ تان گردد دگر	رنگ رنگ مختلف اندر نظر
ترجمہ	رنگ چہرہ اور ہوگا سربسر	مختلف رنگون مین آئیگا نظر

شرح دوسرے مصرع مین رنگ مختلف، لفظ رنگ کا بدل واقع ہوا ہے۔ یعنے اے قوم ثمود تم سب کے چہرونکا رنگ بدلجائیگا اور جو رنگ آج ہے وہ کل برنگ مختلف نظر آئیگا۔ مثلاً آج زرد ہوگا کل سرخ۔ پرسون سیاہ۔ اسکے بعد سب ہلاک ہوجاؤگے۔

	روز اول روئے تان چون زعفران	در دوم رو سرخ ہمچون ارغوان
ترجمہ	پہلے دن ہوگا برنگ زعفران	دوسرے دن سرخ مثل ارغوان
	در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ	بعد ازان اندر رسد قہر الٰہ
ترجمہ	تیسرے دن سب کے منہ ہونگے سیاہ	اسکے بعد آجائیگا قہر الٰہ

شرح یعنے پہلے دن تمہارے چہرے زعفران کی طرح زرد اور دوسرے دن ارغوان (گل سرخ رنگ) کی طرح سرخ۔ اور تیسرے دن بالکل سیاہ ہوجائینگے۔ اور اسکے بعد خدا کا قہر یا عذاب آلٰہی نازل ہوگا۔ اور تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

گر نشان خواہید از من زین وعید — کرّۂ ناقہ بسوئے کہ دوید

ترجمہ: چاہتے ہو گر نشان آشکار — جار ہا ہے بچہ سوئے کوہسار

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اگر تم مجھسے اس وعید رو عدۂ بد یعنے عذاب الٰہی) کا کوئی نشان معلوم کرنا چاہتے تو وہ یہ ہے کہ اُس ناقہ کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہوگا جو شاید اب تمہارے ہاتھ نہ آئے لیکن حتی الامکان اُسکے پکڑنے کی کوشش کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی نازل ہونے مین شک نہین رہا۔

گر تو انیدش گرفتن چارہ ہست — ورنہ خود مرغ اُمید از دام جست

ترجمہ: اُسکو گر پکڑو تو ہے تدبیر کار — ورنہ چھوٹا دام سے مرغ شکار

شرح یعنے اگر تم اُس بچہ کو پکڑ سکتے ہو تو چارۂ کار (عذاب الٰہی سے نجات کا سامان) ہوسکتا ہے ورنہ یہ سمجھو کہ مرغ اُمید نجات۔ دام سے چھوٹ گیا ہے جو اب کسیطرح ہاتھہ نہ آئے گا اور تم ہرگز عذاب سے نہ بچ سکوگے۔

چون شنیدند این از و جملہ بتگ — در پے اشتر دویدند ہے چو سگ

ترجمہ: سُنکر اسکو بھاگ نکلے اسطرح — اونٹ کے پیچھے ہو کتا جسطرح

شرح یعنے قوم ثمود کے لوگ حضرت صالح سے یہ سُنکر بچہ کی تلاش مین اسطرح دوڑے جسطرح کتا شکار کے لیئے دوڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکو عذاب الٰہی کا یقین ہوگیا تھا۔ باوجود ایمان نہ لانا پرلے درجہ کا کفر ہے

کس نتانست اندر ان کرہ رسید — رفت در کہسارہا شد ناپدید

ترجمہ: پر کہان ملتی تھی بچہ کی رسید — ہوگیا کہسار مین وہ ناپدید

شرح یعنے دوڑنے والون سے کوئی اُس بچہ کو نہ پکڑ سکا اور وہ پہاڑون مین جاکر بالکل غائب ہوگیا۔

ہمچو روح پاک کو از ننگ تن — میگریزد جانب ربّ المنن

ترجمہ: جسطرح جان چھوڑکر ننگ بدن — بھاگتی ہے سوے ربّ ذی المنن

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے وہ بچہ پہاڑ کی طرف اسطرح بھاگا جسطرح کوئی پاک روح ننگ بدن سے رہائی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگتی ہے اور مشاہدۂ جمال مین مستغرق ہوکر پھر جسم مین آنا پسند نہین کرتی۔

گفت دیدید این قضا مبرم شدست — صورت اُمید را گردن زدست

ترجمہ: بولے پھر صالح یہ مبرم ہے قضا — صورت اُمید ہے بالکل فنا

ترجمہ یعنے جب بچہ ناقہ باوجود تلاش نہ ملا تو حضرت صالح نے یہ فرمایا کہ اے لوگو تم عنقریب دیکھہ لوگے کہ یہ وعدۂ عذاب الٰہی قضائے مبرم (محکم و مضبوط) ہے جو کسیطرح نہین ٹلیگا اور اسنے اُمید نجات کو گردن مار دیا ہے اب تم ہرگز نجات نہین پاسکتے۔ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین ٹلتی اور اُسکے خلاف کچھ بھی ہا

ولی کی دعا مستجاب نہین ہوسکتی۔ اور مولانا قدس سرہ جو اس سے پہلے یہ شعر لکھہ چکے ہین کہ۔ اولیا را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرد اننداز راہ یعنے اولیا کو اتنی طاقت ہے کہ کمان سے نکلے ہوے تیر کو رستہ سے واپس پہیر دیتے ہین اسکے یہ معنے ہین کہ قضائے معلق انکی دعا سے واپس ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہین ہے کہ وہ قضائے مبرم کو بہی پہیر سکتے ہین۔ چنانچہ اسکی شرح اپنے موقع پر گذر چکی ہے۔

	کرۂ ناقہ چہ باشد خاطرش		کہ بجا آرید ز احسان و برش
ترجمہ	بچۂ ناقہ ولی کا دل سمجہہ		نیکی و احسان سے اسکا پاس رکھہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے جو نصیحت عوام پر مبنی ہے یعنے باطنی طور پر بچۂ ناقہ سے مراد ولی کامل کا دل ہے مطلب یہ کہ اگر تمنے ولی کو ستایا ہے تو اب بہی اسکے دل کو قرار دینا چاہیئے اور اسکے ساتہ احسان اور نیکی کرنی چاہیئے ورنہ ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ بر بکسر بائے موحدہ بمعنے نکوکاری ہے نیز ممکن ہے کہ یہ شعر صالح ہی کا مقولہ ہون اسصورت مین خاطرش کی ضمیر شین۔ کرہ کی جانب۔ اور برش کی ضمیر خاطر کی طرف راجع ہے یعنے صالح نے یہ فرمایا کہ بچۂ ناقہ کی تلاش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ تم اسکو بچہ کے اسکے دل کی نگہبانی کرو۔ یعنے چارہ پانی سے اسکی خبر لیتے رہو اور اسکے ساتہ ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ اسکی مان کے ساتہ کیا ہے۔

	گر بجا آید دلش رستید ازان		ورنہ نومید ید و ساعد با گزان
ترجمہ	گر قرار آسکے اسے تو ہے نجات		کاٹ کہاؤگے وگرنہ اپنے ہات

شرح اگر اسکو مولانا کا مقولہ کہیئے تو ضمیر دلش ولی کی طرف اور اگر حضرت صالح کا قول ہے تو بچۂ ناقہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ اگر ستانے کے بعد تمنے ولی کے دل یا بچۂ ناقہ کو رضامند رکہا اور اسکے ساتہ نیک سلوک کیا تو عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلوگے ورنہ بحالت ناامیدی نہایت پشیمان ہوگی اور وقت نزول عذاب اپنے ہاتہ کاٹ کاٹ کہاوگے۔ نہایت پچتاؤگے مگر اسوقت کی پشیمانی بیکار رہوگی۔

	چون شنیدند آن وعید منکدر		چشم بنہادند آنرا منتظر
ترجمہ	سنکے صالح سے وعید منکدر		اسکی ایفا کے رہے سب منتظر

شرح یعنے قوم ثمود وعید منکدر (وعدۂ تیرہ و تار متعلق بعذاب الٰہی) سنکر اسکے نازل ہونے کا انتظار کرنے لگی

	روز اول روئے خود دیدند زرد		مے زدند از ناامیدی آہ سرد
ترجمہ	روز اول چہرے انکے سب تہے زرد		یاس سے بہرنے لگے سب آہ سرد

شرح یعنے حسب فرمان حضرت صالح پہلے دن انکے منہ زرد ہوگئے۔ اور ناامیدی کے باعث سرد آہین بہرنے

لگے نزول عذاب کا یقین ہونے لگا۔ اور نجات کی اُمید منقطع ہوگئی

	سُرخ شد روئے ہمہ روز دوم	نوبت اُمید و توبہ گشت گم
ترجمہ	لال چہرے ہوگئے ر[illegible] دوم	نوبت اُمید و توبہ سب سے گم

شرح یعنے دوسرے دن سب کے مُنہ سُرخ ہوگئے اور نوبت اُمید و توبہ بالکل جاتی رہی کیونکہ جسوقت عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہین اُسوقت توبہ قبول نہین ہوتی اور عذاب سے نجات ہرگز نہین ملتی

	شد سیہ روز سوم روے ہمہ	حکم صالح راست شد بے ملحمہ
ترجمہ	تیسرے دن ہوگئے سب روسیاہ	حکم صالح سچ ہوا بے اشتباہ

شرح یعنے تیسرے دن سب کے مُنہ سیاہ ہوگئے۔ اور حضرت صالح ؑ کا حکم بلا خلاف درست ہوگیا بے ملحمہ یعنے بلا جنگ و خلاف ہے۔ چونکہ یہ حکم ازروے وحی دیا گیا تہا اسلیے سچ ہوکر رہا۔

	چون ہمہ در نا اُمیدی سر زدند	ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند
ترجمہ	ہوگئے نا اُمید جب دیکھی اجل	سہمگین ہوکر گرے گھٹنون کے بل

شرح سرزدن یعنے ظاہر شدن ہے یعنے جبکہ سب پہ نا اُمیدی کے آثار ظاہر ہوگئے توخوف عذاب سے باعث اونٹ کی طرح گھٹنون کے بل بیٹھ گئے۔ اور عذاب الٰہی سے بھاگنے پر قادر نہوسکے۔ یہانتک کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے

	در نبی آورد جبریل امین	شرح این زانو زدن را جاثمین
ترجمہ	لائے ہین قرآن مین جبریل امین	شرح اس گھٹنون کے بل کی جاثمین

شرح یعنے قرآن مجید مین حضرت جبریل امین نے قوم ثمود کے اس گھٹنون کے بل بیٹھ جانے کی شرح لفظ جاثمین سے کی ہے یہ لفظ اس آیت کی طرف اشارہ کررہا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۔ یعنے حضرت جبریل کی چیخ مارنے کے بعد قوم ثمود کو زلزلے نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھرون مین گھٹنون کے بل گرے ہوے مرکر رہگئے

	زانوآن دم زن کہ تعلیمت کنند	وز چنین زانو زدن بیمت کنند
ترجمہ	ہو دم تعلیم تو زانو نشین	ایسے دن سے جب ڈرائین اہل دین

شرح یہ شعر مقولۂ مولانا ہے بطور نصیحت عامہ یعنے زانو کے بل اُسوقت بیٹھ جبکہ مُرشدان کامل تجکو احکام شریعت و معرفت کی تعلیم کرین اور اسطرح کی زانو نشینی سے ڈرائین جو قوم صالح کو نصیب ہوی ہے یعنے دعا و عبادت اور مرادات الٰہی کی تعظیم کی مخالفت سے ڈرانے کے وقت زانو کے بل بیٹھنا فائدہ مند ہے اور جب کہ عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگین اور موت کا وقت قریب آجاے اُسوقت زانو کے بل بیٹھنا یا نجات کے لیے دعا کرنی بیشک بالکل بیکار ہے۔

منتظر گشتند زخم قہر را | قہر آمد نیست کرد آن شہر را

ترجمہ: دیکھتے رہتے تھے زخم قہر کو | قہر نے آکر اجاڑا شہر کو

شرح: یعنے زلزلہ ... قوم ثمود جس عذاب کی منتظر تھی اس عذاب [illegible] نازل ہوکر انکے تمام شہر کو نیست نابود کردیا

صالح از خلوت بسوے شہر رفت | شہر دید اندر میان دود و تفت

ترجمہ: پھر گئے خلوت سے صالح سوئے شہر | شہر کو دیکھا میان درد و قہر

شرح: تفت یعنے گرم و سوختہ سے یہان ہلاکت مراد ہے یعنے حضرت صالح علیہ عذاب الہی کے نازل ہونے سے پہلے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ خلوت نشین ہوگئے تھے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد انکے شہر مین آئے اور تمام شہر کو درد و ہلاکت مین مبتلا دیکھا۔

نالہ از اجزائے ایشان می‌شنید | نوحہ پیدا نوحہ گویان ناپدید

ترجمہ: انکے اک اک عضو سے نالے سنے | نالہ گر پیدا تھے سب معدوم تھے

شرح: یعنے حضرت صالح انکے اجزا (اعضائے جسمانی) سے نالہ کی آواز سنتے تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ نوحہ کی آواز آرہی تھی مگر نوحہ کرنے والے ناپدید تھے مطلب یہ کہ قوم ثمود تو سب کی سب ہلاک ہوچکی تھی مگر انکا حال اپنے نوحہ کررہا تھا۔ انکے اعضا انکی حالت زار پر رو رہے تھے۔

گریہا از حد گذشت و ہایہا | گریہائے جانگزائے دلربا

ترجمہ: حد سے گزرے نالہائے جانگزا | آگیا اپنے کیے کا سب مزا

شرح: یعنے ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے گریے جو روح کو زخم پہنچانے اور دلکو اثر دینے والے تھے حد سے گزرگئے تھے ان گریون سے وہی گریے مراد ہین جو انکے حال سے عیان ہورہے تھے

ز استخوانہاشان شنید آن نالہا | اشک خون از جان فشاند او ژالہا

ترجمہ: نالہ کرتی ہین انکی ساری ہڈیان | اور اشک خون تھے جان سے روان

شرح: یعنے حضرت صالح نے انکی ہڈیون سے نالون کی آوازین سنین اور انکی آنکھون سے آسمانی اولون کے مانند خون کے آنسو بہتے دیکھے اشک خون سے یا تو گریہ حالیہ مراد ہے یا ممکن ہے کہ مرتے دم واقعی آنسو نکلے ہون

صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد | نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد

ترجمہ: قوم کا یہ حال صالح دیکھ کر | رو دیے اون پر ہوے خود نوحہ گر

شرح: یعنے حضرت صالح نے نالہ کی آواز سنکر رونا شروع کردیا اور ان نوحہ گرون پر از روے ترحم خود نوحہ کرنے لگے صالح علیہ السلام کا یہ نوحہ اس محبت باطنی کے سبب سے تھا جو پیغمبرونکو امت کے ساتھ ہوتی ہے

	گفت اے قوم بباطل زیستہ	وز شما من پیش حق بگریستہ
ترجمہ	بولے اے باطل پرستو ہے یہ کیا	مین تمہارے جور سے رو رو دیا

شرح یعنے حضرت صالح نے ازروے حسرت بازراہ عتاب انکی نعشون سے یہ خطاب کیا کہ اے قوم ثمود صد حیف تمنے اپنی تمام عمر باطل مین گزاری - اور جھوٹے مشغلون مین مصروف رہکر زندگانی کی اور مینے تمہارے ہاتون سے بارہا اللہ تعالے کے سامنے رو رو کر یہ عرض کیا کہ اے خدا انکو راہ راست دکھا لیکن چونکہ تم ازلی بدبخت تھے اسلیئے تمہین میری نصیحت نے کچھ فائدہ نہ دیا - یہانتک کہ تم ہلاک ہوگئے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ارواح موت کے بعد معدوم نہین ہوتین بلکہ عالم برزخ مین بصورت اعمال خود موجود رہتی ہین یہی وجہ ہے کہ کفار بدر کی نعشون کو خطاب کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اِنَّا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (یعنے اے کافرو ہمے جو ہمارے رب نے (فتح) کا وعدہ کیا تھا اسکو ہمنے سچ پایا - پس کیا تمنے بھی اُس وعدہ کو سچ پایا جو تمسے تمہارے رب نے کیا تھا) یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ یا رسول اللہ کیا مُردے بھی کچھ سُن سکتے ہین ؟ آنسرور کائنات نے ارشاد کیا کہ اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے یہ نعشین میرے قول کو تمسے زیادہ سُنتے ہین - لیکن جواب نہین دیسکتین - لیکن اس سے یہ خیال کرنا کہ موتے ہر شخص کا کلام سُن لیتے ہین درست نہین معلوم ہوتا - بلکہ یہ تخصیص انبیا کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ قوم ثمود کی نعشون نے حضرت صالح کا - اور مقتولین بدر نے آنسرور کائنات کا کلام سُن لیا تھا -

	حق بگفتہ صبر کن بر جورشان	پندشان دہ بس نماند از دورشان
ترجمہ	حکم حق تھا صبر کر میرے حبیب	کر نصیحت موت ہے انکے قریب

شرح حضرت صالح نعشون سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ جب مین خدا کے سامنے اِس بات پر روتا تھا کہ میری نصیحتین اُنکے دلون مین اثر نہین کرتین تو وہان سے یہ جواب ملتا تھا کہ اے صالح اُنکی جور و جفا پر صبر کر اور برابر نصیحت کرتا رہ کیونکہ انکی زندگی کا زمانہ اب بہت سا نہین رہا یہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہین -

	من بگفتہ بند شد پند از جفا	شیر پند از مہر جوشد وز صفا
ترجمہ	مین یہ بولا پند اب بالکل ہے بند	جوش زن بے مہر کب ہو شیر پند

شرح یعنے مینے اللہ تعالے سے عرض کیا کہ انکے جور و جفا کے باعث باب نصیحت بند ہوگیا ہے میرے دل سے کوئی ناصحانہ مضمون نہین نکلتا - کیونکہ نصیحت کا شیر خالص محبت اور صفائی باطن کے سبب جوش مین آتا ہے اور جب لوگ محبت کے بدلے ناصح کے دشمن بنجائین تو مضمون نصیحت اُسکے ذہن مین نہین ڈالا جاتا - یا خدا مین نصیحت کرتے کرتے عاجز آگیا - اب مجھے کوئی ناصحانہ مضمون نہین سوجھتا -

بس کہ گردید از جفا بر جائے من — شیر پند افسرد در رگہائے من

ترجمہ: اسقدر ہونے لگی مجھپر جفا — پند شیر اب سب ٹہٹر کر رہگیا

شرح یعنے ایخدا چونکہ محبت کی جگہ قوم ثمود نے مجھے بہت کچہ ستایا ہے اسلیئے نصیحت کا شیر خالص میرے دل و دماغ اور زبان ولب کی رگون مین منجمد ہو گیا ہے یعنے اپنی اپنی جگہ جم کر رہگیا ہے مجھے اب ایسے ظالمون کی نصیحت کا شیر خالص نہین ملتا یعنے نصیحت کا کوئی مضمون نہین سوجھتا مین اُنسے عاجز آگیا ہون۔

حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم — بر سر آن زخمہا مرہم نہم

ترجمہ: حق نے فرمایا کہ اب ہم لطف سے — دینگے مرہم تیرے زخمون کے لیے

شرح حضرت صالحؑ فرماتے ہین کہ پہر اللہ تعالےٰ نے مجھسے کہا کہ اے صالح تو انہین نصیحت کیے جا ہم عنقریب تجہپر مہربانی کرینگے۔ یعنے اس نصیحت کا اجر دینگے اور تیرے زخمون پر مرہم لگائینگے یعنے اُنسے تیرے ستانے کا بدلا لینگے۔ اور بہت جلد اُنکو سخت عذاب اور تکلیف کے ساتہ ہلاک کر دینگے۔

صاف کردہ حق دلم را چون سما — روفتہ از خاطرم جور شما

ترجمہ: ہو گیا دل صاف شکل آسمان — یعنے سب جاتا رہا رنج نہان

در نصیحت من شدہ بار دگر — گفتہ امثال و سخن ہا چون شکر

ترجمہ: پہر نصیحت مینے کی بار دگر — جسکی اک اک بات تہی رشک شکر

شرح یعنے جب اللہ تعالےٰ نے تسلی دیکر میرے دل کو گرد ملال سے آسمان کی طرح صاف کر دیا اور تمہارے ظلم سابق کا خیال میری طبیعت مین نرہا تو مین بار دگر پہر تمہین نصیحت کرنے پر آمادہ ہو گیا اور بہت سی ایسی مثالین اور کلام جنکو مانند شکر سمجھنا چاہیئے تمہین سنائین مگر تمنے میری ایک نمانی۔

شیر تازہ از شکر انگیختہ — شیر و شہدے با شکر آمیختہ

ترجمہ: شیر تازہ تہا شکر انگیختہ — شہد و شیر آپسمین تہے آمیختہ

شرح یعنے میری نصیحتین ایسے شیر تازہ کے مانند تہین جو شکر سے پیدا ہوا ہو۔ یا شیر و شکر باہم ملے ہوئے ہون

در شما چون زہر گشتہ آن سخن — زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بن

ترجمہ: ہو گئی ہر بات میری تمکو زہر — کیونکہ تم خود زہر تہے کم کرہ بہر

شرح یعنے میری میٹہی باتین اور خوشگوار نصیحتین بمقتضائے الحق مُرٌّ (حق کڑوا ہوتا ہے) تمہارے حق مین زہر ہو گئین اور اسکا سبب یہ ہے کہ تم جڑ پیڑ سے زہرستان یعنے ازل سے زہر کی کان تہے۔ اسلیئے زہر مین تشبیہ نہ ملکر خود زہر ہو گئی۔ کیونکہ زہر کا اثر بہت سی شہد پر بہی غالب آجاتا ہے۔

	چون شوم غمگین کہ غم شد سرنگون	غم شما بودید اے قوم حرون
ترجمہ	کیون مین غمگین ہون کہ غم ہے سرنگون	تم مجسم غم تھے اے قوم حرون

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اے سرکش قوم اب مین کسلیئے غمگین رہون؟ میرے لیے تو تمہاری ہی نافرمانی باعث رنج اور تم خود غم مجسم تھے تمہارے معدوم ہو جانے سے میرے دلکا غم سرنگون ہو گیا ہے بالکل جاتا رہا ہے۔ حرون بمعنے سرکش ہے۔

	ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند	ریش سر چون شد کسے مو بر کند
ترجمہ	مرگ غم پر نوحہ گر ہوتا ہے کون	زخم اچھا ہو تو پھر نچتا ہے کون

شرح۔ دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے اور پہلے مین کند بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح یعنے کیا کوئی شخص غم کے مرجانے (معدوم ہونے) پر نوحہ کیا کرتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا جب کسیکے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے یا جاتا رہتا ہے تو وہ نوحہ کرکے بال اکھاڑا کرتا ہے، ہرگز نہین بلکہ خوش ہوتا ہے علے ہذا القیاس اے سرکش قوم مین تمہاری ہلاک ہو جانے سے ہرگز غمگین نہین ہون۔

	رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر	نوحہ ات را مے نیرزد این نفر
ترجمہ	پھر کہا دل سے کہ سن اے نوحہ گر	قابل گریہ نہین ہین یہ بشر

شرح یعنے اسکے بعد صالح نے اپنے دل سے خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اے رونے والے یہ قوم اس قابل نہین کہ تو انپر نوحہ کرے۔ کیونکہ سرکشون اور بدبختون کا ہلاک ہی ہو جانا بہتر ہے۔

	کژ مخوان اے راست خوانندہ مبین	کیف آسے خلف قوم کافرین
ترجمہ	قول پیغمبر کا سچا ہے اے مرد دین	کسطرح مین کافرون پر ہون غمین

شرح [illegible] مراد قرآن [illegible] پڑھنے والے قرآن مجید کی آیت کو ٹیڑھا نہ پڑھ یعنے یہ سمجھو کہ کیف آسے علے قوم کافرین کا قرینہ [illegible] حضرت شعیب کا مقولہ ہے۔ بلکہ یہ آیت مقولہ صالح بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انبیاء سب کے سب دعوت اسلام مین متحد ہین [illegible] حضرت شعیب کی قوم جب نافرمانی کے سبب ہلاک ہو گئی۔ تو انہون نے یہ فرمایا کہ تحقیق [illegible] کافرون کے ہلاک ہونے پر کیونکر غم کھاؤن [illegible] قابل [illegible] حضرت شعیب کے اس [illegible] علیہم السلام حضرت صالح کی [illegible] قرآن مین [illegible] قوم کا قرینہ کو درست [illegible]

والے تو اس آیت کو ٹیڑھی طرح نہ پڑھ۔ اور ٹیڑھے پن سے نہ دیکھ۔ بلکہ یہ تو سیدھی بات ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود ایک ہے اسلئے حضرت شعیبؑ کا مقولہ بعینہٖ حضرت صالحؑ کا مقولہ ہو سکتا ہے بعض نسخوں میں مبین کی جگہ بین بصیغہ امر حاضر ہے اس صورت میں یہ شعر حضرت صالح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ یعنے حضرت صالح اپنے دل سے خطاب فرما کر یہ کہتے ہیں کہ اے احکام الٰہی کے سیدھی طرح پڑھنے والے تو ہی دیکھ کہ یہ کمبخت غمخواری کے قابل نہیں ہیں۔ پھر میں انکے ہلاک ہو جانے پر غمگین کیوں ہوں۔ گویا مولانا قدس سرہ نے دوسرے مصرع میں آیت قرآنی سے قطع نظر حضرت صالحؑ کے مقولہ کو عربی زبان میں نقل کر دیا ہے۔

	باز اندر چشم و دل او گریہ یافت	رحمت بے علتے بروے بیافت
ترجمہ	آپنے پھر دل میں پایا رحم رب	جلوہ گر رحمت ہوئی پھر بے سبب

شرح یعنے باایں ہمہ حضرت صالح نے پھر اپنی چشم و دل کو نالان پایا اور رحمت بے سبب (وہ ترحم جو کسی پر بلا سبب ظاہری محض انسانی ہمدردی کے طور پر ہو) آپ کے دل پر جلوہ افگن ہوئی۔ یعنے دل بھر آیا۔

	قطرہ مے بارید و حیران گشتہ بود	قطرۂ بے علت از دریائے جود
ترجمہ	شامل گریہ تھا رحمت کا وجود	تھا یہ گریہ قطرۂ دریائے جود

شرح یعنے صالحؑ کی آنکھوں سے جو آنسوؤں کی قطرے ٹپک رہے تھے وہ خود حیران تھے یا صالحؑ کو حیرت تھی کہ یہ گریہ بے سبب کیلئے ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ اور اس حیرت کا جواب ہے یعنے یہ گریہ بے سبب اس دریائے کرم سے آیا تھا جو امت کی نسبت انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں جوش زن ہوا کرتا ہے گو کفار انبیاء کے دشمن ہو کر انجام کار ہلاک ہو جاتے ہیں مگر نبیوں کو انکی اس حالت پر بھی رحم آجاتا ہے۔

	عقل میگفتش کہ این گریہ ز چیست	بر چنان افسوسیان باید گریست
ترجمہ	عقل کہتی تھی یہ گریہ کس لیئے	ایسے بیدینوں پہ نوحہ کس لیئے

شرح افسوس یعنے طنز و بازی و ظرافت و تمسخر و دریغ و حسرت و ظلم۔ استہزا یہاں بمعنے استہزا و ظلم ہے۔ یعنے عقل یہ کہہ رہی تھی کہ اے صالحؑ کیا ایسے ظالموں اور خدا کے احکام سے ہنسی کرنے والوں کی موت پر رونا چاہیئے ہرگز نہیں۔ یہ کمبخت اسی قابل تھے کہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیں۔

	بر چہ میگرئی بگو بر فعلشان	بر سپاہ کینہ کش فعل شان
ترجمہ	کس پہ روتا ہے [illegible] فعل پہ	تھے یہ ظالم پر جفا و بد عمل

شرح عقل کہہ رہی تھی کہ اے صالحؑ تو کس چیز پر روتا ہے کیا ان ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے فعل پر کیا [illegible] والی اور بد فعل قوم پر؟ یہ ہرگز اس قابل نہیں۔ [illegible] علیہم [illegible] الارض یعنے کفار و بدکار

کی معرفت پر نہ آسمان روتے ہین نہ زمین۔ اور حدیث شریف مین آچکا ہے کہ نیکون کی موت پر زمین و آسمان کے ساتھ جن اور فرشتے تک روتے ہین۔ شر فعل بمعنے بد فعل۔ ہے

	بر دل تاریک پر زنگار شان		بر زبان ہمچو زہر مار شان
ترجمہ	اُنکی تیرہ قلب پر زنگار پر		اور زبان شکل زہر مار پر

شرح یعنے اے صالح کیا تو انکے تاریک و پر زنگار (تیرہ) دل پر روتا ہے۔ کیا تو انکی ایسی کڑوی زبان پر روتا ہے جو سانپ کے زہر کے مانند تہی۔ اور جس سے احکام الٰہی کے خلاف ناشائستہ کلمات نکلا کرتے تہے۔

	بر دُم و دندان سگسارانہ شان		بر دہان و چشم کژ دم خانہ شان
ترجمہ	اُس دم و دندان سگسارانہ پر		اُس دہان و چشم کژدم خانہ پر

شرح سگسار بمعنے مثل سگ یعنے بد و پلید اور لفظ دُم اگر بضم دال مہملہ ہے تو بمعنے پشت ہے اور اگر بالفتح ہے تو بمعنے خون ہے۔ یعنے اے صالح کیا تو انکے ایسے دم و دندان پر روتا ہے جو کتون کے مانند ناپاک تہے اور کیا اُنکے ایسے دہان و چشم گریہ کرتا ہے جو بچہو کے گہر تہے۔

	بر ستیز و تسخر و افسوس شان		شکر کن چون کرد حق محبوس شان
ترجمہ	اُنکے استہزا پر اُنکی جنگ پر		ہین وہ محبوس جہنم شکر کر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اُنکے اس جنگ و تمسخر و استہزا پر روتا ہے جو تیرے اور احکام الٰہی کے ساتھ کیا کرتے تہے خدا کا شکر کر کہ اُسنے انہین موت کے حصار یا دوزخ کے قید خانہ مین محبوس کر دیا ہے ان سب شعر ون مین استفہام انکاری ہے۔ یعنے اے صالح تجہے ایسے ناپاک لوگون کے مرنے پر رونا اور افسوس کرنا نچاہیئے۔

	دست شان کژ پائے شان کژ چشم کژ		مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ
ترجمہ	دست و پا تہے اُنکے ٹیڑہے چشم کج		مہر کج تہی صلح کج تہی خشم کج

شرح یعنے انکے ہاتہہ پانو۔ آنکہین غرضکہ تمام اعضا مرضیات حق مین مستعمل نہوتے تہے اور اُنکی محبت و صلح اور غضب وغصہ سب خلاف محل تہا۔ مہر کی جگہ خشم اور خشم کی جگہ مہر کرتے تہے بدون کے دوست تہے اور نیکون کے دشمن اسیلئے ہلاک کیے گئے۔ یہ اپنی ٹیڑہ مین مر گئے۔

	از پئے تقلید و از رایات نقل		پا نہادہ بر جمال پیر عقل
ترجمہ	باپ داداؤن کی کرتے تہے وہ نقل		سب کے سب نا قدر دان پیر عقل

شرح رایات نقل۔ وہ علامتین جو بزرگون سے منقول چلی آتی ہین۔ یعنے اُنہون نے اپنے بزرگون کی تقلید اور اقوال و علامات منقولۂ اسلاف کے سبب جمال پیر عقل کو پامال کر دیا تہا یعنے حسب فہوائے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا

دیتھا کسی رستہ کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے۔ اُنہون نے اپنی عقل کو ضایع کر دیا تھا نیز ممکن ہے کہ پیر عقل سے مراد حضرت صالح ہون جنکی تحقیر کی گئی تھی۔

	پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر		از زبان و چشم و گوش و ہم دگر
ترجمہ	تھے وہ سب بلے پیر گویا پیر خر		پیر ملکہ یگر مرید یک دگر

شرح۔ مصرع اول مین سیر مصرع کا پیر خر اسم فاعل ترکیبی ہے بمعنے خریدار پیر اور نے حرف نفی ہے۔ اور آخر مصرع مین پیر خر موصوف و صفت ہے بمعنے خر ضعیف و کہن سال اور دوسرا مصرع پیر خر نے سے متعلق ہے اور ہم دگر بمعنے اعضائے دیگر ہے یعنے قوم ثمود کے لوگ اپنے پیر و مرشد یعنے حضرت صالح کے خریدار نہ تھے نہ تو اُنہون نے زبان سے خریدا کیونکہ اُنکی رسالت کا اقرار نکیا۔ اور نہ آنکھون سے خریدا یعنے ناقہ کے اِس معجزہ کو نہ دیکھا جو نبوت صالح پر روشن دلیل تھی اور نہ کانو سے خریدا یعنے آواز حق نہ سُنی نیز دیگر اعضا سے بھی نہ خریدا۔ یعنے پانو سے حق کی طرف نہ چلے۔ اور ہاتھون سے آیات اور احکام الٰہی کو نہ سنبھالا۔ بلکہ وہ بالکل خر پیر یعنے بیوقوف نکمّے اور کہن سال گدہے کی مانند تھے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع پیر خر کے متعلق ہو۔ یعنے یہ لوگ ایک دوسرے کی زبان و چشم و گوش کے سبب پیر بنگئی تھی ہر شخص دوسرے کو اہل کمال جان کر حضرت صالحؑ کے پروانہ کرتا تھا۔ یعنے آپسمین ایک دوسرے کو زبان سے اچھا کہتا تھا اور آنکھہ سے کامل اور بزرگ دیکھتا تھا اور کان سے اُسکے مقولہ کو بسماعت قبول سُنتا تھا۔ مگر اسصورت مین گوش ہم دگر بلا واو عطف ہے۔ اور یہ دونون مطلب نہایت چسپان ہین جو شعر کے لفظون سے نکلتے ہین

تفسیر آیہ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

ترجمہ اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالٰے نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین ایک حائل ہے جسکے باعث ایک دوسرے پر غالب نہین آسکتے۔ میٹھا دریا الگ بہتا ہے اور کہاری الگ دونوکی دہارین جدا جدا ہین۔

شرح اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالٰے نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون حائل ہے اس سے پہلے بھی گزر چکی ہے جو مولانا نے یہان اسکو عنوان ہی مین درج فرمایا ہے لیکن شرح کی ضرورت ہے تاکہ آیندہ اشعار اچھی طرح سمجھہ مین آجاوین مطلب یہ کہ اللہ تعالٰے نے دو دریا جاری کیئے ہین ایک شور و تلخ اور ایک شیرین و خوشگوار یہ دو نو ایک جگہ جاکر ملتے ہین مگر دونون مین ایک قدرتی برزخ اور حائل ہے کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہونے پاتا یہ برزخ قدرت الٰہی ہے اہل تفسیر نے ان دو دریاؤن سے بحر روم اور بحر فارس مراد لیا ہے جو بحر محیط مین جا کرتے ہین اور دونون کی دہارین باوجود اختلاط الگ الگ معلوم ہوتے ہین ایک شیرین ہے اور ایک تلخ لیکن معنوی طور پر دریائے شیرین سے بحر روحانی اور انبیا اولیا اور دریائے تلخ سے بحر جسمانی اور کفا و فجار مراد ہین ان دونون کے مابین قلب انسانی حائل ہے۔ اگرچہ

یہ دونو دریا دنیا میں آکر ملگئے ہیں مگر قلب ایسا حائل ہے کہ ایک کو دوسرے پر غالب نہیں ہونے دیتا۔ اگر ایک دوسرے پر غالب آجائیں تو عالم روحانی و جسمانی ایک ہوجائے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ بحر روحانی نور محض ہونے کے باعث بحر جسمانی کو جو سراسر کثیف ہے اپنے میں جگہ نہیں دیتا اور بحر جسمانی اپنی کثافت کے باعث روحانی کے اختلاط سے خود مشرشدہ اور باقی ہوتی ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ یہ دونو دریا ملگئے ہیں لیئے انکی تمیز ہر ایک سے نہیں ہوسکتی۔ انہی مضمون کو مولانا آگے بیان کرتے ہیں۔

	از بہشت آورد یزدان بردگان		تا نماید شان سقر پروردگان
ترجمہ	خلد سے بندوں کو لایا ذو الجلال		تا سقر والوں کا کچھ دکھلائے حال

شرح بعض نسخوں میں بردگان کی جگہ بندگان ہے یعنے غلامان سقر پروردگان (دوزخ کے پلے ہوئے) کفار و فجار ہیں اور بندگان یا بردگان سے اہل ایمان مراد ہیں مطلب یہ کہ اللہ تعالے آدم اور انکی اولاد صالح کو بہشت سے اسلئے دنیا میں لایا ہے کہ انکو کفار قابل نار کی حالت دکھائے۔ اور یہ بات معلوم کرائے کہ وہ بھی صورت میں تم ہی جیسے ہیں مگر باعتبار معنے تم میں اور ان میں بہت فرق ہے جسکی مفصل آیندہ آنیوالی ہے۔

	اہل نار و خلد را بین ہمدکان		در میان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	اہل نار و خلد ہیں سب ایک سان		بیچ میں ہے برزخ لا یبغیان

شرح ہمدکان یعنے متقارن و مصاحب در صورت انسانی اور دکان سے مراد دنیا ہے یعنے گو اہل نار یعنی اہل ضلال و کفار و مومن بصورت انسانی میں ایک دوسرے کے متقارن ہیں مگر ان دونوں کے مابین ایک حائل اور پردہ موجود ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب ہوجانے سے روکتا ہے اس برزخ اور حائل کا نام قلب ہے گو باعتبار قالب کفار و مومنین اتحاد رکھتے ہیں مگر باعتبار قلب جدا جدا ہیں کیونکہ اہل ایمان کا قلب مظہر اسمائے جمالی ہے کفار کا قلب مظہر اسمائے قہری ہے اسلئے یہ دونو معنوی طور پر اختلاط نہیں رکھتے۔

	اہل نار و اہل نور آمیختہ		در میان شان کوہ قاف انگیختہ
ترجمہ	ہیں بہم گو اہل نار و اہل نور		انمیں انمیں ہے مگر اک راہ دور

شرح یعنے گو اہل نار و نور باعتبار صورت انسانی باہم مختلط اور ملے جلے ہیں مگر دونوں گویا معنوی کوہ قاف حائل ہے جسکی سبب سے سیرت میں فرق عظیم ہے۔ وہ اور چیز ہیں اور یہ دیگر شے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	اہل نار و نور باہم در میان		در میان شان بحر ژرف بیکران
ترجمہ	اہل نار و نور ہیں باہم مگر		فرق ہے دونوں میں جیسے بحر

شرح یعنی گو اہل نار و نور دنیا میں ظاہر میں مختلط ہو رہے ہیں۔ لیکن فی الواقع ان میں ایک دریا ہے گہرا حائل

جنھنے دونون کو جدا کر رکھا ہے بحر ژرف سے مراد قلب انسانی ہے کیونکہ اہل نور کا قلب دریائے بیکران معرفت و حقیقت ہے اور اہل نار کا دریائے حب دنیا و شہوت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایک شے کا مخلط اور جدا ہونا کیونکر ممکن ہے اجتماع نقیضین ہرگز نہین ہو سکتا۔ اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	ہمچو درکان خاک و زر کرد اختلاط		در میان شان صد بیابان رباط
ترجمہ	جس طرح معدن مین باہم خاک و زر		مختلط ہو کر ہین ضد یکدگر

شرح لفظ رباط بمعنے کینگاہ دشمن ہے۔ مراد یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور باطنی جدائی کی ایسی مثال ہے جیسا کہ معدن مین سونا اور خاک کہ دونو ملکر رہتے ہین مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا بعد ہے خاک کو سونے سے کچہ بہی نسبت نہین۔ اسیطرح نیک و بد مین باعتبار معنے فرق عظیم ہے اگرچہ دنیا مین دونو ایک جگہ ہین۔

	ہمچنانکہ عقد در دُر و شبہ		مختلط چون میہمان یک شبہ
ترجمہ	اک لڑی مین جسطرح یہ ہتہ اور گہر		میہمان اک شب کے ہین ایسے بہ ہنر

شرح عقد بکسر العین۔ بمعنے گلوبند زنان شبہ در مصرع اول بمعنے پوتہہ و در مصرع ثانی شبہ بفتح شین منسوب بہ شب یہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط اور معنوی افتراق کی دوسری مثال ہے اور عقد در بمعنے در عقد ہے مطلب یہ کہ اہل نار و نور کے ظاہری اختلاط کی ایسی مثال ہے جیسا کہ موتیون اور پوتھو نکا گلوبند جسمین موتی اور پوتہین اسطرح مختلط ہین جسطرح کسی سرائے مین چند مسافر ایک شب کے لیئے مہمان ہو جاتے ہین علے ہذا القیاس دنیا کے گلے مین اہل نار و نور کا بند پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ گلوبند موتیون اور پوتہون کے ملنے جلنے کے باعث ایک شے ہو گیا ہے درحقیقت موتیون اور پوتہون مین باطنی فرق بہت بڑا ہے

	صالح و طالح بصورت مشتبہ		دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ
ترجمہ	شکل مین گو نیک و بد ہین مشتبہ		کھول آنکھین تا کہ ہو تو منتبہ

شرح یعنے گو نیک و بد صورت انسانی مین باہم مشابہ اور ایکسان دکہائی دیتے ہین مگر اے مخاطب آنکہہ کہولکر دیکہہ تا کہ تو اس بات سے آگاہ (باخبر) ہو جائے کہ ان دونون مین معنوی اتحاد نہین ہے۔ لفظ بو۔ بود کا مخفف ہے

	بحر را نیمیش شیرین چون شکر		طعم شیرین رنگ روشن چون قمر
ترجمہ	نصف ہے دریا کا مانند شکر		ذائقہ میٹہا۔ رنگت ہے قمر

شرح لفظ بحر را اس صیغہ امر (ہبین) کا مفعول ہے جو اہل نار و خلد را بین کان مین واقع ہوا ہے۔

	نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار		طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار
ترجمہ	نصف دیگر تلخ ہے چون زہر مار		ذائقہ کڑوا ہے رنگ اسکا ہے تار

شرح یعنے انکا طلب اس دریائے معنوی کو دیکھہ کہ اسکا آدھا شکر کے مانند شیرین اور خوش ذائقہ ہے اور اسکا پانی چاندی کی طرح صاف و شفاف ہے۔ اور دوسرا آدھا سانپ کے زہر کے مانند تلخ اور بدمزہ ہے اور اسکا پانی قیر (روغن سیاہ رنگ) کی طرح کالا ہے۔ بحر شیرین سے انبیا و اولیا اور تلخ سے کفار و فجار مراد ہین۔

ہر دو بر ہم مے زنند از تحت و اوج	بر مثال آب دریا موج موج
ترجمہ گاہ سوئے تحت ہین گہ سوئے اوج	آب دریا کی طرح سے موج موج

شرح برہم زدن دریا کے پانی کا تھپیڑے مارنا۔ اور لفظ موج موج بمعنے موج بموج لفظ زنند کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ یعنے اہل نار و نور باہم مختلط ہین اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ دریا کا پانی کہ موج بموج اوپر نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے ہوتا رہتا ہے حاصل یہ کہ ان دونو فرقون کی ایسی مثال ہے جیسے کہ پانی کی لہرین موجین کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہوتی رہتی ہین اور اسحالت مین امواج کی تمیز غیر ممکن ہے لیکن یہ اختلاط ظاہری ہے فی الواقع دونو الگ الگ ہین چنانچہ اگلے شعر مین مولانا انکی تمیز اور تفرقہ کی بابت خود اشارہ فرماتے ہین

صورت برہم زدن از چشم تنگ	اختلاط جانہا در صلح و جنگ
ترجمہ انکو باہم دیکھتی ہے چشم تنگ	کیونکہ ہین یہ دو شریک صلح و جنگ

شرح اس شعر مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے یہ مصرع برہم زدن پر معطوف ہے عطف معطوف ملکر مبتدا اور از چشم تنگ خبر یعنے اہل نار و اہل نور کا باہمی اختلاط یا ظاہری میل جول اور انکی جانون کی ظاہری الفت و یگانگت جو دنیا کے برے بھلے معاملات مین ہے یہ چشم تنگ سے ناشی ہوئی ہے یعنے جو شخص چشم ظاہر بین جو بہ نسبت چشم باطنی تنگ ہے ان دونون فرقون کا حال ملاحظہ کریگا وہ انکو صلح و جنگ اور دنیوی معاملات مین باہم مختلط پاویگا۔ بخلاف اس شخص کے جو چشم باطن سے دیکھیگا وہ فرق عظیم معلوم کریگا بعض نسخون مین چشم بجیم فارسی و شین منقوطہ کی جگہ جسم بجیم عربی و سین مہملہ دیکھا گیا ہے۔ اس صورت مین جسم تنگ سے قید جسم خاکی مراد ہے یعنے جو شخص جسم تنگ کے قید مین ہے اور اسکی خیالات کو اسمین وسعت نہین جو روحانیون کو ہوتی ہے وہ نار و نور کو مختلط جانے گا ورنہ یہ ظاہری جسم مین مختلط ہین اور باعتبار معنے جدا ہین اس ظاہری میل جول اور واقعی جدائی کی شرح آئندہ اشعار مین ہے۔

موجہائے صلح برہم مے زنند	کینہ ہا از سینہ ہا بر مے کنند
ترجمہ صلح کی موجین سمجھ اے بے شعور	سینہ سے کینے کو کر دیتی ہین دور

شرح یعنے دریائے شیرین (انبیا و اولیا) کی موجین صلح اور نیکیان ہین یہ موجین دریائے تلخ (کفار و فجار) کی موجون (برائیون) سے ملتی ہین کہ انکی تلخی کو دفع کر دین یعنے انکے سینہ سے کینہ احکام شریعت

کو دور کر دین تب تو یہ اختلاط فی الواقع اختلاط نہین۔ بلکہ سچ جدائی ہے علے ہذا القیاس موجہائے تلخ (کفار و فجار) موجہائے شیرین سے اسلیئے ملتے ہین کہ انکی شیرینی کو کہو دین اور شریعت سے جو انکو محبت ہے اسکو سٹا دین

	موجہائے جنگ بر شکل دگر	مہرہا را مے کند زیر و زبر
ترجمہ	جنگ کی ہر موج بر شکل دگر	مہر کو کر دیتی ہے زیر و زبر

شرح یعنے جسطرح انبیاء اولیا کی موجہائے صلح کفار کے کینہ کی تلخیون کو دفع کرنے کے لیے انسے ملتے ہین اسکے برعکس کفار کے جنگ و نفاق کی موجین نیکیون اور محبت الٰہی کو زیر و زبر کر دیتے ہین۔ کیونکہ کفار و فجار ہمیشہ انبیاء اولیا کی مخالفت کیا کرتے ہین بشکل دگر یعنے برعکس ہے۔

	مہر تلخان را بشیرین مے کشد	زانکہ اصل مہرہا باشد رشد
ترجمہ	مہر ہر کڑوے کو شیرین کرتی ہے	کیونکہ فی الواقع ہدایت ہے یہ شے

شرح رشد بالتحقیق سیدھے رستے چلنا یعنے انبیاء اولیا کی محبت تلخ لوگون (کفار و فجار) کو شیرینی (ہدایت ایمان) کی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ محبت کی اصل سیدھے رستہ چلنا ہے۔ نیک لوگ اپنی ذات کی طرح دوسرون کے لیئے بہی سیدھے رستہ کو پسند کرتے ہین۔

	قہر شیرین را بہ تلخی می برد	تلخ با شیرین کجا اندر خورد
ترجمہ	تلخ کر دیتا ہے ہر شیرین کو قہر	جمع کب ہوتی ہے شیرینی و زہر

شرح یعنے کفار کے قہر کی موج شیرین (انبیاء اولیا) کو تلخی (گمراہی) کی طرف لیجانا چاہتی ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ تلخ و شیرین باہم ہرگز ایک دوسرے کی لایق نہین نہ یہ اُس سے ملسکتی ہے نہ وہ اس سے یہی باعث ہے کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویان اور پسر نوح کافرون سے ملکر کافر ہی رہے چونکہ یہ لوگ بمنزلہ موج تلخ تھے اسلیئے موج شیرین کے قابل نہوئے۔

	تلخ و شیرین زین نظر ناید پدید	از دریچۂ عاقبت تانند دید
ترجمہ	سچ تو یہ ہے تلخ و شیرین اے بشر	عاقبت بینون کو آتے ہین نظر

شرح یعنے تلخ و شیرین (کافر و مومن) اس ظاہری آنکھ سے نظر نہین آتے بلکہ انکو دیکھنے والے دیدۂ عاقبت بینی سے دیکھ سکتے ہین۔ تانند مخفف توانند ہے۔

	چشم آخر بین تواند دید راست	چشم آخور بین غرورست و خطاست
ترجمہ	چشم آخر بین ہے اچھی پر شعور	چشم آخور بین خطا ہے اور غرور

شرح یعنے چشم انجام بین ہر شے کو راست طور پر دیکھ سکتی ہے۔ اور چشم آخور بین (یعنے گھاس پھونس اور

اور دنیوی لذتون کو دیکھنے والی آنکھہ سراسر دہوکا اور مجسم خطا ہے مطلب یہ کہ چشم ظاہر بین اشیاء کے دیکھنے مین خطا کرتی ہے۔ اور اسکو ولی پر عام آدمی کا اور عام پر ولی کا دہوکا ہوجاتا ہے۔ بعض نسخون مین آخر بین کی جگہ اوّل بین ہے اور اوّل بین سے مراد چشم ظاہر بین ہے۔

اے بسا شیرین کہ چون شکر بود	لیک زہر اندر شکر مضمر بود
ترجمہ: ہین بہت ظاہر مین شیرین چون شکر	زہر ہین باطن مین لیکر سربسر

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ سوج تلخ و شیرین یعنے انبیا و اولیا اور کفار و فجار مین باہم تمیز کرنی مشکل ہے اسکے لیئے دیدۂ آخر بین ہونا چاہیئے۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ طالبان معرفت کو ہدایت کرتے ہین کہ اچھی طرح دیکھہ بہال کر کسی مرشد کے ہاتہ مین ہاتہہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے مدعی اور جہوٹے شیخ حسب ظاہر اچھی معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین زہر ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ بہت سے اعمال آدمی کو اچھے معلوم ہوتے ہین مثلاً ترک دنیا لیکن فی الواقع وہ زہر ہین مثلاً یہی ترک دنیا اگر براسے حُب جاہ و مال ہو یا عبادت جو بنظر ریا و سمعہ ہو یا اپنے نیک عملون پر اعتماد یا عجُب کہ انکو آدمی یکایک معلوم نہین کرسکتا حالانکہ یہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین سم قاتل ہین

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش	چونکہ دید از دور ش اندر کشمکش
ترجمہ: ہوشیاری دی ہے قدرت نے جسے	دور سے پہچان لیتا ہے اسے

شرح پہلے شعر مین معلوم ہوچکا ہے کہ بہت سی چیزین ظاہری صورت مین نیک یا شیرین معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت بد یا زہر کی مانند ہین گو یا شکر مین سنکہیا ملی ہوی ہے۔ مثلاً اعمال نیک جو ریاکاری کی نیت سے ہون یا جہوٹا صوفی جو از راہ مکر لوگون کو مرید کرتا پہرتا ہو۔ ظاہر مین شکر ہے اور باطن مین زہر اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آدمی بسا اوقات اپنے لیئے ان الفاظ مین دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (اے اللہ ہمین تمام اشیاء کو ان واقعی حالت مین دکہا۔ یعنے دہوکے سے بچا) چونکہ شکر مین ملی ہوی سنکہیا یا نیکون کی صورت مین بدصوفیون کی تمیز مشکل ہے اور لوگون کی سمجھہ نیک و بد کی تمیز کرنے مین مختلف واقع ہوی ہے اسلیئے ان سات آٹہہ شعرون مین مولانا قدس سرہ نے عقل و فہم کے مرتبون کا اختلاف بیان ہے مطلب یہ کہ بعض زیادہ عقلمند طالب دور ہی سے شکر کی صورت دیکہکر پہچان لیتا ہے کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے یعنے ہوشیار سالک شیخ کو کشمکش دنیا مین زیادہ اپنے نیک اعمال کو کشکش ریا و عجُب مین دیکہکر پہچان جاتا ہے کہ یہ زہر ہے اور اسکو چہوڑ دیتا ہے یہ عقل کا اعلے مرتبہ ہے۔

وان دگر بشناسد تا بو کند	وان دگر چون بر لب و دندان زند
ترجمہ: سونگھہ کر پہچانتا ہے دوسرا	تیسرا لیتا ہے جب کچھہ کچھہ مزا

شرح دوسرا شخص اُس زہریلی شکر کو سونگھکر پہچان لیتا ہے اور تیسرا چکھہ کر معلوم کرلیتا ہے کہ اسمین زہر ہے یعنے بعض شخص اپنے شیخ یا اپنے اعمال کو چند روزہ صحبت یا عمل کرنے کے بعد۔ اور بعض کچہ معاملہ پڑنے کے بعد معلوم کرلیتے ہین کہ یہ جہوٹا ہے یا اس عمل مین ریاکاری پائی جاتی ہے۔

	وان دگر در پیش بانوے برد	وان دگر چون دست بہند کرد رد
ترجمہ	ایک لیجاتا ہے اُسکو اپنے گھر	ایک رکھکر ہات کرتا ہے حذر

شرح یعنے چوتہا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھہ کر یا چکہہ کر معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے گھر والی کے پاس لیجاتا ہے اور وہ بتادیتی ہے کہ اسمین زہر ہے۔ یعنے اُسے دوسرے شخص کی نصیحت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ یا عمل نیک زہریلا اثر رکھتا ہے اور پانچوان دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین کرسکتا۔ بلکہ زہریلی شکر کو اُسوقت پہچانتا ہے جب کہ کسیکی نصیحت نماننے کے بعد کہا جانے کی نیت سے اُسپر ہاتہہ ڈالتا ہے اور مُنہ مین رکھہ جاتا ہے۔ یعنے بعض لوگون کو اپنے شیخ کا مکر یا اپنے اعمال ریائی کی بُرائی دوسرے کی نصیحت سے بہی معلوم نہین ہوتی بلکہ اُنکی آنکہین اُسوقت کہلتی ہین جبکہ نصیحت نماننے کے بعد جہوٹے شیخ کی باتون پر قدرے عمل۔ یا دکہانے کے لیئے چندروز عبادت کا قصد کرلیتے ہین۔

	پس لبش ردش کند پیش از گلو	گرچہ نعرہ مے زند شیطان کلو
ترجمہ	اُسکے لب کرتے ہین رد پیش از گلو	گرچہ شیطان کہتا جاتا ہے کلو

شرح یہ پچہلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے پانچوان شخص جب ہاتہ ڈالتا ہے اور زہریلی شکر کو منہ مین رکھہ جاتا ہے تو اُسکے لب حلق مین اُترنے سے پہلے اُس شکر کو رد کرتیے ہین یعنے وُہ فی الفور اُسے اُگلدیتا ہے۔ اگرچہ شیطان او نفس اَمّارہ نعرے مارتا رہتا ہے کہ اے شخص اس شکر کو کہالے مگر وُہ ہرگز نہین کہاتا کلو عربی لفظ اور امر کا صیغہ ہے بمعنے بخورید۔

	وان دگر را در گلو پیدا شود	وان دگر را در بدن رسوا شود
ترجمہ	ایک پر کہاپی کے ظاہر ہوگیا	ایک بعد ہضم ظاہر ہوگیا

شرح یعنے چہٹے شخص کو اُسکے حلق مین جاکر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شکر مین زہر ہے اور وہ فوراً اُسے تہوک دیتا ہے اور حلق کو صاف کرلیتا ہے مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا اعمال ریائی کی بُرائی تہوڑا سا عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے اور ساتوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسکے پیٹ مین جاکر معلوم ہوتا ہے اور وہ قے کرکے اِس شکر کو نکالدیتا ہے۔ یعنے چند روز جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی کے بعد اُسکی بُرائی کا حال کہلتا ہے اور وہ اُسے چہوڑدیتا ہے۔

	وان دگر را در حدث سوزش دہد	شرح آن از دخل آموزش دہد
ترجمہ	ایک کو سوزش ہوئی پاخانے مین	ملگیا تہا زہر یعنے کہانے مین

شرح یعنے آٹہوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسوقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ حدث (پاخانہ) مین سوزش یعنے جلن پیدا کرتی ہے۔ اور اُسکا تکلیف کے ساتہ خارج ہونا داخل ہونے کی خبر یعنے اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ فی الواقع اس شکر مین زہر ملا ہوا تہا۔ مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا عمل ریائی کی چہپی ہوئی برائی کا حال چند روز عمل کرکے تکلیف اُٹہانے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

	وان دگر را بعد ایام و شہور	وان دگر را بعد مرگ از قعر گور
ترجمہ	ایک پر ظاہر ہوا بعد شہور	ایک سے کہنے لگے لبہائے گور

شرح یعنے نوین شخص کو بہت دنون اور مہینون کے بعد سے اور اس حال مین مبتلا ہو کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مینے فلان وقت زہریلی شکر کہالی تہی یعنے اکثر عمر گزر جانے اور موت کے قریب آنے کے وقت اسکی آنکہین کہلجاتی ہین۔ اور عنایت الٰہی اسکی دستگیری کرتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے توبہ کرلیتا ہے اور دسوان شخص زہریلی شکر کہاکر توبہ کرنے سے پہلے مرجاتا ہے اور اُسکو بعد مرگ قبر کے گڑہے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ مینے زہریلی شکر کہائی ہے یعنے جب جہوٹے شیخ کی باتو نپر عمل کرنے یا عبادت ریائی بجالانے سے قبر مین عذاب ہوتا ہے تب آنکہین کہلجاتی ہین اور آدمی اپنے گناہون کو عذاب کی صورت مین مجسم دیکہہ لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے القبر روضۃ من ریاض الجنان او حفرۃ من حفر النیران۔ یعنے قبر یا تو بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے۔

	ور دہندش مہلت اندر قعر گور	لابد آن پیدا شود یوم النشور
ترجمہ	اور مہلت دے اُسے گر قعر گور	حال سب کہلجائیگا یوم النشور

شرح یعنے اگر کسی شخص پر زہریلی شکر (اپنے اعمال بد بصورت نیک) کا اثر قبر مین بہی نہو یعنے عذاب قبر سے محفوظ رہے تو حشر کے دن اعمال کے مطابق سزایاب ہوگا اور وہان معلوم ہوجائے گا کہ جو شکر مینے کہائی تہی اُسمین زہر ملا ہوا تہا۔ عذاب قبر کی مہلت کی بابت حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلٰى قَبْرِهٖ اَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ (یعنے جب کوئی مسلمان مرجائے اور اسکی قبر پر چالیس ایسے پکے مسلمان جو شرک نکرتے ہون کہڑے ہوکر بخشش کی دعا مانگین تو خدا اُنکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اُسے عذاب قبر سے محفوظ رکہتا ہے) اس سے یہ لازم

نہین آتا کہ وہ عذاب قبر سے بچا رہا تو عذاب حشر سے بہی محفوظ رہیگا یا مہلت کے یہ معنے ہین کہ عذاب حشر کی بہ نسبت عذاب قبر گویا لاشے ہے۔ اسلئے گنہگار کو قبر مین کیسا ہی عذاب ہوتا ہو مگر وہ گویا مہلت ہی ہے۔ حشر کے دن اُسکے گناہ دوزخ کے سانپ بچہون کی صورت مین مجسم ہو کر سامنے آجائینگے۔

	ہر نبات و شکرے در جہان		مہلتے پیداست از دورِ زمان	
ترجمہ	ہر نبات و ہر شکر کو میری جان		مہلتین دیتا ہے دورِ آسمان	

شرح یعنے جسطرح اللہ تعالے نے ہر شئے کے ظہور یا کمال۔ یا نتیجہ نکلنے کے لیے ایک مہلت یا میعاد رکہی ہے اسیطرح فہم اور وقوف شکر و زہر کے لیئے بہی مہلت مقرر کی ہے کوئی تہوڑے عرصہ مین سمجہ لیتا ہے کہ اس شکر مین زہر تہا اور کوئی زیادہ عرصہ مین کوئی کہا لینے سے پہلے کوئی بعد۔ کوئی قبل از موت کوئی بعد از مرگ۔ کوئی قبر مین کوئی حشر مین۔

	سالہا باید کہ تا از آفتاب		لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب	
ترجمہ	چاہیئے برسون کہ تابِ آفتاب		لعل رمانی کو بخشے رنگ و تاب	

شرح یعنے اس بات کو برسون چاہیئین کہ لعل تاثیر آفتاب سے رنگ اور چمک دمک حاصل کر سکے۔ بغیر مہلت یہ بات ہرگز نہین ہو سکتی۔ اسیطرح ہر آدمی شکر و زہر کو بلا مہلت تمیز نہین کر سکتا۔ فوراً پہچاننے والے بہت کم ہین یا یہ مطلب ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ آفتاب قلوب مرشد کامل کے عکس سے برسون رنگ اور چمک حاصل کرے تاکہ اُسکا دل بہی مجلا ہو کر آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر جمال یزدانی بنجائے۔ یہ مرتبہ ایک دو دن کی ریاضت سے حاصل نہین ہوتا بلکہ سالک بڑے عرصہ مین اعلے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔

	پنج سال و ہفت باید تا درخت		یابد از میوہ رسانی فرو بخت	
ترجمہ	اک شجر کو چاہیئین ہین سات سال		تا کرے میوہ رسانی سے نہال	

شرح یعنے اس بات کو پانچ یا سات سال چاہیئین تاکہ ایک درخت بار آور ہو کر میوہ رسانی کے باعث فر و بخت (شان و عزت) حاصل کر سکے اسیطرح ہر نیک و بد کی تمیز عرصہ مین اور ہر مرتبہ کا حصول مدت مین ہوتا ہے

	پانزدہ روز دو ماہ اندر رسد		باز تا سالے گل احمر رسد	
ترجمہ	دو مہینے چاہیئین ہین ساگ کو		پہول کو اک سال گلشن اے نیک خو	

شرح یعنے ساگ پات یا سبز ترکاریان دو مہینے مین کہانے کے قابل ہوتی ہین اور سرخ پہول برس دن کے بعد کہلتے ہین۔ بزرگی گذشتہ مضمون کی مثالین ہین مطلب یہ کہ ہر شے کی ماہیت عرصہ مین ظاہر ہوتی ہے نیک و بد کی تمیز کوئی آسان بات نہین ہے۔ خاصکر جہہ صوفیونکا دہوکا تمام عمر مین بہی نہین کہلتا۔

پہر این فرمود حق عز و جل — سورۃ الانعام در ذکر اجل

ترجمہ: اسلیئے کہتا ہے حق عز و جل — سورۂ انعام مین ذکر اجل

شرح یعنے اسلیئے کہ ہر شئے کا ظہور یا کمال مہلت پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ نے سورۂ انعام مین اجل یعنے ہر شئے کی مہلت کا ذکر فرمایا ہے سورۂ انعام مین یہ آیت موجود ہے ہو الذی خلقکم من طین ثم قضےٰ اجلاً و اجل مسمی عندہٗ ۔ یعنے اے لوگو خدا نے تمہین مٹی سے پیدا کیا پہر اجل یعنے موت مقرر کی اور ہر شئے کی اجل یعنے مہلت خدا کے نزدیک مقرر ہو چکی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیک و بد کی تمیز کے لیے بہی ہر شخص کے واسطے الگ الگ ایک مہلت مقرر کر رکہی ہے ۔ جیسا کہ گزشتہ اشعار سے معلوم ہو چکا ہے

این شنیدی مو بموئیت گوش باد — آب حیوان ست خوردی نوش باد

ترجمہ: جو کہا ہمنے سراسر گوش ہو — آبحیوان ہے الٰہی نوش ہو

شرح یعنے اے مخاطب آیت مرج البحرین کی یہ تفسیر اور اسکے متعلق اسرار باطنی تو نے سن لیئے ہین مگر خدا کرے اسکے گوش دل سے سننے کے لیے تیرا ایک ایک بال اور رونگٹا رونگٹا کان بنجائے یعنے تو اسے ہمہ تن گوش ہو کر سنے ۔ اور قبول کرے اور یہ تفسیر بمنزلہ آبحیوان ہے جسکو تو نے پی تو لیا ہے لیکن اللہ کرے یہ خوشگوار اور تیرے لیے باعث صحت روح ہو اور باطنی فائدہ پہنچائے ۔

آبحیوان خوان مخوان این را سخن — جان نوبین در تن حرف کہن

ترجمہ: آبحیوان ہے نہین ہے یہ سخن — جان تازہ رکہتے ہین حرف کہن

شرح یعنے یہ کلمات قدسیہ اور اسرار مخفیہ دلون کو زندگی اور روحون کو تازگی بخشنے مین آبحیوان سے کم نہین تو انکو معمولی باتین یا قصہ کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ سمجہ کہ پُرانے حرفون مین نئی روح پہونک رکہی ہے ۔ یعنے لفظ تو وہی ہین جو اور کتابون مین ہوتے ہین مگر معنوی اعتبار سے گویا ان لفظون مین نئی روح ڈالی گئی ہے ۔

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق — ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق

ترجمہ: ایک نکتہ اور سن لے اے رفیق — جو کہ مثل جان ہے پیدا و دقیق

شرح یعنے تو آیت مذکورہ کی تفسیر اور اسکے نکات تو سن چکا ۔ اب ہم یہان ایک اور نکتہ بیان کرتے ہین جو کیفیت روح کی طرح عارف پر ظاہر ہو جائے گا ۔ اور غیر عارف پر اپنے وقت کے سبب مخفی رہیگا ۔ وہ نکتہ آیندہ شعر سے شروع ہوا ہے ۔

در مقامے ہست این ہم زہر مار — از تصاریف خدائے خوشگوار

ترجمہ: اس جگہ حکم خدا سے زہر مار — ہو ہی جاتا ہے لطیف و خوشگوار

شرح اس شعر مین اشارۂ این۔ کلام سابق یعنے تفسیر آیت مَرَجَ الْبَحْرَین کی طرف ہے اور خوشگوار یعنے محبوب ہے یعنے یہ کلام جو تفسیر آیت مذکورہ کے متعلق گزر چکا ہے گو سراسر ہدایت اور نیکون کے حق مین شکر کے مانند شیرین ہے مگر محبوب عاشقان یعنے اسکے تاثیر بدلدینے سے بدون کے حق مین سانپ کے زہر کی مانند ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ بمقتضائے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا بہت سے اسکو سنکر راہ راست پر آجا ئینگے اور بہت سے گمراہ ہوجائینگے مقصود یہ ہے کہ حکم الٰہی سے ایک ہی شئے ایک جگہہ باعث کمال اور دوسری جگہہ موجب نقصان یا ایک جگہ نافع اور دوسری جگہ ضرر رسان ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شئے کی حقیقت ایک یعنے ذات حق ہے مگر اختلاف تعینات کے سبب اُسکے آثار مختلف ہوجاتے ہین جیس قرآن مجید کے مطالعہ سے لاکہون مومن راہ راست پا چکے ہین اُسی نے لاکہون کافرون کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ مومن مظہر اسم ہادی ہین اور کافر مظہر اسم مضل۔ اسماء الٰہی کے آثار اور تعینات کے اختلاف نے ایک شئے مین دو اثر پیدا کردیئے ہین ٭ نکتہ بعض شارحین نے اشارۂ این لذات دنیوی اور شہوات جسمانی کی طرف کیا ہے اور اس شعر کو اسطرح مانا ہے در مقامے ہست ہم این زہر مار ٭ از تصاریف خدائی خوشگوار ٭ یعنے کسی جگہہ ہی سانپ کا زہر (لذائذ دنیوی وغیرہ) تصرف خدائی کے باعث خوشگوار یعنے شیرین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ لذائذ دنیوی جو سالک اور مبتدی کے حق مین زہر ہین۔ اہل کمال اور منتہی کیلئے خوشگوار اور باعث قوت طاعات ہین۔ اسکے حق مین مُضر ہین اور اُنکے لیئے نافع اسصورت مین لفظ خدائی بیائے معروف نسبتی ہے اور زہر مار فعل ناقص (ہست) کا اسم ہے اور خوشگوار اسکی خبر گو یہ معنے بہی درست ہو سکتے ہین مگر گزشتہ اشعار سے مربوط نہین ہین البتہ آیندہ عنوان سے انکا تعلق ظاہر ہے۔

	درمقامے زہر درجائے دوا		درمقامے کفر درجائے روا
ترجمہ	ہے یہ اک جا زہر اور اک جا دوا		اِک جگہ ہے کفر اور اک جا روا

شرح یعنے یہ کلام گزشتہ ایک جگہ (منکرون کے حق مین) زہر ہے اور ایک جگہ (مومنون کے حق مین) شفا بخشنے والی دوا ہے اُنکے نزدیک کفر و ناگفتنی ہے اور اِنکے نزدیک بالکل روا و جائز ہے۔ کیونکہ وہ گمراہ ہین اور یہ راہ یاب ٭ یا لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے زہر ہین اور منتہی کے لیے روا اُسکے لیئے حرام و ناجائز اور اسکے لیے حلال و مباح۔ آیندہ تمام اشعار اسی شعر کے قریب المعنے ہین۔

	درمقامے خار و درجائے چو گل		درمقامے سرکہ درجا چو مل
ترجمہ	اک جگہ ہے خار اور اک جا ہے گل		اک جگہ سرکہ ہے یہ اک جا ہے مُل

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ دنیوی ایک جگہ بمنزلہ گل اور ایک جگہ خار ہین کہین کہٹا سرکہ ہین اور کہین خوشگوار شراب

ترجمہ	درمقامے خوف درجائے رجا		درمقامے بخل و درجائے سخا
ترجمہ	ہے کہین یہ ڈر کہین یہ ہے رجا		ایک جگہ ہے بخل اور اک جا سخا

شرح یعنے کلام مذکور کسی جگہ باعثِ خوف ہے اور کسی جگہ باعثِ اُمید منکرین مال وجاہ دنیوی یا قومی عزت کے جاتے رہنے کے خوف سے اُسپر ایمان نہین لاتے ۔ اور معتقدین اُسپر ایمان لاکر بلندی مراتب روحانی کی اُمید رکھتے ہین ۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے باعثِ خوف ہین کیونکہ اُسکا نفس امّارہ سرکش ہوجاتا ہے اور منتہی کے لیئے باعثِ اُمید ہین کیونکہ اُنکو لذائذ کے استعمال سے طاعت کی اُمید اور زیادہ ہوجاتی ہے علیٰ ہذا القیاس کلام مذکور کافرون کے حق مین سبب بخل ہے اور مومنون کے حق مین سبب سخاوت ازلی شقی اسکو سُنکر چھوٹا جانینگے اور ایمان لانے یا خدا کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے بخل کرینگے ۔ اور ازلی سعید فراخ دلی سے ایمان لائینگے اور راہ خدا مین سب کچھ لُٹا دینگے ۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے حق مین باعث بخل اور منتہی کے حق مین موجب سخاوت ہین کیونکہ وہ لذائذ کو صرف اپنے نفس کے لیے مخصوص رکھتا ہے ۔ اور یہ خود بھی استعمال کرتا ہے اور خدا کی راہ مین بھی دیدیتا ہے ۔

ترجمہ	درمقامے فقر درجائے غنا		درمقامے قہر درجائے رضا
ترجمہ	اک جگہ ہے فقر اک جا ہے غنا		اک جگہ ہے قہر اک جا ہے رضا

شرح یعنے کلام یا لذائذ دنیوی کسی جگہ باعث فقر ہین اور کسی جگہ باعث غنا کسی جگہ موجب قہر الٰہی ہین اور کسی جگہ موجب رضا ازلی شقی اس پر ایمان نہ لانے یا سالک لذائذ دنیوی مین محو رہنے کے باعث دولت و ثروت سے محروم ہوکر فقیر کی طرح بے سامان رہجاتا ہے ۔ اور ازلی سعید ایمان لانے یا لذائذ کے استعمال سے آخرت کی دولت سے ہوجاتے ہین اور قوت طاعات حاصل کرتے ہین ۔ علے ہذا القیاس منکرین و سالکین کے حق مین یہ کلام یا لذائذ باعث قہر الٰہی ہین اور مومنین و کاملین کے لیے باعث رضائے حق ہین ۔

ترجمہ	درمقامے جور و درجائے وفا		درمقامے منع و درجائے عطا
ترجمہ	اک جگہ ہے جور اک جا ہے وفا		اک جگہ ہے منع اک جا ہے عطا

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین باعث ظلم ہین ۔ وہ ایمان نہ لانے یا لذائذ مین مصروف رہنے کے باعث اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین باعثِ وفا ہین وہ الست بربکم کے جواب مین قالوا بلےٰ کے وعدہ کو پورا کر رہے ہین ۔ اور یہ ازلی بدبختون کو ایمان لانے یا سالکین کو ترقی درجات سے منع کرتا ہے اور ازلی نیکون کو دولت ایمان یا کاملین کو بلندی مرتبہ عرفان عطا کرتا ہے مبتدی کو منتہی کی تقلید لذائذ دنیوی کے متعلق عند الطریقت قطعاً حرام اور بالکل ناجائز ہے ۔

	در مقامے دُرد و در جائے صفا	در مقامے خاک و در جائے کیمیا
ترجمہ	اک جگہ ہے دُرد اک جا ہے صفا	اک جگہ ہے خاک اک جا کیمیا

شرح یعنے یہ کلام کسی جگہ تلچھٹ ہے اور کسی جگہ شراب صاف کسی جگہہ خاک ہے اور کسی جگہ سبزہ کافر تلچھٹ یا خاک سمجھکر از راہ نفرت اسے پھینکدیتے ہین اور مومن شراب صاف جانکر قبول کر لیتے ہین اور سبزہ سمجھکر اس سے تروتازگی حاصل کرتے ہین یا لذائذ دنیوی سالک کے حق مین پھینکدینے کے قابل تلچھٹ یا خاک ہے اور کامل کے حق مین شراب صاف اور سبزہ کی طرح باعث تروتازگی ہے ۔ بعض نسخون مین در مقامے خاک و جائے کیمیا ہے مطلب دونونکا ایک ہے ۔

	در مقامے عیب و در جا ہنر	در مقامے سنگ و جائے گہر
ترجمہ	اک جگہ ہے عیب یہ اک جا ہنر	اک جگہ ہے سنگ اور اک جا گہر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین عیب ہین اور مومنین و کاملین کے حق مین ہنر اُنکے نزدیک پتھر ہین اور انکے نزدیک موتی ۔ وہ انسے ضرر اُٹھاتے ہین اور یہ نفع حاصل کرتے ہین ۔

	در مقامے حنظل و جائے شکر	در مقامے خشکی و جائے مطر
ترجمہ	اک جگہ حنظل ہے اک جا ہے شکر	اک جگہ ہے خشک اک جا ہے مطر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین حنظل (اندرائن خربزہ) کے مانند ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین بمنزلہ شکر ہین ۔ اُنکے لیے ہوائے خشکسالی ہین اور انکے لیئے باران بہاری ۔ وہان ضرر رسان ہین یہان نفع بخش منکر اس سے پژمردہ ہوتے ہین اور مومن سرسبز ۔

	در مقامے ظلم و جائے محض عدل	در مقامے جہل و جا عین عقل
ترجمہ	اک جگہ ہے ظلم اک جا عدل ہے	اک جگہ ہے جہل اک جا عقل ہے

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ کہین سربسر ظلم ہین اور کہین سراسر انصاف ۔ کہین محض جہل ہین ۔ اور کہین عین عقل ایمان نہ لانا یا لذائذ مین محو ہو جانا ظلم ہے اور ایمان لانا یا قوت طاعت ٹھہرانا انصاف ہے اسنے کافرون یا سالکون کا جہل ترقی کرتا ہے اور مومنون یا کاملون کی عقل کا نور بڑہتا رہتا ہے ۔

	گرچہ اینجا او گزند جان بود	چون بدانجا در رسد درمان بود
ترجمہ	اک جگہ گو وہ گزند جان ہے	اُس جگہ جائے تو بس درمان ہے

شرح اینجا سے منکرین یا سالکین اور آنجا سے مومنین یا کاملین مراد ہین ۔ یعنے اگرچہ یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے پاس پہنچکر اُنکے لیے باعثِ نقصانِ جان ہو جاتے ہین لیکن مومنین یا کاملین کے پاس

جاکر موجب علاج جان و تقویت روح بنجاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ منکر یا سالک بشری نجاست کا منبع یا جسمانی کثافت کا پتلا ہوتا ہے اسیلئے جو شے اُس سے متعلق ہوگی وہ خود کثیف ہوکر اُسکی کثافت کو دوگنا کردیگی اور مومنین یا اولیائے کاملین نمک عشق الہی کی کان ہین۔ ان سے جو شے متعلق ہوگی وہ نمک عشق ہی بنجائے گی۔ کیونکہ ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ کافر افعی سانپ کے مانند ہین وہ دودہ جو سانپ کو پلایا جاتاہے انجام کار زہر ہو جاتا ہے۔ اور مومن کان نمک ہین لذائذ دنیوی کو اگر مردار فرض کر لیا جائے تو فقہی مسئلہ کے مطابق جس طرح مردار شے کے ہڈیان اور کہال وغیرہ مستحیل بہ نمک ہوکر پاک اور خود نمک ہو جاتی ہین اسیطرح لذائذ دنیوی کاملین کے استعمال سے پاک ہو جاتے ہین۔

	آب در غورہ ترش باشد ولیک	چون بانگوری رسد شیرین و نیک
ترجمہ	آب غورہ مین ترش ہوتا ہے لیک	جب ہوا انگور ہو جاتا ہے نیک

شرح غورہ کچے انگور کو کہتے ہین۔ اور انگوری مین یائے معروف مصدری ہے بمعنے پختگی انگور۔ یعنے کچے انگور کا پانی کہٹا اور ضرر رسان ہوتا ہے لیکن جب وہی کچا انگور پختگی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکا پانی میٹھا اور فائدہ مند ہو جاتا ہے۔ علے ہذا القیاس یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین مضر ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین سر بسر فائدہ رسان۔

	باز در خم او شود تلخ و حرام	در مقام سرکگی نعم الادام
ترجمہ	خم مین رہکر بنگیا تلخ و حرام	سرکہ ہوکر ہو گیا نعم الادام

شرح یعنے انگور کا وہی میٹھا پانی جب مٹکے مین جاکر سڑا اور نشہ لے آیا تو پہر تلخ اور حرام ہو گیا یعنے شراب بنگیا۔ اور جب نمک ڈالنے سے وہی شراب سرکہ بنگئی۔ اور آب انگور سرکہ بننے کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو پہر سب سے اچہا سالن بنگیا۔ یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ (سرکہ سب سے اچہا سالن ہے) یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی شے کا حکم اختلاف مراتب کے سبب بدلتا رہتا ہے دوسرے مرتبہ مین وہ حکم نہین رہتا جو پہلے مرتبہ مین تہا۔ مثلاً انگور کا پانی پینا جائز تہا شراب بنکر ناجائز ہو گیا۔ اور سرکہ بنکر پہر جائز ہو گیا علے ہذا القیاس کلام الٰہی و احادیث انبیا و ملفوظات اولیا یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین تلخ و حرام ہین۔ اُنکے نفس انکو قبول نہین کر سکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرکش ہو جاتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین حلال ہین۔ چنانچہ آیندہ کامل و سالک کے مرتبہ کا فرق مفصل طور پر بیان ہوگا۔

	ہمچنین باشد تفاوت در امور	مرد کامل این شناسد در ظہور
ترجمہ	اسطرح سے مختلف ہین کل امور	جانتا ہے اسکو مرد پُر شعور

شرح یعنے جسطرح گزشتہ اشعار مین ہمنے بعض اعیان ممکنات کا تفاوت بیان کیا ہے اسیطرح تمام متعینات مین تفاوت ہے مگر اس تفاوت امور کو جو ظہور مین ہے یعنے اعیان ممکنات مین موجود ہے مرد کامل پہچان سکتا ہے غیر کامل معلوم نہین کر سکتا لفظ در وظہور یا تو تفاوت کے متعلق ہے یا امور سے بدل واقع ہوا ہے

در معنے آنکہ ہر چہ ولی کامل کند مرید را نشاید گستاخی کردن و ہمان فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد اما بیمار را زیان دارد و سرما و برف انگور را زیان ندارد اما غورہ را زیان دارد کہ در رہست و تا مرتبۂ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر نشدہ است

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ مرید کو از راہ گستاخی و بے ادبی وہ فعل نہ کرنا چاہیئے جو مرشد اور ولی کامل کرتا ہے حلوا طبیب کو نقصان نہین دیتا مگر بیمار کو زیان پہنچاتا ہے پختہ انگور کو برف اور سردی مضر نہین البتہ کچے کو مضر ہے کیونکہ مبتدی ہنوز رستہ مین ہے۔ اور مرتبہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر تک نہین پہنچا

شرح پوری آیت یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ الیٰ آخر الآیۃ یعنے اے محمدؐ ہمنے تجھے ظاہر طور پر فتح مکہ کا حکم دیدیا ہے تاکہ اللہ تعالے تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدے یہ جہاد کے لیئے ترغیب امت ہے ورنہ رسول اللہ صلعم گناہون سے بالکل معصوم ہین یعنے اللہ نے جہاد کا حکم اسلیئے کیا ہے کہ اس سے تیرے امت کے سب گناہ معاف کردیے اور اپنی نعمتین تمام کرے اور تیری امت کو راہ راست دکہائے۔ یعنے دولت اسلام عطا فرمائے۔ یہ ظاہری معنے مفسرین نے لیے ہین اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے محمد میرے قلب کو تجلی صفات جمالیہ و جلالیہ کے باعث اپنی شان ربوبیت کی طرف کھولدیا ہے اور انہین تفصیل شرایع اسلام کو پُر کردیا ہے اور یہ فتح قلب اسلیے ہے کہ اللہ تعالے نے تیرے وجود یا تعین بشری کو جو مقدم ہے یعنے عالم ارواح مین ہوچکا ہے یا مؤخر ہے یعنے دنیا مین موجود ہے اپنی ذات مین چھپالے لفظ غفران بمعنے ستر ہے بس تو تیرا قول میرا قول اور تیرا فعل میرا فعل تیرا اتباع میرا اتباع تیری نافرمانی میری نافرمانی ہوگی۔ گناہ وجود شرکت فی الوجود ہے اور اسکی مغفرت اسکا نور وحدت مین چھپالینا ہے۔ تاکہ آثار اثنینیت محو ہوجائین۔ نیز اتمام نعمت اور صراط مستقیم اور باعزت مدد دینے سے رسول مقبول کے وجود مجازی کا وجود حقیقی مین صرف یا محو کردینا مراد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث یہی مرتبہ انکے خلفا اور صحابہ اور تابعین کا ہے کیونکہ وہ سب بطفیل حضور بحر وحدانیت مین غرق ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے مبتدی کو انکے افعال کی تقلید سے منع کیا ہے کیونکہ مبتدی کو ہنوز وہ مرتبہ نہین ملا جو انہین پہنچا ہے

	گر ولی زہرے خورد نوشے شود		ور خورد طالب سیہ ہوشے شود
ترجمہ	زہر اگر کہائے ولی تو نوش ہو		اور طالب کہاتے ہی مدہوش ہو

شرح زہر سے امور مباح مراد ہین جو حظ نفس سے تعلق رکہتے ہین اور عند الطریقت زہر قاتل ہین کیونکہ مانع
وصول الی اللہ ہین لیکن جو ولی جو مرتبۂ فنا اور بقا تک پہنچ گیا ہے اسکے حق مین مضر نہین ہین کیونکہ زہر ایسے فانی
کو جو باقی ببقاء اللہ ہے ہرگز ضرر نہین پہنچا سکتا البتہ طالب مبتدی اس زہر کو کہا کر بیہوش و بیعقل
اور سیہ دل ہوکر انجام کار ہلاک ہو جائے گا۔

	رب ہب لی از سلیمان آمدست	کہ مدہ غیر مرا این ملک و دست
ترجمہ	رب ہب لی پہر سلیمان نے کہا	دے مجہی کو بادشاہت اے خدا

شرح اگر ملک و دست مین واو عطف ہے تو دست بمعنے قدرت ہے اور اگر نہین ہے تو دست دادن بمعنے
میسر ہونا ہے۔ اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ قَالَ رَبِّ
اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ یعنے امتحان الٰہی کے بعد حضرت سلیمان نے
یہ دعا کی کہ اے خدا مجہے ایسی بادشاہی عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو یعنے جن وانس اور وحوش
وطیور پر بادشاہی حشمت کر مشہور ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عورت امینہ سے نکاح کیا تہا جو مخفی طور بت
پرست تہی حضرت سلیمان اپنی عادت کے موافق جب خلوت مین جاتے تہے تو وہ انگشتری جسمین اسم اعظم کندہ تہا
اتار دیتے تہے چنانچہ آپ جب امینہ کے پاس گئے انگشتری اتار دی ایک جن جسکا نام صخر تہا امینہ کے پاس
آیا۔ اور انگشتری لے گیا اور خود آپ کی تخت پر بیٹہکر سلیمانی کرنے لگا جن و وحوش و طیور سب اس صخر کے تابع
ہو گئے کیونکہ قوت سلطنت انگشتری ہی مین رکہی گئی تہی حضرت سلیمان نے لوگون سے بہت کہا کہ واقعی سلیمان
مین ہون مگر کسی نے باور نہ کیا آخر کار آپ ملک چہوڑ کر بہاگے اور ایک ماہی فروش عورت سے نکاح کیا اتفاقاً
انگشتری دیو کے ہاتہ سے نکلکر نہر مین جا پڑی اور اسکو ایک مچہلی نگل گئی جو اس عورت کے شکار مین آئی اسنے
نکالکر حضرت سلیمان کو دیدی آپ پہر بادشاہ ہو گئے چنانچہ ثم اناب کے یہی معنے ہین۔ لیکن یہ قصہ غلط ہے
کیونکہ باوجود علم بت پرستی حضرت سلیمان کا بت پرست عورت سے نکاح کر لینا خلاف عقل و نقل ہے اور بعد
نکاح منکوحہ کے بت پرستی سے بیخبر رہنا تعجب ہے ایسا ہوتا تو اللہ تعالے ضرور بطور وحی آپکو خبردار کرتا
پہر یہ کہ سلیمان مظہر اسم ہادی تہے اور دیو مظہر اسم مضل مظہر ہادی پر غالب نہین ہو سکتا تیسرے یہ کہ حضرت
سلیمان کو انکی دعا کے سبب ملک ملا ہے اور چونکہ پیغمبرون کی فعل اپنی طرف سے نہین ہوتے لہذا یہ
دعا بہی امتثال حکم الٰہی ہے صرف انگشتری مین ملک کا انحصار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبر وہ
روایت ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ سلیمان ایکبار اپنے تمام بیبیون کے پاس گئے اور یہ کہا کہ ہر بیبی
سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی راہ مین جہاد کریگا مگر انشاء اللہ کہنا بہول گئے پہر ترک استثنا کے تاہل

سے رجوع کیا چنانچہ ثم اناب اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور گو ترک استثنا گناہ نہ تہا اسلیئے کہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہین مگر لغزش ضرور تہی جسکو اللہ تعالے نے معاف کردیا لیکن مولانا کے آیندہ اشعار اور خصوصًا۔ چون بماند از تخت ملک خود تہی۔ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے پہلے ہی قصہ کو معتبر سمجہا ہے اِسکا جواب یہ ہے کہ مولانا کو قصہ کی صحت اور غلطی سے کچہ علاقہ نہین ہے وہ توصرف نتیجہ نکالتے ہین خواہ قصہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس قصہ کا نتیجہ آیندہ اشعار سے معلوم ہونے والا ہے۔

	تو مکن بر غیر من این لطف وجود		این حسد را مانَد اما آن نبود
ترجمہ	تو نہ دے غیرون کو رب العالمین		ہے حسد ظاہر مین یہ لیکن نہین

شرح یعنے حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا کہ الٰہی تو مجہے ایسی بادشاہی دے جو میرے سوا اور کسیکے لایق نہو اور بجز میرے اور کسی پر ہرگز ایسی مہربانی نہ کر، بظاہر حسد کا جامہ پہنے ہوے ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ازراہ حسد اپنے سوا کسی اور کے اپنے مانند بادشاہ بننے کو پسند ہی نہ کرتے تہے مگر فی الواقع یہ دعا ازراہ حسد وبخل نہ تہی۔ بلکہ ازراہ ترحم تہی جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے۔

	نکتۂ لاینبغی میخوان بجان		سرّ من بعدی ز بخل او مدان
ترجمہ	نکتۂ لاینبغی پڑہ پر شعور		بخل سے یہ سر من بعدی ہے دور

شرح یعنے اے مخاطب سلیمانؑ پر حسد یا بخل کا گمان نکر بلکہ نکتۂ لاینبغی (یعنے لایق نیست) کو اچہی طرح سمجہ اور لفظ من بعدی پر کامل غور کر کیونکہ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ (بادشاہی میرے بعد کسیکی لایق نہین) سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ الٰہی ملک خطرات کے سبب میرے سوا کسیکے قابل نہین مطلب یہ کہ مین خطرات کی برداشت کرلونگا۔ تو کسی غیر کو ملک گیری کے مہمات اور سلطنت کی بلا مین نہ پہنسا ئیو۔ نکتہ آیت مذکورہ مین علمائے ظاہر کے نزدیک جملۂ لاینبغی لفظ ملکًا کی صفت ہے۔ یعنے الٰہی مجہے ایسی سلطنت دے جو لاجواب ولاثانی ہو۔ اور علمائے اسرار کے نزدیک جملۂ لاینبغی دعائے رب ہب لی کی علت ہے۔ یعنے الٰہی مجہے بہت بڑی بادشاہت دے کیونکہ عظیم الشان سلطنت کے خطرات کی برداشت مین کرسکتا ہون میرے سوا اور کسی پر یہ بار گران بڑال۔ یہان سے وجہ ترحم معلوم ہوگئی ہے۔

	بلکہ اندر ملک دید او صد خطر		مو بمو ملک جہان بُد بیم سر
ترجمہ	بلکہ دیکہے سلطنت مین سو خطر		مو بمو ملک جہان تہا بیم سر

شرح یعنے دعائے سلیمانؑ ازراہ حسد وبخل نہتی بلکہ ازراہ ترحم تہی آپنے بادشاہت مین لاکہون خطرے معلوم کرلئے تہے کیونکہ ملک جہان سر سے پاتک مجسم بیم سر یعنے باعث خوف جان ہے پیغمبر چونکہ

اولوالعزم ہوتے ہین اسلیئے سلیمان ع نے اس تکلیف کو محض اپنے ذات کے لیے مخصوص کیا تھا۔

بیم سر با بیم سِر با بیم دین	امتحانے نیست مارا مثل این
ترجمہ خوف راز و خوف دین و خوف جان	اور ایسا کونسا ہے امتحان

شرح پہلا سَر بفتح سین مہملہ بمعنے جان اور دوسرا بالکسر بمعنے راز و کیفیت روح ہے یعنے سلطنت مین خوف جان بہی ہے اور خوف تبدل کیفیت روح بہی کیونکہ لذائذ جسمانی کے باعث روح کثیف اور مکدر ہو جاتی ہے اور خوف قوت دین بہی ہے عنوان سے اس قصہ کو یہ ربط ہے کہ اپنے لیے جیسی دعا حضرت سلیمان نے کی ہے ہر شخص ایسی دعا نہین مانگ سکتا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ فانی فی اللہ و باقی باللہ کا تہا اسلیئے آپکے افعال و اقوال سب ذات حق کی طرف منسوب ہین۔ سالک یا کوئی اور طالب ایسی دعا مانگے گا تو حسد اور بے ادبی مین داخل ہوگی۔

پس سلیمان ہمتے باید کہ او	بگذرد زین صد ہزاران رنگ و بو
ترجمہ ہو سلیمان ہمت ایسا یا خدا	جو ہزاران رنگ و بو سے ہو جُدا

شرح یہان سے بطور نصیحت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے بادشاہی کے لیے کوئی سلیمان جیسی ہمت والا آدمی چاہیئے کہ لاکہون طرح کے رنگ دیو یعنے جمیع اقسام کی دنیوی محبت و رغبت سے کنارہ کش رہے اور حب جاہ و مال کو دلمین جگہ نہ دے اور عالم کثرت مین رہکر مرتبۂ وحدت سے لگے ہوئے ہو۔ چونکہ یہ بات نہایت مشکل ہے اسلیئے حضرت سلیمان نے اپنی دعا مین لا ینبغی لاحد من بعدی فرمایا تہا۔

با چنان قوت کہ او را بود ہم	موج آن ملکش فرو مے بست دم
ترجمہ باوجود قوت دنیا و دین	بند تہا دم سلطنت سے بالیقین

شرح یعنے باوجود قوت نبوت و قوت لشکر اور تسخیر جن و انس و [illegible] وغیرہ دریائے سلطنت کی موجون نے آپ کا دم بند کر رکہا تہا۔ اور حضرت سلیمان بہ [illegible] انتظام ملکی و مالی اور ادائے حقوق کے متعلق ساکت و متحیر رہتے تہے کبہی کبہی بعض ضروری باتین بہول جاتے تہے چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد ۔۔۔ آخر الآیہ یعنے جب سلیمان کے روبرو تیز رو اور قوت جہاد کے لیئے ایسے ہزار گہوڑے جو تین پاؤن زمین پر رکہکر اور ایک پاؤں اٹہا کر کہڑے ہوتے تہے اور جو نہایت تیز چلنے والے یا دراز گردن تہے پیش کیے گئے اور نو سو گہوڑون کے ملاحظہ کے بعد دن چہپ گیا اور عصر کی نماز یا آپکا وظیفہ قضا ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ افسوس مینے مال یعنے گہوڑون کی دوستی کو یاد الٰہی سے زیادہ محبوب کہا یہانتک کہ آفتاب پردے مین جا چہپا۔

	خوان کہ القینا علی کرسیہ	چون بماند از تخت و ملکِ خود تہی
ترجمہ	دیکھہ القینا علی کرسیہ	رہ گئے وہ تخت و شاہی سے تہی

شرح یہ شعر فرد مے بست دم کی توضیح ہے یعنے چونکہ تدابیر سلطنت اور فکر مملکت کے ساتہ آپ کو زیادہ اشتغال رہتا تہا جو لبا اوقات مانع اشتغال یاد الٰہی ہے اسلیئے انگشتری امنیہ کے پاس بہول اٹے اور وہان سے اس دیو کے قبضہ مین چلی گئی۔ اور آپ تخت و ملک سے جریدہ اور تنہار ہگئے اگر انگشتری حفاظت الٰہی مین رکہی جاتی تو شاید یہ بات نہوتی۔

	چون بر فشست زین اندوہ گرد	بہر شاہان عالم رحم کرد
ترجمہ	اس سبب سے آپ کو جب غم ہوا	رحم سب شاہانِ عالم پہ کیا

شرح یعنے چونکہ حضرت سلیمان پر قضائے نماز اور سلطنت کے جاتے رہنے سے رنج ظاہری ہوا۔ اور یہ معلوم ہوگیا کہ مملکت مانع ذکر الٰہی ہے تو تمام بادشاہون پر رحم کہایا اور سوا اپنے اور کسیکو بلائے سلطنت مین مبتلا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ جب آپ سے نبی ہوکر سہو ہوگیا۔ تو دوسرے بادشاہون کو بہولکر بہی خدا یاد نہ آئیگا اور وہ ہرگز حقوق عباد اور حقوق اللہ کی حفاظت نہ کرسکینگے۔

	شد شفیع و گفت این ملک و لوا	باکمالے دہ کہ دادی مر مرا
ترجمہ	اور کہا اللہ یہ ملک و علم	کر کسی مجہ جیسے کامل پہ کرم

شرح دوسرے مصرع مین لفظ باکمالے کے بعد علامت مفعول محذوف ہے یعنے ملک باکمالے را بدہ یعنے ایسے صدمے اٹہاکر حضرت سلیمان نے بطور سفارش یہ کہا کہ الٰہی اپنی سلطنت کسی باکمال آدمی کو دیجیو جیسا کہ مجہے مرحمت ہوئی ہے مجہسے کمتر مرتبے والے کو نہ دیجیو کیونکہ وہ مراعات حقوق اللہ و حقوق العباد نکرسکیگا بعض شارحین کی رائے ہے کہ مولانا قدس سرہ نے بہت سے قصے نتیجہ نکالنے کے لیے خود اختراع کیے ہین مگر امنیہ کے نکاح اور انگشتری کی چوری اور صخر کے قبضہ کا قصہ جو یہود کا بہتان ہے انکی شان سے بعید ہے کہ سلیمانؑ جیسے نبی کی طرف منسوب کرین۔ اسلیئے ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ باوجود اسقدر روحانی اور جسمانی قوت اور تسخیر انس و جن وغیرہ کے امواج ملک یعنے تدابیر سلطنت نے آپ کا دم یاد الٰہی سے ہوکہ بند تہا یعنے آپ انشاء اللہ کہنا بہول گئے تہے اسلیئے آپ کی خواہش کے مطابق اولاد نہوئی بلکہ ایک مردہ بچہ آپکے تخت پر دکہانے کو لایا گیا۔ اسوقت آپنے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور ترک استثنا سے توبہ و استغفار کی گو وہ گناہ نہین تہا مگر انبیا کی شان کے خلاف تہا۔ اسصورت مین چون بماند از تخت و ملک خود تہی کے یہ معنے ہین کہ جسوقت بچہ تخت پر لایا گیا تو آپ کو ترک استثنا کا سہو یاد آیا اور اسیا استغفار مشتغل

الٰہی اللہ ہوئے کہ ملک اور تخت خیال دل سے جاتا رہا۔

ہر کرا بدہی و بخشی از کرم ∗ او سلیمان ست و آن کس ہم منم

ترجمہ: یہ کرم جس پر ہوا ے رب المنن ∗ وہ ہون مین یعنے سلیمان زمن

شرح سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ الٰہا بالفرض جسکو تو ایسا ملک دیگا جیسا مجکو دیا ہے تو وہ شخص سلیمان ہمت ہوگا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ وہ مین ہی ہون علمائے صوفیہ نے لکھا ہے کہ ہر نبی کی حالت کا عکس کم سے کم ایک ولی مین ضرور ہوتا ہے اُس نبی کی ولایت اس ولی مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ ولی اُس نبی کا نائب ہوتا ہے لیکن ادب کے لیئے یون کہا کرتے ہین کہ فلان ولی اُس نبی کے قدم بقدم ہے۔ چنانچہ اس شعر مین اہی معنون کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے شخص مین میری ولایت ظاہر ہوگی اگرچہ باعتبار تعین اور تشخص کے وہ میرا غیر ہوگا۔ مگر باعتبار حقیقت اور روح کے اُسے میرا عین سمجھنا چاہیئے یہ نکتہ نہایت لطیف اور سمجھنے کے قابل ہے اور اسکی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے۔

نبود او بعدی و لے باشد معی ∗ خود معی چہ بود منم بے مدعی

ترجمہ: وہ نہین بعدی و لیکن ہے معی ∗ کیا معی وہ خود ہون مین بے مدعی

شرح یہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا مقولہ ہے یعنے ایسا شخص میرے بعد نہوگا بلکہ رتبہ مین میرے ساتھ ہے اگرچہ باعتبار زمانہ مؤخر ہے۔ بلکہ میرے ساتھ ہونے کے کیا معنے۔ وہ مین ہی ہون بلا نزاع مدعی یعنے اس دعوے مین مدعی کچھ نزاع نہین کر سکتا۔ کیونکہ اعتبار معنے اور حقیقت کا ہے نہ کہ صورت کا اور حقیقت انسانی گوشت پوست اور ہڈیان نہین ہین بلکہ وہ ایک ایسی شئے ہے جو مظہر اسماء و صفات اور آئینہ تجلی ذات ہے اور یہ معنے ہر مظہر مین متحد ہین۔ اسلیئے اتحاد معنوی کے لحاظ سے مین اور وہ گویا ایک ہین۔

شرح این فرض ست گفتن لیک من ∗ باز مے گردم بقصۂ مرد و زن

ترجمہ: شرح اسکی فرض ہے تجھ پر مگر ∗ قصہ پھر کہتا ہون قصہ مختصر

شرح یعنے اگرچہ اس اتحاد معنوی کی شرح بیان کرنی فرض ہے لیکن چونکہ سر وحدت مین ضمناً یہ بحث معلوم ہوگی اسلیئے مین قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔

مخلص ماجرائے عرب و جفت او

ترجمہ: اعرابی درویش کے قصہ کا بقیہ اور اسکی اہلیہ کا حال

ماجرائے مرد و زن را مخلصے ∗ باز میجوید درون مخلصے

ترجمہ: مرد و زن کے حال کو برکندہ پوست ∗ مجھسے سننا چاہتا ہے ایک دوست

شرح پہلے مصرع مین مخلص بفتح المیم مصدر میمی بمعنے خلاص و تمام ہے اور دوسرے مخلص بضم المیم بمعنے دوست جس سے مولانا حسام الدین مراد ہین یعنے چونکہ اعرابی درویش اور اُسکی گہروالی کے قصہ کے بقیہ کو ایک سچے مخلص (مولانا حسام الدین) کا دل ڈہونڈہ رہا ہے اسلیئے مین قصہ کو تمام کردینا چاہتا ہون۔

	ماجرائے مرد و زن افتاد نقل	این مثال نفس خود می دان و عقل
ترجمہ	ماجرائے مرد و زن ہوتا ہے نقل	معنوی مطلب ہے اِسکا نفس و عقل

شرح یعنے گو حسب ظاہر ہمنے اعرابی درویش اور اسکی عورت کا قصہ نقل کیا ہے مگر باعتبار باطن عورت سے نفس امارہ اور مرد سے عقل مراد ہے اور یہ سب گفتگو اور نزاع گویا نفس و عقل کے مابین ہورہی ہے۔

	این زن و مردے کہ نفس ست و خرد	نیک بایست ست بہر نیک و بد
ترجمہ	مرد و زن کو تو سمجہ نفس و خرد	دو نو ہین پابند بہر نیک و بد

شرح یعنے یہ زن و مرد (نفس و عقل) دو نو نیک و بد کے لئے ہین عقل ہمیشہ پابند نیکی ہے اور نفس پابند بدی۔

	وین دو بایستہ درین خاکی سرا	روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
ترجمہ	اور یہ دو نو قالب انسان مین	روز و شب ہین جنگ کے میدان مین

شرح خاکی سرا (مٹی کے گہر) سے جسم انسانی مراد ہے یعنے نفس و عقل جسم انسانی مین رہکر ہمیشہ لڑتے جہگڑتے رہتے ہین نفس عقل کو نیکیون سے اور عقل نفس کو بدیون سے ہر وقت روکتی رہتی ہے انکی باہم مخالفت اکثر رہا کرتی ہے یا جنگ سے یہ مراد ہے کہ نفس عقل سے اپنی خدمت چاہتا ہے جسطرح عورت شوہر سے خرچ خانگی چاہا کرتی ہے اسلیئے دونو لڑتے رہتے ہین۔

	زن ہمے جوید حویج خانقاہ	یعنے آب رو و نان و خوان و جاہ
ترجمہ	زن طلب کرتی ہے ساز خانقاہ	ابروے و نان و خوان و عز و جاہ

شرح حویج تصغیر حاجت ہے اور خانقاہ سے مراد گہر ہے اور حویج اُس ساگ کو بہی کہتے ہین جو گوشت مین پکایا جاتا ہے اسصورت مین حویج سے جسمانی لذتین مراد ہین اور دوسرا مصرع حاجتون یا جسمانی لذتون کی تفسیر ہے مطلب یہ کہ جسطرح عورت اپنے گہر کی حاجتین اور خانہ داری کے ضروری سامان شوہر سے طلب کیا کرتی ہے اسیطرح نفس اپنی حاجتین یا لذائذ جسمانیہ (مثلاً کہانا۔پانی۔دنیوی عزت وغیرہ) عقل سے طلب کرتا ہے۔ بعض نسخون مین حوائج خانقاہ ہے۔ اسصورت مین حوائج جمع حاجت ہے بفک اضافت۔

	نفس ہمچون زن پئے چارہ گری	گاہ خاکی گاہ جوید سروری
ترجمہ	نفس کی حالت پئے چارہ گری	گاہ خاکی ہے کبہی ہے سروری

شرح یعنے نفس امارہ حصول لذت جسمانی کی حیلہ سازی کے لیے کبھی منسوب بخاک یعنے ذلیل اور متواضع ہوجاتا ہے اور کبھی ریاست اور عظمت کا طالب ہوتا ہے۔ اُسکا ذلیل و متواضع ہوتا اور طلب عظمت یہ دونو باتین حصول لذات کے لیئے ہین جیسا کہ بعض پیٹ بھری عورتین فقط بازار کی سودے کہانے کو محنت مزدوری کرتی ہین مطلب یہ کہ نفس لذات جسمانی کے حاصل کرنے کو کبھی عقل معاد کے سامنے ذلیل ہوکر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور کبھی اپنی عظمت اور ریاست ظاہر کرتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اُسیر غالب آجائے۔

عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست	در دماغش جز غم اللہ نیست
ترجمہ: عقل ان فکرون سے نا آگاہ ہے	اُسکو کچا غم جز غم اللہ ہے

شرح یعنے باوجودیکہ نفس امارہ عقل سے لذائذ دنیا کا طالب ہتا ہے مگر عقل اُسکے ایسے بُرے خیالات سے واقف ہین کیونکہ عقل عشق الٰہی اور خالق کون ومکان کی فرمان بری کے سوا اور کچہ جانتی ہی نہین۔

گرچہ سِرّ قصہ این دانہ ست و دام	صورت قصہ شنو اکنون تمام
ترجمہ: راز قصہ دانہ ہے یہ اور یہ دام	ظاہری قصہ کو اب سن لے تمام

شرح دانہ سے مراد عقل ہے جو دانہ مزرع وجود انسانی مین نشو و نما پاکر باعث بار آوری معرفت ہے اور دام سے مراد نفس ہے جو انسان کو لذات جسمانی اور حظوظ دنیائے فانی کی طرف کہینچتا ہے۔ یعنے ایمخاطب یا اے حسام الدین اگرچہ اس قصہ کا بیرا اور باطنی معنوی یہ ہین جو مینے اب تجکو بتا دیئے ہین یعنے مرد عرب سے مراد عقل معاد ہے اور عورت سے نفس امارہ مگر اب پورا پورا ظاہری قصہ بہی سُن لے۔ کیونکہ فقط بیان معنوی اور اشارہ مخاطب کے سمجہانے کے لیئے ناکافی ہے۔ بلکہ معنوی اور ظاہری دونون طرح سے خوب مطلب سمجہ مین آجاتا ہے چنانچہ آیندہ مولانا قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سمجہانے کے لیے فقط بیان معنوی کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ ظاہری باتین اور مثالین بہی ضرور ہونی چاہییں۔

گر بیان معنوی کافی شدے	خلق عالم عاطل و باطل شدے
ترجمہ: بس اگر ہوتا بیان معنوی	آفرینش خلق کی بیکار تہی

شرح یعنے اگر فقط ایمان قلبی اور عرفان باطنی بلا وجود اعمال ظاہری وصول الی اللہ کے لیے کافی ہوتا تو عالم کا پیدا کرنا بیکار اور بالکل باطل ہوجاتا۔ کیونکہ اعمال تو غیر ضروری چیز ٹھہرتے اور عرفان باطنی و ایمان قلبی امر مخفی شے ہے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ طالح و صالح اور فاسق غافل و مومن مجاہد فی اللہ مین تمیز نہ رہتی۔ اور نماز روزہ حج و زکاۃ اور جمیع اعمال شرعیہ بیکار ہوجاتے پیغمبرون کا دنیا مین آنا بیفائدہ ہوتا۔ اور حبیب انبیاء جو خلیفۃ اللہ ہین عالم مین تشریف نہ لاتے تو دنیا ہرگز پیدا نہوتی۔

کامل بمعنے کافی ہے کیونکہ بعض نسخون مین کافی سندی اور باطل بدی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر بیان معنوی بالتوجہ کامل ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاتا تو لوگ بالکل تارک الدنیا بنجاتے اور دنیا سر بسر اُجڑ جاتی ہے۔

گر محبت فکرت و معنیستے	صورت صوم و نمازت نیستے
ترجمہ: گر محبت فکر و معنے کا ہو نام	ہون نماز و روزہ لاشے اے ہمام

شرح یعنے اگر محبت الٰہی صرف فکر اور معنے یعنے عمل قلب اور تصدیق بالجنان ہوتا اور ظاہری اعمال اور صورت طاعات (جسمین اقرار باللسان بھی داخل ہے) کی حاجت نہوتی تو روزہ نماز اور تمام ارکان شرعیہ غیر ضروری اور سر بسر بشریت ہوجاتے حالانکہ ارکان شرعیہ کی بجا آوری سب سے پہلا فرض ہے اسلیئے وہ صوفی جو پابند شریعت نہین ہے شیطان بصورت انسان ہے۔

ہدیہائے دوستان با یکدگر	نیست اندر دوستی الّا صُوَر
ترجمہ: تحفہائے دوستان باہمدگر	ظاہرا ہوتی ہین چیزین سب بسر

شرح صُوَر جمع صورت ہے یعنے ظاہری چیزین مطلب یہ کہ دوست جو باہم ایک دوسرے کو تحفہ بھیجا کرتے ہین وہ تحفہ مجسم اور کوئی ظاہری چیز ہوا کرتا ہے مثلاً دلی کا حلوا سوہن۔ لکھنؤ کا عطر حنا لاہور کے ریشمی ازاربند۔ جلیبور کا کیوڑہ۔ اسیطرح محبان الٰہی جو اپنے حبیب کی طرف ہدیہ بھیجتے ہین وہ بھی ظاہری چیزین یعنے اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہا ہونی چاہئین۔ جنسے محبت کا اظہار ہو۔

تا گواہی دادہ باشد ہدیہا	بر محبت ہائے مضمر در خفا
ترجمہ: تاکہ ہو جائین یہ سب تحفے گواہ	دلمین پوشیدہ محبت کو ہے راہ

شرح یعنے ظاہری تحفے اسلیئے بھیجے جاتے ہین تاکہ باہم ایک دوسرے کی باطنی محبت پر گواہی دین۔ حدیث شریف مین ہے تَہَادَوْا تَحَابُّوْا یعنے اے لوگو باہم ہدیے بھیجا کرو اس سے تم باہم ایک دوسرے کے دوست بنجاؤگے۔ فی الواقع محبت بڑہانے مین باہم تحفے بھیجنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند	بر محبتہائے سرّ ارجمند
ترجمہ: کیونکہ احسانہائے ظاہر پُر شعور	باطنی اُلفت پہ شاہد ہین ضرور

شرح یعنے یہ ظاہری تحفے تحائف بھیجنے کا دستور اسلیئے اچھا ہے کہ یہ بات پوشیدہ اور دلی محبت کا اظہار کیا کرتی ہے باہم ہدیے وہی لوگ بھیجتے ہین جو باہم دلی اتحاد رکھتے ہین علیٰ ہذا القیاس ارکان شرعیہ کے ظاہری تحفے (روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہ) اسبات کے گواہ ہین کہ بھیجنے والے کو خدا سے دلی محبت ہے بعض نسخون مین بر محبتہائے سر اے ارجمند ہے۔

	مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ		شاہدت گہ راست آید گہ دروغ	
	مست مے سے ہے گاہ گاہ ہے مست دوغ		گاہ شاہد راست ہے گاہے دروغ	ترجمہ

شرح چونکہ ظاہری ہدیہ (عبادت الٰہی) کبھی بھیجنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہین ہوتا اسلیئے مولانا قدس سرہٗ بطور نصیحت یہ فرماتے ہین کہ اسے شخص تو جو اپنے دوست کو ہدیہ بھیجتا ہے وہ کبھی تو عمدہ ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور تو نے جسکو اپنا گواہ بناکر بھیجا ہے وہ کبھی تو سچ بولتا ہے جسکو حاکم قبول کرلیتا ہے اور کبھی جھوٹ جسکو وہ رد کردیتا ہے اسیطرح تیرے ظاہری اعمال کبھی خالص لوجہ اللہ ہوتے ہین انکو گواہ صادق سمجھکر اللہ تعالےٰ قبول کرلیتا ہے۔ اور کبھی کاذب اور دکہانے سنانے پر مبنی ہوتے ہین ایسے گواہ رد کردیئے جاتے ہین جیسا نشہ باز کبھی شراب سے مست ہوتا ہے اور کبھی کئی دن کے سڑی ہوئی چہاچہہ سے نتیجہ یہ کہ جس شخص کے اعمال خالص ہین وہ مست شراب محبت الٰہی ہے اور جسکی غیر خالص ہین وہ بدمست شراب ریا و سمعہ ہے۔ اسکے اعمال مقبول ہین اور اسکے نامقبول وہ برگزیدۂ الٰہی ہے اور یہ راندۂ درگاہ۔

	ہاے و ہوے و سرگرانی ہا کند		دوغ خوردہ مستیئے پیدا کند	
	سر دکہا دیتی ہے اسکی ہاے و ہو		چہاچہہ پیکر مست ہے وہ زشت خو	ترجمہ

شرح یعنے ریاکار شخص مستی محبت حق ظاہر کرتا ہے یعنے اپنے اعمال کو اسطرح دکہاتا ہے گویا مقبول حق ہین اور ایسا شور وغل مچاتا ہے جو باعث سرگرانی سامعین ہے یعنے ایسا غل کرتا ہے جس سے وہ مست بادۂ محبت پایا جائے حالانکہ اُسکو محبت کا نشہ نہین ہوتا حضرت ابن مبارک نے معاذ بن جبل رضؓ کو ایک حدیث سنائی جسکا مفہوم یہ تہا کہ اللہ تعالےٰ نے ساتون آسمانون مین ایک ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کاتبین اعمال بندون کے عمل آسمانون کی طرف لیکر چڑہتے ہین تو اول آسمان پر فرشتہ محافظ غیبت روک کر یہ کہتا ہے کہ یہ اعمال قابل قبول نہین کیونکہ انمین غیبت ملی ہوئی ہے جب کسیطرح اس سے نجات ملتی ہے تو علےٰ ہذا القیاس دوسرے آسمان پر فرشتہ محافظ تفاخر (فخر حسب ونسب) اور تیسرے پر فرشتہ تکبر چوتہے پر فرشتہ عجب پانچوین پر فرشتہ حسد چہٹے پر فرشتہ شکایت تقدیر الٰہی ساتوین پر فرشتہ محافظ طلب آبرو آدمیان وعبادت ریائی موجود ہے جب ان سب سے نجات ہوتی ہے اور اعمال حضرت رب العلمین پیش کیے جاتے ہین اور بہیجانے والے فرشتے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہین تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم محافظ اعمال ہو اور مین واقف حالت قلب ہون ان اعمال سے اسنے کسی اور معبود کو مقصود سمجہا ہے یہ میرے لئے نہین کیئے۔ اُسوقت اس شخص پر تمام فرشتے لعنت بہیجتے ہین

اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا عن سوء الاعمال والنیات۔۔ اے خدا ہمین برے اعمال اور بری نیت سے بچا۔

	آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام		مے نماید جدّ و جہدے بس تمام
ترجمہ	ہے ریائی اُسکا سب روزہ نماز		گو وہ ظاہر مین ہے پورا با نیاز
	تا گمان آید کہ او مست ولاست		چون حقیقت بنگری غرق ریاست
ترجمہ	تا یقین آئے کہ ہے مستِ وِلا		اور حقیقت مین ہے وہ غرق ریا

شرح یہ دو نو شعر بطور قطعہ بند گزشتہ شعر کی شرح ہین۔ یعنے سطری ہوئی چہاچہہ سے بدمستی ظاہر کرنے اور دکہانے سُنانے کے لیئے اللہ کی ضربین لگانے والا نماز روزہ مین صرف آدمیون کے دکہانے کے لیئے حد سے بڑہکر کوشش کرتا ہے تاکہ خلقت کو یقین آجائے کہ وہ خدا کی محبت مین مست ہے لیکن حقیقت حال پر نگاہ ڈالیئے تو ایسا آدمی سر بسر ریاکاری کے دریا مین ڈوبا ہوا نکلے گا۔

	حاصل افعال برونی رہبرست		تا نشان باشد برآنچہ مضمرست
ترجمہ	الغرض فعل برونی سر بسر		ہین برائے سِرِّ مخفی راہبر

شرح یعنے ہمارے پچہلے اشعار کا حاصل یہ ہے کہ افعال ظاہری اور طاعات صوری اُس محبت کی جو دلمین پنہان ہے رہبر اور دلیل ہین جو شخص افعال ظاہری کو نہین بجالاتا اُسکے دلمین محبت الٰہی نہین ہے اور جو بجالاتا ہے وہ ضرور محبت رکہتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ رہبر کبہی سیدہے رستہ لیجاتا ہے اور کبہی رستہ بہولجاتا ہے اسیطرح اعمال کبہی خالص ہوتے ہین اور کبہی مبنی بر ریا اعمال ریائی سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے بعض نسخون مین رہبر کی جگہ دیگر ہے یعنے افعال ظاہری افعال قلبی سے جدا ہین لیکن افعال ظاہری اسلیئے موضوع ہوئے ہین کہ افعال باطنی کے علامت بنجائین۔

	راہبر گہ حق بود گاہے غلط		گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط
ترجمہ	رہنما حق پر ہے گہ گاہے غلط		برگزیدہ ہے کبہی گاہے سقط

شرح گزیدہ بمعنے برگزیدہ اور سقط بمعنے بیہودہ ہے یعنے ظاہری اعمال کبہی برحق ہوتے ہین اور کبہی سر بسر غلط کبہی بیہودہ یعنے عبادت کبہی خالص اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور کبہی دکہانے سُنانے کے لیئے اعمال ریائی سے بچنا چاہیئے

	یارب آن تمییز دہ مارا بخواست		تا شناسیم آن نشان کژ ز راست
ترجمہ	یا خدا پہچان ایسی ہمکو دے		تا سمجہ لین راست کو نا راست سے

شرح خواست بمعنے دعا و طلب ہے یعنے الٰہی ہم تجہسے ایسی تمیز مانگتے ہین جسکے باعث ہمین سیدہا رستہ ٹیڑہے رستہ سے جدا ہو کر معلوم ہو جائے یعنے یہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارا رہبر سیدہے رستہ

لیجاتا ہے یا طیب سے رت سے مطلب یہ کہ ہمکو اچھے برے اعمال کی تمیز دے تاکہ ہم ریائی اعمال کو چھوڑدین اور خالص کو اختیار کرلین۔ تاکہ ہمین ہمارے اعمال کی اوجرت اور تیری رضامندی کا ثمرہ ہو جائے۔

	حس را تمیز دانی چون شود	آنکہ حس ینظر بنور اللہ بود
ترجمہ	ہم بتاتے ہین تجھے حس کی تمیز	نور حق سے دیکھ لے جو اے عزیز

شرح پہلا مصرع سوال ہے اور دوسرا جواب۔ یعنے المخاطب کیا تجھے معلوم ہے کہ حس کو نیک و بد کی تمیز کیونکر ہوتی ہے اسطرح ہوتی ہے کہ تیری حس خدا کے نور کی روشنی سے اشیاء کو دیکھنے لگے حس ظاہری بالکل بے تمیز ہے۔ نور خدا سے دیکھنے والی حس کا نام روشن ضمیری ہے

	ور اثر نبود سبب ہم مظہر است	ہمچو خویشی کز محبت مخبر است
ترجمہ	بے سبب ہے مظہر الفت ہے اثر	دیتی ہے خویشی محبت کی خبر

شرح یہ شعر زانکہ احسانہائے ظاہر شاہد اند۔ کے متعلق ہے یعنے اگر کسی مین احسانہائے ظاہر اور اعمال صوری جو اثر محبت الٰہی ہین ملحوظ نہون تو سبب ہی مظہر محبت ہے سبب سے مراد ترک دنیا اور تجرد عن غیر اللہ ہے جس شخصکو تم تارک دنیا دیکھو اگرچہ اسکے اور اعمال ظاہری مثلاً روزہ نماز تمہین نظر نہ آئین مگر یہ سمجھ لو کہ وہ ضرور محبت الٰہی رکھتا ہے مگر شدت احتیاط ریا کے باعث اعمال ظاہری کو ظاہر طور پر ادا نہین کرتا۔ اور اس سبب کے مثال ایسی ہے جیسا کہ قرابت اور آپس کا رشتہ اگرچہ ایک دوسرے سے احسان نہ کرے۔ مگر باہم محبت ضرور ہوتی ہے۔

	نبود آنکہ نور حقش شد امام	مر اثر را یا سببہا را غلام
ترجمہ	ہو گیا ہے نور حق جسکا امام	کب اثر کا یا سبب کا ہے غلام

شرح یعنے نور حق جسکا رہبر ہے اور جو مصداق ینظر بنور اللہ ہے وہ اثر یعنے اعمال ظاہری اور سبب یعنے ترک دنیا کا محتاج نہین اگر اسکی جانب سے کوئی اثر یا سبب ظاہر نہو تو اسکی محبت مین فرق نہین آتا کیونکہ وہ فانی فی اللہ ہے۔ اور فانی اثر یا سبب کا محتاج نہین ہوتا۔

	چونکہ نور اللہ در آمد در مشام	مر اثر را ہیچ کس نبود غلام
ترجمہ	منظہر نور خدا ہو جب مشام	کب اثر کا کوئی ہوتا ہے غلام

شرح یعنے جب نور الٰہی نے دل و دماغ کو روشن کردیا تو اظہار اثر و سبب کی ضرورت نہین رہتی یہ گذشتہ شعر کی تشریح ہے

	تا محبت در درون شعلہ زند	زفت گردد وز اثر فارغ کند
ترجمہ	عشق دل مین ہو گیا جب شعلہ ریز	سب سے فارغ کر گئی یہ نار تیز

شرح یعنے جب محبت الٰہی نے کسیکے دلمین آگ لگادی اور وہ آگ بتدریج بڑہتی گئی تو وہ شخص ایسا ہوگیا جیسا کہ آگ پر
زال ہوتی ہے یعنے اُسکا وجود عارضی فنا ہوگیا اور اُس شعلہ نے اُسکو اظہار اثر یعنے عمل ظاہری سے فارغ کردیا
مگر اسحالت مین بہی اعمال کا بجا لانا امتثال امر الٰہی کے لیے فرض اور ضروری ہے

	حاجتش نبود پے اعلام مہر		چون محبت نور خود زد بر سپہر
ترجمہ	پہر نہین ہے حاجت اظہار مہر		عشق ہو جب نور افزائے سپہر

شرح مہر بمعنے محبت ہے۔ اور سپہر سے اولیاء اللہ کا آسمانِ دل مراد ہے جو مظہر خورشید محبت الٰہی اور مصدر
انوار نامتناہی ہے مطلب یہ کہ جس شخص کے دلمین محبت الٰہی نے اپنا نور پہیلا رکہا ہے اُسکو اس باطنی محبت کے
اعلام (اظہار) کی حاجت نہین ہے کیونکہ عاشقون کے دل مین داغ عشق جسکو محبت کا آفتاب کہنا چاہیے خود ہی روشن ہے

	ہست تفصیلات تا گردد تمام		این سخن لیکن بجو تو۔ والسلام
ترجمہ	ہے بڑی تفصیل تا ہو اختتام		یہ سخن۔ لیکن طلب کر والسلام

شرح این سخن تا گردد تمام کا فاعل ہے۔ یعنے سخن معرفت و اسرار کے تمام ہونے کے لیے بہت سی تفصیلین
ہین اے طالب اگر تو تمامہ اُسنے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی مُرشد کامل سے ڈہونڈہ والسلام یعنے اب
ہمارا اسلام ہے ہم کہانتک اسرار لکہینگے حال قال کے ذریعہ سے اچہی طرح سمجہ مین نہین آسکتا۔ اسلیئے اسکی
طلب مُرشد کامل سے چاہیئے۔ تاکہ بذریعہ کشف تمام اسرار و حالات خود بخود ظاہر ہوجائین۔

	گرچہ شد معنے درین صورت پدید		صورت از معنے قریب است و بعید
ترجمہ	گرچہ اس صورت مین معنے ہین پدید		دو نو کچہ نزدیک ہین کچہ ہین بعید

شرح یعنے اگرچہ صورت حکایات اور کلمات مین معنے اور اسرار ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن صورت معنے سے من وجہ قریب
ہے اور من وجہ بعید۔ قریب اس وجہ سے ہے کہ مخاطب الفاظ سے ہی کچہ نہ کچہ مطالب سمجہ ہی لیتا ہے اور بعید
اسلیئے کہ جب تک مخاطب خود معنوی یا طالب معنی نہو حال صرف قال سے اچہی طرح مفہوم نہین ہوتا۔

	در دلالت ہمچو آبند و درخت		چون بماہیت روی دورند سخت
ترجمہ	ہین بظاہر صورت آب و درخت		اور ماہیت مین دونون دور سخت

شرح یعنے صورت معنے پر اسطرح دلالت کرتی ہے۔ جسطرح درخت پانی پر لیکن جب پانی اور درخت کی
ماہیت کو دیکہیے تو دونو مین بہت فرق ہے۔ پانی کی ماہیت جوہر سیال ہے اور درخت کی جسم نامی اسیطرح
صورت اور معنے مین مناسبت بہی ہے اور منافرت بہی صورت طاعات کو درخت اور محبت الٰہی کو
پانی سمجہنا چاہیئے طاعت بیشک محبت پر دلالت کرتی ہے بعض نسخون مین دلالت کی جگہ ولادت ہے

اسصورت مین معنے ظاہر ہین بعض شارحین نے معنے سے ذات حق مراد لی ہے جو صورت مین ظاہر ہے کیونکہ ذات اس اعتبار سے کہ صورت اسکا مظہر ہے بہت قریب ہے اور اس اعتبار سے کہ ذات موجود حقیقی ہے اور صورت موجود بغیرہ ہے دونون مین بعد ہے۔ یہ عینیت اور غیریت کا نکتہ غور سے سمجھنے کے قابل ہے

	دانہ بین کز آب وخاک وآفتاب		چون درختے گشت سالم در شتاب
ترجمہ	دیکھہ آب وخاک و مہر اے نیکبخت		جن سے دانہ ہوگیا سالم درخت
	در بماہیت بگردانی نظر		دور دور ند اینہمہ از یکدگر
ترجمہ	انکی ماہیت پہ گر ڈالے نظر		دور ہے اک اک سے اک اک سربسر

شرح اس قطعہ مین اسی صورت ومعنے کے من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہونے کی شرح ہے یعنے ایطالب دانے کو دیکھہ کہ پانی اور خاک اور تاثیر آفتاب کے باعث زمین سے نکلکر ایک عالیشان درخت بنگیا ہے اور چار چیزین ایک جگہ جمع ہین مگر حقیقت کو دیکھیے تو پانی اور خاک اور آفتاب اور دانہ چارون کے چارون الگ الگ ہین۔ یہی حال صورت ومعنی کا ہے کہ باہم قریب بھی ہین اور بعید بھی۔

	ترک ماہیات وخاصیات گو		شرح کن احوال آن دو رزق جو
ترجمہ	ترک ماہیات وخاصیات کر		حال مردون کا سُن لے سربسر

شرح مولانا اپنے نفس کو مخاطب فرماکر یہ کہتے ہین کہ درخت وغیرہ کی ماہیتون اور پانی کی خاصیتون کا تذکرہ جو اعرابی ودرویش کے قصہ مین بطور جملہ معترضہ آگیا تھا چھوڑکر ان دو روزی ڈھونڈنے والون (اعرابی درویش اور اسکی اہلیہ) کا بقیہ حال سُنادے تاکہ سُننے والے کو قصہ کا نتیجہ معلوم ہوجائے

دل نہادن مرد عرب بر التماس دلبر خویش وسوگند خوردن کہ مرا درین تسلیم حیلہ وامتحانی نیست

ترجمہ	مرد عرب کا اپنی اہلیہ کے التماس کو دل لگاکے سننا اور اسپر مبالغہ کرنا کہ مین اس تسلیم مین کوئی حیلہ یا امتحان نہین کرتا

	مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف		حکم داری تیغ برکش از غلاف
ترجمہ	مرد بولا چھوڑ بیٹھا مین خلاف		رکھہ امر ی گردن پہ تیغ بے غلاف

شرح یعنے مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اب مین تیری مخالفت سے درگذرا تو حاکم ہے مین محکوم اسوقت تو تلوار کھینچکر مجھے جان سے مار ڈالے گی تو بھی سرکشی نہ کرونگا۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ تو حق پہ تھی یہی حال عقل کا ہے کہ جب نفس اسکے سامنے لوامہ یا مطمئنہ کی صورت مین ظاہر ہو تو عقل اسکی مطیع ہوجاتی ہے

	ہرچہ گوئی مر ترا فرمان برم		در بد ونیک آید آن را ننگرم
ترجمہ	جو کہے تو مین ہون فرمان بر ترا		نیک وبد کچھہ کر نہین سکتے مرا

شرح یعنے اے عورت مین آج سے ایسا تیرا فرمان پذیر رہونگا کہ تیرے حکم کی تعمیل مین اپنے نفع یا نقصان کی طرف نہ دیکھونگا حتے الامکان جس بات کا تو حکم دیگی اُسے دل و جان سے بجالاؤنگا۔

در وجود تو شوم من منعدم	چون محبم حُبّ یُعمِیْ و یُصِم
ترجمہ تیری ہستی مین ہوا مین ہیچ سے	کیونکہ الفت اندہا بہرہ کرتی ہے

شرح یعنے اے عورت مین آج سے تیری ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو کالعدم سمجھتا ہون یعنے تیرے ارشاد بجا لانے مین مجھے اپنی جان کی پروا نہین ہے۔ کیونکہ مین تیرا محب یعنے چاہنے والا ہون اور تو محبوبہ ہے یعنے تجکو اپنی جان کا اختیار دیدیا ہے۔ یا اسلیئے کہ عاشق معشوق کے ہاتہ مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ حُبُّکَ الشَّیْءُ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ یعنے محبت آدمی کو اندہا اور بہرہ کردیتی ہے عاشق کو اچہا برا کچہ نہین سوجہتا۔ اور وہ اپنی دشمن کیسکی نہین سُنتا۔ یہی حال عقل کا نفس مطمئنہ کے ساتہ ہے کہ جب نفس کو مرتبۂ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے تو عقل اُسکی فرمان پذیر ہوجاتی ہے۔

گفت زن آہنگ برّم میکنی	یا بحیلت کشف سرّم میکنی
ترجمہ بولی عورت کیا بھلے ہے عزم بر	چاہتا ہے مجھسے یا اظہار سر

شرح بر بالکسر یعنے احسان ہے جس سے انقیاد اور کمال محبت مراد ہے یعنے عورت نے مرد کی حد سے بڑہی ہوئی زبانی محبت دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص کیا تو فی الواقع میرے ساتہ احسان کرنے اور آیندہ میری دلی اطاعت کا ارادہ رکہتا ہے۔ یا اظہار محبت کے بہانہ سے فقط میرا بھید لینا چاہتا ہے اور اس سے تیرا صرف یہ منشا ہے کہ مین آیندہ تجہسے کسی کام کے متعلق اپنے دل کی بات کہون اور تو مجھے حریص یا طماع کہکے میری ہنسی اُڑائے جیسا کہ پہلے اُڑا چکا ہے اسیطرح نفس امارہ فریب دینے کے لیئے عقل کو ٹٹولا کرتا ہے

گفت واللہ عالم السّر الخفی	کافرید از خاک آدم را صفی
ترجمہ بولا وہ باللہ دانائے خفی	جسنے آدم کو کیا پیدا صفی

شرح عورت کے اطمینان دلانے کو مرد نے قسم کہاکر یہ کہا کہ اُس خدا کی قسم جو چھپے ہوئے بھید ونکا جاننے والا ہے اور جسنے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے مین اس اظہار محبت سے نہ تیرا امتحان لینا چاہتا ہون اور نہ یہ محبت جہوٹی شیخی پر مبنی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرا فرمان پذیر ہوگیا ہون لفظ صفی آفرید یا آدم سے حال واقع ہوا ہے اور اس قسم کا جواب بہت سے اشعار کے بعد آیندہ آئیگا۔

در سہ گز قالب کہ دادش وا نمود	ہرچہ در ارواح و در الواح بود
ترجمہ قالب آدم مین سب کچہہ رکہدیا	عالم ارواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح سہ گز قالب (تین گز کے جسم) سے حضرت آدم کا بدن مراد ہے یعنے اُس خدا کی قسم جسنے آدمؑ کو تین گز کا جسم عنایت فرمایا اور اسمین عالم ارواح اور الواح غیب کے تمام اسرار ظاہر کردیئے یعنے آدمؑ کو جامع حقائق ملکوتی وجبروتی ولاہوتی وناسوتی بنایا اور اُنکے علم کو فرشتون کی معلومات سے بڑہا دیا۔

	یاد داد ش لوح محفوظ وجود		تا بدانست آنچہ در الواح بود
ترجمہ	علم لوح ذات خود اُنکو دیا		کہلگیا الواح مین جو کچہ کہ تہا

شرح یعنے اللہ تعالیٰ نے آدم کو لوح محفوظ وجود یعنے خود اُنکی ہستی یا مطلق وجود النسانی کی کیفیت بتادی کیونکہ جبتک وہ اپنے وجود کو نہ جانتے علم الواح غیب ہرگز ہرگز حاصل نہوتا۔ حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔ عارفان الٰہی وہی ہین جو اپنی نفس کی حقیقت سے آگاہ ہین اسیلئے حضرت آدمؑ کو پہلے اُنکے نفس کی حقیقت بتائی گئی۔ اور پہر غیب کی تختیان پڑہائی گئین۔ جبتک آدمی اپنے وجود موہوم کی نیستی کو خیال مین نہین لاتا خدا کی ہستی کو ہرگز نہین پہچان سکتا۔

	تا ابد ہرچہ کہ از پس بود و پیش		درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَاءِ خویش
ترجمہ	تا ابد پہر علم اک اک چیز کا		عَلَّمَ الْاَسْمَاءِ سے اُنپر کہلگیا

شرح لفظ تا ابد اس بات پر قرینہ ہے کہ یہان سے از ازل محذوف ہے یعنے ازل سے ابد تک جو چیز کہ زمانۂ حضرت آدم کے بعد آنیوالی تہی اور جو اس سے پہلے ظاہر ہوچکی تہی اللہ تعالیٰ نے اُن سب کا علم آدمؑ کو دیدیا تہا اور اسکا سبب یہ تہا کہ اُنکو اسمائے جسنے سکہائے گئے تہے جنکی حکومت نے تمام موجودات کو مغلوب کر رکہا ہے بعض نسخون مین تا ابد ہرچہ بود او پیش پیش ہے یعنے زمانۂ ابد تک جو شئے آگے آگے آنیوالی تہی اُسکا علم بطور پیشگی آدمؑ کو دیا گیا تہا۔ نظر بر انجام دونون نسخون کا مطلب ایک ہے

	تا ملک بیخود شد از تدریس او		قدس دیگر یافت از تقدیس او
ترجمہ	اس سے بیخود تہے فرشتے سربسر		ہاتہ اُنکے لگ گیا قدس دگر

شرح یعنے حضرت آدمؑ کو ایسا علم لدُنّی دیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی اس تدریس سے جو آدمؑ کے ساتہ مخصوص تہی حیران ہوگئے۔ اور سب نے یکزبان ہوکر یہ کہا کہ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (اے خدا تو سب طرح کے نقصانون سے پاک ہے ہمین اُسیقدر علم ہے جتنا تونے دے رکہا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اسمائے خاص کے ساتہ حضرت رب العلا کی تسبیح وتقدیس کی تو فرشتون نے بہی سیکہہ لی چنانچہ آیت مذکورہ مین اسم علیم وحکیم حضرت آدمؑ ہی کی تسبیح مین سے فرشتون نے معلوم کیا ہے۔ ورنہ فرشتے خاص خاص اسماء سے واقف تہے اور اُنکی تسبیح سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ تہی۔

آن کشادے شان کہ آدم وا نمود — **در کشاد آسمانہا شان نبود**

ترجمہ: کشف انہیں آدم سے جو حاصل ہوا — بالیقین وہ آسمانون مین نہ تہا

شرح: اول مصرع مین کشاد بمعنے کشف اور دوسرے مین بمعنے فراخی ہے اور ضمیر شان فرشتون کی طرف راجع ہے یعنے بعض اسمائے صفات کا کشف جو فرشتونکو ہوا یہ حضرت آدم ہی کے باعث سے تہا۔ اور یہ کشف با وجود اسقدر وسعت کے انکے آسمانون کی فراخی مین نہ تہا۔ یعنے فرشتے اور آسمان علم لدنی سے محروم تہے۔

در فراخی عرصۂ آن پاک جان — **تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان**

ترجمہ: ہے فراخ اتنی فضائے پاک جان — تنگ جسکے آگے ہین سات آسمان

شرح: یعنے آدم کی جان پاک اور روح لطیف کے میدان کی فراخی کے مقابلہ مین وسعت ہفت آسمان تنگ ہے کیونکہ حضرت آدمؑ یا انسان کامل کا عرصۂ روح اور فضائے قلب ہفت آسمان و زمین اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے اسلیئے کہ روح اور قلب مظہر اسماء و صفات الٰہی ہین اور اسکے سوا تمام موجودات صرف مظہر قدرت خداوندی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مظہر اسماء و صفات کا مرتبہ مطلق مظاہر سے بدرجہا بلند ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — **من نگنجم ہیچ در بالا و پست**

ترجمہ: نقل پیغمبر سے ہے قول خدا — پست و بالا مین نہین ہے میری جا

شرح: اس شعر مین مولانا اس دعوے پر کہ روح اور قلب انسان کامل زمین و آسمان اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے شہادت لائے ہین حدیث قدسی ہے کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن کیونکہ ذات الٰہی جامع جمیع اسماء و صفات ہے اور ہر شے مین اسی خاص اسم کی گنجایش ہے جسکا وہ مظہر ہے۔ اسلیئے عرش یا زمین یا آسمان مین جمیع اسما کی گنجایش نہین ہے۔ البتہ قلب مومن بالقوہ جامع جمیع اسما و صفات ہے اسلیئے اسمین سب کی گنجایش موجود ہے۔ اور آیندہ شعرونمین انہی معنونکی طرف اشارہ ہے

در زمین و آسمان و عرش نیز — **من نگنجم این یقین دان اے عزیز**

ترجمہ: ہو زمین و آسمان یا عرش ہو — مین سما سکتا نہین اے نیک خو

در دل مومن بگنجم اے عجب — **گر مرا جوئی دران دلہا طلب**

ترجمہ: ہے دل مومن مری جا اے عجب — مومنون کے دل مین کر مجہکو طلب

شرح: یہ دونو شعر بطور قطعہ بند اسی حدیث قدسی کا ترجمہ ہین جو ہم پہلے نقل کر چکے ہین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین بالا و پست اور زمین و آسمان اور عرش و کرسی وغیرہ کسی چیز مین نہین سما سکتا، بلکہ مومن کے دل مین رہتا ہون اور میرے ڈہونڈنے والے مجہے مومن کے دل ہی مین پا سکتے ہین۔

عرش مین صرف استوائے اسمِ رحمن کی گنجایش ہے اور کرسی مین صرف استوائے اسمِ رحیم کی اور مومن کامل کے دل مین جمیع اسمائے صفات کی اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ مومن کا دل نہایت وسیع ہے

گفت فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ ❊ جَنَّۃً مِّنْ رُؤْیَتِیْ یَا مُتَّقِیْ

ترجمہ: کہدیا داخل ہو بندون مین مرے ❊ جنت دیدار حاصل ہو تجھے

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنے اے نفس مطمئنۃ خوش خوش اپنے رب کی طرف پھر آ۔ اور میرے نیک بندون مین شامل اور میری جنت مین داخل ہو۔ علمائے ظاہر نے اس آیت کو مومنین کاملین کی موت کے وقت پر محمول کیا ہے یعنے انکو مرتے دم خدا کی طرف سے یہ بشارت آتی ہے اور علمائے باطن نے یہ معنے لیئے ہین کہ اے نفس مطمئنہ ماسوے اللہ سے اعراض کر کے اللہ کی طرف رجوع کر اور فقط اُس ذات سے جسکا تو مظہر ہے خوش رہ کیونکہ وہ تجھسے خوش ہے اور باطن عباد کاملین مین داخل ہو اُسمین تجھکو میرا دیدار حاصل ہوگا کیونکہ مین قلوب عباد اللہ الصالحین مین ہون۔ چنانچہ مولانا نے آیت کے یہی معنے لیئے ہین اور جنت سے رؤیت الٰہی مراد لی ہے اور جسطرح گزشتہ اشعار مین قلبِ عباد کو مظروفِ ذات حدیث قدسی سے ثابت کیا تھا۔ اس شعر مین اُسی مطلب کو آیت سے ثابت کیا ہے نفس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اے نفس مطمئنہ میرے کامل اور نیک بندون مین داخل ہو جا اُسوقت اے پرہیزگار تو میرے دیدار کی جنت سے ملاقات کریگا۔

عرش با آن نور با پہنائے خویش ❊ چون بدید اورا برفت از جائے خویش

ترجمہ: عرش گو پر نور ہے اور بس عظیم ❊ رہگیا آدم سے حیران اے ندیم

شرح یعنے عرش الٰہی نے جب حضرت آدم کے قلب کی فراخی کو دیکھا تو باوجود اپنی فراخی اور اپنے پر نور ہونے کے اپنے مرتبے اور عظمت کو چھوڑ دیا اور مرتبۂ آدمؑ کو ملاحظہ کر کے حیران رہگیا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام مظہر اسمائے وصفات ذاتیہ ٹھیرے اور آپکا قلب بحر ذات احدیت ہوا تو غیریت مرتفع ہو گئی۔ اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ جمیع عالم اُسمین محو ہو گیا۔ سما گیا۔ اسیلئے مرتبۂ آدمؑ مرتبۂ عرش اعظم سے بدرجہا بلند ہے

خود بزرگی عرش باشد بس پدید ❊ لیک صورت کیست چون معنی رسید

ترجمہ: ہے بزرگی عرش اعظم کی پدید ❊ ہین مگر صورت سے معنے بس بعید

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ عرش کی صفت مین لفظ عظیم قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہے پھر اُسنے قلب آدمؑ یا مومن کامل کے باعث اپنی عظمت کا ترک کیون کیا۔ یہ سمجھ مین نہین آتا مولانا فرماتے ہین کہ بیشک عرش نہایت بزرگ اور اعظم ہے لیکن یہی عرش جو مظہر اسم رحمن ہے اہل شرع کے نزدیک ایک صوری چیز ہے اور

قلب آدم بحر معنی کا نام ہے ذات کو عرش وہ وسیع علاقہ نہیں ہے جو قلب سے ہے اسلیے اگر عرش نے قلب آدم کو اپنی عظمت سے زیادہ جانا تو کیا تعجب ہوا۔ آدم خود جمیع موجودات سے اشرف اعلےٰ اور اعظم ہے۔

ہر ملک میگفت ما را پیش ازین — اُلفتے مے بود با روئے زمین

ترجمہ: حال ماضی ہر ملک سے کہنے لگا — یعنے ہمکو خاکدان سے عشق تہا

شرح یعنے آدم علیہ السلام نے جب فرشتون کو اسماء بتادیئے تو ہر فرشتے نے از روے حیرت یہ کہا کہ ہمکو ظہور آدم سے پہلے خطۂ زمین کے ساتہ دلی محبت تہی مگر اسکا سبب معلوم نہ تہا وہ راز آج کہل گیا کہ خلیفہ الٰہی (آدم علیہ السلام) کا پتلا زمین ہی کی خاک سے بنایا جائیگا۔ اور یہی باعث تہا کہ باوجود آسمانی ہونے کے ہم زمین کو محبوب رکہتے تہے

تخم خدمت در زمین می کاشتیم — زان تعلق ما عجب مے داشتیم

ترجمہ: ہم عبادت کرتے تہے مل جل کے سب — تہے تعلق سے زمین کے بو العجب

شرح فرشتے کہتے ہین کہ ہم آدم سے پہلے ہی زمین پر خدمت کا بیج بویا کرتے تہے یعنے خدا کی عبادت کیا کرتے تہے لیکن یہ تعجب تہا کہ آسمانی ہوکر ہمین زمین سے دلی تعلق اور وہ انس محبت کیون ہے اسکی وجہ معلوم نہو نیکے سبب سے ہم یہ کہا کرتے تہے کہ یاالٰہی ہمین آسمانی ہوکر زمین سے اتنی محبت کیون ہے

کین تعلق چیست با این خاکدان — چون سرشت ما بدست آسمان

ترجمہ: کہتے تہے کیون ہے یہ عشق خاکدان — ہمتو ہین سرشتِ آسمان

شرح یعنے ہم قبل از آدم یہ کہا کرتے تہے کہ باوجود خلقت آسمانی زمین سے ہمارا تعلق کیون ہے ہم مین اور زمین مین تو کچہ مناسبت ہی نہین۔ پہر اس تعلق کے کیا معنے یہ فرشتو نکا مقولہ ہے۔

اِلف ما انوار با ظلمات چیست — چون تواند نور با ظلمات زیست

ترجمہ: نور کو اُلفت ہے کیون ظلمات کی — نور کی ظلمت مین ہے کیون زندگی

شرح اِلف بکسر اول و سکون لام بمعنے محبت ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ ہم قبل از وجود آدم یہ کہا کرتے تہے کہ ہم سراسر نور ہین اور زمین سراسر ظلمت پہر نور کو ظلمت سے محبت کیون ہے روشنی اندہیرے سے الفت کیون رکہتی ہے۔ حالانکہ یہ دونو ضدین ہین۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ یہانتک اُلفت زمین کے متعلق فرشتونکی حیرت نما گفتگو ہے۔ اور آئندہ شعر مین اسکا سبب بیان ہوا ہے۔

آدما این اِلف از بوے تو بود — زانکہ جسمت را زمین بد تار و پود

ترجمہ: آپ کی اُلفت تہی یہ آدم ضرور — اس زمین مین آپ ہی کا تہا ظہور

شرح فرشتون نے حضرت آدم کو مخاطب کرکے اپنی حیرت اور زمین سے محبت رکہنے کا سبب خود ہی بیان

کیا ہے۔ یعنے اے آدمؑ اب معلوم ہوا ہے کہ ہمین زمین سے اسلیئے محبت تھی کہ اسمین سے تیرے مبارک جسم کی خوشبو آرہی تھی اور تیرے بدن کا خمیر اسی کا تھا۔ تار پود۔ تانے بانے کو کہتے ہین اور یہان اس سے جسم کا خمیر اور قوام بدن مراد ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم کا پتلا مٹی ہی سے بنایا گیا تھا۔

	جسم خاکت را ازینجا بافتند		نور پاکت را درینجا یافتند
ترجمہ	جسم خاکی کا ترے ہے یہ خمیر		نور تیرا ہے یہان سے دلپذیر

شرح پہلا مصرع شرط ہے بحذف حرف شرط اور دوسرا جزا یعنے اے آدم چونکہ کارکنان قضا و قدر نے ازل مین تیرے جسم خاکی کو زمین ہی سے خمیر کیا تھا اسلیئے فرشتون نے تیرے نور پاک کو بھی زمین ہی مین پایا اور زمین سے الفت رکھنے لگی۔ یہ الفت زمین سے نہ تھی بلکہ تیرے نور سے تھی۔

	اینکہ جان ما ز روحت یافت است		پیش پیش از خاک آن بر تافت است
ترجمہ	ہمکو یہ جو کچھ محبت ہے تری		وہ تری مٹی سے ظاہر ہوتی تھی

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ ہمکو جو تیری روح سے الفت تھی یہ تیرے ظہور سے پہلے تیری خاک سے ظاہر ہوتی تھی بعض نسخون مین جسم خاکت را ازینجا بافتند اور دوسرے مین تافتند ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین بجائے اینکہ اینک ہے اسصورت مین دونو شعر بطور قطعہ ہین یعنے اے آدمؑ گو تیرے جسم خاکی کو کارکنان قضا و قدر نے زمین ہی مین بایا اور تیرے نور کو زمین ہی مین چمکایا لیکن ہمین تیری خاک کے سبب تجھسے روحانی محبت اور زمین سے واقعی الفت ہو گئی تھی۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	در زمین بودیم غافل از زمین		غافل از گنجے کہ بد در وے دفین
ترجمہ	ہم زمین مین تھے زمین سے بیخبر		کیا خبر تھی اسمین ہے یہ گنج زر

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدم افسوس ہم زمین پر رہکر زمین کے دفینے یعنی تیرے وجود پاک سے غافل رہے

	چون سفر فرمود ما را زان مقام		تلخ شد ما را ازان تحویل کام
ترجمہ	جب ہوا ارشاد چھوڑو یہ مقام		[illegible] بدلی سے ہوئے ہم تلخکام

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (اے فرشتو مین زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہون) اور تمکو حکم دیتا ہون کہ زمین سے کوچ کر جاؤ آخر ہمنے کوچ کیا مگر چونکہ بسبب وجود آدمؑ زمین سے محبت ہو گئی تھی اسلیئے تحویل مقام زمین سے کوچ کرنا ہمکو تلخ معلوم ہوا۔

	تا کہ حجت با ہمہ گفتیم ما		کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
ترجمہ	حجتین کین اور سبھنے یہ کہا		یا الٰہی اس جگہ کون آئیگا

شرح لفظ تا انتہائیہ ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ زمین سے کوچ کرنے کی حکم کی تلخی یہانتک بڑہی کہ ہمنے اللہ تعالےٰ سے حجت کی اور یہ کہا کہ تو ہماری جگہ ایسی خلقت کو کیون لاتا ہے جس سے فساد اور خونریزی پیدا ہوگی

	میفروشی بہر قال وقیل را		تو این تسبیح و این تہلیل را	
	سول کب ر کہتا ہے قال و قال کا		تو اس تسبیح اس تہلیل کا	ترجمہ

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب ہمکو زمین سے کوچ کر جانے کا حکم ملا تو ہمنے اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کیا کہ اے خدا تو ہماری تسبیح و تہلیل کے بدلے قال وقیل اور جدید مخلوق کے شر و فساد کو پسند کیون کرتا ہے اس حجت کا یہ سبب ہے کہ فرشتے حضرت آدمؑ کے حقیقت سے آگاہ نتہے! البتہ باین سبب کہ خاک ایک جامع اسما و صفات کا خمیر ہے زمین سے محبت رکہتی تہے جب اُنکو وہان سے کوچ کا حکم ہوا تو فرشتے رنجیدہ ہوی اور اللہ تعالےٰ سے حجت کرنے لگے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا الے آخر الآیۃ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فرشتون کو حضرت آدم کے خلیفہ زمین بنانے کی خبر دے تو اُنہون نے متفق ہوکر یہ کہا کہ تو ایسی مخلوق کو زمین مین کیون بہیجتا ہے جو فساد اور خونریزی کریگی پہر ایسی حالت مین کہ ہم حمد سے ملاکر تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین کسی اور کو اپنا خلیفہ کیون بناتا ہے۔

	کہ بگوئید از طریق انبساط		حلم حق گسترد بہر ما بساط	
	حکم آیا جو کہو سب ہے بجا		حلم کا حق کے بچہونا بچہہ گیا	ترجمہ

شرح یہ مولانا قدس سرہ کی زبان سے فرشتون کا مقولہ ہے اور اس حالت کی خبر دیتا ہے جو مکالمہ ذات حق و فرشتگان کے وقت موجود تہی یہ شعر گویا اُس اعتراض کا جواب ہے جو فرشتون پر فعل آلہی کے متعلق اعتراض کرنے سے وارد ہوتا ہے یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ مکالمہ کے وقت اللہ تعالےٰ کے حلم و رحمت نے ہمارے لیئے بچہونا بچہا دیا تہا۔ اور ہمین حکم دیا گیا تہا۔ کہ بطریق انبساط و رفع حجاب تم جو چاہو سو کہو اور اپنے مافی الضمیر کو اچہی طرح ظاہر کردو۔ اسیلئے ہمکو اعتراض کی جرأت ہوی۔

	ہمچو طفلان یگانہ با پدر		ہرچہ آید بر زبان تان بیحذر	
	باپ سے جسطرح کہتے ہین پسر		جو زبان پر آئے کہو بے خطر	ترجمہ

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمین آدمؑ کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کرنے کی جرأت حلم آلہی کے بہروسے پیدا ہوی تہی وہ یہ کہہ رہا تہا کہ اے فرشتو جسطرح محبوب یگانہ اور چاہیتے بیٹے اپنے باپ سے سب کچہ کہدیا کرتے ہین اسیطرح تم بہی بالکل بیخوف ہوکر جو کچہ تمہاری زبان پر آئے کہدو تمسے کسیطرح کا مواخذہ نکیا جائیگا۔ کیونکہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری گفتگو کو پسند کرتے ہین۔

	ما ہمے دانیم خود راز شما	لیک میخواہیم آواز شما
ترجمہ	ہم ہین گو واقف تمہارے راز سے	عشق ہے ہمکو مگر آواز سے

شرح یعنے اللہ تعالے نے اپنی صفت حلم ظاہر کرنے کے لیئے یہ فرمایا کہ اے فرشتو گو ہم تمہارے راز کو خوب جانتے ہین کہ ہم خلقت آدمؑ پر اعتراض کر کے اسکو ناپسند کروگے مگر پہر بہی ہمین تمہارا مکالمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم مقرب بارگاہ ہو اور مقرب کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے مصرع مین آواز سے مکالمہ مراد ہے

	گرچہ این دمہا بسے نالایق است	رحمت من بر غضب ہم سابق است
ترجمہ	گرچہ یہ باتین بُری ہین سر بسر	ہے مری رحمت غضب سے بیشتر

شرح یہ مقولہ ذات حق ہے۔ اور دمہا بمعنے کلمات یعنے اللہ تعالے نے فرشتون سے یہ فرمایا کہ اگرچہ تمہارا یہ اعتراض نالایق ہے کیونکہ آدم پر تم اسیلئے طعن کرتے ہو تاکہ وہ خونریزی اور فساد کریگا جو فی الواقع مخالفت حکم حق ہے لیکن اس اعتراض مین تم خود ہی داخل ہو کہ خلقت آدم کی نسبت ہماری مخالفت کرتے ہو۔ اگرچہ یہ حرکت قابل مواخذہ ہے لیکن ہم مواخذہ نہین کرتے بلکہ جو چاہو کہو کیونکہ ہماری رحمت ہمارے غضب پر غالب ہے۔ حدیث قدسی مین آچکا ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنے میری رحمت میرے غصہ سے بڑہی ہوئی ہے اور قرآن شریف مین ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ یعنے میرے رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

	از پئے اظہار این سبق اے ملک	ور تو بنہم داعیہ اشکال و شک
ترجمہ	ایسی سبقت کے لیئے سن اے ملک	یعنے تجہین رکہدیے اشکال و شک

شرح جوہری اپنی کتاب صحاح مین لکہتا ہے کہ لفظ ملک واحد و جمع دونون کے لیئے ہے نیز داعیہ بمعنے ارادہ و خواہش ہے۔ اور اشکال بمعنے دشواری یعنے اللہ تعالے نے تمام فرشتون یا ایک ایک فرشتے سے یہ کہا کہ غضب پر اس غلبہ رحمت کے اظہار کے لیے مینے تمہاری ذات مین ایک ارادہ اور خواہش رکہی ہے اور وہ ارادہ اشکال اور شک ہے اسصورت مین داعیہ مبدل ہے اور اشکال و شک اسکا بدل یا یہ کہیئے کہ لفظ داعیہ اشکال و شک کی طرف مضاف ہے اور چونکہ مضاف مین ہائے مختفی موجود ہے اسیلئے فک اضافت جائز ہے یعنے یہ ہی میری رحمت ہے کہ تمہارے دلون مین آدم کی بابت خلیفہ ہونے کا اشکال اور مصلح ہونے کا شک رکہدیا ہے مطلب یہ کہ تمہارے نزدیک جو آدم کا خلیفہ ہونا مشکل و مصلح ہونا شکی امر ہے یہ سراسر میری رحمت ہے کیونکہ اگر غضب ہوتا تو ممکن تہا کہ اس ارادہ پر تمسے مواخذہ کیا جاتا۔ حالانکہ تمنے اس اشکال اور شک کو مواخذہ کی حد تک نہین پہنچایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت الٰہی اسکے غضب پر غالب ہے اسکی رحمت نہو تو جسمانی و روحانی کوئی شئے ہست نہین رہ سکتی اور کوئی متنفس مواخذہ سے خالی نہیں رہ سکتا

تا بگوئی و نگیرم بر تو من ۔ منکر حلمم نیارد دم زدن

ترجمہ: تو کہے اور مین کرون تجھپر کرم ۔ حلم کا منکر نہ مارے تا کہ دم

شرح: اس شعر مین صفت حلم الٰہی اور سبقت رحمت کی غایت بیان ہوی ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر یہانتک غالب ہے کہ اے فرشتو جو تمہاری زبان پر آئے کہے جاؤ مین ہرگز مواخذہ نہ کرونگا اسلیئے کہ میرے حلم کا منکر دم نہ مار سکے اور اچھی طرح جان لے کہ بیشک اللہ تعالےٰ نہایت حلیم و رحیم ہے۔

صد پدر صد مادر اندر حلم ما ۔ ہر نفس زاید در افتد در فنا

ترجمہ: جمع ہو کر حلم سو مان باپ کا ۔ ہے ہمارے حلم کے آگے فنا

شرح: یعنے ہمارے رحم و حلم کے مقابلہ مین سو مان باپ قربان ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایکبار رسول خدا مع بعض صحابہ مدینہ کی گلیون مین جارہے تہے ایک عورت نے آپ کو قسم دیکر اپنے گہر مین بلالیا۔ گہر مین کچہ کہانا پک رہا تہا۔ اور بچے کہیل رہے تہے۔ عورت نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر زیادہ مہربان ہے یا مین اپنی بچون پر؟ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ارحم الراحمین ہے اور وہ تجہسے زیادہ مہربان ہے عورت نے کہا کہ کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ مین اپنے بچون کو آگ مین ڈالدونگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین عورت نے کہا کہ پہر اللہ تعالےٰ ارحم ہوکر اپنے بندون کو دوزخ مین کیونکر ڈالدیگا؟ راوی کہتا ہے کہ رسولخدا یہ سنکر زار زار روئے اور یہ فرمایا کہ اسیطرح مجہپر وحی نازل ہوئی ہے لیکن آپ نے اسکی حکمت اسے نہین بتائی۔

حلم ایشان کف بحر حلم ماست ۔ کف رود آید ولے دریا بجاست

ترجمہ: جہاگ ہے یہ حلم میرے حلم کا ۔ جہاگ سب فانی ہین دریا ہے بجا

شرح: اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ سو باپون کا حلم ہمارے حلم و رحمت کا ایک ادنےٰ جہاگ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جہاگ پیدا ہو ہوکر فنا ہوجاتے ہین اور دریا اسیطرح بجائے خود قایم رہتا ہے اسیطرح مان باپون کے حلم و رحم کا اعتبار نہین ہے۔ کبہی ہوتا ہے کبہی نہین ہوتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا حلم و رحم ہمیشہ موجود اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ اسکی تمام صفات ابدی ہین۔

خود چہ گویم پیش آن دُر این صدف ۔ نیست الا کفِ کفِ کفِ کف

ترجمہ: کیا کہون اس دُر کے آگے یہ صدف ۔ کچہ نہین ہے کف کا کف ہے کف کا کف

شرح: یہ شعر مولانا قدس سرہ اور اعرابی درویش دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے اور آن دُر کا اشارہ حلم و رحمت الٰہی اور این صدف کا حلم مادر و پدر کی طرف ہے یعنے مین اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہون کہ حلم و رحمت الٰہی کے آگے سو مان باپون کا حلم ایسا ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اسکے جہاگ کا جہاگ۔ اور پہر اس جہاگ

کا جھاگ کا جھاگ یعنے جو تیرے مرتبہ کا جھاگ اور بہت ہی کمتر درجہ کا کف ہے جسکو دریا سے کچھ بھی نسبت نہین ۔

	حق آن کف حق آن دریائے صاف	کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف
ترجمہ	مجکو سوگند کف و دریائے صاف	امتحانی ہے نہ ہے یہ بات لاف

شرح اعرابی درویش نے جو پہلے قسم کھا کر یہ کہا تھا کہ گفت واللہ عالم السر الخفی ۔ یہ شعر اُس قسم کا جواب ہے یعنے اے عورت مجھے اُس جھاگ (حلم مادر و پدرم) کی قسم اور دریائے صاف (حلم و رحمت الٰہی) کی قسم ۔ میری یہ گفتگو کہ مین تیرا فرمان پذیر اور تیرے اشارون پر چلنے والا ہون نہ تو لطور امتحان ہے اور نہ جھوٹی شیخی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرے حکم کو قبول کرونگا ۔ اور جو کچھ تو کہے گی اُسے مان لونگا ۔

	از سر مہر و صفا است و خضوع	حق آنکس کہ بدو آرم رجوع
ترجمہ	ہے نیاز و سر بسر مہر و صفا	میری توبہ مجکو سوگند خدا

شرح اے عورت مجھے اُس ذات پاک کی قسم جسکی طرف یعنے سچے دل سے رجوع کیا ہے کہ تیری فرمانبری کے متعلق جو کچھ مین کہہ رہا ہون یہ امتحان اور لاف و گزاف کے طور پر نہین ہے بلکہ عاجزی اور صاف دلی اور محبت خالص پر مبنی ہے ۔ مین اس اظہار محبت مین تجکو کسی قسم کا فریب دینا نہین چاہتا ۔

	گرچہ پیشت امتحان است این ہوس	امتحان را امتحان کن یک نفس
ترجمہ	تیرے آگے گرچہ ہے یہ امتحان	امتحان کا امتحان کر میری جان

شرح یعنے مین جو کچھ تجسے کہہ رہا ہون اُسمین دروغ اور امتحان نہین ہے اور اگر تو امتحان ہی سمجھتی ہے تو خیر امتحان ہی سمجھکر مجکو آزمالے کہ تیرے اطاعت کے دعوے مین سچا ہون یا جھوٹا ہوس سے وہ خواہش اطاعت زن مراد ہے جو اعرابی درویش کے دلمین ہے ۔

	سر مپوشان تا پدید آید سرم	امر کن تو ہر چہ بروے قادرم
ترجمہ	بھید کی سُن راز اپنا مت چھپا	جو کہے گی اُسکو لاؤنگا بجا

شرح یعنے اے عورت تو اپنا راز مجھسے نہ چھپا ۔ تاکہ مین تجپر اپنا بھید ظاہر کردون اور مجھے اُس بات کا حکم دے جسپر مین قادر ہو سکون اسلئے کہ عدم قدرت کی حالت مین مجھسے تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی ۔

	دل مپوشان تا پدید آید دلم	تا قبول آرم ہر آنچہ قابلم
ترجمہ	دلمین ہو جو کچھ وہ کہدے بوالفضول	جسکے قابل ہون کرونگا مین قبول

شرح دل سے ارادۂ دل مراد ہے یعنے اے عورت تو مجھسے اپنا راز پوشیدہ نہ رکھہ تاکہ مین جس چیز کے قابل ہون اُسکو قبول کرلون ۔ مطلب یہ کہ طلب روزی کے متعلق تو نے جو طریقہ سوچا ہے اُسے ظاہر کردے تاکہ

مین اپنا پوشیدہ ارادہ ظاہر کرون - اور جو تو کہے حتے الامکان اُسے بجالاؤن ۔

	چہ کنم در دست من چہ چارہ است		ورنگر تا جان من چہ کارہ است
ترجمہ	کیا کرون مین سچ بتا کیا چارہ ہے		دیکھ لے تو میری جان ناکارہ ہے

شرح مرد کہتا ہے کہ مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرون میرے ہاتھ مین کونسا چارہ یعنے تدبیر ہے تو ہی دیکھ کہ میری جان کسکام کی ہے ؟ کسی کام کی بھی نہین بلکہ بالکل نکمی اور بیکارہ ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرسکتا ہون مجھے تو کوئی تدبیر نہین سوجھتی - تو ہی بتا کہ میری جان کس کام کی ہے یعنے میرے لایق کونسا کام ہے جسکے ذریعہ سے معاش حاصل کرسکون مطلب یہ کہ نفس و عقل مین موافقت ہوگئی - اور وہ نفس جو پہلے امارہ تہا اب مطمئنہ بنگیا اسیلئے عقل اُسکا حکم ماننے لگی اور انجام کار نجات ابدی اور پوری کامیابی حاصل ہوگئی ۔

تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئی خود را و قبول کردن او

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کے لیئے طریق طلب روزی کو معین کرنا اور خاوند کا اُسکے حکم کو قبول کرلینا

	گفت زن یک آفتابے تافت ست		عالمے زو روشنائی یافت ست
ترجمہ	بولی عورت دیکھ نکلا آفتاب		نور سے اُسکے ہے عالم بہرہ یاب

شرح یک مخفف اینک ہے اور بعض نسخون مین یک بمعنے ایک ہے یعنے عورت نے یہ کہا کہ اے مرد دنیا مین ایک ایسا آفتاب روشن ہے جسکی روشنی نے تمام جہان کو منور کر رکہا ہے - اِس آفتاب سے خلیفہ بغداد اور روشنی سے اُسکا جود و احسان مراد ہے - جو عموماً لوگونکو فائدہ پہنچاتا تہا ۔

	نائب رحمان خلیفہ کردگار		شہر بغداد ست ازوے چون بہار
ترجمہ	نائب حق جانشین کردگار		جس سے ہے بغداد اک باغ بہار

شرح عورت کہتی ہے کہ وہ آفتاب خدا کا نائب اور خلیفۂ الٰہی ہے اور شہر بغداد اُسکے جود و سخا کے سبب سے بہار یا مجسم بہار ہو رہا ہے - اُسکے احسان نے دلون کے غنچے شگفتہ کر رکہے ہین اور باغ عالم شاد شاد ہے ۔

	گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی		سوئے ہر ادبار تا کے مے روی
ترجمہ	ملکے تو اُس سے بنے گا بادشاہ		چھوڑ دے ادبار و بدبختی کی راہ

شرح اے مرد اگر تو اُس آفتاب یعنے خلیفۂ بغداد سے ملیگا تو بیشک بادشاہ یعنے دولتمند ہوجائے گا پھر جبکہ تیرا اقبال سامنے ہے یعنے ایسا کریم بادشاہ بغداد مین موجود ہے تو تو ادبار کی طرف کیون جاتا ہے اپنی روزی پر لات کیون مارتا ہے اور مرکب سعید بسمت مین کیون نہین جاتا ۔

دوستی مقبلان چون کیمیاست | چون نظرشان کیمیائے خودکجاست

ترجمہ: کیمیا ہے دوستی مقبلان | کیمیا ایسی جہان مین ہے کہان

شرح یہ اور اس سے اگلا شعر مقولۂ مولانا ہے اور دوسرے مصرع مین کیمیائی اگر یائے معروف ہے تو معنے کیمیاگر ہے اور اگر یائے مجہول ہے تو وحدت بالتعظیم کے لیئے ہے یعنے اقبالمندون اور نیک لوگون کی صحبت کیمیا کی مانند نہایت قیمتی اور محبوب چیز ہے بلکہ صحبت سے قطع نظر اُنکی نظر ہی کیمیا ہے وہ ایک نگاہ مین خاک کو کیمیا بنا دیتے ہین۔ اُنکی صحبت یا نظر عنایت آدمی کو کندن بنا دیتی ہے۔

چشم احمد بر ابوبکرے زدہ | او زیک تصدیق صدیق آمدہ

ترجمہ: چشم احمد جب پڑی بوبکر پر | ہوگئے صدیق ہو کر بہرہ ور

شرح نیکون کی نظر کے کیمیا ہونے کی مثال ہے اور زدہ بمعنے واقع شدہ ہے۔ یعنے حضرت احمد مجتبے کی ایک نظر حضرت ابوبکر پڑی تہی جسکی بدولت اُنہون نے قصۂ معراج کی تصدیق کی۔ اور قیامت تک اُنکا لقب صدیق اکبر ہوگیا حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان ابن عامر ہے فقط قصۂ معراج کے تصدیق سے آپکا لقب صدیق ہوا ہے۔ اور رسولخدا نے آپ کی نسبت پیشین گوئی کی ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات یافتہ آدمی کو دیکہنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کو دیکہہ لے۔ نیز آپ کے فضائل صحیح حدیثون مین بیشمار ہین۔

گفت من شہ را پذیرا چون شوم | بے بہانہ سوئے او من چون روم

ترجمہ: پہر کہا کیونکر گزر ہوگا وہان | بے بہانے جاؤن کیونکر میری جان

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت تو جانے کو کہتی تو ہے مگر یہ بتا کہ مین مقبول بارگاہ خلیفۂ بغداد کیونکر ہوسکتا ہون۔ اور بے بہانہ یعنے بلا سبب ظاہری و تعارف سابق بادشاہ کی خدمت مین کس طرح پہنچ سکتا ہون۔ مثل مشہور ہے کہ چلے رزق بہانے موت۔

نسبتے باید مرا یا حیلتے | ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے

ترجمہ: کوئی نسبت کوئی حیلہ چاہیئے | کام کرنے کو بہانہ چاہیئے

شرح نسبت بمعنے مناسبت برائے حضوری بادشاہ ہے یعنے اے عورت مجہے حضوری بادشاہ کے لیئے کوئی مناسبت یعنے کوئی ذریعہ یا حیلہ ضرور چاہیئے کیونکہ جسطرح کوئی پیشہ اور کوئی کام بغیر اوزار کے درست نہین ہوتا۔ اسیطرح مین بہی بلا کسی ذریعہ کے بادشاہ تک نہین پہنچ سکتا۔

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے | کہ مرض آمد بہ لیلی اندکے

ترجمہ: سُنکے بیماری لیلے کی خبر | ہوگئے مجنون سنے پریشان سربسر

	گفت اوه بے بہانہ چون جم	در بمانم از عبادت چون شوم
ترجمہ	یہ کہا بے حیلہ جاؤن کسطرح	بے عبادت ہین پاؤن کسطرح

شرح اوّہ بفتح واو و اظہار ہا عربی کلمہ ہے جو حسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح فارسی مین افسوس اور اُردو مین ہے ہے یعنے مرد کہتا ہے کہ اے عورت میری مثال مجنون کی سی ہے کہ اُس بیچارہ نے جب کسی سے یہ سن لیا کہ لیلےٰ کی طبیعت قدرے علیل ہے تو یہ کہا کہ افسوس مین بغیر بہانہ کیسے لیلیٰ کے پاس جا نہین سکتا۔ اور عیادت کو نجاؤن۔ یہ ہو نہین سکتا۔ دونو طرح مشکل ہے۔

	لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا	کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی سَابِقًا
ترجمہ	کاش مین ہوتا کوئی دانا طبیب	تاکہ ہو جاتا مجھے وصل حبیب

شرح یہ مجنون کے قول کا اقتباس ہے جو لیلیٰ کو بیمار سُنکر یہ کہتا ہے کہ کاشکے مین طبیب حاذق ہوتا اور اس بہانہ سے دوڑکر یا سب سے پہلے لیلیٰ کی طرف چلا جاتا۔ **فائدہ** مجنون عرب کا رہنے والا لیلیٰ کا عاشق اور نازک خیال شاعر تھا اسکا عربی دیوان مسمّٰے بہ دیوان قیس خاکسار شارح کی نظر سے گذرا ہے مجنون کا تخلص قیس ہے اور لیلیٰ کے بیماری کے متعلق اسکا شعر یہ ہے یَقُوْلُوْنَ لَیْلٰی فِی الْعِرَاقِ مَرِیْضَۃٌ فَیَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا مُدَاوِیَا ۔ یعنے لوگ یہ کہتے ہین کہ لیلیٰ عراق مین بیمار ہوگئی ہے اسیلئے میری تمنّا ہے کہ اے کاش مین علاج کرنے والا طبیب ہوتا اور اس بہانہ سے لیلیٰ تک جا پہنچتا۔

	قُلْ تَعَالَوْا گفت حق ما را بدان	تا بود شرم اشکنی ما را نشان
ترجمہ	قُل تعالوا۔ دیکھہ لے قول جلیل	یعنے یہ شرم اشکنی کی ہے دلیل

شرح اس شعر مین اعرابی درویش نے حضوری بادشاہ کا دوسرا سبب بیان کیا ہے یعنے اے عورت حضوری کے لیے دو باتین چاہئین یا تو حاضر ہونے والا کوئی حیلہ رکھتا ہو یا بادشاہ خود طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ الےٰ آخر الآیہ۔ یعنے اے پیغمبر میرے بندون سے کہدے کہ میری طرف آؤ تاکہ مین تمسے وہ باتین بیان کردون جو تمہارے رب نے تمپر حرام کردی ہین وہ یہ ہین کہ خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ چونکہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے بندون کو اپنی طرف بلایا ہے اسیلئے نیک بندے خوشی خوشی اسکیطرف جانا پسند کرتے ہین اور ہمیشہ کرتے رہینگے۔ دوسرے مصرع مین شرم اشکنی (اور بعض نسخون مین شرم اشکنی) بیائے مصدری لفظ ما کی طرف مضاف ہے نکہ اضافت۔ اور یہ دو نو لفظ بمعنے دور کردن شرم ہین۔ یعنے اللہ تعالےٰ لفظ تعالوا فرماکر ہمین اسیلئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اُسکا بلانا

ہمارے دل سے شرم دور کرنے کی علامت ہو جاوے - یا یہ سمجھیئے کہ دوسرے مصرع مین لفظ تا رالف بود کے متعلق ہے اور لفظ نشان شرم شکنے کا مضاف ہے بطریق اضافت مقلوب یعنے اللہ تعالے نے ہمین اسلیئے اپنی طرف بلایا ہے تاکہ یہ بلانا علامت ترک حیا ہو جائے - کیونکہ اگر بادشاہ کسیکو نہ بلائے تو بلاسبب جانے سے جانیوالی کو حیا آیا کرتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ اپنے احکام کی طرف بلاکر ہماری حیا توڑدی ہے - تاکہ ہم رغبت سے حاضر خدمت خداوندی ہو جائین -

	شب پران را گر نظر آلت بدے		روز شان جولان و خوشحالت بدے
ترجمہ	سچ تو یہ ہے سکتے گر شپر نظر		دن مین بھی خوشحال رہتے سربسر

شرح اعرابی درویش نے اپنی بے آلتی اور بسیامانی کو تشبیہ مین بیان کیا ہے اور نظر آلت مین اضافت مقلوب ہے اور بعض نسخون مین نظر و آلت بواو عطف ہے اسصورت مین آلت بمعنے طاقت دید ہے مطلب یہ اگر چمگادڑون کے پاس آلۂ نظر ہوتا یا اُنہین آفتاب کی طرف دیکھنے کی قوت دیجاتی تو وہ رات کی طرح دن مین بھی جولانیان کرتے اور دیگر طائرون کیطرح اڑتے پھرتے - اور اُنکی حالت دن کو بھی اچھی رہتی - مگر چونکہ یہ بیچارے آلۂ نظر نہین رکھتے اسیلئے دن مین جولانیون سے محروم ہین - مرد کا مطلب یہ ہے کہ ایعورت بلاوسیلۂ ظاہری کوئی کام درست نہین ہوتا جیسے بادشاہ کے پاس بے حیلہ پہنچانا چاہیئے -

	گفت چون شاہ کرم میدان رود		عین ہر بے آلتی آلت شود
ترجمہ	شاہ جب میدان مین ہوتا ہے رواں		سربسر سامان ہین بے سامانیان

شرح عورت نے اعرابی درویش کے بیسامان ہونے کی شکایت کا جواب دیا ہے بے آلتی بیائے مصدری بمعنے بیسامانی ہے اور آلت بمعنے سامان یعنے عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے جب کوئی سخی بادشاہ سیروشکار کے لیئے جنگل یا میدان کی طرف جاتا ہے تو حاجتمند کی بیسامانی ہی اُسکی کامیابی کا سامان بنجاتی ہے کیونکہ کریم کے یہی معنے ہین کہ بلاسبب کسی پر کرم کرے - اسیطرح ذات حق ہمیشہ عرصۂ کرم مین ہے جب سالک تضرع اور افتقار کے ساتھ بلا اعتماد وسیلۂ اعمال اُس سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے نکتہ یہان اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سلطان یا خلیفۂ بغداد سے معنوی طور پر شہنشاہ حقیقی مراد ہے - یہ نکتہ تمام داستان مین کام دیگا -

	زانکہ آلت دعوی است و ہستی است		کار در بے آلتے و پستی است
ترجمہ	حیلۂ سامان ہستی ہے ضرور		کام کی بنتے عجز و پستی ہے ضرور

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے بادشاہون کے پاس جانے کے لیئے حیلہ اور ظاہری وسیلہ

یا سامان کی ضرورت نہین کیونکہ ظاہری سامان ایک قسم کا دعوے اور انانیت ہے گویا بادشاہ کو یہ معلوم کرانا ہے کہ با این ساز و سامان ہم بھی کوئی چیز ہین - کام بے سامانی اور پستی ہی مین نبتا ہے مطلب یہ کہ عبادت اور طاعت اور اسپر اعتماد دعوے انانیت اور ایک قسم کا تکبر ہے اور خدا کے حضور مین بلا وسیلۂ اعتمادِ عبادت کام نبتا ہے سالک کو اپنے علم و عمل اور عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے سب سے اچھا وسیلہ حسن افتقار یعنے عاجزی اور فقیری ہے کیونکہ کبریائی اور تکبر خاص خدا ہی کو سزاوار ہے۔

	گفت کے بے آلتے سودا کنم	تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
ترجمہ	بولا وہ کیا بے سبب سودا کروں	تا نہ بے سامانیان پیدا کرون

شرح پہلے مصرع مین بے آلتے بیائے مجہول ہے اور دوسرے مین بیائے معروف اور سودا بمعنے خرید فروخت ہے - یعنے مرد نے عورت کو جواب دیا کہ مین جب تک بیسامانی ظاہر نہ کرون (یعنے اپاہج نہ بنجاؤن) بلا کسی ظاہری سامان کے نفع کیونکر حاصل کرسکتا ہون لنگڑے لولے اندھے اور اپاہج تو پر رحم کھا کر ہر کوئی اُسکی مدد کرسکتا ہے - ہٹے کٹے کو بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کچھ نہین دیتا - مجھے یہ نہین ہوسکتا کہ خاصا توانا ہو کر بلا وسیلۂ ظاہری بادشاہ کے دربار مین چلا جاؤن - باطنی مطلب یہ ہے کہ مین جب تک اپنی بیسامانی کا اظہار نہ کرون بلا وسیلۂ ظاہری بازار قبول الٰہی مین سودا یعنے خرید و فروخت کرکے ہرگز نفع حاصل نہین کرسکتا یعنے مین پہلے اپنی بے سامانی ظاہر کرلون اُسکے بعد تجارتِ بلا سامان شاید ممکن ہو تو ہو مطلب یہ کہ جب تک مین معدوم نہو جاؤن اور مجکو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل نہو جائے اُس وقت یعنے اعمال ظاہری کو ترک نہین کرسکتا - کیونکہ ترک اعمال باوجود بقائے قیاہستی سراسر خطا کاری اور عصیان شعاری ہے اور عقاید اہل سنت والجماعت کے خلاف فرقہ جبریہ کا مذہب ہے -

	پس گواہے بایدم بر مفلسی	تا شہے رحمے کند در مفلسے
ترجمہ	چاہیئے ہے مفلسی پر اک گواہ	تا کرے کچھ رحم مجھپر بادشاہ

شرح مرد کہتا ہے کہ ای عورت تو جو بلا سامان و بلا حیلہ بحالت افلاس مجھے بادشاہ بغداد کے پاس جانے پر مجبور کر رہی ہے یہ تو بتا کہ جبتک کوئی گواہ نہو بادشاہ کو میری مفلسی کا یقین کیونکر ہوگا اسلئے مجھے اپنے افلاس پر گواہ ساتھ لیجانے کی ضرورت ہے تاکہ بادشاہ رحم کرے اور باطنی معنے یہ ہین کہ گو مین اعمال صالحہ سے مفلس ہون لیکن تاہم مجھے یقین ہے کہ بلا وسیلۂ عبادت ظاہری مقبول بارگاہ الٰہی نہو سکونگا اسلئے مجھے اپنی مفلسی پر گواہ لانا چاہیئے - یعنے جسطرح ممکن ہو ارکان شرعیہ ادا کرنے فرض ہین **فائدہ** شریعت کے نزدیک مفلس وہ ہے جو درہم و دینار نہ رکھتا ہو اور طریقت کے نزدیک وہ جسکو درہم

ودنیا کی خواہش ہی نہو اور محبت دنیا دل سے بالکل نکلگئی ہو چنانچہ اس شعر مین مفلسی کے یہی معنے ہین اور گواہ سے مراد عبادت اور اعمال ہین یعنے مجھپر فرض ہے کہ ترک دنیا پر طاعت اور عبادت کو گواہ کرون تاکہ بادشاہ حقیقی رحم کرے چنانچہ انبیا علیہم السلام باوجود ترک تعلقات کے زیادہ عبادت کے پابند تھے۔

تو گواہے غیر گفت و گو و رنگ ۔۔۔ وانما تا رحم آرد شاہ شنگ

ترجمہ: غیر رنگ و گفتگو دے اک گواہ ۔۔۔ رحم تا فرمائے ہم پر بادشاہ

شرح یعنے اے عورت تو اظہار افلاس پر مجھے کوئی ایسا گواہ دے جو منہ سے کچھ نہ کہے اور بالکل بے رنگ یعنے بے عیب و ننگ اور ریاء یعنے سچا ہو اور باینہمہ میرے افلاس کو ظاہر کردے یعنے زبان حال سے میرے افلاس کی گواہی دے اور ایسی حالت دیکھکر بادشاہ دلیر و ظریف با نیک طبع کو رحم آجائے اس صورت مین رنگ بمعنے عیب و ننگ اور شنگ بمعنے دلیر و ظریف و نیک طبع ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے عورت تو مفلسی پر ایسا گواہ قایم کر یعنے ایسی عبادت الٰہی بجالا کہ قیل و قال یعنے دعوے اور رنگ یعنے ریا کی شکل سے بالکل جدا ہو ایسی حالت مین بادشاہ حقیقی کو ضرور تجھپر رحم آئیگا۔

کاین گواہے کز گفت و رنگ بد ۔۔۔ نزد آن قاضی القضاۃ او جرح شد

ترجمہ: کیونکہ گفت و رنگ کا ہے جو گواہ ۔۔۔ ہے وہ نا مقبول پیش بادشاہ

شرح ظاہر معنے یہ ہین کہ اے عورت مین تجھسے مقالیہ کے خلاف حالیہ اور خاموش و بے عیب گواہ مانگتا ہون کہ وہ بادشاہ زیادہ بولنے والے کو جھوٹا گواہ سمجھکر مجروح یعنے مردود کر دیتا ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ ایسے اعمال جو دعوے اور ریا سے پُر ہین اُس قاضی القضات احکم الحاکمین یعنے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین مجروح اور نامقبول ہین اُسکے سچے گواہ یعنے خالص عبادتین پسند ہین۔

بس گواہے زاندرون بایدم ۔۔۔ نے گواہے از برون مے بایدم

ترجمہ: چاہیئے مجھکو گواہ اندرون ۔۔۔ کچھ نہین ہوتے گواہان برون

شرح یعنے اے عورت مجھے ایسا گواہ چاہیئے جو اپنے منہ سے کچھ بغیر میرے افلاس پر گواہی دے مین زبان مقال سے کلام کرنے والے گواہ کو پسند نہین کرتا باطنی مطلب یہ ہے کہ عبادت صدق دل سے کرنی چاہیئے جسمین ریاکاری مطلق نہو ورنہ جھوٹے گواہ کی مانند نا مقبول ہوگی

صدق میخواہد گواہ حال او ۔۔۔ تا بتابد نور او بے قال او

ترجمہ: یعنے حاکم چاہتا ہے صدق حال ۔۔۔ تاکہ چمکے نور خود بے قیل و قال

شرح ضمیر میخواہد بادشاہ کی طرف اور ضمیر او مفلس کی طرف اور دوسرے مصرع مین دونو ضمیرین گواہ

کی طرف راجع ہین - یعنے بادشاہ حال مفلس کے گواہ کا صدق چاہتا ہے اور اُسے یہ پسند ہے کہ گواہ سچ بولے اور گواہ کے صدق کا نور بغیر اُسکے کچھ کہے چمک اُٹھے - یعنے گواہ زبان حال سے گواہی دے - کیونکہ زبان مقال کا اعتبار نہین - کبھی جھوٹی ہوتی ہے کبھی سچی البتہ زبان حال ہمیشہ سچ بولتی ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ مین صدق نیت مقبول ہے یعنے اُسکو صدق دل سے عبادت کرنی پسند ہے اس سے بلاقیل وقال نور عرفان حاصل ہوتا ہے اور یہی عبادت قبول ہوتی ہے ان تمام اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ سالک پر فقر اور تضرع الی اللہ ہر حالت مین لازم ہے اور اعمال پر اعتماد نہ کرنا واجب - لیکن باوجود اِنہیں طاعات بے ریا اور عبادت خالص کا بجالانا مع نیت صادق فرض ہے تاکہ اُس پر اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے رحم کرے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوے آب باران از میان بادیہ سوے بغداد نبزد خلیفہ بر پندا شتن آنکہ آنجا قحط آبست

ترجمہ اُس اعرابی درویش کا جنگل مین سے مینہہ کے پانی کی ٹھلیا بھر کر بطریق ہدیہ خلیفہ بغداد کے پاس لیجانا اور یہ گمان کرلینا کہ بغداد مین پانی کا قحط ہے

	گفت زن صدق آن بود کز بود خویش	پاک برخیزی - واز مجہود خویش
ترجمہ	بولی عورت صدق ہے بس اسکا نام	اپنی ہستی سے الگ رہ سارے ہمام

شرح لفظ مجہود - یعنے کوشش ومقدور - بود پر معطوف ہے - یعنے عورت نے کہا کہ صدق اسکا نام ہے کہ تو اپنے وجود دہستی - اور کوشش ومقدور سے بالکل الگ ہوجائے اور کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے سوائے خدا کے ہر شئے کو لاشئے جانے اور مجہود یعنے اپنی کوشش سے اپنے کیے ہوے اعمال پر اعتماد نہ کرے - یعنے اپنے اعمال کے ہدیہ حقیر کو قابل بارگاہ الٰہی نہ جانے

	آب باران ست مارا درسبو	ملکت وسرمایہ واسباب تو
ترجمہ	دیکھہ اُس ٹھلیا مین جو کچھ آب ہے	ملک ہے تیری ترا اسباب ہے

شرح یعنے عورت نے مرد سے یہ کہا کہ ہماری اس ٹھلیا مین مینہہ کا پانی بھرا ہوا ہے تو اسی کو اپنا سرمایہ اور وسیلہ ملاقات خلیفہ بغداد سمجھکر اپنے ہمراہ لیجا - یہ پانی تیرے افلاس کا حالیہ گواہ بنجائے گا اور تجھے ضرور کامیابی ہوگی

	این سبوے آب را بردار رو	ہدیہ ساز وپیش شاہنشاہ شو
ترجمہ	لیکے اس ٹھلیا کو چل لگ اپنی راہ	ہے یہی تحفہ برائے بادشاہ

شرح یعنے اے مرد وے اس پانی کی ٹھلیا کو اُٹھالے اور بادشاہ کے پاس ہدیہ بنا کر لیجا اور اُس سے یہ عرض کر کہ

گو کہ مارا غیر ازین اسباب نیست ‖ در مفازہ ہیچ بہ زین آب نیست

ترجمہ: کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم اسباب کچھ ‖ ہے ہمارے جنگلون مین آب کچھ

شرح یعنے بادشاہ سے یہ کہنا کہ ہمارے پاس ہدیہ دینے کو اسکے سوا اور کوئی شے نہین کیونکہ ہم جنگل کے رہنے والے ہین ہمارے ملک مین پانی کمیاب اور کھاری ہے اسلیئے ہمارے جنگل مین میٹھے پانی سے بہتر اور کوئی چیز میسر نہین آتی - چونکہ میٹھا پانی ہمارے ملک مین نایاب ہے اسلیئے ہم اسکو بہت نادر جانتے ہین -

گر خزانہ اش پر ز در فاخر است ‖ اینچنین آبش نباشد نادر است

ترجمہ: پاس ہون اسکے - دُر فاخر بہت ‖ ہے مگر یہ آب ہی نادر بہت

شرح عورت کہتی ہے کہ اگرچہ خلیفۂ بغداد کا خزانہ قیمتی موتیون سے بھرا ہوا ہے مگر ایسا میٹھا پانی اُسکے یہان ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی فی الواقع نادر و نایاب ہے نادر است بطریق جملہ مستانفہ نباشد کی علت ہے نکتہ چونکہ اس مرد و زن (عقل و نفس) کو طاعات انبیا و اولیا اور تسبیحات ملائکہ کی خبر نتھی اسلیئے اُنہون نے اپنے حقیر تحفے (یعنے اُن اعمال صالحہ کو جو حواس کی استعانت سے کیئے گئے تھے) قیمتی اور لایق قبولیت خیال کیا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالے کے فضل و احسان کا پانی (یعنے حواس) جو سبوے وجود انسانی مین موجود ہے اُسی کی ملک ہے اور مالک کو اُسیکی مملوک شے کا ہدیتاً بھیجنا خلاف عقل ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالے بڑا قدردان بادشاہ ہے اور وہ ایسے ہدیہ کو بھی قبول کرلیتا ہے - مولانا اس نکتہ کو آیندہ شعر مین بیان کرتے ہین کہ کوزہ و سبو سے وجود انسانی اور پانی سے حواس مراد ہین - یعنے حکایت کا باطنی نتیجہ شروع ہوتا ہے

چیست آن کوزہ تن محصور ما ‖ اندر و آب حواس شور ما

ترجمہ: کیا ہے وہ کوزہ تن محصور ہے ‖ اُسمین کچھ آب حواس شور ہے

شرح یعنے اس سبو یا کوزہ سے جسم انسانی مراد ہے جو محصور (مقید بقید آب و گل) ہے اور اس اُبھلیا کے پانی سے حواس خمسہ کا کھاری پانی مراد ہے جو بدن سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیساکہ پانی اپنی ظرف سے حواس کو آب شور اسلیئے کہا کہ یہی کمبخت ہماری تلخکامی کا باعث ہین - حواس نہوتے تو انسان حساب و کتاب سے بالکل فارغ رہتا - اسیلئے دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے - مطلب شعر یہ ہے کہ ہمکو اپنے حواس اُسیکی محبت مین لگا دینی چاہئین جسکی ملک ہین - اور یہ مایہ اُسی بادشاہ کے حضور مین پیشکش کرنے کی قابل ہے جسنے ازل مین ہمین عطا کیا تھا - باینہمہ اسکا قبول کرلینا اللہ تعالے کے فضل و کرم پر مبنی ہے -

اے خداوند این خم و کوزۂ مرا ‖ در پذیر از فضل اللہ اشتری

ترجمہ: اس خم و کوزہ کو اے رب عقول ‖ فضل اللہ اشترے سے کر قبول

شرح یہ شعر تعلیم سالک کے لئے مولانا کی مناجات ہے یعنے ایخدا میرے وجود اور حواس کو اپنے محبت مین صرف کرا اور انکے جو اعمال نیک صادر ہون اُنہین اپنے فضل سے قبول فرما کیونکہ تونے قرآنمجید مین وعدہ کیا ہے کہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مومنین سے اُنکے جان ومال کو جنت کے بدلے مین خرید لیا ہے سبحان اللہ یہ آیت کسقدر خوشخبری دینے والی ہے

	کوزۂ باپنج لولۂ پنج حس	پاک دار این آب را از ہر نجس
ترجمہ	ٹونٹیان اِس کوزہ مین ہین پانچ حس	تو نگر اس آب کو ہرگز نجس

شرح لُولہ بمعنے آبشار ہے جسکو ٹونٹی کہتے ہین اور پنج لولۂ پنج حس مین اضافت بیانی ہے نیز یاد رہے کہ گذشتہ شعر مین تن کو کوزہ اور حواس خمسہ کو پانی کہا گیا تہا اور اس شعر مین انہین حواس خمسہ کو پانچ ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے اسلئے دوسرے مصرع مین این آب کا اشارہ طاعات وعبادات کی طرف ہے جو حواس کی درستی سے تعلق رکہتی ہین۔ اور یہ شعر داخل مناجات بہی ہوسکتا ہے اور بطور نصیحت خطاب بسوے سالک بہی۔ یعنے ہمارا تن محصور پانچ ٹونٹیون کا ایک کوزہ یا بدہنا ہے اور یہ پانچ ٹونٹیان حواس ہین سو ایخدا یا اے سالک تو اس پانی (طاعت وعبادت) کو جو جسم کے حواس خمسہ سے متعلق ہے ریاکاری اور پست ہمتی کی نجاست سے بچالیجئے بدن اور حواس کو جو طاعات اور بجاآوری مرضیات الٰہی کے لیے پیدا ہوے ہین ناپاک پانی (خواہشات نفسانی وشیطانی) کی آمیزش سے پاک رکہہ۔

	تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر	تا بگیرد کوزۂ ما خوے بحر
ترجمہ	تا کہ ہو کوزہ سے رستہ سوے بحر	تا کہ ہو کوزہ کو حاصل خوے بحر

شرح یعنے جب تو بدن اور حواس کو مرضیات الٰہی مین صرف کریگا اور ناپاک خواہشون سے جو عند الطریقت نجس العین ہین بچائے گا۔ تو یہ کوزہ دریاے معرفت سے جا ملیگا اور آب وحدت وشراب محبت سے لبریز ہوجائیگا۔ اور اس کوزہ مین دریا کی خصلت پیدا ہوجائیگی قطرہ دریا سے اور جزو اپنے کل سے جا ملیگا تجکو اسی کوزہ سے دریا کی طرف جانے کا رستہ ملجائے گا۔ منفذ بمعنے طریقہ وراہ ہے۔

	تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری	پاک بیند باشدش شہ مشتری
ترجمہ	ہدیہ تا لیجائے تو سلطان کے پاس	اور خریدے اسکو شاہ نیک اساس

شرح یعنے جب تو اپنے ایسے کوزۂ بدن کو جو مع حواس خمسہ مرضیات الٰہی مین مصروف رہا ہے بادشاہ حقیقی کے روبرو ہدیہ بناکر لیجائے گا تو وہ اسے خواہشات نفسانی سے پاک سمجھکر ضرور قبول فرمائیگا اور اسکا خریدار ہوجائے گا یعنے اسکے صلہ مین تجکو دولت وصال ابدی عطا کیجائے گی۔

بے نہایت گردد آبش بعد ازان ‖ پُر شود از کوزۂ ما صد جہان

ترجمہ: پہلے بیحد ہوگا پانی۔ بعد ازان ‖ پُر اسی کوزہ سے ہونگے سو جہان

شرح یعنے دریا کی طرف منفذ پانے کے بعد ایسے کوزۂ بدن کا رجو خواہشات نفسانی کی نجاست سے پاک ہے ہم پانی بے نہایت ہوجائے گا۔ کیونکہ کوزہ آب بلکہ قطرۂ آب دریا سے ملکر خود دریا ہوجاتا ہے اور جب ہمارا کوزہ کا جسم بحر حقیقت سے جا ملا (مرتبۂ فنا حاصل ہوگیا) تو وہ ممبع فیوض ربانی ہوگیا اسوقت ہمارے کوزۂ وجود کے پانی سے سو جہان پُر ہوسکتے ہین یعنے لاکھون آدمیون کو فیض پہنچ سکتا ہے۔

لُولہا بر بند و پُر دارش زخم ‖ گفت غضّوا عن ہوی ابصارکم

ترجمہ: ٹوٹیون کو بند کر کوزہ کو بھر ‖ اور غضّوا عن ہوی سے پر کر نظر

شرح لولہا جمع لولہ کے وہی پانچ ٹونٹیان یعنے حواس خمسہ مراد ہین مطلب یہ کہ اے شخص اپنے حواس خمسہ کو منہیات سے بند کرلے اور خم یعنے دریائے حقیقت کے مشکے (ارشاد ولی کامل) کے پانی سے بھر دے کیونکہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے قُل لِّلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ۔ یعنے اے پیغمبر مومنین سے کہدے کہ اپنی آنکھین بند رکھین اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اہل ظاہر نے آنکھین بند رکھنے کے یہ معنے لیئے ہین کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ ڈالنی چاہیئے۔ اور مولانا قدس سرہ نے من ابصارہم کا صلہ عن ہواہم نکالا ہے۔ یعنے خواہشات نفسانی سے اپنے حواس کو بند کرلو فائدہ مولانا قدس سرہ نے اس حکایت کا باطنی مطلب یا معنوی نتیجہ ان دو تین شعرون مین بیان کردیا ہے۔

ریش او پُر باد۔ کاین ہدیہ کراست ‖ لایق چون آن شہے این سزاست

ترجمہ: مرد نے دلمین کہا قابل ہے یہ ‖ اور حضور شاہ کے لایق ہے یہ

شرح یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مرد عرب اپنے ہدیہ پر مغرور ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ جیسا ہدیہ میرے پاس ہے ایسا اور کسیکے پاس نہین اور اس جیسے عظیم الشان یعنے خلیفہ بغداد کے لایق ٹھیک یہی ہدیہ ہے۔ ریش پر باد شدن فارسی کا محاورہ ہے بمعنے فخر کرنا متکبر ہونا غرور کرنا۔

وان نمے دانست کانجا در گزر ‖ ہست جاری دجلۂ ہمچون شکر

ترجمہ: لیکن اُسکو یہ نہ تھا ہرگز خبر ‖ دجلہ جاری ہے وہان رشک شکر

شرح بعض نسخون مین زن نمید انست ہے۔ یعنے اعرابی درویش یا اُسکی اہلیہ نے مینہہ کے پانی کو بہت بڑا ہدیہ سمجھا مگر یہ نہ جانا کہ بغداد کے رستہ ہی مین دجلۂ شیرین جاری ہے باطنی مطلب یہ ہے کہ نفس باعقل نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالٰے کے پاس انبیا اور صلحا کے بڑے بڑے اعمال صالحہ جمع ہین وہان یہ حقیر سا ہدیہ

یعنے تھوڑی سی عبادت کا پانی۔ جو کوزۂ جسم وحواس مین بھرا ہوا ہے کیونکر قبول ہوگا۔

	درمیان شہر چون دریا روان		پُر ز کشتیہا و شست ماہیان
ترجمہ	شہر مین ہے صورت دریا روان		جا بجا ہین دام ہر سو کشتیان

شرح یعنے دجلہ بغداد کے رستہ مین بھی تھا اور شہر مین بھی مانند دریا روان تھا اور اُسمین کشتیان اور مچھلیان پکڑنے کے جال اور کانٹے لگے ہوے تھے۔ یعنے اعرابی نے یہ نجانتا تھا کہ مدینۂ قرب الٰہی مین انبیاء و اولیا کے اعمال دریا کی طرح جاری ہین اور اُمنین نجات کی کشتیان لگی ہوی ہین جو اُنکی متبعین کو نظر آتی ہین اور طالبان حق کے شکار کرنے کے لیئے کانٹے موجود ہین۔ ایسی جگہ کوزۂ آب کو کون قبول کریگا اور اُسکی کیا خاک عزت ہوگی۔ کیونکہ ہر شے کی قبولیت اور عزت وہین ہوتی ہے جہان وہ شے نایاب ہو۔

	رو ببین سلطان و کار و بار بین		حسن تجری تحتہا الانہار بین
ترجمہ	دیکھہ کیا سلطان کا کاروبار ہے		حسن تجری تحتہا الانہار ہے

شرح یعنے اعرابی کی بے خبری یا کم فہمی اُس سے یہ کہتی تھی کہ اے شخص خلیفۂ بغداد کے پاس جا اور اُسکی شوکت وعظمت کو معلوم کر۔ اور اُسکی حس باصرہ کو دیکھہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین۔ مطلب یہ کہ اے بیخبر اعرابی پانی کا ہدیہ کیا لیجاتا ہے اُس بادشاہ کی تو آنکھون کے تلے نہرین جاری ہین۔ کیونکہ بادشاہ اپنے دیوان خاص مین بھی نہرین لیجایا کرتے ہین حس موصوف اور تجری تحتہا الانہار اُسکی صفت ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی عظمت وشان کو دیکھہ اور مشاہدۂ حق کی کوشش کر۔ اور ایسی حس پر نظر ڈال جسکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔ یہ حس انبیا اور اولیا کی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیا کا تابع ہو بعض نسخون مین حس کی جگہ حسن ہے اسصورت مین لفظ جنّاتِ بقرینہ آیت محذوف ماننا پڑیگا یعنے خلیفہ کے دربار مین جا۔ اور اُن باغون کی لطافت وخوبصورتی کو دیکھہ جنکے نیچے نہرین جاری ہین یا بادشاہِ حقیقی کی مشاہدہ کی کوشش کر اور انبیا و اولیا کے اعمال صالحہ کے باغون کو دیکھہ جنکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔

	ہمچنین حسہا و ادراکات ما		قطرۂ باشد دران بحر صفا
ترجمہ	پس اسی صورت سے ادراک بشر		قطرۂ بحر صفا ہے سر بسر

شرح یعنے جسطرح اس اعرابی کا ہدیہ نہایت حقیر تھا اسیطرح ہمارے حس اور ادراک کی مدد سے جو طاعت ہم سے ہوسکتی ہے ایسی مثال کہتی ہے جیسا کہ اُس بحر صفا مین جسمین اعمال صلحا جمع ہین کسینے ایک قطرہ ڈالا۔ بحر صفا سے لوح محفوظ اور علم الٰہی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے اعمال انبیاء و اولیا کے اعمال کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین قطرہ اسلیئے ہمین اپنے تھوڑے سے اعمال پر مغرور نہونا چاہیئے۔

	باز جوے و باز بین و باز یاب	از کہ از من عندہ ام الکتاب
ترجمہ	ڈھونڈ۔ آنکھین کھول تا ہو کامیاب	ہے معاون صاحب ام الکتاب

شرح یعنے توفیق طاعت خدا سے ڈھونڈ۔ اور راہ معرفت اُسیکی رہنمائی کے بھروسہ پر دیکھہ اور مرتبہ فنا اُسیکی امداد سے حاصل کر یہ سب باتین اُسی ذات پاک کی مدد سے حاصل ہونگی جسکے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے مطلب یہ کہ اے بیخبر اُس اعرابی کی طرح اپنے اعمال پر اعتماد نکر کیونکہ وہ بالکل لاشے ہین۔ بلکہ اللہ تعالے سے طاعت کی توفیق مانگتا رہ انشاء اللہ راہ معرفت معلوم ہوجائے گی اور تو مرتبۂ فنا حاصل کریگا بغیر اُسکی مدد کے کچہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اُسکی لوح محفوظ مین سب کچہ لکہا ہوا ہے۔ طاعت اہل نجات کی اور معصیت اہل عذاب کی ایسی سچی علامت ہے جو ازل سے لوح محفوظ مین درج ہے اور لوح محفوظ مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا۔

	در نمد دوختن زن سبوی آب را و مُہر بر وے نہادن از غایت اعتقاد
ترجمہ	اعرابی کی اہلیہ کا پانی کی ٹہلیا کو نمدہ مین سی دینا اور قبولیت کی اعتقاد سے اُسپر مہر لگا دینی

	مرد گفت آرے سبو را سر بہ بند	بین کہ این ہدیہ ست ما را سودمند
ترجمہ	مرد بولا کر سبو کو جلد بند	ہے نادر ہدیہ بیشک سودمند
	در نمد در دوز تو این کوزہ را	تا کشاید شہ بہدیہ روزہ را
ترجمہ	مجکو یہ کوزہ نمد مین سی کے دے	تا کہ اس سے شاہ کا روزہ کھلے

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت اس ٹہلیا کو نمدے مین سر بند کرکے مہر لگا دے یہ ہدیہ ہمارے لیے نفع بخش ہوگا یعنے بادشاہ بغداد ضرور اسکو قبول فرماکر بہت بیش بہا صلہ مرحمت کریگا۔ اور یہ ایسا نادر پانی ہے کہ کیا تعجب بادشاہ اس سے روزہ افطار کرے۔ یعنے ہدیہ گویا تبرک ہے۔

	کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست	جز رحیق و مایۂ ارزاق نیست
ترجمہ	بے نصیب اس ہدیہ سے آفاق ہے	یہ شراب اور مایۂ ارزاق ہے

شرح یعنے ایسا پانی تمام زمانہ مین کہین نہین اس پانی کو سوائے شراب خالص اور سرمایہ روزی کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہین دیجا سکتی ہے یعنے یہ نہایت بیش بہا ہدیہ ہے بعض نسخون مین مایۂ ارواق ہے بمعنے مادۂ وصل گوارائی کیونکہ ارواق بمعنے صافی و گوارائی ہے۔ نکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرتبۂ حقیقت تک نہین پہنچا ایسا آدمی اپنی طاعات پر اعتماد کرکے اُنکو نہایت اچھا سمجھا کرتا ہے

	زانکہ ایشان زا بہا تلخ و شور	دائما پر علت و نیم کور
ترجمہ	کیونکہ پیتے پیتے آب تلخ و شور	ہوگئے وہ سب کے سب بیمار و کور

شرح مولانا۔ اعرابی اور اُسکی اہلیہ کے اس کوزۂ آب کو بیش بہا ہدیہ خیال کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہل عرب خاصکر اعرابی (جنگل کے رہنے والے اور دیہاتی) کھاری پانی استعمال کرنے کرتے بیمار اور نیکور (آدھے اندھے) ہوجاتے ہیں بینائی میں فرق آجاتا ہے اسلیئے میٹھے پانی کی ایک ایک بوند اُنکے نزدیک گوہر آب موتی سے زیادہ بیش بہا اور نہایت قیمتی ہے معنوی مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی طاعت پر اعتماد کرنے والے بہت گناہوں پر نظر نہیں کیا کرتے جو سراسر خلاف عقل و نقل ہے۔

	مرغ کاب شور باشد مسکنش	او چه داند جای آب روشنش
ترجمہ	کھاری پانی ہو وطن جس مرغ کا	آب شیرین کی وہ جانے قدر کیا

شرح روشنش کی ضمیر شین بمعنی برائے خود ہے۔ یعنے جس جانور کا مسکن کھاری پانی ہو وہ اپنے لیئے آب روشن (میٹھے اور صاف پانی) کی جگہ معلوم نہیں کرسکتا بلکہ اپنے کھاری پانی ہی کو بیش بہا نعمت سمجھتا ہے اسیطرح اعرابی اور اُسکی اہلیہ نے اپنے ہدیہ کو نادر خیال کر لیا تھا۔

	ای که اندر چشمۂ شورست جات	تو چه دانی شط و جیحون و فرات
ترجمہ	شور چشمے میں ہے تو اے بد صفات	تجھکو کب ہے علم جیحون و فرات

شرح شط بمعنے مطلق جو و کنارۂ دریا و جو وغیرہ جیحون بلخ کے قریب خراسان اور ماوراء النہر کے مابین ایک بڑی نہر ہے اور فرات مطلق آب شیرین کو بھی کہتے ہیں اور اُس نہر کا نام بھی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور دجلہ بغداد کی نہر یہاں سے مولانا قصہ چھوڑکر حصۂ معنوی کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنے اے محتاج تو کھاری پانی کے چشمے (آب شور بشریت) کا رہنے والا ہے جب تک اس سے نجات نپائے گا جیحون و فرات (دریائے تجلیات الٰہی) کے پانی کے مزہ سے واقف نہیں ہو سکتا۔

	ای تو نارسته ازین فانی رباط	تو چه دانی صحو و سکر و انبساط
ترجمہ	قید خانہ ہے ترا فانی رباط	تجھکو کب ہے علم سکر و انبساط

شرح یعنے اے شخص تجھے اس سرائے فانی (قید بشریت یا حُبّ دنیا) سے ابھی نجات نہیں ملی اسلیئے تو صحو (بدمستی محبت الٰہی) اور سکر و انبساط (لذت عشق اور روحانی خوشی) سے بالکل ناواقف ہے۔

	ور بدانی نقلت از آب و جدست	پیش تو این نامها چون ابجدست
ترجمہ	علم ہے تو باپ دادا سے سنے نقل	شکل ابجد نام ہیں اے خام عقل

شرح یعنے اگر تو سکر و صحو و انبساط یا دیگر اصطلاحات صوفیہ کو جانتا ہے تو یہ سمجھ کہ تو نے یہ الفاظ اپنے باپ دادوں اور بزرگوں سے سن رکھے ہیں عملی طور پر اُنسے واقفت نہیں ہوا اسلیئے صرف الفاظ ہی

کا یاد کر لینا بالکل بیکار بات ہے جیسا کہ بچے ابجد ہوز یاد کر لیتے ہین۔

	ابجد و ہوز چہ فاش ست و پدید	بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید
ترجمہ	ابجد ہوز ہے لڑکون پر پدید	لیکن ان لفظون کے معنے ہین بعید

شرح یعنے ابجد ہوز اسقدر مشہور ہے کہ بچے بچے کو یاد ہے مگر اسکے معنے بڑے بڑون کو معلوم نہین اسیطرح صوفیون کی اصلاحین اکثر لوگونکو معلوم ہین مگر عملی طور پر انکے معنون سے بہت کم واقف ہین **فائدہ** بعض کتب مین ابجد ہوز کے مندرجۂ ذیل معانی نظر سے گزرے ہین ابجد۔ ابیٰ آدمُ وَجَدَّ فِی التَّقَرُّبِ اِلَی الشَّجَرَۃِ وَاَکَلَ الحِنطَۃَ (یعنے آدمؑ نے از راہِ انکار درخت کے قریب جانے مین کوشش کی اور گیہون کہا گئے ہوز۔ اِتَّبَعَ ہَوَاہُ فَزَالَ عَنہُ نَعِیمُ الجَنَّۃِ یعنے آدم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اُنسے جنت کی نعمتین زائل ہوگئین۔ اور بعض نے ہوز بمعنے تَحَرَّکَ اِلَی التَّوبَۃِ لکہا ہے یعنے آدمؑ نے توبہ کی طرف حرکت کی **حطی** حُطَّ عَنہُ ذُنُوبُہٗ بِالتَّوبَۃِ وَالاِستِغفَارِ یعنے آدمؑ سے اُنکے گناہ توبہ و استغفار کے سبب معاف کیے گئے **کلمن** فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیہِ۔ یعنے آدم نے اپنے رب سے کچہ کلمات سیکہہ لیئے اور خدا نے اُنکی توبہ قبول کرلی **سعفص** سَعٰی فَصَارَ مَقبُولًا یعنے آدم نے اپنے گناہ کے معافی مین کوشش کی اور مقبول بارگاہ ہوگئے **قرشت** اَقَرَّ بِذَنبِہٖ فَخُصَّ بِالکَرَامَۃِ وَکَسَبَت نَفسُہٗ دَرَجَۃً عَالِیَۃً۔ یعنے آدم نے اپنے گناہ کا اقرار کیا پس خدا نے اُنپر کرم فرمایا اور اُنکی ذات نے مرتبۂ بلند حاصل کرلیا۔ **ثخذ** ثُمَّ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ القُوَّۃَ یعنے پہر آدم نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے قوت حاصل کرلی **ضظغ** ضُعِّفَ عَنہُ وَسَاوِسُ الشَّیطَانِ یعنے پہر آدمؑ سے شیطان کے وسوسے دفع ہوگئے شیخ ولی محمد نے اسکو حدیث کہا ہے مگر صحاح ستہ مین یہ حدیث موجود نہین ہے۔

	پس سبو برداشت آن مردِ عرب	در سفر شد میکشیدش روز و شب
ترجمہ	پس سبو لیکر چلا مردِ عرب	اور سفر مین تہا نگہبان روز و شب

شرح پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ یعنے اعرابی اس ٹہلیا کو لیکر گہر سے چل پڑا اور دن رات سفر کرکے بغداد کے قریب جا پہنچا **نکتہ** یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر خدا گہر بیٹھے نہ مل سکے تو اسکی تلاش مین سفر کرنا لازم ہے اور اُطلُبُوا العِلمَ وَلَو کَانَ بِالصِّینِ (یعنے علم اگر چین مین ہو تو وہین جا کر طلب کرنا چاہیئے) کے بہی یہی معنے ہین

	بر سبو لرزان بُد از آفاتِ دہر	ہم کشیدش از بیابان تا بشہر
ترجمہ	رکہتے رہتے خطرۂ آفاتِ دہر	خیریت سے لیکے پہنچا تا بہ شہر

شرح یعنے آفات زمانہ کے خوف سے اعرابی کا دل دُہکڑ پکڑ کرتا رہتا تہا کہ ایسا نہو یہ ٹہلیا ٹوٹ جائے یہانتک کہ شہر مین جا پہنچا۔ اور اُسکی محنت و تکلیف سفر رائگان نہ گئی۔

زن مصلے باز کردہ از نیاز ۔ رب سلم ورد کردہ در نماز

ترجمہ: عاجزی سے کرتی تھی عورت دُعا ۔ اُس سبو کو رکھہ سلامت اے خدا

شرح: یعنے اعرابی تو ٹھلیا لیکر گھر سے چلا اور اُسکی بیوی نے جانماز بچھائی اور رب سلم کا وظیفہ پڑہنے لگی یعنے الٰہا میرے خاوند اور اُس ٹھلیا کو سلامتی کے ساتھ خلیفۂ بغداد تک پہنچا اور صحیح سلامت واپس لا۔

کہ نگہدار آب مارا از خسان ۔ یارب این گوہر بدان دریا رسان

ترجمہ: رکھہ کمینون سے لیے یارب نگاہ ۔ اور دے گوہر کو دریا مین پناہ

شرح: یہ عورت کی مناجات کا مضمون ہے یعنے الٰہنا ہماری پانی کو کمینون رہزنون یا ٹھلیا توڑنیوالون سے محفوظ رکھیو۔ اور اس بیش بہا گوہر ربانی کو اُس دریائے کرم خلیفہ بغداد تک صحیح سالم پہنچا دیجیو نکتہ یہی حال نفس لوامہ کا ہے کہ جب وہ دنیوی جھگڑون کو چھوڑ کر متوجہ ہوے سیر الی اللہ ہوتا ہے تو گوہر ایمان کی حفاظت۔ اور وصول تا باب رحمت مع الایمان چاہا کرتا ہے نیز اسمین اشارہ ہے کہ سالک کی عقل کو سیر الی اللہ کے وقت عاقبت بینی سے غافل رہنا چاہیئے جیسا کہ یہ مرد عرب غافل نہ تہا۔ اور نفس بھی عقل کے بھروسہ پر نہ ہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بھروسہ پر نہ رہی بلکہ مصلے بچھا کر خود بھی دعا مانگنے لگی

گرچہ شویم آگہ است و پُرفن است ۔ لیک گوہر را ہزاران دشمن است

ترجمہ: ہے مرا خاوند گو پُر فن بہت ۔ ہوتے ہین گوہر کے پر دشمن بہت

شرح: ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عقل نہایت درجہ کی دانا ہے لیکن پھر بھی شیطان اور نفس امارہ اُسکے دشمن ہین۔ جو راہ حق سے ہر دم بہکانے کے لیئے آمادہ ہین۔

خود چہ باشد گوہر آب کوثر است ۔ قطرۂ زان آب اصل گوہر است

ترجمہ: کیا ہے گوہر آب کوثر ہے وہ آب ۔ سچ تو یہ ہے اصل گوہر ہے وُہ آب

شرح: عورت کہتی ہے کہ ہمارے پانی کے مقابلہ مین گوہر کیا چیز ہے کچھ بھی نہین یہ پانی آب کوثر اور اسکا ایک ایک قطرہ اصل گوہر ہے۔ یعنے گوہر ایسی قیمتی چیز نہین کہ اُس سے آپ ایمان کو تشبیہ دیجائے۔ بلکہ ایمان آب کوثر او حقیقی خوبی ہے اسکو اصل گوہر کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

از دعاہائے زن و زاری او ۔ وز غم مرد و گرانباری او

ترجمہ: ہوگیا عورت کی زاری کا اثر ۔ مرد کے محنت سخاری کا اثر

سالم از دزدان و از آسیب سنگ ۔ برد تا دار الخلافہ بیدرنگ

ترجمہ: بے غم دزدان و بے آسیب سنگ ۔ جالیا بغداد اُسنے بے درنگ

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے عورت کی دعا و زاری کی برکت اور اپنی گرانباری کی تحمل المحنت کے باعث اعرابی چورون اور بتہرون سے بچا کر اُس تہلیا کو دارالخلافہ بغداد تک سے بچا پہنچا یعنے خدا نے عورت کی سُن لی اور مرد کی محنت کو رائیگان نہ کیا۔ باطنی معنے یہ ہین کہ عقل دنیوی جہگڑون سے الگ ہوکر بلا خوف دزد شیطان اور صدمۂ سنگ ماسوے اللہ موصل الے اللہ ہو گئی۔

	دید درگاہے پُر از انعام ہا		اہل حاجت گستریدہ دام ہا
ترجمہ	دیکھی اک درگاہ پُر انعام سے		جا بجا بچھے ہوئے کچھ دام سے

شرح یعنے اعرابی نے بغداد پہنچکر خلیفہ کی عالیشان بارگاہ کو انعامات و احسانات سے پُر اور ضرور تمندونکو جال بچہائے یعنے وسائل حاجت برآری پیش کرتے ہوئے دیکھا مطلب یہ کہ چونکہ اعرابی واصل الے اللہ ہو گیا تہا اسلیئے از راہ مکاشفہ اُسے لوگونکی حاجتین اور ضرورتمندون کی حاجت برآری کے وسائل نظر آنے لگے

	دید ہم ہر سوئے صاحب حاجتے		یافتہ زان در عطا و خلعتے
ترجمہ	اور دیکھے اہل حاجت ہر طرف		ہر طرف انعام خلعت ہر طرف

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ اُس بادشاہ کے دربار سے ہر صاحب حاجت کو خلعت و انعام مل رہا ہے

	بہر گبر و مومن و زیبا و زشت		ہمچو خورشید و مطر نے چون بہشت
ترجمہ	یعنے وہ درگاہ بہر خوب و زشت		شکل باران تہی نتہی شکل بہشت

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا کرم کافر مومن اور اچہے بُرے سب کیلیئے سورج اور مینہ کی طرح عام ہے اور بہشت کی طرح مومنون یا نیکون کے لیئے خاص نہین۔ کیونکہ کرم خداوندی رزق و مال اور اولاد وغیرہ دینے کے اعتبار سے تمام مخلوق پر یکسان ہے۔

	دید قومے در نظر آراستہ		قوم دیگر منتظر برخاستہ
ترجمہ	دیکھا اک فرقہ کو با صد زیب و فر		حکم شہ کی منتظر قوم دگر

شرح یعنے اعرابی نے ایک گروہ کو بادشاہ کی نظرون مین آراستہ اور دوسرے گروہ کو منتظر حکم اور خدمت شاہی بجالانیکے لیئے ایستادہ دیکھا پہلا فرقہ وزرا و اُمرا مقربین بارگاہ الٰہی کا ہے اور دوسرا معمولی نوکرون اور خدمتگارون زہاد و عبّاد کا۔ جو طاعت کے لیئے ہر دم کمربستہ اور حکم یا اشارہ کا منتظر ہے

	خاص و عامہ از سلیمان تا بمور		زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور
ترجمہ	زندہ اُسمین اسطرح سب خاص و عام		صور سے جسطرح اُٹہین گے تمام

شرح یعنے اُس بادشاہ کی بارگاہ مین سلیمانی سے لیکر مور تک تمام خاص و عام اسطرح از سر نو زندگی پائے

ہوئے تہے جسطرح جہان کو صور پہونکنے سے نئی زندگی ملنے والی ہے یعنے اُسکے کرم سے ہر شخص کو حسب استعداد انعام و اکرام اور اضافی روح ملی ہوئی تہی۔ کوئی شخص محروم نہ تہا۔

	اہل صورت زان جواہر یافتہ	اہل معنی بحر ناد ریافتہ
ترجمہ	اہل صورت کو جواہر مل گئے	اہل دلکو بحر نادر مل گئے

شرح ظاہری معنے یہ ہین کہ اہل صورت (طالبان دنیا) نے اُس بادشاہ کے دربار سے زر و جواہر اور انعامات حاصل کیئے اور اہل معنے (طالبان اخلاق حسنہ) اُسکی نیک طینتی کے باعث دریائے انوار معانی کے مالک ہوگئے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی سے اہل صورت نے حور و قصور حاصل کیے اور اہل معنی نے بحر نادر یعنے مرتبۂ وصول حق پایا۔ بعض نسخون مین جواہر یافتہ اور بحر نادر کی جگہ بحر یعنے یافتہ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اہل صورت جواہر مین بٹنے ہوئے یعنے غرق جواہر تہے اور اہل معانی کو دریائے معنی ملگیا تہا

	آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ	وانکہ باہمت چہ بانعمت شدہ
ترجمہ	تہا جو بے ہمت وہ باہمت ہوا	اور جو باہمت تہا بانعمت ہوا

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکہا کہ جو بے ہمت اُس ایوان مین داخل ہوا وہ بہت بڑا باہمت ہوگیا۔ اور جو باہمت داخل ہوا وہ صاحب نعمت ہوگیا۔ یعنے بے سامان باسامان ہوگیا اور باسامان رئیس اعظم بنگیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ بے ہمت سالک عابد کامل بنگیا اور باہمت عابد مقرب خاص ہوگیا۔ نکتہ اگر ان تمام اشعار مین خلیفہ سے مراد اللہ تعالےٰ ہے تو ظاہر ہے کہ اُسکا کرم جمیع مخلوق کو شامل ہے اور اگر رسول خدا مراد ہین تو آپ رحمۃ للعالمین ہین اور اگر ورثا رسولؐ مراد ہین تو اُنکی دعا ہی جو بمنزلہ کرم ہے عام کو شامل ہے ہمنے تفہیم عام کے لیئے تمام اشعار مین خلیفہ سے اللہ تعالےٰ مراد لیا ہے۔ مگر ذوق سلیم گواہی دیتا ہے کہ اُس سے رسول خدا اور اُنکے ورثا یعنے اولیاء کامل اور مرشد بھی مراد ہوسکتے ہین۔

دربیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کرم وکریم ست کرم وکریم ہم عاشق گدا ست اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او در آید و اگر کریم را صبر بیش بود گدا بر در او آید اما صبر گدا کمال گدا ست وصبر کریم نقصان کریم ست

ترجمہ اس بات کا بیان کہ جسطرح گدا کرم اور کریم کا عاشق ہے اسیطرح کرم اور کریم گدا کا عاشق ہے فقیر زیادہ صبر کرتا ہے تو کریم اُسکے دروازہ پہ آجاتا ہے اور اگر کریم صبر کرتا ہے تو گدا اُسکے دروازہ پر چلا آتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ فقیر کا صبر کرنا کمال فقیر ہے اور کریم کا صبر کرنا نقصان کریم۔ کیونکہ فقیر ضرورتمند ہوکر صبر کریگا تو یہ فی الواقع اُسکا کمال ہے اور کریم صبر کریگا تو اظہار کرم نہونے سے اُسے نقصان پہنچیگا۔

	بانگ مے آید کہ اے طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
ترجمہ	آتی ہے آواز اے محتاج آ	ہے عطا و جود محتاج گدا

شرح یعنے اعرابی نے داخل بارگاہ سعادت ہوکر یہ آواز سنی کہ اے طالب ادہر آ۔ تیری دستگیری کیجائیگی کیونکہ جسطرح گدا جود وسخا کا محتاج ہوا کرتا ہے اسیطرح جود وسخا گدا کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج طرفین سے یکسان ہے۔ گدا جود کا حاجتمند ہے اور جود گدا کا محتاج ہے۔

	جود محتاج ست وخواہد طالبے	ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
ترجمہ	جود کو ہے اپنے طالب کی تلاش	جسطرح توبہ کو تائب کی تلاش

شرح یعنے جسطرح توبہ تائب کی تلاش مین ہے اسیطرح جود گدا کی تلاش مین ہے چونکہ اللہ تعالے کو تمام اعمال مین سے گنہگار کی توبہ بہت پسند ہے اسیلئے گویا توبہ تائب کی جستجو کرتی رہتی ہے۔

	جود مے جوید گدایان وضعاف	ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف
ترجمہ	جود کو یون ہے گدا کی جستجو	طالب آئینہ جیسے خوبرو

شرح یعنے جسطرح حسین اپنا جمال دیکھنے کو آئینہ کے طالب ہین اسیطرح اہل جود وکرم۔ اپنے جود وسخا کی اچھی صورت دیکھنے کو گدا کے خواہان ہین گداہو تو بے جود کرم ہرگز نہین نظر آسکتا۔ یا یہ کہ گدا نہو تو جود خود اپنے چہرہ زیبا کو نہین دیکھہ سکتا۔ ضعاف جمع ضعیف ہے بمعنے ناتوان وگدا۔

	روئے خوبان زائنہ زیبا شود	روے احسان از گدا پیدا شود
ترجمہ	آئینہ ہے روئے خوبان کے لیے	اور گدا ہے روے احسان کے لیے

شرح یعنے جسطرح کسی حسین کا چہرہ آئینہ دیکھنے سے اور زیادہ حسین ہوجاتا ہے اسیطرح احسان وکرم کا چہرہ فقیر کے آنے سے چمک اٹھتا ہے۔ مطلب یہ کہ گدا باعث آرایش جود وکرم ہے۔

	پس ازین فرمود حق در والضحے	بانگ کم زن اے محمد بر گدا
ترجمہ	والضحے مین ہے یہ رشک مشک وشنگ	اے محمد سائلون کو مت جہڑک

شرح یعنے چونکہ احسان وکرم کا اظہار فقیر ہی کے سبب ہے اسلئے اللہ تعالے سورہ والضحے مین اپنے پیارے رسول کو سائل کو جہڑک دینے یا دہمکا دینے سے منع فرمایا ہے۔ وہ آیت یہ ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنے اے پیغمبر سائل کو ہرگز مت جہڑک کریم وہ ہے جو حتے الامکان سائل کا سوال پورا کرے۔ یا اس نرمی سے جواب دے کہ دینے سے زیادہ فقیر کا دل خوش ہوجائے فائدہ اس آیت کے شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ ایکبار آنسرور کائنات کے پاس حضرت عثمان رض کہجورون کی ٹوکری لائے آپنے

تناول فرمانا چاہا۔ اُسوقت ایک سائل آگیا۔ آپنے چند کھجورین دیدین۔ مگر چونکہ یہ کھجورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فقط آپ ہی کے کہلانے کی نیت سے لائے تھے اسلیئے اُنہون نے سائل کو قیمت دیکر پھر خرید لین اور اُسنے پھر سوال کیا۔ رسولخدا نے پھر کھجورین دیدین اور حضرت عثمان نے پھر خرید لین اسیطرح تین مرتبہ ہوا بعدہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے شخص تو سائل ہے یا بایع ؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَر

	چون گدا آئینۂ جود ست ہان	دم بود بر روئے آئینہ زیان	
ترجمہ	ہے گدا آئینۂ لطف و کرم	آئینے پر کسلیئے کرتا ہے دم	

شرح یعنے یہ ثابت ہوگیا کہ گدا آئینہ جود و کرم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ آئینہ پہونک مارنے سے مکدر اور اندہا ہوجاتا ہے۔ اور اسمین پہونک مار نیوالے کا نقصان ہے بس تو اسیطرح گدا پر پہونک مارنے (اُسے جہڑکنے یا اپنے دم وخم دکہانے اور تکبر کرنے۔ یا گالیان دینے) سے اپنا ہی نقصان متصور ہے کہ روئے احسان کا اظہار نہین ہوسکتا نکتہ اس مقام کی باطنی تحقیق یہہ ہے کہ عالم کا مظہر اسما و صفات الٰہی ہونا دو طرح ہے ایک یہ کہ اسماء کے آثار مظہر میں پائے جائین مثلاً بندہ مرزوق ہے اور خدا رزاق مرزوقیت رزاقیت کا اثر ہے یعنے اگر بندہ مین صفت مرزوقیت نہوتی تو خدا کی صفت رزاقیت کا ظہور نہوتا علی ہذا القیاس اور اسماء مین دوسری مظہریت یہہ ہے کہ بندہ اُس اسم یا صفت کے ساتہ خود موصوف ہوجائے مثلاً زید نے خالد کو کچہ ہبہ کیا تو زید بہی واہب ہے اور اللہ تعالےٰ بہی کیونکہ اس صورت مین مظہر جس صفت کے ساتہ موصوف ہوگیا ہے وہ فی الواقع صفت الٰہی ہے چونکہ زید موصوف ہوگیا ہے اسلیئے اُسکو بہی واہب کہین گے۔ اور چونکہ فی الواقع یہ صفت الٰہی کا ظہور ہے اسلیئے واہب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے مولانا ان ابیات مین اول معنے کی طرف اشارہ فرمارہے ہین۔ یعنے صفت جود گدا کی خواہان ہے تاکہ اُسپر احسان کرے اور اُسے محسن الیہ بنائے۔ اگر وہ محسن الیہ نہوتا تو اللہ تعالےٰ کے محسن ہونیکا ظہور غیر ممکن تہا اس لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ اگر گدا مین صفت گدائی نہوتی تو جود کا ظہور غیر ممکن تہا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے سائل کے جہڑکدینے سے منع کردیا ہے کیونکہ اُسکو سوال کرنے سے مطلوب کے ملجانے کی اُمید ہوتی ہے اور مطلوب کے اُس تک پہنچ جانے سے دینے والے مین صفت جود حق کا اظہار ہوتا ہے

	آن یکے جودش گدا را آورید	وین دگر بخشد گدایان را مزید	
ترجمہ	اک کرم کرتا ہے سائل کو پدید	بخشتا ہے دوسرا اُسکو مزید	

شرح اس شعر مین جود اقدس اور جود مقدس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کا ایک جود تو یہ ہے کہ گدا یعنے ہر ممکن کو جو سرسبز محتاج فیوض رحمانی تہا وجود یا عالم ہستی مین لایا اور ایک کو دوسرے

سے ممتاز کردیا۔ دوسرا جود یہہ ہے کہ ممکنات کی حاجات اور سوالات کے مطابق انکو فیض پہنچایا۔ یعنے فقیرونکو خلعت ہستی کے سوا اور بہی بہت سے انعامات عطا فرمائے۔ اصطلاحات صوفیہ مین پہلے جود کا نام اقدس اور دوسرے کا مقدس ہے دوسرے معنے ہین کہ اے اہل کرم سائل کے آنے سے اللہ تعالے تجہپر دو طرح کی مہربانیان کرتا ہے ایک یہ کہ گدا کو تیرے دروازہ پر لے آیا۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتہ سے کچہ دلوادیا کیونکہ دینے والا تو نہین ہے بلکہ فی الواقع خدا ہی ہے

	پس گدایان آئنۂ جود حقند		وانکہ با حق اند جود مطلقند	
ترجمہ	ہین گدا آئینۂ جود خدا		جود مطلق ہین جو با حق ہین گدا	

شرح یعنے وہ گدا جو اللہ تعالے کو جواد مستقل اور اہل جود و کرم کو صفت جود کا مظہر سمجہتے ہین وہ جود حق کا آئینہ ہین جود و احسان کا نور بصورت چہرہ انہین کے سبب دکہائی دیتا ہے اور وہ گدا جو اپنے صبر و تقوے کے باعث با حق اور خدا رسیدہ ہو گئے ہین خود جود مطلق ہین انہین کی برکت سے مینہہ برستا ہے اور انہین کے طفیل لوگون کو روزی ملتی۔ حدیث شریف مین لعلکم ترزقون بضعفائکم موجود ہے یعنے اے لوگو فقیرون اور ناتوانون کے ساتہ احسان کرتے رہا کرو کیا جبر تمہین انہین کی بدولت روزی ملتی ہو۔

	وانکہ جز این دوست او خود مردہ ایست		او برین در نیست نقش پردہ ایست	
ترجمہ	اور جو انکے سوا ہے مردہ ہے		وہ نہین اس در پہ نقش پردہ ہے	

شرح حاجتمندون کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کوئی شخص یہ سمجہکر اپنی حاجت خلقت کی طرف لیجائے کہ یہ حاجت فی الواقع خالق کی طرف ہے اور خلقت سے جو کچہ فیض پہنچتا ہے وہ درحقیقت خالق کی جانب سے ہے اسلیئے عارف کے نزدیک تمام ممکنات جو محتاج فیضان الٰہی ہین آئینۂ جود حق ہین اور گزشتہ شعر کا پہلا مصرع پس گدایان آئنۂ جود حقند۔ اسی پہلے قسم کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یہ مرتبہ سالک کا ہے دوسرا وہ شخص ہے جو مرتبۂ بقا تک ترقی کرکے اور واصل الی اللہ ہو کر متصف بجمیع صفات ہو گیا ہو اسوقت یہ شخص خود جود مطلق پہنچتا ہے اور اسکا فیض کسی خاص شخص کے لیے مخصوص نہین ہوتا بلکہ اسی کے طفیل عوام کو رزق ملتا ہے مینہہ برستا ہے یہ مرتبہ ابدال اور اقطاب کا ہے ایسے شخص گو بعض ضروری امور مین محتاج مخلوقات ہو جاتے ہین مگر فی الواقع وہ محتاج خالق ہین گویا باعتبار صورت اپنی احتیاج خلقت کی طرف لیجاتے ہین گزشتہ شعر کا دوسرا مصرع یہی معنے رکہتا ہے تیسرا گدائے دنیوی ہے جسکو گر گدا کہتے ہین ایسا شخص مخلوق کو جواد مستقل سمجہکر اپنی حاجتین انکی طرف لیجاتا ہے اور جابجا دہکے کہاتا پہرتا ہے جنانچہ یہ شعر اسی تیسری قسم کی طرف اشارہ ہے یعنے جو شخص مذکورہ شعر بالا کی ان دونو قسمون سے الگ ہے

کہ نہ تو محتاج الی اللہ یا سالک ہے اور نہ فقیر فانی فی اللہ اور قطب ہے۔ وہ فقیر دنیوی ہے جسکو صوفی محجوب کہتے ہین۔ ایسا آدمی مُردہ ہے اور اسکا وجود عدم برابر ہے وہ دروازۂ الٰہی کا فقیر نہین ہے بلکہ گدائے درِ اغنیا اور خوان مگس اہل دولت ہے اُسکو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پردے پر نقش و نگار یا تصویر کہ صرف صورت ہی صورت ہوتی ہے اور باطنی اعتبار سے فی الواقع کچھ بھی نہین ہوتا **فائدہ** اعرابی درویش کے قصہ سے اس نصیحت عامہ کو یہ مناسبت ہے کہ فقیر الی اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرق میان آنکہ درویش ست بخدا وتشنہ خدست وانکہ درویش ست از خدا وتشنہ است بغیر

ترجمہ ایک شخص محتاج الٰہی اور عاشق خدا ہے اور ایک خدا سے غافل اور عاشق ماسوا ہے ان دونون کی فرق کا بیان

لیک درویشے کہ او تشنہ خداست	**ہست دایم از خدا ایش کار راست**
ترجمہ ہے مگر تشنہ خدا کا جو فقیر	کام اُسکے سب کے ہین سب دلپذیر
لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد	**او فقیر وابلہ بے خیر شد**
ترجمہ ہان مگر محتاج ہین جو غیر کے	کام کر سکتے نہین وہ خیر کے

شرح جو درویش عاشق الٰہی اور محتاج الی اللہ ہے خدا ہمیشہ اُسکے کام تیار رہتا ہے اور جو عاشق دنیا ہے وہ ظاہری و معنوی دو طرح سے محتاج اور بے وقوف اور نیکیون کا دشمن ہے ع اِسکی وہ مثل ہے نہ اِدہر کا نہ اُدہر کا۔

نقش درویش ست او نے اہل جان	**نقش سگ را تو مینداز استخوان**
ترجمہ نقش درویشان ہے کب ہے اہل جان	نقش سگ کو دے نہ ہرگز استخوان

شرح یعنے جو شخص دنیوی فقیر ہے وہ اہل جان یعنے صاحب معنے نہین بلکہ درویشون کی صورت مین بہیک منگا فقیر ہے ایسے کو کچھ دینا بے فائدہ ہے۔ شخص نقش سگ ہے اور نقش سگ و کتے کی تصویر کے آگے ہڈی ڈالنا بیوقوفی ہے کیونکہ اُسمین کہا لینے کی لیاقت ہی نہین بعض نسخون مین نقش سگ کے جگہ نفس سگ نفاوسین مہملہ ہے مطلب دونوںکا ایک ہے مگر مولانا کے اِس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بہیک منگے فقیرون کو کچھ نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ خلاف شریعت و طریقت ہے۔ اسلیئے استخوان سے مراد بہیک نہین ہے بلکہ حرف درویشی ہے یعنے کتے کے آگے حرف درویشی نکہنا چاہیئے لیکن اس صورت مین بھی آدمی کو سگ کہا گیا لہذا یون کہنا چاہیئے کہ نفس موصوف ہے اور سگ اُسکی صفت مطلب یہ کہ نفس درویش ظاہری کے آگے جو سگ صفت ہے حرف درویشی نہ بیان کر کیونکہ وہ اسکا اہل ہی نہین حدیث شریف مین موجود ہے کہ نالایقون کو علم کی باتین سکہانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے مین موتیون کا کنٹھا

ڈالنے والا بعض نسخون مین منہ از (صیغہ نہی) کی جگہ بنہ از (صیغۂ امر) ہے۔ یعنے بہک منگا فقیر چونکہ صاحبِ معنی نہین ہے بلکہ روٹیونکا طالب اور سگِ دنیا ہے اسیلئے اسکے آگے ہڈی ڈالدیا کر۔

فقر لقمہ دارد او نے فقرِ حق ۔ پیشِ نقشِ مردۂ کم نہ طبق

ترجمہ ہے گدائے لقمہ کب محتاجِ حق ۔ مُردے کے آگے نہ رکھہ ہرگز طبق

شرح یعنے بہک منگا فقیر لقمہ کا محتاج ہے فقیر للہ نہین ہے ایسے نقشِ مردہ (ظاہری فقیر) کے آگے نعمتِ ظاہری (کہانا) اور نعمتِ باطنی (حرفِ درویشی) کے طبق نہ رکھہ اگر اس لفظ کو کم طبق کہا جائے تو یہ معنے ہین کہ ایسے پیٹ کے بندے کے آگے کہانے کے تو طباق ہی کم ہین

ماہیِ خاکی بود درویشِ نان ۔ شکلِ ماہی لیک از دریا رمان

ترجمہ خاک کی مچھلی ہے ہر درویشِ نان ۔ شکلِ ماہی اور دریا سے رمان

شرح یعنے درویشِ نان (روٹیان مانگ کہانے والا فقیر) ایسا ہے جیسا ریگ ماہی کہ شکل مین مچھلی ہے لیکن دریا سے نفرت رکھتی ہے اسیطرح بہک منگا فقیر دریائے معرفت سے نفرت رکھتا ہے

نقشِ ماہی کے بود درویشِ آب ۔ آن زبے آبی نگردد خراب

ترجمہ نقشِ ماہی کب ہوا محتاجِ آب ۔ اسکو بے آبی نہین کرتی خراب

شرح یعنے جسطرح نقشِ ماہی (مچھلی کی تصویر) پانی کی محتاج نہین ہے اور خشکی مین رہنے سے خراب نہین ہوتی اسیطرح روٹیون کا محتاج درویش تجلیاتِ معرفت کی احتیاط نہین رکھتا۔

مرغِ خانہ ست او نہ سیمرغِ ہوا ۔ لوت نوشد او ننوشد از خدا

ترجمہ گہر کی مرغی کب ہے سیمرغ ہوا ۔ ہے نجاست سربسر اُسکی غذا

شرح لوت بمعنے طعامہائے لذیذ و قوت نفیس اور لوت پوت بمعنے اقسامہائے طعام لذیذ ہے یعنی بہک منگا فقیر گہر کی مرغی کی طرح ناپاک روزی کہاتا ہے یعنے نفسِ امارہ کی امان مین میٹہا ہوا لذیذ کہانے چکہتا ہے وہ آسمانِ معانی کا سیمرغ نہین ہے جو وجودِ فانی کی قید سے اُڑکر لذائذ دنیوی کا پابند ہے اور اُسکی غذا صرف محبتِ الٰہی ہو بلکہ اُسکی قوت چکنی چپڑی روٹیان ہین۔

عاشقِ حق ست او بہرِ نوال ۔ نیست جانش عاشقِ حسن و جمال

ترجمہ عاشق اللہ ہے بہر نوال ۔ وہ نہین ہے عاشقِ حسن و جمال

شرح یعنے ایسا فقیر لوگون سے عطا و بخشش حاصل کرنے کے لیئے زبردستی آپ کو خدا کا عاشق ظاہر کرتا ہے حالانکہ اُسکی رُوح ہرگز خدا کے حسن و جمال کی عاشق نہین ہے۔

گر تو وہم میکند او عشق ذات — ذات نبود وہم اسما و صفات

ترجمہ: وہم مین اُسکے اگر ہے عشق ذات — ذات کب ہے وہم اسما و صفات

شرح یعنے ایسا فقیر اگر یون کہے کہ مین عاشق ذات ہون تو اُسکا یہ دعوے غلط ہے کیونکہ اُسنے وہم اسما وصفات الٰہی کو ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وہم اسما و صفات نہین ہے بلکہ وہم اسما و صفات اور چیز ہے اور ذات اور چیز ہے اسلیے جس شے کو اُسنے ذات تصور کیا ہے وہ ذات نہین ہے **نکتہ** وہم ایک قوت جسمانی ہے جو آخر دماغ کے وسط مین ہے اسکا کام اُن بعض چیزون کا ادراک ہے جو محسوسات سے متعلق ہون مثلاً ادراک شجاعت زید و سخاوت خالد لیکن وہم غیر محسوسات کے ادراک مین غلطی کرتا ہے اور غیر معلوم شے سے کچھ تعلق نہین رکھتا پس تو یہ فقیر لقمہ جو اپنے آپ کو عاشق ذات کہتا ہے ذات کی کیفیت تو اُسکو معلوم نہین فقط وہم اسما و صفات الٰہی کو جو اُسکے دماغ سے پیدا ہوا ہے ذات تصور کرتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکا وہم اُسکا خدا ہے حالانکہ وہم مخلوق اور حادث ہے اور خدا قدیم اور غیر مخلوق۔ ذات ہرگز وہم سے تعلق نہین رکھتی کیونکہ حادث کا ہمسایہ حادث ہی ہوتا ہے آئندہ شعر مین وہم مخلوق کے یہی معنے ہین۔

وہم مخلوق ست و مولود آمدست — حق نزائیدست او لم یولدست

ترجمہ: وہم ہے مخلوق و حادث اے فتا — اور لم یولد ہے وصف کبریا

شرح اس شعر کے وہی معنے ہین جو گذشتہ شعر مین بیان ہو چکے ہین۔ یعنے وہم ایک مخلوق و مولود (حادث و نوزائیدہ) شے ہے اور اللہ تعالےٰ مخلوق یا حادث نہین ہے بلکہ قدیم اور ازلی ہے وہ اپنی شان مین خود فرماتا ہے لم یلد و لم یولد یعنے نہ اُسنے کسیکو جنا اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا مطلب یہ کہ قدیم حادث سے میل جول نہین رکھتا اسلیے حادث کے دل مین جو وہم پیدا ہوگا وہ حادث ہی ہوگا پس تو حادث کے خیالات و توہمات نے جس چیز کو خدا سمجھ رکھا ہے وہ فی الحقیقت خدا نہین ہے اُسکا ادراک خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر ہے۔ اُسکی ماہیت و کیفیت کا خطرہ بھی دل مین نہین گذرتا۔

عاشق تصویر و وہم خویشتن — کے بود از عاشقان ذوالمنن

ترجمہ: ہو جو عاشق وہم کی تصویر کا — ایسے کو ہوتا نہین عشق خدا

شرح یعنے جو شخص اپنے وہم کی تصویر اور خیالات کے بُت کا عاشق ہے وہ خدائے ذوالمنن کا عاشق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ عاشقان الٰہی وہم و تصور پاک اور بالمشاہدہ حقیقی خداوند کے عاشق ہین۔

عاشق آن وہم اگر صادق بود — آن مجازش تا حقیقت می کشد

ترجمہ: وہم کا عاشق بھی صادق ہو اگر — ہے مجازی تا حقیقت راہبر

شرح یعنے وہم و خیال کے عاشق کو ہر حالت مین وہ برا نہین کہتے بلکہ وہم اسما و صفات کا عاشق ہی اگر صادق ہے تو ایک دن عاشق حقیقی ہو جائیگا اور یہ عشق مجازی اُسکو حقیقی کی طرف کھیچ لیگا ۔ **نکتہ** عاشق ذات حقیقی وہ ہے جسکو جذبۂ احدیت اپنی طرف کھیچ لے اور اُسکو اسما و صفات اور جنت و نار کا کچھ لحاظ نہ رہے ۔

شرح میخواہد بیان این سخن	**لیک مے ترسم ز افہام کہن**
ترجمہ: شرح کامل چاہتا ہے یہ سخن	مجھکو ہے پر خوف افہام کہن

شرح یعنے اس کلام (گفتگوئے عشق حقیقی) کا مفصل طور پر بیان کرنا بہت بڑے دفتر کو چاہتا ہے لیکن مین افہام کہن (پیچ پوچ اور بوسیدہ عقلون) سے خوف کرتا ہون کہ کہین لوگ اپنی کم فہمی کے باعث ملحد نہ بنجائین اور اپنے الحاد پر اس مثنوی کے کسی شعر کو دلیل نہ لے آئین اسلیئے اس گفتگو کو طول نہین دیسکتا **نکتہ** صوفیونکا قول ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یعنے درویشی کی انتہا خدا ہے اور لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ یعنے درویش سوائے خدا کے خدا کا ذکر نہین کرتا نافہمون کے نزدیک یہ دونو فقرے الحاد پر مبنی ہین مگر فی الواقع نہایت درست ہین کیونکہ انسے کمالِ فَنَا فِی اللّٰهِ کے معنے نکلتے ہین عاشق صادق او فنافی اللہ اپنے تمام تصرفات کو فنا کرکے باقی بقا اللہ ہوجاتا ہے ۔ ان باریک نکتون کی شرح سے دل لرزجاتا ہے اور قلم کانپ اُٹھتا ہے ۔

فہم ہائے کہنہ کوتہ نظر	**صد خیال بد در آرد در فکر**
ترجمہ: فہم کہنہ دیدہ کوتہ نظر	فکر بد لاتا ہے دلمین سر بسر

شرح فِکَر بکسر الفاء و فتح الکاف جمع فکرت ہے اور فِکْر بکسر و بفتح اول و سکون ثانی بمعنے اندیشہ ۔ یہان فِکَر بفتح الکاف جمع فکرت ہے بعض شاعرون نے جو قافیہ مین فَکَر بفتح الکاف باندہا ہے وہ بلحاظ معنے جمع ہے لیکن فکر بسکون کاف د بمعنے اندیشہ کو فکر بفتح الکاف باندہنا غلط ہے مطلب شعر یہ ہے کہ کوتہ نظر اور کم عقل آدمیون کی پُرانی اور بوسیدہ عقلین نافہمی اسرار کے باعث سو طرح کے بد خیالات اپنے اندیشون مین لاسکتی اور اہل اللہ کے کلام کو الحاد بتا سکتے ہین اسلیئے ہمنے عشق حقیقی کے اسرار کے زیادہ شرح کرنی نامناسب سمجھی ہے

بر سماع راست ہر کس چیر نیست	**طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست**
ترجمہ: ہر کوئی سمجھے گا یہ تقریر کب	لقمہ ہر طائر کا ہے انجیر کب

شرح یہ شعر پہلے ہی گذر چکا ہے یعنے اسرار عشق حقیقی فی الواقع صحیح اور ماننے کی لایق ہہی مگر ہر شخص اپنی کم فہمی کے باعث سچ بات کی سُننے کی طاقت نہین رکہتا جیسا کہ ہر طائر انجیر نہین کہا سکتا اور باز کا لقمہ چڑیا کے منہ مین نہین جا سکتا ۔ اسیطرح ہر شخص مین اتنی طاقت نہین کہ سچی بات کو سنکر اُسے سمجھ لے ۔ یا تہ کی بات معلوم کرلے ۔ بلکہ اکثر نافہم جو تصوف کے نکتون کو نہین سمجھتے صوفیہ کرام پر اعتراض کر بیٹھتے ہین ۔

خاصه مرغے مردهٔ پوسیدهٔ | پر خیالے اعمیے بے دیدهٔ

ترجمہ — خاص وہ طائر کہ جو بوسیدہ ہو | مردہ ہو کم عقل ہو بے دیدہ ہو

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے یعنے انجیر عموماً ہر طائر کی خوراک نہین بن سکتا۔ اور خاصکر ایسے جانور کے تو خواب مین بھی نہین آتا جو مرکر سڑ گیا ہو۔ پر خیال اور اندھا ہو یعنے جو شخص درویش کامل کی صورت بنا کر دنیا کماتا پھرتا ہو اور اپنے خیال مین عاشق حقیقی ہو کر حقیقت عشق سے اندھا ہو وہ ہرگز اسرار وحدت سمجھکر انکے واقعی معنے نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص جہل مرکب کی لاعلاج بیماری مین مبتلا ہے۔

نقش ماہی راچہ دریا وچہ خاک | رنگ ہندو راچہ صابون چہ زاک

ترجمہ — نقش ماہی کو نہین دریا ضرور | سچ تو ہے زنگی کو صابن کیا ضرور

شرح یعنے جسطرح مچھلی کی تصویر کو دریا مین ڈالدیا جائے تو زندہ نہین ہوتی۔ اور خشکی پر رکھا جائے تو مرتی نہین اسیطرح نافہم اور کوتہ نظر آدمی کو اسرار بتائے جائین تو روحانی زندگی نہین ملتی اور نہ بتائی جائین تو شوق بیقرار کرکے ہلاک نہین کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی ہندو یعنے سیاہ فام آدمی لاکھہ صابن یا پھٹکری ملے مگر اسکے رنگ کی ازلی سیاہی ہرگز زائل نہین ہوتی۔ اسیطرح نافہم کو لاکھہ سمجھایا جائے لیکن اسکی اندرونی سیاہی کسیطرح نہین چھٹتی۔ اور تعلیم اسرار اسکو کسیطرح کا ظاہری و معنوی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ زاک اور زاج پھٹکری کو کہتے ہین

نقش اگر غمگین نگاری بر ورق | او ندارد از غم و شادی سبق

ترجمہ — صورت غمگین ہے کاغذ پہ اگر | شادی و غم کی نہین اسکو خبر

صورتش غمگین و او فارغ از آن | صورتش خندان و او زان بے نشان

ترجمہ — شکل غمگین ہے پر اسکو غم نہین | شکل شادان ہے مگر خرم نہین

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کاغذ پر کوئی غمگین یا شادمان تصویر بنادے تو وہ تصویر شادی و غم سے کچھ خبر نہ رکھے گی کیونکہ تصویر مین جان ہی نہین ہوتی کہ اسے شادی و غم کی کچھ خبر ہو غمگین تصویر کی ظاہری صورت غمگین اور شادمان کی ظاہری صورت شادمان معلوم ہوگی۔ مگر فی الواقع تصویر شادی و غم دونو سے فارغ ہے بعینہ یہی حال نافہم اور دنیا کمانے والے فقیر کا ہے۔ وہ چاہے صوفیون کا لباس پہنکر اور یہ دکھانے کو کہ غم آخرت مین مبتلا ہے غمگین صورت بنا کر بیٹھ جائے چاہے یہ جتانے کو کہ عاشق الٰہی اور غم دنیا سے بالکل فارغ ہے شادمانی کا اظہار کرے مگر یہ دونو باتین خلاف واقع ہین۔ وہ غم آخرت اور عشق حقیقی کی شادمانی سے بالکل ناواقف ہے۔ اسکو ہمیشہ دنیا کمانے کا غم رہتا ہے دنیا ملگئی تو خوش ہوگیا اور نہ ملی تو غمگین رہا ایسے کو فقیر نہین کہتے۔

این غم و شادی که اندر دل خفیست	پیش آن شادی و غم نقش فی ست
ترجمہ یہ غم و شادی کہ ہے دل مین نہان	آسکے آگے ہیچ ہے سن میری جان

شرح مولانا نے فقط لفظ نقش کی مناسبت سے ادس مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ یعنے یہ دنیوی غم و شادی جو دنیا کے سبب دلمین مخفی ہے اُس اُخروی غم و شادی کے آگے ایک نقش دنی اور مٹنے والی چیز ہے۔ کیونکہ جب دنیا فانی ہے تو اُسکی غم و شادی بھی فانی ہین جیسا سبب ہوتا ہے ویسا ہی مسبب ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ جو بالکل دنیا مین منہمک ہے وہ حقیقی موت کے باعث خود بھی فنا ہوجاتا ہے اور اُسکے ساتھ اُسکے غم و شادی بھی مگر گناہ باقی رہجاتا ہے بخلاف تارک دنیا کہ اُسکی شادی و غم اختیاری موت یعنے مرتبۂ فنا کے باعث حقیقی موت سے پہلے مٹ گئی ہین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے غم و شادی کو لاشے سمجھنا چاہیئے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے دین غم و شادی کہ اندر دل خطیست۔ پیش آن شادی و غم خر نقش نیست ؛ خط بمعنے نقش ہے اعتبار فانی ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

صورت غمگین نقش از بہر ماست	تا کہ مارا یاد آید راہ راست
ترجمہ ہے ہمارے واسطے شکل غمین	تا کہ راہ راست سوجھے بالیقین
صورت خندان نقش از بہر تست	تا ازان صورت شود معنی درست
ترجمہ صورت خندان ہے تیرے واسطے	تا کہ ہو معنے درست اس شکل سے

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین۔ پہلے شعر مین لفظ ما سے انسان کامل اور دوسرے مین تو سے اہل غفلت مراد ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ نقش غم و شادی جو مثلاً کسی کاغذ پر ہو گو بظاہر بیکار سی چیز ہے مگر اسمین ایک بہت بڑا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ غمگین تصویر ہمارے یعنے انسان کامل کے لیئے ہے اُنکو اس سے راہ راست یاد آجاتی ہے وہ صورت مغموم سے متاثر ہو کر غم آخرت مین منہمک ہوجاتے ہین۔ اور دنیوی غم کو دل سے نکالدیتے ہین اور اے شخص صورت نقش شادی تیرے یعنے اہل غفلت کے لیئے ہے تاکہ اس صورت سے باطنی حالت درست ہو جائے یعنے صورت شادی سے متاثر ہو کر سرور حقیقی کا خیال تیرے دلمین پیدا ہو۔ اور تو حصۂ اُخروی حاصل کرے۔

نقشہا ئے کاندرین حمامہاست	از برون جامہ کن چون جامہاست
ترجمہ نقش جو زیبایش حمام ہین	[illegible] حمام مین ہین جامہ ہین

شرح دوسرے مصرع مین جامہا مخفف جامہ ہا ہے بمعنے کپڑے بسبب اجتماع دو ہمجنس جامہ کی ہائے ہوز حذف کیگئی۔ [illegible] قافیہ کے لیئے میم ساکن کیا گیا [illegible] وہ جگہ جہان حمام مین داخل ہوتے وقت

کپڑے اُتار سے جاتے ہین اور جسکو صفّۂ حمام کہتے ہین۔ نیز حمام سے دنیا اور نقشہائے حمام سے وجود ظاہر انسانی مراد ہے یعنے یہ نقش وصورت اور یہ وجود ظاہر انسانی جو عالم دنیا مین موجود ہے اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ نہانے والے کے کپڑے کہ جامہ کن اور صف حمام سے باہر رہتے ہین اور حقیقت حمام کو نہین دیکھہ سکتے علے ہذا القیاس نقش اور صورت ظاہری عالم ہستی کی حقیقت کو معلوم نہین کر سکتے کیونکہ صورت ظاہری ادراک حقیقت کی طاقت ہی نہین رکھتی

تا بروں جامہا بینی وبس	جامہ بیرون کن در آے ہمنفس
ترجمہ: جامہ بیرون کا نظارہ کچھ نہین	اندر آ کپڑے اتار لے ہمنشین

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے شخص جب تک تو باہر ہے یعنے ادراک حقایق ومعانی کی طرف متوجہ نہین ہے تو یہ سمجھ کہ فقط کپڑون یعنے نقش اور صورت ظاہری ہی کو دیکھہ سکیگا جس سے کچھ فائدہ نہین اسلیئے تجکو چاہیئے کہ کپڑے اُتار دے اور حمام مین داخل ہو یعنے صورت اور وجود ظاہری کو فنا کر کے حقیقت دنیا اور ماہیت اشیا کو معلوم کر اسوقت آنکھین کھلینگی اور تو دنیا کو لاشے سمجھیگا۔ بعض شارحین نے گذشتہ شعر مین جامہا بمعنے شیشہا وآئینہا کہا ہے اسصورت مین بلا تکلف قافیہ صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ وجود انسانی دنیا مین ایسا ہے جیساکہ جامہ کن کے باہر شیشے اور آئینے لگے ہوئے ہوتے ہین چنانچہ نہانے والون کی ترغیب کے لیے اکثر حامیون کی دکانون پر آئینے وغیرہ نصیب ہوا کرتے ہین اسیطرح شخص جبتک تو باہر رہیگا فقط آئینون کے دیکھنے سے حمام کا حال معلوم نہین کر سکتا۔ اسیطرح دنیا کے نقش اور ظاہری صورت سے اسکی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین ہو سکتے بلکہ وجود ظاہری کو فنا کر کے اسکی حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسوقت دنیا لاشے اور بے حقیقت معلوم ہوگی

زانکہ جامہ را دران سو راہ نیست	تن زجان۔ جامہ زتن آگاہ نیست
ترجمہ: کپڑے والو نکا نہین اُسجا گذر	جان سے تن ہے تن سے جامہ بیخبر

شرح یعنے اے طالب ادراک حقیقت کے لیے کپڑا اُتار دنیا ترک وجود فانی کر اسلیئے لازم ہے کہ کپڑے یعنے وجود فانی کو اُس طرف جانے کا رستہ نہین ملتا۔ کیونکہ جب تک وجود فانی اور فریب ہستی موجود ہے دنیا کے لاشے اور بے حقیقت ہونے کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہو سکتی اسکی مثال ایسی ہے جیساکہ بدن کو روح کی حقیقت معلوم نہین اور کپڑا بدن کی کیفیت سے آگاہ نہین۔ کیونکہ دونو خلاف جنس ہین اسیطرح انکشاف حقایق اور وجود ظاہری مین باہم مخالفت ہے بعض نسخون مین تن زجان وجان زتن آگاہ نیست ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے کہ بلا ترک وجود انکشاف حقیقت ہرگز نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اہل ظاہر کا بدن حقیقی روح سے اور روح اُنکے بدن سے واقف ہی نہین ہے۔ یا اسلیئے کہ گرفتاران ہستی موہوم کی روحین

کثافت ظلمت میں بمنزلہ بدن ہیں اس لحاظ سے گویا روح انکے بدنوں سے متعلق ہی نہیں ہوئی - وہ بالکل بیجان اور مُردہ کے مانند ہیں اور یہ بات بہت ٹھیک ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہیں وہ مردہ ہیں -

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او

ترجمہ بادشاہ کے نقیبوں اور دربانوں کا اعرابی کی تعظیم و استقبال کے لیئے آنا اور اسکا ہدیہ قبول کرنا

شرح اسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اور خلفاء رسول کی وساطت سے مومنین کے تھوڑے تھوڑے نیک عملوں کو جو ہدیہ فقیر کے مانند ہیں قبول فرما کر انکے بدلے میں بڑے بڑے ثواب اور درجات عنایت فرماتا ہے - اور یہ صرف اسکا احسان اور محض کرم ہے کہ ایسے ناچیز ہدیہ کو قبول کر لیتا ہے -

	آن عرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافت چون رسید
ترجمہ	کرکے طے جنگل وہ مرد یار سا	شاہ کے دار الخلافت میں گیا
	پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
ترجمہ	سامنے آئے نقیب اُسکے شتاب	اور چھڑکا مہربانی سے گلاب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں یعنے اعرابی درویش سفر دراز طے کرکے جب دار الخلافۂ بغداد میں پہنچا تو بادشاہ کے نقیب استقبال کے لیئے آئے اور حسب رسم اہل فارس اُسکے چہرہ پر گلاب چھڑکا یعنے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعض نسخوں میں بر جیبش زدند ہے جیب بمعنے گریبان ہے شاید مسافر کے گریبان پر گلاب پاشی اہل بغداد کی رسم ہوگی - باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک جب واصل بحق ہوجاتا ہے تو خدا کے مقرب اُسکا استقبال کرتے ہیں اور حبیب وہ متوجہ ذات ہوتا ہے تو تجلی صفات اُسپر متوجہ ہوتی ہے اور مقربان حضرت خداوندی اوراق الٰہی کو اُسپر نثار کرتے ہیں نقیب لغت میں معرّف یعنے چوبدار کو کہتے ہیں جو مقرب سلاطین ہوتا ہے

	حاجت او فہم شان شد بیمقال	کار ایشان بد عطا پیش از سوال
ترجمہ	اسکی حاجت جان گئے بے قیل و قال	کام انکا تھا عطا قبل از سوال
	پس بدو گفتند یا وجہ العرب	از کجائی چونی از راہ و لعب
ترجمہ	اور پھر بولے کہ یا وجہ العرب	کیجئے حال راہ اَحوال لغب

شرح یعنے نقیبوں نے از راہ حسن اخلاق اعرابی کی مزاج پرسی کی اور یہ کہا کہ اے شریف عرب تو کہاں کا رہنے والا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور سفر میں تیری حالت کیسی رہی شاید تو نے رستے میں تکلیف اُٹھائی ہوگی -

	گفت وجہم گر مرا وجہے دہید	بے وجوہم چون پس پشتم نہید
ترجمہ	بولا وہ ہون ذی وجہ عزت دو اگر	ورنہ میں ہون خوار عالم سربسر

شرح یعنے اعرابی درویش نے نقیبوں سے کہا کہ میں اُسی حالت میں شریف عرب ہو سکتا ہوں کہ تم مجھے

آبرو دو یعنے سبوے آب کو بادشاہ تک پہنچادو۔ اور اگر پس پشت پھینکدو یعنے میرے حال پر توجہ نہ کرو تو مین سراپا بے آبرو ہون۔ ذلیل ہون۔ اس بارگاہ سے محروم ہوکر چلاجاؤنگا۔

اے کہ در رو تان نشان مہتری ۔ فر تان خوشتر ز زرِ جعفری

ترجمہ: ہے عیان تم مین نشان مہتری ۔ ہے تمہاری دید زرِ جعفری

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو تمہارے چہرون مین بزرگی وسعادت کے آثار پائے جاتے ہین اور تمہارے پیشانیون کا نور میرے نزدیک خالص سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ فر بمعنے شان و شوکت و نور و پرتو ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے تمہارے چہرے کا پرتو نہایت جلوہ گر ہے۔

اے کہ یک دیدار تان دیدارہا ۔ اے نثار دیدتان دینارہا

ترجمہ: کیا مبارک آپ کے دیدار ہین ۔ جن پہ صدقے درہم و دینار ہین

شرح یعنے اے نقیبو تمہارے نورانی چہرون اور اخلاق مین ایسی کشش ہے کہ تمہین جو شخص ایکبار دیکھ لیتا ہے وہ ہزار بار دیکھنے کا مشتاق ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ تمہین ایکبار دیکھ لینا ایسا ہے جیسا کسی نے بیشمار آدمیون کو دیکھ لیا۔ کیونکہ تم مین کا ہر شخص عالم اکبر اور مجمع صفات کثیرہ ہے تمہاری دولت دیدار پر ہزارون دینار نثار کردینے چاہئین۔ دینار تمہاری دولت دیدار کے سامنے بالکل بے قدر چیز ہین۔

اے ہمہ ینظر بنور اللہ شدہ ۔ از برِ شہ بہرِ بخشش آمدہ

ترجمہ: سب کے سب ہو ناظران نور رب ۔ اور بخشش کے لیئے آئے ہو سب

شرح یعنے اے نقیبو تم خدا کے نور سے دیکھتے ہو اور بادشاہ کے پاس سے لوگون پر بخشش کے لیئے آئے ہو

تا زنید آن کیمیاہائے نظر ۔ بر سرِ مسہائے اشخاص بشر

ترجمہ: کیمیا سے بڑھ کے ہے سب کی نظر ۔ جس سے کندن بنگیا جسم بشر

شرح یعنے اے نقیبو تم اسلیئے آئے ہو کہ اپنی نظر کیمیا اثر سے اجسام بشر کے تانبے کو کندن بنادو یعنے صفات بشریت کو صفات ملکوتیت سے بدلدو۔ اشخاص بمعنے اجسام یا افراد ہے۔ اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ معنوی طور پر نقیبون سے انبیا و اولیا مراد ہین جو مقربان بارگاہ الٰہی ہین اور جنکی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے

من غریبم از بیابان آمدم ۔ بر امیدِ لطفِ سلطان آمدم

ترجمہ: آیا ہون طے کرکے مین راہ بعید ۔ لائی ہے الطاف سلطان کی اُمید

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین مسافر ہون اور لطف بادشاہ کی اُمید پر بہت دور سے آیا ہون میری حالت قابل رحم ہے۔ تم میری مدد کرو اور میرے تحفہ کو بادشاہ تک پہنچادو۔

بوئے لطف او بیابانہا گرفت ۔ ذرہائے ریگ ہم جانہا گرفت

ترجمہ: تا بیابان لطف اسکا عام ہے ۔ ذرہ ذرہ شاہد انعام ہے

شرح یعنے بادشاہ کے لطف و احسان کی خوشبو جنگلون تک پہیلگئی ہے یعنے اسکا لطف عام ہے اور ریت کے ذرون نے جانین حاصل کرلی ہین ۔ یعنے اسکے لطف نے جمادات مین اضافی روح ڈالدی ہے پہر افسوس کہ جنمین حقیقی روح موجود ہو وہ لطف و کرم سے محروم رہے مطلب یہ کہ سب پر اس بادشاہ کا لطف و کرم عام ہے ۔

تا بدینجا بہر دینار آمدم ۔ چون رسیدم مست دیدار آمدم

ترجمہ: مجکو کہینچا تہا یہان دینار نے ۔ مست لیکن کردیا دیدار نے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو مین مال و زر حاصل کرنے کے لیئے آیا تہا لیکن جب یہان پہنچا تو تمہارے دیدار کی شراب سے مست ہوکر مال و زر وغیرہ سب چیزکو بہول گیا اسیطرح سالک جنت و حور و قصور کے لیئے نیک عمل کیا کرتا ہے لیکن حالت وصال مین مست دیدار الٰہی ہوکر ماسوے اللہ کو بالکل بہول جاتا ہے

بہر نان شخصے سوئے نانوا دوید ۔ داد جان چون حسن نانوا را بدید

ترجمہ: نان بائی تک گیا اک بہر نان ۔ دیدی اوسکی صورت زیبا پہ جان

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری ایسی مثال ہے جیساکہ کوئی شخص روٹی کے لیے نان بائی کی طرف دوڑا لیکن نان بائی کا حسن دیکہکر اپنی جان دیدی اور روٹی کو بہول گیا ۔ نانوا و نانبا ۔ بمعنے خبّازہ و نانبائی ہے

بہر فرجہ شد یکے تا گلستان ۔ فرجۂ او شد جمال باغبان

ترجمہ: سیر کرنے اک گیا تا گلستان ۔ ہوگیا محو جمال باغبان

شرح یعنے میری ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیر و تفریح کے لیئے باغمین گیا لیکن باغبان کے حسن و جمال کی تفریح کے مقابلہ مین گل و بلبل سب کو بہول گیا بعض نسخون مین فرجہ بجیم منقوطہ بمعنے تفرج ہے ۔

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید ۔ آبحیوان از رخ یوسف چشید

ترجمہ: جسطرح اک شخص پانی کو گیا ۔ آبحیوان رخ یوسف پلا

شرح یعنے میری مثال اوس اعرابی (دہقانی شخص) کی سی ہے جو پانی کہینچنے کنوین پر آیا اور اوسے مشاہدہ روئے حضرت یوسف کا آبحیوان ملگیا حضرت یوسف کے کنوین مین گرنے اور نکلنے کا قصہ مشہور ہے ۔

رفت موسےٰ کاتشے آرد بدست ۔ آتشے دید او کہ از آتش برست

ترجمہ: آگ کو موسےٰ گئے دیکہی وہ شے ۔ جسکے آگے آگ بالکل خاک ہے

شرح یعنے حضرت موسے کوہ طور کے قریب آگ کی تلاش مین تہے مگر اس جستجو مین اونہون نے ایسی آگ

(تجلی الٰہی) دیکھی کہ اس ظاہری آگ کو بھول گئے جسکی تلاش مین تھے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ خدا کی دین کا موسٰے سے پوچھیے احوال ٭ کہ آگ ڈھونڈھنے جائین پیمبری ملجائے ٭ یہ قصہ مختصر طور پر اسطرح ہے کہ حضرت موسٰے جب مصر سے بھاگ کر حضرت شعیب کے وطن (شہر مدین) جا رہے تو شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی (صفورہ) سے انکا نکاح کر دیا۔ اور دس برس مدین مین رہکر موسٰے مع اپنی اہلیہ کے پھر مصر کی جانب روانہ ہوے۔ اور وادی طور مین مقام کیا اُسدن اتفاقًا نہایت مینہ برسا اور بڑی سخت سردی پڑی۔ اور چونکہ حضرت صفورہ کی مدت وضع حمل تمام ہوگئی تھی اسلیئے دوزہ شروع ہوگیا۔ سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی حضرت موسٰے اضطراب مین آگ ڈھونڈنے نکلے اور وادی کوہ طور کی طرف نگاہ کی تو بائین جانب ایسی آگ نظر آئی جسمین دھوان نہ تھا۔ آپ اپنی اہلیہ کو تسلی دیکر اور سوکھی گھاس جمع کرکے آگ کے قریب گئے مگر آگ درخت پر چڑھ گئی۔ اور وہان سے آواز آئی کہ اے موسٰے مین تیرا رب ہون چنانچہ حضرت موسٰے کو اُسوقت سے پیغمبری ملگئی۔ اور پھر توریت ملی۔ اور آپ اولوالعزم اور بڑے مرتبہ کے رسول بنائے گئے۔

	جُست عیسےٰ تا رہد از دشمنان		بُود شان جستن بچارم آسمان	
ترجمہ	دشمنون سے بھاگ کر عیسےٰ بھی		آسمان پر جا رہے سُن اے جنی	

شرح یعنے حضرت عیسےٰ دشمنون سے نجات پانے کے لیئے بھاگے تھے مگر یہ بھاگنا گویا جو تھے آسمان پر تشریف لیجانے کا مقدمہ تھا جب یہود حضرت عیسےٰ کے قتل کے ارادہ سے آئے تو آپ ایک حجرہ مین داخل ہوگئے اور اللہ تعالےٰ نے اُنکو آسمان کی طرف اُٹھا لیا جب حجرہ توڑکر کچھ لوگ اندر داخل ہوے تو ایک شخص حضرت عیسےٰ کی شکل بن گیا۔ یہود نے اُسی کو سولی دیدی پھر یہ شک پڑا کہ اگر ہمنے عیسےٰ کو سولی دی ہے تو وہ شخص کہان گیا اور اگر اُسکو قتل کیا ہے تو عیسےٰ کہان ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسےٰ کو ہرگز قتل نہین کیا۔ اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا نے اُنہین اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔

	دام آدم دانۂ گندم شدہ		تا وجودش خوشۂ مردم شدہ	
ترجمہ	دام آدم دانۂ گندم ہوا		اُنکا ہونا خوشۂ مردم ہوا	

شرح یعنے حضرت آدم کو گو دانہ گندم نے وجود بشریت مین پھنسا لیا تھا۔ لیکن انجام کار اُنکا وجود خوشۂ مردم ہوگیا۔ یعنے اُنسے لاکھون انبیا اور اولیا پیدا ہوے۔ اگر حضرت آدم گیہون کھاکر جنت سے نہ نکلتے تو اسقدر انبیا و اولیا ہرگز پیدا نہوتے اعرابی کہتا ہے کہ مضمون اشعار بالا کے مطابق میرے سفر کی ابتدا تحصیل مال دنیوی پر مبنی تھی مگر انتہا مین مجھے معنوی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ فائدہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی ابتدا کچھ اور ہوتی ہے اور انتہا کچھ اور اسلیئے حدیث شریف مین ہے کہ العبرۃ بالخواتم یعنے ہر نیک و بد کا اعتبار اُسکے انجام پر ہے

	باز آید سوئے دام از بہرِ خور	ساعدِ شہ یابد و اقبال و فر
ترجمہ	باز بہرِ حرص آیا دام مین	باز وسے شہ ملگیا انعام مین

شرح یعنے باز شکاری جانور ابتدا مین لقمہ کے لیئے جال مین پہنستا ہے مگر انتہا مین بادشاہون کے ہاتہہ پر بیٹھکر شان و شوکت اور اقبال و مرتبہ حاصل کرلیتا ہے بعض نسخون مین ساعد شہ یابد و با صد خطر ہے لفظ خطر یعنے شوکت و عظمت ہے۔ اسیطرح اعرابی تحصیل روزی کے نیت سے گیا تہا۔ مگر وہان پہنچکر مقبول بارگاہ سلطانی ہوگیا۔ اور اُسے اُسکی اُمید سے بہت زیادہ دولت و کامیابی حاصل ہوگئی۔

	طفل شد مکتب پے کسبِ ہنر	بر اُمیدِ مرغ با لطفِ پدر
ترجمہ	طفل مکتب مین گیا بہرِ ہنر	لیگئی اُمیدِ الطافِ پدر

شرح لفظ با لطف پدر مکتب شد کے متعلق ہے۔ یعنے لڑکا باپ کی لطف و کرم سے اس اُمید پر کہ باپ مجہے کہیلنے یا دل بہلانے کے لیئے جانور (لال بلبل کبوتر وغیرہ) دلادیگا علم حاصل کرنے کے لیئے مکتب یا مدرسہ مین چلاجاتا ہے۔ گو اُسے مدرسہ کی قید اور اُستاد کی صورت بُری معلوم ہوتی ہے مگر اسکا انجام اچہا ہوتا ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ یعنے وہی لڑکا پڑہ لکہکر ایک دن بڑا عہدہ دار اور صدر الصدور بنجاتا ہے۔

	پس ز مکتب آن یکے صدرے شدہ	ماہگانہ دادہ و بدرے شدہ
ترجمہ	رفتہ رفتہ مین گیا صدرِ جہان	ماہیانہ سے ہوا بدرِ جہان

شرح یعنے وہی لڑکا جو مکتب کو جیلخانہ سے بدتر سمجہتا تہا جب فارغ التحصیل ہوکر نکلتا ہے تو صدر نشین (یعنے عالم) ہو جاتا ہے اور اُستاد کو دو چار آنے مہینا دیکر آسمان علوم کا ماہِ کامل بنجاتا ہے۔

	آمدہ عباس حرب از بہرِ کین	بہرِ قمعِ احمد و استیزِ دین
ترجمہ	آئے تہے عباس بہرِ حرب و کین	تا اُکہاڑین بیخ اسلام متین

شرح حرب یعنے کارزار و دشمن جنگجو ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے حضرت عباس جو نہایت جنگجو تہے دین حق سے کینہ ظاہر کرنے اور رسولخدا کو اُکہاڑ دینے کے لیے آئے تہے لیکن انجام کار خود اسلام لے آئے اُنکا قصہ یہ ہے کہ عباس جنگ بدر مین کفار کے ہمراہ ہوکر لڑنے کے لیئے آئے۔ اور اہل اسلام کے ہاتہ اسیر ہوئے جب اُنسے فدیہ مانگا گیا تو یہ کہا کہ میرے پاس کچہ نہین ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تو نے ام الفضل کو روانگی کے وقت تہیلی دی تہی عباس یہ سوچکر کہ اِس راز کو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا تہا رسول اللہ نے بیشک از راہ معجزہ خبر دی ہے۔ ایمان لے آئے۔ **فائدہ** ام الفضل حضرت عباسؓ کی اہلیہ کا نام تہا۔ اور عرب مین یہ دستور تہا کہ قیدیون کو کچہ بدلا لیکر چہوڑ دیا کرتے تہے فدیہ بدلہ کو کہتے ہین۔

گشت دین را تا قیامت پشت و رو | در خلافت او و فرزندان او

ترجمہ: دین کے لیکن ہو گئے پشت و پناہ | وہ اور اُنکی پشت سے نکلے جو شاہ

شرح پشت و رو بمعنے معین و پشت پناہ ہے اور لفظ در خلافت او گشت کا فاعل ہے یعنے حضرت عباس رض اپنی خلافت معنوی مین اور اُنکی اولاد کے لوگ اپنی خلافت صوری مین دین کے معاون ہوے اور تا قیامت کے یہ معنے ہین کہ جب عباس رض کی اولاد کی خلافت صوری جاتی رہی تو معنوی قایم ہوگئی۔ اور یہ خلافت تا قیامت باقی رہیگی بعض نے قیامت سے واقعۂ کربلا مراد لیا ہے جو خلفاے عباسیہ کی زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ تغیر سلطنت بھی قیامت صغرے سے کم نہین ہوتا۔ بادشاہت بدلجانے کے موقع پر بڑی بڑی خونریزیان ہوتی ہین اور بہت سی جانین ہلاک ہوجاتی ہین

آمدہ عمر بحرب مصطفےٰ | تیغ در کف بستہ بس میثاق ہا

ترجمہ: پھر جنگ مصطفےٰ آئے عمر | لیکے تلوار اور پیمان باندہ کر

گشت اندر شرع امیر المومنین | پیشوا و مقتدائے اہل دین

ترجمہ: شرع مین ٹھہرے امیر المومنین | ہو گئے خود پیشوائے اہل دین

شرح یعنے حضرت عمر رض ابتدا مین کفار سے عہد و پیمان کر کے اور کمر مین تلوار باندہ کے رسول خدا سے لڑنے کے لیئے آئے اور آخر کار اسلام لاکر پیشوائے اہل دین اور خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہو گئے آپ کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر نبوت مجھپر ختم ہوگئی ہے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ آپسے پہلے اُنکی بہن اور بہنوئی سعید بن زید ایمان لے آئے تھے ایک روز یہ دونو اپنے گھر مین سورۂ طٰہٰ پڑہ رہے تھے یکایک عمر رض آگئے اور اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اُنکی بہن نے چھڑانا چاہا عمر نے اُنکو مارا لیکن بعد مین نادم ہوئے اور یہ کہا کہ جو صحیفہ تم پڑہ رہے تھے مجکو دو بہن نے کہا کہ تم پہلے غسل کر لو اُسکو بلا طہارت مس نہین کرتے آپنے غسل کیا اور صحیفہ لیکر پڑہا اور یہ فرمایا کہ یہ نہایت اچھا کلام ہے خباب بن ارت جو اُنکی بہن کے مکان مین خوف عمر رض سے چھپے ہوے تھے اُنکو مائل باسلام پاکر باہر نکل آئے۔ آپنے فرمایا کہ اے خباب مجھے رسول خدا کے پاس لیچل چنانچہ آپ خدمت رسول مین پہنچکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے رسول خدا نے یہ دعا کی تھی۔ الہٰذا ابو جہل یا عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے اپنے دین حق کی تائید کر۔ چنانچہ یہ دعا حضرت عمر کے حق مین مستجاب ہوگئی۔

آن علف کش سوئے ویرانہا شدہ | بیخبر بر گنج ناگہ بر زدہ

ترجمہ: ایک گھسیارہ جو جنگل مین گیا | ملگیا ناگاہ گنج بے بہا

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری وہ مثل ہے کہ کوئی گھسیارہ ویرانہ مین گیا۔ اور ناگاہ اُسکا ہاتہ خزانہ پر جا پڑا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب در ‌‌ ‌ وید اندر جوئے خود شمس و قمر

ترجمہ تشنہ کام اک شخص آیا سوئے نہر ‌ ‌ ہو گئی دید قمر سے بہر بہر

شرح یعنے میری وہ مثل ہے کہ کوئی پیاسا صاف پانی سمجھکر نہر کی طرف آیا مگر پانی مین اُسے چاند سورج ملگئے جو پانی سے کہین زیادہ باآب وتاب تھے اور وہ اُنکے ملنے کی خوشی مین پانی کو بھول گیا۔ پہلے مصرع مین لفظ درز ائد ہے جوئے آب سے مقام حاجت اور شمس قمر سے مطلوب کا حاجت سے زیادہ ملجانا مراد ہے

من برین در طالب چیز آمدم ‌ ‌ صدر گشتم چون بدہلیز آمدم

ترجمہ طالب دنیا تھا مین اس در سے قدر ‌ ‌ بنگیا اس آستان پر آکے صدر

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین یہان طالب دنیا بنکر آیا تہا۔ لیکن بعنایت الٰہی مقرب بارگاہ سلطانی ہو گیا۔

آب آوردم بہ تحفہ بہر نان ‌ ‌ بوئے نانم برد تا صدر جنان

ترجمہ تحفتاً لایا تہا پانی بہر نان ‌ ‌ جسکی بو نے کردیا صدر جنان

شرح صدر جنان رمسند جنت سے صحبت عارفین مراد ہے یعنے مین اپنے اعمال کے قبول ہونے کی اُمید پر طالب جنت تہا لیکن جب اُسکے باب رحمت پر آیا تو مشاہدۂ جمال بے کیف نصیب ہو گیا۔ اور دنیا کے بدلے دولت دین ملگئی۔ گویا مجھے دنیا طلبی دین تک اور روٹیون کی خوشبو صدر مقام تک لیگئی۔

نان برون راند آدمی را از بہشت ‌ ‌ نان مرا اندر بہشتے در سرشت

ترجمہ نکلے آدم خلد سے جس نان سے ‌ ‌ خلد مین پہنچا دیا اُسنے مجھے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ جس گیہون نے آدم کو بہشت سے نکالا تہا اسی نے مجھے بہشت مین داخل کردیا کیونکہ روٹی جسطرح خدا سے دور کردینے کا باعث ہے اسیطرح اُس سے قریب بھی کردیتی ہے جبکہ پیٹ مین جاکر قوت عبادت کا سبب بنجائے مطلب یہ کہ مین روٹی کا طالب تہا مگر اسکے سبب مین مجھے معنوی روزی ملگئی

رستم از آب و زنان ہمچون ملک ‌ ‌ بے غرض گردم برین در چون فلک

ترجمہ آب و نان سے دور ہون مشکل ملک ‌ ‌ اب کرونگا رقص مانند فلک

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین بارگاہ سلطانی مین پہنچکر فرشتون کی طرح فکر آب و نان و تلاش معاش سے بالکل فارغ ہو گیا ہون اور آیندہ سے بےفکر ہو کر حالت مسرت مین فلک کی طرح رقص کرتا ہونگا معنوی مطلب یہ ہے کہ مین داخل قرب حق ہو کر متعلقات کونیہ اور قیود جسمانیہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہون۔ اب مجھے نہ دنیوی دولت سے غرض ہے نہ لذائذ جنت سے بعض نسخون مین بے غرض گردم برین در چون فلک ہے یعنے مین باب محبت الٰہی پر بلا غرض حصول ثواب و عذاب ہمیشہ فلک کی طرح رقص کرتا ہونگا۔ فلک کی تشبیہ بے غرض گردش مین ہے

بلکہ گردش کی ہمیشگی مین ہے یعنے مین بحالت سرت ہمیشہ آسمان کی طرح رقص کرتا رہونگا اور سبکبار ہوکر زندگانی کرونگا

	غیر جسم و غیر جان عاشقان		بے غرض نبود بگردش در جہان	
	ماسوائے جسم و جان عاشقان		بے غرض ہین گردشین کسکی بیان	ترجمہ

شرح یعنے سارے جہان مین کوئی شخص ایسا نہین جسکی نقل و حرکت بے غرضانہ اور بلا نیت حصول فائدہ دنیوی یا اخروی صرف خدا کے لیئے ہو۔ البتہ عاشقان الٰہی کی جسمانی اور روحی حرکتین محض خدا کے لیئے ہوتی ہین کیونکہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہین اسلیئے سوائے خدا کی اور کوئی چیز انکا مقصود دلی ہو ہی نہین سکتی۔

	ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو		عاشقان کل نہ این عشاق جزو	
	دور ہین کل سے جو ہین مشتاق جز		عاشق کل کب ہوے عشاق جز	ترجمہ

شرح یعنے بیغرض حرکت اُن لوگون کی ہوتی ہے جو عاشقان کل (طالبان ذات الٰہی) ہین عاشقان جزو (مجازی عشاق) اس حرکت سے ناآشنا ہین بلکہ وہ غرض حظ نفس کے لیئے معشوقون کے کوچون مین چکر لگایا کرتے ہین۔ اور عاشق جزو ہوکر کل سے محروم ہین۔

در بیان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار یست کہ بر وے آفتاب تافتہ و اوجہد نکرد تا فہم کند کہ این تاب و رونق از دیوار نیست از قرص آفتاب ست در آسمان چہارم۔ لاجرم کلّی دل بر دیوار نہاد و چون پرتو آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند۔ وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَھُوْنَ

ترجمہ اس بات کا بیان کہ عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے جیساکہ کوئی شخص اُس دیوار پر عاشق ہے جسپر سورج کی چمک پڑتی ہے۔ لیکن وہ اتنا نہین سمجھتا کہ یہ چمک دیوار کی نہین بلکہ سورج کی ہے جو چوتھے آسمان مین ہے اُسنے اپنی کم فہمی کے باعث دیوار سے دل لگا لیا۔ مگر جب آفتاب کا عکس غروب کے وقت آفتاب سے جا ملا تو دیوار کا عاشق محروم رہگیا۔ اور وہ آیت حِیل بینہم وبین ما یشتہون کما فعل باشیاعہم من قبل کا مصداق ہو گیا۔

شرح سورۂ سبا مین یہ آیت موجود ہے وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَھُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِمْ مِنْ قَبْلُ یعنے قیامت کے دن کفار اور اُنکی خواہش ایمانی (کفار اور اُنکے معبودون یعنے بتون کی) مابین جنکو وہ بڑی خواہش سے پوجتے تھے پردہ ڈالا جائے گا۔ یعنے محشر مین جب کفار علم مومنین کے درجون کو دیکھینگے تو ایمان کی خواہش کرینگے مگر اسوقت ایمان اور اُنکی خواہش ایمانی کے مابین پردہ ہوگا یعنے ایمان نہ لاسکینگے کیونکہ اسکا وقت نکلگیا ہے۔ یا یہ کہ محشر مین اُنکے بُت اُنکی مدد نہ کرسکینگے۔ اسی طرح عاشقان دنیا مرنے کے بعد معلوم کرلینگے کہ دنیا کی خوبصورتی فقط اسلیئے تھی کہ اُسمین نور حق کا فیضان ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ نور موت کے سبب اُنسے منقطع ہو جائیگا

تو پھر اندھیری گور سے دنیا میں آنے کی خواہش کرینگے تاکہ اصلی نور کو پہچان لیں۔ مگر پھر آنا غیر ممکن ہوگا۔ اُمین اور اُنکی اُس خواہش میں دوری ہو جائیگی۔ یا معنے ہیں کہ جسطرح غافل کے لیے دیوار حجاب بنی ہوئی ہے اور وہ نور شمس کو نور دیوار جانتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جسنے دنیا کے نقش ونگار سے دل لگا رکھا ہے جب آفتاب روح غروب ہو جائے گا تب معلوم ہوگا کہ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ اور اس بات کا یقین کامل ہو جائے گا کہ یہی حالت اُسکے اور مقصود اصلی کے مابین حائل اور دیوار بنی ہوئی تھی کہ اُسنے دنیا سے دل لگایا اور اُسکو فانی نسمجھا۔ انہی معنوں کو مولانا آیندہ بیان فرماتے ہیں۔

چونکہ جزوے عاشق جزوے شود	زود معشوقش بسوئے کُل رود
ترجمہ ہو گیا جب جزو عاشق جزو کا	جزو فوڑا جانب کُل جا رہا

شرح یعنے جب جزو کل کو چھوڑ کر کسی اپنے جیسے جزو کا عاشق ہوگا تو انجام کار پشیمانی اُٹھائیگا کیونکہ جزو کُل کی طرف رجوع ہو کر فانی ہو جائیگا۔ اور اسوقت عاشق جزو کے پاس بجز حسرت ویاس اور کچھ نہ رہیگا۔

ریش گاؤ بندۂ غیر آمداو	غرقہ شد کف در ضعیفے درزد او
ترجمہ سر بسر احمق ہے بندہ غیر کا	ڈوبتے کا گھاس سے کیا ہو بھلا

شرح یعنے عاشق جز احمق اور بندۂ غیر اللہ ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوبتے وقت کسی کمزور چیز کو ہاتھ میں تھامے۔ لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان بچانے کے لیئے کافی نہیں ہوسکتا بعض نسخوں میں ضعیفے کی جگہ حشیشے ہے یعنے گھاس مطلب دونو نسخوں کا ایک ہے۔

نیست حاکم تا کند اشیار او	کار خواجہ خود کند یا کار او
ترجمہ وہ نہیں حاکم کہ کچھ بخشے اُسے	خواجہ کی یا جزو کی خدمت کرے

شرح یعنے معشوق مجازی یا وہ چیز جس سے ڈوبنے والے نے مدد چاہی ہے بذاتہ حاکم یا کسی چیز پر قادر نہیں ہے کہ اُسکی مدد کرے یا اُسے کچھ دیسکے بلکہ جسطرح ڈوبنے والا محکوم وعاجز ہے وہ شے بھی محکوم خداوندی ہے اب فرماتے ہیں کہ محکوم اپنے حاکم وخواجہ کا فرمان بجالائے یا اس ڈوبنے والے کا۔ مطلب یہ عاشق مجازی کا معشوق مجازی خود محکوم حکم رب ہے جب اللہ تعالےٰ اُسکو فنا کردیگا تو یہ معشوق عاشق کا کہا نہ مانیگا کہ اپنے آپ کو فنا ہونے سے بچائے۔ بلکہ خواجہ کا حکم ماننے لگا اور عاشق کے پاس حسرت چھوڑ جائیگا اسلیئے عاشق مجازی کو چاہیئے کہ مجازی کو چھوڑ کر عشق حقیقی اختیار کرے۔ اور ایسی معشوق کو چاہیئے جسکو فنا نہو

فَاَذِن بالحرہ لیے این شتغل	فاشرق الدرۃ یدین تشتعل
ترجمہ کرزنا بیگم سے ہے ضرب المثل	اور چمڑا موتی مثل ہے منتقل

شرح عرب مین یہ مثل مشہور و منقول زربان زد خاص و عام ہے کہ اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ وَاِنْ سَرَقْتَ فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ یعنے تجھے زنا کرنا ہو تو کسی بیگم یا خوبصورت عورت سے کر لونڈیون باندیون کی طرف نہ دیکھہ اور چوری کرتے ہو تو سچے موتی چرایا کر پیسے ٹکے کی چوری نہایت ذلیل بات ہے نکتہ اس ضرب المثل سے زنا اور چوری کی اجازت مراد نہین ہے کیونکہ مثال اور مثل مین یہ فرق ہے کہ مثال مین ممثل اور ممثل بہ کی مساوات جمیع صفات مین شرط ہے مثلاً ہمنے زید کو شیر کے مانند کہا تو اس مثال کے یہ معنے ہین کہ زید اور شیر صفات شجاعت مین دونو برابر ہین ۔ اور مثل مین یہ مساوات شرط نہین ہے ۔ بلکہ اکثر ضرب المثلین لغرض المحال ہوتے ہین ۔ مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی ہر کام مین اعلے درجہ کی چیز کو اختیار کرے اسیطرح عشق بھی اعلے درجہ کا اختیار کرنا چاہیئے جسکا نام حقیقی عشق ہے ۔ اور جو تمام صفتون مین اعلے درجہ کی صفت ہے ۔

	مُردہ سوے خواجہ شد او ماند زار	بوے گل شد سوے گل او ماند خار
ترجمہ	مر گیا معشوق اب عاشق ہے زار	بوئے گل جاتی رہی ۔ باقی ہے خار

شرح یعنے عشق مجازی مین جب معشوق فنا ہو جاتا ہے تو عاشق محزون و مغموم اور زار زار ہو کر رہجاتا ہے جسطرح بوئے گل جب گل کی طرح چلی جاتی ہے تو بجز الم خار کے اور کچھہ باقی نہین رہتا ۔

	ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب	دید بر دیوار و حیران شد شتاب
ترجمہ	جسطرح احمق کوئی دیوار پر	سخت حیران ہو چمک کو دیکھکر
	عاشق دیوار شد کاین باضیاست	بیخبر کاین عکس خورشید سماست
ترجمہ	اور عاشق اس سے ہو دیوار کا	اور نہ سمجھے عکس خورشید سما

شرح یعنے عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی بیوقوف نے دیوار پر آفتاب کی چمک دیکھی اور دیوار کو پُر ضیا سمجھکر اسپر عاشق ہو گیا اور اُسکو یہ معلوم نہوا کہ یہ چمک خُرشید فلک کا عکس ہے ۔ دیوار اپنی ذات مین چمک دمک نہین رکھتی ۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین ۔ اور اسی لیے ملا کر لکھے گئے ہین ۔

	چون باصل خویش پیوست آن ضیا	دید بر دیوار و حیران شد فنا
ترجمہ	ملگئی جب اصل سے بالکل ضیا	عاشق دیوار حیران رہگیا
	او بماندہ دور از مطلوب خویش	سعی ضایع رنج باطل پا پریش
ترجمہ	ہو گیا مطلوب سے وہ اپنے دور	رہگیا پر رنج باطل بے شعور

شرح یہ دونو شعر بھی قطعہ بند ہین یعنے جب آفتاب کی چمک اپنی اصل سے جا ملی ۔ اور سورج چھپ گیا تو وہ بیوقوف نوجوان جو دیوار کا عاشق تھا اپنے مطلوب سے دور رہنے کے باعث حیران گیا ۔ اور عشق

دیوار کے متعلق اسکی کوشش ضایع اور عبث مین محنت اٹھانی باطل اور دوڑ دھوپ سب بیکار ہوگئی اور بلاو مفت مین زخمی ہوے۔ عاشقان دنیا کا بعینہٖ یہی حال ہے کہ انجام کار اُنکی محنت بالکل برباد جاتی ہے۔

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ | سایہ کے گردد ورا سرمایۂ

ترجمہ: جیسے ہو صیاد کوئی سایہ گیر | سایہ سے ہوتا ہے کب وہ مایہ گیر

شرح یعنے عاشق دنیا کی دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شکاری شکار کی جگہ اُسکے سایہ کو پکڑ لے یہ سایہ صیاد کے لیئے سرمایہ (نفع پہنچانیوالی پونجی) نہین ہو سکتا۔ کیونکہ سایہ شکار کا کام نہین دیسکتا۔

سایۂ مرغے گرفتہ مرد سخت | مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت

ترجمہ: سایۂ طائر کو پکڑا اُسنے سخت | اور اُس طائر نے لی راہِ درخت

شرح یعنے صیاد نے مرغ کے سایہ کو مضبوط پکڑ لیا مگر مرغ درخت کی ٹہنی پر بیٹھکر تعجب سے یہ کہنے لگا

کاین مدمغ بر کہ مے خندد عجب | اینت باطل اینت پوسیدہ سبب

ترجمہ: اور کہا ہنستا ہے یہ کیون یا عجب | ہے یہ باطل ہے یہ پوسیدہ سبب

شرح یعنے مرغ حیران ہوکر یہ کہتا ہے کہ یہ متکبر صیاد ہنستا کیون ہے اگر سایے کا پکڑ لینا اسکے لیئے باعث خوشی ہے تو یہ سبب بالکل نامعقول اور نکما ہے کیونکہ سایہ کے شکار سے اُسکو کسیطرح کا فائدہ نہین ہو سکتا

ور تو گوئی جزو پیوستہ کل ست | خار میخور خار مقرون گل ست

ترجمہ: گر کہے تو جزو کو ہے وصل کل | کانٹے کہا جا۔ کانٹے ہین مقرون گل

شرح مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے عشق جزو یا جزو یعنے عشق مجازی و عشق متعینّ یا متعین کو مذموم کہا ہے اسپر معترض یہ کہتا ہے کہ جزو بھی تو کل کے ساتھ متصل ہے کیونکہ ہر متعین مظہر اوصاف الٰہی ہے پھر عشق جزو مذموم کیون ہونے لگا اسکا جواب دوسرے مصرع مین ہے یعنے اے معترض اگر تیرے نزدیک عشق جزو گویا عشق کل ہے تو دیکھ کانٹا پھول کا جزو اور اُس سے پیوستہ ہے۔ پھر کیا معنے کہ تو پھول کو کہاتا ہے اور کانٹے کو نہین کہاتا۔ اور کانٹے سے وہ کام نہین لیتا جو پھول سے لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل اور جزو مین تیرے نزدیک بھی کچھ نہ کچھ فرق اور امتیاز ضرور ہے اور یہی ہمارا مقصود تھا۔

جزو یکرو زو نیست پیوستہ بکل | ورنہ خود باطل شدی بعث رسل

ترجمہ: اک سبب سے جز نہین مقرون کل | ورنہ ہو جاتا عبث بعثت رسل

شرح لفظ یکرو بمعنے یک وجہ ہے یعنے جزو ایک وجہ سے کل کے ساتھ پیوستہ نہین ہے اور وہ وجہ جزو کے امکانیت اور بشریت اور متعین ہونے کی ہے۔ گو دوسری وجہ سے پیوستہ ہے اور یہ وجہ

مظہریت یعنے تعینات کے مظہر الٰہی ہونے کی ہے مطلب یہ کہ جزو بہمہ وجوہ کل سے پیوستہ نہیں ہے اگر بہمہ وجوہ پیوستہ ہوتا تو رسولون کا آنا نعوذ باللہ باطل ٹھیرتا۔ کیونکہ جس حالت مین کہ ہر شخص واصل الٰہی ہوتا تو رسولون کے آنے کی ضرورت ہرگز نہ رہتی۔

چون رسولان از پے پیوستن اند	پس چہ پیوندند شان چون یکتن اند
ترجمہ: ہین ملانے کے لیئے سارے رسول	اور ملانا واصلون کا ہے فضول

شرح یہ گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جزو اپنے کل سے بہمہ وجوہ پیوستہ ہین تو رسولون کا آنا باطل ٹھیرتا ہے اسلیئے کہ رسول لوگون کو واصل بحق کرنے کے لیئے تشریف لائے ہین اور جبکہ جزو اپنے کل سے خود ہی پیوستہ فرض کر لیئے گئے ہین تو ملے ہوؤنکا ملانا فعل عبث ٹھیرتا ہے حالانکہ خدا کا کوئی فعل عبث نہین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جزو کلی طور پر کل سے پیوستہ نہین ہین۔

این سخن پایان ندارد اے غلام	روز بیگہ شد حکایت کن تمام
ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے لا کلام	ہو چکا ہے وقت قصہ کر تمام

سپردن عرب ہدیہ خود را بغلامان خلیفہ و شرح آن

ترجمہ: اعرابی درویش کا اپنے تحفے (سبوے آب) کو غلامان خلیفۂ بغداد کے سپرد کرنا اور اسکا حال

با نقیبان حال خود را آن عرب	چون بگفت و دید ہنگام طلب
ترجمہ: اُس عرب نے نوکرون سے اپنا حال	کہدیا۔ دیکھا جو ہنگام سوال
آن سبوے آب را در پیش داشت	تخم خدمت را دران حضرت بکاشت
ترجمہ: تہا سبوے آب جو زیر بغل	آگے رکہا جانکر حسن عمل

شرح دو نو شعر قطعہ بند ہین یعنے جبکہ اعرابی درویش نے نقیبون سے اپنا حال کہدیا اور قرینہ سے یہ بات معلوم کر لی کہ مانگنے کا وقت اور سوال کا موقع بہی ہے تو اُس سبوے آب کو خدمت سلطانی مین پیش کر دیا۔ کیونکہ جو شخص موقع پر چوک جاتا ہے وہ ضرور ناکامیاب رہتا ہے۔

گفت این ہدیہ بران سلطان برید	سائل شہ را ز حاجت وا خرید
ترجمہ: اور کہا لیجاؤ اُس سلطان کے پاس	دو مدد سائل کو تم اے خوش اساس

شرح یعنے اعرابی نے نقیبون سے یہ کہا کہ اس تحفہ کو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ اور سائل بارگاہ سلطانی کو یعنے مجھے قید حاجت سے نجات دلواؤ اور اپنے احسان و کرم کے بدلے مین خرید لو مرہون منت بنا لو۔ کسے را از حاجت وا خریدن فارسی محاورہ ہے یعنے کسیکی حاجت برآری کرنی اور سوال پورا کر دینا۔

	آب شیرین و سبوئے سبز و نو	زآب بارانے کہ جمع آمد بہ گو	
ترجمہ	آب شیرین ہے نئی ہے یہ سبو	ہینہ کا پانی اسمین ہے ہے نیک خو	

شرح گو بفتح کاف فارسی بمعنے مغاک یعنے جنگل کا وہ گڑھا جسمین مینہ کا پانی جمع ہوجاتا ہے اعرابی کہتا ہے کہ یہ شیرین پانی ہے اور نئی سبز ٹھلیا ہے۔ اور اسمین آب باران ہے جو گڑھے مین جمع ہوگیا تھا نکتہ اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب اُسنے بیابان ریاضت کو قطع کرکے اپنے سبوئے وجود کو آب محبت الٰہی سے بھر لیا جو صحرائے مجاہدات سے حاصل ہوا تھا تو اُسکو بلا عیب جانا اور یہ گمان کیا کہ ایسا پانی نایاب ہے اسلیئے خادمان سلطان کے آگے پیش کردیا۔

	خندہ مے آمد نقیبان را ازان	لیک بپذرفتند آن را ہمچو جان	
ترجمہ	اُسکے اس کہنے پہ ہنستے تھے رسول	مثل جان لیکن کیا اُسکو قبول	

شرح نقیبون کو اعرابی کے ہدیہ پیش کرنے سے ہنسی آتی تھی۔ کیونکہ اُنہون نے قرینہ سے معلوم کرلیا تھا کہ اعرابی نے خلیفہ کے انہجات اور فرات عنایات کو نہین دیکھا اور یہ خیال نہین کیا کہ گڑھے کا پانی آب جاری کا مقابل نہین ہوسکتا لیکن باایہمہ حسن اخلاق کے باعث اُسکے ہدیہ کو قبول کرلیا۔

	زانکہ لطف شاہ خوب باخبر	کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر	
ترجمہ	کیونکہ لطف بادشاہ باخبر	کرچکا تھا سب نقیبون مین اثر	

شرح یعنے اُس حقیر ہدیہ کے قبول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ نیک سیرت اور باخبر بادشاہ کے الطاف اور حسن اخلاق نے اُن تمام ارکان سلطنت اور خادمان بارگاہ کے دلون مین نیک اثر ڈال رکھا تھا۔ نوکر آقا کی حالت کا عکس ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی تمثیلین آیندہ شعرون مین موجود ہین۔

	خوئے شاہان در رعیت جا کند	چرخ اخضر خاک را خضرا کند	
ترجمہ	خو شہ ہوتی ہے سب مین جاگزین	آسمان سے سبز ہوتی ہے زمین	

شرح یعنے بادشاہون کی خصلت رعایا مین ضرور جاگزین ہوجاتی ہے اسلیئے حدیث مین آیا ہے کہ الناس علی دین ملوکہم آدمی اپنے بادشاہون کے دین پر ہوا کرتے ہین چونکہ آسمان زمین کے لیئے بمنزلہ بادشاہ ہے اسلیئے اپنی سبزی کے اثر سے اُسے بھی سرسبز کردیتا ہے۔

	شہ چو حوضے دان حشم چون لولہا	آب از لولہ رود در گولہا	
ترجمہ	حوض ہے شہ اور حشم ہین ٹونٹیان	ٹونٹیون سے آب ہوتا ہے روان	

شرح گولہا جمع گول بمعنے مغاک۔ یعنے جنگل کا وہ گڑھا جسمین پانی جمع ہوجاتا ہے۔ یعنے بادشاہ پانی کے حوض

کی اور ارکان دولت ٹونٹیون کی مانند ہین پانی حوض کی ٹونٹیون مین سے گر ہون مین جایا کرتا ہے اسیطرح حسن اخلاق کا صاف پانی بادشاہون سے ارکان سلطنت کو اور ارکان سے رعایا کو ملتا ہے یہ شعر مضمون شعر گزشتہ کی دلیل ہے یعنے جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ارکان دولت ہوتے ہین۔ اور ارکان کا اثر رعایا پر پڑتا ہے

	ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک	چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک	
	اسلیئے ہے سب کا پانی ذوق ناک	چونکہ ان سب کا ہے منبع حوض پاک	ترجمہ

شرح یعنے چونکہ بادشاہ اور ارکان دولت کا پانی ایک ہی پاک حوض (فیضان کرم ولطف الٰہی) سے آتا ہے اسلیئے شیرین اور بامزہ ہے۔ اور اس سے ہر ایک فیض پہنچتا ہے کوئی پیاسا محروم نہین جاتا۔

	ہر یکے لولہ ہمان آرد پدید	ور دران حوض آب شورست و پلید	
	ٹونٹیون سے بہی وہی ہوگا پدید	اور جو اسکا آب ہے شور و پلید	ترجمہ

شرح یعنے اگر حوض مین کہاری یا ناپاک پانی ہے تو ٹونٹیون مین سے بہی ناپاک ہی نکلیگا۔ مطلب یہ کہ اگر بادشاہ خود بدخلق اور تند خو ہے تو اُسکے ارکان اور رعایا کے لوگ بہی ضرور بد مزاج اور بد خصلت ہونگے۔ الغرض نیکی بدی مین بادشاہ کا اثر ارکان و رعایا پر ضرور پڑتا ہے۔

	خوض کن در معنے این حرف خوض	زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض	
	خوض سے اس حرف کو سن خوض سے	کیونکہ ہر ٹونٹی ملی ہے حوض سے	ترجمہ

شرح یعنے ٹونٹیون مین سے ناپاک پانی نکلنے کی یہ وجہ ہے کہ ہر ٹونٹی حوض سے اتصال رکھتی ہی اور اُس سے ملی ہوئی ہے بس تو جیسا حوض کا پانی ویسا ٹونٹی کا۔ اے شخص تو اس حوض کی تشبیہ مین نہایت خوض کر کے راز مخفی کو سمجہ۔ وہ یہ ہے کہ پچہلے شعر مین جس بادشاہ کو حوض سے تشبیہ دیگئی ہے وہ دل ہے اور خدام جنکو ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے وہ جوارح اور اعضا ہین۔ اگر دل مین صلاحیت ہے تو اعضا سے بہی اعمال صالح صادر ہونگے اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو اعمال بہی خراب ہونگے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بدن مین ایک گوشت کا لوتہڑا ہے جب وہ صلاحیت پر آجاتا ہے ہ تو تمام بدن صلاحیت پر آجاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے۔ یا غوص کرنے کے قابل راز مخفی یہ ہے کہ حوض اسمائے الٰہی ہین اور اُن کا ہر مظہر ٹونٹی کے مانند ہے اگر کسی مظہر مین اسم لطیف یا محسن یا حکیم یا ہادی کا ظہور ہے تو مظہر بہی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ضار یا مضل کا ظہور ہے تو مظہر بہی ویسا ہی ہوگا۔ غوض سے انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے اے طالب اسباب کو غوض کر کے سمجہ لے کہ تمام مظاہر مین تاثیر اسمائے الٰہی موجود ہے۔

چون اثر کردست بین در کل تن	لطف شاہنشاہ جان بے وطن	
ہو گئی ہے حاکم جملہ بدن	دیکھئے تو تن مین روح بے وطن	ترجمہ

شرح یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے۔ اور جان بے وطن سے روح مراد ہے جسکا وطن اصلی بدن نہین ہے لیکن اسنے تمام بدن مین اپنا اثر کر رکھا ہے مثلاً سلاست نطق اور قوت سمع اور حدت بصر اور جودت رفتار اور شدت بطش اور استقامت حرکات سب روح کے اثر اور اُسکے حکومت کے باعث ہین اسیطرح کل رعایا مین بادشاہ کا اثر ہوا کرتا ہے یہ رعایا نیکی بدی مین ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے۔

چون ہمہ تن را در آرد در ادب	لطف عقل خوش نہاد خوش نسب	
تن کو دیتی ہے ادب اسے خوش صفات	لطف عقل خوش صفات و نیک ذات	ترجمہ

شرح یعنے عقل خوش نہاد (مبارک و نیک) اور خوش نسب (مقبول الٰہی) سے تمام بدن کو حالت ادب اور سنجیدگی مین لے آتی ہے۔ یعنے ایمان و حیا و طاعات اور جمیع آداب جو انسان مین پائے جاتے ہین کُل کے کُل آثار عقل ہین یہ اُسی گزشتہ مضمون کی دوسری مثال ہے۔

چون ہمہ تن را در آرد در جنون	عشق شنگ بیقرار و بے سکون	
تن مین آکر بخشتا ہے جنون	سچ ہے عشق بیقرار و بے سکون	ترجمہ

شرح عشق بمعنے معشوق ہے یعنے معشوق شوخ و شنگ و مطبوع و بیقرار و ہرجائی عاشق کو مجنون بنا دیتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ شنگ و بیقرار عشق کی صفت ہو یعنے عشق کہ مطبوع عاشقان الٰہی اور اُنکو بیقرار و بے سکون کرنیوالا ہے دیوانہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح عشق زبردست مؤثر ہے اور عاشق متاثر اسیطرح بادشاہ کے اخلاق اثر ڈالنے والے ہین اور رعایا کے اخلاق اُسکا اثر قبول کرنیوالے یہ اُسی مضمون گزشتہ کی تمثیلین بیان ہو رہی ہین لفظ شنگ کو لفظ معشوق محذوف کی صفت مانا جائے تو یہی معنے درست ہین

سنگریزہ اش جملہ در و گوہرست	لطف آب بحر کو چون کوثرست	
سنگریزے اُسکے ہین گوہر نمط	لطف آب بحر ہے کوثر نمط	ترجمہ

شرح یعنے آب دریائے شیرین کا یہ اثر ہے کہ اُسکے تمام سنگریزے بھی دُر و گوہر ہین۔ اور یہ اثر پانی کی شیرینی کا ہے کہ سنگریزون کو گوہر بنا دیتا ہے یہان دریا سے مرشد کامل اور آب بحر سے اُسکے کمالات مراد ہین جو سنگریزون یعنے اہل دنیا کو بھی گوہر معانی بنا دیتے ہین۔

جان شاگردان بان موصوف شد	ہر ہنر کاستا بدان معروف شد	
اچھے شاگردون کو ہو جاتا ہے یاد	جو ہنر رکھتا ہے کامل اوستاد	ترجمہ

شرح یعنے جس ہنر کے ساتھ اُستاد مشہور ہوتا ہے شاگرد بھی اُسکے ساتھ موصوف ہوجاتے ہین۔ یہ صحبت واخلاق کا اثر ہے کہ شاگردونکو اُستادی کا مرتبہ ملجاتا ہے اور وہ خود اُستاد کامل ہوجاتے ہین

پیش استاد اصولی ہم اصول ۔۔ خواند آن شاگرد چست باحصول

ترجمہ یعنے ہو جو واقف علم اصول ۔۔ اُسکے شاگردون کو ہوتا ہے حصول

شرح یعنے اگر کوئی اُستاد علم اصول حدیث یا اصول فقہ سے ماہر ہے تو اُسکا ذہین اور ہوشیار شاگرد جسکو حصول علم کا شوق ہوگا ضرور علم اصول کو حاصل کرلیگا۔ اور اُستاد کی طرح اصولی بنجائیگا۔

پیش اُستاد فقیہ آن فقہ خوان ۔۔ فقہ خواند نے اصول و نے بیان

ترجمہ فقہ دان سے پڑھتے ہین سب فقہ خوان ۔۔ پڑھ نہین سکتا کوئی علم بیان

شرح یعنے اگر اُستاد علم اصول سے واقف نہین بلکہ علم فقہ کا ماہر ہے تو شاگرد اُس سے علم فقہ ہی حاصل کرسکتا ہے۔ علم اصول اور علم بیان کی تحصیل نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُستاد خود ہی ان علمون سے ماہر نہین ہے

پیش اُستادے کہ او نحوی بود ۔۔ جان شاگردش ازان نحوی شود

ترجمہ اور جو اُستاد سے پڑھتا ہے نحو ۔۔ نحو مین شاگرد ہوجاتا ہے محو

شرح یعنے ایسے اُستاد کی تعلیم سے جو علم نحو کا ماہر ہو شاگرد نحوی ہوسکتا ہے اصولی یا فقیہ نہین بن سکتا
نکتہ ان تمام اشعار مین اسی مضمون کی تمثیلین ہین کہ جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعایا ہوجاتی ہے۔

باز اُستادے کہ آن محو رہست ۔۔ جان شاگردش ازان محو شہست

ترجمہ لیک وہ کامل کہ ہے جو محو راہ ۔۔ ہوتے ہین شاگرد اُسکے محو شاہ

شرح یعنے ایمخاطب یہ تو تو نے سمجھ لیا کہ ظاہری علوم کے اُستاد سے شاگرد کو ظاہری علوم ہی حاصل ہوسکتے ہین مگر اسکے بعد یہ بھی سمجھ لے کہ وہ اُستاد کہ محو راہِ عشق حقیقی اور فانی فی اللہ ہے وہ اپنی شاگرد کو بھی محو شہنشاہ حقیقی کردیتا ہے۔ کیونکہ شاگرد اُس علم سے ضرور ماہر ہوسکتے ہین جسکے اُنکا اُستاد ماہر ہے۔

زین ہمہ انواع دانش روز مرگ ۔۔ دانش فقر ست ساز راہ و برگ

ترجمہ علم ہون سارے ولیکن روز مرگ ۔۔ علم درویشی ہے بس یک ساز و برگ

شرح یعنے مرنے کے دن علم فقر اور علم محو ذات ہی توشہ عقبے ہوگا دیگر علوم ہرگز کام نہ آئینگے کیونکہ جابرؓ سے یہ حدیث منقول ہے کہ اَلعِلمُ عِلمَانِ عِلمٌ فِی القَلبِ فَذٰلِکَ العِلمُ النَّافِعُ وَعِلمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃٌ عَلَی ابنِ آدَمَ یعنے علم دو طرح کے ہین ایک علم باطنی اور دوسرا علم زبانی یعنے ظاہری۔ پہلا علم نفع رسان ہے اور دوسرا خود آدمی پر حجت اور باعث نقصان آخرت ہے۔ کیونکہ علوم ظاہری بلا عمل کسی کام کے نہین ہوتے۔

پس علم صرف و نحو اصلاح کلام کا آلہ ہے اور فقہ و اصول جواز عمل اور عدم جواز کی تعلیم کرتا ہے وہ شخص جو علم فقہ پڑھکر عمل نہ کرے کسیکام کا نہین حضرت علیؑ کا قول ہے العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون یعنے علم ایک نقطہ ہے جسکو جاہلون نے بڑہا دیا ہے اس سے علم وحدت مراد ہے۔ کیونکہ وحدت منافی کثرت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ادراک عقول سے منزہ ہے اور الفاظ و حروف سے اسکی معرفت حاصل نہین ہوسکتے۔ کیونکہ یہ سب حادث ہین قدیم حادث سے ہرگز نہین پہچانا جاتا علم محو اور فنائے ذات حق چونکہ قیل و قال اور نزاع و جدال سے پاک ہے اسلیئے اس سے معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور یہی علم بعد مرگ کام آئیگا۔

حکایت مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ترجمہ — ایک عالم نحو کی حکایت کشتی مین کشتیبان کے ساتہ اور کشتیبان کا جواب

آن یکے نحوی بکشتی در نشست — رو بکشتیبان نمود آن خودپرست

ترجمہ — ہوگیا کشتی مین اک نحوی سوار — اور کشتیبان سے بولا بدشعار

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیم عمر تو شد در فنا

ترجمہ — کچہ پڑہی تُنے نحو؟ وہ بولا نہین — بولا آدہی عمر کہوئی بالیقین

شرح یعنے ایک علم نحو جاننے والا عالم جو خود پرست (اپنے علم پر متکبر) تہا اتفاقًا کشتی مین بیٹہا اور ملاح سے یہ کہنے لگا کہ تونے کچہ علم نحو بہی پڑہا ہے یا نہین۔ ملاح نے جواب دیا کہ مینے کچہ نہین پڑہا۔ نحوی نے طنز سے کہا کہ افسوس تیری آدہی عمر بالکل برباد گئی کہ تونے علم نحو کا ایک حرف بہی نہ پڑہا۔

دل شکستہ گشت کشتیبان ز تاب — لیک آندم گشت خاموش از جواب

ترجمہ — چپ رہا ملاح کہاکر پیچ و تاب — رہگیا خاموش ہوکر لاجواب

شرح تاب بمعنے حرارت دل و اضطراب ہے یعنے کشتیبان نحوی کا طعنہ سنکر اضطراب قلب کے باعث دل شکستہ ہوگیا اور اسوقت نحوی کو کچہ جواب نہ دیسکا۔ کیونکہ اسکا اعتراض حسب ظاہر بالکل بجا تہا۔

باد کشتی را بگردابے فگند — گفت کشتیبان ان نحوی بلند

ترجمہ — پہنچی کشتی ہوا گرداب مین — کشتی والے نے کہا یہ آب مین

ہیچ دانی آشنا کردن بگو — گفت نے اے خوش جواب و خوبرو

ترجمہ — تیرنا کچہ تجکو آتا ہے بتا — بولا وہ نحوی نہین مین جانتا

شرح یعنے تہوڑی دیر کے بعد ہوا نے کشتی کو بہنور مین ڈالدیا اسوقت ملاح نے کہا کہ اے نحوی تجہے کچہ تہوڑا بہت تیرنا بہی آتا ہے یا نہین۔ نحوی نے جواب دیا کہ اے معقول جواب دینے والے اور اچہی صورت

شارح- مین تیرنا بالکل نہین جانتا- بلکہ صرف علم نحو ہی سے واقف ہون-

	گفت کل عمرت اے نحوی فناست	زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ تیری عمر سب	ہوگئی فانی کہ کشتی ڈوبی اب

شرح یعنے نحوی نے جب یہ کہا کہ مین تیرنا نہین جانتا تو کشتیبان نے جواب دیا کہ اے نحوی گو علم نحو کے نہ پڑہنے سے میری آدہی عمر ضایع ہوی ہے- مگر افسوس تیراک نہونے سے تیری ساری عمر ضایع ہوگئی- کیونکہ کشتی عنقریب ڈوبنے والی ہے- اسوقت علم نحو ہرگز کام نہ دیسکے گا

	محو مے باید نہ نحو اینجا بدان	گر تو محوی بے خطر در آب ران
ترجمہ	نحو کی جا چاہیئے ہے محو لیس	تو ہے گر واقف تو چل اے ہمنفس

شرح یہان سے بطور نتیجۂ حکایت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے محو لغت مین مٹجانے اور اصطلاحات صوفیہ مین جیتے جی مرجانے. اوصاف بشری سے معدوم ہونے اور فنا فی اللہ ہو رہنے کو کہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ دریائے محبت الٰہی مین محو ہو جانا کام دیتا ہے صرف و نحو (یعنے علوم ظاہری) بالکل بیکار ہین. اے شخص اگر تو محو ہونا جانتا ہے تو بلا خوف دریا مین چلا جا- ورنہ اُس نحوی کی طرح ہلاکت کا اندیشہ ہے نکتہ نحوی اور کشتیبان کا یہ مختصر سا قصہ اس مضمون کی تمثیل ہے کہ وقت مرگ بجز علم فقر و فنا او محوذات کے اور کوئی علم کام نہین آسکتا- جیسا کہ اُس نحوی کا علم کشتی کے ڈوبتے وقت کچھ کام نہ آیا

	آب دریا مُردہ را بر سر نہد	ور بود زندہ ز دریا کے رہد
ترجمہ	تیرتا ہے مُردہ بیشک آب پر	اور زندہ ڈوبتا ہے سر بسر

شرح یعنے دریا مُردے کو اپنے سر پر رکہہ لیتا ہے (اوپر تیرا دیتا ہے) اور زندہ شخص بھنور مین جا پہنچے تو اُسکی رہائی ناممکن ہے- اسیطرح دریائے محبت الٰہی اُس عاشق کو تیرا دیتا ہے جو مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا پر عمل کرکے مرنے سے پہلے مرچکا ہے- اور جو انانیت و ہستی کا مدعی ہے وہ ضرور ڈوبجاتا ہے جیسا وہ متکبر نحوی ڈوب گیا- اسلیئے طالب حق کو علم نحو کی جگہ علم محو سیکہنا فرض ہے-

	چون بمُردی تو ز اوصاف بشر	بحر اسرارت نہد بر فرق سر
ترجمہ	چہوڑ دے گر تو بہی اوصاف بشر	پہر ہو تو اور راز کے دریا کا سر

شرح یعنے جب تو اوصاف بشری سے کنارہ کرلے گا تو دریائے اسرار الٰہی تجکو اپنے سر کی مانگ پر بٹھا لیگا- تیری تعظیم کریگا- اور تجھے ڈوبنے سے بچائے گا کیونکہ اسحالت مین تو قطرہ کی طرح دریا مین جا ملیگا اور یہ ظاہر ہے کہ دریا قطرہ کو نہین ڈبویا کرتا-

	آنکہ خلقان را تو خرمے خواندہٗ	این زمان چون خر برین یخ ماندہٗ
ترجمہ	تو گدہا اور دن کو کہتا تہا مگر	مرتے دم خود ہوگیا مانند خر

شرح یعنے اے عالم علوم ظاہری تو جو از راہ تکبر اور ونکو بیوقوف یا گدہا کہتا تہا اسوقت (وقت مرگ) تو خود ایسا ہوگیا ہے جیسا کہ برف پر گدہا کہ چلنے سے عاجز ہوجاتا ہے اسیطرح تو سیر جنت دیدار الٰہی سے عاجز ہے

	گر تو علامہٗ زمانی در جہان	نک فنائے این جہان بین وین زمان
ترجمہ	تو ہے علامہ جہان کا میری جان	ہے فنا ہونے کو لیکن یہ جہان

شرح یعنے اگر تو علامہٗ زمان ہے تو اس دنیا اور زمانہ کی فنا ہونے کو دیکہہ اور آخرت کا تدارک کر اور وہ علم سیکہہ جو وقت مرگ کام آئے اس علم کا نام علم خدا دانی یعنے علم تصوف و معرفت ہے۔

	مرد نحوی را ازان در دوختیم	تا شما را نحو محو آموختیم
ترجمہ	اسلیئے ہے قصہ دانائے نحو	تا بتا دین ہم جہان کو راہِ محو

شرح دوختن بمعنے سینا ہے اور یہان اس لفظ سے ملا دینا اور پیوند کرنا مراد ہے یعنے ہمنے اعرابی درویش کے حکایت سے نحوی کے قصہ کو اسلیئے ملا دیا ہے کہ طالبین کو قاعدہٗ محو سکہا ئین۔ یعنے اُنکو یہ معلوم ہوجائے کہ جو شخص قاعدہٗ محو اور طریقہ فنا نہین جانتا وہ ڈوبے گا جیسا کہ یہ نحوی جو تیرنا نہین جانتا تہا دریا مین ڈوب گیا۔ اور ڈوبتے وقت اُسکے علم ظاہری (نحو) نے اُسے کچہ کام نہ دیا۔

	فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف	در کم آمد یابی اے یار شگرف
ترجمہ	فقہ ہو یا نحو ہو یا علم صرف	خود کو لاشے جان اے یار شگرف

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین۔ اول یہ کہ پہلے مصرع مین اضافت عام کی بسوئے خاص ہے۔ کیونکہ لفظ فقہ لغت مین بمعنے فہم ہے اور اصطلاح مین مسائل شرعیہ مع دلائل کو کہتے ہین اور نحو لغت مین بمعنے قاعدہ و مثال و قصد ہے۔ اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے ترکیبات کلمات عرب کے احوال باعتبار اعراب معلوم ہوتے ہین۔ اور صرف لغت مین بمعنے تغیر و تبدیل ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے بنا ئے کلمہ کے احوال معلوم ہوتے ہین۔ پس تو پہلے لفظ فقہ و نحو و صرف سے لغوی معنے مراد ہین اور دوسرے سے اصطلاحی یعنے اے شخص علم فقہ کی سمجہ۔ اور علم نحو کا قاعدہ اور علم صرف کی تغیر و تبدیل تو اپنی تواضع اور اپنے آپ کو ناقص ظاہر کرنے یا فانی سمجہنے مین حاصل کریگا۔ دوسرے مصرع مین کم آمد بمعنے نقصان ہے اور اگر کم آمد ہے تو بمعنے فنا ہے۔ مطلب یہ کہ ان تمام علمونکا مقصود یا مفہوم فروتنی یا فنا کے باعث حاصل ہوگا۔ جس شخص مین یہ دونو باتین نہون خواہ وہ کیسا عالم ہے مگر یہ سمجہیے کہ اُسنے اپنے

علم کے اصلی مقصود کو نہین سمجہا۔ کیونکہ جمیع علوم کا مطلب اصلی معرفت اور فنا فی الذات ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف سے ان علمون کا خلاصہ مراد ہے یعنے اے طالب ان تمام علوم کا خلاصہ تیرے لیئے باعث نقصان ہے کیونکہ علوم ظاہری آخرت مین کام نہ آئینگے۔ مگر فقہ کی نسبت جو علم آخرت ہے یہ معنے اسوقت درست ہونگے کہ فقیہ اپنی فقہ پر عمل نہ کرتا ہو۔

آن سبوئے آب دانشہائے ماست ۔ وان خلیفہ دجلۂ علم خداست

ترجمہ: وہ سبو گویا ہمارا علم ہے ۔ اور وہ دجلہ خدا کا علم ہے

شرح یعنے اے طالب تو اس اعرابی کے قصہ کو صرف کہانی خیال نہ کر۔ بلکہ یہ تو تیرے حال کا خلاصہ ہے اسکو اپنی ذات پر مطابق کرلے اور یہ سمجہ لے کہ اس پانی کی ٹہلیا سے ہمارے ظاہری علوم مراد ہین جو دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بہی کم ہین۔ اور خلیفہ سے اللہ تعالےٰ اور دجلہ سے دریائے علم الٰہی مقصود ہے پس تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنے قطرۂ علم کو جو باران فیض الٰہی سے ہم مین موجود ہوگیا ہے اور جو بحر علم الٰہی کے روبرو بالکل ہیچ ہے قابل قدر سمجہکر لایق ہدیۂ بارگاہ الٰہی جانتے ہین۔ اور اپنے علم پر مغرور ہوے بیٹھے ہین۔ حالانکہ ہمارا علم دریاے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بہی کم ہے۔

ما سبوہا پر بدجلہ مے بریم ۔ گرنہ خر دانیم ما خود را خریم

ترجمہ: سوے دجلہ لیچلے ہین ہم سبو ۔ خر نہین تو کیا ہین ہم اپنے زشت خو

شرح یعنے اگر ہم پانی کی ٹھلیین بہر کر دجلہ کی طرف لے جائین۔ اور پہر اپنے آپ کو گدہا یا بیوقوف نہ سمجہین تو یہ خود ہمارا گدہا پن اور سخت بیوقوفی ہے یعنے اگر ہم اپنے علم پر مغرور ہون اور یہ سمجہین کہ ہمارا علم بہ نسبت علم الٰہی سراسر جہل ہے تو یہ ہماری محض بیعقلی ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنے اے لوگو تمہین بہت تہوڑا سا علم دیا گیا ہے نکتہ مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے سبو سے بدن اور آب سبو سے حواس انسانی مراد لیئے تہے۔ اور یہان سبو سے علم انسانی اور دجلہ سے بحر علم الٰہی مراد لیا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اس قصہ کا وہ نتیجہ بہی درست ہے اور یہ بہی۔ چونکہ ان دو شعرون سے پہلے علوم ظاہری کی بحث ہوچکی ہے اس مناسبت سے یہ دوسرا نتیجہ نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے

آن عرب بارے بدان معذور بود ۔ کز دجلہ غافل وبس دور بود

ترجمہ: وہ عرب اسواسطے معذور تہا ۔ یعنے دجلہ سے نہایت دور تہا

شرح لفظ بارے بمعنے حاصل کلام ہے یعنے اعرابی اپنے غفلت کے سبب معذور تہا اور اپنے واقعی جہل کے سبب اپنے علم وعمل کو اچہا جانکے بارگاہ الٰہی مین ہدیتاً لیگیا تہا مغرور نہ تہا۔ یہی باعث ہے

کہ اسکا ہدیہ قبول ہوگیا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر عالم اپنے علم و عمل پر مغرور ہوگا تو ہرگز مقبول بارگاہ نہو سکیگا بلکہ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ تکبر ایسی صفت خاص ہے جسکو اللہ تعالے بجز اپنی ذات کے اور کسیکے لیئے نہیں کرتا

گر ز دجلہ باخبر بودے چو ما ۔ او نبردے آن سبو را جا بجا

ترجمہ: وہ اگر دجلہ سے ہوتا باخبر ۔ کیون لیئے پھرتا سبو کو در بدر

شرح لفظ ما سے علما مراد ہین یعنے اگر اعرابی دجلہ کے حال سے ہماری طرح واقف ہوتا یعنے اگر اہل علم عالمون کی طرح یہ بات معلوم ہوتی کہ دریائے علم الٰہی بے پایان ہے تو وہ سبو کو منزل منزل اپنے ہمراہ لیکر بغداد کا قصد ہرگز نہ کرتا بلکہ اس سے نادانستگی مین ایسا ہوا اور اسکا بھولا پن ہی اُسکے ہدیے کی قبولیت کا باعث ہوگیا۔ نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص باوصف علم ایسا کریگا وہ ہرگز مقبول نہوگا یعنے متکبر عالم دولت قبولیت سے بالکل محروم رہیگا۔

بلکہ از دجلہ اگر واقف بدے ۔ آن سبو را بر سر سنگے زدے

ترجمہ: بلکہ دجلہ کا اگر ہوتا شعور ۔ توڑ دیتا اپنی ٹھلیا کو ضرور

شرح یعنے اعرابی اگر دجلہ کے حال سے واقف ہوتا تو اس ٹھلیا کو پتھر پر دے مارتا۔ توڑ دیتا یعنے بلا اعتماد علم و عمل فقیر بنکر بارگاہ الٰہی مین جاتا۔ کیونکہ وہان تکبر و خود پسندی سراسر ناپسند ہے۔

آن سبوئے تنگ پُر ناموس و ننگ ۔ شد حجاب بحر زن آن را بسنگ

ترجمہ: اُس سبو مین پُر ہے بس ناموس ننگ ۔ اس حجاب بحر کو لازم ہے سنگ

شرح یعنے ایمخاطب تیرا سبو جسم و علم جو ناموس و ننگ (تکبر و مایۂ قلیل) سے پُر ہے تیرے حق مین باعث حجاب دریائے حقیقت ہے اسکو توڑ دے اور دریا سے حائل متکبر کو وصال حقیقی نصیب نہین ہوتا۔ اسکا تکبر اُسمین اور جلوۂ شاہد حقیقی مین پردہ بنا رہتا ہے۔

قبول کردن خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن با کمال بے نیازی از آن سبو

ترجمہ: بادشاہ بغداد کا اس ہدیے کو قبول فرما لینا اور بے ضرورت اُس سبو اور ٹھلیا کا صلہ دینا

چون خلیفہ دید و احوالش شنید ۔ آن سبو را پُر ز زر کرد و مزید

ترجمہ: بادشاہ نے حال اُسکا جب سُنا ۔ اُس سبو کو بیچکے پُر زر کر دیا

شرح یعنے بادشاہ نے اعرابی کا حال سُنکر اور اسکا ہدیہ دیکھکر اُسکی ٹھلیا کو سونے سے بھر دیا اور خلعت وغیرہ بطور مزید احسان مرحمت کیا۔ کیونکہ اہل کرم اور قدردان تھوڑی سی چیز کے صلہ مین بہت کچھ دیدیا کرتے ہین اور اللہ تعالے اپنی شان مین خود لفظ شاکر فرماتا شاکر یعنے قدردان ہے۔

	داد خلعت ہاے و بخشش ہاے خاص	آن عرب را کرد از فاقہ خلاص
ترجمہ	خلعتین دین اور دیا انعام خاص	بچ فاقہ سے کیا اُسکو خلاص

شرح یعنے بادشاہ نے خلعتین اور انعام دیکر اُس اعرابی دہندش کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے نجات دلوادی

	پس نقیبان را بفرمود آن قباد	آن جہان بخشش و آن بحر داد
ترجمہ	پھر نقیبون سے کہا یہ شاہ نے	بحر بخشش شاہ عالیجاہ نے
	کاین سبوی پُر ز زر بدست او دہند	چونکہ وا گردد سوے دجلہ اش برند
ترجمہ	وہ سبوے زر عرب کو سونپ دین	اور راہِ دجلہ سے رخصت کرین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین اور قباد یعنے عادل سخی اور اُس بادشاہ کا نام ہے جسنے اول لقب سکے اختیار کیا تہا اور جسکو کیقباد کہتے ہین یعنے خلیفۂ بغداد نے جو اپنے وقت کا کیقباد اور جہان جود و سخا اور دریائے کرم وداد تہا نقیبون سے یہ کہا کہ یہ پُر زر ٹہلیا اعرابی کو دیدین اور جب واپس جانا چاہے تو اُسے دجلہ یعنے دریا کے رستے سے روانہ کرین

	از رہِ خشک آمدست و از سفر	از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر
ترجمہ	آ چکا ہے خشک رستے سے سفر	بر راہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح بادشاہ کہتا ہے کہ یہ اعرابی خشکی کے رستے سے دور و دراز کا سفر کرکے آیا ہے خشکی کے رستے بہیر ہے اسلئے اِسے دجلہ کے رستے سے روانہ کرنا چاہیئے تاکہ جلدی سے اپنے گہر پہنچ جائے

	چون بکشتی در نشیند بیخ راہ	خود فراموشش شود این جایگاہ
ترجمہ	بیٹہکر کشتی مین بالکل بیخ راہ	بہول جائیگا یہ مردِ داد خواہ

شرح یعنے بادشاہ کہتا ہے کہ جب اعرابی کشتی مین بیٹہیگا تو اُسمین بیٹہکر رنج راہ بہول جائیگا اور نہایت آرام پائیگا۔ این جایگاہ کا اشارہ کشتی کی جانب ہے۔

	ہمچنان کردند و دادندش سبو	پُر زر و بردند تا دجلہ دو تو
ترجمہ	آخرش لائے بجا احکام شاہ	لیگئے اُس شخص کو دجلہ کی راہ

شرح دو تو بمعنے دو تہ سے مراد دو سمت ہے۔ یعنے نقیبون نے حسب فرمان بادشاہ اعرابی کی ٹہلیا کو سونے سے بہر دیا اور اُسکو دجلہ تک لیگئے جو بغداد کی دو سمت بہ رہا تہا۔ دو تو صفت دجلہ ہے۔

	چون بکشتی در نشست و دجلہ دید	سجدہ میکرد و از حیا و مے خمید
ترجمہ	بیٹہکر کشتی مین دجلہ دیکہکر	ہوگیا شرمندہ دل مین سر بسر

شرح یعنے جب اعرابی نے کشتی مین بیٹھکر دجلہ کو دیکہا تو اپنی کامیابی پر سجدہ شکریہ ادا کیا اور اس شرم سے کہ باوجودیکہ خلیفہ کے ملک مین میٹھے پانی کا دریا بہہ رہا ہے۔ اور پہر اُسنے میرے لائے ہوے پانی کو قبول کر لیا ہے اپنی گردن جہکائی اور اپنی حرکت پر سخت نادم اور دلمین شرمندہ ہوکر از روے خجالت یہ کہا کہ

کای عجب لطف آن شہِ وہاب را	وین عجب تر کو ستد آن آب را
ترجمہ اور کہا ہے لطف اُس وہاب کا	ہوگیا جو لینے والا آب کا

شرح پہلے مصرع مین لفظ را قائم مقام اضافت لطف ہے۔ یعنے اعرابی کشتی مین بیٹھکر از روے شرم وحیا یہ کہتا تہا کہ اس کریم بادشاہ کی مہربانی عجیب ہے اور پہر اُس ٹھلیا کے پانی کو قبول کر لینا اس سے بھی عجیب تر ہے لطف شاہ کا عجیب ہونا اسلیئے ہے کہ اُسکا کرم عام تہا اور عجیب تر ہونا اسلیئے کہ اُسنے ایسے ناکارہ ہدیہ کو قبول کر لیا

چون پذیرفت از من آن دریاے جود	اینچنان جنس دغل را زود زود
ترجمہ ہے پہ سلطان بحرِ صد جود ازل	جیسے لے لی جنس یہ جنس دغل

شرح یعنے اعرابی کو اِس بات پر تعجب تہا کہ اُس دریاے بخشش یعنے خلیفہ بغداد نے میری کہوٹی جنس کو کیونکر قبول کر لیا اور اُس ناکارہ ہدیہ کے صلے مین اسقدر انعام واکرام سے مالامال کیون کر دیا۔

کُلِّ عالم را سبو دان اے پسر	کان بود از لطف وخوبی تا بسر
ترجمہ سارے عالم کو سبو جان اے پسر	لطف وخوبی سے جو پُر ہے سر بسر
قطرۂ از دجلۂ خوبیِّ اوست	کان نمے گنجد زپُرّی زیر پوست
ترجمہ ہے مگر یہ قطرۂ خوبیِّ دوست	جو سما سکتا نہین ہے زیر پوست

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین پُرّی بمعنے کثرت و وسعت ہے اور پوست سے مراد پردہ ہے یعنے نتیجۂ قصہ یہ ہے کہ اے مخاطب تو اس سارے جہان کو جو لطف وخوبی سے پُر ہے ٹہلیا سمجہ۔ مگر یہ بہی یقیناً جان لے کہ جہان مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب اللہ تعالےٰ کے دریاے خوبی کا قطرہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ کا لطف وخوبی اور علم وصنعت کے سبب پردہ مین نہین رہ سکتا تہا اسلیئے اُسنے ممکنات کو پیدا کیا تاکہ انکے واسطہ سے لطف وخوبی کا اظہار ہو پس تو ممکنات مین جو کچہ لطف وخوبی ہے وہ اُسی بحر خوبی کا ایک قطرہ ہے اسلیئے انسان کو اپنے علم پر نازان نہونا چاہیئے۔

گنجِ مخفی بُد زپُرّی چاک کرد	خاک را تابان تر از افلاک کرد
ترجمہ گنج مخفی تہا۔ کیا پردے کو چاک	چرخ سے زائد ہوی پُر نور خاک

شرح یہ شعر اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ کُنتُ کنزاً مخفیاً الے آخرہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا …

کہ مین خزانۂ پوشیدہ کے مانند تہا پس مینے اپنی معروفت کو محبوب رکہا اور مخلوق کو پیدا کردیا ۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے ۔ مگر معنےً صحیح ہے یعنے اللہ تعالےٰ گنج مخفی کے مانند تہا لیکن اُسنے اپنے کمال صفات اور کثرت انعام کے سبب پردۂ غیب کو چاک کیا ۔ اور خاک یعنے آدم یا حقیقت انسانی کو افلاک سے زیادہ تابان کردیا یعنے خاک کو مظہر اسما وصفات بنا کر افلاک سے بدرجہا زیادہ روشنی عنایت فرمائی

	گنج مخفی بد زپری جوش کرد	خاک را سلطان اطلس پوش کرد
ترجمہ	گنج پنہان سر بسر پر جوش ہے	خاک اک سلطان اطلس پوش ہے

شرح جوش بمعنے ظہور ہے ۔ اور خاک سے وہی آدم یا حقیقت انسانی مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہی یعنے اللہ تعالےٰ خزانۂ مخفی کی مانند تہا اُسنے کثرت انعام کے باعث ظہور فرما کر آدم کو بادشاہ اطلس پوش و متلبس بہ لباس مظہریت خود بنا دیا اور اُسے اپنی خلافت کا خلعت عنایت فرما کر تمام موجودات مین ممتاز کردیا

	ور بدیدے شاخے از دجلۂ خدا	آن سبو را او فنا کردے فنا
ترجمہ	دیکہتا گر شاخ دریائے خدا	تو سبو کو اپنے کر دیتا فنا

شرح شاخ سے دریا کی نالی مراد ہے یعنے وہ شخص جسنے اپنے کوزۂ وجود کو آب علم سے پُر جانا تہا اگر بحر علم الٰہی کے ایک جدول دیکہہ لیتا تو اپنے کوزۂ وجود کو فنا کردیتا کیونکہ دریا کے آگے قطرہ کی کیا حقیقت ہے

	آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخو دند	بیخودانہ بر سبو سنگے زدند
	ہین جو بینا مست ہین اُسے نیک خو	پہینک مارا سنگ پہ اپنا سبو

شرح یعنے جن لوگون نے دریائے علم الٰہی کی ایک شاخ کو بہی دیکہہ لیا ہے وہ بیخود یعنے فنافی اللہ ہوگئے ہین اور اُنہون نے اپنے وجود فانی کی ٹہلیا پر بیخودی کے عالم مین پتہر ماردیا ہے یعنے قیاجسم سے بالکل نجات پائے ہوئے ہین ۔ یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے ۔

	اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ	وان سبو ز اشکست کامل تر شدہ
ترجمہ	یہ سبو جس وقت ٹکڑے ہو گیا	اور کامل ہو گیا اُس سے فنا

شرح اشکست حاصل مصدر ہے بمعنے شکستن (توڑنا یا ٹوٹنا) یعنے اے طالب جس شخص نے اپنے سبوے وجود فانی کو توڑ دیا ہے اُسکا سبو ٹوٹ جانے سے اور زیادہ کامل یعنے پختہ ہوگیا ہے ۔

	خم شکستہ آب از ان نا ریختہ	صد درستی زین شکست انگیختہ
ترجمہ	کچہ نہین ہے آب کے گرنے کا ڈر	ہے درستی ٹوٹنے مین سر بسر

شرح یعنے سبوئے وجود کے ٹوٹنے سے اُسکے پختہ ہو جانے کا یہ باعث ہے کہ سبو تو ٹوٹ گیا

ہے گر وہ اسکا پانی نہین گرا۔ یعنے فنائے وجود سے آپ عقل و عرفان سنا پید نہین ہوا بلکہ ذوق بطور بلکہ مثل ایمان و عرفان اور ذوق محبت الٰہی اور مرتبہ استغراق دریائے وحدت حاصل ہو گیا ہے۔

	جزو جزو جسم بر قص ست وجال	عقل جزوی را نمودہ این محال
ترجمہ	جزو جزو جسم کو آتا ہے حال	عقل جزوی دیکھ لے ہے یہ محال

شرح یعنے ایسے فنا کی حالت مین بدن کا ایک ایک ٹکڑا رقص او روجد کرنے لگتا ہے لیکن یہ وجد عقل جزوی کو دکھلائی دیا ہو؟ یہ محال ہے اکیونکہ جب قطرہ دریا سے ملگیا تو اسی کی صفتین اسمین بھی آگئین اور عقل جزوی چونکہ بحر ذات کا ادراک نہین کر سکتی لہذا قطرہ کی حالت سے بھی واقف نہین ہوسکتی

	نے سبو پیدا درین حالت نہ آب	خوش ببین واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	اب سبو معلوم ہوتا ہے نہ آب	دیکھ لے واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے حالت استغراق مین نہ وجود کی خبر رہتی ہے نہ علوم کی بلکہ مرتبۂ فنا والفنا حاصل ہو جاتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے جو کچھ کہا اسکو غور سے دیکھ ہمین اپنے کشف سے یونہی معلوم ہوا ہے آیندہ اللہ اعلم بالصواب حقیقت اشیا اور واقعی حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

	چون در معنے زنی بازت کنند	پر فکرت زن کہ شہبازت کنند
ترجمہ	طالب معنی ہو تا در باز ہو	فکر کا پر مار تا شہباز ہو

شرح یعنے اے طالب جسوقت تو عالم معنی کا دروازہ کھٹ کھٹائیگا تو کارکنان قضا و قدر تیرے لئے ضرور باب رحمت کھولدین گے کیونکہ یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ مَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَ جسنے دروازہ کھٹ کھٹایا وہ ضرور گھر مین داخل ہو گیا۔ اسلئے اے شخص فکر وصال الٰہی کے پر لگا کر عالم صورت سے عالم معنی کی طرف پرواز کر ایسے حال مین تو شہباز یعنے سلطان طیور حضرت قدس داخل ملائکہ ہو جائیگا۔

	پر فکرت شد گل آلودہ گران	زانکہ گل خواری ترا گل شد چونان
ترجمہ	فکر ہے تیرا گل آلودہ گران	تو ہے گل خوار اور گل ہے تیری نان

شرح یعنے تیرے فکر و عقل کا معنوی پر گل آلودہ ہو کر (مٹی مین لتھڑ کر) بوجھل ہو گیا ہے۔ اسلئے یہ پر بھاری ہونیکے سبب تجکو آسمان معنے کی طرف نہین اڑا سکتا۔ اور اسکا یہ سبب ہے کہ تو مٹی کھانے والا ہے تو نے مٹی کو روٹی سمجھ رکھا ہے اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	نان گل ست و گوشت کمتر خور ازین	تا نمانی ہمچو گل اندر زمین
ترجمہ	نان گل ہے گوشت گل ہے بس نہ کھا	تا نہ شکل گل رہے بے مدعا

شرح یعنے ہمنے جو تجھے مٹی کھلانے والا کہا ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اے شخص تو فی الواقع بہی ظاہری مٹی کہایا کرتا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ تیری تمام غذائین مٹی سے پیدا ہوی ہین اسلیئے گوشت بہی مٹی ہے اور روٹی بہی۔ اس مٹی کو کم کہایا کر ورنہ تو بہی مٹی کی طرح زمین پر پڑا رہیگا۔ کیونکہ گوشت روٹی مین اجزائے ارضی ملے ہوے ہین۔ تاثیر سفلیات تجکو بہی سفلی بنا دیگی اور بمقتضائے الجنس الی الجنس یمیل جو شخص مٹی زیادہ کہائیگا یعنے لذائذ دنیوی کو محبوب رکہیگا وہ معنوی بلندی کو چہوڑکر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہیگا اسلیئے سالکان طریقت کو غذا کم کہانی چاہیئے۔ البتہ طالب دنیا اور غافل کو نہ پیٹ بہر کر کہانا کسیطرح کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ بہوکا رہنا اُسکے لیئے مفید ہے چنانچہ آیندہ اشعار اہی معنونکیطرف اشارہ کرتے ہین۔

چون گرسنہ میشوی سگ میشوی ۔ تند و بدپیوند و بدرگ میشوی

ترجمہ بہوک جب لگتی ہے سگ ہوتا ہے تو ۔ تند و سرکش تیز رگ ہوتا ہے تو

شرح تند بمعنے تیز و سرکش و بدپیوند بمعنے غضبناک و دشمن و بدرگ بمعنے بدخصلت و بداصل ہے یعنے اے مخاطب جب تو زیادہ بہوکا ہوتا ہے تو بدخصلت کُتے کی طرح پہاڑ کہانے کو دوڑتا ہے۔ اسلیئے زیادہ بہوک آفت الہی ہے۔ جو انسان مین قوت حیوانیت بڑہا کر اُسے انسانیت سے خارج کردیتی ہے۔

چون شدی تو سیر مرداری شدی ۔ بیخود و بیحس چو دیوارے شدی

ترجمہ ہوگیا جب سیر تب مردار ہے ۔ بیخود و بیحس ہے اک دیوار ہے

شرح یعنے جب تو پیٹ بہر کر کہا لیتا ہے تو مرے ہوے جانور کی مانند ہوجاتا ہے لُوتہہ بنجاتا ہے لمبی تان کر اسطرح سوتا ہے کہ گویا کسیکا کفنایا ہوا اخبار ہ رکہا ہے۔ یعنے ایسا بیخود اور بیحس و حرکت ہوجاتا ہے کہ جیسے کوئی دیوار بعض نسخون مین بیخبر بے پا چو دیوارے شدی ہے اسصورت مین بے پا دیوار سے گری ہوئی دیوار مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کہانا باعث مصیبت ہے بس تو متوسط درجہ کی پابندی چاہیئے آدہے پیٹ کہانا قوے اور حواس کو بہی قایم رکہے گا۔ اور طاعات و عبادات مین بہی اچہی طرح مدد دیگا۔ سالک کے لیئے روزہ رکہہ لینا سب سے بہتر ہے

پس دمے مردار و دیگر دم سگی ۔ چون کنی در راہ شیران خوش تگی

ترجمہ ہے ابہی مردار ابہی کتا ہے تو ۔ کسطرح پہر شیر بن سکتا ہے تو

شرح یعنے گزشتہ دو شعرون کا نتیجہ یہ ہے کہ تو پیٹ بہر کر مردا یا دیوار بنجاتا ہے اور بہوک کی حالت مین کتا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ حالت سیری مین رطوبت غالب ہو کر غفلت پیدا کرتی ہے اور حالم گرسنگی مین یبوست غلبہ پاکر غضبناک بنا دیتی ہے بس تو جب کہ دونو حالتین ضرر رسان ہین تو شیران بیشہ

توحید و عرفان کے رستے مین تو ہرگز نہین دوڑ سکتا۔

	الت اشکار خود جز سگ مدان	کمترک انداز سگ را استخوان
ترجمہ	ہے شکاری لنگ۔ ترا نفس اے بشر	ہڈیان اسکو نہ دے سن با خبر

شرح اشکار بمعنے شکار مین الف زائد ہے چنانچہ اشکم بمعنے شکم مین اور سگ سے مراد نفس امارہ ہے یعنے لذائذ دنیا کے شکار کرنے کا ذریعہ بجز نفس امارہ کے اور کسیچیز کو نہ جان۔ اسلیئے اسکے آگے ہڈیان کم ڈالا یعنے لذائذ مین محو نہوتا کہ یہ کتا حملہ نہ کرسکے کیونکہ جب کتا ہڈیان کہا کہا کر سیر ہو جائیگا تو زیادہ سرکش ہوگا بعض نسخون مین جز سگ مدان کی جگہ غر سگ بدان ہے غر سگ موٹے تازے کتے کو کہتے ہین جس سے وہی نفس حیوانی مراد ہے۔ یہ کتا زیادہ غذا کہانے سے سرکش ہوجاتا ہے۔ اسلیئے غذا متوسط ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی متوسط درجہ کی غذا کہانے کا فائدہ آئندہ شعر مین بیان ہوا ہے۔

	آن عرب را بے نوائی مے کشید	تا بدان درگاہ و آن دولت رسید
ترجمہ	اُس عرب کو بے نوائی لیگئی	بے نوائی مال و دولت دیگئی

شرح یعنے وہ اعرابی درویش نہ تو حد سے زیادہ پیٹ بہرا تہا اور نہ حد سے زیادہ بہوکا اسلیئے درگاہ شہنشاہ حقیقی تک پہنچ گیا۔ اور دولت معرفت حاصل کرلی۔ اسیطرح جو لوگ لذائذ دنیوی کو چہوڑ دیتے ہین انکا نفس امارہ پہلے لوامہ پہر ملہمہ پہر مطمئنہ بنکر شیر بیشۂ معرفت بنجاتا ہے۔

	در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ	در حق آن بے نوائے بے پناہ
ترجمہ	ہین حکایت مین رقم احسان شاہ	جسنے ایسے بے نوا کو دی پناہ

شرح یعنے اگرچہ ہمنے اس قصہ مین حسب ظاہر اعرابی درویش کی بینوائی اور عطاء خلیفۂ بغداد کا ذکر کیا ہے لیکن۔ اس سے معنوی طور پر۔ وہ دولت معرفت مراد ہے جو بطور عطیۂ خداوندی طالبان صادق کو ملتی ہے۔ کیونکہ اہل اسرار کا کلام ظاہری معنے پر محمول نہین ہوتا۔ بلکہ اسکا ظاہر کچہ اور ہوتا ہے اور باطن کچہ اور

	ہرچہ گوید مرد عاشق بوئے عشق	از دہانش مے جہد در کوئے عشق
ترجمہ	قول عاشق ہے ہمیشہ سوئے عشق	آتی ہے باتون سے اُسکی بوئے عشق

شرح لفظ بوئے عشق میجہد کا فاعل ہے اور میجہد بمعنے ظاہر شود یعنے عاشق کے منہ سے جو بات نکلتی ہے اس سے عشق کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ اور سامع کو کوچۂ عشق مین لیجاتی ہے۔ کیونکہ جیسے مین وہی آتا ہے جو دیگ مین ہوتا ہے۔ یہ اشعار اس بات کی دلیل ہین کہ اہل اسرار اور اولیاء اللہ کی باتین ظاہری معنے پر محمول نہین ہوا کرتین۔ بلکہ وہ ایسے باطنی مطالب سے پر ہوتی ہین جو ہر شخص کی سمجہ مین نہین آسکتی۔

گر بگوید فقه فقر آید ہمہ — بوئے فقر آید ازان خوش دمدمہ

ترجمہ: گر کہے وہ فقہ اسکو فقر جان — بوئے فقر آتی ہے اُس سے بیر بیان

شرح یعنے عاشق الٰہی۔ اگر لفظ فقہ مُنہ سے کہیگا تو اس سے فقر کی خوشبو آئیگی فقہ سے علوم ظاہر اور فقر سے علوم راہ سلوک و طریقت مراد ہیں۔ اسکی مثال خود یہ مثنوی ہے کہ اسکے ظاہری حکایتیں علوم ظاہر یعنے قصص مین سے ہیں مگر باطنی طور پر تمام قصّوں سے راہِ سلوک کی خوشبو آتی ہے جس سے دماغ روح معطر ہوتا ہے خوش دمدمہ یعنے کلمات لطیف ہے جنکے سُننے سے روح تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

ور بگوید کفر آید بوئے دین — آید از گفت شکش بوئے یقین

ترجمہ: گر کہے وہ کفر آئے بوئے دین — اسکے شک سے آتی ہے بوئے یقین

شرح یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے بالفرض کوئی کفر کا کلمہ بھی نکلجائیگا تو اُس سے عین دینداری اور تشکیہ باتوں سے بالکل عین الیقین ہونے کی خوشبو آئیگی۔ کیونکہ اُسکا باطن دین اور یقین سے بھرا ہے گو باعتبار ظاہر بعض کلمات حدِ شرع سے باہر معلوم ہوتے ہوں لیکن باعتبار باطن اسرار توحید سے بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ اسکی مثال حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول ہے سبحانی ما اعظم شانی یعنے پاکیزگی ہے میرے لیے مین کسقدر بڑی شان والا ہوں نیز حضرت جنید بغدادی؁ کا یہ قول لیس فی جبتی سوی اللہ یعنے میرے جبہ مین سوائے خدا کے اور کوئی نہین۔ یہ الفاظ بظاہر کلمات کفر معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقع عین دین اور توحید پر مبنی ہین کیونکہ اہل فنا بمقتضائے حدیث بی ینطق وبی یسمع ناطق بنطق حق ہوتے ہین اس حدیث کی مفصل شرح پہلے گزرچکی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سامعین اولیاء اللہ کے اُن کلمات کو بھی جو بطور شک انکی زبان سے نکلین یقینی سمجھا کرین ایسے اقوال کو مجذوب کی بڑ سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عاشق کا کلام مجذوب کی بڑ سے الگ ہوا کرتا ہے اسلیئے اس شعر مین کفر سے مراد وہ کفر نہین جو ضد ایمان ہے۔ بلکہ کفر بمعنے ستر ہے مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے مخفی اشارات و کلمات (جنکو شطحیات کہتے ہین) اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ ندانہ نہین ہوتے بلکہ عین توحید و یقین ہوتے ہین۔ چنانچہ انہون نے صنم سے مقصود اصلی اور ترسا سے عالم تجرد اور عقد زُنار سے عقد کمر خدمت اور کفر سے ستر وحدت حق از کثرت مراد لیا ہے علے ہذالقیاس تصوف کی اور بہت سی خاص اصطلاحین ہین جنکے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا

ور بگوید کژ نماید راستی — اے کژی کہ راست را آراستی

ترجمہ: گر کہے وہ کج تو عین دین ہے — اس کجی سے راست کو تزئین ہے

شرح یعنے عاشق اگر کوئی ٹیڑھی بات کریگا تو وہ فی الواقع سیدھی ہی ہوگی۔ اے کجی تو کسقدر قابل تعریف ہے

کہ تونے راست کو آراستہ کر دیا ہے یعنے دین دلیقین کو زینت دے رکھی ہے۔

کفِ کژ کز بحرِ صافی خاستست ❊ اصلِ صاف آن فرع را آراستست

ترجمہ جھاگ ہے یہ موجِ بحرِ صاف کی ❊ فرع کو اُس اصل سے زینت ملی

شرح اِس شعر مین عاشق الٰہی کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلافِ شرع ہو ٹیڑھا ہے یا مکدر جھاگ سے اور عاشق یا اُسکے کلام کے باطنی مفہوم کو دریائے صاف سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے وہ مکدر جھاگ (مثلاً کلمۂ کفر) جو دریائے صاف یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے نکلا ہے اُسے فی الواقع مکدر نسمجہ بلکہ اصل صاف (عاشق کے دل یا باطنی مفہوم) نے اُس فرع یعنے جھاگ کو بہی صاف کر دیا ہے۔ گو تجھے وہ جھاگ مکدر نظر آرہا ہے مگر فی الواقع باطنی آنکھون والون کو اُس سے نورِ یقین حاصل ہوتا ہے جو مثال کفر کی ہے وہی کژ کی سمجھنی چاہیے کیونکہ کفر اور کژ مین کچھ فرق نہین۔ اِس مثال کو ہم گزشتہ شعر مین بیان کر چکے ہین۔

آن کفش را صافی و محقوق دان ❊ ہمچو دشنامِ لبِ معشوق دان

ترجمہ جھاگ کو تو صافی و محقوق جان ❊ شکلِ دشنامِ لبِ معشوق جان

شرح محقوق۔ بمعنے لایق و مقبول و برحق ہے یعنے اے مخاطب اُس مکدر جھاگ کو مقبول اور برحق خیال کر یا ایسے کلام کو جو بظاہر خلافِ شرع ہو کسی معشوق کے مُنہ کی گالی سمجہ جو ظاہر مین گالی ہے مگر باطن عاشق مین نہایت بالطیف اور شیرین ہے معشوق کی گالیون کے مزے عاشق ہی کا دل جانتا ہے۔ اسیطرح کلمات اولیاء اللہ کا لطف اُنہین کو آتا ہے جو خود بہی تہوڑا بہت عشق الٰہی رکہتے ہین

گشت این دشنام نامطلوبِ او ❊ خوش ز بہرِ عارضِ محبوبِ او

ترجمہ ہے لبِ معشوق کی گالی عزیز ❊ اُسکے چہرہ کے سبب اے باتمیز

شرح ضمیر او دونو مصرعون مین اگر عاشق کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ گالی جو نامرغوب عاشق تہی عاشق عارضِ محبوب ہونے کے سبب اُسے مرغوب ہوگئی ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور عارض خوبصورت رکہتا ہے اسلیئے حسین کی ہر ادا پیاری ہے اور اگر دونو ضمیرین معشوق کی طرف ہین تو یہ مطلب ہے کہ معشوق کے مُنہ سے جو نامرغوب گالی نکلتی ہے۔ یہ اُسکے عارضِ محبوب اور روئے حسین کے سبب عشاق کے نزدیک شیرین ہوگئی ہے۔ تیری گالی مین بہی مٹھاس ہے ہائے کس کس مزے سے کہائی ہے۔

از شکر گر شکلِ نانے میپزی ❊ طعمِ قند آید نه نان چون می‌مزی

ترجمہ روٹی شکر کی پکائے تو اگر ❊ لطف تو قند آئیگا اُسمین سربسر

شرح لغت مین مزیدن بمعنے مکیدن ہے یعنے چوسنا۔ مطلب یہ کہ اگر تو شکر کو روٹی کی شکل بناکر

پکالیگا (جیسا کہ اکثر باورچی مصری کی روٹی پکا لیتے ہین) تو کہاتے وقت قند کا مزا آئیگا روٹی کا مزا ہرگز نہ آئیگا۔ کیونکہ اُس روٹی کا خمیر صرف شکر ہی شکر ہے آٹا یا میدہ اُسمین نہین ملا۔ اسیطرح عاشقان الٰہی کا وجود گو لباس بشریت مین ہے مگر فی الواقع محبت الٰہی کی مجسم شکر ہے اُنکے مُنہ سے جو کلمات نکلتے ہین وہ عشق و محبت کی شکر ہوتے ہین اور اُنسے محبت الٰہی کا مزا آتا ہے۔ روٹی کا مزا نہین آتا۔ یعنے اُنکے کلمات کفر فی الواقع کفر نہین ہوتے۔ یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔

	گر بت زرین بیابد مومنے	کے ہلد اورا پئے سجدہ کنے
ترجمہ	سونے کا بُت پائے مومن کو اگر	توڑ دیگا نقش بُت کو سربسر

شرح یعنے اگر مومن کو کہین سے سونے کا بُت ملجائے تو اُسے کسی سجدہ کرنے والے یعنے بُت پرست کے لیئے ہرگز نہ چھوڑیگا۔ بلکہ توڑ ڈالیگا۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے + گر بیابد مومنے زرین وثن + کے ہلد آنرا برائے ہر شمن + وثن بُت کو اور شمن بُت پرست کو کہتے ہین مطلب دونونکا ایک ہے

	بلکہ گیرد اندر آتش افگند	صورت عاریتش را بر کند
ترجمہ	بلکہ اُسکو چولہے مین جھونکے گا وہ	شکل صورت سب مٹا ڈالے گا وہ

شرح یعنے مومن اُس سونے کی بت کو آگ مین ڈالدے گا اور اُسکی ظاہری صورت کو بگاڑ دیگا بعض نسخون مین برکند جگہ بشکند ہے اور مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	تا نماند بر ذہب نقش وثن	چونکہ صورت مانع ست و راہزن
ترجمہ	تا نہ سونے پر رہے شکل وثن	کیونکہ صورت ہے بتون کی راہزن

شرح یعنے مومن اسلیئے اُس سونے کے بُت کو آگ مین ڈالدیگا تاکہ سونے پر بُت کی صورت باقی نہ رہے کیونکہ صورت مانع عبادت الٰہی اور راہ سلوک مین ایک قزاق کی مانند ہے۔ صورت پرست عاشق معنے ہرگز نہین ہوسکتا۔ بلکہ صورت پرستی کرتے کرتے خدا پرستی سے محروم رہکر مرجاتا ہے۔

	ذات زرش داد ربانیست	نقش بت بر نقد زر عاریتست
ترجمہ	ذات زر بیشک ہے داد ربانی	شکل بُت اک عاریت ہے سربسر

شرح یعنے سونے کے بُت مین سونے کی ذات عطائے ربانی ہے اسمین ایجاد بشر کو کچھ دخل نہین لیکن صورت بُت مصنوعات خلق مین سے ہے اسکو مٹا دینا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کے ظاہری کلمات کو چھوڑکر معنے کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے اور چار دن شعر بطور قطعہ بند ہین۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی ظاہری صورت کو چھوڑکر اُسکے حقیقی معنے پر غور کرنا چاہیئے

بهر کیکی تو گلیمے راسوز | وز صداے ہر مگس مگزار روز

ترجمہ: پسوون کے ڈر سے گدڑی کو نہ چھوڑ | مکھیون کے ڈر سے روزی کو نہ چھوڑ

شرح کیک پسو کو کہتے ہین اور لفظ روز یا تو بمعنے یوم ہے یعنے دن۔ یا مخفف روزی ہے بمعنے طعام یعنے اے طالب تو پسوون کے خوف سے اپنی گدڑی کو نہ جلا۔ اور مکھیون کی بہن بہناہٹ کے ڈر سے دن کو چھوڑ کر رات کا طالب نہ بن کیونکہ دن نہوگا تو خلقت تباہ ہو جائیگی۔ یا یہ کہ مکھیون کے خوف سے روزی کو نہ چھوڑ ورنہ بہوکا مر جائیگا۔ مطلب یہ کہ اولیاءاللہ کے بعض ایسے کلمات کے باعث جو لفظاً برخلاف شرع ہون اُنکے معانی اور پوشیدہ مطالب کو ترک نہ کر کیونکہ معانی گلیم اور روزی کے مانند ہین اور ظاہری الفاظ پسو اور مکھی کے مانند گدڑی یا روزی کو پسو یا مکھی کے خوف سے چھوڑ دینا خلاف عقل ہے۔ یہ اسی مضمون کی چوتھی تمثیل ہے۔ جسکے یہ معنے ہین کہ اولیاءاللہ کے کلمات کو چھوڑ کر اُنکے معنی پر غور کرنا چاہیئے۔

بت پرستی گر بمانی در صور | صورتش بگذار و در معنی نگر

ترجمہ: بت پرستی عشق صورت ہے ضرور | چھوڑ صورت دیکھ معنی پر شعور

شرح بت پرستی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے طالب اگر تو صورتون کی محبت مین اُلجھا رہگیا تو سمجھ کہ تو بت پرست ہے اسلیئے بت کی صورت کا عشق چھوڑ دے اور عشق حقیقی چاہتا ہے تو معنے کو طلب کر جسکا نام عشق الٰہی ہے نکتہ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اولیاءاللہ کے زبان سے جو الفاظ نکلتے ہین اُنکی صورت کو نہ دیکھ بلکہ معنے پر نگاہ ڈال۔ اسوقت کلمات کفر عین دین ثابت ہونگے۔

مرد حجی ہمرہ حاجی طلب | خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب

ترجمہ: ساتھ لے حاجی کو راہ حج مین تو | ترک ہو یا ہو عرب لے نیک خو

شرح یعنے اگر تو مرد حج ہے رحج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کسی ایسے ہمراہی کو ڈھونڈ جو خود حاجی ہو خواہ وہ ہند کا رہنے والا ہو خواہ ترک کا یا عرب کا۔ بعض نسخون مین مرد حجی کی جگہ مرد حاجی ہے۔ اس صورت مین لفظ حاجی مین یائے خطاب ہے کیونکہ عربی مین حاج بلا یائے تحتانی حاجی کو کہتے ہین اور حجی بیائے مجہول بمعنے رفیق سفر ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ دو شعرون کے بعد نکلیگا۔

منگر اندر نقش و اندر رنگ او | بنگر اندر عزم و در آہنگ او

ترجمہ: کون کہتا ہے کہ نقش و رنگ دیکھ | عزم اُسکا دیکھ اور آہنگ دیکھ

شرح یعنے تو اس رفیق سفر حج کی ظاہری صورت اور رنگ کو نہ دیکھ بلکہ اُسکے ارادے اور قصد پر نگاہ ڈال جبکہ وہ تیرے ارادہ مین شریک ہے تو تیرا رفیق ہے صورت اور رنگ مین خلاف ہے تو ہوا کرے

	گر سیاہ ست او ہم آہنگ تو است	تو سفیدش خوان کہ ہمرنگ تو است
ترجمہ	کوئی کالا بھی جو ہم آہنگ ہے	اُسکو گورا جان وہ ہمرنگ ہے

شرح یعنی اگرچہ تیرا رفیق سفر جو سیاہ رنگ کا ہے اور تو سفید رنگ کا لیکن جبکہ وہ تیرے ارادے میں شریک ہے تو اُسکو تو سفید ہی کا رنگ کا خیال کر کیونکہ وہ معنوی طریقہ سے تیرا ہمرنگ ہے ظاہری رنگ کا اختلاف اعتبار کے قابل نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر حالت میں معنی کو معتبر سمجھنا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کے مضمون پر غور کرنا لازم ہے ظاہری الفاظ خلاف شرع ہوں تو ہوا کریں یہ اُسی مضمون کی پانچوین تمثیل ہے۔ اور ان تمثیلات کا مطلب کئی جگہ مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

	این حکایت گفتہ شد زیر و زبر	ہمچو فکر عاشقان بے پا و سر
ترجمہ	لکھی ہے یہ داستان زیر و زبر	شکل فکر عاشقان بے پا و سر

شرح یعنے یہ اعرابی درویش اور خلیفہ بغداد کی حکایت کو زیر و زبر (بلا ترتیب ظاہری) اور فکر عشاق کی طرح بے سر و پایان ہوئی ہے کیونکہ اسمین جملہ معترضہ کی طرح بہت سی باتین ایسی بھی لکھی گئیں ہین جو حسب ظاہر حکایت سے کچھ تعلق نہیں رکھتین لیکن باعتبار معنی ساری حکایت باسر و پا اور بالکل مرتب ہے یعنے تمام حکایت کا معنوی سلسلہ اول سے آخر تک ایک ہے۔ اور آخر مین جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ جملہ معترضہ وغیرہ کو ملا کر بالکل متحد ہے

	سر ندارد کز ازل بودست پیش	پا ندارد با ابد بودست خویش
ترجمہ	یہ ازل سے پہلے کی ہے یاد رکھہ	ہے ابد سے متصل دل شاد رکھہ

شرح اگر لفظ ندارد کی ضمیر فکر کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ فکر عاشق ازلی و ابدی ہے کیونکہ عاشق کا فکر ذات و صفات الٰہی سے متعلق ہے۔ اور ذات و صفات بیشک ازلی و ابدی ہین۔ اسصورت مین فکر سے مراد فکر متعلق بذات و صفات ہے ورنہ مطلق فکر حادث ہے جو ازل و ابدی ہرگز نہین ہوسکتا اور اگر ضمیر ندارد حکایت کی طرف راجع ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ حکایت اپنی ابتدا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ازل سے بھی کچھ پہلی کی بات ہے اور اسیطرح اپنی انتہا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ابد کے ساتہ خویشی اور پیوستگی رکھتی ہے یعنے یہ کلام فیوض رحمانی اور عطائے یزدانی کا عکس ہے۔ اور چونکہ صفات الٰہی ازلی و ابدی ہین اسلیئے اس حکایت بلکہ ساری مثنوی کے ازلی و ابدی ہونے مین کچھ کلام نہین رہا۔ تنبیہ فکر عاشق یا اس حکایت کے وجود کو ازل سے پہلے مان لینا بطریق مبالغہ ہے کیونکہ ازل سے پہلے کوئی شے موجود نہ تھی اسلیئے بعض نسخون مین کز ازل کی جگہ چون ازل ہے اسصورت مین چون حرف تشبیہ ہے یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت ازل کی مانند پہلے ہی سے ہے اسلیئے اسکی ابتدا نہین ہے اور ابد تک رہیگی اسلیئے اسکی انتہا نہین ہے۔ الغرض یہ حکایت طالبین کو قیامت تک فائدہ پہنچاتی رہیگی۔

بلکہ چون آبست و ہر قطرہ ازان — ہم سرست و پا و ہم بے سر و پان

ترجمہ: بلکہ یہ پانی کا قطرہ ہے۔ مگر — باسر و پا ہے اور بے پا و سر

شرح یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت باسر و پا بھی ہے اور بے سر و پا بھی یعنے اس اعتبار سے کہ فکر عاشق کے دل سے پیدا ہوا ہے اور یہ حکایت زبان بشر سے حروف اور الفاظ کی ترکیب کے بعد نکلی ہے تو البتہ انکے لیئے ابتدا اور انتہا دونو موجود ہین اور اگر متعلقات فکر یعنے ذات و صفات اور معنے حکایت پر غور کیا جاوے تو بیشک نہ انکی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ پانی کہ اسکا ہر قطرہ بحسب ظاہر سر بھی رکھتا ہے اور پا نو بھی۔ اور فی الواقع دونون سے خالی ہے قطرہ مین نہ سر ہے نہ پانو یعنے قطرہ کی ابتدا و انتہا گو بحسب ظاہر معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع قطرہ ایک فانی شے ہے جسکو ابتدا و انتہا سے کچھ تعلق نہین۔ اسیطرح فکر عاشق یا اس حکایت کو خیال کرنا چاہیئے۔

حاش للہ این حکایت نیست ہین — نقد حال ما و تست این خوش ببین

ترجمہ: اس حکایت کو کہانی تو نہ جان — نقد حال طالبان ہے مہربان

شرح یعنے یہ حکایت کوئی واقعی قصہ نہین بلکہ ایک فرضی کہانی ہے جو بالکل ہمارے تمہارے حسب حال ہے اور جسپر عمل کرنا نجات کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ کیونکہ اصلاح حال سے ہم ضرور نجات پا سکتے ہین۔

پیش ہر صوفی کہ او با فر بود — ہر چہ آن ماضی ست لا یذکر بود

ترجمہ: اُسکے آگے ہو جو صوفی با یقین — ذکر ماضی کا کبھی آتا نہین

شرح یعنے اعرابی درویش کی یہ حکایت کوئی گزشتہ زمانہ کا قصہ نہین ہے کیونکہ زمانہ ماضی اور گزشتہ قصے کہانیونکی طرف صوفی متوجہ نہین ہوا کرتا بلکہ اُسکے نزدیک ماضی لا یذکر ہوتی ہے یعنے صوفی گزشتہ زمانے کے قصے کہانیونکو پسند ہی نہین کرتا کیونکہ وہ ہر وقت اصلاح حال کی فکر مین رہتا ہے بدینظر اس حکایت کو صوفی فسانہ گزشتہ نہ سمجھیگا با فر سے معنے حیست و چالاک و ساعی در راہ حق ہے مطلب یہ کہ واقعی صوفیون کے نزدیک یہ حکایت کہانی نہین ہے۔

چون بود فکرش ہمہ مشغول حال — ناید اندر ذہن او فکر محال

ترجمہ:

شرح یعنے چونکہ صوفی کا فکر ہر وقت اپنے حال کی اصلاح مین مشغول رہتا ہے اسلیئے اُسکی ذہن مین فکر محال یعنی گزشتہ قصے کہانیونکا فکر باطل دخل ہی نہین پاتا۔ صوفی ظاہری حکایتون سے جبتک حصہ معنوی حاصل نہو بیشک متنفر رہتا ہے

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک — جملہ ما یؤفک عنہ من افک

ترجمہ: ہم عرب ہین ہم سبو ہم بادشاہ — جو پھرے اس سے وہ ہے گم کردہ راہ

شرح یہان سے نقد حال ما و تست کی تفسیر شروع ہوی ہے یعنے ہم عرب بھی ہین اور سبو بھی اور بادشاہ بھی یہ سبب

کچھ ہم اپنی ہی ذات مین مشاہدہ کر رہے ہین ہمارے اس قول سے وہی لوگ منحرف ہونگے۔ جو فی الواقع ہدایت اور حقیقت حال سے متجانب الله پھیرے گئے اور فہم معانی سے روز ازل مین روگردان کیے گئے ہین یعنے اُسپر وہی معترض ہونگے جو گمراہ ہین اس آیت سے مضمون آیت کی طرف اشارہ نہین ہے بلکہ فقط یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے اس دعوے کا انکار ایسا ہے جیسا کہ کفار کو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث اور پیغمبر ہونے کا انکار تھا۔

	عقل را شو دان و زن این نفس و طبع	این دو ظلمانی و منکر عقل شمع
ترجمہ	عقل شوہر اور زن ہے نفس و طمع	دونو ہین تاریک اور ہے عقل شمع

شرح یعنے بطور معنوی خاوند یعنے مرد عرب سے عقل اور عورت سے نفس امّارہ اور طبیعت حیوانی جسکو سے بدن یا پانی سے علم و عمل اور ملک سے بادشاہ حقیقی مراد ہے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر نعمت آلٰہی ہین منکر بفتح الکاف پڑھا جائے تو بمعنے بار و زشت ہے اور عقل مانند شمع ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ عقل کو بلا اضافت مبتدا اور شمع کو اُسکی خبر مانا جائے اور اگر مع اضافت ہے تو اضافت مشبہ کی مشبہ بہ کی طرف ہے مگر اسصورت مین مُنکر کی اضافت عقل کی جانب ضرور ہوگی۔ یعنے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر شمع عقل ہین بعض نسخون مین طبع کی جگہ طمع ہے اور طمع سے حرص دنیوی مراد ہے۔ جو سراسر تاریک اور نور عقل کی منکر ہے اور اپنے آگے عقل کو تاریک سمجھتی ہے۔

	بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست	زانکہ کل را گونہ گونہ جزو ہاست
ترجمہ	اصل انکار اب سمجھنی چاہیئے	گونہ گونہ جزو ہین کل کے لیئے

شرح اس شعر مین ایک شبہ کا جواب ہے یعنے معترض یہ کہتا ہے کہ تمہارے مقولہ کے موافق جبکہ حقیقت انسانی ایک ہے تو افراد انسانی مین اختلاف کیون ہے یا یہ کہ جب انسان ذات واحد ہے تو اُسکو نفس ظلمانی اور عقل نورانی کیون دیگئی ہے کیونکہ یہ دونو صفتین آپسمین مختلف ہین۔ حالانکہ انسان کو ذات واحد مانا گیا ہے۔ اسکا جواب دوسرا مصرع ہے یعنے یہ اختلاف اسلیئے ہے کہ کل کے لیے طرح طرح کے جزو ہین۔ یعنے ذات مطلق کے لیئے اسما اور صفات مختلف ہین۔ کیونکہ کُل سے مراد مرتبۂ ذات ہے اور گونہ گونہ جزو سے مرتبہ اسما و صفات لیکن چونکہ عالم اور آدم مظہر اسما و صفات مختلفہ ہے اسلیئے اسمین اختلاف ضروریات سے ہے اسلیئے کہ ظاہر کی مختلف تاثیر مظاہر مین لابدّی ہے جو شخص مظہر اسم مضل ہے وہ گمراہ ہے اور جو مظہر ہادی ہے۔ وہ مؤمن ہے اسیطرح عقل مظہر اسم نور ہے اور نفس مظہر اسم مضل۔ بس تو اس اختلاف کی وجہ اختلاف تاثیر اسما و صفات ہے۔

	جزو کل نے جزو ہا نسبت بکل	نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل
ترجمہ	جزو ہین لیکن نہین ہین جزو کل	وہ نہین ہین جیسے بو ہو جزو گل

شرح یہ ایک اور اعتراض کا جواب ہے۔ معترض یہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے شعر مین ذات کو کُل اور اسماء و

وصفات کو جزو قرار دیا تھا اس سے ایک اور شبہ پڑا وہ یہ کہ کل ناقص اور اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ کل اُسکو کہتے ہین جو بہت سے اجزا سے مرکب ہو۔ اور جب ذات کو کل کہا تو معلوم ہوا کہ ذات بھی اجزائے اسما وصفات سے مرکب ہے حالانکہ یہ غلط اور محض باطل ہے اللہ تعالے مرکب ہونے سے پاک ہے اسکے جواب مین مولانا یہ فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسما وصفات کو جزو اور ذات کو کل کہا ہے اس سے وہ اجزا مراد نہین ہین جو کل کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین مطلب یہ کہ لفظ کل سے ہماری مراد کل حقیقی یا کل ترکیبی نہین ہے جو حقیقی اجزا سے مرکب ہوتا ہے جسطرح گل کہ بو گل سے مرکب ہے اگر یونہو تو گو اسے بحسب صورت گل کہدینگے مگر وہ فی الواقع گل نہین ہے۔ لفظ کل سے کل حقیقی یا اعتباری مراد نہ لینے کی یہ وجہ ہے کہ مرتبہ ذات اسما وصفات سے مرکب نہین تا کہ وہ کل بنجائے اور یہ اُسکے اجزا حقیقی ہون۔ بلکہ ہماری مراد کل وجزو سے کل اعتباری اور جزو اعتباری ہے۔ چونکہ ذات حق سبحانہ وتعالے وجود مطلق اور موجود برحق ہے اور مبدا اسما وصفات ہے اور تمام عالم اُسکا مظہر ہے اس اعتبار سے اُسکو کل کہدیا گیا ہے اور چونکہ ممکنات کا ہر جزو اور اسماء وصفات اُسکے فیضان کے محتاج ہین اسلیئے انکو جزو کہا ہے۔ **فائدہ** کل حقیقی یا ترکیبی اُس کل کو کہتے ہین جو فی الواقع اجزائے حقیقی سے مرکب ہو۔ چنانچہ اس شعر کا دوسرا مصرع کل حقیقی کی تمثیل ہے۔ اور کل اعتباری وہ ہے جو حقیقی اجزاء سے مرکب نہو بلکہ اُسکے اجزاء فرض کر لیے گئے ہون اسکی مثال آئیدہ شعر مین ہے۔

	لطف سبزہ جزو لطفِ گُل بود	بانگ قمری جزو آن بلبل بود
ترجمہ	لطف سبزہ جزو گل ہے اے حبیب	بانگ قمری جزو بانگ عندلیب

شرح اس شعر مین کل اور جزو اعتباری کی تمثیل ہے یعنے ذات کا کل اور اسما وصفات کا جزو ہونا ایسا ہے جیسا کہ لطافت سبزہ کہ باعتبار لطافت گُل اُسکا جزو ہے اور علے ہذا القیاس بانگ قمری کہ باعتبار لطافت بانگ عندلیب کا جزو ہے یعنے چونکہ گل تمام نباتات مین نازک اور خوبصورت ہے تو اسکی لطافت کے اعتبار سے اور نباتات کی لطافت کو اُسکا جزو کہدیا کرتے ہین اور بلبل ہزار داستان چونکہ اور پرندون مین نہایت خوش آواز ہے اسلیئے قمری وغیرہ کی آواز کو اُسکا جزو کہدیتے ہین۔ اور یہ کلیت اور جزئیت فرضی اور اعتباری ہے۔ علے ہذا القیاس ذات اور اسما کی کلیت اور جزئیت اعتباری ہے۔ اسلیئے معترض کا اعتراض بالکل ساقط ہے کیونکہ کل جو اجزا کا محتاج اور بغیر اجزاء کے ناقص رہتا ہے وہ کل حقیقی ہے۔ کل اعتباری کو اجزا حقیقی سے کچھ علاقہ نہین ہوتا۔

	گر شوم مشغول اشکال وجواب	تشنگان را کے توانم داد آب
ترجمہ	گر رہون مشغول اشکال وجواب	دے سکونگا کسطرح پیاسونکو آب

شرح یہ معترض کی تسلی کے لیئے مولانا کا مقولہ ہے۔ اشکال بمعنے ازالہ مشکلات ہے اور آب سے مراد آب توحید و عرفان ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین معترضین کے اعتراضات کا جواب اور مشکلات کا ازالہ کرتا رہون تو پیاسونکو

اسرار عرفان کا بانی کیونکر دے سکون گا۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر گزشتہ جواب سے معترض کے تشفی نہین ہوئی تو وہ ہمارے اسرار کو سنے اور ذوق وشوق معرفت اور تصفیۂ قلب پیدا کرے اور چند روز مجاہدات پر صبر کرے اسکے شکوک خود بخود مٹجائینگے اور معرفت کا رستہ ضرور ملجائیگا کیونکہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست

ور تو اشکالی بکلی و حرج ۔ صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

ترجمہ: اب ہی گر ہیں اشکال و حرج ۔ صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج

شرح یہان اشکال بمعنے اعتراض ہے اور لفظ حرج اشکال پر معطوف۔ یعنے اگر تو سراپا اعتراض اور اپنے نفس کے لیے مجسم حرج اور باعث تنگی سینہ ہے یا شکوک کے جنجال مین پہنسا ہوا ہے تو چاہیے مجاہدہ اور ریاضت پر صبر کرے کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف صبر کشایش اور آسانی کی کنجی ہے۔ اس سے سب مشکلین حل ہو جاتے ہین۔

احتما کن احتما ز اندیشہ ہا ۔ زانکہ شیر انند در این بیشہ ہا

ترجمہ: خوف کر پرہیز کر مت ہو دلیر ۔ رہتے ہین اس بن مین۔ اس جنگل مین شیر

شرح احتما بمعنے پرہیز ہے یعنے اے مخاطب اندیشہائے باطل اور خیالات فاسد سے سخت پرہیز کر کیونکہ فکر اور اندیشہائے باطل کے جنگلون مین خطرات نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے شیر رہتے ہین۔ بعض نسخون مین فکر شیر و گور دلہا بیشہ ہا ہے یعنے ایک فکر موصل الے اللہ ہے وہ شیر ہے اور ایک موصل الے الغیر ہے وہ گورخر ہے۔ حاصل یہ کہ اندیشہ اور فکر سے پرہیز کر اور منتظر رحمت رہ کیونکہ بعض فکر مانند گورخر ہین جنسے معارف کا شکار نہین ہوتا۔ شاید تیرا فکر ہی ایسا ہو اسلئے پرہیز ضرور ہے۔ بعض نے شیر سے خطرات نفسانی اور گورخر سے معارف مراد لیئے ہین اسلئے اندیشہ اور خطرات سے بچنا ضرور ہے۔ کیونکہ اندیشہ بمنزلہ شیر ہے اور جس جنگل مین شیر ہوتا ہے وہان اور شکار نہین جاتا اسلئے جب تک خطرات کا شیر بیشۂ دلمین رہیگا گورخر معرفت اس جنگل مین نہ آئیگا۔ بعض نے فکر شیر کور دلہا بیشہ ہا کہا ہے کور بمعنے نابینا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابینا شیر سے شکار نہین ہو سکتا۔

احتما ہا بر دواہا سرور است ۔ زانکہ خاریدن فزونی گر است

ترجمہ: صبر کر پرہیز کو ہے سروری ۔ کان کہجلانے سے بڑہتی ہے گری

شرح یعنے پرہیز کرنا دوا کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اکثر دیکہا گیا کہ کان کے کہجا ڈالنے سے بہر زیادہ ہو جاتا ہے۔

احتما اصل دوا آمد یقین ۔ احتما کن قوت جانت بہ بین

ترجمہ: بالیقین اصل دوا پرہیز ہے ۔ قوت جانکو بڑہاتی ہے یہ شئے

شرح یعنے پرہیز کرنا اصل دوا ہے تو خیال باطل سے پرہیز کرکے دیکہہ سے کہ روحانی قوت کسقدر بڑہ جاتی ہے کیونکہ جب آدمی کے دلمین باطل خیالات جاگزین نہین ہوتے تو روشن ضمیری حاصل ہو جاتی ہے۔

تاکہ از زر سازمت من گوشوار	قابل این گفتہ ہا شو گوش دار	
گوشوارے زر کے ہین یہ دہیان رکہہ	سُن لے اُن نکتون کو نادان کان کہہ	ترجمہ

شرح بعض نسخون مین گفتہ ہا کی جگہ نکتہ ہا ہے اور پہلے مصرع مین یا تو گوش دار بمعنے لشنو ہے یا گوشوار بمعنے مانند گوش ہے اور دوسرے مین گوشوار بمعنے گوشوارہ یعنے حلقۂ گوش ہے جسکو اُردو مین کانکی بالی کہتے ہین۔ اور سونے کا گوشوارہ بنا دینے سے نکتہائے معرفت کا سنانا مراد ہے جس سے گوش دل کی زینت متصور ہے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطبان نکتون کو قبولیت کے کانون سے سن یا کانون کی طرح ان باتون کو سنکر قبول کرلے مین تیرے لیے سونے (نکتہائے معرفت) کا گوشوارہ بنائے دیتا ہون۔

تا بماہ و تا ثریا بر شوی	گوشوارہ چہ کہ کان زر شوی	
چاند اور تارون سے کچہ برتر ہو تو	گوشوارہ کیا ہے کان زر ہو تو	ترجمہ

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو معرفت کے نکتون کو سُنکر قبول کرلیگا تو تیرے کانون مین سونیکا گوشوارہ پڑنا کیسا تو خود سونے کے کان بنجائیگا۔ اور تیرا مرتبہ چاند اور ثریا سے برتر ہو جائیگا۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع حلقہ درگوش مہ زرگر شوی ہے مہ بمعنے محبوب زرگر کی صفت مقدم ہے اور زرگر سے مراد مرشد کامل ہے۔ یعنے اگر تو ہمارے نکتون کو قبول کرلیگا تو مرشد کی کان کی بالی بنجائیگا یعنے مرشدان کامل تجکو پسند اور قبول کرینگے اور تیرا مرتبہ قمر اور ثریا سے بالاتر ہو جائیگا۔ یعنے تجہے درجات عالیہ میسر آجاینگے۔

مختلف جانند از یا تا الف	اولا بشنو کہ خلق مختلف	
مختلف ہے یے سے لیکر تا الف	پہلے یہ سُن لے کہ خلق مختلف	ترجمہ

شرح مولانا قدس سرہ اصل اختلاف کو جو اسماء و صفات یعنے ظاہر مین تہا بیان کرنے کے بعد اب مظاہر کا اختلاف بیان کرتے ہین۔ دوسرے مصرع مین مختلف جان کے یہ معنے ہین کہ روح گو باعتبار حقیقت اور امر ربّی ہونے کے سب مین یکسان ہے لیکن اسماء کی تاثیر کے اختلاف کے باعث یہ بہی باعتبار قبول اثر مختلف ہوگئی ہے اور از یا تا الف مین یا سے عالم شہادت یعنے دنیا اور الف سے حضرت احدیت مراد ہے کیونکہ صوفیون کے نزدیک مراتب کی ترقی دنیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اس سے ابتدا تا انتہا مراد ہے۔ یعنے اے طالب اول اس بات کو سُن کہ جسطرح مخلوق کی صورتین مختلف ہین اسیطرح ابتدا سے لیکر انتہا تک روحین بہی مختلف ہین اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ الف بے تے کے حرفون مین کہ ایک وجہ سے سب کے سب مختلف ہین اور ایک وجہ سے متحد اسکی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے جس سے ناظرین کو صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ الف بے تے مین کس وجہ اختلاف اور کس وجہ اتحاد کیون ہے۔

در حروفِ مختلف شور و شکیست — گرچہ از یک رو ز سر تا پا یکیست

ترجمہ: مختلف حرفوں مین شور و شک ہے لیک — گرچہ اک صورت سے سب کے سب ہین ایک

شرح یعنے تمام مختلف حرفون مین شور (ضد) اور شک (عدم مشابہت تامہ) موجود ہے اگرچہ ایک اعتبار سے سب کے سب حروف ایک ہی چیز ہین کیونکہ تمام حروف کے اصل نقطہ ہے سب حرف نقطے سے مرکب ہوئے ہین نقطہ تمام حروف مین یکسان پایا جاتا ہے۔ اسیطرح مخلوق باعتبار طاعت وعصیان مختلف ہے۔ اور باعتبار خلقت متحد اور سب کی اصلی وحدت ہے جو نقطہ کی طرح تمام موجودات مین سرایت کر رہی ہے۔

از یکے رو ضد و یک رو متحد — از یکے رو ہزل واز یک روئی جد

ترجمہ: اک سبب سے ضد ہین اک سے متحد — اک جہت سے ہزل ہین اور اک سے جد

شرح یعنے تمام کلمات جو حروف سے مرکب ہین ایک اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہین وہ ترکیبی اعتبار ہے مثلاً لفظ خارج لفظ داخل کی ضد ہے اور ایک اعتبار سے متحد ہین۔ وہ اعتبار نقطہ ہے علے ہذا القیاس کلام ہزل اور کلام مہذب ومتین کو سمجھنا چاہیئے کہ وہی حروف ایک ترکیب مین اگر ہزل کے معنے دیتے ہین۔ اور ایک ترکیب مین جد کے۔ اصل دیکھیئے تو ایک ہے۔ اسیطرح مخلوق کا اختلاف ہے کہ باعتبار تعین تمام موجودات مختلف ہین اور باعتبار اصل سب متحد جسطرح حروف باعتبار نقطہ متحد و باعتبار ترکیب مختلف ہین یہی حال مخلوق کا سمجھنا چاہیئے

پس قیامت روز عرض اکبر است — عرض او خواہد کہ با زیب و فر است

ترجمہ: پس قیامت ہے بڑی پیشی کا دن — نیک ہی جائینگے پیش ممتحن

شرح یہ شعر لفظ اولاً سے متعلق ہے اور لفظ پس۔ گویا بمعنے ثانیاً ہے۔ یعنے اول تو نے یہ تو سن لیا کہ مخلوق دنیا مختلف ہوگئی ہے۔ اب ثانیاً یہ بھی سن لے کہ جسطرح دنیا مین مخلوق کا حال مختلف ہے۔ اسیطرح بروز قیامت بھی جو بہت بڑی پیشی کا دن ہے انمین باہم اختلاف رہیگا۔ قرآن مجید کی آیت ہے يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ یعنے قیامت کے بہت سے منہ سفید اور روشن ہونگے اور بہت سے منہ سیاہ ہو جائینگے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ سفید منہ والے اہل سنت والجماعت ہین اور سیاہ منہ اہل بدعت وضلالت دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے کے روبرو پیش ہونا وہی شخص پسند کریگا جو اعمال صالحہ سے مزین ہوگا گنہگار خجالت کے باعث منہ دکہانے کے قابل نہ ہونگے۔

ہر کہ چون ہندو بد سودائی است — روز عرضش نوبت رسوائی است

ترجمہ: اور جو تیرہ فام ہے سودائی ہے — حشر مین اسکی بڑی رسوائی ہے

شرح فارسی مین یائے نسبت کی طرح واو بھی نسبت کے لیے آتا ہے چنانچہ ہندو بمعنے ہندی ہے یعنے

ساکن ہند۔ چونکہ ہند کے رہنے والے سیاہ فام ہوتے ہین اسلئے اس شعر مین کفار و فساق کی باطنی سیاہی کو سمجھانے کے لیے ہندی کے ظاہری رنگ سیاہ سے تشبیہ دیگئی ہے سودائی منسوب بہ سودا یعنے سیاہ رنگ مطلب یہ کہ جس شخص کا باطن کفر و عصیان کی تاریکی سے ایسا سیاہ ہوگا جیسا کہ ہندوستانی کا رنگ ہوتا ہے یا جو باعتبار سیاہ باطنی ہندی کے ظاہری رنگ کی مانند بد اور سیہ فام ہے قیامت کا دن اُسکی تشہیر اور رسوائی کا دن ہے ایسے شخص کو اُسدن گویا نوبت بجا کر رسوا کیا جائےگا ایمان والون مین سب سے زیادہ رسوائی حق العباد کے متعلق ہوگی کیونکہ صحیح حدیث مین ہے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین مگر حقوق العباد معاف نہین ہوتے اور سفیان ثوری کا قول ہے کہ بڑے بڑے ستر گناہون مین سے حق العباد قبیح تر گناہ ہے۔ افسوس اس زمانہ مین بڑے بڑے نام کے علما اور صوفی حق العباد کی ذرا بھی رعایت نہین رکھتے۔ اور حدیث کے اس مضمون پر غور نہین کرتے کہ کسیکے حق کا ایک درم رہجائیگا تو بڑی بیٹی کے دن چالیس وقت کی مقبول نمازین صاحب حق کو دلوا دیجائینگی۔ اللّٰھم احفظنا عن اتلاف حقوق العباد ایخدا تو ہمین لوگون کی حق تلفی سے بچا۔

	چون ندارد روے ہمچون آفتاب	او نخواہد جز شبے ہمچون نقاب
ترجمہ	چہرہ جس جس کا نہوگا آفتاب	چاہیگا وہ رات کی مُنہ پر نقاب

شرح یعنے چونکہ کفار سیاہ باطن ہونیکے باعث قیامت کے دن آفتاب کی مانند روئے روشن نہ رکھینگے بلکہ دل کی طرح اُنکے مُنہ بھی کالے ہو جائینگے اسلئے وہ بجز ایسے رات کے جو نقاب کی طرح اُنکے گناہون کو ڈھانک لے اور رسوائیون کو چھپائے رکھے اور کسی چیز کو نہ چاہینگے نکتہ رات سے مراد دنیا ہے جو کافرون کو نہایت محبوب ہے کیونکہ اُنکے رسوائیون کو ڈھانکے رہا ہے جو محشر کے دن بھری محفل مین ظاہر ہونگی۔

	برگ یک گل چون ندارد خار او	شد بہاران دشمن اسرار او
ترجمہ	ایک بھی پتی نہو تو گل ہے خار	ایسے خار کا رے کی دشمن ہے بہار

شرح برگ گل سے عمل صالح اور خار سے خار وجود اور بہاران سے روز قیامت اور اسرار سے چھپے ہوئے گناہ مراد ہین۔ یعنے چونکہ ہر کافر فاسق کا خار وجود ایک بھی عمل نیک نہین رکھتا اسلئے بہار یعنے یوم حشر اُسکے اسرار کا دشمن ہے یعنے اُسدن اُسکے چھپے ہوئے گناہ ظاہر ہو جائینگے۔ جو اُسکی رسوائی کا سبب ہونگے چونکہ بہار پتون اور پھل پھولون کے سبب درختون کو نئی زندگانی دیتی ہے اور علے ہذا القیاس روز محشر بھی نئی زندگی دیگا اسلئے اسے بہار کہا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ بہار خار کے عیوب ظاہر کرنے کے سبب اُسکے دشمن ہے یعنے جب تمام درختون مین پتے اور پھل پھول آجاتی ہین تو بہار خار کو مردود کر کے اپنے تاثیر سے محروم رکھتی ہے مطلب یہ کہ جسطرح بہار سبزی کو محبوب اور کانٹے کو مردود کر دیتی ہے۔ اسیطرح یوم حشر خار وجود کفار کو مردود اور رسوا کر دیگا اور مومنین کو

تر و تازہ رکھیگا۔ اس دن بہت سے چہرے خوش و خرم اور بہت سے منہ اوداس اور نیز مردہ ہونگے۔

وانکہ سرتاپا گل است و سوسن است ٭ پس بہار او را دو چشم روشن است

ترجمہ: اور جو سرتاپا ہے گل۔ یہ جان لے ٭ چشم روشن ہے بہار اُسکے لیے

شرح: یعنے جسنے ذات مطلق کے جناب مین سجدے کیے اور ہاتہ و پاؤن سے نیک عمل کرنے مین کوشش کی بس تو روز محشر اُسکے لیئے دو آنکہون کی مانند محبوب ہو جائیگا۔ کیونکہ اُسکو اُسدن اپنے اعمال نیک کے جزائے خیر ملیگی۔

خار بے معنی خزان خواہد خزان ٭ تا زند پہلوئے خود با گلستان

ترجمہ: خار بمعنے کہ ہے بالکل خزان ٭ ہو گیا ہے یون حریف بوستان

شرح: خار سے کفار اور خزان سے دنیا مراد ہے اور پہلو زدن بمعنے مقابلہ کرنا ہے یعنے کفار و گنہگار فقط زندگانی دنیا کو محبوب رکھتے ہین۔ تا کہ اُنکو گلستان معرفت یعنے اولیاء اللہ کے ساتہ مقابلہ اور برابری کرنے کا موقع ملے کیونکہ دنیا مین بصورت ظاہر ولی اور فاسق یکسان ہی معلوم ہوتے ہین مگر چونکہ کفار کو یہ دغدغہ ہے کہ محشر مین ہماری سخت رسوائی ہوگی اسیلئے وہ دنیا ہی کو پسند کرتے ہین اور اپنے آپ کو نیک جانتے ہین چنانچہ یہود کی شان مین یہ آیت موجود ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ الے آخر الآیہ یعنے اے یہود اگر تمہین یہ گمان ہے کہ صرف تمہین خدا کے دوست ہو۔ تو موت کی آرزو کرو۔ (کیونکہ موت وصال حقیقی کا باعث ہے) مگر یہود چونکہ اپنے دعوے مین جہوٹے ہین اسیلئے موت کی تمنا ہرگز نہ کرینگے۔ یہی حال دیگر کافرون کا ہے کہ وہ موت سے بہت ڈرتے ہین

تا بپوشد حسن آن و ننگ این ٭ تا نہ بینی ننگ آن و رنگ این

ترجمہ: تا ہو پنہان اُسکا حسن اور اسکا ننگ ٭ تا نہ دیکہین اسکا ننگ اور اُسکا رنگ

شرح: لفظ بپوشد صیغہ مضارع متعدی ہے اور ضمیر غائب خزان کی طرف راجع ہے یعنے جسطرح موسم خزان مین درخت بارور کا حسن اور خار دار کا ننگ اور اُسکا رنگ اور اسکی بدرنگی چہپی رہتی ہے اور خزان دونون کو چہپا لیتی ہے اسیطرح دنیا ہی خزان ہے جسنے اولیاء کی نیکیون اور کفار کی بدیون کو چہپا لیا ہے اسیلئے کفار اُسکو دوست کہتے ہین۔ حاصل یہ کہ دنیا مین سعید اور شقی مخفی ہے۔ البتہ محشر مین ان دونو کی تمیز ہو جائیگی۔

پس خزان او را بہار است و حیات ٭ یک نماید سنگ و یاقوت زکات

ترجمہ: ہے خزان اسکی بہار اے نامور ٭ ایکسان ظاہر ہے یاقوت و حجر

شرح: یعنے خار بمعنی (کفار و فساق) کے نزدیک خزان دنیا بہار اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ایسے لوگ پتہر اور بے عیب یاقوت کو یکسان خیال کرتے ہین۔ یعنے اُنہون نے دنیا و عقبے یا اپنی اور اولیاء اللہ کی ذات کو ایک سمجہ رکہا ہے۔ لفظ زکات (بمعنے پاک کرنا) یاقوت کی صفت ہے اور یہ مصدر بطریق مبالغہ بمعنے مفعول یعنے پاک کردہ شدہ ہے۔

باغبان ہم داند او را در خزان	لیک دیدِ یک به از دید جہان
ترجمہ ہے خزان سے اُسکے واقف باغبان	یہ نہین بہتر کہ واقف ہو جہان

شرح اس شعر مین باغبان سے قطب الاقطاب مراد ہے جسپر حفظ عالم کا مدار ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا جو آگے لفظ یک سر فرماتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باغبان سے قطب الاقطاب ہی مراد ہے۔ کیونکہ قطب اپنے زمانہ مین ایک ہی ہوتا ہے گو بعض نے باغبان سے مطلق ولی اور الشان کامل مراد لیا ہے لیکن آئندہ اشعار کے سننے اُسی حالت مین چسپان ہوتے ہین کہ باغبان سے قطب ہی مراد لیا جائے قطب زمانہ حاکم ہوا کرتا ہے اور دیگر تمام اولیا قطب کے محکوم مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ جسکے تصرف مین تمام گل و خار اور سعید و شقی ہین اُس خار یعنے کافر و فاسق کو خزان دنیا مین خوب جانتا ہے۔ لیکن دنیا مین فقط اُس ایک قطب کا اُسکی شقاوت سے واقف ہونا اس سے بہتر ہے کہ محشر کے دن تمام جہان دیکھے اور رسوا ہونا پڑے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو قطب تیرے حال سے آگاہ ہے اسکی طرف رجوع کر اور معاصی سے اُسکے ہاتھ پر توبہ کر۔ ورنہ اب تو ایک ہی شخص یعنے صرف قطب زمانہ واقف ہے اگر تمام اولیاء اللہ واقف ہوتے تو دنیا ہی مین رسوائی ہوجاتی قطب چونکہ محافظ عالم ہوتا ہے اسلیئے اُسے عالم کے احوال بطور کشف و بتائید الٰہی ولی سے زیادہ اور مع التفصیل معلوم ہوتے ہین اور ولی بالاجمال واقف ہوتا ہے۔

خود جہان آن یک کس ست و ابلہ ست	ہر ستارہ بر فلک جز و مہ ست
ترجمہ خود جہان وہ ایک رشک ماہ ہے	جز و مہ ہر اختر ذی جاہ ہے

شرح لفظ مہ فارسی مین بمعنے بزرگ و سردار قوم و مخفف ماہ بمعنے چاند ہے یہان پہلے مصرع مین بمعنے سردار ہے اور دوسرے مین بمعنے چاند اسلیئے قافیہ درست ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ گو بظاہر ایک شخص ہے مگر باعتبار معنی خود ایک جہان کے مانند ہے اور سارے جہان کا سردار ہے پھر جب قطب زمانہ خود جہان ٹھہرا تو کیا اُسکو اپنا حال معلوم نہ ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شخص اپنے نفس سے جاہل نہین ہوتا مطلب یہ کہ قطب کے سامنے تمام جہان کا حال اسطرح مکشوف ہے جسطرح اپنا حال اور اولیاء کو جو اجمالی کشف ہوتا ہے وہ قطب ہی کے طفیل ہے جیسا کہ تارے چاند کے طفیل روشن ہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ خود جہان آن یک کس ست و ابلہ ست یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہے اور باوجود کشف اور علم لدُنی نہایت صاف قلب اور بھولا بھالا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ یعنے جنت اُنہین کے لیئے ہین جو دنیوی کامون مین بھولے ہین بعض نسخون مین واو عطف کی جگہ او ابلہ ست ہے۔ اسصورت مین وابلہ استفہام انکاری ہے یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہو کر کیا جہان کے حال سے بیخبر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین بلکہ اُسے اللہ تعالےٰ کے معلوم کرانے سے تمام جہان کی خبر رہتی ہے اور دیگر اولیا کا مرتبہ اُسکے مقابلہ مین ایسا ہے جیسا کہ تارونکا مرتبہ چاند کے مقابلہ مین

اسی لیئے رسول مقبول ؐ نے اپنی ذات مبارک کے اعتبار سے جو قمر توحید و عرفان و ہدایت تہی صحابہ رضؓ کو اس حدیث مین نجوم فرمایا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنے میرے تمام صحابہ ستارون کے مانند ہین تم انہین سے جس کسیکی پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ کیونکہ انہون نے میرے نور سے نور حاصل کیا ہے

خود جہان آن یک کس ست و باقیان ‖ جملہ اتباع و طفیل اند اے فلان

ترجمہ: ہے وہی اک آدمی گویا جہان ‖ اور باقی ہین طفیلی اے فلان

شرح یعنے قطب زمانہ ایک ہی شخص ہے جو خود ایک جہان کے مانند ہے اور باقی تمام اولیاء اور جمیع ممکنات اُسکے حکم کے تابع اور اسکے طفیلی ہین ممکنات کو ہر قسم کا فیض قطب ہی کے ذات سے پہنچتا ہے۔

او جہان کامل ست و مفرد ست ‖ نسخۂ کل وجود اورا ید ست

ترجمہ: اک جہانِ کامل و یکتا ہے وہ ‖ نسخۂ کل ہاتہ مین رکہتا ہے وہ

شرح یعنے قطب زمانہ باوجودیکہ بحسب صورت شخص مفرد ہے مگر بحسب معنی جہان کامل ہے اور کامل وجود یعنے تمام عالم کا نسخۂ کامل اُسکے قبضہ مین ہے یعنے وہ تمام عالم پر متصرف ہے۔

پس ہمی گویند ہر نقش و نگار ‖ مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار

ترجمہ: اُس سے کہتے رہتے ہین نقش و نگار ‖ مژدہ مژدہ دیکہہ آئی ہے بہار

شرح یعنے چونکہ قطب زمان کا تصرف تمام عالم پر ہوا کرتا ہے اسلیئے تمام نقش و نگار جو جسم و روح سے کچہ علاقہ نہین رکہتے اُس سے ہمکلام ہوکر یہ کہا کرتے ہین کہ اے قطب زمان ہم تجکو بشارت دیتے ہین ادہر دیکہہ یہ بہار معنوی تیری آنکہون کے سامنے ہے۔ مطلب یہ کہ قطب زمان عالم دنیا کے حالات سے باخبر ہے اسیطرح عالم عقبے یا عالم مثال کی بہی خبر رکہتا ہے کیونکہ اُسکا تصرف ہر عالم پر یکسان ہے۔ اور اُس سے ذی روح و غیر ذی روح سب کلام کرتے ہین

تا بود تابان شگوفہ چون زرہ ‖ کے کند آن میوہا پیدا گرہ

ترجمہ: خوشی جبتک رہتے ہین بشکل زرہ ‖ میوہ پیدا کر نہین سکتی گرہ

شرح گذشتہ اشعار مین قطب زمان کی مدح تہی اور ان اشعار مین اُسکی طرف رجوع کرنے کی ترغیب ایک تشبیہ مین بیان کی گئی ہے شگوفہ سے ظاہری صورت اور میوہ سے باطنی حقیقت مراد ہے۔ تابان یعنے موجود و ظاہر ہے اور زرہ کی تشبیہ شگوفہ کی اصلی حالت کا بیان ہے کیونکہ شگوفہ یعنے خوشہ زرہ کی طرح مشبک رجالی دار ہوا کرتا ہے گرہ سے مراد وہ شاخ ہے جسمین پہل لگتے ہین اور لفظ تا انتہائیہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی درخت مین شگوفہ زرہ کی طرح ظاہر رہیگا۔ اس درخت کی شاخین اُن میوون کو ہرگز پیدا نہ کرسکینگی جنکی پیدا ہونے کی اُمید ہے کیونکہ حسب قاعدۂ فطرت شگوفہ جب تک شگوفہ ہونے کی حالت مین رہتا ہے اُسمین پہل نہین لگتے اسیطرح انجناب

جب تک تو کسی مرشد کامل سے بیعت نہ کریگا اور تیری ظاہری صورت یا ہستی موہوم فنا نہو گی تجھے حقیقت کا پھل ہرگز نہ ملیگا چنانچہ آئندہ شعر میں انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے۔

چون شگوفہ ریخت میوہ سر کند　　چونکہ تن بشکست جان سر بر زند

ترجمہ　جب شگوفہ گر گیا - میوہ لگا　　آ گئی جان جسم جب دم مٹ گیا

شرح یعنے جب شگوفہ جھڑ جاتا ہے تو میوہ ظاہر ہونے لگتا ہے اسیطرح جب حسب ارشاد مرشد ریاضات و مجاہدات کے باعث جسم خاکی مٹجاتا ہے تو معنوی روح حاصل ہو جاتی ہے یعنے روحانی ترقیان قید جسم سے رہائی پانے کے بعد نصیب ہوتی ہین تن پرستی کی حالت مین روحانی ترقی ناممکن ہے

میوہ معنی و شگوفہ صورتش　　آن شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش

ترجمہ　میوہ ہے معنی شگوفہ شکل سے　　ہے شگوفہ مژدہ نعمت میوہ ہے

شرح یعنے معنی خود میوہ ہے اور شگوفہ اُس میوے کی ظاہری صورت ہے خود میوہ نہین ہے۔ کیونکہ شگوفہ آئندہ میوہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے میوہ ایک ایسی نعمت ہے جو آئندہ شگوفہ مین سے اُسوقت پیدا ہوگی جبکہ شگوفہ خود گر جائے گا۔ اسیطرح سالک کی ظاہری صورت ایک شگوفہ ہے جو آئندہ میوہ معنی پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے لیکن یہ میوہ اُسیوقت پیدا ہوگا جبکہ کسی مرشد کامل کی تلقین سے سالک کی صورت ظاہری فنا ہو جائیگی۔

چون شگوفہ ریخت معنی شد پدید　　چونکہ آن کم شد شد این اندر مزید

ترجمہ　جب شگوفہ گر گیا　معنے کھلے　　وہ ہوا جب کم تو میوے بڑھ گئے

شرح یعنے جب سالک کا وجود ظاہری فنا ہو جاتا ہے تب میوہ معنی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب شگوفہ کم ہو جاتا ہے یعنے جھڑ جاتا ہے تب پھل زیادہ ہوتے ہین اسلئے وجود موہوم کو فنا کرنے کے لیئے مرشد کامل کی بیعت ضرور ہے

تا کہ نان بشکست قوت کے دہد　　ناشکستہ خوشہ کے مے دہد

ترجمہ　ٹوٹکر نان قوت جان　ہوتی ہے　　خوشہ بے ٹوٹے　نہین دیتا ہے مے

شرح یعنے روٹی جب تک ٹکڑے ٹکڑے نہین ہوتی یا پیٹ مین جا کر ہضم نہین ہو لیتی بدن مین قوت نہین آتی اور انگور کا خوشہ جب تک درخت سے ٹوٹکر ریزہ ریزہ نہین ہوتا اور نچوڑا نہین جاتا شراب نہین دیتا اسیطرح جب تک سالک اپنے وجود کو فنا نہین کرتا اُسے روحانی طاقت یا معنوی شراب کی کیفیت ہرگز حاصل نہین ہو سکتی یہ گزشتہ مضمون کی پہلی مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی فنائے جسم کے بعد ملتی ہے۔

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ　　کے شود خود صحت افزا ادویہ

ترجمہ　[illegible]　　[illegible] کر آوے اسنا اثر

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور ریہ بمعنے سشش ہے یعنے پھیپڑا جو حسب قول اطباء دلکو پنکھا جھلتا رہتا ہے اور یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے مطلب یہ کہ جتبک ہلیلہ کٹ پسکر اور دواؤن کے ساتھ نہ ملیگی۔ پھیپڑے کی بیماریون کو صحت نہ دیگی اور ہرگز دست نہ لائیگی جو ہلیلہ کا بالخاصہ اثر ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے۔ کے شود خود صحت افزا ادویہ۔ یعنے جب تک ہلیلہ ٹوٹ کر شامل نہو تو دواہائے مسہلہ صحت افزا نہین ہوتین۔ شاید مولانا کے زمانہ مین ادویۂ مسہلہ مین ہلیلہ کا استعمال زیادہ ہوتا ہوگا۔ ان اشعار مین حدیث موتوا قبل ان تموتوا کیجانب اشارہ ہے اور یہ مرتبہ بلاعنایت مرشد کامل ہاتہ نہین لگتا اسیلئے اگلے عنوان مین مولانا مرشد کامل اور ہادی برحق کی تعریف کرتے ہین اور مرشد اختیار کرنے کی تاکید فرماتے ہین۔

	در صفت پیر و مطاوعت او	
ترجمہ	پیر کامل کی صفت اور اُسکی اطاعت کا بیان	

	اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر	یکدو کاغذ بر فزا در وصف پیر
ترجمہ	اے حسام الدین ضیائے خاص حق	لکھہ صفات پیر مین دو اک ورق

شرح یعنے اے ضیاء الحق حسام الدین گو اعرابی درویش سے معنوی طور پر مرید اور خلیفہ سے مرشد اور اُنکی جد اجد اصفتین معلوم ہوچکی ہین لیکن فہم طالب کے لیئے صفت مرشد کامل مین دو ایک ورق اور بڑہا دے چونکہ مولانا حسام الدین باعث تحریر مثنوی ہین اسیلئے مولانا قدس سرہ نے صفت پیر تحریر کرنے مین اُنہین کو مخاطب کیا ہے۔

	گرچہ جسمت نازک ست و لیس آن	بے تو ناید جہان را بے تو کار
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم ہے بالکل نزار	بے ترے بنتا نہین عالم کا کار

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت کرتے کرتے تیرا جسم نہایت نازک اور ناتوان ہوگیا ہے جس سے صفت پیر تحریر کرنے مین غالبا تجھے زیادہ تکلیف ہوگی لیکن کیا کیا جائے کہ تیری توجہ بغیر جہان کی کاربرآری ہو ہی نہین سکتی کیونکہ تو باعث تحریر مثنوی ہے اور مثنوی بسبب حل مشکلات معنوی بایہ ہمہ مین کہ جہان کے تمام کام اسیوقت بنینگے جبکہ مرشد کامل کی صفت تحریر کیجائیگی۔ اور مرشد کی صفت اسی وقت لکھی جائیگی جبکہ تو متوجہ ہوگا۔

	گرچہ جسم نازکت را زور نیست	لیک بے خورشید ما را نور نیست
ترجمہ	گرچہ تیرا جسم نازک ہے ضرور	کب نہین ملتا ہے بے خورشید نور

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت و مجاہدت کی مداومت کے باعث تیرے جسم نازک مین اس بات کی طاقت نہین رہی کہ مثنوی کے اوراق بڑہائے ہین اور زیادہ تکلیف اُٹھا سکے لیکن باینہمہ تو خورشید انوار معنوی اور مظہر اسرار مثنوی ہے اسلیئے ہمکو تیرے انوار معنوی کی مدد کے بغیر کچہ نظر ہی نہین آتا مطلب یہ کہ بیتجہ صفت مرشد کامل

کے متعلق مثنوی کے چند اوراق بڑہانے کی تکلیف اُٹھانی ہی پڑیگی۔ کیونکہ تیرے بغیر مثنوی کا کام چل ہی نہین سکتا

	گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ		لیک سرخیل دل و سر رشتۂ
ترجمہ	گرچہ مصباح و زجاجہ ہے مگر		اہل دل کا تو ہے افسر سربسر

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ تو نورہنیت مین مصباح (چراغ) اور لطافت مین زجاجہ (شیشہ یا فانوس) کی مانند ہے یا یہ کہ تو چراغ کی طرح ہادی اور زجاجہ کی طرح قابل مصباح معرفت ہے یعنے گو اس صفت مین دیگر عارف بہی تیرے شریک ہین لیکن تو خاص طور پر اہل دل کے گروہ کا سردار اور رشتۂ معارف کا سرتاج ہے اہل دل کا گروہ تیرے پیچہے رواں اور رشتۂ اسرار تیری جانب کشاں ہے مطلب یہ کہ تو عارف ہی نہین بلکہ سرخیل عارفان ہے اسلیے اُنکی تفہیم اور ارشاد تجہپر ضرور ہے۔ یہ مولانا حسام الدین کی مدح مین مبالغہ ہے جو اُنکی مرتبۂ قطبیت کی طرف اشارہ کررہا ہے اور خیل دل سے گروہ اہل دل مراد ہے۔ یعنے تو اہل اللہ کا سردار ہے اور رشتۂ معرفت تیرے ہاتہہ مین ہے،

	چون سر رشتہ بدست و کام تست		درہائے عقد دل ز انعام تست
ترجمہ	تیرے ہاتون رشتہ اے خوش کام ہے		دُرِّ عقدِ دل ترا انعام ہے

شرح یعنے اے حسام الدین چونکہ سر رشتہ معارف تیرے دست استعداد اور تیرے قبضۂ مراد اور تصرف مین ہے اور معارف کے وُہ موتی جو تیرے دل کے گلوبند مین ہین تیرے ہی عطا کیے ہوے ہین یعنے یہ مثنوی تیرے سبب سے نظم ہوی ہے اسلیئے مین تجہسے کہتا ہون کہ جہان تو نے اسقدر عنایتین مجہپر کی ہین وہان تہوڑا سا پیر راہدان کا حال بہی لکہدے جو شمع راہِ طریقت ہے یہ سارا شعر جملہ شرطیہ ہے اور آئندہ شعر اسکی جزا نیز ممکن ہے کہ اسی شعر کا پہلا مصرع شرط اور دوسرا مصرع جزا ہو یعنے چونکہ سر رشتہ معرفت تیرے قبضہ مین ہے اسلیئے نظم مثنوی کے موتی تیرے انعامات مین سے ہین۔ بس تو جہان اتنی مثنوی لکہی ہے وہان صفت پیر مین بہی دو ایک ورق لکہدے نکتہ چونکہ بعض طالب صادق کی طلب باعث کشفِ مرشد ہوتی ہے شاید مولانا کا کشف بہی حضرت حسام الدین ہی کے طلب کے باعث ہو چنانچہ انعام تست کا اشارہ انہی معنوں کی طرف ہے

	بر نویس احوال پیر راہدان		پیر را بگزین و عین راہ دان
ترجمہ	لکہہ کہین احوال پیرِ راہدان		عین راہ حق اُسے جان اے فلان

شرح پہلے مصرع مین راہدان اسم فاعل ترکیبی اور دوسرے مین راہ لفظ عین کا مضاف الیہ اور دان صیغہ امر ہے اسلیئے قافیہ درست ہو گیا یعنے اے حسام الدین تہوڑا سا پیران (مرشدو) واقف راہِ معرفت کا حال لکہدے اور مرشد کامل ہی کو اختیار کر اور اُسے عین طریقت سمجہ۔ کیونکہ بلا ارشاد مرشد راہ ہدایت و عرفان کسیطرح نہین طے ہو سکتی بلکہ جو لوگ بلا مرشد اس رستے کو طے کرنا چاہتے ہین وہ گمراہی کے کنوین مین گر پڑتے ہین۔

پیر تابستان و خلقان تیرماہ — خلق مانند شب اند و پیر ماہ

ترجمہ: ہے خزان مخلوق مرشد ہے بہار — پیر چاند اور خلق ہے شبہائے تار

شرح تابستان گرمی کے موسم یعنے فصل بہار اور تیرماہ خزان کے مہینے کو کہتے ہیں یہان سے مرشد کامل کی صفت بادرح شروع ہوی ہے مطلب یہ کہ پیر کامل موسم بہار اور تمام مخلوق فصل خریف یا پیر کامل چاند اور خلقت ذات کی مانند ہے جیطرح فصل خریف کو موسم بہار سے فیض اور اندہیری رات کو چاند سے نور حاصل ہوتا ہے اسیطرح مخلوق کو مرشد کامل سے فیض پہنچتا ہے مرشد نہو تو خلقت فصل خزان کی طرح بے رونق اور رات کی طرح بے نور ہوجائے

کردہ ام بخت جوان را نام پیر — کو ز حق پیر ست نز ایام پیر

ترجمہ: ہے فقط بخت جوان کا نام پیر — وہ نہین از جانب ایام پیر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ مینے جو مرشد کامل کا نام پیر رکہدیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے پیر یعنے معظم و بزرگ ہے اسکا باعث یہ نہین ہے کہ زمانہ نے اسکو پیر یعنے بوڑہا کردیا ہے کیونکہ پیر یعنے مرشد کامل ہونا جوانی یا بڑہاپے پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ مرشد اگر کامل ہے تو خواہ کسی عمر کا ہو مریدون کے لیے بخت جوان یعنے سراسر خوش نصیبی کا باعث ہے البتہ اگر پیر کامل باوجود خداداد بزرگی کے سن کہی ہو تو نور علی نور ہے چنانچہ آیندہ شعر مین لفظ خمر کہن انہی معنون کی طرف اشارہ کررہا ہے نہ مخفف نہ از ہے۔

او چنان پیر ست کش آغاز نیست — با چنان در یتیم انباز نیست

ترجمہ: پیر ہے وہ اور بے آغاز ہے — گوہر یکتا ہے سب بے انباز ہے

شرح یعنے وہ شخص جو خدا کی طرف سے معظم و بزرگ ہے ایسا پیر ہے کہ اسکی ابتدا انتہا کچہ نہین ہے کیونکہ وہ فنائے ذات ازلی و ابدی اور متعلق باخلاق اللہ ہے اور اس صفت یعنے تعظیم خدا مین کوئی غیر شخص جب تک اسپر عنایت الٰہی نہو اسکا شریک ہرگز نہین ہوسکتا۔ در یتیم اس موتی کو کہتے ہین جسکا کوئی دوسرا موتی ہمسر نہو یہان پیر کو در یتیم سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اس سے پیر کامل کی یکتائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

خود قوی تر میشود خمر کہن — خاصہ آن خمرے کہ باشد من لدن

ترجمہ: تیز ہوتی ہے بہت خمر کہن — خاصکر وہ خمر جو ہو من لدن

شرح یعنے اگر پیر باوجود بزرگی اور کامل ہونے کے بوڑہا بہی ہے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پرانی شراب کہ نہایت تند و تیز اور سخت نشہ لانے والی ہوتی ہے اسیطرح کہن سال پیر مین جذبات الٰہی نہایت تیزی کے ساتھ ہوتے ہین جو مرید کو بہت جلد نشۂ عشق حقیقی کی طرف کہینچ لیجاتے ہین۔ کیونکہ پیر کامل خصوصیت کے ساتھ اس شراب کے مانند ہے جو اللہ تعالے کے پاس سے آئی ہو۔ اور بمقتضائے سَقَاھُمۡ رَبُّھُمۡ شَرَابًا طَھُوۡرًا جسکا ساقی خود خدا ہو

یہ لیئے کہ پیر کامل خداہی کی عنایت سے ملتا ہے جیسا کہ شراب طہور بھی اسکے کرم سے اہل جنت کو ملیگی۔

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر ۔۔۔ ہست بس پر آفت و خوف و خطر

ترجمہ: پیر کر بے پیر عرفان کا سفر ۔۔۔ ہے بہت پر آفت و خوف و خطر

شرح یعنے اے طالب کسی پیر کامل کی تلاش کر کیونکہ یہ سفر (راہ معرفت) نہایت پر خطر ہے اگر پیر رہبری نہ کریگا تو نفس و شیطان قزاق تجکو لوٹ لینگے اور تو الحاد کے گڑھے مین گر کر ہلاک ہو جائیگا۔

آن رہے کہ بارہا تو رفتۂ ۔۔۔ بے قلاوز اندران آشفتۂ

ترجمہ: مدتون طے کر چکا ہے تو جو راہ ۔۔۔ اسمین بے رہبر کے ہوتا ہے تباہ

شرح یعنے اے شخص جس رستے کو تو بارہا چلا ہے اسمین بھی قلاوز یعنے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تو ادہر ادہر بھٹکتا رہتا ہے مثلاً کعبہ کا رستہ سب کو معلوم ہے اور مسافر شب و روز بکثرت جاتے ہین باایں ہمہ بلا رہبر کے آدمی آسانی کے ساتھ منزل مقصود تک نہین پہنچ سکتا۔ پھر جس رستے (راہ سلوک و عرفان) مین تو کبھی نہین چلا اسمین رہبر (مرشد کامل) کی ضرورت نہو یہ ممکن نہین اس رستہ مین رہبر ضرور چاہیئے

پس رہے را کہ نرفتستی تو ہیچ ۔۔۔ ہین مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ

ترجمہ: پھر وہ رستہ جو کبھی دیکھا نہین ۔۔۔ ہیچ تنہا چلتا ہے بے رہبر کہین

شرح یعنے جس رستے مین تو کبھی نہین چلا اسمین تنہا نہ جا اور رہبر سے روگردانی نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد ۔۔۔ او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

ترجمہ: جو چلا بے راہبر اس راہ مین ۔۔۔ وہ بہک کر گر پڑا ہے چاہ مین

شرح غول یعنے جن یا شیاطین جو جنگلون کو ڈراتے اور مسافرون کو رستہ بہلا دیتے ہین۔ یہان غول سے شیطانی وسوسے مراد ہین یعنے جو شخص کہ بغیر مرشد اختیار کیے تصوف کے رستہ مین قدم رکھتا ہے اسکو شیطانی وسوسے گمراہ کرکے کفر و الحاد کے کنوین مین ڈالکر ہلاک کر دیتے ہین۔

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول ۔۔۔ پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

ترجمہ: پیر اگر سر پر نہو اے بوالفضول ۔۔۔ تجکو کردیگی پریشان بانگ غول

شرح یعنے اگر تیرے سر پر پیر و مرشد کامل کا سایہ نہوگا تو بانگ غول (شیطان کا وسوسہ) تجھے حیران رکھیگا یعنے گمراہ رکھیگا بعض نسخون مین گر نباشد سایۂ او بر تو گول ہے گول بمعنے احمق ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے یہ مقولہ بالکل درست ہے کہ من لم یکن لہ شیخ فشیخہ الشیطان یعنے جسکا کوئی مرشد نہین اسکا مرشد شیطان ہے بعض نے اس قول کو حدیث کہا ہے مگر کتب حدیث مین کہین نہین پایا جاتا۔

غولت از رہ افگند اندر گزند | از تو داناتر درین رہ بس بدند

ترجمہ: غول پہنچائینگے نقصان سربسر | سب ہلے ہین تجہسے بہی کچہ چالاک تر

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو مرشد کامل کو اختیار نہ کریگا تو وسوسۂ شیطانی تجکو نقصان مین ڈالدیگا کیونکہ تجہسے زیادہ راہی رستہ جاننے والے) اور عقلمند لوگ (مثلاً گزشتہ امتین اور اہل فلسفہ) صرف اپنی عقل کے بہروسہ پر بلا استمداد مرشد کامل اس رستہ (راہ معرفت) مین چلے ہین مگر ان سب کو وسوسۂ شیطانی نے گمراہ کردیا ہے۔

از نبی بشنو ضلال رہروان | کہ چسان کرد آن بلیس بدروان

ترجمہ: رہروون کی گمرہی قرآن سے سُن | کیا کیا ابلیس نے سُن یہ سخن

شرح بلیس مخفف ابلیس ہے بمعنے شیطان اور بدروان بمعنے قبیح الاصل اور خبیث الروح ہے یعنے اے مخاطب قرآن مجید سے اُن گزشتہ اُمتون کا حال سُن کہ جنہون نے اپنی عقل کے آگے مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کی ایک نہ سنی اور گمراہ ہوکر ابدی جہنمی ہوگئے۔ اور اسکو خیال کرلے کہ بد اصل شیطان نے اُنکے ساتہ کیا سلوک کیا فائدہ اگر یہ لفظ نبی ہے تو بمعنے مصحف و قرآن مجید ہے اور شعر مذکور اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ یعنے اے لوگو زمین مین چل پہر کر دیکہو کہ مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کے جہٹلانے والون کا انجام کیسا بُرا ہوا کہ سخت عذاب کے بعد ہلاک کیے گئے اس صورت مین بشنو کی جگہ نسخہ برخوان اچہا ہے۔ اور اگر یہ لفظ نبی ہے تو نبی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اسصورت مین نسخہ بشنو اچہا ہے اور یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ یعنے عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ رسولخدا نے ہمارے سامنے ایک سیدہا خط کہنچا اور یہ فرمایا کہ یہ خدا کا رستہ ہے اسکے بعد اُس سیدہے خط کے داہنی اور بائین جانب ٹیڑہے خط کہینچے اور پہر فرمایا کہ یہ متفرق رستے ہین انمین سے ہر رستہ پر ایک شیطان مسلط ہے جو راہرون کو اپنے یا اس ٹیڑہے رستہ کی طرف بلاتا ہے۔ اس سیدہے خط کے جو خدا کا رستہ ہے اور ان ٹیڑہے خطون کی جنپر شیطان مسلط ہے صورت یہ ہے

بیچ کا سیدہا خط خدا کا رستہ ہے اور ادہر اُدہر کے ٹیڑہے شیطان کی راہین ہین۔

صد ہزاران سالہ رہ از جادہ دور | بردشان وکردشان ادبار و عور

ترجمہ: دور راہ راست سے پہینکا انہین | کردیا ادبار سے اندہا انہین

شرح یعنے جن لوگون نے مرشدان کامل یعنے پیغمبرونکا کہنا نہ مانا اُنکو شیطان نے جادۂ مستقیم اور سیدہی راہ سے بہت دور پہینکدیا ہے وہ خدا کے رستے سے لاکہون سال کی راہ دور پڑے ہوے ہین اور اُنکو ابلیس نے

اُنکی بدبختی کے باعث زیورایان اور لباس تقوے سے بالکل ننگا کردیا ہے بعض نسخون مین جادہ کی جگہ راہ ہے۔ مگر مطلب دونون کا ایک ہے جادہ بٹیا اور اُس سیدہی راہ کو کہتے ہین جو جنگلون اور کہیتون مین سے جاتی ہے

استخوانہاشان ببین و موی شان
عبرتے گیر و مران خر سوی شان

ترجمہ
دیکھ اُنکے بال اُنکی ہڈیان
مت ہنکا خر اُس طرف اے مہربان

شرح یعنے جو لوگ گزشتہ اُمتون مین سے پیغمبرون کی نافرمانی کے باعث ہلاک ہوچکے ہین اُنکی ہڈیون کو دیکھ اور اُنکے آثار باقیماندہ اور در و دیوار شکستہ سے عبرت اور نصیحت حاصل کر اور حمار طبیعت کو اُنکیطرف نہ لیجا۔ کیونکہ وہ گمراہی پر تھے۔ اگر تیری طبیعت کا گدہا بہی اُنہین کے رستہ پر چلا تو تو بہی اُنہین کی طرح گمراہ ہوکر ہلاک ہوجائیگا۔ کیونکہ گمراہ کا پیرو خود گمراہ ہوجاتا ہے اور اُسے سیدہا رستہ کبہی نہین ملتا۔

گردن خر گیر و سوئے راہ کش
سوئے رہ بانان و رہ دانان خوش

ترجمہ
گردن اُسکی تہام کر اے مرد دین
راہ دانون کی طرف لیچل کہین

شرح رہ بان بمعنے نگہبان راہ اور رہ دان بمعنے واقف طریق سے مرشد کامل مراد ہے۔ اور لفظ خوش بواو معدولہ رہ دان کی صفت ہے۔ یعنے اپنی طبیعت کے گدہے کی گردن پکڑ کر مرشد کامل کی طرف لیجا تاکہ راہ راست معلوم ہوجائے۔ کیونکہ مرشد کامل راہ معرفت کی تمام منزلون کو اچہی طرح جانتا ہے۔

ہین مہل خر را و دست از وی مدار
زانکہ عشق اوست سوی سبزہ زار

ترجمہ
ہاتھ اُس سے مت اُٹھا اے نادار
ورنہ جائیگا یہ سوے سبزہ زار

شرح یعنے حمار طبیعت اور خر نفس امّارہ کو بے لگام چہوڑ اور اُسپر مجاہدہ کی مشقت ڈالنے سے ہاتھ نہ اُٹھا ورنہ وہ سبزہ زار (اپنی بُری خواہشون اور لذائذ دنیوی) کی طرف چلا جائے گا۔ اور پہر سانون کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجہنے لگے گا۔ یعنے نفس امّارہ کا گدہا لذائذ دنیوی مین مبتلا ہوکر سرکش ہوجائے گا۔

گر یکے دم تو بغفلت واہلیش
او رود فرسنگہا سوئے حشیش

ترجمہ
چہوڑ دیگا گر اُسے تو ایک دم
گہاس کی جانب وہ کرجائے گا رم

شرح ہلیدن بمعنے چہوڑنا ہے اور ہلی صیغہ امر اور شین ضمیر مفعول خر کیجانب راجع ہے اور لفظ وا تحسین کلام کے لیے زائد ہے اور حشیش گہاس کو کہتے ہین یعنے اگر تو خر نفس کی تنبیہ مین ایک دم بہی غفلت کریگا تو یہ گدہا اپنی بُری خواہشون کے جنگلون کو (جنمین لذائذ دنیوی کی ہری ہری گہاس موجود ہے) کوسون تک طے کرلیگا۔

دشمن راہ است خر مست علف
اے بسا خربندہ را کردہ تلف

ترجمہ
جو گدہا ہوتا ہے سرمستِ علف
اپنے مالک کو وہ کرتا ہے تلف

شرح یعنے گدہا گہاس کا عاشق ہے وہ مسافر کے رستے کا دشمن ہے۔ کیونکہ بہت سے مالکان خراسین سبب سے ہلاک ہوے ہین کہ گدہا گہاس کہانے مین اسقدر مصروف رہا کہ منزل پر پہنچنے سے پہلے شام ہوگئی اور رستہ مین قزاقون نے مال واسباب لوٹکر گدہے والے کو مارڈالا۔ اسیطرح حمار نفس دشمن راہ طریقت اور طالب سبزہ زار خواہشات ہے اگر تو اسکو تنبیہ نہ کریگا۔ اور خواہشات کی جانب سے اسکی گردن موڑکر سیدہے رستہ پر نہ چلائیگا تو یہ ایک دن ضرور تجکو ہلاک کردیگا۔ کیونکہ لذائذ دنیا مین مصروف رہنا آخرت سے غافل کردیتا ہے۔ اور غفلت آخرت موجب ہلاکت ہے

گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست
عکس آن راکن کہ ہست آن راہ راست

ترجمہ
گر نہین معلوم تجکو راہ راست
ہو مخالف نفس کا بے کم وکاست

شرح یعنے اگر تو راہ راست کو نہین جانتا تو ہم ایک کلیہ قاعدہ بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ تیرا نفس امارہ جو گدہے کی مانند بری خواہشات کا طالب ہے جس چیز کی طلب کیا کرے اسکے برعکس کیا کر مثلاً نفس زنا کا طالب ہے تو اسکے برعکس کر یا نفس زکات کا مانع ہے تو اسکے برخلاف زکات دے نفس امارہ کے مخالفت اور برعکسی سیدہا رستہ ہے جو خدا تک پہنچادیگا۔ اور اسکی موافقت وفرمان بری گمراہی ہے جو دوزخ مین گرادیتی ہے۔

شاوِروھُنَّ پس آنگہ خالِفُو
اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ تالِف

ترجمہ
ہو مخالف نفس وزن کا۔ ناخلف
ورنہ تو ہوجائے گا بالکل تلف

شرح یہ شعر اس حدیث کا اقتباس ہے جو عورتون کی نسبت وارد ہوئی ہے رسولخدا فرماتے ہین شاوِروھُنَّ و خالِفوھُنَّ یعنے عورتون سے مشورہ کرکے اُنکے خلاف کام کیا کرو۔ کیونکہ عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے مولانا قدس سرہ نے اس حدیث کو معنوی طور پر نفسہائے امارہ کی نسبت لیا ہے کیونکہ نفس امارہ بہی عورت کے مانند محتاج شوہر عقل ہے چنانچہ قصۂ اعرابی مین معلوم ہوچکا ہے۔ کیونکہ جو نقصان عقل ودین عورت مین ہے وہی بلکہ اُس سے زیادہ نفس کی اطاعت مین موجود ہے اسلیئے نفس جو کچہ کہے اُسکے خلاف عمل کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جو شخص نفس امارہ یا عورتونکی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا وہ تلف ہونیوالا ہے۔ تالف صیغہ اسم فاعل لفظ تلف سے مشتق ہے بعض نسخون مین اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ یَالِف دیکہا گیا ہے۔ یعنے جو شخص نفس یا عورت کی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا تو اس حال سے خالی نہین کہ اُنکو دوست رکہیگا۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور اُنکی دوستی مین عقل ودین دونونکا نقصان متصور ہے دوسرا مصرع دونو شکلون مین مولانا کا مقولہ ہے۔ اور اسصورت مین یالِف اُلفت سے مشتق ہے پہلی صورت مین تالف کا الف فاعلیت کا ہے اور دوسری صورت مین اصلی یعنے ہمزہ کا بدل

باہوا و آرزو کم باش دوست
چون یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ اوست

ترجمہ
آرزو کو خواہشون کو تو نہ چاہ
ورنہ ہوجائیگا خود گم کردہ راہ

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ تا آخر فیضلک عن سبیل اللہ یعنے اے داؤد ہمنے تجھکو زمین کا بادشاہ بنایا ہے پس لوگون کے فیصلے حق کے ساتھ کر اور اپنی خواہش کا پیرو نہ بن۔ کیونکہ خواہش کی پیروی تجھکو خدا کے رستے سے الگ کر دیگی۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ امیں طرح جب داود علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خواہش کی پیروی سے گمراہ ہو جانے کا خوف دلایا گیا ہے تو خواہش و آرزو کی دوستی اور پیروی سے تیرا کیا حال ہوگا؟ مطلب یہ کہ بے شک تجھے تیری بد خواہشین ضرور گمراہ کر دینگی۔

	این ہوا را بشکند اندر جہان	ہیچ چیزے ہمچو سایۂ ہمرہان
ترجمہ	خواہشون کو تیری کر کے زیر دست	ہمرہون کا سایہ دیتا ہے شکست

شرح ہمرہان سے رفیق یعنے مرشدان کامل اور انکے سایہ سے انکی صحبت مراد ہے یعنے بری خواہشون کو توڑ پھوڑ کر جسطرح مرشدان کامل کی صحبت کا اثر دل سے دفع کر سکتا ہے اسطرح کوئی چیز دفع نہین کر سکتی اسلیئے کاملون کی صحبت مین بیٹھکر انکی نصیحتون پر عمل کرنا چاہیئے چنانچہ آیندہ حدیث سے ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو اسی مضمون کی وصیت کی ہے جسکی شرح آیندہ آتی ہے

وصیت کردن رسول علیہ السلام مر امیر المومنین علی را کہ چون ہر کس بنوع طاعتی تقرب جوید بحق تو تقرب جوے بصحبت عاقل و بندۂ خاص صاحب سرتا از ہمہ ایشان پیش قدم باشی

شرح مولانا قدس سرہ نے یہ امر حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے جو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول اور کتب احادیث مین موجود ہے اور جسکے الفاظ یہ ہین قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الی خالقہم بانواع البر فتقرب الیہ بانواع العقل والسر تسبقہم بالدرجات والزلفے عند الناس فی الدنیا وعند اللہ فی الآخرۃ یعنے نبی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے علیؓ جسوقت لوگ طرح طرح کی طاعتون اور نیکیون کے وسیلہ سے خدا کا قرب ڈھونڈین تو عقل اور سر معرفت کے ذریعہ سے خدا کا قرب تلاش کر اسوقت تو دنیا مین لوگون کے نزدیک اور آخرت مین خدا کے نزدیک قرب اور بلندی مراتب مین تمام لوگون سے آگے بڑھ جائیگا بعض نسخون مین یہ حدیث ہی عنوان یعنے سرخی مین داخل ہے انواع عقل و ہنر سے انواع معارف قدسیہ و قالبیہ مراد ہین۔ مگر چونکہ یہ معارف بلا واسطہ مرشد کامل حاصل نہین ہو سکتا اسلیئے مولانا قدس سرہ نے لفظ عقل و ہنر سے جو اس حدیث مین وارد ہے مرشد عاقل اور شیخ صاحب سر مراد لیا ہے زلفے عربی لفظ ہے بمعنے قرب و نزدیکی۔

	گفت پیغمبر علی را کاے علی	شیر حقی پہلوانی پر دلی
ترجمہ	مرتضٰے سے مصطفٰے نے یہ کہا	پہلوان ہے اور تو شیر خدا

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخل امید

ترجمہ: اپنی شیری پر نہ کرنا اعتماد — ڈھونڈ لے تو سایۂ نخل مراد

شرح یہ دو نو قطعہ بند اور خلاصۂ مضمون وصیت نبی علیہ السلام ہین اور پہلوان بمعنے بہادر ہے یعنے اے علیؓ تو شیر اسلیئے ہے کہ اپنی ذات کو تشکار معرفت مین مصروف رکہتا ہے اور بہادر اسلیئے کہ تو نے خواہشات نفس کو شکست دی ہے اور مرد دل اسلیئے کہ تو نے اپنے دلمین ایقان اور عرفان کو بہر رکہا ہے لیکن تو با اینہمہ اس اپنے تشکار معرفت پر اعتماد نکر اور کسی نخل امید کے سایہ مین آ یعنے مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھ اس وصیت سے تعلیم امت مراد ہے ورنہ حضرت علیؓ کا مرتبہ جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونیکے باعث مرتبۂ قطبیت سے بدرجہا برتر ہے اسلیئے آپ کو کسی مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھنے کی ہرگز ضرورت نہ تہی ہان یہ بات ہوسکتی ہے کہ آپ نے نخل امید سے اپنی ذات مبارک مراد رکہی ہو۔ دوسرے شعر مین لفظ اعتمید امالۂ اعتماد ہے بمعنے بہروسا وتکیہ۔ یعنے اے علی اپنی بہادری پر بہروسا نکرنا چاہیئے۔ بلکہ مرشد کامل کے سایہ مین آنا فرض ہے

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہر قرب حضرت بیچون وچند

ترجمہ: لوگ جو دنیا مین طاعت کرتے ہین — بہر قرب خاص حضرت کرتے ہین

تو تقرب جو بعقل وسر خویش — نے چو ایشان بر کمال و بر خویش

ترجمہ: تو تقرب اسکا عقل و سر سے ڈھونڈ — کون کہتا ہے کمال و بر سے ڈھونڈ

شرح یہ دو نو شعر بہی قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین ضمیر ایشان لفظ ہر کسے کی جانب راجع ہے جو باعتبار معنی جمع ہے مطلب یہ ہے کہ اے علیؓ جبکہ عام لوگ طاعت کو قرب الٰہی کا وسیلہ بناتے ہین اور عبادت سے اسکا تقرب ڈہونڈہتے ہین تو کسی صاحب عقل واقف اسرار سے اس خدائے بیچون وچند کے قرب کا طالب ہو اور لوگونکی طرح اپنے کمال طاعت اور نیکیون پر اعتماد نکر۔ بلکہ ہر حالت مین اللہ تعالے کے لطف وکرم پر اعتماد چاہیئے۔

یا علی از جملۂ طاعات راہ — بر گزین تو سایۂ خاص الٰہ

ترجمہ: اے علی اچھے ہین گو طاعات راہ — سب سے اچھا ہے مگر ظل الٰہ

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے علیؓ ان تمام طاعتون مین سے جو خدا کے رستہ مین کام آتی ہین تو خاص خدا کے سایہ یعنے خلیفۂ الٰہی اور مرشد کامل کی صحبت کو اختیار کرلے۔ تاکہ نجات ابدی حاصل ہو۔ کیونکہ سایۂ الٰہی یعنے مرشد کامل نجات ابدی کا سیدہا رستہ بتاتا ہے اور مرتبۂ وصال تک پہنچا دیتا ہے۔

ہر کسے در طاعتے بگریختند — خویشتن را مخلصے انگیختند

ترجمہ: ہر کسی نے طاعت اللہ کی — اور چاہی اس سے اپنی مخلصی

تو برو در سایۂ عاقل گریز	تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
ترجمہ سایۂ عاقل مین آ اے خوش صفات	جنگجو دشمن سے تا پائے نجات

شرح یہ دونو شعر بہی قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین رہی رہیدن سے مشتق ہے یعنے نجات پالی۔ اور دشمن پنہان ستیز (چہپکر لڑنے والے دشمن) سے نفس امارہ اور وسوسۂ شیطانی مراد ہے۔ یعنے اے علیؑ ہر شخص وسیلۂ طاعت سے اپنے لیے مخلص یعنے نجات کا طالب ہے اور عبادت الٰہی کی طرف گریز کرکے اپنے لیے رہائی کی بنیاد اٹہاتا ہے لیکن تو کسی عاقل (مرشد کامل) کے سایہ مین پناہ لے تاکہ تجہکو نفس و شیطان سے رہائی ملے۔

از ہمہ طاعات اینت لایق ست	سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست
ترجمہ چاہیئے یہ بات بہ طاعت سب سمجہے	تاکہ حاصل سب پہ ہو سبقت سبہے

شرح یعنے اے علیؑ کسی مرشد کامل کے سایہ مین آجانا تمام طاعتون سے بہتر ہے اِس طاعت کے باعث تو اُن تمام لوگون سے آگے بڑہ جائے گا جو اسوقت نیکیون مین تجہسے آگے بڑہے ہوے ہین۔ اور والسابقون السابقون اولئک المقربون کے زمرہ مین داخل ہو جائیگا۔ یعنے سب سے آگے بڑہکر مقرب الٰہی بنجائیگا۔

چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو	ہمچو موسے زیر حکم خضر رو
ترجمہ کرلیا جب پیر کہنا اُسکا مان	دیکہہ حال خضر و موسے پیر یجان

شرح یعنے اے علیؑ جب تو نے کسی کو اپنا مرشد بنا لیا تو اُسکے آگے سراپا تسلیم و رضا بنجا یعنے اُسکا ارشاد کو دل و جان سے قبول کر اور اُسکے حکم پر اسطرح چل جسطرح حضرت موسےؑ جناب خضر کے حکم پر چلے تہے۔

اندر آ در سایۂ آن عاقلے	کش نتاند برد از رہ ناقلے
ترجمہ چاہیئے ہے سایۂ عاقل سمجہے	نقل کر سکتا نہین ناقل جسے

شرح یعنے اے علیؑ اُس عاقل یعنے مرشد کامل کے سایہ مین آجا جسکو راہ حق سے کوئی پہیرنے والا پہیر نہین پہیر سکتا۔ کیونکہ خدا کی راہ مین اُسکا قدم پہاڑ کی طرح گڑا ہوا ہے۔ اہل ہوے یا نفس و شیطان اُسکو تفرقہ نہین دیسکتے نکتہ لفظ عاقل سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ مین لفظ عقل سے مرشد عاقل ہی مراد ہے اور مرشد عاقل رسولخدا ہین جو حضرت علیؑ اور تمام اُمّت کے لیئے رہبر کامل ہین۔

بس تقرب جو بیدا و سوے الٰہ	سر مپیچ از طاعت او ہیچگاہ
ترجمہ ڈہونڈہتا رہتا ہے وہ قرب خدا	اُسکی طاعت سے نہو اکدم جدا

شرح یعنے اے علیؑ مرشد کامل ہر وقت خدا ہی کا تقرب ڈہونڈہتا رہتا ہے تو اُسکی طاعت سے کسیوقت روگردانی نکر اور اُسکی فرمانبرداری سے منہ نہ پہیر بلکہ اُسکی صحبت کو غنیمت اور فضل خداوندی سمجہ

	ز آنکہ او ہر خار را گلشن کند	دیدۂ ہر کور را روشن کند
ترجمہ	خار کو گلشن کیا کرتا ہے وہ	آنکھ کو روشن کیا کرتا ہے وہ

شرح یعنے مرشد کامل خار (شخص محجوب) کو گلشن اسرار اور اندہے (نا واقف راہ عرفان) کی آنکھوں کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ مرشد کامل سے الگ رہتے ہیں وہ اندہے اور گمراہ ہیں۔

	ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
ترجمہ	اسکا سایہ ہے زمین پر کوہ قاف	روح ہے سیمرغ بس عالی طواف

شرح کوہ قاف سے عالم اجسام اور سیمرغ سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ یعنے مرشد کامل کا وجود ظاہری دنیا میں دیگر عالم اجسام کی مانند ہے یعنے بظاہر کامل و غیر کامل میں کچہہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ مگر کامل کی روح سیمرغ یعنے محض حقیقت انسانی ہے جسکی پرواز نہایت بلند یعنے لامکان تک ہے۔ یا یہ معنے ہیں کہ مرشد کامل کا سایۂ اثر صحبت کوہ قاف کے مانند ہے جو لغزش ہی نہیں کرتا اور اسکی روح ایک بلند پرواز سیمرغ ہے جو ہمیشہ قضائے قرب باری میں اڑتی رہتی ہے۔ اسلیئے ایسے کامل کی صحبت تجھے بہت جلد کامل اور مقرب الہی بنا دیگی۔

	دستگیر و بندۂ خاص الٰہ	طالبان را مے برد تا پیشگاہ
ترجمہ	خاص بندہ ہے وہ سب کا دستگیر	ہے وہ موصل تا بدرگاہِ قدیر

شرح یعنے مرشد کامل خدا کا خاص بندہ اور مریدوں کا دستگیر ہے جو طالبوں کو پیشگاہ قرب الہی تک پہنچا دیتا ہے۔

	گر بگویم تا قیامت نعت او	ہیچ آنرا غایت و مقطع مجو
ترجمہ	تا قیامت مدح گر اسکی کرون	انتہا اسکی نہین کیا لکھہ سکون

شرح مولانا فرماتے ہیں کہ اگر میں قیامت تک مرشد کامل کی مدح کیئے جاؤں تو بہی اسکی انتہا اور مقطع یعنے اختتام نہیں ہو سکتا۔ مقطع اس شعر کو کہتے ہیں جسمیں شاعر اپنا تخلص ظاہر کر کے غزل وغیرہ کو تمام کر دیتا ہے۔

	آفتاب روح نے آن فلک	کہ ز نورش زندہ اند انس و ملک
ترجمہ	وہ نہیں ہے شکل خرشید فلک	بلکہ اس سے زندہ ہیں انس و ملک

شرح آن فلک بمعنے مملوک فلک ہے یعنے مرشد کامل آفتاب روح ہے آفتاب فلک نہیں ہے جسکے نور کے فائدے محدود ہیں۔ بلکہ ایسا آفتاب ہے جسکے نور سے انس و ملک سب زندہ ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ اگر مرشد کامل یعنے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور جو عین حقیقت انسانی ہے ازل میں سب سے پہلے پیدا نہوتا تو انسان اور فرشتے وغیرہ ہرگز پیدا نہ کیے جاتے اور جب آفرینش عالم ہی نہوتی تو زندگی کہاں سے آتی اس لحاظ سے لولاک لما خلقت الافلاک گو حدیث نہیں ہے مگر باعتبار معنے صحیح ہے۔

در بشر روپوش گشتست آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: ہے یہ پردے مین بشر کے آفتاب — غور کر واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے المخاطب مرشد کامل کی شرح مین صرف یہ ایک ہی نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وجود بشری مین آفتاب چہپا ہوا ہے آفتاب سے مراد آفتاب حقیقت ذات ہے جو حقیقت محمدیؐ اور انسان کامل کے وجود ظاہری مین مع اسماو صفات متجلی ہے اور اس وجود ظاہری کو عوام کے برداشت کے لیے پردہ بنا لیا ہے کیونکہ تجلی خاص کے برداشت انبیاء کو بہی نہین ہوتی مصرع آخر مین لفظ واللہ اعلم بالصواب دقت مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ نکتۂ توحید مین باعتبار معنے اتحاد بلا اتصال و بلا افتراق و بلا حلول شرط ہے اور یہ بات سمجہانے سے بہی سمجہ مین نہین آسکتی۔ اسلیئے طالب کو ملہم الحق والصواب یعنے اللہ تعالے سے فہم کی توفیق مانگنی چاہیئے اس وقت سے بچنے کے لیئے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ آفتاب سے وہی آفتاب روح مراد ہے جسکا ذکر گزشتہ شعر مین ہوچکا ہے۔ یعنے المخاطب مرشد کامل کو اپنی ذات پر قیاس نکر گو وہ وجود ظاہری مین تیرے ہی مانند ہے مگر ذکر الٰہی کے باعث اسکی روح آفتاب کی طرح روشن ہوگئی ہے اور تیری روح کثافت جسمانی کے باعث اُلٹا تو انگیکی ہے

صبر کن بر کار خضر بے نفاق — تا نگوید خضر رو ہذا فراق

ترجمہ: خضر کے ہر کام پہ تو صبر کر — اور فراق خضر سے ہر وقت ڈر

شرح یعنے المخاطب تجھے خضر بے نفاق رصاف دل مرشد کامل جس چیز کا حکم دے اُسے فوراً بجا لا اور اُسکے احکام کی بجا آوری پر صبر کر ورنہ مرشد ہذا فراق بینی و بینک کہکر تجھے اپنی صحبت سے دور کردیگا جیسا کہ خضرؑ نے حضرت موسےؑ کو اپنی مصاحبت سے جدا کردیا تہا فائدہ حضرت موسےؑ کا تعلیم کے لیئے خضرؑ کے پاس جانا اور خضر کی تعلیمات کو اجنبی سمجہکر اُنکے ارشادات پر صبر نہ کرنا اور پہر خضرؑ کا اُنکو اپنے پاس سے جدا کردینا مفصل طور پر حصۂ اول مین بیان ہوچکا ہے وہان دیکہہ لینا چاہیئے نکتہ یاد رہے کہ باوجود طالب ہونے کے خضرؑ پر حضرت موسےؑ کا اعتراض اُنکے منصب رسالت کے لحاظ سے تہا کیونکہ موسےؑ صاحب شریعت و کتاب تہے اُنکی تقلید سے ہر طالب کا یہ منصب نہین ہے کہ مرشد کامل پر اعتراض کرسکے۔ ورنہ راہ معرفت سے دور رہ جائے گا۔

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن — گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن

ترجمہ: توڑ دے کشتی کو گر تو کچہہ نہ کہہ — مار دے بچے کو تو خاموش رہ

شرح یعنے اگر خضر وقت کشتی توڑ دے تو دم نمار اور اگر کسی بچے کو مار ڈالے تو ماتم کی حالت مین اپنے بال

دم کہاڑ۔ یعنے اگر خضر وقت (مرشد کامل) کوئی ایسا فعل کرے جو ظاہر طور پر تیرے نزدیک خلاف شرع ہو تو اُسپر اعتراض نہ کر مثلاً باطنی طور پر کشتی توڑنے سے کشتی وجود اور تعین تشخصی کو فنا کر دینا اور لڑکے کو قتل کرنے سے طفل طبیعت حیوانی کو مار ڈالنا مراد ہے۔ اگر مرشد کامل تیری کشتی وجود کو توڑ دے یا طبیعت حیوانی کو مار ڈالے تو ہرگز اعتراض نکر اسکا سبب آئندہ شعر میں مذکور ہے۔ تکّن۔ بفتح الکاف کندیدن سے مشتق ہے بمعنے اُکہاڑنا توڑ پہینکنا کہسوٹ ڈالنا۔

	دست او را حق چو دست خویش خواند	تا یدُ اللہ فوق ایدیہم براند	
ترجمہ	ہاتہ اُسکا۔ ہاتہ ہے حق کا ضرور	فوق ایدیہم سمجہ لے پُر شعور	

شرح مؤنکن اور دم مزن کی علت ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے نے عاقل اور عارف اکمل کے ہاتہ کو اپنا ہاتہ کہا ہے اور یداللہ فوق ایدیہم فرمایا ہے اسلیئے جو فعل اُسکے ہاتہہ سے صادر ہوگا وہ گویا فعل آلٰہی ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ۔ یعنے اے محمدؐ جو لوگ تجہسے بیعت کرتے ہین وہ تجہسے نہین بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔ خدا کا ہاتہ اُن بیعت کرنے والون کے ہاتہ کے اوپر ہے۔ اور چونکہ بیعت کرتے وقت مرشد کا ہاتہہ مرید کے ہاتہہ کے اوپر ہوا کرتا ہے اسلیئے وہ اوپر والا ہاتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتہہ تہا جسکو اللہ تعالے نے اپنا ہاتہہ فرمایا ہے۔ یہ آیت بیعت الرضوان کی بابت ہے جو حدیبیہ مین واقع ہوئی تہی اور رسول خداؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹہکر صحابہؓ سے بیعت لی تہی۔ اور چونکہ سلسلۂ بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اسلیئے ہر مرشد کامل کا ہاتہہ کو اگر یداللہ کہا جائے تو کچہ مضائقہ نہین ہے۔

	دست حق میراندش زنده اش کند	زنده چه بود جان پاینده اش کند	
ترجمہ	مارتا ہے زندہ کرتا ہے وہ ہات	زندہ کیا پایندہ کرتا ہے وہ ہات	

شرح ضمیر تینون تینون جگہ طفل کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ جب خضر کا ہاتہہ دست الٰہی تہا۔ تو لڑکے کا قتل باعث اعتراض نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اُنہون نے قتل کرکے گویا اُسکو زندہ کر دیا۔ یعنے قتل اُسکے لیئے نافع ہوا کیونکہ لڑکا طغیان اور کفر کے گناہ سے جسمین آئندہ اپنے مان باپ کو پہنسا دیتا بچا رہا۔ بلکہ اُسکو حیات ابدی ملگئی اور یہ جو کچہ کیا خضر نے اپنے ہات سے نہین کیا بلکہ دست حق نے کیا ہے۔ خضر کا قصہ پہلے مفصل گزر چکا ہے اسیطرح خضر وقت نے اگر طفل طبیعت و نفس اماّرۂ طالب کو مار ڈالا۔ تو یہ سمجہ کہ اُسکو نئی زندگی۔ اور فقط زندگی کیا۔ بلکہ حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ وہ نفس کشی سے مرتبۂ بقا مین پہنچگیا اور منیت ہو کر یا وجود موہوم سے نجات پاکر ہمیشہ کے لیئے زندہ ہو گیا۔

یار باید راہ را تنہا مرو | از سر خود اندرین صحرا مرو

ترجمہ دیکھہ اس رستے مین تو تنہا نجا | اور اکیلا جانب صحرا نجا

شرح یعنے خدا کے رستے مین بلا وسیلۂ مرشد کامل تنہا ہرگز نجا۔ ورنہ اُس پُرخوف صحرا مین ضرور ہلاک ہوجائیگا

ہر کہ تنہا نادر این رہ را برید | ہم بعون ہمت مردان رسید

ترجمہ جو گیا اس رہ مین تنہا مرد دین | ہمت مردان سے پہنچا ہے کہین

شرح یعنے ہم یہ کہہ چکے ہین کہ کوئی شخص بلا وسیلۂ مرشد کامل راہ عرفان مین قدم ہی نہین رکھہ سکتا لیکن اگر اسکے خلاف بطور شاذ و نادر کسینے تن تنہا بلا وسیلۂ مرشد اس رستہ کو طے کرلیا اور مرتبۂ وصال تک پہنچگیا تو یقین کرلینا چاہیئے کہ یہ شخص بھی مردان راہ خدا (مرشدان کامل) ہی کی دعا سے اُس مرتبہ پر جا پہنچا ہے کیونکہ قطب زمان اور مرشد کامل کی دعا غائبون کے حق مین بھی مقبول ہوجاتے ہین مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ شخص سنت و شریعت کا پابند اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا ہو۔ اور ریاضت و عبادت سے اُسکا مقصود ظہور کشف و کرامت نہو مطلب یہ کہ بلا اتباع رسول مقبول حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ کوئی شخص منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتا۔ حضرت سعدی نے سچ کہا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

لطیفہ بعض عارفین نے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ سے عالم خواب مین یہ سوال کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِیْ ابْنِ سِیْنَا یعنے اے سرور کائنات آپ حکیم ابن سینا کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ کیا وہ مرکر دوزخی ہوا یا جنتی ؟ آپنے جواب مین ارشاد فرمایا شَا ءَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الْحَقِّ مِنْ غَیْرِ وَسِیْلَتِیْ فَاَحْجَبْتُہٗ بِیَدِیْ فَسَقَطَ فِی النَّارِ۔ یعنے ابن سینا میرے وسیلہ بغیر خدا تک پہنچنا چاہتا تھا اسلیئے مینے اپنے دونو ہاتون سے اُسکو حجاب وصال الٰہی طرف دھکیل دیا اور وہ دوزخ مین جا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بلا اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ نجات ناممکن ہے

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست | دست او جز قبضۂ اللہ نیست

ترجمہ غائبون سے کب الگ ہے دست پیر | ہاتھہ ہے یہ قبضۂ رب قدیر

شرح یہ پہلے شعر کی دلیل ہے یعنے مرشد کامل کی دعا سے بعض غائب اشخاص بھی مرتبۂ وصال تک پہنچ جاتے ہین کیونکہ مرشد کا ہاتہ غائبون سے کوتاہ نہین ہوتا بلکہ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکھتا ہے اور اُسکا ہاتہہ گویا خدا کا ہاتہہ ہے۔ یعنے وہ خدا کے حکم سے مخلوق پر متصرف رہتا ہے۔

غائبان را چون چنین خلعت دہند | حاضران از غائبان بیشک بہند

ترجمہ غائبون کو جب وہ خلعت دیتے ہین | بس تو حاضر غائبون سے اچھے ہین

شرح یعنے جبکہ مرشدان کامل اپنی دعا سے غائبون کو خلعت و انعام (مرتبۂ وصال) عنایت فرمادیتے ہین

تو وہ لوگ جو حاضر اور حلقۂ مریدان خاص مین داخل ہین۔ ضرور غائبون سے بہتر رہتے ہین اور انکو اعلے درجہ کی دولت معنوی ملجاتی ہے جاگتے اور سوتے حاضر اور غائب مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

غائبان را چون نوالہ مے دہند ۔۔۔ پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند

ترجمہ: غائبون کو دیتے ہین وہ دو لیتین ۔۔۔ حاضرون کو بخشتے ہین نعمتین

شرح یعنے جب مرشدان کامل غائبون کو نوالہ (تہوڑی بہت دعائے خیر) دیدیتے ہین تو اپنے مہمان (حاضر اور مرید خاص) کے آگے کیا کچھ باطنی نعمتین رکھدیتے ہونگے مطلب یہ کہ حاضر و غائب مین بہت بڑا فرق ہے ایطالب تو حضوری کی کوشش کر مرشد کامل کی صحبت سے غائب رہنا باعث محرومی ہے۔

کو کسے کہ پیش شہ بندد کمر ۔۔۔ تا کسے کہ ہست بیرون سوے در

ترجمہ: ایک وہ حاضر ہے جو پیش شاہ ۔۔۔ ایک وہ بیرون در ہو جو تباہ

شرح لفظ کو بمعنے کجا ہے۔ یعنے کہان وہ شخص جو بادشاہ کی خدمت کے لیئے ہر وقت کمربستہ اور نگاہ روبرو رہتا ہو اور کہان وہ جو دروازہ کے باہر کھڑا ہے وہ حاضر ہے اور یہ غائب انمین اسمین فرق عظیم ہے بسا اوقات دولت حاضر ہی کو ملتی ہے۔ اور غائب ضرور محروم رہجاتا ہے۔

فرق بسیارست ناید در حساب ۔۔۔ آن ز اہل کشف و این ز اہل حجاب

ترجمہ: انمین اور اسمین ہے فرق بے حساب ۔۔۔ وہ ہے اہل کشف یہ اہل حجاب

شرح یعنے حاضر و غائب مین اسقدر فرق ہے کہ اندازہ مین نہین آسکتا منجملہ اور باتون کے ایک فرق عظیم یہ ہے کہ حاضر اہل کشف مین سے اور غائب اہل حجاب مین سے ہے جو نعمت باطنی حاضر کو ملجاتی ہے وہ غائب کے خواب مین بہی نہین آتی۔ یہ اسی گزشتہ مضمون کی تاکید ہے کہ مرشد کی صحبت سے جدا رہنا نہچاہیئے۔

جہد میکن تا رہے یابی درون ۔۔۔ ورنہ مانی حلقہ وار از در برون

ترجمہ: کوششین کرتا حضوری ہو نصیب ۔۔۔ ورنہ باہر رہگیا تو اے حبیب

شرح یعنے اے طالب حسب ارشاد مرشد ریاضت و عبادت کرتا رہ تاکہ تجہے اندر (بارگاہ حضور خداوندی مین) جانے کی راہ ملجائے ورنہ حلقۂ در کے مانند باہر کا باہر ہی رہجائیگا۔

چون گزیدی پیر نازک دل مباش ۔۔۔ سست و ریزندہ چو آب و گل مباش

ترجمہ: کرلیا جب پیر نازک دل نہ بن ۔۔۔ سست دیکھیں شکل آب و گل نہ بن

شرح یعنے جب تو نے کسی مرشد کامل کو اختیار کرلیا تو نازک دل اور ہیزا ہو یا (غیر متحمل ریاضات و مجاہدات) نہ بن اور پانی یا مٹی کی طرح سست اور ریزندہ (گرنے والا۔ ڈہے پڑ) یعنے ضعیف و ناطاقت نہو بلکہ احکام

بجالانے کے لیئے ہر وقت مستعد اور چاق وچوبند رہنا چاہیئے۔

	پس کجا بے صیقل آئینہ شوی		وز بہر زخمے تو پر کینہ شوی
	اُسکا سینہ خاک آئینہ ہوا		زخم کہا کہا کر جو پرکینہ ہوا	ترجمہ

شرح یعنے اگر تو ریاضت ومجاہدہ یا ارشاد مرشد کے بجالانے کی تکلیف سے گہبرا کر پرکینہ یعنے مرشد یا عبادت سے ملول ہوجائیگا تو آئینہ دل ہرگز صاف نہوگا۔ کیونکہ جسطرح آئینہ بلا صیقل صاف نہین ہوتا اسیطرح آئینہ دل بغیر تکلیف اُٹہائے صاف نہین ہوسکتا تکلیف وریاضت گویا آئینہ دل کی صیقل ہے۔ جو شخص تکلیف نہین اُٹہا سکتا وہ ہرگز کسی رتبہ کو نہین پہنچتا۔ چنانچہ آئندہ قزوینی کی حکایت اسی کے متعلق ہے۔

حکایت کبودی زدن قزوینئے بر شانہ گاہ خود صورت شیر و پشیمان شدن او بسبب زخم سوزن

ترجمہ ایک قزوینی کے اپنے شانہ پر شیر کی صورت بنوا کر اسمین نیل بہروانے اور سوئی کے زخم سے پشیمان ہونے کی حکایت

	در طریق وعادت قزوینیان		این حکایت بشنو از صاحب بیان
	یعنے ہے یہ عادت قزوینیان		بہے سن لے کہتے ہین اہل بیان	ترجمہ

شرح یعنے قزوین کے رہنے والون کی عادت ورسم کے مطابق صاحب بیان (بعض مورخین) نے مندرجۂ ذیل حکایت لکہی ہے انجا طب اس قصہ کو سنکر معنوی حصہ حاصل کر قزوین عراق عجم مین ایران کے ایک شہر کا نام ہے

	مے زنند از صورت شیر و پلنگ		بر تن و دست و کتفہا بے درنگ
	گودتے ہین صورت شیر و پلنگ		جسم دست و شانہ پر سب بے درنگ	ترجمہ

شرح یعنے قزوینیون کی یہ عادت ہے کہ عموماً اپنے بدن اور خصوصاً ہاتون پانون پر چیتے اور شیر وغیرہ کی صورت سوئی سے گدوا کر اسمین نیل بہروالیتے ہین یہ رسم اُنکے نزدیک نہایت ضروری اور سامان آرایش بدن مین داخل ہے

	از سر سوزن کبود یہا زنند		بر خیال صورت بیا پے بے گزند
	گود کر سوزن سے بہر دلتے ہین نیل		اور اُس صورت مین بے تخشت ودلیل	ترجمہ

شرح یعنے قزوینی لوگ پہلے تو بے دہڑک اور بلا خیال نقصان بدن پر شیر وغیرہ کی صورت گدواتی ہین اور پہر سوئی کے سر سے اسمین نیل بہرواتے ہین۔ کبودی زدن بمعنے نیلگون نشان کرنا ہے چنانچہ ہندوستان کے اکثر قصبات مین ذلیل قومین۔ خاصکر عورتین اب بہی اپنی بدن پر کسی جانور کی صورت بنا لیتے ہین اور سوئی سے گود کر اسمین تیل بہر دیتی ہین۔ پہر یہ صورت کبہی نہین مٹتی صحیح حدیث شریف موجود ہے لعنۃ اللہ علے الواشمۃ والمستوشمۃ۔ یعنے گودنے والی اور گدوانے والی دونون پر خدا کی لعنت ہے کیونکہ اسمین تصویر بنانیکا گناہ الگ ہوتا ہے اور بے فائدہ تکلیف اُٹہانے کا الگ۔

	سوی دلاکی بشد قزوینئی	کہ کبودم زن بکن شیرینئی
ترجمہ	ایک قزوینی نے اک دلاک سے	یہ کہا بہر نیل اُجرت مجھسے لے

شرح دلاک اُس شخص کو کہتے ہین جو حمّام مین نہانے والون کے بدن ملتا ہے لیکن یہان مجازًا وہ شخص مراد ہے جو سوئی سے گود کر بدن پر جانورون کی صورت بنادے یعنے ایک قزوینی نے دلاک سے یہ کہا کہ میرے بدن پر نیلگون نشان بنادے اور ایسا نقش منقش کر جو شیرین یعنے خوبصورت اور مرغوب ہو لفظ شیرین کا موصوف یعنے لفظ نقش محذوف ہے بعض نسخون مین نشان شیرینئی ہے یعنے میرے بدن پر نیلگون نشان بنادے اور مجھسے اُسکی اُجرت بطور شیرینی لے لے۔ یعنے مین تجھے پوری اُجرت نہین دیسکتا یہ کلمہ تواضع ہے۔

	گفت چہ صورت زنم ای پہلوان	گفت بر زن صورت شیر ژیان
ترجمہ	بولا کیا صورت بنے اے پہلوان	یہ کہا اُسنے کہ ہو شیر ژیان

شرح یعنے گودنے والے نے قزوینی سے یہ پوچھا کہ اے پہلوان تیرے بدن پر کونسے جانور کی تصویر نقش کرون۔ اُسنے جواب دیا کہ غضبناک شیر کی صورت بناکر اُسمین نیل بھر دے۔

	طالعم شیرست نقش شیر زن	جہد کن رنگ کبودی سیر زن
ترجمہ	میرا طالع شیر ہے ہو نقش شیر	اور ہو وہ شیر نیلاہٹ سے سیر

شرح قزوینی کہتا ہے کہ مین شیر کی تصویر بنوانے کو اسلیئے پسند کرتا ہون کہ جب مین پیدا ہوا تھا تو میرا ستارہ برج اسد مین تھا یعنے مین باعتبار خلقت بہادر شخص ہون اور مجھکو فطرتًا شیر سے مناسبت ہے اسلیئے تو شیر ہی کی تصویر بنا اور اُسمین نیل پیٹ بھر کر ڈال تاکہ بدن پر نیلا رنگ نہایت تیزی کے ساتھ چمکے۔

	گفت بر چہ موضعت صورت زنم	گفت بر شانہ گہم زن آن رقم
ترجمہ	بولا وہ صورت بناؤن کس جگہ	بولا یہ شانہ پہ پیارے رنگ مہ

شرح یعنے گودوالے نے پھر یہ پوچھا کہ شیر کی تصویر کو تیرے بدن پر کونسی جگہ نقش کرون قزوینی نے کہا کہ اُس رقم (یعنے صورت) کو میرے شانہ (کندھے) پر لکھدے تاکہ مین اُسسے قوت بازو سمجھون

	تا شود پشتم قوی در رزم و بزم	با چنین شیر ژیان در عزم و حزم
ترجمہ	تاکہ ہو قوت فزاے رزم و بزم	تاکہ ہو مضبوط اس سے عزم و حزم

شرح یعنے تصویر شیر کی تخصیص ایک تو بوجہ مذکورۂ بالا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کیا عجب اس ظاہری شیر کو دیکھکر لوگ مجھے زبردست پہلوان اور نہایت دلیر سمجھین اور ہر رزم و بزم (انجمنون اور معرکون) مین میری عزت ہو اور جسطرح شیر اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا اسیطرح مین بھی بزم و رزم مین اپنے ارادہ سے نہ پھرون

عزم مطلق ارادے اور جزم اُس ارادے کو کہتے ہیں جس سے آدمی باز نہ رہے

چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت	درد اندر شانہ گہ مسکن گرفت
ترجمہ جسم میں اُسنے چبھوئی جب سوئی	سخت تر تکلیف شانہ میں ہوئی

شرح چونکہ قزوینی اپنے آپ کو پہلوان اور دلیر کہہ چکا ہے اور بدن کو گھر گودکر اسمین تیز نیل بھرنے کی تاکید کرچکا ہے اسلیئے گودنے والے نے بیرحمی سے سوئیاں چبھونی شروع کین جس سے اُسکے شانہ مین سخت درد اور تکلیف ہونے لگی۔ کیونکہ بدن کو تکلیف پہنچانے کے لیئے سوئی بہی کچہ کم نہین ہوتی۔

پہلوان در نالہ آمد کاے سنی	مر مرا کشتی چہ صورت مے زنی
ترجمہ کرکے نالہ پہلوان کہنے لگا	مار ڈالا کیا بناتا ہے بتا

شرح یعنے سخت تکلیف کے باعث جو گودنے کے سبب پہنچتی تہی قزوینی پہلوان نے نالہ کرکے یہ کہا کہ اے سنی (مرد عالی مرتبہ اور استاد بزرگ) یعنے اے گودنے والے تونے تو مجھے جان سے مار ڈالا یہ تو کون سے جانور کی صورت بنا رہا ہے کہ جسکا نقش خود بیجان ہوکر مجھے اسقدر تکلیف پہنچا رہا ہے سنی یعنے عالی و بزرگ

گفت آخر شیر فرمودی مرا	گفت از چہ عضو کردی ابتدا
ترجمہ بولا وہ تہا حکم تیرا شیر کا	بولا یہ کس عضو سے ہے ابتدا

شرح یعنے گودنے والے نے کہا کہ مینے اُسی شیر کی تصویر بنانی شروع کی ہے جسکا آپنے حکم دیا تہا۔ قزوینی بولا یہ تو بتا کہ پہلے تو نے شیر کا کونسا عضو بنانا شروع کیا ہے۔ یعنے ابتدا کونسے عضو سے کی ہے۔

گفت از دُمگاہ آغاز یدہ ام	گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام
ترجمہ بولا وہ دُم سے ہوی ہے ابتدا	بولا یہ دم چھوڑ دے اے جانفزا

شرح یعنے گودنے والا بولا کہ مینے شیر کی تصویر کو دُم نکلنے کی جگہ سے بنانا شروع کیا ہے قزوینی نے جواب دیا کہ اے پیارے گودنے والے اے میری دونو آنکھوں کے نور دُم کو چھوڑ کر کسی اور عضو کو بنانا شروع کر کیونکہ مجھے زخم سوزن نہایت تکلیف پہنچاتا ہے ہین دم کو چھوڑ کر کسی اور عضو کو بنا۔

از دُم و دُمگاہ شیرم دم گرفت	دُمگہ او دمگہم محکم گرفت
ترجمہ اُسکی دُم سے تنگی ہے دم یہ بس	اس سے مجکو ہوگیا ضیق النفس

شرح قزوینی کہتا ہے کہ اے پیارے دلاک شیر کی دُم اور دُم نکلنے کی جگہ کے نقش کے باعث میرے دم پر تنگی ہے اُسکی دُمگاہ نے میرے سانس کی جگہ (منفذ نفس) کو بند کردیا کیونکہ مجھے نہایت تکلیف ہوتی ہے میرا دم نکلا جاتا ہے۔ مین مرا جاتا ہون خدا کے لیئے اس دُم کے نقش کو چھوڑ کر کوئی اور عضو بنانا شروع کردے

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز ۔ کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز

ترجمہ: اِس سے یہ کہدو کہ بے دُم کا رہے ۔ کون اتنے زخم سوزن کے سہلے

شرح قزوینی کہتاہے کہ اے شیر ساز اس شیر سے کہدے کہ بے دُم ہی کا رہے کیونکہ زخم مقراض سے مجکو سخت تکلیف ہے ۔ گاز ۔ بمعنے مقراض یہان مجازاً بمعنے سوزن لیا گیاہے ۔ یا یہ معنے ہین کہ پہلے دلاک نے سوئی سے کام لیا مگر قزوینی نے بہادری کا دعوے کیا تو گودنے والے نے مقراض کی نوک سے زخم لگائے

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم ۔ بے محابا بے مواسائے و رحم

ترجمہ: جانب دیگر لگائے اُسنے زخم ۔ بے محابا پھر چلائے اُسنے زخم

شرح محابا فارسی مین بحذف تا مستعمل ہے دراصل محاباۃ تہا ۔ بمعنے مروت و لحاظ و محبت ۔ علے ہذا القیاس مواسا بمعنے غمخواری و شفقت ۔ و رعایت ۔ یعنے جب قزوینی تکلیف کے مارے چیخا چلایا اور گودنے والے سے یہ کہنے لگا کہ اس شیر کو بے دُم ہی کا رہنے دے تو اُسنے بلا مروت و رحم شیر کے دوسرے عضو کے نقش کو گودنا شروع کر دیا ۔ کیونکہ دلاک کا پیشہ ہی بے رحمی کا تہا اسلیئے اُسنے بلا تکلف زخم مارنے شروع کر دیئے

بانگ زد او کاین چہ اندام است ازو ۔ گفت این گوش است اے نیک خو

ترجمہ: بولا قزوینی یہ جسم ہے کونسا ۔ بولا وہ یہ کان ہین سُن اے فتا

شرح یعنے جب دلاک نے دُم کو چھوڑ کر شیر کے دوسرے عضو کا نقش بنانا اور بدن کو گودنا شروع کیا تو قزوینی نے تکلیف کے باعث چیخ مار کر یہ کہا کہ اے دلاک تو شیر کا یہ کونسا عضو بنا رہاہے اُسنے جواب دیا کہ کان بنا رہا ہون ۔ کیونکہ تو دُم نہین بنواتا تو کان ہی بنوا لے یہ تو چھوٹا سا عضو ہے ۔

گفت تا گوشش نباشد اے ہمام ۔ گوش را بگزار و کوتہ کن کلام

ترجمہ: بولا وہ بے کان کا رکہ اے ہمام ۔ چھوڑدے کانون کو کوتہ کر کلام

شرح لفظ تا بمعنے زنہار و ہرگز ۔ اور ہمام بمعنے بزرگ ہے یعنے جب گودنے سے تکلیف پہنچی تو قزوینی نے یہ کہا کہ اے بزرگ دلاک ہرگز اس شیر کے کان نہ بنا اور قصہ کوتاہ کر بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ۔ گفت تا گوشش نباشد اے حکیم ؏ گوش را بگزار و کوتہ کن گلیم ۔ اسصورت مین گلیم بمعنے صوف و پشم ہے یعنے اے دلاک شیر کے کانون کو چھوڑ اور کانون کی آس پاس جو شیر کے بال ہوتے ہین ۔ انکو کتر لے یعنے نہ بنا یہ نسخہ پہلے سے اچھا اور باعتبار معنے نہایت بلیغ ہے

جانب دیگر خلش آغاز کرد ۔ باز قزوینی فغانے ساز کرد

ترجمہ: زخم سنے کی سید ہی جانب خلش ۔ پہلو آنجی کی فغان با صد تپش

شرح یعنے جب شیر کے کان بنانے سے قزوینی نے نالہ کیا تو دلاک نے ادھر جانب سوئیاں مارنی شروع کین چونکہ زخم سوزن وغیرہ بدن کے ہر حصہ مین تکلیف رسان ہوتا ہے اسیلئے قزوینی نے پہر نالہ و فغان شروع کیا

	کاین سوم جانب چہ اندام ست تیز	گفت اینست اشکم شیر اے عزیز
ترجمہ	تیسری جانب یہ کیا ہے سچ بتا	یہ کہا اسنے شکم ہے شیر کا

شرح یعنے قزوینی نے با نالہ و فغان یہ کہا کہ اے دلاک اس تیسری جانب مین تو شیر کا کونسا عضو بنانا چاہتا اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز اب مینے شیر کا پیٹ بنانا شروع کیا ہے۔ اشکم مزید علیہ و مرادف شکم ہے۔

	گفت تا اشکم نباشد شیر را	خود چہ اشکم باید این ادبیر را
ترجمہ	بولا وہ نقش شکم ہے کیا ضرور	چاہیئے کیا پیٹ اسے اے پر شعور

شرح۔ ادبیر ۱۱ ادبار ہے بمعنے مُدبر و بدبخت۔ یعنے قزوینی کہتا ہے کہ شیر کے پیٹ ہر گز نہین ہوا کرتا اس موذی اور بدبخت شیر کے لیئے پیٹ کیا بنانا چاہیئے۔ اے دلاک تو بے پیٹ ہی کا شیر بنا دے

	درد افزون گشت کم زن زخمہا	اشکمے چہ شیر را بہر خدا
ترجمہ	بڑہگئی تکلیف سوزن کر جُدا	مت بنا نقش شکم بہر خدا

شرح یعنے اے دلاک زیادہ سوئیان نمار کیونکہ میری تکلیف بڑہتی جاتی ہے اور برائے خدا یہ تو بتا کہ کہین شیر کے بہی پیٹ ہوا کرتا ہے۔؟ بعض نسخون مین بہر خدا کی جگہ بہر غذا ہے اسصورت مین بہر غذا اشکم کے متعلق ہے یعنے اشکم بہر غذا آن شیر را چہ باید یعنے اس شیر کو غذا کے لیئے پیٹ کیا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین غذا کہانے کی لیاقت ہی نہین ہے۔ چونکہ قزوینی کو گودنے سے تکلیف پہنچتی تہی اسیلئے اُسنے یہ بہانے کیئے اور حجتین نکالین۔ ورنہ وہ اسیلئے آیا تہا کہ شیر کی پوری تصویر منقش کرائے۔

	خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند	تا بدیر انگشت در دندان بماند
ترجمہ	سُنکے یہ دلاک حیران رہگیا	دیکے انگلی زیر دندان رہگیا

شرح یعنے گودنے والا قزوینی کی ان باتون سے حیران رہگیا اور دیر تک تعجب سے دانتون مین انگلی دیئے رہا

	بر زمین زد سوزن آندم اوستاد	گفت در عالم کسے را این فتاد
ترجمہ	اور زمین پر پہینکدی اپنی سوئی	اور کہا اللہ یہ کیسی ہوئی

شرح یعنے گودنے والے نے حیران ہوکر سوئی زمین پر پہینکدی اور یہ کہا کہ جہان مین کسیکو ایسا موقع پیش نہ آیا ہوگا یا کسی پر ایسی مصیبت نہ پڑی ہوگی جو آج مجہپر پڑی کہ یہ بزدل قزوینی شیر ہوتا ہے مگر اُسکے کسی عضو کو بننے نہین دیتا۔ اور پہلوان ہوکر ذرا سی تکلیف کی برداشت نہین کرسکتا۔

شیر بے دُم و سر و اشکم کہ دید | اینچنین شیرے خدا ہم نافرید

ترجمہ: ہو نہ کچھ دُم پیٹ سر جس شیر کا | وہ خدا نے بھی نہین پیدا کیا

شرح گودنے والا کہتا ہے کہ بے دُم اور بے سر اور بے پیٹ کا شیر آجتک کسنے دیکھا ہے ؟ کسی نے نہین دیکھا اے قزوینی ایسا شیر تو خدا نے بھی پیدا نہین کیا۔ اسلیے مین ایسے شیر کی تصویر نہین بنا سکتا جو دم و سر وغیرہ نہ رکھتا ہو

چون نداری طاقت سوزن زدن | از چنین شیر ژیان پس دم مزن

ترجمہ: تجھین سوزن کی اگر طاقت نہین | شیر بنواتا ہے کیون اے مرد دین

شرح دلاک کہتا ہے کہ اے قزوینی اگر تجکو زخمون کی سہار نہین تو ایسا شیر کیون بنواتا ہے جسکی تصویر بلا دُم دسر و شکم ہرگز درست نہین ہو سکتی۔ بلکہ مکھی یا چیونٹی کی تصویر بنوا لے تاکہ بلا سر و دم جلدی سے بنجاے اور زیادہ سوئیان مارنے کی ضرورت نہو۔

اے برادر صبر کن بر درد نیش | تا رہی از نیش نفس گبر خویش

ترجمہ: صبر کر تو درد پر تکلیف پر | نفس سے ہو تا رہائی سر بسر

شرح حکایت تمام ہو کر یہان سے نتیجۂ حکایت شروع ہوا ہے درد نیش سے تکلیف شریعت اور محنت ریاضت اور نفس گبر یعنے نفس کافر سے نفس امّارہ مراد ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تکلیف شریعت و ریاضت پر صبر کر۔ ورنہ اپنے نفس کافر کی نیش زنی (سرکشی و دشمنی) سے تجھے ہرگز نجات نہ ملیگی۔ اور بے صبری کی حالت مین تو اسیطرح ناکامیاب رہیگا جسطرح یہ قزوینی ناکامیاب رہا تھا نکتہ صبر کے یہ معنے ہین کہ آدمی اپنے رنج و مصیبت کی شکایت غیر اللہ سے نہ کرے ہان خاص اللہ تعالے سے اپنی مصیبتون کا شکوہ کرنا منافی صبر نہین ہو سکتا چنانچہ اللہ تعالے نے حضرت ایوبؑ کو صابر فرمایا ہے حالانکہ اُنھون نے اپنی مصیبت کا شکوہ بارگاہ رب العالمین مین کیا تھا۔ مصیبت کے وقت خدا سے شکوہ نہ کرنا گناہ اور قہر الٰہی کا مقابلہ ہے

کان گروہے کہ رہیدند از وجود | چرخ و مہر و ماہ شان آرد سجود

ترجمہ: نفس سے پائے ہوے ہین جو نجات | سجدہ کرتی ہے اُنھین کل کائنات

شرح یعنے وہ لوگ جو قید وجود (صفات بشری اور اوصاف طبیعت حیوانی) سے نجات پاکر فنا فی الذات ہو گئے ہین آسمان اور چاند سورج اُنکے آگے سجدہ کرتے ہین۔ یعنے ہر شے اُنکی تعظیم کرتی ہے۔

ہر کہ مرد اندر تن او نفس گبر | مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

ترجمہ: ہو گیا ہے مردہ جسکا نفس گبر | اُسکے فرمان بر ہین سب خورشید و ابر

شرح یعنے جس کسی کے جسم مین نفس کافر و امّارہ مر گیا آخر ستارہ و ابر اُسکے فرمان بذیر بندے بنجاتے ہین۔

چون دلش آموخت شمع افروختن آفتاب او را نیارد سوختن

ترجمہ اُسنے روشن کی ہے جب شمع یقین آفتاب اُسکو جلا سکتا نہین

شرح یعنے جس کسیکا نفس اَمّارہ مرگیا اور اُسکے دل سنے نورِ عشق کی شمع جلانی سیکھہ لی۔ تو اُسکو آفتاب فلک ہرگز نہین جلا سکتا۔ کیونکہ آفتاب کیا نار دوزخ بھی اُسکے نورِ قلبی کے مقابلہ مین ایک شرارہ ہے۔ اسلیئے پلصراط پر جب مومن گزرینگے تو نار یون کہے گی کہ جُز یا مُؤمِنُ فَاِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَأَ نَارِیْ یعنے اے مومن پلصراط سے گزر جانے مین جلدی کر کیونکہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ مین بالکل ٹھنڈی پڑگئی ہون۔

گفت حق در آفتاب منتجم ذکر تزّاور کذا عن کہفہم

ترجمہ قولِ حق یہ ہے کہ بیشک آفتاب ہے ہمیشہ غار سے زیرِ حجاب

شرح لفظ منتجم بمعنے روشن ہے اور آفتاب روشن سے مراد یا تو قرآن مجید ہے یا یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آفتاب روشن یعنے آفتاب فلک کی بابت تزّاور عن کہفہم کا ذکر کیا ہے لفظ کذا داخل آیت نہین بلکہ لفظ ذکر کے متعلق مولانا کا مقولہ ہے۔ اور کذا کا اشارہ در نیارد سوختن کی جانب ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ جسطرح ہمنے کہا تھا کہ عارف کامل کو آفتاب نہین جلا سکتا۔ ایسا ہی ذکر اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کا فرمایا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ کَہْفِہِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُہُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ یعنے جب آفتاب نکلتا ہے تو اُنکی غار سے داہنی جانب کو میلان کرجاتا ہے۔ تاکہ غار مین دھوپ نہ پہنچے اور جب چھپتا ہے تو اُنکو بچاکر بائین جانب سے گزر جاتا ہے تاکہ اُنپر شعاع نہ پڑے۔ غرضیکہ آفتاب ایسی طرح حرکت کرتا ہے کہ اُنکو ضرر نہین پہنچتا یہ فقط اسلیئے ہے کہ اُنہون نے قید وجود فانی کو چھوڑ دیا تھا اور مصداق موتوا قبل ان تموتوا ہوگئے تھے اسلیئے تمام موجودات اُنکی مطیع ہوگئین **فائدہ** لفظ تزّاور بتشدید زائے منقوطہ ایک مستند قرأت ہے جسکو وزن شعر درست رکھنے کے لیئے اختیار کیا گیا ہے اور اصحاب کہف کا ضروری قصہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو تفسیرون مین دیکھیئے۔

خفتگانے کز خدا بُد کارشان میل کردے آفتاب از غارشان

ترجمہ سوتے ہین غار مین جو یار غار اُنسے ڈھلجاتا ہے مہر اسے ہوشیار

شرح یعنے اصحاب کہف جو غار مین پڑے سوتے ہین چونکہ اُنکو صرف خدا سے کام تھا اسلیئے آفتاب اُنکے غار سے ڈھلکر گزرتا ہے یہ اسلیئے کہ جو خدا کا ہوجاتا ہے سب چیزین اُسکی محکوم ہوجاتی ہین۔

خار جملہ لطف چون گل میشود پیش جزوے کو سوئے کل میشود

ترجمہ خار اُسکے حق مین ہوجاتا ہے گل جزو کو ہوتا ہے جب دم عشق کل

شرح لفظ خار بلا اضافت مبتدا ہے اور جملہ لطف ایکی خبر تیر جبر سے طالب اور گل سے ذات الٰہی مراد ہے یعنے جب طالب بطفیل مرشد کامل اللہ تعالےٰ کی طرف جاتا ہے یعنے رجوع کرتا ہے اور نفس امّارہ کو فنا کردیتا ہے تو تمام دنیوی تکلیفین اُسکے نزدیک راحتین اور سراپا لطف بنجاتے ہین

چیست تعظیم خدا افراشتن | **خویشتن را خاک و خوارے داشتن**

ترجمہ کیا ہے تعظیم حضور کردگار | جانتا خود کو سراسر خاک خوار

شرح یعنے تعظیم خدا کا بجالانا کیا ہے ؟ اپنے آپ کو خاک بلکہ خاک سے بہی زیادہ ذلیل سمجھنا اور نہایت حقیر جاننا

چیست توحید خدا آموختن | **خویشتن را پیش واحد سوختن**

ترجمہ کیا ہے توحید خدا کا ماننا | اُسکے آگے مسنیت خود کو جاننا

شرح یعنے توحید خدا کا سبق لینا کیا ہے ؟ اپنے خار وجود کو اُس واحد یکتا کے عشق مین جلادینا . فنا کردالنا

گر ہمے خواہی کہ بفروزی چو روز | **ہستی ہمچون شبے خود را بسوز**

ترجمہ چاہتا ہے روشنی گر شکل روز | اپنی ہستی کو جلا لے دلفروز

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو اپنے دلکو روز روشن کی طرح منور کرنا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو جو اندھیری رات کی مانند ہے . فنا کردے یعنے ظلمات بشریت سے بالکل الگ ہوجا . اور آفتاب عشق الٰہی کو دلمین رکھلے .

ہستی ات در ہست آن ہستی نواز | **ہمچو مس در کیمیا اندر گداز**

ترجمہ تیری ہستی کچھ نہین چہوڑ اسکو تو | کیمیا مین ڈالدے اِس مس کو تو

شرح یعنے اپنے وجود کو اُس خدائے زندگی بخش کے وجود مین اسطرح گلادے جسطرح اکسیر مین تانبے کو گلاتے ہین تو اسکا تانبا پن جاتا رہتا ہے اور خالص سونا بنجاتا ہے . اسیطرح تو اپنے اوصاف بشریت کو فنا کرکے باقی بقاء اللہ ہوجا . اس سے تیرے وجود کا کہوٹ نکلجائیگا اور تو کندن بنجائیگا .

در من و تو سخت کردستی تو دست | **ہست این جملہ خرابی از دو ہست**

ترجمہ ڈال رکہا ہے من و تو مین جو ہات | ہے خرابی اسلیئے سارے بد صفات

شرح یعنے یہ معرفت سے دور رہنا سراسر خرابی ہے . اور یہ خرابی دو ہستیون سے پیدا ہوی ہے کہ تونے من و تو کو خوب مضبوط پکڑ رکہا ہے یعنے حق کو بہی موجود جانتا ہے اور اپنی ذات کو بہی اگر تو صرف اللہ تعالےٰ ہی کو موجود حقیقی جانتا تو اپنے آپ کو معدوم مطلق خیال کرتا . اور شرک خفی سے نجات پاجاتا . اسی نکتہ کا نام عرفان ہے اور اپنی ہستی پر غرور کرنے کا انجام ہلاکت ہے چنانچہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوجائیگا . کہ بہیڑیا اسلیئے ہلاک ہوا ہے کہ اُسنے اپنی ہستی کو شیر کی ہستی کے مقابلہ مین لاڈالا تہا .

رفتن گرگ و روباہ در خدمت شیر بشکار

ترجمہ — ایک بھیڑیے اور لومڑی کا شکار کے لیے شیر کی خدمت میں جانا

شرح — یعنے عقل اور نفس کا روح کی خدمت و اطاعت کی طرف رجوع کرنا اور اُس سے شکار اسرار کیلئے مدد چاہنا

شیر و گرگ و روبہے بہر شکار ۔ رفتہ بودند از طلب در کوہسار

ترجمہ — شیر روبہ گرگ ملکر تین یار ۔ تینون جنگل مین گئے بہر شکار

تا بہ پشت ہمدگر بر صیدہا ۔ سخت بر بندند بار و قیدہا

ترجمہ — تاکہ ہم ملکے پکڑین خوب صید ۔ گاو و بز خرگوش کرلین سب کو قید

شرح — یہ دونو شعر قطعہ بند ہین جسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ایک بڑے پہاڑ مین ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی طلب روزی کے باعث شکار کے لیے گئے اور ان تینون کا اکھٹا ہو کر جانا اسلیئے تہا کہ ایک دوسرے کی مدد سے ہر قسم کے صید کی آزادی کے رستہ کو بند کرین اور اُسکے قید کو مضبوط کردین اور اُنہین چار طرف سے گھیر لین لفظ پشت بمعنے مدد اور بار بمعنے اذن و رخصت و آزادی ہے بعض نسخون مین بار و قیدہا مع الاضافت ہے اس صورت مین قید بار کے بوجھ سے جانورون کو اپنے حلقہ مین پہنا کر وہی شکار کر لینا مراد ہے جو پہلی صورت مین تہا اور باطنی معنے یہ ہین کہ عقل اور نفس روح کی تائید سے شکار معرفت کے لیئے عالم اجسام مین آئے ہین کیونکہ صوفیون کی اصطلاح مین لفظ شیر استعارہ روح کا ہے اور بھیڑیے سے نفس امّارہ لومڑی سے عقل معاش اور کوہسار سے صحرائے عالم اجسام مراد ہے اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد لیجاے تو بھی صحیح ہے

کان سہ با ہم اندران صحرائے ژرف ۔ صیدہا گیرند بسیار و شگرف

ترجمہ — اُس بڑے جنگل مین تا ہون صید گیر ۔ اور ہاتھ آئے طعام دلپذیر

شرح — یعنے یہ تینون اسلیئے آئے تہے کہ اُس بڑے جنگل مین بہت سے نادر نادر شکار کرنے مین کامیاب ہون

گرچہ زایشان شیر نر را ننگ بود ۔ لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود

ترجمہ — گرچہ شیر نر کو اُنسے ننگ تہا ۔ لیکن از راہ کرم ہمرنگ تہا

شرح — یعنے اگرچہ شیر اپنے عظیم الشان اور گرگ و روباہ کے ضعیف ہونے کے باعث اُنکی صحبت سے ننگ و عار رکھتا تہا لیکن از راہ کرم اُنکی ہمراہی اختیار کرلی تہی کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ لطیف کی کثیف کے اور شریف کے ذلیل کے ساتھ مصاحبت کسی حاجت کے لیئے نہین ہوتی بلکہ شریف اپنے کمال و لطف و اکرام کا اظہار کیا کرتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے خود فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ یعنے اے بندو تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر سے مراد ذات الٰہی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ہر شخص کا معاون و مددگار اور ہر کسیکے ساتھ ہے ۔

اینچنین شہ راز لشکر زحمت ست لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست

ترجمہ: شاہ کو لشکر سے زحمت ہے ضرور پر جماعت حق کی رحمت ہے ضرور

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے اور شہ سے سلطان العارفین یعنے مرشد کامل اور لشکر سے مریدون کی جماعت مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جسطرح وہ شیر گرگ و روباہ سے باطنی نفرت رکھتا تھا اسیطرح مرشد کامل کو مریدون سے تکلیف اور حرج مشاغل کا رنج ہوتا ہے لیکن وہ اپنے اکرام اور لطف کے باعث اُنکے ساتھ رہتا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف جماعت باعث رحمت ہے۔ نیز ممکن ہے کہ سلطان سے بادشاہ دنیا مراد ہو جسکو فوج و لشکر اور اہلکارون وغیرہ کی کثرت اور معاملات کی انقلاب سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ اپنے مکارم اخلاق اور سراسر مروت و کرم کے باعث اُنکے ہمراہی کو نہین چھوڑتا۔ یہ کثیف و لطیف کے ہمراہی کی پہلی مثال ہے۔ اور جماعت رحمت ست بطور جملۂ مستانفہ ہمراہ شد کی علت ہے۔

اینچنین مہ راز اختر ننگ ہاست او میان اختران بہر سخاست

ترجمہ: چاند کو تارون سے گو ہے ننگ عا ہے سخاوت کے سبب یارون کا یا

شرح یعنے اسیطرح چاند کو ستارون مین شامل رہنے سے ننگ ہے لیکن وہ سخاوت کرنے اور اپنے نور سے فائدہ پہنچانے کے لیئے اُنکے ساتھ ساتھ رہتا ہے کیونکہ ستارے چاند سے نور حاصل کیا کرتے ہین نکتہ باطنی طور پر چاند سے حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوۃ یا مطلق مرشد کامل اور ستارون سے خلفاء او صحابۂ رسول۔ یا عموماً مریدان صادق مراد ہین۔ جو مرشد کامل سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین

امر شاورہم پیمبر را رسید گرچہ رائے نیست رائش را ندید

ترجمہ: مشورہ کا حکم پیغمبر کو ہے برتری گو سب سے اُس سرور کو ہے

شرح لفظ ندید بمعنے نظیر و مانند عربی لفظ ہے جو ند سے مشتق ہے اور بعض نسخون مین از رائش مزید ہے مطلب یہ کہ اگرچہ کوئی رائے خواہ کسی عقلمند کی ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مانند نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی مہمات مین آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ صحابہ حضور کی مصاحبت کا شرف اور مجالست کی برکت اور مکالمت کا نور حاصل کرین۔ سورۂ آل عمران مین یہ آیت ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنے اے محمد کامون مین اپنے صحابہ سے مشورہ کرلیا کرو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے

در ترازو جو رفیق زر شدست نے از انکہ جو چو زر جوہر شدست

ترجمہ: جو ترازو مین رفیق زر ہوا گو نہ وہ مانند زر جوہر ہوا

شرح یعنے سونا تولنے کے کانٹے مین دانۂ جو سونے کا رفیق ہوگیا ہے۔ یعنے سونے کے ساتھ

تلمنے لگا ہے حالانکہ دونون مین کسی قسم کی مناسبت نہین یعنے یہ بات ہرگز تصور مین نہین آسکتی کہ دانہ جو سونے کی طرح کوئی قیمتی جوہر ہے بلکہ یہ سونے ہی کا کرم ہے کہ اپنا ہمپلہ بنا کر اسے اپنی فاقت کی عزت دے رکھی ہے **فائدہ** جسطرح ہندوستان مین سونا رتیون سے تلتا ہے شاید ولایت مین دانہ جو سے تلتا ہوگا یہ اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ اعلے درجہ کے لوگ از راہ کرم ادنے کے شامل حال ہو جایا کرتے

	روح قالب را کنون ہمرہ شدست		مدتے سگ حارس درگہ شدست
ترجمہ	روح ہے قالب کے ہمرہ دیکھ لے		اور سگ ہے پیش درگہ دیکھ لے

شرح یعنے انکا طب روز ازل مین لنسی مگر دیکھ لے اب یعنے عالم اجسام مین روح قالب کی رفیق بنی ہوئی ہے اور سگ اصحاب کہف ایک مدت سے بارگاہ یعنے اصحاب کہف کے غار کے دروازہ پر بطور نگہبان بیٹھا ہے یہ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے۔ اور مطلب اشعار گزشتہ یہ ہے کہ اچھے لوگ بردن کے ہمراہی مین صرف اپنے اکرام کے اظہار اور فائدہ رسانی کی غرض سے رہا کرتی ہین یہ معترض کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ شیر یعنے روح کو نفس اور عقل کے ہمراہ رہنے کی کیا ضرورت تہی

	چونکہ رفتند آنجماعت سوے کوہ		در رکاب شیر با فر و شکوہ
ترجمہ	وہ جماعت جب سدہاری سوے کوہ		شیر کے ہمراہ با فر و شکوہ
	گاو کوہی و بز و خرگوش زفت		یافتند و کار ایشان پیش رفت
ترجمہ	گاو بز خرگوش مارے بیشمار		مل گئیا کام اور ملا اچھا شکار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور یہان سے پہر قصہ شروع ہو گیا ہے یعنے جب وہ تینون پہاڑ کی طرف گئے تو پہاڑی گائے اور بکرے اور موٹے موٹے خرگوش شکار کیے اور اچھی طرح کامیاب ہوئے باطنی طور پر پہاڑی گائے سے طبیعت حیوانی مراد ہے جو عیش اور تنعم دنیوی پر مائل ہے اور بکرے سے شوق کسب معاش دنیوی اور خرگوش سے فکر معاش دنیوی جسمین آدمی لسبا اوقات منہمک رہتا ہے مراد لیا گیا ہے مطلب یہ کہ نفس و عقل نے قالب انسانی مین بتائید روح طبیعت حیوانی اور شوق معاش اور فکر معاش کو پایا اور انکو یہانتک اپنا محکوم و مغلوب کر لیا کہ بالکل فنا کر دیا یعنے عقل و نفس دونون نے اپنے قوی اور حواس ظاہری باطنی کا استعمال بتائید روح اکتساب معارف مین کیا۔

	ہر کہ باشد در پے شیر حراب		کم نیاید روز و شب اورا کباب
ترجمہ	شیر جنگی کے رہے جو ساتھ ساتھ		بیشمار اُسکو کباب آتے ہین ہاتھ

شرح حراب سے جنگی یعنے لڑنے والا اور کباب سے لذیذ گوشت مراد ہے مطلب یہ کہ جو جانور جنگی شیر کے

پیچھے پیچھے رہے اُسکے لیئے کسی وقت لذیذ گوشت کی کمی نہین رہتی یعنے شیر کا پس خوردہ بہت سے جانورون کو ملجاتا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب نفس و عقل روح کے تابع ہو جاتے ہین تو حسنات مین سے حصہ لیتے ہین

چون زکہ در بیشہ آوردند شان ‌‌ کشتہ و مجروح اندر خون کشان

ترجمہ کوہ سے جب کھینچ لائے سوے بن ‌‌ خاک و خون مین تھے وہ غلطان سربسر

شرح یعنے جب وہ تینون اپنے شکار کردہ جانورون کو پہاڑ مین سے جنگل کی طرف لے آئے (یعنے بتائید روح عقل و نفس نے حسنات کا شکار کرلیا) تو باہم حصے تقسیم کرنے کی ٹھیری۔

گرگ و روبہ را طمع بود اندران ‌‌ کہ رود قسمت بعدل خسروان

ترجمہ گرگ اور روباہ کو تھی یہ ہوس ‌‌ عدل سے حصے شکارون کے ہون بس

شرح یعنے تقسیم کے بارہ مین گرگ و روباہ (نفس و عقل) کو یہ طمع ہوے کہ شیر (روح) ان شکارونکو انصاف کے ساتھ تقسیم کردے یعنے اکتساب معارف کو ہمارا فعل جانکر اپنے ساتھ ہمارے شرکت بھی منظور کرلے

عکس طمع ہر دوشان بر شیر زد ‌‌ شیر دانست آن طمع ہارا سند

ترجمہ پڑگیا جب شیر پر یہ عکس طمع ‌‌ مستند تھا سر بسر یہ عکس طمع

شرح یعنے اُنکی طمع کا عکس شیر پر پڑا اس عکس کو شیر نے اس بات کی سند گردان لیا کہ ان دونون مین طمع موجود ہے کیونکہ آئینہ مین جیسا کہ عکس پڑتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ شیر نے اُن دونون کی طمع کو اُنکی تکیہ گاہ جانا یعنے یہ بات یقین کرلے کہ یہ دونو طمع پر تکیہ کیے ہوے ہین اور اپنی طمع کے باعث میری تائید سے غافل ہین یا یہ معنے ہین کہ شیر نے اُنکی تنبیہ و توبیخ کے لیے اُنکی طمع کو سند یعنے دلیل سمجھ لیا اور اُنہین سزا دی چنانچہ تنبیہ کا ذکر آگے آتا ہے۔

ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر ‌‌ او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

ترجمہ ہے کہین جو شیر اسرار و امیر ‌‌ جانتا ہے سب کا وہ مافی الضمیر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے بتائید خدا ئے علام الغیوب شیر اسرار و امیر اسرار یعنے عارف کامل دلون کے پوشیدہ حالات کو معلوم کرلیتا ہے جب کوئی اہل اسرار کی صحبت مین جاتا ہے تو اسکے مافی الضمیر کا عکس اُنکے آئینۂ دل پر پڑتا ہے اور حقیقت حال منکشف ہو جاتی ہے مگر یہ انکشاف نااہل اسرار کی توجہ کی حالت مین ہوتا ہے۔ بلا ہمت و توجہ غیر ممکن یا نادر رہے۔

ہین نگہدار اے دل اندیشہ خو ‌‌ دل ز اندیشۂ بدی در پیش او

ترجمہ ہان خبردار اے دلِ اندیشہ خو ‌‌ فکر بد ہرگز نہ لانا دل مین تو

شرح اندیشہ خو یعنے خوگر فکر ہے یعنے اے دل اندیشہ خو مرشد کامل کے حضور مین دل کو برے اندیشہ اور فکر بد سے محفوظ رکہکر کیونکہ عارف کامل تیرے باطنی اندیشون کو خدا کے دیئے ہوے نور سے معلوم کر لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ۔ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنے مومن کامل کی فراست سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے حالات کو خدا کے نور سے دیکھہ لیتا ہے۔

داند او خر را ہمے راند خموش	بر رخت خندد برائے روی پوش
ترجمہ ہے گدہے کو ہانک کر بالکل خموش	مُنہ پہ ہنستا ہے برائے روپوش

شرح یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ جب عارف مافی الضمیر کو جانتا ہے تو پہر کہہ کیون نہین دیتا ہم مولانا فرماتے ہین کہ وہ جانتا تو ہے مگر فکر بد کے گدہے کو جو دوسرے شخص کی جانب سے اُسکی طرف جاتا ہے چپکے سے ہانک دیتا ہے یعنے اُسکو اپنے دلمین جگہہ نہین دیتا تاکہ کسی موقع پر زبان سے نہ نکلجائے اور اُس شخص کے رسوائی نہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ عارف تیرے فکر کو خوب جانتا ہے مگر بطور تجاہل عارفانہ پردہ پوشی کے لیے تیرے مُنہ پر ہنستا رہتا ہے اور بظاہر ناخوش نہین ہوتا تاکہ تیرا عیب چہپا رہے اور تجکو رنج نہو۔ کیونکہ عارف متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے چنانچہ شیر نے بہی گرگ و روباہ کے وسوسون کو معلوم کر کے اُسوقت اُنکی رعایت کی اور جب اُنکی گستاخی زیادہ بڑہگئی تو سزا دی جیسا عارفین وکاملین کا قاعدہ ہے کہ جب مرید یا طالب حد سے زیادہ گستاخ ہوجاتے ہین تب اُنہین سزا دیتے ہین۔

شیر چون دانست آن وسواس شان	وانگفت و داشت آن دم پاس شان
ترجمہ شیر نے معلوم کر کے اُنکا حال	دل ہی دل مین رکہہ لیا اپنا خیال

شرح یعنے شیر نے گرگ و روباہ کا وسوسۂ بد معلوم کر کے اول اول اُنہین کچہہ نہ کہا اور اُنکی رعایت کی

لیک با خود گفت بنمایم سزا	مر شما را اے خسیسان گدا
ترجمہ اور کہا یہ دل مین بروقت اجزا	اے خسیسو تمکو مین دونگا سزا

شرح یعنے باوجود رعایت شیر نے اپنے دلمین ٹہان لی تہی کہ اے گرگ و روباہ تم نہایت ہی ذلیل گدا ہو مین تمہین سزا دونگا۔ کیونکہ تمہاری گستاخی حد سے زیادہ بڑہگئی ہے۔

مر شما را بس نیامد رائے من	ظن تان آنیست در اعطائے من
ترجمہ راہ میری تہی تمہین کافی مگر	بدگمان تم ہوگئے ہو سر بسر

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ افسوس تمہین میری راے اور وہ اعانت جسکی بدولت تمہین شکار ملگیا تہا کافی نہوئی۔ اور تمنے اسکو غنیمت نجانا کہ میرا بس خوردہ تمہین ملجاتا تہا۔ بلکہ میرے احسان وکرم کی بابت تمنے

یہ بُرا گمان کیا کہ اپنے آپ کو شکار کرنے کا واقعی فاعل سمجھکر میرے برابر کے شریک بنگئے۔ حالانکہ درحقیقت شکار کرنا میرا فعل ہے۔ اور تم میرے طفیلی اور دست نگر اور میرے ہاتھہ کا دیا کھانے والے ہو۔

	اے عقول و رائے تان از رائے من	از عطا ہائے جہان آرائے من
ترجمہ	ہے تمہاری رائے میری ذات سے	بخششین ملتی ہین میرے ہات سے

شرح ہم اس سے پہلے اشارتًا بتا چکے ہین کہ شیر سے مراد روح اور روح الروح (یعنے ذات الٰہی) دونو چیزین مراد ہوسکتی ہین۔ اور عقل و نفس اور تمام قوائے ظاہری و باطنی جسطرح روح کی مدد سے اپنا اپنا کام کر رہے ہین اس سے زیادہ انہین امداد الٰہی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ روح خود محتاج الٰہی اور امر ربی ہے بس تو عقل و نفس نے جو اجسام کے جنگل مین معرفت کا شکار کیا ہے یہ فی الواقع انکا فعل نہ تہا بلکہ خدا کی تائید اور روح کی اعانت اس فعل کا حقیقی فاعل ہے چونکہ گرگ نفس اور روباہ عقل نے اپنے آپ کو ہی شکار کا فاعل سمجھکر شیر کے ساتہ برابر کی شرکت کا گمان پختہ کرلیا ہے۔ اسلیئے شیر انکو سزا دینی چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ تمہارے حواس ظاہری و باطنی اور تمام قوی میرے عطا کیے ہوے ہین مطلب یہ کہ عقل و نفس کے قوت اللہ تعالے کے ارادہ اور تقدیر یا روح کی اعانت و امداد سے ظاہر ہوئی ہے اور اکتساب معرفت کی کوشش اور ریاضت و مجاہدہ کا شوق سب اسکی عطا اور احسان ہے عقل و نفس ان افعال کے حقیقی فاعل نہین ہین پہر ان چیزون کا خود فاعل بننا باعث قہر و ہلاکت ہے کیونکہ اسمین شرک اور انانیت کی بو آتی ہے بعض نسخون مین عقول کی جگہ وجود یعنے ہستی ہے۔

	نقش با نقاش چہ سگالد دگر	چون سگالش اوش بخشید و نظر
ترجمہ	نفس کسب نقاش کا ہے ہمخیال	اسنے بخشا ہے اسے حسن و جمال

شرح یعنے نقش بہ نسبت نقاش یا مصنوع بہ نسبت صانع بجز اسکے کہ اسکا شکریہ ادا کرے اور کوئی دوسری بات بطور اعتراض سوچ ہی نہین سکتا کیونکہ نقش کو نقاش ہی نے قوت سگالش اور قوت نظر و فکر عنایت کے ہین مطلب یہ ہے کہ اپنے محسن اور صانع کے ساتہ دعوے مساوات نکرنا چاہیئے۔ ورنہ اسکا قہر نازل ہوگا نظر بمعنے فکر ہے اور بعض نسخون مین نظر کی جگہ خبر ہے بمعنے عقل و ہوش۔

	اینچنین ظن خسیسانہ بمن	مر شما را بود ننگان زمن
ترجمہ	یہ کمینہ پن تمہارا مجھپے ہے	بدگمانی یہ خدارا مجھپے ہے

شرح شیر گرگ دوبارہ سے کہتا ہے کہ اے خسیسو اے تمام زمانہ کے ننگو۔ کیا تمہین میری نسبت ایسا گمان کرنا لائق تہا جو سفلی کیا کرتے ہین یا جو سفلون کی جانب کیا جاتا ہے؟ ہاں ہرگز نہ تہا۔ مطلب یہ کہ سفلی بیقوف ہو

مالا یفعلوا کے مصداق ہوا کرتے ہین یعنے جس فعل کو خود نہین کر سکتے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اسکا فاعل ظاہر کر دیا کرتے ہین۔ اور اس فعل مین شریک سمجھتے ہین جو سخت غلطی کی بات ہے۔

ظانین باللہ ظن السوء را — گر نہ بُرّم سر بود عین خطا

ترجمہ — جو خدا سے بد گمان ہین سر بسر — یہ خطا ہے گر نہ کاٹون اُنکا سر

شرح۔ اگر شیر سے روح مراد ہے تو یہ شعر مولانا کی زبان سے روح کا مقولہ ہے جو یہ کہتی ہے کہ اے گرگ و روباہ تم بدگمان ہو اور جو خدا سے بدگمانی رکھتے ہین یعنے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اُسکے فعل کا شریک جانتے ہین مین اگر اُنکا سر نہ کاٹ ڈالون یعنے نفس کو ہلاک نہ کر دون تو یہ میری خطا ہے کیونکہ نفس امارہ کو جب تک ہلاک نہو عذاب سے رہائی نہین مل سکتی۔ اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد ہے تو لفظ اللہ سے شیر نے خود اپنی ذات مراد رکھی ہے۔ یعنے شیر یہ کہتا ہے کہ جو میرے ساتھ بدگمانی رکھتا ہے وہ گردن مارنے کے لایق ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو مشرکون اور منافقون کی شان مین وارد ہے وَیُعَذِّبَ اللّٰہُ المنافقینَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِینَ وَالْمُشْرِکَاتِ الظَّانِّینَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ یعنے اللہ تعالےٰ اُن منافق اور مشرک مرد و عورتون پر عذاب نازل کریگا جو خدا سے بدگمان ہین۔

وارہانم چرخ را از ننگ تان — تا بماند در جہان این داستان

ترجمہ — مار ڈالونگا تمہین اے جملہ عار — تا قیامت تا رہے یہ یادگار

شرح شیر کہتا ہے کہ مین تمہارے ننگ وجود سے زمانے کو پاک کر دونگا یعنے تمہین مار ڈالونگا تاکہ یہ قصہ یادگار رہے کہ سفلون اور بدگمانون کو ایسی سزا ملا کرتی ہے۔ اس سے آیندہ کے لیے اورون کو عبرت ہوگی

شیر با این فکر مے زد خندہ فاش — از تبسم ہائے شیر ایمن مباش

ترجمہ — شیر اپنے فکر مین تہا خندہ زن — اس سے ایمن تو نہوا اے جان من

شرح یعنے شیر اُنکے قتل کی تدبیر دلمین سوچ رہا تہا مگر اس سبب سے کہ راز فاش نہو جائے ظاہر مین ہنستا تہا۔ اے شخص شیر کے تبسم سے مطمئن نہو۔ وہ ہنسی ہنسی مین بہی مار ڈالتا ہے

مال دنیا شد تبسم ہائے حق — کرد مارا مست و ہم مغرور و دق

ترجمہ — مال دنیا کا تبسم حق کا ہے — اور ہمین مغرور کرتی ہے یہ شے

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا ہے کہ بہت سے لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہیں اور اپنی بد اعمالیون پر سخت متکبر اور مدعی انانیت ہین مگر اُنپر کسی قسم کا عذاب نازل نہین ہوتا بلکہ وہ اپنی دنیوی جاہ و ثروت کو یہ سمجہتے ہین کہ خدا ہمسے خوش ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو کسیکو مال و دولت اور نشاط

دنیوی عطا کرتا ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ شیر ذات الٰہی ہم سے خوش ہے۔ بلکہ استدراج ہے اور یہ خندہ زہر خند ہے۔ مال دنیا کے شغل مین جب گستاخی غایت درجہ کو پہنچ جائے گی تو ضرور قہر الٰہی نازل ہوگا۔ مطلب یہ کہ مال دنیوی گویا تبسم (استدراج) الٰہی ہے اُسنے ہمین اُسکی محبت مین مست اور اُسکی زینت پر مغرور کر رکھا ہے۔ اور ہم حصول دنیا سے نہایت خوش ہین جب یہ خوشی حد سے زیادہ بڑھ جائے گی تو شیر حق ضرور ہلاک کر ڈالے گا لفظ دق بالفتح بمعنے لباس نفیس ہے جس سے یہان دنیوی زینت مراد ہے اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ شیر بمعنے روح اور رب الروح دونون طرح ہوسکتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین یہ آیت موجود ہے حتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یعنی جب کفار اور رسولون کے منکر استدراج الٰہی کے باعث اپنے دنیوی مال و دولت پر مغرور ہوکر بہت خوش ہوئے تو ہمنے ناگہان اُنکو پکڑ لیا یعنے اُنکو سخت عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کر دیا۔

	فقر و رنجوری بہشت ست اے سند	کان تبسم دام خود را بر کند
ترجمہ	فقر مین آتا ہے جنت کا مزا	دام اکھڑ جاتا ہے استدراج کا

شرح یعنے فقر او مسکنت بہشت اور باعث نجات ہے کیونکہ اسکے سبب وہ تبسم یعنے استدراج الٰہی اپنے دام ہلاکت کو جو عاشقان دنیا کے لیئے بچھا رکھا ہے اُکھاڑ لیتا ہے اور دور کر دیتا ہے بعض نسخون مین بہشت ست کی جگہ بہشتست ہے یعنے بہشت برائے تو۔ اور سند بمعنے عالی رتبہ و سند طالبان راہ سلوک ہے اور یہ بطور تعظیم عام طالبین کو خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ فقر و عاجزی باعث رحمت خداوندی اور ہلاکت سے بچانیوالی صفت ہے

امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن کہ پیش آ اے گرگ و صیدہا را قسمت کن میان ما

ترجمہ بطور امتحان شیر کا بھیڑیے سے یہ کہنا کہ اے گرگ آگے آ۔ اور ان شکارون کو ہم مین تقسیم کر دے

بیت	گفت شیر اے گرگ این را بخش کن	معدلت را نو کن اے گرگ کہن
ترجمہ	شیر بولا بانٹ دے تو بے سخن	کر نیا انصاف اے گرگ کہن

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے گرگ تو جو پہلے یہ کہہ چکا ہے کہ تقسیم انصاف خسروانی کے مطابق ہونی چاہیئے تو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ تو ہی انصاف سے ان شکارون کو تقسیم کر دے اور رسم عدالت کو تازہ کرکے دکھا دے۔

	نائب من باش در قسمت گری	تا پدید آید کہ تو چہ جوہری
ترجمہ	میرا نائب بنکے بانٹ اے نیکخو	تاکہ کھلجائے کہ ہے کیا چیز تو

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ کہن تو معاملۂ تقسیم مین میرا نائب بنجا تاکہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تو جوہر نیک سے ہے یا جوہر بد۔ یعنے انصاف سے تقسیم کرتا ہے یا بے انصافی سے اور ایسے معاملات مین تو عقلمند ہے یا بے وقوف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنے اے اُمت محمدؐ

ہمنے تمہین پہلی امتون کے ہلاک کردینے کے بعد زمین مین انکا جانشین کردیا ہے اور اس سے یہ منظور ہے کہ ہم دیکھین کہ تم کیسے عمل کرتے تھے اس حکایت کا باطنی نتیجہ یہی ہے جسکو مولانا قدس سرہ العزیز مقصود از حکایت فضیلت آخر زمانیان کے عنوان مین آیندہ مصرح طور پر بیان کرینگے۔

	گفت اے شہ گاو وحشی بخش تست	آن بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست	
ترجمہ	بولا وہ یہ گاو وحشی ہے ترا	کیونکہ ہے تو بھی بڑا یہ بھی بڑا	

شرح یہان سے بھیڑیے نے تقسیم شروع کی ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے شیر یہ پہاڑی گائے آپکا حصہ ہے کیونکہ یہ موٹی تازی ہے۔ اور آپ بھی جسیم و قوی ہین اسلیے حسب مناسبت جسمانی یہ گائے آپ ہی کو نوش فرمانی چاہیئے۔

	بز مرا که بز میانه ست و وسط	روبہا خرگوش بستان بے غلط	
ترجمہ	درمیانہ ہے یہ بز مجکو ملے	اور ہے خرگوش روبہ کے لیے	

شرح بھیڑیا کہتا ہے کہ اے شیر گائے تو آپ کے حصہ مین آگئی بکرا مجھے ملنا چاہیئے کیونکہ بکرا درمیانہ اور متوسط شکار ہے علے ہذا القیاس مین بھی متوسط درجہ کا جانور ہون۔ کیونکہ شیر سے چھوٹا ہون۔ اور لومڑی سے بڑا اور اے لومڑی اپنے جسم اور حیثیت کے موافق خرگوش تو لے لے اس تقسیم مین بھیڑیے نے حصہ بقدر جثہ کا لحاظ رکھا ہے۔ اور روبہا مین الف ندا کا ہے۔ ان اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ بھیڑیا یعنے نفس یہ کہتا ہے کہ اے شیر ذات جمیع کائنات جو بہت بڑی چیز ہے صرف تیرا حصہ ہے یعنے تیرے صنعت خاص اور مملوک ہے یا اے شیر روح مخلوق تیرے سبب زندہ ہوئی ہے اور معاش و کسب میرا حصہ ہے یعنے میرے فعل اور ترکیب سے معاش پیدا ہوتی ہے اور فکر کر کے معاش کو دانائی کے طریقے سے حاصل کرنا عقل کا حصہ ہے گویا گرگ نے اپنے نزدیک بطریق انصاف تقسیم کی ہے مگر چونکہ اس تقسیم مین شیر کا شریک بنگیا تھا اسیلئے مقہور ہوا کیونکہ شیر ذات شرک و شریک و شرکت کو کبھی پسند نہین کرتا۔ اسی باعث شیر نے اس گستاخ بھیڑیے کو مار ڈالا

	شیر گفت اے گرگ چون گفتی بگو	چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو	
ترجمہ	شیر بولا کیا کہا یہ پھر تو کہہ	میرے آگے ما و تو ؟ خاموش رہ	

شرح شیر کہتا ہے کہ اے بھیڑیے اپنے تقسیم کو ذرا پھر تو بیان کر کیا تیرے یہ مجال ہے کہ میرے ہوتے اثبات ہستی کا دعوے کرے ؟ ارے بیوقوف۔ جب مین ہون تو تو کون ہے ؟ اور تیرے ہستی کیا ہے ؟ کیا تیرے تمام فعل تیرے اختیار مین ہین ہرگز نہین بلکہ میرے جود و احسان کا نتیجہ ہین۔ اے گرگ کہن تو نے بڑی غلطی کی۔ کہ معاش اور کسب کو اپنا اختیاری فعل بنایا۔ اور میرے ساتھ شرکت کا دعوے کیا اور اپنے وجود کو بھی ایک معتدبہ چیز سمجھا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہین کہ جسطرح تمام مخلوق میری ملک ہے اسیطرح کسب بھی میری مخلوق ہے کیونکہ کسب اس چیز کی

طلب کو کہتے ہین جو علم الٰہی مین ہے بنکتہ علم الٰہی مین جسقدر چیزین موجود ہین اُنکا نام اعیان ثابتہ ہے وہ چیز مبنی بر سعادت ہو یا مبنی بر شقاوت خیر ہو یا شر ہو یا ان سے طالب کو ہر شئے حسب طلب ملتی رہتی ہے جب یہ بات ہے تو کسب بہی اُسکی مخلوق ہے کیونکہ طلب اعیان ثابتہ کا ارادہ وہی دلمین ڈالتا ہے لیسے گرگ تو نہین جانتا کہ اَلکبریاءُ ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فی واحدٍ منھما القیتہٗ فی النار ولا اُبالی یعنے کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص اِن دو نو صفتون مین مجسے جہگڑتا ہے یعنے میرا شریک ہونا چاہتا ہے مین اسے بیپرواہی کے ساتہ دوزخ مین ڈالدیتا ہون۔ اِس حدیث قدسی کے مضمون سے متکبرون اور اپنے افعال یا کسب معاش وغیرہ پر فخر کرنے والونکو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ متکبرون کو بالتصریح دوزخ مین ڈالدینے کی وعید سنائی گئی ہے۔

	گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید	پیش من چون شیر بے مثل و ندید
ترجمہ	گرگ کیا سگ ہے کہ ہو یون خویش بین	میرے آگے جسکا ثانی ہی نہین

شرح یعنے شیر جہلا کر بصیغہ غائب یہ کہتا ہے کہ بہیڑیا ایسا کہان کا تہا کہ اسقدر خود بین ہو گیا ہے؟ خاصکر مجہ جیسے بے مثل و بے نظیر شیر کے آگے اُسکی خود بینی اور تکبر نہایت ذلیل حرکت ہے۔

	گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید	پیشش آمد پنجہ زد او را درید
ترجمہ	اور کہا اے پُر غرور آگے تو آ	آگے آیا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

شرح یعنے شیر نے یہ کہا کہ بہیڑیے اِدہر آ۔ تو ایسا گدہا ہے جسنے اپنے نفس کو آپ خرید لیا ہے یعنے خود بین و متکبر ہے اور اپنے نفس کو قیمتی جانتا ہے چنانچہ اِس جہڑکی سے بہیڑیا آگے آیا اور شیر نے پنجہ مارکر اُسے پہاڑ ڈالا۔ خود را خریدن فارسی محاورہ ہے۔ بمعنے عُجب و تکبر کرنا اور اپنے نفس کو قیمتی سمجہنا۔ مغرور ہو جانا۔

	چون ندید ش مغز و تدبیر رشید	در سیاست پوستش از سر کشید
ترجمہ	چونکہ وہ بے مغز و بے تدبیر تہا	کہال اُسکی کہینچ لی اچہا کیا

شرح سیاست بمعنے قہر کرنا اور رعایا کو ہیبت دکہانی یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے چونکہ شیر نے بہیڑیے کو عقلمند اور نیک تدبیر نہ پایا اسلئے از روے سیاست اُسکی کہال کہینچ لی۔ یعنے۔ بہیڑیے کو جان سے مار ڈالا۔

	گفت چون دید نت از خود نبرد	اینچنین جان را بباید زار مرد
ترجمہ	اور کہا کہ خود سر و جاہل تہا تو	اسلیئے بس موت کے قابل تہا تو

شرح شیر بطور تنبیہ بہیڑیے کی لاش سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ جبکہ میری دید یعنے حضوری نے تجکو تیری خودی سے جُدا نہ کیا یعنے تو نے میرے سامنے اگر تکبر نچہوڑا تو ایسے متکبر کی جان عذاب کے ساتہ نکل جانے اور ایسا خود پسند ذلت کے ساتہ مرنے کے قابل تہا۔

چون نبودی فانی اندر پیش من | فرض آمد مر ترا گردن زدن

ترجمہ: تو نہ تہا فانی جو میرے روبرو | اسلیئے تہا قابل قتل اے عدو

شرح یعنے اے گرگ چونکہ ازراہ تکبر تونے اپنی ذات کو میرے سامنے فانی نسنجہا اسلیئے گردن ماردینے کے قابل ٹہیرا مطلب یہ کہ جو شخص اپنی ہستی کو عشق الٰہی اور اتباع انبیا و اولیا مین فنا نہین کرتا یا ازرو سے تکبر احکام خدا و رسول پر عمل کرنے سے بے پروا ہے وہ مستحق عذاب ہے اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈال رہا ہے۔

گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل | گاہ گاہے میکنم در عدل فضل

ترجمہ: گرچہ غالب بذل مین ہوتا ہے فضل | گاہے گاہے عدل مین ہوتا ہے فضل

شرح یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین کہ عدل۔ اعمال و افعال کے مطابق اُنکی جزا و سزا کی برابری کو کہتے ہین یعنے عدل اُسکا نام ہے کہ جیسے جسکے اعمال ہون ویسی ہی اُسے جزا و سزا ملے۔ عدل دنیوی بادشاہون کے لیئے نیک صفت ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندون کے ساتہ عدل کرے تو لوگون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ کسیکی نجات ہل سکے اسلیئے اُسکا فضل عدل پر غالب ہے۔ لیکن بعض اوقات عدل ہی مین اُسکا فضل مخفی ہوتا ہے یعنے شیر نے کہا کہ اگرچہ مین صرف کرنے مین فضل کو عدل پر غالب رکہتا ہون مگر کبھی کبھی عدل ہی مین فضل کردیتا ہون بعض نسخون مین از عدل ہے یعنے بعض موقع پر مین عدل ہی کے سبب فضل کرتا ہون۔ مثلاً سرکشون اور حد سے زیادہ بے ادبون کی تنبیہ بظاہر عدل ہے لیکن یہ عدل بمنزلۂ فضل ہے کہ خود سرکش زیادہ گناہون سے اور دیگر مخلوق اُنکے شر سے محفوظ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل تو فضل ہے ہی اُسکا عدل بہی فضل سے کم نہین

کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ جز وجہ او | چون نہ در وجہ او ہستی مجو

ترجمہ: منیت ہے ہر چیز جب حق کے سوا | تو نہین فانی تو پہر ہستی ہے کیا

شرح وجہ بمعنے ذات ہے اور یہ شعر بطور نتیجۂ حکایت مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے مخاطب ذات الٰہی کے سوا ہر چیز ہر زمانہ مین فانی ہے۔ اور جبکہ تو ذات الٰہی مین فانی نہین ہے بلکہ اپنی ہستی پر متکبر ہے تو حقیقی ہستی کو نڈہونڈ کیونکہ ہستی عشق الٰہی مین فنا ہونے کا نام ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جب فنا فی الذات نہین ہے تو اپنی ہستی کو نڈہونڈ کیونکہ تو اُس بہیڑیے کے مانند گردن مارنے کے قابل ہے جسطرح شیر نے اُسے مار ڈالا اسیطرح غیرت الٰہی تجہے ہلاک کردیگی

ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا | کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ۔ نبود جزا

ترجمہ: جو ہمارے ذات مین ہوگا فنا | ہستی ہر گز نہین اُسکی جزا

شرح یہ لسان قدرت سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ جو شخص ہماری ذات مین فنا اور ہمارے عشق مین نیست و نابود ہوگیا۔ اُسکی جزا کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ نہین ہوسکتی۔ یعنے وہ ہلاک نہین ہوگا۔ کیونکہ ایسا شخص

مرنے سے پہلے مر کر حقیقی موت سے نجات پا چکا ہے نکتہ قرآن مجید میں یہ آیت موجود ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے ذات الٰہی کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے علمائے ظاہر نے لفظ ہالک (صیغۂ اسم فاعل) کو بمعنے استقبال اور علمائے باطن نے بمعنے استمرار (بلا قید زمانہ) لیا ہے۔

زانکہ در الّاست او از لا گذشت ۔ ہر کہ در الّاست او فانی نگشت

ترجمہ: لا سے اب اِلّا میں ہے وہ بالیقین ۔ اور جو اِلّا میں ہے فانی نہیں

شرح یعنے جو ذاتِ الٰہی میں فنا ہے وہ اسلیئے ہلاک نہیں ہو سکتا کہ ایسا شخص مقام اِلّا میں ہے یعنے مرتبۂ اِلّا وَجْہَہٗ تک واصل ہو کر ہلاکت سے مستثنےٰ ہو گیا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی یا مقام ہلاکت سے گذر گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لا کے بعد بجز اِلّا کے اور کچھ نہیں ہے چونکہ ذاتِ الٰہی نقصانِ فنا سے بالکل منزہ ہے اسلیئے واصل ذات بقائے دائمی حاصل کرتا ہے۔

ہر کہ بر در او من و ما مے زند ۔ ردِّ باب است او و بر لا مے تند

ترجمہ: اور ہے جبین من و ما اے عزیز ۔ راندۂ درگاہ ہے وہ بدتمیز

شرح یعنے جو شخص دروازہ الٰہی پر من و ما کا دم مارتا ہے (تکبر اور خود بینی کرتا ہے) وہ اس دروازہ سے رد کر دیا جاتا ہے یعنے مردود اور راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی ہی پر تنتا ہے اور اپنی موہوم ہستی پر تکبر کرتا ہے اکڑتا ہے اسے مقام وصال نصیب نہیں ہوتا یعنے نتیجۂ حکایت یہ ہے کہ سالک وجود ذات کے سامنے اپنے وجود کو بالکل فانی خیال کرے ورنہ شرک فی الطریقت کے باعث عذاب خداوندی اور قہر الٰہی نازل ہو جائے گا اور وہ اس قہر میں مبتلا ہو کر جلد ہلاک ہوگا۔

قصۂ آن یارے کہ در یارے بکوفت

ترجمہ: ایک دوست کا قصہ جسنے دوسرے دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔

شرح اس قصہ کو گرگ و شیر کے داستان سے یہ مناسبت ہے کہ پہلے مولانا فرما چکے ہیں کہ جو شخص اپنی ہستی کو چھوڑ کر فنا فی اللہ نہیں ہوتا۔ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور صاحب مقام فنا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اِن دو یاروں کے قصہ میں انہی معنوں کی تصریح کیگئی ہے۔ جو خود مفصل معلوم ہو جائیگا۔

آن یکے آمد در یارے بزد ۔ گفت یارش کیستی اے معتمد

ترجمہ: کھٹکھٹائی یار نے زنجیر یار ۔ یار بولا کون ہے اے باوقار

شرح یعنے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ یا اندر داخل ہونے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا یا اپنے دوست کو باہر بلانے کے لیے زنجیر ہلائی۔ اور صاحب مکان نے گھر میں بیٹھے

بیٹھے باواز بلند یہ کہا کہ اے عزیز تو کون ہے؟

گفت من گفتش برو ہنگام نیست ۔۔۔ بر چنین خوانے مقام خام نیست

ترجمہ بولا وہ مین ہون کہا اُسنے کہ چل ۔۔۔ تیرے قابل کب ہے یہ جا سٹ نکل

شرح یعنے جب صاحب مکان نے کنڈی کھٹکھٹانے والے سے یہ پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے تو اُسنے حسب عادت یہ جواب دیا کہ حضرت **مین ہون** یہ سنکر صاحب مکان نے کہا کہ اے شخص چلا جا۔ ابہی اس مکان مین تیرے آنے کا وقت نہین ہوا۔ کیونکہ اس خوان (نعمت قرب) پر خامکارون کو جگہ نہین ملتی۔ خام سے مراد وہ شخص ہے جو حقیقی عشق کی آگ مین جلکر اور اپنی **مین** (انانیت) کو چہوڑ کر محبت مین یگانہ اور پختہ ہوا ہو بعض نسخون مین بر چنین خوانے کی جگہ در چنین خانہ ہے جس سے وہی مقام قرب مراد ہے اور مضمون شعر سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ صاحب مکان کوئی عارف کامل شخص تہا **فائدہ** اِسی مضمون کے قریب قریب ایک حدیث صحاح مین موجود ہے۔ یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے ایکبار رسول خدا کے مبارک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا فَقَالَ مَن ذَا یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ یہ دروازہ پہ کون ہے۔ فَقُلتُ اَنَا جابر رض کہتے ہین مینے جواب دیا کہ (مین ہون)۔ فَقَالَ اَنَا اَنَا۔ یعنے یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبار **مین ہون۔ مین ہون** ۔فرمایا اس مکرر کلمہ کے دو معنے ہین اول یہ کہ اے شخص تیرے لفظ اَنَا (مین ہون) کہنے سے یہ بات سمجھ مین نہین آسکتی کہ تو تخصیص کے ساتھ معین طور پر کون ہے۔ اسلیئے جب تک ہم تجھے پہچان نہ لین دروازہ نہین کہول سکتے۔ کیونکہ ہر متکلم اپنے آپ کو مین ہون کہہ سکتا ہے دوم یہ کہ اَنَا اَنَا بطریق استفہام انکاری ہے یعنے اے شخص تو۔ اور اَنَا اَنَا یعنے انانیت کا مدعی ہے؟ ایسا ہرگز نچاہیئے۔ بہرحال اس حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر رض کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ اَنَا کو بُرا خیال فرمایا۔ پہر جب اس لفظ کو مخلوق پسند نہین کرتی تو یقیناً جان لینا چاہیئے۔ کہ خالق بہی پسند نہین کرتا۔

خام را جز آتش ہجر و فراق ۔۔۔ کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق

ترجمہ چاہیئے ہر خام کو سوز فراق ۔۔۔ پختگی تا دور کر دے سب نفاق

شرح یعنے خام آدمی کو یہ چاہیئے کہ اول عاشق الٰہی ہو۔ اور پہر ہجر و فراق اور اشتیاق کے آگ مین جلے جب تک نہین وصال نصیب ہوگا۔ اور یہ آتش ہجر اُسکو نفاق طریقت سے بچالیگی۔ یہ محض نفاق ہے کہ آدمی اپنے آپ کو قطعی فانی جانکر پہر دعوے انانیت کرے باطنی طور پر دوست سے شاہد حقیقی اور پہلے یار سے طالب حق اور دروازہ سے باب وصل و قرب اور سفر سے ریاضت و مجاہدہ اور شرر سے شعلہ محبت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ شاید حقیقی کا قرب اُسوقت حاصل ہو سکتا ہے کہ پہلے سالک ریاضت کی آگ مین جل چکا ہو۔

چون توئی تو ہنوز از تو نرفت ‌‌ ‌ سوختن باید ترا از نار تفت

ترجمہ چونکہ تجھین ہے انانیت ابہی ‌ ‌ چاہیئے جلنا بہتجھے اے مدعی

شرح اتوئی بمعنے تخصیص وتعین خاص وخودی وانانیت ہے یعنے صاحب مکان نے یہ کہا کہ اے شخص چونکہ ابتک تیری انانیت اورخودی تجہہ مین سے نہین گئی اسلیئے بہتجھے ہجر کی تیز اگ مین جلنا چاہیئے جب فراق کی اگ جلاکر پختہ کردیگی تب تو اس گھر (مقام قرب) مین داخل ہونے کے قابل ہوگا۔

رفت آن مسکین وسالے در سفر ‌ ‌ در فراق دوست سوزید از شرر

ترجمہ چلدیا۔ اک سال تک پہلتا رہا ‌ ‌ سوز ہجر یار سے جلتا رہا

شرح یعنے دروازہ کہٹکہٹانے والا صاحب مکان کے جہڑکدینے کے باعث اُسکی ملاقات سے محروم و مایوس ہوکر چلاگیا۔ اور ایک سال تک سفر مین رہکر اپنے دوست کے فراق مین ہجر کی آگ سے جلتا رہا۔ اور اس آگ نے اُسے پختہ کردیا۔ باطنی معنون کو ظاہری پر قیاس کرلیجے۔

پختہ گشت آن سوختہ پس باز گشت ‌ ‌ باز گرد خانۂ انباز گشت

ترجمہ ہوگیا جب پختہ پہر آیا وہین ‌ ‌ یعنے گرد خانۂ یار مکین

شرح یعنے وہ محروم الوصال سال بہر کے بعد پختہ ہوکر پہر اُسی دوست کے گھر پہنچا۔ اور پہر دروازہ جا کہٹکہٹایا انباز بمعنے شریک سے مراد وہی دوست ہے جسنے پہلے دروازہ نہین کہولا تہا۔

حلقہ زد بر در بصد ترس وادب ‌ ‌ تا بنجہد بے ادب لفظے زلب

ترجمہ ڈر سے ڈرتے در پہ دستک اُسنے دی ‌ ‌ تا نہ نکلے منہ سے کچہ اچھی بُری

شرح یعنے سال بہر کے بعد واپس آکر اُس بیچارہ نے نہایت خوف وادب کے ساتہ اُس قدیم دوست کے دروازہ کی زنجیر کہٹکہٹائی اور یہ ادب اسلیئے تہا کہ کہین زبان سے خلاف ادب کوئی لفظ نہ نکلجائے۔

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آن ‌ ‌ گفت بر در ہم توئی اے دلستان

ترجمہ یار بولا۔ کون ہے اے مہربان ‌ ‌ یہ کہا اُسنے توئی ہے میری جان

شرح یعنے زنجیر کا کہٹکا سنکر صاحب مکان نے گھر مین سے آواز دی کہ دروازہ پر کون ہے اُس آنیوالے یار نے (جو پہلے **مین ہون** کہنے کے باعث محروم ہوکر چلا گیا تہا) اس مرتبہ یہہ جواب دیا۔ کہ اے دوست جسطرح گھر مین تو ہے اسیطرح دروازہ پر بہی تو ہی ہے۔ مین نہین ہون۔ مطلب یہ کہ مینے اپنے وجود کو تیری ذات مین فنا کرکے دوئی کو چہوڑ دیا ہے اب یہ حال ہے کہ ع نظر آتے ہو زمانے مین تمہین تم مجکو مطلب یہ کہ اب دوئی کا نقشہ مٹگیا ہے اور ہر طرف وحدت ہی وحدت کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

گفت اکنون چون منی اے من درآ | نیست گنجائی دو من در یک سرا

ترجمہ: بولا وہ اب اندر آ اے نیک خو | اک مکان میں کب سما سکتے ہیں دو

شرح لفظ منی بمعنے من ہستی ہیں یائے خطاب ہے یعنے **فانی بمن ہستی** اور علے ہذا القیاس **اے من** بمعنے **اے فانی بمن** ہے اور گنجائی بمعنے گنجایش ہے یعنے صاحب مکان نے آنیوالے سے **بر در ہم توئی** سنکر یہ کہا کہ اے شخص اب تو میری ذات میں فنا ہو گیا ہے اے مجھ میں فنا ہو جانے والے۔ میں تیرے لیئے دروازہ کھولتا ہوں۔ اندر آجا۔ یعنے مقام قرب میں داخل ہو اسوقت تو ہمارا تقرب حاصل کر سکتا ہے کیونکہ خانۂ وحدت میں دو مدعیان من کی گنجایش نہیں ہے یعنے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے ہوتے تو بھی انانیت کا دعوے کرسکے اس سے پہلے تو مدعی انانیت تہا اسلیئے ہمنے اندر آنے کی اجازت نہیں دی تہی۔

چون یکے باشد ہمہ نبود دوئی | ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی

ترجمہ: ہو گئے جب ایک پہر کیسی دوئی | ہو گئی معدوم مائی و توئی

شرح اگر لفظ یکے کو بیائے معروف مصدری (بمعنے ایک ہونا) لیاجائے تو برعایت لفظ **دوئی** نہایت مناسب ہے اور اگر یکے بیائے مجہول (بمعنے ایک) ہے تو بہی معنے درست ہیں۔ یعنے جبکہ یکتائی ہو گئی یا صرف ایک ہی ایک رہگیا تو دوئی جاتی رہی اور **من و تو** کی تمیز بالکل مرتفع ہو گئی۔ اور وحدت حقیقی جلوہ گر ہونے لگی اس قصہ کے باطنی نتیجہ کو ہم اشارۃً پہلے بیان کر چکے ہیں یعنے جو شخص انانیت اور خودی کا مدعی ہوتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود کیا جاتا ہے اور جو فنافی اللہ ہو جاتا ہے وہ مقام قرب خاص میں داخل ہو جاتا ہے

نیست سوزن را سر رشتہ دوتا | چونکہ یکتائی درین سوزن درآ

ترجمہ: ایک سوزن اور دو تاگے یہ کیا | تو ہے گر یکتا تو اس سوزن میں آ

شرح یعنے سوئی کے لیے تاگے کے دو سرے نہیں ہوتے کیونکہ اسکا روزن ایک ہے اگر تاگے کے دو سرے ہونگے تو داخل روزن نہو سکینگے ہان جب دونو سرے بٹنے سے ایک ہو جائینگے۔ تو داخل ہونا ممکن ہے یہی حال سالک کا ہے جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے اپنے وجود فانی کو فنا کر کے مرتبۂ بقا حاصل نہ کریگا پہر وحدت ہاتھہ نہ آئیگا دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تو یکتا یعنے فنافی الذات ہے تو اس سوئی (مقام وحدت) میں داخل ہو جا اسوقت کوئی شئے مانع وصول مرتبۂ وحدت نہو گی۔ سوئی تاگے کی مثال مضمون گزشتہ کی تمثیل ہے بطور تفہیم

رشتہ را با سوزن آمد ارتباط | نیست در خور با جمل سم الخیاط

ترجمہ: گو ہے رشتہ کو سوئی سے ارتباط | ہے شتر کب لائق سم الخیاط

شرح یعنے تاگے کو سوئی سے علاقہ ضرور ہے لیکن سوئی کا چھید اس قابل نہین ہوتا ہے کہ اُسمین اونٹ داخل ہوسکے اسیطرح طالب کو ذات واحد سے کچھ علاقہ تو ہے لیکن یہ اپنے وجود کثیف کے باعث جو مانند جمل ہے داخل سوزن نہین ہوسکتا جمل بمعنے اونٹ کنایہ وجود کثیف اور سم الخیاط (سوئی کا ناکا) کنایہ ذات مطلق ہے قرآن مجید مین ہے اِنَّ الَّذِینَ کَذَّبُوا بِآیٰتِنَا تا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ - یعنے جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور اُنسے تکبر کیا اُنکے لیئے آسمان کے دروازے نہ کہولے جائینگے یعنے اُنکی روح کو عروج معنوی حاصل نہو گا - اور اُنکا جنت مین داخل ہونا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ کا داخل ہونا۔

	کے شود باریک ہستی جمل	جز بمقراض ریاضات و عمل
ترجمہ	کب ہوی باریک ہستی جمل	غیر مقراض ریاضات و عمل

شرح یعنے تیرے وجود کثیف کا اونٹ باریک یعنے لطیف ہو کر سوزن وحدت مین داخل ہونیکے لائق ہرگز نہین ہوسکتا - جب تک تو ریاضت اور مجاہدہ اور اعمال نیک کی قینچی سے کتر کتر کے اُسے باریک یعنے معدوم نہ کردے یعنے خدا کی راہ مین تکلیفین نہ اُٹھائے کیونکہ مرتبۂ وحدت اُنہین کو حاصل ہوتا ہے جو فنافی الذات ہوجاتے ہین اور لذات جسمانی کو ترک کر کے جسم کو فنا کر دیتے ہین۔

	دست حق باید مر آن را اے فلان	کو بود بر ہر محالے کن فکان
ترجمہ	دست حق مین ہے یہ قدرت مہربان	کیونکہ ہے فرمان اُسکا کن فکان

شرح پہلے شعر مین مولانا قدس سرہ نے گو یا آیت یَلِجَ الْجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِیَاطِ کے باطنی معنے بیان فرما کر اسطرف اشارہ کیا تہا کہ جمل ہستی (وجود کثیف کا اونٹ) بلا ریاضت و مجاہدہ داخل ذات نہین ہوسکتا - مگر اب ظاہری تحقیق کی رو سے یہ فرماتے ہین کہ دست قدرت الٰہی اونٹ کو باوجود اسقدر جسیم ہونے کے سوئی مین داخل کرسکتا ہے کیونکہ وہ بیشک ایسی اشیا کے پیدا کرنے پر قادر ہے جو عقل کے نزدیک محال ہون - محالات کو موجود کرنے کے لیئے دست قدرت چاہیئے جو جمیع محالات کے ایجاد پر قادر ہے اور اُنکو امر کن سے پیدا کرسکتا ہے کن فکان بمعنے قادر و مصداق کن فکان ہے اور را آخر کی ضمیر مضمون شعر سابق یعنے سوئی کے ناکے مین اونٹ کے داخل ہونے کی طرف ہے - باطنی طور پر اس شعر کے دوسرے یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ صاحبان وجود کثیف کے لیئے دست قدرت الٰہی چاہیئے جو اُنکو فنافی الذات کرسکتا ہے - اگرچہ یہ امر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کا دست قدرت ہر محال شے پر قادر اور کل محالات کا موجد ہے اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے خدا کا حکم انیا زبردست ہے کہ جب وہ کسی شے کی ایجاد کا ارادہ کرتا ہے تو صرف لفظ کُن فرما دیتا ہے وہ شے فی الفور عالم وجود مین آجاتی ہے اور اُسیوقت خدا کے حکم سے موجود ہوجاتی ہے۔

ہر محال از دست او ممکن شود ‏ ‏ ہر حرون از بیم او ساکن شود

ترجمہ — اُس سے ہو جاتا ہے ممکن ہر محال ‏ ‏ دہیمے پڑ جائیں نہ سرکش کیا مجال

شرح یعنے خدا کا ہاتھ (قدرت الٰہی) ہر محال کو ممکن کر دیتا ہے اور ہر سرکش جانور اُسکے حکم اور خوف جبروتی سے دہیما اور مطیع انسان ہے یا یہ معنے ہیں کہ نفس سرکش یعنے امارہ اسکے خوف اور حکم سے ملہمہ اور مطمئنہ اور مطیع اولیا ہوتا جاتا ہے۔ حرون سرکش جانور کو کہتے ہیں جو مشکل قابو میں آئے۔ اس صورت میں مصرع دیگر اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ یعنے ہمنے جانوروں کو آدمیوں کا تابع فرمان بنا دیا ہے بعض جانور اُنکی سواریاں ہیں اور بعض اُنکے کہانے کے کام آتے ہیں۔

اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز ‏ ‏ لرزہ گردد از فسون آں عزیز

ترجمہ — کوڑہی اندہا کیا ہے مردہ ہو اگر ‏ ‏ جی اُٹھے گا ایک کُن سے سربسر

شرح اکمہ عربی میں مادر زاد اندہے اور ابرص کوڑہی کو کہتے ہیں۔ لرزہ سے حرکت اور فسون بمعنے دم یا سخن سے کلمہ کُن مراد ہے اور عزیز خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کا اسم صفت ہے مطلب یہ کہ مادر زاد اندہے اور کوڑہی کا اچہا ہونا کیا چیز ہے اُس قادر عزیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردہ بہی حرکت کرنے لگتا ہے اور اُسمیں جان پڑ جاتی ہے۔ دوسرے معنے یہ بہی ہو سکتے ہیں کہ آں عزیز سے حضرت عیسے اور فسون سے انفاس رحمانی و الہام ربانی یعنے دم عیسوی مراد ہو۔ یعنے حضرت عیسے جو مُردہ کو زندہ کرتے تہے یہ اُنکی ذاتی طاقت نہ تہی بلکہ خدا ہی کے حکم سے ایسا ہوتا تہا۔

آں عدم کز مُردہ مردہ تر بود ‏ ‏ در کف ایجاد او مضطر بود

ترجمہ — اور مردہ سے بہی مُردہ ہے عدم ‏ ‏ تابع فرمان حق ہے دمبدم

شرح اس شعر میں مضمون گزشتہ کو پہلے شعر سے ترقی دیگئی ہے یعنے پہلے یہ کہا گیا تہا کہ اندہے اور کوڑہی کو اچہا کرنا مُردہ کو زندہ کرنے کی بہ نسبت سہل ہے اور اب یہ فرماتے ہیں کہ مردہ کو زندہ کرنا بہی بہ نسبت اس بات کے سہل ہے کہ عدم جو مُردہ سے زیادہ مردہ ہے اُسکی دست ایجاد کا مسخر اور اُسکا حکم بجا لانے پر مجبور ہے مردہ کا قالب صحیح و سالم موجود ہوتا ہے فقط اُسمیں روح نہیں ہوتی مگر روح کا گہر بنا ہوا ہے پہر اُسمیں روح کا داخل کر دینا اس بات کے مقابلہ میں آسان ہے کہ عدم کو جسکے وجود کا اثر مطلق نہیں ہے موجود کر دیا

کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بخوان ‏ ‏ مرو را بے کار و بے فعلے مدان

ترجمہ — ہے وہ ہر لحظہ نئی اک شان میں ‏ ‏ وہ نہیں بیکار پڑہ قرآن میں

شرح یعنے اے شخص سورۂ رحمان میں اس آیت کو پڑہ کُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنے اللہ تعالیٰ ہر دن ایک نئی

شان مین ہے یعنے جو باتین وہ ازل مین مقرر کر چکا ہے مثلاً زندہ کرنا۔ مارڈالنا۔ عزت دینی۔ ذلت دینی نیکی بدی وغیرہ ان تمام باتون کو اُسکے مقررہ وقتون پر اپنے حکم سے ظاہر کرتا رہتا ہے اسکا مطلب تو اُس فعّالٌ لّمَا یُرِید کو بے کار و بے شغل یعنے نعوذ باللہ معطل نسمجھ۔ زمانہ مین جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب اُسیکے حکم کا اثر ہے۔ وہ ڈرنیوالون کو نجات طاعت کرنے والون کو قوت عبادت۔ مومنون کو پناہ محبون کو مرتبہ وصول مشتاقونکو اُلفت عاشقون کو وصال عارفون کو مشاہدہ توحید پر مٹجانے والون کو مقام فنافی اللذات دنیا پرستون کو غفلت غافلون کو خواہشات دنیوی مین لذت نیک کارون کو اُنکی اُجرت مرحمت فرماتا رہتا ہے مطلب یہ کہ اُسکی تجلیون اور اُسکی شان کی کچھ انتہا نہین ہے۔ بلکہ وہ ہر روز اور ہر لحظہ نئی شان مین ہے۔

	کمترین کارش بہر روز آن بود	کو سہ لشکر را روانہ مے کند
ترجمہ	اُسکا کمتر کام ہے یہ روز کا	تین لشکر بھیجدیتا ہے خدا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے لطیف اور قابل غور افعال تو ہماری سمجھ سے باہر ہین لیکن ادنے درجہ کی موٹی سے بات یہ ہے کہ وہ ہر روز تین طرح کے لشکر روانہ کرتا رہتا ہے اِن لشکرون کی شرح آیندہ شعرون مین ہے۔

	لشکرے ز اصلاب سوئے اُمّہات	بہر آن تا در رحم روید نبات
ترجمہ	ایک لشکر پشت سے سوئے شکم	تاکہ بچون کا محافظ ہو رحم

شرح یعنے اللہ تعالےٰ ہر روز ایک لشکر کو باپون کی پشت سے ماؤن کے رحم کی طرف اسلیئے بھیجتا ہے کہ رحم مین نبات اُگے۔ یعنے اولاد کی روئیدگی ہو بچون کے پیدا ہونے کی اُمیدین بندہی ہین۔

	لشکرے ز ارحام سوئے خاکدان	تا ز نرّ و مادہ پُر گردد جہان
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے سوئے خاکدان	تا نر و مادہ سے پُر ہو یہ جہان

شرح یعنے اللہ تعالےٰ اپنے دوسرے لشکر کو ماؤن کے پیٹ سے نکالکر خاکدان زمین یا دنیا مین اسلیئے بھیجتا ہے کہ نر و مادہ سے جہان پُر ہو جائے اور دنیا کا سلسلہ قیامت تک اسیطرح قایم رہے جسطرح اسوقت قایم ہے

	لشکرے از خاکدان سوے اجل	تا ببیند ہر کسے حسن عمل
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے پھر سوے اجل	دیکھہ لے تا ہر بشر حسن عمل

شرح یعنے اللہ تعالےٰ تیسرے لشکر کو دنیا سے نکالکر اسلیئے موت کی طرف بھیجتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے نیک و بدعمل کا نتیجہ دیکھہ لے۔ یہ تینون لشکر روانہ ہوتے رہتے ہین اور اسلیئے اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی شان نظر آتی ہے

	باز بیشک پیش ازانہا مے رسد	آنچہ از حق پیش جانہا مے رسد
ترجمہ	اُسنے پہلے جا پہنچتا ہے ضرور	حق کی جانب سے سوے ہر جان شعور

	وانچہ از جانہا بدلہا مے رسد	وانچہ از دلہا بہ گلہا مے رسد	
ترجمہ	جان سے ہے جو روان دل کی طرف	اور جو دل سے ہے روان گل کی طرف	

شرح یہ دو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اکثر مثنویون مین نہین پائے جاتے اسلیئے بعض نے ملحقات مین سے کہا ہے مگر انکا مطلب یہ ہے کہ مخاطب جب تو یہ جان چکا ہے کہ اللہ تعالے کے یہ تین لشکر ہر روز بلکہ ہر دم اپنے اپنے منزل کے طرف روانہ ہوتے رہتے ہین تو یہ بھی جان لے کہ جو کچھ اللہ تعالے کی طرف سے جان کی طرف اور جان کی طرف سے دل کی طرف اور دل کی طرف سے بدن کی طرف پہنچتا ہے یہ اُن لشکرون سے پہلے چلتا ہے اور گویا اُنکا مقدمہ ہے۔ پہلا مصرع خبر مقدم ہے اور اسکے بعد کے تینون مصرعے مبتدائے مؤخر از انہا کا اشارہ لشکرون کی طرف ہے اور آنچہ سے مراد محبت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان لشکرون سے پہلے عورت کی محبت اللہ تعالے کیطرف سے پہنچتی ہے کیونکہ ہم یہ پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ محبت زن محبت حق کا عکس ہے پھر یہ محبت روح سے دل کی طرف جاتی ہے اور دل مین حرکت جماع پیدا ہوتی ہے پھر دل کی محبت اور حرکت کا اثر بدن پر پڑتا ہے چنانچہ اطبا نے تشریح کی ہے۔ کہ حرکت جماع دل سے پیدا ہوکر مرد و زن کے تمام اعضا مین سرایت کرتی ہے۔ اور ایک ایک عضو اسکے لیے بیقرار ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ مرد و عورت اور تمام نر و مادہ جماع کے مشتاق ہین۔ اگر یہ محبت خداداد نہو تو دل مین اثر نہو اور جماع ہرگز وقوع مین نہ آسکے یہ بھی اُسکی ایک شان ہے کہ ان لشکرون کے پیدا کرنے کے لیئے مرد و زن کو باہم محبت عطا فرما رکھی ہے **فائدہ** گویا مولانا نے یہان ایک نیا مسئلہ بیان فرمایا ہے یعنے ان لشکرون کا بادشاہ تو اللہ تعالے ہی ہے مگر ایک چیز سپہ سالار لشکر بھی ہے جسکو محبت کہتے ہین۔ اور جسکے باعث بعد اختلاط نر و مادہ یہ لشکر پیدا ہوتے ہین۔

	اینت لشکرہائے حق بے حد و مر	از پے این گفت ذکرے للبشر	
ترجمہ	ہین یہ اُس خالق کے لشکر بے سبہر	اسیلئے آیا ہے ذکرے للبشر	

شرح - مر بمعنے عدد پہنچا ہے اہل بان جب کسی چیز کو پچاس تک گنتے ہین تو کہا کرتے ہین کہ یہ ایک مر ہوا۔ علیٰ ہذا القیاس سو کو دو مر بولتے ہین عربی مین مر بمعنے رسیدن و رفتن ہے لیکن یہان یہ لفظ فارسی ہے بمعنے مطلق عدد مطلب یہ کہ اسیطرح خدا کے لشکر بحد بیشمار ہین اور اسیلئے اللہ تعالے سورہ مدثر مین فرماتا ہے کہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنے خدا کے لشکرون کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہین جانتا اور یہ سورہ مدثر جسمین دوزخ کے فرشتون کی تعداد انیس بیان کی گئی ہے۔ آدمیون کے لیئے نصیحت ہے اس سے کوئی عدد معین مراد نہین ہے یعنے یہ مطلب نہین کہ دوزخ کے فرشتے صرف انیس ہی ہین بلکہ اس سے مراد کثرت ہے کیونکہ خدا کے لشکرون کی کوئی انتہا اور تعداد نہین ہے۔

خواندن آن یار خود را پس از تربیت یافتن

ترجمہ: اس صاحب مکان دوست کا اپنے دوست کو تربیت کے بعد گھر مین بلا لینا

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من ۔ نے مخالف چون گل و خار چمن

ترجمہ: یار بولا ۔ اندر آ ۔ اے جانِ من ۔ ہم نہین مثل گل و خار چمن

شرح لفظ جملہ من بمعنے سراسر فانی ذات من رہے ہے یعنے جب اس یار نے سفر سے واپس آ کر صاحب مکان کا دروازہ کھٹکھٹاتے وقت بر در ہم توئی کہا تو صاحبِ مکان نے یہ جواب دیا کہ اے سراسر میری ذات مین فنا ہو جانے والے اندر آ جا ۔ اب مجھہ مین تجھہ مین باہم ایسی مغایرت ومخالفت یا دوئی نہین رہی جیسی کہ خار و گل مین ہوا کرتی ہے بلکہ باغ معنی مین وحدت کا پھول کھل گیا ہے اور دوئی کا کانٹا بالکل نکل گیا ہے ۔ یعنے اے شخص گو باعتبار تشخص وتعین تو مجھسے الگ ہے اور مین تجھسے جدا ہون لیکن باعتبار معنے مرتبۂ وحدت نے تجھے اور مجھے من تو شدم تو من شدی کا مصداق بنا دیا ہے ۔ مطلب یہ کہ وجود فانی کے چھوڑ دینے والے کو اللہ تعالے نے مرتبۂ وصال حقیقی عنایت فرما دیا ۔ اور طالب ومطلوب مین جو دوئی کا پردہ حائل تھا بالکل اٹھہ گیا ۔

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنون ۔ گر دو تا بینی حروف کاف ونون

ترجمہ: ایک رشتہ ہو گیا ہے نیک خو ۔ گرچہ ہین ظاہر مین کاف ونون دو

شرح غلط بمعنے خطا کردن در سخن ۔ و بمعنے غلط کنندہ و غلط کردہ اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے اے طالب حق اب رشتہ دوئی ایک ہو گیا ہے اور تو نے جو دعوے انانیت کے باعث خطا کی تھی وہ گم ہو گئی ہے مٹ گئی ہے یا کم ہو گئی یعنے بالکل معدوم ہو گئی ہے کیونکہ اہل زبان لفظ کم کو بمعنے لاشے ہی لیتے ہین ۔ دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے یعنے اے طالب اب ہم مین مرتبۂ عین وحدت ظاہر ہو گیا ہے اگرچہ باعتبار تعین وتشخص مغایرت باقی ہے جو وحدت کو نقصان نہین پہنچا سکتی ۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ حروف کاف ونون یعنے کلمۂ کن ۔ اگرچہ یہ حرف باعتبار صورت ظاہر دو ہین ۔ مگر باعتبار معنے ایک چیز ہے کیونکہ انکا اثر یعنے معدوم کو موجود کر دینا ایک شے ہے ۔

کاف ونون ہمچون کمند آمد جذوب ۔ تا کشاند مر عدم را در خطوب

ترجمہ: کھینچتے ہین کاف ونون مثل کمند ۔ جملہ معدومات کو اے ہوشمند

شرح جذوب صیغۂ مبالغہ ہے بمعنے کھینچنے والا ۔ اور خطوب جمع خطب ہے بمعنے کارہائے بزرگ وشانہائے عظیم یعنے کلمۂ کن نے عرش وکرسی لوح وقلم زمین وآسمان انسان وحیوان نباتات وجمادات ۔ ارواح وعقول ونفوس اور جن وپری وغیرہم کو عدم سے کھینچکر بہت سے بڑے بڑے کامون مین لگا دیا ہے اور تمام معدومات کو موجود کر دیا ہے بس تو ایجاد کا اثر کاف ونون دونون کے مجموعہ مین ہے اور یہ دو حرف باعتبار صورت در

ہوا کرین مگر باعتبار اثر معنوی ایک ہین۔

ترجمہ		
	پس دوتا باشد کمند اندر صور	گرچہ یکتا باشد آن دو در اثر
ترجمہ	گو دوتا ہوتی ہے ظاہر مین کمند	پر اثر مین ایک ہے اے ہوشمند

شرح یعنے کمند بطور ظاہر مضبوط ہونے کے لیئے دونہ ہوا کرتی ہے اگرچہ اُن دونون ہتون کا اثر اور فعل (کسی چیز کو کہینچ لینا) ایک ہی ہے اِسیطرح کمند کاف و نون یعنے کلمہ کن کا اثر ایک ہے اگرچہ حرف دو ہین یہ شعر سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم۔ یعنے زیادہ وضاحت کے لیئے مثال دیکر مضمون گزشتہ کو سمجہایا گیا ہے۔

	گر دو پا گر چار پا رہ را برد	ہمچو مقراض دو پا یکتا بُرد
ترجمہ	راہ روگے دو ہون یا ہون چار پانو	ایک قینچی کی طرح ہے یار پانو

شرح یہ شعر اُسی مضمون کی دوسری تمثیل ہے پہلے مصرع مین بَرَد بفتح الباء بردن سے اور دوسرے مین بضم الباء بُریدن سے مشتق ہے یعنے اگرچہ کسیکے دو پانو اور کسی کے چار پانو رستہ چلتے ہین مگر چونکہ پانو کا فعل (رستہ چلنا) ایک شے ہے اسلیئے پانو باعتبار ظاہر دو ہون یا چار لیکن باعتبار معنی گویا ایک شے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے قینچی اگرچہ اُسکے دو پہل ہوتے ہین مگر چونکہ دونو کا فعل اور اثر (قطع کرنا) ایک ہے اسلیئے باعتبار معنی دونو پہل گویا ایک شے ہین بعض نسخون مین دوتا یکتا بُرد ہے اور بعض قلمی نسخون مین دونو مصرعون مین بُرد بضم الباء ہے اور پہلے مصرع مین راہ بریدن بمعنے قطع کردن راہ ہے اور ماحصل تمام نسخون کا ایک ہے۔ نتیجہ تمثیلات یہ ہے کہ فانی فی اللہ مین اگرچہ باعتبار ظاہر مغائرت ہوتی ہے مگر باعتبار معنے وہ عین وحدت کا مظہر ہوجاتا ہے۔

	آن دو انباز ان گازر را ببین	ہست در ظاہر خلافے زان و زین
ترجمہ	ملکے دو دہوبی جو کپڑے دہوتے ہین	حسب ظاہر وہ مخالف ہوتے ہین

شرح اِسی مضمون کی تیسری مثال چار شعر کے ایک قطعہ مین بیان کی گئی ہے۔ اور انباز ان گازر مین اضافت صفت بسوے موصوف ہے یعنے المخاطب تو کم از کم دو ایسے دہوبیون کو دیکہہ جو کپڑے دہونے مین باہم انباز یعنے شریک فعل ہین کہ اُن دونون مین حسب ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے اُسکی طرف سے اِسکی مخالفت کیجاتی ہے اور اِسکی طرف سے اُسکا خلاف ہوتا ہے۔ اس ظاہری مخالفت کا بیان آیندہ شعرون مین ہے

	آن یکے کرباس در جو مے زند	وان دگر انباز خشکش مے زند
ترجمہ	ایک پانی مین اُنہین کرتا ہے تر	دوسرا کرتا ہے خشک اے پُر ہنر

شرح یہ اُن دونو دہوبیون کی مخالفت کا بیان ہے یعنے المخاطب اسپر غور کر کہ اُن دو مین سے ایک دہوبی کپڑون کو نہر مین غوطے دیتا ہے کہنگالتا ہے اور دوسرا نہر مین سے نکالکر خشک کردیتا ہے یہ بطور ظاہر مخالفت ہے

	بازاو آن خشک را تر مے کند	گو نیا از استیزہ بر ضد مے تند
ترجمہ	کرد با کرتا ہے تر وہ خشک کو	دو نو ظاہر مین ہیں گو یا جنگجو

شرح یعنے وہ پہلا دہوبی جو کپڑون کو نہر مین غوطے دے رہا ہے دوسرے دہوبی کے سوکہائے ہوئے کپڑون کو پہر غوطے دیکر تر کر دیتا ہے اور سوکہانے والا پہر سکہا دیتا ہے تو گویا از روے مخالفت باہم ایکدوسرے کی ضد پر تنا ہوا ہے وُہ اِسکے فعل کا مخالف ہے اور یہ اُسکے۔

	لیک آن دو ضدِّ استیزہ نما	یکدل و یک کار باشند اے فتا
ترجمہ	گو بظاہر برسر پیکار ہین	فی الحقیقت یکدل و یک کار ہین

شرح یعنے باوجود اس ظاہری مخالفت کے وہ دونو دہوبی جو باہم ایک دوسرے کی ضد کر رہے ہین اور بظاہر ہیبون کو اڑتے نظر آرہے ہین باعتبار معنے یکدل و یک کار یعنے ایک دوسرے کے موافق ہین اور ایک ہی کام مین شریک ہین کیونکہ ایک دہوبی کے کپڑون کو نہر مین غوطہ دینے اور دوسرے کی دہوپ مین سکہانے سے دونو نکا مطلب ایک یعنے کپڑون کو سفید کر دینا ہے۔ اسیطرح عاشقان الٰہی (خواہ وہ کسی پیغمبر کی اُمت اور کسی مرشد کامل کے مرید ہون) باعتبار تعینات جُدا جُدا ہین مگر باعتبار فنا سب کے سب متحد اور مرتبۂ احدیت یعنے مقام وصال مین متمکن ہین۔ اور اس لحاظ سے سب متحد ہین۔

	ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست	لیک تا حق مے برد جملہ یکیست
ترجمہ	خاصگان حق کی راہین ہین جدا	ایک ہین لیجاتی ہین حب تا خدا

شرح یعنے گو باعتبار فروع ہر پیغمبر کا مذہب جُدا اور ہر ولی کا مسلک الگ ہے لیکن چونکہ یہ تمام مذاہب و مسالک خدا تک پہنچا دیتے ہین اسلیئے باعتبار اصول و معنی سب کے سب ایک ہین یہ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے

	روے در کشیدن سخن از ملالت مستمعان
ترجمہ	سُننے والون کے ملول یا غافل ہونے کے باعث کہنے والیکا نصیحت و اسرار کی باتون سے خاموش ہو جانا

شرح پہلے شعر مین بیان کیا گیا تہا کہ ہر نبی اور ہر ولی کا مسلک حق کی طرف جاتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انبیا کی اُمت اور اولیاء کے مرید بہی اگر اُنہی کے مسلک پر چلین گے تو اُنکا راستہ بہی واصل الی اللہ ہو گا لیکن جبکہ یہ طالبین انبیا و اولیا کے ارشادات اور ہدایتین سُننے سے ملول یا غافل ہو جاینگے اور سُستی کرینگے تو وہ بہی اپنے ناطقہ اور ارشادات کو بند کر لینگے چنانچہ مولانا اُسی مضمون کی تصریح ایک تمثیل مین کرتے ہین۔

	چونکہ جمع مستمع را خواب برد	سنگہائے آسیا را آب برد
ترجمہ	سُننے والون پر جو غالب خواب تہا	آب سنگ آسیا کو لیگیا

شرح سنگہائے آسیا رنجکی کے پتھرون سے انبیا علیہم السلام کے جواہر ارشادات اور اولیاء اللہ کے رشک گوہر ملفوظات مراد ہین۔ ملفوظات کو یا تو اسلیئے پتھرون سے تشبیہ دیگئی ہے کہ اس مضمون کو پنچکی اور نہر کے پانی سے تمثیل دینی منظور تھی یا اسلیئے کہ انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو مومنون کے نزدیک سچے موتیون سے زیادہ قیمتی ہین منکرون اور اہل غفلت کے حق مین پتھر سے زیادہ سخت اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہین اور آب سے مراد فیضان قوت ناطقہ ہے جو مانند آبحیات ہے یعنے جب سامعین پر خواب غفلت طاری ہوگیا تو کہنے والون (انبیا و اولیا) کی قوت ناطقہ جو ہر ارشادات کو بہا لیگئی۔ یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو نفع رسانی مین بمنزلہ سنگ آسیا تھے غافل طالبین سے چھن گئے اور اُنکی قوت ناطقہ غافلون کو ہدایت کرنے کا دروازہ بند کرکے اللہ تعالے سے ہمکلامی مین مصروف ہوگئی فائدہ جسطرح ان اشعار مین کہنے والے سے انبیا و اولیا اور سنگ آسیا سے اُنکے کلمات مراد لیے گئے ہین اسیطرح گوینده سے مولانا قدس سرہ اور سنگ آسیا سے اُنکا کلام یعنے یہ مثنوی بھی مراد ہوسکتی ہے۔

	رفتن این آب فوق آسیاست	رفتنش در آسیا بہر شماست
ترجمہ	ہے جگہ پانی کی چکی سے پرے	آسیا مین ہے تمہارے واسطے
	چون شمارا حاجت طاحون نماند	آب را در جوے اصلی باز راند
ترجمہ	بے ضرورت ہو جو چکی شہر مین	جار ہے گا اُسکا پانی نہر مین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے قاعدہ یہ ہے کہ پانی پنچکی سے اوپر بہا کرتا ہے اُسکا پنچکی مین آنا صرف تمہارے فائدے یعنے آٹا پیسنے کے لیئے ہے اسلیئے جب آٹا پیسنے کی ضرورت نہین رہتی تو پنچکی والا پانی کو اصل نہر کی طرف چھوڑ دیتا ہے علے ہذا القیاس انبیا و اولیا کے ناطقہ کا آبحیات مرتبہ مین نصیحت و ارشاد سے بہت بالا تر ہے کیونکہ اُنکا نطق عالم ملکوت سے ہمکلامی کے قابل ہے نہ کہ عالم ناسوت سے مکالمت کی لایق تمام انبیا و اولیا اپنے مرتبہ سے تنزل کرکے اپنی ناطقہ کا پانی دے کر لوگون کے فائدہ کے لیئے ارشادات کی پنچکی چلایا کرتے ہین تاکہ طالبین کو معانی اور معرفت کا باریک میدہ حاصل ہوتا رہے مگر جبکہ لوگون کو اپنے غفلت کے باعث پنچکی ہی کی ضرورت نہین رہتی یعنے اہل غفلت ارشادات سے فائدہ اُٹھانا ہی نہین چاہتے تو انبیا و اولیا بھی اپنے ناطقہ کے پانی کو اصلی نہر مین چھوڑ دیتے ہین یعنے بندون سے ہمکلامی کو منقطع کرکے اللہ تعالے کی ہمکلامی مین مصروف ہو جاتے ہین۔ اور لوگون سے بے پروائی ظاہر کرتے ہین۔

	ناطقہ سوے دہان تعلیم راست	ورنہ خود آن آب را جوے جداست
ترجمہ	ناطقہ ہے بہر تعلیم ہمارا	ورنہ اس پانی کی ندی ہے جدا

شرح آب سے وہی ناطقہ اور جوشِ خدا سے وہی ہمکلامی عالم ملکوت یا منبع روح و قلب مراد ہے یعنے ملکوت ناطقہ جوشنہ کی طرف آتی ہے اور آواز کا لباس پہنکر کانون کو فائدہ پہنچاتی ہے یہ فقط تمہاری تعلیم اور ہدایت وارشاد کے لیئے ہے اگر تمہین اپنی تعلیم منظور نہین تو یہ آب فیضان ناطقہ اپنی اصلی یا معنوی نہر یعنے ہمکلامی عالم ملکوت یا روح و قلب کی طرف چلا جائے گا یہ معنوی نہر اس ظاہری نہر ارشادات و ہدایات سے جدا ہے جس سے اہل غفلت ہرگز فیض یاب نہین ہو سکتے۔

	مے رود بے بانگ و بے تکرارہا	تحتہا الانہار تا گلزارہا
ترجمہ	پہر چلا جاتا ہے بے تکرار وہ	اور بہ پہنچ جاتا ہے تا گلزار وہ

شرح یعنے جب ارشادات انبیا اور ملفوظات اولیا کے سُننے سے لوگ غافل ہو جاتے ہین تو اُنکا آب ناطقہ بلا حرف و صوت اور بلا تکرار و حجت ہمکلامی الٰہی یا منبع روح و قلب کی طرف چلا جاتا ہے جو لوگون کی تعلیم سے مرتبہ مین نہایت بالاتر ہے کیونکہ نصیحت و ارشاد اور تعلیم مین حرف و تکرار اور حجت و آواز کی ضرورت ہوتی ہے اور معنوی ہمکلامی نہ حروف کی محتاج ہے نہ آواز اور حجت و تکرار کی اور اہل اللہ کا آب ناطقہ ایسا بڑا دریا ہے جسکے نیچے حقایق و معانی کے بہت سی نہرین جاری ہین جو گلزار حقیقت تک جاتی ہین۔ مگر افسوس غافل سامعین کو اُسکے قدر نہین ہے۔ مطلب یہ اگر تم اہل اللہ کے کلمات کو نہین سُنتے تو یہ اُس معنوی نہر مین چلے جائینگے جو بلا آواز و تکرار جاری ہے اِس نہر سے مراد الہام ربانی ہے کیونکہ اولیا کا کلام اُسی نہر سے جاری ہوا تہا اور بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اُسیکی طرف رجوع کر جائے گا۔

	اے خدا بنما تو جان را آن مقام	کاندران بیحرف مے روید کلام
ترجمہ	اے خدا جان کو دکہا دے وہ مقام	جسمین بے آواز اُگتا ہے کلام

شرح مقام سے مقام فنا فی الذات یا مقام الہام مراد ہے اِس مرتبہ مین پہنچکر اولیاء اللہ پر انفاس رحمانی اور کلام ربانی کا (جو حروف و آواز سے بالکل پاک ہے) ہمیشہ فیضان ہوتا رہتا ہے۔ اور یہان سے مولانا قدس سرہ نے حصول مرتبۂ فنا کے لیئے عام طالبین کے حق مین دعا مانگنی شروع کی ہے۔ یعنے اے خدا تو ہماری روحون کو وہ مقام فنا دکہا دے جس مقام مین بلا استعانت حروف و آواز کلام پیدا ہوتا ہے۔

	تا کہ سازد جان پاک از سر قدم	سوئے عرصۂ دور و پہنائے عدم
ترجمہ	جان اطہر تا کرے سر کو قدم	اور جائے سوے صحرائے عدم

شرح یعنے اے خدا ہمین مقام فنا فی الذات دکہا دے تا کہ ہماری روح فرط شوق مین سر کو قدم بنا کر فراخ میدان اور فضائے عدم (یعنے عالم علوی) کی طرف چل نکلے اور ہم اِس عالم تنگ (یعنے عالم سفلی) سے نجات پا جائین

تنگ ہے اور یہ تنگی اسلیئے ہے کہ یہ عالم ایک تنگ قید خانہ کی مانند ہے اس عالم کی مثال اوپر بیان ہو چکی ہے

	علت تنگی ست ترکیب و عدد		جانب ترکیب حسہا مے کشند
ترجمہ	باعث تنگی ہے ترکیب و عدد		کھینچتی ہے حس ادھر لے مستند

شرح یہ شعر عالم خیال اور عالم وجود اور عالم حس کے تنگ ہونے کی دلیل ہے اور لفظ عدد بمعنے تعدد ہے بمعنے متعدد و متعین ہونا اور مطلب شعر یہ ہے کہ عالم عدم کی بہ نسبت یہ تین عالم اسلیئے تنگ ہین کہ انمین ترکیب و تعدد موجود ہے اور ترکیب و تعدد تنگی کی علت ہے کیونکہ ترکیب اور تعدد ضرور کسی نہ کسی جگہ پہنچکر محدود ہونے والی چیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ محدود بہ نسبت غیر محدود کے تنگ ہوتا ہے چونکہ عالم خیال مین بہ نسبت عالم عدم اور عالم وجود مین بہ نسبت عالم خیال اور حس مین بہ نسبت وجود ترکیب و تعدد موجود ہے اسلیئے یہ تینون بہ نسبت یکدیگر تنگ ہین کیونکہ مرکب بہ نسبت بسیط تنگ اور اسکا محتاج ہوتا ہے مثلاً عدم بالکل بے قید ہے اور عالم مثال اس سے مرکب ہے اور چونکہ یہہ عالم من وجہ عدم اور من وجہ وجود ہے اسلیئے اس عالم مثال مین جو ایک قسم کا تعین پایا جاتا ہے اسی تعین کو تعدد کہتے ہین اور یہ مرتبہ عالم عدم سے دوسری شے ہے علیٰ ہذا القیاس عالم وجود اور عالم حس مین خیال سے زیادہ ترکیب و تعدد پایا جاتا ہے کیونکہ یہ دونو عالم عالم عدم اور مثال سے صادر اور مرکب ہین۔ اگر وہ نہوتے تو انکا وجود بھی نہوتا جسطرح بسیط کے نہونے سے مرکب کا وجود نہین ہوتا۔ اور چونکہ یہ دونو عالم بہ نسبت عالم عدم مرتبہ مین تیسری اور چوتھی شے مین اسلیئے انمین تعدد بکثرت پایا جاتا ہے خاصکر محسوسات مین ترکیب و تعدد سب سے زیادہ ہے جو چوتھے مرتبہ مین ہے کیونکہ حواس خواہ ظاہری ہون یا باطنی اہل حواس کو ترکیب و تعدد کی طرف کھینچتے ہین یعنے اہل حواس انہی اشیاء کو معلوم کرسکتے ہین جو مرکب یا متعدد و متعین ہون۔ دوسرا مصرع پہلے کی علت ہے یعنے عالم محسوسات مین ترکیب و تعدد کا پایا جانا اسلیئے تنگی کی علت ہے کہ حواس متعین اور محدود ہی شے سے متعلق ہوتے ہین

	زان سوئے حس عالم توحید دان		گر یکے خواہی بدانجانب بران
ترجمہ	عالم توحید ہے حس سے پرے		تو ہے گر طالب تو چل اس سے پرے

شرح یکے بیائے معروف و مجہول دونو طرح درست ہے اور بران صیغہ امر ہے مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا یعنے عالم توحید کو عالم حس سے اسطرف یعنے بہت پرے خیال کر اور اگر ایک کا طالب یا وحدت کا خواہان ہے تو حواس ظاہری و باطنی کو عالم محسوسات سے جدا کرکے عالم عدم اور توحید کی طرف ہانک دے

	امر کن یک فعل بود و نون و کاف		در سخن افتاد و معنی بود صاف
ترجمہ	امر کن اک فعل ہے اور نون و کاف		آپڑا ہے بات مین معنے ہین صاف

شرح یعنے امر کن (جو صیغۂ امر ہے) ایک فعل معنوی ہے جسکے معنے ایجاد معدوم کے ہین اور کاف و نون کی ترکیب لفظی ہے جسکو معنے مین کچھ دخل نہین **نکتہ** یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ عالم عدم جس سے باقی تین عالم صادر یا مرکب ہوئے ہین خود مرکب ہے (حالانکہ تم اسکو بلا ترکیب بسیط مان چکے ہو۔ کیونکہ عالم عدم جو موجد تمام عالم ہے کاف و نون یعنے کلمۂ کن سے مرکب ہے اور کلمہ کن خود کاف و نون دو حرفون سے ملکر بنا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کلمۂ کُن گو باعتبار لفظ مرکب ہے مگر باعتبار اثر و معنے دونون حرف متحد ہین کوئی کلمہ تعدد الفاظ کے باعث ایسی حالت مین کہ معنے متحد ہون مرکب نہین کہلاتا۔ کیونکہ یہ ظاہری مغایرت فی الواقع اتحاد معنوی ہے۔ اس شعر مین لفظ نون و کاف در سخن افتاد کا فاعل ہے یعنے گو نون کاف ہمارے تلفظ مین دو حرف بنکر واقع ہوئے ہین لیکن باعتبار معنے انکا اثر ایجاد معدوم ایک شے ہے شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ امر کن اللہ تعالے کا ایسا ایک فعلِ امر ہے جسکا بجا لانا ہر معدوم پر فرض ہے۔ اور اسکی معنے (وہی ایجاد معدوم) بالکل صاف اور ظاہر ہین لیکن بالفعل یہ دونو حرف محل گفتگو اور محل نزاع ہو گئے ہین۔ کیونکہ معتزلہ ان دونون کے منکر ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین کہ لفظ کُن کو ایجاد معدومات مین کچھ دخل نہین بلکہ کُن سرعت تکوین کا استعارہ ہے۔ یعنے یہ جو کلام اللہ مین کن فیکون واقع ہے۔ اس سے یہ مراد نہین کہ جب اللہ تعالے کُن کہتا ہے تب معدوم شے موجود ہوتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ جب وہ کسی فعل کو کرنا چاہتا ہے اسیوقت کر دیتا ہے اور بعض اس خاص لفظ کے مقر ہوئے ہین اور وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا طریقہ ایجاد معدومات مین اسی لفظ کے ساتھ جاری ہے اگرچہ وہ بغیر اس لفظ کے بھی ایجاد معدومات پر قادر ہے۔ مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایجاد معدومات اسی طریقہ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ تعالے بغیر اس کلمہ کے بھی معدومات پر قادر ہے مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اعیان ثابتہ (یعنے جو چیزین علم الٰہی مین ہین) استعداد وجود رکھتے ہین۔ اور زبان حال سے اس بات کے طالب اور اسپر مستعد ہین کہ اللہ تعالے انکو موجود کرے مگر انکے ایجاد کے لئے کوئی شے محرک یا موجد ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بذات خود موجود نہین ہو سکتین اسلئے اللہ تعالے انکو امر کن سے موجود کر دیتا ہے **التماس** خاکسار راسخ شارح مثنوی نے بہت چاہا کہ عالم عدم و مثال وغیرہ اور امر کن کے معنے اس سے بھی زیادہ سہل اور سریع الفہم بلکہ عام فہم الفاظ مین لکھے لیکن افسوس اردو مین ایسے الفاظ ہی نہین ہین جو اصطلاحات صوفیہ کے قایم مقامی کر سکین۔ لہذا ناظرین مجبور سمجھکر معذور رکھین اور ان اشعار کی شرح کو غور سے ملاحظہ فرمایئن انشا اللہ تعالے تمام مطالب سمجھ مین آ جاینگے۔ اگر خاکسار کو اسکا یقین ہوتا کہ لوگ ایجاد بندہ کو مان جائین گے تو اردو مین بہت سے نئے نئے الفاظ اور انکے معنے گھڑ دیئے جاتے لیکن ؎ کون سنتا ہے فغان راسخ ٭ قہر راسخ ہے بجان راسخ ٭

نفس امارہ کے مار ڈالنے والوں کو نجات دیکر ہمیشہ انعام و اکرام مرحمت فرماتا ہے۔

	بعد ازان رو شیر با روباہ کرد	گفت ابخش کن از بہر خورد
ترجمہ	بولا پھر روباہ سے وہ شیر نر	اسکو کہانے کے لیئے تقسیم کر

شرح یعنی بھیڑیے کے ہلاک کر دینے کے بعد شیر نے لومڑی کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا کہ ان شکار کردہ جانوروں کو کہانے کے لیئے تقسیم کرو۔ یعنی روح نے نفس امارہ کو مار ڈالنے کے بعد لذائذ معرفت حاصل ہونے کے لیئے عقل سے مدد چاہی۔ اور انعامات الٰہی حاصل کرکے خود مقرب خاص بنگئی۔

	سجدہ کرد و گفت کاین گاو سمین	چاشت خوردت باشد اے شاہ امین
ترجمہ	لومڑی بولی کہ موٹی گائے کا	صبحدم کر لیجیے گا ناشتا

شرح یعنی جب شیر نے تقسیم کا حکم لومڑی کو دیا تو اسنے نہایت عاجزی کے ساتھ یہ کہا کہ اے شیر اے جانوروں کے بادشاہ یہ موٹی تازی گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے۔ اس نہاری کو آپ صبح کے وقت تناول فرمائیں بعض نسخوں میں شاہ گزین یعنی بادشاہ برگزیدہ ہے۔

	وین بز از بہر میانہ روز را	یخنیی باشد شہ پیروز را
ترجمہ	اور یہ بکرا دوپہر کے واسطے	ہو مبارک اسکی یخنی کہایئے

شرح یعنی گائے تو آپکے لیئے صبح کا ناشتہ ہے اور یہ پہاڑی بکرا دوپہر کا کہانا ہے اے فتحمند بادشاہ دوپہر کو اسکی یخنی نوش فرمایئے یخنی اس پکے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں جو بطور ذخیرہ رکہا ہے اور ضرورت کے وقت کام آجاتا ہے۔ یہ یخنی پکے ہوئے کہانے اور ضرورت کے لیے محفوظ غلہ اور اسباب کو بھی کہتے ہیں

	وان دگر خرگوش بہر شام ہم	شب چرای اے شاہ با لطف و کرم
ترجمہ	اور یہ خرگوش بھی ہے آپ کا	شب کا کہانا بادشاہ پر حلا

شرح یعنی اے شیر اے بادشاہ بالطف و کرم یہ خرگوش بھی آپ ہی کا حصہ ہے اسکو آپ اپنا شب چرا اور رات کا کہانا سمجھکر کچھ چھوڑیں۔ اور بوقت شب تناول فرمائیں مطلب یہ کہ گائے۔ اور بکرہ۔ اور خرگوش سب کچھ آپ ہی کے لیئے ہے۔ میں آپ کے سامنے کسی شمار و قطار میں نہیں ہوں باطنی مطلب یہ ہے کہ روباہ یعنی عقل اپنی ذات و صفات اور افعال کو شیر یعنی ذات الٰہی کے روبرو کر کے خود بالکل مطلق رہگئی اور اسنے اپنے آپ کو شیر کے سامنے بالکل معدوم اور لاشئے ظاہر کیا۔ اور اسیلیئے مورد اکرام الٰہی ہوگئی۔

	گفت اے روبہ تو عدل افروختی	اینچنین قسمت زکہ آموختی
ترجمہ	شیر بولا عدل یہ تو نے کیا	کس سے یہ تقسیم سیکھی ہے بتا

شرح یعنے اس تقسیم سے خوش ہوکر شیر نے یہ کہا کہ اے لومڑی تونے اپنی صفت عدالت کو اچھی طرح ظاہر کیا۔ مگر یہ بتادے کہ اس طرح کی منصفانہ تقسیم تونے کس سے سیکھی ہے؟ کہ آموختی مین کاف کدا میہ ہے۔

از کجا آموختی این اے بزرگ ۔ گفت اے شاہِ جہان از حالِ گرگ

ترجمہ: کس سے سیکھی ہے بتا یہ اے بزرگ ۔ بولی وہ تعلیمگر ہے حال گرگ

شرح یعنے جب شیر نے یہ کہا کہ اے بزرگ صفت لومڑی تونے یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے تو لومڑی نے جواب دیا کہ اے شاہ جہان یعنے یہ تقسیم بھیڑیے کے حال یعنے اُسکے ہلاک ہو جانے سے سیکھی ہے چنانچہ صحیح حدیث موجود ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنے نیکبخت وہ شخص ہے جو غیر کی حالت دیکھکر نصیحت حاصل کرے۔

گفت چون در عشق ما گشتی گرو ۔ ہر سہ را برگیر و بستان و برو

ترجمہ: بولا وہ جب چاہتی ہے تو ہمین ۔ تینون حصے تیرے ہین لے انہین

شرح یعنے لومڑی کا جواب سُنکر شیر نے یہ کہا کہ اے روباہ چونکہ تو ہماری محبت کی زنجیر مین جکڑی ہوی ہے اور ہمارے ہوتے اپنی ذات کو معدوم سمجھتی ہے اسلیئے ہمین بھی تجھے محبت ہوگئی ہے۔ اِن تینون رگاے اور بکرے اور خرگوش) کو اُٹھالے یہ سب تیری ملک ہین۔ لیجا۔ اور گھر مین بیٹھکر خوب عیش کر۔ مزے سے نوش فرما۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب عقل نے اپنی ذات وصفات کو جلال وعظمت الٰہی کے مقابلہ مین بالکل فنا کردیا تو اللہ تعالےٰ نے اُسپر کرم کیا اور اُسے حسب مضمون تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ اپنی صفتین عنایت فرمادین

روبہا چون جملگی ما را شدی ۔ چونت آزاریم چون تو ما شدی

ترجمہ: لومڑی جب تو ہماری ہو گئی ۔ صورتِ جان ہمکو پیاری ہوگئی

شرح یعنے شیر کہتا ہے کہ اے روباہ چونکہ تو سراپا ہمارے لیئے ہوگئی ہے اور خودی کو چھوڑکر ہماری محبت مین فنا ہے اسلیئے ہم تجھے ہرگز آزار دینا نہین چاہتے اور آزار دین کیونکر تجھہ مین ہم مین دوئی نہین رہی بلکہ من تو شدم تو من شدی کا مضمون ہوگیا ہے اِس حالت مین تجھے ستانا گویا اپنی ذات کو آزار پہنچانا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خودی کو چھوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ تک پہنچگیئے ہین وہ ہلاکت سے محفوظ اور ہمیشہ مصدر الطاف الٰہی رہتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللہُ لَہٗ یعنے جو شخص صرف خدا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکا معاون و مددگار ہوجاتا ہے۔

ما ترا و جملہ اشکاران ترا ۔ پاے بر گردون ہفتم نہ برآ

ترجمہ: ہم بھی تیرے اور تیرے سب شکار ۔ برج ہفتم ہے ترا اے با وقار

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے بہو روباہ ہم بھی تیرے ہین۔ اور یہ تمام شکار بھی تیری ملک مین تو اپنا پاؤن ساتوین آسمان

پر رکھکر بلند ہو جا۔ یعنے جبکہ تو نے خودی اور انانیت کو چھوڑ دیا ہے تو تجھے مرتبۂ قرب وصال حاصل ہے جو ساتوین آسمان سے بھی زیادہ عالی مرتبہ ہے اور تو اب بی یسمع و بی یبصر کا مصداق ہے ہم تیرے معاون ومددگار ہین اور تیرے افعال گویا ہمارے افعال ہین۔ تو ہمارا بندۂ خاص بنگیا ہے

چون گرفتی عبرت از گرگ دنی	پس تو روبہ نیستی گرگ منی
ترجمہ بھیڑیے سے جب تجھے عبرت ہوی	تو نہین روبہ بہادر ہے مری

شرح شعر کہتا ہے کہ اے لومڑی جبکہ تو نے اس کمینہ بھیڑیے کا حال دیکھکر نصیحت حاصل کی ہے تو تو لومڑی نہین ہے بلکہ باعتبار صفات وہمت مردانہ میرا شیر ہے اور میرے نزدیک نہایت محبوب اور دلیر ہے کیونکہ نفس اتارہ کو پامال کرکے مرتبۂ فنا حاصل کرنا بڑے شیر مردون کا کام ہے جو لومڑی سے نہین ہوسکتا۔

عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد اُز	مرگ یاران و بلائے محترز
ترجمہ ہے زمانہ مین وہ عاقل اے حبیب	آفتون سے جسکو عبرت ہو نصیب

شرح محترز قابل احتراز یعنے وہ چیز جو قابل پرہیز ہو مطلب یہ کہ عقلمند وہ ہے جو عزیزون یگانون اور دوستون کی موت اور لوگون کو پہنچنے کے قابل بلاؤن مین مبتلا دیکھکر اُنکے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اور اُنکو مرتا دیکھکر خود مرنے سے پہلے مرجائے یعنے فنافی اللہ ہو جائے عرب مین یہ مثل مشہور ہے اَلْعَاقِلُ مَنِ اتَّعَظَ بِمَوْتِ جِیْرَانِہٖ یعنے عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے ہمسایون کے مرجانے سے عبرت پکڑے اور اپنے آپ کو فانی سمجھے

روبہ آن دم بر زبان صد شکر راند	کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند
ترجمہ شکر بہر اسپر کیا روباہ نے	کہ مجھے پیچھے بلایا شاہ نے

شرح یعنے لومڑی نے شیر سے انعام واکرام حاصل کرکے یہ کہا کہ خدا کا شکر ہے اور اُسکا احسان کہ شیر نے مجھکو شکارون کی تقسیم کا امتحان لینے کے لیئے بھیڑیے کے بعد بُلایا ورنہ مین ہرگز جیتی نہ بچتی۔

گر مرا اول بفرمودے کہ تو	بخش کن آن را کہ بردے جان ازو
ترجمہ وہ اگر پہلے بُلا لیتا مجھے	کون تہا وہ جو بچا لیتا مجھے

شرح لومڑی کہتی ہے کہ اگر شیر بھیڑیے سے پہلے مجھے بُلا کر یہ حکم دیتا کہ تو ان شکارون کو تقسیم کردے تو مین ہرگز جان بر نہوتی اور یہ شیر اُس بھیڑیے کی طرح ضرور مجھے مار ڈالتا کیونکہ شکارون مین بھی اپنا حصّہ لگاتی

مقصود در حکایت فضیلت آخر زمانیان

ترجمہ اِس حکایت مین آخر زمانہ والون کی فضیلت کا بیان کرنا اصلی مقصود ہے

شرح آخر زمانہ والون سے اُمت محمد یہ مراد ہے جو پہلی سرکش اُمتون کے بعد اُنکے حال سے عبرت حاصل کرنیکے

یعنے آخر زمانہ مین پیدا ہوئی ہے تاکہ پہلون کا حال دیکھہ دیکھہ کر آخرت کے عذاب سے نجات پا جائے

	پس سپاس او را کہ ما را در جہان	کرد پیدا از پسِ پیشینیان
ترجمہ	شکر حق احسان ذات کبریا	ہمکو جسنے بعد مین پیدا کیا

شرح یعنے اس خدا کا شکر ہے جسنے ہمین پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے لیے گزشتہ امتون کے بعد پیدا کیا تاکہ ہم اس بھیڑیے کی حالت کو دیکھکر عقلمند لومڑی بنجائین اور نجات حاصل کرلین

	تا شنیدیم آن سیاستہائے حق	بر قرون ماضیہ اندر سبق
ترجمہ	ہمنے سب سن لین سیاستہائے حق	ہوگیا معلوم حال ماسبق

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ تعالے کے وہ قہر جو پچھلے زمانون مین پہلی اُمتون پر ہو چکے ہین سن لین اور اُنسے عبرت حاصل کرکے خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت مین ہمیشہ جھکے رہین۔

	تا کہ ما از حالِ آن گرگان پیش	ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش
ترجمہ	بھیڑیون کا تاکہ ہم سن سنکے حال	رکھین روبہ سے خود اپنا خیال

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم پہلے بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرکے بہت زیادہ اپنی حفاظت کرین اور خداؐ اور رسولؐ کی اطاعت کرکے اُخروی ہلاکت سے بچین

	اُمتِ مرحومہ زین رو خواند مان	آن رسولِ حق و صادق در بیان
ترجمہ	اسلیئے فرماتے ہین سچے نبی	اُمت مرحومہ ہے اُمت مری

شرح یعنی چونکہ ہم پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے باعث مصدر رحم خداوندی ہین اسلیئے رسول مقبولؐ نے ہمین اُمت مرحومہ کا خطاب دیا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اُمَّتِيْ مَرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میری اُمت مرحومہ ہے اُسپر آخرت مین عذاب نہوگا بلکہ اُسے فتنہ و فساد اور زلزلون اور قتل کا عذاب دنیا ہی مین دیا جائیگا یعنے بعض لوگ دنیا مین باہم فساد اور خونریزیان کرینگے مگر یہ باہم فساد و قتل کا دنیوی عذاب جو اُمت محمدیہ کو دیا گیا ہے یا دیا جائیگا وہ گزشتہ اُمتون کے دنیوی عذاب سے بہت ہلکا ہے کیونکہ وہ سور اور بندر بنا دیے گئے ہین۔ اور محققین کا قول ہے کہ اکثر اُمت محمدیہ شفاعت رسول مقبولؐ کے باعث دوزخ سے بالکل محفوظ رہیگی۔ اور بعض گنہگار دوزخ مین بہت تہوڑی دیر رہینگے اور اُنپر ایک طرح کی غشی طاری ہوجائیگی بعد شفاعت اُنہین دوزخ سے نکال لینگے اور دوزخ مین تہوڑی دیر رہنا نہ رہنے کے برابر ہوجائیگا۔ اسلیئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اُمت محمدیہ پر آخرت مین عذاب نہوگا اور اسیوجہ سے اس اُمت کو آپنے اُمت مرحومہ فرمایا ہے

دوسری حدیث یہ ہے اُمتی مرحومۃ مِن جہۃ کونہا متأخرۃ عن الامم معتبرۃ بقہر اللہ لہم یعنے رسول مقبول فرماتے ہیں کہ میری اُمت اسلیئے مرحومہ ہے کہ وہ گزشتہ امتوں کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اُنپر جو قہر الٰہی نازل ہو چکا ہے اُس سے عبرت حاصل کرتی ہے اور یہ عبرت حاصل کرنا اسکے نجات کا سامان ہے

	استخوان و پشم آن گرگان عیان	بنگرید و پند گیرید اے مہان
ترجمہ	دیکھکر اُن بھیڑیوں کی ہڈیاں	چاہیئے حاصل کرے عبرت جہان

شرح یعنے اے لوگو اُن بھیڑیوں (گزشتہ اُمتوں) کی گڑی دبی ہڈیوں اور بالوں کو دیکھو اور خدا و رسول کی نافرمانی کے باعث اُنکے سخت عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹجانے سے عبرت حاصل کرو۔ اور اعمال بد سے بچو۔ تاکہ تمہارا وہی حشر نہو جو اُنکا ہوا۔ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ یعنے اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ زمین میں چل پھر کر اس بات کو دیکھیں کہ خدا اور اُسکے رسولوں کے جھٹلانے والوں کا انجام کیسا بُرا ہوا۔

	عاقل از سر بنہد این ہستی و باد	چون شنید انجام فرعونان و عاد
ترجمہ	چھوڑ دے غافل یہ ہستی و غرور	دیکھ حال عاد و فرعون کو ضرور

شرح یعنے اگرچہ حسب مضمون آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ امت مرحومہ پر عذاب الٰہی نازل نہوگا کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر جب تک تم اُنمیں موجود ہو خدا اُنھیں عذاب سے بچائے رکھیگا لیکن قرآن مجید میں یہ آیت بھی موجود ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ یعنے بیشک اللہ تعالےٰ کا مواخذہ نہایت سخت ہے۔ اسلیئے ہر عقلمند شخص پر فرض ہے اپنی ہستی کے تکبر اور وجود کے عجب اور غرور کے خیال کو دماغ سے نکال ڈالے۔ بالکل مٹا دے۔ ورنہ اُنہی کی طرح ہلاک ہوجائے گا۔

	ورنہ بنہد دیگران از حال او	عبرتے گیرند و ز اضلال او
ترجمہ	ورنہ دیگر لوگ اُسکے حال سے	پکڑ لینگے عبرت سیر اضلال سے

شرح یعنے اگر کوئی شخص تکبر و غرور کے خیال کو دماغ سے نہ نکالیگا۔ اور خدا و رسول کے احکام کے سامنے نہ جھکے گا تو ضرور ہلاک ہوگا اور دیگر عقلمند لوگ اُسکے حال او اضلال (گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے) سے عبرت حاصل کرینگے۔ یعنے ایسا شخص ہلاک ہوکر پہلی اُمتوں کی طرح خود محل عبرت بنجائیگا۔

تہدید کردن نوح علیہ السلام مر قوم را کہ با من مپیچید کہ من روپوشم خدائے را پس با خدائے مے پیچید بحقیقت نہ با من

ترجمہ نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو ڈرا کر یہ کہنا کہ اے لوگو مجھسے نہ لپٹو یعنے مجھسے نہ لڑو کیونکہ میں نقاب جمال

خداوندی ہون اسلیئے تم مجسے نہین لڑتے بلکہ فی الحقیقت خدا سے لڑتے ہو اس لڑائی کا انجام اچھا نہوگا۔

شرح یہ داستان عبرت کے متعلق گزشتہ بیان سے مناسبت رکھتی ہے اور ستیزیدن یعنے لپٹنا بمعنے مخاصمت کرنا ہے اور لفظ روپوش بمعنے نقاب ہے یعنے حضرت نوح نے قوم سے یہ فرمایا تہا کہ مین متخلق با خلاق اللہ اور متصف بصفات الٰہی ہون اور میری بشریت اسکی جمال کا حجاب ہے یعنے وہ میرے وجود مین متجلی ہے پس تو میرے ساتہہ یہ مخاصمت گویا اللہ تعالےٰ کے ساتہ لڑائی باندہنی ہے جسکے نتیجہ مین تم ضرور ہلاک ہو جاؤگے۔

گفت نوح اندر نصیحت قوم را — **در پذیرید از خدا آخر عطا**

ترجمہ: نوح نے یہ قوم سے اپنی کہا — کیون نہین عطیات خدا

شرح یعنے حضرت نوح نے نصیحت کرتے ہوئے اپنی قوم سے یہ کہا کہ اے لوگو خدا کی عبادت اور میری اطاعت کرو اور خدا کے اس عطا و احسان کو قبول کرلو جو ایمان لانے اور خدا سے ڈرنے کے بعد تمپر مینہہ کی طرح برسیگا یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ نوح مین ہے۔ **اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا** الیٰ آخر الآیہ یعنے حضرت نوح نے اللہ تعالےٰ سے اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ایخدا مینے اپنی قوم سے کہدیا تہا کہ تم خدا سے اپنے گناہون کی بخشش چاہو وہ غفار ہے۔ تمپر جل تہل کردینے والا ابر بہیجیگا۔ اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے لیئے طرح طرح کے باغ اور نہرین پیدا کردیگا

من نیم من مرکشان من نیم — **من زجان مردم بجانان زیم**

ترجمہ: مین نہین مین سرکشو۔ بجان ہو ئین — مردہ ہون اور رواصل جانا ہو ئین

شرح یعنے حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے سرکشو میرے مرتبہ کو پہچانو۔ مین فی الواقع مین نہین ہون بلکہ نقاب جمال خداوندی ہون اور مین اپنی جان سے فنا ہو کر صرف اپنے جانان (شاہد حقیقی) کی مدد سے زندہ ہون مطلب یہ کہ مین گو صورت مین بشر ہون لیکن درحقیقت میری روح حیوانی فنا ہوگئی ہے اور مین شاہد حقیقی تک واصل ہون۔ اسلیئے مجسے لڑنا اور میری مخالفت کرنی گویا خدا کی مخالفت کرنی ہے

چون زجان مردم بجانان زندہ ام — **نیست مرگم تا ابد پایندہ ام**

ترجمہ: مرکے جانان کے سبب زندہ ہو ئین — موت کیسی زندہ پایندہ ہون مین

شرح یعنے جبکہ مین اپنی جان سے فنا ہو کر واصل جانان ہوگیا ہون تو اب مجھے معمولی یعنے اضطراری موت نہ آئیگی بلکہ ہمیشہ زندہ رہونگا۔ کیونکہ واصلان حق جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین روحانی طور پر ہمیشہ زندہ رہتے ہین

چون بمردم از حواسات بشر — **حق مرا شد سمع و ادراک و بصر**

ترجمہ: مین جدا مجسے حواسات بشر — حق ہے میری سمع و ادراک و بصر

شرح حضرت نوح قوم سے فرماتے ہین کہ جب مین حواس بشری اور روح حیوانی سے جدا ہو کر فانی فی اللہ ہوگیا تو اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی صفتین مرحمت فرمادین اور وہ حسب مضمون حدیث شریف بی یسمع وبی یبصر خود میری سماعت وادراک و بصارت بنگیا۔ یہ حدیث کئی جگہ نقل ہوچکی ہے۔

چونکہ من من نیستم این دم زہوست	پیش این دم ہر کہ دم زد کافر اوست
ترجمہ: مین نہین مین بلکہ ہے یہ نطق ہو	اسکا جو منکر ہے حق کا ہے عدو

شرح حضرت نوح کہتے ہین کہ چونکہ مین فی الواقع مین نہین ہون بلکہ یہ دم یعنے میرا کلام یا نفس ناطقہ خدا کی طرف سے ہے اور مین متکلم بکلام حق ہون میرا کلام مصداق ہی ینطق ہے اسیلئے میرے نفس ناطقہ یا کلام کے آگے جو شخص دم ماریگا۔ یعنے کلام کا انکار یا اسکی مخالفت کریگا۔ وہ بیشک کافر ہے۔ کیونکہ میرا کلام فی الواقع کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کا منکر بلا شک کافر ہوتا ہے۔ اے سرکشو میرا کلام سنو اور قبول کرو

ہست اندر نقش این روباہ شیر	سوے این روبہ نشاید شد دلیر
ترجمہ: جسم مین روباہ کے پنہان ہے شیر	شیر کی جانب نہ جا ہو کر دلیر

شرح نقش روباہ سے وجود بشری مراد ہے اور شیر استعارہ ذات سے ہے حضرت نوح کہتے ہین کہ میرے وجود بشری مین شیر ذات پنہان ہے اسیلئے مجھے لومڑی سمجھکر دلیری یعنے گستاخی کے ساتھ میری طرف آنا نچاہیئے۔ ورنہ گستاخی کرنے والا اس شیر کے پنجہ تو بیخ سے ضرور ہلاک ہو جائیگا۔ اور اپنے کیئے کی سزا پائیگا۔

گر ز روے صورتش مے نگروی	غرش شیران ازو مے نشنوی
ترجمہ: گر نہین ہے شکل ظاہر پر یقین	غرش شیران بھی تو سنتا نہین

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے یعنے اے مخاطب اگر تو باعتبار صورت روباہ سمجھکر انبیا کا گرویدہ نہین ہوتا اور انپر ایمان نہین لاتا تو کیا انبیاء کی شیرانہ غرش بھی تجکو نہین سُنائی دیتی دوسرے مصرع مین استفہام تقریری ہے یعنے کیا تو نہین دیکھتا کہ انکی قوت لاکھہ شیرون سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ اشعار مین ہے

گر نبودے نوح را از حق یدے	پس جہانے را چسان برہم زدے
ترجمہ: گر نہوتی قوت یزدان پاک	نوح عالم کو نہ کر سکتے ہلاک

شرح یعنے اگر حضرت نوح کو اللہ تعالےٰ کی طرف دست قدرت او غیبی طاقت حاصل نہوتی تو وہ سارے جہان کو کیونکر درہم وبرہم کردیتے یعنے انکی بددعا کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا اے خدا کسی کافر کو زمین پر زندہ نچھوڑ ہرگز قبول نہوتی۔ اور طوفان نوح تمام کفار کو کسطرح غرق فنا کرسکتا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کی غیبی طاقت خداداد تھی جسنے تمام عالم کو ہلاک کردیا۔

صد ہزاران شیر بود اندر تنے | ہر دو عالم را ہمے دید ارزنے

ترجمہ: اک بدن تہا لاکہہ شیرون کی بنی | دونون عالم کی حقیقت کچہہ نہ تہی

شرح ارزن ایک قسم کا غلہ ہے جسکو ہندی مین چینا کہتے ہین یعنے حضرت نوحؑ کے ایک جسم مین لاکہون شیرون کی قوت پنہان تہی اسیلئے اُنہین دونو عالم اپنے خداداد غیبی قوت کے سامنے چینے کے ایک دانہ کے مانند نظر آتے تہے بعض نسخون مین اندر تنے کی جگہ اد ور تنے ہے یعنے حضرت نوحؑ اپنے جسم مین قوت غیبی کے اعتبار سے لاکہون شیرون کے مانند تہے کیونکہ قوت غیبی تمام قوتون سے بڑہی ہوی ہوتی ہے

او برون رفتہ بُد از ما و منے | او چو آتش بود و عالم خرمنے

ترجمہ: تہے جُدا وہ ما و من سے بیرہجان | آگ تہی وہ اور خرمن تہا جہان

شرح یعنے چونکہ حضرت نوحؑ ما و من (تکبر و انانیت) سے بالکل الگ ہوکر فانی فی اللہ اور باقی بقا اللہ ہوگئے تہے اسیلئے اُنکے افعال الٰہی اور اُنکی طاقت طاقت خداوندی تہی۔ اور وہ اپنی قوت کا اثر ڈالنے مین آگ کے مانند اور تمام جہان اُنکا اثر قبول کرنے مین خرمن کی مانند تہا۔ یہی سبب تہا کہ اُنکی بددعا نے تمام عالم کو ٹہنڈی آگ مین جلا دیا یعنے پانی مین غرق کر دیا طوفان نوح کا قصہ مشہور ہے اسیلئے نقل کرنے کی ضرورت نہین

چونکہ خرمن پاس عُشر او نداشت | او چنان شعلہ بران خرمن گماشت

ترجمہ: اُنکا حصہ جب نہ خرمن نے دیا | شعلہ نے خرمن کو خاکستر کیا

شرح عُشر زمین کی پیداوار کے اُس دسوین حصہ کو کہتے ہین جو بادشاہ وقت کو دیا جاتا ہے یعنے جبکہ خرمن کفار نے حضرت نوحؑ کے دسوین حصہ کو محفوظ نہ رکہا اُنکی اطاعت نہ کی تو نوحؑ نے اُنکے خرمن وجود کو جلا ڈالنے کے لیے قہر الٰہی کے شعلہ (بددعا) کو حکم دیدیا اور اس شعلہ نے اُن سب کو ہلاک کر دیا۔

ہر کہ او در پیش این شیر نہان | بے ادب چون گرگ بگشاید دہان

ترجمہ: جو کوئی شیر نہان کے روبرو | بے ادب ہو کر کرے گا گفتگو

ہمچو گرگ آن شیر بر درّاندش | فانتقمنا منہم بر خواندش

ترجمہ: بے ادب کو شیر پہاڑیگا ضرور | فانتقمنا کا سبق دیگا ضرور

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جو شخص اُس شیر کے آگے جو صورت انسانی مین چہپا ہوا ہے اُس بہیڑیے کی طرح بے ادبی کے ساتہ گفتگو کو لب سے کہولے گا یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و احکامات کی توہین کریگا تو وہ شیر کے لیے نامعقول اور بے ادب بہیڑیے کو ضرور پہاڑ ڈالیگا اور اُسے آیت فانتقمنا منہم کو رٹ پہنے اُسنے ابنا بدلہ لے لیا ہم نے کا سبق پڑہا دیگا۔ اس آیت کی شرح پہلے ہو چکی ہے اسیلئے مکرر تشریح کی ضرورت نہین۔

	زخم یابد ہمچو گرگ از دست شیر		پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر
ترجمہ	کہاوے گا بے شبہ و شک وہ زخم شیر		روبرو جو شیر کے ہوگا دلیر

شرح یعنے جو بیوقوف دلیر ہوکر شیر کے پاس چلا جاتا ہے وہ شیر کا تہپڑ کہا کر ضرور زخمی ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ شیران بیشۂ توحید (انبیا و اولیا) کا مقابلہ کرتے ہین وہ عذاب الٰہی مین مبتلا کیے جاتے ہین

	کاشکے آن زخم بر جسم آمدے		تا نبُدے کایمان و دل سالم بُدے
ترجمہ	کاشکے وہ زخم آتا جسم پر		تا دل و ایمان نبچتے سر بسر

شرح یہان مولانا قدس سرہ اپنے دلی آرزو بیان کرتے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے کاش انتقام الٰہی کا زخم فقط جسم ہی پر آتا اور یہ بات ہوتی کہ دل مع ایمان کے سالم رہتا کیونکہ جسم کا زخم مندمل ہوکر فانی ہو جاتا ہے اور ایمان و دل کا زخم باقی رہنے والی شے ہے ایمان و دل کا زخم تکبر اور معاصی ہین جنسے اولًا دل سیاہ ہوکر قساوت قلبی حاصل ہوتی ہے اسلیئے اسمین ایمان داخل نہین ہوتا۔ اور معاصی بڑہتے جاتے ہین۔ یہانتک کہ انتقام کی ضرورت پڑتی ہے پس تو دل کا سیاہ کردینا ہی انتقام الٰہی ہے اور اُسکی سزا دوزخ ہے اسلیئے مولانا کی آرزو ہے کہ انتقام فقط بدن سے مخصوص ہوتا اور دل سیاہ نہوا کرتا۔ تاکہ ایمان بچا رہتا ہان بعض نافرمانیون کے بدلے مین فقط بدن کو صدمہ پہنچتا تو اتنا قابل افسوس نتہا بشرطیکہ ایمان سالم رہتا۔ کیونکہ ایمان کی سلامتی مین اگر بدن کو یہانتک صدمہ پہنچے کہ سارے جسم کا تلوار سے قیمہ کردیا جائے تو بھی اہل ایمان کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچا سکتا اور ایمان نہو تو جسمانی آرام اور لذتین بالکل بیکار اور عنقریب فنا ہوکر عذاب الٰہی مین مبتلا کرنیکے سامان ہین۔ یاالٰہی تو لوگون کے ایمان کو سلامت رکہہ اور انہین جسمانی تکلیفون پر صبر دے

.	قوتم بگسست چون اینجا رسید		چون توانم کردن این سر را پدید
ترجمہ	مجہہ اب قوت نہین ہے کیا کرون		کسطرح یہ بہید ظاہر کرسکون

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ جب میرا کلام مقام انتقام تک پہنچا تو آگے قوت بیانیہ جاتی رہی۔ کیونکہ اسکی حقیقت سمجہنا مشکل ہے کہ قہر الٰہی بدن سے متعلق ہو تو ایمان سلب نہین ہوتا اور دل سے متعلق ہو تو سلب ہو جاتا ہے اور اسمین کیا بہید ہے کہ جب قلب کی طرف بلا آتی ہے تو راہ ایمان بند ہو جاتی ہے اور وہ بلا یعنے سیاہی قلب دل کی طرف کیون آتی ہے۔ اسکی واقعی حقیقت کیا ہے مین یہ اسرار بالتفصیل بیان نہین کرسکتا۔ یا تو اسلیئے کہ اس پوشیدہ راز کا کہولنا ہی مناسب نہین یا اسلیئے کہ مجہپر انتقام الٰہی کے ذکر سے خوف الٰہی طاری ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی غلبۂ خوف کے وقت کوئی کام نہین کرسکتا۔ لیکن ہان مین دل کی سلامتی یعنے اور انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب اور نجات کا راستہ بطور اشارات بیان کیے دیتا ہون چنانچہ آیندہ شعر اہی

معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور آیندہ اشعار مین مولانا انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب بیان کرتے ہین۔

لیک ہم رمزے بگویم با شما ۔ تا کہ دریابید و گردید آشنا

ترجمہ: مین کہے دیتا ہون تمسے ایک راز ۔ تا کہ ہو اُسکے عمل سے سرفراز

شرح یعنے مین انتقام الٰہی کے متعلق اسرار کو بالتفصیل تو بیان نہین کرسکتا مگر اُس سے بچنے کی ایک ترکیب بتائے دیتا ہون شاید تم اُس ترکیب پر عمل کرنے لگو اور انتقام سے بچ جاؤ۔ وہ یہ ہے

ہمچو آن روبہ کم اشکم کنید ۔ پیش او روباہ بازی کم کنید

ترجمہ: شکل روبہ کم کرو اپنا شکم ۔ مکر و حیلہ چھوڑ دو سب یک قلم

شرح یعنے انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ پیٹ کو کم کرو یعنے غذائین کم کھاؤ دنیوی لذات کے پابند نہ رہو ورنہ گناہون مین مبتلا ہوجاؤ گے اور اکل و شرب کے حاصل کرنے یا حاجت سے زیادہ تلاش معاش مین حرام و حلال کی تمیز نہ رہیگی اور اپنے دنیوی سامانون پر مغرور ہوکر احکام خدا اور رسول کی پابندی نہ کروگے اور انجام کار انتقال الٰہی یعنے عذاب خداوندی مین مبتلا ہوجاؤ گے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے حضور مین روباہ بازی (فریب و مکر و دغابازی) نہ کرو یعنے حیلے حوالے کرکے اُسکے احکام کی نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالےٰ بمقتضائے ومکروا ومکر اللہ تمہین ضرور سزا دیگا۔ اور اُس بھیڑیے کی طرح ہلاک کردیگا

جملہ ما و من بہ پیش او نہید ۔ ملک ملک اوست ملک او را دہید

ترجمہ: اپنے ما و من کو کردو صاف گم ۔ ملک اُسکی مالک ہے دو اُسکو تم

شرح یعنے اپنے وجود کو خدا کی محبت مین فنا کر ڈالو اور تکبر و انانیت کو چھوڑ کر تمام اشیاء کو اُسکے سپرد کردو اُسکو تمام کائنات کا حقیقی مالک جانو اور اپنے آپ کو فقیر خیال کرو اور اس آیت کے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدا مالک و غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) معنون پر غور کرو اور مملوک بنکر مالک کے احکام بجا لاتے رہو انتقام الٰہی سے بچے رہوگے

چون فقیر آئید اندر راہ راست ۔ شیر و صید شیر خود آن شماست

ترجمہ: آؤ اس رستہ مین تم بنکر فقیر ۔ پھر تمہین ہو شیر گیر و صید گیر

شرح یعنے اگر تم فقیر و ذلیل ہوکر اور تکبر و غرور کو چھوڑ کر خدا کے رستہ مین آجاؤ گے تو شیر بھی تمہارا ہے اور اُسکے شکار کیے ہوئے جانور بھی تمہاری ملک مین شیر سے ذات الٰہی صید شیر سے صفات الٰہی مراد ہین یعنے اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو خدا ہر حال مین تمہارا مددگار ہوگا اور تمہین اپنی صفتین عطا فرما دیگا جیسا کہ اُس شیر نے اپنے سب شکار لومڑی کو عطا کردیے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالے کو بندون کا عجز نہایت پسند ہے اور وہ اپنی نعمتین عاجزون سے عطا فرماتا ہے اور متکبر ہمیشہ محروم رہتے ہین۔

	زانکه او پاکست و سبحان وصف اوست		بے نیازست او ز مغز نغز و پوست
ترجمہ	کیونکہ ہے اللہ پاک و کارساز		اور مغز و پوست سے ہے بے نیاز

شرح یہ شعر گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اللہ تعالےٰ کے حضور مین فقیر و ذلیل ہو کر آنا اسلیئے فرض ہے کہ وہ غنی اور ہر شئے سے بے نیاز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو ایسا بے نیاز ہو اُسکے سامنے متکبر و مغرور ہو کر آنا بالکل ناجائز ہے مغز نغز (خالص اور نادر) بہیچ اسسے کمالات باطنی اور پوست یعنے ظاہری کہال سے مجاہدات ظاہری مراد ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے افعال اغراض سے منزہ ہین اور وہ خود ہر قسم کے عیب و نقصان سے پاک اور بندون کے کمالات ظاہری و باطنی سے بالکل بے نیاز ہے اُسنے بندون کو ہر قسم کے کمالات اُنہین کے فائدہ کے لیے عطا فرما رکہے ہین اللہ تعالےٰ کو اُسکی کچہ حاجت نہین۔ پہر ایسے بے نیاز کے حضور مین تکبر کرنا سخت غلطی ہی نہین بلکہ کفر ہے بعض نسخون مین ز مغز معز و پوست ہے۔ مغز بعین مہملہ عربی مین بکرے کو کہتے ہین۔ چونکہ بکرے مین مغز و پوست دونو چیزین موجود ہوتی ہین اسلیئے یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالےٰ کمالات باطنی و ظاہری سے مجموعۃً بہی پاک ہے اور الگ الگ بہی نیز بعض نسخون مین نغز و مغز و پوست (دونون جگہ بواو عطف) ہے اسصورت مین نغز بمعنے چیزے لطیف تر اور مغز بمعنے لطیف مطلق اور پوست بمعنے کثیف ہے یعنے اللہ تعالےٰ لطیف تر اور مطلق لطیف اور کثیف مطلب یہ کہ جمیع اشیا سے بے نیاز ہے

	ہر شکار و ہر کراماتی کہ ہست		از برائے بندگان آن شہ ست
ترجمہ	جو کرامت اور جو کچہ ہے شکار		سب یہ بندونکے لئے ہے آشکار

شرح لفظ شکار بمعنے صنعت و ایجاد ہے کیونکہ شکار ایک معدوم شئے کی ایجاد کا نام ہے اور کرامات جمع کرامت بمعنے بزرگی ہے خواہ باطنی ہو یا ظاہری مطلب یہ کہ تمام افعال اور ہر طرح کی بزرگیان صرف بندون کے فائدہ رسانی کے لیئے پیدا کیگئی ہین اللہ تعالےٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

	گفت الیس اللہ بکاف عبدہٗ		تا نگردد بندہ ہر سو حیلہ جو
ترجمہ	ہے الیس اللہ بکاف عبدہٗ		تا نہ بندہ حیلہ جو ہو سو بسو

شرح یعنے چونکہ بندے ہر حال مین فقیر اور محتاج ہین اسلیئے اُنکو تسلی دینے کے لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہین ہے بلکہ ہر حال مین کافی ہے مطلب یہ کہ جو شئے عالم وجود مین بندون کے پاس نہو اُسکو وہ خدا سے مانگ لیا کرین کیونکہ عالم اعیان ثابتہ اور مغز ینہ الٰہی مین ہر شئے موجود ہے اور یہ تسلی اسلیئے ہے کہ بندے اِدہر اُدہر غیر اللہ سے اپنی حاجت نہ مانگتے پہرین در اصل اس آیت کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ اپنے رسول مقبول کو دشمنان دین کے شر سے کفایت کرتا ہے

لیکن مولانا نے عموم لفظ عبد سے عام بندگان الٰہی مراد لیے ہیں۔

نیست شہ را طمع بہر خلق ساخت ۔ اینہمہ دولت خنک آنکو شناخت

ترجمہ: خالق بے طمع کو کیا چاہیئے ۔ ساری دولت ہے یہ خلقت کے لیئے

شرح لفظ اینہمہ دولت۔ ساخت کا مفعول ہے یعنے اللہ تعالےٰ نے باوجود بے نیازی یہ تمام دولت ظاہری و باطنی صرف بندوں کے لیئے بنائی ہے کہ صانع حقیقی کو پہچانیں اور اسکا شکر ادا کریں خنک آنکو شناخت کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب و شاد کام ہے جسنے اسکی بے نیازی کے نمونہ کو پہچان لیا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو بے نیاز سمجھیگا وہ ضرور اپنے دولت ظاہری و باطنی کو نا قابل سمجھکر تکبر سے بچیگا۔ اور نجات حاصل کریگا۔ دولت ظاہری سے مال دنیوی اور باطنی سے دولت عرفان مراد ہے

آنکہ دولت آفرید و دو سرا ۔ ملک و دولت ہا چہ کار آید ورا

ترجمہ: ہے جو دولت آفرین خلق آفرین ۔ ملک و دولت کی اسے پروا نہین

شرح یعنے جس خدائے بے نیاز نے دولت اور دو جہان کو پیدا کیا ہے۔ اسکو ملک و دولت کی کچھ حاجت نہین کیونکہ وہ غنی مطلق ہے اور تمام مخلوق محتاج و فقیر ہے غنی کو فقیر کی حاجت نہین ہوتی بلکہ فقیر غنی کا محتاج ہوا کرتا ہے

پیش سبحان پس نگہدارید دل ۔ تا نگردید از گمان بد خجل

ترجمہ: چاہیئے ہے اسکے آگے حفظ دل ۔ بد گمانی سے نہو تم تا خجل

شرح یعنے اے لوگو اللہ تعالےٰ کی نسبت اس گمان بد سے کہ اسنے ممکنات کو کسی اپنی غرض کے لیے پیدا کیا ہے دل کو محفوظ رکھو ورنہ تم اس بدگمانی کے باعث قیامت کے دن اسکے حضور مین شرمندہ ہوگے اور خجالت اٹھاؤگے۔ کیونکہ ایسے غنی کو صاحب غرض گمان کرنا کفر ہے اور کفر قابل سزا ہے۔

کو ببیند سرّ و فکر و جستجو ۔ ہمچو اندر شیر خالص تار مو

ترجمہ: یون نظر آتا ہے اسکو سب کا حال ۔ دودھ مین ہو جائے ظاہر جیسے بال

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کی نسبت اسلیئے بدگمانی نکرنی چاہیئے کہ وہ علام الغیوب۔ اور علیم بذات الصدور ہے یعنے تمام غیب کی چیزون اور سینہ کی چھپی ہوئی باتون سے واقف ہے۔ اور وہ ہر شخص کے بھید اسکے فکر اور اسکے باطنی جستجو و طلب کو اسطرح دیکھتا ہے جسطرح کوئی دیکھنے والا خالص دودھ مین بال کو دیکھ لیتا ہے۔

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد ۔ نقشہای غیب را آئینہ شد

ترجمہ: جو یہان بے لوث صافی سینہ ہے ۔ غیب کی شکلونکا وہ آئینہ ہے

شرح یہان سے انسان کامل کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص تصور غیر سے بے نقش

(خالی) اور صاف سینہ ہے یعنے سوائے حق کے دوسرے کو سینہ مین جگہ نہین دیتا وہ نقشہائے غیب (یعنے ذات حق مع جمیع اسما) کا آئینہ ہے یعنے صاف دل صوفی آئینہ تجلیات اسما و صفات ہوا کرتا ہے۔

سر ما را بے گمان موقن شود | زانکہ مومن آئنہ مومن بود

ترجمہ: سب کے بھیدون کا ہے موقن آئینہ | کیونکہ ہے مومن کا مومن آئینہ

شرح یعنے انسان کامل ہمارے بلکہ جمیع اشیاء کے بھیدون کو بلاشک اور یقینًا جانتا ہے کیونکہ وہ مومن کامل ہے اور مومن دوسرے مومن۔ یا ذات الہی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ وہ دوسرے شخص یا ذات الہی کا آئینہ ٹھیرا تو اُسکے واقف اسرار ہونے مین کسی قسم کا شک نہ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کی شرح کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے پہلے گزر چکی ہے۔ مؤمن اسمائے صفات مین سے اللہ تعالے کا نام ہے اور ہر مومن کو بھی مومن کہہ سکتے ہین۔

مومنے او مومنے تو بے گمان | درمیان ہر دو فرقے بیکران

ترجمہ: وہ بھی مومن تو بھی مومن بے گمان | فرق ہے دونون مین لیکن میری جان

شرح یعنے المخاطب عام بظاہر تو بھی مومن کہلاتا ہے اور عارف خاص بھی مومن ہے مگر فی الواقع دونون مین بہت فرق ہے

چون نہ او نقد مارا بر محک | پس یقین را باز داند او ز شک

ترجمہ: ہے محک سے اُسپہ ظاہر نقد حال | جانتا ہے وہ یقین و بد خیال

شرح نقد سے نقد حال مردم اور محک (کسوٹی) سے انسان کامل کا آئینہ دل مراد ہے نیز یقین یعنے اعتقاد صحیح اور شک یعنے اعتقاد قبیح ہے جو ذات الہی اور انبیاء و اولیا کی نسبت ہو۔ مطلب یہ کہ عارف کامل ہمارے نقد حال کو اپنے آئینۂ دل کی کسوٹی سے معلوم کرلیتا ہے اور اُسپر ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلان شخص ذات الہی یا انبیاء و اولیاء کی نسبت صحیح اعتقاد رکھتا ہے یا قبیح صوفیون کے اس علم کا نام علم مشاہدہ ہے علم غیبی نہین ہے

چون شود جانش محک نقدہا | پس ببیند نقد را و قلب را

ترجمہ: اُسنے جب سونا کسوٹی پر دھرا | کھلگیا فی الفور سب کھوٹا کھرا

شرح یعنے چونکہ عارف کامل کی روح کسوٹی کے مانند ہے اسلیئے وہ کھرے کھوٹے کو الگ الگ پرکھ لیتا ہے۔ قلب کھوٹی چیز کو کہتے ہین۔ اور مطلب اشعار یہ ہے کہ جب خدا کے کامل بندے اسرار کو معلوم کر لیتے ہین تو خدا واقف اسرار کیونکر نہوگا اسلیئے اسکی نسبت بدگمانی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔

دربیان۔ نشاندن بادشاہان صوفیان را پیش روئے خود تا چشمشان بدیشان روشن شود

ترجمہ اس بات کا بیان کہ بادشاہ صوفیون کو اسلیئے اپنے مُنہ کے سامنے بٹھایا کرتے ہین کہ اُنکے سبب آنکھین روشن ہون یعنے صوفیون کے سامنے بٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ بادشاہون کو اُنکے سامنے رکھنے سے اپنی باطنی آنکھین روشن کرنی منظور ہوتی ہین

	بادشاہان راچنین عادت بود	این شنیدہ باشی ار یادت بود	
ترجمہ	بادشاہون کی یہ عادت ہے ضرور	یاد گر تجکو رہے سنلے یہ شعور	
	دست چپ شان پہلوانان ایستند	زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بند	
ترجمہ	بائین جانب ہوتے ہین سب پہلوان	کیونکہ دل بائین طرف ہے میرجان	

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ار بمعنے اگر ہے یعنے انکا مطلب اگر تجہے یاد رہے تو یہ بات سننے کے قابل ہے کہ بادشاہون کی عادت مین داخل ہے۔ کہ پہلوان اور دلیر لوگ اُنکی بائین جانب کہڑے ہوا کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ دل جو تمام اعضا کی نسبت نہایت دلیر اور پہلوان ہے بائین پسلی کی جانب مقید ہے اس مناسبت سے بادشاہ پہلوانون کو اپنی بائین جانب جگہ دیا کرتے ہین یا یہ وجہ ہے کہ بادشاہ کے دل کا عکس انپر اور انکے قلب کا پرتو اُسپر پڑے۔ اور دونون مین شجاعت کا مادہ بڑہا دے۔

	مشرف و اہل قلم بر دست راست	زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست	
ترجمہ	دہنی جانب ہے سبہی اہل قلم	کام دستا کا ہے خط لے محترم	

شرح مشرف بضم میم و سکون شین و کسر رائے مہملہ بمعنے بلند۔ وخبردار۔ وقریب و نویسندہ کہ بالائے نویسندگان باشد یعنے لکہنے والون کا افسر جسے میر منشی کہتے ہین۔ اور لفظ ثبت بمعنے لکہنا ہے۔ پہلے مصرع مین راست لفظ دست کی صفت ہے یعنے داہنا ہاتہہ اور دوسرے مین را بمعنے برلئے ہے اور است حرف ربط مطلب یہ کہ میر منشی اور اہل قلم بادشاہون کی دہنی طرف کہڑے رہتے ہین کیونکہ علم تحریر اور علم خط و کتابت اُسی دہنی کا حصہ ہے پس تو گویا اہل قلم بادشاہون کے لیے دہنی ہاتہہ کے مانند ہین اور اسیلئے اہل قلم کا نام اہل یمین ہے بعض نسخون مین زانکہ علم ثبت و خط آن راست راست ہے اور مطلب دونو نسخونکا ایک ہے۔

	صوفیان را پیش رو موضع دہند	کائنہ جانند و زائینہ بہند	
ترجمہ	سامنے رہتے ہین صوفی سربسر	کیونکہ ہین آئینۂ جان و نظر	

شرح یعنے شاہی دربار مین پہلوان بائین اور اہل قلم دہنی طرف کہڑے ہوتے ہین مگر صوفیون کو بادشاہ کے منہ کی سامنے جگہ ملا کرتی ہے کیونکہ صوفی اپنی روشنضمیری کے باعث روح کے حق مین آئینہ کے مانند ہوا کرتے ہین جسطرح دیکہنے والے کو آئینہ اُسکے عیب وصواب سب دکہا دیتا ہے اسیطرح صوفی اپنے ہمصحبت لوگون کو زبان سے کہے بغیر اُنکے روحانی عیب وصواب سے آگاہ کر دیتے ہین کیونکہ صوفی آئینہ ذات حق ہونے کے باعث آئینہ سے بدرجہا بہتر ہین اور طالبان حق کو انہی کی بدولت اپنے باطنی عیب وصواب نظر آتے ہین یہ سچ ہے کہ اولیاءاللہ نہون تو تمام جہان اندہا اور گمراہ ہو جائے۔

حاجبان این صوفیان اے پسر | سادہ و آزادہ و افگندہ سر

ترجمہ: صورت دربان ہین صوفی اے پسر | سادہ و آزاد اور افگندہ سر

شرح یعنے وہ صوفی جو سادہ (ماسوے اللہ سے خالی) اور آزاد (دنیوی تعلقات سے الگ) اور افگندہ سر (عاجزان بارگاہ الٰہی) ہین وہ بادشاہی دربانون کے مانند ہین کہ اُنکی وساطت بغیر کوئی شخص واصل الی اللہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ صوفی حقیقی رہبر اور خدا تک پہنچانے والے ہوتے ہین۔

سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر | تا پذیرد آئنہ دل نقش بکر

ترجمہ: دہیان مین ہر وقت ہے ذکر حبیب | دل کے آئینہ مین ہے نقش عجیب

شرح یعنے صوفیون نے اپنے سینون کو ذکر الٰہی اور فکر وصال الٰہی سے ایسلئے صیقل کرلیا ہے (رہانیہ ذا) ہے کہ اُنکا آئینہ دل نقش بکر (صورت زیبا و نادر یعنے نقش اسرار معنوی یا تجلی الٰہی) کے عکس کو قبول کرے کیونکہ آئینہ بلا صیقل کسی نقش کو قبول نہین کرسکتا۔

ہر کہ او از صلب فطرت خوب زاد | آئنہ در پیش او باید نہاد

ترجمہ: اصل پیدایش مین ہو جو خوب رو | آئینہ لازم ہے اسکے روبرو

شرح صُلب بمعنے پُشت سے یہان اصل فطرت مراد ہے یعنے جو شخص اصل خلقت کے اعتبار سے خوبصورت پیدا ہوا ہے اُسی کے سامنے آئینہ رکھنا چاہیئے تاکہ آئینہ اُسکے بنے ہوے کاجل اور پہیلی ہوئی مسّی کے عیب کو بتادے (عارضی عیوب کو دفع کردے) ورنہ بدصورت آدمی کے سامنے آئینہ رکھنا خود آئینہ کو پانی پانی کردیتا ہے پس توجونکہ صوفی اصل پیدایش ہی سے نیک ہین ایسلئے اللہ تعالےٰ نے اُنکے پاک وصاف دلکا آئینہ اُنکے روبرو رکھدیا ہے جسمین وہ ہمیشہ جلوۂ الٰہی کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین یا یہ معنے ہین کہ جو لوگ باعتبار فطرت نیک ہین اللہ تعالےٰ صوفیون کو آئینہ بناکر اُنکے روبرو بہیجدیتا ہے تاکہ وہ اپنے عیبون کی اصلاح کرلیا

عاشق آئینہ باشد روئے خوب | صیقل جان آمد و تقوے القلوب

ترجمہ: عاشق آئینہ ہے ہر روے خوب | صیقل باطن ہے اور تقوے القلوب

شرح یعنے جسطرح ظاہری حسین اور اچھی صورت والے آئینے کے عاشق ہوتے ہین اسیطرح باطنی روئے خوب (یعنے جمال الٰہی) صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے۔ اور صوفیون کا آئینہ دل طالبین کے حق مین باعث صیقل روح اور پرہیزگاری دل ہوتا ہے اُنکے دل کی صفائی دوسرون کی روحانی کدورت کو دور کردیتی ہے اور دلون کو پرہیزگاری عنایت فرماتی ہے اِس صورت مین آمد کی ضمیر لفظ آئینہ کی طرف راجع ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ روئے خوب (جمال الٰہی) جو صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے روح کے لیئے باعث صیقل

کدورت دنیوی۔ اور دل کے لیئے موجب پرہیزگاری ہے اسصورت مین آمد کی ضمیر آئینہ کی طرف ہے
تیسرے معنے یہ ہین کہ جو لوگ خوب رو ہین یعنے فطرتاً نیک پیدا ہوے ہین وہ اپنے عیب و صواب دیکھنے کو
صوفیون کے آئینۂ دل پر عاشق ہین کیونکہ انکا آئینۂ دل باعث صیقل جان اور موجب پرہیزگاری ہے
التماس یہ تینون معنے خاکسار شارح نے اپنے وجدان اور واہب العطیات کی امداد سے لکھے ہین جو مثنوی کی
کسی شرح مین نہین دیکھے گئے۔ اور علے ہذا القیاس جابجا بہت سے اشعار کو اپنی ہی طبیعت سے حل کیا ہے
اسلیئے یہ شرح تصنیف و تالیف دونو چیزون کا مجموعہ ہے **نکتہ** یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے
وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ یعنے جو شخص خدا کی نشانیون کی تعظیم کرتا
ہے وہ پرہیزگار ہے کیونکہ یہ تعظیم دلون کی پرہیزگاری کے باعث صادر ہوتی ہے۔ علمائے ظاہر نے
اس آیت کو ظاہری معنون یعنے مناسک حج (مثلاً صفا مروہ پر دوڑنے اور قربانی وغیرہ کرنے) پر محمول
کیا ہے۔ اور علمائے تصوف نے شعائر یعنے خدا کی نشانیون سے عموماً تمام موجودات مراد لیئے ہین جو
مظاہر جمال الٰہی ہین اور آیت کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ جو شخص مظاہر کی تعظیم کرتا ہے یعنے انمین
جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور یہ مشاہدہ جان کو ما سوائے اللہ کے زنگ سے بالکل
پاک کر دیتا ہے **فائدہ** ان تمام اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ روح ایک بادشاہ ہے جو جسم کے تخت پر بیٹھکر
عدالت کرنا یعنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کر دینا چاہتی ہے اور قوائے نفسانی اسکے
پہلوان ہین جنکو اسنے ادائے حقوق کی خدمت دے رکھی ہے اور قوت متفکرہ اور عقل اسکے وزیر ہین
جنکی مدد سے روح سلطنت ادائے حقوق مین ترقی کرتی ہے اور دل اسکا آئینہ ہے اگر یہ آئینہ صاف ہے
تو روح اسمین اپنا جمال اچھی طرح دیکھ لیتی ہے اور اگر زنگ آلود ہے تو اسپر اپنا نورانی عکس نہین ڈالتی اور
چونکہ روح امر ربی ہے اسلیئے خلاصۂ مطلب یہ ہوا کہ جو دل پاک و صاف ہے وہ مظہر ذات ہے اور جو
زنگ آلودہ ہے وہ عکس تجلیات سے محروم ہے اور دل نہین فقط مشت گل ہے

	ہر کہ دارد روئے خوب بانظام		**طالب آئینہ باشد والسلام**	
ترجمہ	ہے یہان جو خوبروے و بانظام		طالب آئینہ ہے وہ والسلام	

شرح بانظام بمعنے درست ہے یعنی جو شخص خوبصورت اور درست چہرہ رکھتا ہے وہ آئینہ کا طالب ضرور
ہوتا ہے یہ شعر گذشتہ شعر کا ہم معنی ہے اسکا بھی مطلب ہے جو اسکا تھا۔

	آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام	
ترجمہ	ایک قدیم اور لڑکپن کے دوست کا زیارت یا ملاقات کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا	

بشنو اکنون یک مثال معنوی　تا تو دیگر قول صورت نشنوی

ترجمہ: ہمسے سن لے باطنی تو اک مثال　پہر نہ سُننا ظاہری کچہ قیل وقال

شرح: یعنے اینکا مطلب اس بات کی کہ دل آئینہ جمال حق ہے ایک معنوی مثال ہم سے سن لے۔ اِس معنوی تمثیل کے سمجہ لینے کی بعد تجہے کسی ظاہری مثال کے سُننے کی ہرگز ضرورت نہ رہے گی۔

آمد از آفاق یار مہربان　یوسف صدیق را شد میہمان

ترجمہ: ایکدن اک آشنا۔ اک مہربان　ہو گیا یوسف ع کا آکر میہمان

شرح: یعنے بعض اطراف سے وارد ہوکر ایک دوست حضرت یوسف ع کا مہمان ہوا آفاق بمعنے اطراف ہے

کآشنا بودند وقت کودکی　بر وسادہ آشنائی متکی

ترجمہ: کیونکہ بچپن سے یہ دونو دوست تہے　اور بہم اک جان سے دو پوست تہے

شرح: یعنے اس شخص کے مہمان ہونے کا یہ سبب تہا کہ وہ اور حضرت یوسف ع دونو لڑکپن مین دوست تہے اور دونو باہم ملکر صحبت کے تکیہ پر سہارا لگا کر بیٹہا کرتے تہے مطلب یہ کہ دونون مین قدیم تعارف تہا۔

یاد دادش جور اخوان و حسد　گفت آن زنجیر بود و ما اسد

ترجمہ: بہائیون کا اُسنے جب پوچہا حسد　بولے وہ زنجیر تہی ہم ہین اسد

شرح: یعنے مہمان نے حضرت یوسف کو اُنکے بہائیون کے جور و حسد کا واقعہ یاد دلایا اور گذشتہ مصیبتونکا حال پوچہا۔ حضرت یوسف نے جواب دیا کہ وہ جور و حسد زنجیر کے مانند تہا اور ہم شیر کے مانند ہین۔ جسطرح زنجیر شیر کے لیئے بلندی مرتبہ کا باعث ہے (کیونکہ زنجیر گلے مین پڑنے سے شیر کی قوت و ہیبت کا اظہار ہوا کرتا ہے) اسیطرح بہائیون کے جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے بلندی مرتبہ کا باعث ہوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ازراہ حسد ہمین کنوین مین نڈالتے تو ہم عزیز مصر کس طرح بنتے۔ اور مرتبۂ شاہی کیونکر عنایت ہوتا۔

عار نبود شیر را از سلسلہ　ما نداریم از قضائے حق گلہ

ترجمہ: شیر کو کیا ننگ ہے زنجیر سے　ہم گلہ کرتے نہین تقدیر سے

شرح: یعنے حضرت یوسف نے فرمایا کہ جسطرح شیر کو زنجیر سے عار نہین ہوتی بلکہ فخر ہوتا ہے اسیطرح اُنکی جور و حسد کی زنجیر ہمارے لیے باعث ننگ و عار نہین ہوسکتی کیونکہ یہ حسد کی زنجیر حکم الہٰی کی پابند تہی اور حکم الہٰی سے ناراض ہوکر اُسکا گلہ کرنا ہمارا شیوہ نہین ہے بلکہ ہم تو صبر کے بندے ہین

شیر را بر گردن ار زنجیر بود　بر ہمہ زنجیر سازان چیر بود

ترجمہ: طوق کو رکہا کرے گردن مین شیر　ہے مگر زنجیر سازون پر دلیر

شرح یعنے اگرچہ شیر کی گردن مین زنجیر ہوا کرتی ہے لیکن باینہمہ وہ تمام زنجیر بنانے والون پر غالب ہوتا ہے اور اسکی قوت وہیبت کے خیال سے پکڑنے والے بہی اسکے پاس نہین آسکتے بعض نسخون مین شیر کی جگہ میر مخفف امیر ہے یعنے غالب وقوی وزبردست۔ **نکتہ** باطنی طور پر یوسف سے روح مراد ہے جو عزیز مصر بدن ہے اور آشنا سے عقل معاد اور برادران یوسف سے دسون حواس ظاہری و باطنی مطلب یہ کہ عقل معادی نے روح سے یہ پوچہا کہ جب تجہے تیرے حواس عشرہ نے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالا تہا تو تیرا کیا حال تہا روح نے جواب دیا کہ مین ہر حالت مین شاکر ہون اگرچہ تقدیر الٰہی سے حواس نے مجہے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالدیا تہا لیکن چونکہ مین بمنزلہ شیر ہون اسلیئے یہ زنجیر کنوین کی قید میرے لیئے باعث فخر تہی اور مجہے چاہ طبیعت حیوانی مین بہت دنون تک رہنا نہین پڑا بلکہ مصیبت پر شاکر رہنے کے باعث اللہ تعالےٰ نے بہت جلد رہائی دیدی۔ اور مجہے نہایت بلند مرتبے عنایت فرما دیئے۔

	گفت چون بودی تو در زندان و چاہ	گفت ہمچون در محاق و کاست ماہ
ترجمہ	بولا وہ کہہ تجہے حال بند و چاہ	بولے یہ جسطرح گہٹ جاتا ہے ماہ

شرح محاق چاند کے گہٹنے کو کہتے ہین جسکی ابتدا ستاہرہوین تاریخ کی شب کو ہوتی ہے۔ نیز محاق ہر مہینے کے اُن آخری تین تاریخون کو بہی کہتے ہین جنمین چاند بالکل غائب رہتا ہے اور کاست حاصل مصدر ہے یعنے گہٹ جانا۔ یعنے جب مہمان نے یہ پوچہا کہ قیدخانہ اور کنوین مین آپ پر کیا گذری تو حضرت یوسف نے یہ جواب دیا کہ مین زندان و چاہ مین اسطرح رہا جسطرح ماہ کامل کہ ستاہرہوین تاریخ سے گہٹتے گہٹتے آخر مہینے مین بالکل غائب اور پہر کو ہلال ہو کر پہر رفتہ رفتہ پورا چاند ہو جاتا ہے یعنے مصیبت پر صبر کرنے کے باعث مجہے رتبہ عالی ملگیا **نکتہ** حضرت یوسف نے اپنے آپ کو اسلیئے محاق کی حالت مین کہا ہے کہ آپ آفتاب ذات یعقوب سے اسطرح دور ہو گئے تہے جسطرح چاند سورج سے دور ہو کر حالت محاق مین گرفتار ہو جاتا ہے۔

	در محاق ار ماہ نو گردد دوتا	نے در آخر بدر گردد بر سما
ترجمہ	ماہ نو جو ابتدا مین تہا دوتا	رفتہ رفتہ دیکہہ کامل ہو گیا

شرح دوتا یعنے خمیدہ و باریک ہے اور دوسرا مصرع استفہام تقریر ہے۔ یعنے حالت محاق مین اگرچہ ماہ نو دہلال خمیدہ اور باریک ہو جاتا ہے لیکن انجام کار آسمان پر ماہ کامل بنجاتا ہے۔ یعنے روح یہ کہتی ہے کہ جفائے حواس اور زندان طبیعت نے مجکو محاق غم مین ڈالدیا تہا۔ لیکن عنایت الٰہی نے وہان سے نکال کر مرتبہ عالی تک پہنچا دیا۔ **نکتہ** اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اے انسان تو اپنے وطن اصلی (قرب الٰہی) سے جدا ہو کر جفائے حواس اور زندان طبیعت مین گرفتار مصیبت ہے اسلیئے مصیبت مین رہ کر گناہون سے توبہ کر۔ اور الطاف

الٰہی کا طالب رہ۔ تاکہ حواس برادران یوسفؑ کی طرح تیرے غلام بنجائیں اور تو عزیز مصر دل ہو جائے۔ اور اس ہجر کے بعد مرتبۂ وصال حاصل ہو۔ اور صدمۂ فراق سے ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل ہو۔

گرچہ دُر دانہ بہاون کوفتند | نور چشم و دل شد و دفع گزند

ترجمہ: پیسکے موتی۔ دیکھ لے اے ہوشمند | چشم و دل سے دفع کرتا ہے گزند

شرح یہان سے اس بات کی تمثیلین شروع ہوئی ہین کہ جو لوگ مصیبت مین خدا پر شاکر رہتے ہین وہ انجام کار بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتے ہین۔ مثلاً دیکھ لیجے کہ اگرچہ موتی کے دانہ کو ہاون مین کوٹتے یا کھرل مین پیس ڈالتے ہین مگر انجام کار اُسکو یہ مرتبہ ملتا ہے کہ کٹ پسکر آنکھون اور دل کی روشنی و قوت کا باعث اور چشم و قلب کی بیماریون اور نقصانات کا دافع ہو جاتا ہے **فائدہ** جسطرح موتی پیس کر سرمہ مین ڈالے جاتے ہین اسیطرح طاقت دل کے لیئے کھانے کے کام بھی آتے ہین۔ اُس سرمہ کا نام کحل الجواہر ہے اور اسکا جواہر مُہرہ۔ نیز موتی کھانے کی معجون اور خمیرون مین پڑا کرتے ہین۔

گندمے را زیر خاک انداختند | پس زخاکش خوشہ ہا بر ساختند

ترجمہ: تخم کو مٹی مین کرتے ہین نہان | خوشے تب اُگتے ہین اُس سے بیمر بجان

شرح یعنے بوتے وقت گیہون خاک مین ڈالدیتے ہین اور حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بونے والون نے لاکھون من غلہ مٹی مین ملا دیا ہے لیکن وہی بونے والے چند روز کے بعد اُسی خاک مین سے گیہون کی خوشی بنا لیتے ہین۔ خاکش مین ضمیر شین جو بجانب گندم راجع ہے خوشہ ہا کا مضاف الیہ ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔ جو سمجھانے کے لیے بیان کی گئی ہے۔

بار دیگر کوفتندش ز آسیا | قیمتش افزود و نان شد جان فزا

ترجمہ: دلانے پھر آتے ہین زیر آسیا | اور پھر ہوتی ہے نان جان فزا

شرح یعنے پھر اُس گیہون کو خوشون مین سے نکالکر جب چکی مین پیسا تو اُسکی قیمت بڑھگئی اور روح و جان کی بڑھانے والی روٹی بنگئی یعنے کھانے سے پہلے روح حیوانی اُسکی طرف راغب ہوگئی۔ اُسکی صورت دیکھکر بدن مین جان سی آنے لگی۔ آنکھون کے سامنے تقویت روح کا سامان آگیا۔

باز نان را زیر دندان کوفتند | گشت عقل و جان و فہم سودمند

ترجمہ: کھاتے ہین روٹی کو پھر اے ہوشمند | ہے نتیجہ جسکا عقل سودمند

شرح یعنے پھر جب روٹی کو دانتون سے چباکر کھا لیا تو وہ بڑی فائدہ مند چیز ہوگئی۔ یعنے عقل و جان و فہم وغیرہ بنگئی کیونکہ زندگی صرف روٹی یعنے غذا پر موقوف ہے اور حواس ظاہری و باطنی اور اعضائے خارجی

ودداخلی دین ودنیا کے تمام کام روٹی ہی کی بدولت انجام دیتے ہین بعض نسخون مین سودمندی کی جگہ ہوشمند ہے

بازآن جان چونکہ محو عشق گشت | یعجب الزراع آمد بعد کشت

ترجمہ پہر وہ جان جب محو الفت ہوگئی | بونے والے کو مسرت ہوگئی

شرح یعنے پہر جب کہ وہ جان جو درحقیقت دانۂ گندم ہے محو عشق الٰہی ہو جاتی ہے تو کہانے والے کو اُسکا یہ محو عشق ہو جانا تعجب مین ڈالتا ہے اور وہ خوش ہو کر ازراہ تعجب کہا کرتا ہے کہ یہ عجیب دانہ تہا جو پہلے روح بنا اور پہر اُسنے روح مین محویت عشق پیدا کردے۔ زراع سے روٹی کہانے والا مراد ہے جو جیسا ان کے کہیت مین روٹی کے لقمے بوکر جان وعقل وغیرہا کے خوشی حاصل کرتا ہے آیت یعجب الکفار لیغیظ بہم الکفار الے آخرہ کا مطلب ہم پہلے لکہہ چکے ہین اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

باز آنجان چون بحق او محو شد | بازماند از سکر و سوے صحو شد

ترجمہ پہر وہ جان جب ذم ہوی جانا نین محو | سکر سے حاصل ہوا اند از صحو

شرح یعنے پہر وہ جان جبکہ محو ذات حق ہوگئی تو اُسے نشۂ حیرت سے نجات ملگئی اور محو ذات ہونیکے باعث ہوشیاری حاصل ہوگئی یعنے مرتبۂ بقا بعد انفصام حسرت ہوگیا جو تمام مراتب سے بلند ہے سکر نشہ اور صحو ہوشیاری کو کہتے ہین

عالمے را زان صلاح آمد ثمر | قوم دیگر را فلاح منتظر

ترجمہ ایک عالم کو ملا اُس سے ثمر | قوم دیگر منتظر ہے سرِ بسر

شرح یعنے جب روح کو مرتبۂ ہوشیاری حاصل ہوگیا تو وہ قابل ارشاد وتلقین طالبان حق ہوگئی اور اُس سے ایک عالم کو ثمرۂ صلاح وتقوے (نیکی وپرہیزگاری) حاصل ہونے لگا اور ایک دوسرے مگر خاص قوم کو ایسی فلاح (نجات) حاصل ہوگئی جسکا اُنہین انتظار تہا اس فلاح سے مرتبۂ وصال حقیقی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ خاص مرید واصلان حق ہوگئے ایسی عالیمرتبہ روح سے مرشد کامل کی روح مراد ہے جسکا فیض تمام عالم کو پہنچتا ہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع ترکیب مین پہلے کی صفت ہو۔ یعنے عالم کو مرشد کامل کی روح سے وہ صلاح وتقوے بالفعل حاصل ہوجاتا ہے جو دوسری قومون کے لیئے ہنوز مرتبۂ انتظار اور مرتبہ بالقوہ مین ہے یہ تمام اشعار اسی مضمون کی تیسری مثال ہین جو گزشتہ دو مثالون سے پہلے بیان ہوچکا ہے۔

این سخن پایان ندارد باز گرد | تاکہ با یوسف چہ کردان شیرمرد

ترجمہ چہوڑدے ہے یہ سخن بے انتہا | یوسف و مہمان کا قصہ سنا

شرح یعنے اس مضمون کی کہ مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے بے انتہا مثالین موجود ہین اسکو چہوڑکر قصۂ یوسف و مہمان سُننا چاہیئے جس سے جا بجا معلومات بڑہے اور کوئی نیا نتیجہ نکلے۔

طلب کردن یوسف علیہ السلام ارمغان را از میہمان بعد از مقالات

ترجمہ: حضرت یوسفؑ کا بہت سی گفتگو کے بعد اپنے مہمان سے کوئی سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلان	ہین چہ آوردی تو مارا ارمغان
ترجمہ: پھر کہا یوسف نے سن اے مہربان	دے ہمین لایا ہے تو جو ارمغان

شرح: گفت۔ کا فاعل یوسفؑ ہین اور قصہ کہنے سے وہی بہائیون کا قصہ یعنے روح نے عقل معاد سے یہ کہا کہ جبکہ عنایات الٰہی اور مجاہدات ناتمناہی حواس کی زنجیرون اور طبیعت حیوانی کے کنوین سے نجات پائی ہے اب تو میرے لیئے کیا تحفہ لائی ہے۔ کیونکہ جو شخص نجات پاکر یا سفر کرکے کہین سے آتا ہے سب دوست احباب اُسکو تحفے دیا کرتے ہین اور ایسے باہمی تحفے دوستی کو مضبوط کردیتے ہین۔

بر در یاران تہی دست آمدن	ہست بے گندم سوئے طاحونشدن
ترجمہ: جائیے خالی ہات جو یارون کے پاس	جائیگا بے غلہ وہ سوئے خراس

شرح: یعنے دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانا ایسا ہے جیسا کہ چکی کے پاس بغیر گیہون کے چلا جانا جسطرح ایسے شخص کو آٹا نہین ملسکتا۔ اسیطرح دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانے والا رعایت کا مستحق نہین ہوسکتا نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر طالب حق حضور خداوندی مین اعمال نیک کا تحفہ لیکر نجائیگا تو بروز حشر مستحق الطاف الٰہی نہوگا۔ اور بہت پچتائے گا۔ اسلیئے اعمال نیک مین سبقت کرنی چاہیئے۔

حق تعالےٰ خلق را گوید بہ حشر	ارمغان کو از برائے روز نشر
ترجمہ: حق تعالےٰ یہ کہیگا روز حشر	ہے کہان سوغات بہر روز نشر

شرح: یعنے اللہ تعالےٰ بروز حشر مخلوق سے یہ سوال کریگا کہ تم آجکے دن کے لیئے کیا تحفہ لائے ہو۔ اور وہ تحفہ ہے کہان ادہر لاؤ ہمارے سامنے پیش کرو روز نشر زندگی اور پراگندہ ہونے کا دن یعنے روز قیامت

جئتمونا و فرادیٰ بے نوا	ہم بدان سان کہ خلقناکم کذا
ترجمہ: تم یہان آئے ہو بے کس بے نوا	پہلی پیدائش مین جو کچہ حال تہا

شرح: یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّتَرَکْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰکُمْ وَرَآءَ ظُھُوْرِکُمْ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے کلام مجید مین یہ فرماتا ہے کہ اے لوگو تم قیامت کے دن ہمارے حضور مین تنہا ہوکر مال و اولاد وغیرہ سب کو چھوڑکر اُس صورت مین آؤگے کہ جس صورت مین ہمنے تمہین مان کے پیٹ سے پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن اور ننگے پانو اور بے ختنہ کیے ہوئے اور جو کچہ ہمنے تمہین دنیا مین دیا تہا اُس سب کو پس پشت ڈال جاؤگے یہ اُس آیت کے ظاہری معنے ہین۔ اور مولانا قدس سرہ کے

نزدیک باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے مخلوق سے قیامت کے دن یہ فرمائیگا۔ کہ اے لوگو تم ہمارے پاس تنہا ریعنے نیک عملون سے خالی ہوکر) آئے اور ایسے کورے آئے جیسا کہ ہمنے تمہین مان کے پیٹ سے پیدا کیا تہا اور تمنے اُن نیک عملون کو جنکے بجا لانے کی ہمنے تمہین طاقت دے تہی یا جنکا حکم دے کہا تہا دنیا ہی مین چہوڑ دیا اور پس پشت پہینکدیا۔ لیکن اِن معنون کے لحاظ سے یہ خطاب عام لوگون کو ہوگا۔ عارف اس سے مستثنے ہین **فائدہ** آیت مین جیسا کہ فرادے ہے مولانا قدس سرہ نے اقتباس کرتے ہوئے وزن شعر درست کرنے کے لیئے صرف واو اور بڑہا دیا ہے یعنے اے لوگو تم ہمارے پاس آئے اور تنہا ہوکر آئے۔ اعمال نیک سے مفلس ہوکر آئے اور اُسی صورت مین آئے جس صورت مین ہمنے تمہین اول مرتبہ پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن ننگے پانو اور بے ختنہ کیئے ہوئے آئے۔

	ہین چہ آوردید دست آویز را	ارمغانے روز رستاخیز را
ترجمہ	لائے ہو تم آج دست آویز کیا	ارمغان ہے بہر رستاخیز کیا

شرح یعنے اللہ تعالے مخلوق سے بروز حشر یہ فرمائے گا کہ آج تم اپنی نجات کی کیا دست آویز لائے ہو اور قیامت کے لیئے اعمال نیک کی کونسی سوغات تمہارے پاس ہے دست آویز بمعنے سند و ذریعہ ہے

	یا امید بازگشتن تان نبود	وعدہ امروز باطل تان نمود
ترجمہ	یا تمہین اُمید پہرنے کی نہ تہی	آج کے وعدے سے تہے یا باطل سبہی

شرح سرے مصرع ثانی سے حرف تردید (یا) محذوف ہے یعنے اللہ تعالے بروز حشر فرمائے گا کہ اے لوگو یا تو تمہین مرنے کے بعد زندہ ہوکر ہمارے حضور مین آنے کی اُمید نہ تہی۔ یا تم قیامت کے حساب و کتاب کو جہوٹا وعدہ سمجہ رہے تہے۔ یہ قضیہ بطور مانعۃ الخلو ہے۔ اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا الیٰ آخر الآیۃ یعنے اے لوگو کیا تمہین یہ گمان ہے کہ ہمنے تمہین بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع نہ کروگے۔ بلکہ مرکر ضرور ہماری طرف آؤ گے اور ہم حساب و کتاب لینگے۔

	منکری مہمانیش را از خری	پس ز مطبخ خاک و خاکستر بری
ترجمہ	اُسکی مہمانی کا گر منکر ہوا	کیا ملیگا تجکو مطبخ سے بتا

شرح یہان مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ایمخاطب تو اپنی بے وقوفی کے باعث اللہ تعالے کے مہمان بننے (بروز قیامت حساب و کتاب دینے) کا منکر ہے اسلیئے اُسکے مطبخ انعام و احسان سے بجز خاک اور راکہہ (یعنے محرومی) کے اور کچہ حاصل نہوگا۔ کیونکہ اگر تجہے اُسکے مہمان ہونے کا خیال ہوتا تو نیک عمل ضرور کرتا۔ اور خوان احسان کا مستحق ہوجاتا اور تجہے بلند مرتبے حاصل ہوتے۔

	ورنہ امنکر چنین دست تہی		بردر آن دوست چون مایئے تہی	
ترجمہ	ورنہ خالی ہات لئے مرد زبون		دوست کے دروازہ پر جاتا ہے کیون	

شرح یعنے اگر تو اللہ کے مہمان بننے اور اُسکے سامنے جانے کا منکر نہین ہے تو اسطرح خالی ہاتہ ربلا اعمال نیک ر اُسکے دروازہ پر کیونکر قدم رکہہ سکیگا۔ بلکہ مہمانی کے وقت تعلین جہاڑینگی اور ذلتین اُٹھانی پڑینگی۔

	اندکے صرفہ بکن از خواب و خور		ارمغان بہر ملاقاتش ببر	
ترجمہ	خواب و خور مین تہوڑا تہوڑا صرفہ کر		اور یہ سوغات لیجا یر ہنر	

شرح یعنے ایطالب اگر تو اسوقت خالی ہاتہ ہے اور آیندہ خدا کا مہمان بننا چاہتا ہے تو کچہ حصہ نیند مین سے کم کر اور کچہ کہانے مین سے یعنے ریاضت و مجاہدہ اور نفس کشی پر صبر کر تاکہ عبادت کا شوق پیدا ہو۔ اور یہی ترک خور و خواب ملاقات الٰہی کا ذریعہ اور اُسکے گہر مہمان بنکر جانے کے لیئے سوغات بنجائے **فائدہ** حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اے لوگو اگر مشاہدۂ الٰہی منظور ہے تو اپنے پیٹ کو بہوکا اور بدن کو ننگا رکہا کرو۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ سب سے پہلے بدعت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاری ہوی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ پیٹ بہر کر روٹی کہانے لگے اور حضرت جنید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ مینے حکمت و دانائی کی نئی نئی باتین بہوکا ہوکر بیٹھنے مین پائی ہین۔

	شو قلیل النوم مما یہجعون		باش در اسحار از یستغفرون	
ترجمہ	رات کو کم سو اگر ہے تجکو ڈر		اور وقت صبح استغفار کر	

شرح یعنے ایطالب تو خدا کے اُن پیارے بندون اور پرہیزگارون مین سے ہوجا جو رات کو بہت کم سوتے ہین۔ اور جو صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہین۔ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کانُوا قَلِیلاً مِّنَ اللَّیلِ مَا یَہجَعُونَ وَبِالاَسحَارِ ہُم یَستَغفِرُونَ یعنے پرہیزگار لوگ اسلیئے جنتون اور نہرون کے مستحق ہین کہ وہ رات کو کم سوتے تہے اور صبح کو اپنے گناہون کے بخشش چاہا کرتے تہے اس سے شب بیداری اور بالخصوص تہجد کی نماز مراد ہے۔ اور مطلق ذکر و شغل کے لیئے رات کو جاگنا بہی نہایت خیر و برکت کا باعث ہے۔

	اندکے جنبش بکن ہمچون جنین		تا بہ بخشندت حواس نوربین	
ترجمہ	دست و پا کو کچہ ہلا مثل جنین		تاکہ حاصل ہوئین حواس نوربین	

شرح یعنے دنیا کے پیٹ مین رہکر جو تیری مان کے مانند ہے جنین (پیٹ کے بچہ) کی طرح طاعات الٰہی مین بہی تہوڑی بہت کوشش کر لیا کر اور اعمال نیک مین ہاتہ پانو ہلا لیا کر تاکہ تجہے نور جمال الٰہی کے دیکہنے والے حواس باطنی مرحمت کردیئے جائین۔ اور تیری اندرونی آنکہین کہل جائین یعنے مرتبہ کشف حاصل ہوجائے۔

	وز جہان چون رحم بیرون روی		از زمین در عرصۂ واسع شوی
ترجمہ	تا نکلکر اس جہان تنگ سے		پر فضا میدان مین تو جا پڑے

شرح یعنے اعمال نیک مین کوشش کر تاکہ تو اس جہان دنیا سے جو رحم مادر کی طرح تنگ ہے باہر نکل جائے یعنے تاکہ تجھے دنیا سے کسی طرح کا سروکار نہ رہے اور ایسے فراخ میدان (عالم ملکوت و عرصۂ قرب الٰہی) مین چلا جائے جو ساری زمین سے فراخ تر ہے از زمین یا تو لفظ واسع کے متعلق ہے یا یہ معنے ہین کہ تو زمین سے نکلکر عرصۂ فراخ مین چلا جائے اسصورت مین از بمعنے بعد و مجاوزت ہے۔

	آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند		عرصۂ دان کانبیا در رفتہ اند
ترجمہ	مطلب ارض اللہ واسع کا سمجھ		انبیا کا عرصہ ہے اسے نا سمجھ

شرح یعنے قرآن مجید مین جو آیت اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ موجود ہے اور جسکے معنے یہ ہین کہ خدا کی زمین فراخ ہے اس آیت مین علمائے ظاہر نے زمین سے یہی دنیوی زمین مراد لی ہے اور انکے نزدیک اسمین دار الکفر سے ہجرت کر جانے کا اشارہ ہے لیکن صوفیہ کے نزدیک اس زمین سے عالم ملکوت و جبروت و لاہوت اور عالم جمال و جلال مراد ہے جسکی وسعت کی کچھ انتہا نہین اور انبیا علیہم اسی زمین کی طرف ہجرت کر گئے ہین۔

	دل نگردد تنگ زان عرصۂ فراخ		نخل تن آنجا نگردد خشک شاخ
ترجمہ	تنگ ہو دل کیون وہ میدان ہے فراخ		نخل تن ہوتا نہین وہان خشک شاخ

شرح یعنے مشاہدۂ جمال و جلال اور نظارہ عالم ملکوت مین دل کو فرحت ہوتی ہے۔ جی کبھی نہین گھبراتا۔ اور نخل بدن ہمیشہ سرسبز رہتا ہے کبھی سوکھی ٹہنی کی طرح خشک نہین ہوتا کیونکہ دل کی فرحت کا اثر بدن پر ضرور ہوتا ہے بعض نسخون مین نخل تن کی جگہ نخل تر ہے۔ یعنے عالم ملکوت مین پہنچکر نخل تر جسم عارف کامل ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہ لفظ نخل تن ہو یا نخل تر۔ دونو صورتون مین نگردد (بصیغہ نفی) کی جگہ بگردد (بیائے موحدہ و صیغہ اثبات) بھی جائز ہے یعنے عالم ملکوت مین خشک شاخ نخل تر ہو جاتی ہے یا نخل بدن کی طرح نشو و نما پاتی رہتی ہے اور یہ عالم موجب حیات ابدی ہے بعض نسخون مین نخل تن آنجا نگردد شاخ شاخ ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ عالم ملکوت مین دل کے طفیل بدن بھی پارہ پارہ نہین ہوتا بلکہ سرسبز رہتا ہے مگر اس صورت مین اگر بگردد (بصیغۂ اثبات) ہو تو نہایت مناسب ہے یعنے عالم ملکوت مین مشاہدۂ جمال کے باعث بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ آدمی اس عالم مین پہنچکر مرتبۂ وجود کو فنا کر دیتا ہے اور مرتبۂ بقا حاصل کر لیتا ہے اور اثبات کا ذکر بار بار آچکا ہے کہ وجود موہوم کو فنا کئے بغیر مرتبۂ بقا اور مقام فنا جو مرتبۂ وصال الٰہی ہے کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا۔

	حاملی تو مر حواست را کنون		کند و ماندہ میشوی و سرنگون	
ترجمہ	اب ہے تو خود حامل بار حواس		کندی و درماندگی ہے تیرے پاس	

شرح لفظ کنون مخفف اکنون سے بمقابلہ لفظ خواب کے جو آئندہ شعر میں ہے ۔ حالت بیداری مراد ہے یعنے اے شخص تو حالت بیداری میں اپنے حواس کا حامل (اٹھانے والا) ہے یعنے حواس کو بوجھ کی طرح اٹھائے اٹھائے پھرا کرتا ہے اور آخرکار کند (سست) اور ماندہ (ضعیف و ناتوان) اور سرنگون ہو جاتا ہے یعنے حواس کے بوجھ اور استعمال سے تھک کر ہار جھک مارکر منہ اوندھا کے لیٹ رہتا ہے مطلب یہ کہ جب تو حواس سے زیادہ کام لیتا ہے تو وہ بھی تھک جاتے ہیں اور تو بھی تھک کر سو رہتا ہے ۔ اس شعر کا مطلب آئندہ کھلے گا کیونکہ یہ آئندہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے ۔

	چونکہ محمولی نہ حامل وقت خواب		ماندگی رفت و شدی بے رنج و تاب	
ترجمہ	ہاں مگر حامل نہیں تو وقتِ خواب		اسلیئے رہتا نہیں کچھ رنج و تاب	

شرح یعنے اے شخص جب تو ہار تھک کر سو رہتا ہے تو حاملِ حواس نہیں رہتا بلکہ محمول حواس بنجاتا ہے یعنے تیرے حواس تجھے اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں اور عالم ہستی سے عالم خیال میں لیجاتے ہیں یہی باعث ہے کہ خواب کے وقت ماندگی اور تھکان کا نام تک نہیں رہتا اور رنج و تعب سب دور ہو جاتا ہے کیونکہ خواب کے وقت روح قید بشریت سے نکلکر عالم خیال میں چلی جاتی ہے جسکو عالم مثال اور عالم برزخ بھی کہتے ہیں ۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں اور دونو کا مطلب آئندہ شعر میں معلوم ہوگا ۔

	چاشنیٔ دان تو حال خواب را		پیش محمولی حال اولیا	
ترجمہ	تو نمونہ جان حال خواب کو		اولیا کے حال کا اے نیک خو	

شرح یعنے اے طالب ہم جو گزشتہ دو شعروں میں بیداری اور خواب کی حالت بیان کر آئے ہیں انپر اچھی طرح غور کر اور خواب کی حالت کو اولیاء اللہ کی محمولی کی حالت کا نمونہ یا مثال سمجھ ۔ یعنے جسطرح خواب میں ہر شخص محمول حواس ہوتا ہے اسیطرح اولیاء اللہ بیداری و خواب کی ہر دو حالتوں میں محمول حواس ہیں یعنے اولیاء اللہ کی روح قید بشریت سے نکلکر دنیوی مشاغل اور بجز یاد الٰہی ہر طرح کے رنج و تعب سے فارغ ہوتی ہے عوام کو جو حالت خواب میں حاصل ہوتی ہے وہ اولیاء اللہ کو بیداری میں میسر ہے چنانچہ اسکی مثال آئندہ شعر میں ہے ۔ اور مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب کو آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے ۔

	اولیا اصحاب کہف اند اے عنود		در قیام و در تقلب ہم رقود	
ترجمہ	اولیاء اللہ ہیں سب یار غار		ہم رقود انکو سمجھ اے ہوشیار	

شرح عنود بمعنے سرکش ہے اور بعض نسخون مین لے عنود ہے بمعنے لے غافل اور لفظ در قیام و در انقلاب لفظ اولیا کے متعلق ہے نیز قیام بمعنے بیداری اور تقلب بمعنے کروٹین لینے سے عالم خواب مراد ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ بیداری وخواب کی دو حالتون مین اصحاب کہف کے مانند سورہے ہین یعنے عالم بیداری مین اولیا کی محویت و مدہوشی اور ماسوے اللہ سے بیخبری ایسی ہے جیسے عوام کی حالت خواب مین ہوا کرتی ہے تو ازراہ سرکشی اسکا منکر نہو کیونکہ اصحاب کہف اولیا ہی تو ہین یہ سورۂ کہف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ الےآخرالآیت یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار سمجھا ہوگا مگر وہ سورہے ہین ہم اس آیت کی شرح پہلے لکھ چکے ہین اسلئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	میکشد شان بے تکلف در فعال		بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
ترجمہ	بے تکلف کھینچ لیتا ہے اُنہین		دہنے بائین لینے مین وہ کروٹین

شرح لفظ بیخبر شان کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے جسطرح اللہ تعالے اصحاب کہف کو حالت بیخبری مین بلا تکلف و بلا مشقت کبھی دہنی طرف کھینچ لیتا ہے کبھی بائین طرف اسیطرح اولیا کو دائین بائین کھینچا رہتا ہے اور انہین مطلق خبر نہین ہوتی یعنے اولیاء اللہ کبھی روحانی افعال کی طرف کھینچتے ہین کبھی جسمانی افعال کی طرف کبھی عالم روحانیت مین ہین کبھی بشریت مین کبھی عالم فنا مین ہین کبھی بقا مین کبھی کشف مین کبھی حجاب مین کبھی مقام تجلی مین کبھی استتار مین کبھی حالت جمع مین کبھی تفرقہ مین اور یہ سب مختلف افعال ایک حقیقی محرک کی تحریک سے ہین کیونکہ جب وہ مرنے سے پہلے مرچکے ہین تو اپنے طرف سے کوئی فعل نہین کرتے ہان یہ مذہب قدریہ وجبریہ کا ہے کہ وہ اپنے دنیوی فعل اپنے ہمت اور ارادہ سے کرتے ہین اور عبادات مین اپنے آپ کو عاجز اور غیر مختار جانتے ہین اس شعر مین آیت وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ ہے علماء ظاہر نے اصحاب کہف کو کروٹین بدلوانے کا یہ فائدہ لکھا ہے کہ انکے جسم کو ایک کروٹ سے لیٹے لیٹے زمین نہ کہا جائے لیکن معنوی طور پر تقلب یعنے کروٹین بدلوانے سے ترقی مقامات وحالات مراد ہے کیونکہ تقرب الٰہی اور مشاہدۂ تجلیات کی کوئی انتہا نہین۔

	چیست آن ذات الیمین فعل حسن		چیست آن ذات الشمال اشغال تن
ترجمہ	دہنی کروٹ کیا ہے افعال حسن		بائین کروٹ کیا ہے اشغال بدن

شرح یعنے معنوی طور پر اولیاء اللہ کے حق مین لفظ ذات الیمین (دہنی طرف کروٹ بدلوانا) کیا معنے رکھتا ہے ہم سے سن اس سے انکے افعال نیک اور اعمال صالحہ مراد ہین جنکی طرف اللہ تعالے نے انکے دلکو کھینچ رکھا ہے اور ذات الشمال (بائین جانب کروٹ بدلوانا) انکو اشغال متعلقہ بدن یعنے بسبب اقتضائے

بشریت اسباب معاش اور بقدر کفایت سامان اکل و شرب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اسلیئے اولیا ء اللہ کے مشاغل جسمانیہ سے متعجب ہو کر اُنپر معترض نہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُنکا اصلی مقصود عشق ذات ہے اور مشاغل جسمانی جو اقتضائے بشریت میں داخل ہیں قوت عبادت کے لیئے ہیں۔

گر تو بینی شان بدشواری درون	نیست شان خوفے ولا ہم یحزنون
ترجمہ: مشکلوں میں دیکھ لیگا آنکھ تو	ہو نگے وہ بیخوف و غم اے نیک خو

شرح لفظ درون اظہار معنے بارے موحدہ کے لیئے زائد ہے یعنے ایمخاطب اگر تو دیکھ سکیگا تو معلوم کر لیگا کہ اولیاء اللہ پر سختی کی حالت میں روز قیامت کچھ خوف نہوگا اور نہ غمگین ہونگے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ بقدر حاجت جسمانی مشاغل میں کبھی کبھی اسیلئے مصروف ہو جاتے ہیں۔ کہ اُس سے قوت عبادت حاصل ہو اور روحانی طاقت بڑھے۔ اُنکا ہر لقمہ گویا نور ہوتا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے اولیاء اللہ کو آخرت کے رنج کا خوف اور دنیوی سامان کے جاتے رہنے کا غم نہیں ہوتا کیونکہ وہ حالت وصال میں دیدار الٰہی سے ہمیشہ مسرور رہنے والے ہیں۔

مے رود این ہر دو از مردم پدید	بیخبر زین ہر دو ایشان در مزید
ترجمہ: ہیں عیاں لوگوں پہ یہ دونوں مگر	اولیا ان دونوں سے ہیں بے خبر

شرح یعنے یہ دونوں باتیں (افعال حسن اور اشغال تن) دیگر عام لوگوں سے بطور ظاہر صادر ہوتی ہیں یعنے عموماً تمام آدمی اپنے افعال سے خوب واقف ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اولیاء اللہ دونوں باتوں سے نہایت درجہ بے خبر رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ مستغرق ذات اور فنافی اللہ ہیں اسیلئے نہ اُنہیں اپنی نیکیاں یاد رہتی ہیں اور نہ اشغال جسمانی کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ مقولہ بالکل سچ ہے۔ ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

مے رود این ہر دو کار از انبیا	بے خبر زین ہر دو ایشان چون صدا
ترجمہ: فاعل ان دونوں کے ہیں گو انبیا	بیخبر دونوں سے ہیں مثل صدا

شرح چون صدا لفظ مے رود (بمعنے صادر میشود) کے متعلق ہے۔ یعنے یہ دونوں فعل (افعال حسن اور مشاغل بدن) انبیاء علیہم السلام سے اسطرح صادر ہوتے ہیں جسطرح پہاڑ سے آواز نکلتی ہے کہ جسکی خبر پہاڑ کو نہیں ہوتی۔ اسیطرح انبیاء کو اپنے ان دونوں فعلوں کی خبر نہیں ہوتی۔

گر صدایت بشنواند خیر و شر	ذات کہ باشد زہر دو بے خبر
ترجمہ: آرہی ہے گو صدا لئے خیر و شر	کوہ ہے دونوں سے لیکن بے خبر

شرح یعنے اگرچہ پہاڑ تجکو نیک و بد کی صدا سنوا دیتا ہے مگر خود پہاڑ کو اُس صدا کے نیک و بد ہونے کی

نہین ہوتی۔ یہی حال انبیاء اور اُنکی تابعین اولیا کا ہے کہ اُنکو عالم فنا اور بیہوشی مین اپنے افعال کے خبر نہین ہوتی یعنے جسطرح پہاڑ سے جو صدا آتی ہے وہ فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ آواز دینے والا کوئی اور ہوتا ہے اسیطرح وہ تمام افعال و اقوال جو انبیاء و اولیا سے صادر ہوتے ہین اُنکا مصدر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اسکی وجہ ہم کئی بار پہلے لکھہ چکے مین اسلیئے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین۔

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغان بہر تو آئینہ آوردہ ام تا چون در آن نگری مرا بہی یاد آوری

ترجمہ یوسف کے مہمان کا یہ کہنا کہ مین آپ کے لیئے سوغات مین آئینہ لایا ہون تاکہ جب آپ اُسمین مُنہ دیکھین مجھے یاد کرلیا کرین

	گفت یوسف ہین بیاور ارمغان	او ز شرم این تقاضا در فغان
ترجمہ	بولے یوسف لا ہمین دے ارمغان	میہمان تہا شرم و قف فغان

شرح یعنے جب حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے یہ کہا کہ ہمارے لیے جو سوغات لایا ہے وہ پیش کر تو مہمان اس تقاضے کی شرم سے بہت ذلیل ہوا یہانتک کہ رو دیا۔ یہ شرم اور رونا اس خیال سے تہا کہ اگر اسیطرح محشر مین اللہ تعالےٰ اپنے بندون سے یا خاصکر مجہسے ارمغان اعمال نیک طلب کریگا تو مین کیا جواب دونگا کیونکہ مین ایسے اعمال سے جو لایق قبولیت ہین بالکل خالی ہون۔

	گفت من چند ارمغان جستم ترا	ارمغانے در نظر نامد مرا
ترجمہ	پہر یہ بولا مینے ڈہونڈہا سر بسر	ارمغان لیکن نہ آیا کچہہ نظر

شرح یعنے مہمان نے کہا کہ مینے ہر چند جستجو کی۔ مگر میری نظر دن مین کوئی سوغات آپکے دینے کے قابل نجچ

	حبّہ را جانب کان چون برم	قطرہ را سوئے عمان چون برم
ترجمہ	ریزہ کو لیجاؤن کیا مین سوے کان	قطرہ کیا ہو وقفِ بحر بیکران

شرح حبّہ بمعنے دانہ۔ اور ایک رتی یا ایک جَو۔ سونے یا چاندی کا وزن۔ یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسفؑ مینے یہ خیال کیا کہ ایک رتی سونے کو کان کی طرف اور ایک قطرۂ آب کو دریا کے پاس کس مُنہ سے لیجاؤن آپ کانِ زر اور دریاے ذخار کے مانند ہین اور میری لائی ہوی سوغات ایک رتی سونا یا ایک قطرہ ہے یعنے آپ کے لایق نہین۔ اس خیال سے مین کوئی سوغات آپ کے لیئے لا سکا۔

	زیرہ را من سوئے کرمان آورم	گر بہ پیش تو دل و جان آورم
ترجمہ	زیرہ لیجاؤنگا کرمان کی طرف	لیچلون گر جان کو جانان کی طرف

شرح کرمان فارس مین ایک شہر کا نام ہے جہان سیاہ زیرہ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف اگر مین اپنے دل و جان کو بطور سوغات آپ کی نذر کردون تو ایسا ہوگا جیساکہ تحفہ نادر

سمجھکر سیاہ زیرہ کرمان مین لیجاؤن جہان زیرہ کی کوئی قدر ہی نہین کرتا۔

نیست تخمے کاندرین انبار نیست
غیر حسن تو کہ او را یار نیست

ترجمہ
کیا ہے وہ جو اس خزانے مین نہین
حسن یکتا ہے تمہارا بالیقین

شرح مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف علیہ السلام کوئی تخم یعنے کوئی نادر چیز ایسی نہین جو آپ کے ذخیرے یعنے خزانہ مین موجود نہو۔ اسلئے مین کوئی نادر سوغات کہان سے لاتا ہان البتہ آپکا حسن وجمال نہایت نادر تحفہ تہا مگر اسکی نظیر کہین نہین ملتی اور وہ کسی بازار مین بکتا نظر نہین آتا مجبوراً حسب مناسبت حسن وجمال مین بطور سوغات ایک آئینہ لے آیا ہون گر قبول افتد زہے عز و شرف

لایق آن دیدم کہ من آئینۂ
پیش تو آرم چو نور سینۂ

ترجمہ
یعنے یہ سمجھا کہ لاؤن آئینہ
شکل نور دل دکہاؤن آئینہ

شرح یعنے اسلئے مجھے یہ اچہا معلوم ہوا کہ ایک آئینہ جو عاشقان الٰہی کے سینہ پر نور کی طرح صاف اور روشن ہو پیشکش کردون۔ کیونکہ آئینہ آپ کے حسن وجمال سے اعلے درجہ کی مناسبت رکہتا ہے۔

تا ببینی روئے خوب خود در آن
اے تو چون خورشید شمع آسمان

ترجمہ
آپکا منہ تا نظر آئے عیان
آپ ہین خورشید شمع آسمان

شرح یعنے یہ آئینہ اسلئے لایا ہون کہ اے یوسف اے آسمان حسن کے روشن کردینے والے۔ آپ اسمین اپنا منہ دیکہا کرین۔ کیونکہ آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے اور خوبرویون ہی کو شایان ہے

آئینہ آوردمت اے روشنی
تا چو بینی روئے خود یادم کنی

ترجمہ
آئینہ لایا ہون مین اے نور دل
تا کہ مجکو یاد رکہین متصل

شرح یعنے اے یوسف اے چشم عشاق کی روشنی یہ آئینہ اسلئے لایا ہون کہ آپ جب اسمین اپنا منہ دیکہا کرینگے تو غائبانہ مجھے یاد کرلیا کرینگے گویا یہ سوغات اچہی یادگار ہے۔

آئینہ بیرون کشید او از بغل
خوب را آئینہ باشد مشتغل

ترجمہ
اور بغل سے باہر نکالا آئینہ
مشغلہ اچہو نکا ہے اچہا آئینہ

شرح دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے اور مشتغل بمعنے مشغلہ ہے۔ یعنے مہمان نے گزشتہ عذر و معذرت کے بعد بغل مین سے آئینہ نکالکر حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے رکہدیا کیونکہ حسین آدمی کے لیئے آئینہ ایک مشغلہ ہوجاتا ہے یعنے آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے۔ بدصورت آدمی کو آئینہ دیکہنا نازیبا ہے کیونکہ آئینہ عارضی بدنمائی کے دفع کرنے کے لیئے ہوتا ہے اور بدصورت آدمی خود ہی ازلی بدنما ہے۔

نکتہ ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین کہ یوسف سے مراد روح ہے اور روح مولانا کی اصطلاح مین کنایہ ذات ہوتا ہے
چنانچہ یہان یوسف روح سے مراد ذات ہی ہے یعنے بندہ یہ کہتا ہے کہ اعمال نیک کا جو ہدیہ اسکی طرف بھیجا
جائے وہ قلیل اور ناقابل ہے سلئے اسد میرے نزدیک جان اور دل بڑی عزیز چیزین ہین مگر مین انکو بھی
تیرے حضور مین پیش کرون تو ایسا ہی گوئی زیرہ بکرمان مین لیجاؤن۔ تیرے یہان سب کچھ ہے مگر تیرے
حسن وجمال کا مقابل اور شریک نہین ہے۔ اسیلئے مین چاہا کہ ایک آئینہ لیجاؤن جو نور سینہ کی طرح صاف
ہے۔ آئینے سے مراد قلب سالم ہے جو کدورت حب دنیا اور زنگ ہوے وہوس غیر سے پاک ہو تاکہ تو
اسمین اپنا منہ دیکھے یعنے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اپنے جمال پاک کا عکس ڈالے۔

	آئنہ ہستی چہ باشد نیستی		نیستی بگزین گر ابلہ نیستی
ترجمہ	نیستی مرآت ہستی ہے عزیز		نیست ہو جا گر نہین تو بے تمیز

شرح یہان بطور تفہیم اور حسب مناسبت آئینہ مولانا یہ فرماتے ہین کہ نیستی آئینۂ ہستی ہے جب طالب نیست
ہو جائیگا تو اسکو ہستی نظر آئیگی یا یہ معنے ہین کہ وہ آئینہ جو شاہد حقیقی کے روبرو پیش ہو سکتا ہے نیستی ہے یعنے جب
طالب اغراض دنیوی اور خواہشات نفسانی سے نیست ہو جائیگا تب جمال باکمال نظر آئیگا اسیلئے اے مخاطب اگر
تو بے وقوف نہین ہے تو نیستی کو اختیار کر بعض نسخون مین نیستی برگزتو ابلہ نیستی ہے یعنے اگر تو عقلمند ہے تو نیستی
تحفہ آخرت اور توشۂ عقبے بنا کر بارگاہ خداوندی مین اپنے ہمراہ لیجا۔

	ہستی اندر نیستی بتوان نمود		مالداران بر فقیر آرند جود
ترجمہ	نیستی مین ہوتی ہے ہستی عیان		اغنیا ہین مفلسو نپر مہربان

شرح یعنے ہستی الٰہی کا جلوہ نیستی مین نظر آسکتا ہے کیونکہ مالدار فقیرون کو دیا کرتے ہین اگر تو ہستی کا دعوے
کریگا تو اسد تعالے الغنی ہے وہ عطائے دولت شاہد وسے تجکو محروم رکھیگا کیونکہ اضداد ایک دوسرے
کیلیے بمنزلہ آئینہ ہین جس طرح دن۔ رات کے۔ اور نور ظلمت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہستی
الٰہی کا جلوہ اپنے آپ کو نیست کرنے اور عشق الٰہی مین فنا ہو جانے سے نظر آسکتا ہے۔

	آئنہ صافی نان خود گرسنہ ست		سوختہ ہم آئنہ آتش زنہ است
ترجمہ	نان آئینہ ہے ہر مشتاق کا		سوختہ آئینہ ہے چقماق کا

شرح یعنے صاف روٹی کا آئینہ بالتحقیق بھوکا آدمی ہے جب تک کوئی آدمی بھوکا نہوگا روٹی کی لطافت
اور اسکا حسن ہرگز ظاہر نہوگا اور اسیطرح جلانے کے قابل چیتھڑے چقماق کے حق مین بمنزلہ آئینہ ہین جب تک
چیتھڑے نہونگے چقماق کا حسن اور اسکا اثر ہرگز ظاہر نہوگا۔ اسیطرح جب تک طالب فقیر دگر سینہ جمال اور چیتھڑون

کی طرح ذلیل اور فانی نہوگا اُسکو ملاے روحانی یعنے مشاہدۂ جمال اور عشق الٰہی کا نور حاصل نہوگا۔ آتش زنہ چقماق پتھر کو کہتے ہیں جس سے آگ نکلتی ہے اور سوختہ بمعنے حراق ہے یعنے جلانے کے قابل چھیتڑے

	نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست	آئینہ خوبی جملہ ہست ہاست
ترجمہ	نیستی نے جسجگہ پایا ظہور	آئینہ ہستی کا ہے ایسے پر شعور

شرح یعنے مرتبۂ نیستی و فنا بشرطیکہ حاصل ہوجائے تمام موجودات کی خوبی کا آئینہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تمام موجودات کی خوبی اللہ تعالے ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیستی آئینہ جمال الٰہی ہے لفظ خاست بصیغہ ماضی بمعنے حاصل و قائم شد ہے۔ کمال نقص کا اور نیستی ہستی کا آئینہ اور اسکا مظہر ہے۔

	بہر آن کہ نیستی پالودگیست	و آنچہ این ہستی ہمہ آلودگیست
ترجمہ	نیستی ہے سر بسر پالودگی	اور ہستی سر بسر آلودگی

شرح یعنے نیستی اسلیئے آئینۂ ہستی ہے کہ نیستی مجسم صفائی اور عین جلا ہے اس آئینہ مین جمال ہستی الٰہی بالکل صاف طور پر نظر آجاتا ہے اور دنیوی ہستی سر بسر کدورت و زنگ ہے اسلیئے نیست کردینے کے قابل ہے۔

	چونکہ جامہ چست و دوزیدہ بود	مظہر فرہنگ درزی کے شود
ترجمہ	ٹھیک جو کپڑا بدن پر ہوگیا	فہم درزی کا وہان پھر کام کیا

شرح یعنے جبکہ کپڑا خود ہی چست اور بدن پر ٹھیک اور سلا سلایا ہو تو وہ درزی کی عقل یا کاریگری کو ظاہر نہین کرسکتا۔ کیونکہ سلے سلائے کپڑے کے سینے درزی کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ اسیطرح جو شخص اپنے آپ کو ہست خیال کریگا اللہ تعالے اُسکو مرتبۂ بقا سے محروم رکھیگا کیونکہ جب وہ اپنے نزدیک خود ہی ہست ہے تو اُسے مرتبۂ بقا حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ یہ نیستی و ہستی کے مضمون کی پہلی مثال ہے۔

	ناتراشیدہ ہمی باید جذوع	تا دروگر اصل سازد یا فروع
ترجمہ	بے گھڑا ٹھنا ہی بجان چاہیئے	سب ستونون اور کڑیون کے لیئے

شرح جذوع جمع جذع ہے بمعنے تنۂ درخت یعنے ٹھنا اور درودگر بڑہئی کو کہتے ہین۔ اصل سے مراد ستون ہے اور فرع سے کڑیان۔ یعنے درخت کا ٹھنا ناتراشیدہ ہونا چاہیئے تاکہ بڑہئی اُسے گھڑ گھڑا کر چاہے ستون بنالے۔ چاہے کڑیان اور جس حالت مین کہ ٹھنا خود تراشیدہ ہوگا یعنے ستون اور کڑیان بنی بنائی ہونگی تو بجا کی کچھ ضرورت نہین۔ مطلب یہ کہ نقص کو کمال کی ضرورت اور فقیر کو غنی کی حاجت ہوتی ہے طالب اپنے گمان مین اگر خود ہست اور کامل ہے تو اسکو مشاہدۂ ہستی الٰہی نصیب نہین ہوسکتا۔ اسلیئے نیست ہونا اور اپنے آپ کو ناقص سمجھنا فرض ہے تاکہ کمال اور مرتبۂ بقا حاصل ہو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

خواجۂ اشکستہ بند آنجا رود	کہ در آنجا پائے اشکستہ بود
ترجمہ جوڑنیوالا تو جاتا ہے وہین	جسکی ہڈی ٹوٹجاتی ہے کہین

شرح خواجہ بمعنے اُستاد ہے اور شکستہ بند بمعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا۔ یعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا اُستاد وہین جاتا ہے جہان فی الواقع کسیکے ہاتھ یا پانوکی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اسیطرح مشاہدۂ ہستی الٰہی اُسی کو میسر ہوسکتا ہے جو نیست ہوگیا ہو اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

کے شود چون نیست رنجور و نزار	آن جمال و صنعت طب آشکار
ترجمہ ہو نہ جب تک کوئی رنجور و نزار	ہوتی ہے کب صنعت طب آشکار

شرح یعنے جب تک کوئی شخص بیمار و ناتوان نہین ہوتا طبیب کی صنعت طب ظاہر نہین ہوسکتی۔ اسیطرح جبتک کوئی نیست نہین ہوتا جمال ہستی الٰہی کو نہین دیکھہ سکتا۔ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے۔

خواری و دونی مسہا بر ملا	گر نباشد کے نماید کیمیا
ترجمہ نقص تانبے کا نہو گر برملا	کب اثر اپنا دکھائے کیمیا

شرح لفظ برملا گر نباشد کے متعلق ہے اور نماید بمعنے ظاہر شود ہے۔ یعنے تانبے کے حقارت و ذلت اگر ظاہر نہو بلکہ تانبا خود ہی سونا ہوا کرے تو کیمیا کا اثر ظاہر نہین ہوسکتا۔ اسیطرح کیمیائے مرتبۂ بقا انہین کو ملتی ہے جو ناقص ہین یعنے اپنے آپ کو نیست سمجھتے ہین۔ اسی مضمون کی پانچوین مثال ہے۔

نقصہا آئینۂ وصف کمال	وان حقارت آئینۂ عزّ و جلال
ترجمہ نقص ہے آئینۂ وصف کمال	ہے حقارت مراۃ عزّ و جلال

شرح یعنے نیستی اور فنا صفت کمال کا آئینہ ہے صفت کمال فنا ہی کے سبب ظاہر ہوتی ہے اور حقارت یعنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا آئینۂ عزّ و جلال ہے۔ انجام کار عزت اُسی کو ملتی ہے جو ابتدا مین ذلیل بنتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنے جو شخص اپنے نفس کو ذلیل و حقیر اور فانی سمجھتا ہے وہی اللہ تعالےٰ کو اہل فضل و جلال اور باقی رہنے والا جانتا ہے۔

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقین	زانکہ با سرکہ پدیدست انگبین
ترجمہ ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر بالیقین	سرکہ سے ہوتا ہے ظاہر انگبین

شرح یعنے حالت نقصان و فنا مین مرتبۂ کمال و بقا حاصل ہونے کا یہ سبب ہے کہ ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے اور کھٹے سرکہ سے شہد کی تمیز ہوجاتی ہے اسیطرح فنا سے اُسکی ضد یعنے بقا کا ظہور ہوجاتا ہے۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ضد اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

	ہر کہ نقص خویش را دیدہ و شناخت	اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت
ترجمہ	جسنے اپنے نقص پر ڈالی نظر	ہوگیا وہ شخص کامل جلد تر

شرح یعنے جو شخص اپنے نقص کو جان لیتا ہے وہ کمال حاصل کرنے کے لیے بہت جلد دوڑ جاتا ہے اسطرح جو لوگ اپنے آپ کو فانی خیال کرتے ہین وہ مرتبہ بقا حاصل کر لیتے ہین۔

	زان نمے پرد بسوئے ذوالجلال	کو گمانے مے برد خود را کمال
ترجمہ	اُڑ نہین سکتا وہ سوئے ذوالجلال	جانتا ہے خود کو جو بالکل کمال

شرح یعنے آدمی اسلیئے اللہ تعالےٰ کی طرف نہین اُڑ سکتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو مجسم کمال گمان کرتا ہے۔

	علتے بدتر ز پندار کمال	نیست اندر جانت اے مغرور ضال
ترجمہ	کیا بُری علت ہے پندار کمال	کر دیا کرتا ہے جو مغرور و ضال

شرح یعنے اے مغرور اور گمراہ آدمی تیری ذات مین کوئی بیماری اس سے بدتر نہین کہ تو اپنے آپ کو کامل گمان کرتا ہے بعض نسخون مین نیست اندر جان تو اے ذو دلال۔ ہے۔ اسصورت مین ذو دلال بمعنے صاحب تکبر و عجب ہے نکتہ لفظ اندر جان سے یہ بات نکلتی ہے کہ غرور و تکبر کی صفت گو ظاہر نہو مگر اکثر آدمی باعتبار باطن ضرور متکبر اور گمراہ ہوتے ہین۔ اور امتحان کرنے سے انکا باطنی تکبر ظاہر ہو جاتا ہے

	از دل و از دیدہ ات بس خون رود	تا ز تو این معجبی بیرون شود
ترجمہ	جب بہے گا تیری چشم و دل سے خون	جائے گا اُسدم تکبر اے زبون

شرح یعنے اے مخاطب تیرے دِل و دیدہ سے بہت سا خون بہے گا تب یہ تکبر و غرور طبیعت سے نکلیگا یعنے تکبر و غرور کو دِل سے نکالنے کے لیئے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حال پر خون کے آنسو بہانے چاہیئں

	علتِ ابلیس۔ انا خیر، بدست	وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست
ترجمہ	علتِ ابلیس انا خیر ہے بس	یہ مرض کل خلق مین ہے بلہوس

شرح یعنے شیطان جس مرض مین گرفتار ہو کر ہلاک اور راندۂ درگاہ ہو گیا ہے وہ تکبر ہی کا مرض تہا کیونکہ اُسنے تکبر کے باعث حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اور یہ کہا کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین یعنے ابلیس نے یہ کہا کہ اے رب العالمین مین آدمؑ کو اسلیئے سجدہ نہین کرتا کہ تونے مجکو آگ سے اور اُسکو مٹی سے پیدا کیا ہے اور چونکہ آگ خاک سے بلند مرتبہ ہے اسلیئے مین حضرت آدمؑ سے بہتر ہون الشخص تکبر کو طبیعت سے نکالدینا چاہیئے تاکہ شیطان کی پیروی سے نجات ملے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ تکبر کا مرض ظاہر نہی مگر مخفی طور پر ہر شخص کی ذات مین موجود ہے۔

	گرچه خود را بس شکسته بیند او	آب صافی دان و سرگین زیر جو
ترجمہ	گرچہ ظاہر مین شکستہ ہے مگر	ہے نہاں پانی مین گوبر سر بسر

شرح یعنے چونکہ ہر شخص مین باطنی طور پر تکبر وعجب کی صفت موجود ہوتی ہے اسلیئے گو حسب ظاہر کوئی اپنے آپ کو اسقدر بس شکستہ و منکسر المزاج و متواضع یا تکبر سے خالی رجانتا ہو مگر باعتبار باطن اُسمین تکبر وعجب اور اخلاق ذمیمہ بھرے رہتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی نہر مین اوپر تو صاف پانی ہو اور پانی کی تہ مین لید یا گوبر وغیرہ کوئی ناپاک چیز موجود ہو۔ کہ ظاہر مین نظر نہین آتی مگر فی الواقع موجود ہے۔

	چون بشورانی مر او را از امتحان	آب سرگین رنگ گردد در زمان
ترجمہ	گر ہلائے تو برائے امتحان	رنگ سرگین آب پر ہو گا عیان

شرح یعنے اگر تو اُس پانی کو جسکی تہ مین گوبر ہے بطور آزمایش حرکت دیگا۔ تو اُسیوقت سارا پانی گوبر کے رنگ کا ہو جائیگا اور اپنا باطنی عیب ظاہر کر دیگا اسیطرح ہر شخص کے اخلاق کا جب تو امتحان کریگا اور اُسکے نفس امارہ کے خلاف کوئی بات کہدیگا تو اُسکے تکبر اور اخلاق ذمیمہ کا اظہار ہو جائے گا۔

	در تگ جو هست سرگین ای فتا	گرچه جو صافی نماید مر ترا
ترجمہ	نہر کی تہ مین ہے گوبر دیکھہ تو	گرچہ ہے ظاہر مین صاف اے نیک خو

شرح یعنے نہر کی تہ مین گوبر موجود ہے اگرچہ نہر کا پانی حسب ظاہر تجھے بالکل صاف نظر آتا ہے۔ یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے اس شعر کا مطلب وہی ہے جو پہلے کا تھا مگر تشریح کے لیئے اسی مضمون کو مکرر لایا گیا ہے

	هست پیر راه دان پر فطن	باغهای نفس کل را جوی کن
ترجمہ	سچ ہے پیر راہ دان و پر فطن	باغہائے نفس مین ہے نہر کن

شرح یعنے مرشد کامل اور خدا کے رستہ کو جاننے والا شیخ جو عقلمندیون سے پُر ہے تمام اشخاص کے باغ دل مین معرفت الٰہی کی ایسی نہر کھود دیتا ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے یعنے وہ باہر سے بھی پاک ہوتی ہے اور اندر سے بھی۔ اسلیئے دنیا طلب اخلاق ذمیمہ اور تکبر وعجب سے نجات پانے کے لیے کسی مرشد کامل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ فطن جمع فطنت ہے بمعنے زیرکی۔ اور جوئے کن بمعنے پاک و صاف کنندہ نہر سے مرشد کامل مراد ہے جو اپنی خداداد باطنی پاکیزگی کے باعث طالبان حق کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

	جوی خود را کی تواند پاک کرد	نافع از علم خدا شد علم مرد
ترجمہ	نہر خود کو پاک کر سکتی نہین	علم خالق سے ہے علم مرد این

شرح یعنے جسطرح نہر اُس نجاست سے جو اُسمین پڑی ہوئی ہے اپنے آپ کو خود پاک نہین کر سکتی اسیطرح

ہر شخص اپنے آپ کو اخلاق ذمیمہ کی گندگی سے آپ پاک نہین کرسکتا۔ اسلیئے باطنی نہر کے صاف کرنیوالے یعنے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح وہ علم جو آدمی کو نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے اُسکے جہل کو دور نہین کرسکتا کیونکہ ایسا علم خود جہل ہے جب تک علم الٰہی نہو۔ یعنے انسان جبتک خدا کو خدا بتلانے بالکل جاہل ہے۔ علم اُسیوقت نفع دیگا کہ اُسکو علم الٰہی ہو۔ اس علم کے لیئے مرشد کامل کے حاجت ہے **فائدہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ آخر زمانہ مین ایسے عالم ہونگے جو لوگون کو زہد و تقوے سے سکہائینگے اور خود متقی و زاہد نہو نگے لوگون کو خدا سے ڈرائینگے اور خود نہ ڈرینگے دوسرون کو امیرون کی صحبت سے منع کرینگے اور خود باز نہ رہینگے ایسے عالم خدا کے دشمن ہین۔

	کے تراشد تیغ دستہ خویش را	رو بجراحے سپار این ریش را
ترجمہ	اپنا دستہ تیغ سے بنتا نہین	سونپ جراحون کو زخم دل کہین

شرح یعنے تلوار اپنا دستہ آپ نہین بنا سکتی۔ اور زخم اپنے آپ کو خود اچھا نہین کرسکتا بلکہ دستہ کسی نجار یا لہار سے بنوانا چاہیئے۔ اور زخم کی مرہم پٹی کا کام کسی جراح کو سونپنا چاہیئے۔ اسیطرح باطنی اور اخلاقی برائیون کو مرشد کامل کے وسیلہ سے دفع کرنا واجب ہے یہ برائیان اپنی جد و جہد سے دفع نہین ہوسکتین

	آب جو سرگین نتاند پاک کرد	جہل نفس را نزوید علم مرد
ترجمہ	پاک کب سرگین کو کرتا ہے فرات	علم سے مٹتا نہین ہے جہل ذات

شرح یعنے جسطرح نہر کا پانی ذات نجاست کو پاک نہین کرسکتا۔ اسیطرح آدمی کا علم اُسکے ذاتی جہل (نا خدا شناسی) کو دفع نہین کرسکتا۔ بلکہ علم الٰہی سیکھنے کے لیئے مرشد کامل کی ضرورت ہے۔

	بر سر ہر ریش جمع آمد مگس	تا نہ بیند قبح ریش خویش کس
ترجمہ	مکہیان ہین جمع سارے زخم پر	تا نہ پڑجائے برائی پر نظر

شرح یعنے ہر زخم پر مکہیان اسلیئے بیٹھتی ہین کہ مجروح کو اپنی زخمون کی قباحت نمعلوم ہو مطلب یہ کہ آدمی اپنے قباحت کو آپ نہین معلوم کرسکتا۔ اور اگر معلوم بہی کرلے تو اپنے ہاتھ سے اسکا ازالہ ناممکن ہے اسلیئے مرشد کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ تمام قباحتون کو زائل کردے۔

	آن مگس اندیشہ ہا و امال تو	ریش تو آن ظلمت احوال تو
ترجمہ	مکہیان ہین آرزو ویکن اور خیال	اور زخم دل ہے تاریکی حال

شرح یعنے جس طرح ظاہری زخم بدن کو مکہیان ڈہانک لیتی ہین اور زخمی کو اپنا زخم نظر نہین آتا۔ اسیطرح ہر شخص کے باطنی زخم (ظلمت احوال۔ یا حالات کی تاریکی اور گناہون کی سیاہی) کو باطنی مکہیان (جمے

خواہشین اور بد آرزوئین) ڈہانک لیتی ہین یعنے اے خاطب تیرے افکار فاسدہ اور باطل آرزوئین نکہیان ہین اور تیرا زخم ظلمت احوال اور کدورت اوقات سے اس زخم کو اندیشہائے فاسدہ نے ڈہانک رکہا ہے جسکی سبب سے اپنے تجکو نظر نہین آتا البتہ مرشد کامل اس زخم کو دیکہکر علاج کردیگا بعض نسخون مین آمال کی جگہ مال ہے جس سے مال دنیوی مراد ہے اور آمال دونون نسخونکا ایک ہے۔

ور نہد مرہم بران ریش تو پیر ‏ ‏ آن زمان ساکن شود درد و نفیر

ترجمہ: اور اگر مرہم لگائے پیر مرد ‏ ‏ اُسگہڑی جاتا رہے گا رنج و درد

شرح یعنے اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہان پر مرہم رکہدے یعنے اپنے ارشادات سے تجہے فیض پہنچائے تو تیرا دردو نالہ جاتا رہے گا یعنے محبت دنیا دل سے اور اخلاق ذمیمہ طبیعت سے دفع ہوجائینگے اور تو باطنی طور پر تندرست ہوجائیگا لیکن اُسکو کامل صحت نہ خیال کر اور مرشد سے ہرگز الگ نہو چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے کہ مرشد سے تہوڑا سا فیض پانے کے بعد اپنے آپ کو کامل سمجہکر صحبت مرشد سے جدا نہو جانا چاہیے

تا نہ پنداری کہ صحت یافتست ‏ ‏ پرتو مرہم در انجا تافتست

ترجمہ: لیکن اُسکو تو کبہی صحت نہ جان ‏ ‏ پرتو مرہم ہے یہ اے مہربان

شرح تا بمعنے زنہار ہے یعنے اے شخص اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہانی پر مرہم رکہدے اور اس سے تجہے شفا ہونے لگے تو ہرگز اپنے آپ کو کامل صحت یافتہ گمان نہ کر بیٹہنا۔ بلکہ یہ تو مرہم کا تہوڑا سا پرتو اثر ظاہر ہوا ہے ابہی اچہی طرح صحت نہین ہوئی مطلب یہ کہ مرتبۂ کمال کے حاصل ہونے تک ارشادات پیر سے اعراض نہ کرنا چاہیئے۔ ہان بعد کمال ارشاد کی ضرورت نہین رہتی لیکن پیر سے برگشتہ ہونا اسحالت مین بہی کفران نعمت ہے اور بعض وجہ سے بالکل کفر ہے معاذ اللہ سبحانہ خدا اس سے پناہ مین رکہے

ہین ز مرہم سر مکش اے پشت ریش ‏ ‏ وان ز پرتو دان مدان از اصل خویش

ترجمہ: ہشتہ نہ اُس مرہم سے پہیرلے مرد دین ‏ ‏ تیری صحت صحت ذاتی نہین

شرح یعنے اے خاطب باطنی مرہم (ارشاد مرشد) سے اعراض نکر کیونکہ تیری پشت طاعت زخمی ہے مرشد سے مرہم حاصل کرتا رہ اور اپنی تہوڑی بہت صحت کو اُسی مرہم کا اثر سمجہ اور اپنی قوت طبیعت و مزاج یا اپنی ذات کی طرف سے گمان نکر۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مرشد کے ارشادات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہ ورنہ امراض معنوی مین مبتلا ہوجائیگا۔ اور پہر تجہی بمشکل ست شفا حاصل ہوگی۔

مرتدشدن کاتب وحی بسبب آنکہ پرتو وحی بروزد آن آیت را پیش از پیغمبر بخواند و گفت

من ہم محل وحیم

ترجمہ ایک کاتب وحی کا اس سبب سے مرتد ہوجانا کہ اُسپر نور وحی کا عکس ظاہر ہوگیا تہا اسلیئے اُسنے آیت کو پیغمبر سے پہلے اپنی زبان سے ادا کیا اور یہ کہا کہ مجہپر بہی وحی اُترتی ہے۔ اور اس خیال باطل کے سبب مرتد ہوگیا

شرح اس حکایت کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس مرتد ہونے والے کاتب وحی نے عکس نور وحی کو جناب مرشد کامل (حضرت محمد رسول اللہ صلعم) کے فیض صحبت کا عکس نہ سمجہا بلکہ اپنی ذاتی قوت کی جانب سے خیال کیا۔ اسلیئے مرض معنوی یعنے ارتداد مین مبتلا ہوگیا۔ اور اسکے غرور نے اُسے ہلاک کردیا۔

	پیش از عثمان یکے نساخ بود		کو بہ نسخ وحی جدّے مے نمود
ترجمہ	پیشتر عثمان سے کاتب تہا ایک		وحی مین کرتا تہا ہر دم سعی نیک

شرح نساخ بمعنے لکہنے والا۔ اور جدّ بمعنے کوشش ہے۔ یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کاتب تہا جو بحضور پیغمبر وحی لکہنے مین بہت کوشش کیا کرتا تہا۔

	چون نبی از وحی فرودے سبق		او ہمان را وا نوشتے بر ورق
ترجمہ	جو نبی سے سُن لیا کرتا تہا وہ		اُسکو کاغذ پر لکہا کرتا تہا وہ

شرح یعنے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم از روے وحی کوئی نازل شدہ آیت اُسے سُنا کر لکہنے کا حکم فرمایا کرتے تہے تو وہ اُسی آیت کو بلاکم و بیش کاغذ وغیرہ پر لکہدیا کرتا تہا۔ جیسا کہ کاتبونکا دستور ہوتا ہے۔

	پرتو آن وحی بر وے تافتے		او درون خویش حکمت یافتے
ترجمہ	نور آیت اُسپہ کرتا تہا ظہور		دلمین پالیتا تہا وہ حکمت کا نور

شرح یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور نازل شدہ آیتون کے لکہوانے کے باعث وحی کا نور اس کاتب پر ظاہر ہو جاتا تہا اور وہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے بعض حکمت یعنے آیت کو اپنے دلمین معلوم کرلیتا تہا۔ فائدہ اس کاتب وحی (یسے عبداللہ بن سعید) کا قصہ اسطرح منقول ہے کہ سورۂ مومنون کے نازل ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لے عبداللہ لکہہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ تا آخر ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے آدم کو اچہی کنکارہی ہوی مٹی سے پیدا کیا۔ پہر اُسکی اولاد کو منی سے پیدا کیا جو ایک خاص جگہ کی رہنے والی ہے پہر اُس منی کو جما ہوا خون بنایا پہر اُس جمے ہوے خون کو گوشت کی بوٹی پہر اُس گوشت کی بوٹی کو سخت ہڈی کردیا پہر اُس ہڈی کو گوشت اور چمڑا پہنا دیا۔ پہر اُسے دوسری پیدایش مین لائے یعنے اسے مان کے پیٹ سے نکالکر دودہ پینے چلنے پہرنے اور باتین کرنے کی طاقت دی جب عبداللہ بن سعد نے اس آیت کو تالفظ خَلْقًا آخَر لکہہ لیا تو مصاحب پیغمبر علیہ السلام

کے طفیل یا نور وحی کے عکس کے باعث پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے لفظ آخر کے بعد اُسنے یہ آیت پڑھ دی فتبارک اللہ **احسن الخالقین** پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اس آیۃ کو لکھہ کیونکہ یہ اسیطرح نازل ہوی ہے اُسوقت شیطان نے اُسکے دل مین وسوسہ ڈالا۔ اور وہ مغرور ہوکر اپنے آپ کو محل وحی سمجہ بیٹھا اور مرتد ہو گیا اور یہ سمجہا کہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کا اثر تہا یہ بات بہی قرین قیاس ہے جو ابہی احقر شارح کی سمجہ مین آئی ہے کہ عبد اللہ بن سعد عرب العربا تہا اور قرآنمجید کی اکثر سورتین جو پہلے نازل ہوچکی تہین اور جنمین اللہ تعالے کے اسما و صفات کا ذکر تہا اُسکے قلم سے لکہی جا چکی تہین۔ اس آیت مین چونکہ خلقت انسانی کی شرح بیان ہوی تہی اسیلئے حسب اقتضائے مقام عبد اللہ کی زبان سے بے ساختہ ایک ایسا جملہ (فتبارک اللہ احسن الخالقین) نکلگیا جو اتفاقاً مطابق وحی تہا۔ اس سے یہ سمجہ بیٹہا کہ مین محل نزول وحی ہوگیا ہون ارتداد یعنے کفر ہے۔

عین آن حکمت بفرمودے رسول — زین قدر گمراہ شد آن بو الفضول

ترجمہ: کہدیا کرتے تہے وہ آیت رسول — ہوگیا گمراہ اس سے بو الفضول

شرح: یعنے نور وحی کے عکس کے باعث بعض آیت جو عبد اللہ کے دل مین آئی پیغمبر علیہ السلام نے بعینہ اُسی آیت کے لکہنے کا حکم عبد اللہ کو دیا اور اُس سے گمراہ ہوکر اُسنے یہ خیال کر لیا کہ مجہپر بہی وحی اُترتی ہے۔ اور یہ سمجہا کہ اس آیت کا دلمین آنا اثر صحبت پیغمبر تہا

کانچہ میگوید رسول مستنیر — مر مرا ہست آن حقیقت در ضمیر

ترجمہ: یعنے جو آیت کہ کہتے ہین نبی — ہوتی ہے وارد مرے دل پر وہی

شرح: یعنے عبد اللہ نے اپنے دل مین یہ گمان فاسد کر لیا کہ روشنضمیر پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ از رُوے وحی فرماتے ہین وہ وحی میرے دل پر بہی نازل ہوا کرتی ہے مین بہی محل وحی ہون

پرتو اندیشہ اش زد بر رسول — قہر حق آورد بر جانش نزول

ترجمہ: کرگئے معلوم پیغمبر یہہ حال — اُسکی جان پر ہوگیا نازل وبال

شرح: یعنے عبد اللہ کے اندیشۂ باطل کا پرتو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر پڑا۔ اور آپنے معلوم کر لیا کہ اس شخص کی جان پر قہر الٰہی نازل ہوگیا۔ کیونکہ یہ گمان فاسد کے باعث اپنے آپ کو محل وحی سمجھنے لگا

پرتو آن ناگہش بر دل بتافت — در درون خویشتن حرفے نیافت

ترجمہ: کہلگیا جب اُسپہ یہ حال شگرف — اپنے باطن مین نہ پایا ایک حرف

شرح: لفظ ناگہش مین شین دل کا مضاف الیہ ہے اور ضمیر آن بجانب قہر حق ہے یعنے عبد اللہ کے دل

پر قہر حق کا عکس پڑ گیا۔ اور جیسا کہ پہلے اثر صحبت پیغمبر علیہ السلام کے باعث اسکے دل پر وحی کا نور چمک جاتا تہا اور اسے آیت کے کچھ حرف معلوم ہو جاتے تہے اب اسے اپنے دل مین ایک حرف نہ پایا اور کورے کا کورا رہگیا۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طالب یا مرید اپنے باطنی صحت و صفائی قلب کو صحبت مرشد کا اثر خیال کرے اپنے مزاج یا طبیعت کی قوت کیجانب سے نہ سمجھے ورنہ ایمان و عرفان کے نور سے محروم رہجائے گا۔ اور اسکے علاوہ ملحد ہو جانے کا بہی اندیشہ ہے۔

هم ز نساخی بر آمد هم ز دین ۔۔۔ شد عدوے مصطفے از روے کین

ترجمہ: دین حق سے اور کتابت سے گیا ۔۔۔ ہوگیا بس دین عدوے مصطفے

شرح یعنے عبد اللہ اپنے گمان فاسد کے باعث عہدۂ کتابت وحی سے بہی موقوف ہوا اور دین سے بہی خارج ہو گیا اور چونکہ وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹہا تہا اسلئے خود کو مدمقابل یا حریف سمجھکر از روے کینہ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن ہو گیا۔ اور نبوت کا جہوٹا دعوے کر بیٹہا۔

مصطفے فرمود کاے گبر عنود ۔۔۔ چون سیہ گشتی اگر نور از تو بود

ترجمہ: مصطفے بولے کہ اے سرکش بتا ۔۔۔ کیا ہوا وہ نور حق جو تجہمین تہا

شرح گبر اگر بکاف عربی ہے تو بمعنے مجسم تکبر ہے اور اگر بکاف فارسی ہے تو بمعنے کافر ہے یعنے مصطفے نے عبد اللہ سے یہ فرمایا کہ اے منکر یا سرکش کافر اگر نور وحی تجہپر خصوصیت کے ساتہ ذاتی طور پر نازل ہوتا تہا تو اب تو سیاہ باطن کیون ہو گیا ہے یعنے اب تجہپر نور وحی کا کوئی حرف نازل کیون نہین ہوتا۔

گر تو ینبوع الٰہی بودۂ ۔۔۔ اینچنین آب سیہ نکشودۂ

ترجمہ: تو اگر تہا چشمۂ نور خدا ۔۔۔ نکلے کیچڑ کیون ہوا اس سے جدا

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ اے عبد اللہ اگر تو نور وحی الٰہی کا چشمہ ہوتا تو ایسی گمراہی کی کیچڑ ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ ینبوع چشمے اور آب سیہ کیچڑ کو کہتے ہین اور بودۂ و نکشودۂ بمعنے بودے و نکشودے ہے۔

اندرون مے سوختش هم زین سبب ۔۔۔ توبہ کردن مے نیارست اینت عجب

ترجمہ: اس سبب سے تہی اسے اک سوختگی ۔۔۔ توبہ کرنے کی مگر طاقت نہ تہی

شرح یعنے عبد اللہ کا دل اس سبب سے جلتا تہا کہ مین نہ ادہر کا رہا نہ ادہر کا لیکن باینہمہ تعجب اسبات پر ہے کہ وہ توبہ بہی نکر سکتا تہا۔ کیونکہ خیال ننگ ناموس توبہ سے منع کر رہا تہا۔

تا کہ ناموسش بہ پیش این و آن ۔۔۔ بستہ بد بر بست از توبہ دہان

ترجمہ: تا رہے ناموس پیش این و آن ۔۔۔ اسلئے تہی بند توبہ سے زبان

شرح یعنے باوجودیکہ عبداللہ نے اپنے اس دعوے سے کہ مجہپر وحی اُترتی ہے دل مین پشیمان تہا کیونکہ ہر شخص کا دل منصف ہوا کرتا ہے لیکن اُسنے اس خیال سے کہ اگر اب توبہ کرونگا تو ہر خاص و عام کے نزدیک میری عزت جاتی رہیگی توبہ کرنے سے اپنے مُنہ کو بند کر لیا۔ ترکیب مین لفظ ناموس نشکند کا فاعل ہے

	شعر		شعر
	آہ میکرد و بنودش آہ سود		چون درآمد تیغ و سرا در ربود
ترجمہ	آہ اُسکو فائدہ کیا دے گئی		تیغ آئی اور سر کو لے گئی

شرح یعنے عبداللہ توبہ کرنے سے تو ساکت تہا مگر باطن مین اپنی حالت پر افسوس کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ افسوس فائدہ مند نہ تہا کیونکہ بلا صفت ایمان صرف تاسف کچہ فائدہ مند نہین ہوتا دوسرے مصرعہ کے یہ معنے ہین کہ جب قہر الٰہی نازل ہوگیا تو آہ کرنے سے کچہ فائدہ نہین۔ بظاہر یہ شعر پہلے شعر کی منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسمین یہ فرمایا تہا کہ توبہ کرنے سے اُسکا مُنہ بند تہا اور اُسمین یہ ارشاد ہے کہ وہ آہ کیا کرتا تہا اُسکا جواب یہ ہے کہ وہ پرتو وحی کے مسلوب ہوجانے کے سبب آہ کیا کرتا تہا توبہ کے ادا دے سے تاسف نہین کرتا تہا۔ کیونکہ توبہ سے اُسکا مُنہ بند ہوگیا تہا **فائدہ** سورۂ مومنون مکیہ ہے اور عبداللہ مدینہ مین جاکر مرتد ہوا تہا اسکا سبب یہ ہے کہ اُسپر پرتو وحی مکہ مین پڑا اور وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجہکر مدینہ چلا گیا اور وہان جاکر مرتد ہوا تمام مفسرین اور محدثین کا قول ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کفار کا خون معاف کردیا تہا۔ اسوقت عبداللہ مدینہ سے مکہ مین آئے ہوے تہے فتح اسلام کی خبر اور خون کے ہدر ہونے کے خوف سے یہ حضرت عثمان رض بن عفان رض کے گہر جا بیٹہے اور اُنکو حضرت عثمان رض رسول اللہ کے پاس لے آئے عبداللہ نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے اُنسے بیعت لی چنانچہ دارقطنی اور ابن عساکر نے عثمان رض سے اسیطرح روایت کیا ہے۔ بعدہ وہ جہاد مین شریک ہوے اور بعض شہر اُنکے ہاتہہ پر فتح ہوئے امام بغوی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ مکہ سے آملہ کی طرف چلے گئے تہے مگر جب صبح قریب ہوئی تو یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ آخِرَ عَمَلِی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ یعنے اے خدا میرا سب سے پچہلا کام نماز صبح ہو چنانچہ بعد سلام نماز صبح اُنکی وفات ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہر اسلام لے آئے تہے اس صورت مین گزشتہ اشعار عبداللہ کے توبہ کرنے اور اسلام لانے سے پہلے حالت کی طرف اشارہ کر رہے ہین یعنے وہ بعد ارتداد فوراً توبہ نکر سکے۔ مگر بعد فتح مکہ اسلام لے آئے۔ بعض ضعیف قول یہ بہی ہے کہ عبداللہ کفر کی حالت مین مرے ہین اور بعض نے یہ بہی کہا ہے کہ وہ مرتد شخص جو کاتب وحی تہا مسیلمہ کذاب تہا۔ اس صورت مین تاویل کی ضرورت نہین مگر یہ دونو قول غیر معقول ہین۔ کیونکہ مسیلمہ کبہی ایمان ہی نہین لایا تہا پہر مرتد ہونا کیسا اور اسیطرح عبداللہ کا مسلمان ہونا روایت صحیح سے ثابت ہے پہر کافر ہوکر مرنیکے کیا معنے

	گرد حق ناموس را صد من حدید	اے بسا بستہ بہ بند ناپدید
ترجمہ	عزت و ناموس ہے سو من حدید	ہین بہت پابند قید ناپدید

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے بطور وعظ و پند ذکر ناموس دینوی کی طرف انتقال کیا ہے اور عبداللہ کا قصہ تمام ہوگیا ہے یعنے دنیوی ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کا خیال سو من لوہے کی ایک زنجیر ہے جسنے بہت سے دنیا پرستون اور متکبرونکو قید کر رکھا ہے وہ اِس بھاری قید سے رہائی پاکر راہ ایمان کی طرف نہین آسکتے۔ چنانچہ ابوطالب کا مقولہ ہے کہ اے محمدؐ مین صرف ننگ و ناموس کے خیال سے تمہاری نبوت ایمان نہین لاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مینے دوزخ کو قبول کرلیا ہے ہر زمانے مین اکثر کافر صرف ننگ و ناموس کے خیال سے ایمان نہین لاتے۔ گو اُنکا دل اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے۔

	کبر و کفر آن سان ببست آن راہ را	کو نیارد کرد ظاہر آہ را
شرح	کفر نے رد کا ہے ایسا راہ کو	لب پہ کب لاتا ہے کافر آہ کو

شرح یعنے تکبر اور کفر نے اِس راہ ایمان و عرفان کو اسطرح بند کر رکھا ہے کہ متکبر اور کافر شخص اپنے مُنہ سے آہ (توبہ و ندامت) کا اظہار نہین کرسکتا۔ اگرچہ دل ایمان لانے کی طرف مائل ہو مگر مال دنیوی اور ننگ و ناموس کا خیال لفظ ایمان و توبہ کو زبان تک نہین لانے دیتا۔ نعوذ باللہ منہا۔

	گفت اَغْلَالًا فَهُم بِهِ مُقْمَحُوْنَ	نیست آن اِنَّا جَعَلْنَا از برون
ترجمہ	یعنے اُنکی تہوڑیون تک طوق ہین	نہیں ظاہر سے مگر بافوق ہین

شرح یہ اِس آیت کی اشارہ ہے جو کافرون کی شان مین ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُوْنَ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے کافرون کی گردن مین طوق ڈالے ہین جو اُنکی تھوڑیون تک پہنچے ہوے ہین اسلیئے وہ کسیطرف پہر پہر کر سر نہین ہلا سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار کا کفر اُنکے حق مین طوق یا لگام کے مانند ہے جسکی وجہ سے وہ آیات الٰہی اور ایمان کی طرف مُنہ پھیر کر نہین دیکھہ سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ آیت اِنَّا جَعَلْنَا مین طوق سے ظاہری نہین بلکہ باطنی طوق مراد ہین جو کفارون کی گردنون مین پڑے ہوے ہین مگر اُنہین نظر نہین آتے۔

	خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَا هُمُ	مے نہ بیند بند را پیش و پس او
ترجمہ	آگے پیچھے اُنکے اِک دیوار ہے	اور نظر آتی نہین ہے کوئی شے

شرح یہ اِس آیت کا اقتباس ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ یعنے ہمنے ایک دیوار کفار کے آگے بنا دی اور ایک دیوار اُنکے پیچھے۔ پھر اُنکی آنکھو

موبانگ دیا کہ اُنہیں کچھ نظر نہیں آتا یعنے کفار کے لیئے ایمان کی طرف قدم بڑہانے کا رستہ بند ہے گویا آگے پیچھے دیوارین کہڑی ہین اور وہ آیات الٰہی کو ہرگز نہین دیکھ سکتے۔

	رنگِ صحرا دارد آن سدّے کہ خاست	او نمی داند کہ آن سدِّ قضاست
ترجمہ	صورت صحرا ہے سدّ پُر فضا	وہ نہین ہے واقف سدّ قضا

شرح یعنے یہ سدّ (دیوار باطنی) جو کفار کے روبرو ہے رنگ صحرائے عظیم رکھتی ہے یعنے نہایت کشادہ اور وسیع ہے جسکی ابتدا انتہا کچھ نہین معلوم ہوتے اور چونکہ یہ دیوار غیبی اور سدِّ قضا ہے اسلیئے کوئی کافر اس دیوار کو جو حکم الٰہی سے اُسکے روبرو کہڑی ہے ہرگز معلوم نہین کرسکتا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح صحرا مین وسعت اور فرحت و تازگی اور دلچسپی ہوتی ہے اسیطرح کفار کے سامنے کی دیوار دنیا اور خواہش نفسانی نہایت دلچسپ ہے کفار اس دیوار کو باعث مسرت جانتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ حکم ربی کی غیبی دیوار ہے جو اُنہین راہ حق مین قدم بڑہانے سے روک رہی ہے۔

	شاہدِ تو سدِّ روئے شاہد است	مرشدِ تو سدِّ گفتِ مرشد است
ترجمہ	تیرا شاہد سدِّ روئے یار ہے	اور مرشد سامنے دیوار ہے

شرح پہلے شاہد سے کبر و ناموس یا دنیا یا شاہد مجازی مراد ہے جو آدمی کو نہایت محبوب ہے اور دوسرے سے شاہد حقیقی۔ اور پہلے مرشد سے شیطان اور نفس امّارہ اور دوسرے سے انبیاء و اولیا مراد ہین یعنے تکبر و ناموس یا دنیا یا مجازی معشوق جلوہ شاہد حقیقی کے آگے بمنزلہ دیوار ہے اور شیطان یا نفس امّارہ ارشاد مرشد کامل کے روبرو دیوار بنا ہوا ہے جب تک یہ دیوار سامنے سے نہ گریگی جلوہ شاہد حقیقی یا مرشد کامل کے ارشادات سے فیض حاصل نہو گا۔ اور سالک ہمیشہ محروم رہیگا۔

	اے بسا کفار را سودائے دین	بندِشان ناموس و کبر آن و این
ترجمہ	ہے بہت سے کافرون کو عشق دین	سدّ راہ دین ہے وہم آن و این

شرح آن و این سے خیالات فاسدہ اور تفکرات باطلہ مراد ہین اور سودا بمعنے اشتیاق و عشق ہے مطلب یہ کہ بہت سے کافرون کو باطنی طور پر دین حق قبول کر لینے کا شوق ہوا کرتا ہے مگر دنیوی ناموس و عزت وغیرہ کا خیال اُنکے پاؤن کی زنجیر ہو جاتا ہے جو دین حق کی طرف قدم نہین اُٹھانے دیتا۔

	بندِ پنہان لیک از آہن بتر	بندِ آہن را کند پارہ تبر
ترجمہ	بند پنہانی ہے آہن سے بتر	ٹکڑے ٹکڑے اسکو کرتا ہے تبر

شرح یعنے وہ زنجیر جو کافرون کو باوجود اشتیاق دین حق کی طرف قدم بڑہانے سے روک رہی ہے بند باطنی

یعنے مخفی زنجیر ہے جو ظاہر مین نظر نہین آتی لیکن وہ مخفی زنجیر سختی اور مضبوطی مین لوہے سے زیادہ ہے کیونکہ لوہے کی زنجیر یا طوق وغیرہ کو تبر یعنے تیشہ یا سوہن وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے۔ اور باطنی زنجیر کو بجز خدا کے اور کوئی نہین توڑ سکتا اسلیئے اس زنجیر کے توڑنے کو مرشد کامل کا وسیلہ ڈھونڈنا چاہیئے۔

بند آہن را توان کردن جدا	بند غیبی را نداند کس دوا
ترجمہ: بند آہن دم مین ہوتا ہے جدا	بند غیبی کی نہین لیکن دوا

شرح یعنے لوہے کی ظاہری زنجیر کو توڑ سکتے ہین مگر باطنی زنجیر کا علاج بجز خدا کے اور کوئی نہین کرسکتا۔

مرد را زنبور اگر نیشے زند	طبع او آن لحظہ بر دفعے تند
ترجمہ: بہڑ اگر کاٹے کسی انسان کو	دفع کردیتی ہے طبع چارہ جو
زخم نیش اما چو از ہستی تست	غم قوی باشد نگردد درد سست
ترجمہ: نیش باطن سے ہو گا تن درست	بلکہ ہو جائے گا زخمی اور سست

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند مین دوسری گزشتہ مضمون کی توضیح ہے مطلب یہ کہ کوئی مکھی یا بہڑ کسی آدمی کے بدن مین کاٹ کہائے یا ڈنک مار جائے تو اُس آدمی کی طبیعت اسیوقت ڈنک نکال ڈالنے یا زخم کی تکلیف دفع کرنے کے لیے کوشش کرنے لگے گی۔ اور چونکہ یہ ظاہری ڈنک کی تکلیف ہے اسلیئے تہوڑی دیر مین یا تو کسی دوا سے آرام ہو جائے گا یا خود طبیعت (جو طبیب بدن ہے) اُس تکلیف کو دفع کردیگی۔ لیکن ناموس و تکبر کی مکھی کے ڈنک کا زخم جو تیری ہی وجود موہوم کیجانب سے ہو علاج پذیر نہین ہوسکتا کیونکہ یہ باطنی زخم ہے اسکی تکلیف و درد کا ازالہ مشکل سے ہوتا ہے۔

شرح این از سینہ بیرون مے جہد	لیک مے ترسم کہ نومیدی دہد
ترجمہ: شرح اسکی چاہتا ہون مین تمام	خوف نومیدی ہے لیکن اے ہمام

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین چاہتا تہا کہ اس بند غیبی کی شرح مفصل بیان کرون لیکن اس سے ڈرتا ہون کہ مخاطب نا اُمید نہو جائے اور گرفتار نفس یہ نہ کہنے لگے کہ میرے آگے تو بند غیبی موجود ہے جسکا کہلنا سخت مشکل ہے اب مین اپنے آپ کو محنت و ریاضت مین کیون ڈالون مجہے اس سے فائدہ ہی کیا ہوگا اسلیئے مولانا بند غیبی کی شرح چہوڑ کر اسکے توڑنے کی تدبیر آیندہ اشعار مین بتلاتے ہین۔

نے مشو نومید و خود را شاد کن	پیش آن فریادرس فریاد کن
ترجمہ: تو نہو نومید دلکو شاد کر	روبرو اللہ کے فریاد کر

شرح یعنے ایمخاطب تو اس خیال سے کہ میرے آگے بند غیبی موجود ہے نا اُمید نہو بلکہ خوشی منا کہ ہم اُسکے

ٹوٹ جانے کی تدبیر بنائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اس فریاد میں (اللہ تعالے) کے آگے زاری و فریاد کیا کر اور اس بند کے ٹوٹ جانے کے لیئے اُسی سے مدد مانگتا رہ یہ غیبی دیوار جو نیکیون سے روک رہی ہے تیرے آگے سے ہٹ جائیگی

کاے محب عفو از ما عفو کن	اے طبیب رنج ناسور کہن
ترجمہ بخشدے ساری خطائین اے مجیب	تو ہی ناسور کہن کا ہے طبیب

شرح یعنے اللہ تعالے کے روبرو ان لفظون مین فریاد کیا کر کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی یعنے اے خدا بیشک تو معاف کرنیوالا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے پرانے ناسور (تکبر و عجب و ننگ و ناموس) کی تکلیف کے دفع کرنے والے مجھے ان باطنی بیماریون سے صحت دے۔

عکس حکمت آن شقی را یاوہ کرد	خود مبین تا بر نیارد از تو گرد
ترجمہ عکس حکمت سے ہوا کاتب شقی	تو تکبر چھوڑ دے اے مدعی

شرح یہ شعر گویا قصہ کا بقیہ ہے اور شقی سے وہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مراد ہے جو پہلے کاتب وحی تھا اور مرتد ہوکر پھر مسلمان ہوگیا تھا اس صورت مین عبداللہ کو شقی کہنا مرتد ہوجانے کی حالت کے لحاظ سے ہے بعد ارتداد مسلمان ہونیکے لحاظ سے نہین نیز ممکن ہے کہ لفظ شقی سے مطلقاً بدبخت آدمی مراد ہو اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ کبھی شقی پر بھی عکس حکمت وارد ہوجاتا ہے لیکن چونکہ وہ ازلی شقی ہوتا ہے اسلیئے اور زیادہ بیہودہ ہوجاتا ہے اور تکبر اُسے گمراہ کردیتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ اپنی شقاوت کے سبب گمراہ ہوا اور ازلی سعید (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی زبان مبارک سے بھی یہی آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) صادر ہوئی تھی جسکو سنکر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور یہ آیت بھی اسیطرح نازل ہوئی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب خودبین اور متکبر نہو تا کہ یہ خود بینی تجھے ہلاک نہ کردے بر نیارد کا فاعل خود بینی ہے جو خود مبین مین ضمناً مذکور ہے۔ اور گرد برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے ہلاک کردینا۔

اے برادر بر تو حکمت جاریہ	آن ز ابدال ست و بر تو عاریہ
ترجمہ پڑ گیا ہے عکس حکمت تجھ پہ گر	یہ طفیل اولیا ہے سر بسر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھپر جو حکمت آلہی اور کشف و الہام وغیرہ کا فیضان ہوتا ہے یہ سب ابدال اور تیرے مرشدان کامل کا طفیل ہے ہان تجھپر بطور عاریت وارد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ تو ہنوز مرتبہ بشریت مین ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست	آن ز ہمسایہ منور تافت ست
ترجمہ گھر مین گو پھیلا ہوا رہتا ہے نور	ہے مگر خورشید کا یہ سب ظہور

شرح یعنے گھر مین جو روشنی پائی جاتی ہے یہ ہمسایہ منور (آفتاب روشن) کے طفیل سے ہے ذاتی نہین ہے

شکر کن غرہ مشو بینی مکن — گوش دار و ہیچ خود بینی مکن

ترجمہ: شکر کر غرہ نہ کر اے پر غرور — چھوڑ خود بینی کو گر ہے با شعور

شرح بینی کندن بمعنے انکار کرنا اور ناک مارنا ہے پہلے مصرع مین مکن بفتح الکاف اور دوسرے بالضم۔ یعنے مرشدان کامل کے طفیل سے تجہپر جو حکمت آلہی یا کشف و الہام کا فیضان ہوتا ہے اس نعمت پر خدا کا شکر کر اور اُسکو اپنی ذاتی قوت سمجھکر متکبر نہو اور اثر صحبت مرشد سے انکار نہ کر یہ ہماری نصیحت ہمیشہ کے لیے یاد رکھہ اور کبھی خود بینی نکر ورنہ انجام اچھا نہوگا۔ ہیچ بمعنے ہیچ وقت ہے۔

صد دریغ و درد کاین عاریتے — امتان را دور کرد از امتے

ترجمہ: حیف ہے اس کبر نے اے پر غرور — امتیون کو کر دیا اُمت سے دور

شرح اگر عاریتے اور اُمتے مین یائے مجہول ہے تو عاریت سے وہی حکمت مراد ہے جو بطور عاریت وستعار مرشد کامل کے طفیل سے مرید کو حاصل ہو جاتی ہے اور اُمتے بمعنے اُمت مقبولہ ہے یعنے صد حیف کہ اُس حکمت یا نور آلہی نے جو بطور عاریت حاصل ہوتا ہے متکبرون کو اُمت مقبولہ سے الگ کر دیا ہے۔ مرتد بنا دیا ہے یعنے وہ اس حکمت کو اپنی ذات کا عطیہ سمجھکر گمراہ ہو گئے مین اور اگر دونو جگہ یائے معروف ہے تو عاریتے مین یائے نسبتی ہے اور اُمتی مین مصدری یعنے بڑا افسوس اُس حکمت نے جو منسوب بسوے عاریت ہے متکبرون کو اُمت مقبول ہونے سے نکالدیا ہے مطلب دونو کا ایک ہے۔

من غلام آنکہ او در ہر رباط — خویش را واصل نداند بر سماط

ترجمہ: مین ہون ایسے شخص کا دل سے غلام — با کمالی کو جو سمجھے نا تمام

شرح رباط مسافر خانہ۔ سرائے اور مجازاً بمعنے منزل اور سماط بمعنے خوان نعمت ہے۔ یعنے مولانا بطور وعظ یہ کہتے ہین کہ مین ایسے سالک کا غلام اور مداح ہون کہ جو راہ سلوک کی منزلون مین سے کسی منزل کو طے کر کے یہ نجانے کہ وصال حقیقی کے خوان نعمت پر پہنچگیا ہون ایسا جاننے سے دل مین تکبر پیدا ہو جائے گا۔ اور طلب کمال مین قصور واقع ہوگا۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگتا ہے وہ ہمیشہ ناقص رہتا ہے۔

بس رباطے کہ بباید ترک کرد — تا بمسکن دررسد یک روز مرد

ترجمہ: چاہیئین طے کرنی لاکہون منزلین — مرد کی آسان ہون تا مشکلین

شرح یعنے سالک کو بہت سی منزلین طے کرنے اور پیچہے چھوڑ دینی چاہیئین تاکہ ایک دن منزل مقصود یعنے مقام فنا تک جا پہنچے اگر ہر منزل مین اپنے آپ کو واصل سمجھہ لیگا تو مقام وصال سے محروم رہجائیگا مطلب یہ کہ خدا کے رستہ مین ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے جو اپنے آپ کو واصل سمجہ لیتے ہین وہ منزل مقصود تک نہین پہنچتے۔

گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست ‖ پرتو عاریت آتش زنے است

ترجمہ: لال گو ظاہر مین لوہا ہو گیا ‖ ہے یہ لیکن پرتو سب آگ کا

شرح یعنے اگرچہ لوہا بھٹی مین پڑکر سرخ ہوجاتا ہے مگر یہ سرخی اسکی ذات مین نہین ہے بلکہ بطور عاریت یہ آگ جلانے کا طفیل یا پرتو ہے کہ لوہا سرخ ہوجاتا ہے اسیطرح سالک شعلۂ نور مرشد کامل کے نور کا عکس ہوا کرتا ہے یہ مادہ سالک مین ذاتی نہین ہوتا ۔ یہ مضمون گزشتہ کی پہلی مثال ہے اور آتش زنی بیائے معروف بمعنے آگ جلانا ہے

گر شود پر نور روزن یا سرا ‖ تو مدان روشن مگر خرشید را

ترجمہ: ہو اگر پر نور روزن یا سرا ‖ اسکو تو پرتو سمجھ خرشید کا

شرح یعنے اگرچہ گھر کا روشندان یا خود گھر روشن ہوا کرتا ہے مگر تو ذاتی طور پر اس گھر یا روشندان کو منور نسمجھ بلکہ دراصل یہ سورج کی روشنی کا عکس ہے یعنے روزن خود روشن نہین ہے بلکہ آفتاب روشن نے ہر شے کو روشن کر رکھا ہے اسیطرح سالک کی روشنی مرشد کے آفتاب باطن کا عکس ہوا کرتا ہے یہ اسی مضمون کی دوسری مثال ہے

ہر در و دیوار گوید روشنم ‖ پرتو غیرے ندارم این منم

ترجمہ: کہتے ہین دیوار و در روشن ہین ہم ‖ غیر کا پرتو نہین ہرگز کرم

شرح یعنے جب آفتاب کا عکس پڑتا ہے تو ہر در و دیوار بزبان حال یہ کہا کرتا ہے کہ مین اپنی ذات سے روشن ہون مجھپر کسی دوسرے کا عکس نہین پڑا ۔ اور یہ روشن و منور جو کچھ ہون مین ہی ہون ۔

پس بگوید آفتاب اے نا رشید ‖ چونکہ من غائب شوم آید پدید

ترجمہ: اور یہ کہتا ہے مہر آسمان ‖ حال کھلجائیگا جب ہونگا نہان

شرح یعنے در و دیوار کا گزشتہ دعوے سنکر آفتاب یہ کہتا ہے کہ اے گم کردہ راہ و اے بے وقوف جس وقت مین غائب ہوجاؤنگا اور رات آجائیگی اسوقت ظاہر ہوجائے گا کہ مین سچا ہون اور تم اپنے دعوے مین بالکل جھوٹے ہو ۔ تمہاری روشنی ذاتی نہین ہے بلکہ میرا عکس ہے نکتہ متکبر سالک کا یہی حال ہے کہ وہ اس نور باطنی کو جو بطفیل مرشد کامل حاصل ہوتا ہے از راہ تکبر و تفاخر ذاتی سمجھنے لگتا ہے لیکن جب مرشد کی صحبت سے اپنے تکبر کے باعث دور ہوجاتا ہے تو معلوم کر لیتا ہے کہ فی الواقع وہ نور اسی کے نور باطن کا عکس تھا ۔ لہٰذا از راہ تکبر مرشد سے دور ہونا اور اپنی ذات کو کامل سمجھ لینا ابدی محرومی کا باعث ہے ۔

سبزہا گویند ما سبز از خودیم ‖ شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم

ترجمہ: پھول پھلواری یہ کہتے ہین کہ ہم ‖ خوب رو ہین شاد و خندان ہین ہم

شرح ۔ سبزہا جمع سبزہ سے سبزۂ گلشن رنگ برنگ بوٹیان اور پھول پھلواری مراد ہین ۔

	فصل تابستان بگوید اے امم	خویش را بینید چون من بگذرم
ترجمہ	اور یہ سنکر کہتی ہے فصل بہار	جب گزر جاؤنگی ہو جاؤگے خار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور تابستان بمعنے فصل بہار اور زیباخد بمعنے خوب رو ہے۔ یعنے موسم بہار کی سبز چیزین بزبان حال یہ کہتے ہین کہ ہم ذاتی طور پر سر سبز اور شادو خندان اور خوب رو ہین ہماری یہ خوبیان کیسی دی ہوی نہین بلکہ ذاتی ہین۔ اسکے جواب مین فصل بہار یہ کہتی ہے کہ اے سبزہ کی جماعتو۔ تم اپنی خوبی کا حال اور اپنے دعوے کا جھوٹ سچ اسوقت دیکہہ لوگے جبکہ مین گزر جاؤنگی اور تمہاری تر و تازگی بالکل جاتی رہیگی مطلب یہ کہ سبزہ کی خوبی ذاتی نہین ہے بلکہ فصل بہار کا عطیہ ہے۔ اسیطرح سالک کا نور مرشد کامل کا عطیہ ہوتا ہے یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔ جسکی دو مثالین پہلے گزر چکی ہین۔

	تن ہمے نازد بخوبی و جمال	روح پنہان کردہ فرّ و پرّ و بال
ترجمہ	جسم کو ہے ناز خوبی و جمال	روح کا پنہان ہے پرّ و فرّ و بال
	گوید اے مزبلہ تو کیستی	یک دو روز از پرتو من زیستی
ترجمہ	کہتی ہے ناپاک ہٹ تو کون ہے	ایک دو دن تجہہ میری عون ہے

شرح یہ دونو شعر بھی گزشتہ کی طرح قطعہ بند ہین اور اسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور لفظ فرّ بمعنے شان و نور و پرتو ہے اور پر و بال بمعنے طاقت و قوت طبعی و لطافت و حسن ہے اور مزبلہ۔ کوڑی۔ ڈلاؤ یا ناپاک جگہ کو کہتے ہین۔ مطلب یہ کہ بدن اپنے جمال و خوبی پر ناز کرتا ہے اور روح اپنے نور و شان اور قوت کو چھپائے ہوئے ہے اور زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ اے جسم ناپاک میرے مقابلہ مین تو کون ہوتا ہے تیری ہستی کیا ہے تو ایک ناپاک چیز ہے اور تجہہ مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب میری ہی بدولت ہین ارے کمبخت تو میرے ہی طفیل مین چند روز عیش کر لیتا ہے۔ تیرے تمام خوبیان میری ہی عطا کی ہوی ہین۔ اسیطرح سالک طریقت بمنزلہ جسم اور مرشد بمنزلہ روح ہے سالک کا نور باطن مرشد کے نور باطن کا پرتو ہوا کرتا ہے۔

	غنج و نازت مے نگنجد در جہان	باش تا کہ من شوم از تو جہان
ترجمہ	ناز تجکو ہے بہت گو بالیقین	ٹہیر جاتا ہین نکل جاؤن کہین

شرح غنج بمعنے ناز و کرشمہ اور اعتدال حرکات معشوق ہے نیز پہلے مصرع مین جہان بمعنے عالم ہے اور دوسرے مین جہان بمعنے جہندہ یعنے روح بدن سے یہ کہتی ہے کہ اے جسم خاکی تیرا ناز و کرشمہ گو تمام عالم مین نہین سماتا یعنے تو نہایت متکبر و مغرور ہے لیکن چند روز صبر کر تاکہ مین تجھے چھوڑ کر پرواز کر جاؤن اسوقت دیکھنے والون کو معلوم ہو جائیگا کہ تیرے ناز و کرشمہ کہان گئے۔

گرم دارانت ترا گورے کنند | کش کشانت در تگ گور افگنند

ترجمہ: دوستدار تیرے جتنے ہین بے شبہ و شک | کھینچ لیجا ئینگے تجھکو گور تک

شرح گرم دار بمعنے دوست ہے جو محبت مین سرگرم ہو اور کنند بفتح الکاف کند یدن سے مشتق ہے مطلب یہ کہ روح بدن سے کہتی ہے کہ میرے پرواز کرجانے کے بعد جو تیرے بڑے سرگرم دوست ہین وہی تیری قبر کھود دینگے۔ اور تجھے کھینچ کھانچکے گور کے گڑھے مین ڈالدینگے۔

تاکہ چون در گور یارانت کنند | طعمہ موران و مارانت کنند

ترجمہ: اور کر ڈینگے تجھے خود تیرے یار | اپنے ہاتون لقمہ موران و مار

بینی از گند تو گیرد آن کسے | کہ بہ پیش تو ہمے میرد بسے

ترجمہ: ناک پہ بدبو سے پھر رکھہ لینگے ہاتھہ | وہ جو یہان رہتے تھے ہردم ساتھ ساتھ

شرح یعنے روح بدن سے کہتی ہے کہ جب تیرے یار دوست تجھے گور مین ڈال آئینگے اور تو چیونٹیون اور سانپون کی خوراک بنجائے گا اور لاش سڑ جائیگی۔ تو تیرے بدبو سے وہ لوگ بہی ناک بند کرنے لگین گے جو زندگی مین تجھپر مرتے تھے اور تجھے نہایت محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ مرنیکے بعد کوئی کسیکا نہین ہوتا۔

پرتو روح ست نطق و چشم و گوش | پرتو آتش بود در آب جوش

ترجمہ: روح کا پرتو ہے چشم و نطق و گوش | آگ کی تاثیر ہے پانی کا جوش

شرح یعنے بولنا اور دیکھنا اور سننا روح کا پرتو اور اُسکا اثر ہے جیسا کہ پانی مین جوش آجانا آگ کا اثر ہے آگ نہوگی تو پانی مین جوش ہرگز نہ آئیگا۔ اسیطرح روح نہوگی تو بولنا دیکھنا سننا ناممکن ہو جائیگا۔

آنچنان کہ پرتو جان بر تن ست | پرتو ابدال بر جان من ست

ترجمہ: روح کا پرتو ہے تن پر جسطرح | پرتو نیکان ہے مجھپر اسطرح

شرح یہ گزشتہ شعر کا نتیجہ ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ جیسا کہ روح کا اثر بدن پر پڑتا ہے اسیطرح ابدال کا اثر روح پر پڑتا ہے یعنے روحانی زندگی اور انوار قلبی اور اسرار الٰہی یہ سب ابدال کی نظر کرامت اثر کا عکس ہین سالک کو روحانی زندگی انہین کے طفیل ملتی ہے اسلئے یہ لوگ روح الروح یعنے بمنزلہ جان جان ہین **فائدہ** یہ پہلے بہی بیان ہو چکا ہے کہ ابدال اولیاء اللہ کا ایک خاص گروہ ہے جنکی تعداد سات ہے ہر اقلیم مین ایک ابدال ہوتا ہے اقلیم اول کا ابدال حضرت ابراہیمؑ کا ہمقدم اور اقلیم دوم کا حضرت موسےٰ کا ہم قدم تیسری کا حضرت ہارون کا ہم قدم۔ اقلیم چہارم مین حضرت ادریس کا ہم قدم پانچوین مین حضرت یوسف کا ہم قدم چھٹی مین حضرت عیسےٰ کا ہم قدم ساتوین مین حضرت آدم کا ہم قدم ابدال موجود ہے اور ساتون ولایتین

انہین ساتون کے سبب فیضیاب ہوتے ہین اور یہی لوگ بمنزلۂ جان جان اور روح الروح ہین ۔

جان جان چون وا کشد پا را ز جان ۔ جان چنان گردد کہ بیجان تن بدان

ترجمہ: جان سے ہو گر عکس جانجان نہان ۔ جان تن بیجان ہے پھر بیر بیجان

شرح جان جان سے ابدال اور اولیاء اللہ مراد ہین اور اگر ذات الٰہی مراد لی جائے تو بہی درست ہے مطلب یہ کہ اگر اولیاء اللہ طالب کی جان سے یعنے فیضان کا قدم اُٹھا لین یا اللہ تعالےٰ رحمت کا قدم اُس سے دور رکھے تو طالب کی جان تن بیجان کی طرح ناکارہ رہجائے بہرحال اللہ تعالےٰ کی تائید اور اولیاء کے فیضان بغیر سالک سے انانیت نہین جاتی اسلیئے اُسکو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل اور مرشد کے سامنے نیازمند رہے

سر ازان رو مے نہم من بر زمین ۔ تا گواہے من بود در یوم دین

ترجمہ: اسلیئے رہتا ہون مین سر بر زمین ۔ شاہد روز جزا ہو تا زمین

شرح چونکہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل بنجانا فرض ہے اسلیئے مولانا بطور نصیحت عام یہ فرماتے ہین کہ ہم اسواسطے زمین پر اپنا منہ رکھے رہتے ہین (خدا کو سجدہ کرتے ہین) کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ بنجائے کہ ہم خدا کے روبرو ذلیل اور اُسکے بندگان کامل کے نیازمند رہے ہین ۔ یہ عاجزی ہمارے انانیت کو کھو دے گی ۔

یوم دین کہ زلزلت زلزالہا ۔ این زمین باشد گواہ حالہا

ترجمہ: زلزلے مین جبدن آئیگی زمین ۔ شاہد حالات ہوگی بالیقین

شرح پچھلے شعر مین یہ دعوے کیا گیا تہا کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ ہوگی اس شعر مین زمین کے نطق وگواہی کو جو جمادات مین سے ہے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا گیا ہے یعنے قیامت کے دن جبکہ زمین سخت حرکت کے ساتہ ہلائی جائیگی تو یہی زمین بندون کے حال کی گواہ بنجائے گی اور انہون نے روئے زمین پر جو کچھ کیا ہے سب ظاہر کردیگی اسلیئے ہمین تکبر چھوڑکر عجز اختیار کرنا چاہیئے تاکہ زمین ہماری عاجزی کی گواہ ہو

کو تحدث جہرۃً اخبارہا ۔ در سخن آید زمین و خارہا

ترجمہ: باطنی خبرین بتادیگی تمام ۔ لیے زبان کرنے لگین گے سب کلام

شرح یعنے قیامت کے دن زمین بزبان فصیح ساری خبرین بیان کردیگی اور زمین کے ساتہ اُسکے کانٹے اور پہول اور شجر اور حجر سب بولنے لگین گے یہ دونو شعر اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہین اذا زلزلت الارض زلزالہا ۔ سے لیکر آخر سورۃ یعنے قیامت کے دن زمین ہلائی جائیگی اور اپنے تمام خزانے یہانتک کہ قبرون کے مردے نکال پہینکے گی اور انسان ازروے حیرت یہ کہے گا کہ اسکو کیا ہوگیا ہے اُسدن زمین اپنی تمام خبرین یعنے نیک و بد عمل جو اُسپر کیے گئے ہین سب بتادیگی اور یہ حالت دوسری بار صور پہونکنے مین ہوگی ۔ زمین کے بولنے

کی کیفیت مین اختلاف ہے بعض نے کہاہے کہ زمین زبان حال سے کلام کریگی اور معتزلہ نے کہاہے کہ اسکو زبان مقال عنایت ہوگی اہل سنت کا قول ہے کہ اسد تعالے نے زمین کو حیوان ناطق وعاقل بنادیگا۔

	گو برو سر را بدان دیوار زن		فلسفی منکر شود در فکر و ظن	
	اُس سے کہدو مار سر دیوار سے		فلسفی جو کام لے انکار سے	ترجمہ

شرح لفظ فلسفہ اور فلسفی کی تحقیق پہلے گذرچکی ہے اہل فلسفہ عرف مین اُس قوم کو کہتے ہین جو اپنے فکر کی مددسے بلااتباع انبیا معقولات کو حاصل کرتے ہین اور جس چیز تک اُنکے فکر کی نظر پہنچتی ہے اُسکو قبول کرلیتے ہین اور جو اُنکے خلاف ہوتی ہے اُسکو رد کردیتے ہین ۔ یہ تمام گروہ فاسدالاعتقاد اور سب کے سب حشر اجساد اور نطق جماد کے منکر ہین مطلب شعر یہ ہے کہ فلسفی اپنے فکر وگمان مین بیجان چیزون کے بولنے کا منکر ہے مگر اُس سے کہدینا چاہیئے کہ اگر قیامت کے دن زمین وغیرہ کا بولنا سمجھ مین نہین آتا تو دیوار سے اپنا سر دے مار ہم ایسے بے وقوف کو جو قدرت الٓہی کا منکر ہو اسرار کی باتین نہین سمجھا سکتے کیونکہ وہ ایمانی عقل سے خارج ہے

	ہست محسوس حواس اہل دل		نطق آب و نطق خاک و نطق گل	
	جانتے ہین اہل دل سے خوش صفا		خاک کے پانی کی مشت گل کی بات	ترجمہ

شرح یعنے پانی اور خاک اور مٹی کا بولنا وہی لوگ معلوم کرسکتے ہین جو اولیا ء اسد اور اہل دل ہین چنانچہ ابونعیم عبداسد ابن عقیل سے روایت کرتے ہین کہ رسول اسد صلے اسد علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضہ اور دیگر اہل بیت کو اک مکان مین جمع کیا اور اُنکو اک چادرہ سے ڈہانک لیا اور پہر یہ فرمایا کہ اے اسد یہ میرے اہل بیت ہین انکو دوزخ کی اگ سے اسیطرح محفوظ رکھہ جیسے مینے چادر سے ڈہانک لیا ہے پس اُس مکان کے دیوار و در اور مٹی پتہر کی زبان سے لفظ آمین نکلا اور تمام حاضرین نے اپنے کانون سے اچہی طرح سُنا۔

	از حواس انبیا بیگانہ ہست		فلسفی کو منکر حنانہ است	
	انبیا کے حال سے بیگانہ ہے		فلسفی جو منکر حنانہ ہے	ترجمہ

شرح یعنے فلسفی جو ستون حنانہ کے رودینے کا منکر ہے اسکا یہ سبب ہے کہ وہ اُن باطنی حواس سے بیگانہ ہے جو انبیا اور اولیا کو ملے ہین اسیلئے جو بات عقل مین نہین آتی وہ اسکا انکار کردیتا ہے ستون حنانہ کا قصہ پہلے گزرچکا ہے

	عقل از دہلیز مے ناید برون		فلسفی گوید ز معقولات دون	
	عقل دروازہ سے باہر کب گئی		عقل کا پابند ہے گو فلسفی	ترجمہ

شرح یعنے فلسفی معقول کے مسئلے بیان کرتا ہے جو اسرار غیبی کے مقابلہ مین بالکل پست اور کم درجہ کے ہین کیونکہ عقل کی پرواز اُس جانور کی سی ہے جو گہر ہی گہر مین اڑتا ہے اور دہلیز سے باہر نہین جاسکتا۔

گوید او کہ پرتو سودائے خلق		بس خیالات آورد در رائے خلق
ترجمہ: وہ یہ کہتا ہے کہ سودائے محال		دلمین سے آتا ہے نا ممکن خیال

شرح یعنے فلسفی یون کہتاہے کہ اکثر جنون جو مجاہدے اور گرسنگی کے سببسے پیدا ہوجاتاہے خلقت کے ذہن مین کچہ کچہ مجنونانہ خیالات پیدا کردیتاہے اور لوگ اُسے مالیخولیاکے باعث نطق جمادات کے قائل ہوجاتے ہین۔ کیونکہ شدت گرسنگی مین معدہ سے بخارات اُٹھکر دماغ کو لگتے ہین۔ اور مالیخولیا ہوجاتاہے اور صوفیون نے اس جنون یا مالیخولیا کا نام کشف وکرامت کہہ لیاہے مولانا قدس سرہ آئندہ شعر مین اسکا جواب دیتے ہین۔ بلکہ فلسفی ہی کو مجنون ثابت کرتے اور اُلٹا پاگل بناتے ہین۔

بلکہ عکس آن فساد و کفر او		این خیال منکرے را زد بر رو
ترجمہ: بلکہ عکس کفر و اضلال و ضلال		ڈالتاہے اُسکے دل مین یہ خیال

شرح یعنے اولیاء اللہ فی الواقع سودائی یا مجنون نہین ہین بلکہ فلسفی کے بُرے عقیدے اور باطنی کفر نے اولیاء اللہ کی نسبت اس بُرے خیال کو اُسکے مُنہ پر ماردیاہے یعنے یہ فلسفی ہی کے ذاتی کفر اور بُرے خیالات اور ازلی جنون کا عکس ہے کہ اُسے اولیاء اللہ بُرے خیال والے اور سودائی نظر آتے ہین اور اُنکی نسبت فلسفی کا ذہنی خیال بُرے لفظون کے ساتہ مُنہ سے ظاہر ہوتاہے مطلب یہ کہ چونکہ فلسفی نطق جمادات کو اپنے کانون سے نہین سن سکتا اسلئے اولیاء اللہ اور نطق جمادات کے قائلون کو مجنون سمجہتاہے حالانکہ وہ خود ازلی سودائی اور ایمانی عقل سے خارج ہے۔

فلسفی مر دیو را منکر بود		در ہمان دم سخرۂ دیوے شود
ترجمہ: فلسفی شیطان کا جب منکر ہوا		بندۂ شیطان ہوا کافر ہوا

شرح یعنے تمام فلسفی شیطان بلکہ عموماً اقسام جن کے منکر ہین۔ لیکن جسوقت کوئی فلسفی شیطان کا انکار کرتاہے اُسیوقت شیطان کے پہندے مین گرفتار ہوجاتاہے پس تو گویا شیطان کا انکار کرنا خود شیطان کے پہندے مین گرفتار ہوجاتاہے یعنے شیطان ہی برے وسوسے ڈالکر ایسے بدخیالات دلمین پیدا کردیتاہے فائدہ سلوک کے سات مرتبے ہین اوّل مرتبہ جسم ہے یعنے آدمی جسوقت کہانے اور سونے کو کم کردیگا اور مخلوق سے گوشہ گزین جائے ہوگا اور اپنے خیالات کو ما لا یعنے سے محفوظ رکہیگا تو اسکو عجیب عجیب صورتین نظر آنے لگین گی اور جز ئیۂ ہر کسیکے احوال سے واقف ہوجائیگا۔ کیونکہ ہر عمل کا اثر ضرور ہوتاہے اور ترک خورد خواب ایسا عمل ہے جسکا اثر انکشاف حقایق ہے جس سے فلک اول تک کے حالات معلوم ہوسکتے ہین اور فرشتے دوست بنجاتے ہین البتہ اسکا عامل فلک اول سے اوپر ترقی نہین کرسکتا۔ اس قسم کے کشف مین مومن اور یہود و نصاری

سے یہان سب شریک ہین۔ نیز اس مرتبہ پر مواظبت کرنے کرتے کوئی شخص مرگیا تو زمرۂ اولیا مین نہ گنا جائیگا اسلیئے دوسرے مرتبہ پر ترقی کرنی ضرور ہے اور اس دوسری مرتبہ کا نام مرتبۂ نفس ہے جو تزکیۂ نفس بطریق شریعت محمدی سے حاصل ہوتا ہے جب اتباع شریعت اور گزشتہ ریاضت کے باعث باطنی صفائی حاصل ہوجائیگی تو روحانیات او عجائبات ملکوتیہ نظر آنے لگین گے مگر چونکہ اس مرتبہ مین تلون بشریت موجود ہے اسلیئے تیسری مرتبہ پر ترقی کرنے کی ضرورت ہوگی وہ مرتبۂ قلب ہے جو بلا توسط مرشد کامل سالک کے قوائے نفسانی او طبعی کو قوائے قلبیہ سے بدلدیتا ہے۔ اسوقت اُسے اہل دل کہہ سکتے ہین اور وہ زمرۂ ابرار مین داخل ہوجاتا ہے مگر چونکہ قوت قلبیہ نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے اسلیئے چوتھے مرتبہ کی طرف ترقی کرجاتی ہے اسکا نام مرتبۂ سر ہے جسمین مرشد کے بتائے ہوئے ذکر قلبی اور جہر سے سالک کے باطنی قوی کو لطافت حاصل ہوتی ہے۔ اسکا نام سر ہے۔ اسوقت سالک ملکوتیون مین شامل ہوکر مستجاب الدعا اور مرتبہ اوتاد مین داخل ہوجاتا ہے۔ اور بسا اوقات اُسپر جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے جس سے وہ انا الحق بھی کہہ اُٹھتا ہے مگر چونکہ اس مرتبہ مین وصال حقیقی ناممکن ہے اسلیئے پانچوین مرتبہ پر ترقی کرنی فرض ہے۔ اسکا نام مرتبۂ روح ہے۔ سالک اسوقت جذبۂ رحمانی کے باعث اپنے قلب سے انا الحق اور ما سوے اللہ سب کی نفی کردیتا ہے۔ اور روح صفات الٰہی کے ساتھ تجلی ہوجاتی ہے اسوقت اُسے جنت کا اشتیاق اور دوزخ کا خوف کچھ نہین رہتا اور اُسکا علم لدنی ہوجاتا ہے اور وہ ملائکہ اور ارواح انبیا کے ساتھ متکلم ہوتا ہے یہان سے جذب الٰہی چھٹے مرتبہ کی طرف کھینچ لیتا ہے اسکا نام مرتبۂ خفا ہے۔ جو سالکین کا انتہائی اور واصلین کا ابتدائی مرتبہ ہے اور اس مرتبہ کا نام جبروت ہے اسوقت دوئی نہین رہتی۔ بلکہ واصل اس مرتبہ مین فانی فی اللہ ہوکر مرتبۂ عینیت حاصل کرلیتا ہے۔ اسکو مرتبہ فنا بھی کہتے ہین اور یہ اقطاب کا مرتبہ ہے اسکے بعد جذب رحمانی ساتوین مرتبہ کی طرف کھینچتا ہے اسکا نام غیب الغیوب ہے یعنے مرتبہ فنا فی اللہ و بقا باللہ جسمین واصل محو مطلق ہوجاتا ہے اور اُسے کچھ شعور نہین رہتا۔ اس مرتبہ کا نام مقام مہدی ہے اور ایسے شخص کو امام زمانہ کہتے ہین خلاصہ یہ کہ ان مرتبون مین سے فلسفی کو جو اپنی عقل کا پابند ہے کوئی مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا۔

گر ندیدی دیو را خود را ببین	بے جنون نبود کبودی بر جبین
ترجمہ تیری ہستی خود ہے شیطان کی دلیل	بے جنون لگتے پہ کب ہوتا ہے نیل

شرح یہ شعر پہلے مضمون کی ترقی ہے یعنے اے فلسفی شیطان کا ذکر کئی جگہ قرآن مجید مین ہے اور جنات کی شان مین سورۂ جن موجود ہے جنات خواص کیا بعض عوام کو بھی نظر آجاتے ہین لیکن تو اگر منکر شیطان ہے تو یہ سمجھ لے کہ گرفتار وسوسۂ شیطانی ہے بلکہ تو خود شیطان ہے اگر تو نے شیطان کو نہین دیکھا تو اپنے

اپنے آپ کو دیکھے۔ کیونکہ کفر وانکار سب شیطانی افعال ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ کسیکے
ماتھے پر بلامرض جنون نیل نہین پڑا کرتا۔ کیونکہ دیوانہ آدمی بے شعوری کے باعث اپنا سر زمین یا پتھر
پر مارتا ہے اور اس سے پیشانی پر نیل پڑجاتے ہین اسیطرح اے فلسفی جب تو غور سے دیکھیگا
تو اپنے اعتقاد کی پیشانی پر تجھے خود گمراہی کے نیل پڑے ہوئے نظر آئین گے۔ اور تو اپنی ذات مین باطنی
جنون کو معلوم کریگا یعنے اے گمراہ فلسفی تیرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا ہوا ہے

	ہر کرا در دل شک بے جانی است	در جہان او فلسفی پنہانی است
ترجمہ	اہل شک ہے یا ہے بیجان جو کوئی	ہے زمانہ مین وہ پنہان فلسفی

شرح بے جانی یعنے بے روحی و سستی و ضعف اعتقاد ہے یعنے جسکے دل مین نطق جمادات کی نسبت شک یا
وجود شیطان و جن کے متعلق ضعف اعتقاد ہے وہ چھپا ہوا فلسفی ہے گو ظاہر مین اپنے آپ کو مسلمان
یا اہل سنت کہتا ہے۔ اکثر شیعہ کشف اولیاء اللہ کے اور جبریہ و قدریہ حشر اجساد کے منکر ہین۔

	مے نماید اعتقاد او گاہ گاہ	آن رگِ فلسف کند روش سیاہ
ترجمہ	گو دکھاتا ہے عقیدت گاہ گاہ	فلسفہ کرتا ہے اسکا منہ سیاہ

شرح یعنے گو مخفی فلسفی گاہ گاہ عقیدہ درست ظاہر کرتا ہے مگر انجام کار رگِ فلسفی اسکا منہ کالا کردیتی ہے
یعنے وہ وجود شیطان و جنات کا انکار ہی کردیتا ہے رگ سے مراد مادہ ہے۔ ابو العباس ابن تیمیہ کا قول
ہے کہ وجود جنات پر تمام مسلمانونکا اتفاق ہے اور علی ہذا القیاس یہود و نصاریٰ بھی اُنکے وجود کے قائل ہین
ہان مسلمانون اور اہل کتاب کے بعض فرقے منکر بھی ہین نیز انبیاء علیہم السلام نے متواتر اُنکے وجود کی خبرین سنائی
ہین **فائدہ** جنات کی تین قسمین ہین **اول عفاریت** جو مسلمانونکے شہر مین داخل نہین ہوتے بلکہ جنگلون اور جزیرون
مین رہتے ہین کیونکہ اُنکے ہیبتناک صورت کے دیکھنے کا انسان متحمل نہین ہوسکتا۔ **دوم اراذل** انمین سے
بعض جزائر مین رہتے اور آدمیون سے تعلق رکھتے ہین اور بعض آدمیون مین سے الگ ہوکر ٹوٹے پھوٹے
اور پرانے مکانون مین رہتے ہین اور بعض نجس مقام اور جانورون کے بند ہنے کے جگہ بستے ہین اکثر حیوانون
کی۔ اور بعض اراذل اور اجلاف انسانون کی صورت بدل لیتے ہین **سوم اباریق** یہ سب مسلمان اور اکثر
اہل سلوک ہین خلوتی۔ جلوتی۔ مولوی۔ نقشبندی۔ ادہمی انکے خاندانون کے نام ہین اور یہ سب کے سب جنات اربعہ
عناصر سے پیدا ہوتے ہین مگر عنصر ناریت غالب ہے اور اُنکے وجود پر اعتقاد کرنا ارکان عقاید کا
ایک رکن ہے۔ غرضیکہ جنات کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور انکی ہستی کا انکار کرنے والا
کافر اور قرآن و حدیث کا منکر ہے اور جو فلسفی جنات کا منکر ہو وہ بھی گویا قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

	الحذر اے مومنان کو در شماست	در شما بس عالم بے منتہاست
ترجمہ	تم مین ہے وہ مومنو اُس سے ڈرو	تم مین سو عالم ہین غور اسپر کرو

شرح ضمیر لفظ کو رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے۔ یعنے اے مومنو شیطانی وسوسون سے بچتے اور خیال بد سے پرہیز کرتے رہو کیونکہ اے مومنو تم مین بلکہ اے مومن واحد تجھین عالم اکبر وسیع و بے نہایت موجود ہے کیونکہ انسان جمیع اشیاء کا جامع ہے اسلیئے اُسکو عالم اکبر کہتے ہین مثلاً انسان کی عقل فلک محیط ہے اور دو نو آنکھین شمس و قمر اور بقیہ حواس کواکب ہین اور اربع عناصر چارون خلط ہین نیز خون اور رگین نہرین ہین۔ غم و محنت و فرح و عشرت۔ فصول اربعہ ہین۔ بال یعنے موے بدن نباتات ہین ہڈیان پہاڑ ہین۔ روح فرشتہ اور نفس امّارہ شیطان ہے اور شہوات بہائم ہین اور انواع غضب درندے ہین پھر جب یہ سب چیزین موجود ہین تو مادہ فلسفیانہ بھی ضرور ہے جس سے خوف کرنا چاہیئے

	جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ہست	وہ کہ آن روزے برارد سر ز دست
ترجمہ	ہین بہتر ملتین تجھین نہان	فلسفہ غالب نہ آجائے میان

شرح یعنے اے شخص چونکہ تو عالم اکبر ہے اور باعتبار استعداد تمام شے کا جامع اور ہر چیز کا اثر قبول کرنے کے لیے بالقوہ مستعد ہے اسلیئے گویا بہتر ملتین جو باطل پرست ہین بالقوہ تجھین موجود ہین اسلیئے یہ بات نہایت خوف اور افسوسناک ہے کہ کہین وہ فلسفی مادہ جو باطل کی طرف لیجاتا ہے کسی دن تجھپر غالب نہ آجائے اور تجھے مغلوب کر کے بے ایمان نہ بنا دے وہ فارسی مین کلمہ تحسین و افسوس ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ایسے امور کو جو مورث اخلاق ذمیمہ ہین مغلوب کرے اور مورث اوصاف حمیدہ کو غالب رکھے اگرچہ انسان جامع ہر دو صفات ہے لیکن صفات حمیدہ کو غالب رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ مشاہدہ حقایق غلبہ اخلاق حمیدہ اور مغلوبیت اخلاق ذمیمہ پر موقوف ہے منجملہ اخلاق ذمیمہ نفس و شیطان اور رگ فلسفہ ہے اس سے پرہیز چاہیئے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آدمی مین جبریہ و قدریہ رافضی و خارجی وغیرہ ہو جانے کی قوتین موجود ہین اور نفس و شیطان اُن قوتون کو حرکت دیکر گمراہ کرنے پر آمادہ ہین اسلیئے نفس و شیطان اور فلسفہ کا اتباع قطعًا حرام ہے دوسرے مصرع مین ضمیر آن رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے اور برکسے یا از کسے دست برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے غلبہ پانا

	ہر کہ او را برگ این ایمان بود	ہمچو برگ از بیم او لرزان بود
ترجمہ	کہتے ہین ایمان کا جو ساز و برگ	کانپتے رہتے ہین اس سے مثل برگ

شرح یعنے جس شخص کے پاس اسطرح کے ایمان کا برگ و سامان ہو جسکا ذکر ہم کر چکے ہین یعنے جسکے اخلاق حمیدہ ذمیمہ پر غالب ہون اُسکو چاہیئے کہ مادہ فلسفہ کے غالب آجانے سے پتے کی طرح کانپتا یعنے ڈرتا رہے

بر بلیس و دیو زان خندیده که — تو خود را نیک مردم دیده که

ترجمہ: اسلیئے ابلیس پر ہنستا ہے تو — نیک اپنے آپ کو سمجھا ہے تو

شرح یعنی تجھے شیطان و دیو بدکاروں پر اسلیئے ہنسی آتی ہے کہ تو اپنے زعم میں مرد صالح بنا ہوا ہے

چون کند جان بازگونہ پوستین — چند واویلا برآید ز اہل دین

ترجمہ: جان اُلٹ ڈالے گی جب دم پوستین — تجھپہ واویلا کرینگے اہل دین

شرح پوستین بازگونہ کردن فارسی محاورہ ہے یعنے پوستین کو الٹ دینا اور چھپی ہوی بات کو ظاہر کرنا یہ شعر گزشتہ شعر کے ساتہ بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو نیک کردار جانکر آج بدکارون پر ہنستا ہے لیکن کل جبکہ تیری جان اپنے پوستین کو اُلٹ دیگی اور تیرے چھپے ہوے گناہ بعد مرگ محشر مین ظاہر ہوجائینگے تو اہل دین تجھپر سخت افسوس کرینگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیعًا فَیُنَبِّئُہُمْ بِمَا عَمِلُوا یعنے قیامت کے دن خدا تمام لوگون کو اُٹہائے گا اور اُنکے اعمال سے اُنہین آگاہ کردیگا

بر دکان ہر زرنما خندان شدست — زانکہ سنگ امتحان پنہان شدست

ترجمہ: ہے دکان پر زرنما یون شادمان — کیونکہ ہے پوشیدہ سنگ امتحان

شرح زرنما یعنے پر سونے اور چاندی کا ملمع کرکے دکہانے والا یا جہوٹا سکہ چلانے والا اس سے وہ مکار آدمی مراد ہے جو ظاہر مین نیک اور باطن مین بد ہو مطلب یہ کہ صراف کی دکان پر جاکر جہوٹا سکہ چلانیوالا اسلیئے خوش ہے کہ ابہی صراف نے سنگ امتحان (کسوٹی) کو چہپا رکہا ہے اسیطرح بدباطن آدمی ظاہر مین اپنے آپ کو نیک بناکر اُسیوقت تک خوش ہوے جب تک کہ محشر کا سنگ امتحان جو ہنوز پردہ مین ہے سامنے نہین آیا۔ جسطرح کسوٹی پر کسنی سے کہرے کہوٹے سکہ کا حال معلوم ہوجاتا ہے اسیطرح محشر کے دن ہر نیک و بد کی قلعی کہلجائیگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ الی آخر الآیہ یعنے قیامت کے دن تمام چہپی ہوی باتین ظاہر کیجائینگی اور کوئی مددگار نہوگا

پردہ اے ستار از ما وا مگیر — باش اندر امتحان مارا مجیر

ترجمہ: سب کا پردہ رکھہ لے اے ستار تو — امتحان مین کر نہ ہمکو خوار تو

شرح چونکہ قیامت کا دن نہایت سخت امتحان کا دن ہے اسلیئے مولانا مناجات کرتے ہوے یہ فرماتے ہین کہ اے خدا اے عیبون کے چہپانے والے تو ہمارے عیب قیامت کے دن ظاہر نہ کرنا اور ہمارا پردہ رکھہ لینا اور اُس سخت امتحان کے دن ہمارا نگہبان بنجانا مجیر عربی لفظ ہے بمعنے نگہبان اور محافظ

قلب پہلو مے زند با زر بشب — انتظار روز مے دارد ذہب

ترجمہ: قلب ہے زر کا مقابل وقت شب — منتظر ہے دن نکلنے کا ذہب

بازبان حال زرگوید کہ باش — اے مزوّر تا برآید روز فاش

ترجمہ: یون زبان حال سے کہتا ہے زر — اے مزور ٹھہر جا تو تا سحر

شرح: یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور بر دکان ہر زر ناخدان شدست کے متعلق ہین اور قلب بمعنے کہوٹا ہے اور پہلو زدن فارسی محاورہ ہے بمعنے برابری کرنا مطلب یہ کہوٹا سکہ رات کو اندہیرے کے وقت کہرے سونے کی برابری کا دعوے کیا کرتا ہے اور سونا صبح کی روشنی کا منتظر رہتا ہے۔ اور زبان حال سے یہ کہا کرتا ہے کہ اے جہوٹے سکہ تہوڑی دیر ٹھہر جا ذرا دن نکلنے دے سب کو معلوم ہوجائیگا کہ سچا کون ہے جہوٹا کون۔ اسیطرح بدنیکون کی برابری کا دعوے کیا کرتے ہین لیکن نیک بندے روز جزا کا انتظار کرتے ہین اُسدن نیک بد کی تمیز الگ الگ ہو جائیگی اور تمام اہل محشر معلوم کرلینگے کہ نیک ایسے ہوتے ہین اور بد ایسے۔

صد ہزاران سال ابلیس لعین — بود ز ابدال و امیر المومنین

ترجمہ: رہچکا ہے پہلے ابلیس لعین — شکل ابدال و امیر المومنین

شرح: یعنے لاکہون برس شیطان ابدال اور امیر المومنین رہا ہے لیکن حضرت آدم سے مقابلہ کرنے اور اپنی ذات کو اچھا سمجھنے کے سبب راندۂ درگاہ ہوگیا امیر المومنین بمعنے معلم الملکوت ہے اور کثرت عبادت کے سبب شیطان کو ابدال کہا گیا کیونکہ عبادت کرتے کرتے اُسمین فرشتون کی سی صفتین ظاہر اور پیدا ہوگئی تہین۔

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت

ترجمہ: ہو سکے آدم کا مقابل بے حیا — شکل سرگین خوب رسوا ہو گیا

شرح: یعنے شیطان نے اپنے تکبر کے سبب حضرت آدمؑ کا مقابلہ کیا اور انجام کار اسطرح رسوا ہوا جسطرح صبح کے وقت نجاست رسوا ہو جاتی ہے رات کو سرگین وغیرہ کا عیب چہپا رہتا ہے۔ مگر صبح کو سب حقیقت کہل جاتی ہے

پنجہ با مردان مزن اے بوالہوس — بر تراز سلطان چہ میرانی فرس

ترجمہ: ہو نہ مردون کا مقابل بوالہوس — شاہ سے آگے نہ لیجا تو فرس

شرح: یعنے اے مخاطب حریص مردان خدا کے ساتہ مقابلہ نہ کیا کر کیونکہ مردان خدا معنوی طور پر بادشاہ ہین بطور مقابلہ گہوڑا بڑہا کر بادشاہون سے آگے نکال لیجانا گستاخی مین داخل ہے ایسے گستاخون کو انجام کار سزا ملتی ہے مطلب یہ کہ آدمی اپنے طاعت پر مغرور نہو اور نیکون کے ساتہ برابری کا دعوے نکرے اور فلسفی عقائد کی طرف نہ جائے ورنہ محشر مین اسطرح رسوا ہوگا جسطرح دنیا مین بلعم باعور رسوا ہوا جسکا قصہ اب شروع ہوتا ہے

دعا کردن بلعم باعور کہ موسے علیہ السلام و قومش را ازین شہر کہ حصار دادہ اند بے مراد گردان و اجابت شدن

ترجمہ: بلعم بن باعور کا بد دعا دینا کہ الٰہی موسیٰ اور اُسکی قوم کو اس شہر سے جسکا محاصرہ کر رکہا ہے بے مراد واپس کر اور بد دعا کا قبول ہونا

شرح بلعم بن باعور بنی اسرائیل یا کنعانیون مین سے ایک مستجاب الدعوات شخص تہا۔ کہتے ہین اُسکو اسم اعظم یاد تہا جب حضرت موسے بعد ہلاک فرعون محاربۂ قوم جبارین پر مامور ہوے (جو ایک سرکش اور نافرمان قوم تہی) تو وہ قوم بلعم کے پاس آئی۔ تاکہ موسے کے حق مین بد دعا کرے بلعم نے انکار کیا جب قوم نے اصرار کیا تو اُسنے یون کہا کہ مین استخارہ کرونگا۔ آخر کار اُسنے استخارہ کرکے اُنکو خبر دی کہ میرا استخارہ موسے کے حق مین بد دعا کرنے سے مجکو منع کرتا ہے۔ اسکا انکار دیکہکر قوم جبارین اُسکی بیوی کے پاس گئے جو نہایت پُر طمع تہی اور اُسکو بہت سا مال دیا۔ وہ عورت بناؤ کرکے بلعم کے پاس خلوت مین گئی۔ اور اُسکو فریب دیکر بد دعا کرائی۔ جس سے حضرت موسے کے لشکر مین نامردی پیدا ہوگئی اور لشکر نے یہ کہا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا یعنے اے موسے تو اور تیرا رب دونو ملکر جبارین سے لڑو۔ ہم نہین لڑسکتے آخر کار موسے وہان سے واپس آئے۔ اور بلعم باعور کے لیئے بد دعا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلعم کی بد دعا اُسی پر پلٹ پڑی اور اُسکی زبان سینے تک لٹک آئی۔ اور وہ سخت رسوا ہوا

	بلعم باعور را خلق جہان	سغبہ شد مانند عیسی زمان
ترجمہ	ہوگئی مخلوق بلعم کی مطیع	شکل عیسے جانکر اُسکو شفیع

شرح یعنے بلعم باعور کے مستجاب الدعوات ہونے کے سبب خلقت اسطرح اُسکی مسخر اور فرمانبر ہوگئی جسطرح عیسی کی تہی

	سجدہ ناوردند کس را دون او	صحت رنجور بود افسون او
ترجمہ	عالم اُسکی بات کا مشکور تہا	اُسکا افسون صحت رنجور تہا

شرح یعنے خلقت سوا اُسے بلعم کے اور کسی کی اطاعت نہین کرتی تہی اور اُسکی دعا باعث صحت بیمار تہی اس شعر مین سجدہ سے اطاعت اور افسون سے دعائے مقبول مراد ہے جسمین اسم اعظم شامل تہا۔

	پنجہ زد با موسی از کبر و کمال	آنچنان شد کہ شنیدستی تو حال
ترجمہ	ہو کے وہ موسے کا ہم پنجہ مگر	ہوگیا مردود عالم سر بسر

شرح یعنی بلعم بن باعور نے اپنے کمال مستجاب الدعوات ہونے کے تکبر سے حضرت موسے کا مقابلہ کیا اور اے مخاطب انجام کار اُسکا وہی حال ہوا جو تو نے قرآن مجید اور اُسکی تفسیرون مین دیکہا اور سُنا ہے فائدہ بلعم بن باعور کا حال قرآن مجید کی اس آیت مین ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْ آتَيْنٰهُ آيٰتِنَا الی آخر الآیہ یعنے اے پیغمبر ان یہود کو اُس شخص (بلعم ابن باعور) کی خبر پڑہکر سُنا دے جسکو ہمنے اپنی نشانیان دی تہین (یعنی علم اسما عنایت کیا تہا جسمین اسم اعظم بہی شامل تہا) پس وہ اُن آیتون سے نکلگیا (یعنی موسے کو بد دعا دینے کے سبب اسم اعظم بہول گیا) پہر شیطان اُس سے جا ملا اور وہ گمراہون سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اسم اعظم کے سبب اور بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ پستی یعنے دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اُسنے اپنی خواہشون کی پیروی کی اب اُسکی مثال کتے کی سی

ہے کہ تو اُسے تیز کرے تو زبان نکالتا ہے اور چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہے یعنے ہر حالت مین ذلیل ہے

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان ‖ ہمچنین بودست پیدا و نہان

ترجمہ ہین بہت ابلیس و بلعم میری جان ‖ عالم دنیا مین پیدا و نہان

شرح یعنی جسطرح بلعم بن باعور ظاہر تہا اور شیطان پوشیدہ ہے اسیطرح بہت سے ابلیس اور بلعم صفت جہان مین ہین

این دو را مشہور گردانید اِلٰہ ‖ تا کہ باشند این دو بر باقی گواہ

ترجمہ کرچکا ہے مشتہر انکو اِلٰہ ‖ باقیون پر تا کہ ہون یہ دو گواہ

شرح یعنے گو جہان مین بہت سے بلعم و ابلیس صفت موجود ہین لیکن اللہ تعالےٰ نے ان دونو کو اسلیئے رسوا کردیا ہے تاکہ دونو ملکر باقی بدون کے حال کی گواہی دین اور لوگو نپر ظاہر کردین کہ ہم جیسون کی پیروی گمراہی کا سامان ہے

رہزنان را در بیابان میکشند ‖ یک دو تن را سوے دہ زان میکشند

ترجمہ دشت مین رہزن جو مارے جاتے ہین ‖ ایک دو کو شہر مین لے آتے ہین

تا بہ بینند اہل دہ گیرندپند ‖ رویت ایشان بود شان ہمچو بند

ترجمہ تا کہ اس سے شہر والو نکو ہو پند ‖ دیکھنا انکا ہوا انکے حق مین بند

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہی فوج ٹھگون اور لٹیرون کو بیابان مین مار ڈالتی ہے تو ایک دو ٹھگون کو انکے گانو کی طرف کہینچ لیجاتے ہین تاکہ انکی لاشون کو دیکھکر گانو والے عبرت حاصل کرین اور ان لاشون کا دیکھنا انکے حق مین بمنزلہ قید ہو جائے اور باقی گانون والے رہزنی سے باز رہین اسیطرح اللہ تعالےٰ نے بلعم اور ابلیس دونون کو رسوا کرکے مخلوق کو عبرت دلائی ہے کہ انکی پیروی سے بچتے رہین

این دو دزد آویخت بر دار بلند ‖ ورنہ اندر شہر بس دزدان بوند

ترجمہ انکو لٹکایا ہے اُسنے دار پر ‖ شہر مین ہین درنہ لیسے بیشتر

شرح یعنے اگرچہ شہر مین ہزارون چور ہوتے ہین لیکن بادشاہ عبرت دینے کے لیئے دو ایک کو سولی پر لٹکا دیتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے ان دو رہزنون (ابلیس و بلعم) کو رسوائی کی سولی پر لٹکا دیا ہے تاکہ جہان کے دیگر رہزنونکو عبرت ہو بعض نسخون مین شہر کی جگہ قہر ہے جس سے سیاست بادشاہی یا قہر الٰہی مراد ہے۔

این دو را پرچم بسوے شہر برد ‖ کشتگان قہر را نتوان شمرد

ترجمہ قہر سوے شہر انکو لے گیا ‖ کشتگان قہر کی گنتی ہے کیا

شرح پرچم جنگلی گاے کی دُم اور کاکل اور علم کے پہریرے کو کہتے ہین اور یہان مجازاً بمعنے تازیانہ قہر الٰہی ہے یعنی گو کشتگان قہر الٰہی کی گنتی نہین ہوسکتی مگر اسنے غضب کا تازیانہ انہین دو کو رسوائی کی طرف لگایا ہے تاکہ دیگر

لوگون کو عبرت ہو اور وہ خود ایسے اعمال نہ کرین جنکے باعث شیطان اور بلعم گمراہ ہوئے ہین

	نازنینی تو ولے در حدِ خویش		الله الله پا منہ زاندازہ بیش
ترجمہ	نازنین ہے تو مگر اے ذو الکرم		حد سے باہر کیون بڑھاتا ہے قدم

شرح یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے اسلئے تو خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکھہ یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے۔ لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے اسلئے خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکھہ یعنے انبیا اولیا کا مقابلہ نہ کر بمقتضائے رحم الله امرأً عرف قدرہٗ ولم یتعدّ طورہٗ یعنے خدا اُس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے اور اپنے درجہ سے تجاوز نہین کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔

	گر زنی با نازنین تر از خودت		در تگِ ہفتم زمین زیر آردت
ترجمہ	ہین زیادہ تجھسے بھی جو نازنین		وہ تجھے کر دینگے پیوند زمین

شرح یعنے اگر تو ایسے شخص کے مقابلہ مین دم ماریگا جو تجھسے زیادہ نازنین (یعنے تجھسے بڑھکر مقبول الٰہی) ہے تو یہ مقابلہ تجھے ساتوین زمین کے تہ مین پہنچا دیگا۔ یعنے انبیاء اولیا کا مقابلہ قرب الٰہی سے دور کر کے اسفل سافلین مین داخل کردیگا اور تیرا وہی حال ہوگا جو شیطان اور بلعم بن باعور کا ہوا۔

	قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست		تا بدانی کانبیا را نازکی ست
ترجمہ	اسلئے ہے قصۂ عاد و ثمود		تا کہ ناز انبیا کی ہو نمود

شرح یعنے عاد و ثمود کا قصہ قرآن مجید مین کسلئے مذکور ہوا ہے؟ اسلئے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو خاص نازکی یعنے قرب الٰہی حاصل ہے جو دیگر لوگون کو نصیب نہین۔ اسلئے اُنکے مخالف ہلاک کیے گئے ہین

	این نشان خسف و قذف و صاعقہ		شد بیان عزِّ نفسِ ناطقہ
ترجمہ	یہ نشان خسف و قذف و صاعقہ		ہے بیان عزِ نفس ناطقہ

شرح خسف بمعنے زمین مین دہنس جانا اور قذف بمعنے پتہر مارنا ہے اور صاعقہ بجلی کی کڑک کو کہتے ہین یعنے یہ قارون کا زمین مین دہنس جانا اور قوم لوط پر پتہرون کا مینہہ برسانا اور قوم ثمود کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کردینا انبیاء علیہم السلام کے نفس ناطقہ اور ذات قدسیہ کی عزت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سرکش لوگ خدا کے خاص بندون کا مقابلہ کرتے ہین وہ ضرور ہلاک کیے جاتے ہین۔ قارون اور قوم لوط و ثمود وغیرہم کا مفصل حال تفسیرون مین موجود اور عام لوگون مین مشہور ہے اسلئے ہم کتاب کو طول دینا نہین چاہتے اُردو پڑھنے والے اگر شوق رکھتے ہین تو اُردو قصص الانبیاء مین تمام پیغمبرون اور اُنکی اُمتون کی حالات دیکھہ لین۔

جملہ حیوان را پے انسان بکش — جملہ انسان را بکش از بہر ہش

ترجمہ ذبح کر حیوان کو انسان کے لیے — ہوش پر قربان ہون انسان چاہیئے

شرح ہُش ۔ مخفف ہوش سے عقل کُل یعنے انبیاؑ مراد ہین جو سراپا عقل اور مجسم ہوش ہین ۔ مطلب یہ کہ حسب فرمان الٰہی اُحِلَّت لَکُم بَہِیمَۃُ الاَنعَام (اے لوگو تمہارے لیئے بے زبان چوپائے حلال کیے گئے ہین) انسان کی فائدہ رسانی کے لیئے حیوانات کا ذبح کرنا جائز ہے اسیطرح مجسم عقل (انبیا علیہم السلام) کی خاطر کے لیئے عموماً آدمیون کا مار ڈالنا روا ہے ۔ چنانچہ طوفان نوح وخسف وقذف و صاعقہ سے سرکش قومین اسیلیئے ہلاک ہوئی ہین نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اولیا راہ انبیا کے تابع ہوتے ہین اور انکی مخالفت ہی ہلاکت کا سبب ہوجاتی ہے چنانچہ پہلی اُمتین اسی سبب سے ہلاک ہوئی ہین

ہش چہ باشد عقل کل اے ہوشمند — عقل جزوی ہش بود اما نژند

ترجمہ ہوش کیا ہے عقل کل اے ہوشمند — عقل جزوی ہوش ہے لیکن نژند

شرح نژند ۔ بمعنے ناقص وافسردہ وضعیف ہے ۔ یعنے لفظ ہوش سے ہماری مراد عقل کل (انبیا واولیا) ہین جو مجسم عقل دینی ہین ہان ہم مانا کہ عقل جزوی کو بھی ہم ہوش کہہ سکتے ہین ۔ لیکن چونکہ یہ عقل صرف معاش دنیوی کے مدارج تک ترقی کرسکتی ہے اسیلیئے ناقص ہے اور یہی سبب ہے کہ جزوی عقل والے انسان حیوانون کے مانند ہین یعنے جسطرح بعض حیوان اہلی ہوتے ہین اور بعض بالکل وحشی اسیطرح بعض صاحبان عقل جزوی عقل کل سے مانوس ہوجاتے ہین ۔ اور بعض بالکل متنفر رہتے ہین ۔ اسی لیئے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ

جملہ حیوانات وحشی ز آدمی — باشد از حیوان انسی در کمی

ترجمہ دیکھ وحشی جانور ہین جسقدر — کم ہین اہلی جانور سے سر بسر

شرح لفظ آدمی ۔ وحشی کے متعلق ہے ۔ یعنے ایسے تمام جانور مثلاً ہرن یا خرگوش وغیرہ جو آدمی سے وحشت رکھتے ہین اور انسان کے سایہ سے بھاگتے ہین ۔ اُنست اور محبت کرنے والے جانورون (مثلاً گھوڑون گدھون وغیرہ) سے کم درجہ کے ہین اسیلیے وحشی جانورون کا شکار ہوتا ہے اور اہلی کا نہین ہوتا ۔

خون آنہا خلق را باشد سبیل — زانکہ وحشی اند از عقل جلیل

ترجمہ وحشیونکا خون ہے بالکل سبیل — کیونکہ وہ رکھتے نہین عقل جلیل

شرح یعنے وحشی جانورون کا خون کرنا اور اُنہین شکار کرلینا اسیلیئے مباح ہے کہ وہ عقل خداداد یا عقل جزئی کی صفت سے بیگانہ ہین اور اہلی جانور باوجود بے عقلی اسیلیئے شکار نہین کیے جاتے کہ وہ انسانونکی صحبت اور اُس سے کچھ نہ کچھ عقل حاصل کرلیتے ہین ۔ یہی حال کفار کا ہے چونکہ کافر انبیا و اولیا سے انس نہین رکھتے

اسلیئے انکا خون مباح کردیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ الٰی آخر الآیۃ۔ یعنے جو لوگ خدا و رسول کا مقابلہ کرتے ہین انکی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائین یا سُولی دیئے جائین

خون ایشان خلق را باشد روا ۔ زانکہ انسان را نیند ایشان سزا

ترجمہ: ہوگیا ہے خون ان سب کا روا ۔ قابل انسان نہین ہین ناسزا

شرح یعنے جسطرح لوگون کو وحشی جانورون کا خون کر ڈالنا جائز ہے کیونکہ وہ انسان سے محبت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے اسیطرح کفار کا خون بہادینا جائز ہے کیونکہ وہ انبیاء اولیاء سے محبت نہین رکھتے۔

عزت وحشی ازان ساقط شدست ۔ کہ مر انسان را مخالف آمدست

ترجمہ: اسلیئے جائز ہے خون وحشیان ۔ ہین یہ انسان کے مخالف بیمر بیان

شرح یعنے وحشی جانور کی عزت اسلیئے نظرون سے گر گئی ہے اور اسکا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انسان کا مخالف ہے اور اسکا کہنا نہین مانتا یعنے آدمی سے اُنس نہین رکھتا۔ علے ہذا القیاس کفار کا خون اسلیئے مباح ہے کہ وہ انبیاء اولیاء کے فرمانبر نہین ہوتے بعض نسخون مین ساقط شدست کی جگہ اُفتاد پست ہے اور کہ مر انسان کی جگہ کامر انسان ہے۔ امر بمعنے حکم ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

پس چہ عزت باشدت اے نادرہ ۔ چون شدی تو حُمُرٌ مستنفرہ

ترجمہ: پس تری عزت رہے کیا نابکار ۔ ہوگیا ہو جبکہ تو وحشی حمار

شرح نادرہ تحفے اور عجیب و غریب اور کمیاب چیز کو کہتے ہین۔ یہان عجیب الخلقت بیوقوف کے معنون مین ہے یعنے اے بیوقوف جبکہ تو وحشی گدہون مین شامل ہوگیا تو تیرے کیا خاک عزت رہی بلکہ اسوقت تیرا خون مباح ہوگیا ہے۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَۃٍ یعنے کفار جو احکام الٰہی اور صحبت پیغمبر سے نفرت کرتے ہین اُن گدہون کے مانند ہین جو تیراندازون کی جماعت یا شیر سے خوف کہا کر بہاگ جاتے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جسطرح وحشی جانورون کا شکار مباح ہے اسی طرح کافرون کو قتل کر ڈالنا جائز ہے۔ اور انبیاء نے اسی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کیا ہے۔

خر نشاید کشت از بہر صلاح ۔ چون شود وحشی شود خونش مباح

ترجمہ: ہمنے مانا حرز ہے سامان صلاح ۔ ہوگیا وحشی تو پہر ہے خون مباح

شرح یعنے اس گدہے کو ہرگز مارنا چاہیئے جو کام درست کرنے (بوجہہ لادنے یا سوار ہونے) کے لیئے ہو۔ ہان جسوقت ایسا اہلی گدہا وحشی ہوجاتا ہے اور انسانون سے نفرت کرکے سرکشی کرنے لگتا ہے تو اُسکا خون مباح ہوجاتا ہے چنانچہ اب بہی وحشی گدہون اور سرکش گہوڑونکو گولی سے مار ڈالتے ہین۔

	گرچہ خر را دانش زاجر نبود	ہیچ معذورش نمے دارد ودود
ترجمہ	گو نہین ہے مقصد زاجر کی تمیز	پر گدہا معذور کب ہے سلے عزیز

شرح یعنے اگرچہ گدہے کو زاجر (جہڑکنے والے یا منع کرنے) کی توبیخ وتنبیہ کا علم نہین ہے اور وہ نہین جانتا کہ مجکو میرے وحشی ہونے کے باعث میرا مالک ایک دن ہلاک کردیگا۔ لیکن اے دوست باوجود اس گدہے کو کوئی شخص معذور یا مجبور سمجھکر ہلاکت سے بچا نہین سکتا بلکہ اُسے مارہی ڈالتے ہین۔

	پس چو وحشی شد ازان دم آدمی	کے بود معذور اے یار سمی
ترجمہ	وحی سے وحشی ہوا جو آدمی	کب ہو معذور اے یار سمی

شرح یعنے جب کہ گدہا وحشی ہوکر ہلاکت سے نہین بچ سکتا تو اے یار بلند مرتبہ آدمی اُس دم (وحی الٰہی اور کلام نبوی) سے نفرت کرکے کس طرح معذور ہوسکتا ہے ہرگز نہین ہوسکتا یہی سبب ہے کہ کفار کا خون مباح کیا گیا ہے۔ دم بمعنے سخن سے وحی اور کلام نبی مراد ہے جو فی الواقع خدا کا کلام ہوتا ہے

	لاجرم کفار اخون شد مباح	ہمچو وحشی پیش نشاب ورماح
ترجمہ	اسلیئے ہے خون کا فرکا مباح	پیش تیغ و نیزۂ و تیر و رماح

شرح نشاب بمعنے سہام و تیر ہے اور رماح بمعنے نیزہ۔ یعنے چونکہ کفار وحی الٰہی اور کلام نبوی سے وحشت رکھتے ہین اسلیئے اُنکا خون اسطرح مباح ہے جسطرح تیرون اور نیزون کے آگے وحشی جانورونکا خون مباح ہوتا ہے

	جفت و فرزندان شان جملہ سبیل	زانکہ بے عقلند و مردود و ذلیل
ترجمہ	عورتین بچے ہین اُنکے سب سبیل	کیونکہ ہین بے عقل و مردود و ذلیل

شرح یعنے جسطرح خود کفار کا خون مباح ہے اسیطرح اُنکی عورتون اور بچون کا پکڑ لیجانا اور لونڈی غلام بنالینا جائز ہے کیونکہ کفار سب کے سب وحشی جانورون کی طرح بے عقل اور راندۂ درگاہ اور ذلیل ہین انکو کلام نبوی سے وحشت کرنے کی یہ سزا دیگئی ہے۔ جو وحشی گدہے کو دیجاتی ہے

	باز عقلے کو رمد از عقل عقل	کرد از عقلے بحیوانات نقل
ترجمہ	انبیا سے بہاگتا ہے جو کوئی	واقعی حیوان ہے وہ آدمی

شرح یعنے اس تمام داستان کے بعد سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عقل نے عقل عقل (یعنے انبیا و اولیا کے کلام و اتباع) سے نفرت یا وحشت اختیار کی اُسنے مرتبۂ عقلیت (عاقل ہونے) سے تنزل کرکے گویا مرتبۂ حیوانات مین انتقال یا رجوع کیا ہے اسیلئے اُسکا خون مباح ہوگیا ہے۔ پہلے مصرع مین عقل عقل سے انبیا و اولیا مراد ہین اور دوسرے مین عقلے بیائے معروف ہے۔

اعتماد کردن ہاروت و ماروت

اعتماد کردن ہاروت و ماروت بر عصمت خویش و امیری اہل دنیا خواستن و در فتنہ افتادن

ترجمہ ہاروت و ماروت کا اپنی عصمت پر بہروسہ کرنا اور اہل دنیا کی سروری چاہنی اور فتنہ مین پڑنا

شرح ہاروت و ماروت کی نسبت اوائل کتاب مین بہی ہم کچہ لکہہ چکے ہین۔ قرآن مجید مین انکو ملک بفتح لام اور ملک بکسر لام یعنے فرشتہ یا بادشاہ کہا گیا ہے اکثر محققین کہتے ہین کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تہے کہ جنکو آدمیون کے امتحان کے لئے علم سحر دیا گیا تہا۔ اور وہ بابل مین تعلیم سحر کے لیئے نازل کیے گئے تہے۔ جو انسان اُنسے جادو سیکہنے آتا تہا اوّل اُسکو منع کرتے تہے اور یہ کہتے تہے کہ اسکا انجام کفر ہے اور ہم امتحان کے لیئے بہیجے گئے ہین۔ تو سحر نہ سیکہہ لیکن جب وہ اصرار کرتا تہا تو سکہا دیتے تہے یہ قول نہایت درست اور مطابق قرآن و حدیث ہے۔ اور مؤخون کا یہ قول ہے کہ ان دو فرشتون پر عجب عبادت طاری ہوا اور اُنہون نے تکبر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے از روئے امتحان اُنکو شہوت انسانی عطا فرمائی۔ اور بابل مین بصورت انسان مصور فرماکر نازل کیا اور یہ معاصی مثلاً زنا و شراب مین مبتلا ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسوقت کے پیغمبر کی زبانی اُنکو عذاب دنیا یا عذاب آخرت قبول کرلینے کا اختیار دیدیا اُنہون نے عذاب دنیا کو اختیار کرلیا۔ اور ابلیس کی طرح عذاب آخرت کے منتظر ہے اسلیئے چاہ بابل مین گرفتار عذاب کیے گئے قیامت کے دن نجات پاوینگے عوام مین بہی یہ قصہ اِس طرح مشہور ہے لیکن محدثین نے اسکو موضوع اور غلط کہا ہے۔ صحیح اسیقدر ہے جو پہلے بیان ہوا مولانا قدس سرہٗ اسی مشہور قصہ کو اپنی مثنوی مین بیان کرتے ہین۔ لیکن اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ اسکو سچ ہی جانتے ہین بلکہ اُنہون نے نتیجہ نکالنے کے لیئے جسطرح اور قصے بیان کئے ہین۔ اِسیطرح اِس قصہ کو بہی جسطرح عام مین مشہور تہا نقل کردیا ہے اگر حسب قول عوام ہاروت و ماروت کا فی الواقع فرشتہ ہونا اور امتحان کے لیئے صورت انسانی مین لایا جانا فرض کرلیا جائے تو محل عجب نہین ہے کیونکہ جسطرح بعض قوائے انسانی عین قوائے ملکی ہوجاتے ہین اسیطرح کیا عجب بعض قوائے ملکی عین قوائے انسانی ہوگئی ہون۔ لیکن یہ کہنا کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے گناہ کیا اور وہ ستارہ کے صورت مین مسخ ہوگئی بالکل غلط اور افترا ہے جسکا ثبوت قرآن و حدیث سے کہین نہین ملتا۔ اگرچہ قوائے انسانی مین آکر فرشتون سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر چونکہ اسکے سند کہین نہین اسلیے سراسر افترا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دونو انسان اور متکبر سردار تہے اور اُنہون نے ریاضت بہت کی تہی اسلیئے لوگ اُنکو ملک یعنے فرشتہ کہنے لگے بہرحال وہ فرشتے تہے یا آدمی۔ اُنکا تعلیم سحر کے لیئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدمیون کے امتحان کے لیئے مامور ہونا اور بابل مین رہنا ٹہیک ہے باقی مشہور قصے محض افترا ہین لیکن مولانا قدس سرہٗ جو کچہ آگے بیان کرینگے وہ اسی قصہ کے مطابق ہے جو عوام مین مشہور ہے

	ہمچو ہاروت و چو ماروت شہیر		از بطر خوردند زہر آلود تیر
ترجمہ	جسطرح ہاروت و ماروت اسے بشہ		کہا چکے ہین بطر سے تیر [illegible]

شرح لفظ ہیچو اِس قصہ کا تعلق پہلے شعر سے ظاہر کر رہا ہے یعنے جو لوگ مرتبۂ عقلی سے مرتبۂ حیوانی کی طرف انتقال کرجاتا ہے وہ ہاروت اور ماروت کی مانند ہے جنہون نے ازراہِ تکبر یہ کہا تھا کہ اگر بالفرض ہمین انسانی خواہشین بھی دیجایئن تو انسانون کی طرح ہرگز گناہ نہ کرین چنانچہ اُنہین قوتے انسانی دیئے گئے اور اُنہون نے گناہ کیا اور قہرِ حق کے زہر آلودہ تیر کہائے کیونکہ وہ تکبر کے باعث قیدِ عقل سے نکلکر مرتبۂ حیوانیت کی طرف نقل کرگئے تھے اگر ہاروت و ماروت کو فرشتہ مانا جائے تو اُنہین ملکوتیت کا اور اگر بادشاہ کہا جائے تو مُلکات کا تکبر سما گیا تھا **تخت** لفظ شہیر اشارہ کر رہا ہے کہ مولانا قدس سرہ نے ہاروت و ماروت کا فرشتہ ہوکر مبتلائے عصیان اور گرفتارِ قہرِ الٰہی ہونا بطورِ قصۂ مشہور مان لیا ہے ورنہ اُنکی تحقیق وہی ہے جو قرآن و حدیث مین موجود ہے لیظر بیضے فہم و تدبر

	اعتمادے بود شان قدس لشر		چیست بر شیر اعتماد گاومیش
ترجمہ	تھا بھروسہ پاک ہین ہم سربسر		کیا بھروسہ بھینس کو ہو شیر پہ

شرح شیر سے قضائے الٰہی مراد ہے اور گاومیش سے بندۂ متکبر و معتمد بر عقل و زہد خود یعنی ہاروت و ماروت کو اپنی پاکیزگی یا زہد و تقوے پر بھروسہ تھا اسلیئے اُنہون نے ازراہِ تکبر اللہ تعالےٰ سے انسانی خواہشین طلب کین اور گناہ و عذاب مین مبتلا ہوے اسلیئے زہد و تقوے پر متکبر ہونا نہایت مذموم ہے جسطرح گائے بھینس کو شیر پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اسیطرح متکبر آدمی کو شیرِ قضا پر اعتماد نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ شیرِ قضا حسبِ مضمون آیت [illegible] کیا الرصاد (بیشک تیرا رب گہات مین ہے) متکبرون کو ضرور ہلاک کریگا اُسکے تامل اور استادگی پر بھروسہ کرنا خلافِ عقل و نقل اور باعثِ ہلاکت ہے

	گرچہ او با شاخ صد چارہ کند		شاخ شاخش شیر نر پارہ کند
ترجمہ	سینگ سے ہوتی ہے گو وہ چارہ گر		شیر ٹکڑے کر ہی دیتا ہے مگر

شرح اگر لفظ شاخ شاخ بالاضافت ہے تو [illegible] ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو شاخ مضاف بمعنے ٹہنی ہے اور شاخ مضاف الیہ بمعنے سینگ یعنے اگرچہ شیر سے مقابلہ کرتے وقت گائے یا بھینس اپنے سینگون سے اپنے بچاؤ کی سو تدبیرین کرتا ہے مگر [illegible] کیونکہ شیر اُسکے سینگ کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے اسیطرح متکبر آدمی قضائے الٰہی [illegible] اور تدبیر سے کام لے مگر شیرِ قضا کے پنجہ سے [illegible]

	گر شود سرشاخ ہیچون خارپشت		شیر خواہدگاو را نا چار کشت
ترجمہ	سربسر گر شاخ ہوئے پر شعور		شیر اُسکو پھاڑ ڈالیگا ضرور

شرح یعنی بالفرض گائے یا بھینس بمقابلۂ شیر خارپشت کی طرح اپنے بدن پر بہت سے سینگ پیدا کریگی تو بھی انجام کار شیر اُسے مار ہی ڈالیگا مطلب یہ کہ متکبر اور اپنے زہد و عقل پر بھروسہ کرنے والا قضائے الٰہی کے وقت اُس سے بچنے کی چاہے ہزار منصوبے تجویز کرے اور سراپا عقل بنجائے مگر شیر قضا سے بچ نہیں سکتا خارپشت جنگلی چوہے کو کہتے ہین جسکے تمام بدن پر کانٹے کانٹے سے ہوا کرتے ہین

	باد صرصر کو درختان مے کند	با گیاہ پست احسان مے کند
ترجمہ	ٹھونٹون کو آندھی گراتی ہے مگر	گھاس پر کرتی ہے احسان سربسر

شرح باد صرصر سے قہر الٰہی اور درخت سے متکبر شخص اور گھاس سے بندۂ ذلیل مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کے متکبرون کو ہلاک کرنے اور ذلیل بندون کو انعام دینے کی ایسی مثال ہے جیسے آندھی کہ بڑے درختون کو اُکھاڑ دیتی ہے اور ذلیل گھاس کو قایم رکھکر تر و تازہ کر دیتی ہے

	بر ضعیفی گیاہ این باد تند	رحم کرد اے دل تو از قوت ملند
ترجمہ	رحم کرتی ہے ہوا ئین گھاس پر	تو بھروسہ اپنی قوت پر نکر

شرح ملند صیغہ نہی لُندیدن سے مشتق ہے بمعنے تکبر کرنا بڑا بول بولنا یعنے اے شخص گھاس کی ضعیفی پر آندھی رحم کرتی ہے تو اپنی قوت کے بھروسہ پر بڑا بول نہ بول اور تکبر نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	تیشہ را ز انبوہی شاخ درخت	کے ہراس آید ببرد لخت لخت
ترجمہ	تیشہ کو ٹھونٹھ کا ہرگز ڈر نہین	ٹکڑے کر دیتا ہے سب کو بالیقین

شرح یعنی کسی درخت کی شاخین گھنی ہون تو تیشہ اکلہاڑی کو کچھ خوف نہین آتا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر ہی ڈالتا ہے

	لیک بر برگے نکوبد خویش را	جز کہ بر ریشہ نکوبد نیش را
ترجمہ	کام پتون سے نہین رکھتا مگر	دیکھ رگ کو چھیڑتا ہے نیشتر

شرح یہ شعر پہلے شعر سے ملکر بطور قطعہ بنا ہے یعنے تیشہ ٹھونٹون کے کاٹ دینے سے خوف نہین کرتا لیکن اپنی ذات کو پتون پر استعمال کرنے سے روکتا ہے اور انکی ضعیفی پر رحم کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ فصاد نشتر اُسی رگ پر مارتا ہے جو سرکش اور متمرد ہے اور جسمین خون فاسد جمع ہے ریشہ بمعنے رگ ہے اور دوسرے مصرع مین نکوبد کا فاعل (فصاد) حسب قرینۂ فعل محذوف ہے اور اگر دونو مصرعون مین نکوبد کا فاعل تیشہ ہے تو یہ معنے ہین کہ تیشہ اپنی دھار کو بجز ریشے اور شاخ کے پتون پر استعمال نہین کیا کرتا پہلی صورت مین نیش بمعنے نشتر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے دھات اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جسطرح تیشہ بڑے بڑے ٹھونٹون کو کاٹ ڈالتا ہے اور پتون کو آزار نہین پہنچاتا اسیطرح غضب الٰہی کا تیشہ متکبرون

سرکشون اور اپنے آپ کو قوی سمجھنے والون کی گردن کاٹ دیتا ہے اور ضعیفون عاجزون پر رحم کرتا ہے

شعلہ را ز انبوہی ہیزم چہ غم ‏‏‏‏ کے رمد قصاب ز انبوہی غنم

ترجمہ لکڑیون کا کچھ نہین شعلہ کو غم ‏‏‏‏ کچھ نہین قصاب کو خوف غنم

شرح یعنے شعلہ کو لکڑیون کے ڈھیر سے کچھ غم نہین ہوتا بلکہ وہ سب کو جلا ڈالتا ہے اور اسیطرح قصاب بکریون کے ریوڑ سے نہین بھاگتا مطلب یہ کہ قہر حق جو شعلہ یا قصاب کے مانند ہے متکبر اور سرکش آدمیون کے ہلاک کر دینے سے ہرگز نہین ڈرتا کیونکہ متکبر لوگ اس شعلہ کے آگے لکڑی اور اس قصاب کے سامنے بکری کے مانند ہین

نکتہ ان گذشتہ اشعار مین قہر الٰہی اور متکبر آدمی کی حالت کو کئی تمثیلون مین بیان کیا گیا ہے اور یہ تمثیلین مفرد اور مرکب دونو طرح صحیح ہین تمثیل مفرد مین ممثل اور ممثل لہ کے اجزا کا لحاظ ہوتا ہے اور مرکب مین نہین ہوتا تمثیل مفرد مین ایک ایک جز کو ایک ایک جز سے اور تمثیل مرکب مین سارے مضمون کو ایک اور مضمون سے تمثیل دیا کرتے ہین مثلاً اگر ہم یون کہین کہ اللہ تعالٰے کے متکبرون کو ہلاک کر دینے اور عاجزون کے قایم رکھنے کو اس تیشہ سے تمثیل دی ہے جو بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالے اور پتون کو چھوڑ دے تو یہ تمثیل مرکب ہے اور اگر یہ کہین کہ قہر الٰہی کو تیشہ سے اور متکبر کو شاخ سے اور عاجز کو برگ سے تمثیل دی تو یہ تمثیل مفرد کہلاتی ہے مگر باعتبار معنی دونو تمثیلون کا مطلب ایک ہوتا ہے اور مثنوی مین ایسی تمثیلین بہت ہین

پیش معنی چیست صورت بس زبون ‏‏‏‏ چرخ را معنیش دارد سرنگون

ترجمہ سامنے معنی کے صورت ہے زبون ‏‏‏‏ چرخ کو رکھتا ہے معنی سرنگون

شرح یعنے تمام صورتین معنی کے مقابلہ مین بالکل زبون اور ہیچ ہے اور جتنی چیزین ظاہر مین معلوم ہوتی ہین ان سب صورتون مین انکے معنے کا تصرف ہے اور معنی سے قدرت الٰہی اور تصرف خداوندی مراد ہے مطلب یہ کہ جو کچھ ظاہری صورتون یعنے متعینات سے افعال صادر ہوتے دیکھتے ہین یہ فی الحقیقت صورتون سے نہین بلکہ معنی یعنے قدرت اور تصرف الٰہی سے صادر ہوتے ہین کیونکہ صورتین خود اپنی ذات اور وجود مین محتاج ذات مطلق ہین پھر صفات اور افعال مین بدرجۂ اولے اسکی محتاج ہونگی چنانچہ آسمان کو جس چیز نے سرنگون اور مسافر و متحرک کر رکھا ہے وہ معنی آسمان یعنے تصرف الٰہی ہے کیونکہ ہر چیز مین اسکی معنے کا تصرف ہے

تو قیاس از چرخ دولابی بگیر ‏‏‏‏ گردشش از کیست از عقل منیر

ترجمہ چرخ دولابی پہ تو کر لے قیاس ‏‏‏‏ تا سمجھلے گردش کا حال اے خوش اساس

شرح دولابی بیائے معروف و مجہول دونو طرح درست ہے یعنے اے مخاطب تو گردش فلک کو گردش دولاب [illegible] تاکہ گردش دہندہ فلک کا حال معلوم ہو جائے اور یہ بھی ظاہر ہو کہ دولاب کی گردش کس چیز سے

صادر ہوتی ہے اگر تجھے دولاب کا گردش دینے والا معلوم نہین تو مجھسے سن لے دولاب کی گردش عقل روشن کی طرف سے صادر ہوتی ہے یعنی دولاب بنانیوالون کی عقل نے دولاب مین گردش کرنے کی قوت پیدا کردی اس لحاظ سے گو باعتبار ظاہر دولاب کا گردش دینے والا کوئی شخص مجسم ہوتا ہے مگر فی الواقع اصلی محرک اسکی عقل ہے بس توجسطرح عقل محرک دولاب ہے اسیطرح عقل کل (تصرف الٰہی) محرک آسمان ہے یا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ دولاب کی گردش کسکی طرف سے صادر ہوتی ہے اسکا گردش دینے والا کون ہے اپنا طب اس سوال کا جواب اپنی عقل روشن سے پوچھ لے عقل خود تجھے بتادیگی کہ جسطرح بلا محرک کے گردش دولاب ناممکن ہے اسیطرح بلا تصرف ذاتِ الٰہی آسمان کی گردش غیر معقول ہے کیونکہ کوئی فعل بلا فاعل وقوع مین نہین آسکتا

گردش این قالب ہمچون سپہر　ہست از روح مستتر اے پسر

ترجمہ: گردش قالب یہ کر لیجے نظر　روح کے باعث سے ہے یہ سر بسر

شرح گردش سے حرکات و افعال مراد ہین یعنی تیرے اس جسم کی گردش جو روح کے لیئے بمنزلہ سپہر بنا ہوا ہے روح پنہان کی بدولت ہے روح جسم مین نہو تو جسم سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا۔ بس تو جسم بمنزلہ صورت ہے اور روح اسکے لیئے بمنزلہ معنی کیونکہ روح امر ربی ہے جو خدا کے حکم سے جسم مین متصرف ہے بدن کو سپر روح اسلیئے کہا ہے کہ بدن حتی الامکان اکثر آفتین اپنے اوپر جھیل کر روح کو بچاتا رہتا ہے ہان یہ سپر حسب بودی اور کمی ہوجاتی ہے اور صدمہ حوادث روح تک پہنچ جاتا ہے تو وہ بدن کو چھوڑ کر نکلجاتی ہے۔

گردش این باد از معنی اوست　ہمچو چرخے کو اسیر آب جوست

ترجمہ: ہے ہوا وابستہ معنے ہو　جسطرح دولاب اسیر آب جو

شرح حکما کے نزدیک عقل فعال عقل عاشر یعنے دسوین فرشتے کو کہتے ہین جسنے تمام افرادِ عالم کو پیدا کیا ہے اور جبریل انکے نزدیک یہی عقل فعال ہے اللہ تعالےٰ اسیکے وسطہ سے تمام اشیا اور عناصر پر متصرف ہے اور اہل تحقیق ملکوت اور قدرت الٰہی کو عقل فعال کہتے ہین چنانچہ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (یعنے خدا وہ پاک ہے جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہی ہے) سے ظاہر ہے۔ اس آیت مین ملکوت بمعنے قدرت وسلطنت ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کی گردش اسکے معنے کے سبب سے ہے یعنے چونکہ قدرت الٰہی اسمین متصرف ہے اسلیئے ہوا کو حرکت ہوتی ہے اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ آٹا پیسنے کی چکی جو مقید اسکی ہوتی ہے جب تک نہر مین سے پانی نہ پہنچیگا ہرگز نہ چلیگی چرخے بیائے مجہول بمعنے اشیا ہے اور اسیر بمعنے مقید و محتاج

جزر و مد و دخل و خرج این نفس　از کہ باشد جز زجان اے بوالہوس

ترجمہ: آنا جانا سانس کا اے بوالہوس　یہ سمجھ لے روح کے باعث ہے بس

شرح یعنے سانس کا کم ہونا اور بڑہنا اور آنا اور جانا خود سانس کا فعل نہین ہے انکا مطلب یہ ہوئی تحقیق معلوم
یہ سب روح کی جانب سے ہے اور روح امر ربی ہے جب روح متحرک ہوتی ہے تو سانس کو بھی حرکت ہوتی
ہے اور اس سے ہلکی یا بھاری آوازین نکلتی ہین جز زور و شور سے چپکے چپکے باتین کرنا اور آہستگی سے بولنا اور زور کی
آواز سے کچھ کہنا اور چلا کر الفاظ نکالنا مراد ہے مطلب یہ کہ یہ سب صفتین سانس کے ذاتی اوصاف نہین ہین بلکہ
حسب خواہش روح سانس الفاظ کی صورت بنکر نکلتے ہین کبھی زور سے کبھی آہستگی سے

	گاہ جیمش میکند گہ حا و دال	گاہ صلحش میکند گاہے جدال
ترجمہ	جیم کرتی ہے کبھی گہ حا و دال	صلح کرتی ہے کبھی گاہے جدال

شرح یعنے کبھی روح سانس کو جیم کر دیتی یعنے کبھی سانس سے لفظ مفرد نکلتا ہے اور کبھی حا و دال کر دیتی ہے
یعنے اسکے الفاظ مرکب نکلتے ہین حا کے بعد واو عاطفہ بمعنی مع ہے تا کہ مفرد اور مرکب کا تقابل صحیح ہو جائے اور
کبھی اس سے ایسے الفاظ نکلتے ہین جو باعث صلح و محبت ہوتے ہین اور کبھی ایسے جو موجب جنگ و جدال ہین۔ دوسرے
معنے یہ ہین کہ سانس سے کبھی مفرد لفظ نکلتا ہے۔ مثلاً جیم اور کبھی اسی جیم کو دال سے مرکب کرکے جدال نکالتی
ہے۔ اور کبھی اس سے فقط حا نکلتی ہے مگر اسکو صاد و لام سے مرکب کرکے صلح کر دیتی ہے اور تیسرے معنے
یہ ہین کہ کبھی جیم اور حا اور دال کو مرکب کرکے لفظ جحد نکالتی ہے جو بمعنے انکار ہے اور کبھی صلح کر لیتی ہے

	گہ یمینش مے برد گاہے یسار	گہ گلستان میکند گاہیش خار
ترجمہ	گہ یمین لیجاتی ہے گاہے یسار	گہ گلستان کرتی ہے گہ اسکو خار

شرح یعنے روح سانس کو کبھی یمین یعنے داہنی طرف لیجاتی ہے اور کبھی یسار یعنی بائین طرف اور کبھی اسے گلستان
کر دیتی ہے اور کبھی خار لفظ یمین و یسار اور گلستان و خار سے یا تو یہی خاص الفاظ مراد ہین جو سانس سے نکلتے
ہین یا یمین و گلستان سے مقالات حسنہ اور یسار و خار سے الفاظ قبیحہ مراد ہین۔

	ہمچنین این آب را یزدان پاک	کرد بر فرعون خون سہمناک
ترجمہ	کردیا اللہ نے فرعون پر	دیکھ لے پانی کو خون پُر خطر

شرح گزشتہ اشعار مین اس بات کا ذکر تھا کہ تمام اشیا مین افعال معتاد اللہ تعالے کی قدرت سے پیدا ہوتے
ہین اب مولانا قدس سرہ یہ فرماتے ہین کہ جسطرح اللہ تعالے اشیا مین افعال معتاد کے پیدا کرنے پر قادر ہے اسیطرح
غیر معتاد تاثیرات اور عادات پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ مثلاً اسی پانی کو جو ہم تم پیتے ہین اللہ تعالے نے فرعون
اور اسکی قوم کے لیے خون بنا دیا تھا چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ الخ آخر الآیہ یعنی ہم نے
قوم فرعون پر طوفان اور ٹڈیون اور چیچڑیون یا جوؤن اور مینڈکون اور خون کا عذاب بھیجا قبطیون نے

حد سے زیادہ احکام الٰہی اور حضرت موسےٰ کی نافرمانی کی تو سات دن تک مینہہ برسا اور قبطیون کے گہر ڈوب گئے اور انہون نے عاجز ہوکر حضرت موسےٰ سے دعا کرائی اور مینہہ کہل گیا مگر قبطیون نے پہر سرکشی کی اللہ تعالےٰ نے ٹڈیان بہیجین کہ انکی تمام کہیتیان اور درخت چاٹ گیئن پہر چچڑیون یا جوؤن کو بہیجا جو کہانے سے لیکر پانی تک تمام چیزون مین بہر گیئن پہر مینڈکون کو بہیجا یہ تمام کہانے پینے مین بہیل گیئن پہر خون کو حکم دیا یہانتک کہ تمام دریائے نیل اور سارے کوؤن اور مشکون کا پانی خون بنگیا۔ قبطی بنی اسرائیل کے آدمیون سے اپنے منہ مین کلیان کرایا کرتے تہے لیکن پانی کی کلی جب تک اسکے منہ مین تہی پانی تہی اور جب قبطی کے منہ مین جاتی تہی خالص خون بنجاتی تہی ہر عذاب مین ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا تہا اور ہر عذاب متواتر سات دن تک رہتا تہا اللہم احفظنا من کلّ بلاء الدّنیا وعذاب الآخرۃ

	کردہ بُد بر عاد ہمچون اژدہا	ہمچنین این باد را یزدان ما	
	عاد کے حق مین بشکل اژدہا	ہوگئی حکم الٰہی سے ہوا	ترجمہ

شرح یعنی جسطرح اللہ تعالےٰ نے قبطیون کے حق مین پانی کو خون کردیا تہا اسیطرح ہوا کو قوم عاد کے حق مین اژدہا بنا دیا تہا یعنے ہوا نے انکو اسطرح ہلاک کردیا تہا جسطرح کسی کو اژدہا ہلاک کردیتا ہے۔

	کردہ بُد صلح و مراعات و امان	باز ہم این باد را بر مومنان	
	کردیا صلح و مراعات و امان	اور اسی کو پہر حفظ مومنان	ترجمہ

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کردیا تہا اسی ہوا کو مومنون کے حق مین باعث امان اور موجب نگہبانی اور دوست بنا دیا جو ہوا کافرون سے لڑ رہی تہی اسی نے مومنون سے صلح کرلی تہی قوم عاد پر انکی سرکشی کے سبب ہوا کا عذاب بہیجا گیا سات رات اور آٹہہ دن مین تمام قوم عاد ہلاک ہوگئی اور انکے پیغمبر حضرت ہود مع ایمان والون کے اسی ہوا مین سلامت رہے **نکتہ** معنوی طور پر ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ جسطرح تمام چیزون (مثلاً پانی یا ہوا) وغیرہ) مین انکا معتاد اثر پیدا کرتا تہا ہے اسیطرح غیر معتاد اثر پیدا کرنے پر بہی قادر ہے اسے پوری قدرت ہے کہ موٹے موٹے ہٹہون یعنے متکبرون کو ہلاک کردے اور ذلیل گہاس یعنے عاجزون کو قایم رکہے چنانچہ اسنے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے

	بحر معنی ہاست ربّ العالمین	گفت المعنی ہو اللہ شیخ دین	
	بحر معنی ہے وہ رب العالمین	یاد رکہنا ہے یہ قول شیخ دین	ترجمہ

شرح شیخ دین سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہین جنکا قول ہے ؎

فالکلّ عبارۃ و انت المعنیٰ ٭ یا من ہو للقلوب مقناطیس ٭ یعنے اے خدا ہر شئے عبارۃ یعنے ظاہری صورت ہے

اور تو اس صورت کے لیئے بمنزلہ معنی ہے مثنوی کے شعر کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ہر چیز مین اُسکے معنے (یعنے قدرت الٰہی) کا تصرف ہے اسلیئے شیخ دین حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ معنی سے مراد ذات الٰہی ہے جو دریائے معانی ہے یعنے عالم مین بلا واسطہ یا بواسطہ متعینات متجلی اور متصرف ہے اور یہ تمام ظاہری صورتین اُسی معانی کی پہچان کے لیئے پیدا ہوئی ہین نیز شیخ دین سے شیخ اکبر محی الدین بن عربی بھی مراد ہو سکتی ہین کیونکہ بعض شارحین نے حضرت جنید والے شعر کو انہین شیخ اکبر کی طرف منسوب کیا ہے

	جملہ اطباق زمین و آسمان	ہمچو خاشاکے دران بحر روان
ترجمہ	کل طبقین اور یہ افلاک سب	بحر مین ہین صورت خاشاک سب

شرح کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب متصرف اور قادر اللہ تعالےٰ ہے تو یہ ظاہری صورتین کالعدم سمجھی جائین حالانکہ مشاہدہ اسکے تصرف و تاثیرات کی گواہی دے رہا ہے مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ تمام زمین و آسمان کے طبقے اُس بحر معانی مین خاشاک اور تنکے کی طرح ہین۔ یعنے تمام ظاہری صورتون مین ذات الٰہی بمنزلہ معنی ہے اور اس معنی کے سامنے صورت ایسی حقیر چیز ہے جیسا دریا مین تنکا جو حرکت مین دریا کا محتاج ہے

	حملہ ہا و رقص خاشاک اندر آب	ہم ز آب آمد بوقت اضطراب
ترجمہ	آب مین یہ تیرنا خاشاک کا	حرکت آبی سے حاصل ہوگیا

شرح حملہ بالفتح آہنگ جنگ کو کہتے ہین مگر یہان یعنے مطلق ارادہ ہے نیز حملہ بالکسر و ضم تکلف اور وقت کے ساتہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنے کو کہتے ہین یہان یہ پچہلے معنے نہایت چسپان ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ خاشاک کا ارادہ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنا اور رقص یعنے اُسکی تمام حرکتین دریا ہی کی طرف سے ہین یعنے جسوقت پانی مین حرکت ہوتی ہے خاشاک بہی متحرک ہوجاتا ہے اور جب پانی ٹہرتا ہے تو تنکا بہی ٹہرا رہتا ہے اسیطرح تمام موجودات اور صورتون کے حرکات و سکنات ذاتی نہین ہین بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین محرک حقیقی اور معنی وہی ہے۔ ترکیب مین بوقت اضطراب آب کے متعلق ہے

	چونکہ ساکن خواہدش کرد از مرا	سوے ساحل افگند خاشاک را
ترجمہ	چاہتا ہے اُسکو ٹہرانا اگر	سوے ساحل پہینکتا ہے سر بسر

شرح مرا یعنے جنگ و برابری و جدال و خودنمائی۔ یہان پچہلے معنے مراد ہین۔ یعنے جب دریا یہ چاہتا ہے کہ خاشاک کو خودنمائی سے جدا کر دے تو اسکو کنارہ پر پہینکدیتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے کہ متکبر اور معجب اور مغرور شخص کے خودنمائی کو دفع اور اسکے دعوے برابری اولیاء اور جدال انبیاء کو دور کرے تو اُسکو اپنی رحمت سے جدا کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔

چون کشد از ساحلش در موجگاه	آن کند با او که صرصر با گیاه
ترجمہ: اور جب ساحل سے اسکو کھیچ لے	تب وہ کرتا ہے جو صرصر گھاس سے

شرح یعنے جب دریا خاشاک کو ساحل سے اپنی طرف کھیچ لیتا ہے تو اسکی ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو ہوا گیاہ سے کرتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ باد تند بڑے شاخون کی دشمن ہے اور گیاہ کو قایم اور تر و تازہ رکھتی ہے۔ اسیطرح جب اللہ تعالےٰ کسی کو ساحل بشریت سے دریائے فنا کی طرف کھیچ لیتا ہے تو اسکو تر و تازہ کرکے مرتبۂ بقا عنایت کردیتا ہے بعض نسخون مین صرصر کی جگہ آتش ہے یعنے جسطرح آگ گیاہ کو فنا کردیتی ہے اور اسکی خرمن ہستی کو جلا ڈالدیتی ہے اسیطرح دریا خاشاک کو اور اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندون کو محو ذات کردیتا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک صرصر با گیاہ با چسپان اور مناسب مقام ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ جب قلوب عشاق کی تسکین چاہتا ہے تو انکو عالم محو اور فنا سے نکالکر ساحل بشریت کی طرف پھینکدیتا ہے اور جب انہین متحرک و مضطرب کردینا پسند فرماتا ہے تب اپنے عشق اور فنا کی طرف کھیچ لیتا ہے اسیلئے بحر معانی مین کبھی وہ موجین اٹھتی ہین جو مجنون مین تہین اور کبھی وہ جو لیلی مین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان اور رعیت زمین اور آسمان ابلیس اور آدم موسئے اور بلعم ہاروت اور ماروت ملائک اور انسان دنیا اور آخرت جنت اور نار۔ حور اور قصور سب کے سب مظاہر اسما و صفات اور قدرت الٰہی کے قبضہ مین ہین۔

این حدیث آخر ندارد باز ران	جانب ہاروت و ماروت ای جوان
ترجمہ: یہ سخن بے انتہا ہے سیر بجان	قصۂ ہاروت سن لے ایجوان

شرح یعنی تصرف و قدرت الٰہی کا بیان غیر متناہی ہے لے حسام الدین اب اپنی طبیعت کو قصۂ بالا کی جانب متوجہ کر

باقی قصۂ ہاروت و ماروت و نکال و عقوبت ایشان ہم در دنیا

ترجمہ: ہاروت اور ماروت کے قصہ کا بقیہ اور دنیا ہی مین انکے مبتلائے تکلیف عذاب ہونیکا حال

شرح اگر لفظ ہم دنیا کے متعلق ہون تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت کو جسطرح آخرت مین عذاب ہوگا اسیطرح دنیا مین بھی ہوا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہ آخرت کے عذاب سے بری ہین اسیلئے لفظ ہم نکال و عقوبت کے متعلق ہے یعنی ہاروت و ماروت کا قصہ اور نیز انکے دنیا مین مبتلائے عذاب ہونیکا حال۔

چون گناہ و فسق خلقان جہان	میشدے بر ہر دو روشن آن زمان
ترجمہ: جبکہ عصیان ہائے مخلوق جہان	نور حق سے ہوتے تھے انپر عیان
دست خائیدن گرفتندے ز خشم	لیک عیب خود ندیدندے بچشم
ترجمہ: غصہ کھا کر کاٹتے تھے اپنے ہاتھ	پر نہ دیکھا عیب جو تھا انکے ساتھ

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ جب ہاروت و ماروت نے مخلوق جہان کے گناہ دیکھے اور اُن دونو پر گنہگارون کے حالات روشن ہونے لگے تو اُنہون نے اپنے ہاتھ چبالیے اور انسانون کی نافرمانی پر اُنہین بہت غصہ آیا لیکن اپنی آنکھون سے اپنا عیب نہ دیکھ سکے بلکہ دوسرون ہی کو عیب ناک خیال کیا یعنے اُنکی نظر اسپر نہ پڑی کہ دوسرونکا عیب دیکھنا خود معیوب صفت ہے **نکتہ** ہاروت و ماروت پر مخلوق کا حال یا تو اسلیئے روشن ہوتا تھا کہ یہ دونو فرشتے تھے اور بحکم الٰہی سے احوال مخلوق اُنپر ظاہر ہوجاتا تھا یا اسلیئے کہ وہ ... انسان مگر صاحب کشف اور کرامات اور روشنضمیر تھے اور اپنے عیب پر آنکھہ نہ ڈالنے کے یہ معنے ہین کہ اُنہون نے اپنی ریاضت و مجاہدہ اور تقدس کے مقابلہ مین گنہگارون کو نہایت ذلیل سمجھا حالانکہ یہ سراسر عیب ہے اگر ہاروت و ماروت کو انسان مانا جائے تو اُنکا عجب و تکبر قرین قیاس ہے کیونکہ یہ دونو صفت انسانی ہین اور اگر فرشتہ مانا جائے تو اُنکے عجب و تکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ فرشتون نے اپنی تسبیح و تقدیس کے مقابلہ مین حضرت آدم کی پیدایش پر اعتراض کیا تھا مگر اتنا فرق ہے کہ فرشتون نے اپنے فعل سے بہت جلد توبہ کرلی تھی اور ہاروت و ماروت مین عجب و تکبر جاگزین ہوگیا تھا۔

خویش در آئینہ دید آن زشت مرد	رو بگردانید ازان و خشم کرد
ترجمہ آئینہ مین دیکھکر وہ اپنا منہ	غیر پر کرتا ہے غصہ کالا منہ

شرح یعنے ہاروت و ماروت کے ناخوش ہونے اور لوگون کے عیوب دیکھکر غضبناک ہوجانے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھا اور غضبناک ہوگیا مطلب یہ کہ اُنہون نے لوگون کی بُرائی کو ایسا مکروہ جانا گویا اُنہین کی بُرائی تہی یا اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھکر تو چشم پوشی کی اور دوسرے کو بدصورت دیکھکر غضبناک ہوگیا جو سراسر خلاف انصاف ہے۔

خویش بین چون از کسے جرمے بدید	آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
ترجمہ خویش بین اورونکو پاکر پُر قصور	آتش دوزخ مین جلتا ہے ضرور

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے خود بین اور متکبر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب دوسرے کو مجرم دیکھتا ہے تو اُسکے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے اور نہایت غصہ آتا ہے گویا جسم مین دوزخ کے شعلہ بھرے ہوے ہین یہ غیرت نفسانی کی آگ ہے کہ آدمی گنہگار ہو نیز دوسرے کو توبیخ کرے اور اپنے عیب چھپانے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ حدیث شریف مین ہے عِرضُ المؤمن کدمہٖ یعنے مومن کی آبرو ریزی خونریزی کی برابر ہے

حمیت دین خواند او آن کبر را	ننگرد در خویش نفس گبر را
ترجمہ اور اسکو جانتا ہے شرم دین	نفس پر اپنے نظر کرتا نہین

شرح حمیت بفتح حا مخفف حمیّت بمعنے غیرت ہے یا یہ لفظ حِمیت بکسر حا و سکون میم بمعنے حفاظت و نگہداشت و حلم پرہیز ہے یعنے متکبر اور خود بین شخص جو دوسرون کے گناہ دیکھکر اُنپر غصہ کرتا ہے اُسنے اِس غصہ کا نام حمیت دین یا حفاظتِ اسلام رکھہ لیا ہے حالانکہ یہ حمیّتِ دینی نہین ہے بلکہ حمیّتِ نفسانی ہے دینی غیرت اِسکا نام ہے کہ آدمی خود بھی خویشتن بینی اور تکبر سے توبہ کرلی اور اپنے نفس کا فرکی حالت کو دیکھے کہ اُسمین غیرتِ دینی کا مادّہ ہے یا حمیتِ نفسانی کا پہلے مصرع مین کبر بمعنے تکبر اور دوسرے مین گبر بمعنے کافر ہے نکتہ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ نہی عن المنکر گناہون سے روکنا حمیّت نفسانی اور تکبر نہین ہے کیونکہ مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے کو مبتلائے عصیان دیکھکر ضرور منع کرے۔ اور تم اسکو غیرت نفسانی اور خود بینی کہتے ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آدمی غیرت ایمانی اور نفسانی مین فرق کرے بلا تجسس و تفحص اگر کسیکو مبتلائے معاصی دیکھے تو ضرور منع کرے اِسکا نام ایمانی حمیت ہے اور اگر تجسس کرکے گناہگار کو ذلیل اور اپنے آپکو مقدس مآب سمجھے تو نفسانی حمیت ہے کیونکہ اسکا نفس اپنے پاکی اور دوسرے کی برائی کرنا چاہتا ہے

	حمیتِ دین را نشانے دیگرست	کہ ازان آتش جہانے اخضرست
ترجمہ	اور کچھ ہے غیرت دین کا نشان	ہے ہرا اس آگ سے سارا جہان

شرح یعنی غیرتِ نفسانی اور ہے اور غیرتِ دینی اور غیرتِ دینی بھی اک آگ ہے مگر ایسی آگ کہ جو حضرت ابراہیم کی آگ کی طرح سارے جہان کو سرسبز کردیتی ہے اسمین شک نہین کہ اِسی دینی غیرت نے تمام عالم کو سرسبز کررکھا ہے کیونکہ دینی حمیت یا حرارت نہوتی تو انبیاء اور اُنکے خلفا ہرگز ہدایت نہ کرسکتے اور دین کی کھیتی کبھی سرسبز نہوتی دینی حمیت یہ ہے کہ آدمی گنہگارون کو نرمی سے سمجھائے اور اُنہین گناہون کے بدلے مین عذاب سے ڈرائے

	گفت حق شان گر شما روشن گرید	بر سیہ کاران مغفل منگرید
ترجمہ	حق نے فرمایا جو ہو روشن ضمیر	کیون گنہگارون کو رکھتے ہو حقیر

شرح گزشتہ شعر بطور نصیحت عامہ تھے اور یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہے روشن گر بمعنے منور ہے یعنے روشن گشتہ چنانچہ سرمہ سا بمعنے سرمہ سائیدہ یعنے فاعل بمعنے مفعول اور مغفل بمعنے غفلت شعار ہے یعنے اللہ تعالے نے ہاروت و ماروت سے یہ کہا کہ اگر تم ملکوتیت یا ریاضت کے سبب روشن ضمیر ہو تو گنہگارون اور غفلت شعارون کو نظرِ حقارت سے نہ دیکھو کیونکہ میری رحمت نہایت وسیع اور میرے غضب پر غالب ہے

	شکر گوئید اے سپاہ و چاکران	رستہ اید از شہوت و از چاک ران
ترجمہ	شکر کرنا چاہیئے ہے اے سپاہ	تم نہین پابند حرص و شرمگاہ

شرح پہلے مصرع مین سپاہ بمعنے لشکر اور چاکران جمع چاکر ہے بمعنے نوکر اور دوسرے مین چاک ران بمعنے

سوراخ ران ہے یعنے شرمگاہ زنان مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے ہاروت اور ماروت سے یہ فرمایا کہ اے میرے لشکریو (فرشتو) اور اے میرے نوکرو (خاص بندو) تم ہمارا شکر کرو کہ ہر قسم کی خواہش نفسانی اور جماع کی لذت سے نجات پائے ہوئے ہو اگر تمہین بہی انسانی خواہشین دیجاتین تو غالبًا گناہ مین مبتلا ہوجاتے

گر از آن معنی نهم من بر شما
مر شما را بیش ننهد بر سما

ترجمہ
خواہشین کردون اگر تم مین نہان
کب قبولے تمکو اوج آسمان

شرح از ان معنی کا اشارہ خواہشاتِ انسانی کی طرف ہے یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت اگر مین تم مین انسانی خواہشین پیدا کردون تو تمہین آسمان نہ قبولے یعنے تم گناہون مین مبتلا ہوکر بلند مراتب کی طرف زیادہ ترقی نہ کرسکو یا عالم ملکوت کی طرف چلنے کے لیئے دنیا سے دو قدم آگے نہ بڑہ سکو مطلب یہ کہ اگر تم مین ہمارا دیا ہوا تقدس نہو تو تم روحانی مراتب مین ترقی نہین کرسکتے اسلیئے اپنے زہد و تقدس پر مغرور نہو ورنہ اپنے مرتبہ سے گرجاؤگے اور اس تکبر کی سزا پاؤگے

عصمتے کہ مر شما را در تن ست
آن ز عکس عصمت و حفظ منست

ترجمہ
تم مین عصمت ہے فقط میرے سبب
میرے ہی باعث ہو تم معصوم سب

شرح یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت وہ عصمت جو تمہین عطا کی گئی ہے میری عصمت اور حفاظت کا عکس ہے تمہاری ذاتی عصمت نہین ہے اسلیئے ہمارے عطیہ پر مغرور نہو۔

آن ز من بینید نه از خود هین هین
تا نچربد بر شما دیو لعین

ترجمہ
تم مین جو عصمت ہے وہ ذاتی نہین
ڈالتا ہے وسوسہ دیو لعین

شرح ہین مخفف ہان ہے اور چربد کی جگہ بعض نسخون مین چیرد ہے معنے دونو کے ایک ہین یعنے اے ہاروت و ماروت اُس عصمت کو میری طرف سے خیال کرو اور خبردار خبردار اپنی طرف سے نہ سمجہو تاکہ تمپر شیطانِ لعین غالب نہ آجائے اور تم متکبر نہو جاؤ چربیدن بمعنے غالب ہونا اور چیرد بمعنے چیرہ و غالب شود مصنوعی فعل ہے اور یہ شعر بہی گزشتہ اشعار کی طرح اللہ تعالے کا مقولہ ہے۔

آنچنان کان کاتب وحی رسول
دید در خود حکمت و نور وصول

ترجمہ
جسطرح وہ کاتب وحی رسول
جانتا تہا خود مین انوار وصول

شرح یعنی اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ تم عصمت کو ذاتی سمجہ لینے کے سبب متکبر ہوجاؤ اور تمپر شیطان اسطرح غالب آجائے جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس کاتبِ وحی پر غالب آگیا تہا جسکا قصہ گزر چکا ہے کہ اُسنے حکمت اور نور وصول الے اللہ کو ذاتی سمجہ لیا تہا اور اسلیئے مُرتد ہوگیا تہا

خویش را ہم صوت مرغان خدا | می شمرد آن بد صفیرے چون صدا

ترجمہ: خود کو ہم آواز مرغانِ خدا | جانتا تھا اور وہ تھی اِک صدا

شرح یعنے اُس کاتب وحی نے اپنے آپ کو انبیا کا مقابل جانا اور اُنکی آواز اور زبان کو اپنی آواز اور زبان سمجھا۔ حالانکہ یہ آواز یعنے فتبارک اللہ احسن الخالقین جو اُس سے صادر ہوی تھی صدائے کوہ کی مانند تھی جو پہاڑ کی جانب منسوب تو ہوتی ہے مگر فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ غیر شخص کی ہوتی ہے اسیطرح یہ آواز صاحب وحی کی تھی جو بہ برکت مصاحبت اُسپر منعکس ہوگئی تھی۔ مرغان خدا سے انبیا مراد ہین اور اُنکی آواز وحی الٰہی ہے اور صفیر طائر کی سی اُس آواز کو کہتے ہین جو صیاد طائرون کو دہوکا دینے کے لیئے زبان سے نکالتا ہے اور اُنہین گرفتار کر لیتا ہے بس تو جسطرح صیاد کی آواز فی الواقع طائر کی آواز نہین ہوتی اسیطرح اُس کاتب وحی کی آواز ذاتی نہ تھی بلکہ وحی الٰہی کا عکس تھا اور وہ اسے ذاتی آواز سمجھکر گمراہ ہوگیا تھا۔

لحن مرغان را اگر واصف شوی | بر مرادِ مرغ کے واقف شوی

ترجمہ: بولکر تو طائرون کی بولیان | واقف اُنکے دل سے ہوتا ہے کہان

شرح یعنے ہمنے مانا کہ تو جانورون کی آواز کا واصف (بیان یا نقل کرنیوالا) ہو سکتا ہے یعنے جانورون کی بولی بول سکتا ہے مگر اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ تو جانورون کی مراد سے بہی واقف ہو جائیگا۔ مثلاً بلبل کی بولی بولنے والا یہ بات ہرگز نہین بتا سکتا کہ بلبل کا فلان ترانہ فراق گل سے تعلق رکہتا ہے یا عالم وصال کی بیخودی سے متعلق ہے کیونکہ نقال کو اصلی حال معلوم نہین ہو سکتا۔ بلکہ آواز کی نقل لفظ بلا معنی کا نام ہے اسیطرح اگر کوئی شخص مرغان الٰہی یعنے انبیا و اولیا کی اصطلاحین یا کلمات یاد کرلے تو اُنکے معنی و اسرار سے واقف نہین ہو سکتا بلکہ اُسکا کلام صرف ایک بے معنی آواز کے مانند ہے۔

گر بیاموزی صفیر بلبلے | تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے

ترجمہ: سیکہہ لے بلبل کی گر آواز تو | اُسکا گل کا جانے گا کیا راز تو

شرح یعنے اگر کوئی بلبل کی سی آواز بنا کر اُسکی بولی بولنے لگے تو اس آواز سے تجہے یہ ہرگز معلوم نہ ہوگا کہ گل سے بلبل کسطرح کا راز و نیاز اور کسطرح کا عشق رکہتا ہے اور فریاد و زاری یا مناجات عرض حاجات سے اُسکا کیا مطلب ہے کیونکہ بلبل کی بولی بولنے والا گل سے کسی قسم کا باطنی تعلق نہین رکہتا۔ اسیطرح انکا طریق انبیا اور اولیا کے کلمات سیکہہ کر باغ وحدت کے ہمیشہ بہار گل کی کیفیت اور حالات سے مطلع نہین ہو سکتا۔

ور بدانی باشد آن ہم از گمان | چون لب جنبان گمانہائے کران

ترجمہ: علم بہی ہو تو گمان ہے سر بسر | ہے مثال اسکی گمان مرد کر

شرح یعنے اگر تو یہ بات جان بھی لیگا اور سمجھ مین بھی آجائیگی کہ بلبل گل کے ساتھ کیسا تعلق رکھتا ہے تو یہ تیرا علم نہوگا بلکہ بیہودہ گمان ہوگا اور اِس گمانِ فاسد کی مثال ایسی ہوگی جیسا کہ کسی لب ہلانے والے یا دوسرے شخص کی حرکت لب سے بعض الفاظ خاص کے متعلق کسی بہرے آدمی کا گمان ہوتا ہے حالانکہ حرکت لب سے بہرا یہ ہرگز نہین معلوم کرسکتا کہ لب ہلانے والے نے کیا کہا ہے۔ لفظ جنبان اسم فاعل ترکیبی ہے یا صیغۂ امر ہے بمعنے مصدر یعنے جنبش لب یا جنبان صفت لب ہے بفک اضافت

	بہ عیادت رفتن کر بخانۂ ہمسایہ بیمار و رنجیدن بیمار از وے
ترجمہ	ایک بہرے آدمی کا اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کو جانا اور بیمار کا اُس سے رنجیدہ ہونا

شرح چونکہ پچھلے شعر مین بلبل کی بولی بولنے والے کو بہرے کے گمان سے تشبیہ دیگئی ہے اسی مناسبت سے ایک بہرے آدمی کا قصہ شروع کیا گیا ہے جو اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیئے گیا اور اُسے رنج دیا

	آن کرے را گفت افزون مایۂ	**کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ**
ترجمہ	ایک بہرے سے یہ بولا مالدار	ہے ترا ہمسایہ بس بیمار و زار

شرح یعنی ایک افزون مایہ (مالدار آدمی) نے ایک بہرے سے یہ کہا کہ ترا فلان ہمسایہ بیمار ہے اُسکی عیادت کو جا کیونکہ بیمار کی عیادت فرض کفایہ ہے اور تجھپر فرض عین ہے کیونکہ تو ہمسایہ ہے۔

	گفت با خود کر کہ با گوش گران	**من چہ دریابم ز گفت آن جوان**
ترجمہ	سوچکر دلمین یہ بہرے نے کہا	مین سنونگا اُس جوان کی بات کیا

شرح یعنے بہرے نے اپنے دلمین کہا کہ مین عیادت کو جاتا تو ہون مگر اُس نوجوان بیمار کی بات کیونکر سنونگا اور کسطرح سمجھونگا اور کیا جواب دیسکونگا کیونکہ مین بہرہ اور قوت سامعہ سے بالکل بے بہرہ ہون۔

	خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد	**لیک باید رفت آنجا نیست بُد**
ترجمہ	خاصکر جو ناتوان ہو سر بسر	کیا کہے گا، چاہیئے جانا مگر

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین تندرست آدمی کی بات اُسوقت سمجھ سکتا ہون جبکہ وہ چیخ چیخ کر بولے پھر جس شخص کی عیادت کو جاتا ہون وہ تو بیمار اور ضعیف آواز اور کمزور ہے وہ میری اور مین اُسکی کیونکر سمجھ سکونگا لیکن چونکہ وہ میرا ہمسایہ ہے اسلئے عیادت کو ضرور جانا چاہیئے بلا عیادت چارہ نہین ہے بُد عربی لفظ ہے بمعنے چارہ و علاج حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمائیگا اے بندے ہم بیمار تھے تو ہماری عیادت کو نہ آیا اس سے عیادتِ مریض مراد ہے

	چون ببینم کان لبش جنبان شود	**من قیاسے گیرم آن را از خرد**
ترجمہ	جب ہلائے گا وہ لب بہر کلام	عقل سے اپنی سمجھ لونگا تمام

شرح یعنی عیادت کیلئے جانے سے پہلے بہرے نے اپنے دلمین یہ سوچ لیا کہ جب بیمار کے لب ہلین گے یعنے وہ کچہ کہیگا تو گو میرے کانون سے سنائی نہین دیتا مگر مین جنبش لب کو اُسکے لب ہلنے سے اپنے ذہن مین بطور قیاس یہ سمجہ لونگا کہ اسنے فلان بات کہی ہے کیونکہ جب عیادت کو جاتے ہین تو بیمار سے معمولی باتین پوچہتے ہین اور بیمار معمولی ہی جواب دیتا ہے یعنے اپنی غذا اور بیماری اور طبیب کے تقرر وغیرہ کا حال بتا دیتا ہے بہرے نے پہلے ہی سے دل مین ٹہان لی تہی کہ مین بیمار سے جب مزاج کی کیفیت پوچہونگا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ مین اچہا ہون کیونکہ اسلام کا یہی طریقہ ہے مین اسکے جواب مین الحمد للہ کہونگا غرضکہ اسی قسم کا مسودہ گانٹہکر بہرہ اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیے گہر سے چل نکلا

من بگویم چونی اے محنت کشم　　او بخواہد گفت نیکم یا خوشم

ترجمہ　مین کہونگا کہئے کیسا ہے مزاج　　وہ کہے گا خوش ہون اچہا ہون آج

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین جب اُس بیمار سے یہ پوچہونگا کہ اے محنت کش اور بیماری کی تکلیفین اُٹہانے والے تو کسطرح ہے تو خالبًا وہ یہی جواب دیگا کہ مین اچہا ہون تندرست ہون جیسا کہ اہل اسلام کا قاعدہ ہے

من بگویم شکر چہ خوردی ابا　　او بگوید شربتے یا ماش با

ترجمہ　مین کہونگا شکر ہے کہایا ہے کیا　　وہ کہے گا کوئی شربت یا دوا

شرح پہلے مصرع مین لفظ ابا اگر بفتح الہمزہ ہے تو بمعنے اے پدر ہے کیونکہ اب عربی مین باپ کو کہتے ہین آخر مین الف ندائیہ بڑہایا گیا ہے اور اگر بکسر الہمزہ ہے تو بمعنے سالن ہے ماش با شوربۂ ماش یعنے آب عدس کو کہتے ہین جو بیمارون کو دیا کرتے ہین یعنے بہرہ کہتا ہے کہ جب وہ بیمار اپنے آپ کو تندرست بتائیگا تو مین شکر الٰہی ادا کرنے کے بعد یہ کہونگا کہ اے باپ تو نے کیا کہایا تہا یا اے بیمار تو نے کیا غذا کہائی ہے وہ اسکے جواب مین کہیگا کہ مینے شربت یا دال کا پانی پیا ہے اس بہرہ کا مریض کو باپ کہنا ازراہ تعظیم ہمسائگی ہے۔

من بگویم صحۃ نوشت کیستان　　از طبیبان پیش تو گوید فلان

ترجمہ　مین کہونگا تجہکو صحت ہو طبیب　　نام کیا ہے کون ہے تیرا طبیب

شرح صحت کی تائے ملفوظہ کو حالت وقف مین ہائے موقوف سے بدل لیا ہے اور صحہ نوش کی اضافت مقلوب ہے یعنے جب وہ کہے گا کہ مینے شوربۂ ماش کہایا ہے تو مین یہ کہونگا کہ یہ غذا تیرے لیئے شراب صحت ہے اب تو یہ بتا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے پاس موجود ہے۔ وہ کہے گا فلان۔ بعض نسخون مین صحہ نوشت باد آن ہے یعنے وہ شوربۂ ماش تیرے لیئے شراب صحت ہے بعض نسخون مین صح بصیغۂ ماضی ہے یعنے وہ غذا اچہی ہے خدا کرے تجکو نوش اور ہضم ہو لیکن اسصورت مین پیش تو کے بعد لفظ کیست محذوف ماننا پڑیگا۔

من بگویم بس مبارک پاست او | چونکہ او آمد شود کارت نکو

ترجمہ: مین کہونگا ہان مبارک پاہے وہ | اک طبیب حاذق دیکہتا ہے وہ

شرح: بہرہ کہتا ہے کہ جب بیمار یہ کہیگا کہ فلان طبیب میرا معالج ہے تو مین یہ کہونگا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اب چونکہ اُسکے قدم آگئے ہین اسلیئے تیرا کام ضرور بنجائیگا یعنے تو بالکل تندرست ہوجائیگا۔

پائے او را آزمودستیم ما | ہر کجا شد میشود حاجت روا

ترجمہ: ہمنے اُسکا آزمایا ہے قدم | وہ جہان جاتا ہے ہوتا ہے کرم

شرح: بہرہ کہتا ہے کہ مین اُس بیمار سے یہ کہونگا کہ اُس طبیب کو ہمنے بار آزمایا ہے وہ جہان جاتا ہے بیمار دن کی حاجتین پوری ہوجاتی ہین یعنی مریض بہت جلد شفایاب ہوجاتا ہے لے مریض تو بہی شفایاب ہوگا۔

این جوابات قیاسی راست کرد | عکس آن واقع شد اے آزاد مرد

ترجمہ: اُسنے سوچے جو قیاسی جواب | عکس اُنکا ہوگیا اے خوش خطاب

شرح: یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنی بہرے نے اصلاح کے قیاسی جواب ذہن نشین کر لیئے تہے مگر اے مخاطب واقعہ اسکے برعکس ہو یعنے بیمار نے کچہ اور کہا اور بہرے نے کچہ اور سمجہکر اُلٹے جواب دیئے۔

گوئیا رنجور را خاطر زکر | اندکے رنجیدہ بود اے پر ہنر

ترجمہ: گویا اُس بہرے سے دل بیمار کا | کچہ نہ کچہ پہلے ہی سے رنجیدہ تہا

شرح: یعنی بہرے کے اُلٹے جواب دینے سے مریض ایسا بیزار ہوا گویا بہرے کی طرف سے اُسکا دل پہلے ہی سے کچہ کہا ہوا تہا

کر در آمد پیش رنجور و نشست | بر سر او خوش ہمہ مالید دست

ترجمہ: آکے بیٹہا پاس بہرہ۔ الغرض | اور پوچہا اُس سے احوال مرض

شرح: یعنی بہرہ یہ تمام منصوبے سوچ کر بیمار کی عیادت کو آیا اور پاس بیٹہکر اُسکے سر پر ہاتہ پہیرنے لگا۔

گفت چونی گفت مردم گفت شکر | شد ازان رنجور پر آزار و نکر

ترجمہ: بولا وہ مرتا ہون یہ بولا کہ شکر | ہوگیا اس سے وہ پر آزار د نکر

شرح: یعنے بہرے نے بیمار سے کہا کہ تو کس طرح ہے اُسنے جواب دیا کہ مین قریب ہلاک ہون بہرے نے کہا شکر ہے اس بے محل جواب سے بیمار کو باطنی تکلیف پہنچی اور اُسکا غصہ یا انکار بڑہ گیا نکر بمعنے غصہ و انکار ہے

کین چہ شکرست این عدو بامابدست | او قیاسے کرد و آن کژ آمدست

ترجمہ: یعنے کیسا شکر یہ بکتا ہے کیا | جو قیاس اُسنے کیا اُلٹا ہوا

شرح: یعنے مریض نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شکر کا کونسا محل ہے شاید یہ بہرا باطنًا ہماری طرف سے دل مین کچہ

رکہا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اُس بہرے کا قیاس اُلٹا ہوگیا بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے. کاین چہ شکرست این عدوی ما بدست ٭ گر قیاسے کرد آن کج آمدست ٭ اس صورت مین دونو مصرعے مقولۂ مریض ہین یعنے بیمار نے اپنے دل مین یہ کہاکہ اس بہرہ کا بے محل شکر یہ دو حال سے خالی نہین یا تو یہ ہمارا دشمن ہے یا یہ کہ اسنے اپنے قیاس مین مجھے تندرست سمجہا ہے. حالانکہ یہ قیاس غلط ہے۔

بعد ازان گفتش چہ خوردی گفت زہر ٭ گفت نوشت باد افزون گشت قہر

ترجمہ پہر کہا کیا ہے کیا بولا وہ سم ٭ بولا وہ ہو نوش تجکو دمبدم

شرح یعنے بیمار بہرہ کے بیمحل شکر یہ سے بیزار تو ہو ہی گیا تہا جب بہرہ نے یہ کہاکہ تو نے کیا کہایا ہے تو بیمار نے جہلاکر کہاکہ زہر کہایا ہے بہرہ اپنے قیاس مین یہ سمجہکر کہ اسنے دال کے پانی کی طرف اشارہ کیا ہے یہ بول اٹھاکہ خدا کرے تجکو ہضم ہو اس دوسرے بیمحل جواب کو سنکر بیمار کا غصہ اور زیادہ ہوگیا۔

بعد ازان گفت از طبیبان کیست او ٭ کہ ہمے آید بچارہ پیش تو

ترجمہ پہر کہا ہے کونسا تیرا طبیب ٭ چارہ گر ہے کون تیرا اے حبیب

شرح یعنے پہر بہرے نے یون کہاکہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے علاج کے لیئے آتا ہے۔

گفت عزرائیل می آید برو ٭ گفت پایش بس مبارک شاد شو

ترجمہ بولا عزرائیل ہین بس چارہ گر ٭ بہرہ بولا ہے مبارک کر صبر

این زمان از نزد او آیم برت ٭ گفتم اورا تا کہ گردد غمخورت

ترجمہ مین اب آیا ہون اُسی کے پاس سے ٭ وہ دلائیگا رہائی پاس سے

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بہرے نے جب یہ پوچہاکہ تیرا معالج کونسا طبیب ہے تو بیمار نے جو پہلے ہی سے جہلایا ہوا تہا نہایت غضبناک ہوکر یہ جواب دیا کہ میرا طبیب عزرائیل (فرشتۂ موت) ہے اے بہرے تو یہان سے چلا جا بہرے نے کہاکہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اے مریض تو خوش ہو نکتہ لفظ برو بیمار کے غصہ پر دلالت کررہا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مریض حالتِ مرض مین نہایت بدمزاج ہوجاتا ہے۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے مریض مین ابہی اُس طبیب کے پاس سے آرہا ہون اور اُس سے تیری غمخواری کی سفارش کردی ہے وہ نہایت توجہ سے تیرا علاج کریگا یہ دونو شعر بہرے کی زبان سے ہین۔

کر برون آمد بگفت او شادمان ٭ شکر کہ کردم مراعات این زمان

ترجمہ کر یہ کہکر وہان سے نکلا شادشاد ٭ اور کہا صد شکر بر آئی مراد

شرح یعنے بہرہ یہ سوال وجواب کرکے باہر نکل آیا اور دلمین خوش ہوکر شکریہ ادا کیاکہ مینے اس بیمار کے دل کی

نگہبانی کی یعنے عبادت شرطین کامل طور سے بجالایا مگر یہ اسکا باطل وہم اور غلط قیاس تہا۔

خود گمانش از کری معکوس بود	این زیان محض را نیداشت سود
ترجمہ: بہرے پن سے اسکا الٹا تہا گمان	سود اسے جانا جو تہا بالکل زیان

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اس بہرے کا یہ گمان کہ مین شرائط عیادت اچھی طرح بجالایا ہون بالکل برعکس تہا اُسنے محض نقصان کو فایدہ خیال کرلیا تہا کیونکہ بیمار اُسکے الفاظ عیادت سے نہایت رنجیدہ ہوا تہا

گفت رنجور این عدوے جان ماست	ما ندانستیم کو کان جفاست
ترجمہ: سنکے یہ بیمار نے دل مین کہا	کیا خبر تھی ہے یہ دشمن جان کا

شرح یعنے جب بہرہ چلا گیا تو بیمار نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ہماری جان کا دشمن ہے ہمین معلوم نہ تہا کہ ایسا پرجفا نکلے گا بہرہ بہشتی ہوا کرتا ہے اس دوزخی نے ہمسایہ ہوکر کیسے برے کلمے منہ سے نکالے ہین

خاطر رنجور جویان صد سقط	تا کہ پیغامش کند از ہر نمط
ترجمہ: کام ہے رنجور کا لاف و گزاف	دلمین جو آتی ہے کہدیتا ہے صاف

شرح یعنے بیمار کا دل یہ چاہا کرتا ہے کہ سیکڑون طرح کی بیہودہ باتین اور گالی گفتار اور لعن وطعن دوسرے کو سنائے یہ حالت عموماً ہر مریض کی ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ مریض جسطرح کہانا ہضم نہین کرتا اسیطرح دوسرے کی بات بہی نہین سہہ سکتا یہی باعث تہا کہ اس بیمار کو بہرہ پر نہایت غصہ آیا دوسرے مصرع مین پیغامش کی ضمیر شین رنجور کی جانب ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیمار کا دل دوسرے کو سخت سست کہنے پر آمادہ رہتا ہے اور بیمار کے دل مین ہرطرح کے برے خیالات ڈالدیتا ہے جسسے اُسے ہذیان ہوجاتا ہے

چون کسے کو خوردہ باشد آش بد	مے بشوراند دلش تا قے کند
ترجمہ: جسطرح کہائے کوئی بے لطف شے	متلی ہوتی ہے اُسے کرتا ہے قے

شرح یعنے بیمار کے ہذیان اور بیہودہ بکنے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے کوئی ضرر دینے والی یا خلاف طبیعت سڑی بسی غذا کہالی اس سے کہانے والے کا دل بگڑتا رہتا ہے پریشان ہوجاتا ہے متلی ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ قے کردیتا ہے یعنے ہذا القیاس باطنی مریض جسکے اخلاق نادرست ہوتے ہین خلاف طبیعت ذراسی بات نہین سن سکتے اُسے ظاہری مریض کی طرح فوراً غصہ آجاتا ہے اور وہ بیہودہ کلمات کی قے کردیتا ہے

کظم غیظ است آن را قے مکن	تا بیابی در جزا شیرین سخن
ترجمہ: غصہ کہانا چاہیئے تو قے نکر	تا جزا ئے خیر پائے سربسر

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید مین جو آیت ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس

یعنے جنت اُنکے لیئے ہے جو غصہ کہاتے ہین اور لوگون کو معاف کر دیتے ہین - اِس آیت کے یہ معنے ہین کہ آدمی آتش بدکو کہا کر تقے نہ کرے یعنے اپنے حق مین کسی کی بُری بات سُنکر اُسکا بدلہ نہ لے بلکہ صبر کرے غم کہائے دوسرے کو رنج نہ پہنچائے ایمخاطب اگر تو غم کہائے گا تو اپنے بُرا کہنے والے سے اِسکے بدلے مین سخن شیرین پائیگا۔

چون نبودش صبر مے پیچید او ... کین سگ زن روسپی حیز کو

ترجمہ: کر رہا تہا ہو کے مضطر یہ کلام ... ہے کہان نامرد جورو کا غلام

شرح یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے چونکہ اُس بیمار کو صبر نہ تہا اِسلیئے آپ ہی آپ پیچ وتاب کہاتا تہا اور یہ کہتا تہا کہ وہ بہرہ جو فاحشہ عورت کا کتا یعنے بدکار عورت کا غلام اور حیز یعنے نامرد اور دیوث ہے کہان چلا گیا میرے سامنے آجائے تو مزا چکہاؤن۔ بعض نسخون مین کین سگ زن روسپی ناچیز کو ٭ ہے اِسصورت مین ناچیز بمعنے نالایق ہے اور لفظ روسپی کے بعد حرف عطف محذوف ہے۔ روسپی بازاری رنڈی کو کہتے ہین۔

تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود ... کان زمان شیر ضمیرم خفتہ بود

ترجمہ: تاکہ دون اُسکے کہے کا مین جواب ... شیر دل تہا اُسگہڑی مصروف خواب

شرح یعنے بیمار غصے مین یہ کہہ رہا تہا کہ اب وہ بہرا کہان گیا تاکہ مین اُسکے کہے کو اُسی پر پلٹ دون یعنے اُسکی بیہودہ گوئی کا جواب دون کیونکہ اُسوقت میرا باطنی شیر سو رہا تہا یعنے قوت ناطقہ ضعیف تہی مین جواب وسوال کا متحمل نہین ہو سکتا تہا اور مین دلیری کے ساتہ کلام نہین کرسکتا تہا شیر ضمیر سے دلیری اور بہادری مراد ہے

چون عیادت بہر دل آرامی است ... این عیادت نیست دشمن کامی است

ترجمہ: ہے عیادت تو پئے آرام جان ... یہ عیادت دشمنی ہے مہربان

شرح یعنے مریض کہتا ہے کہ عیادت بیمار کی دل آرامی (آسایش وقرار دل واطمینان قلب) کے لیئے ہوتی ہے اور اِس بہرے نے جو عیادت کی ہے وہ عیادت نہین بلکہ سراسر دشمنی ہے۔

تا ببیند دشمن خود را نزار ... تا بگیرد خاطر زشتش قرار

ترجمہ: تاکہ وہ دیکہے سمجہے خوار ونزار ... اور اُسکے دلکو آجائے قرار

شرح یعنے بہرے نے عیادت کے بہانے دشمنی کا اظہار اِسلیئے کیا ہے تاکہ اپنے دشمن کو یعنے مجہے ناتوان اور بُری حالت مین دیکہے اور اِس سے زیادہ آزار پہنچائے یہانتک کہ اُسکے دل کو قرار آجائے

بس کسان کایشان عبادتہا کنند ... دل برضوان وثواب آن نہند

ترجمہ: بس سمجہ لے جو عبادت کرتے ہین ... اور دل بہ لے پر اُسکے دہرتے ہین

خود حقیقت معصیت باشد خفی ... بس کدر آن را کہ پنداری صفی

ترجمہ: معصیت ہے یہ خطا میری معاف ... یہ مکدر ہے تیرے نزدیک صاف

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے پہلے ایک خاص عبادت یعنے عیادت کا ذکر تہا اب مطلق عبادت کے ذکر کی طرف انتقال فرماکے حکایت کا باطنی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اور یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عبادت کرکے رضوانِ جنت اور ثوابِ عبادت یا رضائے مردم اور اجرِ دنیا یا رضوان الٰہی اور اجر اعمالِ ریائی سے دل کو لگالیتے ہین اُنکا یہ سمجہنا یا اس نیت سے عبادت کرنا فی الحقیقت چہپی ہوی معصیت ہے اگرچہ اُنکے نزدیک عبادت ہو تو ہوا کرے کیونکہ ہمین عجب و ریا اور دنیا طلبی پائی جاتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ عبادت خاص اللہ کے لیئے ہو طلب دنیا یا رضائے مردم یا طلب جنت کے لیئے نہو۔ کیونکہ طریقت مین طلب غیر اللہ شرکِ خفی ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ آدمی بہت سی مکدر چیزون کو صاف خیال کیا کرتے ہین مگر وہ فی الواقع صاف نہین ہوتین اسیطرح ریائی عبادت کدورت سے پاک نہین ہوسکتی۔ اور رضوان یعنے رضائے الٰہی نیز یعنے رضوان جنت دونو معنے رکہتا ہے کیونکہ رضائے الٰہی کے کامل بہروسہ پر عبادت کرنی معصیت ہے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ پس کسان کاینشان زطاعت گمرہند ۔ تا برضوان و ثواب آن زنند ۔ یعنے جو لوگ طاعت کے معنون سے گمراہ ہین اور محض اس نیت سے عبادت کرتے ہین کہ رضوان اور ثواب تک پہنچ جاوین وہ فی الواقع گنہگار ہین۔ کیونکہ عبادت طلب ثواب کے لیئے نہونی چاہیئے۔ بلکہ عابد خدا کا طالب ہو۔

	ہمچو آن کر کو ہمے پنداشت	کہ نکوئی کرد و آن بر عکس جست
ترجمہ	جسطرح تہا نیک بہرے کا خیال	اور الٹ کر ہوگیا جا نکا وبال

شرح یعنی تکبر اور ریا کی نیت سے عبادت کرنے والون کی مثال اُس بہرے کی سی ہے جسنے اپنے گمان مین اُس بیمار کے عیادت کیلئے اپنے نزدیک نیکی کی تہی مگر فی الواقع بدسی نکلی بعض نسخون مین برعکس جست کی جگہ خود در ابد ست ہے یعنے اُس بہرے کی نیکی گویا اپنے حق مین بُرائی تہی کیونکہ مریض کو اشتعال دیکر اسنے گالیان کہائین۔

	او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام	حق ہمسایہ بجا آوردہ ام
ترجمہ	خوش تہا وہ اس سے کہ خدمت بیٹہنے کی	دوست کے اپنے عبادت بیٹہنے کی
	بہر خود او آتشے افروختست	در دلِ رنجور خود را سوختست
ترجمہ	پر لگالی آگ اپنے واسطے	اور دہوان اُٹہا دل بیمار سے

شرح یعنے بہرہ گو اس خیال سے خوش تہا کہ مینے بیمار کی عیادت کی اور حق ہمسایہ بجالایا لیکن فی الواقع اُسنے مریض کے دل مین اپنے لیئے آگ جلائی اور اُس آگ مین خود جل مرا کیونکہ بیمار کے غصہ کی آگ کا اثر اُسی کو پہنچا۔ یعنے ہر غافل شخص گویا گوش باطنی کی طرف سے بہرہ ہے اور اسی لیئے انبیا اور اولیا کی نصیحت نہین سن سکتا۔ اور ریائی عبادت سے اپنے جلانے کا سامان مہیا کر رہا ہے کیونکہ ریائی عبادت باعث غضب الٰہی ہے۔

فاتقوا النار التی او قدتمو | انکم فی المعصیۃ ازددتمو

ترجمہ: آگ جو بھڑکائی ہے اُس سے ڈرو | معصیت مین بڑھ گئے ہو دوستو

شرح یعنی عجب و ریا و تکبر معصیت ہے اور معصیت خود آگ کی صورت مین مصور ہوکر دوزخ کا جزبنے والی چیز ہے اسلئے اے لوگو اس آگ سے بچو اور ریاکاری سے جو شرک فی العبادت ہے پرہیز کرو تمہارے گناہ بہت بڑھ گئے ہین کیونکہ تم ریائی عبادت کو واقعی عبادت سمجھکر ثواب کے طالب رہتے ہو۔

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا | صل انک لم تصل یا فتا

ترجمہ: اس مُرائی سے پیمبر نے کہا | صل انک لم تصل یا فتا

شرح یہ حدیث صحیحین مین بھی وارد ہے کہ ایک شخص مسجد مین آیا رسول علیہ السلام مع صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اُسنے نماز پڑھی۔ اور فارغ ہوکر آپ کو سلام کیا آپنے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل (یعنے نماز پھر کے سے پڑھ تیری یہ نماز نہین ہوئی) چنانچہ اُسنے پھر نماز پڑھی اور فارغ ہوکر پھر سلام کیا آپنے پھر فرمایا صل فانک لم تصل۔ علے ہذا القیاس اُسنے پھر نماز پڑھی اور آپنے پھر وہی لفظ فرمایا۔ تیسری مرتبہ اُس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجکو نماز کی تعلیم کیجیے۔ آپنے شرائط اور ارکان نماز بتائے۔ اور تعدیل ارکان کی تاکید فرمائی وہ شخص رکوع سجود جلدی جلدی ادا کرتا تھا یہ حدیث تعدیل ارکان نماز مین وارد ہے۔ مگر چونکہ ترک تعدیل بسبب قصور اخلاص ہوتا ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے اسکو صاحب ریا کہا ہے چنانچہ ایک حدیث مین لا صلوٰۃ الا بحضور القلب بھی آیا ہے۔ یعنی جب تک دل ریا سے خالی نہوگا نماز ہرگز قبول نہ ہوگی۔

از برائے چارۂ این خوفہا | آمد اندر ہر نمازے اھدنا

ترجمہ: اور نمازون مین اسی سے مقتدا | ہے ہمین تعلیم لفظ اہدنا

شرح یعنی چونکہ عبادت مین ریا اور قصور اخلاص کا خوف تھا اسلئے اللہ تعالےٰ نے ہمین اس خوف کے دفعیہ کی تدبیر بتائی اور یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز مین اہدنا الصراط المستقیم سے آخر الآیہ پڑھا کرو۔ اس آیت سے گزرچکے ہین

کین نمازم را میامیز اے خدا | با نماز ضالین و اہل ریا

ترجمہ: یعنے رب العالمین میرے خدا | کر عبادت کو ریاؤن سے جدا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے نماز مین ہمین یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنے الٰہی ہماری نماز و عبادت کو گمراہون اور ریاکارون کی عبادت سے ممتاز رکھہ

آن قیاسے کہ بکرد آن کرگدن | صحبت دہ سالہ باطل شد بدان

ترجمہ: بات بہرہ نے قیاسی جو کہی | اُس سے پہلے دوستی جاتی رہی

شرح یعنے بہرے نے جو عقلی قیاس اختیار کر لیا تہا اس سے وہ دوستی جو بہرے اور بیمار مین قدیم سے چلی آتی تہی چہوٹ گئی - اور حق صحبت کہن باطل ہو گیا لفظ گزین بمعنے اختیار و پسندیدہ ہے

خاصہ اے خواجہ قیاس حس دون	اندران وحیے کہ ہست از حد برون
ترجمہ ہے زبون بیشک قیاس حس دون	وحی کے ہوتے کہ ہے حد سے برون

شرح یعنے جبکہ قیاس کرنے اور اسمین غلطی واقع ہونے کے باعث اس بیمار سے بہرے کی قدیم دوستی چہوٹ گئی تو اے مخاطب تیرے حس ظاہری یا باطنی کا قیاس خاصکر اس وحی الٰہی کے مقابلہ مین جو حد قیاس و گمان سے باہر ہے تجہے کسقدر غلطی مین ڈالکر قرب الٰہی سے دور کر دیگا کیونکہ قیاسات عقلی وحی کا مقابلہ نہین کر سکتے -

خواجہ پندارد کہ طاعت میکند	بیخبر کز معصیت جان میکند
ترجمہ طاعت اسکو جانتا ہے مرد کار	جانتا ہے کب کہ ہون عصیان شعار

شرح یعنے عبادت ریائی یا وحی کے مقابلہ مین قیاس کرنے والا گو اپنے عبادت کو اچہا اور اپنے قیاس کو درست خیال کرتا ہے مگر اسکی خبر نہین کہ یہ گناہ اسکی روح کو صدمہ پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے لیئے دوزخ کے سامان مہیا کر رہا ہے - یہ قیاس ابلیس کے قیاس کے ہمپلہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے

این قیاس خویش را رو ترک کن	کز قیاس تو شود ریشت کہن
ترجمہ چہوڑ دے اپنے گمان کو بے سخن	ورنہ ہو جائیگا زخم دل کہن

شرح یعنے وحی کے مقابلہ مین اپنا قیاس چہوڑ دے کیونکہ ایسے قیاس سے تیرا باطنی زخم (کفر) ناسور بنجائیگا جو کسی علاج سے اچہا نہو گا یعنے تو شیطان کی طرح ہمیشہ گمراہ رہیگا -

گوش حس تو بحرف ار در خورست	دانکہ گوش غیب گیر تو کرست
ترجمہ گوش ظاہر بات سن لیتا ہے گو	گوش غیبی بہرے ہین اے زشت خو

شرح یعنے اگرچہ تیرے ظاہری کان الفاظ سننے کی لیاقت رکہتے ہین مگر یہ جان لے کہ تیرے وہ باطنی کان جو غیب کی باتین سن سکین بالکل بہرے ہین - یہی سبب ہے کہ تو انبیاء و اولیاء کے ارشادات نہین سن سکتا اور یہی باعث ہے کہ ان ظاہری کانون کو معنوی اسرار کا حصہ نہین ملتا -

دربیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح قیاس کرد ابلیس علیہ اللعنۃ بود
ترجمہ اسبات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا وہ ابلیس لعین تہا

شرح نص لغت مین کسی چیز کے بلند کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین قرآن مجید کی وہ آیتین جو ظاہر المعنے ہین اور امر متشابہ کو ممتاز کر رہی ہین مثلاً احل اللہ البیع و حرم الربٰو یعنے اللہ تعالےٰ نے بیچنا حلال کر دیا ہے اور سود

حرام چونکہ کفار شبہ کر رہے تہے کہ بیع اور سود ایک چیز ہے اسیلئے اس آیت نے متشابہ امر کو ممتاز کر دیا نیز نص
کا اطلاق اُن ظاہر آیتون پر بہی کیا جاتا ہے جو وضاحت کے ساتہ معنے مقصود پر دلالت کرتے ہین قطع نظر از
امتیاز امر متشابہ۔ مثلاً اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ یعنے نماز پڑہو اور زکوٰۃ دو فارسیون کے ہان ہر کلام صریح و ظاہر
کو نص کہتے ہین شیطان نے جس نص صریح کی مخالفت کی تہی وہ اسجدوا لادم الیٰ آخر الآیت ہے یعنے ہمنے فرشتونکو
حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو چنانچہ بجز ابلیس کے سبنے سجدہ کیا یہ بہی معلوم رہے کہ قیاس کی دو قسمین ہین اول عقلی جسمین عقل کسی
چیز کی مماثلت دوسری چیز سے ڈہونڈہکر کوئی حکم قایم کر دے اور اس مماثلت کے لیئے کوئی اصل شرعی قایم
نہو دوم شرعی جسمین از روے حکم کسی فرع کو اصل شرعی کے ساتہ مساوی کیا کرتے ہین مثلاً لواطت کی حرمت
قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید مین قُل ہُوَ اَذًی ہے یعنے حیض ناپاکی ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے
کہ حالت حیض مین عورت کے پاس جانا حرام ہے۔ اور اسکی دلیل ناپاکی ہے۔ چونکہ یہی ناپاکی لواطت مین پائی جاتی
ہے اسیلئے قیاس شرعی نے اسکو بہی حرام کر دیا ہے قیاس شرعی دلائل شرعیہ مین سے ایک واجب العمل اصل
ہے پہلا قیاس عقلی موہوم ہے۔ اور حدیث مین جو یہ آیا ہے من فسر القرآن بالرأی فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے
جو قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹہکانا دوزخ مین کر لے اس سے مراد یہی قیاس عقلی ہے اور
مجتہدین و مفسرین کی استنباطات یا بطریق قیاس شرعی ہین یا بطور تاویل فقط معنے بیان کرنے کے لیئے ہین
اور تفسیر اُس بیان اور تقریر کو کہتے ہین جو بالکل شبہات کو دفع کر دے یعنے جن معانی پر قطعاً حکم لگا دیا جائے ایسی تفسیر
رسول اللہ یا صحابہ یا تابعین کا مرتبہ ہے۔ اور کوئی شخص اپنے قیاس سے نکالے ہوے معانی کو قطعی طور پر
حکم لگا کر بیان کریگا تو داخل وعید ہوگا۔ البتہ تاویل جسمین قطعی حکم نہو جائز ہے اور اہل تصوف کی تاویل انّ للقرآن
ظہرًا و بطنًا کے تحت مین داخل ہے نیز یہ بات ہے کہ یہ لوگ اوصاف بشریت سے الگ ہوکر متخلق باخلاق اللہ اور
مظہر انوار ہو گئے ہین اسیلئے انکی تفسیر احسن التفاسیر اور جامع اسرار ربانی ہے۔ انکے مرتبہ کو ظاہری علما اور اہل قیاس
و تاویل ہرگز نہین پہنچتی۔ ابلیس کے قیاس فاسد کا مفصل بیان آیندہ اشعار سے شروع ہوتا ہے۔

	اول آنکس کاین قیاسکہا نمود		پیش انوار خدا ابلیس بود
ترجمہ	سب سے پہلے جسنے دوڑایا قیاس		تہا وہ ابلیس لعین و بد اساس

شرح قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر ہے اور انوار خدا سے حضرت آدمؑ مراد ہین جو سراپا نور تہے۔ مطلب یہ کہ
سب سے پہلے جس شخص نے انوار الہی کے مقابلہ مین نہایت ذلیل و حقیر قیاس سے کام لیا وہ ابلیس تہا اس
قیاس کی شرح آیندہ شعر مین ہے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُسنے اپنے آپ کو نورانی اور آدمؑ کو خاکی سمجہا تہا

	گفت نار از خاک بیشک بہتر است		من ز نار و او ز خاک اکدر است
ترجمہ	اور کہا کہ آگ بہتر ہے خاک سے		آگ سے مین وہ مکدر خاک سے

یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا **مامنعک ان تسجد** لے آخرالآیہ یعنے لے ابلیس تو اُس چیز (حضرت آدم) کو سجدہ کیوں نہیں کرتا جسکو مینے اپنے دونوں ہاتوں سے بنایا ہے تو ابلیس نے یہ جواب دیا کر تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو مٹی سے اور آگ اپنی نورانیت کے باعث مٹی سے جو کثیف اور مکدر ہے بدرجہا بہتر ہے اسلیئے میں اپنے سے کمتر مرتبہ کی چیز کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

	پس قیاس فرع بر اصلش کنیم		**او ز ظلمت ما ز نور روشنیم**
ترجمہ	پس قیاس فرع ہے بر اصل پر		ہے وہ ظلمت نور ہیں ہم سربسر

شرح یہ ابلیس کا قول ہے کہ میں فرع کو اُسکی اصل پر قیاس کرتا ہوں۔ آدمؑ کی اصل کثیف مٹی ہے اسلیئے آدم خود کثیف اور ظلمانی ٹھیرے اور میرے اصل آگ ہے جو اپنی ذات میں نورانی ہے اسلیئے میں خود سراپا نور ہوں یعنے شیطان نے اپنی اور آدمؑ کی خلقت کو باعتبار جسم مقابل کر کے اپنی بہتری اور اُنکی بدتری کو بطور قیاس عقلی ثابت کر دیا مگر چونکہ اس قیاس کے لیئے کوئی شرعی اصل موجود نہ تھی اسلیئے بالکل فاسد اور اُسکی گمراہی کا باعث ہوا **نکتہ** چونکہ نار باعتبار ظاہر نورانی چیز ہے اسلیئے ابلیس نے اپنے اصل کو نور کہا ہے ورنہ وہ فی الواقع جوہر نورانی نہیں ہے بلکہ ارواح ناریہ سے مخلوق ہوا ہے۔ اس سے قطع نظر آگ بظاہر نورانی سہی مگر فی الواقع نہایت سرکش ہر چیز کی دشمن اور ہلاک کر دینے والی ہے اور مٹی عموماً تمام اشیاء کو زندہ کر دیتی ہے اُگا دیتی ہے اس لحاظ سے مٹی آگ سے بدرجہا بہتر ہے اور سب سے زیادہ قابل غور یہ نکتہ ہے کہ آدمؑ فقط مٹی ہی کے ڈھیر نہ تھے بلکہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی بھی تھے لیکن افسوس ابلیس کو اُنکا نور نظر نہ آیا۔

	گفت حق نے بلکہ لا انساب شد		**زہد و تقوے فضل را محراب شد**
ترجمہ	حق نے فرمایا نہیں ہے یاں نسب		زاہدوں پر ہے ہمیشہ فضل رب

شرح اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ لے ابلیس ملعون فرع کو اصل پر قیاس کرنا ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا۔ تیری اصل (آگ) تیرے لیئے کمال کا اور آدم کی اصل (خاک) اُنکے لیئے نقصان کا باعث نہیں ہو سکتی۔ بلکہ زہد و تقوے بزرگی کی محراب ہے۔ قرآن مجید میں ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنے خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے چونکہ حضرت آدمؑ [illegible] تھے اسلیئے اُنکی [illegible] تمام فرشتوں کی عبادت سے بہتر تھی کیونکہ فرشتوں کی [illegible] اس آیت کی طرف اشارہ ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون [illegible] تو حسب و نسب کی پرسش نہوگی بلکہ اعمال پوچھے جاوینگے [illegible] کیا ہے

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ❊ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

این نہ میراث جہان فانی ست ... کہ بانسابش بیابی۔ جانی ست

ترجمہ: یہ نہین مانند میراث جہان ... بلکہ اسکا نام ہے میراث جان

شرح مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے یہ زہد و تقوے اور فضل و بزرگی دنیائے فانی کی میراث نہین ہے کہ نسب کے ذریعہ سے ملے یا باپ کے بعد بیٹے کو حاصل ہو جائے بلکہ یہ تو جانی یعنے روحانی امر ہے جو خدا کی فضل اور مرشد کامل کی تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمین حسب و نسب کو کچھ دخل نہین ہے

بلکہ این میراث ہائے انبیاست ... وارث این جانہائے اتقیاست

ترجمہ: انبیا کا ورثہ کہتے ہین اسے ... اتقیا کا حصہ کہتے ہین اسے

شرح یعنے یہ فضل و زہد انبیاء کی میراث ہے اور اسکے وارث وہی لوگ ہین جو متقی و پرہیزگار ہین۔

پور آن بوجہل شد مومن عیان ... پور آن نوح نبی از گمرہان

ترجمہ: ہو گیا بوجہل کا بیٹا ولی ... نوح کے بیٹے نے پائی گمرہی

شرح یعنے چونکہ فضل و تقوے مین دنیوی حسب و نسب کا اعتبار نہین ہوتا اسلیئے بوجہل کے بیٹے (حضرت عکرمہ) کھلے مومن بنگئے اور حضرت نوح ؑ کا بیٹا گمراہون مین سے رہا۔ اگر بلا اعمال صرف نسب کا اعتبار ہوتا تو عکرمہ مومن اور پسر نوح ہرگز گمراہ نہوتے۔ سچ ہے ع بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست۔

زادۂ خاکی منور شد چو ماہ ... زادۂ آتش توئی اے روسیاہ

ترجمہ: خاک کا پتلا ہوا مانند ماہ ... اصل تیری آگ ہے اے روسیاہ

شرح یعنے اے سرکش مخاطب دیکھہ تو سہی کہ آدمی زادہ جو خاک سے پیدا ہوا ہے نور ایمان حاصل کر کے چاند کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور تو اپنی سرکشی یا غلط قیاسات اور ابلیس کی پیروی کی باعث آگ کی پیدایش بنکر ابلیس کی طرح روسیاہ ہو جاتا ہے بعض نسخون مین رو روسیاہ ہے اس صورت مین یہ شعر مقولہ حق اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ الی آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے شیطان سے یہ کہا کہ اے ملعون جنت سے نکل تو راندۂ درگاہ ہے اور تجھپر قیامت تک لعنت ہے حضرت آدم ؑ چاند کی طرح روشن ہین اور تو روسیاہ ہے۔ اس صورت مین لفظ توئی ابلیس کی طرف خطاب ہے۔

این قیاسات و تحری روز ابر ... یا بشب مر قبلہ را کردست حبر

ترجمہ: ابر کے دن جستجو قبلہ کی ہے ... یا اندھیری رات مین اے نیک پے

شرح حبر بفتح الحا و بالکسر یعنے دانشمند و نیکوکار و عالم و مجتہد اور تحری یعنے جستجو و کوشش ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابر کے دن یا اندھیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم کرنے کے لیئے ہر عالم یا مجتہد نے قیاسات مقرر کیئے

ہین اور فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر بحالت سفر اندھیرے مین کسیکو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو قیاس کرے اور اپنے دلمین سمتِ قبلہ تلاش کرکے جسطرف کو دل گواہی دے اسیطرف کو نماز پڑھ لے اسکی نماز ہوجائیگی اور اگر پھر یہ معلوم ہوجائے گا کہ اسطرف قبلہ نہ تہا تو نماز پہیرنے کی ضرورت نہوگی۔ کیونکہ وہی قیاسی سمت اسکا قبلہ تہا۔

	لیک با خورشید و کعبہ پیش رو	این قیاس و این تحری را مجو
ترجمہ	ہو مگر جسوقت کعبہ پیش رو	پھر تحری ہے غلط اے دستت خو

شرح یہ شعر گذشتہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے یعنے گو اندھیرے مین تحری کرکے سمت قبلہ کا دلمین ٹہیرا لینا جائز ہے لیکن جسحالت مین کہ خورشید روشن ہو اور کعبہ مُنہ کے سامنے موجود ہو تو یہ قیاس و تحری ناجائز ہے اسیطرح قیاسات عقلی صرف ناواقفیت کی حالت مین کچہ کام دیسکتے ہین اور جسجگہ خورشید رسالت یا کعبہ ولایت موجود ہو وہان قیاسات ہرگز نہین چل سکتے بلکہ صریح نص یا ارشادات انبیا و اولیا کے مقابلہ مین قیاس کرنا گمراہی ہے۔ یہی باعث ہے کہ انوار الٰہی کے مقابلہ مین ابلیس کا قیاس غلط اور اسکے لعنتی ہونیکا سبب ہوگیا

	کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب	از قیاس۔ اللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	مُنہ نہ پہیر اس کعبہ سے اے خوش خطاب	آگئے ہے اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے کعبہ کو باوجود سامنے ہونے کو نادیدہ خیال نہ کر۔ اور اُس سے مُنہ نہ پہیر مطلب یہ کہ انبیا علیہم السلام کے وارث زاد اولیا و علمار تیرے سامنے موجود ہین انکے ارشادات کے روبرو اپنے عقلی قیاسات کو پیش نکر اور انکی صحبت سے مُنہ نہ پہیر۔ اور اللہ اعلم بالصواب کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے نزدیک تو حق یہی ہے کہ خورشید یا کعبہ کے موجود ہوتے اُس سے مُنہ نہ پہیرنا چاہیئے۔ آیندہ حقیقت حال خدا جانے ان اشعار مین معنوی طور پر خورشید سے انبیا اور کعبہ سے اولیا مراد ہین۔ بعض نسخون مین رَوْ رُوْ متاب ہے رو بمعنے بُرو ہے۔

	چون صفیرے بشنوی از مرغ حق	ظاہرش را یاد گیری چون سبق
ترجمہ	سُنیے تو بیشک صدائے مرغ حق	یاد کرلیتا ہے مانند سبق
	وانگہے از خود قیاسات کنی	مر خیال محض را ذاتے کنی
ترجمہ	اسپر کرتا ہے قیاس اپنے بد صفات	اور ذاتی جانتا ہے واردات

شرح یہ دونو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اُن لوگون کی نصیحت کے لیئے ہین جو اولیا اللہ کے کلمات پر اپنے قصور فہم سے اعتراض کیا کرتے ہین۔ انکا مطلب یہ ہے کہ انکا طبیبا سنتے ما نا کہ تو اولیا اللہ کے ظاہری الفاظ سُن لیتا ہے اور انکو سبق کی طرح یاد کرلیتا ہے مگر چونکہ وہ طیور الٰہی ہین اسلیئے انکی آواز اور کلمات کے معنے تو تیری سمجھ مین آتے نہین جو اسرار سے بہرے ہوئے ہین۔ بلکہ اپنی طرف سے قیاسی معنے گھڑ کے انکو بُرا بہلا کہنے لگتا ہے

اور اپنے خیالات محض کو اُنکی ذات سمجھ لیتا ہے یا اپنے خیالات کو بعینہٖ اُنکے کلمات کے معنے جان لیتا ہے اور
چونکہ تیرے خیالات مین کفر ہے ۔ اسلیئے اُنکو کافر اور ملحد بنا دیتا ہے ۔ اسصورت مین قیاساتے اور ذاتی بیاے
مجہول ہے بعض نسخون مین وانگہی خود را قیاساتی کنی ۔ مر خیال محض را ذاتی کنی ۔ ہے اسصورت مین قیاساتی ذاتی
بیائے معروف نسبتی ہے یعنے تو اپنے آپ کو صاحب قیاسات بنا لیتا ہے اور خیالات محض کو ذاتی اور واقعی چیز
سمجھ لیتا ہے حالانکہ تو یہ نہین جانتا کہ ابدال اور اولیاء اللہ کی اصطلاحین بڑے بڑے عقلمندون کی سمجھ مین نہین آسکتین

اصطلاحاتیست مر ابدال را ۔ کہ نباشد زان خبر عقال را

ترجمہ: اصطلاحین ہین بہت ابدال کی ۔ عقل کو جن سے نہین ہے آگہی

شرح عقال بمعنے صاحب عقل و قیاسات کثیرہ ہے اور بعض نسخون مین بجاے عقال اقوال ہے یعنے اہل
اقوال و قیاسات مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کی اکثر اصطلاحین ایسی ہین جنسے بڑے بڑے عقلمند اور اہل قیاس بے خبر ہین

منطق الطیرے بصوت آموختی ۔ صد قیاس و صد ہوس افروختی

ترجمہ: سیکھکر تو جانور کی بولیان ۔ اُنکی آوازون کا کرتا ہے گمان

شرح منطق الطیر جانورون کی بولی کو کہتے ہین ۔ یعنے ایمخاطب تو نے مرغان الٰہی (انبیاء اولیاء) کی بولی سیکھی
ہے یعنے اُنکے الفاظ یاد کر لیئے ہین ۔ اور اُن پر اپنی بیہودہ ہوس اور خیال باطل کے موافق بہت سی غلط
باتون کو قیاس کر لیا ہے اور اُنکو انبیاء و اولیا کی اصل آواز سمجھ لیا ہے ۔ حالانکہ یہ تیری غلطی اور سخت گمراہی ہے

ہمچو آن رنجور دلہا از تو خست ۔ تو بہ پندار اصابت گشتہ مست

ترجمہ: اولیا ہین تجھسے رنجیدہ بہت ۔ تو گمان مین اپنے خفا زیدہ بہت

شرح یعنے جسطرح اُس بہرے کی باتون اور غلط قیاسات سے بیمار کا دل دُکھ گیا تھا اسیطرح تیری بدگمانیون
سے اکثر اولیاء اللہ کے دلون کو رنج پہنچتا رہتا ہے کیونکہ تو اپنے علم کو اُنکے علم لدنی پر قیاس کر کے اپنے نزدیک
اُسے درست سمجھتا ہے اور اپنے قیاس کو صحیح خیال کر کے نہایت خوش ہوتا ہے اور بادۂ مسرت سے بدمست
ہوجاتا ہے حالانکہ تیرا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ایسے غلط خیال سے ہرگز خوش ہونا نچاہیئے

کاتب آن وحی ازان آواز مرغ ۔ بردہ ظنی کہ منم انباز مرغ

ترجمہ: سنکے اُس نساخ نے آواز مرغ ۔ دل مین یہ ٹھانی کہ ہون انباز مرغ

مرغ پرے زد مر او را کور کرد ۔ تک فرو بردش بقعر مرگ و درد

ترجمہ: مرغ نے پر سے کیا کاتب کو کور ۔ اور اسکو لگیا تا قعر گور

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تیری مثال اُس کاتب وحی کی سی ہے جسنے مرغ حق کی آواز

یعنے کلام رسول علیہ السلام سنکر یہ گمان کیا تہا کہ مین بہی شریک اسرار مرغ الہی ہون۔ اور اسکے ساتہ حکمت کے ہوا مین اوڑتا ہون لیکن اس بدگمانی کی سزا دینے کے لیئے مرغ الہی یعنے حضرت رسالت پناہی نے مغضب کا پر مارکر اُسکی آنکہین پہوڑ دین یعنے اُسسے نظر باطن اور نور ایمان سے اندہا کر دیا اور بارگاہ قبولیت الہی سے ہنکا دیا۔ اور اسکو دیکہہ کر اُس بے ادب اور بدگمان کو باطنی مرگ و رد کے گڑہے مین اُتار دیا۔ اسیطرح تو اپنے قیاس مین دربابِ فہم اسرار الہی اپنے آپ کو اولیا، اللہ کا شریک سمجہکر انپر معترض ہوا کرتا ہے کہین ایسا نہو کہ اُس کاتب وحی کی طرح راندۂ درگاہ الہی ہو جاے اور رحمت ابدی سے ہمیشہ کے لیئے محروم رہے۔

	ہین بعکسے یا بظنے ہم سہا	در سفید از مقامات سما
ترجمہ	عکس کے یا بد گمانی کے سبب	گر پڑوگے مرتبہ سے سب کے سب

شرح بیان سے پہر قصۂ ہاروت و ماروت کی طرف رجوع ہوا ہے اور یہ شعر ما بعد شعر ما دیو ہین کے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت تمپر میری حفاظت اور عصمت کا عکس پڑا ہوا ہے اس عصمت کو ذاتی اور اپنے کو نورانی و روحانی گمان کرکے تم کہین مقامات عالیہ اور آکر قرب سے پستی کے گڑہے مین نہ جا پڑنا۔ کیونکہ تم تکبر کروگے تو ہم تمپرسے اپنی عصمت کا عکس اٹہا لینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ ملکوتیت سے مرتبۂ بشریت مین نہ گر پڑنا اور بشر ہونے کی خواہش نہ کرنا کیونکہ جب تم مرتبۂ بشریت مین چلے جاوگے تو خواہشین تمہارے ساتہ ہونگے اور ضرور گناہون مین مبتلا ہو جاوگے۔

	اگرچہ ہاروتید و ماروت و فزون	از ہمہ بر بام نحن الصافون
ترجمہ	ہو فرشتون سے مراتب مین فزون	اور ہو مصداق نحن الصافون

شرح لفظ از ہمہ مصرع سابق کے لفظ فزون سے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے فرشتو اگرچہ تم ہاروت و ماروت ہو اور اُن تمام مقرب فرشتون سے جو مرتبۂ نحن الصافون کی بلندی پر ہین مرتبہ مین زیادہ ہو۔ لیکن خودبینی ہمین پسند نہین **فائدہ** نحن الصافون اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ یہ آیت فرشتون کا مقولہ ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم عبادت الہی کے لیئے صفین باندہے رہتے ہین۔ اور ہم تسبیح کرنیوالے ہین او صاحب بلند مرتبے والے ہین اس آیت مین اللہ تعالے نے فرشتون کے قول کو بطور حکایت بیان کیا ہے۔ اور بام سے بلندی مرتبہ مراد ہے۔

	بر بدیہائے بدان رحمت کنید	بر منی و خویش بینی کم تنید
ترجمہ	چاہیئے بدکارون پر رحمت ضرور	چہوڑ دو یہ خویش بینی و غرور

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت خواہ تم کیسے ہی بلند مرتبہ ہو لیکن گنہگارون پر رحم کرو انہین ذلیل نہ جانو

اور اپنے تکبر و خود بینی کے بھروسے پر نہ تنو۔ ورنہ ہم اس تکبر کی سزا دینگے اور متکبروں کو ذلیل کر دینگے بعض نسخوں میں بر مستی و خویش بن لعنت کنید سے یعنے تکبر اور متکبر دونوں پر لعنت کرنی چاہیئے۔

ہین مبادا غیرت آیدار کمین	سرنگون افتید در قعر زمین
ترجمہ — حق کو تا غیرت نہ آجائے کہین	جاؤ سر کے بل سوئے قعر زمین

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث ہماری غیرت کو حرکت ہو اور تم اوندھے منہ یا سر کے بل کسی گڑھے مین جا پڑو۔ یعنے عالم علوی سے عالم سفلی اور پستی کی طرف رجوع کر جاؤ۔ کیونکہ غیرت الٰہی متکبروں کی گھات مین ہے اور سرکشونکو اللہ تعالیٰ مہلت دیکر ہلاک کر دیتا ہے

ہر دو گفتند اے خدا فرمان تراست	بے امان تو امانے خود کجاست
ترجمہ — دونو بولے تو ہے حاکم اے خدا	تو نہ دے تو پھر امان کا کیا پتا

شرح یعنے ہاروت و ماروت دونون نے یہ جواب دیا کہ اے خدا تو حاکم ہے اور ہم محکوم تیرا ہی حکم بحال رہیگا۔ اور جب تک تو امان نہ دیگا کسیطرح گناہون سے امان نہین ملسکتی۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی ذاتی قوت کے باعث گناہ سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ بلکہ گناہون سے بچانے اور نیکیونکی قوت دینے والا فقط اللہ تعالیٰ ہے۔

این ہمی گفتند و دلشان می طپید	بد کجا آید ز ما نعم العبید
ترجمہ — کہہ رہے تھے اور دل تھا بیقرار	ہم بدی کر سکتے ہین کب اختیار

شرح یعنے ہاروت و ماروت ظاہر مین تو یہ کہتے تھے کہ اے خدا ہم تیرے محکوم ہین تو وہی کر جو ہمارے لیے بہتر ہو۔ لیکن انکا دل مرتبۂ بشریت حاصل کرنے کے لیے بیقرار تھا اور وہ اپنے دلمین یہ کہتے تھے کہ ہم جیسے نیک بندون سے بدی کیونکر ظہور مین آئیگی۔ بلکہ ہرگز نہ آئیگی اور ہم عالم بشریت مین جاکر بھی نیک ہی رہینگے
نکتہ اس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت بشر نہ تھے بلکہ فرشتے ہی تھے اور یہی قول زیادہ مستند ہے چنانچہ قراۃ ملکین بفتح اللام جمہوری ہے اور بکسر اللام شاذ ہے۔

خار خارے دو فرشتہ ہم نہشت	تا کہ تخم خویش بینی را نکشت
ترجمہ — چبھ گیا دونون کے دل مین خار کبر	تخم خود بینی ہوا اشیار کبر

شرح خار خار یعنے اضطراب قلب و وسوسۂ دل ترکیب مین نہشت کا فاعل ہے اور نہشتن بمعنے ترک کرنا چھوڑ دینا ہے۔ اور لفظ دو فرشتہ نہشت کا مفعول ہے بحذف علامت۔ یعنے اس اضطراب قلب نے جو ہاروت و ماروت کو مرتبۂ بشریت حاصل کرنے یا اس وسوسہ کا اُن نے جو انہین اپنے عالم بشریت مین اگر بیگناہ رہنے کی بابت تھا ان دو فرشتون کو بھی چھوڑا یہانتک کہ انہون نے اپنے نفس کی زمین مین تکبر کا بیج نہ بو لیا

بلکہ وہ اپنے وسوسۂ باطن کے سبب متکبر ہو ہی گئے مگر اس سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ لفظ خار بمعنے بسیار تجمہ سے متعلق ہو اور دل طپان کو جو گذشتہ شعر مین مذکور ہے بہشت کا فاعل قرار دیا جائے یعنے دل بیقرار نے فرشتون کو بھی نہ چھوڑا یہانتک کہ انہون نے بہت سے خودبینی کے بیج بوئے۔

پس ہمیگفتند کاے ارکانیان	بے خبر از پاکیٔ روحانیان
ترجمہ اور کہتے تھے کہ اے جمع بشر	پاکی روحانیان سے بے خبر

شرح ارکانیون سے بنی آدم مراد ہین جو چار ارکان یعنے اربعہ عناصر سے مرکب ہین یعنے ہاروت و ماروت ازراہ تکبر یہ کہتے تھے کہ اے اولاد آدم تم روحانیون (فرشتون) کی پاکیزگی سے بیخبر ہو فرشتے گناہ نہین کرتے

مابرین گردون تتقہا مے تنیم	برزمین آئیم و شادروان زنیم
ترجمہ تانتے ہین خیمہ جب گردون پہ ہم	تو زمین پر بھی رہینگے نیک دم

شرح تتق بفتحتین بمعنے سراپردہ اور شادروان بضم دال مہملہ و بالفتح بمعنے شامیانہ و سائبان و خیمۂ کلان ہے یعنے ان دونو فرشتون سے ازراہ خودبینی یہ کہا کہ جب ہم آسمان پر عبادت الٰہی کا خیمہ تانتے ہین تو زمین پر جاکر اس سے بڑا شامیانہ ٹھہرا دینگے یعنے زمین پر آسمان سے زیادہ عبادت کرینگے۔

ہر دو شان گفتند ما را باک نیست	کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست
ترجمہ خوف کچھ ہمکو نہین ہے بالیقین	خلقت اپنی پانی مٹی سے نہین

شرح یعنے ان دونون نے یہ کہا کہ ہمین جامۂ بشریت مین آنے اور زمین پر چلے جانے سے کچھ خوف نہین کیونکہ انسانون کی طرح ہماری خلقت پانی اور مٹی سے نہین ہے اسلیئے ہم انسانی خواہشون سے پاک ہین اور اسیطرح پاک رہینگے اور ہمسے کوئی گناہ سرزد نہوگا کیونکہ ہم فرشتے ہین

عدل ورزیم و عبادت آوریم	باز ہر شب سوئے گردون بر پریم
ترجمہ عدل و طاعت ہی کرینگے دمبدم	رات کو اڑ جاینگے گردون پہ ہم

شرح ہاروت و ماروت کا مقولہ ہے کہ ہم زمین پر جاکر عدل یعنے نیکی اور عبادت کیا کرینگے اور رات کو آسمان کی طرف اڑ جایا کرینگے یعنے ہم دین و دنیا دونو طرح کی خوبیان حاصل کرلینگے

تا شویم اعجوبۂ دور زمان	تا نہیم اندر زمین امن و امان
ترجمہ تاکہ ہون ہم نادر دور زمان	اور بچھا دین خاک پر امن و امان

شرح یعنے ہم زمین پر جانا اسلیئے پسند کرتے ہین کہ دن کو مرتبۂ بشریت اور شب کو مرتبہ ملکوتیت حاصل کرکے اعجوبۂ روزگار بنجائین اور دیکھنے سننے والے کو اس سے حیران و متعجب ہوجائین کہ یہ دونو شخص جامع مراتب

انسانیت و ملکوتیت ہین اور ہم اسلیئے زمین پر جانا چاہتے ہین کہ وہان امن وامان اور عدل و انصاف پہیلادین

این قیاس حال گردون بر زمین	راست ناید فرق دارد در کمین
ترجمہ: آسمان پر خاک کو کرنا قیاس	راست آتا ہی نہین اے بد اساس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا درست نہین ہے بلکہ آسمان و زمین کے حالات مین باطنی فرق بہت بڑا ہے - آسمان تسبیح و تقدیس و عبادت کا مخزن اور زمین لذات و شہوات و معاصی کا منبع ہے چنانچہ ہاروت و ماروت مبتلائے معاصی ہوکر سزایاب ہوہی گئی اس شعر مین قلب عبارت ہے یعنے مولانا کا مطلب تو یہ تہا کہ زمین کے حال کو آسمان پر قیاس نہ کرنا چاہیئے لیکن زبان قلم سے یہ نکلگیا کہ آسمان کو زمین پر قیاس کرنا غلط ہے - غرضیکہ آسمان و زمین کے حالات کو باہم قیاس کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہے

در بیان آنکہ حال خود و مستی خود پنہان باید داشت از جاہلان
ترجمہ: اس بات کا بیان کہ اپنا اور اپنی مستی و ذوق و شوق کا حال جاہلون سے چہپانا چاہیئے

شرح اس بیان کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے مولانا قدس سرہ اُن لوگون کو تنبیہ کرچکے ہین جو اولیاء اللہ پر اعتراض کیا کرتے ہین اور انکو بدگمانی سے برا بہلا کہا کرتے ہین اور اب یہ فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ اور عارفون کو اپنی مستی اور ذوق و شوق کی حالت مخفی رکہنی چاہیئے تاکہ جاہل معترض کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے

بشنو الفاظ حکیم پردۂ	سرہمان جانہ کہ بادہ خوردۂ
ترجمہ: ہمسے سن لے تو یہ الفاظ حکیم	میکدہ مین بہید کور کہہ اے فہیم

شرح لفظ پردۂ مین یائے نسبتی ہے جو ہائے ہوز کی صورت مین لکہی گئی ہے اور خوردۂ مین یائے خطاب ہے پردۂ کے یعنے صاحب پردہ و اسرار ہے اور حکیم سے مراد حکیم سنائی ہین یعنے اے طالب ایک حکیم صاحب اسرار یعنے حکیم سنائی کے الفاظ سُن لے وہ یہ کہگئے ہین کہ اپنا بہید وہین تک رکہہ جہان تونے شراب پی ہے حکیم سنائی کا پورا شعر یہ ہے ؎ بر مدار از مقام مستی پے ؞ سر ہمانجا نہ کہ خوردی مے ؞ مولانا نے دوسرے مصرع کا اقتباس کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنا قدم مقام مستی سے آگے نہ بڑہا اور اپنا راز وہین تک رکہہ جہان تونے شراب پی ہے یعنے ایسی جگہ بجا کہ جہان اہل ظاہر اور جاہلون پر تیرا راز کہل جائے بلکہ مرشد کامل کے اُسی میخانۂ صحبت مین رہ جہان تونے شراب محبت الٰہی نوش کی ہے غرضیکہ مرشد کے دروازہ سے باہر نہ نکل اور اجنبیون جاہلون سے میل جول نہ رکہہ - ورنہ وہ تجہے پاگل بنا لینگے -

چونکہ از میخانہ مستی ضال شد	تسخر و بازیچۂ اطفال شد
ترجمہ: اس سے باہر گر کوئی بدحال ہے	مسخرہ بازیچۂ اطفال ہے

شرح یعنے جب کوئی شخص شراب پیکر میخانہ سے نکلتا ہے اور نشہ مین رستہ بہولجاتا ہے تو لڑکے اُسے ہنسی مین اُڑا دیتے ہین اُسکے ساتھ مسخراپن کرنے لگتے ہین اسیطرح جو طالب میخانہ صحبت مشایخ سے ضال دست بیخود) ہوکر نکلتا ہے جاہل لوگ اُسے ہنسی مین اُڑا دیتے ہین۔ دیوانہ سمجھنے لگتے ہین جا بیجا اعتراض کر بیٹھتے ہین اسلیئے اولیاء اللہ پر اپنی حالت کا چھپانا فرض ہے۔

	مے فتد او سو بسو در ہر رہے	در گل و مے خندد ش ہر ابلہے	
ترجمہ	راہ مین گرتا ہے وہ چاروں طرف	بے خرد ہنستے ہیں اُسپر صف بصف	

شرح یعنے جسطرح نشہ باز رستہ مین جگہہ جگہہ لڑکھڑا کر گارے کیچڑ مین گر پڑتا ہے اور بیوقوف اُسپر ہنستے ہین اسیطرح مست محبت الٰہی اگر اپنے ذوق و مستی کو ظاہر کریگا اور حالت بیخودی مین مرشد کامل کے میخانہ صحبت سے باہر نکل آئیگا تو لوگ اُسپر قہقہے اُڑائینگے۔ اور ناواقف اُسے پاگل بنا دینگے۔

	او چنین و کودکان اندر پیش	بے خبر از مستی و ذوق ویش	
ترجمہ	اور پیچھے پیچھے لڑکے بیشتر	اوسکی مستی سے ہیں بالکل بے خبر	

شرح یعنے نشہ باز کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے نشہ کی دھن سے کچھ نہین سوجھتا اور لڑکون کا یہ حال ہوتا ہے کہ اُسکے پیچھے پیچھے تالیان بجاتے اور قہقہے اُڑاتے چلے جاتے ہین حالانکہ لڑکون کو اُسکی مستی کی کیفیت اور شراب کے لطف کی خبر نہین ہوتی۔ یہی حال مست محبت الٰہی کا ہے کہ جب وہ خلقت سے میل جول پیدا کر لیتا ہے اور حالت سکر مین کچھ کلام کرتا ہے تو بیوقوف لوگ (جو بمنزلہ اطفال ہین) اُسے دیوانہ سمجھتے ہین اور اسکا مذاق اُڑاتے ہین اسلیئے اہل اللہ کو مخلوق سے الگ رہنا اور اُنسے اپنا حال چھپانا چاہیئے

	خلق اطفالند جز مست خدا	نیست بالغ جز رسیدہ از ہوا	
ترجمہ	ہے یہ خلقت طفل اور مست خدا	ہے وہی جو خواہشوں سے ہو جدا	

شرح یعنے بجز اُس شخص کے جو مست محبت الٰہی ہے تمام مخلوق دنیا بچون کے مانند ہے اور عاقل و بالغ وہ ہے جو بُری خواہشون سے نجات پائے ہوے ہے مطلب یہ کہ جسطرح بچون کو بار یک باتون کی خبر نہین ہوتی۔ اسیطرح مخلوق کو مست شراب محبت الٰہی کی حالت سے آگاہی نہین ہے۔ بلکہ لوگ انپر خندہ زنی کرتے ہین

	گفت دنیا لعب و لہوست و شما	کودکید و راست فرماید خدا	
ترجمہ	قول حق ہے راست بالکل بیگمان	یعنے دنیا کھیل بازی سب جہان	

شرح یہ اِس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ الیٰ آخر الآیہ یعنے دنیوی زندگانی صرف لہو و لعب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو دنیا کو کھیل کود کی جگہ اور مخلوق کو اطفال فرمایا ہے

یہ بالکل صحیح ہے اور اسکے دو سبب ہین اول یہ کہ لہو و لعب کی طرح دنیا بہی جلد گزر جانے اور فنا ہونے والی
چیز ہے دوم یہ کہ جسطرح بچے لہو و لعب کی طرف زیادہ رغبت رکہتے ہین مخلوق بہی اُسکی طرف زیادہ رغبت
ہے۔ بالغ اور خدا رسیدہ وہ ہے جو دام دنیا سے رہا ہوگیا ہے۔

از لعب بیرون نہ رفتی کودکی	بے زکات روح کے باشی زکی
ترجمہ جاگزین ہے تجہین خوے کودکی	بے زکات جان کب ہو گا زکی

شرح یعنے ایمخاطب چونکہ تو لہو و لعب کے احاطہ سے باہر نہین نکلا اسلئے گو عمر مین بوڑہا بڑا ہوا کرے
مگر بچہ ہی کے مانند ہے اور جبتک اپنی روح کی زکات نہ دیگا ہرگز پاک نہوگا نکتہ زکات مالی یہ ہے کہ آدمی
اپنے مال مین سے بقدر فرض خدا کی راہ مین دے اور زکات روح یہ ہے کہ لذات نفسانیہ اور اوصاف رذیلہ
کو ترک کر کے اوصاف حمیدہ اختیار کرے۔ ان اشعار مین مولانا قدس سرہ نے آیت قرآنی سے تمام مخلوق
کا طفل نابالغ ہونا ثابت کر دیا ہے اور جبکہ مخلوق طفل نابالغ ہے تو اُس سے اپنی حالت مستی کو چہپانا چاہیئے
ورنہ لوگ مسخر کرنے لگین گے اور اولیاء اللہ کو دیوانہ سمجہین گے چنانچہ اکثر امتون نے اپنے رسولونکو دیوانہ کہا ہے۔

چون جماع طفل دان این شہوتے	کہ ہمے رانند اینجا اے فتے
ترجمہ خواہش دنیا ہے لڑکون کا جماع	سر بسر بیکار ہے ایسا جماع

شرح یعنے اے پیارے نوجوان مخاطب یہ خواہش مخلوق جماع طفل کے مانند ہے اور یہ شہوت رانی لڑکونکا
کہیل ہے مطلب یہ کہ خواہش جماع جو عام مخلوق مین ہے مانند جماع طفل ہے اسکو لوگ فقط لہو و لعب کی نیت
سے عمل مین لاتے ہین البتہ خواص کا مقصود جماع سے مخلوق کی کثرت اور اُمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی بڑہوتری ہے اور عوام کا قصد فقط لہو و لعب ہے اسکی مثال ایسی ہے جسطرح چہوٹی چہوٹی بچے اپنے
مان باپ کو دیکہکر جماع کرنے لگین تو یہ جماع فقط صورت مین جماع ہوگا۔ فی الحقیقت جماع نہین ہے بلکہ انکے
نزدیک ایک کہیل ہے۔ اسیطرح عوام کا جماع گویا خواص کے مقابلہ مین بیفائدہ اور اس قسم کے تقلید ہے
جسکا کچہ نتیجہ نہین۔ یا شہوت سے مراد مطلق خواہشات دنیوی ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ خواہشات
دنیوی مانند جماع طفل بے نتیجہ اور عبث ہین اور رفتے امالہ فتا ہے یعنے نوجوان۔

این جماع طفل چہ بود۔ بازیے	با جماع رستمے و غازیے
ترجمہ ہے جماع طفل اک بیہودہ بات	سامنے شہ زور کے اسے خوش صفات

شرح یعنے یہ بچے کا جماع کرنا کیا شے ہے کچہ بہی نہین صرف ایک کہیل ہے۔ اور ایک رستم یا غازی
(بڑے پہلوان یا بہادر) آدمی کے مقابلہ مین تو بالکل ہی کہیل اور لغو فعل ہے۔ معنوی طور پر رستم اور

غازی سے اولیاء اللہ مراد ہین جنکا جماع با نتیجہ ہوتا ہے اور جس سے اولاد صالح کے امید ہوتی ہے یا یہ معنے ہین
کہ اگر اولیا لذائذ دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس سے قوت عبادت اور اطمینان قلب مقصود ہوتا ہے بخلاف عوام
جنکا مقصود صرف لہو و لعب ہے چنانچہ جماع سے عوام کا مقصود حظ نفس ہوتا ہے اور خواص کا فرزند نیک

جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان — جملہ بیمعنی و بے مغز و مہان

ترجمہ: جنگ خلقت کی ہے جنگ کودکان — سب کے سب بیمغز ہین یہ میرزا جان

شرح یعنے مخلوق کی باہمی جنگ دنیا کے لیے ہوتی ہے اور چونکہ دنیا خود لہو و لعب اور مخلوق بچون کے مانند ہے اسلیے مخلوق کی باہم لڑائی گویا بچون کی لڑائی ہے جو بالکل بے معنے اور عبث اور نہایت ذلیل ہے البتہ نفس پر جہاد کرنے والون کی لڑائی خدا کے لیے ہوا کرتی ہین وہ اس بیکار جنگ سے مستثنے ہین ۔ مہان عربی لفظ ہے بمعنے حقیر و ذلیل اور مطلب یہ ہے کہ اشخاص دنیوی اغراض کے لیے لڑنا اچھا نہین ہے ۔

جملہ با شمشیر چوبین جنگ شان — جملہ در لا ینبغی آہنگ شان

ترجمہ: کاٹھ کی تلوار سے ہے انکی جنگ — نا سزا مین انکے سارے رنگ ڈھنگ

شرح یعنے تمام مخلوق کی باہمی جنگ بچون کی طرح کاٹھ کی تلوار سے ہوتی ہے اور سب کا قصد بیکار اور نا سزا اور باتون کی طرف متوجہ ہے یعنے مخلوق بچون کی طرح بیکار کامون مین مصروف اور کھیل مین مشغول ہے

جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئے — کاین براق ماست یا دُلدل پئے

ترجمہ: سب کے سب بیرنے پہ گویا ہین سوار — جانتے ہین اسکو دلدل نا بکار

شرح یعنے تمام مخلوق کی ایسی مثال جیسے بچے کہ لکڑی کو گھوڑا بنا کر اسپر سوار ہو جاتے ہین اور اسے براق یا دُلدل سمجھتے ہین ۔ اسیطرح مخلوق اپنے کھیل کود اور دنیوی مشغلوں کو اچھا جانتی ہے مگر فی الواقع اسکی تمام باتین لغو اور محض بیکار ہین براق رسول علیہ السلام کی وہ سواری ہے جسپر آپ شب معراج مین سوار ہوئے تھے اور دُلدل آپکے خچر کا نام ہے اور بعض نے حضرت علیؓ کے گھوڑے کا نام دُلدل کہا ہے ۔

حاملند و خود ز جہل افراشتہ — راکب و محمول رہ پنداشتہ

ترجمہ: سبکے سب حامل ہین لیکن یہ بچیان — راکب و محمول کرتے ہین گمان

شرح یہ شعر مطبوعہ نسخون مین گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار کے بعد ہے جو عنقریب آنیوالا ہے مگر قلمی نسخہ مین یہان تھا جہان ہمنے درج کیا ہے اور باعتبار ربط ابیات اسکا یہین ہونا مناسب ہے مطلب یہ کہ تمام مخلوق حامل یعنے بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اپنی نادانی کے باعث اپنے آپ کو بلند مرتبہ یعنے محمول اور سوار براق یا دُلدل جانتی ہے اور راکب راہ حقیقت گمان کرتی ہے مگر فی الواقع محمول نہین بلکہ حامل ہے جنانچہ

اللہ تعالے فرماتا ہے ہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم یعنے لوگ اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوے ہین غرضکہ مخلوق لڑکون کی مانند ہے جو لکڑی کو گھوڑا خیال کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ گھوڑا ہمین اُٹھائے اُٹھائے پھر رہا ہے حالانکہ وہ خود گھوڑے کو اُٹھائے پھرا کرتے ہین اسیطرح مخلوق اپنے نزدیک اپنے اعمال کو اچھا سمجھتی ہے مگر فی الواقع انکی سب باتین بیکار اور محض لغو ہین لفظ خود فعل افراشتہ کا مفعول ہے۔ اور لفظ را۔ علامت مفعول محذوف ہے یعنے مخلوق بوجھ لیے ہوے ہے اور اپنے آپ کو سوار جانتی ہے۔

	باش تا روزے کہ محمولان حق	اسپ تازان بگزرند از نہ طبق
ترجمہ	صبر کر چندے کہ محمولان حق	طے کرین اک دم کے دم مین نو طبق

شرح یعنے مخلوق جو اپنے آپ کو بُراق یا دُلدل سوار سمجھتی ہے یہ بالکل غلط گمان اور جھوٹا دعوے ہے امتحان جھوٹے دعوے کی حالت معلوم کرنے کے لیئے چند روز صبر کر ایکدن محمولان حق اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر نہ فلک سے گزر جائینگے۔ اُسدن معلوم ہو جائیگا کہ یہ مدعی براق پر سوار تھے یا دُلدل پر روز قیامت کا دن محمولان حق سے جنتی اور اسپ سے اُنکے اعمال حسنہ مراد ہین جو سواریون کی صورت مین متشکل ہوکر اُنکو پلصراط سے گزار دینگے۔ چنانچہ حدیث مین ہے سَمِّنُوا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا فِي الْآخِرَةِ مَطَايَاكُمْ یعنے اے لوگو فربہ قربانیان کیاکرو کیونکہ وہ آخرت مین تمہاری سواریان ہو جائینگی نیز ممکن ہے کہ محمولان حق سے عارفان کامل مراد ہین اور اُنکے اعمال بمنزلہ مرکب ہین جنپر روح سوار ہوکر آسمانون اور لوح وقلم تک عروج کر جاتی ہے اسکا نام معراج عارفین ہے خلاصہ یہ کہ اس شعر مین یا تو عالم صلحا کی طرف اشارہ ہے جو محشر مین محمول وبلند مرتبہ ہونگے یا عارفان خاص مراد ہین جنکو دنیا ہی مین عروج ہو جاتا ہے اِس معراج عارفین کی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	تعرج الروح الیہ والملک	من عروج الروح یہتز الفلک
ترجمہ	اُسکی جانب جاتی ہے روح وملک	روح وہ ہے جس سے ہلتا ہے فلک

شرح ملک کا عطف روح پر عطف تفسیری ہے یعنے اولیاء اللہ کی روح جو روح ملکی ہے اللہ تعالے کی طرف عروج پاتی ہے اور چونکہ اُنکی روح نہایت مکرم وپرسطوت وجلیل القدر اور ہیبت الٰہی کو اپنے ساتھ لیے ہوے ہوتی ہے اسلیئے اُسکے عروج سے فلک ہلجاتا ہے عرش کانپ اُٹھتا ہے اگر روح کا عروج دنیا ہی مین مان لیا جائے تو اس سے اولیاء اللہ کی روح مراد ہے اور اگر یہ کیفیت بعد موت ہوتی ہے تو عام مومنین وصالحین کی روح مقصود ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم سے آخر الآیۃ۔

	ہمچو طفلان جملہ تان دامن سوار	گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
ترجمہ	بچے ہو تم اپنے دامن پہ سوار	اور ہے دامن کا گوشہ اسپ وار

شرح یعنے اے غافلو تم سب لڑکون کی مانند ہو جو اپنے دامن کا گوشہ پکڑ کے اُسپر سوار ہو جاتے ہین اور اُس کو گھوڑا سمجھ لیتے ہین حالانکہ بچون کا یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ اسیطرح تم اپنے گمان مین اپنے افعال کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سراسر بُرے ہین جسطرح دامن فی الواقع گھوڑا نہیں ہوتا اسیطرح بد اعمال نیک نہین ہوتے۔

	از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید	مرکب ظن بر فلک ہا کے دوید
ترجمہ	سامنے حق کے گمان کیا آئے گا	مرکب ظن کب فلک پر جائے گا

شرح یعنے اے لوگو تم اپنے گمان کو بمنزلہ یقین سمجھکر اپنے افعال کو اچھا جانتے ہو حالانکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرمارہا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے گمان حق ویقین سے بے نیاز نہین کر سکتا بلکہ حق کی حاجت ضرور ہوتی ہے اور گمان اکثر بیکار ہو جاتا ہے اسلئے تمہارا ظنی مرکب (گمان کا گھوڑا) بام فلک پر نہین دوڑ سکتا یعنے تمہین مرتبہ معراج عارفین تک نہین پہنچا سکتا اسلئے اعمال صالحہ کا حقیقی مرکب خریدنا چاہیئے۔

	اَغْلَبُ الظَّنَّیْنِ فِیْ تَرْجِیْحٍ ذَا	لَا تُمَارِی الشَّمْسَ فِیْ تَوْضِیْحِهَا
ترجمہ	اغلب الظنین کو ترجیح ہے +	کب مقابل مہر حق کے ہے یہ شے

شرح ممارات لغت مین بمعنے مجادلہ وجنگ وبرابری ہے اور ذا کا فعل با فاعل محذوف ہے یعنے خذا ہذا بمعنے بگیر وحاصل کن این را مطلب یہ کہ حق ترجیح مین اغلب الظنین (دو گمانون مین سے غالب تر گمان) کو پکڑ لے اور اُسپر عمل کر لیکن اُس اغلب الظنین کو درباب توضیح شمس یقین کے مقابل نکر کیونکہ غلبۂ ظن یقین کے آگے کچھ کام نہین دیتا۔ تیرا دامن پر سوار ہو کر اسکو گھوڑا سمجھنا اور اولیاء کا اعمال حسنہ کی براق پر سوار ہو کر آسمانون گزر جانا یقینی ہے یہ اُسکے برابر نہین ہو سکتا۔ بعض نسخون مین لا یماری بصیغہ غائب ہے۔ اسوقت دوسرا مصرع اغلب الظنین کے خبر ہے۔ یعنے اغلب الظنین یعنی اغلب الظنین آفتاب یقین کا مقابلہ نہین کر سکتا۔

	آفتاب حق چو گردد مستوی	در قیامت بر رشید و بر غوی
ترجمہ	روز محشر آفتاب حق کا نور	ہر کسیکو خود دکہائے گا ظہور
	آنگہے بینید مرکبہائے خویش	مرکبے سازیدہ اید از پائے خویش
ترجمہ	مرکب اپنے آپ دیکہوگے تمام	ہین تمہارے پاؤن کے گہوڑے تمام

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور رشید ظاہر تا ہی باطل کا مقابل ہے یعنے اے غافلو قیامت کے دن جبکہ آفتاب حق وراستی ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ پر غالب آجائیگا۔ یعنے حق آفتاب کی طرح سب پر روشن ہو جائے گا اسوقت تم اپنے گھوڑون کو دیکہہ لوگے اور یہ معلوم ہو جائیگا کہ تمنے اپنے پانو کو گھوڑا گمان کر لیا تہا حالانکہ یہ گمان بالکل غلط تہا۔ کیونکہ قیامت کے دن گمان وشک کچہ کام نہ دیگا اور ہر شخص کو اپنی واقعی حقیقت نظر آجائیگی۔

	وہم و حس و فکر و ادراکات ما	ہمچو نے دان مرکب کودک ہلا
ترجمہ	وہم و حس و فکر کی ہے یہ مثال	نے کو لڑکا اسپ کرتا ہے خیال

شرح یعنے ای مخاطب خبردار ہم جیسے غافلون کی حس و فکر اور معلومات اُس لکڑی کی مانند ہین جسکو لڑکے نے اپنا گھوڑا خیال کر رکھا ہے مطلب یہ کہ ہم گمان کو بمرتبۂ یقین سمجھتے ہین حالانکہ یہ ہماری سخت غلطی ہے ہلا عربی مین حرف تنبیہ ہے بمعنے خبردار غرضیکہ وہم و فکر و حواس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

	علمہائے اہل دل حمال شان	علمہائے اہل تن احمال شان
ترجمہ	اہل دل کا علم اک رہوار ہے	اہل تن کا علم اُنپر بار ہے

شرح یعنے اہل دل اور اولیاء اللہ کا علم چونکہ الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے اسلئے اُنکی سواری بنا ہوا ہے اُنہین اُٹھائے اُٹھائے پھرتا ہے حتے کہ عالم ملکوت تک لے اُڑتا ہے اور اہل ظاہر کا علم چونکہ رسمی اور دنیوی ہے اسلئے بوجھ کی طرح اُنپر لدا ہوا ہے یہی باعث ہے کہ وہ بوجھل ہوکر عالم معنی کی طرف عروج نہین کرسکتے حمال بمعنے اُٹھانیوالا ہے اور احمال جمع حمل ہے بمعنے بارگران۔

	علم چون بر دل زند یارے شود	علم چون بر تن زند بارے شود
ترجمہ	اہل دل کا علم اونکا یار ہے	اہل تن کا علم اونکا بار ہے

شرح یعنے جو علم دلپر اثر کرتا ہے اور عالم اُسپر عمل کرنے لگتا ہے وہ علم یار و مددگار بنجاتا ہے۔ یہانتک کہ نجات دلوا دیتا ہے چنانچہ عیسائی بادشاہ نجاشی اور اُسکے ارکان دولت رسول مقبول یا حضرت جعفر طیار سے علم سیکھکر یعنے قرآن مجید کی آیتین سُنکر ایمان لے آئے تھے آیت واذا سمعوا ما اُنزل الی الرسول الی آخرہا اُنہین کی شان مین ہے۔ یعنے جب اُنہون نے وہ آیتین سُنین جو رسول پر اُتری ہین تو اُنکی آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ اور جو علم بدن پر اثر کرتا ہے یعنے فقط زبان سے پڑھا جاتا ہے اور محض آسایش جسم اور حصول جاہ یا نوکری چاکری کے لیئے پڑھا جاتا ہے اور جس علم پر عمل نہین کیا جاتا ایسا علم بوجھ یعنے سراسر بارگناہ ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسے علم کو گدہے کا بوجھ فرمایا ہے۔

	گفت ایزد یحمل اسفارہٗ	بار باشد علم کان نبود زہو
ترجمہ	یحمل اسفارہ ہے قول آلہ	اہل تن کا علم ہے بار گناہ

شرح ہو سے مراد ذات حق ہے یعنے ایسا علم جو خدا کی طرف سے نہین ہے وہ بار گناہ ہے اسیلئے اللہ تعالےٰ نے یہود کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ الی آخر الآیہ۔ یعنے اُن لوگون کی مثال جنہین توریت پر عمل کرنے کی تکلیف دیگئی مگر اُنہون نے عمل نہ کیا اُس گدہے کی سی ہے جو کتابین اُٹھائے ہوئے ہے

مگر اُنکے معانی و مطالب سے واقف نہیں ہے۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو آسایش جسم اور حصول جاہ کے لیئے علم پڑھتے ہیں۔ انکا حال اس مصرعہ کا مصداق ہے ع لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

علم کان نبود ز ہو بے واسطہ	آن نپاید ہمچو رنگ ماشطہ
ترجمہ علم باطن گر نہو بے واسطہ	کب رہیگا مثل رنگ ماشطہ

شرح ماشطہ اُس عورت کو کہتے ہیں جو دُلہن کی کنگھی پٹی کیا کرتی ہے اور رنگ ماشطہ اُبٹنے کا وہ عارضی رنگ ہے جو اس ماشطہ عورت کے دہونے مانجھنے اور اُبٹنا وغیرہ ملنے سے دُلہن کے چہرہ پر آجاتا ہے اور چند روز میں اُڑ جاتا ہے اور بیواسطہ بمعنے بلا کشف و الہام ہے مطلب یہ کہ جو علم خدا کی طرف سے نہو بلکہ دنیوی ہو اور جو علم کہ بلا کشف و الہام نہو یعنے لدنّی نہو وہ پائدار نہیں ہوتا اور اسطرح اُڑ جاتا ہے جسطرح دولہن کے چہرہ کا رنگ جو ماشطہ کی محنت سے چڑھ گیا تہا۔ رنگ ماشطہ کی اضافت سببی ہے خلاصہ یہ کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ بار گناہ اُٹھائے ہوئے ہے اور جو عمل تو کرتا ہے۔ لیکن اُسکا علم فانی اور لدنّی و نہیں ہے بلکہ کسبی یا تحصیلی ہے تو یہ علم ناپائدار ہے جو صرف اسکی زندگی تک رہیگا بعدہٗ اُسکا فیضان باطنی سالکان طریقت تک نہ پہنچیگا۔ بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو علم بلا وسیلۂ غیر یعنے الہامی ہوگا وہ ضرور پائدار ہوگا

لیک چون این بار را نیکو کشی	بار برگیرند و بخشندت خوشی
ترجمہ جب خوشی سے تو اُٹھائیگا یہ بار	تو خوشی بخشے گا تجھکو کردگار

شرح یعنے گو علم ظاہری جس سے دنیا کا مقصود ہو بار گناہ ہے مگر اس بار عظیم کو اگر تو اچھی طرح کھینچیگا یعنے حسب مقتضائے علم عمل کرنے لگیگا تو یہ بار گراں تیرے کندہے سے اُٹھا لیا جائیگا اور انجام کار تجھے خوشی حاصل ہوگی یعنے نجات ملجائیگی کیونکہ ظاہری علم حدیث و قرآن پر عمل کرنے والے بھی ناجی ہیں۔

این مکش بہر ہوا این بار علم	تا ببینی در درون انبار علم
ترجمہ مت اُٹھا بہر طمع یہ بار علم	تا ملے دلمین تجھے انبار علم

شرح یعنے حصول خواہشات دنیوی اور حرص و ہوا کے لیئے علم کا بوجھ نہ کھینچ بلکہ عمل کرنے اور خدا سے ڈرنے کی نیت سے علم حاصل کرتا کہ تیرا دل مخزن انبار علم الہامی بنجائے۔

تا کہ بر رہوار علم آئی سوار	بعد از ان افتد ترا از دوش بار
ترجمہ راہوار علم پر تا ہو سوار	اور کندہے سے ترے گر جائے بار

شرح یعنے جب تو علم پر عمل کرکے باعث مخزن علوم الہامی بنجائے گا تو تیرا علم سواری بنکر تجھے عالم ملکوت کی طرف لے اُڑیگا اور تیرے کندہے کا بوجھ گر پڑیگا یعنے اسوقت علم باعث گناہ نہ رہیگا۔

	از ہوا ہا کے رہی بے جام ہو		اے زہو قانع شدہ با نام ہو	
ترجمہ	حرص سے تو کب چھٹا بے جام حق		حق سے کیون قانع ہے لیکر نام حق	

شرح یعنے اینجا طلب جب تک تو محبت ذات الٰہی کا جام نہ پیئے گا دنیوی خواہشون سے ہرگز نجات نہین پاسکتا مگر تو تو فقط ہو کے نام پر قانع ہے اور ذاتِ ہو سے تعلق ہی نہین رکھتا۔ حالانکہ محض اسم ہو پر قناعت کرنا مناسب نہین بلکہ اسم کو معلوم کر کے مسمے کے مشاہدہ کی کوشش کرنی چاہیئے یعنے بلا محبت ذات الٰہی فقط زبان سے اللہ اللہ کہنا زیادہ مفید نہین ہے۔ بلکہ مفید یہ ہے کہ زبانی اللہ اللہ کے ساتھ دلمین بھی عشق الٰہی جاگزین ہو جائے

	از صفت وز نام چہ زاید خیال		وان خیالش ہست دلّال وصال	
ترجمہ	نام سے گو دلمین آتا ہے خیال		اور وہ ہے بے شبہ دلّال وصال	

شرح یعنے کسی شخص کی صفت بیان کرنے یا اُسکا نام لینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ نکلتا ہے کہ دل مین اُسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خیال اُسکے وصال یعنے ملاقات کا رہبر بنجاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات کا ذکر دلّال وصال ہے یعنے اللہ اللہ کرنے سے خیال ذات پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اللہ تعالےٰ کو کریم و رحیم و رزاق وغیرہ جاننے لگا تو ضرور اُسے ان صفات کے سبب مشاہدہ ذات کا شوق پیدا ہو جائے گا لیکن باینہمہ اگر موصوف یا مسمے کا خیال ہی خیال رہے اور مرتبۂ وصال نصیب نہ ہو تو یہ خیال بیکار ہے خیالش مین ضمیر شین لفظ ہو یعنے ذاتِ الٰہی کی طرف راجع ہے۔

	دیدۂ دلّال بے مدلول ہیچ		تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ	
ترجمہ	ہے مگر دلّال بے مدلول کب		گر نہو جادہ تو پھر ہون غول کب	

شرح پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے اینجا طلب تونے کبھی دلّال بے مدلول دیکھا ہے کبھی نہین دیکھا یعنے ایسا ہرگز نہین ہوسکتا کہ کہین دلّال (رہبر) تو موجود ہو اور مدلول یعنے طریقۂ مطلوب خاص موجود نہو کیونکہ دال اور مدلول مین تلازم ہے اور اس تلازم کی مثال یہ ہے کہ جب تک راستہ نہو کا غول بیابانی ہرگز نپایا جائیگا۔ کیونکہ غول بیابان ہی مین ہوتا ہے۔ بس تو خیال ذات الٰہی جو وظیفۂ اسماء و صفات سے حاصل ہوتا ہے دلّال وصال ہے اور وصال و مشاہدہ مدلول ہے اگر اللہ اللہ کرنے سے مشاہدہ حاصل نہوا تو یہ دلّال بلا مدلول کسیکام کا نہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ بلا کوشش حصول مشاہدۂ ذات صرف زبان سے اللہ اللہ کہنا باعث قرب نہین ہوسکتا۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ دلّال بے مدلول ہرگز نہین ہوسکتا اسلیئے ضرور خیال ذات دلّال وصال ہوکر مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اگر خیال طریق وصول الی اللہ کا رہبر نہوتا تو غول بیابانی (نفس و شیطان) راہزنی نہ کرتے حالانکہ یہ رہزنی کرتے ہین کیونکہ خیال ذات کو دل مین قائم نہین رہنے دیتے اس سے

معلوم ہوا کہ خیال دلال وصال ہے لیکن مدلول تیر کو چھوڑ کر صرف دلال پر قناعت کرنا غیر مناسب ہے

	ہیچ نامے بے حقیقت دیدہ	یا ز کاف و لام گل گل چیدہ	
ترجمہ	نام کب ہے بے حقیقت اے جہول	کاف و لام گل نہین دیتا ہے پھول	

شرح نام بمعنے اسم اور حقیقت بمعنے مسمّے ہے۔ یعنے اے مخاطب تو نے کوئی اسم بلا مسمّے کہین دیکھا ہے؟ ہرگز نہین دیکھا۔ بلکہ ہر اسم کا مسمّے ضرور ہوتا ہے مثلاً اسم زید کسی شخص پر اسیوقت صادق آئیگا۔ جبکہ زید نام کوئی شخص ہو۔ ورنہ اسم بلا مسمّے محض بیکار ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی بیوقوف لفظ کاف و لام گل یعنے اسم گل سے پھول چننا چاہے تو ہرگز نہین چن سکتا بلکہ حقیقت یعنے گل کے مسمّے سے پھول حاصل ہو سکتے ہین مطلب یہ کہ اسمائے الٰہی سے مسمّے کو ڈھونڈنا چاہیئے ورنہ ہزار دا دن کی تسبیح لیکر صرف اللہ اللہ پڑھا کرنے سے قرب ذات حاصل نہین ہوسکتا۔ جیسا کہ لفظ گل سے پھول کی خوشبو حاصل نہین ہوسکتی۔

	اسم خواندی رو مسمّے را بجو	مہ ببالا دان نہ اندر آب جو	
ترجمہ	اسم سے ڈھونڈو مسمّے بالیقین	ہے فلک پر چاند پانی مین نہین	

شرح یعنے جب تو خدا کا نام زبان سے لیتا ہے تو مسمّے کی ہی تلاش کر۔ فقط نام لینے سے مقصود حاصل نہین ہوسکتا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کے پانی مین چاند کے عکس کا نام چاند رکھدیا جائے اس نام رکھدینے سے چاند کا عکس واقعی چاند نہین ہوسکتا۔ بلکہ چاند تو آسمان پر ہے آبجو مین نہین ہے کیونکہ اسم شئے عین مسمّے نہین ہوا کرتا۔ مثلاً اگر ہم زید کا نام (یعنے ز ی د ملاکر) کسی کاغذ پر لکھین اور اس کاغذ کے وسط مین ایک کیل ٹھوکدین تو ذات زید یعنے مسمّے کو ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہوگی اس سے ظاہر ہے کہ اسم عین مسمّے نہین ہوا کرتا اگر ایسا ہوتا تو وہ کیل جو اسم زید مین گاڑی گئی تہی ذات زید کے جسم مین گڑ جاتی۔ بس تو جبکہ اسم اور مسمّے مین جدائی ٹھہری تو محض اسمائے الٰہی کے ورد سے مسمّے حاصل نہین ہوسکتا اسلئے حصول مسمّے کے متعلق کوشش کرنی چاہیے۔

	گر ز نام و حرف خواہی بگذری	پاک کن خود را ز خود ہین یکسری	
ترجمہ	نام سے گر چاہتا ہے در گزر	خود کو تو اپنی خودی سے پاک کر	

شرح یعنے اگر تو ظاہری نام و حرف سے گزر کر واصل ذات ہونا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ کو دور کردے اسصورت مین تو بیشک آئینہ ذات الٰہی اور واصل حق ہوجائیگا۔

	ہمچو آہن ز آہنی بے رنگ شو	در ریاضت آئینہ بے زنگ شو	
ترجمہ	اور سیاہی چھوڑ دے اے نیکخو	بن ریاضت کے سبب آئینہ تو	

شرح یعنے آہن کی طرح اپنی آہنی (کدورت۔ سیاہی) کو چھوڑ کر بے رنگ ہوجا یعنے اپنا رنگ چھوڑ دے

جسطرح لوہا آگ مین پڑکر اپنا رنگ چھوڑ دیتا ہے اور آتشی رنگ قبول کر لیتا ہے اسیطرح تو عشق الٰہی کی آگ مین پڑکر باطنی صفائی حاصل کرلے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے صاف وشفاف آئینہ کے مانند بنجا تاکہ تجلی ذات منعکس ہونے لگے اور تیرا باطن آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور زنگ سے پاک ہوجائے۔

	خویش را صافی کن از اوصاف خود	تا بہ بینی ذات پاک وصاف خود
ترجمہ	صاف کر دلکو بُرے اوصاف سے	دیکھ جلوہ اپنی طبع صاف سے

شرح یعنے ایمخاطب اپنے آپ کو اوصاف رذیلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلے اسوقت تو اپنے ذات کو پاک وصاف اور مظہر ذات الٰہی و انوار نامتناہی دیکھیگا۔ اور تجھے معلوم ہوجائیگا کہ تیری ذات دراصل پاک وصاف ہے

	بینی اندر دل علوم انبیا	بے کتاب و بے معید و اوستا
ترجمہ	انبیا کے علم تا کھل جائیں سب	بے کتاب و اوستاد و بے طلب

شرح معید عربی لفظ ہے یعنے معلم جو یاد کرانے کے لیئے بار بار لڑکون پر سبق کا اعادہ کیا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تو اپنی ذات کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کریگا تو بلا ذریعۂ کتاب و معلم و اوستاد اپنے دل مین علوم انبیا یعنے الہامی باتون کی روشنی دیکھیگا۔ اور بطور کشف تجھے بہت سی باتیں بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوجائینگی۔

	گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم	کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم
ترجمہ	قول پیغمبر ہے اُمت ہیں میری	میرے ہم گوہر ہیں میرے اُمتی +

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین بعض لوگ میرے ہم گوہر (یعنے اُمّی ہونے مین میرے ہم اصل) اور میرے شریک ہمت یعنے ریاضت اور مجاہدہ مین میرے ہم ارادہ ہونگے حضرت ابوذر سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اپنے اُن بھائیون کا مشتاق ہون جو میرے بعد آئینگے اور اُنکی شان انبیا کی شان سے ملتی جلتی ہوگی۔ اور وہ شہیدونکا مرتبہ رکھتے ہونگے اللہ تعالےٰ ہر روز ستر مرتبہ اُنکو نظر رحمت سے دیکھیگا۔ اے ابوذر مین اُنکا مشتاق ہون۔ چنانچہ حضرت حبیب عجمی رضہ محض اُمّی اور زمانہ رسالت کے بعد پیدا ہوئی مگر مجاہدہ و ریاضت اور عنایت الٰہی کے باعث قدوۃ الواصلین ہوگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مجاہدہ بلا وسیلۂ تعلیم و تعلم طالب کو صاحب کشف بنا دیتا ہے۔

	مر مرا زان نور بیند جانشان	کہ من ایشان را ہمے بینم عیان
ترجمہ	دیکھتے ہیں نور باطن سے مجھے	دیکھتا ہون اُنکو میں جس نور سے

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین کہ میرے اُن نیک اُمتیون کی روحین جو میرے بعد آئینگی مجکو اُس نور سے دیکھ رہی ہین جس نور سے مین اُنھین اسوقت دیکھ رہا ہون۔ مطلب یہ کہ میری اُمت کے بعض

لوگ گو ہنوز پیدا نہین ہوے مگر وہ الہی سے زمرۂ اولیاء اللہ مین شامل ہین اور مجکو اسطرح دیکھ رہے ہین گویا میری مصاحبت مین حاضر ہین۔ اور جسطرح وہ مجھے دیکھ رہے ہین اسیطرح مین انکو اپنا جمال مبارک دکھا رہا ہون۔ کیونکہ انکو جو باطنی یا روحانی نور عطا کیا گیا ہے وہ میری ہی ذات کا نور ہے۔ اسلیئے ہمین انمین جدائی نہین رہی۔ بعض نسخون مین عیان کی جگہ بدان بمعنے بآن ہے

بے صحیحین و احادیث و روات	بلکه اندر مشرب آب حیات
ترجمہ بے صحیحین و احادیث و روات	پائیگا تو چشمۂ آبحیات

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور یعنی اندر دل علوم انبیاکے متعلق ہے یعنے ایطالب اگر تو اوصاف بشری سے پاک ہو جائیگا۔ تو علوم انبیا بلا وسیلۂ استاد اور بلا مدد صحیح بخاری و صحیح مسلم و احادیث و روات حاصل کریگا یعنے تیرا علم لدنی ہو جائیگا۔ بلکہ تو اپنے دلمین چشمۂ آبحیات پائیگا۔ یعنے قلب کو مظہر ذات الہی دیکھیگا۔ اند کے بعد لفظ دل حسب قرینہ محذوف ہے۔

سر امسینا لکردیا بدان	راز اصبحنا عرابیا بخوان
ترجمہ سر امسینا لکردیا سمجھ	راز اصبحنا عرابیا سمجھ

شرح یعنے ایطالب سید ابو الوفا کے اس مقولہ کو کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی بنگیا غور سے سمجھ۔ اس راز کے سمجھنے سے صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ اولیاء اللہ کو بلا وسیلۂ کتاب و استاد علم الہامی حاصل ہوتا ہے **فائدہ** سید ابو الوفا کردی کا حال ہم دیباچۂ شرح مثنوی مین ہی لکھ چکے ہین یہ بزرگ بکریان چرایا کرتے تھے اتفاقاً انہین کہین سے ایک کاغذ کا ٹکڑہ ملا جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تہا چونکہ یہ بالکل ان پڑہ اور عربی زبان سے ناواقف تھے اسلیئے ایک اور شخص سے پوچہا کہ اس کاغذ پر کیا لکہا ہے اسنے بتادیا کہ بسم اللہ لکہی ہے حضرت ابو الوفا نے اس کاغذ کو مٹی وغیرہ سے پاک صاف کرکے ایک بلند جگہ تعظیم کے طور پر رکہدیا۔ اور اسکے آگے صبح تک باادب تمام کہڑے رہے۔ صبح کے وقت جذبۂ الہی نے اپنی طرف کہیچ لیا اور انکو زبان عربی کا الہام ہوگیا نیز اسکے علاوہ اور بہت سے علوم منکشف ہوگئے۔ بعد صبح یہ منبر پر چڑہے اور یہ فرمایا کہ الحمد للہ امسینا کردیا و اصبحنا عربیا یعنے خدا کا شکر ہے کہ مین رات کو کردی تہا۔ اور صبح کو اعرابی ہوگیا۔ مولانا کا اس شعر سے یہ مطلب ہے کہ جب تصفیۂ قلب اور جذب الہی حاصل ہو جاتا ہے تو طالب کا قلب مظہر اسرار و علوم الہامی بنجاتا ہے جسکو کتاب یا استاد کے واسطہ کی ضرورت نہین رہتی بعض نسخون مین امسیت اور اصبحت ہے مگر مطلب ایک ہے امسیت اور اصبحت صیغۂ واحد متکلم ہے اور امسینا و اصبحنا صیغۂ جمع متکلم مع الغیر ہے۔

سر اسپنا و اصبحنا ترا — میبرساند جانب راہ خدا

ترجمہ: سر اصبنا و اصبحنا تجھے — تا خدا لیجائیگا یہ دیکھ لے

شرح یعنے سید ابو الوفا کے اس قول سے کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی ہنگیا اسکا مطلب تجہے معلوم ہوگیا ہے کہ تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی واصل ذات کردیتا ہے اور اہل اللہ کو علم لدنی حاصل کرنے مین وسیلہ کتاب و اُستاد کی ضرورت نہین رہتی بلکہ اللہ تعالےٰ اُنکو از روے الہام سب طرح کا علم عنایت کردیتا ہے۔

ور مثالے خواہی از علم نہان — قصہ گو از رومیان وچینیان

ترجمہ: چاہیئے علم نہان کی گر مثال — رومیون اور چینیونکا سُن یہ حال

شرح علم نہان بمعنے سرّ علم باطن ہے یعنے اگر تجہے اس بات کی کوئی مثال چاہیئے کہ تصفیہ قلب اور ریاضت سے حصولِ علم باطن ہو جاتا ہے جسکے آگے علم ظاہر مغلوب ہے تو روم اور چین کے نقاشون کا ایک قصہ سن لے جس سے علم ظاہر و باطن کا فرق معلوم ہو جائیگا۔ اور باطنی حصہ ملجائیگا۔

قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی و صورتگری

ترجمہ: صنعت نقاشی اور تصویر کشی مین رومیون اور چینیون کے مقابلہ کرنے کا قصہ

شرح رومیون اور چینیون نے بادشاہ وقت کے روبرو اپنے فنِ نقاشی اور صورت کشی کا دعوے کیا تہا بادشاہ نے انکا امتحان لیا آخر کار چینی رومیون سے ہار گئے اس قصہ کا باطنی نتیجہ یہ ہے کہ نقش علم ظاہری مغلوب علم باطنی ہے۔ کیونکہ علم باطنی علم الٰہی ہوتا ہے جو تمام علوم پر غالب ہے۔

چینیان گفتند ما نقاش تر — رومیان گفتند ما را کر و فر

ترجمہ: چینی کہتے تہے کہ ہم نقاش ہین — رومی کہتے تہے ہم اسمین فاش ہین

شرح یعنے چینی کہتے تہے ہم بڑے نقاش ہین اور رومی کہتے تہے کہ ہمین اس فن مین بڑی کر و فر حاصل ہے

گفت سلطان امتحان خواہم درین — کز شما ہا کیست در دعوے گزین

ترجمہ: شاہ یہ بولا کرونگا امتحان — تا عیان ہو صدق دعوئ نہان

شرح یعنے بادشاہ وقت نے یہ کہا کہ ہم امتحان لیکر یہ دیکہنا چاہتے ہین کہ دونو گروہون مین سے اپنے دعوے مین اُستاد پسندیدہ کون ہے بعض نسخون مین گزین کی جگہ مبین ہے بمعنے اظہار کنندۂ صدق دعوے

چینیان گفتند خدمتہا کنیم — رومیان گفتند بر حکمت تنیم

ترجمہ: چینی بولے ہم کرینگے خدمتین — رومی بولے دیکہیئے گا صنعتین

شرح یعنے چینیون نے کہا کہ ہم خدمت نقاشی بجا لائینگے اور رومی بولے کہ ہم اپنی حکمت پرستے رہینگے

قصہ مری کردن رومیان و چینیان

اہل چین و روم در بحث آمدند — رومیان در علم واقف تر بدند

ترجمہ: اہل چین و روم مین بحث ہوئی — رومیونکو علم سے تہی آگہی

شرح: یعنی چینی اور رومی نقاشی مین بحث کرنے لگے مگر رومی اپنے فن نقاشی مین چینیون سے زیادہ ماہر تہے

چینیان گفتند یک خانہ بما — خاص بسپارید و یک آن شما

ترجمہ: چینیون نے یہ کہا اک گہر ہمین — اور اک ملجائے انہیں سے تمہیں

شرح: یعنے چینیون نے رومیون سے یہ کہا کہ نقش ونگار بنانے کے لیئے ایک مکان ہمین دیدو اور ایک تم لیلو تاکہ امتحان کے دن تک ایک دوسرے پر یہ ظاہر نہو کہ رومی اپنے مکان مین کیا کر رہے ہین اور چینی کیا بنا رہے ہین

بود دو خانہ مقابل در بدر — زان یکے چینی ستد رومی دگر

ترجمہ: در بدر تہا دو گہر و نکا سامنا — ایک چینی ایک رومی نے لیا

شرح: یعنے بادشاہ کے دیئے ہوئے دو مکان ایسے آمنے سامنے کے تہے کہ اُنمین سے ہر ایک کا ایک دروازہ ایکدوسرے کے مقابل تہا اُنمین سے ایک مکان چینیون نے لے لیا۔ اور ایک رومیون نے۔

چینیان صد رنگ از شہ خواستند — پس خزانہ باز کرد آن ارجمند

ترجمہ: اہل چین نے رنگ مانگے شاہ سے — دیر تہی وہان کیا خزانے کہلگئے

شرح: یعنے چینیون نے نقش ونگار کے لیئے بادشاہ سے صدہا قسم کے رنگ مانگے اور اُسنے خزانہ کہولدیا۔

ہر صباحے از خزینہ رنگہا — چینیان را راتبہ بود و عطا

ترجمہ: رنگ لیجاتے تہے چینی ہر سحر — دیتا تہا راتب شہ باعز و فر

شرح: یعنے چینیون کو ہر صبح کے وقت شاہی خزانہ سے رنگون کا راتب ملا کرتا تہا راتبہ بمعنے مقرر روزینہ

رومیان گفتند نہ نقش و نہ رنگ — در خور آید کار را جز دفع زنگ

ترجمہ: رومیونکا قول تہا بے نقش و رنگ — کام میں آئیگا بیشک دفع زنگ

شرح: یعنے رومیون نے باہم یہ کہا کہ بجز مکان کے صاف کرنے اور گہونٹنے اور در و دیوار وغیرہ کی کدورت دور کرنے کے کوئی نقش و رنگ ہمارے کام کے لائق نہین اور ہمین کسی قسم کے ظاہری نقش ونگار کی ضرورت نہین نکتہ اس سے ظاہر ہے کہ بلا تصفیہ باطنی علم ظاہری کا عکس یعنے اثر ہرگز دل پر نہین پڑتا۔

در فرو بستند و صیقل مے زدند — ہمچو گردون سادہ و صافی شدند

ترجمہ: گہر کو یون صیقل کیا ہو کر نہان — ہوگئے دیوار و در ایک آسمان

شرح: مے زدند کا فاعل رومی اور صافی شدند کا فاعل در و دیوار خانہ ہے یعنے رومیون نے دروازہ بند کرکے اُس

مکان کو ایسا گھوٹا کہ سب در و دیوار اور چھتین وغیرہ آسمان کی طرح صاف و شفاف ہو گئین

از دو صد رنگے بہ بے رنگے رہیست ‏ ‏ رنگ چون ابرست و بے رنگی مہیست

ترجمہ ‏ جانب بے رنگ ہے رنگون کو راہ ‏ ‏ رنگ ہے اک ابر ہے رنگی ہے ماہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ دو سو رنگون سے بے رنگ کی طرف رستہ جاتا ہے اور تمام رنگ بے رنگ پر دال ہین یعنے رنگ و نقوش موجودات ذات مطلق پر دلالت کرتے ہین یا یہ معنے ہین کہ اسمائے متقابلہ اور صفات متضادۂ الٰہی جو مختلف رنگ کے مانند ہین سب کے سب ذاتِ واحد پر دال ہین ان سب رنگون کی اصل بے رنگی ہے جسطرح کپڑے پر جب تک بے رنگ اور سادہ نہو کوئی رنگ نہین چڑھ سکتا۔ اسیطرح ذاتِ مطلق نہو تو رنگ ہستی موجودات کو قبول نہین کرتا اور رنگ ابر کی اور بے رنگی چاند کے مانند ہے جسطرح رنگ کپڑے کی اصل اور سفیدی کو چھپائے رکھتا ہے اسیطرح رنگ ہستی و نقوش موجودات نے ذات بے رنگ کو چھپا رکھا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا ابر کہ چاند کا پردہ بنجاتا ہے

ہرچہ اندر ابر ضو بینی و تاب ‏ ‏ آن ز اختروان و ماہ و آفتاب

ترجمہ ‏ ابر مین معلوم ہوتی ہے جو تاب ‏ ‏ ہے وہ عکس نجم و ماہ و آفتاب

شرح یعنے جسطرح ابر چاند سورج وغیرہ کا پردہ بنجاتا ہے اور ابر مین جو کچھ روشنی یا چمک معلوم ہوتی ہے وہ ابر کی ذاتی روشنی نہین ہوتی بلکہ اُسی آفتاب وغیرہ کی روشنی ہوا کرتی ہے۔ اسیطرح ماسوے اللہ کا وجود اور حسن و جمال عکس وجود جمال ذات الٰہی ہے اور دنیا مین یہ تمام روشنی اُسی آفتاب کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس علوم ظاہری بمنزلۂ رنگ ہین اور عارفین کے دل چاند کے مانند بے رنگ ہوتے ہین جسطرح سفید کپڑے پر ہر طرح کا رنگ چڑھ جاتا ہے اسیطرح عارفین کے دل ہر قسم اور ہر رنگ کے علم سے ماہر ہو جاتے ہین۔

چینیان چون از عمل فارغ شدند ‏ ‏ از پئے شادی دہلہا مے زدند

ترجمہ ‏ کام کرکے چین والے کل کے کل ‏ ‏ شادمانی سے بجاتے تھے ڈہل

شرح یعنی چین والے جب صنعتِ نقش و نگار سے فارغ ہو گئے تو مارے خوشی کے ڈہول بجانے لگے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا ‏ ‏ مے ربود آن عقل را و فہم را

ترجمہ ‏ نقش ایسے شاہ کو آئے نظر ‏ ‏ عقل کو بھی جنسے حیرت سر بسر

شرح یعنے امتحان کے دن بادشاہ آیا اور چینیون کے بنائے ہوے عقل و فہم کے کہو دینے والے نقش و نگار دیکھے

بعد ازان آمد بسوے رومیان ‏ ‏ پردہ را بالا کشیدند از میان

ترجمہ ‏ شاہ آیا پھر بسمتِ رومیان ‏ ‏ اُٹھگئے سب پردہا ئے درمیان

عکس آن تصویر و آن کردارہا ۔ زد برین صافی شدہ دیوارہا

ترجمہ عکس نقش اہل چین کا سربسر ۔ رومیون کی پڑگیا دیوار پر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بادشاہ وقت جب چینیون کی نقاشی دیکھکر رومیون کی طرف آیا تو رومیون نے وہ پردہ جو انکے اور چینیون کے مکان کے مابین حائل تہا اُٹہا لیا اسوقت چینیون کی تصویرون اور صنعتونکا عکس رومیون کے صاف شدہ مکان کی در و دیوار پر پڑا اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ عکس نہین بلکہ اصل نقش و نگار ہے۔ کردار یعنے صنعت و کاریگری ہے نکتہ اسیطرح اللہ تعالے جب اولیا کے دل سے پردہ غیریت اور حجاب واسطہ اُٹہا لیتا ہے تو اُنکے دل پر تمام علوم ظاہرہ کا عکس پڑجاتا ہے اور وہ بلا امداد اُستاد علم الہامی حاصل کرلیتے ہین۔ یعنے اُنکا علم ظاہری و باطنی لدنی ہوجاتا ہے۔

ہرچہ آنجا بود اینجا بہ نمود ۔ دیدہ را از دیدہ خانہ مے ربود

ترجمہ جو وہان تہا وہ یہان آیا نظر ۔ بلکہ بہتر جس سے خیرہ تہی بصر

شرح یعنے جو نقش و نگار چینیون کے مکان مین تہے بطور عکس رومیون کے مکان مین اُس سے بہتر دکہائی دیئے یہ تمام نقش و نگار ایسے باآب و تاب تہے کہ روشنی کو آنکھون سے چھینے لیئے جاتے تہے کیونکہ جو چیز زیادہ روشن اور باآب و تاب ہوتی ہے وہ بجلی کی طرح نگاہ کو خیرہ کردیتی ہے۔ اور بینائی کو اچک لیجاتی ہے دیدہ خانہ یعنے چشم خانہ ہے مطلب یہ کہ چینیون کی صنعت کا عکس رومیون کے مکان نہایت شفاف ہوکر نظر آیا

رومیان آن صوفیانند اے پسر ۔ بے ز تکرار و کتاب و بے ہنر

ترجمہ کون رومی ہین وہ صوفی سربسر ۔ ہین جو عالم بے کتاب و بے ہنر

شرح تکرار جار و مجرور متعلق فعل محذوف یعنے لفظ مشتغل کے متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ ایسے طالب صوفی و اولیاء اللہ رومیون کے مانند ہین کہ نہ کسی کتاب کے بار بار سبق لینے مین مشغول رہتے ہین اور نہ کوئی ہنر یعنے علم ظاہری کا پڑہتے ہین۔ بلکہ تصفیہ باطن کے سبب ظاہری وسائل سے بالکل بے پرواہ ہین اور انکا علم الہامی ہوتا ہے قصہ تمام ہوکر اس شعر سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے چینیون سے اہل دنیا اور رومیون سے اہل اللہ مراد ہین۔

لیک صیقل کردہ اند آن سینہا ۔ پاک از آز و حرص و بخل و کینہا

ترجمہ لیکن اُنکے سینے سب آئینے ہین ۔ بے ہوا و بخل ہین بے کینے ہین

شرح یعنے صوفی ظاہری وسیلون سے بے پرواہین بلکہ اُنہون نے اپنے باطن کو صیقل کرکے حرص و بخل و کینہ (صفات بشریہ و اخلاق ذمیمہ) سے پاک کرلیا ہے اسلیئے علوم باطنی دلمین منعکس ہوگئے ہین جنکے مقابلہ مین علوم ظاہری بالکل بے حقیقت ہین کیونکہ علوم باطنی الہامی ہوا کرتے ہین۔

آن صفائے آئینہ وصف دلست — صورت بے منتہا را قابلست

ترجمہ: ہے صفائی آئینہ کی وصف دل — صورتین جسمین ہین لاکہون منفعل

شرح یعنے رومیون سے مراد صوفی ہین اور انہون نے جو در و دیوار کو گہوٹ کر آئینہ کی طرح صاف کر لیا تہا اس صفائی سے وصف دل مراد ہے جب دلکو یہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بے انتہا صورتون اور بیحد علمونکا قبول کرنیوالا ہو جاتا ہے کیونکہ حقیقت قلبیہ مین بے انتہا صورتون کے قبول کرنیکا مادہ رکہا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دل مظہر الٰہی ہو جاتا ہے جسکے مقابلہ مین کون و مکان سب ہیچ ہین

صورت بے صورت بے حد و غیب — ز آئینہ دل تافت بر موسےٰ ز جیب

ترجمہ: حضرت موسے پہ شکل برق غیب — دل کے آئینے سے آئی سوئے جیب

شرح یعنے ایسی صورت (تجلی الٰہی) جو فی الواقع بیصورت اور غیر متشکل تہے اور ایسی صورت جو بیحد اور غیر موجود فی الخارج تہے اور وہ صورت صورت غیب تہی آئینہ دل کے لطافت کے باعث حضرت موسےٰ پر متجلی ہوی اور انکے گریبان مین ہاتہ ڈالنے سے ظاہر ہو گئی اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے اُدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ الے آخر یعنے اے موسےٰ اپنے گریبان مین ہاتہ ڈال وہ آفتاب کی طرح روشن ہو کر نکلیگا۔ چونکہ گریبان دل کے پاس ہوا کرتا ہے اسلیئے گریبان مین ہاتہ ڈالنے سے حضرت موسےٰ کے ہاتہ مین تجلی قلبیہ منعکس ہو گئی تہی غیب مضاف الیہ ہے اور بیصورت بیحد اُسکے صفت مطلب یہ کہ قلب کی صفائی سے تجلی ذات حاصل ہوتی ہے اور اُسکا اثر اعضا پر بہی پہنچتا ہے۔ یعنے دل کی صفائی تمام اعضا کو نورانی بنا دیتی ہے۔

گرچہ این صورت نگنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک

ترجمہ: اِسکی گنجایش نہین رکہتا فلک — اور نہ عرش و فرش و دریائے و سمک

شرح یعنے یہ اگرچہ یہ صورت (تجلی ذات) نہ آسمان مین سما سکتی ہے نہ عرش و فرش مین نہ دریا مین نہ ماہی مین لیکن آئینہ دلمین نمایاں ہو جاتی ہے چنانچہ یہ حدیث بار بار نقل ہو چکی ہے کہ مین اپنے بندہ کے دل مین رہتا ہون۔ تجلی کو صورت کہنا سمجہانے کے لیئے ہے۔ ورنہ تجلی الٰہی جسم و صورت ہونے سے پاک ہے۔

زانکہ محدودست و معدودست آن — آئینہ دل را نباشد حد بدان

ترجمہ: کیونکہ سب محدود ہین یہ بالیقین — اور دل کے آئینہ کی حد نہین

شرح یعنے عرش و فرش و دریا وغیرہ محدود و منتہی چیزین ہین اسلیئے انمین تجلی ذات نہین سما سکتی البتہ آئینہ دل نہایت وسیع اور بیحد صورتون کو قبول کر لیتا ہے۔ بس تو تجلی بہی غیر محدود ہے اور آئینہ دل بہی اسلیئے اِس آئینہ مین تجلی سما سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا مظروف اتنا ظرف ہو تو مظروف اُس ظرف مین سما سکتا ہے۔

عقل اینجا ساکت آمد یا مضل ۔ زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل

ترجمہ: عقل یان ساکت ہے یا گم یا خجل ۔ دل ہے اسکے ساتھ یا خود وہ ہے دل

شرح یعنے ان معنون مین کہ دل آئینہ ذات کسطرح ہو سکتا ہے ؟ عقل جزئی یا تو فرط ادب سے ساکت ہے اور اس سوال کا کچھ جواب نہین دیسکتی۔ یا جواب دیتی ہے تو ایسا جیسا کوئی مضل یعنے حیران اور گمراہ آدمی دیا کرتا ہے۔ کبھی یون کہتی ہے کہ دل اسکے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ دل کے ساتھ۔ کیونکہ یہان یا اوست کی بائے موحدہ بمعنے مصاحبت ہے اور مصاحبت دونو طرف سے ہوا کرتی ہے اور کبھی یون کہتی ہے کہ دل کوئی علحدہ چیز نہین ہے بلکہ قلب جسکو کہتے ہین وہ ذات مطلق ہی ہے لیکن اسصورت مین قلب سے مراد قلب صنوبری نہین ہے جو ہر شخص کے پہلو مین ہوتا ہے بلکہ وہ شے ہے جو اندرون عارف مین متجلی ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ عارفون کے دل مین سوائے ذات کے اور کوئی شے متجلی نہین ہے صوفیہ کا قول ہے لا نعلم ان خال حسنہ عکس قلبنا او قلبنا عکس خال حسنہ یعنے ہمین معلوم نہین کہ اسکے حسن کا خال ہمارے دل کا عکس ہے یا ہمارا دل اسکے خال حسن کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث یعنی قلب عبد المومن الخ مین اپنے مومن خاص بندہ کے دل مین سمایا ہوا ہوں اس مین جو ظرفیت و مظروفیت کی حالت ہے اسکے معنے عقل جزئی نہین جانتے بلکہ ذوق اس سے شناسی بجز ادا تا نجشی

عکس ہر نقشے نتابد تا ابد ۔ جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد

ترجمہ: عکس ایک اک چیز کا سن میری جان ۔ تا ابد دل ہی مین ہوتا ہے عیان

شرح یعنے تمام موجودات مین سے کسی نقش یعنے شئے کا عکس سوائے دل کے اور کسی عضو مین ظاہر نہین ہوتا البتہ دل ایسی چیز ہے کہ ہر نقش کا عکس اپنے اندر لے لیتا ہے پس تو جب اسمین عکس قبول کرنیکا مادہ موجود ہے تو وہ محل انعکاس انوار ذات بھی ہو سکتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ دل کے عکس کا کچھ اثر اعضا پر پہنچتا ہے جیسا کہ دست موسے دل ہی کے اثر سے روشن ہوا تھا۔ ہم با عدد و بیعدد عکس کے متعلق ہے یعنے عکس جو دل مین ظاہر ہوتا ہے وہ با عدد یعنے ممکنات متعدد ہ اور بے عدد یعنے ذات مطلق دونون سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ دل ممکن و واجب دونو چیزون کے عکس کو قبول کر لیتا ہے

تا ابد نو نو صور آید برو ۔ مے نماید بے حجابے اندرو

ترجمہ: صورتیں آتی ہیں دلمین بے حساب ۔ اور ظاہر ہوتی ہین سب بیحجاب

شرح یعنے ہمیشہ نئی نئی صورتین جو دل پر منعکس ہوتی ہین بلا کسی حجاب کے دلمین دکھائی دیتی ہین۔ یعنے انعکاس جلد زوال پذیر نہین ہوتا بعض نسخون مین تا ابد ہر نقش۔ نو آید برو ہے اور بعض نسخون مین ہر دم اور اندر ان ہے

یعنے جو نئی نئی صورتین عالم موجودات مین ظاہر ہوتی ہین ۔ بلا حجاب دل کے اندر انکا عکس دکھائی دیتا ہے ۔

اہل صیقل رستہ اند از بو و رنگ ۔ ہر دمے بینند خوبی بے درنگ

ترجمہ: اہل باطن ہوتے ہیں بے بو و رنگ ۔ خوبیٔ حق دیکھتے ہیں بے درنگ

شرح یعنے صاف باطن صوفی بو و رنگ (علوم ظاہری و زینت دنیوی) سے نجات پاگئے ہین اور اُنکو ہر دم اپنے دل مین باطنی خوبی (تجلی الٰہی) یا علم الہامی دکھائی دیتا رہتا ہے یعنے وہ صاحب کشف ہین ۔

نقش و قشر علم را بگذاشتند ۔ رایت عین الیقین افراشتند

ترجمہ: علم ظاہر سے اُنہین مطلب نہین ۔ رکھتے ہین وہ رایت عین الیقین

شرح یعنے اولیاء اللہ نے علم کے ظاہری نقش اور قشر یعنے پوست کو چھوڑ کر عین الیقین کا جھنڈا بلند کر لیا ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے عین الیقین (علوم الہامی) کے مقابلہ مین علم الیقین یعنے علوم ظاہری سے بے پروا ہین

رفت فکر و روشنائی یافتند ۔ بر و بحر آشنائی یافتند

ترجمہ: اُنکو حاصل ہے سراسر روشنی ۔ اُنکو ہے سب بر و بحر دوستی

شرح یعنے اولیاء اللہ کا فکر دنیوی جاتا رہا ہے اور باطنی روشنی حاصل ہو گئی ہے اور اُنہون نے فضائے عرفان اور دریائے حقیقت کو معلوم کر لیا ہے بعض نسخون مین نحر و بحر ہے نحر بمعنے ذبح ہے اور ذبح معرفت فنا فی اللہ ہو جاتا ہے نیز نحر کو سینہ پر ہاتھ باندھنے کو کہتے ہین جو تعظیم کے لیئے ہوتا ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہین یا اُنہون نے تعظیم معرفت حاصل کر لی ہے ۔ کہ اپنی ہستی کو ہیچ سمجھا ہے ۔

مرگ کزوے جملہ اندر وحشتند ۔ میکنند آن قوم بروے ریشخند

ترجمہ: موت سے نفرت ہے لوگون کو مگر ۔ ہنستے ہین یہ لوگ اُسپر سر بسر

شرح ریشخند کو بمعنے تمسخر ہے لیکن یہان بمعنے خوش ہونا ہے ۔ یعنے موت ایسی خوفناک چیز ہے کہ عموماً لوگ نفرت سے کہتے ہین لیکن اولیاء اللہ اس سے خوش ہوتے ہین چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اَلْمَوْتُ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِن ۔ یعنے موت مومن کا تحفہ ہے ۔ اور حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ رَیْحَانَۃُ الْمُؤْمِن یعنے موت مومن کے سونگھنے کا خوشبو دار پھول ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ غَنِیْمَۃُ الْمُؤْمِن یعنے موت مومن کے لیئے غنیمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان تینون چیزون سے آدمی خوش ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی موت سے بھی خوش ہوا کرے

کس نیابد بر دل ایشان ظفر ۔ چون صدف گشتند ایشان پُر گہر

ترجمہ: اُنکے دل پر کسکو حاصل ہے ظفر ۔ سب کے سب شکل صدف ہین پُر گہر

شرح یعنے اولیاء اللہ پر کوئی شے یہانتک کہ موت بہی قابو نہین پاسکتی اسکے یہ معنے نہین کہ اولیاء اللہ مرنے سے مستثنےٰ ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ بخلاف عوام انپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور ملال غالب نہین ہونے پاتا کیونکہ انکا دل گوہر عرفان اور قالب بمنزلہ صدف ہے موت انکے جسم کو توڑتی ہے مگر گوہر دل کو صدمہ نہین پہنچا سکتی بلکہ جسطرح گوہر صدف سے نکلکر قیمتی ہوجاتا ہے اسیطرح انکی روح بعد مرگ اور زیادہ مقام قرب مین پہنچ جاتی ہے جسکو مرتبہ وصال حقیقی کہتے ہین خلاصہ یہ کہ عارفین کی موت عین حیات ہے

	گرچہ نحو و فقہ را بگزاشتند		لیک محو و فقر را برداشتند	
ترجمہ	گرچہ نحو و فقہ سے غافل ہین وہ		لیک محو و فقر مین کامل ہین وہ	

شرح یعنے گو اولیاء نے نحو و فقہ وغیرہ علوم ظاہری کو بطور ظاہر چہوڑ دیا ہے لیکن خلاصہ علوم یعنے محو عشق الٰہی ہونے اور فقر کو حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ نحو و فقہ وغیرہ تمام علوم کا نتیجہ عشق الٰہی ہے۔

	تا نقوش ہشت جنت تافتست		لوح دلشان را پذیرا یافتست	
ترجمہ	آٹہون جنت کے ہین نقشے سب عیان		انکی لوح دل ہے قابل بیگمان	

شرح یعنے اولیاء نے فقر و محو کو یہانتک پسند کیا ہے کہ انپر آٹہون بہشتون کے حالات ظاہر ہوگئے ہین جنت کو اپنی آنکہون سے دیکہہ لیا ہے اور اللہ تعالے نے انکی لوح دلکو قابل قبول تجلی پایا ہے یعنے انکو از روے کشف غیبی چیزین معلوم ہونے لگی ہین خدا نے انہین روشنضمیر کردیا ہے

	برترند از عرش و کرسی و خلا		ساکنان مقعد صدق خدا	
ترجمہ	لامکان و عرش و کرسی سے پرے		بیٹہنے والے ہین بزم خاص کے	

شرح خلا بمعنے خالی ہے یہان مجازاً لامکان مراد ہے اور مقعد صدق بمعنے مجلس حق ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی الذات ہونے کے باعث عرش و کرسی و لامکان سے برتر اور مجلس حق کے بیٹہنے والے ہین قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ یعنے پرہیزگار باغون اور نہرون مین بادشاہ قادر و توانا کے پاس مجلس حق مین ہونگے علماے ظاہر نے مقعد صدق سے جنت اور علماے باطن نے مجلس الٰہی مراد لی ہے یعنے پرہیزگار مقام قرب الٰہی مین رہینگے۔

	صد نشان دارند و محو مطلقند		چہ نشان بل عین دیدار حقند	
ترجمہ	بانشان ہین اور محو ذات رب		عین دیدار خدا ہین سب کے سب	

شرح یعنے گو اولیاء اللہ بشریت کے بہت سے نشان رکہتے ہین (مثلاً ہاتہہ پانو کہانا پینا وغیرہ) مگر باینہمہ محو ذات مطلق ہین یا یہ معنے کہ بالکل محو ہین دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے

یعنے انکی بشری علامتین فی الواقع لاشے ہوگئی ہین بلکہ وہ حقیقتاً اُسنے گزر کر عین دیدار حق بنگئے ہین ۔ انکی زیارت گویا تجلیات الٰہی کا مشاہدہ ہے یعنے اولیاء اللہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی ہوتے ہین ۔

پرسیدن پیغمبر مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ برخاستی از خواب و جواب او کہ اصبحت مؤمناً حقاً

ترجمہ — پیغمبر کا زید سے پوچھنا کہ تم آج خواب سے کسطرح اُٹھے ہوا ور انکا جواب کہ مین مومن حق ہون

شرح یہ داستان اُس حدیث کا خلاصہ ہے جسکو شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب ارشاد المریدین مین نقل کیا ہے اور جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایکروز رسول اللہ نے زید بن حارث سے یہ فرمایا کہ تو نے کس حال مین صبح کی زید نے جواب دیا کہ مومن حق ہونے کی حالت مین آپنے فرمایا کہ ہر شے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے تو اپنے ایمان کی حقیقت بتا۔ زید نے کہا کہ مینے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے اسیلئے میرے نزدیک ڈھیلا پتھر اور سونا چاندی سب برابر ہین ۔ ہین دنون کو پیاسا (روزہ دار) اور راتون کو بیخواب (شب بیدار) رہا ہون اسیلئے مین اپنے خدا کے عرش اور جنت و دوزخ کو گویا اپنے آنکھون سے دیکھ رہا ہون جنتی ایک دوسرے کی زیارت اور دوزخی ایک دوسریکے پاس آمد و رفت کرتے مجھے دکھائی دے رہے ہین یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید تو حق کو پہنچگیا ہے پس اس راز کو چھپا یا صوم و صلوٰۃ کا التزام رکھ حدیث مین لفظ الزم کے دو نون معنے ہوسکتے ہین

گفت پیغمبر صباحے زید را — کیف اصبحت اے رفیق با صفا

ترجمہ — زید سے اُس دن پیغمبر نے کہا — صبح کی کیونکر رفیق با صفا

گفت عبداً مومناً باز اوش گفت — کو نشان از باغ ایمان گر شگفت

ترجمہ — بولے وہ ہون عبد مومن میری جان — آپ بولے کیا ہے ایمان کا نشان

شرح یعنے پیغمبر نے ایکدن زید سے پوچھا کہ اے رفیق صاف باطن تو نے کس حالت مین صبح کی ہے زید نے جواب دیا کہ مومن ہونیکی حالت مین آپنے فرمایا کہ تیری ایمان کی علامت کیا ہے اگر ترا باغ ایمان شگفتہ ہے تو اُسکی کوئی علامت بتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر شے کے لیے کوئی نہ کوئی علامت ضرور مقرر فرمائی ہے ۔

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا — شب نخفتستم ز عشق و سوزہا

ترجمہ — بولے وہ پیاسا رہا ہین مدتون — رات کو جلتا رہا ہین مدتون

تا ز روز و شب جدا گشتم چنان — کہ ز اسپر بگزرد نوک سنان

ترجمہ — ہون زمانہ سے الگ یون اے بشیر — ڈھال کو جسطرح چیرے نوک تیر

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ مین دنون کو پیاسا اور راتون کو ذکر و شغل مین بیدار رہا ہون یہ اسیکی برکت ہے کہ مین روز و شب یعنے زمانہ کی قید سے اسطرح نکلگیا ہون جسطرح تیر کی نوک ڈھال سے نکلجاتی ہے ۔ یعنے زمانہ

سے گزر کر فلک اسماؤ صفات کی طرف عروج کر جانے کے باعث محرم لامکان ہوگیا ہون جہان لیل و نہار یعنے زمانہ مفقود ہے کیونکہ عالم علوی قدیم ہونیکے سبب حادثات یعنے زمانہ وغیرہ کی قید سے آزاد ہے

کہ دران سو جملۂ ملت یکیست ۔۔ صد ہزاران سال و یکساعت یکیست

ترجمہ اسطرف ہیں ایک ساری ملتین ۔۔ ایکسان لاکھون برس اور ساعتیں

شرح یعنے مین ایسے مقام مین پہنچگیا ہون جہان تمام ملتین اور طریقے متحد ہین اور لاکھون برس اور ایکساعت برابر ہے کیونکہ لیل و نہار اور مکان و زمان اور قلیل و کثیر اور قرب و بعید اور ملت و اختلاف اور محبت و عداوت عالم ناسوت مین جدا جدا ہین اور عالم لاہوت مین متحد ہین۔ صوفیہ کا قول ہے لامسا عند الله و لا صباح و لا ایام و لا شہور یعنے خدا کے نزدیک شام صبح اور دن مہینا کچھ نہیں ہے کیونکہ یہ سب چیزین زمانہ سے تعلق رکھتی ہین اور عالم غیب زمانہ سے پاک ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد ۔۔ عقل را رہ نیست آنسو ز افتقاد

ترجمہ ہے ازل ملکر ابد سے ایک شے ۔۔ عقل کا رستہ وہان مفقود ہے

شرح افتقاد بمعنے گم شدن راہ ہے مشتق از فقد زید کہتے ہین کہ مین مقام وحدت مین پہنچگیا ہون جہان کثرت شلاشے اور معدوم ہے اور جہان ہر موجود ازل سے ابد تک اتحاد رکھتا ہے کیونکہ مرتبۂ وحدت مین ازل اور ابد ایک چیز ہے اور ان دونون کا اختلاف باعتبار مخلوقات و محدثات ہے بعض نسخون مین سوے افتقاد ہے مصدر بمعنے مفعول یعنے مفتقد و گم گشتہ مطلب یہ کہ عقل گم گشتہ چیز کی طرف نہین جا سکتی۔

گفت ازین رہ کو رہ آوردی بیا ۔۔ درخور فہم و عقول این دیار

ترجمہ بولے کیا لایا ہے تو سوغات ا ۔۔ اہل دنیا کے مطابق سچ بتا

شرح یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید اس سفر معنوی سے کوئی ایسا تحفہ جو عالم صورت کے لایق اور عام لوگون کے سمجھنے کے قابل ہو اگر تو لایا ہے تو لا یعنے کوئی عام فہم بات بیان کر۔ رہ آورد بمعنے سوغات ہے

گفت خلقان چون بہ بینند آسمان ۔۔ من بہ بینم عرش را با عرشیان

ترجمہ بولے خلقت دیکھتی ہے آسمان ۔۔ ہیں میری نظروں میں عرش و عرشیان

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ۔۔ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

ترجمہ آٹھ جنت سات دوزخ سامنے ۔۔ سربسر رہتا ہے بزرخ سامنے

یک بیک وا می شناسم خلق را ۔۔ ہمچو گندم من ز جو در آسیا

ترجمہ خلق کو پہچانتا ہون اس طرح ۔۔ گندم و جو آسیا مین جس طرح

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست ۔۔ پیش من پیدا چو مار و ماہیست

ترجمہ کہ بہشتی کون ہے ناری ہے کون ۔۔ کسکو عزت صاحب خواری ہے کون

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ جسطرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہین مین اسیطرح عرش اور عرش والونکو دیکھ رہا ہون آٹھون بہشت اور ساتون دوزخ میری آنکھون کے سامنے اسطرح موجود ہین جسطرح بت پرست کے آگے بت ہوتے ہین مین سب کو الگ الگ پہچانتا ہون جسطرح چکی مین گندم اور جو کی تمیز الگ الگ ہو جاتی ہے تمام بہشتی اور دوزخی میرے سامنے اسطرح جدا جدا ہین جسطرح سانپ اور مچھلیان الگ الگ ہوتے ہین۔

	این زمان پیدا شدہ برین گروہ		یوم تبیض و تسود وجوہ
ترجمہ	عالم دنیا مین اُن پر ہر زمان		گورے کالے چہرہ والے ہین عیان

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اولیاء اللہ پر دنیا ہی مین اُس روز قیامت کا حال کشف ہے کہ جس روز بہت سے مومنون کے چہرے روشن اور بہت سے کافرون کے منہ کالے ہونگے۔

	پیش ازین ہرچند جان عیب بود		در رحم بود و ز خلقان غیب بود
ترجمہ	اس سے پہلے جان کو پُر عیب تہی		اور زیر پردہائے غیب تہی
	الشقی من شقی فی بطن ام		من سمات اللہ یعرف حالہم
ترجمہ	ہر شقی ہے بطن مادر مین شقی		اولیا کو ہے خبر اس حال کی

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دوسرے شعر کا پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے اور چوتھا مصرع خبر۔ اور سمات بمعنے علامت ہے مطلب یہ کہ اگرچہ روز قیامت سے پہلے جانین پر عیب تہین اور رحم دنیا مین اُنکے عیب مخلوق کی نظر سے اسطرح پوشیدہ تہے جسطرح رحم مادر مین بچے کی صورت وصفت مخفی رہتی ہے کیونکہ حدیث مین موجود ہے کہ بد وہی ہے جو مان کے پیٹ مین بد ہو اور نیک وہی ہے جو مان کے پیٹ مین نیک ہو یعنے نیکی بدی مان کے پیٹ مین متحقق ہو جاتی ہے گو دنیا مین لوگون کو اسکی تمیز نہین ہوتی اور یہ سب حال بروز حشر معلوم ہوگا لیکن اولیاء اللہ کا گروہ خدا کی دی ہوی علامت سے مخلوق کے حالات دنیا ہی مین معلوم کر لیتا ہے یعرف بصیغہ معروف ہے اور ضمیر فاعل این گروہ کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخون مین من سمات جسم ہے یعنے جسطرح قیامت کے دن جسمی علامت (چہرہ کے سفید یا سیاہ ہونے) سے نیک و بد مین تمیز ہو جائیگی اسیطرح اولیاء اللہ دنیا مین جانونکا حال جسمی علامت یعنے چہرہ ہی معلوم کر لیتے مین یعنے وہ بچہ کو رحم مادر مین دیکھ لیتے ہین کہ اسکا جسم ریاضت و مجاہدہ کو قبول کریگا۔ یا عیش اور لذات دنیوی کی طرف مائل رہیگا۔

	تن چو مادر طفل جان را حاملہ		مرگ درد زادن ست و زلزلہ
ترجمہ	تن ہے مادر اور طفل جان جنین		موت کو تو دردزہ کرلے یقین

شرح یعنے جسطرح رحم دنیا مین مخلوق کا اور رحم مادر مین بچہ کا حال چہپا رہتا ہے اسیطرح رحم بدن مین روح کا

حال مخفی رہتا ہے روح بمنزلۂ جنین اور جسم اسکے لیئے مانند مادر اور سختی موت مانند درد زہ ہے اس بچہ کا پیدا ہونا یعنے جانکا نکلنا اعمال پر موقوف ہے اگر اعمال نیک ہین تو بچہ اچھی طرح پیدا ہوگا۔ اور اگر بد ہین تو مشکل سے نکلیگا

جملہ جانہائے گزشتہ منتظر ۔۔۔ تا چگونہ زاید این جان بطر

ترجمہ: منتظر ہین پہلی روحین سب وہان ۔۔۔ تاکہ دیکھین کسطرح نکلے یہ جان

شرح بطر بکسر طائے مہلہ قافیہ منتظر صفت مشبہ ہے بمعنے نافرمان و ناسپاس و غافل و شادمان یعنے وہ روحین جو اس روح کے نکلنے سے پہلے عالم برزخ مین پہنچگئی ہین اسبات کے منتظر ہین کہ دیکھین یہ روح نافرمان و غفلت شعار کس طرح نکلتی ہے۔ اگر نیک ہے تو نیکون مین جائیگی اور اگر بد ہے تو بدون مین۔

زنگیان گویند خود از ماست او ۔۔۔ رومیان گویند بس زیباست او

ترجمہ: کہتے ہین زنگی ہماری ہے ۔۔۔ رومی کہتے ہین کہ ہے نادر نفیس

شرح یعنے روح نکلجانے کے بعد زنگی ارواح اشقیائے سیہ دل یا فرشتہائے عذاب یہ کہتے ہین کہ یہ روح جو اب نکلی ہے ہماری جنس مین سے ہے اور ارواح نورانیہ اہل سعادت۔ یا فرشتہائے رحمت یہ کہتے ہین کہ یہ ہماری جنس مین سے ہے اور نہایت زیبا اور ہم مین شامل ہونے کے قابل ہے۔

چون بر آید در جہان جان وجود ۔۔۔ پس نماید اختلاف بیض و سود

ترجمہ: جب نکلجائیگی یہ جان وجود ۔۔۔ تب کھلیگا اختلاف بیض و سود

گر بود زنگی برندش زنگیان ۔۔۔ روم را رومی برد ہم از میان

ترجمہ: زنگیون مین جائیگی رو سیاہ ۔۔۔ نیک کو لیجائیگی رومی سپاہ

شرح جہان سے عالم آخرت یا عالم برزخ مراد ہے اور جان وجود کی اضافت ظرفیہ ہے یعنے جانیکہ در وجود بود) بعض نسخون مین بزاید ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔ یعنے جب روح عالم برزخ کی طرف جائیگی تو سفید و سیاہ اور سعید اور شقی کا اختلاف یعنے امتیاز ظاہر ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالے تازہ مسافر کی روح کا حال بیان فرماکر ارواح سابقہ کا جھگڑا مٹا دیگا۔ اگر وہ روح بد ہوگی تو بدون مین اور نیک ہوگی تو نیکیون مین شامل ہو جائیگی

تا نزاد او مشکلات عالم ست ۔۔۔ آنکہ نازادہ شناسد او کم ست

ترجمہ: حال نازائیدہ کچھ کھلتا نہین ۔۔۔ واقف اسرار کم ہین بالیقین

شرح یعنے جب تک روح بدن سے نہین نکلتی باعث مشکلات عالم ہوتی ہے۔ مخلوق کو اسکا حال معلوم نہین ہوتا جیساکہ بچہ جب تک پیدا نہین ہوتا اسکے حسن و قبح کا حال نہین کھلتا۔ لیکن جب روح نکلکر برزخ یا محشر مین چلی جاتی ہے تو ضرور اسکا امتیاز ہو جاتا ہے ہان جو لوگ ناپیدا ہوے بچے یعنے روح موجودہ جسم کی حالت کو معلوم

کر لیتے ہین وہ بہت کم ہین - یہ لوگ عارف اور اولیاء اللہ ہین جنکو از راہ کشف مخلوق کے جسمانی و روحانی حالات معلوم رہتے ہین

	او مگر ینظر بنور اللہ بود	کاندرون پوست او را رہ بود
ترجمہ	جو یہان ناظر بنور اللہ ہے	اندرونی حال سے آگاہ ہے

شرح یعنے نازائندہ بچے کو کوئی نہین پہچان سکتا مگر وہ شخص جو خدا کے نور سے دیکھتا ہو اور اندرون پوست یعنے رحم مادر یا جسم انسان کے حالات سے واقف ہو - مطلب یہ کہ عارف پر دنیا ہی مین سرزخ و محشر کا حال مکشوف ہوتا ہے جسطرح زید ابن حارثہ پر تہا - مگر عارفون کو اسرار غیب کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین ہے ۔

	اصل آب نطفہ اسپیدست و خوش	لیک عکس جان رومی و حبش
ترجمہ	اصل نطفہ ہے سفیدی سر بسر	عکس جان رومی و زنگی مگر
	میدہد رنگ احسن التقویم را	تا باسفل مے برد آن نیم را
ترجمہ	احسن التقویم کو دیتا ہے رنگ	پست ہو جاتے ہین جس سے اہل زنگ

شرح اس قطعہ مین مضمون سابق کی خارجی تمثیل ہے - یعنے دراصل نطفہ سپید پانی ہے رومی کا ہو یا حبشی کا دونون کے نطفے مین کچہ فرق نہین ہوتا لیکن گورے اور کالے آدمی کی روح کا عکس یعنے فطرتی مادہ مان کے پیٹ مین احسن التقویم یعنے قوام نطفہ کو رنگ دیا کرتا ہے اگر آدمی گورا ہے تو قوام نطفہ بہی گورا ہوگا اور اگر کالا ہے تو یہ بہی کالا ہوگا اور یہ رنگ اسلیئے ہے تاکہ اُس آدہے یعنے سیاہ رنگ کو مرتبہ اسفل کی طرف لیجائے یعنے اُسکو مکروہ اور بدرنگ پیدا کرے اور دوسرے آدہے کو خوبصورت پیدا کرے - اسیطرح اصل فطرت انسانی جہہ یعنے اسلام پر مبنی ہے لیکن سعادت اور شقاوت ازلی کا اثر اُسکو سپید و سیاہ یعنے سعید و شقی بنا دیتا ہے تاکہ آدہے یعنے سیاہ کو مرتبہ اسفل السافلین کی طرف لیجائے اور آدہے کو اعلے علیین کی طرف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسمین بطور معنوی اسفل سے مرتبہ شقاوت اور ایمان سے مرتبہ سعادت مراد ہے - اور یہ دو نو مرتبے ازل ہی مین ملجاتے ہین ۔

	یوم تبیض و تسود وجوہ	ترک و ہندو شہرہ گردد زان گروہ
ترجمہ	تیرہ رو جب ہونگے کچہ کچہ ماہرو	ہونگے ترک و ہند ظاہر چارسو
	فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ	ہندوئی یا ترک پیش ہر گروہ
ترجمہ	یہ کہلے گا کاہ ہے تو یا کہ کوہ	جان لیگا تیری حالت ہر گروہ

شرح یعنے قیامت کے دن جبکہ بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہونگے ترک و ہندو اسر نیک و بد الگ الگ انگشت نما ہو جائے گا اور ہر فرقے کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ایمخاطب تو کاہ تہا یا کوہ بڑا تہا - یا ہلکا

ذلیل تہا یا عالیمرتبہ۔ تہا یعنے قیامت مین ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائیگا کہ فلان شخص نیک تہا یا بد، اچہا تہا یا بُرا۔

در رحم پیدا نگردد ہند و تُرک — **چونکہ زاید بیندش زار و سترگ**

ترجمہ: پیٹ مین ظاہر نہین ہے ہندو تُرک — بعد پیدائش کے ہے زار و سترگ

شرح بیند کا فاعل ہر گروہ ہے اور زار و سترگ شین کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے ماکی پیٹ مین کسی بچہ کو سیاہ و سفید و نیک و بد، نہین کہہ سکتے البتہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو ہر گروہ دیکہہ لیتا ہے کہ وہ بچہ نا و ناتوان ہے یا قوی و جسیم ہے اسیطرح دنیا مین لوگونکا حال مخفی رہتا ہے مگر قیامت کے دن معلوم ہو جائیگا کہ وہ نیک تہا یا بد نیک روشن چہرون اور بد سیہ روئی کے باعث جُدا جُدا پہچانے جائینگے

این سخن پایان ندارد باز ران — **تا نمانیم از قطار کاروان**

ترجمہ: یہہ سخن بے انتہا ہے میری جان — آکہین سو کے قطار کاروان

شرح یعنے یہ سخن بے انتہا ہے اسلیئے یہان سے اسپ ہمت کو قصۂ زید کی طرف ہانک دے تا کہ مین قطار کاروان (قصہ پر معرفت و اسرار) ظاہر کرون۔ یا پیغمبر کے قافلہ والون زید وغیرہ کا حال لکہون

جواب گفتن زید رسول خدا را کہ احوال خلق بر من پوشیدہ نیست و ہمہ را می شناسم

ترجمہ: زید کا پیغمبر خدا کو جواب دینا کہ مخلوق کا حال مجہسے پوشیدہ نہین ہے مین سبکو پہچانتا ہون

جملہ را چون روز رستاخیز من — **فاش مے بینم عیان از مرد و زن**

ترجمہ: دیکہتا ہون شکل محشر سب کو مین — نیک و بد سب آنکہ کے آگے ہین

شرح یعنے زید نے کہا کہ یا رسول اللہ جسطرح قیامت کے دن تمام مخلوق کہ مرد عورت اور جنتی دوزخی الگ الگ نظر آئینگے اسیطرح مجہے آج نظر آرہے ہین اور مین اپنی آنکہون سے دیکہہ رہا ہون کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ یعنے ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک دوزخ مین۔

ہین بگویم یا فرو بندم نفس — **لب گزیدش مصطفے یعنے کہ بس**

ترجمہ: کچہہ کہون یا چپکا ہون اے تیز ہوش — مصطفے بولے کہ چپ رہ بس خموش

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ مجہے از راہ کشف عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کا تمام حال معلوم ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین میرے نگاہ کے سامنے موجود ہین۔ لیکن آپ یہ فرمائین کہ مین یہ احوال غیب اور زیادہ تفصیل کے ساتہ بیان کرون یا خاموش ہو رہون رسول اللہ نے زید کے لب کاٹ دیئے یعنے بند کر دیئے اور یہ فرمایا کہ اے زید بس اس راز غیبی کو زیادہ ظاہر نکر ورنہ لوگونکا ایمان بالغیب زائل ہو جائیگا جنتی مغفرت کے بہروسے پر اعمال نیک چہوڑ دینگے اور دوزخی مایوس ہو کر ایمان نہ لا سکینگے حالانکہ یہ دونوں باتین ناپسندیدہ ہین۔

یا رسول اللہ بگویم سر حشر | در جہان پیدا کنم امروز نشر

ترجمہ: یا رسول اللہ بتا دون سر حشر | آج ہی ہو جائے ظاہر روز نشر

ہل مرا تا پردہا را بر درم | تا چو خورشیدے بتابد گوہرم

ترجمہ: چھوڑ دیجے تا کرون مین پردہ چاک | اور چمکے مہر بنکر ذات پاک

شرح باوجودیکہ رسول اللہ نے زید کو آیندہ کچھ کہنے سے منع کر دیا تھا لیکن شدت ذوق و شوق اور کیفیت بیتابی کے باعث اُنسے نرہا گیا اور یہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ مین سر محشر کہے دیتا ہون اور جہان مین آج ہی قیامت برپا کیئے دیتا ہون یعنے جو کچھ مینے دیکھا ہے لوگون کو بھی دکھائے دیتا ہون آپ مجھے اجازت دین کہ غیب کے پردے پھاڑ دون تاکہ اس سے میری حقیقت انسانی جو مظہر اسما و صفات ہے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے اور جہانکو معلوم ہو جائے کہ حقیقت انسانی آئینہ ذات بنکر اسطرح واقف اسرار ہو جایا کرتی ہے ہل صیغہ امر ہے بمعنے بگزار اور گوہر بمعنے اصل و حقیقت ہے۔ یا گوہر سے وصلی اتحاد مراد ہے جسمین دوئی کو قطعاً جگہہ نہین ملتی۔

تا کسوف آید ز من خورشید را | تا نمایم نخل را و بید را

ترجمہ: تا کہ ہو خورشید کو مجھ سے گہن | تا عیان ہو بید اور نخل چمن

شرح یعنے مین پردۂ غیب اسلیئے پھاڑنا چاہتا ہون کہ میری حقیقت انسانی ظاہر ہو کیونکہ حقیقت انسانی آئینہ ذات ہے اسکے مقابلہ مین ایک کیا لاکھہ آفتاب ہون تو بھی گہنا جائینگے اور تاکہ مین نخل پر ثمر (مومن) اور بید بے ثمر (کافر) دونو کو جدا جدا دکہا دون اور مومن و کافر یا نیک و بد اپنے اپنے مرتبے اور درجے جدا جدا دیکھ لین

وانمایم روز رستاخیز را | نقد را و نقد قلب آمیز را

ترجمہ: تا دکہا دون روز رستاخیز کو | نقد کو اور نقد قلب آمیز کو

شرح یعنے یا رسولؐ مجھے اجازت دیجئے کہ روز محشر کا جلوہ دکہا دون اور کہرے کہوٹے نیک و بد کو الگ الگ ظاہر کر دون

دستہا ببریدہ اصحاب شمال | وانمایم رنگ کفر و رنگ آل

ترجمہ: سب کے سب کٹے ہین اصحاب شمال | کہولدونگا کافر و مومن کا حال

شرح یعنے مجھے اجازت دیجئے کہ جن کافرون کے نامۂ اعمال بائین ہات مین ہونگے اُنکے کٹے ہوے ہاتہہ دکہا دون اور کفر کا رنگ سیاہ جو کافرون کے چہرہ پر قیامت کے دن ہوگا الگ ظاہر کر دون اور مومنین کا رنگ سرخ الگ۔ آل سرخ رنگ کو کہتے ہین نیز آل سے آل رسول یا تمام مومنین مراد ہو سکتے ہین کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کل مومن تقی فہو آلی۔ یعنے ہر پرہیزگار مومن میری آل ہے۔ گناہگارونکے دست بریدہ ہونے سے انکا صاحب نقصان و خسارت ہونا مراد ہے یہ نہین کہ محشر مین مجرمونکا ہاتھہ کاٹا جائیگا

وانمایم ہفت سوراخ نفاق ... در ضیائے ماہ بے خسف و محاق

ترجمہ: کہولدون مین ہفت سوراخ نفاق ... چاندکی روشن ہے بے خسف و محاق

شرح سوراخ بمعنے دروازہ ہے اور سوراخ نفاق کی اضافت سببی ہے یعنے یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ دوزخ کے وہ سات دروازے جو نفاق کے سبب کہلجاتے ہین ظاہر طور پر لوگون کو دکہا دون۔ ان سات دروازون سے یہ سات قسم کے گناہ مراد ہین جو فی الواقع دوزخ کے دروازے ہین شرک۔ قتل ناحق زنا۔ سود کہانا یتیمون کا مال کہاجانا۔ جہاد سے بہاگنا۔ جادو کرنا نیز صحیح حدیث مین منافق کے چار علامتین مذکور ہین امانت مین خیانت کرنا۔ باتون مین جہوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا۔ لڑائی جہگڑے مین گالیان بکنا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یا رسول اللہ یہ دوزخ کے سات دروازے مین اپ کی راہ نبوت کی روشنی کے طفیل مین دکہا سکتا ہون جو بلا خوف و بلا نقصان ہے کیونکہ میرا آئینہ قلب آپکے آفتاب رسالت کے پرتو سے منور ہوگیا ہے نیز ممکن ہے کہ ضیائے ماہ سے نور ذات مراد جسکے طفیل کشف اسرار ہوتا ہے اور جو محاق و خسف سے ہمیشہ محفوظ ہے

وانمایم من پلاس اشقیا ... بشنوانم طبل و کوس انبیا

ترجمہ: مین دکہادونگا لباس اشقیا ... اور سنوادونگا کوس انبیا

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین لوگون کو بدنصیبون کی پوشاک دکہا دون اور انبیا کی شان و شوکت کے نقارے بجتے سنوا دون

دوزخ و جنات و برزخ در میان ... پیش چشم کافران آرم عیان

ترجمہ: دوزخ و جنات و برزخ سب کے سب ... کافرون کے سامنے لاتا ہون اب

شرح یعنے آپ اجازت دین تو دوزخ و جنت کو ، انکا لیکہ ان دونون کے پاس اعراف ہو کافرون کی آنکہون کے سامنے لے آؤن۔ یا یہ کہ دوزخ و جنت اور عالم برزخ (زمانہ مابین موت و حشر) کو ظاہر کر دون تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد مومن کا کیا حال ہوتا ہے اور کافر پر کیا گذرتی ہے لفظ برزخ بمعنے اعراف و عالم برزخ دونو طرح صحیح ہے۔ عالم برزخ وہ عالم ہے جسمین مرنے کے بعد سے قیامت کے دن تک رہنا پڑیگا۔

وانمایم حوض کوثر را بجوش ... کآب بر روشان زند بانگش بگوش

ترجمہ: حوض کوثر کو دکہاؤن جوش مین ... منہ پہ چھینٹے ہون صدا ہو گوش مین

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین حوض کوثر کو اسحالت مین ظاہر کردون کہ جوش سے رہا ہو اور لوگون کے منہ پر پانی کے چھینٹے جاتا ہو اور اسکی موجون کی آواز کانون مین آرہی ہو ضمیر شان عموماً آدمیون کی طرف راجع ہے۔

وان کسان کہ تشنہ بر گردش دوید ... یک بیک را وانمایم کہ کنید

ترجمہ: اور جتنے حوض پر ہین تشنہ کام ... مجہپہ ایک ایک کرکے ظاہر ہین تمام

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین انمین سے ایک ایک کا نام لیکر بتادون جو حوض کوثر کے گرد پیاسے پھر رہے ہین۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ؛ و آنکسان کہ تشنہ بر گردش دوان ؛ گشتہ اندانید م نام من عیان ؛ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے ان پیاسونکو ظاہر کردون جو حوض کوثر کے گرد دوڑتے پھرتے ہین۔

	مے بساید دوش شان بر دوش من	نعرہا شان میرسد در گوش من
ترجمہ	یعنے چھلتا ہے کہوے سے وہان کہوا	اور صدا لاتی ہے کانون مین ہُوا

شرح یعنے میرے کندھے سے حوض کوثر کے گرد پھرنے والون کے کندھے سے ملے ہوئے ہین اور انکی آواز مین میرے کانونمین آرہی ہین

	اہل جنت پیش چشمم ز اختیار	در کشیدہ یک بیک را در کنار
ترجمہ	اہل جنت جسقدر ہین کا سگار	ہین مری آنکھون کے آگے ہمکنار

شرح زید کہتے ہین کہ یارسول اللہ اہل جنت اپنے اختیار سے میری آنکھون کے سامنے ایک دوسرے کو بغل مین لیے ہوئے ہین یعنے معانقہ کررہے ہین اور باہم ہاتھ مین ہاتھ دیے دوستون کی ملاقات اور جنت کے بازارون کی سیر کو جارہے ہین اور حورون کے لبون کے بوسے لے رہے ہین۔

	کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ	از خسان و نعرۂ واحسرتاہ
ترجمہ	کان بہرے ہوئے جاتے ہین سن کے آہ	اہل دوزخ کرتے ہین واحسرتاہ

شرح یعنے یارسول اللہ مین اہل جنت کی طرح دوزخیون کی حالت کو بھی دیکھ رہا ہون۔ ان کمینون کی آہ وفریاد اور نعرۂ واحسرتاہ کہ ہاے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے سے میرے کان بہرے ہوگئے ہین۔

	این اشارت ہاست گویم از نغول	لیک مے ترسم ز آزار رسول
ترجمہ	یہ اشارے ہین کہون کیا بو الفضول	ہے مجھے بس خوف آزار رسول

شرح زید کہتے ہین کہ اہل جنت و دوزخ کے مذکورۂ بالا احوال مینے بطور اشارہ وکنایہ بیان کیے ہین مین تو یہ چاہتا ہون کہ عمیق و مفصل طور پر کہون اور ایک ایک جنتی اور دوزخی کا نام لیکر بتادون لیکن رسول اللہ کے رنجیدہ ہونے سے ڈرتا ہون کیونکہ مین آپ کے حکم کے برخلاف ان اسرار کو ظاہر کردونگا تو حضور کو رنج ہوگا نغول بمعنے عمیق و کامل و تمام و دراز و بعید مستعمل ہے لیکن یہان بمعنے شرح مفصل لیا گیا ہے

	ہمچنین میگفت سرمست و خراب	داد پیغمبر گریبانش بتاب
ترجمہ	بیخودی مین اسطرح کہتے تھے زید	بولے پیغمبر کہ کر باتون کو قید

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے زید سرمستی عشق الٰہی اور نشۂ وحدت مین اسطرح کہے چلے جاتے تھے یہانتک پیغمبر نے انکے گریبان کو مروڑ دیا۔ یعنے اشارہ کیا کہ اے زید خاموش رہ۔ بس اور کچھ نہ کہہ

گفت پیغمبر کہ سلپٹ گرم شد عکس حق لا یستحی زد شرم شد

ترجمہ: بولے پیغمبر ذرا شیب ہے گرم وہ بیش حق کوئی نہیں باقی ہے شرم

شرح: یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زید خبردار کلام کی باگ کھینچ لے ۔ کیونکہ تیرا اسپ جذبات اور سمند شوق تیز ہو گیا ہے اب تو اس سے اتر کر عالم بشریت کی طرف آ ۔ اے زید تجھپر ان اللہ لا یستحیی من الحق (اللہ تعالے حق کہنے سے ہرگز نہیں شرماتا) کا عکس پڑگیا ہے اسلئے تیری شرم جاتی رہی ہے ۔ یعنے حق بات کہنے سے شرم نہ کرنا صفت الٰہی ہے یہ صفت تجھپر عکس افگن ہے اور تو متخلق باخلاق اللہ ہے ۔

آئینہ تو جست بیرون از غلاف آئینہ میزان کجا گوید خلاف

ترجمہ: تیرا آئینہ ہوا ہے بے غلاف آئینہ میزان نہیں کہتے خلاف

شرح: یعنے اے زید تیرا آئینہ دل غلاف کثرت و کثافت سے باہر نکل آیا ہے اور ذات و صفات و حشر و نشر وغیرہ سب واقعی طور پر اس میں منعکس ہو گئے ہیں ۔ کیونکہ آئینہ اور تراز و دروغ گو نہیں ہوا کرتے آئینہ بلا زیادتی و نقصان اسی چیز کو دکھاتا ہے جو واقع میں ہوتی ہے اور تراز و اشیا کے وزن کو اسیقدر بتاتی ہے جسقدر انکا واقعی وزن ہوتا ہے سیر کو دو سیر یا برعکس ظاہر نہیں کر سکتی اے زید اسیطرح تیرے دل نے حشر و نشر وغیرہ کی وہی کیفیت بیان کی ہے جو واقعی ہے ۔ مطلب یہ کہ پیغمبر نے حضرت زید کے قول کی تصدیق فرمائی ۔

آئینہ و میزان کجا بندد نفس بہر آزار و حیائے ہیچکس

ترجمہ: آئینہ میزان نہیں رہتے خموش بہر آزار و حیا اے تیز ہوش

شرح: یعنے آئینہ اور تراز و اظہار حق سے کبھی خاموش نہیں رہتے بلکہ ہر وقت زبان حال سے امر واقعی کہتے رہتے ہیں اور اس اظہار حق میں انکو نہ کسی کے ستانے کا خیال ہے اور نہ کسی سے شرماتے ہیں خواہ انکو کوئی توڑ پھوڑ دے خواہ ثابت رکھکر انپر احسان کرے پہلی حالت میں انہیں آزار کا خیال نہیں اور دوسری حالت میں پاس حیا نہیں کرتے بلکہ ہر حالت میں آئینے اور ترازو کا کام سچ بولنا ہے ۔ اے زید اسیطرح تیرا آئینہ دل اظہار امور واقعی سے جو بطور کشف تجھے معلوم ہوئے ہیں ۔ ہرگز نہیں شرماتا لیکن تاہم اسرار کا چھپانا ہی بہتر ہے

آئینہ و میزان محکہائے سنی گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی

ترجمہ: آئینہ میزان کسوٹی ہیں صنف ور کوئی خدمت کرکے گر سالے پُر شعور

کز برائے من بپوشان راستی بل فزون بنما و منما کاستی

ترجمہ: یوں کہیں سب ... ... بول کچھ دکھا برعکس یا برعکس تول

شرح: ان اشعار میں میزان آئینہ پر معطوف ہے مگر وزن اشعار درست رکھنے کے لئے آئینہ بلا ہی کر موخر پڑھا جائیگا

اوش گوید ریش و سبلت بر مخند	آئینه و میزان و آنگه ریو و بند
ترجمہ: وہ یہ کہتے ہین کہ او احمق معاف	آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ آئینہ اور ترازو دونو امر واقعی معلوم کرنے کی محک یعنے کسوٹی ہین۔ اگر کوئی شخص اُنکے ساتھ عرصۂ دراز تک تملق وچاپلوسی کرکے بہی یہ کہے کہ لئے آئینہ وترازو تم میرے لیئے راستی یعنے امر واقعی کو چھپالو اور میرے حق مین زیادتی یعنے فائدہ ہی فائدہ ظاہر کرو اور نقصان نہ دکہاؤ تو وہ دونو یہ کہدیتے ہین کہ لئے بیوقوف اپنے ڈاڑہی اور مونچھون پر نہ ہنس یعنے احمق اور مسخرا نہ بن۔ تو ہمکو آئینہ وترازو بہی کہتا ہے اور یہ بہی کہ مکر وحیلہ بہی چاہتا ہے یہ ہرگز نہوگا۔ ہمسے جہوٹ فریب کسیطرح سرزد نہوگا۔ اسیطرح اہل اللہ کا آئینہ دل اپنے کشف کو غیر واقعی طور پر بیان نہین کیا کرتا بلکہ انکا کہا سچ ہوتا ہے

چون خدا ما را برائے آن فراخت	کہ بما بتوان حقیقت را شناخت
ترجمہ: اسلیئے پیدا ہوئے ہین ہم یہان	واقعی حالت ہو تا سب پر عیان
این نباشد ما چہ ارزیم اے جوان	کے شویم آئین روئے نیکوان
ترجمہ: گر نہو یہ بات تو پہر کیا ہین ہم	منہ لگا ہین کب ہمین اہل کرم

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اس تملق کرنے والے بیوقوف آدمی سے یہ کہتے ہین کہ ہمین اللہ تعالے نے حقیقت اشیا ظاہر کرنے کیلیئے پیدا کیا ہے جب ہم مین یہ صفت نہو گی بلکہ جہوٹ بولنے لگین گے تو ہم کیا قدر وقیمت پاسکینگے۔ اور نیک لوگ ہمارے استعمال کی عادت کیونکر ڈالین گے حسین آئینہ کو کبہی منہ نہ لگائینگے اور ترازو کبہی نیکبختون کے سامنے نہ آئیگی حالانکہ ہمکو انکی عادت لگ گئی ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ ومیزان جہوٹ نہین بولتے اسیطرح اے زید تیرا آئینہ دل مظہر جمال مطلق اور تیرے کلمات ترازو سے حق ہین مگر تاہم اس راز کو مخفی رکہہ

لیک در کش در بغل آئینہ را	گر تجلی کرد سینا سینہ را
ترجمہ: رکہہ بغل مین اپنے اس آئینے کو	اس نے سینا کر دیا ہے سینے کو

شرح یہ شعر گزشتہ مصرع را آئینہ تو جست بیرون از غلاف کے متعلق مقولہ پیغمبر علیہ السلام ہے۔ یعنے اے زید جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ بالکل واقعی امر ہے لیکن تو اس آئینہ اسرار کو اپنے بغل مین چھپالے یعنے عالم بشریت کی طرف آجا۔ اگرچہ تجلی اسرار نے تیرے سینہ کو طور سینا بنا دیا ہے مگر اس راز کا چھپانا ہی بہتر ہے بعض نسخون مین بغل کیجگہ نمد ہے بمعنے نمدہ جو آئینہ کا غلاف ہوا کرتا ہے اور اگر بمعنے اگرچہ ہے اور بعض نسخون مین گر کی جگہ کز ہے مخفف کہ از یعنے اے زید آئینہ اسرار کو نمدہ مین چھپالے کیونکہ تجلی اسرار الہی کے باعث سینہ طور سینا ہوگیا ہے اور تیرے دل مین غیب کی باتین منکشف ہوگئی ہین لیکن ایسے اسرار کا چھپانا فرض ہے چنانچہ موسیٰ کا بیہوش ہو کر دنیا اسرار چھپانے کے لیئے تہا

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل — آفتاب حق و خورشید ازل

ترجمہ: بولے وہ چھپتا ہے کب زیر بغل — آفتاب ذات و خورشید ازل

ہم دغل را ہم بغل را بر درد — نے جنون ماند به پیشش نے خرد

ترجمہ: ہے دغل مثل بغل اُس سے زبون — اسکے آگے ہیچ ہے عقل و جنون

شرح یعنے جب پیغمبر نے اس راز کے چھپانے کی تاکید کی تو زید نے یہ کہا کہ آفتاب حق اور خورشید ازل یعنے ذات حق کو کوئی بغل مین کیونکر چھپا سکتا ہے کیونکہ آفتاب دغل قالب انسانی اور بغل وغیرہ کو پھاڑ کر اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اُسکی تجلی کے سامنے نہ جنون رہتا ہے نہ عقل بلکہ آدمی فنافی الذات ہوجاتا ہے۔ اور بے اختیاری کے عالم مین ناگفتنی کہہ بیٹھتا ہے۔ دغل اُس شخص کو کہتے ہین جسکا باطن خلاف ظاہر ہو۔ چونکہ قالب انسانی مین یہ صفت موجود ہے اسیلئے بدن کو دغل کہا گیا ہے۔

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی — بینی از خورشید عالم را تہی

ترجمہ: بولے حضرت رکھکے انگلی آنکھ پر — دیکھ لے کب سورج آتا ہے نظر

یک سر انگشت پردہ ماہ شد — این نشان ساتری اللہ شد

ترجمہ: ایک انگلی کو حجاب ماہ جان — ہے یہی اک ستر خالق کا نشان

شرح لفظ ساتری مین فک اضافت اور یائے تحتانی مصدری ہے بمعنے ستر یعنے زید کے جواب مین پیغمبر نے یہ فرمایا کہ جب تو ایک انگلی اپنی آنکھ پر رکھ لیتا ہے تو آفتاب سے عالم کو خالی دیکھتا ہے سورج تیری نظر سے غائب ہوجاتا ہے۔ اسیطرح ایک انگشت چاند کا پردہ ہوجاتی ہے اور اُسے چھپا لیتی ہے یہ آنکھ پر انگلی رکھنے سے چاند سورج کا چھپ جانا ستر الٰہی کی تشبیہ ہے جسطرح انگلی آنکھ پر رکھنے سے چاند سورج چھپ جاتا ہے اسیطرح تیرا سکوت انگلی رکھنے کے مانند ہے جب تو انکشاف راز سے سکوت کرکے مرتبۂ بشریت کی طرف آجائیگا تو جلوۂ ذات پنہان ہوجائیگا۔ یہ معنے ہین کہ سر انگشت کا چاند سورج کو چھپا لینا خدا کے ستار ہونے کی دلیل ہے بس تو اے زید تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہو کر اس راز کو چھپا لے جب ایک انگلی سورج کو چھپا لیتی ہے تو کیا تو راز کو نہین چھپا سکتا۔

تا بپوشاند جہان را نقطۂ — مہر گردد منخسف از سقطۂ

ترجمہ: ایک نقطہ کل جہان کا ہے حجاب — ابر کا ٹکڑہ ہے ستر آفتاب

شرح تا بمعنے خبردار ہے یعنے اے زید جسطرح سارے جہان کو ایک نقطہ دسر انگشت) چھپا لیتا ہے کیونکہ جب آدمی نے آنکھ پر انگلی رکھلی تو اُسکے نزدیک تمام جہان معدوم یا مخفی ہوگیا اور سورج ایک سقطہ (ابر کے ایک ٹکڑے) سے گہن مین آجاتا ہے اسیطرح انگشت سکوت تجلی ذات کو چھپا لیتی ہے۔

لب بہ بند و غور دریائے نگر — بحر را حق کرد محکوم بشر

ترجمہ: قعر دریا دیکھ لب کو بند کر — کر دیا ہے حق نے محکوم بشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اپنا لب دریائے اسرار کے گہراؤ کو جو قلب مین رَوان ہے خاموش ہو کر دیکھ یہ ہر حالت مین تیرا محکوم ہے مستی و ہوشیاری خموشی و گویائی وحدت و کثرت مین ایک طرح قلب مین جاری رہتا ہے البتہ اسکا کنارون سے باہر یعنے لب سے نکلجانا موجب ہلاکت عام ہے وہ عوام سمجھ تو جا سنتے نہین گرداب الحاد مین گرفتار ہو جائینگے۔ اور تیری تکذیب کرینگے۔

ہمچو چشمۂ زنجبیل و سلسبیل — ہست در حکم بہشتی جلیل

ترجمہ: مثل نہر زنجبیل و سلسبیل — ہین جو محکوم بہشتی جلیل

شرح یعنے جسطرح چشمۂ زنجبیل و سلسبیل ہر جلیل القدر بہشتی کا محکوم ہوگا اسیطرح دریائے اسرار تیرا محکوم ہے۔

چار جوئے جنت اندر حکم ماست — این نہ زور ما ز فرمان خداست

ترجمہ: چار نہرین ہین ہمارے حکم مین — اصل مین ہین سب خدا کے حکم مین

شرح یعنے جسطرح بہشت کی چار نہرین جنتیون کی محکوم ہین اسیطرح چار نہرین اولیاء اللہ کی محکوم ہین چنانچہ دنیا مین پانی کی نہر جوئے علم و معرفت شیر کی نہر جوئے عمل شراب کی نہر جوئے عشق اور شہد کی نہر جوئے حلاوت و قرب ہے اور یہ نہرین اُنہی بہشت کی نہرون مین ملجاتی ہین۔ مگر انکا محکوم ہونا اولیاء اللہ کی طاقت کے سبب نہین ہے بلکہ خدا کے حکم سے ہے یعنے چونکہ اولیاء خدا کے خاص محکوم ہوتے ہین اسلیئے اللہ تعالے ہر چیز کو اُنکا محکوم بنا دیتا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث جو خدا کا ہو رہتا ہے سب چیزین اُسکی ہو جاتی ہین۔

ہر کجا خواہیم داریمش روان — ہمچو سحر اندر مراد ساحران

ترجمہ: مانتے ہین اسطرح وہ اپنا حکم — سحر مانے جسطرح ساحر کا حکم

شرح یعنے اولیاء دنیوی اور بہشتی نہرون کو جسطرف چاہین روان کر سکتے ہین جنت مین نہرونکا ہر طرف روان کرنا یہ ہے کہ اپنے مکانون مین نہرون کو جہان چاہین بہا سکتے ہین اور دنیا مین یہ کہ اولیا قلوب اہل عالم پر قادر ہین۔ اسلیئے علم و عمل اور عشق و قرب کی نہرین جس طالب کے دل کی طرف چاہین پھیر سکتے ہین۔ اور یہ نہرین اولیاء کی اسطرح محکوم ہین جسطرح سحر جادوگر کا محکوم ہوتا ہے کیونکہ جادوگر جہان چاہتا ہے اپنے سحر سے کام لے لیتا ہے۔

ہمچو این دو چشمۂ چشم روان — ہست در حکم دل و فرمان جان

ترجمہ: جسطرح یہ چشمۂ چشم روان — زیر حکم دل تہ فرمانِ جان

شرح یعنے اسرار کے دریا اور چشمے اسطرح اولیاء اللہ کے محکوم ہین جسطرح چشم روان (دور تک پہنچنے والی آنکھ)

کے دو چشمے دل اور جان کے محکوم ہین یہ دو چشمے اُدھر ہی کو جاتے ہین جدہر دل لیجاتا ہے

گر بخواہد رفت سوے زہر مار — ور بخواہد رفت سوے اعتبار

ترجمہ: جاتی ہے گاہ گاہ سوے زہر مار — حکم دل سے گاہ سوے اعتبار

گر بخواہد سوے محسوسات شد — ور بخواہد سوے ملبوسات شد

ترجمہ: گاہ محسوسات کی جانب گئی — گاہ ملبوسات کی جانب گئی

گر بخواہد سوے کلیات راند — ور بخواہد حبس جزئیات ماند

ترجمہ: حکم دل سے محو کلیات ہے — اور گاہے حبس جزئیات ہے

شرح زہر مار سانپ کے زہر سے محرمات جسمانیہ ولذات نفسانیہ اعتبار سے عبرت از حال رفتگان - یا عبور بلسرار اشیاء محسوسات سے معلومات ظاہری ملبوسات سے معلومات پنہانی کلیات سے عالم ملکوت اور جزئیات سے افعال دنیوی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ آنکھین دل کی محکوم ہین دل اپنی خواہش کے مطابق انہین کبھی محرمات جسمانیہ کی طرف لیجاتا ہے اور کبھی کسی چیز کو دیکھکر عبرت حاصل کرنے کی طرف کبھی معلومات ظاہری کی طرف کھینچتا ہے اور کبھی معلومات باطنی طرف - کبھی عالم ملکوت کی جانب بالکل تیا ہے اور کبھی یہ دو نو دنیوی جزئیات مین قید ہو کر رہجاتی ہین غرضیکہ ہر حال مین آنکھین دل کی محکوم ہین اور اُسی جانب اُٹھتے ہین جسطرح پہلے دل برانگیختہ ہو کر انہین اُٹھاتا ہے -

ہمچنین ہر پنج حس چون نائزہ — بر مراد امر دل شد جائزہ

ترجمہ: اور اسی صورت سے یہ پانچون حواس — رکھتے ہین ہر وقت حکم دل کا پاس

شرح یعنے جسطرح آنکھین دل کی محکوم ہین اسیطرح پانچون حواس (سمع بصر شم ذوق لمس) دل کے حکم کے مطابق ٹونٹی کی طرح روان رہتے ہین - نائزہ (یعنے ٹونٹی) جائزہ یعنے روان سے مشتق ہے -

ہر طرف کہ دل اشارت کردشان — میرود ہر پنج حس دامن کشان

ترجمہ: دل اشارہ انکو دیتا ہے جب ہر — جاتے ہین یہ اُس طرف کو دوڑ کر

دست و پا در امر دل شد مبتلا — ہمچو اندر دست موسےٰ آن عصا

ترجمہ: دست و پا ہین حکم دل مین مبتلا — جسطرح تہا دست موسےٰ مین عصا

شرح یعنے پانچون حواس دل کے محکوم ہین اور دل جدہر اشارہ کرتا ہے اُسکا حکم بجا لانے کے لیئے اُدھر ہی چلے جاتے ہین چنانچہ ہات پانو اسطرح دل کے مطیع ہین جسطرح حضرت موسےٰ کے ہاتھ مین اُنکا عصا مطیع تہا کہ حسب الحکم کبھی سانپ بنجاتا تہا اور کبھی عصا - یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے قال القہا یموسےٰ - یعنے اے موسےٰ اس عصا کو ہاتھ سے پھینکدو جب اُنہون نے پھینکا تو سانپ بنگیا اور جب اُسے اُٹھا لیا تو پھر عصا ہوگیا -

دل بخواہد پا درآید زو برقص ‏ ‏ ‏ ‏ یا گریزد سوے افزونی زنقص

ترجمہ: پانو حکم دل سے ہین مصروف رقص ‏ ‏ ‏ ‏ ہین گریزان سوے افزونی ونقص

شرح زو یا تو مخفف زود ہے یا بمعنے ازو ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو پانو بہت جلد یا دل کے محکوم ہونیکے باعث رقص مین آجاتا ہے یا نقصان یعنے فسق وعصیان سے فائدے یعنے کمال طاعت واحسان کی طرف گریز کرجاتا ہے بعض نسخون مین افزونی ونقص بواو عطف ہے بمعنے یائے تردید مطلب دونکا ایک ہے۔

دل بخواہد دست آید در حساب ‏ ‏ ‏ ‏ یا اصابع تا نویسد او کتاب

ترجمہ: ہاتہہ حکم دل سے کرتا ہے حساب ‏ ‏ ‏ ‏ انگلیان تحریر کرتی ہین کتاب

شرح اصابع دست پر معطوف ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو آدمی کا ہاتہہ عبادت یا زر ومال دنیوی کا حساب کرنے لگتا ہے۔ اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ انگلیون کی مدد سے لکہنا شروع کردیتا ہے غرضکہ ہر عضو دل کا محکوم ہے

دست در دست نہانے ماندہ است ‏ ‏ ‏ ‏ او درون تن برون بنشاندہ است

ترجمہ: دست پنہانی کا نوکر ہے یہ ہات ‏ ‏ ‏ ‏ اور وہ اندر ہے باہر ہے یہ ہات

شرح نہانے بیائے معروف ومجہول دونو طرح صحیح ہے اور دست نہان سے مراد قلب ہے یعنے یہ ظاہری ہاتہہ ایک باطنی ہاتہہ (قلب) کا آلہ اور اسکا محکوم ہے باطنی ہاتہہ اندر ہے اور اسنے تن یعنے ظاہری اعضا کو اجرائے حکم کے لیئے باہر بٹہار کہا ہے یعنے تمام اعضا دل کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے ہین۔

گر بخواہد بر عدو مارے شود ‏ ‏ ‏ ‏ ور بخواہد بر ولی یارے شود

ترجمہ: حکم دل سے غیر کے حق مین ہے مار ‏ ‏ ‏ ‏ حکم دل سے یار کا ہوتا ہے یار

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ دشمن کے حق مین سانپ بنجاتا ہے یعنے اسے ایذا پہنچاتا ہے اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتہہ ولی یعنے دوست کا مددگار ہوجاتا ہے اور اسکے حق مین سپر بنکر ایذا سے بچا لیتا ہے

گر بخواہد کفچہ در خوردنی ‏ ‏ ‏ ‏ ور بخواہد ہمچو گرز دہ منی

ترجمہ: ہے کبہی وہ چمچہ بہر خوردنی ‏ ‏ ‏ ‏ اور کبہی ہے شکل گرز دہ منی

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتہہ خوردنی (کہانے کے لایق چیزون) کے لیئے چمچہ بنجاتا ہے اور جب خواہش دل یہی ہاتہہ دوسرون کو آزار دینے کے لیئے دس سیر کا گرز ہوجاتا ہے۔

دل چہ میگوید بدیشان اے عجب ‏ ‏ ‏ ‏ طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب

ترجمہ: ان سے کہہ دیتا ہے دل کیا اے عجب ‏ ‏ ‏ ‏ ہے عجب پیوند و پنہانی سبب

شرح یعنے یہ اعضا جو محکوم دل ہین یا الہی دل انسے کیا کہہ دیتا ہے۔ دل اور اعضا مین کچہ عجیب طرح کا پیوند

باتفاق ہے کہ جو دل کہدیتا ہے اعضا اُسے قبول کر لیتے ہین اور یہ دل کے حاکم اور اعضا کے محکوم ہونے کا کوئی عجیب پنہانی سبب ہے جو بطور ظاہر ہر کسی کو معلوم نہین ہو سکتا وہ پنہانی سبب یہ ہے کہ دل مظہر انوار الٰہی ہے اسلئے سب اعضا اور تمام ظاہری و باطنی حواس اس سے ایسا تعلق رکھتے ہین جو نوکر کو آقا یا رعایا کو بادشاہ سے ہوتا ہے۔ یعنے دل بادشاہ ہے اور تمام قوے اسکی رعایا۔

دل مگر مہر سلیمان یافتہ ست — کہ مہار پنج حس بر تافتہ ست

ترجمہ: دلکو کیا مہر سلیمان مل گئی — حاسون کی باگ کھنچے پھیر دی

شرح یعنے شاید دل نے حضرت سلیمان کی مُہر (سلطنت عظیم) حاصل کر لی ہے کہ تمام حواس کی باگ پھیر کر اپنے تصرف مین کر لی ہے اور جسطرح مخلوق سلیمانؑ کی مطیع تھی اسیطرح حواس دل کے تابع ہین۔

پنج حسے از برون ماسور او — پنج حسے از درون مامور او

ترجمہ: حس ظاہر سب کے سب اُسکے اسیر — حس باطن سب کے سب فرمان پذیر

شرح یعنے پانچون ظاہری حواس اور پانچون باطنی حواس دل کے مطیع ہین ماسور بمعنے قیدی و پابند ہے

ده حس ست و ہفت اندام و دگر — آنچہ اندر گفت ناید مے شمر

ترجمہ: ہین اُسی کے سات اعضا دس حواس — اور جو چیزین ہین باہر از قیاس

شرح یعنے دسون حواس اور ساتون اعضا اور اسکے سوا دیگر قوتین (مثلاً قوت نباتیہ و غیرہ) اور دیگر رگ پٹھے اور انتڑیان وغیرہ جو بیان مین نہین آسکتے اے طالب تو خود سوچکر گنتا جا سب کے سب محکوم دل ہین لفظ دگر دوسرے مصرع سے متعلق ہے فائدہ دس حواس ظاہری و باطنی مشہور ہین یعنے باصرہ سامعہ شامہ لامسہ ذائقہ حواس ظاہری ہین اور خیال وہم حافظہ متخیلہ حس مشترک حواس باطنی ہین اور سات اعضا باعتبار ظاہر سر پیٹھ دو نوہات دو نو پاؤن اور ستر گاہ ہے اور باعتبار باطن دل جگر دماغ گردہ پھیپڑہ تلی انتڑیان

چون سلیمانی دلا در مہتری — بر پری و دیو زن انگشتری

ترجمہ: چاہیے تُجکو سلیمان سروری — مار دیو نفس پر انگشتری

شرح یعنے اے دل تو سلیمان ثانی اور تمام قوتون پر حاکم ہے اسلئے تمام پریون (قوائے نفسانیہ) اور دیو دان (خواہشات حیوانیہ) پر انگشتری مار یعنے تمام قوتون کو اپنا مسخر و مطیع کر لے۔ انگشتری زدن بمعنے حکومت کرنا ہے

گر درین ملکت بری باشی ز ریو — خاتم از دست تو نستاند سہ دیو

ترجمہ: گر نہو تجہین مر حیلہ و مکر و ریو — چہین سکتا ہے انگوٹھی کب سہ دیو

شرح یعنے اے دل اگر تو مکر اور حیلہ سے بری ہے اور صدق و صفا کو قبول کر لے۔ تو تیری حکومت سہ دیو نہین چہین سکیگا

یعنے تیری حکومت جو تمام اعضا پر ہے اسکو شیطان اپنا مسخر نہین کرسکتا۔ اور تو اپنے ہوا اس و قوٰی سے مغلوب نہین ہوسکتا بلکہ ہمیشہ غالب رہیگا سدیو اس دیو کا نام ہے جسنے حضرت سلیمان ؑ کی انگشتری چرائی تہے مگر یہان مراد شیطان ہے۔ بعض نسخون مین سہ دیو ہے۔ یعنے شیطان اور نفس اور حب ماسوے اللہ کے تین دیو تجہپر غالب نہین آسکتے بشرطیکہ تو صدق و صفا کا پابند رہے اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالے۔

	بعد ازان عالم بگیرد اسم تو	دو جہان محکوم تو چون جسم تو
ترجمہ	تاکہ عالم گیر پھر ہوجائے اسم	دو جہان محکوم ہون مانند جسم

شرح یعنے اگر تو صدق و صفا کو اختیار کرلیگا تو سارا جہان نیکی کے سانہ تیرا نام لیگا۔ اور دو جہان تیرے ایسے محکوم ہوجائینگے جیسا کہ تیرا جسم تیرا محکوم ہے یعنے تجکو علم تسخیر مخلوقات حاصل ہوجائیگا۔

	ور ز دست دیو خاتم را ببرد	پادشاہی فوت شد بختت بمرد
ترجمہ	گر انگوٹھی لیگیا دیو اے حبیب	بادشاہی ہوچکی سو یا نصیب

شرح یعنے تیری حکومت اگر شیطان نے چھین لے اور تجسے بد افعال صادر کرالئے تو یہ سمجہہ کہ بادشاہی جاتی رہی اور نصیبا سو گیا یعنے تو قرب الٰہی سے محروم رہا اور رحمت سے دور ہوکر جہنم مین جا پڑا نعوذ باللہ منہا۔

	بعد ازان یا حسرۃ شد للعباد	بر شما مختوم تا یوم التناد
ترجمہ	بعد ازان سہ جائیگی حسرت تجہے	تاقیامت غم رہیگا جان لے

شرح لفظ شد مختوم کے متعلق ہے۔ اور مختوم بمعنے مہر کردہ و لازم شدہ ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو مصداق آیت یا حسرۃ علے العباد اے بندو تمہیر افسوس ہے قیامت تک واجب و لازم ہوگیا۔ بعض نسخون مین یا حسرتا شد با عباد ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو اے لوگو یا حسرتا ہائے افسوس ہائے افسوس کرتے رہوگے

	ور تو دیو خویشتن را منکری	از ترازو و آئنہ کے جان بری
ترجمہ	اور اگر شیطان کا منکر ہے تو	آئینہ کو دیکہہ لے اے زشت رو

شرح یعنے اگر تجہے یہ خیال ہے کہ نفس و شیطان کوئی شئے نہین تو ذرا صبر کر محشر کے دن آئینہ اعمال اور ترازوے عدالت سے جان بر نہو سکیگا۔ تیرے سامنے آئینہ کی طرح پیش کئے جائینگے اور میزان مین تولے جائینگے۔ بعض نسخون مین مکر خود را اگر تو انکار آوری ہے۔ یعنے اگر تو اپنے مکر باطن کا منکر ہے تو ذرا صبر کر محشر مین سب معلوم ہوجائیگا۔ کہ تو نے کیا کیا مکر کئے اور کن کن فریبون سے دنیا یا دین کو حاصل کیا۔

متہم کردن غلامان و خواجہ تاشان لقمان راکہ میوہ ہا خوب خوردہ

ترجمہ غلامونکا لقمان پہ تہمت لگانا اور یہ کہنا کہ اچھے اچھے میوے اسی نے کہالئے ہین

شرح آگے چلکر معلوم ہوجائے گا کہ خواجہ نے لقمان کا امتحان لیا تہا اور اسیطرح اللہ تعالے اعمال بندگان کا امتحان لیگا اس لحاظ سے دونو قصون مین مناسبت موجود ہے اس امتحان کی تفصیل عنقریب آتی ہے

بود لقمان پیش خواجہٴ خویشتن　　در میان بندگانش خوار تن

ترجمہ روبرو خواجہ کے لقمان جلیل　　تہے میان بندگان خوار و ذلیل

شرح یعنے حضرت لقمان غلامی کی حالت مین اپنے مالک کے آگے دیگر غلامون کی زمرہ مین انہی کی طرح ذلیل و خوار رہتے تہے حضرت لقمان کی ولایت پر سب کا اتفاق ہے اور اکثر مفسرین نے انکو نبی بہی کہا ہے پہلے عرب مین یہ کسیکے غلام تہے اور پہر آزاد ہوگئے حضرت لقمان کے عجیب و غریب واقعے تفسیر و کتبِ مذکور مین۔

مے فرستاد او غلامان را بباغ　　تا کہ میوہ آیدش بہر فراغ

ترجمہ اُسنے بہیجے باغ مین اپنے غلام　　تا کہ لائین توڑ کر میوے تمام

شرح یعنے مالک غلامون کو اپنے باغ مین اسلیئے بہیجا کرتا تہا کہ وہ میوے توڑ لائین اور مالک فراغت سے کہائے

بود لقمان در غلامان چون طفیل　　پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل

ترجمہ تہے طفیلی اُن مین وہ اے نیکذات　　پُر معانی تیرہ رنگت جیسے رات

شرح یعنے لقمان ظاہر مین رات کی طرح سیاہ رنگ اور باطن مین انوار معانی و اسرار سے پُر تہے طفیلیون کی طرح رہتے تہے

آن غلامان میوہ ہائے جمع را　　خوش بخوردند از نہیب طمع را

ترجمہ اُن غلامون نے کیا جو میوہ جمع　　تہے نہ دیئے کہا گئے سب بہر طمع

شرح دوسرے مصرع مین نہیب بمعنے غلبہ اور را بمعنے برائے ہے۔ یعنے اُن غلامون نے اپنے جمع کیے ہوئے میوون کو غلبہٴ حرص و طمع کے سبب خوب کہایا اور اپنا جُرم لقمان کے سر تہمے لگا دیا۔

خواجہ را گفتند لقمان خورد آن　　خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران

ترجمہ اور کہا خواجہ سے لقمان کہا گیا　　اس سے لقمان پہ ہوا خواجہ خفا

شرح یعنے غلامون نے میوے تو خود کہائے اور مالک سے اگر یہ کہدیا کہ لقمان تمام میوون کا لقمہ کر گیا ہے اس سے خواجہ نہایت بد مزہ اور گران یعنے لقمان پر غضبناک ہوا اور لقمان کی خیانت کو بُرا جانا۔

چون تفحص کرد لقمان از سبب　　در عتاب خواجہ اش بکشاد لب

ترجمہ ولیکن جب لقمان نے ڈہونڈا سبب　　روبرو خواجہ کے کہولے اپنے لب

شرح یعنے جب لقمان نے خواجہ کی خفگی کا سبب تلاش کر لیا تو اپنے خواجہ پر عتاب کرنے مین لب کہولے کیونکہ خواجہ بلا تحقیق حال لقمان پر غضبناک ہوا تہا اسلیئے خود قابل عتاب تہا کیونکہ بلا تحقیق کام کرنا سوا الالئق ملامت ہوتا ہیں

گفت لقمان سید اپیش خدا ⁂ بندۂ خائن نباشد مرتجے

ترجمہ: اپنے خواجہ سے یہ لقمان نے کہا ⁂ ہونگے سب خائن خجل پیش خدا

شرح یعنے لقمان نے از روے عتاب یہ کہا کہ اے خواجہ خدا کے آگے خیانت کرنے والا آدمی کبھی امید وار رحمت ہوکر نہ آئیگا بعض نسخون مین مرتجے کی مرتضے ہے یعنے پسندیدہ و برگزیدہ۔

امتحان را کار فرما اے کیا ⁂ شربتے ز آتش بدہ بہر نما

ترجمہ: امتحان ہم سب کا کر لے بالضرور ⁂ گرم پانی سب کو دے اے پرشعور

شرح یعنے لقمان نے خواجہ سے یہ کہا کہ اے خداوند ہمارا امتحان کیجے۔ اور میوون کی چوری ظاہر کرنے کے لیئے ہمین آگ کا پکا ہوا پانی دیجیئے جسنے میوے کہائے ہونگے وہ گرم پانی پینے کے باعث میوون ہی کی قے کریگا

امتحان کن جملہ مارا اے کریم ⁂ سیرمان در دہ تو از آب حمیم

ترجمہ: آزمالو ہم سبہونکو اے کریم ⁂ اور پلادے پیٹ بھر آب حمیم

شرح یعنے اے خواجہ کریم النفس ہم سب غلامون کے امتحان کے لیے ہمین پیٹ بہر بہر کے گرم پانی پلوائیے۔

بعد ازان مارا بصحراے کلان ⁂ تو سوارہ با پیادہ یا دوان

ترجمہ: بہیج اک جنگل مین سبکو بعد ازان ⁂ یا پیادہ سبکو دوڑا دے وہان

انگہان بنگر تو بدکردار را ⁂ صنعہاے کاشف اسرار را

ترجمہ: دیکھ پھر اوسوقت بدکردار کو ⁂ اور صنع کاشف اسرار کو

شرح یعنے لقمان نے کہا کہ اے خواجہ ہمین گرم پانی پلا کر کسی بڑے میدان مین سوار یا پیادہ یا دوڑنے کا حکم دے اور پہر میوہ کہانے والے بدکردار کو دیکھہ کہ کون ہے اور کاشف اسرار اللہ تعالے کی صنعتون کو ملاحظہ فرما کہ اُسنے اپنے بندون کو کیا کیا عقلین دی ہین۔ کہ اکثر چھپی ہوئی باتین عقل کے زور سے ظاہر ہو جاتی ہین۔

گشت ساقی خواجہ از آب حمیم ⁂ مر غلامان را و خوردند آن زبیم

ترجمہ: گرم پانی اُنکو خواجہ نے دیا ⁂ خوف سے سارے غلامون نے پیا

بعد ازان مے راند شان در دشتہا ⁂ میدویدند سے میان کشتہا

ترجمہ: اور دوڑایا پھر اونکو دشت مین ⁂ دیر تک دوڑا کیئے سب کشت مین

شرح یعنے مالک نے غلامون کو گرم پانی پلا دیا اور اُنہون نے خوف کے مارے پی لیا اور پہر خواجہ نے اُنکو جنگل کی طرف ہانکا اور چابک کے ساتھ ایک بڑے میدان مین خوب دوڑایا۔ یہ دونون شعر قطعہ بند ہین۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ خواجہ نے گرم پانی پلا کر غلامونکو دوڑایا۔ اور بجز لقمان سب کے پیٹ سے میوے نکلے۔

قے در افتادند ایشان از عنا　　آب مے آورد زیشان میوہا

ترجمہ　بہا گئے سے آگئی جب انکو قے　　ہو گیا ظاہر کرنے میں میوہ سب

شرح یعنے بہاگ دوڑ کی مشقت کے باعث تمام غلامون کو قے آنے لگی۔ اور گرم پانی نے وہ تمام میوے باہر نکال پہینکے جو انہون نے چرا چرا کر کہائے تہے مطلب یہ کہ جیتی کا کہایا پیا سب نکل گیا

چونکہ لقمان را در آمد قے ز ناف　　مے در آمد از درونش آب صاف

ترجمہ　ہان مگر قے آئی جب لقمان کو　　صاف و آب پاک تہا اے نیک خو

شرح یعنے جب لقمان کو قے آئی اور پیٹ مین سے کچھ نکلا تو وہ صاف پانی تہا۔ میوے نتہے کیونکہ لقمان نے میوہ کہایا ہی نہ تہا جو قے مین نکلتا۔ بلکہ یہ سراسر دیگر غلامون کی لگائی ہوئی تہمت تہی

حکمت لقمان چو تاند این نمود　　پس چہ باشد حکمت رب الوجود

ترجمہ　ایسی حکمت سے ہے لقمان باخبر　　ہوگی کیا کچھ حکمت رب البشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے۔ یعنے جب لقمان کی حکمت ایسا کر سکتی ہے (مخفی راز کو ظاہر کر دیتی ہے) تو رب وجود (اللہ تعالے) کی حکمت کیا کچہ کر سکیگی۔ یعنے اسکی حکمت بدرجہ اولے بندون کے پوشیدہ گناہون کو ظاہر کر دیگی اور گنہگارونکو میدان محشر مین سخت رسوا ہونا پڑیگا۔

یوم تبلی السرائر کلہا　　بان منکم کامن لا یشتہی

ترجمہ　راز مخفی جب عیان ہونگے تمام　　خواہش دل کے خلاف اے نیکنام

شرح یعنے اللہ تعالے کی حکمت اسدن معلوم ہوگی جبکہ کل چہپی ہوئی چیزین ظاہر کر دیجائینگی اور اے لوگو ایسا ہر چہپا ہوا کام ظاہر ہو جائے گا جسکے ظاہر کرنے کو جی نہین چاہتا تہا اور دنیا مین جسکے آشکارا کرنے کی خواہش نہین کیجاتی تہی لا یشتہی صیغہ مضارع مجہول ہے اور کامن امر مخفی کو کہتے ہین اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم تبلی السرائر الی الآخر الآیہ یعنے قیامت مین جبکہ چہپے ہوئے گناہ ظاہر کر دیئے جائینگے تو آدمی کو انکے چہپا رکہنے کی قوت نہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا کہ جسکی مدد سے گناہ چہپ سکین یا عذاب سے نجات ہو جاے۔

چون سقوا ماء حمیما قطعت　　جملۃ الاستار مما افظعت

ترجمہ　گرم پانی پردے سب کر دیگا چاک　　یعنے سب روز قیامت ہولناک

شرح یعنے جب گناہگارون کو گرم پانی پلایا جائیگا تو ان چیزون (گناہون) کے پردے جو آدمی کو رسوا کر دینگی پہاڑ دیئے جائینگے قطعت بصیغہ مجہول ہے اور جملۃ الاستار مفعول مالم یسم فاعلہ اور مما افظعت اسکا بیان ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے سقوا ماء حمیما فقطع امعاءہم یعنے دوزخیونکو ایسا گرم پانی پلایا

جائے گا جو انکی انتڑیون کو کاٹ ڈالے گا مولانا قدس سرہ نے بطور باطن انتڑیون سے بیردہ گناہ مراد لئے ہین

نار زان آمد عذاب کافران — کہ حجر را نار باشد امتحان

ترجمہ: آگ ہے پہر عذاب کافران — پتہرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے کافرونکو آگ کا عذاب اسلئے دیا جائیگا کہ انکے دل بمقتضائے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پتہر کے مانند بلکہ اس سے بہی زیادہ سخت ہوا کرتے ہین اور پتہر کا امتحان بجز آگ کے اور کسی چیز سے نہین ہوسکتا کیونکہ آگ ہی ایسی شئے ہے جو پتہر کو لاشئے کردیتی ہے اسلئے قلبی مناسبت کے لحاظ سے کفار عذاب نار ہی کے قابل ہین انہین آگ مین ڈالکر اس بات کا امتحان لیا جائے گا کہ دیکہین انکے دل اب بہی پگہلتے ہین یا نہین کفر کی سختی بجز آگ کے اور کسی چیز سے زائل نہین ہوسکتی اسلئے کافرون کو وہی سخت عذاب دیا گیا ہے جو انکی سنگدلی کے لایق تہا۔

این دل چون سنگ را تا چند چند — پند گفتیم و نمے پذرفت پند

ترجمہ: سخت دل والونکو تا ایام چند — پند کی لیکن نہین سنتے وہ پند

شرح بعض نسخون مین نرم گفتیم ہے۔ یعنے کفار کے دلون کو جو پتہر کے مانند سخت ہین اولیا نے مدتون نصیحت کے ذریعہ سے نرم کرنا چاہا مگر اسپر کسی نصیحت کا اثر نہوا کیونکہ پتہر آسانی سے نہین پگہلتے اسلئے اللہ تعالے نے انکو نصیحت دینے کے لیئے عذاب نار مقرر کردیا ہے کیونکہ انصاف کے یہ معنے ہین کہ سزا گناہ کے مطابق ہو۔

ریش بد را داروے بد یافت رگ — مر سر خر را سزد دندان سگ

ترجمہ: جانتی ہے بد دوا زخمونکی رگ — ہین سر خر کے لئے دندان سگ

شرح یعنے سڑے ہوے زخم کی رگ (حقیقت) اسی دوا نے معلوم کرلی ہے جو خود سڑی ہوی نہایت تیز اور بدبودار ہے کیونکہ ایسے برے زخم کو ایسی ہی بری اور تیز دوا فائدہ کریگی۔ اور گدہے کا سر کتے ہی کے کہانے کے قابل ہے مطلب یہ کہ بد کی سزا بد ہے اور نیک کی جزا نیک۔ کفار چونکہ نہایت بد تہے اسلئے انکو آگ کا بدترعذاب دیا جائے گا رگ دریافتن کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کو کہتے ہین۔

الخبیثات الخبیثون حکمت ست — زشت را ہم زشت جفت و بابت ست

ترجمہ: ہین برے بیشک بروںکے واسطے — اور بدون کے دوست بد ہین جان لے

شرح یعنے برون کے لیئے برے پیدا کردینے خدا کی حکمت ہے کیونکہ برا برے کا جوڑا اور برے ہی کی لائق ہے لفظ بابت مخفف بایست ہے بمعنے لائق قرآن مجید مین ہے کہ برے برونکے لیئے ہین اور اچہے اچہون کے لیئے

پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر — محو او باش و صفات او پذیر

ترجمہ: ہو بدونکا دوست یا اچہونکا تو — تجہہین آجائے گی بیشک اسکی خو

	نور خواہی مستعد نور شو	دور خواہی خویش بین و دور شو
ترجمہ	نور کا طالب ہے گر ہو محو نور	چاہیئے دوری تو رہ تو حق سے دور

شرح یعنے نیک نیکی کو پسند کرتے ہین۔ اور بد بدی کو۔ اب تو جسکو چاہے اختیار کرلے چاہے نیکی مین محو ہوجا اور نیکون کی صفات قبول کرلے چاہے بدی مین۔ اگر نور الٰہی کو چاہتا ہے تو ریاضت و مجاہدہ پر کمر باندھکر اُسکے حاصل کرنیکے لیئے تیار رہ اور اگر قرب ذات سے دور ہونا چاہتا ہے تو خود بین اور وصف انسانیت سے دور ہوجا

	ور ہمے خواہی ازین محبس خرب	سرمکش از دوست واسجد واقترب
ترجمہ	چاہیئے گر قید دنیا سے نجات	قرب حق کو ڈھونڈلے آغوش صفات

شرح یعنے اگر تو اس محبس خرب (قید خانۂ ویران) یعنے دنیا سے باایمان ہوکر جانا چاہتا ہے تو سجدہ کر اور قرب الٰہی ڈھونڈ خرب بمعنے خراب شدہ و ویران ہے اور دوسرے مصرعہ کا اختتام جزو آیت ہے۔

	سرکشان را این سراسر در عذاب	سربنہ واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	سرکشوں پر حق کا ہوتا ہے عذاب	بندہ بن۔ واللہ اعلم بالصواب
	این سخن پایان ندارد خیز زید	بر براق ناطقہ بربند قید
ترجمہ	انتہا اوسکی نہیں ہے اوٹھئے زید	کر براق ناطقہ کو اپنے قید۔

شرح پھر قصۂ زید کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مولانا گویا بلسان رسالت یہ فرماتے ہین کہ اے زید اپنی قوت ناطقہ کی براق کو روک لے اور راز غیبی کو ہرگز ظاہر نکر نکتہ باطنی طور پر اس قصۂ لقمان کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے عقل اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے جسمانی و نفسانی کو باغ وجود انسانی مین بھیجا تا کہ اعمال کے پھل لیکر حضور ذو الجلال مین حاضر ہون عقل معاد بھی اُنکے ساتھ گئی اس باغ مین آکر یہ سب غلبہ نفس امارہ کے سبب عقل کو ذلیل سمجھنے لگے اور محبت دنیا اور اُسکے سامانون پر مائل ہوگئے اور لذات دنیوی سے خوب ہی کھیں تان تاکر سیٹ بھرا جب اللہ تعالےٰ کے حضوری کا وقت آیا تو ان غلامون نے یہ سمجھا کہ ہم جھوٹ بولکر نجات پاجائینگے اسلیئے اُنہون نے پھلون کا کھانا یعنے لذائذ دنیا کا حاصل کرنا لقمان عقل کی طرف منسوب کردیا حالانکہ اسکو خبر بھی نہ تھی کیونکہ غلامان حواس و نفس نے عقل کو میوہ خواری کے وقت اپنے پاس ہی نہین آنے دیا تھا عقل پر عتاب ہوا تب اُسنے کہا کہ یا اللہ مین اپنے ساتھیون کے باعث مصدر عتاب ہوئی۔ حالانکہ مینے لذائذ دنیوی کو ہرگز حاصل نہین کیا۔ مین اُنکے ساتھ فقط تیرا حکم بجالانے کے لیئے گئی تھی۔ تو عالم السر والخفیات ہے اب ہمارا امتحان مارحمیم موت سے کرا در ہمکو سکرات موت کے جنگل مین دوڑا تاکہ جنے جو کچھ دنیا مین کیا ہے ظاہر ہوجائے چنانچہ اس امتحان سے عقل پھلون کے کھانے سے پاک نکلے اور وہ سب جھوٹے اور گنہگار ثابت ہوئے

حکایت زید با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وجواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور زید کی حکایت اور آنحضرت کا جواب

ناطقہ چون فاضح آمد عیب را — مے دراند پردہائے غیب را

ترجمہ ناطقہ کرتی ہے ظاہر عیب کو — پہاڑتی ہے پردہائے غیب کو

شرح یہ تمام حکایت بزبان رسالت مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور پیغمبر کا زید کو جواب دینا مولانا نے حدیث کے لفظ الزم سے نکالا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ قوت ناطقہ عیب کی فضیحت و رسوا کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب کے پردے بھی پہاڑ سکتی ہے کیونکہ غیب و عیب دونو چھپی ہوی چیزین ہوتی ہین۔ اور ناطقہ ان دونو کو ظاہر کرسکتی ہے۔ پہلا مصرع دوسری کی تمثیل ہے بطور تفہیم

غیب مطلوب حق آمد چند گاہ — این دہل زن را بران بربند راہ

ترجمہ غیب ہے مطلوب خالق چند گاہ — اس دہل زن کو ہنکا کر بند راہ

شرح یعنے اے زید بسا اوقات غیب رکسی چیز کو چہپائے رکہنا مطلوب حق اور مرغوب الٰہی ہوتا ہے کیونکہ وہ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے پردہ دری کو پسند نہین کرتا۔ اسیلئے تو بہی متخلق باخلاق اللہ ہو کر پردہ دری کو پسند نہ کر اور اس ڈہول بجانے والے (ناطقہ) کو مار کر نکال دے اور طریق کلام کو بند کر۔

تک مران درکش عنان مستور بہ — ہرکس از پندار خود مسرور بہ

ترجمہ کہینچ لے تو اپنے توسن کی لگام — تا رہے ہر شخص دل مین شاد کام

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے زید سمند کلام کو دوڑا کر نہ ہانک اور اسکی لگام کہینچ لے کیونکہ احوال غیب پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے یا سیلئے کہ جب تک غیب کا حال مستور رہیگا ہر شخص اپنے گمان وخیال سے مسرور رہیگا۔ نیک طالب جنت اور بد امیدوار مغفرت رہینگے اور جب تو پردہ غیب اٹہا کر ہر جنتی کو جنت مین اور دوزخی کو دوزخ مین اسکی آنکہہ سے دکہا دیگا تو جنتی اسیلئے کہ دلی مقصد حاصل ہوگیا ہے طاعت الٰہی چہوڑ دینگے اور دوزخی اسیلئے کہ ہر حالت مین دوزخ ہی کا نوالہ بنین گے توبہ واستغفار کو بیکار سمجہین گے کیونکہ ہر شخص حیلہ کو بہت جلد قبول کرلیتا ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدان او — زین عبادت ہم نگردانند رو

ترجمہ چاہتا ہے حق کہ نا امید بہی — اسکی طاعت مین گذارین زندگی

شرح لفظ ہم نومیدان سے متعلق ہے یعنے اے زید اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ گنہگار اور رحمت سے نا امید بندے بہی اسکی عبادت سے منہ نہ پہیرین اور جب تو ہنین انکا ٹہکانہ یعنے دوزخ دکہادیگا تو وہ عبادت کرنی چہوڑ دینگے اور اوسکی رحمت سے نا امید ہو کر حد سے زیادہ سرکش اور نہایت سخت کافر ہوجاینگے۔

ہم مشرف در عبادتہائے او　　مشتغل گشته بطاعتہائے او

ترجمہ ایک مدت تک عبادت مین رہین　　اور عابد حق کی طاعت مین رہین

شرح یعنے سلئے زید اسد تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ جو لوگ اسکی عبادتون سے مشرف ہو رہی ہین وہ اور زیادہ طاعتون مین مشغول ہوجائین اور جب تو انہین انکا ٹہکانا یعنے جنت دکہا دیگا تو وہ آیندہ بامید ترقی درجات زیادہ طاعت کرنی چہوڑ دینگے اور جنت کے اسی مرتبہ پر قناعت کرلینگے جو انہین مل چکا ہے۔

ہم بامیدے مشرف می شوند　　چند روزے در رکابش مے دوند

ترجمہ خلق کو امید سے پہنچے شرف　　اسکی خدمت مین رہین تا صف بصف

شرح یعنے سلئے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ لوگ امید رحمت و مغفرت کے باعث مشرف بخلعت کرامت و عبادت ہون یعنے ثواب کی امید پر عبادت کرتے ہین اور چند روز یعنے موت کے دن تک رکاب طاعات مین دوڑتے رہین اگر انکو اپنا حشر و نشر آج ہی معلوم ہو جائے گا تو طاعت چہوڑ بیٹہین گے

خواہد آن رحمت بتابد بر ہمہ　　بر بد و نیک از عموم مرحمہ

ترجمہ ہے یہ منشا رحمت خالق کا نور　　نیک و بد سب پر کرے اپنا ظہور

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے چاہتا ہے کہ رحمت کا ظہور ہر نیک و بد پر ہو کیونکہ اسکی رحمت عام ہے جو غضب پر غالب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رحمت بلا طاعت نازل نہین ہوسکتی بس تو نتیجہ یہ ہوا کہ سلئے زید اگر تو لوگون کے احوال عاقبت کو انپر ظاہر کردیگا تو لوگ طاعت الٰہی چہوڑ دینگے۔ جسکے سبب رحمت حق نازل نہوگی۔

حق ہمے خواہد کہ ہر میر و اسیر　　با رجا و خوف باشند و حذیر

ترجمہ مرضی حق ہے کہ ہر فرد بشر　　ہو ہمیشہ با رجا و پر حذر

شرح یعنے اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ ہر نیک و بد امید و بیم کی حالت مین رہے اور خدا کی عظمت سے ڈرے نیک اپنی عبادت پر مغرور نہو اور بد اپنے گناہون کے باعث ناامید نہو حذیر بمعنے ڈرنیوالا صیغہ اسم فاعل یا صفت مشبہ ہے

این رجا و خوف در پردہ بود　　تا پس این پردہ پرورده بود

ترجمہ اور رجا و خوف در پردہ رہے　　یعنے زیر پردہ پرورده رہے

چون دریدی پردہ کو خوف و رجا　　غیب را شد کر و فرے بر ملا

ترجمہ جب نہو پردہ تو کہا خوف و رجا　　غیب کا احوال ہوگا بر ملا

شرح یعنے اے زید یہ رجا و خوف پردے ہی مین رہتا ہے اور پردے ہی مین پرورش پاتا یعنے بڑہتا ہے جب تو نے غیب کے پردے پہاڑ دیئے تو خوف و رجا کہان رہا بلکہ اسوقت غیب کا سامان سب پر ظاہر ہوجائیگا

اور رجا و خوف و طاعت و عبادت سب جاتی رہتی اسلیئے اسرار غیب کا چھپانا ہی فرض ہے۔

حکایت بعض نسخہ میں یہ سرخی نہیں ہے مگر ہمارے نزدیک یہ سرخی ضرور چاہیئے گزشتہ اشعار سے اسکی حکایت کی مناسبت آئندہ بیان ہوگی جس سے معلوم ہوجائیگا کہ بھید کی باتونکا ظاہر کردینا مناسب نہیں ہوتا۔

بر لب جو بُرد ظنّے یک فتے ۔۔۔ کہ سلیمانست ماہی گیر ما

ترجمہ نہر پر بہ اک جوان کی رائے تہی ۔۔۔ مچھلیون والے سلیمان ہین یہی

شرح یعنے جب دیو نے حضرت سلیمان کی انگوٹھی چرالی اور آپ سلطنت سے الگ ہوکر مچھلیان پکڑنے لگے تو ایک نوجوان آدمی نے آپ کو نہر کے کنارے سے دیکھکر یہ کہا کہ شاید یہ مچھلیان پکڑنے والے وہی شخص ہین جو پہلے بادشاہ تہے۔ کیونکہ انکے چہرہ پر سلطنت و نبوت کا رعب موجود تہا **فائدہ** حضرت سلیمان کی مچھلیان پکڑنیکا قصہ معتبر نہین ہے مگر مولانا قدس سرہ نے نتیجہ نکالنے کے لیئے مورخون کی نقل اور شہرت کا اعتبار کیا ہے۔

گر وَ لیست این از چہ فرد ست و خفیست ۔۔۔ ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست

ترجمہ گر وہی ہین تو ہین مخفی کس لیئے ۔۔۔ ورنہ شاہی کی علامت چاہیئے

شرح یعنے اُس نوجوان نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر یہ مچھلی پکڑنیوالا سلیمان ہی ہے تو تنہا اور پوشیدہ حالت مین کیون ہے اور اگر سلیمان نہین ہے تو علامت سلیمانی نشان بادشاہی اسکے چہرہ سے کیون ظاہر ہے

اندرین اندیشہ مے بود او دو دل ۔۔۔ تا سلیمان گشت شاہ مستقل

ترجمہ نوجوان تہا اس سے حیران دو دل ۔۔۔ ہوگئے پہر آپ شاہ مستقل

دیو رفت از ملک و تخت او گریخت ۔۔۔ تیغ بختش خون آن شیطان بریخت

ترجمہ دیو بہاگا انکے ملک و تخت سے ۔۔۔ ہوگیا قتل انکی تیغ بخت سے

شرح یعنے وہ نوجوان شخص اپنے دلمین متردد و متفکر رہا یہانتک کہ حضرت سلیمان پہر بادشاہ ہوگئے اور دیو انکے تخت سے اترکر بہاگ گیا اور سلیمان کے بخت بلند کی تلوار نے اُس شیطان یعنے دیو پلید کا خون کردیا۔

کرد در انگشت خود انگشتری ۔۔۔ جمع آمد لشکر دیو و پری

ترجمہ ہاتہہ مین لی اپنے انگشتری ۔۔۔ سب مسخر ہوگیے دیو و پری

آمدند از بہر نظارہ رجال ۔۔۔ در میان شان آنکہ بد صاحب خیال

ترجمہ اور زیارت کے لیئے آگئے رجال ۔۔۔ انمین تہا وہ مردم صاحب خیال

چون در انگشتش بدید انگشتری ۔۔۔ رفت اندیشہ و گمانش یکسری

ترجمہ دیکھ لی جب انکے پاس انگشتری ۔۔۔ ہوگیا اندیشہ سے اپنے بری

شرح یعنے سلیمان ؑ نے جب پہر انگوٹھی پہن لی اور تمام دیو و پری پہر انکی لونڈی غلام بنگئے تو بہت سے آدمی
انکی زیارت کے لیئے آئے انمین وہ نوجوان بہی تہا جسنے آپ کو نہر پر مچھلیان پکڑتے دیکھا تہا جب اس جوان
نے سلیمان ؑ کے ہاتھ مین انگوٹھی دیکھہ لی تو اسکا پہلا وہم و گمان سب جاتا رہا اور یقین ہوگیا کہ وہ ماہی گیر
یہی سلیمان تہے سنخته اس حکایت مین فقط اس بات کی تمثیل ہے کہ جب حقیقت کہلجاتی ہے تو پہلا گمان اور وہم مٹ
جاتی رہتی ہین جیسا کہ یہ جوان پہلے گمان کیا کرتا تہا کہ مچھلیان پکڑنے والے شاید سلیمان ہین جب فی الواقع اسکو
دیکھہ لیا تو وہ گمان جاتا رہا اے زید اسیطرح جب احوال حشر و نشر لوگ دیکھہ لینگے تو انکو مغفرت اور ترقی درجات
کا گمان اور امید جاتی رہیگی اور عبادت چہوڑ دینگے اسوقت ہر شخص یہ گمان کر رہا ہے کہ میری روح جو سلیمان وقت
ہے دریائے عرفان سے ماہی عشق الہی کا شکار کر رہی ہے لیکن اگر حال حشر و نشر اور اپنے اعمال کی حقیقت معلوم
ہوجائے تو پہلا گمان جاتا رہے اور گہنہگار اسلیئے عمل کرنا چہوڑ دین کہ وہ مغلوب دیو ہوچکے ہین اور انہون نے
اپنا برا انجام دیکھہ لیا ہے اور مومن اسلیئے کہ ان کے مدارج کے ترقی محدود ہوگئی ہے یہ اس حکایت کے باطنی معنے ہین

	وہم آن گاہست کو پوشیدہ است	این گمان خود از پئے نادیدہ است
ترجمہ	وہم جبتک ہے کہ وہ پوشیدہ ہے	اور گمان سارا لیئے نادیدہ ہے

شرح یعنے نجات و مغفرت کے ہونے نہونے کا وہم اسیوقت تک ہے جب تک کہ عالم غیب پوشیدہ ہے
اور کسیکے جنتی یا دوزخی کا گمان اسلیئے ہے کہ غیب کے کارخانہ کو کسی نے نہین دیکھا اگر یہ پردہ غیب اٹھہ جائے
تو سارا جہان درہم و برہم ہو جائیگا اور امید و بیم کچہہ نہ رہے بعض نسخون مین تحری از پئے نادیدہ است ہے
یعنے تحری کعبہ اسحالت مین جائز ہے کہ کعبہ سامنے نہو ورنہ جب کعبہ سامنے آجاتا ہے تحری باطل ہوجاتی
ہے اے زید اسیطرح غیب کے سامنے آنے سے امید و بیم اور ایمان بالغیب جاتا رہتا ہے۔

	پس خیال غائب اندر سینہ رفت	چونکہ شد حاضر خیال از سینہ رفت
ترجمہ	سینہ مین رہتا ہے غائب کا خیال	جب ہوا حاضر نہین رہتا وہ حال

شرح یعنے غائب چیز کا خیال دل مین بکر عظیم الشان ہو جاتا ہے اور جب وہ غائب شے حاضر ہوگئی تو اسکا
خیال بالکل نہین رہتا اسیطرح جنت کی امید اور دوزخ کا ڈر اسلیئے عظیم الشان ہے کہ جنت و دوزخ آنکھون سے
غائب ہین اگر سامنے آجائین تو امید و بیم کچہہ نہ رہے اور لوگ طاعت و عبادت اور توبہ استغفار سب چہوڑ دین

	گر سمائے نو بے بارید نیست	ہم زمین تار بے بالید نیست
ترجمہ	گر نہین ہے بے بارش رحمت سما	کب زمین رہتی ہے بے نشو و نما

شرح بارید و بالید حاصل بالمصدر ہین اور نیست کلمہ مستقل ہے معنے نفی یعنے اگر آسمان نو بے بارش نہین تا

بلکہ آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین بھی بے نشو و نما نہین ہے اسکا برسنا ضروری ہے اور اسکو نشو و نما ضروری نیز ممکن ہے کہ یہ لفظ باریدگی و بالیدگی ہو - مطلب یہ کہ جسطرح بارش مستلزم نشو و نما ہے اسیطرح غیب مستلزم ایمان ہے اگر غیب نہو بلکہ شہود ہوجائے تو اُمید و بیم کچھ نہ رہے اور ایمان بالغیب باطل ہوجائے۔

گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال ۔۔۔ میرہا ند جانہا را از خیال

ترجمہ: گرچہ ہے اظہار بھی اُوسکا کمال ۔۔۔ دل سے جاتے رہتے ہیں فاسد خیال

لیک یک در صد بود ایمان غیب ۔۔۔ نیک دان و بگذر از تزویر و ریب

ترجمہ: ہے بھلا سو مرتبہ ایمان غیب ۔۔۔ غور کر اور چھوڑ دے تزویر و ریب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور زبان رسالت سے مولانا کے مقولے ہین یعنے رسول اللہ فرماتے ہین کہ اسمین دید اگرچہ غیب کا ظاہر کردینا بھی کمال ہے کیونکہ یہ اظہار خیال حشر و نشر سے جسکو لوگ موہوم سمجھتے ہین نجات دلوا دیتا ہے لیکن ایک ایمان بالغیب سو ایمان بالشہود کے برابر ہے یعنے ایمان بالغیب کامل تر ہے اسیلئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا (یعنے اگر غیب کے پردے کہول دیئے جائین تو میرا ایمان بالغیب جو اسوقت ہے کچھ زیادہ نہ بڑہے) دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب ایمان بالغیب کے معنے اچھی طرح سمجھ اور مکر و شک کو چھوڑ دے یعنے بیشک ایمان بالغیب کامل تر ہے -

یؤمنون بالغیب مے باید مرا ۔۔۔ زان ببستم روزن فانی سرا

ترجمہ: یؤمنون بالغیب ہے مجکو پسند ۔۔۔ ہے جھروکا اسلئے دنیا مین بند

شرح یہان سے بزبان قدرت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ چونکہ مجھے ایمان بالغیب پسند یا مطلوب ہے اسیلئے اس فانی سرا (دنیا) کا جھروکہ یا روشندان بند کردیا ہے تاکہ دنیا مین عقبےٰ کا مشاہدہ نہوسکے اور مرتبۂ مومن و کافر کی تمیز نہو۔ روزن سے مشاہدۂ غیب مراد ہے

چون شگافم آسمان را در ظہور ۔۔۔ چون بگویم ہل ترے فیہا فطور

ترجمہ: آسمانی راز کا گر ہو ظہور ۔۔۔ کیون کہون مین ہل ترٰی فیہا فطور

شرح پہلے مصرع مین چون حرف شرط ہے اور دوسرے مین بمعنے استفہام - یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر مین آسمان کو عالم ظہور (دنیا) ہی مین چیر دیتا اور اسرار غیب ظاہر کردیتا تو قرآن مجید مین یہ کیون کہتا کہ ہل ترٰی من فطور یعنے اے دیکھنے والے کیا تجھے آسمان مین کوئی شگاف نظر آتا ہے ؟ بلکہ ہرگز نہین آتا یعنے اس آیت کے یہ معنے ہین کہ قیامت سے پہلے آسمان مین شگاف نہوگا اور اسرار پوشیدہ ہرگز ظاہر نکیے جائینگے کیونکہ مجھے ایمان بالغیب پسند ہے۔ اگر دنیا مین عالم غیب کو ظاہر کرنا منظور ہوتا تو آیت مذکورہ نازل نہوتی -

	تا درین ظلمت تحری گسترند	هر کسے رو جانبے آورند
ترجمہ	تا اندھیرے مین کرین کچھ جستجو	اور پھیرے ہر کوئی منہ ایک سو

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تا کہ اس ظلمتکدۂ دنیا مین لوگ طلب حق کی کوشش کرتے رہین پردہ اُٹھہ جائیگا تو طلب حق باطل ہوجائے گی اور لوگ اپنے مراتب اور مقام دیکھکر طاعت اور طلب حق چھوڑ دینگے لو کشف الغطاء لبطلت الشرائع یعنے اگر پردہ اُٹھہ جائے تو شریعتین باطل ہوجائین اس سے دہ یہ مقصود ہے کہ ہر شخص اپنے خاص مطلب کی طرف توجہ کرتا ہے بعض زائد تحری کے باعث ایمان کامل کے ساتھ مشرف ہون اور بعض ناقص تحری کے سبب ضعیف الایمان اور بعض بالکل کافر مین اور اسمار کی تاثیر مثلاً ہادی اور مضل کا اثر ظاہر ہو۔ کیونکہ اگر پردہ پھٹ جائے تو دوزخ کے خوف اور جنت کی خواہش کے سبب ہر شخص ایمان کی طرف متوجہ ہوجائے اور یا مضل کا ظہور کہین نہو حالانکہ اللہ تعالے کو یہ منظور نہین ہے کیونکہ جنت و دوزخ اُسکی مخلوق ہے اور اُسے دونو نکا پیٹ بھرنا ہے

	مدتے بر عکس باشد کارہا	شحنہ را دزد آورد بر دارہا
ترجمہ	مدتون تا کار یہ خلق الٹا رہے	اور شحنہ چور سے ڈرتا رہے

شرح یعنے عالم غیب کا چھپانا اس اظہار حکمت کے لیئے ہے۔ کہ دنیا مین ایک مدت یعنے (وقوع قیامت) تک اقوال اور افعال معکوس رہین۔ نیک بدون سے مغلوب اور حق باطل مین نہان رہے اور وحدت کثرت مین مخفی رہے اور چور کوتوال کو سولی دیتے رہین یعنے ناقصین کاملین کو ستاتے رہین۔ کیونکہ اسمین نیکون اور اہل حق اور موحدون اور کاملین کو ثواب دنیا منظور ہے۔ اور یہ انتظام اسلیئے پسند ہے کہ اسمار کے تاثر کا ظہور متحقق ہوتا ہے۔ البتہ قیامت کے دن یہہ دنیوی معکوس حالت خود معکوس ہوجائیگی۔ یعنے اگر کسیے کسیکو ستایا ہے تو ستانے والے سے بدلہ لیا جائے گا اور غالب کو مغلوب کردیا جائے گا۔

	تا کہ بس سلطان عالی ہمتے	بندۂ بندہ خود آید مدتے
ترجمہ	تا کہ جو سلطان ہین عالی مقام	وہ رہین اپنے غلامون کے غلام

شرح یعنے عالم غیب کو چھپانا اسلیئے مطلوب ہے تا کہ بہت سے عالی ہمت بادشاہ (اولیا و صلحا) ایک مدت تک اپنے غلامون (کافرون) کے غلام ہوکر رہین۔ اگر پردہ غیب اُٹھ جاتا تو کافر صلحا کے مرتبہ کو دیکھکر اُنہین زبردستی غلام نہ بناتے اور صلحا کفار کی اذیتین اُٹھاکر ثواب حاصل نہ کرسکتے۔ اولیاء اللہ بے اپنے غلامون کے غلام اس صورت سے ہین کہ وہ لوگ (کفار) جو کل محشر مین اُنکے آگے غلام بنکے ذلیل ہونے والے ہین آج اولیاء اللہ کو اپنا غلام بنا لیتے ہین مثلاً حضرت بلال رض اور سلمان فارسی اور صہیب

دنیا مین کفار کے غلام تھے مگر قیامت مین کفار انکے روبرو غلامون سے زیادہ ذلیل ہونگے۔

بندگی در غیب آید خوب وکش
حفظ غیب آید در استعباد خوش

ترجمہ: بندگی غیبت مین بیشک خوب ہے
اور حفظ غیب خوش اسلوب ہے

شرح یہ شعر ایمان بالغیب کی فضیلت پر دلیل ہے اور لفظ کش بمعنے بہتر ہے اور استعباد بمعنے عبودیت یعنے بندہ بننا مطلب یہ کہ بندگی وطاعت جسقدر غیبت مین آقا کو پسند ہے اسقدر حضور مین پسند نہین۔ اور بندہ بننے کی حالت مین حفظ غیب (آقا کی غیبت مین اسکے حقوق کی نگہبانی) نہایت اچھی صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کو ایمان بالغیب پسند ہے اور حدیث تعبدوا اللہ کانک تراہ یعنے اے مخاطب خدا کی عبادت اسطرح کر گویا تو اُسے دیکھہ رہا ہے) کے یہ ہین کہ خدا کو غائب جانکر اُسکے حدود اور اپنے مراسم عبودیت کی حفاظت کرنی چاہئے اور اسی لیئے ملائکہ کی تسبیح سے انسان کی تسبیح ثواب مین زیادہ ہے اور یہی باعث کہ جس انجمن مین ذکر الہی ہوتا ہے فرشتے اُسکو گھیر لیتے ہین۔

کو کہ مدح شاہ گوید پیش او
با کہ در غیبت بود او شرم رو

ترجمہ: ایک حاضر ایک غائب مدح گر
فرق ہے دونون مین اے کان ہنر

شرح یعنے کہان وہ شخص جو اپنے بادشاہ کی تعریف اُسکے روبرو کرے اور کہان وہ جو غیبت مین اُس سے خوف رکھے شرماتا ہے۔ اور بازپرس کے خوف یا سزا کی شرم سے اُسکے حقوق کی حفاظت کیا کرے ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے اور غائب حاضر سے اچھا ہے اسیطرح ایمان بالغیب بھی ایمان بالشہادہ سے بہتر ہے

قلعہ دارے کز کنار مملکت
دور از سلطان وسایہ سلطنت

ترجمہ: سلطنت سے دور ہے اک قلعہ دار
مملکت کے سایہ سے ہے برکنار

پاس دارد قلعہ را از دشمنان
قلعہ نفروشد بمال بے کران

ترجمہ: دُشمنون سے اُسکو رکھتا ہے نگاہ
اور لالچ سے نہین ہوتا تباہ

غائب از شہ در کنار ثغرہا
ہمچو حاضر او نگہدارد وفا

ترجمہ: بادشہ سے گو وہ غائب ہوگیا
صورت حاضر مگر ہے باوفا

نزد شہ بہتر بود از دیگران
کہ بخدمت حاضرند و جانفشان

ترجمہ: دوسرون سے ہے وہ بہتر میری جان
جو حضوری ہین ہین اکثر جانفشان

شرح یہ چارون شعر قطعہ بند ہین جنمین ایمان بالغیب کی تفصیل کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے ایک ایسا قلعہ دار جو سرحد سلطنت اور بادشاہ سے دور رہکر دشمنون سے قلعہ کی نگہبانی کرے اور اُسکو بیچ نہ ڈالے

اور بادشاہ کی آنکھ سے اوجھل ہوکر اطراف سرحد مملکت مین وفاداری کو نگاہ رکھے وہ بادشاہ کے نزدیک حاضرباش نوکرون اور دیگر جان نثارون سے بہتر ہے۔ اسیطرح ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے اچھا ہے نکتہ باطنی طور پر قلعدار سے روح یا عقل اور قلعہ سے بدن مراد ہے اگر روح قلعہ بدن کو مال بیکران لذت دنیوی کے بدلے مین نہ بیچیگی تو مقبول الٰہی ہوجائیگی۔ ورنہ خائن اور مردود بارگاہ رہیگی۔ ثغر عربی لفظ ہے جسکے معنے سرحد مملکت یعنے کسی بادشاہ کے ملک کا انتہائی حصہ۔ جہان سے دوسرے کی حد شروع ہوجاتی ہے۔

پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار	بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار
ترجمہ: خدمت غائب جو با اسلوب ہے	حاضری سے لاکھ درجہ خوب ہے

شرح یعنے غیبت مین آدہے ذرہ کی برابر خدمت وطاعت کی حفاظت کرنی حالت حضور مین لاکھہ بار حفظ طاعت وخدمت سے بہتر ہے۔ اسکی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

طاعت و ایمان کنون محمود شد	بعد مرگ اندر عیان مردود شد
ترجمہ: طاعت و ایمان اب محمود ہے	اور بعد مرگ سب مردود ہے

شرح یعنے ایمان وطاعت صرف اسیوقت (عالم دنیا ہی مین) مقبول ہے۔ مرنے کے بعد حالت عیان (یعنے عالم شہود) مین مقبول نہین ہے۔ اللہ تعالے ایسے ایمان کو قبول نہین کرتا جو غضب کے کارخانہ دیکھنے کے بعد حاصل ہو۔ کیونکہ ایمان یاس (مشاہدہ عالم غیب) سے خوف کہاکر ایمان لانا ہرگز مقبول نہین ہوتا۔ قرآن مجید مین ہے یَوْمَ یَأْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا یعنے جسدن ہماری بعض نشانیان (موت یا مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا) آجائینگی تو کسی شخص کو اسکا ایمان لانا نفع نہ دیگا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مین اُس شخص کے ایمان سے تعجب نہین کرتا جو پیغمبر کے معجزے دیکھکر ایمان لایا ہو۔ بلکہ تعجب اُس سے ہے جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔ مومن صادق اُوسیکا نام ہے جو ایمان بالغیب رکھتا ہو۔

چونکہ غیب و غائب و روپوش بہ	پس دہان بربند و لب خاموش بہ
ترجمہ: غیب کا پوشیدہ رہنا ہے بجا	بند کر لب کیون ہے یہ چون و چرا

شرح یعنے چونکہ عالم غیب اور غائب (حشر ونشر یا جنت ودوزخ) کا چہپا رہنا بہتر ہے اسلیے اے زید اپنے منہ کو بند کرلے اور لب پر مہر خاموشی لگالے ورنہ خرابی عالم متصور ہے۔

اے برادر دست وادار از سخن	خود خدا پیدا کند علم لدن
ترجمہ: اے برادر ہاتھ رکھ کر کم سخن	خود خدا دیگا تجھے علم لدن

شرح یہ بیان آخر داستان زید کا ہے۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنے زید حسب اظہار اسرار سے ہاتھ اٹھالے یعنے مرشدان

کامل سے عالم غیب کی کیفیت نپوچھہ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کرتا رہیگا تو اللہ تعالےٰ تیرے دل مین خود علم لدنی والہامی ال دیگا کیونکہ حضرت علی سے یہ حدیث مروی ہے کہ علم باطن اسرار الٰہی مین سے ایک بھید ہے وہ جسکے دل مین چاہتا ہے ڈالدیتا ہے۔ اور جب عارف کو کشف باطن حاصل ہوجاتا ہے تو وہ معمولی اور ایمان بالغیب سے ایمان بالمشاہدہ کی طرف ترقی کرجاتا ہے۔

	پس بود خرشید را رویش گواہ	اَیُّ شَیٔ اَعْظَمُ الشَّاہِدِ اِلٰہ	
ترجمہ	مہرذات مہرکا ہے خود گواہ	اور بڑا ہے سب گواہون سے آلہ	

شرح یعنے جسطرح ذات آفتاب خود آفتاب کے وجود کی گواہ ہے اسیطرح ذات الٰہی اسکی ہستی اور واحدانیت کی شاہد ہے۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے پہچانا ہے اسلیئے ایمان بالغیب پر اکتفا اور قیل وقال سے قطع نظر کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سب سے بڑا اور سچا گواہ کون ہے ؟ اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے مظاہر کی زبان حال سے اپنی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ نیز یہ مصرع اس آیت کا اقتباس ہے قُلْ اَیُّ شَیْئٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے اے پیغمبر قریش سے کہدو کہ از روے شہادت کونسی شے بزرگتر ہے قریش یہ سنکر خاموش ہوگئے اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ میرے تمہارے مابین خدا گواہ ہے جو سب سے برتر ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جبکہ قریش نے خدا کے معبود برحق ہونے پر پیغمبر سے گواہ طلب کیا تھا۔

	نے بگویم چون قرین شد در بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان	
ترجمہ	اس شہادت مین ہوئے کیون مشترک	ہمرہ حق اہل علم اور کل ملک	

شرح لفظ نے مضمون سابق کی نفی بطریق ترقی ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین صرف یہی بتاکر خاموش نہین رہ سکتا کہ اللہ تعالےٰ اپنی وحدانیت کا خود سب سے بڑا گواہ ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہون کہ اس گواہی مین خدا اور فرشتے اور اہل علم قرین یعنے شریک کیون ہین ؟ خدا نے فرشتون اور عالمون کو شریک شہادۃ کیون کرلیا ہے ؟ لفظ بیان یا تو بمعنے گواہی ہے یا بمعنے قرآنمجید۔ کیونکہ خدا کے ساتھ فرشتون اور عالمون کی گواہی قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور اسکا آیت کا اقتباس آیندہ شعر مین ہے۔

	یشہد اللہ والملک واہل العلوم	اَنَّہٗ لَا رَبَّ اِلَّا مَنْ یَدُوْم	
ترجمہ	اہل علم اور سب فرشتے ہین گواہ	ہے ہمیشہ رہنے والا رب الٰہ	

شرح یعنے خدا نے فرشتون اور اہل علم سبات کا گواہ بنالیا ہے کہ معبود برحق اور رب العالمین وہی ہے جو ہمیشہ رہیگا۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ یعنے خدا اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود حق نہین ہے یہان خدا کیساتھ فرشتون اور عالمون کی شرکت بیان ہوئی ہے اسکا کیا سبب ہے۔

	چون گواہی داد حق کہ بود ملک	تا شود اندر گواہی مشترک
ترجمہ	حق کے آگے بے حقیقت سب ہے ملک	کیون گواہی مین ہوا ہے مشترک

شرح یہ شعر تقریر سوال کی دلیل ہے یعنے جبکہ خدا خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے تو فرشتے اور اہل علم کون ہین کہ اس گواہی مین شریک ہون غرضکہ یہ تینون شعر ملکر ایک مدلل سوال ہین اور اسکا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

	زانکہ شعشاع حضور آفتاب	بر نتابد چشم و دلہائے خراب
ترجمہ	ہے یہ باعث پیش نور آفتاب	ٹہر سکتی ہی نہین چشم خراب
	چون خفاشے کو تف خرشید را	بر نتابد بگسلد امید را
ترجمہ	شپرہ کو تاب سورج کی نہین	توڑ دیتا ہے امید مین بالیقین

شرح یہان سے اس سوال کا جواب شروع ہوتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے وحدانیت کی گواہی مین فرشتون کو اسلئے شریک کیا ہے کہ ہر آنکھ آفتاب کے سامنے اسکی روشنی اور چمک کی سہار نہین رکھتے مثلاً چمگادڑ کہ دھوپ کو ہرگز نہین سہارتا اور نظارۂ آفتاب کے متعلق اپنی امید کو توڑ دیتا ہے اسیطرح آفتاب وحدت کے پرانوار شہادت کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا بلکہ کلام قدرت کے سمجھنے والے (جو لسان قدرت سے صادر ہوتا ہے) بہت کم ہین اسلئے فرشتون کو گواہ بنایا ہے کیونکہ عالم ملکوت تک پہنچکر فرشتون کی شہادت سننے والے اکثر ہین۔

	پس ملائک را چو ما ہم یار دان	جلوہ گر خرشید را بر آسمان
ترجمہ	صورت انسان ملائک سر بسر	جلوہ گر ہین آسمان قرب پر

شرح لفظ ہم ملائک را کے متعلق ہے اور یار بمعنے دوست و مقرب اور دوسرے مصرع مین با سببیہ ہے اور لفظ ما سے اولیا و علما مراد ہین یعنے اے مخاطب فرشتونکو بھی علمائے باعمل و نیکوکار کی طرح مقرب الٰہی سمجھ اور یقین کرلے کہ فرشتے خرشید ذات ہی کے سبب آسمان پر جلوہ گر ہین مطلب یہ کہ فرشتے اور اہل علم باطنی ہم مرتبہ ہین اسلئے اللہ تعالےٰ نے دونون کو وحدانیت کا گواہ بنایا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اہل علم دوسرے کو تعلیم دیکر وحدانیت خدا کی گواہی دیتے ہین اور فرشتے از روے القا و الہام نیز اہل علم کے گواہ بنانے کا بڑا سبب یہ ہے کہ فرشتون کی شہادت باطنی ہے جسکے معنے ہر کس و ناکس نہین سمجھ سکتا اسلئے اہل علم کو گواہ کیا ہے جنکی تعلیم عام ہے بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ پس ملائک را چو ماہان باز دان ماہان جمع ماہ ہے بمعنے چاند چونکہ ہلال ہونے سے بدر ہونے تک اور بدر سے محاق تک چاند کی مقدار مین اختلاف ہوتا رہتا ہے اور اسیطرح فرشتون کے مراتب مختلف ہین اسلئے ماہ کو بصیغۂ جمع لانا صحیح اور فرشتون کے مراتب کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مطلب یہ کہ فرشتون کو چاندون کے مانند سمجھ جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے

اسیطرح فرشتے آفتاب وحدت سے نور حاصل کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ

کاین ضیا ما ز آفتابے یافتیم — چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم

ترجمہ: ہمنے یہ خورشید سے پایا ہے نور — اور ضعیفون پر ہمارا ہے ظہور

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمنے آفتاب وحدت کے سبب روشنی حاصل کی ہے اور جسطرح آفتاب چاند پر اپنا نور ڈالتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون (قلوب وعقول انسانی) پر نور وحدانیت ڈالتے ہین اور ہم اسکی گواہی دیتے ہین اور ہماری مثال خلیفہ وقت یعنے بادشاہ کی سی ہے جسطرح وہ رعایا پر احسان کیا کرتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون کو روشنی عنایت کرتے ہین۔ نیز خلیفہ سے پیغمبر اور صحابہ اور تمام علما مراد ہو سکتے ہین۔ جو وحدانیت کے سچے گواہ ہین اور قیامت تک رہینگے کیونکہ یہ لوگ خدا کے نائب ہین۔

چون مہِ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر — مرتبہ ہر یک بود در نور و قدر

ترجمہ: ماہ نو ہے کوئی اور کوئی ہے بدر — انمین ہے فرق مراتب فرق قدر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایک دن کی یا تین روز کے یا پورے چاند کے مانند ہر فرشتے کا مرتبہ نور اور شرافت مین مختلف ہے بعض فرشتے اکمل ہین بعض کامل بعض نورانی بعض انور بعض شریف بعض اشرف بعض نسخون مین ہر ملک دارد کمال و نور و قدر ہے مطلب دونکا ایک ہے

ز اجنحہ نورِ ثلاث اَو رباع — بر مراتب ہر ملک را آن شعاع

ترجمہ: نور کے پر تین ہین اور چار چار — ہین فرشتونکے لیئے اے نیک کار

شرح لفظ اجنحہ نور کی طرف اور نور ثلاث کی طرف مضاف ہے یعنے نور کے پرون کے سبب جو کسی فرشتے کو تین تین ملے ہین اور کسیکو چار چار علے قدر مراتب ہر فرشتے کو وہ نور وحدانیت دیا گیا ہے یہ اس آیت کا اقتباس ہے الحمد للہ جاعل الملائکۃ رسلاً الی آخرہا۔ یعنے سب تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جسنے فرشتون کو دو دو تین تین چار چار پر دیئے ہین مولانا نے ان پرونسے نور کے پر مراد لیئے ہین جنسے فرشتے صحرائے معرفت مین اُڑتے ہین۔ مگر کسیکے اُڑان کم ہے کسیکی زیادہ۔ فرشتونکے فرق مراتب کی مثال ایندہ شعر مین ہے

ہمچو پرہائے عقول انسیان — کہ بسے فرقست شان اندر میان

ترجمہ: جسطرح ہین عقل انسانی کے پر — ہین انہی صورت ملائک سر بسر

شرح لفظ ہمچو گزشتہ شعر کے لفظ اجنحہ کے متعلق ہے یعنے فرشتون کی پر اسیطرح مختلف ہین جسطرح عقل انسانی کے پر کہ اُنمین بہتے تفاوت مراتب ہے انسانون مین بعض فقیہ ہین بعض کامل۔ بعض عارف بعض مجاہد بعض مشاہد بعض محجوب اسیطرح فرشتون مین بعض عام ہین بعض خاص۔ بعض اولیا بعض مرسل بعض مقرب

پس قرین ہر بشر در نیک و بد — آن ملک باشد کہ مانندش بود

ترجمہ: ایک دشمن ہے قرین ہر بشر — اک فرشتہ ملہم ہر خیر و شر

شرح یعنے جبکہ قرینون کے مرتبے بھی مختلف ہین اور انسانون کے بھی تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیکی بدی مین ہر شخص کا مصاحب ایک ایسا فرشتہ ہے جو نیکی بدی مین اُس شخص کے مانند ہوتا ہے نیکون کے ساتھ رحمت کے فرشتے رہتے ہین اور بدون کے ساتھ عذاب کے البتہ نیکی کا فرشتہ ایک نیکی کی دس لکھتا ہے اور بدی کا ایک کی ایک

چشم اعمش نور خور چون بر نتافت — اختر او را شمع شد تا رہ بیافت

ترجمہ: ہے جس آنکھ کو چندھی ضرر — ہین ستارے اوسکے حق مین راہبر

شرح یہ شعر گذشتہ شعر برنتافت چشم و دلہائے خراب کے متعلق ہے۔ یعنے جبکہ مریض چشم اور عام آدمی کو خورشید پر نظر و اسلئے یعنے اللہ تعالے کی لسان قدرت یا فرشتون کے الہام اور القاء سے جو وحدانیت کی گواہی دیتے ہین راہ حق نہ ملی۔ تو ستارے یعنے اہل علم اُسکے لیئے شمع بنگئے جو وحدانیت کی تعلیم کرتے ہین اور اسپر شہادت دیتے ہین یہ حکمت تہی کہ اللہ تعالے نے فرشتون اور اہل علم کو گواہ بنالیا ہے

گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم زید را کہ این سر را فاش تر ازین مکن

ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام کا زید سے یہ فرمانا کہ اس بہید کو اس سے زیادہ ظاہر نہ کرنا

گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم — رہروان را شمع و شیطان را رجوم

ترجمہ: قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم — رہروونکو شمع شیطان کو رجوم

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین یعنے سالک شریعت و طریقت کے لیئے شمع ہین اور شیطان کے لیئے تازیانہ اور شعلۂ آتش ہین۔ کیونکہ اُنہون نے میرے قمر رسالت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق نور خورشید حقیقی حاصل کیا ہے۔

ہر کسے را گر بُدے آن چشم و زور — کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور

ترجمہ: ہر کسی کی آنکھ اگر اے پر شعور — دیکھ لیتی بے ضرر سورج کا نور

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل — کہ بُدے بر نور خورشید او دلیل

ترجمہ: بے ضرورت تھے ستارے اے ذلیل — نور پر سورج کے کیون ہوتی دلیل

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور اگر آفتاب سے مراد ذات ہے۔ تو ستارہ سے مراد انبیا ہین یعنے اگر ہر شخص شمس ذات سے استفادۂ انوار اسرار و معارف کرسکتا تو رسولون کا بہیجنا غیر ضروری تہا۔ اور اگر آفتاب سے مراد رسول ہین تو ستارون سے صحابہ اور تابعین اور مشائخ اور اولیا اور علما ہین جو آفتاب ذات یا رسالت کی طرف

رہبر ہیں۔ یعنے اگر ہر شخص کی آنکھوں میں اتنی طاقت ہوتی کہ آفتاب ذات یا رسالت سے [illegible] حاصل کر لیتا تو ستاروں (اولیا و علماء) کی حاجت نہ ہوتی اور وہ نور آفتاب ذات یا رسالت کی طرف رہبر [illegible]

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبود ‖ کہ بدے بر آفتاب حق شہود

ترجمہ: کیا ضرورت تھی کہ انجم اور ماہ ‖ آفتاب حق کے ہو جاتے گواہ

[illegible] بلا [illegible] ہیج جا تا ہے

شرح شہود جمع شاہد ہے بمعنے گواہ۔ یعنے اگر ہر شخص آفتاب ذات سے بلا واسطہ نور حاصل کر لیتا اختر (نبی یا ولی یا عالم) کے پیدا کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور وہ ہرگز آفتاب حق کے گواہ نہ ہوتے۔

ماہ میگوید بہ ابر و خاک و فئے ‖ من بشر بودم ولے یوحے الیٔ

ترجمہ: ماہ کہتا ہے یہ ابر و خاک سے ‖ ہوں بشر وحی آتی ہے افلاک سے

شرح فئے سایہ کو کہتے ہیں اور ماہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ یعنے چاند (ہمارے پیغمبرؐ) ابر اور خاک اور سایہ یعنے اجسام ظلمانی (جنمیں انس و جن بھی شامل ہیں) کو مخاطب بنا کر یہ فرماتے ہیں کہ میں بھی بشر ہی ہوں مگر مجھ میں اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحے الیّ۔ نکتہ اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے کہ بشریت اور استعداد انسانیت سب میں برابر ہے اسمیں نبی و ولی مومن کافر فاسق مساوی ہیں مگر فضیلت ایمان اور ولایت و نبوت اور وحی و معرفت کا فرق ہے کافر اپنے کفر کے باعث مجسم تاریکی ہیں اور مومن اپنے ایمان کے باعث سراسر نور ہیں۔

چون شما تاریک بودم در نہاد ‖ وحی خورشیدم چنین نورے بداد

ترجمہ: میں تمھاری طرح سے تارک تھا ‖ کر دیا ہے وحی نے بدر الدجا

شرح یعنے وہی چاند (پیغمبر علیہ السلام) یہ فرماتے ہیں۔ کہ اے لوگو میں بھی جبلت اور فطرت انسانی میں تمہاری طرح تاریک تھا لیکن مجھے آفتاب ذات کی بھیجی ہوئی وحی نے منور کر دیا ہے۔

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس ‖ نور دارم بہر ظلمات نفوس

ترجمہ: گو میں تیرہ ہوں مقابل شمس سے ‖ نور ہوں تاریکیٔ دل کے لئے

شرح شموس جمع شمس سے آفتاب ذات الٰہی مراد ہے اور اس ایک شمس کو بنظر کثرت اسمائے صفات شموس کہا گیا ہے۔ یعنے پیغمبر فرماتے ہیں کہ میں بہ نسبت آفتاب ذات ظلمانی ہوں کیونکہ مخلوق خالق کے مانند ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آفتاب ذات اور میں ماہ رسالت اور یہ ظاہر ہے کہ چاند سورج کی بہ نسبت ظلمانی ہوتا ہے چنانچہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مسلمہ مقولہ ہے مطلب یہ کہ میں آفتاب ذات کا بندہ ہوں اور میں نے چاند ہو کر آفتاب ذات سے جو نور حاصل کیا ہے اسکا افاضہ حسب استعداد مردم کرتا رہتا ہوں جس سے

نفس کی تاریکیاں دفع ہوجاتی ہین اور انوار باطنی دلکو روشن کردیتے ہین

زان ضعیفم من کہ تابے آوری ۔ کہ نہ مرد آفتاب انوری

ترجمہ اسلیے ہوئین ضعیف سے پُر حجاب ۔ تو نہین رکہتا ہے تاب آفتاب

شرح مصاحب سے بشر مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین اسلیئے بشر کی صورت مین ہوکر افاضۂ انوار کرتا ہون یعنی اور مرد آفتاب ذات سے روشنی حاصل کرنے کی تاب نہین رکہتا تو ایسا مرد نہین ہے کہ آفتاب ذات ہونے کی تاب اسکے اسلیئے مین نائب حق ہوکر تجہیر انوار کا افاضہ کرتا ہون۔

ہمچو شہد و سرکہ در ہم بافتم ۔ تا سوئے رنج جگر رہ یافتم

ترجمہ شہد و سرکہ ہو گیا ہون سر بسر ۔ تا ملے رستہ سوئے رنج جگر

شرح بافتن بمعنے بُننا یا مخلوط ہوجاتا ہے لیکن یہان اس سے روحانیت و بشریت کے ساتھ امتزاج پانا مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین شہد و سرکہ کی طرح روحانیت و بشریت سے مرکب ہون اور یہ ترکیب اسلیئے ہے تاکہ تمہارے اندرونی مرض کی طرف راہ پا جاؤن اور سکنجبین بنکر صفرائے خواہش دنیوی کو نکالدون اگر مین فقط سرکہ ہوتا تو تمسے بیانجاتا اور اگر صرف شہد ہوتا تو فائدہ نہ کرتا یعنے اگر مین صرف روحانی یا فرشتہ ہوتا تو تم میرے دیکہنے اور کلام سُننے کی تاب نہ لاتے اور اگر محض بشر ہوتا تو عامی آدمی سمجہکر مجہے رسول نہ مانتے مرض جگر سے مراد صفرا ہے اور صفرا کو سکنجبین دفع کرتی ہے

چون زعلت وارہیدی اے رہین ۔ سرکہ را بگذار و میخور انگبین

ترجمہ جب مرض سے چہٹ گیا تو کرکے جہد ۔ چہوڑ دے سرکہ غذا کر اپنی شہد

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے گرفتار امراض باطنی جب تو نے بیماری (اخلاق ذمیمہ) سے صحت پالی تو سرکہ (بشریت) کو چہوڑ دے اور شہد (روحانیت) کو قبول کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ سے تائب ہونیکے بعد پہر بشریت کی طرف رجوع نہ کر بلکہ روحانی بننے کی سعی کر پہر سرکہ نہ کہا بلکہ شہد کا استعمال کر

تخت دل معمور شد پاک از ہوے ۔ بر روے الرحمن علی العرش استوے

ترجمہ تخت دل جسکا ہے بے حرص و ہوس ۔ ہے وہ مصداق علی العرش استوی

شرح یعنے روحانی ہوجانے کی حالت مین تیرے دل کا تخت ہوا و ہوس سے پاک ہوکر انوار الٰہی سے آباد ہوگا اور اسپر اُس خدا کی تجلی ظاہر ہوگی جو عرش پر قائم ہے یا یہ کہ اسپر آیۃ الرحمن علی العرش استوے کا مضمون صادق آجائیگا کیونکہ عارف کا دل عرش الٰہی ہوتا ہے **فائدہ** اس آیت کے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالی عرش پر اسطرح متمکن ہے جسطرح بادشاہ تخت پر بیٹہتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ باوجود عظمت اللہ تعالی عرش پر بہی غالب ہے

حکم بر دل بعد ازین بے واسطہ — حق کند چون یافت دل این رابطہ

ترجمہ: حکم حق آنے لگا پہر بے واسطہ — حق سے پا یا جائیگا جب رابطہ

شرح یعنے جب اللہ تعالے سے دل اسقدر اتصال حاصل کر لیتا ہے کہ عرش الٰہی بنجاتا ہے تو اللہ تعالے اسپر بلا واسطہ معلومات ظاہری وحی یا الہام نازل کیا کرتا ہے اور ایسے دل والے کو رسالت یا ولایت کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے

این سخن پایان ندارد زید کو — تا دہم پندش کہ رسوائی مجو

ترجمہ: ہے یہ بے غایت کہان ہین آج زید — تا کہون رکہئے زبانکو اپنی قید

نیست حکمت گفتن این اسرار را — چون قیامت میرسد اظہار را

ترجمہ: ہے بڑا اظہار این اسرار کا — خود قیامت وقت ہے اظہار کا

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اسرار و معارف کی باتین بے انتہا ہین ایمخاطب بس کر اور یہ بتا کہ اسوقت زید رضی کہان ہین تاکہ مین اُسکے ازراہ خیر خواہی یہ کہون کہ اسرار کی تشہیر نہ کیجئے اسوقت انکا اظہار حکمت سے بعید ہے بلکہ قیامت پر موقوف رکہیئے جو اظہار اسرار ہی کے لیئے بنی ہے اور جسدن بلا تکلیف اظہار اسرار خود بخود ظاہر ہو جائینگے

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

زید را اکنون نیابی کو گریخت — جست از صف نعال و نعل ریخت

ترجمہ: زید کو اب تو نپائیگا کہین — سوے حق ہین وہ گریزان بالیقین

شرح یعنے ایمخاطب اب تو زید کو نہین پا سکتا کیونکہ وہ وجود موہوم سے بجانب حق گریز کر گئے ہین اور صف نعال بشریت سے نکلگئے ہین اور اُنہون نے اپنی خواہشات طبعی نفسانی کو جو نعل یعنے جوتی کی مانند ذلیل ہین دور کر دیا ہے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ بروخورشید تافت

ترجمہ: زید کو اپنی نہین اب خود خبر — مہر کے آگئے ہین تارے مستتر

شرح یعنے ایمخاطب تو ایسا کون ہے کہ زید رضی کو معلوم کر سکیگا۔ بلکہ محو ذات ہو جانے کے باعث زید اپنے آپ کو خود بہی معلوم نہین کر سکتے کہ مین کون ہون اور کہان ہون بلکہ جسطرح سورج کے نکلنے سے تارے چہپ جاتے ہین اسیطرح زید جلوہ آفتاب وحدت مین فنا ہو گئے ہین یعنے اولیاء اللہ اور عارفان کامل غرق دریائے فنا ہو کر اپنے حال سے خود بیخبر ہو جاتے ہین۔ چنانچہ سعدی کا قول بالکل درست ہے ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

نے ازو نقشے بیابی نے نشان — نے کہے یابی براہ کہکشان

ترجمہ: اب نہین اُنکا کہین نقش و نشان — کاہ سے ہے پاک راہ کہکشان

شرح یعنے اب زید کا نقش و نشان بشریت اسطرح نہین ملتا جسطرح کہکشان کے رستہ مین تنکا نہین ملتا لوگون نے چند ستارون کا نام کہکشان رکھدیا ہے حالانکہ کہکشان کے رستہ مین گہانس نہین ہے اسیطرح زید کا فقط نام ہی نام رہگیا ہے اور فی الواقع وہ وجود بشری سے نکلکر فنائے ذات ہوگئے ہین۔

شد حواس و نطق بے پایان ما	محو نور دانش سلطان ما
ترجمہ عارفونکا نطق اور انکا شعور	محو نور دانش حق ہے ضرور

شرح یعنے عارفون کے حواس ظاہری و باطنی اور قوت ناطقہ جو بے انتہا ہے سب نور علم الٰہی محو ہین یعنے حسب مضمون حدیث شریف خود اللہ تعالےٰ عارفون کی سماعت و ابصارت و ادراک اور ہاتھہ پانو بنجاتا ہے وہ اپنی قوتون سے کوئی کام نہین لیتے۔ اس مضمون کی دلیل اکثر جگہہ بیان ہوچکی ہے۔

حسہا و عقلہا شان در درون	موج در موج لدینا محضرون
ترجمہ رہتی ہے ایسون کی حس اندرون	داخل موج لدینا محضرون

شرح لفظ درون حس و عقل کے متعلق ہے۔ اور اول لفظ موج کے بعد مسند محذوف یعنے عارفین کے حواس دریائے شہود مین چھپے ہوئے ہین نیز ممکن ہے کہ در درون دوسرے مصرع سے متعلق ہو اور موج در موج لدینا کی صفت مقدم مانی جائے یعنے عارفین کی عقل و حواس دریائے لدینا کے اندر جو موج در موج یعنے نہایت زخار و بے پایان ہے حاضر ہین یعنی عالم حضور و شہود الٰہی مین ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ جب صور پہونکا جائیگا تو تمام مُردے ہمارے پاس حاضر ہوجائینگے اور باطنی طور پر صیحہ سے مراد جذبۂ واحدہ ہے۔ یعنے ہمارے ایک جذب کے سبب تمام عارفان کامل اپنے وجود موہوم اور مرتبۂ غیب سے نکلکر عالم شہود مین پہنچ جاتے ہین چنانچہ عارفین کامل کا یہی حال ہے کہ خودی سے گم ہوکر بجمیع صفات حاضر حضور رب العالمین رہتے ہین۔

چون شب آمد باز وقت بار شد	انجم پنہان شدہ بر کار شد
ترجمہ رات آئی آگیا پہر وقت بار	انجم پنہان ہوئے سب آشکار

شرح یعنے یہ قاعدہ ہے کہ جب رات آتی ہے تارے نکل آتے ہین اور جب آفتاب نکلتا ہے تو چھپ جاتے ہین اسیطرح جب آفتاب ذات نظرون سے غائب رہتا ہے تو بشریت کی شب تار آجاتی ہے اور حواس و عقل کے تارونکا ظہور ہوجاتا ہے۔ اور عارف ظاہری اور امور دنیاوی مین مشغول ہوجاتا ہے جو باعث تکلیف و بار ہے۔ اور جب آفتاب ذات متجلی ہوجاتا ہے تو حواس و عقل کے تارے غائب ہوجاتے ہین شعر مین ذات کو آفتاب سے حواس کو تارون سے اور عالم بشریت مین آنے کو شب سے تشبیہ دیگئی ہے۔

خلق عالم جملگی بیہش شوند　　پردہا بر روکشند و بغنوند

ترجمہ: ہوتی ہے بیہوش خلقت سربسر　　اور سو رہتی ہے چادر تان کر

شرح یعنے جب رات آتی ہے تو عالم بیہوش ہوجاتا ہے اور خلقت منہ پر کپڑا تان تان کر سو رہتی ہے مطلب یہ کہ عارف بشر طیکہ محو کلی نہون جب ظلمت بشریت مین آجاتے ہین تو حق سے بیہوش ہوکر بشری کامون مین مشغول ہوجاتے ہین جو شان بشریت ہے۔ چنانچہ اکثر انبیاء و اولیاء امور خانہ داری مین بہی مصروف رہے ہین۔

صبح چون دم زد علم افراشت خور　　ہر تنے از خوابگہ برداشت سر

ترجمہ: ہو گئی جب صبح نکلا آفتاب　　خوابگہ سے جاگ اوٹھے سرمست خواب

بیہشان را داد حق ہوشہا　　حلقہ حلقہ حلقہ ہا در گوشہا

ترجمہ: سارے بیہوشونکو ملجاتے ہیں ہوش　　روبرو حق کے ہیں سب حلقہ بگوش

شرح یعنے جب صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب نکل آتا ہے تو ہر شخص بستر خواب سے اُٹھہ کہڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ بیہوش کو ہوش دیدیتا ہے اور ہر جماعت ہوش و خرد حاصل کرنے مین حلقہ بگوش یعنے مطیع حکم الٰہی ہوجاتی ہے۔ اسیطرح جب صبح تجلی آتی ہے اور آفتاب ذات متجلی ہوتا ہے تو ہر عارف خواب بشریت سے جاگ اُٹھتا ہے۔ اور خدا اُنہین ہوشیار کردیتا ہے ظلمت بشریت جاتی رہتی ہے حلقہ حلقہ وہار کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ اور لفظ حلقہ حلقہ حسب قاعدہ فارسی بمعنے جماعت ہا ہے

پاے کوبان دست افشان در ثنا　　نازنازان ربنا احییتنا

ترجمہ: وجد میں سب حق کی کرتے ہیں ثنا　　قول سب کا رَبَّنَا اَحْيَيْتَنَا

شرح یعنے جسطرح لوگ صبحکو بستر سے اُٹھتے وقت خدا کی تعریف کیا کرتے ہین اسیطرح عارف ہوش مین آنے کے باعث نہایت قربت کے عالم مین خدا کی تعریف کرنے لگتے ہین اور نہایت درجہ فخر و ناز کے ساتہ یہ کہتے ہین کہ اےخدا شکر ہے تو نے ہمین زندہ کردیا۔

آن جلود و آن عظام ریختہ　　فارسان گشتہ غبار انگیختہ

ترجمہ: جسم کی کہال اور ساری ہڈیان　　تنگبئیں گویا سوار راہ دان

شرح یعنے وہ جسم اور ہڈیان جو رات کو عالم مین خواب مین بستر پر بیہوش پڑی تہین خدا کے ہوش دینے سے گہوڑے کا غبار انگیز سوار بنگئین مطلب یہ کہ وہ جسم و استخوان جو شب کو بحیس و حرکت تہے صبح کو چلنے پہرنے لگے اور اُنہین نئی زندگی ملگئی اسیطرح صبح تجلی الٰہی سے عارفون کو نئی زندگی ملجاتی ہے اور وہ اپنے تمام جسم اور سارے دل و جمیع قوے کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوجاتے ہین۔

جملہ آرند از عدم سوئے وجود ‏ ‏ ‏ در قیامت ہم شکور و ہم کنود

ترجمہ سب عدم سے آئینگے سوئے وجود ‏ ‏ ‏ کافر و مومن انہیں کے اے ودود

شرح یعنے جسطرح قیامت کے دن شکرگزار و ناشکرگزار (مومن و کافر) کو عدم سے وجود کی طرف لے آئینگے اسیطرح اللہ تعالےٰ صبح کے وقت سب کو بیہوشی سے ہوش مین لے آتا ہے اتنا فرق ہے کہ شکرگزار (مومن و عارف) کو بجز خدا کے اور ناشکرگزار (کافر و دنیاپرست) کو بجز دنیا کے اور کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔ کنود بمعنے کافر نعمت و ناشکر ہے

فائدہ چون شب آمد باز وقت بار شد سے لیکر یہانتک تمام اشعار کے دو معنے ہین **اول** بیان حال عارف جسکی شرح ہم ابھی لکھ چکے ہین۔ دوم یہ کہ چون شب آمد سے حال عارف کو چھوڑکر بیان حال قیامت کی طرف انتقال ہے اس صورت مین اشعار کے معنے یہ ہین کہ تمام خلقت نفخہ اولے کے بعد بیہوش ہوجائیگی اور جب صبح محشر اپنا جھنڈا بلند کریگی تو سب ہوشیار ہوجائینگے اور یہ کہتے ہوئے میدان محشر کی طرف چلین گے ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین یعنے اے خدا تو نے ہمین دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا۔ اول ہم عالم عدم مین مردہ تھے پھر دنیا مین زندگی ملی اور پھر دنیا ہی مین موت آئی۔ بعدہ قیامت مین زندہ ہوئے قیامت کے دن تمام گلے ہوئے چمڑون اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالی جائیگی اور تمام مردے عدم سے وجود کی طرف لائے جائینگے۔

سرچہ مے پیچی چرا نادیدۂ ‏ ‏ ‏ در عدم ز اول نہ سر پیچیدۂ

ترجمہ حشر سے اب کیون تجھے انکار ہے ‏ ‏ ‏ تو ازل سے تابع غفار ہے

شرح یہان سے منکر حشر جسمانی کا رد شروع ہوا ہے۔ یعنے اے منکر حشر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے سے تجھے انکار کیون ہے تو نے اس بات کو کیسے نہین دیکھا کہ اس سے پہلے ملک عدم مین تو خدا کے حکم سے سر نہین پھیر سکا تھا اور کلمۂ کن سے فوراً زندہ ہوگیا تھا اسیطرح مرکر محشر کے دن بھی تو ضرور زندہ ہوگا اور اسکے حکم کی نافرمانی ہرگز نکر سکیگا کیونکہ تو جس طرح اسکے حکم سے ایک بار زندہ ہوچکا ہے اسیطرح دوسری بار زندہ ہوجائیگا۔

در عدم افشردہ بودی پائے خویش ‏ ‏ ‏ کہ مرا کہ بر کند از جائے خویش

ترجمہ پہلے تھا تو ساکن ملک عدم ‏ ‏ ‏ کہتا تھا اب کون اکھاڑیگا قدم

می نہ بینی صنع ربانیت را ‏ ‏ ‏ چون کشید او موے پیشانیت را

ترجمہ آنکھ اٹھاکر صنع ربانی کو دیکھ ‏ ‏ ‏ اُسنے کھینچی موئے پیشانی کو دیکھ

شرح افشردن بمعنے مضبوط کرنا اور گاڑنا ہے یعنے اے منکر حشر دنیا مین آنے سے پہلے تو نے ملک عدم مین اپنا قدم خوب مضبوط گاڑ رکھا تھا اور زبان حال سے یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنی جگہ (یعنی عدم) سے کون حرکت دے سکتا ہے ہرگز نہین دے سکتا۔ لیکن اے شخص تو اپنے خدا کی صنعت و قدرت کو نہین دیکھتا کہ پیشانی کے بال پکڑکر تجھے عدم سے

وجود کی طرف کہینچ لیا ہے اسیطرح بروز قیامت وہ تمام معدومات کو موجود کردیگا اور سبکو اسکا حکم ماننا پڑیگا۔

تا کشیدت اندرین انواع حال — کہ نبوت در گمان و در خیال

ترجمہ: آ چکے ہین تجہپر ایسے ایسے حال — وہم مین جنکا نتہا ہرگز خیال

شرح انواعِ حال مین اضافت صفت لسوے موصوف ہے بمعنے حالات متنوعہ۔ یعنے ایمخاطب تو اسکو کیون نہین دیکہتا کہ اللہ تعالےٰ نے تجہے طرح طرح کے حالات کی طرف کہینچا ہے اوّل عدم سے نباتیت کی طرف کہینچا پہر حیوانیت کی طرف پہر نطفہ ہونے کی طرف پہر نطفہ کو خون اور خون کو گوشت کے لوتہڑے کی طرف۔ پہر لوتہڑے کو ہڈیان اور ہڈیون کو گوشت عنایت کیا۔ پہر جان ڈالی۔ پہر برسون عالم طفلی مین رکہا۔ پہر جوان کیا پہر بوڑہا کیا پہر موت بہیجی جبکہ اتنی حالتون مین تونے مجبور ہو کر خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے توکیا وہ تجہے مارنیکے بعد زندہ نہ کرسکیگا یا تو اسکے اس آخری حکم کو نہ مانے گا ہرگز نہین بلکہ تجہے طوعًا وکرہًا ضرور زندہ ہونا پڑیگا۔

این عدم او را ہمارہ بندہ ست — کارکن دیو سلیمان زندہ ست

ترجمہ: یہ عدم ہر وقت اسکا بندہ ہے — کام کر شیطان سلیمان زندہ ہے

شرح ہمارہ مخفف ہموارہ ہے بمعنے ہمیشہ یعنے ایمخاطب عالم عدم ہمیشہ محکوم اور مطیع حکم الٰہی ہے اُسکے کلمہ کُن کہنے سے ہر معدوم شئے فورًا موجود ہوجاتی ہے اسیطرح توبہی مرنے کے بعد بالکل معدوم ہوکر فورًا زندہ ہوسکیگا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے دیو یعنی منکر حشر سلیمان یعنی بادشاہ حقیقی ہمیشہ زندہ رہنے والا اور حیّ القیوم ہے۔ تو ہمیشہ اسکی طاعت وخدمت کرتا رہ اور حشر کا انکار نہ کر اور اسطرح اُسکا مطیع رہ جسطرح دیو حضرت سلیمان کے مطیع تہے۔ کیونکہ تیرا بادشاہ حقیقی فانی نہین ہے اسلیئے اسکی خدمت فرض عین ہے

دیو مے سازد جفان کالجواب — زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب

ترجمہ: کام تہا اُنکا جفان کالجواب — کیا مجال اُنکی کہ دے سکتے جواب

شرح یعنے دیو حضرت سلیمان کے لیئے بڑے حوض کے برابر پیالے بنایا کرتے تہے اور باوجودیکہ ایسے ایسے سخت اور مشکل کام کرتے تہے۔ مگر حضرت سلیمان کے خوف سے اُنکی یہ مجال نہ تہی کہ چہوڑکر چلے جائین یا جواب دیدین۔ اسیطرح کسیکو اللہ کے حکم کے دفع کرنے کی طاقت نہین ہے منکران حشر ہر طرح مطیع حکم ہین وہ منظور کرین یا نہ کرین مگر مرنیکے بعد حساب وکتاب کے لیئے ضرور زندہ کیئے جائینگے یہ اس آیت کا اقتباس ہے یَعْمَلُوْنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ الخ یعنے جن حضرت سلیمان کے لیئے محرابین اور تصویرین جنکا بنانا اُس زمانہ مین جائز تہا اور حوض کی برابر پیالے اور ایسی بڑی دیگین جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکین بنایا کرتے تہے اور ہر وقت حضرت سلیمان کی خدمت مین حاضر رہتے تہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ از راہ سرکشی خداوند کی عبادت نہین کرتے وہ شیطانون سے بہی بدتر ہین۔

خویش را بینی چو ان بیلرزی ہمی | مر عدم را نیز لرزان بین مقیم

ترجمہ خوف سے ہر وقت جب لرزان ہے تو | ہے یہی حال عدم اسے نیک خو

شرح یعنے اے بشر (عاقل و بر جا ماندہ) اپنی حالت کو دیکھ جسطرح تو خوف موت سے کانپتا رہتا ہے اسیطرح عدم بھی حکم الہی سے ہر وقت لرزان ہے اللہ تعالیٰ ہر وقت عدم کے وجود اور بعد عدم کے موجود کر دینے پر قادر ہے اور عدم ہر لحظہ اسکا مطیع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر وقت معدوم کے موجود کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے

ور تو دست اندر مناصب میزنی | ہم ز ترس ست آنکہ جانے میکنی

ترجمہ کوشش جاہ و مناصب اسے غنی | خوف کے باعث سے ہے یہ جانکنی

شرح یعنے تو جو مراتب دنیوی حاصل کرنے اور مال کمانے مین مشغول ہے اسکا باعث خوف فقر و محتاجی ہے کہ تو اسقدر محنت کر کے اپنی جان کو ہلاک کیا کرتا ہے مگر چونکہ فقر حق کے جانب سے ہے تو خوف بھی حق ہی کی جانب سے ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب تجھے دنیا طلبی کی حالت مین بھی جو خدا سے دور کرنے والی چیز ہے خوف خدا ہے تو کیا عدم کو خوف الہی نہوگا جو ہمیشہ مطیع حکم رہا ہے۔ بلکہ ضرور ہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ آنکہ جانے میکنی بیان ترس ہو یعنے زوال دنیوی اس خوف سے کمایا ہے کہ اگر یکایک جان نکل جائیگی تو حسرت ہی حسرت رہجائیگی پھر دنیا کے مزے اڑانے کون آئیگا اور بال بچے بے سر و سامان رہجائینگے۔ پس تو جب تجکو موت کا اتنا خوف ہے کہ دنیا کمانے مین بھی اس سے غافل نہین ہوتا تو کیا عدم کو خدا کا خوف نہوگا۔ ضرور ہوگا اور اسکے حکم سے فی الفور جامہ وجود پہن لیگا بعض نسخون مین ہم ز ترس آنکہ جانے میکنی ای دوسرے معنون کی تائید کر رہا ہے

ہر چہ جز عشق خدائے احسن ست | گر شکر خواری ست آن جانکندن ست

ترجمہ سچ تو یہ ہے ماسوائے عشق رب | گر چہ شکر ہے مگر ہے زہر سب

شرح لفظ جانکنی کی مناسبت سے مولانا قدس سرہ نے وعظ و نصیحت کی طرف انتقال فرمایا ہے یعنے اے طالب عشق خدا کے سوا جو سراپا احسن ہے دوسری چیز خواہ باعتبار ظاہر کیسی ہی اچھی اور شیرین ہو مگر عذاب جانکنی کے برابر ہے۔

چیست جانکندن سوئے مرگ آمدن | دست در آب حیاتے نازدن

ترجمہ جانکنی کیا چیز ہے میل ممات | چھوڑ دینا شربت آب حیات

شرح یعنے جانکنی سے ہمارا مطلب کیا ہے؟ باطنی موت کی طرف آنا۔ یعنے دل کی موت جو غیر اللہ کی محبت سے حاصل ہوتی ہے اور چشمہ آب حیات (دریائے عشق الہی) مین نہ تیرنا بلکہ ماسوے اللہ کے عشق مین غوطے کھا کر ہلاک ہو جانا

خلق را دو دیدہ در خاک و ممات | صد گمان دارند در آب حیات

ترجمہ دیکھتے ہیں خاک کو جو ہیں تباہ ان | آبحیوان سے ہین بالکل بدگمان

شرح ممکن ہے کہ اس شعر کے دونو مصرعے الگ ہون۔ اور خاک و ممات سے لذات دنیویہ اور خواہشات فانیہ مراد ہون۔ اسوقت یہ مطلب ہے کہ خلقت کے دونو دیدے لذات و شہوات کے اندر کھلے ہوے ہین اور عشق الٰہی مین ہمین ہزارون بدگمانیان ہین بعض نے اسکو ظنی یا وہمی بات سمجھ رکھا ہے اور بعض نے جنون نام رکھدیا ہے اسصورت مین دارند کا فاعل ضمیر ہے جو بجانب خلق راجع ہے یا یہ کہ دوسرا مصرع پہلے کی خبر ہے۔ یعنے خلقت کے دو دیدے جو خاک و ممات مین کھلے ہوے ہین آنجیات کو ظنی اور وہمی سمجھتے ہین اسوقت دارند کا فاعل دو دیدہ ہین

شب برو ۔ ور تو بخسپی شب رود		جہد کن تا صد گمان گردد نود	
رات کو چل ورنہ پھر جاتی ہے رات		بدگمانی اپنی کم کر بد صفات	ترجمہ

شرح یعنے ایمخاطب اسبات کی کوشش کر کہ تیری بدگمانیان سو سے نوّے رہجائین یعنے روز بروز کم ہوتی جائین یہ بات ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوسکتی ہے جسکی بدولت اسرار غیبی نظر آنے لگتے ہین اور گمان کو مرتبۂ عین الیقین حاصل ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین شب سے مراد دنیا ہے۔ یعنے دنیا مین رہکر سیدھا اور عشق الٰہی کا رستہ اختیار کر اگر غفلت کی نیند سو جائیگا تو دنیا خود فنا ہونے والی ہے یہ خود تجھے چھوڑکر چلی جائیگی اور پھر حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ حدیث شریف مین ہے النَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوا انْتَبَہُوا۔ یعنے آدمی غفلت کی نیند سو رہے ہین جب مرجائینگے تب بیدار ہونگے۔ یعنے مرنے کے بعد آنکھین کھلین گی کہ ہم کسطرح کی غفلت مین محو تھے۔

پیش کن آن عقل ظلمت سوز را		در شب تاریک جو آن روز را	
سامنے لا عقل ظلمت سوز کو		ڈھونڈ اندھیرے مین کہین اُس روز کو	ترجمہ

شرح یعنے اندھیری رات (دنیا) مین اُس روز روشن (نور حق) کو ڈھونڈ اور اپنی عقل (عقل معاد یا مرشد کامل) کو جو اندھیرے کے دفع کرنے والی ہے اپنا پیشوا اور رہبر بنالے اِس سے تجھے جلوۂ نور حق نظر آنے لگیگا۔

آب حیوان جفت تاریکی بود		در شب بدرنگ بس نیکی بود	
یعنے تاریکی مین ہے آب حیات		ہے شب بدرنگ بیشک نیکذات	ترجمہ

شرح یعنے اس اندھیری رات (دنیا) مین بہت سی نیکیان (مرشدان کامل) موجود ہین کیونکہ آبحیوان تاریکی مین موجود اور اندھیری کا دوست ہے پس تو ایمخاطب تو مرشد کامل کی جستجو سے غافل نہ رہ اسی اندھیرے مین آبحیوان ملجائیگا یا یہ معنے ہین کہ بعض اسرار الٰہی خصوصیت کیساتھ رات ہی کو معلوم ہوتے ہین۔ اسلیئے ایمخاطب راتونکو عبادت کیا کر۔ اسصورت مین یہ اشعار نماز تہجد کی تاکید کے لیئے لائے گئے ہین۔

با چنین صد تخم غفلت کاشتن		سر ز خفتن کے توان برداشتن	
تخم غفلت بو دیا ہے کسقدر +		خواب سے تو کب اُٹھا سکتا ہے سر	ترجمہ

شرح یعنے باوجود اسقدر غفلت ہونے اور گناہ کانے اور لذات پر مٹنے کے ہمین امید نہین کہ تو خواب سے سر اٹھا سکیگا کیونکہ دنیا تجھے عبادت الٰہی کی فرصت ہی نہ دیگی یہانتک کہ ایک روز غفلت ہی مین موت آجائیگی۔

خواب مردہ و لقمہ مردہ یار شد	**خواجہ خفت و دزد شب در کار شد**
ترجمہ خواب و لقمہ۔ دونو مردے دونو یار	خواجہ غافل۔ چور ہے مصروف کار

شرح یعنے خواب غفلت بھی مردہ ہے اور لقمہ بھی مردہ ہے جب یہ دو مردے تیرے مصاحب ہوگئے تو یہ سمجھ کہ دل کی موت آگئی۔ اور جبکہ تو انکی مصاحبت مین تو خود بھی مردہ ہوگیا یعنے خدا سے غافل رہا تو یہ جان لے کہ ایک بادی چور د شیطان نے اپنا کام کرگیا۔ اور تجھے دوزخ مین جا گرایا۔

تو نمے دانی کہ خصم تو کیند	**ناریان خصم وجود خاکیند**
ترجمہ تیرے دشمن کون ہین سن لے اہتمام	خاکیون کے ہین عدو ناری تمام

شرح یعنے اگر تو یہ نہین جانتا کہ تیرے باطنی دشمن کون ہین تو ہمسے سن لے۔ تمام ناری د شیطان دنیا اور خواہشات نفسانی آدمیون کے دشمن ہین چنانچہ قرآن مجید مین جابجا تصریح ہے کہ شیطان و شیاطین آدمیون کے صریح دشمن ہین اور یہ دشمنی طبعی ہے کیونکہ شیاطین ناری ہین اور انسان خاکی۔

نار خصم آب و فرزندان اوست	**ہمچنانکہ آب خصم جان اوست**
ترجمہ دیکھ لیجے آب کی دشمن ہے آگ	جسطرح ہے آب کو آتش سے لاگ
آب آتش را کشد زیرا کہ او	**خصم فرزندان آبست و عدو**
ترجمہ آگ کو پانی بجھاتا ہے ضرور	کیونکہ ہے وہ دشمن جان بپر شعور

شرح ان شعرون مین انسان اور شیطان کی باطنی دشمنی کو آگ اور پانی کی ظاہری تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنے آگ پانی کی بھی دشمن ہے۔ اور ان چیزون کی بھی جو پانی کی اولاد ہین یعنے پانی سے پیدا ہوی ہین مثلاً نباتات حیوانات و نباتات آگ ان سب کی دشمن ہے اور سب کو جلا ڈالتی ہے اور اسیطرح پانی آگ کا دشمن ہے کہ اُسے بجھا دیتا ہے۔ غرضکہ آگ اور پانی کی باہم دشمنی دونو طرفون سے ہے۔ بس تو انہیں طب جس طرح شیطان و شیاطین تیرے دشمن ہین اسیطرح تو انکا دشمن بنجا۔ ورنہ شیطان کی دشمنی اور اُس سے تیری دوستی تجھے ناری بنادیگی۔

بعد ازان این نار نار شہوت است	**کاندرو اصل گناہ و زلت است**
ترجمہ آتش شہوت ہے آگ اے روسیاہ	کیونکہ شہوت ہوتی ہے اصل گناہ

شرح یعنے جب تو ظاہری آگ اور پانی کی دشمنی کو معلوم کرچکا ہے تو اب یہ بھی سمجھ لے کہ آگ سے ہماری مراد آتش شہوت نفسانی ہے جو اغوائے شیطانی سے پیدا ہوتی ہے اور یہی تمام گناہون کی اصل اور سید ہے

رستہ سے قدم پھسلا دیتی ہے الغرض طلب اس دشمن سے بخوف رہ ورنہ تیری لغزش تجھے دوزخ مین ڈالدیگی

نار بیرونی به آبے بفسرد ‏— نار شہوت تا بدوزخ مے برد

ترجمہ: آگ تو پانی سے بجھ جاتی ہے یار ‏— آتش شہوت ہے رہبر سوئے نار

نار شہوت مے نیارامد به آب ‏— زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب

ترجمہ: ہان بجھا سکتا نہین ہے اسکو آب ‏— بلکہ ہے یہ آگ دوزخ کا عذاب

شرح یعنے یہ ظاہری آگ پانی سے بجھ جاتی ہے لیکن خواہشات کی آگ پانی سے نہین بجھتی بلکہ آدمی کو دوزخ تک لیجاتی ہے اور جسطرح حسب مضمون ہل من مزید دوزخ کا پیٹ نہین بھرتا اسیطرح نار شہوت از خواہشات کا پیٹ نہین بھرتا۔ اور عذاب دیتے ہین۔ دوزخ اور نار شہوت باہم مناسبت تامہ رکھتے ہین۔ کیونکہ یہی نار شہوت و معاصی دوزخ مین آلہ عذاب ہوجائیگی یا یہ کہ دوزخ عالم دنیا مین نار شہوت کے صورت مین مصور ہوگیا ہے اسلیئے اسکا اور اسکا عذاب ایکسان کیا یعنے ایکہی ہے حدیث مین آیا ہے حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنے جنت محنت و مشقت سے اور دوزخ خواہشون سے ڈھانکی گئی ہے۔

نار شہوت را چہ چارہ نور دین ‏— نورکم اطفاء نار الکافرین

ترجمہ: نار شہوت کا ہے چارہ نور دین ‏— یہہ بجھا دیتا ہے نار کافرین

شرح نار شہوت را چہ چارہ سوال ہے اور نور دین اسکا جواب یعنے آتش خواہشات کا علاج کیا ہے؟ ہے سن لے دین و ایمان کا نور ہے جسقدر یہ نور بڑہتا جائیگا اسیقدر آتش شہوت بجھتی جائیگی کیونکہ اے مومنو۔ تمہارا نور کافرون (شیطان ونفس وشہوات) کی آگ کو بجھانے والا ہے یہان اطفاء مصدر ہے بمعنے اسم فاعل لطور مبالغہ۔ یہ حدیث پہلے بھی نقل ہوچکی ہے کہ دوزخ کی طرف سے ایمان والون کو خطاب ہوگا کہ اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے نیز یہ بھی صحیح حدیث مین ہے کہ الصلوٰۃ نور علی الصراط یعنے نماز پلصراط کا نور ہے۔ اسلیئے نور ایمان یعنے نماز کی محافظت انسان کا سبسے پہلا فرض ہے

چہ کشد این نار را نور خدا ‏— نور ابراہیم را ساز اوستا

ترجمہ: ہان بجھاتا ہے اسے نور خدا ‏— نور ابراہیم کو رہبر بنا

شرح یعنے المطلب اس آتش شہوت کو خدا کا نور بجھا دیتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کے نور کو اپنا پیشوا بنا۔ اور انکی قدم بقدم چل یہ اسطرف اشارہ ہے واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا جسطرح انکے نور نے آگ کو بجھا دیا تہا انکی تقلید سے جذبہ نور الٰہی تیرے نار شہوت کو بھی ضرور بجھا دیگا۔ فائدہ نور سے عرفان اور اتباع شریعت کی روشنی مراد ہے جو باطنی اندھیرے کو دفع کرتی ہے اور نار شہوت کو بجھا دیتی ہے

تا ز نار نفس چون نمرود تو — وا رہد این جسم ہمچون عود تو

ترجمہ تا کہ نار نفس سرکش سے تجھے — ہو نجات اور آتش دوزخ بجھے

شرح یعنے نور ابراہیم (نور باطنی و توحید) کی تقلید اسلیئے واجب ہے کہ نفس نمرود صفت (سرکش و امارہ) کی آگ سے تیرا جسم جو عود کے مانند آتش دوزخ کے قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہے نجات پا جائے۔

نار پاکان را ندارد خود زیان — کے ز خاشاکے شود دریا نہان

ترجمہ آگ پاکون کو نہین دیتی زیان — تنکے سے دریا نہین ہوتا نہان

شرح یعنے جسطرح تنکے دریا کو چھپا نہین سکتے اسیطرح پاکون (عارفان کامل) کو آگ (آتش خواہشات) کچھ نقصان نہین پہنچا سکتی اسکی وجہ آئندہ شعر مین بیان ہوگی۔

ہر کہ تریاک خدائی را بخورد — گر خورد زہرے مگویش کہ بمرد

ترجمہ جسکو تریاک الٰہی ہو نصیب — زہر سے مرتا نہین وہ اے حبیب

شرح تریاک خدائی سے تقوے و پرہیزگاری و پاکی و کمال مراد ہے یعنے جسنے پرہیزگاری و کمال حاصل کرلیا ہو اُسکو نار شہوت جو عوام کے حق مین زہر ہے کچھ زیان نہین کرتی۔ کیونکہ وہ تریاک الٰہی کہائے ہوئے ہے یہ زہر اُسکے حق مین شہد اور یہ نار اُسکے لیئے نور ہے کیونکہ عارفان کامل کہانے پینے کی لذت اور جماع کی کیفیت مین مشغول ہوتے وقت بہی مشاہدۂ حق کرتے رہتے ہین اور اُنکا کہانا پینا طاقت عبادت حاصل کرنے کے لیئے ہے اور شہود حق حلال بیوی مین کامل درجہ کا ہے جسکی تشریح پہلے ہو چکی ہے لیسے شخص تو اگر کاملین کو لذات (جو تیرے لیئے زہر ہین) مشغول ہوتا دیکہے تو یہ نکہہ کہ وہ مرجائینگے یا یہ اُنکے لیئے مضر ہے کیونکہ جو تریاک اکبر الٰہی کہائے ہوئے ہین وہ ہرگز نہ مرینگے تریاق و تریاک ایک معجون مرکب ہے جو زہر نباتی اور حیوانی کو دفع کردیتی ہے

خود کند رنجور را رنجور تر — وانکہ معمور ست ازو معمور تر

ترجمہ اوس سے ہے رنجور خود رنجور تر — اوس سے ہے معمور خود معمور تر

شرح یعنے زہر لذات بیمار (دنیا پرست) کو اور زیادہ بیمار اور آباد (عارف صاحبدل) کو اور زیادہ آباد کردیتا ہے مطلب یہ کہ پاک و پرہیزگار و کامل شخص اس زہر لذات سے اور زیادہ کامل ہو جاتا ہے کیونکہ لذات و شہوات سے اُسکو مشاہدۂ حق کی طاقت حاصل ہوتی ہے اور دنیا پرست لذات کے استعمال سے اور زیادہ سگ دنیا اور نفس کے بند سے بنجاتے ہین۔ اسلیئے لذات کا استعمال نادانون کے حق مین تریاک [illegible] حق مین زہر ہے۔

گر طبیبت گو بدلے رنجور زا — از عسل پرہیز کن ہین ہوش دار

ترجمہ گر بتدحم سے کہے تجہکو طبیب — چہوڑ دے تو شہد بیمار لبیب

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم

ترجمہ: تو کہے اُس سے پلٹ کر اے سقیم — کسلیئے کہاتا ہے تو بیخوف و بیم

گویدت در دل حکیم نکتہ دان — کج قیاسے کردۂ چون ابلہان

ترجمہ: دلمین سوچے گا طبیب نکتہ دان — ہے قیاس اسکا قیاس ابلہان

شرح تینون شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے اگر طبیب تجسے یہ کہے کہ اے بیمار شہد کہانے سے پرہیز کر اور تو اپنی نادانی سے یہ جواب دے کہ حکیم صاحب آپ بلاخوف وہراس شہد کیون کہاتے ہین تو اس جواب سے طبیب اپنے دلمین یہ کہیگا کہ اے بیمار تو نے بیوقوفون کا سا قیاس کیا ہے۔ تو بیمار ہے میں تندرست اسلیئے شہد تجھے ضرور دیگا اور مجھکو نفع بخشیگا

در تو علت مے فروزد ہمچو نار — ہین مکن با نار ہیزم را تو یار

ترجمہ: شہد سے بڑہ جائے گا تیرا ملال — دیکھ بیمار آگ مین لکڑی نہ ڈال

شرح یعنے طبیب یہ کہیگا کہ اے بیمار تو مریض ہے اور مین تندرست ہون شہد کہانا تیری بیماری کو آگ کی طرح بہڑکا دیگا۔ لکڑی کو آگ کے پاس نہ لیجا یعنے شہد نہ کہا ورنہ بیماری بڑہ جائیگی اور تجھے ہلاک کر ڈالیگی۔

زین دو آتش خانہ ات ویران شود — قالب زندہ ازو بے جان شود

ترجمہ: خانۂ جسم آگ سے جلجائے گا — قالب زندہ کو مردہ پائے گا

شرح یعنے طبیب بیمار سے یہ کہیگا کہ اس دو طرح کی آگ (آتش مرض وحرارت شہد) سے تیرا خانۂ جسم ویران اور قالب زندہ بے جان ہوجائیگا اسلیئے تجھے شہد کا استعمال نہ چاہیئے اسیطرح بیماردِل (مریضان خواہش نفسانی) کو شہد لذت دنیوی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ طبیب (عارف کامل) کو یہ شہد نقصان نہین دیسکتا۔

در تن از نار یست آن ہمچو نور — نار صحبت در تن افزاید سرور

ترجمہ: نار سے ہے مست وہ مانند نور — آتش صحبت بڑہاتی ہے سرور

شرح یعنے عارف کامل اپنے جسم مین آتش خواہشات کے باعث ایسا مست وخوشحال ہوتا ہے گویا تمام جسم مین نور بہرا ہوا ہے کیونکہ اُسکی خواہشین قوت عبادت یا مشاہدۂ حق حاصل کرنے کے لیئے ہوتی ہین اور جسطرح عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت تمام بدن مین خوشی اور کیفیت پیدا کر دیتی ہے اسیطرح کاملون کی آتش خواہشات اُنکے لیئے باعث مسرت وانبساط ہوتی ہے

نار صحبت چون فروزد در وجود — بے زبان تن بود صد گوشہ شود

ترجمہ: آتش صحبت جہان روشن ہوئی — باعث صد سود جان و تن ہوئی

شرح یعنے جیسے عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت جسم مین پیدا ہوتی ہے تو بدن کو نقصان نہین پہنچاتی اور

اسمین بہت سے فائدے (مثلاً مسرت دل و اولاد صالح وغیرہ) موجود ہین اسیطرح کاملون کی خواہشین انہین ضرر نہین دیتین بلکہ سراسر مفید ہین کیونکہ کامل کی ہر بات درجۂ کمال تک پہنچنے والی ہوتی ہے اور اُسکی خواہشین دینی ہوا کرتی ہین ۔

شہوت ناری براندن کم نشد ۔ آن بماندن کم شود بے ہیچ بد

ترجمہ شہوت ناری نہین ہوتی ہے کم ۔ اُسکا چارہ صبر ہے اے ذوالکرم

شرح راندن یعنے ہانکنا اور تیز کرنا ہے اور ماندن بمعنے ٹھیر جانا اور بد بمعنے چارہ و تدبیر یعنے خواہش نفسانی بڑھانے اور شہوت رانی سے کم نہین ہوتی بلکہ بڑھتی ہے البتہ ٹھیر جانے اور صبر کرنے سے بلا ضرورت چارہ کم ہوجاتی ہے اور بغیر کسی علاج کے جاتی رہتی ہے کیونکہ صبر تمام بُری خواہشونکا اچھا علاج ہے ۔

تاکہ ہیزم مے نہی بر آتشے ۔ کے بمیرد آتش از ہیزم کشے

ترجمہ ڈالے جاؤ آگ پر گر لکڑیان ۔ بجھتی ہے کب آتش شعلہ فشان

شرح یعنے جب تک تو آتش خواہشات پر لکڑیان رکھتا رہیگا (مشغول لذات دنیوی کا) یہ آگ ہرگز نہ بجھیگی بلکہ اور بھڑکیگی کیونکہ ہیزم کش (آگ مین لکڑیان ڈالنے والا) آگ کو بجھا نہین سکتا بلکہ اُسے اور تیز کرتا ہے

چونکہ ہیزم بازگیری نار مرد ۔ زانکہ تقوے آب سوئے نار برد

ترجمہ کھینچ لے ایندھن کہ تا بجھ جائے آگ ۔ آگ سے تقوے کی پانی کو ہے لاگ

شرح یعنے جب تو لکڑیان ڈالنی (استعمال لذائذ دنیوی) موقوف کردیگا تو یہ آگ فوراً بجھ جائیگی کیونکہ تو اُس وقت متقی ہوجائیگا اور تقوے پانی کو آگ کی طرف لیجائیگا ۔ یعنے اُسے بجھا دیگا ۔

کے سیہ گردد بآتش روئے خوب ۔ کو نہد گلگونہ از تقوے القلوب

ترجمہ آگ سے تیرہ نہوگا روئے خوب ۔ اُسکا ہے گلگونہ تقوے القلوب

شرح یعنے جو شخص دل کی پرہیزگاری کا اُبٹنا مُنہ پر ملتا ہے (لذائذ دنیوی سے پرہیز کرتا ہے) اُسکا مُنہ آتش خواہشات سے ہرگز کالا نہین ہوتا ۔ کیونکہ پرہیزگاری دلون کو آتش شہوت مین گرنے سے بچالیتی ہے

آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ عنہ

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین آگ لگنے کا ذکر

شرح چونکہ گذشتہ اشعار مین آگ کا ذکر تھا اسلیے آتش زدگی مدینہ کا حال (ربط قصۂ لاحق) کو خود ظاہر کرتا ہے

آتشے افتاد در عہد عمرؓ ۔ ہمچو چوب خشک میخورد او حجر

ترجمہ عہد فاروقی مین آگ ایسی لگی ۔ لکڑیون اور پتھرون کو کھا گئی

در فتاد اندر بنا و خانہا ۔ تا زد اندر پر مرغ و لانہا

ترجمہ بنا و ہر مکان مین جا لگی ۔ مرغ و آشیانون مین جا لگی

آتش افتادن در ایام عمرؓ

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین ایسی آگ لگی کہ پتھرون کو سوکھی لکڑی کی طرح کہا گئی اور لکڑیون پتھرون سے قطع نظر مکانون کی بنیادون اور گھرون تک پہنچگئی اور یہانتک نوبت ہوئی کہ جانورون کے پرون اوگھونسلون تک مین جالگی لانہ بمعنے آشیانہ ہے اور اصل مطلب یہ ہے کہ ایکبار مدینہ مین نہایت شدید آگ لگی۔

نیم شہر از شعلہا آتش گرفت	**آب مے ترسید ازان و مے شگفت**
ترجمہ نصف شہر اس سے ہوا جل جلکے خاک	اسکی ہیبت سے تہا پانی خوفناک

شرح یعنے اپنے شعلون کے سبب آگ نے آدہے شہر کو پکڑ لیا اور یہ حال ہوا کہ پانی اوس آگ سے ڈرتا تہا اور از راہ تعجب زبان حال سے یہ کہتا تہا کہ یا الہی یہ کیسی آگ ہے جو میرے قابو مین بہی نہین آتی۔

مشکہائے آب و سرکہ مے زدند	**بر سر آتش کسان ہوشمند**
ترجمہ سرکہ اور پانی کی مشکین بے شمار	چہڑکے جاتے تہے وہان کے ہوشیار

شرح یعنے لوگ پانی کی مشکین اور شدت اضطراب مین سرکہ کے مٹکے آگ پر چہڑکتے تہے اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ آتش خواہشات بجہانے کے لیئے صدق دل سے آب طاعت اور سرکۂ اشک کو مبذول کرتا ہے انشاء اللہ یہ آگ بجہہ جائیگی اور خواہشات کی آگ خود بجہکر آتش دوزخ کو ضرور بجہادیگی۔

آتش از استیزہ افزودے لہب	**میرسد او را مدد از صنع رب**
ترجمہ بڑہتی تہی اسکی لپیٹ اسکے سبب	دیتی تہی امداد گویا صنع رب

شرح یعنے جسقدر لوگ پانی ڈالتے تہے آگ از راہ سرکشی اپنی لپیٹ کو اور زیادہ کر دیتی تہی اور قدرت خدا سے پانی گویا تیل بنکر اسکے بہڑکنے مین مدد دیتا تہا مطلب یہ ہے کہ آگ کسی تدبیر سے نہ بجہتی تہی۔

با عمر کردند مردم رو شتاب	**کآتش ما مے نمیرد ہیچ ز آب**
ترجمہ لوگ دوڑے آگئے پہر سوئے عمر	اور لگے کہنے نہین بجہتے شرر

شرح یعنے ناچار ہوکر لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ وہ آگ کسیطرح کسی پانی سے نہین بجہتی۔

گفت این آتش ز آیات خداست	**شعلۂ از آتش بخل شماست**
ترجمہ بولے وہ یہہ آگ ہے نشان خدا	یعنے شعلہ ہے تمہاری بخل کا

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے کہا کہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے وہ اس پردہ مین اپنی قدرت دکہاتا ہے یہ آگ ظاہر مین آگ ہے مگر باطن مین تمہارا بخل آگ کی صورت مین مصور ہوکر ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی راحت و مصیبت اعمال نیک و بد کی تصویر ہوا کرتی ہے ۔ اے لوگو تمہارے زکوۃ نہ دینے اور صدقات و خیرات نہ کرنے کا گناہ آگ کا لباس پہنکر آشکارا ہوا ہے۔ اور تمہین انہی بد اعمالی کی سزا مل رہی ہے

	آب بگذارید و نان قسمت کنید	بخل بگذارید اگر آلِ منید
ترجمہ	چھوڑو پانی کو بانٹو روٹیاں	بخل چھوڑو تا خدا ہو مہربان

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے لوگو اس آگ پر پانی چھڑکنا موقوف کرو بلکہ آگ بجھانے کی تدبیر یہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا تقسیم کرو اور اگر میری آل (یا تابع فرمان) ہو تو بخل کو چھوڑ دو بعض نسخوں میں آل کی جگہ آن ہے یعنے زنہر۔ حدیث شریف میں ہے الصدقۃ تطفی غضب الرب یعنے صدقہ دینا خدا کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے

	خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم	ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم
ترجمہ	لوگ بولے باز ہے باب کرم	کیونکہ ہیں اہل سخا دنیا میں ہم

شرح یعنے صدقہ کی تاکید سنکر لوگوں نے حضرت عمرؓ سے یہ کہا کہ ہم نے پہلے ہی صدقات و خیرات کا دروازہ کھول رکھا ہے کیونکہ ہم سخی اور اہل ہمت و جوانمرد ہیں لیکن باوجود اس کیا باعث کہ آگ نہیں بجھتی۔

	گفت نان بر رسم و عادت دادہ اید	نز برائے حق درے بکشادہ اید
ترجمہ	بولے وہ ہے یہ کرم بہر ریا	یہ نہیں بہر خدائے کبریا

شرح یعنے انکے جواب میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ تمہاری سخاوت بطور رسم و عادت ہے خالص خدا کے لیے نہیں ہے چنانچہ اپنی شہرت اور بزرگوں کی ناموری کے لیے اہل عرب کی سخاوت و مہمان نوازی تمام دنیا میں مشہور ہے

	بہر فخر و بہر بوش و بہر ناز	نز برائے ترس و تقوی و نیاز
ترجمہ	ہے یہ بہر فخر و زیب و بہر ناز	یہ نہیں ہے بہر تقوے و نیاز

شرح بوش بفتح الباء یعنے کر و فر و زیب و زینت ہے یعنے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری سخاوت فخر اور ظاہری کر و فر اور تکبر کی نیت سے ہے خدا کے خوف اور پرہیزگاری اور نیازمندی کی نیت سے نہیں ہے اسلیے آگ نہیں بجھتی

	مال تخم ست و بہر شورہ منہ	تیغ را در دست ہر رہزن مدہ
ترجمہ	مال کو ضائع نہ کر اے نیکخو	دست رہزن میں نہ دے تلوار کو

شرح یعنے اے شخص مال بمنزلہ تخم ہے اس سے ثمر سعادت و شقاوت دونوں پیدا ہو سکتے ہیں تو اس تخم کو شورہ زمین میں نہ ڈال یعنے دنیوی نام و نمود کے لیے خلاف شرع کاموں میں صرف نہ کر ورنہ بے محل مال صرف کرنا اور ناشکروں کو دینا ایسا ہے جیسا رہزن کے ہاتھ میں تلوار دینی یعنے بے محل صرف کرنے والے کو انجام کار اسکا مال ہی ہلاک کر دیگا دوزخ میں ڈالدیگا۔ کیونکہ حرام میں مال صرف کرنا گویا قیمت دیکر دوزخ خریدنا ہے۔

	اہل دین را باز دان از اہل کین	ہمنشین حق بجو با وے نشین
ترجمہ	اور ہیں کچھ اہل دین کچھ اہل کین	اہل دین کا رہ ہمیشہ ہمنشین

شرح یعنے اہل دین اور اہل کین (کفار و فساق) مین تمیز پیدا کرو اپنا مال اہل دین کے سوا فاسقون کو ہرگز نہ دے اور مصاحبت کے لیئے خدا کے ہمنشین (عارف کامل) کو ڈہونڈو اور اُنہی کا جلیس بن اُنہیکی صحبت مین رہو۔

ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد ۔ کاغہ پندارد کہ او خود کار کرد

ترجمہ ہر کسی نے قوم کو اپنی دیا ۔ کہتے ہین احمق کہ کام اچھا کیا

شرح یعنے ہر شخص اپنی قوم یا عزیزون پر اسلیئے بخشش کیا کرتا ہے کہ اُنسے بدلا لے یا اپنی دولتمندی کا اظہار کرکے اُنہین فقیر و ذلیل سمجھے اور اپنا احسان رکھے مگر احمق لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ایسے شخص نے کوئی نیک کام کیا ہے حالانکہ یہ سخاوت نیکی پر مبنی نہین ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خواہ کسیکو دے مگر صرف اللہ کے لیئے سخاوت کرے۔ کاغہ لغت مین بمعنے احمق ہے۔ نکتہ سخاوت نیک نیتی کے ساتھ ہو تو وہ ردیہ نہ دین کے کام آیا نہ دنیا کے۔

خیوہ انداخت خصم بر روئے امیر المومنین علیؓ و انداختن آنحضرت شمشیر از دست

ترجمہ دشمن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مُنہ پر تہوک دینا اور آپ کا اپنے ہاتھ سے تلوار پہینک دینا

شرح گزشتہ اشعار مین اخلاص عمل کا ذکر تہا اور اس حضرت علیؓ کے قصہ مین اسی کا بیان ہے اسلیئے ربط داستان خود ظاہر ہے

از علی آموز اخلاص عمل ۔ شیر حق را دان منزہ از دغل

ترجمہ مرتضےٰ سے سیکھ اخلاص عمل ۔ شیر یزدانی سے تہے وہ اور بے دغل

شرح یعنے حضرت علیؓ سے اخلاص عمل سیکھ لے کیونکہ وہ شیر خدا کہوٹ اور حیلے سے بالکل پاک تہے۔

در غزا بر پہلوانے دست یافت ۔ زود شمشیرے بر آورد و شتافت

ترجمہ ایک کافر پہلوان کو کرکے زیر ۔ لیکے شمشیر آ گئے شیر دلیر

شرح یعنے حضرت علیؓ نے جہاد مین ایک کافر پہلوان پر غلبہ پایا کہ فوراً اُسکے ہلاک کر دینے کو تلوار نکال لی

او خدو انداخت بر روئے علی ۔ افتخار ہر نبی و ہر ولی

ترجمہ اُسنے تہوکا جانب روئے علی ۔ تہے جو فخر ہر نبی و ہر ولی

شرح یعنے جب علیؓ نے اُسے ہلاک کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تہوک دیا۔ حضرت علیؓ کو باعث فخر ہر نبی و ولی اسلیئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نسبت ارشاد فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا یعنے مین علم کا شہر ہون اور علیؓ اُسکا دروازہ ہے پس تو آنسرور کا فخر کرنا گویا جمیع انبیاء و اولیا فخر کرنا ہے کیونکہ جس بات کو سردار کرتا ہے وہ تمام رعایا کی طرف سے ہوتی ہے خدو بفتحتین و خیوہ بحرکات ثلثہ خائے منقوطہ تہوک کو کہتے ہین

او خیوہ انداخت بر روئے کہ ماہ ۔ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ

ترجمہ تہوک بیٹہا ایسے منہ پہ رو سیاہ ۔ سجدہ جسکے روبرو کرتا تہا ماہ

شرح یعنے اُس پہلوان نے ایسے مبارک چہرہ پر تہوکا کہ جسکے آگے چاند زمین پر گرکر سجدہ کیا کرتا تہا یعنے باعتبار حسن ظاہر و باطنی چاند اُسکے منہ کے مانند بلکہ اُسکا ایک دائمی غلام تہا کیونکہ حضرت علیؓ کا چہرہ تجلی الٰہی اور انوار صحبت رسالت پناہ کی جہلک رکہتا تہا اور آسمانی چاند پُر انوار سہی مگر بوجہ اتم منظر الٰہی نہیں ہے

در زمان انداخت شمشیر آن علی — کرد او اندر غزایش کاہلی

ترجمہ پہینک بیٹھے اپنے خنجر کو علی — اور اُسکے قتل میں کی کاہلی

شرح یعنے جسوقت پہلوان نے منہ پر تہوکا حضرت علیؓ نے فوراً ہاتہ سے تلوار پہینکدی اور اُسکے قتل کرنے یا قتل کرکے غازی بننے میں تامل کیا مطلب یہ کہ حضرت علی اُسکے قتل کرنے سے باز رہے اسکا سبب آگے بیان کیا جائے گا لفظ غزا یعنے قتل اور یعنے غازی بنناد ونو طرح درست ہے۔

گشت حیران آن مبارز زین عمل — از نمودن عفو و رحم بے محل

ترجمہ رہگیا حیران وہ اس فعل سے — یعنے بے رحم بیجا کس لئے

گفت بر من تیغ تیز افراشتی — از چہ افگندی چرا بگذاشتی

ترجمہ اور یہہ بولا۔ اُٹہا کر تو نے تیغ — اسے علی کیون پہینکدی بیدریغ

شرح یعنے وہ کافر پہلوان اِس فعل یعنے علیؓ کے خون معاف کرنے اور بے محل رحم فرمانے سے متعجب اور حیران رہگیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اے علیؓ آپنے تلوار اُٹہا کر پہر پہینک کیون دی اور مجہے کیسلئے جیتا چہوڑ دیا حالانکہ تلوار میرے قتل کے ارادہ سے اُٹہائی تہی اور منہ پر تہوکنا دوسری گستاخی تہی

آنچہ دیدی بہتر از پیکار من — تا شدی تو سست در اشکار من

ترجمہ چیز کیا بہتر ہے میرے قتل سے — سست میرے قتل میں ہو کس لیے

شرح یعنے اے علی تمہارے مذہب میں توحید الٰہی پہیلانے کے لیئے کافر دن کے قتل کر دینے سے بہتر کوئی چیز نہین۔ آپنے ایسی کیا چیز مصلحت دیکہی جو میرے قتل کردینے سے بہتر ہے اور جسکے باعث آپ میرے شکار یعنے قتل سے رُک گئے پیکار سے مراد قتل ہے نیز یہان یعنے جنگ بہی درست ہے

آنچہ دیدی تا چنین خشمت نشست — تا چنین برقے نمود و باز جست

ترجمہ کیا ہوا غصہ یہ کیون جاتا رہا — برق تابان رہ گئی یہہ کیا ہوا۔

شرح یعنے اے علی آپنے ایسی کیا مصلحت دیکہی کہ اسطرح یکایک آپکا غصہ فرو ہو گیا اور غصہ کی بجلی یا آپکی تلوار چمک کر جہپٹ غائب ہو گئی حالانکہ میں کافر اور آپ کا مقابل ہونے کے سبب واجب القتل تہا اور چہرہ مبارک پر تہوکدینے کی گستاخی اسکے علاوہ تہی پہر آپ کا عفو فرمانا اور میری حالت پر رحم کرنا کیا معنے رکہتا ہے۔

آنچہ دیدی کہ مرا زان عکس دید | در دل و جان شعلۂ آمد پدید

ترجمہ: پہچ بتادیجے کہ یہ دیکھا تھا کیا | نور جس سے دل مین پیدا ہوگیا

شرح دید حاصل بالمصدر ہے۔ یعنے کافر پہلوان نے یہ کہا کہ اے علیؓ آپنے ایسا کیا جلوہ دیکھا کہ اس مشاہدہ کے اثر سے میرے دل وجان مین نور ایمان اور شعلۂ ایقان جلوہ افگن ہوگیا ہے یعنے شاید آپ نے اسوقت شاہد وحدت کا مشاہدہ کیا ہے جسکے اثر سے میرے دل وجان مین بہی شعلۂ توحید چمک گیا ہے۔ اور فی الواقع ایسا ہی تہا کہ اسوقت حضرت علی بمشاہدہ شاہد وحدت مین مشغول تہے اور یہی سبب تہا کہ عالم محویت مین آپنے اسے قتل نہ کیا چنانچہ مفصل بیان آیندہ آئیگا۔ نکتہ اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پہلوان اسوقت دل مین ایمان لیے آیا تہا۔

آنچہ دیدی بہتر از کون و مکان | کہ بہ از جان بود و بخشیدیم جان

ترجمہ: چیز کیا دیکہی جو جہان سے خوب ہے | جان بخشی کیون مری مطلوب ہے

شرح یعنے اے علیؓ آپنے ایسی کیا چیز دیکہہ لی ہے جو کون و مکان سے برتر اور جان عزیز سے بہتر ہے اور جسکے اثر سے آپنے مجہے تازہ روح یعنے جدید ایمان عطا فرمادیا ہے بخشیدیم مین میم ضمیر مفعول ہے یعنے بخشیدی مرا یا جان بخشنے سے ترک قتل اور جان بخشی مراد ہے مطلب یہ کہ میرے قتل نکرنے کا سبب بیان فرمادیجے

در شجاعت شیر ربانیستی | در مروت خود کہ داند کیستی

ترجمہ: شیر ربانی شجاعت مین ہے تو | کیا خبر ہے کیا مروت مین ہے تو

شرح یعنے اے علی تم بہادری مین شیر خدا ہو اور مروت و احسان مین کسی کو معلوم نہین کہ کون ہو یعنے حد سے زیادہ با مروت ہو کہ اپنے مقابل اور گستاخ کا فر کے قتل کر دینے سے ہاتہہ روک لیا

در مروت ابر موسائی بہ تیہ | کامد از وے خوان و نان بے شبیہ

ترجمہ: تیہ مین ہے ابر موسیٰ بے گمان | جس سے ہوتا تہا نزول خوان و نان

شرح یعنے اے علیؓ آپ مروت و احسان مین ایسے ہین جیسے حضرت موسیٰ کے زمانہ کا وہ ابر جسمین سے بیابان تیہ مین من و سلوے اُترتا تہا تیہ ایک خاص جنگل کا نام ہے جسمین موسے مع بنی اسرائیل چالیس برس تک سرگردان رہے تہے

ابرہا گندم دہد کاں را بجہد | پختہ و شیرین کند مردم چو شہد

ترجمہ: ابر دیکہ لے گیہون کو کرکے جد و جہد | لوگ پختہ کرتے ہین مانند شہد

ابر موسیٰ پر رحمت بر کشاد | پختہ و شیرین بے زحمت بداد

ترجمہ: ابر موسیٰ نے جو کہولے اپنے پر | بے مشقت رزق بخشا سربسر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ابر آدمیون کو گیہون دیتا ہے کہ لوگ اُسے محنت و مشقت

سے پکائین اور لذیذ کہانے تیار کرین لیکن حضرت موسے کے ابر نے رحمت کی برکہو لدیئے تہے اور بنی اسرائیل کو پکا پکایا کہانا بلا محنت و مشقت دیا کرتا تہا لیکن اونہون نے ناشکری کی اور طعام غیبی منقطع ہوگیا۔

از برائے پختہ خواران کرم ۔۔۔ رحمتش افراخت در عالم علم

ترجمہ بنا ہرائے مستحقان کرم ۔۔۔ سربلند اللہ کی رحمت کا علم

تا چہل سال آن وظیفہ وان عطا ۔۔۔ کم نشد یکروز زان اہل رجا

ترجمہ وہ عطائے حق رہی چالیس سال ۔۔۔ بے کم و نقص اور بے خوف زوال

شرح کرم سے طعام آسمانی مراد ہے یعنے آسمان کا پکا ہوا کہانا کہانے والون یعنی بنی اسرائیل کے لیئے رحمت الہی نے عالم مین اپنا علم بلند کر رکہا تہا یعنے تمام زمانہ مین یہ مشہور ہو گیا تہا کہ بنی اسرائیل کے لیئے پکے پکائے کہانے آسمان سے آتے ہین یہ وظیفہ اور عطائے الہی ان امیدوار یعنی بنی اسرائیل سے چالیس برس تک منقطع نہوا

تا ہم ایشان از خسیسی خاستند ۔۔۔ گندنا و ترہ و خس خواستند

ترجمہ انہین سے حاضر ہوئے سفلہ صفات ۔۔۔ اور مانگا ساگ لہسن گہاس پات

شرح خسیسی یعنے دنائت و کمینگی و ذلت پسندی ہے۔ یعنے آسمانی کہانا چالیس برس تک منقطع نہوا تہا تاکہ انہین بنی اسرائیل مین سے بعض شخص اپنی کمینگی کے سبب اٹہے اور حضرت موسے سے لہسن ادہری ترکاریان اور ساگ پات مانگنے لگے۔ اور غیبی کہانے کی جو بلا محنت ملتا تہا کچہ قدر نہ کی۔

جملگی گفتند با موسے ز آز ۔۔۔ بقل وقثا و عدس سیر و پیاز

ترجمہ یہ کہا موسے سے پہر از روئے آز ۔۔۔ چاہیئے ککڑی مسور اور ساگ پیاز

زان گدا روئی و حرص و آز شان ۔۔۔ منقطع شد من و سلوے ز آسمان

ترجمہ انکی حرص اور انکی گدائی کے سبب ۔۔۔ من و سلوے ہو گیا موقوف سب

شرح یعنے بنی اسرائیل کی فقیری اور حرص طمع کے باعث آسمان سے من و سلوے اترنا موقوف ہو گیا **فائدہ** چونکہ ابتدائے کتاب مین ہم اس قصہ کو مفصل لکہہ چکے ہین یعنے یہاں پہر نقل کرنے کی ضرورت نہین ہے

امت احمد کہ ہستند از کرام ۔۔۔ ہست باقی تا قیامت آن طعام

ترجمہ امت احمد مین جو ذوالکرام ۔۔۔ انکو ملتا ہے ہمیشہ وہ طعام

شرح یعنے گو من و سلوے منقطع ہو گیا ہے کہ امت احمد کے لیئے جو کہ بزرگون یعنے بہترین امم مین سے ہے یہ آسمانی کہانا قیامت تک باقی ہے یا یہ معنے مین کہ امت احمد مین جو لوگ کہ خواص مین سے ہین وہ قیامت تک من و سلوے کہاتے رہینگے پہلی صورت مین کلاف بیانیہ ہے اور دوسری حالت مین کہ بیعنے مین لاو جونکہ پہلی صورت مین

امت سے خواص امت مراد ہین اسلیئے دونو معنو نکا مآل ایک ہے اور مطلب ہر دو متحد ہے۔

	چون ابیت عند ربی فاش شد	یطعم و یسقی کنایت زاش شد	
ترجمہ	سن ابیت عند ربی کا حصول	یطعم و یسقی ہے خود قول رسول	

شرح لفظ زاش یا تو بمعنے ازان ہے یا کنایت زا اسم فاعل ترکیبی ہے اور ضمیر شین طعام آسمانی کی طرف راجع ہے اور یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو بخاری و مسلم مین موجود ہے یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے صوم وصال یعنے تہ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ آپ ہی تہ کے روزے رکھتے ہین آپنے جواب دیا انکم لستم مثلی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنے اے لوگو تم میرے برابر نہین ہو سکتے ہین اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہون وہ مجھکو کھلا پلا دیتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ حدیث ابیت عند ربی صحیح اور مشہور ہے اور اُسمین کھلانے پلانے اُسی طعام آسمانی کی طرف اشارہ ہے جو خواص کے لیئے پکا پکایا اُترتا ہے۔

	ہیچ بے تاویل این را در پذیر	تا در آید در گلو چون شہد و شیر	
ترجمہ	تو بلا تاویل کر اسکو قبول	تاکہ ہو یہ خوشگوار اے بوالفضول	

شرح اہل ظاہر نے حدیث مذکورہ بالا کے معنے بیان کرتے وقت یہ کہا ہے کہ اس کھلانے پلانے سے جو اللہ تعالے اپنے رسول کو کھلاتا پلاتا تہا کوئی واقعی کھانا مراد نہین ہے بلکہ خداداد قوت مراد ہے جو رسول کو صوم وصال رتہ کے روزے) رکھنے کے لیئے غیب سے عنایت ہوتی تہی اور ہر خاص وعام کو نہین ملتی مگر مولانا ایسی تاویل کو منع کرتے ہین یعنے المخاطب بغیر کسی تاویل کے اِس حدیث کے مضمون کو قبول کرلے تاکہ طعام وشراب غیبی تیرے حلقوم مین شیر وشکر کی طرح جا پہنچے اور اگر تاویل کر کے بمعنے قوت لیگا تو یہ طعام وشراب تیرے حلقوم سے دور رہیگا کیونکہ تجھے جس چیز کے واقعی ہونیکا یقین ہی نہین وہ تیرے حلق تک کیونکر پہنچ جائیگی تتمہ اگر کوئی یہ کہے کہ جب طعام وشراب سے حقیقی کھانا پینا مراد ہے تو پیغمبر کے صوم وصال کے کیا معنے ہوے اسکا جواب یہ ہے کہ دنیوی کھانا پینا روزہ کو توڑتا ہے اور غیبی طعام وشراب منافی صوم نہین ہے۔

	زانکہ تاویل ست وادِ اد عطا	چونکہ بیند آن حقیقت را خطا	
ترجمہ	کیونکہ ہے تاویل تردید عطا	مان لینا ہے حقیقت کو خطا	

شرح یعنے ہر جگہ تاویل کرنی اسلیئے ممنوع ہے کہ تاویل عطاے الہی کے رد کرنے کو کہتے ہین۔ تاویل نہین کرنی چاہیئے جہان کسی کلام کے حقیقی معنے نہ بنتے ہون یا کوئی مرجح نہ پایا جائے اور جبکہ حضرت موسے پر بلا تامل واقعی پکا پکایا کہانا اُترتا تہا تو پیغمبر کے کہانے پینے کو بمعنے قوت باطنی لینا بیجا تاویل یعنے عطاے الہی کا رد کرنا ہے یعنے سمجھو یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنے خوان عطا سے پیغمبر کو پکا پکایا کھانا کھلایا پلایا اور تو یہ کہتا ہے کہ

کھلانے پلانے سے مراد قوت عطا کرنی ہے تو گویا تو نے عطائے الٰہی کو رد کیا اور اس تاویل کی ضرورت پیدا ہوئی کہ تاویل کرنے والا اس کھانے پینے کے حقیقی معنون کو بینے بر خطا دیکھتا ہے حالانکہ یہ سراسر اسی کی عقل کا قصور اور اسیکی خطا ہے کیونکہ شریعت و طریقت کے باریک مسائل اور لطیف اسرار ہر شخص کی سمجھ مین نہین آتے۔

	عقل کل مغز ست و عقل جزو پوست		این خطا دیدن ز ضعف عقل اوست
	عقل کل ہے عقل عقل جزو۔ نقل		دیکھنا اُسکو خطا ہے ضعف عقل	ترجمہ

شرح یعنے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا سمجھنا تاویل کرنے والے کی ضعف عقل کے سبب سے ہے وہ عقل کل نبی یا ولی کو تو ہے ہی نہین جو سر بسر مغز اور مجسم دانائی ہوا کرتے ہین بلکہ عقل جزوی رکھتا ہے جو بالکل پوست یعنے بے مغز ہے۔ اسیلئے طعام و شراب غیبی کے حقیقی معنے نہین سمجھ سکتا۔ **فائدہ** سیوطی نے سلمہ بن نفیل سے خصائص محمدیہ مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہم پیغمبر خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کبھی آسمان یا جنت سے بھی کھانا اترا ہے آپنے فرمایا ہان گرم کھانا انگیٹھی مین۔ کھا ہوا تھے پوچھا کہ حضور کا بچا ہوا کھانا کیا ہوا۔ آپنے فرمایا کہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ نیز کتاب سیرۃ الرسول مین ہے کہ تقی الدین بن مخلد صاحب مسند نے الحیار پیغمبر کو خواب مین دیکھا کہ آپ اُنہین دودھ پلاتے ہین تقی الدین نے اسکی تصدیق اسطرح کی کہ صبح کو قے کر دی اور اُس قے مین دودھ نکلا۔ اس سے نکلتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے تابعین پر طعام و شراب غیبی نازل ہوتا ہے تاویل کر کے اسکو بمعنے قوت نہ لینا چاہیے۔

	مغز را بد گوے و نے گلزار را		خویش را تاویل کن نہ اخبار را
	گل ہین خوشبودار اپنا مغز چھوڑ		اپنی کر تاویل اور خبرو نکو چھوڑ	ترجمہ

شرح یعنے ایمخاطب اپنے نفس کو اخبار و احادیث رسول اللہ کے مطابق کر احادیث کی تاویل اپنے نفس کے مطابق نکر اور اگر تجھے پھولون کی خوشبو نہین آتی تو اپنے مغز و قوت شامہ کو برا کہہ گلزار کی برائی بیان نکر دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔ یعنے تاویل کرنا ایسا ہے جیسا اپنی بد دماغی کے باعث پھولون کو برا کہنا۔

	شمۂ واگو از آنچہ دیدۂ		اے علی کہ جملہ عقل و دیدۂ
	مجھسے کہدے تو نے دیکھی جو شے		اے علی تو عین عقل و دیدہ ہے	ترجمہ

شرح یہان سے پھر کافر پہلوان اور علی کا قصہ شروع ہو گیا ہے یعنے پہلوان نے کہا کہ اے علی آپ مجسم عقل اور حکیم عرفان و حقیقت ہین آپنے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچھ مصلحت دیکھی ہے اسکا تھوڑا ہی سا حصہ بیان فرمادیجئے۔

	آب علمت خاک ما را پاک کرد		تیغ حلمت جان ما را چاک کرد
	پاک ہے تن تیرے آب علم سے		جان ہے صد چاک تیغ حلم سے	ترجمہ

شرح یعنے اے علی رضہ آپ کے حلم و بردباری کی تلوار نے مجھے باطنی طور پر شہید کر دیا ہے یعنے مین آپ کے حلم پر قربان ہو گیا ہون۔ اور آپ کے بحر علم نے میری خاک کو کفر و جہالت نجاست سے پاک کر دیا ہے بالکل دہو دیا ہے کیونکہ آپ باب مدینہ علم ہین آپکے اخلاق حمیدہ کے اثر نے مجھے آپکا بندہ بے دام اور سچا غلام بنا لیا ہے

بازگو دانم کہ این اسرار ہوست — زانکہ بے شمشیر کشتن کار اوست

ترجمہ: مجھسے کہدیجے یہ ہے اسرار حق — قتل بے خنجر ہے بیشک کار حق

شرح یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علی رضہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ یہ بلا شمشیر ظاہری مجھے مار ڈالنا یعنے تیغ حلم سے مسخر کر لینا اسرار الٰہی مین سے ہے۔ آدمی کا کام نہین۔ بلکہ ایک راز الٰہی ہے جو آپ کے وسیلہ سے ظاہر ہوا ہے لیکن آپ اپنی زبان سے بہی تہوڑا بہت اس راز کو ظاہر فرماوین تاکہ میری تسلی ہو جائے

صانع بے آلت و بے جارحہ — واہب این ہدیہائے رابحہ

ترجمہ: صانع بے واسطہ ہے وہ ضرور — ہدیے دیتا ہے بہت اے پرشعور

شرح یہان سے پہر مولانا کا مقولہ شروع ہے یعنے اللہ تعالےٰ صانع حقیقی ہے کہ بلا وسیلہ ظاہری اور بلا واسطہ دست و پا یہہ خوشبودار تحفے (ایمان و عرفان جو دماغ روح کو معطر کرتے ہین) لوگون کو بخشدیتا ہے جیساکہ اس کافر پہلوان کو بغیر سبب ظاہری تحفۂ ایمان عطا فرمادیا۔

صد ہزاران مے چشاند روح را — کہ خبر نبود دل مجروح را

ترجمہ: بخشتا ہے وہ شرابین روح کو — کیا خبر انکی دل مجروح کو

صد ہزاران روح بخشد ہوش را — کہ خبر نبود دو چشم و گوش را

ترجمہ: روح ایسی بخشتا ہے ہوش کو — کب خبر ہوتی ہے چشم و گوش کو

شرح لفظ مے بمعنے شراب سے شراب محبت و عرفان اور ہوش سے عقل کلی مراد ہے جو انبیاء و اولیا کو نصیب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ انبیا و اولیا کی روح کو اسرار قدسیہ اور تجلیات غیر متناہی کی ایسی شرابین پلاتا ہے جسکی خبر دل کو نہین ہوتی اور انکی عقل کو ایسی روح عنایت کرتا ہے جسکی خبر حواس ظاہرہ کو نہین ہوتی کیونکہ حواس ظاہرہ عالم کثرت سے تعلق رکہتی ہین۔ اور حواس باطنہ عالم قدس اور عالم قرب الٰہی سے متعلق ہین

بازگو اے باز عرش خوش شکار — تا چہ دیدی این زمان از کردگار

ترجمہ: ہان بتادے مجکو باز عرش رب — کیا دکھایا ہے تجہے خالق نے اب

شرح یہ اشعار مولانا کی زبان سے اُسی پہلوان کا مقولہ ہین یعنے اے علی رضہ تم شہباز عرش الٰہی اور اسرار و معارف کے اچہی طرح شکار کرنے والے ہو تمہاری پرواز عرش تک سے یہ بتا دو کہ میرے قتل نہ کرنے مین اللہ تعالےٰ

کی طرف سے تمہین کیا مصلحت نظر آئی ہمیں خاص مصلحت کو از راہ بندہ نوازی مجہپر ظاہر فرما دیجئے ؛

	چشم تو ادراک غیب آموختہ	چشمہائے حاضران بردوختہ
ترجمہ	تیری آنکھین رکھتی ہین ادراک غیب	اور بے خبر ہین اندہے ہین کا عیب

شرح یعنے اے علی آپ کی آنکھہ نے حالات غیب معلوم کرنے سیکھہ لیئے ہین اور دیگر حاضرین کی آنکھین سلی ہوئی ہین بند ہین یعنے غیر انکو وہ غیبی اسرار ہرگز نظر نہین آتے جو آپکو معلوم ہین -

	آن یکے ماہے ہمے بیند عیان	وان یکے تاریک مے بیند جہان
ترجمہ	ایک کو اک چاند آتا ہے نظر	دوسرا اندہا ہے کور بصر
	وان یکے سہ ماہ مے بیند بہم	این سہ کس بنشستہ یک موضع نعم
ترجمہ	تیسرے کے روبرو ہین چاند تین	ایک موضع کے ہین تینون ہمنشین

شرح یہ دو تو شعر جو بطور قطعہ بند ہین گزشتہ شعر کی دلیل ہین اور کئی کئی معنے رکھتے ہین اول یہ کہ اے علی رضی اللہ عنہ تمام حاضرین کی آنکھین اسلیئے سلی ہوئی ہین کہ لوگون کی تین قسمین ہین ایک وہ جو صرف ایک ماہ شریعت کو دیکہتا ہے یہ شخص طریقت اور حقیقت کی جانب سے نظر دوختہ ہے دوسرا وہ جو سارے جہان کو تاریک دیکہتا ہے یعنے کافر و فاسق ہے یہ بالا دونے نظر دوختہ ہے تیسرا وہ جو تین چاند (شریعت و طریقت و حقیقت) اکٹھے دیکہہ رہا ہے مگر مرتبہ معرفت سے نظر دوختہ ہے یہ تینون قسم کے لوگ ایک خاک آلودہ اور ذلیل جگہ بیٹھے ہین یعنے عالم دنیا مین پائے جاتے ہین لیکن اے علی رضی اللہ عنہ آپ مقام معرفت طے کیئے ہوے ہین اسلیئے یہ تینون قسمون کی لوگ آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین دوم یہ کہ ان اشعار مین اس حدیث کا اقتباس ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ آخر زمانہ مین میری امت کے تین فرقے ہوجائینگے ایک وہ جو خدا کے خالص عبادت کریگا دوسرا وہ جو عبادت ریائی بجا لائیگا تیسرا وہ جو کہانے کہانے کیلیئے عابد و زاہد بنیگا پہلا فرقہ تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکٹھے دیکہہ رہا ہے اور دوسرا صرف ایک چاند (قمر شریعت) کا مشاہدہ کر رہا ہے اور تیسرا بالکل اندہا اور محجوب ہے لیکن اے علی رضی اللہ عنہ تیرے مقابلہ مین سب نظر دوختہ ہین کیونکہ تو صاحب عرفان ہے تیسرے ان دو شعرون مین مراتب ثلثہ (جمع تفرقہ جمع الجمع) کی طرف اشارہ ہے صوفیون کی اصطلاح مین جمع کے یہ معنے ہین کہ آدمی کثرت مین ذات یکتائی حق کا مشاہدہ کرے - آن یکے ماہے ہمے بیند عیان اسی طرف اشارہ ہے - اور تفرقہ فقط مشاہدہ کثرت ہے بلا مشاہدہ حق جو اہل غفلت اور محجوبون کا حال ہے وان یکے تاریک مے بیند جہان اسی طرف اشارہ ہے - اور جمع الجمع اسکو کہتے ہین کہ ذات واحد کا مشاہدہ کثرت خلق مین ہو اور کثرت خلق کا وحدت حق مین اسوقت

خلقت کا بھی مشاہدہ ہوا۔ اور حق کا بھی اور اتحاد خلق با حق کا بھی گویا یہ تین چاند ہیں اس جمع الجمع کے مرتبہ میں دید
حق دو وجہ سے ہے ایک دید حق در خلق اور ایک دید حق در حق اور دید خلق صرف ایک وجہ سے وہ یہ ہے کہ دید
خلق در حق۔ اور چونکہ خلق خلق کا آئینہ نہیں ہے اسلئے دید خلق در خلق ناممکن ہے مطلب یہ کہ اے علی حضان
مرتبہ جمع و تفرقہ و جمع الجمع آپ کے مقابلہ میں نظر دوختہ ہیں کیونکہ آپ ان تینوں مرتبوں سے برتر اور صاحب
عرفان اور فنانی اللہ ہیں **چہارم** یہ کہ تین چاند سے مشاہدۂ ذات و افعال و صفات مراد لیا جاسے یعنی
یہ تین چاند کے دیکھنے والے وہ شخص ہیں جو اپنی ذات و افعال و صفات کو ذات و افعال و صفات حق میں فانی
دیکھتے ہیں۔ اور سہ ذات کو فرع ذات حق اور صفات اور افعال کو فرع صفات و افعال حق جانتے ہیں
اس تاویل سے ایک چاند کا دیکھنے والا وہ ہے جو فقط توحید کو جانتا ہے اور جہان کو تاریک دیکھنے والا
وہ ہے جو کافر یا فاسق ہے کہ اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا **پنجم** یہ کہ ایک چاند کے دیکھنے والے سے موحد
مسلمان اور جہان کو تاریک دیکھنے والے سے ملحد اور دہریے اور تین چاند دیکھنے والے سے نصارے
مراد ہیں کیونکہ تمام جہان انہیں تین طریقوں کا پابند ہے۔ یا موحد و مسلمان ہیں یا ملحد اور منکرین صانع
یا مشرک۔ چونکہ شرک عام ہے اسلئے تمام مشرک نصاریٰ کے ساتھ شامل ہیں مطلب یہ ہے کہ اے علی
جو کچھ آپ کو نظر آ رہا ہے وہ اور حاضرین محفل دنیا کی آنکھوں کو نظر نہیں آتا۔ کیونکہ حاضرین دنیا میں سے
کوئی ایک چاند کا دیکھنے والا ہے کوئی تین چاند کا۔ اور کوئی بالکل اندھا ہے اسلئے میرے قتل نہ کرنے
میں جو کچھ مصلحت آپ نے دیکھی ہوگی وہ دوسرے کو نظر نہیں آسکتی **ششم** یہ کہ محفل دنیا میں لوگ حقیقت
حال کو معلوم نہیں کر سکتے مثلاً ایک شخص کو آسمان پر ایک چاند نظر آتا ہے حالانکہ چاند کا وجود ہی نہیں ہوتا
دوسرے کو ایک چاند کے تین نظر آتے ہیں اور تیسرا بالکل اندھا ہے سو اے علی آپ حقیقت حال سے آگاہ
ہیں میرے قتل نہ کرنے کی حکمت کو بیان فرما دیجے۔ رغم بفتحتین صفت مشبہ ہے مشتق از رغم یعنی خاک آلودہ
شدن و خوار شدن بعض نسخوں میں رُغم کی جگہ نعم ہے نعم حرف ایجاب ہے بمعنے ہاں

چشم ہر سہ باز و چشم ہر سہ تیز	**در تو آمیزان و از من در گریز**
ترجمہ: آنکھیں سب کی ہیں کشادہ اور تیز	تجھ سے ملکر مجھ سے کرتے ہیں گریز

شرح یعنے اے علیؓ ان تینوں فرقوں کے حواس درست ہیں اور ظاہری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں لیکن فرق
یہ ہے کہ مرئی (منظور نظر) اور مطلوب ایک کو حاصل ہے ایک کو نہیں اور ایک کو اعلےٰ درجہ کا حاصل ہے
مگر آپکا مرتبہ ان تینوں فرقوں سے بالاتر ہے اسلئے میں آپ ہی کی زبان سے انکشاف کا خواہاں ہوں
دوسرے مصرع میں لفظ من و تو سے اگر ذات مبارک علیؓ اور نفس پہلوان مراد ہے۔ تو یہ معنے ہیں کہ

اے علی ان تینون قسمون کے لوگون کی آنکھین گو ظاہر مین کھلے ہوے ہین مگر تیری طرف لگی ہوی ہین اور مجھے دور بہاگتے ہی بیٹے تو از راہ کشف ان اصحاب مراتب ثلثہ کا حال جانتا ہے کہ فلان شخص کس مرتبہ کا ہے اور فلان کس مرتبہ کا ہین نہین جانتا۔ اور اگر تو سے عوام اور **من** سے خواص مراد ہین تو یہ مطلب ہوا کہ ایمخاطب عام ان تینون فرقون کی آنکھین تجہسے متعلق ہین کیونکہ تو انکا ہمسر اور ہمچشم اور مد مقابل ہے اور خواص سے بہاگتی ہین کیونکہ خواص کا رتبہ ان تینون مرتبون سے بڑہکر ہے اسلیئے ان اقسام ثلثہ کے لوگ اونسے آنکھہ نہین ملا سکتے نیز **من** و **تو** سے بلا تخصیص و تعمیم جمیع متعینات مراد ہوسکتے ہین یعنے اے علیؓ ان تینون فرقون کی آنکھین کسی چیز سے ملکر اسکی کیفیت معلوم کرلیتی ہین اور کسی چیز سے گریز کر جاتی ہین بہر حال انہین نقصان ہے اور آپ مجسم کمال ہین کیونکہ آپ از روے کشف اُن حالات سے آگاہ ہین جنسے عوام ناواقف ہین

	سحر عینست این عجب لطف خفیست		**بر تو نقش گرگ و برمن یوسفیست**
ترجمہ	یہ کوئی جادو ہے یا لطف خفی		گرگ ہے وہان یہان ہے نقش یوسفی

شرح یعنے اے علیؓ یہ نظربندی جادو یا عجب طرحکی کوئی پوشیدہ حکمت ہے کہ جس کسی کو مطلب حقیقی حاصل ہے خلق اسکی نظر مین یوسف ہے وہ مخلوق کو اسلیئے دوست رکھتا ہے کہ آئینہ خلق مین اُسکے حسن کو دیکھتا رہتا ہے کیونکہ جلوہ حسن حق تمام موجودات مین ہے اور جسکو مطلوب حقیقی حاصل نہین ہے اُسکے نزدیک مخلوق مانند دشمن ہے کیونکہ المرء عدوٌ ما جہلہا یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اسکا دشمن ہوا کرتا ہے یہ معنے اُس صورت مین ہیں کہ **من** و **تو** سے عام متعینات و مخلوقات مراد ہو اور اگر ذات علی و نفس پہلوان مراد ہے تو یہ معنے ہین کہ اے علیؓ یہہ عجیب سحر اور عجب طرح کا لطف الٰہی ہے کہ میری قتل کا ارادہ تم پر نقش گرگ یعنے صورت قبیح مین ظاہر ہوا اور مجھپر صورت یوسف مین یعنے اچھی صورت مین کیونکہ آپ کے صرف قتل کے ارادہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا ہے **فائدہ** سحر العین وہ شے ہے کہ صرف آنکھین اُسکا سبب نہ دیکھہ سکین۔ اور لطف خفی یہہ کہ اُسکا سبب کسی حواس کے ذریعہ سے نہ معلوم ہو سکے۔ اِس اعتبار سے لطف خفی سحر سے اعلے درجہ کی چیز ہے

	عالم ار ہجدہ ہزارست و فزون		**ہر نظر را نیست این ہجدہ زبون**
ترجمہ	گرچہ ہیہ عالم ہے اٹھارہ ہزار		ہر نظر پہ کب ہین اسرار آشکار

شرح یعنے اے علیؓ اگرچہ عالم اٹھارہ ہزار یا اس سے بہی زیادہ ہے لیکن ایسا ضعف نہین ہے کہ ہر نظر اسکا مشاہدہ کر سکے۔ بلکہ تمام عالمون کا مشاہدہ فقط ولی یا غوث یا قطب یا صحابہ یا رسول کو حاصل ہوا کرتا ہے اٹھارہ ہزار عالم سے اقسام عالم کی کثرت مراد ہے مثلاً عالم انسانات عالم حیوانات عالم نباتات عالم جنات عالم حور و قصور عالم ملائکہ عالم عقبا عالم برزخ عالم جنت و دوزخ وغیرہم۔

راز بکشا اے علیٔ مرتضےٰ — اے پس سوء القضا حسن القضا

ترجمہ کہولدی راز اے علی مرتضےٰ — تو بدی کے بعد ہے حسن القضا

شرح سُوءُ القضا (بُری تقدیر) سے بغض اسلام اور حسن القضا (اچہی تقدیر) سے محبت اسلام مراد ہے یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علی آپ کے سبب مجہے بُری تقدیر کے بعد اچہی تقدیر حاصل ہوگئی ہے یا آپ میرے لیے سوء القضا (اضطراری موت) کے بعد حُسنُ القضا (روحانی زندگی اور حیات ابدی) کا باعث ہوگئے ہین میرے قتل نہ کرنے کا راز ظاہر کردین۔ اس شعر سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔

یا تو وا گو آنچہ عقلت یافتست — یا بگویم آنچہ بر من تافتست

ترجمہ آپ کہین آپ نے سمجہا ہے کیا — یا بتادون مین تمہین چمکا ہے کیا

شرح یعنے اے علی رضؓ یا تو آپ میرے قتل نہ کرنے کا وہ سبب بتائین جو آپ کی عقل مبارک نے معلوم کیا ہے یا مجہے ارشاد کیجیے کہ مین اُس نور الٰہی کا اظہار کردون جو آپ کے سبب یا آپ کی طرف سے مجہپر چمکا ہے

از تو بر من تافت چون داری نہان — مے فشانی نور چون مہ بے زبان

ترجمہ نور کو تم رکھ نہین سکتے نہان — نور افشان شکل مہ ہو بے زبان

شرح یعنے اے علی رضؓ آپ کی طرف سے نور باطنی مجہپر چمک چکا ہے پہر آپ ایسے نور کو جو بلا تکلف دوسری پر چمک جائے چہپا کیونکر سکتے ہین کیونکہ جسطرح چاند بلا تکلم نور افشانی کرتا رہتا ہے اسیطرح آپ خاموش ہین مگر آپ کا نور مجہپر چمک رہا ہے جس سے میرے باطنی ظلمت کا فور ہوگئی ہے۔

لیک اگر در گفت آید قرص ماہ — شب روان را زود تر آرد براہ

ترجمہ ہو منور رات کو گر قرص ماہ — سنتے ہی دونکو جلد تر ملجائے راہ

شرح یعنے اگرچہ چاند بلا تکلم ہی نور افشانی کرتا رہتا ہے لیکن اگر کلام کرنے لگے (یعنے پورا پورا ظاہر ہوجاے) تو پچہلی رات سے چلنے والے مسافرون کو رستے سے لگا دیتا ہی یعنے مسافر گہری چاندنی دیکہکر چل پڑتے ہین چاند کے کلام کرنے سے اُسکا ظاہر الدلالت ہونا اور خوب روشن ہوکر لوگون کو سیدہا رستہ دکہانا مراد ہے

از غلط ایمن شوند و از ذہول — بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول

ترجمہ گمرہی سے دور ہون وہ سربسر — بانگ مہ غالب ہو بانگ غول پر

شرح یعنے جب چاند اچہی طرح نکل آتا ہے تو مسافر رستہ کی غلطی اور بہول سے بیخوف ہوجاتے ہین اور چاند کی آواز (روشنی) غول بیابانی کی خوفناک آواز پر غالب آجاتی ہے یعنے چور چکار اور جن بہوت کا کچہ خوف نہین رہتا اور یہ فطرتی بات ہے کہ چاند کی روشنی مین راہ گیر کو خوف نہین معلوم ہوتا

	ماہ بے گفتن چو باشد رہنما		چون بگوید شد ضیا اندر ضیا	
ترجمہ	چاند خاموشی مین ہے جب رہنما		ہوگیا گویا تو بالکل ہے ضیا	

شرح یعنے جبکہ چاند بغیر کلام کیے (تھوڑی سی روشنی کی حالت) مین رہنما ہوجاتا ہے پھر جب کلام بھی کرنے لگے (یعنی جب روشن ہو جاتا ہے) تو اوسکا نور ہو جائے گا باطنی مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل جو رہبر طریقت ہے جب اپنے انوار باطن کا فیضان کرتا ہے تو سالک کعبہ مقصود اور بیت المقدس عرفان تک پہنچ جاتا ہے اور راہ سلوک کی غلطی سے امن اور غفلت سے بیخوف ہو جاتا ہے اور جب ارشاد زبانی اور انوار باطنی دونو سے سالک کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اوسکے حق مین نور علے نور ہوجاتا ہے پھر سالک غول بیابانی (نفس و شیطان یا بہرے مشائخ) کا صید نہین ہوتا۔

	چون تو بابی آن مدینۂ علم را		چون شعاعی آفتاب حلم را	
ترجمہ	اے علیؓ تم باب شہر علم ہو		اور شعاع آفتاب حلم ہو	

شرح یعنے اے علیؓ چونکہ آپ مدینۂ علم کے دروازے اور آفتاب حلم (پیغمبر علیہ السلام) کی شعاع ہیں اور آپ کو بطفیل رسول مقبول علم لدنی حاصل ہے اسلیے میرے قتل نہ کرنے کے راز کو کھولدیجئے۔ یہ شعر راز بکشا اے علی مرتضے کے متعلق ہے۔ اور اوسی کے مضمون کی تاکید ہے

	باز باش اے باب بر جویای باب		تا رسند از تو قشور اندر لباب	
ترجمہ	کھل کہین جلدی سے باب علم نغز		تاکہ تجھسے پوست سب ہو جائیں مغز	

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے باب مدینۂ علم (اے علیؓ) جویائے باب اسرار کے (یعنے میرے) لیے کھلجا اور وا ہو جا۔ تاکہ تیری بدولت پوست جو سراسر بے مغز ہین مغز ہونے کے مرتبے کو پہنچ جائین یعنے آپکے ارشاد سے اجسام خاکی حقیقت و معرفت اور مرتبۂ فنا فی الذات تک جا پہنچین۔ قشور جمع قشر یعنے پوست اور لباب جمع لب یعنے مغز ہے۔ اور یہ دونون عربی لفظ ہین۔

	باز باش اے باب رحمت تا ابد		بارگاہ ما لہ کفوا احد	
ترجمہ	اے در رحمت پناہی کھل کہین		مظہر شان الٰہی کھل کہین	

شرح یعنے پہلوان حضرت علیؓ سے کہتا ہے کہ اے دروازہ رحمت تو ہمیشہ کے لیئے کھلجا۔ کیونکہ تو بارگاہ (محل ظہور) اسما و صفات حق ہے اور اوس ذات پاک کا مظہر اتم ہے جسکا کفو اور ہمسر کوئی نہین۔

	ہر ہوا و ذرۂ خود منظریست		کے بگوید کور دل کانجا درست	
ترجمہ	ہر ہوا ہر ذرہ منظر ہو سکا ہے		کور باطن کے کہ یہ در ہو سکا ہے	

شرح یعنے تمام موجودات منظر حق ہین اُسکا جلوہ دریچۂ دل سے ہر شے مین نظر آتا ہے مگر جو دل کا اندہا ہی وہ ہرگز یہ نہین کہتا کہ دنیا مین اُسکے دیکھنے کا کوئی جہروکا موجود ہے بلکہ وہ منظر ہی کا منکر ہے اور اسیلئے اُسے منظور نظر نہین آتا بعض نسخون مین ناکشادہ سکے بود کا بجا درست ہے یعنے جسجگہ دروازہ ہوتا ہے ناکشادہ نہین رہتا بلکہ منظور اُس منظر مین جلوہ دکہاہی دیتا ہے یہان سے مولانا کا مقولہ ہے

	تا نہ بکشاید درے را دیدبان	در درون ہرگز نہ جنبید این گمان
ترجمہ	باب دل جبتک نکہولدے دیدبان	دلمین آتاہی نہین ایسا گمان

شرح یعنے جب تک اس راز کو کوئی دیدبان (صاحب دید یعنے مرشد کامل) نہ کہولیگا تیرے دل مین یہ گمان (ہر شے کا مظہر حق ہونا) ہرگز پیدا نہوگا کیونکہ اسکی تصدیق روشن ضمیری سے متعلق ہے۔

	چون کشادہ شد درے حیران شود	مرغ امید و طمع پران شود
ترجمہ	کہلگیا جب باب حیران ہو گیا	طائر امید پران ہو گیا

شرح یعنے جب بطفیل مرشد کامل کشف کا دروازہ کہلجاتا ہے تو سالک حیران ہوجاتا ہے (مگر یہ حیرت محمود ہے کیونکہ مشاہدہ کے باعث حاصل ہوی ہے) اور مشاہدہ کی امید و طمع کا مرغ اڑجاتا ہے کیونکہ جب مطلوب حاصل ہوجاتا ہے تو اُسکے ملنے کی طمع نہین رہتی۔ اور تحصیل حاصل پہ عمل نہیں کیا جاتا۔

	غافلے ناگہ بویران گنج یافت	سوئے ہر ویرانہ زان پس می شتافت
ترجمہ	لگیا غافل کو ویرانہ مین گنج	سوئے ہر ویرانہ اب ہے مو رنج

شرح یعنے جس ناواقف نے ایک کہنڈر مین سے اتفاقاً خزانہ پالیا ہے وہ ہر کہنڈر کی طرف دوڑتا پہرا کرتا ہے اور یہ سمجہتا ہے کہ شاید اُس کہنڈر مین بہی خزانہ ہو اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ جب ایک کہنڈر (مرشد کامل جو بظاہر خراب حال ہو) سے خزانہ معرفت حاصل کرلے تو دوسرے کہنڈر یعنے درویش کی خدمت مین جلئے اور اسکی ظاہری حالت کو خراب دیکہکر نفرت نہ کرے۔ ورنہ محروم رہجائیگا

	تا ز درویشے نیابی تو گہر	کے گہر جوئی ز درویش دگر
ترجمہ	ایک سے گر تو ہو محروم گہر	خاک دیگا تجہکو درویش دگر

شرح یعنے جبکہ تو نے کسی پہلے درویش سے گوہر معرفت حاصل نہین کیا اور تجہے اس گوہر بے بہا کی قدر معلوم نہین ہوی تو دوسرے درویش سے کیا خاک حاصل کرسکیگا۔ اسلیئے گوہر عرفان حاصل کرنے کے لیئے ہر درویش کو ڈہونڈنا اور ہر کہنڈر کو کریدنا چاہیئے۔ ایک پہول کیلیے بہت سے کانٹے کہائے اور ایک لعل بے بہا کے لئے بہت سے پتہر پہوڑنے لازم ہیں سع مراعات صدکن برائے یکے۔

سالہا گر ظن دود با پائے خویش	نگذرد ز اشکاف بینی ہائے خویش
ترجمہ سالہا گر پاؤں سے دوڑے گمان	دور جا سکتا نہیں ہے میری جان

شرح یعنے اگر گمان اپنے پاؤں سے برسوں دوڑیگا تو بھی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ گذر سکیگا۔ مطلب یہ کہ صاحب گمان و وہم بلا امداد مرشد کامل مرتبۂ کمال یقین کی جانب ہرگز ترقی نہیں کر سکتا۔ بلکہ پستی ہی میں رہتا ہے اور تنزل ہی کی حالت میں رہ کر انجام کار اضطراری موت کا شکار ہوتا ہے

تا بہ بینی نایدت از غیب بو	غیر بینی ہیچ مے بینی بگو
ترجمہ غیب سے بینی میں گر آوے نہ بو	غیر بینی کچھ نہیں اے نیک خو

شرح یعنے جب تک تیری ناک میں گلشن غیب کے پھولوں کی خوشبو نہ آئیگی تجھے بجز ناک کے اور کچھ نہ سوجھیگا یعنے برائے نام چہرے پر ناک ہی ناک ہوگی مگر وہ ناک خوشبوئے غیب سے بے نصیب ہوگی۔

سوال کردن آن کافر از علیؓ کہ چون بر من ظفر یافتی شمشیر از دست چون انداختی

ترجمہ اُس پہلوان کا حضرت علیؓ سے یہ پوچھنا کہ مجھ پر غلبہ پاکر آپنے مجھے قتل کیوں نہ کیا اور تلوار کیوں پھینکدی

شرح یہاں سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طالب کو جو مسئلہ یا نکتہ معلوم نہ ہو اُسکو مرشد کامل سے بار بار پوچھتا ہے اور سوال کرنے میں ہرگز نہ شرمائے کیونکہ ہر طرح کا علم سوال ہی کرنے سے ترقی کرتا ہے۔

پس بگفت آن نو مسلمان ولی	از سر مستی و لذت با علیؓ
ترجمہ پس یہ بولا وہ مسلمان ولی	از سر مستی و لذت سے علی
کہ بفرما یا امیر المؤمنین	تا بجنبد جان بتن ہمچون جنین
ترجمہ یہ بتا دیجئے امیر المؤمنین	روح کو حرکت ہو تا شکل جنین

شرح یعنے اس نو مسلم پہلوان نے حضرت علیؓ سے یہ کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے قتل نہ کرنے کے راز کو بیان فرما دیجئے تاکہ نفخ کلمات حضور سے میری روح کو جو بالفعل مردہ ہے وہ نئی زندگی حاصل ہو جو بچے کو ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے مطلب یہ کہ میں آپکے جانفزا قول سے باعث نئے سرے سے زندہ ہو جاؤنگا

ہفت اختر ہر جنین را مدتے	میکنند از جان بنوبت خدمتے
ترجمہ تارے ہر بچے کی خدمت کرتے ہیں	اور پھر نوبت بنوبت کرتے ہیں
چونکہ وقت آید کہ جان گیرد جنین	آفتابش آن زمان گردد معین
ترجمہ روح کا وقت آگیا جب بالیقین	آفتاب اسوقت ہوتا ہے معین

شرح یعنے سات تارے (سبعہ سیارہ) ماں کے پیٹ میں نوبت بنوبت ہر بچے کی خدمت کرتے رہتے

سوال کردن آن کافر

ہین لیکن جب بچہ مین جان پڑنے کا وقت آتا ہے تو آفتاب اپنے ذمہ خدمت لیکر اسکا مددگار ہو جاتا ہے یہان سے آخر داستان تک تمام اشعار مولانا اور پہلو ان دونوں کا مقولہ ہوسکتے ہین

چون جنین را نوبتِ تدبیر رُو · از ستارہ سوے خرشید آید او

ترجمہ آگیا جب وقت تدبیر جنین · سوے خورشید فلک لے سہ جبین

این جنین در جنبش آید ز آفتاب · کافتابش جان ہمے بخشد شتاب

ترجمہ بچہ کو دیتا ہے حرکت آفتاب · بخشتا ہے زندگی اسکو شتاب

شرح پہلے شعر مین لفظ را قایم مقام اضافت ہے اور رو بمعنے ذات ، اور ضمیر او نوبت کی طرف راجع ہے یعنے جب تدبیر و ترتیب ذاتِ جنین کی نوبت دیگر ستارون سے منتقل ہوکر خرشید کی طرف آ جاتی ہے تو اس بچہ مین تاثیر آفتاب سے حرکت یعنے جان پڑجاتی ہے اسیطرح سالک اکثر مشائخ یا اور علماسے تربیت پاتا رہتا ہے مگر اسکو روحانی اور ابدی زندگی اسی آفتاب سے ملتی ہے جسکا نام مرشد کامل ہے نکتہ اکثر نجومیون اور شاعرون مین ستارون کی تاثیرین مشہور ہین اسی لحاظ سے مولانا نے شہرت کا اعتبار کیا ہے ورنہ بچہ کی تربیت کے متعلق ستارون کی تاثیر قرآن وحدیث سے ثابت نہین ہے۔ البتہ آفتاب کی تاثیر کا اشارہ کہین کہین پایا جاتا ہے۔ اسیلئے مولانا نے آفتاب کی تربیت پر زور دیا ہے۔

از دگر انجم بجز نقشے نیافت · آن جنین تا آفتابے بر نتافت

ترجمہ دوسرے تارون سے کچھ حاصل نہین · مہر ہی سے جان پاتا ہے جنین

شرح یعنے جسطرح اس پیٹ کے بچہ کو دیگر ستارون سے بجز نقش وجود کے روح وغیرہ کچھ نہ ملی اور جان اسیوقت پڑی جبکہ آفتاب نے اپنا پرتو ڈالا اسیطرح سالک کو بلا ترتیب آفتاب شریعت و طریقت (مرشد کامل) زندگی حاصل نہین ہوسکتی یہ اسی مضمون کی تشریح ہے اور اگر یہ اشعار پہلوان کا مقولہ ہین تو آفتاب سے مراد ذات علی رضی ہے

از کدامین رہ تعلق یافت او · در رحم با آفتاب خوبرو

ترجمہ ربط کس رستہ سے ہے اے خوش خطاب · پیٹ مین بچہ فلک پر آفتاب

شرح یعنے اے مخاطب یہ بتا کہ آفتاب روشن سے مان کے پیٹ مین بچہ نے کون سے رستہ سے تعلق پیدا کیا ہے کیونکہ بظاہر دونون مین بہت فاصلہ ہے۔ اس پوشیدہ رستہ کی تشریح مولانا آیندہ اشعار مین خود فرماتے ہین

آن رہِ پنہان کہ دور از حس ما ست · آفتاب چرخ را بس راہ ہا ست

ترجمہ حس سے پوشیدہ ہے وہ اے پر شعور · آفتاب چرخ کے رستے ہین دور

شرح یعنے اگر تجھے جواب نہین آتا تو ہم بتاتے ہین کہ بچے نے آفتاب کے ساتھ اس پوشیدہ اور حس رسا

سے تعلق پیدا کیا ہے جو ہمین نظر نہین آتا ہماری معلومات سے دور ہے یعنے معنوی رستہ ہے کیونکہ خدا کی
ار تعلق پیدا کرنے کے بہت سے طریقے معلوم ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے۔

آن یکے کہ سرخ سازد لعل را	وان یکے کہ برق بخشد لعل را
ترجمہ لال کرتا ہے وہ رستہ لعل کو	اور شعلہ بخشتا ہے لعل کو

شرح یعنے آفتاب کے معنوی تعلق پیدا کرنے کا وہ رستہ ہے جو لعل کو سرخ رنگ کر دیتا ہے اور لعل سبب یعنے اسے کو بہتر بر کرنے سے بجلی یعنے شعلے عنایت کرتا ہے **فائدہ** علم طبعیات مین تشریح ہو چکی ہے کہ پتھر پر لوہا مارنے سے جو آگ نکلتی ہے یہ آفتاب ہی کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔

آن یکے کہ پختہ سازد میوہ را	وان یکے کہ دل دہد کالیوہ را
ترجمہ پختہ میوے ہوتے ہین اوس راہ سے	احمق اچھے ہوتے ہین اوس راہ سے

شرح یعنے آفتاب کا یہ معنوی طریقہ وہ ہے جو میودن کو پختہ کر دیتا ہے۔ اور کالیوہ (احمق و مجنون) کو قوت قلبی عطا کرتا ہے اور انکے مرض کو کم کر دیتا ہے **فائدہ** ظاہر ہے کہ اکثر میوے حرارت آفتاب کے باعث پکتے ہے اور یہ بھی تجربہ ہے کہ احمق مغلوب العقل یولے اور پریشان آدمی کو اسکا مرض رات کو زیادہ ستاتا ہے اور انکو حرارت آفتاب کے سبب کم ہو جاتا ہے ان اشعار کا معنوی مطلب یہ ہے کہ جسطرح آفتاب فلک شے ہاے مذکورہ بالا سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین مرتبۂ کمال پر پہنچا دیتا ہے اسیطرح آفتاب کون و مکان خالق زمین و زمان بندون سے اور آفتاب ہدایت رمرشد کامل سالکون سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین کمال عرفان عنایت کر دیتا ہے مگر اس تعلق باطنی کا طریقہ ایسا مخفی ہے کہ ہماری عقل و حواس مین نہین آسکتا۔

باز گوے باز را افروختہ	با شہ و با ساعدش آموختہ
ترجمہ رنگ کہہ اب باز پر افروختہ +	باز وے شہ کا ہے تو آموختہ

شرح پھر قصہ کی جانب رجوع ہوا ہے یعنے یہان کہتے ہے اے علیؓ تو ایسا شہباز ہے جسنے شکار عرفان کے لیئے اپنے پر کھول رکھے ہین اور بادشاہ کی مصاحبت مین اسکے بازو پر تربیت پائی ہے یعنے تجھے مراتب قرب بادشاہ حقیقی حاصل ہو چکے مین خدا کے لیئے اس راز کو بیان کر دے۔

باز گو اے باز عنقا گیر شاہ	اے سپاہ اشکن بخود نے با سپاہ
ترجمہ منہ سے بول اے باز عنقا گیر شاہ	تو سپاہ اشکن ہے بیشک بے سپاہ

شرح یعنے اے علیؓ آپ بادشاہ حقیقی کے ایسے شہباز ہین جو عنقائے اسرار الہی کا شکار کرتا رہتا ہے اور ایسے بہادر یعنے اسد اللہ الغالب ہین کہ بلا معاونت لشکر خود لشکر شکن و سپاہ شکن ہین یعنے تنہا ہو کر لشکر پر غالب رہتے ہین

اُس راز سے مجھے آگاہ فرمائیے تاکہ آپ کی طفیل مین بھی واقف اسرار باطنی ہوجاؤن

بازگو اے بندۂ بازت شکار	امت وحدی یکے وصد ہزار
ہین تمہاری باز جسکے کا شکار	ترجمہ: ایک ہوکر تم ہو گویا صد ہزار

شرح یعنے اے علی گو آپ باعتبار ظاہر ایک اُمت (یعنے شخص واحد) ہین لیکن باعتبار باطن لاکھہ آدمیون کے برابر ہین یا یہ کہ آپ اِس حدیث کے مصداق ہین کہ ایک فقیہ ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر غالب آتا ہے یا یہ کہ آپ ظاہر مین ایک اور باطن مین مظہر اسماء و صفات کثیرہ ہین آپ کے اِس شہباز کا جو شکار اسرار و حقائق کرتا رہتا ہے مین شکار ہوگیا ہون اب وہ راز بتا دیجیے۔

اژدہا را دست دادن کار کیست	در محل قہر این رحمت ز چیست
اژدہا کا چھوڑنا کیا بات تہی	ترجمہ: قہر کی جا مجہپہ کیون رحمت ہوی

شرح یعنے اے علیؓ یہ بتائیے کہ اس قہر کے موقع پر آپنے مجھپر رحم کیون کیا اور آپکا اژدہا کو قوت یا مہلت دینا یعنے قتل نہ کرنا فی الواقع کسکا کام ہے۔ یعنے آپنے اپنی جانب سے ایسا کیا ہے یا خدا کے اشارہ سے

جواب گفتن امیر المومنین علیؓ و سبب افگندن شمشیر از دست ہا جاں بود درعمل

ترجمہ: حضرت علیؓ کا اُس پہلوان کو جواب دینا اور تلوار پہینکدینے کا سبب بیان کرنا اور بندہ کا افعال مین لاچار ہونا

بندۂ حقم نہ مامور تنم	گفت من تیغ از پے حق میزنم
بندۂ حق ہون نہین مامور تن	ترجمہ: آپ بولے۔ بہر حق ہون تیغ زن
فعل من بر دین من باشد گوا	شیر حقم نیستم شیر ہوا
میرے فعلو نپر مرا دین ہے گواہ	ترجمہ: شیر حق ہون مین نہین شیر گناہ

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان کو اُسکے قتل نہ کرنے کا سبب یہ بتایا کہ اے شخص مین خدا کے لیئے تلوار چلایا کرتا ہون کیونکہ مین شیر خدا اور بندۂ حق ہون بندۂ جسم یا النفس امارہ کا غلام اور مغلوب الغضب نہین ہون۔ میرا یہ فعل (یعنے تجھے قتل نہ کرنا) میرے دین حق کا گواہ ہے تکتہ چہرۂ مبارک پر تہوکدینے کے بعد حضرت علیؓ نے یہ خیال فرماکر اُسے چھوڑ دیا تہا کہ اگر اِس پہلوان کو اسوقت قتل کردونگا تو خدا کے کام مین نفس کا حصہ بھی شامل ہوجائے گا گویا مین اُس سے اِس گستاخی کا بدلہ لونگا۔ چنانچہ مولانا آیندہ اشعار مین خود اسکی تصریح فرمائینگے۔ یہی سبب تہا کہ حضرت علیؓ نے اُسکے قتل سے ہاتہہ روک لیا۔

مارمیت اذ رمیت در حراب	من چو تیغم وان زنندہ آفتاب
جنگ مین وہ مارتا ہے آپ تیر	ترجمہ: تیغ مین ہون تیغ زن رب قدیر

شرح یعنے لیے وان مین تیغ الٰہی یعنے آلۂ حق ہون اور تلوار مارنے والا وہی آفتاب حقیقت یعنے اللہ تعالیٰ ہے چونکہ مین فنا فی اللہ ہون اسلیئے میرے تمام افعال خدا کی طرف منسوب ہین جسطرح تلوار خود بخود نہین مار سکتی اسی طرح میں اپنی خواہش سے کسیکو قتل نہین کرسکتا دوسرے مصرع مین لفظ رمیت اگر بصیغہ متکلم ہے تو حضرت علی یہ فرماتے ہین کہ جب کبھی جنگ مین مینے تیر پھینکے ہین وہ گویا مینے نہین پھینکے بلکہ واقعی تیر انداز اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ اسکا آلہ ہے اور اگر رمیت بصیغہ حاضر ہے تو یہ معنے ہین کہ مین مصداق آیۂ ما رمیت اذ رمیت ہوا اس آیت مفصل تفسیر پہلے گزر چکی ہے اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین ہے

رخت خود را من زرہ بر داشتم | غیر حق را من عدم انگاشتم

ترجمہ: رخت اُٹھا لایا ہون اپنا راہ سے | غیر حق لاشے نظر آیا مجھے

شرح یعنے مینے اپنے رخت وجود موہوم کو راہ معرفت سے اُٹھا کر الگ پھینکدیا ہے کیونکہ وہ مثل سنگ راہ تھا یا یہ کہ اپنی ہستی کو راہ تعینات وکثرت سے اُٹھا کر فنا فی الذات کردیا ہے۔ اور بجز حق کے سب کو لاشے جانتا ہون

من چو تیغم پُر گہرہائے وصال | زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال

ترجمہ: تیغ وہ ہون جسکا جوہر ہے وصال | زندگی دیتا ہون مین بعد قتال

شرح یعنے مین تیغ ہون اور میرا جوہر وصال الٰہی ہے یا یہ کہ میری تلوار کے قبضہ مین وصال الٰہی کے موتی جڑے ہوے ہین اور مین لڑائی مین لوگون کو مارتا نہین بلکہ زندہ کردیتا ہون یعنے جہاد کرنے سے میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری شمشیر کے خوف سے بہت سے لوگ ایمان لے آئینگے۔ اور جاودانی زندگی پائینگے سیکڑون اسلام لانے والون کے مقابلہ مین دو چار یا دس بیس کا فنا رہنگے تو یہ سمجھیے کہ گویا مارے ہی نہین گئے یا یہ معنے ہین کہ مین چند کافرون کو قتل کر کے بہت سے مسلمانون کو زندہ کرتا ہون۔ کیونکہ کافر رعب شمشیر سے پھر فتنہ وفساد اور خونریزی اہل اسلام کی جرأت نہین کرسکتے یا تیغ سے سیف زبان ہونا اور گہرہائے وصال سے کلمات اسرار وعرفان مراد ہین۔ یعنے میرے کلمات سے لوگ مرتے نہین ہین بلکہ روحانی زندگی پاتے ہین۔ مین تیغ زبان کے اثر سے اخلاق ذمیمہ کا سر کاٹکر لوگون کو زندہ کردیتا ہون۔ یعنے میری تیغ دستان اور تیغ زبان اثر سے خالی نہین

سایہ ام من کدخدایم آفتاب | حاجبم من نیستم او را حجاب

ترجمہ: سایہ ہون مین اور مصاحب آفتاب | اور حاجب ہون نہین اسکا حجاب

شرح کدخدا یعنے قرین ومصاحب اور یم آفتاب کا مضاف الیہ ہے یعنے مین مصاحب آفتاب حقیقت اور سایہ کی طرح اسکے حکم مین ہون۔ جدہر آفتاب پھرتا ہے اُدہر ہی مین پھر جاتا ہون مطلب یہ کہ مین اپنی طرف سے کوئی فعل نہین کرتا اور مین اُسکا حاجب یعنے خادم اور اُسکے قبضۂ قدرت مین ہون قدم وہی کام

کرتا ہے جو آقا فرما دیتا ہے اور مین حجاب تجلیات نہین ہون بلکہ جو شخص مجکو دیکھتا ہے وہ گویا تجلیات الٰہی کو دیکھہ رہا ہے یا حجاب بمعنے رد کنندہ قضا ء الٰہی ہے یعنے مین قضائے الٰہی اور اپنی ذات کے مابین آڑ اور ٹٹی نہین ہون کہ اسکے حکم کو اپنی تدبیر سے روک کر اپنی ذات تک نہ پہنچنے دون یا حجاب بمعنے محجوب ہے۔

خون نپوشد گوہر تیغ مرا　　باد از جا کے برد میغ مرا

ترجمہ: خون کب ڈہانکے گا میری تیغ کو　　کیا اڑا ئینگے ہوائین میغ کو

شرح یعنے میرے جوہر تیغ کو خون نہین ڈہانک سکتا مطلب یہ کہ میری تیغ کے گردن پر خون نہین بیتا کیونکہ مین اپنے حکم اور بمقتضائے طبیعت سے کسیکو نہین مارتا دوسرے مصرع مین باد سے باد نفس یعنے عداوت اور میغ سے استقلال و ہمت مراد ہے۔ یعنے عداوت میرے ارادہ کو خونریزی کی طرف نہین لیجاتے بلکہ حکم الٰہی کیطرف لیجاتی ہے یعنے مین خدا ہی کے لیئے دوستی اور خدا ہی کے لیئے دشمنی کیا کرتا ہون

کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد　　کوہ را کے وا رباید تند باد

ترجمہ: گہانس کیا ہے مین ہون کوہ صبر و داد　　کوہ کا کیا کر سکیگی تند باد

شرح یعنے مین گہانس کے مانند خفیف الحرکات نہین بلکہ حلم کا پہاڑ ہون مجھے ہوائے نفسانی اپنی جگہ سے زائل نہین کر سکتی

آنکہ از بادے رود از جا خسیست　　زانکہ باد ناموافق خود بسیست

ترجمہ: گہاس اکھڑ جاتی ہے بیشک سربسر　　ناموافق ہین ہوائین بیشتر

شرح یعنے جو شخص بعض صفات نفسانی کی ہوا کے جہوکے سے مرتبہ تحمل کو چہوڑ دے وہ آدمی نہین بلکہ گہانس کا تنکا ہے اور ایسے تنکون کے حق مین بہت سی ہوائین ناموافق ہین جنکی تفصیل آئندہ اشعار مین ہے

باد خشم و باد شہوت باد آز　　برد او را کہ نبود اہل نماز

ترجمہ: خشم و شہوت حرص و غفلت کی ہوا　　ہے ہمیشہ دشمن اہل ہوا

باد کبر و باد عجب و باد حلم　　برد او را کہ نبود از اہل حلم

ترجمہ: اور ہوائے کبر و عجب و فخر و حلم　　انکی دشمن ہے نہین جو اہل علم

شرح یعنے ناموافق ہوائین یہ ہین کہ غصے اور خواہش بیجا اور طمع کی ہوا اس شخص کو مرتبہ صبر و تمکین سے گرا دیتی ہے جو خدا کے سامنے عاجزی نہین کرتا اور تکبر عجب اور غرور حلم کی ناموافق ہوا اسکو جگہہ سے اکہاڑ دیتی ہے جو صاحب علم باطنی نہین ہوتا۔ علم باطنی کی قید اسلیئے ہے کہ علم ظاہری والے اکثر مغرور ہوتے ہین۔

کوہم و ہستی من بنیاد اوست　　ورنہ شوم چون کاہ باد م یاد اوست

ترجمہ: کوہ ہو نہین تو ہو ن بنیاد خدا　　کاہ ہو نگا تو ہون بریاد خدا

شرح یعنے مین مقام فنائی اللہ مین پہاڑ کے مانند قدم مضبوط کیے ہوے ہون اور جب کبھی کاہ بنجاتا یعنے حدود شریعت قایم کرنے کے سبب مرتبہ بشریت مین آجاتا ہون تب بھی اُسیکی ہواے شوق اڑاتا وہ مجھے تنکے کی طرح کبھی ادہر بہجاتا ہے کبھی ادہر مطلب کہ میرے تمام افعال اللہ تعالی کیطرف منسوب ہین۔

	جز بیاد او نجنبد میل من	نیست جز عشق احد سرخیل من
ترجمہ	یاد حق سے مجکو ہر دم میل ہے	ہر گھڑی عشق خدا سرخیل ہے

شرح یعنے مجھے بجز یاد الٰہی کے اور کسی چیز کی رغبت نہین اور بجز عشق خدا کے اور کوئی میرے لشکر قوی کا افسر نہین یعنے عشق میری تمام قوتون پر غالب ہے۔ مین جو کچھ کرتا ہون وہ خدا ہی کی محبت سے ظہور مین آتا ہے

	خشم بر شاہان شہ و ما را غلام	خشم را ہم بستہ ام زیر لگام
ترجمہ	غصہ ہے شاہونکا شاہ اپنا غلام	ہمنے اُس سرکش کی ڈالا ہے لگام

شرح یعنے غصہ بادشاہون پر غالب ہوا کرتا ہے اور ہمسے مغلوب ہے ہمنے اُسکو زیر لگام کرکے اپنی ذلیل باندی بنا لیا ہے۔ تابع کر لیا ہے یعنے ہم مغلوب الغضب نہین ہین کہ غضب مین حدود شرع یا حق اللہ وحق العباد کی پروا نکرین

	تیغ حلمم گردن خشمم زدست	خشم حق بر من چو رحمت آمدست
ترجمہ	غصہ کو کاٹا ہے تیغ حلم سے	خشم حق رحمت بنے میرے واسطے

شرح یعنے میرے حلم کی تلوار نے غصہ کو مار ڈالا ہے اور جب سے مینے اپنے غصہ کو فنا کر دیا ہے اللہ کا غصہ میرے حق مین رحمت سے بدل گیا ہے۔ یا یہ کہ جب سے اپنے غصہ کو یہانتک فنا کیا ہے کہ خدا کے غصہ کو رحمت سمجھتا ہون اور اُس سے ناراض نہین ہوتا کیونکہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

	غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب	روضہ گشتم گرچہ ہستم بوتراب
ترجمہ	نور ہون باطن مین ظاہر مین خراب	باغ حق ہون گرچہ ہون مین بوتراب

شرح یعنے مین اگرچہ مین ظاہر مین پرانی چھت کی طرح فنا ہونے والا ہون لیکن باطن مین غرق دریاے انوار معرفت ہون۔ اور اگرچہ میری کنیت ابو تراب (مٹی والا) ہے مگر مین فی الواقع اسرار الٰہی کا باغ ہون کیونکہ باغ مٹی ہی سے پیدا ہوتے ہین۔ ابو تراب حضرت علی کی مشہور کنیت ہے۔

	چون در آمد علتی اندر غزا	تیغ را دیدم نہان کردن سزا
ترجمہ	کار حق مین جب ہوئی علت عیان	کر لیا جھٹ اپنے خنجر کو نہان

شرح علی فرماتے ہین کہ اے پہلوان چونکہ تیرے قتل کرنے مین ایک باطنی سبب (خیال نفس خود) پیدا ہو گیا تہا اسلیئے مینے تلوار کو میان ہی کر لینا مناسب سمجہا۔ اگر تجکو مار ڈالتا تو نفس کیلیے ہوتا نہ خدا کیلیے بلکہ منہ پر تہوکنے کا بدلہ ہی ہو جاتا

تا احبّ للہ آید نام من — تا کہ ابغض للہ آید کام من

ترجمہ: تا احب للہ میرا نام ہو — اور ابغض للہ میرا کام ہو

تا کہ اعطے للہ آید جود من — تا کہ امسک للہ آید بود من

ترجمہ: تا کہ اعطے للہ میری جود ہو — اور امسک للہ میری بود ہو

شرح یعنے مینے تجھے اسلیئے قتل نہین کیا تا کہ میرا نام اُن لوگون مین رہے جو خدا کے لیئے دوستی اور اُسی کے لیئے بغض رکھتے ہین۔ اور خدا ہی کے لیئے دیتے ہین اور اُسی کے لیئے ہاتھ کھینچ لیتے ہین یہ ایک صحیح حدیث کا اقتباس ہے مطلب یہ کہ اگر مین تجھے اسوقت مار ڈالتا تو یہ بغض صرف خدا کے لیئے نہوتا بلکہ نفس کا بغض بھی شامل ہوجاتا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہین من احبّ للہ وابغض للہ واعطے للہ وامسک للہ فقد استکمل الایمان

بخل من للہ عطا للہ و بس — جملہ للہ ام نیم من آن کس

ترجمہ: بخل ہے للہ عطا للہ ہے — آن مرقوم جو ہوا گراہ ہے

شرح یعنے میرا بخل و عطا خدا کے لیئے ہے اور مین سراپا اُسیکا ہون اُسکے سوا کسیکی بندگی نہین کرتا۔

وانچہ للہ میکنم تقلید نیست — نیست تخییل و گمان جز دید نیست

ترجمہ: فعل للہی - نہین تقلید سے — بے خیال و بے گمان ہے دید سے

ز اجتہاد و از تحری رستہ ام — آستین بر دامن حق بستہ ام

ترجمہ: یعنے پائی ہے تحری سے نجات — دامن حق تھام کر لے خوش صفات

شرح یعنے جو فعل مین للہ کیا کرتا ہون وہ صرف پیغمبر کی تقلید ہی نہین ہے بلکہ نتیجہ مشاہدہ و کشف ہے مین خیال و گمان اور قیاس و فکر سے نجات پا کر دامن حق سے اپنی آستین سیے ہوئے ہون یعنے واصل الی اللہ ہون۔

گر ہمے پرم ہمے بینم مطار — ور ہمے گردم ہمے بینم مدار

ترجمہ: چرخ پر اڑتا ہون جگہ دیکھکر — گردشین کرتا ہون لیکن جا دیکھ کر

شرح مطار یعنے جائے پریدن اور مدار یعنے محل گردش ہے یعنے مین آسمان معرفت پر اڑدن یا کوچہ شریعت مین گشت کرون پہلے اڑنے کی جگہ اور محل گردش دیکھکر یہ معلوم کر لیتا ہون کہ یہ جگہ اڑنے یا گردش کرنے کے قابل ہے یا نہین یعنے میرے افعال مشاہدہ پر موقوف ہین تقلید پر مبنی نہین ہین

ورکشم بارے بدانم تا کجا — ماہم و خورشید پیشم پیشوا

ترجمہ: کھینچتا ہون بوجھ منزل دیکھ کر — ماہ ہون مین مہر ہے پیش نظر

شرح یعنے جب مین بار عبادت اٹھاتا ہون تو پہلے یہ دیکھ لیتا ہون کہ اسکو کس ذات پاک کے حضور تک پہنچاؤنگا

یعنے پہلے معبود کا مشاہدہ کر لیتا ہون۔ یا از راہ کشف یہ معلوم کر لیتا ہون کہ اس عبادت کو کونسے زمانہ تک کرونگا۔ اور اسکے بعد کونسی نیک کام مین مشغول ہو جاؤنگا۔ لفظ کجا یعنے ظرف مکان و زمان دونو طرح صحیح ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب کہ عقل ہون اور خورشید را آفتاب رسالت امیرے پیشوا ہین۔

	پیش ازین با خلق گفتن روی نیست	بحر را گنجائی اندر جوی نیست
ترجمہ	اس سے آگے ہے حموشی۔ بالیقین	بحر ندی بین سما سکتا نہین

شرح یعنے اس سے زیادہ اسرار الٰہی کہنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ دریا نہر مین نہین سماسکتا

	در شریعت ہر گواہی بندہ را	نیست قدرے وقت دعوی و قضا
ترجمہ	شرع مین بیشک گواہی غلام	ہوتی ہے بے قدر و قیمت لا کلام
	گر ہزاران بندہ باشند گواہ	شرع نپذیرد گواہی شان بکاہ
ترجمہ	ہون بہت سے بردے گر ملکر گواہ	ہے گواہی انکی مثل پر کاہ
	بندۂ شہوت بتر نزدیک حق	از غلام و بندگان مسترق
ترجمہ	بندۂ شہوت ہے نزدیک خدا	سو غلاموں کے غلاموں سے برا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے کسی دعوے یا فیصلہ کے متعلق شریعت مین غلام کی گواہی قبول نہین ہوتی۔ ایک کیا ہزار غلام بھی گواہی دے۔ اعتبار سے تنکے کے برابر قیمت نہین رکھتے اسیطرح اپنے خواہشون اور نفس امارہ کا غلام خدا کے نزدیک غلامون سے بدتر ہے۔

	کین بیک لفظے شود آزاد و حر	وین زید شیرین و میرد سخت مر
ترجمہ	اسکو دو باتون مین آزادی ملی	زندگی اچھی ہے موت اسکی بری
	بندۂ شہوت ندارد خود خلاص	جز بفضل ایزد و انعام خاص
ترجمہ	بندۂ شہوت نہین پاتا خلاص	حق ندے جب تک اسے انعام خاص

شرح یعنے غلام آقا کے اس ایک لفظ کہنے سے کہ مینے تجھے آزاد کیا آزاد ہو جاتا ہے اور بندۂ شہوت عیش و عشرت مین زندگانی بسر کرتا ہے مگر مرتے دم تلخکام ہو جاتا ہے۔ بجز فضل خدا کے گناہون سے نجات اور عذاب سے آزادی حاصل نہین کر سکتا اس لحاظ سے بندۂ شہوت و غلام مین بہت بڑا فرق ہے۔

	پست میگویم باندازۂ عقول	عیب نبود این بود کار رسول
ترجمہ	بات کہتا ہون بقدر عقول	عیب کیا ہے یہ تو ہے فعل رسول

شرح یعنے یہ کمتر درجہ کی خیالات فقط سمجھانے کے لئے ظاہر کیے ہین اور اسمین کوئی عیب نہین

کیونکہ یہ پیغمبر کا فعل ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ لوگوں سے انکے اندازۂ عقل کے مطابق کلام کیا کرو

از غرض حرم گواہی حر شنو — کہ گواہی بندگان نرزد بجو

ترجمہ: بےغرض ہوں میں گواہی حر کی سن — ہیچ ہے قول غلامان بے سخن

شرح: حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں اغراض نفسانی و دنیوی سے آزاد ہوں اسلیئے جو کچھ کہتا ہوں وہ بالکل سچ ہوتا ہے اگر میں بندۂ نفس ہوتا تو البتہ میری گواہی قبول نہوتی۔

در چہے انداخت او خود را کہ من — در خور قعرش نمے یابم رسن

ترجمہ: بندۂ شہوت گرا ایسے چاہ میں — رسی رہ جاتی ہے جس کی راہ میں

در چہے انداخت کانرا غور نیست — وان گناہ اوست جبر و جور نیست

ترجمہ: گر گیا گہرے کنوین میں مرد دون — خود ہے وہ اپنے گناہوں سے زبون

چون گناہ اوست ایجان خون کنم — کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم

ترجمہ: چاہ میں گرتا ہے خود اسکا گناہ — کس طرح لاؤں اسے بیرون چاہ

شرح: مولانا فرماتے ہیں کہ بندۂ شہوت نے اپنے آپ کو ایسے نہایت گہرے کنوین میں ڈالدیا ہے کہ میں اسکے تہ تک پہنچنے والی رسی نہیں پاتا اور اسے نکال لوں وہ ایسے کنوین میں گرگیا ہے کہ جسکی تہاہ نہیں ملتی اور یہ اُسی کا گناہ ہے کسیکا زور و ظلم نہیں ہے۔ کیونکہ لا اکراہ فی الدین (دین میں کسیکی زبردستی نہیں ہے) چونکہ یہ اُسی کا گناہ ہے اسلیئے میں اُسے کنوین سے نہیں نکال سکتا۔ مطلب یہ کہ بندۂ شہوت کو بجز فضل خدا کوئی انسانی تدبیر گناہوں سے آزاد نہیں کراسکتی۔

بس کنم گر این سخن افزون شود — خون جگر چہ بود کہ خارا خون شود

ترجمہ: بس ہے اب یہ بات گر ہوگی فزون — تو جگر ہو جائیگا پتھر کا خون

شرح: یعنے اب میں بس کرتا ہوں اگر یہ نصیحت زیادہ طویل ہو جائیگی تو جگر کیا سنگ خارا خون ہو جائیگا کیونکہ میرا کلام ازروے الہام ہے اور الہامی کلام اپنی سچی تاثیر کے باعث دلوں کو نہایت نرم کردیتا ہے

این جگرہا خون نشد از سختی ست — غفلت و مشغولی و بدبختی ست

ترجمہ: دل نہیں جو خون بلاشک سخت ہے — غافل و مشغول ہے بدبخت ہے

شرح: یعنے ان بندگان شہوت کے جگر جو میری نصیحت سے خون نہیں ہوے اسکا سبب انکی سختی۔ غفلت دنیا میں مصروف رہنا اور بدنصیبی ہے۔ اگر اہل غفلت خوش نصیب ہوتے تو ضرور انکے دل پسیج جاتے اور الہامی کلام کا اثر انہیں پانی پانی کردیتا اور وہ ضرور اثرپذیر ہوتے۔

	خون شود روزے کہ خونش سود نیست	خون شو این وقتے کہ خون مردود نیست
ترجمہ	خون ہوگا جبکہ خون بے سود ہے	خون اب ہو جا کہ بس محمود ہے

شرح یعنے جگر اسدن (روز قیامت) خون ہوگا جبکہ اُسکا خون ہونا فائدہ نہ دیگا اے جگر اب خون ہو جا کہ اسوقت کا خون ہو جانا مردود نہیں بلکہ مقبول ہے۔ خون تو خون دنیا میں خدا کے خوف سے ایک آنسو بہانا خدا کو پسند ہے

	چون گواہی بندگان مقبول نیست	عدل او باشد کہ بندۂ غول نیست
ترجمہ	کب غلاموں کی گواہی ہے قبول	ہو عدل اب تو کہیں اے عبد غول

شرح یعنے شریعت میں غلاموں کی گواہی مقبول نہیں بلکہ گواہ آزاد اور ثقہ ہونا چاہیے اسلیے نقد دیگا جو نفس و شیطان کا غلام نہو غول سے نفس امارہ یا شیطان مراد ہے۔

	گفت ارسلناک شاہد در نذر	زانکہ بد از کون او حر ابن حر
ترجمہ	کہ تو ارسلناک شاہد پر نظر	غیر سے آزاد تھے خیر البشر

شرح نذر جمع نذیر ہے بمعنے ڈرانیوالا یعنے قرآن مجید اور کون بمعنے تعلقات دنیوی ہے۔ یعنے چونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیوی تعلقات سے آزاد اور نیکوں کی اولاد تھے اسلیے اللہ تعالے نے قرآن مجید میں انکی نسبت یہ فرمایا ہے کہ انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا اے پیغمبر ہمنے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے مطلب یہ کہ سچا گواہ وہی ہے جو نفسانی خواہشون سے آزاد ہو

	چونکہ حرم خشم کے بندد مرا	نیست اینجا جز صفات خود مرا
ترجمہ	ہو نہیں حر غصہ سے پائی ہے نجات	ہین مری بجز انسانی صفات

شرح یہان سے پھر حضرت علیؓ کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان چونکہ میں خواہشات نفسانی سے آزاد ہون اسلیے غصہ بھی مجھے پابند نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس بجز میری انسانی صفتون کے (جو صفات حق کا عکس ہین) حیوانی صفتیں نہیں ہین بلکہ برکت ریاضت کے باعث حیوانی صفتیں بالکل زائل ہوگئی ہین۔

	اندر آ کازاد کردت لطف حق	زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق
ترجمہ	لطف حق نے تجکو بھی حر کر دیا	غصہ پہ غالب ہے رحم کبریا
	اندر آ اکنون کہ رستی از خطر	سنگ بودی کیمیا کردت گہر
ترجمہ	آ کہین تو راہ حق میں بے خطر	پہلے پتھر تھا ہوا ہے اب گہر

شرح یعنے اے پہلوان مقام فنا میں آ جا کیونکہ خدا کی مہربانی نے تجھے خواہشات نفس سے آزاد کر دیا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسکی رحمت غصہ پر غالب ہے اسیلیے تو نے خوف عذاب الہی سے نجات حاصل

کرلی ہے اور پہلے تو پتھر تھا اب کیمیائے لطف حق نے تجکو موتی یعنی قابل قدر بنا دیا ہے۔

رستہ از کفر و خارستان او ۔ چون گلے بشگفتہ در بستان ہو

ترجمہ: خارزار کفر سے پاکر نجات ۔ باغ حق کا گل ہے تو اے خوش صفات

شرح یعنے اے پہلوان تو کفر کے خارستان سے الگ ہو گیا ہے اور باغ قرب الٰہی مین پھول کی طرح کھلا ہوا ہے۔ بعض نسخون مین چون گلے بشگفتہ بسر و ستان او ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے

تو منی و من توام اے محتشم ۔ تو علی بودی علی را چون کشم

ترجمہ: مجھمین تجھمین اٹھ گئی بالکل دوئی ۔ کیونکر اپنے آپکو ماری کوئی

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے ۔ آسمان پیمودہ در ساعتے

ترجمہ: معصیت بہتر تری نیکی سے ہے ۔ کر دیا ہے آسمان دم بھر مین طے

شرح یعنے حضرت علی فرماتے ہین اے پہلوان حسب مضمون حدیث المومنون کنفس واحدۃ (تمام مومن ایک جان کے مانند ہین) اب مجھمین اور تجھمین دوئی نہین رہی۔ تو علیؓ (یعنے یکجان و دو قالب) ہو گیا ہے مین علیؓ کو کیونکر مار ڈالون یعنے خودکشی کیونکر کرون تیرا ایسا ہی گناہ (منھ پر تھوکنا) لوگون کی ہر قسم کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ اسیکے سبب تجھے ایمان نصیب ہوا ہے اور تونے دم بھر مین آسمان معرفت کو طے کر لیا ہے۔ اور حقیقت کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچکر مقصود اصلی حاصل کر چکا ہے

بس خجستہ معصیت کان مرد کرد ۔ نے ز خارے بر دمد اوراق ورد

ترجمہ: ہے مبارک یہ گناہ اے پر شعور ۔ پھول کانٹون سے نکلتے ہین ضرور

نے عمر را قصد آزار رسول ۔ میکشیدش تا بدرگاہ قبول

ترجمہ: تھا عمر کو قصد آزار رسول ۔ اس سے پہنچے تا بدرگاہ قبول

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے اس پہلوان کا گناہ (منھ پر تھوکنا) نہایت مبارک تھا کہ جان بھی بچی اور ایمان بھی نصیب ہوا۔ ایکا طلب کیا کانٹون نے سے گلاب کے پھول نہین کھلتے کیا۔ آزار رسول نے حضرت عمرؓ کو درگاہ قبولیت الٰہی تک نہین کھینچا۔ بلکہ ضرور کھینچا ہے کیونکہ حضرت عمر اسلام لانے سے پہلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے ارادہ سے آئے تھے۔ مگر آتے ہی مسلمان ہو گئے یہانتک کہ امیر المومنین بنگئے۔ اور انکا گناہ طاعت ہو گیا فائدہ حضرت عمر کے اسلام کا قصہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے

نے بسحر ساحران فرعون شان ۔ میکشید و گشت دولت عون شان

ترجمہ: سحر سے نیکی بدونکو مل گئی ۔ دولت دین ساحرونکو مل گئی

شرح یعنے کیا جادوگری کے سبب فرعون جادوگرون کو اپنی طرف نہین بلاتا تہا بلکہ ضرور بلاتا تہا لیکن انجام کار وہی جادو جو کبیرہ گناہ تہا باعث طاعت ہوگیا یعنے جادوگر موسے سے ہار کر مسلمان ہوگئے اور وہ ایمان انکی مددگار ہوگئی تینون شعرون مین استفہام تقریری ہے۔

گر نبودے سحرشان و آن جحود	کہ کشیدے شان بفرعون عنود
ترجمہ: ہوتا سحر لاتا کون انہین	کون لاتا جانب فرعون انہین
کے بدیدندے عصا و معجزات	معصیت طاعت شد اے قوم عصات
ترجمہ: دیکہتے وہ کب عصا و معجزات	معصیت طاعت ہے اے قوم عصات

شرح یعنے اگر وہ جادوگر سحر نجانتے اور موسے کی نبوت کا انکار نہ کرتے تو انہین فرعون تک کون پہنچاتا اور وہ عصائے موسی اور معجزے کب دیکہتے اور ایمان کسطرح لاتے پس تو انکی معصیت بمنزلۂ طاعت تہی سلے قوم گنہگار گناہون کے باعث رحمت سے ناامید نہو کیا خبر تمہارا گناہ بہی انجام کار طاعت ہوجائے

ناامیدی را خدا گردن زدست	چون گنہ مانند طاعت آمدست
ترجمہ: کام ہرگز ناامیدی کا نہین	ہے گنہ مانند طاعت بالیقین

شرح یعنے اللہ تعالے نے ناامیدی کو گردن مار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اسلئے بندہ خدا کی رحمت سے ناامید نہو کیونکہ بہت سے گناہ ایسے ہوتے ہین کہ انکا انجام طاعت و ثواب ہوجاتا ہے گنہگارونکو بوسیلۂ استغفار رحمت کا طلبگار ہونا چاہیئے۔

چون مبدل میکند او سیئات	عین طاعت میکند رغم وشات
ترجمہ: وہ بدل دیتا ہے لوگون کے گناہ	عین طاعت ان کو کرتا ہے الٰہ

شرح وشات جمع واشی بمعنے غمازان و دروغگویان سے یہان شیاطین مراد ہین یعنے جب اللہ تعالے حسب مضمون یبدل اللہ سیئاتہم حسنات گناہونکو بدلنا چاہتا ہے تو برعکس گمان شیاطین انہین عین طاعت کردیتا ہے یعنے گناہون سے بچاکر نیکیان کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔

زین شود مرجوم شیطان رجیم	وز حسد او بطرقد گردد دو نیم
ترجمہ: اس سے ہے مردود شیطان رجیم	اور حسد سے چرکے ہوتا ہے دو نیم
او بکوشد تا گناہے آورد	زان گنہ ما را بچاہے آورد
ترجمہ: چاہتا ہے وہ کہ ہوان سے سرزد گناہ	جس سے ہوجائین نشانہ گم کردہ راہ
چون بہ بیند کان گنہ شد طاعتے	گردد او را نامبارک ساعتے
ترجمہ: دیکہتا ہے جب ہوا طاعت گناہ	نامبارک عہد سے کرتا ہے آہ

شرح یعنے اس سبب سے کہ خدا ہمارے گناہون کو طاعت کردیتاہے شیطان مردود اور یہی راندۂ درگاہ ہوجاتاہے اور مارے حسد وغضب کے پہٹ کر بیچ سے دو ٹکڑے ہو جاتاہے کیونکہ وہ اس کوشش مین رہتاہے کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد کرائے اور ہمین کنوین مین ڈالدے۔ لیکن جب یہ دیکہتاہے کہ خدانے بندہ کے گناہ کو طاعت سے بدلدیا تو نہایت نامبارک ساعت اُسکے سامنے آتی ہے اور غصہ مین تڑ آتا پہر کر دو ٹکڑے ہوجاتاہے شیطان کا دو ٹکڑے ہوجانا اور سخت صدمہ اٹہانا صحیح حدیثون اور اقوال سے ثابت ہے۔

اندر آ من در کشادم مر ترا — تف زدی و تحفہ آوردم ترا

ترجمہ: اندر آ۔ در کہولدون تیرے لئے — تونے تہوکا اور مین تحفہ دون تجہے

شرح یہان سے پہر حضرت علیؓ کا مقولہ شروع ہے یعنے لے پہلوان کامل ایمان والون کے گروہ مین چلا آیا۔ مینے تیرے لئے معرفت کا دروازہ کہولدیاہے۔ اور تونے جو میرے منہ پر تہوکاہے مینے اسکے بدلے مین تجہے تحفۂ ایمان وعرفان مرحمت کیاہے یعنے ہم بدی کے عوض مین نیکی کرنے والے لوگ ہین

چون جفا گر را چنین ہا مے دہم — پیش پائے چپ چپان سر مے نہم

ترجمہ: دشمنون پر جب ہے میرا یہ کرم — سر رکہا کرتا ہون مین پیش قدم

پس وفا گر را چہ بخشم تو بدان — گنجہائے و ملک ہائے جاودان

ترجمہ: دوستونکو بخشتا ہون میری جان — ایک دم مین گنج و ملک جاودان

شرح یعنے جب کہ مین ظالمون کو ایسے تحفے دیتاہون۔ اور اُنکے بائین پانو کے آگے سر رکہے رہتاہون یعنے دشمنون کے سات نیکی کرتاہون تو اے شخص تو ہی بتادے کہ دوستون کو کسقدر خزانہ معرفت اور ملک جاودانی کی بادشاہت بخشتا ہونگا کیونکہ جو لوگ دوستون پر مہربان ہوتے ہین وہ دشمنونکے کسقدر قدردان ہوتے

جاودانہ بادشاہی بخشمش — آنچہ اندر وہم ناید بدہمش

ترجمہ: سلطنت وہ جو نہ آئے فہم مین — مملکت وہ جو نہ آئے وہم مین

شرح یعنے مین اپنے دوستون کو جاودانہ بادشاہی اور وہ چیز (سلطنت روحانی) دیتاہون جو کسیکی وہم وگمان مین نہین آسکتی کیونکہ روحانی جنت وجیات کسی کو حواس کے ذریعہ سے معلوم نہین ہوسکتی

من چنان مردم کہ بر خونی خویش — نوش لطف من نشد در قہر نیش

ترجمہ: مین ہون وہ مردہ کہ خونی پر ذرا — پہر سمجہہ بڑہتا نہین غصہ مرا

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین مرنے سے پہلے ہی فنا ہوچکا ہون اور اپنے آپ کو یہانتک لاشے اور معدوم سمجہتاہون کہ مجہے اپنی قاتل پر جسکو پیغمبر کے تبانے سے مین اچہی طرح جانتاہون اور جو میرا

خادم ہے اسلئے کبھی غصہ نہین آتا۔ اور نوش لطف حالت غضب مین نیش نہین بنتا۔

گفتن پیغمبر بگوش رکابدار علی کہ ہر آینہ کشتن علی بدست تو خواہد بود

ترجمہ　حضرت علی کے رکابدار سے پیغمبر کا یہ فرمانا کہ اسلئے شخص علی تیرے ہاتھ سے قتل ہونگے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علی کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ امتون مین نہایت بدبخت کون تہا۔ علی نے جواب دیا کہ جسنے حضرت صالح کی اونٹنی کو ذبح کر دیا۔ پہر حضور نے فرمایا کہ اے علی پچہلی امت مین بدبخت کون ہے حضرت علی نے کہا کہ مین نہین جانتا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تیرا قاتل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ملجم نے جو حضرت علی کا رکابدار اور خادم اور گہوڑے کی رکاب تہامنے والا تہا آپ کو شہید کر دیا حضرت علی کی شہادت کا مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے

گفت پیغمبر بگوش چاکرم　　کو برد روزی ز گردن این سرم

ترجمہ　کہہ گئے تہے مجہسے یہ خیر البشر　　تو علی کا اسدن کاٹیگا سر

کرد آگہ آن رسول از وحی دوست　　کہ ہلاکم عاقبت در دست اوست

ترجمہ　آئی تہی پیغمبر پر وحی پاک　　یعنی کر دیگا مجہے تو کر ہلاک

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ پیغمبر نے میرے خادم یعنی ابن ملجم سے از روے وحی الہی فرمایا تہا کہ تو علی کا قاتل ہے

او ہمی گوید بکش پیشین مرا　　تا نیاید از من این منکر خطا

ترجمہ　وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے مجہکو مار　　تا نہ مجہسے یہ خطا ہو آشکار

شرح یعنی میرا نوکر اس کو سنکر بار بار یہ کہتا ہے کہ اے علی آپ پہلے مجہے مار ڈالین تاکہ مجہسے آپ کے قتل کا گناہ صادر نہو اور یہ خطا جو نہایت مذموم اور سخت کبیرہ گناہ ہے مجہسے سرزد نہو۔

من ہمی گویم چو مرگ من ز تست　　با قضا من چون توانم حیلہ جست

ترجمہ　مین یہ کہتا ہون کہ جب قاتل ہے تو　　کسطرح ہون مین قضا سے حیلہ جو

شرح یعنی اپنے نوکر سے یہ کہتا ہون کہ جب میری موت تیرے ہاتہ سے ہے تو مین قضاے حق کے دفع کرنے کے لیے کوئی تدبیر نہین کر سکتا اسلئے یہ ممکن نہین کہ مین تجہے مار ڈالون بلکہ تو مجہے قتل کریگا۔

او ہمی افتد بہ پیشم کای کرم　　مر مرا کن از برای حق دو نیم

ترجمہ　وہ یہ کہتا ہے کہ اے شخص کریم　　اپنے خنجر سے مجہے کر دے دو نیم

تا نیاید بر من این انجام بد　　تا نسوزد جان من بر جان خود

ترجمہ　تا نہ ہو [illegible] کا برا　　اور بچاے یہ جلاپا جان کا

شرح یعنے میرا نوکر یہ کہتا ہے کہ اے علی پہلے مجھے مار ڈالئے تاکہ میرا انجام برا نہو اور میری جان اپنی بری حالت پر نہ جلے اور میرا خاتمہ بدی کے ساتھ نہو اور برسوں دوزخ میں نہ جلنا پڑے۔

من ہمیگویم برو جف القلم	از قلم بس سرنگون گردد علم
ترجمہ مین یہ کہتا ہون کہ چل جف القلم	سرنگون آگے قلم کے ہے علم

شرح یعنے مین اپنے نوکر کو پیغمبر کی یہ حدیث سنادیا کرتا ہون کہ جف القلم بما ہو کائن یعنے قلم قدرت اُن تمام چیزون کو جو قیامت تک ہونے والی ہین لکھکر خشک ہوگیا ہے تقدیر نے علم تدبیر کو گرادیا ہے تقدیر کا لکھا مٹ نہین سکتا پیغمبر کی پیشین گوئی کے مطابق تو ضرور کسی دن مجھے قتل کریگا۔

ہیچ بغضے نیست در جانم ز تو	زانکہ این را من نمیدانم ز تو
ترجمہ دشمنی تیری مری دل مین نہین	تیری جانب سے نہین یہ سر بالیقین
آلت حقے تو فاعل دست حق	چون زنم بر آلت حق طعن و دق
ترجمہ تو ہے آلہ اور فاعل ہے خدا	آلۂ حق کا نہو کاسہ جدا

شرح حضرت علی کہتے ہین کہ اے رکابدار مین تجھے کینہ نہین کہتا کیونکہ تو دراصل قاتل نہین ہے بلکہ آلۂ حق ہے اور فاعل مختار خدا کا ہاتھ ہے۔ مین آلۂ حق کو مطعون ومحل اعتراض کرنا نہین چاہتا ؎ وہ غیر اعتراض

گفت او پس این قصاص از بہر چیست	گفت ہم از حق و آن سر خفیست
ترجمہ وہ یہ بولا کیون ہے بدلا اے صفی	آپ بولے اسمین ہے سر خفی

شرح یعنے جب حضرت علی نے یہ فرمایا کہ کسیکو قتل کردینا قاتل کا فعل نہین ہوتا۔ بلکہ قاتل تلوار کی طرح محض آلۂ حق ہوتا ہے تو رکابدار یا اُس پہلوان نے سوال کیا کہ اگر قتل فی الواقع قاتل کا فعل نہین ہے تو قصاص (خون کا بدلہ خون) کیون لیا جاتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ قصاص لینا بھی حق ہی کی جانب سے ہے اور اسمین پوشیدہ راز ہے وہ یہ کہ مخلوق مین اسمائے متضادہ کے مطابق اللہ تعالے کے لطف وقہر کا ظہور ہوتا ہے جبکہ اسنے زید کو مظہر قہر اور خالد کو مظہر لطف بنانا چاہا تو زید کو خالد کا قاتل بنادیا پھر زید کو مظہر لطف بنانا چاہا تو اس سے قصاص لے لیا کیونکہ قصاص کے باعث گناہ قتل معاف ہوجاتا ہے گو مرتبہ شہادت نہین ملتا اسکی دلیل عنقریب بیان ہونے والی ہے۔

گر کند بر فعل خود او اعتراض	ز اعتراض خود برو یاند ریاض
ترجمہ توڑکر اک فعل اپنا کردگار	ہمکو دکھلاتا ہے صد باغ وبہار

شرح یعنے اگر اللہ تعالے اپنے کسی فعل یا حکم پر اعتراض کرتا ہے یعنے اُسے توڑتا ہے (تو اس توڑنے

ریاض خوبی اگا دیتا ہے۔ مثلاً زید خالد کے قتل کرنے مین آلہ حق تہا اللہ تعالے اگر قصاص مین اس قاتل پر اعتراض کرکے آلہ کو توڑ دے تو یہ اعتراض یعنے آلہ کا توڑ دینا عبث نہین ہے بلکہ اس سے حکمت کے باغ اُگتے ہین۔ جسکا بیان آئندہ اشعار مین ہے اور قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔

	اعتراض او رارسد بر فعل خود		زانکہ در قہرست و در لطف او احد
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہ اپنے فعل کو		قادر یکتا ہے وہ اے نیک خو
	اندرین شہر حوادث میر اوست		در ممالک مالک تدبیر اوست
ترجمہ	حادثون کے شہر کا وہ میر ہے		ملک مین وہ مالک تدبیر ہے

شرح یعنے اللہ تعالے اپنے فعل یا حکم کو توڑ سکتا ہے کیونکہ وہ قہر و لطف مین یگانہ ہے۔ اسلیے بسبب مصلحت مخلوق کبھی قہر کو مہر سے اور کبھی مہر کو قہر سے بدل دیتا ہے۔

	آلت خود را اگر او بشکند		آن شکستہ گشتہ را نیکو کند
ترجمہ	اپنا آلہ توڑ دیتا ہے اگر		اسکو کر دیتا ہے بہتر سر بسر

شرح یعنے اللہ تعالے جب قاتل کو قصاص مین مار ڈالتا ہے تو اُسے نیک یعنے بیگناہ کر دیتا ہے چنانچہ کو کلام وَفِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ کے یہی معنے ہین کہ قصاص مین مقتول کو جاودانی زندگی ملجاتی ہے اور اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہین۔ اے شخص قصاص مین حکمت ہے

	رمز ننسخ آیۃً او ننسہا		نات خیر در عقب میدان نہا
ترجمہ	پڑھ کہین نو آیت او ننسہا		دیکھ لے نات بخیر ہے جزا

شرح یعنے اے بزرگ شخص اس آیت ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیہ کے رمز پر غور کر کہ جسطرح اللہ تعالے کسی آیت کو منسوخ کرکے اسکی جگہ اس سے بہتر یا اُسکی برابر دوسری آیت نازل فرما دیتا ہے اسیطرح اپنے آلہ یعنے قاتل کی حیات مستعار کو منسوخ کرکے قصاص کے سبب جاودانی زندگی دیدیتا ہے بلکہ بطور لغت آیت بمعنے انسان ہے جو وحدانیت الٰہی کی بہت بڑی نشانی ہے یہ مضمون قصاص کی تمثیل اور

	ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد		او گیا برد و عوض آورد ورد
ترجمہ	ہو گیا منسوخ جو دین و کتاب		گہاس تہی لایا وہ بدلے مین گلاب

شرح یعنے اللہ تعالے نے جس شریعت کو منسوخ کیا گویا گہاس کو اکہاڑ دیا اور اُسکے بدلے مین گلاب کا پہول دیدیا (جدید شریعت بخشدی) چنانچہ پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک ایسے گلاب کے پہول کی مانند ہے جس نے پہلی شریعتون کو گہاس کی مانند اکہاڑ پہینکا

شب کند منسوخ شغل روز را — چون جمادے دان خرد افروز را

ترجمہ: رات کہو دیتی ہے شغل روز کو — جان تو بیجان خرد افروز کو

باز شب منسوخ شد از نور روز — تا جمادی سوخت زان آتش فروز

ترجمہ: رات نور روز سے کافور ہے — صبح جب آتی ہے ہر سو نور ہے

شرح جماد بیجان چیز کو کہتے ہین اور خرد افروز سے مراد انسان ہے شعر اول مین جمادے بیائے مجہول ہے یعنے رات دن کے تمام مشغلون کو منسوخ کردیتی ہے رات کو سوتے وقت انسان کو کسی بیجان چیز کی مانند سمجھ شعر دوم مین جمادی بیائے معروف ہے یعنے انسان کا جماد ہونا۔ اُس آتش افروز یعنے دن کے سبب جل جاتا ہے یعنے جاتا رہتا ہے بعض نسخون مین بہین جمادی خرد افروز را ہے۔ اسصورت مین جمادی دونو جگہ بیائے معروف مصدری ہے یعنے انسان کے جماد ہونے کو دیکھہ کہ یہ جماد ہونا کسقدر عقل کا روشن کرنیوالا ہے کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے تو فتور اور کسلمندی جاتی رہتی ہے اور اگلے دن کے لیے حواس اور عقل مین تیزی آجاتی ہے غرضکہ اللہ تعالے رات کو دن سے اور دن کو رات سے شغل منسوخ کردیتا ہے اسیطرح قصاص مین قاتل کی زندگی کو منسوخ کرکے اسے فائدہ پہنچاتا ہے مگر یہ راز ہر کسی کی سمجھہ مین نہین آتا۔

گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات — نے درون ظلمت ست آب حیات

ترجمہ: سر بسر ظلمت ہے گو نوم و سبات — ہے اندہیرے مین مگر آب حیات

نے دران ظلمت خردہا تازہ شد — سکتہ سرمایۂ آوازہ شد

ترجمہ: عقل اس ظلمت سے تازہ ہوتی ہے — چپ سے بڑہتی ہے صدائے نیک پے

شرح یعنے اگرچہ نیند اور آرام کا سونا ظلمت ہے کیونکہ جسطرح اندہیرے مین کچہ نہین سوجہتا اسیطرح نیند مین کسی چیز کا علم نہین رہتا۔ مگر آبحیوان اندہیرے ہی مین ہے نیند فائدے سے خالی نہین کیونکہ نیند اگلے روز کے لیئے عقل و حواس تازہ کردیتی ہے۔ اور جسطرح خاموش رہنا آواز سے بولنے کے لیئے گویا سرمایہ جمع کرنا ہے اور زیادہ بولنے کا انجام خاموشی ہے اسیطرح سو رہنا عقل و حواس کا بڑہانا ہے اور قاتل کا قصاص مین مارا جانا ہمیشہ کے لیئے زندہ ہوجانا ہے جسکی شرح پہلے گذر چکی ہے

کہ ز ضد ہا ضد ہا آید پدید — در سویدا روشنائی آفرید

ترجمہ: ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر اے سنی — ہے سیاہی مین نمایان روشنی

شرح یعنے ظلمت سے روشنی عقل اور خاموشی سے قوت گویائی اسلیئے حاصل ہوتی ہے کہ ضد اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہے اسیطرح اللہ تعالے قصاص مین اپنے فعل پر اعتراض کرکے اپنے حکم کو توڑتا ہے مگر اس سے

نقصان کی حالت مین حاصل ہوتے ہین۔ مثلاً قصاص مین جب ظاہر نقصان جان ہے مگر باعتبار باطن حیات جاودانی ملتی ہے۔ اسیطرح اُنکا حال ہے جو خدا کی راہ مین شہید ہوتے ہین۔

	چون بریدہ گشت حلق رزق خوار	یرزقون فرحین شد خوشگوار
ترجمہ	کٹ گیا جسوقت حلق رزق خوار	غیب سے آتا ہے رزق خوشگوار

شرح یعنے جب شہیدونکا وہ حلق جس سے روزی کہاتے تہے خدا کے رستہ مین کٹ جاتا ہے تو انہین غیب سے رزق ملنے لگتا ہے اور وہ اُس سے خوش رہتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین یعنے شہید مرنے کے بعد زندہ رہتے ہین اور اُنکو رزق ملتا ہے۔ اور وہ خوش ہین

	حلق حیوان چون بریدہ شد بعدل	حلق انسان رست وافزاید فضل
ترجمہ	حلق حیوان جب کٹا تکبیر سے	حلق انسان بنگیا تقدیر سے
	حلق انسان چون ببرد ہین ببین	کانچہ زاید کن قیاس آن چنین
ترجمہ	حلق انسان جب کٹا کیا ہوگیا	اسکو اسپر کر قیاس اور سچ بتا

شرح یعنے جب عادل (بسم اللہ اللہ اکبر) کے ساتہ کسی حیوان کا گلا کٹتا ہے تو اس سے انسان کا گلا پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان گوشت سے نشوونما پاتا ہے اور حیوان کا گوشت انسان کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ اور اُس گوشت کی بزرگی بڑہ جاتی ہے کیونکہ افضل المخلوقات ہونے کے باعث انسان کا ہر جزو افضل و اشرف ہے۔ پس تو انسان کا گلا کٹنے سے اللہ کے نزدیک اسکی کسقدر فضیلت بڑہ جاتی ہوگی

	حلق ثالث زاید و تیمار او	شربت حق باشد و انوار او
ترجمہ	تیسرا اک حلق بنتا ہے ضرور	جسکی خدمت مین ہین انوار حضور

شرح یعنے اول مرتبہ حیوان کا حلق کٹتا ہے تو انسان کا حلق اور جب انسان کا حلق کٹتا ہو تو تیسرا حلق (حلق روحانی) پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حکم حق سے شربت وصال آلہی اور شراب قربت خداوندی اور انوار حق اُسکی غمخواری کرتے ہین

	حلق ببریدہ خورد شربت ولے	حلق از لا رستہ مردہ در بلے
ترجمہ	شربت اسکا حصہ ہے اے نیکذات	یعنے لا سے ملے جسکو نجات

شرح یعنے گو حلق بریدہ شربت آشام ہوتا ہے۔ لیکن ہر حلق بریدہ کو شربت میسر نہین ہے بلکہ اسکا حصہ ہے جسکا حلق زندگی مین لا (انکار اسلام) سے نجات پائی ہوئے ہو۔ اور بلے (اقرار توحید و ایمان) پر مرا ہوا ہو یا یہ کہ لا یعنے مرتبۂ فنافی اللہ سے نکلکر مرتبۂ بقا مین واصل ہوگیا ہو مردہ بمعنے واصل ہے پہلے معنے ظاہری شریعت کے لحاظ سے اور دوسرے معنے باطنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل صحیح ہین۔

بس کن ایرا کہ دون ہمت کوتہ بنان ۔ تا کیت باشد حیات جان بنان

ترجمہ: بس کر اے کم ہمت و کوتہ بیان ۔ تا کجی تو نان کو سمجھے گا جان

زان ندارد میوہ مانند بید ۔ کابرو بُرد ست بے نان سپید

ترجمہ: صورت بید اسلئے بے بر ہے تو ۔ کھوتی ہے روٹی سے تیری آبرو

شرح: اگر کوتہ بنان یعنے اطراف انگشت ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے کوتاہ دست تجکو لذات جسمانی کے بلوغ بدوں زندگی نہیں مل سکتی اور اگر کوتہ بیان ہے تو یہ غرض ہے کہ اے پست ہمت ۔ گرفتار لذات جسمانی بس کر اور اپنے بیان یعنے دعوے حیات جاودانی کو چھوڑ تو بید کی طرح میوۂ عرفان سے اسلئے بے ثمر ہے کہ لذات جسمانی اور سفید روٹی کی محبت میں خلق کے نزدیک اپنی عزت و آبرو کھو بیٹھا ہے ۔

گر ندارد صبر زین نان جان حس ۔ کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

ترجمہ: گر نہیں چھٹتا ہے روٹی کا مزا ۔ کیمیا سے تانبے کو سونا بنا

شرح: یعنے اگر تیری روح حیوانی یا وہ جان جو لذات حسیہ جسمانیہ کی پابند ہے اس روٹی (لذائذ دنیوی) سے صبر نہیں کر سکتی تو کسی کیمیائے سعادت (مرشد کامل) کا دامن پکڑ لے اور اسکی صحبت میں مگر اپنے وجود کا کھوٹ دفع کرکے کندن بنجا ۔ یہان سے بطور وعظ مولانا کا مقولہ ہے ۔

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان ۔ رو مگردان از محلہ گازران

ترجمہ: کپڑے دھونے میں اگر مد نظر ۔ دھوبیون سے منہ نہ پھیر اے خوش سیر

شرح: یعنے اپنا مطلب اگر تو کپڑا دھونے والا بننا چاہتا ہے تو دھوبیون کے محلہ سے منہ نہ پھیر بلکہ دھوبیون (مرشدان کامل) کی صحبت میں رہ جو ماسوے اللہ کے میل کچیل کو صابون طریقت اور آب محبت کے ساتھ جامہ وجود سے دفع کر دیتے ہیں اور جنکی صحبت سے اخلاق باطنی بالکل پاک و صاف ہو جاتے ہیں

گرچہ نان بشکست مر روزہ ترا ۔ در شکستہ بند پیچ و بر تر آ

ترجمہ: نان نے توڑا ہے گو روزہ ترا ۔ جوڑنے والے کی خدمت کر ذرا

شرح: یعنے اگرچہ اس ظاہری روٹی نے تیرے روحانی روزہ (اجتناب لذائذ جسمانیہ) کو توڑ دیا ہے لیکن تو شکستہ بند (ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والے) یعنے مرشد کے دامن ارشاد کو پکڑ اور مرتبہ طبیعت حیوانی سے نکلکر مرتبۂ عالیہ پر ترقی کر جو مرشدان کامل ٹوٹے ہوؤنکو خدا سے جوڑ دیتے ہیں

چون شکستہ بند آمد دست او ۔ پس رفو آمد یقین بشکست او

ترجمہ: وہ شکستہ بند ہے نیک خو ۔ بالیقین ہے توڑنا اسکا رفو

یعنے اگر مرشد تجکو مصیبتِ ریاضت مین ڈالکر تیری خواہشون کو توڑ دے تو اسکو شکست نہ جان بلکہ یہ توڑنا یقیناً رفو کرنا یعنے وصل بخدا کر دیتا ہے کیونکہ بلا شکستِ نفس کسی شخص کو وصالِ آلہی حاصل نہین ہو سکتا

	گر تو آن را بشکنی گوید بیا	تو درستش کن نداری دست و پا	
ترجمہ	تو جو توڑیگا کہیگا وہ کہ آ	جوڑ سکتا ہی نہین تو اے فتا	

شرح یعنے اگر تو اُس روحانی روزہ کو توڑ دیگا تو مرشدِ کامل یہ کہیگا کہ اے مخاطب ادہر آ۔ مین ایسے جوڑ سکتا ہون البتہ تو اسکے درست کر دینے والے ہاتھہ پانو نہین رکھتا یعنے تجہہ مین ٹوٹے ہوے روزہ کو جوڑ دینے کی قدرت نہین ہے درست کن اسم فاعل ترکیبی ہے اور شین ضمیر روزہ کی جانب راجع ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بلا امداد مرشد کامل طالب کو اپنی قوت سے وصال حاصل نہین ہو سکتا

	پس شکستن حق او باشد کہ او	مر شکستہ را داند رفو	
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہی اے نیک خو	جانتا ہو جو شکستہ کا رفو	
	آنکہ داند دوخت او داند درید	ہرچہ او بفروخت نیکوتر خرید	
ترجمہ	قطع۔ درزی کے لیئے ہے سربسر	چیز وہ لیتا ہے اچھی بیچ کر	

شرح یعنے کسی چیز کا توڑ دینا اُسی کو سزاوار ہے جو ٹوٹے ہوئے کو جوڑ سکے اور سید ھرک ہو کر وہی شخص کسی چیز کو پھاڑ ڈالتا ہے۔ جو سینا جانتا ہے اور جبکہ یہ صفتین مرشدان کامل مین پائی جاتی ہین تو اللہ تعالے مین بدرجۂ اولے موجود ہین۔ وہ جس چیز کو بیچتا یعنے کم یا فنا کر دیتا ہے اُسکے بدلے مین مرتبۂ عالی اور قصاص مین جس کسیکو مار ڈالتا ہے اُسے ابدی زندگی عنایت کرتا ہے۔ اُسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین وہ ہر شے پر قادر اور حکیم علی الاطلاق ہے اُسکے افعال پر اعتراض نہین ہو سکتا

	خانہ را کند چو جنت ساخت او	پست کرد و بر فلک افراخت او	
ترجمہ	کھود کر گھر کر دیا جنت نشان	اور بنایا پست کو عالی مکان	
	خانہ ویران کند زیر و زبر	پس بیک ساعت کند معمورتر	
ترجمہ	پہلے گھر کو کر دیا زیر و زبر	ایک ساعت مین کیا آباد تر	
	گر یکے سر را ببرد از بدن	صد ہزاران سر بر آرد در زمن	
ترجمہ	ایک سر۔ وہ کاٹ لیتا ہے اگر	مرحمت کرتا ہے فوراً لاکھ سر	

شرح یعنے اگرچہ اللہ تعالے نے قصاص مین زید کے خانۂ جسم کو بظاہر اُجاڑ دیا ہے۔ مگر فی الحقیقت اُسے جنت کی طرح مظہر رحمت خاص کر لیا ہے وہ اس گھر کو اول پست کرتا ہے پھر بلند۔ پہلے ویران کرتا ہے

بہر صورت اگرچہ وہ قصاص مین ایک سر کو بدن سے جدا کر دیتا ہے مگر اسیوقت لاکھون چھپے ہوے بھید (قصاص والے کی فضیلتین) اسپر ظاہر کر دیتا ہے یہ مطلب اس صورت مین ہے کہ دوسرے مصرع میں اصر مجسر سرین ہو اور فی القصاص حیاۃ سے مقتول کی ابدی زندگی مراد ہو۔ اور اگر سر بالفتح ہو تو یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے نے آیہ و جب القصاص کو مار کر بہت سے سرون کو زمانہ مین ظاہر کر دیا یعنے اسکے سبب سے اکثر لوگ محفوظ رہتے ہین اگر وہ قصاص مین نہ مارا جاتا تو شاید اور بہت سے خون کرتا اس صورت مین فی القصاص حیوۃ سے لوگون کی زندگی مراد ہے

اگر نشد موسے قصاص او جناب ۔ یا بگفتے فی القصاص آمد حیات

ترجمہ: حکم بدلے کا نہ دیتا وہ اگر ۔ یا حیات اسمین نہ ہوتی مستتر

خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود ۔ بر اسیر حکم حق تیغے زند

ترجمہ: کسکی یہ طاقت تہی کسکی یہ مجال ۔ حکم کے بندہ کو کر دیتا حلال

شرح یہان سے حضرت علی کا مقولہ ہے اس قطعہ بند مین پہلا شعر شرط ہے اور دوسرا جزا۔ اور جنات جمع۔ جانی ہے بمعنے گناہگار و جنایت کنندہ و قاتل یعنے اگر اللہ تعالے نے قاتلون سے قصاص لینے کا حکم نہ دیا ہوتا یا یہ نہ کہتا کہ قصاص مین قاتل کی ابدی یا لوگون کی دنیوی زندگی مخفی ہے تو کسکی یہ طاقت تہی کہ حکم الٰہی کے پابند یعنے قاتل پر تلوار مارتا اور اُس سے قصاص لیتا مطلب یہ کہ قاتل کا کسی کو قتل کر دینا بہی خدا ہی کے حکم سے تہا اور قصاص مین مارا جاتا بہی اسیکا حکم ہے پچہلے حکم نے پہلا حکم منسوخ کر دیا ہے چنانچہ اکثر مسائل مین شارع کا پچہلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

زانکہ داند ہر کہ چشمش را گشود ۔ کان کشندہ سخرہ تقدیر بود

ترجمہ: جانتا ہے جسکی آنکہوں مین ہے نور ۔ حکم کا بندہ ہے قاتل بالضرور

شرح یعنے قاتل بیشک پابند حکم الٰہی ہے کہ ہر شخص جسکی باطنی آنکہین اللہ تعالے نے کہول رکہی ہین اچھی طرح جانتا ہے کہ قاتل تقدیر الٰہی کا مسخر تہا۔ مگر چونکہ حکم قصاص قتل کے بعد ہے اسلیئے قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے اور حسب توضیح سابق اللہ تعالیٰ کا پچہلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

ہر کرا آن حکم بر سر آمدے ۔ بر سر فرزند ہم تیغے زدے

ترجمہ: حکم ہو جاتا ہے جسکو بہ تیغ ۔ سر پہ بیٹے کے لگا دیتا ہے تیغ

شرح یعنے قتل کرنے یا قصاص لینے کا حکم جس کسیکے متعلق ہوتا ہے وہ اپنے بیٹے کے سر پر تلوار مار دیتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ سے قصاص لیا تہا اس سے ظاہر ہے کہ تلوار زنیوالا پابند حکم تقدیر

ہوتا ہے۔ اور قصاص حکمت پر مبنی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو خدا کے افعال پر اعتراض کرنیکا حق حاصل نہین ہے

تو بترس و طعنہ کم زن بر بدان ۔۔۔ پیش دام حکم عجز خود بدان

ترجمہ: ڈر کہین طعنہ بدونکو تو نہ دے ۔۔۔ اسکے آگے عجز اپنا جان لے

پیش حکم حق بنہ گردن ز جان ۔۔۔ تسخر و طعنہ مزن بر گمرہان

ترجمہ: ڈال گردن پیش حکم کردگار ۔۔۔ اور گمراہون پہ تو طعنہ نہ مار

شرح یہ حضرت علیؓ اور مولانا دونونکا مقولہ ہوسکتا ہے۔ یعنے اے شخص بد و نیز طعن نمار۔ اور دام تقدیر کے آگے اپنے آپ کو عاجز سمجھ اور حکم الہی کے روبرو گردن جھکالے۔ گمراہون پر نہ ہنس کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث تو بھی گمراہ یا قاتل بنجائے اور پھر قصاص مین مارا جائے۔

تعجب کردن آدم از فعل ابلیس و عذر آوردن و توبہ کردن

ترجمہ: حضرت آدمؑ کا ابلیس کے گمراہ ہونے سے تعجب کرنا اور پھر عذر و معذرت اور توبہ کرنی

چشم آدم بر بلیسے کو شقی ست ۔۔۔ از حقارت و ز زیافت بنگریست

ترجمہ: آنکھ آدم کی پڑی ابلیس پر ۔۔۔ یعنے کی اسپر حقارت سے نظر

خویش بینی کرد و آمد خود گزین ۔۔۔ خندہ زد بر کار ابلیس لعین

ترجمہ: خویش بینی۔ خودپسندی ہوگئی ۔۔۔ کار شیطان پر انہین آئی ہنسی

بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی ۔۔۔ تو نمیدانی ز اسرار خفی

ترجمہ: غیرت حق نے کہا سن اے صفی ۔۔۔ تجھکو کیا معلوم ہے سر خفی

شرح یعنے جب حضرت آدم کی آنکھ نے شیطان کو ذلت اور برائی کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کو از راہ خودپسندی شیطان کے حال پر ہنسی آئی تو غیرت حق نے عصمت آدمؑ برقرار رکھنے کے لیے انہین آواز دی اور یہ کہا کہ اے آدم تو ہمارے پوشیدہ اسرار کو نہین سمجھ سکتا۔ ابلیس کے گمراہ ہونے مین بہت سی حکمتین ہین۔

پوستین را باز گونہ گر کنم ۔۔۔ کوہ را از بیخ و از بن بر کنم

ترجمہ: سچ تو یہ ہے گر الٹ دون پوستین ۔۔۔ بیخ و بن سے کوہ اکھیڑ دون بالیقین

شرح یعنے غیرت حق نے آدم سے یہ کہا کہ اگر مین پوستین الٹ دون (کار معکوس کرنا چاہون) یعنے محل لطف مین قہر اور محل ہدایت مین ضلالت ظاہر کرون تو پہاڑ کی برابر عباد تون کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکدون۔ اعمال نیک نابود ہون اور گناہ طاعت سے بدلجائین متکبرون اور خودپسندون کے نیک اعمال بالکل لاشئے کردیے جائین اور کفار ایمان لانے کے سبب ثواب عظیم اور جنات النعیم کے مستحق بناد یے جائین۔

پردہ صد آدم اندم بر درم ۔ صد بلیس نو مسلمان ورم

ترجمہ: پردہ سو آدم کا کرون چاک چاک ۔ سو شیطانین کو کر دیں دم مین پاک

شرح یعنے مین اگر چاہون تو سو آدم (یعنی اہل طاعت) کی پردہ دری کرکے لوگون کو دکہا دون کہ انکی ریائی عبادت نا مقبول ہے اور سو شیطانون (اکثر اہل ضلالت) کو نو مسلم (جدید الایمان) بنا دون

گفت آدم توبہ کردم زین نظر ۔ اینچنین گستاخ نندیشم دگر

ترجمہ: بولے آدم - یا خدا توبہ مری ۔ ایسی گستاخی نہو گی پہر کبہی

شرح یعنے یہ تنبیہ سنکر حضرت آدم نے کہا کہ الہی مینے اس نظر عجب سے توبہ کی آیندہ مین ایسی بے ادبی کا خیال بہی نہ لاؤنگا۔ فائدہ یہان سے نکلتا ہے کہ نیک لوگ ذراسی لغزش سے فوراً توبہ کر لیتے ہین

یارب این جرأت زبندہ عفو کن ۔ توبہ کردم مے نگیرم زین سخن

ترجمہ: یا خدا تقصیر میری کر معاف ۔ توبہ مین اس بات سے کرتا ہون صاف

شرح مے نگیرم مین میم ضمیر مفعول ہے یعنے مرا یعنے یا اللہ مینے توبہ کی تو اس بات سے مجہے پکڑنا

یا غیاث المستغیثین اہدنا ۔ لا افتخار بالعلوم والغنا

ترجمہ: اے مرے فریادرس ہو رہنما ۔ علم و دولت پر کرین ہم فخر کیا

شرح یہان سے مولانا کی مناجات شروع ہوئی ہے یعنے الہی اے فریادرس تو ہمین سیدہا رستہ دکہا ہم اپنے علم و مال پر فخر نہین کرتے کیونکہ فخر و عجب اور تکبر بری صفتین ہین جو خدا سے دور کرنے والی ہین۔

لا تزغ قلبا ہدیت بالکرم ۔ واصرف السوء الذی خط القلم

ترجمہ: دلکو تو ٹیڑہا نکر اے راہبر ۔ اور مقدر کی برائی دور کر

شرح یعنے الہی تو سیدہا رستہ دکہا چکنے کے بعد اپنے کرم سے ہمارے دلکو ٹیڑہا نہ کر اور ہماری وہ برائی جو قلم نے بطور قضائے غیر مبرم لکہدی ہے۔ تجہے پہیر دے۔ قضائے غیر مبرم کی قید اسلیئے ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین بدل سکتی چنانچہ مولانا قدس سرہٗ اسکی جانب کئی جگہہ اشارہ فرما چکے ہین۔

بگذران از جان ما سوء القضا ۔ وا مبر ما را ز اخوان الصفا

ترجمہ: حکم بد کو پہیر ہم سے یا خدا ۔ صاف باطن سے نرکہ ہم کو جدا

شرح یعنے الہی ہماری جان سے برے حکم کو دفع کردے اور ہمین اخوان الصفا (اہل صفائے باطن) و اہل اللہ سے دور نہ رکہہ کیونکہ اہل اللہ سے دور رہنا ابدی محرومی کا باعث ہے اور بری تقدیر ہونے کی علامت ہے اے اللہ تو ہماری تقدیر کی برائی کو دفع کردے

اے خدا اے فضل تو حاجت روا ‏ ‏ با تو یاد ہیچکس نبود روا

ترجمہ: فضل تیرا اے کار ساز خلق ہے ‏ ‏ تیرے ہوتے یاد ہو کیون کوئی شے

این قدر ارشاد تو بخشیدہ ‏ ‏ تا بدین بس عیب ما پوشیدہ

تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست ‏ ‏ بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست

ترجمہ: تلخ تر سب سے جدائی ہے تری ‏ ‏ اسے پناہ کل دوہائی ہے تری

شرح یعنے ایخدا تیرے ہوتے کسیکی یاد جائز نہین اور جب تک تیری پناہ نہو بجز پیچ در پیچ گرفتاری عجب و تکبر اور کچہہ حاصل نہین ہوتا تیرا فضل زمانے کی حاجتونکو پورا کرنے والا ہے تو ہمین اخلاق ذمیمہ سے نجات دے

رخت ما ہم رخت ما را راہزن ‏ ‏ جسم ما مر جان ما را جامہ کن

ترجمہ: رخت دنیا رخت دین کا راہ زن ‏ ‏ اور جان کا جامہ کن ہے یہ بدن

شرح یعنے ایخدا ہمارے اسباب دنیوی ہمارے اسباب اُخروی کا یا رخت وجود موہوم رخت وصال حقیقی کا راہ زن ہے اور ہمارا جسم جو گرفتار لذات جسمانیہ ہے ہماری روح کا جامہ کن یعنے خلعت معانی اور کمال کلیہ چھیننے والا ہے ایسی حالتین تو ہی حفاظت کر سکتا ہے ۔

دست ما چون پائے ما را مے خورد ‏ ‏ بے امان تو کسے جان چون برد

ترجمہ: ہاتہہ اپنے پانو کو کہانے لگے ‏ ‏ بے ترے کیونکر امان جانکو ملے

شرح یعنے ایخدا جبکہ ہمارے ہاتہہ کی کمائی ہوی برائیان اُن نیکیون کو فنا کر دیتے ہین جو خدا کے راہ مین چل پہر کر ہمارے پانو نے کمائی تہین یعنے ہمارے اعضا خود ہمارے دشمن ہو جاتے ہین تو تیری حفاظت بغیر کون جانبر ہو سکتا ہے تیرے غضب سے تیری ہی پناہ مانگنی چاہئے۔

ور برد جان زین خطر ہائے عظیم ‏ ‏ بردہ باشد مایۂ ادبار و بیم

ترجمہ: جان خطرون سے جو سالم لیگیا ‏ ‏ مایۂ ادبار و بیم اُسنے لیا

شرح یعنے اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ بلا حفظ و امان الٰہی صرف اپنے علم و عقل کے زور سے خطرات نفسانی و وسوسہ شیطانی سے نکلکر نجات پا جائے یہ بالکل ناممکن ہے ایسا شخص بدبختی اور خوف عذاب الٰہی اپنے سا تہہ لیجائیگا جیسا کہ حکمائے فلسفہ لیگئے جنکا ذکر پہلے مثنوی مین گزر چکا ہے ۔

زانکہ چون جان واصل جانان نبود ‏ ‏ تا ابد با خویش کور ست و کبود

ترجمہ: جان وہ جو واصل جانان نہین ‏ ‏ کور ہے بے نور ہے وہ بالیقین

شرح یعنے چونکہ بلا امن الٰہی صرف عقل پر بہروسہ کرنے والون کی جان واصل ذات نہین ہوتی اسلیئے اپنی ذات مین ہمیشہ کور و کبود اور بے نور رہتی ہے اور نجات کا رستہ نہین ملتا ۔

چون تو ندہی راہ جان خود بردہ گیر — جانکہ بے تو زندہ باشد مردہ گیر

ترجمہ: گر نہ دے تو راہ جان خود بردہ ہے — بے ترے جو زندہ ہے وہ مردہ ہے

شرح: یعنے اے خدا اگر تو سیدہا رستہ نہ دکہائے تو جان گم گشتہ یا ضایع شدہ چیز کی مانند ہے جسکو نفس یا شیطان دوزخ کی طرف اُچک لیجاتا ہے اور جو شخص کہ تیری یاد بغیر زندہ ہے وہ فی الواقع مردہ ہے۔

گر تو طعنہ میزنی بر بندگان — مر ترا آن می رسد اے کامران

ترجمہ: اپنے بندون پر اگر ہو طعنہ زن — تجکو سب زیبا ہے رب ذو المنن

شرح: یعنے اے خدا تو اگر اپنی مخلوق پر طعن مارے یا اُسے بہلا برا کہے تو تجہے شایان ہے ہان بندہ کا بندہ کو برا کہنا بہت برا ہے خالق کو مخلوق مین ہر طرحکے تصرف کا اختیار ہے البتہ باہم مخلوق کا درجہ برابر ہے۔

ور تو ماہ و مہر را گوئی جفا — ور تو قد سرو را گوئی دوتا

ترجمہ: چاند سورج کو اگر اندہا کرے — اور قد سرو کو ٹیڑہا کرے

ور تو چرخ و عرش را گوئی حقیر — ور تو کان و بحر را گوئی فقیر

ترجمہ: اور کہے عرش و فلک کو تو حقیر — یا بنائے بحر و معدن کو فقیر

آن بہ نسبت با کمال تو رواست — ملک و اقبال و غناہا مر تراست

ترجمہ: تجکو لایق ہے تجہے سب روا — ہے ترا سب ملک و اقبال و غنا

شرح: یعنے اے خدا اگر تو چاند سورج کو سونے چاندی کا سل کہے یعنے بے نور کرنے اور سرو کے قد کو خمیدہ بتائے اور چرخ و عرش کو حقیر اور بحر و کان کو محتاج سمجھے تو یہ سب باتین تیرے کمالات کے لحاظ سے ٹہیک ہین کیونکہ چاند سورج مین تیرا سا نور اور عرش مین تیری سی عظمت اور دریا مین تیری سی دولت ہر گز نہین ہے بعض نسخون مین جفا کیجگہہ خفا ہے یعنے پوشیدہ۔ اور بعض مین ملک کمال فنا ہا مر تراست ہے یعنے اے خدا فانی چیزون کے کامل کر دینے کی قوت تجہ مین ہے یعنے تو جو چاہتا ہے وہ فے الفور ہو جاتا ہے۔

کہ تو پاکی از خطر و ز نیستی — نیستان را موجد و مغنیستی

ترجمہ: نیستی سے پاک ہے تو اے خدا — ہست کرنیوالا ہے ہر نیست کا

شرح: یعنے اے خدا تو اسلئے مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے کہ ہر قسم کے خطر اور فنا ہونے سے پاک ہے اور معدوما موجود اور اس ایجاد مین انکو اپنے شریک سے بے پروا کرنے والا ہے بعض نسخون مین مغنی کی جگہہ مفنی اور بعض مین معنی ہے یعنے اے خدا تو معدومات کو موجود کرکے پہر فنا کرنیوالا ہے یا یہ کہ تیرا وجود تمام موجودات کے لیے بمنزلہ معنی ہے جسطرح الفاظ بلا معنے نکمے ہین اسیطرح موجودات تیری اعانت بغیر کسی کام کے نہین۔

	آنکه رویانید داند سوختن	وانکه بدرید داند دوختن
ترجمہ	وہ اگاتا ہے جلا دیتا ہے وہ	پہاڑتا ہے وہ بنا دیتا ہے وہ

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا ہے اور تو وہ ہے کہ جو جلانا رفنا کرنا جانتا ہے اور تو وہ ہے کہ جسنے پہاڑا رفنا کیا اور تو وہ ہے کہ جو سینا رپہر زندہ کردینا جانتا ہے۔

	می بسوزد هر خزان مر باغ را	باز رویاند گل صباغ را
ترجمہ	کو خزان مین باغ جل جاتا ہے گل	پہر کہلا دیتا ہے وہ یہہ کہکے گل

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ ہر موسم خزان مین باغ کو جلا کر پہر رنگ برنگ کے پہول کہلا دیتا ہے ایسیطرح بعد فنا جسم کے اجزا خاک سے جمع کرکے پہر زندہ کردینے پر قادر ہے۔ لفظ صباغ گل کی صفت ہے یعنے ظاہر کنندہ رنگ۔ یا یہ سمجھئے کہ رنگ برنگ کے پہول کو بطور مبالغہ صباغ کہا گیا ہے۔

	کای بسوزیده برون آ تازه شو	بار دیگر خوب و خوش آوازه شو
ترجمہ	اے بہار رفتہ گل تازہ ہو	بار دیگر خوب و خوش آوازہ ہو

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ خزان کے جلے ہو دن کو یہ کہکر بلاتا ہے کہ اے جلے ہوے پہول پہر خوبصورت تازہ ہو جاؤ اور نام بنام الگ الگ شہرت حاصل کرلو۔ اسیطرح مردون کی پرانی ہڈیون اور گلی ہوی کہالون کو یہہ حکم دیگا کہ حساب وکتاب کے لیئے ہمارے دربار مین آجاؤ۔ چنانچہ تمام عالم پہر زندہ ہو جائے گا۔

	چشم نرگس کور شد بازش بساخت	حلق نی ببرید و بازش خود نواخت
ترجمہ	اسنے بخشی چشم نرگس کو نظر	حلق نے پہر کی نوازش کا اثر

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ موسم خزان مین نرگس کی آنکہہ پہوڑدی تہی مگر پہر بنادی اور نے کا حلق پہاڑ دیا یعنے نیستان کو اجاڑ دیا تہا مگر اسپر پہر نوازش فرمادی۔ نکتہ لفظ نواخت جو بجانے کے معنون بہی ہے نے کے لیئے ایہام لطیف ہے۔ اور اس کے معنے وہی سمجھتے ہین جو لطف نواز نے جو حکایت مسکیند کی شرح سمجھ چکے ہین

	ما چو مصنوعیم و صانع نیستیم	جز زبون و جز که قانع نیستیم
ترجمہ	ہم ہین مصنوع اور صانع نہین ہون	اسلیئے صانع کے آگے ہین زبون

شرح یعنے ایخدا ہم مصنوع ہین اور تو صانع اور چونکہ مصنوع صانع سے عاجز ہوا کرتا ہے اسلیئے ہم تیرے حکم پر قانع ہین کیونکہ مصنوع کو بجز عجز وتسلیم اور کچہ نہین بن آتا۔ اسلیئے تیرا حکم ماننا ہمپر فرض ہے۔

	ما همه نفسی و نفسی می زنیم	گر نخواهی ما همه اهریمنیم
ترجمہ	نفسی نفسی کرتے ہین بے شک رکوا	تو نچاہے تو ہین ہم مانند دیو

شرح یعنے اے خدا ہم سب نفسی نفسی پکار رہے ہیں یعنے ہم میں سے ہر شخص کہتا ہے کہ یا الٰہی میرے نفس کو برائیوں سے نجات اور بھلائیوں کی ہدایت دے۔ اگر تو ہی ہماری ہدایت بچا ہے گا تو ہم دیو یعنے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہوجاوینگے کیونکہ تیری مدد بغیر کسیکو سیدھا رستہ معلوم نہین ہوسکتا۔

زان ز اہرمن رہیدستیم ما	کہ خریدی جان ما را از عمے
ترجمہ: اسلئے شیطان سے پائی ہے امان	اندھے پن سے تو بچا لیتا ہے جان

شرح یعنے اے خدا ہم اسلئے شیطان کے قبضہ سے نجات پائے ہوے ہین کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن دگمراہی سے محفوظ کر رکھا ہے اور ہمارے دیدۂ باطن کو نور ایمان سے منور کردیا ہے اگر تیرا فضل نہوتا تو ہم عذاب دوجہان مین مبتلا ہوجاتے اور گمراہی کے اندھے کنوین مین گر پڑتے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست	بے عصا و بے عصا کش کور چیست
ترجمہ: جینے والونکا ہے رہبر بالیقین	بے عصا کش کور کیا ہے کچھ نہین

شرح یعنے اے خدا جس شخص کے لئے حیات جاودانی مقرر کی گئی ہے تو اسکا عصا کش یعنے ہادی ہے اور اندھا یعنے گمراہ کیا چیز ہے ؟ وہ ہے جو بلا عصا و بلا عصا کش ہو یعنے بلا ہدایت و بلا ہادی ہمیشہ گمراہ رہے۔ دوسرے مصرع مین کو چیست باعتبار لفظ سوال موخر ہے۔ اور بے عصا و بے عصا کش جواب مقدم حدیث قدسی ہے کلکم ضال الا من ھدیتہ یعنے اے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جسکو مین ہدایت دون وہ نیک راہ پر ہے اسلئے مجھی سے ہدایت طلب کرو نکتہ چونکہ دلکا اندھا اہل باطن کے نزدیک حیوانات مین سے ہے اسلئے مولانا قدس سرہ لفظ زندگیست کی حیثیت لائے ہین۔

غیر او ہر چہ خوش ست و ناخوش ست	آدمی سوزست و عین آتش ست
ترجمہ: ہے جو کچھ اسکے سوا اچھا برا	عین دوزخ ہے سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے خدا کے سوا کوئی چیز اچھی ہو یا بری مگر چونکہ ما سوے اللہ سے غافل کردینے والی چیزون مین داخل ہے اسلئے آدمی کے جلانے والی اور مجسم دوزخ کی آگ ہے نکتہ انبیاء و اولیاء و علما چونکہ خدا کو یاد دلاتے رہتے ہین اسلئے ما سوے اللہ مین داخل نہین ہین

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد	ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
ترجمہ: آگ یہان جسکی پناہ و پشت ہے	ہے مجوسی اور وہ زردشت ہے

شرح یعنے جو آگ پر بھروسا کئے اور اُسے اپنا معبود بنائے بیٹھا ہے وہ مجوسی اور زردشت ہے اسیطرح ما سوے اللہ کی محبت آگ ہے اور ما سوے اللہ سے محبت کرنے والے عند الطریقت آتش پرست ہین فائدہ زردشت

ایک حکیم تہا جسنے ملک فارس مین آتش پرستی کی بنیاد ڈالی ہے۔

کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ॥ ان فضل اللہ غیم ہاطل

ترجمہ: ہیچ ہے حق کے سوا ہر ایک شے ॥ ہان فقط فضل الٰہی ابر ہے

شرح پہلا مصرعہ ایام جاہلیت کے ایک مشہور شاعر (لبید نامی) کا ہے اور رسول اللہ نے اس مصرعہ کی تعریف فرمائی ہے مطلب یہ کہ سوائے خدا کے ہر شئے بگڑنے یا فنا ہونیوالی ہے یا بیکار و باطل ہے البتہ اللہ تعالےٰ موجود برحق ہے اور اُسکا فضل برسنے والے ابر کی مانند بے انتہا ہے۔

باز رو سوے علی و خونیش ॥ وان کرم با خونی و افزونیش

ترجمہ: پھر سے سن لے داستان مرتضےٰ ॥ اپنے قاتل پر کرم کیا کچھ کیا

شرح لفظ افزونیش علی پر معطوف ہے یعنے اے طالب مضمون مناجات سننے کے بعد حضرت علیؓ اور آنکے قاتل کی داستان اور اُسپر کرم اور بیان فضائل علی کی طرف رجوع کر نیز ممکن ہے کہ ضمیر افزونیش کرم کی طرف راجع ہو

بقیہ قصہ امیر المومنین علیؓ و مساحت و اغماض او با خونی و رکابدار خویش

ترجمہ: حضرت علیؓ کے اپنے خونی اور رکابدار (ابن ملجم) سے نرمی اور چشم پوشی کرنیکا باقی قصہ

گفت دشمن را ہمی بینم بچشم ॥ روز و شب بر وے ندارم ہیچ خشم

ترجمہ: بولے دشمن سامنے ہے روز و شب ॥ مین نہین ہوتا ہون اُسپر پُر غضب

زانکہ مرگم ہمچو جان خوش آمدست ॥ مرگ من در بعث چنگ اندر زدست

ترجمہ: جانتا ہون موت کو مانند جان ॥ موت میری زندگی ہے مہربان

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان سے فرمایا کہ مین دن رات اپنے قاتل کو آنکھون سے دیکھتا ہون اور اُسپر کسیطرح کا غصہ نہین کرتا کیونکہ مجکو موت جان طرح پیاری ہے اور میری موت نے بعث (حیات ثانی) کا دامن پکڑ رکہا ہے یعنے مین عالم فانی سے انتقال کرکے روحانی زندگی حاصل کرلونگا۔

مرگ بے مرگی بود مارا حلال ॥ برگ بے برگی بود مارا نوال

ترجمہ: ہان ہمین بے موت مرنا ہے حلال ॥ اور بے سامانیان برگ و نوال

شرح یعنے موت در حالت زندگی (جیتے جی مرجانا) یا ایسے موت جسکا نتیجہ بے مرگی اور حیات ابدی ہے ہمارے لیئے حلال ہے کیونکہ یہ ظاہری موت اہل اللہ کے نزدیک بے مرگی اور باعث حیات ابدی ہے اور اسیکا نام وصال ہے۔ اور ہمارے لیئے بے برگی اور بے سامانی و احتیاج گویا باسامانی اور توشۂ عقبےٰ ہے کیونکہ ہم بجز عشق الٰہی اور کسی شئے کو اپنی دو جہان کی بہلائی کا سامان نہین جانتے

کیونکہ اس جہاد میں مرنا وصال حقیقی ہے۔ کیونکہ شہیدان عشق حقیقی خدا سے جا ملتے ہیں۔

	زانکہ نہی از دانۂ شیرین بود	تلخ را خود نہی حاجت کے شود
ترجمہ	روک میٹھی چیز سے ہے بالیقین	تلخ سے ہے کچھ منع کی حاجت نہین
	دانۂ مردن مرا شیرین شدست	بل ہم احیائے پے من آمدست
ترجمہ	موت ہے اک میوۂ شیرین مجھے	بل ہم احیاء ہے میرے واسطے

شرح یعنے ممانعت اُسی چیز سے ہوتی ہے جو شیرین و لذیذ ہو کڑوی چیز سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہین ہوتی لیس تو چونکہ موت میرے نزدیک شیرین ہے کیونکہ خدا کے رستہ مین مرنیوالون کو حسب مضمون بل ہم احیاء عند ربہم (شہید خدا کے نزدیک زندہ ہین) حیات ابدی ملجاتی ہے اسلیئے حکم لا تلقوا میرے لیئے ہے لفظ دانہ دونو جگہ بمعنے غذا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عاشقان الٰہی موت کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

	اقتلونی یا ثقاتی لائما	ان فی قتلی حیاتا دائما
ترجمہ	اے مجھکو قتل کرو اے ثقات	قتل ہو جانے مین ہے دایم حیات

شرح یہ شعر حضرت علی کی زبان سے مولانا کا مقولہ اور منصور کے قول کی تضمین ہے جو اُسنے قتل ہوتے وقت کہا تہا یعنے اے میرے دوستو مجھے اس حالت مین قتل کرو کہ مین اپنے نفس کو ملامت کرتا جاتا ہون کیونکہ میرے قتل ہو جانے مین میری دائمی زندگی پوشیدہ ہے۔ اسلیئے مجھے موت نہایت محبوب ہے۔

	ان فی موتی حیاتی یا فتے	کم افارق موطنی حتے متے
ترجمہ	موت ہی مین زندگی ہے اے فتا	کیون رہون اپنے وطن سے مین جدا

شرح یعنے اے مخاطب میری موت مین میری زندگی پوشیدہ ہے مین اصلی وطن (عالم احدیت) سے کب تک اور کس زمانہ تک جدا رہونگا اسلیئے مجھے مرجانا محبوب ہے۔ کیونکہ بلا موت عالم احدیت تک رسائی نہین ہو سکتی۔

	فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون	لم یقل انا الیہ راجعون
ترجمہ	ہے مری فرقت مین آرام و سکون	دیکھ لے انا الیہ راجعون

شرح یعنے اے مخاطب جان کے بدن سے جدا ہونے مین اگر میرے لیئے سکون (راحت و آرام) نہوتا تو اللہ تعالے مصیبت اور خاصکر مصیبت موت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم خدا کی ملک ہین اور اسیطرف رجوع کرنیوالے ہین) کہنے کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ آدمی ہر طرف سے پہر پہرا کر اپنے وطن اور جائے آرام ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے اور وہین جاتا ہے جہان اُسے آرام ملے ورنہ رجوع کے معنے درست نہین ہو سکتے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت باعث سکون ہے اور اللہ کیطرف جانا گویا وطن اصلی طرف رجوع کرنا ہے یہی باعث ہے کہ عاشقونکو موت محبوب ہے

راجع آن باشد کہ باز آید بشہر | سوئے وحدت آید از تفریق دہر

ترجمہ: ہے وہی راجع پھرے جو سوئے شہر | پھر وحدت چھوڑ دے تفریق دہر

شرح یعنی فی الواقع خدا کی طرف رجوع کرنے والا وہ ہے جو شہر حقیقت اور وطن اصلی (عالم احدیت) کی طرف رجوع کرے اور جس عالم سے نکلکر دنیا میں آیا تھا اسی عالم کی طرف چلا جائے اور تفریق دہر (عالم کثرت) عالم دنیا سے نکلکر مقام وحدت میں آرام کرے جو لوگ تفریق دہر سے نجات یافتہ نہیں ہیں وہ خدا سے دور ہیں۔

این سخن پایان ندارد جاکرم | چون شنید این سر رسید گشت خم

ترجمہ: الغرض سن کے یہ سیر اعلام | منفعل ہو نار ہا ہے لا کلام

شرح حضرت علی فرماتے ہیں کہ اے پہلوان شوق شہادت کی داستان بے انتہا ہے اسکو چھوڑ کر سیرے رکابدار کا قصہ سن لے کہ جب اسنے اپنے سید اور آقا سے یہ راز سن لیا جو ابھی بیان ہو چکا تو نہایت شمیدہ منفعل اور شرمناک ہو کر میرے قدموں میں آگرا اور میرے ہاتھ سے قتل ہو جانے کا مدتوں آرزومند رہا۔

افتادن رکابدار در پای امیر المومنین علی کہ اے امیر مرا بکش و ازین قضیہ برہان

ترجمہ: رکابدار کا حضرت علی کے قدموں میں گرکر یہ کہنا کہ اے امیر المومنین مجھے مار ڈالیے اور اس امتحان سے نجات دیجئے

باز آمد کاے علی زودم بکش | تا نبینم آن دم و وقت ترش

ترجمہ: وہ یہ کہتا تھا کہ مجکو مار لیجے | تا نہ دیکھوں میں برا وقت آنکھ سے

من حلالت میکنم خونم بریز | تا نہ بیند چشم من آن رستخیز

ترجمہ: قتل کیجے خون ہے میرا حلال | تا نہ دیکھوں اپنی آنکھوں سے وبال

شرح حضرت علی فرماتے ہیں کہ رکابدار نے میرے قدموں میں گرکر یہ کہا کہ اے علی بہت جلد مجھے مار ڈالیے [illegible] نہیں وہ گھڑی (آپ کی شہادت کا وقت) اور وہ برا وقت (موقع عذاب الہی جو قتل مومن کے باعث ہوا) [illegible] دیکھوں اور آپ کی شہادت سے جو ہنگامہ قیامت برپا ہوگا میرے نظروں کے سامنے نہ آئے میں نے آپکو اپنا خون معاف کیا۔

گفتم ار ہر ذرہ خونی شود | خنجر اندر کف بقصد تو بود

ترجمہ: میں یہ بولا خونی ہر ذرہ ہو گر | اور مارنے تجکو خنجر تھام کر

یک سر مو از تو نتواند برید | چون قلم بر تو چنین خطے کشید

ترجمہ: کٹ نہیں سکتا ہے تیرا ایک بال | ہے تری تقدیر میں جب یہ کمال

شرح یعنی میں نے رکابدار کے جواب میں یہ کہا کہ اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے اور تیرے مار ڈالنے کے لیے تلوار ہاتھ میں لے لے تو بھی تیرا ایک بال بیکا نہیں ہو سکتا کیونکہ تیری تقدیر میں ہی لکھا ہے کہ کسی دن مجھے قتل کر ڈالے پھر تجھے

افتادن رکابدار در پای امیر المومنین [illegible]

تلوار کی آنچ کسطرح پہنچ سکتی ہے میرے قتل کرنے سے پہلے تجھے کوئی شخص نہین مار سکتا تو میرا قاتل ہے مقتول نہین ہے

لیک بیغم شو شفیع تو منم ‖ خواجہ روحم نہ مملوک تنم

ترجمہ: ہون شفیع حشر مین رہ بے حزان ‖ مالک جان ہون ۔ نہ مملوک بدن

شرح یعنے اے رکابدار تو میرے قتل کے باعث عذاب آلہی کا خوف نہ کر مین قیامت کے دن تیری سفارش کرونگا اور مین اپنی جان کا مالک ہون بدن کا تابع یا مملوک نہین ہون یعنے مین اسپر قادر ہون کہ اپنی روح کو مرضیات آلہی مین فنا کردون ۔ اور جبکہ تیرے ہاتھہ سے میرا قتل ہونا داخل رضائے آلہی ہے تو مین تجھے قتل نہین کرسکتا ۔

پیش من این تن ندارد قیمتے ‖ بے تن خویشم فتے ابن الفتے

ترجمہ: میرے آگے تن کی کچھہ قیمت نہین ‖ مین فتا ابن الفتا ہون بالیقین

شرح یعنے میرے نزدیک بدن کوئی قیمتی چیز نہین ہے بلکہ مین بلا لحاظ بدن روحانی قوت کے باعث خود جوان اور جوان کا بیٹا ہون ۔ اسیلئے میرے بدن کو کیسی تکلیف ہو روح کو ناگوار معلوم نہین ہوتی ۔

خنجر و شمشیر شد ریحان من ‖ مرگ من شد بزم و نرگسدان من

ترجمہ: خنجر و شمشیر اک ریحان ہے ‖ موت میری زینتا نرگسدان ہے

شرح یعنے خنجر و شمشیر میرے روزی یا اولاد یا سونگھنے کے پہول ہین جنکو مین بہت دوست رکھتا ہون اسیلئے خنجر و شمشیر کے نتیجہ (زخم شہادت) کو بالائے محبوب سمجھونگا اور موت میرے لیئے گویا بزم عیش اور نرگسدان (سامان) شادی و سرور ہے یعنے خدا کے رستہ مین جان دینی ہمارے لیئے شادمانی کا باعث اور دلی مسرت کا سبب ہے

آنکہ او تن را بدینسان پے کند ‖ حرص میری و خلافت کے کند

ترجمہ: جسم کا دشمن رہے جو اس نمط ‖ اُسکو ہو حرص خلافت سب غلط

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے اور اس شعر مین شیعہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ خلافت کے خواستمند تہے مگر خلفائے ثلثہ کے خوف سے بطور تقیہ اُنکی بیعت کرلی تہی ۔ مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ جو شخص اپنے بدنکو اسطرح پامال اور ہلاک رضائے آلہی کردے اسکو خلافت کی حرص ہرگز نہین ہوتی ۔ یہی سبب تہا کہ آپنے رغبت کے ساتہ خلفائے ثلثہ سے بیعت کرلی تہی اگر آپ خلافت کے خواہشمند ہوتے تو رضامندی سے بیعت نکرتے ۔

زان بظاہر کوشد اندر جاہ و حکم ‖ تا امیران را نماید راہ و حکم

ترجمہ: اسلیئے ہوتا ہے مطلوب اسکو جاہ ‖ تا رئیسون کو دکہلائے نیک راہ

تا بیاراید بہر تن جامہ ‖ تا نویسد او بہر کس نامہ

ترجمہ: ہر کس و ناکس کو بخشے جامہ وہ ‖ ہر کس و ناکس کو لکہے نامہ وہ

آنکہ او از مخزن ہفت آسمان ۔۔۔ چشم دل بربست روز امتحان

ترجمہ: کل خزانوں سے فلک کے جسم جان ۔۔۔ بند فرمائی تھی روز امتحان

از پے نظارۂ او حور و جان ۔۔۔ پر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان

ترجمہ: آپکے نظارہ کو حور و ملک ۔۔۔ پر کئے بیٹھے تھے آفاق فلک

قدسیان افتادہ بر خاک رہش ۔۔۔ صد چو یوسف اوفتادہ در چہش

ترجمہ: سب فرشتے نکئے تھے خاک راہ ۔۔۔ تھے ہزاروں یوسفوں کو آنکی چاہ

خویشتن آراستہ از بہر او ۔۔۔ خود ورا پروائے غیر دوست کو

ترجمہ: ایسی زینت پر نظر مطلق نہ تھی ۔۔۔ انکو کچھ پروائے غیر حق نہ تھی

شرح یہ چار شعر قطعہ بند ہیں یعنے شب معراج میں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے امتحان ترک ماسوے اللہ کا وقت تھا حضور نے مخزن ہفت آسمان یعنے عجائبات ملکوت اور غرائبات جبروت سب سے آنکھیں بند کرلیں اور اپنے نظر کو کسیطرف نہیں پھیرا باوجودیکہ تمام آسمان کے کنارے حور و ملک اور ارواح انبیا و اولیا سے بھرے ہوے اور فرشتے آپ کے رستے کی خاک پر بچھے ہوئے اور بہت سے انبیا عشق زیارت کے کنوین مین گرے ہوے تھے اور ان تمام حور و ملائکہ اور ارواح انبیا وغیرہ نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا تھا لیکن پیغمبر خدا کو بجز حقیقی دوست (اللہ تعالے) کے اور کسیکی پروا نتھی بس تو آپ کا مکہ کو فتح کرنا ہی حب دنیا کے لیئے نہ تھا

آنچنان پر گشتہ از اجلال حق ۔۔۔ کاندرو ہم رہ نیابد آل حق

ترجمہ: بھر گیا تھا اسقدر اجلال حق ۔۔۔ دل سے باہر ہوگئی تھی آل حق

لا یسع فینا نبی مرسل ۔۔۔ والملک والروح ایضا فاعقلوا

ترجمہ: دل میں ہے گنجایش رب جلیل ۔۔۔ کب سما سکتے ہین اسمین جبرئیل

شرح یعنے شب معراج آپ بزرگی حق اور عظمت شان الہی کے نظارہ مین ایسے محو ہوے کہ آپ کی نظر مین آل حق (انبیا) نے بھی راستہ نپایا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ میرے اور حق کے مابین کوئی پیغمبر اور کوئی فرشتہ حائل نہین ہوسکتا۔ روح بمعنے جبرئیل ہے اور دوسرا شعر لفظ آل کی تفسیر ہے۔

گفت ما زاغیم ہمچون زاغ نے ۔۔۔ مست صباغیم مست باغ نے

ترجمہ: آپ تھے مصداق ما زاغ البصر ۔۔۔ باغ پر جاتی نہ تھی ہرگز نظر

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ ہم آیت مَا زَاغَ الْبَصَرُ کے مصداق ہین یعنے ہماری آنکھہ مشاہدۂ حق کے سوا کسی اور طرف اٹھتے ہی نہین کیونکہ ہم زاغ کی طرح جیفۂ دنیا کے طالب نہین ہین، اور ہم رنگنے والے یا رنگا

گر ندیدہ ابلیس و گفت من از طین — چون فزاید بر من آتش جبین

ترجمہ: یون کہا شیطان نے کیا خاک سے ہے — آتشی ہون۔ مجھ سے کب اچھا ہے یہہ

تا تو مے بینی عزیزان را بشر — دانکہ میراث بلیس ست آن نظر

ترجمہ: گر عزیزون مین نظر آتا ہے بشر — ورثہ شیطان ہے ایسی نظر

گر نہ فرزند بلیسی اے عنید — پس بتو میراث آن سگ کی رسید

ترجمہ: گر نہ تہا اولاد شیطان اے فنا — اُسکا ورثہ تجکو کیونکر مل گیا

شرح یعنے جسطرح شیطان نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا سمجھکر تکبر کیا تہا اسی طرح اگر تو عزیزون (انبیاء اولیا) کو حقارت سے دیکھیگا۔ تو سمجہ لے کہ یہ بڑی نظر شیطان ہی کی میراث ہے جو تجھے لگی ہے اگر تو اولاد شیطان نہوتا تو اس کتے کی میراث تجھے کیون ملتی۔ بزرگونکو بری باتین شیطان ہی کے وسوسہ ڈالنے سے معلوم ہوتی ہین

من نیم سگ شیر حقم حق پرست — شیر حق آنست کز صورت برست

ترجمہ: شیر حق ہون سگ نہین اے حق پرست صفات — شیر ہے صورت سے جو پائے نجات

شیر دنیا جوید اشکارے و برگ — شیر مولے جوید آزادے و مرگ

ترجمہ: شیر دنیا ڈہونڈتا ہے صید و برگ — شیر حق کو ہے تلاش رنج و مرگ

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود — ہمچو پروانہ بسوزاند وجود

ترجمہ: دیکہتا ہے وہ فنا مین سو بقا — صورت پروانہ ہوتا ہے فنا

شرح یہ اشعار حضرت علی کا مقولہ ہین یعنے اے پہلوان مین شیر خدا اور خدا پرست اور خواہشات دنیوی سے نجات یافتہ ہون دنیا کا شیر شکار اور لذت دنیوی کا طالب ہوا کرتا ہے اور خدا کا شیر تکلیفون اور موت کا خواہان رہتا ہے کیونکہ وہ مرنے مین بہت بڑی زندگی (حیات ابدی) دیکھتا ہے اسلئے اپنے جسم کو پروانہ کی طرح فنا کر دیتا ہے۔ پہلے مصرع مین وجود یعنے حیات ابدی اور دوسرے مین یعنے ہستی موہوم ہے

شد ہوائے مرگ طوق صادقان — کہ جہودان را بُد آن دم امتحان

ترجمہ: مرگ کی خواہش ہے جان صادقان — کافرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے موت کی خواہش صادقون کے گلے کا ہار ہے اسلئے کہ یہود کے حق مین وہ دم (تمنائے موت کے متعلق مقولہ الہی) جو قرآن مجید مین موجود ہے امتحان صداقت کے لیئے تہا مگر یہود اس امتحان مین پورے نہ اترے اور موت کی تمنا نہ کر سکے اس سے معلوم ہوا کہ یہود خدا کے صادق دوست نہ تہے کیونکہ موت کی تمنا صادقین کو ہوتی ہے جو موت سے گہبراتے نہین بلکہ وصال کی نیت سے موت کے آرزومند رہتے ہین۔

در پی فرمود کاے قوم یہود | صادقان را مرگ باشد برگ و سود

ترجمہ: ہے یہ قرآن میں کہ اے قوم یہود | صادقوں کیلئے موت ہے بہتر ہے سود

ہمچنانکہ آرزوے سود ہست | آرزوے مرگ بودن بہتر است

ترجمہ: آرزو ہے فائدہ کی جس طرح | آرزو موت کی بس اس طرح

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قُل یَا اَیُّہَا الَّذِینَ ہَادُوا اِن زَعَمتُم الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے یہودیو اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو موت کی آرزو کرو کیونکہ موت دوست کو دوست سے ملا دینے والی ہے یہی باعث ہے کہ موت کو وصال کہتے ہیں کیونکہ اس کو وصل حبیب میسر ہوتا ہے۔

اے جہودان بہر ناموس کسان | بگذرانید این تمنا بر زبان

ترجمہ: اے یہودی لوگو کچھ شرماؤ تم | اس تمنا کو زبان پہ لاؤ تم

یک جہودے این قدر زہرہ نداشت | چون محمد این علم را برفراشت

ترجمہ: ہوگئے سارے یہودی بند بند | جب محمد نے کیا جھنڈا بلند

شرح یعنے اے یہودیو اگر تمکو یہ دعوے ہے کہ ہم پیغمبروں کے سچے متبع ہیں تو انکی عزت قائم رکھنے کے لئے موت کی آرزو کرو کیونکہ پیغمبروں نے بھی دنیوی زندگی کو پسند نہیں کیا۔ یا یہ کہ اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے میں سچے ہو تو اپنی قوم کی عزت کا خیال کرو اور موت کے طالب ہو ورنہ جھوٹے دعوے سے تمہاری قومی عزت جاتی رہیگی با اینہمہ یہودیوں سے ایک شخص نے بھی موت کی آرزو نہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ صاحب علم صداقت بلند کیا تو تمام یہودی سرنگون ہوگئے یعنے جھوٹے دعوے کے سبب منفعل ہوکر موت کی آرزو نکر سکے۔

گفت اگر رانند این را بر زبان | یک یہودی خود نماند در جہان

ترجمہ: گر گذرتے وہ اگر اس کام کو | اک یہودی بھی نہ رہتا نام کو

پس یہودان مال بردند و خراج | کہ مکن رسوا تو مارا اے سراج

ترجمہ: پس یہودی لیگئے مال و خراج | اور کہا رسوا نکر تو اے سراج

جزیہ پذرفتند و بے بودند شاد | ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد

ترجمہ: جزیہ دے کر رہا کرتے تھے شاد | ہے یہ سچ واللہ اعلم بالرشاد

شرح یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر یہودی موت کی تمنا کر لیتے تو ان کا ایک آدمی بھی دنیا میں زندہ نہ رہتا مگر انہوں نے موت کی آرزو نہ کی اور خراج دنیا قبول کر لیا چنانچہ کتب احادیث و سیر سے ظاہر ہے آئندہ حقیقت حال اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے وہ جھوٹے سچے کی حقیقت کو خوب جانتا ہے

این سخن را [illegible] بے پایان | دست با من ده چو چشمت دوست دید

ترجمہ یہ سخن ہے انتہا [illegible] ہے اے عنتا | رہا تھہ دے مجھکو کہ حق ہے رہنما

شرح یہ حضرت علی کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان سچے مسلمانون اور جھوٹے مدعیون کے حالات بے انتہا ہین انکو چھوڑکر ادہر آ۔ اور جب تیری آنکھہ نے حقیقی دوست یا خوبی اسلام کو دیکھہ لیا ہے تو میرے ہاتھہ مین ہاتھہ دے تاکہ مین تجھے بوستان معرفت کی سیر کراؤن۔ اور گلشن توحید کی بہار دکھاؤن۔

اندر آ در گلستان از مزبلہ | چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ

ترجمہ مزبلہ سے باغ مین آ پر شعور | تو نے دیکھا ہے اندھیری گھر مین نور

بے توقف زود تر دہ نہ قدم | زین چہ بے بن سوے باغ ارم

ترجمہ بے تامل جلد رکھ آگے قدم | کر سفر یہان سے سوے باغ ارم

شرح حضرت علی کہتے ہین کہ اے پہلوان کفر و معصیت کے ڈلاؤ خانہ سے نکلکر باغ ایمان و عرفان کی طرف چلا آ۔ کیونکہ تو نے ظلمت کفر کی حالت مین اسلام کی روشنی کا تھوڑا بہت جلوہ دیکھہ لیا ہے۔ دوزخ یعنی طبیعت حیوانی کے گہرے کنوین سے نکل اور بے توقف باغ جنت کی طرف چل۔

ہم بنردش گفت از بہر خدا | شرح کن این را و بپذیرم ہلا

ترجمہ پہلوان نے پھر کہا بہر خدا | بھید کی کہہ دو علی مرتضےٰ

شرح یعنے حضرت علی کے مقابل پہلوان مذکور نے یہ کہا کہ اے علی میرے قتل نہ کرنے کی راز کو بیان کر دیجئے اور مجھے اپنی غلامی مین ضرور قبول فرمائیے۔ بعد انکشاف راز کے بعد کلمہ شہادت پڑھا دیجئے

گفتن امیر المومنین علی با قرین خود کہ سبب نکشتن تو چہ بود و مسلمان شدن او بدست حضرت

ترجمہ حضرت علی کا اپنے حریف یعنے پہلوان مذکور سے اسکے قتل نہ کرنیکا سبب بیان کرنا اور اسکا حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہونا

گفت امیر المومنین با آن جوان | کہ بہنگام نبرد اے پہلوان

ترجمہ مرتضےٰ نے یہ کہا سن اے جوان | لڑتے وقت اس روز تو نے ناگہان

چون خدو انداختی بر روے من | نفس جنبید و تبہ شد خوے من

ترجمہ تھوک مارا تھا مرے منہہ پر تمام | غصہ مجکو آگیا [illegible] لا کلام

نیم بہر حق شد و نیمے ہوا | شرکت اندر کار حق نبود روا

ترجمہ آدہا حق کا حصہ آدہا نفس کا | کام مین حق کے نہین شرکت روا

شرح یہ اشعار قطعہ بند ہین یعنے حضرت علی نے پہلوان سے کہا کہ جب تو نے میرے منہہ پر تہوک دیا تھا

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب سننے والے متوجہ نہیں ہوتے تو بتانے والے کا جوش تقریر جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا (روے در کشیدن سخن از ملالت مستمعان) میں فرما چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو خاکسار شارح کو ایک اہل اللہ اور واقف رموز مثنوی سے معلوم ہوئے ہیں یہ ہیں کہ مولانا قدس سرہ تہجد کے وقت اشعار مثنوی تصنیف فرماتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے کسی شب قدر سے غذا کی زیادتی کے باعث مولانا حسام الدین اونگھ گئے۔ اور مولانا قدس سرہ کا جوش فکر اشعار جاتا رہا اور چونکہ صوفیوں کا قول بعینہ انکا حال ہوتا ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے وہی حال درج فرما دیا جو شب کو گذرا تھا۔ تنبیہ دو اشعار کے لحاظ سے یہ دوسرے معنے نہایت مناسب ہیں چنانچہ ذہن سلیم اور عقل مستقیم خود گواہ ہے۔

	گندمے خورشید آدم را کسوف	چون ذنب شعشاع بدری را خسوف
ترجمہ	مہر آدم کو گہن گندم سے ہے	ہے ذنب سے چاند اک تاریک سے

شرح یعنے گیہوں کے دانے (غذائے ظاہری) آفتاب مراتب حضرت آدمؑ کے لیئے اسطرح باعث کسوف ہوگئے جسطرح ستارۂ ذنب ماہ کامل کی روشنی کے لیئے موجب خسوف ہوجاتا ہے اہل ہیئت کا قول ہے کہ جب پورا چاند ستارۂ ذنب سے متصل ہوجاتا ہے تو گہن میں آجاتا ہے اسیطرح گیہوں کہانے سے حضرت آدمؑ کے مراتب کا آفتاب گہن میں آگیا اور جنت سے محضرت فلاں کے گھر (دنیا) میں اتارے گئے شعشاع یعنے روشنی ہے۔ کسوف و خسوف کا مفصل شرح حصہ دوم میں بیان ہوچکی ہے۔

	اینت لطف دل کہ از یک مشت گل	ماہ او چون می شود پروین گسل
ترجمہ	اللہ اللہ کس قدر ہے لطف دل	اُسکو چھپا دیتی ہے اک مشت گل

شرح اینت کلمۂ تحسین و تعجب ہے یعنے زہے اور مشت گل سے ظاہری غذا مراد ہے اور پروین اُن چھوٹے چھوٹے ستاروں کا نام ہے جنکو ثریا اور جھمکا کہتے ہیں یعنے لطافت دل لطیف شے ہے کہ اسپر غذا کی لطافت وکثافت کا اثر ضرور پڑتا ہے لقمۂ حلال نور ہے اور لقمہ حرام نار بلکہ صحبت کے سبب غیر کی لطافت و کثافت کا اثر بھی دوسرے پر پڑجاتا ہے۔ چنانچہ مولانا حسام الدین کے قدر سے زیادہ غذا کہانے یا سننے والوں کے لذات جسمانیہ میں مشغول ہونے کا اثر ہمارے دل پر پڑا اور دل کا چاند جو انوار حقایق کا فیضان کر رہا تھا گو بجائے خود روشن ہے مگر پروین گسل یعنے اسرار و حقایق کے ستاروں کو توڑنے اور غائب کرنے والا ہوگیا ہے یعنے جسطرح چاند روشن ہوکر چھوٹے چھوٹے ستاروں کی روشنی فنا کردیتا ہے اسیطرح سُننے والوں کی کثافت اور اشتغال لذات جسمانیہ کے باعث اسرار کے ستاروں کی روشنی سب طرف سے سمٹ کر دل کے چاند میں مخفی ہوجاتی ہے مطلب یہ کہ سننے والوں کی غفلت کے باعث ہم میں قوت بیان اسرار نہیں رہی۔